تورج نامہ

جلد دوم

(یعنے دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ)

جسکو شاعر شیرین زبان ناثر خوش بیان منشی پیارے مرزا صاحب نے باعانت داستان گوی بینظیر

شیخ تصدق حسین صاحب تصنیف کیا

اور بار سوم

باہتمام بابو کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوا

اطلاع

مطبع ہذا مین ہر علم و فن کی کتابون کا ذخیرہ عربی فارسی اردو سنسکرت ہندی۔ بھاشیہ گورمکھی وغیرہ مین ہر وقت موجود رہتا ہے جسکی فہرست ایک اطلاعی کارڈ پہونچنے پر فوراً ہر شایق کو روانہ کیجاتی ہے۔ جس فن کی کتاب ہے اُسی فن کی چند دیگر کتب کی مختصر ایک فہرست یہان بھی درج کیجاتی ہے تاکہ شائقین کو انسے بھی اطلاع ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب داستان و قصہ جات قدیم	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ یہ کتاب پہلے دوسری زبان مین تھی بنظر دلچسپی عوام مطبع نے اسکا ترجمہ کرایا اور یہ اسقدر مقبول عام ہوئی کہ ابتک متعدد ایڈیشن اسکے شایع ہوے اور فروخت ہوے مگر خریدارون کا اشتیاق اور انکی فرمائشین اُسی درجہ پر ہین۔ فی الحقیقت اسقدر رنگین اور اتنی دلچسپ ہے کہ دیکھکر طبیعت باغ باغ ہوجاتی ہے۔	عہ
نوشیروان نامہ جلد اول۔ یہ سب داستانین داستان امیر حمزہ صاحبقران سے متعلق ہین چنانچہ نوشیروان نامہ کے بھی دو حصہ ہین پہلے حصہ مین امیر حمزہ کی پیدائش کا حال پرورش جوانی اور دربار کسریٰ مین عزت پانے کا حال نوشیروان کی لڑکی کا عشق۔ اور خواجہ کی دائی سعدان بن لندھور سے زبردست لڑائیون اور معرکون کا بیان	عہ
نوشیروان نامہ حصہ دوم۔ ملکہ قاف کے امیر اور امیر کے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے عشق کی مزیدار داستان فتح اور خواجہ عمرو کی مصیبت۔ خواجہ کی کشمیر کی جانب رخصت اور ضمن مین بہت سی نادر داستانین۔	عہ
ہرمز نامہ۔ یہ کتاب نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے متعلق ہے رزم۔ بزم۔ عاشقی معشوقی۔ فتح و شکست وہ عجیب و غریب داستانین جو دلکشی اور دلآویزی مین اپنی آپ ہی نظیر ہین۔	صہ/
ہومان نامہ۔ سکندر اعظم کی امداد اور اسکے ساتھ ہومان کی عشقیہ اور نہایت مضحکہ و عجیب داستانین اسکا سلسلہ بھی نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے ملتا ہے	عہ
کوچک باختر۔ اس مین عیار ونکے عیاریون کی نہایت حیرت انگیز داستانین پڑھکر حیرت ہوتی ہے کہ کیا ایک عیار اپنی عیاری کے ذریعہ سے اسقدر کامیابیان حاصل کرسکتا ہے	عہ
بالا باختر۔ فضل بن گیا ہوا خون آشام کی شجاعت قاسم کی ناراضگی۔ خواجہ اور عمر کی خوشی ملکہ خورشید خاوری وغیرہ کا مارا جانا شاہزادہ ملک قاسم کا ملک کیوان کی دختر سے عشق اور صاحبقران کے معرکے کا حال	عہ
ایرج نامہ۔ دیو اور پریون کی لڑائیونکا ایک خونی ہیبت ناک و دہشت خوفناک منظر شکست و فتح کے دلچسپ مناظر۔ لشکر اسلام کی شوکت و عظمت۔ ظلمات اور جادو کے خوفناک راز صاحبقران کی شجاعت کے کارنامے نور الدہر اور شاہزادہ ایرج کی کیفیت۔	عہ
ایرج نامہ جلد دوم۔ خواجہ عمرو کی ملک زبرجد کے عجائبات سے حیرانی اور پریشانی فیروزہ جمشیدی کے راز کا انکشاف اور اسکی فتح۔ دوسرے زبردست شہرون اور زبردست جادوگرون کا حال ساحرون کے سحر اور عمرو عیار کی عیاری کے دلچسپ مقابلے	عہ
طلسم ہوشربا۔ داستان امیر حمزہ کے سب دفترون سے یہ دفتر بڑا ہے جسمین عجائبات سحر۔ اور طلسمات کا عالم مسلمانون کے حفاظت اسلام کے لئے جادوگرون سے مقابلہ اور جان توڑ کوششین۔ فتح و شکست۔ جادو عیاری اسم اعظم کے مقابلے اور قسم قسم کے مناظر جو سات حصون مین بیان کئے گئے ہین اور ہر ایک حصہ اپنی زینت اور دلکشی کے لحاظ سے نہایت اعلے اور ارفع ہے	
جلد اول طلسم ہوشربا	ے/
جلد دوم طلسم ہوشربا	ے/
جلد سوم طلسم ہوشربا	ے/

فہرست نفس کتاب تورج نامہ جلد دوم دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ صاحبقران

تورج نامہ

جلد دوم

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جس کی تہ تک سمند فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنا یا دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ برسون ان داستانون کو سنو اور پھر تمام نہون - آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین -

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

ان داستانون مین سے پوری ساتون جلدین طلسم ہوشربا کی طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی باقی اور جلدین بھی طبع ہو کر ہدیہ ناظرین عالیمقام ہوئی ہین اب طبع ہو کر تورجنامہ جو دو جلدون پر مشتمل ہے اور حسین نہایت عمدہ و نایاب داستانین اور طلسم عیاریان وغیرہ مندرج ہین انکی

جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب الحکم جناب فیضمآب سرآمد تاجران دیار و امصار رئیس الاعتبار معدن جود و کرم جناب بابو پراگ نرائن صاحب بیکنٹھ باش نالیہ ترجمہ اردو مین نہایت فصاحت و بلاغت تناسب الفاظ و بندش عمدہ کے ساتھ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۲۷ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام حکیم طلسمات کن — کہ دو حرف مین ہین ہزارون سخن
اسے کہتے ہین سب کریم و کبیر — وہ ہے ناصر و ناہی و بے نظیر
وہ ہے کارساز دو جہان آفرین — وہ ہے نامدار و نشان آفرین
یہ دو حرف ہین باعث دو جہان — انھین کے ہین معنی یہ کون و مکان
اسی کن سے پیدا ہوئے کائنات — یہی کن ہے وجہ وجود و حیات
اسی کاف سے چمکے کو کبین — یہی نون ہے داخل نیرین
یہی کاف آیا ہے تکبیہ مین — یہی نون داخل ہے تنویر مین
اسی نون سے نور پیدا ہوا — اسی کاف سے کل ہویدا ہوا

واقعی تعریف ایسے خلاق بے نظیر کی احاطۂ تحریر سے باہر ہے اور ثنا اُس پروردگار صغیر و کبیر کی رسائی عقل کل سے فزون تر ہے کہ جس نے دو حرفون سے دو عالم کو پیدا کیا اور ایک لفظ کن سے دفتر جہان کو ترتیب دیا بموجب نظم

نہ تھے ماہ و ماہی نہ ارض و سما — بجز ذات باری کہین کچھ نہ تھا
نہ باطن نہ ظاہر نہ ظلمت نہ نور — نہ وادی ایمن نہ تھا کوہ طور
نہ رطب و نہ یابس نہ بحر و نہ بر — نہ سرد و نہ گرم و نہ خشک و نہ تر
کسی شی کی ہستی نہ تھی بیش و کم — عدم تھا مگر تھا نہ نام عدم
زہے نقش بندی دست قضا — کر اک لفظ کن سے یہ سب ہو گیا
نشیب و فراز و زمین و زمان — نجوم و سپہر و مکین و مکان
ہوے اس سے ظاہر سفید و سیاہ — رہے تا جدا رنگ شام و پگاہ
جدا گانہ ظاہر ہوے پھر اثر — کہ پیدا ہوے دشت و در بحر و بر
ہوا باہم اضداد مین یہ تپاک — کہان آب و آتش کہان باد و خاک
خوشا قدرت خالق پاک ذات — بنا یون طلسم حیات و ممات
اثر دور گردون کو کر دے دیا — مقدر کو اکسیر بھی حادی کیا
کہ جب ایک عنصر بھی ہو بیش و کم — تو ہو ہستیے اہل عالم عدم
ہوا جبکہ آراستہ یہ طلسم — بانواع پیدا ہوے جان و جسم
پری و ملایک جن و انس و حور — چرند و پرند و وحوش و طیور

غرضکہ کیا لوح اور کیا قلم تمام طلسم عالم پروردگار دو جہان خلاق انس و جان نے ایک لفظ کن سے پیدا کیا پس جس وقت یہ دریاے ناپیدا کنار و بحر زخار طوفان خیز و موج انگیز ہوا اور جہاز و کشتی کو بلندی پستی نظر آنے لگی اور باد تند جاہلیت اور ہواے مخالف ناواقفیت کے جوش و خروش سے بہت کشتیان تباہ ہو کر مستغرق ہونے لگین پس لازم ہوا خداوند عالم کو کہ ایسے ناخدا کو بھیجے کہ جو اُن تباہ کشتیون کو راہ پر لائے اور ساحل عرفان پر لگائے

نعت سرور کائنات باعث کل موجودات معنی لولاک لما خلقت الافلاک رسول پاک احمد مجتبی محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

وہ خضر راہ طریقت ناخداے کشتی امت شفیع روز جزا احباب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ تھے کہ جنھون نے بحکم کارساز

رب بے نیاز اُس طوفان آب و گرداب بلا سے بچانے کے لیے بادبان ہدایت کو کھولا اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میرے بنائے ہوئے راستے پر اپنی کشتی امید کو لگائے گا اُسکا بیڑا پار ہو جائیگا پس جسنے پیروی جہاز نبوت کی اختیار کی وہ طوفان کفر و ضلالت سے بچا اور جسنے روگردانی کی وہ غرق بحر ناکامیابی ہوا۔ ہزار ہزار شکر ہے اُس کریم کارساز رب بے نیاز کا کہ جسنے ایسا نبی ہم کو عطا فرمایا کہ اُس کی راہبری نے گمراہی سے بچایا **نظم**

جہان مین ذات ہو جنکی کہ وجہ خلقت دنیا
بچا مینگے عذاب حشر کے طوفان سے محشر کو
خدا کو بس اُنھون نے اور اُنھین خالق نے پہچانا

بکار آنکھین یہ ہمسے بر ہونگے وہ کلی امیدین
یہ جسکے ناخدا ہون یار اُس کشتی کا ہے بیڑا
اسی پر آرزو اب مدح احمد ختم کرتا ہون

وہ رونق بخش نقش کاف و نون مین احمد مرسل
وسیلہ ہو گیا پیدا گنہگارون کی بخشش کا
کوئی اللہ اکبر مرتبے کو اُنکے کیا جانے
سبب کیا کیا تھا جسم پاک کے سایہ نہ ہونے کا

مطلع

لطافت جسم کی تیرے بیان کس منھ سے ہو ناکا
یہ باعث تھا کہ بے سایہ کیا اللہ نے پیدا
نظر آتا بھلا پھر عکس کیونکر جسم اطہر کا
اسی باعث سے بے سایہ محمد کو کیا پیدا
زمین پر پاؤن کھاتا تھا اسکو جو دنیا مین
قدم رکھتے زمین پر جسکا سایہ نہ تھین رکھا
جو خود یکتا ہو محبوب اسکا پھر کیونکر نہ یکتا ہو
بجائے عکس مانی خرد نے سایہ کو کھینچا

مجسم کر دیا ہے نور کو اللہ نے گویا
بھلا محبوب کی فرقت خدا کو کب گوارا تھی
یہ ظاہر ہے کہ سایہ کا نہین ہونا کوئی سایا
جہان میں رحمۃ للعالمین تھی ذات حضرت کی
پری بنکر ہوئے فخر مین بس اُڑ گیا سایا
قلوب مومنین کے جذب کامل کا اثر یہ ہے
دوئی کی بو جو تھی سایہ سے بھی شہ کو بری رکھا

قطعہ

جہان مین بہترین نسل آدم ذات ہے تیری
مجسم کر کے شاید سایہ کو آفاق مین بھیجا
خدا کو بس یہ تھا منظور کہ جائین وہ زخ مین
وہ دوزخ مین نہ جاتا جسپہ سایہ اُنکا پڑتا
فلک پر آنکھ کی تپلی بنایا اُسکو حوردن نے
دلون مین شکلے تصویر تصور رکھ گیا سایا
اگر چاہا کہ تصویر ہمیں آرزو کھینچون

الغرض ایسے نبی خالق یکتا رسول بے ہمتا رونق آسمان و زمین رحمۃ للعالمین کے واسطے کوئی خلیفہ و جانشین بھی ہونا ضرور تھا کہ جو بعد اُس کے گروہ امت کا پیشوا اور گم کردہ رہون کا رہنما ہو کر راہ طریقت بتاتا

منقبت شیر خدا وصی مصطفی غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام

علی کا مرتبہ اللہ و اکبر　　خدا نے تیغ دی احمد نے دختر　　کیا مدح و ثنا اُس وصی رسول مجتبی کی ہو کہ جسکے بارے مین خود رسول اللہ فرماتے ہین کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ یعنی مین شہر علم ہون اور علی دروازہ اُسکا ہے۔ اور رسائی شہر مین بغیر دروازے کے ناممکن ہے اور پھر اک مقام پر ارشاد کرتے ہین وہ ان مراد کو ہم گنہگارون کے گوہر مقصد سے بھرتے ہین۔ کہ اگر تمام اشجار بجائے قلم ہون اور تمام دریا بجائے دوات ہون اور صفحہ ہستی پر کل جن و انس و ملائک معروف تحریر ہون جب بھی وصف علی مرتضی کا احاطہ تحریر سے باہر ہے **رباعی**

کیا لکھیے کہ کیا سمجھے مین کیا لکھتے ہین
اللہ کی شان ہے علی کا رتبہ
کم کہتے ہین ہر گز رسوا کہتے ہین
ڈر ڈر کے نصیری کا خدا کہتے ہین

ایسے معجز نما دست خدا کی جو کچھ تولیف کیجیے کم ہے **نظم**

عرش سے جسکی ہوا رفعت معلی مرتبہ
مطلع شمس ستا ہون وہ اب کی تری
تیرے فیسان سخاوت ہے پراز گوہر صدف
استحالہ ہو کہ سرکے سے ہو تمہ کم سے

جسکے دربان چار مہر کی گردون جناب
ماہ جس ہے داغ غلامی مہر کو جس حجاب
تیرے وسیلے کرم سے گشت حسرت فیضیاب
عالم تقوی مین جرات کر گئے اقتاب

مطلع

ہادی دین نفس پیغمبر ولی کبریا
قصر منبار زنگ جسکا لامکان سے بھی بلند
عالم امکان مین تیرے ہے جہان کا انقلاب
حکم تو پیر ہنرگاری کا اگر نافذ کرے
دور جرات کی تیری جب ہو سکا کوئی داد

رہنمائی خضر عرفان معنی ام الکتاب
عکس افتادہ ہے جسکے باغ جنت فیضیاب
رنگ ساطع ماہ تابان جسکو طالع آفتاب
ہے یقین جو فشہ ہے نکر کے آفتاب
لا فتی الا علی کا حق نے خود بھیجا خطاب

عرض مولف

سیر کنندگان بوستان بیان و گلچینان گلستان این داستان کی خدمت بابرکت مین یہ ادنیٰ کمترین ریخ تصدق حسین

غرض رسا ہو کہ الحمد للہ و المنہ کہ اس حقیر نے بقدر دانی رئیس والا تبار منشی نولکشور نامدار ترجمہ ہفت دفتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا بفضل ایزد منان لکھوایا منجملہ اُن دفاتر کے جلد دوم نوروز نامہ باقی رہگئی تھی کہ منشی صاحب ممدوح نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی لیکن اُنکے جانشین و مسند گزین عزت و شان گوہر یکتائے بحر جود و سخا جوہر بیش بہائے معدن لطف و عطا منبع جود و کرم مظہر فیض اتم قدر افزائے اہل کمال رئیس عدیم المثال مسند نشین ایوان رفعت و مرتبت زینت افزائے بزم قدر و منزلت امیر عالی وقار فخر تاجران دیار و امصار جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام دولتہ و حشمتہ نے بھی اپنی قدردانی سے اس گوشہ نشین و عزلت گزین کو پھر وہی قدر و منزلت عطا فرمائی کہ شکریہ اسکا اس ہیچمدان سے ادا نہیں ہوسکتا چنانچہ حسبنا لا للحکم یہ ذرہ بمقدار اس جلد کا ترجمہ بھی لکھکر ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہو امید کہ اپنی قدردانی سے اگر پسند خاطر ہو تو اس عاصی کو دعاے خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر کہیں لغزش ہو تو دامن عفو سے چھپائیے گا۔

آغاز داستان و ساقی نامہ

ساقی جو شراب کچھ ہو باقی | گر شیشہ و جام کو ملاقی | پھر ابر فلک یہ دیکھ چھایا | پھر رنگ بہار نے جمایا
ہاں نوشا نوش کا ہو پھر غل | پھر رند جھکیں ہو توبہ کا قل | توفیق جو دور آسمان دے | اک جام شراب ارغوان دے
پھر دل میں امنگ صفدری ہو | پھر ولولۂ بہادری ہو | ہاں غنچہ سے شیشہ کو لڑا دے | اور جام سے جام کو بھڑا دے
جو لوگ ہیں اپنی انجمن کے | مشتاق ہیں ساز سخن کے | پھر ذکر کہن کو لب پہ لاؤں | باقی ہو جو کچھ وہ کہہ سناؤں

راہروان وادی خوش بیانی و سالکان مسلک نکتہ دانی جویندگان جادۂ سخن و یابندگان گوہر این داستان کہن جواہر بیش بہائے کلام کو سلک بیان میں اسطرح پروتے ہیں کہ جس وقت صلصال بن دال بن دلو بن شمامہ جادو کو حمزہ صاحبقران ثانی نے اسیر کرکے مبتلائے غل و زنجیر کیا اور جلجال بن صلصال کو شاہزادہ زمان بدیع الملک نوجوان نے گرفتار کیا اور لعل بن نوریج کو مقابلہ امیر ثانی سے پنجہ اٹھا کر لیگیا اور بیر و یزن بن ہرمز کو بھی پنجہ لے گیا اہل اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کرکے سب کو پراگندہ کر دیا کہ فوج بے سردار کب لڑ سکتی تھی اسی مقام پر جلد اول نوروز نامہ کی ختم ہوئی ہو واسطے یاددہانی سامعین با تمکین و ناظرین حقیقت آئین کے نئے دیگر آغاز داستان کی جاتی ہو کہ امیر کشور گیر صاحب جبار شمشیر زیب صولت جہانبانی یعنی جناب حمزہ ثانی تو بعد فتح و فیروزی مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوتے ہیں اور شاہزادہ نامور بدیع الزمان دلاور ملک خروسیہ پر بمقابلہ لشکر کیخت شاہ شجر پرست قیام پذیر ہیں اور کرتوس بھی بعد بربادی قلعہ طرف خروسیہ کے جاچکا ہو اور ملکہ آفاق معشوقہ شاہزادہ گوہر کلاہ قلعہ کام نہنگ میں ہیں اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مع کیخسرو و ذنجاہ طرف ملک خروسیہ کے روانہ ہوئے ہیں۔ اور شاہزادہ رستم ثانی مع فضل بن رستم کے شہر صندل پر چلے ہیں اب انشاء اللہ ذکر ہر ایک داستان کا اسکے موقع پہ کیا جائیگا لیکن اول صاحب سطوت جلیل جناب حمزہ ثانی کا احوال گذارش کیا جاتا ہو کہ جس وقت جشن فتح و فیروزی سے فراغت حاصل ہوئی تسکین خاطر تردد منزل ہوئی ارشاد فرمایا پیش خیمہ ہمارا طرف شہر صندل کے روانہ ہو حسب الارشاد فیض بنیاد آرائے بزم صاحبقرانی یعنے جناب حمزہ ثانی اسی وقت انتظام سفر ہونے لگا بعد تیاری تیسرے روز امیر کشور گیر نے طرف شہر صندل کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں حسب الاتفاق اک صحرائے پُر فضا دلکش تماشا میں پہنچے فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہو کہ ایک دو روز اسی بیابان کی سیر کریں اسی وقت خیمے برپا ہوگئے چھولداریاں استادہ ہوگئیں

مردان دلاور اپنے اپنے مرکبون سے اُتر اُتر کر جاے قیام و استراحت ڈھونڈھنے لگے مرکبون کے شیہون کی آواز بلند ہوئی اُس آبادی سے شان جنگل کی دوچند ہوئی وہ صحرا عجب بہار دکھلانے لگا گویا جنگل مین منگل نظر آنے لگا غرضکہ تمام بہادران نامدار و دلاوران تہور شعار نے شب تو بہ راحت و آرام بسر کی صبح کو بعد فراغت فریضہ سحری جس وقت مہر منور کی جلوہ گری ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے خواب راحت سے بیدار ہو کر آنکھون کو ملنے لگے طائران صحرائی کے زمزمہ سرائی عجیب سمان دکھاتی تھی کہ نالۂ عندلیب کو نظرون سے گراتی تھی قطعہ وہ وقت سحر اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا وہ گلہاے صحرا کی طرفہ فضا ہر ایک صفدر و دلاور حمد و ثناے خلاق اکبر کرتا ہوا خدمت بابرکت مین حمزہ صاحبقران ثانی کے حاضر ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہونے لگے ایک آن واحد مین تمام دربار سردارون سے مملو ہو گیا جانب دست راست لندھور ثانی فرامرز ثانی بدیع الملک دلاور داراب نامور وغیرہ بائین جانب مالک ثانی جمہور ثانی ہاشم تیغ زن خورشید صف شکن وغیرہ بیٹھے ہین ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہو رہا ہے امیر باتوقیر فرما رہے ہین کہ مین نے سنا ہے عزم اُنکا طرف شہر صندل کے ہے اسی وجہ سے مین نے بھی اُسی طرف کا عزم کیا ہے کہ وہ خفا ہو کر چلا گیا تھا مین اُسے منا لاؤن اور نگران حال رہون یہی ذکر تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی سامنے سے پیدا ہوئی بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ اس وقت اس صحرا مین عجب تماشا نظر آیا کہ جسکے دیکھنے سے دل حیرت مین آیا ابھی ایک ہرن چر رہا تھا کہ آیسا آہو یقین ہے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اگر رفتار اُسکی دیکھیے تو آہوے فلک چوکڑی بھولے تمام جسم اُسکا کاسنی اُسپر فیروزی و سُرخ و سبز گل پڑے ہوے دو شاخین سر پر مثل یاقوت سُرخ کے درخشان اور ایک شاخ بیچ مین مثل کلغی کے زمرد سبز کی معلوم ہوتی ہے عقب مین اُسکے چالیس ہرن اور مثل تابعدارون فرمانبردارون کے گردنین ڈالے ہوے ساتھ ہین اور اُسی صحرا مین سب آہو مصروف چرا ہین باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر تمام اہالیان دربار و امیران نامدار و بادشاہان اسلام و شہنشاہ ذو الکرام سب کو تعجب ہوا لیکن امیر نے فرمایا کہ واقع مین یہ آہو اس لائق تھا کہ عجائب خانۂ شاہی مین رہتا کوئی دلاور ایسا ہے کہ زندہ اُس آہو کو گرفتار کر کے لائے ہنوز سخن در دہان تھا کہ صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑے اور دست ادب بستہ عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا یہ کہکر اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر تیز تگ مرکب پر بیٹھکر پتہ اُس صحرا کا پوچھ کر کہ جہان ہرن چر رہے تھے روانہ ہوے بعد طے ہونے راہ کے جب قریب اُس صحراے پر فضا کے پہونچے دیکھا ایک جانب چشمۂ شیرین و لطیف خوشگوار ہے ایک طرف بہار صحرا و سبزہ زار ہے ہرن چوکڑیان بھر رہے ہین ایک ہرن نہایت خوشنما کہ جسکا پتہ ہرکارون کی زبانی سنا تھا دیکھا کہ جست و خیز کرتا طرف چشمے کے چلا جاتا ہے شاہزادے نے اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا کمند کو ہاتھ مین سنبھالا لیکن اُس وحشی نے جو آواز سُم مرکب کی سُنی کان کھڑے کیے پلٹ کر دیکھا جونہین نظر اس شہریار دلاور پر پڑی راہ فرار اختیار کی ادھر شاہزادے نے تعاقب کیا جاتے جاتے کئی کوس نکل گئے جب شاہزادہ بدیع الملک کمند مارتا ہے آہو دام مین آتے تو معلوم ہوتا ہے لیکن نکل جاتے نہیں معلوم ہوتا۔ بدیع الملک کو غصہ آیا کہ عجب طرح کی بات ہے کہ ہر مرتبہ صید دام مین آکر نکل جاتا ہے اب اسے تھکا کر گرفتار کرونگا یہ بات دل مین ٹھان کر گھوڑے کی باگ اُٹھائے ہوے برابر چلے جاتے ہین کہ دیکھا سامنے اک باغ کے چار دیواری معلوم ہوتی ہے بس فوراً وہ آہو جست کر کے داخل باغ ہوا ساتھ ہی آپنے بھی گھوڑے کو ایڑ کی وہ توسن صبا رفتار برق شعار اب جو

چارون پتلیان جوڑ کر اُڑتا ہی تو دیوار باغ پھاند کر داخل باغ ہوگیا اب جو بدیع الملک خیال کرتے ہین تو کہین
آہو نظر نہین آتا لیکن گلزار ہے کرشان پروردگار ہے کہین گلون کی بہار کہین نغمہ ہزار ہے گیاہ پر فرش مخمل کا گمان ہوتا ہی نرگس بیدار
ہی سبزہ سوتا ہی طرۂ سنبل پر جو قطرات شبنم جم گئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ قدرت نے شاہد باغ کے بالون مین
موتی پروے ہین گلون نے آب شبنم سے چہرے دھوئے ہین مسی نے لب سوسن پر رنگ جمایا ہی ڈالیون کو کثرت گل نے
خمیدہ کرکے عروس بنایا ہی بدیع الملک نے دل مین خیال کیا کہ پروردگار کیا مین بہک کر بہشت شداد مین نکل آیا
ہون کیونکہ دنیا مین ایسا باغ آجتک نہین دیکھا غرضکہ تعریف پروردگار مین بالب خندان سیر کنان چلے جاتے ہین
کہ دیکھا بیچ مین ایک بارہ دری مرصع کار جواہر نگار غیرت کاخ چرخ اخضری رشک فلک نیلوفری تعمیر ہی آگے اُسکے
اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا اُسپر نمگیرہ زربفتی کھنچا ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین مہر تمکین دُر در گوش مرصع پوش
گلبن بوستان محبوبی در دریاے خوبی بموجب شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہو جوانی کی راتین مرادون کے دن
ایک مسند زرین پر بعد کرشمہ و ناز و ہزاران امتیاز گاؤ سے لگی بیٹھی ہی اور چند کنیزان حور جمال پری خصال مثل
مصاحبون کے سامنے دست ادب بستہ فروکش ہین شاہزادہ بدیع الملک صورت اُس آفت ہوش کی دیکھتے ہی
از خود رفتہ ہوگیا تاب کلام طاقت قیام نہ باقی رہی غزل حسب مقام ہذا

مسی آلودہ لب دندان مین یا سوسن پہ سوسن ہے
دم نظارہ شرم آلودہ نظرین چھپکے بیٹھی تھی
نہین سنگ لحد گویا کہ یہ مدفن پہ مدفن ہے

کسی نا آشنا سے ملگئے یون بیٹھو نہ محفل مین
یہ دوہری اوٹ مژگان کی ہے یا چلمن پہ چلمن ہے
اُمنگین زلفین بنانے سے نہین آرزو منت

سنگار آفت جوانی قہر ہے جوبن پہ جوبن ہے
کبھی زانو پہ زانو ہے کبھی دامن پہ دامن ہے
ہوا تھا دل بھی مردہ ساتھ میرے رنج فرقت سے
طبیعت کو نئے وعدہ بیان الجھن پہ الجھن ہے

لیکن اُس نازنین نے جو اک جوان حسین کو سامنے سے آتے دیکھا ادہی کہکر دوپٹہ کا آنچل چہرہ پر رکھا اور ادا سے
دلفریب کے ساتھ پکاری کہ ارے یہ کون مردوا میرے باغ مین گھس آیا ہی جلد اسے گرفتار کرو یہ کہنا تھا کہ وہ عورتین جو
گرد و پیش بیٹھی تھین دوپٹے سنبھال سنبھال کر اُٹھین اور اُس اسیر دام محبت پر مثل کمند کے دوپٹے مارنے لگین شاہزادہ
بدیع الملک دیکھکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے ملکہ آفاق اے تمناے دل مشتاق مین تو اسیر دام الفت و گرفتار کمند حسرت
ہو ہی چکا ہون بموجب شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ہو سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے بھلا
یہ عورتین مجھے کیا گرفتار کرسکتی ہین ہان اگر تم اپنے ہاتھ سے مجھے اسیر غل و زنجیر کرو تو خود یہ گردن طوق آہن کی مشتاق
اور ان پاؤن کو بیڑیون کی فرقت شاق ہی یہ کہکر دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور فرمایا کہ اے ملکہ جہان آرام دل مشتاق
آئیے اور ہتھکڑی انہین ڈال دیجیے اسیر غل و زنجیر کیجیے واقع مین کہ عاشقون کا یہی زیور ہی بموجب شعر
کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہی عزت ہو کیا شان عاشقی کی گر کو نہ نکلے ہو جب ہمنے وادی الفت و دشت محبت
مین قدم رکھا تو ہر طرح کی سختی اُٹھائینگے اور ناز برداری سے نیاز آئینگے اس طرح کے کلمات محبت آیات جو شاہزادہ
زمان بدیع الملک نوجوان نے کہے اکبارہ دلربا ناز بعد کرشمہ و ناز اپنے مقام سے اُٹھکر چلی جب قریب شاہزادے
کے پہونچی سراپا کو دیکھا ہزار جان سے تو یہ خود شیفتہ و فریفتہ ہو چکی تھی تاب ضبط نہ رہی ہنس کر پکاری کہ اے محبوب جانی
دلدار جاودانی یہ ہاتھ اس قابل ہین کہ ہماری گردن مین حمائل ہون قطع ہون وہ ہاتھ جو انہین ہتھکڑی ڈالنے کا
ارادہ کرین یہ کہکر ہاتھ شہزادے کا اپنی گردن مین حمائل کیا لاکر مسند پر بٹھایا باتین راز و نیاز کی ہونے لگین کہ ایک مرتبہ یہ نازنین
کچھ جھجکی اور شاہزادے کے سینہ بے کینہ پر جو نگاہ اسکی پڑتی دیکھا کہ ایک ہیکل نہایت خوشنما شاہزادے کے
گلے مین پڑی ہی اور کچھ اُسپر کندہ بھی ہی یہ سوچ کر اک خواص کو پکاری کہ او دشمن بہاری بری اوکی کدی ہوگی ذرا اسے

بے آبدیع الملک نے کہا کیا تم کسی کے ناموس مین داخل ہو جب صاحب اولاد ہو تو شوہر بھی تمھارا ضرور ہوگا اسنے
اک غمزے کے ساتھ جواب دیا کہ دور پار جھا مین پھوٹین ابھی اُس شادی کا کورا پنڈہ ہے شادی تک نہین ہوئی کسی مرد
کی نظر تک اس روے درخشان پر نہین پڑی ہے اتنے مین وہ خواص ایک گلہری کا بچہ لیے ہوئے آئی کہ پٹہ طلائی
اُسکی گردن مین پڑا ہوا کلابتونی ڈوری لگی ہوئی ہاتھ سے اُس خواص کے لیکر وہ نازنین اُس بچہ کو پیار کرنے لگی
بعد اسکے بدیع الملک کی گود مین ڈال دیا اور کہا کہ لو اپنی بیٹی کو تم بھی پیار کرو اب بدیع الملک سمجھے کہ یہ ایکو
بیٹی کہتی ہے خاموش ہو رہے لیکن اُس گلہری کے بچے نے گود مین آتے ہی شوخیان کرنا شروع کردین کہ کبھی ہاتھ پر
کبھی شانے پر کبھی سر پر کبھی گردن پر دوڑنا شروع کیا اور ڈوری ہیکل کی کاٹ دی اسطرح کہ شاہزادے کو خبر
بھی نہوئی اور اک نشہ سا آنکھون مین بدیع الملک کے چھا گیا اور اب وہ بچہ گلہری کا چل چلایا گویا اپنی
زبان مین اُسنے کہا کہ مین جس کام پر مامور تھا وہ کام تمام ہوا یہ نازنین اُسکے چل چلانے پر بدیع الملک سے
بولی کہ واہ صاحب یہ تمنے کیا کیا کہ میری لڑکی رونے لگی بس لاؤ میری بچی کو مجھے دیدو یہ کہکر گلہری کا بچہ
بدیع الملک سے لے لیا اور اُس خواص کے سپرد کرکے کہا کہ جا اسکی کھلائی کو دے آ کہ وہ بہلائے وہ خواص تو
اُس بچے کو لیکر اُدھر روانہ ہوئی یہان پھر اختلاط ہونے لگا خواصون نے جو یہ رنگ دیکھا اُٹھ اُٹھ کر کوئی پیشاب کوئی
پاخانے کے بہانے روانہ ہو لین لیکن اُس نازنین نے جام شراب بھر کر سامنے بدیع الملک کے پیش کیا اور
کہا کہ اس جام محبت کو پیو اور ہمیشہ نشۂ محبت سے سرشار رہو شاہزادے کو یہ بھی مطلق خیال نہوا کہ استغفار
مذہب تو کرلین وہ جام بے اندیشۂ انجام ہونٹون سے لگا کر یہ شعر پڑھا ؎ گر یار مے پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ؏ اور اُس ساغر کو پی گئے بعد اسکے جام لبریز کرکے دیا وہ نازنین پی گئی اب
نشۂ شراب نے دونون کی آنکھون کو سرخ کر دیا محفل کا رنگ بدل دیا کچھ جوش جوانی کچھ ولولۂ شوق کچھ نشۂ شراب
سب نے ملکر از خود رفتہ کر دیا باہین گردنون مین پڑ گئین اُسی عالم بیخودی مین اکبار اُس نازنین نے منہ قریب منہ کے لاکر
بوسہ لینے کا قصد کیا اب منہ جو اُسکا کھلا یہ معلوم ہوا کہ دروازہ سنڈاس کا وا ہو گیا شاہزادہ لاحول پڑھ کر پیچھے سرکا
دماغ پھٹنے لگا فرمایا ہائین قحبہ تو کون ہے مجھے تو ساحرہ معلوم ہوتی ہے اُسنے کہا پھر ساحرہ ہونے مین کیا مضائقہ ہے
فرمایا ہم لوگ ساحرہ کی طرف توجہ نہین کرتے تیرے منہ سے غلیظ کی بو آتی ہے یہ تیری بدکرداری تیری گندہ دہنی
کا باعث ہے اُسنے کہا کہ اگر تو وصل میرا نہ قبول کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مزا موت کا پائے گا فرمایا
او لکاتہ تیرے وصال سے انتقال بہتر ہے یہ کہکر اک طمانچہ مارا کہ یہ معلوم ہوا سر گردن سے اُڑ گیا بس اک مرتبہ
دو پتھر زمین پر گر رکھے جو مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے بدیع الملک نے چاہا کہ تلوار لگا دون وہ لکاتہ کود کر دور جا کھڑی
ہوئی انھون نے دوڑنے کا ارادہ کیا لیکن ممکن نہوا دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہے نظر سینہ پر جو کی دیکھا
کہ ہیکل نہین ہے اب یہ اسرار کھلا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گلہری کا بچہ بھی سحر کا تھا کہ ہیکل رد سحر کی گلے سے اُتار لے گیا
فرمایا خیر او قحبہ اگر تو نے ہیکل کا انتظام کر لیا تو کچھ پروا نہین مین صاحب اسم اعظم بھی ہون وہ ہنسی اور کہا کہ پھر
اسم اعظم پڑھتے کیون نہین بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین تو اسم اعظم بھی فراموش ہے کوئی حرف نہین یاد
آتا پھر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھ اب بھی کہنا میرا مان لے وصل میرا قبول کر ارے مین وہ ہون کہ بڑے بڑے
حسینان جہان مجھپر مرتے ہین اور دم دیتے ہین کہین مجھ ایسی کم سن محبوبہ کسی کو نصیب ہوتی ہے لوگ تمنا مین مرتے
ہین اور مین منہ بھی نہین لگاتی رُخ بھی نہین کرتی یہ تیرے نصیب کی خوبی تھی کہ میرا دل تجھپر آ گیا جو اس طرح کی

منت اور سماجت کرتی ہون فرمایا او ملعونہ یہ سارا حسن وجمال تیرا سحر کا ہی اور تو یقیناً کوئی پُرانی بیسوا معلوم ہوتی ہی
کہنے لگی کہ تو صورت اصلی میری دیکھے گا یہ کہکر زمین پر غلطک ماری اب جو بدیع الملک نے دیکھا تو اک بڑھیا
کہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سارے بال ہوگئے سفید اور بیچ سر مین گنج ہی فرمایا قحبہ سن تیرا کیا ہوگا
ہنس کر بولی کہ سن میرا کیا ہی ابھی کوئی پونے تیرہ سو برس کا سن ہی بدیع الملک نے تیر کمان مین جوڑا
اور چاہا کہ مارون بس اُسی وقت جو یہ لکاتہ اک اسم سحر پڑھ کر پھونکتی ہے دیکھا تو کمان ٹوٹ گئی تیر خمیدہ ہوکر شکل
کمان کے ہوگیا اور پکاری کہ او اجل رسیدہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری قضا دامن گیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اور منتر ملکہ خونخوار
جادو کا نعرہ کرکے جھپٹی چاہتی تھی سر بدیع الملک پر وار کرے مگر شاہزادے نے بلک کر دعا کی کہ ای پروردگار
دوجہان ای خالق انس وجان اس حالت تنہائی مین کہ نہ یارے نہ مددگارے مین اک کافرہ کے ہاتھ سے مارا جاتا
ہون کون غسل دیگا کون کفن پہنا کر دفن کریگا مٹی میری مفت خراب ہوگی تو اپنے بندہ گنہگار کی مدد کر اور اگر پیمانہ عمر کا
لبریز ہوچکا ہی تو خیر کچھ پروا نہیں مگر تو گواہ رہنا کہ مین حق پر ہون اور فعل حرام سے بچنا قبول کرتا ہون جان دینا گوارا
ہی مگر خلاف شریعت کرنا منظور نہین ہنوز دعا نا تمام تھی کہ دریاے اجابت جوش مین آیا دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور
نعرہ ہوا کہ منتر ادیوس ثانی او قحبہ کیا کرتی ہی خبردار اجل تیری سر پر آپہونچی وہ لکاتہ یعنی خونخوار جادو ادیوس
کی طرف متوجہ ہوئی اور پکاری کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا خبردار خبردار یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا اور اک
ترنج سحر ادیوس پر مارا تو ادیوس پھر غرق زمین ہوگیا ترنج خالی گیا ابکی ادیوس پشت خونخوار جادو کی طرف
نکلا اور اک پتھر کلہ منجنیق مین رکھ کر جو مارتا ہی کئی سے من کا پتھر تھا یہ تو جن بچہ ہی سے اتنے بڑے پتھر کا اُٹھا
لینا کب دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ سنگ گران جو سر پر خونخوار جادو کے پڑا ایک سر کے ہزار سر ہوگئے
بھیجا پاش پاش ہوگیا لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا یکایک تمام باغ مین آگ لگ گئی وہ باغ باغ آتش بازی ہوکر
جلنے لگا جو درخت سیب ورمان لگے تھے مانند انار آتش بازی کے شعلہ افشان ہوے چکوترے مثل گولون کے
پھٹنے لگے اور اُنہین سے شرر نکل نکل کر اُڑنے لگے دیوار باغ قلعۂ آتش بہار ہوگئی سرو مانند سرو آتشبازی کے
چھوٹنے لگے آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ وتار ہوگیا جب روح نجس اُس ساحرہ کے جسم سے نکلی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من خونخوار جادو بود حیف مردیم وجان رادیم ومطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ
باغ ہی نہ گلزار ہی نہ غنچہ وگل نہ نرگس وسنبل نہ سبزہ پامال اک مقام ہو نظر آتا ہی کہ دل دہلا جاتا ہی بموجب شعر
نظر آتا تھا کوئی داھنے نہ بائین ٭ صدا آتی تھی دشت سے سائین سائین ٭ لاش ایک ساحرہ کریہ منظر کی پڑی
ہی ادیوس ثانی ہاتھ باندھے کھڑا ہی وہ کنیزین جو مصاحبین اُس لکاتہ کی تھین ہاتھ باندھے ہوے سامنے شاہزادہ
بدیع الملک کے حاضر ہوئین اور عرض کی کہ ای شہریار والا تبار آپکے قدم کی برکت سے ہماری رہائی ہوئی
کسی نے کہا کہ مین بیٹی ہون بادشاہ حلب کی کسی نے کہا مین بہن ہون فلان بادشاہ کی کسی نے کہا مین زوجہ ہون فلان
شہریار کی یہ لکاتہ ہم سب کو بزور سحر پکڑ لائی تھی اور مثل کنیزون کے ہمسے کام لیتی تھی شاہزادے نے ادیوس کے
ہاتھون سب کو اُنکے اُنکے ملک مین پہونچوا دیا اُنکے عزیزون سے ملا دیا اور آپ شکریہ پروردگار بجالاکر ایک
طرف چل نکلا ادیوس یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام کا بہت خیال رکھیے گا اور وقتاً فوقتاً حضور کی خدمت مین حاضر ہوگا
اب بدیع الملک تو اس صحراے ہول خیز وادی بلا انگیز مین گم کردہ راہ ہوکر تباہ وبرباد پھرتے ہین کہ انکا
حال وقت پر گذارش کیا جائے گا لیکن بیان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان روح و روان ایرج نوجوان صفدر دلاور یعنی رستم ثانی نامور کے بیان ہوتے ہین

کہ قید سحر سے چھوٹنے کے بعد فضل بن رستم اور شبرنگ عیار کو ہمراہ لیے طرف شہر صندل کے چلے جاتے ہین
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک شہر کے پہونچے کئی دن کے تھکے ہوے تھے آپ اُسی جا قیام کیا
شبرنگ کو واسطے تلاش آب و طعام و دریافت حال شہر کے روانہ کیا کہ یہ کون سا شہر ہے حاکم یہان کا کون ہے
طریقہ اِن لوگون کا کیا ہے شبرنگ پاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا جس وقت داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر مین ایک
غلغلہ ہے ہنگامہ عظیم برپا ہے ادھر کے لوگ اُدھر بھاگے جاتے ہین اُدھر کے لوگ اِس طرف آتے ہین بعضے آپس مین باتین
کرتے ہین کہ افسوس والی ہمارا ہوشیار تیغزن شہر مین موجود نہین ہے اور غنیم قلعہ پر چڑھ آیا ہے کوئی امید فتح ہونے
کی نہین معلوم ہوتی ہے دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے شبرنگ سب کیفیت مفصل دریافت کر کے کچھ آب و طعام خرید کے
واپس آیا پہلے خبر نہ بیان کی کیونکہ حال سے رستم ثانی کے خوب آگاہ تھا کہ اگر خبر غدر شہر کی بیان کرونگا تو یہ شہزادہ
خاصہ بھی نہ تناول فرمائے گا اور ضرور ہے مدد جائے گا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی اُس وقت شبرنگ
نے عرض کی کہ اے شہریار اِس ملک پر تباہی آیا چاہتی ہے والی ملک کہین سیر و شکار کے واسطے گیا ہوا ہے اور غنیم ملک پر
چڑھ آیا ہے قریب ہے کہ وہ داخل قلعہ ہو اور شہر مین غدر ہو جائے رستم ثانی نے کہا پہلے تو نے مجھسے نہ کہا یہ کون سا
نامرد ہے کہ والی ملک موجود نہین اور ملک پر چڑھ آیا ہے ابھی جا کر سزا اسے معقول دیتا ہون یہ کہکر تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ
ہوا عیار نے رکاب تھامی فضل بن رستم نے بھی گھوڑا آگے کا لیا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ اک گبر بلند
قامت قوم عاد سے معلوم ہوتا ہے قریب قلعہ کے پہونچ چکا ہے اور قلعہ پر سے توپ گولہ کی مار ہو رہی تھی گردہ دیو چھال
ایک نہین مانتا داہنے ہاتھ مین گرز گران سر بائین ہاتھ مین سپر ہے برابر گولون کو خالی دیتا ہوا رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے
اور لب خندق پہونچ چکا ہے قریب ہے کہ پھاٹک قلعہ کا توڑے اور اہل قلعہ مین ہلچل مچی ہوئی ہے بس یہ حال دیکھکر
تاب نہ رہی اور رستم ثانی نے نہایت تیزی سے اپنے تئین پہونچا کر نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار کہان جاتا ہے خبردار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر آ پہونچی ہے یہ آواز جو نعرہ شیرانہ کی کان مین ہیکلان عاد کے پہونچی وہین سے گرگدن کو
پھیر اور نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہے کہ پرایے معاملہ مین دخل دینے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری تجھے
کھینچ لائی ہے فرمایا او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہے کہ والی ملک موجود نہین اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کی ہے مین طرف
شہر صندل کے جاتا تھا راہ مین تیرا حال سنا کہ تو نے ہشیار تیغزن کے قلعہ پر چڑھائی کی ہے اور وہ کہین گیا
ہوا ہے مین نے دل سے کہا کہ اس جھگڑے کو بھی فیصل کرتے چلو ہیکلان عاد نے کہا تو کبکا دوست ہے ہشیار تیغزن
کا رستم ثانی نے جواب دیا کہ واللہ مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین لیکن تیری نامردی پر مجھکو غصہ آیا جب مین
یہ قصد کیا ہیکلان عاد نے کہا کہ تو اپنے تئین بڑا بہادر گنتا ہے لا حربہ بہادری کا فرمایا ہم لوگ اہل اسلام سے
ہین پیش دستی نہین کرتے پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب پروردگار تیری ضرب سے بچائیگا تو ہم اپنے بھی وار
کرینگے یہ سُنکر ہیکلان عاد نے کہا کہ اب تو تیرا قتل اور بھی مجھپر واجب ہوا کہ تو مسلمان ہے او خبردار خبردار کہکر وہی گرز
جو ہاتھ مین اُٹھائے ہوے تھا چرخ دیکر سر پر رستم ثانی کے مارا شاہزادے نے کلائی گرز کو پکڑ لیا اور اسی زور سے
جھٹکا دیا کہ ہیکلان عاد اوندھے منھ یال مرکب پر جھک گیا اور دستہ گرز کا بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ گیا رستم
ثانی نے گرز چھین کر پھینک دیا بس اسنے شرمندہ ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا رستم ثانی نے بھی اُسکا گریبان

پکڑ اور ور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونوں پہلوان گھوڑوں سے کود پڑے مصروف تلاش
ہوئے کشتی ہونے لگی دیکھنے والے کہتے تھے کہ واقعہ میں انسان اور دیو کا مقابلہ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن اہل قلعہ آنے
ے رستم ثانی کے نہایت خوش ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ واہ کیسا بہادر ہی کہ دوسروں کے واسطے اپنی جان پر
کھیلے ہوئے ہی اسکا تو کبھی نام بھی نہ سُنا تھا خدا اسے بچائے اور ہمارے حال پر ترس کھائے لیکن یہاں جھڑا کا کشتی
کا بندھا ہوا تھا جو پیچ کہ ہیکلان عاد باندھتا تھا اُسے رستم ثانی رد کرتا تھا اور جو پیچ شاہزادہ کرتا تھا اُسکا جواب
ہیکلان دیتا تھا کہ ایک مقام پر ہیکلان نے دونوں بازو پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر اب جو زور کیا تو پانچ قدم رستم کو پلٹ باکے
لے گیا جھٹکا جو مارتا ہی تو بایاں گھٹنا زمین سے چھو گیا بس اب رستم کو غیظ آگیا گھٹنا تو زمین سے لگ ہی چکا تھا
داہنے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُسی ٹیکے ہوئے گھٹنے کے سہارے سے اب جو جھٹکا
مارا فوراً اُٹھا لیا سر سے بلند کر کے چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر زانو کیا کہنا ہی شناخت
مین پروردگار عالم کے اسنے جواب دیا کہ ہزار جانین میری نام پر لات اعلے و منات معلے کے نثار ہین اور غل و شور کیا
کہ ارے کیا دیکھتے ہو مار ہو اس سرکش کو کہ مجھے ہلاک کیا چاہتا ہی یہ سنتے ہی تمام فوج ہیکلان عاد کی دوڑ پڑی
ادھر فضل بن رستم اور خبر نگ بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر جھپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے بہ چالاکی تمام ایک پاؤن
ہیکلان کا پاؤن کے نیچے دبا دیا دوسرا پاؤن ہاتھ مین مضبوط تھام کر جھٹکا مارا کہ سر سے تا القدم دو حصہ چیر کر پھینک دیا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ جسکا کھٹکا تھا اُسے اس دلیر نے مار لیا اور اُس
فوج سے تو ہم بھی لڑ سکتے ہین چلکر اپنے مددگار کی مدد کرنا چاہیے یہ خیال کر کے دروازہ قلعہ کا کھولکر سب نکل پڑے
تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے تلوار چلنے لگی لیکن رستم ثانی نے آن واحد مین کشتون کے پشتے لاشونکے انبار لگا
دیے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر فضل بن رستم نے ہنگامہ برپا کر دیا ہی ادھر قلعہ سے نکلکر
لشکر ہوشیار شاہ آپڑا ہی بھلا فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تھی آخر کار راہ فرار اختیار کی آن واحد مین میدان صاف ہو گیا
وزیر ہوشیار شاہ ہوشمند روشن رائے نے آکر رکاب سعادت انتساب رستم ثانی کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای شہریار
آپ قلعے مین تشریف لے چلین دعوت قبول فرمائیں قریب ہی والی ملک ہمارا یعنی ہوشیار شاہ تیغزن آتا ہو کیونکہ
مین نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کر دیا تھا کہ غنیم چڑھ آیا ہی لیکن فتح اس لڑائی کی حضور کے نام تھی اگر وہ سلطان والا
شان حضور کو دیکھے گا تو نہایت ممنون احسان ہوگا کہ آپنے ملک اس کا بچا لیا ورنہ یہ عادی غرور اتنک قلعہ لے چکا
ہوتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ تمھارا ہوتا اور خود عرض کرتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا اور اب اُسکی عدم موجودگی مین
اُسکے قلعہ مین جانا اور مہمان ہونا مین بہتر نہیں سمجھتا کیونکہ جب صاحب خانہ نہین تو مہمانی کیسی بس یہی کافی ہی کہ اگر وہ
شخص یعنے ہوشیار تیغزن بہادر پرست ہی تو احسان مانے گا اور نادیدہ دوست ہو جائے گا ہماری طرف سے
اُسے سلام کہدینا ہم رخصت ہوتے ہین جب ہوشمند روشن رائے نے دیکھا کہ کسی طرح یہ دلیر نہ رکے گا تو عرض کی
آخر حضور کہاں تشریف لے جائینگے فرمایا میرا قصد شہر صندل پر جانے کا ہی ہوشمند نے کہا کس غرض سے فرمایا ملک گیری
کے ارادے سے اسنے عرض کی کہ لشکر کہاں ہی فرمایا لشکر ہمارا حمایت پروردگار ہی یہ تیغ آبدار ہی یہ کلمہ سنکر ہوشمند کے
ہوش اُڑ گئے عرض کیا کہ حضور کی بہادری مین کوئی شک نہین آپ رستم وقت ہین کوئی آپکا مقابلہ نہین کر سکتا لیکن اے
شہریار یہ تو خیال فرمایئے کہ ملک فتح کرنے کا عزم اور تنہا فرمایا ہمنے اسی طرح اکثر ملک فتح کیے ہین ابھی یہ تقریر نا تمام
تھی کہ جانب صحرائے مشرق گرد و غبار کا بلند ہوا سب دیکھنے لگے ہوشمند نے کہا لیجیے ہوشیار تیغزن آ پہونچے

دیکھا کہ آن واحد مین دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس سوار آگے اُنکے اک مرد جرار مرکب باد رفتار پر
کج بیٹھا ہوا نمایان ہوے ہوشمند واسطے استقبال کے روانہ ہوا اور تمام کیفیت ہیکلان عادی کی اور مدد کرنا رستم
ثانی کا بیان کیا ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے ایسے لوگ بھی خداوند عالم نے پیدا کیے ہین اور وہین سے
شاہزادہ رستم ثانی پر سلام کیا لیکن جس وقت آنکھ ہوشیار شاہ کی رستم ثانی سے دوچار ہوئی زہرہ آب ہو گیا
اور دل مین کہا کہ یہ شیر بیشک رستم وقت ہی دل سے غلام ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہریار مین حضور کا نہایت ممنون
احسان ہوا اب یہ ملک گویا آپ ہی نے عطا فرمایا ورنہ میرے ہاتھ سے تو جاچکا تھا جب تک مین آتا آتا وہ عادی
ملک پر قبضہ کرلیتا پھر میرے اُسکے جنگ ہوتی لیکن جنگ دو سردار د کیا معلوم کون فتحیاب ہوتا کسکو شکست ہوتی
لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ احسان فرمایا کہ ملک میرا بچایا وہان اتنی عرض اور پذیرا ہو کہ دعوت بھی اس
احسان مند کی قبول فرمایئے رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ تو ممنون ہونے کی بات نہین ہر آدمی سے آدمی کا کام نکل جاتا ہی
اگرچہ میرے تمھارے ملاقات نہ کمانہ تھی لیکن جس وقت مین نے خبر پائی کہ فوج بے سردار پر اسنے چڑھائی کی
ہو بھیجے دیکھا گیا اور بقوت پروردگار مین نے اُسکو واصل جہنم کیا اور ای ہوشیار شاہ برا ماننے کی بات نہین ہی ہم لوگ
خداپرست ہین ہر گروہ کو اپنے گروہ کے سوا کافر جانتے ہین اور ہمین آب و طعام کافر کے گھر کا کھانا درست نہین ہے
تا وقتیکہ وہ اسلام نہ قبول کرے اُسنے عرض کیا کہ جو آپکا مذہب ہے وہی برحق ہی مین ابھی مسلمان ہوتا ہون فرمایا مین اسی
قبول کرنے کو کب قبول کرتا ہون تا وقتیکہ میرے تمھارے بھی آزمایش نہو جائے اُسنے عرض کی کہ میرا دل و جگر یہ نہین ہے
کہ مین آپسے مقابلہ کرسکون دوسرے جو اپنا محسن ہو اُس سے لڑنا یہ فعل بھی تو خلاف شرافت ہی رستم نے کہا
بغیر اسکے مین دعوت نہین قبول کرسکتا اُسنے مجبور ہو کر عرض کیا کہ بہت خوب مین طبل بجواتا ہون لیکن اس مقابلہ کو
یہ قصور فرمایئے گا کہ حکم بجالاتا ہون یہ کہکر رخصت ہو کر قلعہ مین آیا اور ایک نقارخانہ کچھ فوج چند خیمہ واسطے شاہزادہ
رستم ثانی کے روانہ کیے القصہ شام کے ہوتے ہی کوس حربی نوازش مین آیا جگر آسمان و زمین دہشت سے
تھرایا جس وقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور نقاب سیاہ روے فلک نیلوفری سے
سرکی شاہزادہ رستم ثانی خواب سے بیدار ہوے فریضۂ سحری کو ادا کرکے میدان کارزار کی راہ لی داہنے
جانب فضل بن رستم پشت پر شیر جنگ عیار عقب مین فوج ہوشیار شاہ جو واسطے زینت میدان کے
آئی تھی صف آرا ہو کر میدان مین قیام کیا اُس طرف ہوشیار شاہ گردن مست پر سوار چند سرداران نامی و
پہلوانان گرامی چالیس نفر جو ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب رہتے ہین ساتھ ساتھ پشت پر فوج جنیمار میدان مین
آکر قایم ہوا لیکن یہ خبر جو پھیلی کہ ہوشیار تیغزن سے اور پہلوان زمان رستم ثانی نوجوان سے مقابلہ ہی تو
اک عالم مجمع ہی کہ تماشا دو شیر دن کی لڑائی کا دیکھنا چاہیے لیکن بعد آراستگی صفوف سپاہ بیلداران نے میدان
کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی شروع کی نقیب نیب دیکر نکل گئے تھے کہ ہوشیار تیغزن نے دست ادب
بستہ عرض کی کہ ای نور دیدہ صاحبقرانی اے رستم ثانی کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا آج تمہین ست میدان ہمین است گو نے
ہمارے تمھارے زور کی سبکے سامنے آزمایش ہو جاے اُسنے عرض کیا کہ حاضر اور مرکب کو چمکا کر میدان مین
آیا ادھر سے رستم ثانی نے مرکب اپنا نکالا با ہمدگر سامنا ہوا رستم نے کہا اب عرصہ کیا ہی وار کر ہوشیار تیغزن نے
کہا کیونکر ہاتھ اپنے محسن پر اٹھاؤن رستم ثانی نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے مثل دشمنون کے
مقابلہ کر مین سوم نہین ہون اور اگر کمی کریگا قسم بخداے عزوجل کہ مین کسی طرح کی کوتاہی نہ تیرے قتل مین نکرون گا

اب ہوشیار تیغ زن نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ ای شہریار اگر قسم دیتے ہین تو سنبھلیے یہ کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین جو بند ہوشیار تیغ زن باندھتا تھا رستم ثانی کھول دیتے تھے جو بند یہ
باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا یہانتک کہ رد و بدل ہوتے ہوتے ستر طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ رستم ثانی نے خیال
کیا کہ بہت طول کھینچا وہ کشتی گیر بچہ اگر سن لیگا تو طعن کریگا بس ایک مقام پر چھیڑ پرچھا کو مارا اور نیزہ ہوشیار کا
مثل کاکل محبوب کے اپنے نیزے مین لپیٹ کر اب جو جھٹکا مارا دیکھا ہوشیار نے کہ ہاتھ شانے سے اکھڑا جاتا
ہی نیزے کو چھوڑ دیا نہایت خفیف ہوا لیکن چونکہ بہادر پرست تھا شاہزادے کے فن جنگ و زور بازو کی تعریف
کی رستم نے کہا وقت تعریف نہین ہی وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اللہ کوئی حربہ کرو ہوشیار نے عمود
گران سنگ کو سنبھالا کہ جو سات سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر چلا تھا کہ رستم نے آواز دی کہ ہوشیار تجھے قسم ہی
اپنے مذہب کی کہ دو دستی ضرب کر اور کسی طرح کی کوتاہی نکرنا اپنے دوبارہ گرز کو چرخ دیکر دو دستی ضرب رستم
ثانی پر لگائی شاہزادہ دلاور نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز بھی ہاتھ سے اسکے نکل گیا اب
ہوشیار نے تلوار سنبھالی اور کہا ای رستم زمان مجھکو ہوشیار تیغ زن کہتے ہین خبردار کیے دیتا ہون فرمایا کچھ پروا نہین
مجھکو بھی رستم صف شکن کہتے ہین یہ کہکر انھون نے بھی تیغہ سنبھالا سپر کو ہتوا سا لگی تلوار چلنے اک مقام پر ہوشیار نے
سرتا کمر کا وار کیا رستم نے اس پھرتی سے ہاتھ اسکا بچا کر ہتکنی ماری کہ تلوار اسکی قبضہ کے پاس سے کٹکر دور
جا گری بس اپنے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گھوڑے سے کود پڑا رستم ثانی بھی گھوڑے سے اتر پڑے ہاتھ گریبان
مین پڑ گئے کشتی ہونے لگی زور پہلے کشمکش کے ہو گئے بعد اسکے پیچون کی نوبت آئی دیکھنے والے داد مردی و مردانگی
دے رہے ہین ہوشیار بھی نہایت پہلوان زبردست ہی جب رستم پکڑ لاتے ہین صاف نکل جاتا ہی جب یہ پکڑ لاتا
ہی رستم بھی نکل جاتے ہین یہانتک کہ شام ہوگئی روشنی آگئی پہلوانان نامدار میدان کارزار مین اپنی کرسیان دنگل
منگوا منگوا کر بیٹھے جاتے ہین سب کی لڑائی ہوئی ہین کہ دو شیر باہم گتھے ہوئے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہانتک
کہ صبح ہوگئی دن بھر مین بھی فیصلہ نہوا پھر شام ہوگئی اسی عالم مین اب تیسرا دن ہی کہ ہوشیار شاہ نے کہا ای
شہریار یہ زور آخر ہی یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے ہاتھ سے مضبوط تھام کر سر سینہ سے ملا کر زور کیا کہ پانچ قدم دوڑا
لیگیا اب جو جھٹکا مارتا ہی پایان گھٹنا زمین سے کم نہ ہوگیا اب کہان تاب تھی دہین سے کمر بخبر کا بند پکڑ کر دبی گھٹنا
ٹیک کر جو جھٹکا مارا زمین سے اٹھا لیا سر سے بلند کرکے پھر آہستہ سے زمین پر رکھ دیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی
ہوشیار شاہ ایک تو پہلے ہی ممنون احسان ہو چکا تھا اب بندہ بے دام ہو گیا عرض کی جو آپکے مذہب مین لانے وہ کیا کہے
رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ہوشیار شاہ از صدق مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی کہ تو دعوت اس غلام کی
قبول فرمایئے گا فرمایا اب مضائقہ نہین ہی غرضکہ ہوشیار شاہ رستم ثانی کو شہر ہوشیاریہ مین تمام شہر مین آئینہ
بندی کا حکم دیا بڑی دھوم سے چالیس روز کا جشن کیا شاہزادے کی دعوت و مدارات مین مصروف رہا مندرون کو
منہدم کرا کر مسجدون کی بنا ڈالی گئی بعد فراغت جشن شاہزادے نے ہوشیار شاہ سے ارشاد کیا کہ اب مجھے نذر دو کیونکہ
قصد میرا فتح شہر صندل کا ہی کہ اک بزرگ مجھے خواب مین بشارت دے گئے ہین ہوشیار شاہ نے عرض کی کہ مین
بھی ہمراہ رکاب ہون لیکن ای رستم زمان شہر صندل ایسا مقام نہین ہی کہ آپ اسے بزور بازو فتح کر لیجیے کیونکہ
وہ آباد کردہ ابلیس خود پسند کا ہی وہ اک گروہ ناہنجار ساحر غدار ہی اگر پہلوانان نامی و گرامی کو آپنے زیر کیا تو ساحرون
سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا فرمایا کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است اگر پروردگار برحق میرا حامی و مددگار ہی تو انشاء اللہ

دیکھ لینا کہ کیونکر شہر صندل کو فتح کرتا ہون ہوشیار شاہ نے بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے عرض کی کہ طلسم صندل
کی رہنے والی بنفشہ جادو نام میری دوست صادق ہے اُس سے حضور کو بہت مدد ملتی رہیگی لیکن آج کے
تیسرے روز یہان سے کوچ کا قصد فرمایئے تو بہتر ہے کہ مین لشکر اپنا تیار کرلون فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن جب
تیسرا روز ہوا اور تمام لشکر تیار ہوا نقارہ کوچ بجا اٹالہ بارگاہ کا لدنے لگا رستم ثانی مع ہوشیار شاہ وہوشمند
روشن رائے بارگاہ مین فروکش تھے کہ دیکھا ایک برق سی چمکی اب جو خیال کیا تو ایک ناگنی تڑپ کر آسمان سے
گری اور آن واحد مین قد اپنا اُسنے دراز کیا اور رستم ثانی کو مع ڈنگل لپیٹ کر مثل برق جہندہ پر روے ہوا چلی گئی کہ اُنا
اسکا وقت پر بیان کیا جائے گا لیکن یہ حادثہ گذرنے کے بعد ہوشیار شاہ نے تاج زمین پر پھینک دیا فضل
وشبرنگ نے گریبان پھاڑا خاک سر پر ڈالی حال اپنا تباہ کیا تمام شہر مین اک غوغا ہوگیا فضل وشبرنگ
چاہتے تھے کہ آپ کو ہلاک کرین کہ وزیر ہوشمند نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پروردگار سے دعا کرو خود کشی کرنے سے
کچھ حاصل نہوگا مجھے علم نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ خانہ حیات برقرار ہے بعد چند روز سختی اُٹھانے کے شاہزادے
سے ملاقات ہوگی اب ان سبکو تو چندے نوحہ وماتم مین چھوڑیے لیکن حباب جادو جو شاہزادے کو ناگن بنکر
اُٹھا لائی اُسنے صحراے محبوبیہ مین ایک دریاے سحر بنا رکھا ہے اندر اُسکے ایک گنبد بنا رکھا ہے کہ اُسے گنبد
حباب کہتے ہین خود اکثر نہنگ بنی ہوئی پھرا کرتی ہے رستم ثانی کو اسی گنبد حباب مین لاکر اُتارا آپ غوطہ مار کر اک
نازنین کی صورت بنی رستم ثانی نے کہا تو کون ہے مجھے یہان کیون اُٹھا لائی اُسنے جواب دیا تو فتاح طلسم صندل
ہے اس وجہ سے تجھے قتل کرنے لائی ہون رستم ثانی نے کہا تجھے کیا سلسلہ طلسم صندل سے ہے حباب جادو نے
جواب دیا کہ مین بھی اک ملازمہ صندل جادو کی ہون آج کی تاریخ مین دربار شہنشاہ صندل جادو مین حاضر تھی کہ
معلم کتابدار وزیر صندل جادو نے روزنامچہ پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ ملک ہوشیار یہ مین فتاح طلسم آپہونچا
اور اُس ملک کو اُسنے اپنے قبضہ مین کیا اب ارادہ اس طرف کا رکھتا ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ اسی سال مین
طلسم صندل برباد ہوگا اور صورت وسیرت طلسم کشا کی سب کچھ لکھ دی ہے وہ سب علامتین تجھ مین
پائی جاتی ہین لہذا مجھکو حکم ہوا کہ جا اور طلسم کشا کو گنبد حباب مین مقید کریا قتل کرکے سر طلسم کشا کا حاضر
کر فرمایا کہ پھر کیا ارادہ ہے اسنے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا ہے جان جہان وای آرام دل مشتاقان
قطع ہون وہ ہاتھ جو بہ ارادہ قتل تجھپر اُٹھین لیکن اس شرط پر کہ تو وصل میرا قبول کرلے تجھ ایسا معشوق بغل مین
ہو تو خاک ہے سلطنت شہر صندل پر ایک گوشہ تنہائی زندگی بسر کرنے کو کافی ہے شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بھک مارتی ہے
تجھ تو ساحرہ ہے مین کبھی وصل تیرا قبول نکرونگا اسنے کہا وصل میرا قبول نکریگا تو قتل کرونگی فرمایا مرنا بہتر ہے اس فعل
بد سے حباب جادو کو غصہ آیا کہا تو نمانے لگا اور تلوار کھینچکر سر پر آکھڑی ہوئی لیکن پھر ہاتھ تھرایا دل بھر آیا کہ
ایسے جوان حسین کو اگر قتل کیا تو بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے قید رکھو آخر کار عاجز
ہوکر آپ ہی قبول کریگا یہ سوچ کر خنجر نیام مین کیا اور اک قفس آہنین مین بند کرکے درگنبد پر لٹکا دیا ۔

اب چند کلمے داستان عبرت نشان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب بعد داریوش ثانی خونخوار جادو کے پنجہ سے چھوٹے تو کلمت علی اللہ جل نکلے تمام دن چلے لیکن حد صحرا کی
تمام نہوئی شام ہوگئی ریگ پوش زمین پر بچھا کر تکیہ پروردگار پر کرکے سو رہے صبح کو پھر چلے پھر شام ہوگئی اور سواد

کسی شہر کا معلوم نہوا اب بھوک پیاس کی شدت رہروی کی حرارت عجب حال پُرملال ہی مگر شکر رب ذوالجلال کر کے
ایک نخل کے نیچے قیام کیا وہ درخت میوہ دار تھا کچھ پھل توڑ کر کھائے قریب ایک چشمہ معلوم ہوا اُسمین سے پانی
پیا وضو کر کے نماز پڑھی جب صبح ہوئی پھر چلے اب آج تیسرا روز ہی گھوڑے کا بھی عجب حال ہی کہ بغیر دانے کے صرف
گیاہ پر بسر ہوتی ہی بدیع الملک اپنے حال پُرملال پر اشعار عبرت آمیز پڑھتے آگے بڑھتے جاتے ہین شعر
پیچ کے کانٹون سے چلیگی ہمسے یہ تدبیر تھی ٭ گو کھڑ و تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر پاؤن کبھی درگاہ احدیت مین
عرض کرتے ہین کہ ای کارساز ای رب بے نیاز کیا تقدیر مین اس بندہ عاصی کے یہی تھا کہ اس صحراے لق ودق مین
ٹھوکرین کھا کھا کے ہلاک ہوجاے خیر جو کچھ تیری مشیت مین آئے افسوس کہ نہ وہ دوست ہین نہ وہ عزیز ہین نہ ندیم ہین
نہ یاران قدیم ہین کہ اگر قضا کا سامنا ہوا تو وصیت تک سے محروم رہے اور بھلا لاش کو دفن و کفن کون دیگا ہان اگر
بادِصبا کچھ ترس کھائیگی تو بجاے کفن گرد کی چادر اُڑھاے گی اور قبر کی یہ صورت ہوگی بموجب شعر ہم اس سے تڑپا کہ زمین ہوگئی شق
تیرے کشتے نے جگہ ڈھونڈلی تربت کے لیے ٭ خیر کچھ پروا نہین ہی جو تیری مرضی شعر۔ سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ٭ ابھی یہ کلمات حسرت آیات درگاہ قاضی الحاجات مین بہ خلا تمام نہ پہونچے تھے کہ جانب
مشرق سواد شہر معلوم ہوا شاہزادے نے جلد جلد قدم آگے بڑھائے شکر یہ پروردگار بجالائے جس وقت دروازہ شہر پناہ
سے گذر کر داخل شہر ہوئے دیکھا تمام شہر مین اک کہرام بچا ہوا ہی ہر خرد و بزرگ روتا ہی مُنھ اشکون سے دھوتا ہے
گریبان تا بہ دامن چاک ہی بالون پر خاک ہی ایک آدھ آیندہ و روندہ اس طرف سے پوچھا کہ یہ شہر کیون مصروف
ماتم و محو غم و الم ہی لوگون نے کہا کہ اس ملک کا بادشا یعنی **ملک محبوب شاہ** کہ ایک فرزند جوان رکھتا تھا
حسب اتفاق وہ براے شکار گیا اس شہر سے چوبیس کوس پر اک کوہ واقع ہی کہ وہ مسکن ہی اک دیو کا حسب اتفاق
شاہزادہ لیک کر اُس طرف نکل گیا اُس دیو نے فرزند **محبوب شاہ** یعنی **ملک احساب** کو پکڑ لیا اور اک قفس
مین بند کر رکھا ہی **محبوب شاہ** نے جب بہت آہ و زاری کی تو یہ فیصلہ ہوا کہ اگر تو بیس انسان روز میرے کھانے کے
واسطے بھیجے جائیگا تو مین اسے نہ کھاؤنگا صرف قید رکھونگا اور اگر کسی روز ایک نفر کی بھی کمی ہوگی تو بعوض اسکے
اسی کو کھاؤنگا اسی وجہ سے یہ شور نوحہ و ماتم اس شہر مین بلند ہی دل دردمند ہر شاہزادے نے فرمایا اگر بادشاہ
سے ملاقات کرنا چاہیے تو کیونکر ہو اُس راہرو نے کہا کہ آج کل دربار عام ہی جسکا جی چاہیے جائے کسی کی ممانعت
نہین ہی غرضکہ **بدیع الملک** پتا ایوان شاہی کا پوچھکر داخل ایوان ہوے دیکھا کہ شاہ بستر خاک پر تکیہ کیے بیٹھا
ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین حکما و ندما کا گرد و پیش مجمع ہی نجومی و رمال حاضر ہین پانسے پھینک رہے ہین زائچہ
کھینچ رہے ہین کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی بامید موہوم کسی قدر شاہ کا دل بہلا ہوا ہی کہ اکبار **بدیع الملک** نے پہونچکر سلام
کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا **بدیع الملک** نے کہا ای شاہ اگر کوئی تیرے فرزند کو تجھسے ملا دے تو عوض اسکا
تو کیا کریگا بادشاہ نے کہا تا زندگی اطاعت و فرمانبرداری **بدیع الملک** نے کہا خلاف عہد تو نہوگا **محبوب شاہ**
نے کہا مجھے اُسکی رہائی کا یقین ہو تو مین کچھ کہون کسمین اتنی طاقت ہی کہ انسان ہو کر اُسے دیو کے پنجے سے چھڑا دیگا
بدیع الملک نے کہا پروردگار بڑا قوی و توانا ہی کہ اسنے ہزارہا انسان ایسے پیدا کر دیے ہین کہ دیو کی حقیقت نہین
سمجھتے ای **محبوب شاہ** فقط تو ایک آدمی جاننے والا اُس مقام کا کہ جہان وہ دیو رہتا ہی میرے ساتھ کر دے
یا اُس دیو کو مار کر تیرے فرزند کو تجھسے ملا دونگا یا اپنی جان بھی گنوا دونگا بادشاہ یہ کلام سنکر بولا ای شخص اگر تو اتنی بڑی
ہمت کرتا ہی کہ میرے واسطے اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہی تو مین بھی تیرا ساتھ نچھوڑونگا یہ کہکر اُسی وقت حکم دیا

کہ فوج ہماری تیار ہو کہ ہم طرف کوہ فیل نما کے اپنے فرزند کو چھڑانے جائین گے بدیع الملک نے کچھ دیر استراحت کی
جب فوج تیار ہو چکی چوبدار نے آکر عرض کی لشکر تیار ہے اُسی وقت محبوب شاہ مع حکیم دانشور وزیر کے سوار ہوا بدیع الملک
کو ہمراہ لیا طرف کوہ فیل نما کے روانہ ہوا لیکن حکیم دانشور نے راہ میں بدیع الملک سے کہا کہ اے پہلوان زمان
یہ تو ہاتھ پاؤن کی توانائی سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تو مرد قوی و بہادر ہے اور بشرہ تیرا جرأت و بہادری پر دال ہے
لیکن یہ سامنے جو صحرا بے نخل معلوم ہوتا ہے اس تمام صحرا مین بڑے بڑے درخت شمشاد کے لگے ہوئے تھے تمام
درخت اس دیو نے اکھاڑ اکھاڑ کر دارین بنا کر کوہ پر رکھ چھوڑے ہین اور وہی حربہ اُسکا ہے تم متحمل نہ ہو سکو گے پہلے
آزمایش اپنے زور کی کر لینا چاہیے یون لڑنا خلاف عقل ہے یہ سُننا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا سامنے ایک
نخل شمشاد معلوم ہوتا ہے بس دوڑ کر تنہ اُس درخت کا کولے مین لیکر جھٹکا مارا کہ زمین سے اُکھڑ کر پھینک دیا
محبوب شاہ یہ قوت دیکھکر ٹھہر گیا اور کہا کہ بیشک یہ اس دیو سے مقابلہ کر سکتا ہے اب فتح و شکست پروردگار
کے اختیار مین ہے اور حکیم دانشور نے بھی بہت تعریف کی لیکن بعد طی مراحل و قطع منازل جس وقت قریب
کوہ فیل نما کے پہونچے دیکھا تو زیر کوہ اک اور کوہ ہے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ دیو سو رہا ہے حکیم دانشور
اور محبوب شاہ نے کہا اے پہلوان زمان تو بڑا با اقبال معلوم ہوتا ہے کہ دیو سو رہا ہے جلد کام اس کا
تمام کر بدیع الملک نے کہا یہ ہرگز نہو گا کہ مین حالت خواب مین اُسے قتل کرون یہ فعل شان مردی کے خلاف
ہے یہ کہکر للکارا اُس دیو کو کہ او اجل رسیدہ ہوشیار کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا و عدہ تیرا ابر آ پہونچا ہے
یہ آواز جو کان مین دیو شمعون کے پہونچی آنکھین کھول دین اُٹھ بیٹھا بدیع الملک کو دیکھا سمجھا کہ بادشاہ
نے جو لوگ میرے کھانے کے واسطے معین کیے ہین وہی سب آئے ہین یہ جانتا ہے کہ اب زندہ تو بچنے کا نہین
پھر اس اپنے دل کی نکال رہا ہے پکارا کہ اے لقمہ چرب و خوش گوار مین نہایت تیرا مشتاق تھا آ میرے منہ مین
کود پڑ دانت تک نہ لگاؤنگا یونہین بلبلا بلبلا کر کھا جاؤنگا یہ کہکر آنکھین بند کرلین اور دہن جو مثل غار عمیق
کے تھا وا کیا بدیع الملک نے اک سنگ گران اُٹھا کر اُس کے منہ مین ڈال دیا اب جو دیو دانت مارتا ہے
تو پتھر پر پڑے دیو نے گھبرا کے آنکھین کھول دین دیکھا وہ انسان سامنے کھڑا ہے بس پتھر تو منہ سے نکال کر پھینک
دیا اور غصہ سے پکارا کہ او مردم میاہ سفید دندان تو نہ مانے گا اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بدیع الملک کو اُٹھا کر منہ
مین رکھ لون بس بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آ رہا اب جو اک گھونسا مغز پر اُسکے مارا تو
سارا ہاتھ سر مین در آیا بھیجا پاش پاش ہو گیا دیو گھن چکر ہو گیا آتشبازی کا دیو معلوم ہونے لگا فرشکہ پھڑک
پھڑک کر واصل جہنم ہوا محبوب شاہ پہلے تو ڈرا تھا کہ بڑا جاہل یہ انسان ہے کہ حریف کو غافل پا کر چھوڑ دیا اگر
دیو کے ہاتھ سے یہ مارا گیا تو آج ہی ہم سب کا بھی مع احساب شاہ خاتمہ ہے دیو کسی کو زندہ نچھوڑے گا لیکن
جب دیو کو بدیع الملک نے اس آن بان سے مارا کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے احساب شاہ نے شکر
خدا بجا لایا بدیع الملک نے قفس سے اُسکو رہا کیا لا کر محبوب شاہ کے سپرد کیا سب خوش و خرم
شادیانے بجاتے ہوئے صحرا سے پلٹے محبوب شاہ نے بدیع الملک اور اپنے فرزند پر سے تا ایوان شاہی
زر لٹایا اور اپنے پاس تخت پر بٹھایا وہ لباس غم مبدل بہ خوشی ہوا جشن کی تیاری ہونے لگی محبوب شاہ
نے کہا کہ اب یہ تخت سلطنت حاضر ہے بدیع الملک نے کہا مجھے سلطنت کی خواہش نہین تمھارا ملک تمھین مبارک
رہے لیکن چونکہ تمھاری سلطنت مین ایک دولت کی کمی ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ تم اُس دولت سے بھی

غنی ہو جاؤ محسوب شاہ نے کہا وہ کون سی دولت ہی بدیع الملک نے جواب دیا وہ دولت دولت اسلام ہی کہ اگر
تم دین اسلام اختیار کرو تو دولت عقبیٰ بھی ملے اور یہ دولت دنیا کوئی چیز نہین ہی جب دنیا کو خود ثبات نہین ہی تو دولت
دنیا کو کب ثبات ہو سکتا ہی بموجب شعر رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی ؛ یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی
سوائے ذات پروردگار کسی کو بقا نہین ہی القصہ کچھ ایسے کلمات عبرت انگیز شاہزادہ بدیع الملک نے زبان پر جاری
کیے اور ثنائے پروردگار کر کے خوف دوزخ دلا کر نعمات جنت کا متمنی بنایا کہ محسوب شاہ و حکیم و دستور
واحساب بن محسوب از سر صدق مسلمان ہوے اور تمام فوج و رعایا پر وعظ و پند کر کے سبکو مسلمان بنایا مندر
منہدم ہوے مسجدون کی بنا پڑی جن گلیون مین سنکھ پھنکا کرتے تھے آج اُنسے اللہ اکبر کی صدا چلی آتی ہی محسوب شاہ
نے چالیس روز کا جشن کیا جب فراغت حاصل ہوئی بدیع الملک نے رخصت چاہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار
اب کس طرف کا ارادہ ہی فرمایا دل سے تو قصد شہر صندل کا ہی آگے گردش تقدیر جدھر چاہے لیجائے محسوب شاہ
مع فرزند و وزیر تھوڑی سپاہ ہمراہ لیکر پہونچانے چلے شہر سے نکلکر صحرا مین پہونچے جب صحرا کو بھی طے کیا اِک دریا
نظر آیا دیکھا کنارے دریا کے ایک مرد فقیر با حالت تغیر بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے ایک ندی آنسوؤن کی جاری
چہرے پر اثر رنج و الم طاری ہی چہرے کی زردی سے دق کے آثار ہویدا آنکھون کے حلقون سے حسرت
دیدار پیدا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرقت مین کسی محبوب جانی یار جادو وانی کے اِسنے اپنی حالت خراب کی ہی ایک چھپر بان
اس طرح کی پڑی ہوئی ہی جس سے صاف ہویدا ہی کہ لوگون نے ترس کھا کر دھوپ اور اوس سے بچنے کے
واسطے ڈال دی ہی بدیع الملک نے پوچھا کہ یہ درویش کون ہی اور کیسے یہان بیٹھا ہی احساب بن محسوب
نے جواب دیا کہ ای شہریار ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ درویش سوداگر گران مایہ تھا اسنے کئی لاکھ روپیہ کو اک تصویر
مول لی تھی حسب اتفاق اِس شہر کی طرف آتا تھا کہ دریا مین تلاطم پیدا ہوا کہ ایک نہنگ نے دُم ماری کہ جہاز
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ صندوق کہ جسمین وہ تصویر تھی نہنگ اُسے نگل کر غائب ہو گیا یہ ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر
نکلا جب سے یہ یہین رہتا ہی اور غم مین اُسی تصویر کے رات دن رویا کرتا ہی ہر چند اسے سمجھایا کوئی نصیحت کارگر
نہوئی بدیع الملک نے کہا کچھ معلوم ہی کہ وہ تصویر کسکی تھی احساب بن محسوب نے کہا کہ نام اُس محبوب کا نہین بتاتا
کہ جسکی تصویر تھی بدیع الملک نے کہا اب آگے بڑھنا مجھ حرام ہی جبتک کہ کام اُس درویش کا انجام کو نہ پہونچے گا
یہان سے نجاؤنگا یہ فرما کر اُسی جا اُتر پڑے خیمہ برپا ہوا پاس اُس درویش کے آئے حال پوچھا کچھ جواب نہ ملا
فرمایا خیر ہم خود تدبیر کرینگے یہ فرما کر حکم دیا کہ چھولداری علیحدہ استادہ ہو حسب الحکم اُسی وقت سب سے علیحدہ ایک رنگی
برپا ہوئی شاہزادہ بعد فراغت امور ضروری اُس بارگی مین آیا وضو کیا فریضہ کو ادا کر کے دو رکعت نماز حاجت پڑھی
اور درگاہ احدیت مین مصروف مناجات ہوے کہ ای کس بیکسان وای یاور غریبان ای کارساز عالم اے بے نیاز
اکرم بحق نبی الورا بحق اشرف انبیا بحق حیدر کرار غیر فرار بحرمت صدیقہ کبریٰ دختر محمد مصطفےٰ بتصدق جمیع معصومین
صلواۃ اللہ سلامہ علیہم اجمعین اس مرد غریب پر رحم کر کہ اسکے حال زار پر ترس آتا ہی دل اُسکی جوانی پر کڑھا جاتا ہی
ہان بندۂ خاکسار کو باعث اسکے رفع رنج و ملال کا متعین فرماوے کیا عجب ہی کہ جب اُمید اسکی بر آئے تو گمراہی کفر سے
راہ پر آئے یہی دعا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی دیکھا بدیع الملک نے کہ زلزلۂ قاف کوچک
سلیمان یعنے جناب حمزہ صاحبقران عالی شان تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو تردد نہ کر
دریا دریائے سحر ہی مقام سکونت شباب جادو بھی ہی اور بھتیجا تیرا رستم ثانی بھی یہین قید ہی تجھے لازم ہے

کہ جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہو دریا مین پھاند پڑے تجھے ایک نہنگ نگل جائیگا وہی حباب جادو ہی بے تامل
نگرنا فوراً خنجر سے شکم اُس نہنگ کا چاک کر ڈالنا اُسکے مرتے ہی آن واحد مین دریا نیست و نابود ہوجائیگا صاف
میدان نظر آئیگا بدیع الملک چاہتے تھے کچھ اور پوچھوں کہ امیر نظروں سے پنہان ہوگئے آنکھ کھل گئی دیکھا
کہ تمام خیمہ معطر ہو رہا ہی خوشبوے مشک و عنبر و عود پھیلی ہوئی ہی اُسی وقت سجدہ شکر بجا لاے وقت نماز سحر کا قریب
تھا اُٹھ کر وضو کرکے وظیفہ سحری کو ادا کیا تسبیح پڑھتے ہوے باہر نکلے محبوب شاہ اور احباب بن محبوب
وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت خواب بیان کی اور وقت کے منتظر ہوکر بیٹھے جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت آیا
بدیع الملک دریا مین پھاند پڑے دیکھا تو واقع مین ایک نہنگ پیدا ہوا اور بدیع الملک کو نگل گیا گو کہ
حال خواب کا محبوب شاہ وغیرہ سن چکے تھے لیکن بسبب بشریت اور شاہزادے کی محبت کے دل مضطرب
ہوگیا مگر بدیع الملک نے شکم نہنگ مین پہونچتے ہی خنجر مارا کہ پیٹ اُسکا چاک ہوا بس نہنگ کا مرنا تھا کہ دریا
متلاطم ہوا پانی کے بدلے خاک اُڑتے نظر آنے لگی مچھلیان پرکالۂ آتش بن بن کر جل گئین جب وہ شور و غوغا برطرف
ہوا دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی کہ سن کوئی ساڑھے نو سے برس کا ہوگا بڑے اُسکے غل مچا رہے ہین کہ کشتی مر
نام من حباب جادو وبود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم باقی میدان نظر آتا ہی پانی کا کہین نام و
نشان تک نہین ایک طرف قفس آہنین رستم ثانی بیٹھے ہین ایک جانب ایک صندوق رکھا ہوا ہی بدیع الملک قریب
قفس رستم ثانی کے آئے رستم ثانی نے جو صورت بدیع الملک کی دیکھی دل مین کہا افسوس رہائی بھی ہوئی تو کیسا
ہاتھ سے کہ اس رہائی سے قید بہتر تھی اور اس جانبری سے مرنا خوب تر تھا شرمندہ ہو کر گردن جھکالی سلام تک نہ
کیا بدیع الملک نے کہا کیون اے رستم کس دریاے مصیبت سے تجھے نکالا ورنہ کشتی عمر طوفانی ہوا چاہتی تھی
دیکھ ہم اپنے ملازمون کا کسقدر خیال رکھتے ہین کہ یہان آکر تجھے رہا کیا رستم ثانی نے کہا تجھے تو میرا حال تک نہ معلوم
ہوگا یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ تو آیا نہین معلوم کس کام کیلئے آیا تھا بیان تقدیر نے مجھے ذلیل کر دیا خیر ابھی تک تو کوئی
پروا نہین کہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا جو مین تجھے دام مصیبت سے رہا کر چکا ہون یہ اُسکا عوض ہوگیا مگر ہان پروردگار
آئندہ تیرے احسان سے بچائے یہ کہکر قفس آہنین کو توڑ کر باہر نکلے اب بدیع الملک اُس صندوق کی طرف متوجہ ہوے
اتنے مین محبوب شاہ وغیرہ بھی قریب آگئے کیونکہ اب دریا تو حائل نہین ہی غرضکہ صندوق اُٹھوا کر رستم ثانی
کو اپنے ہمراہ لیے ہوے وہان آئے کہ جہان وہ درویش بدنصیب بیٹھا تھا صندوق اُس کے سپرد کیا
اور فرمایا اے لو تمنا تیری بر آئی درویش قدمون سے لپٹ گیا اور کہا کہ بندہ بے دام ہون فرمایا اے سوداگر یہ سب
شان و شوکت ہماری بہ برکت دین اسلام ہی تجھے لازم ہی کہ تو بھی اس مذہب کو اختیار کر کیونکہ پروردگار عالم نے
مراد تیری پوری کی سوداگر از سر صدق مسلمان ہوا لیکن دل جو شوق مین اُس تصویر کے بیتاب تھا کہ جسکی یاد نے
اسے ساکن کر دیا تھا جلدی سے صندوق کھولکر نکالی مگر جیسے ہی نظر اُسکی اُس تصویر پر پڑی ایک آہ سرد
کھینچی اور گر پڑا محبوب شاہ وغیرہ نے ہر چند آواز دی جواب آیا دیکھا تو تنفس ساقط ہین چہرے پر پسینہ موت کا جاری
ہی بدیع الملک نے اُس تازہ مسلمان کے واسطے نہایت افسوس کیا اور اُسے دفن کرا دیا اب اُس تصویر کو خود
اُٹھا کر دیکھا کہ اسکے سر پر لکھا تھا کہ آفت جان و ہوش ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر ملک صندلان شاہ بدیع الملک
کی بھی یہ حالت ہوئی کہ دیکھتے ہی اُس تصویر کے تاب و توان نے رخصت مانگی چہرہ پر آثار عشق طاری ہونے لگے
رستم ثانی نے جو یہ رنگ دیکھا کہا اچھا کیا خوش نصیب ہو جہان جاتے ہو ایک نہ ایک حور جمال پری تمثال مل ہی جاتی ہی

ہے ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ تمھاری قسمت کی ہے بھلا سوداگر بیچارے کی ایسی تقدیر کہان آخرکار جان بحق
تسلیم ہوگیا بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز جیسی تیری نیت ہے تو اسی طرح مجکو بھی تصور کرتا ہے واللہ اگر وہ سوداگر
زندہ رہتا بھی تو ملکہ نوبہار گوہر پوش کو جہان سے بنتا لاکر اُسی کے سپرد کرتا رستم نے کہا خیر وہ زندہ ہی کیون
رہتا تمھاری نظر ایسی تھوڑی تھی کہ اُسے زندہ رہنے دیتی اور اب تو کوئی کھٹکا نہین ہے بدیع الملک نے
کہا مین بخوشی تمھین دیتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ مردے کا مال آپ ہی کو مبارک رہے مین باز آیا تصویر کی تو یہ
نحوست تھی کہ پہلے مال و دولت اُس بیچارے کا تباہ ہوا بعد کو جان گئی صاحب تصویر کیا سبز قدم ہوگا خدا اپنی پناہ
مین رکھے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ اب قصد کیا ہے رستم نے جواب دیا کہ آپ کو میرے قصد سے
کیا مطلب ہے میرا جہان جی چاہے گا چلا جاؤنگا میرا تمھارا کون ساتھ بدیع الملک نے گلے سے لگایا اور کہا اے
رستم جو ملال تمھارے دل مین ہو اب اُس سے درگذر کرو بہتر ہے کہ ہم بہت دلون کے چھوٹے ہوے ملے ہین چندے تو ساتھ
رہین جو کام ہو ہم تم ملکر کرین تو اور جلد انجام کو پہونچیگا بموجب شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد
انبوہ را ٭ غرضکہ چچا بھتیجون مین صفائی ہوئی رستم نے کہا میرا قصد ہے کہ شہر صندل پر چڑھائی کرون لشکر ملک
ہوشیاریہ مین تیار ہے مین سامان کوچ کر چکا تھا کہ طباب جادو مجھے لے آئی ہے وہان فضل و فیروز نگ کی نہین
معلوم کیا حالت ہوگی بدیع الملک نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا غرضکہ ایک روز قیام کیا دوسرے روز رستم و بدیع الملک
مع احساب بن محسوب تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیکر طرف ملک ہوشیاریہ کے روانہ ہوے اور محبوب شاہ کو
براے انتظام ملک مین چھوڑا دیکھیے اب یہ کس وقت شہر ہوشیاریہ مین پہونچتے ہین لیکن صاحب صولت
جہانبانی جناب حمزہ ثانی بعد روانہ ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے منتظر بیٹھے ہین کہ شاہزادہ براے
گرفتاری آہو گیا ہوا ہے بہ خیر و عافیت آئے تو آگے چلنے کا ارادہ کیا جائے لیکن جب تین چار روز گذر گئے اور
کچھ خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی امیر کو نہایت تردد ہوا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا مگر کچھ پتا نہ ملا
آخرکار مجبور و ناچار ہوکر سُپرد پروردگار کرکے طرف شہر صندل کے تن تنہا بذات واحد کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان فرحت بیان ضحاک جادو و ملک سفیان شاہ کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جب شکست خوردہ ہزیمت بردہ ہاتھ سے بدیع الملک کے بھاگا حوالی شہر صندل مین آکر قیام کیا بعد کچھ روز کے
خبر پہونچی کہ شہر ہوشیاریہ رستم ثانی نے لے لیا اور اہل شہر مع بادشاہ مسلمان ہوے بس اُسی وقت شہر
صندل کی طرف مع فوج ساحران روانہ ہوا یہان قلعہ ہوشیاریہ مین ماتم رستم ثانی کا برپا ہے تمام شہر سیاہ پوش
ہے کہ دیکھا جانب آسمان سے ٹکڑے ابر رنگ برنگ نظر آئے جسوقت وہ ابر قریب پہونچے دیکھا کہ ہزارہا ساحر
کوئی باز کوئی ببری کوئی قرقرے پر سوار ترسول پنج سول بلند ڈہر و بجتے ہوے ناقوس پھونکتے ہوے دو ساحر
ایک تخت سحر پر سوار سرون پر اُنکے تاج جواہر نگار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان مغرق کاندھون پر
ڈالے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی دونون بادشاہ اِس لشکر کے ہین آن واحد مین بالاے ہوا سے اُتر کر زمین پر
آئے کہ تمام صحراے ہوشیاریہ مملو ہوگیا ہرکارون نے آکر ملک ہوشیار زنگی زن کو خبر دی کہ ضحاک شاہ
جادو اور ملک سفیان جادو دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آئے ہین قصد مقابلہ رکھتے ہین ہوشیار شاہ یہ سنکر
بہت گھبرایا اور ہوشمند روشن راے اور فضل بن رستم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے ہوشمند و فضل نے
بالاتفاق کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم سبکا لبریز ہو چکا ہے پہلی بداقبالی وہ تھی کہ شاہزادہ رستم ثانی کا سایہ ہمارے

سر سے اُٹھ گیا اب جو آفت نہ آئے وہ تھوڑی ہی لیکن اگر اجل ہی آچکی ہی تو کیا چارہ ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہمت کو نہ ہارنا
چاہیے پروردگار عالم کو پکارنا چاہیے اگر مدد غیب ہو تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر مارے گئے تو یاد پروردگار مین
دم نکلا انجام بخیر ہوا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے آکر عرض کی ایلچی ملک ضحاک شاہ جادو کا اجازت
آنے کی مانگتا ہی فضیل نے کہا آنے دو جس وقت ساحر اندر آیا کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے جام شراب حسب دستور
روزگار پیش کیا ارجنگ جادو نے دو ایک جام پیئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا نیم نامہ دار
دو نیم نامہ دار ہوشیار شاہ نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملک ہوشیار
تیغزن مین نے سُنا ہی کہ تمنے پرستش لات اعلی و منات معلے کی ترک کی اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا دین قدیم کو
چھوڑکر مذہب جدید اختیار کیا بس بہتر یہ ہی کہ پھر اپنے مذہب قدیم پر آؤ دوستی سے ان خداپرستون کی ہاتھ اُٹھاؤ
ورنہ قسم ہے سامری و جمشید کی کہ ایک آن واحد مین شہر ہوشیاریہ کو غارت کر دونگا اور تجھے اس طرح
مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت مضمون نامے کا تمام ہوا ہوشیار
شاہ نے ہوشمند روشن رائے کی طرف دیکھا ہوشمند نے کہا اے شہریار جواب نامے کا یہی لکھ دیجیے کہ اب ہم
محکوم دوسرے شخص کے ہین اور شہریار ہمارا الگ ہی جس وقت وہ آئے گا اُس وقت چاہے آغاز جنگ کرنا چاہے
صلح کر لینا جیسا اُسے منظور ہوگا ویسا جواب وہ لکھیگا ہم اُسکے صدمے مین بیٹھے ہین ہم مین تاب کلام قوت
انتقام کچھ نہین ہی اور مذہب لات اعلی پر تو ہمنے بیشک لات ماردی اب یہ ذکر بیکار ہی کیونکہ مثل مشہور ہی چھوٹے
کاؤن کا ناتا گیا پاؤن کی اُتری ہوئی پاپوش پھر نہین پہنی جاتی ہوشیار شاہ نے اسی مضمون کا نامہ لکھواکر نامہ دار
کے سپرد کیا نامہ دار رخصت ہوا اور جواب لیے ہوئے پاس ضحاک جادو کے پہونچا لیکن ضحاک جادو نے
جو مضمون نامے کا پڑھا نہایت برہم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے معًا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر ہوشیار تیغزن کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت یہان بھی کوس حربی لرزش مین آیا کہ دل آسمان و زمین کا
تھرایا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی وہان لشکر کفار مین ساحران بدکردار جابجا چوکے دے دیکر اپنے
اپنے سحر جگانے لگے ہر طرف شور یا سامری یا جمشید بلند ہوا گیا زبان روشن ہوئین ڈیرو بجنے لگے ادھر
اہل اسلام مین یا حی و یا قدیر کا غلغلہ برپا رہا ایک سے ایک گلے ملتا تھا کہ بھائی یہ کل ان کافران بے حیا سے
مقابلہ ہی وہ ساحر ہم غیر ساحر دیکھئے کیا انجام ہوتا ہی سوا پروردگار کے اس وقت مدد مین کوئی مددگار نظر
نہین آتا اس طرح باہم رخصت ہوتے تھے اپنے اپنے حال زار پر روتے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
کہ اگر تمھین پروردگار اس شور و شر سے بچائے راہ نجات ہاتھ آئے تو شاہزادہ رستم ثانی سے ہماری تسلیم
کہنا اور کہنا کہ غلام آپکا کام آیا بعض دلاور ایسے بھی تھے کہ اُنپر مطلق ہراس طاری نہ تھا تلوارون پر صیقل
کرتے تھے چلۂ کمان کو چست و درست کرتے تھے نیزون اور تیرون کے بھالون کو زنگ سے صاف کرکے کہتے
تھے کہ انشاء اللہ بقوت پروردگار کل ان ساحرون کی گردنین ہین اور ہماری تلوارین ہین غرضکہ اسی ہنگام
مین سپر شب چہرہ گردون سے ہٹی و نور تیغ سحر سے وہ تیرگی کٹی شاہنشاہ خاور بعد گردش چرخ اخضر پر تاج
مرصع برسر چارقب شاہنشاہی در بر نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوئے نمودار ہوا غازیان دیندار و دلاوران
تہور شعار مرکبون پر سوار ہو ہو کر جانب میدان کارزار متوجہ ہوئے اُدھر کفار بدانجام ناواقف حلال و حرام آکر

صف آرا ہوئے کہ آگے آگے تخت جواہر نگار مرصع کار پر ضحاک جادو اور سفیان جادو بیٹھے ہین اور جانوران سحر پر
تمام ساحر سوار جس وقت نقیب نسیب دیکر نکل گئے ضحاک جادو نے جانب دست راست دیکھا پس اشارہ
پاتا تھا کہ تلاطم جادو نے اپنے فیل سحر کو آگے بڑھایا میدان کارزار مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان
جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے اس طرف سے طفیل تیرزن نے ہمت مردانہ کی اور ہوشیار
شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور وار تیر کا کیا تلاطم جادو نے ہم انگلی سے اشارہ کیا دیکھا کہ تیر از خود
دور ہو کے زمین پر گر پڑا طفیل نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا چاہتا تھا کہ وار کرے تلاطم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
پھونکا ہاتھ پاؤن سے حس و حرکت بالکل جاتی رہی اور طفیل بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا تلاطم جادو نے کمند سحر
سے باندھ کر اپنے لشکر مین بھیج دیا اسنے پھر مبارز طلب کیا لیکن فضل بن رستم نے جو دیکھا تو شبرنگ
بن عمر کا کہین پتا نہین معلوم ہوتا انھین تردد ہوا کہ کہین کوئی ساحر تو نہین گرفتار کر لے گیا غرضکہ بعد گرفتاری
طفیل تیرزن اب کسی کی جرات نہین پڑتی کہ میدان مین نکلے بس اسنے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان
اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ سخن سن کے فضل کو تاب نرہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے تلاطم
جادو کے آئے اور کہا کیا جھک مارتا ہے لا حرب بہادری کا تلاطم جادو ہنسا اور کہا ابھی تو نے حال نہین دیکھا
طفیل کا کہ مین نے بہ طفیل سامری و جمشید اُسے کیونکر گرفتار کیا تو بھی ہوس اپنی نکال لے فضل نے کہا
ہم بیشدستی نکرینگے تلاطم جادو نے کمند سحر مار کر انھین بھی گرفتار کر لیا اب قصد ہوشیار تیغزن کا کہ خود
اُسکے مقابلہ کو نکلون کیونکہ جب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو میدان کارزار کی موت گوشہ عافیت کی قضا سے بہتر ہے بس دیکھا
تو آسمان پر اِک بجلی چمکی اور چمک کر اب جو گرتی ہے تو تلاطم جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ ہوا انیم محروق
جادو ضحاک جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے آکر تلاطم جادو کو مارا یہ بھی پکارا کہ او محروق غضب کیا تو نے کہ ایسے
زبردست کو مارا لیکن تو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہتا ہوا تخت سحر سے اُتر کر مرکب سحر پر
سوار ہوا اور بمقابلہ محروق جادو آکر ترنج سحر مارا کہ سینہ پر محروق کے پڑا لیکن محروق نے ایسا اسم سحر پڑھ کر
پھونکا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک پھول سینہ پر لگا اور کچھ مطلق اثر نہوا بعد اُسکے محروق نے گولہ سحر کا مارا ضحاک جادو
نے خالی دیا اب اسیطرح رد و بدل ہو رہی ہے دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین اہل اسلام محروق پر آفرین کر رہے
ہین اور درگاہ پروردگار مین دعا کرتے ہین کہ خداوندا یہ مددگار ابھی تازہ وارد ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہین ہین
تو اسکی مدد کر لیکن محروق اور ضحاک مین رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مرتبہ ضحاک جادو نے غلطکین
مار کر صورت اپنی مار سیاہ کی بنائی اور چلا طرف محروق کے محروق جادو نے بھی صورت اپنی سانپ کی بنائی اب پھر دونون
گتھ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا پھر غلطکین لگا کر بصورت اصلی لڑنے لگے طمانچے چلنے لگا اسی حالت مین شام ہو گئی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے محروق و ضحاک بھی جُدا ہوئے ہوشیار شاہ محروق پر سے زر نثار
کرتا ہوا پھر داخل بارگاہ ہوا سبنے لباس رزم دور کیا پوشاک بزم پہنی ڈنگلون پر بیٹھے محروق جادو کا حال ہوشیار
شاہ نے پوچھا محروق نے بیان کیا کہ مین فرستادہ شاہزادہ بدیع الملک ہون پاس شہریار رستم ثانی نامدار کے
جاتا تھا یہان آکر یہ حال دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ سب مطیعان رستم ثانی مین سے ہین اس وجہ
سے مین نے اعانت آپ کی اپنے اوپر واجب جانی ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ ادا کیا لیکن گرفتاری
فضل بن رستم و طفیل تیرزن اپنے سردار کی وجہ سے سخت تردد مین تھا ہوشمند روشن رائے سے

کہا کہ شبرنگ بن عمر کا کل سے پتا نہین خدا جانے اُس پر کیا گذری اگر شاہزادہ رستم ثانی سے ملاقات ہوگی تو ان کیا
جواب دونگا ہنوز یہی ذکر تھا کہ دروازۂ بارگاہ سے شبرنگ بن عمر مع فضل بن رستم وطفیل تیرزن پہونچا
ہوشیار شاہ کو سلام کیا ہوشیار شاہ نے پوچھا اے طرۂ دستار عیاری آپ کہان تھے شبرنگ نے کہا ساحر مجھے
خوب پہچانتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ سرندہ جادوگران کا بیٹا ہے اسنے بھی سیکڑون ساحر کو مارا ہے وہ پہلے میری ہی
فکر کرتے اِس وجہ سے آمد ساحران کی علامت دیکھکر مین پہلے ہی صحرا مین جاکر پوشیدہ ہو رہا اور شب کو عیاری
کرکے داروغۂ زندان کو مارکر ان دونون صاحبون کو رہا کیا اور اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے مین جاتا
ہون یہ کہکر شبرنگ پھر چلا گیا فضل بن رستم وطفیل تیرزن اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے پھر خبر نقارہ رزمی کی
پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا جوانان آزمودہ کار اسلحہ حرب وضرب درست کرنے لگے کفار سحر جگانے
مین مصروف ہوے لیکن ضحاک شاہ کو خبر پہونچی کہ کوئی شخص داروغۂ زندان کو مارکر دونون اسیرون کو رہا
کر لیگیا اسنے کہا خیر کچھ پروا نہین صبح کو میدان حرب مین پھر گرفتار کرونگا بلکہ آج کل گرفتار نکرونگا سوا اس کے مگر
یہ کام کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے ہوشیاری مقدم ہے بس اسنے اُسی وقت ایک اسم سحر کا پڑھ کر اپنی سرون کے دانون پر
دم کیا اور گرد خیمہ کے پھیر کوادیا کہ کوئی عیار نہ آسکے اور انگیاری روشن کرکے سحر جگانے مین مصروف ہوا شبرنگ نے
ہرچند کوشش کی کہ آج شب کو ضحاک کا خاتمہ کردون کسی طرح ممکن نہوا آخر کار جانب صحرا نکل گیا یہان انجبل بجتے
بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خیمہ سیاہ شب سے صبح برآمد ہوئی چھوٹنے نسیم بہار کے چلنے فوج کفار سے سنکھ
کی صدا بلند ہوئی لشکر اسلام مین آواز اللہ اکبر سے شان اسلام دوچند ہوئی غرضکہ دونون لشکر میدان جدال
وقتال مین آکر صف آرا ہوے نقیبون نے نہیب دی کہ اے بہادران نامدار و اے دلاوران تہور شعار یہی روز نام و ننگ
ہے ہر شخص پر عرصۂ زیست کا تنگ ہے اپنے اپنے بزرگون کا نام روشن کرو اور ذکر رستم و سام کا مثل حرف غلط کے
اس صفحۂ ہستی سے مٹادو اے دلاورو اگر آج مرگئے تو قیامت تک نام رہا اور جو بھاگ کر بچ بھی گیا وہ ابد تک
ناکام رہا جب شور رستم نہ رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا تو مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ہے نقیب یہ نہیب
دیکر ہٹے تھے کہ ہر بہادر کے دل مین ولولۂ جانبازی دوچند ہو گیا خون رگون مین دوڑنے لگا ضحاک شاہ نے
مرکب سحر کو اشارہ کیا کہ وہ چمک کر میدان مین آیا اسنے نعرہ کیا کہ اے محروق جادو خبر کل تو میرے ہاتھ سے
بچ کر نکل گیا آج کہان جائیگا آ یہی میدان ہے یہی گوئے محروق ہوشیار شاہ کے سامنے اجازت طلب کر رہا تھا
کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد خفیف سا بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک
ساحر زبردست فیل مست پر سوار جھولی سحر کی لگی ہوئی سوراخ خرطوم سے شرارے گرتے ہوے چلا آتا ہے ہر ایک
اس خیال مین تھا کہ یہ کون ہے اور کسکی طرف سے برائے مدد آتا ہے لیکن جس وقت وہ ساحر قریب پہونچا
نعرہ کیا کہ منم سرجوش جادو فرستادہ خداوند افلاک اتنو سب گھبرا گئے کہ یہ خداوند افلاک کون ہین اور یہ
کس واسطے آیا ہے کیا پیغام خداوند کا لایا ہے ضحاک جادو نے کہا کہ یہ نام تو آج سُنا اے برادر سرجوش جادو یہ
کون سے خداوند ہین اور کہان ہین سرجوش نے کہا میرے قریب آ تو بتاؤن اور خداوند سے آگاہ کردون ضحاک
جادو قریب آیا سرجوش جادو نے ایک تصویر نکالکر ہاتھ مین ضحاک کے دی اور کہا دیکھ زیارت کر خداوند
کی ضحاک نے دیکھا کہ تمام تصویر گرد سے بھری ہوئی ہے کہا اے سرجوش تو مقرب خداوند ہوکر اسقدر بے تمیز ہے کہ
تصویر خداوند پر خاک جمی ہوئی ہے اس بے احتیاطی سے تونے رکھا سرجوش نے کہا کہ بیوقوف گرد سفر کہین کیونکر

روکتا خداوند نے خود کیون اِس خاک کو اپنی تصویر تک آنے دیا اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہماری خداوند کو ہر مخلوق سے محبت ہی کہ خاک تک سے دل مین کدورت نہین رکھتے ہین الحاصل ضحاک جادو نے اُس گرد کو پھونکا کہ تصویر صاف دکھائی دے لیکن وہ خاک جو اُڑ کر اُسکے منھ پر آتی ہی ایک چکر سا آیا اور چھینک مار کر بیہوش ہوگیا مُن جوش جادو نے نوحہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمر باش اوخیرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکر دار تیغ آبدار کا سر نحس ضحاک نابکار پر کیا کہ اک سر کے دو ہوگئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی بیرون نے اُسکے شور کیا کہ کشتی مرا نام من ضحاک جادو بود لیکن کفار نے جو یہ رنگ دیکھا تمام ساحر یورش کرکے طرف شبرنگ کے چلے شبرنگ بھاگا مگر ملک سفیان شاہ جادو نے تعاقب کیا اور کہا او عیار بلا کا فریب کیا تو نے اور ایسے ساحر زبردست کو مارا کہ جسکا نظیر نہ تھا لیکن محروق جادو نے جو سفیان کو شبرنگ کی طرف آتے دیکھا وہین سے مرکب سحر کو چمکا کر سامنے سفیان کے آیا سفیان نے ترنج سحر مارا محروق خالی دیکر ملبند ہوا اور وہین سے جو برق بنکر گرتا ہی سفیان کے دو ٹکڑے ہوے لیکن اور بھی ساحر آ پڑے تھے اُنسے جنگ ہونے لگی اودھر سے محروق کے ساحر بھی آ پڑے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہوا ترنج و نارنج چل رہے تھے قیامت کبریٰ برپا تھی ساحرون کے مرنے سے آندھیان چل رہی تھین بیرغل مچا رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود لیکن فوج بے سردار کہانتک لڑے آخر پاؤن لشکر کفار کے اُٹھ گئے اور فرار پر قرار لیا ضحاک جادو کے دو بھائی کہ نام ایک کا ماران جادو اور دوسرے کا ثعبان جادو تھا چلتے وقت ایک نے ہوشیار شاہ کو اور دوسرے نے شبرنگ بن عمر کو اُٹھا لیا اور گریزان ہوے یہان طبل شادمانی بجا سب خوش ہوے کہ پروردگار نے فتح عطا کی مگر اب جو خیال کرتے ہین تو بادشاہ لشکر کا کہین نشان نہین ملتا نہ شبرنگ بن عمر نظر آتا ہی سب سر پیٹنے لگے وہ خوشی پھر مبدل بغم ہو گئی واقعی ہین کہ دنیا مین ابھی شادی تھی ابھی غم ہوگیا ایک ساعت بھی رنگ زمانہ کو قیام نہین کبھی دن کبھی رات کبھی صبح کبھی شام پھر دل کبھی شاد کام کبھی ناکام ہی یہ سب تو پھر مصروف ماتم ہوتے ہین لیکن اب ماران جادو اور ثعبان جادو کا حال گذارش کیا جاتا ہی کہ عقاب بنکر پنجون مین دبا کر ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو لیے اُڑے تھے اُڑتے اُڑتے قریب کوہ کے اُترے اور بصورت انسان بنکر باہم مشورت کی کہ نہایت دل دکھایا ہی ان خدا پرستون نے لہذا ہمپر لازم ہے کہ اِن دونون کے کباب لگانا چاہیے لگی دل کی بجھانا چاہیے کہ جگر غم مین ضحاک جادو کے بھن رہا ہی دھوان دلمین اُٹھ رہا ہی یہ مشورہ کرکے جھولیون سے سیخین آہنین نکالین اور چقماق سے آگ روشن کی نمک مرچ چھری کٹاری وغیرہ نکالکر سب سامان درست کیا ہنوز ذبح نہین کرنے پائے تھے کہ دیکھا پشت کی جانب سے اک درویش نظر آیا اور پکارا بابا بھلا کر بھلا ہوگا ماران جادو اور ثعبان جادو نے کہا شاہ جی یہان ہم تمکو کیا دین ہم تو خود اپنی مصیبت مین مبتلا ہین کہ بھائی ہمارا ضحاک جادو ان مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا لشکر نے شکست کھائی ہمسے جب کچھ تدبیر نبن پڑی تو ان دونون کو کہ ایک بیٹا عمرو کا قاتل ضحاک کا دوسرا پادشاہ لشکر ملک ہوشیار شاہ ہی اُنکو ہم گرفتار کر لائے اب کباب انکے بنا کر کھائینگے فقیر نے جواب دیا کہ بابا مجھے بھی داخل ثواب کر دکیون اس نعمت عظمیٰ سے محروم رکھتے ہو سامری کی قسم ان خدا پرستون کو تو کچا چبا جاسے بھونا کیا انھون نے سیکڑون خداوندیان برباد کری ہین ماران و ثعبان نے کہا آؤ بیٹھو کیا ہی تم تو ہمارے ہم مشرب معلوم ہوتے ہو شاہ جی نے کہا بابا تم ہٹو کیون تکلیف کرو اتنی زحمت اُٹھاے ہوے آئے ہو لاؤ مین کباب لگا دون یہ کہکر لکڑیان پھونکنا شروع کیا اور ماران و ثعبان کی آنکھ بچا کر ایک لکڑی اپنی جھولی سے نکالکر آگ مین ڈال دی کہ اسکے جلنے سے عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی اور دھوان پیچیدہ ہو کر

چلا ماران وثعبان نے کہا یہ خوشبو کیسی آتی ہی شاہ جی نے جواب دیا کہ بابا یہ جنگل کا واسطہ ہی یہان سب طرح کی
لکڑیان ہوتی ہین ہر قسم کے درخت لگے ہین تمھین تعجب کس بات کا ہی کہ دیکھا یکایک دونون جادوگر جھومے اور
جھوم کر چھینک ماری بیہوش ہوکر گرے اُسوقت فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساقان منم لعل بن مرجان غلام
شاہزادہ بدیع الملک کے گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی اور کھینچکر خنجر دونون کو ذبح کرڈالا
انکا مرنا تھا کہ شور و غوغا بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ثعبان جادو و ماران جادو بود حیف مردیم وجان
نوادیم بمطلب خود نہ رسیدیم جس وقت روح نجس ان کافرون کے جسم سے نکل گئی اور خاک اُڑنا موقوف
ہوئی سبز عمل مچاکر سر اپنا پیٹ کر چلے گئے لعل بن مرجان نے ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو کہ تموج ہوا
سے بیہوش ہوئے تھے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مزاج پوچھا ہوشیار شاہ تو سمجھا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین
آنکھین بند کرلین لیکن شبرنگ بن عمرو نے لعل کو پہچانا کہا ای برادر تم کہان لعل نے بیان کیا کہ ہم تلاش مین
اپنے شہریار بدیع الملک نامدار کے نکلے تھے کہ وہ شکار پر سے غائب ہوگئے ہین اب خبر پائی تھی کہ ملک
محسوبیہ سے اپنے بھتیجے رستم ثانی کو چھڑا کر طرف شہر ہوشیاریہ کے جاتے ہین ہم اُنکی خدمت مین جاتے
تھے راہ مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحر دو آدمیون کو لاکر کباب لگانے کا قصد کر رہے ہین خیال ہوا کہ مبادا کوئی
مسلمان ہو وہی ہوا کہ تم اُن کافرون کے پنجہ مین نظر آئے شبرنگ کو حال رستم ثانی کا سنکر تسکین ہوئی اور
لعل بن مرجان سے کہا کہ چلو ہم بھی چلتے ہین اب ہوشیار شاہ کے بھی ہوش وحواس درست ہوئے
یہ بھی ہمراہ ہوا خدمت مین رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوئے راہ مین آمد لشکر کے آثار
ہویدا ہوئے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ظفر موج شاہزادہ بدیع الملک کی ہی ایک مقام پر ٹھہر کر
انتظار کیا جس وقت چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کے گذر گئے تو سوار و پیادے جانے لگے بعد اُسکے
بڑی دھوم دھام سے سواری شاہزادون کی نمودار ہوئی اس طرح کہ ایک مرکب پہ بدیع الملک سوار دوسرے
گھوڑے پر رستم ثانی نامدار ایک توسن پر احساب بن محبوب نہایت ادب سے باگ گھوڑے کی روکے ہوئے
لیکن نظر رستم ثانی کی جو اُس طرف پھری کہ جدھر ہوشیار شاہ مع شبرنگ بن عمرو و لعل بن مرجان کھڑے
تھے ہوشیار شاہ نے جلدی سے سلام کیا دونون عیار بھی بہر تسلیم خم ہوئے رستم نے گھوڑے کو روکا پوچھا
تم لوگ یہان کہان کیا ملک ہوشیاریہ بہت قریب ہی ہم سمجھتے تھے کہ خبر آمد سنکر یہ برای استقبال آیا ہے
ہوشیار شاہ نے عرض کی ای شہریار نامدار آپ کی فرقت ہماری بد اقبالی کی علامت تھی جو جو مصیبت ہم پر گذری
وہ اس قابل نہین ہی کہ اس وقت بیان ہو سکے خراب تشریف لے چلیے تو عرض کرونگا چونکہ ہوشیار شاہ
پیدل تھا رستم ثانی نے مرکب عنایت کیا ہوشیار شاہ بھی سوار ہوکر ساتھ ہوا بدیع الملک نے پوچھا
کہ یہ کون شخص ہی رستم نے کہا میرا دوست ہی ملک ہوشیار تیغزن اسی کا نام ہی بادشاہ شہر ہوشیاریہ ہی جہان آپ
چلتے ہین ہوشیار شاہ نے بدیع الملک کو بھی سلام کیا رستم ثانی سے اشارے مین پوچھا کہ یہ کون ہین رستم نے
کہا میرے چچا ہوتے ہین لعل بن مرجان و شبرنگ بھی قدمبوس ہوئے بدیع الملک نے کیفیت
لعل پوچھی اور حال حمزہ صاحبقران ثانی کا دریافت کیا اسنے عرض کیا کہ بعد حضور کے تشریف
لے جانے کے نہایت تردد رہا آخر کار امیر نامدار آپ کو حوالہ پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے ہین
غلام تلاش مین آتا تھا کہ راہ مین دو ساحر و نگونسار ان دونون کو زہا کیا اور تقدیر نے آپکا دیدار دکھا دیا

شبرنگ وہوشیار شاہ نے لعل کا شکریہ ادا کیا غرضکہ اب سب ملکر شہر ہوشیاریہ کے قریب پہونچے
یہ خبر ہوشمند روشن رائے کو ہوئی مع لشکر کے برائے استقبال شہر سے باہر آیا اور قدمبوسی دونون
شاہزادون کی حاصل کی فضل بن رستم اور محرق جادو سے بھی ملاقات ہوئی چندے قیام رہا کہ زحمت سفر
اٹھائے ہوے آئے تھے ہوشیار شاہ نے بڑی دھوم سے مع لشکر دعوت کی ایک مہینہ صحبت رقص و غنا رہی بعد اسکے طرف
ملک صندل کے راہی ہوے کہ حال انکا وقت پر گذارش کیا جائے گا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کے گذارش کیے جاتے ہین

یہ کہ لشکر انکا بمقابلہ سپاہ فرنگی وکیمخت شاہ شجرپرست اترا ہوا ہے اور کیمخت شاہ بخوف بدیع الزمان قلعہ
خروسیہ پر سے واپس آکر یہ نتیجہ کیے بیٹھا ہے کہ پہلے اس خداپرست سے سمجھ لینا چاہیے بعد اسکے اہل فرنگ کا علاج
کیا جائے گا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر
بعد دعا وثنا بجالانے کے عرض کی کہ لشکر شجرپرستان مین طبل جنگی بجا ہے بدیع الزمان نے حکم دیا کہ یہان بھی
کوس حربی بجے حسب الحکم ادھر بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی مردان آزمودہ
سلاح سنجوک درست کر ہمت کو چست کرنے لگے یہان تک کہ وقت آمد شہنشاہ خاور کا ہوا فوج انجم پسپا ہوکر دامن
کہکشان مین پنہان ہوئی اور علم زرفشان نصرت عنوان آفتاب جہانتاب بلند کیا ماہ کو چادر نور مین پنہان
کرکے دردمند کیا فوج اسلام کے جوان فریضہ سحری سے فارغ ہو ہو کر شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین
تسلیمین بجالائے وہ بہادر دلاور یعنے بدیع الزمان نامور مرکب گلگون باختری پر سوار طرف میدان کارزار کے
متوجہ ہوا دیکھا کہ شجرپرستون نے بھی صف آرائی کی ہے کیمخت شاہ تخت پر بیٹھا ہے آگے آگے بہرام تیغزن و
قرطاس بن افلاک مرکبون پر سوار آلات حرب وضرب سے درست کمر ہمت چست باندھے ہوے کھڑے ہین
یکایک دونون لشکرون سے نکلکر بیلدارون نے زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد و غبار کو
بٹھا دیا جس وقت میدان جنگ تیار ہو چکا اور نقیب بھی نہیب دیکر نکل گئے بہرام تیغزن نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے کیمخت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کیمخت شاہ نے کہا اے نہال تمنا ے پدر
تجھکو خداوند نخل سرسبد کے سپرد کیا بہرام سلام کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا پہلے خوب سلح شوری
کی سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین غرق ہوگیا اک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ او پسر حمزہ مین نے سنا ہے کہ تجھے لوگ سرفتنہ ملک باختر کہتے ہین تو نے بڑے بڑے کارنمایان
کیے ہین دیکھون تو تو کیسا بہادر دلاور ہے کہ سامنے میری تیغزنی کے تھم جاتا ہے آ یہی گو ہے یہی میدان ہے بس یہ کلمہ پورا
زبان سے نکلکر تمام نہونے پایا تھا کہ بدیع الزمان نے باگ کو گلگون باختری کی جنبش دی اور مرکب نے طرارہ
بھرا ادھر سے بہرام بقصد تکاورزنی چلا جب دونون برابر پہونچے سینہ سے سینہ بھڑے سپر لڑی تڑاقہ ہوا مرکب
بہرام کا سات قدم بڑھا اور گھوڑا بدیع الزمان کا حسب عادت پانچ قدم پیچھے ہٹا بہرام نے نیزے کا وار کیا
بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند چھٹنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو اژدر زبانین
نکالکر باہم گتھ گئے ہین لیکن کوئی چالیس طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ بدیع الزمان نے ایک مقام پر سنان
کو سنان پر لگا کر جو جھٹکا مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بہرام کو خفت ہوئی تیغ آبدار

نیام سے کھینچ لی اور خبردار خبردار کہکر سر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا
بہرام بھی تیغ زنی مین اپنا جواب نہین رکھتا ہے اسقدر تلوار چلی کہ پہر بھر کامل ہنگامہ جنگ باہم گرم رہا لیکن شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے ایک بار جھپٹ کر جو سر پہ بہرام کے وار کیا
اسنے پھر برابر سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کی لیکن تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مثل قرص پنیر کاٹتی ہوئی خود سے گذرتی
ہوئی سر پر پہونچی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی بہرام نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو بھنا کر سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے بہرام پر غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لیجاؤ اس کو ہم لوگ
زخمی کو قتل نہین کرتے ہین لوگ آکر بہرام کو لے گئے مگر یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار
ہوگیا پکارا ارے کیا دیکھتے ہو اس خدا پرست کو مار لو غضب کیا اسنے کہ فرزند دلبند کو اس شخص نے زخمی
کیا بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر بدیع الزمان پر چلا ادھر سے شاہزادے کے لوگ بھی آپڑے جنگ مغلوبہ برپا
ہوئی تلوار چلنے لگی شجر پرستون کے نخل حیات پر خزان آگئی سپرون کے پھول کملائے تلوارون کے پھل
بے آب نظر آئے کشت حیات پامال خون سے مثل گل ارغوان لال موج ہوائے شمشیر بدیع الزمان سے
یہ حالت تھی کہ سر مثل ثمر خزان دیدہ ہر نخل تن سے کٹ کٹکر گر رہے تھے عین گرمی جنگ مین قرطاس بن
افلاک کا اور بدیع الزمان کا سامنا ہوا قرطاس نے وار تیغہ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے سپر کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا دھار تلوار کی بچا کر چاہتے تھے کہ نبد دست پر ہاتھ ڈالیں دزن حسب
اتفاق پاؤن گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار قرطاس کی سر پہ آئی
جبتک سنبھلین سنبھلین قرطاس جھٹکا جو مارتا ہے تیغہ تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اسی عالم
زخم داری مین خبردار خبردار کہکر اب جو ایک ہاتھ تیغہ بصورت دیو بند کا مارا قرطاس نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر اس تلوار سے کہان پناہ ملتی ہے سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر سے تا دو ابرو اتر آئی اسنے بھی
دستانہ مارا تیغہ تو جھنا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے تو غشی طاری ہوئی گھوڑے کی گردن
مین ہاتھ ڈال دیے گھوڑا قرطاس کو لے نکلا ادھر بدیع الزمان کی بھی یہی حالت ہوئی کہ سنبھلنے کی
طاقت نہ رہی مرکب گلگون باختری نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی اپنے سوار کو لیکر نکل گیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اب تجسس و تفحص سردارون کا ہونے لگا عیار کیمخت شاہ مہتر
لعلان نے کہا کہ قرطاس بن افلاک کا پتا نہین ملتا نہ زندون مین نہ مردون مین نہ زخمیون مین کیمخت شاہ نے حکم دیا
کہ تلاش کرو اور عیار واسطے جستجو کے چار طرف روانہ ہوے ادھر لشکر اسلام مین شاہزادہ انجم گروہ کی تلاش
ہونے لگی لیکن کہین پتہ نہ ملا آخر کار یہان بھی عیار برائے جستجو روانہ ہوے اول ذکر کیا جاتا ہے مہتر لعلان کا
کہ یہ جستجو مین قرطاس بن افلاک کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک جھیل کے پہونچا دیکھا کہ ایک مرکب کوتل
کھڑا ہوا ہے اور سوار نیچے پڑا ہے جلدی سے قریب آیا غور کرکے جو دیکھا تو بدیع الزمان دلاور ہین اسنے دل مین
کہا کہ یہ تو اور بھی بہتر ہوا بس اسی وقت پشتارہ باندھکر سیدھا خدمت مین کیمخت شاہ کی روانہ ہوا لیکن آمیہ
پیلتن جو تلاش بدیع الزمان مین چلا تھا اسنے ایک درخت کے نیچے ایک مرکب کو ایستادہ دیکھا اپنے ملک کو سمجھکر قریب
آیا تو قرطاس بن افلاک کو پایا غنیمت سمجھکر کہ دشمن کو چھوڑ دینا اچھا نہین اسے لشکر اسلام کے سپرد کرنا چاہیے
پھر شاہزادہ بدیع الزمان کی تلاش کر لیجائے گی پشتارہ قرطاس کا پشت پر لگا کر یہ بھی چل نکلا حسب اتفاق اور

اور عیاران لشکر کفار جو برائے جستجوے قرطاس نکلے تھے اور اسطرف سے آتے تھے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
چلا جاتا ہے سمجھے کہ مہتر لعلان ہوگا قریب آکر جو دیکھا تو امیہ کو پایا قریب سوا سو کے سب عیار تھے امیہ کو گھیر لیا
کمندین پکڑ پکڑ کے اور خنجر کھینچ کھینچ کر چلے امیہ نے دیکھا کہ چارون طرف سے تو گھر گیا ہے اور اتنا بڑا بوجھ اٹھائے
ہوئے ہے اس بار گران کو پھینک چلکر اپنے شہریار کی تلاش کر بس پشتارہ قرطاس کا پھینک دیا اور خنجر
کھینچکر مصروف جنگ ہوا دو چار کو مارا ایک آدھ کو زخمی کیا لیکن نکلنے کا رستہ نہ پایا بس اسنے دو ایک حقے آتشبازی کے
مارے کہ دھوان اونکا جو پھیلا تیرگی چھائی بس ایک طرف سے لڑتا ہوا نکل گیا جب وہ دھوان برطرف ہوا عیارون نے
دیکھا کہ پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہے اور امیہ کا کہین پتا نہین غنیمت سمجھے کہ جان بچی پشتارہ اٹھا کر روانہ
ہوئے اول مہتر لعلان پشتارہ بدیع الزمان کا لیے ہوئے پاس کیمخت شاہ شجر پرست کے پہونچا عرض کیا اے
شہریار آپ کے اقبال سے دشمن ہاتھ آگیا اب برائے تلاش قرطاس جاتا ہون ہنوز پشتارہ رکھکر بیٹھنے نپایا تھا کہ
سب عیار پشتارہ قرطاس کا لیے ہوے پہونچے اور تمام ماجرا بیان کیا کہ اسکو امیہ بیلتن لیے جاتا تھا ہم لڑ کر
چھین لائے کہ وہ تنہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگ گیا اسپر بھی بہتون کو اسنے مارا کتنون کو زخمی کیا کیمخت شاہ نہایت خوش
ہوا اور سب کو خلعت عنایت کیئے مہتر لعلان کا مرتبہ افزون کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کرا کر زندان
خانہ مین بھیج دیا اور ایک جراح کو واسطے علاج کے معین کیا دل مین اسکے یہ تھا کہ بدیع الزمان اگر خداوند نخل
سرسبز پر ایمان لایا تو بہت قوت رواج دین مین حاصل ہو جائے گی لیکن مہتر لعلان کے دل مین یہ خلش پیدا
ہوئی کہ امیہ ضرور بدیع الزمان کو رہا کر کے لے جائے گا اس نے کیمخت شاہ سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ چاہتے
ہین کہ پسر حمزہ اسکی قید سے نچھوٹے تو جبتک اسکا عیار گرفتار نہوگا اس وقت تک امن یا ناد شوار ہے کیمخت شاہ نے
کہا پھر تو ہی کوئی فکر کر مہتر لعلان نے کہا کہ بہت خوب اور اپنے اک شاگرد کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اور صورت اپنی بشکل
بدیع الزمان بنائی اور شاگرد کو اپنے کہ نام اسکا مہتر تندرو تھا اپنی صورت سے مشابہ کیا اور حلقہائے کمند اپنی ہاتھ مین لیکر
کہا تو یہ پشتارہ باندھ کر لیچل جہان تجھکو امیہ ملے وہین مجھے پھینک کر بھاگنا مہتر تندرو نے پشتارہ لعلان کا اپنی پشت
لگایا اور چلا جاتے جاتے دیکھا کہ ایک شخص نخل سایہ دار کے نیچے بیٹھے سے خون پونچھ رہا ہے وہ امیہ بیلتن تھا امیہ نے جو دیکھا
کہ اک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے سمجھا کہ ضرور یہ پشتارہ بدیع الزمان کا ہوگا وہین سے پکارا عیاری کھینچکر چھٹا
بیمار اباش او خیرہ سر کہان جاتا ہے مہتر تندرو کہ جو بشکل مہتر لعلان بنا ہوا تھا پشتارہ پھینک کر بھاگا امیہ کو تو
پشتارے سے غرض تھی جیسے ہی چاہا کہ جھک کر پشتارہ اٹھاوین کہ مہتر لعلان نے کمند ماری کہ ساتون حلقے امیہ کی
گردن مین پڑے یہ بھی تو عمرو کا بیٹا ہے فن عیاری مین جواب نہین رکھتا ہے فوراً حباب بیہوشی مارا کہ ادھر تو یہ خود کمند مین الجھ کر
گرا ادھر مہتر لعلان بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا لیکن چونکہ امیہ حلقہاے کمند مین الجھا ہوا تھا وہ بیہوشی سے بچ نسکا
اپنا حربہ اپنے اوپر ہی کام کر گیا کہ حباب بیہوشی جو پھٹے اور دھوان بلند ہوا امیہ خود بھی الجھکر گرا دونون بیہوش
ہو گئے مہتر تندرو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ تدبیر استاد کی پورے طور سے کارگر ہوئی جھپٹ کر قریب آیا لعلان کو
ہوشیار کیا امیہ کو تھوڑی بیہوشی اور سنگھا دی مہتر لعلان نے گلے سے لگایا اور کہا اے تندرو کیا کام کیا تو نے
پشتارہ باندھکر امیہ کا پشت پر لگا کر چلے اور لا کر سامنے کیمخت شاہ شجر پرست کے ڈال دیا اور کہا اب کوئی
کھٹکا نہین ہے امیہ کو بھی اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیج دیا بہرام و قرطاس کا علاج ہونے لگا جب بعد آٹھ
روز کے صحت حاصل ہوئی پوچھا اسنے حال بدیع الزمان کا کیمخت شاہ نے کہا وہ قید ہے ہمارے پاس بہرام نے کہا

بلوائیے اسکو کیمخت شاہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا داروغۂ زندان قید شاہزادے کو لیے ہوے حاضر ہوا
بدیع الزمان نے کہا جو کوئی پروردگار عالم کو خدائے برحق جانتا ہو اور جناب محمد مصطفےٰ کو رسول برحق مانتا ہو سلام ہے
میرا اُس شخص پر کیمخت شاہ نے کہا او خدا پرست ابھی بل تیرا نہین نکلا اس حال پر ملال سے ہر کہ اگر چاہے تو اک زن
ضعیف تجھکو قتل کر ڈالے مگر پھر تو وہی بے ادبانہ کلام کیے جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ خداوند نخل سر سبد کو سجدہ کر تو مین
تجھکو بڑا مرتبہ عطا کرون اور اپنا سپہ سالار قرار دون اور اگر خلاف اسکے کریگا تو مفت ذلیل و خوار طوق و زنجیر مین گرفتار
اک زندان تاریک مین عمر بھر پڑا رہیگا یا اگر بادولت و اقبال کو زیادہ غصہ آیا تو مفت مارا جائے گا بدیع الزمان نے
فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا مجھکو کسی نے بمردی زیر کیا ہی جو مین دبون اور بہادر مرنے سے نہین ڈرتے ہین قید ہونے کو
فخر تصور کرتے ہین طوق و زنجیر زیور مردانگی ہی اور اگر پروردگار عالم بہتر و برحق ہی تو دیکھ لینا کہ پھر اک روز رہا ہو جاؤنگا
کیمخت شاہ نے کہا یہ نمانے نگا اسے لے جاؤ اور قید رکھو اور بہرام سے کہا کہ جاؤ اور لشکر کو خدا پرستون کے
تباہ و برباد کرو بہرام اُسی وقت طبل جنگ بجوا کر دو لاکھ سوار کی جمعیت سے لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا بیچارے
بے گناہ قتل ہونے لگے ایک تو سردار کے قید ہو جانے سے یون ہی دل شکستہ ہو رہے تھے اب جو یہ آفت ناگہانی
بلاے آسمانی سر پر آپڑی جان بچانا دشوار ہو گیا جسکا جدھر منھ پڑا وہ اُدھر بھاگ نکلا ساری جمعیت پراگندہ
ہو گئی مال و اسباب خیمے ڈیرے سب چھوٹ گئے کفار نے غارت پر کمر باندھی لوٹنا شروع کیا جب سب مال و
اسباب اہل اسلام کا قبضہ مین آیا طبل شادمانی بجاتے ہوے پلٹے کیمخت شاہ نے اپنے فرزند پر سے زر نثار کیا
بدیع الزمان کو زندان مین یہ خبر پہونچی بہت روئے اپنے رفقاے قدیم و سپاہ کی تباہی کا نہایت صدمہ ہوا خدا کو
یاد کر کے خاموش ہو رہے لیکن بہرام تیغزن جس وقت داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہن کر
بیٹھا طائفے حاضر ہوے شغل رقص و غنا ہونے لگا جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا جس وقت بہرام نے دو چار جام
پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل ان فرنگیون کا بھی قصہ مین پاک
کر دونگا حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرمی بر کارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بریسیاے
فرنگی کے پاس آئے بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کیا کہ کل قصد ہی بہرام تیغزن کا کہ قلعہ پر یورش کر کے غارت کرے
ملک بریسیا نہایت پریشان ہوا لیکن نجومی اُسکو خبر دے چکے تھے کہ کل کا دن اس قلعہ کے فتح کا نہین ہی جو حریف
آئے گا بے نیل مقصود واپس جائے گا بریسیاے فرنگی نے بھی طبل بجوایا اہل قلعہ مین بندوبست جنگ ہونے لگا
ماننے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاو سب چیزین تیار ہوئین گولندازون نے توپون کو چڑھا چڑھا
صاف کیا نہایت انتظام سے منتظر وقت بیٹھے کہ یکایک رنگ فلک دگرگون ہوا سیاہی مانند ابر کے پھٹ کر طرف مغرب کے
چلی روشنی مہر جہانتاب کی مانند برق کے پھیلنے لگی شفق صبح نے رنگ گشت و خون ظاہر کیا بہرام تیغزن مرکب پر
سوار ہو کر مع فوج ظفر موج میدان مین آیا اور پلٹ کر کیمخت شاہ سے کہا کہ دیکھیے یون قلعہ لے لیتے
ہین یہ کہکر گرز ایک ہاتھ مین سنبھالا دوسرے مین سپر کو تھاما اور گھوڑے کو اڑا دی مرکب تڑپ کر
مانند برق جہندہ کے چلا پلٹ کر فوج کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس طرف آنے کا قصد نکرے لیکن اہل قلعہ نے
جو اسکو آتے دیکھا مار گولے توپ کی ہونے لگی فرنگیون نے اتنے گولے مارے کہ تمام صحرا کو دھوان دھار
کر دیا لیکن بہرام تیغزن گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی مطلق خوف و ہراس نہین جو گولا سامنے آیا اُسے ضرب
گرز سے اُسی طرف پھیر دیا جو ذرا داہنے جانب دبا ہوا آیا تو بائین جانب ہٹ کر خالی دیا اگر بائین جانب سے

نکلا تو داہنی جانب سمٹ کر بچے اسی حالت سے لڑتا بھڑتا برلب خندق جا پہونچا گُوون کی زد سے نکل گیا اور
آواز دی ای نفر اینواب کہان جاؤگے بچکر میرے ہاتھ سے اور چاہتا تھا کہ مرکب اُڑاکر دروازہ قلعہ پر پہونچکر
پھاٹک قلعہ کا توڑون کہ اہل قلعہ نے دعا کی کہ پروردگارا بچا ہاتھ سے اس شجر پرست کے کہ یکایک از پردۂ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ نیرہ دخیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ وپایے گرد در زمین پیچیدہ بہرام نے
باگ مرکب کی روکی اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہی یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو
علم نشان دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور ایک جوان قوی ہیکل مرکب تیز رفتار پر سوار نمایان ہوا لیکن اُس نے
جو دیکھا کہ قلعہ پر یورش ہی بس دہن سے مرکب کو جولان کر کے میدان مین آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر کہان جاتا ہی
ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا تجھے شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار پر حملہ آور ہوتا ہی بہرام نے باگ مرکب
کی پھیری اور کہا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی کرتوس نے نعرہ کیا کہ آگاہ باش
کہ منم کرتوس بن قرلوس تیر زن مین ایک غلام ہون شہریار عالی دقار کا بہرام نے کہا تجھے بھی قضا کھینچ لائی ہی
یہ کہکر جھپٹ کر نیزے کا وار کیا کرتوس نے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعن بر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی
کہ سنانین بنانین بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی جب چھڑین بھی ٹوٹ گئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوار دو
کے قبضون پر ہاتھ ڈال دیے بہرام نے آواز دی کہ اے کرتوس یہ نیزہ بازی یا اور کسی حربے کی لڑائی نہو بی آ
تلوار کا سامنا ہی ذرا آنکھ نہ جھپکے کرتوس نے کہا کیون نہین وار کرتا دیکھون تو تو کیسا تیغزن ہی بہرام نے وار تیغہ
آبدار کا کیا کرتوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو بہرام کی پڑتی ہی تو واقعی مثل برق چمک کر سپر کو
مثل فرس پنیر کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارتا ہی تا دو ابرو اُتر گئی کرتوس نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر سر سے
نکلا چادر خون کی باہر آئی لیکن جس وقت کرتوس آ کر بہرام کے مقابل ہوا ہی تو پیرسیاسے فرنگی نے اپنے
مددگار کو دیکھکر دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا تھا اور مع لشکر یہ بھی باہر آ گیا تھا سنے جو یہ رنگ دیکھا کہ کرتوس ہاتھ
سے بہرام کے زخمی ہوا پکارا کہ ارے مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے اُدھر کرتوس کی فوج آ پڑی اس طرف
سے پیرسیاسے فرنگی کا لشکر آ گرا یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ نے بھی اپنے لشکر کو حکم کیا شجر پرست بھی جھپٹ
پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا چہار طرف تیغون کی بجلیان چمک رہی ہین سپرون کے ابر جا بجا پھٹ رہے ہین
بارش سرون کی ہو رہی ہی عجب قیامت کبری برپا ہی کرتوس نے بھی اپنا زخم سر باندھا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
لڑنے لگا یہ بھی پہلوان زبردست ہی ہزارہا شجر پرستون کے نخل حیات کو اُسنے قطع کیا کشتون کی کشت حسرت شمشیر
شعلہ بار سے اسکی جل کر خاک سیاہ ہو گئی اور بہرام تیغزن نے تو واقع مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے میدان کو بھر دیا اسی عالم مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے پیرسیاسے
فرنگی نے کرتوس بن قرلوس سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا اور پھر دروازہ قلعہ کا
بند کر لیا اُدھر بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا کیمخت شاہ کی یہ حالت ہی
کہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہی زر نثار کرتا ہوا میدان سے لایا ہی طائفہ حاضر ہوے مین مجرے ہو رہے
ہین ساقی کو حکم ملا ہی جام بادۂ گلرنگ کو گردش ہی قرطاس بن افلاک اتنا بڑا سردار ہو کر خود تعریفین بہرام
کی کر رہا ہی یکایک اُسنے جو دو چار جام پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
آج یہ فرنگی بسبب کرتوس تیر زن کے بچ گئے کل کہان جائینگے میرے ہاتھ سے غرضکہ اُسی وقت حسب الحکم

بہرام کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبر وحشت اثر سنکر اہل قلعہ کا دم بہر آیا بمجبوری پریسیا سے فرنگی نے بہی نقارہ رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات لشکر کیمخت شاہ مین طلایہ کا گشت پہر ا کیا سپاہی آلات حرب وضرب کی درستی پیوستی مین معروف رہے جس وقت اسپ نیلی فلک پر خورشید درخشان نیزہ خط شعاعی ہاتھ مین لئے ہوئے نمودار ہوا تمام عالم خواب غفلت سے بیدار ہوا بہرام تیغزن نے آلات حرب وضرب بتن پر آراستہ کیے رُخ میدان کارزار کا کیا ساتھ قرطاس بن افلاک پشت پر کیمخت شاہ فوج گران لیے ہوئے اب یہ تو قلعہ فرنگ پر دھاوا کرتا ہے دیکھیے نتیجہ کیا ہو۔

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہریار بن پریسیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے عشق ملکہ ہاجرہ دختر نیک اختر جناب حمزہ ثانی کا ظاہر کیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ برہم ہوئے اور کہا کہ نکل جا ہماری بارگاہ سے اسی مین خیریت ہے تب اُسی وقت شہریار بارگاہ سے باہر آیا اور اُس دشت ہول خیز صحرا ے وحشت انگیز سے ایک طرف کا راستہ لیا کبھی اپنے حال زار پر روتا ہے کبھی یاد مین ملکہ ہاجرہ کے اشکبار ہوتا ہے کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا ہے شعر رنج کے کانٹون سے چلے گی ہمسے یہ تدبیر پا گوکہر تلووں مین نکلے داد رہی تقدیر پاؤ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا دیکھا ایک فقیر دھونی رمائے بیٹھا ہے شہریار نے شاہ صاحب کو سلام کیا فقیر نے کہا بابا سلامت رہو کہان سے آنا ہوتا ہے اس وادی وحشت ناک مین تو کہان یہ تو درندون کا مسکن وحشیون کا مدفن فقیرون کا سجادہ دیوانگان محبت کا جادہ ہے شہریار نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آثار عشق چہرہ پر طاری ہوئے کہا شاہ صاحب کیا دیوانون کے سر پر سینگ ہوتا ہے جسکی حرکتین دیوانے پن کی ہوئین وہی دیوانہ ہے مین بھی اک بادیہ پیماے محبت وراہ نورد الفت ہون کیا اپنا حال زار بیان کرون ملک چھوٹا مال چھوٹا کوہ الم شیشۂ دل پر ٹوٹا اضطراب شوق نے متاع تاب وتوان کو لوٹا بموجب شعر - جہان مین آئے تو دل سے بھی ہاتھ اٹھا کے چلے ٭ یہ عشق کرکے ملا ہمیں کہ کچھ گنوا کے چلے ٭ شاہ جی نے کہا آخر نام اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا ہے شہریار نے کہا ملکہ ہاجرہ دختر جناب حمزہ صاحبقران ثانی شاہ جی نے کہا اچھا مین ایک تعویذ دیتا ہون کہ وہ ابھی اسی جگہ آئی جاتی ہین شہریار خوش ہوگیا اور ہاتھ باندھکر کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم شاہ صاحب نے ایک تعویذ نکالکر دیا اور کہا کہ اسے زمین پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دباؤ اور ایک پڑیا دی کہ یہ بخور اسکا ہے سامنے اگیاری روغن ہے اسے سلگاتے جاؤ شہریار تعویذ وبخور فقیر سے لیکر قریب اگیاری کے آیا تعویذ کو انگوٹھے سے دبایا پڑیا بخور کی اگیاری مین ڈال دی بخور جلنے لگا ایک عجیب خوشبو پھیلی کہ شہریار جھومنے لگا فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او فرنگی بچے تیرا بھی یہ منہ ہے کہ تو نام ہماری خوزادی ملکہ ہاجرہ کا اس بے ادبی سے لے منم رضوان بن عمر شہریار گھبرا کر اٹھا اور طرف رضوان کے دوڑنے کا قصد کیا لیکن ہوا جو لگنی ہے تڑاق سے چھینک آئی سر تلے ٹانگیں اوپر بیہوش ہوکر گرا رضوان نے جلدی سے چادر عیاری مین پشتارہ اسکا باندھا اور چل نکلا چونکہ یہ سب عیار لشکر اسلام سے براے تلاش بدیع الملک نکلے ہین اور متفرق طور سے شہر صندل کی طرف جاتے ہین رضوان نے اس صحرا مین آکر شہریار کو دیکھا گرفتار کرلیا لیکن رضوان پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچا پیاسا تھا پشتارہ کاندھے سے اُتار کر زمین پر رکھا آپ ساحل پر گیا ہاتھ منہ دھویا پانی پیا قضاے کار اتفاقات روزگار کہ فیروزہ دیوانہ جو بعد زخمی ہونے نقابدار گوہر پوش کے

چھوٹ کر چلا تھا اپنے شہریار کو تلاش کرتا روان دوان نہایت پریشان چلا آتا تھا قریب اُسی دریا کے پہونچا
دیکھا کہ اک شخص بصورت فقیر منھ ہاتھ دھو رہا ہے بعد ایک مدت کے جو اپنے ہمجنس کو دیکھا قریب آیا سلام کیا
رضوان نے جواب سلام دیا پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے فیروزہ نے تمام ماجرا بیان کیا رضوان
نے دل مین کہا کہ یک نہ شد دو شد خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو کو اگر ظاہر ہوگیا کہ تو پشتارہ شہریار کا
لیے ہے تو یہ دیوانہ ابھی مار ڈالے گا اِسے بھی کسی ترکیب سے بیہوش کرنا چاہیے یہ ہنوز اسی فکر مین تھا کہ دیکھا
سامنے سے دریا مین اک کشتی بہتی چلی آتی ہے چند نازنین مہ تمکین نہایت حسین دُر در گوش مرصع پوش دریاے
جواہر مین غوطہ مارے سوار ہین ڈونگیین دریا مین پڑی ہوئی ہین آپس مین ایک دوسرے کو ستاتی ہوئی
چہلین کرتی ہوئی ادھر کوئی مچھلی پھنسی سب دوڑ پڑتی ہین ایک دوسرے سے چھینتی ہے اسی چھینا جھپٹی مین کوئی
مچھلی مرجاتی ہے کوئی تڑپ کر پھر اُسی دریا مین جارہتی ہے اور ایک آفت جان دشمن دین و ایمان جو اُن سب کی
افسر معلوم ہوتی ہے ایک ایک پر خفا ہوتی ہے کبھی تازیانہ لیکر اُٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ اری حرامزادیو کچھ ہمارا
بھی پاس و لحاظ نہین ہم اپنے حال مین مبتلا ہین تمھین یہ خرمستیان سوجھتی ہین نگاہون سے اُس ماہ جبین کی حسرت
چتون سے آثار محبت ہویدا ہین ماتھے کی شکن دل کی اُلجھن پر دال ہے ہاتھ پاؤن سرد دل مین درد رضوان بن
عمرو اور فیروزہ دیوانہ اُس پریوش کی یہ ادا ہے دلکش دیکھکر تصویر حیرت ہوکر رہگئے لیکن نظر اُس نازنین کی جوان
دونون پر پڑی بس فوراً ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیکھا اور ایک سہیلی سے کہا کہ دیکھ خیلاج علامتین اور مقام کہ ہمارے
محبوب جانی اور یار جادوانی کے ملنے کی دالنے تحریر کرکے دی تھین وہ یہی ہین لیکن خیر نام بھی پوچھ لو کہ یہ دونون کون
ہین اُس سہیلی نے پکار کر آواز دی کہ نام تم دونون کے کیا ہین ہماری ملکہ پوچھتی ہین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ مین
رفیق شہریار فیروزہ دیوانہ ہون اور رضوان بن عمرو نے اپنا نام اصلی نہ بتایا اور کہا کہ مین تو فقیر ہون مجھکو سلطان
صحرانورد کہتے ہین اسی جنگل مین رہتا ہون بس یہ سننا تھا کہ وہ نازنین قہقہہ مار کر ہنسی اور پکاری کہ او ساربان
بچے تو مجھسے بھی فریب کی باتین کرتا ہے ارے تو عمرو کا بیٹا ہے نام تیرا رضوان ہے باش اور دزد مکار کہان جاتا ہے
بچکر میرے ہاتھ سے منم ملکہ بہار گلپوش جادوار ارے غضب کیا تھا تونے کہ جسکی فرقت مین ہم اشک بہاتے
ہین خون جگر کھاتے ہین تو اُسے قید کرکے لیچلا ہے رضوان بھاگا بہار گلپوش نے جھولی سے تین انیچے طلائی
نکال کر پھینکے کہ مثل برق کے کڑک کڑک کر چلے ایک رضوان پر گرا ایک نے پشتارہ شہریار کا لیا ایک فیروزہ
دیوانہ کو اُٹھا کر لیچلا تینون نیچے جب اُن تینون آدمیون کو سامنے ملکہ بہار گلپوش کے لائے ملکہ نے
رضوان کو تو اسیر سحر کرکے ایک سہیلی کے سپرد کیا اور پشتارہ شہریار کا کھول کر ہوشیار کیا اور پکاری کہ او بیوفا
او محبوب دلربا ہم تو یون تیری محبت مین اپنا گھر بار چھوڑ کر دریا دریا تباہ پھرین اور تو دوسرون کے واسطے دشت
و صحرا کی خاک چھانے شہریار نے قصد کیا تھا کہ کچھ کہون کہ فیروزہ دیوانہ نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا اور کہا اے
شہریار یہ موقع اسکا ہے کہ آپ بھی اظہار محبت کیجیے آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا کیونکہ اس وقت یہ محتمہ ہے کہ دشمن کے
پنجہ سے لیسے چھوٹ آیا ہے شہریار نے موافق راے فیروزہ کے خود بھی اشتیاق ظاہر کیا ملکہ بہار گلپوش نے کہا
مین نے خاصکر تیرے واسطے جو باغ تیار کیا ہے وہان لیے چلتی ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر دم کیا کہ دیکھا اکبار
کشتی نے چرخ مارا اور غرق دریا ہوگئی اب جو آنکھ کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا چمن دلکشا مین پایا
کہ بہار باغ جنت اُسکے سامنے مانند اک گلدستہ پژمردہ کے نظر آئے اور بہشت شداد رشک سے خار کھائے

وہ بلبلون کی نغمہ سرائی وہ طوطیون کی خوشنوائی وہ کلیون کا مثل آغوش تمنا کھلنا وہ ڈالیون کا فرط مسرت سے جھوم جھوم کر گلے ملنا وہ ہر نخل کی شادابی وہ بیلون کی خوش آبی جو انگور ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیشۂ بلوریا جام دل ناصبور بادۂ مسرت سے پر ہی ہر قطرہ شبنم آب و تاب مین مثل دُر ہی لب سوسن پر رنگ مسی ہویدا نرگس پر چشم نظارہ شیدا غرضکہ دونون عاشق و معشوق مع فیروزہ دیوانہ و رضوان بن عمرو اور کچھ خواصین ملکہ کی یہ سیر کنان بالب خندان قریب اک قصر جواہر نگار حیرت کاخ چرخ اخضری رشک فلک نیلوفری کے پہونچے دیکھا کہ مسند لگی ہوئی ہی اوپر شامیانہ کارچوبی کھنچا ہوا ہی سامان عیش و طرب مہیا ہی کچھ گائین بیٹھی ساز ملا رہی ہین اک نازنین ماہ جبین بقصد ساقی گری صراحی جواہر نگار جام مرصع کار ہاتھ مین لیے منتظر کھڑی ہی ملکہ مع شہریار کے مسند پر جلوہ گر ہوئی فیروزہ دیوانہ ادب سے ہاتھ باندھ کر سامنے بیٹھا اور کنیزین گرد و پیش آکر جمع ہوئین جام شراب ناب گردش مین آیا ابر مسرت دونون پر چھایا یا رضوان بن عمرو کو بہار گل پوش نے سنبلان جادو کے سپرد کیا اور کہا اسے لیجا کر قتل کر یا مقید رکھ تجھے اختیار ہی سنبلان جادو رضوان کو لیکر اپنے حجرے مین آئی اور کہا ای رضوان سُنا تو نے کہ ملکہ نے تیری نسبت کیا حکم فرمایا لیکن مجھے تیرے شباب اور اپنی جوانی پر رحم آتا ہی تجھے مین قتل تو نکرون گی بلکہ اگر تو بھی مجھے خوش رکھیگا تو تیری الفت کا دم بھرونگی کیونکہ جیسے مین نے ملکہ بہار گلپوش کی نوکری کی مرد کی صورت کو ترس گئی آپ تو مزے کرتی ہی جسے چاہتی ہی پکڑ منگاتی ہی اپنا منھ کالا کرواتی ہی ہم لوگ بھی آخر دل رکھتے ہین مگر ہمین کسی سے بات تک نہین کرنے دیتی ہی رضوان نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم بھی عاشق مزاج ہین مرتے پر مرتے ہین بیوی راہ چلتے پر کوئی نہین مرتا لیکن مجھے قید سحر تو دفع کر دے سنبلان جادو نے ایک اسم سحر پڑھ کر پھونکا کہ وہ طوق و زنجیر ہتکڑی بیڑی مانند تار عنکبوت کے ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئین سنبلان جادو لپٹنے لگی رضوان نے کہا ملکہ تم کتنی بے مزا ہو ارے ایک تو دو جام شراب کا پیو اور میرے پاس بہت ہی عمدہ عطر عنبر ہی اس سے لباس کو بسا ؤ پھر لذت وصل بھی اُٹھانا کہ جو گنا لطف ہوگا سنبلان نے کہا اچھا اور علیحدہ ہوئی رضوان نے جیب سے ایک شیشی نکالی کہ سُرخ کاغذ اُسکے منھ پر بندھا ہوا تھا سنبلان جادو سے کہا کہ یہ عطر خاص حمزہ صاحبقران ثانی کے لگانے کا ہی مین نے چرا لیا تھا سنبلان جادو نے خوش ہو کر شیشی ہاتھ مین لی اور کاگ اُسکا کھولا ناک کے قریب لا کر سونگھا اور پکاری ارے یہ عنبر کا عطر ہی یا سنڈاس کی کیچڑ اسمین بھری ہوئی ہی رضوان نے کہا حرامزادی تو اسی عطر کے لائق ہی سنبلان پکاری او مردے یا تو یہ محبت آمیز باتین کرتا تھا یا یہ جلی کٹی کرنے لگا رضوان نے کہا کیا تجھے مارے ہوے تجھے چھوڑتا بھی ہون یہ سننا تھا کہ سنبلان جادو جھلا کر اُٹھی تا زبان سحر ہاتھ مین اُٹھا یا پکاری کہ شاتین تو نہین آئی ہین لیکن اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گری رضوان نے خنجر کھینچا چاہا کہ مار ڈالون ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ یہ ساحرہ ہی اسکے مرنے سے علامتین ضرور ظاہر ہونگی پھر تو گرفتار ہو جائے گا بلکہ ابکی مرتبہ وہ لکانہ یعنے بہار گلپوش جادو تجھے زندہ بھی نچھوڑے گی بس فوراً زبان پر اسکے تکلہ سوزن کر دیا اور دونون ہاتھ پس پشت باندھ کر ایک گڑھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا اور آپ اُسی کی شکل بنکر حجرے سے نکلا اور سوچا کہ تو چلا کس واسطے تھا اور یہان کن کن بلاؤن مین پھنسا تجھے شہریار کی گرفتاری سے کیا مطلب اب چلکر بدیع الملک کا پتہ لگاؤ یہ خیال کر کے باغ سے نکل کر راہی ہوا یہان صحبت راز و نیاز گرم ہی ملکہ جام بھر بھر کر شہریار کو دیتی ہی شہریار کا انکار ملکہ کا اصرار عجیب لطف دے رہا ہے بموجب شعر انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا ٭ چھاتی پر اسنے چڑھ کے خم می پلا دیا ٭ کبھی شہریار

جام بھر کر دیتا ہی ملکہ لبون سے لگا کر یہ شعر پڑھتی ہی۔ کیونکر نہ پیون مین کہ یہی جام محبت ٭ دے زہر بھی معشوق تو منہ
موڑ نہین سکتا ٭ عجب لطف اور عجب سامان ہی بموجب شعر ؎ معشوق و مغنی و گلستان و بہار ٭ جمع سامان سرت
ہین سبھی خاطر خواہ ٭ آنکھین نشہ سے سرخ ہو چلی ہین اودھر اک پری جمال نے یہ غزل شروع کی ہی تو سمان بندھا ہوا ہی ٭ غزل

آنکھ جبتک ہی کھلی وا باب میخانہ رہے
یون نگہ بد ہو کہ باقی ناز مستانہ رہے
باتین قاصد کی خوش آئین پند ناصح ناگوار
عہد جب ٹوٹے تو ساغر خاک پیمانہ رہے
خاک کردے کاش ہمکو غیرت رشک رقیب
عشق کا چرچا جہان ہو اپنا افسانہ رہے
خوف پامالی ہی سبزے کی طرح اس بزم مین
شمع اک روشن کرے گر سوز پروانہ رہے
ای ہجوم یاس میری بیکسی کی شرم کر
جان در سجدے ملحق باب میخانہ رہے
وہ لیلے کی اگر رسم وفا جاری کرے
شمع روشن ہو تو کیونکر دور پروانہ رہے
آرزو وحشت ہی میری لیکہ تنہائی پسند

پھرتی رہے جبتک نظر گردش مین پیمانہ رہے
صورت مجنون انا لیلی پکارے عشق مین
دوست سے ہو دشمنی دشمن سے یارانہ رہے
انقلاب جوش وحشت کی بھی دنیا ہی قبلی
غیر کا شیدا وہ ہو دل جسکا دیوانہ رہے
ہی جفا کاری مین تیری جانفزا بھی کونسی
لطف کیا ہی جس چمن مین ہو کے بیگانہ رہے
مثل گوہر گر قناعت ہو تو ہی رزق ہی ساتھ
اتنی بستی دل مین ہو اور گھر مین ویرانہ رہے
جان لیتی ہی یہ کہکر ہمت دل عشق مین
ہر بگولا نام کا مجنون کے دیوانہ رہے
لذت دیوانگی کو اُسکے دل سے پوچھیے
مین رہون یا مہر اسا یہ ایک دیوانہ رہے

بیرخی پردے کی ہو ظاہر مین یارانہ رہے
ہی یہ ہشیاری کہ اپنا آپ دیوانہ رہے
میکشی تو بہ شکن ہی پند واعظ دل شکن
دشت مین بستی بسے اور گھر مین ویرانہ رہے
بات اتنی ہی جو مٹتے ہین ہم اہل وفا
شمع کی صورت جلے دل آنکھ پروانہ رہے
دل ہو مائل اپنی جانب آنکھ خود بینی کرے
آب ہو دانے مین پنہان آب مین دانہ رہے
جانیوالے اسطرف تجھ کو تو بھٹکینگے ادھر
کام وہ کر جا کہ بعد مرگ افسانہ رہے
آتش دیدار سے بڑھنے لگے گرمی شوق
محو جسکی بیخودی پر نازجانانہ رہے

غرضکہ وہ نازنین ایسا گائی کہ اہل بزم
جھومنے لگے ملکہ بھی بیخود ہو کر بار بار شہریار سے لپٹ جاتی تھی رنگ صحبت دگرگون ہوا چاہتا تھا کنیزین چنیاب
یا جانہ کے بہانے کھسک کر جانے لگین لیکن فروزہ دیوانہ کو شہریار نے اشارہ کیا کہ تو دہنا تجھے وصل
اس قحبہ کا منظور نہین یہ ساحرہ ہی سارا رنگ و روغن سحر کا معلوم ہوتا ہی لیکن طرفہ ماجرا سنیئے کہ پہلے بہار گلپوش جادو
قہرمان دیوانہ پر عاشق تھی اور بلحاظ اُسی کے طلسم صندل سے اگر یہ باغ تعمیر کیا تھا لیکن جبسے شہریار پر
عاشق ہوئی دیوانے سے بیرخی کرنے لگی وہ بھی اس سے خفا رہتا ہی کبھی کبھی چلا آتا ہی حسب اتفاق قہرمان
سیر و شکار سے پلٹ کر آتا تھا قریب باغ جو پہونچا آواز سرود و ستار کان مین آئی سمجھا کہ وہ یار جانی محبوب
جادوانی باغ مین فرد کش ہی اندر باغ کے آیا جب قریب قصر پہونچا دیکھا کہ اک جوان رعنا پہلو مین مسند پر
بیٹھا ہی محو اختلاط معروف انبساط ہی یہ حال دیکھکر آتش رشک و حسد بھڑکی واقعی یہ محبت کا کوچہ بھی کیا بُرا ہوتا ہے
بالخصوص رشک رقیب کا صدمہ کہ اس سے زیادہ سخت و صعب چیز کون سی ہوگی بموجب شعر غضب ہی رشک
کی الفت مین چوٹ اُف یارب ٭ یہ امر اگر نفسانی ہی تو ہو ہمارے بعد ٭ دیوانے کی آنکھون مین خون اُتر آیا
پکارا باش ای خیرہ سر تو کون ہی کہ پرائے ناموس سے معروف راز و نیاز ہی اودھر نظر شہریار کی دیوانے پر پڑی
کہ یہ غیر شخص کون چلا آیا دل مین سوچا کہ یہ امر ضرور بیجا ہی لیکن تو بے قصور ہی کہ یہ قحبہ تجھے گرفتار سحر
کرکے لے آئی ہی قہرمان سے کہا ای برادر مین خود یہان نہین آیا ہون بلکہ یہ عورت خود تجھے لے آئی مجھے
نہ معلوم تھا کہ یہ تمہارا ناموس ہی قہرمان ملکہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کیون صاحب اسی باعث سے تم کئی روز
سے ہم سے اکھڑی رہتی تھین یہ پوشیدہ دوسرون سے دل لگایا ہی کہ وہ فرقت ہمپر گرایا ہی ملکہ نے کہا تو نے

کیون میری ایک کنیز کو آوارہ کیا یہ اُسکا عوض ہی مثل مشہور ہی کر تمنے کی لام جنی ہمنے کیا رام جنا پھر اسمین کسی کا کیا اجارہ ہی شہریار نے کہا او بیسوا مین ایسی جھناؤن سے دل تہین لگاتا یہ کہکر پہلو سے اُٹھا کہ اُسنے دامن پکڑا کہ یکایک بجلی کڑکی اور نعرہ ہوا کہ منم ابلیس خود پسند او شوخ دیدہ گیسو بُریدہ یہ اسی باعث سے تو طلسم صندل سے بھاگ بھاگ آتی تھی بیان تونے یہ رنگ پھیلا رکھا ہی ہمین اسکی خبر نہ تھی یہ کہکر کمر زنجیر کا بند پکڑکر بہار گلپوش کو لیکر سن سے بالا ے ہوا روانہ ہوگیا قہرمان دیوانہ نے جو یہ رنگ دیکھا رونے لگا اور چو بدست گران پکڑکر شہریار کی طرف چلا کہ تیرے ہی وجہ سے میری معشوق گئی اب باپ اُسکا کاہے کو آنے دیگا تو ایسا سبز قدم اس باغ مین آیا کہ ساری بہار و رونق اس باغ کی اٹھ گئی اب مین تجھے کب زندہ جانے دیتا ہون یہ کہکر دار چو بدست کا شہریار پر کیا چاہتا تھا کہ فیروزہ دیوانہ دوڑ کر دیوانے سے لپٹ پڑا اور ایک چکست ہاتھ پر اس زور سے ماری کہ دیوانے نے بیتاب ہوکر چو بدست چھوڑ دی اور خود بھی لپٹ پڑا اور دل مین سوچا کہ یہ بھی کوئی تیز ہمجنس معلوم ہوتا ہی خوب چکست لگاتا ہی اب شہریار تو الگ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی اور یہان دیوانون مین چکست چل رہی ہی یہانتک کہ دونون کے جسم سے خون جاری ہوا آدمیون کی لڑائی نہ ہوئی بندرون کی لڑائی ہو گئی لیکن ایک چکست قہرمان نے فیروزہ کے سینہ پر اس زور سے لگائی کہ یہ چیخ اُٹھا بس شہریار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ زنجیر مین فیروزہ کی ڈالا اور دوسرا ہاتھ قہرمان کی کمر مین استوار کیا اور جھٹکا دیکر علیحدہ کر دیا فیروزہ سے کہا تو علیحدہ رہ مین اس سے سمجھ لونگا قہرمان شہریار سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی جب دیوانہ چکست مارنے کا قصد کرتا ہی شہریار کلے پر گھونسا مارتا ہی یہان تک کہ پہر بھر کی کشتی مین شہریار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر جا بیٹھا اور کہا کیا کہتا ہی دین نصاریٰ کے بارے مین دیوانہ پکارا تا زندہ ایم بندہ ایم شہریار سینہ سے اُتر پڑا دیوانہ اُٹھ کر قدمون سے لپٹا شہریار نے دست مرحمت پشت پر رکھا اور فیروزہ سے گلے ملوایا اب شہریار نے کہا ای قہرمان میرا قصد ہی کہ قلعہ خردسیہ پر جاؤن نہین معلوم پدر نامدار ملک پرستیسا سے فرنگی پر کیا گذری کہ سلطانون کا یورش تھا اسنے عرض کی غلام بھی ہمراہ ہی غرضکہ شہریار مع ان دونون دیوانون کے باغ سے باہر آیا قہرمان سے ایک قیق ماری کہ تمام صحرا گونج اُٹھا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے غول دیوانوں کے چلے آتے ہین کہ ہر ایک کے ہاتھ مین زنجیر دن کی بلند ہے اس دیوانے نے چالیس ہزار اپنے ہمجنس جمع کیے ہین آن واحد مین سب جمع ہو گئے قہرمان نے شہریار کو اشارہ سے بتا کر کہا کہ مین نے غلامی اس بہادر کی اختیار کی ہی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اسکو اپنا مالک سمجھے سب نے عرض کی کہ جب مالک مطیع ہوا تو ہمین کیا عذر ہی یہ کہکر سب قدمبوس ہوے شہریار نے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی اور سبکو ہمراہ لیکر طرف قلعہ خردسیہ کے روانہ ہوے دیکھیے یہ قافلہ کب پہونچتا ہی

لیکن پھر چند کلمے بہرام تیغزن کے بیان ہوتے ہین

کہ رطبل بجوا کر قلعہ کی جانب چل چکا ہی اُدھر اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کیا ہی ڈالنے کا تیل لاکر لاکھ کا پتلا اور دیگی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب حربے قریب کے تیار ہین کہ اگر بہرام گولون سے بچکر یہان تک پہونچ گیا تو ان حربون سے کام لینگے گولنداز مہتابین روشن ہاتھون مین لیے توپون پر مستعد ہین کہ یکایک بہرام نے مرکب کو چھیڑا اور رخ قلعہ کا کیا فوج بھی قریب ایک لاکھ سوار کے ہمراہ چلی جسوقت گولندازون نے دیکھا کہ اب

شجر پرست زد پر آگئے ہین تو پولن پر بنی رکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر زمین کا شق ہو گیا ہزار ہا شجر پرست اُڑ گئے لیکن
بہرام تیغزن تک کوئی گولا قضا کا نہ لگا پلٹ کر ساتھ والون کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی اس طرف آنے کا قصد
نکرے مین اکیلا اس قلعہ کو فتح کرونگا اور دیکھ لینا کہ اگر مین نے اس قلعہ کو نہ لے لیا تو نام اپنا بہرام تیغزن
نہ پایا ہوگا یہ کہکر گھوڑا کریو داباگ کا لیا ادھر سے بھر مار توپ گولے کی ہونے لگی لیکن بہرام کی یہ حالت ہی کہ گولون
کو رد کرتا ہوا خالی دیتا چلا آتا ہی کوئی گولہ قضا کا نہین لگتا یہان تک کہ بہرام بر لب خندق جا پہونچا قلعہ پر سے
ہاتے کا لتوالا گرنگ کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین پھینکی گئین لیکن اسنے سب کو رد کیا قصد کر رہا ہے
کہ خندق کو پھاند کر پھاٹک کو گرز سے شکست کرون اُدھر فرنگیون کی یہ حالت کہ بلبلا بلبلا کر دعا کرنا شروع کی کہ یکایک
از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار دیوا نے
زنجیرین کھڑکھڑاتے شور و غل مچاتے پیدا ہوئے آگے آگے شہریار بن پرسیا ایک پہلو مین فیروزۂ دیوانہ دوسرے
پہلو مین قہرمان دیوانہ بہرام بھی یہ رنگ دیکھکر ٹھہر الیکن شہریار نے جو دیکھا کہ بہرام لب خندق کھڑا ہی اہل قلعہ
مضطرب ہو کر مسیح کو پکار رہے ہین بس وہین سے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ باش او نامرد کہان جاتا ہی
خبردار ہشیار باش کہ منم شہریار بن پرسیا کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رودی او بیحیا فوج
بے سردار پرورش کرتے تجھے شرم نہ آئی بہرام تیغزن کو بھلا اس لفظ کے سننے کی کب تاب تھی وہین سے
مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور سینہ شہریار پر نیزہ کا وار کیا شہریار نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین جانی
سے انی لڑکر جو شرارے نکلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم مصروف جنگ ہین کوئی ساٹھ طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ اک مقام پر شہریار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا اور مانند کا کل محبوبان پیچیدہ کرکے اب جو
جھٹکا مارا بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بس خفیف ہو کر تلوار پر ہاتھ ڈالا پکارا او فرنگی غضب کیا تونے کہ نیزہ ہاتھ سے
اُس شخص کے نکال دیا کہ جسکے مقابلے مین بہرام فلک بھی تھر تھرائے اور تاب مقاومت نہ لائے خیر کچھ پروا
نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر جھپٹ کر
شہریار پر وار کیا شہریار نے تلوار کو اُسکی رد کرکے آواز دی + کہ تو ضربے زدی ضرب مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر جو ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے بھی برابر سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو پڑتی ہی تو بھلا کب رکتی ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اُتر گئی
بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو بہرام پر غشی طاری
ہوئی سنبھلنے کی طاقت نہ رہی شہریار نے آواز دی بیجاؤ کہ ہم ایسے زخمی پر ہاتھ نہین اُٹھاتے کہ یہ فعل شان
مردی و مردانگی کے خلاف ہی لوگ آکر بہرام کو لے گئے لیکن قرطاس بن افلاک نے جو یہ حال دیکھا وہین سے
گھوڑا کریو داباگ کا لیا پکارا غضب کیا تونے کہ بہرام ایسے شخص کو زخمی کیا لیکن کہان جائیگا بچکر میرے
ہاتھ سے یہ کہکر تیغۂ آبدار کا وار اُس بہادر نامدار پر کیا شہریار نے بھی سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن قضا ی کار
اتفاقات روزگار کہ مرکب نے سکندری کھائی خود سے نیچے گرا جنگ سنبھلے سنبھلے تلوار سر پر بیٹھی چار انگل کا
زخم سر مین آیا تھا کہ شہریار نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مگر وہین سے سنبھلکر
آواز دی کہ کہان جاتا ہی تو بھی تو لیتا جا یہ کہکر جو تلوار ماری قرطاس کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا زخمی حملہ کر بیٹھیگا تلوار جو سر پر

بیٹھی خود کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گئی اسنے بھی دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی کیمخت شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تمام
فوج کو حکم دیا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس فرنگی کو غضب کیا اسنے کہ ایسے دو بہادرون کو زخمی کیا کہ جنکا مثل ونظیر
نہ تھا یہ سننا تھا کہ تمام فوج ٹوٹ پڑی اُدھر دیوانون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا زخمی بھی ہوا اور دیو زن بھی تمام فوج
کا ہوا سب کے سب دارین اور چوبدستین پکڑ پکڑ کر غل مچاتے زنجیرین کھڑکھڑاتے دوڑے فوج سی غلغلہ ہو گئے ہنگامہ
گیر و دار برپا ہوا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے شجر پرستون سے بھڑ پڑے تلوار چلنے لگی دریا خون کا
بہنے لگا سر مانند حباب کے ہر طرف تیرتے پھرتے تھے برق شمشیر کڑک کڑک کر گر رہی تھی خرمن حیات شجر پرستون کے
جل رہے تھے قہرمان دیوانہ اور فیروزہ دیوانہ نے کشتون کے پشتے لگا دیے جسے چوبدست ماردی پر اٹھا
ہو کر رہگیا شہریار بھی زخم سر باندھے ہوے شجر پرستون کے نخل حیات کو قطع کر رہا تھا کرتوس بن قربوس
بھی باوجودیکہ زخمی تھا لیکن تلوار کھینچکر آ پڑا ہی بے خوف وخطر لڑ رہا ہی اس زور شور سے تمام تک تلوار چلی کہ
ہزار ہا شجر پرست صدہا فرنگی مارے گئے آخر کار شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے کیمخت شاہ
اپنی بارگاہ مین آیا بہرام و قرطاس کے زخم سر مین ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی اُدھر شہریار پر پرسیبائے
فرنگی زر نثار کرتا ہوا داخل قلعہ ہوا کرتوس سے ملاقات ہوئی اُسکے بھی زخم سر کا علاج ہونے لگا قہرمان دیوانہ
اور فیروزہ دیوانہ نے نہایت تعریف کی اپنے آقا کی اور کہا کہ کیا کام کیا ہی حضور نے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ حالت
زخمداری مین ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکو بھی بیکار کر دیا غرضکہ آٹھ روز تک لڑائی بند رہی علاج دونو طرف ہوا کیے
لیکن بعد آٹھ روز کے بہرام و قرطاس نے غسل صحت کی صحبت عیش برپا ہوئی بجام بادہ ناب گردش مین آیا جس وقت
دماغ بہرام کا گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرگی
ہرکارون نے یہ خبر ملک پرسیبائے فرنگی کو پہونچائی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہی پرسیبائے فرنگی
بہت گھبرایا ہوا تھا کہ قلعہ مین چلا جاؤن کیونکہ شہریار کا زخم بھی اچھا نہین ہونے پایا تھا مگر شہریار نے حکم دیا کہ خبردار
جبتک میرے دم مین دم ہی کوئی قلعہ مین جانے کا ارادہ نکرے اگرچہ مین زخمی ہون لیکن کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اور حکم
دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہان بھی بجے ہر چند پرسیبائے فرنگی نے سمجھایا لیکن شہریار نے ایک بھی نہ سنی
غرضکہ یہان سے بھی طبل بجا تیاری جنگ ہونے لگی فرنگیون کو نہایت انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی جسکا
بھروسا ہی وہی زخمی ہی لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے لوگ اپنے اپنے بستر خواب سے اُٹھکر جسکا جو طریقہ تھا اُس طور سے بندگی معبود کی بجالائے
کیمخت شاہ مع لشکر میدان کارزار مین آیا داہنی جانب تخت کے بہرام تیغزن بائین جانب قرطاس بن
افلاک اُس طرف تخت پر ملک پرسیبائے فرنگی مرکب پر شہریار سوار اس حالت سے کہ زخم سر بند تھا
ہوا ایک طرف کرتوس بن قربوس اُسکی بھی یہی کیفیت الا فیروزہ و قہرمان یہ دونون دیو نے زخمی
نہ تھے کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت کیمخت شاہ کے آیا اجازت میدان
چاہی کیمخت شاہ نے آستین مرحمت جھاڑی اور کہا ای فرزند تجھکو سایہ مین دیا خداوند نخل سر سبز کے
بہرام بار دگر مرکب پر سوار ہوا باپ کو سلام کیا اور رخ میدان کارزار کا کیا پہلے سراپا میدان کا دکھایا پھر
نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باخبر اے قوم دانا اور آگاہ ہو کہ منم بہرام تیغزن یا تو مذہب
شجر پرستی اختیار کرو ورنہ جسکو تمناے مرگ ہو آئے میرے مقابلے کو اور شہریار کی طرف دیکھ کر کہا کہ اُس روز

مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا لیکن تو بھی قرطاس کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ فضل خداوند تخل کا ہمارے حال پر ہوا کہ ہم اچھے ہوگئے اور تو اُسی حال مین مبتلا ہے یہ سنتا تھا کہ شہریار نے پیچ و تاب کھا کر نکلنے کا قصد کیا تھا کہ فیروزہ دیوانہ نے عرض کی ای آقاے نامدار ہم غلام کس دن کے لیے ہین یہ کہکر مرکب کی باگ کو جنبش دی گھوڑا تڑپ کر چلا ہنوز فیروزہ قریب بہرام پہونچ کر سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ بہرام نے تیغہ مارا ہر فیروزہ کا مجروح ہوا بہرام چاہتا تھا کہ کام فیروزہ کا تمام کرے کہ قہرمان دیوانہ جھپٹ پڑا فیروزہ کو اٹھا کر چوبدست ماری بہرام نے چوب اُسکی سپر پر روکی اور تیغہ خون آلود مارا کہ سر قہرمان کا بھی زخمی ہوا بہرام قہرمان کو قتل کیا چاہتا تھا کہ شہریار للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کیا کرتا ہے الے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے وہ احسان فراموش کرگیا کہ مین نے تجھے زخمی کرکے پھر ہاتھ نہ اٹھایا تجھکو چھوڑ دیا تو میرے سامنے میرے رفیق پر یہ بدعت کرتا ہے ابھی شہریار قریب بہرام کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ جانب صحراسے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آگے آگے اُس گرد کے ایک بونڈا چرخ مارتا ہوا نمودار ہوا سب نگران تھے یہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچ کر وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد سے چالیس ہزار سوار پیدا ہوے آگے آگے اُن سب کے نقابدار گوہر پوش مرکب اُسکا ہیجان کرتا ہوا لیکن نقابدار نے یہ سوکہ دیکھا کہ شہریار زخمی بہرام کے مقابلے کو جاتا ہے دیکھنا ہے للکارا کہ باش او بہرام خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی چنانچہ نقابدار قریب پہونچا تھا کہ بہرام نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا لیکن طعین چلنے کو تھی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے ہوائی کردیا ادھر شہریار نے جو نقابدار کو آتے دیکھا تھا سکتے مین ہوگیا تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے فیروزہ سے کہا کہ پہچانا تو نے یہ نقابدار کو ہو نہو یہ وہی آفت روزگار دشمن تاب و توان ہو کہ ہم جسکی قید مین تھے افسوس یہ ظلم بھی اُسی بہرام نے کیا کہ نہ نقابدار سے لڑکر اُسے زخمی کرتا نہ ہم اُسکی قید سے چھوٹتے ارے اس رہائی سے تو وہ قیدی اچھی تھی کہ دل کو اطمینان تھا کہ ہم آواز تو اپنے یار جانی محبوب جاودانی کی سُن لیا کرتے تھے فیروزہ نے کہا ہان حضور یہ تو وہی نقابدار معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکالا شہریار نے بیتاب ہوکر تعریف کی کہ صدقے اس زور بازو کے اور نثار اس ولولہ پر لیکن نقابدار نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون تعریف کرتا ہے لیکن بہرام نے غصہ مین آکر آواز دی کہ ا نقابدار از اجل رسیدہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین مین وہی بہرام ہون جسکے ہاتھ سے تو ایکبار ہزیمت اُٹھا چکا ہے یہ کہکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تلوار اُسکی سپر پر روکی اور آواز دی کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تیغ زنی اسکو کہتے ہین اور ملا کر مرکب سے مرکب کو لپٹکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بہرام نے برابر اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نقابدار کی سپر کو کب مانتی ہے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے سپر کے کٹ گئے بیمانہ خود سے مانند خراب تند و تیز کے گذر کر سر پر بیٹھی نقابدار نے جھٹکا جو مارا تیا دو وار دو اُتر گئی بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے بہا آئی غشی بہرام پر طاری ہوئی طاقت سنبھلنے کی نہ رہی نقابدار نے پکار کر کہا کہ باش ای گروہ تنجپرستان لے جا اس مردہ صدسالہ کو اور بھیجو کسی اور کو ادھر قرطاس بن افلاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ پڑا اور پھرا میدان سے

بہرام کو اور آپ مقابل ہوا لیکن شہریار نے آواز دی کہ اے نقابدار گوہر پوش کیا کہنا کیوں نہو تو کس خاندان سے ہے
اس وقت مین مجھپر وہ احسان کیا ہے کہ تا زندگی سر تابی نہین کر سکتا بلکہ بہتر یہ ہے کہ مجھے ہر وقت اپنی غلامی مین رکھ تو نے
جان بخشی کی ہے اس سے زیادہ اور احسان کیا ہو سکتا ہے بموجب شعر مسیح کے مجھے احسان سے بچا دینا تو تھین نے
ورد دیا ہے تھین دوا دینا تو شہریار تو نقابدار کو دیکھکر از خود رفتہ ہو رہا ہے اس راز سے سوا دیوانہ فیروزہ کے دوسرا
آگاہ نہین سب حیرت مین ہین کہ اس وقت شہریار کو کیا ہو گیا ہے لیکن قرطاس بن افلاک جو سامنے نقابدار
کے پہونچا نعرہ کیا کہ او گوہر پوش غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کا چراغ زندگی گل کر دیا ہوتا لیکن کہان جائے گا بچکر
میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے آتی تلوار خیال مین کر کے جھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی جھپ
سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منھ عیال مرکب پر آ رہا لبس ہمین سے دوسرا
ہاتھ زنجیر مین ڈالکر زین سے اٹھا لیا لشکر شہریار و نقابدار مین واہ واہ سبحان اللہ کی صدا بلند ہوئی لیکن کمبخت شاہ
نے جو یہ حال دیکھا چلایا کیا دیکھتے ہو ارے مار لو اس نقابدار کو جانے نپائے غضب کیا اسنے کہ اتنے بڑے
جوان کو یون اٹھا لیا اور کام اسکا تمام کیا چاہتا ہے یہ سننا تھا کہ ساری فوج یلغر کر کے نقابدار کی طرف چلی ادھر
فوج نقابدار آ پڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شہریار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ دلاوران شجر پرستون کو
فرنگی بھی تلوار علم کر کر کے آ پڑے تلوارین بلند ہوئین باوصرصر کے چلنے سے سر شجر پرستون کے مانند برگ خزان
دیدہ گرنے لگے جا بجا خون کے تھالے بھر گئے جا بزن کے لالے پڑ گئے بموجب شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید
زمین خون شد دخون بجیحون رسید ہر چہار طرف ڈھالون کا ابر چھایا ہوا تھا خون کا مینھ برس رہا تھا برق شمشیر
کڑاک کڑک کر گر رہی تھی جس جگہ باز و زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال مین پھڑک
رہی ہے کوسون تک زمین پر شفق کا سمان نظر آتا تھا لالہ کوہی کا رنگ شرما تا تھا شجر پرستون نے جو دیکھا کہ
ہر طرف سے آثار شکست معلوم ہوتے ہین اور ابتک قرطاس بن افلاک کی رہائی نہوئی کہ ہاتھ پر
نقابدار کے بلند ہے سبنے ملکر نقابدار پر یورش کیا مہلیل شجر پرست کہ نہایت زبردست ہے قریب نقابدار کے
پہونچا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا نقابدار نے بجائے سپر قرطاس کو سامنے کر دیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو کر پر
قرطاس کے پڑتا ہے زنجیر کر گئی قرطاس ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹکر بھاگا لیکن نقابدار نے جو ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا مہلیل نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہے سپر کو کاٹکر خود آہنین پر بیٹھی اس
لوہے کو بھی موم کرتی ہوئی خود ذو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر صراحی گردن سے مانند قطرہ مے کے گذرتی
ہوئی صندوق سینہ مین دل و جگر کو دو کرتی ہوئی زین پر بیٹھی اور زین سے زمین پر پہونچی ایک ہی ہاتھ مین راکب و
مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا آسمان تھرایا شجر پرستون نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا
نقابدار نے ہاتھ روکا مگر ہونٹ کاٹتا ہوا پلٹا بارگاہ برپا کر کے ٹھہرا ادھر شہریار مع لشکر کے پلٹ کر اپنی فرودگاہ پر آیا
لیکن نقابدار کے واسطے بیتاب تھا کہ کیا کرون خود چلا جاؤن ایسا نہو کہ نقابدار خفا ہو اگر بلواؤن تو وہ کیون
آنے لگا اسے کیا غرض ہے غرضمند تو ہم ہین بموجب شعر کیا غرضمندی بری شے ہے کہ عشق دوست مند کہ ناز بیجا
خواہش دل ہمسے اٹھوانے لگے + آخرکار جرأت کر کے فیروزہ دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور میری طرف سے عرض
کرنا کہ اے نقابدار بہادر ہم نہایت مشتاق ہین آپ کی ملاقات کے کہ آپ ہمارے محسن ہین اور ایسے وقت
مین آکر آپ نے مدد کی ہے کہ نہ ہم ہین نہ کسی سردار مین ہمارے لڑنے کی طاقت باقی تھی امیدوار ہون دعوت کو تسلیم کیجیگا

فروزہ پیام شہریار کا لیکر چلا جس وقت لشکر نقابدار مین پہونچا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا لیکن عیار نقابدار نے جو فروزہ
کو آتے دیکھا خدمت مین نقابدار کے آیا وہ وقت ہی کہ نقابدار لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم پہین رہا ہے تب
عیار نے پہونچکر عرض کی کہ حضور فروزۂ دیوانہ آتا ہی نقابدار نے سکوت کیا کہ اگر نہ آنے دون تو خلاف مروت
وحمیت عرب ہی اور اگر آنے دیتا ہون تو بدنامی و رسوائی کا خیال ہی کیا کرون کیا نکرون یہ اسی سوچ مین تھا کہ چوبدار نے
پہونچکر عرض کیا کہ حضور فروزہ دیوانہ حاضر ہی اور اُمیدوار باریابی ہی نقابدار نے کہا اُس سے کہدو کہ ابھی وہین ٹھہرا
رہے اور جلدی سے پوشاک پہنکر اپنے دنگل پر متمکن ہوکر حکم دیا کہ خیر بلالو دیوانہ فیروزہ کو اور اک کُرسی اُسکے
واسطے بچھوا دی جس وقت فروزہ سامنے آیا نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیکر اشارہ کیا
کرسی پر بیٹھنے کو دیوانہ سلام کرکے بیٹھا نقابدار نے کہا کس ارادے سے آنا ہوا فروزہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ شہریار نامدار نے عرض کر بھیجا ہی کہ یا تو میری دعوت قبول کیجیے اور مجھکو ممتاز و سرفراز فرمائیے کیونکہ
آپ میرے محسن ہین اور سچ ہی آپ کو نہ خیال ہوتا تو کسکو ہوتا جو میری مدد کو آتا یا مجھے اجازت ہو کہ حاضر خدمت
ہون نقابدار کو سُنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ شاید پھر شامتین آئی ہین اس فرنگی بچے کی بھول گیا اُس قید کو
اپنی کہدینا ہماری طرف سے کہ ہم تیرے دوست نہین ہین بلکہ دشمن ہین اور ہم وہی ہین کہ جسنے تجھے قید کیا تھا اگر ہم
زخمی نہوتے بہرام کے ہاتھ سے اور لشکر ہمارا نہ تباہ ہوتا تو عمر بھر رہائی ہونا دشوار تھی اور ہم کافر کی دعوت قبول
نہین کرتے اور وہ یہان آنے کا بھی خبردار خبردار قصد نکرے ورنہ اچھا نہوگا مین مطلق اسکا خیال نکرونگا کہ وہ میرے
گھر آیا ہی بُری طرح پیش آونگا اور اَی فروزہ اب کوئی پیام لیکر تو بھی نہ آنا ورنہ ذلت اُٹھائیگا اور اندر بارگاہ
کبھی نہ آنے پائیگا یہ فرماکر فروزہ کو خلعت دیکر رخصت کیا فروزہ یہ جواب صاف لیے ہوئے خدمت مین شہریار
کے آیا شہریار فروزہ کو بھیجکر دروازۂ بارگاہ پر ٹہل رہا تھا ہر چند کہ زخم سے مین ایذا از حد تھی اور اسی حالت مین
ساتھ نقابدار کے شجر پرستون سے جنگ بھی کر چکا ہی لیکن اس اُمید پر کہ دیکھون فروزہ کیا جواب لاتا ہے
کچھ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہین تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے شعر دیکھین آئے جواب خط کہ نہ آئے +
کون تقدیر کا لکھا جانے + یہ اسی حال مین مبتلا و مبہوت ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے فروزہ دکھائی دیا شہریار دوڑکر
فیروزہ سے لپٹ گیا اور پوچھا کہ اَی ہمراز عاشقان و ہمدم دردمندان کیا کہا اُس مطلوب و محبوب نے فیروزہ نے
عرض کی کہ اَی شہریار پہلے تو نقابدار بہ خلق پیش آیا لیکن جب مین نے پیام آپ کا بیان کیا تو نہایت برہم ہوکر
فرمایا کہ نہ مین آؤن گا نہ وہ آنے کا قصد کرے اور بلکہ مجھے بھی تاکید کی کہ اب تو بھی نہ آنا ورنہ سزا پائیگا
اور یہ خلعت جو کہ مین پہنے ہون عنایت فرمایا شہریار اس عنایت پر نقابدار کے بہت خوش ہوا لیکن اپنے سوال کا
جواب جو خلاف طبیعت پایا اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا اَی فروزہ مجھے قرار نہ آئیگا
تو پھر جا اور نقابدار سے کہنا کہ اگر میرے آنے سے رسوائی کا خیال ہی تو مجھے صحرا مین ملاقات کیجیے فروزہ نے
کہا اَی شہریار اب مین نہ جاؤنگا کیونکہ نقابدار نہایت برہم ہی اور مجھسے کہہ چکا ہی کہ اب اگر تو آئیگا تو سزا اپنے
مقبول پائیگا اَی شہریار مین نجاؤنگا کسی اور کو بھیجیے شہریار نے قہرمان دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور نقابدار سے
یہ پیام کہنا کہ شہریار چاہتا ہی کہ کسی طرح ہو مجھسے ملاقات کیجیے اگر کچھ خیال رسوائی ہو تو صحرا مین ملیے قہرمان رخصت
ہوا اور دروازۂ بارگاہ نقابدار پر آیا چوبدار سے عرض کرا بھیجا کہ قہرمان دیوانہ حاضر ہی چوبدار نے نقابدار
سے عرض کی نقابدار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ پیام آیا ہی فروزہ تو مارے ڈر کے نہ آیا اب اُس نے

دوسرے دیوانے کو بھیجا ہی کہا پوچھو اُس سے کہ کیون آیا ہی کیا کام ہی جوبدار نے قہرمان سے کہا کہ نقابدار نے
پوچھا ہی کہ تو کس واسطے آیا ہی اسنے کہا کہدو کہ عرض دارم نقابدار نے مجبور ہوکر بلالیا کہ یہ تو وہ شخص ہی نہین معلوم
کیون آیا ہی ایسا نہو بدنام کرے کہ نقابدار بڑا بیمروت ہی لیکن قہرمان جو سامنے آیا مجراگاہ پر سے مجرا کیا نقابدار
نے بیٹھنے کی اجازت ندی اور پوچھا کہ چہ عرض داری قہرمان نے کہا ای نقابدار بہادر میرا آقا ے باوقار شہریار
ہاملار نہایت مضطرب و بیقرار ہی کہ اگر آپ مجھسے بارگاہ مین نہین مل سکتے تو صحرا مین ملاقات کیجیے بس یہ سننا تھا کہ
نقابدار نے اُٹھ کر ایک تھپیڑ مارا کہ دیوانہ چرخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حکم دیا نقابدار نے کہ اسکے دونون
ہاتھ پس پشت سے باندھ دو اور منھ کالا کرکے نکال دو ہماری بارگاہ سے ملازمین نے آکر ویسا ہی کیا قہرمان اس
حال پر ملال سے خدمت شہریار مین روانہ ہوا وہان شہریار دیوانہ فیروزہ سے کہہ رہا تھا کہ یقین تو ہی کہ نقابدار نے
صحرا کی ملاقات تو منظور کرلی ہوگی فیروزہ نے عرض کیا کہ خدا ایسا کرے ہمین تو یقین نہین اگر قہرمان ہی بخیر و عافیت
پلٹ کر آجائے تو بڑی بات ہی اتنے مین قہرمان سامنے سے فریاد کنان نمودار ہوا شہریار نے دیکھا کہ اک زخمی
فریاد کنان چلا آتا ہی گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی جب قہرمان قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ قہرمان ہی لیکن قہرمان چلایا
کہ ای شہریار آپ نے مجھے ذلیل کروایا دیکھیے نقابدار نے میری یہ حالت کی ایک تھپیڑ مارا کہ مین بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا تو ہاتھ اپنے پس پشت سے بندھے ہوے پاے اور چہرہ سیاہ دیکھا شہریار نے کہا ای قہرمان
نقابدار وہ شخص ہی کہ اگر میرا بھی حال کرتا تو بھی مجھے ملال نہوتا یہ کوئی ذلت کی بات نہین عاشقون کے بیمارون
کی اس سے زیادہ بڑی حالت ہوتی ہی قہرمان چپ ہو رہا شہریار نے اسکا منھ دھلایا ہاتھ کھولے لیکن
شجر پرستون مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ یہ نقابدار بلائے بے درمان ہی اسکے ہاتھ سے بچنا غیر ممکن ہی شب پردہ
پوش عالم ہی دوسرے پسر حمزہ بدیع الزمان ہماری قید مین ہی شاید کہ نقابدار اُسکے حال سے بیخبر ہی ورنہ بغیر
چھڑائے بدیع الزمان کے دم نہ لیتا اُسی وقت کیمخت شاہ مع پسر و لشکر طرف ملک صندل کے روانہ
ہوا یہان صبح کو لشکر نقابدار مین خبر پہونچی کہ شجر پرست بھاگ گئے اور قید بدیع الزمان کی اُنکے ہمراہ ہی
نقابدار نے پوچھا کس طرف گئے لوگون نے عرض کی کہ طرف شہر صندل کے گئے مین نقابدار بھی اُسی وقت
کوچ کرکے طرف شہر صندل کے روانہ ہوا یہان شہریار کو رات بھر آہین بھرتے گذری جب صبح ہوئی ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ شجر پرست طرف شہر صندل کے گئے اور نقابدار گوہر لوش بھی اُنکی تعاقب مین روانہ ہوا
یہ سنکر شہریار سن سے ہوگیا کہ افسوس وہ یار جانی و محبوب جاودانی چلا گیا اور ملاقات تک نہ کی سچ ہے
معشوقون کا شیوہ بیوفائی ہی کسی سے دل لگانا جان کا عذاب مین پھنسانا ہی لیکن دل لگانا بھی تو کوئی اختیاری
فعل نہین ہی بموجب شعر یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا نادان ہو تم عشق کسی سے نہین ہوتا تو اُسی وقت
حکم دیا کہ ہم بھی شہر صندل پر جائینگے پیش خیمہ ہمارا بھی روانہ ہو حمزہ ثانی سے بھی وہین فیصلہ ہوجائے گا
سنا ہی کہ امیر بھی اُسی طرف کو روانہ ہوے ہین پر سیاے فرنگی نے کہا ای فرزند ذرا زخم سر اچھا ہولے بعد
غسل صحت حاصل کرنے کے چلنا شہریار نے نہ مانا اور کہا بالفعل ہوا فرنگستان کی خراب ہی صحرا کی آب و
ہوا اچھی ہوتی ہی جا بجا قیام کرتے چلے جائینگے راہ مین زخم سر اچھا ہوجائے گا یہ کہکر تیاری کی تیسرے روز
شہریار بھی مع کرلوس تیرزن و شمائل خان و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ روانہ شہر صندل ہوا لیکن
یہ تو سیر و شکار کرتے چلے آتے ہین دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین

اب دو کلمے شہنشاہ گوہر کلاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ کیخسرو نامدار کو ہمراہ لیکر طرف ملک خروسیہ کے چلے تھے سیر و شکار کرتے چلے آتے تھے کہ ایک روز دیکھا کچھ لوگ سامنے سے خاک اُڑاتے چلے آتے ہین جس وقت قریب پہونچے تو شہنشاہ نے پہچانا کہ رفقائے بدیع الزمان ہین پوچھا خیر تو ہے دادا جان کہان ہین اُنھون نے سب ماجرا مقابلہ بہرام و قرطاس کا بیان کیا اور قید ہو جانا بدیع الزمان اور امیہ کا اور شبخون مار کر تباہ کر دینا فوج کو سب ظالم شجر پرستون نے کہے اُسی وقت شہنشاہ بعجلت تمام طرف خروسیہ کے چلے لیکن راہ چھوڑ کر بسبب عجلت کے بھٹک کر گمراہ پر جا رہے تباہ ہو کر کہان کے کہان نکل گئے یہ دشت و صحرا مین تباہ پھر رہے تھے کہ دیکھا جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن وہ گرد قریب آگرچہ شق ہوئی ہر تو دیکھا آگے آگے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھر ہرون پر علمون کے تو لیف خداوند نخل سر سبز تحریر ہے ہرکارون نے عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ لشکر کیمخت شاہ شجر پرست کا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ قیدی آپکے جد بزرگوار بدیع الزمان نامدار کی ہمراہ ہین اور یہ سب ہاتھ سے ایک نقابدار گوہر پوش کے تنگ آکر بھاگے ہین یہ سننا تھا کہ اُسی وقت شہنشاہ نے مرکب طلب کیا اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے مع کیخسرو نامدار و معروف بن اسد لوم مقابلہ روانہ ہوے عقب مین اُنکے کچھ وہ لوگ جو لشکر بدیع الزمان کے تباہ ہو کر آئے تھے باقی کیخسرو کی فوج شہنشاہ کا لشکر سب چلے لیکن اول آتے ہی شہنشاہ نعرہ کرکے گرے کہ باش اے گروہ شجر پرستان ہوشیار باشید کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنے شہنشاہ گوہر کلاہ ذی شان کی گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی بعد انکے کیخسرو اور معروف بن اسد وغیرہ کے نعرے ہوے شجر پرستون پر صحرا مین تازہ خزان آئی تلوارین مانند باد صرصر کے چلنے لگین نخل حیات قطع ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آن واحد مین اُن دلاوران نامدار نے ستھراؤ کر دیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے دو پہر کامل اس زور شور سے تلوار چلی کہ ہزارہا شجر پرست مارے گئے زمین صحرا جو سبزی سے زمرد بن ہو رہی تھی یاقوت سرخ کی معلوم ہونے لگی دریائے خون روان ہوا سر مانند حبابون کے تیرتے نظر آتے تھے لاشین گر گر کر زمین پر پھڑک رہی تھین اک قیامت کبریٰ برپا تھی قریب تھا کہ پاؤن شجر پرستون کے اُٹھ جائین یہ سب دعائین کر رہے تھے کہ اے خداوند نخل سرسبز بھیج کسی کو ہماری مدد کے واسطے کہ ہمیں وقت تنگ ہے جان بچنے نظر نہین آتی کیا ہمارا نخل حیات ابھین منقطع ہوگا تیر اجل کا چلے گا چونکہ ابھی وقت انکی قضا کا نتھا جنکی مرگ کا زمانہ تھا وہ مارے جا چکے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ کسکی کمک آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پھریرون پر علمون کے تعریف نخل سرسبز تحریر ہے آگے آگے دو گبر شیران صحرائی پر سوار نہایت زبردست روزگار یہ دونون بھائی واسطے مدد کیمخت شاہ کے طرف خروسیہ کے جاتے تھے کہ نام ایک کا تنجیل ببر سوار اور دوسرے کا سنجیل ببر سوار ہے راہ مین خبر پائی کہ شجر پرستون اور خدا پرستون سے اس صحرا مین تلوار چل رہی ہے دہین سے باگین مرکبون کی پھیرین اور رخ میدان کارزار کا کیا تلوارین کھینچ کھینچ کر مع لشکر آپڑے یہ سب تازہ دم تھے خدا پرست دو پہر سے لڑ رہے تھے اب جو گرتے ہین تو کشتون کے

پشتے لاشون کے انبار لگا دیے میدان جنگ کو لاشون سے بھر دیا ہزار ہا خدا پرست بھی کام آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
و کیخسرو نامدار و معروف بن اسد تو بڑی جرأت و بہادری سے کام لے رہے تھے مگر فوج کی یہ حالت تھی کہ جیسے طوفان
مین جہاز ہوتا ہی اب خدا پرستون نے بلک بلک کر دعائین مانگنا شروع کین کہ ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز یہ
جہاز تباہ ہوا جاتا ہی بیڑا ہمارا پار لگا کسی بندہ خاص کو اپنے واسطے مدد کے بھیجا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے دوسرا تتق گرد بلند ہوا دیکھا تو وہ گرد اس تیزی سے چلی آتی ہی کہ معلوم ہوتا ہے
آندھی آتی ہی آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور نقابدار گوہر پوش مع فوج بسیار پہونچا اور شیر پرستون پر نزدہ
کرکے گرا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی پھر خدا پرستون کی قوت بڑھی لیکن شیر پرستون کا لشکر بہت ہی کہانتک قتل کرین
مرتے جاتے ہین اور زمین سے پیدا ہوتے جاتے ہین زخمون کی بہار ہی تمام صحرا لالہ زار ہی فلک اُس دریا سے خون مین
مانند حباب نظر آتا ہی جگر زمین مرکب کے قیچون سے تھرتھرا تا ہی بہادرون کے ہاتھ مین تلوارون کے قبضے گھائی مین چھٹے ہین
کہنیون سے خون جاری ہی رن بول رہا ہی بازار موت گرم ہی جانون کی خریداری ہی ملک الموت دوڑے دوڑے
پھرتے ہین کس کس کی قبض روح کرین ایک ایک بار ہزار ہزار لاشین زمین پر گرتی ہین جن مرکبون کے سوار مارے گئے ہین
وہ کوتل دوڑتے پھرتے ہین اک قیامت کبریٰ برپا ہی حسب اتفاق عین گرمی جنگ مین کہ اب کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا
کہ تنجیل ببر سوار کا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا سامنا ہوا تنجیل پکارا او خدا پرست تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ
اتنے بڑے لشکر مین اس طرح لڑ رہا ہی فوجون کو پسپا کر رہا ہی لیکن میرا نام تنجیل ببر سوار ہی مین شیر صحرائی سے
مرکب کا کام لیتا ہون بہتر یہ ہی کہ اطاعت میری اختیار کرین تجھکو اپنی فوج کا سپہ سالار کر دونگا شہنشاہ نے کہا کیا
جھک مارتا ہی اگر تو مجھ پر غالب آئے گا تو مین بیشک تیری اطاعت قبول کرونگا مردان دلاور بے آزمائے کسی کو نہین
مانتے ہین یہ سننا تھا کہ تنجیل نے نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ اسکا تیغ سے قلم کیا تنجیل نے آواز دی کہ تو بڑا تیز دست معلوم
ہوتا ہی لیکن دیکھون کہ تو اس تیغ آبدار سے کیونکر بچتا ہی یہ کہکر بالشت بھر کا چوڑا تیغہ ساڑھے چار سو من کی ضرب کا
خبردار خبردار کہکر سر شہنشاہ پر وار کیا شہنشاہ نے تلوار کو ضامن دیکر سپر بلند کی تیغہ جو پڑتا ہی سپر کٹی مگر زخم سے خدا نے
بچایا شہنشاہ نے آواز دی کہ بس اسی زور و قوت پر ناز تھا دیکھ تلوار یون لگاتے ہین یہ کہکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تنجیل نے بھی برابر اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن یہ تلوار شہنشاہ گوہر کلاہ کی ہی
اور غصہ مین آکر ہاتھ مارا ہی بھلا کب رکتی ہی سپر کو مانند قرص پنیر یا گردہ نان کے دو کرتی ہوئی پھسل تلوار کا
قلم کرتی ہوئی خود سنگین پر بیٹھی کوئی چار انگل خود کاٹ کر ٹھہری ہوگی کہ شہنشاہ نے جھٹکا مارا چار انگل کا زخم
سر مین تنجیل کے آیا گھبرا کر دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی بیچ مین اور لوگ
آگئے تنجیل کو علیحدہ کیا تنجیل نے اپنا زخم سر باندھا پھر لڑنے لگا اُدھر سنجیل برادر تنجیل سے اور کیخسرو
نامدار سے سامنا ہوا سنجیل نے خبردار خبردار کہکر ارہ پشت نہنگ مارا کیخسرو نے ارہ کو تیغ سے قلم کیا
اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سنجیل کا نشانہ ہوا لوگ اسے بھی بچا لے گئے بہرام تیغزن مین تو حالت مقابلے
کی نہین تھی کیونکہ وہ نقابدار گوہر پوش کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا لیکن قرطاس بن افلاک زخمی نہ تھا یہ
سامنے نقابدار گوہر پوش کے آیا اور وار تیغہ آبدار کا کیا نقابدار نے تلوار اُسکی روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی
زخمی ہوا اُدھر معروف بن اسد لڑتا بھڑتا قریب اُس ارابے کے پہونچا کہ جسپر بدیع الزمان مسلسل مطوق سوار تھے
دشمنون کو قتل کرکے پاس بدیع الزمان کے آکر آواز دی کہ مین آپہونچا بدیع الزمان نے خیال کیا کہ بڑے

غضب کی بات ہو کہ یہ چھوکرا اگر قید کاٹے تو چھوٹین دامن آرزو مین اب جو چرخ مارتے ہین قید آہن کو مانند تار عنکبوت
کے توڑ کر پھینک دیا معروف نے اُمیہ کو ہنکڑی بیڑی کاٹ کر رہا کیا یہ بھی لڑنے لگا بدیع الزمان نے وہی
ہرا یہ پکڑ کر لڑنا شروع کیا ایک آدھ سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا قبضہ مین لائے اسی ہنگامہ گیرودار مین شاہزادہ رستم
شکوہ انجم گروہ پہلوان تہمتن یعنے بدیع الزمان گرد لشکر شکن قریب علمدار فوج کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ منم آن پہلوان
رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ کہ اور تلوار سے علم کو قلم کیا علم فوج کا سرنگون ہونا تھا کہ شجر بیستون پر کوہ الم
گرا یا دشمن لشکر کے اُٹھ گئے پھر کوئی نہ ٹھہر سکا جسکا جدھر رخ پڑا وہ اُدھر کو بھاگ نکلا آن واحد مین سناٹا ہو گیا
خدا پرست با فتح و فیروزی ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے نقارۂ فتح بجا شہنشاہ گوہر کو بدیع الزمان نے گلے سے
لگایا معروف بن اسد کو بہت پیار کیا اور تعریف فرمائی اب یہ سب با فتح و فیروزی بارگاہ مین آئے نقابدار
گوہر پوش ایک طرف مع فوج نکلا چلا گیا ہر چند شہنشاہ وغیرہ نے پکارا اسنے کچھ سماعت نہ کی شہنشاہ تین روز تک
اس صحرا مین مقیم رہے بعد تین روز کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر
بخدمت ناظرین عرض کیا جائے گا

اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان زیب و زینت دنگل صاحبقران جناب امیر حمزہ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب تین روز تک خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی تو حسب راے خواجہ زادگان مثل خواجہ دریا دل وغیرہ کے کوچ
کر کے طرف شہر صندل کے چلے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو چکی تھی بارگاہ استادہ ہوئی امیر داخل
بارگاہ ہوے سب سردار موافق معمول اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہونے لگا کہ
لندھور ثانی نے کہا کیا عرض کیا جاے ہمارے تو وہ مرشد زادے ہین کیا مجال ہو کہ شان مین اُنکی کچھ کہہ سکین زبان
جل جائے لیکن وہ شاہزادہ والا و بدیع الملک نامور سے ضرور چشمک رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے دولے مین کچھ امیر عالیوقار
کا بھی پاس و لحاظ نہین کرتے نہین معلوم کہان ہین اور کس حال پُر ملال سے ہونگے یہ سُنا تھا کہ مالک فناتی کے تیور بدل ہوے
کہا او ہندی بچے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو شاہزادہ کے معاملات مین دخل در معقولات کرنے لگا اور وہ بدیع الملک
سے جو چشمک رکھتے ہین تو کیا کم ہین کسی طرح خبردار اب کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالنا لندھور نے کہا
او مرد بیمروت مین نے کیا ایسا کہا کہ تو بگڑا مالک نے جواب دیا کہ تو کیا کہے گا اگر کہے گا تو منہ بگاڑ دیا جائے گا
لندھور نے کہا تو منہ بگاڑنے والا نظر آتا ہی مالک نے کہا اگر کچھ تجھے دعوے ہو سمجھ لے مین ہر طرح موجود ہون امیر
نے دیکھا کہ ان دونون مین فساد ہوا چاہتا ہی منع فرمایا لیکن یہ دونون آبائی چشمکین رکھتے ہین اُس وقت خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست ہوا اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمون کی طرف چلے مالک لندھور بھی اپنی
اپنی بارگاہ مین آئے مالک نے عیار کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تو امیر کے سامنے بہت چین چین کیا کرتا ہی اگر کچھ دعوی
بہادری کا ہو چلا چل اسی کوہ پر جو سامنے معلوم ہوتا ہی میرے تیرے فیصلہ ہو جاے معلوم ہو جائے کہ کون زبردست
ہی کون کمزور ہی عیار یہ پیام لیکر لندھور کے خیمے مین آیا لندھور سمجھ گئے کہ کچھ فساد دیدہ عرب برپا کیا چاہتا ہی پوچھا
عیار سے کہ کس ارادے سے آنا ہوا عیار نے پیام مالک کا بیان کیا لندھور سوچ مین چپ ہوا کہ اگر انکار کرتا ہون تو یہ عرب
اور سر پر چڑھیگا اگر [illegible] کرتا ہون تو امیر کے خلاف ہو گا لیکن ناچار ایک بارگاہ کے بیٹھنے والے برابر کا عہدہ انکار کیونکر
کر سکتے تھے کہا بہتر ہی مین موجود ہون عیار نے آکر مالک سے بیان کیا اُسی وقت مالک تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر طرف

کوہ کے روانہ ہوئے ادھر لندھور ثانی بھی مرکب پر بیٹھے اور طرف کوہ کے چلے جیسے ہی سامنا ہوا مالک نے آواز
دی کہ یہی گو ہے یہی میدان ہے دیکھوں تو مین کہ تو کیسا طرفدار بدیع الملک کا ہے اور مجھکو بھی دیکھ کہ مین کیسا طرفدار رستم
ثانی کا ہوں وہاں بہت تو بڑبڑایا کرتا ہے لندھور نے کہا بسم اللہ مین موجود ہوں کچھ پروا نہین مین خود بھی چاہتا ہوں کہ
میرے تیرے فیصلہ ہو جائے یہ جھگڑا کسی طرح مٹ جائے مالک نے کہا پھر دیر کیوں کرتا ہے اٹھا نیزہ لندھور نے کہا
تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے مالک نے جھلا کر کہا او ہندی بہتی خور تو مجھے کافر بناتا ہے آپ مسلمان
بنتا ہے تیری سزا یہی ہے کہ پہلے حملے مین ہی وار کرتا ہوں مگر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزہ مارا
لندھور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر مالک
نے چھیڑ پر چھیڑ ماری کہ نیزہ مالک نے لندھور کے نیزے کو شل مار سیاہ کے لپیٹا بس اب جو مارا جھٹکا تو سن سے
نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا مالک قہقہہ مار کر ہنسے اور لندھور کو خفت ہوئی کیونکہ مالک صاحبقران
نیزہ ہے لیکن لندھور بھی صاحبقران گرز ہے جھپٹکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جہ کوہ ستر من
کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر مالک پر وار کیا مالک نے وار لندھور کا اپنے گرز زیر رو کا لیکن گرز
جو گرز پر پڑتا ہے تو تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مگر مرکب کی ٹوٹی مالک کے ہر سر مو سے پسینہ جاری
ہوا غش سا طاری ہوا عیار جھپٹ کر آیا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا مالک بیہوش پڑا ہے
لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم ہین منھ پر پانی کا چھینٹا دیا مالک کو ہوشیار کیا چاہا مالک نے کہ مرکب
کو نکالوں دیکھا تو مرکب گلی تھا جان باقی نہ تھی بس وہین سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا او ہندی
تو نے کہ میرے مرکب کو مارا کب چھوڑتا ہوں تجھکو تو مارے گھوڑے کے بدلے تیرا خون کرونگا لندھور نے جو مالک
کو آتے دیکھا مرکب سے کود کر آواز دی کہ یہ نیزہ بازی نہ گرز کا روکنا گرتے ہوئے آسمان کا سنبھالنا ہے لیکن
مالک جو قریب پہونچا پھینک کر سپر تلوار ہاتھ سے لندھور سے لپٹ پڑا لندھور نے بھی سپر تلوار پھینک دی اور
معروف تلاش ہوا لگی کشتی ہونے اب دونوں کے عیار کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے عیار مالک نے کہا واہ رے شہریار
کیا کہنا ہے اٹھا لیجئے لندھور کو عیار لندھور نے کہا او بیہودہ سوا امیر کے کسی کی مجال ہے کہ لنگر لندھور کا توڑے دیکھ
تھوڑی دیر مین معلوم ہوتا ہے کہ کون زیر ہوا اور کون زبر ہوا عیار مالک نے کہا کچھ تجھے دعوی ہو تو تو بھی سمجھ لے عیار
لندھور نے کہا کہ وزیرے چنین شہریارے چنان یہ جیسے بد دماغ مالک ہوتے ہین ویسے ہی انکو ملازم بھی ملتے
ہین یہ سنتا تھا کہ عیار مالک نے پکار کر او بیہودہ زیادہ گوئی کرتا ہے اب مالکوں کا نام لینے لگا اور پتھر مارا کہ
پتھر پھسلتا ہوا شانے پر عیار لندھور کے پڑا تھوڑی چوٹ بھی آئی عیار لندھور نے خنجر کھینچا اور آپڑا عیار
مالک نے بھی خنجر کھینچا لگی رد و بدل ہونے اُدھر تو وہ دونوں شیر نیستان شجاعت پلنگ وادی جرأت معروف
حرب و پیکار تھے ادھر دونوں کے ملازم لڑ رہے تھے حسب اتفاق اُس طرف سے عمر ثانی جو واسطے بالادوی کے
نکلے تھے چلے آتے تھے دور سے دیکھا کہ زیر کوہ دو آدمیوں مین خنجر چل رہا ہے اور کشتی لڑ رہے ہین
سوچے کہ یارب یہ کیا ہو کہ ہے یہ تو کچھ آپس کی لڑائی کا تماشا معلوم ہوتا ہے وہین سے للکارا کہ باش خبردار
و ہوشیار باشید کہ منم ماہ منزل عیاری و مہر سپہر خنجر گذاری جانشین خواجہ با وقار عمر ثانی نامدار ہر چند انھوں نے
نعرہ کیا لیکن کچھ سماعت عیاروں نے نہ کی خواجہ نے تب اگر ایک ہاتھ سے عیار مالک پر حباب بیہوشی کھینچ
مارے دوسرے ہاتھ سے عیار لندھور پر کہ یہ دونوں بیہوش ہوئے وہاں سے دونوں کے

پشتارے باندھکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام ماجرا بیان کیا کہ یہ اس طرح لڑ رہے تھے ہمنے
ہرچند منع کیا نہ مانا آخر مین بیہوش کرکے گرفتار کرلایا لیکن مین افسر عیاران ہون تو افسر پہلوانان ہی جلد چل کے
چھڑا لندھور و مالک کو ورنہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا امیر اسی دفعتہ گبر پر سوار ہوکر طرف کوہ کے آئے
دیکھا کہ لندھور و مالک مصروف تلاش مین زور کشاکش کے ہو رہے ہین وہین سے امیر نے نعرہ کیا نعرہ ابہر
نہم شیر غرندہ کارزار ہم منم حمزہ ثانیے نامدار + کیون ای مالک و لندھور یہ کیا حرکت تھی ہمنے وہان منع کیا تو تم
یہان آکر لڑنے لگے یہ کہکر داہنا ہاتھ کمر زنجیر مین لندھور کے ڈالا اور بائین ہاتھ مین زنجیر کمر مالک کی تھامی دونون
کو علیحدہ کرکے اٹھا لیا پھر زمین پر چھوڑ دیا اور سمجھاتے ہوے ہمراہ اپنے لیے ہوے میدان کارزار سے پھرے
خیمے مین آئے رات تھوڑی باقی رہگئی تھی باتون مین ختم ہوگئی یکایک سفیدہ سحری جانب مشرق سے نمایان
ہوا اور سیاہی شب مانند سرمہ چشم معشوق بیدار کے کٹکر جانب مشرق چلی موذنون نے لشکر اسلام کے
لہجہ حسن مین اذان کہی امیر نے سجادہ بچھوایا وضو کیا نماز پڑھی لندھور مالک نے بھی ہمراہ امیر کشور گیر کے
فریضہ سحری کو ادا کیا لیکن عمر ثانی نے عیاران مالک و لندھور کو رہا نہ کیا تھا کیونکہ خواجہ نے پچاس پچاس
روپیہ دونون پر جرمانے کے باندھے تھے فرماتے تھے کہ جرمانہ ادا کرو تو چھوڑونگا ورنہ دو دو سو کوڑے مارونگا
عیار کہتے تھے کہ خواجہ روپیہ ہم کہان سے لائین لیکن جو وقت نماز صبح کا ہنگام ہوا دونون کو ستون سے باندھکر
آپ نماز پڑھنے چلے انہون نے واویلا اور وامصیبتا کی آواز بلند کی امیر نے پلٹ کر دیکھا عیارون نے کہا
دیکھیے حضور خواجہ نماز بھی نہین پڑھنے دیتے امیر نے فرمایا او دزد مکار ارے یہ کیا حرکت ہے عمر نے کہا
آپ کو میرے امور مین کیا دخل ہے مین انکو سزاے معقول دونگا کہ آیندہ سے ایسی حرکت نکرین آپس مین
نہ لڑین امیر نے فرمایا ارے نماز تو پڑھ لینے دے عمر نے کہا یہ چھوٹ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہے امیر
نے کہا اگر تو نماز کے واسطے انھین نہ چھوڑے گا تو مین خود اٹھ کے کھول دونگا عمر نے کہا مین آپ سے جرمانے
لونگا ورنہ مالک لندھور سے عوض اسکا کرونگا کہ یا جرمانہ لونگا یا باندھکر دو دو سو کوڑے مارونگا لیکن
مالک و لندھور نے خواجہ سے اشارہ کیا کہ ہم روپیہ دینگے آپ عیارون کو چھوڑ دین اسوقت خواجہ
نے عیارون کو رہا کیا غرضکہ بعد از فراغت فریضۂ سحری امیر باتوقیر مع لندھور و مالک خیمہ مین تشریف
فرما تھے جانب صحرا کے پردے بندھے ہوے ہوائے سرد چلی آتی تھی طیور نغمہ سرائی کرتے ہوے ادھر سے اڑکر ادھر
جاتے تھے ادھر سے اڑکر ادھر آتے تھے کسی طرف کوڑیالا پھولا ہوا تھا کہین لالہ کوہی کی بہار تھی جس سے سرخی
شفق داغدار تھی عجب وقت و عجب سمان تھا کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
کہ گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پلے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
سبطور آمد لشکر کے معلوم ہوے کہ یکایک ہوا نے مار گرد کو گردنے مالا ہوا تو دامن گرد کا تنگا فتنہ ہوا اور دل
گرد سے تین سو علم زرفشان کہ پھریرے انکے سرخ سرخ یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین آگ لگ گئی یا یون کہیے
کہ وہ بیابان بیابان چنار ہوگیا اور پھر ہر دن پر علمون کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو تحریر آگے آگے
سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے اسی صحرا مین ایک طرف قائم ہوئے اور خیمے ڈیرے
چھولداریان برپا ہونے لگین بعد اسکے آمد لشکر شروع ہوئی اول فیماس بلند آواز اپنے کرگدن مست پر
سوار ایک جانب اترا بعد اسکے ارجاس مردم در پہونچا اور بعد اسکے تمثال مردم در پہونچا کہ یہ بھائی اسکا ہے

یہ تینون سردار ایک ایک لاکھ کے افسر ہین بعد ان سبکے گذر جانے کے جلوس شاہی گذرنا شروع ہوا چوبدار برچھی بردار
بلم بردار جب یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت جواہر نگار پر سوار آگے آگے اُس تخت کے ایک پہلوان
تہمتن نہایت زبردست روزگار رشک بہمن و اسفندیار انتظام کرتا ہوا نمودار ہوا کہ نام اسکا قیلوس بلند بالا ہے
اور افسر ہے کل فوج کا جس طرف کہ بارگاہ شاہی برپا ہوئی تھی اُس جگہ تخت اُترا بادشاہ داخل بارگاہ ہوا
ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہوئے تھے آکر خدمت امیر باتوقیر مین عرض رسا ہوئے کہ ارغوان شاہ بن لعلان شاہ
شہر لعلانیہ سے طرف کوہ بیضا کے جاتا ہے سنا ہے کہ وہان میلا ہے باقی خیر و عافیت لیکن امیر نے قیلوس بلند بالا
کو دیکھکر بہت پسند فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ دیکھو بھئی لندھور ثانی کیا اچھا جوان ہے لندھور نے بھی اسکے
دست و بازو و صدر و سینہ کی تعریف کی تھی لیکن ارغوان شاہ نے جو دیکھا کہ ایک لشکر گران اور بھی اس
صحرا مین مقیم ہے اپنے عیار مہتر سوفار سے کہا کہ جا اور خبر تو لا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور عزم کس طرف کا رکھتا ہے مہتر سوفار
مانند تیر آبدار گیا اور خبر دریافت کرکے ارغوان شاہ کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ وہ جو کانون سے نام صاحبقران
زمان امیر حمزہ عالی شان کا سنتے آتے تھے یہ لشکر انکا ہے ارغوان شاہ کو قدمبوسی صاحبقران کا نہایت اشتیاق
ہوا اور قیماس بلند آواز کی طرف دیکھکر کہا کہ تو جا اور خدمت امیر باتوقیر مین میری طرف سے عرض کرنا کہ مجھے نہایت
اشتیاق ہے آپ کی زیارت کا لیکن کیونکر نصیب ہو اور جواب اسکا حمزہ ثانی نامدار سے لا قیماس اُسی وقت روانہ
ہوا جس وقت قریب لشکر اسلام پہونچا اور ہرکارون نے خبر امیر کو دی کہ قیماس آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ امیر بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین مجمع سب سردارون کا ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہین کہ یکایک قیماس داخل
بارگاہ ہوا بادشاہی مجرا کیا امیر کو تسلیم بجا لایا اور کچھ ٹھٹکا امیر نے اشارہ سے دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا کہ قبل ہی خبر
آمد سنکر اُسکے واسطے فرش مکلف بچھوا دیا گیا تھا یہ سلام کرکے دنگل پر بیٹھا ساقی کو حکم ملا اُسنے جام شراب پیش
کیا قیماس نے ایک آدہ جام پیا پوچھا امیر باتوقیر نے کہ کس ارادے سے آنا ہوا اسنے عرض کی کہ بادشاہ
ہمارا ملک ارغوان شاہ حاکم شہر لعلانیہ حضور کی زیارت کا نہایت مشتاق ہے مجھکو اسی واسطے بھیجا ہے کہ یہ تمنا ئے
دلی کیونکر پوری ہو امیر نے فرمایا جس طرح اُنکی خوشی ہو مجھے منظور ہے مین خود چلون اسنے عرض کیا یہ مین کیونکر
عرض کردن مبادا مجھپر عتاب آئے کہ تو نے اتنے بڑے عالی جاہ کو کیون تکلیف دی امیر نے فرمایا کہ اچھا سہ پہر
کو ہمسے شکار پر ملاقات ہوگی اور خلعت قیماس کو عطا کرکے رخصت کیا قیماس سخاوت و مروت امیر کی تعریف
کرتا ہوا ارغوان شاہ کی خدمت مین پہونچا اور کہا ای شاہ کیا تعریف ہو سکے حمیت و مروت صاحبقران کی میری
یہ عزت کی اور یہ حرمت کی اور خلعت عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین خود چلون مین یہ سوچا کہ مبادا آپ کے خلاف نہو
کہ کیون تکلیف دی تو نے اتنے بڑے شخص کو لہذا اب ارشاد فرمایا ہے کہ سہ پہر کو ہمسے شکار پر ملاقات ہوگی ارغوان
شاہ نہایت خوش ہوا اور منتظر وقت ہو کر بیٹھا ادہر بعد جانے قیماس کے صاحبقران نے بادشاہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ بادشاہ نہایت خلیق معلوم ہوتا ہے اور پہلوان بھی اچھے اچھے ساتھ ہین بادشاہ نے بھی تائید
قول کی غرضکہ جب وقت سہ پہر کا ہوا امیر نے لندھور و مالک و مقبول بن مقبل کو ہمراہ لیا اور طرف صحرا کے روانہ
ہوے دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہے مقبول ترکش مین پیوستہ کرکے چاہتا تھا کہ مارے ساتھ ہی
گرد اڑی اور قیماس بلند آواز پیدا ہوا امیر نے مقبول کو منع کیا لیکن قیماس نے جو امیر کو دیکھا تسلیم بجا لایا اور
صید کو چھوڑ کر واپس گیا ارغوان شاہ سے عرض کیا کہ وہ سامنے جو چند درخت شمشاد معلوم ہوتے ہین امیر کشور گیر

مع تینون سردارون کے وہان کھڑے ہین چلیے ارغوان شاہ کے ہمراہ بھی قیلوس بلند بالا ارجاس مردم در اور
تمثال مردم دریہ تینون سردار ہین غرضکہ ارغوان شاہ مع سردارون کے نمودار ہوا امیر نے لندھور و مالک و
مقبول کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار استقبال کرکے لائے دیکھا امیر نے ارغوان شاہ کو عمر ثانی سے
فرمایا کہ گو یہ ابھی کافر ہی لیکن مرد معقول معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا ہان حمزہ لیکن تو اسکا دشمن ہی لیکن یہ ارجاس
و تمثال دونون سردار جو ہین یہ مفسدہ پرداز معلوم ہوتے ہین اتنے مین ارغوان شاہ قریب امیر کے آیا سلام کیا
امیر نے مزاج پرسی کی اسنے عرض کیا کہ حضور اسنے کی ملاقات بھی کوئی ملاقات ہی حضور نے مجھے وہین حاضر ہونیکی کیون
نہ اجازت دی امیر نے فرمایا ای برادر حمزہ ایک مرد فقیر ہی کیا ضرورت تھی کہ وہ کسی بادشاہ سے نوکری لیتا اور اپنے
گھر پر بلاتا مین خود آنے کو تو موجود تھا یہ فرماکر کہا چلو اور ہمراہ ارغوان شاہ کے اُسکی بارگاہ مین آئے ارغوان شاہ
سامنے امیر کے تخت پر نہ بیٹھتا تھا امیر نے خود ہاتھ پکڑ کر اُسکو تخت پر بٹھلایا آپ ذیکل شوکت پر متمکن ہوئے سردار
امیر کے لندھور ثانی مالک ثانی مقبول بن مقبل زبردست امیر کے بیٹھے عمر پشت پر کھڑے ہوکر مروحہ جنبانی کرنے لگا
پوچھا ارغوان شاہ نے کہ قصد آپ کا کس طرف جانے کا ہی امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہی کہ طرف شہر صندل کے
جاؤن کیونکہ مجھے ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ رستم ثانی اور بدیع الملک باہم طرف شہر صندل کے چلے ہین
اور وہ دونون آشتغو ہین لہذا دیکھیے کیا انجام کار ہو دشمنون کا ملک اور باہم کا نفاق اچھی بات نہین ہی ارغوان
شاہ نے عرض کیا کہ مین بھی اُسی طرف جاتا ہون راستے مین شہر صندل کے ایک صحرای عجیب و غریب واقع ہی
وسط صحرا مین ایک دریا ہی اور وسط دریا مین اک کوہ سفید ہی اسی وجہ سے لوگ اُسے کوہ بیضا کہتے ہین بعد سال بھر کے
وہان میلا ہوتا ہی ہم سب جایا کرتے ہین اور اُسی طرف سے راستہ شہر صندل کا ہی اب امیر نے حال اُس کوہ کا پوچھا کہ
مالک وہان کا کون ہی اور یہ میلا کون کرتا ہی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ اک خداوند ہی کہ نام اُسکا فہم سیمتن ہی وہ اُس
کوہ پر مقیم ہی سال بھر تک خاموش مانند تصویر کے بیٹھا رہتا ہی اور بعد سال بھر کے اُس روز کہ جو دن میلے کا تقرری گویا ہوتا ہی
جو لوگ دور دور سے آتے ہین وہ اپنی اپنی تقدیر بدلواتے ہین دعائین مانگتے ہین جو جو حالات پوچھنا ہوتے ہین
دریافت کرتے ہین امیر نے یہ سنکر لاحول بھیجی اور فرمایا کہ تم لوگ کیسے پست عقیدت ہو نہین معلوم کونسا ساحر ہی اُسنے
تمھین بہکا دیا ہی دانا اور آگاہ ہو کہ پروردگار یکتا کسی کو نظر نہین آتا وہ ایک ہی دوسرا اُسکا شریک نہین اُسکو
کسی نے پیدا نہین کیا ہی اور اُسنے سبکو پیدا کیا ہی ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ یا امیر اگر آپ اُس طرف تشریف لیجائینگے
تو یقین ہی کہ خدای نادیدہ کی پرستش چھوڑ دینگے وہ عجب طرح کا خداوندی ہی امیر نے فرمایا بخدای عزوجل واجب
ہوا مجھپر پہلے کوہ بیضا کو غارت کردن اور اُس مرتد کو کہ جو خداوند بنکر بیٹھا ہی سزای معقول دون ارغوان شاہ
نے عرض کیا کہ شیر بیشہ شجاعت آپ کے دلاوری کا کیا کہنا مگر وہ ایسا مقام نہین ہی کہ جہان زور بازو سے کام نکلے
اور اگر واقع مین فہم سیمتن کا راز آپ فاش کرینگے اُسکی خداوندی کو مٹا دینگے تو مین ضرور دین اسلام اختیار
کرونگا یہ وعدہ امیر سے اور ارغوان شاہ سے ہوا بعد اسکے امیر رخصت ہوئے ارغوان شاہ مع سرداران
عالی جاہ تا حد لشکر امیر پہونچانے آیا بعد اُسکے رخصت ہوا امیر نے آکر سب حال کوہ بیضا کا بادشاہ اسلام سے
بیان کیا لیکن جب دوسرا دن ہوا حکم دیا ارغوان شاہ نے کہ پیش خیمہ ہمارا طرف کوہ بیضا کے روانہ ہو تیاری ہونے
لگی کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ گرد برطرف ہوئی اور دل گرد
سے تین چار لاکھ فوج کی جمعیت نظر آئی آگے آگے علم پھریرون پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی سپاہی تلوارین علم کیے ہوے

پس پشت مڑ کر دیکھتے ہوئے چار پہلوان مرکبون پر سوار زخم سر بندھے ہوئے تخت پر اک بادشاہ ہر کارون
کو واسطے خبر کے روانہ کیا بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ کیمخت شاہ تیغ بدست ہاتھ سے نقابدار گوہر پوش
وشہنشاہ گوہر پوش کے شکست کھا کر بھاگا آتا ہے اُسکا لشکر ہے تین روز سے بھاگتے چلے آتے ہین کہین قیام نہین
کیا ہے ادھر امیر کو حال کیمخت کی خبر پہونچی لیکن امیر نام نقابدار سنکر متعجب تھے کہ یہ کون شخص ہے مگر کیمخت شاہ
نے جو دیکھا کہ یہان بھی لشکر پڑے ہوئے ہین مہتر لعلان سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کس کس کی فوج پڑی ہے
لعلان نے بعد دریافت عرض کیا کہ وہ لشکر جو کوہ کی طرف ہے سرگروہ مسلمانان حمزہ ثانی عالی شان کا ہے اور دوسری
طرف جو فوج شمال کی جانب اُتری ہوئی ہے وہ آپ کے دوست صادق یار موافق ملک ارغوان شاہ کی ہے کیمخت شاہ
ڈرا تھا کہ یہان بھی وہی آفت ہے کہ لشکر حمزہ اترا ہوا ہے اس صحرا سے بھی گریز کرنا چاہیے لیکن چونکہ ارغوان شاہ
سے اور کیمخت شاہ سے دوستی تھی یہ حال کیمخت شاہ کا دیکھکر ارغوان شاہ نے اپنے سردارون کو بھیجا کہ جا کر
کیمخت شاہ کو یہان لے آؤ اور کہنا کہ تم کچھ اندیشہ لشکر امیر سے نکرو امیر ایک مرد با مروت و حمیت ہین خود پیشدستی
نکرینگے اور اگر خلاف اسکے ہوا تو مین تمہارا شریک ہون بلکہ تم یہ ہزیمت اُٹھائے ہوئے آئے ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے
سرداران ارغوان شاہ مثل قلیوس بلند بالا و قیماس بلند آواز دارا جاس مردم دروتمثال مردم در گئے اور
کیمخت شاہ کو بہت تسلی اور دلاسا دیکر لے آئے کیمخت شاہ کی جان مین جان آئی ارغوان شاہ بھی در بارگاہ
تک واسطے استقبال کے آیا تھا لیجا کر کیمخت شاہ کو برابر اپنے تخت پر بٹھایا سرداران زخمی مثل بہرام تیغزن لیہہ
کیمخت شاہ و قرطاس بن افلاک و تنجبل ببر سوار و سنجبل ببر سواران سبکے زخمون مین ٹانکے دلوائے
پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین سامان دعوت مہیا ہوا آج کا روز تو سب نے بہ آسائش گذارا جب دوسرا دن ہوا تو
ارغوان شاہ نے حال جنگ کا پوچھا کہ یہ اتنے اتنے بڑے سردار کیونکر زخمی ہوئے کیا افتاد پڑی کیمخت شاہ
نے سب سرگذشت بیان کی کہ یکایک پھر جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ
نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے مرکب کو اُڑائے چلا آتا ہے کیمخت شاہ کا دل تھرایا کہا ارغوان شاہ
اسنے بہرام کو زخمی کیا ہے اور چند کس سے اتنی بڑی فوج کو شکست دی ہے لیکن نقابدار نے جو دیکھا کہ لشکر
کیمخت شاہ اُترا ہوا ہے قصد کیا کہ روز خون مارون ساتھ ہی عیار نقابدار نے کہ اُسکے منھ پر بھی نقاب پڑی
ہوئی ہے کان مین نقابدار کے کہا کہ سامنے لشکر امیر بھی کوہ کی طرف اُترا ہوا ہے ایسا نہو کہ یہ فعل اُسکے خلاف مزاج
گذرے ایسی جگہ ٹھہرنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا نقابدار گوہر پوش کو رائے عیار کی پسند آئی اور جانب
جنوب مرکب کو اُڑائے مع چالیس ہزار سوار کے نکلا چلا گیا لیکن امیر نے جو نقابدار کو جاتے دیکھا خون نے
رگون مین جوش مارا فرمایا واللہ یہ نقابدار ضرور کوئی یگانہ ہے بیگانہ نہین معلوم ہوتا عمرو ثانی سے کہا کہ جاؤ اور اس
نقابدار سے کہو کہ حمزہ مشتاق ملاقات ہے عمرو نے کہا مین نقابدارون سے بہت ڈرتا ہون جب اُنھون نے
برقع بیچا ئی اوڑھ لیا اور منھ اپنا چھپا لیا پھر کسی کی مروت نہین دیکھ حمزہ یہ نقابدار کبھی تجھسے ملاقات نکریگا
جواب صاف دیدیگا امیر نے کہا میرے سر کی قسم خواجہ تم ضرور جاؤ اور پیغام میرا نقابدار کو پہونچاؤ عمرو
حسب ارشاد صاحبقران روانہ ہوا جب قریب نقابدار پہونچا سلام کیا نقابدار نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے پیغام
امیر کا بیان کیا کہ نہایت مشتاق ہین ملاقات کے نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ جاؤ ہماری طرف سے امیر کو
تسلیم کہنا اور کہنا کہ میری ملاقات کیا چہرہ میرا آپ دیکھ نہین سکتے ہین اور اب انشاء اللہ جس روز صاحبقران کی

آپ سے ہونگا اُسی دن ملاقات بھی کرونگا عمرو نے یہ سوچکر اصرار کیا کہ اگر نقابدار چلے گا تو حمزہ خوش ہوکر ضرور
انعام عطا کریگا لیکن نقابدار نے عمرو کی خوشامد پر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ تیوریاں چڑھا کر کہا کہ خواجہ بس اب
چلے جاؤ اسی میں بہتری ہی عمرو نے کہا اگر میں بغیر آپکے لیے جاؤنگا تو حمزہ نکال دیگا پھر میں کہاں مارا مارا پھرونگا
اچھا آپ ہی نوکر رکھ لیجیئے میں حمزہ کے پاس بھی نہ جاؤں نقابدار ہنسا اور کہا او دزد مکار میں تجھے خوب جانتا ہوں
تو مجھسے بھی فریب آمیز باتیں کرتا ہی تیری کیا خطا ہی جو امیر تجھے نکال دینگے یہ کہکر مرکب آگے بڑھایا عمرو ساتھ
ساتھ چلا نقابدار نے تیر کمان میں پیوستہ کیا کہ تو بجائے گا اب آگے بڑھا تو لاشہ زمین پر پھڑکتا نظر آئے گا اب تو خواجہ
سر پر پاؤں رکھکے بھاگے نقابدار اُدھر روانہ ہوا عمرو نے خدمت امیر میں آکر عرض کیا کہ حمزہ میں نہ کہتا تھا کہ
نقابدار بڑے بیمروت ہوتے ہیں اُسنے جواب صاف دیا کہ میں نہ آؤنگا امیر نے فرمایا تونے کچھ سازش کر لی
ہوگی نقابدار سے عمرو نے کہا لیجیے یک نشد دو شد وہاں وہ تیر لیے دیتا تھا یہاں یہ برہم ہوتے ہیں کہا حمزہ
وہ کہہ گیا ہی کہ جس دن صاحبقرانی چھینونگا اُس دن ملاقات کرونگا اور میری صورت امیر دیکھ نہیں سکتے
پھر اس ملاقات سے کیا فائدہ امیر چپ ہو رہے کہ یکایک اور تتق گرد جانب صحرا سے بلند ہوا پھر ہرکارے
دونوں طرف سے واسطے خبر دریافت کرنے کے روانہ ہوئے جب دامن گرد و غبار چاک ہوا دل گرد سے
علمہاے سبز نظر آئے کہ پھریرے پر ہر علم کی تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی ہرکاروں نے خبر دی
امیر کو کہ یہ لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ کا آتا ہی اور شاہزادہ کیخسرو ذیشان و بدیع الزمان دلاور بھی ہمراہ ہیں امیر
نے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور شاہان ہفت کشور برائے استقبال گئے ادہر شہنشاہ کو خبر ہوئی کہ اس صحرا
میں لشکر امیر اُترا ہوا ہی یہ بھی اشتیاق قدمبوسی میں اپنی فوج کو قیام دیکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوئے راہ میں سرداروں
سے ملاقات ہوئی بخدمت بابرکت حمزہ صاحبقران ثانی میں حاضر ہوئے لشکر انکا لشکر امیر سے آکر ملحق ہوا اور
کیفیت فتنہ شاہ نے حال شہنشاہ گوہر کلاہ کا لینے راہ میں چھین لینا قید بدیع الزمان کی سب بیان کیا آمد میں
شہنشاہ گوہر کلاہ کے شام ہوگئی تھی جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام بارگاہ میں آئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن
ہوئے سب سردار آکر دنگلوں کرسیوں پر حسب مراتب بیٹھے ذکر بدیع الملک و رستم ثانی کا ہونے لگا
جس وقت دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیموں کی جانب چلنے لگے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
امیر عالی جاہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ حضور سے التماس کرنا ہی مگر تنہائی چاہتا ہوں فرمایا امیر نے کہ آؤ اور ہاتھ
شہنشاہ کا پکڑے ہوئے اپنے خیمے میں لائے کہ یکایک پھر جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا امیر اس طرف
متوجہ ہوگئے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے امیر بھی ہاتھ شہنشاہ کا پکڑے ہوئے خیمے سے باہر آئے
جانب گرد دیکھنے لگے کہ دیکھا ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا عجب تماشا دیکھا کہ ایک جانب
دو سو علمہاے سبز دوسری جانب نشانہاے سرخ پھریروں پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم امیر نے
متحیر ہوکر شہنشاہ سے کہا کہ آج تو نیا تماشا نظر آتا ہی کبھی یہ دونوں رنگ ہمنے متفق نہیں دیکھے اتنے میں ہرکاروں
نے آکر خبر دی کہ یہ دو لشکر متفق ہیں ایک شاہزادہ رستم ثانی اور دوسرا بدیع الملک کا ہی آپس میں بالفعل
نہایت اتفاق ہی طرف شہر صندل کے جاتے ہیں امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسا کبھی والد ماجد کے زمانے میں بھی نہوا
تھا کہ قاسم اور بدیع الزمان میں میل ہوتا لیکن یہ بھی ایک عنایت ایزدی ہی کہ جو میں دیکھ رہا ہوں سرداروں کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا لیکن وہاں شاہزادہ گمان والا تبار بدیع الملک و رستم نامدار نے جو یہ سنا کہ لشکر

امیر باتوقیر کا اُترا ہوا ہے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ امیر سے ملتے جانا ضرور ہے کیونکہ صاحبقران
بہت پریشان تھے تمہارے واسطے اور میری بھی انھین خبر نہین ملی تھی کیونکہ مین شکارگہ سے غائب ہوگیا تھا دام مین ایک
ساحرہ کے پھنس گیا تھا رستم ثانی نے کہا آپ جائیے مین یہین اُترونگا ان لوگون سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے بدیع الملک
نے کہا اے رستم وہ افسر ہم سب کے ہین کسی وقت سرتابی نہ چاہیے وہ خفا رہین یا خوش رہین رستم نے کہا مین ہرگز
نجاؤنگا بدیع الملک نے کہا اچھا بغیر میرے آئے آگے بڑھنے کا قصد بھی نکرنا رستم نے کہا ہان یہ ہوسکتا ہے
بدیع الملک نے کہا قسم کھاؤ رستم نے روح علمشاہ کی قسم کھائی اور رو دیا کہ وہ شیر بیشۂ صفدری نہنگ بحر دلاوری
یاد آگیا تھا بدیع الملک بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوے اور رستم کی تشفی کی گلے لگایا کہ بھئی مرضی خدا
مین کیا چارہ ہے وہ ہمارے تمہارے دونون کے بزرگ تھے اور اے رستم تجھ ایسا پوتا اُنکا موجود ہے اب خدا
نام کو آنکے روشن رکھے یہ کہکر رستم سے رخصت ہوکر چلے راہ مین سردارون سے ملاقات ہوئی مالک ثانی اور
ہاشم تیغزن قہور بن جمہور وغیرہ نے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین بدیع الملک نے کہا وہ نہ آئینگے جبتک امیر خود
نہ لینے جائینگے مالک وغیرہ افسردہ ہوئے کہ ہمارا شہریار جب نہ آیا تو ہم عبث آئے ہمین کوئی استقبال بدیع
الملک کی ضرورت تھی لیکن لندھور ثانی داراب کشورکشا نورالدہر وغیرہ بہت خوش ہوے اور ہمراہ اپنے
شاہزادے کو لیے ہوئے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین حاضر ہوے بدیع الملک تسلیم بجالائے شہنشاہ گوہر کلاہ کو
پاس امیر باتوقیر کے دیکھا نہایت خوش ہوئے شہنشاہ نے جھک کر سلام کیا امیر نے بدیع الملک کو گلے
سے لگایا مزاج پوچھا بدیع الملک نے شہنشاہ کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا امیر نے پوچھا کہ میرا بگڑا ہوا شیر
یعنے رستم ثانی کہان ہے بدیع الملک نے عرض کیا کہ حضور واقع مین وہ بہت رنجیدہ ہین اور بغیر حضور کے
تکلیف کیے ہوئے نہ آئینگے جب مین نے قسم لے لی ہے کہ یہان سے جانا نہین جب رُکے ہین ورنہ یقین
ہے کہ وہ چلے جاتے امیر نے فرمایا واللہ مین ضرور جاؤنگا اور اپنے روٹھے ہوئے کو خود منا کر لاؤنگا یہ فرماکر اُسی وقت
اپنے مرکب سہ جنمی پر بیٹھکر طرف خیمہ رستم کے چلے اب کسکی مجال تھی کہ نجاتا تمام سرداران دست راست و دلاوران
دست چپ ہمراہ امیر کے اُٹھ کھڑے ہوئے ایرج نوجوان اس عنایت و شفقت پر امیر کی نہایت مسرور
ہوا لیکن جسوقت قریب خیمہ رستم پہونچے دیکھا کہ کوئی برائے استقبال بھی نہین آیا امیر سمجھے کہ رستم بسبب
رنجیدگی کے نہین آیا اور سردارون کو اس بات کا ملال ہوا کہ جب صاحبقران خود تشریف لائے تو پھر اب
یہ بیرخی رستم کی بالکل خلاف تھی مگر دیکھا کہ سامنے سے ہوشیار شاہ اور احساب بن محسوب نمودار ہوئے
فضل بن رستم و شبرنگ بن عمر بھی ہمراہ تھے امیر کو سلام کیا پوچھا صاحبقران نے کہ یہ دونون بادشاہ کہان
کے ہین بدیع الملک نے عرض کیا کہ ایک میرا رفیق اور ایک رستم کا رفیق ہے ملک محسوبیہ و ہوشیاریہ کے
حاکم ہین امیر نے شبرنگ سے پوچھا کہ رستم ثانی کہان ہین مزاج کیسا ہے شبرنگ نے عرض کیا کہ جب سے
شاہزادہ بدیع الملک آپ کی خدمت مین روانہ ہوئے ہین اُس وقت سے اکیلے تنہا خیمہ مین بیٹھے رو رہے
ہین کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے اسی وجہ سے حضور کی تشریف آوری کی خبر بھی نہ دیسکے امیر نے فرمایا خیر کوئی
مضائقہ نہین وہ فرزند ہمارا ہے یہ کہکر جس خیمہ مین کہ رستم ثانی تھے امیر تشریف لائے دیکھا کہ واقع مین رستم
زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہا ہے آنسو گریبان تک جاری ہین سر زانوے غم پر خم ہے ابتک رستم کو خبر
نہین کہ کون آیا ہے کہ یکایک امیر نے آواز دی کہ کیون اے رستم مزاج کیسا ہے کیا حالت ہے آواز صاحبقران

جو رستم کے گوش زد ہوئی گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے دیکھا کہ امیر دروازہ خیمہ سے چلے آتے ہیں بدیع الملک
ساتھ ساتھ ہیں تسلیم بجالائے اور عرض کیا کہ حضور نے کہاں تکلیف فرمائی امیر نے ارشاد کیا کہ آپ کو لینے آیا
ہوں کیوں رستم تم مجھسے خفا تھے جبتی اب رنج و ملال اپنے دل سے دور کرو رستم نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کیا مجال ہے میری کہ میں آپ سے رنجیدہ ہوں لیکن آنسو آنکھ سے رستم کے نہیں تھمتا فرمایا امیر نے
کہ بابا جوش گریہ کا سبب تو بیان کرو رستم ثانی اور زیادہ بیقرار و اشکبار ہوئے کہ تاب کلام نہ رہی امیر کا بھی
دل بھر آیا فرزند کو گلے سے لگایا لیکن بدیع الملک نے امیر سے اشک آنکھوں میں بھر کر عرض کی کہ حضور
جب یہ میرے ساتھ آپ کی خدمت میں نہ چلے اور مجھے گمان گذرا کہ ایسا نہو بعد میرے جانے کے کہیں چلے
جائیں تو میں نے اِنسے روح علم شاہ کی قسم لی اُس وقت سے انکی یہ حالت ہے میں بھی رو یا کیا امیر نے بھی
نام اپنے بھائی کا سنکر اک نعرہ آہ کا مارا تصویر علم شاہ کی نظروں میں پھر گئی سب سردار اُس بہادر نامدار کو یاد
کرکے رونے لگے اک کہرام برپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی اس گھر سے جنازہ نکلکر گیا ہی اور رستم تو پچھاڑیں
کھا رہا تھا لیکن بدیع الزمان جہاں ایک نعرہ آہ کا نام علم شاہ لیکر مارتے تھے وہاں ساتھ ہی نام قاسم کا
بھی زبان پر جاری ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ اے موت جسکا ایسا بھتیجا شیر جوان دنیا سے اُٹھ جائے وہ ابتک زندہ
بیٹھا رہے پروردگار احکم کر ملک الموت کو کہ روح میری بھی قبض کریں کہ اب فرقت قاسم کی مجھپر شاق ہے کہانتک
بیان کروں اگر یہ حالت شیون و بکا تحریر کی جائے تو اک دفتر عظیم ہوگا الحاصل جب جوش رقت کم ہوا حمزہ
صاحبقران ثانی رستم کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے لشکر انکا فوج امیر سے آکر ملحق ہوا
اب دربار مملو ہو گیا سب سردار اپنے اپنے ذنگل شوکت پر متمکن ہیں بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ گر ہیں
آج پھر بارگاہ حشامی رونق پر ہے حسب معمول اپنے وقت پر دربار برخاست ہوا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیموں میں آئے کھانا نوش کرکے آرام کیا جب صبح ہوئی پھر سب ادب سے فریضۂ سحری ادا کرکے خدمت
بادشاہ اسلام میں حاضر ہونے لگے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ آج مع سب صاحبوں کے
جو کوہ سامنے معلوم ہوتا ہے اسکی سیر کروں امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے بہت مناسب ہے غرضکہ بادشاہ اسلام
مع سرداران عالی مقام کوہ پر تشریف لائے تخت شاہی وسط دامن کوہ پر رکھا گیا اور سرداروں نامداروں کے
ذنگل بھی لاکر گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق بچھائے گئے عجب وقت عجب سمان تھا کہ اودی اودی
گھٹائیں اٹھ اٹھ کر ادھر سے اُدھر چلی جاتی ہیں تمازت مہر مطلق نہ تھی ہوائے سرد چل رہی تھی طیور صحرائی
کی خوشنوائی غیرت نغمۂ بلبل تھی ایک طرف کوہ پارے کی بہار یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوسوں تک تختۂ سنگ مرمر بچھا ہوا ہی
کہیں لالہ کوہی مانند جام شراب ارغوانی اپنی بہار دکھا رہا تھا سب سردار مع امیر نامدار مصروف سیر تھے کہ دیکھا
جانب مغرب کچھ سیاہی معلوم ہوتی ہی سب اسی طرف نگران تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
کہ گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ اب ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ یہ
کون آتا ہے یگانوں میں سے تو سب موجود ہیں لیکن دیکھا چاہیے کہ بیگانوں میں سے یہ کون شخص ہی کسکا لشکر ہے کہ ہوائی
ہار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد تگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوا
کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و تعریف مسیحائی مرقوم تھی بعد اسکے لشکر فرنگستان غول کے غول غٹ کے غٹ
پرے کے پرے قشوں کے قشوں باجے بجاتے ہوئے پاؤں قواعد سے اٹھاتے ہوئے آکر ایک طرف

جمع ہونے لگے بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ ستقے آپ باتیں کرتے ہوئے گرد کو ٹھاتے ہوئے
چلے آتے ہین پھر جلوس شاہی گذرنے لگا اس طرح برچھی بردار علم بردار چوبدار ایک نقیب نقابت کرتا ہوا ملک
پرسیباے فرنگی تخت پر اور ایک شہریار نامدار مرکب صبا رفتار پر کج بیٹھا ہے آگے آگے تخت کے پہلو مین ایک
طرف قسمائل خان بن جدائل خان و قہرمان دیوانہ دوسری جانب کرتوس بن قرلوس و فیروزۂ دیوانہ اس
عظمت و شان سے آکر ایک طرف قائم ہوئے بارگاہ پہلے سے برپا ہو چکی تھی بادشاہ مع سردارون کے اترکر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ یہ لشکر شہریار بن پرسیبا کا ہے طرف شہر صندل کے جاتا تھا
آج کے روز یہین مقام ہو گیا امیر نے شہریار کے بانکپن اور وضع کو دیکھا کہ بہت مشابہ ہے سرداران دستہ چپ
سے لیکن آمد مین ان سب کے شام ہو گئی تھی امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران ذوالکرام کے کوہ سے اترکر جانب
بارگاہ چلے اُدھر شہریار جوانی بارگاہ مین آیا شب کو بہ آسایش بسر کی جب صبح ہوئی اور دربار ملک پرسیبای
فرنگی کا آراستہ ہوا سردار گرد و پیش آکر جمع ہوئے جام بادۂ ناب گردش مین آیا شہریار نے چار جام پیئے جب دماغ
اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پرسیباے فرنگی کی طرف دیکھکر پکارا کہ اب آگے جائینگے کیا ضرورت ہے کیونکہ مطلب
امیر سے تھا وہ یہین موجود ہین اور کیمخت شجر پرست بھی اسی صحرا مین اترا ہوا ہے ارغوان شاہ بھی مع اپنے
پہلوانون کے قیام پذیر ہے اتنا بڑا مجمع ہے اس سے بہتر کونسا وقت مقابلے کا ہوگا بہتر ہے کہ مین امیر سے فیصلہ
صاحبقرانی کرلون اور جس وقت مین نے امیر کو زیر کر لیا تو سب مطیع میرے ہو جائینگے ملکہ حاجرہ سے
عقد ہو جانا بھی کوئی امر دشوار نہین ہے پرسیباے فرنگی نے کہا بہتر ہے جب لڑنا ہی ہے تو جیسے کل ویسے آج دیر
کرنے سے کیا فائدہ ہے مگر اے فرزند نامدار اے شہریار میرے نزدیک بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کام ان شجر
پرستون کا تمام کر کہ تیری شوکت و عظمت دل صاحبقران کو اندیشہ مین ڈالے شہریار نے کہا بہت بہتر اور
اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہو گئے
جگر زمین مین ہول سے تھرتھری پیدا ہوئی ہرکارے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور بعد دعای و ثنای
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فوج فرنگستان مین بحکم شہریار طبل بجا ہے امیر نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ خانہ رعد نشان نوازش مین آیا ادھر فوج ارغوان
شاہ و لشکر کیمخت شاہ مین خبر پہونچی یہان بھی طبل بجا کیونکہ اب سرداران زخمی بھی اچھے ہو چکے ہین اور بہرام
کو بھی مقابلہ شہریار کی پھر ہوس ہوئی ہے لیکن کیمخت شاہ اور ارغوان شاہ مین باہم یہ مشورت ہوئی کہ ہمارا
تمہارا لشکر ایک ہو کر لڑے تو بہت خوب ہے غرضکہ ہر چہار طرف طبل بج رہا ہے تمام صحرا کی یہ حالت ہے کہ گونج
رہا ہے جنگل مین منگل کا سمان نظر آتا ہے بہادران نامدار و دلاوران تہور شعار آلات حرب و ضرب کو درست کردن
چست کر رہے ہین کہ کل روز نام و ننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے بموجب شعر رستم رہا نہ زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ہے ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا ہر شخص ایک دن موت کی ایذا ضرور سہیگا پھر
چند روز کے لیے مرنے سے منھ چھپانا جان بچانا کیا ضروری ہے مگر وہ لوگ کہ جو کم ہمت تھے ایک ایک کے گلے
ملکر روتے تھے منھ آنسوون سے دھوتے تھے کوئی کہتا تھا اس سپہگری کی نوکری سے باز آئے بھلی آب نہ زندہ جہان
زندہ آب مردہ جہان مردہ ایسی نوکری کو چھوڑو کہین نکل چلو خدا نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی ضرور آتا رہے کوئی اور
پیشہ کرینگے شکم کو بھرینگے جان ہے تو جہان ہے اگر خدا انکے مارے گئے تو کوئی جلانے تھوڑی آئیگا الغرض

اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور علامات سحر ظاہر ہونے لگے نظم موافق مقام

وہ دور دور ہوا ختم رات کا ناگاہ
سفیدۂ سحری شرق سے گرا نگون

عمل بٹھانے لگا اپنا نور روز افزون
طلوع خسرو خاور ہوا جہان افروز

شکست کھا کے چلی فوج تیرگی سو غرب
سحر الٹ کے نکل آئی پردۂ نیلگون

واقع مین یہ وقت بھی عجب وقت ہوتا ہے وہ ہواؤن کی خنکی وہ شمعون کا جھلملانا وہ تارون کا ڈوبتے جانا وہ نہالون کا جھومنا وہ نازنینون کا جھک جھک کر سجدہ گاہون کو چومنا وہ سوتی ہوئی آنکھون کا خمار وہ شب کی لٹی ہوئی بہار آسمان پر بہار شفق چاند کا چہرہ فق باغ مین بلبلون کی نغمہ سرائی۔ طائران صحرا کی طرفہ خوشنوائی۔ نظم بہاریہ

زمین سے دور ہی بیگانہ وار چرخ کہن
گلون نے اوس ہی اپنی بھگوئی ہی دامن
تمہین سینہ کو سمن کی طرح گدرائے
نگاہ کہتی ہی پلکون سے چھوئے دو چلین
یہ نامیہ کی ہی قوت کہ جلد سے مانند
نمک فشان ہی غزل خوانی طیور چمن

بہار مین نہین سبزہ میان صحن چمن
زہی بہار اثر جیکا سنگ مین ہو نجا
ابھار رہی حسینان باغ کا جوبن
کہین جگہ نہین ملتی گلون کی کثرت سے
بدن مین جزو بدن ہو گئے ہین پیراہن

لگا دے آگ نہ گرمی حسن اس ڈر سے
عقیق تک شجری ہو گیا میان یمن
نظر کا خوف جو افزائش بہار سے ہی
چلا ہی عکس شفق نیکے سوئے چرخ کہن
یہ سب تو خیر مگر زخم عشق پر دل مین

کہانتک تعریف بہار سحر ہو سکے اب وہ وقت ہی کہ لشکر اسلام مین ہر طرف نعرہ اللہ اکبر بلند ہی دل ہر عارف کا خوف معبود مین دردمند ہی ادھر شجر پرست اپنے طور پر صنم پرست اپنے طریقہ پر نصاریٰ اپنے مذہب کے موافق مصروف پرستش ہین یکایک میدان کارزار مین آمد لشکر کی شروع ہوئی لشکر ارغوان شاہ ایک طرف اس عنوان سے کہ تخت پر ارغوان شاہ دسوار گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق سرداران نامی و گرامی مرکبون کی پھیندیان جیتونون کا بانکپن دکھاتے ہوئے آگے تخت کے قیلوس بلند بالا داہنے جانب ارجاس حردم در بائین جانب تمثال حردم در قیماس بلند آواز لشکر کا انتظام کرتا ہوا پرے جماتا ہوا ابراس کے لشکر کمبخت شاہ شجر پرست کا اس طرح آگے آگے تخت شاہی کے بہرام تیغزن پسر کمبخت شاہ میمنہ فوج پر تنجیل پر سوار میسرہ پر سنجیل پر سوار قلب جناح فوج کا بہرام افسر ساقہ و کمینگاہ قرطاس بن افلاک کے حوالے اس عظمت و شان سے نمودار ہوئے ادھر لشکر اسلام کی صفین آراستہ ہونے لگین داہنے جانب فوج لندھور بعد اسکے لشکر بدیع الملک پھر لشکر نورالدہر پھر سپاہ بدیع الزمان و داراب کشور کشا وغیرہ بائین جانب فوج مالک سپاہ رستم ثانی لشکر ایرج نوجوان گردہ قمہور دیو برد و دیگر سرداران نامی و گرامی دونون پھریرے سبز و سرخ ہوا سے اڑتے ہوئے اک عجب سمان دکھاتے تھے گویہ معلوم ہوتا تھا ایک طرف باغ شمشاد لگا ہوا ہی اور دوسری جانب نخلستان خیار ہی سب سردار اپنی اپنی لشکر سے دس دس قدم آگے بمرتبہ افسری قائم ہوئے صدر مین تخت شاہی چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی مرکب سہ چشمی پر سوار مقبول بن مقبل جلو مین عمر و ثانی رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا پھریرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند کہ دیکھا سامنے سے فوج پر سیسانے فرنگی نمودار ہوئی اس عنوان سے کہ صدر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنے جانب تخت کے فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ بائین جانب تمائل خان بن جندائل خان ہندی و کرتوس بن قربوس تیرزن آگے آگے تخت کے داہنا پہلو دبائے تیس قدم آگے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار خود سر پر کج رکھا ہوا خود مرکب پر ترچھا بیٹھا ہوا اترتا ہوا آگر قائم ہوا امیر نے بغور سراپائے شہریار پر نظر کی

کہ عجب آن بان کا جوان ہی خدا کی شان ہی سینہ چوڑا بازو بھرے بھرے شانے گول لیکن جس وقت ہر لشکر کی صفین آراستہ
ہوچکین بیلدار نکل نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی بصد تیزدستی کرنے لگے آن واحد مین زمین کو ہموار کرکے مانند
آئینہ کے کردیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبان بلند آواز نے صدا سنائی کہ اے بہادران تہور شعار و اے
دلاوران نامداران روز اظہار مردی و مردانگی یہی ہی کہ تمام عالم جمع ہے کون اپنے آباد و اجداد کا نام روشن کرتا ہے اور نام رستم
وسام کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہی ایک روز مرنا ضرور ہی یا آج یا کل لیکن تلوار کی موت نام ہے کہ مردون کا
یہی کام ہے شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا نام مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا بس جس وقت کہ نقیب نہیب دیکر
نکل گئے ہر بہادر و دلاور کی رگون مین خون نے جوش مارا و لولہ شجاعت دونا ہوگیا اول قصد میدان کیا اُس شخص نے کہ نام
جسکا **قرطاس** بن **افلاک** ہی سامنے تخت **کیمخت شاہ** کے آیا اور اجازت میدان چاہی **کیمخت شاہ** نے کہا
حوالے کیا تجھکو خداوند **نخل سرسبد** کے وہی تیرا حافظ و نگہبان ہی **قرطاس** نے سلام کیا اور رہوار دیگر مرکب پر بیٹھکر میدان
کارزار کا رخ کیا اب سب نگران ہین کہ دیکھئے کسے پکارتا ہی کسے ٹوکتا ہی لیکن **قرطاس** نے میدان مین آکر خوب شیخ شوری
کی سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جس وقت خوب عرق عرق ہوگیا قائم کرکے مرکب کو دم آراستہ
کیا اور پکارا کہ باش ای گروہ نصاریٰ جسکو تمناے مرگ اور آرزوے قضا ہو نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا
تھا کہ شیر بیشہ ہندوستان یعنے **شمائل خان** بن **جندائل خان** نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت
ملک پریسا ے **فرنگی** کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ حوالہ کیا تجھکو مسیح گردون سر کے **شمائل خان**
سلام کرکے باگ مرکب کی پھیر کر میدان مین آیا اول تگاورے چلے کہ مرکب برابر سے لپیا ہوئے **قرطاس** نے
جھپٹ کر نیزہ مارا **شمائل خان** نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی دو سو طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ اک مقام پر **شمائل خان** نے نیزے کو نیزے پر مارا اور مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کرکے جھٹکا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے **قرطاس** کے نکل گیا زمانہ نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا **قرطاس** نے جھپٹ کر آرابے
پر سے گرز لیا اور سر پر چرخ دیتا ہوا خبردار کہتا دوڑا جب قریب پہونچا سر **شمائل خان** پر وار کیا **شمائل خان**
نے وار گرز کا جو بدست پر روکا اور خبردار خبردار کہکر اپنا وار کیا **قرطاس** نے بھی گرز کو بلند کیا لیکن جوب
شمائل خان کی جو گرز پر پڑتی ہی تڑاتے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا تمام صحرا گونج اٹھا گھوڑا
قرطاس کا زمین مین سماگیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا **شمائل خان** نے کہ زدم و بستم کردم تو خبر اس شجر پر سیت
کی کہ گل مراد اسکا پژمردہ ہوگیا نخل حیات پر خزان آئی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر غبار کے در آیا
پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ **قرطاس** کے بدن مو دسر نو سے پسینہ جاری غش طاری ہی عیار نے منھ پر
پانی کا چھینٹا دیا کہ **قرطاس** کو ہوش آیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب گل گیا تھا بس وہین سے
کود کر گرز کو تو ہاتھ سے پھینک دیا کھینچ کر تیغہ آبدار پکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا
کب چھوڑتا ہون تیرے بھی مرکب کو **شمائل خان** نے دیکھا کہ یہ مرکب کو میرے کیا چاہتا ہی کود پڑے دن گھوڑے
سے **قرطاس** نے جھپٹ کر وار تیغہ آبدار کا کیا **شمائل خان** نے یہ سمجھکر کہ یہ بعزم کشتی آتا ہی سپر تلوار ہاتھ سے
پھینک دی تھی لیکن اب جو تلوار فرمائشی پہلوان کی خود پر پڑتی ہی بھلا ایک خود سے کب رکتی ہی خود آہن کو
مانند کلاہ کاغذی کے کاٹتی ہوئی سپر پر پہونچی اسنے جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اتر گئی **شمائل خان** نے داستانہ
مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی **شمائل خان** پر غشی طاری ہوئی طاقت جنبش

کی زرہی قرطاس یہ سوچا کہ اگر اسے قتل کرتا ہون تو جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اس سے بہتر یہ ہر کہ نشان مدد بھی دکھاؤ
آواز دی کہ بچاؤ اس زخمی کو اب ایسے بودے سردار کو نہ بھیجنا لیکن یہ صدا جو کان میں لندھور بن سعدان لندھور کے پہونچی رنگ
رو متغیر ہو گیا قصد نکلنے کا کیا حسب اتفاق نظر صاحبقران ثانی کی لندھور پر پڑی فرمایا کیون کیا ارادہ ہر لندھور
نے عرض کی کہ آپ دیکھتے ہین کہ کیا کلمات لاطائل یہ نامردانہ زبان پر جاری کر رہا ہر اسنے شمائل خان کو نہین کہا
بلکہ ہمین کہا کیونکہ ہم اور وہ کہین جدا ہین گو اس وقت شمائل خان گمراہ ہر لیکن ہمارے ہی گوشت پوست سے
تو اسکا گوشت پوست بھی ہر ہم اسے جیسی چاہے ذلت دین لیکن بمقابل دوسرون کے تھوڑی توہین اسکی گوارا
ہوگی کیونکہ جب باپ نے اسکے یعنی جدائل خان نے زیادہ بے ترکیبیان کرنا شروع کین تو پدر بزرگوار یعنے لندھور
نامدار نے اسکو مع فیل اٹھا کر مارا کہ نخش زمین ہو گیا ہم بھی خود اسے سزا دینگے اگر راہ راست پر نہ آیا دوسرون کا
کہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہر یہ کہکر مرکب کو نکالا چاہتا تھا کہ جا کر قرطاس سے مقابلہ کرون کہ صاحبقران نے اپنے
سر کی قسم دیکر روکا اور فرمایا کہ ای لندھور تمہارا مقابلہ دوسرے سے ہی تمھین مناسب نہین ہر کہ نکلو لندھور ہونٹ کاٹکر
رہگیا ادب صاحبقران سے عزم اپنا فسخ کیا لیکن لوگ فوج شہریار کے آکر شمائل خان کو لے گئے شام ہو چکی تھی
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادھر شہریار نامدار ادھر بہرام تیغزن باہم چشمکین کرتے رہگئے
کہ وقت مقابلہ کا باقی تھا کمبخت شاہ قرطاس پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا امیر بھی اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے شہریار کے تیور اور بانکپن کی تعریف کرتے ہوئے کہ گو خود مقابلے کو نہ نکلا تھا مگر عزم جنگ اسکا چہرے
سے ہویدا نگاہون سے پیدا تھا ادھر شہریار شمائل خان کو لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس
بزم پہنا شمائل خان کے زخم سر مین ٹانکے اپنے ہاتھ سے لگائے پٹی مرہم کی چڑھائی اور اسی طیش مین حکم دیا کہ
بجے طبل جنگی حسب الحکم نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبرین لیکر روانہ ہوئے
ان لشکرون مین بھی پھر کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے بہادرون نے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کرکے رخ میدان کارزار کا کیا آفتاب نکلتے نکلتے سب فوجین میدان مین صف آرا ہوگئین اس صحرا مین کہ جہان
برسون شکل انسان نظر نہ آتی تھی آج انبوہ کے انبوہ پرے کے پرے قشون کے قشون غول کے غول غٹ
کے غٹ جمع ہین امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کو بھی شہریار
کے مقابلے کا نہایت اشتیاق ہر سب لشکرون سے پہلے لشکر اسلام میدان مین صف آرا ہو گیا ہر کہ دیکھا
سامنے سے فوج شہریار نمودار ہوئی اور شہریار مرکب پر سوار برچھا آڑا اعیال مرکب پر رکھا ہوا مرکب شوخیان
کرتا ہوا آکر میدان مین قائم ہوا بہرام تیغزن سے آنکھ ملی قصد کیا بہرام نے کہ نکلون مگر قرطاس اجل رسیدہ کہ پیمانہ
عمر اسکا لبریز ہو چکا ہی جام زندگی بھر چکا ہر اس تیزی کے ساتھ صف سے نکلا بہرام کے دل کی ہوس دل ہی مین رہگئی
اور قرطاس اجازت حرب و پیکار لیکر میدان مین آگیا پکارا کہ او فرنگی بچے کیا تو اپنے ایسے ویسے سردارون کو بھیجکر
انکی جان مفت تلف و برباد کراتا ہر آپ کبتک جان چھپائے بیٹھا رہے گا انجام کار تجھے بھی لڑنا پڑے گا
یا چھپ کر بھاگنا پڑے گا بس یہ سننا تھا کہ آتش قہر و غضب بھڑکی بھلا شہریار سا بہادر دلاور ایسے کلمے کہان
سن سکتا ہی اسی وقت کڑکڑا کر پودا باگ کا لیا بادشاہ سے اجازت تک نہ لی آتے ہی نکاور زن ہوا کہ قرطاس
کو گرد برد کر دیا امیر اسکی اس ہمہمی پر وجد کرنے لگے لیکن قرطاس نے مرکب کو پھیر کر پھر سامنا کیا اور

خفیف

وار نیزہ خونخوار کا کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعن چلنے کی نوبت بھی نہ آئی وہین سے پیچیدہ کر کے
جھٹکا مارا کہ تین جگہ سے نیزہ اسکا ٹوٹ گیا ہر چہار طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی قرطاس نے حقیقت
ہو گرز کا وار کیا شہریار نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ سے گرز چھین کر پھینک دیا شاہزادہ ایرج نوجوان
اس ولولہ پر پھڑک گیا لیکن دیکھا امیر نے کہ رستم ثانی کے تیور بدے ہین ہر بار قصد کرتا ہی کہ جا پڑون اور کہون کہ اگر
تو گرز مارے تو مین تیرا گرز یون ہی ہاتھ مروڑ کر چھین لون لیکن ایرج ہر بار روکتا ہی کہ ای فرزند دیکھا جائے گا
جلدی کسی کام مین اچھی نہین ہوتی دوسرے صاحبقران کے خلاف گذرے گا رستم نے کہا ای پدر بزرگوار آپ
دیکھتے ہین کہ یہ فرنگی بچہ ہر بار پلٹ کر میری طرف دیکھتا ہی ایرج نے کہا کہ اگر وہ ٹوکے تو نکل کھڑے ہونا پھر
کوئی نہ روکے گا لیکن اُدھر قرطاس نے آواز دی کہ او فرنگی بڑا تو شہزور معلوم ہوتا ہی کہ اس طرح گرز میرا چھین لیا
اور سامنے مردان عالم کے مجھکو ذلیل کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جہال بازی تیغ بازی راست
بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر لپٹ کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال
مین کر کے دھار کو بچا کر بند دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا گھوڑے
لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے قرطاس سنبھلکر گھوڑے سے کود پڑا شہریار بھی مرکب سے اُتر آگر بیانون
مین ہاتھ پڑ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے سردار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے کشتی کا تماشا دیکھنے
لگے پہر بھر کامل کشتی رہی قرطاس نے بھی آج جان لڑا دی ہی کوئی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
قرطاس کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہی دین نصاری کے بارے مین قرطاس نے
کہا ہزار جانین ہون تو نام خداوند نخل سر سبد کے نثار ہین اگر تو مجھکو مار ڈالے گا تو ابکی خداوند مجھے ایسا
شہزور پیدا کرے گا کہ مین تیری ہڈیان پسلیان چور چور کر دونگا یہ سُنکر شہریار کو نہایت غصہ آیا اہل اسلام
اسکی لاطائل تقریر پر ہنس پڑے بس شہریار نے ایک پاؤن اسکا ہاتھ مین تھا نیا اور دوسرا پاؤن اپنے پاؤن
سے دبا کر جو جھٹکا مارا قرطاس کو مانند کاغذ بوسیدہ کے چیر کر پھینک دیا دلاوران لشکر ارغوان شاہ و مجاہدان
لشکر اسلام وجد کرنے لگے پرسیپاسے فرنگی تخت پر اچھل پڑا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین بلند ہوا
شہریار اسکو مار کر بہرام بیغزن سے آنکھ ملاتا ہوا الٹا کمبخت شاہ تھرا گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر میدان سے پھرے امیر عالی مقام شہریار کے ولولون کی تعریف کرتے ہوئے اپنی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے
شجر پرست لاش قرطاس کی لیکر روتے پیٹتے ہوئے پلٹے اسکو جلا یا پھونکا ملک پرسیپاسے فرنگی شہریار
پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا دنگل شوکت پر متمکن ہوا ساقیان
سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار لئے ہوئے حاضر ہوئے پیمانہ کا دور ہوا طائفے حاضر ہو کر مجرا کرنے لگے
کیسی خوشی ہی کہ شہریار نے اتنے بڑے پہلوان کو اتنے عرصے مین زیر کر کے یون چیر کر پھینک دیا اسمائل خان
تو زور بازو پر نثار ہو رہا ہی فیروزہ دیوانہ و کرکوس بن قرلوس ہاتھ چوم رہے ہین تعریفین ہو رہی ہین
لیکن جس وقت شہریار نے دو تین جام پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت
کوس حربی نوازش مین آیا زمین ہلی آسمان تھرایا ہرکارون نے لشکر و نمین کے چہار طرف مثل کمبخت شاہ ارغوان
شاہ و سعد بن قباد عالی جاہ کی بارگاہ مین خبر پہونچائی یہان بھی طبل بجے تیاری حرب و پیکار ہونے لگی طلایہ کا
گشت پھرنے لگا ہر طرف ہوشیار و بیدار باش کی صدا بلند ہوئی جوانان آزمودہ کار اول شب سو رہے آخر شب

سے اُٹھکر صلیح سنجوگ درست کرکے کمرون کو چست کرکے عازم میدان کارزار ہوکر بیٹھے کہ یکایک سفیدۂ سحری
چرخ پر نمودار ہوا تمام عالم مطلع انوار ہوا لشکر اسلام کے نمازی وغازی نمازین پڑھ پڑھ کر عازم میدان قتال و
جدال ہوئے ہنوز روشنی نیر اعظم بام فلک سے اُترکر روے زمین پر نہ پہونچی تھی کہ تینون لشکر انبوہ انبوہ گروہ
گروہ کرکے میدان حرب وضرب مین پہونچ گئے صفین آراستہ ہوگئین ہرایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھئے آج
کس سے مقابلہ ہوتا ہے کہ یکایک سنجیل ببر سوار اپنے شیر کو بڑھاکر سامنے تخت کیخت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا جا تجھے بھی سپرد کیا خداوند نخل بسبد کے سنجیل سلام کرکے بار دگر پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین
آیا بعد صلیح شوری آواز دی کہ ای شہریار آہی گو ہی اور یہی میدان ہی ادھر شہریار گھوڑا اُڑاکر سامنے تخت پرسیباے
فرنگی کے آیا اجازت حرب وپیکار چاہی پرسیباے فرنگی نے آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور کہا اے فرزند
حوالے کیا تجھکو خدا کے آلہ اور مسیح عالی جاہ کے شہریار سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا اور
پکارا او سنجیل تو کیون آیا نہین دیکھا تو نے کہ قرطاس کس طرح زیر ہوکر مارا گیا سنجیل نے کہا مین قرطاس
نہین ہون شہریار نے کہا اگر تو یہ گھمنڈ کرتا ہی تو اگر اُس سے زیادہ ذلیل کرکے تجھے نہ مارا تو نام اپنا شہریار نہ پایا
لاف بہادری کی یہ سُنکر سنجیل نے ارہ پشت نہنگ کا وار سر شہریار پر کیا شہریار نے ارہ کو تیغ سے قلم
کیا وہ آدھا ٹکڑا جو ہاتھ مین سنجیل کے باقی رہگیا تھا کھینچ مارا شہریار نے اُسے بھی روکا سنجیل نے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر لپٹ کر ہاتھ مارا شہریار نے دھار تلوار کی بچاکر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سنجیل آگے کو
جھکا بس دوسرا ہاتھ بند کمر مین ڈالکر زین سے اُٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہی شناخت دین نصاری مین اسنے
انکار کیا شہریار نے اسے اُچھال دیا کہ گیارہ ہاتھ بلند ہوا گرتے وقت چورنگ ہوائی کاٹا یہ دیکھنا تھا کہ تنجیل ببر سوار
برادر سنجیل کو تاب نرہی وہین سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ ایسے شیر میدان کارزار کو
یون مارا لیکن کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب شہریار پہونچ تیغہ مارا شہریار نے وار اسکا
روکر کے آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ باش خبردار ہوشیار
یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا تنجیل نے اُٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار
مانند برق چمکی سپر کو مانند گردۂ نان کے دو کرتی ہوئی پیانہ خود سے مثل قطرۂ آب گذرتی ہوئی خود و دلبوہ جوق چین
زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی زین تک پہونچی زین سے زمین پر پہونچی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے تنجیل
کا مارا جانا تھا کہ شجر پرستون کے ہاتھ پاؤن مین مثل بید کے تھرتھری پڑگئی کیخت شاہ طبل بازگشت بجواکر
میدان سے پھر گیا ادھر لشکر ارغوان شاہ پلٹا اُدھر لشکر اسلام اپنی فرودگاہ پر آیا شہریار اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا پرسیباے فرنگی نے کہا کہ کل بہرام کا بھی قصہ پاک ہو جائے تو بس حمزہ سے صاحبقرانی کا فیصلہ
بھی کر لینا چاہیے شہریار نے کہا میرا بھی یہی قصد ہی کیونکہ فرقت ملکہ ہاجرہ دختر امیر کی مجھ نہایت شاق ہی یہ کہکر
یاد ملکہ مین رونے لگا پرسیباے فرنگی نے اسکا دل بہلنے کے واسطے ایک آدہ طائفہ کو حکم دیا صحبت
رقص وغنا گرم ہوئی اسی ہنگام مین خبر پہونچی کہ آج بہرام تیغزن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی اسکا
ارادہ ہی کہ کل خود مقابلہ کرے شہریار نے کہا ہم خود چاہتے ہین کہ جلد فیصلہ ہو جائے کہدو کہ ہمارے یہان بھی
طبل جنگ بے درنگ بجے یہان کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارے گڑگڑائے
بموجب شعر نقارہ آواز آمد برون ؎ کہ گردون دون است گردون دون ؎ پھر تمام رات تیاری جنگ

نظم

مین بسر ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوئے
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
چھپا نور مین جادۂ کہکشان

موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
رُخ شمع مائل بزردی ہوا

لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم روان
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت کرکے عازم میدان کارزار ہوا ایک طرف سے فرنگیون کے غول باجے بجاتے ہوئے قواعد سے قدم اُٹھاتے ہوئے آکر میدان کارزار مین صف آرا ہونے لگے ایک جانب لشکر **ارغوان شاہ** بڑے بڑے علمہای سُرخ کو جلوہ ملتا ہوا عجب شان و شوکت سے آکر صفوف آرائے میدان قتال ہوئے ایک سمت لشکر شجر پرستان پژمردگی چہرون سے عیان دشت کارزار مین صف بندیان کرنے لگے ادھر لشکر اسلام گروہ گروہ چلا آتا ہے آن واحد مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا آج **صاحبقران** کو بہت بڑا اشتیاق ہے کہ دیکھا چاہیئے بہرام اور **شہریار** کیسی ٹھہرتی ہے کیونکہ شاہی بہرام بھی زبردستان روزگار سے ہے لیکن شب کو **ارغوان شاہ** نے **کیمخت شاہ** سے کہلا بھیجا تھا کہ نہایت صدمہ ہوا تمھارے سردارون کے مارے جانے کا اور شہریار نہایت زبردست روزگار معلوم ہوتا ہے اگر تمھاری رائے ہو تو میرے تمھارے کچھ غیریت نہین ہے یہ لشکر بھی تمھارا ہے کل کے روز **قیلوس بلند بالا** اس سے مقابلہ کرے کہ اُسکو بھی نہایت ولولہ ہے شہریار سے مقابلہ کا **کیمخت شاہ** نے کہا آپکو اختیار ہے آج کے روز **ارغوان شاہ** اور **کیمخت شاہ** ایک ہی تخت پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آئے ہین تخت کے داہنے جانب فوج **کیمخت شاہ** ہے اور بائین سمت لشکر **ارغوان شاہ** یہ لوگ اپنی قوت دوئی کرکے میدان مین آئے ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلچہ کار برق رفتار صفون سے نکل کر میدانمین آئے اور میدان کارزار کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے آن واحد مین میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کردیا نقبائے بلند آواز نے سرود مستانہ چھیڑکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیئے۔ **اشعار**

نخل ماتم ہے ہر شجر اسکا
پھل کھلا کر ہنسا سحر کو جو گل
جنکا مشہور ہے جہان مین حشم
ابھی دو ڈھلانے ہوے تھے جو گل
کر اُٹھانے لگے انھین کے پھول

جو بہار آج ہے خزان ہے وہ کل
شام تک ہو گیا چراغ کا گل
سر پہ پھرتا تھا چتر بننے تھے تاج
آنکے ہمخواب ہے عروس اجل
رہتے تھے جو غبار و گرد سے پاک

کہ ہے عبرت کی جا یہ دار فنا
کتنے ہی باغ ہوگئے جنگل
خاک مین مل گئے سکندر و جم
شامیانہ نہین ہے قبہ یہ آج
ابھی جنکے کھلے نہین تھے پھول
جسم انھین کے ہین اولستہ خاک

گرگیتون نے کڑکا کہا کہ۔ رومی مصری کھادری کہر مانی سب جوان ہ آج ڈٹ کر ران بیچ کھوب کر و گھمسان جو تلوارون کے بگہ جو بچے تو شہید کہلائے ہ جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہا جائے شعر بیاہ لیجاؤ عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ہ کچھ ایسے سرون مین یہ اشعار آبدار نقیبون کی زبانون پر جاری ہوئے کہ تمام صحرا مین ایک سناٹا پڑگیا ہر شخص کی آنکھ سے اشک جاری تھے بہادرون کو ولولہ جنگ نامردجان سے تنگ اسی عالم مین مرکب اپنا **قیلوس بلند بالا** نے پرے سے نکالا اور سامنے تخت **ارغوان شاہ** کے آیا اجازت میدان چاہی لیکن یہ امر بہرام کے خلاف گذرا کہ طبل مین اپنے نام پر بجوا چکا ہون اور لڑنے یہ نکل کھڑا ہوا لوگ مجھپر طعنہ زن ہونگے اور حریف بھی بودا سمجھے گا پکار کر آواز دی کہ ای **قیلوس** تو نے اچھا نہ کیا جو صف سے نکلا کیا تجھے خبر نہ تھی کہ مین نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہے **قیلوس** نے کہا اسمین کوئی طعنہ زن

نہین ہوسکتا کیونکہ صرف آپہی کے لشکر مین طبل نہین بجاہی بلکہ ہر لشکر مین طبل بجاہی ہر شخص میدان مین نکل سکتا ہی
دوسرے آپ ہی نے کیون جلدی کی مجھسے پیشتر نکل کھڑے ہوئے اور اب تو نکل چکا کیخت شاہ کو خود یہ
منظور تھا کہ کسی طرح بہرام نہ مقابلے کو جائے ایسا نہو کہ ہاتھ سے شہریار کے مارا جائے اور چراغ سلطنت گل ہوجائے
تو اور بھی غضب ہو کیونکہ وہ ایسے ایسے سردارون کو اس ذلت و خواری سے مار چکا ہے کہ جنکا زیر ہونا ممکن نہ تھا
بہرام کو آواز دی کہ ای فرزند اسی کو جانے دو دوست کی خاطر شکنی کرنا نہ چاہئیے وہ تمھاری ہی طرف سے تو جاتا ہے
بہرام چپ ہو رہا لیکن قیلوس بلند بالا کہ قد اُسکا گیارہ انچ کا ہی اسی سے اُسکو بلند بالا کا خطاب ملا ہی اجازت
حرب لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا اس زور شور سے دکھایا کہ دشت کارزار تھرایا خوب پسینہ مین غرق
ہوگیا ٹھہر کر اک مقام پر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای گروہ نصاری خبردار ہو شیار باشید کہ منم
قیلوس بلند بالا جسکو تمنائے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ کرتوس
بن قرلوس نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت پر سیماسے کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان
مانگی پرسیماسے فرنگی نے کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار جہان اور مسیح دوران کے کرتوس بادہ گر مرکب پر
بیٹھکر میدان مین آیا قیلوس نے جو کرتوس کو آتے دیکھا مرکب اپنا بعزم نکا ورزنی جولان کیا اُدھر کرتوس
نے سپر ہاتھ مین سنبھالی اور رہا گ توسن برق رفتار کی لی یہ معلوم ہوا کہ دو لکہ ابر آکر مل گئے بلکہ دو کوہ گران ٹکرا گئے
کہ سپر سے سپر سینے سے سینہ مل گیا تڑاقے کی صدا سپرون سے بلند ہوئی مرکب کرتوس کا سات قدم اور گھوڑا قیلوس
کا پانچ قدم پیچھے ہٹا کرتوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا قیلوس نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین گتھ گئے طعنین چلتے چلتے کوئی انشی یا بجا قشی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ قیلوس
نے نیزہ کرتوس کا ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا کرتوس نے زین سے تبر اپنا نکالا اور آواز
دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کیا خیر کہان جائے گا بجگر کہ نیزہ بازی خلال بازی تبر بازی راست
بازی کہ جس سے نخل حیات پر خزان آتی ہی یہ کہکر خبردار کہکر دار تبر کا کیا قیلوس نے برابر اٹھا کر سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا یہ تبر بھی ساڑھے چار سومن کا ہی چار انگل سپر کٹی لیکن قیلوس کو کوئی گزند نہ ہو پچاس دار اُسکا
روکرکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کرتوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ قیلوس کا
جو پڑتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود پر پہونچا ہوگا کہ جھٹکا مارا قیلوس نے تا دابرو اُتر گیا دستانہ مارا کرتوس نے
تیغہ کو بمشکل سر سے نکالا چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی نعرہ کیا قیلوس نے کہ لے جاؤ اس زخمی کو
اور بھیجو کسی اور اجل رسیدہ کو یہ سننا تھا کہ قہرمان دیوانہ شہریار سے رخصت طلب کرکے میدان مین آیا کرتوس
کو علیحدہ کرکے آپ سامنا کیا قیلوس پکارا او دیوانے کیا تیری بھی اجل آئی لا ضرب بہادری کی قہرمان نے
پکارا کہ ای بڑا گھمنڈ ہی تجھکو اپنی سپہگری کا زخمی ہوجانے سے کوئی طاقت و جرأت بہادری کی نہین جاتی رہتی جو تو طعن
کرتا ہی کرتوس پر بس خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر چوبدست گران سنگ ماری قیلوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب کے پڑتے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین
ہول سے شق ہوگیا مرکب قیلوس کا گھٹنون تک زمین مین سما گیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ زدم وبستد کردم لیکن
قیلوس بلائے بے درمان آفت جہان ہی فوراً اُسنے مرکب کو زمین سے نکالا اور گرد سے باہر آکر گرز مارا
دیوانے نے چوب بلند کی لیکن گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب نے دیوانے کے ایک

یکتی چیخ ماری اور کمر مرکب کی شکستہ ہوئی تتق گرد بلند ہوا اور گرز جو پڑا تو ہاتھ دونون **قہرمان** کے تھرائے گرز چوب سے اُچٹ کر شانے پر پڑا کہ شانہ دیوانے کا نشانہ ہوا ضرب شدید پہونچی بیہوش ہوگیا آواز دی **قیلوس** نے کہ زدم و بستم کردم تو خبر اسکی عیار **قہرمان** کا جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا تو قہرمان کو بیہوش پایا پانی شہر پر چھڑکنے لگا لیکن اُدھر **فیروزہ دیوانہ** ایک تیغ مار کر دوڑا کہ او **قیلوس** غضب کیا تو نے کہ میرے ہمجنس کا یہ حال کیا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے اُدھر عیار **قہرمان** کو میدان سے اُڑا لے پر لاد کر لشکر کے سمت لیگیا علاج اُسکا ہونے لگا لیکن **فیروزہ** نے قریب پہونچتے ہی زنجیر ماری **قیلوس** نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ **فیروزہ** بھی زخمی ہوا اور پھر نعرہ کیا اُسنے کہ او **شہریار** کیا کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے اور ان بیچارون کو زخمی کرا رہا ہے آج خود میدان مین نہین آتا کہ داد مردی و مردانگی کی لے بس سننا تھا کہ شہریار مانند برق کالہ آتش کو مرکب کو تڑپا کر سامنے تخت ملک **پرسیپاسے فرنگی** کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا ای فرزند سپرد کیا تجھکو پروردگار عالم و مسیح مکرم کے شہریار نے سلام کیا بارد گرم مرکب پہ سوار ہو کر اس تیزی سے گھوڑے کو اُڑا کر طرف قیلوس کے چلا کہ جیسے شیر گرسنہ جانب شکار جاتا ہے امیر عالی وقار **حمزۂ ثانی** نامدار **قیلوس** کی جرأت و بہادری کی تعریف فرما رہے تھے اور **بدیع الملک** سے کہہ رہے تھے کہ بھئی دیکھو کیا اچھا جوان ہے مگر نہین معلوم کسکی قسمت کا ہے کہ شہریار کو جو اس ہما ہی سے **قیلوس** کی طرف آتے دیکھا فرمایا تیور اچھے نہین ہین اب خیر **قیلوس** کی نہین معلوم ہوتی اگرچہ وہ بھی سردار زبردست روزگار ہے مگر **شہریار** تو اس وقت اس آن بان سے جاتا ہے کہ مجھکو شباب شہزادہ **ملک قاسم** کا یاد آتا ہے بالکل اطوار اسکے مثل ہم لوگون کے ہین لیکن **شہریار** نامدار جس وقت قریب **قیلوس** پہونچا نعرہ کیا کہ باش اوخیرہ سر آپہونچا ملک الموت تیری جان کا لا ضرب بہادری کی **قیلوس** نے کہا بیٹے تو اپنا حوصلہ نکال لے ورنہ ہوس ہی باقی رہجائیگی **شہریار** نے کہا نہین جانتا تو مجھکو کہ مین دعوے **صاحبقرانی** کا رکھتا ہون اور یہ امرِ شان **صاحبقرانی** سے بعید ہے کہ پیشدستی کرون **قیلوس** نے کہا تو خبردار رہ یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور وار نیزے کا سینہ بے کینہ پر **شہریار** کے کیا شہریار نے پھرتی سے کج ہوکر ہاتھ بلند کردیا نیزہ زیر بغل آگیا ہر ایک کو یقین ہوا کہ نیزہ جگر کے پار ہوگیا اور شہریار مارا گیا قریب تھا کہ **پرسیپاسے فرنگی** تاج سر پر سے پھینک دے اور اہل فوج گریبان چاک کرین اور لشکر **ارغوان شاہ** اور **کیمخت شاہ** مین شور واہ واہ بلند ہوا تھا لیکن نیزہ جو شہریار کے زیر بغل آیا بس وہین سے بجلدی تمام داب کر نیزے کو بغل مین اب جو کس کے جھٹکا مارا بیچ سے دو ٹکڑے ہوئے نیزے کے یہ دیکھنا تھا کہ **پرسیپاسے فرنگی** اُچھل پڑا تمام لشکر کے لوگ حسب دستور فرنگ تالیان بجانے لگے اس حرکت پر امیر کشورگیر مسکرائے لیکن ہمہمہ **شہریار** کی نہایت تعریف فرمائی لشکر **ارغوان شاہ** کے لوگ حیرت مین آگئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اُنھین یقین ہوچکا تھا کہ شہریار مارا گیا لیکن **قیلوس** کہ بڑا زبردست پہلوان ہے افسر ہے کل فوج ملک **ارغوان شاہ** کا خفیف ہوا اور غصہ مین آکر وار کیا گرز گران بار کا شہریار نے نہ سپر بلند کی نہ گرز اُٹھایا دونون ہاتھ کلۂ گرز مین ڈالکر اس زور سے جھٹکا مارا کہ **قیلوس** عیال مرکب پر جھک پڑا اور گرز ہاتھ سے نکل گیا شہریار نے گرز اسکا چھین کر جو پھینکا ستر قدم کے فاصلے پر جا کر گرا لیکن **قیلوس** نے آواز دی کہ او فرنگی بچے غضب کیا تو نے کہ سر میدان مجھکو ذلیل کیا بڑا تو سرکش معلوم ہوتا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہے اور وار تیغ آبدار کا کیا شہریار نے تلوار کو کھینچی سپر نہ بلند کی آتی تلوار خیال مین کرکے وار کو بچا کر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا زور کشش کے ہونے

لگے گریبانون مین ہاتھ پڑ گئے گھوڑونکی جانون پر بنی ہوئی تھی کہ ایسے ایسے کوہ پیکرونکا بوجھ سنبھالے ہوے لنگر روک رہے تھے شہریار نے خیال کیا کہ یہ پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہی اگر کشتی کی نوبت آئی تو ضرور عرصہ لگیگا پھر آج بہرام کا مقابلہ رہجائے گا یہ سوچ کر عجب گھات کی کہ قصداً اپنا گھوڑے سے کودنے کا دکھایا اگر مرکب پر بیٹھا رہا قیلوس سمجھا کہ شہریار گھوڑے سے کودا چاہتا ہی بس ساتھ اسنے بھی زین خالی کیا گھوڑے کی پیٹ سے تو جدا ہوچکا تھا شہریار نے وہین لنگر اسکا روکا اور قائم کرکے اب جو ہکا مارا اسن سے اٹھا لیا بس چہار طرف سے ایک غلغلۂ تحسین و مرحبا بلند ہوا سرداران لشکر اسلام اس گھات پر اچھل پڑے اور فرنگیون مین تو گوپیان اچھلنے لگین لشکر ارغوان شاہ کے پہلوان کے رنگ اڑ گئے چہرے زرد پڑ گئے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی لیکن شہریار نے قیلوس کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا کہ نام عیار کا مہتر طیفور شیر دل ہی اور آپ آواز دی بہرام کو کہ او شجر پرست بس اب زمانہ تیرے پھولنے پھلنے کا گیا باد خزان نے باغ حسرت کو تیری تاک لیا آبھی گو کھڑے ہی میدان ہی مین چاہتا ہون جلد میرے تیرے فیصلہ ہوجائے تو پھر امیر عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار سے داعی صاحبقرانی ہون یہ سننا تھا کہ بہرام تیغزن نے گرگدن ابلق کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت کیخت شاہ کے آیا پیادہ ہوکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت جنگ چاہی کیخت شاہ نے کہا مین اجازت جانے کی ہرگز نہ دونگا دیکھ چکا ہون کہ اس بہادر نے ایسے ایسے دلاورون اور بہادرون کو کس کس آسانی سے زیر کرلیا اور مثل کرباس کہنہ کے قرطاس سے زبردست کو چیر کر پھینک دیا قیلوس ایسے دیو خصال اہرمن مثال کو یون گرفتار کرلے گیا اگر خدانخواستہ تجھکو کسی طرح کا چشم زخم ہوپہنچا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہوجائے گا کہ سوا تیرے دوسرا فرزند نہین رکھتا ہون اور فرزند بھی تجھسا زبردست روزگار بہرام نے جواب دیا کہ ای پدر نامدار خاک ہی ہماری زندگی پر اگر رسوا ہوکر جئے تمام عالم یہی کہے گا کہ بہرام نے اپنے نام پر طبل بجوایا دوسرون کو لڑوایا اور مارے خوف کے خود مقابلہ نکیا سامنے سے شہریار کے بھاگ گیا مین یہان سے جاکر کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا دوسرے یہ کہ حریف لوگ سے ہاہی بس اب نے رو گئے اور مجھسے ہاتھ اٹھائیے خداوند مجھل سر سبد سے مصروف دعا ہوجئیے وہ مجھکو فتح یاب کرین اور اگر پیمانہ عمر میرا لبریز ہوچکا ہی اور ہاتھ سے اسی کے قضا میری ہی تو کوئی چارہ نہین ورنہ مین بھی السام نہین ہون یا لقمہ چرب نہین ہون کہ کوئی مجھکو کھا لے گا کیخت شاہ نے مجبور ہوکر اجازت دی بہرام بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور نخ میدان کارزار کا کیا جس وقت سامنا شہریار کا ہوا ابنعزم نکاور زرنی گرگدن مست کو جولان کیا شہریار نامدار نہایت ہوشیار رہی خود مرکب پر سوار رہی حریف گینڈے پر مرکب اور گینڈے کی تکاور کہان چل سکتی ہی داہنی جانب باگ گھوڑے کی دبا دی یہ ادھر نکلا چلا گیا وہ اس طرف نکل گیا پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگو کے لیبار بہرام نے خبردار خبردار کہکر نیزہ بے کینہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند ہنے لگے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو افعی زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو مظلومونکی آہین ہم بغل ہو رہی ہین یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ نوبت ڈھائی سو طعن کی پہونچ گئی ہوگی آج کے مقابلے مین بہرام نے بھی کوئی بات اٹھا نہین رکھی ہے سارا فن سپہگری جسقدر جانتا تھا ختم کر دیا شہریار بھی تھا لیتا ہی کہ یہ کہانتک ہی بس اک مقام پر جب ہاتھ بہرام کا سست پڑنے لگا شہریار نے اس پھرتی سے بند باندھا کہ بہرام کو تبوت بھی نہوا نیزے کو مانند کاکل محبوبان کے پیچیدہ کرکے اس زور سے ہکا مارا کہ اگر بہرام ہاتھ سے چھوڑ دے

تو یقین ہے کہ ہاتھ شانے سے اُکھڑ جائے نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوا ہر طرف واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین امیر کشور گیر نے بھی تعریف کی کہ شہر یار نہایت تیز دست معلوم ہوتا ہی لیکن نیزہ جو ہاتھ سے بہرام کے نکلتا ہے جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا کہ سامنے ہزارون بہادر ونکے مجھے ذلت ہوئی پکارا اے شہر یار غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے اُس شخص کے ہوائی کیا کہ بہرام گردون بھی جسکی وہشت سے زندہ درگور ہونا قبول کرے لیکن مقابلہ کرے خیر کہان جاتا ہی بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر جھپٹ کر آرابے سے جو دست گران سنگ آسمان رنگ برچہ کوہ گیارہ سے من کی ضرب اُٹھا کر سپر برچرخ دیگر شہر یار پر وار کیا کہ یہ طمانچہ اجل کا ہی شہر یار نے برابر سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو سپر پر پڑتی ہی اک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ شہر یار گرد مین چھپ گیا نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری اسنے آواز دی کہ زدم و بست کردم پر سیسائے فرنگی نہایت مضطر ہوا اور طیفور خیر دل کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور چھاگل پانی کی ہاتھ مین لئے ہوئے قریب آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہر یار کے ہر سر موبن موسے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین طیفور پکارا ای شہر یار ہوشیار ہو جیتے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی شہر یار نے چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا مرکب کی کمر مرکب کی شکستہ ہی اور جابجا سے زخمی ہو چکا ہی بس وہین سے تیغ کھینچکر جھپٹا کر او بہرام غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا کب چھوڑتا ہون تجھکو لیکن جس وقت قریب گردن بہرام کے پہونچا تیغ نیام مین کرلی اور جھککر سر فسکم کر گردن مین اڑا کر دونون ہاتھون سے چارون پاؤن گینڈے کے پکڑ کر ہُمکا مارا کہ لنگر مرکب کا ٹوٹا پاؤن زمین سے اونچے ہو گئے مع راکب و مرکب اُٹھا لیا اور لے چلا طرف خندق کے کہ جو اُسی صحرا مین واقع تھی اور قصد کیا ماروں اسی خندق مین کہ یہ زندہ درگور ہو جائے لیکن شہر یار کے اس زور پر فرنگی تالیان بجانے لگے شجر پرستون کے چہرے مانند گل پژمردہ کُمھلا گئے ارغوان شاہ کے چہرے کا رنگ صد رنگ اڑ گیا لشکر اسلام سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی امیر نے انگشت حیرت دانتون مین دبائی رستم ثانی نے بے اختیار ہو کر فرمایا کہ واقع مین کیا قوت دکھائی ہی شہر یار نے اتنے مین امیر کشور گیر نے بدیع الملک سے فرمایا کہ اس وقت مجھکو منجھلے بھائی صاحب یعنی شاہزادہ علم شاہ رومی یاد آ گئے اگرچہ اتنا نہ سہی لیکن شہر یار بھی مرد شہ زور معلوم ہوتا ہی ہر کس و ناکس اسکا مقابلہ نہین کرسکتا یہ کلمہ امیر کی زبانی سنکر شاہزادہ رستم ثانی لندھاوہ بن لندھور کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ مین نے سنا ہی کہ دادا جان نے تمھارے باپ لندھور بن سعدان کو مع فیل اُٹھا لیا تھا اگرچہ اُس زمانے مین نہ مین پیدا ہوا تھا نہ تم پیدا ہوئے تھے لیکن سنا گیا ہی کہ یہ خبر نہایت صحیح ہی اُس انداز کا زور اس فرنگی نے بھی کیا ہی کو سہی نام میرا رستم کہ اگر مجھسے مقابلہ ہوا تو شہر یار کو مع مرکب اُٹھا لونگا بڑا زور اسنے دکھایا ہی لندھاوہ خفیف ہوا لیکن جواب دیا کہ آپنے یہ بھی تو سنا ہوگا کہ اُس وقت مین لندھور پدر بزرگوار عشق مین ملکہ مہران فیل زور کے مبہوت ہو رہے تھے ورنہ ممکن تھا کہ بردہ دنیا پر کوئی بھی انکو مع فیل اُٹھا لیتا جس شخص نے سات روز امیر کشور گیر سے زور کیا ہو مجال تھی کسی کی کہ اُسے مع فیل اُٹھا لیتا وہ اک وقت ہو گیا رستم نے کہا بھئی ہم لوگ تو صاف گو ہین اسی سے بُری ہین ہمین خوشامد تو آتی نہین ہم تو تلوار کی زور سے بادشاہ کے دل مین گھر کرتے ہین خوشامد سے نہین دل مین جگہ کرتے یہ انہین لوگون کو مبارک ہو جو خوشامد کے عادی ہین اگرچہ لندھور عشق ملکہ مہران فیل زور مین چور تھے لیکن ستر من سوز کا گرز اور قبیل کل اسلحہ بھر لندھور کا لنگر اُسیر طرہ فیل کا بار عظیم کیا عشق نے اس بوجھ کو بھی ہلکا کر دیا تھا لیکن

شہریار نامدار بہرام کو مع گرگدن اٹھائے ہوئے جو طرف خندق کے چلا کوئی بیس قدم گیا ہوگا بہرام نے دیکھا جان بچتی ہوئی نہین معلوم ہوتی اگر اسنے خندق مین پھینکا تو جانبر ہونا دشوار ہے وہین سے جست کرکے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر شہریار پر جھپٹ پڑا شہریار نے اسی گرگدن کو بہرام پر کھینچ مارا بہرام نے دیکھا کہ یہ پہاڑ سر پر گرا چاہتا ہی وہی تلوار جو ہاتھ مین اوسنے کھینچی ہوئی تھی ایک ہاتھ مار کے گرگدن کے دو ٹکڑے ہوئے شہریار نے کہا کیا خوب یہ وہی مثل ہی کہ کون ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے لیکن بہرام مرکب کو اپنے مار کر پشیمان بھی ہوا کہ ایسا گرگدن اب ملنا دشوار ہی لیکن اگر اُسے نہ مارتا تو اپنی جان جاتی تھی گر بھرے ہینسے کی ہائی ہوئی نہ اُگلتے بنے نہ نگلتے اُس غصّہ اور پشیمانی مین شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھ دیکھکر افسران فوج مرکبون کو اڑا اڑا کر قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے اُدھر کیخت شاہ ارغوان شاہ قیماس بلند آواز ارجاس مردم در تمثال مردم درادھر ریسیاسے فرنگی شمائل خان بن جذائل خان فیروزہ دیوانہ قہرمان دیوانہ باوجودیکہ زخم سر پر پٹیان چڑھی ہوئی ہین مگر جانین لڑی ہوئی ہین امیر نے جو یہ رنگ دیکھا عمرو سے فرمایا خواجہ جی چاہتا تھا کہ مین بھی قریب سے تماشا اس کشتی کا دیکھون لیکن کیا کہون لڑائی کافرون سے ہی ایسا نہ ہو وہ لوگ میرے جانے سے کچھ برہم ہون اُنمین زیادتی میری سمجھی جاے عمرو نے کہا یا امیر آپکے تشریف لیجانے سے سب خوش ہونگے کوئی برا نہین مانے گا بلکہ پہلوانون کے زور جرأت کی آپ سے داد ملیگی امیر بھی مع جوانان لشکر اسلام قریب سے آکر تماشا دیکھنے لگے لیکن دونون پہلوان مانند شیر باہم مصروف تلاش تھے جھڑا کا کشتی کا بندھا ہوا پیچ بندھ رہے تھے زور کشمکش کے ہو رہے تھے اسی حالت مین وہ وقت آگیا کہ صحراے فلک مین خیمہ سیاہ شب برپا ہوا چراغان انجم کی روشنی پھیلی مشعل ماہ کو جلوہ ملا جتنے سردار تھے ہر فوج کے سب کی جھولداریان نمگیرے آکر استادہ ہونے سے امیر کشورگیر کا بھی نمگیرہ کارچوبی جواہر نگار آکر استادہ ہوا میدان جنگ مین عجب سمان نظر آتا تھا کہ اُدھر سرداران زخمی شہریار کے مانند شمائل خان بن جذائل خان وکرتوس بن قرتوس تبرزن وقہرمان دیوانہ وفیروزہ دیوانہ چھوٹے چھوٹے نمگیرون کے نیچے دنگل بچھائے بیٹھے ہوئے ہین بیچ مین تخت ملک پر ریسیاسے فرنگی اُدھر ایک تخت پر ارغوان شاہ وکیخت شاہ پدر بہرام ارجاس مردم در تمثال مردم درقیماس بلند آواز یہ سب سردار قیام پذیر ہین آنکھین لڑی ہوئی بلکہ جانین لڑی ہوئی ہین کہ دو افسر فوج لڑ رہے ہین دیکھئے کیا ہوتا ہی امیر کشورگیر صاحب چار شمشیر زیب وزینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزۂ ثانی ایک نمگیرے کے نیچے شاہزادۂ بدیع الملک شہنشاہ گوہر کلاہ لندھور ثانی فرامرز عاد مغربی کرب دلاور نور الدہر بن بدیع الزمان داراب کشورکشا داہنی جانب بائین سمت رستم ثانی مالک ثانی جمہور جہان سوز تبرزن کیخسرو نامدار ایرج عالی وقار قمہور دیوپرور یہ کیسے کیسے سردار بیٹھے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یکایک بہرام نے کہا ای شہریار شب واسطے آسایش کے ہی مین تجھے مہلت دیتا ہون کہ اس وقت جنگ موقوف کرو ہم تم دونون راحت سے بسر کرین صبح کو پھر لڑلینا شہریار نے کہا ای بہرام مجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی اور صاحبقران کا یہ دستور نہین کہ بغیر معاملہ یکسو کئے ہوئے میدان سے پھرین مین نے سنا ہی کہ صاحبقران اول کا بھی یہی دستور تھا اور صاحبقران ثانی جو سامنے دنگل شوکت پر متمکن ہین اُنکا بھی یہی آئین ہی مین بھی اسی قاعدے کا پابند ہون غرضکہ دونون طرف سے حسب دستور ایک کاسہ شیر آیا دونون پہلوانون نے پیا پھر مصروف تلاش ہوے آن واحد مین زور کرکے سب پسینہ مین نکال دیا

کہانتک بیان کیا جائے کہ شام کو بھی جھگڑا ایکسو نہوا اُسی طرح زور صبح تک ہوا کئے صبح کو پھر ایک ایک کاسہ شربت پیا
اور مصروف کشتی مین ہوئے یہانتک کہ دن بھی تمام ہوا لیکن وہی حالت ہی کہ شہریار بہرام کو تلے نیچے پکڑ لاتا ہی تو بہرام
زور کرکے نکل جاتا ہی بہرام پکڑ لاتا ہی تو شہریار نکل جاتا ہی کوئی کسی سے دبتا نہین دلاوران نامدار زورون کی داد دے
رہے ہین اسی حالت مین تیسرا دن ہوا اب یہ حالت ہی کہ آنکھین دیکھنے والون کی جاگتے جاگتے درم کر آئی ہین
جب بہرام زور کرتے کرتے سو جاتا ہی تو شہریار چونکا دیتا ہی کہ ای پہلوان یہ میدان جنگ ہی خوابگاہ نہین ہی یکایک
بہرام کے ایک ہاتھ شہریار کا گردن پر زور سے پڑگیا کہ بہرام کو ناگوار خاطر گذرا بس دونون بازو شہریار
کے مضبوط پکڑکر سر سینہ سے ملا کر اہی یدا فند تخل سر سبد کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہی پانچ قدم دوڑا لیگیا
اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا آشنا زمین ہوگیا مگر زنجیر کا بند ہاتھ مین پکڑ کر چاہا اُٹھالون اور ہکا مارا کوئی بالشت بھر زمین
سے بلند کرلیا طیفور شیر دل عیار شہریار نے آواز دی کہ واقع مین جب وقت بد انسان پر آتا ہی تو آسمان زمین
دشمن ہوجاتے ہین دیکھتا ہون کہ اس وقت زمین آپ کو اُچھالے دیتی ہی پانون جمتے نہین وہ لنگر صاحبقرانی
کہان ہی بس یہ آواز جو کان مین شہریار کے پہونچی اور اپنے کو زمین سے بلند پایا غیرت مین آگر جو ہکا مارا بہرام
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کمر تک غرق زمین ہوگیا اور زمین سے بازو بہرام کے تھامے سر سینہ سے ملایا اور مسیح
دوران کا نعرہ کرکے جو زور کرتا ہی تو نو قدم دوڑاے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے بہرام کے زمین سے آشنا ہوگئے
بس اب جو ہکا مارتا ہی یہ تو بنے دیکھا کہ گھٹنے بہرام کے زمین سے مل گئے لیکن اب جو خیال کیا تو سر بلند
پایا اس پھرتی سے شہریار نے اُسکو ہاتھ پر اُٹھایا کہ معلوم نہوا ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی فرنگی
تالیان بجانے لگے نقارہ فتح پر چوب پڑی شہریار نے سپر چرخ دیگر ارادہ کیا کہ مارون زمین پر کہ استخوان پارہ پارہ
ہوجائین بہرام نے کہا امان فرمایا بشرط ایمان بہرام نے قبول کیا شہریار نے آہستہ سے زمین پر اُتار دیا اور
کہا کہ ای بہرام پھر جا اپنے لشکر مین کل ہم دربار عام کرینگے تو مع فوج و لشکر آنا پادری صاحب سچ کہین گے اگر
تمھین دین نصاری حق معلوم ہو تو ایمان لانا بہرام نے کہا اگر مین اپنے لشکر مین جاکر آپ سے دغا کرون فرمایا
تو دغا کریگا تو سزا پائے گا پھر خداوند عالم تجکو گرفتار کرادے گا بہرام شہریار کی اس جرأت و نوازش کا
غلام ہوگیا اور آکر کیمخت شاہ و ارغوان شاہ سے ملا یا شہریار ادھر اپنے لشکر کی طرف چلا امیر عالی مقام
شہریار کی تعریف کرتے ہوئے طرف بارگاہ سلیمانی کے تشریف لائے شب سرداروں نے بہ راحت و آرام
بسر کی جب صبح ہوئی پھر دربار معمور ہوا بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے
سب سردار اپنے اپنے منصب کے موافق آکر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھے امیر نے خواجہ سے
فرمایا کہ مین نے سنا ہی کہ آج لشکر شہریار مین جشن کا سامان ہی اور کوئی پادری بطور وعظ و پند اسپیچ کہے گا کیون
خواجہ بارگاہ غیر ہی لیکن قابل دید و سیر ہی عمرو نے کہا حمزہ اگر شہریار کو تیرا حال معلوم ہوگیا تو اک
فساد عظیم برپا ہوگا اور تو اک نامی شخص ہی تیرا جانا چھپ نہین سکتا امیر نے فرمایا کوئی تدبیر تو بتا عمرو نے کہا
ہان تدبیر ہی لیکن تم لوگ اُسے منظور کیون کرنے لگے کہ روپیہ کا صرف ہی بارہ ہزار روپیہ مین ایک روغن
تیار ہوتا ہی کہ جسکے منھ پر مل دیا جائے اگر سانولا رنگ ہی تو گورا ہوجائے گا اگر گورا رنگ ہی تو سانولا ہوجائے گا
امیر نے فرمایا او دزد ابن دزد تو کچھ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا ہی کیونکہ دوسرا درجہ بھی ہی کچھ تیری طبیعت
کا رنگ کچھ تیرے باپ کا اثر دونی قوت ہوئی تیرا لالچ تجھے ایک دن بہت خراب کرے گا یہ فرماکر

کوڑا پکڑ کر اُٹھے عمرو نے دیکھا تیور بڑے ہیں کہا حمزہ میں تجھسے ہنستا تھا میں ابھی تدبیر کئے دیتا ہون روغن
میرے پاس تیار ہے سردست روپیہ تھوڑا صرف ہوگا جب تیرا جی چاہے مجھے دیدینا امیر نے فرمایا واللہ ایک
حبہ نہ دونگا عمرو نے جلدی سے ایک شیشی زنبیل سے نکال کر پیش کی کہ اچھا نہ دوگے تو کیا یہ مال کسکا ہے تیرے ہی
سرکار سے پیدا کیا ہے تیرے ہی کام مین آجائیگا بموجب مشہور کہ عطائے تو بہ لقائے تو امیر نے فرمایا کہ احسان
بھی رکھتا ہے اور وہ شیشی ہاتھ سے لے لی جبکہ شام کا وقت ہوا امیر مع عمرو و چند سرداران نامی مثل بدیع الملک
و رستم ثانی و نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان و مقبول بن مقبل و معروف بن اسد و تہمتن شاہ گوہر
کلاہ وغیرہ اندر خیمہ کے آئے اور وہ روغن سب کے منہہ پر ملا دیکھا کہ واقع مین جسکا سانولا رنگ تھا وہ گورا ہوگیا
جسکا گورا رنگ تھا وہ سانولا معلوم ہونے لگا عجب طرح کا روغن تھا اب امیر نے فرمایا کہ چلو لشکر شہریار
مین یہان تو چلنے کے سامان ہین لیکن وہان شہریار نامدار نے بہت بڑا جشن جام کیا ہے گرمی کی فصل ہے شب ماہ
ہے صحرا کی ہوا اور فضا تمام صحرا مین چراغان ہوا ہے درخت تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلین آویزان ہین بادلے
کی جھالرین آفتاب کی کرن کا لطف دکھاتی ہین بلکہ شعاع مہر کو نظرون سے گراتی ہین فرش بارہ کوس تک
ہوا ہے کہ زمین سفید سنگ مرمر کی معلوم ہوتی ہے دو سو مقام پر صحبت رقص و غنا ہے جابجا مجرے ہو رہے ہین نازنینان ماہ
پیکر زہرہ خصال ناچ رہی ہین مقام صدر پر تخت ملک پر نسیائے فرنگی کا لگا ہے سردار گرد و پیش جمع ہین شہریار
دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہے سامنے ایک حور جمال پری تمثال عجب کرشمہ و ناز سے گا رہی ہے دل ہر کس و ناکس
کا لبھا رہی ہے جام بادہ گلنار گردش مین ہے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کا ہاتھ مین لیے صراحی جواہر نگار سے
مے گلنار اُنڈیل کر دے رہے ہین اور مشتاقان دختر رز آغوش تمنا پھیلائے یہ شعر ورد زبان کرتے
ہین شعر بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ؏ رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ایک عجیب
عالم ہے ہر طرف آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی بلند ہے لیکن یہان سے کچھ حال بہرام تیغزن کا بیان کیا جاتا ہے جو
اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر اپنے باپ سے ملا ہے دم محبت شہریار کا بھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ اے پدر نامدار مجھے آج تک ایسا شہریار جوانمرد وصف خلق نظر نہین آیا کوئی بھی ایسا کرے گا کہ دشمن کو زیر کرکے پھر
اس طرح چھوڑ دے اسکو ایسا بھروسا اپنے خدا پر ہے جیسی خدا اسکی مدد کرتا ہے بیشک دین اسکا برحق ہے اور مذہب
ہمارا ہیچ ہے کیسا کیا ہمنے خداوند نخل سرسبز کو پکارا لیکن خداوند تو نخل تصویر ہوکر رہ گئے کچھ خبر ہماری نہ لی معلوم
ہوتا ہے کہ خداوند مین کچھ طاقت ہی نہین واقع مین کہ ایسی شئے کو خداوند کہنا بالکل عقل کے خلاف ہے کہ جسکے پھل کھائین
لکڑیان جلائین مین تو اس دین پر لعنت کرتا ہون اور دین شہریار اختیار کرتا ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے
اور ساتھ میرے غلامی شہریار کی اختیار کرے اور جسکو نہ منظور ہو وہ چلا جائے اُسنے مجھے کس مدی سے زیر
کرکے یون چھوڑ دیا اب مین اُسکے قدمون کو کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُسی وقت اُٹھا اور طرف لشکر شہریار کے
چلا سبنے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین کیبخت شاہ بھی ساتھ ہوا ارغوان شاہ بھی برائے سیر جشن شہریار ہمراہ
بہرام روانہ ہوا ہرکارون نے شہریار کو خبر دی شہریار نے قمائل خان بن خذائل خان و قہرمان دیوانہ
و فیروزہ دیوانہ سب کو واسطے استقبال کے روانہ کیا یہ سب گئے اور شہریار کی نوازش کا حال بیان کیا بہرام
بہت خوش ہوا اور کیبخت شاہ سے کہا ملاحظہ کیا حضور نے یہ اخلاق و مروت تو صاحبقران مین بھی شاید ہو
لائق صاحبقرانی یہی شہریار ہے اور دیکھ لیجئے گا جس دن سامنا ہوگا اور مقابلہ پڑے گا اُس دن حال معلوم ہوگا

امیر کو ساری صاحبقرانی معلوم ہو جائیگی غرضکہ تعریفین کرتا ہوا داخل جلسہ ہوا شہر یار نے جو مقام کہ اُسکے واسطے
معین کر رکھا تھا وہان جگہ دی کیخت شاہ وارغوان شاہ تخت پر بیٹھے سرداران کے شل قیماس بلند آوازوارجاس
مردم درو تمثال مردم در اپنے دنگلون پر بیٹھے بہرام کا دنگل ان سب سے بالادست بچھوا رکھا تھا بہرام اپنے دنگل پر
بیٹھا اسی وقت شہر یار نے قید قلیوس بلند بالا کی طلب کی اور ہاتھ سے اپنے ہتھکڑیان بیڑیان اسکی کاٹ کر
خلعت دیکر اسکے بیٹھنے کو بھی دنگل عنایت کیا قلیوس اس نوازش پر اور بھی بندہ بے دام ہوا اور زیر تو پہلے ہی ہو چکا
تھا اب انتظار ہے شہر یار کو کہ امیر با توقیر بھی شاید آجائین تو اپنے دنگل سے بالادست چند دنگل اسنے بچھوا رکھے
ہین لیکن پر سیپلاے فرنگی نے کہا ای فرزند بھلا حمزہ کا یہ دماغ ہے کہ وہ یہان آئے گا ہان بعد مسیح جس روز
تو اسے زیر کرکے لائیگا اُس دن وہ بیشک آئیگا لیکن ہرکارون نے خبر امیر کشور گیر کو پہونچائی کہ جلسہ ہو رہا ہے
مگر ابھی اسپیچ نہین شروع ہوئی سنا ہے کہ بارہ بجے شب کو اسپیچ ہوگی اور دس بج چکے ہین امیر نے سردارون
سے فرمایا کہ وہانتک پہونچنے مین بھی کچھ عرصہ ضرور ہی گذرے گا لہذا اب چلنا چاہیے کیونکہ ہمین تو اشتیاق اسپیچ کا
ہے عمرو نے کہا بسم اللہ غرضکہ امیر عالی مقام مع سرداران ذوالکرام بہ لباس معمولی رنگ رو مبدل کیے ہوئے
طرف لشکر شہر یار کے روانہ ہوئے جس وقت قریب پہونچے دیکھا کہ جابجا ناچ ہو رہا ہے آواز ساز سے تمام صحرا
گونج رہا ہے سمان بندھا ہوا ہے ایک نازنین ماہ جبین یہ غزل گا رہی ہے

غزل

الگ کاٹینگے خود بیٹھے ہین مرنے پر کمر باندھے
نہین جب سلسلہ باقی تو اب رونا ہی ہیکا
بند ہین صیاد کی شکین اگر بلبل کے پر باندھے
شب فرقت کی تاریکی بیان ہم کسطرح ہوتی
لگائے تیر کو چیتون نشانہ کیا نظر باندھے
اتو چیر کرنا کس سے بگڑے کسی موت آئے
لفافے کو مگر سے خوب کبکر نامہ بر باندھے
جیانے و ملی دل ناز برداری کی خواہان ہے
مگر بیٹھے ہین ہم امید پہ عزم سفر باندھے

غم دشمن مین گیسو اُنکے بکھرانے تو ہین جانون
عبث لڑیان نہ اشکون کی ہماری چشم تر باندھے
نہین ایذا کی وسعت اس صبر و تحمل مین
سر شام اُسنے جب کھولے نہ گیسو رات بھر باندھے
امید قتل پر آنہین یارب یہ اب کیا ہے
کہ نکلے ہین وہ گھر سے آج شمشیر و سپر باندھے
جو ہمی انجمن مین بیتابی تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے
وہ آنکھین کھولدینگے ہاتھ کوئی بیشتر باندھے

نہ لے خون اپنے سر قاتل نہ شمشیر و سپر باندھے
ابھی سے کیون ہوائین بنی آہ بے اثر باندھے
ہما نہین صبر مظلومونکا خالی جا نہین سکتا
نہ بھیلے داغ دل چکے نہ اب زخم جگر باندھے
قرار آکے جا نہین بسمل کو قاتل سوچین جب ہم
کفن پہنے مین بیٹھا ہون کھڑے ہین کمر باندھے
یہ خط عاشق کا ہے سو طرح کی افتادین گذرینگی
سمجھکر آج پھی زخم دل پہ چارہ گر باندھے
طلب کرتا نہین گو آرزو وہ یا الٰہی پروا

اس مزے سے وہ نازنین اس غزل کو گاتی کہ مست کر دیا سب جھومنے
لگے امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر مثل عوام الناس کے تماشائیون مین ملکر کھڑے ہوئے یہ سب تماشے دیکھ
رہے تھے مگر عمر و خانی انکو عالم محویت مین چھوڑ کر غائب ہو گیا لیکن دیکھا امیر نے کہ بارہ بجے شب کے صحبت
رقص و غنا برخاست ہوئی طائفے رخصت ہوئے پادری صاحب کی آمد کا غل ہوا وسط جلسہ مین نہایت
بلند کرکے اک تخت نصب کیا گیا اتنے مین دیکھا کہ اک مرد ضعیف باریش سفید لوگ بغلون مین ہاتھ دیے ہوے
سامنے سے نمودار ہوا پر سیپلاے فرنگی اور تمام سردار مع شہر یار با وقار واسطے پیشوائی کے چلے استقبال کرکے
لائے تخت پر بٹھایا پادری صاحب نے کھڑے ہو کر اسپیچ شروع کی پہلے بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بعد
اسکے مدح جناب عیسٰی اسکے بعد کچھ نصایح بیان کیے ظلم سے ممانعت ترقی قوم کی صورتین کہ یکایک جانب
فلک سے روشنی نمودار ہوئی اک برق سی چمکی گھبرا کے دیکھنے لگے اک تخت نظر آیا کہ اوپر اُسکے ایک مختصر
شامیانہ کھنچا ہوا آگے اُسکے گیلاس سبز و سرخ روشن اور ایک شخص بڑے قد و قامت کا باریش دراز و بزرگ

طویل نمودار ہوا جس وقت تخت بالاے ہوا سے اتر کر قریب پہونچا اور مرد پیر نے بطور اہل نصاری سلام کیا اور نعرہ کیا کہ منم نائب عیسیٰ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین تمھارے پیارے مسیح کی طرف سے آیا ہون اور تمھارے واسطے ہدیہ و پیغام لایا ہون فرمایا ہی جناب مسیح نے کہ آج کل تم لوگون سے ہم نہایت خوش ہین کیونکہ تم لوگ رواج دین مین اپنی جانین لڑائے ہوے ہو اور شہریار کو واسطے صاحبقران کرنے کے مین آیا ہون بانہاے صاحبقرانی اسکے واسطے لایا ہون سب متحیر تھے امیر کشورگیر نہایت تعجب مین تھے کہ یارب یہ کیا اسرار ہے رستم ثانی و بدیع الملک وغیرہ سے ارشاد کیا کہ ایسا معرکہ پدر نامدار کے زمانے مین بھی کبھی نہ گذرا ہوگا لیکن فرنگیون کے عقیدے اور بھی زبردست ہو گئے سب کے سب جناب عیسیٰ کو پکارتے تھے اور شکریہ ادا کرتے تھے لیکن نائب عیسیٰ سے پوچھا کہ اسم عالی حضور کا کیا ہے کہا مجھکو گردان گردون نشین کہتے ہین سب نے عرض کی کہ ہم امیدوار ہین کہ ہدیہ و پیغام جو آپ ہمارے واسطے لائے ہین بیان فرمائیے تاکہ ہم عمل اسپر کرین یہ سنکر گردان گردون نشین کھڑے ہو گئے اب تخت انکا کوئی چار گز زمین سے بلند بالاے ہوا قائم ہے غرضکہ گردان گردون نشین نے تقریر شروع کی کہ ای مسیح کے ماننے والو تمھارا مسیح آج کل تم سے بہت خوش ہی اور فرماتا ہی کہ اگر تنی قدر بھی ہماری کرتے تو ہم تمھین چھوڑ کر آسمان پر نہ چلے جاتے افسوس کہ پہلے تمنے قدر ہماری نہ کی بموجب مشہور کہ قدر نعمت است بعد زوال + ہم بیان سے تمھارے واسطے خدا وند عالم سے دعا کرتے ہین کہ وہ تمھین راہ نیک بتائے شاباش و مرحبا اسی سرگرمی کے ساتھ ترقی دین و ترقی قوم مین تم لوگ مصروف رہو کہ اک روز انجام اسکا بہت اچھا ہوگا کہ دنیا مین راحت اٹھاوگے عقبیٰ مین آرام پاؤگے یہ تھوڑی زندگی اپنی غنیمت جانو جو کچھ اس وقت مین ہو جاے وہ غنیمت ہی کیونکہ وقت جاکر پھر ہاتھ نہین آتا دنیا پر نظر کرو کہ جو لوگ تمسے پہلے پیدا ہوئے تھے وہ اب کہان ہین لیکن جن لوگون نے کارہاے نمایان کیے نام انکا ابتک زندہ ہے غزل

بت پرستی ہو عبادت کی جگہ
دیدنی ہے انقلاب روزگار
سنگریزے مال و دولت کی جگہ
شامیانہ بن کے حسرت چھائی ہے
عالم فانی ہے عبرت کی جگہ

کتنی تصویرین نہین تصویر کل
اب عداوت ہے محبت کی جگہ
قطعہ
مرقد جمشید و کیکاؤس پر
داغ دل ہے شمع تربت کی جگہ

حال کعبہ کا ہے عبرت کی جگہ
عالم صورت ہے سیرت کی جگہ
گنج قارون مین بھرے ہین ٹھیکرے
بیکسی ہے جاہ و حشمت کی جگہ
مل گئے مٹی مین لاکھون آرزو

بعد اون اشعار عبرت آثار کے کہا کہ ای شہریار تم کس خواب غفلت مین ہو تمھاری بارگاہ مین اس وقت وہ شخص موجود ہی کہ جسکو ثانی سلیمان لوگ کہتے ہین یعنے امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی یعنے جناب امیر حمزہ ثانی وہ داہنے جانب جو صف تماشائیون کی ہے اس طرف بلباس معمولی کھڑے ہوئے ہین اور ساتھ انکے بدیع الملک و رستم ثانی وغیرہ بھی ہین شہریار متحیر ہو کر طرف امیر باتوقیر کے آیا اور عرض کی کہ حضور تشریف لائے ہین مینے تو پہلے تشریف آوری کا انتظام کر رکھا تھا دنگل مقام اعلیٰ پر بچھوا دیے تھے بس اب مجھکو ذلیل نہ کیجیے اور ایسے مقام نامناسب پر نہ تشریف رکھیے لیکن امیر نہایت متحیر ہوے کہ یارب یہ کیا معاملہ ہے یہ کوئی ساحر ہے کہ اسنے مجھے پہچانا یا منجم ہے کون ہے لیکن اسی حیرت کے عالم مین دنگل شوکت پر مع سرداران ذوالاکرام متمکن ہوے گردان گردون نشین نے کہا یہ تعجب کا مقام نہین اکثر ذکر آپ کے والد ماجد کا اور نیز تذکرہ آپکا صحبت جناب عیسیٰ مین رہتا ہے آپ کوئی معمولی لوگون مین تو ہین نہین جسکا پہچاننا دشوار ہوا ہے مین آپکو چند پتے اور

دون اک خبر تازہ پہلے سن لیجیے کہ آپ صاحبقرانی سے معزول کیے گئے اور اب شہریار کی صاحبقرانی کو زمانہ
ہوگا یہ کہکر جانب پشت اشارہ کیا کہ لاؤ دیکھا کہ کشتی ہاتھ پر نمودار ہوئی اسی طرح سات کشتیان گردان گردون
نشین کے ہاتھون پر نمایان ہوتی نظر آئین وہ کشتیان شہریار کو مرحمت ہوئین اور فرمایا کہ اسمین یا نہاسے
صاحبقرانی ہین یہ تمکو مسیح کی جانب سے عنایت ہوتے ہین اسوقت بارہ ہزار فرشتے میرے ہمراہ ہین یہ اسباب
انھین کے پاس تھا تم لوگون کو وہ نظر نہین آسکتے کیونکہ جسم انکے لطیف و نورانی ہین اس واقعہ پر وازی سے
امیر کو حیرت ہے تصویر بنے بیٹھے ہین لیکن شہریار کی یہ کیفیت ہے کہ پھولے نہین سماتا ہے فرنگیون کے اعتقاد افزون
ہوتے چلے جاتے ہین ہر سپاہ فرنگی منتین اور خوشامدین نائب عیسی کی کر رہا ہے لیکن جسوقت کشتی
پوش ہٹائے گئے دیکھا کہ ایک کشتی مین خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ وغیرہ رکھا ہے دوسری کشتی مین
داستانے زرہ موزے وغیرہ ہین تیسری کشتی مین گردہ سپر رکھا ہوا ہے چوتھی کشتی مین شمشیر آبدار پانچوین کشتی مین گرز
گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ بیندہ سوسن کی ضرب چھٹی کشتی مین کمان و ترکش ساتوین کشتی مین
خنجر کٹار وغیرہ یہ سب چیزین ہین اور نام ہر شے پر شہریار کا کندہ ہے گردان گردون نشین نے کہا کہ بابا تمکو مسیح نے عنایت
فرمائے ہین اور ارشاد کیا ہے کہ انھین کو زیب جسم کرکے امیر ثانی سے مقابلہ کرنا اور ادھر آؤ کہ ہم تمکو نظر کردہ کرین
شہریار دوڑ کر قریب تخت آیا گردان گردون نشین نے دست مرحمت رکھا اور کہا جاؤ اب پشت تمھاری زمین کو نہ
لگے گی شہریار سلام کرکے پھر اپنے ڈنگل پر آکر بیٹھا اسباب صاحبقرانی رکھوا لیا اور ان کشتیون کو زر و جواہر
سے پر کرکے نائب عیسی کی خدمت مین پیش کیا نائب نے سب کشتیان لیکر بالاے ہوا غائب کین اور کہا ای فرشتو یہ کشتی جواہر خدمت
مسیح مین پیش کرکے کہدینا کہ یہ نذر ہے اسے آپ قبول فرمائین بعد اسکے ہر شخص نے حسب لیاقت نذر گذراننا شروع کی یعنی سپاہ فرنگی
و کجبخت شاہ بہرام و جملہ سرداران نامی وغیرہ نے تاج ارغوان شاہی بھی ایمان لایا اور مذہب صنم پرستی کو بدل کیا اور نذر گذرانی
بعد اسکے معمولی لوگون نے بھی حسب حیثیت نذر دی جب نذرین گذر چکین تو گردان گردون نشین حضرت امیر با توقیر کے مخاطب
ہوے اور فرمایا کہ بہتر و لازم یہ ہے کہ آپ بھی مذہب اپنا تبدیل کر ڈالیے دیکھیے مذہب عیسوی کیا مذہب ہے اگر آپ
اس آئین کو جاری کرینگے تو صاحبقرانی آپ کی بھی قائم رہجائیگی لیکن صاحبقران کوچک کہلائیے گا اور
صاحبقران اعظم شہریار نامدار کہلائے گا یہ کہکر فرمایا کہ ہمارے آپ کے مذہب مین کچھ ایسا فرق نہین کیونکہ خدا کو
ہم آپ دونون برحق جانتے ہین لیکن نبی آپ کے اور ہمارے اور ہین مگر ہمارے نبی وہ ہین کہ جو بغیر باپ کے پیدا
ہوے ہین پس کیسے پاک و طاہر ہوئے آپ کے نبی مین یہ بات نہین ہے امیر نے فرمایا آپ مجھے نصیحت
نہ کیجیے آپ شہریار سے صاحبقرانی میری چھنوا دیجیے مجھے منظور ہے گردان گردون نشین نے کہا افسوس
آپ کے والد ماجد بھی نہایت ہٹ دھرم تھے ویسا ہی مزاج آپ کا بھی معلوم ہوتا ہے انھون نے بھی شاہ عیاران
عیار بیباک طرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار سے شخص سے کہ لقب شاہزادہ ولایت اول کا اسی کے واسطے زیب
تھا بگاڑ کر کیسی کیسی زحمتین اٹھائین اور ایک دفعہ سے کافر کی ناک کاٹ لینے پر اسکے ساتھ کیا کیا ظلم کیے کہ جان
کے درپے ہوگئے اگر وہ شخص نہوتا تو صاحبقرانی نہ قائم رہتی اسی طرح آپ کا مزاج بھی نہایت ہٹ دھرمی
کا معلوم ہوتا ہے آپ بھی خواجہ عمرو نامدار کے فرزند دلبند سے اکثر بے ترکیبی کی باتین کیا کرتے ہین کبھی اس کو دزد
ابن دزد بتاتے ہین اور کبھی ساربان بچہ کہکر یاد فرماتے ہین یہ حرکات آپ کے اچھے نہین ہین بھلا خیال
تو فرمائیے کہ آپ کے جد بزرگوار کون تھے ایک مجاور خانہ کعبہ تھے پروردگار عالم نے مرتبہ صاحبقرانی پہونچا دیا

لیکن انسان کو وقت اپنا بھولنا نہ چاہیے لہذا مین یہ نصیحت کرتا ہون کہ آپ بھی اگر عمرو ثانی سے بگاڑیے گا تو
بہت زحمتین اٹھائیے گا اس تقریر پر شہریار تو وجد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضور کرامت کو نائب صاحب کی
ملاحظہ فرما رہے ہین لیکن امیر کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا سرداران امیر دست بقبضہ ہوتے دیکھا
امیر نے کہ بارگاہ غیر ہی ایسا نہو کوئی فساد برپا ہوا اور بدنامی ہو کہ امیر گھر چڑھ کے لڑنے آئے ہین یہ سوچ کر
اٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ای گردان گردون نشین مجھے پاس ہی شہریار کا ورنہ اس ریدہ دہنی کا جواب
تجھے دیتا خیر دیکھا جائے گا یہ فرما کر چلے گردان گردون نشین نے ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیا اور کہا
خیر اسے اپنی بارگاہ مین پہونچکر ملاحظہ فرمایئے گا امیر نے پرچہ لیکر جیب مین رکھ لیا اور روانہ ہوے شہریار مع سرداران
تا مدار تا در بارگاہ پہونچانے آیا بعد جانے امیر کے گردان گردون نشین بھی نظرون سے غائب ہو گئے لیکن
امیر با توقیر لاحول پڑھتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے منھ ہاتھ دھو کر لباس نفیس پہنکر دنگل شوکت پر تمکن
ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے ابھی تک وہی سردار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہین کہ ہمراہ امیر کے
تھے سوا یگانون کے کوئی بیگانہ نہین ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ مین جو اس وقت حضور سے کچھ عرض کرنیوالا
تھا اتنے مین لشکر کی آمد شروع ہو گئی وہ تذکرہ رہگیا پھر اتنی فرصت اور تخلیہ کا موقع نہ ملا کہ عرض کرتا امیر نے فرمایا ہان
مجھے بھی یاد آیا بیان کر و شہنشاہ نے عرض کیا کہ شہریار ایک ساحرہ کے پھندے مین گرفتار تھا حسب اتفاق اُس
صحرا مین میرا پہونچنا ہوا مین نے اسے رہا کیا اور مارا اس ساحرہ کو جسوقت یہ بارگاہ مین بیٹھا اسنے عجیب طرح کا کلمہ منھ
سے نکالا امیر نے فرمایا وہ کیا عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ ہاجرہ یا تو کسی صحرا مین واسطے شکار کے تشریف لیگئین
تھین نہین معلوم کیونکر نقاب چہرے سے ہٹ گئی اور اس کمبخت نے دیکھ لیا جبسے عشق کا دم بھرتا ہے مین نے
اسی سبب سے قتل نہین کیا کہ کچھ نشانیان اسمٰعیل اولاد ابراہیم علیہ السلام کی پائی جاتی ہین لیکن بارگاہ سے
اپنی نکال دیا یہ سنکر رنگ روے مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون جلد فیصلہ اس فرنگی بچے سے
ہو جائے لیکن پہلے طبل بجوانا میرے آئین کے خلاف ہی کیا کرون اور کیا نہ کرون لیکن ہی کوئی ایسا کہ جائے اور
سر اس گیسو بریدہ کا لائے وہ کیون واسطے شکار کے اس بے انتظامی سے گئی کہ اُسنے دیکھ لیا بدیع الملک نے
جواب دیا کہ حضور یہ امر جلبی کا نہین دیکھا جائیگا سبھی شاہزادیان سیر و شکار کرتی ہین یہ کہکر بات کو ٹالنے کے
واسطے امیر سے کہا وہ پرچہ جو حضور کو گردان گردون نشین نے دیا تھا ذرا اُسے تو ملاحظہ فرمایئے امیر نے
کہا ہان بھئی خوب یاد دلایا اور کاغذ کو جیب سے نکالکر ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا منم خواجہ عمرو ثانی کیون حمزہ ردیبہ
کی خست کا نتیجہ دیکھا کہ ہم کس مرتبہ پر تھے اور آپ کہان تھے لیکن حمزہ تجھے قسم ہی جناب حمزہ صاحبقران کی کہ
مجھسے خفا نہونا اگر مین ایسا نکرتا تو مجھے اسقدر زر و جواہر کہان سے ملتا تیری جوتیون کے صدقے مین مین نے
اس ترکیب سے پیدا کر لیا امیر اس حرکت پر قہقہہ مار کر ہنسے اور سردارون سے کہا کہ دیکھیں حرکتین تمنے اس زد
کی کیسا دھوکا دیا ہی ان فرنگیون کو اور کس ترکیب سے اپنا مرید بھی کیا روپیہ بھی لیے سب ہنسنے لگے اتنے مین آواز
زنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا کہ دروازہ بارگاہ سے عمرو ثانی چلے آتے ہین امیر نے فرمایا او دزد مکار ارے تو آسمان
پر سے اڑتا ہوا کیونکر آیا کیا تو نے کچھ سحر بھی یاد کر لیا کہا حمزہ تو بھی کیسا بھولا ہوا ہی میرے پاس زنبیل حضرت
داؤد علیہ السلام کی ہی وہ ایسے معجزے کی چیز ہی کہ جس ہیئت پر مین چاہتا ہون وہ ہو جاتی ہی اور بالاے ہوا مانند
تخت سلیمانی کے اڑتی ہی اور فرشتے کیسے مین ہر شئی ایک چالاکی کے ساتھ زنبیل سے نکالتا تھا اور زندین بھی

مع کشتیوں کے داخل زنبیل کرتا تھا لیکن کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہ اپنے ہاتھ کی چالاکی تھی اور حمزہ تو بہت کہا
کرتا تھا کہ تمہارے باپ نے صاحبقران اول کے ساتھ فلاں عیاری کی اور فلاں کام کیا میں نے کہا میں بھی ایک نمونہ
تجھے دکھادوں امیر نے فرمایا واقعی میں خواجہ اول نے بھی ایسی عیاری کبھی نہ کی ہوگی یہاں تو یہ رنگ ہے لیکن حال پر جسب سلسلہ فرنگی
کا سنئے کہ بعد جانے گردان گردون نشین کے جلسہ برخاست ہوا بارگاہ آراستہ ہوئی یہ دونوں بادشاہ یعنی کیمخت شاہ شجر پرست
دار عنوان شاہ بھی ایمان لائے اور شریک ہوئے شہریار کی صاحبقرانی قائم کی گئی بہرام تیغزن کو شہریار نے
خلعت دیکر سپہ سالار مقرر فرمایا اب فرنگیوں کی تگنی قوت ہوئی کہ دو بادشاہ مع سرداران نامدار اور شریک
ہوگئے ہیں بڑی جمعیت کثیر ہے غرض کہ جب دوسرا دن ہوا پھر شہریار نے دربار آراستہ کر کے بانہاے
صاحبقرانی طلب کئے اور جسوقت سب اسباب سلاح خانے سے آیا شہریار نے تن پر آراستہ کیا لیکن اتنا
حملہ رہگیا تھا کہ جسوقت گردان گردون نشین نے یہ کشتیاں نکالی ہیں تو اک کشتی عیار شہریار مہتر طیفور رشید دل
کو بھجوا دی تھی کہ اسمیں بانہاے عیاری مثل کمند و خنجر و زنبیل و زنگلہ وغیرہ کے سب چیزیں تھیں اور کہدیا تھا کہ بعد
چندروز کے اس زنبیل سے مثل زنبیل عمرو کے گلیم عیاری وغیرہ اور جملہ چیزیں نکلا کرینگی اور تجھے ہم نے مہتر عیاران کیا کہ تو
بھی عمرو ثانی پر غالب آئے گا فلہٰذا طیفور بھی بانے تن پر آراستہ کر کے اک کرسی پر بیٹھا ہے لیکن جس وقت کلاہ عیاری
سر پر رکھی عجب سامان نظر آنے لگے کہ ڈیڑھ ہاتھ کی اونچی ٹوپی اوپر اسمیں مور کا پر لگا ہوا کچھ گھنگھرو ٹنکے ہوئے طیفور بھی
بیوقوفوں کی طرح کرسی پر بیٹھا اسوقت ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے اور جام بادۂ ناب گردش میں آیا جس وقت
شہریار نے دو چار جام پئے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا منم صاحبقران اعظم بہرام تیغزن نے عرض کی
کہ اس میں شک کیا ہے شہریار نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص ایلچی بن کر جائے اور جواب نامہ امیر ثانی
سے لائے یہ کہکر دبیر کیطرف مخاطب ہوا اور فرمایا لکھ نامہ حمزہ صاحبقران ثانی کے نام اس مضمون کا کہ یا دین
عیسوی کو قبول فرمایئے ورنہ مجھ سے مقابلہ کیجئے کہ مجھے خود دعوے صاحبقرانی کا ہے کل اپنے ملاحظہ کیا کہ
نائب عیسیٰ تشریف لاکر مجھے نظر کردہ کر گئے اور بانہاے صاحبقرانی عنایت فرما گئے اب کون ایسا ہے کہ
پشت میری زمین کو لگاوے یا فن سپہ گری میں کوئی سبقت لیجائے دبیر نے اسی وقت نامہ لکھ کر تیار کیا شہریار
نے مہر اپنی ثبت کی اور اک جام بھروا کر رکھا کہ فوراً بہرام تیغزن بے اندیشہ انجام اپنے دنگل پر سے کود پڑا ساغر
ہونٹوں سے لگایا نامہ شہریار سر سے باندھا اور نکل کر بارگاہ سے بارہ ہزار جوان چھانٹے کہ جن کی وردیاں سرخ
تھیں خاص شہریار دلاور کے اردلی کے لوگ تھے اور عظم وشان سے طرف لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت قریب
لشکر پہونچا ہرکارے افتان و خیزان خدمت بادشاہ اسلام شہنشاہ ذوالاکرام میں حاضر ہوئے دعا و ثنای شاہی اس
طرح بجالائے شعر ہے تا ابد شاہ عالی وقار ٭ با قبال و دولت بعز و وقار بعد اس کے عرض کی کہ بہرام تیغزن سپہ سالار
لشکر شہریار بقصد ایلچی گری آتا ہے امیر نے اسی وقت بخاطر شہریار ایک دنگل اس کے واسطے بچھوا دیا اور فرمایا
کہ شاہان ہفت ملک برائے استقبال جائیں اور بحرمت تمام لائیں اسی وقت حسب ارشاد شاہان
ہفت ملک گئے اور بعد عزت بہرام تیغزن کو لائے بہرام نے آکر بادشاہ اسلام کو مجراگاہ پر سے مجرا کیا
امیر کشورگیر کی خدمت میں تسلیم بجا لایا حکم ہوا کہ بیٹھو بہرام سلام کر کے دنگل پر متمکن ہوا ساقی کو اشارہ ہوا
اس نے کئی جام لبریز کر کے دیے بہرام نے امیر کو سلام کر کے پیئے صاحبقران نے بخلق تمام مزاج شہریار عالی مقام کا
پوچھا بہرام نے عرض کی کہ اچھے ہیں فرمایا کس مقصد والعہ سے اس وقت تمہارا آنا ہوا بہرام نے کہا منم نامہ دار کل

نعرہ کیا فرمایا امیر نے کہ لاؤ نامہ اسنے کہا حضور یہ نامہ صاحبقران اعظم کا ہو کل حضور کے سامنے نائب عیسیٰ خطاب
دے گئے ہین چونکہ امیر کو منظور تھا کہ کوئی فساد نہو اور جلد مقابلہ شہریار سے ہو جاے گشتیان جواہر کی منگا کر نامہ پر
سے نثار کرائین اور نامہ لیکر دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ یا امیر کشورگیر یا دین عیسوی کو
اختیار کیجیے یا مجھسے مقابلہ کیجیے امیر نے پشت نامہ پر اپنے ہاتھ سے جواب جنگ لکھا اور بہرام کو خلعت دے کر
رخصت کیا اور عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ او دزد باریک یہ سب حوصلے اس فرنگی کے تیری ذات سے بڑھ گئے
ورنہ اسکی ہی یہ لیاقت تھی کہ میرے ساتھ ہماہمی کرتا تیری ان حرکات ناشایستہ کا نتیجہ ایک دن بہت خراب ہوگا
جس طرح کہ تیرے باپ نے امیر عالی وقار پدر نامدار کے ساتھ مین بے ترکیبیان کین اور وہ ٹالتے گئے آخر کار
غصہ آگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عمرو نے برسون کوہ و بیابان کی ٹھوکرین کھائین صد ہا جگہ ذلیل ہوا بھاگتا پھرا آخر کار جب
معذرت کی تو عہدہ برائی ہوئی مجھے یہ خیال ہوتا ہو کہ کہین ایسا نہو کہ وہی نتیجہ تیرا بھی ہو عمرو صاحبقران کو حالت
طیش مین پاکر سامنے سے ٹلکر اپنے خیمہ مین چلا آیا لیکن جس وقت بہرام قریب لشکر شہریار پہونچا اور خبر شہریار
کو ہوئی کہ بہرام جواب نامہ لیکر آتا ہی سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا شمائل خان بن جذائل خان
و کرتوس تبرزن و دیوانہ قربان و دیوانہ فیروزہ وغیرہ سب گئے اور جاکر بہرام کو استقبال کر کے لائے بہرام
نے نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین شہریار کے دیا اور نوازش صاحبقران کی نہایت صفت کی اور خلعت دکھلایا لیکن
شہریار نے جو پشت نامہ پر جواب اپنا جنگ تحریر پایا غیظ و غضب مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ طیفور
شیر دل نقارخانہ فرنگستانی مین آیا اور حکم شاہی سنایا نقارہ نوازون نے خوب گرما کر نقارون کو چوب لگائی آواز
کوس حربی سے زمین تھرائی ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت امیر عالی مقام مین آئے اور دعا و ثناے بادشاہی بجالائے
پھر عرض کیا کہ لشکر بہرام مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہی خداے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی عمرو یہ حکم صاحبقران زمان لیکر نقارخانہ سلیمانی مین آیا قلاب چینی
اور کباب چینی کو حکم شاہی سنایا انھون نے حسب دستور ایک اشرفی خواجہ کے نذر گذرانی عمرو نے اشرفی داخل
زنبیل کی اور ایک چوب نقارے پر لگائی بعد اسکے نقارہ نواز بجانے لگے طبل شور مچانے لگے یہ دونون نقارہ نواز
پرستان کے ہین عجب عجب ٹکڑے اور طرح طرح کی گتین انکو یاد ہین ادھر شہنا نوازون نے شہنائیون کو دم دیا
نرم سرون مین بجانا شروع کیا تمام لشکر مین اک غلغلہ ہوگیا کہ کل امیر کشورگیر اور شہریار باتوقیر سے مقابلہ ہے دیکھیے
کیا انجام ہوتا ہی کون ناکام رہتا ہی کسکا کام ہوتا ہی کیونکہ دونون زبردست کسکی فتح ہو کسکی شکست شہریار بھی فوج
بسیار رکھتا ہو امیر کے ساتھ بھی لشکر کثیر ہی اگر جنگ مغلوبہ کی نوبت آگئی تو خوب ہی تلوار چلیگی یہان بارگاہ سلیمانی
مین سردارون کا مجمع ہو امیر دنگل صاحبقرانی پر مانند شیر نیستانی کے جھوم رہے ہین بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے
ہین نہایت اشتیاق ہی کہ اتنی رات کا عرصہ دل پر شاق ہی بدیع الملک نے عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل پہلے غلام
ہی ساسنا کرے تلوار کو اس فرنگی کے خون سے بھرے کبھی رستم ثانی بعد شیرین زبانی یون عرض رسانی کرتے ہین
جام مدعا کو بادۂ تقریر سے بھرتے ہین کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل مین اسکو بتصدق روح جد بزرگوار شاہزادہ علم شاہ نامدار
رع مرکب اٹھاؤن اسکا زور بل سر میدان سب کے سامنے نکالون امیر باتوقیر سنکر ارشاد فرماتے ہین کہ آپ لوگ
کیون گھبراتے ہین اگر فضل یزدی شامل حال ہی تو شہریار کیا مال ہی گو شہریار میری آنکھون کے سامنے خوب بڑا
ہو مگر اسکو ابھی کسی سخت سے پالا نہین پڑا ہی جسوقت زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی دربار برخاست ہوا

بادشاہ اسلام داخل محل ہوئے امیر با توقیر اپنے آرام گاہ مین آئے اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمہ
مین داخل ہوئے سہر یون پر لیٹ لیٹ کر عروس خواب سے واصل ہوئے لیکن مقبل وفادار یادگار امیر
عالی وقار کے خیمہ کے گرد تیر کمان ہاتھ مین لیے پھرنے لگا دریاے محافظت مین تیرنے لگا ہر طرف لشکر ون
مین طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز ہشیار باش کی بلند تھی جوانان آزمودہ کار سلاح حرب و پیکار کی چستی و
درستی مین مصروف تھے کوئی تیر ترکش مین بھرتا تھا کوئی چلہ کمان کو درست کرتا تھا کوئی تلوار کی دھار کو دیکھتا
تھا کوئی کٹار کو سنبھالتا تھا کوئی زبان نیزہ کو تیز کرتا تھا کوئی حلقہاے کمند کو سلجھاتا تھا مردان دلاور میدان
جنگ تھا بونون کا مارے دہشت کے قافیہ تنگ تھا کسیکو ولولۂ تیز کسیکو خیال گریز کوئی آمادہ پیکار کوئی بھاگ
جانے پر تیار کسی کو فکر نام و نشان کسی کو کوشش امن و امان کہانتک گذارش کیا جائے کہ اسی کیفیت مین وہ
وقت آ پہونچا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اظہار صبح ہر طرف ہونے لگا ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر سنکر
دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور پہنکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری قبۂ چرخ اخضری سے
چمکا کر یکا یک مہتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند بند نقاب کے بیحجاب ہو کر
دور کیا دیکھا کہ تاج زرین بر سر و چار قبۂ شاہنشاہی در بر اس کروفر سے در مشرق آستان سے ظہور کیا تمام عالم
کو نور سے معمور کیا مگر ماہتاب آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بے سر و سامان روان دوان ہو کر دامن کہکشان
مین پنہان ہوا بیت مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ٭ پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ٭ ادھر حمزہ صاحبقران
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بعادت معہود بہر طاعت رب ودود اٹھے اور بعد رفع اجابت مشتاق عبادت
وضو بصد آرزو کر کے مسجد کر پاس مین قدم دھر کے نماز رب بے نیاز پڑھنے لگے کہ اتنے مین عمرو ثانی حاضر
ہوا تسلیم بجا لایا امیر نے بعد ختم وظایف بصد لطائف گلستان رنگین بیانی کو یون آراستہ و پیراستہ کیا کہ ای
ہدہد فرخندہ فال و ای طوطی شیرین مقال بادشاہ اسلام کی خبر بزنگ باد صرصر لا عمرو حسب الارشاد ہدایت بنیاد
در شاہی پر بڑی جانکاہی سے پہونچا دربان و محلدار سے جاسوسی و چاپلوسی کرنے لگا کہ ظل احد کے آنے مین
کیا دیر ہی کہ بغیر انکے جلوہ بارگاہ سلیمانی اندھیر ہی آخر الامر یہ مژدہ جانفزا سنا کہ اب آپ آتے ہین بہت جلد تشریف
لاتے ہین اس خبر فرحت اثر کو سنکر سفیر خدمت امیر مین آیا اور حقیقت حال کو راست راست بے کم و کاست
کہہ سنایا

نظم

	عمرو نے جو ہین سنا خبر کو	کہنے لگے مرحبا عمرو کو	حاضر جو تھی اسلیح کی کشتی
سمجھنے لگا تب وہ بختی	دالدی زرہ گلے مین ڈالی	جنگاہ کی طرز یہ نکالی	خود اسحاق سر پر رکھا
نور اسکا سنان مہر چمکا	پھولون مین سپر سبی ہوئی تھی	سو پشت پہ وہ لگی ہوئی تھی	دست اقدس مین تھا وہ خنجر چھپا
کفار کا جسنے سینہ تا کا	تلوار لگی ہوئی کمر مین	وہ ڈاب تھی خوشنما نظر مین	دستانے تھے دست خوشنما مین
راگے رانو فیین ہونے پا مین	وہ مرکب خوش خرام کیا تھا	چلنے مین غیرت صبا تھا	برچھون اٹھاتا تھا وہ فلک سیر
عمر کے ذکر سے تھا اک بیر	جلد اسکی تھی صاف شکل فانوس	پا کھر کے گلون سے تھا وہ طاؤس	جس وقت وہ زیب بارگاہ

سلیمانی زینت و تکلف صاحبقرانی سلاح حرب و پیکار لگا کر تیار ہوا آمد سرداران عالی مقام کی شروع ہونے لگی
ناگاہ سواری لند هور ثانی کی مانند مہر درخشان کے طلوع ہوئی وہ جوان بصد آن بان عازم میدان کارزار
اس فیل طویل پر سوار چہرے سے جاہ و جلال آشکار خواصی مین گرز گرانبار زیب جسم تمام ہتھیار اس وقار
سے نمایان ہوا پشت پر فوج ظفر موج مانند بحر زخار بصد وقار آگے آگے فیل مست جسکی بلندی سے

کوہ پست مانند ابر وسحاب جھومتا ہوا | شان وشوکت کو کہون کیا مین ترے ہاتھی کی | چرخ پر جون مہ نو ناخنے سے یون اسکی چمک

نظم

اسکے گجگاہ کی اللہ رے چہرے پہ صفا | کہکشان جون شب تار مین عیان ہو فلک | ہاتھ لیلی نے نکالے ہین سیہ خیمے سے

اسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک | لیکے خرطوم مین زنجیر ہلاے وہ اگر | سے بنے مجنون کی رسن سلسلۂ پا کی جھنک

دانتون پر فیل کے چوڑے جواہر نگار چڑھے ہوے مانند آغوش تمنا دشمن کے واسطے اپنی حد سے بڑھے ہوئے
جس وقت سامنا امیر با توقیر کا ہوا لشد حضور تسلیم بجا لایا جانب دست راست حسب دستور قدیم مقام پایا اتنے مین
سواری مانند باد بہاری پہلوان زمان صاحب نیزہ دو زبان رفیق وفادار مالک ثانی نام دار کی بصد عز و وقار
نمایان ہوئی نیزہ عیال مرکب پر کج دھرا ہوا دل ولولہ جنگ سے بھرا ہوا کلاہ کج بانکی بیچ دھیج او رعزبی راہوار
زیر ران بیقرار پہنچیان کرتا تڑارے بھرتا نمودار ہوا **نظم** صفت اسپ کس طرح تیزی رفتار دکھائے راہوار تا
آنکھ مین وسعت میدان جہان ہر کو تادے تا جتنے عرصہ مین اٹھے دیکھنے والے کی نظر تا جاکے پھر آلگے کئی بار وہ تا
حد نگاہ ۲ وہ سبک رو کہ دم صبح جو سبزے پہ چلے ۲ نعل شبنم سے نہو نعل سے شبنم آگاہ ۲ آگے آگے مالک
عالی وقار پشت پر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار اس شان وشوکت سے بصد عجلت خدمت بابرکت امیر کشور گیر
مین حاضر ہو کر تسلیم کو گردن جھکائی کرم صاحبقرانی سے جانب دست چپ جگہ پائی بعد انکے روح و
روان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک نوجوان بصد عظم وشان مانند مہر درخشان
حاضر حضور پر نور ہوے اور اپنے عہدے پر مامور ہوے پھر چشم وچراغ شاہزادہ ایرج نوجوان ہیرہ لعل خفتان
یعنے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان بصد شوکت وشان مانند ماہ تابان ہمراہ فوج گران مانند سیارگان ہمراہ لیے
خدمت صاحبقران جہان مین حاضر ہوئے اپنے منصب سے ماہر ہوے اسی طرح ہر سردار نامدار
بافوج بسیار بصد عز و وقار خدمت حمزہ عالی وقار مین حاضر ہوا یگان یگان مانند نور الدہر وبدیع الزمان
و داراب کشور کشاد تورج باخدا افرامرز عاد مغربی شاہزادۂ بہارستان عرب سب کے سب عازم حرب
داہنی صف مین ملے اور کیخسرو نامدار ایرج عالی وقار قہمور دیو پرور جمہور دلاور بائین صف مین ملحق ہوئے
جس وقت اس ماہ برج صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کے گرد وپیش مجمع غازیان وفاکیش کا ہو گیا جانب
ایوان شاہی طرف دروازۂ جہان پناہی روانہ ہوے ناگاہ تخت بادشاہ عالی جاہ کا کہاریان کاندھون پر
اٹھائے قدم بڑھائے جانب در روانہ ہوئین یکایک پردا چرخی پر کھینچا اور ظل اللہ سعد بن قباد شہریار برآمد
ہوئے اول سلام امیر باتوقیر کا ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا مراد اس سے یہ تھی کہ تمھاری طرف سے
ہمارے دل مین جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں نے گردنین خم کین آداب شاہی بجا لائے لیکن کہارون
نے دوڑ کر تخت شاہی کاندھون پر لیا کہاریان پھر داخل محل ہو گئین اور شاہ کی سواری مانند باد بہاری
مع صاحبقران نامدار و سرداران والا تبار طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی وسط لشکر مین تخت شاہی
قائم ہوا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ آراستہ ہونے لگا داہنی جانب علمہاے سبزہ کو جلوہ ملا یہ معلوم
ہوا کہ اک باغ تازہ آراستہ ہو گیا بائین جانب نشان ہاے سرخ غیظ وغضب کی علامت مانند پرکالہ ہاے
آتش کے نمود دینے لگے سرداران نامدار ودلاوران متہور شعار توسن ہاے بادرفتار پر سوار
صفون سے دس دس قدم آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوے اور امیر ابن امیر صاحب چہار شمشیر
زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ ثانی چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئے سر پہ

علم اژدھا پیکر کھلا ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران مے سہاہی عمر ثانی رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے
ارادۂ مالک پر نظر کیے کھڑا ہے اس طرف لشکر فرنگستان کے جوان عجب آن بان سے باجے بجاتے قدم قواعد سے
اٹھاتے گروہ گروہ جوق جوق انبوہ انبوہ آکر صف آرائی کر رہے ہین شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار ہمراہ
عیاران طرار میدان گیر و دار مین اسی طرح چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی استادہ ہوا آج ہانہ ہاے صاحبقران
کی گرانی جسم کو بھی معلوم ہوتی ہے آج تین لشکرون کا ایک لشکر ہو کر آیا ہے عجب انداز دکھایا ہے کہ وسط فوج مین فوج فرنگستان اور
تخت پر ملک پر سیاسے فرنگی ہے میمنہ کے سمت لشکر کیخت شاہ شجر پرست افسر فوج بہرام ساز بر دست بادشاہ
لشکر کیخت شاہ ہے میسرہ کی طرف لشکر ارغوان شاہ افسر لشکر قیلوس بلند بالا اور سردار صفون سے آگے
قدم بڑھائے اپنی اپنی فوج کے پرے جمائے کھڑے ہین شہریار نے کل فوج کی وردیان اپنی فوج کے توشہ
خانہ سے نکلوا کر تقسیم کی ہین آدیہ معلوم ہوتا ہے کہ کل فوج فرنگستان کی ہے وہ وردیان زرق برق جنگی خوبی مین فرد
فرق نہین عجب بہار دکھاتی ہین یکایک بیلدار برق رفتار پرون سے نکل نکلکر میدان کی درستی بصد تیز دستی کرنے
لگے آن واحد مین صفحہ صحرا کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا اس آئینہ کو غبار
سے پاک کر دکھایا وہ تازی تازی زمین صحرا کی جو جابجا سے کھودی گئی ہے اور آب پاشی ہوئی ہے تو عجب طرح کی
سوندھی سوندھی خوشبو نکل رہی ہے نکہت گلہاے صحرا اُس شمیم سے ملاقی ہو کر اپنا رنگ بدل رہی ہے جوانان فوج ہر
فرد و نعج مست کھڑے جھوم رہے ہین تلوارون کے قبضون کو چوم رہے ہین ناگاہ نقیب نامردون کے رقیب
پیعون کے قریب قریب آکر یون نقابت کرنے لگے نظم

تم کر جاؤ جان پر کھیلو ❊ داد لینا اگر ہے تو لے لو
زال باقی نہ اب تہمتن ہے ❊ نہ تو گودرز ہے نہ بہمن ہے
سیکڑون کو کیا جنھون نے تباہ ❊ آج سوتے ہین وہ پڑے تہ خاک
تم بھی جانین لڑاؤ صف شکنو ❊ تیغ کے گھاٹ جاؤ تیغ زنو
ہان یہی ہے گا دکھاؤ دی جنگ ❊ عرصۂ روزگار سب پہ ہے تنگ
اب نہ رستم جہان مین ہے سام ❊ گور بھی تو نہین کہان بہرام
نہ ہین گرگین و طوس و گوچہری ❊ مدت عمر ہو گئی سب کی
گو نہ مدفن نہ شمع مدفن ہے ❊ نام مانند مہر روشن ہے
آج مرنے مین ہے ابد تک نام ❊ جنگ سے ننگ مرد کا نہین نام

جسوقت نقیب یہ نہیب دیکر ہٹ گئے جوانان جنگ آزما کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا ہر ایک نے
آغوش تمنا پھیلا کر عروس اجل کو پکارا شہریار نامدار نے ایک انگڑائی لی کہ دونون تسمے رکابون کے ٹوٹ گئے اس
ولولے کو دیکھکر بہادرون کے جی چھوٹ گئے لیکن طیفور شیر دل نے اور ساز لاکر مرکب کو پھر سے آراستہ کیا
شہریار گھوڑا اڑا کر سامنے تخت ملک پر سیاسے فرنگی کے آیا پیادہ ہو کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کیا کہ آج
امیدوار دعا ہون کیونکہ سامنا اس شخص کا ہے جسنے تمام عالم کو اپنا مطیع و فرمانبردار کیا ہے بہادرون نے اسکی اطاعت
کا جام پیا ہے آج کے مقابلے مین اگر مسیح نے مدد کی اور امیر کو زیر کیا تو گویا تمام عالم کو اسیر کیا پر سیاسے فرنگی نے
آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جا اے فرزند سپرد کیا تجھے پروردگار عالم و مسیح مکرم کے تو تو نذر کردہ مسیح ہے اب
کون تیری پشت زمین کو لگا سکتا ہے کب حمزہ تاب مقاومت لا سکتا ہے شہریار سلام کرکے بادگر مرکب پر بیٹھکر چلا چاہتا ہے کہ
میدان مین جاکے ہنر جنگ دکھائے کہ یکایک جانب شمال سے تق گرد خفیف نمودار ہوا یہ معلوم ہوا کہ بونڈر لا گرد کا چرخ
مارتا چلا آتا ہے شہریار منتظر ہو کر کھڑا ہو رہا کہ اسے دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہے کیا خبر لاتا ہے کہ یکایک آن واحد مین
وہ گرد قریب آکر فرد ہوئی اور ایک سانڈنی سوار برق رفتار نظر آیا دیکھا کہ جانب لشکر پر سیاسے فرنگی آتا ہے
معلوم ہوا کہ کوئی نامہ دار ہے لیکن اس شتر سوار نے جو شہریار نامدار کو عازم کارزار دیکھا جلدی سے اونٹ کو بڑھا کر

قریب آیا اور پکارا ای شہریار توقف فرمائیے شہریار نے کہا خیر باشد کیا ہی اُسنے پگڑی سے خط نکالکر ہاتھ مین دیا اور
زبانی بھی بیان کیا کہ آپ کے ملک پر شاد مان شاہ ملک شادمانیہ کا رہنے والا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے چڑھ آیا ہی اپنی حد سے بڑھ آیا ہے ملک ریتا ہی آیا جاتی ہی فوج آپ جو واسطے حفاظت کے چھوڑ آئے
تھے قلعہ بند ہی سمار فرنگی جو آپ کی طرف سے حاکم تھا لڑکر زخمی ہوا دو پہلوان رستم زمان افراسیاب وقت اُسکے
ہمراہ ہین شہریار مع سانڈنی سوار یہ نامہ لیے ہوے خدمت امیر کشور گیر مین آیا تمام ماجرا کہہ سنایا اور خط بھی دکھایا
صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ ای بہادر اگرچہ مجھے تیرے مقابلہ کا بہت بڑا اشتیاق ہی جانا تیرا اسوقت دل کو
شاق ہی لیکن یہ وقت نہایت نازک ہی کیونکہ قلعہ مین ناموس بھی ہونگے اور معاملہ ناموس کا نہایت نازک ہوتا ہی
اگر حیات مستعار باقی ہی تو انشاء اللہ پھر آزمائش ہو جائیگی ہی شہریار تو بھی دوسرے کی ناموس کا بہت خیال
رکھنا یہ نصیحت یاد رہے دشمن جان سے جان کی دشمنی چاہیے ناموس کی بے پردگی آبروریزی کا باعث ہی ان
نصیحتوں مین امیر کے جو اشارے تھے یقین ہی کہ ناظرین باتمکین سمجھ گئے ہونگے چونکہ امیر با توقیر پر یہ ظاہر
ہو چکا ہی کہ شہریار نام ملکہ حاجرہ بانو کا بے ادبی کے ساتھ لیا کرتا ہی دم محبت کا بھرتا ہی لہذا صاحبقران نے معاملہ ناموس
کو غیرت دلاکر بیان کیا کہ یہ دل مین پشیمان ہو غرضکہ شہریار نامدار امیر عالی وقار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
وہ خط ملک پرسیاسے فرنگی کو دکھایا اور آپ اُسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا
امیر کشور گیر بھی مجبور و ناچار میدان کارزار سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے

اب چند کلمے ملک فرنگی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد کوچ کرنے شہریار عالی وقار کے یہ خبر شادمان شاہ کو پہونچی کہ ملک فرنگ بالکل خالی ہی فقط ایک سردار
سمار فرنگی نام چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے واسطے محافظت و انتظام ملک قلعہ مین ہی میدان خالی پاکر سوچا
کہ اس سے بہتر موقع فرنگستان کے لینے کا ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کرکے سہراب منارہ گردن فیل پیکر کو حکم
دیا کہ پیشخیمہ ہمارا طرف ملک فرنگ کے روانہ ہو اگرچہ خداوندنشان آئینہ رو نے تو ہم بھی پہونچتے ہین بلکہ اے
سہراب منارہ گردن اگر موقع پانا تو ملک پر قبضہ کر لینا ہمارے آنے کا خیال نکرنا سہراب منارہ گردن یہ
حکم پاکر اسی وقت تیاری کرکے طرف فرنگستان کے روانہ ہوا تیسرے روز شادمان شاہ نے بھی کوچ
کیا اُسکے ساتھ اُسکے دو پہلوان زبردست نام ایک کا ہامان ہیمون چشم اور دوسرے کا شہزادہ شیر خشم
ہی یہ دونون پہلوان رشک سام بن نریمان ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا لیکن سہراب جو دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے پہلے چل چکا ہی صحرائے فرنگستان مین پہونچا خیمہ برپا کیا سمار فرنگی کو خبر پہونچی اُسکے پاس
اگرچہ فوج قلیل تھی لیکن یہ بہادر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت سہراب منارہ گردن نے دیکھا
کہ سمار فرنگی آمادۂ پیکار ہی ایک شخص کو نامہ دیکر روانہ کیا خبر سمار فرنگی کو ہوئی کہ نامہ دار آتا ہی کہا بلاؤ جس وقت
وہ نامہ دار سامنے آیا مضمون نامہ زبانی بھی کہہ سنایا کہ بہتر یہی امر ہی کہ قلعہ فرنگستان خالی کردو ورنہ مفت مین
جان و مال پر تباہی آئیگی سلطنت بھی جائیگی جان بھی جائیگی سمار نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ایلچی
نے جو نامہ لاکر سہراب کو دیا نہایت برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی گرجی ہرکارون نے سمار فرنگی کو خبر دی یہان بھی کوس حمبی بجا تیاری جنگ بیدرنگ ہونے لگی تمام
رات جوانون کو سلح سنجیگ درست کرنے مین گذری لیکن جسوقت تیرگی شب باند سیاہی چشم کور

معدوم ہوئی اور سفیدہ سحری بلسان بیاض ید بیضا نمودار ہوا ہر شخص خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے اپنے دین
و مذہب کے موافق عبادت پروردگار بجا لاکر عازم میدان قتال ہوا آفتاب نکلتے نکلتے فوجین میدان مین صف آرا
ہوگئین بیلداروں نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو برابر کر کے مثل آئینہ کے ہموار کردیا
سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب نہیب دینے لگے کہ ہان اے بہادر سود لاورو اسی دن کے
لیے بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج وہ وقت آیا ہے کہ چاہیے حق نمک ادا کرو دل مین مالک کے جاکر و جسوقت
نقیب یہ نہیب بکر علیحدہ ہوئے سہراب منارہ گردن فیل پیکر نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان
کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ باش اے گروہ نصاری جسکو تمنا سے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے
کو یہ سنکر سمار فرنگی میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ سمار نے نیزہ سہراب کا ہوائی کیا سہراب نے غصہ مین آکر ایسی ضرب ماری کہ سر سمار کا زخمی ہوا سمار نے
زخم سر باندھکر وار تیغ آبدار کا کیا کہ شانہ سہراب کا بھی نشانہ ہوا دونون طرف کے لشکر دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ
ہوگئی تلوار چلنے لگی واقع مین عجب تاثیر ہے زمین قلعہ فرنگ کی کہ خون انسان کی پیاسی رہتی ہے کتنی میدان
داریان ابھی ہو چکی ہین کسقدر کشت و خون ہو چکا ہے کہ لہو تک اچھی طرح نہ سوکھا ہوگا لیکن فوج سہراب
کی تعداد دو لاکھ کی ہے اور فوج سمار فرنگی کی کل چالیس ہزار شکست ہوا چاہتی تھی کہ حسب اتفاق پشت لشکر
سمار کی جانب سے ایک آندھی اٹھی کہ آن واحد مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا فوج سہراب کی آنکھون مین خاک
نے گھر کیا کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا فرنگیون کی بن پڑی تھوڑا سا فاصلہ دیکر تیر و تبر پر دھر لیا جو تیر جاتا تھا دو دو تین
تین کو گرا دیتا تھا ایک تو کمان کا زور دوسرے ہوا کی قوت تو ڑ تیر کا چوگنا ہو گیا تھا سہراب کے لشکری جو
تیر مارتے تھے ہوا کی تیزی سے وہ تیر پلٹ پڑتے تھے آپ نشانہ اجل ہوتے اپنے وار اپنے ہی اوپر
چل رہے تھے رن مچتا مین روشن نہ ہو سکتی تعین کہ تاریکی کو بر طرف کر تین تین پہر کامل جنگ رہی جسوقت آندھی
برطرف ہوئی دیکھا تو ہزارہا آدمی فوج سہراب کے مارے گئے ہین اور دو چار سو لشکر سمار کے بھی قتل ہوے
بلکہ یہ کشتے وہی ہین جو قبل آندھی کے مارے گئے تھے بعد آندھی آنے کے ایک متنفس بھی فوج سمار کا ہلاک نہین ہوا
چونکہ سردار فوج دونون طرف کے زخمی تھے طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے سمار فرنگی شکر پروردگار
کرتا ہوا اپنے خیمے مین داخل ہوا زخم سر مین ٹانکے لگائے گئے پٹی مرہم کی چڑھی وہان سہراب منارہ گردن میدان
سے لاشے اٹھواتے اٹھواتے پریشان ہوگیا شام ہوگئی لیکن لاشین نصف سے زیادہ باقی رہگئین شام کو یہ بھی
داخل خیمہ ہوا علاج سر مین مصروف ہوا جب دوسرا دن ہوا پھر دن بھر لاشین اٹھائین اب لڑائی موقوف ہے
کیونکہ دونون کے سر زخمی ہین تیسرے روز سمار فرنگی علیحدہ خیمہ سے ایک راوٹی مین بیٹھا سیر صحرا کر رہا ہے کہ جانب بیابان
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا سمار سمجھا کہ پھر کوئی آندھی آتی ہے لیکن وہ جسوقت گرد قریب پہونچی ہوا نے مارا گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پر ہر علم
کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو تحریر تھی عقب مین فوج جرار پیچھے پیدل آگے سوار تخت پر ایک بادشاہ عالی جاہ
آگے آگے دو پہلوان مرکبون پر سوار گھوڑے ہوا سے سیر دشت جنگل کی پھنپیان کرتے طرارے بھرتے
نمودار ہوے سوار مرکبون کو چمکارتے سوار نے چلے آتے ہین ہرکارے دونون لشکرون سے واسطے
خبر کے روانہ ہوے تھے سمار فرنگی سے آکر بیان کیا کہ بادشاہ ملک شادمانیہ ملک شادمان شاہ

چار لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے اور قصد اُسکا قلعہ فرنگ کے لے لینے کا ہے سہراب منارہ گردن جس سے جنگ ہو چکی ہے یہ اسی کا ملازم ہے یہ سنتا تھا کہ مسمار فرنگی نہایت پریشان ہوا اور سانڈنی سوار کو توخط دیکر طرف شہریار کے روانہ کیا آپ اسی وقت مع فوج داخل قلعہ ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تو بخانہ کا انتظام درست وجمعیت کیا اور اہل فوج سے کہا کہ تم سب پریشان نہونا کیونکہ مین نامہ شہر یار عالی وقار کو لکھ چکا ہون تا انتظار اُسکے جانین لڑا و ملک و ناموس کو بچاؤ کہ یہی دن نمک حلالی کا ہے لیکن سہراب کو جو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ آگیا نہایت خوش ہوکر واسطے استقبال کے روانہ ہوا بارگاہ شاہی تو پہلے ہی سے آراستہ ہو چکی تھی شادمان شاہ مع فوج آکر صحرا مین اترا دونون پہلوان ساتھ ساتھ داخل بارگاہ ہوئے اور فوج و لشکر کے لوگ بھی اتر اتر کر خیمون سے قیام پذیر ہوئے آن واحد مین تمام صحرا مملو ہوگیا لیکن سہراب نے حال جنگ شادمان شاہ سے بیان کیا کہ ای شہر یار مین نے آتے ہی مسمار فرنگی سے مقابلہ کرکے اُسے زخمی کیا لیکن نہین معلوم کیا ستارہ میرا گردش مین تھا کہ مین بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا جنگ مغلوبہ ہوگئی اور اک آندھی تو ایسی آئی کہ جس نے خاک صحرا اڑا دی ساری محنت ہماری مٹی مین مل گئی فلک نے یہ غبار ہمین سے نکالا ہوا کا رخ ایسا برا پڑا کہ اُن کے تیر ہمیر پڑتے تھے ہمارے تیر خطا کرتے تھے بلکہ اپنا وار اپنا ہی جسم تاکتا تھا انجام کار ایک لاکھ سوار کام آئے کر دوروز فقط لاشین اُٹھانے مین گذرے شادمان شاہ نہایت برہم ہوا کہ تو نے اتنی فوج کٹوا دی اور جب امان نچو ابا سہراب نے آنکھ نیچی کرلی کہ بیشک غلطی ہوئی لیکن ہامان میمون چشم گراز دندان نے کہا خیر کچھ پروا نہین حکم دیجیے کہ بجے طبل جنگی کل خالی کرا لونگا اس قلعہ کو بموجب حکم ہامان کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر قلعہ مین آئے اہل قلعہ کو ارادہ ہامان سے آگاہ کیا مسمار فرنگی نے بھی بمجبوری حکم دیا طبل جنگ کو ادھر بھی طبل جنگی بجا اور آواز نقارون کی بلند ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی اہل قلعہ نے بھی نہایت بندوبست کیا بانے کا ستوا اُڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار کین کہ یکایک زمانہ شب کا گذرا فوج انجم شکست خوردہ افتان وخیزان قلعہ نیلی حصار فلک مین پنہان ہوئی شہنشاہ خاور کا عمل ہوا روشنی پھیلی شادمان شاہ مع فوج و سپاہ عازم میدان کارزار ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا ہامان نے اجازت لی اور رخ قلعہ کا کیا چالیس ہزار سوار ساتھ اُسکے چلے جس وقت اہل قلعہ نے دیکھا کہ دھاوا ہوگیا اور ایک گبر گردن ست پر سوار عقب مین چالیس ہزار سوار لیے آتا ہے گولندازون نے نشانہ باندھا اور توپون پر قائم ہوے جسوقت دیکھا کہ اب دشمن زد پر آگئے ہین بس فوراً توپون کو آگ بتائی ہونے دوسو توپون کا فیر ہوا یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین اڑ گیا یا آسمان پھٹ پڑا یہ قلعہ فرنگستان نہایت مستحکم بنا ہوا ہے با قاعدہ انتظام ہے وہ چالیس ہزار سوار معلوم بھی نہ ہوئے کہ کیا ہوگئے دھوین سے میدان تیرہ و تار ہوگیا تھا جسوقت روشنی ہوئی دیکھا کہ زمین جا بجا سے شق ہوگئی ہے درخت جھلس کر رہگئے ہین خاک مانند خاکستر گرم ہو رہی ہے لاشون کے چیتھڑے اُڑ گئے کہین ران کہین سر کہین ہاتھ کہین دھڑ کٹے ہوے پڑے ہین اہل قلعہ نے نقارہ فتح بجانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ہامان میمون چشم و گراز دندان لب خندق بڑھ کھڑا نعرہ زن ہے اس ملعون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا سب آفتون سے بچا قلعہ پر اسکے قریب کے حربے بھی یعنی بانے کا ستوا اُڑک کا پولا باروو کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین پھینکی گئین مگر ہامان سب حربون کو رد کرکے چاہتا ہے کہ دروازہ قلعہ کا توڑ دون گرز ہاتھ مین اُسکے بلند ہے لیکن دل اہل قلعہ کا دردمند ہے

دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار جہان بتصدق مسیح ذی شان اس آفت ناگہانی سے نجات دے اس وقت
ہم لوگ بے وارث و والی ہو رہے ہین ناموس شاہی بھی اسی قلعہ مین ہین ہنوز سخن ناتمام تھا کہ از پردۂ بیابان
گردے برخواست مگر گرد دیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار
کا پھریرون پر جنکے حمد الٰہی و مدحت مسیحائی تحریر تھی آگے آگے اک جوان مرکب پری پیکر پر سوار نمودار
ہوا ہامان متحیر تھا کہ یہ کون آتا ہے لیکن اس بہادر نے جو دیکھا کہ اک گبر قلعہ لیا چاہتا ہے ملک فرنگ پر قبضہ
کیا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار باش شنید کہ منم شہریار زنہار کہ گذاریم کہ از دست من زندہ
و سلامت روی یہ کہکر وہین سے مرکب کی باگ لی اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر اہل قلعہ مین جان آئی لالی
رخون پر چھائی نقارۂ شادمانی بجنے لگا لیکن شہریار نے ہامان کا سامنا کیا اور کہا او بے فوج بے سردار پر
حملہ کرتا ہے تجھے شرم نہین آئی ہامان نے کہا کیون اپنا ملک چھوڑ کر تو کہین جاتا ہے بادشاہون اور بہادرون کا شیوہ
ملک گیری ہے جب ہمین ملک لینا ہے تو ہم تیرے آنے کا رستہ کہانتک دیکھین اب تو آگیا ہے تو دیر کیون کرتا ہے
لا ضرب بہادری کی شہریار نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی کرنا میرا شیوہ نہین جب خدا تیرے
حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ ہامان نے خبردار کہکر نیزہ مارا شہریار نیزہ اس کا نیزے پر
کاٹنے لگا نیزہ بازی ہوئی اتنی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہریار نے نیزہ ہامان کا ہوائی کیا نیزہ تو مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا لیکن ہامان کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا پکارا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا
کہان جائیگا بچکر اس تلوار سے یہ کہکر ملا کر رکب کو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال مین کرکے ڈھال
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا ہامان نے چاہا جھٹکا دیکر چھڑا اون ممکن نہوا زور ہونے لگے گریبانون مین ہاتھ پڑگئے
گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے ہامان نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دامن زرہ کا گردان کر شہریار سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شیرزادے شیر خشم و سہراب ستارہ گردن و شادمان شاہ قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے ادھر فیروزہ دیوانہ کہ ہمراہ شہریار کے آیا تھا قریب آگیا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے
چھوٹے چھوٹے تمگیرے استادہ ہوگئے سردارون کے ڈنگل بچھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون
جوان مصروف تلاش مین زور کشمکش کے ہو رہے ہین پیچ بندھ رہے ہین اسی حالت مین وقت بہم پہونچا
کہ بادشاہ خاور برائے ملک گیری باختر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے ملک شرق پر قبضہ کیا طائر اپنے
اپنے آشیانون مین مقیم ہوئے ہامان نے شہریار سے کہا کہ ای بہادر وقت شب واسطے راحت کے مین
تجھے مہلت دیتا ہون شب کو بعیش و آرام بسر کر صبح کو سمجھا جائیگا شہریار نے جواب دیا کہ میرا یہ آئین
نہین کہ بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے پھرون کیونکہ مین نے طریقے صاحبقرانی کے اختیار کیے ہین بلکہ چلا آتا ہون
مقابلہ صاحبقران ثانی سے افسوس کہ انسے مقابلہ تیرے ہی بدولت رہگیا یہ کہکر زور کرنے لگا ہامان نے کہا کہ تو
اپنے کو بڑا شہزور سمجھتا ہے دوسرا کیا سوم ہے یہ کہکر ہامان بھی جم جم کر زور کرنے لگا جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہے جانبین
سردارون کی لڑی ہوئی ہین کہانتک بیان کیا جائے کسیکو بھی فیصلہ نہوا اسی عالم مین دوسرا دن ہوا دیکھا تو وہی
عالم ہے کہ اگر شہریار پکڑ لاتا ہے ہامان کو تو ہامان نکلجاتا ہے اور اگر ہامان پکڑلاتا ہے شہریار کو تو شہریار نکل جاتا ہے
اسی عالم مین دوپہر دن آیا ہوگا کہ اک مقام پر ہامان نے سر سینہ مین دیکر دونون بازو شہریار کے مضبوط

تھامے اور یا خداوند تمثال کہکر زور کیا چار قدم دوڑا لے گیا ہکا مارا کہ بایان گھٹنا آشنا بزمین ہو گیا چاہا کہ اٹھا لون
ممکن نہوا بلکہ شہریار نے لنگر جو مارا تو شکم تک غرق زمین ہو گیا اور وہین سے بازو ہامان کے مضبوط تھامے اور
سر سینہ سے ملا دیا کڑکڑا کر زور کیا دس قدم دوڑا لے گیا اب جو ہکا مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ہی تھے
کہ پھر جو نظر کی سر پر بلند پایا واقع مین کہ یہ زور شہریار ہی کے واسطے ہے کہ اس پھرتی سے پہلوان کو اٹھا لیتا ہے کہ
معلوم نہین ہوتا غرضکہ سر سے بلند کرکے چرخ دیکر چاہتا ہے زمین پر مارے کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین
کہ ہامان پکارا امان فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شہریار نے چھوڑ دیا اور میدان سے پھرا ہامان کو ساتھ
لے لیا لیکن شادمان شاہ نہایت پریشان کہ اتنا بڑا سردار زیر ہو گیا اور سمجھے پھر گیا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا اسوقت
داخل بارگاہ ہوا مگر شیر زائی شیر خشم نے کہ بہت بڑا جوان ہے کہ کوئی حقیقت اپنی سامنے ہامان کے نہین سمجھتا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ میرے نام پر کل اس فرنگی سے مین مقابلہ کرونگا دیکھون مجھسے یہ کیونکر لڑتا ہے اسی وقت کوس حربی پر چوب
پڑی اور آواز نقارے کی گرجی شہریار نامدار ہامان کو اپنے ساتھ لیے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا اسمار
فرنگی نے قدمبوسی حاصل کی تمام ماجرائے جنگ زخمی ہونا اپنا ہاتھ سے سہراب ستارہ گردن کے اور پھر زخمی
کرنا اسکو بھی سب بیان کیا اور آنا آندھی کا بن پڑنا جنگ کا پھر آمد شادمان شاہ سے بخیال ناموس قلعہ بند ہونا
سب کہا شہریار نے آفرین کی ہامان کی پوشاک اتروائی حمام کرا کر خلعت مرحمت کیا ہامان ہمیون چشم بندہ بے دام
ہوا کہ یکایک خبر کوس حربی کی پہونچی شہریار نے کہا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے انشاء اللہ کل اور جو کوئی نکلیگا
اسے بھی دیکھ بھال لینگے ہامان نے کہا ای شہریار نامدار شیر زائی شیر خشم واقع مین زبردست جوان ہے ماسوا
اسکے ایک حربہ باندھتا ہے جسکا نام چادر ظلم رکھا ہے خود اسی کا ایجاد ہے کمند مین گرگر تیر خنجر کٹار یہ چیزین سب لگی ہوئی ہین
ایک ایک چیز ضرور جسم انسان کو صدمہ پہونچا کر بیکار کر دیتی ہے ذرا بہت ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا شہریار نے
کہا ای برادر اگر پروردگار عالم کو میری حیات منظور ہے تو وہ مجھے بچا لے گا اور مین امید کرتا ہون کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ
ابھی مجھے بڑے بڑے مرحلے جھیلنا ہین نایب حضرت میرے پاس آکر مجھے باہنہا صاحبقرانی دے گئے ہین اور
نظر کردہ کر گئے ہین یہ کہکر سب ماجرا آگر دان گردون نشین کا بیان کیا اور طبل بجنا مقابلہ امیر سب کہہ سنایا ہامان
کا اعتقاد مذہب کی جانب اور بھی پختہ ہوا غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا سامان پیکار ہر طرف ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلے غنچہ دل بہادرون کے کھلے آلات حرب وضرب تنون پر آراستہ کرکے میدان کارزار
مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال نقیب نجیب نکل گئے تھے کہ دیکھا مرکب اپنا شیر زائی
شیر خشم نے پرے سے نکالا سامنے تخت شادمان شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا تجکو سپرد کیا خداوند
تمثال آئینہ رو کے شیر زائی شیر خشم نے سلام کیا رخ طرف میدان انتقام کیا جس وقت بیچ دشت مین پہونچا سر لیا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین عرق عرق ہو گیا روک کر اک مقام پر مرکب کو دم کو آراستہ
کر کے نیزہ زمین پر گاڑ کے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ نصاری خبردار ہوشیار باشید کہ منم شیر زائی شیر خشم
جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ شہریار نے مرکب اپنا جولان کیا اور
سامنے شیر زا کے آیا چونکہ شیر زائی شیر خشم کرگدن پر سوار ہوتا ہے اور گھوڑے اور گینڈے سے تگا ور نہین
چلتی ہے باگین ترچھی کر کرکے نکل گئے پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیر زا پکارا ای شہریار
مجھے رحم آتا ہے تیرے حسن وشباب پر اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی افسوس ہو گا لہذا بہتر یہ ہے کہ دین تمنا لیہ اختیار کر

مین تجھسے تعرض نکرونگا بلکہ شادمان شاہ کو بھی یہان سے پھیر لیجاؤنگا شہریار نے کہا ای پہلوان مین نہین سمجھ سکتا
کہ تمثال آئینہ رو کون گیدی ہی مین پروردگار عالم کو برحق سمجھتا ہون اور یہ میدان کارزار ہی صحبت وعظ و پند نہین
ہی لا حربہ بہادری کا دیکیون کرتا ہی شیرزا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی جو ایسی باتین کرتا ہے
شیر نے اسے یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزے کا وار سینہ بے کینہ شہریار پر کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعنین چلنے لگین سنان سے سنان جو لڑ جاتی تھی تو شرارے نکلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ لڑتے
ہین من اگلتے جاتے ہین شیرزا بھی نہایت ہوشیار ہی جو بند شہریار باندھتا ہی اُسے کھول دیتا ہی اور جو بند شیرزا
باندھتا ہی اُسے شہریار رکھوتا ہی کہانتک گذارش کیا جاسے کہ نوبت ڈیڑھ سو طعن کی آگئی طیفور شیر دل
عیار شہریار پکارا کہ ای آقائے نامدار بڑی دیر ہو گئی یہ آپ اسوقت کہان ہین بس یہ سننا تھا کہ شہریار نے غیرت مین
آکر ایک نیزہ اس پھرتی سے باندھا کہ سمجھ مین شیرزا کے نہ آیا اب جو دیکھا تو مانند تیر شہاب نیزہ ہوا پر ہی لشکر شہریار
مین واہ واہ کی صدا بلند ہوئی شیرزائی شیر خشم کو غصہ آگیا اور وہی چادر ظلم جسکا ذکر ہو چکا ہی شہریار پر ماری شہریار
نے دیکھا کہ یہ حربہ بیسر سے رد ہونے کا نہین ہی جست کرکے زین مرکب کو خالی کیا لیکن چادر آکر مرکب پر پڑی کہین
خنجر کہین کٹار کہین تلوار کہین تیر اور گرز سر مرکب پر پڑا گھوڑا تو اسی دم پھڑک کر تمام ہو گیا لیکن شہریار کو
مرکب کے مارے جانے کا صدمہ ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اسکے گردن کو بھی پی کر ڈالون شیرزا نے جو ارادہ شہریار
کا دیکھا مرکب سے کود کر دامن زرہ گردان کر مصروف تلاش ہوا شہریار بھی تلوار ہاتھ سے پھینک کر لپٹ پڑا
لگی کشتی ہونے سرداران فوج جھپٹ جھپٹ کر قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ہامان شکر پروردگار
بجا لایا کہ اب شہریار سمجھ لیگا جس حربے سے بچنا مشکل تھا اُسکو شہریار نے رد کیا اب کیا ہی یہانتک کہ اس
کشتی مین ڈھائی روز کا عرصہ گذر گیا بس ایک مقام پر شیرزا نے جو زور کیا پانچ قدم دوڑا لے گیا شہریار کو
مگر کچھ نہو سکا ایسی زمین پکڑی شہریار نے کہ ایک گام پیچھے نہ سرکا جب شیرزا زور کرکے تھکا شہریار نے
کہا اب میری باری ہی ہے خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر بازو پکڑ کے سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم لیا۔
کیا ہکا بکا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہو گئے اب جو دیکھا سر بلند پایا سر پر چرخ نکیرا آواز دی کہ کیا کہتا
ہی مذہب کے بارے مین شیرزا نے کہا تا زندہ ام بندہ ام شہریار نے چپکے سے زمین پر اتار دیا اور ہمراہ لیکر
نقارہ خوشی بجاتا ہوا میدان سے پھرا ہامان ہم بغل ہوا شیرزا سے کہ الحمد للہ کہ ہم تم دونون اب بھی یکہی
بارگاہ مین ہین لیکن شادمان شاہ ناشاد و نامراد میدان جنگ سے اپنی بارگاہ مین آیا اور سہراب اشتر
گردن کو بلوایا جب وہ سامنے آیا پوچھا کہ اب زخم تیرا کیسا ہی سہراب نے کہا اچھا ہون شادمان شاہ
نے کہا اگر کل تو مقابلہ کرے تو کیسا سہراب نے کہا نمک بادشاہ کا کھاتا ہون جانبازی کا پیشہ کیا ہے عذر
کیا ہی مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ شہریار سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی جب ایسے دو پہلوانون کو کہ رکن سلطنت سے تھے
اُسنے زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت ہی ہان کسی مکر و حیلہ سے شہریار کو گرفتار کیجیے تو بھی مین سمجھونگا شادمان شاہ
کا عیار بہتر خندان تیز رو سامنے کھڑا تھا ہنسا اور کہا ای شہریار اگر حکم دیجیے تو آج ہی شہریار کو مع آپکے سردارون
اور اسکے سردارون کے گرفتار کرلاؤن شادمان شاہ نے کہا اگر یہ کام تو کرے تو پہلے سال کا خراج ملک فرنگ کا
مین تجھی کو دیدونگا بہتر خندان نے کہا بہت خوب اور اُسیوقت چند عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا
مگر جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی خندان نے لباس شب روی تن پر آراستہ کیا پیادہ دو غلامے کا خنجر بستہ

بار کے لشکر شہریار مین داخل ہوا دیکھا کہ طلایہ گشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان
نگاہین گشت والون کی بچاتا ہوا تا خیمہ شہریار پہونچا اور پشت پر سے قنات چاک کرکے چھانکا دیکھا
کہ ایک آدھ شمع جھلملا رہی ہے اور نفیر خواب شہریار بلند ہے پس بیخوف وخطر داخل خیمہ ہوا اور
کچھ عیاری مین بیہوشی لیکر قریب دماغ کے لایا اوپر کی سانس جو کھینچتی ہے تمام بیہوشی دماغ مین سرایت
کر گئی پس اسی وقت اسنے پشتارہ باندھا اور پشت سے لگا کرنے نکلا صحرا مین آکر اپنے عیارون کے
سپرد کیا اور آپ پھر واسطے گرفتاری شیرزائی شیر خشم و ہامان میمون چشم کے روانہ ہوا یہ دونون ایک ہی خیمہ
مین تھے اب اسنے صورت اپنی شہریار کی بنائی اور در خیمہ پر آیا دربانون نے دیکھا کہ شہریار نامدار ہے اٹھ اٹھکر
سلام کیے اور کہا اس وقت کیون تشریف لانا ہوا پلٹ کر جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل
ہے سب خاموش ہو رہے کہ افسر کے منھ کون لگے لیکن مہتر خندان بصورت شہریار داخل خیمہ ہوا
دیکھا کہ ہامان اور شیرزائی دونون سو رہے ہین ہمراہ خندان کے ایک عیار اور بھی پشت خیمہ کیجانب
لگا ہوا تھا مہتر خندان نے اسے بھی قنات چاک کرکے اندر بلا لیا اور ان دونون کو بیہوش کرکے پشتارہ
بدوش ہوکر نکلے صبح قریب تھی کہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے بادشاہ کی نیند فکر مین اڑی ہوئی تھی کہ ہرکارون
نے خبر دی حضور مہتر خندان شہریار کو مع ہامان میمون چشم و شیرزای شیر خشم گرفتار کر لایا فرمایا بلاؤ مہتر
خندان تینون پشتارے لیے ہوئے سامنے آیا شادمان شاہ نے کہا اگر انکو ہوش آگیا تو قیامت کبریٰ برپا کرینگے
جلد آہنگرون کو بلاکر اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانے مین بھیج دو حسب الحکم ویسا ہی کیا گیا اب شادمان شاہ
نے سہراب منارہ گردن سے کہا کہ یہی وقت ہے قلعہ کے لینے کا پھر دقت پڑیگی اور ہزارون جانین تلف و برباد
ہونگی سہراب گردن پر سوار ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا یہان لوگ آرام سے
سو رہے تھے طلایہ کا گشت پھر رہا تھا کسیکو کیا خبر کہ وہان رنگ زمانہ دگرگون ہو گیا گردش فلک دوار
بدل گئی جسکا بھروسہ تھا وہ دام مصیبت مین پھنس گیا لیکن سہراب منارہ گردن نے پہونچتے ہی شبخون مارا
اور لوگ قتل ہونے لگے ادھر ان چالیس ہزار سوارون نے کشت وخون شروع کیا سہراب راہ کو طے کرکے
پھاٹک پر پہونچ گیا گرز مار کر دروازے کو شکستہ کیا اتنے مین شادمان شاہ پانچ لاکھ کی جمعیت سے آپڑا
گیا حقیقت تھی چند کس کی کیونکہ چالیس ہزار سوار شہریار کے ہمراہ آئے تھے اور چالیس ہزار سوار مسمار
فرنگی کے تھے سب کشتہ ہوگئے جو بچے وہ بھاگ نکلے لیکن فیروزہ دیوانہ اور مسمار فرنگی یہ دونون
گرفتاری سے بچے تھے ہمت مردانہ دکھا رہے تھے مانند شیر اس دریاے فوج کو پیر رہے تھے لیکن
فوج شادمان شاہ کے لوگ قلعہ مین داخل ہوگئے کشت وخون کرنا شروع کیا یہ خبر محل مین پہونچی شہزادیان
مرکبون پر سوار ہو ہوکر چور دروازے سے نکلکر طرف صحرا کے راہی ہوئین مسمار فرنگی کا پاؤن طناب مین
الجھا اور یہ گرا اوپر سے لوگ ٹوٹ پڑے اتفاق سے وہ غول کمندانداز ون کا تھا صد ہا حلقے گلے مین پڑ گئے اور
یہ نمک حلال گرفتار ہو گیا فیروزہ دیوانہ لڑتے لڑتے نہایت زخمی ہو گیا مرکب اسکو جانب صحرا لے نکلا کہ اسکا
حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن یہان شادمان شاہ نے قلعہ پر قبضہ کرکے نقارہ شادمانی
بجایا ملک قبضہ مین آیا صبح کو دربار کیا روساے شہر گرفتار ہو ہوکر آنے لگے جو مطیع ہوا وہ بچا جسنے سرتابی کی
مارا گیا ایک ہنگامہ برپا ہے واقع مین کہ جب تقدیر بگڑتی ہے کوئی تدبیر کام نہین دیتی ایسا زبردست بادشاہ قریون

اسیر پنجۂ تقدیر ہوجائے کہ ملک غیر کے قبضہ مین فوج بناہ ناموس سرگردان نہایت متردد متحیر و متفکر و پریشان دشت بیابان کی خاک چھانتے پھرتے ہین لیکن مہتر طیفور کو اور کچھ نہ بن پڑی روتا پیٹتا طرف لشکر ملک پرسیاے فرنگی کے روانہ ہوا کیونکہ جب شہریار حمزہ صاحبقران نامدار سے رخصت ہوا تھا تو ملک پرسیای فرنگی کو مع سرداران نامدار و فوج جرار وہین چھوڑا تھا اور امیر سے عرض کردیا تھا کہ غلام اس مرحلے کو طے کرکے بہت جلد حاضر ہوتا ہی آپ کسی طرف کا عزم نفرمائین میرے منتظر رہیے گا ہم اور آپ ملکر آگے چلینگے ایک فیروزہ دیوانہ اور چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیے تھے یہان اگر یہ افتاد پڑگئی کہ گرفتار ہوگیا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان لشکر امیر عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ رات دن آرام سے بسر ہوتی ہی نہ کہین آنا ہی نہ جانا ہی کبھی سیر و شکار ہی کبھی شہریار کا انتظار ہی سب یگانے پاس ہین بیگانے کے نام سبزہ تک نہین جسے پامال کرین اسی عالم مین ایک روز صبح کا وقت ہی منھ ہاتھ دھونے سے فراغت کرکے امیر با توقیر تنہا کرسی بچھائے ہوئے بیٹھے ہین سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ دیکھا لوگ شور و غوغا کرتے ہوئے آئے پوچھا امیر نے کہ خیریت ہی انھون نے عرض کی کہ سوا شر کے خیر کہان آج شب کو صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال بن صلصال دونون زندان خانہ سے غائب ہین ہرچند لوگ خیال کرتے ہین نہ پتہ کسی عیار کا معلوم ہوتا ہی نہ کہین نشان نقب محسوس ہوتا ہی آج اتنا ضرور ہوا تھا کہ ہواے سرد جو چلی تو دربانون کی آنکھ لگ گئی تھی عجب نہین جو کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہو امیر نے فرمایا خیر جو ہوا وہ ہوا اب پھر یہ ملعون سرکشی کرینگے یہ وقت اور یہ ایام گرفتاری بہت جلد بھول جائینگے ذرا سی حشمت مین پھول جائینگے وہان لشکر ملک پرسیاے فرنگی مین انتظار آمد شہریار کا ہی ہر کارے کوسون واسطے خبر کے تباہ رہتے ہین آخر کار طیفور شیردل روتا پیٹتا پہونچا اور تمام ماجرا بیان کیا پرسیاے فرنگی نے ایک نامہ لکھواکر بہرام تیغزن کو دیا کہ تو باریاب خدمت ہو بھی چکا ہی جا اور امیر سے عرض کرنا کہ اب انشاء اللہ کسی اور مقام پر شہریار سے اور آپ سے ملاقات ہوجائیگی اب آپ انتظار نفرمائین کیونکہ وہ رونق بہارستان فرنگ اسیر پنجۂ تقدیر ہوگیا ہم لوگ اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین اور آپ سے بھی دعا کے امیدوار ہین بہرام اسیوقت یہ نامہ لیے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین آیا عمرو نے امیر سے اطلاع کی کہ بہرام آتا ہی فرمایا بلا لو کیونکہ تنہا امیر بیٹھے ہوے تھے ایک کرسی واسطے بہرام کے بچھوادی گئی لیکن جسوقت بہرام سامنے آیا نامہ پرسیاے فرنگی کا ہاتھ مین دیا امیر نے مضمون پڑھا اور نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ واللہ مین بہادر کا دوست ہون مجھے نہایت صدمہ گرفتاری شہریار کا ہی یہ فرماکر عمرو سے کہا خلعت لاؤ خواجہ نے کشتیان حاضر کین امیر نے دوبارہ بہرام کو خلع کیا بہرام رخصت ہوا اور خدمت پرسیاے فرنگی مین آیا نوازش و الطاف امیر کا حال بیان کیا پرسیاے فرنگی اسیوقت مع کیمخت شاہ و ارغوان شاہ و سرداران ذیجاہ کوچ کرکے طرف ملک فرنگ کے روانہ ہوا کہ حال اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب اسکی گرفتاری کی خبر شمامہ جادو کو پہونچی عقل ہیلے تو کہا کہ خوب ہوا جو مسخرا گرفتار ہوگیا وہ لایق اسی سزا کے تھا مینے اسکو کس ناز و نعمت سے پالا پرورش کیا جب یہ نالایق جوان ہوا تو اورون کو تکنے لگا نہین معلوم کس کس سے دل لگا یا ہمکو جلایا واضح راے ناظرین باتمکین ہو کہ شمامہ جادو پردادی ہی صلصال کی لیکن

باہم سلسلہ آشنائی بھی ہوگیا ہے یہ وجہ اُسکے جلنے کی ہے لیکن ایک روز کچھ جی اسکا گھبرایا خیال صلصال کا آیا
کہا ای شمامہ جادو معشوق تو ہمیشہ سے جفاکار ہوئے ہین ہمیشہ تجھ بیوفائی ہوتے ہین یہ شرط محبت نہین کہ وہ قید مین گرفتار
ہے اس وقت مین تو اس سے بیزار ہے اگر کوئی افتاد پڑ گئی اور اُسکے دشمنون کو خداپرستون نے مار ڈالا تو سوا افسوس کے
کچھ نہ ہاتھ آئیگا لہذا اُسے قید سے چھڑا کر اپنے قید مین رکھنا چاہیے مزا وصال کا چکھنا چاہیے اس وقت بدمین
جو تو کام آئیگی تو اُسے اورون کی یاد ضرور بھول جائیگی یہ سوچ کر پرپرواز پیدا کرکے اڑی اور طرف لشکر امیر
کشورگیر کے روانہ ہوئی جب وقت شب کا ہوا کچھ اسم پڑھکر اسنے دم کیا کہ ہوا سے سرد چلی دربان
سو گئے تب یہ جاکر صلصال و غلغال کو اٹھا لائی دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے جب منھ پر پانی
کے چھینٹے دیے اور دونون ہوش مین آئے شمامہ جادو نے صلصال سے شکوے اور شکایت
کی باتین کرنا شروع کین کہ کیون بے مروت اس وقت بد مین کوئی آشنا تیرے کام نہ آئی جاکر زندان سے
چھڑا نہ لائی صلصال نے سر جھکا لیا اور کہا داد امان بیشک مجھے قصور ہوا جو اورون سے دل لگایا اب
مجھے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی دوسرون کو ماستا تھوڑی ہی تھی کہ کوئی چھڑانے جاتا یہ شفقت اپنے بزرگون ہی پر ختم
ہے غرضکہ شمامہ جادو نے صلصال کو غسل کروایا لباس نفیس پہنوا کر تخلیہ مین لائی اور مصروف
اختلاط ہوئی دونون نے اپنا اپنا منھ کالا کیا جب فراغت ہوئی صلصال رونے لگا اور کہا کہ دیکھا آپ نے
کہ کس قدر زور ان خداپرستون کا بڑھ گیا ہے کہ غار افراسیاب کو بھی فتح کر لیا اب ہمارے بیٹھنے کا ٹھکانا نہ
رہا شمامہ جادو نے کہا تو نہ گھبرا مین تدبیر بتلائے دیتی ہون اگر سامری و جمشید چاہینگے تو سب خداپرست
بہت جلد غارت ہوجائینگے کیونکہ مجھے اور ابلیس خودپسند سے نہایت ملاقات ہے کہ وہ بادشاہ ہے طلسم
صندل کا اور یہ خداپرست اس طرف بھی ضرور جائینگے کیونکہ شہر صندل جو متعلق طلسم ہے ایک مرتبہ شیرویہ
بن حمزہ نے فتح کر لیا تھا اور وہ ملک قبضہ مین خداپرستون کے آگیا تھا اب پھر اہل طلسم نے اسکو آباد کیا ہے وہان
کے خداپرستون کو برباد کیا ہے انھون نے خبر حمزہ ثانی کو دی ہوگی یقین ہے کہ چڑھائی ملک صندل پر ہو
تجھے بھی ایک تحفہ بنا دونگی کہ تمام عالم مین کوئی تجھپر غالب نہو سکے تو بھی جاکر ابلیس خودپسند کا شریک ہونا
اور کام ان خداپرستون کا سر میدان تمام کرنا کہ باعث ناموری ہے اور موجب ثواب ہے سردست لاجورد شاہ بن
زبرجد شاہ نے خروج کیا ہے ہمراہ اسکے فوج بسیار ہے اور سرداران زبردست و نامی ہین اور زبرجد شاہ دختر
پیرسیاسے فرنگی پر عاشق ہے سنا ہے کہ خداپرستون نے اُسے لیجا کر قلعہ کام نہنگان مین رکھا ہے لاجورد شاہ
اس طرف جانے والا ہے مگر کسی کے انتظار مین دشت سنگسار ہے کہ یہان سے پندرہ کوس پہ ہے مقیم ہے مین
تجھے وہان پہونچائے دیتی ہون وہ تیری بہت عزت کرے گا کیونکہ وہ ایک رشتہ سے بھانجا میرا ہوتا ہے اسکے
باپ زبرجد شاہ سے اور اس شخص کی بہن ملکہ دمامہ جادو سے تعلق آشنائی تھا لاجورد شاہ مجھکو بہت
مانتا ہے یہ کہکر کچھ سامان مہیا کرکے صلصال کو طرف دشت سنگسار کے روانہ کیا اور کہا دیکھ خبردار
خبردار اب کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ورنہ ابھی مین خود تجھے گرفتار کر رکھونگی اور مین
سردست چلہ کھینچکر تیرے واسطے ہیکل جمشیدی تیار کرتی ہون اور ہر وقت تیری خبرگیر رہونگی اور ایک نامہ
دیا کہ یہ لاجورد شاہ کو دینا غرضکہ آپ تو چاہ بابل مین مقیم رہی اور صلصال طرف دشت سنگسار کے
روانہ ہوا اسوقت قریب لشکر لاجورد شاہ پہونچا ہرکارون نے خبر لاجورد شاہ کو پہونچائی کہ یا خداوند

صلصال بن دال بن ہیو بن شمامہ جادو آتاہے لاجورد شاہ نے کہا وہ میرا عزیز ہوتاہی اور سردارونکو واسطے
استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور صلصال کو استقبال کرکے لائے خان اعظم یعنے صلصال نے لاجورد شاہ
کو سلام کیا اور نامہ شمامہ جادو کا دیا لاجورد شاہ نے پوچھا کہ خالا امان اچھی تو ہین صلصال نے کہا عنایت
خداوندی سے بہت اچھی ہین غرضکہ لاجورد شاہ نے خان اعظم کو دنگل عنایت کیا صلصال دنگل پر بیٹھا اب لاجورد شاہ
نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند صلصال کو مین تمھارے پاس بھیجتی ہون تم اسکا خیال رکھنا یہین تمھارا خیال
رکھونگی خداوند سامری انکو خداوندی مبارک کرے اور ترقی دے باقی دعا لاجورد شاہ نے صلصال
سے اہل اسلام کا حال پوچھا صلصال نے کہا بہت سر اٹھایا ہے ان لوگون نے اور سر دست طرف کوہ بیضا کے جاتے
ہین لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم میرا قصد ہے کہ پہلے تو قلعہ کام نہنگان پر جاؤن اور ملکہ مہر ناز پرور
کو اپنے قبضۂ قدرت مین لاؤن کیونکہ مرتا ہون مدت سے اس پری جمالی محبوب جادو دانی پر بغیر اسکے اب مجھے قرار
ایکدم نہین ہی لیکن سر دست انتظار ہی خونخوار ستارہ پیشانی کا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب بیابان سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جب وہ گرد قریب آکر فنق ہوئی دیکھا کہ دو سو
علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھر ہرون پر علمون کے تعریف الٰہی اور رنات معلی مرقوم تھی بعد اسکے دو لاکھ سوار پرے جمائے
ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خونخوار ستارہ پیشانی آ پہونچا یہان سے لوگ واسطے استقبال کے روانہ ہوے
اور خونخوار کو استقبال کرکے لائے دیکھا صلصال نے کہ بہت بڑا جوان ہی کہ اسکو شباب ملک قہر شش
بن سوکباے طوفانی کا یاد آگیا جو سردار کہ لقا کی بارگاہ مین ایک تھا ذکر اسکی جنگ کا بالا با خبر مین ہو چکا
غرضکہ بعد آنے خونخوار ستارہ پیشانی کے تین روز کا جشن کیا لاجورد شاہ نے اسکے بعد طرف قلعہ کام نہنگان
کے روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان عبرت عنوان فوج بے افسر لشکر شہریار نامور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ پرسیاسے فرنگی دو دو منزلون کی ایک ایک منزل کرتا چلا جاتا ہی کہ کسی طرح جلد پہونچون ایسا نہ ہو کہ
دشمن کام شہریار کا تمام کرے لیکن شادمان شاہ خرم و شادان قلعہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہی سہراب
منارہ گردن کو خلعت وزارت بھی عنایت ہوا ہی کہ اسی کی دانائی سے قلعہ قبضہ مین آیا تھا خندان ہنس رہا
ہی اور یکہ رہا ہی ای شاہ تیرا اقبال تھا لیکن میرا کمال تھا کہ ان سرکشون کو ہاتھ بھی نہ ہلانے دیا اور گرفتار بلا کر لیا
اور شہریار نامدار ذلیل و خوار ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے ہوے زندان ستم مین
مبتلا ہی کہہ رہا ہی کہ ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز کونسا ایسا قصور مجھسے ہوا تھا کہ جسکی باعث سے یہ نوبت میری
بہم پہونچی کہ نہ مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار یہ زندان تیرہ و تار ہے خیر میرے واسطے تو جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا لیکن دونون
تازہ نہال یعنی شیر زاد و شیر خشم و بامان اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے رنج اسیری سہتے ہونگے اب اسوقت
بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی ناموس شاہی پر نہین معلوم کیا تباہی آئی کہ سب روان دوان خاک
دشت و بیابان کی چھانتے ہونگے واقع مین کہ انسان جاہ و منصب دنیا پر کبھی غرور نہ کرے اسکا کوئی اعتبار
نہین ہی کہ آج اسکے لیے ہی تو کل ہمارے لیے ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا غزل حسب مقام ہی ۱

آرام کے ساتھی تجھے کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین	سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

آئینہ و ساغر پہ باہم حیرت مین ہی دل آنکھین پر نم — یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین
جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے — رہتے تھے یہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اسکا کوئی نہین
بیٹھے ہین کہان اہل سند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد — یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
جو باغ تھا کل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا — اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہی اسکا کوئی نہین
بیشک یہان معشوق جو تھے سوتے ہین بہر قدان کے — یان مرنے والے لاکھون تھے یار و ہوا لا کوئی نہین
ای آرزو اسکا فخر بحر گو شعر ہے کافی نازک تر — اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

واقع مین کہ کہان وہ جاہ و جلال کہان یہ وقت زوال کہ زندان کی تاریکی قبر کا مزا دکھاتی ہی بلکہ کاٹے کھاتی ہی کبھی ہاتھون کی ہتکڑیون پر نظر ہی کبھی پاؤن کی بیڑیون پر ہی اس حالت مین یاد ملکہ ماہ چہرہ بانو کی اور قہر کرتی ہی زخم محبت پر نمک چھڑکتی ہی ہر بار یہی خیال آتا ہی کہ اگر اس محبوب جانی یار جاودانی کو اس حال پر ملال کی خبر ہوتی تو ضرور رہائی ہو جاتی کیونکہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہی کہ ایک بار نقابدار گوہرپوش بنکر بہرام سے مقابلہ کیا تھا ہاے افسوس کہ کوئی اتنا بھی نہین کہ جا کر پیغام دے آئے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے کسے زبیکسی مائی برد خبر ہے کبھی حالت اضطراب مین یہ اشعار ورد زبان ہوتے تھے

رو کے باد صبا سے کہتا تھا — خاک کو بعد مرگ لے جا کر
ای ہوا خواہ عاشق شیدا — کوچہ یار مین اڑا دینا
مرتے ہین ہم ترے بھروسے پر — ٹھگیا کوئی یہ بتا دینا

شہریار کی یہ حالت ہی مگر شادمان شاہ خرم و شادان اندرون قلعہ حکومت کر رہا ہی دربار آراستہ ہی سہراب منارہ گردن سا پہلوان دنگل شوکت پر متمکن ہی جام بادہ گلنار کا دور ہی ساقیان سیمین ساق جام بدست صراحی بہ بغل حاضر ہین آواز نوشا نوش نوشا نوش کی بلند ہی نازنینان زہرہ خصال حور جمال معروف رقص و غنا ہین کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق آکر پہونچی بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ بہرام تیغزن پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے براے رہائی شہریار آتا ہی شادمان شاہ نہایت گھبرایا لیکن سہراب منارہ گردن نے عرض کی کہ آپ کیون متردد ہوتے ہین اگر آئے گا تو سوا زخم کے کیا پائے گا غرضکہ صحبت عیش و طرب برخاست ہوئی براے سیر شادمان شاہ اور سہراب آکر فیل دروازے پر بیٹھے کہ دیکھین بہرام کیسا جوان ہی کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوا پھریرون پہ حمد خدا اور مدح نبی کا تحریر تھی بعد اسکے فوج و لشکر گذرنے لگا آخر مین ایک جوان کو دیکھا کہ کرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ مین عجب آن بان کے ساتھ چلا آتا ہی سہراب بہرام کو دیکھکر تھا اور کہا شادمان شاہ سے کہ اگر اس سے مقابلہ ہوگا تو آپ کو میرے بھی زور و طاقت کا مزا اٹھ جائے گا لیکن بہرام جب صحرا مین اترا بارگاہ بپا کر چکا اندر بارگاہ کے آیا دبیر سے نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ ای اہالیان قلعہ آگاہ ہو کہ وہ شخص ہون کہ دم بھر مین قلعہ خالی کرا لونگا بہتر و مناسب یہی کہ قید سے شہریار نامدار کو رہا کرو اور اپنے قصور کی ندامت ظاہر کرو مین سعی کر کے خطا تمھاری معاف کروا دونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہی پروردگار جہان اور مسیح گردون مکان کی کہ آن واحد مین قلعہ لے لونگا اور اس ذلت و خواری سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تمام کیا بہرام نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیکر بیرون بارگاہ آیا اور مرکب پہ سوار ہو کر طرف قلعہ کے

چلا قریب پہونچکر تیر مین باندھکر پھینکا جس وقت وہ تیر قلعہ مین پہونچا شادمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا پوچھا سہراب منارہ گردن سے کہ کیا رائے ہی سہراب نے عرض کی کہ اول تو مین اُس سے مقابلہ کرونگا جب عہدہ برائی نہوگی تو دیکھا جائے گا شادمان شاہ نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ کیا جھک مارتا ہی اگر کچھ دعوی شجاعت ہی تو بجوا طبل جنگ اور پھر نامہ تیر مین باندھکر پھینکا بہرام تو منتظر جواب کھڑا ہی ہوا تھا جیسے ہی تیر آکر گرا اٹھاکر نامہ پڑھا آگ ہوگیا پلٹکر بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل کے روز کام ان تمثال پرستون کا تمام کرونگا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی سہراب نے شادمان شاہ سے کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف رکھین مین بیرون قلعہ خیمہ برپا کرتا ہون اگر لڑائی بن پڑی تو فبہا اگر کچھ بگاڑ پڑا تو آپ کی حفاظت تو رہے گی یہ کہکر اپنے دو لاکھ سوارون سے بیرون قلعہ آیا اور خیمہ برپا کر کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا طیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری رہی جس وقت شاہ خاور نے قلعہ نیلی حصار فلک پر عمل بٹھایا اور ماہ تابان شکست کھاکر مع فوج انجم فلک مغرب مین آیا لوگ بیدار ہوکر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات سے فراغت حاصل کر کے طرف میدان کارزار کے چلے قبل از طلوع مہر میدان فوجون سے مملو ہوگیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدارون نے نکل نکلکر بلندی و پستی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے انعدام گرد و غبار کیا نقیبون نے نہیب دی کہ ای بہادرو صف شکنو بادشاہ آج ہی کے روز کے واسطے زندگی بھر تمکو مثل اولاد کے پالتے ہین تمکو بھی لائق و لازم ہی کہ آج حق نمک سے ادا ہوجاؤ زندگی مین غازی ہوے پر شہید کہلاؤ جو مرد ہین وہ نام پر مرتے ہین آپ سر زیر تیغ دھرتے ہین بموجب **شعر**

اب نہ رستم نہ سام باقی ہی ۔ اک فقط نام ہی نام باقی ہی

جسوقت نقیب فوج کا دل بڑھاکر ہٹ گئے جوانان فوج سامنے تلوارون کے ڈٹ گئے کوئی قبضہ شمشیر چومنے لگا کوئی جوش شجاعت مین جھومنے لگا لیکن بہرام تیغ زن نے کرگدن اپنا جولان کیا خوب بگدھری دکھاتا ہوا وسط میدان مین نیزے کو زمین پر گاڑا اور روک کر باگ مرکب کی آواز دی کہ او تمثال پرست نامرد ازلی کوئی ایسے بہادرون کے ساتھ ایسا بھی کرتا ہی کہ انکو عیار سے گرفتار کرا کے قید رکھتا ہی لعنت ہی اس منصب و مال پر جو یہ سوائی ہاتھ آئی مردونکا شیوہ یہ ہی کہ جسے زیر کیا اُسے اپنا مطیع کیا جس سے زیر ہوگئے اسکی اطاعت خود اختیار کی ہین جبتک تمہارے سے زیر نہین ہوا تھا کیسے کیسے مقابلے مین نے کیے جیسے اُسنے نشیب و فراز دنیا مجھے دکھایا مین بندہ بے دام ہوگیا سہراب پکارا کیا فضول گوئی کرتا ہی دشمن پر قبضہ پاکے چھوڑ دینا بیوقوفون کا کام ہی کیسا نام اور کیسی بدنامی جسطرح ہوسکے عدو کو پست کرے اپنا کام نکالے بہرام نے کہا اُف ہی تجھپر نکل میدان مین وہین مین آتا ہون یہ سنکر سہراب نے بھی کرگدن اپنا صف سے نکالا اور سامنے بہرام کے آیا اور نیزے کا وار کیا بہرام نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی اتنی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا جھپٹکر ساربق کا وار کیا یہ عجیب طرح کا حربہ ہی کہ دوہری ضرب رکھتا ہی اگر ایک کو روکے دوسری ضرب کام تمام کرتی ہی ہر چند کہ بہرام نے سپر کو اٹھاکر حربے کی پناہ کیا لیکن ساربق جو پڑتی ہی ایک گولہ تو سپر پر رک گیا دوسرا گولہ شانہ پر بہرام کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی لیکن بہرام ہی ایسا

سنبھلا تھا کہ وہین سے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سہراب نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا چھلاوا اور بہرام کا کہین
سہراب کی سپر سے رک سکتا ہے اس تلوار نے کس کس کو نہین پہنچی کیا ہے سپر کے مانند گردہ نان دو ٹکڑے
ہوئے تلوار کوئی چار انگل کاٹ کر رکی تھی کہ بہرام نے جھٹکا مار تلوار تا دوابرو اتر گئی سہراب نے دستانہ مار تلوار
تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے غشی طاری ہوئی بہرام نے آواز دی کہ لے جاؤ
اس مردہ صد سالہ کو لوگ سہراب کے دوڑ پڑے ادھر سے فوج بہرام کی آ گئی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار
برپا ہوا سہراب نے بھی زخم سر باندھ کر لڑنا شروع کیا بہرام بھی باوجودیکہ شانے کے درد سے بہت پریشان
تھا بایان ہاتھ بیکار ہو چکا تھا مگر داہنا ہاتھ کہ جسمین قبضہ تلوار کا تھا سالم تھا یہ بھی لڑ رہا تھا جسپر ہاتھ مار دیا
مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے شام تک ہزارہا آدمی مارے گئے کشتون کے پشتے لگ گئے سب
شطین خون کی جاری ہوئین لیکن جس وقت مغرب نے مانند سپر چہرہ سیاہ اپنا سامنے کیا کہکشان نے
چادر طلائی اہل فوج کو دامن امن نظر آیا منھ میدان سے پھرایا دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا
لشکر علیحدہ ہو ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے ادھر سہراب داخل خیمہ ہوا زخم سر مین ٹانکے دلوائے پٹی
مرہم کی چڑھائی مصروف علاج ہوا ادھر بہرام تیغ زن اپنی بارگاہ مین آیا اور تدارک درد شانہ مین مصروف
ہوا لڑائی بند ہوئی لیکن سہراب نے مہتر خندان سے کہا کہ اے عیار طرار بہرام اگر اب کی اچھا ہو کر آیا تو یقین ہے
کہ ضرور قلعہ لیلیگا اور میرے بنائے کچھ نہ بنیگی جسطرح تو نے شہریار کو اسیر دام بلا کیا اسی طرح بہرام کا
بھی کوئی انتظام کر مہتر خندان اسی وقت بتلاش گرفتاری بہرام روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر بہرام پہونچا
دیکھا کہ طلایہ گشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان لباس شب روی سے
آراستہ کیے ہوئے سیہ دو شالے کا جھرمٹ مارے سیر لشکر کرتا ہوا نگاہبانون کی نظرین بچاتا ہوا قریب خیمہ بہرام
پہونچا پشت خیمہ چاک کر کے دیکھا کہ کچھ شمعین کافوری آہستہ آہستہ جل رہی ہین ایک آدھ باری دار بیٹھا اونگھ
رہا ہے مہتر خندان نے پروانہ بیہوشی شمع کی لو پر مارے کہ دود اسکا منتشر ہوا اور باری دار چھینکین مار مار
کر بیہوش ہو گئے مہتر خندان اندر خیمہ کے آیا کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھا کر قریب بینی بہرام کے لیگیا جس وقت
بہرام نے نفس اندرونی کھینچا بیہوشی کا پورا اثر دماغ مین پہونچا بہرام بیہوش ہوا اسی وقت اس عیار مکار نے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر پشت سے لگایا باہر خیمہ کے نکلا نگاہین بچاتا ہوا اپنے کو چھپاتا
ہوا راہ لشکر کو طے کر کے نکلا اور اپنے لشکر کی راہ لی حسب اتفاق مہتر طیفور شیر دل عیار شہریار بفکر
رہائی اپنے آقا کی طرف قلعہ کے گیا ہوا تھا جب کوئی تدبیر اندرون قلعہ جانے کے نہ بن پڑی مایوس ہو کر
لشکر سہراب کی سیر کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف آتا تھا اسکو دور سے اک سیاہی معلوم ہوئی طیفور
نے ایک درخت کی آڑ پکڑ کر غور سے دیکھا کہ یہ کیا شے ہے لیکن مہتر خندان لشکر بہرام کی حد
سے باہر ہو چکا ہے اب بیخوف پاے شاطری مارتا چلا جاتا ہے لیکن جب قریب پہونچا طیفور کو محسوس ہوا
کہ کوئی عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے اور آڑ پکڑ کر کھڑا ہو رہا جیسے ہی مہتر خندان پاس سے اس درخت کے
نکلا کہ جہان طیفور آڑ پکڑے کھڑا تھا جھپٹ کر پشت پر سے حلقے کمند کے مارے کہ گردن مین مہتر خندان
کے پڑے جھٹکا دیا کہ زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ منم طیفور شیر دل باش خبردار ہوشیار کسے پیلا تھا مہتر خندان
نے دیکھا کہ دام اجل مین گرفتار ہو گیا گلا کمند مین پھنس گیا وہین سے حباب بیہوشی طیفور پر مارے حباب

قریب ناک کے آکر شق ہوے اور بیہوشی طرف دماغ کے چلی طیفور نے فوراً ایک پھول جیب سے نکال کر سونگھا
دیا اور دوسرا منھ پر خندان کے کھینچ مارا اور کہا اے تو بھی سونگھ لیکن وہ گل ناشگفتہ جو منھ پر خندان کے پڑ کر چٹکتا
ہے تڑاق سے چھینک آئی اور خندان بصورت گریان مانند شاخ پژمردہ مرجھا کر رہگیا طیفور نے پشتارہ
کھولا دیکھا تو بہرام تیغزن کا پشتارہ ہے اسی وقت فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا اور کہا غضب ہو گیا
ہوتا یہ عیار آپ کو بھی لیجاتا حسب اتفاق میں اس طرف سے آتا تھا راہ میں اپنا شبہ رفع کرنے کو اسے میں نے
گرفتار کیا یہی عیار آپ کو لیچلا تھا بہرام طیفور سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے چلو اس نابکار کو طیفور
نے پشتارہ باندھا اور ساتھ بہرام کے راہ لشکر صحرا کو طے کر کے بارگاہ میں آیا بہرام نے قصد کیا کہ قتل
کرے اس عیار کو کہ یہی اسیر کر کے شہریار نامدار کو بھی لیگیا تھا آج مجھے لیچلا تھا خداوند عالم نے بچایا اگر اس
طرف سے طیفور شیر دل نہ آتا ہوتا تو یہ کام اپنا کر چکا تھا لیکن طیفور نے بہرام کو منع کیا اور کہا کہ جب شہریار
کو چھڑا لیجیے گا جب دیکھا جائیگا ایسا نہو کہ اہل قلعہ اسکے قتل کی خبر سنکر اس نامدار شہریار عالی وقار سے یہ بدی پیش
آجاویں بہرام کو رائے طیفور کی پسند آئی اور مہتر خندان کو خوب کوڑے مار کر سزاے معقول دے کر
زندان خانہ میں بھجوا دیا اور آپ بہ غیظ و غضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اگرچہ میں بھی زخمی ہوں اور سہراب
بھی زخمی ہے لیکن ابھی تک دونوں زندہ ہیں اب میں زندہ رہنا سہراب کا اچھا نہیں سمجھتا کہ بیکار ایکبار تو عیار
کو برائے گرفتاری بھیج چکا ہے اب کسی اور کو بھیجے گا یا کوئی اور فتنہ و فساد برپا کریگا یہ سوچکر طبل جنگ کو حکم دیا بموجب
ارشاد کوس حربی نوازش میں آیا لیکن سہراب بھی بہ انتظار مہتر خندان جاگ رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون
کی سامنے سے پیدا ہوئی اور حال گرفتاری مہتر خندان اور غصہ کر کے طبل بجوانا بہرام کا بیان کیا سہراب سوچا
کہ اب انجام اچھا نہوگا بہرام بلائے بد معلوم ہوتا ہے اسی وقت حکم دیا فوج کو کہ قلعہ میں چلے چلو اب یہاں جانبری
ہونا دشوار ہے یہ سب کے سب تو بھاگ کر پھاٹک کھلوا کر داخل قلعہ ہوے اور وہاں پہونچ کر کوس حربی بجوایا
انتظام قلعہ میں مصروف ہوے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا وفور نور ہر طرف ہوا جھونکے نسیم بہار
کے چلے دل بہادروں کے مانند گل مراد کھلے بہرام تیغزن مرکب پر سوار ہو کر مع فوج میدان کارزار میں آیا
لیکن میدان میں سناٹا پایا کہا ہائیں یہ سب کیا ہو گئے دو لاکھ سوار اب ایک متنفس بھی نہیں معلوم ہوتا ہے
طیفور شیر دل نے کہا کہ رات ہی کو قلعہ میں بھاگ گئے ہونگے بہرام نے کہا قسم ہے نمک شہریار کی کہ اگر سہراب کو
قلعہ میں گھس کر نہ مارا ہوگا تو نام اپنا بہرام نہ پایا ہوگا اور پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ خبردار کوئی میرے ساتھ آنے
کا ارادہ نکرے لوگ وہیں ٹھہریں لیکن بہرام نے گرز کو ہاتھ میں سنبھالا دامن زرہ گردانے آستین چڑھا کر رخ
قلعہ کا کیا اور کڑکڑا کر یوہ باگ کا لیا وہاں سہراب آکر فصیل نہد دروازے پر بیٹھا تیر کمان اسکے ہاتھ میں ہے
گولنداز توپوں پر مسلط ہیں انتظام قلعہ کا پورے طور سے درست فقط انتظار حریف کا ہے کہ یکایک سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا چرخ مارتا ہوا دکھائی دیا جب وہ بونڈہ شق ہوا دیکھا کہ بہرام گردن ابلق پر سوار مانند اژدہا خونخوار
چلا آتا ہے جس وقت گولندازوں نے دیکھا کہ اب دیر ہے گولے مارنا شروع کیے قلعہ مانند قلعہ آتشبازی کے
چھوٹنے لگا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا صدہا درخت جو سامنے صحرا کے معلوم ہوتے تھے کسی کا ٹہنا ٹوٹ
پڑا کوئی جڑ سے اکھڑ گیا دھوان اس قدر پھیلا کہ مانند لکہ ابر روے آفتاب پر چھا گیا دھوپ معدوم ہو گئی
روشنی صحرا کی مبدل بہ تیرگی ہو گئی دن کے بدلے رات نظر آنے لگی بعد کچھ دیر کے جب دود دھوان دور ہوا

دفور نور ہوا دیکھا کہ میدان صاف ہے اہل قلعہ خوش ہوے کہ مار لیا حریف کو یکہ وتنہا کیا کر سکتا تھا مثل مشہور ہے
کہ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا لیکن بہرام کی جرأت و بہادری کو ملاحظہ کیجیے کہ سب لوگون کو روک کے برلب خندق
جا پہونچا اور للکارا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ منم بہرام تیغزن اب بھی پھاٹک قلعہ کا کھول دو ورنہ یہ سمجھ لو کہ
ملک الموت تمھاری جان کا سر پر آ پہونچا ہے نعرۂ بہرام کی آواز سنکر اہل قلعہ کا دم نکل گیا لیکن سہراب نے
تیر کمان مین جوڑ کر بہرام کا گلا تاکا مگر حسب اتفاق چلہ جو زور سے کھینچا کمان ٹوٹ گئی مگر بہرام خندق پھاند کر زیر
دیوار قلعہ آگیا ادھر سے لوگون نے ماتے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہ سب چیزین پھینکی بہرام
نے سب کو خالی دیا اور دکیا قریب تھا کہ پھاٹک کو گرز مار کر شکستہ کرے سہراب سے اور تو کچھ نہ بن پڑی شہریار
کو لاکر زیر دیوار بٹھا دیا اور پکار کر آواز دی کہ ای بہرام اگر اندر قلعہ کے آنے کا قصد کیا تو ہم اُسے مار ڈالینگے
اب بہرام نے دیکھا کہ واقع مین شہریار نامدار زیر دیوار بیٹھا ہوا ہے خیال کیا کہ ای بہرام جسکے لیے یہ جانفشانی کی
جب وہ مار ڈالا گیا تو کیا حاصل ہے سے شہریار کو سلام کیا اور اشارہ سے کہا کہ غلام نے اپنی سی بہت کچھ
تدبیر کی لیکن اب مجبور ہے اور جاتا ہے یہ کہکر قلعہ کی طرف سے روگردانی کی اور رخ اپنے لشکر کا کیا کہ یکایک از
پردہ بیابان گردے برخواست کہ گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پایۂ گرد در زمین پیچیدہ
بہرام نے اپنے لشکر مین آکے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون آتا ہے ہرکارے گئے اور
مانند پیک خیال خبر لیکر پھرے اور عرض کی کہ ملک پرسیاسے فرنگی پدر نامدار شہریار عالی وقار تشریف
لاتے ہین بہرام برائے استقبال روانہ ہوا اُدھر اہل قلعہ بھی متردد تھے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک نے امنہ گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گردسے نوسو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا اور پھریرے بر ہر علم کے تعریف پروردگار و مدح گردون
وقار تحریر تھی بعد اسکے فوجین نظر آنے لگین فرنگستان کے لوگ کیسی زرق برق وردیان پہنے باجے بجتے
ہوے ادھر لشکر ارغوان شاہ غول کے غول پرے کے پرے غٹ کے غٹ انبوہ کے انبوہ جوق جوق
گروہ گروہ دستے کے دستے آنا شروع ہوے آن واحد مین تمام صحرا مملو ہوگیا بارگاہ برپا ہوئی بہرام نے جاکر
قدم بوسی کی پرسیاسے فرنگی مع کیمخت شاہ وارغوان شاہ و دیگر پہلوانان ذیجاہ داخل بارگاہ ہوے
اور بہرام سے پوچھا کہ تم جو بیشتر سے آئے تھے کیا انتظام کیا بہرام رونے لگا اور تمام ماجرا مقابلہ سہراب کا اور
زخمی ہو کر زخمی کرنا اُسے چرا لے جانا عیار کا پھر بعد ہ طیقور چھوٹنا سب حال بیان کیا اور کہا کہ ابھی ابھی مین
قلعہ پر سے پھرا ہوا آتا ہون جب مین خندق کو پھاند کر زیر دیوار پہونچا اور چاہا کہ دروازہ توڑ کر قلعہ مین داخل
ہون اُن نامردون نے شہریار عالی وقار کو زیر دیوار بٹھا دیا مین مجبور ہو کر پلٹ آیا پرسیاسے فرنگی نے
بہرام کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اگر اقبال شہریار کا یاور ہے تو چھوٹ جائیگا ورنہ جیسا کچھ پروردگار عالم کو
منظور ہوگا ویسا پیش آئے گا اب لشکر کشی سے کام نہین نکلے گا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ کہکر شب تو بہ
راحت بسر کی لیکن جب دوسرا دن ہوا پرسیاسے فرنگی تخت پر بیٹھا ارغوان شاہ و کیمخت شاہ پائین
تخت دہنے بائین جانب آکر متمکن ہوے اور سردار مانند شمائل خان بن جدائل خان و کرتوس تیرزن
و فیروزہ دیوانہ و قربان دیوانہ و قیلوس بلند بالا و قیماس بلند آواز و ازجاس مردم در و قتال مردم دز
وغیرہ بیٹھے ہین بہرام سب سے بالا دست بیٹھا ہوا ہے صلاح رہائی شہریار کی ہو رہی ہے کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر
چھڑانا چاہیے اگر یورش کرینگے جس وقت زیر قلعہ پہونچینگے وہ لوگ پھر شہریار کو زیر دیوار بٹھا دینگے بہرام

نے کہا کہ طیفور سے حکم دیجیے اور سختی کیجیے اگر کچھ ہوگی تو اسی سے ہوگی پرسیاسے فرنگی نے کہا ای طیفور یہی سنو
ہر عمرو سے مقابلہ کرنے کا ایک تو یہ کہ تیری موجودگی مین غبار آئے اور شہریار کو چرانے جاے دوسرے یہ کہ
تو تھا اور تیرے کیے کچھ ہو نہ سکا اگر کوئی فکر تونے آٹھ روز مین نہ نکالی تو تجھے قتل کر دونگا طیفور یہ سنکر بہت گھبرایا
اور پندرہ روز کی مہلت لیکر براے فکر رہائی شہریار روانہ ہوا اور صحرا مین قیام اختیار کیا ہر روز قلعہ مین جانیکی فکر
کرتا تھا لیکن ممکن نہوتا تھا یہانتک کہ بارہ روز گذر گئے اور اب تین دن باقی ہین بس اسنے بلک کر دعا کی کہ ای
پروردگار عالم واے مسیح مکرم مدد کیجیے کہ اب کوئی چارہ نہین جان بھی جاتی ہی اور بات مین بھی فرق آتا ہی طیفور
اس حال پر ملال مین ہی کہ حسب اتفاق اُدھر سے ایک قافلہ سوداگرون کا آتا تھا بس اسی وقت طیفور
نے رنگ و روغن عیاری منھ پر ملکر لباس نفیس پہنکر صورت اپنی اک نازنین ماہ جبین آفت ہوش کی بنائی
اور اک درخت سے لپٹ کر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اہل قافلہ جو قریب سے گذرے اور
دیکھا کہ اک زن حورجمال اس صحراے لق و دق مین اس حال پر ملال سے کھڑی گریہ و زاری نالہ و بیقراری
کر رہی ہی جاکر مالک قافلہ خواجہ تمکین سے بیان کیا اُسے بھی اشتیاق ہوا قریب آیا دیکھا کہ واقع مین ایک
ایسی حسین ماہ جبین تیرہ چودہ برس کا سن جوش شباب کے دن رشک لیلی ماہ لقا کھڑی اس درد سے رو رہی ہی
کہ صدا مانند تیر کے کلیجون سے پار ہوئی جاتی ہی خواجہ تمکین نے کہا کہ یارب یہ کیا معاملہ ہی ایسی حسین یہ سن اور
یہ صحرا پوچھا کہ ای زن حورجمال یہان تیرا کیونکر آنا ہوا اور تجھپر کیا گذری کہ اس طرح زار و قطار رو رہی ہی اس عورت
نے کہا مین فلک رسیدہ کیا حال اپنا بیان کرون مین وہ عورت ہون کہ کبھی اس چہرے پر نظر سوا اپنے محرمون
کے کسی کی نہ پڑی تھی آج گردش تقدیر نے یہ رنگ دکھایا کہ اہل قافلہ کھڑے ہوے مجھے دیکھ رہے
ہین مین دختر ہون خواجہ اقبال کی لیکن ایسی بد اقبال تھی کہ اس حال خراب کو پہونچی اپنے باپ کے ساتھ
تھی حسب اتفاق اس صحرا مین گذر ہوا قافلہ نے مقام کیا شب کے وقت آمد قطاع الطریق کی معلوم ہوئی
مین خوف کے مارے پیچھے ایک درخت کے چھپ رہی لیکن قزاقون نے آکر تمام قافلہ کو لوٹا کچھ لوگ بھاگ گئے
کچھ مارے گئے مین بدنصیب بچ گئی آج تیسرا روز اس واقعہ کو گذرا ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئی
خواجہ تمکین کو حالت پر اسکی رحم آیا اُسے اُٹھوا کر اپنے خیمہ مین لایا منھ پر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا جب
اس نازنین کو ہوش آیا اپنے کو خواجہ کے خیمے مین پایا خواجہ کو بیٹھے ہوے دیکھا کہا ای خواجہ گو اس وقت
لاوارث ہون مگر مین بھی آبرودار کی بیٹی ہون اگر کوئی بے عنوانی میرے ساتھ کروگے تو ابھی اپنی جان دیدونگی
یہ کہکر انگوٹھی الماس کی جو اسکے ہاتھ مین تھی قریب منھ کے لائی خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای جان جہان آرام
دل مشتاقان اگر تم جان پر کھیلوگی تو مین بھی جان اپنی دیدونگا وہ نازنین بولی کہ پھر مجھے علیحدہ سمجھو ہان یہ ہوسکتا
ہی کہ جب رنج و الم میرا برطرف ہوگا اور تمھین زندگی بھر میرا ساتھ دینا ہوگا تو خیر مضائقہ نہین ہی عقد کر لینا لیکن شرط
ہی کہ پھر دوسری عورت زندگی مین ذکر نا ایسا نہو کہ تم لوگون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج اپنے مطلب کی خوشامد
کرکے کل بیرخی کرو خواجہ تمکین نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم غرضکہ خواجہ تمکین نے غسل کروا کر لباس عمدہ اس
عورت کو پہنایا انواع اقسام کے گہنے مرصع کار جواہر نگار دیدیے اور وہ عورتین جو قافلے کے ہمراہ تھین انکے
سپرد کیا جب صبح ہوئی کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا جس وقت قریب قلعہ پہونچا
نامہ تیر مین باندھ کر اندر قلعہ کے پھینکا جب وہ تیر صحن قلعہ مین گرا لوگ اٹھا کر شادمان شاہ کے پاس

رے گئے شادمان شاہ نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ نام میرا خواجہ تمکین ہی ہر سال ملک شادمانیہ مین حاضر ہوا کرتا
تھا اشیار سوداگری سرکار مین فروخت کیا کرتا تھا امسال جو شہر شادمانیہ گیا سناٹا پایا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین لہذا امیدوار باریابی ہون کہ بہت دور و دراز سے اسی امید پر آس لگا کے
ہوے آیا ہون شادمان شاہ نے سہراب منارہ گردن سے کہا کہ تم خود جاؤ اور بانتظام خواجہ تمکین کو اندرون
قلعہ لے آؤ کیونکہ تم دوست دشمن کو خوب پہچانتے ہو دیکھو خواجہ تمکین کے ساتھ مین کوئی غیر نہ چلا آئے سہراب
حسب الحکم شاہی کچھ لوگ ہمراہ لیے ہوے قلعہ کا دروازہ کھولکر باہر آیا خندق جو پر آب تھی اسپر تختے رکھوا دیے
خواجہ تو منتظر ہی کھڑا ہوا تھا ہمراہ سہراب کے داخل قلعہ ہوا سہراب نے پھر تختے اٹھوائے پھاٹک قلعہ کا بند
کروا دیا اور خواجہ کو لیے ہوے خدمت مین شادمان شاہ کے حاضر ہوا خواجہ تمکین نے سلام کیا کرسی بیٹھنے
کو ملی خواجہ تمکین سلام کر کے بیٹھ گیا پہلے فتح قلعہ فرنگ کی مبارکباد دی بعد اسکے اشیار تحفہ و نادرہ ہر ملک
کی پیش کین شادمان شاہ نے کل چیزین خرید لین اور کہا کہ خواجہ تمکین بڑی مسافت طے کر کے آئے ہو ایک
آدھ روز قیام کرو پھر چلے جانا خواجہ تمکین بادشاہ کی اس نوازش و عنایت کا بہت شکر گذار ہوا اور اسی فرحت
اور خوشی مین عرض کی کہ ایک ایسا تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ آپ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے کہا
وہ تحفہ کیا ہی خواجہ تمکین نے عرض کی کہ اک کنیز ہی کہ حسن اسکا روے قمر پر خاک ڈالتا ہی چہرہ مہر کو ماند کرتا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت دربار برخاست کر کے تخلیہ مین لایا خواجہ تمکین سے کہا بلواؤ اُس
نازنین کو خواجہ تمکین نے عرض کی کہ ابھی اور اُسی وقت اُس نازنین کو کہ جسے صحرا مین پایا تھا لا کر پیش کیا بادشاہ
صورت اس آفت ہوش کی دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا خواجہ تمکین کو بہت کچھ خلعت و انعام عطا کر کے رخصت کیا
ایک مکان خواجہ تمکین کے رہنے کو دیا لیکن آپ اس نازنین سے گریبان کرنے لگا اُس آفت جان دشمن
دین و ایمان نے کہا کہ ای بادشاہ ابتو مین تیری کنیزی مین آچکی اسقدر تعجیل کیون ہی کچھ تجھے خدا کا بھی خوف
ہی ابھی تو مین آفت کی ماری آئی ہون نہ مین تیری خو بو سے آگاہ نہ تو میری خصلت سے واقف جب چند روز
ساتھ رہیگا اور دل ملیگا تو دیکھا جائے گا بموجب شعر ہی اگر منظور رای دل تجھکو الفت کا نباہ ہو آشنا
ہونا کسی دیر آشنا کو دیکھکر ہو بادشاہ دل مین سوچا کہ سچ کہتی ہی ابھی اسکا ستانا اچھا نہین کیونکہ سن اسکا
کم ہی ڈرتی ہی ابھی لذت وصل سے آگاہ نہین خیر دیکھا جائے گا ایسا نہو یہ بے مزہ ہو جائے تو پھر کوئی لطف
نہین جبتک دونون جانب اشتیاق نہو کوئی لطف نہین بموجب شعر الفت کا یہ مزا ہی کہ دونون ہون بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی ہ یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن جس وقت لیلاے شب نے گیسوون
کو سنوارا اور مشاطہ قدرت نے عروس شام کو زیور انجم سے آراستہ و پیراستہ کیا آئینہ ماہ منور سے دو چار ہو کر
شوق خود بینی و خود نمائی افزون ہوا دل شادمان شاہ کا اشتیاق وصال مین بیتاب تھا ایکدم فراق اس
نازنین ماہ جبین کا گوارا نہ تھا صبر کا یارا نہ تھا اتنا وقت گذرنا شاق تھا جبتک شام نہین ہوئی تھی بار بار یہ شعر ورد
زبان ہوتا تھا شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوار و در ہ غرضکہ شام کیا
نظر آئی کہ امید دل بر آئی خلوت کی آراستگی کا حکم دیا مشاطہ شاہی سے پیراستگی عروس کو ارشاد کیا غرضکہ خلوت آراستہ ہوئی
اور بادشاہ داخل خلوت ہوا عروس کو آراستہ کر کے لا کر بٹھایا اب شادمان شاہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اُس
ماہ جبین کی یہ حالت ہی کہ سہمی جاتی ہی بار بار یہ حرف زبان پر لاتی ہی کہ آج تو تم کچھ نئی نئی باتین کر رہے ہو کیا مرد

عورتون کو یون ستاتے ہین مین نگوڑی یہ بھی نہین جانتی کہ دنیا مین ہوتا کیا ہی مردسے کیونکر بات کرتے ہین لیکن
شادمان شاہ کی یہ حالت ہی کہ اسکی بھولی بھولی باتون پر اور بھی فدا ہوا جاتا ہی اکبار وہ آفت جان دشمن ایمان
بولی کہ مین نے سنا ہی کہ نشۂ شراب مین ایذ اکم معلوم ہوتی ہی شادمان شاہ نے صراحی ہاتھ مین اٹھائی جام
بھرنے لگا اور ساغر لبریز کرکے کہا کہ لو یہ بموجب مشہور شعر شراب شوق سے مت ڈر زنگیلے خدا از روے
تکفر مین جھپکے پی لے ٭ وہ نازنین بعد کرشمہ ناز بولی کہ مین تمھارے ہاتھ کی شراب نہ پیونگی اگر تمنے کچھ ملا
دیا ہو شادمان شاہ نے کہا بھلا مین کوئی چیز کیون ملانے لگا کیا تمھارا دشمن ہون نازنین نے کہا اچھا یہ جام
تم پی لو ہم اپنے ہاتھ سے جام بھر کر پینگے یہ کہکر ساغر و صراحی ہاتھ مین لیکر جام بھر کر آپ پیا دوسرا جام لبریز کرکے
شادمان شاہ کو دیا بادشاہ نے بھی ساغر مئے ناب ہونٹون سے لگایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر پیون مین
یا نہ پیون راے کیا ہی اے واعظ ٭ وہ اپنے ہاتھ سے جام شراب دین جو مجھے ٭ اور جام بے اندیشہ انجام
پی گیا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ بیخودی طاری ہوئی اس نازنین سے لپٹنے لگا وہ ہاتھ جھٹک کر اٹھی سامنے سے
بھاگی او رکہا کہ تم تو بلا ہو کے پیچھے پڑگئے مین نگوڑی ان باتون کو کیا جانو شادمان شاہ اٹھ کر پیچھے دوڑا
اور یکار اشعر لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا ٭ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا ٭ لیکن اٹھنا تھا کہ
اتفاق سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے پانگین اوپر دھم سے گرا نازنین نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ باش اے
گبرنا ہنجار ستم تہمتن طیفور شیر دل ہون پلٹ کر لباس عروسی کو دور کیا شادمان شاہ کے کپڑے اتارے صورت
اپنی شادمان شاہ اور رنگ و روغن عیاری ملکر شادمان شاہ کو اپنی صورت بنا کر تھوڑی بیہوشی اور دماغ
مین پھونک کر اسکو وہین چھوڑا آپ تاج مرصع سر پر رکھ کر حجرے سے باہر آکر دروازے مین قفل لگا دیا دیوانے
دربار مین آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ اس سوداگر کو کہ کہان سے عورت پکڑ لایا تھا صحرا مین مل گئی تھی یا دریا سے
ہاتھ لگ گئی تھی سوداگر سے لوگون نے جا کر کہا کہ بے سمجھے ہوئے عورت تمنے بادشاہ کے نذر کر دی وہ عورت
نہ تھی بلکہ بوجا تھا سوداگر کانپتا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے بہت عتاب کیا بعد اسکے حکم دیا کہ لاؤ قید شہریار کی
سہراب منارہ گردن ایک جانب دنگل پر بیٹھا ہی لیکن جسوقت قید شہریار کی سامنے آئی کہا کیون او سرکش
ہی شرط کہ تجھے قتل کر ڈالون تیرے سردار یورش کر کرکے قلعہ پر آتے ہین اہل قلعہ کا دل دہلاتے ہین شہریار
سکوت مین بیٹھا ہی آنکھ اونچی نہین کرتا طیفور اس فکر مین ہی کہ یہ آنکھ اونچی کرے نظر لے تو مین اشارہ کر دون
کہ قید توڑ دے یہانتک کہ اسقدر عرصہ گذرا کہ وہان شادمان شاہ کی بیہوشی دفع ہوئی خلوت مین سامنے آئینہ
لگا ہوا تھا نظر جو آئینہ پر پڑتی ہے اپنے کو عورت کی شکل پر پایا لباس عروسی زیب جسم دیکھا اس نازنین کا کہین
پتا نہ پایا چاہا دروازہ کھولکر باہر جاؤن دروازہ بند پایا چلانا شروع کیا کہ ارے نمک حرامون وہ عورت نہ تھی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا مجھے عورت کی شکل بنا کر ڈال گیا لوگون نے دیکھا کہ حجرے مین سے کوئی چلا رہا ہی قریب
آئے قفل کھولکر دیکھا تو بادشاہ کو اس حال خراب سے پایا پوچھا یہ کیا ماجرا ہی کہ آپ کہتے ہین مین شادمان
شاہ ہون اور ایک شادمان شاہ دربار کر رہے ہین بادشاہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ عیار شہریار
ہی اسی حال خراب سے شمشیر بکف طرف دربار کے چلا چوبدار نے شادمان شاہ نقلی سے کہا کہ وہ عورت
دوڑتی آتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شادمان شاہ ہون طیفور شیر دل نے دیکھا کہ اب رنگ اچھا نہین ہی
سہراب منارہ گردن سے کہا کہ رو کو جا کر وہین ایسا نہو وہ یہان آجاے تو مجھے پریشان کرے وہ عورت

نہین کوئی بلاہی سہراب شمشیر بکف اٹھا باہر بارگاہ کے آیا یہان جو طیفور نے میدان صاف پایا پکارا کہ شہریار
ہوشیار ہو جیسے کہ منم فہتر طیفور شیردل غلام آپ کا آ پہونچا اب غضب ہوا چاہتا ہی ایسا نہو کہ یہ راز کھل جائے گیا
مین اٹھ کر قید کا توڑن طلب یہ سنا تھا کہ شہریار نے دامن آرزو مین آ کر اب جو جھٹکا مارا قید آہن کو مانند تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا وہان شادمان شاہ جو عورت کی صورت بنا ہوا آتا تھا دروازہ بارگاہ
پر دربانون نے روکا اور کہا ہم کیونکر سمجھین کہ آپ بادشاہ ہین ایک بادشاہ تو تخت سلطنت پر بیٹھا ہے
اور آپ کے آنے کی ممانعت کر رہا ہی بغیر سمجھے ہوے ہم آپ کو جانے نہ دینگے شادمان شاہ نے پانی مانگا اور
منھ دھویا تو رنگ و روغن عیاری دور ہوا کہا وہ عیار ہی اسنے میری یہ شکل بنائی اور آپ میری صورت بنکر
دربار کر رہا ہی اب سہراب بھی ہوشیار ہو گیا یہ بھی اس راز سے آگاہ ہوا شادمان شاہ نے سہراب سے کہا جلد جا کر
کوئی تدبیر کرو ورنہ اگر شہریار قید سے چھوٹ گیا تو کچھ بنائے نہ بنیگی جان بھی جائیگی سلطنت پر بھی تباہی آئیگی
سہراب و شادمان شاہ جلدی سے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ شہریار آ رہا ہی سہراب نے نعرہ کیا کہ باش
او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ آ کر سرکش کو رہا کر دیا مگر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا
شہریار نامدار پر کیا شہریار نے ابھی قید توڑی ہی نہ سپر پاس ہی نہ تلوار نہ لباس جنگ لیکن بجرأت مردانہ مانند
شیر فرزانہ ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار سہراب پر ماری سہراب نے
گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو پڑتا ہی یا سر پر چلتی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مانند خیار تر اس جسم
فربہ کے دو ٹکڑے ہوے شادمان شاہ اس جرأت و قوت پر تھرا گیا شہریار نے جھپٹ کر چاہا کہ شادمان شاہ کو
بھی مارون یہ دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کہا تا زندہ ہم بندہ ہم بیشک دین آپکا یہ حق ہی کہ ایسی قید سے یون چھوٹ
جانا بغیر مدد باری ممکن نہین از سر صدق شادمان شاہ مطیع ہوا شہریار نے قید شیرزائی شیرخشم اور سیامان
سیمون چشم کی کاٹی اسی وقت پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور ریامان کو براے اطلاع اپنے لشکر مین روانہ کیا یہان
پرسیاے فرنگی تخت پر بیٹھا تھا سرداران داہنے بائین دنگلون پر فروکش تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آج پندرھوان
روز ہی لیکن طیفور نے کچھ فکر رہائی شہریار نہ کی اور رفقہ دیگر بھاگ گیا کہ اتنے مین ہرکارون نے آ کر عرض
کی کہ آج پھاٹک قلعہ کا کھلا ہی اور ریامان سیمون چشم آتا ہے پرسیاے فرنگی متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن جو
جاننے والے اس بھید کے تھے انھون نے بیان کیا کہ شہریار نامدار نے اس پہلوان کو زیر کیا تھا اور مطیع ہو گیا
تھا اسی باعث سے ہمراہ شہریار رہ بھی قید تھا لیکن یہ تعجب ہی کہ کیونکر چھوٹا اتنے مین ہامان دربارگاہ پر پہونچا چوبدار
نے آ کر عرض کی کہ اجازت باریابی چاہتا ہی پرسیاے فرنگی نے بہرام کی طرف دیکھا بہرام نے کہا بلا لیجیے معلوم
ہوا کہ یہ تو غلام شہریار ہی اگر بارادۂ فاسد آتا ہوگا تو سمجھا جائے گا چوبدار نے اندر بارگاہ کے بلا لیا ہامان نے
آ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو آپ کو شہریار نامدار نے رہائی پائی فہتر طیفور شیردل نے عورت بنکر
بادشاہ کو بیہوش کیا اور سب ماجرا بیان کیا اسی وقت ان مردہ دلونکے چہرون پر بحالی آگئی عارضون پر لالی
آ گئی پرسیاے فرنگی مع سرداران نامدار فوج جرار ریامان کے ہمراہ طرف قلعہ کے چلا شہریار آمد
خبر ملک پرسیاے فرنگی سنکر بیرون قلعہ تک برلے استقبال آیا پرسیاے فرنگی نے شہریار کو گلے سے
لگایا اب سب ملکر داخل قلعہ ہوے دربار آراستہ ہوا نقارۂ شادمانی نوازش مین آیا یہ خبر اڑتی اڑتی صحرا
صحرا ملک ملک پہونچی فیروزہ دیوانہ جو زخمی ہو کر نکل گیا تھا اسنے صحرا مین کچھ عورتون کو بھاگتے دیکھا دریافت

کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سب ناموس شاہی سے ہین جنپر آج یہ تباہی ہے اپنا نام ان عورتون پر ظاہر کرکے ناموس شاہی کو بحفاظت تمام صحرا صحرا لیے پھرا شب کو کہین کسی کوہ پر بسر کرلی بعد چند روز کے جب اسکو خبر پہونچی سکو لیکر داخل قلعہ ہوا پر سیاے فرنگی تباہی ناموس سے نہایت پریشان تھا لوگ واسطے تفحص کے روانہ کیے تھے کہ فیروزہ دیوانہ پہونچا اب چند روز تک تو یہین قیام رہا بعد کچھہ دن کے شہریار نے خبر پائی کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو طرف قلعہ کام نہنگان کے جاتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ملکہ مہرناز پرور کو اہل قلعہ سے چھین کر قبضہ مین لاؤن بس یہ سننا تھا کہ اسی وقت شہریار نے حکم کوچ دیا اور مہرام کو دو لاکھہ سوار سے بیشتر خیمہ دیکر طرف قلعہ کام نہنگان کے روانہ کیا کیونکہ ملکہ مہرناز پرور بہن ہوتی ہے شہریار کی بیٹی ہے ملک پرسیاے فرنگی کی عاشق ہے شہنشاہ گوہر کلاہ پر شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام نہنگان مین روانہ کردیا تھا

لیکن اب چند کلمے داستان قلعہ کام نہنگ کے بیان ہوتے ہین

کہ جبسے ملکہ قلعہ کام نہنگ مین آئی ہے فراق مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے رویا کرتی ہے سیل اشک خون سے اپنا ہر وقت دھویا کرتی ہے دن بدن نہایت لاغر مانند بیمار ہوتی جاتی ہے کبھی یہ اشعار عاشقانہ دلکشا بزبان پر جاری کرتی ہے کبھی سوز غم آہ پر الم سے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے یہ غزل حسب حال رو رو کر پڑھتی ہے غزل

اپنے کیے کا رونا کیا ہے	اب رونے سے ہونا کیا ہے	سنگ در اسکا خاک گلی کی	تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے
ہوتے ہی الفت آنکھین بھی روئین	آگے دیکھین ہونا کیا ہے	عشق سے کیون باز آئین ناصح	دل تو گیا اب کھونا کیا ہے
جس سے پیٹے خون عاشق	اس دامن کا دھونا کیا ہے	پھل نہین اچھا عشق کا ایدل	ایسے فیجر کا بونا کیا ہے
جاگ کے کٹتی ہین ہجر کی راتین	آنکھ لگی تو سونا کیا ہے	آرزو اپنے جیے کو عجب تو	پچھتانے سے اب ہونا کیا ہے

یہ تو اس حال پر ملال مین تھی اکثر بام قلعہ پر ٹہلا کرتی تھی سیر صحرا کیا کرتی تھی بہار لالہ زار بغیر یار گلغدار نگاہ مین خار معلوم ہوتی تھی نغمہ طائران خوش الحان مانند تیر دلدوز سینہ کے پار ہوتے تھے ایک روز اسی طرح سیر صحرا مین مصروف تھی کہ دیکھا جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا یہ دل مین خوش ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے شہنشاہ تشریف لاتے ہین اسکی وہی حالت ہو رہی تھی ہو جب شعر آپکی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی ہو دل سے کہہ رہی ہے کہ مثل مشہور ہے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے بھلا انکو بھی ہمارا کیا تنگ خیال نہو گا کیونکر دل تردد منزل کو فرقت کا ملال ہو گا لیکن نہنگ طوفانی جو مالک اس قلعہ کا ہے رفیق سے شہنشاہ گوہر کلاہ کا اسنے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا چونکہ مرد ہوشیار ہے یہ سمجھکر کہ نہ معلوم دوست ہو اس پردہ گرد مین یا دشمن ہو خندق پر آب کروا کر پل تختے اٹھوا لیے تھے قلعہ کا انتظام درست کر لیا تھا لیکن یکایک دامن گرد جو شگافتہ ہوتا ہے تو دیکھا کہ پچیس سو علم نشانہ پچیس لاکھہ سوار کا پھریرہ ہر ون پر علمون کے تعریف خداوند لاجورد شاہ مرقوم عقب مین سوار و پیادے نیزے چمکتے ہوے خنجر چمکتے ہوے فوج پر فوج یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہے نہنگ طوفانی یہ رنگ دیکھکر تھرا گیا اور دعا کرنے لگا کہ خداوند یہ کیسا قیام یہ پر نہ ہو کسی دوسری صحرا مین جاکر ٹھہرین تو بہتر ہے ادھر ملکہ کو یہ حال آمد لاجورد شاہ معلوم ہوا وہ خوشی مبدل بہ غم ہو گئی تصویر الم ہو گئی لیکن فوجین آکر صحرا مین اترنا شروع ہو گئین پچیس لاکھہ فوج کی آمد کہ مین تمام دن گذرا شام ہو گئی لیکن آمد لشکر کی نہ ختم ہوئی دوسرے روز بھی صبح سے شام تک لشکر آیا کیے

کہانتک گذارش کیا جاے کہ تین روز تک برابر لشکر آیا کیا بعد ان سب کے اب جو دیکھا تو قیطول ہوا پراڑتے
ہوے زیر قیطول سرداران نامی وگرامی وپہلوانان نامور مثل صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
مرکب پر سوار وغلغال بن صلصال وخونخوار ستارہ پیشانی وقلماق اژدرخوار وفرزیل عقرب چشم وسمات
بیل گردان وسیلاب خون آشام وغیرہ اور دیگر پہلوان مرکبون پر سوار قیطول بالاے ہوا صحرا مین قائم
ہوے بارگاہین برپا ہوئین سردار اترنے لگے نہنگ طوفانی نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ
کیا کہ یہ مردود کس ارادے سے یہان ٹھہرا ہی ہرکارے واسطے تفحص کے روانہ ہوے اور بطور دریافت
حال آکر عرض کیا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اس ارادے سے آیا ہی کہ ملکہ مہرناز پرور کو اپنے قبضے مین
لائے بس یہ سننا تھا کہ نہنگ طوفانی بہت گھبرایا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ ایسا کچھ سُننا گیا ہے ہم جان نثار
جانبازی کے واسطے موجود ہین لیکن ایک کی دوا دو دو کی دوا چار کب تک لڑینگے اور کیا کرینگے انجام کار
قلعہ قبضے سے جاتا رہیگا ملکہ سے جس وقت محلدار نے آکر بیان کیا ایک تو اسکا دل خود ہی دھڑ کا تھا
جس وقت محلدار نے یہ ماجرا بیان کیا کہ لاجورد شاہ آپ کی فکر مین آیا ہی ملکہ یہ سنکر بہت گھبرائی آنکھون مین
آنسو بھر لائی محلدار سے کہا کہ جا کر نہنگ طوفانی سے کہدو کہ کوئی قاصد خدمت مین امیر با توقیر کے روانہ کرے
کہ اب اس وقت مین اگر آپ خبرگیری نہ کرینگے تو بہت بڑی رسوائی ہوگی بھلا وہ مردود مجھے تو کیا پائے گا
اگر قلعہ مین آگیا تو میرا جنازہ البتہ لیکر جائے گا ہان بعد مرنے کے مٹی میری خراب ہوگی کہ یہ کافر نہین معلوم
میرا کیا انجام کرے ملکہ ملکہ نے ایک خط اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھکر اس محلدار کو دیا کہ نہنگ سے کہنا
کہ اسے خدمت فیض درجت مین جناب امیر کشورگیر کے روانہ کردے محلدار نے ایک خط لاکر نہنگ
طوفانی کو دیا نہنگ طوفانی نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ وہ خط خدمت مین امیر با توقیر کے روانہ کردیا
دیکھا چاہیے اب وہ نامہ بر کس وقت وہان پہونچتا ہی لیکن یہان لاجورد شاہ نے سیلاب خون آشام
سے کہا کہ جا اور حاکم قلعہ سے یہ کہدینا کہ ملکہ کو لیکر بہت جلد حاضر خدمت خداوندی ہو ورنہ تیری شامت آجائیگی
سزاے معقول پائے گا بیٹھے بٹھائے عذاب مین گرفتار ہو جائے گا مفت مین اپنی جان کو ہاتھ سے کھوئیگا
سیلاب یہ حکم پاتے ہی اسی وقت طرف قلعہ کے فی الفور روانہ ہوا جس وقت یہ خبر وحشت اثر نہنگ طوفانی
کے کان تک پہونچی لقف قلعہ پر آکر آواز دی کہ اے شخص تو یہان کس مقصد سے اس طرف آیا ہے وہین سے
مطلب اپنا مجھسے شتاب بیان کر سیلاب نے نہنگ طوفانی کو جواب دیا کہ اے شخص تو کیسا بے مروت
وبے حمیت ہی کہ ہم تیرے گھر پر آئے ہین اور تو کہتا ہی کہ وہین سے اپنا مطلب بیان کر یہان پر نہ آؤ اگر کوئی راز
کی بات ہو تو یون کیونکر اعلان کے ساتھ مین بیان کی جائے نہنگ طوفانی نے کہا کہ راز اس شخص
سے بیان ہوتا ہی جو دوست اور رازدار اپنا ہو نہ کہ مین تمھاری صورت سے بھی آگاہ نہین میرے تمھارے
کونسی رازداری ہی سیلاب نے کہا اے برادر من دوستی تو پیدا کیے سے پیدا ہوتی ہی یا کوئی ازل سے
دوستی لیکر آتا ہی نہنگ طوفانی نے کہا مجھے تمھاری دوستی کی ضرورت نہین ہی جب سیلاب نے
دیکھا کہ خوشامد سے کام نہین نکلتا ہی پکارا اے نہنگ طوفانی آگاہ ہو کہ خداوند لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے
کہلا بھیجا ہی کہ ملکہ مہرناز پرور کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت خداوندی مین حاضر ہو تیرا رتبہ خداوند بڑھائیگا ملکہ کو
اپنے تصرف مین لائے گا اور اگر خلاف اسکے کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خداوند ان واحد مین تجھکو مٹا دیگا اور اگر

خداوند نے رحیمی سے کام لیا تو ایک ایک غلام اسکا ایسا ہی کہ دم بھر مین قلعہ چھین لے گا نہنگ طوفانی نے کہا کیون مردود بس یہی راز تجکو بیان کرنا تھا دور ہو یہان سے تو کیا ہی اور تیرا خدا وند کیا گیدی ہی وہ وقت بھول گیا کہ اسکے باپ زبرجد شاہ کو امیر نامدار نے کس ذلت و خواری سے مارا حالانکہ صرف اتنی خطا اسکی تھی کہ لقاے بے بقا زمرد شاہ کو اسنے پناہ دی تھی اور کسی طرح کی بے عنوانی امیر کے سامنے نہ کی تھی نہ یہ کہ ملعون انکی اولاد کی ناموس کے ساتھ ایسی بے ادبی اور گستاخی کا ارادہ رکھتا ہی اب اگر امیر نہین تو اسکا جانشین صاحبقران ثانی کہ جسنے ہزارون ساحرون کو مار اکتنی خداوندیان بگاڑ دین اس وقت مین دنیا مہ جادو سی ساحرہ موجود تھی مگر کس طرح ماری گئی اسکے ساتھ تو کوئی ویسی ساحرہ یا ساحر بھی نہین معلوم ہوتا کہدینا اپنے خداوند سے کہ اگر خیریت چاہتا ہی تو چلا جائے یہان سے ورنہ ساری خداوندی تشریف لی جائیگی سیلاب جواب صاف سنکر پلٹ کے خدمت لاجورد شاہ مین آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لاجورد شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فتح اس قلعہ کی ہمنے نام سیلاب خون آشام کے تحریر کردی اور یہی تقدیر تھی کہ قلعہ ہاتھ سے سیلاب کے فتح ہو حسب الحکم نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی لیکن صداے طبل سنکر اہل قلعہ دہل گئے ملکہ کا دل دھڑکنے لگا اور کلمات شکایت آمیز شہنشاہ کی نسبت زبان پر جاری ہوئے بموجب شعر جبر تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا ٭ یہ اب ہی سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا ٭ کبھی یون کہتی تھی دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے ٭ نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کرئے کوے ٭ افسوس صد ہزار افسوس عجب بیوفا ذات ہی ان مردون کی پہلے محبت بڑھاتے ہین پھر خبر بھی نہین لیتے کہ کیا گذرتی ہی ایسے ہی موقعون پر عورتون کا پاؤن اونچا نیچا پڑ جاتا ہی مگر خدا نہ کرے دور پار جھائین پھوئین یہ انھین کو مبارک جو ایسا کرتی ہین کمین اصل نسل کی درست بھی ایسی مبتذل باتون کو گوارا کرتی ہین جان دیتی ہین مگر پردہ عصمت کو فاش نہین کرتین یہ ہمین لوگون کے جگرے ہین کہ مرتے ہین اور دم بھرتے ہین یہ تو اس طرح کی شکایت آمیز باتون سے بھڑاس دل کی نکال رہی ہی غم کو ٹال رہی ہی لیکن نہنگ طوفانی نے یہ انتظام کیا کہ خندق کو پر آب کر چکا تھا پل تختہ اٹھوا لیا تھا توپون کی رستی کیے ہوے بیٹھا تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا بطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی سیلاب خون آشام مرکب پہ سوار ہوکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے چلا نہنگ طوفانی آکر فصیل بند دروازے پر بیٹھا گولنداز توپون پر مسلط ہوے دوربینین لگائے ہوے دیکھ رہے تھے کہ حریف زد پر آئے تو حملہ کرین کہ یکایک سیلاب خون آشام نے یلغار کیا اور سپر و گرز ہاتھ مین سنبھال کر بودامرکب کا لیا دیکھا اہل قلعہ نے کہ اب سیلاب خون آشام زد پر آگیا ہے توپون کو آگ بتائی یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان لرز گئے جگر زمین ہول سے شق ہوگیا جو سوار زد پر آگئے تھے اڑ گئے زمین جا بجا سے شق ہوگئی درخت جل جل کر اکھڑ اکھڑ کر گرے ایک قیامت کبریٰ بر پا ہوئی تمام صحرا مین سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا زیر آسمان اک فلک دخانی قائم ہوا تھا اہل قلعہ سمجھے کہ مار لیا حریف کو طبل شادمانی بجانے لگے لیکن جس وقت ہوا سے دھوان منتشر ہوا مثل ابر کے پھٹ پھٹکر چہار طرف پھیل گیا تیرگی دفع ہوئی روشنی نظر آئی اب جو دیکھا تو واقع مین یہ حال ہی کہ کفار کے لاشے بھنے ہوے پڑے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سموم قضا نے آکر ان سبکا ستھراؤ کر دیا ہی مگر اب جو دیکھا تو

سیلاب خون آشام زیر قلعہ کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ مضطرب ہوئے نہنگ خون آشام کا زہرہ آب ہوگیا زندگی نقش بر آب نظر آنے لگی لیکن نعرہ کیا کہ باش او گبر خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا میں وہیں آکر تجھے بسزا پہونچاتا ہوں واہ ہم دیکھتا ہوں یہ کہکر یہ بہادر و دلاور خیرخواہ سرکار قدیمی نمکخوار کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھکر آمادہ پیکار ہو کر چلنے کو تھا کہ یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ کوئی پہلوان سیلاب خون آشام نام زیر قلعہ آپہونچا ہے اور نہنگ خون آشام بارادہ رزم بیرون قلعہ جاتا ہے ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ای نہنگ تو کیوں اپنی جان کھوتا ہے ایک تو کس کس سے لڑیگا انجام میں یہی ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی قلعہ لے لیگا اس وقت مجھے اپنی جان دینا ہوگا لہذا اب ہر طرح مرنا نظر آتا ہے جیسے آج مرے ویسے کل اس سے بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ جب وہ ملعون قلعہ میں آجائیگا تو مجھکو مردہ پائیگا پھر تجھے تعرض نکرے گا لاش میری یہاں سے لیجا دیگا جس وقت یہ پیام ملکہ نام کا نہنگ طوفانی کو پہونچا اسنے عرض کی کہ حضور درگاہ رب بے نیاز میں دعا کریں میں اس سے مقابلہ کروں پروردگار مجھکو فتحیاب کریگا اور اگر مارا بھی گیا تو نمک حلال کہلاؤنگا اور نمکخوار ہوتے کس دن کے لیے ہیں آپکے دشمن تو جان دینے پر آمادہ ہوں اور میں زندہ بیٹھا رہوں کیا منہہ دکھاؤنگا شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہاں اگر میں مارا جاؤں تو زندہ جاوید ہوجاؤں یہ کہکر دروازہ کھولکر خندق کو پھاندکر میدان میں آیا اور سیلاب سے مقابلہ کیا سیلاب نے کہا ای نہنگ بحر شجاعت ارے کیوں مفت جان کھوتا ہے زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے اب بھی میرا کہنا مان دوستانہ سمجھاتا ہوں کہ اب بھی اگر تو مع ملکہ مہر ناز پرور خدمت خداوند میں چلا چل تو میں سعی کرکے خطا تیری معاف کرادونگا اور خداوند بھی بخاطر ملکہ تجھے سزاے گناہ نہ دیگا بلکہ عوض سزا کے عطا کرے گا نہنگ نے کہا کیا جھک مارتا ہے اور گو کھاتا ہے لاف بہادری کی یہ سنتا تھا کہ سیلاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری دامنگیر ہے اسیر پنجہ تقدیر ہے خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ سینہ نہنگ پر مارا نہنگ نے نیزے کو نیزے پہ لیا طعنیں چلنے لگیں ردو بدل ہونے لگی انجام کار نہنگ طوفانی نے بہ برکت اسلام نیزہ ہاتھ سے سیلاب کے ہوائی کیا یہاں تو سیلاب اور نہنگ سے مقابلہ ہو رہا تھا وہاں ملکہ مہر ناز پرور کی یہ حالت تھی کہ بال سر کے کھلے ہوئے صحن خانہ میں کھڑی مصروف دعا تھی کہ اے رب پاک ذات براے رسول نیک صفات نہنگ طوفانی کو فتحیاب کر کہ اس وقت بیکسی و تنہائی میں ایک یہی معاون نظر آتا ہے بعد اسکے ہماری بھی باری ہے اگر یہ مارا گیا تو دشمنوں کا زغہ ہوگا میں عورت ذات اپنی عصمت کو سوا جان دینے کے کیونکر بچا سکونگی بھلا ایسی دعائیں کہیں خالی جا سکتی ہیں وہاں نہنگ طوفانی پر سیلاب نے تلوار کا وار کیا نہنگ نے وار اسکا بیغت شمشیر پر روک کر اب جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سیلاب نے اٹھا کر سپر کو سپر کی پناہ کیا لیکن سپر مانند حلقہ گرداب کے کٹی خود مانند تبخالہ حباب کے شگافتہ ہوا تیغہ سر پر بیٹھا نہنگ نے جھٹکا مار کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی سیلاب نے دستانہ مار تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے بہا آئی تو غش طاری ہوا نہنگ دل میں سوچا کہ ایسے ملعون کو چھوڑنا نہ چاہیے اسی حالت میں دوسرا ہاتھ جو مارا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوئے وہ کچھ لوگ جو اسکی فوج کے توپوں کی زد سے بچ گئے تھے بھاگے ہوئے گئے لاش اپنے مالک کی اٹھالی تھی روتے پیٹتے خدمت لاجوردشاہ میں پہونچے اور کہا یا خداوند یہ تو نے کیسی الٹی تقدیر کی کہ سیلاب کی کشتی عمر طوفانی ہوگئی لاجوردشاہ نے جو لاش

سیلاب کی دیکھی دل مین تو خفیف ہوا لیکن کہدیا کہ بروز نوروز اسے ہم پھر اس سے زیادہ زبردست کر کے پیدا کرین گے
اس نے وہان جاکر غرور کیا ہم نے اسے گوہون کی زد سے بچایا تا بقلعہ پہونچایا لیکن اس نے وہان پہونچ کر تکبر
کیا ہم نے اسے غارت کر دیا ہے جاؤ اور لاش اس کی کسی دریا مین بہا دو کل سمجھا جائے گا اور اسی وقت حکم دیا
کہ بجے طبل جنگی کل کے روز دست خداوند یعنی قلماق اژدر خوار اس قلعہ کو فتح کرے گا حسب الحکم
لاجورد شاہ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی یہان نہنگ طوفانی جو مار کر سیلاب کو
قلعہ مین آیا اہل قلعہ خوش و خورم بیٹھے تھے ملکہ خبر فتح سنکر سجدہ شکر مین گئی تھی کہ یکایک آواز طبل جنگ
کان مین آئی پروردگار عالم پر توکل کر کے یہان بھی طبل بجوا دیا گیا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر لاجورد شاہ
مین طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی کہ جس وقت زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی فوج مین ایک غدر نظر آیا شبخون کا شور مچا جو سپاہی فوج کے سو رہے تھے اب جو اس
غدر مین ہوشیار ہوے ہین سپر تلوار ہاتھ مین اٹھالی جو سامنے آگیا اسپر حملہ کر بیٹھے اپنا بیگانہ نہ کچھ سوجھتا
تھا ایک تو سیاہی شب کا پردہ حائل تھا دوسرے نیند کا خمار تیسرے گھبراہٹ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا بیٹے کو
باپ مارے ڈالتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا اسی عالم مین تلوار چلتے چلتے وہ وقت آیا کہ پہلوان خاور کبر ددر
تیغ شعاع بقدار تفاع ہاتھ مین لیے ہوے نمودار ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم درخشان رزاق آسمان کو غرفہ
مغرب مین پنہان ہوا جس وقت روشنی پھیلی اور اپنے پرائے کی شناخت ہوئی سپاہیون نے جنگ سے ہاتھ
روکا خیال کر کے جو دیکھا تو کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کشتہ ہوا ہے یہ خبر لاجورد شاہ کو دی کہ نہین معلوم آپکا کونسا
بندہ سرکش آیا جسنے تمام فوج کا یہ نقشہ بنایا لاجورد شاہ بھی حیرت مین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن قلماق اژدر
خوار کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوا چکا تھا صبح کو دو لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے روانہ ہوا خبر نہنگ
طوفانی کو ہوئی کہ آج قلماق اژدر خوار بقصد رزم و پیکار آتا ہے نہنگ نے کہا کچھ پرواہ نہین پروردگار عالم
ہر وقت مین معین و مددگار ہے جبتک یہ نفس چند باقی ہین اور ہاتھ پاؤن کو جنبش ہے اسوقت تک اتنی مجال کسکو
نہین ہے کہ قلعہ پر قبضہ کر سکے آج پھر وہی انتظام نہنگ نے کیا ہے کہ آپ فیل دروازے پر آکر بیٹھا ہے گو بندا ز
حسب معمول توپون پر مسلط ہین منتظر بیٹھے ہین کہ حریف کا سامنا ہو اور فیر کرین لیکن قلماق اژدر خوار
چاہتا ہے کہ پورا باگ کانے کہ بیابان سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا سب اس طرف نگران ہوے یکایک ہوا نے
مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار کی
جمعیت سے نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی ارے میرے ہوتے تو قلعہ کی طرف جاتا ہے نہین جانتا کہ یہ ناموس ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ کا اور قلماق اژدر خوار کا سامنا کیا وہان جو ملکہ مہرناز پردے سے سنا کہ کوئی نقابدار گوہر پوش
ہماری مدد کے لیے آیا ہے لیکن فوج قلیل اسکے ساتھ ہے مصروف دعا ہوئی کہ خداوندا اس تھوڑی فوج کو
غالب کر اس فوج کثیر پر کہ یہ اس حال پر ملال مین معاون ہوا ہے ہم بیکسون کا لیکن وہان قلماق اژدر خوار
نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تو کہان سے آیا ہے بہتر ہے کہ چلا جا یہان سے ورنہ مفت مارا جائیگا
سوا پشیمانی کے کچھ نہ ہاتھ آئے گا نقابدار نے کہا یہ میدان جنگ ہے صحبت وعظ و پند نہین ہے لا ضرب بہادری
کی قلماق اژدر خوار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند سے ھنے

لگے کھلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو واقعی زبانین نکال کر بڑھ رہے ہین کوئی اسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے چہرہ پر چھوڑ ماری نیزے سے اپنے قلماق کے برچھے کو پیچیدہ کرکے جو ہکا مار اسنے نیزہ ہاتھ سے قلماق کے نکل گیا نیزے کا نکلنا تھا کہ جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا آواز دی کہ غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا بچالی کیا لیکن کہان جائے گا بچ کر اس تلوار سے کہ باڑھ اسکی دھار اہی بحر فنا کا اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر یہ شعر پڑھا شعر تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ یہ کہکر وار شمشیر آبدار کا گیا قلماق نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو نقابدار کی پڑتی ہو تو سپر کو قلم کرکے خود پر بیٹھی نقابدار نے جھٹکا مارا قلماق نے سر نیچے کھینچا کوئی دو انگل کا زخم سر مین آیا اور تلوار سر سے نکلکر جو گردن مرکب پر آئی سر گھوڑے کا قلم ہوا راکب و مرکب دونون غلطان زمین پر گرے لوگون نے قلماق کے جو یہ رنگ دیکھا اور بڑی فوج ادھر سے نقابدار کی آپڑی تلوار چلنے لگی قلماق کو لوگ اسکے اٹھا کر بنیں پر ڈال کر لے گئے مرکب سے گرنے مین کولا اسکا شکست ہوگیا تھا بیہوش تھا لیکن نقابدار نے لوگون کو اسکے قتل کرنا شروع کیا فوج بے سردار کہانتک لڑتی آخر کو طبل امان بجوا کر میدان سے پھر گئے نقابدار نے خیمہ اپنا نہ پایا کیا اور جانب صحرا روانہ ہوگیا ملکہ مہرناز پرور نقابدار کو دعائین دے رہی تھی اور شکریہ پروردگار بجا لا رہی تھی لیکن جب دوسرا سردار بھی اس حال پر ملال سے سامنے لاجوردشاہ کے پہونچا لاجوردشاہ نے کہا کل بابدولت خود سیر جنگ دیکھین گے اور طرف قلعہ کے چلینگے کہدو کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا خبر قلعہ مین پہونچی یہان بھی نقارہ توکلت علی اللہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن وقت شب کا ہے دربار لاجوردشاہ کا آراستہ ہی یہ ملعون بالائے قیطول رہتا ہی اور وہین دربار بھی کرتا ہی مرکب پران معین ہین کہ وقت دربار ہر سردار کو آکر لیجاتے ہین کہ حال انکا وقت پر ظاہر ہوگا یا یہ کہ قیطول جو ہوا پر معلق ہین اسکا راز بھی کسی وقت کھل جائے گا لیکن اس وقت بیان کی حاجت نہین ہی لاجوردشاہ تخت خداوندی پر متمکن ہی داہنے جانب خونخوار ستارہ پیشانی سب سے بالادست دنگل پر متمکن ہی بعد اس کے فرزیل عقرب چشم سیماب پیل گردان عزاب کوہ پیکر مہراب کج گردن بائین جانب مریخ اختر چشم ابرق کماندار قیطور تبر زن لیکن سب سے بالادست دنگل اس صف مین صلصال بن دال بن دیو بن تمامہ جادو کا ہی طلحال بن صلصال پہلو مین اپنے باپ کے بیٹھا ہی لاجوردشاہ نے کہا ای بندگان من وہ بلائے آسمانی جو شب کو نازل ہوا کرتی ہی کوئی اسکی فکر کرنا ضرور ہی سب نے عرض کیا کہ ہمین جیسا حکم ہو ہم موجود ہین لیکن خداوند نے وہ بلا اپنے بندون پر کیون مسلط کی ہی لاجوردشاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تم لوگون کو کورسوز خداوندی مین کیا دخل ہی نہین معلوم خداوند کیا بہتری سمجھتا ہی جو برائی دکھاتا ہی سب خاموش ہو رہے کہ ہمین کیا چاہیے خداوند اپنے بندون سے جیسی چاہے بے ادبی اپنے حق مین کرائے ہم کون لیکن قشقاش تنگ پیشانی نے کہا کہ خداوند کل تماشا میری لڑائی کا دیکھیے کہ کیونکر قلعہ لیے لیتا ہون غرضکہ باقی رات کو غنیمت جان کر کہ وقت راحت و آسایش کا ہی لاجوردشاہ نے بھی دربار برخاست کیا خواب مرگ مین گرفتار ہوا اور سردار بھی اپنے خیمون مین آکر سو رہے جوانان فوج سلح سنجوگ درست کرنے مین مصروف ہوئے جب حسن لیلی شب کا کمال پر پہونچا اور سیاہی کاکل نے اسکے تمام عالم کو گلیم سیاہ اڑھا دی

ہر طرف تیرگی چھائی شمال کی طرف سے شور ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہر لوگ ایک روز ایسی آفت اٹھا چکے تھے کھٹکے مین نیند تک نہ آئی گھبرا گھبرا کر اوٹھے لیکن اسقدر شور و غوغا بلند ہوا کہ لاجورد شاہ کی آنکھ کھل گئی خواب سے چونک پڑا کہا کیسا یہ غل ہر جو ایک دہ باری دار حاضر تھا اسنے عرض کیا کہ وہی بلا نازل ہوئی ہر جو کل شب کو نازل ہوئی تھی لاجورد شاہ نے اپنی معشوقہ ملکہ ناہید اختر چشم سے کہا کہ تمنے بھی اسکی کوئی تدبیر نہ کی ناہید نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور اس سرکش کو بسزا پہونچاتی ہون ناہید اختر چشم خدمت مین زبرجد شاہ پدر لاجورد شاہ کی بھی رہ چکی ہر جبتک وہ زندہ رہا اس سے ہم بستر ہوا کی بعدہ لاجورد شاہ کی خدمت مین آئی یہ پاس لاجورد شاہ کے موجود تھی لیکن بحکم لاجورد شاہ اسی وقت غلطک مارکر پرواز پیدا کرکے اڑی اور طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور جس مقام پر ہنگامہ گیر و دار بر پا تھا بالاے ہوا قائم ہوکر دیکھنے لگی کیا دیکھتے ہین کہ اک طفل حسین سر برہنہ بھورے بھورے بال مرکب تیز رو پر سوار ساتھ اُسکے اسی سن وسال کے چالیس ہزار لڑکے تمام فوج کو پامال کر رہے ہین وہ لڑکا سب کا افسر معلوم ہوتا ہر اور منم اکبر برق رو کا نعرہ کرکے مانند صاعقہ کے کوندتا پھرتا ہر ناہید اختر چشم نے جو صورت اُس طفل کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور سوچی کہ یہ بہتر ہر یا لاجورد شاہ اگر یہ ماہرو وصل تیرا قبول کرے تو اس سے بہتر ہر یہ خیال کرکے منتظر بالاے ہوا قائم رہی جب اکبر برق رو نے دیکھا کہ اب لوگ زیادہ آتے جاتے ہین اور روشنی ہوا چاہتی ہر بوق پھونکی کہ ای یاران بدر رو بدچرا کہ ہنگام زدن وگشتن گذشت یہ کہکر ایک طرف مرکب کو دابا اور اس فوج کو جو مانند دریا کے موجزن تھی مثل بیراک کے طے کرتا ہوا چلا سب لڑکون نے بھی عقب مین اُسکے گھوڑے ڈالے اور مارتے پیٹتے صاف نکلے چلے گئے یہان فوج آپس مین تلوار چلنے لگی فوج لاجورد شاہ کے لوگ آپس مین ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے باپ بیٹے کو حریف سمجھکر تلوار مار دیتا تھا بیٹا باپ کو دشمن جان کر قتل کیے ڈالتا تھا ایک قیامت کبری برپا تھی لیکن اکبر برق رو جو فوج سے نکلا طرف ایک صحرا کے چلا یکایک زمین مین زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے زمین شق ہوگئی سوار مع مرکب زمین مین نصف غرق ہوگئے اکبر برق رو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہر یہ سحر ناہید کا تھا جسکی تاثیر سے ان لوگون کی یہ حالت ہوئی تھی لیکن ناہید اختر چشم صورت ایک نازنین ماہ جبین کی بنکر سامنے اکبر برق رو کے آئی اور پکاری او ظالم یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہزار ہا بندگان ساہری وجمشید کا خون کیا لشکر لاجورد شاہ مین تہلکہ ڈال دیا ارے تو کون ہر اور کیا عداوت ہے تجھے اس سے اکبر برق رو نے جو صورت اس ساحرہ کی دیکھی شیفتہ ہوگیا لیکن پھر خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہر ساری رنگ آمیزی سحر کی ہوگی یہ صورت اس کی اصلی نہین معلوم ہوتی مگر مصلحت وقت جانکر کہا کہ میری اور لاجورد شاہ کی تو آبائی عداوت ہر لیکن تمھین مجھسے کہان کی عداوت ہر جو تمنے حال میرے رفیقون کا یہ کیا ہر کہ زندہ درگور ہوے جاتے ہین زمین نکلے سکتی ہر ناہید اختر چشم نے کہا جان من اگر مین اس طرح نہ روکتی تو بھلا تم یہان ٹھہرنے والے تھے حالانکہ مین بحکم لاجورد شاہ تمھاری گرفتاری و قتل کے واسطے آئی تھی مگر اب مجھے صورت و سن پر تیرے رحم آتا ہر دل باتون پر تیری پسا جاتا ہر ہاتھ نہین اٹھتا اس سے اتنی فرصت ملی کہ تو مجھسے بات کر رہا ہے اکبر برق رو سوچا کہ برے پھنسے بغیر فقرہ کیے رہائی دشوار ہر کہا ای محبوبہ جانی میری تو یہی خواہش ہر کہ تو مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر خوشا وہ سر جو نذر تیغ دلدار ہو خوشا وہ دل جو فدا ے یار

ناہید اختر چشم ہنسی اور سحران سب پرے اتار لیا کہا اچھا خیر اب مین جاتی ہون لیکن خبردار اب ایسی حرکت نکرنا
اگر ابکی شبخون مارا تو کام تیرا تمام کرونگی اکبر برق رو نے کہا کہ اگر جاتی ہو تو تم مجھے قتل کرتی جاؤ مجھے
بغیر تمھارے اب زندگی دشوار ہے دل شوق ہم آغوشی مین بیقرار ہے ناہید کی تو تمنائے دلی یہی تھی بڑے کا بھجہ
کرنا تجربہ کار جانکر اپنے نزدیک دل بہلا رہی تھی بیرخی جتا جتا کر شوق بڑھا رہی تھی پاس اکبر
برق رو کے آئی اور پکاری کہ اگر تو میرا عاشق ہے تو مین بھی تیری عاشق ہون مثل مشہور ہے شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از روے کینہ کینہ و از روے مہر مہر ٭ لیکن اتنا اقرار تجھ سے ضرور
ہونگی کہ خبردار ایسا کبھی نہ کرنا کہ میری موجودگی مین کسی دوسری عورت کی طرف تو نظر کرے ورنہ دم بھر
مین خاک سیاہ کردونگی نام و نشان تیرا مثل حرف غلط کے دنیا سے مٹادونگی اور مجھے دیکھ کر لاجورد
شاہ سے بادشاہ کو کہ جو اس وقت خداوندی کا دعوی رکھتا ہے کتنی بڑی فوج کا مالک کیسے کیسے سردار
اس وقت مین اسکے محکوم و تابع فرمان ہین مین ان سب پر لعنت کرکے گویا سلطنت پر لات مار کر تجھ ڈاکو
ہلاکو سیہ کار بدکار کا ساتھ دیتی ہون اگر تو میرے موافق رہیگا اور طبیعت کو میری خوش و خورم رکھے
گا تو مین قسم طلسم سامری و جمشید کی تجھسے کہے دیتی ہون کہ تجھے لاجورد شاہ سے زیادہ صاحب
حشمت بنادونگی اکبر برق رو نے کہا بھلا میری کیا شامت ہے کہ تجھ ایسی نازنین ماہ جبین
کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کی طرف توجہ کرونگا لیکن اے ملکہ بہتر و مناسب وقت یہی ہے کہ وہ کوہ جو سامنے
معلوم ہوتا ہے وہین چلو میرے لشکر کا ہے بارگاہ برپا ہے خیمے استادہ ہین وہین تم بھی چلو ناہید نے قبول
کیا اور طاؤس کی شکل بنکر ہمراہ اکبر برق رو کے اڑ کر چلی جس وقت اکبر برق رو کوہ پر پہونچا داخل خیمہ
ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند پر بیٹھا ہاتھ ملکہ ناہید اختر چشم جادو کا پکڑ کر آغوش تمنا مین
کھینچا سب سامان عیش و نشاط مہیا تھے ملکہ جس وقت پہلو مین اکبر برق رو کے بیٹھی شرم سے گردن جھکائے
ہوئے تھی اشاروں سے اپنی ہمجولیون سے کہا کہ کشتی مے ہمارے معشوق وفادار کے سامنے لاؤ اور شغل ناؤنوش
شروع کرو ہمجولیون نے فورا حکم کے پاتے ہی کشتی مے حاضر کی ملکہ نے کشتی سے ایک کنٹر گلابی اور دو تین جام
بلورین اٹھالئے چاہا تھا کہ کاگ کنٹر کا کھول کر جام شراب پر کرے مگر پھر ہاتھ روک لیا اور یہ کہا کہ کچھ اسمین گزک
بھی موجود ہے یا نہین اگر نہو تو وہ بھی موجود کرو اور ساتھ ہی اسکے یہی حکم دیا کہ کچھ اسوقت جلسہ رقص و سرود
کا بھی ہونا چاہیے کیونکہ بہت دنون سے ایسا موقع نہین ملا ہے کہ شغل شراب بھی ہو اور جلسہ رقص و سرود بھی ہو
آج بفضل سامری و جمشید ایسا موقع ہاتھ آیا ہے تو پھر کیون ارمان دلی نہ پورے ہون ہمنشینون نے یہ ارشاد
پاتے ہی ایک نازنین مہ جبین حور خصال پری تمثال کو مع سازندون کے سامنے ملکہ کے پیش کیا نازنین
دست بستہ آداب بجالائی ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا اور یہ کہا کہ تمکو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ عرصہ سے
گانا وغیرہ نہین سنا ہے حسب اتفاق موقع ملا ہے آج اپنے گانے سے ہماری طبیعت کو محظوظ کرو نازنین نے فورا
ہی اپنے سازندون کو حکم دیا کہ بہت جلد ساز درست کرو جلدی سے دو چار چیزین کہین اور چلین کیونکہ رات زیادہ
آگئی ہے سازندون نے کہا بہت اچھا ابھی ساز درست ہوا جاتا ہے جب سازندون نے درستی ساز کرلی نازنین گھونگرو
پہنکر گت ناچنے لگی جب دو چار ٹکڑے گت کے ناچ چکی تو نہایت ناز و غمزے سے یہ غزل اسیری کی شروع کی

بجا ہے آنکھون سے گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈھل رہے ہین	لگی ہے ایک آگ اپنے دل مین بدن سے شعلے نکل رہے ہین

کنارے دریا پہونچ کے پانی نہین پیا ایک بوند اسپر
چڑھی ہی موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین

ریاض عالم مین جلوہ گر ہی عجیب نیرنگ بے ثباتی
ہوا سے بلتے نہین ہین پتے درخت ہاتھون کو مل رہے ہین

کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو
کہ جابجا تر رہی ہین نادین ہوا سے منیڈھے اچھل رہے ہین

کہین ہین بھٹکے جو جوش وحشت مین شب کو رستہ تمھارے وحشی
تمام صحرا مین روشنی ہی چراغ غولون کے جل رہے ہین

جنازہ میرا گلی مین انکی جو پہونچے ٹھہرا کے آتنا کہنا
اٹھانیوالے ہوے ہین ماندے سو تھک کے کاندھا بدل رہے ہین

کہین کے نقطے اگر کہین ہین ہمارے دیوان مین کیا عجب ہی
طیور معنی مین ہی جو الفت ہم یہ دانہ بدل رہے ہین

یقین ہی ہمکو چل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سے اپنے
کڑی ہی منزل جو ہمکو چلنی مکان سے کچھ دور چل رہے ہین

خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہم سے احوال جوش رقت
کنوئین مین دو اپنے دیدۂ تر کہ دونو یکسان اُبل رہے ہین

محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے مگر عدم کا
حباب ہوتے نہین ہین پیدا یہ اُنکے خیمے نکل رہے ہین

بدن سے میرے جدا کیا ہی جو آج مقتل مین میرے سر کو
ہوئے ہین کچھ شاد شاد ایسے کہ پیترے وہ بدل رہے ہین

یقین ہی خفت فشار مین ہو تہ زمین بعد مرگ اُن پر
جہان مین ضعف زخون سے برسون جو لوگ دست و بغل رہے ہین

لحد پر آ کر ذرا خبر لو کہ بیقرارونکا حال کیا ہے
تمام اعضا پڑے ہین بے حس مگر دل اُنکے اچھل رہے ہین

تمھاری محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا
اگرچہ پہونچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین

خجل ہی گرمی سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچائین
عرق عرق ہی پرون سے اپنے ہزار پنکھے یہ جھل رہے ہین

نہین ہی تیرا غم جدائی یہ مرگ ہی بہر اہل عالم
وبا ہر پھیلی ہوئی جہان مین گھرون سے مردے نکل رہے ہین

سفر سے وہ شمع رو پھر آیا ہوئین مرادین جہان کی حاصل
اسیر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہے ہین

جب یہ غزل گا چکی اکبر برق رو نے نازنین کے گانے اور بتانے کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی بلکہ اپنی جیب مین ہاتھ ڈال کر دو تین اشرفیان نکالکر بطور انعام اُس نازنین حور طلعت کو عنایت کین ازان بعد ملکہ ناہید کی طرف متوجہ ہوا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ناہید کو دیا ناہید نے جام لے لیا اور یہ شعر زبان پر لائی شعر لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ٭ ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین ٭ یہانتک کہ باہم اختلاط بڑھتے بڑھتے اکبر برق رو نے ہاتھ گردن مین ملکہ کے ڈالے اور آغوش مین کھینچا ناہید سمجھی کہ اب یہ نہایت بیچین ہی ناز و نخرے کرنے لگی اور یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی آجائے تو ادر بدنام ہو جاؤن لیکن اکبر برق رو نے وہی ہاتھ جو گردن مین ناہید کے حائل تھے گلا پکڑ کر دبایا پہلے تو یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی مساس ہوگا لیکن جب گلا زیادہ دبا تو قصد کیا کہ چلاؤن یا کچھ اسم سحر پڑھون لیکن اکبر برق رو نے مہلت نہدی اور گلا اس زور سے گھونٹا کہ طائر روح ناہید کا قفس جسم مین پھڑکا جب نکلنے کا راستہ نہ پایا راہ نشیب سے نکلکر روانہ ہوا لاشہ زمین پر پھڑک کر رہگیا لیکن مرنے سے اس ساحرہ کے جہان تیرہ و تار ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی برق باری و آتشباری ہونے لگی بیر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من ناہید اختر چشم جادو بود حیف مُردیم و جان دادیم و بہ مطالب خود نرسیدیم لیکن جسوقت علامات سحر دور ہوئین نہایت روشنی ہوئی دیکھا کہ لاش ایک نہایت کریہ صورت کی پڑی ہی اور دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے رنگ چہرے کا سیاہ اُسپر چیچک کے داغ چار چار انگل بال سر پر وہ بھی سفید سن کوئی ساڑھے سات سو برس کا اکبر برق رو لاش اُس مردار کی دیکھکر ڈر گیا کہ اللہ اکبر یہ سن اسکا یہ صورت اصلی اور کیسی بنی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گیارہ برس کی ہی غرض کہ لاش اُسکی مزبلے پر پھنکوا دی

وہ آپ مصروف استراحت ہوا کہ رات بھر کا جاگا اور تھکا ہوا تھا لیکن وہان لشکر لاجورد شاہ مین تلوار چلتے چلتے زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی گردون پیر نے چہرہ پر سے گلیم سیاہ کو دور کیا روشنی پھیلی
ایک کو ایک کی صورت نظر آئی اب کوئی تو رو رہا ہی کہ اُس شخص نے اپنے چچا کو آپ مار ڈالا کوئی سر پیٹ
رہا ہی کہ ہائے بازو ٹوٹ گیا بھائی کا ساتھ چھوٹ گیا ہی کوئی کہتا تھا کہ افسوس دو بیٹون کو اپنے آپ ہلاک
کیا سینہ چاک کیا بعض جادو آدمی باہم مصروف جنگ تھے جب ایک کو دوسرے نے پہچانا آواز دی کہ ارے
اپنون سے لڑتے ہو دشمن کو نہین مارتے یہ اُسے الزام دیتا ہی وہ اسے الزام دیتا ہے کہانتک گذارش کیا جائے
کہ سب کے سب فریاد کنان پاس لاجورد شاہ کے چلے یہان لاجورد شاہ بعد جانے ناہید اختر چشم کے منتظر
اپنی معشوقہ کا بیٹھا تھا شمع حیات اسکے سامنے جل رہی تھی جو سحر سے ناہید نے تیار کی تھی کہ اگر شمع جھلملائے تو دلیل
بیماری و پریشانی ہی اور گل ہو جائے تو دلیل مرگ ہی اور بھڑک اٹھے تو علامت غصہ کی ہے لاجورد شاہ مانند
پروانہ آنکھ اُس شمع سے ملائے لو لگائے سوز فرقت مین جل رہا ہی اشک بہ رہے تھے دمبدم پگھلا جاتا تھا
کہ دیکھیے کبتک وہ محبوب دلربا آئے کہ یکایک قریب صبح ایک تھپیڑا باد سحر نے مارا کہ شمع گل ہو گئی لاجورد
شاہ مُنہ پیٹنے لگا گریبان کو چاک کر ڈالا خاک اڑانے لگا سردارون نے پوچھا یا خداوند آج آپ کا کیا حال ہی کہ
وہ حرکتین جو شان خداوندی سے بعید ہین ظہور مین آئین لاجورد شاہ نے کہا کہ معشوقہ قدرت ہاتھ سے اس
خونی کے ماری گئی جسنے دور وزسے لشکر پر میرے شبخون مار رکھے ہین شمع حیات گل ہو گئی وہ لوگ جو فریاد کنان
آئے تھے خداوند کی یہ حالت دیکھکر خاموش ہو رہے کہ جب خداوند کو اپنی معشوقہ کے قتل ہونے کا اس قدر
صدمہ ہوا لیکن بندگان بے ادب سے کچھ نہ بولے سزا نہ دی آسمان کو نہ حکم کیا کہ پھٹ پڑے زمین کو نہ
اجازت دی کہ نگل جائے تو ہم لوگ کس شمار مین ہین لیکن مخاطب ہوا طرف قشقاش تنگ پیشانی کے کہ اب
اور بھی دل میرا گھبرائے گا قرار نہ آئے گا کہ ایک مشغلہ تھا وہ بھی جاتا رہا جلد ملکہ مہر ناز پیرور کے لانے مین کوشش کر
اور جا مین نے تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کی اور تقدیر فتح اس قلعہ کی تیرے نام کر دی یہ کہکر خود بھی
تخت پر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا پچیس لاکھ فوج کا یورش یہ معلوم ہوتا ہی کہ سمندر موجین
مارتا ہوا آتا ہی قلعہ کی حقیقت سامنے اُس فوج کے مثل حباب کے معلوم ہوتی تھی نہنگ طوفانی نے جو یہ معرکہ
دیکھا ملکہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت دعا کا ہی لاجورد شاہ کی معشوقہ ماری ڈالی گئی اُسی طیش مین مع کل فوج چوبیس لاکھ
کے اس قلعہ کی طرف آتا ہی ملکہ یہ سنتے ہی دہل گئی بال سر کے کھول دیے جام زہر تیار کرکے سامنے رکھ لیا اور
درگاہ رب بے نیاز مین یون عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان وای یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوا
تیرے کون مددگار ہی عورت کے لیئے اس سے بدتر کوئی بات نہین ہی کہ ایک کا منھ دیکھکر دوسرے کی صورت
دیکھے اگر یہ کافر داخل قلعہ ہوا تو مین خودکشی کرون گی پھر تو مجھے روز قیامت سزائے خودکشی نہ دینا ورنہ حمایت کر
میری اور بھیج کسی اپنے بندۂ خاص کو جو آکر ایسے وقت مین ہمین اس بلا سے بچائے افسوس صد افسوس
کہ ابتک حمزہ صاحبقران ثانی نے بھی میری خبر نہ لی خدا جانے نامہ اُن تک پہونچا یا نہین بموجب شعر
یا رب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہی یا پیچ پڑ گیا کچھ یا راہ پھیر کی ہی - اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے مجھے بڑا تعجب ہی کہ
کیا اُنھین خبر نہ ہوئی ہوگی اور اگر خبر نہین بھی ہوئی تو کوئی ایسی بھی غفلت اپنی ناموس سے کرتا ہے سچ ہی کہ
ذات اُن مردون کی بڑی بیوفا ہی یہ تو اس حال پُر ملال مین ہی لیکن لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگاہ مین

آکر قایم ہوا صف بندیاں ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ آراستہ ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف
قتال وجدال قشقاش تنگ پیشانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا زمین
عبودیت کو بوسہ دیکر اجازت چاہی لاجورد شاہ نے اجازت دی کہ تجھے سپرد کیا اپنے دست قدرت کی جا
اور قلعہ کو فتح کرکے معشوقۂ قدرت کو حاضر کر قشقاش بعد سجدہ کرنے کے مرکب پر بادر گر سوار عازم میدان
کارزار ہوا قلعہ پر سے مارگولے کی شروع ہوئی لیکن قشقاش نے گرز گاوسر داہنے ہاتھ مین سنبھالا بائین ہاتھ
مین گردہ سپر کا لیا عنان مرکب کو چھیڑا جو گولہ سامنے آیا کسی کو گرز مار دیا کسی کو سپر سے رد کیا کسی کو خالی دیا
اسی طور سے چلا جاتا ہی لیکن رسی اسکی دراز تھی کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا آن واحد مین میدان کو طی کرکے
بر لب خندق پہونچ گیا اب اہل قلعہ مضطرب ہوے قصد کیا کہ پھاٹک کھول کر نکل پڑین اس گبر کور وکین جب
ہر طرح مرنا ہی تو کونے مین بیٹھکر کیون مرین سر میدان نکلکر نہ جان دین کہ شہید کہلائین دلاورون مین نام ہو لیکن وقت
تو اس قلعہ کی فتح کا ابھی نہین ہی دفعتہً جانب بیابان سے تتق گرد وغبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ گرد کیا آتی ہی آندھی
آتی ہی سب نگران تھے کہ کون آتا ہی کہ ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار
گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا لوگون نے لاجورد شاہ سے کہا اسی نقابدار نے کل مارا تھا
قلماق اژدر خوار کو قشقاش کی زندگی پہلے سے بڑھا دیجئے ایسا نہو کہ مارا جائے ہاتھ سے نقابدار کے
لاجورد شاہ نے کہا ہم تم سے بہتر جانتے ہین ہم نے پہلے ہی عمر اُسکی بڑھا دی ہی لیکن نقابدار نے للکارا
قشقاش تنگ پیشانی کو کہ او نامرد کہان جاتا ہی ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا قشقاش پلٹا
اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آ جاتا ہی راہ روکنے کے لیئے کل تو نے قلماق اژدر خوار کو زخمی کیا آج
میرا سدراہ ہوا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر نیزہ سینہ بکینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین
چلنے لگین کوئی توے طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ قشقاش کے ہاتھ سے ہوائی کیا برچھا تو مانند
تیر شہاب کے بلند ہوا لیکن قشقاش نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوگیا اور کھینچکر تیغہ آبدار دوڑا نقابدار
کی طرف نقابدار نے وار اسکا پشت سپر پر روک کے جو ہاتھ کمر کا مارا قشقاش کے دو ٹکڑے ہوے
یہ معلوم ہوا کہ ایک مینار بیچ سے دو ہوکر گر پڑا بہت بڑے قد کا جوان تھا قشقاش فوج نقابدار مین اللہ اکبر کے
نعرے بلند ہوے لاجورد شاہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا لیکن زرتاش بن قشقاش کو یہ دیکھکر تاب نہ آئی
وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا اجازت بھی نہ لی کہ آنکھون مین اسکے جہان تیرہ تھا قریب نقابدار کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ باش او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ایسے رستم وقت افراسیاب زمان کو مارا کہ زیر فلک جسکا نظیر نہ تھا لیکن کہان
جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نقابدار کے پہونچکر تیغہ مارا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر
جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوے لیکن مریخ ستارہ پیشانی بھول گیا اور مرکب اپنا اُڑایا سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی پھر اس بے غیرت نے وہی کلمہ کہا کہ سپرد کیا تجھکو اپنے دست قدرت کے
مریخ بادگر مرکب پر بیٹھکر آستان عبودیت کو بوسہ دیکر سامنے نقابدار کے آیا اور نعرہ مارا کہ او نقابدار مغلوک
روزگار غضب کیا تو نے کہ ایسے ایسے دو جوانون کو مارا لیکن مجھے مثل اُنکے نہ سمجھنا لاضرب بہادری کی
حوصلہ اپنا نکال لے ورنہ دل کی دل ہی مین رہجائیگی نقابدار نے کہا کیا جھک مارتا ہی تیری بھی وہی حالت
ہوگی جو اُن دونون کی ہوچکی ہی تو وار اپنا کر جب پروردگار ضرب سے تیری بچائے گا تو دیکھا جائے گا

نہین جانتا آئین ہم اہل اسلام کا کہ پیش دستی نہین کرتے مریخ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیرے سر پر کھیل رہی
ہی اچھا ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم
کیا ابتو اور بھی مریخ کو غصہ آگیا اسی وقت ساطور گران اُٹھایا ساڑھے چھ سومن کی ضرب سر پر چرخ دے کر
طرف نقابدار کے چلا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرۂ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
و پاے گرد در زمین پیچیدہ دیکھا کہ وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو سب نگران تھے کہ
یہ کون آیا کس کی کمک آئی کہ دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے پر
ہر علم کے نعت آلہی مدح مسیحائی تحریر ہرکارے قلعہ کی طرف سے روانہ ہوے تھے اور لشکر لاجورد شاہ کے لوگ
بھی گئے ہوے تھے مانند پیک نظر جا کر پھیرے اور آکر بیان کیا کہ یہ لشکر شہریار ہی ملک پر سیسیاے فرنگی
بارہ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی یہانتک کہ لشکر ایک جانب صحرا مین قایم ہوا بعد اس کے تخت ملک
پر سیسیاے فرنگی کا عجب جاہ و حشمت سے نمودار رہا کہ تین بادشاہ ملک کیمخت شاہ و ارغوان شاہ و
شادمان شاہ گرد و پیش باادب آگے آگے جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن مثل بہرام تیغزن قیلوس
بلند بالا و قیاس بلند آواز و ارجاس مردم در و تمثال مردم در و شمائل خان بن جذائل خان و کرتوس
بن قرتوس تبرزن و دیوانہ فیروز و دیوانہ قہرمان یہ سب کے سب سج دھج بانکپنے کی دکھاتے ہوے مرکبون کو
چمکاتے ہوے اکڑتے بررتے سواری شاہ کا انتظام کرتے ہوے آکر قایم ہوے صفین آراستہ کین بعد سب
کے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار مانند برق آتشبار گھوڑے کو چمکاتا ہوا نمودار ہوا کیونکہ یہ سیر و
شکار کرتا آتا تھا اس وجہ سے بعد کو نظر آیا لیکن اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ افسری صاحبقرانی آکر قایم ہوا
دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش سے اور ایک گبر سے مقابلہ ہو رہا ہی لیکن مریخ ستارہ پیشانی نے ساطور سر پر
چرخ دیکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ اس طرح کا حربہ ہی کہ سپر سے
نہین رکتا ساطور کا پھل آکر سپر پر بیٹھا ڈھال کے دو ٹکڑے ہوے خود کو کاٹ کر تین اُنگل سر مین اتر گیا
نقابدار نے دستانہ مارا ساطور چھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی چاہتا ہی مریخ کہ دوسرا وار
کرے کام نقابدار کا تمام کرے شہریار نے کڑکڑا کر پودا باگ کا لیا اور آکر نقابدار کو ہٹا کر سامنا کیا مریخ نے
وہی ساطور سر شہریار پر مارا شہریار نے بھی مرکب سے مرکب ملا دیا اور پھل بچا کر دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا
اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ مریخ اوندھے منھ ایال مرکب پر آرہا بس وہین سے بایان ہاتھ کمر مین ڈالکر جو ہکا
مارا زین سے اُٹھا لیا اور بالاے ہوا اچھال دیا گرتے گرتے چورنگ ہوائی کاٹا یہ رنگ دیکھکر کفار کے
دل تھرا گئے لاجورد شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ مار لو اسے جانے نپاے یہ حکم پانا تھا کہ پچیس لاکھ فوج
جھرمٹ کرکے شہریار پر چلی یہ رنگ دیکھکر ملک پر سیسیاے فرنگی نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا یہان سے
بھی سرداران لشکر مع لشکر تلوارین پکڑ پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا موجین مارتے
ہوے آکر مل گئے اُدھر نقابدار گوہر پوش کے لوگ بھی آپڑے نقابدار نے زخم سر باندھا اور لڑنا شروع
کیا جس سوار پر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے اُدھر شہریار باد رفتار لڑتا جاتا ہی اور مڑ مڑ کر
تماشہ نقابدار گوہر پوش کی جنگ کا بھی دیکھتا جاتا ہی اور پکار پکار کر نقابدار کی تعریف کر رہا ہی کہ یہ شخص کیا
خوش نصیب ہی کہ جہان جاتا ہی اُس مطلوب جانی کا دیدار بھی ضرور نظر آجاتا ہی اگرچہ روے زیبا پر اسکے نقاب

پڑی ہوئی ہو لیکن بموجب شعر گو پڑی ہے اُس صنم کے روے تابان پر نقاب ✦ شمع چھپ سکتی نہین ہی پردۂ فانوس مین ✦
لیکن افسوس کہ یہ محبوب جانی تجھے نہین قبول کرتا مگر اے دل انصاف یہ ہی کہ اگر تجھے بیخودی مین کچھ نہین سوجھتا لیکن
اسے تو شرم دنیا دامن گیر ہے اتنے بڑے شخص کی دختر ہے کیونکر ایسے امر کو گوارا کرلے مگر ہم کیا کرین کہ یہان تو
اب صدمہ فراق اٹھ نہین سکتا اس طرح کی دل سے باتین کرتا جاتا ہے اور لڑتا جاتا ہے اُدھر سرداران لشکر شہریار
نے قیامت کبریٰ برپا کردی ہے ایک طرف شمائل خان بن جذائل خان کہ جس کو جو بدست گران سنگ اُٹھا
کے ماری ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب ہے کس سے رُک سکتی ہے جس پر وار ہوا نقش زمین ہوگیا اُدھر کرتوس
بن قرنوس تبرزن نخل حیات کو کفار کو قطع کر رہا ہے اُدھر فیروز دیوانہ مانند بلاے بیدرمان کے ہر صف پر
جاتا ہے وار کرتا ہے اور خود ہی شور مچاتا ہے اکثر دیوانہ قہرمان سے آنکھ ملاتا ہے کہ یون لڑتے ہین اُدھر قہرمان بھی
جان لڑائے جو بدست اُٹھائے صفون کو توڑ رہا ہے بہرام تیغ‌زن جس کو شہریار نامدار نے سرداری لشکر کا عہدہ
سپرد کیا ہے تیغ‌زن تو اُس کا لقب ہی ہے تلوار کا دھنی ہے ہر طرف مانند شیر ببر کے جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہے جسکی کمر پر ہاتھ
مارا دو ٹکڑے ہوے جس کے سر پر ہاتھ مارا مع توسن چار ٹکڑے کیے داد مردی و مردانگی دیتا چلا آتا ہی تازہ شریک
شہریار کے مانند ہامان میمون حشم و شیر زادے شیر حشم کی یہ دونون بہادر و دلاور بھی جانین لڑا رہے ہین لاشین
گرا رہے ہین اُدھر ارغوان شاہ کے سردار زبردست روزگار مانند قیاس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و جاس
مردم در و تمثال مردم در جدا لڑ رہے ہین اک قیامت برپا ہی ہنگامہ دار و گیر بلند ہی خون کی ندیان بہ رہی ہین سر
مانند حبابون کے تیر رہے ہین تلوارین مانند موج بحر فنا کے کشتی حیات کو طوفانی کر رہی ہین سپر حق مین اجل رسیدون
کے گرداب بلا ہو گئی ہے نیزے زبانین نکالے امان امان پکار رہے ہین تیرون کے چلنے مین سناٹے کی
آواز پیدا ہے خوف جان ہویدا ہے عمو دگران سر مرض سرگرانی ظاہر کرکے گردنین ڈالے دیتے ہین کمند
عجب الجھن مین پڑی ہے آپ دام تحیر مین پھنسی ہوئی ہے ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہین لیکن
عین گرمی جنگ مین فرزیل عقرب چشم اور شہریار نامدار کا سامنا ہو گیا فرزیل نے کہا او سرکش تو جو تمام فوج
کو پامال کر رہا ہے تو اس نقابدار کا کون ہے جو اُس کی طرف سے لڑنے آیا شہریار نے کہا ہم لوگ محسن کش نہین ہین
احسان مانتے ہین بموجب شعر جسنے کچھ احسان کیا اک بوجھ ہم پر رکھدیا ✦ سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھ دیا
بڑے حیف کی بات ہے کہ نقابدار نامدار تو ہماری طرف سے مقابلہ کرے اور زخمی ہو ہم اُس کی مدد نہ کرین یہ
لڑائی تو اصل مین ہماری ہے فرزیل نے کہا پھر تیرا فخر ہے اگر ہین تیری خدمت خداوندین آئے بس یہ سُنا تھا
کہ شہریار کو تاب نہ رہی اِس وقت آئین صاحبقرانی کا بھی دھیان نہ رہا جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا سر فرزیل پر لگا
کہ او بے ادب ہمارے سامنے یہ گستاخانہ کلام کیا جھک مارتا ہے وہ تیرا خداوند کیا گیدی ہے فرزیل نے تلوار شہریار
کی سپر پہ روکی اور اپنا وار کیا شہریار نے اُسکی تلوار پر تلوار ماری کہ تیغہ اُس کا قلم ہو گیا گویا سر کفر خم ہوا فرزیل
نے وہ ٹکڑا جو ہاتھ مین اُس کے تھا منھ پر شہریار کے کھینچ مارا شہریار نے خالی دیا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
فرزیل نے سپر بلند کی تلوار نے شہریار کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا خود پر بیٹھی اُدھر تو شہریار نامدار نے جھٹکا
مارا اُدھر فرزیل نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا سر مین بھی زخم آیا وہ تلوار سر سے نکل کر ایال مرکب پر آئی مرکب کی گردن
قلم ہوئی مرکب تو چرخ کھا کر مانند مرکب آتشبازی کے ہو گیا اور فرزیل بھی زخم سر سے بیحال ہوا اکبے مرکب غلطان
بیجان زمین پہ گرے لوگ بیچ مین آکر حائل ہو گئے فرزیل کو تو بچا یا لیکن پچیس لاکھ فوج لاجورد شاہ کی

لاکھ فوج ملک پر سیپاہ فرنگی کی لاشون سے میدان جنگ پٹ گیا گھوڑون کے گھٹنون گھٹنون خون
تھا لاشے پھڑک رہے تھے ملک الموت کا انتظار تک رہے تھے بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی
آن واحد مین دو دو ہزار لاش گرتی تھی ملک الموت میدان جنگ مین دوڑتے پھرتے تھے کس کس کی قبض روح کرتے
کہانتک گذارش کیا جائے کہ اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ کاہکشان نے دامن ہلایا نقارچیون نے طبل امان
بجایا بادشاہ خاور مع سپاہ نور خیمہ سیاہ مغرب مین پوشیدہ ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم سبزہ زار ملک نیلی پر قیام پذیر
ہوا دونون لشکر علحدہ ہوئے لاجور دشاہ نہایت پریشان وحیران قیطول پر چلا آیا سپاہ اپنی فرودگاہ پر آئی شہریار بادفا
مع جملہ فوج وسرداران صحیح مین آکر بارگاہ برپا کر کے رونق افروز ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا اب خیال
آیا کہ نہین معلوم نقابدار گوہر پوش کہین چلا گیا ہے طیفور شیر دل سے کہا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ نقاب دار
گوہر پوش کدھر چلا گیا ہے طیفور نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ نقاب دار گوہر پوش مع لشکر بعد ختم جنگ
طرف شمال کے روانہ ہوگیا شہریار نے آہ کا نعرہ مارا دونون طرف کی لاشین تین روز تک اُٹھائی گئین اس قدر
لوگ مارے گئے تھے انھین تو اسی حال مین چھوڑ دیئے

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان لشکر صاحب قران عالیشان گذارش کئے جاتے ہین

کہ بعد روانگی پر سیپاہ فرنگی جانب بہارستان فرنگ قصد ہوا امیر کشورگیر کا کہ طرف کوہ بیضا کے روانہ
ہون کیونکہ زبانی ارغوان شاہ کے حال وہان کا سنکر اشتیاق پیدا ہوا تھا لیکن بسبب علالت شاہزادہ بدیع الملک
چندے اور قیام کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو تپ لاحق ہوگئی تھی بعد ایک ماہ کے غسل سے فراغت حاصل
کی صحت کا جشن ہوا اب مصمم قصد ہوا امیر کا کہ کوچ کرین دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہین امیر باتوقیر
دنگل صاحبقرانی پر رونق افروز ہین سرداران دست راست وچپ کا دوجانب مجمع ہے کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی
کہ ایک ناقہ سوار حاضر ہے باریابی کا امیدوار ہے کسی کا خط لایا ہے امیر نے فرمایا کہ بلالو ناقہ سوار نے آکر سلام
کیا خط پگڑی سے نکالکر دیا امیر نے پڑھا ملکہ مہر ناز پرور کی طرف سے تحریر تھا کہ مین قلعہ کام نہنگ مین محصور
ہوگئی ہون لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ روسیاہ نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اگر حضور کو اس کنیز کی خبر لینا ہے تو جلد
تشریف لایئے ورنہ وہ مجکو زندہ تو کیا لیجائیگا ہان جنازہ میرا البتہ لے جائیگا مٹی میری خراب ہوگی دفن وکفن بھی نصیب
نہوگا خط کو دیکھکر امیر نے جام کا عفریت رکھا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی سردار طرف قلعہ کام نہنگ
کے جائے کہ لاجور دشاہ نے خدا پرستون کو پریشان کر رکھا ہے بس قلعہ کام نہنگ کا نام سننا تھا
کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑے اور جام کو پی کر طرف قلعہ کے اُسیوقت روانہ ہوئے فقط عیار سے
لشکر مین اطلاع کرادی اور تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر یوداباگ کا لیا لیکن بعد روانہ ہونے
شہنشاہ گوہر کلاہ کے امیر باتوقیر نے دوسرا جام رکھوایا اور فرمایا کہ ابھی مجھے اطمینان نہین ہوا کیونکہ اُس کافر کے
ساتھ فوج کثیر ہوگی ایک شہنشاہ گوہر کلاہ کس کس سے لڑین گے لہذا مین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی جائے
ابھی بدیع الملک نے دنگل خالی کیا اور جام کو چکھ کر عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائے گا اُس کافر
کو بسزا پہونچائے گا امیر نے فرمایا امانت پروردگار مین دیا بدیع الملک سلام کر کے بیرون بارگاہ آئے اور
لشکر کا انتظام کر کے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے پھر امیر نے تیسرا جام رکھوایا اور ارشاد فرمایا کہ اب بھی مجھے
تسکین نہین ہوئی مین چاہتا ہون کہ کوئی اور جائے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اپنے دنگل سے اُٹھے

اور جام کو چکھ کر باہر آئے لشکر اپنا لیکر طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان عبرت بیان جناب امیر حمزہ عالی شان صاحب قران اول کے بیان ہوتے ہین

کہ جو ترک جاہ وحشمت کرکے خانہ کعبہ کو چلے گئے ہین عبادت خدا مین زندگی بسر کر رہے ہین واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ یہ وہ داستانین ہین جنکی ہوا بھی نہین لگی ہے اور یہ اُٹھا رکھی گئی تھین واسطے قدر دانان سخن سنج وعالی دماغ کے اس محل پر گذارش کی جاتی ہین اور یقین ہے کہ نہ سُنی گئین ہون گی کہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے دنیا کو ترک کیا ہے رات دن عبادت پروردگار مین مصروف رہتے ہین حسب اتفاق یہ خبر فولاد حبشی وبہزاد حبشی کو پہونچی کہ امیر نے دنیا کو ترک کیا اور آکر خانہ کعبہ مین گوشہ نشین ہوے ہین اب نہ وہ فوج ہمراہ ہے نہ سردار ہین نہ اسلحہ ہے نہ ہتھیار ہین بالکل بیدست وپا ہو کر بیٹھے ہین ان دونون نے باہم صلاح کی کہ اس سے بہتر موقع انکے قتل کا نہ ہاتھ آئے گا اور سبب کینہ یہ تھا کہ باپ ان دونون کا شداد حبشی کہ جب اس نے چڑھائی کی ہے خانہ کعبہ پر اور قصد کیا ہے کہ مٹا دے بنیاد خانہ کعبہ کو اور مجاوران مکہ نے آکر اطلاع دی تھی امیر کو کہ صاحبقران آکر خبر لیجئے ورنہ بنیاد خانہ کعبہ نیست ونابود ہوا جاہتی ہے تو امیر باتوقیر نے آکر بڑے عظم وشان سے مارا تھا شداد حبشی کو اب اسوقت دونون بیٹون نے اس کے موقع پایا باہم صلاح کر کے ایک نامہ اس مضمون کا امیر کشورگیر کو لکھا کہ اے حمزہ ہوشیار رہنا ہم آتے ہین یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا تو نے مارا ہمارے پدر نامدار یعنی شداد شاہ کو ہمین اُس کا خون تنہا تجھسے لینا ہے اور ایلچی کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا یہان امیر باتوقیر حسب اتفاق ایک باغ خرما مین تشریف رکھتے تھے عمرو حاضر خدمت تھا امیر باتین حسرت آمیز کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیون خواجہ اب تو وہ باتین خواب معلوم ہوتی ہین کہان ملکہ آسمان پری کہان دیو خرچنگ کا مقابلہ کہان وہ دولت صاحبقرانی کہان ہمہ کشورستانی اے عمرو اس وقت تو ہم تم باتین کر رہے ہین کل یہ بھی نہ ہوگا اک گوشہ تنہائی ہوگا بجائے روشنی تیرگی قبر ہوگی ہان نام ہمارا تمھارا بیشک زندہ رہیگا لوگ ذکر کیا کرینگے جس گذشتگان کے حال زار پر ہم تو نوحہ وفغان کرتے ہین اسی طرح ہمارے تمھارے حال پُرملال پر اور لوگ نوحہ کیا کرینگے ابھی کل کی بات ہے کہ ملکہ مہر نگار کہ جنکی تصویر آنکھون کے سامنے پھرتی ہے زیر خاک کس سن مین پنہان ہوگئین یا قباد شہریار کہ کل کیا جاہ وحشم تھا تخت وتاج فوج وعلم تھا آج تنہا زیر خاک سو رہے ہین عمرو کا دل بھر آیا رونے لگا امیر کشورگیر بھی گریان اور دونون باہم اُس تکیہ پر آئے کہ جہان تربت ملکہ مہر نگار کی تھی اور مرقد قباد شہریار کا تھا فاتحہ پڑھ کر بہت روئے یکایک سامنے سے ایک ناقہ سوار نظر آیا امیر نے فرمایا خواجہ یہ تو کسی کا قاصد معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا حمزہ ہوگا لیکن وہ سانڈنی سوار پاس امیر کے آیا پوچھا حمزہ صاحبقران کہان ہین امیر نے فرمایا کیون بھائی کیا کام ہے حمزہ سے اُس نے جواب دیا کہ خط لایا ہون امیر نے فرمایا لاؤ کس کا خط ہے حمزہ میرا ہی نام ہے اُس نے خط نکالکر دیا امیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھا وہی مضمون تحریر تھا جسے سابق مین عرض کر چکا ہون کہ ہوشیار رہو جاؤ ہم عوض خون شداد لینے آتے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا جواب اس کا تحریر کرون عمرو نے کہا حمزہ جیسا تو نے کیا ہے ویسا تیرے سامنے پیش آرہا ہے تم لوگون کو مارتا پیٹتا نہ یہ انجام ہوتا کہ اب کونے مین بیٹھنا بھی دشوار ہوگیا ہے امیر نے جواب تحریر فرمایا کہ مین اب ضعیف ہو

گوشہ نشینی اختیار کی اگر تجھے تمھین جرأت وبہادری کا دعویٰ ہے تو اِس وقت فرزند دلبند میرا صاحبقران ثانی
میرے عہدے پر ہے جاکر اُس سے مقابلہ کرو حمزہ مین اب تاب مقاومت نہین ہے لیکن وہ نامہ جسوقت
فولاد حبشی اور بہزاد حبشی کو پہونچا پھر اُنھون نے جواب لکھا کہ شداد حبشی کو جس نے قتل کیا ہین تو اُسی کو
عوض خون شداد کا لینا ہے خواہ تم ہو خواہ کوئی ہو ہمین کسی کی صاحبقرانی سے بحث نہین ہے پھر ہم کہے دیتے ہین
کہ خبردار رہنا آج خانۂ کعبہ کی بُنیاد کو ہم مٹائینگے جب بھی تو اسی بنا پر تمنے شداد کو قتل کیا تھا اب ہم اُسی ارادے
سے آئے ہین ہمین بھی رد کو یہ خط اُس وقت امیر کے پاس پہونچا کہ صاحبقران زمان اہل مکہ سے ہم صحبت
تھے لوگ جمع تھے جس وقت خط امیر نے پڑھا اور اہل مکہ آگاہ ہوے اُنھون نے کہا کہ حمزہ تمھاری ذات
سے یقین ہے کہ اب خانہ کعبہ بین بھی نہ رہنے پائینگے کاش تم یہان سے کہین اور چلے جاؤ امیر نے فرمایا اگر
پروردگار عالم کو خانہ کعبہ کا رکھنا منظور ہے تو کسی کو واسطے مدد کے بھیجے گا قاصد سے کہا اُسے اختیار ہے لیکن بعد
جانے نامہ بر کے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جلد طرف ہندوستان کے کوچ کرو اور ہمارے دوست صادق
لندھور بن سعدان گردسے کہو کہ حمزہ پر وقت سخت آگیا ہے اگر تمسے ہو سکے تو اے لندھور اس وقت مین
خبر لو حمزہ کو اپنے مرنے کا غم نہین ہے نہ حمزہ موت سے ڈرتا ہے لیکن خیال اتنا ہی کہ مٹی نہ برباد ہو اور بنائے خانہ کعبہ
نہ ٹوٹ جائے سوا اسکے اور کوئی اندیشہ اپنی جان کا نہین ہے عمرو اُسی وقت رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن لندھور کا
حال سنئے کہ جبسے لندھور بدوم منیت لزوم صاحبقران سے جدا ہوے اور بود وباش اپنے وطن قدیم کی اختیار
کی اکثر یاد صاحبقران مین رویا کرتے تھے ایک روز باغ مین بیٹھے تھے دل نہایت گھبرا رہا تھا خود بخود کلیجہ منھ کو
آرہا تھا کہ یکایک نعمان ہزارہ نے آکر عرض کی کہ خواجہ نامدار عمرو بن امیہ باوقار تشریف لاتے ہین لندھور
یہ خبر سُنکر اُٹھ کھڑے ہوے اور برائے پیشوائی دروازۂ باغ تک آئے عمرو سے ملاقات ہوئی لندھور
گلے سے خواجہ کے لپٹ گئے اور رونے لگے عمرو بھی رونے لگا وہ روزمرہ کی صحبتین یاد آئین آنکھیں ڈبڈبا آئین
لندھور نے کہا خواجہ ہمارے قبلہ وکعبہ پیر مرشد جناب حمزہ صاحبقران کا مزاج مبارک کیسا ہے عمرو نے
کہا اے دلاور ہند کیا پوچھتے ہو حال حمزہ کا ایک تو ترک وجاہ وحشمت کا تعب خود بخود اکثر جی گھبراتا ہی وہ جلیسِ
احباب یاد آتا ہے اُس پر طرہ یہ کہ فلک ایک کونے مین بھی امن سے بیٹھنے نہین دیتا ہی اب فولاد حبشی اور بہزاد حبشی
کا یورش ہے خانہ کعبہ پر حمزہ نے ناچار ہو کر تمھین کہلا بھیجا ہی کہ اس وقت مین آکر اس غریب کے شریک
حال ہو اور نامۂ صاحبقران ہاتھ مین لندھور کے دیا لندھور نے نامۂ صاحبقران کو آنکھون سے لگایا
سر پر رکھا مضمون نامہ وہی تھا جو ذکر ہو چکا ہے لندھور نے اسی وقت آراستگی لشکر کا حکم دیا اور تیاری کرکے طرف
خانہ کعبہ کے روانہ ہوے دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین لیکن یہان امیر باتوقیر عمرو کو بھیج کر بہت روے اور بار بار
فلک کو دیکھکر فرماتے تھے کہ افسوس مین کہان ہون وہ یار وفادار کدھر ہے وہ بیٹے تو تے کہ جو ہر وقت جان نثاری
کو ساتھ رہتے تھے کہان ہے بارگاہ سلیمانی کس طرف ہے اسباب صاحبقرانی کسی کی ثروت لیکم مرگ جاتی ہے
ہم زندگی ہی سے معزول ہو گئے خیر اب وہ منصب وجاہ نشان وسپاہ جسکے لئے ہی خدا اُسے مبارک کرے
ایک روز امیر قبر ملکہ مہرنگار مرقد قباد شہریار کے درمیان بیٹھے ہوے بہ نگاہ حسرت گاہ اس تربت کو گاہ اُس
مرقد کو دیکھتے تھے کہ افسوس تمنے چند روز بھی ہمارا ساتھ نہ دیا ہم بھی تو اس سرائے فانی مین مسافر تھے ہمیشہ رہنے کو
نہین آئے تھے مگر تمنے ہمسے منھ موڑا خیر زمانہ فرقت کا گذر گیا اب انشاء اللہ بہت ہی جلد ہم بھی آکر تمسے ملاقی ہوتے ہین

ایسی ایسی باتین کرکے امیر اس قدر روئے کہ غش کر گئے لیکن جب ہوش آیا اپنے کو زندہ پایا اس زندگی کو بدتر از
موت جانا بموجب مصرع جینے کی کیا خوشی جسے مرنے کا غم نہین + امیر باتوقیر اس حال پُرملال مین تھے کہ یکایک از نہ
پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
ہوا نے مار گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو فیل مانند نخل بلند جھومتے
ہوئے سونڈون پر انکے سیفین چڑھی ہوئین پٹے مین نہایت تیار نمودار ہوئے اور دیکھا کہ رُخ اُن سب
فیلون کا خانۂ کعبہ کی طرف ہی امیر پہلے تو نہایت متردد ہوئے کہ جو مقام قبلہ گاہ جہان کا ہی اُسکے ساتھ یہ بے ادبی
لیکن ساتھہ ہی خیال گذرا کہ حمزہ جسکے نام سے یہ گھر منسوب ہی کیا اسکو خیال نہوگا اب تمام اہل مکہ مین ایک غدر
کے آثار نمودار ہوئے بعض زیادہ منچلے جانین دینے پر آمادہ ہوئے کہ ہم ان ہاتھیون کے باپ سے لڑینگے
اپنی زندگی مین خانہ کعبہ کو گرنے نہ دینگے امیر نے بالحاح وزاری جناب باری مین مناجات شروع کی کہ ای
کس بیکسان دادرس غریبان آج حرمت تیرے گھر کی برباد ہوا چاہتی ہے بھیج کسی فرشتہ مقرب کو کہ اس
بلا کو دفع کرے یا کوئی بلا ان فیلون اور کافرون پر نازل کر کہ یہ سب کے سب اتنے بڑے امر عظیم پر
کمر باندھکر آئے ہین آیندہ تجھے اختیار ہی جو تیری مصلحت ہو کسی کو تیری مشیت مین دخل نہین ہی ہنوز سخن ناتمام
تھا کہ دوسری جانب سے ایک اور گرد عظیم بلند ہوئی اور آن واحد مین دامن گرد شگافتہ ہوا پندرہ سو فیل جنگی
نظر آئے عقب مین اُنکے اور سوار و پیادے ادھر جو بارہ سو فیل فولاد حبشی کے آئے تھے اُن فیلون
کو دیکھکر چلے فولاد حبشی نے للکارا کہ ہان جانے نپائے ادھر نعرہ ہوا نعرہ جزیرہ ہاے دریا گرفتم
تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور کا نعرہ سُنکر امیر کشور گیر
خوش ہوگئے ادھر فیل لندھور کے فولاد حبشی کے فیلون پر آپڑے پٹے کے ہاتھ چلنے لگے دو ہزار سات سو
ہاتھیون کی لڑائی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین ہزار ہا کوہ ٹکرا رہے ہین وہ صحرا جنگل بن نظر آتا ہی
کسی ہاتھی کی سونڈ کسی کی مستک پر زخم آیا کسی کا پاؤن قلم ہوگیا ہاتھیون مین سونڈین چل رہی ہین کبھی ایسی
لڑائی زیر فلک کاہی کو ہوئی ہوگی تمام صحراے مکہ کی زمین خون سے لال ہوگئی ہزارون کی کشت حسرت
پامال ہوگئی گویا دریاے خون مین کوہ نمودار ہوئے ہین ادھر تو یہ ہاتھی لڑ رہے ہین اُدھر فولاد حبشی
نے للکارا کہ او ہندی تو یہان بھی آپہونچا لڑائی اصل مین حمزہ سے تھی تو دخل در معقولات کی طرح بیچ مین کود
پڑا لندھور نے جواب دیا کہ ہم غلام صاحبقران ہین اور غلام کس دن اور کس وقت کے لیئے ہوتے
ہین فولاد نے کہا اگر ایسا کرتے ہین تو سزا بھی پاتے ہین فولاد حبشی بھی پندرہ سو من کی چوبدست مانند
اولاد صاحبقران کے باندھتا ہی فیل اپنا طرف فیل لندھور کے بڑھایا اور چلایا کہ لا ضرب بہادری کی لندھور
نے کہا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین جس وقت خدا تیرے حربے سے بچائے گا تو سمجھا جائیگا
فولاد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اجل نے تیرا گریبان تھام لیا ہی خیر اگر تو وار نہین کرتا تو مین وار کرتا ہون یہ کہکر
وہی چوبدست جو ہاتھ مین اُسکے بلند تھی سر پر چیخ دیکر سر لندھور پہ وار کیا لندھور نے گرز کو اپنے اُٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب جو آکر گرز پر پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد بلند ہوا لیکن
چوب کلہ عمود پر سے جو اُچٹتی ہی تو فیل لندھور کے مستک پر پڑی سر پاش پاش ہوگیا ہاتھی نے چرخ
مارا اور مانند فیل آتشبازی کے ہوگیا لندھور بن سعدان ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہو سیکڑون لڑائیان

بھیلے ہوئے ہے جلدی سے جست کرکے زمین پر آئے فیل لندھور تو چکر کھا کر زمین پر گرا اور فوراً اُسی وقت تمام
ہوگیا لیکن لندھور نے جھپٹ کر فیل فولاد حبشی کے شکم مین سر ڈال دیا اور دونون پانون کو ہاتھون کا سہارا
دیکر جسم کو سادھ کر جو ہکا مارا مع فیل اُٹھالیا امیر یہ زور دیکھکر لندھور کا وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ واہ اے برادر
کیون نہو اور عمرو سے کہا کہ اس وقت لندھور نے علمشاہ کو یاد دلوا دیا کیون خواجہ میری اولاد بھر مین اسس
دلوے کا کوئی بھی ہے عمرو نے کہا حمزہ بیشک علمشاہ رستم وقت تھا اور لندھور نے بھی آج ویسا ہی زور دکھادیا
کہ اتنے بڑے جوان کو مع فیل اُٹھالیا جسکا گرز بندرہ سومن کا مثل نیزے وغیرہ کے ہی لیکن لندھور نے جو
فولاد کو اُٹھایا طرف ایک خندق کے لیکر چلے اور سر پر پھرا کر زور سے دے مارا کہ راکب نیچے مرکب اوپر فولاد
حبشی کی پسلیان چورا ہوگئین فوج لندھور مین آواز اللہ اکبر بلند ہوئی فوج فولاد کی دردمند ہوئی لندھور فولاد
کو مار کر پلٹے لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ فیل لندھور جو مارا گیا ہی کوئی دوسرا فیل تھا فیل میمون مبارک تھا
لیکن بہزاد حبشی نے جو دیکھا کہ بھائی اُس شخص کا اس ذلت وخواری سے مارا گیا دل مین خیال کیا کہ جسنے مع
فیل اتنے بڑے جوان کو اُٹھالیا اُسکے آگے تیری کیا حقیقت ہی بھاگ چل مگر ساتھ ہی اسکے شیطان نے اغوا
کیا کہ ای بہزاد حیف کی جا ہی کہ جسکا شیر سا بھائی یون آنکھون کے سامنے مارا جائے وہ حریف کو زندہ چھوڑ کر
چلا جائے مگر بانی اس لڑائی کا حمزہ ہو اُسی کا کام نہ تمام کردے یہ دل مین خیال کرکے امیر کشورگیر کی طرف چلا
عمرو نے کہا حمزہ سنبھل اب خیر نہین معلوم ہوتی امیر نے فرمایا خواجہ ہرچہ باداباد آخر مین کیا سنبھلون اور کیا
کرون عمرو نے کہا بھاگ جا جلدی سے مین لندھور کو آواز دیتا ہون وہ اسکا بھی کام تمام کردے گا امیر نے فرمایا
او ساربان بچے ارے مین بھاگ جاؤن سامنے سے عمرو نے کہا میان تم تو خفا ہوتے ہو مین اسی مارے
کوئی صلاح تم کو نہین بتاتا ہون چاہے مانو چاہے نہ مانو مین تو یہ سمجھتا ہون کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ لیکن بہزاد حبشی قریب امیر با توقیر کے آگیا اب امیر کھڑے کس شان سے ہین کہ کفش پاؤن مین
تسبیح ہاتھ مین ڈھیلا یا جامہ لانبا کرتا سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی کچھ وظائف پڑھ رہے ہین بہزاد نے
قریب پہونچتے ہی کہا او عرب تیری بدولت دنیا مین کیا کیا فسادات برپا ہوے تو نے کتنے شہر اُجاڑے
کتنی بستیان برباد کردین اب تسبیح لیکر خانہ کعبہ مین آکے بیٹھا ہی وہی مثل ہی کہ نو سو چوہے کھاکے بلی حج کو
چلی مگر مین کب چھوڑتا ہون تمھین یہ کہکر تیغہ مارا امیر کے پاس نہ سپر ہی نہ خود ہی نہ تلوار نہ زرہ نہ بکتر
نہ چار آئینہ حیران وششدر رہو کر وہ جریب جو ہاتھ مین لیے ہوے تھے بلند کردی بھلا اتنے بڑے جوان کی تیغ
کہین لکڑی سے رُکتی ہی لکڑی مانند خیار تر باریک کے دو ٹکڑے ہو کر سر پر بیٹھی تا دابرو اُتر گئی امیر نے
کلائیان مارین تلوار تو سر سے نکلی مگر ہاتھ بھی مجروح ہوے اب بہزاد نے چاہا تھا کہ پلٹ کر ایک ہاتھ
اور مارون اور کام امیر کا تمام کردون کہ سامنے سے لندھور نے دیکھا اور پکار کر نعرہ کیا کہ او بہزاد او تیرہ
روزگار کیا غضب کرتا ہی مین آپہونچا بہزاد نے دیکھا کہ اب تیری جان کی تو خیریت نہین ہی تو اسے کیون زندہ
چھوڑیے تصور کرکے صاحبقران پر دوسرا وار کیا امیر نے دھار تلوار کی بچا کر اُسی زخمی کلائی سے کلائی بہزاد
کی تھام لی یہ معلوم ہوا کہ بہزاد کو کہ ہاتھ پنجۂ اجل مین آگیا ہرچند جھٹکے مارے کچھ نہ ہو سکا بس امیر خوش
تدبیر نے ایک تھپڑ مارا یہ معلوم ہوا بہزاد کو کہ ملک الموت نے طمانچہ مارا عجب نقشہ ہو گیا بہزاد کا کہ آگے
کا منھ پیچھے ہو گیا گردن گھوم گئی پھڑک کر مر گیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لندھور نے آوانہ

دی کہ ماشاءاللہ اس زور و جرأت کے صدقے ایسے نہوتے تو صاحبقرانی کیا کر سکتے تھے امیر نے فرمایا میرا
زور کیا اور مین کیا اے لندھور جس آن بان سے تم نے فولاد حبشی کو مارا ہے میرا ہی دل جانتا ہے گو وہ جوان
نہایت زبردست تھا اور اسے تو مین نے ایک تھپڑ مار دیا قضا بھی اسکی مر گیا لیکن وہ فیل جو باہم گتھے ہوے
تھے بھسونڈے چل رہے تھے سیکڑون کشتہ ہوے لندھور کے فیل نہایت تیار تھے آخرکار فوج فولاد
کی فیلون نے شکست کھائی اور بھاگے عقب مین ہاتھیون کے سوار اُنکے پیچھے پیدل تھے فیل سوارون
پر جا رہے سوار پیدلونکو پامال کرنے لگے یہان وہ مثل صحیح ہو گئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے
قاعدہ ہاتھی کا یہ ہوتا ہی کہ جب یہ لڑائی سے بھاگتا ہی تو لڑوانے والے کا دشمن ہو جاتا ہی سواران فوج کو چیر چیر
کر پھینکنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر باقی سوار باگین پھیر پھیر کر بھاگے پیدل بیچارے کچلنے لگے فوج لندھور
کے لوگ تماشا دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے بلکہ اپنے فیلون کو للکار دیا تھا یہ اور بھی لپا کرتے
چلے جاتے تھے کہانتک گزارش کیا جائے کہ جسنے جدھر کا رُخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے
یا ہم کہان جاتے ہین انجام کار آن واحد مین تمام صحرا صاف ہو گیا البتہ کشتے لشکر کفار کے پڑے ہوے
تھے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ اُن لاشون کو دفن کرتا یا اُٹھا لیجاتا امیر کشورگیر نے ترس کھا کر فرمایا کہ اگرچہ یہ
کافر تھے لیکن لاشین انکی دفن کرواد و تین چار روز تک فقط لاشین اٹھائین کیونکہ انسانون کے
علاوہ فیل اس قدر مارے گئے تھے کہ سرزمین صحرا کوہستان معلوم ہونے لگی تھی الغرض بعد
فتح و فیروزی امیر کشورگیر نے لندھور بن سعدان گرد کی دعوت کی لیکن یہ دعوت عجب طرح کی پاک دعوت
تھی کہ نہ تو شغل سرود دستار نہ صحبت رقص و غنا نہ دورہ شراب ناب کیونکہ حوالی خانہ کعبہ مین اُترے ہوے
تھے تیسرے روز وہ جشن عام تو موقوف ہوا لیکن لندھور اور امیر کو ایک مدت کے چھوٹے ہوے ملے
تھے ایک تو لندھور کا خود جانے کو جی نہ چاہتا تھا دوسرے امیر کے اصرار سے نہ گئے لیکن ایک
چالیس ہزار جوان رہنے دیئے باقی فوج کو طرف ہندوستان کے روانہ کر دیا کہ تم چلو بعد کچھ روز کے
جب قبلہ و کعبہ بخوشی اجازت دینگے تو مین بھی آؤنگا لشکر لندھور طرف ہندوستان کے روانہ ہوا لیکن
ایک روز امیر باتوقیر مع عمرو و لندھور ٹہلتے ہوے طرف صحرا کے گئے کیونکہ جی گھبرا رہا تھا باتین کرتے
چلے جاتے ہین گذشتہ باتین یاد آ رہی ہین کبھی ذکر زمانہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کا ہوتا ہے
معاملات عشق ملکہ مہر نگار یاد آئے امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے ہین فرماتے ہین کہ آہ آج وہ جسم نازک
زیر خاک پنہان ہے کبھی معرکے پرستان کے حال مقابلہ دیو قہقہہ و عشق آسمان پری کا مذکور ہوتا ہے فرقت کا
داغ تازہ ہوتا ہی کہ یکایک سامنے سے ایک سانڈنی سوار نمایان ہوا اور قریب امیر کے آکر سلام
کیا پوچھا امیر نے کہ کہان سے آتا ہوا اُس نے عرض کیا کہ ایلچی ہون ملکہ گلشن آرا بانو کا ملک یونان
سے آتا ہون اور ایک خط پگڑی سے نکال کر امیر باتوقیر کو دیا صاحبقران نے لفافے کو چاک کیا خط
کو پڑھا تحریر تھا کہ یا امیر شباب تو جس طرح گذرا خیر شکر ہی خدا کا آپ کو ہر روز نئے نئے محلات کرنے سے
کام تھا ہماری خبر کیون لیتے خیر نشانی آپ کی فرزند ارجمند آپ کا عمرو بن حمزہ کبھی کبھی صورت اپنی دکھا جاتا تھا
خیر و عافیت آپ کی سُنا جاتا تھا اب تم بھی ضعیف ہوے ہمارا بھی وقت آخر ہوا اب یہ تمنا ہی کہ مٹی میری
تمھارے ہاتھ سے سوارت ہو جائے پائینتی ملکہ مہر نگار کے مجھے بھی دفن کر دینا کہ اگر کبھی بھی فاتحہ

پڑھنے کو آؤ گے تو شرماشرمی اس قبر پر بھی فاتحہ پڑھ دو گے زندگی بھر تو جدائی مین گذری اب وقت آخر ہے یہ نفس چند تمھارے ہی خدمت مین گذر جائین تو بہت خوب ہی شعر تمھین لحد مین اُتارو تمھین پڑھو تلقین کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے مضمون نامہ پڑھکر امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے لندھور نے پوچھا کیون حضور خیر و عافیت تو ہی امیر نے فرمایا ہان خیریت ہی ملکہ گلشن آرا بانو اور عمرو بن حمزہ کے کچھ ایسے کلمات حسرت آیات اس خط مین لکھے تھے کہ میرا دل بھر آیا تاب ضبط نہ لایا لندھور نے عرض کی کہ پھر جیسا ارشاد ہو اگر فرمایئے تو یہ خادم جائے اور اپنے خوزادی کو لے آئے امیر نے ابھی کچھ فرمایا نہ تھا اور ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا آمد لشکر کے طور ظاہر ہوئے امیر لندھور عمرو سب دیکھنے لگے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پہلوان عادی چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے قدمبوسی امیر کی حاصل کی فرمایا امیر نے کہ کیونکر آنا ہوا عادی نے کہا کہ بھائی مین نے سُنا تھا کہ شداد حبشی کے دونون بیٹے تمپر لشکرکشی کرکے آئے ہین اسی وجہ سے مین نے یہ تھوڑی سی فوج ساتھ لے لی تھی امیر نے سنکر فرمایا کہ ہان وہ دونون آئے تو ضرور تھے مگر اب گئے عادی نے کہا کیا بھاگ گئے امیر نے فرمایا کہ ایسا بھاگے کہ سرحد دنیا سے نکل گئے عادی نے کہا الحمد للہ لیکن میرا آنا ہیچ ہوا امیر نے فرمایا ہیچ کیون ہوا ہمنے تمکو دیکھا تمنے ہمکو دیکھا غرضکہ امیر کشورگیر لندھور اور پہلوان عادی اور ناقہ سوار سب کو ہمراہ لئے ہوئے صحرا سے پھرے ایک باغ مین بارگاہ لندھور کی نصب تھی وہین قیام پذیر ہوئے دو روز تک پہلوان عادی کی دعوت رہی مدت کے بعد یہ امیر کی خدمت مین آسکے اور برادر امیر کہلاتے ہین کھانا تکلف کا اُنکے واسطے تیار ہوتا ہی اور نہایت افراط کے ساتھ لیکن یہ اتنے بڑے کھانے والے ہین کہ جو کچھ سامنے آیا کبھی پھر کر نہین گیا عمرو نے کہا حمزہ اب کعبہ مین قحط ہوا چاہتا ہی بھائی صاحب آپ کے کیا آئے کہ ٹڈی دل آگیا مجھے یہ ڈر ہی کہ کہین یہ ہمین تمھین نہ کھالین امیر نے فرمایا خواجہ چُپ رہو ایسا نہو عادی سُن لیگا تو دل مین ناراض ہوگا کہ ہمتو برائے جانبازی آئے اور حمزہ کو چار دن کھانا کھلانا بھی شاق گذرا عمرو نے کہا بس ایک دن کا مہمان دو دن کا پشیمان تیسرے دن کا بے ایمان لیکن عمرو نے کہا حمزہ وہ شتر سوار جواب نامہ طلب کرتا ہی اور کہتا ہی کہ ملکہ گلشن آرا بانو نے کہا تھا کہ جلد آنا ایسا نہ ہو وہ مجھسے ناراض ہون یہ باتین اس طرح کہین کہ پہلوان عادی نے بھی سُنین کہا بھائی حمزہ اگر حکم ہو تو مین جا کر ملکہ کو لے آؤن امیر نے گردن نیچی کر لی اور کہا بھائی کیونکر کہون کہ تم جاؤ مگر مجبور ہون کہ کوئی اور جانے والا بھی نہین ہی لندھور ہین تو اُنسے دو گھڑی میرا غم غلط ہوتا ہی پہلوان عادی نے کہا بھائی اور ہم کس کام کے ہین جائے تاسف ہی کہ غیر تو جائین اور ہم نجائین یہ ناموس کا مقدمہ ہی غیر کے بھیجنے سے میرا جانا ہر طرح بہتر ہی امیر نے فرمایا اختیار ہی پہلوان عادی اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے امیر نے عادی کو گلے سے لگایا پہلوان عادی رخصت ہوئے اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لے کر طرف ملک یونان کے روانہ ہوئے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ملکہ گلشن آرا بانو کو ہوئی لوگون کو برائے استقبال عادی بھیجا لوگ پہلوان عادی کو استقبال کرکے قلعہ مین لائے اُونٹ درمیان مین لا کر رکھا گیا اُسطرف اُونٹ سے ملکہ گلشن آرا بیٹھی اُدھر پہلوان عادی گردن نیچی کرکے نہایت ادب سے بیٹھے اور ملکہ کی خدمت مین تسلیم بجا لائے ملکہ نے دعا کی اور مزاج پوچھا صاحبقران کی خیر و عافیت دریافت کی عادی نے سب حال بیان

کیا کہ اس طرح دو حبشی بچے کئی لاکھ سوار سے چڑھ آئے تھے لیکن بھائی نے میرے مار اُن سرکشون کو ملکہ مین بھی اصل مین برائے مدد آیا تھا لیکن جسوقت پہونچا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی اب بفضلہ کوئی اندیشہ نہین ہے اور مین تحصیل مال اپنے آیا ہون ملکہ نے کئی روز عادی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی عادی نے عمدہ عمدہ کھانے کھا کر ملکہ کی بہت تعریف کی کہ واقع مین جب تم ایسی لائق تھین تو خدا نے اولاد مین بھی تاثیر دی تمھارا فرزند ارجمند یعنی عمر بن حمزہ بھی ایسا لائق ہے کہ امیر کی اولاد مین کوئی اُسکے مقابلے کا کسی طرح نہین وہ جس وقت چاہتا امیر سے صاحبقرانی چھین لیتا مگر کبھی ہوس بھی نہ ہوئی ملکہ نے کہا بھائی مین کیا ہون مجھے نصیب کیا ہے ہان وہ لڑکا بیشک تم لوگون کی تعلیم کے اثر سے بہت نیک ہوا یہ خوش نصیبی میری اور امیر کی دونون کی تھی الحاصل محافہ تیار ہوا اور ملکہ محافہ مین سوار ہوئین چند کنیزین کماریان ہمراہ لے لین اور ہمراہ پہلوان عادی کے روانہ ہوئین عادی طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب خانۂ کعبہ پہونچ گئے کوئی دس کوس کا فاصلہ باقی رہگیا ہوگا کہ شام ہو گئی تھی پہلوان عادی نے خیمہ برپا کیا اُسی صحرا مین اُتر پڑے ایک خیمہ مین ملکہ گلشن آرا بانو کو اُتارا رات آرام سے بسر کی جب وہ وقت آیا کہ ماہ شب زندہ دار عبادت پروردگار سے فراغت کر کے آرامگاہ مغرب مین پنہان ہوا اور سلطان خاور بعد کروفر تخت گاہ مشرق سے نمایان ہوا پہلوان عادی فریضۂ سحری کو ادا کر کے ہمت کو بعزم خانہ کعبہ چست باندھنے لگے لشکر مین تیاری کوچ کی ہونے لگی کوس رحلت بجا قافلہ تیار ہوا ملکہ گلشن آرا بانو نہایت مسرور و شادان ہین کہ اب یقین ہے کہ بہت جلد امیر با توقیر سے ملاقات حاصل ہوگی تسکین دل تردد منزل ہوگی ملکہ کی وہ حالت ہے کہ اگر خانہ کعبہ سامنے بھی نظر آجائے تو اُسکی نگاہ جستجو اور آگے بڑھ جائے بموجب شعر مین گم کردہ رہ شوق کی بیخودی کا ✧ کہین بڑھ گیا اپنی منزل سے آگے ✧ ہنوز قافلہ چلنے نہین پایا ہے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ و تیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دیا سئے گرد در زمین پیچیدہ پہلوان عادی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون ہے کس طرف جاتا ہے کہان سے آتا ہے پیک نیچے واسطے خبر کے روانہ ہوے آن واحد مین آکر گذارش حال کی کہ کوہان کوہ سر پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ جاتا تھا اُس نے خبر پائی کہ ناموس امیر با توقیر طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہے تو بعزم بربادی اس طرف پھر پڑا ہے پہلوان عادی یہ سنکر بہت گھبرائے کہ میرے پاس فوج کم ہے مرنے کا تو غم نہین لیکن یہ مقدمہ ناموس امیر کا ہے درگاہ معبود مین عرض کی کہ پروردگارا اس آخر وقت مین جب بال سفید ہو چکے تو ایسا ہو کہ منھ مین کالک لگے آبرو تیرے ہاتھ ہے اور سارا ماجرا قریب محافہ ملکہ کے آکر بیان کیا ملکہ نے کہا اے برادر اس وقت سپاہ گری سے زیادہ کام نہ لینا اُس سے منت کرنا کہ ہمین چلے جانے دے اگر وہ اس پر بھی سد راہ ہو تو پھر خدا جو کچھ دکھائے لڑ مرے تو لڑ لینا جائے تو جانے دینا اس سے تم مطمئن رہو کہ مجھے اس برے بھوتی وقت مین وہ کیا لے جائیگا مین جام زہر تیار رکھتی ہون اگر خدا نخواستہ لڑائی کا رنگ دگرگون دیکھون گی تو جام تلخ انجام پی لونگی اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کر دونگی مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ قضا کھینچکر اس صحرا مین لائی ہے آثار ایسے ہی معلوم ہوتے ہین کہ میری موت بھی مثل ملکہ مہر نگار کے ہوگی مگر کچھ غم نہین کیونکہ یہ خوش نصیبی عورت کی ہے کہ مرد کے سامنے دنیا سے اُٹھ جائے لیکن اے بھائی عادی بہتر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو برائے اطلاع پاس امیر کے روانہ کرو پہلوان عادی نے کہا بہتر اور اسی وقت ایک سانڈنی سوار نہایت تیز چھانٹ کر ایک شخص کو نامہ دیکر خدمت امیر مین روانہ کر دیا وہ سانڈنی سوار ناقہ کو مانند باد صرصر کے اُڑا لے گیا

ہوے چلا جاتا ہی لیکن کہان تک جلدی کرے کیونکر پہونچے پہر بہی تلن آگیا ہوگا کہ ناقہ سوار خدمت امیر نامدار مین
پہونچا امیر نے پوچھا کہ خیر و عافیت اُسنے عرض کی کہ حضور عافیت کہان ہی پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن
آرا بانو کا لئے ہوے آتے تھے قریب پہونچ چکے تھے کہ اُدھر سے کوئی ملعون کوہان کوہ سر ہے برائے مدد
لاجورد شاہ جاتا تھا راہ مین حال سواری ملکہ ذیجاہ کا سنکر لپٹ پڑا پہلوان عادی معہ محافہ ملکہ گھر گئے ہین کسیکو
برائے اعانت روانہ فرمایئے امیر نہایت متردد ہوے اور لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے عرض کی کہ ابھی
خادم جاتا ہی اور اُس ملعون کو یہ سزا پہونچاتا ہی یہ کہکر اُٹھکر چالیس ہزار جوانون سے جو رکھ لئے تھے طرف صحرائے
جنگ کے روانہ ہوے لیکن یہان پہلوان عادی نے یہ انتظام کیا کہ چالیس ہزار سوار اپنے اس طرح تقسیم کیے
تھے کہ دس ہزار جانب پشت محافہ ملکہ متعین فرمائے تھے اور دس ہزار اس پہلو مین دس ہزار اُس پہلو مین دس
ہزار سوار سے خود آگے محافہ ملکہ کے کھڑے ہو رہے لیکن ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گردشگافتہ ہوا
اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور پھر ہر دن پر علمون کے تعریف زبرجد شاہ و
لاجورد شاہ تحریر تھی اور ایک گبر ناہنجار گرگدن سیاہ پر سوار چوبدست گران سنگ باندھے ہوے نمودار ہوا لیکن
جس وقت قریب پہونچا پہلوان عادی کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو سامنے کھڑا ہے دل مین خائف
ہوا کہ اتنے بڑے قد کا جوان کمر کا اتنا بڑا گھیر ہے کہ تنہٗ درخت بلند سے زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن کوہان کوہ سر
بھی بہت بڑا سردار ہے کہ پانچ لاکھ سوار پر تنہا حکومت کرتا ہی عادی نے جو اُس کو دیکھا للکارا کہ بدبخت جا اسی طرف ادھر
کہان آتا ہے نہین جانتا کہ ناموس اُس شخص کا میرے ہمراہ ہی کہ نام جسکا حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحبقران
سام بن نریمان زلزلہ قاف تالی سلیمان امیر حمزہ عالیشان ہی کوہان کوہ سر نے کہا مین اسی لئے تو آیا ہون کہ نام
و ناموس کے اُس کے رسوائے عالم کردون اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر تو جہان چاہے چلا جا
عادی نے کہا کیا جھک مارتا ہے اب ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا ورنہ اس دریدہ دہنی کی سزا پائیگا کہ گلے پھاڑ ڈالے جائینگے
کوہان کوہ سر ہنسا اور کہا یہی چند نفر جو تیرے ہمراہ ہین اُنھین کے بھروسے پر کہتا ہے ان سے ہلا بھی تو فوج
کا نہ رک سکیگا پہلے ہی حملے مین پامال ہو جائینگے پہلوان عادی نے باوصفیکہ نہ اجازت امیر باتوقیر ہے
نہ آئین اہل اسلام ہے کہ پیش دستی کرین یہ خیال کرکے کہ تم ضعیف ہوے کیا معلوم اسکے حربہ سے جانبری ہو یا نہو
تو دل کی ہوس دل ہی مین رہجائیگی تباہی کی صورت نظر آئیگی یا یہ سمجھے کہ ناموس امیر کی نسبت بے ادبانہ کلام کرین
سکے کہ پیش دستی کا قصد کیا اور اُٹھا کر تخت شدادی سر کوہان کوہ سر پر وار کیا کوہان نے تخت کو خالی دیا اور چوبدست
کا وار سر عادی پر کیا عادی نے سپر کو اُٹھا کر حربے کی پناہ کیا لیکن چوب جو پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ عادی اس مین پنہان ہو گئے کوہان نے نعرہ کیا کہ زدم و لیت کردم
ساتھ والے پہلوان عادی کے یہ سمجھے کہ عادی مارے گئے سب کے سب تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے
اُدھر سے کوہان کوہ سر نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کوہان کی فوج مانند دریا کی اُمنڈ کر چلی اور چار طرف سے محاصرہ
کر لیا کوہان نے چوبدست ہاتھ سے چھوڑی تلوار کھینچی کیونکہ جنگ مغلوبہ مین ایسے حربون سے کم کام لیا جاتا ہے
لڑنا شروع کیا وہ لوگ جو گرد محافہ کے متعین تھے جانین لڑانے لگے ہرچند کہ کجا چالیس ہزار اور کجا پانچ لاکھ ریلے
مین فوج کے دبے جاتے تھے لیکن جانین لڑا ائے داد مردی و مردانگی دے رہے تھے ناموس آقا کا خیال
اپنی عزت کا پاس خوف و رسوائی کا ملال لیکن پہلوان عادی ضرب چوبدست سے بیہوش ہو گئے عیار نے

بجلدی تمام آ کر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا مرکب عادی کا غرق زمین تھا چاہا کہ زمین سے نکالون ممکن نہوا
اُسے وہین چھوڑا تلوار کھینچکر چلے لڑنا شروع کیا بڑی مصیبت یہ تھی کہ اور مرکب انکو سواری بھی نہین دلیسکتا تھا
کہ کسی سوار کو مار کر اُسکا مرکب نے لیتے پیدل لڑ رہے تھے لیکن دیکھا عادی نے کہ کوہان کوہ سر قریب محافہ
ملکہ پہونچ گیا ہے وہین سے للکارہ کہ باش او بے ادب کہان جاتا ہے ادھر آ کہ ابھی حریف تیرا زندہ ہے کوہان پلٹ
اور کہا اگر زندہ ہے تو اب تجھے مارے ڈالتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا کیا عادی نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن تلوار کوہان کی پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھی کوئی چار انگل کا زخم سر مین آیا عادی نے دستانہ
مار تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے عادی کے ہوش و حواس درست نہ رہے
لیکن واہ ری جرأت زخم سر بھی نہ باندھا اُسی عالم مین ہاتھ تلوار کا کوہان پر مارا کوہان جوان زبردست ہے
نہایت ہوشیار عادی زخم سر سے بیحواس ایک تو ہاتھ ہی بہکا ہوا پڑا تھا کوہان نے وار خالی دیا آج حقیقت مین
پہلوان عادی وہ جرأتین دکھا رہے ہین کہ روح رستم و سام بھی اگر نگران حال ہوتی تو پھڑک جاتی شباب
کا لطف اس ضعیفی کی جنگ نے نظرون سے گرا دیا ہے بموجب شعر جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے ٭ پہلوان عادی کو یقین مرگ تو ہو ہی چکا تھا لیکن یہ فکر تھی کہ کسیطرح
قریب محافہ ملکہ کے پہونچ جاؤن تاکہ یہ چرچا رہے کہ عادی نے جان دی مگر آستان آقا کو نچھوڑا عزت و ناموس امیر
کی مرتے دم تک بچانے دی تمنا نے دل بار بار آواز دیتی تھی شعر دم نکلتا ہے پہونچ کر ترے در پر نکلے ٭
دل مین اک بات رہی جاتی ہے کیونکر نکلے ٭ لیکن اسی رد و بدل مین عادی نے اپنے کو قریب محافہ ملکہ گلشن آرا بانو
کے پہونچایا ملکہ بھی چلمن سے یہ سب حال معائنہ کر رہی تھی جام زہر ہاتھ مین لئے منتظر وقت بیٹھی تھی لیکن خون جو
سر سے پہلوان عادی کے زیادہ نکل گیا ضعیفی کا زمانہ ہے عمر کے ایام نہین غش طاری ہو گیا بس کوہان کوہ سر
کو موقع ہاتھ آگیا جھپٹ کر جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا عادی سے سپر بھی نہ اُٹھ سکی اتنے جلدی جوان کا ہاتھ
پورا بیٹھا بدھی زخم کی گلے مین پڑی گویا باشتیاق عروس مرگ دولھا بنے تھے کوہان بیدرو نے جھپٹ کر
وہین سے دوسرا ہاتھ بھنڈارے کا مارا کہ کام عادی کا تمام ہوا لاش زمین پر گری ملکہ نے یہ رنگ دیکھکر
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور جام زہر ہونٹون سے لگا کر درگاہ رب بے نیاز مین عرض کی کہ اے پروردگار عالم تو گواہ
و شاہد رہنا کہ مین بیاس آبرو مجبور ہو کر جان دیتی ہون یہ گناہ خودکشی مجھپر نہو اور دین اسلام پر اب تک مین قائم ہون
افسوس کہ دیدار آخر بھی نصیب نہوا کہ اس وقت مین صورت امیر با توقیر کی ایک بار دیکھ لیتی میر ابھی داغ ملکہ
مہر لگار سے ملگیا نہ اُس فرزند ارجمند کو ایک نظر دیکھ سکی یہ اشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کی طرف تھا
غرضکہ کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جام زہر نوش کر لیا وہان لیکن مارے جانے پہلوان عادی کے لشکر کا دل ٹوٹ
گیا گیا حقیقت تھی چالیس ہزار سوار کی لیکن ایسے قدم جمائے تھے کہ جبتک دم مین دم رہا اور ہاتھ پاؤن قابو مین
رہے کسی کو تاب محافہ آنے ندیا چند کس باقی ہین اور کوہان کوہ سر قریب محافہ کے پہونچ چکا ہے چاہتا ہے
کہ پردہ اُٹھائے کہ یکلخت جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب پہونچکر
شق ہوئی اور نعرہ ہوا کہ جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان ہا اگر نامنم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان
گھبرا کر کوہان کوہ سر نے دیکھا کہ یہ کون آگیا وہین سے باگ کر گدن کی پھیری اور لندھور کا سامنا کیا
لندھور نے دیکھا کہ خدا پرست ہزار ہا کٹے ہوئے پڑے ہین اور گرد ملکہ کے محافہ کے کفار کا مجمع ہے

نعرہ کیا خبردار او بے ادب مین آپہونچا لیکن کوہان کوہ سر نے چوبدست اٹھاکر لندھور پر ماری لندھور نے گرز کو بلند
کیا تڑاقے کی صدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا لیکن کوئی گزند لندھور کو نہ پہونچا بس وہین سے خبردار
خبردار کہکر سترہ سے من کی ضرب اُٹھاکر نعرہ کیا شعر تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرجہ کوہ سترہ سے من کی ضرب تھی اٹھاکر سر پر چرخ دیگر کوہان کوہ سر پر
وار کیا کوہان نے بھی اُٹھاکر سپر کو جیرے کی پناہ کیا بھلا گرز لندھور کہین سپر سے رکتا ہے اب جو گرز پڑتا ہے
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دونون تھرائے شعلہ فلک کو نکل گیا حتیٰ گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین کا ہول و
ہیبت سے شق ہوا لنگر گرز کا نہ سنبھلا ہاتھ شانون سے نکل گئے گرز مع سپر خود پر آیا خود سر مین سر
گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم رانون مین رانین مرکب مین مرکب زمین مین سب آمیز ہوکر خون
کا تھل تھلہ ہو کر رہگیا لندھور نے نعرہ کیا کہ زدم و لپیت کردم تو خبر اس مردہ صد سالہ کی لیجاؤ لاش کو اسکی
اور ایک کونے مین صف ماتم بچھاکر روؤ یہ سنکر تمام فوج دوڑ پڑی لندھور پر لندھور کے ساتھ والے
بھی آپڑے اگرچہ ساتھ لندھور کے بھی کل چالیس ہزار سوار ہین مگر اکثر زبردست سردار ہین سلطان
دہلی ایک طرف تلوار کھینچکر دس ہزار سوار سے جا پڑے اہرمن مارڑواڑ ایک سمت مع دس ہزار سوار
کے مصروف جنگ ہوئے ریون رائے اُودے پور کسی سمت لڑنے لگے یہ تمام پہلوانان ہندوستان
جو تلوارین کھینچ کھینچ کر گرتے ہین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے لندھور نے جب گرز مارا پخش زمین
کردیا اگرچہ وہ پانچ لاکھ تھے لیکن لندھور کے ساتھ والون نے ایک پہر بھر کے عرصہ مین تعداد اُن کی نصف کو
درجہ پر پہونچادی آخر کار تاب مقاومت نہ لاکے جسنے جدہر کا رخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا لاش تک اپنے
سرداری کی نہ اُٹھائی میدان صاف ہوگیا اب لندھور طرف محافہ کے چلے کہ ملکہ کی مزاج پرسی کرنا چاہیے
قریب محافہ پہونچے تھے کہ لاش پہلوان عادی کی نظر پڑی لندھور نے اپنے کو فیل پر سے گرادیا اور لاش
سے لپٹ کر بہت روئے اب طرف محافہ ملکہ کے چلے وہ ایک آدہ کنیز جو ہمراہ ملکہ آئی تھی محافے کے پاس
اُسے پچھاڑین کہاتے دیکھا پوچھا لندھور نے کہ کچھ بیان تو کر اُس نے عرض کی کہ بعد قتل ہونے پہلوان
عادی کے حسب دیکھا ملکہ نے کہ اب کوہان کوہ سر قریب محافہ کے آگیا ہے بس جام زہر کہ پہلے سے تیار کر رکھا
تھا کلمہ شہادت پڑھ کر نوش کر گئین لندھور نے یہ سنکر گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا یہ حالت
لندھور کی دیکھکر سب ساتھ والے بھی ماتم مین شریک ہوئے لیکن بعض اُن لوگون نے کہ جو ساتھ لندھور
کے نہایت ہوشیار تھے عرض کی کہ حضور میت کے دفن ہونے مین عرصہ ہوگا یہان سے یہ لاشین پاس
امیر کے لیچلیئے دفن و کفن سے فراغت کرکے خوب سا رو لیجیے گا لندھور نے منظور کیا لاش پہلوان
عادی کی اٹھوائی اور مسلمانون کو گنج شہیدان کے طور پر دفن کر دیا اور محافہ ملکہ کا اٹھواکر طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوئے لیکن بعد جانے لندھور کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ خود بخود دل بھرا آتا ہے جی چاہتا ہے
کہ چیخین مار کر روؤن خدا انجام بخیر کرے عمرو نے کہا حمزہ تجھے اختلاج قلب کا مرض ہوگیا ہے اس عارضہ کا
یہی خاصہ ہے امیر نے فرمایا خواجہ یہ وقت تمسخر نہین ہے تم بھی جاؤ اور قبل پہونچنے لندھور کے مجھے
خیر و عافیت سے آگاہ کرنا عمرو حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبقران والا نژاد کے روانہ ہوچکا تھا اُس وقت
پہونچا کہ لندھور پچھاڑین کھا رہے تھے سمجھ گیا کہ ملکہ نے انتقال کیا وہین سے پائے شاطری مارتا ہوا

شن شن کرتا امیر با توقیری خدمت مین آیا امیر نے فرمایا خیریت تو ہی عمرو نے کہا حمزہ اب سوا شر کے خیر کہان ہی پہلوان عادی ہاتھ سے کوہان کے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر پی کر جان دی لندھور نے جا کر کوہان کو مار افوج کو اُسکی شکست دی اب لاشون کو لیئے ہوے آتے ہین اگر کچھ دیر پیشتر بھی لندھور پہونچ جاتے تو یہ سانحے نہ پیش آتے امیر نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ کیا لندھور قضا کو بھی روک لیتے امیر اور عمرو مصروف شیون و بکا ہوے اہل مکہ نے آکر گھیر لیا اور ہمراہ امیر کے ماتم مین شریک ہوے اتنے مین لندھور بن سعدان گرد مع لاش پہلوان عادی و جنازہ ملکہ گلشن آرا بانو پہونچے بیچ مین محافہ ملکہ کا رکھا ہوا تھا گرد ہجوم اہل مکہ کا تھا اور لوگ مصروف ماتم داری تھے صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا تھا عمرو سر مبارک امیر زانو پر لئے ہوے ہوا دامن کی دیتا جاتا تھا کبھی گلاب منھ پر چھڑکتا تھا بعد کچھ دیر کے صاحبقران عالی شان کو ہوش آیا عمرو نے سمجھایا کہ حمزہ رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ انھین دفن و کفن کر کے قرآن انکے نام پر پڑھو کہ ثواب روح کو پہونچے منزل قبر و برزخ آسان ہو امیر نے جگہ قبر ملکہ گلشن آرا بانو کی پہلوے ملکہ مہر نگار مین متعین فرمائی اور سامان دفن ہونے لگا لیکن کچھ لوگ بعد مارے جانے پہلوان عادی کے بھاگ کر طرف قلعہ تنگ رو حل کے گئے تھے اُنھون نے قلعہ مین عادی کے بھائیون کو اطلاع کی کہ پہلوان عادی شہید ہوے وہ لوگ اُسی وقت مع سپاہ چل کھڑے ہوے اور اُس صحرا مین گئے کہ جہان جنگ ہوئی تھی جب وہان کسی کو نپایا لاشین کفار کی پڑی ہوئی دیکھین پلٹ کر طرف خانہ کعبہ کے گئے یہ وہ وقت تھا کہ امیر نے پہلوان عادی کے لئے قبر کھدوا کر دفن کا ارادہ کیا تھا کہ ذو السحار عاد و بجر عاد وغیرہ چالیسون بھائی عادی کے پہونچے اور کہا یا امیر اگر اجازت ہو تو ہم لاش اپنے بھائی کی لیکر طرف قلعہ کے کوچ کرین اور جو قدیمی ہڑواڑ ہمارے خاندان کی ہی وہین دفن کرین امیر نے ہرچند اُنسے کہا کہ اُنھون نے تازندگی میرا ساتھ دیا مین چاہتا ہون کہ مرنے پر بھی ہم اور وہ جدا نہون لیکن بھائیون نے عادی کے منظور نہ کیا ناچار امیر نے لاش عادی کی اُنکے سپرد کر کے رخصت کر دیا بھائی عادی کے لاش لیکر روتے پیٹتے قلعہ تنگ رو احل مین آئے اور دفن کیا یہان امیر نے ملکہ گلشن آرا بانو کو دفن کیا اب یہ تو سوگ مین یہان بیٹھے ہین۔

اب چند کلمے داستان قلعہ کام نہنگ کے بیان کئے جاتے ہین

کہ بعد جنگ مغلوبہ چونکہ بہت بڑا کشت و خون ہوا تھا تین چار روز تک لاشین میدان سے اُٹھائین اور نقابدار گوہر پوش بسبب زخمی ہونے کے چلا گیا اکبر برق رو بعد مارے نا ہید اختر چشم جادو کے لاش اُسکی مزبلے پر پھنکوا کر یہ بھی فکر مین بیٹھا ہی کہ اگر موقع ملے تو ملکہ کو لیکر طرف لشکر اسلام کے راہی ہون شہریار نامدار اس خیال مین ہی کہ کسی طرح قلعہ کو فتح کر کے بہن کو اپنی طرف فرنگستان کے روانہ کرون لیکن بعد تین چار روز کے جب لاشین اُٹھنے سے فراغت حاصل ہوئی شہریار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ آج شہریار نے طبل جنگ بجوایا ہی کل اُس کا ارادہ ہی کہ قلعہ پر دھاوا کرے یہان بھی طبل بجا لیکن اب ملکہ مہر ناز پرور اور بھی متردد ہوئی کہ اسکا آنا غیر کے آنے سے بدتر ہی ایک تو یہ کہ مین آنکھ کیونکر چار کرونگی دوسرے یہ کہ اگر بجبر کسی کے ساتھ عقد کر دے تو کیا میرا بس ہی اگرچہ ہر طرح سوا جان دینے کے چارہ نہین ہی لیکن اسطرح کی موت پشیمانی اور ذلت کا پہلو لئے ہوے ہی

مجبور ونا چار درگاہ پروردگار مین دعا کرنے لگی اور کیا بس تھا وہان لاجورد شاہ کو معلوم ہوا کہ کل شہریار قلعہ پر
دھاوا کریگا یہ نہایت غصہ مین آیا کہ یک نشد دو شد ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پہلے ہمارے اور شہریار
کے فیصلہ ہو جائے پھر دیکھا جائیگا اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر طرف تیاری
جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ کارزار دلاوران تہور شعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے یہانتک کہ تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور وہ وقت پہونچا کہ شہنشاہ خاور بصد کر وفر تاج زرین بہ سر و چار قب شاہنشاہی بر
کئے ہوے جانب مشرق آسمان سے برآمد ہوا اور رونق بخش تخت گاہ چرخ زبرجد ہوا انجم مارے خوف کے تاب دید
نہ لاسکے آنکھین اپنی اپنی بند کرکے نظرون سے پنہان ہو گئے ذرے مانند قسمت اہل زر کے درخشان ہو گئے
اہل قلعہ درست و چست ہو کر بیٹھے نہنگ طوفانی تیر کمان ہاتھ مین لئے آکر فصیل بند دروازے پر متمکن ہوا
گولنداز توپون پر مسلط ہوے منتظر بیٹھے ہین کہ حریف زد پر آئے اور توپون کو آگ بتائین ادھر لشکر شہریار نامدار
میدان کارزار مین آکر صف آرا ہونے لگا ایک جانب لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع لشکر و سپاہ میدان جنگگاہ مین
آکر قایم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدار برق رفتار نکلے اور میدان جنگ کی دقت بعد تیز دستی کرکے چلے
گئے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کر دیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا وہ تازی تازی مٹی کھدی
ہوئی اُس پر پانی جو چھڑکا گیا تو عجب طرح کی سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ کو معطر کر دیا نقیبان بلند آواز
غازیون کے ہمراز سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے ہر شخص چاہتا تھا کہ ہمین میدان مین نکلکر نام کرین
کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ملک پر سیماے فرنگی کے آیا
اجازت چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار عالم اور مسیح مکرم کے بہرام نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر
میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا ٹھہر کر اک مقام پر نگاہ کر نیزہ کو دم آراستہ
کیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ کفار آگاہ ہو کہ مین برائے فتح قلعہ کام نہنگ جاتا ہون اگر کسی کو سد راہ ہونا ہو تو
آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اور اگر قلعہ سے اُسکو کوئی بحث نہو تو تماشہ میری جنگ کا دیکھے کہ کیونکر قلعہ کو لئے لیتا ہون
بس یہ سننا تھا کہ لاجورد شاہ نے اپنے لشکر کے سردارون کی طرف دیکھا کہ یکایک عفریت زحل پیشانی اپنے
کرگدن مست کو اُڑا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اور سخن اجازت خواہی زبان پر لایا لاجورد شاہ نے کہا
جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے عفریت بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور عازم میدان کارزار ہوا بہرام نے جو اُسکو
بعزم مقابلہ آتے دیکھا کہا تجھکو کیا بحث ہے قلعہ کے باب مین جو تو مجھسے مقابلہ کرنے نکلا عفریت نے کہا او بے خبر تو
نہین جانتا کہ معشوقہ قدرت ملکہ مہر ناز پرورہ اس قلعہ مین ہے یہ حق ہمارا ہے کہ قلعہ کو فتح کرین اور ملکہ کو قبضے مین کرکے
خداوند کی نذر کرین تجھکو کیا منصب ہے جو تو اس ارادے سے چلا ہے بہرام پکار اُٹھا کیا جھک مارتا ہے خبردار اب
نام ملکہ کا زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ اس دریدہ دہنی کے عوض مین کلّے پھاڑ ڈالے جائینگے منھ کی کھائے گا
تیرا خداوند کیا گیدی ہے اور تو کیا خرنا مشخص ہے ملکہ مہر ناز پرور بی ہے اُس شخص کی کہ جسکو سرکار مسیح سے
صاحبقران اعظم کا خطاب ملا ہے اور تو اُسکا نام اس بے ادبی سے لیتا ہے یہ منصب ہمارا ہی ہے کہ اُسے خدا پرستون
کے پھندے سے چھڑائین کہ ہم اُسکے بھائی کے نمکخوار ہین عفریت نے کہا غضب کیا تو نے کہ خداوند کو گیدی
کہا کہان جائیگا بچکر غضب خداوند سے اور اُٹھا کر کرارہ پشت نہنگ سر بہرام پر وار کیا بہرام نے اُٹھا کر سپر کو جسے
کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن ارہ جو پڑتا ہے یہ حربہ سپر سے نہین رُکتا اگر تلوار بیچ مین ضامن نہوتی تو

بہرام کا کام تمام کر چکا تھا لیکن کسیقدر انگلیان بہرام کے بائین ہاتھ کی زخمی ہوئین بہرام نے وار اسکا رد کر کے جھپٹ
کر تلوار ماری عفریت نے بھی اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بہرام تیغزن کے لقب سے ملقب ہوا ہی سپر کو تلوار نے
اُسکی مانند قرص پنیر یا گردہ نان کے دو کیا خود کو مانند کاسۂ کاغذی کے دو کر کے تا دو ابرو اُتر گئی جب تک عفریت
دستانہ مارے مارے بہرام نے جھٹکا جو مارا تلوار تا جگر گاہ اُتر گئی عفریت تڑپ کر زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا
بہرام نے نعرہ کیا اور کہا جسے تمنائے مرگ ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سنتا تھا کہ افراط بن طفر لیط فیل پیکر
لاجورد شاہ سے اجازت لیکر مقابل بہرام ہوا اور پکارا کہ تو عفریت کو مار کر بڑا ناز کرتا ہی لا ضرب بہادری کی
بہرام نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے بڑے غرور سے سامنے آیا ہی ایسا نہو کہ دل کی دل ہی مین رہ جاسے
یہ تلوار رہنمائے دشت عدم ہی آب اسکی کف مار کا اثر رکھتی ہی افراط فیل پیکر نے کہا مین بھی یہی خیال کرتا ہون
کہ ایسا نہو تجھے تمنا رہجاے کہ مین نے وار نہ کیا ورنہ مین ابھی اسے مار لیتا بہرام نے کہا تو اپنی تمنا نکال میرے
حوصلے کو رہنے دے مین جب تیرا وار روکر لونگا تو دو بولہ اپنے وار کرنے کا ہوگا ابھی مجھے تیرے حرب کا اشتیاق
ہی افراط نے نیزہ سینۂ بہرام پر مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار ان
طویل قد آپس مین مصروف تلاش ہین تا دیر نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر کار نیزے ہاتھ سے پھینک پھینک
دیئے کہ سنانین بھالین بیکار ہوگئین ہین تو بت گرز کی پہونچی افراط نے گرز اپنا بہرام پر مارا کہ گیارہ سو من
کی ضرب تھی بہرام نے چوبدست کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو چوب پر پڑتا ہی تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا بہرام گرد مین پنہان ہوگیا افراط نے نعرہ کیا کہ زدم پست کردم عیار بہرام مہتر
لعلان پانی کی چھاگل ہاتھ مین لیے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بہرام کے ہر بن مو
و سر مو سے پسینہ جاری ہی حالت بیخودی طاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم ہین لعلان نے منہ پر
پانی کا چھینٹا دیا گھبرا کر بہرام نے آنکھین کھول دین عیار نے کہا ای شہریار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف و گزاف
کر رہا ہی بہرام نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے مرکب کی طاقت اُسمین باقی نہ تھی بہرام وہین سے کود کر
مرکب سے علیحدہ ہو کر تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو افراط کے پے کردے افراط بزدلی تمام گھوڑے سے کود
پڑا اور پکارا ای بہرام گھوڑے کی کیا خطا ہی ارے میرا غصہ اُسپر نکالتا ہی مین تو موجود ہون یہ کہکر مرکب سے
کود پڑا بہرام نے چوبدست گران سنگ گیارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر افراط پر مارا افراط نے
اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کی لیکن چوب جو پڑتی ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر
زمین ہول سے شق ہوگیا افراط تا بہ کمر زمین مین سما گیا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عیاران لشکر
کفار آئے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھایا دیکھا تو جو حالت ضرب افراط سے بہرام کی ہوئی تھی وہی صورت حرب
بہرام سے افراط کی بھی ہوگئی عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا افراط کو ہوش آیا حریف کو نعرہ زن پایا بس
گرز کو ہاتھ سے پھینک کر بہرام سے لپٹ پڑا بہرام نے بھی چوب ہاتھ سے علیحدہ کی اور گریبان مین افراط
کے ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر سرداران لشکر لاجورد شاہ و شہریار عالی وقار مع دلاوران نامدار
کے آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش تھے زور کشمکش ہو رہے تھے کبھی افراط
بہرام کو نیچے پکڑ لاتا ہی بہرام صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا
صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا صاف نکل جاتا ہی جھڑا کا

کشتی کا بندھا ہوا ہی جوڑ بند پیچون کے ختم ہو رہے ہین اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے گیسوون کو بکھرایا
اور غم قیس سوز مین خیمۂ سیاہ برپا کیا دونون لشکرون سے واسطے سرداران فوج کے راوٹیان نمگیرے استادہ
ہوگئے وہین سب سامان عیش و نشاط مہیا ہو گیا لیکن بہرام و افراط بن تفرلیط مین ایک حالت ہے
کہ نہ یہ اُسپر غالب ہوتا ہی نہ وہ اُسپر غالب آتا ہی الحاصل شب گذری فیصلہ نہوا دن بھر زور رہے پھر کوئی
نتیجہ نہ نکلا دوسری رات ہوئی یہانتک کہ تیسرا دن ہوا اب یہ کیفیت ہی دونون کی کہ لڑکھڑا رہے ہین کبھی افراط
بہرام کو تین چار قدم دوڑا لیگیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جھٹکا مارا ایک گھٹنا زمین سے آشنا ہو گیا کبھی بہرام افراط
کو دوڑا لیگیا اور یہکا مارا وہی صورت اُسکی بھی ہوئی نیند کے جھونکے آرہے ہین سنبھل سنبھل کے لڑ رہے ہین کہانتک
گذارش کیا جاے کہ دیکھا افراط نے یہ معاملہ یکسو نہو گا بس ایک گھونسا بہرام کی کوکھ پر مارا کہ بہرام بیہوش ہو گیا
چاہتا تھا افراط کہ بہرام کو باندھکر لیجاؤن کہ شہریار کود پڑا اور ایک تھپڑ افراط کو مارا کہ نامردی کی لڑائی
لڑتا ہی بہرام کو علیحدہ کر دیا افراط کو یہ معلوم ہوا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا حواس بجا نرہے لیکن پہلوانان
لاجورد شاہ شہریار پر آپڑے کہ جنگ دوسرے سے تھی تو کون دخل دینے والا تھا اُدھر سے شہریار
کے لوگ آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی چونکہ لشکر کسی قدر فاصلے سے رہتے ہین وہ سردار جو کشتی کا تماشا
دیکھ رہے تھے اُٹھ اُٹھ کر لڑنیلگے شمائل خان بن خدائل خان کا قلماق اژدر خوار کا سامنا ہوا قلماق نے میل
فولادی شمائل خان پر مارا شمائل خان نے اُٹھا سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن میل جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا میل جو سپر پر سے پھسل کے گرتا ہی تو شانہ شمائل خان کا نشانہ ہوا ہاتھ جھول
گیا مگر شمائل خان نے بھی داہنے ہاتھ سے گرز مارا کہ قلماق نے گرز میل پر رد کا لیکن تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی ہاتھ قلماق کے تھرا اے گرز اُچٹ کر میل پر سے قلماق کے کاندھے پر گرا ایک ہاتھ اُسکا بھی جھول
گیا دونون زخمی ہوے اُدھر فرزیل عقرب چشم اور کرتوس تبرزن کا سامنا ہوا فرزیل نے ساطور مارا کرتوس
نے اُٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ حربہ سپر سے کب رُکتا ہی مانند گردہ نان کے ڈھال کو دو کر کے خود پر بیٹھا
فرزیل نے جھٹکا مارا کہ سر کرتوس کا زخمی ہوا اُسی عالم زخمداری مین کرتوس نے وار تبر کا کیا کہ سپر فرزیل
کو دو کر کے سر فرزیل کا زخمی کیا فرزیل نے دستانہ مارا تبر سے نکالا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے
دونون کو غشی طاری ہوئی جھومنے لگے سیماب پیل گردان نے گولہ فولادی منجنیق مین رکھ کر چرخ دیکر جو مارا
چھچھلتا ہوا سر پر قیلوس بلند بالا کے پڑا اسر قیلوس کا زخمی ہوا یہ حربہ دور کا تھا قیلوس نے تیر چلہ کمان مین پیوستہ
کر کے جو مارا بازو سیماب کا زخمی ہوا یہ دونون بھی بیکار ہو گئے مریخ اختر چشم نے تلوار قیماس بلند آواز پر ماری پھر
قیماس نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو سر مین در آئی قیماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے
نکلی اور جھپٹکر ہاتھ تیغہ آبدار کا اس چالاکی سے مارا کہ سپر نہ اُٹھنے دی سر مریخ کا بھی زخمی ہوا منددیں پل گردن نے
ہامان میمون چشم کو ٹوکا ہامان نے ارہ پشت نہنگ کا را منددیل نے چاہا خالی دون لیکن اچھا سا زخم ران پر آیا
پلٹ کر اسنے بھی ساریق ماری کہ کولا میمون کا بھی شکستہ ہوا شیر زاے شیر خشم سے اور پلنگ شیر سر سے سامنا
ہوا پلنگ نے نیزہ مارا کہ زرہ کو شیر زا کی توڑ کر نکل گیا چاہا پلنگ نے کہ اُٹھا لون شیر زاے شیر خشم نے بڑی جرات
کام لیا کہ تلوار سے نیزے کو قلم کر کے وار تلوار کا کیا کہ سر پلنگ کا مجروح ہوا قیراط آدم خوار نے جو فیروزہ دیوانہ کو دیکھا
جھپٹ کر چنگل سینۂ فیروزہ پہ مارا زرہ کو نوچ لیگیا سینہ زخمی ہوا اتنا خون مین گوشت تک نچ کر چلا گیا فیروزہ نے ایک قیق

ماری اور جھپٹ کر چکت ماری کہ گوشت شانے کا قیراط کے اُڑا لیگیا قہرمان دیوانہ سے اور ہومان دیوانہ سے سامنا ہوا ہومان نے قہرمان کا مُنھ چڑھا دیا قہرمان نے ہومان کا منھ چڑھایا ہومان دوڑ کر قہرمان سے لپٹ پڑا اور چکت شانے پر ماری قہرمان نے ہومان کو کاٹنا شروع کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سگ دیوانہ مصروف جنگ ہیں ارجاس مردم درے اور مقصود مردم درسے مقابلہ ہوا چنگل چلنے لگے کہانتک گذارش کیا جائے کہ کل سردار شہریار کے اور اکثر سردار لاجورد شاہ کے زخمی ہوے یہ رنگ دیکھکر لاجورد شاہ نے فوج کو شادہ کیا کہ ماریوان فرنگیون کو جانے نپائین فوج لاجورد شاہ مانند سمندر کے موج مار کر چلی اُدھر سپہ سالار فرنگی نے اپنے لشکر کو حکم دیا ادھر سے بھی لوگ باجے جنگی بجاتے ہوے شان قواعد دکھاتے ہوے چلے پہلے تو اپنی اپنی طرف کے سردارون کو میدان سے اُٹھایا کہ کوئی غش مین تھا کوئی نیم بسمل تھا کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ نشانہ بعد اُسکے باہم مصروف جنگ و پیکار رہوے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریاے زخار موجین مار کر ہمکنار ہو گئے کہین تیغزنون مین شور رگیر و بزن بلند تھا کوئی فتح یاب کوئی درد مند تھا ہر ایک کا دم بند تھا نابین مانند جادہ راہ عدم کے نمایان تھین چمک خرمن جان کے واسطے برق جہندہ کی تاثیر رکھتی تھی جرأت کا یہ پھل تھا کہ سر تنون سے اُڑ اُڑ کر مانند ثمر پختہ گر رہے تھے آب آہن مین کشتی عمر طوفانی ہوئی تھی لیکن کشیدہ خاطری کج ادائی کسی طرح نہ جاتی تھی کسی کے تیر انداز فاصلہ دیتے ہوے روح ارجن کو شرمندہ کر رہے تھے جسم کو ترکش سمجھ کر تیر بھر رہے تھے آواز پر تیر سے صداے فنا فنا چلی آتی تھی کمانون کی کڑک سے زمین تھراتی تھی کوئی کسی طرف سہما ہوا تھا کوئی کہین گوشۂ عافیت ڈھونڈھ رہا تھا کہ اب کسی معبدگاہ مین بیٹھکر چلہ کشی کرینگے مگر نوکری فوج مین ہم نکرینگے کسی جانیزہ باز عجب عجب انداز سے لڑ رہے تھے لڑائی کو طول دے رکھا تھا جنگ سے ہاتھ نہ کھینچتے تھے ایک ایک اپنے کو گیو وگودرز سے کم نہ جانتا تھا اُس غول مین نیستان کا سمان نظر آتا تھا ان لوگون کی موت بھی پروردگار نے عجب طرح کی معین کی تھی کہ نہ زمین مین نہ آسمان مین بالاے ہوا پھڑک پھڑک مرتے تھے لاش زمین پر بیشک آتی تھی گویا موت اُنکو نشیب و فراز دنیا دکھاتی تھی گرز بازون مین نہ دم دست کردم کے نعرے بلند تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ کٹ رہے ہین آسمان پھٹ رہے ہین ہر طرف تڑاتڑ کی صدا بلند مرکبون کے دل دردمند کسی طرف تبر بردار ایک دوسرے کے نخل حیات کو قطع کر رہے تھے جہنم کو اُن کندون سے بھر رہے تھے کسی جانب کمند انداز جعل ساز باہم اُلجھے ہوے تھے تقدیر کے دام مین پھنس گئے تھے طائر روح قفس جسم مین زیست سے بیزار ایک دوسرے سے ہوشیار تھا کہانتک بیان کیا جاے اتنی بڑی فوج کی لڑائی آن واحد مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے ندیان خون کی بہ گئین کتنون کی تمنائین دلون مین رہگئین ملک الموت کو قبض روح کرنے مین کیا کیا وقت پڑ رہی تھی عین گرمی جنگ مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا اور شہریار کا سامنا ہوا صلصال نے کہا او طفل بہت سر اُٹھایا ہے تو نے بہتر ہے کہ پھر جا میدان جنگ سے یہ معلوم ہو اکہ ہان تو جری اور بہادر ہے لیکن ابھی ناتجربہ کار ہے سب سردار تیرے زخمی ہو چکے لیکن طبل باز گشت نہین بجواتا شہریار نے کہا تیرے لشکر کے سردار بھی تو زخمی ہین تو ہی طبل امان بجوا دے صلصال نے کہا چھوٹا منھ بڑی بات ہم تیرے مقابلے مین طبل امان بجوائین گے شہریار نے کہا اگر طبل نہین بجواتا تو لاف بہادری کی معلوم ہوا کہ تیری قضا دامنگیر ہے شہریار نے کہا نہین جانتا تو مجکو کہ مین صاحبقران اعظم ہون اور یہ امر شان صاحبقران کے خلاف ہے کہ مین پیشدستی کرون صلصال نے کہا مجھکو بھی پرستون

کی ہوا لگ گئی خیر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین
چلنے لگین ارد بدل ہونے لگی بند بند ھنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکالے لڑ رہے ہین یا دو تیر شہاب برابر سے
چلے ہین کہانتک بیان کرون کوئی تین سو طعن کی نوبت پہونچ گئی ہوگی کہ طیقور شیردل نے آواز دی کہ ای شہریار بس ابھی
اُسپر دعوی صاحبقران اعظم ہونیکا ہی کہ ہاتھ سے اک گبر کے نیزہ ابتک نہ ہوائی کیا شہریار کو غیرت آئی خون شجاعت نے
جوش مارا آواز دی کہ او صلصال اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ صلصال کی سمجھ مین نہ آیا
نیزہ مانند تیر شہاب کشش سے نکل گیا لشکر شہریار مین واہ واہ کی صدا بلند ہوئی صلصال نہایت خفیف ہوا اور پکارا کہ نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا سر
شہریار پر کیا شہریار نے پشت شمشیر پر تلوار صلصال کی روک کر اپنا وار کیا صلصال نے بھی وار شہریار کا رد کیا
تین چار ہاتھ چلنے پائے تھے کہ کڑک کر دو نیچے گرے اور صلصال و شہریار کو اُٹھالے گئے شام ہو چکی تھی طبل
امان بجا دونون لشکر اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے پرسیپائے فرنگی مع سرداران زخمی داخل بارگاہ ہوا
زخمیون کے ٹانکے لگوائے جانے لگے علاج ہونے لگا لیکن شہریار کے غائب ہو جانے سے سخت تردد تھا عیارون
کو واسطے تفحص کے روانہ کیا اُدھر لاجورد شاہ مع اہل سپاہ پلٹا آپ بالائے قیطول گیا سردارون کا معالجہ شروع
ہوا لیکن وہ پنچے جو شہریار و صلصال کو اٹھا کرلے گئے تھے ایک صحرا مین اُتارا دونون تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے
تھے جسوقت ہوائے سرد صحرا کی لگی ہوش آیا ایکنے دوسرے کو دیکھا پھر لڑنے کا قصد کیا تھا کہ نعرے کی صدا
پیدا ہوئی کہ منم ملکہ شمامہ جادو دونون نے گھبرا کر شمامہ کی طرف دیکھا شہریار نے تو نہایت غصہ سے کہا تو کون ہی اور
کیون یہان اُٹھا لائی لیکن صلصال نہایت خوش ہوا شمامہ نے شہریار سے کہا کہ ای صاحبقران اعظم یہ ہمنے
مانا کہ تم صاحبقران ہو اور امیر ثانی سے بھی زور و طاقت مین چاہے زیادہ کیون نہو لیکن مثل مشہور ہی کہ اکیلا
چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہی حمزہ کو پھر دیکھو کہ کبھی خود بھی مقابلہ کر لیتے ہین ورنہ اور سردار لڑا کرتے ہین کسی کو بخلق کہین
تابع کیا کسی کو بزور صاحبقرانی فرمانبردار کیا یہانتک کہ اتنی بڑی ثروت پیدا کی کہ اب ہر کوئی اُنکے مقابلہ کو جاتے
تھر آتا ہی تم دونون ابھی نہ لڑو بلکہ پہلے خداپرستون سے لڑکر ملکہ کو چھین لو بعد اسکے آپس مین سمجھ لینا یہ نہین خیال
کرتے ہو کہ اب وہ ناموس امیر مین داخل ہو چکی ہے جس وقت یہ خبر پہونچی کہ قلعہ کام نہنگ پر یورش ہی تمام خداپرست
تو یہین ہونگے اُنسے جان بچانا دشوار ہو جائیگی نہ کہ آپس مین لڑکر اور اپنی اپنی قوت کو گھٹائے دیتے ہو خبردار اب
آپس مین لڑنے کا قصد نہ کرنا یہ صلاح شمامہ جادو کی شہریار کو بھی پسند آئی اور صلصال نے بھی قبول کیا لیکن
شہریار نے کہا کہ مین نے تو قلعہ پر یورش کرنے کو طبل بجوایا تھا لاجورد شاہ خود سد راہ ہوا شمامہ جادو نے کہا اُس نے
بہت بڑی غلطی کی اب مین خود جاکر اُسکو سمجھاتی ہون اور تم اپنے لشکر مین جاکر سرداران زخمی کا علاج کرکے تیار رہو
یا جسطرح ہو ملکہ کو قبضہ مین لاؤ ورنہ یہ خوب سمجھ رکھو کہ حال اس جنگ کا طشت از بام ہو گیا ہی یقین ہی کہ حمزہ ثانی تک
خبر پہونچ گئی ہوگی خداپرست چل چکے ہونگے راستے ہی مین ہونگے یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے دستک دی کہ اک مرکب سحر پیدا ہوا شہریار
سے کہا کہ اپنے لشکر مین جاؤ یہ مرکب ہین پہونچا دیگا شہریار تو سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے آیا شمامہ جادو صلصال کو
لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے روانہ ہوئی یہان لاجورد شاہ تخت پر بیٹھا ہی صحبت تخلیہ ہی کسی کے آنے کی اجازت
نہین ہی چار جادوگرنیان سامنے حاضر ہین جنپر دارومدار سامان خداوندی کا ہی نام ایک کا توسن جادو ہی کہ جو مرکب پرند
بنکر سردارون کو بالائے قیطول لاتی ہی اور نام دوسری کا گردونہ جادو ہی کہ جسکے سحر سے قیطول اُڑ کر چلتے

ہین اور نام تیسری کا حسام جادو اور چوتھی کا صمصام جادو ہی کہ یہ دونون حسن انتظام پر متعین ہین بوقت مقابلہ
لشکر امیر گذارش کیا جائیگا لاجورد شاہ اُن ساحران سے ساعات نیک دکھلوا رہا ہی کہ کس وقت جنگ آغاز
کرون جو فتح پاؤن کہ یکایک اک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو دیکھا تو شمامہ جادو مع صلصال
تخت سحر پر سوار موجود ہی لاجورد شاہ نے کہا ای خالا ے قدرت تسلیم شمامہ ہنسی اور دعا دیکر کہا کہ جسطرح تیرے
باپ کے دماغ مین خلل تھا اُسی طرح اب تجھکو بھی خبط ہوگیا ہی ارے بیوقوف ابھی خداوندی کرنیکے طریقے تو سیکھ پایا
کہ منم خداوند منم خداوند پکارنا شروع کردیا لاجورد شاہ نے کہا پھر جیسا آپ فرمائین شمامہ جادو نے کہا کہ مین نے
شہریار کو سمجھا دیا ہی اب وہ تم سے نہین لڑیگا اگر اُسنے قلعہ پر حملہ کیا تھا تو تمھین سد راہ ہونیکی کیا ضرورت تھی کیونکہ
وہ استحقاق اُسکی سزا و جزا کا رکھتا ہی کہ ملکہ بہن ہی اُسکی اگر تمھین عشق چرایا ہوا تھا تو اتنا صبر کرتے کہ وہ پھندے سے
خدا پرستو نکے نکل آتی پھر دیکھا جاتا اگر شہریار کے قبضہ مین وہ آجاتی تو کوئی رشک کی جگہ بھی نہین تھی کسی طرح کی بدگمانی بھی
نہین ہوسکتی کہ شہریار بھائی اُس کا اور ملکہ بہن اُسکی ہی بلکہ یقین ہی کہ تیری یہ جاہ و حشمت کہ دعوی خداوندی کا
کرتا ہی تو پیغام اپنا بھیجتا تو باپ اُسکا خود بخوشی منظور کرلیتا لاجورد شاہ نے کہا خالہ جان بیشک مجھسے غلطی ہوئی اب
مین بھی تقدیر کرتا ہون کہ جیسا آپ ارشاد کرتی ہین شہریار سے ہرگز مزاحم نہونگا بعد اُسکے شمامہ جادو نے وہ ہیکل جو
واسطے صلصال کے تیار کی تھی گلے مین صلصال کے پہنادی اور کہا کہ بس اب اطمینان رکھ نہ تلوار تجھپر اثر کریگی
نہ تو کسی سے زیر ہوگا مگر خبردار جہانتک ہوسکے گھات سے لڑنا اس ہیکل سے بہت ہوشیار رہنا بعد اسکے کہا کہ
اب مین طرف چاہ بابل کے جاتی ہون کہ دن مجھپر سخت ہین اور اُسی وقت بیٹھے بیٹھے نظرون سے غائب ہوگئی واضح
راے ناظرین ہو کہ یہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ ہی جہان دمامہ جادو نے امیر سے مقابلہ کیا تھا جسکا ذکر نامہ ایرج
جلد دوم مین ہوچکا ہی اور ایک لاجورد شاہ بن لاہوت شاہ بن زمرد شاہ ہے جسے زمرد ثانی بھی کہتے ہین وہ لقاے
بے لقا کا پوتا ہی لیکن شہریار نامدار جو مرکب پر سوار اپنے لشکر مین پہونچا خبر اہل لشکر کو ہوئی کہ آقا ہمارا آتا
ہی واسطے استقبال کے گئے اور شہریار کو پیشوائی کرکے بارگاہ مین لاے شہریار دنگل پر بیٹھا ملک پریسیاے
فرنگی نے پوچھا کہ ای فرزند تم کہان گئے تھے شہریار نے سارا حال شمامہ جادو کا بیان کیا اور کہا کہ اب لاجورد شاہ
در انداز نہوگا کل مین دھاوا کرکے ملکہ کو لے آؤنگا لیکن مہتر طیفور شیر دل سامنے حاضر تھا عرض کی کہ ای شہریار
اگر مجھے حکم ہو تو جاکر ملکہ کو چرالاؤن سارا جھگڑا فیصل ہوجاے شہریار نے کہا تجھے اختیار ہی مہتر طیفور شیر دل
اُسی وقت باسباب عیاری تن پر آراستہ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوا لیکن یہان ملکہ مہر ناز پرور نے
نہنگ طوفانی کو طلب کیا اور کہا ای نہنگ ابھی تک تو پروردگار عالم نے بچایا کہ جسنے قلعہ پر دھاوا کیا
ایک نہ ایک بلاے آسمانی اُسپر نازل ہوئی لیکن اب دل میرا زیادہ دھڑک رہا ہے دیکھیئے انجام کیا ہوتا ہی
اور نامہ بر اتبک جواب خط پاس سے امیر حمزہ ثانی کے لیکر نہین پھرا انہین معلوم راہ مین کیا افتاد گذری
ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ خط پہونچتا اور امیر نہ تشریف لاتے یا کسی کو براے مدد روانہ نہ کرتے لہذا میرے نزدیک
بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی اور کو خط دیکر روانہ کرو نہنگ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسی وقت
ایک خط ملکہ کی جانب سے تحریر کرکے پاس امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے چور دروازے سے روانہ کیا
نامہ بر خط پگڑی مین باندھکر قلعہ سے نکلکر چلا حسب اتفاق جس راستے سے یہ قاصد چلا ہی اُسی طرف مہتر طیفور
شیر دل بھی اس فکر مین ٹہل رہا تھا کہ کیا کرون کیونکر قلعہ مین جاؤن کہ یکایک جانب قلعہ سے اک سانڈنی سوار کو آتے

دیکھا سمجھا کہ کچھ اسرار ضرور ہی ایک درخت پر جو اثناے راہ مین واقع تھا چڑھ گیا اور منتظر بیٹھا جیسے ہی ناقہ سوار زیر درخت ہو کر گذرا طیفور نے حلقہ کمند گلے مین اُسکے ڈال دیا ناقہ سوار بیگناہ بیچارہ گھبرایا کہ یہ آسمان پر سے کسنے پھانسی لٹکائی نکلا اسکا گھٹنے لگا ادھر طیفور نے ایک سرا کمند کا درخت مین باندھ دیا ایک سرا گردن مین ناقہ سوار کی پھنسا اونٹ اسکا نہایت اصیل تھا فور اُرک گیا طیفور نے شتر پر تازیانہ مارا کہ وہ بلبلا کر بھاگا شتر سوار لٹک کر رہگیا دم بھر مین پھڑک کر مر گیا اب طیفور نے سرا کمند کا جو درخت سے بندھا ہوا تھا کھول دیا کہ لاش اُس بیگناہ کی زمین پر گری آپ بھی درخت پر سے اُترا اور پگڑی سے شتر سوار کی خط نکالا کھولکر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا حمزہ صاحبقران ثانی بڑے تعجب کی بات ہی کہ اب یہ کنیز ناموس مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے داخل ہو چکی ہو اگر کسی طرح کی توہین میری ہوئی تو میری آبرو ریزی آپ کی آبرو ریزی ہی یہان مجھپر کفار کا نرغہ ہی علاوہ اسکے بھائی میر اشہر یار بھی برابر قلعہ پر دھاوے کر رہا ہی یہ تو کیئے نشان پروردگار تھی کہ وہان لشکر لاجورد شاہ اور لشکر شہر یار مین جنگ ہونے لگی ورنہ ابتک نہین معلوم کیا انجام ہوتا اگر کوئی داخل قلعہ ہو جاتا تو مین ابتک ملک ہستی سے جانب عدم کوچ کر گئی ہوتی ایک عریضہ قبل اسکے روانہ کر چکی ہون نہین معلوم حضور کو پہونچا یا نہین پہونچا مضمون نامہ دیکھکر طیفور شیر دل نے صورت اپنی اس ناقہ سوار کی بنائی اور مکر دل مین تجویز کر کے طرف قلعہ کے آیا رومال ہلایا نگہبان جو دروازے کے متعین ہین اس امر پر جو کوئی یہان سے جاوے تا وقتیکہ پلٹ کر نہ آوے وہ دیکھتے رہتے ہین دیکھا نگہبانون نے کہ ابھی ناقہ سوار گیا تھا ابھی پھر پلٹ آیا یہ کیا معاملہ ہی دروازہ کھولکر اسکو بلا لیا جس وقت قاصد نقلی اندر قلعہ کے گیا نہنگ طوفانی سے کہا کہ راہ مین قزاقون نے اونٹ میرا چھین لیا بمشکل اُنسے جان بچا کر مین واپس آیا ہون اب میرا قصد ہے کہ جب تھوڑی رات باقی رہے گی اُس وقت یہان سے جاؤن نہنگ طوفانی نے کہا بہتر ہی قاصد نقلی نے وہین قیام کیا لیکن جس وقت زلف لیلاے شب کمر سے بھی گذر گئی طیفور شیر دل جو بشکل قاصد بنا ہوا تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور طرف دولتسراے ملکہ مہر ناز پرور کے چلا دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین ہر طرف نغیر خواب بلندی گلیون مین سناٹا ہی کوئی آئند و روند نہین معلوم ہوتا ہی طیفور راہ طے کر کے جب قریب محل پہونچا ادھر اُدھر دیکھکر دیوار پر کمند ماری اور چڑھ کر بسلسلہ کمند سے اندر محل کے اُترا ایک کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا حسب اتفاق سامنے سے ایک کنیز بڑبڑاتی چلی آتی تھی کہ ہم باز آئے ایسی نوکری سے کہ نہ دن کو چین ہی نہ رات کو آرام ان امیرون کے بھی کارخانے ہین کہ رات دن جاگا کرتے ہین نہ انکو نیند آتی ہی نہ بھوک لگتی ہی ہم لوگ محنت مشقت اسی لیئے کرتے ہین کہ دو گھڑی آرام سے بیٹھین بی بی ہماری تمام رات جاگا کرتی ہین اپنے ساتھ اور ون کو بھی جگاتی ہین اس طرح کی باتین کرتی ہوئی ہوا سے ٹہلتی چلی آتی تھی طیفور نے جو اُسکو دیکھا آڑ مین ہو رہا جیسے ہی وہ عورت نکلتی ہی ہو سے کر کے سامنے آ گیا اسنے ایک چیخ ماری بس طیفور نے جلدی سے آنکھون حباب مُنھ پر کھینچ مارے وہ بڑھیا تو بیہوش ہوئی لیکن اسکی چیخ کی آواز جو ملکہ کے کان مین پہونچی خواصون سے کہا کہ دیکھو تو شاید صنوبر ڈر گئی اور باری دارین جو حاضر تھین یہ سُنکر دوڑین یہان طیفور نے جلدی سے اس عورت کو تو ایک کونے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر زمین مین اس انداز سے لیٹ رہا کہ جو دیکھے یہ سمجھے کہ بیہوش ہی لیکن وہ عورتین جو دوڑتی ہوئی آئین دیکھا کہ ساتھ والی زمین مین پڑی ہی بوا صنوبر بوا صنوبر کہہ کہکے کئی بار پکارا کچھ جواب نہ آیا خواصون نے باہم یہ صلاح کی کہ اسے سامنے ملکہ کے لیچلو یہ مشورہ کر کے اُٹھا کر صنوبر نقلی کو سامنے ملکہ کے لائین دیکھا ملکہ نے کہ دانت بیٹھ گئے ہین صنوبر بیہوش پڑی ہوئی ہی یہ حال دیکھکر حکم دیا کہ

کیوڑہ گلاب اسکے منھ پر چھڑکو کہ اسے ہوش آئے اب کوئی کنیز کیوڑے کا قرابہ لیے چلی آتی منھ پر کیوڑا چھڑک رہی ہے
کوئی لخلخہ سنگھا رہی ہے کوئی بازو کسکر باندھتی ہے بعد کچھ دیر کے ایک مرتبہ صنوبر نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر دیکھا
ملکہ نے پوچھا بوا صنوبر کیسی ہو یہ کیا کیفیت ہوئی صنوبر نے جلدی سے پھر آنکھیں بند کرلین پھر ملکہ نے پکارا
کہ اری مین تیرے پاس بیٹھی ہون اور تو نے آنکھیں کھولکر پھر بند کرلین اب صنوبر نے ملکہ کو دیکھا جلدی
سے اٹھ کر بیٹھی ملکہ نے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا حالت گذری تو نے کچھ دیکھا تو نہین صنوبر نے کہا بی بی کیا کہون
جیسے ہی مین مولسری کے درخت کے نیچے پہونچی مین بہت دنون سے سنتی تھی کہ اس درخت پر کچھ آسیب ہے رات
زیادہ گئی تھی دیکھا مین نے کہ ایک مرد وا کالا کالا دو دانت بڑے بڑے آگے نکلے ہوئے درخت تلے ننگا ناچ
رہا ہے بس مین نے ایک چیخ ماری پھر مجھے خبر نہین کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا دیکھو تلاش کرو کہ وہ کون ہے عورتون
نے عرض کیا کہ بی بی یہ رات کا وقت درخت کا معاملہ اس طرح کی باتو نمین نہین پڑتے ہین ابھی مین تو جان پر بن
ہو جاتا ہے ہمارا تو وہان جاتے دل تھراتا ہے خدا بچائے خدا جانے کیا اسرار کون آسیب تھا خاموش ہو رہیے
ملکہ بھی چپ ہو رہی حسب اتفاق شمعون کے گل بڑھے ہوئے تھے ملکہ نے کہا صنوبر ذرا گل لیلو صنوبر بولی کہ بہت
خوب اور گلگیر لیکر شمعون کے گل کترنا شروع کئے اور نگاہین بچا بچا کر پروانہ مین بیہوشی اڑائی فتیلہ رفع بیہوشی
اپنے دماغ پر پہلے ہی سے چڑھا لیا تھا اب جو پروانے جلتے ہین اور دھوان انکا منتشر ہوتا ہے ہر ایک پر غلبہ نیند کا
طاری ہوا ملکہ تو گاؤ پر سر رکھ کے پہلے ہی سے سو گئی بعد کو اور سب خواصین بھی لیٹ رہین اب دیکھا طیفور نے
کہ میدان صاف ہے بس اسی وقت پشتارہ ملکہ مہر ناز پرور کا پشت سے لگایا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھا اور ترق کر
دیوار محل سے چلا آتے آتے قریب اس چور دروازے کے پہونچا دیکھا کہ دربان بیٹھے اونگھ رہے ہین دروازے
مین قفل دیا ہوا ہے طیفور نے رخ ہوا کا دیکھکر تھوڑی بیہوشی اڑا دی کہ وہ دربان اور بھی بیہوش ہو گئے آپ
وہان سے قریب آیا اور قفل کو توڑ کر دروازہ کھولکر مع پشتارہ ملکہ کے صاف نکل چلا گیا کوئی چار گھڑی رات
باقی ہوگی کہ لشکر مین اپنے پہونچ گیا اب اسنے یہ خیال کیا کہ اگر سامنے شہریار کے لیے جاتا ہون تو ایسا
نہو وہ غصہ مین آکر ملکہ کو قتل کرڈالے اس سے بہتر یہ ہے کہ پاس ملک پرسیساے فرنگی کے لیچلون سیدھا
خیمہ ملک پرسیسائے فرنگی مین آیا بادشاہ کو سوتے سے جگایا اور کہا کہ لیجئے یہ دختر بلند اختر آپ کی موجود ہے
ملک پرسیساے فرنگی نے جو ملکہ مہر ناز پرور کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے طیفور میری یہ راے
ہے کہ اسکو اسی وقت اسیر کرکے چند سردار تھوڑی فوج ساتھ کرکے طرف فرنگستان کے روانہ کردون
طیفور نے عرض کیا کہ راے شہریار کی بھی لے لیجئے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے تو الزام آپ کے سر رہیگا
ایسی حالت مین دوسرے کی راے شریک کرلینا مناسب ہے پرسیسا نے حکم دیا کہ اچھا جاکر شہریار کو
بلا لو طیفور اسی وقت خوابگاہ شہریار مین آیا پاؤن دبا کر جگایا جب شہریار خواب غفلت سے ہوشیار ہوا طیفور
کو پاؤن دباتے دیکھا پوچھا اس وقت تو یہان کہان طیفور نے عرض کیا اے شہریار آپ کو آپ کے والد
ماجد بلاتے ہین اور مین آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ مہر ناز پرور کو لے آیا شہریار اسی وقت ساتھ مہتر طیفور کے
خیمہ ملک پرسیسا مین آیا باپ کو سلام کیا اور تلوار کھینچکر طرف ملکہ کے دوڑا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ کیا حرکت
تھی تیری ملک پرسیساے فرنگی نے ہاتھ شہریار کا پکڑ لیا اور کہا اے فرزند اسکی سزا یہی کافی ہے کہ اسے مقید
کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے بھیج دیا جائے کیونکہ اگرچہ یہ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے بھاگ گئی تھی

مگر ابھی تک کوئی فرق عصمت مین اُسکی نہین آیا ہی کیونکہ ان مسلمانون کا قاعدہ ہی کہ جبتک عقد نہین کر لیتے مین کبھی کی
آبرو نہین لیتے ہین شہریار باب کے لحاظ سے خاموش رہا اور اسی وقت جو بیڑیان ہتکڑیان طوق اسیری ملکہ کے
واسطے بنوار کھا تھا ملکہ کو پہنا کر ایک محافہ مین بٹھا کر ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کو دولاکھ سوار کی جمعیت
سے ساتھ کیا کہ اسی قلعہ بہارستان فرنگ مین پہونچا کر نگران حال رہنا اگر یورش مسلمانون کا ہویا اور کوئی غنیم چڑھ
آئے تو ہمین اطلاع کرنا کیونکہ یہان رکھنا اس کا اب مناسب نہین ہی اُدھر تو لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اسکی
فکر مین ہی اُدھر مسلمان آتے ہونگے ارجاس مردم در اور تمثال مردم در اُسی وقت کوچ کر کے طرف قلعہ
بہارستان فرنگ کے روانہ ہوے کہ انکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن اول حال قلعہ کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جب وہ وقت آیا کہ روشنی ستارونکی کم ہونے لگی چہرہ مہتاب جہانتاب کا فق ہوا یلکہ داغ بہ دل فراق لیلی شب مین
عازم گوشہ مغرب ہوا چراغ نفس سرد بھر بھر کر مانند شعلہ آہ بے اثر بھڑک بھڑک کر خاموش ہو رہے نسیم
صبح گاہی نے سوتے ہوؤن کو چھیڑ چھیڑ کر جگانا شروع کیا شاہ خاور نے جانب مشرق آسمان سے طلوع کیا اہل
قلعہ ہوشیار ہوے نماز صبح سے فراغت کی وہ کنیزین ملکہ کی جو بیہوش پڑی ہوئی تھین اثر بیہوشی دفع ہونے کی
وجہ سے چونکین ایک نے دوسری کو دیکھا اور کہا کہ رنڈی تو کیسی بیہوش سوتی ہی نوکری نہوئی خالہ جی کا گھر ہوا
ابھی ملکہ اُٹھ بیٹھین اور تجھکو سوتے دیکھ لین تو کیا کہین اُسنے جلکر جواب دیا کہ ہمین تو کہتی ہو تم کیا جاگ رہی تھین
ایک آدھ نے ملکہ کی مسہری کیطرف دیکھا ناک پر اُنگلی رکھکر حیرت کی ادا دکھا کر بولی کہ ای ہی لو غضب ہوا معلوم
ہوتا ہی ملکہ حوائج ضروری سے فراغت کرنے اکیلی چلی گئین دیکھو مسہری پر کہان ہین لو سچ تو ہی ایک سرے سے
سب سو گئے آج ملکہ بہت خفا ہونگی خدا اُنھین زندہ و سالم رکھے کہ ہماری تکلیف کا خیال کیا کسی کو جگایا نہین ایسے
مالک ہوتے کاہے کو ہین مگر جب مالک ایسا خیال کرے تو ہم لوگونکو بھی اُسکا خیال ویسا ہی کرنا چاہیے ایک نے
کہا چلو خیر جو ہوا وہ ہوا دیکھو تو ملکہ ہین کہان ہاتھ مُنھ دھلائین اگر کچھ انکے دل مین کدورت ہوگی بھی تو دفع ہو جائیگی
کوئی لوٹا لیکر بیت الخلا کی طرف دوڑی کسی نے سنگاردان جلدی سے لاکر تخت پر رکھا کوئی بچھونا جھاڑنے لگی باسی
پھول چُن چُن کر بستر سے علیٰحدہ کئے ایک قریب بیت الخلا کے پہونچکر بی بی کہکر پکارنے لگی جب کچھ
جواب نہ آیا سمجھی کہ ایسی جگہ بیٹھکر تمیزدار لوگ مُنھ نہین کھولتے بات نہین کرتے ہین منتظر ہو کر کھڑی ہو رہی لیکن
ایک آدھ اُدھر بھی نکلی کہ جہان صنوبر اصلی بیہوش پڑی تھی اُسکا بھی اثر بیہوشی دفع ہو چکا تھا مگر چونکہ سن رسیدہ تھی
سہمی پڑی تھی پکارا کہ بوا صنوبر ای تم یہان کہان پڑی ہو ابھی رات کو تمھین اُٹھا کر لے گئی ہوشیار کیا اسوقت
پھر تم اُسی حال سے یہان پڑی ہو کیا تم پھر ڈر گئین ایک بار تو یہ کیفیت گذر ہی چکی تھی تمھین پھر یہان آنا کون
فرض تھا وہ گھبرا کر اُٹھی اور کہا کہ مین رات سے یہین پڑی ہون میری کسی نے خبر بھی نہ لی یہان تو سب عورتین
ناقص العقل ہین یہ آپس مین باتین کر رہی ہین اتنا ہوش کسیکو نہین کہ بھلا شاہزادی اکیلی کیا جا سکتی ہی
امیرون کی عادتین خراب ہو جاتی ہین اُنسے کہان ممکن ہی کہ لوٹا ہاتھ مین لیکر بیت الخلا جائین جب سیکڑون
آدمی خدمت کو موجود ہین تو کیا ایسی پڑی ہی کہ وہ تنہا جائینگی آخر کار یہ پردہ یون فاش ہوا کہ طیفور کمند اپنی
دیوار ہی پر چھوڑ تا گیا تھا دوسرے یہ کہ جو دروازہ کے نگہبان جو ہوشیار ہوے دروازے کو کھلا پایا دوڑے
ہوے خدمت مین تہمتنگ طوفانی کے آئے کہ معلوم ہوتا ہی وہ شتر سوار جو رات کو آیا تھا وہ دروازہ کھولکر
چلا گیا اگر ہم لوگ ہوشیار نہ تھے تو جگا لیا ہوتا ایک آدھ نے جو دروازہ محل پر کمند آویزان دیکھی یہ ماجرا بھی

نہنگ طوفانی سے بیان کیا اب تو نہنگ طوفانی گھبرایا اور کہا حال ملکہ عالم کا تو دریافت کرو قرینے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ شتر سوار نہ تھا بلکہ کوئی عیار مکار تھا ایک خدمتگار نے دروازہ محل پر آ کر محلدار کو پکارا اور کہا ملکہ سے
کچھ عرض کرنا ہی کہدو نہنگ طوفانی امیدوار باریابی ہی محلدار نے کہا سب عورتین تمام گھر کے جا بے لیتی پھرتی ہین
کونا کونا ڈھونڈھ مارا لیکن کہین ملکہ کا پتہ نہین لگتا اُس ملازم نے آکر نہنگ طوفانی سے بیان کیا نہنگ کو
یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ کو چرا لے گیا نہنگ سر پیٹنے لگا کہ افسوس اب مین شہنشاہ گوہر کلاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا
اور قصد کیا کہ تلوار کھینچکر اپنے کو ہلاک کرون ایک آدمشیر نے سمجھایا کہ ای نہنگ اس سے کیا حاصل ہوگا کوئی
ملکہ تو ہاتھ نہ لگ جائیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہرکارون کو واسطے تفحص کے روانہ کرو کہ کون لیگیا ہی کسکے قبضہ
مین ہی اگر شہریار کا عیار لیگیا ہی تو کوئی مضائقہ نہین ہی زیادہ تردد کی جگہ نہین کیونکہ وہ اُسکا بھائی ہی جس وقت شہنشاہ
گوہر کلاہ یا امیر عالی جاہ آئینگے پھر لڑ کر چھین لینگے ہان اطلاع دینا خدمت امیر مین ضروری ہی اور اگر
عیار زبرجد شاہ لے گیا ہی تو کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھکر نام خدا کا لیکر پچیس[25] لاکھ فوج پر جا پڑو کہ اس مرنے مین
بھی نام ہی علاوہ اسکے وہ بہن ہی شہریار کی کیا اُسے غیرت نہین ہی جس وقت یہ راز اُسپر ظاہر ہوگا کہ اہالیان قلعہ
کام نہنگ برائے رہائی ملکہ لاجورد شاہ سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ یہ لشکر آ پڑے گا پھر برابر کی جنگ
ہوگی کہ ہم تم موقع پائینگے تو ملکہ کو لیکر اُسی طرف سے خدمت امیر با توقیر مین چلے جائینگے نہنگ طوفانی کو
یہ رائے پسند آئی اور ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ آکر نہنگ طوفانی سے بیان
کیا کہ طیفور شیردل عیار شہریار نامدار ملکہ کو چرا لیگیا تھا اب پریسیا سے فرنگی نے اُسکو اسیر کرکے دو سردار زبردست
دو لاکھ فوج کی جمعیت ساتھ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ کر دیے ہین نہنگ طوفانی نے اُسی وقت
چوردروازے کو وا کیا اور مع فوج نکلکر تعاقب مین ارجاسپ مردم در اور تمثال مردم در کے روانہ ہوا کہ اب
وہین لڑ بھڑ کر یا تو ملکہ کو چھین لینگے یا اپنی بھی جان دیدینگے دیکھئے کس وقت پہونچتا ہی لیکن یہان صبح کو لاجورد شاہ
بن زبرجد شاہ تخت خداوندی پر بیٹھا تھا سرداران زخمی کا علاج ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے بعد عادت بجا لانے
کے عرض کی کہ رات کو عیار شہریار ملکہ کو گرفتار کر لایا اور اب اُسکو اسیر کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے
روانہ کیا ہی یہ سُنکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم اگر اُن لوگون سے خدا پرستون
نے پھر چھین لیا ملکہ کو تو ہاتھ آنا دشوار ہی میری یہ رائے ہوتی ہی کہ مین بھی کسی سردار زبردست کو تعاقب مین
روانہ کرون کہ اگر خدا پرست ملکہ کو چھین لینے کا قصد کرین تو وہ اُن سے مقابلہ کرے اور اگر کوئی اور نہو تو یہ سرداران
شہریار لڑکر ملکہ کو چھین لین صلصال نے کہا بہت مناسب ہی میری بھی یہی رائے ہی یہ سُنکر لاجورد شاہ نے آواز دی کہ ای
بندگان من جسکو خداوند کو اپنے خوش کرنا منظور ہو اور یہ چاہتا ہی کہ خداوند عمر کو اُسکی دراز کر دے تقدیر اُسکی بھی اچھی کرے وہ اس
کار نیک پر کمر ہمت کو چست باندھے یہ سُننا تھا کہ خونخوار مریخ پیشانی کہ یہ زخمی ہی اور بہت بڑا سردار ہو ساڑھے تیرہ سو من کی چو بیست
باندھتا ہی اپنے دنگل سے کود پڑا اور کہا کہ یہ بندہ گنہگار اس خدمت کو بجا لائے گا اور تجھ ایسے خداوند سے
مرتبہ عالی پائے گا اور اُسی وقت آستان عبودیت کو چوم کر توسن پران پر سوار ہو کر قیطول سے
اُترا اپنے لشکر مین آیا اور پانچ لاکھ فوج جرار کی جمعیت سے طرف بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا کہ
دیکھئے یہ کب پہونچتا ہو اُدھر اکسیر برق رو کو جو بالائے کوہ مقیم تھا حال ملکہ سے آگاہی ہوئی یہ بھی
اپنے بارہ ہزار قزاقون سے کوچ کرکے چلا ہی۔

اب یہان سے چند کلمے داستان سطوت بیان شوکت عنوان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد انتقال ملکہ گلشن آرا بانو اکثر بیٹھے کلام محبت و فرقان حمید کی تلاوت کیا کرتے ہین کبھی ثواب اُسکا روح ملکہ مہر نگار کو کبھی روح گلشن آرا بانو کو کبھی نام قباد و شہریار کو بخشتے ہین کبھی انجام دنیا پر نظر کرکے رو یا کرتے ہین لندھور بن سعدان کی یہ حالت ہی کہ واسطے دل بہلانے کے ادھر ادھر کی باتین کیا کرتے غم امیر کا ٹالتے ہین اکثر کلمہ زبان پر لاتے ہین کہ واقع مین فقیری مین جو لطف ہی بادشاہی مین وہ مزا نہین ہی کہ غم دزد نہ غم کالا میرا جی چاہتا ہی کہ سلطنت ہندوستان پر خاک ڈالون اور ہر وقت خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرون امیر فرماتے ہین کہ واقع ہین ای لندھور اگر غور کرکے دیکھو تو یہ ایک سرا ہی اگر ہزار برس بھی یہان رہے تو پھر ایک روز کوچ کرنا ضرور ہی اگر تمام عمر فرش قاقم و سنجاب زیر قدم رہا ہی تو پھر ایک روز بستر خاک پر لٹینا ہوگا اگر ہر وقت صد ہا ہزار ہا آدمی خدمتگار فرمانبردار رہ چکے ہین لیکن انجام یہی ہی کہ گوشۂ قبر ہوگا اور تو ہوینگے جو لوگ ہمسے تمسے پیشتر گذر چکے ہین اُنپر غور کرو کہ کیسے کیسے جاہ و جلال سے عمر بسر کی لیکن اب نشان قبر پر کوئی فاتحہ پڑھنے بھی نہین جاتا وہ وہ متکبر کہ جنھون نے کبھی خدا کے آگے بھی سر نہین جھکایا اُن کو خاک مین ملا ہوا پایا بموجب شعر یاد ان تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے ✽ کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے یہان یہی باتین تھین کہ اکبار ہواے تند چلی اور ایک لکۂ ابر خفیف نظر آیا دیکھا کہ آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا روے زمین پر آیا اب جو غور سے دیکھا امیر نے تو ایک دیو سر جھاڑ منھ پھاڑ ایک خط ہاتھ مین لیے ہوے قریب آکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ ای تندک خیریت تو ہی اس وقت کیونکر آنا ہوا اور مزاج ملکہ آسمان پری کا کیسا ہی تندک نے عرض کیا کہ جیسا کچھ ہی اس خط کے ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوجائیگا امیر نے خط اپنے ہاتھ مین لیا اور لفافے کو چاک کیا بعد القاب و آداب مناسب یہ تحریر تھا کہ او آدمزاد بے مروت تو تو خانہ کعبہ مین اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہی ہم تیرے ساتھ نکاح کرکے زندگی بھر کے واسطے مصیبت مین پھنس گئے اپنی ہم قومون سے عداوت مول لی سچ کہا ہی کہ آدمزاد بڑے بیمروت ہوتے ہین تین ماہ کا زمانہ ہوا کہ فرزند تمھارا سلیمان اعظم بیمار ہی عجب طرح کی تپ ہی کہ عبدالرحمن جنی علاج کرتے کرتے عاجز آگئے لیکن کوئی دوا تاثیر نہین دکھاتی بیماری روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اب سوا پروردگار عالم کے کوئی بھروسا نہین ہی ہم تو اس حال پُرملال مین مبتلا ہین اور دیو کراد و فراد سیلان گزیت بن قہقہہ پانچ لاکھ دیوون سے چڑھ آئے ہین قریشہ نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوئی اب قریب ہے لشکر شکست کھاے اگر تجھکو کچھ غیرت ناموس ہی تو آکر ہماری خبر لے ورنہ انجام کار یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہماری جان کا جانا تمھارے ہاتھ سے بدا ہی خیر جو کچھ تقدیر مین ہو جس وقت امیر مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور سے فرمایا کہ دیکھتے ہو اس عورت کی تند مزاجی کہ انداز تحریر سے بگاڑ ٹپک رہا ہی اور خط پڑھکر لندھور کو سُنایا بعد اُسکے فرمایا کہ اس گوشے کو گوشۂ عافیت سمجھکر پناہ لی تھی مگر نہین معلوم کہ خاک ہماری کہان کی ہی کہ یہان بھی بیٹھنا نہین ملتا اب ایسے وقت مین کس طرح روگردانی کرون اور کیونکر براے مدد نجاؤن لندھور نے عرض کی کہ حضور بھلا کہین ہوسکتا ہی غیرت کب اس امر کی متقاضی ہی کہ ملکہ آسمان پری ایسی آفت مین مبتلا ہون اور آپ خبر نہ لین جبکہ حضور نے قربۃً للہ غیرون کے واسطے جان لڑادی ہی تو یہ معاملہ تو اپنا ہی

اور ناموس کا معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ اے تندک مین چلنے کو موجود ہون لیکن کوئی سواری بھی ہے اسنے عرض کی
کہ حضور سواری مین ہمراہ لیتا آیا ہون ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب فلک سے ایک تخت پیدا ہوا کہ چار دیو
اس کو اٹھائے ہوئے تھے امیر مع لندھور تخت پر بیٹھے لیکن عمرو نے کہا حمزہ مین اپنے فرزند کے ساتھ
چلونگا یہ کہکر تندک سے فرمایا کہ بیٹا تو مجھے گردن پر سوار کرلے تندک نے خواجہ کو اپنی گردن پر بٹھا لیا اور
یہ سب طرف پرستان کے روانہ ہوئے دیکھا چاہئے کہ کب پہونچتے ہین

اب دو کلمے داستان ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ دونون قید ملکہ مہر ناز پروری کی یکطرف قلعہ بہارستان فرنگ کے چلے تھے کوچ اور مقام کرتے ہوئے
برابر چلے جاتے تھے ملکہ کی یہ حالت کہ وہ جسم نازک کہ جسکو بسبب فرط نزاکت کے ہوا تند ناگوار گذرتی
تھی اگر کبھی بے اختیاری کے ساتھ زلف جھونک کھا کر لٹک پڑتی تھی تو اثر اسکا کمر تک پہونچتا تھا کہ کمر تک
بل کھا جاتی تھی بموجب شعر کمر تک جو زلف چلی یا گئی ؎ نزاکت پکاری بلا آگئی ؎ آج اسی جسم نازک پر
قید کا بار ہے اگرچہ طوق جو گلے مین ملکہ کے ڈالا گیا ہے طوق آہنی نہین ہے نہ خاردار ہے مگر وہ نازک گلا کہ جس نے
سرخی خون کی ہویدا رنگ نزاکت پیدا ہے اُس سے اس طوق کا بار بھی کب سنبھل سکتا ہے گردن جھکی ہوئی بلکہ درد گلو
کی شکایت پیدا ہو گئی بموجب شعر کہ۔ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین ؎ پہنائے طوق منت کے
پہلے میری گردن مین ؎ یا وہ حالت کہ جسمین اگر کبھی ہار پھولون کے پہنے لیتین تو یہ معلوم ہوا کہ سر دست اسیری رہتا ہے
سامنا ہے آج یہ ظلم بہم پہونچا ہے کہ اُسین بیڑی ہے ساعت کڑی ہے سخت گھڑی ہے وہ پاؤن جنکو زیور معمولی بھی قید
شدید ہے کندن سی رزم چیز حدید معلوم ہوتی تھی آج کچھ وزن بڑھا کر جو بیڑیان پہنا دیگئی ہین تو پاؤن کا پھیلانا اور سمیٹنا
ناگوار گذرتا ہے بھلا چلنے کو کون کہے ملکہ بار بار جانب فلک دیکھتی ہے اور کہتی ہے حقیقت مین محبت کا انجام
یہی ہے نہ کسی سے دل لگاتی نہ جان آفت مین پھنساتی وہ ہا جو مین یہ جانتی کہ بیت سکے دکھ ہوئے ؎
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ بیت کرے نہ کوئے ؎ مگر اب تو جو کیا وہ کیا جان سے جائینگے مگر الفت سے ہاتھ
نہ اُٹھائینگے کبھی یاد مین شہنشاہ گوہر کلاہ کی یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتی ہے دل کو سمجھاتی ہے غزل

ظلم آپ نے نہ چرخ ستمگار نے کیا	جو کچھ کیا وہ میرے دل زار نے کیا	چلتے ہوئے یہ دھوکا میں آیا ترے سے
سایہ ترے مکان کی دیوار نے کیا	چھوٹے جفائی چرخ سے سب مسلکے آبلے	نشتر کا کام مرہم زنگار نے کیا
مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی	اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا	سر جھکے بار سے نہ اب اٹھیگا تا بہ حشر
احسان وہ ہم پہ اپنی تلوار نے کیا	آنکھوں مین رک رہا ہے نکلتے نکلتے دم	اچھا سلوک حسرت دیدار نے کیا
دل بھی کشیدہ کھنچنے پہ الفت مین آزرد	جنبہ اُسیکا میرے طرف دار نے کیا	

اس اس طرح کے اشعار عشق آمیز
جنون انگیز دل ہی دل مین پڑھتی ہے اور اپنی بے بسی پر مجبور ہو کر روتی ہے کہ کوئی اتنا بھی نہین کہ اُس شہریار
عالی وقار سے میرے حال پر ملال کی اطلاع کرے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بری ؎ کسے زبیکسی بازمی برد
خبری ؎ الحاصل طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ملکہ کو ہمراہ لئے ہوئے یہ دونون سردار ملازمان شہریار
طرف ملک فرنگ کے چلے جاتے ہین ناگہان وہ وقت بہم پہونچا کہ قافلہ نور نے دنیا سے کوچ کیا
اور کاروان ظلمت نے خیمہ سبز مین آکر آرام کیا فوج انجم سبزہ زار فلک پر قیام پذیر ہوئی ارجاس مردم
در و تمثال مردم در نے ایک صحرا مین پہونچکر خیمہ بر پا کئے رات بہ آسائش تمام بسر کی لیکن جب وہ وقت آیا کہ

ماہ تابان نے خیمہ شب اُکھڑوا کر طرف مغرب کے کوچ کیا ارجاسپ مردم در اور تمثال مردم در نے بھی فوج کو حکم دیا کہ پیش خیمہ جار روانہ ہو سب مسلح و مکمل ہو کر عازم سفر ہوئے ہنوز کوس رحلت پر چوب نہیں لگی تھی کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد خفیف بلند ہوا آن واحد مین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور آواز بوق پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ منم اکبر برق رو بن اسد دلاور کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی نعرہ کر کے بارہ ہزار قزاقون کے فوج پر آپڑے اور آواز دی کہ اے یاران بزنید و بہ بندید و بکشید یہ سننا تھا کہ تمام قزاق ٹوٹ پڑے اور قتل کرنا شروع کیا عجب طرح کی لڑائی ان سب کی ہے کہ جہان کسی زبردست سے سامنا پڑا اور انھون نے بوق کو دم دیا گھوڑا اُس کا بدلگام ہوا فوراً اسی جگہ پالی اور تلوار ماردی غضب کے گُتھیلے ہین کہ وار خالی ہی نہین جاتا اُن کے گھوڑے عادی ہین ایک نہین ہزار بوقین بجین لیکن کنوتی تک نہین بدلتے لیکن عین گرمی جنگ مین اکبر برق رو کا اور ارجاسپ مردم در کا سامنا ہوا ارجاسپ نے تلوار ماری اکبر برق رو نے خالی دیکر تلوار مرکب ارجاسپ پر ماری گردن مرکب کی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا مرکب آتشبازی ہو گیا ارجاسپ مع توسن زین پر غلطان و پیچان گرتے گرتے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تمثال مردم در نے کہا او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر میل فولادی اکبر برق رو پر مارا اکبر نے وار اس کا بھی خالی دیکر کمر کو بتا کر جو سر کا ہاتھ مارا تلوار تا دو ابرو اُتر گئی اپنے دستانہ مارا تلوار تو چھپا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی لیکن اکبر برق رو بیہوش پڑا آن واحد مین کئی زخم تمثال کے بھی آئے اہل فوج درمیان مین آ گئے مالک کو اپنے بچا لے گئے اب اکبر برق رو طرف محافہ ملکہ کے چلا کہ کسی طرح لیکر محافہ کو نکل جاؤن لیکن دو لاکھ سوار کا یورش ہے جان بچانا تنہا نکل جانا تو ممکن نہین نہ کہ محافہ کو قبضہ مین کرنا کہان ممکن ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست نگرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کون آیا اور کسکی مدد کو آیا کہ یکایک ہوا نے مار اگرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف لاجورد شاہ بن زبر جدشاہ مرقوم تھی آگے آگے فوج کے ایک پہلوان زبردست گرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ مین تانے ہوئے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہے عقب مین فوج دریا موج فرد فرد زوج زوج گھوڑون پر کوٹے توڑتے چلے آتے ہین لیکن اُس گبر نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان ہوشیار باشید کہ منم خونخوار تیغ پیشانی بڑا ظلم ننے کر رکھا ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور آ پڑا افزاقون کو قتل کرنا شروع کیا اس ملعون کو تو یہی حکم دیا تھا لاجورد شاہ نے کہ اگر مسلمان آ جائین تو اُنسے مقابلہ کرنا ورنہ فرنگیون سے لوکر ملکہ کو چھین لانا جب دیکھا اسنے کہ جنگ مسلمانون سے ہو رہی ہے بس نعرہ کر کے آ پڑا اور لڑنے لگا قضائے کار اکبر برق رو اور اسکا سامنا ہو گیا اکبر برق رو نے تلوار ماری خونخوار نے وار اکبر کا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اکبر برق رو نے اُٹھا کر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ خونخوار کا پانچ سو من کی ضرب کہین اس سپر سے رکتا ہے سپر کو دو کر کے خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اُتر گیا اکبر برق رو نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے عجب حال ہوا تمام جسم خون سے لال ہوا اب بلک بلک کر قزاق بچون نے کہ ابھی سب کمسن ہین اور اکبر برق رو بھی بچہ ہے مگر چونکہ شیر کا بچہ ہے اس وجہ سے نہین ڈرتا ہے ہر ایک پر جا پڑتا ہے اب وقت سخت جو آ پڑا پروردگار عالم کی طرف رجوع کی اور بلک بلک کر دعا کرنا

شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے یار غریبان اے کارساز بے نیاز اس وقت مشکل ہین مدد کر جاری ہنوز دعا تمام بھی
کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور نہنگ طوفانی چالیس ہزار سوار سے پہونچا دیکھا
کہ اک لڑکا فوج مین گھرا ہوا ہے چند لڑکے اور اُسکے ساتھ والے بھی پھنس گئے ہین فوج کے ریلے سے بچنا دشوار
ہوتا ہے نکل نہین سکتے بشرے سے اور وضع سے پہچانا کہ یہ سب خدا پرست ہین بس یہ بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا
شروع کیا اگرچہ اسکے ساتھ بھی چند کس تھے مگر سب تازہ دم تھے کہ اک بار اور تتق گرد بلند ہوا پھر سب نگران
ہوے کہ اب کسکی کمک آئی لیکن جس وقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار کی جمعیت
سے آتا ہے نقابدار بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا شروع کیا اب قریب ایک لاکھ کے مسلمان بھی ہین اور سات
لاکھ کفار کے لوگ ہین جسمین دو لاکھ فرنگی اور پانچ لاکھ لاجورد پرست لیکن گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے
خوب تلوار چل رہی ہے ہر طرف سے آوازین بگیر و بزن کی بلند ہین لیکن لیدر روانہ ہونے خونخوار مریخ پیشانی
کے جب خبر شہریار کو ہوئی ہے تو شہریار نے بھی شمائل خان بن جذائل خان کو کہ یہ کم زخمی تھا بلکہ شتابہ اسکا
قریب صحت تھا دوسرے روز روانہ کیا تھا کہ اسکا بھی قریب وقت ہوگا یہان تلوار چل رہی تھی نقابدار گوہر پوش
نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار کردیے اُدھر نہنگ طوفانی نے اس دریاے آہن مین مانند شناور
کے پیرنا شروع کیا مگر سات لاکھ فوج ہے کہان تک قتل کرین لیکن خونخوار استارہ پیشانی نے اپنے سپہ سالار
کیوان تیرہ رو سے کہا کہ تو ملکہ کا محافہ لیکر آگے نکل چل مین یہان ان لوگون کو روکے ہوے ہون کیوان اشارہ خونخوار
کا پاکر تیغ بکف طرف محافہ ملکہ کے چلا پہلے تو لوگون نے فرنگستان کے اسے نہ ٹوکا کیونکہ یہ تو آہن کی طرف سے
مقابلہ خداپرستان جنگ کررہا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اور ارادے سے آتا ہے لیکن جب قریب محافہ کے پہونچ گیا
تو ملازمان تمثال مردم درنے روکا کیوان نے دو چار کو قتل کیا اور محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے
چل نکلا یہان سات لاکھ فوج کی جمعیت کسی کو کیا معلوم کہ محافہ ملکہ کا کب نکل گیا سب جنگ کررہے ہین اور نقابدار
گوہر پوش ہر طرف نظر دوڑاتا ہے مگر کسی طرف پتا نہین پاتا ہے یہان تو سب اس رنگ مین ہین لیکن کیوان محافہ
ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہے اور اُس طرف سے شمائل خان بن جذائل خان آتا ہے تتق گرد جو نظر آیا شمائل خان
نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا عیار گیا اور بعد کچھ دیر کے آکر عرض کیا کہ کیوان تیرہ رو محافہ ملکہ کا لئے ہوے
طرف لشکر لاجورد شاہ کے جاتا ہے بس یہ سنا تھا کہ اس نے کہا یک لخت دو شد اور اسی وقت بڑھکر سد راہ ہوا
اور پکارا او کیوان کہان جاتا ہے ٹھہر بس اب قدم آگے نہ بڑھانا لا محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر اور چلا جا سامنے
سے میرے کیوان پکار اکیا جھک مارتا ہے اگر کچھ دعوی بہادری کا ہے تو محافہ ملکہ کا چھین لے مجھسے یہ کہکر محافہ
ملکہ کا میدان مین رکھوا دیا اور خود مقابل ہوا شمائل خان نے کہا لا ضرب بہادری کی کیوان نے نیزہ مارا شمائل خان
نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین برچھون کے پھلون سے چنگاریان نکلنے لگین کوئی بیاسی طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ شمائل خان نے نیزہ ہاتھ سے کیوان کے ہوائی کیا کیوان پکارا او ہندی غضب کیا تو نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی حمال بازی گرز بازی تیغ بازی راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر گھسیٹ کر تیغ آبدار سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان نے وار اسکا رد
کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا کیوان نے اُٹھاکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ لنگر دار تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
اور چار اُنگل کا زخم سر مین آیا کیوان نے دستانہ مارا تیغہ جھپاکر سر سے نکلا غشی طاری ہوئی یہ حال دیکھکر لوگ

کیوان کے ٹوٹ پڑے اپنی جانین دین لیکن کیوان کو بچا یا طاقت کیوان مین لڑنے کی نتھی اُسکو اٹھا لیا اور بھاگے ہوے پاس خونخوار ستارہ پیشانی کے آئے کہ یہان لڑ رہا تھا سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ جلد چلیئے ورنہ رفیق شہریار ملکہ کو لیکر خدمت مین شہریار کے پہونچ جائیگا محافہ اُسنے چھین لیا ہے یہ سنا تھا کہ اُسیوقت خونخوار نے پودا باگ کا لیا اور صفون کو پھاڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا لقابدار گوہر پوش نے دیکھا کہ یہ کیا معاملہ ہے ضرور اسمین کوئی بھید ہے ساتھ ہی لقابدار نے بھی اپنا گھوڑا اُسی طرف اُڑایا لیکن اُسکو لشکر سے نکلنے مین کسی قدر عرصہ ہوا کیونکہ سامنے اسکے صفین لشکر کفار کی زیادہ حائل ہین لیکن اول خونخوار ستارہ پیشانی پہونچا دیکھا کہ شمائل خان محافہ ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہے بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار وہوشیار باش او ہندی کہان جاتا ہے کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا شمائل خان نے پلٹ کر آواز دی کہ اگر تو ایلچی ہے تو کیا کریگا آہین ست میدان ہین است گوئے کہ خونخوار نے کہا اے شمائل خان اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کردے اور چلا جا ورنہ نہین جانتا تو مجھکو کہ مین کون ہون مفت مارا جائیگا میرے ہاتھ سے سوا جان دینے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شمائل خان نے کہا کیا جھک مارتا ہے لا ضرب بہادری کی خونخوار نے پیٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے وار خونخوار کا سپر پر روکا اور تیغ کو درمیان مین ضامن دیا تلوار نے خونخوار کی سپر کو قلم کیا لیکن تیغہ پر رُکی شمائل خان نے بھی وار اُس کا روکر کے ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے دھار بچا کر بند دست پکڑ لیا اور دھکا مارا شمائل خان نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونیلگی یہ دونون تو مصروف تلاش تھے لیکن فوج ہمراہ خونخوار کی زیادہ تھی کیوان نے پھر محافہ پر قبضہ کیا اور لیکر راہی ہوا شمائل خان مصروف تلاش تھا ہر چند چاہتا تھا کہ خونخوار سے جھگڑا یکسو ہو تو جا کر محافہ چھینون لیکن خونخوار کہین کم تھوڑے پڑتا ہے اگر شمائل خان اُسے چار قدم دوڑائے جاتا ہے تو خونخوار بھی اسی قدر دوڑا لے جاتا ہے یہ دونون تو یہان لڑ رہے ہین لیکن کیوان ملکہ کو لئے ہوے چلا جاتا ہے لیکن بعد آنے خونخوار ستارہ پیشانی کے لشکر مین غل ہو گیا تھا کہ محافہ ملکہ کا یہان نہین ہے سب نے جنگ سے ہاتھ اُٹھایا اور تعاقب مین خونخوار اور لقابدار گوہر پوش کے روانہ ہوے تھے اول تمثال مردم در قریب پہونچا دیکھا کہ کیوان محافہ ملکہ کا لئے ہوے بھاگا چلا جاتا ہے نعرہ کیا کہ باش او بے ایمان کہان جاتا ہے بڑا تو جعلساز ہے اور تیرا خداوند بھی ایسا ہی کچھ ہے جسنے تجھے اس امر کی اجازت دی کہ پرائے ناموس کو فریب دیکر لے آ کب چھوڑتا ہون تجھکو کیوان نے پلٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری تجھکو یہان تک کھینچ لائی ہے پلٹ جا اُسی طرف ورنہ پچھتائیگا تمثال نے کہا کیا جھک مارتا ہے دونون کی یہ حالت ہے کہ زخم سر تو بندھے ہوے ہین قابل لڑنے کے نہین ہین مگر مجبور ونا چار ایک نے دوسرے پر وار کیا رد و بدل ہونیلگی یہ تو اس طرف مصروف جنگ ہین کہ اُدھر پڑاق سے گرد اُڑی اور نعرہ لقابدار گوہر پوش کا ہوا لقابدار نے آتے ہی لوگون کو قتل کرنا شروع کیا آنکھ ڈالدیا اور قریب محافہ کے پہونچ گئے محافہ اپنے ہمراہ لیا اور طرف صحرا کے چلا لوگون نے شور کیا کہ لقابدار محافہ لئے جاتا ہے خونخوار ستارہ پیشانی نے شمائل خان سے کہا کہ اب ہم تم عبث لڑتے ہین جو بنا جارے تمھارے جنگ کی تھی اب وہ دوسرے سے آپڑی پہلے لقابدار سے فیصلہ کر لینا چاہئے پھر دیکھا جائیگا شمائل خان نے کہا بہتر دونون علحدہ ہوے

اور طرف نقابدار کے چلے اول شمائل خان قریب نقابدار کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار کہان جاتا ہی خبردار
و ہوشیار کہ مین آپہونچا نقابدار نے پلٹ کر جواب دیا کہ اگر آیا ہو تو کیا کریگا لاضرب بہادری کی شمائل خان نے
تلوار ماری نقابدار نے وار شمائل خان کا پشت شمشیر پہ روکا اور آواز دی شعر تو ضرب نے زدی ضرب مانوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ۲ اور لپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تلوار کو بیچ مین ضامن دیا یہان تو یہ رد و بدل ہو رہی ہے لیکن خونخوار ستارہ پیشانی کو فرصت ملی اسنے آتے ہی
لوگون کو نقابدار کے قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا قریب محافہ کے پہونچا اور ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا ملکہ
دل مین کہتی ہی کہ عجب کشمکش مین جان پڑی ہی پروردگار یہ کونسا چکر میری تقدیر کا ہی اس سے تو حکم کر ملک الموت
کو کہ اگر قبض روح میری کرلین اُدھر وہ کہار بیچارے جو محافہ ملکہ کا اُٹھائے ہوے تھے مصیبت مین
مبتلا تھے کہ کبھی اُدھر بھاگنا پڑتا ہے کبھی اُدھر جانا پڑتا ہے جان مصیبت مین ہے جو آتا ہی تلوار دکھاتا ہی اگر حکم کے
خلاف کرین تو جان کا دھڑکا ہے لیکن اکبر برق رو یہ زیادہ زخمی ہو چکا تھا اپنے قزاقون سے نکل کر طرف کوہ کے
روانہ ہوا اور نہنگ طوفانی برابر تعاقب مین چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ خونخوار لیے جاتا ہی محافہ ملکہ کا وہین سے
نعرہ کیا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ مین آپہونچا خونخوار نے پلٹ کر دیکھا نہنگ کو پہچانا کہا تو کس دن سے
مرد ہو گیا کہ مجھے ٹوکتا ہے اُس وقت کہ ملکہ قلعہ مین تھی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا گیا نہنگ طوفانی نے کہا کب
تو نے مجھکو ٹوکا تھا اور مین مقابلہ کو نہ نکلا تھا وہ وقت نازک تھا ناموس کا معاملہ تھا اگر مین زخمی ہوتا یا مارا جاتا
تو ملکہ کی محافظت کون کرتا مین بخیال ناموس صاحبقران قلعہ مین بیٹھا رہا یا تجھسے ڈر گیا تھا خونخوار نے کہا
لاضرب بہادری کی دیکھون کہ تو کیسا سپاہی ہے نہنگ نے کہا نہین جانتا آئین اہل اسلام کا کہ پیشدستی نہین کرتے
ہین خونخوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری نہنگ نے وار اُس کا سپر پر روکا لیکن یہ تلوار کمین سپر سے بچنے
والی ہے ڈھال کو مانند گردہ نان کے دو کرکے خود پر بیٹھی خونخوار نے جھٹکا مارا تا دوار و اتر گئی نہنگ طوفانی
نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ
دوڑ پڑے نہنگ کو بچایا خونخوار پھر محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے چلا لیکن یہان نقابدار
گوہر پوش اور شمائل خان سے رد و بدل ہو رہی تھی کہ ایکا ایک فوج نے شمائل خان و نقابدار
کے غل کیا کہ خونخوار محافہ لیکر بھاگا جاتا ہے شمائل نے نقابدار سے کہا کہ اب لڑنا ہمارا اور آپکا بیکار ہی
جو بنائے خصومت تھی وہ دوسرے سے آپڑی دیکھئے خونخوار محافہ لئے جاتا ہی نقابدار گوہر پوش
نے بھی ہاتھ جنگ سے روکا اور دونون طرف خونخوار کے چلے نقابدار و خونخوار سے مقابلہ ہونے لگا شمائل خان
کو موقع ہاتھ آیا یہ محافہ لیکر روانہ ہوا پھر خونخوار و نقابدار علیحدہ ہو رہے اسی حالت سے لڑتے بھڑتے
چلے جاتے ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مار اگر دگو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہو دل گردے
شہنشاہ گوہر کلاہ مع سپاہ میدان جنگگاہ مین پہونچے عجب معرکہ دیکھا کہ جب شمائل خان و نقابدار لڑنے
لگتے ہین تو اک گبرہی کہ نعم خونخوار ستارہ پیشانی کا نعرہ کرکے محافہ کو لے بھاگتا ہی یہ رنگ دیکھکر
دونون اُسکا تعاقب کرتے ہین جب کوئی خونخوار سے مصروف پیکار ہوتا ہی تو دوسرا فرصت پاکر محافہ لیجاتا
ہے یہ حال دیکھکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ مین آپہونچا یہ وہ وقت تھا کہ

کہ خونخوار و لفا بدار مصروف پیکار تھے اور **شمائل خان** قریب محافہ کے پہونچ گیا تھا شہنشاہ کے نعرے
کی صدا سنکر ٹھہرا لیکن لڑتے بھڑتے سب کے سب اسقدر قریب اپنے پڑاو کے آپہنچے ہین کہ سواد لشکر
یہان سے معلوم ہوتا ہے اس ہنگامہ کی خبر سنکر **شہریار** نامدار بافوج لبیار چل چکا ہے اور لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
نے بھی اور سرداروں کو واسطے کمک کے روانہ کر دیا ہے یہان **شہنشاہ گوہر کلاہ** اور **شمائل خان**
کا سامنا ہوا **شمائل خان** نے تلوار ماری شہنشاہ نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو
دو کرکے تلوار جو بیچ مین ضامن تھی اُسے بھی قلم کیا خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دوابرو تیغہ اُتر گیا **شمائل خان**
نے سر نیچے کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی کہ سر مرکب کا قلم ہوا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی ہو گیا
شمائل خان مع مرکب زمین پر غلطان ہوا **شہنشاہ گوہر کلاہ** نے محافہ اپنے ساتھ لیا چلنے کا قصد کیا تھا کہ
جانب صحرا سے تیرگی گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
افراط بن تفریط ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے یہ بھی پہونچا ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نعرہ **بہرام**
تیغزن کا ہوا تیسری گرد اُڑی اور نعرہ **فرتوط** نیزہ دار کا ہوا چوتھی گرد اُڑی اور نعرہ **شہریار** نامدار کا ہوا لیکن
بہرام نے جو **افراط بن تفریط** کو دیکھا للکارا کہ باش او گیدی کس ارادے سے آیا ہے جواب دیا کہ تو خوب جانتا
ہوگا جس ارادے پر ایکبار تجھسے جنگ ہو چکی ہے **بہرام** نے کہا ادھر آ کمان جاتا ہے اُس طرف معلوم ہوا
کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہے جو از خود زندگی کی باتین کرتا ہے **افراط** نے کہا بھول گیا اُس وقت کو کہ ایک ہی گھونسے
مین کیا حال ہوا تھا تیرا **بہرام** نے کہا او نامرد اتنی بڑی نامردی کی حرکت کی کہ گھونسا مار دیا اور اُسکو
سر میدان بفخر بیان کرتا ہے آنکھ نیچی کرکے گریبان مین منھ ڈال کیا سنا ہوگا تو نے کہ صاحبقران اول کی زندگی
مین جب **لندھور** رفیق و جانشین **امیر** سے اور **ملک قہرش** بن سوکیا سے **طوفانی** سے ملک سباکل مین
مقابلہ ہوا ہے سات روز تک کشتی رہی جب **لندھور** کسی طرح غالب نہو سکے کہ **قہرش** بھی ثانی **لندھور** تھا کسی طرح
پایہ کمی کا نہ رکھتا تھا یہی حرکت **لندھور** نے بھی کی تھی جسپر **امیر** عالی وقار **حمزہ صاحبقران** نامدار نے **لندھور**
کو ذلیل کرکے بارگاہ سے نکال دیا تھا اُسی حرکت کو تو اچھا جان کر بیان کرتا ہے بس اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی
کا ہے تو لا ضرب بہادری کی **افراط** نے تلوار ماری **بہرام** نے وار **افراط** کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تیغزن تو اسکا لقب ہی ہے دوسرے جلا ہوا تھا اسکی حرکت سے تلوار نے سپر کو مانند قرص نیر کے قلم
کیا خود پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دوابرو اُتر گئی **افراط** نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی **بہرام** نے ہاتھ روک کر آواز دی کہ دیکھا تو نے تیغزنی اسکا نام ہے اب
کیا باقی ہے تجھ مین ایک ہاتھ کا اور محتاج ہے لیکن ہم زخمی پر ہاتھ نہین اُٹھاتے لوگ **افراط** کو آکر سامنے
سے ہٹا لے گئے لیکن **فرتوط** نیزہ باز نے جو یہ معاملہ دیکھا آپڑا **بہرام** پر اول نیزہ بازی ہوئی **فرتوط**
نے سنان نیزہ **بہرام** کی نکال دی **بہرام** نے غصّہ مین آکر چھپٹ پر چھپٹ ماری کہ نیزہ **فرتوط** کا بھی بیکار رہا
انجام کار نوبت تلوار کی پہونچی **فرتوط** بھی ہاتھ سے **بہرام** کے زخمی ہوا اب **بہرام** نے **شہنشاہ گوہر کلاہ**
کا سامنا کیا اور آواز دی کہ آپ سے بہت بعید یہ امر ہے کہ پرائی بہو بیٹی کو نگاہ بد سے دیکھے **شہنشاہ**
گوہر کلاہ نے للکارا کہ او مردود نہین جانتا تو کہ یہ میری ناموس مین داخل ہو چکی ہے اب تو کس ارادے
سے اُسکو لینے آیا ہے **بہرام** نے کہا مین ملازم **شہریار** ہون اور ملکہ بہن ہے اُسکی ملکہ کو پاس **شہریار**

کے ہوپخاؤنگا شہنشاہ نے کہا کہ اب شہریار کو کیا حق ہے جب عورت سن تمیز کو پہونچی جس کا ہاتھ اُسنے پکڑ لیا
اُسکی ملک ہوگئی اور یہ ہوتا ہی چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسیکا بیٹا یونہین عقد ہوتے ہین اسی طرح نسل پھیلتی ہے
بہرام نے کہا کیا خوب والدین کی رضامندی سے عقد و نکاح ہوتا ہے یا یونہین ہوجاتا ہے شہنشاہ نے کہا کہ جس سے
مطلب ہے وہ راضی ہو ماں باپ کی رضامندی سن طفولیت تک لی جاتی ہے جب انسان جوان ہوا پھر خود لڑکے بیان
بھی وہ اپنے فعل کا مختار ہے اور اب اگر تو ملکہ کو لے جائے گا تو کیا کرے گا شہریار ملکہ کا اچار ڈالے گا
وہ اب اُس کے کس کام کی رہی بہرام نے کہا کسی عالی نسب شاہزادے کے ساتھ عقد کردیا جائیگا یہ سننا
تھا کہ جہان نظروں مین شہنشاہ گوہر کلاہ کی تیرہ و تار ہوگیا فرمایا بس اب بیہودہ نہ بکنا لا ضرب بہادری
کی دیکھوں کہ تو کیسا ہے اور کیونکر ملکہ کو میرے قبضہ سے بچاتا ہے بہرام نے وار تیغہ آبدار کا کیا شہنشاہ
نے تلوار اُسکی رد کرکے اپنا وار کیا یہان تو رد و بدل ہونے لگی لیکن اُسطرف نقابدار گوہر پوش اور خونخوار
ستارہ پیشانی سے بڑی دیر سے تلوار چل رہی تھی لیکن کوئی زخمی نہین ہوتا تھا نہایت ہوشیاری
کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم شہریار عالی وقار عیار نقابدار نے
آواز دی کہ اب کہانتک لڑائی کو طول دیجیے گا لیجیے شہریار آپہونچا اب یقین ہے کہ محافہ ملکہ کا لیکر صاف نکلا
چلا جائیگا شہنشاہ گوہر کلاہ بہرام سے لڑ رہے ہین یہ سنا تھا کہ نقابدار کی رگون مین خون شجاعت
نے جوش مارا اور خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ سپر اُٹھانا دشوار ہوگئی تیغہ جو سر پر خونخوار
کے پڑتا ہے تا دو ابرو اُتر گیا خونخوار نے جلدی سے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی
کہ سر مرکب کا قلم ہوگیا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی بن گیا خونخوار غلطان و پیچان زمین پر آیا شہریار
نے یہ حال خونخوار کا جو دست نقابدار گوہر پوش سے دیکھا اُچھل پڑا اور تعریفین کرنے لگا جان تازہ
بدن مین آگئی کہ یہ نقابدار وہی آفت ہوش ہے لیکن نقابدار نے فرصت پاکر قریب محافہ کے اپنے کو پہونچایا ایک
مرکب ساتھ لے لیا تھا بس پردہ محافہ کا اُٹھا کر ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر کھینچا ملکہ پیچھے ہٹنے لگی کہ نہین معلوم کون
کھینچتا ہے نقابدار نے آواز دی کہ مین فرستادہ ہون شہنشاہ گوہر کلاہ کا کوئی غیر نہین ہون اور کھینچکر
ملکہ کو مرکب پر بٹھایا اور ساتھ اپنے لیکر صفون کو چیرتا لوگون کو قتل کرتا صاف نکلا چلا گیا لشکر مین
غل ہوا کہ نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لئے جاتا ہے پلٹ کر شہنشاہ گوہر کلاہ نے دیکھا کہ سرداران لشکر کفار
زخمی تھے کسمین اتنی حالت باقی تھی کہ تعاقب نقابدار کا کرتا یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور بہرام مین تلوار
چل رہی تھی لیکن عجب طرح کی بات ہوئی کہ شہنشاہ کو بھی ملکہ کے جانے کا کچھ ملال نہین اور شہریار بھی جانتا ہے
کہ یہ عورت ہے یعنے وہی محبوب جانی یار جاودانی ہے اُس سے کیا کھٹکا ہے عورت کے ساتھ اگر عورت
رہے تو کوئی دھبا اُسکی عصمت مین نہین آسکتا ادھر شہنشاہ کو بھی اطمینان ہوا کہ نقابدار نے بارہا مدد کی
ہے یہ کوئی دوست و یگانہ ہے کہ اُسکی حرکتون سے بوے اولاد ابراہیمی آتی ہے شام ہوچکی تھی شہریار کو
خیال گذرا کہ ایسا نہو بہرام ہاتھ سے شہنشاہ کے زخمی ہو یا مارا جائے جس امر کی جنگ تھی وہ جھگڑا
فیصل ہی ہوگیا بس اسیوقت طبل بازگشت بجوادیا بہرام و شہنشاہ نے مقابلہ سے ہاتھ روکا تمثال مردم
اور شمائل خان ہندی اور بہرام آکر شہریار سے ملے تمثال نے حال مارے جانے ارجاس کا
بیان کیا شہریار مع سرداران زخمی پلٹ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور سرداران لاجوردشاہ مع زبرجد شاہ

مثل خونخوار ستارہ پیشانی وکیوان تیرہ رو وافراط بن تفریط وفرطوط نیزہ دار یہ سب مع لشکر طرف لشکر
لاجوردشاہ کے روانہ ہوے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ خیال کیا کہ یہ معاملہ عورت کا ہے چلکر دیکھنا چاہیے کہ یہ
نقابدار ملکہ کو کہان لیجاتا ہے اور کس ارادے سے لیگیا ہے لیکن نہنگ طوفانی نعرہ بھی زخمی تھا آکر شہزادہ کی قدم
بوسی حاصل کی اور عرض کی کہ قلعہ مین چلیے شہنشاہ نے کہا تم جاؤ مین تعاقب مین نقابدار کے جاؤنگا لیکن شہریار کو
جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اسی وقت جاتے ہین خیال گذرا کہ ایسا نہو یہ نقابدار گوہر پوش کے سد راہ
ہون اور ملکہ کو اُس سے چھین لین مع سرداران لشکر برای استقبال آیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ شب مین بسر
کیجیے صبح کو تشریف لیجائیگا شہنشاہ گوہر کلاہ نے ہرچند عذر کیا لیکن اصرار شہریار سے مجبور ہوکر ساتھ
ہوئے شہریار شہنشاہ کو لئے ہوئے اپنی بارگاہ خاص مین آیا جائے مناسب پر جگہ دی اور کہا کہ اگر
آپ یہ خیال کرتے ہون کہ کوئی غیر شخص ملکہ کو لے گیا ہے تو مین کب گوارا کرسکتا تھا آنکھون سے دیکھا
کرتا اور اُسے لیجانے دیتا آپ اطمینان رکھیے کل میرا بھی قصد ہے کہ یہان سے کوچ کرون اور طرف
لشکر صاحبقران ثانی کے روانہ ہون شہنشاہ بھی چپ ہو رہے کہ واقع مین اگر ملکہ میری ناموس مین داخل
ہے تو اسکی ہین ہے مگر یہ بات حیرت کی تھی کہ نقابدار گوہر پوش مسلمان اور طرفدار اپنا ہے اسے کیونکر اعتبار ہوا بعد
اس کے شہریار نے کہا کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ وہ وقت آپ کو یاد ہے جب مین نے آپ کے خیمہ مین نام ملکہ
ہاجرہ بانو دختر بلند اختر صاحبقران ثانی کا لیا تھا گو آپ سے اور ملکہ ہاجرہ سے اتنا قریب کا رشتہ تھا
کہ جسقدر قرابت قریبہ مجھسے اور مہر ناز پری رو سے ہے لیکن آپ نے مجھے بارگاہ مین ٹھہرنے نہ دیا اور اس قدر
برخاستہ خاطر تھے کہ یقین ہے اگر مین خود نکل کر نہ چلا جاتا تو وہین کشت وخون کی نوبت آجاتی مجھے بھی اسکی شرم
تھی کہ مین احسانمند ہوچکا تھا کہ آپ نے مجھے اُس ساحرہ کے دام سے چھڑایا تھا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموشی
کے کوئی جواب نہ بن پڑا بعد کچھ دیر کے شہریار سے کہا کہ اب مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون صبح کو انشاءاللہ
ہم تم ساتھ یہان سے چلین گے ہرچند شہریار مصر ہوا کہ یہین آرام فرمائیے لیکن شہنشاہ گوہر کلاہ نے پذیرا
نہ کیا اور وہان سے اٹھ کر اپنے لشکر مین آئے شہریار تا در بارگاہ پہونچانے آیا غرضکہ شب تو براحت بسر
کی صبح کو شہنشاہ اور شہریار دونون کوچ کرکے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے لیکن جس وقت
لاجوردشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شہریار لشکر امیر ماتوقیر پر گیا ہے قصد کیا تھا اس نے کہ مین بھی کوچ
کرکے بمقابلہ امیر ثانی جاؤن کہ یکایک خبر پہونچی کہ اک نامہ دار حاضر ہے حکم ہوا کہ بلالو جس وقت ایلچی بلالائے
قیطول گیا بعد آداب خداوندی بجالانے کے نامہ پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ یا خداوندا ابھی آپ کسمین تشریف
لے جانیکا ارادہ نہ کیجیے گا مین نے سنا ہے کہ آپ کو معاوضہ کرنا خداوند اول کے خون کا مسلمانون سے
منظور ہے تو مین نے بھی قصد کیا کہ چلکر شریک ہون لیکن بسبب چند وجوہ کے ابھی حاضری سے قاصر
ہون لہذا گذارش ہے کہ اگر وہین قیام منظور ہو تو مجھے اطلاع ہو کہ مین خود حاضر ہوکر ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہون ورنہ اگر حکمت خداوندی کے خلاف نہو تو اسی شہر کو خداوندا اپنے جلوے سے منور ومعمور کرین
بلکہ خداوند کو یاد ہوگا کہ آپ نے اپنا ایک بندہ افلاک روئین تن کہ جو سپہ سالار میرا ہے ایسا پیدا کیا ہے کہ جو
کل مسلمانون کے واسطے کافی ہے آج کل وہ اپنے ملک مین گیا ہوا ہے اُسکا بھی انتظار ہے جس وقت اس
نامہ سے شنگاوہ آہن کلاہ کے لاجوردشاہ آگاہ ہوا اُسی وقت کہا کہ ہم نے تقدیر کوچ کی طرف

ملک شنگاوہ کے اور اُسی وقت مع لشکر کے روانہ ہوا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جرأت نشان نقابدار گوہر پوش کے بیان ہوتے ہین

کہ یکس ہاہمی کے ساتھ لڑکر خونخوار ستارہ پیشانی کو زخمی کر کے ملکہ مہرناز بیرور کو گھوڑے پر بٹھاکر
لے بھاگا ہی لیکن جاتے جاتے لشکر امیر کشور گیر مین داخل ہوا خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی
کہ دو نقابدار چالیس ہزار فوج سے آئے ہین فوج کو صحرا مین چھوڑا اور آپ لشکر ظفراثر مین حضور کے داخل ہوگئے ہین
امیر نے فرمایا آنے دو اور کچھ سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر دوسری
خبر دی کہ دونون نقابدار کہ ایک گوہر پوش دوسرا یاقوت پوش تھا درانہ محل معلی مین چلے گئے
دربانون نے ہرچند روکا نہ مانا بلکہ جس کو تھپڑ مار دیا بیہوش ہوگیا یہ سنکر چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا
اور عقرب سلیمانی پکڑ کر اُٹھے کہ یہ کون سے بے ادب نقابدار ہین عمرو ثانی ہمراہ ہوا امیر دروازہ محلسرا
پر تشریف لائے دیکھا کہ ایک آدھ دربان بیہوش پڑا ہی کوئی کلے پر ہاتھ دھرے رورہا ہی گھوڑے نقابدارون
کے باہر کھڑے ہین امیر درانہ داخل محل ہوے لیکن جس وقت نقابدار داخل محل ہوے تھے تو ایک شور محل
مین ہوگیا تھا کہ امیر کی موجودگی مین یہ آفت ہی کہ لوگ گھر مین چلے آتے ہین ملکہ گردیہ بانو و ملکہ زبیدہ
شیر گیر تلوارین پکڑ پکڑ کر اُٹھی تھین کہ قتل کرین نقابدارونکو لیکن نقابدارون نے برابر سے نقابین چہرہ سے دورکین
دیکھا ملکہ گردیہ بانو وغیرہ نے کہ ایک تو ہاجرہ بانو دختر امیر ثانی ہین اور دوسری کوئی اور نازنین ہی پشیمان ہوکر
تلوارین نیامون مین کین ہاجرہ بانو کو گلے سے لگایا بلائین لین پوچھا ہاین بیٹی تم کہان تھین اور یہ مہ جبین کون
ہی ہاجرہ بانو نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہ ناموس ہی آپکے پر دے شہنشاہ گوہر کلاہ کی بہن شہریار کی
دختر ملکہ پریسیلے فرنگی کی شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام سہنگ مین بھیج دیا تھا وہان نرغہ ہوا اس کے
باپ بھائی کا اور لابو ردشاہ بن زبرجد شاہ ملعون واسطے خواستگاری کے آیا تھا لیکن پروردگار نے
عصمت اُسکی اور عزت شہنشاہ کی بچائی مجھسے تدبیر بن آئی کہ جنگ مغلوبہ سے اسکو نکال لائی گردیہ بانو
نے اُس کو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا دونون کو لاکر بٹھایا گرد مجمع ناموس صاحبقران
کا ہوا اسی ہنگام مین امیر با تو قیر شمشیر بکف پہونچے کہ کہان ہین وہ نقابدار ملکہ گردیہ بانو نے جو امیر کشور گیر
کو بغیظ و غضب آتے دیکھا فرمایا بیٹا کچھ قصیر ہی مجال تھی کسی نامحرم کی کہ یہان چلا آتا وہ نقابدار تمھاری دختر
تھی اور نقابدار ثانی تمھاری بُت بہو معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہی امیر نے ہاجرہ بانو کو دیکھا ہاجرہ نے
سلام کیا گردن نیچی کرلی اور ملکہ مہرناز بیرور نے بھی تسلیم عرض کی اور سر جھکا کر سامنے باادب بیٹھی امیر بھی
تشریف فرما ہوے لیکن حمزہ صاحبقران ثانی نے ملکہ ہاجرہ بانو سے تو کچھ نہین کہا الا ملکہ گردیہ بانو سے
عرض کی کہ اب یہ چھوکری نکلنے نہ پائے ذرا خیال رکھیے گا کہ میری ناموسی کا باعث ہی ہم لوگ لڑتے بھڑتے کو
کیا کم ہین یہ عورت ہوکر ہر جنگ مین شریک ہوجاتی ہی اگر کسی مقام پر پردہ فاش ہوگیا تو کیسی ذلت کی بات
ہی اور مہرناز بیرور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو انشاء اللہ بہت جلد تم عقد
تمھارا شہنشاہ کے ساتھ کردینگے ملکہ نے شرم سے اور گردن جھکالی بعد اسکے امیر کشور گیر محل سے برآمد

ہوے دربار شاہی مین آئے اور سب ماجرا بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا کارنمایان
کیا اتنی بڑی جنگ سے مہرناز پرور کو لانا اسی شخص کا کام تھا کہ جو لیاقت صاحبقرانی رکھتا ہو غرضکہ ایک
بیان تو انتظار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ و بدیع الملک رستم ثانی کا کہ یہ آئین تو کوچ طرف کوہ بیضا کے ہو کہ زمانہ
میلے کا قریب رہ گیا ہی

لیکن اب چند کلمے شاہزادہ رستم ثانی دلاور کے بیان ہوتے ہین ؏

کہ یہ کوچ در مقام کرتے ہوے طرف قلعہ کام نہنگ کے چلے جاتے ہین اک صحرا مین پہونچ کر شام ہوگئی اُسی
جگہ اتر پڑے بارگاہ برپا ہوئی خیمہ کھڑے ہونے لگے چھولداریان استادہ ہوگئین دم بھر مین جنگل مین
منگل نظر آنے لگا لیکن عجب طرح کا وہ صحرا تھا کہ کوسون تک کف دست میدان ہی نظر آتا تھا برسون وہان
بوے انسان نہ آتی تھی شام کے ہوتے ہی عجب عجب طرح کی ہول خیز آوازین آنے لگین ہوا کا سناٹا
دل کے پار ہوا جاتا تھا ہوشیار شاہ حاضر خدمت تھا عرض کی کہ حضور نہایت پر آشوب یہ صحرا معلوم
ہوتا ہی خیر رات تو خدا خیر سے گذارے لیکن صبح کو یہان قیام نہ فرمائیے گا رستم ثانی نے کہا اے ہوشیار
شاہ تم بڑے بودے معلوم ہوتے ہو شیرون کے رہنے کو ایسا ہی جنگل چاہیئے ہم جب گھر سے نکلتے ہین
موت کو بہت نزدیک زندگی کو اپنے سے دور جانتے ہین بموجب شعر موت کو دور نہ سمجھے وہ
بشر عاقل ہی ✤ قبر مین سوتا ہی تکیئے مین کفن پاس رہے ✤ جب ہر طرح مرنا ہی ایک روز اس دار فانی سے
گذرنا ہی تو جیسے آج ویسے کل ہوشیار شاہ کہ نہایت مرد ہوشیار ہی مزاج سے رستم ثانی کے آگاہ
ہو چکا ہی کہا اب اگر زیادہ کہونگا تو یہ مضمون یہان سے آگے نہ بڑھینگے خاموش ہو رہا لیکن اب وہ وقت
ہوا کہ زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی قریب ہی کہ دربار برخاست ہو کہ شبرنگ نے آکر عرض
کی کہ ای شہریار عجب طرح کی بات ہی کہ ایک شخص عجیب الخلقت کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ ہی کوئی ایسا
دلاور و بہادر کہ مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی نے کہا وہ کون شخص ہی شبرنگ نے کہا یہ نہین معلوم انسان
تو نہین کوئی بلا معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ حرکات خلاف عقل ہین کہ کوئی ہم سے مقابلہ کرے کسی کو کیا
ضرورت مقابلے کی ہی رستم ثانی نے کہا مین چلتا ہون اور مقابلے کا مزا چکھاے دیتا ہون شبرنگ نے
عرض کی کہ حضور وہ انسان نہین معلوم ہوتا اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین کہین برسون بوے
انسان تو آتی نہوگی نہ کہ یہ رات کا وقت یہ سناٹا ایسا کون اجل رسیدہ ہی جو آئے گا رستم ثانی نے
کہا کہ ابتک صحبت نور الدہر کا اثر تجھسے گیا نہین ہی اپنے ساتھ تو دوسرے کے حوصلے کو بھی پست کرتا ہی
اگر کوئی دوست یا دشمن آزمائش کرنے آیا ہوا اور مین نہ جاؤن وہ یہان سے جاکر مشہور کرے کہ رستم
ڈر گیا اور مقابلے کو نہ نکلا اور اگر وہ کوئی آسیب ہی انسان نہین ہی تو میرا کیا کر سکتا ہی مین اُس کی
جان کے واسطے آسیب بن جاؤنگا لیکن اُسے بسزا پہونچاؤنگا شبرنگ خاموش ہو رہا لیکن
رستم ثانی بارگاہ سے نکل کر باہر آئے مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے جس وقت حد لشکر کو
تمام کیا دیکھا کہ واقع مین ایک شخص کھڑا پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ ہی کوئی جو مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی
کو ایسی لفظین سننے کی کب تاب ہی اُسی وقت نعرہ کیا کہ آیا مین تیری خدمت گذاری کے لیئے یہ
کہکر باگ گھوڑے کی لی کوئی دو کوس تک گھوڑ دوڑاے چلے گئے لیکن جب دیکھا اُس شخص سے

پندرہ بیس قدم کا فاصلہ ہی دیکھا جب گھوڑے کو اس حیرت مین آکر روکا کہ ہائین مین اسقدر دور نکل آیا لیکن ابھی تک اُتنا ہی فاصلہ اس سے باقی ہی یہ کیا اسرار ہی اور بظاہر یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ یہ بھاگ رہا ہی لیکن ادھر مرکب رستم ثانی کا رکا اور اُسنے آواز دی کہ بس اسی حوصلہ پر آئے تھے مقابلہ کرنے آگے بڑھو تو معلوم ہو رستم ثانی اگرچہ ان کیفیتون کو دیکھکر سمجھ گئے ہین کہ یہ انسان نہین واقع مین کوئی بلا ہی مگر آگے بڑھتے ہی چلے جاتے ہین کہ دیکھون تو یہ کہانتک مجھسے بھاگے گا جہان پاجاؤنگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا لیکن وہ غول صحرائی رستم کو لگائے ہوئے اسقدر دور نکل گیا کہ رستم اہل لشکر کی نظرون سے پنہان ہو گئے دیکھئے اس کا کیا انجام ہوتا ہی اور رستم ثانی کہان پہونچتے ہین

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان بدیع الملک نوجوان سے بیان کئے جاتے ہین

کہ یہ بھی بعد شہنشاہ گوہر کلاہ کے طرف قلعہ کام نہنگ کے چلے تھے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے راہ مین خبر پائی کہ عیار شہریار مہتر طیفور شیردل ملکہ مہر ناز پرور کو چرا لیگیا تھا اور پیسیا فرنگی نے اُسے قید کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کیا تھا راہ مین بہت بڑا کشت و خون ہوا آخر کار نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لیگیا یہ خبر سنکر بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب جانا میرا طرف قلعہ کام نہنگ کے ہیچ ہی اور اُسی وقت طرف لشکر امیر باتوقیر کے مراجعت فرمائی طی مراحل کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا سامنے سے شبرنگ بن عمرو روتا پیٹتا چلا آتا ہی پوچھا بدیع الملک نے کہ کیون روتا ہی شاہزادہ رستم کہان ہین شبرنگ نے تمام ماجرا بیان کیا کہ بعد تشریف لے جانے حضور کے امیر نے اُن کو بھی برائے مدد روانہ کیا تھا انجام یہ ہوا کہ راستے مین انھین ایک غول بیابانی لگا کر معلوم کہان لیگیا شاہزادے کا پتہ نہین ہر چند ہمنے تفحص کیا مگر پتہ نہ ملا بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا وہ شہریار باقبال ہے حامی اُسکا ہر مقام پر رب ذوالجلال ہی اور شبرنگ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ راہ طی کی تھی کہ لشکر رستم ثانی دکھائی دیا اہل لشکر بھی اپنے آقا کے واسطے پریشان تھے ہوشیار شاہ جدا رو رہا تھا بدیع الملک نے سب کو اپنے ہمراہ لیا اور طرف لشکر امیر کشورگیر کے روانہ ہوئے یہان امیر باتوقیر منتظر وقت بیٹھے ہین کہ بدیع الملک و رستم ثانی آئین تو طرف کوہ بیضا کے کوچ ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد زمین پیچیدہ ہرکارون نے آکر خبر امیر کشورگیر کو دی کہ آمد لشکر جرار فوج بسیار کی معلوم ہوتی ہی امیر مع سرداران ذیشان و پہلوانان عالیشان ایک بلندی پر آکر کھڑے ہوئے اور گرد کی طرف نگران ہوئے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند نعت مسیحا تحریر تھی امیر سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ لشکر شہریار ہی دوسری جانب دیکھا کہ تین علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پھریرے علمون کے سبز اور ہر پھریرے پر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی ہرکارون نے خبر دی کہ یہ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک ذیجاہ کی ہی غرضکہ لشکر شہریار بمقابلہ لشکر امیر اُترنے لگا اور لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ آکر لشکر امیر سے ملحق ہوا شہنشاہ نے ملازمت و قدمبوسی امیر باتوقیر کی حاصل کی شام تک لشکر شہریار صحرا مین اُترا کیا جس وقت وہ زمانہ آیا کہ روشنی

ون کی برطرف ہوئی اور تیرگی شب کی دور ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چونکہ شب واسطے استراحت کے پروردگار نے پیدا کی ہی امیر با توقیر بعد دربار برخاست کرنے کے اپنی خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوے جب دوسرا دن ہوا پھر گرد اُڑی سب تماشا دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہی لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک نوجوان مع لشکر گران نمودار ہوے اور لشکر رستم ثانی کے لوگون کو بھی ہمراہ دیکھا کیونکہ علم سبز لشکر بدیع الملک کی علامت اور نشان ہلالے سُرخ فوج رستم کی علامت ہے جس وقت بدیع الملک آکر لشکر امیر با توقیر سے ملحق ہوے اور ملازمت صاحبقرانی حاصل کی امیر نے حال رستم کا پوچھا کہ کہان ہین بدیع الملک نے سارا ماجرا جو زبانی اہل لشکر کے سُنا تھا بیان کیا امیر کو نہایت تردد ہوا ارادہ فرما رہے تھے کہ کسی کو براے مدد روانہ کرون لیکن تیسرے روز خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ تیس ۳۰ لاکھ فوج وسپاہ کی جمعیت سے آتا ہی اور دو سردار آفت روزگار رشنگاؤ آہن کلاہ کہ ساڑھے تیرہ سے من کا میل فولادی باندھتا ہی اور دوسرا افلاک روئین تن کہ تلوار اُسپر اثر نہین کرتی اُسکے ساتھ ہین اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال بن صلصال بھی ہمراہ ہین اور سُنا گیا ہی کہ صلصال کے پاس کوئی ہیکل ہی کہ اُسکے سبب سے نہ تلوار اُسکے جسم پر اثر کرتی ہی اور نہ کسی سے زیر ہوتا ہی بوقت مقابلہ خود بخود قوت حریف کی سلب ہوجاتی ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین خداے ما بزرگ است لیکن اب آمد لشکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ شروع ہوگئی اس طرح کہ گرد اڑی اور باریق بن ساریق ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا جاے مناسب دیکھکر خیمہ برپا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور سیلاب پیل گردان ایک لاکھ سوار سے پہونچا تیسری گرد اُڑی فرزیل عقرب چشم تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا چوتھی گرد اُڑی ور قلماق اژدر خوار تین لاکھ سوار سے پہونچا پانچوین گرد اڑی افراط بن تفریط تین لاکھ سوار سے آکر قائم ہوا چھٹی گرد اڑی اور مریخ ستارہ چشم چار لاکھ سوار سے پہونچا ساتوین گرد اڑی مندویل فیل گردن چار لاکھ سوار سے آیا آٹھوین گرد اُڑی پلنگ شیر سر چار لاکھ سوار سے پہونچا نوین گرد عظیم بلند ہوئی اور لشکر بسیار نمودار ہوا کہ افسر اس لشکر کے قیراط آدم خوار مفقود مردم درد خونخوار مریخ پیشانی صلصال بن دال و خلخال بن صلصال و شنگاوہ آہن کلاہ اور افلاک روئین تن تھے اب تو یہ عالم ہوا کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا جا بجا خیمہ خرگاہ برپا ہونے لگے جوانان فوج اُترنے لگے بعد ان سب کے نہایت عظم وشان سے دیکھا کہ قیطول اُڑتے چلے آتے ہین اور ایک مرکب بادرفتار دوش صبا پر سوار آگے آگے قیطولون کے بغیر پیروبال اُڑتا چلا آتا ہی نام اُسکا توسن تقرب رسان ہی کہ جسکو لاجورد شاہ طلب کرتا ہی یہ مرکب اپنی پشت پر سوار کرکے بلاے قیطول لے جاتا ہی امیر با توقیر اسکی آمد دیکھکر نہایت متعجب ہوے تھے کہ یہ ملعون بڑی شان وشوکت پیدا کرکے آیا ہی لیکن قیطول لاجورد شاہ کے صدر لشکر مین بالاے ہوا قایم ہوئے اب ان سب کو تو اسی حالت مین چھوڑیے

لیکن چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

کہ دیو تندک نامہ ملکہ آسمان پری اپنے ہمراہ لایا تھا امیر براے مدد طرف پرستان کے روانہ ہوے بساط پر تشریف فرما تھے پہلو مین دوست قدیم لندھور بن سعدان گردسار رفیق ساتھ تھا جو مقامات

پرستان کے راستے مین ملتے جاتے تھے صاحبقران لندھور کو پتے دیتے جاتے تھے کہ یہ فلان جگہ ہے یہ فلان
مقام ہے عمرو تندک کی گردن پر سوار جس وقت پرواز اسکی تیز ہو جاتی ہے خواجہ سلامت کان اینٹھتے ہین کہ آہستہ آہستہ
پرواز کر آخرکار بساط ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گلستان ارم مین پہونچا خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی
برائے استقبال آکر امیر کو لے گئی مسند پر بٹھایا امیر نے حال سلیمان اعظم کا پوچھا آسمان پری نے کہا کہ چلکر
دیکھ لیجیے امیر قریب مسہری کے آئے دیکھا کہ سلیمان اعظم شدت تپ سے بیہوش ہین ہاتھ جسم پر رکھنا گوارا
گذرتا ہے امیر نے بازو پکڑ کر دعا پڑھی سلیمان بیہوش تھے انتہا کی غفلت طاری تھی وہان سے اٹھ کر پھر امیر
باتوقیر آکر مسند پر متمکن ہوئے آسمان پری نے کہا کہ اے بیمروت آدمزاد ہم اس حال پر ملال مین
مبتلا ہون اور تم خبر بھی نہ لو جب سے تمنے شادی ملکہ قریشہ سلطان کی سلیمان ثانی کے ساتھ کر دی اُس وقت
سے اُٹھنے لڑنا جھگڑنا موقوف کر دیا یہ لڑکا سلیمان اعظم اس حال مین مبتلا ہے سنا ہے دیو گرگرہ مرمرہ پسران
گزمست بن قہقہہ بہت قریب آچکے ہین امیر نے فرمایا اے آسمان پری تمنے مجھے ناحق ستایا مین نے تو صاحبقرانی
کو ترک کیا اس وقت جو صاحبقران ہے یعنے فرزند دلبند میرا اس سے اعانت طلب کی ہوتی آسمان
پری نے عرض کیا کہ ہونے کو سلامتی سے سب ہین تمھارے بیٹے پوتے ماشاءاللہ بہت سے ہین مگر مجھے
تو تمھین سے سروکار ہے اگر تم ایسا ہی کہتے ہو تو خیر مین نامہ بھیجتی ہون اور اسی وقت دیو تندک سے
حکم کیا کہ تو لشکر حمزہ ثانی مین جا کر یہ نامہ میرا دے آنا بلکہ جواب خط بھی لیتا آنا یہ کہکر نامہ تحریر کیا اور تندک
کو دیکر روانہ کیا یہ تو اس طرف روانہ ہوا لیکن امیر باتوقیر قبر شہپال بن شاہرخ پدر آسمان پری پر تشریف
لائے فاتحہ پڑھا اشکبار ہوئے اپنی ضعیفی پر خیال کیا شباب کا زمانہ یاد آیا لندھور سے فرمایا اے وارا سے جنہ
ایک روز یہی انجام سب کے واسطے ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ہم تم جوان تھے ولولہ شباب تھا کیسے کیسے
کارنمایان فضل خلاق انس و جان سے کیے کہ وہم مین بھی نہین آسکتے تھے آج یہ کیفیت ہے کہ نہ وہ ولولہ ہے
نہ امنگ ہے اگر کسی حسین ماہ جبین پر نظر بھی پڑتی ہے تو اپنا سن دیکھکر اُس سے بات کرتے شرم معلوم ہوتی ہے
آنکھ ملاتے حجاب آتا ہے یا ایک وہ زمانہ تھا کہ بموجب شعر پردہ ہے او حیا سے خود کچھ نہ ہین حجاب تھا
عشق کے لیے یہ بھلا ہم وہ نہ تھے شباب تھا یا اب یہ کیفیت ہے جب بالون کی سفیدی پر نظر پڑتی ہے سفیدہ صبح
محشر کا آنکھون کے نیچے پھر جاتا ہے دل افکار انجام مین گھر جاتا ہے بموجب شعر ہوئے گلشن زیست سے ناامید
کہ نرگس ہوئی زرد و سنبل سفید ٭ لندھور کی یہ کیفیت ہے کہ بیان صاحبقران پر سکوت کا عالم ہے دل پر
ہجوم غم ہے عرض کرتے ہین کہ حضور یہان سے چلکر میرا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ سلطنت کو ترک کر کے یہ
نفس چند گدایانہ طور پر حضور کے ہمراہ عبادت الٰہی مین بسر کرون حقیقت مین یہ جاہ و حشم طبل و علم دنیا
تک ہین قبر مین سوا دو گز کفن کے کوئی شے مال دنیا سے ساتھ نجائے گی لہذا جس چیز کو ثبات نہین
اسکی ہوس بیکار ہے حمزہ صاحبقران مع لندھور بن سعدان تو اس حالت عبرت مآل مین ہین ٭

اب دو کلمے داستان ہیبت نشان صاحب صولت جہانبانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ لشکر امیر باتوقیر کا صحرا مین مقیم ہے ارادہ کوہ بیضا کی طرف چلنے کا ہوا تھا لیکن عجب سخت زمین اس
صحرا کی تھی کہ پانون پکڑتی تھی جانے نہ دیتی تھی ایک ایک مرحلہ ایسا درپیش ہو جاتا تھا سفر معطل

رہتا تھا ویسا ہی اتفاق گذرا کہ اول تو شہر یار بن ملک پر سید یاے فرنگی نے آکر مقابلہ لشکر امیر فوج کو
ذتار اکہ بموجب مشہور مثل یک نشد دو شد لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ بھی آ پہونچا لیکن یہ ملعون عجب شان وشوکت
کے ساتھ آیا ہے کہ تیس لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہے سردار نہایت زبردست زبردست ساتھ ہین جنمین ایک ایک
کو یہ دعوی ہے کہ ہم امیر سے مقابلہ کرینگے قیطول اُسکے بالاے ہوا اڑتے آتے ہین کہ حال ان قیطولون
کا اپنے وقت پر مذکور ہوگا لیکن لاجورد شاہ نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زری پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے
بعد دعا وثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دل زمین ہول
سے تھرایا اُدھر لشکر شہر یار نامدار مین بھی طبل جنگ بجا تینون لشکرون مین تیاری ہونے لگی جوانان
آزمودہ کار دلاوران لہور شعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان پر لگا کر باڑھ دیکھ رہا تھا کوئی
نیزے کے پھل کو اور آبدار کر رہا تھا کوئی کمند کے سلجھانے مین الجھا ہوا تھا کوئی ذرہ کے جال مین پھنسا ہوا
تھا عجب عالم تھا کہ جوانمردون کے چہرون پر بشاشت چھائی ہوئی سرخی چہرون پر آئی ہوئی تھی کہ کل روز نام و
ننگ ہے ایسی حرب کرنا چاہیے کہ نام رستم وسام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹ جائے جو بزدلے
تھے وہ چھپ چھپ کر پردہ شب کو غنیمت جان کر نکل نکل گئے تھے بعضے بہانے کر کرکے ٹل گئے کہان تک
گذارش کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم
بہار کے چلے صاحبقران ثانی عبادت سبحانی سے فراغت کر کے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرنے لگے
کہ اتنے مین تنہر آمد سلطان خاص وعام بادشاہ اسلام کی ہوئی امیر با توقیر مع سرداران نامی وگرامی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا بعد امیر کے اور سردارون کے سلام ہوے
بادشاہ آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے ہوے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے صدر مین تخت
شاہی قائم ہوا داہنی جانب فوج دست راست اور اُنکے سردار علمہاے سبز کھلے ہوے بائین
جانب سرداران دست چپ مع فوج ظفر موج اور علمہاے سُرخ جلوہ نما یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طرف
باغ کھلا ہوا ہے ایک طرف لالہ پھولا ہوا ہے امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی مرکب سیہ چشمی
پر سوار آکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر سر پر کھلا اور پھریرے سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران
پیدا ہوئی اور سردار دس دس قدم صف سے آگے بمرتبہ سرداری قائم ہوے اُدھر دیکھا تو ایک
جانب لشکر لاجورد شاہ صف بندیان کر رہا ہے وسط لشکر مین قیطول بالاے ہوا قائم ہین سردار
صفون کی درستیان کر رہے ہین ایک جانب شہر یار باوقار اپنا لشکر آراستہ کر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
لشکر سے چالیس قدم آگے اپنا مرکب بڑھا کر کھڑا ہوا ہے اسکو دعوی ہے کہ مین صاحبقرانی امیر سے
چھین لونگا مین آپ صاحبقران ہون مہتر طیفور شیر دل رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوے
کھڑا ہے کہ یکایک بیلدار برق رفتار صفون سے نکل نکل کر میدان جنگ کی درستی بصد چیز دستی کرنے لگے
اور آن واحد مین جھاڑی جھنکڑی کاٹ کر میدان کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا بعد اس کے سقون نے آب پاشی
کر کے گرد کو بٹھایا تازی کھدی ہوئی مٹی پر جو پانی پڑا عجب سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ جان

کو تر و تازہ کر دیا نقیبان بلند آواز ساز ملا کر زمزم سرون مین اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے اشعار

ہین کہان آج رستم و بہرام — جنکا زیر فلک بلند ہی نام — ملتی تھی جنکی تیغ سے نہ پناہ
کشتۂ تیغ مرگ ہو گئے آہ — کرتے تھے کلہ نہنگ جو چاک — دل شگاف اب پڑے ہین زیر خاک
صفدرو آج کام تم بھی کرو — نام کا دن ہے نام تم بھی کرو

جس وقت نقیب نہیب دیکر نکل گئے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا تلوار ون کے قبضون پر ہاتھ جا پڑے تیغین نیامون سے اُگلنے لگین مرکب ترا ن جنبیان کرنے لگے کہ یکایک بارِیق بن سارِیق مرکب اپنا جمکا کر سامنے قیطول لاجورد شاہ کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اجازت چاہی لاجورد شاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے بارِیق بار دگر مرکب پر بیٹھا اور رخ میدان کارزار کا کیا اب اُدھر تو لشکر اسلام منتظر ہے کہ دیکھئے کسے یہ ٹوکتا ہے جسے ارادہ پیکار رکھتا ہے یا فرنگیون سے عزم مقابلہ رکھتا ہے لیکن بارِیق نے میدان مین پہونچ کر پہلے خوب سلح شوری کی سرایا میدان کا دکھایا جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے نہیب دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان جس کو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور اگر جان اپنی پیاری ہو تو آکر خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے کہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے جب جی چاہے اپنے خداوند کی زیارت کرے اب بھی پرستش سے خداے نادیدہ کے باز آؤ تم لوگون کی عجب عقل ہے کہ جسکو دیکھا نہین اُسکو خدا مان لیا یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام مین جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ کیخسرو ناہدار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت حرب و پیکار چاہی بادشاہ نے فرزند کو نگاہ حسرت سے دیکھا گردن نیچی کر لی اس سے یہ پیدا تھا کہ تمھین برائے مقابلہ جانے کی کیا ضرورت تھی لیکن مجبوری فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا کیخسرو ناہدار مرکب پر سوار متوجہ میدان کارزار ہوے اور للکارا بارِیق کو کیا جھک مارتا تھا نہین جانتا تو اس پروردگار کو کہ جسکو خداے نادیدہ کہتا ہے وہ ایسا ہی کہ کل موجودات کو اُسنے پیدا کیا ہی اُسکو نہین کسی نے پیدا کیا ہے اُسکی شان ہی نرالی ہے ذات اُسکی قدیم ہے اور یہ خر نا شخص کہ تو جسکو خداوند خداوند کہکر پکارا رہا ہے باپ اسکا جس ذلت و خواری سے مارا گیا تمام عالم پر روشن ہی اگر خداوند تھا تو کوئی قدرت نمائی نہ کی اسی طرح ایک روز لاجورد شاہ بھی کتے کی موت مارڈالا جائیگا تجھے ہار جائے گا یہ سننا تھا کہ بارِیق پکارا او خدا پرست تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہے لاضرب بہادری کی کیخسرو نے کہا نہین جانتا آئین اہل اسلام کا کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے جب پروردگار تیری ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر بارِیق نے نیزہ کا وار کیا کیخسرو نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ باہم پیچیدہ ہو گئے طعن پر طعن چلنے لگی بند بند چھٹنے لگے اور کھلنے لگے کوئی بچا سی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ کیخسرو ناہدار نے خبر پر جھڑ ماری اور نیزے کو بارِیق کے مانند کاکل محبوبان پیچیدہ کر کے جھٹکا مارا نیزہ مانند تیر شہاب کے سن سے فلک کو نکل گیا بارِیق نیزہ کھو کر آب خجالت مین غرق ہو گیا لیکن خفیف ہو کر گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر کیخسرو پر وار کیا کیخسرو نے کلہ عمود کو مثل خیار تر کے قلم کیا بارِیق پکارا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جسکا

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر دار تیغہ آبدار کا سر کیخسرو عالی وقار پر کیا کیخسرو نے وار اسکا بپشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اہل فوج لاجوردشاہ تھرا گئے شہریار بن
پرسیسا نے بھی غور سے دیکھا جوانان لشکر اسلام نے تعریف کی لیکن لشکر کفار سے کذاب کوہی نے گرگین
اپنا نکالا لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا کہا غضب کیا ایسے زبردست کو ایک ضرب مین مار ڈالا تو
زبردست ہی نہین جانتا مجھکو کہ مین کون ہون منم کذاب کوہی کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بسوی یہ کہکر اترہ لیغت تنگ
کیخسرو نامدار پر مارا کیخسرو نے اترہ کو بھی تیغ سے قلم کیا اور وار شمشیر کا کیا کذاب نے سپر کو اٹھا کر چیریکی پناہ کیا تلوار کو سمجھن خیامن دیا لیکن تیغ
کیخسرو کا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کرتا ہوا اصل تلوار کا تراشتا ہوا خود پہونچا کذاب ہوشیار ہم مرد جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ
چشیدہ ہی سر اسنے پیچھے کھینچا کوئی تین انگل کا زخم سر مین آیا تیغہ سر سے نکلکر گردن مرکب پر بیٹھا گردن گھوڑے کی قلم ہوئی مرکب
آتشبازی کے مانند چرخ مارنے لگا راکب و مرکب دونون غلطان و پیچان زمین پر آئے کیخسرو نے نعرہ کیا کہ لیجاؤ اسے میدان
سے کہ مردے سے بدتر ہے بھیجو کسی اور کو لوگ لشکر لاجوردشاہ سے آئے اور کذاب کوہی کو زیر دستی سے اٹھا لیگئے کہانتک بیان
کیا جائے کہ کیخسرو نے آج کی میدان داری مین سات سردار لشکر کفار کے زخمی کئے اور تین سردار
جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے شہریار حد اپنی فوج و سپاہ کو لئے ہوئے میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا لیکن چونکہ یہ بھی
بہادر پرست ہے تعریف جنگ کیخسرو کی کرتا تھا کہ کیا بہادر ہے اور کس آن بان سے لڑا ہے ادھر
لاجوردشاہ نے لاشین اپنی فوج والون کی جلوا دین انکے عزیزون کو تسکین دی کہ اگلی بروز جشن
خداوندی ان سبکو ہم پھر زندہ کر دینگے اس طرف امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ
فرزند پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سب سرداران نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم
پہن کر بیٹھے جام بادہ ناب گردش مین آیا لیکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک دیو سر جھاڑ منہ
پہاڑ کھڑا ہوا اجازت باریابی مانگ رہا ہے فرمایا امیر نے کہ آنے دو جس وقت دیو اندر بارگاہ کے
آیا دیکھا امیر باتوقیر نے کہ تندک دیو ہے پوچھا کہ خیر و عافیت تو ہے مادر مہربان کا مزاج مبارک کیسا ہے تندک
نے بعد خیر و عافیت بیان کرنے کے عرض کیا کہ یہ نامہ لایا ہون امیر نے نامہ ہاتھ سے دیو کے لیا پڑھا
تحریر تھا کہ اے فرزند دیو کرکرہ اور رمرہ پسران گزیت بن قہقہہ کئی لاکھ دیوون سے برائے غارت گلستان ارم
چلے ہین اور بھائی تمھارا سلیمان اعظم نہایت علیل ہے بیٹے ہین نے اضطراب مین تمھارے باپ کو بلا
بھیجا لیکن وہ جنگ و جدل سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین نے صاحبقرانی کو ترک کیا اب حمزہ
ثانی بیٹے ہو لہذا تم کو اطلاع دی گئی امیر ثانی نے نامہ تندک کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ میری
طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین خود یہان لشکر لاجوردشاہ مین گھرا ہوا ہون ادھر شہریار بن پرسیسا
برائے مقابلہ آیا ہوا ہے اور وہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے رستم ثانی کا کہین پتا نہین اگر اس وقت مین پرستان
چلتا ہون یہان لشکر پر نہین معلوم کیا گذر جائیگی لہذا مین مجبور ہون تندک یہ جواب صاف سنکر دم بھر وہان
نہ ٹکا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا لیکن بعد جانے تندک کے یہان پھر خبر آئی کہ لشکر لاجوردشاہ
مین کوس حربی بجا ہے امیر نے فرمایا خدا ے ما بزرگ است یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی اسی وقت نقار خانہ سلیمانی نوازش مین آیا طیاری جنگ و جدال ہونے لگی یہانتک کہ آمد

شہنشاہ خاور سے فوج انجم گریزان ہوئی علم کا ہکستان سرنگون نظر آیا سواد شب نے خیمہ سیاہ اپنا اُٹھایا لوگ اسپنے اپنے خوابگاہ سے اُٹھے اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت کرکے اسلحہ حرب کو تن پر درست و چست کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا ایک جانب شہریار نامدار با فوج بسیار و سرداران عالی دثمار مانند شمائل خان بن جذائل خان و بہرام تیغزن و قہر باکن دیوانہ و فیروزہ دیوانہ و کرتوس تیززن و قیماس بلند آواز و فیلوس بلندبالا و شرزاے کثیر حشیم و ہامان میمون حشیم عجب عزم و شان سے صف آرای میدان کارزار ہوے ایک طرف لشکر لاجوردشاہ کے سرداران ذیجاہ میدان جنگاہ مین صف بندیان کرنے لگے اسطرف کے داہنے جانب خونخوار مریخ حشیم سیماب تندگردان پلنگ شیر سر افراط بن تفرلیط قلمماق اژدرخوار جانب دست چپ مریخ ستارہ حشیم مندیل فیل گردن قیراط آدمخوار ہومان دیوانہ مفقود مردم ور وغیرہ افسر فوج شنگا وہ آہن کلاہ اور کساقہ اسکے افلاک رویین تن ساپہلوان تہمتن ہر صلصال خلخال پاس لاجوردشاہ کے بالا سے قیطول ہین اس طرف امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی مع فوج کثیر جم غفیر صفون کو آراستہ کیئے ہوئے منتظر جنگ کھڑے ہین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ عاد شتر گردن نے کرگدن اپنا صف سے نکالا اور لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ بانی اے گروہ خداپرستان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر اجازت حرب چاہی فرمایا امانت پروردگار مین دیا ہے بدیع الزمان بار دگر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوے عاد شتر گردن نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا دہین سے تیر کمان مین جوڑا اور تاک کر سینہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے تیر اسکا تیغ سے قلم کیا اور مرکب کو اُڑا کر قریب جا پہونچے عاد نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی بیاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بدیع الزمان نے نیزہ عاد کا ہوائی کیا عاد نے غصہ مین آکر دارجو بدست کا کیا بدیع الزمان نے چوب اسکی سپر پر ردکی اور ہاتھ کمر کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے فوج اسلام سے صداے احسنت و مرحبا بلند ہوئی فوج کفار کمر شکستہ و دردمند ہوئی لیکن معاد شتر لب نے جو یہ حال دیکھا وہین سے تلوار کھینچکر چھپٹا کہ غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مارا بازو میرا شکستہ کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتا ہوا قریب بدیع الزمان کے پہونچا اور وار تیغہ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے تلوار اُسکی لیشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ جوہر شد دلوبند کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے یہ حال دیکھکر افراط بن تفرلیط نے رخ میدان کا کیا اور کہا کہ واقع مین تو بڑا ہی سرکش ہے جو تجھے لوگ سرفتنہ ملک باختر کہتے ہین لیکن کسی سخت سے ابھی سامنا نہین ہوا ہے یہ کہکر وار ارہ لیشت نہنگ کا کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو اُٹھایا تلوار سپر کو قلم کرکے خود میں بیٹھی جھٹکا جو مارتا دوابرو اُترگئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی چہرے باہر آتی ہی غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لے جاؤ اسے

کہ مردے سے بدتر ہے جو لوگ زخمی سے نہیں لڑتے ہیں لوگ آکر افراط کو بھی لے گئے غرضکہ بدیع الزمان نے بھی شام تک چھ سردار لشکر کفار کے زخمی کئے اور چار جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا اور تینوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے شہریار اپنی بارگاہ میں گیا بدیع الزمان کی نہایت تعریف کرتا ہو لیکن رغبت زیادہ سرداران دست چپ کی طرف سے لیکن وہان لاجوردشاہ نے توسن تقرب رسان کو حکم دیا کہ جا اور سرداران لشکر کو لے آیہ خبر افسران فوج کو ہوئی یکے بعد دیگرے حاضر خدمت خداوندی ہونے لگے یہانتک کہ کل سردار داخل بارگاہ ہوئے لاجوردشاہ تخت خداوندی پر جلوہ افروز ہوا افسران فوج گرد پیش ہیں کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے عرض کی کہ یا خداوند کل کے روز حکم کر دیجئے کہ کوئی میدان جنگ میں نہ نکلے میرا یہ سالار افلاک روئین تن ان خدا پرستون کے واسطے کافی ہے دیکھئے تماشا اُسکی جنگ کا کہ حمزہ بھی کچھ نہ کر سکیگا لاجوردشاہ نے کہا میں نے تقدیر کو تیری رائے کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ سب بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے عرق میں آلودہ پسینہ میں غرق گردین اٹھائے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کل کے روز کوئی مرد دو افلاک روئین تن ہے کہ وہ مقابلہ کریگا کفار میں نہایت خوشی ہے لاجوردشاہ کہہ رہا ہے کہ میں نے اسکی موت کو پیدا ہی نہیں کیا یہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائے گا بادشاہ اسلام یہ گفتگوے لاطایل لاجوردشاہ کی زبانی ہرکارون کے سنکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ کہدو ہمارے یہان بھی بالفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ سلیمانی نوازش میں آیا انکو تو اسی حال میں چھوڑیئے

اب چند کلمے داستان عبرت نشان قوت بازو صاحبقرانی عمرو بن حمزہ یونانی کے گزارش کیے جاتے ہیں

کہ یہ ہمیشہ صحرا بصحرا پھرا کرتے ہیں فقیرانہ طور پر زندگی بسر کی جب کوئی وقت سخت امیر کشورگیر پر یا اور کسی عزیز پر دیکھا تو کام آئے ایک صحرا میں مع فوج مقیم تھے دیکھا کہ ایک قافلہ چلا آتا ہے اپنے عیار سے کہا کہ جا کر دریافت تو کر کہ یہ کاروان کس طرف سے آتا ہے اب تو دنون سے کچھ خبر قبلہ دین و دنیا کی نہیں معلوم ہوئی عیار نے آکر عرض کی کہ یہ قافلہ مکہ سے آتا ہے عمرو بن حمزہ قریب اُس کاروان کے آئے اور پوچھا کہ آپ لوگون کو کچھ حال جناب حمزہ صاحبقران کا بھی معلوم ہے اُن اہل قافلہ نے کہا کہ بالفعل تو امیر بالتوقیر خانہ کعبہ میں نہیں تشریف رکھتے ہیں سنا ہے کہ پرستان میں گئے ہوئے ہیں لیکن ہان ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ فولاد حبشی بہزاد حبشی پسران شداد حبشی نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی لیکن لندھور نے آکر دونون کو شکست دی بعد اُسکے پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن آرا بانو کا لئے ہوئے آتے تھے راہ میں کوہان کوہ سر کوئی کافر تھا کہ عادی ہاتھ سے اُسکے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر نوش کر کے انتقال کیا لندھور آکر لاشین لے گئے امیر دن رات قبر پر بیٹھے رہتے تھے کبھی کلام شریف پڑھکر روح کو ثواب بخشتے تھے کبھی روتے تھے یہ سننا تھا کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے گریبان کو چاک کیا سر پر خاک ڈالی اور اُسی وقت کوچ کر کے خانہ کعبہ میں آئے قبر پر فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہ ملکہ گلشن آرا بانو مادر مہربان عمرو بن حمزہ کی ہیں لیکن حسب الاتفاق جو دیو تندک جواب نامہ امیر ثانی سے لیکر پھرا تھا اُسی طرف گذر اُسکا ہوا دیکھا کہ امیر بیٹھے مرقد ملکہ گلشن آرا پر رو رہے ہیں تندک یہ سمجھا کہ شاید صاحبقران اُس

خیال سے کہ امیر ثانی نے کسی کو برائے مدد روانہ کیا ہوگا آپ رخصت ہوکر چلے آئے ہیں اور حمزہ ثانی نے جواب صاف دیا لہذا امیر کو اطلاع کرتے ہوئے چلنا بہتر ہے یہ خیال کرکے بالائے ہوا سے زمین پر آیا سلام کیا عمرو بن حمزہ نے جو تندک کو دیکھا پوچھا کہ قبلہ و کعبہ خیریت سے تو ہیں اب تندک نے بھی پہچانا کہ یہ فرزند اکبر امیر کے عمر بن حمزہ یونانی ہیں تندک نے عرض کی کہ حضور ہاں ابھی تک تو خیریت ہے لیکن آیندہ دیکھا چاہیے کہ دیو کر کرہ اور مرمرہ لیبران گزیت بن قہقہہ لشکر دیوان لیکر چل چکے ہیں ہنوز گلستان ارم میں پہونچنے نہیں پائے ہیں ملکہ آسمان پری نے صاحبقران کو بلا بھیجا تھا امیر نے ارشاد کیا کہ میں جنگ و جدل ترک کرچکا صاحبقرانی سے دست بردار ہوا اب جو صاحبقران وقت ہو اُس سے اعانت طلب کرو تو بہتر ہے ملکہ نے امیر کے فرمانے سے نامہ حمزہ ثانی کو بھیجا اُنھوں نے جواب صاف دیا کہ مجھے فرصت نہیں کہ آؤں اور کسی کو میں اس قابل نہیں سمجھتا کہ برائے مدد روانہ کروں میں نے جو آپ کو دیکھا تو مجھے حمزہ صاحبقران کا گمان ہوا میں نے اس خیال سے کہ اطلاع کرنا ضروری ہے اپنے کو یہاں پہونچایا تو آپ کو دیکھا عمرو بن حمزہ نے کہا افسوس کچھ حمزہ ثانی کو پاس و لحاظ بزرگوں کا نہیں جواب لکھتے ہوئے شرم بھی نہ آئی خیر باراجہ ازیں اے تندک تو مجھے خدمت میں مادر مہربان ملکہ آسمان پری کے لیچل تندک نے عمرو بن حمزہ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا

لیکن اب حال گلستان ارم کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ بعد جانے تندک کے تیسرے روز خبر پہونچی کہ دیو کر کرہ و مرمرہ پانچ لاکھ دیووں سے حوالی گلستان ارم میں آپہونچے ہیں ملکہ آسمان پری نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ مقیم ہو سیامک سیاہ قبا مع لشکر دیوان گلستان ارم سے باہر آکر پہونچے خیمہ برپا کیا لیکن کر کرہ اور مرمرہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا یہاں لشکر آسمان پری میں طبل جنگ بیدار تنگ بجا تیاری جنگ ہو نیلگی دیووں نے اپنے حربے درست کرنا شروع کئے کسی نے ساخون پر آہنی تھل مثل نیزے کے چڑھائے کسی نے ارہ پشت نہنگ کے دانت بارھ دار کئے کسی نے دار شمشاد کو ہاتھ میں تولا کوئی میل فولادی کو جلا دینے لگا کسی نے زنجیر سارتق کی کڑیاں درست کیں اسی طور سے اپنے اپنے حربے درست کرنے لگے یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو شکست دی امیر معصوم وقت عبادت پروردگار ہوئے بعد فراغت فریضہ سحری ہمراہ رکاب اپنے لندھور بن سعدان گرد کو لیکر رخ میدان کارزار کا کیا سلیمان اعظم کی تپ بھی آج کسی قدر کم ہوئی ہے یہ بھی ہمراہ بدر عالی جاہ ہیں لیکن جسوقت امیر با توقیر اپنے لشکر میں پہونچے دیکھا فوج حریف کی صف آرا ہے صاحبقران نے لندھور کو افسر لشکر قرار دیا اور سلیمان کو پہلو میں لئے آپ تماشائے جنگ دیکھنے کے قصد سے کھڑے ہو رہے لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلداروں نے صفوں سے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب بہادروں کے دوست ناموروں کے رقیب پروں کے قریب قریب آکر نہیب دیکر چلے اُس وقت دیو کر کرہ میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ جسکو تمنائے مرگ دار زدہ قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سُنکر سیامک نے امیر سے اجازت جنگ لی اور سامنے دیو کر کرہ کے آیا کر کرہ سیامک کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ تو کیوں جان دینے آیا ہے ہیچ

اوسی آدم زاد لقمہ چرب کو کہ جسکا گوشت نہایت مزے کا ہوگا سیامک نے کہا کیا جھک مارتا ہی یہ میدان
جنگ ہے بزم تمسخر نہین ہے یہ سنکر دیو کرکرہ نے ساریق ماری کہ شانہ سیامک کا نشانہ ہوا ہاتھ شانے
سے جھول گیا چاہا دیو کرکرہ نے کہ دوسرا وار کرکے کام اسکا تمام کرون کہ سیاہ قبا جھپٹ پڑا اور آواز دی
کہ کیا کرتا ہے ابھی ملک الموت تیری جان کا مین موجود ہون کرکرہ نے وہی ساریق سیاہ قبا پر ماری اسکا
سر زخمی ہوا چاہتا تھا دیو کرکرہ کہ سر دونون کے کاٹ لون کہ لندھور نے امیر سے اجازت لیکر نعرہ کیا
کہ باش او قرمساق کیا کرتا ہے ادھر آ کرکرہ لندھور کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا او آدمزاد کیا تو دیوون سے
زیادہ طاقت وقوت رکھتا ہی جو بہ ارادہ جنگ آیا ہی نہین دیکھا تو نے کہ کیا حال کیا مین نے ان دونون کا
ابے مین منھ کھولتا ہون تو کو دیر نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ ہلیلا ہلیلا کر کھا جاؤن گا بہتر ہے تو لقمہ چرب
ہی یہ کہکر آنکھین بند کرلین اور منھ کھول دیا لندھور نے ایک سنگ گران اوٹھاکر اوس کے حلق مین ڈال
دیا دیو نے دانت جو مارا تو پتھر پر پڑا گھبراکر آنکھین کھول دین لندھور کو سامنے کھڑا پایا پکارا او آدمزاد
تو بڑا مکار معلوم ہوتا ہے لندھور نے آواز دی کہ مردود تو مجھے لقمہ چرب کہتا ہے نہین جانتا کہ مین
لقمہ سخت ہون دیو نے غصہ مین آکر لندھور پر بھی وار ساریق کا کیا لندھور نے ایک گولہ ساریق
کا سپر پر روکا دوسرا تیغ سے قلم کیا بس دیو نے کہا او آدمزاد تو بڑا تیز دست ہے لیکن کہان
جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے باش خبردار وہوشیار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا منم دیو کرکرہ یہ نعرہ کرکے
سر نیچا کیا اور گردن کو بل دیکر طرف لندھور کے اس ارادے سے چلا کہ شاخون پر لندھور کو اوٹھا لون
لندھور نے پیترا بدل کر شاخ کو خالی دیا دیو اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر آیا اب لندھور نے
مہلت پائی شاخ اسکی پکڑ لی چاہا دیو نے کہ اوٹھا لون لیکن لندھور نے اپنے پاؤن جمائے زمین پر
کہ ممکن نہوا جو دیو اوٹھا لیتا اوس وقت دیو پریشان ہوا اور قصد کیا کہ شاخ چھڑاکر بھاگون لیکن شاخ
پنجۂ اجل مین آچکی ہے سکتا چلنے لگا یہان تو یہ حالت ہے لیکن دیو مرمرہ نے دیکھا کہ جان میرے
بھائی کی بچتی نہین معلوم ہوتی وہین سے میل فولادی پکڑ کر جھپٹا کہ او آدمزاد بڑا تو سرکش معلوم
ہوتا ہے لیکن امیر یہ حال دیکھکر نہایت مضطرب ہوئے کہ لندھور ایک سے لڑ رہا ہے دوسرے
سے کیونکر مقابلہ کرے گا ایسا نہو کہ ہاتھ سے دیو مرمرہ کے مارا جائے کہ یکایک ایک لکہ ابر تنک آسمان
پر نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یہ ابر بے فصل کا کیسا ہے لیکن وہ لکہ ابر مانند پرکالۂ آتش کے زمین پر
آیا اور نعرہ عمر بن حمزہ یونانی کا ہوا امیر کی جان مین جان آگئی دیو مرمرہ قریب لندھور کے پہونچ
چکا تھا کہ عمرو بن حمزہ نے آواز دی کہ او مردود کہان جاتا ہی ادھر آ کہ حریف تیرا مین ہون دیو مرمرہ
نے کہا کہ او آدمزاد اجل رسیدہ تو کہان سے آگیا یہ کہکر وہی میل فولادی عمرو بن حمزہ پر مارا عمرو
بن حمزہ نے اس خیال سے کہ ایسا نہو گردن میری دیو کے لنگر سے میل کے ٹوٹ جائے میل کو خالی
دیا لیکن جسوقت میل زمین پر پڑا اتنی گرد بلند ہوا کہ عمرو بن حمزہ مع تندک گرد مین چھپ گئے
اس کو گمان ہوا کہ عمرو بن حمزہ ہلاک ہوئے دیو مرمرہ نے نعرہ کیا کہ افسوس اے آدمزاد اب
گوشت تیرا کرا ہو گیا ہوگا تجھ ایسا لقمہ چرب ہاتھ آکر یون خاک مین مل گیا لیکن امیر نے عمرو کو واسطے
دریافت حال کے روانہ کیا تھا کہ خواجہ دیکھو تو کہ میرے فرزند پر کیا گذری کہ دھمک سے ضرب میل کے

میرا دل دھڑک اُٹھا یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے خواجہ برائے تفحص چلے تھے ہنوز راہ مین تھے کہ عمرو
بن حمزہ نے گرد سے نکل کر نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کیا جھک مارتا ہی مین لقمہ سخت ہون لقمہ چرب نہین
ہون جسے تو کھا سکے یہ کہکر دستہ میل پر ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے دیکھا دیو نے کہ میرا
بہر بر ہونا مشکل ہی گردن پھیر کر جانب فوج دیکھا دیو اشارہ پا کر دوڑے یہ حال دیکھکر امیر نے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا آپ بھی مجبور ہوکر تلوار کھینچی سلیمان اعظم ہرچند ابھی پورے طور سے اچھے بھی نہین ہوے
تھے لیکن تلوار کھینچکر جا پڑے دونون فوجین غڈ بڈ ہوگئین دیوون مین وار چلنے لگے جو لاش گرتی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ پھٹ کر گرا ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی دارین چل رہی تھین کہ خدا کی
پناہ آواز تڑاقون کی چلی آتی تھی زمین تھرتھراتی تھی کسی جانب ارہ لپشت نہنگ مانند ارہ خزان کے
دیوون کے نخل حیات پر کھینچ رہا تھا جو ہاتھ کٹ کر گرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شجر بلند کا ٹہنا پھٹ پڑا
سر زمین پر جو کٹ کٹ گر گرتے تھے تو لطف کہسار کا حاصل ہوتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیان
ہین یا ایک مقام پر بہت سے گنبد بنا دیے ہین دریائے خون ہر جانب روان تھا کشتی عمر ہر ایک کی طوفانی
تھی آب شمشیر کی طغیانی سے پانی تلوار کا گلو سے گذر کر غرق کر رہا تھا ایک عجب ہنگامہ قیامت خیز
برپا تھا لیکن لندھور اور دیو کرکرہ سے زور ہو رہے تھے دیو ہرچند زور کر رہا تھا لیکن لندھور شاخ اُسکی
نہ چھوڑتے تھے یکایک دیو کرکرہ لندھور کو سر سے ریل کر لیچلا اور کوئی آٹھ قدم دوڑا لیگیا ہوگا وہین
سے شاخ کو کن دیکر جو ہکا مارا لندھور جبتک سنبھلین سنبھلین پاؤن زمین سے اُٹھ گئے چاہا دیو نے
کہ اُٹھا کر لندھور کو لے بھاگون کوئی گز بھر پاؤن زمین سے بلند ہوگئے ہونگے کہ یکایک تڑپ
کر اب جو ہکا مارا لندھور نے شاخ دیو کی توڑی اور خون سر سے جاری ہوا دیو سامنے سے لندھور
کے بھاگا لندھور نے تعاقب کیا لیکن ادھر عمرو بن حمزہ یونانی سے اور دیو مرمرہ سے زور ہو رہے
ہین تماشائی تماشا دیکھ رہے ہین آپس مین خوب زور کر رہے ہین عمرو بن حمزہ یونانی نے میل ہاتھ سے دیو
کے چھین کر پھینک دیا دیو نے چاہا کہ شاخون پر اُٹھا لون لیکن عمرو بن حمزہ نے آڑے ہو کر وار کو خالی
دیا جیسے ہی دیو اپنے زور مین زمین پر آیا جھپٹ کر ایک پاؤن اسکی شاخ پر رکھ دیا اور دوسرا پاؤن
زمین پر قائم رکھا اور ہاتھ سے شاخ سر پکڑ کر جو ہکا مارا سر سے شاخ کھینچ لی دیو کے زخم سر سے ایک
پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر سامنے سے بھاگا عمرو بن حمزہ نے تعاقب کیا لیکن قضائے کار
اتفاقات روزگار ایک آندھی سیاہ جو آئی ہی تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا چہرہ مہر درخشان نگاہون سے پنہان
ہوگیا شب یلدا کا سمان نظر آنے لگا گویا وہ طبقہ ظلمات سے مبدل ہوگیا اب یہ کیفیت ہوئی کہ اپنا پرایا
کچھ نہین سوجھتا فوج کرکرہ کے لوگ جدا آپس مین لڑنے لگے اور فوج آسمان پری کے دیو الگ
مصروف جنگ ہوے باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی چچا کو بھتیجا بھتیجے کو چچا مارے ڈالتا ہے
عجب ہنگامہ تھا یہی عالم تا دیر رہا جس وقت وہ سیاہی برطرف ہوئی کچھ کچھ روشنی نظر آنے لگی جس نے
جدھر کا راستہ صاف دیکھا اُسی طرف روانہ ہوا یہانتک کہ فوج کرکرہ کے لوگ روشنی ہوتے ہوتے
سب چلے گئے لاشین تک اپنے ساتھ والون کی نہ اُٹھائین لیکن امیر باتوقیر نے جو خیال کیا تو عمرو
بن حمزہ یونانی اور لندھور اور سلیمان اعظم کسی کا پتا نہین ہی اب امیر نہایت متردد ہوے لاشون مین

تلاش کیا کہین پتا نہ ملا متردد و متفکر میدان جنگ سے پھر کر بارگاہ مین آئے اُسیوقت ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نہین معلوم کونسا ستارہ بد ہی پروردگار عالم نے فتحیاب کیا تو اب یہ آفت پیش آئی کہ لندھور اور سلیمان اعظم اور عمرو بن حمزہ میدان جنگ سے غائب ہو گئے ہین دیکھو تو کہ کہان گئے اور کسکے بس مین ہین عبدالرحمن جنی نے زائچہ کر کے عرض کیا کہ ابھی تک خانہ حیات برقرار ہی تینون صاحب زندہ ہین لیکن کسی طلسم مین پھنس گئے ہین اب امیر نے فرمایا کہ یہ خیال کیجئے کہ وہ طلسم کسطرف اور فتاحی اُس طلسم کی کسکے نام معلوم ہوتی ہی عبدالرحمن جنی نے بعد غور و تامل کے عرض کیا کہ یہانسے وہ طلسم جانب شمال ہی اور فتاحی اُس طلسم کی شاید کہ اس زمانہ مین آپ ہی کے نام ہو امیر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور دوسرے روز مع عمرو کوچ کرکے بتلاش طلسم و لوح طلسم روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑ دیے

اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان نبیرۂ قاسم ذیجاہ یادگار علم شاہ زیب و زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادۂ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

رہروان دشت سخن و نخل بندان این چمن صحرا نوردان رنگین بیانی و سالکان مسلک شیرین زبانی بعد گم کردہ راہی و تباہی اس طرح جادۂ تقریر پر آتے ہین کہ روح و روان ایرج نوجوان یعنی رستم ثانی ذیشان کہ انکو غول صحرائی اپنے ساتھ لگا کر لے گیا تھا جاتے جاتے اسقدر دور نکل گئے کہ اہل لشکر کی نظرون سے پوشیدہ ہو گئے اور لشکر کے قیامگاہ کی انھین خبر نہ رہی جب چند قدم آگے بڑھ کر رکتے تھے وہ غول پلٹ کر ٹوکتا تھا کہ ڈر گیا بس اسی دل گردے پر میرے مقابلہ کو آیا تھا آگے بڑھ تو معلوم ہو جاے رستم ثانی غصہ کرتے ہوے بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ تمام رات اسی عالم مین گذری جس وقت سفید سحری کی چرخ اخضری پر جلوہ گری ہوئی سیاہی شب کی مانند زلف پری ابتری ہوئی وہ غول نظرون سے پنہان ہو گیا رستم ثانی لاحول پڑھنے لگے کہ یہ مین کہان نکل آیا کس قصد سے چلا تھا اور کس آفت مین مبتلا ہوا حیران و سرگردان بیابان در بیابان پھرنے لگے دیکھیے کبتک گردش تقدیر انکو پھراتی ہی اور کس وقت گردش طالع راہ پر لاتی ہی

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک سلیمانیہ کا تحریر کیا جاتا ہے

کہ یہ ملک حوالی شہر صندل مین واقع ہی بادشاہ یہان کا سلیمان شاہ ہی ایک پسر اسکا کہ نام اُس کا شاہین بن سلیمان ہی نہایت جوان حسین مرد شجاعت آئین ہی حسب اتفاق ایک روز اپنے باپ سے اجازت شکار لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا کہ ایک ہی فرزند دلبند تھا سپہر سلطنت کا خورشید آفتاب مطلع امید تھا چند مرد دیرینہ اسکے ہمراہ کر دیے تھے کہ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ کرتے رہین قدم راہ نامناسب کی طرف نہ اُٹھنے دین سبب اسکا آگے بڑھ کر سب لوگون پر کھل جائیگا مقدر کا لکھا ضرور پیش آئیگا غرضکہ شاہین بن سلیمان کچھ فوج و سپاہ ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بیرون شہر جا کر جائے سکونت غزالان دریافت کرکے ایک صحرا مین خیمہ برپا کیا شام ہو گئی تھی شب تو بہ استراحت بسر کی جس وقت صبح ہوئی قراولون کو ہمراہ لیا مرکب پر سوار صید و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک جھیل نظر آئی دیکھا کہ کنارہ آب پر چند آہو مصروف چرا ہین شاہین نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا وہ آہو اسقدر وحشی تھے کہ آواز پر تیر سنکر مانند تیر کے بھاگے شاہین نے تعاقب کیا دو چار رفیقون نے ساتھ ہی گھوڑے اڑا دیے لیکن وہ آہو اس طرح آڑا ترچھا بھاگتا چلا جاتا ہی کہ نشانہ

نہین بندھ سکتا شاہین نے ایک اور تیر مارا خالی گیا لیکن وہ آہو آتے آتے قریب ایک عمارت عالی شان عرش مکان کے پہونچا دیوارین اس عمارت کی نہایت بلند تھین جست کرکے پھاند نہ سکا لیکن دیکھا کہ بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دروازے پاٹون پاٹ کھلے ہوئے ہین اوپر دو برجیان بنی ہوئی ہین کہ اُنپر جوڑا لبط دریائی کا بیٹھا ہی وہ آہو مقام امن سمجھ کر چوکڑیان بھرتا ہوا اندر اُس پھاٹک کے چلا گیا شاہین خود بھی پیچھے اُس آہو کے چلا ساتھ والون نے منع کیا کہ ای شہریار یہ مقام مخدوش ہی آٹھوین روز یہ پھاٹک کھلتا ہی دن بھر وا رہتا ہی شام کو دروازہ عمارت سب چیزین غائب ہوجاتی ہین اور جو کوئی اندر اس دروازے کے جاتا ہی پھر پلٹ کر نہین آتا شاہین نے کہا کیا خوب سامنے دروازہ کھلا ہوا موجود ہی کوئی روکنے والا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہی دیکھو تم ابھی جاتے ہین اور ابھی چلے آتے ہین یہ کہکر باگ گھوڑے کی لی ہر چند لوگ منع کیا کیے لیکن نہ مانا جس وقت قریب پھاٹک کے پہونچا ایک بط اُڑی اور پکاری خبردار ای شخص اندر جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ تا زیست حیات باہر دروازے کے نہ آسکیگا مر کر جنازہ بھی باہر نہ پھینکا جائیگا شاہین نے کچھ سماعت نہ کی اور دروازہ اندر پھاٹک کے چلا گیا جیسے ہی شاہین داخل دروازہ ہوا دوسری بط اُڑی اور پکاری کہ افسوس صد افسوس شاہزادہ ملک سلیمانیہ شاہین نام پسر سلیمان شاہ گرفتار ہوا اب رہا ہونا دشوار ہی شام ہو چکی تھی ایک تڑاقے کی صدا آئی برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہی تو نہ وہ عمارت ہی نہ پھاٹک نہ جوڑا لبطون کا ایک بیابان کف دست میدان ہر طرف سائین سائین کی صدا آرہی ہی وہ لوگ روتے پیٹتے لشکر شاہین مین آئے اور اہل لشکر سے سب کیفیت بیان کی صدائے شیون و فریاد بلند ہوئی آخر کار مجبور ہو کر خدمت مین سلیمان شاہ کے روانہ ہوئے یہ خبر قبل پہونچنے ان لوگون کے بادشاہ کو پہونچی تھی اُسنے گریبان اپنا چاک کیا سر پہ خاک ڈالی جانب آسمان دیکھا اور کہا او اسے ہو تجھپر ای گردون دون کہ صرف ایک چراغ میری سلطنت کا تھا اُسے بھی تونے گل کر دیا ایک گل بھی میرے باغ تمنا کا کھلا رہنا تجھکو خار گزرا اور قصد کیا سلیمان شاہ نے کہ آپ کو ہلاک کردن وزرا امرا نے منع کیا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی کہ جسنے وہ فرزند عطا کیا تھا کیا وہ اور نہین دیسکتا ہی یا اُسی کو نہین ملا دیسکتا ہی ای شہریار اگر اپنے کو دشمنون نے ہلاک کیا اور بعد چند روز کے شاہزادہ گردش تقدیر سے رہا ہو کر اپنے ملک کی طرف متوجہ ہوا اور یہان اور کا قبضہ پایا تو اُسکے دل پر کیا گذریگی اس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر و کوشش کرنا چاہیے بموجب **شعر** مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود بہت سے شاہزادون شہریارون پر مصیبتین پڑگئین ہین اور پھر حافظ حقیقی نے نجات دی ہی کاہنون منجمون کو بلوایئے اُنسے حالات دریافت کیجئے بادشاہ نے کہا جو کچھ تمسے ہو سکے وہ کرو مین کیا منع کرتا ہون وزیر سلیمان شاہ کا فہیم روشن رائے نہایت مرد عاقل ہی اور کاہن بےنظیر ہی اُسی وقت اُسنے بچار کیا بارہ خانے تو تارون سے حساب لگا کر عرض کی کہ حضور گھبراتے کیون خانہ حیات شاہزادے کا نہایت مستحکم ہی ہان یہ ضرور ہی کہ قید طلسم مین پھنس گیا ہی بادشاہ نے پوچھا آخر رہائی کی کوئی صورت ہی فہیم روشن رائے نے پھر غور کیا اور کہا کہ بعد چند روز کے ایک شخص جو اس شہر مین وارد ہوگا کہ نہایت خاندان عالی سے ہوگا ہر چند اُس سے نام و نشان پوچھینگے نہ بتائیگا اگر کہان کیا نی پر زور کرینگے

اور اُس کمان کو توڑ ڈالیگا اور فولام کشتی گیر کو چیر کر پھینک دیگا وہی فتاح طلسم ہی اور رہائی شاہزادے کی اُسی کے آنے پر موقوف ہی آپ کو چاہیئے کہ آج کے پندرھوین روز جو دن اُسکے آنے کا ہی ایک میلا قرار دیجیئے کہ ایک جگہ اکھاڑا ہو وہان کشتیان ہوتی ہون ایک مقام پر وہ کمان رکھوا دیجیئے جو آپ کے یہان ہی کہ آج تک کسی سے دو گوشے بھی اُسکے نہین کھنچے ہین ایک طرف شغل پھری گتکے کا ہو ایک جانب بنا ایک سمت بانا ایک مقام پر تیر اندازی کہ اگر وہ ادھر آ نکلے تو یہان اُسکا دل لگے کیونکہ مرد بہادر ہی اور سپاہیون کا ایسی ہی باتون مین دل لگتا ہی بادشاہ کو رائے فہیم کی پسند آئی چارچی کو حکم ملا کہ فلان روز بادشاہ نے میلا قرار دیا ہی لہذا جس شخص کو جس جس فن مین کمال ہو وہ آکر اپنا اپنا ہنر دکھاے حسب لیاقت منصب و انعام پائیگا چارچی نے اُسیوقت چارچ دیا شہر بھر مین غل ہو گیا جا بجا کمالات کی مشق ہونے لگی ہر شخص تیغ ہنر پر جلا دیتا تھا کمالات کو اپنے درجہ ترقی پر پہونچانیکی کوشش مین مصروف تھا یہانتک کہ جب وہ روز جو انتظار کے تھے بمشکل گذرے اور دن میلے کا آیا سا قنون اور تنبولنون کے تخت سر راہ آکر بچھنے لگے کھلونے والون مٹھائی والون کی دوکانین آراستہ ہونے لگین کسی جا چرخ پوجا استادہ ہوا یہ میلا عجب انتظام سے قرار پایا ہی کہ چار راستون پر تو دکانین ہر قسم کی آراستہ ہین اور وسط چوک مین صدر قرار پایا ہی یہین تخت شاہی استادہ ہوا ہی نہایت بلند ایک چبوترہ بنا کر اُس پر تخت رکھا گیا ہی بادشاہ تاج بر سر و چارقب شاہنشاہی در بر کرکے بیٹھا ہی پہلو مین فہیم روشن راے ہی اور ملازمان جلیل القدر حسب مراتب گرد و پیش مقام مناسب پر حسب مراتب کرسیان ذنگل بچھاے بیٹھے ہین میلے کا جماؤ ہو رہا ہی کٹورے بجتے اور ڈھول برہمن خوب کھنکھنا رہے ہین

لیکن اب احوال فرخندہ مآل زور بازوے صاحبقرانی شاہزادہ رستم ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ غول کے بہکائے گردش فلک کے ستائے خاک دشت و بیابان چھانتے پھرتے ہین دن بھر صورت گرد باد صحرا مین پھرتے ہین شام کو کسی درخت کے نیچے تھک کر بیٹھ رہتے ہین نہ کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار فقط سایہ پروردگار بہ باطن و سایہ اشجار بظاہر سر پر ہے جب زیادہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہی کچھ پھل جنگلی درختونکے کھا لیتے ہین پیاس مین کسی چشمے کا پانی پی لیتے ہین شب کو بسبب خوف جانوران گزندہ و درندہ کے جاگتے جاگتے آنکھین ورم کر آئی ہین پاؤن مین پھرتے پھرتے آبلے پڑ گئے ہین کوئی اتنا بھی نہین ہی کہ تلوون سے خار کھینچے پاؤن تیک رہے ہین خار کھٹک رہے ہین بموجب

شعر

رہ نوردی مین پاؤن جل اُٹھے ✤ آگ چھالون مین ہی کہ پانی ہی ✤ لباس کی یہ حالت کہ مانند وحشیون کے جفاے خارہاے صحرا سے پارہ پارہ ہو گیا ہی بموجب شعر خار صحرا گو تھے کوتہ بھی مگر ہمت دراز ✤ دشمنون کو یون دیئے جھٹکے گریبان لیگئے ✤ ابتدا مین اکثر راتونکو روشنی دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید قریب کوئی بستی ہو تلوار ہاتھ مین سنبھالکر چل نکلے جاتے جاتے صبح ہو گئی اب جو خیال کیا تو پھر وہی صحرا ہی اسی حال پُر ملال سے رواں دواں حیران و سرگردان پندرھوین روز قریب ایک قصبے کے پہونچے دیکھا تو لوگ وہان کے گھرون سے نکل نکل کر کپڑے بدل بدل کر شہر کی طرف جا رہے ہین ایک آدمی سے پوچھا کہ آج کوئی دن عید کا ہی یا اور کوئی خوشی کا روز ہی یہ لوگ کہان جاتے ہین اہل قصبہ نے بیان کیا کہ یہان

قریب ملک سلیمانیہ ہی وہان کے بادشاہ سلیمان شاہ نے آج بہت بڑا میلہ کیا ہی ہم سب لوگ وہین جاتے ہین
کیونکہ اُسکے قلمرو مین بستے ہین بادشاہ کی نہایت تاکید تھی کہ ہماری عملداری مین جسقدر لوگ بستے ہین کوئی
باقی نہ رہجائے کہ جو آکر میلے مین نہ شریک ہو رستم ثانی نے ایک شخص سے کہا کہ ہمین راہ ملک سلیمانیہ
کی معلوم نہین ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین اُس شخص نے کہ مرد شریف تھا کہا کہ ای شخص تو گرد باد صحرائی
معلوم ہوتا ہی جسم پر خاک اس قدر جمی ہوئی ہی ناخن اور بال بڑھے ہوے ہین اگرچہ تکلیف نہو تو میرا گھر موجود
ہی چلکر غسل کیجئے لباس بدلئے خط بنوائیے میرا کوئی نقصان آپ کے لیچلنے مین نہین ہی لیکن اس ہیئت سے
جانا میری صلاح نہین کیونکہ دن میلے کا ہی ہر شخص حسب حیثیت لباس نفیس پہنکر آیا ہوگا آپ جو اس شکل سے
چلینگے تو کوئی ہنسے گا کوئی پھبتی کہے گا آپ کو برا معلوم ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر ہنسینگے لوگ
تو مجھپر کوئی آپ کو تو کچھ نہ کہیگا جیسا سوال ویسا جواب جو ہمکو زبان سے کہیگا ہم اُسے ہاتھ سے جواب
دینگے اب تو یہ شخص گھبرایا کہ اسکے ساتھ چلتے ہین تو یقین ہی کہ جوتیان کھانا پڑینگی یہ مزاج کے بدڈھب
معلوم ہوتے ہین اب اس نے واسطے ڈرانے کے کہا کہ اگر عتاب شاہی ہو کہ تم کیون اس صورت سے
میلے مین آئے تو کیا کیجیے گا فرمایا بادشاہ ہمارا کیا کریگا اگر کوئی کلمہ خلاف شان کہیگا سزا پائیگا اگر دوسرے
کی قتل کی فکر کریگا خود بھی مارا جائے گا ہم لوگ سپاہی ہین جب گھر سے نکلتے ہین موت کو پہلے تین بار پکار
لیتے ہین اُس شخص نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ انکے دماغ مین خلل ہی انکا ساتھ اچھا نہین ہی سیدھی بات
کا ٹیڑھا جواب دیتے ہین رستم ثانی نے کہا مین خود اب تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا مین ایسے بودے کا
ساتھ پسند نہین کرتا کہ بادشاہ کا نام آیا اور ڈر گئے جو مرتا ہی وہ ڈرتا نہین اُسنے کہا بہتر ہی نہایت مناسب
ہی جو آپ کسی اور کے ساتھ ہو یا تنہا تشریف لے جائین غرضکہ رستم ثانی وہان تنہا روانہ ہوے جا بجا پوچھتے
راہ دریافت کرتے داخل شہر سلیمانیہ ہوے دیکھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ چلے آتے
ہین تمام شہر اور ہر گلی کوچے مین میلہ لگا ہوا ہی اس ناکے سے لیکر اُس ناکے تک دو رویہ دوکانین لگی
ہوئی ہین کہین مٹی کے کھلونے بک رہے ہین کمھارون نے عجیب عجیب صنعتین دکھائی ہین جس تصویر
مین خندہ دندان نما کی ہیئت دکھائی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ درحقیقت کوئی ہنس رہا ہی تصویرین منھ سے بولا
چاہتی ہین جس پھل یا پھول کی شبیہ بنا دی ہی اسقدر تازگی اُس سے ظاہر ہی کہ معلوم ہوتا ہی ابھی درخت سے
ٹوٹ کر آیا ہی جس مٹھائی کی تصویر بنائی ہی شیرینی اُس سے ٹپک رہی ہی زبان پر دیکھنے سے ذائقہ آتا ہی
کہین کبڑیون نے عجب تکلف سے دوکان کو سجا ہی ڈالیون مین میوے ترکاریان اس حسن سے لگائی
ہین کہ بغیر خواہش بھی لے لینے کو جی چاہتا ہی مٹھائی والون کے خوانچون پر خریدارون کی یہ کیفیت ہی کہ مانند
مور و مگس گرے پڑتے ہین کسی جانب گنڈیریان کیوڑے سے بسی ہوئی چور رکھی ہین تمام کوچہ معطر ہو رہا
ہی بیچنے والے عجب عجب لطیفہ پیدا کر رہے ہین باتونین مزا بھر رہے ہین کوئی کہتا ہی - ع دام میٹھے
کہ مال میٹھا ہی کسی طرف سے صدا آتی ہی ع نہ کچھ شک کر کہ عمدہ نے شکر ہی کوئی آواز لگاتا ہی مزہ انگور
کا ہی رنگترو مین کسی سمت بارہ گلوری والو نکی جو ساقی کے حقے مہکتے ہوے پیچون پر ہار لپیٹے لئے کھڑے
ہین لب معشوق کی صدا لگا رہے ہین بلکہ یون کہیئے کہ دھوئین اُڑا رہے ہین تماشہ بین ادھر اُدھر
کی سیر کرکے آتے ہین پان کھا جاتے ہین گلوری والیون سے دو چار جگت چل جاتے ہین دلون کے حوصلے

باتون مین نگل جاتے ہین کسی طرف سوانگون کے تخت اڑے ہوے ہین مقابلے پڑے ہوے ہین لاگون پر
لاگین ہو رہی ہین ایک نے چھری نگل لی تو دوسرے نے پیٹ مین تلوار اُتار لی کوئی پانی پیکر خون اُگلتا ہے
کوئی آہنین گولہ نگلتا ہی نظر بندیون کے سحر چلتے ہین طائر عقل کے پر جلتے ہین دکانون کی پشت پر جو بعض
بعض جا کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہی وہان چرخ پوجے والون نے اپنا رنگ جمایا ہی لڑکو نکو چکر مین پھنسایا ہی گویا
گردش گردون کو اسی پردے مین ختم کیے دیتے ہین بعض مقام پر مداری سانپ نیولے کا تماشا کر رہے
ہین ان دونون موذیون کی لڑائی قابل دید ہی عجب عجب گھاتین ہوتی ہین کوئی جھولی سے انڈا غائب کرکے
پھر بلا لیتا ہی کوئی پیسا یہان چھپا کو وہان سے نکالتا ہی کوئی روپیہ نگل کر اشرفی اُگلتا ہی رستم ثانی سیر و تماشا
دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے کہ جو مقام صدر قرار پایا ہی دیکھا کہ جا بجا طوائفین کمرون پر انوکھے سنگار کیے
ہوے بیٹھی ہین کسی کمرے پر تعلیم ہو رہی ہی مجرے کی ٹھنک دل کے پار ہوئی جاتی ہے طبلے کی گمک
کلیجے کی خبر لاتی ہی سارنگی کے سُر کانون کو اپنی طرف متوجہ کیے لیتے ہین سازون کی آواز عاشقانہ مزاجون
کی طبیعت کو ناساز کیے دیتی ہی گھنگرو کی صدا تو بنا بر مشہور قیامت ہی برپا کرتی ہی بموجب مصرع
گیا سینہ چھن گیا دل بھی چھن جو ہین بولے چھن ترے گھونگرو* کوئی مجرا سُننے کے شوق مین کمرے پر چڑھا
چلا جاتا ہی کوئی کوٹھے سے اتر رہا ہی کسی جگہ کوئی پری تمثال زہرہ خصال جو سُریلی صداؤن مین کوئی غزل
گا رہی ہی تو کمرے کے نیچے ٹھٹ لگ گیا ہی لوگ اڑے ہوے ہین راستہ مسدود ہی کندھے سے کندھا
چھل رہا ہی ریلے چل رہے ہین جو لوگ اور بھی آتے جاتے ہین وہ بھی اُسی جگہ جمتے جاتے ہین کان آواز
کی طرف لگے ہوے ہین غزل

اور تاثیر پلٹ جانے مین کیا ہوتا ہی
تیرا خنجر جو لگے دل سے جدا ہوتا ہی
دیر اک بت کے جبین سا ہین مسلمان ہوکر
کوئی در پردہ اشارون مین خفا ہوتا ہی
ضبط مین درد جگر کے ہی ترقی ہر دم
وہ جھجک کر مرے پہلو سے جدا ہوتا ہی
نامۂ شوق کو کر دیتے ہین آنسو مشکوک
کھول کر بال کوئی محو دعا ہوتا ہی
اب نہ کہنا کہ کسیکو نہین مرتے دیکھا
شامت آئی ہی کہ پابند وفا ہوتا ہی
بیخود عشق ہو نہین مست مئی حسن ہین وہ
شرم دنیا کی نہ پھر خوف خدا ہوتا ہی

کیا محبت کا جتانا بھی برا ہوتا ہی
بات اچھی بھی جو کہیے تو برا ہوتا ہی
گھر سے نکلے ہین وہ پھر گیسو نہین بل دیکے
جو مقدر کا لکھا ہی وہ ادا ہوتا ہے
اچھے ہوتے ہین کہین تیغ جنون سے گھائل
کچھ جو کہتا ہون زبان سے تو گلا ہوتا ہی
نالے کرتا ہون تو ہوتا ہی پریشان وہ مسیح
کہین مٹتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے
شکوہ جور بتان اور گلے مین زنار
جان پر کھیلنے والا بھی برا ہوتا ہی
تیری منت کی سنا ہی کہ بڑھائینگے وہ آج
ہوش دونون کو نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی

منتین کرتے ہین ہم اور وہ خفا ہوتا ہی
درد فرقت اسی باعث سے سوا ہوتا ہی
دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی
بزم اغیار ہی رسوا نہ کرائی نالۂ دل
کو ملین پھوٹتی ہین زخم ہرا ہوتا ہے
دعوی الفت کی جھمک ہی کہ تڑپ بجلی کی
ضبط کرتا ہون تو کچھ درد سوا ہوتا ہی
نہ خوشی مین کہین بیمار محبت مرجائے
کہین ایسون کا طرفدار خدا ہوتا ہی
دم پیمان محبت یہ پکارا انجام
دیکھیے کون تصدق مین ہما ہوتا ہے
آرزو دیتے ہین جسوقت یہ بت کوئی فریب

یہان سے آگے بڑھکر جو دیکھا تو وہ نازنین جنکی اُمنگ کا زمانہ ہے
ابتدائی شباب ہی نئی جوانی ہی بموجب شعر کیون چلین تیکھے جوانی مین نہ صورت والے سر اٹھاتے ہین بہت کچھ نئی
دولت والے * خود تماشائیون کا شوق بڑھانے کو اپنے کو ہزار طرح سے آراستہ کرکے کرسیون پر آکر بیٹھی ہین تازہ تازہ
کرشمے نئی نئی ادائین پیدا کرکے دل لبھا رہی ہین دام مین پھنسا رہی ہین جس کسی آشنا سے آنکھ ملگئی

اشارون مین باتین ہوگئین نگاہون نے زبانون کا کام کیا جو اوچھی طبیعت کے لوگ ہین وہ اپنے مذاق کے
موافق چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین کسی نے پان مانگا کوئی کسی کو دیکھکر مسکرایا جواب مین کسی نے مُنھ چڑھا دیا کسی
نے انگوٹھا دکھا دیا کسی کمرے پر جو کوئی نامی حسین رشک لیلی و شیرین ایک طرف انداز سے بصد کرشمہ و
ناز بیٹھی ہی چاہنے والون کی یہ حالت ہی کہ دل دست نگاہ پر رکھے ہوے کھڑے ہین وہ رُخ بھی نہین
کرتی کسی نے شرم دنیا پر خواہش دلکو فوق دے دیا ہی بموجب شعر کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہے
عزت ✤ کیا شان عاشقی کی گر کو بکو نہ نکلے ✤ کسی نے پاؤن ایسے جمائے ہین کہ یہ دل مین عہد کرلیا ہی
کہ زندگی کا لطف تو اسی جا ہی اب کہان جائین بموجب شعر کوچہ جانان مین جانا ہوگیا ✤ مرنے جینے کا ٹھکانا ہوگیا
پابندی محبت نے پاؤن مین وہ زنجیر ڈالی ہی کہ قید آہن سے بھی سخت ہی دل سے مشورے ہو رہے ہین
زبان پر یہ شعر ہی بدنام نہ ہم نام وفا کر کے اٹھینگے ✤ جیتے ہین تو اب در سے ترے مر کے اٹھینگے ✤ جن لوگون
کو ساتھ بیتابی دل کی کچھ حیا بھی دامنگیر ہی وہ دیکھتے ہوے آنکھین سینکتے ہوے ادھر سے اُدھر چلے جاتے
ہین اُدھر سے ادھر چلے آتے ہین بموجب شعر جلوہ گہ سے ترے جو لوگ گذر جاتے ہین ✤ بس وہ پھر دن
ادھر آتے ہین اُدھر جاتے ہین ✤ اگر حسب اتفاق کسی سے آنکھ مل گئی کلی باغ تمنا کی کھل گئی اب اس امید پر
کہ شاید پھر ادھر دیکھے پاؤن جما دیتے ہین کبھی بیتابی مین یہ شعر زبان پر آجاتا ہی شعر ادراک وار
تیغ ابرو کا ✤ اور جھٹکا کمند گیسو کا ✤ لیکن وہ ماہ پیکر التفات بھی نہین کرتی مڑکر بھی نہین دیکھتی کہ کسکی کیا
حالت ہی کس کو شوق نظارہ کس کو درد محبت ہی بموجب شعر نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ✤ تڑپتے رہے
نیم جان کیسے کیسے ✤ اگر حسب اتفاق اس نے کسی آشنا سا کا مزاج پوچھا بات کی ہزارون کو رشک
کی چھری نے ذبح کر ڈالا چاہے پاک آشنائی کیون نہو لیکن شعر عشق است و ہزار بدگمانی ✤ اگر کسی کو
پان دے دیا سیکڑون کا دل خون ہوگیا بمشکل اس راہ کو بھی طی کر کے جو آگے بڑھے دیکھا کہ جا بجا دوکانون
مین کہین دھوبی اڑے ہوے ہین جماؤ بہت بڑے ہوے ہین ٹھنڈ گا رہے ہین لیکن کہارون
کا ہڑک کانون کو پریشان کیے دیتا ہی کسی جا کنجڑے کبڑیے قصاب وغیرہ اپنے اپنے خیال مین شلہ سلا
رنگ سے بھی کچھ بڑھے ہوے خیالون کے بام بلند پر چڑھے ہوے ہین جوتین چل رہی ہین طرّہ
اور کلغی کی لڑائی ہی غرضکہ چھوٹی قوم والے بھی سب اپنے اپنے رنگ مین مست ہین کسی جگہ رنڈیان حلقے
مین گھیرے ہوے ناچ رہی ہین غزل گانے کا شوق اور زبان کچی اشعار کی ٹانگین توڑ رہی ہین لفظون
مین نئی شان طرفہ آن بان پیدا کر رہی ہین اُنکے سُننے والے بھی ویسے ہی ہین وہ اسی پر مرے جاتے
ہین کسی جا نشہ بازون کا مجمع ہی کلوار کی دوکان سبیل ہوگئی ہی جام ارغوانی کا دور ہی اس صحبت
کا رنگ ہی اور ہی کسی کی ورد زبان یہ شعر ہی - بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ✤ رہے
لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ✤ کوئی کہہ رہا ہی شعر - ساقی باقی شراب دے دے ✤ باقی ساقی
جو کچھ ہوے سے ✤ جو دو چار آپس کے یار مل کر بیٹھ گئے ہین تو عجب لطف ہی کہ ایک بھر کر دوسرے کو
دیتا ہی وہ تکلف کے ساتھ انکار کرتا ہی وہ پھر اصرار کرتا ہی ع سب جام پی نجائے تو میرا لہو پئے ✤ کسی کی
زبان پر جوش مستی کے شوق مین یہ شعر جاری ہی - آئی نہین گھٹا تو نہ آئے پئینگے نہ ✤ کوچہ مین مے فروش کے
الکس کو تان کے ✤ غرضکہ آواز ہو شا ہو ش و شا نوش بلند ہی کوئی واسطے تیزی نشہ کے جاتا ہی پی کر

ساغر سے ساغر لڑا دیتا ہی کہ یہ شگون میخوارون کا ہی کوئی جو زیادہ پی کر بہک رہا ہی ساتھ والے اُسے سنبھالے ہوے ہین ہر گام پر پاؤن لغزش کرتے ہین نشہ کی دھن مین اگر کسی جا دل لگ گیا کھڑے ہو رہے تو ہلنے کا نام نہین لیتے لڑکون کی طرح مچل رہے ہین ساتھ والے بعض مرتبہ عاجز آ کر کہہ بیٹھتے ہین کہ انسان کو اپنے ظرف کے موافق پینا چاہیے جب نشے مین بے مزگی ہوئی تو اس پینے کا کیا لطف ہم تو چار ہی پی گئے مگر اب تک تیور وہی ہین کہ جیسے پی ہی نہین کوئی تیزی نشہ مین جامے سے باہر ہی برہنہ ہو گیا ہی لیکن بڑ مار رہا ہے کو دختر رز پر ہنس رہا ہی اپنی خبر نہین جن نئے شوقینون کی طبیعت یہ رنگ دیکھکر ذرا بگڑی بھی وہ انجام دیکھکر گریز کرنے لگے کہ لعنت ہی اس نشہ پر ہوشمندی کو چھوڑ کر بیہوشی اختیار کرنا یہ کونسا فعل ہی اگر کسی شرابی نے اس کلمے کو سُن لیا پلٹ کر جواب دیا **شعر** لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ❊ ہاے کمبخت تونے پی ہی نہین ❊ کوئی کہتا ہی کہ میاں ہر وقت در توبہ باز ہی رحمت رب بے نیاز ہی ہم گناہ اپنے پروردگار کا کرتے ہین وہ غفور الرحیم ہی بخش دیگا بموجب **شعر** صبر ے زاہد نا فہم نہ میخوارونکا ❊ بخشنے والا ابھی دیکھا ہی گنہگارونکا اور اگر یہ بھی نہ سہی تو جب ضعیفی کا زمانہ مرنے کے دن قریب آئین گے توبہ کر لینگے ابھی تو شام شباب آنکھون مین دنیا اندھیر کئے ہوے ہی رات سے صبح کی فکر یہ ہمارا کام نہین شام کی بات شام کے ساتھ صبح کی بات صبح کے ساتھ **شعر** رات پھر خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی ❊ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی ❊ اس گروہ سے نکلکر جو دیکھا تو وسط چوک مین نہایت مقام وسیع ہی بیچ مین تخت شاہی استادہ ہی بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہی وزرا اُمرا حسب مراتب ادب سے بیٹھے ہین سر پر بادشاہ کے چتر پھر رہا ہی تاج مرصع بر سر چارقب شاہنشاہی در بر لیکن رنگ رو متغیر اور چہار طرف اگرچہ میدان وسیع ہی لیکن لوگونکی کثرت سے تل بھر جگہ نہین تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے زمین پر نہ آے لیکن کسی طرف تڑ تڑ پھری گتکے کی آوازین بلند ہین کسی جانب **کشتی** کے خمون کی صدا آ رہی ہی کہین بانا ہل رہا ہی کہین پٹے کے ہاتھ نکل رہے ہین کہین تیر و تفنگ کے نشانے چل رہے ہین بادشاہ بار بار فہیم روشن رائے سے کہرہا ہی کہ ای وزیر خوش تدبیر ابھی تک تو وہ شخص نظر آیا کہ جسکے واسطے یہ سب سامان مہیا کیا گیا ہی وزیر دست بستہ عرض کر رہا ہی کہ حضور وقت برابر آ چکا ہی یقین ہی کہ وہ اس مجمع مین کہین نہ کہین ضرور ہوگا اتنے بڑے انبوہ مین اسے کیونکر دیکھ سکین لیکن پہلا زور اُسکا یقین ہی کہ کمان کیانی پر ہوگا بہت جلد اب حال اُسکا ظاہر ہوا چاہتا ہی بادشاہ بحسرت کہتا تھا کہ دیکھئے لیکن رستم ثانی سیر کرتے ہوے ہر مقام کی اُس جگہ پہونچے کہ جہان کمان کیانی رکھی ہوئی تھی گرد کمان کے لوگون کا ہجوم تھا اور وہین ایک بدرہ اشرفیون سے بھرا ہوا رکھا تھا یہ شرط تھی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لے وہ یہ بدرہ اُٹھا لے لوگ جو برسون سے مشقین کر رہے تھے تو تین بڑھا رہے تھے خاص آج کے روز کے واسطے کہ اگر کمان کو کھینچ لیا تو خلق مین نام ہوگا بادشاہ کی ملازمت حاصل ہوگی یکے بعد دیگرے کمان پر زور کر رہے ہین لیکن کسی سے ایک گوشہ کھینچکر رہ گیا کسی سے ڈیڑھ گوشہ دو گوشون سے زیادہ کسی سے نہ کھینچے تھے اور ایک شخص مفلوک الحال کھڑا ہوا کبھی بنگاہ حسرت اُس بدرے کو اشرفیون کے دیکھتا تھا کبھی ادھر ادھر تکتا تھا اور کہتا تھا کہ یا اللہ کیا خواب میرا دروغ ہی سمجھے تو اک بزرگ فرما گئے ہین کہ ایک شخص آ کر اس کمان پر زور کرے گا اور

کمان کو توڑ کر پھینک دیگا بدرہ اشرفیون کا تجھے دیگا تو اپنی لڑکیون کی شادی کر دینا لیکن ابھی تک کوئی ایسا
نظر نہین آیا بعض لوگ بازاری اُسکی اس تقریر پر ہنستے تھے کہ کیا خوب جواب بھی ہوا تو اپنے ہی مطلب کی کہتا ہے
کچھ تجھے خلل دماغ ہے اول تو کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ اس کمان کو کھینچ لے نہ کہ توڑ ڈالنا علاوہ اسکے اگر کمان
ٹوٹ بھی گئی تو جو کمان توڑے گا اور زور کرے گا وہ اشرفیان آپ لے لیگا یا عجب تجھے دیدیگا لیکن شاہزادہ
زمان رستم ثانی نوجوان جو قریب سے اُس شخص کے گذرے اور یہ آواز اُسکی کان مین گئی دل سے کہا کہ پہلے
اس غریب کی حاجت روائی کرنا چاہیئے اور قریب کمان کے گئے لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص مفلوک
روزگار ناخن بڑھے ہوے کپڑے پھٹے ہوے بحال خراب اتنے بڑے ارادے سے آیا ہے کوئی تو ہنسا
کسی نے کہا کہ یہ جنگلی کمان سے نکل آیا کوئی خدا ترس بولا کہ میان چپ رہو بری بات ہے کسی پر ہنسنا نہ چاہیئے
ایسا نہو خدا کو برا معلوم ہو اگرچہ وہ اس حال خراب سے ہے لیکن چہرہ تو دیکھو کہ گرد غبار مین اٹا ہوا ہے لیکن
مانند شمع فانوس کے ضو دے رہا ہے چراغ تہ دامان کا لطف دکھا رہا ہے نہین معلوم کیونکر خدائی خراب
ہوا بشرے سے امیر زادہ معلوم ہوتا ہے چاند پر خاک پڑنے سے چھپتا نہین لیکن رستم نے آتے ہی کمان
کو ہاتھ مین اُٹھایا اور بیتر ابدل کر جو زور کیا تو گوشے کھینچ لئے اور اب جو کن دیکھکر جھٹکا مارا کمان کے
دو ٹکڑے ہوے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ اتفاق سے دوسری طرف متوجہ تھا لیکن
کمان کے ٹوٹنے کی صدا جو کان مین گئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص گرد وغبار مین آلودہ لباس بوسیدہ
جسم مین پہنے بال اور ناخن بڑھے ہوے لیکن نوجوان کھڑا ہوا ہے لوگ اُس کے زور بازو کی تعریف
کر رہے ہین کمان ٹوٹی پڑی ہے اتنے مین اُس شخص نے ایک اور آدمی کو کہ جو مرد ضعیف پریشان حال
تھا قریب بلایا اور کہا یہ توڑہ اشرفیون کا لیجا وہ تو خوشی خوشی توڑہ لیکر دعائین دیتا ہوا روانہ ہوا لیکن
بادشاہ سے فہیم روشن راے نے عرض کی کہ حضور وہ شخص یہی معلوم ہوتا ہے لیکن رستم ثانی وہان
سے ہٹکر قریب دوسرے مجمع کے پہونچے کہ جہان کشتیان ہو رہی تھین آوازین خم پڑنے کی پہلوانون
کی بلند تھین ظلام بن اظلم کشتی گیر نعرے مار رہا تھا کہ کہان ہے رستم کہان ہین سام بن نریمان کہان ہین
حمزہ صاحبقران کدھر ہین علمشاہ نوجوان آئین اور حلقہ غلامی کان مین ڈالین یہ جو سنا تھا کہ رستم
ثانی کو کب تاب تھی ہے دادا اور پر دادا کا نام کس توہین کے ساتھ سنا وہین سے للکار کر آواز دی
کہ کیا جھک مارتا ہے مرے ہو ون کا نام لیتا ہے حمزہ صاحبقران کو خدا زندہ وسالم رکھے کہ صاحبقرانی
ترک کر کے خانہ کعبہ مین قیام پذیر ہین اگر یہی دعوے تھا تجھے تو اُنسے جا کر مقابلہ نکیا کہ حال معلوم
ہوتا ظلام پکارا تو بڑا طرفدار بنتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے پٹا ہے جبھی لو ہا اُنکا مانے ہوے
ہے اگر تجھے کچھ گھمنڈ ہے تو آ زور کر کے اپنی آزمائش کر لے بھلا انکو کب تاب تھی آ کا منھ سے نکلنا تھا
کہ کود کر اکھاڑے مین سر پر ظلام کے پہونچ گئے ظلام پکارا کپڑے اُتار دے چٹ لنگوٹ کس لو
جو طریقہ کشتی کا ہے اگر لنگوٹ تمھین نہین میسر ہے تو مین کسی سے لیکر دیئے دیتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا
کہ اب تجھی سے چٹ لنگوٹ لینگے تو باندھینگے ظلام بن اظلم نے کہا کہ مین تو دینے کو کہتا ہون رستم
ثانی نے کہا پہلوان ہو کر بات کو نہین سمجھتا ہم تیرا چٹ لنگوٹ لینے کو آئے ہین ظلام نے کہا یہ خیالات
دل سے دور رکھو ہان خیرات مانگو تو دیتا ہون رستم ثانی نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ مارا اگر ظلام خالی نہ دے

تو نہین معلوم کیا انجام ہو لیکن ظلام کو بھی غصہ آگیا کہ یہ تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہی رستم ثانی سے لپٹ پڑا
زور ہونے لگے لوگ حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے ابھی کمان کو مثل کمان تصور کے توڑ کر پھینکدیا اب یہ حوصلہ
کیا کہ اتنے بڑے پہلوان سے زبان لڑا کر یون جا پڑا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فلک سیدہ ہو جان سے عاجز
ہے لیکن رستم ثانی نے دیکھا کہ کپڑے پارہ پارہ ہوگئے ہین ایسا نہو کہ ننگی پر لوگ ہنسین تب ایک مقام پر
نہین معلوم کیا پیچ کیا کہ ظلام ایسا فیل پیکر قلا بازی کھاتا ہوا سر نیچے ٹانگین اوپر ہوکے چارون شانے چت گرا رستم
ثانی کود کر چھاتی پر سوار ہوگئے اور چپکے سے کہا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین اُسنے کہا کہ ہزار
جانین ہون تو فدا ہون خداوند بت دو زنگ پر اور قصد کیا کہ پکار کر سب سے کہدون کے ارے مارو اسکو
یہ خدا پرست ہے کہ رستم نے منھ دبا دیا مٹی اٹھا کر اُسکے حلق مین ٹھونس دی بعد اُسکے ایک ہاتھ ٹھوڑی مین
دیا دوسرا گدی تلے رکھکر جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا شاگردون نے ظلام کے رستم پر ہجوم
کیا سب ایک ہی بار لپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے جسکے ڈنڈا مار دیا منکا ڈھل گیا جسکو گھونسا مارا
بیدم ہوگیا جسپر ٹانگ رکھدی ہل نہ سکا آخر کار وہ لوگ جو ظلم سے ظلام کے نہایت تنگ رہتے تھے
ایکا کرکے کود پڑے اور رستم ثانی کی طرف سے شاگردان ظلام کو مارنا شروع کیا کچھ لوگ بیچ مین آگئے
فساد موقوف ہوا عزیز و اقارب ظلام کے لاش اُسکی اُٹھا کر سامنے بادشاہ کے لائے فریادی بادشاہ
سے فہیم روشن رائے نے کہا کہ یہ دوسری علامت ظاہر ہوئی بادشاہ نے اُن لوگون سے کہا کہ کشتی
کی سزا یہی ہے ہم کچھ نہین جانتے وہ لوگ لاش اُسکی لئے ہوئے روتے پیٹتے اپنے مکان کی طرف راہی
ہوئے لیکن رستم ثانی قریب مجمع ثالث کے پہونچے کہ جدھر پٹا چل رہا ہے ایک شخص تنہا بیچین کھڑا ہے
کے ہاتھ نکال رہا ہے سو آدمی چار طرف سے گھیرے کھڑے ہین چھری گتکے سب کے ہاتھون مین ہین وار پر
وار کر رہے ہین لیکن چوٹ نہین کھاتا جب گھر جاتا ہی سیف کو ٹیک کر اُڑ جاتا ہے سیکڑون کو جیلا کر دیا ہے
اگر سیف اصلی ہوتی تو کتنون ہی کے سر قلم ہو چکے تھے لکڑی کی بنی ہوئی سیف جیرا تھی یہی کپڑا اچار لگا ہوا
اُسپر بندھا ہوا تھا کہ جس پر ہاتھ پڑ جائے نشان بن جائے جو جیلا ہو جاتا ہی علیحدہ ہو جاتا ہی یہانتک کہ آن
واحد مین اُسنے سب کو زخمی کر کے نعرہ کیا کہ ہی کوئی میرا ثانی لوگ کہنے لگے آپ کا مثل کا ہے کو ہی ایک
شاگرد نے کہا کہ اگر آپ دعوی صاحبقرانی کا کرتے تو بجا تھا یقین ہی کہ حمزہ ثانی بھی حج کے بہانے سے
کعبہ مین چھپکر بیٹھ رہتے تب امیر کا نام سنتے ہی رستم ثانی کو طیش آیا کہا او مردود بزرگان دین کا نام
اس بے ادبی سے لیتا ہے کیا اسکو آتا ہے جسپر اسقدر ناز کرتا ہے سیف ہلانے مین اپنے جسم تک سے بیخبر
رہتا ہے ہر جگہ کھلا رہتا ہے جہان چاہے تجھے چوٹ دیجائے سفاک سیف دست پکارا کہ صاحبزادے
تمھین کیا انسان دوسرے کی بات کا اُس وقت جواب دے اور اعتراض کرے جب خود اُس سے
اچھا کرکے دکھا دے اگر مین کھلا رہتا ہون تو قسم ہے تمھین اپنے دین و مذہب کی کہ تلوار سے چوٹ
دے دو اور مین بھی اصلی سیف آہنی پٹے پر چڑھاتا ہون یہ کہکر سیف آہنی ہاتھ پر چڑھائی اور کہا کہ لے
آئیے اور ہاتھ سیف کے نکالتا ہوا رستم ثانی کی طرف چلا رستم نے وار اُسکا پشت شمشیر پر لگا کر دکھایا
بعد اُسکے جس جگہ سے کھلا وہین چرکا دے دیا ہتکٹی مار کر قبضہ سے سیف کو قلم کر دیا ہاتھ سفاک کا جا بجا
دیا یہ کمال دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے اور سفاک قدمون پر گر پڑا اور پکارا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع

ہین کہ آپکا مثل و نظیر نہین ہے یہ مع شاگردون کے مطیع ہوا فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور یہ تیسری علامت ہے لیکن رستم ثانی اب اوس گروہ کی طرف آئے کہ جہان تیراندازی کی مشق ہوتی تھی بسبب کثرت کے میدان نہین تھا کہ سامنے نشانہ لگایا جائے لہذا ایک ستون بلند گاڑ دیا ہی اوسپر ایک تھالی نصب کیا ہے چاند کے اندر ستارے بنائے ہین لوگ تیر لگا رہے ہین جو بڑے تیرانداز ہین اونکا تیر حلقہ قمر مین سے گذر جاتا ہی لیکن اوس ستارے پر نہین پڑتا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر دوش سے کمان اوتاری اور ترکش سے کھینچا تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا ستارہ اڑ گیا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ خدمت آخری ہے بیشک یہ وہی شخص ہے جو آپ کے فرزند کو آپسے ملائے گا بادشاہ مع وزرا اور امرا تخت سے اوٹھا لوگون سے حکم کیا کہ اس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ چوبدار نے آکر رستم ثانی سے عرض کی کہ آپ کو بادشاہ یاد کرتے ہین جواب دیا کہ بادشاہ مجھے کیا جانین کہ مین کون ہون اور وہ مجھے کیون یاد کرنے لگا چوبدار نے عرض کی کہ نہین آپ ہی کو طلب کرتے ہین جواب دیا کہ مین بادشاہ کا نوکر نہین مجھے جانے کی کیا ضرورت کوئی غرض بادشاہ سے نہین اگر بادشاہ مجھے یاد بھی کرتا تو مین اوسے نہین یاد کرتا چوبدار نے کہا کہ وہ حاکم یہان کا ہے تمھین کچھ خوف اوس سے نہین جواب دیا کہ ہم سوا پروردگار عالم کے کسی سے خوف نہین کرتے چوبدار پلٹ آیا اور بادشاہ سے آکر عرض کی کہ وہ شخص نہایت متکبر ہے نہین آتا بادشاہ نے خیال کیا کہ واقع مین غرضمند تو مین ہون مجھے اوسکے پاس چلنا چاہئے اوسے میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال کرکے بادشاہ خود مع روسا و امرا سوار ہوکر چلا انبوہ عظیم تھا جگہ نہ ملتی تھی ملازمین شاہی لوگون کو ہٹاتے ہوئے دھکے دیتے ہوئے چلے حسب اتفاق جس غول مین رستم ثانی تھے وہان بھی کشمکش ہوئی چنانچہ ایک شخص نے مفلوک الحال سمجھکر ایک کہنی ماردی اب جو ناگوار طبع ہوتا ہے تو جھلا کر تھپڑ مارا کہ منھ پھر گیا کلا پھٹ گیا پھڑک کر دم نکل گیا وہ جوان فوجی تھا ملازم سرکاری کا یہ حال دیکھکر لوگون نے رستم ثانی پر یورش کیا اتنے مین بادشاہ کی سواری قریب آگئی یہ رنگ دیکھکر بادشاہ نے اپنے ملازمون کو منع فرمایا کہ ارے نہ بولو نہین جانتے تم کہ یہ کون شخص ہین لوگ رکگئے کہ بادشاہ طرفداری کرتا ہے ایسا نہو خلاف طبع بادشاہ ہو مورد عتاب آکے علحدہ ہوگئے بادشاہ نے رستم ثانی سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لانا ہوا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر اپنی فوج کو حکم دیجئے تو معلوم ہو جائے کہ مین کون ہون بادشاہ نے کہا مین جانتا ہون کہ آپ بہادر ہین لیکن نام نامی و اسم گرامی کیا ہے رستم ثانی نے کہا کہ اس حال پر ملال مین کیا نام و نسب سے اپنے تمھین آگاہ کرون بموجب اشعار حسب مقام بلا

اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین
دو جگہ کہ ہون سمجھون عزیز آفت رسیدہ ہون

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر رسیدہ ہون

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا القرادسو

اوس وقت بادشاہ تخت پر سے اوتر پڑا اور قریب رستم ثانی کے آکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست غرضکہ اوس غیور کو بہلاتا ہوا باتون مین لگاتا ہوا اپنے ساتھ لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا آن واحد مین راہ کو قطع کرکے داخل بارگاہ ہوا اراکین دولت و مشیران مملکت حاضر ہوئے بادشاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل فرمائیے لباس بدلیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ

بیان کیجیے کہ آپ مجھے یہاں لائے کس واسطے ہیں بادشاہ نے پھر پوچھا کہ آپ بھی تو ارشاد فرمائیں کہ آپ
کا آنا کہاں سے ہوا جواب دیا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا کہ تمھیں میرے نام ونشان سے کیا کام ہے اپنا
مطلب بیان کرو کیونکہ چہرے پر تمھارے آثار غم پیدا ہیں عنوان پریشانی ہویدا ہیں گلے میں ایک رومال
سیاہ جو بندھا ہوا ہے اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسیکا غم ہے چشم پرنم ہے بادشاہ نے ایک آہ جگرخراش
کھینچی اور عرض کیا کہ میں اسیر پنجہ تقدیر کیا اپنا حال پرملال عرض کروں کہ ایک وقت تاثم ہو لیکن آپ کو دیکھکر سب
غم غلط ہو گیا جی یہی چاہتا ہے کہ اب آپ سے نہ بیان کروں کیونکہ ولولے آپ کے امکان بشری سے بھی کچھ
بڑھے ہوئے ہیں ایسا نہو کہ ایک آفت تو ناگہانی تھی دوسری آفت آسمانی آجائے دشمن آپکے بھی کسی بلا میں
مبتلا ہو جائیں رستم ثانی نے کہا اب مجھے بغیر سنے قرار نہ آئیگا بادشاہ نے اُس عالم مجبوری میں کہا کہ گویم مشکل کہ
نگویم مشکل یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر غم صیاد وفکر باغبان ہے * دو عملے میں ہمارا آشیان ہے * رستم ثانی نے
کہا کہ اگر مطلب اپنا نہ بیان کرو گے تو میں چلا جاؤں گا کیونکہ پھر میرے یہاں لانیکا کیا نتیجہ یہ کہکر اُٹھنے کا قصد
کیا تھا کہ بادشاہ نے مجبور ہو کر عرض کیا کہ میں اکثر نجومیوں اور کاہنوں کی زبانی سنا کرتا تھا کہ اس جوار میں کوئی
طلسم ہے کہ نام اُسکا طلسم صندل ہے یہ سمجھتے تھے کہ باعث دفع درد سر ہوگا یہ نہ معلوم تھا کہ موجب درد جگر ہوگا
رستم ثانی نے کہا وہ درد جگر کیسا بادشاہ نے بیان کیا کہ میرے شہر سے نکلکر جانب شمال جو صحرائے وسیع
واقع ہے اُسمیں دور سے اک سیاہی مانند قلعہ کے معلوم ہوتی ہے لیکن کبھی کوئی اُسطرف جانے کا ارادہ نہیں
کرتا کہ وہ مقام نہایت ہولخیز ہے دن کو ڈر معلوم ہوتا ہے صحرا پھاڑے کھاتا ہے آٹھویں روز ایک دروازہ بلند نمودار
ہوتا ہے پھاٹک خود بخود وا ہو جاتا ہے دن بھر کھلا رہتا ہے بالائے در دو برجیان چھوٹی چھوٹی ہیں اُنپر جوڑا بط
دریائی کا بیٹھا رہتا ہے جو کوئی اُسطرف جانے کا قصد کرتا ہے تو اُنمیں سے ایک بط منع کرتی ہے کہ اے شخص
اس طرف نہ آ ورنہ آفت میں پھنس جائیگا تا زندگی رہائی نہ پائیگا حسب الاتفاق میرا ایک فرزند تھا کہ نام
اُسکا شاہین تاجدار تھا ایک روز مجھسے اجازت صید وشکار لیکر جانب صحرا روانہ ہوا ازبسکہ مزاج اُسکا سپاہیانہ تھا
بلکہ جاہلانہ تھا میں نے چند رفیق دیرینہ اپنے بھی ساتھ کر دیئے تھے کہ اگر شاہین اُس طرف جائے تو منع کریں
لیکن جس بات سے دل دھڑک جاتا ہے وہ ضرور پیش آتی ہے ایک آہو شاہین تاجدار کو لگا کر اُسی قلعہ کی
طرف لیگیا آہو تو غائب ہو گیا لیکن یہ بدنصیب قریب اُس پھاٹک کے پہونچ چکا تھا رفقا نے منع کیا
کہ اے شہریار اُس طرف نہ جائیے کہ وہ مقام مخدوش ہے والد ماجد نے آپکے منع فرمایا ہے بلکہ ہمیں اسی سے
ساتھ کر دیا ہے یہ کلمہ سنکر اُسے ضد آگئی کہ مردوں کے لئے کہیں خدشہ نہیں ہے ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جسکا جی
چاہے جائے اور چلا آئے زیادہ بیرین اگر کوئی مزاحم ہوگا اُس سے لڑینگے میرے رفیقوں نے کہا کہ ابھی
آپ نشیب وفراز دنیا سے آگاہ نہیں ہیں آدمی سے لڑتے ہیں یا ہوا سے یہاں تو یہ گفتگو تھی اُدھر ایک
بط نے آواز دی کہ اے شخص خبردار اسطرف آنے کا قصد نکرنا ورنہ مبتلائے بلا ہو جائیگا سوائے پشیمانی
کچھ ہاتھ نہ آئیگا افسوس کہ اُس جاہل نے نہ مانا اور کہا دیکھو ہم ابھی جاتے ہیں اور ابھی چلے آتے ہیں
یہ کہکر اندر دروازے کے چلا گیا لیکایک دوسری بط نے آواز دی کہ فلان کا بیٹا فلان کا پوتا یہ نام
اسیر پنجہ تقدیر ہوا جسمین اُس فرزند دلبند کی بعض رفقا اُسکے اور ندامت میں اسکی کہ بادشاہ کو
کیا منھ دکھائینگے میرے رفیقان دیرینہ اندر اُس پھاٹک کے چلے گئے کہ جو کچھ شاہزادے پر گذرے گی

وہ بھی گذر گئی لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ اگر بادشاہ پوچھے گا کہ شاہین تاجدار کو کہان چھوڑ آئے تو ہم کیا جواب
دینگے جس وقت شام ہوئی وہ دروازہ نظرون سے غائب ہوگیا اور مجھ پر کچھ موقوف نہین اس درد مین بہت
سے مبتلا ہین کسیکا بھائی کسیکا بیٹا کسیکا بھتیجا کسیکا عزیز کسیکا دوست خواندر اس مکان کے گیا آج تک
پلٹ کر نہ آیا نہ کچھ خبر اسکی معلوم ہوئی کہ وہان ہو بہو کیا گذری سب زندہ ہین یا مر گئے اور مین تو کس حال
مین ہون لہذا اسی نظر سے مین آپ کو لایا تھا کہ شاید ہم دردمندون کے مسیحائی آپ ہی کے ہاتھ ہو اس
مشکل کو آپ ہی آسان کرین تو کیا عجب ہی کیونکہ مین نے نجومیون اور رمالون کی زبانی سنا تھا کہ فلان روز
فلان وقت اس شکل و شمائل کا ایک شخص اس شہر مین وارد ہوگا اور کہمان کیانی کو شکستہ کریگا ظلام
بن اظلم سے پہلوان کو ماریگا۔ **سفاک سیف دست** کو فرمانبردار کریگا اور جو جو علامتین بتائی ہین سب آپ مین
پائی گئین کسی بات مین ذرا سا فرق نہین نکلا لہذا اب امیدوار ہون کہ آپ غسل فرمائین پوشاک بدلین
رستم ثانی نے کہا کہ بیشک تمہارے مذہب کا فرق ہے مین ہر چیز تمہارے یہان کی نجس و حرام جانتا ہون
اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ یا میرے ساتھ چلکر وہ قلعہ مجھے دکھا دو یا پتا بتا دو کہ مین جاکر فکر رہائی شاہین تاجدار
کی کرون شاید کہ پروردگار عالم کو رہائی اسکی میرے ہی ہاتھ سے منظور ہو بموجب مصرعہ شاید کہ ہمین بیضہ
بر آرد پر و بال ہو بادشاہ نے کہا ای مسیحاے دردمندان ابھی پانچ روز اس دن کے باقی ہین کہ جس روز وہ
پھاٹک کھلتا ہی۔ کیا آپ پانچ روز اسی حال پر ملال سے رہیئے گا مجھے نہایت شاق ہوگا اور مین مطیع اسلام
بلکہ مسلمان ہوتا ہون اگر آپ مجھے نجس سمجھتے ہین تو طاہر کر لیجیے رستم ثانی نے کہا ہمارا یہ آئین نہین ہے کہ
بغیر زیر کیے ہوئے یا مطلب بر آری لیے ہوئے کسی کو مسلمان کرین یہ جو لوگ کرتے ہین خدا انھین کو
مبارک کرے بادشاہ نے پھر کہا کہ اچھا مین مطیع اسلام ہوتا ہون جس وقت آپ مطلب دلی میرا پورا کیجیے گا
اسی وقت سہی لیکن مین دل سے مسلمان ہو چکا انجام کار رستم ثانی نے یہی خیال کیا کہ پندرہ روز کی مسافت
اٹھائے ہوئے چلے آئے ہو ابھی پانچ روز اس قلعہ کے کھلنے مین باقی ہین پھر وہان جاکر نہین معلوم کیا گذرے
اس حالت سے کیونکر رہو گے یہ خیال کرکے نئے لباس کی طیاری کو حکم دیا اور کنارہ دریا پر آکر غسل کرکے
لباس پہنا اور پھر آکر ایوان شاہی مین بیٹھے اب جس شخص نے صورت دیکھی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نکل
آیا بھلا انکے حسن و جمال کا کیا پوچھنا ہی الغرض اب انتظار اس روز کا ہونے لگا کہ جس دن دروازہ قلعہ کا
نمودار ہوتا ہے لیکن جب وہ رات آئی کہ جسکے دوسرے روز طرف قلعہ کے چلنا ہوگا رستم ثانی کو اشتیاق
مین نیند نہ آئی تمام رات اختر شماری مین گذری ہر بار صحن مین آکر سفیدہ سحری کو دیکھتے تھے کبھی ادھر ادھر
ٹہلنے لگتے تھے یہانتک کہ بمشکل وہ رات آخر ہوئی اور سفیدی مشرق سے ظاہر ہوئی تمام صحبت سیارگان
گلشن آسمان برہم ہوئی یعنی تمن خاور کی جھلک سے یک بیک چمک چمک کے پردۂ اطلس زرنگاری
فلک مین منہ چھپانے لگے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگے چھوٹنے نسیم عنبر شمیم کے باغ جنت النعیم سے
آنے لگے ہر دماغ جان کو لبھانے لگے شعر جھونکا جو درختون کو لگا سرو ہوا کا مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا
شاہزادہ رستم ثانی دلاور نے نماز صبح سحری کو ادا کیا ہنوز محو وظائف تھے کہ اتنے مین سلیمان شاہ حاضر ہوا
رستم ثانی نے جس وقت اوراد و وظائف سے فراغت پائی سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ سواری تیار ہے اگر
مناسب ہو تو سویرے سے چلے چلیئے کیونکہ فصل گرمی کی ہی اگر دن چڑھ جائے گا تو تمازت آفتاب

نہایت پریشان کریگی رستم ثانی نے کہا بہتر ہی سلیمان شاہ نے پلٹ کر دیکھا ملازمان وابستہ نے عرض کی کہ سواری کی تیاری پیشتر سے ہی مرکب بیشتر سے مثل پری کے آراستہ کھڑا ہی شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ سلیمان شاہ کے اُس ملکی ملکی سر در روشنی مین چلے جو بسبب تھوڑی تھوڑی سیاہی شب باقی ہونے کے ساتھ پھیلی تھی تا در بارگاہ آئے دیکھا کہ مرکب دروازے پر کھڑا ہوا ہجیبیان کر رہا ہی رستم ثانی نے جلدی سے گھوڑے کو پیتر ران کیا شعر ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑے پر ٭ قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر ٭ اُدھر سلیمان شاہ اپنے مرکب پر بیٹھا تمام اراکین سلطنت و مشیران مملکت و ہمیان بلند خیال ہمراہ رکاب ہوے فوج و لشکر کو بھی ہمراہ لے لیا تھا علاوہ سپاہ کے یہ خبر جو منتشر ہوئی تھی کہ ایک شخص نہین معلوم کہان سے آیا ہی اور وہ ارادہ فتح طلسم صندل جاتا ہی جوق جوق گروہ گروہ لوگ شہر کے ساتھ چلے سواری مثل باد بہاری روانہ ہوئی کوئی دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے شہر سے نکلکر اُس صحرا و سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا بیابان ہے بیابان کاہیکو رشک گلستان ہی ہر جگہ پر نہالان شمشاد برابر سے لگے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ معشوقان طناز بصد کرشمہ و ناز صف باندھے کھڑے ہین کسی جا درختان صنوبر کا غنچہ ہے گویا چند سبز پوشون نے اپنی بزم الگ آراستہ کی ہی کسی جانب کو سون تک کو ڑیالا اس طرح پھولا ہوا ہی کہ زمین سفید ہو رہی ہی چاندنی کا فرش بچھا ہوا معلوم ہوتا ہی کہین سبزہ لہلہا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کہین لالہ کوہی رنگ لایا ہی گویا روح فرہاد نے بھیس بدل کر داغ دل دکھایا ہی وہ نہالان صحرائی کہ جو نظر سے کم گزرے ہین عجب عجب طرح کے پھول اُنہین کھلے ہوئے ہین خوشبو سب پھولون سے علحدہ مشام جان معطر کرتی ہی طبیعت مین جنون خیزی بھرتی ہے طیور صحرائی دنیاسے نرالے زمزمہ پیرائی دل مین عاشق مزاجون کے گدگداہٹ پیدا کرتی تھی نخل بند قدرت نے اُس صحرا کو مثل باغ کے آراستہ کیا تھا راہ صحرا طے کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ نمودار ہوا دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا ہی کوئی نہ آدمی ہے نہ پرند نہ وحوش نہ طیور سواے اُن دو لطون کے کہ جو برجون پر ادہر پھاٹک کے بیٹھی ہوئی ہین سلیمان شاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ وہ مقام خطرناک یہی ہے رستم ثانی نے کہا کہ مین جاتا ہون سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ براے خدا آخر کوئی تدبیر کوئی فکر یا یو ہین۔ رستم ثانی نے جواب دیا کہ اب وہین جاکر فکر کرینگے سلیمان شاہ رونے لگا اور کہا اس وقت تک آپنے اپنا نام نامی و اسم گرامی بھی نہ ظاہر کیا شاہزادہ رستم ثانی کو بھی یہ خیال گذرا کہ واسطہ طلسم کا ہے کیا جانے کیا معرکہ پڑے کون کون سی اُفتادین پیش آئین کہا اے سلیمان شاہ تو نے نام حمزہ ثانی کا سُنا ہے سلیمان شاہ نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہے کہ وہ صاحبقران ہین پھر پوچھا کہ علمشاہ نوجوان سے بھی آگاہ ہے اُسنے عرض کیا وہ ثانی صاحبقران تھے اگر دعوے صاحبقرانی کا کرتے تو بہت بجا تھا فرمایا کہ ہان وہ سپاہی منش تھے اُنھین جاہ و منصب سے غرض نہ تھی خیر اتنا مین تباے دیتا ہون کہ مین بیٹا ہون ایرج نوجوان بروح در روان قاسم بلند مکان پسر علمشاہ نوجوان کا تو نے شاید میرا بھی نام سُنا ہوگا سلیمان شاہ نے کہا اب کیا کسی کے پایہ کمی کا رکھتے ہین کہا خیر اگر ہمارے یگانون مین سے کوئی اس طرف کبھی آنکلے تو کہدینا کہ رستم ثانی طلسم صندل مین گیا اور تم بیالیس روز تک یہان میرا انتظار کرنا یا تومین تمسے آکر ملونگا ورنہ یہ سمجھ لینا کہ رستم بھی مارا گیا یہ فرماکر سلیمان شاہ کی بہت کچھ تسلی کی اور فرمایا پروردگار عالم سبکا محافظ ہی اگر رہائی تمہارے فرزند کی میرے ہی ہاتھون ہی تو انشاء اللہ بہت جلد تم اس سے ملوگے ورنہ جو تقدیر کا لکھا یہ فرماکر باگ توسن برق رفتار کی لی سلیمان شاہ

بنگاہ حسرت رستم ثانی کی طرف دیکھ رہا ہی لیکن رستم ثانی جس وقت پھاٹک کے قریب ہو پہنچے دیکھا ایک
بطنے آواز دی کہ اے شخص کہان آتا ہے دیکھ پلٹ جا ورنہ گرفتار بلا ہوجائےگا کچھ ہاتھ نہ آئے گا رستم ثانی
نے کہا کیا جھک مارتی ہو گرفتار بلا تو ہو گی ہم طلسم کو توڑینگے بط قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بہت سے اس تمنا مین
ادہر آئے لیکن آج تک پھنسے ہوے ہین جو چہڑا اسنے آیا وہ بھی اسیر ہوا رستم ثانی ایک سماعت نہین کرتے
آگے بڑھتے چلے جاتے ہین ایک بطنے دوسری سے کہا بوا دیکھتی ہو نگوڑے کو کہ ڈرتا ہی نہین چلا ہی آتا ہے
اُسنے اپنی بولی مین یہ جواب دیا کہ جو آگ کھائے گا وہ انگارے ہگے گا جو ہمارا کام تھا وہ ہمنے کیا بتادیا کہ ادہر
نہ آؤ وہ نہین مانتا گرفتار بلا ہوگا رستم ثانی کے کان مین جو آواز گئی للکارا کہ او حرام زادی نگوڑی تو تیرے سوتے
ابھی تمہارا دونگا کہ پھڑک کر رہ جائیگی بط پکاری بڑے تیر انداز معلوم ہوتے ہو ایسی خطا نہ کرنا
ورنہ مفت نشانہ تیر قضا ہو گے یا کسی گوشہ مین اسیری کی چلہ کشی کرنا ہو گی رستم ثانی نے کہا تو بڑی
دریدہ ذہن معلوم ہوتی ہے جگت بازیان کرتی ہے جبتک سزا نہ پائیگی نہ مانے گی یہ فرما کر تیر ترکش سے کھینچا
اور چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارا لیکن جیسے ہی تیر قریب پہونچا بطنے منقار کھولکر اُف کی ایک شعلہ نکلا
کہ تیر جل گیا سلیمان شاہ تو یہ رنگ دیکھکر تھرا گیا فہیم روشن رائے سے کہا دیکھتے ہو کیا بھولی بھولی
باتین ہین کہ بط سے لڑ رہے ہین فہیم نے کہا اے شاہ اس جرأت کو تو ملاحظہ فرمایئے کہ سوا آگے
بڑھنے کے قدم پیچھے نہین سرکتا دوسرا ہوتا تو جس وقت بطنے بطور انسان گفتگو کی تھی مارے
خوف کے گر پڑتا ورنہ جب تیر جل گیا اور حربہ بھی خالی گیا پھر جرأت آگے بڑھنے کی نہ کرتا یہ بطین نہین ہین
خدا جانے کون بلائین ہین لیکن رستم ثانی کو جو غصہ آیا دوسرا تیر مارا وہ بھی جل گیا تیسرا تیر مارا یہانتک کہ
ترکش خالی ہوگیا بط قہقہہ مار کر بولی کہ اب کہو جاؤ اور تیر لے آؤ رستم ثانی نے کہا اب یہان سے کہان جائینگے
جبتک اُس کام کو نہ کرینگے کہ جس لئے آئے ہین دوسری بطنے آواز دی کہ پھر جس کام کو آئے ہو جاؤ ہمسے
کیون لڑ رہے ہو ہمین کیا ہم تمہارے ہی واسطے کہتے تھے آگے بڑھکر معلوم ہوجائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ
مردار ہمسے نہ بولتی تو ہم کیون تیر مارتے مردون کو ٹوکتی ہے بد شگونی کرتی ہے بطنے کہا کہ پھر تیر مار تو کیا بنا لیا
رستم ثانی کو اور غصہ آیا اور فرمایا کہ اب تجھے تلوار سے ذبح کرینگے یہ کہکر قریب پھاٹک کے آئے اور قصد
کیا کہ گرز مار کر پھاٹک کو گرادون لیکن جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا پھاٹک نظرون سے پنہان ہوگیا پشت پر
دیوار دیکھی ایک صحراے لق و دق نظر آیا تو اس وادی ہولخیز مین پھنسے لیکن انکے پھنستے ہی دوسری
بطنے آواز دی کہ افسوس نہ مانا کہنا اور اپنے ہاتھ سے آپکو گرفتار بلا کیا اور سارا حسب نامہ رستم ثانی
کا بیان کردیا کہ فلان کا بیٹا فلان کا پوتا فلان کا پروتا یہ نام اسیر پنجہ تقدیر ہوا یہان سلیمان شاہ نے بھی رستم ثانی
کو اندر پھاٹک کے قدم رکھتے دیکھا پھر نہ معلوم ہوا کہ رستم کہان گئے دل مین کہا کہ افسوس یہ بھی جاہل مزاج
معلوم ہوتے ہین اپنے کو یون گرفتار بلا کیا کہنا نہ مانا غرضکہ سلیمان شاہ کو بحالت انتظار
چھوڑیئے

اور اب چند کلمے داستان سطوت بیان سلطان سلطانان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن
نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب حمزہ صاحبقران عالیشان کے سماعت فرمایئے
کہ امیر با توقیر بلاش عمرو بن حمزہ و لندھور و سلیمان اعظم طرف طلسم قلزم کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو

بن اُمیہ حمزہ سا رفیق قدیم ساتھ ہے گو اکثر ایسا ہوا ہی کہ امیر و عمرو تنہا کسی صحرا و کوہ مین تباہ پھرے ہین لیکن وہ وقت
اور تھا کہ صاحبقران بھی جوان تھے عمرو بھی جوان تھا انکے پاس اسباب صاحبقرانی انکے پاس بانہاے عیاری
سب سامان ہر طرح کے مہیا تھے اب وہ وقت ہی کہ عالم ضعیفی کے دن ہوے پست گوشہ نشینی کا زمانہ راحت پرستی
کے ایام لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین سے نہین بیٹھنے دیتی اب امیر اس لائق ہین کہ تنہا صحرا صحرا
پھرین کہانتک بیان کیا جائے کہ قریب پہر دن رہے کے ایک وادی پُر ہول مین پہونچے دیکھا کہ کوسون
تک درخت نظر نہین آتا زمین پر گیاہ کا نام نہین لیکن توکلت علی اللہ چلے جاتے ہین جاتے جاتے جب وسط صحرا مین پہونچے
دیکھا کہ درمیان مین ایک دریا حائل ہی امیر قریب اُس دریا کے آئے چاہا کہ چلو مین پانی لیکر چہرہ پر ڈالین جب
ہاتھ قریب لائے تو بجاے آب ریگ دیکھی معلوم ہوا کہ یہ دریاے ریگ ہی نہایت تردد و انتشار ہوا کہ اب
کیا کرین کہان جائین بغیر منزل مقصود تک پہونچے پلٹنا آئین صاحبقرانی کے خلاف ہے اور آگے راستہ نہین
دریاے ریگ حائل ہی جائین تو کہان جائین قیام کرین تو کہان کرین کوئی درخت تک نہین ہر طرف کف دست
میدان نظر آتا ہی جو جو وقت شام کا قریب ہوتا جاتا ہی صحرا سائین سائین کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ درندون تک کو
اس صحرا نے پھاڑ کھایا ہی اسی حالت مین وہ وقت ہو نچا کہ قافلہ انجم نے سبزہ زار فلک پر ہو نچکر مقام کیا اور خیمہ
سیاہ شب برپا ہوا مشعل ماہ فروزان ہوئی امیر با توقیر نے عمرو سے فرمایا کہ کیون خواجہ اب کیا کرین عمرو
نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین مین کیا بتاؤن کیون اس صحرا مین آئے اپنے ساتھ مجکو بھی خراب کیا اور اب
وہ سامان بھی میرے پاس کہان کہ جہان تمنے کہا وہین خیمہ ڈیرہ کھانا پینا سب کچھ مہیا ہو گیا خدا برا کرے اُس ناشدنی
عمرو ثانی کا کہ میری عمر بھر کی کمائی سب مجھسے لی ہاتھ پاؤن میرے کٹ گئے اب اگر کوئی افتاد بھی میرے
دشمنون پر پڑے تو کچھ نہین کر سکتا ہزارون میرے دشمن اور یہ بے سر و سامانی اور اے حمزہ تو تو بڑھاپے
مین کچھ سٹھیا گیا ہے کہ طلسم کشائی کے شوق مین چلا ہی جسپر جیسی پڑیگی جھیل لیگا یہان آپ زندہ جہان زندہ
آپ مردہ جہان مردہ علاوہ اسکے تیری اولاد جہان جائیگی دوست ہو یا دشمن شان و شوکت کے ساتھ
جائے یا اسیر بلا ہو کر جائے ہر جگہ پروردگار عالم مدد کرتا ہی حافظ حقیقی بچا تا ہی اگر انکی تقدیر مین رہائی ہے خود
چھوٹ جائین گے شان و شوکت کے ساتھ آئین گے اگر قسمت مین اسیر رہنا یا قتل ہونا ہے تو آپ جا کر کیا
کر لیجیے گا عمرو بن حمزہ کچھ تجھسے کسی طرح یا یہ کمی کا نہین رکھتا لڑنے بھڑنے کو کافی ہے امیر نے فرمایا او بیموت
و بے حمیت ایک بات کے اتنے جواب مجھے طویل تقریر نہین اچھی معلوم ہوتی تو اگر تجھے اپنی جان پیاری ہے
چلا جا عمرو نے کہا تو یہ خوب جانتا ہے کہ مین تجھے تنہا چھوڑ کر نجاؤنگا اسی سے ایسی باتین کرتا ہے امیر نے فرمایا
واللہ مین نہین چاہتا کہ میرے باعث سے تو کسی آفت مین پھنسنے مین بخوشی کہتا ہون کہ تو چلا جا عمرو نے کہا
حمزہ زندگی بھر تو ساتھ دیا اب اس بڑھوتی وقت مین کیا چھوڑ دونگا اپنے کو رسواے عالم کرونگا عمرو کی یہی تمنا ہی کہ دنیا
سے بھی ساتھ اُٹھین الحاصل وہ شب کا وقت وہ صحراے لق و دق ہوا کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا لیکن
پروردگار عالم نے ہر جگہ کے سامان نئے رکھے ہین اگر گھر مین واسطے استراحت کے پلنگ اور مسہری ہی تو جنگل
مین بستر خاک ہی کافی ہی اگر سر پر سایہ سقف نہو تو سایہ آسمان ہی بہت ہی گھر مین روشن شمع و چراغ ہوتے ہین
صحرا مین کرم شبتاب یا مشعل ماہ یا چراغ ہاے شعلہ غول بموجب شعر منظم مین روشنی کے واد وحشت مین غول
شب ہوئی اور مشعلین لاکھون فروزان ہو گئین امیر با توقیر نے کلمہ معبود بے نیاز زیر کے تیمم سے نماز مغرب مین ادا

ادا کی بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کے درگاہ آلہی مین مصروف دعا ہوے کہ اے رب پاک ذات اے
خالق کائنات اے کس بیکسان والے یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوائے تیرے کون مددگار و معاون
ہے جبتک تیرا حکم ہوا ہفت اقلیم مین صاحبقرانی کی اب حکم تیرا گوشہ نشینی کو ہوا اس جاہ و منزلت کو ترک کر کے
فقیری اختیار کی لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چلین نہین لینے دیتی اس اپنے بندہ عاجز کی مدد کر
اور میرے بچھڑے ہوے دوست لندھور دونون فرزندون سے مجھکو ملا دے بیڑا اس دریاے فرقت سے پار
لگادے یہ عاجزی کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے عمرو پشت پر کھڑا ہوا آمین کہہ رہا تھا اور آنسو خواجہ کی آنکھون
سے بھی جاری تھے چہرے پر آثار پریشانی طاری تھے جب امیر نے مناجات سے فراغت پائی سجدے مین
گئے دمنار خسارہ خاک پر رکھ دیا لیکن جھونکا ہوا سرد کا جو آیا امیر و عمرو دونون سو گئے اللہ اکبر
عجب گردش ہے اس فلک کج رفتار کی یہ وہی صاحبقران ہین کہ جنکے محکوم سرکشان و بادشاہان ہفت
اقلیم ہین آج بستر خاک ہے اور وہ جسم پاک ہے لیکن جب سو گئے تو کچھ خبر نہین کہ زیر سر تکیہ نرم زانوی
محبوب ہے یا سنگ خارا ہے حقیقت مین بموجب مشہور کہ سویا مردا برابر ہے مگر خاک سے اجتناب کرنا
اچھا نہین کیونکہ ع آغاز ہی خاک ہے انجام ہی ہے • ہر تنفس اسی خاک سے پیدا ہوا اور ایک روز پھر
خاک ہو جائیگا شعر خاک کا پتلا بنا اور خاک کی تصویر ہے • خاک مین مل جائیگا اور خاک
دامنگیر ہے • لیکن جسوقت امیر عالم رویا مین پہونچے دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو پریشان نہو کہ اولاد تیری بخیر و عافیت ہے اور تجھ سے ملیگی یہ بھی ایک مصلحت ایزدی ہے کیونکہ محمود
حبشی کہ اک مرد باخدا ہے سن اسکا کئی سو برس کا ہو چکا ہے اب زمانہ اسکے انتقال کا قریب ہے اور قسمت مین
اسکی مٹی تیرے ہاتھ کی بدی ہے اگر یہ افتاد نہ پڑتی تو اس طرف تو کیونکر آسکتا اور تجھے کیا ضرورت تھی لہذا
یہ انگشتری لے اور اسے پہن کر اسی دریاے ریگ مین کود پڑ منزل مقصود پر تو پہونچ جائیگا اپنے بچھڑے ہوون کو
پائیگا چاہتے تھے امیر کچھ اور پوچھین کہ حضرت نظرون سے غائب ہو گئے جسوقت ہنگام سحر قریب ہوا کاروان
انجم نے رخت سفر باندھ کر کوچ طرف مغرب کے کیا خیمہ سیاہ شب اکھڑا امیر با توقیر خواب سے بیدار
ہوے عمرو کی بھی آنکھ کھلی امیر نے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی تمام صحرا کو معطر پایا عمرو سے خواب اپنا بیان کیا
عمرو نے کہا حمزہ انگوٹھی دینے کے بھروسے نہ رہنا ایسا نہو کسی نے دھوکا دیا ہو کیونکہ جب تجھے صاحبقرانی
سے سروکار نرہا تو حضرت بلاے مدد کیون آنے لگے انکو تیرے بیٹے پوتون کی اعانت سے کب فرصت ہوگی
جو تیری خبر کو آئین اب جو لوگ راہ خدا مین لڑ رہے ہین وہ انکی خبر لینگے یا تجھے پوچھینگے اور افسوس کہ ای
حمزہ اگر تو صاحبقرانی کو نہ ترک کرتا تو اتبک تمام عالم مین دین اسلام پھیل گیا ہوتا بھلا ان چھوکرون
سے کیا ہوتا ہے جیسے حمزہ ثانی تیرا فرزند ہوا یا عمرو ثانی خدا اوسکو غارت کرے میرا بیٹا ہے یہ سب پست ہمت
ہین خالی زور و طاقت کے بل پر تھوڑی صاحبقرانی ہوتی ہے یا سامان عیاری کے ہونے سے کیا کوئی عیار
ہو جاتا ہے خیر سر جہ گذشت گذشت ای حمزہ تیرے ہی بدولت میری بھی زنبیل و گلیم وغیرہ میری زندگی بھر
کی کمائی سب گئی اگر تو بانے صاحبقرانی کے نہ دیتا تو مین بھی زنبیل و گلیم وغیرہ کبھی نہ دیتا امیر نے فرمایا اے
مرد عزیز یہ سب سامان جبتک ہماری تمہاری تقدیر کے تھے ہمارے تمہارے پاس رہے اب جنکی قسمت کے
ہین اونکے پاس ہین چند دن اور زندگی ہے کسی طرح بسر ہو جائے گی بہتر ہوا کہ اپنی اپنی حیات مین جو چیز

جس کے لائق تھی اُسے سپرد کر چکے یہان اگر مرجاتے تو کیا چھاتی پر رکھکر لیجاتے شکر کرو یہ بھی خوش نصیبی ہے
کہ اولاد میرث والدین کے لائق ہوئی الحاصل وقت تنگ رہگیا تھا امیر نے مع عمرو تیمم کے ساتھ فریضۂ سحری کو
ادا کیا شکر پروردگار بجالائے اور قریب دریائے ریگ کے آئے عمرو سے کہا خواجہ چلتے ہو ہمارے ساتھ عمرو
نے کہا مجھے خبط نہین ہے کہ اپنے پاؤن سے قبر مین اُترون زندہ درگور ہون تم اپنی جان سے تنگ ہو جاؤ
مین فاتحہ پڑھے دیتا ہون امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور بسم اللہ کہکر اُس دریا مین کود پڑے دیکھا عمرو نے کہ امیر
غرق ہو گئے عمرو پکارا افسوس کہنا نہ مانا لیکن امیر کے پاؤن جو زمین پر آشنا ہوے اپنے کو ایک صحرائے
دلکشا میدان وسیع مین پایا لباس مین کہین خاک کا دھبا تک نہ تھا انگشتری کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ
دہنی جانب جاؤ ایک حجرہ ملیگا وہان محمود جنی سے ملاقات ہوگی بس کام انجام کو پہونچ جائیگا یہ پڑھتے
ہی انگوٹھی ہاتھ سے ناپدید ہو گئی امیر داہنے جانب چل نکلے جاتے جاتے وہان پہونچے کہ جہان وہ حجرہ
بنا ہوا تھا دیکھا تو دروازہ حجرے کا وا ہے اور ایک مرد پیر کہن سال باریش سفید بیٹھا ہوا ہے ہاتھ پاؤن
مین بسبب ضعیفی کے رعشہ پیدا ہو گیا ہے امیر کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا السلام علیک یا حمزہ صاحبقران
عالی شان امیر نے جواب سلام دیا کہ علیک السلام اور اندر حجرے کے تشریف لے گئے محمود جنی
نے مصافحہ کیا جائے عمدہ پر بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ آج میری سعادت ہوئی
یا امیر مین خدمت مین آپ کے جد بزرگوار کے رہچکا ہون اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا کہ خوشا نصیب تیرے
کہ دفن و کفن تیرا میرے فرزند حمزہ کے ہاتھ سے ہوگا اور فلان زمانہ تیرے انتقال کا ہے اور آخر وقت مین
تو قیام اپنا طلسم قلزم مین رکھنا کہ وہین وہ آئیگا امیر نے یہ سنکر کہ یہ مصاحب خاص میرے جد بزرگوار
کا ہے محمود جنی کے ہاتھ چومے اور کہا خوشا نصیب میرے کہ مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ آپ
ہم صحبت اپنے خدا رسیدہ کے ہین مجھے بھی عالم رویا مین جد نامدار حال سے آپکے آگاہ کر گئے تھے بعد اسکے
محمود جنی نے پوچھا کہ آپ کا دوست صادق یار موافق کہان ہے امیر سمجھ گئے کہ عمرو کو پوچھتے ہین دریا
وہ بڑا ڈرپوک ہے کنارے دریائے ریگ تک میرے ساتھ آیا پھر وہین ٹھہر گیا لیکن میری فرقت مین نہین
معلوم اُسپر کیا گذر رہی ہوگی بعد اسکے محمود جنی نے احمر جنی سے کہ ملازم اسکا تھا کہا کہ جاکر قلزم
شاہ کو اطلاع کر کہ حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین احمر جنی براے اطلاع روانہ ہوا امیر نے
پوچھا کہ میرے دو فرزند اور ایک رفیق میدان جنگ سے غائب ہو گئے تھے اُنھیں کی تلاش مین مین نکلا
تھا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ اسی طلسم مین ہین محمود جنی نے کہا کہ قلزم شاہ کے آنے پر یہ معلوم ہو سکتا ہے
لیکن احمر جنی نے قلزم شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ صاحبقران عالی شان داخل
طلسم ہوے قلزم شاہ نے بحیرت پوچھا کہ کیونکر احمر جنی نے یہ کہا کہ مین نہین جانتا قلزم شاہ
نے طوفان جادو سے کہا کہ کیا تیرے آیا کیونکہ تو نگہبان سرحد طلسم ہے بغیر تیری اجازت کے کوئی آ نہین سکتا
پھر امیر با توقیر کیونکر داخل طلسم ہوے غرضکہ قلزم شاہ اُسی وقت سوار ہو کر خدمت صاحبقران عالیشان مین
حاضر ہوا تسلیم بجالایا پہلے یہی عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لائے امیر با توقیر ہنسے اور فرمایا کہ اے قلزم شاہ
تو نے راہ ظاہری مسدود کی ہے یا راہ باطنی بھی مسدود کر دی ہو تقدیری معاملات مین کسی کو دخل نہین ہے میرے
مقدر مین یہان تک آنا لکھا تھا مین آگیا خدا نے مجھکو پہونچایا لیکن یہ تو بتاؤ کہ میرے فرزندون کی بھی کچھ خبر ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوئی

ساحر تمھارے طلسم کا انھیں اُٹھا لایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیں آپکا دوست لندھور بن سعدان گرد اور دونوں فرزند آپ کے مع دشمنان طلسم یہیں موجود ہیں دیوؤں کو میں نے قید کرا دیا ہے فرزند رفیق آپکے راحت سے ہیں امیر نے فرمایا بلواؤ اُنکو قلزم شاہ نے عرض کی کہ اگر مناسب جانئے تو اس فقیر کے کلبۂ احزان کو منور و معمور فرمائیے جہاں حضور نے یہاں تک آنے کی زحمت کی اتنی تکلیف اور گوارا فرمائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے لیکن پہلے میرے رفیق خاص یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو کہ کنارے دریا ریگ پر میں اُسے چھوڑ آیا ہوں بلوالو پھر میں چلونگا قلزم شاہ نے طوفان جادو کی طرف اشارہ کیا طوفان اُسی وقت تبلاش عمرو روانہ ہوا یہاں خواجہ فرقت صاحبقران زبان میں رو رہے تھے بلک بلک کر دعا کر رہے تھے کہ اے رب پاک ذات اے خالق کائنات اے حافظ حقیقی والے رب تحقیقی تو حمزہ کا معین و مددگار رہنا میری کیا شامت تھی کہ ساتھ حمزہ کے چلا گیا اگر خدانخواستہ اُسپر کوئی آفت پڑی تو میں یہاں سے جا کر خلق کو کیا منھ دکھاؤنگا اُسکی اولاد سے کیونکر سامنا کرونگا عمر بھر کی محنت وجانبازی خاک میں ملجائیگی سب یہی کہیں گے کہ عمرو کو اپنی جان پیاری ہوئی اور وقت آخر میں صاحبقران کا ساتھ چھوڑ دیا ادھر تو یہ خیالات اُدھر بھوک کی شدت پیاس کا غلبہ نہ یار رہے نہ مددگار رہے کہ یکایک ایک برق چمکی او نیچہ کڑک کر گرا کمر زنجیر کا بند پکڑ کر بالائے ہوا لے چلا عمرو چلایا ارے ظالم تو کون ہے تو جسے سمجھا ہے میں وہ نہیں ہوں اے دوست دشمن کو پہچان لے اگر تو حمزہ کا دشمن ہے تو مجھے اُس سے کوئی سروکار نہیں اسنے صاحبقرانی کی سیکڑوں ساحروں سرکشوں کو مارا میں بیچارہ میں پیادہ کا جو کام پیادوں کے ہوا کرتے ہیں وہ کیا کیا لیکن نیچہ نے ایک سماعت نہ کی بلکہ اُنکی باتوں پر بار بار آواز قہقہہ کی آتی تھی عمرو کی جان نکلی جاتی تھی طوفان جادو باتوں پر خواجہ کی ہنستا ہوا عمرو کو لئے ہو سامنے قلزم شاہ اور صاحبقران دیجاہ کے آیا خواجہ کو زمین پر اُتارا عمرو متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا امیر نے پانی منھ پر چھڑ کا اپنے دامن سے ہوا دیکر ہوشیار کیا عمرو نے جو آنکھ کھولی امیر کو دیکھا پھر آنکھ بند کر لی امیر نے فرمایا او مکار یہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اب مجھے تیری صورت اچھی نہیں معلوم ہوتی تو اپنی اور میری دونوں کی جان کا دشمن ہے آپ بلا میں پھنسا تھا تو مجھکو بھی یہاں بلا بھیجا امیر نے فرمایا اُٹھتا ہے یا اچھی طرح اُٹھاؤں عمرو ڈرا کہ ایسا نہو گھونسا ماردیں تو کام ہی تمام ہو جائے گا جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کس ظالم کے پھندے میں پھنسے کس بیدرد کی نوکری کی لیکن محمود جنی نے کہا خواجہ سلام علیک مزاج شریف عمرو نے جواب سلام دیا اور کہا الحمد للہ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا امیر نے حال محمود جنی کا بیان کیا کہ یہ ایسے مرد بزرگ ہیں خواجہ نے بھی جھک کر مصافحہ کیا لیکن امیر سے بہت شکایت کی عمرو نے کہا کہ حمزہ اب وہ طاقت جوانی کہاں گئی کہ جسنے چاہا نیچہ شکرے کی طرح عمرو کو اُٹھا لیا ارے کوئی اپنے جاننے والے اور دوست کو یوں نہیں بلاتا ہے قلزم شاہ سمجھا کہ خواجہ کو تکلیف ہوئی طوفان جادو پر نہایت خفا ہوا کہ تعظیم و تکریم کے ساتھ نہ لایا اور کوڑا لیکر مارنے کو اُٹھا لیکن امیر با توقیر نے سعی فرمائی اب قلزم شاہ امیر و عمرو و محمود جنی کو اپنے ہمراہ لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا وہاں خبر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو ہوئی کہ صاحبقران بھی داخل طلسم ہوئے قلزم شاہ بڑے استقبال گیا تھا امیر کو ساتھ لئے ہوئے آتا ہے یہ بھی خوش ہو ہو کر بڑے استقبال چلے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی ان تینوں آدمیوں نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دعا دی غرضکہ قلزم شاہ سبکو ساتھ لئے ہوئے قصر شاہی میں آیا مقام اعلیٰ پر امیر کو جگہ دی اور جائے

مناسب پر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو بٹھایا محمود جنی ایک سمت آکر بیٹھا امیر نے فرمایا ای قلزم شاہ تمنے ان تینون آدمیون کو کس غرض سے بلوایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ غلام مدت سے سنتا آتا تھا کہ صاحبقران اور نیز انکی اولاد و رفیقون مین ایسے ایسے زبردست و بہادر ہین کہ دیوون کو مارتے ہین چنانچہ دیو ہزار دست کا واقعہ دیو خر جنگ آہن شاخ کا قصہ اور آپ کے ہاتھ سے دونون کا مارا جانا یہ سب مین نے سنا تھا نہایت اشتیاق تھا کہ مین ایسی جنگ کو کیونکر دیکھون فی الحال مجھے خبر پہونچی ہے کہ گلستان ارم مین دو دیو چڑھ کر آئے ہین اور مقابلہ ہو رہا ہے مینے طوفان جادو سے کہا کہ تو جا کر دیوون کو مع اولاد امیر اوٹھا لا کہ تماشاے جنگ دیکھون امیر نے فرمایا خود کیون نہ چلے آئے قلزم شاہ نے عرض کی کہ یہ امر آئین طلسم کے خلاف تھا اہل طلسم کو سوائے سرحد ملک کے حکم نہین کہ برون طلسم جائین اور پھر آئین اس سبب سے یہ قصور سرزد ہوا امیر نے فرمایا کہ پھر تماشا جنگ کا دیکھا قلزم شاہ نے کہا کہ ابھی نہین مینے دیوون کو قید کر کے پہلے شاہزادون سے اپنا قصور بیان کر کے بخشوایا پھر خدمت و ضیافت مین مصروف رہا امیر نے فرمایا کہ اچھا اب دیکھ لو بلواؤ اُن دیوون کو قلزم شاہ نے داروغہ زندان سے کہا کہ لاؤ قیدیون کو نگہبان زندان اُسی وقت دیو گرگرہ اور دیو مرمرہ کو لیکر حاضر ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے خود اُٹھ کر ہتکڑیان بیڑیان حلقیون کی کاٹ دین دیو گرگرہ نے رہائی پاتے ہی لندھور پر حملہ کیا لندھور بھی لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی اُدھر سلیمان اعظم دیو مرمرہ پر جا بیٹے دیوان سے لپٹ پڑا نگی کشتی ہونے امیر نے قلزم شاہ سے کہا کہ تماشا دیکھو اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی اپنے بلند خرد کا زور دیکھنے لگے لیکن گرگرہ نے دیکھا کہ وہی آدمزاد بلائے بے درمان ہے اس سے جانبری دشوار ہے گھونسا لندھور کو مارا بس گھونسا کھاتے ہی یہ معلوم ہوا لندھور کو کہ پسلیان چور ہو گئین کہان دیو کہان انسان لیکن یہی ایسے انسان ہین کہ دیوون سے کلہ بکلہ لڑتے ہین بس طیش کھا کر اب جو زور کرتے ہین دیو کو قدم جمانا دشوار ہو گیا بس آڑی ہو کر جو بہکا مارا دیو پہلو کے بھل زمین پر آ رہا لندھور نے آتے آتے چت کر لیا اور کود کر چھاتی پر آواز دی کہ او مردود دیکھا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین دیو نے کہا لا کدھر جاتا ہون تو نام پر خداوند طبیعی کے نثار ہین بس لندھور نے ایک ہاتھ زیر زنخدان دیا اور دوسرا ہاتھ جانب قفا در از کر کے پیچ دیا اور بہکا مار کر دھڑ سے سر کھینچ لیا لاشہ دیو کا زمین پر پھڑکنے لگا قلزم شاہ کے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی کہ اللہ رے زور امیر یا تو فرنے تعریف کی لندھور اپنے دنگل شوکت پر آکر متمکن ہوے اُدھر سلیمان اعظم کہ دیو مرمرہ سے مصروف تلاش تھے دیو اور انسان کی لڑائی کیا جب دیو سیدھا ہو جاتا ہے گردن تو کجا کمر تک بھی ہاتھ نہین پہونچتا اٹھنگے لگا کر اسکو گراتے ہین پھر گرفت نہین بن پڑتی دیو نکل جاتا ہے اُسکے موٹے موٹے بازو ہاتھ مین بھی نہین آتے کہ روکین لیکن جیسے ہی اُنھون نے دیکھا کہ لندھور نے دیو گرگرہ کو چت کیا اور دھڑ سے سر کھینچ لیا ساقی اُنھون نے بھی اڑنگا لگا کر دیو کو گرایا اب جو دیو نے اُٹھنے کا قصد کیا شاخ اُسکی پکڑلی ہر چند دیو نے زور کیا نہ شاخ چھوٹی نہ اُٹھ سکا بلکہ ایک گھونسا جو گردن پر مارا دیو چیخ مار کر گر پڑا اسکے چلانے سے یہ معلوم ہوا کہ پردے کان کے پھٹ گئے سلیمان اعظم نے نعرہ کیا کہ اب بھی لعنت کر ابلیس پر تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا مرنا بہتر اور دین تمہارا اختیار کرنا نہین بہتر ہے سلیمان اعظم نے ایک لات سر پہ دیو کے اس زور سے ماری کہ سر پاش پاش ہو گیا اور دیو پھڑک کر مر گیا جو وقت

جسوقت یہ تڑپا تو معلوم ہوا کہ زلزلہ آگیا زمین ہلنے لگی امیر نے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا عمرو بن حمزہ نے بھی بھائی کو گلے سے لگا کر بہت تعریف کی کہ کیون نہو شباب کا زور ہی اور بابا بہت ضعیف ہوے لیکن سلیمان اعظم چونکہ جانتے ہین کہ یہ طرفدار علمشاہ و قاسم کے ہین جھک کر تسلیم کی اور کہا نہ آپ کی ضعیفی نہ ہمارا شباب آپ ثانی صاحبقران ہین امیر نے بھی فرمایا کہ ای فرزند بیشک تمنے انصاف کی بات کہی کہ یہ بڑا بھائی تمھارا کسی طرح مجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی اگر یہ خواستگار صاحبقرانی ہوتا تو حمزہ ثانی کسی طرح اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے تھے ایک یہ سب سے بڑے ہین دوسرے قوت و جرأت مین بھی سب سے زیادہ ہین لیکن عمرو بن حمزہ نے گردن جھکا لی واقع مین اولاد صاحبقران مین سے کوئی ایسا نہین کہ جسنے مقابلہ امیر سے نہ کیا ہو عمرو بن حمزہ کے کہ زندگی مین کبھی باپ سے مقابلہ اور دعوے ہمسری نہین کیا الغرض قلزم شاہ نے فاشین دیوون کی پھنکوا دین اور اب سامان جشن دعوت صاحبقران کا کیا کہ اگر تفصیل اسکی لکھی جائے تو ایک دفتر ہو لیکن خلاصہ یہ ہی کہ تمام عہدہ داران طلسم کو بروانے گئے اور تمام طلسم آئینہ بند ہوا عجب ترکیب کا یہ جشن تھا کہ ہر مقام پر ایک ساز و سامان جشن کا تھا اور جو وہان کا افسر تھا وہ تہیہ منتظم تھا اور ایوان شاہی مین جشن خاص تھا یہ ایوان بیچ باغ مین واقع ہی درختون مین قندیلین اسقدر آویزان کی گئی ہین کہ ہر نخل سرو چراغان ہو رہا ہی یا آتشبازی کر رنگ مہتاب کہیے یا یہ کہ نہال کا کہکشان یا نخل سے تشبیہ دیجئے تنے درختون کے تمامی سے منڈھے گئے ہین سر راہ فرش مخمل و دیبا کا بچھا ہوا ہی وہ نرمی اسکی کہ پاؤن پڑنے سے آنکھون مین خواب آتا ہی اس چبوترہ پر جو آگے قصر کے واقع ہی شامیانہ زر دوزی جواہر نگار کھنچا ہوا ہی بیچ مین مسند لگی ہوئی ہی امیر با توقیر مع عمرو بن حمزہ و لندھور و سلیمان اعظم گاؤ تکیے لگے بیٹھے ہین عمرو پشت پر کھڑا ہوا مورچھل جنبانی کر رہا ہی قلزم شاہ دست ادب بستہ سامنے حاضر ہی نازنینان پری جمال و حور خصال بصد کرشمہ و ناز آوازین سُر ملا کر گا رہی ہین سماں دکھا رہی ہین غزل

گشتہ پیری ہوں نہیں یاد شباب آنے کو ہی
غنچہ نرگس سے کھینچ کھینچکر گلاب آنے کو ہی
بڑھ کے سوز ہجر ساقی نے اثر دکھلا دیا
بجلیے کے دن گئے شام شباب آنے کو ہی
دمبدم اُٹھتا بگولا جید ہی خالی نہین
شوخیان کم ہوتی جاتی ہین حجاب آنیکو ہی

خم کے انگور سے بو شراب آنیکو ہی
چونکو غافل صبح پیری کا نتیجہ ہی زوال
آگ ہو بجھی تا جگر ہوئی کباب آنیکو ہی
آنکھ بیمار محبت کی ہوئی جاتی ہی بند
مژدہ ای صحرا کوئی خانہ خراب آنیکو ہی
آنکھ بدلی یار نے تقدیر پلٹی آرزو

خون داغ دل بہیگا اشک ہوکر آنکھ سی
دو پہر ہوتی ہی سر پر آفتاب آنیکو ہی
شوخیان آنکھ کی کہین بڑھنے لگی زلف سیاہ
موت کی غفلت یہ ہی یا رب کہ خواب آنیکو ہی
عیش کی شبکا گذرنا نشہ ہی کا اُتار
پھیرتا ہی وہ نگاہین انقلاب آنیکو ہی

جب یہ غزل نازنین گا چکی تو اہالیان محفل نے اُسی نازنین سے فرمائش کی کہ اگر آپکو کوئی غزل اسیر کی یاد ہو تو سنائیے نازنین نے فوراً تعمیل کی اور گنگنا کر نہایت سریلی آواز سے یہ غزل شروع کی اور سازندون نے بھی بہت اچھا ساتھ دیا

سلسلے ہستی ہی ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
جو ہو ملاقات کی تمنا ادھر کو تو بھی روان ہو چل
گئے کچھ ایسے نہیں پتا ہی جو کوئی ڈھونڈے کبھی نپائے
ہوئے تلف تخت و تاج کیا کیا مٹے زر و مال کیسے کیسے
نہیں ہی کوئی مرض سے خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
بدن ہی لاغر جگر فسردہ دماغ ہی خشک دل ہی مردہ

سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا
سفر سے ممکن نہیں ہی پھرنا مسافران رہ عدم کا
غبار و بانگ جرس تو یکسو نشان نہین ایک کے قدم کا
کہاں ہی وہ حشمت سکندر نشان دیکھو کہین ہے جم کا
کوئی تپ لرزہ سی ہی مضطر کوئی ہی مبتلا دق و ورم کا
الٰہی آجائے کوئی جھونکا کہین نسیم مسیح دم کا

اگرچہ ماہ صیام ہے یہ پلا بھی جام شراب ساقی ابھی تو ہیں چند روز روزے کسے بھروسا ہے ایک دم کا
رہ طلب میں تمہارے طالب ہوئے جو آوارہ کچھ عجب ہے تو سیر دیکھو کہ خاک سے بھی درخت پیدا ہوا قدم کا
وہ طبع عاشق میں تھا تلون رہا نہ دو دن بھی ایک ڈھب کبھی بنا دیر میں برہمن کبھی مجاور ہوا حرم کا
پکارتا ہوں یہ بتکدے میں خدا ہے واحد خدا ہے واحد جواب دے مجھکو اے برہمن یہ منھ ہے تیرے کسی صنم کا
وہ بادہ کش ہوں کہ رعب میرا فقط نہیں محتسب پہ غالب جو چھینے مجھسے جام آ کے تو خشک ہو جائے ہاتھ جم کا
نجات دنیا کے مخمصوں سے ہمیں نہیں کوئی دینے والا دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہے تو اُسکے دم کا
جہان سے جو لوگ اُٹھ گئے ہیں خبر ہو معلوم انکی کیونکر کبھی نہ بستی میں پھر کے آیا کوئی مسافر رہِ عدم کا
ہوا ہے یہ حال زار اپنا کہ ایک شمہ کبھی جو لکھا دوات کی آنکھ خون روئی فگار سینہ ہوا قلم کا
جو اپنے ساتھی تھے سب نصارے کہاں ہیں وہ کدھر کو ڈھونڈھوں جگر کو دیتا ہے داغ فرقت جو نقش رستہ میں ہے قدم کا
ذرا جو تیرا اشارہ پاؤں ابھی تہ تیغ سر جھکاؤں ہزار جان سے ہوں میں تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا
پڑا ہوں پیر مغاں کے در پہ یہاں سے جاؤں کہاں میں اُٹھکر ملے کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہے بیش و کم کا
گنہ ہوا ہے جو میکدے میں ہے صید کرنے میں کیا تامل اسیر بط ہے شراب کی یہ نہیں ہے طائر کوئی حرم کا

امیر کی یہ کیفیت ہے کہ کچھ ذکر پیری و شباب و احوال موت ان دونوں غزلوں میں آگیا ہے اپنی جوانی کو یاد کرتے ہیں کہ افسوس ایک وہ بھی زمانہ تھا ایک یہ وقت ہے ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ یہ بھی نہ رہیگا کبھی آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر یہ شعر ورد زبان کرتے ہیں شعر گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہاں ہے ابھی جو اک آہ کی ہے میں نے بجھی ہوئی آگ کا دھواں ہے۔ اتنے میں قلزم شاہ نے عرض کی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ حضور بعض مقامات طلسم کی بھی سیر کریں امیر نے فرمایا بہتر اور اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ امیر کے لندھور و عمرو بن حمزہ و سلیمان اعظم وغیرہ سب چلے قلزم شاہ نے سواریاں طلب کیں یعنی تخت رواں آئے ایک ایک سردار ایک ایک تخت پر جلوہ افروز ہوا اور سیر کرتے ہوئے چلے جا بجا عجب عجب سامان دیکھے کسی جا دریا میں لوگ مثل سفینہ خاک کے سطح آب پر بے تکلف پھر رہے ہیں کہیں خشکی میں نادیں تیرتی پھرتی ہیں کسی جگہ پانی سے شعلے زبانیں نکالے ہوئے زبان حال سے انقلابات دنیا بیان کر رہے ہیں کسی مقام پر شعلہ شمع سے فوارے جاری ہیں کسی جگہ سقف بے ستون مانند گردوں استادہ ہے زیر سقف جلسہ نازنینان مہ جبینان کا ہے صحبت رقص و غنا ہنگامہ عشرت برپا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ٹکڑہ ابر سرخ رنگ کا مانند شامیانہ کے سایہ افگن بارش یاقوت کر رہا ہے ایک طرف ابر سبز رنگ کہ ایسا ابر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا یاقوت سبز برسا رہا ہے کسی ابر سے موتی برس رہے ہیں لیکن زمین پر غلطان نظر آتے ہیں پھر نہیں معلوم کیا ہو جاتے ہیں یہاں پہونچتے ہی عمرو نے کہا حمزہ اس سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے اگر ایسے مقام پر سکونت ہو تو لطف زندگی ہے اگرچہ یہ نہیں معلوم کہ یہ گوہر و یاقوت اصلی ہیں یا نقلی تاہم تسکین خاطر کے واسطے بہت ہیں امیر نے فرمایا اے قارون وقت بلکہ رشک قارون ہمیشہ تیری جان مال میں اٹکی رہتی ہے عمرو نے کہا محتاج تو ہو گیا جو کچھ عمر بھر کی کمائی تھی وہ ناشدنی یعنی عمرو ثانی لے گیا میرے پاس اب رہ کیا گیا ہے امیر نے فرمایا آخر اس وقت آخر میں کہ چار دن کی زندگی باقی ہے مال و متاع کیا کریگا مال دنیا اسیواسطے ہوتا ہے کہ انسان اٹھائے اپنے صرف میں لائے عمرو نے کہا حمزہ مال والے کا مال بھی اچھا ہوتا ہے بے مال والے کی عاقبت

بھی خراب ہوتی ہی دودو دن مردہ پڑا رہتا ہی غرضکہ یہان سے بھی آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مینار بلند ہی کلسی پر اُسکی ایک
طاوس رقص کر رہا ہی اور پیرون سے اُسکے گلہاے بوقلمون گر رہے ہین اور یہ پھول ایک طرفہ مہک نرالی خوشبو
رکھتا ہی اسکے بعد ایک گنبد نظر پڑا کہ بالاے ہوا چرخ مار رہا تھا یکایک بعد ایک ساعت کے گنبد نظرون سے پنہان
ہوگیا پھر بعد کچھ ساعتون کے بالاے ہوا اسی مقام پر کہ جہان تھا معلوم ہونے لگا کہانتک گذارش کیا جاے
کہ تین روز یہ جشن رہا اور تینون دن امیر کو قلزم شاہ نے نئے تماشے مثل اُسکے کہ جیسا بیان ہوچکا ہے
دکھاے امیر نے بہت تعریف کی کہ تمہارا طلسم نیرنجات سے مملو ہی اور بڑے شکر کی بات یہ ہی کہ تم سب خدا پرست
ہو قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا امیر یہ کام نیرنجات قواعد حکمیہ سے ہین میرے طلسم مین جو جا سحر و ساحری کا کام ہی
آپ یہ نہ خیال فرمائیگا کہ یہ سب چیزین سحر کی بنی ہوئی ہین بلکہ بانی اس طلسم کے حکما ہین امیر نے اسکی اور
زیادہ تعریف کی قلزم شاہ نے عرض کی کہ ایک مقام اس طلسم مین نہایت متبرک ہی کہ اگر اس جگہ کو آپ
دیکھین گے تو نہایت مسرور ہونگے اور صاحبقران کو ہمراہ لیکر ایک احاطہ مین آیا جس وقت امیر داخل احاطہ
ہوے دیکھا کہ فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک صحبت آراستہ ہی امیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ محفل کس کی ہی قلزم شاہ
نے عرض کی کہ اسکو بزم خاموشان کہتے ہین اہل صحبت باہم کلام نہین کرتے فقط زبان حال سے باتین ہوتی
ہین گویا ایک کا دوسرے سے یہ اشارہ ہے کہ مجبور ہین زبان اختیار مین نہین ہاتھ پاؤن دیکھنے کے ہین کام
لینے کے قابل نہین ہان کسی وقت مین مثل اور لوگون کے صاحب قوت لسانی و طاقت بیانی تھے اب تو حس
حرکت جسمانی بھی باقی نہین لیکن جسوقت امیر باتوقر اُس محفل مین پہونچے نہ کسی نے سلام کیا نہ تعظیم دی نہ
مزاج پوچھا بلکہ امیر نے انپہ سلام کیا جب بھی جواب سلام نہ آیا قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ جسمان اصلی نہین ہین بلکہ اجساد نقلی ہین یہ سب تصویرین پتھر کی ہین لیکن مصور انکا ایسا تھا کہ فقط جان
ڈالنے کی کمی رہگئی ہی ورنہ وہی صورت وہی ہیئت ہی امیر نے فرمایا یہ تصویرین کن لوگون کی ہین قلزم شاہ نے
عرض کی کہ وہ سامنے جو تصویر کلان ہی جناب آدم علیہ السلام کی ہی پہلو مین انکے شبیہ حضرت حوا کی ہی برابر اُنکے حضرت
شیث کی تصویر ہی بعد اُنکے حضرت نوح یہانتک کہ تین ہزار پیمبرون کی تصویرین ہین اور آگے ہر تصویر کے ایک ایک
لوح رکھی ہی کہ اُسپر نام صاحب تصویر کا کندہ ہی امیر یہ سنکر بہت روئے اور انجام پر خیال ہوا کہ افسوس جب
ایسے ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ رہے تو ہمارا کیا ذکر ہی حقیقت مین کل نفس ذائقۃ الموت سوا ذات معبود کے کسی کو
بقا نہین ہی بموجب شعر ذات معبود جاودانی ہی ۔ باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی ۔ امیر اسی عالم مین اسقدر روئے کہ آنسو
گریبان تک جاری ہوے نام پر ہر پیغمبر کے فاتحہ پڑھنا شروع کیا تین روز امیر کو یہین گذرے چوتھے
دن احمد حبشی گھبرایا ہوا پہونچا اور عرض کی کہ محمود حبشی کا غیر حال ہے امیر مع قلزم شاہ و لندھور و عمرو و حمزہ
و سلیمان اعظم و عمرو احاطہ سے باہر آئے اور حجرہ محمود حبشی کی طرف چلے اتنے مین کچھ اور لوگ آئے اور انھون نے
عرض کی کہ محمود حبشی نے انتقال کیا امیر نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون اور سامان تجہیز و تکفین کرکے محمود حبشی
کو دفن کیا تلقین خود پڑھی روئے بعد اسکے قلزم شاہ سے فرمایا کہ اب مجھے گلستان ارم مین پہونچا دو کیونکہ
آسمان پری مادر سلیمان اعظم بہت پریشان ہوگی قلزم شاہ نے ایک بساط بسیط منگوا کر امیر کو مع
فرزندان و رفیق تخت پر سوار کرکے طوفان جادو سے کہا کہ تو ساتھ جا اور صاحبقران
کو بخیر و عافیت پہونچا آ طوفان جادو نے بساط کو اشارہ کیا بساط بالاے ہوا اڑکر روانہ ہوئی

لیکن یہان گلستان ارم مین بعد جانے امیر کشورگیر کے ملکہ آسمان پری چشم انتظار واکر کے بیٹھی ہے روز
عبدالرحمن جنی طلب ہوتے ہین انسے پوچھا جاتا ہی کہ اب امیر مع فرزندان باتوقیر کبتک آئینگے عبدالرحمن جنی عرض
کرتے ہین کہ ملکہ آفاق آپ اطمینان رکھیئے صاحبقران اور آپکا فرزند سب خیریت سے ہین دوست کے
گھر مہمان ہین جب دعوت وضیافت سے فرصت ہولیگی تو آئینگے ادھر معشوقہ لندھور دوا اور شیون دل
مین دعائین کرتی ہین کہ پروردگارا شاہزادہ ہندوستان کو تیری امان مین دیا ہی تو ہی ہر جگہ نگہبان ہے
ادھر معشوقہ عمرو بلبلا بلبلا کر دعائین کرتی ہی ایک روز ملکہ آسمان پری بالاخانہ پر جلوہ افروز ہین گرد و پیش
پریون کا مجمع ہی باغ حسن کھلا ہوا ہے ملکہ قریشیہ سلطان پہلو مین بیٹھی ہی یکایک جانب آسمان سے ایک
ٹکڑا ابر خفیف نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یکایک وہ ابر قریب آیا دیکھا تو امیر باتوقیر مع فرزندان
و رفیقان تخت پر جلوہ افروز ہین ملکہ آسمان پری برائے تعظیم اٹھ کھڑی ہوئی لیکن تخت امیر نے زیر بام
اتروا دیا اور آکر آسمان پری سے ملے ملکہ آسمان پری نے بھی خوشی کا جشن کیا لندھور اپنی معشوقہ سے
ملے اور عمرو اپنی معشوقہ سے ملے بعد مدت کے تمنائین نکلین مرادین برآئین دوسرے روز امیر نے
آسمان پری سے کہا کہ اب مجھے خانہ کعبہ پہونچا دو آسمان پری رونے لگی اور کہا ای آدمزاد بیمروت
ارے کاش اپنی عمر یہین بسر کر جیسے خانہ کعبہ مین رہے ویسے یہان امیر نے فرمایا اطاعت معبود مین فرق
آئیگا جب ہر وقت تمھارا سامنا رہا تو پھر بندگی بے نیاز کہان ادھر عمرو اپنی معشوقہ سے ملکر روئے لندھور
اپنے مطلوبہ سے رخصت ہوئے سلیمان اعظم نے امیر سے عرض کی کہ انشاء اللہ غلام بھی حاضر ہوگا غرضکہ
وقت رخصت امیر پرستان مین ایک ہنگامہ برپا تھا کہ دیکھئے اب قدوم میمنت لزوم امیر کے پھر بھی کبھی
اسطرف آتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ ای آسمان پری اب وقت ہمارا آخر سمجھو کوئی امید زندگی
نہین اس نفس کا کیا اعتبار آیا یا نہ آیا اب وہ حال ہی۔ شعر۔ چراغ صبح گاہی ہے مری زیست ہر نفس فرقت
مین جھونکے ہین ہوا کے غرضکہ بعد گریہ بسیار امیر رخصت ہو کر مع عمرو و لندھور و عمرو بن حمزہ طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوئے اور پہونچکر سرزمین مکہ مین قیام کیا کہ اب انکا حال پھر کسی وقت گذارش کیا جائے گا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان جانشین کوچک سلیمان حمزہ ثانی عالی شان بیان کئے جاتے ہین

کہ یہان طبل بج رہا ہی لشکر مین ہنگامہ ہی کہ کل کے روز کوئی ملعون افلاک رو مین تن ہو وہ مقابلہ کریگا تیاری
جنگ و جدال ہو رہی ہی کوئی بہادر جہاے جنگ کو دیکھ رہا ہی تلوارون پر صیقلین ہو رہی ہین پھل برچھیون
کے آبدار کئے جا رہے ہین سریان تیرون کی باڑھ دار کی جا رہی ہین جو قدر انداز نہایت آزمودہ کار ہین نیزون
کے خم نکال نکال کر درست کر رہے ہین لشکرون مین طلایہ کا گشت پھر رہا ہی آواز ہوشیار باش
و بیدار باش کی بلند ہی کہانتک گذارش کیا جائے کہ یکایک زمانہ شب کا بر طرف ہونے لگا اور وفور نور
ہر طرف ہونے لگا سیاہی شب مانند سپہر کٹنے لگی خطوط شعاع شمشیر آبدار کا کام کر رہے تھے ماہتاب مع
فوج انجم شکست خوردہ و ہزیمت بردہ جانب مغرب روانہ ہوا شاہ خاور مشرق سے تاج زرین بر سر
شمشیرہائے خط شعاعی کھینچے ہوئے برآمد ہوا ادھر اہل اسلام نے جلد جلد فریضہ سحری کو ادا کیا ادھر لشکر
کفار نے اپنے طور پر پرستش سے فراغت کی اب لشکر جانب میدان روانہ ہوئے دو گھڑی

دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا ایک جانب جناب حمزہ صاحبقران ثانی باشوکت
خسروانی مع لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہو کر آپ چالیس قدم مرکب اپنا آگے صفون سے بڑھا کر تجمل
صاحبقرانی ہوئے داہنی جانب لندھور ثانی با فوج ہندوستانی بدیع الملک دلاور مع لشکر ظفر اثر
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران اسی طرح سرداران
دست راست مانند بدیع الزمان فرامرز عاد مغربی داراب کشورکشا شہنشاہ گوہر کلاہ تورج نامور کرب
دلاور بائین سمت مالک ثانی جرات عرب کی نشانی کیخسرو نامدار فرزند بادشاہ عالی وقار ایرج نوجوان دیگر
علمشاہ عالی مکان جمہور جہانسوز تبرزن بہادر شاہزادہ طرطوس قمہور دیو پیر و خورشید تاجدار
وغیرہ اپنے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرکے منتظر وقت کھڑے ہوئے کہ دیکھنا چاہیے افلاک روئین تن کیسا
جوان ہے اور کیا ٹھہرتی ہے اودھر شہریار نامدار مع فوج بسیار کہ اسکو بھی دعوی صاحبقرانی ہے اسی
واسطے ملک فرنگ سے آیا ہے کہ امیر ثانی سے صاحبقرانی لینا چاہیے بڑے جاہ و تجمل سے فوج فرنگ ساتھ
لئے ہوئے بارادہ جنگ کھڑا ہے وسط لشکر مین تخت ملک پر سپہسالار فرنگی کا آگے لشکر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
قائم طیقور شیردل ساعیار رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے ادھر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
مع سپاہ میدان جنگگاہ مین آکر قائم ہوا آج یہ ملعون تخت پر سوار ہے نہایت اشتیاق ہے جنگ افلاک روئین
کا سردار لشکر تشنہ کا وہ آہنین کلاہ کو کیا ہے فوج ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک ابر محیط چھایا ہوا ہے سمندر موجین مار رہا
ہے سب سردار صف آرائی مین مصروف ہین داہنی جانب مریخ ستارہ چشم فرزیل عقرب چشم قلماق اژدر
خوار افراط بن تفریط افسر میمنہ صلصال بن دال بن دیو بن اشمامہ جادو ہے بائین جانب خونخوار
مریخ پیشانی مندویل فیل گردن سلابیل گردان تبریوق بن ابریق تفریط بن افراط وغیرہ
میسرہ خلخال بن صلصال ہے لیکن جب تک صفین آراستہ ہوچکین بیلدارون نے میدان کو ہموار کیا سقون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا آن واحد مین میدان جنگ کو مثل آئینہ کے ہموار کر دکھایا نقیب بہادرون کے
دست نامردون کے رقیب پرون کے قریب قریب آکر یون نہیب دینے لگے کہ ہان بہادر یہی روز نام و ننگ
ہے آج دیکھنا چاہیے کہ کون نام اپنے باپ دادا کا روشن کرکے نام رستم و سہراب کو صفحہ ہستی سے مثل
حرف غلط کے مٹاتا ہے کون بفتح و فیروزی پھرتا ہے کون کام آتا ہے شعر تا لم اختر کی طرح دہر مین تابندہ ہے
تیغ کی موت جو مر جائے وہی زندہ ہے، جس وقت نقیب نہیب دیکر نکلے بہادرون کے خون نے جوش مارا بے
اختیار تلوارون کے قبضون کی طرف ہاتھ جانے لگے بعضے قدم اپنی حد سے آگے بڑھانے لگے افسران فوج
نے بڑھ بڑھ کر روکا اسی ہنگام مین افلاک روئین تن نے ایک انگڑائی لی اور کرگدن کو اپنے اڑا کر
سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا مرکب سے اتر کر آستان عبودیت پر پیشانی رگڑی اور اجازت جنگ چاہی
لاجورد شاہ نے کہا مین نے تیری موت نہین پیدا کی ہے بلکہ تجھی کو ان خداپرستون کے لئے ملک الموت
قرار دیا ہے جا اور زہر اپنا دکھا یہ سننا تھا کہ افلاک روئین تن نہایت شاد ہوا اور بار دگر
مرکب پر بیٹھکر عازم میدان قتال ہوا پہلے خوب سلح شوری کی تیزی کے ہاتھ نکالے جب پسینے
مین غرق ہوگیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باش اے فرقہ خداپرستان وگروہ مسلمانان
جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو اتنا آگاہ کیے دیتا ہون

کہ خداوند نے تم سبکی موت میرے ہاتھ سے معین کی ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ ابھی اگر خداوند کو سجدہ کرو ورنہ
ہاتھ سے میرے امان نہ ملیگی یہ سنتا تھا کہ نہایت غصہ آیا اُس شخص کو کہ نام جسکا شاہزادہ جمہور جہانگیر
تبرزن ہی مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُترکر دست ادب باندہ کر اجازت
حرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی جمہور بار دگر مرکب پر سوار ہوے بادشاہ کو سلام کر کے جانب
میدان کارزار روانہ ہوے **افلاک** نے جو جمہور کو آتے دیکھا وہین سے مرکب کو بہ ارادہ نگاو زنی
دوڑایا لیکن یہ ملعون کرگدن پر سوار ہے جمہور گھوڑے پر ہین جسوقت دونون قریب پہونچے جمہور نے نگاو کو
خالی دیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین نگاو نہین چلتی ہی کرگدن افلاک کے زور مین دور نکلا چلا گیا
لیکن **افلاک** نے باگ پھیری اور آکر سامنا کیا جمہور کا جمہور نے نعرہ کیا کہ او قرمساق جیسے تو کیا جھک
مار رہا تھا لا ضرب بہادری کی **افلاک** نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ اجل ہی وار میرا
خالی نہین جاتا جمہور نے کہا ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جس وقت پروردگار تیری ضرب سے
بچائیگا اُسی وقت اپنا وار کرینگے **افلاک** نے خبردار خبردار کہکر نیزے کا وار سینہ بکینہ جمہور نامدار
پر کیا جمہور نے نیزہ **افلاک** کا نیزے پر لیا تیغین چلنے لگین بند بند چھٹنے لگے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو بجلیان کوندہ رہی ہین سنانین نیزون کی جو لڑجاتی تھین تو چنگاریان نکلنے لگتی تھین سب
تماشائی جنگ دیکھ رہے تھے کوئی ڈہائی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر جمہور نے چھڑ پر چھڑ
کو بارا نیزہ اپنا لچکا کر نیزہ **افلاک** کو مانند گیسوے محبوبان کے پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے **افلاک**
کے نکل گیا لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی **افلاک** نہایت خفیف ہوا اور جھپٹ کر گرز اپنا
اڑا بے پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر جمہور پر وار کیا جمہور نے گرز اپنا بلند کیا لیکن گرز پر جو گرز بیٹھتا ہے
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوا اتنی گرد بلند ہوا کہ جمہور اُس
گرد مین پوشیدہ ہوگئے **افلاک** نے نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم جمہور نے جلدی سے مرکب اپنا گرد سے نکالا
اور آواز دی شعر تو ضرب بے زوری ضرب مانوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * اور تبر اپنا سنبھالا
اور سر **افلاک** پر وار کیا **افلاک** نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تبر جو پڑتا ہی سپر کو مانند قرص پنیر
کے قلم کیا خود کو کاٹا لیکن سر پر مطلق اثر نہوا **افلاک** نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور تیغ اپنا نیام سے کھینچ لی
جمہور سے کہا کہ یہ موج بحر فنا ہی آب اسکی سم قاتل کا اثر رکھتی ہی کشتی حیات کو طوفانی کردیتی ہی زندگی سے
کنارہ کرنا پڑتا ہی خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا کیا جمہور نے دیکھا کہ اس دو
بدل مین سوا زخمی ہونے کے کوئی نتیجہ نہین ہے کیونکہ یہ مردود روئین تن آہنی بدن ہی مرکب کو داہنی جانب
بڑھایا اور قصد کیا کہ بند دست پکڑون جسمین نوبت کشتی کی آجائے پھر زیر کرلینا اسکا مشکل نہین ہی لیکن قضائے
کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی جمہور عیال مرکب پر آرہے جبتک سنبھلین سنبھلین تیغ قریب سر
پہونچ چکا تھا خود نیچے گر چکا تھا چار انگل کا زخم سر مین آیا وہین سے دستانے مارے تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن
چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غشی طاری ہوئی یہ حال جمہور کا دیکھکر فرامرز عاد مغربی شاہزادہ
بہارستان مغرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر جھپٹ پڑے **افلاک** نے قصد کیا تھا کہ سر جمہور کا کاٹے
یون جو فرامرز نے نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہی خبردار و ہوشیار باشید کہ منم شاہزادہ بہارستان مغرب فرامرز عاد مغربی تو

کیسا نامرد ہی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہی ادھر آ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا ہی افلاک پکارا اگر آیا ہی
تو یہی انجام تیرا بھی ہوگا بلکہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اسکی یہی حالت ہو گی کیونکہ خداوند نے موت قتل مسلمانوں کی
میرے ہاتھ سے معین کی ہی فرامرز نے پکارا او بیوقوف تیرا خداوند کیا اگیدی ہی اور تو کیا مسخرا ہی لاف بہادری
کی لیکن عیار جمہور اور رفیقان جمہور آکر جمہور کو میدان جنگ سے پھیر لے گئے یہاں افلاک نے فرامرز
پر وار کیا فرامرز نے پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا افلاک نے سر آگے بڑھا دیا تلوار نے فرامرز کی
مطلق اثر نکیا افلاک پکارا دیکھا تونے خداوند نے میری موت ہی نہیں پیدا کی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
فرامرز نے پھر بڑی جرات و ہمت کے ساتھ وار اسکا رد کیا کئی وار رد و بدل ہوے دیکھا فرامرز نے کہ تلوار
اس ملعون پر اثر نہین کرتی انجام یہی ہوتا ہی کہ آخر کار تو بھی زخمی ہو جائیگا یہ خیال کرکے ایکی جو ہاتھ تلوار کا
افلاک کے مارا فرامرز نے مرکب سے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند و بست بکڑین پاؤن گھوڑے کا موش خانہ
مین جا رہا خود سر سے گرا تلوار افلاک کی سر پر بیٹھی تا دو آبرو اتر گئی وہین سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی تمام پوشاک رنگین ہو گئی عیار انکا جھپٹ کر آیا فرامرز کو
پھیر لیگیا ادھر لاجورد شاہ نے آواز دی کہ ای زور قدرت چلے آؤ افلاک روئین تن پلٹ گیا لیکن
بعد اسکے واپس جانے کے لشکر کفار سے خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو میدان
مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرکب و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے
یہ سننا تھا کہ عدیل بن عادی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ
بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے بہ برکت اسلام ہوائی کیا صلصال نے کہا نیزہ
بازی تو تم لوگون سے کرنا بیکار ہی لیکن ہان اب سامنا تلوار کا ہی یہ کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا عدیل نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ تیغہ لنگر دار تھا سپر سے زرہ کا خود و سپر کو کاٹ کر تا دوابرو اتر گیا عدیل نے
دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی بعد عدیل کے جمہور بن جمہور نے سامنا کیا انکی بھی وہی حالت ہوئی
یہانتک کہ شام تک سات سردار ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوے دو سردار جان سے مارے گئے شام کو
طبل بازگشت بجا تینون لشکر میدان حرب گاہ سے پھر کر اپنے فرودگاہ پر آئے لاجورد شاہ افلاک
روئین تن اور صلصال پر سے زر نثار کرتا ہوا بالاے قیطول آیا شہریار نامدار نہایت بد دل کہ
یہ افلاک ملعون عجب طرح کا آدمی ہی کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ملک پرسیساے فرنگی سے کہا کہ خدا
پرستون پر وقت سخت ہی اور یہ اگر میرے بھی کام آئے ہین میرا جی چاہتا ہی کہ کل مین افلاک سے مقابلہ
کرون اور سر میدان اسکی ٹانگین چیر کر پھینک دون پرسیساے فرنگی نے کہا کہ بیشک کیا کام ہی ہان
اگر وہ ٹوکے تو بیشک مقابلہ کرنا ضرور ہی شہریار نے کہا میرا دل نہین مانتا مین خود اسے ٹوک کر لڑونگا
لیکن ادھر زینت بارگاہ سلیمانی یعنی امیر ثانی جو با چشم گریان و دل بریان بارگاہ سلیمانی مین آئے
رفقا جمع ہوے امیر نے فرمایا کہ بڑے تردد کی بات ہی کہ تلوار اس ملعون پر اثر نہین کرتی پھر کیا کیا جائے
کیسے کیسے سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوے بدیع الملک نے عرض کی کہ انشاء اللہ کل کے روز
یہ تابعدار میدان کارزار مین نکلیگا امیر ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک کیا افلاک کے واسطے شاہزادہ طرطوس بہادر جمہور
جہان سوز تبرزن یا فرخ عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب نہین کافی تھے مگر اسے کیا کیا جائے کہ حربہ اپنا

کام نہین کرتا ہون یہی باتین تھین کہ جوڑی ہرکارون کی گردمین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے
نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر لاجوردشاہ مین پھر طبل جنگ بجا امیر
نے فرمایا شعر بہ نیم کرتا کرد کار جہان * درین آشکارا چہ دارد نہان * ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی طبل
جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اودھر لشکر شہریار مین بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے
لگی آخر کار طبل جنگ بید رنگ بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ہر شخص نے
اپنے اپنے دین و مذہب کے موافق عبادت آلہی سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا
دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا دہ پیادون کی ہلچل سوارون کی تگ و پو کہ زمین
کو تزلزل آئے اُس وقت نقیبون کی نقابت سے ہرطرف سناٹا سا ہوگیا اُسی ہنگام مین افلاک دیو
تن لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا باش اے گروہ خداپرستان دیکھا تمنے کہ کل
کیا حال کیا تھا مین نے اب بھی دین خداپرستی سے باز آؤ خداوند رحم دل کو نہ ستاؤ ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین قہر
خداوند ہون ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگا لیکن افلاک نے دیکھا کہ شہریار کے تیور بد معلوم ہوتے ہین مرکب
بیچینیان کر رہا ہے اسنے آواز دی کہ مین خاص کسیکا نام نہین لیتا نہ خداپرستون پر ختم نہ نیکیون پر موقوف
ہے جو خداوند لاجوردشاہ سے خلاف ہو وہ آئے اور سامنا میرا کرے بس یہ سننا تھا کہ شہریار نامدار نے
مرکب کو اڑایا سامنے تخت ملک پر سیلکے آیا اجازت جنگ چاہی کہا جا تجھکو امان الٰہی اور شفقت مسیحا
مین دیا شہریار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ باش او گیدی کیا جھک مارتا ہے لاف
بہادری کی افلاک نے کہا بہتر ہے کہ لاجوردشاہ کہ جاگتی جوت کا خداوند ہے سامنے موجود ہے
سجدہ کرو ورنہ مارا جائیگا نہین دیکھا تونے کہ کل کیا حال ہوا اہل اسلام کا کیا شہریار نے کہا وہ ملعون جسے
تو خداوند کہتا ہے کیا مسخرہ ہے افلاک کو غصہ آیا کہ ہائین تو خداوند کو مسخرہ بناتا ہے جھپٹ کر نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے بہت تھوڑے عرصے کے گذرنے مین نکال لیا افلاک نے غیظ و غضب مین
آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کو سر پر چرخ دیکر سر شہریار پہ مارا شہریار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن گرز افلاک کا جو پڑتا ہے تڑ تڑانے کی صدا بلند ہوئی شعلہ خاک کو نکل گیا جگر زمین جل
سے شق ہوگیا تیغ گرد اٹھا مرکب شہریار کی ٹوٹی افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
لیکن شہریار نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب گلی ہوگیا ہے جلدی سے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ آزدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور جھپٹ کر کر گردن افلاک کے
شکم مین سر اڑا اور دونون ہاتھون سے تاتکین گینڈے کی پکڑ کر جو زور کیا مع کر گردن اٹھا لیا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا افلاک گینڈے سے کود کر علیحدہ ہوا لیکن مرکب جو زمین پر گرتا ہے ہڈیان چورا ہوگئین
شہریار نے چاہا کہ جھپٹ کر افلاک کو اٹھاؤن ساتھہی اک برق چمکی اور پنجہ جو کڑک کر گرتا ہے
افلاک کو اٹھا لیگیا شہریار ہاتھ ملکر رہگیا اہل کفار غمگین ہوئے لشکر اسلام مین زور و جرات شہریار
کی نہایت تعریف ہوئی غرضکہ طبل بازگشت کا بجا تینون لشکر میدان جنگگاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ
پر آئے اب کفار کو تلاش افلاک روئین تن چھوڑا جاتا ہے ہنوز طبل جنگ بجنا موقوف ہے باقی آئندہ
احوال کسی موقع پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

لیکن اب کچھ حال تفرقہ اندازی فلک و زوال اہل اسلام کا بیان کیا جاتا ہی

ان تینون لشکرون کے پڑاو مین بڑی بڑی لڑائیان اس صحرا مین واقع ہوئی ہین اگرچہ یہ صحرا اجنگ گمنام تھا کوئی نام خاص اسکا نہ تھا لہذا پتے کے واسطے نام اُسکا وادی جنگ مثلث رکھا گیا کیونکہ اکثر تین لشکرون کی جنگ اس صحرا مین رہی ہی قبل اسکے کیمخت شاہ و ارغوان شاہ ایک جانب لشکر زنگستان ایک سمت لشکر اسلام ایک طرف تھا اب بجاے کیمخت شاہ لاخور د شاہ ہی اور دونون لشکر بدستور ہین حسب اتفاق ایک روز شب کا وقت ہی طلاے کے گشت پھر رہے ہین ہر طرف آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہی عمرو ثانی واسطے بالا دوی کے نکلے تھے جاتے جاتے لشکر کی حد سے بہت دور نکل گئے وہ وقت ہی کہ زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچ چکی ہی لیکن شب ماہ کے ہونے وجہ سے اچھا خاصہ دن معلوم ہوتا ہی تمام صحرا روشن و منور ہی بعض طایر جگنو فراز فرسنجی کا ہی آشیانون سے گردنین نکال نکال کر سیر صحرا دیکھ کر کبھی چہک اُٹھتے ہین عمرو ثانی کی طبیعت بھی ایسی متوجہ ہی کہ چلتے کو جی نہین چاہتا کوسون تک کوٹیا لہ عجب بہار دے رہا ہی کہ یکایک ایک طرف سے آواز ساز کی انہین آئی دیکھا کہ کوئی نازنین نیلی آواز سے باریک و حزین یہ غزل گا رہی ہی

غزل

اگر کرنے ہم بھی بیتابی تو سنکے در پہ آئے ہین
یہ مطلب ہی کہ اکثر خاک مین ایسے ملائے ہین
شرارت شرم کی کشتی ہی تو تڑپنے بید کا طالب
کسی قاتل کے جھٹنے تیر سینہ مین در کرے ہین
چھپیگے سات پردون مین تم انکو دیکھ لو نکا ہین
زبان سے اُف نہین کرتے حد سے الو لگائے ہین
ہوا سے آہ کا جھونکا چلا ہی جب تب فرقت
کا اک تارا بے اسکے ہزارون دل بجھائے ہین
غریب اُٹھنے کا اپنے یک بیک یا عت کچھ پوچھو
غرض ہنسنے کے اب کیون آنکھین جھکا نے ہین
تسلی لطف دیتی ہی سوا یا چٹکیان لینا
کہ جانے کے لیے پیران انہ سر جھکا نے ہین

کہین کیا حال دل سوز محبت کے مجھے ہین
شنا یہ تھا کہ جنھون نے مقدر آزمائے ہین
شتاں اہلہ بس جھوٹ ہتے ہین کی جھڑے
تقاضا شوخیونکا ہی جو وہ منھ کو چھپائے ہین
اگرچہ سنخوا نتک ٹھیک ہے من آئی سوزش سیخ
کہ نیلی کیطرح وہ میری آنکھو مین سمائے ہین
حباب آسا نہین دم کا بھروسا جز فانی مین
چراغ صبح کی صورت ستارے جھلملائے ہین
اب آگے دیکھیے کیا جوش وحشت حکم تمہارا ہی
چمک سی دل مین اٹھتی ہی جگر پر چوٹ کھائے ہین
نہین کم تیغ کی لعنت سے الفت یار جانی کی
وہ جانے ستم عشوون کے جسنے اٹھائے ہین

تمہوے کے غم نے مارا ہی خدا سے لو لگائے ہین
وہ مٹی مجکو دینے بعد مرنے کے جو آئے ہین
کہ جیسے دل جلے سوز نہانی کے ستائے ہین
کوئی مہمان دل کا ہی کوئی مہمان جگر کا ہی
مگر داغ محبت کو ترے دل سے لگائے ہین
سنا تھا شمع سے ہنسنے کہ جیب کی دل جلتی ہی
سہارے پر فقط باد نفس کے سر اٹھائے ہین
سبب ہم پر کھلا اس گیسوے پیچان کے پھندو کا
گریبان تھا تنگ ہم ابھی تو ہاتھ لائے ہین
سمجھ کر دل کی سننے کو بیٹھے تھے پر افسہ
وہ خواہان جان کا ہی ہم گلے اسکو لگائے ہین
در ملک عدم کوتاہ ہی ای آرزو شاید

عمرو ثانی اُس صداے دلفریب دشمن صبر و شکیب کی طرف روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک باغ دلفریب کے پہونچا چارون طرف پھرنا شروع کیا گویا بلاگردان اُس محل کا ہو رہا تھا جب دروازہ باغ نظر آیا دیکھا کہ دربان بیٹھے ہین عمرو ثانی نے خیال کیا کہ اب کیونکر جانا چاہیے پشت باغ کی جانب آیا کمند مار کر دیوار پر پہونچا عجب تماشا دیکھا کہ وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر کا اُسی پر یہ محفل طرب آراستہ ہی نازنین جھرمٹ کیے بیٹھی ہین عقد ثریا معلوم ہوتا ہی بیچ مین ایک پری تمثال حور جمال آفت ہوش و در دو گوش مسند پر ایک عجب انداز دلفریب سے بیٹھی ہی گرد و پیش سہیلیو نکا مجمع ہی وہ بھی حسین ماہ جبین چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے سن خاص جوش شباب کے دن کبھی آپس مین چہلین ہونے لگتی ہین کبھی رقص و غنا ہوتا ہی کوئی شرارت سے کسی پر پھول کھینچ مارتی ہی وہ عجب ناز و نخرے سے تیوری چڑھا کر

منھ بناکر کہتی ہے کہ ہوا تو کیسی بیدرد ہے دیکھ میرے چوٹ لگی نیل پڑ گیا یہ نگوڑا ابھول تھا جیسے کسی نے ڈھیلا مار دیا
بلکہ کبھی اسپر خفا ہوتی ہے کبھی اُسے ڈانٹ دیتی ہے یہ رنگ دیکھ کر عمر و ثانی نقش دیوار ہو کر رہگیا سکتے کا عالم تھا
پاؤن تھرائے قریب تھا کہ دیوار پر سے گر پڑے لیکن یہ مرد فہمیدہ و ہوشیار عیار طرار یادگار خواجہ عمر و نامدار ہے آپکو
سنبھالا انجودی کوٹا لا سنبھلکر دیوار پر سے اُترا لیکن عقب باغ سمجھا کہ اگر باغ مین اُترتا ہون اور مبادا کسی نے دیکھ
لیا تو بڑا غضب ہو جائیگا پھر کوئی فکر نہ بن پڑیگی لیکن یہ فکر کہ کیونکر شریک جلسہ ہون کسطرح اس بزم مین جاؤن
اسی خیال مین پانھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ عیار ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہوے انمین سے
ایک کو تجویز کر رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک نازنین کی بنائی گیروے کپڑے پہنے کانون مین
مندرے ڈالے پیشانی پر قشقہ کھینچا ایک بین اٹھا کر کاندھے پر رکھی چہرے پر بھبھوت ملا صورت اپنی ایک
جوگن کی بناکر دروازہ باغ کی طرف آکر ان دربانون سے کہا کہ ملکہ عالم سے اطلاع کرو کہ ایک کلاونت بھی حاضر ہے
اگر ارشاد ہو تو آکر کچھ ہنر اپنا دکھائے دو چار چیزین سنائے دربانون نے جو اس جوگن کو دیکھا جوانون کی تو یہ
کیفیت ہوئی کہ نقد دل ہاتھون پر لیکر نثار کرنے لگے جو لوگ ضعیف تھے انھون نے اپنے شباب کو یاد کیا
اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اتنے مین ایک محلدار دروازے پر آئی جوگن نے محلدار سے کہا کہ ملکہ عالم
سے عرض کرو کہ ایک کلاونت بھی حاضر ہے محلدار نے جا کر ملکہ سے عرض کی حکم ہوا کہ بلا لو جوگن اندر باغ
کے گئی جس وقت اُس بزم طرب و انبساط مین پہونچی نظر ملکہ کی اسپر پڑی جوگن نے سلام کیا ملکہ نے
بیٹھنے کی اجازت دی جوگن مؤدب ہو کر سامنے بیٹھی قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی نیا آدمی کسی
صحبت بے تکلف مین آجاتا ہے تو اہل صحبت کو تکلف ہوتا ہے وہ نازنین جو آپس مین شوخیان کر رہی تھین
اس جوگن کو دیکھنے لگین ملکہ نے پوچھا نام تمھارا کیا ہے یہانتک کیونکر آنا ہوا اس سن مین کہ ابھی پوری جوان
بھی نہین ہو اس جوگ لینے کی کیا وجہ بیان کیا کہ نام ہمسے گمنامون کا کیا سوا اسکے کہ گرد باد صحرا ہے لیکن کبھی
ماں باپ پیار سے چنچل پکارا کرتے تھے کیونکہ مین بچپن مین شوخ بہت تھی ملکہ نے مسکرا کر کہا جوگن نے آہ سرد
بھری اور یہ غزل وردناکی غزل

نہ پھونکا ابتک اس دشمن کو اے آہ
ورا اے درد بٹ جانا یہان سے
جلال اُسکی دعا تو پہلے سُن لو

کوئی یہ پوچھ دے دردنہان سے
ارے کیا نکلی تو آسمان سے
جگر مین اُسکے کیا بیتے ہو چھکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

مجھے دل ڈھونڈھ لایا ہے کہان سے
جگہ کرتی ہے یاد دوست دل مین
نکلتی اُف نہ جس ناتوان سے

آنسو آنکھون سے جاری ہوے
چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین رقت کو ضبط کر کے دل کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے ملکہ آفاق آپنے میرا حال پوچھ کر
دل دکھا دیا تمام زخم کہنہ تازے ہو گئے مین ابھی کیا حال بیان کرون کہ یہ کنیز دختر ہے شاہ ان جنگ نواز
کی باپ اُس شخص کا حقیقت مین اسم بامسمی تھا اپنی زندگی اُسنے بڑے عیش و سرور سے بسر کی لیکن مین
بدنصیب ایسی پیدا ہوئی کہ نو برس کی تھی کہ باپ مر گیا گیارھوین برس ماں نے انتقال کیا عزیزون نے مجھے
لاوارث جانکر بڑی بدعت کی ہر طرف سے عاجز تھی لیکن ملک شعشعہ کا شاہزادہ مجھپر عاشق تھا کیونکہ
مین ایک بار اپنی خالہ کے ساتھ اُسکے یہان مجرے کو گئی تھی جبھی سے وہ مجھپر شیفتہ ہوا تھا اور مین بھی اُسکی
عاشق تھی لیکن بسبب کمسنی اور خوف والدین کے اُسکی جرات نہوئی کہ کچھ اظہار کرتا آخرکار در پردہ پیغام
سلام کر ملک سے ہاتھ اُٹھایا ماں باپ کو چھوڑا کچھ مال و اسباب ساتھ لیکر مجھے اپنے ہمراہ لیا اور راہ صحرا

اختیار کی جسنے کوہ و بیابان مین بسر کی وہ مجھے دیکھکر جیتا تھا مین اُسے دیکھکر جیتی تھی بہ فلک تفرقہ پرداز کسیکا عیش دیکھ نہین سکتا اُس صحرا مین کچھ قطاع الطریق آ گئے اُس شہریار عالی وقار کو مار ڈالا سب مال و اسباب لوٹ لے گئے مین سخت جان زندہ بچ گئی جب سے اُسی یار جانی کی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہون ہمیں دردسے جوگن نے یہ حال پُرملال اپنا بیان کیا کہ ملکہ کا دل بھر آیا اور سہیلیان رونے لگین ملکہ نے کہا تو بڑی سحر بیان ہے خیر اے چنچل اُس رونے سے کیا حاصل ہے صبر کر اب کچھ اپنا ہنر دکھا جس واسطے تو آئی ہے جوگن نے آنسو اپنے پونچھے اور بین کو چھیڑا یہ غزل گانا شروع کی

تارے وہ بھر سے ہو گئے غم تھے فلک نے جو دیے
جسنے کہ ہنس کے بات کی ہم بھی لپٹ کے رو دیے

طالب دل ہی تم تو تھے پیش جگر بھی کر دیا
اب کہو چاہتے ہو کیا ایک کے بدلے دو دیے

ہین نہ وہ ٹھنڈی سانسین اب اور نہ جلی ہوئی فغان
عشق نے سرد و گرم عشق ایک ہی مین سمو دیے

کونسی ہے وہ سرزمین مزرعۂ یاس جو نہین
بیٹھ گئے جہان کہین دانۂ اشک بو دیے

آپ کا رحم آپ پر میرے لیے ستم ہوا
آنسوؤن سے لہو کے داغ تیغ ادا سے دھو دیے

دل جو بھر آیا ہجر مین پی گئے آنسوؤن کو ہم
نکلے جہان سے جو گہر اُسی جا وہ بو دیے

میرے مسیح دہر کی چارہ گری ستم کی ہے
دیکھا جو ایک آبلہ نیش کبھی چبھو دیے

ہوش و حواس و عقل و صبر و تاب و توان و جان و دل
ہمکو خدا سے جو ملے ہمنے وہ آپ کو دیے

جنکی صفا و آب و تاب مخزن بحر حسن ہے
سلک بیان مین آرزو آج وہ در پرو دیے

کچھ ایسے سرون مین یہ غزل وہ نازنین گائی کہ سمان باندھ دیا قریب تھا کہ چشم انجم سے بھی آنسو ٹپک پڑے فلک سا سنگ دل بھی پردہ شبنم مین رونے لگا شمعون پر افسردگی طاری ہوئی کنول جھلملانے لگے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا آنکھین چنچل کی طرف لگی ہوئی تھین کانون مین سرون کی صدا ابھری ہوئی تھی سہ خموشان کا عالم تھا ہر ایک تصویر گلی ہو رہی تھی چنچل نے بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا اے چنچل ہماری نوکری کر لے جی چاہتا ہے کہ تجھے کوئی آن جدا نکرین کیا خوب تو نے اپنے فن کو حاصل کیا ہے اور کیا اچھا بتایا ہے چنچل نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کی قدر دانی ہے ورنہ کنیز کو آتا ہی کیا ہے ابھی کے دن سیکھا تھا یہ کہکر طالب رخصت ہوئی ملکہ نے کہا اے چنچل میرا جی نہین چاہتا کہ تو جا چنچل نے عرض کیا کہ لونڈی پھر حاضر ہوگی ملکہ نے کہا پھر ہماری نوکری نکرو گی چنچل نے سکوت کیا اور عرض کی کہ اگر حضور یہین تشریف رکھین گی تو کنیز روز حاضر ہوگی ورنہ مجبور ہے ملکہ نے کہا یہ کیا کہا اُس قبر کو زندگی مین نہین چھوڑ سکتی کہ جسمین وہ عاشق زار میرا دفن ہے ملکہ نے چلتے وقت بہت کچھ خلعت و انعام عطا فرمایا چنچل کا بھی جی چاہتا تھا مگر بخوف امیر تاتی کہ یہ اُسی شخص کا بیٹا ہے جسنے تیرے باپ سے کیسی رو گردانی کی تھی ایسا نہو خلاف مزاج ہو جائے تو غضب ہو دل پر جبر کر کے اُس بزم سے اٹھا اور باغ سے نکلکر چلا ہر چند کہ ہوش و حواس بجا نہ تھے بموجب شعر لاکھ اُٹھتے ہین ہم اپنے دلکو سمجھاتے ہوئے ٭ پاؤن اُس در سے نہین اُٹھتا ادھر آتے ہوئے ٭ کچھ رات باقی تھی کہ داخل لشکر ہوا اور اپنے خیمے مین جا کر قصد کیا کہ سو رہے لیکن نیند نہین آتی ہو بموجب شعر وہ جیان جنکو کسی کا رہتا ہو ٭ کب اُن آنکھو کین نیند آتی ہے ٭ کروٹین لیتے لیتے اتنی رات دہ بھی

تمام ہو گئی صبح کو خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا لیکن امیر با توقیر نے جو آج صورت عمرو کی دیکھی کہ رنگ چہرے کا فق مُنہ اُداس آنکھون مین عالم یاس آثار عشق چہرے پر ہویدا ہین کچھ سمجھے اور فرمایا کہ جبھی آپ کا پتہ نہین ملتا اور اکثر غائب رہتے ہو ہمتو اس مصیبت مین مبتلا ہین کہ افلاک رو ئین تن و صلصال سے مقابلے ہو رہے ہین تلوار اُن سخت جانون پر اثر نہین کرتی سرداران نامی و گرامی زخمی ہو رہے ہین تجھے عشق و عاشقی سوجھی ہے معلوم ہوتا ہے شامت آئی ہے ای عمرو انجام ان حرکات کا اچھا نہو گا عمرو ثانی نے جواب دیا کہ او بیمروت اول تو ایسا ہی نہین رات کو خبرداری لشکر مین مصروف رہنا ہوتا ہی جاگنا پڑتا ہی دن کو تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون مجھے اتنی فرصت کہان کہ عشق و عاشقی کرنے جاؤن دوسرے اس صحرا مین معشوق کہان کوئی شہر و دیار نہین تیسرے کیون حمزہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت دل پر کسی کا اختیار ہی عشق کوئی جان کے کرتا ہے جب دل کسی پر آگیا وہی عشق ہے آپ اپنے وقت کو یاد کیجیے کہ جسپر عاشق ہوے نہ وقعت صاحبقرانی کا خیال رہا نہ مآل پر نظر ہوئی ای حمزہ مجھے خود تیری سند مزاجی سے خوف معلوم ہوتا ہی آج کل ستارہ میرا تیری دشمنی کا آگیا ہے خدا بخیر و عافیت یہ دن گذار دے تو شکر ہی ورنہ انجام اچھے نہین معلوم ہوتے امیر نے فرمایا خاموش زیادہ زبان لڑانا اچھا نہین عمرو ڈر کے چپ ہو رہا لیکن وہ دن گذارنا دشوار ہو گیا ہر بار آسمان کو دیکھتا تھا کبھی آفتاب سے باتین کرتا تھا کہ آج تو نے بھی سیر دنیا مین دل لگا دیا ہی تیرا جی نہین چاہتا کہ مغرب مین جاے شاید کہ تجھے بھی مجھسے رقابت کرنا منظور ہی اُسی یار جانی کو دیکھکر تیرا جی نہین چاہتا کہ بام فلک کو چھوڑے کبھی یہ شعر زبان پر آتا تھا۔ تمام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر

الغرض خدا خدا کر کے دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے گیسودن کو سنوار ستارون سے مانگ بھری چاند ٹیکی قمر کی ماتھے پر لگائی شمع حسن سے جہان کو منور کیا عمرو ثانی منتظر وقت ہی کہ امیر دربار برخواست کرین تو مین جاؤن حسب اتفاق صاحبقران کے سر مین درد تھا دربار برخواست ہوا عمرو تا در خیمہ امیر کو پہونچا کر رخصت ہوا اور جلدی سے لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے قنطورہ زر بفتی پاتابہ سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر خیمہ سے نکلکر پاے شاطری مارتا ہوا اُس سمت جانب باغ امید روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت قریب باغ ہو نچا ٹھہر کر اک مقام پر ادھر اُدھر دیکھ کر صورت اپنی ای جوگن کی سی بنائی بین ہاتھ مین اُٹھائی دروازے کی طرف آکر سوچا کہ اطلاع ہو لے تو جاؤن ملکہ کو کچھ اُس سے ایسی محبت ہو گئی ہی کہ پہلے سے دربانون کو حکم دے رکھا تھا کہ خبردار اگر جوگن آئے تو نہ روکنا دربانون نے اُسکے دیکھتے ہی کہا کہ جایئے جائیے آپ کے روکنے کا حکم نہین ہی جوگن داخل باغ ہوئی ملکہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ ای خنجل تو بڑی بیمروت ہی اس قدر رات گنوا کر آئی جوگن نے عرض کی کہ خطاوار تو ہون لیکن مجبور تھی کہ آج جمعرات کا دن تھا اُس محبوب کے فاتحہ خوانی مین اتنا وقت صرف ہو گیا کل سے سویرے آؤن گی ملکہ نے کہا خیر بیٹھو جوگن سلام کر کے بیٹھ گئی آج پھر اُسی طرح صحبت رقص و غنا برپا ہوئی جوگن نے بین کو چھیڑ اُسے ٹھیک کر کے یہ غزل بجانا شروع کی غزل موافق مضمون ہذا۔

یاری مجھسے گیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا	احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانا چھوٹا
غم نوش جدائی جیسے ہوئے غم کھا کے پلے خون پینے جیسے	کھانا کیا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ ملی بے مے پیے کیفیت مے کی
مشرب نہ ہمارا رندی تھا نہ مذہب بادہ پرستی تھا
اک جلوۂ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا دین اسکا لیا
بیڑی جو تری منت کی پڑھی پہونچا اثر اسکا اس جا بھی
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اس پر بھی تھی محویت طاری
تھا سوز جدائی تو جیسا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
ای آرزو اب کیا ذکر اسکا جس دل نے ہمکو چھوڑ دیا

اس ہاتھ سے تو ل چھوٹ پڑی اور اس سے پیمانہ چھوٹا
جس دن سے چھٹا اک متوالا اسد نسے میخانہ چھوٹا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
وہ قید جنون اسنے توڑی وہ میرا دیوانہ چھوٹا
اس لطف مین یہ بھی یاد نہین کس جا سے وہ قبلہ چھوٹا
کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اور ون مین ایسا ربط بڑھا مدت کا یارانہ چھوٹا

یہ غزل حسب حال جوگن اس طرح گائی کہ ملکہ اشک آنکھون مین بھر لائی زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی جوگن نے بین ہاتھ سے رکھ دی اور کہا واری آپ کے رونے کا کیا سبب یہ اثر تو ان لوگون کے دلون پر ہوتا ہی جو چوٹ کھائے ہوئے دل لگائے ہوئے ہوتے ہین آپ کو ابھی نصیب دشمنان کسکا خیال ہی ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای چنچل مجھے دو ہی روز مین تیری ایسی محبت ہو گئی ہی کہ تجھسے جدا رہنے کو جی نہین چاہتا چنچل نے کہا پھر یہ ایسی کونسی بات ہی جسکے واسطے آپ روتی ہین لونڈی ہر وقت حاضر حضور رہیگی دو گھڑی کو چلی جایا کریگی ملکہ نے کہا تم ساتھ میرے چلنے کو نہین کہتی ہو اور یہان اب مین رہ نہین سکتی کیونکہ میرا چچازاد بھائی یعنی شہر یار عالی وقار کہ وہ ملک پر سیبیلے فرنگی کا بیٹا ہی اور مین ملک الیاس تے فرنگی کی بیٹی ہون اسنے حکم کیا ہی کہ کل تم جانب قلعہ نہارستان فرنگ چلی جاؤ یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی مجھے اس بات کا صدمہ ہی چنچل نے کہا ای ملکہ آفاق اگر آپ مجھسے قسم اس بات کی کھائین کہ مین تجھے عمر بھر نہ چھوڑونگی اور کسی بات کا تجھسے پردہ نہ رکھونگی تو مین بھی قسم کھاتی ہون کہ خلاف حکم نکرونگی ملکہ نے کہا ای چنچل قسم ہی پروردگار عالم اور مسیح مکرم کی کہ جو تو کہیگی وہی کرونگی بس یہ سنتا تھا کہ چنچل دل مین خوش ہوئی کہ اب مار لیا ہی عرض کی ای ملکہ مین چاہتی ہون میرے ساتھ تنہائی مین کچھ باتین ہون کیونکہ ایک راز اپنا مین اور بیان کرنا چاہتی ہون اور کسی کے سامنے کہنے کا نہین ملکہ نے کہا اچھی اور اسی وقت حکم دیا کہ سب یہان سے چلے جائین جسوقت تخلیہ ہو گیا عمرو ثانی قدمون پر ملکہ کے گر پڑا اور عرض کیا کہ ای ملکہ خطا کو میری معاف کرنا مین تمھارا عاشق عمرو ثانی ہون تمھاری محبت مین یہ صورت بنائی ہے ورنہ تم تک رسائی ناممکن تھی ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا او مکار عیار غضب کیا تو نے کہ مجھسے قسم لے لی اب مین کیا کرون عمرو ثانی نے ہاتھ منہ پر پھیرا اور صورت اصلی ظاہر کی ملکہ نے صورت عمرو کی دیکھ گردن نیچی کر لی اور دل مین خیال کیا کہ اگرچہ بہت خوبصورت نہین ہی لیکن گرما گرم باتین تو مین گانا بجانا قیامت کا ہی دل بہلنے کے سب سامان ہین لیکن مین شاہزادی یہ ایک عیار مگر عیار بھی کس شخص کا ہی دوسرے باپ اسکا سنا ہی کہ شاہزادہ ولایت اول کہلاتا ہی کہا ای عمرو غضب کیا تو نے یہ بتا کہ مین تجھ تک کیونکر آ سکتی ہون اور تو میرے پاس کیونکر رہ سکتا ہے اگر ظاہر ہو گیا تو میری بھی رسوائی ہی تیری بھی جان نہین بچنے کی شہر یار فوراً آکر مار ڈالے گا عمرو نے کہا یہ میرا ذمہ تم اپنی رضامندی ظاہر کرو اور آمادہ ہو اگر حلقہ آہن مین ہوگی تو نکال لیجاؤنگا اور شہر یار مجھے کیا مار سکتا ہی ایک بھائی کربدلا اور میرا ایسا ہے کہ صاحبقران بھی اسکا کچھ نہین کر سکتے شہر یار کیا چیز ہے علاوہ اسکے مین خود شہر یار کے لیے کیا کم ہون اگر ایک حباب بیہوشی مار دونگا بیہوش ہو جائیگا رات

تھوڑی رہگئی تھی عمرو ملکہ سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور آکر اپنے خیمہ مین لیٹ رہا
جس وقت صبح ہوئی جو وقت صاحبقران کے دربار مین جانے کا تھا عمرو ثانی کچھ بیشتر سے حاضر ہوجاتا تھا آج
کچھ وقت اور گذر گیا لیکن عمرو نہ آیا امیر باتوقیر نے مقبول بن مقبل کو بھیجا کہ آج عمرو کیون نہ آیا مقبول بن
مقبل نے آکر دیکھا کہ عمرو سر سے رومال باندھے ہائے ہائے کر رہا ہے جاکر امیر ثانی سے بیان کیا امیر ثانی خاموش
ہو رہے دربار مین آئے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا اور سرداران نامدار
حاضر حضور ہو ہوکر اپنی اپنی جا بے معین پر فروکش ہوئے تمام دربار مملو ہے لیکن افلاک روئین تن کچھ غائب
ہونے سے کہ پنجہ اُسکو مقابلہ شہریار نے اٹھا لیگیا ہے طبل جنگ بجنا موقوف ہے جب پتا اُسکا لگے گا
اُس وقت دیکھا جائیگا بیان شہریار باوفا نے ملک پریسیا سے فرنگی سے کہا کہ بھتیجی آپ کی ملکہ ماہ سیمبر
جو ہمراہ ہے اُسکا یہان رکھنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ اُسے جانب فرنگستان روانہ کردیا جائے مہرناز پرور
پر جو کچھ گذری دیکھا آپنے یہ مقدمہ ناموس کا ہے پریسیا سے فرنگی نے الیسا سے فرنگی سے کہا اُسنے عرض
کیا کہ آپ میرے بھی بزرگ اُسکے بھی بزرگ ہین جیسا مناسب جانیے ویسا کیجیے شہریار نے چند آدمی ساتھ
کرکے ملکہ ماہ سیمبر کو طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کردیا یہ خبر منتشر ہوئی اور خواجہ عمرو ثانی کو پہونچی
اسی وقت اُٹھکر بانہاے عیاری تن پر آراستہ کرکے تنہا روانہ ہوئے وہ لوگ جو محافہ ملکہ کا ہمراہ لیکر چلے
تھے جابجا ٹھہرتے ہوئے قیام کرتے ہوئے چلے آتے تھے خواجہ عمرو ثانی قریب کا رستہ سوچکر صورت اپنی
ایک برہمن کی بناکر روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک کنوین پر کہ صحرا مین واقع تھا بیٹھکر پانی بھرا اور نمک
سرکاری اُسمین ملاکر منتظر بیٹھے دیکھا کہ سامنے سے لوگ چلے آتے ہین محافہ ملکہ کا ساتھ ہے گرمی کی فصل تھی
دن چڑھ گیا تھا ارہ طے کیے آتے تھے تشنگی کا غلبہ ہوا سب آتے ہی پانی پر گرے گھوڑون تک نے خوب پانی پیا
یہان تک کہ ہوا جو لگی سب بیہوش ہوگئے برہمن نے نعرہ کیا کہ منم یادگار و جانشین خواجہ عمرو بن امیہ
ضمیری اور قریب محافہ کے آکر پردہ اٹھایا ملکہ یا تو زار زار رو رہی تھی یا نعرہ عمرو کی آواز سنکر آنسو آنکھونسے
پونچھکر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ مین موجود ہون عمرو نے کہا
تم کسقدر پسینے مین تر ہو رہی ہو یہ کہکر جھپک پنکھیا کی دی ملکہ کی آنکھ بند ہوگئی عمرو نے ملکہ کو اٹھاکر زنبیل مین
ڈال لیا اور سب کے کپڑے اتار کر برہنہ کرکے آپ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے جسوقت اپنے
خیمہ مین پہونچے برابر ایک دوسرا خیمہ استادہ کیا ملکہ کو اُسی خیمہ مین نکالکر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ملکہ کی کھلی
سب سامان عیش و نشاط طرب و انبساط مہیا تھے اب یہان تو جشن ہو رہے ہین لیکن امیر نے مقبول
بن مقبل سے کہا کہ جاکر دیکھو آکر عمرو اب کیسا ہے مقبول بن مقبل نے آکر اطلاع کی عمرو نے کہا کہ جاکر حمزہ سے
کہدو کہ میری طبیعت بہت نادرست ہے مین اس وقت نہ آونگا مقبول نے جاکر اُسی طرح بیان کردیا امیر کو
نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ بڑا بدمزاج ہوتا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی اپنے باپ کی طرح پریشان ہو لیکن غصہ کو ضبط
کرکے خاموش ہو رہے وہان وہ لوگ جو پانی پی کر بیہوش ہوئے تھے جب اثر بیہوشی اُنپر سے دفع ہوا آنکھ کھلی
ہر ایک نے اپنے کو برہنہ پایا نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کرین کدھر جائین صحرا کا واسطہ کسی کے جسم پر کپڑا نہین
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر ملکہ اس حالت سے دیکھ لینگی تو کیا کہینگی کسی نے کہا کہ پہلے یہ تو دریافت کرنا
چاہیے کہ ملکہ پر کیا گذری ایک آدھ نے کہا کہ ہم تو برہنہ قریب محافے کے نہ جائینگے خلاف ادب ہے

کہ مالک کے سامنے ننگے جائیں اور مالک بھی عورت مرد نہیں سخت عتاب ہوگا لیکن ایک بوڑھی کہاری جو ملکہ
کے ہمراہ آئی تھی وہ جو ہوشیار رہتی ہی اپنے اوپر نظر پڑی دیکھا کہ نہ لہنگا ہی نہ دوپٹہ بلکہ کرتی تک ندارد ہی یہ اور سب سے
زیادہ شرمندہ ہونے لگی اُدھر سب مرد برہنہ ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے دھرے ہوئے کھڑے ہیں ادھر کہاریوں
کی یہ کیفیت ہی لیکن انھیں کہاریوں میں سے ایک دو نے جرأت کی اور قریب محافے کے اگر یردہ کے
چاک میں سے جھانکا منہ پیٹنے لگی کہ ملکہ تو محافہ میں نہیں کسی نے کہا وہ برہمن نہیں معلوم ہوتا جسنے ہم سب کو
پانی دیا تھا معلوم ہوتا ہی وہ کوئی عیار مکار تھا برہمن نہ تھا غرضکہ سب کے سب باحال خراب وہاں سے
اُلٹے پیروں پلٹے اور طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے یہاں شہریار دنگل شوکت پر بیٹھا ہے ملک
پرسیاسے فرنگی تخت شاہی پر ہی کیمخت شاہ دارغوان شاہ و شادمان شاہ یہ سب کے سب
حاضر ہیں سرداران نامی و گرامی مثل بہرام سیغزن شمائل خان بن جندائیل خان فیروز دیوانہ قہرمان دیوانہ
قیماس بلند آواز قیلوس بلند بالا تیر انداز شیرختیم باماں ہیموں حشیم یہ سب کے سب حاضر ہیں ذکر ملکہ
مہر نازپرور کا ہو رہا ہی کہ نہیں معلوم نقابدار گوہرپوش اسکو کہاں لے گیا لیکن شہریار کہتا ہی کہ مجھے نقابدار پر
اطمینان ہی نقابدار سے خوب واقف ہوں کہ یکایک ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ وہ لوگ جو محافہ ملکہ
ماہ سیما کا لیکر طرف بہارستان و رنگ کے روانہ ہوئے تھے سب کے سب برہنہ باحال پریشان آتے ہیں
شہریار نے کہا ہائیں یہ کیا معرکہ ہے کیا کوئی افتاد ملکہ بھی پڑی ملکہ ہی یا نہیں شہریار اُٹھا تھا کہ ایکبار وہ
سب عریاں و گریاں باحال پریشان حاضر ہوئے تمام ماجرا بیان کیا شہریار نے معتمد طیفور شیردل کی طرف
دیکھا اور کہا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ فعل کسکا ہی طیفور اسی وقت روانہ ہوا اول اسی کنوئیں پر پہونچا کہ
جہاں یہ ماجرا گذرا تھا تیرے کا نشان دیکھتا ہوا چلا آتے آتے داخل لشکر اسلام ہوا صورت اپنی تو غریب
پہونچکر تبدیل کر لی تھی فقیر بنا ہوا صدا لگاتا لیکن نظر نشان پا پر آتے آتے قریب خیمہ عمرو ثانی کے پہونچا دیکھا
کہ اُس جگہ بہت اتمام ہوا ہی دروازہ خیمہ پر صدا لگائی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا ملکہ نے جو آواز فقیر کی سنی عمرو ثانی
سے کہا کہ کچھ خیرات کرنا چاہیے پروردگار عالم نے مجھی بلا سے نجات دی ہی اگر شہریار کو معلوم ہو جاتا
تو یہاں تک آنا دشوار تھا عمرو ثانی نے کہا ایسے ایسے فقیر بہت سے پھرا کرتے ہیں میں کس کس کو دیا کروں گا
ملکہ نے کہا ای شخص تو مرا ایس ہی یہ میرا کنگن دیدے یہ کہکر ہاتھ سے جوڑی کنگن کی اتار کر دی
عمرو ثانی نے بچا کر اُسے تو داخل زنبیل کر لیا اور ایک نقلی کنگن پیتل کے زنبیل سے نکالکر طیفور کو دیدے طیفور کو
ایک سند تھی مل گئی اسی وقت دعائیں دیتا ہوا طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا اُسی وقت بارگاہ
میں پہونچا تمام ماجرا بیان کیا کہ وہ خیمہ عمرو ثانی میں موجود ہے میں نے فقیر بنکر صدا لگائی تھی تو یہ جوڑی کنگن
کی مجھے دی ہے بس یہ سُننا تھا کہ شہریار کو نہایت طیش آیا اور دبیر کی طرف دیکھکر فرمایا کہ لکھو نامہ
امیر ثانی کو دبیر قلم دوات کاغذ لیکر موجود ہوا شہریار نے مضمون بیان کیا کہ یا امیر ثانی ہیلا داقہ شہنشاہ
گوہر کلاہ کا آپکو معلوم ہوگا دوسرا یہ واقعہ ہوا کہ اب عیار بھی ایسی ایسی جرأت کرنے لگے ہیں کہ شاہزادیوں کو لے
جاتے ہیں آپ کے دورے میں بڑا ظلم ہو رہا ہی یہی نشان صاحبقرانی ہی آپکا نوکر تین روپیہ کا پیادہ
عمرو ثانی اور ملکہ ماہ سیما دختر الیساسے فرنگی بھلا کونسی مناسبت ہی وہ بنجر ملکہ کو بیہوش کرکے لیگیا
ہی اُسکے خیمہ میں موجود ہی لہٰذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ یا تو اسے باندھ کر مع ملکہ کے میرے پاس روانہ فرمائیے

ورنہ دعوے صاحبقرانی سے باز آئیے چوڑیان پہنکر بیٹھیے مین خود اسکا تدارک کرلونگا دبیر نے نامہ لکھکر تمام
کیا شہریار نے بہرام تیغزن سے کہا کہ تو یہ نامہ لیکر جا بہرام اُسی وقت نامہ سر سے باندھ کر خدمت امیر تانی
مین روانہ ہوا یہان خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ بہرام تیغزن نامہ شہریار لیے ہوے آتا ہی امیر بہت خوش ہوئے
کہ معلوم ہوتا ہی قصد مقابلہ ہی میرا خود جی چاہتا ہی کہ جلد میرے اُسکے فیصلہ ہوجاے کیونکہ یہ مرد بہادر ہی اور
مین بہادر دوست ہون حکم دیا کہ کوئی بہرام کو نہ روکے اور پہلے سے ایک دنگل اُسکے واسطے بچھوا دیا جس
وقت بہرام داخل بارگاہ ہوا امیر کو سلام کیا صاحبقران نے کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا بہرام سلام کرکے
کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا بہرام نے دو چار جام پیے جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا بکار آہم
نامہ دار امیر نے نامہ لیا اور خود پڑھا تو عجب مضمون تھا جو کچھ سمجھے تھے اُسکے بالکل خلاف تھا نہ کہین اشتیاق
جنگ نہ ذکر مقابلہ تمام شکایت عمرو تانی کی تحریر تھی یہ لکھا ہوا دیکھنا تھا کہ چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا
مقبول بن مقبل کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جاؤ اور پکڑ لاؤ عمرو کو مقبول اُسی وقت روانہ ہوا اور درخیمہ پر آواز
دی کہ ای عمرو امیر نے یاد فرمایا ہی خواجہ یہان مصروف عیش ہین تمام خیمہ کو مثل عروس شب اول کے سجا ہے
عجائب عجائب چیزین زنبیل سے نکالکر رکھی ہین گلدستہ پرستان رکھے ہین کہ طرفہ بہار دے رہے ہین ایک
جانب کنول انواع اقسام کے واسطے شب کی روشنی کے قرینے سے لگے ہوے ہین ایک سمت چھپر کھٹ
لگا ہوا ہی ایک جانب چوکہ بختون کا اُسپر مسند لگی ہوئی ہی ملکہ بھی بیٹھی ہی خود بھی بیٹھے ہین جام محبت گردش مین ہی
جیسے ہی آواز مقبول بن مقبل کی سُنی کچھ نشہ عشق کچھ نشہ شراب یہ بھی نہ سمجھ مین آیا کہ کون بلاتا ہی کہا جاکر کہدو کہ
مزاج ہمارا ناساز ہی مقبول نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ شامتین آگئی ہین جلتا ہی یا وہین آؤن اب تو عمرو گھبرایا کہا تو کون
ہی یہان آنے والا جتنا مجھسے کہتے ہین جاکر کہدے مقبول لے آگر بد مزاجی عمرو کی بیان کی امیر اسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے اور آپ خیمہ عمرو کے دروازے پر آئے پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوے دیکھا کہ عجب لطف ہے
خواجہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک نازنین سامنے جلوہ گر ہی باتین چاہ پیار کی ہو رہی ہین عمرو نے جو صورت
امیر کی دیکھی دم نکل گیا لیکن امیر نے آواز دی کہ او دُزد ابن دُزد او مکار یہ کیا حرکت ہی تو مجھے رسوائے
عالم کریگا تیری بلا سے یہ حقیقت ہوئی کہ شاہزادیون کو نکال لایا اور ہمسے یہ بد دماغی کہ بلاتے ہین اور
نہین آتا یہ فرماکر بازو عمرو کا پکڑا اور مقبول بن مقبل کو آواز دی کہ محافہ منگواؤ مقبول نے اُسی وقت
محافہ حاضر کیا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ سوار ہو تجھے شرم نہ آئی بکے پیادے کے ساتھ بھاگ کر
آئی ملکہ کا رنگ فق ہوگیا ناچار محافہ مین بیٹھی امیر نے مشکین عمرو کی باندھین اور ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئے اور بہرام کے حوالے کیا اور فرمایا کہ شہریار سے کہنا کہ تم کچھ میرا پاس ولحاظ اس معاملہ
مین نہ کرنا کیونکہ یہ مقدمہ ناموس کا ہی یہ مجرم تمہارا حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے قید رکھو مجھے کچھ
اس سے سروکار نہین ہی بہرام تو عطائے صاحبقرانی اور مروت امیر پر وجد کرتا تھا لیکن عمرو نے کہا کہ
کیون حمزہ یہ ویسی ہی حرکت ہی جیسی میرے باپ کے ساتھ تمہارے والد ماجد نے کی تھی انجام اسکا اچھا ہوگا
مین مجرم کاہے سے ٹھہرا اگر مین مجرم ہون تو شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مجرم ہین اُنھین بھی باندھ کر کھچوا دو اسکی تو
وہ بہن ہی جیسے وہ لے آئے ہین امیر نے فرمایا بس زیادہ یاوہ گوئی نہ کر تو اور شہنشاہ گوہر کلاہ برابر نہین ہین
تو بھی شاہزادی کی برابری کرنے لگا اپنی حقیقت کو بھول گیا عمرو تانی نے کہا دیکھ حمزہ نتیجہ اسکا اچھا نہوگا عمرو کے

واسطے سب پریشان تھے لیکن حکم صاحبقرانی سے کسکا زور چل سکتا تھا وہ بخود بیٹھے ہین بہرام عمرو کو لیکر مروت
صاحبقرانی کا شکریہ ادا کرتا ہوا مع محافہ ملکہ ماہ سیمبر طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا خبر شہریار کو پہونچی کہ امیر
نے محافہ مین ملکہ کو بٹھا کر اور عمرو کو اسیر کرکے ہمراہ کر دیا ہی بہرام دونون کو لیے آتا ہے غرض کہ جس وقت
بہرام بارگاہ مین پہونچا عمرو کو پیش کیا شہریار نے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی اور اس مروت
صاحبقرانی پر وجد کرنے لگا کر کیا کہنا عدالت امیر کا کہ ایک حرکت ناشائستہ پر کچھ پاس و لحاظ
عمرو کا نکیا اور دشمن اژدر مین بھیج دیا کیا صاحبقران یہ تھوڑی سمجھتے ہونگے کہ مین اسے زندہ چھوڑونگا اور
حقیقت مین کبھی زندہ نچھوڑتا لیکن اب مجھے شرم آتی ہی اس بات پر کہ جب امیر نے میرے ساتھ اس مروت
کو کام فرمایا کہ اپنے ایسے رفیق کو مع ملکہ کے بھیج دیا تو مجھے بھی لازم نہین ہی کہ اُسے قتل کرون اور عمرو کو خلعت
دیکر چھوڑ دیا کہا کہ خواجہ اب آئندہ ایسی حرکت نکرنا عمرو نے خلعت تو نہ لیا لیکن بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا
کے روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ آخر وہی حرکت اس عرب نے تیرے ساتھ بھی کی جو امیر اول نے والد نامدار
کے ساتھ کی تھی مگر اب شرمندہ احسان شہریار کا ہوچکا ہون یہ فعل نا سزا ہی کہ پھر ملکہ کو لیکر بھاگون لیکن اے
عمرو اب بہتر سب سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ نہ لشکر امیر مین جا نہ ملکہ سے سروکار رکھ نام پر اُس آفت جان و
ہوش کے فقیر ہوکر بیٹھ رہ یہی خوب بات ہی یہ دل سے تجویز کرکے ایک جانب روانہ ہوا یہان حال عمرو
کی خبر امیر کو پہونچی کہ شہریار نے خلعت دیکر رہا کیا قتل نہین کیا نہ قید رکھا مگر عمرو نے خلعت نہین لیا امیر اس
حرکت پر شہریار کی بہت خوش ہوے کہ نہایت پاس اُسنے کیا ہے نام کا اور عمرو کے بارے مین یہ بھی
نہ پوچھا کہ کہان گیا لیکن شہریار نے الیسائے فرنگی سے کہا کہ شادی اُسکی بہرام کے ساتھ کر دیجیے جبتک یہ کسی
کے ناموس مین نہ داخل ہوگی ہزار آفتین اُٹھیگی اور زن شوہردار سے یہ خداپرست سروکار نہین رکھتے ہین
الیسائے فرنگی نے کہا تمھین اختیار ہے اُسی وقت بطور اہل فرنگ سامان کرکے عقد بہرام کا ساتھ
ملکہ ماہ سیمبر کے پڑھ دیا گیا زیادہ طول اس شادی کو اس وجہ سے نہین دیا گیا کہ ایسا نہو اس خبر کے
مشتہر ہونے سے کوئی اور افتاد پڑے لیکن جسوقت بہرام ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے اپنی بارگاہ مین آیا
نہایت خوش و مسرور ہوا کہ وہ شخص شہریار عالیوقار کا بہنوئی قرار پایا ہے اب جو مرتبہ بارگاہ شہریار
مین میرا ہوگا وہ دوسرے کا نہوگا مخلدار نے ملکہ کو محافہ سے اُتارنے کا قصد کیا دیکھا تو جسم ملکہ کا نیلا ہو گیا
ہی جسم بیحس ہے سر پیٹنے لگی بہرام نے پوچھا ہائین یہ کیا ہوا اُسنے کہا کیا عرض کرون ملکہ دنیا سے سدھارین
بہرام سر پیٹنے لگا یہانتک یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ خبر شہریار نامدار کو پہونچی شہریار گھبرایا ہوا قریب محافے کے
آیا پردہ ہٹا کر جو دیکھا تو بیحس پڑی ہے شہریار کی آنکھون سے اُسکی کمسنی اور حسن و جمال اور غیرت مین جان
دیدینے پر آنسو نکل پڑے کہا خیر دفن کر دو لاش اُسکی رکھنے مین زیادہ رسوائی ہوگی غرضکہ اُسی وقت سامان
کرکے جنازہ ملکہ کا اُٹھایا اور لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے حسب اتفاق عمرو تنہائی یاد مین ملکہ ماہ
سیمبر کے رو رہا تھا کہ یا اللہ کیا تدبیر کرون کیونکر ملکہ کو پاؤن کس طرح اُس تک جاؤن کہ دیکھا
سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے ایک جنازہ لیے چلے آتے ہین عمرو نے کہا خدا خیر کرے اس صحرا
مین یہ جنازہ کیسا آتا ہے اور جنازہ بھی کسی صاحب جاہ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوپر شامیانہ زرنقشی
کھچا ہوا ہے منقل مین عود و عنبر سُلگ رہا ہے تابوت پر سہرا بندھا ہوا ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے

کہ کسی نامراد کی لاش ہے گھبرا کر قریب آیا ایک آدھ سے دریافت کیا کہ یہ کون مرگیا کسکا جنازہ ہے اُن لوگون نے کہا ہمین حکم نہین ہے کہ حال اِس میت کا بیان کرین اب عمرو اور پریشان ہوا سیکڑون خیال دل مین آنے لگے یہ بھی گمان گذرا کہ ایسا نہو اُسی محبوب جانی یار جاودانی کو شہریار نے قتل کرڈالا ہو اگر ایسا ہوا تو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ شہریار کو بھی بغیر مارے نچھوڑونگا حمزہ سے تو بگڑ ہی چکی ہے اب مجھے ڈر کسکا ہے لیکن جنازے کے ہمراہ ہوا لوگون نے جو ایک شخص اجنبی کو دیکھا کہ چلا آتا ہے منع کیا عمرو نے نہ مانا ایک آدھ نے کہا رہنے بھی دو یہ مرد صحرائی سا معلوم ہوتا ہے یہ اگر جان بھی جائیگا تو کیا غرضکہ غسل و کفن تو دے ہی چکے تھے جو مقام واسطے دفن کے تجویز ہوا تھا وہان لائے قبر پہلے سے کھُدی ہوئی تیار تھی ملکہ کو سپرد زمین کیا اور پلٹ کر راہی ہوے اب عمرو پھر صورت بدلکر اُسی غول مین مل گیا وہ لوگ آپس مین کہنے لگے کہ افسوس ماہ سیمبر کے مرنے کے دن نہ تھے ہائے کیا غیرت دار شاہزادی تھی باوجودیکہ اُسکے دامن عصمت مین کسی طرح کا داغ نہ لگا تھا مگر صرف اتنی بات پر کہ عمرو اُسے بیہوش کر کے لیگیا تھا اپنی جان دیدی یہ سنکر ایک آدھ نے کہا کہ یہان افسوس گھر پر چل کے کرلینا ایسا نہو کوئی غیر سُنتا ہو اُنھون نے جواب دیا کہ یہان سوا اپنون کے بیگانہ کون ہے ایک آدھ مرد ہوشیار نے کہا در و دیوار ہم گوش دارد بات مُنھ سے نکلی اور پرائی ہوئی کسی نے کہا بھلا یہ امر ایسا ہے جو چھپ جائے آج نہین کل کل نہین پرسون ضرور ظاہر ہوجائیگا بڑون کے گھر کی بات جلدی مشہور ہوتی ہے یہ ہم غریب تھوڑے ہین کہ کوئی اپنے کا پوچھنے والا ہے نہ بُرے کا ان لوگون مین تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عمرو نے جو سُنا کہ ملکہ نے انتقال کیا اور یہ جنازہ اُسکا تھا بس ہائے کا نعرہ مارا اور ایک گھونسہ چھاتی پر اس زور سے مارا کہ بیہوش ہوگیا لوگون نے دیکھا کہ یہ کون شخص ہمارے غول مین ہے جسنے ہائے کی عمرو صورت مہتر بادرو عیار کی بنا ہوا تھا جو کہ کوکا ملکہ ماہ سیمبر کا تھا لوگون نے دیکھا کہ مہتر بادرو بیہوش پڑا ہے سمجھے کہ بسبب محبت کے اُسکی یہ حالت ہوئی اسے انتہا کا رنج ہے اُٹھا لیا اور خیمہ شہریار مین آئے مہتر بادرو نقلی کو بیش کیا شہریار نے جو بادرو کو دیکھا کہا اِنکا جھلو ہوشیار کرو کوئی کیوڑہ لیے چلا آتا ہے کوئی لخلخہ سُنگھا رہا ہے مگر بادرو کو ہوش نہین آتا اُس عالم بیقراری مین نہین معلوم کس جگہ گھونسا پڑگیا کہ جسکے صدمہ سے عمرو بیہوش ہوگیا تھا جسوقت یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ بادرو کی غم مین ملکہ کے یہ حالت ہے یہانتک کہ یہ خبر بادرو اصلی کے کان مین بھی پہونچی گھبرایا کہ یہ کونسا بادرو ہے دوڑا ہوا آیا شہریار کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار بادرو تو مین ہون یہ میری صورت بنا ہوا کوئی اور شخص ہے شہریار بھی متحیر ہوا کہ یہ دو ایک صورت کے کہان سے پیدا ہوگئے بادرو سے کہا اسے ہوشیار تو کر بادرو نے گرم پانی سے مُنھ دھویا کچھ مفرح لخلخہ سُنگھائے کہ عمرو ثانی کی صورت اصلی بھی نظر آئی اور ہوش بھی آیا جب شہریار نے عمرو کو پہچانا کہا کیون اے شخص ایکبار مین نے تجھے رہا کیا اب یہ کیا حرکت تھی کہ تو بادرو کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو ثانی نے کہا اے شہریار اس رہائی سے قید بہتر تھی کاش تو مجھے قید رکھتا یا قتل کرڈالتا تو بہتر تھا کہ مجھے یہ روز سیاہ نہ دکھائی دیتا یہ کہکر خنجر کھینچا اور اپنے سینے پر مارنے کا قصد کیا شہریار نے دیکھا کہ یہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہے اور رفیق خاص ہے امیر ثانی کا اگر یہ مرگیا تو امیر کو بڑا صدمہ ہوگا جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکت کرتا ہے اگر تجھے جان دینا ہے تو اپنے لشکر مین جا کر جان دے یہان مرنا تیری بدنامی کا باعث ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ مین ہرگز لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا اور نہ

اُسے مُنھ دکھاؤنگا لیکن شہریار نامدار نے عمرو ثانی کو اپنے چند رفیقان خاص کے ہمراہ خدمت مین حمزۂ ثانی نامدار کے روانہ کیا وہان امیر باتوقیر جہان سنان وجہانگیر ذیکل شوکت پر تمکین مین سرداروں کا مجمع ہے لندھور ثانی نے عرض کیا کہ حضور کچھ حال خواجہ سلامت کا نہ معلوم ہوا کہ کہان تشریف لے گئے امیر نے فرمایا کہ اے لندھور اگر تم دوست ہو عمرو کے تو نکل جاؤ میری بارگاہ سے ورنہ اب اُسکا ذکر نہ کرنا لندھور ذکر فراموش ہو رہے کہ ہمین کیا کام ہے لیکن دل مین سوچے کہ انجام اچھا نہین معلوم ہوتا امیر بگاڑ رہے ہین عمرو ثانی کو ایسا نہو ویسے ہی نتیجے ظہور مین آئین جیسا کچھ امیر اول کے زمانے مین ہو چکا ہی اتنے مین خبر انتقال ملکہ ماہ سیمبر کی پہونچی امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسی عورتون کا مرجانا ہی بہتر ہے جو ننگ خاندان ہون بعض رحم دلون کو جوانی ملکہ کا افسوس ہوا لیکن پاس امیر سے کچھ نہ کہہ سکے جو بعض لوگ زمانہ امیر اول کا دیکھے ہوے تھے اور ملال عمرو و امیر سے آگاہ تھے انھون نے کہا کہ خدا خیر کرے انجام اچھا نہین معلوم ہوتا صاحبقران حد کی ناانصافی کر رہے ہین ایسا نہو عمرو ثانی بھی بگڑ جاے تو قیامت ہو جائیگی ابھی اسی ملکہ ماہ سیمبر کی بہن مہر نازپرور معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہمراہ نقابدار گوہر پوش کے اگر داخل ناموس بھی ہو گئی اسمین کوئی عیب نہین نکالا گیا اور ماہ سیمبر کے بارے مین فرماتے ہین ایسی عورتون کا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ کلمہ عمرو ثانی کے گوش زد ہوگا تو دل پر اُسکے کیا گذرے گی محبت ایسی چیز ہے کہ والدین تک کو تو چھڑوا دیتی ہے نوکری کیا چیز ہے اور عمرو ثانی سا ہر دل عزیز شخص اُسے کیا پروا ہے جہان چلا جائیگا اُسکے واسطے کمی نہین ہے اصل یون ہے کہ رکن صاحبقرانی وہ شخص ہے یہان یہ کیفیت تھی لیکن بہرام تیغزن و فروزہ دیوانہ وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوے حاضر ہوے چوبدار نے اطلاع کی امیر ثانی نے اپنے سامنے طلب کیا جس وقت بہرام وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے امیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ خواجہ آپکو ہلاک کیے ڈالتے تھے لہذا شہریار نامدار نے براے حفاظت ہمکو ساتھ کر کے آپ کی خدمت بابرکت مین روانہ کیا ہے کہ یہ بدنامی ہمارے سر نہو اب یہ جانتے اور حضور جانین امیر نے فرمایا مرجانے دیا ہوتا مجھے کچھ شکایت شہریار سے نہوتی اور مین نے تو یہ سمجھ کر بھیجدیا تھا کہ شہریار اسے قتل کر ڈالے گا مین نہ جانتا تھا کہ وہ چھوڑ دیگا میرا خیال اس بارے مین مطلق نہ کیا ہو تا مین بُرے کا ساتھی نہین بہرام وغیرہ تو عمرو ثانی کو سپرد امیر کر کے رخصت ہوے لیکن عمرو ثانی نے کہا کہ یا امیر خون ملکہ ماہ سیمبر کا آپکی گردن پر ہو اور اگر مین نے جان دیدی ہوتی تو میرا بھی خون آپ ہی پر ہوتا کیونکہ نہ آپ اُسکو مجھسے جدا کرتے نہ وہ جان دیتی امیر نے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کوئی اپنا گلا کاٹے اور خون مجھپر ہو اُسکا خون اسی پر ہوا اور تیرا خون بھی تجھی پر ہوتا ایک تو ایسی ایسی نالائق حرکتین کرتا ہے دوسرے یہ گستاخی کے کلمات زبان پر لاتا ہے نکل جا یہان سے کہ تو لائق میری بارگاہ کے نہین ہے عمرو ثانی نے کہا او عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار تو اپنی حقیقت کو بھول گیا آج صاحبقران بنکر بیٹھا ہے دیکھون تو اب کیونکر صاحبقرانی کرتا ہے بہت ہوشیار رہنا مجھسے اگر زندہ بچ گیا مین اس صدمہ سے تو زندگی تیری بھی دشوار نہ کر دی ہو تو نام اپنا عمرو ثانی نہ پایا ہوگا آخر کار وہی کیا تو نے کہ جس بات کا مجھے تیری خصلت وطبیعت سے خوف تھا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نکلکر دروازہ بارگاہ سے طرف صحرا کے روانہ ہوا یہان بعد جانے عمرو ثانی کے تمام لشکر مین کھچڑیان پکنے لگین عیار الگ مغموم تھے سردار جدا حیران تھے

کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دشمنون ہی سے کہان نجات تھی کہ امیر نے ایسے دوست کو کہ جز و رضا جبقرانی
تھا اس دلت سے نکالکر دشمن بنایا اچھا نکیا بادشاہ اسلام بھی لحاظ امیر عالی مقام سے کچھ نہ فرما سکے
لیکن سبکو قلق ہی کہ افسوس بڑا مددگار لشکر اسلام کا چلا گیا یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہی لیکن عمرو جو لشکر
امیر سے نکلا راہ صحرا کی اختیار کی اول قبر پر ملکہ ماہ سیمبر کی آیا تربت کو کلیجے سے لگا یا بار بار یہ کلمہ زبان پر
لایا کہ اے ملکہ ہنوز وصل بھی نصیب نہوا تھا کوئی تمنا دلی بھی نہ بر آئی تھی کہ ایسی جدائی ہوگئی کہ تا قیامت ملاقات
ہونا غیر ممکن ہے اور بار بار خاک تربت کو سونگھتا تھا اور کہتا تھا اب بھی کیا سوندھی سوندھی بو آتی ہے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ بو تمھارے جسم کی اس خاک مین بہت جلد بس گئی عمرو ثانی تو عالم بیقراری مین اس طرح
کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتا تھا اور ملکہ بزبان خاموش و بیان حال یون کہتی تھی شعر جہان سے
حسرت دیدار یار لیکے چلے ٭ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے ٭ یا یون کہیے شعر پوچھتا جا مری تربت سے
گذرنے والے ٭ کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے ٭ یعنی ہمارا حال نہین پوچھتے کہ تجھپر کیا گذر گئی اور
کیا گذرتی ہی اپنا رونا رو رہے ہو ہاے وہ آغاز الفت ہماری موت کا بہانہ ہوگیا دل لگانے کا انجام
خاک مین ملنا ٹھہر گیا یاد ہ بزم عشرت تھی کہ مسند پر زر بچھی ہوئی تھی چراغان کا لطف تھا نازنینونکا مجمع شغل رقص و
غنا آج بستر خاک ہی اور ہم ہین تیری قبر ہی اور یہ آنکھین ہین ہجوم بیکسی ہی اور دل ہی خاموشی ہی اور زبان ہے
سناٹا ہی اور کان ہین خیر اے عمرو ثانی مقدر مین یہی تھا کہ ہم ناکام مرین کچھ تمھاری شکایت ہی نہ امیر کا گلا ہی لیکن تنا
خیال رہے کہ اگر کبھی بھولے سے اس بدنصیب کو یاد کرنا تو سورۂ فاتحہ پڑھکر ثواب اس گنہگار کی روح
کو بخش دینا کہ مجھپر سختی مین آسانی ہوگی عمرو ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا خواب مین
ملکہ کو دیکھا کہ زانو پر سر لیے ہوئے کہتی ہی کہ اے عمرو اب اس جان کھونے سے کیا فائدہ ہوگا دشمن تمھارے بہت
ہین تم اپنے ہوش مین نہین ہو ایسا نہو کہ کوئی تمھارا عدو جانی وقت و موقع پاکر تمھارے دشمنون کو ہلاک
کرے بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ صبر کرو دلپر جبر کرو یاد ہماری دل سے بھلا دو کسی اور سے دل کو لگا لو عمرو نے
کہا کہ اے ملکہ یہ کلمات تسکین اور موجب اشتعال ہوتے ہین اگر تم ایسی باتین کرو گی تو نہ مرتا ہونگا تو مر جاؤنگا کیا
دل اختیار مین ہی ملکہ نے کہا اگر ہمکو چاہتے ہو تو تمھین قسم ہی ہماری روح کی کہ اپنا حال خراب نہ کرنا یہ کہکر
نظرون سے غائب ہوگئی عمرو ثانی کی آنکھ کھل گئی جی چاہا کہ خنجر مار کر اپنا بھی کام تمام کرو ہر چند بموجب وصیت
ملکہ صبر کرتا ہی مگر دل نہین مانتا بموجب شعر جب ہو بے قابو تو بھلے دل کو کیونکر مار کے ٭ دل مین آتا ہے کہ
دیدون جان خنجر مار کے ٭ الحاصل یہ خیال کیا کہ جبتک اس قبر پر بیٹھے رہو گے غم و الم بڑھتا جائیگا ہر وقت
یہی خیال آئیگا بہتر یہ ہی کہ جسنے تمھارا دل دکھایا ہی اسکو بھی ایذا و صدمہ پہونچاؤ یہ خیال کرکے ہوش و حواس درست
کرکے ایک جانب روانہ ہوا جاتے جاتے دور نکل گیا راہ گم کی تمام دن پھرا لیکن کہین سواد کسی شہر یا قصبہ
کا نہ معلوم ہوا رات ہوگئی بخوف درندون کے ایک درخت پر بیٹھکر رات گذاری جس وقت صبح ہوئی
پھر ایک طرف چل نکلا عمرو سا تیز رو لیکن پھر شام ہوگئی اور حد صحرا سے نہ نکلا کہانتک گذارش کی
جاے کہ تین روز یہی حالت رہی چوتھے دن ایک قافلہ سوداگرون کا جانب جنوب سے نمودار ہوا اور
دیکھا کہ لوگ طرف مغرب کے جاتے ہین عمرو غنیمت سمجھکر کہ ایسے راہ تو معلوم ہوجائیگی تین دن سے تو
اس صحرا مین تباہ ہی نہ ہمدم نہ خضر راہ ہی درختون کے پھلون پر اوقات بسر ہوتی ہی اب چلکر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ

کہ یہ قافلہ کس طرف جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی یہ خیال کر کے صورت اپنی اس لحاظ سے تبدیل کر ڈالی کہ
نہین معلوم کسکا قافلہ ہے دشمن ہون یا دوست ہون تو کوئی پہچان نہ سکے صورت اپنی ایک مرد مسافر
کی بنائی لٹیا ڈوری کاندھے پر رکھکر قافلہ مین آکے پوچھا یہ قافلہ کس طرف جائیگا اور مالک قافلہ کون ہی
اُن لوگون نے بیان کیا کہ مالک قافلہ کا نام خواجہ نافع ہے اور ہم سب طرف شہر نونہالیہ کے جاتے ہین
وہ ملک نہایت آباد و شاد ہے کچھ سود اُنچین گے نفع اُٹھا کر اپنے گھر واپس جائین گے عمرو نے کہا مین بھی
شہر نونہالیہ کو جاتا تھا لیکن راستہ بھول گیا تھا بسبب تنہائی کے اور بھی پریشان تھا اب مین بھی تم سبکے
ہمراہ چلا جاؤنگا اُن لوگون نے ترس کھا کر کہا کیا مضائقہ ہے عمرو تاتی بھی قافلہ کے ساتھ ہو لیا جاتے
جاتے جس وقت قافلہ قریب شہر نونہالیہ کے پہونچا ہنوز ناکے تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ شام ہوگئی
قافلہ نے مقام کیا اہل قافلہ کھانا پکانے مین مصروف ہوئے کنوان تلاش کرنے لگے لیکن سب سے
پہلے عمرو تاتی کنوین پر پہونچے اور سواسیر بیہوشی اُس چاہ مین چھوڑ دی کچھ پانی پہلے اپنے واسطے علیحدہ
بھر لیا تھا لیکن اہل قافلہ بیچارے اُسی کنوین سے پانی بھر بھر کر لائے پیا بھی کھانا بھی اُسی سے پکا کر کھایا
سبکو اسطرح سوئے کہ کچھ خبر نہ رہی عمرو تاتی نے جتنا مال قافلہ کا تھا لوٹ لیا یہانتک کہ ایک کپڑا بھی کسی
کے جسم پر باقی نہ رکھا اور کچھ رات رہے سے طرف شہر نونہالیہ کے روانہ ہوئے یہان جس وقت ہوئے
سرد کے جھونکے آئے ہنگام سحر ہوا اثر بیہوشی دماغون سے دور ہوا لوگ بستر خواب سے اُٹھے خواجہ
نافع نے دیکھا کہ جتنے قافلے والے ہین سب برہنہ پڑے ہین آواز دی کہ بے غیرتو یہ کیا حرکت ہے
جسکی آنکھ کھلی اپنے جسم پر کپڑا نہ دیکھا پریشان ہوا سب کو کہتے کہتے خواجہ نافع اپنی طرف جو نگاہ کرتا ہے
وہی حالت اپنی بھی ہے سخت پشیمان ہوا اور دل مین یہی کہتا ہے کہ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا بیدار ہون
خداوندا یہ کیا معرکہ ہے جو ہی برہنہ نظر آتا ہی اتنے مین ایک آدہ کو اسباب کا خیال آیا اب جو دیکھا تو اسباب
بھی ہنین خیمون کے پردے تک غائب ہین کسی شئی کا پتا ہنین سب سر پیٹنے لگے خواجہ نافع تو جیتے جی
مر گیا لیکن حیران و سرگردان کیا کرین کیا نکرین طرف شہر کے روانہ ہوئے جسوقت داخل شہر ہوئے تمام شہر
مین ایک غلغلہ ہوا کہ نہین معلوم کہان کے صحرائی شہر مین چلے آئے ہین کہ سب برہنہ ہین کسی کے جسم پر کپڑا تک نہین بیچارے
مجبور و عاجز کہ پاس پیسہ تک باقی نہ رہا جو اور کپڑا خرید کر ستر چھپاتے آخر کار بادشاہ کو پرچہ لگا کوتوال شہر
کو حکم ملا کہ نکال دو ان صحرائیون کو ایسا نہو کہ شہر کو لوٹ لین کوتوال لوگون کو لیے ہوئے آیا اور چاہا کہ ان
بیچارون پر بدعت کرے کہ خواجہ نافع نے کہا ہم جانتے تھے کہ بادشاہ اس مُلک کا عادل ہی مگر معلوم
ہوا کہ بڑا ظالم ہی یہ نہ پوچھا کہ تم لوگون پر کیا گذر گئی اور آئے کہان سے کوتوال کو خیال ہوا کہ ایسا نہو بادشاہ کو
یہ لوگ بدنام کرین مجھپر عتاب شاہی نازل ہو نوکری بھی جائے پوچھا کہ آخر بیان کرو خواجہ نافع
نے سب کیفیت بیان کی کہ ہم اس طرح سے بادشاہ سے فریاد کرنے آگے ہین کہ آپکے شہر مین اگر ہماری
یہ حالت ہوئی عوض نفع کے نقصان مال و آبرو ہوا کوتوال نے یہ معرکہ بادشاہ سے بیان کیا نونہال شاہ
نے کہا بالکل یہ امر خلاف عقل ہی کہ ایک آدمی تمام قافلہ کو لوٹ لیجائے اور ان سب کو ایسا خواب غفلت
آجائے کہ کوئی ہوشیار نہو اس غفلت کی سزا یہی تھی جیسا کچھ ہوا نکال دو ان لوگون کو میرے شہر سے کوتوال
نے عرض کی کہ حضور اگرچہ یہ بات نہو لیکن فریاد ان لوگون کی ضرور سُننا چاہیے ایسا نہو کہ دوسرے شہر مین جا کر

بدنام کرین نونہال شاہ کو راے کو توال کی پسند آئی اور حکم دیا کہ خیر حسب لیاقت کچھ انکو خزانہ سے دلوادو
کوتوال نے حسب الارشاد پانچ ہزار روپیہ خواجہ نافع کو دلوا دیا خواجہ دعائین دیتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا
لیکن خواجہ عمرو ثانی جو داخل شہر ہوے تھے دل مین کہتے تھے کہ شگون تو اچھا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ اس
شہر سے منفعت کثیر حاصل ہو یہ خیال کرتے ہوے شہر کی سیر کرتے چلے جاتے تھے شہر نہایت آباد و شاد تھا
کہین کوئی فقیر تک نہین ملتا تھا بازارین نہایت آراستہ مکانات معمولی بھی نہایت بلند و وسیع ہر طرف
مثل چوک کے گھوڑہ کھنک رہا ہی عمرو ثانی سیر کنان چاندنی چوک کی طرف جو نکلے منھ مین پانی بھر آیا
جوہری کی دکان پر مثل فلفل سُرخ و سبز و زرد کے یاقوت پنا پکھراج کے ڈھیر لگے ہوے تھے گہنے جواہر نگار
انواع اقسام کے عمرو کو زیور دیکھ کر خیال ملکہ ماہ سیمبر کا آیا کہ اگر ہاے وہ محبوبہ جانی زندہ ہوتی تو یہ زیور جو
محض الماس نگار ہی لائق اُسکے تھا ایک گوشہ مین بیٹھکر رونے لگا لوگون نے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی
کہان سے آیا ہی کیون روتا ہی عمرو ثانی نے جواب دیا شعر کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ہر رگ رگ
مین بیٹھ غم ہی کیسے کہان کہان کی ہی کیا کہین نام ونشان اپنا بتاؤن یہ سمجھلو کہ ایک مسافر ہون غریب الوطن
ہون رہنے کی جگہ تلاش کرتا ہون تلاش روزگار مین نکلا تھا راہ مین ایسی افتاد پڑی کہ جو رفیق تھے سب مر گئے
اُنھین کے واسطے روتا ہون ایک آدمی نے ترس کھا کے کہا کہ آؤ میان مسافر ہمارے یہان رہو جب روزگار
تمھارا کہین لگ جاے پھر اختیار ہی لیکن تمھین دخل کس فن مین ہی خواجہ عمرو ثانی نے بیان کیا کہ جس فن کو
کہیے وہی فن دکھاؤن اُس شخص نے کہا اتنے بڑے صاحب کمال ہو کر یون ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہو خواجہ عمرو ثانی
نے کہا آزمائش کر دیکھیے اُس شخص نے کہا خیر جانے دیجیے آپ صاحب کمال ہون یا نہون ہمین اس سے تو
کچھ سروکار نہین ہی از راہ مسافر نوازی ہم یہ کہتے ہین کہ مکان ہمارا موجود ہی عمرو ثانی اُسکے ساتھ ہوئے وہ
شخص خواجہ کو لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا دعوت وضیافت کی خواجہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان کا بادشاہ
کیسا ہے کیا نام ہے اور آئین و دین یہان کے لوگون کا کیا ہی اُس میزبان نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ
کا نونہال شاہ ہی اور ہم سب خداوند نخل سرسبز کو مانتے ہین مذہب شجر پرستی رکھتے ہین یہ شہر صدر ہے
اور پرستش گاہ ہی شجر پرستون کی عمرو ثانی نے کہا وہ پرستش گاہ کہان ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ شہر سے
نکلکر بہت تھوڑی دور بجانب مشرق ایک صحراے دلچسپ ہی ایک کوہ اُس صحرا مین واقع ہی اور قلۂ کوہ
پر ایک قصر بنا ہوا ہی اور اس قصر مین ایک درخت ہی کہ ایسا درخت کسی نے آجتک نہین دیکھا نہ کبھی کوئی پتا اُسکا خشک
ہو کر گرتا ہی نہ اُس درخت مین کبھی نئی کوپل پھوٹتی ہے نہ پھول لگتے ہین نہ پھل آتے ہین مثل نخل تصویر کے
ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے اور بعد ایک ماہ کے تمام خلقت جمع ہو کر جاتی ہی اُس درخت مین سے
آواز پیدا ہوتی ہی خداوند خود اپنے بندون کو اپنی آواز سُناتا ہی کسی کی تقدیر بدلتا ہی کسی کو اولاد دیتا ہی جو مراد
مانگو وہ حاصل ہوتی ہی عمرو ثانی یہ سُنکر نہایت خوش ہوئے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی خبیث اُس
نخل مین سما گیا ہی اُس شخص سے کہا کہ اگرچہ مین بت پرست ہون لیکن یہ مذہب مجھے نہایت عمدہ معلوم
ہوتا ہی ابکی میلے مین ہمین بھی لیچلنا اُس شخص نے کہا مین ضرور لیچلونگا بعد اسکے عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ کے
یہان کچھ پہلوان زبردست بھی ہین اُس شخص نے کہا ہان دو سردار ایسے ہین کہ جنکا مثل روے زمین پر
نہو گا قد اُنکے دیوون سے زیادہ بلند ہین ایک کا نام عوق بن بروج اور دوسرے کا عنق بن بروج ہی

چوب دستین باندھے ہین کہ وزن جنکا ساڑھے تین ہزار من کا ہی یہ سنکر عمرو ثانی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ بھلا حمزہ کیا مقابلہ کر سکتا ہی ان سردارون سے کیونکہ گرز حمزہ کا صرف اٹھارہ سو من کا ہی بعد اُسکے نام بروج بن عمرو کو بھی یاد آیا کہ صندلی نامہ مین بروج بن عروج بن اوج بن عنق جو آیا تھا کہ ضرب اُسکی پانچ ہزار من کی تھی جسکی چمک سے تمام سردار بیہوش ہو ہو گئے تھے یہ دونون اُسی کے بیٹے معلوم ہوتے ہین یہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اُسے تو مین نے اپنی حکمت عملی سے مارا اب دیکھون لوکہ انھین کون مارتا ہی یہ خیال کر کے اُس روز کا منتظر رہا کہ جو روز میلے کا تھا اب عمرو روز برائے سیر ملک نونہالیہ کے نکلتے ہین یہ مشغلہ ہے کہ کسی کے جیب مین اگر کھنک روپیہ اشرفی کی دیکھی نکال لیا کسی کی گرہ کاٹی اکثر جی مین آیا کہ شہر کو لوٹ لو مگر ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ای عمرو ابھی سنجر پرستون سے بڑے بڑے کام لینا ہین ایسا نہو کہ حال پر اکھل جائے لہذا بس کھانے بھر کا پیدا کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے خاموش ہو رہے یہانتک کہ وہ روز آیا کہ جو دن میلے کا تھا اُس شخص نے کہا کہ چلیے آج آپ کو زیارت خداوندی کی کرالائین بلکہ چاہیے تقدیر بدلوا لیجیے گا جتنی بُرائی مقدر مین ہوگی وہ نکل جائیگی خداوند ایسا خلیق و رحیم دل ہی کہ خود اپنے ہر بندے سے باتین کرتا ہی عمرو ثانی نے کہا کہ چلو مین موجود ہون وہ شخص اُنکو اپنے ہمراہ لیے ہوے روانہ ہوا دیکھا عمرو نے کہ ہر گلی کوچے سے صدہا آدمی اُجلے کپڑے پہنے ہوے عطر ملے ہوے چیزین نذر کی مثل حلوے مٹھائی وغیرہ کے ہمراہ غول کے غول غٹ کے غٹ چلے جاتے ہین آج کے روز واقع ہین کہ تمام شہر خالی ہوا جاتا ہی لیکن جسوقت کہ عمرو ثانی ساتھ اُس شخص کے بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ مجمع خلائق سے تمام کوہ مملو ہی گھاٹیان عجب عجب انداز سے بنی ہوئی ہین پہاڑ کو سنگ تراشون نے اس انداز سے تراشا ہی کہ جا بجا درجے نکالے ہین مکان قائم کیے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہر سنگ تراش یہان کا شاگرد فرہاد کیا بلکہ استاد فرہاد تھا عمرو اس کشمکش کو جھیلتے ہوے سیر کرتے ہوے طرف قصر کے چلے دیکھا کہ برابر قصر کے ایک تالاب ہی جو چیزین لوگ نذر کے واسطے لائے ہین اُسی مین پھینکتے جاتے ہین بعض بسبب کشمکش کے اندر قصر کے تو جا نہین سکتے دروازے ہی پر سے دعا کر کے پلٹ آتے ہین بعضے تالاب پر نذر چڑھا کر دعا مانگ کر چلے آتے ہین بعض جو زیادہ حاجتمند ہین جان پر کھیل کے اندر قصر کے جاتے ہین اور اُس تخت سے یکے بعد دیگرے کلام کرتے ہین حاجت اپنی اپنی بیان کرتے ہین عمرو ثانی نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ تنور و غل مین خداوند سے کیونکر کلام ہو سکتا ہی اُسنے کہا کہ یہ میلا تین روز رہتا ہے آج کا روز جشن عام کا ہی کل کا روز اور پرسون کا دن جشن خاص کا ہی کل صرف وہ لوگ مرادین مانگینگے اور نذرین چڑھائینگے جو خداوند سے یہ اقرار کرتے ہین کہ بعد مراد آنے کے پندرہ برس کا لڑکا حسین نذر چڑھائینگے اور پرسون عورتین آتی ہین اور ایک عورت باکرہ نہایت حسین تلاش کر کے نذر خداوند کر دی جاتی ہی عمرو ثانی نے کہا وہ عورت پھر پلٹ کر بھی آتی ہی اُس شخص نے کہا وہ عورت آتی تو نہین لیکن حال اُسکا معلوم ہوتا رہتا ہی اکثر جو خداوند سے پوچھا تو آواز آئی کہ وہ عورت ساتھ حورون کے جنت مین کھیل رہی ہی اور لڑکے جن رہی ہی عمرو ثانی یہ باتین سنکر اس فکر مین ہوے کہ کسی ترکیب سے اس خبیث کو مارو یا اپنے قبضہ مین لاؤ تو کام چلیگا یہ خیال کر کے کہا اچھا ہم بھی کل ہی مراد مانگین گے اور ایک گھاٹی مین اگر خیام لیا وہ دن تمام ہوا شب ہوئی رات کو چراغان کا انتظام کیا گیا علاوہ قصر و کوہ کے صحرا تک جگر جگر کر رہا تھا

جنگل مین منگل ہو رہا تھا درختون مین قندیلین آویزان تھین فرنگی گلاسون سے زمین مین پاؤن رکھنے کی جگہ نہ تھی جس طرف دیکھو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے ہر نخل سرو چراغان کی بہار دکھاتا تھا جا بجا صحبت رقص و غنا برپا تھی گانا سُننا اس مذہب مین نہایت ثواب ہے رات بھر عجب لطف رہا جس وقت آثار سحر نمودار ہوئے بہار شب پر خزان آئی چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے ستارے چرخ اخضری پر روپوش ہونے لگے گلون کے چہرون پر شگفتگی ظاہر ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے جو لوگ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے وہ سو گئے جو سوتے تھے وہ خواب سے چونکے اب دیکھا تو کوئی بارہ چودہ لڑکے کمسن نہایت حسین زیور سے آراستہ کیے ہوئے کچھ لوگ اُنکو لائے تھے عمرو ثانی نے دل مین کہا یہ دیکھنا چاہیے کہ انجام اِنکا کیا ہوتا ہے لیکن دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غار بنا ہوا ہے اگر جھانک کر دیکھو تو اس غار مین روشنی معلوم ہوتی ہے پاس اُس غار کے لوگ اُن لڑکون کو لائے دیکھا کہ اُس وقت ایک لڑکے کو دو چار آدمی قریب غار کے لائے اور پکارے یا خداوند فلان منت ہماری پوری ہو مراد بر آئے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ایک حسین لڑکا چڑھائینگے لہذا یہ نذر قبول کیجیے یہ کہکر اُس لڑکے کو اندر غار کے لے گئے عمرو کو اُس طفل کے حال پر نہایت افسوس ہوا اور دل مین خیال کیا کہ بڑا ظلم ہوتا ہے یہان لیکن اُس شخص نے کہ جو ساتھ عمرو کے گیا تھا بیان کیا کہ جو کوئی غار مین گرتا ہے زمین تک نہین پہونچنے پاتا کہ خداوند اسے اپنے دست قدرت سے روک لیتا ہے اور طرف بہشت کے پھینک دیتا ہے اسی طرح وہ جتنے لڑکے کہ ساتھ آئے تھے بعد دیگرے سب کو دھکیل دیا ہرچند اُنھون نے شور کیا کہ ہم خداوند پاس جانے سے باز آئے لیکن کسی نے سماعت نہ کی اور اُن بیگناہون کو زندہ درگور کر دیا عمرو سے اُس شخص نے کہا کہ تمھین بھی جو کوئی مراد مانگنا ہو وہ یہان لو کہ یہ دن پھر تمھین مہینہ بھر کے بعد آئیگا عمرو نے کہا میرے دل مین کوئی تمنا نہیں ہے سب چیزین پوری ہو چکی ہین لیکن اب خواجہ نے کہا کہ کل کے میلے کی سیر کرنا بھی منظور ہے اُس شخص نے کہا کل کے روز خاص عورتون کا میلا ہے کوئی مرد یہان رہ نہین سکتا عمرو نے کہا مین نے مجاوری دروازہ خداوندی کی اختیار کی اور دربان کسی وقت دروازے سے علحدہ نہین ہو سکتا اُسنے کہا ایسا ہوا نہین کہ یہان کسی وقت مین کوئی دربان رکھا جاتا ہمیشہ دروازہ اس قصر کا خود بخود بند ہو جاتا ہے اور آپ سے آپ کھل جاتا ہے جب دن اُسکے کھلنے کا آتا ہے عمرو نے کہا تم لوگون کو اسمین کیا دخل ہے اگر خداوند ممانعت کرین تو مجھے ہٹا دینا ورنہ اس دروازے سے مین اب نہ ہٹونگا بھلا خداوند کا دروازہ چھوڑ کر کسکے در پر جاؤن وہ شخص جو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ تو علحدہ ہوا کہ یہ شخص کہنا نہین مانتا ایسا نہو عتاب خداوندی مین مبتلا ہونا پڑے یا عتاب تنہا ہی آئے کیونکہ یہ اک نئی بات کرنے کو کہتا ہے اور عمرو ثانی دروازہ قصر مین آکر بیٹھے وہ لوگ جو تونہال شاہ کی طرف سے انتظام پر معین تھے اُنھون نے جو عمرو ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے کیا آئین سے یہان کے ناواقف ہے عمرو ثانی نے کہا مین مسافر ہون اور تازہ شجر پرست ہون مین دروازہ خداوند کو کبھی نہ چھوڑونگا اُنھون نے سمجھایا کہ یہان کا یہ دستور نہین ہے عمرو نے نہ مانا اُن لوگون نے دل مین کہا کہ اگر یہ اپنے اعتقاد سے بیٹھا ہے تو کوئی مضائقہ نہین لیکن ایک آدمی نے کہا کہ اطلاع اسکی خداوند سے کر دینا ضرور ہے اگر مصلحت ہو رہنے دو اگر نا مصلحت ہوا ر کر ہٹا دو یہ سوچکر قریب اُس نخل کے آئے کہ ذکر جسکا ہو چکا ہے پکار کر کہا کہ یا خداوند نخل ہر سید ایک بندہ آپکا دروازے پر آکر بیٹھا ہے اور کہتا ہے

کہ مین آستان خداوند کو نچھوڑونگا کیا حکم اُسکی نسبت ہوتا ہی آیا مار کر اُسے نکال دین یا رہنے دین تحمل سے
آواز آئی کہ ہم اُس بندے سے اپنے نہایت خوش ہین تم لوگ نہین جانتے ہو اگر وہ نہین جاتا تو رہنے
دو بہنے اُسے کلید بردار اپنے مکان کا قرار دیا اُن لوگون نے آکر عمرو ثانی کے ہاتھ چومے آنکھون سے
لگائے باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ مقبول بندہ خداوند کا ہی جو بات کسی کے واسطے نہوئی تھی
اُسکے لیے ہوئی غرضکہ وہ دن بھی تمام ہوا شب ہوگئی اب یہ رات بادشاہ کے آنے کی ہی ہر چہار طرف انتظام
ہوا عوام الناس چلے چلے گئے سواری شاہنشاہ کی دھوم ہوئی کوہ سے لیکر تا بہ شہر دو رستہ تھیان
گرین چراغان کا انتظام ہوا ہر چہار طرف فوجی آدمی مسلح و مکمل ہو کر کھڑے ہوے یکایک سواری مانند باد
بہاری نمودار ہوئی دیکھا عمرو ثانی نے کہ ایک بادشاہ تاج بسر و چارقبہ شاہنشاہی دربر تخت مرصع کار
جواہر نگار پر سوار آگے آگے دو آدمی نہایت بلند قامت انتظام سواری کرتے ہوئے چوبدنین کاندھون پر
دھرے ہوئے چلے آتے ہین صورتین دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہی عمرو نے دل مین کہا کہ یہی زور اُس سرکش کا
ڈھائینگے غرضکہ بادشاہ جو دروازہ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے بیان
کیا کہ اس شخص کو خداوند نے کلید بردار اس قصر کا قرار دیا ہی بادشاہ چپ ہو رہا اور داخل قصر ہوا وہ دونون
پہلوان باہر کھڑے رہے اور وہین سے سجدہ کر کر کے دعا مانگنے لگے بادشاہ نے آکر دو گلدستے
کہ ایک زمرد اور ایک یاقوت کا تھا اُس قصر مین چڑھا دیے یہی معمول اُسکا ہی صدہا گلدستے قصر مین
رکھے ہوے ہین بادشاہ نے عرض کی کہ یا خداوند تیمبخت شاہ بندہ آپ کا جسکو رواج دین کے
واسطے بھیجا تھا نصرانیون مین مل گیا اور اپنا مذہب بھی اُسنے تبدیل کر ڈالا اور بیٹا اُسکا بہرام بھی نصرانی
ہو گیا سُنا ہی کوئی شخص شہریار ہی اُسنے وتنگستان سے خروج کیا ہی اور ملک گیری کرتا چلا آتا ہی اندر
سے آواز آئی کہ چندے صبر کرو ہمین سب حال تیمبخت شاہ کا معلوم ہی تم ہم سے بہتر جانتے ہین بادشاہ
خاموش ہو رہا اور نذر وغیرہ چڑھا کر وہان سے پلٹا اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو ثانی نے دل مین
کہا کہ اب معلوم ہوا تیمبخت شاہ یہین سے آیا تھا اکثر گلدستون کی طرف دیکھکر منھ مین پانی بھر آتا ہی کہ لاکھون
روپیہ کا مال ہی مگر مصلحت وقت کے خلاف سمجھکر دل کو سمجھاتے ہین طبیعت کو روکتے ہین یہانتک کہ
تیسرا دن ہوا اب دیکھا تو صدہا عورتین چلی آتی ہین تھالیون مین حلوہ بنا ہوا نہایت تکلف کے ساتھ
رکھا ہی کچھ ہار کچھ پھول آکر حلوہ اندر تالاب کے پھینکنا شروع کیا ہار پھول کچھ درخت پر چڑھا دیے
کچھ تالاب مین ڈال دیے دعائین مانگنا شروع کین کوئی کہتی ہی یا خداوند مجھے بیٹا دو کوئی کہتی تھی
اُس عورت کے مردوے نے سوت کو سر پر لاکر رکھا ہی روٹی نہین دیتا ہی ہمین جلاتا ہی اسکو خوش
کرتا ہی اُسے تو غارت کر دے کوئی کہتی ہی یا خداوند اس کنیز کی چار لڑکیان ہین اگر انکی شادی کا
سامان ہو جائے تو ایک لڑکی مین نذر کرون آواز آئی کہ کام تیرا ہو جائیگا او ر چار لڑکیان نہایت حسین
اُسکے ہمراہ ہین جسمین ایک کی صورت نہایت مشابہ تھی ملکہ ماہ سیما سے عمرو ثانی اُسکو دیکھکر شیفتہ ہوا
دل مین سوچا کہ اگر کسی طور سے یہ ہاتھ لگتی تو کیا اچھی بات تھی اسی طرح تمام عورتین مرادین مانگ کر
چلی گئین وہ دن بھی تمام ہوا شام کے وقت ایک زن جمیلہ کو لیکر کچھ عورتین آئین اور سواری اُسکی وہان
رکھکر چلی گئین دیکھا عمرو نے کہ پہاڑ کی جانب سے کچھ جنت بالکل برہنہ نمودار ہوئے اور ایک جانب

لیکر چلے عمرو سوچا کہ اگر یون اُنکے تعاقب مین جاتا ہون تو شاید مجکو دیکھ لین جلدی سے گلیم اوڑھکر ہمراہ ہولیا دیکھا کہ وہ جننت سواری اُس حسینہ کی ہمراہ لیے ہوے ایک کھوہ کی طرف چلے اور اسمین اُتر اُتر کر غائب ہوگئے عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھے ہوے اندر داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک دیو مہیب تخت پر بیٹھا ہی اُن جننتون نے اُس حسینہ کو لیجا کر اُسکے سامنے پیش کیا اور خود ایک جانب چلے گئے دیو نے اُس مہ جبین کو گلے سے لگایا مصروف اختلاط ہوا یہانتک کہ آمادہ ہوا امر خاص پر بھلا عورت کم سن دیو کی تاب کہان سے لاسکتی ہی پھڑک پھڑک کر مر گئی جس وقت وہ سرد ہوگئی دیو نے اُسکو کھا لیا عمرو تھرا گیا کہ بڑا ظلم اس ملک مین ہوتا ہی خیر سمجھا جائیگا اور وہان سے پلٹ کر پھر دروازہ قصر پر آکر بیٹھ رہا ایام گذاری کرنا شروع کی یہانتک کہ بعد مہینہ بھر کے پھر وہی روز آیا اسی طرح میلا لگا نذرین چڑھنے لگین یہانتک کہ تیسرے دن وہی ضعیفہ آئی کہ جسنے لڑکیون کی شادی کی مراد مانگی تھی آکر بہت خوش ہوئی سامنے نخل کے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تو نے اپنا وعدہ پورا کیا اب مین اپنا وعدہ پورا کرنے آئی ہون انمین سے جو دختر پسند خاطر ہو اُسے حاضر کرون اندر سے درخت کے آواز آئی کہ سمن اندام کو ہماری خدمت مین روانہ کرو اُسنے جلدی سے تین لڑکیونکو علیحدہ کرکے سمن اندام کو آراستہ کرنا شروع کیا عمرو نے دیکھا یہ وہی ہی جو مشابہ بصورت مین ملکہ ماہ سیمبر سے دل مین کہا کہ یہ تو بڑا غضب ہوا چاہتا ہی وہ دیو ملعون اسے بھی کھا لے گا اب عمرو نے فکر کی کہ کیا کرنا چاہیے یہانتک کہ جب شام ہوئی سب عورتین چلی چلی گئین فقط سمن اندام رہ گئی عمرو نے جلدی سے صورت اپنی سمن اندام کی بنائی اور اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا آپ اُسکی جگہ پر بیٹھ رہا اتنے مین وہی جننت پیدا ہوے اور آکر سمن اندام نقلی کو لے چلے سامنے دیو کے لائے اور علیحدہ ہوگئے جسوقت تخلیہ ہوا دیو حسب معمول وہی اختلاط کرنے لگا سمن اندام نے کہا یا خداوند مین ایک تحفہ اپنی طرف سے آپکے واسطے لیتی آئی ہون دیو نے کہا کیا سمن اندام نقلی نے ایک طشتری جیب سے نکالی اُسمین حلوہ رکھا ہوا تھا کہا یہ مین نے اپنے ہاتھ سے پکایا تھا اس نیت سے کہ اگر خداوند تک پہنچون گی تو یہ نذر پیش کرونگی عجب عجب تاثیرین یہ حلوہ رکھتا ہی دیو نے لقمہ چرب سمجھکر کھا لیا بس حلوے کا کھانا تھا کہ دیو لگا ناچنے اور کہا کیا چیز تو نے خداوند کو اپنے کھلائی ہی کہ آج تک مین نے نہ کھائی تھی بعد اسکے پھر اختلاط کرنے لگا سمن اندام سامنے سے بھاگی دیو پیچھے دوڑا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا بس اُسکا گرنا تھا کہ عمرو نے پلٹتے پلٹتے جال الیاسی مارا اور دیو کو داخل زنبیل کر لیا اور جلدی سے معجزہ طلب کیا کہ صورت وقد و قامت میری اُس دیو کے مانند ہو جاے اُسی وقت عمرو کی وہی ہیئت ہوگئی اتنے مین وہی جننت جو خدمت مین دیو کی رہتے تھے پلٹ کر حاضر ہوے سمجھ گئے کہ اُس نازنین کو کھا لیا ہوگا دیو نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ اب آسمان پر چلے جائین لہذا جو کچھ آجتک نذر خداوند ہوا وہ حاضر کرو کہ سب خزانہ قدرت مین داخل کر دیا جاے وہ جننت گئے اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لانا شروع کیا سوا روپیہ اشرفی جواہر کے اور کیا تھا تین روز تک مال ڈھویا گیا عمرو نے اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کرنا شروع کیا یہانتک کہ کل مال داخل زنبیل کر لیا اُسکے بعد وہ طفلان حسین جو واسطے نذر کے لوگ لایا کرتے تھے ایک مکان مین بند کر دیے جاتے تھے دو طفل روز حاضر کیے جاتے تھے اُنکے ساتھ بھی

وہ دو فعل ناجائز کرکے مار ڈالتا تھا بعد اُسکے کھا لیتا تھا حسب معمول ہنتون نے سامنے عمرو ثانی کے بھی وہ طفل حاضر کیے عمرو نے وقت تخلیہ اُنکو زنبیل کرلیا وہ ہنت یہ سمجھے کہ کھا لیا ہوگا یہانتک بعد ایک ماہ کے پھر وہ روز آیا کہ جس دن خلقت جمع ہوتی تھی اور نذرین گذرتی تھین آج جتنی نذرین گذرتی ہین سب غائب ہوتی چلی جاتی ہین یہانتک کہ جب وقت بادشاہ کی آمد کا ہوا اور نونہال شاہ حاضر ہوا اندر سے درخت کے آواز آئی کہ اے نونہال شاہ تمھین لازم ہی کہ اندر پندرہ یوم کے لشکر درست کر رکھو کیونکہ اب ہم طرف آسمان کے جاتے ہین آج کے پندرھوین روز نائب ہمارا بیابان جنوب کی طرف نمودار ہوگا تمھین لازم ہی کہ اسکی اطاعت کرنا اور جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا اور عبادت بھی تمیر سے ہمنے اُس وقت تک کے واسطے معاف کی کہ جبتک تمام عالم مین دین ہمارا نہ پھیلا لوگے اور سب سے پہلے خدا پرستون کا استیصال کرنا نونہال شاہ نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت وہان سے پلٹ کر جو شہر مین آیا آراستگی لشکر کا حکم دیدیا تمام شہر مین ایک غل ہوا کہ آج کے پندرھوین روز نائب خداوند کی زیارت ہوگی یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہی کیا ہو رہی ہی اور انتظار وقت ہی لیکن عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور نظرون سے غائب ہوگئے وہ ہنت شور مچانے لگے کہ ہائے خداوند وائے خداوند کونسی ایسی خطا ہمسے ہوئی کہ جسکی وجہ سے ہمپر یہ عتاب ہوا لیکن عمرو نے باہر نکلکر قصر مین جتنے گلدستے جواہر نگار رکھے تھے جال الیاس مار کر سبکو زنبیل کیا اور آپ طرف بیابان جنوب کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت وہ دن آیا کہ جسکا پتا شجر پرستون کے خداوند نے دیا تھا اور کہا تھا کہ نائب ہمارا آئیگا تمام خلقت مع بادشاہ و لشکر کے طرف بیابان جنوب برائے استقبال روانہ ہوئی پہر دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہوگیا اب سبکو انتظار ہی کہ دیکھین نائب خداوند کیونکر تشریف لاتے ہین اور صورت انکی کیسی ہی کہ یکایک ایک جانب سے ایک حباب سفید اُترتا ہوا نظر آیا سبکی آنکھین اُسی طرف لگی ہوئی تھین کہ یکایک وہ حباب بالائے آسمان سے جانب زمین اُترنے لگا اب جو خیال کرکے دیکھا تو ایک تخت ہی کہ اُسپر ایک مرد پیر باریش دراز و سفید بیٹھا ہوا ہی اوپر شامیانہ سفید کھنچا ہوا ہی آگے چند درختان کوتاہ رکھے ہوئے ہین کوئی درخت نارنگی کا ہی مگر پھل شریفے کے لگے ہوئے ہین کوئی درخت آم کا ہے جسمین امرود لگے ہوئے ہین کوئی نخل انار کا ہی اُسمین سیب لگے ہوئے ہین کوئی شجر سیب کا ہی لیکن انگور پھلے ہوئے ہین سب دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے ایک آدہ نے سجدے کو جھکنے کا ارادہ کیا لیکن نائب خداوند نخل سر سبد نے نعرہ کیا کہ خبردار سجدہ کرنے کا قصد نہ کرنا یہ خاص واسطے خداوند کے ہی اور مین نائب خداوند ہون یہان نذرین گذرا تو اُسے مین قبول کرونگا اول نذر بادشاہ کی گذری بہت سے جواہر کے بنے ہوئے گلدستے اور طرہ نائب صاحب نے لیکر زیر بغل لیجا کر آواز دی کہ اے فرشتگان مقرب یہ نذر بادشاہ کی لیجاؤ اور خداوند کی خدمت مین پہونچا دو وہ گلدستے زیر بغل جاتے تو معلوم ہوتے پھر پتا نہ لگا کہ کیا ہوئے بعد اسکے اور اُمرا و روسا کی نذرین حسب حیثیت گذرنے لگین نائب صاحب نذرین لیکر غائب کرتے جاتے ہین بعد اسکے عام نذرین گذرنے لگین یہانتک کہ نائب صاحب نے پیسا اور کوڑیان تک کچھ دین جس وقت نذرین گذر چکین اب نائب صاحب نے وعظ بیان کرنا شروع کی کہ اے بندگان خداوند نخل سر سبد

آگاہ ہو کہ یہ ادنی قدرت خداوند کی ہے کہ دیکھو نارنگی کے درخت میں شریفہ انار کے درخت میں سیب سیب کے درخت میں انگور لگے ہوئے ہیں سب کہنے لگے کہ آمنا وصدقنا ہمیں یقین ہے خداوند کی قدرت اس سے بھی بڑھکر ہے اگر خداوند چاہے تو ببول کے درخت میں اناس پیدا ہو بعد اسکے نائب صاحب نے کہا کہ جانتے ہو مجھے خداوند نے کس واسطے بھیجا ہے سب نے کہا بغیر ارشاد کیے ہوئے کیونکر جانسکتے ہیں الّا اتنا ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ ایک یہ بھی خوش نصیبی ہماری ہے جو حضور نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمکو ممتاز و سرفراز فرمایا نائب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حکم خداوند ہے کہ اے بندگان خوش اعتقاد تم خروج کرو اور دین ہمارا تمام عالم میں رائج کرو اور سب سے اول خدا پرستون کا استیصال کرو کہ اُنھوں نے بہت سر اُٹھایا ہے اور مجھکو بھیجا ہے کہ تم پر اپنے برکت ساتھ رہو اور نونہال شاہ کو طرہ بیغیری دیا ہے یہ کہکر ایک پھول عقیقی نکالکر تاج میں نونہال شاہ کے آویزان کردیا نونہال شاہ نہایت خوش ہوا اُسکے بعد وہ درخت جو سامنے رکھے ہوئے تھے اُنمیں سے ایک پھل توڑ کر نونہال شاہ کو دیا اور کہا کہ اگر اسے کھالو گے تو قیامت تک تمھارے شجر حیات پر خزان نہ آئیگی ہمیشہ پھولے پھلے رہو گے اور ایک پھل عوق بن بروج کو دیا اور ایک پھل عنق بن بروج کو دیا اور کہا کہ جاکر حمزہ سے لڑو اور اس پھل کو کھالو کہ کشت تمنا تمھاری سرسبز ہو اور بافتح وفیروزی پھرو نونہال شاہ نے اور عوق بن بروج و عنق بن بروج نے وہ پھل کھالیے اور اطمینان ہوا کہ اب ہم کبھی نہ مرینگے لیکن نونہال شاہ نے نائب صاحب سے کہا کہ کونسا روز کوچ کا معین کیا جاے نائب خداوند نے کہا کہ اول سامان میری سواری کا کرو یہ سواری جسپر میں بیٹھا ہوں یہ خداوند کی جانب سے یہانتک آنے کو ملی تھی اب یہ سواری تو چلی جائیگی لیکن اور سواری تیار کی جائے اس طور سے کہ ایک تخت جواہر نگار بنے اور ایک تاج اس انداز کا کہ ہر گوشے پر اسکے ایک ایک گلدستہ قائم کیا جائے وہ بھی جواہر کا ہو بیچ میں بجائے کلغی ایک درخت زمردی بصورت سرو بناکر لگایا جائے وقت خروج وہ تاج ہم اپنے سر پر رکھینگے اور اُس تخت پر بیٹھینگے حسب الحکم تیاری ہونے لگی ایک پندرہ روز میں تخت و تاج بنکر تیار ہوا اور وہ تخت و تاج جو سر پر تھا اور وہ تخت جسپر نائب صاحب تشریف فرماتے تھے نظرون سے زیر بغل جاکر غائب ہوگیا اعتقاد شجر پرستون کے جو گنتے ہوتے چلے جاتے ہیں کہانتک بیان کیا جاے کہ آخر کار نائب صاحب نے نام اپنا نہاران چمن قبا مشہور کیا اور ایک بڑا ساجبہ نکالکر پہنا کہ جسمیں بڑے بڑے گلبوٹے زردوزی بنے ہوے تھے اور وہ تاج جو مالش کرکے تیار کرایا تھا سر پر رکھا اور اُس تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور نونہال شاہ کو ساتھ لیکر مع لشکر و سرداران نامی و گرامی کہ جنکے نام وقت پر لیے جاینگے ہمراہ لیا اور طرف بیابان مثلث کے براے رزم و پیکار روانہ ہوتے ہیں کہ ذکر اُنکا وقت پر تحریر کیا جائے گا

لیکن اب چند کلمے داستان حیرت بیان جانشین زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحب گرز سام بن نریمان امیر ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد جانے عمرو ثانی کے امیر نے رضوان بن عمرو کو خلعت سرداری دیکر کرسی ہدہدپر بٹھایا اور فرمایا کہ تمکو چالاک کی نمک حلالی کا حال معلوم ہوگا کہ جسوقت پدر نامدار سے اور تمھارے دادا سے بگڑی تھی تو سب عیار عمرو کی طرف ہوگئے تھے سوا چالاک کے کہ ایک ہی صاحبقران کا شریک رہا ویسی ہی نمک حلالی تمکو بھی چاہیے رضوان نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھیے گا وہان سنہریار نامدار

نے ملکہ پریسیاے فرنگی سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جلد میرے اور امیر تانی کے فیصلہ ہو جائے
تو بہتر ہے کیونکہ اب فراق ملکہ ہاجرہ بانو کا مجھے شاق ہے دوسرے یہ کہ ملکہ مہر نازپرور کو نقابدار [illegible]
پوش لیگیا ہے اور وہ خداپرست ہے ایسا نہو وہ ملکہ کو خداپرستون کے سپرد کر دے اگر مین نے امیر کو زیر کر لیا
اور وہ میرے مطیع ہوے دین عیسوی اختیار کیا تو مسیح اللہ اس سے کیا بہتر ہے اسکے ساتھ سب ہی
دین اختیار کرینگے پھر ہمین بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کے ساتھ ملکہ کا عقد کر دینے مین کوئی عذر نہوگا اور
امیر کو ملکہ ہاجرہ کا عقد ہمارے ساتھ کرنے مین تکلف نہوگا اور اگر مین زیر ہوا جب بھی یہی انجام ہے
پریسیاے فرنگی نے کہا پھر تمھین اختیار ہے کیون عرصہ کرتے ہو شہریار نے ایک نامہ امیر کے نام لکھا
مضمون اسکا یہ تھا کہ مین چاہتا ہون میرے آپ کے اب جلد فیصلہ ہو جائے اور وہ نامہ بہرام تیغزن کو
دیا بہرام نامہ لیکر روانہ ہوا یہان امیر تانی دنگل نادعنبر پر فروکش ہین بادشاہ اسلام کا تخت پر جلوس ہے امرا ان
دست راست و چپ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین تمام دربار مملو ہے ذکر افلاک روئین تن کا ہو رہا ہے
کہ شہریار نے تو کام اسکا تمام کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا اسکی نہ تھی جو بچ لیگیا لیکن جیسے چال نہ معلوم ہوا کہ وہ ملعون
کہان گیا کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ بہرام تیغزن فرستادہ شہریار صف شکن حاضر ہے امیدوار
باریابی کا طالب ہے امیر نے فرمایا بلوا اور ایک دنگل بہرام کے واسطے بچھوا دیا بہرام نے آکر مجرا اگاہ پر سے مجرا کیا
بیٹھنے کو ارشاد ہوا بہرام سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا ساقی نے دو چار جام دیے جب دماغ بہرام بادۂ ناب
سے گرم ہوا ایکبار نامہ دار امیر نے نامہ بہرام کے ہاتھ سے لیا اور مضمون نامہ پڑھ کر پشت پر اپنے ہاتھ
سے جواب جنگ تحریر فرما دیا اور ارشاد کیا کہ مین بھی مقابلہ شہریار کا نہایت مشتاق ہون اور بہرام کو
خلعت دیکر رخصت فرمایا بہرام خدمت شہریار مین آیا اور نامہ مع جواب پیش کیا شہریار نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی وردیان نئی سی جانے لگین تمغے سردارون کے بدلے گئے تو علم
ہونے لگی آٹھ روز تیاری رہی جب آٹھوان دن گذر کر وہ وقت پہونچا کہ مرغ زرین بال پرواز کنان
جانب آشیانہ مغرب روانہ ہوا اور شب زندہ دار آسمان یعنی ماہ تابان سجادۂ کہکشان بچھا کر مشغول
عبادت رب بے نیاز ہوا جماعت انجم پیچھے صف بستہ ہوئی یہان لشکر اسلام مین مغرب کی اذان
ہوئی جابجا نمازین ہونے لگین نمازیان دیندار و مجاہدان تہورشعار مصروف عبادت پروردگار ہوئے
جس وقت بعد نماز اور وظائف سے فراغت ہوئی بارگاہ سلیمانی تخت شاہی پر بادشاہ
اسلام کا جلوس ہوا امیر دنگل نادعنبر پر فروکش ہوئے سردار آ آکر جمع ہونے لگے کہ یکایک ہرکارون نے
آکر دعا و ثنائے شاہی بجالا کر عرض کی کہ لشکر شہریار مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت بجائے عمرو رضوان بن عمرو نقارخانہ سلیمانی
مین آیا اور نقارہ پر چوب لگائی قلاب چینی اور کباب چینی نے نند دی اور شہنائیون کے سُر ملا کر وقت
کے موافق چیزین بجانا شروع کین نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا اُدھر اور لشکرون مین مثل لشکر ایرج و
نور الدہر و بدیع الملک و منہور وغیرہ سب کے یہان طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا تمام سرداران نامی
و گرامی کو اشتیاق ہے شہریار کے مقابلے کا ہر ایک یہ قصد کر رہا ہے کہ کل ہم مقابلہ کرینگے لشکر مین تیاری جنگ ہونے
لگی بادشاہ اسلام نے بھی دربار سویرے سے برخاست کیا امیر بھی اپنی بارگاہ مین تشریف لائے یہانتک کہ طبل

بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ناگاہ فراش سپہر جبر آمد مہر گستر
دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدہ سحری بصد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری سے
چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند بند
نقاب کے بیحجاب ہوکر دور کیا دیکھا کہ تاج زرین برسر و چارقبہ شاہنشاہی دربر اس کروفر سے در مشرق
آستان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے بشکل حیران
بے سروسامان روان دوان ہوکر دامن کہکشان میں پنہان ہوا ادھر کو حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف
ثانی سلیمان عبادت معبود بہر طاعت رب ودود اُٹھے بعد رفع اجابت مشتاق عبادت وضو بصد
آرزو کرکے مسجد کرباس میں قدم دھر کے نماز بصد نیاز پڑھنے لگے بعد از انفراغ فریضہ سحری محو وظائف
تھے کہ آمد سرداران ذیشان کی شروع ہوگئی لندھور مالک فرامرز جمہور بدیع الملک نورالدہر ایرج
بدیع الزمان کیخسرو ذیشان داراب کشور کشا مہور دیو پرور سب حاضر ہوئے حسب وقت مجمع سرداران
کا ہوگیا اور خبر ورود میمنت آمود بادشاہ اسلام ہوئی امیر مع سرداران باتوقیر خدمت سلطانی میں حاضر ہوئے
اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ دل میں جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں کے
سلام ہوئے بادشاہ جم جاہ آنکھ کے اشارے سے سب کے سلام لیتے ہوئے طرف میدان کارزار
کے متوجہ ہوئے وسط میں تخت شاہی قائم ہوا صف بندیاں ہونے لگیں اُدھر آمد لشکر شہریار کی ہوئی
پر سیسائے فرنگی بڑے جاہ و حشم سے تخت پر سوار آگے وردیاں تمام لشکر کی سجی ہیں مغنے افسروں کے
طلائی بھر سے بنے ہیں گھوڑوں کے ساز کی جدا تیاری ہے بہرام تیغزن لشکر کا انتظام کرتا ہوا افسری لشکر کا
اپنے عہدہ ملا ہے سب سردار لشکر کی درستی میں مصروف ہیں ایک جانب شمائل خان بن خدائل ایک جانب
کرتوس بن قرقوس ایک جانب قیلوس بلند بالا قیماس بلند آواز ایک طرف شرزا ہے شیر حشم
ایک سمت ہامان ہمیون حشم ایکطرف فیروز دیوانہ و قہرمان دیوانہ اپنے اپنے دیوانوں کا لشکر لیے ہوئے
عجب آن بان سے کھڑے ہیں کوئی سر برہنہ ہے کسی کا گریبان چاک ہے ناخن بڑھے ہوئے کوئی آپ سے آپ ہنس رہا ہے
کوئی اپنے سایہ سے لڑ رہا ہے کہ تو میرے ساتھ کہاں چلا آتا ہے یہ میدان جنگ ہے ایسا نہو مارا جائے کوئی آئینے
آپ منہ بنا رہا ہے دوسروں کو ہنسا رہا ہے زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ سے تمام صحرا گونج رہا ہے لیکن قہرمان و فیروز
ہر وقت جو صحبت شہریار میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انہیں کسی قدر انسانیت آگئی ہے اپنے ساتھ والوں کو
ڈانٹے جاتے ہیں منع کرتے جاتے ہیں کبھی افسر کے خوف سے چپ ہو رہتے ہیں ادھر آنکھ بچی پھر ایک نے
دوسرے کا منہ چڑھا دیا اُسنے ہاتھ سے چرخ بنا کر دکھا دی ان دیوانوں کے لشکر کی طرف جسکی نظر
پڑ جاتی ہے مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہے غرضکہ آن واحد میں ہر طرف صف بندیاں لشکر کی ہوگئیں اور
صفیں مانند تار مسطر کے راست و درست ہوگئیں لیکن لاجورد شاہ ملعون نے جو سُنا ہے کہ
امیر اور شہریار سے مقابلہ ہوگا برائے تماشا یہ بھی آیا ہے ایک جانب لشکر اسکا بھی قائم ہے قیطول
اسکا بالائے ہوا اُڑتا ہوا آیا ہے لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیباں نے بلند آواز بصد سوز و
ساز ملا ملا کر باریک سُروں میں اشعار عبرت آمیز شجاعت انگیز پڑھنے لگے

اشعار

یار و سرائے فانی رہنے کی جا نہیں ہے ٭ جز درد و رنج کلفت کچھ بھی ملا نہیں ہے ٭ تربت یہ جا کے دیکھو بہرام و سام کی گر

جز نام بدیون کا مطلق پتا نہین ہی | لے جا نہ نیک نامی بدنامی جا بنے جا | وہ کونسا بشر ہے جسکی قضا نہین ہی

پھر اس لہجہ مین نقیبون نے نقابت کی کہ دلاورون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا تلوارین نیامون سے نکلنے لگین تیوریان بدلنے لگین بعضے جوش شجاعت مین صفون سے آگے بڑھ آئے افسرون نے روکا کہ یکایک لشکر فرنگستان سے کل علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے یوواباگ کا لیا مرکب کو جھکا کر سامنے تخت ملک پر سیسا بے فرنگی کے آیا گھوڑے سے اُترا اجازت حرب چاہی پر سیسا سے فرنگی نے کہا ای فرزند جا تجکو امان پروردگار وضمانت مسیح عالی وقار مین دیا شہریار بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہو گیا ٹھہر اکر ایک مقام پر دم کو آراستہ کر کے نعرہ کیا کہ باتش ای گروہ خدا پرستان جسکا جی چاہے نکلے میرے مقابلہ کو یہ سُننا تھا کہ جانب دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور تورج یزدان پرست نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اُتر کر گھوڑے سے اجازت حرب چاہی فرمایا سپرد پروردگار کیا تورج بار دیگر مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ڈھائی سو طعن کی نوبت آئی کام نہ نکلا آخر کار سنانین بنا نین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ ریخہ پڑنے لگی نیزون کے بند بند جدا ہو گئے نیزون کو بیکار سمجھ کر ہاتھ سے پھینک دیا اور جھپٹ کر شہریار نے گرز اپنا ابلے پرسے اُٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ ای تورج خبردار رسیدہ طمانچہ اجل کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی یہ کہکر سر چرخ دیکر خوب مارا تورج نے اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب تورج کی ٹوٹی شہریار نے نعرہ کیا کہ زدم وپست کردم عیار تورج کا جھپٹ کر آیا گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ تورج بیہوش پڑا ہی اور ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی عیار نے آواز دی کہ ای شہریار یہ میدان جنگ ہی خوابگاہ نہین ہی آنکھ کھولکر دیکھیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی تورج نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا کہ گھوڑا مرکب گلی ہو چکا ہی تورج نے زین کو خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب شہریار کو ذبح کرے شہریار بھی مرکب سے کود پڑا تورج نے تلوار پھینک دی شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی افسران فوج قریب آ گئے تماشاے جنگ دیکھنے لگے لیکن یہان جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہی پیچ ہو رہے ہین یہانتک کہ دن تمام ہو گیا رات ہوئی دونون جانب سے روشنی آئی اور ایک ایک کاسہ دودھ کا آیا دونون جوانون نے پیا اور پھر پر در مونے لگے بہر بہر مین پسینے کے راستے بہا دیا یہانتک کہ پھر صبح ہو گئی اور دونون علیحدہ نہوئے کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار یا تو ن تورج کا موش خانہ مین جا رہا شہریار لیسا کر کے لیجلا تھا لنگر نہ قائم رہ سکا گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا رنگ تورج کا متغیر ہو گیا بلکہ صدمے سے بیہوش ہو گیا یہ رنگ دیکھکر شہریار نے تورج کو چھوڑ دیا اور کہا لیجاؤ اسے اہل اسلام اُٹھا کر لائے تورج کو دیکھا کہ گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا ہی شہریار میدان سے پلٹ کر اپنی فوج مین آیا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اُدھر امیر با توقیر تورج کو لیے ہوے میدان سے پھرے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تورج کا تو علاج ہونے لگا اور شہریار نامدار جو میدان جنگ سے پھرا ایک روز استراحت کی دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی یہان

بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر معرکہ آرائے
میدان قتال ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال شہریار نامدار نے باگ مرکب تیز پا کی لی داخل
میدان ہین اگر نعرہ زن ہوا کہ جو اپنے کو زبردست جانتا ہو وہ نکلے یہ سخن سُنتا تھا کہ داراب کشور کشا
نے اپنے توسن کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آئے باادب ہو کر اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ
امان پروردگار مین دیا داراب باردگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے بعد از نگاورزنی نوبت نیزہ بازی
کی پہونچی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب نہ حاصل ہوا اسنانین سنانین نیزون کی بیکار ہو گئین خالی
خالی چھڑون کو ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ لین یہ رنگ دیکھ کر امیر کشور گیر دست بدعا
ہوئے کہ پروردگار بچانا داراب کو شہریار کے ہاتھ سے اور شہریار کو داراب کے وار سے کیونکہ
دونون تیز دست ہین اگر شہریار مسلمان ہو گیا بہت اعزاز و دین اسلام کو ہو جائیگا ایک جماعت کفر
اسلام لائیگی لیکن وہان دونون تلوار چل رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے دو بجلیان کوند رہی ہین قضائے کار مرکب
داراب نے سکندری کھائی اور تلوار شہریار کی سر پر آ پہونچی سنبھلنا دشوار ہو گیا تیغہ جو سر پر پڑتا ہے
تا دو ابرو اتر گیا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی
داراب نے زخم سر باندھنے کا قصد کیا شہریار نے کہا مین زخمی سے نہین لڑتا آپ تشریف لیجائیے
جب علاج اپنا کر لیجیے گا تو مجھسے پھر مقابلہ کر لیجیے گا زخمی ہونا بہادر کے واسطے عیب نہین ہے ادھر بدیع الزمان
وغیرہ پہونچ گئے اور داراب کو میدان جنگ سے پھیر لائے شہریار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
عین الزمان پسر بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور میدان مین آ کے نیزہ بازی
ہوئی شہریار نے نیزہ ہاتھ سے عین الزمان کے نکال دیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا
جھپٹ کر گرز اپنا اُٹھایا اور سپر چرخ دیگر مار شہریار نے گرز عین الزمان کا سپر پر روکا اور
دوسرا ہاتھ کلائی پر اس ارادے سے ڈالا کہ زور کر ہاتھ سے گرز چھین لون مگر ممکن نہوا زور ہونے لگے
مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی کوئی
دو پہر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ شہریار نے لنگر عین الزمان کا توڑا اور باندھ کر لیگیا بدیع الزمان
کو نہایت صدمہ ہوا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو صف آرائی ہوئی آج نور الزمان نے قصد کیا
بدیع الزمان نے ہرچند منع کیا لیکن نہ مانا آخرکار مثل عین الزمان کے یہ بھی اسیر ہوئے پھر طبل بجا آج
مسیحا بن قاسم نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آ کر اجازت چاہی فرمایا
تمہین نکلنے کی کیا ضرورت تھی دیکھتے ہو کہ شہریار نے عین الزمان اور نور الزمان کا کیا حال کیا عرض
کی جو تقدیر مین ہوگا وہ ضرور ہوگا اور اب تو مین نکل چکا اگر مقابلہ نہ کرونگا تو اور بھی ذلت کی بات ہے
بادشاہ نے مجبور ہو کر فرمایا خیر جاؤ سپرد پروردگار کیا بس مسیحا ابن قاسم مرکب کو چمکا کر سامنے شہریار
کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا حرب بہادری کی شہریار نے کہا خدا کی شان یہ ہمسے بلند ستی کو کہتے ہین آواز
دی کہ تم نہین جانتے مجکو کہ مین کون ہون منم صاحبقران اعظم بن قاسم وہ جنبا اور کہا کہ جو آتا ہے وہ
صاحبقرانی ہی کا دعوی کرتا ہوا آتا ہے شہریار نے کہا پھر کچھ شک ہے تمہین دیکھا نہ کہ تیرے سرداران امیر کا
کیا حال کیا تمکو بھی اسیطرح باندھ لیجاؤنگا بس مسیحا ابن قاسم نے کہا کہ پھر کیون نہین

نہیں وار کرتا شہریار نے پھر کہا کہ میں پیشدستی نکرونگا کیونکہ میں صاحبقران ہوں الحاصل بعد گفتگوے بسیار
نیزہ بازی شروع ہوئی یہانتک کہ شہریار نے نیزہ ہاتھ سے لیس بن قاسم کے ہوا کی کیا لیس نیزے کا ہاتھ سے
نکلنا تھا کہ دنیا آنکھوں میں تیرہ وتار ہوگئی نیزہ بھر آب خجالت میں غرق ہوگیا کھینچکر تلوار نعرہ کیا کہ خبر نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر بلا کر
مرکب سے مرکب کو دار تیغہ آبدار کا کیا شہریار نے آتی تلوار خیال میں کر کے ہتھیلی دی کہ تلوار پٹ پڑی
جھپ سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے انجام کار شہریار نے لیس کو بھی اسیر کیا بعد اسکے
قیس بن قاسم نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر پنجہ تقدیر ہوے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے
اپنے فرودگاہ پر آئے لیکن ایرج کو اپنے دونوں بھائیوں کی گرفتاری کا نہایت صدمہ ہوا ناچار داخل
بارگاہ ہوے یہ دل میں تصور کیا کہ کل میں خود نکلکر مقابلہ کرونگا لیکن وہاں شہریار نے اپنی بارگاہ
میں پہونچکر پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند عزت پر جلوہ گر ہوا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
ناب کو گردش ہوئی جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش
میں آیا خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی آج حکم بادشاہ اسلام کا اہل
لشکر کو ہوا ہے کہ کل کے روز جو کوئی براے مقابلہ شہریار نکلے ذرا خوب سمجھ بوجھ کر نکلے کہ وہ رستم وقت
ہے الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی غازیان دیندار
ومجاہدان ابرار نمازوں سے فراغت کر کے آلات حرب وضرب کو پھر درست وچست کر کے عازم
میدان قتال ہوئے ادھر غازیان بدکردار یعنی لشکر بادشاہ کے لوگ میدان جنگاہ میں پہونچے
ایک طرف سے سپاہ شہریار ذیجاہ نمودار ہوئی جس وقت نقیب نسب دبکر نکل گئے شہریار میدان
میں آیا مبارز طلب کیا آج لشکر اسلام میں سپاہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے علم جلوہ گری پر آئے شہنشاہ
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ امان الہی وحمایت
رسالت پناہی میں دیا شہنشاہ نے تسلیم کی بارد گر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں تشریف لائے بعد تگادر
زرفی نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب حل نہوا نیزوں کی سنانیں بنانیں بیکار ہوگئیں ڈانڈیں ہاتھوں سے پٹک
پٹک دیں شہریار دلاور نے گرز اپنا آرا بہ پر سے لیا اور سپر چرخ دے کر مارا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا شعلہ فلک کو نکل گیا
تراقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا شہریار نے نعرہ کیا کہ زدم وپست کردم عیار شہنشاہ
جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو شہنشاہ کے ہر بن موے سر سے پسینہ
جاری ہے لیکن ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے منھ پر چھینٹا پانی کا دیا اور آواز دی
کہ ہوشیار ہو جیسے حریف لاف وگزاف کر رہا ہے شہنشاہ نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالیں
دیکھا تو مرکب گلی ہو چکا ہے کود کر گھوڑے سے تلوار کھینچکر جھپٹے شہریار نے دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو پے
کیا چاہتے ہیں کود کر گھوڑے سے جھپٹا شہنشاہ نے تلوار ہاتھ سے رکھدی اور گریبان میں ہاتھ ڈال
دیا کشتی ہونے لگی افسران لشکر مرکبوں کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے جابجا نکل کرسیاں بچھ گئے
لوگ تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے مگر یہ دونوں مصروف تلاش تھے جوڑ اکا کشتی کا بند ھا ہوا تھا اودر

زور کشمکش کے ہو رہے تھے یہانتک کہ شام ہوگئی دونون جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ شیر کا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے دم بھر مین دودھ پسینہ ہو کر نکل گیا دیکھنے والونکی جانین تری ہوئی ہین کہ دو شیر اس طرح لڑ رہے ہین دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب آئے کون مغلوب ہو لیکن تمام رات کشتی رہی مطلب حل نہوا یہانتک کہ صبح ہو گئی پھر ایک ایک کاسہ شیر کا دونون جانب سے آیا دونون نے پیا اور مصروف تلاش ہوے کہانتک بیان کیا جائے کہ چار شبانہ روز کشتی رہی قضائے کار اتفاقات روزگار پانچوین دن دونون بازو شہریار نے شہنشاہ کے پکڑے سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور لپیا کر کے پیچلا تھا شہنشاہ نے ہر چند لنگر قائم کیا لیکن قائم نرہ سکے اور پاؤن موش خانہ مین جا رہا کولہ اتر گیا چہرے پر زردی ظاہر ہوئی رنگ رو متغیر ہو گیا ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے شہریار چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور پوچھا کہ مزاج کیسا ہو شہنشاہ نے کہا کچھ نہین اچھا ہون شہریار نے کہامین نہ مانونگا اُس وقت دیکھا کہ پاؤن کانپ رہا ہو امیر نے فرمایا ای شہنشاہ یہ کوئی بہادری نہین ہو کہ پاؤن بیکار ہو چکا اور پھر لڑنے سے باز نہین آتے ہوا اور اپنے ہمراہ لیکر میدان سے پھرے اُدھر شہریار مع فوج جرار پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا سردار تعریفین کرتے ہوے کہ بیشک آپ صاحبقران اعظم ہین اگر چاہا پروردگار جہان اور مسیح دوران نے تو اسی طرح حمزہ ثانی کو بھی زیر کر لیجیے گا وہان امیر بالوقیر شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے علاج ہونے لگا شہریار نے اُس روز تو راحت و آرام سے بسر کی دوسرے دن حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش مین آیا خبر امیر ثانی کو ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہو اور کس کس سے مقابلہ ہوتا ہو مگر اب یہان سے چند کلمے داستان افلاک و ہین تن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو جو نیچہ اُٹھا کر لے گیا تھا وہ شمامہ جادو تھی دیکھا اسنے کہ کام افلاک کا تمام ہوا چاہتا ہو نیچہ بنکر اُٹھا کر لے گئی اور لا کر اک مقام پر اُتارا افلاک کو جو ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار کیا افلاک نے جو سامنے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا آپ کون ہین جو ایسے وقت سخت مین کام آئین شمامہ جادو نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نے جبسے تجھے دیکھا ہے تجھپر عاشق ہون اگر تو کام دل میرا بر لایا تو ہمیشہ تیری نگران حال رہونگی اور یہین بچا بچا لیا کرونگی افلاک کی طبیعت باوصفیکہ کراہت کرتی تھی لیکن مجبوری منظور کیا اور شمامہ جادو کے ساتھ منھ کالا کیا شمامہ جادو نے قریب مہینہ بھر کے افلاک کو مہمان رکھا بعد اسکے افلاک نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے طرف لشکر خداوند کے پہونچا دو نہین معلوم لشکر پر کیا گذری ہوگی شمامہ جادو نے کہا مجھے سب حال معلوم ہو لڑائی موقوف ہو اور شہریار سے خدا پرست لڑ رہے ہین لیکن اب جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہو افلاک نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے تو بہتر ہو شمامہ جادو نے چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے افلاک و ہین تن کو طرف بیابان جنگ شلث کے روانہ کیا دیکھیے کس وقت پہونچتا ہو لیکن یہان لشکر امیر مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا سیاہی شب مانند تیرگی سرمہ چشم معشوق کے وقت صبح برطرف ہوئی اور سفیدہ سحری نے جلوہ گری کی جھونکے نسیم بہار کے چلے خدا پرستون نے نماز سحر سے فراغ حاصل کر کے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا اتنے مین تخت باد شاہ اسلام کا بر آمد ہوا امیر ثانی مع سرداران نامی حاضر خدمت

بادشاہی ہوے تسلیم بجالائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا بعد اُسکے اور سردارون کے سلام ہوئے
بادشاہ تو آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے طرف میدان کارزار کیطرف روانہ ہوے اور تخت شاہی
مقام صدر مین قائم ہوا امیر لشکر سے آگے چالیس قدم پر بمرتبہ صاحبقرانی آکر قائم ہوے سر پر علم
اژدہا پیکر سایہ افگن ہو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران سے تمام صحرا گونج رہا ہے اس طرف لشکر شہریار
صف آرا ہے ایک جانب لاجوردشاہ مع سپاہ کھڑا ہے تقدیرین اپنی سیدھی نگھار رہا ہے کہ ناگاہ شہریار نامدار
نے مرکب اپنا نکالا اور برسینائے فرنگی سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے خوب تیرا یا میدان
کا دکھایا بعد اُسکے ایک مقام پر ٹھہرا دم کو آراستہ کیا اتنے مین طیفور شیر دل نے دو مست فیل
لاکر چھوڑ دیے اُنھون نے آپس مین لڑنا شروع کیا شہریار نے مرکب اپنا چمکایا اور درمیان دونون
ہاتھیون کے آکر دونون کو علیحدہ کر دیا نیزہ دارون نے پھر فیلون کو دوڑا کے جا کر چھوڑا اور وہ ایک
دوسرے کی طرف چلے قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شہریار نے درمیان مین پہونچکر ایک ہاتھ
سے اُسے روکا دوسرے ہاتھ سے اُسے دونون نے ہاتھ شہریار کے سونڈون مین لپیٹ لیے
باہم کھینچنا شروع کیا مگر شہریار کو جنبش بھی نہ ہوئی آخرکار شہریار نامدار نے دونون کی خرطوم مین
سر ونسے کھینچکر پھینک دین اور فیل پھڑک کر مرگئے ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی اُس وقت امیر ثانی پر زور شہریار کا حال کھلا دل مین فرماتے تھے کہ واقع مین طرار بردست
ہے کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے قصد کیا تھا صاحبقران نے ممانعت فرمادین کہ کوئی
مقابلہ شہریار کو نہ نکلے لیکن شہریار نے خود بھی خیال کیا کہ امیر کے لشکر مین پانچ ہزار پانچ سو
پچپن پہلوان ہین تو کہانتک لڑیگا برسون گذرین گے اس سے بہتر یہی ہے کہ افسر فوج سے مقابلہ
کرے اگر امیر کو زیر کر لیا تو سبکو زیر کر لیا یہ خیال کر کے نعرہ کیا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چاہتا
ہون کہ اب میرے ہی آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ حال زور کا کھل جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی
کا ہے اور آپ تو صاحبقران مشہور ہی ہین اور کسی سے لڑنا مین نہین چاہتا بس یہ سننا تھا کہ
رضوان بن عمرو نے جو بجائے عمر ثانی امیر کی رفاقت مین ہے اپنی کلاہ اُچھال کر میدان کو قرق کیا
یعنی اب ہمارے مقابلہ کوئی نہ نکلے تمام لشکر مین چرچا ہوا کہ اب امیر با توقیر خود مقابلہ کرینگے
تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے یکایک امیر اپنے مرکب سیہ چشمی کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے
آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ نے آستین متبرکہ پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ سپرد پروردگار
کیا امیر عالی شان نے رخ میدان کا اختیار کیا امیر کو آتے دیکھکر شہریار بڑھا اور بعزم تکاورزنی
چھیڑا اُدھر سے امیر نے مرکب کو جولان کیا وسط میدان مین تکاور چلے کہ سینہ سے سینہ
مل گیا ترانے کی صدا بلند ہوئی دونون شیر اس طرح لڑتے ہین کہ جیسے دو لکہ ابر ملکر گرج گئے سات
قدم مرکب شہریار کا اور پانچ قدم گھوڑا امیر ثانی کا پسپا ہوا باگون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار شہریار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی
یعنی بند بند ہونے لگے اور کھلنے لگے دونون نیزے بزبان بیزبان گفتگوے جنگ مین مصروف تھے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم لڑتے ہین یا آہین دو مظلومون کی بتلاش اثر دروازہ اجابت پر

ٹکرا رہی ہیں یا دو تیر شہاب آسمان پر سے برابر زمین پر آئے ہیں کہاں تک بیان کیا جائے کہ ساڑھے تین سو
طعن کی نوبت بہم پہونچی آخر کار ایک مقام پر امیر با توقیر نے چھڑ پر چھیڑ ماری اور نیزہ شہریار کو اپنے نیزے
سے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل جائے مگر شہریار بھی استاد لاور ہوشیار تھا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑا مگر سنان نیزہ نکل گئی یہ معلوم ہوا کہ دہن مار سے شعلہ آتش نکل گیا یا آہ مظلوم سے اثر
جدا ہوا ڈانڈ کو فضول جانکر شہریار نے پھینک دیا اور غیظ و غضب میں آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو جیسے کوہ پندرہ سو من کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہتا ہوا جھپٹا اور سر صاحبقران
ذیشان پر وار کیا امیر نے بھی گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر گرز شہریار جو گرز پر
پڑتا ہے العظمت للہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب
غرق زمین ہو گیا امیر کے پسینہ تا بہ سینہ آگیا مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم رہے شہریار نے نعرہ
کیا کہ زدم دست کردم لو خبر امیر کی دیکھو تو کیا گذری مہتر رضوان بن عمرو جلدی سے قریب گرد کے
آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو آنکھیں بند ہیں صاحبقران کی اور ہر بن
سر مو سے پسینہ عل رہا ہے مگر زبان پر واہ واہ کا کلمہ جاری ہے ضرب شہریار کی تعریف فرما رہے ہیں رضوان نے
آواز دی یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گذاف کر رہا ہے ادھر لاجورد شاہ نے کہا
من چہ نقدہ بر گردم ای بندگان من شناسید اب میں شہریار کو صاحبقران بناؤنگا اور نقارہ شادیانی کو
حکم دیدیا ادھر لشکر لاجورد شاہ میں طبل شادمانی بجنے لگا اور غل ہو گیا کہ خداوند کہتا ہے میں نے شہریار کو
امیر پر غالب کیا یعنی امیر مارے گئے لیکن ادھر تو اہل فرنگ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے لڑائی ہم سے
ہی یہ لوگ کیو جب ہارے ہیں ادھر اہل اسلام متحیر تھے کہ کفار میں کس بات کی خوشی ہے لیکن امیر نے گرد
سے نکل کر آواز دی کہ کراز دی و کر السیت کردی حریف تیرا میں موجود ہوں اور گرز سام بن نریمان
اٹھارہ سو من کی ضرب اٹھا کر آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب با نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن +
یہ فرما کر جیسے گرز گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر شہریار پر وار کیا شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ
کیا لیکن گرز جو امیر کا سر گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پر کوہ پھٹ پڑا تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب شہریار کی ٹوٹی پسینے میں غرق
ہو گیا مارے دہشت کے مثل بید کے تھر تھر کانپتا تھا امیر نے نعرہ کیا کہ زدم کردم لو خبر اس کی دیکھو
کہ کیا گذری طیفور شیر دل جھپٹ کر آیا چھاگل پانی کی ہاتھ میں تھی چھینٹے دے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا
کہ شہریار آنکھیں بند کیے ہوئے بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے طیفور نے آواز دی
لو شہریار ہوشیار ہو جیے مگر کچھ آواز نہ آئی ادھر لشکر لاجورد شاہ میں جو طبل شادمانی بجا تھا
اس کی صدا موقوف ہو گئی لوگ پوچھنے لگے یا خداوند اتنی جلدی آپ نے تقدیر پلٹ دی یہ کیا
بھید ہے یا یہ کہ خداوند کسی کو خوش کسی کو ناخوش کرتا ہے یہ کھیل ہیں قدرت کے تمھیں اس میں کیا دخل ہے سب
خاموش ہو رہا ہے بعضے جو اہل فہم سے تھے ان کے اعتقاد برگشتہ ہو گئے کہ عجب طرح کا کلدہ یا خداوند
ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ بکنے لگتا ہے یہ محض خر یا شخص ہے خاص مسند کا گدہا ہی جو چاہتا ہے بکتا ہے
اہل فرنگ سمجھ گئے کہ لاجورد شاہ ہمارا طرف دار ہے اور اہل اسلام پر بھی راز کھل گیا الحاصل مہتر

طیفور شیر دل نے شہریار کو پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا پوچھا مزاج کیسا ہے شہریار نے کہا واقع مین امیر
کی قوت و طاقت کا جواب نہین ہے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا تو مرکب گلی ہو چکا ہے شہریار نے
زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ امیر کے مرکب کو بھی پٹی کر ڈالون صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ارادہ
فاسد آتا ہے کود پڑے توسن سے شہریار نے تلوار سپر ہاتھ سے رکھ دی اور امیر سے لپٹ گیا امیر نے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی اُدھر پریسائے فرنگی مع سرداران نامی و گرامی قریب آگیا تخت
رکھوا دیا خیمہ برپا کروا کر تماشائے تلاش مین مصروف ہوا اُدھر سرداران امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام
پاس سے تماشا دیکھنے لگے چھولداریان اور خیمے استادہ ہو گئے دنگل اور کرسیان بچھ گئین اُدھر لاجورد
شاہ اپنے سردارون سمیت آکر تماشا دیکھنے لگا سبکو یقین ہے کہ اس کشتی کا فیصلہ جلد ہونا دشوار ہے کیونکہ
دو شیران بری کی جنگ ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے لیکن وہ دونون شیر گتھے ہوئے ہین کلہ بکلہ زور
ہو رہے ہین اگر امیر شہریار کو پکڑ لاتے ہین تو شہریار یکدم بھر نیچے نہین ٹھہرتا صاف نکل جاتا ہے اگر شہریار
امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر بھی صاف نکل جاتے ہین جوڑا کلہ بچون کا بندھا ہوا ہے دیکھنے والے وجد کر رہے
ہین آنکھین لڑ رہی ہین دونون لڑتی ہوئی ہین اسی ہنگام مین وہ وقت آکر پہونچا کہ خیمہ سپہر گردون مین چراغ
کواکب کا انتظام ہوا مشعل ماہ فروزان ہوئی دونون طرف سے میدان جنگ مین روشنی آئی ایک ایک کاسہ
شیر کا آیا امیر باتوقیر و شہریار نامدار نے دودھ پیا اور پھر زور ہونے لگے دم بھر مین سب دودھ پسینے کے رستے
بہ گیا دیکھنے والون کی پلک نہین جھپکتی آنکھین لڑی ہوئی ہین اور وہ دونون دلیر مصروف پیکار
ہین اس طرح لڑ رہے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے ابھی کشتی شروع ہوئی ہے نہ اُدھر تیور پر بل ہین نہ ادھر جبین پر
شکن ہے اسی ہنگام مین صبح ہو گئی دیو سفید سحر زنگی شب پر غالب آیا مگر یہان کشتی کا رنگ بدستور ہے
کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا بالکل بے پروا دونون جنگ آزما لڑ رہے ہین یہانتک کہ یہ دن بھی تمام
ہوا اور وقت شب کا ہم پہونچا کہانتک بیان کیا جائے کہ چھ شبانہ روز کشتی رہی اب ساتوان دن ہے
کشتی ہو رہی ہے مگر دیکھنے والون کی یہ کیفیت ہے کہ آنکھین آشوب کر آئی ہین جاگتے جاگتے عجب
حال ہو گیا ہے ورم چہرے پر آگیا ہے امیر کی یہ کیفیت ہے کہ لڑتے لڑتے پلک سے پلک بند ہوئی جاتی
ہے چھ راتین گذر چکی ہین کہ سوا کاسۂ شیر پی لینے کے دم لینے کی فرصت نہین ملی ہے شہریار آواز دیتا ہے
کہ یا امیر یہ میدان جنگ ہے خوابگاہ نہین ہے ہوشیار ہو جیے امیر چونک کر پھر زور کرنے لگتے ہین کبھی
شہریار یہ زور کرتے کرتے کاندھے پر صاحبقران کے سر رکھکر سو جاتا ہے امیر بازو ہلا کر چونکاتے ہین اور
فرماتے ہین کہ ای شہریار مجھ پر طعنہ زن ہوا تھا اپنی خبر تو لے کہ سویا جاتا ہے یہ میدان رزم ہے کارزار ہے نہ کہ آغوش دلدار
شہریار چونک کر زور کرنے لگتا ہے بموجب مصرع لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہے دونون
کو خمار شجاعت جدا ہے چھ روز سے برابر جاگ رہے ہین اب ساتوان دن شروع ہوا ہے کوئی دو
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ شہریار نامدار نے امیر سے کہا کہ یا امیر یہ زور آخر ہے ہوشیار رہیے گا اور
دونون بازو امیر باتوقیر کے استوار تھامے اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کرتا ہے سات قدم امیر کو دوڑا
لے گیا جھٹکا جو مارا دھنا گھٹنا امیر کا آشنائے زمین ہو گیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو جھٹکا مارتا ہے لنگر
صاحبقران کا توڑا کوئی دو بالشت امیر زمین سے بلند ہوئے ہونگے کہ لشکر فرنگستان مین طبل

ظفر بجنے لگا لوگ خوش ہوے کہ شہریار نے امیر کو اُٹھا لیا لیکن رضوان بن عمرو پکارا کہ واقع مین
یا صاحبقران بدوقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتا زمین بھی انسان کو چاہتی ہو کہ اپنی پشت پر نہ رہنے دون
سچ ہو آپ ضعیف ہین حریف جوان ہو اب شہریار امیر کو تا بہ کمر لے آیا ہو چاہتا ہو زور کرکے سر سے
بلند کرکے زمین پر مارون لیکن صاحبقران نے غیرت مین آکر جو لنگر مارا ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر
کمر تک غرق زمین ہوگئے اب امیر نے بازو شہریار کے تھامے اور سر سینے سے ملا کر فرمایا کہ مین بھی اب
زور آخر کرتا ہون اے شہریار ہوشیار ہوجا اگر اس زور مین ہمنے تمھین نہ زیر کیا تو بغیر زیر ہوے تیری
اطاعت اختیار کرتا ہون شہریار نے کہا بسم اللہ ہوس دل مین نہ باقی رہجائے اور لنگر قایم کرکے
کھڑا ہوا لیکن امیر نے جو زور کیا لنگر نہ اُسکا قایم ہوسکا اور صاحبقران شہریار کو نو قدم دوڑا لیگئے
اور اب جو ہمکا مارا دونون گھٹنے آشنا زمین ہوے بس وہین سے کمر زنجیر کا بند پکڑ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر جو زور کیا تا بہ کمر اُٹھا لائے طیفور نے آواز دی اے شہریار دلاور ابھی تک تو امیر کو آپ پر
فوق نہین ہو کہ کمر تک آپ نے بھی اُٹھا لیا تھا کمر تک امیر بھی اُٹھا لائے ہین مگر ہان اب آگے
نہ بڑھنے دیجیے گا شہریار نے بلبلا کر لنگر مارا مگر امیر کب چھوڑتے ہین ہاتھ کو وہین روکا اور فرمایا کہ اچھی
طرح تڑپ لے ہر چند شہریار نے لنگر مارے کچھ نہوسکا اب جو زور کیا امیر بانوقیر نے تو تا بہ سینہ
لائے پھر شہریار تڑپا کہ کسی طرح ہاتھ سے چھوٹ جاؤن ممکن نہوا تیسرے زور مین امیر نے سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین رضوان بن عمرو کے سپرد کیا اور با فتح و فیروزی طبل شادمانی بجاتے ہوے
طرف بارگاہ سلیمانی کے پھرے اُدھر سیسائے فرنگی نہایت حیران و پریشان محزون و دردناک اپنی
بارگاہ مین آیا لاجورد شاہ ملعون اپنے لشکر سمیت اپنے فرودگاہ پر گیا امیر نے شہریار کو تو زندان خانے مین
بھیج دیا آپ لباس رزم کو دور کرکے غسل فرمایا خاصہ تناول فرما کر سو رہے جب دوسرا دن ہوا بارگاہ
مین تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرما ہوے سردار دنگلون کرسیون پر بیٹھے جب
تمام دربار مملو ہوگیا امیر نے کہا کہ لاؤ شہریار کو داروغہ زندان شہریار کو اسیر غل و زنجیر سامنے
امیر کے لایا پوچھا امیر نے کہ مین نے تمھین کیونکر زیر کیا شہریار نے کہا جس طرح بہادر بہادرون
کو زیر کرتے ہین فرمایا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین شہریار نے کہا ایک شرط سے فرمایا وہ کیا
عرض کی کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کو میرے ساتھ تنہائی مین بھیج دیجیے تو عرض کردون امیر نے
بدیع الملک کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جاؤ دیکھو کیا کہتا ہو بدیع الملک شہریار کو لیے ہوے اپنے
خیمہ مین آئے اور تخلیہ کرکے پوچھا شہریار رونے لگا اور کہا کہ اگر امیر بانوقیر اپنی دختر بلند اختر کا عقد میرے
ساتھ کردین تو مجھے بھی کوئی عذر نہین ہو اور یقین ہو کہ ملکہ ہاجرہ بانو میرے ساتھ عقد ہونے مین انکار
نکرینگی کیونکہ اُنھون نے نقاب دار گوہر پوش بنکر اکثر وقت سخت مین میری مدد بھی کی ہو اور شکار پر جا کر
تیر عشق کا شکار ہونا اور سب ماجرا مفصل بیان کیا بدیع الملک نے گردن نیچی کرلی اور دل مین خیال کیا کہ
امیر غیر خاندان والے کے ساتھ عقد کرنا کب منظور کرینگے افسوس کہ شہریار مفت مارا جائیگا کہا اے برادر مین
سعی و کوشش کرونگا مگر امید نہین کہ امیر ایسے امر کو گوارا کرین کیونکہ تم اُس خاندان سے اور اولاد
ابراہیم سے نہین ہو شہریار نے کہا اگر امیر یہ منظور کرینگے تو مجکو مرجانا گوارا ہو اور یہ داغ دل پر

لیکر زندگی منظور نہین ہی بد یع الملک ذیجاہ نے آکر تمام ماجرا بیان کیا بس یہ سُننا تھا کہ چہرہ
امیر باتوقیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ اب مین شہریار کو مع ماجرہ بانو کے قتل کرون گا جارچی
سے کہو چارج دے کہ جسے بچانا ہو آکر بچالے کل شہریار قتل ہوگا یہ سُننا تھا کہ تمام اہل دربار کے خیم
مین تھرتھری پڑگئی کہ غضب ہوا امیر کو غصہ آگیا اب شہریار ضرور قتل ہوگا اور ساتھ اُس کے
ملکہ ماجرہ بانو جدا بیقصور قتل ہوگی افسوس ہر شخص دل مین دعا کرنے لگا کہ پروردگارا تو رحم کر حال پر
ملکہ ماجرہ بانو کے لیکن یہ خبرین دم بدم ملک پریسیاے فرنگی کو پہونچتی رہتی تھین کہ دربارہ
شہریار کیا ہو رہا ہی جس وقت قتل شہریار کی خبر پہونچی پریسیاے فرنگی رونے لگا پہلوانان صف شکن
آمادہ ہوئے کہ ہم جا مین دینگے اور اپنے آقا کو چڑھ کر چھڑا لائینگے لیکن پریسیاے فرنگی نے کہا
کیا ہوسکتا ہی امیر کی اتنی بڑی فوج جہان پانچ ہزار پانچ سو پچپن افسر ہین اور ایک ایک رستم
زمانہ افراسیاب وقت ہی تم سب مارے جاؤگے اور کچھ نہوسکے گا لیکن مہتر طیفور شیردل نے کہا کہ
ای بادشاہ آج شب کو مین جاکر شہریار کو لے آؤن گا یہ تو اس فکر مین ہی وہان چارچی نے چارج دیا
کہ کل شہریار قتل ہوگا تمام لشکر اسلام و سپاہ لاجورد شاہ و فوج ملک پریسیاے فرنگی مین تہلکہ
مچ گیا کہ ایسا بہادر قتل ہوجائیگا اب وہ وقت آیا کہ آسمان پر سیاہی شب دوڑنے لگی گویا فلک نے مارے
شرمندگی کے نقاب اپنے چہرے پر ڈالی کہ ایسا بہادر تیرے دور مین قتل ہوجائیگا یا یون کہیے کہ پہلے سے
لیلی شب نے غم مین بال اپنے بکھرا دیے ہر طرف لشکر دن مین روشنی ہوئی طلایہ کا گشت پھرنے لگا
آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئی شہریار کو پھر زندان خانہ مین بھیج دیا تھا لیکن وہان ملکہ
ماجرہ بانو نے جو خبر شہریار اور اپنے مرنے کی سُنی تھی اُسنے ایک حجرے مین بیٹھکر بال سر کے
بکھرا دیے اور رونا شروع کیا اور درگاہ رب بے نیاز مین دعا کرنا شروع کی کہ اے کس بیکسان داے
یاور غریبان مجکو نہ اپنے قتل ہونے کا غم ہی نہ شہریار کے مرنے کا صدمہ ہی الا اپنی رسوائی کا خیال ہی
جس وقت دنیا مین یہ خبر مشہور ہوگی کہ امیر نے ماجرہ کو قتل کر ڈالا یہ کوئی نہ سمجھے گا کہ شہریار اُسپر
عاشق تھا تو ماجرہ کی کیا خطا تھی تمام عالم یہی کہے گا کہ ماجرہ بھی اُسپر عاشق ہوگی ورنہ امیر قتل
کرتے پروردگارا تو بہتر و برحق جانتا ہی کہ ابتک میرے دامن عصمت مین کسی طرح کا داغ نہین لگا ہی یہان ملکہ
تو اسی عالم مین ہی وہان مہتر طیفور شیردل برائے رہائی شہریار لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے
چل چکا ہی جس وقت زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی طیفور لشکر امیر مین صورت عمر ثانی کی بنکر داخل
ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہی اہل لشکر مین جسنے دیکھا کہا کہ اہین خواجہ آپ کہان تھے عمرو نقلی نے کہا
چپ رہو اگر حمزہ سنے گا پھر نکلوا دیگا یا قتل کر ڈالیگا صحرا صحرا پھرا کرتا ہون لیکن تم لوگون کی محبت پھر
یہانتک کھینچ لائی سب کو دیکھ بھالکر چلا جاؤن گا لوگ چپ ہو رہتے ہین طیفور اس طرح سیر کرتا
ہوا دروازہ زندان پر پہونچا داروغہ زندان نے جو عمرو کو دیکھا کہا خواجہ آپ کے نہونے سے عیار
بہت پریشان ہین سب کا دھیان آپ مین لگا ہوا ہی امر ثانی سے سب بددل ہو رہے ہین طیفور
نے کہ جو صورت عمر کی بنا ہوا تھا آگے سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا کہ دیکھی بیمروتی تمنے اس عمر عرب کی
داروغہ زندان نے کہا خواجہ ہم کیا کہین مالک ہین اُنکو کچھ کہ سکتے ہین عمرو نے کچھ پھل جنگلی جیب سے

نکالکر دیے کہ اتنا انھین پر گذارا ہوتا ہی بکسی کے نوکر ہین نہ چاکر ہین اپنے خدا کے ملازم ہین یہی تحفہ ہی ہدیہ ہی
داروغۂ زندان نے کہا کہ سر آنکھون پر ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ۔ یہ کہکر عمرو سے وہ پھل لے
لیے عجب طرح کی خوشبو اُن پھلون مین سے آتی تھی داروغۂ زندان نے ایک ایک پھل اَور دربانون
کو بھی تقسیم کر دیا باقی پھل آپ کھالیے یہ نہ سمجھے کہ ثمر اسکا اچھا نہین ہو سوا تلخ کامی کے کوئی لذت حاصل
نہوگی یکایک اُن پھلون نے گرمی کی داروغۂ زندان نے کہا خواجہ مزاج ان اثمار کا نہایت گرم معلوم
ہوتا ہے عمرو نے کہا بیشک گرم تو ضرور ہین مگر انتہا کی بیکلی ہے داروغۂ زندان واسطے پانی پینے کے اُٹھا
تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چرخ کھا کر زمین پر گرا لوگ سنبھالنے کے واسطے دوڑے مگر جو اُٹھا
وہ بیہوش ہو کر گرا طیفور اندر زندان کے آیا فتیلہ عیاری روشن کر کے شہریار کو سلام کیا اور کہا
کہ غلام جان پر کھیل کر آیا ہی چلیے شہریار نے کہا اے طیفور تو نے بڑی بھلائی کی لیکن مین نجاونگا اگر
یہان سے نکل کر بھاگ جاؤن تو خلقت خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا طیفور نے کہا کل قتل ہو جائیگا شہریار نے
کہا جس طرح ایک دن مرنا ہو تو جیسے آج ویسے کل ماسوا اسکے اگر مین یہان سے بھاگ ہی گیا تو ملکہ
ماجرہ با تو کس طرح پاؤنگا لہذا اس زندگی سے موت بہتر کہ اسی کے باپ کے ہاتھ سے مین قتل
ہوتا ہون جس وقت وہ سُنیگی اُنکو یہ تو معلوم ہوگا کہ شہریار ہماری محبت مین مارا گیا جان دی مگر الفت
سے نہ باز آیا اگر مین بھاگ کر چلا گیا تو وہ بھی یہ خیال کرینگی کہ شہریار کو ہمارا خیال نہ تھا جو یہان سے جان بچاکر
بھاگ گیا اے طیفور اگر کہین ملکہ سے ملاقات ہو جائے تو ہماری طرف سے کہہ دینا کہ تمھاری محبت
مین شہریار قتل ہو گیا مگر ترک الفت کو گوارا نکیا یہ کہکر رونے لگا طیفور نے دیکھا کہ یہ نجائیگا اور
انجام کار صبح کو قتل ہو جائیگا رومال سے آنسو شہریار کے پونچھنا شروع کیے شہریار نے کہا اے
طیفور عطر اس رومال مین ملا ہوا ہی اور تو اسی سے آنسو پاک کر رہا ہی اگر آنکھ مین ہاتھ لگ گیا تو یہ
آنسو اور نہ بہینگے مگر خوشبو عطر کی جو ناک مین جاتی ہی شہریار چھینک مار کر بیہوش ہو گیا طیفور نے
جلدی سے ہتھکڑیان بیڑیان شہریار کی کاٹین اور پشتارہ باندھ کر دوش پر لگا یا زعفران خانہ سے نکلکر روانہ
ہوا جہان کہین ذرا کھٹکا ہوتا تھا طیفور مع پشتارہ شہریار چھپتا و بچتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ جب حد لشکر
سے نکل گیا سیدھا خدمت مین ملک ریسیائے فرنگی کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ریسیائے
فرنگی نے کہا کھولو پشتارے کو اور ہوشیار کرو شہریار کو جو وقت پشتارہ کھولکر شہریار کو ہوشیار
کیا دیکھا شہریار نے کہ یہ تو مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہون جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی طیفور
نے عرض کی کہ ای شہریار یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی آپ اپنی بارگاہ مین ہین مین آپ کو بیہوش کر کے
لے آیا ہون بس یہ سُننا تھا کہ شہریار نے اُٹھ کر پہلے ہاتھ طیفور کا پکڑا اور کہا غضب کیا تو نے کہ
مجھکو رسوائے عالم کیا امیر یہی سمجھینگے کہ شہریار بخوف جان سے بھاگ گیا لہذا مجھکو بھی سزا دلواؤنگا
کہ قصور اسکا ہی میرا نہین ہی یہی مجھکو بیہوش کر کے زندانخانہ سے لے گیا تھا اور خود بھی ہتکڑی بیڑی
پہن لونگا ریسیائے فرنگی نے سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند بغیر تیرے میری زندگی کیونکر ہوگی شہریار
نے کہا ایسا فرزند ننگ خاندان خدا کسی کو نہ دے جب مین زیر ہو گیا امیر سے تو پھر میرا زندہ رہنا
مرجانے سے بدتر ہی آپ سمجھیے گا کہ شہریار پیدا ہی نہین ہوا تھا اور مین وصیت کیے جاتا ہون کہ بعد

میرے آپ اطاعت امیر ثانی کی قبول کیجیے گا وہ مرتبہ علی کو ہو نچاینگے اور میرے ایمان لانے مین لوگ یہ کہینگے کہ شہریار بخوف جان مسلمان ہوگیا یہ کہکر ہاتھ طیفور کا پکڑے ہوے پیدل اسی وقت طرف لشکر امیر باتوقیر کے روانہ ہوا ایہان امیر ثانی جو صبح کو بیدار ہوے فریضہ سحری سے فراغت کرکے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے اور بادشاہ کے ساتھ میدان خونی مین تشریف لائے دیکھا کہ چبوترہ ریت کا بنا ہوا تیار ہے دارین استادہ ہین جلاد تلوارین برہنہ لیے ہوے استادہ ہین تمام سرداران لشکر اسلام تاسف مین جوانی شہریار پر افسوس کررہے ہین بعضے نرم دل منھ پھیر پھیر کر رو رہے ہین لیکن لشکر ملک بر سیبائے فرنگی سے کوئی بعزم محاربہ نہین آیا ہی سب کو حیرت تھی کہ افسر لشکر قتل ہو اور کوئی خبر تک نہ لے بعضے کہتے تھے کہ ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہی کس کے واسطے کون مرتا ہی اتنے مین داروغہ زندان روتا پیٹتا ہوا پہونچا کہ رات کو کوئی عیار خواجہ عمرو ثانی کی صورت بنکر ہمکو بیہوش کرکے شہریار کو لے گیا امیر کو پہلے تو یہ گمان گذرا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کام اسی زرد این درزد کا ہی دوسرے کا یہ جگر نہین ہی جو اتنے بڑے لشکر مین آکر ایسا کام کرجائے داروغہ زندان پر عتاب ہوا کہ جب عمرو بصورت اصلی آیا تھا تو تمنے اُسے کیون نہ گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی تم عمرو سے میل رکھتے ہو اسی وقت داروغہ زندان کو قید شدید کا حکم ملا داروغہ بیگناہ قید مین بھیجا گیا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یا امیر جہتر طیفور شیردل عیار شہریار کو اُسکو رہا کر لیگیا تھا لیکن شہریار ایسا بہادر و دلاور ہی کہ اس حرکت پر اُسنے اپنے عیار کو بھی اسیر کیا اور اُسے لیے ہوے آتا ہی یکایک سامنے سے شہریار نمودار ہوا اور سامنے امیر کے آکر عرض کی کہ یہ بیچارہ مجھکو بیہوش کرکے زندان سے لے گیا تھا مین خود سے نہین گیا تھا مین اسے بھی لیتا آیا ہون جیسی چاہیے سزا طیفور کو دیجیے اور آپ جاکر چبوترے پر ریت کے بیٹھ گیا گردن جھکائی اور کہا حکم دیجیے جلاد کو کہ مجھے قتل کرے اس جرأت پر شہریار کی سب وجد کرنے لگے امیر کو بھی شرم آئی کہ ایسے بہادر کو کیا قتل کرون مگر جب خیال ملکہ ہاجرہ کا آتا تھا منھ غصہ سے لال ہو جاتا تھا سر جھکائے کھڑے ہین کچھ بھی بن نہین پڑتا لیکن عیار کو تو امیر نے اُسی وقت رہا کردیا اور فرمایا خبردار اے طیفور اب ایسی حرکت نکرنا طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران میرا منصب یہی تھا کہ جیسا مین نے کیا اور اب بھی آپ رہا کردیجیے گا تو مین پھر ایسا ہی کرونگا جہانتک ہوسکے گا اپنے مالک کو بچاؤنگا چاہے آپ قتل کرڈالیے جب مالک کا وقت آخر ہی تو ہم کس امید پر اپنی جان بچائین بہتر ہی کہ طرف ملک عدم کے ساتھ جائین کہ دیکھنے والون کو یہ افسانہ یاد رہے کہ دنیا مین نمک حلال بھی ہوتے ہین سب نمک حرام ہی نہین ہوتے ہین یہ کہکر رونے لگا اور شہریار بار بار کہہ رہا ہی کہ یا امیر اب یہ ذلت و خواری میرے واسطے کہانتک رہیگی کہ گردن جھکائے بیٹھا رہون جلد حکم میرے قتل کا دیجیے امیر کو کچھ بن نہین پڑتا ہی کہ یکایک جانب آسمان سے کچھ لکے ابر کے نمودار ہوے اور آواز نقارون کے بجنے کی آئی سب جانب آسمان دیکھنے لگے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے دیکھا کہ سلیمان اعظم مرکب پر سوار اور راک دیو مرکب کو آگے اُٹھائے ہوے اور بہت سے آدم زاد دیوون پر سوار چلے آتے ہین لیکن سلیمان اعظم نے امیر باتوقیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی کون قتل ہوتا ہی امیر نے ماجرا شہریار کا بیان کیا سلیمان اعظم جرأت شہریار پر وجد کرنے لگے اور دل مین سوچے کہ اگر یہ بچگیا تو ہماری صف مین

شریک ہوگا اس دل وجگر کے لوگ اُسی طرف ہین سعی کی امیر سے کہ یا صاحبقران میری خاطر سے آج
کا قتل ملتوی رکھیے مین بھی اُسکے معاملہ کو سمجھ لون پھر آیندہ حضور کو اختیار ہی کچھ تو امیر بھی اُسکے
قتل مین متردد تھے کچھ سلیمان اعظم کے کہنے کا خیال کیا حکم دیا کہ خیر آج قتل شہریار کا ملتوی رکھو اور شہریار
سے کہا کہ جاؤ اپنے لشکر کو کل دیکھا جائیگا شہریار نے کہا اب مین اپنے لشکر مین کیا جاؤنگا مین لشکر کو
مُنھ دکھانے کے لائق کب ہون بہتر ہی کہ پھر مجھکو قید کیجیے امیر نے فرمایا تمھارے قید کرنے کی
کچھ ضرورت نہین ہی شہریار زندان کا پتہ پوچھتا ہوا چلا اور قید خانہ مین آکر خود ہتھکڑی بیڑی پہنکر بیٹھ رہا
یہان سلیمان اعظم ناموس مین آئے بہنون بھاوجون ماؤن سے ملے چھوٹون نے بندگی کی بڑون نے
پیشانی پر بوسہ دیا گلے سے لگایا بعد دعوت وضیافت سب اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے لیکن آج شب کو
جو امیر ثانی نے آرام فرمایا عالم رویا مین دیکھا کہ جناب ابراہیم علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ ای امیر ثانی ای فرزند دلبند شہریار کوئی غیر نہین ہی تحقیق سب مین سے ہی یہ بیٹا ہی
ایرج نوجوان کا بطن سے ملکہ گہرتاج کے تمکو تفتیش کے بعد معلوم ہو جائے گا اور نہین دیکھتے ہو کہ
نشانیان ہماری اولاد کی اُسمین موجود ہین اور بعد مسلمان ہونے کے تمکو لازم ہی کہ عقد شہریار کا ملکہ
باجرہ کے ساتھ کردینا خواب دیکھکر امیر کی آنکھ کھل گئی صبح کو بعد از انفراغ فریضہ سحری خدمت بادشاہ مین
آکر سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر آپ سچے آپ کا خواب سچا لیکن خلقت خدا کیونکر مانے گی
اور خود شہریار کیونکر سمجھے گا کہ مین ایرج کا بیٹا ہون لوگ یہی کہینگے کہ شہریار مرد بہادر تھا امیر قتل کرنا
اُس کا مناسب نہ سمجھے اور اپنے خاندان سے اُسکو ظاہر کرکے دختر کا عقد کردیا امیر نے کہا پھر کیا تدبیر
ہو جو یہ راز افشا ہو بادشاہ اسلام نے کہا سب سردارون کو جمع کرکے راے لیجیے غرضکہ اُسوقت
پھر یہ ذکر ملتوی رہا جب دربار کا وقت آیا اور سب سردار جمع ہوے دیکھا امیر نے کہ رنگ رو
ایرج نوجوان کا متغیر ہی امیر ہنستے فرمایا کہ بیشک یہ اسی کا بیٹا ہی یہ محبت پدری جوش مار رہی ہی جو
حال ایرج کا دگرگون ہوا جاتا ہی لیکن بادشاہ اسلام کی یہ راے ہوئی کہ یا امیر جیسا ایرج کے بارے مین
صاحبقران اول نے فرخ بازرگان کے ساتھ کیا تھا ویسا ہی آپ پیر سیلیاے فرنگی کے ساتھ
کیجیے تو شاید یہ حال کھلے امیر کو راے بادشاہ اسلام کی پسند آئی اور سلیمان اعظم کی طرف دیکھکر فرمایا جو دیو تمھارے
ہمراہ آئے ہین اُنمین سے کسی کو طلب کرو سلیمان اعظم نے تندک کو بلوا بھیجا دیو تندک حاضر ہوا امیر نے
فرمایا کہ جاؤ اور پیر سیلیاے فرنگی کو بلا لاؤ دیو تندک تو پیر سیلیاے فرنگی کے لینے کو روانہ ہوا یہان
امیر نے شہریار کو طلب کیا شہریار حاضر دربار ہوا امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور دست
شفقت پشت پر رکھا اور کہا ای شہریار آگاہ ہو کہ تو ہم مین سے ہی اور فرزند ہی ایرج نوجوان کا یہ
سُننا تھا کہ شہریار کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور کہا یا امیر یا تو مجھکو قتل کر ڈالیے یا زندان مین پڑا رہنے
دیجیے ایسی ایسی باتین سننے کی مجھے تاب نہین ہی آپ نے مجھے زیر کیا ہی تو کیا گالیان بھی دیجیےگا بہادر
ایسی باتین نہین سن سکتے اب ایسا کلمہ نہ ارشاد کیجیےگا امیر نے خواب اپنا بیان فرمایا شہریار نے کہا
آپ سچے آپ کا خواب سچا مین کیونکر یقین جانون باپ میرا پیر سیلیاے فرنگی موجود ہی اور آپ فرماتے ہین
کہ تو ایرج کا بیٹا ہی امیر نے فرمایا ای شہریار واللہ تمھاری تضحیک کی غرض سے یہ کلمہ مین نے نہین کہا تھا

تم برٗ انہ مانو اب تا وقتیکہ یہ امر مثل آفتاب کے ہر شخص پر روشن نہو جائیگا مین کچھ نہ کہونگا اور جیسا کچھ ہی تم
بھی ظاہر ہوا جاتا ہی اتنے مین دیو تندک نے پرسیماسے فرنگی کو لاکر حاضر کیا پرسیماسے فرنگی کا بند بند
مارے خوف کے کانپ رہا تھا امیر سے کہا یا صاحبقران مجکو کس لیے یاد فرمایا ہی امیر نے ارشاد کیا مین نے
تمھین اس واسطے بلوایا ہی کہ سچ سچ حال شہریار کا بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اور تمنے اسے کیونکر پایا پرسیماسے
فرنگی نے کہا یا صاحبقران بڑے غضب کی بات ہی کہ میرا بیٹا اور آپ مجھی سے پوچھتے ہین کہ یہ کسکا
بیٹا ہی امیر نے فرمایا دیو تندک سے کہ یہ یون نہ بتائیگا اسے لیجا کر بلندی آسمان پر سے پھینکدو
اگر بتانے کا اقرار کرے تو نہ پھینکنا ورنہ اس طرح پھینکنا کہ زمین تک آتے آتے اسکا کام تمام ہو جائے
دیو پرسیماسے فرنگی کو لیکر اڑا پرسیماسے فرنگی نے دیکھا کہ اب اگر راست راست نہین بیان
کرتا ہون تو جان نہین بچتی معلوم ہوتی تندک سے کہا کہ مین سچ سچ بیان کرد ونگا مجکو نہ پھینک دیو تندک
پرسیماسے فرنگی کو لیکر پھر زمین پر آیا امیر نے فرمایا بیان کر پرسیماسے فرنگی نے عرض کی کہ یا
امیر واقع مین فرمانا آپکا بہت درست ہی کہ شہریار میرا فرزند نہین ہی مگر ہزار فرزند ہون تو اسپر سے
نثار ہین مین شکار پر گیا ہوا تھا صحرا مین دیکھا مین نے کہ ایک درخت کے نیچے دو لڑکے ایک کپڑے
مین لپٹے پڑے ہین مین نے اٹھوا لیا اور ایک پرچہ اسمین لکھا ہوا رکھا تھا کہ یہ لڑکے بہت عالی خاندان کے
ہین جو کوئی انکو پرورش کریگا مرتبہ عالی کو پہونچے گا امیر نے فرمایا وہ رقعہ تمھارے پاس ہی پرسیماسے
فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر ہی تو مگر فرنگستان مین ہی امیر نے فرمایا کہ اس دیو کی گردن پر سوار ہو کر جاؤ
اور ابھی وہ پرچہ کاغذ کا اور وہ کپڑا جسمین یہ لڑکے لپٹے ہوے ملے تھے لاؤ پرسیماسے فرنگی
پشت تندک پر بیٹھ کر طرف فرنگستان کے روانہ ہوا امیر نے شہریار کی طرف دیکھ کر فرمایا کیون
اے شہریار اب تم پرسیماسے فرنگی کے بیٹے تو نہین باقی جسکی اولاد مین ہو اسکا حال بھی رقعہ آنے
پر کھلجائیگا شہریار نے گردن نیچی کر لی لیکن پرسیماسے فرنگی ایوان شاہی مین جا کر اترا لوگون کو
حیرت ہوئی کہ یہ بادشاہ اکیلا آسمان پر سے اترا یہ کیا معاملہ ہی ایک آدھ نے پوچھا پرسیماسے
فرنگی نے کہا اتنی فرصت نہین ہی کہ کچھ بیان کرسکون اور توشخانہ کھلوا کر جس صندوق مین کپڑے
شہریار کے رہتے تھے اسمین سے وہ کاغذ کو پاس لیا اور پھر گردن تندک پر بیٹھ کر خدمت
امیر با توقیر مین حاضر ہوا اور رقعہ پیش کیا امیر نے خط ملکہ گہرتاج کا پہچانا اور اس رقعہ اور کپڑے کو
محل مین بھیج دیا بیان جس وقت سے قتل شہریار کی خبر پھیلی تھی ملکہ گہرتاج کا کلیجا منھ کو آیا جاتا تھا
خود بخود جی چاہتا تھا کہ روئیے لیکن دم بخود تھی دل مین کہتی تھی کہ پروردگارا یہ کیا ماجرا ہی کہ قتل
شہریار کی خبر میرے کلیجے کے واسطے چھری ہوگئی ہی شہریار تو کوئی عزیز قریب کیا دور کا رشتہ دار
بھی نہین معلوم ہوتا ہی کجا فرنگی زادہ کجا ہم لوگ کہ اتنے مین محلدار رقعہ اور کپڑا لیے ہوئے پہونچی
اور ملکہ گردیہ بانو سے عرض کی کہ یہ کپڑا امیر نے بھیجا ہی اور رقعہ کو پہچانو کسکا خط ہی پہلے وہ رقعہ ملکہ
گردیہ بانو نے دیکھا پھر اسی طرح یکے بعد دیگرے جہان افروز وغیرہ سب نے دیکھا اور
انکار کیا کہ ہمارا خط نہین ہی سبکے بعد نوبت ملکہ گہرتاج کی آئی ملکہ گہرتاج اس رقعہ کو دیکھکر رونے لگین
پوچھا ملکہ گردیہ بانو نے کہ کیا سبب تمھارے رونے کا ہی ملکہ گہرتاج نے کہا کہ جب تشکر یہ تا ہی

پڑی ہی تو مین اور میری وزیر زادی دونون حمل سے تھین پاس آبرو کے واسطے گھوڑون پر بیٹھ بیٹھ کر
طرف صحرا کے نکل گئے تھے راہ مین دو لڑکے پیدا ہوے دونون کو ایک کپڑے مین لپیٹ اور یہ
رقعہ لکھ کر رکھدیا تھا نہین معلوم اُن لڑکون پر کیا گذری محلدار رقعہ لیے ہوے باہر آئی اور تمام ماجرا
امیر با توقیر سے بیان کیا اُس وقت امیر نے ہنس کر شہریار سے فرمایا کہ اب تو ظاہر ہوگیا کہ تم ایرج
نوجوان کے فرزند ہو شہریار کب انکار کر سکتا تھا گردن نیچی کر لی ایرج نوجوان کے چہرے پر
بشاشت ظاہر ہوئی تمام اہل دربار خوش ہوے لیکن امیر نے اُسی وقت شہریار کو حمام بھیجا
غسل کروایا پوشاک بدلوائی ساتھ اپنے لیے ہوے داخل محل معلی ہوے اور ایک ایک کو بتاتے
ہوے کہ یہ تمھاری پھوپھی یہ مان یہ دادی یہ پردادی ہین اُدھر مخدرات عصمت و طہارت کو حال شہریار
سے آگاہی ہوئی ایک ایک نے گلے سے لگایا ملکہ گہر تاج سے امیر با توقیر نے فرمایا کہ شہریار فرزند
تمھارا ہے ملکہ گہر تاج نہایت خوش ہوئی اور جوش محبت سے سینے مین دودھ اتر آیا پھر امیر شہریار
کو لیے ہوے دربار مین آئے اور دنگل علم شاہ روی کا عنایت ہوا شہریار اپنے پردادا کی جگہ پر
بیٹھا اب پرسیسائے فرنگی سے امیر نے فرمایا کہ اگر تمکو ساتھ شہریار کا دینا ہے تو دین اسلام کو اختیار کرو ورنہ
جہان چاہیے چلے جاؤ پرسیسائے فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر با توقیر مین شہریار کے ساتھ ہون
لیکن بغیر شہریار کے چلے ہوے اہل لشکر مطیع ہونگے اور شہریار بھی اجازت خواہ ہوا کہ اگر حکم
ہو تو اپنے لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرون جو مسلمان ہو اُسے رہنے دون جو نمانے اُسے برطرف
کردون امیر نے فرمایا کہ یہ امر جملہ واجبات سے ہے شہریار اُسی وقت مع پرسیسائے فرنگی کے طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوا خبر شاہان لشکر اور سرداران فوج کو ہوئی برائے استقبال شہریار آئے
شہریار داخل بارگاہ ہوا اور سب سرداروں سے بیان کیا کہ مین تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ مین نے
دین اسلام اختیار کیا اور پدر نامدار میرے ایرج نوجوان ہین جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین
خدا پرستی اختیار کرے ورنہ جہان چاہیے چلا جاے اول بہرام تیغ زن نے عرض کی ای شہریار
نامدار ہم تو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین آپ کو ہر طرح اپنے سے بہتر سمجھتے ہین جس دین کو آپ
نے اچھا سمجھا وہی دین برحق ہی بعد اُس کے اور سردار مثل کرتوس بن قربوس ہامان ہیمون حشتم
دشیر زائے شیر حشتم و قیماس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ کے سب
ایمان لائے سوا شمائل خان بن جذائل خان کے کہ یہ قبل آنے شہریار کے صرف یہ خبر سنکر کہ شہریار
نے دین اسلام اختیار کیا لشکر سے علیحدہ ہو کر لاجورد شاہ کا شریک ہوگیا بعد اُسکے شہریار نے
ہر سردار سے فرمایا کہ جاؤ اپنے اپنے لشکر مین اور اہل لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرو جو مانے اُسے
رہنے دو جو نمانے اُسے نکال دو حسب الارشاد فیض بنیاد سردارون نے اپنے اپنے اہل لشکر کو
جمع کر کے وعظ و پند کی سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین اور جو لوگ سیہ قلب تھے وہ لشکر سے
نکلکر چلے گئے الحاصل شہریار نامدار مع کل فوج کے مسلمان ہو کر شریک لشکر صاحبقران عالیشان ہوا
لیکن شمائل خان بن جذائل خان جو لشکر شہریار سے علیحدہ ہو کر طرف لشکر کفار کے گیا یہ خبر
لاجورد شاہ کو ہوئی کہ شمائل خان ہندی لندھور کا نواسا شہریار سے بگڑ کر آتا ہے سردارون کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ استقبال کر کے شمائل خان کو پاس لاجورد شاہ کے لے گئے لاجورد شاہ نے شمائل خان کی بہت عزت کی شمائل خان نے لاجورد شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین مین ان خداپرستون سے مقابلہ کرونگا لاجوردشاہ نے کہا کہ مجھے انتظار افلاک روئین تن کا ہے جس وقت تک کچھ خبر افلاک کی نہین دریافت ہوتی اسوقت تک لڑائی موقوف رہیگی شمائل خان خاموش ہو رہا اب انکو تو بانتظار افلاک روئین تن چھوڑیئے لیکن امیر با توقیر نے بادشاہ اسلام سے مشورت کی کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ عقد ماجرہ بانو کا شہریار کے ساتھ کر دون کیونکہ یہ اسکا عاشق ہے اور بیگانہ ہے کوئی بیگانہ نہین اور نکاح ملکہ مہرناز پرور دختر سیلاے فرنگی کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ اور عقد ملکہ جہان افروز دختر ہرمز بدیع الملک کے ساتھ ایک ہی جشن مین یہ تینون عقد ہو جائین بادشاہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے غرضکہ اسی وقت سے تیاری عقد ہونے لگی شاہزادہ ایرج نوجوان شہریار کو مع لشکر لیکر لشکر امیر سے علیحدہ ہوا شاپور شیر دل نے اپنے فرزند طیفور شیر دل کو گلے سے لگایا اور اپنے خیمہ مین لایا اب نصف لشکر تو ایرج نوجوان کے لشکر سے ملحق ہوا جتنے دست چپی تھے سب بیٹے والون کی طرف ہو گئے دست راستی امیر کشور گیر کی طرف رہے چالیس روز کا جشن قرار پایا پہلے مانجھا بڑی دھوم سے امیر کی طرف سے گیا بعد اُسکے ساچق ہوئی منہدی ہوئی اب شب عروسی آئی ایرج نے کل لشکر کی مع بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام دعوت کی امیر تو بعد نوش کرنے طعام کے ایرج سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آئے اور انتظام رخصتی مین مصروف ہوے ادھر سرداران لشکر ایرج مثل مالک ثانی ہاشم تیغزن کیخسرو دلاور شاہزادہ طرطوس بہادر قہقہور دیو پرور خورشید تاجدار وغیرہ سب طعام دعوت نوش کر کر کے اس جگہ آ گئے کہ جہان جلسہ تھا ایک طائفون کو حکم ملا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی رقاصان پری طلعت ناہید صورت آکر مجرا کرنے لگین ایک نازنین ماہ جبین نے یہ غزل شروع کی

جانا جو گھر غیر کے آپنے کم کر دیا
آتش و خس کو مگر تمنے بہم کر دیا
محو کچھ ایسے ہوے راز دلی کہہ گئے
اُسمین لگا دی ایک آگ ورگ سے نم کر دیا
تمنے مرے شوق کی بوسہ مین جد بکھلی
کونسی تھی گفتگو بزم کو سم کر دیا

ہمنے بھی کچھ روز سے دور یہ غم کر دیا
پھیر نہ ہمپر چھری ای نفس زندگی
بیخودی شوق نے کیا یہ ستم کر دیا
ملکے مگر آپ سے ہم نہ کہین کے رہے
ہونٹھون پہ جان آگئی لب جو بہم کر دیا

غم تو یہین دوگے اگر کیون نہ جلیگا جگر
آہ دو سند نے ترے ناک مین دم کر دیا
رکھتی تھی فرقت کی جاگ بیڑو دل سے جو لاگ
حوصلے جب بڑھ چلے ربط کو کم کر دیا
یہ تحسن ای آرزو عشق کا بار اہی تو ۔

ادھر تو لطف رقص و غنا ادھر چراغان کی بہار خیمون اور نمگیرون کی سجاوٹ شامیانہ فلک پر چشمک زن تھی تمام صحرا کے درختون کو تمامی سے منڈھوایا تھا قندیلین آویزان کی گئین تھین صحرا جگر جگر کر رہا تھا ہر طرف دور سے دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے چراغان بہار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمان زمین پر اُتر آیا ہے جا بجا طبلون کی گمک مجیرون کی ٹھنک سریلے ساز باریک آواز کے سوز و گداز سے تمام جنگل گونج رہا تھا ہر طرف ایک ہنگامہ عشرت برپا تھا شادی بہت بڑی ہوئی کہ اگر خلاصہ طور سے لکھی جاتی تو ایک دفتر اور ہوتا لیکن مختصر یہ ہے کہ کتنی خزانے طلسم افراسیاب کے جو شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنی شاہزادہ ملک قاسم سے ورثہ مین ایرج کو ملے تھے وہ صرف ہوے اور تہمتن علم شاہ صفت تمکن مرحوم کی دولت اور کمائی بہت کچھ

صرف ہوئی جا بجا متفرق جلسے اس انداز سے تھے کہ ہر جلسے مین ایک مرتبے کے لوگ جمع کیے تھے
اور اُسی کے موافق سامان رقص مہیا کیا گیا تھا عزیز ایک خیمہ مین بڑے ایک بارگاہ مین چھوٹے ایک
شامیانے کے نیچے برابر والے ایک جانب تاکہ باہم ایک کو دوسرے کا لحاظ ہوا لقصہ صبح تک یہ جلسہ رہا صبح کو
برات کی تیاری ہوئی شہریار کو دولھا بنایا ہاتھی پر سوار کیا سب براتی ساتھ ہوے آگے آگے جلوس باجا
بجتا ہوا طرف مکان عروس کے روانہ ہوے شہریار کے دل کی یہ حالت ہی کہ مارے خوشی کے
شادی مرگ کی نوبت ہی دلپر تمناؤن کا ہجوم ہی ارمانون کا مجمع ہی اب شہریار کو معلوم ہوا کہ ملکہ مہرناز پرور
بھی ناموس مین داخل ہی معلوم ہوتا ہی کہ ہاجرہ بانو نقابدار گوہر پلوش بنکر جو عرصہ کارزار سے نکلی تھین
تو ناموس امیر ہی جا مین چلی آئی تھین لیکن وہان برات بیٹھنے کے واسطے بارگاہ حشامی آراستہ ہوئی ہی اور
بارگاہ سلیمانی مین عروس ہی عورتون کا مجمع ہی انتظار برات کا ہو رہا ہی سب سردار مثل ملازمون کے کام
کر رہے ہین کہ یکایک آواز بانسری کی بلند ہوئی اور سامنے سے ہاتھی نشان کا نمودار ہوا آگے آگے
نوبت خانہ بعد اُسکے ماہی مراتب اُسکے بعد فیل آنے کا جو سلسلہ بندھا تو تمام صحرا کالی بن نظر آنے لگا بعد اُسکے
شتران جلوسی گذرنا شروع ہوے ایک قطار بندھ گئی اُسکے بعد بادبہاری کے گھوڑے کیسے کیسے
لطف سے باجے بجتے ہوے فرنگستان کے لوگ اپنے اپنے کام مین نہایت چست و چالاک بعد ان سب کے
گذر جانے کے جھنڈیان مختلف رنگ کی گذرنا شروع ہوگئین کہانتک بیان کیا جائے کہ آخر مین دولھا کی
سواری گذری براتی بارگاہ حشامی مین تشریف لائے دولھا کو مسند پر بٹھایا خواجہ زادون نے عقد پڑھا
طائفون نے مبارکباد گانا شروع کیا بعد اُسکے ریت رسم کے واسطے دولھا محل معلے مین طلب ہوے
ملکہ مہرناز پرور نے سر پر آنچل ڈالا آج اتنے دنون کے بعد ملکہ کا اور شہریار کا سامنا ہوا شہریار سر
جھکائے بیٹھا ہی رسوم ادا ہو رہی ہین نوبت آرسی مصحف کی آئی اُس وقت دولھن دولھا کا سامنا ہوا
شہریار دل مین کہتا ہی کہ پروردگار اس وقت مین کہان ہون کجا ملکہ ہاجرہ بانو کجا مین واقع مین بغیر
دولت اسلام یہ دولت بھی ملنا ناممکن تھی اُدھر ملکہ ہاجرہ بانو شکر پروردگار بجا لاتی ہی اور دل مین
کہتی ہی کہ الحمد للہ آبرو بھی رہی اور کام بھی نکلا یہ سب باتین اُسی کی جانب سے ہین غرضکہ دولھا دولھن
کو لیکر باہر آیا محافہ مین سوار کیا برات رخصت ہوئی جہیز امیر نے اسقدر دیا تھا کہ مکان عروس سے
تا بہ مکان نوشاہ مزدورون کی قطار بندھ گئی تھی اسی شب ملکہ ہاجرہ حاملہ ہوتی ہی اور لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ
بعد مین فی کرا اسکا لعل نامہ مین آتا ہی بعد اُسکے پرسیسا ئے فرنگی نے امیر کشورگیر سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو
ملکہ مہرناز پرور کو مجھے عنایت کردیجیے اور آپ اسی طرح شہنشاہ گوہر کلاہ کو دولھا بنا کر برات لیکر
تشریف لائیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اور مہرناز پرور کو پرسیسا ئے فرنگی کے سپرد کیا
دوسری شادی کا انتظام ہوا اور عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا مہرناز پرور کیساتھ پڑھا گیا مدتون کی
آرزوئین جو دل مین تڑپ رہی تھین بر آئین بعد اُسکے عقد بدیع الملک کا جہان افروز کے ساتھ
ہوا طیفور شیر دل کا عقد بھی ملکہ ہاجرہ کی وزیرزادی کے ساتھ ہوا یہ سب حاملہ ہوئی ہین اور لڑکے
انسے پیدا ہوتے ہین کہ ذکر انکا لعل نامہ مین ہوتا ہی جس وقت ان شادیون سے فراغت ہوئی
کفار بدکردار اور بھی جلے بہانتک کہ لاجوردشاہ نے بغیظ و غضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت

کوس حربی نوازش مین آیا خبر امیر با توقیر کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے غازیان دیندار نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور آلات حرب تن پر کس کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور کفار بدکردار نے بھی بت پرستی سے فراغت کی اور معرکہ آرائے کارزار ہوئے آفتاب نکلتے نکلتے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا اس طرف امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر و فوج کثیر صف آرائے میدان کارزار ہین اُس طرف لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگ مین صفوف آرائے نبرد ہین یکایک بیلدار برق رفتار صفون سے نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی کرکے چلے گئے لقیب بہادرون کے دوست نامردون کے رقیب بہادرون کے قریب آکر سر دمستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار آبدار عبرت آثار بلند سُرون مین پڑھنے لگے کہ بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا اور شمائل خان بن خدائل خان نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تم کو سپرد کیا خداوند بت بزرگ کے شمائل خان فیل اپنا جھکا کر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان بتنے بڑے ظلم پر کمر باندھی صدہا مذہبون کو نیست و نابود کردیا ہے جسکو تمنائے مرگ و آرزوے عقبا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ لندھاوہ بن لندھور نے مرکب اپنا جولان کیا اور سامنے تخت بادشاہ کے آئے اجازت چاہی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار کیا لندھاوہ سلام کرکے باردگر مرکب پر بیٹھ کر چلے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ آمد لشکر عظیم کی معلوم ہوتی ہے یہ کون آتا ہے کہ ہولنے مار اخر و گو گردنے مارا ہوا تو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گردسے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور پھر ہرے پر ہر علم کے تعریف خداوند نخل سر سبد تحریر تھی اور تعریف بہادران چمن قبا تسیطر تھی امیر متحیر تھے کہ یہ خداوند نخل سر سبد کون ہے اور بہادران چمن قبا کیا چیز ہے لیکن کیمخت شاہ کے اندام مین رعشہ پڑ گیا قریب شہریار دلاور کے آکر عرض کی کہ اے نامدار بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر نونہال شاہ ہے شہریار نے کہا پھر کیا ہے کیمخت شاہ نے عرض کی کہ اسکے ساتھ دو اژدر دمان ہین کہ انسان تو کیا دیو بھی مقابلہ انکا نہین کرسکتا کہ سانزے تین ہزار من کی چوبدست باندھتے ہین نام ایک کا عوق بن برقج دوسرے کا عوق بن برقج ہے اور اوج بن عنق کے پوتے ہین شہریار بھی وزن ضرب سنکر متفکر ہوا تھا لیکن خدا کو یاد کیا اور کہا اے کیمخت شاہ پروردگار عالم سے زیادہ کوئی توانا نہین ہے اگر ہم حق پر ہین تو وہ ضرور ہمکو فتح یاب کریگا لیکن تمام ماجرا آکر خدمت امیر کشور گیر مین عرض کیا امیر نے کہا اے شہریار خدائے ما بزرگ است لیکن وہ نو لاکھ کا لشکر ایک جانب آکر صف آرا ہوا بعد آمد لشکر کے دیکھا کہ جلوس سواری گذرنے لگا عصا بردار علم بردار برچھی بردار جب یہ سب نکل گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت جواہر نگار پر سوار ایک بہت بڑا تاج سر پر رکھے ہوئے اور دوسرا بادشاہ آگے دست ادب بستہ بیٹھا ہے پشت پر کچھ لوگ ایک ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوئے سر و نیز جھنڈے و ارٹوپیان

دبتے ہوئے کھڑے ہین یہ لوگ جس کام پر معین ہین انشاء اللہ بروقت معلوم ہو جائیگا اور آگے تخت کے
دو جوان انتظام کرتے ہوے کہ قد اُنکے دیو سے کہین بلند چوبدستین کاندھون پر رکھے ہوے پیادہ پا
چلے آتے ہین کیونکہ مرکب اُنکے سواری کے لایق دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا ہو اسی لشکر کی آمد مین شام
ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ نے جاتے ہی پھر حکم دیدیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا اودھر لشکر امیر مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا ادھر لشکر
شہر پرستان مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال ہونے لگی تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ہر سہ لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نجیب دیگر چلے گئے تھے کہ پھر شمائل خان لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا اس طرف سے لندھاوہ بن لندھور نکلے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تھا
کہ شمائل خان نے گرز مارا لندھاوہ نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا مگر مرکب لندھاوہ کی ٹوٹی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرو کے در آیا دیکھا تو لندھاوہ
بیہوش کھڑے ہین ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی عیار نے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھایا لندھاوہ کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ دوسرا مرکب لا یہ مرکب بیکار ہو گیا ہی یہ کہکر زین فرس کو خالی کیا عیار گھوڑا لینے کے
واسطے روانہ ہوا لیکن شمائل خان نے جو دیکھا کہ مرکب لندھاوہ کا مارا گیا اور دوسرا گھوڑا اُسنے
طلب کیا ہی اتنی بڑی ضرب سے بچ گیا جھپٹ کر دوسرا وار کیا لندھاوہ کا بُرا حال ہو گیا تا بہ کمر غرق زمین
ہو گیا اور گرز جو پھسلتا ہو شانے پر گرا ضرب شدید آئی لندھاوہ بیہوش ہو گئے شمائل خان نے سر کاٹنے
کا قصد کیا تھا کہ ارشیون پریزاد نے مرکب اپنا جولان کیا آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہی خبردار
ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا شمائل خان نے آواز دی کہ آتا ہی تو آ کیا کریگا اور وہی گرز ارشیون پر
مارا ارشیون نے بھی اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ارشیون کی بھی وہی حالت ہوئی مرکب
مارا گیا گرز پھسل کر ران پر گرا پاؤن ارشیون کا بھی مجروح ہوا یہ حال دیکھکر فرہاد خان یک ضربی نے
فیل اپنا نکالا اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او خیرہ سر تجھے شرم نہین آتی کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی
شمائل خان نے فرہاد یک ضربی پر وار کیا فرہاد خان نے وار اسکا رد کرکے چوبدست ماری کہ
گرد بر دکر دیا لیکن شمائل خان نے نکلکر گرد سے تلوار کھینچی فرہاد خان نے بھی تیغہ سنبھالا
رد و بدل ہونے لگی شام تک ان دونون مین تلوار چلی شام کو دونون زخمی ہوے طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھرے علاج زخمیون کا ہونے لگا امیر عالی وقار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی آج مریخ ستارہ چشم میدان مین آیا مبارز
طلب کیا لشکر امیر با توقیر سے بہرام تیغزن نے مقابلہ کیا مریخ زخمی ہوا کہ یکایک پردہ بیابان سے
تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ یکایک گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ افلاک روئین تن چالیس ہزار
سوار کی جمعیت سے آتا ہی لیکن افلاک نے جو بہرام کو نعرہ زن دیکھا وہین سے مرکب کو چمکا کر
سامنے آیا اور آواز دی کہ ہمارے ہونے سے تم لوگون نے بڑی آفتین برپا کر رکھی ہین لا ضرب
بہادری کی بہرام نے کہا نہین جانتا تو کہ ہم لوگ خدا پرست ہین پیشدستی کرنا ہمارا شیوہ نہین فلاک نے

خبر دار خبر دار کہکر نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے لگی کوئی سنتر
طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین بیترہ و
تار ہو گیا کھینچکر تلوار آواز دی کہ خبر دار کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر بلا کر مرکب کو بہرام پر وار کیا بہرام نے وار اس کا
سپر پر روکا تلوار درمیان مین ضامن دی افلاک کا تیغہ لنگر دار ہر چوٹ بھی زبردست ہر تیغہ جوہر تا ہر
سپر کو قلم کیا لیکن لشبت شمشیر پر رکا انجام کار تین چار وار کی ردوبدل ہوئی افلاک ناپاک رو ئین تن تھا ہر مرتبہ
وار بہرام کا سر پر روکتا تھا آخر بکار بہرام ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر قیماس بلند آواز
نعرہ کر کے جھپٹا تمام صحرا آواز سے اسکی گونج گیا لیکن یہ بھی ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا کہانتک بیان
کیا جاے کہ شام تک بارہ سردار افلاک نے زخمی کیے دو ایک ضعیف جان سے بھی مارے
گئے درجہ شہادت پر پہونچے شام کو طبل بازگشت بجا ہر سہ لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
لاجورد شاہ افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا الٹا تین میدان داریون مین افلاک نے سترادُکر دیا
ستر یا پھر سردار لشکر اسلام کے زخمی کیے اور پندرہ کے قریب جان سے مارے گئے امیر با توقیر
نہایت پریشان مین ہر شخص جنگ افلاک سے پہلو تہی کرتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن ہر حربہ اس پر
کارگر نہین ہوتا پھر کیونکر مقابلہ کیجیے اسی ہنتشار مین پھر خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی امیر نے فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دبتا ئید ربانی بجے طبل اُسی وقت یہان بھی نقار خانہ سلیمانی نوازش مین
آیا تیاری جنگ ہونے لگی ناگاہ فلک نے چادر سیاہ شب دور کی اور لباس سفید سحری زیب جسم کیا
بزم سیارگان مین ابتری ہوئی شہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی پنجہ زرین مین لیے ہوئے نمودار ہوا تینون
لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوے ایک جانب لشکر لاجورد شاہ مثل سمندر کے موجین مارتا ہوا
ایک سمت سیاہ شجر پرستان اور وہ دونون پہلوان زبردست کہ جن کی صورتین دیکھ دیکھکر زہرے
آب ہوے جاتے تھے ایک طرف لشکر اسلام مع امیر عالی مقام میدان جنگ مین قیام پذیر ہوا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب بنیب دے کر نکل گئے تھے کہ افلاک روئین تن نے
کردن اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا پیادہ پا ہو کر اجازت جنگ مانگی لاجورد
شاہ نے کہا جا سپرد کیا تجکو اپنے ید قدرت کے تیری موت کو خداوند نے پیدا ہی نہین کیا تو ہمیشہ زندہ
رہیگا سب کو قتل کریگا لیکن تو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا افلاک کا دل قوی ہو بار دگر مرکب پر
بیٹھکر عازم میدان کارزار ہوا جس وقت بیچ میدان مین پہونچا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ خدا پرستان جس کو تمنا ے مرگ و آرزو ے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن
در دہان تھا کہ لشکر اسلام مین جانب دست چپ علم سرخ جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار
نے یوداباگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اُتر کر مرکب سے اجازت جنگ مانگی بادشاہ
نے فرمایا جاؤ سپرد پروردگار کیا شہریار دلاور بار دگر مرکب پر بیٹھکر بادشاہ کو سلام کر کے میدان مین
بمقابل افلاک روئین تن آیا افلاک نے کہا اے شہریار کیا نہین دیکھا تو نے کہ مین نے
کن کن سرداروں کو زخمی کیا کس کس کو جان سے مارا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہ آیا جو میرے

مقابلے کو نکلا شہریار نے کہا کیا بھول گیا اُسوقت کو جب مع کرگدن تجکو اُٹھا لیا تھا اگر پنجہ گرگر نہ لیجاتا
تو معلوم ہوتا تجکو خیر لا ضرب بہادری کی افلاک نے نیزہ مارا شہریار نے نیزہ نیزے پر لیا ستر طعن مین
نیزہ ہاتھ سے افلاک کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے افلاک کے نکالکر بلند ہوا لیکن
خود نیزہ بہر آب خجالت مین غرق ہو گیا آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی حمال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر کھینچکر تلوار سر شہریار پر وار کیا شہریار نے ملا کر مرکب کو
دھار تلوار کی بچا کر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا افلاک نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور ہونے لگے
مرکب لنگردن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود کر عازم کشتی ہوے دستی زبردستی
کھینچنے لگے پیچون کے جھڑ بندھ گئے پہلوانان لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشائی جنگ
دیکھنے لگے جب شہریار نامدار افلاک کو پکڑ لاتا ہے افلاک نکل جاتا ہے اور جب افلاک شہریار کو پکڑ
لاتا ہے شہریار نکل جاتا ہے یہانتک کہ دن قریب ختم ہو چکا طیفور شیر دل نے کہا ہے شہریار یہ آج کیا ہے بہت
عرصہ ہو گیا بس اسی وقت شہریار نے دونون بازو افلاک روئین تن کے پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم
لے گیا ہکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے وہین کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا سر سے
اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت
پروردگار عالم مین افلاک نے کہا اول تو میری موت ہی نہین مین ڈرون تجھ سے کیون زیر ہو جانا اور
بات ہے دوسرے اگر ہزار جانین ہون تو تمام پر اُس خداوند کے نثار ہین کہ جو سامنے کھڑا ہوا تماشا اپنے
بندے کی جانبازی کا دیکھ رہا ہے بس شہریار نامدار نے ایک پاؤن افلاک کا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا
پاؤن قدم کے نیچے دبایا اور کہا بگلر خداوند کو دیکھون تو کیونکر تیرا خداوند تجھکو بچا لیتا ہے اور آگاہ ہو جا کہ موت
اس طرح آتی ہے یہ کہکر جو زور کیا افلاک روئین تن کو چیر کر پھینک دیا تمام اہل لشکر لاجورد شاہ کانپ
اُٹھے اور سنگاوہ تو سر پیٹنے لگا لیکن شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
اُدھر شجر پرست بھی اپنے لشکر سمیت اپنی فرودگاہ پر گئے لاجورد شاہ تو نہایت غمگین و پریشان
اپنی فوج کو لیے ہوے ہے اور امیر با توقیر شہریار پر سے زر نثار کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین تشریف
لائے اور فرمایا کہ نہین معلوم یہ شجر پرست کس ارادے سے آئے ہین اور کس سے مقابلہ کرین گے
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ طور تو ایسے پائے جاتے ہین کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہو

اب چند کلمے داستان نصرت نشان زینت بارگاہ سلیمانی رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین۔

کہ ملک سلیمانیہ سے واسطے رہائی شاہین بن سلیمان کے چلے تھے جسوقت سرحد طلسم پر پہونچے
مثل شاہین کے یہ بھی پھاٹک کے اندر جاتے ہی غائب ہو گئے سلیمان شاہ با انتظار تا چالیس یوم
صحرا مین مقیم رہے لیکن رستم ثانی جو داخل دروازہ ہوے اب جو دیکھا تو ایک صحرائے وسیع
ہے کہ کوسون کوئی درخت بلند نظر نہین آتا اور پلٹ کر جو دیکھا تو دروازہ نظرون سے ناپدید ہے بس
اُسی وقت توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے دیکھا کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ چلا آتا ہے رستم ثانی
نے اُس کو تیر مار کر صید کیا دیکھا کہ عقب مین اُس کے ایک جوان زبردست مرکب کو چھوڑائے

مانند بلاے بید رمان کے چلا آتا ہو رستم ثانی نے بھی باگ اپنے مرکب کی روک لی لیکن اُس جوان نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر تو نے میرے آہو کو کیون صید کیا رستم ثانی نے کہا تیر نے تیرے خطا کی تھی ہمنے تجھے دکھا دیا کہ یون تیر لگاتے ہین ابھی تجھے تیر لگانا نہین آیا کچھ دنون تحصیل علم تیر کر یہ سُنکر اُسنے کہا کہ تو بڑا تیر انداز معلوم ہوتا ہو کچھ علم نیزہ و شمشیر مین بھی دخل ہو یا خالی تیر اندازی ہی آتی ہو رستم ثانی نے کہا جس فن مین تیرا جی چاہے آزمایش کرلے اُس جوان نے کہا تو خبردار ہو جا یہ کہکر نیزہ سینہ سکینہ رستم ثانی پر مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین کوئی اسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رستم ثانی نے نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے ہوائی کیا پس دنیا نگاہون مین تیرہ و تار ہوگئی جھپٹ کر تلوار ماری رستم ثانی نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی کوئی دو پہر کامل کشتی رہی آخر کار رستم نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت زمین پر گرا رستم نے آواز دی دیکھا تو سزا اپنی ہو بچا یا ابھی نہین یہ سُنتا تھا کہ اُس جوان نے خنجر کھینچکر اپنے سینہ پر مارنے کا قصد کیا رستم نے دیکھا کہ یہ غیرت دار معلوم ہوتا ہو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہو جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیا کرتا ہو کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہو دنیا مین ایسا ہی ہوا کرتا ہو کہ ایک کو دوسرا زیر کرتا ہو لہذا جو جسکو زیر کرتا ہو اُسے اپنی اطاعت مین رکھتا ہو تو جان اپنی کیون دیتا ہو اُسنے کہا اے شخص اس ذلت کے جینے سے مرنا بہتر ہو رستم ثانی نے کہا کہ اتبک کیا تو یہ خیال کرتا تھا کہ مجھسے زیادہ پردۂ دنیا پر کوئی زبردست نہین ہو اب اُسنے گردن نیچی کی اور رونے لگا رستم ثانی نے کہا رونے کا کیا سبب ہو اُس شخص نے بیان کیا کہ مجھپر ایک مصیبت عظیم پڑگئی ہو جس وقت مجھے اُس کا خیال آجاتا ہو بیساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین لیکن تم سے کیا بیان کرون رستم ثانی نے کہا اے شخص کیا مضائقہ ہو بیان کرنے مین شاید تیرا کام ہمین سے نکل جاے اُس نے کہا میرے چچا کی بیٹی ملکہ ماہ ناز آفرین نام بچپن سے میرے ساتھ منسوب کردی گئی تھی جب وہ بھی سن تمیز کو پہونچی اور مین بھی جوان ہوا ہنوز ماں باپ نے اُس کے رخصت نہین کیا تھا حسب اتفاق صحن خانہ مین کھڑی ہوئی بال خشک کر رہی تھی کہ یکایک جانب آسمان سے ایک پنجہ گرا اور اُس کو اُٹھالے گیا مین اُسی کے فراق مین دن رات رویا کرتا ہون ایک روز مین نے خودکشی کرنے کا قصد کیا تھا لیکن پھر میرے جی مین آئی کہ آج تمام زمانے کے خداوندون کو پکارون اگر کوئی خدا برحق بھی ہو تو ضرور سنیگا یہ خیال کرکے لات و منات و لوشک لوتا جمشید جھوٹا دوم خبیثا سبکو پکارا لیکن کچھ نہوا جب تمام زمانے کے خداوندون کو پکار چکا تو آخر مین مسلمانون کے خداے نادیدہ کو پکارا اُسی ہنگام مین آنکھ میری لگ گئی عالم رویا مین دیکھا مین نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے اسفندیار صحرائی اطمینان رکھ کہ اسی طلسم مین بہت جلد ایک شخص داخل ہونیوالا ہو کہ وہ مراد تیری پوری کردیگا اور اُسی کے ہاتھ سے تو زیر بھی ہوگا اور وہ خاندان حضرت ابراہیم سے ہوگا نام اُسکا رستم ثانی ہوگا مین نے اُس روز سے پیروی دین اسلام کی اختیار کی تھی اور جو کوئی اسیر طلسم ہوتا تھا اُس سے مقابلہ کرکے اُسے زیر کرتا تھا جب وہ زیر ہو کر مطیع ہوتا تھا تو اُسکو اپنا

ملازم کر لیتا تھا کیونکہ مین حاکم اس تورج کا ہون مگر افسوس کہ ابتک سب آئے وہ شخص طلسم مین داخل
ہوا کہ جسکا پتا وہ بزرگ دیگئے تھے اور مین تیرے ہاتھ سے ذلیل ہوا یہ سنکر رستم ثانی نے کہا ای
اسفندیار صحرائی مین ہی رستم ثانی ہون اور تو اپنے کو ہلاک نکر اپنے مکان بھر مین تیری ناموس کو بچے
بلادونگا لیکن یہ بتا کہ نام اس طلسم کا کیا ہی اور لوح اسکی کہان ہی اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ ای
شہریار لوح کا حال مجھے نہین معلوم الانام اس طلسم کا صندل سے منسوب ہی اور بادشاہ طلسم صندلان شاہ
ہی اور خداوند اس طلسم مین تمثال آئینہ رو ہی رستم ثانی نے کہا کہ کچھ حال شاہین بن سلیمان شاہ
کا بھی تمھین معلوم ہی اسفندیار نے عرض کی کہ وہ آپ کے اس غلام کا مہمان ہی رستم ثانی نے کہا کہ چلو
مجھے اسکے پاس لیچلو اسفندیار صحرائی شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف اپنے قصر کے چلا تھا کہ دیکھا سامنے
سے کچھ لوگ چلے آتے ہین اسفندیار کو دیکھا کہ رکاب سعادت انتساب پر رستم ثانی کے ہاتھ دھرے
چلا آتا ہی اُن لوگون نے کہا ای افسر ہمارے یہ کیا فعل ہی کہ آج تو مانند محکومون کے ساتھ اس قیدی
تازہ کے چلا آتا ہی اسفندیار نے کہا خاموش ہو خبردار کوئی کلمہ خلاف شان زبان پہ نہ جاری ہو
یہ شہریار نامدار زینت بارگاہ سلیمانی زور بازو حمزہ ثانی ہی اس نے مجھے زیر کیا مین مطیع ہوا اور ایک
شاہزادہ کو کہ نہایت بانکے تیور کا تھا دیکھکر رستم ثانی سے عرض کیا کہ یہی شاہین بن سلیمان شاہ ہی
رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے کہا کہ اصل مین اسی کے لینے کو مین آیا تھا لہذا اب بغیر تمھاری
مشکل آسان کیے تو جانے کا نہین لہذا تمکو مناسب ہی کہ اسے باہر طلسم کے اسکے باپ کے پاس بھیجدو اسفندیار
نے عرض کی کہ ای شہریار یہ امر میرے امکان سے باہر ہی کیونکہ میرا اختیار اسی قدر ہی کہ جو کوئی وارد
طلسم ہو اُسے بیان گے نیک و بد سے آگاہ کردون اور اپنے پاس بطور ملازمون کے رکھون مین خود
بھی باہر طلسم کے جا نہین سکتا اور جو شخص کہ داخل طلسم ہوگیا پھر وہ نکل نہین سکتا رستم ثانی نے کہا خیر
تو انشاء اللہ اب اس طلسم کو توڑ ہی کے نکلین گے اسفندیار صحرائی نے شاہزادہ رستم ثانی کی دعوت
بڑی دھوم دھام سے کی اور شاہین بن سلیمان نے بھی ملازمت شاہزادے کی حاصل کی شغل سرود
ستار ہونے لگا نازنینان ماہ پیکر حاضر ہوئین مجرا کرنے لگین آواز ساز سے ناہید گردون کے ہوش
اُڑے چنگ نوازی بھول گئی رقص مین پاؤن بہکنے لگے بار بار جھک کر جانب زمین چشم تحیر سے
دیکھتی تھی کہ یہ کون گا رہا ہی اور کہان گانا ہو رہا ہی یہان صحبت عیش آراستہ ہی جام شراب ناب کو گردش
ہی اسفندیار صحرائی سا بادشاہ مطیع ہوا ہی تمام بارگاہ مین وہ آراستگی ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی
نہ دیکھی ہوگی جھاڑ اس اس انداز کے روشن ہین کہ جنکو دیکھکر ثریا کے گردون شرماتی ہی چراغان کہکشان
پر اوس پڑی جاتی ہی ایک تو تازہ مہمان کی خاطر دوسرے اسفندیار کو بہت بڑی خوشی یہ ہی کہ اب وہ
مسیحا آگیا ہی جو دوائے درد فرقت دیتا ہی ایک حوروش سے فرمایش کرکے یہ غزل گوائی

غزل

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
خط مین لکھوا کر انھین بھیجا تو مطلع درد کا
دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
دیکھکر قاتل کو بھر لائے خراش دل مین خون
درد دل اپنا بتانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
کیا ہوا اے ذوق ہین جن مرد کم ہم رو سیاہ

تیر و پیکان جتنے تھے دلمین وہ ہنسنے نکال
سچ تو یون ہی مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
شمع تو دیکھی بڑی جلتی گر جلے ہم آپ سے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

غرضکہ دل تو اسفندیار کا یاد مین ملکہ ماہ ناز آفرین کے بھرا ہوا تھا خوب رویا صبحکو وہ بہار خزان ہوئی رنگ
فلک دگرگون ہوا چراغ جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئے کنول مثل دل عاشق بجھ کر رہگئے پھول اُن بسترون
کے کمھلائے ہوئے تھے کہ جنکو رات بھر کسی گلبدن نے بسایا تھا اب اُس سے فرقت ہو گئی اور وہ ہجران
نصیب عاشق مجنون نے تڑپ تڑپ کر شب فرقت بسر کی تھی وہ تکیئے بستر کی برابر کر رہے تھے جانب در
آنکھ لگی ہوئی تھی بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہی ٭ صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا ٭
الغرض جو رات بھر کے جاگے ہوئے تھے سب سو رہے بعد دوپہر کے اُٹھکر کچھ خاصہ رستم ثانی نے تناول
فرمایا اسفندیار حاضر خدمت ہی اور شاہزادے شہریار زادے مثل شاہین بن سلیمان کے جو اسیر
طلسم ہین حاضر خدمت ہین سب منھ دیکھ رہے ہین کہ شاید اسی شہریار نامدار کی بدولت رہائی حاصل ہو جائے
لیکن رستم ثانی نے اسفندیار سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص داخل طلسم ہونا چاہے تو کیونکر جائے
اسفندیار نے عرض کی کہ حضور اس ارادے سے باز رہین کیونکہ کوئی شخص زندہ داخل طلسم نہین
ہوتا تا بہ طلسم پہونچتے پہونچتے سوے عدم روانہ ہو جاتا ہی رستم ثانی نے کہا یہ کیا وہ رستہ کونسا ہی اسفندیار
صحرائی نے عرض کیا کہ یہان سے چالیس سو قدم پر ایک حمام جانب جنوب واقع ہی کہ کئی حوض بنے ہوئے ہین
اور برابر اُن حوضون کے ایک کنوان ہی اُس کنوئین پر دو بچیان چھوٹی چھوٹی بنی ہوئی ہین ادھر
انسان قریب اس حمام کے پہونچا اور وہ طائر زنفیلا ساتھ ہی کنوئین اور حوضون سے ایک طغیانی کے
ساتھ پانی اُبلتا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی سیلاب آگیا پھر انسان لاکھ بھاگے لیکن وہ پانی پیچھا نہین چھوڑتا ہے
تا وقتیکہ غرق آب نہ ہو جائے بعد اُسکے ایک نہنگ پیدا ہوتا ہی کہ وہ انسان کو نگل کر اُسی کنوئین مین
اُتر جاتا ہی یہ سنکر رستم ثانی نے کہا کہ مین ضرور قریب اس حمام کے چلونگا اور اُس طائر کو تیر سے مارونگا
اسفندیار نے عرض کی ای شہریار مین آپ کو ہرگز راستہ اُدھر کا نہ بتاؤنگا اور نہ جانے دونگا بغیر
کسی تدبیر کے چلے جانا آپ کو ہلاکت مین پھنسانا ہی رستم ثانی نے کہا جو کچھ ہو بغیر پھنسے ہوئے طلسم
نہ ملیگی اسفندیار نے عرض کی کہ قربان اس جرأت کے لیکن جب خود پھنس گئے تو لوح کیونکہ مل
سکتی ہی رستم ثانی نے کہا خدا مالک ہی اسفندیار نے عرض کی ہان خوب یاد آیا اسی صحرا مین ایک
حوض اور بھی ہی کہ بعد مہینہ بھر کے نواح طلسم کے لوگ وہان جاتے ہین کوئی جام زہر بھر کر اُس حوض مین ڈالتا
ہی کوئی ساغر مے انڈیل دیتا ہی کوئی کوزہ شربت خالی کر دیتا ہی کوئی کاسہ شیر بھر کر اُس حوض مین انڈیل
دیتا ہی پھر جو شخص اپنا کوزہ بھرتا ہی اُسکے کوزے مین وہی شے بھر آتی ہی کہ جو اُسنے حوض مین انڈیلی تھی
یہ سنکر رستم کو نہایت تعجب ہوا کہا ہم وہان ضرور جائینگے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ بانیان طلسم بھی
ایک علامت آمد طلسم کشائی لکھ گئے ہین کہ جس دن یہ طلسمی حوض شکست ہوا اور فعل اسکا بدلا وہی روز ورود
طلسم کشا کا ہی لہذا آج کے آٹھوین روز وہ دن ہی سب چلین گے آپ بھی تشریف لیچلیے گا رستم نے کہا بہتر
اور منتظر وقت ہو کر بیٹھے یہانتک کہ وہ روز معین آیا اسفندیار صحرائی رستم ثانی کو مع اور دیگر یارون کے لیے
ہوے طرف اُس حوض کے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب اُس حوض کے پہونچے دیکھا
کہ خلقت خدا جمع ہی اور سب جام لبریز کر کر کے اُس حوض مین ڈال رہے ہین یہانتک کہ قریب شام وہ
حوض پُر ہوگیا اب جسنے جسنے اپنا کوزہ بھرا ہوا دودھ شربت وغیرہ ڈالا تھا اُسنے جام لے لیا لیکن یہ معلوم تھا

آج کے روز انجام اچھا نہین ہی زہر وغیرہ جدا نہو سکا ہر چیز مخلوط ہو گئی جسنے جام پیا زبان اینٹھ گئی دم بھر مین کام
تمام ہو گیا یہ رنگ دیکھتا تھا کہ نبات جادو جو منتظم اس حوض کا صندلان شاہ کی طرف سے ہی ادھر اُدھر دیکھکر اسفندیار
صحرائی کی طرف مخاطب ہوا اور بغیظ وغضب چلایا کہ ای اسفندیار سچ بتا کہ تازہ قیدی کون ہی اسفندیار ڈرا کہ اگر
بتاے دیتا ہون تو یہ شہریار عالی وقار قید ہوا جاتا ہی اور نہین بتاتا ہون تو مجھ پر عتاب بادشاہ طلسم کا آتا ہی گویم مشکل و گرنہ
گویم مشکل لیکن وہ شیر غرندہ نیستان شجاعت یعنی رستم ثانی ذی شوکت خود پکارا کہ ای فاحش او فساق قیدی کیسا قیدی
تو ہوگا ہم تو آزاد ہین لیکن تازہ وارد اس مقام پر ہیں ہین کیا کہتا ہی نبات جادو نے کہا کہ بیشک تو ہی فتاح
طلسم ہی بانیان طلسم یہ بھی لکھ گئے ہین کہ وہ بڑا دلیر و سرکش ہوگا آپ کو خود ظاہر کر کے گرفتار کرادیگا یہ کہکر کچھ
اسم سحر پڑھنا شروع کیا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھ کر تلوار کھینچی اور جا پڑے جیسی ہی قریب نبات جادو کے
پہونچے اُسنے ایک دو پتھر طیار کر گیر کی آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھ بے قابو ہو گیا تلوار کھچی رہگئی وار نہو سکا
نبات جادو نے مشکین رستم ثانی کی رسن سحر سے باندھین اور پر پرواز پیدا کر کے رستم کو لیے ہوئے اڑا ہوا
طرف طلسم کے روانہ ہوا یہان بعد اسکے جانے کے اسفندیار صحرائی افسوس کنان گریہ وزاری کرتا
ہوا پھر کر داخل قلعہ ہوا اور یاد مین شاہزادہ رستم ثانی کے دن رات رویا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس
اس صاحب اقبال نے اپنی جہالت مین آپ کو گرفتار کرایا دام مصیبت مین پھنسایا اب یہان کون ایسا دوست
رفیق ہی کہ جو رہائی کی فکر کریگا سب دشمن بادشاہ طلسم خود عدوے جان ہی یقین ہی کہ ایک آدھ روز مین
قتل ہو جائیگا لاش کو دفن وکفن بھی نصیب نہوگا اُدھر شاہین بن سلیمان نے جیسے شاہزادے کو دیکھا تھا
دل کو ڈھارس تھی کہ یہ فتاح طلسم ہی اور تیر انجمن ہی کہ اپنی جان پر کھیل کر تیری رہائی کو آیا ہی اسکی
بھی آس ٹوٹی مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا ان دردمندون کو تو اس حالت مین چھوڑا جاتا ہی لیکن
اب حال نبات جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ قید شاہزادہ رستم ثانی نامور کی لیے ہوے اپنے مکان پر آیا
شاہزادے کو قید کیا اور آپ خدمت مین صندلان شاہ کی روانہ ہوا وہان صندلان شاہ تخت حکومت
پر جلوہ افروز ہی گرد وپیش ارکین سلطنت کا مجمع ہی وزرا امرا با ادب اپنے اپنے منصب کے موافق جاے
مناسب پر بیٹھے ہین معلم کتابدار ایک کتاب کھولے ہوے دیکھ رہا ہی اور کہرہا ہی کہ ای بادشاہ یہ سال اس
طلسم پر نہایت سخت ہی فتاح طلسم اس سال مین داخل طلسم ہوگا بلکہ وہ خود بھی بُری ساعت نے نکلا ہی داخل
طلسم ہوتے ہی گرفتار ہو جائیگا لیکن اگر زندہ بچکر رہا ہو گیا اور پھر طلسم مین آیا تو مرحلہ شکست کرتا ہوا
بڑے ستد ومد سے آئیگا لہذا اگر پہلے ہی گرفتاری مین قتل ہو گیا تو بہتر ہی ورنہ انجام اچھا نہین ہی ہنوز یہی
ذکر تھا کہ نبات جادو پہونچا اور تسلیم بجالایا صندلان شاہ نے پوچھا ای نبات جادو خیریت ہی تو
اپنی سرحد کو چھوڑ کر ایسے نازک وقت مین کیون آیا کہ برابر کتاب زردشتی سے ظاہر ہو رہا ہی کہ فتاح
طلسم داخل طلسم ہو چکا ہی اور بعد لبط جادو کے مرحلہ تیرا ہی نبات جادو نے عرض کی کہ ای شاہ تیرے
اقبال سے مین نے فتاح طلسم کو گرفتار کیا او مقید کر لایا ہون اگر حکم ہو تو بیرون طلسم لیجا کر قتل کر ڈالون
کیونکہ رکھنا ایسے شخص کا بہتر نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑے تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہی اور اندر طلسم کے شرط ہی
کہ چالیس روز قید رکھا جاے بعد اسکے قتل کیا جاے صندلان شاہ نے کہا بہت مناسب ہی تو لیجا اور
باہر طلسم کے میدان خونی تیار کر کے آج کے تیسرے روز طلسم کشا کو قتل کر اور ہم اسی روز جشن قرار دین گے

تاکہ ایک عالم قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھ کر عبرت کرے اور اہل طلسم کی بہت بڑی خوشی کی بات ہو کہ دشمن انکا قتل ہوگا بنات جادو تو حکم قتل لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان صندلان شاہ جادو نے تصویر طلسم کشا کی مع پروانہ کے روانہ کی کہ تمام اہالیان طلسم صندل صورت طلسم کشا کی پہچان لیں اور سیاد طلسم سے اس تین روز کے عرصے مین طلسم کشا رہا ہو جائے تو اُسے جہان پائیں گرفتار کرلیں اور بروز قتل بیابان خونریز مین حاضر ہوکر تماشائے قتل دیکھیں اسی وقت ساحر پروانے لیکر طرف عہدہ داران طلسم کے روانہ ہوے کہ چند نام اس وقت تحریر کیے جاتے ہین باقی بر وقت ضرورت چنانچہ ایک نامہ مع تصویر پاس ابلیس خود پسند کے پہونچا ایک نامہ پاس جذال دستک زن کے گیا ایک پروانہ پاس نقاش حیرت نامے کے پہونچا ایک خط پاس دبدبۂ آسمان خشگاف کے پہونچا ایک حکم نامہ پاس ملکہ کم جادو کے پہونچا ایک پروانہ پاس ملکہ طلخال محشر خرام کے اور اسی طرح متفرق نامے حاکمان ملک و مالکان مراحل کو پہونچے کہ جنکا ذکر اُنکے وقت پر آئے گا لیکن یہ سب نامے تقسیم ہونے کے بعد اب تیسرے روز کا انتظار ہے حسب اتفاق ایک تصویر صندلان شاہ نے اپنے پاس رہنے کو دی تھی شب کو جو ایوان شاہی مین آکر سویا تصویر گلے سے اُتار کر سرہانے رکھ دی تھی صبح کو بھول کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بار مین چلا آیا عجب اتفاق وہ تصویر ایک پیش خدمت کے ہاتھ لگی ایسے جوان حسین کی تصویر دیکھ کر پاس ملکہ صنم بادلہ پوش دختر کوچک صندلان شاہ کے آئی اور عرض کیا کہ ملکہ دیکھو تو کیا پیاری صورت ہے اسکی صنم بادلہ پوش نے کہا یہ کسکی تصویر ہے اُسنے عرض کی کہ بی بی یہ مین نہین جانتی ہون تمھارے والد ماجد کے بستر پر سے پائی ہے اسپر کچھ لکھا ہے دیکھ کر پڑھ لو معلوم ہو جائے گا صنم بادلہ پوش نے بغرض نام پڑھنے کے تصویر ہاتھ مین لی دیکھا تو لکھا ہے کہ یہ تصویر فتاح طلسم رستم ثانی کی ہے ادھر تو نام طلسم کشا پہ نظر پڑتے ہی دل بھر آیا غیظ آیا کہ یہ باعث بربادی ہمارے ملک کا ہے لیکن ساتھ ہی صورت زیبا پر جو نظر پڑتی ہے وہ دشمنی مبدل بہ دوستی ہوگئی ہزار جان سے عاشق ہوگئی رنگ رو متغیر ہوا اس عورت سے کہا اب کسی سے اس تصویر کا ذکر نہ کرنا اگر بابا جان بھی پوچھین تو نہ بتانا یہ تصویر مجکو دیدے اور کچھ اشرفیان اسکو دین تصویر لے لی پاس اپنے چھپا لی اتنے مین کچھ سہیلیان دوڑی ہوئی آئین اور انھون نے کہا اے ملکہ آپ کی والدہ ماجدہ نے حکم فرمایا ہے کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا لہذا ہم سب کو خوشی کرنا چاہیے یقین لازم ہے کہ کوئی سامان تازہ عیش و طرب کا مہیا کرو یہ سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا ایک آدھ نے کہا اے ملکہ عالم مین اس وقت ایک نئی بات دیکھتی ہون کہ اتنی بڑی خوشی کی خبر سنکر آپ کچھ خوش نہوئین بلکہ رنگ رو متغیر ہوگیا ملکہ نے کہا چپ رہو اور میرے باغ مین آؤ تو بیان کرون مجھے کچھ اور خیال تھا اتنے مین سامنے سے ملکہ زرینہ الماس پوش آئی اور کہا کیون بی بی مزاج کیسا ہے رنگ روئے متغیر ہے منہ اُترا ہوا ہے صنم بادلہ پوش نے گردن نیچی کر لی ملکہ نے خود کہا کہ کچھ تمنے سنا کل فتاح طلسم قتل ہوگا یہ بھی عنایت خداوند تمثال آئینہ روئی تھی کہ وہ خود اسیر ہوگیا ورنہ یہ سال نہایت سخت تھا طلسم پر یہ سنکر اور ملکہ کا چہرہ کملا گیا اب تو زرینہ الماس پوش نے پوچھا کہ لڑکی یہ نئی بات ہے کہ تو خوشی کی خبر سنکر رنجیدہ ہوتی ہے کیا طلسم کشا تیرا کوئی عزیز ہے صنم بادلہ پوش نے عرض کی کہ اماں جان میری نظر انجام پر ہے جو میری یہ حالت ہوئی جاتی ہے مین نے سنا ہے کہ اگر فتاح طلسم چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہین ایسا نہو کہ وہ چھوٹ جائے ملکہ زرینہ

نے کہا لڑکی تو کیسی نادان ہے کیون فال بد زبان سے نکالتی ہے ہمارے یہ طلسم صندل ہے یہان سوا دشمنون کے اُسکا کون دوست ہے جو بچ جائیگا اسکو جو پائیگا خون بہائیگا اس سے تو اطمینان رکھ اگر کوئی دوست اُسکا یہان آنے کا قصد بھی کریگا تو بغیر گرفتار ہوے داخل طلسم ہو نہین سکتا یہ سنکر ملکہ نے کہا تو بہتر ہے ہمین سے باغ طرب انگیز مین جاتی ہون اور سامان عیش و طرب مہیا کرتی ہون یہ کہکر بات کو ٹال کر مع سہیلیون کے طرف باغ طرب انگیز کے روانہ ہوئی جسوقت باغ مین پہونچی ادھر اُدھر ٹہلی مگر کہین دل نہ لگا آخر کار قصر یاقوت نگار مین آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی سہیلیون نے کہا اے ملکۂ عالم کچھ تو بیان کیجیے یہ حالت آپکی کیا ہوئی جاتی ہے ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر ورد زبان کیا شعر فرقت کی سختیون مین بھی دے ساتھ بانہ ے قابو مین جب نہین تو کسے اعتبار دل ؛ ملکہ سرابہ جادوگر صنم بادلہ پوش کی وزیرزادی ہے نہایت محبت رکھتی ہے بلائین لیکر بولی کہ اے ملکہ مین صدقے جو مجھسے چھپائیگا تو کس سے کہیگا یہ عاشقانہ شعر پڑھنا علت سے خالی نہین ہے کسپر دل آیا کس محبوب نے تسبمل تنایا ملکہ نے کہا کہ اے سرابہ واقع مین وہ ایسی کونسی بات میری ہے جو تجھسے پوشیدہ ہے اور کونسی تیری بات ہے جو ہم پر ظاہر نہین ہے لیکن اپنا حال تو بموجب

ان اشعار کے ہے جو آخر اُس غزل مین ہین غزل

چھایا ہے کا اپنے زخم جگر کے مرہم تک زنگاری ہے
یو چھو رہے مین وہ ہنس ہنس کے رقت ہمپر طاری ہے
نالہ و شیون شب کو اگر ہے دن کو آہ و زاری ہے
اشک کو اپنے بوند نہ سمجھو جلتی ہوئی چنگاری ہے
دیکھتا ہون مین جو یہ آنکھی خواب ہے یا بیداری ہے
صبح نظر آئیگی نہ ہرگز رات یہ ہمپر بھاری ہے
قیس سے رسم چاک گریبان اتبک ہم مین جاری ہے
مرتے ہین لیکن کہہ نہین سکتے ہم کو کیا بیماری ہے
آفت جان ہین انکی ادائین صورت جسکی پیاری ہے

چارہ گردون کی کوشش راحت چرخ کی دل آزاری ہے
حال کہا جاے اب کس سے دل تو بھر آیا آتا ہے
جو کہ ہین مارے درد و الم کے غم ہی سے جی بہلاتے ہین
پانی کو بھی آگ بنایا سوز نہان کی گرمی نے
وہ میرے گھر مین آئے ہوئے ہین پوچھتے ہم سے ہین حال دل بھی
آنکھ مین ہے اندھیر زمانہ یاد جو ہے ان زلفون کی
جتنے پختہ کار جنون ہین ایک طریقہ رکھتے ہین
دل کا دھڑکنا چہرے کی زردی گو نہین جانی علت سے
از رہ اسکو تم کیا جانو گذری ہے جسپر اُس سے پوچھو
جب ملکہ نے یہ اشعار حسب حال بہ آواز دردناک

پڑھے بیساختہ سرابہ کی آنکھ سے آنسو گر پڑے ملکہ کے قدمون سے لپٹ گئی اور کہا اگر نہ بتائیگا تو ابھی اپنے کو ہلاک کرونگی اُس وقت ملکہ صنم بادلہ پوش نے محرم سے تصویر شاہزادہ رستم ثانی کی نکال کر پیش کی اور کہا اے سرابہ کیا پوچھتی ہے جو ہمارا قاتل باعث بربادی سلطنت ہے وہی محبوب جانی بھی ہے سرابہ تصویر دیکھ بیخود ہو گئی کر کیا نہ کہون کیا نہ کہون لیکن عرض کی کہ اے ملکہ تمھین اس دشمن جانی کو دل دیتے ہوے کچھ تردد نہوا اور بیقابو ہو گئین ملکہ نے کہا اسی سے تو مین بیان نہین کرتی تھی سرابہ نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ وہ نبات جادو کی قید مین ہے وہ مواہر ایک کیا کر سکتا ہے ابھی جا کرلے آؤن لیکن یہ راز چھپ نہین سکتا جسوقت ظاہر ہو گیا تو آپکی رسوائی جدا ہے بادشاہ طلسم الگ دشمن ہو جائیگا میری زندگی تو دشوار ہے مگر مجھے اپنی جان کا خیال نہین ایسی ایسی لاکھ جائین آپ پر سے نثار ہین نمکخوار ہوتے ہی کس دن کے واسطے ہین مگر آپکی رسوائی بھی ہوگی اور پھر کوئی نتیجہ نہ نکلیگا طلسم کشا پھر گرفتار ہو کر قتل ہو جائیگا ملکہ صنم بادلہ پوش نے کہا اے سرابہ کسی طرح سے اُسے جزاء الامین اسی بیرون طلسم پھنکوا دونگی نہ طلسم مین ہوگا نہ قتل ہوگا نہ میری رسوائی ہوگی لیکن تو اس طرح سے

لاکہ تیر الانا ظاہر نہ ہوا اور اگر اکبی بار طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر گرفتار نہیں ہو سکتا مین سمجھی ہون کہ اگر اکبی بار وہ چھوٹ کر داخل طلسم ہوا تو مرحلے شکست کرتا ہوا آئیگا سمر دابہ نے کہا تو آپ نہ گھبرائین یہ کام میرا ہے آج ہی شب کو مین اُسے لے آؤنگی لیکن وقت شب کا ہونے دیجیے ملکہ نے کہا اگرچہ ایک ایک پل ایک ایک برس ہے مگر مصلحت وقت یہ ہے خیر جیسا تم مناسب جانو یہ کہکر خاموش ہو رہی ملکہ نے واسطے دل بہلانے کے گائنون کو طلب کیا اور شغل رقص و غنا ہونے لگا نازنین بصد ناز و انداز کوئی غزل کوئی ٹھمری کوئی ٹپہ کوئی خیال گا رہی ہین لیکن ملکہ کا دل نہین لگتا تھا بار بار صحن خانہ کی طرف دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتی تھی شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہے ؛؛ دھوپ جب تک یہ موجود ہے دیوارون پر ؛؛ کبھی انگڑائی لیکر سمر دابہ سے کہتی ہے کہ ان گائنون کو رخصت کرو طبلے کی گمک سے دل دھڑکتا ہے سر مین درد ہوتا ہے سارنگی کی آواز کانون کے پار ہوئی جاتی ہے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا سمر دابہ نے گائنون کو کچھ انعام دیکر رخصت کر دیا اور ملکہ سے کہا اے حور جمال پری تمثال انتظار تو معشوق کا اور یہ پریشان حالی جس وقت وہ آکر دیکھے گا اور گھر کی حیثیت معمولی روزمرہ کے موافق دیکھے گا تو کیونکر سمجھے گا کہ یہ ہماری عاشق ہین لہذا بناؤ سنگار کیجیے قصر کو آراستہ کیجیے کچھ ساز و سامان تو مہیا کیجیے کہ اسمین ایک نتیجہ دو کاج ہین دل بھی آپکا بہلے گا اور معشوق بھی آئیگا تو دیکھکر خوش ہوگا ملکہ نے کہا مجھسے کچھ نہین ہو سکتا تو انتظام کر سمر دابہ نے اسی وقت آراستگی باغ و سامان چراغان کا حکم دیا مسند جواہر نگار جو ملکہ نے نئی تو اُٹھا رکھی تھی نکلوا کر بچھائی اور ہر بات کو ملکہ کا دل بہلنے کے واسطے مکرر سہ کرر پوچھتی بھی جاتی تھی یہانتک کہ بمشکل وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے گیسوؤن کو سنوارا ستارون سے مانگ بھری تھی چاند ٹیکی ماتھے پر لگائی اطلس سرخ شفق رنگ کا جوڑا زیب جسم کیا یہان چراغان ہونے لگا ملکہ نے سمر دابہ سے کہا کہ اب سب انتظام مین کر لونگی تو جا سمر دابہ اسیوقت پر پرواز پیدا کرکے طرف شہر بناتیہ کے روانہ ہوئی یہان ملکہ آپ خود انتظام مین مصروف ہے روشنی کر دا رہی ہے مسند قرینے سے بچھوائی جب سب ان امور سے فراغت ہوئی تو آئینہ سامنے رکھکر بالون مین کنگھی کی جوڑا جیسا بھاری بنا مثل عروس شب اول کے آپ کو آراستہ کیا منتظر بیٹھی ہے جانب فلک دیکھ رہی ہے لیکن وہان سمر دابہ جادو جو زندان خانہ بناتیہ پر پہونچی دیکھا کہ بنات جادو بار بار آتا ہے اور محافظان زندان پر تاکید کرجاتا ہے کہ دیکھو خبردار ہوشیار رہنا کہ یہ شب آخر ہے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے اگر آج شب بھر کی تکلیف گوارا کروگے تو زندگی بھر راحت سے سوؤگے اور اگر آج تم نے غفلت کی تو تا بہ حیات آرام نہ پاؤگے زندان بان آنکھون مین پانی لگاتے ہین باہم ایک دوسرے کو جگاتے ہین اول تو خود مارے خوف کے نیند کہان یہ رنگ دیکھکر سمر دابہ جادو نے بالا ے ہوا سے ایک اسم سحر پڑھ کر دم کیا کہ جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پاسبانون کی آنکھین بند ہونے لگین نیند پر سے جانین قربان کر کے یہ شعر پڑھ پڑھ کر سو رہے شعر یاد مژگان مین مری آنکھ لگی جاتی ہے ؛؛ لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہے ؛؛ دیکھا ملکہ سمر دابہ نے کہ سب اس طرح سو رہے ہین جیسے سانپ سونگھ گیا بس اُسی وقت بالا ے ہوا سے اُتر کر زندانخانہ مین آئی اور ایک اسم پڑھا کہ ہتکڑی بیڑی دشت و پا چوم چوم کر علیحدہ ہوگئی بازو رستم ثانی کا پکڑ چلا اُسی وقت بعد از کرکے بالا ے ہوا آئی ساتھ ہی خیال گذرا کہ اہی سمر دابہ ملکہ کا معشوق اور اس طرح مثل چور کے لٹکا ہوا جاے ملکہ دیکھکر کیا کہیگی اُسی وقت رستم ثانی کو لیے ہوے ایک کوہ پر

آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ چار پتلیان ایک تخت سحر لیے ہوے زمین سے نکلیں سرو آبہ جادو
نے رستم ثانی کو تخت پر ڈالا اور دیگر طرف ملکہ کے روانہ ہوئی بیان ملکہ دیدۂ انتظار وا کیئے ہوے دیکھ رہی
ہی سرو آبہ کا انتظار ہی بموجب شعر وقت تکتے ہین ترے آنے کا ہم ❊ گہ نظر در پہ ہی گہ دیوار پر ❊ کہ کایک
بالا ے ہوا تخت اُڑتا ہوا نمودار ہوا ملکہ پلنگ مسہری پر پڑی ہوئی تھی کنیزین گرد و پیش بیٹھی ہوئی
دل بہلا رہی تھیں پا اُٹھ بیٹھی اتنے مین تخت نیچے اُترا سرو آبہ نے کہا لیجیے آپکا یار جانی محبوب جاودانی
حاضر ہی اور سحر اپنا رستم ثانی پر سے اُتار لیا نیند برطرف ہوئی رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو عجب عالم دیکھا کیا تو
وہ زندان تیرہ تھا یا ایک باغ دلکشا ہی ایک حور وش پری جمال آفت ہوش بادلہ پوش سامنے بیٹھی ہی ایک نازنین
ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہی اور حسین گرد و پیش مجمع کیے ہوے ہین رستم نے دل مین خیال کیا کہ مین کہان اور یہ
سامان کہان معلوم ہوتا ہی کہ وقت آخر مین قضا یہ سامان دکھا رہی ہی بیداری نہین ہی بلکہ عالم رویا کی سیر ہی
یہ سمجھکر آنکھین بند کرلین اب صنم بادلہ پوش کو تاب نہ رہی سر زانو پہ رکھ لیا اور کہا اے دشمن دین و ایمان اے
آفت جان و تاب و توان یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی تو نے آنکھ کیون بند کرلی رستم ثانی نے پھر
آنکھ کھولکر دیکھا اب سر اپنا زانوے محبوب پر پایا نظر جو رستم ثانی کی ملکہ صنم بادلہ پوش کے جمال بیمثال پر پڑتی ہی
ہوش باختہ ہوے سکتے کا عالم ہوگیا ملکہ نے کہا کیون مزاج کیسا ہی رستم ثانی نے یہ شعر ورد زبان کیا اور اُٹھ
بیٹھے شعر خبر آہ کیا تھی اس کی وہی عیش کی گھڑی تھی ❊ انھین جتنی دیر گذری ہمیں ہوشیار کرتے ❊ بعد
اسکے پوچھا کہ آپ کون ہین نام آپ کا کیا ہی ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام و نشان سے کیا مطلب ایک خادمہ
ہون رستم ثانی نے کہا اگر یہ احسان کیا ہی کہ مجکو اس قید شدید سے بچایا ہی تو نام بھی بتلا دیجیے ملکہ نے کہا نام بتانے
مین تو کوئی مضائقہ نہین ہی لیکن کیا اپنے باپ دادا کا نام رسوا کرون مین بد نصیب ایسی نکلی کہ اپنے
خاندان مین داغ لگایا تجھ ایسے غیر شخص دشمن جان پر عاشق ہوئی رستم ثانی نے سنکر جواب دیا کہ عاشقون کا
یہی شیوہ ہی کہ نام بھی نہین بتلاتے اگر تم عاشق ہماری ہو تو کبتک ہم سے چھپاؤ گی صنم بادلہ پوش نے کہا بس
اتنی عاشق ہون کہ قتل آپکا گوارا نہوا زندان سے رہا کردیا اب آپ کو بیرون طلسم بھجوا دیتی ہون آپ
اپنے گھر کی راہ لیجیے ہمپر جو گذرے گی جھیل لینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ دل سے اس دور افتادہ کو بھلا نہ دینا
رستم ثانی نے کہا مجھے تو اب بغیر تمھارے ایک آن بھی قرار نہ آئیگا مین تمھین چھوڑکر نجاؤنگا تم کیسی
عاشق ہو کہ جدائی میری گوارا کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ اگر جدائی تمھاری نہ گوارا کرونگی تو تمھارے سوتن مین
جدائی ہوجاے گی مین رسواے عالم ہونگی اور آخر کار مجھے بھی جان پر کھیلنا پڑیگا رستم ثانی نے کہا
جبتک نہ بتاؤگی مین نہ مانونگا اور تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی اب تو ملکہ سہم گئی مجبور ہوکر کہا اس طلسم کشا مین
دختر ہون بادشاہ طلسم کی نام میرا صنم بادلہ پوش ہی تصویر تمھاری دیکھکر عاشق ہوگئی سرو آبہ جادوئی
وزیرزادی کو بھیجکر تمھین بلوا لیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ مین سرو آبہ کو ساتھ کرتی ہون وہ تمھین ابھی بیرون
طلسم پہونچا آئیگی اب اس طلسم کی طرف آنے کا قصد نکرنا کہ یہ مقام نہایت سخت ہی ہم تا زندگی تمھاری
یاد مین تڑپینگے تم ہمین صبر کرو اور ہمین تو صبر کہان بموجب شعر قرار در کف آزادگان نگیرد مال ❊ نہ صبر در
دل عاشق نہ آب در غربال ❊ رستم ثانی نے کہا ملکہ عورتون کے دل سخت ہوتے ہین مردون کے دل
ایسے نہین کہ جس سے محبت کی بغیر اسکے دم بھر بھی قرار ہو اب تم نکالوگی بھی تو مین نجاؤنگا ملکہ نے

کہا حاصل کیا ہوگا یہ راز چھپ سکتا نہین اگر صبح ہوگئی تو معلم کتابدار فوراً بتادیگا کہ طلسم کشا فلان مقام پر ہی لہٰذا تمھارا رہنا کسی طرح بیان بہتر نہین ہر مفت مین میری رسوائی ہوگی تم بھی گرفتار ہوکر قتل ہوجاوٗگے رستم ثانی نے کہا جب عاشق ہوے تو کیا مرنے سے ڈرجاینگے بموجب مطلع غم ہجر کیون نہو جانگزا کہ وہ دلربا مری جان ہی؛ مین جہان سے منھ کو پھیر لے ہون کہ ہر جان اگر تو جہان ہی؛ ملکہ نے دیکھا کہ یہ کہنا نہ مانیگا سر جھکا لیا کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی سروابہ نے کہا ای ملکہ وقت کو غنیمت جان صبح کو جو ہوگا وہ ہوگا اتنی رات تو رحت سے بسر کرو یہ کہکر سامان طرب پیش کیا رستم کو پاس ملکہ کے مسند پر بٹھایا جام شراب لبریز کرکے حاضر کیا رستم ثانی نے کہا مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے کہا عاشقی رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تو ہم جانتے ہین لیکن قبل اسکے کیا دین و آئین تھا ملکہ نے کہا اہل طلسم صندل خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے ہین رستم ثانی نے لاحول پڑھکر فرمایا کہ یہ کونسا خربے دُم ہی ملکہ نے کہا ہائین تم خداوند کو ایسا کہتے ہو رستم ثانی نے کہا اگر تم ایسے مسخرے خداوند کو مانتی ہو تو مین تمھاری محبت سے باز آیا ایسے ایسے بہت سے خداوند پیدا ہوے اور بڑی بڑی سرکشیان کین صدہا بندگان خدا کو گمراہ کیا انجام کار نیست و نابود ہوگئے اب ہمارا قدم اس طلسم مین آیا ہی دیکھ لینا کہ اسکی خداوندی کی بھی قلعی کھل جائیگی اور کچھ تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ ملکہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوا کہا ای شہریار واقع مین یہ کوئی ساحر زبردست ہی خداوند بن بیٹھا ہی جسطرح سامری و جمشید کی خداوندی ہوگئی ایسی ہی کچھ خداوندی اسکی بھی ہی جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہیے رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ملکہ مع سہیلون کے از سر صدق مسلمان ہوئی جو ساحر ہین وہ مطیع اسلام ہوئین اور عرض کیا کہ ابھی ہم سحر سے توبہ نہین کرسکتے اگر پروردگار عالم وہ دن دکھائیگا کہ خوف ساحران زبردست کا ہمسے دور ہوگا اُسوقت توبہ کرلینگے پہلے برکت ظلم صندل مین قدم رستم ثانی کی یہ ظاہر ہوئی کہ ملکہ مع ہمجولیون کے مسلمان ہوئی اب جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا رقاصان پریخصال ناہید جمال مصروف رقص و غنا ہوئین ایک نازنین پری تمثال نے یہ غزل شروع کی

فرض کیا جو آئیگا جان ہی لیکے جائیگا
تھے یہ ہمین کہ تابہ زیست جیکے سہاکیے ستم
یہ بھی بنائے رکھتے ہین تمسے مُنانہ جائیگا

جاتے ہو تم اگر تو جاوٗ دلکو سنبھال لینگے ہم
خود بھی کریگا ناز وہ جو ترے ناز اُٹھائیگا
گوکہ ہو اپنا ہی ضرر کھینچتے ہین اسے آرزو

یار اگر نہ آئیگا ہجر کا غم ستائیگا
دو گے تسلیان اگر پھر نہ قرار آئیگا
پوچھتے ہو ہمین تو خیر کہنے مین قصۂ فراق
جان ہماری جائیگی بانکپنا نجائے گا

اسی ہنگامہ طرب مین وہ وقت آیا کہ آسمان پر بزم انجمن برہمی پیدا ہوئی شعل ماہ کا نور زائل ہوا چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعین جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگین نسیم سحری نے سوتے ہوون کو ٹھوکر مار کر جگایا جاگے ہوؤن کو تھپک تھپک کر سلایا تمنوی وصل دلبر سے جو رہا تھا شاد؛ اب وہ کمبخت ہوگیا ناشاد جی بچا ہجر مین جو مر مر گئے؛ وہ اُٹھا شکر حق ادا کرکے؛ لیکن جون جون سفیدۂ سحری کی جلوہ گری چرخ اخضر پر ہوتی جاتی تھی رنگ روے ملکہ صنم بادلہ پوش متغیر ہوتا جاتا تھا لیکن سروابہ جادو نے بغیر استفسار ملکہ مصلحت وقت جانکر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کے زانو پر رکھکر سوگیا بس اُسی وقت اُسنے دست ادب بستہ ملکہ سے عرض کی کہ ای شاہزادی یہ وقت صبر ہی دلیر تغیر یہ کیجیے اور مجھے حکم دیجیے کہ مین طلسم کشا کو باہر طلسم کے پہنچا آؤن صنم بادلہ پوش کا یہ حال ہوا کہ قریب تھا طایر روح قفس جسم سے پھڑک کر نکل جاے لیکن مجبور کرتے تو کیا کرے سر جھکا لیا اور کہا ای سروابہ تیرا خیال ٹھیک ہی کہ ایسا

سو جب آنکھ اسکی کھلے اور اس صحبت کو نہ پائے تو آپ کو ہلاک کرنیکا قصد کرے سرو ابہ نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے ایسا نہوگا یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو ڈالا اور تخت اڑاکر سن سن کرتی ہوتی ایک راہ پوشیدہ سے روانہ ہوئی یہان ملکہ نے اپنی غیر حالت کی کبھی بستر کے پاسی پھول اٹھاکر سونگھتی تھی کبھی آنکھون سے لگاتی تھی کہتی تھی کہ اتبک بو اس گلبدن کی میرے دماغ مین بسی ہوئی ہی ہاے ابھی گیا تھا ابھی کیا ہوگیا کچھ اعتبار گردش فلک دوار کا نہین ملکہ کا حال بموجب اس شعر کے تھا۔ شعر۔ شب وصال وہ سر رکھکے جنبہ سوے تھے ÷ تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگائے ہوئے ÷ ملکہ کو تو اس حال پر ملال سے چھوڑا جاتا ہی لیکن اب حال سرو ابہ جادو کا بیان ہوتا ہی کہ یہ رستم ثانی کو لیے ہوے مراحل طلسم سے نجتی ہوئی سن سن تخت اڑاتی ہوئی حد طلسم سے دور نکلکر قریب اس کوہ کے آئی کہ جہان لشکر سلیمان شاہ پڑا ہوا ہی رستم ثانی کو بالاے کوہ اتارا آپ ایک گھاٹی مین پنہان ہورہی اور اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ ہوا چلی آنکھ شاہزادے کی کھلی اب جو دیکھا تو وہ باغ باغ خیال نظر آتا ہی کہ تصور کیجیے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہین ہی ایک کوہ بلند ہی چارطرف کف دست میدان نظر آتا ہی رستم ثانی نے ہاے ملکہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس نہین معلوم کس دشمن نے مجھے یہان پھینکا اگر پاؤن تو مار ہی ڈالون دل سے کہا کہ جو یہان لایا ہی ضرور یہین کہین ہوگا یہ خیال کر کے چہار طرف دیکھنے لگا کبھی ادھر دوڑجاتا تھا کبھی اس طرف نکل جاتا تھا جب کسی کو نہ پایا آکر اسی تخت کو کہ جسپر سوار تھا تلوارون کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سرو ابہ نے یہ رنگ دیکھکر دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر یہ مجھے پا جاتا تو ضرور مار ڈالتا لیکن رستم ثانی اسی وقت کوہ سے اُتر کر سیر صحرا کی کرتے ہوے چلے سرو ابہ نے قیام اپنا اسی کوہ پر اختیار کیا لیکن رستم جوش کنان ہاے ملکہ کے نعرے مارتے ہوے چلے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر معلوم ہوتا ہی خیال کیا کہ کہین بادشاہ طلسم کا لشکر نہ ہو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جس وقت قریب پہونچے تو پہچانا کہ یہ فوج سلیمان شاہ ہی ادھر لوگون نے سلیمان شاہ کو خبر دی کہ رستم ثانی نامور آتے ہین سلیمان شاہ براے استقبال آیا سلام کیا رستم ثانی نے جواب سلام دیا سلیمان شاہ نے دیکھا کہ آنکھین سرخ رنگ زرد چہرہ پر پریشانی حضرت عشق کی نشانی ہویدا ہی عرض کی اے شہریار عالی وقار کہان سے تشریف لانا ہوا کیونکر آنا ہوا طلسم سے کیونکر رہائی ہوئی رستم ثانی ساتھ سلیمان شاہ کے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے اور سب ماجرا ملاقات شاہین اور مقابلہ اسفندیار اور اسیری اپنی پھر رہائی اور حال ملکہ صنم بادلہ پوش کا سب بیان کیا سلیمان شاہ نے کہا اے شہریار سو آپ کے آجتک کوئی اس بلا مین پھنسکر پھر رہا نہین ہوا رستم ثانی نے کہا اے سلیمان شاہ انشاءاللہ بقوت پروردگار توانا اس طلسم کو ضرور شکست کرونگا سلیمان شاہ نے عرض کی آخر کوئی راہ کوئی طریقہ بھی طلسم کشائی کا ہی یا اسیطرح جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے رستم ثانی نے ہنس کر کہا کہ انشاءاللہ دیکھ لینا اب انکو تو ایک آدھ روز کے واسطے حالت استراحت مین چھوڑا جاتا ہی بعد کو بخدمت ناظرین عرض ہوگا لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان ملکہ صنم بادلہ پوش کے معرض بیان مین لائے جاتے ہین کہ بعد روانہ ہونے شاہزادہ رستم ثانی اور سرو ابہ جادو کے یہ نہایت مضطرو پریشان کبھی مسہری پر پڑ رہتی ہی کبھی سیر باغ مین مصروف ہوتی ہی ایک ایک گل کے پاس جاکر بیان کرتی ہی کہ مجھے تیرا کھلکھلا کر ہنسنا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ میرا گل خندان نظرون سے پوشیدہ ہی کبھی بو کسی پھول کی سونگھ کر کہتی تھی کہ وہ خوشبو اور ہی یہ بو اور ہی بموجب شعر مین عطر ملنے کو مانع ہون اس سے روز وصال ÷ کہ غیر کی نہ ترے پیرہن سے بو آئے

کبھی زلف سنبل دیکھکر طبیعت کو پیچ و تاب ہوتا تھا وہ زلفین خلیلی یاد آتی تھین گھٹائین غم کی دلپر چھا جاتی تھین
کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا کہ شعر ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین * نہالون سے گلے مل مل کے
ہم فریاد کرتے ہین * یہ تو اسی حال پُر ملال مین ہے لیکن وہان وقت صبح ہوتے ہی دیکھا نبات جادو نے کہ
آمد ساحرون کی شروع ہوگئی یکایک ابر زعفرانی فلک پر نمودار ہوا آواز قہقہہ بلند ہوئی یکایک وہ ابر قریب آکر شق
ہوا دیکھا ملکہ کم کم جادو زعفرانی جوڑا پہنے ہوے جوڑا کج باندھے تخت سحر پر سوار ایک طرۂ مغیشی
جوڑے مین لگا ہوا کہ یہی سحر اس کا ہے انشاء اللہ حال اس کا بر وقت مقابلہ ظاہر ہو جاے گا پشت پر چالیس
ہزار نازنین دُر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے سب کے گلون مین جوڑے زعفرانی
اس شان و شوکت کے ساتھ ملکہ کم کم جادو آکر ایک جانب خیمہ بر پا کرکے ٹھہری بعد اسکے اور ایک ابر ابلجہ
رنگ نمودار ہوا اور ابلیس خود پسند مع ملکہ نسیم گلپوش ایک لاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
جھولیان مجھولیان کاندھون پر ڈالے ہوے ایک جانب صحراے خون ریز مین قیام پذیر ہوا نبات
جادو ان سب کے واسطے حسب مراتب اترنے کی جگہ بتا تا جا تا ہے بعد اس کے اور ایک ابر بسنتی رنگ نمودار
ہوا جس وقت وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ نقاش حیرت نما تین لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
آیا بعد اس کے جلاجل دشتک زن بڑے شد و مد سے یکایک ایک ابر طاؤسی پر نمودار ہوا آواز
گرجنے کی پیدا ہول و ہیبت طاری جس وقت یہ ابر شق ہوا ملکہ دبدبہ آسمان تنگاف پانچ لاکھ ساحران غدار
سے پہونچی بعد اس کے ملکہ خلخال محشر خرام مانند فتنہ محشر کے نمودار ہوئی اسیطرح اور مالکان در بند و پادشاہان
ہر ملک متعلق طلسم صندل سب یکے بعد دیگرے آکر پہونچے اب آمد پادشاہ طلسم صندل شاہ جادو کی ہوئی کہ
ابر کے لکے رنگ بدلتے ہوے ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا قریب آکر ابر شق
ہوا اور صندل شاہ جادو تاج مرصع سر پر رکھے ہوے چار قب شاہنشاہی در بر کیے ہوے فرق مرتبہ صندل شاہ
کا یہ مقابل اور ساحرون کے ادنی سایہ تھا کہ صندل شاہ بھولی سحر کی نہین لگاتے تھا بلکہ بروقت ضرورت کشتیان
اسباب سحر کی خود بخود سامنے اسکے پیدا ہو جاتی ہین اور وزرا امرا گرد و پیش پشت پر لشکر فراوان بڑے شد و مد
سے آکر پہونچا بارگاہ سحر جو تحفہ جات طلسمی سے بر پا ہوئی صندل شاہ داخل بارگاہ ہوا او کہا نبات جادو سے
کہ لاؤ طلسم کشا کو نبات جادو زندان خانے کی طرف متوجہ ہوا اب جو آکر دیکھتا ہے تو تمام نگہبان سو رہے
ہین گھبرایا کہ یہ کیا سحر کہ ہے ابھی پچھلی رات تک تو مین خود تاکید کر آیا ہون معلوم ہوتا ہے شب بھر جاگے ہون گے قریب
صبح سو گئے ایک آدھ کو ٹھوکر ماردی کہ کم بخت یہ وقت سونے کا ہے لیکن جواب نہ آیا خیال کیا کہ کیا انکو سانپ
سونگھ گیا ہے جو ہوشیار نہین ہوتے یہ ماجرا کیا ہے گھبرا کر زندان خانے مین آیا اب جو دیکھتا ہے تو قیدی کا پتا
نہین سر پیٹ لیا پھر پلٹ کر ان نگہبانون کو ہوشیار کرنا چاہا کسی نے جواب نہ دیا وہ ہوشیار کیا ہوتے ملکہ سحر ابر
جادو کے سحر مین مبتلا تھے وہ جلدی مین سحر اتارنا بھول گئی تھی اور سحر ابر جادو کا سحر ایسا دیسا تو تھا
نہین کہ جسے نبات جادو اتار سکتا غصہ مین آکر ایک آدھ کو قتل کر ڈالا پھر یہ خیال گذرا کہ یہی بریت تیری ہے
ورنہ عتاب شاہی مین پھنس جائیگا ایک آدھ بیہوش کو اٹھا لیا سر پیٹتا ہوا سامنے بادشاہ طلسم کے آکر
عرض کی کہ دیکھیے سب نگہبان ایسے سوے ہین کہ کسی طرح جاگتے نہین نہین معلوم کون ظالم ان کو سلا کر
طلسم کشا کو لے گیا اور وہ ایسا ہی کوئی زبردست تھا کہ جس نے میرا سحر طلسم کشا پر سے اتارا یہ سنتا تھا کہ

صندلان شاہ جادو نے کہا دیکھو ہم ابھی پوچھے لیتے ہین جسکا سحر ہی وہ بتائے دیتا ہی یہ کہکر تازیانہ سحر اٹھایا اور
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس مرد بیہوش پر مارا اور آواز دی کہ گویا ہو تو کسکا سحر ہی دیکھا کہ تازیانہ پڑتے ہی ایک دھوان
سا جسم سے اُس نگہبان کے اٹھا اور آواز آئی کہ ای شاہ جادوان مین سحر ہون ملکہ سرداب جادو دختر چقماق
جادو کا جو وزیر زادی آپکی ہی بادشاہ نے پلٹ کر چقماق جادو کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا آتش فروزی کی اس
دختر نے تمھاری چقماق نے گردن نیچی کرلی اور دست ادب بستہ عرض کی کہ میرا امین کیا قصور اگر ارشاد ہو تو اُس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو جہان ملے گرفتار کرلاؤن اور خدمت بادشاہی مین لاکر حاضر کرون جہان پناہ کو اختیار ہی
جو سزا چاہے اُسکے واسطے معین کرین بموجب شعر سزی بیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤
لیکن ای شاہ اتنا تو دریافت فرمادیجیے کہ وہ لیکر طلسم کشا کو کہان گئی ہی کہ مجھے تلاش کرنے مین سہولت ہو
بادشاہ نے پھر ایک تازیانہ مارا اور کہا بتا سرداب کہان گئی ہی اور طلسم کشا کو کس غرض سے لے گئی ہی کیا اسپر
عاشق ہوئی ہی سحر نے جواب دیا کہ ای شاہ جادوان سرداب بحکم ملکہ صنم بادلہ پوش طلسم کشا کو بیلے باغ
طرب انگیز مین لیگئی تعبدا اُسکے باپا ئے ملکہ بیرون طلسم چلی گئی اور اب فلان کوہ پر قیام پذیر ہی یہ سُننا تھا کہ بادشاہ
غیرت مین آکر از سرتا بالسینہ مین غرق ہوگیا لیکن چقماق جادو بتلاش سرداب روانہ ہوا اور بادشاہ نے
غصہ مین آکر سحر ملکہ سرداب کا جلادیا اور اُسی وقت ناظمان طلسم کو رخصت کرکے آپ ایوان شاہی کی طرف غصہ مین
روانہ ہوا کہ چلکر صنم بادلہ پوش کو اسی وقت قتل کرون یہ ناظمان طلسم جو یہان سے اپنے اپنے ملک و مراحل
کی طرف چلے دل مین کہا کہ اب خیر طلسم صندل کی نہین معلوم ہوتی غضب ہی کہ دختر بادشاہ اور طلسم کشا پر عاشق
ہو کچھ پاس ننگ و ناموس نہین بموجب سکتھور کر گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے انجام اچھا نہین ہی یہان یہ چرچے ہونے لگے
لیکن بادشاہ تازیانہ بکف غصہ مین جو داخل محل ہوتا ہی پوچھا کہ وہ چھوکری شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان ہی ملکہ
زرینہ نے کہا مردوے حواس ٹھکانے ہین یا نہین میری بچی نے کیا کیا جو تو گیسو بریدہ کہتا ہی خدا اُس کی
زلفون کو دراز کرے اُنکی شام جوانی کو ترقی دے بادشاہ نے کہا تم کیا جانو جو کچھ کرشمے اسنے اتنے سے
سن مین پھیلائے ہین کہ ابھی پوری چودہ برس کی نہین اُسپر یہ حالت اور یہ حوصلے ملکہ نے کہا آخر کچھ کہو
تو سہی بادشاہ نے کہا کہون کیا باعث بربادی طلسم و ملک و مال بھی ہوئی اس کمبخت نے طلسم کشا کو زندانخانہ
سے نکلوا کر بیلے اپنے باغ مین بُلایا پھر سرداب جادو کے ہاتھ بیرون طلسم بھجوا دیا کہ قتل ہو یہ کیا نہین جانتی
تھی کہ اگر ابکی طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہی بلکہ طلسم کا بچنا مشکل ہی زرینہ نے کہا تو صاحب غصہ
کو تھامو ذرا انسان سمجھ بوجھ کر بات منھ سے نکالتا ہی کوئی بن بیاہی کنواری لڑکی کو اس طرح بھرمنھ کہہ بیٹھتا ہی
اگر اولاد اپنی کوئی فعل کرے بھی تو اُسپر خاک ڈالتے ہین اُسے سمجھاتے ہین کہ آیندہ وہ ایسی حرکت نکرے
یا خود ڈھنڈھورا پیٹنے لگتے ہین کہو اتنی دیر مین اُسنے کیا کرلیا اگر اُسکے دشمنون کی نیت بد ہوتی تو وہ
ساتھ طلسم کشا کے خود بھی طلسم سے نہ نکل جاتی کچھ نہین یہ ساری باتین سرداب جادو کی ہین وہ ہمیشہ کی چنچل
ہی مجھے اُس چھوکری کے دیدے سے ہمیشہ سے ڈر معلوم ہوتا تھا اسی سے مین اکثر انکی ہمنشینی کی روادار نہوتی تھی
لیکن کیا کہون کہ صنم بادلہ پوش کو بھی اُس سے ساتھ کھیلنے کی کچھ ایسی محبت ہوگئی تھی کہ کچھ کہہ نہ سکتی تھی اے بادشاہ
خبردار اب میری بچی کا نام اُس طرح نہ لینا اگر دشمنون نے اُسکے غیرت مین آکر اپنی لال سی جان کو تلف و برباد کیا تو
کیا ہوگا یا خدا رکھے ملکہ نوبہار گوہر پوش بڑی بہن اس کی ہی یا یہ ایک دختر ہی ایک آنکھ کی روشنی نہ اہل

ہو جائیگی اگر ایسا ہی ہے تو خیر مین دریافت کرونگی نگران حال ہونگی تم جاؤ طلسم کشا کی کوئی فکر کرو یا پہلے گھری مین
آگ لگانے کو چلے کچھ اس طرح کی باتین ملکہ زرینہ نے کین کہ بادشاہ کو سوا لیٹ جانے کے کچھ نہ بن پڑی اور دربار
مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر زبردست بیرون طلسم جاکر سکونت اختیار کرے اور جب طلسم کشا یہان آنے کا قصد
کرے وہین اُسے گرفتار کرکے قتل کرڈالے یا اگر فوج و لشکر اُس کے ساتھ ہو تو ما بدولت کو اطلاع دے کر
بیرون طلسم جنگ شروع کردے تاکہ یہ زمانہ جو نحس ہے برطرف ہو یہ سنکر تفتیش جادو بتلاش طلسم کشا بیرون طلسم
روانہ ہوا کہ اسکا حال وقت پر تحریر کیا جائیگا یہان ملکہ زرینہ بعد رخصت کرنے اور غصہ فرو کرنے کنفاہ طلسم
کے پاس ملکہ صنم بادلہ پوش کے آئی دیکھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ فق جیسے مُنھہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین
ہلکی ہلکی حرارت دھڑکن کی شدت آنکھین متوالی ہوش گم بال پریشان یہ کیفیت دیکھکر ملکہ نے کہا کیون صنم
یہ کیا حالت ہے ملکہ نے جھک کر تسلیم کی اور کہا امان جان رات سے درد سر مین مبتلا ہون ہیہے طلسم کشا
قتل ہو ملکہ نے کہا لو اور سنو طلسم کشا کو سرواپہ سے تمھین نے منگوالیا اب مجھسے پوچھتی ہو ملکہ نے کہا اودی
اماجان کوئی اور ہوتا تو مین کہتی کہان کا بغض نکالا عداوت ختم کی آپکو کیا جواب دے سکتی ہون طلسم کشا کوئی میرا عزیز
تھا یا مجھے اُس سے کیا تعلق تھا مین صورت سے بھی اُسکی آگاہ نہین اُسکی فریب آمیز باتون نے ملکہ زرینہ
کو بھی دھوکا دیا کہا بچی مین تو پہلے ہی سمجھی تھی لیکن تمھارے والد صاحب یہی کہتے ہوئے کہ تمین نے بلکے قتل پر
آمادہ تھے یہ کہو مین نے خفا ہو کر سمجھا بجھا کر پھیرا ہے مین تو پہلے ہی سمجھی تھی کہ کہان میری بچی کہان طلسم کشا لیکن ملکہ
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا امان جان اب مجھے زہر دیکر سلا رکھیے مین اس بدنامی سے مرجانا بہتر سمجھتی ہون
غضب خدا کا حب والد ماجد یہ فرمائین تو غیرون کو کہتے ہوئے کیا باک ہوگا مین اس زندگی سے باز آئی رہائے
عالم ہوکر جی تو کیا نہ جی تو کیا بلکہ اس جینے سے مرنا بہتر ہے یہ کہکر خنجر کھینچکر اپنے کو ہلاک کیا چاہتی تھی کہ ملکہ نے دوڑکر
خنجر ہاتھ سے چھین لیا گلے سے لگایا ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی ملکہ زرینہ الماس پوش آنسو پونچھتی
جاتی ہے سمجھاتی جاتی ہے لیکن تار اشکون کا نہین ٹوٹتا چنانچہ ملکہ زرینہ نے پوچھا کہ سرواپہ کہان گئی سہیلیون
نے بیان کیا کہ وہ کل سے گئی ہوئی ہے اُسکا پتہ نہین ملکہ سے کہا اب سرواپہ یہان نہ آنے پائے اور اگر
آئے تو مجھسے اطلاع کرنا مین گرفتار کرکے خدمت بادشاہ مین بھیج دونگی لو صاحب آج کو میری لڑکی کو بدنام
کیا کل کو سچ مچ جیسی وہ آپ آوارہ ہے اُسے بھی بدراہ لگائے گی مین ایسے کی صحبت سے درگذری اور ملکہ کو
سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ لائی ہر وقت نگران حال رہتی تھی لیکن دل کا صنم بادلہ پوش کے خدا ہی حافظ تھا جو جو خبر
سنتی تھی کہ تلاش سرواپہ جادو اور رستم ثانی کی ہو رہی ہے دم نکلا جاتا تھا کہ خدا اُن دونون کو بچائے

لیکن اب حال شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے ۔

کہ بعد دو روز آرام لینے کے اُنھون نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ ایک راوٹی لشکر سے علحدہ صحرا مین استادہ
کرادو کہ آج شب کو ہم تنہا اُسمین رہینگے حسب الحکم شاہزادہ نوجوان اُسی وقت علحدہ لشکر سے بارگی برپا کردیگئی
جسوقت شام ہوئی رستم ثانی نے غسل کیا وضو سے فراغت کی اور اندر بارگی کے آکر فریضہ مغربین کو ادا کیا
بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر درگاہ رب بے نیاز مین بصد التجا عرض کرنا شروع کیا کہ اے خالق و اے مالک
وائے کس بیکسان و اے والی غریبان شعر ندایم غیر از تو فریادرس ۔ توئی عاصیان را خطا بخش و بس پروردگارا صدقہ
مین اپنے نبی برحق و وصی مطلق کے میری مدد کر کہ مین طلسم صندل کو فتح کرون اور کفر و ضلالت کو مٹاؤن مین اسلام کو

جاری کرون بس استغاثہ کرتے کرتے شاہزادے کی آنکھ لگ گئی دیکھا عالم رویا مین کہ جناب سلیمان علی نبینا و
آلہ وعلیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے رستم فتح اس طلسم کی تیرے ہی نام ہے لیکن یہ مکتوب
مین دیے جاتا ہون موافق اسکے عمل مین لانا یہ فرماکر مرقع حضرت کا نظرون سے پنہان ہوگیا رستم ثانی کی آنکھ جو
کھلتی ہے تمام خیمہ کو خوشبو سے معطر پایا مکتوب سرھانے رکھے ہوے دیکھا آنکھون سے لگا یا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رستم
یہان سے دس کوس پر جانب بیابان ایک تکیہ ہے کہ شب کو مردے نکل نکل کر درختون پر بیٹھکر آپسمین باتین کرتے
ہین اور راز بیان کرتے ہین تو وہان جا جو کچھ اُنسے سننا پھر مکتوب کو دیکھ لینا اور اسکے موافق عمل مین لانا رستم نے
مکتوب لپیٹ کر پاس رکھا اور بارگی سے نکلکر وظیفہ پڑھتے ہوے چلے یہان سلیمان شاہ بھی نماز صبح سے فراغت
کرکے براے دیدار رستم ثانی چل چکا تھا راہ مین ملاقات ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ اے سلیمان شاہ مجھے پتا لوح طلسم کا
ملگیا اب مین جاتا ہون خدا حافظ اب انشاء اللہ جب لوح ہاتھ آجائیگی تو تمسے ملاقات ہوگی یہ کہکر کچھ خاصہ تناول فرمایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر تنہا چل نکلے سلیمان شاہ نے عرض کی اے شہریار آخر کچھ لشکر ہمراہ لے لیجیے رستم نے کہا کوئی
لشکر و سپاہ کی ضرورت نہین ہے فوج حمایت پروردگار کافی ہے یہ کہکر روانہ ہوے سلیمان شاہ جبراً تا بہ شاہزادے
کی وجہ کرتا تھا لیکن رستم ثانی طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب اُس تکیہ کے
پہونچے دیکھا کہ بہت بڑا تکیہ ہے کہ حضرت آدم کے وقت کا معلوم ہوتا ہے صدہا قبرین شکستہ اور استخوان بوسیدہ
پڑے ہین اور زبان حال سے بیان کررہے ہین شعر پاؤن بھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے وہ کاسہ سر اُنکے
دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ✤ ایک مقام ہو نظر آتا ہے ہر قبر پر ایک درخت املی یا برگد یا پیپل وغیرہ کا لگا ہوا ہے وسط
تکیہ مین ایک قبر بہت بڑی ہے اور ایک درخت مولسری کا اُسپر لگا ہوا ہے جا بجا درختون پر بوم صحرائی بیٹھے مین
عجب مقام ہول خیز دہشت انگیز ہے شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب کو وہین چھوڑا آپ پیادہ پا ہوکر ایک درخت
کے نیچے آئے جو قبرون سے علیحدہ کنارے پر تکیے کے لگا ہوا تھا مکتوب کو دیکھا اور درخت پر چڑھکر
بیٹھ رہے ناگاہ روشنی دن کی کافور ہونے لگی اور شب تیرہ کا دور ہوا جانب مغرب سے سیاہی شب نے
مشک افشانی شروع کی بیابان مین ہر طرف سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا سناٹے سے صحرا کے دل بھرا تا تھا لیکن شیر
نیستان شجاعت پر وردگار عالم پر تکیہ کیے بیٹھا ہے کچھ خوف و ہراس نہین ہے عجب مقام ہے کہ اس صحرا مین غول بیابانی
تک ارے خوف کے نہین رہتے کسی درخت پر کرمک شبتاب بھی نہین معلوم ہوتے سوا آنکھون کے کسی چیز
کی روشنی نہین نظر آتی نگاہ بھی خیرگی کرتی جاتی ہے کہانتک بیان کیا جاے کہ یکایک شام ہوتے ہی
دیکھا کہ برابر قبرین شق ہونا شروع ہوئین اور مردے نکل نکل کر درختون پر مثل بندرون کے چڑھ گئے ہور ایک
مردہ بہت بڑا اُسی قبر کلان مین سے نکلکر درخت پر چڑھکر بیٹھا ادھر اُدھر دیکھا جھنجھنا کر پکارا کہ آج بوے
غیر آتی ہے نہین معلوم کون یہان آیا ہے پھر آپسمین باتین کرنے لگے کوئی کہتا تھا میان پیر وا اچھے تو ہو کوئی
کہتا تھا میان وفائی تمھارا مزاج کیسا ہے الحقین مردون مین سب طرح کے لوگ ہین بارہ ہزار مردہ ہے
شب کو ایک آبادی اس تکیہ پر معلوم ہوتی ہے جنکو سنناٹا ہوجاتا ہے لیکن اُن مردون نے آپسمین اپنے اپنے
حال بیان کیے کوئی کہتا تھا کہ مین ہم فلان ملک کے شاہزادے تھے واسطے شکار کے نکلے تھے لیکن اس صحرا
مین آکر اجل کے شکار ہوے مٹی یہان کی تھی یہان کھینچ لائی کوئی کہتا تھا کہ ہم سوداگر تھے جہاز ہمارا تباہ ہوا
اسی صحرا مین آکر کنارے پر لگا ٹھوکرین کھاتے خاک چھانتے اس صحرا مین آنکلے یہان موت نصیب ہوئی

افسوس کہ اہل وطن کو ہماری خبر نہین کوئی کہتا تھا ہم تلاش معاش مین نکلے تھے لیکن اس سرزمین نے ہمین تو کھا لیا
کسی نے کہا کہ ہم اپنی گذری کس سے کہین کہ ایک نازنین کے عشق مین مانند مجنون کے خاک چھانتے ہوے بادیہ پیمائی
کرتے ہوے بیان آئے یہان آکر دست جنون پنجۂ اجل بنکر گریبان گیر ہوا اب روح بھی تا قیامت یاد مین چشم
محبوب کے پھڑکا کریگی اور وہ بھی ہمارے حال سے بیخبر ہی کسی کا بیان تھا کہ ہمین قطاع الطریق نے مار
کر مال و اسباب بھی چھین لیا اور لاشے کو ہمین چھوڑ کر چلے گئے الحاصل ہر مردہ اپنی اپنی کیفیت بیان کرتا
تھا رستم ثانی دل مین کہتے تھے کہ یہ نئی دنیا ہی اور نیا تماشا ہی آجتک مردون کو باتین کرتے نہ دیکھا تھا اور نہ
سُنا تھا لیکن وہ مردہ کلان چلایا کہ یارو آجتک تو جو گذری وہ گذری آرام چین سے رہتے ہو دن بھر قبر مین آرام
کرتے ہو رات کو آپس مین ایک دوسرے سے کلام کر کے دل بہلاتے ہو اب بھی اس مرنے پر زندگی کا مزا حاصل
ہی لیکن آج کچھ خود بخود رو مین کھڑے ہوتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ دشمن جانی آپہونچا جس کی بدولت
قبرین بھی رہنے نہ پائین گے رستم ثانی نے جلدی سے مکتوب کو ہاتھ مین اُٹھایا اب کوئی وقت بارہ بجے شب کا ہی
ہلکی ہلکی چاندنی بھی صحرا مین پھیل چلی ہی ماہ تابان نے فلک پر جلوہ کیا ہی اسی چاندنی مین مکتوب کو پڑھا لکھا تھا کہ اے
رستم ثانی جسوقت یہ مردہ کلان قبر مین کود نے تمھین لازم ہی کہ ساتھ ہی اُسکے تم بھی قبر مین اُسکی کود پڑنا ہرگز ہرگز
نہ چھوڑنا اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تا قیامت یہ قبرین نہ کھلین گی نہ کوئی مردہ باہر آئیگا نہ لوح طلسم ہاتھ آئیگی تمھین
لازم ہی کہ جلدی اُسے چیر کر پھینک دو اور ران اسکی چاک کر کے لوح نکال لو رستم ثانی مکتوب کو دیکھ کر
درخت پر سے آہستہ آہستہ اُترے اور مردون کی نظر بچاتے ہوے اپنے کو چھپاتے ہوے قریب اُسی
درخت کلان و قبر دراز کے پہونچے جسپر وہ بڑا مردہ بیٹھا باتین کر رہا تھا رستم ثانی کے پہونچتے ہی اُس مردے
نے کہا بھائیو اب ہماری صلاح یہ ہی کہ اپنے اپنے گھر کو آباد کرو زیادہ سیر اچھی نہین ہوتی ایسا نہو جسکا ڈر ہی
وہ آکر ایذا پہونچاے اور ہمین تمھین ستاے ادھر تو اسنے یہ کہا ادھر رستم ثانی نے آواز دی کہ لے کیا یک بار ہی جیسے
دماغ پریشان کر دیا اتر درخت پر سے نہین تو ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا مردہ یہ سنکر پکارا لو غضب ہوا آج ہی وہ آپہونچا
بھاگو کا غل کر کے دھم سے کود اساتھ ہی اور بھی مردے دھما دھم کودنے لگے اس مردے نے چاہا کہ قبر مین کود پڑے
رستم ثانی نے کمر پکڑ لی اب یہ چلایا کہ ارے بچاؤ یہ سرکش مارے ڈالتا ہی تمام مردے آکر لپٹ گئے
بہت سے اپنی اپنی قبرون مین یہ کہکر چلے گئے کہ ارے میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان
مردہ بعض لپٹ پڑے کہ بھئی افسر کی جان کے ساتھ ہماری بھی جان ہی لیکن رستم ثانی نے جسکو گھونسا مار دیا
وہ چیخ مار کر بھاگ گیا عجب طرح کی بات ہی کہ مردے زندے سے لپٹتے ہوے ہین پیچھا نہین چھوڑتے مگر رستم
ثانی نے اس مردہ کلان کو نہ چھوڑا ایسا تنگ کہ وہ قبر مین پھاند پڑا ساتھ ہی رستم بھی کود ے اور مردے بھاگ
گئے قبرین بند ہو گئین لیکن رستم سے کشتی ہوتے ہوتے آخر کار رستم نے اس مُردے کو پچھاڑا اور ایک پاؤن
اپنے قدم کے نیچے دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر چھرے سے چیر کر پھینک دیا اور ران کو چاک کر کے لوح
نکال لی دیکھا کہ ایک تختی ہیرے کی ہشت پہل ہی لیکن وہ مردہ دو ہو کر زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی
وہ قبرین تمام شق ہو گئین درخت اُکھڑ اُکھڑ کے گرنے لگے جبتک وہ مردہ تڑپا کیا یہی حالت رہی جب سرد ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن مردار خوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم بر خاک
اُڑا کے غل مچا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوتی ہی تو دیکھا کہ نہ قبرین ہین نہ وہ درخت ہین ایک میدان ہی

بجائے ہر قبر کے ایک گڑھا ہی اور کچھ استخوان بوسیدہ ہر گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اس جادوگر نے بہت سے
مردون کو تابع کیا تھا مثل شیاطین کے یہ سب تھے اب رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تو بالکل صاف ہی کچھ خبر نہین
دیتی اٹھا کر مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ ای رستم اگر لوح تیرے ہاتھ آئے بس بیکار ہی لوح جبتک اسکو
دریاے موج نسیم مین غوطہ نہ دیا جاے اور محافظ دریاے موج نسیم کا اہرمن جادو ہی جسوقت وہ سامنے تیرے
آکر حملہ کرے تجھے لازم ہی تیر و شمشیر سے کام نہ لینا کیونکہ اگر ایک قطرہ خون اسکا زمین پر گرا تو دوسرا اہرمن
پیدا ہوگا اسی طرح جتنے قطرے خون کے زمین پر گرتے جائین گے اُتنے ہی دیو پیدا ہوتے جائینگے تجھے جان
بچانا دشوار ہو جائیگی پس تجکو لازم ہی کہ سر اسکا دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدے یہ حال دیکھکر رستم ثانی نے پتا
دریاے موج نسیم کا دریافت کیا اور ایک سمت چل نکلے اب دیکھیے کہ کس وقت پہونچتے مین اپنے مقام مقصود پر

اب دو کلمے داستان سرداب جادو کے بخدمت ناظرین بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ رستم ثانی کو بالاے کوہ پہونچا کر آپ پوشیدہ ہوگئی تھی جسوقت رستم ثانی غصہ کرکے کوہ سے اُترکر
لشکر سلیمان شاہ مین آئے یہان اسنے خیال کیا کہ ضرور حال تیرا بادشاہ پر کھل گیا ہوگا لہذا اب جانا اندر طلسم
کے بہتر نہین یہ خیال کرکے اسی کوہ پر ایک حصار سحر تیار کر کے قیام پذیر ہوئی کہ دفعۃً اُس کے بیرون نے خبر دی
کہ ای ملکہ سرداب سحر خواب آپ کا شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ نے جلا دیا ملکہ سرداب جادو بہت
پریشان ہوئی بعد اس کے یہ بھی چلہ کشی مین مصروف ہوئی اور چقماق جادو وزیر صندل شاہ باپ ملکہ
سرداب جادو کا جو بتلاش اپنی دختر کے چلا تھا ہر چہار طرف ڈھونڈھا کہین پتا نہ پایا کیونکہ ملکہ سرداب جادو
سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہی سحر غائب کرکے نظرون سے پنہان ہوگئی تھی اب جب تک سرمہ
سامری کوئی آنکھون مین نہ لگاے سرداب جادو کو نہین دیکھ سکتا آخر کار مجبور و ناچار چقماق جادو نے طلسم مین
بے نیل مقصود جانا مناسب نہ سمجھا صحرا مین قیام اسنے بھی اختیار کیا کہ حال اسکا بھی وقت پر گذارش کیا جائیگا

لیکن پھر حال رستم ثانی کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا دریا ہی موجین مختلف الوان کی آتی ہین کوئی سرخ موج آگئی کوئی سبز کوئی زرد سطح آب قوس قزح کا رنگ
دکھاتا ہی بس چاہا تھا کہ لوح کو غوطہ دین یکایک پشت پر سے آواز آئی کہ باش ای خیرہ سر کیا کرتا ہی
خبردار ہوشیار باشید کہ منم اہرمن جادو پلٹ کر دیکھا رستم ثانی نے کہ ایک دیو چلا آتا ہی رستم ثانی نے بھی نعرہ
کیا کہ او گرگ صحرائی کیا جھک مارتا ہی لیکن دیو نے آتے ہی وار شمشاد ماری رستم ثانی نے وار کو خالی دیا دیو اپنے
زور مین اوندھے منھ زمین پر آرہا ایک تنق گرد وار کے پڑنے سے بلند ہوا دیو نے آواز دی کہ افسوس
ای آدمزاد گوشت تیرا اکر اسہو گیا ہوگا اب تیرے کھانے کا مزا جاتا رہا لیکن جیسے ہی دیو آگے کو جھکا رستم ثانی
نے شاخ اُس کی پکڑ لی اور آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہی مین حریف تیرا موجود ہون دیو نے دیکھا کہ شاخ
سینے پکڑ لی ہی زور کرنے لگا جانتا ہی کہ شاخ پر اُٹھا لون لیکن جب رستم ثانی لنگر مارتے تھے دیو کو معلوم
ہوتا تھا کہ شاخ ٹوٹ گئی یا گردن اکھڑ گئی جلدی سے سر نیچا کر دیتا تھا رستم ثانی نے تا دیر اُسے خوب اونچا
نیچا دکھایا بینگ چلایا کیے انجام کار جب دیو تھکا رستم ثانی نے دونون شاخین اُسکی ہاتھون سے مضبوط تھام کر
دونون پیر کاندھون مین لگا کر نعرہ اللہ اکبر کھینچکر جو ہکا مارا سر دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا بس دیو کا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اُڑی

بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم من اہرمن جادو بود حیف مردیم و بمطلب خود نرسیدیم اب دیکھا رستم ثانی
نے کہ لاش ایک مرد کریہ منظر کی پڑی ہے اور دریا لہرین مار رہا ہے جلدی سے لوح کو اُسمین غوطہ دیا اور گلے میں
پہن لیا اور ایک جانب توکلت علی اللہ چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے
دیکھا کہ ایک فقیر بیٹھا ہے فقیر نے رستم ثانی کو دیکھتے ہی سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کی راہ پر دو رستم ثانی نے جیب سے
کچھ اشرفیان نکالکر فقیر کو دین اُسنے کہا بابا ایسی چیز دے کہ مین تا زندگی کھاؤن اور میرے بال بچے بھی چین
کرین رستم ثانی نے کہا شاہ جی مین خود مسافر ہون جو کچھ میرے پاس تھا حاضر کیا شاہ جی نے کہا جو تیرے پاس ہے وہی
لونگا رستم ثانی نے کہا کیا فقیر نے کہا پہلے اقرار کر تو پھر بیان کرون رستم ثانی نے اقرار کر لیا اب اُس مکار نے کہا کہ یہ تختی
جو تیرے گلے مین پڑی ہے مجھے دے ڈال رستم ثانی نے کہا شاہ صاحب یہ تختی میرے کی نہین ہے نہ آپکے کام کی ہے فقیر نے
کہا مرد کا قول ایک ہے یاد تجھے کیا چاہیے میرے کام کی ہو یا نہو مجھے دیدے رستم ثانی نے مجبور ہو کر تختی گلے سے اُتار کر فقیر کو دیدی
بس تختی کا ہاتھ مین آنا تھا کہ اُس فقیر نے نعرہ کیا کہ باش اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح طلسمی بھی لے آیا تھا مگر اب
کہان جاتا ہے بچکر میرے ہاتھ سے ستم تفتیش جادو یہ کہکر پنجہ خنجر کمر زنجیر رستم ثانی کی پکڑ کر لیچلا وہان سردابہ جادو بخیال
ملکہ صنم بادلہ پوش کے بار بار اپنے بیرون سے کبھی خبر طلسم کبھی خبر رستم کی منگاتی تھی بیرون بار بار ہر جگہ کی خبر
دینے تھے کیا تک کہ لوح ملنے کی خبر بھی دی اب سردابہ جادو کو اطمینان ہوا لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ شاہزادہ
یہان کی راہون سے واقف نہین ہے مبادا کوئی افتاد پڑی تو غضب ہو جائیگا پھر حال دریافت کیا اب کی مرتبہ
بیرون نے اسکے عجب خبر وحشت انگیز سنائی کہ اے ملکہ لوح چھن گئی اور تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے جاتا ہے بس
اُسی وقت پر پرواز پیدا کر کے تفتیش جادو کے تعاقب مین روانہ ہوئی اُدھر چقماق جادو بھی برابر خبر دریافت
کر رہا تھا جس وقت آگاہی ہوئی اُسکو کہ تفتیش جادو نے لوح قبضے مین کی رستم ثانی کو پکڑ کر لیچلا ہے یہ بھی
روانہ ہوا تھا لیکن تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے ہوئے اُڑا چلا جاتا ہے ہنوز داخل طلسم نہین ہونے پایا ہے
کہ یکایک ایک برق چمکی اور چمک کر جو گری ہے تفتیش جادو کے دو ٹکڑے ہوے رستم ہاتھ سے تفتیش کے
چھوٹ کر بالائے ہوا سے طرف روے زمین کے چلے تھے کہ ملکہ سردابہ جادو نے راہ مین روکا اور
زمین پر اُتارا اُدھر لاش تفتیش جادو کی قلابازی کھاتی ہوئی زمین پر گری آندھی چلی خاک اُڑی
بیرون نے غل کیا کہ کشتی مرا نامم من تفتیش جادو بود جس وقت لاش اسکی زمین پر گری دیکھا کہ لوح کا پتہ نہین ہے
ملکہ سردابہ نے بیرون سے پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ اے ملکہ آپ اتنی بڑی ہوشیار ہو کر ایسی نادانی کی بات
کہتی ہین اور سمجھتی نہین کہ اگر لوح اس کے پاس ہوتی تو یہ سحر کر سکتا تھا یا آپکا سحر اسپر کارگر ہوتا ملکہ نے
کہا کہ پھر لوح کہان ہے بیرون نے کہا کہ یہ مردود لوح کو ایک تالاب مین پھینک آیا تھا اور شاہزادہ رستم ثانی
کو گرفتار کر کے لیچلا تھا اب قریب ہے کہ باپ آپ کے چقماق آتش افروز جادو لوح کو تالاب سے نکالین
ملکہ نے رستم ثانی سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جاتا ہے جلد چلیے یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو بٹھایا اور
طرف تالاب کے روانہ ہوئی لیکن وہان چقماق جادو نے تالاب مین غوطہ مارا اور لوح کو لیکر ہنوز اُبھرا نہ تھا
کہ سردابہ جادو نے عرض کی اے شہریار جب تک یہ ساحر تالاب مین ہے اور پانی تالاب کا لوح سے مس ہو چکا ہے
اُسوقت تک اسے سحر فراموش ہے اُدھر یہ تالاب سے نکلا پھر ہاتھ آنا لوح کا دشوار ہے یہ شخص باپ ہے میرا
اور وزیر ہے شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ کا سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے لہذا اندر تالاب کے

کے کود کر بزور صاحبقرانی اسے زیر کرکے لوح چھین لیجیے رستم ثانی بایمائے ملکہ سروابہ جادو تالاب مین
پھاند پڑے جیسے ہی چقماق جادو لوح لیکر ابھرا رستم ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا چقماق نے گھبراکر کہا تو کون
رستم ثانی نے کہا ملک الموت چقماق جادو نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن ممکن نہوا رستم ثانی نے ہاتھ مروڑ کر لوح چھین لی
چقماق نے دیکھا کہ اگر اس سے لڑتا ہون تو مفت مارا جاؤنگا کوئی سحر کام نہ دیگا اور دل مین خیال کیا کہ واقع مین
یہ فتاح طلسم ہے یہ اقبال سندی ہے کہ قید سے چھوٹا لوح قبضے مین کی پھر لوح چھینی پھر اسکے ہاتھ لگ گئی اب اسکی
اطاعت بہتر ہے ادھر رستم ثانی نے تالاب سے نکلکر لوح قبضہ مین کرکے آواز دی کہ اے چقماق آتش فروز بہتر
یہ ہے کہ مطیع اسلام ہو مثال آئینہ رو پر لعنت کرو ورنہ دین و دنیا دونون خراب ہونگی سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
چقماق آتش افروز از سر صدق مطیع اسلام ہوا اب سروابہ بھی سامنے آئی جھک کر سلام کیا باپ سے
ملی اور عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار مین نے برفاقت ملکہ صنم بادلہ پوش یہ حرکت کی تھی ورنہ اس شہریار کو اپنا
مالک و آقا سمجھتی ہون ادھر رستم ثانی نے کہا کہ اے چقماق جادو واقع مین تمھاری دختر نہایت پارسا ہے مین اسکو
مثل ہمشیر کے سمجھتا ہون چقماق آتش افروز جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار یہ کنیز ہے
آپکی مجھے کسی طرح کا گمان نہین غرضکہ ایک طرف چقماق جادو ایک جانب سروابہ جادو بیچ مین رستم ثانی اب پتا
دریافت کرکے طرف لشکر سلیمان شاہ کے روانہ ہوئے جس وقت قریب لشکر ہو پہنچے خبر سلیمان شاہ کو ہوئی
برائے استقبال آیا پیشوائی کرکے بارگاہ مین لایا مزاج پرسی کی رستم ثانی نے حال سروابہ جادو اور چقماق
آتش افروز کا بیان کیا اور کہا اے سلیمان شاہ کل ان لعبتون کا حال تمپر ظاہر ہو جائیگا دیکھو کیونکر ختم بات ہوت
لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین
کہ بعد کشتہ ہونے افلاک روئین تن کے امیر کشور گیر طبل شادمانی بجاتے ہوئے شہریار نامدار پر سے زر نثار کرتے
ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لیکن کفار بدکردار کے دل تھرا گئے کہ ایسا جوان زبردست و روئین تن
اسفندیار زمن یون مارا گیا تو اب کون مقابلہ کریگا تو ما تم مین افلاک کے بیٹھے ہین مگر نونہال شاہ شجر
پرست جو نو لاکھ کی جمعیت سے آیا ہے با یماے بہاران چمن قبا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے بعد دعا و ثنائے
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ شجر پرستون کے لشکر مین کوس حربی بجا ہے امیر با توقیر نے فرمایا کہ جسکا خروج
ہوتا ہے ہمین پر ہوتا ہے خیر کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان
بھی نقار خانہ سلیمانی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ تمام رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے بیلدارون نے نکلکر بلندی و پستی زمین کو
برابر کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر نکل گئے تھے کہ یکا یک
عوق بن بروج نے سامنے تخت بہاران چمن قبا کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ اور جو ملے اسے
زندہ پکڑ لاؤ خبردار قتل نکرنا یہ سنکر عوق بن بروج میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان یا تو
دین خدا پرستی کو چھوڑو اور مذہب شجر پرستی اختیار کرو اطاعت بہاران چمن قبا نائب خداوند نخل سرسبز کی قبول
کرو یا مجھسے مقابلہ کرو دیکھا امیر کشور گیر نے کہ ایک منار بلند میدان مین استادہ ہے بلکہ جو بدت اسکی منار سے کم
نہین ہے انسان تو کیا دیو بھی اتنے بڑے قد کا نہین دیکھا کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ مقابلہ کو جائے لیکن بہرام تغرن نے

مرکب اپنا صف سے نکالا آگے تخت شاہی کے آیا اجازت حرب جاہی فرمایا جاؤ سپرد بپرورگار کیا بہرام بارہ گرگب پر بیٹھ کر سامنے عوق بن بروج کے آیا اور نعرہ کیا کر لا ضرب بہادری کی عوق ہنسا اور کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ ہی اجل کا بہرام نے کہا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے ہین یہ سنکر عوق نے چوب ماری بہرام نے چوب کو خالی دیا اور کلائی سے عوق کی لپٹ گیا عوق نے دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر بہرام کو بغل مین داب لیا اور لشکر مین اپنے چلا آیا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا بعد اس کے عنق بن بروج میدان مین آیا ایکی مرتبہ کرنوس بن قربوس نے نکلکر مقابلہ کیا عنق اسے بھی بغل مین دبا لیگیا آج شام تک سرداران لشکر شہریار گرفتار ہوے عوق و عنق ہر ایک کو اٹھا کر بغل مین دبائے لیے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لشکر شجر پرستان مین طبل شادمانی بجا اور خدا پرستون کی سپاہ مین ہر ایک محزون و غمگین امیر بھی نہایت متردد کہ اس زور کی کہان پناہ ہے کون ان مردودون سے مقابلہ کریگا جو ایسے ایسے زبردستون کو یون اٹھا لیجائین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری صاحبقرانی کی حد تمام ہو گئی اب سامنا قضا کا ہے لیکن پروردگار عزت سے اُٹھالے کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن شہریار نامدار کو نہایت صدمہ ہے کہ سب سردار اسی کے تو اسیر ہوے ہین ارادہ ہے کہ کل کے روز خود مقابلہ کرونگا اور چوبدست اسکی ہاتھون پر روکونگا یا تو مثل جانبازان نامدار علمشاہ عالی وقار کے ایسے ولولے سے اسکو مارا ہوگا کہ تمام عالم داد مردی دیگا یا اپنی جان شیرین تلف و برباد ہوگی شہریار یہ عزم بالجزم کیے بیٹھا ہے انتظار صبح مین اسے نیند نہین آتی ہے بار بار اُٹھ کر زیر آسمان آتا ہے ستارون کو خیال کرتا ہے لیکن حسب اتفاق کہ قریب صبح سردی سی معلوم ہوئی اور اس شدت کی تپ ہو آئی کہ شہریار پر غفلت طاری ہوئی یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر با توقیر فریضہ سحری کو ادا کرکے خدمت شاہی مین آئے سب سردار ہمراہ تھے لیکن شہریار نامدار کو جو نہ پایا فرمایا کہ آج شہریار کیون نہ آئے تہمر طیفور شیر دل حاضر تھا تمام ماجرا علالت شہریار کا بیان کیا امیر خاموش رہے غرضکہ بادشاہ اسلام میدان کارزار مین تشریف لائے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال عوق پھر میدان مین آیا اور نعرہ کیا آج کے دن ثمود عاد رفیق نورالدہر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا عوق ثمود عاد کو بھی بغل مین داب کر میدان سے لیے ہوے چلا گیا اتنا بڑا سردار ہے کہ تین روز مین نورالدہر نے اسے زیر کیا تھا بعد اسکے عاد بن ثمود میدان مین آیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی آج شام تک مین کل سرداران زبردست لشکر نورالدہر کے اسیر بلا ہوے پھر شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام انتہا کے پریشان ہین آج نورالدہر کا بھی ارادہ ہوا ہے کہ کل مین مقابلہ کرونگا لیکن چونکہ نیت شب حرام کہلاتی ہے صبح کو انھین بھی تپ شدید ہو آئی خبر امیر کو پہونچی کہ نورالدہر بھی مبتلائے بخار ہین فرمایا پروردگار شفائے عاجل عطا کرے لیکن آج پھر صف آرائی ہوئی آج عوجان دریاباری اور مرجان دریاباری اور دیلم شباط زنگی اور شباط بن دیلمان زنگی رفقائے ایرج نوجوان یہ سب اسیر ہوے اور شام کو ایرج بھی علیل ہو گئے کچھ عجب طرح کی آب و ہوا اس صحرا کی خراب ہو گئی ہے کہ سرداران لشکر امیر بیمار ہوتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سرداران لشکر بدیع الزمان و سرداران فوج داراب کشورکشا و افسران سپاہ قہمور دیوبرد سات آٹھ روز کے عرصے

مین سب گرفتار بلا ہو گئے اب نہایت انتشار ہی طبل جنگ روز بجتا ہی اور صبح کو سرداران لشکر گرفتار ہو جاتے ہین آج
بارھوان دن ہی کہ حسب اتفاق شب کے وقت عوق بن بروج و عنق بن بروج انکو بھی تپ نے گھیر لیا صبح کو یہ خبر بہاران
چمین قبا کو پہونچی کہ دونون سردار جنپر دار و مدار تھا بیمار ہو گئے بہاران چمین قبا نے کہا کہ خیر آج کی میدان داری اور
سرداری کرنین بنام کو دیکھا جائیگا غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بحکم بہاران چمین قبا لشکر شجر پرستان
مین سے عاد شجر پرست میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قہور بن جمہور نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگوے
بسیار نیزہ بازی ہوئی قہور نے نیزہ ہاتھ سے عاد شجر پرست کے ہوائی کیا عاد نے تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد
کر کے جو ہاتھ مارا سپر و خود کو کاٹ کر تیغہ تا جگر گاہ اتر گیا عاد مارا گیا بعد مرنے عاد کے معاد شجر پرست میدان مین آیا
تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا معاد شجر پرست کے دو ٹکڑے ہوے تحسین امیر گستور گیر
نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آج وہ دونون بلائین کہان ہین زبانی عیارون کے معلوم ہوا کہ وہ دونون بھی بیمار ہین
غرضکہ شام تک قہور نے سترہ شجر پرست مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
بہاران چمین قبا نے حکم دیا کہ تا وقتیکہ عوق و عنق غسل صحت نکرین جنگ موقوف رہے لیکن ادھر لشکر لاجورد
شاہ مین یہ مشورہ ہوا کہ اسوقت حالت خدا پرستون کی اچھی نہین ہی یہی موقع ہی کہ انکو دم لینے کی فرصت نہ دی جاے
اگر شجر پرستون مین طبل نہین بجا ہی تو ہم بجوادین یہ مشورہ کر کے لاجورد شاہ نے طبل جنگ بعد رنگ بجوا دیا ادھر لشکر
اسلام نے خیال کیا تھا کہ خیر جبتک دونون ملعون بیمار رہین اُسیوقت تک امن مین رہے یہی کہ یکایک آواز
طبل کانون مین پہونچی باہم چرچا کرنے لگے کہ یہ طبل کہان بجا ہی کہ یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مین کوس حربی بجا ہی امیر با توقیر نے بھی فرمایا کہ جو مرضی پروردگار کہدو کہ یہان بھی
نقارہ رزمی بجے اُسی وقت طبل جنگ بجنے لگا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے
کارزار ہوے ہنوز صف بندیان ہو رہی ہین کوئی میدان مین نہین نکلا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے
برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین بپیچیدہ سب نگران تھے کہ اب کون آتا
ہی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو اس گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات
لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے اُنکے سیاہ تھے اور پھر پھریرے پر تعریف تمثال آئینہ رو تحریر تھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہو چکے تھے آکر عرض کی کہ حام بن دجال ساتھ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوئی نمون تمثال آئینہ رو
دعوی خداوندی کا کرتا ہی اُسکا دین رائج کرنے کی غرض سے آتا ہی اور ساتھ اُسکے ایک جوان ہی کہ نام اسکا کیوان
بن الکوان چہار دست ہی امیر نے فرمایا کہ اپنا حال آج کل بموجب اشعار انوری ہی قطعہ ہر بلاے کز آسمان آید ؛ گرچہ
بر دیگران روا باشد ؛ بر زمین نارسیدہ می پرسد ؛ خانہ انوری کجا باشد ؛ ضرور ہی کہ پہلا حملہ انکا بھی ہمین پر ہوگا خیر کچھ پروا
نہین خداے ما بزرگ است لیکن حام بن دجال نے آتے ہی ایک جانب لشکر اپنا قایم کیا اور ہرکارون سے خبر
منگائی کہ یہ صف آرائی کن لشکرون مین ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ لاجورد پرست اور خدا پرست مصروف جنگ و
جدال ہوا چاہتے ہین اس نے کیوان چہار دست کو اشارہ کیا کیوان مرکب اپنا چمکا کر میدان مین
آیا اُدھر لشکر لاجورد شاہ سے قیر اطوج گردن نکل چکا تھا کیوان نے میدان مین پہونچکر آواز دی کہ منم کیوان
چہار دست نمونہ قدرت خداوند تمثال آئینہ رو باش اے گروہ خدا پرستان و اے مجمع شجر پرستان و اے انبوہ لاجورد
پرستان خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ اب اُس خداوند کا دور ہی جو خداوندی اختیار در حق ہی اور مین فرستادہ

اُسکا واسطے فہمایش تم لوگون کے آیا ہون دیکھو قدرت خداوند کو کہ تم سب کو دو دو ہاتھ عطا کیے اور مین اسکا ایسا پیارا بندہ ہون کہ مجکو چار ہاتھ عنایت فرمائے تاکہ تم مین سے کوئی میرا مقابلہ نکرے اور اگر سامنے آئے تو مارا جائے بس یہ سننا تھا کہ قیراطیج گردن نے آواز دی کہ تیرے چار ہاتھ ہین تو کیا ہین ہمارے دو ہاتھون مین خداوند لاجورد شاہ نے اسقدر طاقت دی ہی کہ تیرے چار ہاتھون سے زیادہ ہی یہ کہکر مرکب کو جھکا کر سامنے آیا کیوان پر نیزے کا وار کیا کیوان نے نیزے کو نیزے پر لگا کر نخطا اور تلوار ماری کہ سر قیراط کا قلم ہوا لاش زمین پر گری کیوان نے آواز دی کہ اے لاجورد شاہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے سامنے تیرا بندہ قتل ہوگیا اور تو نہ بچا سکا یہ سننا تھا کہ خرسیل تنگ پیشانی کو جوش مذہبی ہوا اور گردن اپنا جھکا کر سامنے آیا اور آواز دی کہ اے سردار کے قتل پر اسقدر تجھے غرور ہو گیا لا ضرب بہادری کی کیوان ہنسا اور کہا کہ چار چیزین تجھے کیونکر زندہ رکھینگی خرسیل نے کہا میں تیری کوئی ضرب نہ روکونگا اگر خداوند مین کچھ قدرت ہی تو وہ مجھے بچا لیگا یہ سنکر کیوان نے چارون چیزین برابر کین کہ نیزہ سینہ پر مارا گرز سر پر تلوار کمر پر تیر سر گردن پر خرسیل چپکا کھڑا دیکھا کیا کہ نیزہ سینہ سے پار ہوگیا سر چور ہوگیا کمر کے دو ٹکڑے ہوئے گردن کر گدن قلم ہوئی کیوان نے نعرہ کیا کہ باطل پرستی کی سزا پائی یہانتک کہ شام تک لاجورد شاہ کے بارہ سردار کیوان نے جان سے مارے جو اسکے مقابلے کو گیا زندہ پلٹ کر نہ آیا قریب شام شنگاوہ آہن کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد شاہ نے کہا اے شنگاوہ مین تقدیر کرتے آج کے دن ڈرتا ہون بہتر یہ ہی کہ تم اپنا مقابلہ دوسرے دن پر موقوف رکھو شنگاوہ نے کہا خداوندا ابتو مین نکل چکا اگر مقابلے سے منھ موڑونگا تو مردان عالم مجکو کیا کہینگے مین ضرور کیوان سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے مجبور ہو کر اجازت دی شنگاوہ مرکب کو جھکا کر سامنے کیوان کے آیا آواز دی کہ دیکھون تو چار حربے تو کیونکر کرتا ہی کیوان نے کہا کیا تیری بھی شامتین آئی ہین تو جوان زبردست ہی مجھے حال پر تیرے رحم آتا ہی اے شنگاوہ اب بھی باز آ اپنے ارادے سے خداوند تمتال آئینہ رو کو سجدہ کر مین تجھے اپنے ساتھ لیچلونگا خداوند کی زیارت سے مشرف کراکر عمر تیری بڑھوا دونگا شنگاوہ نے کہا کیا جھک مارتا ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار شنگاوہ نے تلوار ماری کہ سر کیوان کی قلم ہوئی لیکن تلوار پشت شمشیر پر رُکی کیوان نے خبردار خبردار کہکر چارون وار کیے شنگاوہ نے تلوار تو پشت پر شمشیر سے روکی گرز سپر پر روکا نیزہ زیر بغل خالی دیا لیکن تیر جو سر گردن پر پڑتا ہی سر گردن کا قلم ہوا شنگاوہ غلطان بیجان زمین پر گرا تھا کیوان دوسرا وار کیا چاہتا تھا کہ لوگ فوج لاجورد شاہ کے دوڑ پڑے ادھر حام بن دجال نے اشارہ اپنی فوج کو کیا تمتال پرست تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شنگاوہ کو لاکوٹ گیا تھا اسے تو لوگ اٹھالے گئے لیکن اور سردار لشکر لاجورد شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچ کر لڑنے لگے ادھر کیوان چہار دست جا پڑا جدھر کا رخ کیا سنجراؤ ہو گیا صفین مثل بادل کے چھٹنے لگین اہل اسلام اور شہر پرست دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کہ رہے تھے ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ الحاصل شام تو قریب ہی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوئے لاشین میدان جنگ سے اٹھائی گئین لاجورد شاہ شنگاوہ آہن کلاہ کو لیے ہوئے میدان سے پھرا اصلصال جرأت شنگاوہ کی تعریف کرتا تھا اور جرأت داد مردی و مردانگی دے رہے تھے لیکن ادھر کیوان چہار دست جو داخل بارگاہ ہوا بوشاک رزم اتاری بعیش بزم بیٹھکر بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا سامنے رقاصان پری جمال مصروف رقص ہوئین آواز ساز بلند ہوئی

جب کیوان نے دو چار جام پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل شجر پرستون
کی باری ہو اور پرسون لشکر اسلام سے سمجھونگا بموجب حکم اُسی وقت کوس حربی بجا ہرکارون نے خبر بہاران چمن
قبا کو دی کہ کل کے روز آپ کے لشکر سے مقابلہ ہو کیوان کہتا ہو کہ ایک ایک میدان داری ہر لشکر سے
کرونگا اور سب کو سزاے معقول دونگا یہ سنکر بہاران چمن قبا کا جثہ ڈھیلا ہوگیا لیکن چار و ناچار حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا فوج لاجورد شاہ مین بھی
طبل بجا کیوان نے آتے ہی تہلکہ ڈال دیا ہر شجر پرستون کی تو یہ کیفیت ہو کہ مرجھاے جاتے ہین ہر متنفس مانند
باد خزان کے ہوگیا ہو چہرے مانند برگ خزان دیدہ کے زرد پڑے ہوے ہین غنچۂ خاطر پر پژمردگی طاری
ہو شاخ تمنا پھولی نہین نظر آتی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نخل کہکشان پر
آثار پژمردگی ظاہر ہوئے انجم مانند گل چاندنی کے مرجھا کر رہ گئے سبزہ فلک گلشن انجم سے بیگانہ وار علیحدہ نظر
آنے لگا مطلع صاف ہوگیا ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ
حاصل کر کر کے میدان جنگگاہ مین آکر صف آرائیان کرنے لگے آفتاب نکلتے نکلتے تمام میدان فوجون سے
مملو ہوگیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر نکل گئے تھے کہ کیوان چہار دست جام
بن دجال سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر نونہال شاہ سے سر شاخ بلند بالا میدان مین آیا
کیوان نے کہا تم لوگ سب سے زیادہ بیوقوف ہو کہ درختون کو سجدہ کرتے ہو درخت وہ چیز ہو کہ جسے ہم بوتے
ہین تو اُگتا ہو جسقدر اُسکی داشت کرتے ہین اُسی قدر وہ پھیکتا ہو پھل اُسکے کھاتے ہین لکڑیان جلاتے ہین
مکان مین لگاتے ہین سر شاخ بلند بالا نے جواب دیا کہ اے شخص اگر درخت نہ پیدا ہوتا تو کوئی دنیا مین زندہ
نہ رہ سکتا جتنی چیزون کے کھانے پر زندگی کا دار و مدار ہو مثل گیہون چاول وغیرہ کے کل درخت پیدا ہوتے
ہین پس جو شے باعث زندگی کی ہو وہی ہمارا خدا ہو جب جانین کہ بغیر کھائے پیئے کوئی زندہ رہے کیوان نے
کہا کہ تم لوگون کی عقل اوندھی ہو تمسے بحث فضول ہو یہ کیا ضرور ہو کہ جس چیز کو کھا کر ہم زندگی بسر کرتے ہین اُسے
خدا بھی مان لین خداوند نے حیوان اور اسباب ضروری انسان کے واسطے پیدا کیے ہین وہان درخت کو بھی
پیدا کیا کہ ہم لوگ کھائین اور شکر خداوندی بجا لائین پس بہتر و لازم ہو کہ خداوند تمثال کو سجدہ کر ورنہ
مقابلہ کر سر شاخ نے تمثال آئینہ رو کو بُرا بھلا کہا کیوان نے غصہ مین آکر چارون حربے کیے سر شاخ نے دو
حربون کو رد کیا لیکن دو حربے نہ رُک سکے آخر کار ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کیوان نے پھر نعرہ کیا اور مبارز
طلب کیا اثمار شجر پرست اس کے مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار یہ بھی ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کہانتک
بیان کیا جاے کہ سیندرہ شجر پرست ہاتھ سے کیوان کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا
آج لشکر خدا پرستان کی طرف دیکھ کر کہتا گیا ہو کہ کل باری تم لوگون کی ہو غرضکہ آتے ہی اُس نے طبل
جنگ بجوا دیا اور پھر زہر مار کر کے آپ سو رہا پھر چارون لشکرون مین رات بھر نقارے سر پٹیا کیے صبح کو
دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے کیوان نے نکل کر رخ خدا پرستون کی طرف کیا اور آواز دی کہ اے گروہ
خدا پرستان تم عجیب طرح کا مذہب رکھتے ہو کہ خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہو جسکو دیکھا تک نہین ایسی بے بنیاد
ہو سجدہ کرنا تمھارا ہی کام ہو بس یا تو تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو ورنہ مجھ سے مقابلہ کرو یہ سننا تھا کہ ارباب
باختری رفیق شاہزادہ بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے کیوان

باز آ اس باطل پرستی سے جسکو تو خداوند سمجھتا ہے وہ کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا کیوان نے کہا میرا خداوند ایسا ہے
کہ اگر کوئی صورت انگلی چھیدے تو بیہوش ہو جائے تاب نظارہ نہ لائے یہ سنکر ارباب باختری نے کہا کہ اُس نے
اپنے کو طلسم بند کیا ہوگا کیوان نے کہا تم لوگون کا وہم حد سے گذرا ہوا ہے جس کسی مین کوئی کرامات دیکھی اُسے
سحر کہدیا پھر تم بھی سحر یاد کر کے خداوند بن بیٹھو ارباب باختری نے لاحول پڑھا اور کہا کہ ہم لعنت کرتے ہین
ایسی خداوندی پر بس یہ سننا تھا کہ کیوان پر جوش غضب طاری ہوا اور آواز دی کہ تو ہمارے خداوند کو شیطان
بناتا ہے اُسپر لاحول بھیجتا ہے بس اب زیادہ زبان درازی نہ کرنا لا ضرب بہادری کی ارباب باختری نے کہا
ہم لوگ خداپرست پوشیدہ ستی نہین کرتے جب تیرے حربہ سے پروردگار بچائیگا تو دیکھا جائے گا یہ سننا تھا کہ
کیوان نے چارون تلوارین ارباب باختری پر مارین ارباب نے دو تلوارین روکین ایک خالی دی مگر جو
شمشیر قضا کی تھی وہ کمر پر پڑی کہ ارباب باختری دو نیم ہو کے مرکب سے گرا اور درجہ شہادت پر فائز ہوا اور
بدیع الزمان اپنے رفیق قدیم کے واسطے روئے بعد ارباب باختری کے ورقاے زنجیرہ خوار میدان مین
آیا بڑا جوان زبردست ہے رفیقان خاص بدیع الزمان سے ہے انتہاے جرأت اسکی یہ ہے کہ ملک سجان
مین جب بدیع الزمان قلعہ چار باغ مین بہت زخمی ہو گئے تھے گھوڑا میدان جنگ سے نکال لیگیا تھا اور
باپ نے ورقاے زنجیرہ خوار کے قلعہ چار باغ پر یلغر کردیا تھا ورقاے زنجیرہ خوار نے منع کیا جب نہ مانا تو باپ
سے لڑا اور اُسے قتل کر ڈالا کہ جب افسر فوج نہین ہے تو اُس سے لڑنا نہ چاہیے بعد اُس کے خود مقابلہ کیا
بدیع الزمان سے زیر ہو کر مطیع ہوا اس بہادر کے جانے سے بدیع الزمان کو نہایت تشویش ہے کہ خدا اسے
بچائے لیکن ورقاے زنجیرہ خوار نے آتے ہی کیوان کو آواز دی کہ او نامرد تو چار حربے رکھتا ہے چار ہاتھ
تیرے ہین ہم لوگ دو ہاتھ رکھتے ہین چار حربے کیونکر ایکبار رد کر سکتے ہین اگر تم دو ہاتھ سے مقابلہ
کرو تو معلوم ہو کیوان نے کہا جب خداوند نے مجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین تو مین دو ہاتھون سے کیون
لڑون حق ناحق بھی ثابت ہوگیا یہ سُنکر ورقاے زنجیرہ خوار کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون جس نے
تجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہین وہ اور ہے اور جسے تو خداوند کہتا ہے وہ اور ہے کیوان نے کہا بس زیادہ گفتگو
سے کچھ حاصل نہین ہے ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر چارون وار ورقاے زنجیرہ خوار پر
کیے ورقا نے ایک تلوار پشت شمشیر پہ روکی ایک سپر پر لگا تھی ایک خالی دی ایک سر کر گردن پر پڑی مرکب
ورقا کا مارا گیا ورقا غلطان پیچان زمین پر گرا لوگ دوڑ پڑے اور ورقاے زنجیرہ خوار کو بچا لے گئے
چوٹ اُسکے آگئی لائق مقابلہ نہ تھا کہانتک بیان کیا جائے کہ شام تک مین بارہ خداپرست درجہ شہادت
پر فائز ہوئے انمین کچھ رفقاے بدیع الزمان کچھ سرداران ایرج نوجوان تھے کیوان شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور کہدیا کہ کل پھر باری لاجورد پرستون کی ہے لیکن امیر با توقیر لاشے خداپرستون
کے میدان سے اُٹھوا کر جو پھرے سب کے واسطے بہت افسوس کیا لاشون کو دفن کروا دیا آپ بارگاہ سلیمانی
مین داخل شوکت پر متمکن ہوئے رضوان بن عمرو کرسی ہدیر بیٹھا امیر نے فرمایا کہ افسوس یہ وقت تخت ہے اور
چین کا دست عمرو ثانی تک پاس نہین کہ اس وقت آخر نہین اُسے ایک نظر دیکھ لیتے صد حیف نہین معلوم
وہ کن جنگلون مین تباہ ہوگا یہ فرما کر صاحبقران رونے لگے رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو
تو والد ماجد کی تلاش کی جائے فرمایا کہ ہان میرا جی چاہتا ہے کہ میرے اُسکے صفائی ہو جائے خبر جا ہے وہ لشکر

مین رہے یا چلا جاے کیونکہ قصد میرا یہی ہی اور انصاف کا مقتضا بھی یہی ہی کہ مین اپنی خطا اس سے بخشواؤن
رضوان نے عرض کی کہ حضور یہ کیا ارشاد کرتے ہین وہ خود دست بستہ حاضر ہونگے غرضکہ حسب الارشاد عیار جسوقت
سے تلاش مین روانہ ہوے بعضون نے کہا کہ حضور بغیر آپ کے دیکھے کہین اُنھین قرار آسکتا ہی جائین گے
کہان یہین کہین ہونگے الحاصل عیار تو تلاش خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوے مین امیر کو دو روز کا اطمینان بھی
ہی کہ اب کل مقابلہ کیوان کا لاجوردیہ ستون سے ہی بیا تنک کہ طبل بجتے بجتے بوقت صبح کا نمودار ہوا ستارہ
سحری چمکا روشنی مہر جہانتاب کی ہر چہار طرف پھیلی جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن آلات حرب تن پر درست
وچست کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف بندیان ہونے لگین نقیب نہیب دیکر نکل گئے کیوان
چہار دست حام بن وجال سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش ای گروہ لاجوردپرستان دیکھا
تمنے کہ مجھ اکیلے نے تینون لشکرون کا کیا حال کردیا کہ تہلکہ برپا ہو گیا لہذا پھر مین سمجھاتا ہون کہ آؤ اور سجدہ کرو خداوند
تمثال آئینہ رو کو یہ کلام سنکر لشکر لاجوردشاہ سے سہمان منارہ گردن نکلا لیکن ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا منذر دیل
فیل پیکر نکلا اس کی بھی وہی حالت ہوئی شام تک سترہ سردار مارے گئے کیوان نے فوج کا ستھراو کردیا
شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز نخل پر ستون پر خزان آگئی کئی درخت
قلم ہوے تیر قضا کا چل گیا میدان رزم مین پھولتا پھلتا نصیب ہوا بہاران چمن قبا بھی نہایت متردد مین بلکہ تین
روز سے گلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے ہین اور فرما گئے ہین کہ مین خداوند سے مدد مانگنے جاتا ہون در پردہ سب تماشے
دیکھ رہے ہین اب تیسرا روز ہوا مقابلہ خدا پرستان کا دن آیا آج بڑے بڑے سردارون نے کہ جو سب یگانے
صاحبقران کے ہین عزم بالجزم کیا ہی کہ ہم مقابلہ کرینگے چنانچہ جیسے ہی کیوان نے میدان مین ہو چکر نعرہ کیا دیکھا
کہ داہنی صف سے نور الدہر بن بدیع الزمان اور بائین صف سے ایرج نوجوان دونون نے ساتھ ہی مرکب
اپنے جولان کیے سامنے تخت بادشاہی کے ہو کر مجرا کیا اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اب تک
اسلام آپ لوگون نے بدل دیا ہی کہ ایک کے مقابلہ کو دو جاتے ہین ہان سچ ہی وہ چہار دست ہی اس وجہ
سے یہ سنکر نور الدہر نے عرض کی کہ مین صف سے مشورہ کرکے تو نکلا نہ تھا کہ آؤ بھئی ایرج ہم تم کیوان
سے مقابلہ کرین یہ مین نہ جانتا تھا کہ میرے ساتھ ہی یہ بھی عزم کرینگے لیکن ایرج نوجوان نے عرض کی کہ کیا مین
آپ کو دیکھکر نکلا ہون میرا خود ارادہ پیشتر سے تھا اور اگر ای شاہ آپ یہ فرماتے ہین کہ وہ چہار دست ہی اسوجہ
سے تم دو آدمی نکلے ہو تو ایک ہاتھ میرا باندھ دیجیے اگر اسکے چار ہاتھ ہین تو مین ایک ہی ہاتھ سے مقابلہ کرونگا
آپ تماشا میری جنگ کا دیکھ لیجیے بادشاہ نے فرمایا اب مین چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحبون مین سے کوئی
نہ جاے کوئی اور مقابلہ کریگا شاہزادہ بدیع الملک یہ تماشا دیکھ رہے تھے سمجھے کہ ان معنون مین سے
تو کوئی جانے نہ پائیگا ایسا نہو بعد انکے پلٹنے کے کوئی اور نکل پڑے جلدی سے مرکب چمکا کر سامنے تخت شاہی کے
آکر پیادہ پا ہو کر عرض کیا کہ حضور واقعی مین یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایک کے مقابلے کو دو جائین یا ایک صاحب جائین
ایک نہ جائین تو جنکو روکا جائیگا اُنکے خلاف ہوگا لہذا مین آپ دونون صاحبونکا خورد ہون مجھے اجازت ہو مین مقابلے کو
جاؤن بادشاہ نے راے بدیع الملک کی پسند کی نور الدہر و ایرج کو اپنی صف مین بھیجا بدیع الملک
کو اجازت دی بدیع الملک مرکب کو چمکا کر سامنے کیوان کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا ضرب بہادری کی کیوان
نے کہا تو کون ہی جو اس ہمارے ساتھ میدان مین آیا تجھے خوف اپنی جان کا نہ آیا بدیع الملک نے آواز

دی مین ملک الموت تیری جان کا ہون مین وہی شخص ہون کہ جسکے باپ نے تیرے باپ کو مارا تھا اب تو میرا شکار
ہو یہ سنکر کیوان نے کہا مجھے خود یہ اشتیاق تھا کہ تجھسے یا تیرے باپ سے مقابلہ ہو تو بہتر ہو کہ عوض اپنے باپ کے
خون کا تجھسے لون بدیع الملک نے کہا پھر عرصہ کیون کرتا ہو کیوان نے چارون گرزین بدیع الملک پر تین
بدیع الملک نے آڑے ہوکر جو ہاتھ مارا چارون ہاتھ کیوان کے قلم ہوے بیدست ہوکر آواز دی اپنی فوج
کو کہ ارے مار لو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ چارون ہاتھ میرے کاٹ ڈالے اور مجھے بیکار کر دیا
یہ سنا تھا کہ تمام فوج دوڑ پڑی ادھر بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا دونون فوجین غٹ پٹ ہوگئین
تلوار چلنے لگی شجرپرست اور لاجوردپرست تو پہلے ہی سے جلے ہوے تھے شکر بھیجا کہ خوب ہوا یہ مارا گیا دونون
لشکر کھڑے تماشا دیکھا کیے اور فوج اسلام سے اور تمثال پرستون سے تلوار چلنے لگی صداے بگیر و بزن بلند
ہوئی دریاے خون روان ہوا سر مانند حباب کے تیرتے نظر آنے لگے ہر طرف برق شمشیر کا کوندا لپک رہا تھا ڈھالون
کا ابر چھایا ہوا تھا بارش خون ہو رہی تھی بازو و زرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین کہانتک بیان کیا جاے کہ شام تک تلوار چلی چین گرمی جنگ مین
حام بن دجال اور کیخسرو نامدار کا سامنا ہوا حام نے تلوار ماری شاہزادہ کیخسرو نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا خود وبلغہ عرق چین اور زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گیا دشانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی حام نے طبل امان بجوایا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن حام اُسی وقت کوچ
کرکے طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہوا لاش کیوان چہار دست کی اٹھالی اور لاشین دبین چھوڑین کسی کو
دفن بھی نہین کیا کہ اب جاکر خداوند سے فریاد کرینگے اور کہین کے اس بندے نے تیرے بہت سے لوگ قتل کیے لیکن
کیوان ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا تو پھر اسے زندہ کر دے لیکن یہان امیر با توقیر لیکر بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوے تعریف شاہزادہ بدیع الملک کی کرتے ہوے لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھے کہ
پھر خبر پہونچی کہ لشکر شجرپرستان مین طبل جنگ بجا ہو امیر نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہدو کہ یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا لیکن رضوان بن عمرو نے امیر با توقیر
سے عرض کی کہ مجھے شبہہ ہوتا ہو کہ یہ بہاران چمن قبا شجر پرستون کے پیر جو بنے ہوے ہین یہ الداجد ہین کیونکہ
اول تو یہ ملاحظہ فرمایئے کہ جتنے سردار برائے مقابلے گئے سوا اسیر ہونے کے کوئی قتل نہین ہوا اور اب تک قید
ہین یہ فعل سوا دوست کے دشمن کا نہین ہو سکتا امیر نے فرمایا کہ پھر یہ راز کیونکر افشا ہو رضوان نے عرض کی
کہ غلام آج ہی شب کو فکر کرتا ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور برق ثانی اور چالاک ثانی و قران ثانی وغیرہ ان
سب عیاران نامی کو جمع کیا اور کہا یہ تو مین نے پہچان لیا کہ بہاران چمن قبا جو بنے ہوے ہین سوا الداجد کے
کوئی دوسرا نہین ہو لیکن اب انکی گرفتاری کی تدبیر کرنا چاہیے کہ امیر با توقیر سے ملاپ ہو جاے تو بہتر ہو آج کل
مزاج صاحبقران کا انکی جانب سے صلاح پر ہو سب عیارون نے کہا کہ کیا فکر کرنا چاہیے رضوان نے کہا میری
یہ راے ہوتی ہو کہ بھائی برق ثانی تمھارے باپ نے بھی سنا ہو کہ عورت کی عیاری خوب کی لہذا تم کو چاہیے
کہ تم معشوقہ ملکہ ماہ سیمبر کی شکل بنو اور ہم سب فرشتے بنین اسکے بعد خواجہ کو دھوکا دیکر گرفتار کرین
سب نے اس راے کو پسند کیا کہ واقع مین خواجہ مبہوت ہو رہے ہین ضرور دھوکا کھا جاینگے یہ صلاح کرکے
سب عیار جانب صحرا روانہ ہوے اور رنگ و روغن عیاری لگاکر برق ثانی نے صورت اپنی ملکہ ماہ سیمبر

کی بنائی اور قبر پر ملکہ کی بٹھا قران ثانی وچالاک ثانی وغیرہ نے صورتین اپنی فرشتونکی بنائین اور رضوان بن
عمرو ایک فرشتے کی شکل بنکر طرف بارگاہ بہاران چمن قبا کے روانہ ہوا جسوقت زلف لیلائے شب تا بہ کمر
پہونچی طبل جنگ بج رہا تھا گشت طلایہ کا پھر رہا تھا چہار طرف آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند تھی رضوان
بن عمرو ونگاہون سے بچتا ہوا اپنے کو چُراتا ہوا تا بہ خیمہ بہاران چمن قبا پہونچا پشت خیمہ کی چاک کرکے دیکھا
کہ کچھ شمعین کافوری روشن ہین بالکل تخلیہ ہی اور بہاران چمن قبا اک تصویر اپنے سینے سے لگائے ہوے
رو رہے ہین رضوان نے کہا کہ بیشک یہ قبلہ و کعبہ ہین اور تصویر ملکہ ماہ سیمبر کی ہی بس پلٹ کر دروازہ بارگاہ کی
طرف آیا اور رخ ہوا کا دیکھ کر بیہوشی اڑائی کہ دربان جھومنے لگے خفیف سی بیہوشی طاری ہوئی رضوان جھک کے داخل
خیمہ ہوا اور سامنے پہونچ کر السلام علیک کی آواز دی بہاران چمن قبا نے گھبرا کر دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
پر دونون بازوون پر سامنے کھڑا ہی کہا تو کون جواب دیا کہ منم فرشتہ برزخ پوچھا کہ پھر مین تو زندہ ہون میرے
پاس تمھارا کیا کام ہی جواب دیا کہ ایک پیغام لایا ہون ہمکو سننے کہا کیا رضوان نے اک رقعہ پیش کیا بہاران چمن قبا اٹھ
بیٹھے رقعہ کو پڑھا ملکہ ماہ سیمبر کی طرف سے لکھا ہوا تھا کہ اے عمرو ثانی جبسے تم سے جدا ہوئی جو کچھ مجھپر گذر گئی سنا ہی
ہوگا قبر مین بھی چین سے اس دل بیقرار نے سونے نہ دیا بموجب شعر نہ جلا کے رو قبر پر رونے والے :: بدلنے
لگے کروٹین سونے والے :: افسوس کہ تم نے رسم فاتحہ خوانی بھی اٹھا دی اس اندھیری قبر مین ہر وقت
دم گھٹا کرتا ہی تم یہان بہاران چمن قبا نے بیٹھے ہو ہم ابتداے قبر جھیل رہے ہین بمشکل فرشتگان اعمال سے
اجازت لیکر آج بالاے قبر آئے ہین اگر بموجب مشہور کہ یک نظرے خوش گذرے منظور ہو تو ہمین آ کر دیکھ جاؤ
یہ عشق کیا بد بلا ہی عقل پر کیسے پردے ڈال دیتا ہی کہ عمرو ثانی ایسا مرد ہوشیار عیار طرار اور دھوکا کھا گیا یہ سمجھ
مین نہ آیا کہ فرشتگان اعمال کیسے ہین کہین فرشتے سامنے آتے ہین کہا کہ اے فرشتہ اعمال مجھے پاس ملکہ کے
لے چل رضوان نے کہا بہتر ہی اور آیا مین کس لیے ہون چلیے عمرو ثانی ساتھ رضوان کے چلے چلتے پوچھا کہ اے
نائب خداوند آپ کہان جاتے ہین بہاران چمن قبا نے کہا کچھ یا قدرت ہی فرشتہ قدرت میرے پاس آیا ہی
خداوند نخل سر سبد نے بلایا ہی مین آتا ہون کسی نے کہا کہ ہماری یہان اولاد کیون ہوئی ہماری طرف سے خداوند سے
سعی کیجیے گا کوئی کہتا تھا کہ ہمارے یہان لڑکا ہوتا ہی مگر جیتا نہین بہاران چمن قبا ہر ایک سے کہتے ہوئے
کہ اچھا تم اطمینان رکھو مطلب تمھارا ہوجائیگا ساتھ رضوان بن عمرو کے جو صورت فرشتہ قدرت کی بنا ہوا ہی
صحرا نین قبر پر آئے دیکھا کہ واقع مین ملکہ ماہ سیمبر کفن پہنے ہوے بیٹھی ہی کچھ فرشتے گرد و پیش جمع ہین کہتے
ہین کہ بس بہت دیر ہوئی اب چلو ملکہ ایک ایک کی منت کرنے لگی کہ کچھ دیر اور انتظار کرلو شاید وہ اب بھی
آجائین یہ رنگ دیکھ کر عمرو کا دل بھر آیا دوڑ کر ملکہ سے لپٹکر رونے لگے چالاک ثانی کو دل لگی سوجھی کہا بس
ہٹیے یہ اجازت نہین ہی کہ ملکہ سے لپٹے عمرو ثانی ایک ایک کی منت کرتا ہی یہانتک کہ فرشتون نے عمرو ثانی
کو بھی باندھا اور کہا بحقین زندہ در گور کرینگے جو مردے سے لپٹے اسکی یہی سزا ہی عمرو ثانی کہتا ہی کہ مجھے دل
سے منظور ہی اب اس زندگی سے مرنا بہتر ہی مگر ملکہ کی جدائی اب شاق ہی بموجب شعر یہ قصد ہی تجھے مانگون مین
حق سے روز جزا :: مزا تو ہو کہین سن لے اگر خدا میرا :: ان باتون پر عمرو کی تاب نہ آئی آخر کار سب عیار ہنس
پڑے اور منم منم کے نعرے ہوے ادھر چالاک ثانی نے نام اپنا ظاہر کیا ادھر قران ثانی نے کہا خلیفہ جی
یہ آپ کو کیا سوجھی کہ امر کو ایسے وقت صعب مین چھوڑ کر چلے گئے ادھر ملکہ ماہ سیمبر نے نعرہ کیا کہ منم برق

ثانی ابتو عمرو ثانی کے آئے ہوش گم ہوئے دل مین نہایت شرمندہ ہوے کہ عیارون نے مجھے بڑی مکاری
کی کہا یارو دیکھی تمنے ناانصافی امیر کی سب نے کہا کہ اب امیر کو آپ کی فرقت کا نہایت صدمہ ہی
عمرو ثانی نے کہا تو کیا مجھے باندھ کرے چلوگے سب نے کہا کہ کیا مجال ہمارے آپ افسر ہین لیکن یہ ضرور ہی
کہ جس طرح چلیے گا اسی طرح لے چلینگے عمرو ثانی نے کہا کہ تم لوگون نے سنا ہوگا کہ جب والد ماجد سے اور
صاحبقران اول سے بگڑی ہی تو سب عیار والد ماجد کی طرف تھے مین نے آپ صاحبون کو تکلیف نہین
دی اکیلے جو بن پڑا وہ کیا اب آپ لوگون کو یہ مناسب نہین ہی کہ مجھے اسیر کرکے اس ذلت و خواری سے
لے چلیے سب نے کہا کہ ہم امیر سے جاکر عرض کرتے ہین کوئی پہر رات اب باقی ہوگی کہ رضوان بن عمرو
خدمت امیر ثانی مین آیا اور عرض کی کہ اقبال صاحبقرانی سے پتا خواجہ کا لگایا بلکہ عیاری کرا کے صحرا مین
گرفتار کیا ہی مگر وہ کہتے ہین کہ جس دربار سے اس ذلت و خواری سے نکالے گئے اب کیا منھ لیکے جائین امیر ثانی نے
فرمایا کہ اپنے دوست کو لینے مین خود چلونگا دریاے عنایت و مروت جوش پر آیا اور ہمراہ رضوان کے صحرا مین
آئے عمرو ثانی نے جو امیر ثانی کو آتے دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹا رونے لگا امیر نے سر سینے سے لگایا
اور خود بھی رونے لگے اور فرمایا کہ خواجہ ہم بھی معاف کرنا مین تمھین نکالکر نہایت پشیمان ہوا عمرو ثانی نے عرض
کی کہ کیا مضائقہ ہی اکثر مالکون کا عتاب ملازمون پر ہوجایا کرتا ہی لیکن اے شہریار آئندہ سے خیال رہے
امیر نے فرمایا خواجہ تمھین مین برادر اپنا قوت بازو سمجھتا ہون کیا بھائیون بھائیون مین بدمزاجی نہین
ہوجاتی ہی عمرو ثانی نے عرض کی کہ آپ آقا ہین غرضکہ امیر نے عمرو سے کہا کہ اب لشکر مین چلو عمرو ثانی نے
عرض کی کہ اے شہریار اگر ارشاد ہو تو مین اپنا مال و اسباب بھی ان شجر پرستون مین سے جاکر لے آؤن ورنہ
جس وقت یہ حال کھلا کہ بہاران چمن قبا عمرو تھا مال میرا ضبط کرینگے پھر ملنا دشوار ہی امیر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ کیون
اے عمرو بیٹھ نہ رہنا مجھسے دغا نہ کرنا عمرو ثانی نے عرض کی ماسوا اسکے آپ کے سردار جو قید مین ہین انھین بھی چھڑانا
ہی امیر نے فرمایا بہتر ہی جاؤ غرضکہ امیر تو صحرا سے پھرکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے عمرو اپنی بارگاہ مین آیا
جال الیاسی مارکر تخت و تاج اور کل سامان شیشہ آلات وغیرہ سب تہ زنبیل کیا زندان خانہ مین جاکر سب
سردارون کو مع ہتکڑی بیڑی تہ زنبیل کرلیا اور نکلکر لشکر سے طرف فوج امیر کشورگیر کے روانہ ہوا یہان امیر منتظر
بیٹھے تھے کہ عمرو آکر پہونچا سردارون کو زنبیل سے نکال نکال کر قید سے رہا کیا ہر ایک نے امیر کو سلام کیا عمرو کو پہچانا
معلوم ہوا کہ بہاران چمن قبا خواجہ سلامت بنے ہوے تھے امیر نے کہا اے مرد عزیز اتنی بڑی بلا تو نے لاکر
مجھپر چھوڑی ہی کہ جسکا دفعیہ مشکل ہوگیا ہی عمرو نے عرض کی کہ یا امیر یہ لوگ اسی طرف آنے والے تھے مین عیاری
کرکے انکے ساتھ ہولیا اتنا قصوروار ہون لیکن طبل تو بج ہی رہا تھا طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا عمرو کو ساتھ
لیے ہوے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے بادشاہ نے جو عمرو کو دیکھا متحیر ہوکر فرمایا کہ ہائین خواجہ تم کہان
گئے تھے اور کب آئے عمرو نے عرض کی یہین حاضر تھا لیکن امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اے شہنشاہ بہاران چمن قبا آپ
ہی تھے یہ سنکر بادشاہ نے منھ پر رومال رکھا مسکرائے اور فرمایا کہ قیدیون کو کیا کیا عمرو نے عرض کی کہ ساتھ میرے
سب آئے ہین اتنے مین سب سردار بھی یکے بعد دیگرے حاضر حضور فیض گنجور ہونے لگے سردار ایرج کے ایرج
سے ملے نور الدہر کے افسران لشکر نور الدہر سے ملے اسی طرح ہر ملازم اپنے اپنے آقا سے ملا اب یہ سب

میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے وہان صبح کو خبر نونہال شاہ کو ہوئی کہ رات کو بہاران چمن قبا مع تخت و
تاج غائب ہو گئے بارگاہ لٹی پڑی ہی بلکہ قیدی تک زندان سے غائب ہین نونہال شاہ نے کہا معلوم ہوتا ہی
کوئی بے ادبی ہم لوگون سے ہوئی وہ خفا ہو کر خداوند کے پاس چلے گئے لیکن ایک آدھ مشیر و وزیر نے کہا کہ
نہین اگر خفا ہو کر جاتے تو قیدیون کو کیون لیجاتے معلوم ہوتا ہی کہ خداوند پاس قیدیون کو لے گئے ہین
اور ہم سب کی طرف سے سعی بھی کرنے گئے ہین کہ آپ کے بندزن نے یہ کام کیے جب اُن کا جی چاہے گا
پھر آجائینگے نونہال شاہ خاموش ہو رہا چونکہ طبل بج چکا تھا صبح کو مع لشکر میدان مین آیا آراستگی صفوف قتال
جدال ہونے لگی لیکن نظر نونہال شاہ کی عوجان دریاباری مرجان دریاباری وغیرہ پر پڑی متحیر ہو کر کہا کہ
ہائین قیدی تو سب آزاد ہین اپنے لشکر مین موجود ہین یہ کیا امر ہی مہتر شمیم اپنے عیار سے کہا کہ دریافت کرو
مہتر شمیم برائے دریافت حال روانہ ہوا یہ خبر پہلے ہی منتشر ہو چکی تھی شمیم نے بعد دریافت جا کر عرض کی کہ بہاران
چمن قبا کو میر کا عیار عمرو ثانی تھا وہی سب قیدیون کو لیکر خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہو گیا پہلے کچھ بگڑی ہوئی
تھی اب سنا ہی کہ ملاپ ہو گیا ہی یہ سنکر عوق بن بروج کہ کسی قدر تپ اسکی کم ہوتی تھی بعد بیمار ہونے کے آج
پہلے پہل پھر میدان کارزار مین آیا ہر اسنے کہا کہ کیا پروا ہی مین پھر سب کو اسیر کرونگا اور نونہال شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خداپرستان معلوم ہوا کہ تم لوگ بڑے مکار ہو عیارون سے
دوسرون کو ذلیل کرواتے ہو دیکھو تو کیسا عوض لیتا ہون اس امر کا جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ
نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی فرمایا سپرد پروردگار کیا لیکن شہریار
کا نکلنا تھا کہ رنگ رخ ایرج نوجوان کا متغیر ہو گیا کہ خدا بچائے اسکی ضرب سے شہریار کو کیونکہ ساڑھے تین ہزار
من کی چوب باندھتا ہی اہل اسلام مصروف دعا ہین لیکن شہریار گھوڑا دوڑا کر سامنے عوق کے آیا آواز دی
کہ باش او گبر لاضرب بہادری کی دکھیون تو مین بھی کہ تیری چوب کیسی ہی عوق نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے
شہریار نے کہا اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین یہ سنکر عوق نے چوبدست گران اٹھا کر تین بار سر پر چرخ دیکر وار کیا
شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایرج نوجوان نے خدا کو یاد کیا فلک کو دیکھا سب کے منہ سے
یہی نکلا کہ خدا بچائے لیکن چوبدست جو آکر پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا شہریار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا کمر مرکب کی ٹوٹی
شہریار تا بہ کمر زمین مین غرق ہو گیا پایان کو شکست ہوا ہر ایک یہ سمجھا کہ شہریار مارا گیا طیفور شیردل جھپٹ کر
قریب گرد کے آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار
بیہوش ہی رنگ رو متغیر ہی اور حریف یہ ارادہ قتل کھڑا ہی چاہا طیفور رتے کہ مالک کو اپنے اٹھا کر میدان سے
پھرے کہ عوق نے چوبدست سیدھی کی طیفور نے حقہ آتشبازی کھینچ مارا عوق چلا کر بھاگا طیفور شہریار کو
لیے ہوے میدان سے پھر الشکر امیر مین آیا شہریار کا یہ حال دیکھ کر ہر ایک پر انتشار طاری ہوا ایرج نوجوان
کے آنسو نکل آئے ابھی تک بہت سے سردار علیل ہین صرف دو ایک سردار باقی ہین جو میدان جنگ مین
آئے ہین لیکن عوق نے پھر نوہ کیا کہ ہی کوئی اور ایسا کہ نکلے اور مجھسے مقابلہ کرے کہ یکایک جانب دست راست
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے

اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ امان الٰہی و ضمانت رسالت پناہی مین دیا شہنشاہ گوہر کلاہ بار دگر پشت مرکب پر بیٹھ کر سلام کرکے میدان مین آئے عوق نے کہا کہ دیکھا تمنے کیا حال کیا مین نے ایک ضرب مین شہریار کا شہنشاہ نے کہا پھر کیا ہوا زخمی ہونا مرد کے واسطے عیب نہین لا ضرب بہادری کی عوق نے اُنپر بھی چوب ماری شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ تمام میدان جنگ بھر اگیا شہنشاہ کا دل ہلگیا کلیجے پر صدمہ پہونچا بیہوش ہو گئے اسنے آواز دی کہ زدم و بیت کردم عیار جھپٹ کر آیا عوق نے دوسری چوب اُٹھائی اُسنے بھی حقہ آتشبازی مارا کہ عوق بھاگا سامنے سے عیار شہنشاہ کو لیکر لشکر مین آیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ تمام فوج مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہے ایسے ایسے سرداروں کی یہ کیفیت ہوتی جاتی ہے کہ جو زور صاحبقرانی ہین سبکا دل ٹوٹ گیا کسی کی جرأت نہین پڑتی کہ یکا یک پھر جانب دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت مانگی فرمایا ہے بدیع الملک دیکھ رہے ہو کہ کیا حال تمھارے فرزند کا ہوا اور شہریار سا زبردست لیکن ایک ضرب نہ اُٹھا سکا بیہوش ہو گیا بدیع الملک نے عرض کی کہ اگر اقبال بادشاہی اوج پر ہے تو مارونگا اس ملعون کو اور اگر قضا ہے تو مارا جاؤنگا فرمایا خیر جاؤ سپرد خدا کیا بدیع الملک میدان مین آئے عوق نے بعد لاف زنی چوب ماری بدیع الملک نے چوب اسکی گرز پر روکی لیکن چوب جو گرز پر پڑتی ہے یہ معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا مرکب بدیع الملک کا مارا گیا ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا آنکھین بند ہو گئین شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے بدیع الملک کی آنکھ کھلی کہ گرد سے آواز دی کہ شعر تو ضربے زدی ضرب نوش کن ٭ پیہم شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ بندرہ سوہن کی ضرب کو سر پر تین بار چرخ دیکر وار کیا بھلا اُٹھا کر زسر عوق تک تو کہان تاب کہ محکمی نہ پہونچا عوق نے ہر چند گرز کو چوب پر روکا لیکن گرز پھسلتا ہوا آکر پاؤن پر پڑا کہ عوق لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے چوب دست ماری بدیع الملک نے پھر گرز پر وار روکا مگر تھرا ہٹ مین گرز جو کج ہوتا ہے چوب گرز سے پھسل کر زمین پر گری دھماکا ہوا کہ صدمہ قلب پر پہونچا بدیع الملک بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا بدیع الملک کو بغل مین ڈال کر لشکر مین لایا اُدھر عوق بھی بیکار ہو چکا تھا کہ ضرب شدید عمود بدیع الملک کی اُسکے پاؤن مین پہونچی تھی اتنا کہکر میدان سے پھر گیا کہ بالفعل میرے بھی ضرب آگئی ہے اب بعد صحت تم سب سے سمجھونگا کمشن میدان جنگ نے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اودھر امیر کشور گیر میدان جنگ سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حکما کو طلب کیا علاج شہریار و شہنشاہ و بدیع الملک کا ہونے لگا شب کو دربار برخاست ہو جسوقت صبح ہوئی بادشاہ اسلام دربار مین آکر تخت پر متمکن ہوئے اب انتظار صاحبقران نامدار کا ہے لیکن جو وقت حاضری صاحبقران کا متعین تھا اُس سے کئی ساعتین زیادہ گذر گئین لیکن امیر نہ آئے بلکہ سوا چالاک ثانی و لندھور ثانی کے کوئی سردار تک نہین آیا اب بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی عیارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا چالاک ثانی خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہوا دیکھا کہ امیر تپ مین بیہوش ہین عمرو ثانی مروحہ جنبانی کر رہا ہے مقبول بن مقبل تلوے سہلا رہا ہے یہ ماجرا چالاک ثانی نے بادشاہ اسلام سے بیان کیا اسیطرح جتنے عیار جس جس سردار کے خیمہ مین گئے اسکو شدت تپ مین بیہوش پایا عجب طرح کی یہ ہوا چلی کہ دشمن قوی سے سامنا اور ہر سردار پر مرض کا غلبہ نہایت پریشانی ہے متواتر خبرین خدمت شاہی مین چلی آتی ہین کسی عیار نے آکر عرض کی کہ ہم رب ذلاور کو دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین بالکل ہاتھ پاؤن سرد ہین بدن گرم ہے غفلت طاری ہے

کسی نے آکر بیان کیا کہ ایرج نوجوان تپ محرقہ مین گرفتار ہین کسی نے کہا کہ نورالدہر درد گردہ مین مبتلا ہین اسی
طرح ہر سردار کے مریض ہونے کی خبر آئی بادشاہ اسلام نے دربار خلاف وقت برخاست کر دیا جب ہی لوگ نہین
کہ جیسے دربار ہے تو دربار کیسا عجب طرح کا وقت پریشانی آپڑا ہے کہ پانچ ہزار پانچ سو چھپن تلوریا بیمار ہے اور فوجون کے
ہجوم ہین لشکرون کی کثرت ہے کفار باہم مشورہ کر رہے ہین کہ اس سے بڑھکر موقع نہ ملے گا لیکن بادشاہ اسلام
برائے عیادت امیر عالی مقام تشریف لائے اسوقت امیر کو کچھ ہوش آیا ہے بادشاہ نے مزاج پرسی کی امیر
اٹھ بیٹھے اور عرض کی کہ اقبال شاہی سے اچھا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ دشمنون کی چڑھائی اور تمام لشکر کی یہ
حالت آپکی یہ کیفیت اگر لاجوردشاہ یا نونہال شاہ کسی نے طبل جنگ بجوا دیا تو کیا ہوگا کون مقابلہ کریگا امیر
نے فرمایا کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو اسی حالت مین مارونگا اور قتل کرونگا کفار کو اور اگر مدت عمر تمام ہو چکی ہے
اور انتہا میری صاحبقرانی کی یہین تک ہے تو خیر جو مرضی پروردگار بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوتی ہے
کہ ایک نامہ امیر با توقیر صاحبقران اول اپنے والد ماجد کو تحریر فرمایئے کہ یہان یہ کیفیت ہے مین اس صاحبقرانی سے
باز آیا بعد آپکے تشریف لیجانے کے وہ مصیبتین ہمپر پڑ رہی ہین کہ بیان سے باہر ہے امیر نے رائے پسند کی اور
دبیر کو بلوا کر اُسی وقت نامہ تحریر کیا اور عمرو ثانی کو دیکر ارشاد کیا کہ خواجہ اگرچہ اسوقت مین فرقت تمھاری خاطر
پر نہایت شاق ہے لیکن سوا تمھارے یہ کام دوسرا نہین کر سکتا سنا ہے کہ تمھارے والد خواجہ عمرو بن امیہ عیار نے
بیابان جبل القمر کی راہ کو جو انتہا کی مخدوش تھی کوئی سال بھر سے کم مین نہ طے کر سکتا تھا اُسے ایکماہ مین انھون
نے طے کیا تھا اور بگا ولنگی گا وسوار سے شرط جیتی تھی لہذا یہ وقت تمھاری تیز رویٔ کے امتحان کا ہے عمرو ثانی
نے عرض کی کہ اے آقائے نامدار مین آنکھون سے یہ خدمت بجا لاؤنگا اور نامہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے یہان
شام کو کفار نے مشورہ کرکے طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ لشکر لاجوردشاہ مین طبل جنگ
بجا ہے فرمایا کہ رضینا بالقضا اور خود بھی طبل جنگ بجوا دیا اب ساری بارگاہ سلیمانی خالی ہے دنگلون پر سرداران
کی جگہ غاشیے پڑے ہوئے ہین ایک سناٹا ہے تخت پر بادشاہ اسلام ہین داہنی جانب تمام صف خالی ہے فقط
لندھور ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے ہین بائین جانب کی بھی پوری صف خالی ہے صرف مالک ثانی اپنے دنگل پر
بیٹھے ہین بارہ بجے شب کو دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرام گاہ مین تشریف لائے چھپرکھٹ پر لیٹے مگر
نیند کہان آتی ہے انتہا کی تشویش ہے اختر شماری کر رہے ہین کروٹین بدل رہے ہین کہ یکایک سفیدہ سحری
نمایان ہوا بادشاہ اسلام نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا تخت شاہی برآمد ہوا دیکھا کہ لندھور و مالک حاضر
ہین بادشاہ اسلام پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون مین آج دو سوارون کو لیکر میدان مین تشریف
لائے ہین گو فوج فراوان ہمراہ ہے لیکن تخمینًا طرح کہ لشکر نورالدہر مگر سردار لشکر نہین فوج بدیع الزمان ہے
مگر خود بدیع الزمان نہین سپاہ ایرج نوجوان ہے مگر بغیر ایرج دل اہل لشکر کے ٹوٹے ہوئے ہین آج ساری
فوج کا انتظام دو سپہ سالارون پر موقوف ہے اُدھر لاجوردشاہ تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا ہے اسکے ساتھ تیس لاکھ
سوار و پیادون کی جمعیت شکا وہ آہن کلاہ سیاہ فام ساتھ صماصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و صلصال
بن صلصال و مریخ ستارہ چشم و خونخوار مریخ پیشانی اور سرداران نامی و گرامی ہمراہ ہین فوج مانند سمندر
کے موجین مارتی ہوئی آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئی کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نعرہ لگا کر چلے
گئے ہین کہ یکایک مریخ ستارہ چشم گردن اپنا بڑھا کر سامنے تخت لاجوردشاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی

کہا جاؤ مین نے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا مریخ ستارہ چشم بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا
اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے کہ خداوند نے تمھین کیسی بلاے عظیم مین مبتلا کیا لہذا اب بھی بہتر و مناسب
یہہ کہ حاضر خدمت خداوندی ہو کر سجدہ کرو ورنہ اس مرض سے اول تو نجات پانا دشوار ہے ورنہ میرے ہاتھ
سے مارے جاؤگے یہ سُنا تھا کہ مالک ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا حافظ حقیقی تمھین
بافتح وفیروزی واپس لائے مالک ثانی سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے مریخ کے آیا مریخ نے نیزہ مارا
مالک نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے مریخ کے نکالدیا مریخ نے غصہ مین آکر تلوار ماری مالک نے
وار اُس کا سپر پر روکا اور اپنا وار کیا مریخ نے بھی سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار جو مالک کی پڑتی
ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خانہ خود سے گذرتی ہوئی سر پر پہنچی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا
تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جوسر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی مالک نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے
اور کسی کو بھیجو لوگ مریخ کو اٹھا لیگئے یہ حال دیکھ کر خونخوار مریخ پیشانی لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان
جنگاہ مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مالک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا خونخوار نے تلوار ماری مالک
نے چاہا کہ دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیجیے کہ حسب اتفاق گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ خونخوار کا سر پر بیٹھا
تا دو ابرو اتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا لیکن واہ رہی جرات مالک کی کہ وہین سے سنبھلکر
جو تیغہ مارا خونخوار نے بھی سپر بلند کی لیکن یہ سپر مانند گردہ نان کے کٹی اور سر پر خونخوار کے بھی چار انگل کا زخم
آیا یہ پہلوان بھی زبردست ہے دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی اور جھپٹ کر ہاتھ جنیو کا مارا مالک نے سپر سے وار
اُسکا روکیا لیکن اوچھا سا زخم آگیا بس وہین سے پلٹ کر کمر کا ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے لشکر
اسلام سے آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مالک میدان سے پھرے کفار طبل بازگشت بجوا کر لاش خونخوار کی لیکر
میدان سے پھر گئے بادشاہ اسلام مالک پر سے زر نثار کرتے ہوے پلٹے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی کوس حربی بجا رات بیداری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آکر صف آرا ہوئے آج شنگاوہ آہن کلاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا فوج اسلام سے جانشین امیر ثانی
یعنی لندھاوہ بن لندھور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل شنگاوہ ہوے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی لندھاوہ نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے ڈیڑھ سو طعن مین نکالا اس شنگاوہ پر غیظ و غضب طاری ہوا
آواز دی کہ او مہوی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر مین نے سُنا ہے کہ تو لشکر امیر مین صاحبقران
گرز کہلاتا ہے یہ کہکر گرز گران سنگ سر پر چرخ دیکر وار کیا لندھور ثانی نے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن
گرز شنگاوہ جو سر گرز لندھاوہ پر پڑا تا بہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہو گیا تتق گرد بلند ہوا شنگاوہ نہایت زبردست پہلوان ہے بہت بڑا گرز باندھتا ہے نعرہ کیا کہ زدم بست
کردم یہ صدا کان مین لندھاوہ کے پہونچی نکلکر گرد سے آواز دی کہ زدی و کرامت کردی حریف تیرا مین
موجود ہون یہ سننا تھا کہ جھپٹ کر شنگاوہ نے دوسرا وار کیا لندھاوہ نے پھر گرز پر روکا یہانتک کہ تیسرے
وار مین کمر مرکب لندھاوہ کی شکستہ ہوئی لندھاوہ گھوڑے سے کود کر تلوار کھینچکر جھپٹے کہ مین بھی رکب کو اُسکے
پٹک ڈالون کہ یکایک شنگاوہ گھوڑے سے کود پڑا لندھاوہ تلوار پھینک کر شنگاوہ سے لپٹ پڑا گریبانون

مین ہاتھ پڑ گئے کشتی ہونے لگی سرداران فوج کفار قریب سے تماشا دیکھنے لگے ادھر تخت بادشاہ اسلام کا قریب لا کر رکھا گیا کشتی ہو رہی ہی جب شنگاوہ لندھاوہ کو پکڑ لاتا ہی لندھاوہ نکل جاتے ہین اور جب لندھاوہ شنگاوہ کو پکڑ لاتے ہین یہ بھی صاف نکل جاتا ہی کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا اسی ہنگام مین شام ہو گئی دونون طرف سے دو کاسہ شیر آئے دونون نے پیے روشنی لا لا کر رکھی گئی پھر دونون مصروف تلاش ہوئے وہ دودھ پسینے کے راستے بہا بہا دیا صبح ہو گئی اور فیصلہ نہوا پھر دن تمام ہوا لیکن دونون کی وہی کیفیت ہی کہ اب تیسرا روز ہی حسب اتفاق لندھاوہ شنگاوہ کو ریلتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ پانون شنگاوہ کا موشخانہ مین جا رہا اوپر سے لندھاوہ نے ہکا جو مارا چینی گھٹنے کی اکھڑ گئی شنگاوہ کا رنگ زرد ہو گیا لندھاوہ نے کہا ہی پہلوان یہ کیا حالت ہی شنگاوہ نے کہا ہی لندھاوہ میرا گھٹنا ٹوٹ گیا ہی لندھاوہ نے شنگاوہ کو چھوڑ دیا کفار شنگاوہ کو اٹھا کر میدان سے پھرے ادھر بادشاہ با توقیر و جہانگیر مع لندھاوہ میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہان کفار شنگاوہ کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین پہونچے لیکن آج صلصال نے کہا کہ خداوند آخر مین کس واسطے ہون کل میرے نام پر طبل جنگ بجے اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا

خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر با توقیر مع عمرو بن حمزہ یونانی و لندھور و خواجہ عمرو گورستان ملکہ مین بیٹھے ہین قبرون پر فاتحہ پڑھ رہے ہین کہ یکا یک سامنے سے عمرو ثانی بھی نمودار ہوا امیر کو اور عمرو کو جھک جھک کر مجرا کیا عمرو بن حمزہ اور لندھور کی خدمت مین تسلیم بجا لایا امیر نے پوچھا کہ لشکر مین خیریت تو ہی عمرو ثانی نے نامہ نکال کر دیا اور عرض کیا کہ اس خط کے دیکھنے سے سب حال حضور پر روشن ہو جائیگا امیر نے نامہ پڑھا تحریر تھا امیر ثانی کی طرف سے کہ اے قبلۂ دینی و کعبۂ دنیوی واقع مین صاحبقرانی وہ بار عظیم ہی کہ جسکا اٹھانا آپ ہی کا کام تھا جب سے آپ خانۂ کعبہ مین جا کر قیام پذیر ہوئے انواع اقسام کی مصیبتین کو پیش ہوئین سب کو اس خادم نے انگیز کیا لیکن ایسا وقت کبھی نہ پڑا تھا کہ جو کیفیت آجکل گذر رہی ہی لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے خروج کیا ہی ساتھ اسکے بہت سے پہلوان اور کئی ساحر بھی ہین لیکن ابھی تک تو جنگ پہلوانون سے ہو رہی ہی ساحرون کی نوبت نہین آئی ہی ادھر تو نہال شاہ سنجر پرست آیا ہوا ہی کہ اسکے ساتھ دو سردار عوق بن براج و عنق بن برموج ہین کہ ساڑھے تین ہزار من کی چوبدست باندھتے ہین رستم ثانی کا پتہ نہین بدیع الملک سا بہادر تاب ضرب نہ لا سکا اور ایک ہی وار روکنے مین بیہوش ہو گیا مجکو تپ نے گھیرا ہی اور پانچ ہزار پانسو پچپن سردار بیمار ہین کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہی اور کفار برابر طبل جنگ بجوائے جاتے ہین لہذا مین اس صاحبقرانی سے باز آیا تو آپ آکر عہدۂ صاحبقرانی مجھ سے نکال لیجیے یا کسی کو برائے اعانت روانہ فرمائیے ورنہ ایک ہی آدھ روز مین کام لشکر کا تمام ہوا چاہتا ہی اور دین خدا پرستی نیست و نابود ہوا چاہتا ہی عوق بن براج و عنق بن برموج کے بھی بیمار ہو جانے کی وجہ سے خرابی ہی اگر یہ دونون ملعون صحت پا گئے تو یقین ہی ایک ہی روز مین ہم عرصۂ حیات کو تنگ کر دینگے یہ نامہ جو امیر نے پڑھا لندھور اور عمر بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ غلام کس واسطے ہین امیر نے فرمایا کہ ایسے وقت مین میرا چلنا ہی ضرور ہی یہ فرما کر صاحبقران عالیشان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت کوچ کر کے

طرف بیابان جنگ کے روانہ ہوے ساتھ امیر کے کچھ فوج عمرو بن حمزہ کی اور کچھ لشکر لندھور کا ہے اب دیکھیے یہ کسوقت پہونچتے ہین

اب چند کلمے شہر صندل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعض راویون نے خبر دی ہے کہ یہ شہر صندل وہی ہے جسکو شیرویہ بن حمزہ نے آکر خالی کیا تھا لیکن بعد مارے جانے صندل شاہ اور رواج پانے دین خدا پرستی کے یہ خبر صندلان شاہ جادو مالک طلسم صندل کو پہونچی اسنے ابلیس خود پسند کو طلب کرکے حکم دیا کہ جاؤ اور شہر صندل کو خدا پرستون سے چھین کر دین تمثالیہ کو رواج دو ابلیس خود پسند بموجب حکم صندلان شاہ ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا اور آکر حاکم شہر کو اسنے قتل کیا اور خدا پرستونکو جان سے مار شہر سے نکالدیا مسجدین ڈھا دین تبخانون کی بنا ڈالی کافور شاہ کو یہان کا بادشاہ کیا اور چند ساحرونکو چھوڑکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوگیا تھا لیکن جسوقت دخلہ رستم ثانی کا طلسم صندل مین ہوا اور حالت یہانکی مخدوش ہوئی تو اسنے ایک نامہ گرشاسپ گرد کو لکھا کہ تمھین لازم ہے کہ سکونت اپنے قصبہ کی چھوڑکر رہنا شہر صندل مین اختیار کرو کہ حکم بادشاہ کا یہی ہے اور اگر کوئی غنیم چڑھ آئے تو اس سے مقابلہ کرنا اور ایک نامہ اسی مضمون کا فیروزہ تیغزن کو کہ شہنشاہ مازندران کہلاتا ہے تحریر کیا کہ تم بھی سکونت شہر مازندران کو ترک کرو اور رہنا شہر صندل کا اختیار کرو فیروزہ تیغزن پسر شیرویہ بن حمزہ ہے نہایت زبردست ہے لیکن اس نے پرورش جو کفار مین پائی ہے تو اپنے باپ دادا کے دین و مذہب سے آگاہ نہین ہے اور ایک نامہ سہراب بن لندھور کو تحریر کیا جس زمانے مین دیونی لندھور پر عاشق ہوئی ہے اور وصل اُس سے ہوا تو سہراب پیدا ہوا اسنے بھی بسبب اس کے کہ پرورش کفار مین پائی ہے یہ بھی کافر ہے ان سب کا حال بر وقت گذارش کیا جاے گا اور ایک نامہ ابلیس خود پسند نے بنام لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو روانہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ مین نے سنا ہے آپ لوگ خدا پرستون سے جنگ کر رہے ہین لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم آپ ملکر لڑین تو اور بہتر ہوگا آپ طرف شہر صندل کے چلے آئیے اگر خداپرستون کو آپ سے دشمنی ہے اور وہ تعاقب کرینگے تو یہان آکر سمجھا جائیگا اب دیکھا چاہیے کہ یہ نامہ کسوقت پہونچتا ہے

لیکن پھر یہانسے چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صلصال نے طبل اپنے نام پر بجوایا تھا جب صبح ہوئی اور دونون لشکر معرکہ آرا ہے نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نجیب ویکر نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے صلصال نے مرکب اپنا نکالا اور لاجورد شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام نہایت متردد تھے کہ اب سوا لندھاوہ کے اور کوئی نہین ہے جو لڑے مالک بھی زخمی ہو چکے ہین مگر پٹی زخم سر پر چڑھی ہوئی ساتھ بادشاہ کے میدان مین آئے ہین اس طرف سے لندھور ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ جاؤ امان پروردگار مین دیا ہے لندھور سلام کرکے بارہ دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آئے صلصال نے نیزہ مارا لندھور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے صلصال کے نکال دیا صلصال نے خفیف ہوکر آواز دی کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا خبر کچھ پرواہ نہین نیزہ بازی گرز بازی خلال بازی حمال بازی تیغ بازی رہتہ بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا صلصال نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو لندھور کی پڑتی ہی سپر کو مانند گردہ نان کے دو کرتی ہوئی خود پر پہنچی جھٹکا مارا خود کٹا لیکن سر پر خط بھی نہ پڑا لندھور متعجب ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی صلصال نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور دوسرا وار کیا لندھور نے وہ بھی وار رد کرکے کمر کا ہاتھ مارا کہ پورا بیٹھا بند کمر کٹا لیکن جسم پر خط تک نہ پڑا اتبو لندھور کے حواس باختہ ہوے کہ پروردگار یہ کیا معاملہ ہی کیا صلصال بھی مثل افلاک کے روئین تن ہو گیا کہ تلوار کام نہین کرتی کہانتک بیان کیا جائے کہ تا بہ شام جنگ رہی آخر کار لندھور ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوے شام ہو چکی تھی دن نہ تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے بادشاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوے صلصال نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا پھر دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی آج بادشاہ اسلام کو نہایت تردد ہی کہ کل کون مقابلہ کریگا لیکن تکیہ پروردگار پر کرکے دربار برخاست کیا آرام گاہ مین آکر سو رہے جسوقت سیاہی شب دور ہوئی اور سفیدی سحر نمودار ہوئی وقت نماز سحر تھا بادشاہ اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہوے یہ خبر امیر کشور گیر کو پہونچی کہ آج تنہا بادشاہ میدان جنگ کو تشریف لیگئے ہین امیر اُسی حالت مین مرکب سر چشمی اپنا طلب کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوے یہان صف بندیان ہو رہی ہین کہ امیر پہونچے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ اس حال سے کیون تشریف لائے فرمایا امیر نے کہ مین نے سنا ہی کہ آپ تنہا تشریف لائے ہین اسوجہ سے مین خود چلا آیا لیکن امیر کے پہونچنے کی خبر جو پھیلی ہر جتنے سردار مبتلاے تپ تھے سب نے مرکب طلب کیے اور مرکب پر بیٹھ بیٹھ کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اب جو دیکھا بادشاہ اسلام نے تو سردار آنے لگے نور الدہر و ایرج و قمہور و تورج و خورشید یہانتک کہ کوئی ڈیڑھ ہزار سردار جنھین ہوش تھا وہ سب آکر حاضر ہوے اور جنپر غفلت طاری تھی وہ نہ آئے بادشاہ اسلام ایک ایک کو منع فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین میدان جنگ مین آنا خلاف عقل و مصلحت ہی لیکن کوئی نہین مانتا ہر ایک یہ عرض کرتا ہی کہ اے شاہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہماری زندگی مین آپ تنہا میدان کارزار مین تشریف لائین اور خود مقابلہ کیجیے عجب تہلکہ برپا تھا کہ یکایک صلصال نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت جنگ مانگی لاجورد شاہ نے کہا اے خان اعظم اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ یہ سب مبتلاے بلا ہین کوئی اس لائق نہین ہی کہ مقابلہ کرسکے جو آئیگا یا گرفتار ہوگا یا مارا جائیگا صلصال بعد اجازت لینے کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف شاہزادہ ایرج نوجوان نے مرکب کی باگ لی تمام علم لشکر ایرج نوجوان کے جلوہ گری پر آئے ایرج گھوڑے کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے گرشاسپ جہان کیونکر تمھین اجازت دون اس علالت مین کیونکر مقابلہ کروگے دوسرے یہ کہ صلصال نہین معلوم روئین تن ہو گیا ہی کیا آفت ہی کہ کل کے مقابلہ مین لندھور نے اسکے مار ڈالنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر تلوار نے بال بھر بھی نہ کاٹا ہان شاید اگر نوبت کشتی کی آجائے تو کچھ کام چلے ایرج نے عرض کی کہ انشاء اللہ اقبال شاہی سے جاکر ابھی باندھے لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی

نگہبان ہے ایرج نوجوان بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے بعزم نگاورزی مرکب کو جولان کیا ادھر
صلصال نے اپنے گھوڑے کی باگ لی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو لکہ ابر ملکر گرجنے لگے لیکن مرکب
صلصال سات قدم اور مرکب ایرج ساڑھے تین قدم حسب عادت پیچھے ہٹا صلصال نے کہا کہ
نیزہ بازی تو تم خدا پرستون سے بیکار رہی لیکن ہان تلوار کے گھاٹ سب برابر ہین یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی
اور سر ایرج پر وار کیا ایرج نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تلوار کا مارا صلصال نے سپر کو
اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار ایرج کی برق تابندہ سی سپر کو دو کر کے پیمانہ خود سے مثل بادہ تند کے
گذرتی ہوئی سر پر پہنچی مگر رک گئی آگے نہ بڑھی ایرج نے جھٹکا مارا تلوار جھن سے نکل آئی مگر خط تک سر
صلصال پر نہ پڑا ایرج نے دل مین خیال کیا کہ اتنا بڑا ہاتھ تلوار کا تو نے مارا اور پھر یہ ملعون بچ گیا زخمی
تک نہوا بیشک کوئی اسرار ہے لیکن صلصال نے دوسرا وار کیا ابکی بار ایرج نے دھار تلوار کی بچا کر بند
دست پکڑ لیا صلصال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگردن کی تاب نہ لا سکے
بیٹھ بیٹھ گئے دونون مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر افسران فوج گھوڑے دوڑا دوڑا کر قریب
آگئے تماشائی زور کشمکش دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش ہین جب ایرج نوجوان صلصال کے
بازو پکڑ کر دوڑ لیجاتا ہے اور جھٹکا مارتا ہے دونون گھٹنے زمین سے ملجاتے ہین مگر جو چاہے کہ اٹھائے ممکن نہین
بلکہ جتنا ایرج دوڑ لیجاتے ہین اتنا ہی صلصال بھی دوڑ لیجاتا ہے ایرج کو سنبھلنا دشوار ہوجاتا ہے یہ
حال دیکھکر سب متحیر ہین کہ کیا قوت بھی اسکی بڑھ گئی ہے لیکن نظر شاپور شیر دل کی ہیکل پر پڑی سامنے ایرج
کے آکر اشارہ کیا کہ اے شہریار ہیکل گلے سے کھینچ لیجیے ایرج سمجھ گیا کہ یہ کچھ فتور اسی ہیکل کا معلوم ہوتا ہے
بس اُسی وقت ہیکل پکڑ کر جو جھٹکا مارا ڈورا ہیکل کا ٹوٹ گیا ایرج نے ہیکل توڑکر پھینکدی اور کمر زنجیر
کا بند پکڑ کر اب جو جھٹکا مارا اسے اٹھا لیا مگر ساتھ ہی بجلی کڑکی اور کڑک کر ابر جو گرتی ہے صلصال اور
ہیکل کو لیے ہوے بالا ہوا روانہ ہوگئی ایرج دیکھ کر رہگیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے لیکن اس علالت مین جو آج ان سب نے میدان جنگ تین آنے کی زحمت کی شب کو پھر سب
سردار مع امیر ثانی نامدار تپ شدید مین مبتلا ہو گئے بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین لاجورد شاہ
نے آج طبل جنگ نہین بجوایا یہ تو بانتظار صلصال بیٹھا ہے لیکن عوق بن برزج نے غسل صحت کیا اور
عنق بھائی اسکا بھی اچھا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا تو نہال شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوایئے اگرچہ خداوند نخل
سر سبد نے توکل ہی ان خدا پرستون کا کام تمام کر دینگے اسی وقت نہال شاہ نے طبل جنگ بجوا دیا نقارہ
رزمی پر چوب پڑی اور آوازہ نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین
حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ کیا کرین کیا نہ کرین مجبور و ناچار تکیہ
اعانت پروردگار پر کر کے ارشاد کیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دیتا یہ دربانی طبل جنگی بجے بوقت
نقارہ سلیمانی پر چوب پڑی تیاری جنگ ہونے لگی

لیکن اب دو کلمے داستان صلصال کے بیان ہوتے ہین

کہ اسکو جو پنجہ لیکر اڑا ایک کوہ پر لاکر اتارا آنکھ کھلی سامنے تمامہ جادو کو دیکھا کہا واقع مین دادی اماں آپ
نہایت خیال رکھتی ہین اگر اسوقت مین خبر نہ لیتین تو ایرج نے کام میرا تمام کر دیا ہوتا ہیکل جو اسنے کھینچ لی

لی تھی شمامہ جادو نے کہا کہ بیوقوف ایسی چیز کو کوئی اس طرح پہنتا ہی کہ دشمن دیکھ لے زنجیر فولادی مین یہ ہیکل
گنددھوا کر پہین اور اوپر سے اسکے زرہ چارآئنہ وغیرہ لگالے کہ ہاتھ دشمن کا نہ پہونچ سکے صلصال نے
کہا اب ایسا ہی ہوگا شمامہ جادو نے کہا کہ بہت دن ہوے کہ تو نے وصل سے دل پیر آشاد نہین کیا ہی لہذا
تین چار روز میرے پاس رہ بعد اسکے چلا جانا اور یہ دوا ایک روز تجھ پر سخت بھی ہین اگر جائیگا تو پھر کسی
نہ کسی بلا مین مبتلا ہوجائیگا یہ کہکر صلصال کو ہمراہ لیے ہوے چاہ بابل پر آئی اپنے نہان لائی صحبت عیش
آراستہ کی جام شراب ناب گردش مین آیا شب کو شمامہ جادو نے صلصال سے منھ کالا کروایا اور بعد
تین چار روز کے کچھ لوگ ساتھ کرکے طرف بیابان جنگ مثلث کے روانہ کردیا اب دیکھا چاہیے کہ یہ کسوقت پہونچتا ہی

لیکن پھر داستان جنگ عوق بن برقج بالشکر اسلام بیان کی جاتی ہی

کہ طبل جنگ بج رہا ہی یہانتک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے
چلے لوگ انگڑائیان لے لیکر اپنے اپنے بستر خواب سے اُٹھے اہل اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا کفار
سنکھ پھونکتے ہوے ڈھیر وبجاتے ہوئے بت پرستی کے رسوم ادا کرکے میدان جنگ مین آئے صف بندیان
ہونے لگین ایک طرف لاجورد شاہ مع سرداران ذیجاہ وسپاہ میدان جنگاہ مین صف آرا ہی ایک سمت
نوبہال شاہ مع لشکر بسیار وفوج جرار معرکہ آرا ہے نبرد ہی عوق وعنق ایسے سردار ساتھ ہین کہ جنکے سر
آسمان سے ملے ہوے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو بغل مین داب کرے بھاگتے ہین اس طرف صرف
بادشاہ اسلام تخت پر ہین اور کوئی سردار گرد وپیش نہین ہی ہان فوج تو بے انتہا ساتھ ہی مگر اس قابل
کون ہی کہ عوق سے مقابلہ کرے یکایک عوق بن برقج سامنے تخت نوبہال شاہ کے آیا اجازت
جنگ مانگی نوبہال شاہ نے کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند تخل سرسبد کے عوق میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ خدا پرستان خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ آج تم سب کو مٹانے آیا ہون جسکو تمنا ے مرگ ہو وہ آئے میرے
مقابلے کو اور جسے خوف جان ہو وہ چلا جائے اور اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ کہکر اسنے بڑھنے
کا قصد کیا تھا کہ بادشاہ اسلام نے تخت زمین پر رکھوا دیا مرکب طلب کیا آج سردارون کو اتنا ہوش بھی نہین
ہی کہ میدان جنگ مین کیا ہو رہا ہی ادھر مخدرات عصمت مین خبر پہونچی ہی کہ سب سردار مع امیر علیہ الرحمۃ
بیمار ہین اور دشمنون کی چڑھائی ہی آخر کو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ جاتے ہین عورتون مین حشر
برپا ہی بالون کو کھولے صحن خانہ مین کھڑی دعا کر رہی ہین کہ ای کس بیکسان وای والی غریبان ای دادرس
ہماری داد کو پہونچ وہان بادشاہ اسلام مرکب طلب کرکے چاہتے ہین کہ تخت سے اُتر کر مرکب پر سوار
ہون فوج مین تہلکہ برپا ہی کہ یکایک ازیرہ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد
برآسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران ہوے کہ کون آتا ہی کسکی کمک آئی کہ یکایک ہوا نے
مار اگرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اسی علم نشانہ اسی ہزار سوار کا پیدا ہوا
ہر کارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جسوقت علمہاے سبز وسرخ قریب آگئے دیکھا کہ پھریرے پر ہر
علم کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم ہی ادھر عیار نے خبر دی کہ عوق میدان مین کھڑا نعرے مار رہا
ہی اور لشکر اسلام مین کسی سردار کو اتنا ہوش نہین کہ کچھ سن سکے یا سمجھ سکے بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ
جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ لندھور نے فیل اپنا بڑھایا یا فیل میمون مبارک نہین ہی بلکہ کوئی دوسرا

فیل ہی کیونکہ جیسے لندھور امیر سے رخصت ہو کر ہندوستان مین تشریف لیگئے فیل میمون مبارک پر
سوار ہونا چھوڑ دیا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ امیر کشورگیر صاحب جہار شمشیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران عالیشان تشریف لاکے بادشاہ براے استقبال کسکو رواکرتے صرف شاہان ہفت کشور پیشوائی
کو گئے اور امیر کو لیکر خدمت بادشاہ مین آئے لیکن لندھور پہلے ہی ارادہ میدان کا کرچکے تھے سامنے
عوق کے آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے کہا کہ واقع مین ہاتھ پانون تیرے ان سب سے
زبردست معلوم ہوتے ہین مگر تو اپنا حوصلہ نکال لے لندھور نے کہا کہ نہین جانتا کہ یہ دستور اہل اسلام
کا نہین ہی ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین عوق نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تجھے بھی تیری اجل یہانتک کھینچ کر
لائی تیری تقدیر مین مرنا سب کے ساتھ بدا تھا یہ کہکر چوبدست اٹھائی اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہہ
کر وار کیا لندھور نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اور قد و قامت کو
عوق کے خیال کیا جی مین کہا کہ خدا بچائے لندھور کو مگر ضرب چوب جو گرز پر پڑتی ہی تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا فیل لندھور کا مارا گیا لندھور نے چوب
روک تو لی مگر دھمک سینہ پر پہونچی اور لندھور بیہوش ہو گئے ہاتھ کانپے چوبدست گرز سے پھسل کر کونے
پر آئی کولہ لندھور کا شکستہ ہو گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دوست کی لینے خبر لو دیکھو تو کیا حال ہوا
لندھور کا ادھر عوق نے نعرہ کیا کر زدم و پست کردم عمرو روانہ ہوے اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد
کے در آئے پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا لندھور کو بیہوش پایا عمرو نے اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ عوق چوب
پکڑ کر جھپٹا عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا عوق بھاگا عمرو نے لندھور کو اٹھا لیا لیکن عمرو بن حمزہ یونانی
نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ اب مجھے بھی اجازت ہو بادشاہ اسلام نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہی دہی فتحیاب
کرے عمرو بن حمزہ مرکب کو چمکا کر میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے جھپٹ کر
چوب ماری عمرو بن حمزہ نے برابر ہو کر دستۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ عوق بن برقوج
آگے کو جھکا عمرو بن حمزہ نے ایک ایسا کھینچ کیا کہ عوق زمین پر گرا بس کود کر چھاتی پر سر گردن سے
کھینچ لیا ہر طرف سے صداے مرحبا بلند ہوئی سلیمان اعظم کو اسوقت کسی قدر تپ نے مہلت دی تھی
کہ یہ بھی میدان مین کھڑے تھے جسوقت دیکھا انھون نے کس جرأت کے ساتھ عمرو بن حمزہ نے
عوق کی چوبدست ہاتھون پر روکی اور جست کر کے دھڑ سے سر کھینچ لیا جوش محبت مین دوڑ پڑے لیکن
قریب ہو کر جو دیکھا عمرو بن حمزہ کو خون کی قے آئی اور سر سینہ پر عوق کے رکھدیا سلیمان اعظم سر پیٹنے
لگے لیکن عنق نے جو دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا چوبدست پکڑ کر دوڑا کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کرون
بلکہ قریب ہو کر چوبدست اٹھائی کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کرون کہ سلیمان اعظم قریب کھڑے تھے جھپٹ
کر تلوار ماری کہ عنق کے دو ٹکڑے ہوے لاش جو گری یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا لیکن حال
عمرو بن حمزہ کا غیر ہو گیا یہ حال دیکھ کر امیر دوڑ پڑے آکر عمرو بن حمزہ کو اٹھایا دیکھا کہ رمق جان
باقی ہی روتے ہوے میدان سے پھرے ادھر نوبہال شاہ جرأت عمرو بن حمزہ پر وجد کر رہا تھا
یہان تک کہ مع فوج مسلمان ہوا اور آکر شریک اسلام ہوا لیکن عمرو بن حمزہ نے ہاتھون پر جو اتنی
بڑی چوبدست روکی گردے پھٹ گئے یہی ایسے بہادر تھے کہ اتنی عالم مین عوق کا زور توڑ کر اس سے

لیگئے لشکر تک آتے آتے روح جسم سے مفارقت کرگئی امیر نے گریبان چاک کیا بالون پر خاک ڈالی
تمام سردار سر پیٹنے لگے ایک کہرام برپا ہوا سہ پہر کا وقت تھا امیر ثانی کو کسی قدر تخفیف ہوئی تھی تپ
کی شدت کم ہوئی تھی ہوش آیا تھا حال جنگ پوچھ رہے تھے کہ یکا یک انتقال عمرو بن حمزہ کی خبر پہونچی
حمزہ ثانی بھی سر پیٹنے لگے گریبان چاک کیا اور کہنے لگے کہ واللہ اگر زور صاحبقرانی تھا تو بڑے بھائی
صاحب مین تھا لائق صاحبقرانی وہی تھے اگر وہ دعوی کرتے تو میری مجال نہ تھی کہ مین صاحبقران
ہو سکتا اسی طرح ہر سردار کے خیمے مین خبر پہونچی سب نے حال اپنا غیر کیا خبر ناموس صاحبقران مین
پہونچی ملکہ گردیہ بانو نے بال سر کے کھول دیئے ہائے فرزند ہائے فرزند کہتی ہوئی قریب تھا کہ خیمے سے
نکل پڑین رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی کہتی تھین کہ میرے نزدیک آج علمشاہ نے دنیا سے
رحلت کی مخدرات عالیہ مین ایک کہرام برپا تھا سب سر پیٹ رہے تھے ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا لاش
عمرو بن حمزہ کی لیے ہوے امیر داخل ناموس ہوے گرد لاش کے مان بہنون کا مجمع ہوا سب سر پیٹ
رہی ہین انجام کار امیر نے دیکھا اور ایک آدھ ہلاک ہوا جاتا ہے لاش اٹھائی سب سے
رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو اسی وقت طرف خانۂ کعبہ کے روانہ ہوئے اور آکر یا بنتی ملکہ گلشن آرا بانو
مادر عمرو بن حمزہ کے انکو دفن کیا ہر وقت صاحبقران کو سوار ہونے کے دوسرا کام نہ تھا فرماتے
تھے کہ اے فرزند ہم جانتے تھے کہ بعد ہمارے تم اپنے چھوٹے بھائی امیر ثانی کے نگران حال رہوگے
اور خردون کی سرپرستی کروگے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہم سے پہلے کوچ کر کے طرف ملک بقا کے چلے جاؤ گے
اب امیر کو ماتم عمرو بن حمزہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان بعد جانے لاش عمرو بن حمزۂ یونانی
کے چالیس روز تک ماتم برپا رہا تمام سردار مع صاحبقران سیہ پوش رہے صف ماتم بچھی رہی ہنوز
چہلم بھی ہونے نپایا تھا کہ لاجورد شاہ ملعون نے یہ صلاح کی کہ اسوقت خداپرست دل شکستہ ہو رہے ہین
اس سے بہتر وقت نہ ہاتھ لگے گا اور جسکا خوف تھا یعنی امیر وہ خانۂ کعبہ کو چلے گئے اسی وقت حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ
اسلام کے آئے بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ پھر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے اب
امیر ثانی مع جملہ سردارون کے مرض سے صحت حاصل کر چکے ہین مگر ہنوز پرہیز ہی علاج ہوئے جاتا ہے
غسل صحت کی نوبت نہین آئی دوسرے غم مین عمرو بن حمزہ کے دل شکستہ ہو رہے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنکر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیدیا کہ ہمارے یہان بھی بقوت خالق توانا طبل جنگ بجے نقارخانۂ سلیمانی نوازش
مین آیا تیاری جنگ وجدل ہونے لگی جوانان آزمودہ کار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان
پر لگاتا تھا کوئی برچھی کی انی کو آبدار کرتا تھا کوئی تیرون کی کجی دور کرتا تھا کہ نشانہ پر خطا نہ کرین کوئی
چلہ کمان کو درست وچست کر رہا تھا یہی عالم تا بہ صبح رہا جسوقت آثار سحر نمودار ہوے ظلمت شب
دور ہوئی غازیان لشکر اسلام عبادت رب انام سے فراغت حاصل کر کے میدان کارزار مین آئے
صف آرا ہوے ادھر لشکر کفار کے لوگ جوق جوق گروہ گروہ حرب گاہ مین آکر صف آرا ہوے جسوقت
نقیب نہیب دیگر نکل گئے آج پھر شنگا وہ آہن کلاہ لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
خوب سنگلخشوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہوگیا تھم کر ایک مقام پر نیزے کو زمین

پرکاڑ کر نعرہ کیا کہ اے گروہ خداپرستان جسکو تمناے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ قمہور دیوپرور
مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار
کیا قمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر وعدہ گاہ مصاف مین سامنے شنگاوہ کے آئے شنگاوہ نے نیزہ مارا
قمہور نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی اسی یا پچاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام
پر قمہور دیوپرور نے چھڑ کو چھڑ پہ مارا اور نیزہ شنگاوہ کو مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا
نیزہ شنگاوہ کے ہاتھ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے بلند ہوا شنگاوہ نے غصہ مین آکر تلوار ماری قمہور
نے مرکب کو آگے بڑھا کر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالدون کہ قضاے کار گھوڑے نے سکندری کھائی
تیغہ شنگاوہ کا سر قمہور پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی جو
سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی شنگاوہ نے نعرہ کیا کہ بھیجو کسی اور کو لوگ آکر قمہور دیوپرور
کو لے گئے شنگاوہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا دوسرے روز طبل بجوا کر پھر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب آسمان سے آواز نقارے کی آئی سب
دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دیکھا ایک مرد کریہ منظر ایک عقاب پر سوار آگے نقارہ رکھا ہے بجاتا چلا آتا ہے
اور کہتا ہے کہ باش اے گروہ خداپرستان واے فرقہ لاجورد پرستان خبردار و آگاہ ہو کہ حکم خداوند تمثال
آئینہ رو کا ہے کہ اس بیابان طاہر کو کہ جسے ہمنے واسطے میدان حشر بنانے کے پیدا کیا تھا تم لوگون
نے یہان بھی آکر کشت و خون کر کے اس وادی کو بھی خراب کر دیا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ خیر آجتک جو ہوا وہ
ہوا مگر اب اپنے ارادے سے باز آؤ اس میدان سے چلے جاؤ بلکہ خداوند نے کوہ سبھیا پر میلہ
قرار دیا ہے کہ جو آج کے سترھوین روز ہوگا اگر میلے مین شریک ہو اور پہچانو اپنے خداوند کو کہ آجتک تمھین
نہین معلوم تھا کہ خداوند ہمارا کون ہے تم سب بچکے ہو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو سزاے معقول
پاؤگے یہ نقارہ نواز تو نقارہ پیٹ کر چلا گیا خداپرستون مین چرچا اس بات کا ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ
کون گبر ہے جسنے دعوی خدائی کا کیا ہے لیکن لاجورد پرست کچھ دل مین ڈرے اور آکر لاجورد شاہ
سے پوچھا کہ کیا رے خداوندی ہے لاجورد شاہ نے کہا تمھین جو حکم ہم دین اُسکے موافق عمل مین لاؤ
جنگ سے نہ باز آؤ تمثال آئینہ رو کیا گیدی ہے جس وقت سامنا ہوگا تو ساری خداوندی بھلا دونگا دیکھنا
کہ ایک ہی تقدیر ایسی کرونگا کہ برسون اپنی قسمت کو رویگا بعضون نے تو سجدے کیے کہ واقع مین تو ایسا ہی
خداوند ہے اور بعضون نے دل مین کہا کہ جسوقت دونون خداوند لڑین جو غالب آئے وہی خداوند ٹھیک
ہے الحاصل کسی نے کچھ سماعت نہ کی یہانتک کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے پھر نعرہ کیا کہ اے گروہ خداپرستان
واے فرقہ مسلمانان ہے کوئی تم مین ایسا جو نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے یہ سنتا تھا کہ جانب دست
راست سے داراب کشورکشا نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی فرمایا جاؤ تم کو سپرد پروردگار کیا داراب سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے شنگاوہ
کے آئے شنگاوہ نے تلوار ماری داراب نے بھی وہی حرکت کی کہ جو قمہور نے کی تھی حسب اتفاق
انکے مرکب نے بھی سکندری کھائی یہ بھی ہاتھ سے شنگاوہ کے زخمی ہوے شنگاوہ نے پھر مبارز
طلب کیا اگلی مرتبہ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے پیادہ ہو کر

اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ امانت الٰہی مین دیا بدیع الملک بادگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے شنگاوہ
کے آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے نکالدیا شنگاوہ
نے غصے مین آکر تلوار ماری بدیع الملک نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا زور ہونے لگے شنگاوہ نے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے بدیع الملک و شنگاوہ
گھوڑون سے کود کر مصروف تلاش ہوے لشکری تماشا دیکھنے کی غرض سے آگے بڑھ آئے یہانتک کہ
شام ہو گئی اور معاملہ یکسو نہوا اب ہر دو جانب سے روشنی آگئی ایک ایک کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا پھر
زور ہونے لگے دودھ پسینے کے رستے دم بھر مین نکلگیا سردارون کے لیے چھولداریان کھڑی ہوگئین
دنگل گزو بیش بجھ گئے سب تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ادھر تو بدیع الملک صاحبقران وقت ہین ادھر
شنگاوہ آہنین کلاہ بھی بارگاہ لاجوردشاہ مین ایک ہی پہلوان ہی یہ کب دبتا ہی اگر بدیع الملک
اسے پکڑلاتے ہین تو فوراً تڑپ کر نکل جاتا ہی اور یہ بھی بدیع الملک کو پکڑلاتا ہی بدیع الملک بھی معاً
نکلجاتے ہین دم بھر نیچے نہین ٹھہرتے کہانتک بیان کیا جائے کہ رات تمام ہوگئی دن ہوا پھر دیکھا تو دونون اُسی طرح لڑ
رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی زور شروع ہوا ہی وہ دن بھی تمام ہوا رات ہوگئی وہ رات بھی تمام ہوکر دن ہوا
زور ہو رہے ہین اب تیسرا روز ہی لوگون کی جاگتے جاگتے آنکھین سوج گئی ہین شنگاوہ کی یہ کیفیت ہی کہ زور
کرتے کرتے آنکھین بند کرلیتا ہی لڑکھڑانے لگتا ہی بدیع الملک کہتے ہین ای پہلوان یہ خوابگاہ نہین ہی بلکہ جنگگاہ
ہی ہوشیار ہوکر زور کر انجام کار کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا کہ شنگاوہ آہنین کلاہ نے بدیع الملک سے کہا کہ یہ زور
آخر ہی ہوشیار رہنا بدیع الملک نے کہا ہم ہوشیار ہین تو زور کر شنگاوہ نے دونون بازو بدیع الملک
کے پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم دوڑالگیا اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا کمر
زنجیر کا بند پکڑ کر چاہا کہ لنگر توڑ کر زمین سے اٹھالون ممکن نہوا بدیع الملک نے کہا ای شنگاوہ مین بھی زور آخر
کرتا ہون اگر اس زور مین مین نے تجھے نہ اٹھالیا تو بغیر زیر ہوے یہ سمجھونگا کہ تو مجھپر غالب ہوا یہ کہکر دونون
بازو شنگاوہ کے پکڑ کر سر سینے سے ملا کر جو بدیع الملک نے زور کیا تیرہ قدم دوڑالگئے اور اب جو جھٹکا مارا
دونون گھٹنے زمین سے ملگئے بس وہین سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو ہکا مارا سر سے اٹھالیا اور آواز دی کہ
کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین شنگاوہ نے کہا بیشک دین آپکا برحق ہی یہ عجب خداوند ہی کہ سامنے دیکھ رہا ہی
کہ بندہ ہمارا اسیر ہوا جاتا ہی ہماری راہ پر لڑ رہا ہی اور پھر اسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا لہذا یہ ہرگز خداوند نہین ہی
جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہے بدیع الملک نے شنگاوہ کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا
کہ ای شنگاوہ جاؤ اپنے لشکر سمیت آنا شنگاوہ نے عرض کی کہ اگر مین گریز کر جاؤن بدیع الملک نے
کہا آپ بدنام و رسوا ہوگے شنگاوہ سلام کرکے رخصت ہوا اور آکر اپنے لشکر کو فوج لاجوردشاہ سے علحدہ
کرکے صبح کو خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوا جسوقت آمد شنگاوہ کی خبر بادشاہ نے سُنی چند سردارون کو
براے استقبال روانہ کیا شنگاوہ کو عزت سے بٹھایا امیر ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا شنگاوہ مع لشکر از سر
صدق مسلمان ہوا اور اطاعت بدیع الملک کی اختیار کی لیکن لاجوردشاہ کو شریک ہوجانے شنگاوہ
کا بہت بڑا ملال ہوا اور یہ کہکر میدان سے پھر گیا تھا کہ کل نقارۂ قہر بجواؤنگا اور اپنی بارگاہ مین جاکر تخلیہ
کیا بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر آگ کو دکھایا اسیوقت ایک دیو سامنے حاضر ہوا اُس سے کہا کہ جاکر ملکہ پرکالۂ جادو

سے کہنا کہ خوب آپ نے خبر ہماری لی اب اگر آپکو کچھ محبت اپنے فرزند کی ہے تو براے مدد آج ہی پہونچیے ورنہ میری
شان خداوندی مین فرق آیا چاہتا ہے دیو اُسیوقت روانہ ہوا اور جا کر یہ کالہ جادو سے بیان کیا پر کالہ جادو
اُسیوقت روانہ ہوئی اور پوشیدہ آکر بالاے کوہ اُتری اور بچہ خوک کو جھٹکا کر کے اُسکے خون سے سنائی چونہ دیگر
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا تیار کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانتے رائی سرسون کے اُسپر مارنا شروع کیے کہ یکایک
اُس پتلے کو جنبش ہوئی اور اُسنے قد بشکل انسان کے پیدا کیا اور اُٹھ بیٹھا پر کالہ جادو سے کہا کہ کیا حکم ہوتا
ہے پر کالہ جادو نے کہا کہ صبح کو تو میدان جنگ مین منم قہر خداوند کا نعرہ کر کے جانا اور جو تجھ سے
مقابلہ کرے اسے گرفتار کر کے لشکر لاجورد شاہ کے سپرد کرنا اور ایک مرکب سحر سے اس پتلے کو پر کالہ
جادو نے تیار کر دیا یہان لشکر اسلام و لشکر کفار مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا و نور نور سحر
ہر طرف ہوا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام و سرداران ذوالکرام میدان انتقام مین تشریف لا کر صف آرا
ہوے اُدھر لاجوردشاہ مع سپاہ وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوا اہل اسلام انتظار مین ہین کہ دیکھیے برابر
مقابلہ کون نکلتا ہے کہ یکایک جانب صحراے لق گرد خفیف بلند ہوا جیسے یکہ سوار کی آمد ہوتی ہے یکایک قریب
آکر وہ بگولہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا اُسنے کہ منم قہر خداوند لاجورد
شاہ اے گروہ خدا پرستان جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام
سے عدیل بن عادی اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد
پروردگار کیا عدیل سلام کر کے میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ دیکھون تو کہ تو کیسا قہر خداوند ہے وہ سوار
ہنسا اور کہا تو کیا تیرے مقابلے کو آیا ہے امیر سے کہہ کہ وہ آئین تو بیشک لطف بھی ہے عدیل نے کہا کیا جھک
مارتا ہے پتلے نے تلوار ماری عدیل نے سپر پہ وار اُسکا رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ عدیل اوندھے مُنھ عیال مرکب پر جا رہے پس اُس سوار نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
عدیل کو قاش زین سے اُٹھا کر بالاے زمین پھینکا اور کود کر توسن سے مشکین باندھکر لشکر لاجوردشاہ کی طرف
لے گیا لوگ آئے سوار نے عدیل کو سپرد کیا اور مرکب پر بیٹھ کر پھر نعرہ کیا امیر ثانی وغیرہ سب متحیر تھے کہ ایک
حقیر سا آدمی اتنے بڑے پہلوان زبردست کو کہ یکایک امیر بھی زیر نہین کر سکتے یون اُٹھا لیا جیسے کوئی درخت
سے پتا توڑ لیتا ہے یہ کون شخص ہے لیکن اب جو اسنے نعرہ کیا تو معروف بن اسد بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار کئی تلوارین مارین لیکن سوار پر کچھ اثر نہوا آخر کار بند دست پکڑ کر
سوار نے معروف بن اسد کو بھی باندھ لیا یہانتک کہ شام تک مین دس بارہ سردار لشکر اسلام کے اسنے گرفتار
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجوردشاہ منم خداوند منم خداوند کے نعرے کرتا ہوا
اُلٹی سیدھی تقدیرین بگھارتا ہوا بالاے قیطول آیا سرداران لشکر امیر کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانہ
مین بھیجدیا یہان امیر با توقیر نہایت پریشان کمال اُداس کہ عجب عجب طرح کی بلاؤن کا سامنا ہوتا ہے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور فرما رہے تھے کہ کوئی خبر لائے کہ یہ سوار کہان رہتا ہے اور کون ہے یہ اسرار سمجھ مین نہین
آتا کہ اکیلا صحرا سے آتا ہے اسکے ساتھ کچھ فوج بھی ہے یا نہین ہنوز یہی ذکر تھا کہ نقارہ بجنے کی خبر پہونچی یہان بھی
طبل جنگ بیدرنگ بجا عیار براے تفحص روانہ ہوے صبح کو پلٹ آئے پتہ نہ لگا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اے
عمرو ثانی آج جس وقت میدان داری کر کے یہ سوار جانے لگے اُسوقت اسکے عقب مین جانا عمرو ثانی نے کہا

کہ وہ اگر مجھے دیکھکر پکڑے امیر نے فرمایا او مکار تجھے بھی کوئی گرفتار کر سکتا ہی ایسی مکاری کی باتین نکر دیکھ تو
یہ کیسا طلسم ہو رہا ہی کہ کون کونسے سردار کس طرح اپنے اسیر کیے ہین عمرو ثانی نے کہا انشاءاللہ بروقت دکھایا
جائیگا یہان طبل بجتے بجتے پھر صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب نے پکار چلے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے پھر گرد اڑی اور وہی سوار پیدا ہوا امید انہین آکر بعد تم قہر
خداوند لاجورد شاہ کا نعرہ کر کے آواز دی کہ ای گروہ خدا پرستان اب بھی اطاعت خداوند اختیار کرو ورنہ
سب کو اسیطرح گرفتار کر لیجاونگا آخر مین سب اسطرح سے قتل کیے جاوگے کہ ہاہیاں دریا اور مرغان ہوا تمھارے
حال پر گریہ و زاری کرینگے روگردانی اپنے خداوند سے اچھی بات نہین یہ سننا تھا کہ شاہزادہ طرطوس بہادر یعنے
جمہور جانسوز تبر زن بہادر مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ جاو سپر دیدہ ورد گار کیا جمہور سلام کر کے سامنے اس سوار کے آئے اور نعرہ کیا کہ کیا
بیہودہ بکتا ہی لاضرب بہادری کی سوار نے نیزہ مارا جمہور نے نیزہ اسکا نیزے سے قلم کیا سوار کو نہایت
غصہ آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری جمہور نے تیغہ اسکا تبر پر روکا اور ہاتھ تبر کا مارا اسوار نے بند دست
پکڑ لیا زور ہونے لگے مرکب لنگر ون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کو دپڑے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ تا شام
کشتی رہی قریب شام سوار نے لنگر جمہور کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور شکین باندھکر فوج لاجورد
شاہ کے سپرد کیا اور آپ گھوڑا اڑا کر جانب صحرا روانہ ہو گیا ساتھ ہی اسکے عمرو ثانی بھی گلیم عیاری اوڑھ
کر روانہ ہوے یہان شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر
آئے امیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے نہایت حیرت مین تھے کہ شاہزادہ طرطوس سا پہلوان زبردست
اور یون گرفتار ہو جائے یہ اسرار سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معاملہ ہی یہان حسب دستور پھر طبل جنگ بجا لیکن حال
عمرو ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین اُس سوار کے روانہ ہوے تھے آگے آگے سوار چلا جاتا ہی
پیچھے پیچھے اُس کے عمرو ثانی جاتے ہین یہانتک کہ وہ سوار آتے آتے بالاے کوہ پہونچا دیکھا عمرو ثانی
نے کہ ایک بلاے سیاہ یعنے ایک زن سیاہ فام بڑے بڑے بال چہرے پر سیتیلا کے داغ ایک
ہونٹھ کٹا ہوا بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہی جیسے ہی یہ سوار سامنے آیا کہا کیا کیا آج تو نے اسنے بیان کیا کہ مین نے
جمہور جہانسوز تبر زن کو گرفتار کیا اُس عورت نے پوچھا بس کہا بس یہ سننا تھا کہ اسے نہایت طیش آیا
اور کہا کہ مردے میدان جنگ مین کھیلنے جاتا ہی یا مقابلہ کرنے اگر ایک ایک دن مین ایک ایک کو گرفتار کریگا
تو پانچہزار پانسو پچین سرداران لشکر اسلام کتنے دنون مین گرفتار ہونگے خبردار خبردار کل ایسا ہو سوار نے کہا
ای ملکہ وہ شخص نہایت زبردست تھا کشتی مین عرصہ ہو گیا ملکہ نے کہا کہ آ مین قوت تیری بڑھا دون یہ کہکر کچھ
اسم سحر دم کر کے بایان انگوٹھا اپنا چاک کیا اور خون حلق مین سوار کے ٹپکا دیا اور کہا خبردار کل دس سردار زن
سے کم نہ اسیر کرنا ورنہ جلا کر خاک کر دونگی سوار نے عرض کی کہ بہت خوب اور سامنے گھوڑے سے اُترکر بیٹھ
گیا عمرو ثانی نے یہ ماجرا دیکھکر ارادہ کیا کہ چلا امیر ثانی سے بیان کرون پھر خیال کیا کہ اب بغیر مارے
اسکے یہانسے جانا بیکار ہی یہ خیال کر کے صورت اپنی ایک لڑکے کی بنائی اور زیر کوہ اُتر کر چلا چلا کر رونا
شروع کیا آواز رونے کی جو یہ کالہ جادو کے کان مین آئی دل ہکا بکا گیا کوہ سے نیچے اُتر کے دیکھا
کہ ایک بچہ کوئی گیارہ برس کا آستین سے آنسو پوچھتا جاتا ہی اور روتا جاتا ہی اسنے آواز دی کہ ارے لڑکے

تو کون ہی اور کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ ہم اپنے ابا کو یاد کرکے روتے ہین پر کالہ جادو نے پوچھا باپ
تیرا کیا ہوا کہا مجھے یہین بٹھلا کر آپ اسی صحرا مین پانی لینے کو گئے تھے کھانا میرے پاس رکھ گئے تھے شام سے
ابھی تک نہین آئے پوچھا تو رہنے والا کہان کا ہی اسنے بیان کیا کہ مین لشکر شنگاوہ آہن کلاہ مین تھا باپ
میرا کھانا پکانے مین نوکر تھا شنگاوہ مسلمان ہوگیا باپ نے میرے اپنے مذہب قدیم کو نہ ترک کیا نوکری چھوڑ دی
اپنے گھر جاتے تھے شام ہوگئی یہان زیر کوہ قیام کیا پر کالہ جادو نے کہا کہ اچھا لڑکے تو چل میرے پاس
رہ شب صبح کو تیرا باپ آجائیگا اُسوقت تجھے اُسکے ساتھ کرکے روانہ کردینگے لڑکے نے کہا بہت خوب اور
پر کالہ جادو کے ساتھ ہوا پر کالہ جادو نے دیکھا کہ لڑکا نہایت حسین ہی گوشوارے کانون مین پڑے ہوے
غضب کا حسن دے رہے ہین قیامت کی آب وتاب دکھا رہے ہین جی مین کہا کہ خداوند سامری وجمشید نے
معشوق تیرے واسطے اپنی قدرت سے یہان بھیج دیا ورنہ یہ صحرا کہان اور یہ لڑکا کہان اپنے بستر پر لاکے پاس
بٹھایا لڑکے کی روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی تھی پر کالہ جادو نے بہت تسلی وتشفی کی اور کہا کہ اگر باپ
تمھارا نہ آئیگا تو تم ہمارے پاس رہنا اسنے کہا جی مین یہی چاہتا بھی تھا ایسا جلاد باپ ہوا تو کیا نہوا تو کیا
کہ اس صحراے ہولناک مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا اگر مجھے کوئی درندہ آکر پھاڑ کھاتا تو کیا ہوتا پر کالہ
نے کہا سچ ہی تم ہمارے پاس رہو لڑکے نے کہا مجھے بھوک لگی ہی کھانا تو میرے پاس ہی مگر پانی نہین ہی
پر کالہ جادو نے کہا کہ پانی ہم سے لو اور پانی گھڑے سے انڈیل کر دیا لڑکے نے دسترخوان کھولا اور کہا
ملکہ آئیے نوش فرمائیے پر کالہ جادو نے کہا جانی تم کھاؤ لڑکے نے کہا جانی کسکو کہتے ہین پر کالہ ہنسی اور
کہا بڑا تو نادان ہی جانی اولاد کو اور معشوق کو بھی کہتے ہین لڑکے نے کہا تو مین آپکا کون ہون پر کالہ جادو
نے کہا تم ہمارے معشوق ہو لڑکے نے کہا معشوق کسے کہتے ہین پر کالہ نے کہا سوتے وقت بتاوینگے کہ کسے
کہتے ہین لڑکا خاموش ہو رہا پر کالہ جادو دل مین کہتی ہی کہ کیسا بھولا لڑکا ہی کہ کچھ سمجھتا ہی نہین آجکل
کے لڑکے تو پیدا ہوتے ہی ادھر ادا بات کرنے لگے اور سب کچھ اُنسے پوچھ لیجیے تو بتادینگے لیکن لڑکے
نے کہا کہ آپ بھی نوش کیجیے پر کالہ نے کہا کہ اچھا اور اپنا کھانا ماش کی کھچڑی نکالکر بیٹھی لڑکے نے کہا ہمارے
ساتھ کھائیے پر کالہ نے کہا یہ کھانا ہم نہین کھاتے ہین ہم لوگ وہ کھانا کھاتے ہین جسمین ماش کی شرکت
ہو لڑکے نے کہا باپ نے اُس شخص کے آج دھولی ماش کی دال نہایت عمدہ پکائی تھی آپ نوش تو کیجیے
یہ کہکر ایک تشتری دسترخوان سے نکالکر سامنے کی پر کالہ جادو نے اسکے اصرار پر کچھ کھانا کھا لیا اور پانی
پیا بس پانی کا پینا تھا کہ اُسے چکر سا آیا سر پکڑ لیا تڑاق سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا پر کالہ
جادو دہم سے گری عمرو ثانی نے نعرہ کیا کہ باش او مرد از ضیغم عمرو ثانی جانقین ریش تراشندہ کافران
وسر برندہ جادوگران اور خنجر لیکر اُسے ذبح کر ڈالا بس مرنا تھا اسکا کہ آندھی چلی خاک اڑی آتشباری
برفباری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا ادھر اس تیلے مین جو کہ روز میدان جنگ مین جاکر سردارون کو گرفتار
کیا کرتا تھا آگ لگ گئی خود بخود جل کر خاک ہوگیا بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پر کالہ جادو
بود حیف مردیم وجان دادیم ومطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہی تو دیکھا عمرو نے کہ لاش جس
مردار کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور سر لیکر خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوے
یہان قریب ہی کہ دربار برخاست ہو ذکر ہو رہا ہی امیر ثانی فرما رہے ہین کہ میر ایار وفا شعار تعاقب

مین اُس سوار کے گیا ہوا ہی ابھی تک آیا نہین خدا جانے اُسپر کیا گذری مجھے نہایت تردد ہی کہ یکایک دروازہ
بارگاہ پر آوازِ تنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی آتے ہین فرمایا خواجہ کہانسے آتے ہو عرض کی
کہ حمزہ تیرے اقبال سے مارا مین نے یہ کالہ جادو کو یہ سوار جو روز آکر مقابلہ کیا کرتا تھا انشاء اللہ
آج صبح کو نہ آئیگا یہ کہکر سر یہ کالہ جادو کا آگے امیر کے ڈالدیا امیر نے اُسی وقت خلعت منگا کر عمرو
کو عنایت فرمایا اور دربار برخاست کردیا جاکر آرام گاہ مین سو رہے جسوقت صبح ہوئی پھر دونون لشکر معرکہ
آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین کفار منتظر ہین کہ گرد اُڑیگی اور سوار آئیگا یہ نہین معلوم کہ رات کو موت
اُسپر سوار ہو گئی دشت عدم کی طرف باگ لی تا دیر منتظر رہے جسوقت کوئی نہ آیا لاجورد شاہ نے کہا یہ کیا غضب
ہی آواز دی کہ ای قہر خداوند نازل ہو کیون اسقدر دیر لگا رکھی ہی عمرو ثانی نے وہ سر میدان جنگ مین پھینکدیا
اور کہا کہ جو بڑی تیری حمایتی تھی یہ اُسکا سر ہی آج تیرا قہر تیری ہی جان پر ٹوٹے گا لاجورد شاہ نے سر
پر کالہ جادو کا پہچانا آواز دی کہ ارے غضب کیا اِن خدا پرستون نے کہ اُسے مارا جو قوت خداوندی تھی اور
زور خداوندی اسی کے دم سے تھا پر کالہ جادو اُس شخص کی مان تھی اور کبھی کبھی زوجہ کا کام بھی دے جاتی تھی
ارے مارلو انکو جانے نہ پائین یہ سننا تھا کہ تمام کفار ایک ہی باریورش کر کے لشکر اسلام کی طرف چلے یہ معلوم
ہوا کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہی ایکبارگی ہزار تلوارین علم ہوگئین ادھر غازیان اسلام نے بھی تلوارین
کھینچین اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو ابر محیط آکر ملگئے برق شمشیر
کا کوندھا لپکنے لگا بارش خون شروع ہو گئی سنگ اندازون نے بارش تگرگ کا لطف دکھا دیا ہر طرف دھما دھم
کی آوازین آرہی تھین سیکڑون کے سر پھٹے ہزارون کے ہاتھ ٹوٹے تیراندازون نے تیرون کا مینھ برسایا
ہر سڑکے کی صدا بلند ہی جب تیر چلتے ہین زمین پر سایہ ہو جاتا ہی نیزہ بازون مین الگ جنگ ہو رہی ہی
انیان طعنون کے پار ہو رہی ہین تیغ زنون مین جدا جنگ ہی عرصۂ حیات ہر شخص پر تنگ ہی صدائے بگیر و بزن
بلند ہی دم بند ہی یکایک جانب بیابان سے ایک گرد بلند ہوا اور صلصال جادو تیس ہزار سوار سے پہونچا دیکھا
کہ لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی یہ بھی نعرہ کرکے مسلمانون کو قتل کرنے لگا یہ بہت بڑی جنگ ہوئی ہی
کہ اگر حال اسکا مفصل لکھا جائے تو نہایت طول ہوگا الحاصل شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ
ہوے دونون طرف لاشین اُٹھانا دشوار تھین اسقدر لوگ مارے گئے تھے کہ تین روز تک جنگ موقوف
رہی برابر لاشین اُٹھا کین چوتھے روز لاجورد شاہ دربار مین بیٹھا ہوا خداوندی بگھار رہا ہی کہ جانب
آسمان سے ایک کبوتر اُترتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا آکر ہاتھ پر لاجورد شاہ کے
بیٹھا لاجورد شاہ نے نامہ گلے سے اُسکے کھولا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای لاجورد شاہ واضح خاطر اعظم یعنے
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مین آپ لوگون سے اطلاع کرتا ہون کہ مین نے شہر
صندل کو کہ جسمین خداپرستون کا چندروز سے قبضہ تھا پھر لے لیا ہی اور انتظام تازہ کیا ہی کچھ پہلوان بھی
مہیا کیے مین اور ساحر تو بہت ہین اب یہ ملک نہایت مستحکم ہی مین نے سنا ہی کہ آپ لوگ لشکر اسلام سے مقابل ہین
ہماری یہ رائے ہی کہ اب ہم اور آپ شریک ہو کر خداپرستون سے مقابلہ و مجادلہ کرین کینۂ دیرینہ دلون
سے نکالین اہل اسلام کو تہ تیغ تیز کرین کسی خداپرست کو زندہ نہ چھوڑین برائے نام بھی نشان انکا باقی نہ رہے
بالکل صفحۂ دنیا سے نام و نشان اِن مسلمانون کا مانند حرف غلط کے مٹادین اور ممالک مقبوضہ متفرقہ اہل اسلام

کو مانند شہر صندل کے اپنے تصرف مین لائین زمین کو خار و خس اہل اسلام سے جلد تر پاک و صاف کردین
سیوف آبدار سے خون نجس و ناپاک ان لوگون کا زمین پر گرائین اعضا کو انکے تیغون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرین سر مسلمانون کی تلوارون سے کاٹ کر نیزون پر بلند کرکے شہر بشہر محض اسی واسطے روانہ کرین کہ جملہ
خاص و عام خائف و ترسان ہون اور کوئی مسلمان ہونے کا اور شریک انکے ہونے کا ارادہ نہ کرے
لاشے انکے پامال سم اسپان کرین کہ بخوبی توہین انکی ہو اور دل ہمارا شاد ہان ہو یہ وہ مسلمان ہین کہ انھون نے
اکثر خداوندون اور انکے تابعین کو انواع و اقسام کے صدمے پہونچائے ہین اخبار سے ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے
مذاہب قدیم ان بدذاتون نے مٹائے ہین اب انکو اپنی جمعیت کثیر اور اپنی شجاعت پر از حد نخوت ہو اپنے آگے
کسی کی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین نہایت سرکشی و خود بینی پر کمر باندھی ہر ظلم و جفا مردمان غیر مذہب پر
روا رکھا ہی اپنے خدائے نادیدہ کی پرستش کو کہتے ہین جو انکے دام فریب مین آکے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاتا
ہی وہ تو جانبر ہوتا ہی اور جو مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہی یہ لوگ اسکو قتل کرتے ہین ذرہ کبھی رحم نہین کرتے
ہین اور قتل کرنا مردمان غیر مذہب کا ثواب عظیم جانتے ہین جبسے ان ستم شعارون نے جمعیت
و سرکشی کی ہی اس زمانہ سے ابتک ہزارون بلکہ لاکھون مردمان غیر مذہب کو انھون نے تہ تیغ کیا ہی اکثر
چراغ خداوندون کی خدائی کے بجھائے ہین روز بروز اہل اسلام کو ترقی ہوتی جاتی ہی اور مذاہب دیگر کو
ضعف ہوتا جاتا ہی اگر نظر غور سے دیکھیے تو بہت کم مردم مذاہب قدیم پر نظر آتے ہین ہر طرف مجمع اہل اسلام
ہی دکھائی دیتا ہی اگر چندے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے اور فکر مٹانے کی نہ کیجاے تو اچھا نہ ہوگا یہ گروہ
روز بروز ترقی پذیر ہوگا دین اسلام ربع مسکون مین جاری ہوجائیگا کوئی مذہب دنیا مین باقی نہ رہے گا
بس ایسے دشمنان جان و ایمان کو مہلت نہ دینی چاہیے قبل اسکے کہ تمامی دنیا اسلام آباد ہو انھین کو نیست و
نابود کر دینا چاہیے عاقل وہ ہی کہ اپنے دشمن سے غافل نہ رہے ہر وقت اسکے ہلاک کرنے کی تدبیر مین
مصروف رہے کبھی عدو کو ذلیل و خوار نہ جانے ڈرتا ہی رہے اور اسکے دفع کرنے کی کوشش کرے بلکہ
حتے الامکان اسے ہلاک ہی کر ڈالے تاکہ بیخوف و خطر با اطمینان خاطر زندگی اپنی بسر کرے ابھی ان
مسلمانون نے تمامی عالم اپنے قبضہ مین نہین کیا ہی اور دین اسلام کو شرق سے مغرب تک اور جنوب سے
شمال تک نہین پھیلایا ہی اکثر مردم مذاہب سابقہ اطراف و جوانب مین پائے جاتے ہین از انجملہ ایک ہم ہین
کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ ایک روشن خداوند ہین مانتے ہین اور بدل صاف انکی پرستش کرتے ہین
دوسرے آپ خداوند لاجورد ہین آپ کی ذات سے لاجورد پرستی دنیا مین ہی اسی طرح بہت سے مذاہب
اور بھی ہین کہ انکے اظہار حال سے یہ نامہ طولانی ہوجائیگا اور ہم مطلب دلی کی تحریر سے قاصر ہین گے اسوجہ
سے انکا ذکر ترک کیا جاتا ہی اور مدعاے دل لکھا جاتا ہی کہ آپ حضرات صحراے مثلث مین مسلمانون سے
مجادلہ و مقابلہ کرین کیونکہ وہ صحرا نہایت پاک و صاف ہی خداوند تمثال آئینہ رو نے اس صحرا کو برائے
مجمع خلائق خلق کیا ہی بے شائبہ نظر میدان حشر تصور کیا ہی ایک روز اسی صحرا مین اپنے تابعین
کو محشور کرینگے ہر ایک کے اعمال نیک و بد پر نظر کرینگے جو بوجہ اعمال بد کے لائق بخشش نہوگا اسے داخل
جہنم کرینگے اور جو شخص نیک اعمال ہوگا اسے داخل بہشت کرینگے لہذا ایسے بیابان طاہر مین خونریزی نہ
کیجیے ہمارے خداوند کو ملال نہ دیجیے باہم دو خداوندون مین اگر فساد ہوگا نہین معلوم کہ انجام کیا ہو کون

خداوند غالب ہوا اور کون مغلوب ہو بظاہر ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو قوی ہین وہی غالب ہونگے
ہر چند کہ آپ بھی خداوند لاجورد ہین اور سخت تر ہین تابعین آپ کے آپ کو بجائے خود مثل جواہر گران
بہا کے جانتے ہین اور قدر و منزلت بہت کرتے ہین لیکن آپ آپ ہی ہین اور ہمارے خداوند جو ہین وہ
اور ہی مرتبہ پر فائز ہین پس ہمین منظور نہین کہ اُنہین اور آپ مین باہم ملال ہو وہ بات نہ کیجیے کہ جسمین کشت و
خون ہو سوا اسکے سُنا گیا ہی کہ آپ اہل اسلام سے جنگ مین عاجز ہین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ایک روز
مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیےگا یا شکست فاش کھا کر کسی طرف کو بھاگیےگا اہل اسلام تعاقب کرینگے
جس طرف جائیےگا وہ بھی مانند ملک الموت برائے قبض روح آئین گے اور بغیر قتل کیے باز نہ آئینگے پس مناسب
وقت یہی ہی کہ آپ مع صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو ہمراہی فوج باقی ماندہ جانب شہر صندل
چلے آئیے یا تنہا تشریف لائیے صلصال کو ساتھ نہ لائیے آپ کو اختیار ہی یہان سامان جنگ بہت ہی ساحر
لاتعد و لاتحصےٰ مین اکثر ایسے ساحران زبردست ہین کہ اگر وہ ایک ادنی سحر کرینگے لشکر اہل اسلام کا نام و نشان
بھی نہ رکھین گے سوا اسکے چند پہلوان نامی و نامور غیر ساحر ایسے یہان ہین کہ رشک رستم و اسفندیار
ہین شیر کو روباہ جانتے ہین اور فیل مست کو ایک پشہ تصور کرتے ہین دیو اور جن بھی اُنسے
مقابلہ کر نہین سکتے اہل اسلام اگر آپ کے تعاقب مین یہان آئین گے تو اُن پہلوانون سے کیا مقابلہ کرینگے
اُن بہادرون سے کیا لڑینگے علاوہ پہلوانان مذکور کے فوج ظفر موج ساحرون اور غیر ساحرون کی بیحد ہی
اسباب جنگ و جدال بہت مہیا ہی ہم صرف آپ کے اور اہل اسلام کے یہان آنے کے منتظر ہین جلد تر
اس طرف تشریف لائیے اور جواب نامہ کا تحریر کیجیے تاکہ موافق تحریر سامان کیا جائے خداوند لاجورد
نے جو اس نامہ کو حرف بحرف خود پڑھا بیلے تو دل مین خداوند تمثال آئینہ رو کو سخت و سست کہا اور
ابلیس خود پسند کے اس تحریر کرنے پر بہت غصہ آیا کہ اگر صحرائے مثلث مین کشت و خون ہوگا تو ہمارے
خداوند برہم ہونگے اور ایسا ملال ہوگا کہ لڑائی ہوگی ضرور خداوند تمثال غالب ہونگے پھر غصہ کو ضبط کرکے
خیال کیا کہ یقینی ایک روز یہانسے بھاگون گا اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکونگا پس مصلحت وقت یہی ہی کہ جانب
شہر صندل روانہ ہون بظاہر ابلیس خود پسند کی اطاعت کرون خلاف اُس کے لکھنے کے عمل نہ کرون
باطناً دشمن جان رہون وہان ہو نہ جسوقت قابو پاؤن خداوند تمثال آئینہ رو کو اُٹھا کر بصد
غضب اس طرح زمین پر پٹکون کہ اعضا اُس کے مانند آئینہ کے شکستہ ہو جائین کسیکو صورت تمثال آئینہ رو کی
کبھی نظر نہ آئے میری خداوندی ہر ایک دیکھنے والے پر مانند آئینہ کے روشن ہو جائے یہ نابکار و زشت خو
تمثال آئینہ رو دعوی خدائی کرتا ہی ما بدولت کی خداوندی کا قائل نہین ہی ہمارے زمانہ مین خداوندی مین یہ
حرامزادہ بھی دعوی خدائی کرتا ہی ہماری پرستش کرنے والون کو فکر و تردد مین ڈالتا ہی بجائے خود اپنے تئین
خدا سمجھتا ہی ہمارے قہر و غضب سے نہین ڈرتا ہی ادنی ہو کر اعلی بنتا ہی ہماری برابری کرتا ہی محض نالائق
و نادان ہی کہ ہماری ہمسری کرتا ہی کوئی اہل نظر و منصف آگے ما بدولت کے خداوندی کا قائل نہوگا کیونکہ وہ
ادنی بمنزلہ ایک شیشہ کم قیمت کے ہی اور مرتبہ ما بدولت کا مثل جواہر گران بہا کے زیادہ ہی اور ابلیس خود پسند
بھی ایک شیطان مجسم ہی ہمکو سجدہ نہین کرتا ہی بندہ نافرمان ہی لائق قہر و غضب ما بدولت ہی ہم ایکدن اسپر
بھی قہر و غضب نازل کرینگے بالفعل دشمنی و عداوت کو ظاہر نکرینگے یہ خیال کر کے خود ہی اپنے ہاتھ سے جواب

نامہ کا بعد لکھنے القاب کے یہ لکھا کہ نامہ تمھارا ہمکو پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی تم بخوبی آگاہ ہو کہ ہم خطرۂ بد
ہین گو ہمین قدرت ہی کہ اسی صحراے مثلث مین ان مسلمانون کو اپنے قہر و غضب سے ایکدم مین نیست و نابود
کردین لیکن تمھارے کہنے سے ہم بہت جلد جانب شہر صندل مع فوج و لشکر آتے ہین تمھاری خوشی بدل منظور
ہی ورنہ ان مسلمانون کے سامنے سے نہ ہٹتے یہ عبارت لکھکر نامہ کو تمام کیا اور لفافہ مین رکھ کر سر نامہ پر
اپنی مہر کرکے کبوتر کے حوالے کیا وہ طائر سحر نامہ مذکور منقار مین دبا کر جانب ابلیس خود پسند روانہ ہوا
بعد قطع راہ نامہ ابلیس خود پسند کو دیا اُسنے جواب نامہ پر نظر کرکے اور شادمان ہوکے کافور شاہ کو
لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے اطلاع دی اور بتاکید حکم کیا کہ جسوقت وہ یہان آئے بعزت و حرمت
اُسے دار الامارۂ شاہی مین جگہ دینا اور سردارون کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کرنا خود بھی تا لب
فرش اُسکا استقبال کرنا دعوت و ضیافت مین نہایت تکلف کرنا عجب نہین ہی کہ ہم بھی براے ملاقات لاجورد
شاہ آئین اور صندلان شاہ بھی اُس سے ملاقات کرین کافور شاہ بادشاہ شہر صندل نے
حکم ابلیس خود پسند سے آگاہ ہوکر ہرکارون کو حکم کیا کہ لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے ہمین آگاہ کرو
خبردار غفلت نہ کرنا ہرکارون نے عرض کی کیا مجال خادمون کی کہ حکم بادشاہ بجا نہ لائین یہ کہکر اُسی وقت
جانب سرحد شہر صندل روانہ ہوے اُدھر کافور شاہ سامان دعوت و آراستگی عمارات عالیہ مین مصروف ہوا
یہان تو کافور شاہ سامان ضیافت مین مشغول ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال لاجورد
شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے کبوتر مذکور کے فکر مین سر بزانو بیٹھا اہل دربار نے عرض کیا اے خداوند
یہ کبوتر کسکا نامہ لیکر آیا تھا کہ آپ نے میر منشی کے حوالہ نہ کیا خود ہی پڑھا اور خود ہی جواب لکھا اور اسوقت
کچھ چہرۂ خداوندی پر آثار فکر پائے جاتے ہین آیا کیا تردد ہی کوئی تقدیر تازہ کرنے کا قصد فرمایا ہی یا کوئی
اور سبب ہی اگر مناسب ہو تو ہم بندون پر ظاہر فرمائیے لاجورد شاہ نے اُنسے مخاطب ہوکر کہا اے بندگان
خاص تم آگاہ ہو کہ وہ نامہ ہمارے ایک بندہ نے ہمکو لکھا تھا اور مضمون اُسکا ایسا تھا کہ ما بدولت نے
خود ہی پڑھا اور اپنے دست قدرت سے جواب لکھا محض اس خیال سے کہ اگر کوئی ہرکارہ لشکر اہل اسلام کا
ہمارے دربار قدرت آثار مین موجود ہو تو وہ راز خداوندی سے آگاہ نہو اور جو اسوقت ما بدولت کو
فکر ہی وہ یہ ہی کہ آج کی شب واسطے ان مسلمانون کے ایسی تقدیر کیجائے کہ کچھ دنون تو یاد کرین یہ کہکر
کچھ آہستہ افسران فوج سے کہا اُنھون نے عرض کیا بہت بہتر لاجورد شاہ نے اہل دربار سے ہم سخن ہوکر
دربار برخاست کیا افسران فوج موافق حکم لاجورد شاہ انصرام کار مین مصروف ہوے جب وہ دن
گذرا اور زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی لاجورد شاہ اپنی بارگاہ سے مثل سگ سیاہ نکلا دیکھا کہ افسران
فوج مع پانچ لاکھ سوارون کے مسلح مرکبون پر سوار صف آرا ہین یہ دیکھتے ہی خوش ہوکر خود بھی مرکب تیزرو
پر سوار ہوا اور جلد اپنے افسران فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکر بارادۂ شبخون جانب لشکرگاہ اہل اسلام بصد تعجیل
روانہ ہوا اُدھر لشکر اسلام کا یہ حال ہی کہ تمام لشکر اپنے اپنے بستر پر بوجہ خستگی متواتر جنگ و جدال غافل سو
رہے ہین اور بہترا سوار و پیادہ شدت تپ سے بیہوش پڑے ہین اگر کسی کو کچھ ہوش آتا ہی بے اختیار
ایذاے تپ درد سر سے آہ کرتا ہی اور پھر بیہوش ہو جاتا ہی کوئی مریض تپ لرزہ سے مانند دست رعشہ دار
کانپ رہا ہی ہرچند لحاف اوڑھے ہی مگر سردی سے کانپ رہا ہی اور آواز دردناک ضعیف نکلت

کہتا ہی یارو مجھپر رحم کرو کچھ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہو آج نہایت تپ شدید ہی بند بند ٹوٹا جاتا ہی سردی
کی کثرت سے سخت ایذا ہی برائے خدا اور کوئی شی قسم لحاف و رزائی سے مجھ پر ڈال دو یا گرد میرے آگ
کی انگیٹھیان رکھدو تاکہ گرمی سے یہ سردی دفع ہوا ور روح کو کچھ راحت ہو کوئی صاحب تپ فریاد و آہ کر
رہا ہی اور ایذائے تپ سے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کر برجوع قلب خدا سے یہ دعا کرتا ہی کہ ای حکیم
مطلق اگر مصلحت ہو تو جلد مجھ کو شفا دے ورنہ اب مالک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو جلد حکم
کر کہ وہ میری قبض روح کرین اس قید تکلیف سے رہا کردین یہ دعا کرتے کرتے غش آجاتا ہی اسطرح تمام
لشکر مین ہزارہا مردم مبتلائے تپ ہین کراہ رہے ہین فریاد و آہ کر رہے ہین کبھی ہوشیار ہوتے ہین گاہ غافل
ہوتے ہین جو صحیح و تندرست ہین وہ براحت سو رہے ہین جملہ افسران سپاہ بھی شر اعدا اور ظلم فلک جفا جو
سے اسطرح بے اندیشہ و تردد سو رہے ہین کہ کچھ بھی خیال مرگ نہین ہی کوئی سردار شجاعت شعار بادہ نوام
جوانی سے ایسا سرشار ہی کہ مطلق فکر دین و دنیا کی نہین ہی کوئی دلاور اپنی بارگاہ مین بہزار رحت و آرام
ہم آغوش شاہد خواب ہی الغرض اسی طرح تمامی سردار و لشکری اپنے اپنے بستر پر راحت و تکلیف سے لیٹے
ہین آنکھین بند ہین صدائے نفس بلند ہی کہین تو راحت ہی کہین غشی ہی صرف دیوانہ فیروزہ ہو خواہ تہرایلہ
بسر ایرج ہمراہ پانچسو سوارون کے واسطے حفاظت لشکر کے گرد سپاہ کے پھر رہا ہی سواران ہمراہی باواز
بلند کہہ رہے ہین اہی جوانو ہوشیار رہو بہت سونا اچھا نہین ہی خوف دزد و خطر دشمن ضرور ہی مردم ہمراہ دیوانہ
مذکور کے چور مہتابیان لیے ہین جابجا رن مہتابین بھی روشن ہین رات کا وقت ہی ہوائے سرد چل رہی ہی شمع و
چراغ گل ہو رہے ہین تاریکی شب نے ظلمت پردہ ظلمات بھی خجل ہی وہ سناٹا ہی کہ صحرائے ظلمت بیابان
جان ستان ہنگیا ہی درختان بیابان کی ایسی ہوائے تیز و تند ہی کہ انکی صورت پرخطر سے قلوب شب بیدارون
کے دہلتے ہین ایسی تاریکی شب مین فیروزہ تیغون طلایہ لشکر سے کسل مند ہو کر اپنے خیمے کے در پر ایک کرسی بچھا کر
بیٹھا اور اپنے سواران ہمراہی سے کہا جلد ہمارے واسطے کشتی شراب کی لاؤ انہین سے ایک سوار کشتی
بادۂ گلنار مع ساغر بلورین دوڑ کر لایا دیوانہ مذکور شراب پینے لگا اور سواران ہمراہی بھی حسب ایمائے
دیوانہ مذکور شراب لے آئے اور مصروف بادہ خواری ہوئے فیروزہ تیغزن نے اُن سے کہا تم لوگ
شراب پی چکے ہو بیٹھے نہ رہو حفاظت لشکر سے غفلت نہ کرو انھون نے عرض کیا ای خداوند نعمت آپ کے
حکم سے تو مجبور ہین ورنہ حفاظت سپاہ کی کیا ضرورت ہی کیونکہ آپ ایسا بہادر یگانۂ آفاق کہ جو فنون جنگ
مین طاق اور شجاعت مین شہرۂ آفاق ہی مسلح کرسی پر جلوہ گر ہی کس اجل رسیدہ کی طاقت ہی کہ اس طرف بخیال
دشمنی نظر کر سکے اور کس دشمن کی یہ مجال ہی کہ اس لشکر کی جانب قدم اُٹھا سکے آپ کے رعب سے بڑے بڑے
شجاعان جہان ترسان و لرزان ہین دزد و دیگر دشمن کی کیا حقیقت ہی دیوانہ نے عالم نشۂ شراب مین
خوش ہو کر جواب دیا تم لوگ سچ کہتے ہو کہ اس طرف کوئی دشمن نابکار ارادہ آنے کا نہ کریگا لیکن مقتضائے
عقل یہ ہی کہ دشمن سے غفلت نہ کرے اور عدو سے غافل نہ رہے مناسب یہی ہی کہ پھر اُٹھکر چہار طرف لشکر کے
پھرین بخوبی نگہبانی اس لشکر ظفر اثر کی کرین بادہ کشی مین مصروف نہ رہین مبادا کوئی عیار لشکر عدو سے آئے
اور کسی سردار کو لیجائے یا اور کوئی فتنہ و فساد ہو تو باعث الزام کا ہوگا بادشاہ لشکر اسلام اور سرشانی سے
خجالت ہوگی تم سب تو چندان معتوب نہوگے جسقدر کہ ہمپر عتاب شاہی ہوگا یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ کرسی سے

اُٹھکر سوارون کو ہمراہ لیکر برائے طلایہ لشکر روانہ ہو کہ یکایک سامنے سے لاجورد شاہ بجمعیت افواج روسیاہ
بتند آندھی کیطرح پیدا ہوا فیروزہ تیغزن نے گھبرا کر کہا یارو دیکھو غضب ہوا دشمن بجمعیت فوج کثیر بارادۂ
شبخون شاید اس طرف آتا ہے ہوشیار ہوجاؤ جلد لشکریون کو جگاؤ آمادۂ پیکار ہو جاؤ کسی کو آگے بڑھنے نہ
دو دلیرانہ دشمنون کو رد کو ہم بھی تمھارے ساتھ جنگ رستمانہ کرینگے کچھ خوف نکرو مرنے سے نہ ڈرو آخر
ایک روز مرنا ضرور ہے اجل سے بھاگنا جان بچانا محض نادانی ہے یہ تقریر کرکے کرسی سے اُٹھا سوار
بھی فی الفور سبو وخم وجام کو چھوڑکر اُٹھے پہلے فیروزہ نے بڑھکر نعرہ کیا کہ کون اجل رسیدہ اس طرف
آتا ہے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہنوز فیروزہ دیوانہ یہ کہ
رہا تھا کہ لاجورد شاہ مع سپاہ آکر لشکر امیر ثانی پر گرا بیچارے لشکریون کو کہ غافل سورہے تھے تہ تیغ کرنا
شروع کیا دیوانہ مذکور اپنے ہمراہی سوارون کی جمعیت قلیل سے فوج عدو پر حملہ ور ہوا اعدا کو قتل
کرنے لگا داد مردی و بہادری کی سواران لشکر اسلام دینے لگے ہرچند فیروزہ تیغزن نے بہت سے
کفار نہ تیغ آبدار کیے لیکن ہجوم سپاہ کم نہ ہوا سواران ہمراہی بھی جنگ مین کام آئے اب لاجورد شاہ
دلیرانہ ہر ایک بارگاہ وخیام پر گرا سوارون اور پیدلون کو بےخوف قتل کرنے لگا اُسوقت کئی ناریون نے
حکم لاجورد شاہ سے چند خیام وبارگاہ مین آگ لگا دی جب شعلۂ آتش بلند ہوے اور شور وغل مانند شور
اہلِ محشر کے بلند ہوا بہادران اہلِ اسلام خواب سے بیدار ہوے دیکھا کہ جابجا خیام جل رہے ہین غنیم فوج
کثیر لے کر آیا ہے اہلِ اسلام قتل ہورہے ہین یہ حال دیکھکر دلیرانہ بستر خواب سے اُٹھے جلد جلد سلاح تن پر
آراستہ کرکے مرکبون پر سوار ہوکر انبوہ فوج پر گرے اور شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا اسی طرح شہزادہ
بدیع الملک اور امیر ثانی اور ایرج اور شہریار پسر ایرج اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
فوج اسلام خواب سے بیدار ہوگئے اور سلاح جنگ جلد تر تنون پر آراستہ کرکے اپنی اپنی فوج کے اُن سوارون
اور پیدلون کو جو بیدار ہوکے مسلح ہوے تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر روشنی بھی ساتھ نہ لیکر بصد عجلت فوج پر گرے
اور لڑنا شروع کیا اُس تاریکی شب اور گھبراہٹ مین اسد بن کرب نے مع اپنی فوج کے سپاہ شہریار
پسر ایرج نامدار پر حملہ کیا اور اُس کی فوج کو سپاہ دشمن کی تصور کرکے قتل کرنا شروع کیا شہریار بھی
دلیرانہ مع اپنی سپاہ کے لڑنے لگا جانبین کے سوار قتل ہونے لگے تلوار چلنے لگی تیر پہلو وجگر کو توڑ توڑ کر گذرنے
لگے گرز گران سر پہلوانون کے بہادرون کے سرون پر یون پڑنے لگے گویا پہاڑ سر پر پھٹ پڑا ان گرزہاے
گران کی ضرب سے کاسۂ سرہاے دلیران چور چور ہونے لگے مغز سر کا پتہ بھی نہ ملتا تھا روحین مقتولون
کی سوے جنت وجہنم بہ کثرت چلی جاتی تھین بسمل فریاد کرتے تھے زخمی خاک پر مانند مرغ بسمل یا ماہی بے آب
کے تڑپتے تھے کوئی زخمی بصد منت حالتِ تشنگی مین پانی طلب کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ مین کوئی اُسے پانی
نہ پلاتا تھا بلکہ شور وغل مین اسکی آواز بھی کسی کے کان تک نہ پہونچتی تھی کوئی جری نیزہ جگر پر کھائے ہوے
کلیجے کو ہاتھون سے پکڑے ہوے زمین پر طپان تھا اور کہتا تھا افسوس جلد اجل آئی ابھی باغ جوانی اچھی
طرح پھولا پھلا بھی نہ تھا کہ درخت زندگانی پر خزان آئی بعوض ثمر نخل شادمانی پھل نیزہ کا کھایا اسی طرح
زخمیون مین شور فریاد وآہ قتل گاہ مین بلند تھا کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُسوقت گھبراہٹ مین
واسطے مقابلۂ دشمن کے سوار اپنے مرکبون کو آگے بڑھاتے تھے لاشے اُن زخمیون کے پامال سم اسپان

ہوجاتے تھے پدر اپنے فرزند کو اور پسر اپنے پدر کو تاریکی شب مین اور گھبراہٹ مین قتل کرتا تھا اور لاشہ
پائمال کرتا تھا کچھ افسوس نہ کرتا تھا ایک طرف تیر انداز تیر اندازی پر لیس تھے جو غول اُنکے سامنے آتا تھا
اُسے بارش تیر سے پراگندہ و زخمی کرتے تھے کہین تلوار چلتی تھی برق شمشیر چمکتی تھی کسی انبوہ مین نیزہ دار
سرگرم پیکار تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خونریزی کفار و اہل اسلام کی ہو رہی تھی نعرے کر رہے تھے
نقیبان خوش آواز دلاورون کے دل بڑھا رہے تھے جو لوگ مبتلاے تپ تھے یا غافل سوتے تھے
اُنھین جگا کر کہتے تھے یارو کیا سوتے ہو ہوشیار ہو کوئی دشمن سپاہ لیکر بارادۂ شبخون آیا ہی لشکر اسلام
پر گرا ہی غضب کی لڑائی ہو رہی ہی افسوس صدہا اہل اسلام قتل ہو رہے ہین تمھاری نیند بھی عجب نیند ہی
کہ ایسے ہنگامۂ گیر و دار مین فرط خواب سے آنکھ نہین کھلتی ہی یہ تمھارا خواب ہی یا خواب اجل ہی براے خدا
جلد اُٹھو سلاح زیب تن کرو دشمنون سے لڑو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو اگر مرو بھی تو دنیا سے سرخرو
جاؤ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہو شہادت کا رتبہ پاؤ وہ سوار نقبا کی یہ گفتار سُنکے فی الفور گھبرا کر فرش
خواب سے اُٹھ کر زرہ اُلٹی گھبراہٹ مین پہنتے تھے جب زرہ اس طرح پہنی نجاتی تھی بجاے خود کہتے تھے
آج کیا سبب ہی کہ زرہ ہمارے تن پر درست نہین ہی نہایت تنگ ہی پہنی نہین جاتی ہی کیا ہم آجکل فربہ
ہو گئے ہین کہ زرہ تنگ ہو گئی ہی دوسرے سوار اُسکو جواب دیتے ہین تم تو آجکل بوجہ تپ کے لاغر ہو گئے
ہو ذرا غور سے دیکھو کہین زرہ اُلٹی تو نہین ہی کہ بدن مین نہین آتی ہی وہ سوار یہ سُنکے کہتا تھا واقعی
تم سچ کہتے ہو گھبراہٹ مین سیدھی اُلٹی کا خیال نہ رہا اسی طرح اکثر سوار اور پیادے خواب سے بیدار
ہو کر ہتھیار لگاتے تھے جلدی اور گھبراہٹ مین تیر نیام مین اور ترکش مین تلوار رکھتے تھے اکثر صاحبان تپ
باوجود اس شور و غل اور جنگ و جدل کے کثرت و شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے اگر کسی کو کچھ بھی
ہوش آتا تھا تو شور و غل سُنکے پوچھتا تھا یارو اس وقت یہ شور و غل کیسا ہی ہم کہان ہین کیا یہ صحراے محشر ہی اور
آج روز قیامت ہی تمام خلائق جمع ہوئی ہی مردم نفسی نفسی پکار رہے ہین ہر ایک شخص کا حال متغیر ہی اعمال
نیک و بد کا حساب ہو رہا ہی خداوند عالم عدالت فرما رہا ہی خاصان خدا بھی خائف و ترسان ہین اپنی بخشش
کے خواہان ہین دوزخ کس طرف شعلہ زن ہی جنت کدھر ہی ہمارے نبی و پیمبر حضرت ابراھیم
علیہ السلام کہان تشریف رکھتے ہین براے خدا ہمین اسی جگہ لیچلو جس جگہ وہ جناب تشریف فرما ہین اگر یہ امر
ممکن نہو تو ہماری طرف سے اُن جناب سے جا کر عرض کرو کہ فلان ابن فلان جو آپکی شریعت پر ثابت قدم
ہی وہ عرض کرتا ہی کہ آج کے روز اس فدوی کو فراموش نہ فرمائیے گا گنہگار ہون شفاعت میری خدا سے
حضور کر کے میرے گناہ عفو کرا کے اپنے ہمراہ جنت مین لیجائیے گا یہ تقریر اُنکی سُنکے لشکری جواب دیتے
تھے اے برادر تم کو تپ شدید ہی شدت مرض سے ہذیان و محض کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہے ہو
ذرا اچھی طرح ہوش مین آؤ آنکھین کھولو حواس درست کرو ممکن ہو تو اُٹھو سلاح جنگ تن پر آراستہ
کرو غنیم فوج کثیر لیکر بارادۂ شبخون آیا ہی لڑائی ہو رہی ہی تلوار بڑے زور سے چل رہی ہی لاش پر لاش گر
رہی ہی دلاور نعرے کر رہے ہین صداے تکبیر دلیران بلند ہی زخمی کراہ رہے ہین نالہ و فریاد بلند کر رہے
ہین یہی سبب شور و غل کا ہی یہ وہی صحراے مثلث ہی جسمین ہم اور تم قیام پذیر ہوے ہین صحراے محشر نہین
ہی نہ آج روز قیامت ہی مگر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہی دیکھو یہ شب تاریک ہی یا روز روشن ہی اگر روز قیامت

ہوتا تو آفتاب بقدر سوا نیزے سر ہاے مردم پر آجاتا رخ اُسکا اس طرف ہوتا میزان عمل کھڑی ہوتی
اعمال نیک و بد تولے جاتے کوئی شے مال دنیا سے پاس نہوتی سوائے اعمال نیک و بد کے کوئی چیز ساتھ
نہوتی اس طرح تم اپنے بستر پر لیٹے نہوتے اور ہم تمسے اسطرح ہم سخن ہوتے اپنے حال مین خود مبتلا ہوتے
وہ سوار بیمار یہ گفتگو اپنے بڑے کے سوارون سے سُن کے کہتا تھا خداوند عالم اس تپ کو دفع کرے ہی
کے سبب سے ہمنے ایسے کلام زبان پر جاری کیے اب تمسے معلوم ہوا کہ دشمن بار دوہ شبخون آیا ہی لڑائی ہو رہی ہی کیا
کہین ہمسے تو اُٹھا نہین جاتا ہی تم ہمکو کسی طرح اُٹھا کر مرکب پر سوار کر کے اپنے ہمراہ جنگاہ مین لیچلو آخر تو شدت تپ
سے نوبت بہ ہلاکت ہی دنیا مین چند روز کے مہمان ہین کفار سے لڑ کر اُنکے ہاتھ سے قتل ہو جاینگے تو ثواب
شہادت پاینگے ایذائے مرض سے بچین گے بعد قتل ہو جانے کے دل کو چین روح کو راحت ملیگی تم سب
بھائیون سے امید ہی کہ ہمکو غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین دفن کر دینا اور تربت پر فاتحہ پڑھکر
ثواب اُسکا ہماری روح کو بخشو گے وہ جواب دیتے تھے ہمکو اسوقت اتنی مہلت نہان کہ ہم تم ایسے بیمار کو اُٹھا کر
جنگاہ مین لیچلین اور یہ امید کسکو ہی کہ اس لڑائی مین دشمنون کے ہاتھ سے نہ مارے جائین گے تم اپنے بستر
پر اسی طرح لیٹے رہو یا خود بھی ہماری طرح مسلح ہو کر میدان جنگ مین آؤ ہم تو جاتے ہین زیادہ ٹھہرنا اور ایسے
وقت مین باتین کرنا خوب نہین ہین اول تو دلیری و شرافت کے خلاف ہی کہ ایسے وقت مین اپنے آقا اور
مالک کے شریک حال نہونا اور نمک حرامی کرنا دوسرے رسالہ دار صاحب کے عتاب کا خیال ہی یہ کہکر
وہ سب سوار تو جا کر شریک جنگ ہوے تھے یہان یہ سوار بیمار نمک حلال بہزار دشواری سر بالش سے اُٹھاتا
تھا بہ ہمت و جرأت بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھاتے تھے وہ کانپتے ہوے ہاتھون سے بصد دقت
سلاح جنگ حالت تپ مین تن پر آراستہ کر کے باعانت سائیس مرکب پر سوار ہو کر جانب نبردگاہ روانہ
ہوتا تھا اسی طور سے ہر ایک بیمار پیادہ و سوار بصد دشواری بستر سے اُٹھ اُٹھ کر شریک جنگ ہوتا تھا تاریکی
شب مین جو سامنے آتا تھا نیزہ مارتا تھا اگر وہ ہلاک ہو جاتا تھا تو یہ بیمار دوسرے شخص سے ہم نبرد ہوتا
تھا اور اگر وار اسکا خالی جاتا تھا تو وہ اسکو اپنا دشمن جان کر بضرب شمشیر قتل کرتا تھا چونکہ شب تار تھی اور
ہواے تند و تیز چل رہی ہی اگر روشنی کی بھی جاتی ہی تو بھی ہوا سے مشعلین اور رن مہتابین و نفشاخ وغیرہ
گل ہو جاتے تھے خوب اندھیرا ہو جاتا تھا کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا اور حریف اپنا جان کر قتل کرتا تھا ہان
نعرون سے معلوم ہوتا تھا کہ اس غول مین اسد بن کرب لڑ رہا ہی اور اس انبوہ مین شہریار بن ایرج
اور اس سمت بہرام تیغ زن مصروف جنگ ہی اسی طرح ہر ایک سردار و افسر کے نعرۂ شیرانہ سے سننے والون
کو ثابت ہوتا تھا کہ ادھر فلان بہادر سرگرم نبرد ہی اور بغیر نعرے کے کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا بھائی کو بھائی فرزند پدر کو
پدر فرزند کو حریف اپنا جانکر قتل کرتا تھا لاش پر لاش سر پر سر مرکب پہ مرکب گر رہے تھے ہر طرف جوی خون روان
تھی دلاور بہادرانہ لڑ رہے تھے چقاچاق خنجر اور جھنکار تلوارون کی اور نالہ و آہ زخمیون کی اور نعرے بہادرون
کے اور کڑکنا کمانون کا اور صداے سم سمندان اور ضرب ہاے گرز گران اسقدر صحراے مثلث مین بلند تھی کہ تا بہ
گردون دون آواز جاتی تھی یہ جنگ ایسی ہوئی کہ قلم دو زبان مفصل بیان نہین کر سکتا کہ بمقتضائے این ابیات مؤلف

لکھے کیا قلم اس لڑائی کا حال اُٹھائے زمین بار دشوار تھا	کہ ایسے ہوئی کم جہان مین جدال نہ تھی کشت و خون سے زمین لالہ گون	ہر اک جا یہ لاشون کا انبار تھا روان تھا بیابان مین دریائے خون

دو جانب کے اسوار وقت شمار | ہوے قتل دو لاکھ اسّی ہزار | راوی ناقل ہے کہ عین گرمی جنگ

مین یکایک لاجوردشاہ کی سپاہ ہزیمت اثر مین باجے جنگی بجے شور طبل و نقارہ بلند ہوا لاجوردپرست
سمجھے کہ ہمارے افسرون نے بحکم خداوند ہمسے یہی کہا تھا کہ جب جنگی باجے ہمارے لشکر مین بجین لڑائی موقوف
کرکے تم سب لوگ فلان مقام پر جمع ہونا بس اب تعمیل حکم کرنا ضرور ہے یہ خیال کرکے ہر طرف سے
یعنے ہر ایک غول اور انبوہ سے نکل نکل کر ایک جگہ جمع ہوے پھر ہمراہ لاجوردشاہ کے بوقت
آخر شب سوے شہر صندل روانہ ہوے ہنوز لاجوردشاہ نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی مع اپنی سپاہ کے قریب آیا اور لاجوردشاہ سے پوچھا کیا ارادہ
ہے اُسنے کہا حسب الطلب ابلیس خود نیسند کے اہل اسلام پر شبخون مارکر سوے شہر صندل جاتا ہون
صلصال نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا یہ کہکر ہمراہ لاجوردشاہ کے چلا اب یہ دونون سگ وخوک
صحراے ضلالت وگمراہی طرف شہر صندل کے جاتے ہین انشاء اللہ احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا۔

لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا رقم کیا جاتا ہے

کہ جب لاجوردشاہ تاریکی شب اور عین گرمی جنگ مین مع فوج جنگاہ سے چلا اُس تاریکی شب اور
لڑائی مین کسی نے اُسے جاتے نہ دیکھا جملہ مسلمان اُسی طرح مصروف جنگ رہے اور یہی امر ذہن نشین ہا
کہ فوج کفار نے ابھی تک شکست نہین کھائی ہے بہ ثبات قدمی ہمسے مقابلہ کررہی ہے یہ تصور کرکے اسی طرح
مشغول جنگ رہے باہم اہل اسلام تا طلوع سحر خوب جنگ آزما ہوے ہر ایک دلیر و بہادر نے ہزارون
سوارون اور سیکڑون پیادون کو قتل کیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے جب وہ وقت آیا تاریکی
شب کہ اک بلاے سیاہ تھی بدعاے عابدان شب بیداران تمامی جہان سے دفع ہوئی اور سفیدہ سحر
مانند نور دل عارفان جانب مشرق سے نکل کر فلک پر نمایان ہوا موذنون نے صداے تکبیر بلند کی اور مرغان
خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کر حمد خدا مین مصروف ہوے ہر اک طائر خوش الحان نغمہ سرا ہوا اہل
اسلام نے دیکھا کہ ہم آپس مین لڑرہے ہین فوج حریف کا نام ونشان بھی نہین ہے ہان لشکریان سپاہ
لاجوردشاہ صدہا خاک وخون مین آغشتہ مردہ پڑے ہین یہ دیکھ کر ہر ایک نے شرمندہ اور منفعل
ہوکر لڑنے سے ہاتھ روکا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے لاشہاے اہل اسلام پر نظر کرکے بہت
افسوس کیا بعد صد رنج وافسوس معلوم ہوا کہ اہل اسلام کفار سے زیادہ تر قتل ہوے ہین اور بہت سے
ولاور زخمی ہین امیر ثانی نے باایماے بادشاہ لشکر اسلام حکم کیا لاشے ہماری فوج کے جوانون کے
موافق حکم شارع دفن کیے جائین اور چند ہرکارے واسطے تفحص کرنے اس حال کے ہر طرف جائین کہ لاجورد
شاہ اور صلصال بد آئین و بد افعال ہمانسے کسطرف بھاگ کر گئے ہین بموجب حکم لاشے مردم اہل اسلام کے مقتل سے
اُٹھنے لگے اور کئی ہرکارے چہار سمت روانہ ہوے بعد روانہ ہونے ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر جو زخمی نہ تھے وہ بھی داخل بارگاہ مذکور ہوے اور جو سوار
اور سردار زخمی تھے حکم امیر سے علاج اُنکا ہونے لگا جراحون نے زخمون کو خون سے صاف کرکے سی دیا
اور پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دین یہان تو جراحان سبک دست زخمیون کے علاج مین مصروف ہین
کچھ جراح پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا چکے ہین اور کچھ چارہ گری زخمہاے کاری مین مشغول ہین انکو

تو اسی کام مین چھوڑا جاتا ہو مگر اب حال دربار دُربار ظل اللہ دین پناہ حارث بن سعد کا کہ اب بھی داخل
فوج اسلام ہین لکھا جاتا ہو کہ جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سرداران لشکر
بھی داخل بارگاہ ہوکر اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب رعب بادشاہ سے بیٹھے اور دربار بخوبی آراستہ
ہوچکا بادشاہ موصوف نے امیر ثانی سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ اس لڑائی مین بہت سے اہل اسلام کام
آئے افسوس اہل اسلام نے اہل اسلام کو قتل کیا بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ لاجورد شاہ ہنگام شب
تھوڑے سے اہل اسلام کو قتل کرکے تاریکی شب مین کسی طرف نکل گیا ہم مین سے کسی کو اُسکا جانا معلوم
ہوا اسی وجہ سے باہم لڑا کیے جاے عجب ہو کہ لاجورد شاہ بیحیا و بد کردار نے دعوے خداوندی کرکے
یہ نامردی کی کہ اہل اسلام کو عین خواب مین قتل کیا اور جب اہل اسلام بیدار ہوکر مقابل ہوے تو بھاگ
گیا کچھ شرم نہ آئی امیر ثانی نے بصد ادب عرض کیا وہ ایک بیحیا و نالائق ہو اور بنہایت نامرد و بزدل ہو
کہ اُسنے شبخون مارا اگر مرد ہوتا تو ایسا نہ کرتا خیر دیکھا جائیگا ہرکارے واسطے دریافت خبر کے گئے ہین
یقین ہو کہ جلد ہرکارون سے حال اُسکا معلوم ہو یہ عرض کرکے امیر خاموش ہوے بادشاہ لشکر اسلام
نے بوجہ خستہ ہونے کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گیا اور راحت
پذیر ہوا بعد کئی روز کے وہ ہرکارے جو براے دریافت خبر روانہ ہوے تھے مفصل خبر دریافت کرکے
اُس وقت دربارگاہ سلیمانی پر آئے کہ حسب دستور بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ عالم پناہ بارگاہ مذکور
مین تخت پر رونق افزا تھے اور جملہ سرداران سپاہ دنگلون پر بیٹھے تھے بادشاہ موصوف امیر ثانی سے فرما رہے
تھے کہ ابھی تک ہرکارے نہین آئے لاجورد شاہ روسیاہ کی کچھ خبر نہ لائے کہ ناگاہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوے
اور پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کے اسطرح دعا و ثناے بادشاہ لشکر اسلام زبان پر لائے کہ موافق نظم مؤلف

اے شہ ذی وقار و خوش اقبال | روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
ڈھونڈھتے ہین جسو جائے پناہ | خوف سے تیرے لے کئے ذیجاہ

حسب الحکم یہ نمکخوار گئے تھے بعد پرسش بسیار یہ مردم سے معلوم ہو
کہ لاجورد شاہ خاطی و گمراہ و صلصال بد افعال دونون مع سپاہ جانب شہر صندل گئے ہین اور
یہ بھی ظاہر ہوا ہو کہ ابھی تک داخل شہر صندل نہین ہوے ہین اثناے راہ مین ہین عجب نہین کہ جب
شہر مذکور مین داخل ہون وہان کا حاکم مسمی کافور شاہ کہ نہایت بیدین و بد آئین ہو اور فی زمانہ اُسنے
سپاہ اور پہلوان نامی فراہم کیے ہین ہر وقت بادۂ نخوت سے مست رہتا ہو ان بھگوڑون کے حال پر رحم
کرکے پناہ دے ہرکارے یہ عرض کرکے بارگاہ سلیمانی کے باہر گئے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب
امیر ثانی دیکھا امیر نے ایماء ما فی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہوکر فی الفور خادمون کو حکم کیا کہ موافق
قاعدۂ لشکر اسلام سر دربار چوکی پر ایک جام شربت سے بھر کر رکھو جب خدام نے حکم کی تعمیل کی امیر نے
جملہ سردارون کی طرف دیکھ کر باواز بلند یہ فرمایا کہ اے بہادران بیمثال و اے دلیران رستم خصال تم سب مین
کون ایسا شجاع و بہادر ہو کہ جانب شہر صندل جائے اور لاجورد شاہ گمراہ کو ہدایت کرکے براہ راست
پر لائے یا سر اُسکا تیغ تیز کرے اس طرح جا کر ستیز کرے یہ فرما کر خاموش ہوے اول سب بہادرون سے
بدیع الملک نے اپنے دنگل سے اُٹھ کر جام کلاہ عفریت سے کچھ شربت پیکر عرض کیا یہ خاکسار
جائیگا اور حکم بجا لائیگا امیر ثانی نے فرمایا جاؤ تم کو حوالہ خدا کیا بدیع الملک اجازت حاصل کرکے شادان

و فرحان بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور اپنے افسران لشکر کو حکم دیا جلد ہماری فوج کے جوان مسلح ہون حسب الحکم جلد تر تمام لشکری مسلح ہوکر مرکبون کے قریب آ کر کھڑے ہوئے جب بدیع الملک اپنے اسپ صبا دم پر سوار ہوئے جملہ سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ہوئے اور بدیع الملک کے ہمراہ سوے شہر صندل روانہ ہوئے جب وہ دن گذرا شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے عالم خواب مین دیکھا کہ بدیع الملک بن نور الدہر ہر ایک دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہے یہ خواب پریشان دیکھکر صبح کو بادشاہ موصوف نے سر دربار امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کرکے فرمایا کہ ضرور ہے کہ کسی بہادر کو براے شرکت و مدد بدیع الملک روانہ کیا جائے امیر ثانی نے اُسی وقت حسب قاعدہ اُسی طور سے سر دربار جام مماثل کلۂ عفریت مین شربت رکھوا کر جملہ بہادرون سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا تم مین کون ایسا دلیر ہے کہ واسطے شرکت و خبر گیری بدیع الملک کے جائے اور وہ جس بلا مین مبتلا ہو اُس آفت سے اُسے بچائے اور شریک اُسکا ہوکر اعدا سے مقابلہ کرے یہ کلام امیر ثانی سن کے شہریار ملقب بہ رستم ثانی پسر ایرج اپنے ذنگل سے اُٹھا اور عرض کیا اس حکم کو مین بجا لاؤن گا امیر نے اجازت دی شہریار یعنے رستم ثانی مع اپنی سپاہ کے شربت نوش کرکے اُسی وقت سوئے شہر صندل روانہ ہوا بعد گذرنے اُس روز کے پھر شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے خواب مین دیکھا کہ شہریار مبتلاے بلا ہے اور کہتا ہے اے بادشاہ لشکر اسلام جلد میری خبر لیجیے یہ خواب ہولناک دیکھ کر حارث بن سعد کی آنکھ کھلی نہایت تردد ہوا صبح کو دربار مین آکر امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کیا اور کہا ہم کو سخت تشویش ہے کہ فرزند ہمارا ہمکو مبتلاے آفت و بلا نظر آیا ہے اُسکی اعانت کیواسطے کسی سردار کو روانہ کرنا لازم ہے ناظرین پر واضح ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام نے اس سبب سے شہریار کو اپنا فرزند ظاہر کیا کہ دختر اُنکی اُسسے منسوب ہے وہ داماد بادشاہ حارث بن سعد کا ہے الحاصل آمدم بر سر مطلب امیر ثانی نے فی الفور موافق قاعدہ اُسی طور سے اُسی جام مین جو مانند کلۂ عفریت کے تھا شربت طلب کرکے سر دربار چوکی پر رکھوا کر فرمایا اے بہادرو بادشاہ جمجاہ نے اپنے فرزند کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا ہے پس کون تم مین ایسا بہادر ہے کہ پاس اُس صف شکن تیغزن کے جا کر شریک ہو اور اُس کی بلا کو اُس سے دفع کرے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کر چپ ہوئے تھے کہ سب سے پہلے کرب غازی اپنے ذنگل سے اُٹھا اور روبرو جا کر عرض کیا کہ اس حکم کو یہ فدوی بجا لائیگا امیر ثانی نے اجازت دی کرب غازی نے خوش ہو کر جام مندرجہ بالا سے تھوڑا شربت پیا اور ارادہ جانے کا کیا بادشاہ لشکر اسلام نے جو اپنے داماد کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا دل سینہ مین از حد غمگین تھا اسوجہ سے امیر ثانی سے باشارہ ارشاد کیا کہ اس بہادر سے کہو کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جانب شہر صندل روانہ ہو کیونکہ ہم بھی بعد چند روز کے بیانسے جانب شہر صندل روانہ ہونگے امیر ثانی نے حکم سے کرب کو آگاہ کیا وہ بہادر اثاثہ بارگاہ سلیمانی اور دیگر اسباب چھکڑون پر بار کرا کے شربت پی کے اور خلعت رخصت لیکے مع چالیس ہزار قزاقون کے سمت شہر صندل روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی کے امیر ثانی و جملہ سرداران صف شکن مع تمامی فوج تیسرے روز ہمراہ رکاب بادشاہ فوج اسلام طرف شہر صندل روانہ ہوے

داستان پہونچنا لاجورد شاہ و صلصال کا قریب شفق کوہ اور پناہ دنیا ملک ترسی

حاکم شفق کوہ کا اور لڑنا بدیع الملک سے ساقی نامۂ مؤلف

پلا ساقیا بادۂ ارغوان
جسے پڑھ کے ناظر کہیں آفرین
جو دیکھے اسے حاسد خود پسند
تو نشہ مین اُسکے بفکر کمال
نہین ہے بجز میکشی دل کو چین
بیان کرتے ہین اب یون نغمہ خوانی

کہ اسوقت لکھنی ہے وہ داستان
بہت خوب لکھی ہے یہ داستان
تو دل اُسکا ہو رشک سے دردمند
شفق کوہ کی آج لکھو نہین جنگ
مجھے کہتے ہین سب تصدق حسین

جسے سُنکے مسرور ہون سامعین
مؤلف ہے اسکا فصاحت بیان
پلادے اگر بادۂ بے مثال
دکھادون طبیعت کا مین اپنی رنگ
سخن سنجان گلزار معانی

کہ جب لاجورد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو صحرائے شلت سے ہنگام شب سوے شہر صندل روانہ ہوے تھے خوف بادشاہ لشکر اسلام اور خطر امیر ثانی عالی مقام سے ہوش و حواس بجا نہ تھے بے اختیار دونون نابکار مع فوج گھوڑے دوڑائے ہوے بھاگے جاتے تھے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے کہ ہمارے تعاقب مین اہل اسلام تو نہین آتے ہین راوی ناقل ہے کہ اسی خوف و خطر و پریشان خاطری مین چند در چند کوچ و مقام کرکے ایک روز قریب شام ایک ایسے صحراے سبزہ زار نہایت پُر بہار مین پہونچے کہ وہ صحرا ایسا وسیع تھا کہ یک نظر بھی کسی طرح اُسکو طے نکر سکتا تھا اور طائر خیال بھی بہزار کوشش حد اُس کی دریافت نکر سکتا تھا مزلون تک کردگار جہان نے اپنی قدرت سے فرش پر فرش سبزۂ شاداب کا کہ رشک فرش زمردنگار تھا بچھایا تھا اور ایک ادنیٰ نمونہ اپنی قدرت کاملہ کا اپنے بندون کو دکھایا تھا ہوائے سرد اُس سبزہ زار کی ایسی راحت رسان تھی کہ اگر برسون کا بیمار وہان کی ہوا کھائے ایک دن مین بخوبی شفا پائے نہین نہین ہوا اُس سبزہ زار پر بہار کی گویا مسیحا نفس تھی کہ اگر مردون کو وہان کی ہوائے معجز نما کھانا نصیب ہو عجب نہین کہ اپنے اثر جان بخشی سے بحکم خدا اُن اموات کو پھر گلشن ہستی مین ملک عدم سے لائے سبزہ سر سبز اُس میدان بے پایان کا ایسا آرام دہندہ تھا کہ اگر کوئی بیمار کہ جسکو شدت امراض سے کسی طرح نیند نہ آتی ہو اُس فرش سبزہ پر ایک دم ہی لیٹے تو فوراً نیند آجائے روح آرام پائے اور اگر کسی میت کو درمیان اُس سبزہ زار کے دفن کیا جائے تو شور قیامت سے بھی نجاگے و صداے صور اسرافیل علیہ السلام سے بھی اس میت کے خواب خوش مین ذرا بھی فرق نہ آئے وحوش و طیور اس صحرا مین مانند ذرۂ ریگ بیابان نظر آتے تھے خصوصاً آہوے شوخ چشم اپنی انداز رفتار و خوش خرامی سے اور طائران خوش الحان رشک بلبل غزل خوان اس طرح نغمہ سرا تھے کہ دیکھنے اور سننے والونکے دل لبھاتے تھے وہ آہو مردم کو اسیر دام دید کرتے تھے اور اہل سماعت کو وہ طیور مشتاق شنید کرتے تھے قرب سبزہ زار مذکور ہر سمت کہین نہرین رواں تھین جن کا آب صاف و شیرین خوش صفات تھا نہین نہین پانی اُن نہرون کا رشک آب حیات تھا عجب وہ سبزہ زار خرم و خوب تھا کہ روح کو اُسکا کھلنا دل مرغوب تھا ایسے بیمثال صحراے سبزہ زار کی مفصل تعریف کیا لکھی جائے کہ تحریر محال ہے قلم شکستہ بال ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

سبزہ تھا مثل سبزہ زار جنین
غیرت مار زلف پُر افشان
مثل اطفال جو روش ہر سو

اسکو خوش چشم چر رہے تھے ہرن
بیل بوٹے پہ تھا نیا جوبن
مست تھے خیست و خیز مین آہو

کوٹریاے کے وصف کیا ہون بیان
دامن دشت پر کڑھی تھی چکن
لاجورد شاہ اور صلصال

نے جو ایسے سبزہ زار پر بہار پر نظر کی بے اختیار لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کیا خوب سبزہ زار

ہے دل چاہتا ہے کہ آج ایسی جگہ مقام کیجیے یہان کی سیر سے کچھ لطف زندگی اُٹھایئے ہر چند کہ مسلمانون سے مقابلہ کرکے وہ صدمے اُٹھائے ہین اور ایسی آبروریزی ہوئی ہے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا نہین خداوند ہوکے بھاگا سامنے بندون کے ذلیل ہوا پہلوان نامی قتل ہوئے لشکر تباہ ہوا صدمہ پر صدمہ اُٹھایا ہے لیکن اس سبزہ زار کی سیر کا مشتاق ہون یہانسے اسوقت آگے نہ جاؤنگا صلصال نے جواب دیا ابھی ہم کو اہل اسلام کی طرف سے خطر ہے یہ کوئی جاے پناہ نہین ہے کہ یہان ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہونگے اس سبزہ زار کی سیر سے کیا فائدہ ہوگا آگے بڑھیے ابھی دن ہے شب کو کسی درہ کوہ مین ہو تحکر قیام کرین گے لاجورد شاہ نے جواب دیا مین تو یہانسے نہ جاؤنگا اگرچہ مسلمان مجھے آکر قتل بھی کر ڈالین یہ کہکر مرکب سے کود کر سیر سبزہ زار کی کرنے لگا جب لاجورد شاہ مرکب سے اترا اُسوقت صلصال وغیرہ جملہ سردار مرکبون سے اُترے جلد خیام و بارگاہ برپا کیے سرداران لشکر اسلام کو بھی ارابے سے کشان کشان اُتارا یہ وہ سردار ہین جن کو سوار قہر خداوندی وغیرہ نے وقت مقابلہ اسیر کیا تھا غرض جب خیام و بارگاہ خدام برپا کر چکے لاجورد شاہ مع صلصال داخل بارگاہ ہوا پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے یہ دونون نابکار کرسیون پر بیٹھکر سیر سبزہ زار کرنے لگے سواران ہمراہی بھی خیام مین اور اکثر فرش سبزہ پر بیٹھکر راحت پذیر ہوئے پھر ہر ایک سوار نے پوشاک اور سلاح جنگ تن سے اُتارا ہنوز شام ہوئی تھی لاجورد شاہ مع صلصال سیر کر رہا تھا ناگاہ دست راست سے بہت دور سرخی ایسی نظر آئی کہ جیسے وقت شام جانب مغرب سرخی ہوتی ہے لاجورد شاہ نے اُس سرخی پر نظر کرکے متحیر ہوکر صلصال سے کہا دیکھو تو اس جانب یہ سرخی کیسی ہے گویا شفق ہے اُسنے جواب دیا شاید اسطرف کوہ شفق سرخ ہے کہ شعاع آفتاب سے سرخی اُس کوہ کی نظر آتی ہے یا کچھ اور ہے یہان تو یہ دونون بادیہ پیماے منازل ضلالت و ہزیمت بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سیر سبزہ زار کر رہے ہین باہم باتین کر رہے ہین لشکر اختر اہی لشکری سامان اکل و شرب کا کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال شفق کوہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ دونون نابکار اس سبزہ زار مین مقیم ہوئے تھے حسب اتفاق چند ہرکارے حاکم کوہ شفق کے سبزہ زار مذکور مین براے ہواخوری و بالا دوی آئے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ لشکر اختر اہی بارگاہ و خیام برپا مین دل مین خیال کیا شاید کوئی بادشاہ براے مقابلہ حاکم کوہ شفق آیا ہے بس لشکر مین چلکر حال پختہ دریافت کرکے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرنا چاہیے یہ تدبیر ذہن نشین کرکے داخل لشکر ہوکر سوارون سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہے کہانسے آیا ہے کہان جائیگا اُنھون نے تمام حال صحیح صحیح بیان کیا ہرکارے تمام حال سنکے بقصد عجلت راہ طی کرکے اسوقت کوہ شفق پر پہونچے کہ حاکم کوہ شفق یعنے ملک بترسی دربار مین تخت پر بقصد نخوت بیٹھا تھا دربار آراستہ تھا امرا و وزرا و گردن قوی تن و سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے تھے حاکم مذکور نے براے بادہ خواری ساقیان خوبرو سے کشتیان شراب ناب کی طلب کی تھین ہنوز ساقیان سیمین ساق کشتیان مے گلرنگ کی نہ لائے تھے ناگاہ وہ ہرکارے لرزان وخیزان داخل دربار ہوئے پھر پایۂ تخت کو بوسہ دیکے اُن کافرون نے اپنے حاکم الکفر کی اس طرح ثنا و دعا زبان پر جاری کی کہ بمقتضاے

نظم

حامی کفر تیری ذات رہے
اہل اسلام کا رہا بدخواہ

اے شہنشاہ بحر و کوہ شفق
جب تلک دن رہے یہ رات رہے
دین اسلام سے کیا انکار

تجھکو جز عیش ہو نہ کوئی قلق
تونے طی کی ازل سے کفر کی راہ
بت پرستی مین تو رہا طیار

ملک ترسی نے خوش ہوکر پوچھا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا خداوند لاجورد شاہ مع سپاہ ہمراہی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سبزہ زار فرحت افزا مین آکر مقیم ہوے ہین حضور کی عملداری مین تشریف لائے ہین مسلمانون سے رنجیدہ ہوکر یہان آئے ہین ملک ترسی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوکر وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اسوقت ان ہرکارون نے مابدولت کی ثنائے معقول کی ہی اور دعا بھی مابدولت کو بہت خوب دی ہی اور خبر ہمارے خداوند کے آنے کی بھی دی ہی بہت ہمکو خوش کیا ہی لہذا انعام مین اِنکو خلعت و زر کثیر ہمارے خزانۂ عامرہ سے دینا چاہیے وزرا نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب ہرکارے خلعت و انعام پاکر دربار سے چلے گئے ملک ترسی نے اپنے وزرا اور جملہ افسران سپاہ سے مخاطب ہوکر کہا وقت سحر سبزہ زار فرحت افزا مین جاکر ہمارے خداوند کو باعزاز تمام استقبال کرکے یہان لانا خوشا مقدر مابدولت کا کہ خداوند جن کے دیدار کے ہم بہت مشتاق تھے تشریف لائے ہین سب نے عرض کیا جو حکم ہم نمکخوارون کو ہوگا ضرور بجا لائینگے جب وہ شب گذری وزرا و امرا اور تمامی افسران سپاہ حسب الحکم حاکم کوہ شفق برائے استقبال لاجورد شاہ روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اُسوقت سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے کہ لاجورد شاہ نے ارادہ کوچ کا جانب شہر صندل کیا تھا ناگاہ وزرائے حاکم ترسی نے بصد ادب لاجورد شاہ کو سلام کیا اور خداوند اپنا جانکر قدم پر اُسکے سر جھکایا اسی طرح ہر ایک گمراہ نے اُس گمراہ کو سجدہ کیا بعد سجدہ کرنے کے وزرا نے دست بستہ عرض کیا اس وقت ہمکو ہمارے بادشاہ حاکم شفق کوہ نے حضور کے آنے کی خبر سُنکے برائے استقبال روانہ کیا ہی کیا عجب ہی کہ خود بھی تشریف لائین لاجورد شاہ نے اُنکی تقریر سُنکے دل مین خیال کیا کہ بالفعل کوہ شفق پر جاکر پناہ لینا چاہیے بعد بربادی کوہ شفق سوے شہر صندل عزم کیا جائے گا یہ خیال کرکے وزرا سے کہا مابدولت تو سوے شہر صندل جاتے تھے ہمارے بندۂ خاص وہان بھی ہین لیکن اب نہ جائینگے کیونکہ ملک ترسی بھی ایک ہمارا بندۂ خاص ہی اور تم سب بھی مابدولت کو بدل خداوند جانتے ہو یہ کہکر ساتھ وزرائے مذکور کے طرف شفق کوہ مع صلصال وغیرہ کے روانہ ہو بعد قطع راہ جب قریب کوہ پہونچا دیکھا عجب کوہ ہی کثرت لالۂ عمان سے رشک لعل بدخشان ہی دامن کوہ بھی نہایت پر بہار ہی تعریف کوہ مذکور اگر اچھی طرح لکھی جائے تو ناظرین اختصار پسند کو ناگوار ہو گی لہذا باین خیال صفت کوہ شفق مختصر رقم کیجاتی ہی نظم

لالہ پھولا تھا اور نافرمان
فاختہ کا تھا نالہ کوکو
اُڑ رہی ہی کہین سے صوت ہزار
آ رہی تھی کہین ہوائے سرد
لیکے آب اُسکی نہر سے رضوان
فرحت افزا بر تاب نغمہ ساز
اک طرف چشم نرگس کہسار
نغمہ آموز عندلیب جنان

تھا نہ آسمان عجب وہ کوہ
اُس کی بو کا تھا تابع فرمان
کہین رفتار کبک جلوہ کنان
کہین پھولی ہوئی گلون کی بہار
چشمے اس کوہ پر تھے وہ پر تاب
سینچتا تھا ریاض باغ جنان
ہر شجر اُس کا نخل گلشن طور
دیدۂ مست کی طرح سرشار

جانور اُسپہ تھے گروہ گروہ
آبشارین تھین وان رواں ہر سو
کہین خنیاگری طاؤسان
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
موجزن مثل چشمۂ سیماب
دلربا آب شار کی آواز
ہر ثمر رشک سیب عارض حور
وہ درختون پہ مرغ خوش الحان

ابھی لاجورد شاہ سیر دامن کوہ کر رہا تھا ساکنان شفق کوہ

دست بستہ عرض کر رہے تھے اے خداوند یہ سب جلوہ آپ ہی کی قدرت کا ہے لاجوردشاہ خوش ہوکر
کہتا تھا اے بندگان من سچ کہتے ہو ناگاہ ملک ترسی کوہ شفق سے ہمراہی چند ارکان دولت اتر کر واسطے
لاجوردشاہ براے استقبال آیا بعد بجالانے شرائط عبودیت کے اور سجدہ کرنے کے لاجوردشاہ کو بعد اعزاز
کوہ شفق پر لیگیا اور اپنے تخت حکومت پر بٹھایا خود بھی گوشہ تخت پر باادب تمام بیٹھا اہل دربار بھی دربار مین اپنی
اپنی جگہہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہوگیا ملک ترسی نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتیان شراب کی
کی لائے اور بایماے ملک ترسی لاجوردشاہ کو جام پہ جام شراب بھر کر دینے لگے جسوقت لاجوردشاہ کئی جام شراب
کے پی چکا اور صلصال اور ملک ترسی وغیرہ میکشی سے فارغ ہوے تو لاجوردشاہ کو نشہ شراب کا ہوا ملک ترسی
نے دست بستہ پوچھا اے خداوند اس طرف آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا لاجوردشاہ نے کہا مابدولت
کے کچھ بندگان خوابی ہین وہ مابدولت سے منکر ہین خدے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین ہم بنفس نفیس
اُن بندگان جاہل کی ہدایت کو گئے تھے ہر چند اُنکو ہدایت کی لیکن اُنھون نے مابدولت کو نہ پہچانا
بلکہ آمادہ جنگ ہوے مابدولت کو سخن بد کہے لیکن مابدولت کو غصہ آیا بندے جان کر رحم کیا آخرکار
وہ بندگان جاہل اسقدر ایذارسان ہوے کہ مابدولت کو اُن سے بظاہر لڑنا پڑا چندے اُنسے خوب
لڑائی ہوئی سوار قدرت نے مابدولت کے چند درچند اُن اہل اسلام کو جو قوت وشجاعت مین نام بر آوردہ
تھے ایک دم مین گرفتار کرلیا چنانچہ وہ سب ابتک مابدولت کے ہمراہ ہین یہ کہکر اُن دلاورون کو طلب کرکے
ملک ترسی کو دکھایا اُنھون نے دربار مین آکر بطریق اہل اسلام اُنکافرون پر سلام کیا کسی نے جواب نہ
دیا ملک ترسی نے برہم ہوکر کہا جلد ان مسلمانون کو دربار سے لیجاؤ کہ ہمین ان کی صورتین اور انکی آواز
بُری معلوم ہوتی ہے ملازم اُنکو جسطرح طوق وزنجیر مین گرفتار کیے لائے تھے اُسی طرح دربار سے لیگئے بعد جانے
اُن دلاورون کے ملک ترسی نے پوچھا اے خداوند بعد گرفتار کرنے ان مسلمانون کے پھر کیا ہوا ابتو
لاجوردشاہ نے آنسو بہاکر اور آہ سرد بھر کے کہا اب آگے کیا بیان کرین یہ قصہ طویل ہے اور نہایت
پرغم ہے مختصر یہ ہے کہ اہل اسلام نے رنج پر رنج دیے مابدولت نے قہر اپنا اُنپر نازل نہ کیا بندگان
جاہل جان کر چھوڑ دیا اور ابتک رحم کیا آخر ہدایت کرنے سے ہاتھ اُٹھاکر اس طرف کا عزم کیا دیکھے
اہل اسلام یہان بھی مابدولت کو براحت وآرام رہنے دیتے ہین یا نہین یہ کہکر زار زار رونے لگا
ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند آپ فکر بار نہون آپ کے رحم وکرم نے اہل اسلام کو دلیر کردیا ہے
اگر یہان اہل اسلام آئینگے تو یہ بندہ خاص آپ کا اُنکو قتل کر ڈالیگا ملک ترسی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ چند
ہرکارے افتان وخیزان گھبرائے ہوے دربار مین آئے اور مجراگاہ سے حسب قاعدہ شرائط آداب
وتسلیم بادشاہی بجالاکر بعد اداے ثنا ودعاے ملک ترسی یون عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک جاہ
مقام تردد ہے کہ ایک شخص مسمی بدیع الملک بجمعیت چالیس ہزار سواران زمردپوش کے دوکوس اس کوہ
فلک شکوہ سے ہٹ کر میدان وسیع مین قیام پذیر ہوا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سردار مذکور
مع اپنے لشکر کے مسلمان ہے اور براے تعاقب ہمارے خداوند کے آیا ہے ہرکارے یہ خبر دے کر
دربار سے چلے گئے یہان دربار مین لاجوردشاہ بالاے تخت شادمان بیٹھا تھا ہاتھ مین جام شراب
تھا چاہتا تھا کہ شراب پیے ناگاہ ہرکارون سے بدیع الملک کے آنے کی خبر سنکے ایسا خائف وترسان ہوا

اور اس درجہ خوف سے کانپا کہ ہاتھ سے ساغر مے چھوٹ گیا تخت پہ گرا ملک ترسی نے پوچھا ای خداوند نام
بدیع الملک سنکے آپ کے ہاتھ سے جام مے کیون گرا لاجورد شاہ نے جواب دیا ای بندۂ خاص ہمارے
آگاہ ہو کہ میکشی ہنگام عیش و راحت اور بوقت شگفتگی دل مناسب ہی نہ ہنگام رنج و ملال چونکہ بدیع الملک
ایک سردار زبردست ہی اور ہمسے منحرف ہی بلکہ بوجہ جاہل ہونے کے ہم ایسے خداوند کا درپے آزار ہی
اُسکے آنے کی خبر سنکے عیش ما بدولت کا مبدل بہ الم ہوگیا اسوجہ سے جام مے ہاتھ سے گرادیا ہی ملک ترسی
نے عرض کیا ای خداوند آپ تصور کرکے اپنے بدخواہ کو ابھی نیست و نابود کردیجیے اپنے عیش کو
مبدل بہ غم نہ کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہماری مصلحت سے آگاہی نہین ہی ہم خداوند ہین ہمنے
ایسے بھی بندگان جاہل کو پیدا کیا ہی خلاف ہمارے رحم اور خداوندی کے ہی کہ ہم اپنے بندون کو اپنے
قہر و غضب سے ہلاک کرین ہان اسوقت یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے بدیع الملک وغیرہ کو قتل
کرائینگے دنیا مین اس کارنمایان سے عزت و آبرو تیری بڑھائینگے ملک ترسی نے یہ کلام سنکے از حد
شادمان ہوکر ایک سردار مسمی بہرام فیل پیکر کو حکم کیا کہ اسی وقت اٹالہ ہماری بارگاہ فلک فرسا کا
لیکر جانب بدیع الملک روانہ ہو بعد تیرے جانے کے ہم بھی مع سپاہ بمقابلہ بدیع الملک آئینگے
سردار مذکور حسب الحکم اٹالہ بارگاہ کا ہمراہ لیکر مع اسی ہزار سوارون کے کوہ شفق سے اُترکر بمقابلہ
بدیع الملک آکر قیام پذیر ہوا بدیع الملک نے اُس سردار کو دیکھکر دل مین کہا کہ یہ نابکار بہت قوی
ہیکل سردار ہی دیو قامت فیل پیکر سیاہ تو قوی بازو نظر آتا ہی نہین معلوم کس حاکم کی فوج کا سردار ہی
مجھسے بیوجہ کیون برسر کاوش ہی مین تو جانب شہر صندل لاجورد شاہ گمراہ کے تعاقب مین جاتا
ہون یہ نالائق کیون لڑنے آیا ہی ابھی بدیع الملک اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ سامنے سے ملک
ترسی اور لاجورد شاہ اور صلصال سُت مرکب پر سوار کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے نظر آئے
جملہ نشان ہای لشکر ضلالت اثر سیاہ پائے بدیع الملک نے لاجورد شاہ اور صلصال کو دیکھ کر
مسکراکر بے اختیار فرمایا کہ ہم جسکے تعاقب مین جاتے تھے وہ خود ہی ہمراہ اپنے معین کے آتا ہی الحمد للہ
کہ شہر صندل تک نہ گئے تھے کہ دُر مطلب اثنائے راہ مین ہاتھ آیا ہم نجانتے تھے کہ اس نابکار نے
بیان کے بادشاہ سے پناہ چاہی ہی اور اُسنے اسے پناہ دی ہی اور قضا اسکی دامن گیر ہی کیونکہ خود مقابلے
پہ آتا ہی خیر آتا ہی تو آئے خداوند عالم ہمارا مددگار ہی ہنوز بدیع الملک زمرد پوشون سے یہ تقریر
کر رہے تھے کہ ملک ترسی اور لاجورد شاہ وغیرہ مقابلہ لشکر ظفر اثر مین آکر اپنی اپنی بارگاہ خیام
مین فروکش ہوے جب وہ دن کچھ باقی رہا ایک نامہ ملک ترسی نے بدیع الملک کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بدیع الملک جہالت اچھی نہین ہی اب بھی بہتر و مناسب تمھارے حق مین ہی
کہ اپنے خداوند پیدا کرنیوالے کو یعنی خداوند لاجورد شاہ کو پہچانو خداوند اپنا جانو بس سرکشی ہوچکی
اب سجدہ کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ تمھارے قصور ماضی خداوند سے عرض کرکے عفو کرادینگے اور اگر
خلاف اس تحریر کے کروگے بہت پچھتاؤگے بیان سے زندہ نہ جاؤگے میرے ہاتھ سے قتل ہوگے مین
وہ بادشاہ قوی بازو ہون کہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین خداوند لاجورد شاہ
کی عنایت و کرم سے سپاہ بہت رکھتا ہون پہلوان بھی چند ایسے ہین کہ چیدہ روزگار ہین خزانہ بھی وافر

رکھتا ہون مجھ سے تم کیا لڑو گے ایک ادنے میرے لشکر کا سردار تمھارے قتل کرنے کو کافی ہی جب ملک ترسی
یہ عبارت لکھوا چکا ملفوف کر کے سرنامہ پر اپنی مہر کر کے ایک عیار مسمی صبا قدم کو دیا اور کہا جلد اس نامہ
کو بدیع الملک کے پاس لیجا اور جواب اسکا لا وہ حسب الحکم نامہ مذکور بدیع الملک کے پاس لایا
اس بہادر نے اُسے پڑھ کر جواب مین بعد القاب لکھا کہ ای ملک ترسی آگاہ ہو کہ لاجورد شاہ ہرگز
ہرگز لائق پرستش نہین ہی کیونکہ وہ بھی ایک بشر ہی اور کچھ بھی قدرت کسی امر پر نہین رکھتا ہی محتاج دعا خیر
ہی اگر کچھ قدرت رکھتا تو صحرائے مثلث سے بھاگ کر تمھارے دامن پناہ مین آ کر نہ چھپتا بس اب
اس باب مین ذرا فکر و غور کرو سمجھو اسکی پرستش کیواسطے کیا لکھتے ہو تم بھی اسکی پرستش نکرو کیونکہ وہ مثل
سنیطان کے بندگان خدا کو بہکاتا ہی خود بھی گمراہ ہی اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہی لہذا تمکو مناسب یہی ہی
کہ ایسے مردود کو پناہ نہ دو ہمارے حوالے کردو کہ ہم اُسکو قتل کرین اور تم اپنا دین باطل چھوڑ و دائرہ
دین اسلام مین آؤ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جہالت سے باز آؤ اپنے معبود حقیقی کی پرستش کرو تاکہ انجام بخیر ہو
اور کثرت فوج پر مغرور نہو کہ غرور کرنا اچھا نہین ہی اگر خلاف اسکے کروگے تو بہت پچتاؤگے تم اور
تمھارا تمام لشکر میرے ہاتھ سے قتل ہوگا دیکھو لاجورد شاہ کی پرستش سے باز آؤ میرے کہنے پر عمل کرو
اپنے خالق کو پہچانو اُسکی پرستش کرو قابل پرستش اور لائق حمد وہ معبود لایزال ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
کون و مکان اور مافیہا کو پیدا کیا ہی کہ بمقتضائے این نظم

نظم

کیا پیدا زمین و آسمان کو — مہ و خورشید و سایہ کو فلک دار
بلند و پست سب اُس نے بنایا — عدم سے عالم ہستی مین لایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو — کیا پیدا انسان ہر بے نشان کا
دیا سامان شاہانہ کسی کو — بنایا خاک ویرانہ کسی کو
مزہ دیتی رہی اندوہنا کی — دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے — تماشا مین صورتین کیا کیا بنا کے
فقط عالم مین ہو افسانہ باقی — کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
غرض حسن رنگ مین ہی خوب ہی وہ

ای ملک ترسی یہ ادنی قدرت پروردگار تحریر کی ہی وہ بہت بڑا قادر ہی تجکو مکرر لکھا جاتا ہی کہ معبود
حقیقی ولایزال کو سجدہ کر لاجورد شاہ پر اور اپنے خداوندون پر لعنت کر ہماری ہدایت قبول کر کہ تیرے
حق مین خوب ہی آیندہ تجھ کو اختیار ہی یہ عبارت بجواب نامہ رقم کر کے عیار مذکور کو نامہ پر مہر دیا وہ لیکر
روانہ ہوا اور ملک ترسی کو دیا اُسنے تمام و کمال عبارت پڑھکر از حد غیظ و غضب مین آکر کچھ کلمات نامناسب
بدیع الملک کو کہکر حاکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہم صبح کو ان خداپرستون سے مقابلہ
کر کے سب کو تہ تیغ کرینگے حسب الحکم خدام نے طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل جنگی لشکر حریف مین
بلند ہوئی ہرکارون نے خدمت بدیع الملک مین حاضر ہو کر بعد آداب و شرائط فدویت و ثنا
دعائیون عرض کرنے لگے کہ بموافق نظم

نظم

ہو ہزیمت سدا عدو کو نصیب — ای قوی شاہزادۂ ذی جاہ
فتح ہو تجھ سے نیکخو کو نصیب — دے عدو پر تجھے ظفر اللہ
اسوقت ملک ترسی نابکار

نے جواب نامہ سے مطلع ہو کر از حد برہم ہو کر طبل رزمی بجوایا ہی ارادہ اُس بیدین کا یہ ہی کہ ہنگام سحر

میدان کارزار مین آکر خدام و لشکریان حضور سے کارزار و ستیز کرے باقی خیر و عافیت ہی ہر کارے تو
یہ خبر دے کر چلے گئے بدیع الملک نے اعانت مددگار انس و جان معبود قوی و ناتوان پر بھروسا
کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بامید مددگاری پروردگار عالم نقارۂ رزمی
بجایا جائے خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب دونون لشکرون مین صدائے طبل و نقارۂ رزمی
بلند ہوئی ہر ایک سپاہی و لشکری کو معلوم ہوا کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین حریفون سے لڑنا ہوگا
پس آلات حرب و ضرب کو صاف و درست کرنے مین مصروف ہوے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی
تیرانداز نے اپنی ہر ایک کمان اور تیرون کو درست کیا جو لشکری نمک حلال و جری تھے وہ تو خوش
ہوکر باہم یہ کہہ رہے تھے کہ وقت سحر سامنا دشمنون سے ہوگا بڑھ بڑھ کر لڑین گے اعدا کو دلیرانہ نعل
کرینگے نعرے شیرانہ کرینگے حق نمک اپنے آقا و مالک کا ادا کرینگے جان دیدین گے مگر میدان جنگ سے
قدم پیچھے نہ ہٹائین گے سرخرو ہوکر دنیا سے جائین گے بہادرون کی فرد مین نام اپنے درج کیے جائینگے اگر
اعدا کو بھگا کر زندہ رہین گے تو ہمارا مالک و آقا ہمارے عہدے بڑھائیگا خوش ہوکر انعام دیگا سوا اسکے
تمام لشکر بلکہ دنیا مین بہادر مشہور ہونگے دلیران جہان مین محسوب ہونگے اور جو لوگ لاجور د شاہ
اور ملک ترسی کی سپاہ مین نامرد و بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جس وقت سے طبل جنگی اور نقارۂ رزمی
دونون لشکرون مین بجے تھے بہت گھبرائے تھے چہرے زرد تھے حواس باختہ تھے خیال جنگ
سے اسقدر خائف تھے کہ دست و پا کانپتے تھے بعضون کو خوف جنگ و کشت و خون سے تپ آگئی تھی
اکثرون کو دست آنے لگے تھے بزدل نامردون سے کہتے تھے بھائیو ہمکو اس روز بد کا مطلق خیال
نہ تھا ورنہ ہم نوکری نہ کرتے ہرگز فوج مین چہرہ نہ لکھواتے تلوار سپر نہ باندھتے بھیک مانگتے کوئی محنت
و مزدوری کرتے دو چار روپیہ مہینے مین پیدا کرتے اہل و عیال تنگی و پریشان حالی سے بسر کرتے اب
سخت مشکل در پیش ہے تباہ کیا کرین صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا مشہور ہے
کہ دشمن دشمنی ضرور کرتا ہے اور کبھی رحم نہین کرتا ہے وہ کا ہیکو ہمین چھوڑ دیگا تیغ و تیر یا اور کسی آلہ ضرب
سے ہلاک کر ڈالیگا جو رو بچے ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے ملک ترسی اور لاجورد شاہ کو کچھ
ہمارے مرجانے اور قتل ہونے کا ملال نہوگا بس ہم تو صاف صاف کہتے ہین کہ صبح تک اس لشکر ہی مین
نہ رہین گے نہ یہان ہونگے نہ میدان جنگ مین جائین گے نہ حریف ہمکو قتل کرینگے نامرد بزدلون کی گفتگو
سنکے کہتے تھے تمھاری رائے کو ہم پسند کرتے ہین جو کچھ کہا سچ ہے ہم بھی ایسے ہی خیال کر رہے تھے کیونکہ
ہمنے دس روپیہ کے لالچ سے رسالہ مین نوکری کر لی تھی نہ یہ سمجھ کے ملازمت اختیار کی تھی کہ اپنے
مالک کی طرف سے مالک کے دشمنون سے لڑینگے اگر یہ امر ذہن نشین ہوتا تو کبھی نوکری نہ کرتے کیونکہ
ہمکو آجتک تلوار لگانا بھی نہین آتا اور نہ کبھی کسی نے بتایا نہ خود کسی سے فن سپاہ گری حاصل کیا ہم نے
بڑے ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے بزرگون نے سدا ہمارے ناز اٹھاتے ہین ہاے اُن بزرگون
کی شفقتین یاد آتی ہین اسقدر ہمکو چاہتے تھے اور اسدرجہ پیار کرتے تھے کہ مکان سے باہر نکلنے نہ دیتے
تھے اور کبھی چاقو چھری قینچی کیل یہانتک کہ قسم لوہے سے سوئی تک بھی ہمکو نہ دیتے تھے اور نہ کبھی
چاقو وغیرہ کے قریب جانے دیتے تھے اگر کوئی فصد لیتا تھا یا کوئی چوپایہ مانند بھیڑ بکری کے کہین

ذبح کیا جاتا تھا تو وہان ہم کو نہ جانے دیتے تھے تاکہ ہم خون نہ دیکھین وہ زمانہ تو گیا بزرگ بھی مر گئے
اب یہ زمانہ آیا ہی کہ میدان جنگ مین کشتے خاک و خون مین بھرے ہوے دیکھین زخمیون کی فریادین کے
تلوار اور نیزہ اٹھا کر لڑین زخم تلوارون کے اس تن نازک و آرام طلب پر کھائین افسوس ہزار افسوس
کیا انقلاب ہی یہ پیر فلک نہایت ستم شعار ہی اور ساحر نیرنگ ساز شعبدہ پرداز ہی کسی کا راحت و
آرام سے بسر کرنا اسے ناگوار ہی ہر دم یہ جفا کار درپے آزار ہی خصوصاً ہم السیون پر ظلم زیادہ کرتا ہی
جو ناز و نعمت سے پلے ہین حیف اس ستم ایجاد کو یہ منظور نہوا کہ ہم لوگ بیخوف و خطر نوکر رہین تنخواہ
ماہ بماہ پایا کرین پلنگ پر پڑے رہا کرین غذاے مرغن کھایا کرین خبر جو خوشی فلک کی کوئی اب
ہم تدبیر کرینگے ایسی ہی نوکری اور ڈھونڈھین گے یہان کی نوکری چھوڑ دینگے کیونکہ فلک کو با آرام
رسالہ مین ہمارا رہنا منظور نہین ہی اور ہم کو بھی ایسی نوکری منظور نہین ہی جسمین جان جائے ہم اسی وقت
جاتے ہین یہ کہکر وہ تاریکی شب مین سب اٹھ کر چلے بزدل انکے ساتھ لشکر سے نکل گئے الحاصل بہادر
لشکر مین رہگئے اور بزدلان نمک حرام پوشیدہ ہو کر بھاگ گئے جب وہ شب بسر ہوئی اور آمد آمد شاہ خاور
کی جانب مشرق سے بہ نیزۂ خطوط شعاع ثابت ہوئی اور ادھر بدیع الملک نماز سحر پڑھکر دعا فتح و ظفر کرکے
ہمراہ اپنے لشکر کے جانب نبرد گاہ روانہ ہوے ادھر سے ملک ترسی بہ ہمراہی صلصال ولاجورد
شاہ روسیاہ لشکر کثیر سے عرصۂ کارزار مین آیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اور دونون
لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردارون نے نکل کر میدان جنگ کی بلندی و پستی کو دیکھ کر زمین کو ہموار کیا
جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک نبرد گاہ سے دور کرکے چلے گئے اس وقت باہماے بدیع الملک و
ملک ترسی بعد صف آرائی کے نقباے خوش گفتار اور کڑکیت چیدہ روزگار لشکرون سے نکل کر
درمیان دونون لشکرون کے کھڑے ہو کر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہو کر یون کہنے لگے کہ اے
دلاوران چیدہ روزگار و اے بہادران شجاعت شعار یہ وقت دلیری کا ہی حریفون کا سامنا ہی دیکھو
خوف جان سے نہ بھاگنا اپنے اور اپنے آبا و اجداد کی ذلت و بیعزتی گوارا نہ کرنا اپنے مالک و آقا سے
بیوفائی نہ کرنا نمک حرامی ذکر نا دلیرانہ دشمنون سے لڑنا ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ عزت
و آبرو گھٹ جائیگی سر میدان جنگ سامنے دلاورون کے ذلیل ہوگے بھاگ کر کب تک زندہ رہوگے
آخر ایک روز مرنا ہی خیال کرو تمھارے آبا و اجداد اور وہ بادشاہان خوش نہاد جنکے حالات
کتب مین موجود مین اب کہان ہین اور وہ بہادران نامی و نامور کہ جو بیمثل و بے نظیر تھے اس وقت
کہان ہین ہاے ان سب کا موت سے بس نہ چلا دنیا سے چلے گئے ذکر انکی خوبی خوش سیرتی کا اب تک
زبان زد خلق ہی سراے دنیا اک گذرگاہ ہی ہر شخص کو اس دنیا سے گذرنا ہی کوئی زندہ نہ رہیگا ہر مخلوق
کو فنا ہی پس ایسی دنیاے ناپایدار مین رسوا و ذلیل ہو کر چندے زندہ رہنا ہرگز قبول نہ کرنا با آبرو
مرجانا گوارا کرنا اگر عاقل ہو تو یہ دل مین خیال نہ کرنا کہ میدان جنگ سے بھاگ کر دنیا مین ضرور عیش
و آرام مدام رہین گے تم تو کیا ہو جو لوگ نامی و نامور اور اہل زر تھے وہ ہمیشہ زندہ نرہے اور ایک
طور پر انکی زندگی بسر ہوئی ذرا غور کرو دنیا مقام عبرت ہی ہر شخص کی جدا جدا حالت ہی کہ بمقتضاے اس نظم

کوئی آغوش دلبر مین تھے مدہوش | | کنار قبر سے کوئی ہم آغوش | | کوئی ہی بادشہ مصر و ختن کا

کوئی محتاج ہی گور و کفن کا
کسی کے بزم مین ہی شادمانی
کہین تابوت اور ماتم سراہی
کسی کے واسطے دفن و کفن ہی
کسی کا جسم مٹی مین دبا ہے
کوئی بے جستجو کے زر لٹائے
شکستہ ہی کسی بیکس کا مدفن
کسی کا فرش ہی دیبا و کمخواب
کسی کو سنگریزون پر ہی آرام
کوئی کرتا ہی سیر باغ و گلزار
کوئی ہی چھانتا خاک بیابان
کوئی وارفتۂ عیش و غنا ہی
کسی کی گود مین ہی لاش فرزند
کوئی ہی خرمی سے قہقہہ زن
نہ چھوڑا کامگار اسنے نہ ناکام

کہین ہی ساز و برگ غسل صحت
مکان مین ہی کسی کے نوحہ خوانی
کوئی ہاتھون کو کرتا ہی حنا بند
کوئی تن طعمۂ زاغ و زغن ہی
کوئی صہبائے عشرت سے ہی مخمور
کوئی کوشش سے بھی اک جو نپائے
شہانی ایک کے تن مین قبا ہی
کوئی کرتا ہی فرش خاک پر خواب
کوئی ہی زندگی سے اپنی خورسند
کسی کی آنکھ مین گلزار ہی خار
کوئی ہی عیش اور عشرت سے دلشاد
کوئی دلرفتۂ فقر و فنا ہی
کوئی تخت عروسی پر ہی دلشاد
کسی کا آنسوؤن سے تر ہی دامن
پلایا اسنے سب کو زہر قاتل

کہین ہی غسل میت کی مصیبت
کسی جا تخت کا رخ خوشنما ہے
حنوط مردہ مین ہی کوئی پابند
کسی کے عطر اعضا مین ملا ہی
کوئی ہی زہر غم سے زندہ در گور
کسی کا قصر زرین ہی نشیمن
کہین خاکستری تن پر ردا ہی
کسی کو مسند مخمل سے ہی کام
کوئی ہی اس اجل کا آرزومند
کوئی ہی صحن گلشن مین خرامان
کوئی کرتا ہی غم سے آہ و فریاد
کسی کی گود مین دولہا ہی خورسند
کوئی تابوت پر کرتا ہی فریاد
نہین اسپر بھی اس دنیا مین آرام
چہ نادان و چہ ہشیار و چہ غافل

پس عاقلون کو لازم ہی کہ دنیائے عبرت نشان کو محض جائے عیش و عشرت تصور نہ کرین اور وہ امور زندگانی چند روزہ مین نہ کرین جو باعث ننگ خاندان ہون چونکہ تم سب بہادر بھی شرفا و فہیم ہو ہم امید رکھتے ہین کہ تم ہمارے سخنان پند آمیز کو سنکے ہمارے کہنے پر عمل کروگے آج میدان کارزار مین خوب لڑوگے بھاگنا اور پیچھے ہٹنا کیسا خیال بھی بھاگنے کا نہ کروگے جب نقبا اور بکلیت جوانان ہر دو لشکر کو اسطرح آمادۂ جنگ کرکے پیچھے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ سخن نقبائے خوش تقریر اور نصیحت کرنیوالون کی سنکے اکثر جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ واسطے اظہار بہادری و دلاوری کے زرہ اور بکتر اور آئینہ اپنے تنون سے دور کرکے تلوارین نیامون سے کھینچکر نیام توڑکر پھینک دیے تھے اور باربار یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے حریفون پر جا گرین اور انکو دلیرانہ تہ تیغ کرین خود بھی زخمے دار اپنے سینون پر روکین سر میدان خاص و عام کو اپنی شجاعت دکھائین خصوصاً جوانان زمرد پوش براے جنگ و جدال نہایت بیقرار تھے ہر چند ہمت و شجاعت اُن کی اُن کو یہ اشارہ کرتی تھی کہ اب توقف بیکار ہی مثل شیران گرسنہ و غضبناک کے گلہ اعدائے بزدلان پر جلد تر گرو بخوبی تمام شکار کرو لیکن رعب بدیع الملک اور قاعدۂ لشکر اسلام انکو روکے تھا اسوجہ سے کوئی زمرد پوش لڑنے مین سبقت نہ کرتا تھا اور ہر ایک منتظر اس امر کا تھا کہ لشکر بدعت سے کوئی اجل رسیدہ میدان جنگ مین آئے اور مبارز طلب کرے تو ہم بلا توقف اسکے مقابلہ کو جائین ہنوز بہادران موصوف انتظار آمد حریف کر رہے تھے کہ ناگاہ صف لشکر ضلالت اثر ملک ترسی سے ایک سوار نہایت قوی و خونخوار مانند فیل مست یا مثل دیو سیاہ یا بطرز بلاے عظیم نکلا پھر اپنے گینڈے کو روبروے ملک ترسی اور لاجوردشاہ کے لیجا کر گینڈے سے اُترکر اجازت میدان جنگ طلب کرنے لگا ملک ترسی

نے کہا اے بہادر ہمنے تجکو اجازت حرب دی جا سر بدیع الملک کا تیغ تیز سے کاٹ کر لے آ اور تمام لشکر کو اُسکے پراگندہ وتباہ کردے سردار مذکور نے اجازت جنگ حاصل کر کے جانب لاجورد شاہ دیکھ کر دست بستہ عرض کیا خداوند میرے بارے مین کیا حکم کرتے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا جا میدان مصاف مین بدیع الملک سے مقابلہ کر ہمنے جو تقدیر تیرے باب مین کی ہے تجھ ظاہر ہو جائیگی سردار مذکور سمجھا یقیناً خداوند نے میرے بارے مین یہی تقدیر کی ہوگی کہ جملہ زمرد پوشون کو قتل کرون تو بدیع الملک کو تہ تیغ کر کے سر کاٹ کے لے آؤن یہ تصور کر کے نہایت شادمان ہو کر گینڈے پر سوار ہوا اور میدان جنگ کے درمیان مین آیا گینڈے کو روک کر جانب لشکر اسلام نظر حقارت سے دیکھنے لگا ادھر زمرد پوشون نے اُسے دیکھ کر متحیر ہو کر باہم آہستہ آہستہ اس طرح تقریر کی کہ یہ حریف نابکار کسقدر قوی الجثہ ہے کہ آجتک ایسا فربہ کسیکو نہین دیکھا پہلوان عادی ہرچند فربہ تھے مگر وہ بھی اسدرجہ موٹے نہ تھے کسی زمرد پوش نے مثالاً کہا ہمارے نزدیک یہ قسم بشر سے نہین ہے بیہ دہ قاف کا دیو سیاہ ہے بے شاخ کا کسی نے کہا یہ جسامت مین مانند فیل مست کے ہے کسی نے کہا یہ نابکار گینڈے پر اس طرح سوار ہے گویا پہاڑی پر دیو سیاہ ہے کسی نے کہا نہین یہ نسل آدم سے ہے عوج بن عنق کا یادگار ہے ابھی ہر ایک زمرد پوش ایک دوسرے سے ہمکلام تھا کہ اُس سردار ضلالت شعار نے اپنے گینڈے کو مانند مرکب کے کاوے پر ڈالا اور فنون سپہ گری جوانان لشکر کو دکھانے لگا ادھر بدیع الملک اُس کے فنون سپہ گری کے عیوب پر نظر کر کے مسکرانے لگے اُدھر لاجورد شاہ وغیرہ بے اختیار تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگے جب سردار مذکور تا دیر فنون سپہ گری دکھا چکا اور ہمہ تن پسینے مین تر ہو چکا گینڈا بھی خوب گرما چکا اُسوقت گینڈے کو دو چار قدم اور بڑھا کر مانند فیل مست کے یون چنگھاڑا کہ اے فرقۂ خداپرستان واے گروہ زمرد پوشان تم سب مین جو سیر عدم کا مشتاق ہو وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کوئی نحیف وناتوان نہ آئے کہ اون سے لڑنا اپنی عزت کھونا ہے یہ کہکر خاموش ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے مرکب کو سوے حریف بڑھایا دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس وقت علمہاے لشکر زمرد پوشان کو علمدارون نے جلوہ دیا شہزادہ بدیع الملک مرکب کو جولان کر کے حریف مذکور کے سامنے پہونچے اُسنے بنظر تند دیکھ کر پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے تعجب ہے کہ تو میرے مقابلے کو آیا ہے بمنزلہ پشہ ہو کر ارادہ مجھ ایسے فیل زور سے لڑنے کا کیا ہے مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان نازنین ایک میرے اوچھے سے وار مین پیوند خاک ہو جائیگا بدیع الملک نے نعرۂ شیرانہ کر کے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مجکو نحیف وناتوان جانکر رحم نہ کر جس حربہ پر تجکو بہت ناز ہو وہی حربہ مجھ پر کر اگر خداوند عالم مجکو تیری ضرب سے بچائیگا اور اگر میرا نام پوچھتا ہے تو آگاہ ہو کہ نام میرا بدیع الملک ہے مین فرزند نور الدہر کا ہون دادا میرے مشہور جہان بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہین شجاعت مجکو میراث مین ملی ہے ابھی تو میری قوت وزور سے ماہر نہین ہے مین وہ شجاع ہون کہ فیل کو ہنگام جنگ ایک پشہ اور شیر نر کو ایک روباہ جانتا ہون تجھ ایسے فربہ اجسام پہلوانون کی میرے روبرو کیا حقیقت ہے بڑے بڑے نامی ونامورون کو مین نے باعانت خداے کون ومکان قتل کیا ہے مین خود تیرے حال پر رحم کر کے چاہتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہو اگر تو اپنے مذہب باطل سے اجتناب کر کے دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو پناہ دون سردار مذکور یہ سُنکے قہقہہ مار کر مانند دیو قہقہہ کے ہنسا تمام میدان نبرد اُسکی صداے قہقہہ سے لرز گیا بعد ہنسنے کے اُس سردار نے کہا اے جوان شاید تو دیوانہ ہے جو ایسی باتین

زبان پر لاتا ہی یا میرے حال سے اور نام سے واقف نہین ہو اگر تجکو میرے نام اور میری قوت وشجاعت سے
آگاہی نہین ہو تو مین آگاہ کرتا ہون غور سے سن نام میرا بہرام فیل پیکر مشہور جہان ہی شجاعان دنیا میرے
نام سے کانپتے ہین نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو بھی مثل موم یا بنزلۂ خیار تر جانتی ہی
گرز میرا وہ گرانبار ہی کہ اگر سر کوہ پر مارون مانند کاسۂ سر دم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اگر دیو کو طمانچہ
مارون تو اُسے غش آجائے بلکہ صدمہ سے روح اُسکی تن سے نکل جائے اگر قوت بازوے قوی دکھاؤن
کوہ گران کو ہٹا دون اگر نعرہ کرون شیران دشت وجبال ڈر کر کوسون بھاگ جاوین بس مجھ ایسے قوی نامی
پہلوان سے نہ لڑ چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر اپنی جوانی پر رحم کر بدیع الملک نے
برہم ہوکر جواب دیا او نابکار تو نہایت دروغگو ہی ہرگز تو ہی ایسا نہین ہی کہ جیسا تو نے اپنے تئین ظاہر کیا
اور سجدہ کرنے کے بارے مین جو کہا جواب اسکا یہ ہی کہ مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتا ہون اور لاجورد شاہ
پر لعنت کرتا ہون کہ وہ اک بندۂ گمراہ ہی اور بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہی تجکو بھی اُسی نے گمراہ کیا ہی بہرام
فیل پیکر نے یہ تقریر سنکے اور بنہایت غضبناک ہوکے نیزہ اُٹھا کر کہا اے جوان ضعیف اعضا و نازک تن
ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری آئی ہی یہ کہکر گینڈے کو کاوے پر ڈال کر نیزے کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ
شاہزادہ بدیع الملک پر مارا اُدھر یہ بہادر بھی ہوشیار ہو چکا تھا اپنے مرکب کو بھی کاوے پر ڈال چکا تھا نیزہ ہاتھ
مین اُٹھا چکا تھا جب بہرام نے نیزہ لگایا اس دلیر نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر ایسی خوبی وچالاکی
سے روکا کہ تمام زمرد پوش بلکہ منصفان نیزہ دار لشکر عدو بھی تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے نیزے کو روکا
ہی بعد روکنے ضرب نیزے کے بدیع الملک نے بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر روکا سنانین جو باہم لڑین یون شرارے پیدا ہوے کہ گویا دن کو چند ستارے
ٹوٹ کر برسے ہو انظر آئے اور معدوم ہو گئے بدیع الملک اور بہرام جنگ مین مصروف تھے
جوان ہر دو لشکر بہ نظر غور دیکھ رہے تھے منصف مزاج داد دیتے تھے جب تا دیر جنگ ہوئی اور چالیس
طعن نیزہ تک نوبت پہونچی بدیع الملک نے بہرام فیل پیکر سے کہا او نابکار اب کی مرتبہ ہوشیار رہنا
ایسا بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جاے گی صرف ڈانڈ ہاتھ مین رہجائیگی بہرام فیل پیکر
یہ سنکے کہنے لگا مین بڑے بڑے استادون سے لڑا ہون سنان نیزہ مین نے اُنکے ہاتھ سے نکال لی ہی آجتک
کسی نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نہین نکالی ہی بھلا تم کیا ہو جو میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکالوگے
مین ہوشیار ہون تم بند باندھو دیکھنا کس خوبی سے کھولتا ہون کیونکہ فن نیزہ بازی وسپہ گری مین کامل
اور شہرۂ آفاق ہون بدیع الملک نے اسکی گفتگو سنکے ایک بند صاحبقرانی باندھا اور مرکب کو کچھ بڑھا کر
ایسی حرکت بزور وقوت بازو دی کہ سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکل کر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر
گری زمرد پوشون مین شور ثنا بلند ہوا کفار بھی تعریف کرنے لگے لاجورد شاہ وغیرہ دنگ ہوگئے بہرام
فیل پیکر کو خجالت سے پسینہ آگیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہوگیا بعد ایک لمحہ کے برہم ہوکر شاہزادہ
بدیع الملک سے کہنے لگا اے جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے کامل فن کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا خیر مین اُسکے
عوض مین تیرے تن نازک سے تیری روح نکالے دیتا ہون یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام تر سر
بدیع الملک پر لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا اُسنے خجل ہوکر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر

تیغہ گرا ںبار نہایت آبدار نیام سے کھینچا اور کہا ای جوان کہنے والون نے کہا ہی کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی شاید اسکا یہ مطلب ہی کہ نیزہ بازی کچھ نہین تلوار خوب ہی کہ ہنگام جنگ دو چار ہاتھ مین حریف کا رشتۂ حیات قطع کر دیتی ہی برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کر دیتی ہی بس مین نے اسی خیال سے تلوار کو کھینچا ہی تیر و گرز وغیرہ سے لڑنا موقوف رکھا ہی ذرا ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغۂ آبدار گراںبار ہی کہ آجتک کسی دلیر کے سر پر نہین رکا ہی جب وار کیا ہی سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر کاسۂ سر کی سیر کر کے مانند قطرۂ آب کے صراحی گردن مین جا کر صندوق سینہ کو اچھی طرح دیکھکر شکم و کمر سے بڑھ کر مرکب پر پہونچ کر اُس کے دو ٹکڑے کر کے خاک پر پہونچتا ہی اور زمین مین در آتا ہی حریف کو مع مرکب کے چار ٹکڑے کرتا ہی شہزادہ بدیع الملک نے جواب دیا او دروغگو تجکو اپنی نیزہ بازی پر دعوی تھا وہ دعویٰ تو باطل ہوا اب یہ دعوی کرتا ہی انشاء اللہ اس دعوی مین بھی سچا نہوگا بہرام فیل پیکر یہ سنتے برہم ہوا اور تیغہ گراںبار اٹھا کر رکب کو جانب راست لاکر بقوت تمامتر سر بدیع الملک پر لگایا ادھر اس شاہزادۂ ذیجاہ نے بفن سپہگری نہایت چالاکی سے وار تیغہ تیز و گراںبار کا سپر فراخ دامن پر روکا اور بہرام سے کہا او نابکار دیکھ یون وار روکتے ہین ابھی تو کہتا تھا کہ میرا وار رک نہین سکتا کیا جلد تیرے غرور نے تجھے ذلیل کیا یہ کہکر خود شمشیر لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی تادیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الملک نے تلوار اپنی دست راست سے دست چپ مین لیکر انتظار اسکا کیا کہ حریف تیغ لگائے جب اُس نے وار کیا اس بہادر نے باڑھ پر تیغہ کی نظر کر کے مرکب کو آگے بڑھا کے تیغہ قریب سر آتے ہی اُس کے بند دست پر ہاتھ کو ڈال دیا بہرام بھی زور کرنے لگا انجام کار شاہزادۂ موصوف نے کلائی اس کی مرڑوڑ کر تیغہ چھین لیا اور حلقہ زنجیر کمر عدو مین ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا کہ رکابون سے قدم اُس کے جدا ہوے پھر نعرۂ اللہ اکبر کر کے زین فرس سے اُسے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر پوچھا ای نابکار حال اور شناخت پروردگار عالم چہ میگوئی اُس بد انجام نے جواب دیا اگر ہزار جانین ہون تو بھی فدائے خداوند لاجورد شاہ کردن مگر خدائے نادیدہ کو سجدہ نکردن بدیع الملک نے یہ سُن کے اُسے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے بالکل شکستہ ہوگئے اور روح اسکی اس افتادہ بخت کے صدمے سے تن سے نکل کر جانب سقر روانہ ہوگئی اور بعضے داستان گویان خوش تقریر نے یون بیان کیا ہی کہ بہرام فیل پیکر کو قاش زین سے اُٹھا کر شہزادہ بدیع الملک نے مانند گیند کے سوے فلک اُچھالا جب وہ سوے زمین آنے لگا ایسی شمشیر لگائی کہ اُسے چورنگ کیا غرض بہرطور بہرام فیل پیکر مارا گیا زرد پوشون نے بے اختیار بلند آواز سے اپنے آقا کی تعریف کی جملہ کفار بہرام کے قتل ہونے سے متحیر ہوے ملک ترسی دنگ ہوگیا تادیر اُسکو سکوت رہا بعد ازان محزون ہو کر جانب دست راست دیکھا فی الفور ایک سردار قوی بازو و جرأت شعار مسمی فرخ کج کلاہ زشت خو و روسیاہ دیو صورت گیو قوت پہلوان زبردست لاجور دپرست صف لشکر سے مانند فیل مست نکل کر روبروے ملک ترسی و لاجورد شاہ آیا اور اجازت میدان نبرد کا خواستگار ہوا ملک ترسی نے کہا ای بہادر شہرۂ آفاق حریف زبردست ہی دیکھا کسطرح بہرام فیل پیکر کو ہلاک کیا ہی اُسکے ہلاک ہونے سے میسرہ لشکر ہمارا بے رونق و بے زینت ہوگیا ہی تجھیں کیا اجازت دون ایسا نہو کہ میمنہ لشکر بھی مانند میسرہ لشکر کے بے قوت و بے افسر کلان ہو جائے تم رونق لشکر ہو تمھین

اجازت جنگ نہ دینگے ہمارے لشکر مین بہت سے دلاور ہین خصوصاً گرگ تیز دندان اسد نعرہ زن
وغیرہ ان مین کوئی جا کر بدیع الملک سے مقابلہ کریگا عوض خون بہرام کا اس جوان زمرد پوش سے
لیگا فرخ نے عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ تیرے اقبال سے حریف پر فتحیاب ہونگا گو بہرام قوی بازو
تھا مگر مجھ سے بدرجہا قوت و سپہ گری مین کم تھا یقین ہے کہ بین حضور کے اقبال اور خداوندی کی تقدیر کرنے
سے سر اس بدخواہ کا تن سے کاٹ کر لاؤنگا ملک ترسی نے خداوند کی طرف دیکھا لاجورد نے سر ہلایا
باشارہ کہا اجازت دیدے ہم تقدیر معقول کرین گے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی نے لاجورد
کے کہنے سے مجبور ہو کر اُسے اجازت جنگ دی وہ سلام کر کے خلعت رخصت لیکر مرکب دور کا پر سوار
ہو کر شیرانہ جانب بدیع الملک چلا جب قریب شاہزادہ موصوف پہونچا مرکب کو روک کر بنظر قہر و غضب
بدیع الملک کو دیکھ کر دل مین اپنے کہنے لگا اے فرخ کج کلاہ تو پہلوان زبردست ہے مرکب تیرا نہایت
تنومند ہے مناسب وقت یہ ہے کہ تو اور باہم زور آزمائی کے حیلہ سے اس جوان کو مثل گرد خاک میدان نبرد
کردے یہ فکر کر کے مرکب اپنا بعد گفتگوے بسیار بڑھا کر سپر فولادی مستحکم ہاتھ مین لیکر براے زور آزمائی
مرکب کو بڑھایا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا جسوقت باہم دونون سپر ین لڑین سب نے دیکھا تین قدم
مرکب فرخ کج کلاہ پسپا ہوا اور گھوڑا بدیع الملک نوجوان کا اپنی جگہ پر رہا یا اسقدر ہٹا کہ دیکھنے والون
کو ٹہنا اسکا ثابت ہوا فرخ اپنے مرکب کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا پھر گھوڑے کو زانو مین دبا کر
آگے بڑھا کر پکارا اے جوان میری قوت و طاقت مین کمی نہین ہے یہ جانور البتہ پیچھے ہٹ گیا نہین معلوم کیا
سبب ہوا مرکب تمھارا نہین معلوم کس قوم کا ہے پیچھے نہ ہٹا مین نے سُنا ہے کہ مرکب طلسمی پسپا نہین ہوتا ہے
یہ گھوڑا طلسمی تو نہین ہے بدیع الملک نے جواب دیا اس تقریر سے کیا فائدہ ہے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا دیکھنے
والون نے دیکھ لیا اب اس امر مین کچھ تقریر نہ کر کیونکہ یہ میدان جنگ ہے نہ مقام بزم کوئی دار کر فنون جنگ
دکھا ہمارے بھی جوہر شمشیر دیکھ فرخ نے کہا پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگا نا ہو لگا لو پھر تو مین بسہولت
تم کو ہلاک کرونگا شاہزادے نے جواب دیا یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین بلکہ
یہ طریقہ مقرر اختیار کیا ہے کہ جب حریف کی ضرب کو روک لین اُسوقت اُسپر وار کرین بس موافق قاعدہ
مقررہ جنگ مین سبقت تو ہی کر جب خدا تیری ضرب سے ہمین بچائیگا اُسوقت ہم بھی وار کرینگے فرخ نے
یہ سنکے نیزہ اُٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ
موصوف پر مارا شاہزادہ نے بقوت الٰہی اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین
جو لڑین شعلۂ آتش پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی کہ واہ واہ کس عمدگی و چالاکی سے سنان
نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اُسکے سینہ کو تاک کر نیزہ
مارا فرخ نے بھی از فن سپہ گری و ہوشیاری اچھی طرح سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اس مرتبہ بھی
منصفان کامل الفن نے داد دی اسی طور سے تا دیر باہم لڑائی ہوئی اور نوبت باہم ساٹھ طعن رو و
بدل نیزہ کی پہونچی بدیع الملک نے عین جنگ مین دلمین کہا یہ جوان یہ نسبت بہرام فیل پیکر کے فن نیزہ
بازی مین کامل ہے اور قوت مین بھی اُس سے زیادہ ہے اگر یہ جوان راہ راست پر آتا تو سردار اچھا تھا مگر نہایت
سیاہ قلب ہے دین اسلام قبول نہ کریگا یہ باتین دل مین کر کے فرخ سے کہا اے جوان ہوشیار رہنا اب وہ

بند صاحبقرانی باندھونگا کہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی یا نیزہ تیرا ٹوٹ جائیگا اُسنے مسکرا کر جواب دیا ممکن نہین کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلجائے مین ہوشیار ہون بند صاحبقرانی باندھو دیکھین تو کیونکر نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیتے ہو مین جنگ آزمودہ ہون اور تم ابھی نوجوان تعلیم طلب ہو بدیع الملک اُسکی تقریر سنکے برہم ہوے اور چاہا کہ اُس کے نسبت بھی کوئی کلمہ پھر اپنی زبان پر جاری کیا جائے لیکن حلم نے کلام بد زبان پر لانے نہ دیا آخر غصہ کو ضبط کیا جب فرخ نے پہلو پر بقوت بازو نیزہ مارا شاہزادہ نے موافق کہنے کے بند صاحبقرانی باندھا ہر چند فرخ نے کوشش کی لیکن کھولنا اُس بند کا دشوار ہوا گھبرا گیا آخر مجبور ہوکر یہ فکر کی کہ سنان نیزہ سے نکل نہ جائے ورنہ سر میدان ذلت ہوگی جب زور باہم کرنے لگے جھٹکے کے صدمے سے ڈانڈ نیزہ فرخ کی ٹوٹ گئی اہل اسلام خوش ہوے کفار کو رنج ہو خصوصاً ملک ترسی نے دل مین کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی آثار شکست نمود ہین انجام جنگ یہ معلوم ہوتا ہی کہ حریف میرے سردار کا زبردست ہی اسکو بھی مانند بہرام کے تہ تیغ کریگا یہ باتین دل ہی مین کر کے لاجوردشاہ سے کہنے لگا اہی خداوند آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نیزہ میرے سردار لشکر کا حالت جنگ مین ابھی ٹوٹ گیا یہی نشان گویا مغلوب ہونے کا ہی آپ خداوند ہین اسوقت کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ سردار لشکر میرا کسی طرح اپنے عدو پر غالب ہو میرے دل کو خوشی ہو کیونکہ یہ سردار سپاہ مجکو بہت عزیز ہی میرے لشکر کی زینت ہی لاجوردشاہ نے کہا ہمنے سردست یہی تقدیر کی کہ نیزہ فرخ کج کلاہ کا ہنگام مقابلہ حریف ٹوٹ جائے اور سنان نیزہ فرخ مانند سنان نیزہ بہرام کے نہ نکلے باعث ذلت کا نہو اب بھی کوئی تقدیر کرین گے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سخن لاجوردشاہ کا سنکے خاموش ہو رہا ادھر فرخ نے نیزہ شکستہ اپنا ہاتھ سے پھینک کر تیغہ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچ کر کہا اہی جوان آگاہ ہو نظم مؤلف

مری تیغ گویا ہی تیغ قضا	ہزاروں سر اِس نے کیے ہین جدا
نہین ملتی اِس سے عدو کو پناہ	عدم کی دکھاتی ہی اک دم مین راہ

بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اہی دلاور نیزہ کا سر نیزے سے تو تجھ سے بھی نہو سکا اب تیغہ آبدار سے بھی لڑکر حوصلہ دل کا نکال لے تیری ضرب تیغ سے کیا اندیشہ ہی کہ بیان اپنی سپر حفظ الٰہی ہی اُسنے یہ سخن سنکے نہایت برہم ہوکے خبردار کہکے سر پر تیغہ لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اُٹھا کر ضرب تیغ بالاے سپر روکی بعد روکنے ضرب مذکور کے فرمایا اہی دلیر اب تو بھی دار ہماری شمشیر آبدار کا روک اُسنے دلیرانہ کہا اچھا دار کر دو اُس جری نے تلوار لگائی اُسنے بھی بہادرانہ ضرب شمشیر سپر پر روکی غرض اسی طور سے تا دیر دونون دلیر سرگرم جنگ رہے جوانان ہر دو لشکر بنظر غور یہ جنگ دیکھا کیے اور ہر ضرب پر ہر دلیر کی تعریف کیا کیے خصوصاً ملک ترسی اپنے سردار لشکر کی ضرب شمشیر پر بے اختیار صف لشکر سے بڑھکر باواز بلند تعریف کرتا تھا اور دل اُسکا بڑھاتا تھا سردار مذکور بھی مالک کی تعریف کرنے سے خوش ہوکر کارنمایان کر رہا تھا دلیرانہ مانند رستم و ستان لڑ رہا تھا چونکہ یہ جنگ قابل دید تھی اِس سبب سے صلصال بدافعال اور لاجوردشاہ و جملہ کفار دیندار غور سے دیکھ رہے تھے علی الخصوص ملک ترسی بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور جب فرخ کج کلاہ وار کرتا تھا اُس کو یقین ہوتا تھا کہ اِس ضرب تیغ سے میری سپاہ کا سردار اپنے حریف کو دو نیم کریگا اور جس وقت بدیع الملک اُسپر تلوار لگاتے تھے کلیجہ پکڑ لیتا تھا کیونکہ اِس سردار کو مانند اپنے فرزند کے عزیز رکھتا تھا راوی کہتا ہی کہ قریب

دوپہر یہ جنگ ہوئی کوئی دلیر کسی کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسپ و مرکب پسینے مین تر ہوگئے ہر ایک کی قوت
مین کمی ہونے لگی مرکب تھک کر بیٹھنے لگے ایسے وقت مین بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اسطرح
شمشیر آبدار کا وار کیا کہ فرخ کج کلاہ سمجھا تلوار سر پر آتی ہے اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا ناگاہ تلوار
مانند برق جہندہ کے اُسکی کمر پر گری اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کرکے گذر گئی سردار مذکور دو ٹکڑے
ہوکر مرکب سے بالاے زمین اسطرح گرا گویا ایک پہاڑ دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا اُس کے گرنے
سے زمین تھرائی غبار اول تو پہلے ہی سے بلند تھا اب زیادہ بلند ہوا زمردپوشون نے از حد خوش ہوکر
تکبیر کی شور و غوغا بلند کیا کفار کو نہایت رنج ہوا چہرہ ہر ایک کا حیرت و صدمہ سے متغیر و زرد ہوگیا
رعب بدیع الملک سے ہر ایک نابکار کانپنے لگا اور ایک کافر دوسرے کافر سے کہنے لگا کہ جب
فرخ کج کلاہ کو بدیع الملک نے قتل کیا تو ہم کیا ہین اس جوان سے کوئی پیش نہ جائیگا جو لڑنے
اس سے جائیگا مارا جائیگا لشکری تو نہایت بیدل ہوکر باہم سخنان یاس کر رہے تھے ملک ترسی اپنے
لشکر کو بیدل دیکھ کر صدمۂ قتل فرخ سے محزون و ملول ہوکر لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند
اس سردار کے قتل ہونے کا مجکو رنج زیادہ ہوا آپ نے کوئی تقدیر معقول نہ کی یہانتک تقدیر کرنے
مین تامل کیا کہ میرا سردار شجاعت شعار قتل ہوگیا لاجورد شاہ نے جواب دیا ہمنے تقدیر کرکے پلٹ
دی تیرے سردار سپاہ نے اتنی دیر حریف سے لڑ کر غرور کیا ہم کو ناگوار ہوا اسی وجہ سے ہمنے سزاے
قتل دی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک کرایا اگر وہ غرور نہ کرتا تو ہم اُسکے ہاتھ سے بدیع الملک
کو قتل کراتے اور یہی تقدیر معقول کی تھی ملک ترسی یہ سُنکے خاموش رہا اور دلمین کہنے لگا اب مین
خود جاکر بدیع الملک سے مقابلہ کرون اپنے سرداران لشکر کا عوض لون افسران سپاہ بیدل
ہین انکو براے جنگ بھیجنا صلاح وقت نہین ہے یہ باتین دل مین کرکے لاجورد شاہ سے کہنے لگا
اب مین بمقابلۂ بدیع الملک جاتا ہون ابھی سے آپ میرے واسطے تقدیر معقول کر دیجیے مین ہرگز
غرور نہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا جا ہمنے یہ تقدیر کردی کہ تو بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا ملک
ترسی یہ سُنکے خوش ہوا لشکر سے نکلکر ارادہ جانے کا کیا سرداران لشکر مانند گرگ تیز دندان
و اسد نعرہ زن و گیو قوی بازو وغیرہ نے ملک ترسی کو روک کر عرض کیا ابھی تو ہم نمک خوار
براے جان نثاری موجود ہین ہم جاکر حریف سے مقابلہ کرتے ہین بعد ہمارے حضور کو اختیار ہے ملک ترسی
نے جواب دیا تم لائق مقابلہ حریف نہین ہو عدو نہایت زبردست ہے بہرام فیل پیکر و فرخ کج کلاہ ایسے
زبردستان روزگار کو وہ ابھی قتل کر چکا ہو تم اُس سے کیا لڑو گے لہذا تم میری جنگ دیکھو ہان جسوقت مجھپر
کوئی آفت آتے دیکھنا اُسدم البتہ میری مدد کو پہونچنا اور یہ مین نے احتیاطاً کہا ہے ورنہ خداوند نے تو تقدیر
معقول کردی ہے مین حریف کو جاکر ضرور قتل کرونگا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا دلیرانہ سامنے بدیع الملک
کے پہونچا گھوڑے کو روک کر کہا اے جوان تو نے ہرچند میرے افسران سپاہ کو قتل کیا ہے لیکن اب بھی اگر
خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے تو مین تیری خونریزی سے باز آؤن مرتبہ تیرا زیادہ کردون تمامی
اپنی سپاہ کا تجھے سردار کرون بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جنگ سے باز آ اپنی جوانی پہ رحم کر سن
شباب مین میرے ہاتھ سے قتل ہو مجکو مثل میرے سرداران سپاہ کے نہ خیال کر مین ملک ترسی ہون

ایسی قوت رکھتا ہون کہ فیلان اور دیوان قوی ہیکل کو ہنگام مقابلہ ومجادلہ ضعیف وناتوان سمجھکر ایک ہاتھ سے کام اُنکا تمام کر سکتا ہون دل شیران دشت میرے نعرون سے دہلتے ہین نیزہ میرا جگر کوہ مین گذرتا ہی تیغ آبدار میرا اگر سر کوہ پر پڑے تو دو پارہ کردے مغفر وخود وزرہ وچار آئینہ دشمن کی آگے اس کے کیا حقیقت ہی تیر سہ پہلو ایسے ترکش مین ہین کہ دل دشمن مین گھر کرتے ہین خانۂ دل عدو مین رسائی پیدا کرتے ہین گرز گران سر میرا وہ گرز ہی کہ سر پہاڑون کے توڑتا ہی سرکشان دہر کی سامنے اسکے کیا اصل ہی گران بار اسدرجہ ہی کہ اگر رستم واسفندیار بھی میرے گرز کو اُٹھاوے تو نہ اُٹھ سکتا اور وہ میرے گرز کی ضرب کو نہ روک سکتے ہنگام جنگ ایک ہی ضرب مین پیوند خاک ہو جاتے خداوند لاجورد شاہ نے وہ قوت وطاقت مجھے دی ہی کہ اگر کوہ پر بھی زور کرون تو اُسکو اسکی جگہ سے ہٹا دون مجھ سا قوی دنیا مین کوئی نہین ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرے شجاعان جہان مجھ سے ڈرتے ہین ربع مسکون مین میری قوت وزور مشہور ہی اکثر شاہان ممالک مجکو خراج دیتے ہین میرے قہر وغضب سے ڈرتے ہین بس مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرو زندگی سے بیزار نہو مجھ سے لڑنا دشوار ہی تو کیا لڑیگا کیونکہ ایک طفل ناتوان ہی ہان اگر حمزۂ صاحبقران یہان ہوتے تو وہ کچھ مجھ سے مقابلہ کرتے انجام کار یہ ہوتا کہ مین اُنکو بھی تہ تیغ کرتا ملک ترسی یہ تقریر کرکے خاموش ہو کر جواب کا منتظر ہوا بدیع الملک نے برہم ہو کر جواب دیا ای ملک ترسی آگاہ ہو کہ مین خدا پرست ہون ہرگز ہرگز لاجورد شاہ کو سجدہ نہ کرونگا کیونکہ وہ ایک شیطان مجسم ہی تجکو بھی لازم ہی کہ ایسے گمراہ کنندہ پر لعنت کر اور پرستش اُسکی اختیار کر جو معبود حقیقی ہی موافق نظم

پرستش کے لائق ہی سب وہ خدا
نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ یکتا ہی ذات خداے غفور
کہ ہی سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہ قدوس ہی اور سبوح ہے
خداے ملک مالک روح ہے
وہ ہی باعث رفعت آسمان
اسی سے ہی قائم زمین وزمان
سپید وسیہ روز وشب مہر وماہ
یہ مصنوع ہین اور صانع اِلٰہ
بشر تھا نجس ایک قطرہ مگر
کیا صورتِ پاک سے جلوہ گر
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر
کہ قبل ولادت کیا خلق شیر
اسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات
اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
بلاشک وہی ہی علیم وخبیر
عیان اُسپہ ہی حال مافی الضمیر
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا
نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
کیا اپنی قدرت سے ہر بشر
عیان ظلمت شب سے نور سحر
ستارون سے کی زینت آسمان
بشر سے مزین زمین وزمان
وہی اُسکو بخشا مناسب جو تھا
اسی کے ہین مملوک شاہ وگدا
کسی شی کی اُسکو نہین احتیاج
وہ چاہے جسے دے ابھی تخت وتاج
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی
وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
وہ جبار ہے اور قہار ہی
وہ غفار ہی اور ستار ہی
محب ہی وہی اور محبوب ہی
وہی طالب ہی اور مطلوب ہی
وہ ہی مرتفع اُسکا قصر جلال
کہ ہی نارسا مرغ وہم وخیال
لکھے کل جہان وصف اُسکا اگر
رہے تا ابد مبتدا بے خبر
نہین چشم وگوش اسکے ای بوالعجب
پہ بینا ہی وہ اور سنتا ہی سب
عیان ہی جو یہ صنعت ذوالجلال
نہ ہمسر تھا اسکا نہ کوئی مثال
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا
نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
زہے حکم خلاق دشت وجبل
کہ چلتا ہی دریا بسر کے بل
یہ کیا تاب برعکس حکم اِلٰہ
کرین مہر ومہ قطع اک ذرہ راہ

کھلے گل جب بحکم پروردگار
نہین تاب پھر شمع جسکو جلائے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے
زہے رحمت پاک رب جلیل
مسیحا کا بھی وہ مسیحا ہوا
وہی جان و تن کا نگہدار ہی
وہی سب کا خلاق و معبود ہی
بشر کیا لکھے اور اسکی صفات

تو ہو شاخ پر بار مانند خار
دکھائے اگر وہ بہم لطف و قہر
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
وہی ہست کرتا ہی نابود کو
ہوئی آگ گلزار بہر خلیل
اسی کے لیے ہی ہمیشہ بقا
وہی ہر بشر کا مددگار ہی
وہی سب کا مالک وہی سبکا شاہ
کہ ہی وحدہ لاشریک اسکی ذات

اگر حکم سے اسکے پروانہ آئے
تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے
وہی نیست کرتا ہی موجود کو
بنا کشتی نوح کا ناخدا
سوا اسکے اک دن ہی سب کو فنا
اسی کی ہی محکوم ہر ایک شی
وہی سب کا ملجا وہی ہی پناہ

اور جو اسقدر تو نے حال اپنی قوت و شجاعت کا ظاہر کیا ہی سراسر جھوٹ ہی اور تو نہایت جاہل و گمراہ ہی کہ اپنی تعریف آپ کرتا ہی اور لاجورد شاہ کی پرستش کرتا ہی جو مثل تیرے وہ بھی ایک بشر ہی او مغرور اسقدر غرور نہ کر دروغگوئی سے باز آ باتین فضول اور بیہودہ منھ سے نکالنا خوب نہین ہی تو جناب حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان دادا جان سے کیا لڑتا اور انکے دشمنون کو قتل کرتا پہلے انکے پوتون سے اور فرزندون کے فرزندون سے تو مقابلہ کرلے پھر انسے مقابلہ کی تمنا کر انکے خادم ایسے قوی و بہادر ہین کہ تجکو اور تیرے تمامی لشکر کو ایک دم مین قتل و تباہ کر دین اور او بدزبان مجبور اس سے ہون کہ طریقہ اور قاعدہ ہم اہل اسلام مین غیبت کا نہین ہی ورنہ اس سخت کلامی کی تجھے سزا دیتا زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لیتا ملک ترسی نے جواب دندان شکن پاکر از حد غیظ و غضب مین آکے نیزہ اٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے سینہ شاہزادہ کو تاک کر خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ادھر اس بہادر نے چالاکی و ہوشیاری سے موافق قاعدہ سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا نوکین اینون کی لڑین اور رگڑنے سے شعلہ سنان کے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدہون کے دہن سے شعلے پیدا ہوے بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اسکے سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی بفن سپہ گری اسیطرح ضرب نیزہ کو روکا اسی طور سے نوبت اسی طعن نیزہ کی پہونچی باہم خوب جنگ ہوئی اس کی سنان نیزہ کو اس بہادر نے روکا اور اس دلاور کی ضرب نیزہ سر تیز کو اسنے بجد و کد روکا کوئی کسی پر غالب نہوا بعد اسی طعن نیزہ کے شاہزادہ موصوف نے کہا ای ملک ترسی اس مرتبہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا خبردار رہنا اسنے جواب دیا میرے ہاتھ سے نیزہ کا نکالدینا امر محال ہی شاہزادے نے جواب دیا جو تیرے نزدیک ناممکن ہی اور میرے نزدیک نیزہ نکالدینا آسان ہی بعد اس گفتگو کے جب حریف مذکور نے وار کیا بدیع الملک نے ایسا ایک بند نادر باندھا جسکو ملک ترسی کھول نہ سکا آخر کشاکش و زور تکان سے سنان نیزہ ملک ترسی سے یون نکل کر دور جا کر گری جیسے تیر شہاب بلندی سے سوے زمین آتا ہی اہل اسلام سنان نیزہ دشمن نکلنے سے بہت خوش ہوے جملہ زمرد پوش شاہزادہ ذیجاہ کے ثنا خوان ہوے کفار کور بخت ہو حاکم شفق کو وہ سنان نیزہ نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ہمہ تن عرق انفعال مین تر ہو گیا یا دریاے خجالت مین ایک نیزہ غرق ہو گیا تا دیر متحیر رہا سر نہ اٹھایا بالعبدہ برہم ہو کر کہا او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ

میرے ہاتھ سے نیزہ کی سنان نکالدی اب مین تیرے کاسۂ سر سے مغز کو نکالتا ہون اگر بہادر ہے اور جان بچانا
منظور ہے تو اس ضرب کو روک ورنہ اس ضرب کو طمانچۂ اجل کا تصور کر یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی فرق پر شاہزادہ نے
کے لگائی اِدھر بدیع الملک نے بعجلت تمام ڈانڈ کو ڈانڈ پر نیزے کی یون روکا کہ ڈانڈ نیزہ ملک ترسی
کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے یہ حال ڈانڈ کا مشاہدہ کرکے خفیف ہوکر بلکہ سر دست ایک قسم کی شکست پاکر
سر میدان جنگ ذلیل ہوکر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بروے زمین پھینک کے اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال
کے تلوار علم کرکے کہنے لگا کہ اے بدیع الملک نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی خوب ہے کیونکہ تلوار بیچ
مین دو دلیران جنگ کے جو پڑتی ہے ایک دم مین فیصلہ کردیتی ہے لہذا اس شمشیر آبدار سے اب لڑونگا شہزادہ
بدیع الملک نے منظور کرکے خود ہی شمشیر برق مثال کو یون نیام سے نکالا کہ جیسے آرزو کو کوئی اپنے دل
سے نکالتا ہے جب شمشیر کھینچ چکا حاکم شفق کوہ نے مرکب کو بڑھا کر تلوار سر پر لگائی اور شاہزادہ نے
سپر پر تلوار کو روکا بعد اسکے خود وار تلوار کا کیا اُسنے بھی ضرب شمشیر سپر پر روکی اسی طرح تا دیر دونون
مصروف جنگ رہے انجام کار یہ ہوا کہ شاہزادۂ نامدار نے مرکب کو جانب دست راست حریف بڑھا کے
نعرہ کرکے تلوار اُس کے سر پر لگائی ملک ترسی نے گھبرا کر سپر اٹھا کر چاہا کہ ضرب شمشیر بالاے سپر
روکون لیکن تلوار بدیع الملک کی جو مانند برق جہندہ کے اُسکے سر آئی سپر کو کاٹ کر ہنوز سر دشمن تک
نہ پہونچی تھی کہ ملک ترسی خوف جان سے زین فرس سے مرکب کی پیٹھ سے سرک گیا تلوار گردن پر
گھوڑے کے پڑی وہ دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرنے لگا اسوقت ملک ترسی فی الفور مرکب مقتول کی
پشت سے کود کر بالاے زمین آیا اور بحالت غضب مین ارادہ کیا کہ بدیع الملک کے مرکب کو بھی گردن
ابھی اُسنے تلوار بالاے فرس بدیع الملک پر نہ لگائی تھی کہ شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود کر بالاے
زمین آیا حاکم شفق کوہ نے برہم ہوکر ہاتھ اپنا حلقہ زنجیر کمر شاہزادہ ذیجاہ مین ڈالدیا اور چاہا کہ کمر
توڑ کر اس جوان کو زمین سے بلند کرکے خاک پر اس طرح پٹکون کہ استخوان سرمہ سا ہوجاے مین بدیع الملک
نے بھی اسی حالت مین اُسکی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنا شروع کیا افسران ہر دو سپاہ واسطے کشتی
دیکھنے کے قریب آگئے لاجورد شاہ اور صلصال بھی قریب آئے بارگاہ برپا کراکے کرسیون پر بارگاہ
مین بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوادیے اسی طرح جوانان ہر دو لشکر مرکبون سے اُترکر سطح زمین پر زین پوش
بچھا کر بیٹھے سرداران سپاہ خیام مین کرسیون پر بیٹھکر پردے خیمون کے اُٹھوا کر دیکھنے لگے کہ ہر دو دلیر
مانند شیر غضبناک کشتی لڑ رہے تھے دہن قبا گردانے تھے آلات حرب و ضرب مانند شمشیر و سپر و تیر و
کمان جسم سے جدا کر ڈالے اس طرح باہم لڑ رہے تھے کہ دو فیل مست یا دو شیر غضبناک باہم کشتی لڑتے
اور زور آزمائی کر رہے ہین زمین زور آوری دلیران سے ایسی بیتاب و دردمند تھی کہ تاب تحمل بار
دلیران نہ لاکر پانوٗن کے نیچے سے سرکی جاتی تھی غبار خوف پایمالی بہادران مذکور سے زمین پر نیاہ نہ
دیکھ کر سوے فلک گریزان تھا زمین بار بار دیکھ رہی ہے پاے پہلوانان مندرجۂ بالا کے دلتی تھی برابر کشتی
ہو رہی تھی کوئی دلیر کسی پیچ مین سبقت نہین لیجاتا تھا اگر ملک ترسی بقوت بازو چند قدم شاہزادہ
کو دبا کر اور ریل کے پیچھے ہٹا دیتا ہے تو شاہزادہ بھی اُسے اتنے ہی قدم لیجا کر دیتا ہے سعی و کوشش بخوبی تمام
دونون جانب سے ہو رہی ہے توڑ ہر پیچ کے دونون لیکر رہے ہین یہ کشتی ایسی ہو رہی تھی کہ ہر ایک کشتی گیر

کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا تھا جب کوئی دونون مین سے کوئی پینچ کرتا تھا ماہران فن کشتی کہتے تھے کہ واہ
واہ اس جگہ یہ پینچ خوب کیا اور جب دوسرا اپنے حریف کے پینچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی وہی لوگ باواز
بلند یہ تعریف اُسکی کرتے تھے کہ اس پینچ کا ٹھیک یہی توڑ تھا اس جوان نے کس حسن سے یہ توڑ کیا ہو ورنہ
پینچ سے بچنا محال تھا ضرور ہی گر جاتا پشت زمین آشنا ہوجاتی یا کھوا خاک سے بھر جاتا کشتی ہوجاتی حال
غالب و مغلوب کا ظاہر ہو جاتا لیکن یہ کسی اچھے اُستاد کا بتایا ہوا ہو داؤن خوب کرتا ہو نکل بھی اچھی
جاتا ہو بیٹھکون سے اسکی رانین بھی خوب ہی تیار ہین ٹانگ اچھی کرتا ہو ڈنڑون سے سینہ تیار ہو شانہ و
بازو بھرے بھرے ہین معلوم ہوتا ہو کہ لنگوٹ بند ہو اگر چھوٹ کرتا تو اسقدر تیار رہتا گردن پر گوشت ہوکر
شانون کی فربہی سے نہ ملجاتی مچھلیان رانون اور بازوؤن کی نہ بھری ہوتین اتبک ضرور دم آجاتا تھل بھنسے
کے ہانپنے لگتا پیٹ مین سانس اچھی طرح نہ سماتی پسینہ بہنے لگتا بنڈا اسقدر گرماتا ابھی تک کس عمدگی سے
کھتم کھتا لڑ رہا ہے کہ کیا بیخوف ہوکر تڑ بڑ داؤن پینچ کرتا ہو اپنے جوڑ کو فرصت داؤن کرنے کی نہین
دیتا ہو مگر اسکو بچنا ہی اُسکے داؤن سے مشکل ہو وہ لوگ جو فن کشتی سے چندان آگاہ نہ تھے انکو جواب دیتے
تھے کہ ملک ترسی کیا اس جوان سے کچھ کم ہو جوڑ کانٹے کی تلی ہوئی ہو کوئی ان مین سے اونیس و بیس
نہین ہو اسنے بھی خوب محنت کی ہو اکھاڑے مین دو دو پہر اپنے پٹھون سے لڑا ہو انکو زور کرتا ہو جب
اُنکے دم آجاتے مین اُسوقت یہ اکھاڑے سے باہر آتا ہو مہینون بلکہ برسون یہی حال اسکا دیکھا ہو کبھی اپنے
محنت اور زور کرنا ترک نہین کیا ہو ہمیشہ واسطے دم بڑھانے کے کوسون دوڑ لگاتا ہو شتارہ ایک کا کہ دس
من سے زیادہ وزن مین ہوگا دوش پر دوڑنے مین رکھتا ہو کلمہ انصاف یہ ہو کہ اسکی بھی محنت بنی ہوئی
ہو کچھ لوٹا ہوا نہین ہو حاکم کو وہ شفق کہ غذائے نفیس و لطیف شب و روز کئی مرتبہ بکثرت کھاتا ہو
فواکہات سے بھی مانند انار ولایتی اور انگور و بادام وغیرہ سے مُنھ نہین پھیرتا ہو جب ہمنے دیکھا ہو اسے
مصروف اکل و شرب ہی پایا ہو بیشتر یہ کباب آہو کے کھاتا ہو گوشت سے کبھی گزارہ نہین ہوتا کئی آہو
ہر روز شکاری لاتے ہین یہ گوشت اُسکا نیم برشت کیا ہوا شب و روز مین بخوبی کھا کر ہضم کرتا ہو جب ہی
تو اس جوان زمرد پوش سے دلیرانہ لڑ رہا ہو کچھ ہراس نہین ہو ایسے پینچ او توڑ کرتا ہو کہ دل کو لطف
بیحد ملتا ہو اور ایسے جوان قوی بازو سے لڑتا ہو جسنے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ ایسے نامی و نامور
اور قوی و دلاور سردارون کو بہت جلد قتل کیا ہو ہمارے نزدیک کمال کرتا ہو بلکہ کار رستمانہ کر رہا ہو
اپنے حریف کو تھکا رہا ہو گھات کر رہا ہو ہمین یقین ہو کہ پہر چار گھڑی مین اپنے حریف پر غالب آئیگا لنگر
اسکا اُکھیڑ لیگا اور اُٹھا کر زمین پر پٹکیگا اور سینہ پر سوار ہوکر خنجر کمر سے کھینچ کر سر کاٹ لیگا ابھی حریف
اسکا تھکا نہین ہو اسوجہ سے یہ اسکو چت نہین کرتا ہو وقت کا منتظر ہو دیکھنا جب قابو پائیگا اس جوان
زمرد پوش کو یون چت کریگا کہ زمرد پوشون کے چہرے کثرت رنج سے زرد ہوجائینگے تم اسوقت اس
جوان زمرد پوش کی بہت تعریف کرتے ہو اُسدم متحیر ہوجاؤگے ساری پہلوانی اور کشتی لڑنا اور توڑ
اور داؤن کا جاننا بھول جاؤگے بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ ملک ترسی کیا برا لڑ رہا ہو جو یہ کہتے ہو کہ
جوان زمرد پوش سے اسکو اپنے تئین بچانا مشکل ہو پہلے تو ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی کچھ جانتے ہو تمھارے شاگرد
فن کشتی مین چند لڑکے ہین مگر ایسے کلمات بیوقوفی و نادانی کے کہتے ہو کہ جس سے یہ ثابت ہوا کہ تم کچھ بھی

نہین جانتے ہو خالی از کمال ہو اسی نادانی پر اُستادی کا دعوی کیا ہو اُستاد اپنے کو مشہور کرایا ہو لڑکون کو لڑا
کے اُستاد بنگیے ہو کاملون مین محسوب ہوا چاہتے ہو نادان ہو کر عاقل بنتے ہو ذرہ خاک ہو کر آفتاب عالمتاب
اپنے تئین بنایا ہو لڑکون سے کہتے ہو ہمین اُستاد کہا کرو نام لیکر ہمین نہ پکارا کرو واہ اچھی اُستادی کرتے ہو
دنیا مین اپنی ناموری چاہتے ہو اپنی آبرو و عزت خود بڑھاتے ہو تمھین ذرا بھی شرم نہین آتی ہو بڈھے ہو کر
ایسی باتین کرتے ہو کچھ کسی کا خیال نہین جو چاہتے ہو جہالت سے مُنھ سے نکالتے ہو دیکھو برا کرتے ہو کوئی کسی
روز تمھین درست کر دیگا ساری اُستادی بھول جاؤ گے اگر غیرت دار ہو تو اب ایسی تقریر کسی اکھاڑے
پر کسی کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ اکھاڑے مین ہی تم کو رگڑ ڈالیگا یہ ہاتھ پاؤن تمھارے مانند ہیزم خشک کے
توڑ ڈالے گا اپاہج ہو جاؤ گے اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گے ہمنے نادانون اور جاہلون کو بہت دیکھا ہو مگر
مثل تمھارے کوئی نادان و جاہل نظر سے نہین گذرا کیونکہ اول تو تم اپنے کو بڑا جانتے ہو انسان ہو لیکن
جانور سے بدتر آنکھین رکھتے ہو مگر اندھون سے سوا بے بصر کو کچھ خواندہ ہو لیکن سراسر جاہل ہر چند ہوشیار
ہو مگر بدتر از غافل ضعیف ہو کر باتین نادانون کی سی کرتے ہو ابتک تمیز کچھ نہین ملک ترسی کو اس
جوان زمرد پوش سے داؤن اور زور مین کم جانتے ہو دوسرے یہ کہ اسقدر بیوقوف ہو کہ ہمتا شاید کوئی نہو گا
کیونکہ جس بادشاہ کی عملداری مین رہتے ہو اور جس حاکم کی رعیت مین داخل ہو جسکا تمنے نمک کھایا ہو
جس شہنشاہ سے زر و جواہر اکثر انعام مین پایا ہو جو تمھارا خداوند نعمت ہو اُسی کی شان مین ایسے کلمات
توہین زبان پر لاتے ہو ملک ترسی ہمارا اور تمھارا بادشاہ محسن ہو اُسکے دامن دولت مین براحت و آرام
بسر کرتے ہین فوج مین نوکر ہین تنخواہ ماہ بماہ پاتے ہین نمک اُسکا کھاتے ہین اُسی کی خدمت سے
ہماری اور تمھاری عزت و آبرو ہی بس ایسے مالک و آقا و محسن کو مجمع عام مین ذلیل کرتے ہو اسکے دشمن کی
ثنا کرتے ہو اے برادر عقلمندی و دانائی یہی ہو کہ انسان کبھی جادہ خردمندی سے قدم علیحدہ نرکھے جو مناسب وقت
ہو ویسی بات کرے اپنی عزت و جان و آبرو کا خیال رکھے ڈرتا رہے کہ کہین جان اور آبرو ضائع و برباد
نہو جائے بقول مصرعہ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد اپنا ہم وطن یا عزیز یا مالک کیسا ہی بد ہو
عاقل اُسے برا نہین کہتے ہین حتے الامکان اُسے اچھا ہی کہتے ہین تم کس درجہ بیوقوف ہو کہ اپنے ولی نعمت
اور ہم مذہب و ہم ملت کو بوجہ محض جھوٹ غیر سے برا جانتے ہو اور غیر بھی وہ غیر کہ غیر مذہب اور دشمن
جان و ایمان تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا ہو بلکہ ہم سب ساکنان کوہ شفق کا دشمن ہو یہ جوان زمرد پوش اگر
اسوقت ہمارے آقا و مالک سے فن کشتی زیادہ جانتا ہوتا یا قوت مین سوا ہوتا تو بھی بخیال نمک خواری اور
پاس دین کے ہم کو یہی چاہیے تھا کہ ملک ترسی کو اس جوان کشتی گیر سے اچھا جانتے اور دعا کرتے کہ
ہمارا مالک دشمن پر فتح پائے تم برعکس اس کے کہ رہے ہو اور سراسر جھوٹ کہتے ہو کیونکہ ابھی تک برابر
کشتی ہو رہی ہو کوئی ذرا بھی دونون مین غالب و مغلوب پایا نہین جاتا ہو اگر ہم تمھارے نزدیک اپنی
سخن پروری کرتے ہین تو اورون سے پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہین تم کو قائل کرتے ہین یا ہمکو جھوٹا کہتے ہین
ماہران فن کشتی مذکوران لوگون کی تقریر طولانی سنکے نہایت برہم ہو کے کہنے لگے کہ تمھین فن کشتی مین کیا
دخل اچھا اور برا لڑنا تم کیا جانو ہم اُستاد اس فن کے خوب جانتے ہین اور کلمہ حق زبان پر جاری کرتے ہین خیال
اپنے مالک اور ہم مذہب ہونے کا اور خطر عتاب بادشاہ کا کچھ نہین کرتے ہین جھوٹ بولنا اچھا نہین جانتے

ہین اور تمکو جھوٹا اور بے ایمان اور نادان جانتے ہین کیونکہ تم سخن ناحق زبان پر جاری کرتے ہو محض یہ
بخیال غمخواری بادشاہ کوہ شفق جھوٹ بولتے ہو ہم اب بھی یہی کہتے ہین کہ یہ جوان زمرد پوش فن کشتی مین کامل ہی
اور بادشاہ ہمارا فن کشتی مین ناقص ہی اور قوت مین بھی اس جوان سے کم ہی ذرا غور سے دیکھو حال کھل جائے وہ
لوگ اُنکی گفتگو سُنکے آمادۂ جنگ ہوے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالکر اُٹھ کھڑے ہوے چاہا تھا کہ تلوارین
علم کرکے ان ماہران کشتی کو ہلاک کرین کہ ناگاہ افسران سپاہ نے اُٹھ کر کہا تم سب باہم کیون لڑتے ہو گروہ
ماہران فن کشتی نے پہلے اپنی تقریر سے آگاہ کیا پھر اُن لوگون سے پوچھا اُنھون نے اپنا مطلب اظہار کیا
اور لڑنا بیان کیا سرداران سپاہ نے کہا تم دونون گروہ آپسمین نہ لڑو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دونون
مین کوئی غالب ہوگا کوئی مغلوب ہوگا اسوقت دو شخص کشتی لڑ رہے ہین شور وغل نہ کرو بیٹھ جاؤ کشتی دیکھو
جب افسران سپاہ نے یہ کہا ماہران فن کشتی اور وہ لوگ کہ جو چندان فن کشتی سے آگاہ نہ تھے اپنی اپنی جگہہ
پر خاموش بیٹھ کر کشتی دیکھنے لگے منصف دونون دیران مذکور کو ہر ایک بند اور توڑ پر داد دینے لگے راوی
بیان کرتا ہی کہ دوپہر باہم خوب کشتی ہوئی ہر چند کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا لیکن اسقدر ضرور ہوا کہ
قوت بدیع الملک کی دوپہر لڑنے پر بھی بدستور اول رہی ذرا بھی پسینہ نہ آیا جسم بھی نہ گرمایا اور ملک
ترسی اسقدر لڑنے سے کچھ تھک کر ہانپنے لگا پسینہ مین تر ہونے لگا قوت گھٹنے لگی تھی ضعف بڑھنے لگا
تھا یکایک کشتی لڑتے لڑتے وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب بسیر اس کشتی کی دیکھکر سوے مغرب جاکر بجوف
دیران کشتی گیر مذکور پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ مع فوج کواکب براے دید کشتی دیران بالاے فلک برآمد
ہوا یعنی آفتاب نہان ہوا دن گذرا شام ہوئی ماہ انور مع ستارون کے آسمان کے اوپر ظاہر ہوا ملک ترسی
نے بدیع الملک کو روک کر کہا ہان اے جوان شاباش تو مجھ ایسے قوی سے خوب لڑا مجھے یہ امید نہ تھی کہ
تو اسقدر دم رکھتا ہی اب کشتی موقوف کر کیونکہ زمانہ شب کا ہی رات واسطے آرام و راحت کے ہی اور دن
واسطے محنت و مشقت کے شب کو استراحت و آرام سے بسر کر صبح کو میدان جنگ مین آنا مجھ سے کشتی لڑنا
بدیع الملک نے جواب دیا اے ملک ترسی ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہی کہ بغیر حریف کو زیر کیے کشتی موقوف
نہین کرتے ہین اگر تاریکی شب کا خیال ہی تو شاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب تار کو بہ از
روز روشن کر دینا کچھ مشکل نہین ہی حاکم کوہ شفق نے کہا مجھے تمھارے قاعدے سے غرض نہین مجھے
اپنی راحت سے کام ہی مجھ کو اپنے قاعدہ کا پابند نہ کر مین ہمیشہ سے اپنی خوشی خاطر کا پابند ہون اسوقت
تو کبھی نہ لڑونگا یہ کہکر بدیع الملک سے علیحدہ ہو کر مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین گیا ادھر بدیع الملک
اُسکے دل ہارنے اور چلے جانے پر مسکرائے اور اسکو بھی ایک قسم فتح جان کے خرم و خندان داخل لشکر ہوے
اہل اسلام اس فتح سے خوش ہوے کوس شادمانی بجاے ہنوز لشکر اہل اسلام مین صدا نقارۂ خوشی کی
بلند تھی کہ ملک ترسی ہمراہ لاجورد شاہ اور صلصال اور جملہ اپنی سپاہ کے میدان جنگ سے جانب
قیام گاہ سپاہ روانہ ہوا اس طرف بدیع الملک بھی بفتح و فیروزی اپنے لشکرگاہ کی طرف مع اپنی فوج
ظفر موج کے روانہ ہوے اور راہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی سلاح جنگ
تنون سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوے ادھر ملک ترسی اپنے قیامگاہ سپاہ پر پہونچکر
بارگاہ مین داخل ہو کے بالاے تخت بیٹھا سرداران سپاہ و امرا و وزرا اہل دربار بھی دربار مین آئے جب دربار

آراستہ ہوا ملک ترسی نے ساقیان خوبرو سے کشتی مرطلب کی ساقی فی الفور حکم بجا لائے ملک ترسی کو جام
پر جام مے ناب کے دینے لگے وہ شراب پینے لگا جب خوب شراب پی چکا اشارہ کیا اب اہل دربار کو شراب
پلاؤ ساقی حسب الحکم اہل دربار کو جام مے ناب سے بھر کر دینے لگے وہ نابکار بھی شراب پینے لگے جسوقت
ساقیان گلرخسار جملہ اہل دربار کو شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اوٹھا کے دربار سے چلے گئے ادھر اہل دربار
اور ملک ترسی کو نشہ شراب ناب کا ہوا دماغ ہر ایک کا بادہ تند سے گرم ہوا اوسوقت گرگ تیز دندان
اور اسد نعرہ زن اور شاپور کوہ پیکر وگیو اژدہا صورت وغیرہ سرداران سپاہ نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت
بادشاہ سے حال زور بدیع الملک دریافت کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے شاپور کوہ پیکر نے
اپنے دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ ملک ترسی سے پوچھا ای بادشاہ فلک بارگاہ یہ جان نثار امیدوار
ہے کہ اسوقت حضور کچھ حال قوت بدیع الملک بیان فرمائین شاہ مذکور نے چہار جانب دربار مین دیکھ کر
دربار کو خداوندو اور صلصال اور اغیار سے خالی پا کر کہا ای شاپور کوہ پیکر ہر چند کہ ظاہر کرنا اس حال کا اچھا
نہین ہے مگر اپنے خیر خواہون سے نہ چھپاؤنگا صاف صاف کہدونگا مین بدیع الملک کو ایسا قوی و کامل
الفن نہ جانتا تھا ہنگام مقابلہ اسکی قوت بازو مجھپر ظاہر ہوئی مین ہی ایسا تھا کہ اوسکے ہاتھ سے جانبر ہو تمام
ہونے کا حیلہ کرکے چلا آیا اگر میرے مقام پر اور کوئی دیر اُس سے لڑتا تو وہ کبھی جانبر نہوتا اب مجکو یہ فکر
ہے کہ کیا کرون طبل جنگ بجوا کر پھر مقابلہ کرون یا قلعہ بند ہون حریف نہایت زبردست ہے لڑنا اس سے
کچھ آسان نہین ہے نہایت مشکل ہے خوف جان ہے مین تشریف آوری خداوند لاجورد شاہ سے مبتلاے فکر
ہوگیا کیا جانتا تھا کہ خداوند کوہ شفق بربلا کر اس بلا مین مبتلا ہوگا خداوند تقدیر معقول نہین کرتے
مین نہین معلوم کیا مصلحت ہے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ افسران سپاہ قتل ہوگئے خداوند نے
مدد نہ کی مین بدیع الملک سے لڑا فتحیاب ہوا گو خداوند نے تقدیر کی مگر در مقصد ہاتھ نہ آیا نہین
معلوم کیا سبب ہوا یہ کہکر آبدیدہ ہوا عالم نشہ شراب مین رونے لگا شاپور کوہ پیکر نے عرض کیا ای بادشاہ
عالیجاہ گو حریف زبردست سے مقابلہ ہے دو سردار قتل ہو چکے ہین خداوند لاجورد شاہ کسی مصلحت سے
تقدیر حسب دلخواہ نہین کرتے ہین حضور کچھ فکر و تردد نہ کرین مطلق رنج و ملال کو دل عشرت منزل مین
جگہ نہ دین ہرگز قلعہ بند نہون کہ باعث ذلت و بزدلی کا ہے ہم سرفروش براے جان نثاری موجود ہین
آج کی شب اس لشکر کے نام طبل جنگ بجوائیے صبح کو میری جنگ میدان مین ملاحظہ فرمائیے عجب نہین
کہ حضور کے اقبال سے بدیع الملک پر فتحیاب ہون سر عدو تیغ سر تیز سے کاٹ لاؤن حق نمک خواری
ادا کرون سرکار والا تبار سے خلعت و انعام پاؤن سامنے بہادرون کے سرخرو ہون دنیا مین قاتل
بدیع الملک مشہور ہون اور اگر ہاتھ سے عدوے مذکور کے قتل ہوجاؤنگا تو بھی دنیا سے سوے عدم
سرخرو جاؤنگا اہل دنیا مجکو خیر خواہ و نمک حلال کہین گے ملک ترسی نے اُسکے نام پر طبل جنگ بجوانے مین تامل
کیا وزرا امرا و دیگر افسران سپاہ نے متفق الراے ہو کر عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ شاپور کوہ پیکر
سردار لشکر حضور ہی زبردستان روزگار سے ہے بڑے بڑے بہادرون سے لڑا ہے جنگ آزمودہ ہے طاق
و جواب مین مثل و نظیر اسکا کوئی دلیر نہین ہے اگر ہمسر اس بہادر کے ہین تو حضور ہی کے ملازمین مانند
گرگ تیز دندان و اسد نعرہ زن و گیو اژدہا صورت کے سوائے ان تین دلاورون کے

اور کوئی اسکا ہمتا نظر نہین آتا ہے اسکی دلاوری مین کچھ شک نہین ہے برسون سے یہ نمک خوار ہے آج در پیش ایک کار سرکار ہے مجھے امید ہے کہ یہ دلیر اس مہم کو سر کریگا بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا لہذا اسکے نام پر طبل جنگ بجوائیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے ملک ترسی نے جواب دیا التماس تمھاری قبول ہے بالفعل طبل جنگ نہ بجواونگا کاہنون اور منجمون سے ستارے اور دن دریافت کرکے طبل جنگ بجواونگا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن مجھپر سخت ہین یہ کہکے کاہن اور منجم طلب کیے جب وہ حاضر ہوے حاکم کوہ شفق نے پوچھا تم لوگ اپنے قاعدہ علم کے ذریعہ سے بتاؤ کہ مین بدیع الملک پر فتحیاب ہونگا یا نہونگا فی زمانہ طبل جنگ بجواکر اس سے مقابلہ کرنا اچھا ہے یا نہین انھون نے سوال بادشاہ کو سنکے بعد فکر بسیار اپنے علم کے ذریعہ سے یہ حال دریافت کرکے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ یہ دن تو حضور پر کچھ ایسے سخت نہین ہین کیونکہ سرکار دولتمدار کی زندگی معلوم ہوتی ہے صاف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بالفعل جان کی خیر ہے آئندہ کے باب مین ابھی دیکھا نہین طبل جنگ بجوانا اور بدیع الملک سے لڑنا اچھا ہے نہ برا ہے فی الحال کشت وخون زیادہ ہوگا اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ حضور کو بہت خوشی ہوگی کیا عجب ہے کہ کچھ اہل اسلام کو گرفتار کیجیے یا قتل کیجیے اور دل خوش ہو یا اور کوئی سبب خوشی کا ہو اس علم کو ہمارے ملکہ کیجیے یہ کہکے خاموش ہوے حاکم کوہ شفق نے علی قدر مراتب انکو انعام دیکر رخصت کیا بعد ہر جا برخاست ہوا

داستان مقابلہ کرنا شاپور کوہ پیکر وگیو اژدہا صورت وبہرام قوی بازو وفرزند ملک ترسی کا بدیع الملک نوجوان سے مع حالات دیگر متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اب ہو شراب تند کا دور
گل مضمون بیان کشاؤن مین
خوب گھمسان کی لڑائی ہو

دوسری جنگ کا فروتسے ہو اور
گرم بازار پھر فنا کا ہو
دیکھین کس سمت کی صفائی ہو

پھول بھی گر شراب پاؤن مین
جان کا کافرون کی سودا ہو

محرران اخبار جدال درقمان حال گرفتاری وملال اس طرح درج کرتے ہین کہ جب ملک ترسی بدیع الملک سے کشتی لڑکر وقت شام کشتی موقوف کرکے اپنے لشکر مین چلا آیا تھا اور شاپور کوہ پیکر نے اُسے ملول دیکھ کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوانے کو کہا تھا حاکم کوہ شفق نے تامل کرکے منجمون اور کاہنون سے نسبت جنگ وجدال پوچھا تھا اور انھون نے موافق اپنے علم نجوم اور کہانت کے قاعدہ سے حکم لگایا تھا اس روز سے کئی روز تک جنگ موقوف رہی ایک روز شاپور کوہ پیکر نے پھر عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ حضور مقابلہ لشکر اسلام مع لشکر کب تک قیام پذیر رہیے گا اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا اہل اسلام نہین معلوم دلمین کیا کہین گے ملک ترسی نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام شاپور کوہ پیکر طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت عالی منزلت شیر صولت نیک خصلت نور دیدہ مومنان بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان مین حاضر ہوے اور شرائط فدویت ومراسم عبودیت بجا لاکر بعد ادائے ثنا ودعا کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اسوقت ملک ترسی روسیاہ نے بنام شاپور کوہ پیکر کہ اُسکا ایک سردار لشکر نہایت زبردست دلاور ہے بجوایا ہے اور سردار مذکور نے حاکم کوہ شفق سے مکرر کہکے اپنے نام پر بامید فتحیابی خود طبل جنگ بجوایا ہے کہ ضروری دشمنان حضور کو تہ تیغ کرونگا پس وہ نابکار بیہودہ شب گذار کر صبحکو میدان مین آکر آتش جنگ کو

مشتعل کریگا باقی خیریت ہو بدیع الملک نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ ونقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے حق تعالی معین ومددگار ہو اگرچہ دشمن بقول تمھارے شجاعت شعار وخونخوار ہی ہرکارون نے حسب الحکم اُسی وقت بارگاہ سے باہر نکلکر ملازمون سے کہا اُنھون نے نقارۂ رزمی بجایا جب دونون لشکرون مین طبل ونقارۂ رزمی بجائے گئے اور صدا اُنکی بلند ہوئی جوانان ہردو لشکر آگاہ ہوے کہ لڑائی ہوگی بس ہر ایک جوان درستی آلات حرب وضرب اُسی وقت سے کرنے لگا اہل اسلام بخوشی وخورمی سامان جنگ مین مصروف ہوے باہم کہنے لگے کہ جب سے اس سرزمین پر آئے ہین آجتک جنگ مغلوبہ نہین ہوئی حسرت ہی کہ جنگ مغلوبہ ہو ہم بھی لشکر بلمان ملک ترسی سے لڑین دلیرانہ نعرے کرین گھوڑے دریاے لشکر عدو مین ڈالدین تیغ وتیر ونیزہ وگرز سے دشمنون کو ہلاک کرین خود بھی زخمی ہون لہو مین نہائین اپنے مالک سے سرخرو ہون یا دست عدا سے قتل ہون شہادت کا مرتبہ پائین یا ان کافرون کو قضا کے گھاٹ اُتارین روانی آب شمشیر دکھائین دل کو فرحت ہو ورطۂ الم سے نکلین جوے خون کفار میدان کارزار مین نظر آئے اُس مین سرہاے کفار مانند حباب دکھائی دین لاشے اُنکے مانند کشتی بہتی روان دیکھین موج موج دل اپنا شادمان ہو کہین جلد طوفان جنگ مغلوبہ کا ظہور ہو آنکھین مشتاق دید ہین دل آرزومند ہی کہ ہم نہنگانہ بحر مواج ومتلاطم فوج کفار مین گرین اور مانند شناورون کے ہاتھ تلوارون کے لگا کر ایک کنارۂ لشکر عدو سے دوسرے کنارہ سیاہ تک جائین سب کو تلوارین ہماری دریاے مذکور مین مانند مچھلیون کے ڈوبتی اور اُبھرتی نظر آئین اُدھر سواران لشکر کفار بھی مشغول درستی تیغ وتیر وغیرہ ہوے جو بہادر تھے وہ تو طبل جنگ بجنے سے خوش تھے اور ہر ایک بہادر دوسرے بہادر سے کہتا تھا خوب ہوا طبل جنگ بجا امید دلی برآئی کئی روز سے طبل رزمی نہ بجا تھا دل پریشان تھا آج صداے طبل جنگی مثل مژدۂ جان بخش کے سُنائی دیتی ہی کیا اچھا ہو کہ روز اسی طرح طبل جنگی بجا کرے لڑائی ہوا کرے تلوار چلا کرے اور جو لوگ فوج کفار مین بزدل تھے وہ آواز طبل جنگی سُنکے تھرا گئے دل سینون مین طپان ہوے حواس خمسہ مین خلل پیدا ہوے دیوانہ وار پھرنے لگے سواران دلاور اُنھین مختل الحواس دیکھکر پوچھنے لگے اے جوانو آج تمھارا کیسا مزاج ہی چہرے کیون اُترے ہین بیتابی وپریشان خاطری کا کیا سبب ہی وہ کہتے تھے باعث اضطراب یہ ہی کہ طبل جنگ بجا ہی فکر ہی کہ جلد درستی آلات حرب وضرب کرین دشمنون سے لڑنا ہی وقت جنگ تلوار صاف ہو تا کہ حریف کے دو ٹکڑے کرین زنگ آلودہ نہ ہو کہ نہ کاٹے چونکہ آلات حرب وضرب ہمارے کسی قدر زنگ آلودہ ہین صیقل کرنے کی تشویش ہی صیقل گر کی جستجو ہی وہ سوار سُنکر یہ جواب دیتے تھے کہ نہین اضطراب سے تمھارے دل مین شک پیدا ہوتا ہی بلکہ صاف یقین ہوتا ہی کہ خوف جان سے گھبرا گئے ہو بے طور نظر آتے ہین دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھنا اپنے آقا سے ایسے وقت مین بیوفائی نہ کرنا لشکر سے چھپکے چلے نجانا ہنگام جنگ مغلوبہ خوف جان سے نہ بھاگنا ہمارے ساتھ رہنا وہ کہتے ہین یہ خیال خام تمھارا ہی ہم نامرد نہین ہین کہ بھاگ جائین یہ کہکر دل مین اپنے کہتے تھے یہ سوار ہزار اسکو پسند کرتے ہین لیکن ہم لشکر مین نہ رہین گے جان اپنی نہ دینگے وقت شب تاریکی مین لشکر سے نکل جائینگے چار روپیہ کے واسطے تیر وتیغ ونیزہ وتیر وشمشیر نہ کھائینگے یہی باتین دل مین کرتے تھے جب

شب تار ہوئی ہر حیلہ وبہانہ سے اٹھ کر لشکر سے نکل کر اپنے مکانون کی طرف راہی ہوے پیادے رہ گئے سواران بزدل فوج سے نکل گئے الغرض جب وہ شب بہادران ہر دو لشکر نے درستی آلات حرب وضرب و اشتیاق مصاف مین بسر کی اور وہ زمانہ آیا کہ بمصداق نظم مولف

نظر آیا گردون پہ نور سحر — لگے بولنے طائر خوش نوا
زمانہ ہوا شب کا یکسر بسر — موذن نے اللہ اکبر کہا

ادھر اہل اسلام خصوصاً بدیع الملک نے خواب سے بیدار ہو کر وضو کر کے نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز ہاتھ سوے فلک واسطے دعا کے بلند کر کے پروردگار عالم سے واسطے اپنی فتح وظفر کے دعا کی زمرد پوشون نے ہنگام دعا لفظ آمین مکرر زبان پر جاری کیا جب بدیع الملک نماز ودعا سے فراغت کر کے سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے بارگاہ سے برآمد ہوے چالیس ہزار زمرد پوش کہ مسلح کھڑے تھے سب نے سر اپنے واسطے سلام کے جھکائے بدیع الملک نے سب کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہو کر عزم نبردگاہ کیا زمرد پوش پس پشت ہمراہ رکاب اپنے مالک وآقا کے خرامان مرکبون کو تیز روی سے روکے ہوئے جانب جنگاہ چلے اسوقت جانا زمرد پوشون کا اور ظاہر ہونا سفیدۂ سحر کا اور پنہان ہونا کواکب ماہ کا قابل دید تھا وہ وقت صبح نسیم سحر کا چلنا غنچون کا چٹک کر کھلنا میدانمین سبزۂ شبنم آلود کا لہکنا گل خودرو کا صحرا مین شگفتہ نظر آنا کوڑیالے کی بہار جا بجا پیلے بوٹے بشیارہ وہ بہار سبزہ زار وہ طائران خوش الحان کا بولنا اپنی زبان مین معبود کی حمد وثنا کرنا وہ زمرد پوشون کی میدانمین قطار وہ جانفزا صحرائے سبزہ زار وہ فلک پر نور سحر کا دمبدم بڑھنا وہ آمد آمد شاہ خاور وہ صدائے مرغان سحر وہ موذنون کا اذان دینا عباد کو اپنی آواز مرغوب سنا کر دل لے لینا وہ اشجار کا ہوائے سرد سے بار بار ہلنا وہ ہر ایک جا غنچہ سربستہ کا کھلنا اہل دل کو وجد مین لاتا تھا اہل نظر کو قدرت پروردگار اس میدان سبزہ زار پر بہار مین نظر آتی تھی اہل اسلام خدمت صناعی باغبان جہان پر نظر کرتے ہوے حمد وثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوے جب میدان کارزار مین پہونچے مرکبون کو روکا بدیع الملک چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے بعہدۂ سرداری کھڑے ہوے اور انتظار ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ طرف سے ملک ترسی بھی ہمراہ لاجورد شاہ وصلصال مع سپاہ کثیر عرصۂ رزم مین آیا جب دستور بعد درستی میدان رزم کرکیت اور نقبائے خوش تقریر دونون لشکرون سے نکل کر بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہو کر کرکیت اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگے کہ اے جوانان جنگ جو واے دلیران تند خو آج بھی سامنا اور مقابلہ مسلمانون سے ہے یہ لوگ دشمنان جان وایمان ہین اور تم سب بہادر ہو باپ دادا تمھارے شجاع وبہادر تھے دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا اعدا سے دلیرانہ لڑنا خوف جان سے نہ بھاگنا ذلت گوارا نہ کرنا بہادرانہ بڑھ بڑھ کر لڑنا ان مسلمانون کو تہ تیغ کرنا انکی خونریزی کا بہت ثواب ہے رحم کرنا ان خدا پرستون پر باعث عذاب ہے نقبائے خوش آواز وخوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر اس طرح بہ آواز بلند کہتے تھے کہ اے ہزبران بیشۂ شجاعت واے رہ نوردان منازل جرأت وہمت بگوش ہوش سنو کہ یہ دنیائے دون ناپایدار ہے یہ وہ باغ ہے کہ چند روزہ اسکی بہار ہے ایکدن حکم خدا سے معدوم ہو جائیگی یقیناً گلشن جہان پر خزان آئیگی جو ساکنان حدیقۂ دہر ہین واسطے انکے بھی فنا ہے سوائے ذات خدا نہ کسی کو بقا ہے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہیگا ہر ایک صدمۂ جدائی چمن دنیا دل پر سہیگا

یہ گلشن عالم اک مقام عبرت ہے نہ جائے بے فکری وغفلت ہے خیال کرو تمھارے آباو اجداد جو با درو خوش نہاد و
اسوقت کہان ہین آنکھین اُنکو ڈھونڈھتی ہین وہ زیر خاک بجسد بباعث خواب گران ہین وہ کبھی تم تک آ نہین
سکتے تم کبھی اُنکے پاس جا نہین سکتے قبرین بھی اُنکی ظاہر نہین کوئی اُنکے حال سے ماہر نہین نہین معلوم
اُنکا کیا حال ہے راحت مین ہین یا کہ ایذا بدرجۂ کمال ہے اگر کچھ ہین تو قبرین اُنکی بےچراغ دیکھتے ہین بیکسی و
حسرت اُنپر مجاور ہے اہل قبور محتاج ثواب سورۂ فاتحہ بظاہر ہین سوا اپنے بزرگون کے اور بادشاہون کو
یاد کرو کہ ملک ومال نہایت کوشش سے حاصل کرکے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے سوائے نیک وبد کچھ
بھی ساتھ نہ لے گئے زندگی مین گرد وغبار سے اپنے تئین بچاتے تھے اب قبرون مین سو رہے ہین سیکڑون
من مٹی اُنپر پڑی ہے خاک مین سر سے قدم تک دبے ہوے پڑے ہین زندگی مین اُنکو بغیر روشنی شمع موی
دکافوری کے نیند نہ آتی تھی دل تاریکی سے گھبرتا تھا اب اندھیری قبر مین لیٹے ہین وہان روشنی چراغ بھی
نہین ہان خوش اعمالی سے اگر انکی قبرون مین برحمت الٰہی روشنی ہو تو اُس سے آگاہی نہین بظاہر اکثر
قبور سلاطین جہان بےچراغ دگل ہین گنبد قبور شکستہ ہین طائرون کے مسکن ہین کوئی اُنکے قبور پر جز بیکسی
شب و روز نہین رہتا انھین بادشاہان گذشتہ سے ایک افراسیاب ہے کہ جو شہریار ترکستان تھا زندگی
بعیش وراحت بسر کرتا تھا عمدہ عمارات مین رہتا تھا بعد مرنے کے اُسکے قبور کے گنبدون کا یہ حال ہے

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

افسوس ہزار افسوس کیسے کیسے شاہان اولوالعزم اور پہلوانان لاجواب اس دنیا سے جانب ملک بقا چلے گئے کہ مصداق نظم

کہان ہین کیقباد وقیصر روم	گئے عیش وطرب سے ہوکے محروم	نہ کیکاوس نے بھی پایا آرام
گئے اسفندیار وزال وبہرام	ارم کے باغ کی حسرت مین شداد	ہوا کس طرح سے آخر کو برباد
سکندر کے نہ لشکر کام آیا	سبھون نے خاک مین آرام پایا	بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی	ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال	کیا سر ٹھوکرون سے سب نے پامال
ہوا گودرز سا مرد دلاور	اجل کی تیغ سے اک دم مین بیمیر	

علاوہ بادشاہان مذکور وپہلوانان نامی ومشہور ومسطور کے خاصان معبود خاص وعام یعنی پیغمبر وامام ہاشیہ اس سرائے فانی مین نہ رہے
تو اور کوئی کیا رہیگا جب یہ امر بخوبی ثابت وظاہر ہوگیا کہ دنیا اور اہل دنیا اور تمامی مخلوقات کو ایک روز
مرنا ہے اور دنیا سے سوے عدم جانا ہے تو انسان کو اشرف المخلوقات ہے اسکو اسباب راحت سفر عدم مہیا
کرنا چاہیے ایک دم اس سے غافل ہونا چاہیے تاکہ بوجہ اسباب ومال کے سفر عدم مین راحت پائے
وہ اسباب ومال کیا ہے اعمال خوب ونیک ہین اور وہ سب مثل نماز و روزہ جھوٹ نہ بولنا غیبت کسی مرد
مومن کی نہ کرنا راہ خدا مین اپنا مال واسباب صرف کرنا غربا وفقراے مستحقین کی حاجتین بر لانا اور سوا انکے
بہت سے اعمال حسنہ اور بھی ہین کہ باعث راحت عقبیٰ ہین اور سبب مرتبۂ اعلیٰ پانے کے ہین از انجملہ ایک
عمل خیر جہاد ہے کہ کافرون پر کیا جائے جب وہ بیدین دین اسلام قبول نکرین پس آج مقابلہ نور ونار کا
ہے تم سب اہل اسلام ہو اور یہ حریف تمھارے کافر ہین رہنمائی سے بھی راہ راست پر نہین آتے ہین
اپنے معبود حقیقی کو نہین پہچانتے پرستش اُسکی نہین کرتے ہین اپنی تجویز سے بہت سے گمراہون کو اپنا معبود
جانتے ہین اُنکی پرستش کرتے ہین ازانجملہ ایک انکا خداوند لاجورد شاہ بھی ہے لہذا انسے لڑنا اور انپر جہاد

کرنا ضرور ہے اگر انکو قتل کروگے ثواب پاؤگے اور اگر انکے ہاتھ سے قتل ہوگے مرتبہ شہادت کا ملیگا شہیدون
کا وہ رتبہ ہے کہ بعد شہادت کے زندہ رہتے ہین بظاہر نظر نہین آتے ہین اور مرجاتے ہین اور وہ اہل
جنت سے ہین اے جوانو دیکھو جنس شہادت کی بازار جنگ مین جستجو کرنا حتی الامکان نقد جان دیکر خریدنا اس
عمل خیر سے کارہ نہونا اور کافرون کے قتل سے باز نہ آنا میدان جنگ سے بخوف جان نہ بھاگنا ورنہ
سر میدان جنگ دلاورون کے آگے ذلیل ہوگے اور جو کوئی حال تمھارے بھاگنے کا سنے گا وہ تمکو نامرد
و بزدل کہے گا ہمنے تم کو اتنی دیر ہدایت کی ہے راہ راست دکھائی ہے تمھاری بہتری کی بات ایسی تمکو بتائی ہے
کہ جس سے دونون جہان مین تم کو نفع ہے اب ماننے اور نہ ماننے کا تمکو اختیار ہے ہمارا جو کام تھا وہ ہم کر چکے مصرعہ
بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ راوی اخبار جنگ کہتا ہے کہ جسوقت دونون لشکر میدان مین صف آرا تھے
علم ہائے لشکر کھلے تھے گرد کیت اور نقبا دونون سمت کے جوانون کو لڑنے پر آمادہ کر رہے تھے سب خاموش
تھے باوجود لاکھون سوارون کا مجمع تھا لیکن سناٹا تھا ہر ایک جوان بگوش ہوش کر کیتون کا کرکا اور
نقیبون کی نصیحت سن رہا تھا ہر ایک اس امر مین انسے کہتا تھا واقعی دنیا ایک سرا ہے اور ہم مسافرانہ
یہان قیام پذیر ہین سفر کرنا یہانسے ضرور ہے زادراہ اعمال نیک مہیا کرنا چاہیے تا بعد مرگ راحت سے
زمانہ برزخ بسر کرین روز قیامت داخل جنت ہون اہل اسلام اپنے اپنے دل مین حال بے ثباتی جہان
و اہل جہان لقیبان خوش مقال سے سنکے محکم کمر لڑنے اور مرنے پر باندھے کھڑے تھے اپنے اپنے
حریف کو ہر ایک زمرد پوش تجویز کر چکا تھا ناگاہ نقبا اور گرد کیت میدان سے چلے گئے سواران ہر دو
لشکر و افسران سپاہ جانبین نے شوق جنگ و جدال مین آگے بڑھنے کا ارادہ کیا علمدارون نے قصد
بڑھنے کا کیا باجے والون نے اسی اثنا مین جنگی باجے بجائے جوانان ہر دو سپاہ اپنے اپنے لشکر کا جنگی باجا سنکے
وجد مین آکے مانند بادہ کشون کے نشۂ شراب شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر کو چومنے لگے گو
قصد ہر ایک جوان کا یہ تھا کہ صف لشکر سے نکل کر مین اپنے حریف کو طلب کرون سر میدان اس سے لڑون
لیکن سب کے پہلے شاپور کوہ پیکر کہ اسی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا صف لشکر سے نکلا اور پیش ملک
ترسی اور لاجورد شاہ کے جاکر بعد سجدہ کرنے لاجورد شاہ کو حاکم کوہ شفق سے طالب اجازت جنگ ہوا
ملک ترسی نے خلعت رخصت دیکر کہا خداوند سے اپنی تقدیر خوش کرالے اگر خداوند تقدیر نیک کر دیگے تو اچھا
ہوگا بدیع الملک پر فتحیاب ضرور ہوگا اسنے موافق کہنے بادشاہ مذکور کے لاجورد شاہ سے دست بستہ کہا کہ اے
خداوند مین برائے مقابلہ بدیع الملک جاتا ہون میری تقدیر ایسی کر دیجیے کہ جاتے ہی بدیع الملک پر فتح پاؤن
سر اسکا تیغ تیز سے کاٹ لاؤن مین اسکے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن خداوند مذکور نے اسکی تقریر سنکے ہاتھ اپنا اسکی
پشت پر رکھا اور کہا اب ہمنے تیری تقدیر تیرے حسب دلخواہ کر دی لیکن ہنگام جنگ غرور نہ کرنا ورنہ ہم
تقدیر پلٹ دینگے شاپور کوہ پیکر نے ہاتھ باندھکر گڑگڑا کر عرض کیا ہے خداوند مین ہرگز غرور کو دل مین آنے
نہ دونگا لیکن آپ تقدیر نہ پلٹ دیجیے گا لاجورد شاہ نے کہا خیر دیکھا جائیگا شاپور کوہ پیکر لاجورد
شاہ سے تقدیر نیک کرا کے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر سے بلائے بد یا فیل مست یا کفر مجسم ہوکر میدان
کارزار مین آیا پہلے گینڈے کو روک کے جانب لشکر شاہزادہ بدیع الملک دیکھا پھر باواز مہیب پکار کر
کہا اے مسلمانون تم سب مین جس کو تمنائے سیر عدم ہو وہ آگے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز شاپور کوہ پیکر

سبا زر طلب کرکے خاموش ہوا تھا کہ اس طرف سے بدیع الملک نے بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب کو بڑھایا
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ علمہاے لشکر ظفر اثر کو علمدارون نے بطرز حسن جلوہ دیا شاہزادہ موصوف
بعد قطع راہ سامنے اپنے حریف کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہرا اسوقت شاپور اپنی زبان پر یہ اشعار واسطے
اپنی فتح اور اظہار شجاعت کے رجز آسا زبان پر لایا اشعار مؤلف

مرے ڈر سے رستم بھی زیر کفن
اٹھاوٗن اگر نیزۂ جان ستان
تو اعدا سے ملکر ہو میدان صاف
کوئی مثل رستم ہو یا مثل زال

کرون نعرہ میدان مین گر مثل گیو
کہے الامان ڈر سے کوہ گران
مری تیغ مانند تیغ دودم
لڑے مجھ سے میدان مین کیا مجال

جہان مین ہون وہ گرد لشکر شکن
سنان ڈر سے ہو قاف مین جاکے دیو
علم گر کرون تیغ خارا شگاف
دکھاتی ہی دشمن کو راہ عدم

بدیع الملک نے جواب دیا

اے جوان مغرور و خود پسند جھوٹ نہ بول یہ دروغگوئی تیری اور یہ غرور تیرا کہین تجکو پست و ذلیل نہ کردے
تو نے شاید سامنا بہادرون سے کبھی نہین کیا ہی نامردون اور بزدلون سے لڑا ہی مخنثین کو قتل کرکے یا
بھگا کے دعوای دلیری کرتا ہی او اجل رسیدہ آگاہ ہو کہ مین شجاع ہون کہ تجھ ایسے ہزارون کو قتل کیا ہی چند
روز گذرے ہین کہ سامنے تیرے لشکر کے دو پہلوان نامی مسمی بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ کو قتل کر چکا
ہون آج تجکو بھی بعد دکبر یا قتل کرونگا اگر تجکو جان اپنی عزیز ہی تو مجھ سے مقابلہ نہ کر میری اطاعت اختیار کر باطل
پرستی سے باز آ خدا پرستی قبول کر اور کونین کی عزت و آبرو حاصل کر شاپور کوہ پیکر نے گفتگوے بدیع الملک
سنکے برہم ہو کے نیزہ اٹھائے گینڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے سینۂ شاہزادہ
بدیع الملک پر مارا اُدھر شاہزادے نے سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسیان جو لڑین چنگاریان
پیدا ہو مین نیزہ بازان منصف نے بے اختیار کہا واہ کیا خوب ضرب نیزہ روکی ہی ادھر اہل اسلام
نے تعریف کی بدیع الملک نے بعد روکنے ضرب نیزے کے خود بھی نیزے کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے
اپنی سنان نیزہ پر سنان نیزہ کو روکا اسی طرح چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار بدیع الملک
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا سنان نیزہ مانند تیر شہاب کے دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہو کر پکار کے باآواز
بلند ہانپے مالک کی تعریف کی ادھر ملک ترسی وغیرہ کو نیزہ کے نکلنے کا ملال ہوا شاپور کوہ پیکر نے خجل ہو کر سر جھکا لیا
تیرہ گیلہ سے پسینہ آگیا بعد ایک لمحہ کے سر اٹھا کر بدیع الملک سے کہا شاید سنان نیزہ بوسیدہ تھی محکم نہ تھی کہ نیزہ سے یون
نکل گئی خطا اسمین میری نہین ہی مین کامل فن ہون قوت مین بھی کمی نہین ہی بدیع الملک نے مسکرا کے جواب دیا یہ تیرے غرور
نے تجکو سر میدان ذلیل کیا اب اور کوئی وار کر قوت تیری ظاہر ہو گئی دعوی تیرا باطل ہو گیا شاپور نے گرز گران سرا رابے
سے لیکر گینڈے کی پشت پر بلند ہو کے پانوٗن رکابون مین محکم رکھ کے گرز گران کو دونون ہاتھون سے پکڑ کے گردش دیکے
خبردار خبردار کہکے سر شاہزادے پر مارا ادھر اس شیر بیشۂ ہمت و شجاعت نے اپنے کلہ گرز پر دلیرانہ ضرب گرز کو روکا شاپور
نے ضرب گرز لگا کے نعرہ کیا زدم و پست کردم حریف را اور یہ نعرہ اسیوجہ سے کیا تھا کہ جب ضرب گرز لگائی تھی اور گرز
بالاے گرز پڑا تھا ایسی آواز پیدا ہوئی تھی کہ زمین ہل گئی تھی فلک پیر تھرایا تھا گھوڑے سواران ہر دو لشکر کے
بھڑکے تھے غبار بلند ہوا تھا بدیع الملک غبار مین نہان ہوا تھا ہنوز شاپور نعرہ کرکے خوش ہو رہا تھا ناگاہ شہزادہ
بدیع الملک نے اس غبار سے نکل کے کہا او دروغگو کسکو تو نے ہلاک کیا ہی جو خوش ہو کر نعرہ زن ہی اب اپنی
فکر جان کر کیونکہ موافق شعر

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن

ادھر شاپور کوہ پیکر بدیع الملک کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوکر دل مین کہنے لگا کہ یہ نوجوان کیونکر بچ گیا آجتک میری ضرب گرز سے تو کوئی حریف جانبر نہوا تھا خداوند خیر کرین یہ حریف زبردست نہایت ہی جان بچانا اس سے مشکل ہی انسان نہین ہی کوئی بلائے عظیم ہی کہ میری ضرب گرز سے ہلاک نہوا اور کچھ بھی اسکو صدمہ نہ پہونچا اُدھر اس ہزبر صحرائے جوانمردی نے گرز گران سر کو موافق قاعدۂ دیران کے گردش دے کے قدم رکابون مین جماکے پشت فرس سے بلند ہوکے نعرۂ کوہ شگاف کرکے مرکب کو آگے بڑھا کے سر عدو پہ مارا اُسنے اپنے گرز کو بطور سپر کے اپنے سر کی پناہ کیا جب ضرب بالائے گرز پڑی ہاتھ اسکا کثرت صدمہ درد سے تھرایا شانہ و بازو کو سخت صدمہ پہونچا ہاتھ قائم نہ رہا ضرب گرز بخوبی نہ رکی گرز بدیع الملک گوشۂ گرز شاپور کوہ پیکر پر پڑکے اُسکے سر پر آیا ہرچند اُسنے ہٹنے اور کود پڑنے کا ارادہ کیا لیکن قضا نے کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ کرنے دی گرز مذکور بخوبی تمام سر پر پڑھی گیا کاسۂ سر مع خود چور چور ہوگیا مغز دماغ پر غرور سے نکلکر زمین پر گرا سر سینہ مین اور سینہ شکم و کمر سے ملکر بصورت مضغۂ گوشت ہوگیا گینڈا بھی شمول راکب ہوگیا کیونکہ وفادار تھا بعد مرنے کے بھی اپنے راکب سے جدا نہوا دنیا سے سوئے عدم ساتھ گیا اہل اسلام ضرب گرز مذکور پر نظر کرکے اور شاپور کوہ پیکر کو پیوند خاک دیکھ کے اس قدر شادمان ہوے کہ بے اختیار با آواز بلند بدیع الملک کی تعریف کرنے لگے کفار نابکار شاپور کوہ پیکر کا یہ حال دیکھکر دنگ ہوگئے چہرے زرد ہوگئے خوف سے دست و پا کانپنے لگے حوصلہ لڑائی کا دل سے دور ہوا بھاگنے کا ارادہ کیا ملک ترسی نے شاپور کو پیوند خاک دیکھ کے پہلے ایک آہ سرد کی بعدہ لشکریون کو بیدل دیکھ کر کہا یارو تم کیون اسقدر پریشان خاطر و پراگندہ حواس ہو کیون میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کرتے ہو کیا ضرب گرز بدیع الملک تمھارے سرون پر پڑا چاہتی ہے کہ خوف جان سے تمھارا یہ حال ہی اگر شاپور ہلاک ہوگیا ہی تو ثابت قدم رہو کوئی دلیر ہمارے لشکر سے نکل کر ابھی اس سے مقابلہ کریگا یہ کہکے جانب گیو اژدہا صورت نظر کی چونکہ یہ سردار زبردستان روزگار سے ہی فی الفور ملک ترسی کے دیکھنے سے سمجھ گیا کہ مجھ سے سر عدو کا طلبگار ہی یہ سمجھکر بے تامل صف لشکر سے نکل کر سامنے لاجورد شاہ کے آکے طالب اجازت میدان کارزار ہوا لاجورد شاہ نے اجازت دے کے کہا تو غرور نہ کرنا ورنہ حال تیرا بھی مثل شاپور کوہ پیکر کے ہوگا گیو اژدہا صورت نے عرض کیا اے خداوند کیا مجال میری کہ جو مین ذرا بھی غرور کرون یہ کہکے ملک ترسی سے خواستگار اجازت حرب ہوا اُسنے اجازت دیکر کہا اے گیو اگر تو سر بدیع الملک کا لے آئیگا تو وہ انعام کثیر دونگا کہ کسی بادشاہ نے کبھی کسی کو نہ دیا ہوگا گیو اژدہا صورت نے بل کرکے عرض کیا حضور کے اقبال سے جاکر ابھی سر حریف تن سے جدا کرکے لاتا ہون مین شاپور کوہ پیکر نہین ہون کہ ایک ضرب گرز نہ روک سکون مانند نامردون کے مارا جاؤن یہ عرض کرکے مرکب دور کاب طلب کیا پھر ایک اور زرہ بالائے زرہ پہنکر زنجیر آہنی سے کمر کسکے مرکب دور کاب پر سوار ہوکے صرف ایک تیغۂ آبدار و گرانبار ہمراہ لیکر جانب شاہزادہ ذیجاہ روانہ ہوا جب قریب شاہزادہ موصوف کے پہونچا مرکب کو روک کر بدیع الملک سے کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا گیو اژدہا صورت ہی میرے شعلۂ آتش قہر و غضب سے اکثر سلاطین جہان ڈرتے ہین بڑے بڑے نامی پہلوان واسطے مقابلے کے سامنے میرے نہین آتے ہین کیونکہ تیغہ میرا وہ دم دار

تو آبدار ہی کہ حریف کو مانند اژدہے کے نگل جاتا ہی یعنے کام حریف کا ایک دم مین تمام کرتا ہی مین وہ شعلہ خو
ہون کہ جب کسی شہر و صحرا مین بخیال بربادی گیا آتش قہر سے اوسے ایک دم مین جلا کر خاک کر دیا میرے آگے
سنگ گران و دیو و انسان کی کیا حقیقت ہی خنجر میرا سب کا ایک لقمہ کرتا ہی اور شکم اسکا نہین بھرتا ہی یہ وہ
مار سیاہ ہی کہ جس عدو کو کاٹتا ہی کسی تدبیر و دوا و علاج سے زہر اسکا دفع نہین ہوتا ہی اور کبھی زخم اُس
کالے کے کاٹے کا کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی صرف میرے دم سے بادشاہت و حکومت ملک ترسی
کی قلعہ کوہ شفق وغیرہ مین ہی مین مثل ان بزدلون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہی مین وہ ہون کہ
بغیر لڑے کام دشمن کا تمام کرتا ہون جسکو چشم زہر آلود سے دیکھتا ہون یہ اثر ہوتا ہی کہ زہرہ اسکا آب
آب ہوجاتا ہی کیسا ہی فولاد دل کیون نہو پانی پانی ہوجاتا ہی چونکہ ابھی تیرا سبزہ خط نکلا ہی اور تو جوان
خوبرو ہی اسوجہ سے تیرے حال پر مجھے رحم آتا ہی خونریزی تیری اس سن و سال مین نہین چاہتا ہون کہ
تجھے قتل کرون مین بھی صاحب اولاد ہون کسی نوجوان کو حتی الامکان قتل نہین کرتا ہون لہذا مجھ سے
آمادہ جنگ نہو کہ میری ضرب کی پناہ نہین ہی بہتر و مناسب تیرے حق مین یہ ہی کہ میرے ساتھ خدمت
خداوند لاجورد شاہ اور ملک ترسی مین چل خداوند موصوف کو سجدہ کر ملک ترسی سے عذر جرم کر مین بھی
تیری شفاعت کرونگا قصور عفو کرا دونگا ملک ترسی سے خلعت دلوا دونگا رتبہ تیرا بڑھوا دونگا
ماتحت اپنے لشکر کا تجھے افسر مقرر کرونگا بدیع الملک نے تمام تقریر اسکی سنکے جواب دیا او نابکار اگر
تمام تیرا اگنیو اژدہا صورت ہی تو کیا خوف ہی خدا حامی و مددگار ہی وہی مجکو تیری ایذا رسانی سے بچائیگا
او مغرور اسقدر بل نہ کر دیکھ کسی پنجے مین آجائیگا یہ شعلہ خوئی آتش بیانی تیرے حق مین سم افعی ہی دلاورون
کے سامنے ایسی تقریر کرنا خوب نہین ہی ایسا نہو کہ سر تیرا سنگین گرز سے دبکر پاش پاش ہوجاوے
مثل شاپور کے تو بھی سوے عدم جائے سارا غرور تیرا نکل جائے او بزدل تو میرے حال پر مہربان نہو
مجھ سے مقابلہ کر مین دلاور ہون مجھے نہ ڈرا دیکھنا ہنگام جنگ ایک دم مین تجھے مارونگا سر تیرا مانند سانپ
کے سر کے کچلونگا دم تیرا نکالونگا اگر تو مرد ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اگر نامرد ہی تو دم دبا کر میدان
جنگ سے بھاگے گا مین تجھے گھیر کر مارونگا او گیو اژدہا صورت تو کہان جائیگا اور تیرے کاٹنے سے کیا
ہوگا تیغہ تیرا ابھی مانند مار سیاہ کے کیا کاٹ سکے گا مین ماہر فن سپہگری ہون تو مجھے زخمی نہ کر سکے گا تو اور
تیغہ تیرا اشتیاق زخم رسانی رہے گا ہان یہ شمشیر آبدار میری مانند ناگن کے تجھ ایسے اژدہے اور افعی چشم
کو ایک دم مین نگل جائیگی تھوڑی دیر مین تیرا نشان بھی نہ معلوم ہوگا او نابکار و گمراہ تو مجھے کیا بہکاتا ہے
اور ڈراتا ہی مین ہرگز تیرے ڈرانے سے نہ ڈرونگا لاجورد شاہ کو اگر سجدہ نہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے
ہدایت کرکے مسلمان کرونگا ورنہ سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر خدمت امیر ثانی مین لے جاؤنگا اور
اسی طرح ملک ترسی سے بھی پیش آؤنگا اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا یعنے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرے گا اور
میری اطاعت اختیار کریگا تو فہو المراد ورنہ تجکو بھی مانند بہرام فیل پیکر کے چورنگ کرونگا او جاہل اب
بھی جہالت سے باز آ مذہب باطل سے کنارہ ہو لاجورد شاہ پر لعنت کر وہ مانند شیطان کے تجھے بہکاتا
ہی اور تو اسکے گمراہ کرنے سے گمراہ ہوگیا ہی غور سے دیکھ تجھ مین اور اسمین کیا فرق ہی جو اعضا اسکے ہین
وہی اعضا تیرے بھی ہین وہ کھاتا پیتا ہی سوتا جاگتا ہی اور جسطرح دیگر حوائج ضروری کی اسکو ضرورت

ہوتی ہے اسی طرح تجکو بھی احتیاج ہوتی ہے ہمارا خدا جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہے کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا نہ کسی نے اسکو دیکھا ہے اور نہ کبھی کوئی اُسے دیکھے گا تیرا خداوند کیسا نالائق و بے قدرت خداوند ہے کہ کچھ بھی قدرت نہین دکھاتا ملک ترسی سے یہان آکر پناہ چاہی ہے صحراے مثلث سے بھاگ کر آیا ہے بہرام اور اسد نعرہ زن اور شاپور قتل ہوے کسی کو زندہ نہ کر سکا نہ یہ کیا کہ مجھ پر انکو فتحیاب کرتا اسنے دعوی خدائی ایک ساحرہ کے بھروسے پر کیا تھا اسکو عمرو ثانی نے ہلاک کیا ہے اب یہ نابکار مجبور و لاچار ہے کوئی شعبدہ دکھا نہین سکتا ہے اور معبود ہمارا ایسا قادر و توانا ہے کہ بمصداق اسکے نظم

کیا خلق اک کن سے کون و مکان
نہین کوئی شایان حمد و ثنا
ہوے عندلیب ایسے رنگین بیان
کہ ہے شوق مین اسکے ہمتن فروق
جہان مین اسی کا ہے جلوہ عیان
کہ جس پر یہ بلبل مچاتا ہے غل
تماشاے قدرت تو ہر شئے مین ہے
قد سرو و کوے صلصل مین ہے
ثنا ہو سکے اسکی کیونکر ادا
فنا ہو گئی ہے تو ان رقم
جو ہو عقل کو کچھ رسائی یہان

کیا اپنی قدرت سے اُسنے عیان
زبان تر زبان اسکی تعریف سے
کیا اُسنے طوطی کو شیرین زبان
وہ دل ہو گیا روشن کوہ طور
دل آشنا پر نہین کچھ نہان
عیان شمع مین بھی اسی کا ہے نور
دف و چنگ و سارنگی و نی مین ہے
لب و ابروے عشوہ کاران مین ہے
نہ کلک روان ہے نہ فکر رسا
رہ فکر مین ہے رسائی نہین
کرے حمد بے کیف و کم کچھ بیان

سواے خداوند ارض و سما
قلم خوش رقم اسکی توصیف سے
کسی کا نہو اسکے شائق کو شوق
بھرا ہے جبین اسکی محبت کا نور
اسی کی تو بو سے مہکتا ہے گل
کہ ہے حق پروانہ مین کوہ طور
عذار گل و شور بلبل مین ہے
تب و نالۂ اشکباران مین ہے
زبان قلم ہو گئی ہے قلم
مگر حمد کی حد نہ پائی کہین

پس ایسے معبود برحق و حکیم مطلق کی پرستش کر کہ جسکی کچھ حمد و ثنا تیرے روبرو کی گئی ہے گیو اژدہا صورت نے برہم ہو کر جواب دیا اے جوان زمرد پوش جو کچھ تونے کہا میری سمجھ مین نہین آیا سواے اسکے کہ تونے ہمارے خداوند کو برا کہا خیر تونے میرے کہنے پر عمل نہ کیا برا کیا یہ کہکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام سے اس طرح نکلا جیسے غبار سے اژدہا نکلتا ہے گیو نے تیغہ علم کر کے پہلے براے زور آزمائی سپر کو ہاتھ مین لیکر مرکب کو جولان کیا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا اسنے بھی سپر دوش سے دست چپ مین لیکر مرکب کو جولان کیا جسوقت دو سیر مین دونون بہادرون کی باہم لڑین دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب گیو اژدہا صورت کا پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا بدیع الملک کا اپنی جگہ پر قائم رہا اگر کچھ ہٹا بھی تو اسکا ہٹنا ثابت نہوا گیو مذکور زور آزمائی مین گھوڑے کے ہٹنے سے بہت برہم ہوا پھر مرکب کو رانون مین داب کر آگے بڑھایا اور کہا اے جوان مرکب میرا ہٹ گیا مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا دیکھو اسی جگہ ہون یہ کہکے تیغہ چمکا کر خبردار خبردار کہکے مرکب کو جانب دست راست لیجا کر شاہزادہ ذیجاہ پر لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اٹھائی وار تیغہ کا بالاے سپر رو کا بعد اسکے خود شمشیر آبدار اس نابکار پر لگائی اُسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی دیکھنے والے اپنے دل مین کہتے تھے کہ یہ جنگ بھی لائق اسکے ہے کہ ایک دفتر مین تحریر کیجاے اور صفحۂ سینہ پر لکھ لیجاے اگر رستم اور اسفندیار باہم شمشیر آبدار سے لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے یہ دونون فن سپہ گری مین کامل ہین کوئی کہین جو کہتا نہین جوٹ نہین لگتا تھا

زخمی نہین ہوتا ایک کی آنکھین جنگ مین دوسرے سے لڑی ہین تلوارین برق آسا کبھی اسکے سر پر آتی ہین اور
کبھی اسکی کمر پر جاتی ہین سپرون پر کس خوبی وحسن سے وار روکتے ہین گھوڑے اشارے مین مانند کلون کے
پھرتے ہین ہنوز دیکھنے والے اس جنگ کے دلون مین یہ کہہ رہے تھے اور بنظر غور دیکھ رہے تھے خصوصًا
ملک ترسی آگے بڑھا ہوا لڑائی دیکھ رہا تھا اور اپنے فرزند مسمّی بہرام قوی بازو سے کہہ رہا تھا دیکھو اے
فرزند کیا خوب گیو لڑ رہا ہی مجھے امید قوی ہی کہ بدیع الملک کو تھکا کر تیغ کریگا سر کاٹ کر لا دیگا کہ ناگاہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا اے گیو ہوشیار ہو جا کہ اس وار سے بچنا تیرا دشوار ہی گیو نے جواب دیا مین ایک
گرگ باران دیدہ جوان جنگ آزمودہ ہون ہوشیار و خبردار ہون تو وار کر شاہزادہ نے تقریر اسکی سنکے
شمشیر آبدار چمکائی اُسنے سپر اُٹھائی تلوار مانند برق کے سپر پر گری اسکے دو ٹکڑے کرکے خود پر آئی اس کے
بھی دو ٹکڑے کرکے سر پر غرور گیو مین ور آکے مانند قطرۂ آب صراحی گردن مین آئی پھر صندوق صدر کو
دیکھتی ہوئی اسکے خم شکم پر از شراب پر رندانہ آئی بعدہ کمر کو مانند خیار تر کاٹ کر زین فرس پر آئی اور ذرا
دم لے کے وہان سے بھی یون چلی کہ اسپ کو بھی دو ٹکڑے کرکے ایک وجب زمین مین اتر گئی راکب و مرکب
کے چار ٹکڑے ہوئے دیکھنے والون کو حیرت ہوئی جسوقت راکب و مرکب مذکور چار ٹکڑے ہوکے بالائے
خاک گرے زمین اُنکے لنگر سے تھرائی ادھر اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند اپنے آقا کی تعریف کی کفار
لاشۂ گیو پر نظر کرکے مغموم ہوئے خصوصًا ملک ترسی گیو اژدہا صورت کو یون ہلاک ہوتے دیکھ نہایت
محزون ہوا اور کہنے لگا عجب سردار شجاعت شعار اس جوان ستم شعار خونخوار کے ہاتھ سے مارا گیا ہی کہ مجکو اسکے
بھی قتل ہونے کا صدمہ ہوا اب کوئی دلیر ایسا نظر نہین آتا کہ اس جوان سے خون بہرام فیل پیکر اور
شاپور کوہ پیکر اور گیو اژدہا صورت وغیرہ کا عوض لے سر کاٹ کر میرے روبرو لے آئے مجکو خوش
کرے بہرام قوی بازو نے تقریر اپنے پدر کی سنکے اور آبدیدہ اُسے دیکھکے کہا آپ کیون غمگین و
نا امید ہوتے ہین آپ کے لشکر مین ابھی اکثر دلیر ایسے ہین کہ اس جوان زمرد پوش سے جا کر لڑین از انجملہ یہ
فرزند آپکا ہی کہ قوت و زور مین مانند فیل مست کے ہی اور دلاورون مین مثل شیر غضبناک کے یہ جوان
تو کیا ہی اگر دیو ساکن قاف ہوتا تو بھی مین اس سے مقابلہ کرتا تیغ آبدار سے سر اُسکا کاٹ کرکے آتا آپکی
آنکھون کو پرنم نہ دیکھ سکتا اور کلمۂ یاس و نا امیدی کبھی نہ سنتا آپ مجکو اجازت جنگ دین مین ابھی اسکا ان
کا سر تن سے جدا کرنے کے لیے آتا ہون ملک ترسی نے اپنے فرزند کو سینہ سے لگا کر پیار کرکے کہا مین تجھکو ایسے حریف
زبردست کے مقابلے کے لیے اجازت نہ دونگا تو ایک ہی میرا نور نظر پارۂ جگر ہی تو ہی باعث قوت قلب و جگر
ہی تو ہی سبب باقی نور بصر ہی تو ہی میرے شجر باغ زندگانی کا تازہ و تر ثمر ہی اگر تجکو ہاتھ سے حریف کے کچھ
صدمہ پہونچا مین تو بے تلوار قتل ہو جاؤنگا غم مین تجھ ایسے فرزند سعید و قوی و نوجوان کے مرجاؤنگا ایکدم
زندہ نہ رہونگا داغ فرزند عجب داغ ہوتا ہی اور غم پسر عجب الم جانکاہ ہوتا ہی خداوند اس غم سے ہر ایک
دل پدر کو محفوظ رکھے کیونکہ جدائی و مرگ فرزند مین پدر و مادر فرط الم سے روتے روتے نابینا ہو جاتے ہین
دیوانہ داغ ہو جاتے ہین لطف زندگانی جاتا رہتا ہی اول تو کثرت رنج سے جلد تر مرجاتے ہین اور اگر زندہ رہتے
ہین تو بدتر از مردہ کچھ بھی انکو لطف حیات نہین ہوتا ہی لہذا مین دیدہ و دانستہ تجکو سامنے ایسے حریف کے جانے نہ
دونگا کہ تو جا کر اس سے لڑے ابھی دو سردار میرے لشکر کے اِسنے قتل کیے ہین انکا تو صدمہ اُٹھایا ہے

تیرا صدمہ اٹھایا نہ جائیگا اور کوئی دلیر واسطے اسکے مقابلہ کے جائیگا یا مین طبل بازگشت بجوادونگا آج مقابلہ
نکرونگا پھر دیکھا جائیگا **بہرام قوی بازو** نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نکرین مجکو اجازت دین مین جاکر
ابھی تو سر اس جوان کا کاٹ کرے آونگا **ملک ترسی** نے جواب دیا دل میرا گوارا نہین کرتا کہ تجکو اجازت
حرب دون **بہرام** نے طلب اجازت مین اصرار کیا **لاجورد شاہ** نے **ملک ترسی** سے کہا اے بندۂ خاص
مین اپنے فرزند کو جانے دے اجازت حرب دے ہمنے تقدیر کی ہے کہ یہ **بدیع الملک** پر فتحیاب ہوگا
بشرطیکہ ہنگام مقابلہ غرور نہ کرے **لاجورد شاہ** یہ کہکے خاموش ہوا **ملک ترسی** نے موافق کہنے خداوند
اپنے کے مجبور ہوکر اپنے دلبند کو اجازت جنگ دی وہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب دور کا پر
سوار ہوکے نہایت کبر و غرور سے میدان جنگ مین آیا اور سامنے **بدیع الملک** کے آکے مرکب روک
کے فنون سپہ گری دکھاکے اس طرح کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا **بہرام قوی بازو** ہی
مین فرزند **ملک ترسی حاکم کوہ شفق** کا ہون قوت و شجاعت مین یگانہ آفاق ہون فنون سپہ گری مین
طاق ہون واسطے حریف اپنے کے گویا ملک الموت ہون میرے پنجۂ سخت سے دشمن کو رہائی ممکن نہین
بغیر قتل کیے میدان سے جاتا نہین ہون مین نے ہزارون دلاورون کو تہ تیغ کیا ہی گو سن کم ہے لیکن لڑائیان
بہت لڑا ہون آج تجھ سے مقابلہ کو آیا ہون تجھے بھی قتل کرونگا لشکر کو تیرے تباہ و برباد کرونگا اگر تجکو
اپنی جان عزیز ہو تو میرے ہمراہ چل خداوند **لاجورد شاہ** کو سجدہ کر سرکشی سے باز آ مین اقرار کرتا
ہون کہ جرائم تیرے عفو کرادونگا خداوند میرے کہنے سے تیری خطائین معاف کردینگے اور والد بھی تیرے
خون سے درگذر کرینگے تجکو لازم ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر اور یہ مین نے اسوجہ سے کہا کہ مجکو تیری جوانی پر رحم
آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان بہادر میرے ہاتھ سے قتل نہو **بدیع الملک** نے مسکراکر جواب دیا ای جوان مجکو بھی تیری
جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہے چاہتا ہون کہ تو اس سن و سال مین باغ دنیا سے جانب ملک عدم نہ جائے لہذا تجکو
ہدایت کرتا ہون کہ **لاجورد شاہ** گمراہ کنندہ پر لعنت کر اسکی پرستش نہ کر کہ وہ بمنزلہ ابلیس کے ہی سجدہ اور
پرستش اس معبود حقیقی کی اختیار کر جو معبود کون و مکان خالق زمین و آسمان و مافیہا ہی وہی لائق حمد ہی اسکو
سجدہ کرنا لازم ہے سوائے اسکے کسی کو سجدۂ معبودیت جائز نہین ہی جو لوگ سوائے کبریائے اور کسی کو سجدہ
معبودیت کرتے ہین وہ کافر ہین ناری و جہنمی ہین مین اپنے پروردگار کو سجدہ کرتا ہون **لاجورد شاہ** کو
ہرگز سجدہ نہ کرونگا تجکو بھی مناسب ہی کہ تو بھی اسے سجدہ نہ کر نار دوزخ مین مدام رہنا اختیار نہ کر دین اسلام
مین آ کلمہ پڑھ پروردگار عالم کو سجدہ کر دیکھ قابل سجدہ و لائق پرستش وہی رب العالمین ہی کہ موافق نظم

نظم

جو ہی رب کونین و ہر خاص و عام
علیم و وحید و قدیر و قدیم
پرستش کے قابل نہین ہی کوئی
وہ ہی مالک و کارساز جہان
جہان مین ہر ایک چیز کی آشکار
دیا فہم و ادراک انسان کو

کیے کن سے خلق اسنے عالم تمام
ہی قبضے مین اسکے زمین و زمان
وہی ہی وہی ہی وہی ہے وہی
وہ معبود ہی عبد ہین سب تمام
ہوا اسکی صنعت پہ ہر اک نثار

خداوند عالم غفور الرحیم
وہ رزاق مطلق ہی روزی رسان
وہ ہی داور و کارساز جہان
نہین اس جگہ فکر کا کچھ مقام
کیا خاک سے پاک انسان کو

تو بھی صاحب فہم و ادراک ہی غور کر سوائے خدائے لایزال کے کوئی
لائق سجدہ و پرستش نہین ہی **لاجورد شاہ** کیا نابکار ہی کہ اسکو سجدہ کیا جائے ای جوان میری ہدایت

قبول کر مجھ سے آمادۂ جنگ نہو ورنہ پچھتایگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا **بہرام قوی بازو** گفتگو سے **بدیع الملک** سنکے پہلے تو غصہ سے کانپنے لگا چہرہ کثرت قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھین بھی مانند بادہ کشون کے نشۂ شراب غیظ سے سرخ ہوگئین کثرت برہمی سے ہونٹھ چبانے لگا کف دہن مین بھر آیا بابھون سے ظاہر ہوا پھر اسی عالم غیظ و غضب مین نیزہ اٹھا کر کہا او جوان مین مجبور ہون تیری قضا ہی تیری دامنگیر ہے ہوشیار ہوجا کہ وار نیزہ کا کرتا ہون یہ نیزہ میر الملقب براجل ہی جس حریف کے قریب صدر و گلو جاتا ہے وہ آگاہ ہوجاتا ہے کہ اجل قریب آگئی موت کا سامنا ہوا اب زندگی آخر ہوئی یہ کہکے نیزہ کو گردش دیکے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے سینۂ شاہزادہ کو تاک کے نیزۂ مذکور کا وار کیا ادھر **بدیع الملک** نے نیزہ اٹھا کر نہایت خوبی و چالاکی سے اسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا منصفان ہر دو لشکر نے بے اختیار باواز بلند تعریف کی وشمن نامنصف ناخوش ہوے کہنے لگے نیزہ کچھ اچھی طرح نہین روکا لوگ تعریف بیکار کرتے ہین ابھی دوست و دشمن تعریف و مذمت کر رہے تھے کہ شاہزادے نے **بہرام** پر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے نیزہ پر نیزہ روکا اسی طرح تادیر لڑائی ہوئی ساٹھ ستر طعن نیزہ کی نوبت پہونچی ہر دو راکب و مرکب پسینے مین تر ہوگئے مرکبون کی گردش سے غبار اٹھا ہاتھ **بہرام قوی بازو** کا تھکنے لگا قوت مین کمی ہونے لگی **بدیع الملک نوجوان** کے زور و بازو مین فرق نہوا یہ حال دیکھکر فرزند **ملک ترسی** پسپا ہوکر لڑنے لگا اسی حالتمین **بدیع الملک** نے نعرہ کرکے کہا اے نوجوان ہوشیار ہوجا کہ اب قضا تیری قریب آگئی ہے یہ نعرہ کرکے سینۂ پرکینہ پر اسکے نیزہ کا وار کیا کہ نیزہ **بہرام قوی بازو** سے رک نہ سکا اور سینہ مین اُسکے در آیا شاہزادے نے مرکب کو اپنے آگے بڑھاکے نیزے کو تکان دے کے ایسا جھٹکا دیا کہ پانون **بہرام** کے رکابون سے جدا ہوے تسمہ رکابون کے ٹوٹے نیزہ پشت سے گذرا **بدیع الملک** نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت سے اُسے اٹھاکے اپنے سر سے بلند کرکے گردش دے کے پوچھا اے جوان حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی۔ ہر چند کہ **بہرام قوی بازو** درد سینہ سے جان بلب تھا لیکن ایسا سیاہ قلب تھا کہ ایسی حالت مین بھی اُسنے خدا پرستی سے انکار کیا **بدیع الملک** نے برہم ہوکر اسطرح خاک پر اُسے ٹپکا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے روح تن سے نکل کر سوے جہنم روان ہوئی جوانان لشکر اسلام **بہرام قوی بازو** کے ہلاک ہونے سے بہت خوش ہوے اپنے آقا و مالک کی شجاعت زور بازو کی تعریف کرنے لگے نقارہ شادمانی بجانے لگے کفار یہ حال پر ملال دیکھکر اشکبار ہوے کثرت غم سے نالان ہوے خصوصا **ملک ترسی** اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکر سینہ و سر پیٹنے لگا بے اختیار نالہ و فریاد کرنے لگا اور **لاجورد شاہ** سے اسی حالت صدمہ و ملال مین کہنے لگا اے خداوند آپ ہی کے کہنے سے مین نے اپنے فرزند کو اجازت جنگ دی تھی آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ فرزند میرا نتیجا ب ہنوا حریف کے ہاتھ سے مارا گیا **لاجورد شاہ** نے جواب دیا اے **ملک ترسی** ہمنے پہلے ہی کہدیا تھا کہ غرور نہ کرنا اُسنے ہنگام جنگ غرور کیا ہمکو ناگوار ہوا ہمنے **بدیع الملک** کے ہاتھ سے قتل کرا دیا اب گریہ و زاری نکر روز نوروز قریب ہے تیرے فرزند کو جلا دینگے تجکو تیرے پسر سے ملا دینگے کچھ دنون کی البتہ مفارقت ہے صبر کر **ملک ترسی** اسی حالت مین خداوند مذکور کو اپنے دل مین کچھ **سخت و سست** کہا اور خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرے بعد ایسے فرزند کے زندہ نہ رہے سرداران سپاہ اور **صلصال بن دال بن دیوبن**

شمامہ جادو فی الفور دوڑکر ملک ترسی سے پٹ گئے خنجر انکے ہاتھ سے لیلیا اور کہنے لگے اے بادشاہ صبر کر حالانکہ غم فرزند جانکاہ ہے اور بعد مرگ فرزند سعید جینا ناگوار طبع ہے لیکن خودکشی اچھی نہین ہے خداوند نے ارشاد کیا ہے کہ روز نوروز تیرے فرزند کو زندہ کردینگے ملک ترسی نے سرداران سپاہ خصوصاً گرگ تیز دندان سے مخاطب ہوکر کہا اگر تو چاہتا ہے کہ مین اپنے تئین ہلاک نہ کرون تو سر بدیع الملک کا تیغ سے جدا کرکے لے آ تنہا لڑنے کو نہ جا میری تمامی فوج سے اسپر حملہ آور ہو گرگ تیز دندان نے عرض کیا یہ خادم ابھی تعمیل حکم کرتا ہے یہ کہکر اور افسران سپاہ سے کہا یارو دلیرانہ تم سب بھی مع فوج بدیع الملک پہ حملہ کرو جس طرح ممکن ہو سر بدیع الملک کا تیغ آبدار سے کاٹے تو انھون نے کہا ہم تابع حکم ہین جلیے ہم بھی موجود ہین یہ کہکر وہ سب ہمراہ گرگ تیز دندان کئی لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر بدیع الملک پر حملہ آور ہوے ادھر سے اہل اسلام بڑھے جب دونون فوجین کہ مانند دو دریاے موجزن کے تھین مل گئین تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی راوی بیان کرتا ہے کہ دو لشکر باہم نہین ملے تھے تلوار نہین چلتی تھی بلکہ وہ دو ابر تھے کہ ملے ہوے تھے اور وہ تلوارین چلتی نہ تھین بلکہ ہر جگہ ابر مین برق چمکتی تھی بارش خون دلیران جنگ جو کی ہو رہی تھی زمین بارش خون سے سیراب ہو رہی تھی دلیر رعد آسا نعرہ کرتے تھے کمانین مانند بجلی کے کڑکتی تھین بارش تیر زور و شور سے ہو رہی تھی سر دلاورون کے تلوارون سے کٹ کٹکر مانند اولون کے زمین پر گر رہے تھے خون کافرون کا میدان جنگ مین پانی کی طرح بہ رہا تھا ہر طرف جوے خون جاری تھی سپرین سیاہ یون اٹھی ہوئی تھین جیسے کالی گھٹا اٹھتی ہے ہواے تیز ہواے تیر سے چلتی تھی غرض اس جنگ مغلوبہ مین لطف زمانہ برشکال و بارش کا دیکھنے والون کو ملتا تھا کیونکہ کربون سے مجروح اس طرح گر رہے تھے جس طرح برسات کی کیچڑ مین مردم کے پانون پھسل جاتے ہین اور گرتے ہین کفار ہر چند کہ اہل اسلام سے بکثرت افزون تھے لیکن بدیع الملک اور حملہ زمرد پوشون سے خائف و ترسان اسقدر تھے کہ قریب جانے سے ڈرتے تھے جہانتک ممکن ہوتا تھا دور ہی رہتے تھے اور جب بدیع الملک حملہ کرتے تھے مانند بھیڑون کے بھاگتے تھے چونکہ خوف بدیع الملک کا دل مین سما گیا تھا ہنگام جنگ ہوش و حواس درست نہ تھے اگر کوئی لشکریان بدیع الملک سے مجمع کفار مین گھر جاتا تھا کفار اسے بدیع الملک جانکر پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے وہ لشکری بڑھکر انکو تہ تیغ کرتا تھا اور کفار خوف سے ہاتھ بھی نہ اٹھا سکتے تھے بعضے زمرد پوش سوار کو اپنی طرف تیغ بکف آتے دیکھکر بدیع الملک کا یقین کرکے اور گرگ درندہ و ایذا رسان اسے تصور کرکے مانند بندرون کے آنکھین اپنی بند کر لیتے تھے اسی وجہ سے اہل اسلام قلیل تر ہوکے کافرون کو تہ تیغ کرتے تھے آگے بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہوتے جاتے تھے لاش پر لاش کافرون کی گر رہی تھی جابجا انبار کشتون کے لگے تھے مجروح زمین پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے تھے کثرت زخمہاے کاری سے نالہ و فریاد کرتے تھے کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچتا تھا حالت تشنگی مین پانی مانگتے تھے کوئی پانی نہ دیتا تھا کیونکہ میدان جنگ مین جز آب شمشیر پانی نہ تھا آخر پیاسے ہی مرتے تھے لاشے انکے پامال سم اسپان ہو رہے تھے بزن و بگیر کی صدا بلند تھی اہل اسلام شیر آسا نعرے کرتے تھے کفار روباہون کے مانند بھاگتے تھے لیکن بھاگ نہ سکتے تھے اہل اسلام چہار طرف سے گھیرتے تھے اگر یہ جنگ مفصل تحریر کیجائے تو چند اوراق یہ مؤلف سیاہ کرے

چونکہ ناظرین مختصر پسند طول تحریر کو اچھا نہیں جانتے ہیں اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی اور صرف خلاصہ
اسقدر لکھا جاتا ہے کہ یہ جنگ عظیم تا شام ہوئی بعضون نے لکھا ہی کہ تین شبانہ روز ہوئی غرض ہر طور جب کفار نابکار
ہزارہا قتل ہوے اور تاب مقابلہ انکو باقی نہ رہی بھاگنے لگے یہ حال دیکھکر **ملک ترسی** نے طبل بازگشت
بجوایا جب صدائے طبل بازگشت لشکر کفار سے بلند ہوئی اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام
سے کسی حریف کا تیغ سے سر جدا کر رہا تھا اُسنے آواز طبل بازگشت سنکے سر اُسکا جدا نہ کیا تلوار اس کی
گردن پیسے اٹھا لی اور یہ کہکر اُسے چھوڑ دیا کہ او نابکار مجبور ہوں کہ طبل بازگشت تیرے حاکم نامرد نے
بجوا دیا ہے اور ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ جب لشکر حریف مین طبل بازگشت و آسائش بجتا ہے
تو ہم لوگ لڑنے سے ہاتھ روک لیتے ہین اگر مین پابند قاعدہ کا نہوتا تو کبھی تجکو زندہ نہ چھوڑتا
سر تیرا ضرور ہی کاٹتا یہ کہکر اس سے علیحدہ ہوتا تھا کفار امان پاکر خوش ہوتے تھے جان انکی بچتی تھی
الحاصل بعد بجنے طبل بازگشت کے اہل اسلام کفار سے اور کفار اہل اسلام سے علیحدہ ہوے اور
گرگ تیز دندان جانب لشکرگاہ مع سپاہ ہزیمت خوردہ روانہ ہوا ادھر **بدیع الملک** مظفر و
منصور ہو کر شادان و فرحان اپنی قیامگاہ سپاہ کی طرف مع اپنی فوج ظفر موج کے چلے اور بعد قطع راہ
لشکرگاہ پر پہونچکر مرکب سے اترکر داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی اپنے گھوڑون سے
اتر اتر کر داخل خیام ہو کر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے فرش پر راحت پذیر ہوے یہان تو **بدیع
الملک** داخل بارگاہ ہوے ہین سلاح جنگ تن سے علیحدہ کر رہے ہین اپنے عیار سے کہ رہے ہین
کہ خداوند عالم نے آج بھی کفار پر مجکو فتحیاب کیا اسکا شکر کیا زبان سے کرون کہ زبان میری اسکے شکر
مین قاصر ہی بلکہ بقول **شعر** اگر ہر موے تن باشد زبانم + نہ تو انم کہ توصیفش برآنم عیار عرض کرتا
ہے واقعی حضور سچ فرماتے ہین لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب **گرگ تیز دندان**
مع سپاہ باقی ماندہ وہزیمت خوردہ پاس **ملک ترسی** کے پہونچا حاکم **کوہ شفق** نے کہا او نابکار
اسقدر فوج ہمراہ لیکر گیا اور سر **بدیع الملک** کا نہ لایا اُسنے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ فوج
بے دلی سے آگے نہ بڑھتی تھی دلیرانہ نہ لڑتی تھی مجھ سے سامنا **بدیع الملک** کا نہین ہوا ورنہ
مین قتل کرتا خیر آج تو جو ہوا وہ ہوا آیندہ دیکھا جائیگا **ملک ترسی** یہ سنکے روتا ہوا لشکرگاہ سے
بہمراہی **لاجورد شاہ** و **صلصال** سمت لشکرگاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ نالان و گریان داخل بارگاہ
ہوا مردمان لشکر کفار نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیام مین استراحت پذیر ہوے **لاجورد شاہ**
اپنی بارگاہ مین صلصال اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور راحت پذیر ہوا لیکن **ملک ترسی** نے جو
قبل اسکے داخل بارگاہ ہوا تھا غم فرزند نوجوان مین اسکو قرار نہ تھا کیا استراحت پذیر ہوتا مبتلائے
غم تھا فریاد بکا سے اسے کام تھا فرش پر مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا زندگی سے بیزار تھا اسی
حالت مین **ملک ترسی** نے اپنے عیار مسمی **ملک اردوان کوہی** کو تنہائی مین اپنے پاس طلب
کیا یہ عیار فن عیاری مین کامل ہے اور سوا اسکے ہنر پہلوانی سے بھی آگاہ ہے قوی بازو قوی ہیکل و
خوشرو ہی اور **ملک ترسی** کی دختر پر کہ نام اسکا **ملکہ طلعت جادو** ہی عاشق ہی اور اسکے شمع جمال کا پروانہ
ہی جب **ملک ترسی** کی دختر سے یہ طالب وصل ہوتا ہی وہ منظور نہین کرتی اور بوجہ اپنے حسن و جمال

وشاہزادی ہونے کے یہ جواب سخت دیتی ہی کہ او نمک حرام چار روپیہ کے پیادے تو مجھ سے طالب وصل
ہی اپنی لیاقت اور میری امارت پر نظر نہین کرتا ہی اگر تو مر بھی جایگا تو بھی مجکو رنج نہوگا یاد رکھ کبھی وصل
میرا تجکو نصیب نہوگا عیار مذکور جواب صاف پاکر خاموش رہتا ہی ملک ترسی بھی اپنے عیار کے عشق
سے آگاہ ہے الدعا جب ملک اردوان کوہی حسب الطلب خدمت ملک ترسی مین حاضر ہوا بعد
سلام عرض کیا کیا حکم ہے فدوی کو کیون طلب کیا ہے ملک ترسی نے کہا اے ملک اردوان کوہی تونے
نمک ماہدولت کا کھایا ہی اور فی زمانہ جو جو صدمہ میرے دل پر گذرا ہے اس سے تو آگاہ ہی حاجت اظہار نہین
ہے اور ملازم نمک حلال وہ ہی کہ وقت بدمین اپنے آقا و مالک کا خیر خواہ رہے جان و مال اپنے آقا کی بجالائے
جس صدمہ و رنج مین اپنے آقا کو مبتلا دیکھے اُسکے دفع کرنے کی تدبیر کرے لہذا ایسے وقت بدمین تو بھی ہمسے نمکی
کرحق نمک ادا کر ہمارے دل کو خوش کر ہم بھی تجھ سے ایسی نیکی کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا آرزوے دلی
برآئیگی ذرہ ہوکر آفتاب بنجائیگا ذلیل ہوکے جلیل ہوجائیگا اپنے ہمچشمون مین فخر کریگا عیار مذکور نے عرض
کیا اے بادشاہ ذیجاہ یہ نمک خوار تابع فرمان ہے جو کچھ ارشاد ہو تو یہ فدوی جلد بجالائے اور یہ بھی ظاہر فرمایئے
کہ وہ نیکی جو حضور میرے ساتھ کرینگے کیا ہے ملک ترسی نے کہا اگر تو بدیع الملک میرے سرداران لشکر
اور میرے فرزند کے قاتل کو کسی طرح خواہ بعیاری خواہ بدلاوری اسیر کرکے ماہدولت کے روبروے لائیگا
تو ماہدولت اپنی دختر نیک اختر کو جسپر تو ایک مدت سے فریفتہ ہے تجھے دینگے تیرے ساتھ اسکی شادی کردینگے
عیار مذکور یہ خوشخبری سنکے اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائے اسی حالت خوشی مین عیار
نے عرض کیا جو حضور نے ارشاد کیا ہی فکر اسکی آجکی شب کیجائیگی یہ عرض کرکے بارگاہ سے باہر آکر کئی سو
اپنے شاگردون کو جمع کرکے ایک خیمہ وسیع مین بیٹھکر پوشیدہ اُنسے کچھ باتین کین انھون نے موافق کہنے
اپنے استاد کے سامان کرنا شروع کیا جب وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی
بانہاے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے سب شاگردون کو ہمراہ لیکر چلا جا تھوڑے تھوڑے شاگردون
کو جھاڑی جھنڈیون مین چھپاکر صرف چند شاگردون کو ساتھ لیکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوا جب
قریب لشکرگاہ کے پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہوکر دیکھا کہ ایک سردار کئی سو سوار ہمراہ لیے ہوے لشکر کی
حفاظت کر رہا ہے سوار پڑدری ہوشیار باش و خبردار باش باواز بلند کہہ رہے ہین جو رہتا ہین اور
ن ہمتا ہین روشن ہین بارگاہ فلک فرسا بدیع الملک کی درمیان لشکر مین ہر چہار جانب خیام لشکریون
کے ہین دربار گاہ پر ایک عیار نہایت چست و چالاک بانے عیاری کے زیب تن کیے ہوے ایک کرسی
پر بیٹھا ہے جو سردار حفاظت لشکر کی کر رہا ہی اس سے یہ کہہ رہا ہے کہ بہت ہوشیار و خبردار رہنا طلایہ لشکر سے
غفلت نہ کرنا آج مجکو کچھ کھٹکا اور شبہہ ہوا ہی ابھی لشکر اعدا کی طرف سے چند آدمی سیاہ لباس پہنے ہوے ادھر آتے
نظر آئے تھے دفعۃ نظر سے غائب ہوگئے ہین چونکہ آج ہمارے آقا نے بہرام قوی بازو سپہ سالار کوہ شفق کو ہلاک
کیا ہی عجب نہین کہ وہ نابکار اپنے عیار کو براے دزدی شاہزادہ نامدار روانہ کرے اور اس فریب و
مکاری سے ہمارے آقا کو گرفتار کراکے اسیر کرے اور بعوض خون بہرام قوی بازو وغیرہ ہمارے
مالک کو ضرر پہونچاے حالانکہ مین بھی ہوشیار بیٹھا ہون کیا مجال کسی عیار نابکار کی جو لشکر مین قدم بھی رکھ
سکے لیکن تم بھی بہت ہوشیار رہنا سردار مذکور جواب مین کہتا ہی اے رضوان بن عمرو مین بخوبی ہوشیاری

وخبرداری مین مصروف ہون تم میری جانب سے مطمئن رہو کیا طاقت کسی دزد کی جو یہان آسکے اور مدعاے دلی حاصل کرسکے وہ تیر تاک کر مارون کہ واسطے اسکے تیر قضا ہو جائے **ملک ارد وان کوہی** یہ حفاظت وہوشیاری دیکھکر اور باتین **رضوان بن عمرو** کی اور سردار مذکور کی سنکے اپنے ہمراہی شاگردون سے کہنے لگا سواے اسی عیاری کے جو ہم نے تجویز کی ہی اور کسی مکاری وعیاری سے کچھ کام نہ نکلے گا در مطلب ہاتھ نہ آئیگا چلو وہی تدبیر کرو یہ کہکر جھاڑی سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف چلا اثناے راہ مین جہان جہان اسکے شاگرد جھاڑی جھنڈیون مین پوشیدہ تھے ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر ایک سمت روانہ ہوا ادھر **رضوان بن عمرو** اور وہ سردار مع سواران ہمراہی مصروف حفاظت تھے ناگاہ دیکھا کہ ایکجانب سے کئی سو آدمی پنچشاخون کی روشنی مین دہل اور تاشے اور جھانجھ بجاتے اور گاتے ادھر آتے ہین ان مین ایک دولہ ہے سر پر اسکے سہرا بندھا ہی ایک کوہی ٹانگن پر سوار ہی لباس عروسی پہنے ہی گرد اسکے پاپیادہ بہت سے آدمی ہین جابجا وہ لوگ ٹھہر جاتے ہین کوہی زبان مین گیت گاتے ہین باجا بجانے والے باجے بجاتے ہین اور جہان ٹھہر کر گاتے ہین وہان کچھ انار یا مہتاب یا کوئی چرخی آتشبازی کی چھوڑاتے ہین پھر شور وغل کرتے ہوے گیت گاتے ہوے آگے بڑھتے ہین ہنوز **رضوان** اور وہ سردار مع اپنے سوارون کے اسی طرف دیکھ رہے تھے **رضوان بن عمرو** کہتا تھا آدھی رات سے زیادہ گذری ہے اس وقت یہ کیسی برات آتی ہے یقین ہے کہ کچھ اسمین فتور ہی سردار مذکور کہتا تھا اگر کوئی عیار واسطے عیاری کے آتا تو اسطرح ٹھاٹ سے نہ آتا **رضوان بن عمرو** اسکے جواب مین کہتا تھا تم عیارون کی عیاری سے اچھی طرح آگاہ نہین ہو عجب نہین کہ یہ لوگ عیار ہون اس طور سے واسطے عیاری کے آئے ہون ہنوز باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ برات مذکور قریب آئی **رضوان** نے بڑھکر باواز بلند کہا کون اسطرف آتا ہے خبردار اس طرف آنیکا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ لشکرگاہ شاہزادہ فریجاہ **بدیع الملک بن نورالدہر** ہی شاہزادہ ہمارا خواب راحت مین ہی تم لوگ دف دفی وغیرہ بجاتے گاتے ہوے آتے ہو تمھارے شور وغل سے ہمارے مالک کے خواب مین خلل آئیگا لہذا بہتر ومناسب یہ ہے کہ اس طرف نہ آؤ اس جانب سے چلے جاؤ اور اگر ادھر آؤگے تو سزا پاؤگے جسوقت **رضوان بن عمرو** نے یہ کہا ان براتیون مین سے چند کس آگے بڑھے انمین ایک بڈھا بھی تھا اور وہ بڈھا دولہا کا بزرگ یا باپ معلوم ہوتا تھا اسنے قریب **رضوان** کے آکے نہایت عجز وانکساری سے کہا ہم لوگ کوہی ہین اور ہمارے لڑکے کی آج برات ہی ہم اپنے لڑکے کو بیاہنے جاتے ہین اور دلہن کے مکان کی طرف جانے کی یہی راہ ہے اور دوسرے ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی شادی ہوتی ہی تو اسی راہ سے جاتے ہین اور اس راہ سے جانا ہمکو مبارک ہوتا ہے اگر ہم اور کسی راہ سے جائین تو شگون بد ہوگا پس ہمکو نہ روکیے جانے دیجیے سردار مذکور اور **رضوان** نے جواب دیا ہم ہرگز اس طرف سے برات نہ جانے دینگے اسی گفتگو مین سب برات والے اور دولہا وغیرہ بھی وہان آگئے برات کے ساتھیون نے کہا ہم تو اسی جانب سے جائینگے **رضوان** اور اس سردار نے جواب دیا ہم تو نہ جانے دینگے جب باہم تکرار وحجت زیادہ ہوئی شور وغل اسقدر ہوا کہ **بدیع الملک** کی آنکھ کھل گئی پہلے **رضوان** کو پکارا جب وہ نہ بولا تو پھر خادمان بارگاہ کو پکارا انھون نے داخل بارگاہ ہو کر عرض کیا کیا حکم ہے فدویون کو کیون طلب کیا

ہی بدیع الملک نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے انھون نے عرض کیا حضور ایک برات عجیب و غریب
آئی ہی ہینے تو کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کبھی کسی سے سنی تھی لائق حضور کے دیکھنے اور ہنسنے کے ہی اس برات کو
رضوان بن عمرو اور فلان سردار لشکر حضور نے روکا ہے برات کے ساتھی کہتے ہین کہ ہم اسی راہ سے
جائینگے اور رضوان کہتا ہے کہ ہم تو ادھر سے نہ جانے دین گے اسی وجہ سے باہم تکرار ہو رہی ہے یہی
باعث شور و غل کا ہے بدیع الملک تمام و کمال حال سے آگاہ ہوکر سہری سے اٹھکر باشتیاق دید بارگاہ
برائے ایک خادم نے کرسی جواہر نگار رکھدی شاہزادۂ موصوف نے کرسی پر بیٹھکر پردے بارگاہ کے خدام
سے اٹھوا کر کہا برات کے ساتھیون کو مع دولھا کے ہمارے سامنے لاؤ تاکہ دیکھین ہم کہ برات کیسی ہے خدام
حسب الحکم گئے اور ان سب کو ہمراہ لیکر بدیع الملک کے پاس آئے شاہزادہ نے دولھا اور برات
کے ساتھیون پر نظر کرکے بے اختیار ہنسکے پوچھا تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو برات کہان لیے جاتے
ہو شور و غل کیون کرتے ہو انھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم لوگ کوہی ہین برات کے ساتھ جاتے
ہین۔ دُلھن کا مکان اسی طرف ہی یہان سے تھوڑی دور ہے ہمیشہ اسی طرف سے جاتے ہین آج ملازمان
حضور ہمین اسطرف سے جانے کو مانع ہین ہم اپنی جانین دین گے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے مگر اسی طرف سے
جائینگے شگون مین فرق نہونے دین گے کیونکہ اسطرف سے جانا واسطے ہمارے شگون مبارک ہوتا ہی دولھا
دولھن مین اتفاق رہتا ہی اور اگر کبھی اور طرف سے جاتے ہین تو شگون بد ہوتا ہی یا تو دولھا شب عروسی
مرجاتا ہی یا دلھن مرجاتی ہے اسی سبب سے خاصکر اسی راہ سے برات لیجاتے ہین بدیع الملک نے
انکی گفتگو سنکے اور انکے سراپا پر نظر کرکے رضوان بن عمرو سے کہا انکو نہ روکو اسی طرف سے جانے دو
مین نہین چاہتا کہ ان لوگون کے شگون مین فرق ہو اور ای رضوان جو تمکو خیال ہے وہ خیال غلط
ہی یہ لوگ واقعی کوہی ہین ان کی پوشاک اور زبان سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ غریب آدمی ہین عیار
مکار نہین ہین جو تمکو شک ہی وہ بیجا ہے رضوان نے عرض کیا مجھے ان لوگون پر عیارون کا شک ہوا
تھا اسوجہ سے روکا تھا اب حضور کے ارشاد سے اور انکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ عیار مکار نہین ہین
اب نہ روکونگا دولھا کا باپ یہ سب باتین سنکے خوش ہوا اور باجے والون سے کہنے لگا دیکھو یہ شاہزادۂ
عالیوقار بیٹھے ہین ذرا انکے سامنے باجا بجاؤ اور گانے والون سے کہا کہ تم بھی ان میان کے سامنے اچھے
اچھے گیت گاؤ اور دولھا سے کہا اپنے صاحب کو سلام کرو کہ انھون نے ادھر سے جانے کو حکم دیا ہی ورنہ
تو اس طرف سے نہ جانے پاتا دولھا جو بنا تھا اسنے سلام کیا اس اثنا مین مردم نے دف و نے اور
ڈھول اور تاشے اور جھانجھ بیہودہ طور سے بجانا شروع کیے کچھ لوگ سامنے دولھا اور بدیع الملک
کے اپنی زبان کوہی مین گیت گانے لگے بدیع الملک ان باجون کی صدا اور ان گانے والون کی
آوازین اور گیت بے تکے سنکے بے اختیار ہنسنے لگے جب شور دہل وغیرہ کا ہوا اکثر سرداران لشکر
اور سواران سپاہ جو بیدار ہوے تھے قریب آگئے اور علے قدر مراتب بیٹھ کے گانا سننے لگے اور جو لشکری
سوتے تھے وہ بدستور سویا کیے غرضکہ تا دیر اس جگہ خوب ان کوہیون نے گیت گائے ہر ایک کو خوب
ہنسایا کیے خصوصاً بدیع الملک کو از حد خوش کیا کیے بعدہ لڑکے کے باپ نے اپنے ساتھ کے آدمیون
سے کہا بھائیو وہ آتشبازی کہان ہے جو دلھن کے گھر لیجانے کو ہمراہ لائے تھے اسے جلد لاؤ اسمین سے

تھوڑی سی آتشبازی ایسے شاہزادہ خوش مزاج کے روبرو چھڑاؤ کہ جسنے ہمپر از راہ غریب نوازی عنایت
کی ہی یعنے ہمکو اس طرف سے جانے کی اجازت دی ہے ہمراہی مذکور جلد تر گئی تو کرے آتشبازی سے
بھرے ہوے لائے اور سامنے شاہزادہ کے وہ آتشبازی چھڑانے لگے کبھی ایسی مہتاب چھڑائی کہ اسکی
روشنی سے شب تاریک مبدل بروشنی سحر ہوگئی کبھی سرخ مہتاب چھڑائی کہ جسکی روشنی سے تمام میدان
سرخ ہوگیا کبھی ایسی چرخیان چھڑائین کہ جنھون نے کئی کئی رنگ بدلے زمانہ کا رنگ دکھایا پھول اور آدرنے
انہین سے رنگارنگ نکلے کبھی انار اور پھلجھڑیان وغیرہ چھڑائین یہانتک کہ وہ سب آتشبازی چھڑائی ہر ایک
نے خوش ہوکر اس آتشبازی کو دیکھا خصوصاً بدیع الملک سیر اس آتشبازی کی کرکے بہت خوش ہوے
اور ملازمون سے فرمایا یہ لوگ غریب و محتاج ہین انھون نے اسقدر آتشبازی ہمارے روبرو چھڑائی ہے
ہمکو خوش کیا ہے ابھی تک گایا کیے ہین نقصان انکا منظور نہین ہی بلکہ انعام دینا منظور ہی لہذا چار ہزار
روپیہ انکو ہماری سرکار سے دیے جائین حسب الحکم بدیع الملک چند ملازمون نے اُٹھنے اور روپیہ
کے لانے کا ارادہ کیا تھا چونکہ اس آتشبازی سے دھوان بکثرت نکلا تھا اور جانب بدیع الملک
وغیرہ سے وہ دھوان گذرا تھا کیونکہ ہوا اس طرف کی تھی اس سبب سے جسکو چھینک آئی وہ بیہوش
ہوا اور جسنے اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا اُٹھکر لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا بدیع الملک اور رضوان بن عمرو بھی
بیہوش ہوے غرض جسقدر آدمی وہان بیٹھے تھے اور جسکی ناک مین وہ دھوان گیا وہ بیہوش ہوگیا جب سب
بیہوش ہوگئے دولھا کے باپ یعنے ملک اردوان کوہی نے نعرہ کیا منم عیار ملک ترسی کون ہوشیار
تھا جو سنتا اور اسکو گرفتار کرتا اسنے نعرہ کرکے چادر عیاری بچھاکے بدیع الملک کو اس مین باندھکے
ڈھائی گرہ عیاری کی لگاکے بشتارہ دوش پر اٹھایا اور جانے کے وقت ایک پرچہ کاغذ کا اسپر یہ عبارت
لکھی تھی رضوان کے گلے مین ڈورے سے باندھدیا کہ ای بہتر رضوان بن عمرو ہمنے سنا تھا کہ تم بڑے
نامی عیار ہو اور عمرو کے فرزندون مین تم سب سے بہتر ہو لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ابھی عیاری نہین
جانتے ہو عیاری بہت مشکل ہی باوجود اسکے کہ تمکو ہم سب لوگون پر عیارون کا شک ہوا تھا اسپر بھی تمنے روئی
اپنی ناک اور کان مین نہ رکھی تاکہ دھوئین سے بیہوشی آمیز کے بچتے اور بیہوش نہ ہوتے تمنے سخت نادانی
کی آخر نادان تھے چوک گئے خیر تم تو نادان ہو اگر تمھاری جگہ خواجہ عمرو یا عمرو ثانی بھی ہوتے تو وہ بھی
دھوکا کھاتے مین وہ عیار بلاے بے درمان ہون کہ میری عیاری سے عمرو و عمرو ثانی بھی پناہ مانگتے
القصہ بعد باندھنے کاغذ مذکور کے ملک اردوان کوہی بشتارہ بدوش جانب لشکر ملک ترسی
چلا شاگرد ہمراہ ہوے اثناے راہ مین شاگردون نے کہا استاد بشتارہ ہمین دیجیے ہم دوش پر رکھکر
لے چلین اسنے کہا اگر رضوان ہوشیار ہوکر آجائیگا تو تمسے بخوبی بھاگا نہ جاویگا اور حفاظت اس بشتارہ
کی نہ کرسکوگے وہ تمسے چھین لیجائیگا شاگرد دیر تک چپ ہو رہے تھے اکثر شاگرد اسکی عیاری کی تعریف کرتے
جاتے تھے کہ واہ استاد کیا عیاری تجویز کی تھی کہ جس سے در مطلب ہاتھ آگیا رضوان نے بھی دھوکا کھایا
ملک اردوان کوہی ہنسکر جواب دیتا تھا تمنے عمدہ عیاریان ابھی ہماری نہین دیکھی ہین کسی مقام و
موقع پر عیاریان نازک دیکھائینگی یہ باتین کرتا ہوا قریب صبح داخل لشکر ہوا جب صبح ہوئی ملک
ترسی خواب سے بیدار ہوا ملک اردوان کوہی نے جاکر سلام کیا اور عرض کیا یہ نمک خوار شہزادہ

بدیع الملک کو بیہوش کرکے لے آیا ہی ملک ترسی نے خوش ہوکر کہا میرے فرزند کے قاتل کو اپنے پاس رکھو مین دربار مین میرے سامنے لانا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور دوسری بارگاہ مین جو مخصوص واسطے دربار کے مقرر تھی گیا پھر بالاے تخت بیٹھا امرا و وزرا بھی بارگاہ مذکور مین حاضر ہوے لاجورد شاہ بھی اس روز ہمراہ صلصال کے بارگاہ ملک ترسی مین آیا حاکم کوہ شفق وغیرہ جملہ کبار وصغار واسطے اسکی تعظیم کے کھڑے ہوے ملک ترسی نے اپنے تخت پر اُسے بٹھایا خود زیر تخت بیٹھا اسی اثنا مین ملک رودان کوہی بستارہ بدوش دربار مین آیا ملک ترسی نے کہا بدیع الملک کو پہلے طوق وزنجیر وغیرہ مین بخوبی گرفتار کرے پھر ہوشیار کرے اُسنے حکم کی تعمیل کی جب شاہزادہ قتیلۂ رفع بیہوشی سے ہوشیار ہوا دیکھا طوق وسلاسل مین گرفتار ہون دربار ملک ترسی مین یہ حال اپنا دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا سلام میرا اس شخص پر جو خداوند عالم کو وحدہ لاشریک بدل جانتا ہو اور اسکے خلیل کو یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر بدل سمجھتا ہو جسوقت شاہزادہ نے اسطرح سلام کیا درباری نام خدا سنکے برہم ہوے کانون مین انگلیان رکھنے لگے تاکہ نام خداے زمین وآسمان واسم معبود زمین وزمان نہ سنین خصوصًا صلصال اور ملک ترسی کفار ان نابکار از حد غضبناک ہوکر کہنے لگے او اسیر کیا غضب کیا تو نے کہ نام اپنے معبود کا سر دربار لیا آواز ہمارے کانون مین آئی دیکھا تو نے کہ ہمارے خداوند نے تیری سرکشی سے یہ عتاب تجھپر کیا کہ تو اسیر ہوکر سر دربار آیا خداوند لاجورد شاہ سے منحرف ہونا باعث تیری قید کا ہوا اگر اب بھی ہمارے خداوند کو بدل سجدہ کرے تو رہائی ہوجائے شاہزادہ نے جواب دیا تم لوگ کافر ہو اور لاجورد شاہ گمراہ کنندہ تمھارا ہی مانند شیطان کے تم کو بہکاتا ہے تحقیق لازم ہی کہ ایسے ثانی شیطان کی پرستش ہرگز نہ کرو تم مجکو کیا سجدہ کرنے کو کہتے ہو تم خود اس نابکار ومردود خدا کو سجدہ نہ کرو بلکہ عوض سجدہ اسپر لعنت کرو اور آگاہ ہو کہ وہ خدا قابل سجدہ ہی اور لائق پرستش ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر وحجر شہر وصحرا بحر وبر انسان وحیوان زمین وآسمان گل وبلبل آفتاب ومہتاب نجوم درخشان برق وسحاب وغیرہ کو پیدا کیا ہی اسکی حمد وثنا مین زبان فصاحت بیان اور کلک دو زبان معذور ومجبور ہین کہ بمصداق نظم -

سپاس وشکر مین جز جبہ سائی
بیان خود ہی غریق بحر حیرت
کہان وہ اور کہان ہم تودۂ خاک
وہان لازم ہین ضبط نفس ہی
پریشان عقل ہی حیران ملک ہی
تو ہان پر فکر ہو کیونکر قدم زن

تعالے اللہ زہے خلاق عالم
قلم کیا کرسکے دستان سرائی
اگر ہر موے تن اپنا زبان ہو
ثنائے حق ہی اور دعوائے ادراک
ہوس کا پاے کوشش ہے یہان لنگ
زمین بیہوش سرگردان فلک ہی

ثنا مین اسکی بارے کیا کوئی دم
زبان کو کب ہی یارائے طلاقت
نہین ممکن کہ حمد اسکی بیان ہو
رسولون کی جہان قاصر ہوس ہی
خرد در عرصۂ چون وچرا تنگ
حجاب غیب ہو جسکا نشیمن

ملک ترسی نے بدیع الملک سے یہ تقریر سنکے از حد غضبناک ہوکے باستارۂ لاجورد شاہ نابکار حکم کیا جلد اس زبان دراز ومنحرف خداوند کو بیرون بارگاہ لیجا کر جلاد کو بلا دو وہ جلد اسکو قتل کرے سر اسکا کاٹ کر ہمارے روبرو لائے ملازم حاکم کوہ شفق شاہزادہ فلک شکوہ کو کشان کشان بیرون بارگاہ لیگئے جلاد حسب الحکم آیا ہاتھ شاہزادہ موصوف کا پکڑکر ایک جانب لیگیا شکل جلاد خونخوار کیا لکھی جائے کہ قلم حلیہ نویسی سے ڈرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہین بجرم خطا مجھ حلیہ نویسی

سے سر میرا بھی قلم نہو جائے وہ صورت اسکی مہیب کہ جسے دیکھکر جلاد فلک بھی خائف ہو وہ دست و پا اسکے قوی و زبردست کہ دیو بھی اپنے دست و پا کو اسکے دست و پا سے لاغر تصور کرے وہ آنکھیں اسکی سرخ و خونخوار کہ چشم مریخ فلک بھی انسے شرمائے وہ سینہ پر کینہ وہ دل بیرحم اسکا وہ تیغہ آبدار اسکا چار انگل کا چوڑا وہ رومال خون آلود دوش پر اسکے کہ جس سے بوئے خون بیگناہان آتی تھی غرض جلاد مذکور نے ایک گوشہ میں ریت کا چبوترہ بنایا بوریا ہلاکت کا اسپر بچھایا بعدہ **بدیع الملک** کو اسپر بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر کہا ای اجل رسیدہ جو کچھ کھانا ہو کھاے اور پینا ہو پی لے آرزوے دل نکال لے کہ اب کوئی دم میں رشتہ حیات تیرا قطع ہو جائیگا میں حکم حاکم سے قتل کرتا ہوں بازو قوی رکھتا ہوں مجھپر کچھ الزام نہیں اور خون تیرا میری گردن پر نہیں ہے بقول شخصے بیت قتل حاکم میکند پس شکوہ جلاد چیست * مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد نیست **بدیع الملک** نے جواب دیا ای جلاد آب و غذا کی خواہش نہیں ہے غم سے سیر ہوں خون دل سے سیراب ہوں تجکو جو حکم تیرے حاکم کا ہے بجا لا یہ کہکر سوئے آسمان سر بلند کرکے رجوع قلب اسطرح واسطے اپنی رہائی و جانبری کے درگاہ خدا میں دعا کرنے میں مصروف ہوئے کہ بمقتضائے **نظم**

ہر اک کے حال سے توہی ہے ماہر
مصیبت میں توہی ہے سب کا حامی
بچا ان کافروں کے ہاتھ سے اب
توہی فریادرس ہے عاجزوں کا
توہی ملتوتا ہے سب کی تلخکامی
خداوندا توہی ہر شے پہ قادر
معاون ہے توہی واماندگوں کا
دربھی حال پر کر رحم یارب

ہنوز **بدیع الملک** بچشم اشکبار دعا اپنے پروردگار سے کر رہے تھے جلاد سر پر تیغہ بکف کھڑا تھا ناگاہ **ملک ترسی پلاس پوش** نے پہلا حکم جلاد کو واسطے قتل شہزادہ **بدیع الملک** کے دیا جلاد مذکور اول حکم پاکر اور دو حکموں کا منتظر رہا یہان تو جلاد دو حکموں کا منتظر ہے **بدیع الملک** زیر تیغ سر جھکائے بیٹھے ہیں جلاد تیغہ بکف کھڑا ہے تماشائیوں کا ہجوم ہے کوئی سنگدل کہتا ہے خوب ہوا یہ جوان زمرد پوش اسیر ہوکر زیر تیغ بٹھایا گیا کوئی کہتا ہے گو یہ جوان ہم مذہب نہیں ہے لیکن اسکی جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہے افسوس تھوڑی دیر میں اسکے سر و تن میں جدائی ہو جائیگی کوئی سخت قلب **بدیع الملک** کو زیر تیغ بیٹھا دیکھکر ہنستا ہے اور کوئی رحم دل شاہزادہ کو دیکھکر بخیال گردن زدنی رونا ہے ان سب کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دختر **ملک ترسی** یعنی **ملکہ ماہ طلعت جادو** کا لکھا جاتا ہے کہ یہ دختر مذکور چودہ پندرہ برس کا سن رکھتی ہے حسن و جمال میں شہرۂ آفاق ہے سحر و ساحری میں نہایت طاق ہے چالیس ہزار ساحر اسکے ملازم ہیں چند اشیائے نادر سحر کی اسکے پاس ہیں نہایت کوشش و سعی سے فراہم کی ہیں شب و روز شغل سحر و ساحری میں رہتی ہے بارہا **کوہ شفق** سے برائے تیاری سحر و سیر صحرائے سبزہ زار یہ گلعذار چلی جاتی ہے تعریف اسکے حسن کی مفصل تو دشوار ہے لیکن مختصر یہ ہے **نظم**

ماہرو شکبوبت طناز
در فتنہ بر دے عالم باز
کام آرام از خرام تمام
آفتی بہر جان اہل نیاز
پردہ در صبح راصباحت او
قامت او بلائے قامت نام
کردہ از حسن خوبی و انداز
نمک زخم دل ملاحت او

فی الحال نازنین مذکور برائے سیر و تیاری سحر ایک سبزہ زار کی طرف گئی تھی اسی جگہ اُسنے سنا کہ لشکر مسلمانوں کا برائے تسخیر **کوہ شفق** آیا ہے جنگ ہو رہی ہے اسی لڑائی میں **بہرام قوی بازو** بھی مارا گیا ہے چونکہ **ماہ طلعت جادو** اپنے بھائی **بہرام قوی بازو** سے محبت زیادہ رکھتی تھی یہ خبر پر ملال سُنکے نالان و گریان پہلے **کوہ شفق** پر آئی پھر زیر کوہ

مذکور اپنے پدر کے پاس روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ اور خداوند لاجور دشاہ کو سلام و سجدہ کرکے پہلوئے خداوند مین بیٹھ گئی خداوند مذکور اسکے حسن پر نظر کرکے دست قدرت اپنا اسکی پشت و دیگر اعضا پر پھیرنے لگا خیال وصل دل مین لانے لگا نازنین جانب خداوند دیکھکر پہلے تو شرم سے کچھ ہٹی اور چاہا کہ کلمات سخت زبان پر جاری کرے پھر خاموش رہی کہ یہ خداوندمین دست شفقت مجھ اپنی بندی پر پھیر رہے ہین نا ورکسی طرح اور خیال سے اس سبب سے سر جھکا کر بیٹھی رہی ابھی وہ نازنین بیٹھی ہوئی اپنے بھائی کے غم مین رو رہی تھی اور حالات جنگ اپنے باپ سے مفصل پوچھ رہی تھی ناگاہ بیرون بارگاہ شور و غل ہوا ماہ طلعت جادو نے سبب شور و غل دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا آپ کے بھائی کا قاتل قتل ہوتا ہی جلاد تیغہ برہنہ سرپر اسکے لیے کھڑا ہی ساکنان قلعہ کوہ شفق گروہ گروہ برائے سیر آتے ہین وہی اسکے قتل ہونے کی خوشی کرتے ہین ہنوز ملازم مذکور یہ عرض کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے دوسرا حکم واسطے قتل بدیع الملک کے جلاد کو دیا نازنین مذکور نے تمام حال ملازمون سے سنکے اپنے پدر سے کہا ذرا میرے بھائی کے قیدی کو یہان بلا بھیجیے تاکہ مین بھی اُسے دیکھون اور کچھ عوض اپنے بھائی کے خون کا اس سے لون ملک ترسی نے اپنی دختر کے کہنے سے حکم کیا جلاد سے کہو بدیع الملک کو دربار مین لے آئے ملازم حسب الحکم آگے جلاد کے گئے اور حکم شاد سے اُسے آگاہ کیا وہ سرا زخمر کا پکڑکر بدیع الملک کو وہان سے لیکر چلا بدیع الملک نے یہ سمجھکر شکر خدا کا کیا کہ یقینی دعا میری مستجاب ہوئی پروردگار عالم نے کوئی سبب میری جانبری کا اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی جب ہی تو جلاد دربار مین لیے جاتا ہی بدیع الملک تو اپنے دلمین ایسے ہی خیال کرتے تھے جلاد کشان کشان لیے جاتا تھا جب جلاد مذکور بدیع الملک کو روبرو اس نازنین کے لیگیا اُسنے بدیع الملک کے حسن عدیم المثال پر نظر کرکے تیر عشق کا اپنے دل پر کھایا فی الفور بے اختیار آہ کی ملک ترسی و تمامی اہل دربار سمجھے کہ ماہ طلعت جادو نے جو اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھا ہے اپنا بھائی اسے یاد آگیا ہی اسی وجہ سے آہ سرد دل پر درد سے کی ہی اور یہ کسی نے نہ سمجھا کہ حضرت عشق کا خیال جس دل مین گذرتا ہی وہ دل نالہ و آہ کرتا ہی کہ موافق این ابیات

کردیے اسنے گھر کے گھر خالی	عشق سے کون ہی بشر خالی
اپنے جس سے ذرا تپاک کیا	کہین آنسو کی یہ سرایت ہے
سب سے پہلے اُسے ہلاک کیا	کہین یہ خو نچکان حکایت ہی

الحاصل نازنین مذکورہ نے شاہزادہ بدیع الملک پر عاشق ہوکے اپنے باپ سے مخاطب ہوکے کہا ای پدر عالی جاہ آپ آگاہ ہین کہ جسقدر مجکو اپنے بھائی سے الفت تھی یہ قاتل اُسی کا ہے مجھے یہ منظور نہین کہ ایک وار مین اسکا سر تن سے جدا ہو جائے اور بعد ایک دم کی ایذا کے اسکی روح کو راحت پہونچے لہذا میری خاطر سے اسے قتل نہ کرائیے میرے حوالے کیجیے مین اسکو شب و روز ایسی ایسی ایذائین اور تکلیفین دونگی کہ وہ سختی مرگ سے بدتر ہوگی عذاب الیم سے اسکو ہلاک کرونگی اس طرح عوض خون برادر لیکے اپنے دل کو تسکین دون گی اور جبتک یہ زندہ رہیگا اسکو بقید سحر رکھونگی ملک ترسی نے بعد فکر کہا ای دختر نیک اختر اس دشمن جان و ایمان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے ملک اردوان کو بھی ایک محبوبہ کے ملنے کے لالچ سے ایسی عیاری کرکے بھزار مشکل لایا ہے عیار اس نامدار کا رضوان بن عمرو موجود ہی لشکر بھی فروکش ہی

مجکو عیار مذکور اور اسکے لشکریون سے خوف ہی وہ اسکو قید سے رہا کر لیجائینگے جنگ وجدال کرینگے آفتین برپا کرینگے لہذا اسکو زندہ رکھنا خلاف عقل ہی ای دختر مین اسوقت یہی ڈر رہا ہون کہ رضوان عیار کہین صورت بدل کر یہان نہ آئے اور تیرے بھائی کے قاتل کو رہا کر کے نہ لیجائے مجکو حیرت ہی کہ وہ اب تک یہان کیون نہ آیا ملک اردوان کوہی نے عرض کیا حضور وہ ابھی مع سیکڑون آدمیون کے بیہوش پڑا ہوگا بیہوشی دفع نہوئی ہوگی ورنہ وہ ضرور آتا رہائی بدیع الملک کی تدبیر کرتا مگر تدبیر اسکی بکار آمد نہ ہوتی کیونکہ مجکو یہان دیکھتا بھاگ جاتا یہ کہکر اپنی معشوقہ کیطرف دیکھنے لگا اور ملک ترسی سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ جس انعام کا وعدہ کیا ہی وہ انعام جلد تر دیجیے کا فدوی بیقرار ہی ملک ترسی نے بھی در پردہ یون جواب دیا کہ ای ملک اردوان صبر کر جو وعدہ کیا ہی ایفا کیا جائیگا مگر ابھی نہین ادھر ملک اردوان کوہی ملک ترسی کی تقریر کو سمجھا ادھر ماہ طلعت سمجھ گئی کہ مجکو میرا باپ اس عیار کے حوالے کردیگا یہی انعام اسکو دیگا اسی انعام کا وعدہ کیا ہوگا یہ سمجھکر اپنے باپ سے مخاطب ہوکر کہا آپ کچھ اندیشہ عیار نابکار رضوان بن عمرو کا نہ کیجیے اور نہ کچھ خوف لشکر عدو کا کیجیے مین ساحرہ ہون میرے سحر کی بنیاد نہین ہی اس شخص کو قید سحر مین رکھونگی حصار سحر مین جو کوئی جائیگا وہ بھی مبتلاے سحر ہوگا رضوان ہو یا اور کوئی ہو اور بربادی لشکر کی یہ تدبیر ہے کہ میرے پاس ایک خفتان سحر ہے اور وہ نادرات عجائبات سحر سے ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ وہ جس کسی کے پاس ہو وہ سب پر غالب ہو کسی سے مغلوب نہو مین وہی خفتان حاضر کرونگی جسکو مناسب جانیے گا دیجیے گا سوائے خفتان مذکور کے اگر مین جا ہونگی تو ایک سوار سحر سے تمام لشکر مسلمانون کا قتل کرادونگی علاوہ اسکے اور چیزین بھی نادرات سحر سے میرے پاس ہین آپ کچھ خوف نہ کیجیے ملک ترسی نے یہ تقریر سنکے کہا اچھا مین نے اس مجرم کو تیرے حوالے کیا تجھے اختیار ہی جسطرح مناسب جاننا اسکو ہلاک کرنا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی دختر سے کہا اب یہان تیرا ٹھہرنا اور بدیع الملک کا یہان رہنا اچھا نہین ہی جلد اسکو یہان سے لیجا مجکو رضوان کی طرف سے بہت اندیشہ ہی اور اہل اسلام کیجانب سے نہایت ہی خطرہ ہے مبادا وہ سب یکبارگی حملہ ور ہون اور لڑ بھڑ کر بدیع الملک کو رہا کر لیجائین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ گفتگو سنکے در مدعا پا کے دل مین خوش ہوکے اسمائے سحر زبان پر جاری کر کے زمین پر لوٹ کے بصورت عقاب بنی اور پنجہ مین بدیع الملک کو دبا کر اڑی اور بہت بلند ہوکے ایک سمت روانہ ہوئی دیکھیے یہ ساحرہ بدیع الملک کو کہان لیجاتی ہی انشاء اللہ جل جلالہ انکا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی

کہ جب ملک اردوان کوہی عیاری کرکے رضوان بن عمرو وغیرہ کو بیہوش کرکے بدیع الملک کو چادر عیاری مین باندھ کر لے گئے آیا تھا وہ سب بیہوش پڑے تھے جب ملکہ ماہ طلعت جادو شہزادہ بدیع الملک کو لیگئی اسوقت ان بیہوشون کو ہوش آیا رضوان بن عمرو نے بارگاہ مین بدیع الملک کو نہ پایا پتہ ملک اردوان کوہی کا زمین پر پا کر سمجھ گیا کہ شب کو وہی مع اپنے شاگردون کے برات لیکر آیا تھا یہ عیاری برات کی کرکے آتشبازی بیہوشی آمیز کی دھوئین سے ہم سب کو بیہوش کرکے ہمارے آقا اور مالک کو لیگیا ہی یہ سمجھ کے سرداران لشکر سے تمام حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا سرداران لشکر اور جملہ لشکری محزون ہوے رضوان نے کہا تم سب بدستور خیام مین رہو کچھ رنج وغم نہ کرو مین ابھی جاتا ہون

اور اپنے آقا کی خبر لاتا ہون یہ کہکے بصورت مبدل دربار ملک ترسی مین گیا وہان دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ بدیع الملک کو ملکہ طلعت جادو کہین لیگئی ہے رضوان بن عمرو یہ حال سُنکے اپنے لشکر مین آیا
اور سرداران سپاہ سے کہا جبتک مقام قید آقا نہ معلوم ہوگا مین کیا کرسکتا ہون گو عیار ہون لیکن اسجگہ اس باب
مین مجبور ہون سردارون نے کہا یہان قیام پذیر رہنا اب مناسب نہین ہے ہمین آقا کی جستجو کرینگے حق خادمی
و نمک خواری ادا کرینگے رضوان بن عمرو نے کہا مین تمھاری رائے کو پسند کرتا ہون سرداران لشکر نے
اسی وقت سوارون کو مسلح ہونے کا حکم دیا جب سب مسلح ہوے سرداران سپاہ مرکبون پر سوار ہوے
اور تمامی لشکر کو ہمراہ لیکر مع رضوان بن عمرو ایک جانب بتلاش بدیع الملک روانہ ہوے

داستان آنا شہریار ملقب برستم ثانی کا اور مقابلہ کرنا ملک ترسی سے ساقی نامہ

ساقیا جلد آ بہار آئی
وقت دور ایاغ ہے ساقی
دل کو لہرا رہی ہے موتی جھیل
یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہین حسینان لکھنؤ کے جماؤ
چار سو نارکش مین عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزۂ شاداب
شاخ اٹھاتی نہین ہے بار ثمر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
چشم نرگس غضب ہے متوالی
مے سے گر بھر کے دے مجھے ساغر
تجھ سے اور ناظرون سے داد ہین یون
ہٹ دھرم کے بھی دل کو تاب نہ رہے

ساعت جشن بادہ خوار آئی
دھوم سے آئی ہے بہار چمن
آب گوہر ہے آب بے تاویل
جانون کی سڑک پہ جوبن ہے
قمر کے ٹھاٹھ ہین غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا
جھومتا ہے برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے اور فصل بہار
کار نشاط کر رہی ہے بہار
زلف سنبل مین روغن گل ہے
پھر تو اے ساقی خجستہ سیر
منصفون کی تو سب پہ واہ رہے
واہ بے ساختہ زبان پر لائے

ابر ہے عیش باغ ہے ساقی
ہین ترنم سرا ہزار چمن
آج تو دن ہے بادہ خواری کا
کیا ہوا سرد شفق مین ہے
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
موج صہبا ہے صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہال خمیدہ
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہے خار
لب گل پہ ہے قمر کی لالی
شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
نشہ مین پھر وہ داستان لکھون
اور شجاعون کو شغل آہ رہے

راویان سحر بیان و مہران
چیدہ جہان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ جب رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر دل
محزون و مضطر لشکرگاہ سے ایک جانب روانہ ہوا تھا اثنائے راہ مین ہر ایک سے پوچھتا تھا تم کو معلوم
ہے کہ ماہ طلعت جادو کہان رہتی ہے اور شاہزادہ بدیع الملک کو اُسنے کس جگہ قید کیا ہے وہ کہتے تھے
ہمین نہین معلوم ماہ طلعت جادو کون ہے اور بدیع الملک کے قید خانہ سے بھی آگاہی نہین ہے
رضوان بن عمرو یہ جواب اپنے سوال کا انسے سُنکے نشان در مطلب نہ پاکے افسوس کرتا تھا اور کہتا
تھا ہاے کوئی شخص اس ساحرہ کے مسکن سے آگاہ نہین کرتا ہے کہ مین وہان جاؤن اسکو قتل یا اسیر کرکے
اپنے آقا و مالک کو قید سے چھڑاؤن اسی طرح دشت و دامان جبل مین تلاش کنان جاتا تھا کوچ و مقام صبح
و شام کرتا تھا لشکری اسیری بدیع الملک سے پریشان خاطر آبدیدہ تھے کسی کو لطف حیات نہ تھا ایک
روز رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر کے تبلاش بدیع الملک چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے ایک لشکر گران
ادھر آتے دیکھا سمجھا کہ شاید ملک ترسی جمعیت فوج گران ہم سب کے قتل کرنے کو آتا ہے یہ سمجھکر سرداران

سپاہ سے کہنے لگا یارو ہوشیار ہو جاؤ دشمن بفوج گران آتا ہے ہر چند کہ ابھی دور ہے لیکن تم ہوشیار ہو کر صف آرا
ہو جاؤ خبردار ہنگام مقابلہ بیدل ہو کر پسپا نہونا لڑ بھڑ کر اسی صحرا مین مرجانا مین بھی لڑ کر مر جاؤنگا بعد اسیری آقائے
قدردان زندہ نہ رہونگا ابھی رضوان سرداران سپاہ سے یہ کہہ رہا تھا سردار لشکر صف آرائی مین مصروف
ہوئے تھے ناگاہ ہوا سے گرد و غبار برطرف ہوا لشکر عظیم قریب آیا غور سے جو دیکھا تو فوج ظفر موج شہریار
ملقب برستم ثانی کی نظر آئی دل مین خوش ہوا تردد دفع ہوا بعدہ فی الفور آگے بڑھکر خدمت شہریار
پسر ایرج نامدار مین پہونچا اسلام کیا شاہزادہ موصوف نے اُسے پریشان خاطر دیکھکر پوچھا کہ ای رضوان
بن عمرو باعث تیری پریشان خاطری کا کیا ہی اُسنے تمام حال جنگ و عیاری و اسیری بدیع الملک کا بیان
کرکے عرض کیا اب مین مع لشکر واسطے تلاش بدیع الملک کے صحرا صحرا کوہ کوہ پھرتا ہون شہریار نے
جواب دیا ای رضوان اس صحرا نوردی سے کچھ فائدہ نہوگا تم مع لشکر اسی جگہ چلو جس جگہ قیام پذیر تھے
اور بدیع الملک کو عیار حاکم کوہ شفق کا بعیاری بیہوش کرکے لیگیا تھا مین ملک ترسی نابکار کو ہنگام جنگ
گرفتار کرکے تمام حال تمھارے آقا کا دریافت کرونگا بلکہ اس سے کہونگا کہ او نابکار اگر زندگی اپنی چاہتا
ہی تو دائرۂ دین اسلام مین آ اور بدیع الملک کو ابھی دختر سے طلب کرکے ہمارے حوالے کر رضوان
نے عرض کیا بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر ہمراہ رکاب ہوا لشکر بدیع الملک بھی شہریار کے ساتھ ہوا اس جگہ
سے بعد کئی کوچ اور مقام کے ایک روز قریب شام شہریار بن ایرج اسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے ملک
اردوان کو ہی بدیع الملک کو عیاری و مکاری سے لیگیا تھا رضوان بن عمرو نے عرض کیا اے
شاہزادۂ ذیجاہ یہ وہی مقام ہی جس جگہ خیام لشکر تھے شہریار نے سنکے فرمایا ہمارے بھی اسی جگہ خیام فیروزی
فرجام در بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو حسب الحکم اسی جگہ بارگاہ و خیام خدام نے استادہ کیے شہریار مرکب سے
اترکر خیام مین داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی مرکبون سے اترکر خیام مین داخل ہوئے ہنوز شہریار
نامدار یہان فرد کش ہوا تھا کہ یہان دربار ضلالت آثار مین روبروے ملک ترسی چند ہرکارے گئے
اور بموافق قاعدہ سلام کرکے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ بمصداق **نظم مؤلف**

ای شہنشاہ لاجورد پرست	دشمنون کو مدام دے تو شکست	تیرے ڈر سے عدو گریزان ہو
سر بسر مضطر و پریشان ہو	آج یان اک جوان سرخ لباس	جسکو مطلق نہ خوف ہی نہ ہراس
ساتھ فوج گران کے آیا ہے	سبز پوشون کو بھی وہ لایا ہے	نام اسکا ہی شہریار اے شاہ
ہو شجاع و دلیر و عالیجاہ	بر سر جنگ وہ دلیر ہے اب	رستم ثانی ہے اسی کا لقب

ملک ترسی نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے کہا کہدو ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجایا جائے جس طرح
زمرد پوش کو اسیر کیا ہی اسی طرح بقوت بازو اس سرخ پوش کو بھی اسیر کرونگا ہرکارون نے
حسب الحکم طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے فی الفور خبر طبل جنگی کے بجنے کی لیکر بارگاہ فلک پناہ
شہریار بن ایرج نامدار مین آئے اور بعد زمین ادب بوسی کے یون بعد ثنا و دعائے دولت و اقبال
کے عرض کرنے لگے کہ موافق **نظم مؤلف**

	ای جری شاہزادۂ ذیجاہ	تیرا دشمن رہے جہان مین تباہ
تو بہادر وہ ہو اسد صولت	ڈر سے اعدا کی زرد ہی رنگت	تیری تلوار کی نہین ہی پناہ
وہ بہادر ہی تو بفضل الٰہ	جب تلک ہین یہ آسمان و زمین	امن پائے تیرا عدو نہ کہین

اسوقت ملک ترسی حاکم کوہ قفق نے خبر تشریف آوری حضور سنکے بصد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہو ارادہ
اس بیدین و نابکار کا یہ ہی کہ صبح کو بجمعیت سپاہ گران میدان جنگ مین آئے اور فدویان و خادمان حضور سے
آمادہ جنگ و فساد ہو باقی خیریت ہی شہریار کو یہ خبر سنکے پہلے تو نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت قہر و غضب سے
سرخ ہوگیا بعدہ انھین ہرکارون سے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی طبل جنگی پر چوب لگائی جائے
اور نقارہ جنگی بجایا جائے انشاء اللہ صبح کو میدان جنگ مین جاکر ملک ترسی نابکار کو اور اسکے تمامی لشکر
کو قتل و تباہ کرونگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ جاکر نقارہ نوازون کو حکم شاہزادہ موصوف
سے آگاہ کیا انھون نے فی الفور بسم اللہ کہکر چوب اٹھا کر نقارہ رزمی پر چوب لگائی ایسی صدائے مہیب
نقارہ جنگی سے نکلی کہ پیر فلک سنکے دہل گیا زمین کانپی جانوران صحرائی چرند و پرند آواز نقارہ سنکر گھبرائے
خوف سے آشیانون اور مسکنون سے نکلکر ہر طرف بھاگے جوانان ہر دو لشکر آواز طبل جنگی و نقارہ رزمی
سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے لشکریان ملک ترسی مین جو نامرد و بزدل تھے وہ سب
بروقت طبل جنگی بجنے کے اکٹھا ہوئے اور کہنے لگے اے بھائیو قبل اسکے بدیع الملک جوان زمرد نگار
سے میدان کارزار مین مقابلہ ہوا تھا اُسنے لشکر کو آدھا کر دیا تھا نامی پہلوانون کو قتل کیا تھا ہمکو امید نہ
تھی کہ اُسکے ہاتھ سے جانبر ہونگے لیکن خداوند لاجور دشاہ ملک اردوان کوہی کو ہمیشہ سلامت رکھین
اُسنے بڑا کام کیا بدیع الملک کو بعیاری بیہوش کر کے لے آیا اب یہ اسکا عزیز جوان سرخ پوش نہایت
جوش و خروش سے لشکر کثیر لیکر آیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان بغیر خونجو ازحد
غضبناک و تندخو ہی اور شجاعت و بہادری مین جوان زمرد نگار سے بڑھا ہوا ہی یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
سب کو تہ تیغ کریگا اسکی تلوار کی پناہ نہوگی کوئی میدان مین اس سے مقابلہ نہ کر سکیگا کیونکہ اب لشکر مین کوئی
ایسا دلاور نہین ہی کہ جو نامی ہو جو سرداران نامی و نامور تھے وہ دست بدیع الملک سے قتل ہوگئے
اگر یہ کہو کہ گرگ تیز دندان وغیرہ سردار موجود ہین تو ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سردار کچھ ایسے قوی و زبردست
نہین ہین اس جوان سرخ پوش سے کیا مقابلہ کرینگے لڑنا تو بہت مشکل ہی جب وہ بہادر مانند شیر نر نعرہ کریگا
یہ اسکے نعرہ ہی سے ایسے مضطرب الحواس ہونگے کہ دہل کر گھوڑے سے خاک پر گر پڑینگے اور خوف سے
تڑپ کر مر جاوینگے کوئی زخم تیر و نیزہ و شمشیر بھی تن پر نہ کھاوینگے جب انکا یہ حال ہوگا تو سرداران لشکر کس
شمار مین ہین اور ہم اور تم کس قطار مین ہین ہم سب تو مانند گلہ گوسفند کے ہین جب وہ شیر صولت نعرہ کر کے حملہ آور
ہوگا دیکھ لینا بھاگنے مین بسبب اضطراب کے راہ نہ سوجھے گی اہل اسلام میدان جنگ کو قربانگاہ تصور کر کے
ہم سب کو تیغ آبدار سے ذبح کرینگے اور خوش ہونگے اور ذبح کرنا ہمارا باعث ثواب اور اپنے خدا کا حکم جانینگے
غرض جنگ کو کثرت خونریزی سے مقام منا بنا دینگے ملک ترسی کا بھی یہی حال کرینگے بھلا تم ہی بتاؤ ایسی
موت کیونکر گوارا کرین جان عزیز کا خیال کرین یا عزت و آبرو کیطرف نظر کرین ہم تو اپنی جان بعزت و آبرو کو
ترجیح نہ دینگے زندگی عجب نعمت ہی کوئی شے اس سے بہتر و خوشتر نہین ہی یہ وہ میوۂ شیرین و خوش ذائقہ ہو کہ
قدردان اسکے ہمیشہ اسکی خواہش کرتے ہین نہایت اسکی قدر کرتے ہین اور کسی چیز کو اس سے بہتر نہین جانتے ہین کہ
ان لوگون کا ذکر نہین ہی کہ تارک دنیا ہین ہزار اپنے معبود کی بندگی و اطاعت مین مصروف رہتے ہین انکو
زندگی کی چندان قدر نہین ہی بلکہ وہ ہرجا دنیا سے سوائے عدم جانا اچھا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ دنیا ایک

سرائے فانی ہے اسمین چند روز قیام کرکے سفر ملک عدم کرینگے کہ ملک عدم ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اسکے سوا
وہ لوگ حشر و نشر کے قائل ہین دوزخ و جنت کا اعتقاد رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو گنہگار پروردگار عالم کے
ہونگے خصوصًا جنھین کفار کہتے ہین داخل نار جہنم ہونگے اور جو بندہ خاص مطیع خدا ہونگے وہ جنت مین جائینگے
وہان ہمیشہ رہین گے نعمت ہائے جنت سے لطف اٹھائین گے حورین انکو ملین گی انسے وصل ہوگا ہم اُن
لوگون کے خلاف زندگانی دنیا کو عقبےٰ سے اچھا جانتے ہین عزت و آبرو کو زندگی پر سے ہزار بار بلکہ لاکھ
بار نثار کرتے ہین ہمکو شمشیر و تیر سے مرنا دکھ اٹھا کر زخم کھا کر خاک پر ایڑیان رگڑ کر گھوڑون کی ٹاپون سے
پامال ہوکر مرنا کسی طرح گوارا نہین ہم تو لشکر مین نہ رہین گے قبل صبح لشکر سے نکل جائین گے اپنے اہل و عیال
مین بعشرت بسر کرینگے زندہ تو رہین گے ایسی عشرت کو سلام ہے کہ جسمین جان کا خوف ہے یہی نا اہل
لشکر کہین گے کہ یہ لوگ نامرد و بزدل تھے بھاگ گئے سوائے اسکے اور کیا کہین گے اس کہنے سے انکے
ہمارا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر وہ سب نامرد و بزدل ہر حیلہ و بہانہ سے تاریکی شب مین لشکر سے نکل جاتے
تھے اور جو مرد تھے وہ بقلب مطمئن اپنی تلوارون کو صیقل کرتے تھے اور باہم کہتے تھے ہمنے حاکم **کوہ شفق**
کا نمک کھایا ہے صبح کو اسکے دشمن سے اور اس سے مقابلہ ہے ہم وقت جنگ جان اپنی عزیز نہ کرین گے
اسکے دشمنون کو قتل کرکے مرجائین گے ادھر اہل اسلام کا یہ حال تھا کہ جب سے نقارہ جنگی بجایا گیا تھا
نہایت خوش تھے ایک جری دوسرے دلاور سے کہتا تھا ای برادر تلوار پر ایسی صیقل کرو کہ مانند آئینہ کے
صاف ہوجائے دشمن کو اسمین صورت موت نظر آئے جب کسی کافر پر تلوار پڑے اسکے دو ہی ٹکڑے ہوجائین
تسمہ لگا نہ رہے ہم بھی ایسی ہی شمشیر آبدار کر رہے ہین خدا نے یہ دن دکھایا کہ صدائے نقارہ جنگی
کان مین آئی دل خوش ہوا اس روز کے مشتاق تھے پروردگار سے دعا کرتے تھے کہ کہین کافرون سے
لڑائی ہو تلوار چلے حوصلہ دل کا نکالین بڑھ بڑھ کر تلوارین مارین نعرہ مانند شیر کے کرین دشمنون کو قتل
کرین زخمی ہون خون مین نہائین خلعت خون زخم تن پر آراستہ کرین سرکار بہادر سے یہ خلعت سرخ
پائین بہادران عالم مین سرخرو ہون الحمد للہ کہ دعا ہماری درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی تقدیر یہان لیکر آئی
بعد ایک زمانہ کے صبح کو یہان لڑینگے کفار کو تہ تیغ کرینگے یہان تو اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہین
اور باہم اشتیاق جنگ و حوصلۂ دل ظاہر کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال لشکر
ملک ترسی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بوقت شام **ملک ترسی** طبل جنگ بجوا کر دربار مین آکر زیر تخت بیٹھا اور بالائے
تخت لاجوردشاہ کو بٹھایا اہل دربار بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہنوز دربار آراستہ ہوا تھا
ملک ترسی اپنے خداوند سے کہہ رہا تھا مجکو یقین کامل تھا کہ کوئی معین و مددگار **بدیع الملک** کا ضرور
آئیگا آمادۂ جنگ ہوگا اسی وجہ سے مین یہان قیام پذیر رہا تھا اور قلعۂ **کوہ شفق** مین نہین گیا تھا چنانچہ
جس بات کا یقین تھا اسی کا ظہور ہوا **شہریار** ملقب **برستم ثانی** عزیز قریب **بدیع الملک** مع لشکر
کثیر یہان آیا ہے مین نے طبل جنگ بجوایا ہے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے دختر نیک اختر میری یہان نہین ہے
ورنہ مین اس سے کہتا کہ تمنے جو کہا تھا کہ ایک خفتان سحر کردہ ایسی ہے کہ وہ جس کسی کے پاس ہو وہ کبھی
غالب نہو بلکہ مغلوب ہو بس وہ خفتان مجکو دیدے اور ایفائے وعدہ کر تا کہ اسکو اپنے پاس رکھون
دشمن سے بیخوف رہون ابھی **لاجوردشاہ** نے کچھ جواب دیا تھا کہ سوئے آسمان ایک لکۂ ابر سیاہ نمایان ہوا

آگمین برق کی سی تڑپ اور رعد کی سی آواز تھی کبھی اس ابر سے پانی برستا تھا گاہ پھول برستے تھے جب وہ
پارۂ ابر قریب آگر درمیان سے پھٹا اہل دربار نے دیکھا کہ بیچ مین سے اس ابر کے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر
ایک عورت ادھیڑ چیچک رو سیاہ قلب بصد نخوت و غرور بیٹھی ہے ہنوز سب دیکھ رہے تھے کہ وہ تخت عین دربار مین
آیا زن مذکور تخت سے اتر کر روبروے ملک ترسی و خداوند لاجورد شاہ کے آئی پہلے خداوند مذکور کو
سلام و سجدہ کرکے ملک ترسی کو سلام کیا اور عرض کیا چونکہ حضور کی دختر نیک اختر کو معلوم ہوا ہے
کہ شہریار ملقب برستم ثانی پسر ایرج لشکر کثیر لیکر آیا ہے اور حضور نے طبل جنگ بجوایا ہے بموجب
اقرار یہ خفتان کہ بیمثل تاثیر مین ہے اور عجب نادر چیز ہے آپکی خدمت مین میرے ہاتھ ارسال کی ہے یہ عرض
کرکے وہ خفتان پیشکش کی ملک ترسی نے خوش ہو کر خفتان مذکور اسکے ہاتھ سے لیکر اسی وقت
اپنے تن پر آراستہ کی مگر زیر لباس بعدہ اس ساحرہ سے مخاطب ہو کر کہا اے سرخاب جادو دایۂ دختر
من نابدولت کیطرف سے بعد دعا کے کہنا کہ بدیع الملک سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا اور اگر مناسب
ہو تو اسے ہلاک کرنا زندہ نہ رکھنا سرخاب جادو یہ سنکے سلام کرکے اسی تخت پر سوار ہوئی اسما سحر
ورد زبان کیے تخت بلند ہوا ساحرہ نام پردہ بالا ایک سمت روانہ ہوئی بعد جانے ساحرہ مذکورہ کے ملازمون
کو حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کو بلاؤ کشتیان شراب کی لیکر آئین ہمین اور اہل دربار کو شراب پلائین اور چند
نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے دربار مین آئین رقص و نغمہ کرین کہ اسوقت دل ہمارا بہت
خوش ہے ارادہ ہے کہ یہ شب عیش و عشرت مین بسر کرکے صبح کو میدان جنگ مین جاکر شہریار سے مقابلہ
کرونگا ملازم مذکور نے ساقیان گلرخسار و نازنینان سمن عذار کو حکم ملک ترسی سے آگاہ کیا وہ حسب الحکم
حاضر دربار ہوے ساقیان خوبرو نے مے ناب جام بلورین مین بھرکے بادشاہ لاجورد شاہ کو دیا
جب وہ کئی جام شراب ناب کے پی چکا پھر ملک ترسی و جملہ اہل دربار بادہ کشی سے فارغ ہوے اور
بالاے مے گزک سے لطف مے کشی اٹھا چکے ساقیان خوبصورت و خوبرو کشتیان شراب کی اٹھا کر لیکے بعد
جانے ساقیان سیمبر کے نازنینان خوبرو و خوش گلو مین جو نازنین سب سے خوبروئی و خوش گلوئی مین بہتر
تھی وہی ہمراہ اپنے سازندون کے سامنے ملک ترسی کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل دربار
دیکھنے لگے خصوصاً لاجورد شاہ اور صلصال اور ملک ترسی رقص دیکھنے مین بدل مصروف ہوے
اور بجاے خود اسکی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کرچکی پھر سو چکر اُس نے یہ غزل شروع کی غزل

پہ نسبت وصل کے راضی نہ کیوں ہوں ہجر دلبر سے　جدا اغیار کی تقدیر ہے میرے مقدر سے
تمہارا شکر کرنے کو وہان زخم کھتے ہین　گھڑی بھر کے لیے سب نے زبان مانگی ہے خنجر سے
پڑی ہے روزنون سے دھوپ اے دیوانہ اگر　مری تربت کو تو بھی کم نہین پھولون کی چادر سے
وہ میکش ہون جو ساقی کچھ بھی کم دیتا ہے مے مجکو　تو کرلیتا ہون مین لبریز اپنے دیدۂ تر سے
بہار ادم نکلنے کو ہو جب تم بھی چلے آنا　وفا ہون عاشق و معشوق کے وعدے برابر سے
ارے واعظ لکھی ہے میکشی رندون کی قسمت مین　مشابہ خط پیشانی مین بہت ہے خط ساغر سے
دلاے یاد باسی ہار تیرے مجکو تربت مین　خدا سمجھے گا مرجھائی ہوئی پھولون کی چادر سے
وہ مجکو ذبح کرکے رو رہے ہین میری میت پر　جو پوچھا غیر نے بولے لہو دھوتا ہون خنجر سے

یقین ہے اگر رسا ہو تو وہ بھولے سے چلے آئین	مکان ہمنے بنایا ہی مشابہ غیر کے گھر سے

جب یہ غزل وہ نازنین مہ جبین بلحن داؤدی گاتی تھی اور رون کا تو کیا ذکر ہے **لاجورد شاہ** روسیاہ اور
صلصال بدافعال و **ملک ترسی** نابکار بار بار خوش ہوکر اسکی تعریف کرتے تھے جب وہ غزل مسطور تمام
کر چکی **ملک ترسی** نے الغام اسکو دیا وہ انعام لیکر دربار سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی بعد جانے
اس نازنین عدیم المثال و خوش جمال کے ہر ایک نازنین یکے بعد دیگرے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش
کرتی رہین یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ زہرۂ فلک و ماہ تابان و جملہ کواکب درخشان رقص و نغمہ نازنینان
مذکور کا دیکھکر کثرت شرم و فرط حیا سے چادر نیلی فلک مین ہر ایک نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب
مشرق سے مشتاق دید بزم طرب ہوکر عیان ہونے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوشنوا بولنے لگے باغ جہان
مین غنچے شبنم ہوکر شگفتہ ہونے لگے شمع پروانون سے رخصت ہونے لگی موذن نے کلمۂ اللہ اکبر باواز
بلند زبان پر جاری کیا بتخانون مین گھنٹے اور ناقوس اصنام پرست بجانے لگے **ملک ترسی** آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزم طرب سے اٹھا محفل عشرت برخاست ہوئی ہر ایک نازنین انعام لیکر اپنے اپنے مکان کیطرف
گئی عالم کوہ **شفق** نے دربار سے اٹھکر افسران سپاہ کو حکم کمربندی کا دیا سرداران سپاہ نے دربار سے
اٹھکر سواران لشکر سے کہا جلد مسلح ہو لشکری حسب الحکم سلاح جنگ اپنے تن پر لگانے لگے یہان تو سپاہ کفار
مین کمربندی ہو رہی ہے ہر ایک لشکری و سردار مسلح ہو رہا ہے **ملک ترسی** بارگاہ دیگر مین گیا ہے مسلح ہو رہا ہے
ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور احوال لشکر **شہریار بن ایرج** کا لکھا جاتا ہے کہ جب
آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے **شہریار** کے بیدار ہوکر بعد وضو کرنے کے نماز سحر بہ خشوع قلب پڑھی
اسی طرح ہر ایک لشکری نے نماز سحر جلد تر پڑھی پھر بحکم افسران سپاہ ہر ایک لشکری مسلح ہوکر اپنے اپنے خیمہ
سے باہر آیا سائیسون نے مرکب زین و لجام سے آراستہ کیے ناگاہ **شہریار** بار بدقار بعد ادائے نماز سحر و
تعقیب سحر مسلح ہوکر بارگاہ سے برآمد ہوا ہر ایک سردار و لشکری نے صف باندھکر باادب تمام سلام کیا
شہریار نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا اور سبکو مستعد و مسلح دیکھکر خوش ہوکر مرکب طلب کیا جب ملازم مرکب
بادرفتار لیکر آئے بسم اللہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا جب سوار ہوئے **شہریار** کے ہر ایک سردار لشکر اور
لشکری مرکبون پر سوار ہوے **شہریار** نے مرکب اپنا جانب رزمگاہ بڑھایا لشکر بقاعدہ احسن ہمراہ
رکاب ہوا سواران زمردپوش بھی ہمراہ ہوے اسوقت لشکرون کا جانب عرصۂ کارزار خرامان
خرامان جانا ایکجانب سواران سرخپوش کی بہار ایک طرف سواران زمردپوش قطار در قطار وہ صبح کا وقت
وہ ہوائے سرد کا چلنا وہ طائران سحر کا بولنا وہ زمین پر سبزہ شاداب و شبنم افتادہ کی لہک وہ گل خودرو
کی مہک وہ آسمان پر جانب شرق شفق کا ظاہر ہونا وہ آفتاب عالمتاب کی آمد وہ تاریکی شب کا دمبدم
گھٹنا وہ نور سحر کا آناً فاناً بڑھنا نظارگیان قدرت خدا کو وجد مین لاتا تھا راوی ناقل ہے کہ آفتاب برآمد
ہوا تھا کہ **شہریار بن ایرج** نامدار میدان کارزار مین پہونچا بعدہ مرکب کو روکا جملہ سواران لشکر نے
بھی گھوڑون کو روکا **شہریار** انتظار **ملک ترسی** کے آنے کا کرنے لگا ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کو گذرا تھا
اور آفتاب نکلا تھا کہ اس طرف سے آثار آمد لشکر ضلالت اثر کے نمایان ہوے سب اہل اسلام نے
دیکھا کہ **ملک ترسی** مسلح مرکب پر سوار ہے ہمراہ اسکے **لاجورد شاہ** ہے اور **صلصال** کے عقب مین سپاہ

پھر ایک بعجلت تمام سوے میدان کارزار آتا ہی غبار تا گنبد دوار بلند ہی شور سم اسپان بلند ہی ابھی سب اہل اسلام دیکھ رہے تھے کہ ملک ترمسی سامنے شہریار کے آیا کچھ فاصلہ سے ٹھہر کر مرکب کو روکا اُسکے ٹھہرنے سے تمام سپاہ رکی جب دونون لشکر میدان مصاف مین آ چکے ادھر سے باشارہ ملک ترمسی اور ادھر سے بایماے شہریار بیلچہ بردار واسطے درستی میدان کارزار کے نکلے پھر انھون نے جلد تر جھاڑی جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کر کے زمین پست و بلند کو ہموار کیا بعدہ سقون نے دونون لشکرونسے نکلکر اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار بخوبی تر ہو گیا غبار بیٹھ گیا جب اس طرح درستی میدان نبرد ہو چکی دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ و بطرز اسلوب درست ہوا شہریار بعہدۂ سالاری سپاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم آگے کھڑا ہوا علمداران لشکر نے علم کھولے پھر دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا باشارہ ملک ترمسی اس طرف سے کڑکیت اور بایماے شہریار اس جانب سے نقیبان خوش گلو نکلے اور درمیان مین دونون لشکرون کے کھڑے ہو کر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہو کر آمادۂ جنگ و جدال کرنے لگے کڑکیت باواز بلند کہتے تھے ای دلاوران نامدار و ای جوانان شجاعت شعار دیکھو اسوقت سامنا اہل اسلام کا ہی یہ لوگ غیر مذہب ہین خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین ہمارے خداوند سے منحرف ہین لاجورد پرستون کے دشمن جان و ایمان ہین خبردار انسے لڑنے مین کوتاہی نہ کرنا بڑھکر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا نعرے شیرانہ کرنا دیرانہ ان مسلمانون کو قتل کرنا ہرگز رحم نہ کرنا انکے ہلاک کرنے سے خداوند تمسے خوش ہونگے سوا اسکے سر میدان جنگ روبرو دو سرون کے سرخرو ہوگے بہادران عالم مین محسوب ہوگے اگر بھاگوگے آبرو جاتی رہیگی دنیا مین نامرد مشہور ہوگے کسی بہادر کے آگے تمھاری عزت و آبرو کچھ نہ رہیگی جبتک زندہ رہوگے ساتھ ذلت و رسوائی کے حیات اپنی بسر کروگے قہر خداوند مین مبتلا ہوگے تباہ و برباد ہو جاؤگے نقیبان خوش تقریر جوانان رستم و اسفندیار نظیر سے مخاطب ہو کے کہتے تھے کہ ای جوانان وفا شعار و ای بہادران نامدار آگاہ ہو کہ دنیا بمنزلہ سرا ہی اور انسان وغیرہ مانند مسافرون کے ہین کوچ کا یقین ہی قیام کی تعداد معلوم نہین واللہ اعلم کس وقت کوچ ہو کیونکہ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہی نہین معلوم کس وقت اجل آجائے اور امور نیک کرنے کی مہلت نہ دے بس عاقل کو لازم ہی کہ اس دو روزہ زندگی مین جہانتک ممکن ہو کار خیر کرے زاد آخرت مہیا کرے کہ سفر دور و دراز درپیش ہی کسی کو قضا سے امان نہین ہی حدیث معتبرہ سے باسناد معتبر ثابت ہوا ہی کہ جب سن انسان کا چالیس برس کا ہوتا ہی ایک منادی آسمان سے آکے ندا کرتا ہی کہ زمانہ تیرے کوچ کا قریب آیا ہی زاد راہ مہیا کر اور یہ بھی ہادیان راہ دین سے منقول ہی کہ جب انسان کا آخر روز دنیا کا اور اول روز آخرت کا ہوتا ہی تین صورتین اسکے سامنے آتی ہین اہل و عیال کی اور مال کی اور بعد اعمال کی اسوقت مال کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور کہتا ہی قسم بخدا مین نے تجھکو کوشش سے فراہم کیا ہی ہمیشہ تیری زیادتی کا حریص تھا اور بخیل تھا تیرے صرف کرنے مین کہ آج تو میری کچھ مدد کرے گا یا نہین وہ صورت مال جواب دیتی ہی کہ صرف اپنا کفن مجھ سے لے اور کیا مین تیری مدد کرون یہ سنکے وہ شخص اسکے جانب سے منھ پھیر لیتا ہی اور صورت اہل و عیال کی طرف نظر حسرت سے دیکھکر کہتا ہی کہ واللہ مین تمسے بہت محبت رکھتا تھا تمھارے حق مین بہتری چاہتا تھا آج تم میرے

واسطے کیا کر سکتے ہو وہ صورت جواب دیتی ہی کہ ہم تجکو قبر تک پہونچا دینگے خاک مین چھپا دینگے وہ یہ سُن کے
تیسری صورت کی جانب متوجہ ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ قسم بخداے عزوجل مین تمھارا خواہان نہ تھا تم مجھپر گران و دشوار
تھے آج حالت عاجزی و ماندگی مین میری کیا مدد کر سکتے ہو صورت اعمال جواب مین اس کے کہتی ہے
کہ ہم تیرے ساتھ ہین تیرے قبر مین جب قیامت کا دن ہوگا تیرے ساتھ صحرائے محشر مین چلین گے یہانتک
کہ تجھے اور ہمین روبرو خدا کے لیجائین پس وہ اگر دوست خدا ہی تو ایک شخص نہایت خوشرو و خوشبو حالت
غفلت مین اسکے سامنے آتا ہی لباس فاخرہ پہنے ہوے اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھے بہ نسیم گلہاے بہشت
و نعمت ابدی خوش آمدی یہ اس سے پوچھتا ہی تو کون ہی وہ جواب دیتا ہی کہ تیرا عمل صالح ہون اب جو تو
دنیا سے جاتا ہی خبر دیتا ہون کہ تیرا مقام بہشت ہی اور یہ بھی ہمارے ایک ہادی راہ دین سے مروی
ہے کہ قبر ہر روز آدمی کو پکارتی ہی اور کہتی ہی کہ مین ہون خانہ غربت مین ہون خانہ تنہائی و وحشت مین
ہون گھر کیڑون کا اور جانورون کا مین ہون قبر کہ ایک باغ ہون باغہاے بہشت سے یا ایک
پہاڑ ہون کوہاے جہنم سے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قبر ندا کرتی ہی پانچ کلمون سے کہتی ہی کہ مین خانہ فقیر ہون
لا میری ظرف مال اور خزانہ یعنے خالی ہاتھ نہ آنا مین خانہ تاریکی ہون مجھ مین چراغ لا مین خانہ تنہائی ہون
مجھ مین انیس لا مین خانہ سنگریزہ و خاک ہون مجھ مین بچھونا لا مین گھر ہون سانپ بچھوؤن کا مجھ مین تریاق لا تریاق
صدقہ ہو فرش عمل صالح ہی انیس تلاوت صحائف و کلام الٰہی ہی اور چراغ نماز شب اور خزانہ کلمۂ شہادت
ہی لہذا عاقلون کو لازم ہی کہ فرش قبر یعنے عمل صالح کی فکر کرین اور دیگر اعمال نیک بھی جو بیان ہوے ہین
حتی الامکان ضرور کرین تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت ہو منجملہ اعمال خیر کے ہمارے نزدیک یہ ہی کہ کافرون کو
خدا پرستی کی ہدایت کرے اگر وہ قبول نہ کرین اور آمادۂ جنگ ہون اُنکے دفع شر کی فکر کرے جب وہ قتل
کرین تو انکو خود بھی قتل کرے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹائے اگرچہ زخمہاے کاری سے مرکب سے
گر کے ہلاک ہو جائے یون مرنا حیات ابدی ہی شہیدان راہ خدا کا بڑا مرتبہ ہی قبر مین راحت حشر مین باعزت
بہشت مین ہر قسم کی نعمت سے لطف اٹھائینگے خدا و پیغمبر اُنسے راضی و خوش ہونگے پس ای جوانو تم سب
مسلمان ہو اور یہ حریف تمھارے کافر لاجورد پرست ہین دین اسلام قبول کرنیسے انکار کرکے تمھارے قتل
پر آمادہ ہوے ہین وقت جنگ تم بھی ان بیدینون سے خوب لڑنا جنگ مین کمی نہ کرنا انکا قتل کرنا خالی
از ثواب نہین ہی اگر تم انکے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے سرخرو سوئے عدم جاؤ گے حق نمک اپنے
مالک و آقا کا ادا کر جاؤ گے دنیا مین بہادر مشہور ہو گے مرتبہ شہیدان راہ خدا کا پاؤ گے قبر مین عجب راحت
پاؤ گے روز حشر جنت مین جاؤ گے جب کوکیت اور نقبا جوانان ہر دو سپاہ کو پند و نصیحت سے آمادۂ جنگ
کر چکے ودھر ہر دو سپاہ سے چلے گئے اسوقت بہادران ہر دو سپاہ کا عجیب حال تھا چہرے کثرت شجاعت سے
سرخ تھے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ تھے زندگی ناگوار تھی عروس اجل کے طالب تھے اکثر دلاورون نے
تلوارین کھینچکر نیام توڑ کر پھینک دیے تھے بہت سے جوانان شجاعت شعار نے زرہ جوشن بکتر و خود چار آئینہ وغیرہ لباس
و اشیاے حفاظت تن جسم سے دور کر کے بند قبا کھول دیے تھے سینے نظر آتے تھے اگر کوئی اُنسے پوچھتا تھا
کہ سینہ کیون کھول دیا ہی وہ جواب دینے تھے تقاضاے فرط شجاعت یہ ہی کہ اس طرح سینون پر تیر و نیزہ و شمشیر
کھائین کہ پیر چہرہ و سینہ پر نہ لائین قدم جنگاہ سے نہ ہٹائین ابھی بہادران لشکر اسلام باہم ہم سخن تھے اپنی

شجاعت ظاہر کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی خفتان مندرجہ بالا کہ ملکہ ماہ طلعت جادو نے بدست اپنی
دایہ شہباز جادو کے ارسال کی تھی اپنے تن پر زیب لباس آراستہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور بیچ مین
میدان مصاف کے آکر مرکب کو روک کر پکارا ای فرقہ اہل اسلام تم مین شہریار ملقب برستم ثانی کون ہی
تعریف اسکی شجاعت کی سنی ہی چاہتا ہون کہ اسی سے جنگ آزما ہون اگر وہ مرد میدان نبرد کی ہی تو یقینی جلد
آکر مجھ سے مقابلہ کریگا چونکہ قاعدہ لشکر اسلام کا یہی ہی کہ حریف جسکو طلب کرتا ہی وہی اسکے مقابلہ کو جاتا ہی
اسوجہ سے جملہ دلیران لشکر اسلام مجبور ہوکر کھڑے رہے ملک ترسی کے مقابلہ کو نہ گئے کیونکہ اسنے شہریار
بن ایرج ہی کو طلب کیا تھا غرضکہ جب حریف مذکور نے شہریار کو طلب کیا فی الفور اسی دلاور نے ارادہ
جانے کا کیا علمہاے سرخ لشکر شہریار جلوہ گری پر آئے شہریار نے مرکب کو جانب حریف جولان کیا جب سامنے
اسکے ہم عنان مرکب کورد کا ملک ترسی نے سراپاے شہریار پر نظر کرکے کہا ای جوان کیا تیرا نام ہی شہریار ہی
تو ہی پسر ایرج نوجوان ہی شاہزادہ نے اقرار کیا اسنے کہا مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی چاہتا ہون کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا نہ جائے اور میدان مین صدہا بندگان خداوندی کی خونریزی نہو لہذا میرے ساتھ میرے لشکر
مین چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر خداوند یہ قدرت تیری پشت پر رکھینگے اپنے بندگان
خاص مین تجکو محسوب کرینگے زندگی و دولت اقبال مین زیادتی کر دیگے اور مین تجکو تمام اپنی سپاہ کا سردار
کردونگا عزت تیری بڑھاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا اور سرکشی کریگا تو اچھا نہوگا ابھی میرے ہاتھ
سے قتل ہوگا یا مانند بدیع الملک تو بھی قیدخانہ مین قید ہوگا تیرا سر میدان جنگ بذریعہ کمند اسیر کرلینا
نزدیک میرے کچھ دشوار نہین ہی مین وہ دلاور ہون کہ شجاعان جہان مجھ سے ڈرتے ہین مین ہنگام جنگ
شیر کو روباہ اور فیل مست کو ایک پشہ جانتا ہون خداوند نے وہ قوت مجھکو دی ہی کہ اگر کوہ پر زور کرون
تو اسکو بھی اسکی جگہ سے ہٹادون شہریار بن ایرج نامدار اس ناہنجار کی گفتار سنکے نہایت برہم ہوا چہرہ
کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھین فرط غیظ سے مانند بدخشم کے سرخ و گلنار ہوگئین لیکن غصہ کو
کچھ ضبط کرکے کہا او نابکار اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو لاجورد پرستی سے باز آ خداپرستی اختیار کر خود اپنے
اور اپنے مردمان سپاہ کی خونریزی نہ چاہ او نامرد تو نے ہمارے بزرگ بدیع الملک کو ملک الدوان کی ہی
عیار اپنے سے بعیاری بیہوش کراکر گرفتار کیا ہی اسی کا فخر کرتا ہی اگر تو مرد ہوتا تو سر میدان جنگ اسیر کرتا
جب تو ایسا نامرد ہی تو پھر مجکو کیا قتل و اسیر کریگا ملک ترسی یہ کلمات شہریار سے سنکر نہایت برہم ہوا اور
کہنے لگا معلوم ہوا تجکو قضا یہان لائی ہی یہ کہکے نیزہ اٹھاکے اور گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش
دیکر خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ شہریار پر نیزہ لگایا ادھر اس شاہزادہ ذیوقار نے اسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر ایسی خوبی سے روکا کہ علاوہ اہل اسلام کے کفاران مسقف مزاج بھی تعریف کرنے لگے
شور تنا و تعریف دونون لشکرون سے بلند ہوا شہریار نے بعد روکنے وار کے خود بھی نیزہ اسکے پہلو
پر لگایا اسنے بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی ستر اسی طعن نیزہ کی نوبت
پہونچی آخر یہ ہوا کہ دونون دلیرون کے نیزے ٹوٹ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا اہل اسلام یہ حال دیکھکر متحیر
ہونے کہنے لگے کہ شہریار ایسے کامل الفن کا نیزہ ٹوٹ جائے اور حریف پر زخم بھی نہ آئے بڑا تعجب ہی ابھی اہل اسلام
باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے اور شہریار نے نیزون کو بیکار جان کر خاک پر پھینک دیا بعدہ

ملک ترسی نے تیغہ نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ اے شہریار آگاہ ہو یہ وہ تیغۂ آبدار و گرانبار ہے کہ جسنے ہزار ہا سرکشون کا لہو چاٹا ہے آج یہ تیغۂ تیز تیرے رشتۂ حیات کو بھی قطع کریگا رگ جان کو کاٹیگا شہریار نے جواب دیا او نابکار بیہودہ نہ بک نامرد ہو کر دعوی مردی نکر یہ مقام بزم نہین ہے سخن کو تاہ کر ضرب تیغۂ تیز لگا خداوند عالم مالک و مختار ہے جو اسکو منظور ہوگا وہ ظاہر ہوگا دیکھنے والے دیکھ لینگے جو ہر تیغ ظاہر ہو جائینگے حریف نے یہ سنکے اپنے مرکب کو سوے دست راست شہریار ہنگام کارزار لا کر سرپر تیغہ لگایا شہریار نے ضرب بالاے سپر روکی بعدہ خود بھی وار شمشیر آبدار کا اسیر کیا اسنے بھی سپر پر تلوار روکی اسی طور سے تادیر جنگ ہوئی آخرکار ملک ترسی نابکار نے ایک وار تیغۂ تیز کا ایسا کیا کہ سپر و خود شہریار کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آیا شاہزادۂ ذیجاہ و بہادر نے ایسی حالت مین یہ جرأت کی کہ دستانہ مارا تیغۂ تیز تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی یکبارگی سر سے پیدا ہوئی شہریار ہمہ تن خون مین نہا گیا غش آنے لگا ضعف سے آنکھین بند ہونے لگین لیکن باوجود ایسے زخم کاری اور ضعف کے شہریار شجاع یکتاے روزگار نے زخم سر کو رومال سے باندھکر بصد قہر و غضب اس طرح سر ملک ترسی پر تلوار لگائی کہ اگر سر کوہ پر پڑتی تو اُسکے بھی دو ٹکڑے کرتی لیکن تلوار نے ذرا بھی کام نہ کیا مانند چوب خشک کے اسکے سر پر پڑی اور اُچٹ گئی ملک ترسی نے مسکرا کر کہا داد کیا تلوار لگائی کہ جسنے کچھ بھی کام نہ کیا اسی قوت و بازو پر تجکو دعواے شجاعت تھا یہ کہکر اپنے افسران سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا اے سرداران لشکر بادولت جلد آؤ اور اس زخم خوردہ کو اسیر کرو ملک اردوان کوہی کو روانہ کرو کہ وہ اسکو اسیر کرے جسکو منظور ہے کہ اسے قتل کر دن شاید خداوند کو سجدہ کرے سرداران نذکور حسب الطلب حاکم کوہ شفق مع سپاہ بڑھے اردوان کوہی بھی ایک کمند لیکر براے اسیری شاہزادہ موصوف بڑھا یہان شاہزادہ کو کثرت ضعف سے بیٹھنا پشت فرس پر مشکل تھا خون زخم سے برابر جاری تھا جب فوج عدو براے گرفتاری بڑھی ہر چند شاہزادہ زخمی تھا لیکن اپنے لشکر سے کسی کو خود براے مدد طلب نہ کیا اور خود تلوار پکڑ کر ارادہ آگے بڑھنے کا کیا سرداران لشکر اسلام یہ حال مشاہدہ کرکے تمام فوج کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دونون فوجین باہم مانند دو دریا کے مل گئین دلاورون نے تلوارین نیام سے لین ایک نے دوسرے کو للکارا تیغہ سرپر مارا سپرین بلند ہوئین وار تیغون کے چلنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی شہریار بھی اسی عالم مین دلیرانہ سواران لشکر حریف کو قتل کرنے لگا بار بار نعرہ اللہ اکبر کا کرنے لگا سرداران لشکر اسلام و سواران سپاہ شہریار بھی اپنے حریفون کو قتل کرنے لگے اور خود بھی انکے ہاتھ سے زخمی و قتل ہونے لگے جانبین کے سوار کام آنے لگے سوار گھوڑون سے زخمی ہو کر گرنے لگے خاک پر مانند ماہیان بے آب کے تڑپنے لگے کوتل گھوڑے سوارون سے چھوٹ کر لشکر مین جابجا دوڑنے لگے گرد و غبار بلند ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے صداے بزن و بگیر دلیران سے میدان مصاف گویا میدان حشر ہو گیا وہ تلوارون کی چمک برق آسا وہ سپرون کی سیاہی گھٹا کے مانند وہ کمانون کا کڑکنا وہ تیرون کا مینھ برسنا وہ چقاچاق خنجر بران وہ اجسام دلیران پر زخم خندان وہ زخمیون کی فریاد مانند بیچارو نامراد وہ کشتون کا سم اسپان سے پامال ہونا وہ سواران جنگجو کا جنگ مغلوبہ مین قتل ہونا وہ دھڑ ادھر لاشون کا زمین پر گرنا وہ خون بہادرون کا زمین پر مانند جوے بہنا بناہ بذات خدا کبھی ایسی جنگ مغلوبہ نہوئی تھی یہ کثرت و خون کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا پیر گردون بھی

چشمۂ آفتاب کے ذریعہ اچھی طرح یہ جنگ عظیم و خونریزی دیکھتا تھا اپنی جفاکاری و ستم ایجادی پر کیا نازان تھا جوانان عدیم المثال و دلیران خوش خصال کو خاک و خون مین غلطان دیکھکر خوش ہوتا تھا زمین کثرت بار کشتگان سے دبی جاتی تھی اور غبار کے پردے مین تاب تحمل نہ لاکر سوے آسمان اڑی جاتی تھی میدان جنگ مین کثرت گرد و غبار سے روز روشن پر تاریکی شب کا دہوکا تھا اچھی طرح کوئی کسی کو نظر نہ آتا تھا ایک تاریکی دوسرے گھبراہٹ مین جو کوئی کسی کے سامنے آتا تھا وہ اسکو اپنا دشمن جان کر نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرتا تھا دشمن و دوست کی تمیز نہ تھی بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا باپ بیٹے کو پسر پدر کو تہ تیغ کرکے خوش ہوتا تھا اور بجاے خود کہتا تھا اسوقت حریف خوب زد پر آیا کہ مین نے ہلاک کیا غرض کہانتک احوال اس جنگ مغلوبہ کا لکھا جائے کہ سینۂ قلم کا اس جنگ مغلوبہ و شمشیر چلنے کے تصور مین شق ہے اور طول تحریر ناظرین اختصار پسند کو مرغوب نہین ہے لہذا یہ مؤلف ہیچمدان اس جنگ مغلوبہ کو مفصل کیا لکھے خلاصہ جنگ یہ ہے کہ صبح سے تا غروب آفتاب خوب لڑائی ہوئی کافر و دیندار ہزارہا قتل ہوے سیکڑون سواران جانبین زخمی ہوے ملک ترسی بوجہ خفتان سحر کے کہ اسکے پاس تھی تیغ و تیر و نیزہ کسی کا اسپر کارگر نہوتا تھا اسوجہ سے بیخوف ہوکر اہل اسلام کو قتل کر رہا تھا اور اسی خفتان کے سبب سے شہریار کے ہاتھ سے ہنگام جنگ بچا تھا ورنہ شہریار ملقب برستم ثانی کے ہاتھ سے کبھی جانبر نہوتا جب آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ چار پہر تک دیکھا کیا دل مین دلیران جنگجو سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ جانب مغرب جاکر چھپا اور شہریار ملقب برستم ثانی کا عالم زخمداری مین لڑتے لڑتے یہ ضعف بڑھا کہ مرکب پر بیٹھا نہ گیا مجبور ہوکر ہاتھ مرکب اصیل کی گردن مین ڈالکر تلوار نیام مین رکھکر کہا کہ اے راہوار مجکو اس جنگ مغلوبہ سے کسی سمت سے نکل ایسا نہو کہ دشمن کوئی ایسی حالت مین مجھے تہ تیغ کرے اسپ وفادار اپنے راکب مجروح کے زخم کاری پر نظر کرکے فی الفور مین گرمی جنگ مین جنگگاہ سے نکلکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے اسکو جاتے نہ دیکھا دلیران لشکر اسلام نے بوجہ نہ سننے نعرۂ شہریار بن ایرج نامدار کے یقین کیا کہ وہ دست کفار سے قتل ہوگیا اس سبب سے سب اہل اسلام بیدل و غمگین ہوکر پسپا ہونے لگے کفار بڑھنے لگے مسلمان ہٹنے لگے اور سبب پسپا ہونیکا ایک یہ بھی تھا کہ ملک ترسی کے پاس خفتان سحر تھی تاثیر اسکی یہ تھی کہ جسکے پاس ہو کوئی حربہ اسپر کارگر نہو اور لشکر اسکا شکست نہ کھائے اور جو اس لشکر سے لڑے وہ مغلوب ہو پس مسلمان اسدرجہ ہٹے کہ قریب اپنے لشکرگاہ کے آگئے ملک ترسی نے اتنے غلبہ کو بھی اپنی فتح جان کر اور تاریکی شب پر نظر کرکے طبل شادمانی و آسائش بجوادیا اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا اور بجنا طبل آسائش کا لشکر حریف مین انکو باعث جان بری کا ہوا کفار خرم و شادان ہمراہ ملک ترسی اور خداوند لاجورد شاہ کے میدان جنگ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوے بعد قطع راہ قیامگاہ پر پہونچے لاجورد شاہ تخت سے اترا ملک ترسی اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی مرکبون سے اترے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوے پھر سرداران و سواران روسیاہ بھی اپنے اپنے مرکب سے اترکر خیام مین جاکر سلاح جنگ تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوے ادھر اہل اسلام اپنے لشکرگاہ پر آئے شہریار بن ایرج کو تلاش بسیار نہ دیکھکر بہت غمگین و مضطر و بیدل ہوے اکثر سوار و سردار زار زار روئے سرداران سپاہ نے سوارون کو حکم دیا کہ سب اہل اسلام کے کشتون کو دفن کروادو اور لاشون مین ہمارے آقا و مالک کے

لاشہ کو تلاش کرو سوارون نے مقتل مین آکے لاشون مین ہرچند غور سے دیکھا مگر کہین لاشہ شہریار بن ایرج کا نہ پایا عقل سے دریافت کیا شاید عین گرمی جنگ مین مرکب ہمارے شہزادۂ مجروح کو کسی طرف لشکر سے نکالکر لیگیا ہی شکر ہی خدا کا کہ دست اعدا سے قتل نہین ہوا ابھی امید ہمکو اسکے ملنے کی ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے جملہ اہل اسلام کے لاشون کو موافق حکم شریعت دفن کیا اور سرداران سپاہ سے جاکر کہا لاشہ ہمارے آقا و مالک کا مقتل مین نہین ہی وہ اس خبر کو سنکے گونہ خوش ہوے پھر جملہ سوارون سے مخاطب ہوکر کہنے لگے یارو اب اس جگہ قیام کرنا کئی وجہ سے اچھا نہین ہی اول تو ہمارا آقا ہمسے جدا ہوگیا ہے اسکی جستجو ضروری ہی دوسرے یہ کہ ملک ترسی ہم سب اہل اسلام کا دشمن جان ہی شہریار لشکر مین نہین ہین اس سے مقابلہ کرنا مشکل ہی اگر تم سب کی رائے ہو یہانسے بتلاش شہریار روانہ ہون ورنہ اسی جگہ قیام پذیر رہین ملک ترسی سے جسطرح ممکن ہو لڑین سب نے عرض کیا بغیر شہزادہ ذیجاہ شہریار شجاعت دستگاہ کفار سے مقابلہ کرنا بظاہر خوب نہین ہی مناسب وقت یہی ہی کہ اب یہانسے کوچ کرین واسطے تلاش آقا کے روانہ ہون سرداران سپاہ نے موافق راے جملہ لشکریون کے اسی وقت وہانسے بتلاش شہریار کوچ کیا یہ خبر ملک ترسی کو بذریعۂ ہرکارون کے پہونچی وہ بہت خوش ہوا اور ملازمون کو اسی حالت شادمانی مین حکم دیا جلد بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوبرو و خوش گلو و ساقیان ماہرو کو طلب کرو سامان جشن نہایت تکلف سے کرو کیونکہ ہمنے دشمن کو شکست دی ہی اعدا پر فتح پائی ہی دل نہایت خوش ہی چاہتا ہون کہ اس خوشی کو ظاہر کرون ملازمون نے حسب الحکم بزم طرب نہایت خوبی سے آراستہ کی ملک ترسی و لاجور دشاد و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو جملہ اہل دربار بزم عشرت مین چلکر علی قدر مراتب بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی لیکر حاضر بزم ہوے شراب جامہاے بلورین مین بھر بھر کر ملک ترسی وغیرہ کو دیکر پلانے لگے **بیت** بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✤ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ✤ جملہ کبار و صغار بادہ کشی مین مصروف ہوے بالاے شراب گزک سے لطف بیحد اٹھانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی اٹھا کرلے گئے بعد جانے ساقیان مذکور کے ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین بصد ناز و انداز حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے روبرو ملک ترسی پلپاس پوش کے بقصد رقص کھڑی ہوئی سازندون نے ساز ملائے بعدہ گت بجانے لگے نازنین مذکور ناچنے لگی اہل دربار عالم نشہ شراب ناب مین بنظر غور رقص دیکھنے لگے اور خیالات بوس و کنار کرنے لگے خصوصًا لاجور دشاد اور ملک ترسی اس نازنین کو دیکھکر بار بار عالم نشہ مین چاہتے تھے کہ مطلب دل اس سے حاصل کرین لیکن بخیال اہل دربار و باعث رسوائی خاص دربار مین مدعاے حصول دلی سے باز رہتے تھے وہ نازنین ملک ترسی و لاجور دشاد کو اپنا مائل جانکے اس طرح خوشی سے رقص کرتی تھی کہ بمقتضاے **ابیات**

برق آسا نظر مین کوندتی تھی
وہ بھڑک نتھنون کی بھی آفت تھی

جب چمک کر دیا کوئی توڑا
جاے سبزہ دلون کو روندتی تھی
جتنوں مین وہ حلال کرتی تھین

شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین

ملک ترسی خوش ہوکر اُسے بار بار انعام دیتا تھا اشارہ سے کہتا تھا وہ ایما اسکا سمجھکر ناز سے انکار کرتی

تھی لاجورد شاہ صلصال سے کہتا تھا یہ بندی خداوند کیا خوب رقص کر رہی ہی اسوقت خداوندی چاہتے ہین کہ نور قدرت اسکے شکم مین داخل کرین لیکن سر دربار موقع نہین ہی ہنوز لاجورد شاہ صلصال سے ہمسخن تھا ناگاہ اس نازنین نے یہ غزل بہ لحن دلکش گانا شروع کیا

غزل

مشاطہ سے کہتے ہین وہ ہنسکے

محرم کے نہ بند باندھ کسکے
دیدے نہین آئینے نفس کے
کبتک ہے یہی حال ترس کے
بدلی کھل جاتی ہی جس کے
مشکین باندھو اگر کسکے

مژگان پہ ہے اشک تیرے چھوڑ کا دُ
تڑپا کرون فصل گل مین جابک
دل آگئین ستان شب وصل
سینہ ہی ستارہ عقیقہ زانا
سینہ پہ ابھار ہی کچھ ان کا

پردے درچشم پر ہین خس کے
در کھولدے باغبان قفس کے
کھلا گئے پھول رات بس کے
ہین تار چڑھے ہوئے نفس کے
محرم شبنم کی کیون نہ مسکے

ہی تار نظر کی چلمن آدہ شوخ
آ دیکھ ترساے نا خدا ترس
چہرہ کھولو بکھرے بال
جعد مشکین کو کھول ڈالا
کہتے ہین شمس سے وہ ہر بار

چھوٹا کوئی زلف مین بھی کھٹکے

نازنین مذکورہ تو غزل مسندرجہ گا رہی ہی جملہ اہل دربار ہر شعر پر خوش ہوتے ہین اور کہتے ہین کیا خوب شعر کہا ہی اور کس عنوان خوشی سے اس نازنین نے بتا کے گایا ہی ملک ترسی غزل سنکے مست ہو گیا ہی لاجورد شاہ جھوم رہا ہی بار بار کہتا ہی کہ واہ ای بندی قدرت کیا اچھی طرح گا رہی ہی اپنے خداوند کو شاد کر رہی ہی خداوند نے تجھے خوبرو و خوش رو و خوش گلو پیدا کیا ہی مین نے تقدیر کی ہی تو جملہ حسینون سے خوش گلوئی مین گوے سبقت لیجائیگی کسی نہ کسی روز خداوند کے کام مین آئیگی یہ تو اسطرح تک باہی نازنین ناچ رہی ہی غزل گا رہی ہی ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب کچھ حال لشکر بدیع الملک و سپاہ شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب سے سواران ہر دو لشکر میدان جنگ سے واسطے تلاش بدیع الملک و شہریار پسر ایرج کے ایکجانب روانہ ہوے تھے کوہ و کوہ صحرا صحرا نالہ کنان جاتے تھے ہر کارے اور جملہ مردمان ہر دو سپاہ اپنے اپنے مالک و آقا کو ہر ایک سے دریافت کرتے تھے کوئی شخص نہ بتاتا تھا مردمان ہر دو لشکر محزون ہو کر آگے روانہ ہوتے تھے دیکھیے یہ دونون لشکر کہان جاتے ہین اور انجام کار کیا ہوتا ہی لیکن اب پھر حال بزم طرب کا لکھا جاتا ہی کہ ملک ترسی وغیرہ رقص و نغمہ نازنین مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہین جب وہ نازنین خوب رقص کر چکی اور غزل تمام و کمال گا چکی ملک ترسی نے انعام کثیر اسے دیکر رخصت کیا جب وہ دربار سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مع اپنے سازندون کے دربار مین آکے اپنے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش کرنے لگی یہان تو دوسری نازنین رقص کر رہی ہی اہل دربار دیکھ رہے ہین انکو تو اسی احوال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب پھر احوال مردمان لشکر بدیع الملک و مردم سپاہ شہریار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ وہ سب نمک حلال و خیرخواہ اپنے مالک و آقا کی جستجو مین کوچ بمقام کرتے ہوے چلے جاتے تھے ایک روز ایک جانب سے گرد و غبار عظیم بروے فلک ظاہر ہوا مردمان لشکر متردد ہوے کسی نے کہا کس زور سے آندھی آئی ہی کہ نیا غبار اٹھا ہے خدا کسی نے کہا یہ آندھی نہین ہی ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آمد لشکر عظیم ہی جب مردمان ہر دو لشکر مین یہ چرچا ہوا سرداران ہر دو سپاہ بھی متردد ہو کر غور سے اس طرف دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے عجب نہین کہ یہ سپاہ ملک ترسی روسیاہ کی واسطے ہم سب کے قتل و گرفتاری کے آتی ہی خیر مرنا برحق ہی بھاگنا بیکار ہی اسی جگہ کفار سے لڑ بھڑ کر مر جاینگے گرفتاری ہرگز گوارا نہ کرینگے قتل ہونے کا غم نہین ہان یہ الم ہی کہ ہم اپنے آقا سے جدا ہو کر قتل ہونگے افسوس ہمنے اپنے مالک کو نہ پایا کہ اجل اس صحرا مین آئی ہنوز سرداران سپاہ اپنے دلو مین یہ کہہ رہے تھے کہ نیچا ہوا سے دامن گرد پھٹا

سب نے دیکھا کرب غازی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوے مع دیگر سامان و اسباب کے بجمعیت چالیس
ہزار قزاقون کے بعد عجلت گھوڑے دوڑاتا ہوا آتا ہے عقب مین اسکے جملہ قزاق بھی مرکبون کو جولان کیے
ہوے آتے ہین سرداران لشکر وغیرہ کرب غازی کو دیکھکر خوش ہوے جب وہ قریب تر آیا ہر ایک
سردار نے بڑھکر بعد سلام سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا مین آگے آیا ہون عقب مین میرے بادشاہ لشکر
حارث بن سعد و امیر ثانی بجمعیت تمام سپاہ کے تشریف لاتے ہین سردارون نے پوچھا کیا بادشاہ
و امیر ثانی واسطے دیکھنے میلہ کے کوہ بیضا پر تشریف نہین لیگئے کرب غازی نے جواب دیا اول زمانہ
میلہ کا ابھی نہ تھا دوسرے بادشاہ نے متواتر خوابہاے پریشان دیکھے تھے ایک مرتبہ یہ خواب دیکھا تھا
کہ بدیع الملک مبتلاے آفت بلا ہے اور مجبور اے مدد طلب کرتا ہے یہ خواب دیکھکر شہریار بن ایرج
کو روانہ کیا تھا دوسری شب کو پھر ایسا ہی ایک خواب دیکھا کہ شہریار سراپا خون مین ڈوبا ہے اور
مدد چاہتا ہے یہ خواب دیکھکر مجکو اٹالہ بارگاہ کا حوالہ کرکے بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیا پھر خود اس جگہ سے
یعنے صحراے شلیث سے روانہ ہوے اب پہر دو پہر مین یہان وہ تشریف لائینگے یہ کہکر سردارون سے حال
بدیع الملک و شہریار کا دریافت کیا انھون جو حال گذرا تھا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا کرب کو
بدیع الملک کی گرفتاری سے رنج ہوا کیونکہ کرب دست راست ہے خیرخواہ بدیع الملک کا ہے جب
کرب غازی حالات بدیع الملک و شہریار بن ایرج سے ماہر ہوا اسی صحراے سبزہ زار مین
قیام پذیر ہوا خدام نے اسکے حکم سے بارگاہ سلیمانی اور خیام دور تک برپا اور ایستادہ کیے یہان بارگاہ
سلیمانی و خیام خدام ایستادہ کرچکے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ واسطے استقبال بادشاہ و امیر ثانی کے روانہ
ہوے بعد قطع راہ سامنے لشکر فیروزی اثر امیر ثانی کے پہونچے سبھون نے بعد ادب بادشاہ و امیر
ثانی کو سلام کیا بادشاہ و امیر ثانی نے حال پوچھا انھون نے آبدیدہ ہوکر جو کچھ حال گذرا تھا عرض
کیا بادشاہ و امیر ثانی کو نہایت ملال ہوا حارث بن سعد یعنی بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب
ہوکر فرمایا دیکھا تمنے دونون خواب ہمارے صادق تھے کیا جلد ظہور اسکا ہوا افسوس بدیع الملک کو ساحرہ
لیگئی اور شہریار زخمی ہوکر لشکر سے کہان گیا یہ فرماکر انھین سردارون کے ہمراہ بادشاہ و امیر ثانی اس جگہ آئے
جس جگہ کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی برپا کی تھی چونکہ زمانہ شام کا قریب تھا بادشاہ لشکر اسلام مرکب
سے اترے امیر ثانی بھی گھوڑے سے اترے جملہ مردمان سپاہ بھی مرکبون سے اترے بادشاہ اپنی بارگاہ
مین امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سرداران لشکر اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوے لشکری بھی خیام
مین جاکر سلاح جنگ تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے ہزار خرابی صد رنج
ہجر دو شاہزادہ ذیجاہ ذیوقار مین بسر کرکے صبح کو اسجگہ سے کوچ کیا سپاہ بدیع الملک و لشکر شہریار بن
ایرج کو ہمراہ لیا شام کو ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا صبح کو پھر وہان سے کوچ کیا اسی طرح چند کوچ و مقام
کرتے ہوے بعد ایک روز وقت شام اس میدان مین پہونچے جس میدان مین بدیع الملک اور
شہریار سے لڑائی ہوئی تھی سرداران لشکر بدیع الملک و سپاہ شہریار نے عرض کیا حضور یہ مقام
وہی ہے کہ جس جگہ ہم اپنے مالک و آقا سے جدا ہوے تھے اور اسی جگہ نہایت کشت و خون گبر و مسلمان کا
ہوا تھا اب پھر یہان تقدیر لائی ہو دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے

اسی جگہ فروکش ہوکے سفر اپنا بالفعل ختم کرکے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوکے خواجہ زادون کو طلب کرکے
اُنسے فرمایا کہ آپ حضرات اپنے علم کے ذریعے سے دریافت کیجیے کہ بدیع الملک و شہریار پر کیا گذری
زندہ ہین یا نہین اور ہمسے انسے ملاقات ہوگی یا اب نہوگی انھون نے بارگاہ مین آکے بعد سلام مجھکے سوال
بخوبی سنکے بقاعدۂ رمل حکم لگایا اور یہ عرض کیا کہ دونون شاہزادے فضل خدا سے زندہ ہین امید قوی
خدا سے ہے کہ بعد ایک زمانہ کے وہ آپ سے ملین گے فی الحال اُنسے ملاقات نہین ہوسکتی ہے بادشاہ و امیر
ثانی خواجہ زادون سے یہ حکم رمل سنکے گونہ شاد ہوے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی کا اور لڑنا دلیران لشکر اسلام سے ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا مجھکو صہباے تیز
مری طبع ہو مثل شمشیر تیز
جو بدخواہ میرے ہون خانہ خراب
نہین بادہ کش ہون تصدق حسین
شاخسار بیان پہ بلبل سان

کہ منظور لکھنا ہی حال ستیز
لکھون نشہ مین آج وہ داستان
دل انکے ہون سوز حسد سے کباب
نغمہ سنجان بوستان سخن
اس طرح ہوتے ہین نوا سنجان

ہون مین اگر بادہ تند و تیز
کہ تعریف میری کرین قدردان
بجز بادہ ملتا نہین دل کو چین
تازگی بخش داستان کہن
کہ ملک ترسی روسیاہ و کینہ خواہ

حاکم کوہ شفق ہنوز جشن سے فارغ نہوا تھا چھٹا روز جشن مین بسر ہوا تھا بزم طرب آراستہ تھی نازنینان
خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھین ساقیان گلرخسار بادہ گلنار ہر بادہ خوار کو بتکرار جام بلورین مین دے
رہے تھے ہر ایک بزم عشرت مین بے دغدغہ گردش ایام صہباے گلرنگ کے جام ساقیان شوخ چشم سے
لیکر شراب پیتا تھا سامان دعوت و ضیافت اہل بزم کا بتکلف مہیا تھا ارادہ حاکم مذکور کا یہ تھا کہ سات روز
تک برابر جشن کیجیے شہریار کو زخمی کیا ہے فوج کو اسکی پسپا کیا ہے اسکی خوشی کیجیے ناگاہ چھٹے روز وقت
شام چند ہرکارے افتان و خیزان محفل عشرت مین آئے اور بموجب قاعدہ زمین ادب کو بوسہ
دے کے اسطرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق مضمون ابیات مؤلف

تو سلامت رہے صد و سی سال
تیری جرأت مین شک نہین سرمو
بھاگے دشمن بسمت کوہ قاف

تو وہ ہے حاکم قوی پنجہ
خوف سے تیرے بھاگتے ہین عدو

ای شہ ذیوقار و خوش اقبال
دل عدو کا مدام ہے رنجہ
تیغ کھینچے جو تو بوقت مصاف

اسوقت یہ مگنخوار برائے تفریح طبع گئے تھے ہواے سرد صحراے سبزہ زار
سے لطف بیحد اٹھا رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک لشکر عظیم کہ جسکے ساتھ فوج بدیع الملک سپاہ شہریار بھی
تھی آکے قیام پذیر ہوا بعد دریافت معلوم ہوا کہ لشکر امیر ثانی کا ہے اور بادشاہ لشکر حارث بن سعد ہے
لشکر مین صدہا جوانان رشک رستم و اسفندیار ہین دلیران جنگ بیشمار ہین یہ دیکھکر براے خبر رسانی
خدمت حضور مین حاضر ہوے ہین باقی خیریت ہے ملک ترسی یہ خبر سنکے متردد ہوا نشہ شراب کا اتر گیا لاجور
شاہ سے مخاطب ہوکے عرض کرنے لگا ای خداوند کیا آپ نے بندگان جاہل کو بکثرت پیدا کیا ہے کہ چلے
ہی آتے ہین لاجور دشاہ نام حارث بن سعد و ذکر امیر ثانی سنکے پہلے ہی گھبرایا تھا اب اور بھی خوش
ہوکر ملک ترسی سے کہنے لگا ہان ہمنے اپنی قدرت نمائی کی ہے یہ امیر ثانی وہ بندۂ قوی ہے کہ جملہ
اہل لشکر اسلام سے قوی تر ہے ہمنے اسکو ایسی ہی قوت دی ہے گو وہ ہمسے منحرف ہے ہمارے درپے آزار ہے اگر
یہ بندہ قتل ہو جائے تو لشکر اسلام تباہ ہو جائے ملک ترسی نے عرض کیا کہ پھر آپ تقدیر ایسی کیجیے کہ مین

اسکو قتل کرڈالون خداوند نے جواب دیا یہ تقدیر اسوقت ہو نہین سکتی وقت وساعت پر موقوف ہی بالفعل سامان جنگ کر اپنے مددگارون اور دوستون کو براے مدد طلب کر طبل جنگ بجوا مقابلہ کر بادولت بخت تقدیر کرینگے ملک ترسبی نے گفتگوے خداوند سنکے حسب الحکم خداوندجفن کو موقوف کیا اور میر منشی کو طلب کر کے کئی شاہون اور دیرون کو نامے لکھوائے مضمون ہر ایک نامے کا یہ تھا کہ جلد مع فوج یہان آو ہمے در اہل اسلام سے مقابلہ ہوا ایسے وقت مین ہماری شرکت کرو جب نامے تیار ہوے انھین ملفوف کر کے نامون پر مہر کر کے ملک ترسبی نے اپنے قاصدون کے حوالے کیے وہ ہر طرف روانہ ہوے نام ان شاہان بیدین کے بروقت انکے آنے کے ظاہر کیے جائینگے الحاصل بعد روانہ کرنے قاصدون کے ملک ترسبی نے خفتان سحر کے بھروسے پہ بخوف واندیشہ ملازمون کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارے لشکر ظفراثر مین طبل جنگی بجایا جائے ملازمون نے حسب الحکم لشکر مین طبل حربی بجایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین گئے پہلے موافق قاعدہ مجراگاہ سے مجرا کر کے اور پایہ تخت بادشاہ لشکر اسلام کو بصد ادب بوسہ دے کے دست بستہ بطرح ثنا و دعاے ترقی و دولت و اقبال بادشاہ لشکر اسلام زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ موافق نظم

ای شہ ذیوقار و کشور گیر زیر گردون نہین ترا ہمسر تیغ کھینچے جو تو سر میدان صید ہو شیر صورت آہو	حاکم بر و بحر و خوش تقدیر رعب سے تیرے ای شہ ذیجاہ دم مین ہون سیکڑون عدو بیجان جب تلک آپ پر زمین ہو مقیم	تو ہی وہ بادشاہ دین پرور نہین ملتی کہین عدو کو پناہ تو دکھاے جو قوت بازو تو ہو فرمانرواے ہفت اقلیم

اسوقت ملک ترسبی نے خبر ورود لشکر ظفراثر حضور پرنور سنکے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اس بد اندیش کا یہ ہی کہ صبح کو میدان رزم مین آکے مقابلہ نمک خواران حضور سے کرے باقی خیر و عافیت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر ثانی نے حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ہرکارون سے فرمایا کہ دو نقارہ نوازون سے کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ سلیمانی بجائین اور چوب بامید اعانت الہی نقارہ جنگی پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ نوازون سے حکم امیر ثانی بیان کیا انھون نے عمرو ثانی کو مثل خواجہ عمرو کے پہلے چند اشرفیان نذر دین پھر چوب اٹھا کر نقارہ رزمی پر لگائی آواز مہیب نقارہ جنگی سے ایسی پیدا ہوئی کہ زمین کانپی فلک پیر آواز نقارہ مذکور سنکے تھرایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل و نقارہ رزمی بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوے ادھر ملک ترسبی طبل جنگی بجوا کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل بارگاہ ہوا لاجور دشاہ اور صلصال وغیرہ اہل بزم عشرت بھی محفل طرب سے اٹھکر اپنی بارگاہ وخیام مین براے استراحت داخل ہوے ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا اور خود بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوے بہادران لشکر جانبین سامان جنگ وجدال مین جا بجا کیے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی نے اپنی کمان کو درست کر کے تیرون کو ترکش مین بھرا کسی دلاور نے ہاتھ اپنے جانب آسمان بلند کر کے درگاہ خدا مین یہ دعا کی کہ ای خالق کون ومکان و ای معبود زمین و آسمان صبح کو سامنا کفار سے ہی تو سب کو ثبات قدمی کی توفیق دیجیو تا کہ میری عزت وآبرو ضائع

وبرباد نہو دلیرانہ کافرون سے بڑھ بڑھکر لڑین قدم پیچھے نہ ہٹے نمک حرام نہ کہلاؤن دلیرون مین بدنام
نہون اگر زندگی ہو تو فوالمراد ورنہ دلیرانہ دشمنون سے لڑکر قتل ہو جاؤن دنیا سے سوے عدم سرخرو
جاؤن بھاگنے مین دست اعدا سے نہ مارا جاؤن کوئی صف شکن تلوار کو اپنی آبدار کرتا تھا اور اپنے ساتھی جوانون
سے کہتا تھا انشاء اللہ صبح کو دیکھ لینا یہ تلوار مانند برق سر اعدا پر چمکے گی اور خرمن ہستی بدخواہون کو جلا کر
خاک کریگی اکثر بہادران لشکر اسلام حیات مستعار کا اعتبار نہ کرکے اس شب کو شب آخر حیات جان کے
غسل کرکے زیر لباس کفن بالاے تن نہان کرکے جوانان لشکر سے بغلگیر ہو کر کہتے تھے ای برادران دینی
کل سامنا اور مقابلہ کافران جنگجو سے ہی نہین معلوم ہنگام جنگ ہم زندہ رہین یا نہ رہین لہذا اسی وقت ہم
تمھارے سامنے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرتے ہین تم شاہد
رہنا اور ہمنے جو کچھ تمھاری خطا و تقصیر عمداً و سہواً کی ہو اسے عفو کردو تاکہ مواخذہ اسکا روز حشر نہو
وہ جواب دیتے تھے ای بہادر توبہ کرنا گناہون سے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرنا واقعی خوب
ہی لیکن قبل از وقوع واقعہ تمنے اپنے تئین مردہ تصور کرکے کفن سے ہم آغوشی اختیار کیون کی ہمین
کیونکر معلوم ہوا کہ ہم ضروری قتل ہو جائین گے زندہ نہ رہین گے خدا معلوم کون زندہ رہے اور کون قتل ہو
خیر تمھارے کہنے سے ہم تمھاری توبہ اور کلمۂ شہادت کے گواہ ہین تمنے بظاہر اتنے زمانہ مین کوئی خطا ہماری
نہین کی اگر کی ہی تو ہمنے معاف کی تم بھی ہمارے قصورون کو عفو کردو ادھر تو جوانان لشکر اسلام کا یہ حال
ہی جو لکھا گیا اُدھر دلیران جنگجو زشت خو تیاری جنگ مین مصروف ہین تلوارین آبدار کرکے مردم سپاہ
سے کہتے تھے کل اس شمشیر آبدار سے مسلمانون کو قتل کرینگے سر انکے تنون سے کاٹ کر ثواب مین داخل ہونگے
کیونکہ اہل اسلام کی خونریزی باعث حصول ثواب ہی یہ لوگ ہمارے خداوند سے منحرف ہین برا کہتے ہین
خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین انپر رحم کرنا اور انکے قتل سے ہاتھ اٹھانا ہمارے مذہب مین جائز نہین
ہی یارو تم بھی اہل اسلام سے بڑھ بڑھکر لڑنا جنگ مین قصور نہ کرنا خداوند کے روبرو دلیرانہ لڑنا قدم
پیچھے نہ ہٹانا ورنہ خداوند تقدیر کرکے غارت کردیگی وہ جواب دیتے تھے ذرا صبح تو ہو دیکھنا کیونکر لڑتے
ہین اور جو لوگ سپاہ کفار مین بزدل تھے جبسے طبل جنگ بجا تھا انکا خوف سے عجب حال تھا رنگ
رخ فق تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے منھ سے کہنا کچھ چاہتے تھے نکلتا کچھ تھا دل سینہ مین ہر ایک بزدل کا کثرت
خوف سے دھڑکتا تھا کسی کو خیال جنگ سے تپ آگئی تھی کسی کو دست آتے تھے بار بار بیت الخلا مین جاتا
تھا اور وہانسے آکر اپنے ساتھی بزدلون سے کہتا تھا بھائیو ہمنے تو آج مسہل لیا ہی طبیعت ہماری ناساز ہی
ہمسے تو میدان نبرد مین نہ جایا جائیگا ہنگام سحر دشمنون سے نہ لڑا جائیگا مجبور و لاچار ہین وہ کہتے تھے ہم بھی
بیمار ہین دیکھو نبض ہماری نہایت سریع ہی تپ بخوبی موجود ہی سردی معلوم ہوتی ہی سر مین درد ہو رہا
ہی دل چاہتا ہی کہ لشکر سے جاکر اپنے گھر مین براحت و آرام شب بسر کرین بعض بعض نامرد طبل جنگی بجنے سے
ایسے گھبرائے ہوے تھے کہ موت انکو نظر آتی تھی باہم کہتے تھے کہ ناحق ہمنے فوج مین نوکری کی یہان موت کا سامنا
ہی کل میدان جنگ مین تلوار چلیگی کشت و خون ہوگا لاش پر لاش گریگی زمین پر خون مانند آب بہیگا کشتون
کے جا بجا انبار ہونگے مجروح گھوڑون سے گرینگے خاک پر تڑپینگے خاک خون مین بھرینگے کوئی انکو نہ اٹھائیگا
مرتے وقت ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پلائیگا گھوڑے سوارون کے انکو گرمی جنگ مین پامال کرینگے یہ رنگ ہرگز

ہرگز ہمسے دیکھا نہ جائیگا ہم نہایت رحم دل ہین ہمنے کبھی کسی جانور کو حلال ہوتے نہین دیکھا خون ہمارا بہت پتلا ہی
اگر کوئی فصد لیتا ہو اور اتفاق سے جیسے ہی ہم خون نکلتے دیکھ لیتے ہین تو ہمین غش آجاتا ہی ہمنے اپنے والدین کی
زندگی مین کبھی تلوار ڈھال نہین باندھی بلکہ چاقو اور چھری بھی کبھی پاس نہین رکھی ہم کیا جانین کہ تلوار حریف پر کیونکر
لگاتے ہین بازو ہمارے نازک ہین دبلے پتلے آدمی ہین کم خوراک ہین ہمیشہ ناز نعمت سے زندگی بسر کی تھی
ہم مین اتنی قوت کہان ہی کہ حریفون سے بہ تیغ وگرز گرانبار مقابلہ کرین اور ایسی ہمت نہین کہ تن نازک پر
زخم تیغ ونیزہ کھائین ہمتو وہ ہین کہ اگر کبھی پھانس لگ گئی بھی تو اسکے صدمہ سے کئی دن تک تپ مین مبتلا
رہتے ہین اور درد کی کھٹک سے نیند نہین آتی ہی درد سے مانند ماہی بے آب کے تڑپتے ہین جب وہ پھانس
ہمین بیہوش کرکے کسی بیدردنے نکال بھی لی تب ہمکو راحت ملتی ہی لہذا ہم صاف کہتے ہین کہ ہم سے میدان
جنگ مین نہ لڑا جائیگا مسلمان لوگ بڑے بیدرد اور بہادر ہین وہ لاجوردپرستون کے دشمن جان ہین انکے
ہاتھو سے بچنا محال ہی اور لڑنا تو درکنار ہمسے جنگگاہ مین جایا ہی نہ جائیگا ہم وہان ایک دم ٹھہر کر لڑائی بھی نہ
دیکھ سکینگے کیونکہ وہان جانبین کے سوار قتل ہونگے گھوڑون سے گرینگے خون انکے زخمون سے بہیگا ہم کو
فی الفور غش آجائیگا لہذا ہم ایسی نوکری سے دست بردار ہوتے ہین کہ جس نوکری مین سراسر جان کا خوف
ہی ہمکو تو جان پیاری ہی جان ہی تو جہان ہی یہ مثل مشہور ہی اگر جان نہ رہے اور عزت رہے تو کس کام کی
وہ لوگ جو عزت وآبرو کا خیال کرکے جانین اپنی دیدیتے ہین وہ نہایت نادان ہین سخت بیوقوف ہین
انکو زندگی کی قدر نہین خدانے انکو عقل نہین دی کہ جان کا خیال کرین لڑائی کی جگہ سے فرار ہون دیدہ و
دانستہ اپنے تئین مبتلاے بلاے مرگ نہ کرین یہ باتین کرکے سائیسون سے کہتے تھے جلد ہمارے گھوڑے
کسکر لاؤ وہ پوچھتے تھے حضور اس تاریکی شب مین کہان جائیےگا اب تو دوپہر رات سے زیادہ گذری ہوگی
اتنی رات تیاری جنگ مین بسر کیجیے صبح کو مسلمانون سے لڑنا ہوگا تلوارین صیقل سے صاف کیجیے اور دیگر
آلات حرب وضرب کے درست کیجیے وہ ان بیچارون کو جواب دیتے تھے کہ تم ہمارے محکوم ہو کچھ حاکم
نہین ہو جو ہمسے ایسی باتین کرتے ہو پس جو ہم کہتے ہین حکم ہمارا بجا لاؤ جیون دیراسے باز آؤ ہم اسوقت
براے ہواخوری جاتے ہین قریب صبح تک لشکر مین آجائینگے وہ غریب انکے ماتحت ہونے کی وجہ سے انکے
کہنے پر عمل کرتے تھے جب وہ سوار ہوکر لشکر سے جاتے تھے سائیس کہتے تھے صاحب ہم جانتے ہین کہ اب
آپ نہ آئیےگا اور اگر آئیےگا تو اسوقت آئیےگا کہ جب لڑائی موقوف ہوجائیگی بزدل ان کو کلمات سخت
کہکر لشکر سے نکلکر اپنے اہل وعیال کیطرف چلے جاتے تھے الغرض وہ رات بہادرون کو شوق جنگ وجدال
مین اور تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور بزدل ونامرد تمام شب ہر حیلہ وبہانہ سے جایا کیے جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف وخیال آمد شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق
سے دمبدم عیان ہونے لگا سفیدہ سحر خبر آمد شاہ خاور اہل جہان کو دینے لگا اور ماہ شب افروز جسے شاہ
انجم سپاہ کہتے ہین خوف وخطر شاہ خاور سے پیر فلک سے پناہ لینے لگا مرغان خوش الحان آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزبان بیزبانی حمد اپنے معبود کی کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی غنچے گلشن مین چٹک کر گل ہونے لگے آواز
موذن آنے لگی صداے اللہ اکبر سُنکے عباد براے عبادت الٰہی وادائے نماز سحر خواب سے بیدار ہوکر اٹھنے
لگے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام بھی براے نماز سحر خواب سے بیدار ہوے خادمون نے بڑے

وضو پانی حاضر کیا سجادہ بچھایا بادشاہ موصوف و امیر ثانی نے بعد وضو کرنے کے نماز پڑھی بعد نماز درگاہ
خدا مین واسطے بہبودی امور دینی و دنیوی کے دعا کی پھر جا نماز سے اٹھے لباس و سلاح جنگ سے تنون کو
زیب و زینت دی پہلے امیر ثانی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران سپاہ نے کہ منتظر تشریف
آوری امیر ثانی دربارگاہ پر مسلح و مکمل موجود تھے بصد ادب جھک جھک کر سلام کیا امیر ثانی نے
سب سرداروں کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہو کر دربارگاہ بادشاہ فلک جاہ پر مع جملہ سرداروں کے
گئے اور صف باندھکر کھڑے ہوے ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ حارث بن سعد تخت پر سوار کہار
تخت دوش پر رکھے ہوے تا در بارگاہ لائے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ نے واسطے سلام کے سر
جھکائے نقبا نے باواز بلند کہا ای ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے دیکھا سلام ہر ایک
کا باشارہ لیکر سب کو مسلح دیکھکر خوش ہوے پھر تخت شاہی کے گرد و پیش سرداران لشکر ہوے بعض سرداروں
نے واسطے اپنے فخر و امتحان کے چاہا کہ ہم بجاے کہاروں کے تخت کو دوش پر رکھکر میدان کارزار کی طرف
بادشاہ موصوف کو لیچلین شاہ موصوف نے منع کیا کہ اب مرکبوں پر سوار ہو کر جانب عرصۂ نبرد چلو ایسا نہو
کہ حریف میدان رزم مین مع سپاہ آگیا ہو اور ہم سب کا انتظار کرتا ہو دیر نہ لگاؤ جلد چلو موافق حکم پہلے
امیر ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوے بعد از ان جملہ سرداران سپاہ مرکبوں پر جلد جلد سوار ہو کر جملہ سپاہ
کو ساتھ قاعدہ کے ہمراہ لیکر بادشاہ لشکر کے ہمراہ رکاب قدم بقدم چلے اسوقت بادشاہ کی سواری شان و دبدبہ بھی
کے جانب گلشن میدان کارزار کے جاتی تھی سقے زمین پر برابر آب پاشی کرتے جاتے تھے تا کہ گرد و غبار
نہ اڑے نقبا یہ صدا دیتے جاتے تھے کہ سواری بادشاہ جمجاہ کی ہے ادب قاعدے سے رہو اور قدم بڑھاؤ
اسدم وہ شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام کی وہ لشکر اسلام کا اوج وہ مانند موج دریاے زخار لشکر کا
برابر جانا وہ نسیم سحر کا چلنا وہ تاروں کا دمبدم نہان ہونا وہ تاریکی شب کا گھٹنا وہ سفیدۂ سحر کا دمبدم بڑھنا
وہ شبنم افتادہ سبزہ کا لہکنا وہ میدان مین جابجا گل خودرو کی بہار وہ کوہ شفق کی کیفیت لائق دید تھی جب
سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے مرکب کو روکا بادشاہ و
امیر ثانی ملک ترسی کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس طرف سے
ملک ترسی رو سیاہ بجمعیت سپاہ مع لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو عرصۂ
نبرد مین آیا بادشاہ لشکر اسلام و کثرت فوج اہل اسلام کو دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا اہل اسلام نے
اسقدر ترقی کی ہے کہ حد سے زیادہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لشکر اسلام ہی نظر آتا ہے ہنوز یہ باتین کر رہا تھا خیال
درستی میدان کارزار کا آیا فی الفور اشارہ کیا بیلدار لشکر سے نکلے ادھر سے بھی بمجرد ایماے بادشاہ و امیر
بیلچہ بردار بیلچے کاندھوں پر رکھے ہوے لشکر ظفر اثر سے نکلے درستی میدان کارزار کی کرنے لگے جھاڑی
جھنڈی کاٹ کر زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے اور خس و
خاشاک کو دور کر چکے میدان جنگ سے علیحدہ ہوے اسوقت سقوں نے دونوں لشکروں سے نکلکر مانند
ابر باران کے کثرت آب پاشی سے زمین عرصۂ رزم کو سیراب و تر کر دیا جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے
میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت سپاہ کفار سے کڑکیت اور فوج اہل اسلام سے نقباے خوش تقریر نکلکر
بیچ مین دونوں لشکروں کے کھڑے ہوے پہلے کڑکیت جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہو کے باواز

بلند پکارے کہ ای جوانان شمشیرزن وای دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ دنیا گذرگاہ ہی ایک دن یہانسے گذرنا ضرور
ہی یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو جو بہادرانہ تنہا ہزارون دشمنون سے لڑتے تھے کچھ خوف نہ کرتے تھے وہ اسوقت
کہان ہین اجل سے مجبور ہو کر تہ خاک نہان ہین خاک مین خاک انکی ملگئی ہی استخوان بھی انکے ہونگے ہرچند کہ وہ
خاک ہو گئے لیکن بوجہ بہادر ہونے کے اتبک ذکر انکا زبان پر جاری ہی اور جبتک یہ دنیا باقی ہی نامورون کو
اہل جہان یاد کرینگے جو لوگ بہادر ہونگے وہ انکی دلاوری کا ذکر کرینگے اگر غور سے دیکھو تو وہ صف شکن بعد
مرنے کے بھی زندہ ہین نام انکے اور ذکر انکے اہل جہان کی زبان پر باقی ہین جب وہ لوگ کہ جو مشہور و نامور
تھے باقی نہ رہے تو ہم اور تم کیا سدا زندہ رہین گے ایک دن آخر کار مر جائین گے حکم خداوند سے سوے
عدم جائین گے لہذا تم کو لازم ہی کہ تم بھی مانند اپنے بزرگون کے نام پیدا کرو دلیرانہ لڑو دیکھو آج بہادران
اہل اسلام سے مقابلہ ہی یہ وہ لوگ ہین کہ خداوند ہمارے انسے ناراض ہین اور یہ خداوند سے منحرف ہین انکا
قتل کرنا باعث خوشنودی خداوند ہی خبردار ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا آبرو اپنی بڑھا
کے نہ گھٹانا سر میدان سامنے لاکھون دلیرون کے ذلت اپنی گوارا نہ کرنا ذلیل ہو کر زندہ رہنا اختیار نہ
کرنا بھاگنا میدان مصاف سے قبول نہ کرنا مانند اپنے بزرگون کے لڑنا تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر سے ہرگز منھ
نہ موڑنا بڑھ بڑھکر زخم سنان و نیزہ و تیغ تیز سر و سینہ پر کھانا دلاوری اپنی سب کو دکھانا جہانتک ممکن ہو
سپر نہ اٹھانا وار شمشیر کا بالاے سپر نہ روکنا اپنے سینون کو بجاے سپر تصور کرنا ضرب تیغ اعدا سینون پر روکنا
تم بہادر ہو دلاوری ظاہر کرنا اگر لڑائی مین سیکڑون مسلمانون کو تہ تیغ کر کے زندہ رہے تو ملک ترسی
خوش ہو کر عہدے بڑھائیگا انعام کثیر دیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہو کر عمر تمھاری بڑھا دیگا تقدیر
معقول کر دیگا دنیا مین عزت و آبرو حاصل ہوگی اگر زخمی ہو جاؤگے تو بھی بہادرون مین سند یافتہ ہو جاؤگے
جو کوئی زخمہاے کاری تمھارے تنون پر دیکھے گا یہی کہے گا کہ بیشک تم بہادر ہو یہ زخم کاری تمھاری
بہادری کی گواہی دیتے ہین اگر دست اہل اسلام سے قتل ہو جاؤگے تو بھی اچھے رہوگے دلاورون مین
محسوب ہوگے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤگے نمک حلالون مین شامل ہوگے دنیا مین ذکر تمھاری
بہادری کا ہمیشہ رہیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہونگے کیا عجب کہ تقدیر معقول کرین پھر تمھارے زندہ
کرنے کی فکر کرین گے اور یہ روز بھی قریب ہی یارو اگر عاقل و بہادر ہو تو ہمارے کہنے پر عمل کرنا برعکس ہماری
تقریر کے نہ کرنا ورنہ پچھتاؤگے ذلت اٹھاؤگے ہاتھ سے مسلمانون کے مارے جاؤگے اپنے مالک و
آقا کی نظر سے گر جاؤگے بھاگنے سے عجب عجب ذلتین اٹھاؤگے اور زندہ بھی نہ رہوگے اہل اسلام شیرانہ
بڑھکر تمھین قتل کر ڈالین گے بھاگنے مین عوض نفع کے نقصان جان و آبرو ہوگا نقباے خوش گلو و خوش
تقریر جوانان اہل اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار ای دلیران
ہمت و شجاعت شعار ذرا گوش ہوش سے ہماری تقریر سنو اور تھوڑی دیر ہماری طرف متوجہ رہو کہ ہم
تمھارے نفع کونین کے مقدمہ مین کچھ تمسے کہتے ہین ہرچند کہ ہم عالم و فاضل نہین ہین کہ وعظ مثل انکے
کرین لیکن ہمارا کام یہی ہی کہ ہم جاہل ہو کر اہل خرد کو خاص ایسے وقت مین ہدایت کرین یارو آگاہ ہو
کہ یہ سراے دہر ایک مقام عبرت ہی ہمنے اپنی زندگی مین عجیب عجیب انقلاب دیکھے ہین اور تم سبنے بھی
اکثر انقلاب دیکھے ہونگے یہ فلک جفا جو ہر ایک کا درپے آزار رہتا ہی فکر بربادی و تباہی مین ہر شب و روز

بسر کرتا ہی اسکے ظلم سے بڑے بڑے سلاطین جہان کو صدمے پہونچے ہین بڑے بڑے بہادرون کو اسی ظلم نے
خاک مین ملا دیا ہی دیکھو رستم و زال و سام و نریمان وغیرہ دلاوران مشہور و معروف سے اسنے کیا سلوک کیا
رستم سے سہراب کو قتل کروا ڈالا شغاد سے رستم کو ہلاک کرایا جسکو اسنے تا کا زندہ نہ چھوڑا ہر ایک
نامی و نامور کو خاک مین ملا دیا شاہان اولوالعزم سے بھی بدسلوکی کی انکو مدام سلطنت نہ کرنے دی بعد مرنے کے
انکے نشان قبور بھی مٹائے اب انکی قبرون کا کہین پتہ نہین ایسا انکھین مٹایا کہ ہمو خاک کر کے نشان قبر بھی انکا باقی
نہ رکھا صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ فلک جفا کار ہی اور دنیا مقام عبرت ہی جس گل کو شگفتہ ہوتے دیکھا اسے
پژمردہ بھی ہوجاتے دیکھا جسکو تخت نشین دیکھا اور سنا اسکو ایک روز گوشہ قبر مین بالاے خاک مٹاتے دیکھا ہی اور
سنا ہی آفتاب کو کبھی عروج ہی گاہ زوال ہی ماہ انور کبھی بدر ہی کبھی ہلال ہی وہ حسینان یوسف جمال عدیم المثال جنکے
عشق مین خوبان خوبرو مانند مجنون اور فرہاد کے نالہ کش تھے انکا وہ حسن نہ رہا جوانی مبدل بہ پیری ہوگئی
ہر ایک انسے کراہت کرنے لگا پاس بیٹھنے سے بھی نفرت کرنے لگا ایک دن وہ تھا کہ بسبب جوانی و حسن و جمال
کے ہر شخص مشتاق تھا کہ ہمارے پہلو مین یہ حسینان خوبرو بیٹھ جائین تو دل مضطر کو قرار آجائے یا وہی حسینان
دل آزار و عشاق کش کو جوانون پر مائل دیکھا اور جوانون کو انسے کراہت و بیزاری کرتے پایا بہار جوانی و حسن
کے جانے سے اور خزان پیری کی آنے سے رنگ دگر ہوگیا آخر وہ حسینان مذکور ایک روز خاک مین مل گئے
کسی نے انکی تربت پر پھولون کی چادر بھی نہ چڑھائی ہمیشہ اپنی زندگی مین ہار پھول اپنے پاس رکھتے تھے
پھولون کی خوشبو سونگھتے تھے پھولون مین بسے رہتے تھے دمبدم اپنے لباس مین عطر ملا کرتے تھے انھین حسینونکی
قبرون پر چادر گل نہ دیکھی کبھی کسی دلسوز نے ان خمعرویون کی قبرون پہ ایک شمع بھی روشن نہکی عود کبھی کبھی
قبرون پر مانند دل عشاق کے نہ جلایا جو حسین ٹھوکرون سے اپنے شہیدان جفا کے مرقدون کو پامال کرتے
تھے انھین کی قبرون پہ مردمان رہگذر کو آتے جاتے دیکھا خود انکی قبرین پامال ہوتی دیکھین مفصل حالات عبرت
آمیز کیا بیان کیے جائین خلاصہ یہ ہی کہ بمقتضاے اسکے

نظم

آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
خاک مین مل گیا سب انکا غرور
جاے عبرت سراے فانی ہے
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوے
کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام
مورد مرگ نوجوانی ہے

کل جو رکھتے اپنی فرق پہ تاج
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
تھے جو خود سر جہان مین مشہور
کون ہی گور مین گیا بہرام
صبح کو طائران خوش الحان

پس اے جوانو اس سراے عبرت نشان مین وہ امور نیک کرو
کہ بعد مرگ بھی تم اپنے ذکر و اذکار سے زندہ رہو جس طرح کہ رستم و اسفندیار اس دنیاے ناپائدار سے چلے
گئے اور اب تک بوجہ انکی شجاعت کے لوگ انکو یاد کرتے ہین اور ذکر انکا بہادرون کی بزم مین ہوتا ہی کہ اسطور
سے وہ مر کر بھی گویا زندہ ہین دیکھو آج سامنا کفار نابکار سے ہی تم بھی ایسی بہادری کرنا اور اگر قتل ہوجاو
تو مانند دلیران مذکور کے لوگ تمکو بھی یاد کرینگے اور تم بھی گویا زندہ رہوگے اے بہادر دینی اس سراے عبرت
مین آج ایسا تخم نیکی بو جاو کہ جسکا پھل دنیا و آخرت مین نہایت شیرین کھاو ہمارے نزدیک تخم نیکی سے
بڑھکے کوئی چیز نہین ہی اور اپنے پروردگار حقیقی کو اپنا معبود جانو اسکے پیغمبرون اور نبیون اور وصیونکا اعتقاد درست
مت چھوڑو نہ بدلو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو دشمنون کو اسکے تہ تیغ کرو عنایت خدا سے تم سب موحد و درست

عقائد ہو تو ابصرف مالک و آقا سے وفا کرنا دہ اسوقت معلوم ہوگا سیدان جنگ واسطے سپاہی کے گویا
ایک کسوٹی ہے کھوٹا کھرا اسی جگہ معلوم ہو جاتا ہے نمک حلال و نمک حرام جری و بزدل شریف و غیر شریف کی اسی جگہ
تمیز ہوجاتی ہے خبردار میدان جنگ سے قدم پیچھے نہ ہٹے اگرچہ سر کٹ جائے نقیا جب اس طور سے اور ترکیت
جب جوانان لشکر جانبین کو اچھی طرح آمادہ جنگ کر چکے میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہر ایک بہادر شوق جنگ مین گویا از خود رفتہ تھا ارادہ ہر ایک کا یہ تھا کہ بخوف لشکر حریف مین گھوڑا
ڈالدیجیے جہانتک ممکن ہو کفار کو قتل کیجیے بعد ازان بصد شوق سینہ پر زخم نیزہ و تیر و شمشیر کھا کر جان دیدیجیے
مر کر حیات ابدی پائیے اس عبرت سرا مین نام کر جائیے آخر تو چندروزہ زندگی ہے پھر مرجانا ہے آج ہی مرجائین
سرخرو ہو کر دنیا سے جائین ہنوز بہادران لشکر کا یہ حال تھا ناگاہ حکم شاہان سپاہ سے صفوف میدان جنگ مین
آراستہ ہوسے نگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان قوی بازو سے آراستہ
ہوا ادھر امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے
شقہ علمدار نے کھولدیا اُسکے کُھلتے ہی بوے مشک و عنبر تمام میدان مین ایسی پھیلی کہ دماغ ہر ایک کا بوے
خوش سے معطر ہوگیا اہل اسلام بوے خوش کے آنے سے مشام مین درود پڑھنے لگے اور علم اژدہا پیکر سے یا
امیر ثانی یا امیر ثانی کی مکرر آواز آنے لگی کفار متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ علم عجب علم ہے کہ ہمنے کبھی نہین
دیکھا تھا نہ ایسے علم کا علم تھا ابھی کفار متحیر تھے کہ ملک ترسی کی طرف بھی صف آرائی ہوگئی اسوقت پہلے
ملک ترسی اپنی فوج سے نکلکر اپنے خداوند لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پھر مرکب
کو روک کے باواز بلند کہنے لگا اے امیر ثانی اپنے لشکر سے کسی قوی بازو کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو
کہ تلوار میری تشنۂ خون حریف ہے اور نیام مین بوجہ تشنگی کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے امیر ثانی نے اس کی
گفتگو سنکے جانب دست چپ دیکھا فی الفور شیروی بن شیرویہ صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزہ ثانی سے اجازت جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش حاکم کوہ شفق کے گیا اُسنے سراپا پر
نظر کرکے کہا اے جوان کیا تو اپنی زندگی سے بہت بیزار تھا کہ مجھ سے لڑنے آیا جلد جان دینے کا ارادہ کیا ہے تو
بتا کہ تیرا نام کیا ہے اس بہادر نے جواب دیا اے ملک ترسی آگاہ ہو کہ نام میرا شیروی ہے مین بیٹا
شیرویہ کا ہون قوی پنجہ و قوی بازو ہون تیری جان کے لیے ملک الموت ہون واسطے قبض روح کے تیرے
جلد تر آیا ہون ملک ترسی نے برہم ہو کر تیغۂ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار کہکر مرکب کو اپنے دست
راست پہ پہنچا کر ضرب تیغ تیز سر شیروی پر لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی وار تیغ کا سپر پر روکا بعد روکنے
ضرب مذکور کے خود بھی اس بہادر نے تلوار اسکے سر پُر غرور پر لگائی اُسنے بھی بچا لا کی سپر پر تلوار کو روکا
یون ہی تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار شیروی دست ملک ترسی سے ایسا زخمی ہوا کہ حالت پشت فرس پر
بیٹھنے کی باقی نہ رہی سر چار انگل ضرب تیغ سے شگافتہ ہوا مجبوری سے سر ہرنے پر رکھدیا خون مین نہا گیا
ملک ترسی نے چاہا تھا کہ بڑھکر سر تیغ سے جدا کرے ناگاہ امیر ثانی نے مڑکر اشارہ کیا قمھور بن جمھور
نے بعد اجازت جلد تر پہونچکر نعرہ کیا او نابکار خبردار سر شیروی نہ کاٹنا مین دشمن جان تیرا آپہونچا مجھ سے
مقابلہ کر ملک ترسی اس شاہزادے کے آنے سے سر شیروی کا نہ کاٹ سکا قمھور نے شیروی کو لشکر
مین بھیجدیا یہان اسکا علاج ہونے لگا وہان ملک ترسی نے برہم ہو کر کہا او جوان غضب کیا تو نے کہ میرے

حریف زخم خوردہ کو میرے ہاتھ سے بچا دیا مجکو سر اسکا جدا نہ کرنے دیا خیر اب اسکے عوض سر تیرا کاٹونگا
یہ کہکر وہی تیغہ خونچکان جھپٹکر سر پر لگایا ادھر قہور نے ضرب تیغ بالائے سپر روکی پھر بقہر و غضب
شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تیغ بالائے سپر روکی اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخرکار قہور
نے نہایت برہم ہوکر کہا او نابکار ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ابکی وہ ضرب لگاؤنگا کہ تجکو مع تیرے مرکب
کے چار ٹکڑے کرونگا اسنے ہنسکر جواب دیا اچھا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے قہور نے نہایت قوت سے
سر پر اسکے تلوار لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی چار ٹکڑے راکب و مرکب کا ہونا تو کجا سپر پر ذرا خط بھی نہ
پڑا قہور حیران ہوا اہل اسلام بھی متفکر ہوے اور دل میں کہنے لگے کہ قہور ایسے بہادر نے اس طرح
تلوار لگائی اور حریف کو کچھ بھی ضرر نہوا اہل اسلام متردد تھے کہ ادھر ملک ترسی نے نعرہ کرکے کہا او
قہور اب میری ضرب شمشیر کو روک یہ کہکر تلوار لگائی ادھر قہور نے سپر اٹھائی تلوار اسکی سپر کے دو ٹکڑے
کرکے خود پر آئی اسکو بھی کاٹکے کاسۂ سر میں در آئی پیشانی تک اُتر آئی ادھر اس دلیر نے دستانہ مارا
تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن خون میں سراسر تر ہوگیا ضعف سے غش آنے لگا حواس بجا نہ رہے دست و
بازو میں قوت نرہی اسی حالت میں ملک ترسی نے بڑھکر ہاتھ اپنا حلقۂ زنجیر کمر میں ڈالکر پشت فرس سے
اٹھاکر ملک اردوان کوہی اپنے عیار کے حوالہ کیا وہ حباب بیہوشی مارکر طوق و سلاسل میں گرفتار
کرکے لیگیا اہل اسلام کو صدمہ ہوا ملک ترسی نے بعد گرفتار کرنے قہور کے باواز بلند کہا ای امیر ثانی
اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کرو امیر ثانی نے مڑکر دیکھا فوراً مقبول
بن عادی نے دلیرانہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بادشاہ و امیر سے اجازت لی پھر سامنے حریف مذکور
کے جاکر کہا او نابکار تلوار لگا فنون سپہ گری دکھا اسنے بعد تھوڑی دیر کے اسکو بھی زخمی کیا اور چاہا کہ مانند
قہور کے اسکو بھی گرفتار کرے ناگاہ باشارۂ امیر ثانی ابراہیم بن مالک اشتر نے مرکب جولان کرکے
مقبول بن عادی کو شر حریف سے بچاکر لشکر میں بھیجدیا ملک ترسی نے برہم ہوکر تلوار لگائی اس
جری نے تلوار اسکی اوپر سپر کے روک کے خود بھی اسپر شمشیر آبدار لگائی اسنے بھی تلوار ابراہیم کی سپر پر
روکی یونہیں تادیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو لشکر لڑائی دیکھا کیے انجام کار ملک ترسی نے تیغۂ خونچکان
کو چمکاکر کہا ای جوان ابکی مرتبہ وہ ضرب لگاؤنگا کہ تیرا جانبر ہونا دشوار ہوگا ابراہیم نے جواب دیا خدا حافظ
حقیقی ہے وہی مجکو تیرے شر سے بچائیگا تو بلا تامل وار کر اسنے نام خدا کو سنکے نہایت برہم ہوکے اسطرح تیغہ آبدار
وگرانبار لگایا کہ سپر کے دو ٹکڑے کرکے خود کو کاٹ کے سر پر پہونچا وہاں سے تا جبین اترا آگے بڑھنے کا ارادہ
کیا تھا کہ ابراہیم نے دلیرانہ ہیجواس ہوکر دستانہ مارا تیغہ جھٹکر سر سے تو نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے
ہویدا ہوئی سر شق ہوگیا ابراہیم نے سر کو باندھکر حالت زخمداری میں یہ بہادری کی کہ اسپر شمشیر آبدار
لگائی اسنے سنکر اس تلوار کو بالائے سپر روک لیا ادھر ابراہیم کو فرط ضعف سے غش آنے لگا ادھر
ملک ترسی نے ملک اردوان کوہی وغیرہ سے باشارہ کہا اس جوان کو مانند قہور کے گرفتار کرو میں اسکو
زین فرس سے اٹھائے لیتا ہوں یہ اشارہ کرکے آگے بڑھا ادھر سے گرگ تیز دندان تھوڑے
سواروں کے ہمراہ مع ملک اردوان کوہی عیار کے آگے بڑھا یہ حال دیکھکر ادھر سے بھی باشارۂ امیر
ثانی چند سرداران سپاہ آگے بڑھے اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم ہنوز ملک ترسی

نے ابراہیم کو زین فرس سے نہ اٹھایا تھا کہ ادھر سے سرداران مذکور اور ادھر سے بلک
اردوان کوہی اور گرگ تیز دندان وغیرہ ہونچے اور چاہا کہ ابراہیم کو گھوڑے سے کھینچکر گرفتار
کرلین سرداران لشکر اسلام سد راہ و مانع ہوے گرگ تیز دندان غصہ سے ہونٹھ چباکر اینر حملہ در ہوا
تلوار سر پر ایک سردار کے لگائی اسنے روک کر اسکو شمشیر سے زخمی کیا سواروں نے گرگ کو زخمی دیکھکر یکبارگی
حملہ کیا اور ان سرداروں کو گھیر لیا چاہا قتل کیجیے ادھر سے بحکم امیر ثانی کچھ سوار اور ایک سردار انکی مدد کو
روانہ ہوے ملک ترسی نے یہ حال دیکھکر اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ ابراہیم اور ان چند سرداروں کو قتل
کرو سر انکے کاٹ کر بادولت کے روبرو لے آؤ فوج ضلالت اثر مانند طوفان عظیم کے جانب ابراہیم
بن مالک اتے دیکھکر امیر ثانی نے بھی اپنے تمام لشکر کو آگے بڑھنے کو فرمایا حسب الحکم لشکر ظفر اثر بڑھا
جب دونون لشکر مانند دو دریاؤن کے ساتھ جوش و خروش کے باہم مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی ابراہیم بن مالک کو عین گرمی جنگ مین عیار جنگاہ سے قیام گاہ سپاہ پر لے گیا اور گھوڑے
سے اتار کر خیمے مین لیجا کر فرش پر لٹایا پھر جراحون کو بلا کر کہا انکا علاج بخوبی کرو وہ سرگرم علاج ہوے
یہان تو ابراہیم و شیروی اور مقبول بن عادی کا علاج ہو رہا ہے مگر اب حال میدان جنگ کا لکھا جاتا
ہے کہ جب تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کشت و خون بکثرت ہونے لگا جوے
خون عرصہ جنگ مین روان ہوئی دلیران جنگجو نعرے شیر آسا کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیرون کا مینھ
برسنے لگا برق شمشیر ہر طرف میدان جنگ مین چمکنے لگی ڈھالین مانند سیاہ گھٹا کے بلند ہوئین زمین پر تھماے
اجسام دلیران سے بارش خون ہونے لگی کثرت صداے بزن و بگیر دلیران سے شور و غل ہوا گھوڑون
کے دوڑنے سے زمین میدان رزم کی ہلنے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہر چند سیکڑون سوار جانبین کے قتل ہوے
لیکن کوئی لشکر کسی سپاہ سے پسپا نہوا ملک ترسی نے حرارت آفتاب سے پریشان ہو کر دوپہر تک خو
اہ کے طبل آسائش بجوادیا جب صداے طبل بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ کفار ہمراہ
ملک ترسی بلاس پوش لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوے ادھر تمام اہل اسلام جنگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ
اسلام و امیر ثانی عالی مقام فرودگاہ سپاہ پر آئے ہر ایک اعلے ادنی مرکبون سے اتر اتر کر سلاح جنگ تن سے
دور کرکے بارگاہ و خیام مین استراحت پذیر ہوا اس جنگ مغلوبہ مین دس ہزار سوار دونون طرف کے
قتل ہوے اور بہت سے زخمی ہوے ادھر حکم ملک ترسی سے لاشے کفار کے اٹھنے لگے ادھر فرمان
امیر ثانی سے خدام لاشے اہل اسلام کے میدان کارزار سے اٹھا اٹھا کے موافق حکم شریعت غسل و کفن
دیکے دفن کرنے لگے تا شام لاشے دفن ہوے جب شاہ انجم سپاہ تخت لاجورد فلک پر جلوہ گر ہوا اور
آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف دلیران جنگجو سے لرزان و ترسان جانب مغرب جا کر پنہان
ہوا ملک ترسی نے دربار مین تخت پر بیٹھکر بادہ تند پیکر عالم نشہ مین کہا اے ملازمان بادولت ہمارے
لشکر فیروزی اثر مین طبل جنگ بجواؤ آج کو تین سرداران لشکر امیر ثانی کو ایسا زخمی کیا ہے کہ وہ جانبر نہونگے
اور ایک سردار کو زخمی کرکے اسیر کیا ہے کل قیامت برپا کرونگا چیدہ و منتخب سرداران لشکر امیر ثانی
کو قتل و اسیر کرونگا صبح سے تا شام لڑونگا یہ حکم دیکر خاموش ہوا ملازمون نے فی الفور طبل جنگ بجوایا
جب لشکر مین صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی معین و مقرر تھے

وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین بلند پاکے فوراً خدمت **امیر ثانی** مین حاضر ہوے اور زمین ادب کو بوسہ
دے کے عرض کیا اسوقت **ملک ترسی پلاس پوش** نے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اس بد اندیش
کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے آتش جنگ کو شعلہ ور کرے سواے اس شر کے خیریت ہے **امیر ثانی**
نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام حکم دیا کہدو ہمارے **لشکر مین بھی** بامید اعانت خداوند عالم نقارۂ جنگی بجایا
جائے جو بہبودی و خرابی کاتب قدرت نے لوح پیشانی پر تحریر کی ہے وہی پیش آنی ہے ہرکارون نے بارگاہ
کے باہر جاکر نقارہ نوازون کو حکم **امیر ثانی** سے آگاہ کیا انھون نے حسب قاعدہ **عمرو ثانی** کو چند اشرفیان
نذر دے کے چوب اٹھا کے نقارۂ رزمی پر لگائی صداے نقارۂ جنگی اسقدر بلند ہوئی کہ تا گنبد آسمان گئی
کفار و اہل اسلام طبل و نقارۂ جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوے کہ پھر صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی دلیران کفار
یہ خیال کرکے اپنے اپنے آلات حرب کی درستی کرنے لگے اور جو لوگ لشکر **ملک ترسی** مین بزدل و
نامرد تھے اور وقت جنگ لشکر سے چلے جاتے تھے اور بعد جنگ پھر چلے آتے تھے انکا یہ حال ہوا کہ طبل جنگ
بجتے ہی خوف جان سے از حد پریشان خاطر ہوے دست و پا مانند صاحب مرض رعشہ کے کانپنے چہرے
برنگ زعفران خوف سے زرد ہو گئے کوئی بزدل کسی نامرد سے کہنے لگا برادر کل وقت سحر پھر دشمنون
سے مقابلہ ہوگا میدان مین تلوار چلے گی کشت و خون بہت ہوگا لاش پر لاش لشکریون کی گرےگی زمین عرصۂ
جنگ خون کشتگان سے گلرنگ ہوگی بلکہ جوے خون میدان مصاف مین بہے گی اکثر مقتولون کے سر و تن
مین جدائی ہوگی تن بے سر خاک پر پڑے رہین گے ہنگام جنگ مغلوبہ پامال سم اسپان ہونگے بہت سے
کاسۂ سر دلیرون کے گھوڑون کے سمون اور پیدلون کی ٹھوکرون مین آئین گے عجب انقلاب ہوگا
پاؤن سے سر شکستہ و پامال ہونگے ان مقتولون کے سرون پر کوئی رحم نہ کریگا کوئی کشتون کو غسل و کفن دیکر
دفن بھی نہ کریگا جانوران صحرا گوشت ان بیچارون کا خوب کھائینگے ہڈیان چبائین گے افسوس ہزار
افسوس اُن جوانان مقتول پر کوئی نہ روئیگا کسی کو انکے جوان قتل ہونیکا ذرا بھی صدمہ نہوگا جوانی
ان کی خاک مین ملجائیگی جان جائیگی کسی کو کچھ خیال بھی نہوگا لہذا ہم تو ہرگز ہرگز میدان جنگ مین نجائین گے
حریفون سے مقابلہ نہ کرینگے نوکری ہمنے اسواسطے نہین کی ہے کہ واسطے چار روپیہ کے جان عزیز اپنی دیدین
اور گلشن دنیا کو چھوڑ کر سوے عدم جائین دیدہ و دانستہ خاک و خون مین ملجائین اہل و عیال ہمسے چھوٹ
جائین وہ ہمارے ماتم مین روئین صف ماتم بچھائین ہمنے تو محض اس خیال سے نوکری کی تھی اور ڈھال
تلوار باندھی تھی کہ ہر مہینے تنخواہ پاکر اہل و عیال مین اپنے جاکر بعیش و راحت زندگی بسر کرینگے یہان
تک خوف جان جانے کا ہے ایسی نوکری کو سلام ہے ہم اسی وقت سے اپنے اہل و عیال مین جاتے
ہین باز آئے ایسی نوکری سے کہ جس نوکری سے جان جائے جسم نازک پر زخم تیر و خنجر و شمشیر کھائین
آہ آہ خیال ذکر زخمہاے کاری و مرگ سے دل بیتاب ہو گیا دیکھو دست و پا مانند صاحب تپ لرزہ
کے کانپتے ہین بے اختیار ہم گرے پڑتے ہین ذرا ہمکو سنبھالو فرش پر لٹا دو سینہ گھبرا گیا ہے پنکھے سے ہوا دو
تاکہ غش نہ آجائے سوا اسکے اور کچھ ایسی باتین کرو کہ خیال جنگ و مرگ دل سے نکل جائے موت کو بھول
جائین حالات جنگ و جدال کو فراموش کرین ہم وہ ہین کہ ہمارے والدین نے ہمکو نہایت ناز و نعمت
سے پرورش کیا ہے یہ زندگی ہمنے ناچ دیکھنے اور عیاشی کرنے اور نشہ مین اور سیر و تماشہ مین بسر کی ہے

کبھی فنون جنگ کسی سے نہین سیکھے کبھی کسی پر تلوار نہین لگائی خونریزی پر طبیعت مائل نہوئی کیونکہ قتل کرنا کسی کا
اچھا نہ سمجھے بلکہ گناہ کبیرہ سمجھے اگر کسی نے ہزار جوتیان بھی گن کے لگائین تو سر جھکائے کھڑے رہے اور یہی اپنے دشمن سے
کہا کیے کہ اور جوتیان لگاے ہم تجھسے نہ بولینگے ہرگز نہ لڑینگے کیونکہ خونریزی کام جلادونکا ہے ہم جلاد اور پاجی نہین
ہین قوم شریف سے ہین لڑنا حجت و تکرار کرنا مارنا پیٹنا برا جانتے ہین مار کھانیکو اپنا فخر سمجھتے ہین ای برادران ہمنے کبھی فصد
تک فساد سے بسبب خوف کے نہین کھلوائی بلکہ کسی نے فصد لی ہے تو ہمنے منھ پھیر لیا ہے اور خون نکلتے نہین دیکھا ہے
کیونکہ خون ہمارا بہت ہلکا ہے اگر کسی جانور کو اتفاق سے ذبح ہوتے دیکھ لیا ہے تو ہمین غش آگیا ہے جب یہ رنگ نزاکت ہمارا ہے
تو ہم میدان جنگ مین کیا جائین لاشونکو تڑپتا ہوا کیونکر دیکھین حریفون سے کیا خاک لڑین وہ نامرد اسکی تقریر سنکے کہتا
تھا تم بیشک سچ کہتے ہو ہمارا ابھی یہی حال ہے جو تمنے بیان کیا ہم بھی تمھارے ساتھ اس لشکر سے نکلکے اپنے اہل و عیال مین چلین گے
اسیطرح سب بزدل و نامرد ایسی ہی باتین کرکے تاریکی شب مین لشکر سے نکلکر جانے لگے ادھر اہل اسلام کہ سب دلیر و جوانمرد
تھے سامان جنگ کرتے جاتے تھے تلوارونکو صیقل سے آبدار کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ شب نہین معلوم شب آخر
حیات ہے یا ابھی ہماری زندگی باقی ہے غنیمت جانو اس رات کو نہین معلوم صبح کو کیا ہو کفار سے لڑائی ہوگی جنگ عظیم ہوگی
زندہ رہین یا نہ رہین جو کچھ باتین کرنا ہون کرلو ہمسے بغلگیر ہو ہماری خطا و تقصیر کو عفو کرو یہ کہکر باہم گلے مل کے
ہر ایک اپنی خطا دوسرے سے عفو کراتا تھا اور کہتا تھا واقعی صبح کو حریفون سے لڑنا ہے جنگ دو سردارو
مشہور ہے نہین معلوم کیا ہو مگر یہ ہم کہتے ہین کہ ہم بھاگنے سے جنگاہ مین قتل ہو جانے کو اچھا جانتے ہین عزت
و آبروے مرد سپاہی کی اسی مین ہے کہ جنگاہ سے قدم پیچھے نہ ہٹائے حریف کو پشت نہ دکھلائے زخم سنان و خنجر و
شمشیر و تیر کھائے کبھی نہ گھبرائے خیال بھاگنے کا کبھی دل مین نہ لائے لہذا ہم تو دلیرانہ لڑینگے تم بھی مانند ہمارے
لڑنا اعدا کو تہ تیغ کرنا ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا الحاصل انھین باتونمین اور تیاری جنگ مین
شب بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ سفیدۂ سحر جانب مشرق سے فلک پر نمایان ہوا اندھیرا شب کا غلبۂ نور
سحر سے پوشیدہ و پنہان ہونے لگا ستارے دریاے فلک مین ڈوبنے لگے رخ ماہ پر سفیدی ظاہر ہونے لگی
طائران خوش الحان آشیانون سے نکل کر حمد و ثناے الٰہی کرنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے
جملہ اہل اسلام نے بعد وضو بخضوع و خشوع نماز سحر پڑھ کے درگاہ الٰہی مین اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی
کے واسطے دعا کی پھر مسلح و مکمل ہوکے دربارگاہ **امیر ثانی** پر آئے ناگاہ **امیر ثانی** مثل آفتاب کے
مشرق بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سردارون اور سوارون نے موافق قاعدہ سلام کیا **امیر ثانی** نے
سب کو جواب سلام کا دیکر اور انکو ہمراہ لیکر دربارگاہ فلک جاہ بادشاہ لشکر اسلام پر گئے اور انتظار
تشریف آوری بادشاہ موصوف کا کرنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ جمجاہ **تخت** پر سوار کہار یان
خوبرو رنگین لباس دوش پر تخت اٹھائے ہوئے تا در بارگاہ لائین وہانسے کہارون نے اونسے تخت
کو لیکر اپنے دوش پر مثل بار اعمال نیکی کے رکھا نقیبون نے بعد ادا ے ثنا و دعا باواز بلند کہا شہنشاہ
زمانہ روبرو **حارث بن** سعد نے ملاحظہ فرمایا **امیر ثانی** و جملہ سردارون وغیرہ نے موافق قاعدہ
جھک جھک کے سلام کیا شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا علی قدر مراتب لیکر اشارہ جانب رزمگاہ
کے چلنے کا کیا سواری بڑھی جملہ سردار زمین و پیادہ سواری چلے شاہ موصوف نے فرمایا ای **امیر ثانی**
مرکب پر سوار ہو جیسے پیادہ نہ چلیے حسب الارشاد بادشاہ **امیر ثانی** مرکب پر سوار ہوے پھر جملہ سردار

مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ اپنے لشکر کے دلیرانہ چلے فوج ظفر موج سوے جنگگاہ ہمراہ رکاب بادشاہ چلی بعد قطع راہ سواری بادشاہ رزمگاہ مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے اپنے مرکب کو روکا بادشاہ اور امیر ثانی انتظار ملک ترسی پلاس پوش کا کرنے لگے ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کا نہ گذرا تھا کہ ادھر سے ملک ترسی پلاس پوش نہایت کبر و نخوت سے مع لشکر کثیر میدان مصاف مین آیا پہلے سوافق دستور درستی میدان جنگ ہوئی پھر دونون جانب حسب لخواہ صف آرائی ہوئی بعدہ کرڈکیت اور نقبا دونون لشکرون سے نکل کر درمیان دونون فوجون کے کھڑے ہوے پہلے کرڈکیتون نے جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہا کہ ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلاوران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیاے دون مقام گذر جانے کا ہی یاد کرو تم اپنے رفقا اور ساتھیون کو جو کل تمھارے ساتھ تھے اور یہان تمھارے ساتھ اہل اسلام سے لڑے تھے آج وہ کہان ہین نام انکے یاد ہین صورتین انکی نظر سے نہان ہین کیا وہ لوگ بہادر تھے کہ اس میدان مین دشمنون سے لڑکر سرخرو ہوکر دنیا سے چلے گئے آج تم مانند انھین بہادرون کے اہل اسلام سے لڑنا دیکھو ارادہ گریز نہ کرنا عزت و آبرو اپنی خاک مین نہ ملا دینا بعد انکے نقبا جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے بے اعتباری حیات اور مذمت دنیاے فانی مین یہ اشعار عبرت آمیز باواز بلند زبان پر لاکے انکو آمادۂ جنگ و جدال کرنے لگے

اشعار

پس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
گلست خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
طمع مکن کہ در وبوی مہربانی نیست
چہ حاجت ست عیان را باستماع و بیان
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
دل ای رفیق برین کاروانسرای مبند

درخت قد صنوبر خرام انسان را
ولی امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل چو مست مرد پیش
کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
کہ خانہ ساختن آئین کاروانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادۂ جوانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
کدام باد بہاری وزید در آفاق
بہای دولت پیروزہ زندگانی نیست

لہذا ای جوانان شور شعار و ای دلیران نامدار اپنی عزت و آبرو کا خیال کرو آخر ایک روز مرنا ہی آج ہی دشمنون سے جنگ رستمانہ کر کے مرجاؤ دنیا مین نام کر جاؤ دیکھو اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو نہ کھونا قدم بڑھا کر پیچھے پاؤن نہ ہٹانا سپاہی بہادر و عاقل وہی ہی کہ اپنے حریفون سے لڑ بھڑ کر زخمہاے کاری کھا کر حق نمک اپنے مالک کا ادا کر کے دنیا سے جاے جب کرڈکیت اور نقبا جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جنگ کر کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ دلاوران ہر دو سپاہ شوق عروس جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے بار بار چاہتے تھے کہ مرکبون کو جولان کر کے لشکر حریف پہ گرکے دشمنون کو تہ تیغ کرین جلد لڑ بھڑ کر مرجائین دنیا مین کچھ نام کر جائین ہنوز دلاوران ہر دو سپاہ لڑنے اور مرنے پہ آمادہ تھے ناگاہ ملک ترسی پلاس پوش اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکر میدان کارزار مین آیا اور باواز بلند کہنے لگا ای امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کی بھیجو امیر ثانی نے اسکی تقریر سنکر مڑ کے دیکھا فی الفور صف لشکر سے ایک دلیر مسمی خونریز آہن کلاہ نکلا اور بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی سے اذن جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش کے گیا اُسنے پوچھا ای اجل رسیدہ کیا نام ہی اسنے اپنا نام بتایا اُسنے کہا کیا تو بیخوف و خطر میرے مقابلہ کو چلا آیا کچھ مجھ سے خوف نہ کیا اس بہادر نے جواب دیا تو کیا ہی جو مین تجھ سے ڈرتا تجھ جیسون کو مین نے بارہا قتل کیا ہی آج تجکو بھی قتل

کرونگا خالی ہاتھ میدان جنگ سے نہ جاؤنگا اگر خدا نے چاہا تو تیرا سر کاٹ کر میدان جنگ سے لیجاؤنگا ملک ترسی اسکی گفتگو سنکے نہایت برہم ہوا بے تامل تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار کہکر سر پر اس بہادر کے لگایا اُسنے سپر اٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود آہنی پر آیا اسکے بھی دو ٹکڑے کرکے کاسۂ سر مین در آیا وہان سے آگے بڑھکر تا پیشانی آیا تھا کہ خونریز نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن سر دو پارہ ہوگیا خون سر سے مانند آب جاری کے بہنے لگا ہمہ تن خون مین تر ہوگیا سر گردن پر فرس کے رکھدیا جبتک اس طرف سے کوئی سردار بچائے اُسنے بڑھکر حلقۂ زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دے کے پشت فرس سے اٹھالیا خونریز بوجہ زخم کاری کے بیہوش ہوگیا تھا ملک ترسی نے اپنے عیار کے حوالے کیا اُسنے لیجاکر طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور جس جگہ قمہور بن جمہور تھا اسی جگہ اسکو بھی قید کیا بعد گرفتار ہونے خونریز آہن کلاہ کے ملک ترسی نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک اور سردار نامی اسکے مقابلہ کو گیا ملک ترسی نے اسکو بھی زخمی کیا اور مرکب سے اٹھاکر ملک اردوان کوہی کے سپرد کیا اسی طرح تا شام بیس سرداروں کو زخمی اور اسیر کیا دوسرے روز پھر میدان مین آکر چند سرداروں کو زخمی اور اسیر کرکے طبل بازگشت بجوا کے میدان سے چلا گیا راوی بیان کرتا ہو کہ سات روز کے زمانہ مین قریب ساٹھ سرداران نامی کے ملک ترسی نے زخمی اور اسیر کیے بعد سات روز لڑنے کے آٹھوین روز ملک ترسی نے طبل جنگ نہ بجوایا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج شب کو ایسی بزم طرب آراستہ کرو کہ جو بزم جمشید سے بھی اکثر تکلفات وخوبیون مین بہتر ہو کیونکہ ہم بادہ خواری سے لطف اٹھائینگے اور رقص ونغمہ نازنینان سے حظ حاصل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم اسیطور سے بزم طرب آراستہ کی اس بزم عیش وعشرت کی مفصل تعریف تو ممکن نہین لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضائے

نظم

وہ زمرد کے خوبصورت جام
عطر دانون مین عطر مشک تتار
روشنی سے تھی بزم چرخ خجل
میوہ میوہ تھا باغ جنت کا
تھے وہ گلدستون کے جاب کہین
ماہ کو بھی ہوا تھا بس سکتا

کونڈے الماس کی وہ نور انگیز
جنکو مینائے چرخ تاکے مدام
اوٹے بچھونوں کی تھی جو کچھ نوائے
نور سے بھر گئی تھی وہ محفل
تھالیان لعلون کی وہ نادر کار
وہ ظروف پُر آب وتاب کہین
چاندنی شرمسار ہوتی تھی

آب یاقوت رنگ سے لبریز
کشتیون مین گلو-یون کی بہار
حسن سے وہ ہوا کے رخنہ لگائے
ڈالیان میوون کی تھین وہ ہجا
کہین سیخین کباب کی تیار
یہ قرینہ جو اس جگہ پہ ہوا
صدقے فصل بہار ہوتی تھی

جب اس طرح بزم عشرت آراستہ ہوئی ملک ترسی پلاس پوش ہنگام شب بزم مذکور مین آکر بالائے تخت بیٹھا لاجورد شاہ بھی آکر دوسرے تخت پر بیٹھا صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو بھی بصد زینت بزم طرب مین متمکن ہوا سوائے ان بیدینون کے جملہ اہل دربار علی قدر مراتب آکے دربار مین بیٹھے لاجورد شاہ نے چہار طرف بزم طرب کو خوب آراستہ دیکھکر تعریف کی ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند چونکہ مجکو سرداران لشکر اسلام کی اسیری وگرفتاری سے بدرجہ کمال خوشی کرنا منظور تھا اسوجہ سے یہ بزم طرب اس عنوان سے آراستہ کرائی گئی ہے اب جس روز حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کو زخمی و اسیر کرلونگا اس سے بہتر جشن کرونگا یہ کہکر ساقیون کو طلب کیا حسب الحکم ساقیان خوبرو حاضر ہوئے شیشہ و صراحی مے اٹھاکر جام یاقوت وبلورین مین ہر ایک اعلے ادنی کو شراب پلانے لگے ملک ترسی نے

شراب پی کر ساقیون سے کہا یہ شراب اچھی تو ہی مگر بہت تیز نہین ہی ہمین شراب تیز پلاؤ ساقیون نے عرض کیا
کہ شراب دو آتشہ میخانہ مین ہی اور میخانہ بیرون بزم عشرت ہی فدوی جا کر ابھی لاتے ہین یہ عرض کرکے دو تین ساقی
تو بزم طرب مین موجود رہے اور ایک ساقی کو مانند شراب تند کے تیز تر جانب میخانہ مذکور حلم حا کم
کھینچتا لیگیا حال اس ساقی کا تو آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال بارگاہ امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جس روز ملک
ترسی نے بزم عشرت آراستہ کی تھی اس طرف بادشاہ لشکر اسلام دربار مین بعد فراغ نماز مغرب مین تشریف
لاکر بالائے تخت حکومت جلوہ فرما ہوے تھے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر موجود تھے بصد ادب اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے تھے عیاران لشکر اسلام بھی علی قدر مراتب استادہ تھے عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھے
تھے یکایک بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے فرمایا ہرکارون سے معلوم ہوا ہے کہ
آج ملک ترسی نابکار نے بزم عشرت آراستہ کی ہی خوشی اسکی ہی کہ قریب ساٹھ سرداروں کے زخمی اور
اسیر کیے ہین اور اکثر سرداران لشکر اسلام چیدہ و منتخب اسیر و زخمی ہوے ہین نہین معلوم کس وجہ سے ایسے
نامی سردار اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی و اسیر ہوے یہ وہ سردار ہین کہ ملک ترسی کی تو کیا حقیقت
ہی ظاہر اک حقیر و کم قوت ہی اگر عفریت بھی انسے مقابل ہوتا تو اسکو بھی یہ سردار شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے
کرتے یہ سرداران نامدار ایسے نہ تھے کہ ملک ترسی ایسے حقیر شخص سے یون زخمی و اسیر ہوتے ہمنے غور
سے ہر ایک سردار کو اس سے لڑتے ہوے دیکھا جب ہمارے لشکر کے سردار نے بقوت تمام تر تلوار اسکے
سر پر لگائی ذرا بھی تلوار نے نہ کاٹا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شئے ایسی ملک ترسی کے پاس
ہی کہ وہ ایسے ایسے نامی سرداروں پر غالب ہوا اور کسی سے مغلوب نہوا بس ہم چاہتے ہین کہ ہمارے
لشکر سے کوئی عیار جائے اور کسی تدبیر سے دریافت کر آئے کہ ملک ترسی کے پاس کیا چیز ہی کہ اسکے سبب سے
وہ اتنی لڑائیون مین غالب رہا ہر لڑائی مین چند سرداران نامی زخمی کر گیا ہی یا انھین اسیر کرکے لیگیا ہی یہ فرماکر
خاموش ہوے امیر ثانی نے عیارون کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تمنے سنا جو ظل اسد جہان پناہ نے فرمایا
پس تم مین کون ایسا عیار فن عیاری مین کامل و اکمل ہی کہ بفن عیاری اس شئے سے آگاہ کرے یا اسے ملک
ترسی سے لائے جسکی وجہ سے وہ ہمارے سردارون پر بوقت جنگ غالب ہوا ہی ہنوز امیر ثانی یہ فرماکر
خاموش ہوے تھے کہ اپنی جگہ سے چالاک ثانی اور رضوان بن عمرو وغیرہ چند عیار دست بستہ آگے بڑھکر
عرض کرنے لگے ای امیر با توقیر ہم جاتے ہین اور اس عقدۂ لاحل کو حل کرکے ابھی آتے ہین امیر ثانی نے
فرمایا تم مین سے جو کوئی عیار اس شئے کے حال سے ہمین آگاہ کریگا یا اس شئے کو ملک ترسی سے کسی عنوان سے
لے آئیگا ہم اسے انعام کثیر دینگے مالامال کر دینگے عمرو ثانی نے جو ذکر انعام و مال کثیر کا سنا منھ مین لالچ سے پانی بھر آیا
بیتاب ہوکر کرسی مذکور سے اٹھکر باادب تمام عرض کرنے لگا ای امیر ثانی ان عیاران نالائق سے ہرگز اس
کام کا انصرام نہوگا یہ نادان جھوکرے ہین انکو اس عیاری مین مطلق تمیز نہین ہی وہان یہ جاکر کیا کار نمایان
کرینگے سوائے میرے اور کوئی عیار اس کار دشوار کا انصرام کر نہین کرسکتا اسمین مجھکو ایک شب کی مہلت دیجائے
اور زر انعام جو تجویز کیا ہو یا تو ابھی سرکار سے مرحمت ہو یا جمع کر دیا جائے امیر ثانی نے جواب دیا قبل انصرام کار
انعام نہ دیا جائیگا ہان زر انعام جمع کر دیا جائیگا عمرو ثانی یہ سنکے خوش ہوا چالاک ثانی وغیرہ عیار
طرز گفتگوے عمرو ثانی سنکے کچھ عیار بخوف و لحاظ بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی اپنے دل مین اور بجلے ہنستے

آہستہ کہنے لگے کہ ہمکو نادان اور بیچ کرتے کہتے ہین عیاری مین مقابلہ کرین تو حال کھل جائے مشہور ہی اونچی دوکان
پھیکا پکوان عیاران لشکر تو باہم گفتگو کر کے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے لیکن عمرو ثانی بارگاہ سلیمانی سے نکل کے
جانب لشکر ملک ترسی بشکل قلندر روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا دیکھتا بھالتا اہل لشکر سے ہمکلام ہوتا ہوا سمت
میخانہ گیا ہرچند چاہا کہ در میخانہ پر بیٹھے اور منتظمان میخانہ کو کسی طور سے بیہوش کرے لیکن ممکن نہو اکسی نے باوجود
طلب ساغر مے ایک قطرہ بھی شراب کا نہ دیا اور قریب میخانہ بھی بیٹھنے نہ دیا کیونکہ وہان انتظام عیار ملک
اردوان کو ہی کا تھا عمرو ثانی مجبور ہو کر وہان سے پلٹا تھا کہ اثناے راہ مین دیکھا ایک ساقی
ایک کشتی مے جسمین کئی صراحیان اور شیشۂ مے مع جام و ساغر یاقوت و الماس نہایت عجلت سے لیے ہوے
جانب بزم عشرت جاتا ہے بہت گھبرایا ہوا ہے خود بھی کہتا جاتا ہے دیر زیادہ ہوئی ہے دیکھیے ملک ترسی خفا
ہوتا ہے یا کوئی سزاے سخت دیتا ہے عمرو ثانی نے اسے آتے دیکھکر سیدان مین اور کسی کو نہ پا کر ٹھہر گیا جب
وہ قریب آیا پوچھا بابا یہ کشتی مے کہان لیے جاتا ہے کچھ شراب اسمین سے ہم فقیرون کو بھی دیگا تیرا بھلا ہوگا
اُسنے جواب دیا اے قلندر یہ شراب نہایت تند و تیز ہے ملک ترسی کیواسطے حسب الطلب لیے جاتا ہون اسمین سے
تو نہ دونگا لیکن اور شراب وہانسے واپس آکے ضرور دونگا تم میرے واسطے دعا کرو کہ بادشاہ مجھپر عنایت
کرے کیونکہ بادشاہ نے مے تند طلب کی تھی اور مجکو دیر لیجانے مین ہوئی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے قلندر نے جواب
دیا بابا کیون عتاب بادشاہ سے خائف ہے مین تجکو ایسی ایک شی دیتا ہون کہ اسکی وجہ سے بادشاہ تیرا تجھ
سے ہرگز ناراض نہوگا بلکہ خوش ہو کر انعام کثیر دیگا اُسنے خوش ہو کر کہا شاہ جی معلوم ہوا کہ تم صاحب کمال ہو
وہ شئے جو عتاب بادشاہ کو مبدل بمہربانی کر دے جلد مجھے دو اسکے عوض مین ایسی شراب پلاؤنگا کہ تمنے اپنی
زندگی مین کبھی نہ پی ہوگی اور جو انعام سرکار شاہی سے مجھے ملیگا اسمین سے بھی مین کچھ پیش کرونگا قلندر مذکور
نے یہ سنکے ایک چھوٹی سی شیشی اپنی جھولی سے نکالی اور کہا بابا دیکھو اسمین عطر ہے اس عطر کی یہ خاصیت ہے اور اسمین
یہ اثر ہے کہ اگر بو اسکی مشام دشمن تک بھی پہونچے تو وہ دوست دلی ہو جائے آ مین تیرے لباس مین تھوڑا سا
لگادون جب وہ قریب آیا قلندر نے عطر مذکور کسی قدر اسکے لباس مین لگا کر شیشی عطر مذکور کی اسے سنگھائی
چونکہ وہ عطر بیہوشی آمیز تھا فی الفور ساقی بیہوش ہوا قلندر نے اسکو تو ایک جھاڑی مین ڈالدیا اور رنگ
و روغن سے اسکی شکل بنکر اسی کا لباس پہنکر کشتی مے لیکر جلد تر سوے بزم طرب روانہ ہوا بعد قطع راہ
داخل بزم ہوا دیکھا عجب تکلف سے بزم آراستہ ہے کہ لائق تعریف کے ہے غرضکہ بزم طرب پر نظر کرتا ہوا اہل بزم کو
دیکھتا ہوا اور کشتی سے ایک شیشہ و ساغر لیکر شراب کو حسب دلخواہ بیہوشی آمیز کر کے کسی پر کچھ ظاہر
نہوا کہ اس ساقی نے شیشۂ مے مین کیا شئے شامل کی ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا ناز و انداز سے آگے
قدم بڑھاتا ہوا سامنے ملک ترسی کے پہونچا پھر شیشہ سے ساغر مین شراب تند انڈیل کر ہاتھون
پر ساغر رکھکر ملک ترسی کو دیا اسنے ساغر لیکر شراب ناب پیکر کہا ہان یہ شراب تند اچھی ہے یہی شراب
اہل بزم کو بھی پلا ساقی نے عرض کیا فدوی حکم بجا لائیگا جب ساقی مذکور شاہ مذکور کو کئی جام شراب سے بھر کر
دیچکا اور وہ شراب پی چکا حسب الحکم اہل بزم کو بھی وہی شراب بیہوشی آمیز پلانے لگا تھوڑی دیر میں جملہ اہل
بزم کو وہ شراب پلائی یہانتک کہ لاجور دشاہ اور صلصال کو بھی وہی شراب پلائی اب صرف تجگان
بن تجگ باقی رہگیا جسوقت ساقی مذکور جام مے لیکر اسکے سامنے گیا اُسنے سراپا پر نظر کر کے آہستہ کہا مجھے تو

معاف فرمائیے شراب نہ پلائیے مین آپ سے آگاہ ہوگیا آپ کچھ اندیشہ مجھ سے نہ کیجیے گا مین خلل انداز عیاری نہ
ہونگا جو کچھ آپ نے چاہا وہ کیا اور جواب مناسب ہو کیجیے مین دخل نہ دونگا حال آپ کا کسی پر ظاہر نہ کرونگا
اچھا ہوا آپ تشریف لائے بہت دنون سے مین نے آپ کو نہ دیکھا تھا اسوقت مشرف بزیارت ہوا عمرو
ثانی نے کہا اے بختگان جب سے تم ہمراہ لاجورد شاہ کے ہو آجتک تمنے ہزارون شرارتین کین ہین تمھاری
بات کا اعتبار نہین ہی ضرور اسوقت بھی تم کوئی شرارت کروگے بہتر یہ ہی کہ شراب پی لو یہ کہکر خنجر کی جانب
دیکھا اور چاہا کہ خنجر کھینچکر نوک خنجر سے اذیت پہونچائے بختگان سمجھ گیا کہ عمرو ثانی کے خلاف عمل کرنا اچھا
نہین ہی یہ خنجر سے ضرور صدمہ پہونچائینگے یہ سمجھکر نہایت عجز سے کہنے لگا اگر مناسب ہو تو شراب نہ پلائیے
اسکے عوض جو اشرفیان مین نے واسطے نذر حضور کے جمع کی ہین وہ لے لیجیے نذر قبول کیجیے عمرو ثانی
نے کہا نذر ہم قبول کرینگے اشرفیان لاؤ اور یہ بتاؤ کہ ملک ترسی کے پاس کیا شئی ہی کہ اسکے سبب سے سرداران
اہل سلام پر غالب آتا ہی اگر نہ بتاؤ گے اور جھوٹ کچھ بھی کہوگے تو ابھی اسی خنجر سے تمکو ہلاک کرکے چلا
جاؤنگا بختگان نے خیال کیا کہ اسوقت عمرو ثانی کو بدرجہ کمال غصہ ہی اگر تو جھوٹ بولا یا کوئی شرارت
کریگا تو ضرور یہ تجھکو مار ڈالینگے جان تیری مفت جائیگی مناسب وقت یہی ہی کہ سچ بول کوئی شرارت نہ کر
حال انکے آنیکا کسی پر ظاہر نہ کر جو یہ پوچھتے ہین صاف صاف انسے بتادے انکے ہاتھ سے جان اپنی بچا ورنہ
یہ ضرور تجھکو مار ڈالینگے انکے نزدیک مار ڈالنا کیا مشکل ہی یہ باتین دل مین کرکے کہنے لگا اگر مین بتادون
پھر تو مجھے قتل نہ کیجیے گا عمرو ثانی نے کہا پھر تمھین قتل نہ کرونگا اسنے کہا ملک ترسی کے پاس ایک خفتان سحر ہی وہ
اسوقت بھی زیر لباس پہنے ہی اسی کی وجہ سے ہنگام جنگ اہل سلام پر غالب آتا ہی یہ خفتان اسکی دختر ماہ طلعت جادو
نے اسکو دی ہی لیجیے اب مین نے صاف صاف کہدیا اب آپکو جو مناسب ہو کیجیے عمرو ثانی نے تمام حال سحر دریافت
کرکے اور اشرفیان سب کی آنکھ بچا کے اس سے لیکر کہا کہ اب یہ جام شراب ہمارے ہاتھ سے لیکر پی لو اسی مین ہماری خوشی
ہی بختگان نے مجبور ہوکر جام لیکر شراب پی لی ہنوز بختگان شراب پی چکا تھا کہ ملک اردوان کو بھی عیار ملک ترسی
بھی انتظام میخانہ کا کرکے عیاران لشکر اسلام کی عیاری کرنے کے خیال سے شراب میخانہ کو دیکھ بھال کر بزم عشرت مین
آیا ملک ترسی کو دیکھا کہ نشہ مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے یہ اُسے سلام کرکے اپنی جگہ پر یعنے جو کرسی
واسطے اس کے مقرر تھی بیٹھا عمرو ثانی کہ بصورت ساقی تھا شیشہ و ساغر لیکر اس کے بھی سامنے گیا
پہلے شراب سادہ کا جام دیا اسنے شراب کو دیکھکر بیہوشی سے صاف و پاک پاکر شراب پی پھر اور جام شراب
ساقی سے طلب کیا اب کی مرتبہ ساقی مذکور نے شراب بیہوشی آمیز ساغر مین بھرکر سامنے ملک اردوان
کو ہی کے پیش کی اس نے اب کی مرتبہ کچھ بھی غور و فکر نہ کی اور بیخوف و خطر ساغر لیکر شراب پی لی بعد
اسکے جو ساقی اور دیگر ملازم در بزم پر بادہ کشی سے محروم رہے تھے انکو بھی یہ کہکر وہی شراب پلائی کہ یارو
آج شب عشرت ہی بزم طرب آراستہ ہی سب میکشی مین مصروف ہین تم بھی شراب پیو شراب کی کشید مین
ملک ترسی کا روپیہ صرف ہوا ہی ہمارا کیا نقصان ہی کہ ہم تمکو نہ دین اور بادہ کشی سے محروم رکھین انھون نے
یہ سنکے اسکی تعریف کی کہ تم نہایت نیک ہو الغرض جسوقت جملہ اہل بزم وغیرہ شراب پی چکے اور انکو نشہ
ہوا باہم حجت و تکرار کرنے لگے کسی نے کسی سے کہا کہ دیکھو یہ ساقی دربار مین پیر نرگس خوبی سے آتا ہے اور
شراب پلاتا ہی اسنے اسکو جواب دیا کہ تو نہایت بیعقل و نالائق ہی ارے بیان دریا کہان ہی فرش سفید نفیس پر

گمان آب دریا کرتا ہی کیا دیوانہ ہی اسکی تقریر سنکے اُسے کلمات سخت کے اسی طرح کسی نے کسی کو دیکھکر کہا واہ
واہ تم بیٹھے ہو اور تمھاری مونچھون پر دو کوے بیٹھے ہوے کریبال کر رہے ہین تمسے یہ بھی نہین ہوتا کہ انھین
ہکا دو یہ کہکر ہاتھ بڑھاکے مونچھین اسکی پکڑ کے زور سے نوچ لین اُسے غصہ آیا اُسنے اُسے ایک طمانچہ مارا اور
کہا او نالائق یہ کیا حرکت بیہودہ کی ہماری مونچھین نوچ لین سر بزم ہمین ذلیل کیا مطلق ہمسے خوف نہ کیا ہم وہ
ہین کہ بہادران عالم مین ہمارا مثل نہین ہی اسنے کہا نیکی برباد گنہ لازم واہ ہمنے تو کوے ہکا دیے تم ناراض
ہوتے ہو اور اپنی دلاوری ظاہر کرتے ہو بس چپکے بیٹھے رہو ورنہ پچھتاؤگے ہمین بھی کچھ ایسا کمزور نہین ہون کہ
تمسے دبون اگر ابھی ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤنگا تمھارے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی ساری دلاوری و بیہودہ
گوئی بھول جاؤگے سیدھے سوے عدم چلے جاؤگے وہ یہ کلمات سنکے نہایت برہم ہوکے آمادہ جنگ ہوتا
تھا اسی طور سے ہر ایک نابکار ہر ایک کافر سے عالم نشہ شراب بیہوشی آمیز مین بیہودہ کلمات کہتا تھا
بحث و تکرار ہوتی تھی آخرکار بعد تکرار بسیار وہ نابکار واسطے کارزار کے اٹھے ملک اردوان کوہی یہ
حال دیکھکر واسطے ان کے منع کرنے کے اپنی جگہ سے اٹھا ادھر یہ اٹھا ادھر وہ لوگ اٹھے لغزش پا کے سبب
سے گرے اور بیہوش ہوے ملک اردوان کوہی نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ دوڑ کر انھین اٹھائے ہنوز
ایک یا دو قدم بڑھائے تھے کہ وہ بھی لڑکھڑا کر فرش پر گرکے بیہوش ہوا جب اہل بزم کا یہ حال ہوا
صلصال و لاجورد شاہ و ملک ترسی تجنگان بھی اپنی اپنی جگہ سے باین خیال اُٹھے کہ ان سب کو دیکھین
کہ یہ لوگ کیون اٹھکر گر پڑے انکا اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے انکو ایسا طمانچہ مارا کہ چکر کھاکر یہ سب بھی گرے
اور بیہوش ہوگئے جب کل اہل بزم بیہوش ہو چکے ساقی مذکور نے نعرہ کیا کہ منم عمرو ثانی اے کافران
نابکار اب دیکھو کہ مین تمھارا کیا حال کرتا ہون یہ نعرہ کرکے رنگ و روغن نکالکر جلد جلد اہل بزم کی صورتین
تبدیل کین کسی کی صورت کو مانند بندر کے بنایا کسی کو بشکل خنزیر بنایا کسی کا کالا منہ کیا کسی کی ڈاڑھی مونچھین
مونڈین اور سب کے کپڑے اتار لیے صرف پھٹے پرانے کپڑے کی لنگوٹیان باندھ دین بعد اسکے تمام بزم
عشرت کو لوٹ لیا کوئی شے وہان باقی نہ رکھی ہر ایک چیز اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کی ملک ترسی کی پوشاک
بھی اتار لی اور وہ خفتان سحر بھی لے لی منہ اسکا کالا کرکے اسکے پہلو مین ملک اردوان کوہی کو ایک
زن خوبرو کی صورت بناکر لٹا دیا اور ایک پرچہ اس مضمون کا لکھا کہ اے ملک اردوان کوہی آگاہ ہو
کہ منم عمرو ثانی دیکھ یون عیاری کرتے ہین اور بزم عشرت کو یون تباہ و برباد کرتے ہین اور تجھ ایسے
نادان و نالائق عیار کو یون بیہوش کرکے اپنا مطلب دلی حاصل کرکے یعنی خفتان سحر لیکے چلے جاتے ہین
اور تجکو ایک نادان و احمق عیار جان کے تیرے حال پر رحم کھاتے ہین ورنہ خنجر آبدار سے سر تیرا کاٹ لیتے
بس اس احسان کے عوض مین تجھکو لازم ہی کہ ملک ترسی سے کہدینا کہ اے ملک ترسی کفر سے باز
آ دین اسلام اختیار کر اطاعت و فرمانبرداری بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی قبول کر ورنہ
پچھتائیگا اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سوا اسکے اے ملک اردوان کوہی تو بھی کفر سے باز آ میری
شاگردی اختیار کر کچھ عیاریان مجھ سے سیکھ لے ورنہ تو بھی پچھتائیگا پھر اس پرچہ مذکور کو اردوان کوہی
کے گلے مین ایک ڈورے سے باندھ دیا بعد اسکے تجنگان کو بصورت ایک نازنین بناکے لاجورد شاہ
کے پہلو مین لٹا دیا بعد ازان بیرون بزم آکر بخوف و خطر اپنے لشکر کیطرف چلا بعد قطع راہ اسوقت دربارگاہ

سلیمانی پر پہونچا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست نہ کیا تھا کہ عمرو ثانی اندر بارگاہ سلیمانی کے گیا امیر ثانی
نے پوچھا اے خواجہ کہو کچھ حال دریافت کرکے آئے یا خوف ملک اردوان کوہی سے بے نیل و مرام چلے آئے خواجہ
عمرو ثانی نے عرض کیا یہ خاکسار گیا تھا عیاری کرکے اہل بزم کو بیہوش کرکے ملک ترسی سے خفتان لے کر اور ملک
اردوان کوہی کو بعد بیہوش کرنے کے بصورت زن خوبرو بنا کے پہلوے ملک ترسی مین لٹا کے خدمت
عالی مین حاضر ہوا ہے وہ عیار نابکار کیا ہے کہ جو مین اُس سے خائف ہوتا اور بے عیاری کئے واپس آتا
یہ عرض کرکے وہ خفتان سحر نکال کر روبروے امیر ثانی رکھدیا امیر ثانی نے خوش ہو کر خفتان مذکور لیکر انعام کثیر دیا
بادشاہ لشکر اسلام بھی خفتان مذکور کے لے آنے سے عمرو ثانی سے خوش ہوے اور اُسی وقت دربار برخاست کیا
جملہ اہل دربار عمرو ثانی کی تعریف کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین گئے جب وہ
شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی ٹھنڈی ہوا سے ملک ترسی کو کسی قدر ہوش آیا اپنے پہلو
مین زن خوبرو کو پاکر اسے اپنی جانب بقصد ہمبستری کھینچا وہ زن خوبرو یعنے ملک اردوان کوہی بھی
ہوشیار ہوا تھا بیہوشی دفع ہو چکی تھی اُسنے آنکھ کھول کر عجب حال دیکھا نہایت شرمندہ اور خجل ہو کے ملک ترسی
کے پہلو سے اُٹھنے لگا شاہ مذکور نے کہا اے جان من اس وقت میرے پہلو سے اُٹھکر کہان جاتی ہے اسنے کہا اے بادشاہ
غضب ہوا ذرا ہوشیار ہو کر رنگ بزم دیکھئے معلوم ہوتا ہے کوئی عیار لشکر اسلام کا یہان آیا تھا اسنے عیاری کرکے بزم
طرب کو درہم برہم کیا سب کو ننگا کیا کپڑے اُتار لیے لنگوٹیان باندھ دین رنگ و روغن سے سب کے منہ
کالے اور سرخ کر دیے ہین مجکو زن خوبرو نہ خیال کیجئے مین ملک اردوان کوہی ہون مجکو بھی وہ نالائق بیہوش
کرکے بصورت زن خوبرو بنا کے چلا گیا ہے آپ کو بھی ننگا کر گیا ہے ذرا آئینہ مین اپنی صورت دیکھئے عجب صورت
آپ کی بنی ہے ملک ترسی یہ سن کے بخوبی ہوش مین آکے اُٹھا اور اپنا حال اور تمامی اہل بزم کی صورتین دیکھ کر
پہلے تو بے اختیار ہنسا بعدہ برہم ہو کر کہنے لگا ادنا عیار تو موجود تھا اور عیار لشکر اسلام کا یہان آیا اور سب کو
اس نے بیہوش کیا اور یہ صورتین سب کی بنا کے بزم کو لوٹ کے لے گیا تجھ سے کچھ نہو سکا تو کیا عیار ہے دعوای عیاری
کا کرتا ہے ابھی ملک ترسی یہ کہہ رہا تھا کہ نجنگان شیطان بارگاہ خداوند لاجورد شاہ ہوشیار ہو کے اٹھا اپنے
تئین زندہ پاکر کہنے لگا خیر ان جناب نے یہ صورت بنا کے مجھ پر رحم کیا قتل نہین کیا یہ کہکر ملک ترسی سے
کہا اے بادشاہ ملک اردوان کوہی پر کیون اسقدر عتاب ہے یہ ہرچند عیار ہے مگر عمرو ثانی کا کیا مقابلہ
کر سکتا ہے انکو یہ بیچارہ کیا روک سکتا ہے وہی اس جگہ تشریف لائے تھے عیاری کرکے سب کو بیہوش کرکے چلے گئے
ہین اور دیکھیے ایک پرچہ کاغذ کا اُس پر کچھ لکھا ہوا ہے آپ کے عیار ملک اردوان کوہی کی گردن
مین باندھ گئے ہین ملک ترسی نے اردوان کوہی کی طرف غور سے دیکھکر کہا دیکھ تو اس پرچہ مین کیا لکھا
ہے اسنے حرف بحرف پڑھ کے سنایا بعدہ کہا خیر اسکا عوض لونگا اگر بدلا اس کا نہ لیا اور عمرو ثانی کو اپنا کمال
نہ دکھایا تو مین عیار نہین ملک ترسی نے اُسکی تقریر سنکے اپنے سراپا پر نظر کی اور نہایت شرمندہ ہو کر کہا افسوس
اس عیار نے مجکو بھی برہنہ کر دیا تاج و لباس اور خفتان لے گیا ہاے مجکو صدمہ خفتان کے لیجانے کا
ہوا کاش کہ وہ یہان آیا تھا تمام بزم کو لوٹ لیتا مگر خفتان نہ لیجاتا کیونکہ خفتان مذکور گویا ایک تعویذ تھا میری
حفاظت جان کا اب اہل اسلام سے دیکھیے کیونکر بچتا ہون یہ کہکر مغموم ہوا اسی اثنا مین لاجورد شاہ اور
صلصال وغیرہ جملہ اہل بزم ہوشیار ہوے سب نے اپنا اپنا حال خراب دیکھا بہت شرمندہ ہوے

ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ کیا آفت آئی خداوندنے یہ کیسی تقدیر نامعقول کی ہم کو ننگا کردیا رنگ و روغن سے
کالا منھ کردیا کچھ کفار نے جواب دیا ہان ہان خداوند کو کچھ نہ کہہ یہ تقدیر اُنھون نے نہ کی ہوگی پہلے دریافت تو کرلو کہ یہ کیا
واقعہ ہوا ہے پھر کچھ کہنا جب معلوم ہوا کہ عمرو ثانی نے عیاری کی ہے اور یہ حال بنایا ہے ہر ایک منفعل ہوا اور ریجانے
خود کہنے لگا ہم نے خداوند کو ناحق برا بھلا کہا یہ لوگ تو شرمندہ و منفعل تھے لیکن وہ نازنینان خوبرو جو واسطے
رقص و نغمہ کرنے کے مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی تھین جب وہ ہوشیار ہوئین اور اُنھون نے اپنے تئین
لنگوٹی بندھا ہوا دیکھا حیا سے سر جھکا لیا شرم سے پسینہ آگیا بعد اس کے اپنے سازندون سے کہا
نہین معلوم کون موا موذی کاٹا تھا کہ اسنے ہمارا یہ حال کیا ہے ہائے پشواز اور پائجامہ اور انگیا کرتی تک ہماری
اُتار لیگیا ہمین بیہوش کرکے چلا گیا نہین معلوم بعد بیہوش کرنے کے اسنے کیا کیا فعل کیا ہوگا کس عضو کو چھوا ہوگا ننگا
کھلا دیکھا ہوگا سازندون نے جواب دیا بیوی جو ہونا تھا وہ ہوا اب کچھ رنج برہنہ ہونے کا نہ کرو تم یہ خیال کرو
کہ جیسے تمھارے عشاق نے تمکو ننگا کھلا دیکھا ہے اور جابجا اعضا پر ہاتھ لگایا ہے اُسی طور سے ایک اسنے بھی دیکھ
بھال لیا ہوگا اسکے اس فعل سے تمھارا کیا نقصان ہوگیا اگر اسنے کوئی فعل بھی کیا ہوگا تو کچھ اسی کا نقصان ہوا ہوگا
رنڈیان اپنے سازندون سے یہ تقریر سنکے خاموش ہوئین ہنوز جملہ اہل بزم بیہوشی سے ہوشیار ہوکے اور
اپنی برہنگی پر نظر کرکے افسوس کررہے تھے ناگاہ ملک ترسی نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد تر واسطے ہمارے
اور خداوند کے اور تمامی اہل بزم کے واسطے پوشاک و لباس علے قدر مراتب لاؤ چنانچہ بمجرد حکم خدام گئے اور
پوشاک و لباس موافق ہر ایک مرد و زن کے لے کر آئے پہلے لاجورد شاہ اور ملک ترسی اور صلصال اور
ملک اردوان کو بھی اور رنجگان نے پوشاک و لباس بعد دور کرنے رنگ و روغن کے پہنا بعدہ
پھر ایک اہل بزم نے کپڑے پہنے رنگ و روغن چہرے سے دور کیا نازنینان خوبرو کپڑے پہن کے اور
انعام سے بھی دست بردار ہوکے جان بچی اس کو غنیمت جان کر مع اپنے سازندون کے عیاری کرنیوالے کو گالیان
کوسنے دیتی ہوئی بزم سے چلی گئین ملک ترسی اور لاجورد شاہ وغیرہ بھی بزم سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ
و خیام مین گئے جب آفتاب نہان ہوا اور ماہ بالائے فلک عیان ہوا ملک ترسی بارگاہ سے برآمد
ہوکر دربار مین بالائے تخت حکومت آکے بیٹھا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے لاجورد شاہ اور رنجگان
بھی آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہوچکا ملک ترسی نے ملک اردوان کو بھی
کو طلب کیا جبدم وہ آیا ملک ترسی نے اس سے کہا او نمک حرام اتنے دنون سے تو ہمارا نمک کھاتا ہے
اور کچھ خیال ہماری جان و آبرو کا نہین کرتا ہے شب گذشتہ عیار نے آکے ہمارا اور تیرا مع جملہ اہل بزم کے کیا حال کیا
اگر وہ چاہتا تو سب کو قتل کرتا تو کیسا عیار ہے اسی نادانی و غافل ہونے پر دعوای عیاری کا کرتا ہے اپنی حفاظت جان و
آبرو تو نہ کرسکا اور دونکی کیا حفاظت کرتا اور اب کیا کرے گا جا دور ہو میرے سامنے سے آجتک مین تجکو عیار کامل سمجھا کیا اس وقت
سے عیار ناقص بلکہ ناعیار جانتا ہون تیری حفاظت نہ کرنے سے میری آبروریزی ہوئی بزم کو عیار نے آکے لوٹ لیا تجکو بھی
اپنی عیاری کا کمال دکھا گیا کپڑے تیرے بھی اُتار کر عورت کی صورت بنا کے میرے پہلو مین لٹا گیا اگر تو کچھ شرم و غیرت رکھتا
تو اسوقت زندہ نہ رہتا اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتا ذلیل و خوار ہوکر عیار کے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا اور زندہ
بھی رہا تھا تو جو منھ سے کہا تھا اس کے ایفائے وعدہ مین کوشش کرتا عمرو ثانی کی عیاری کے جواب
مین تو بھی کوئی نادر عیاری کرتا سرداران لشکر اسلام کو جا جا کر بیہوش کرکے لے آتا کچھ تو اپنے کمال

کو ظاہر کرتا ملک اردوان کوہی نے سر جھکا کر دست بستہ عرض کیا واقعی جو حضور نے ارشاد فرمایا درست ہے
مجھ سے غفلت ہوئی بیشک مین نے دھوکا کھایا عمرو ثانی میرے دھوکا کھانے سے عیاری کر گیا مجکو اس کی
عیاری کر جانے کا اور اپنے دھوکا کھانے کا چندان ملال نہین ہے کیونکہ بڑے بڑے کامل اپنے اپنے فن مین
بعض اوقات دھوکا کھا جاتے ہین نامی و نامور بہادر لڑکون کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہوجاتے ہین اگر مین
مین بھی دھوکا کھا گیا تو کیا ہوا اس دھوکا کھانے کا اور عمرو ثانی کی عیاری کرنے کا کچھ ایسا صدمہ نہین ہے
جو حضور سے کہا ہے وہ ضرور کرون گا آج کی شب دیکھیے کیا کرتا ہون ملک ترسی تو اپنے عیار کی تقریر
سنکر خاموش ہو رہا لیکن لاجورد شاہ نے گفتگوے عیار مذکور سن کے کہا اے ملک ترسی اے بندہ خاص
مین آگاہ ہو کہ کل ہمنے وہ تقدیر کی تھی کہ عمرو ثانی کے ہاتھ سے اہل بزم کو ننگا کرا دیا تھا اور خود بھی شمول حال
اہل بزم ہو گئے تھے آج یہ تقدیر کی ہے کہ ملک اردوان کوہی سرداران اہل اسلام کو بیہوش کر کے
متواترے آئے گا اسکو خلعت دینا چاہیئے اسپر غصہ بیکار ہے اسکی کیا خطا ہے ملک ترسی نے پوچھا اے
خداوند ایسی تقدیر آپ نے کیون کی کہ جس سے ہم سب کی اور آپکی بھی آبروریزی ہوئی لاجورد شاہ نے جواب
دیا تجکو ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جو مناسب جانتے ہین کرتے ہین یہ کہکر بختگان کی جانب دیکھا وہ
سمجھ گیا کہ لاجورد شاہ یہ چاہتا ہے کہ مین اسوقت اسکے سخن کو اپنی تقریر سے رونق دون یہ سمجھکر ملک ترسی
سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شاہ واقعی انکے امور مین کسی کو کیا دخل ہے دیکھئے ساتھ اہل بزم کے خود بھی
برہنہ ہوجانا گوارا کیا عمرو ثانی نے منھ کالا کیا اسے بھی منظور کیا اس نے مجکو عورت بنا کے انکے پہلو مین
بٹھا دیا اسکو بھی انھون نے پسند کیا کل اہل بزم کو عمرو ثانی نے لوٹ لیا آپ کا لباس اور تاج مرصع
اتار کر لے لیا یہ بھی ان کو برا نہ معلوم ہوا بلکہ کسی وجہ اور کسی مصلحت سے کہ اُس کو مین نہین جانتا یہ سب امور
کئے ملک ترسی تو سنکے خاموش ہو رہا اہل دربار مین سے بعض بعض نے اپنے دل مین کہا عجب بیہودہ خداوند
ہے کہ ایسے ایسے امور کرتا ہے کہ اورون کے ساتھ اپنی بھی ذلت و توہین گوارا کرتا ہے جب کرتا ہے
ایسی ہی نالائق تقدیر کرتا ہے مسلمانون سے بھاگتا پھرتا ہے نہین معلوم کتنی جگہ سے بھاگ کر یہان آیا ہے
حاکم کوہ شفق سے پناہ لی ہے باتین واہیات کرتا ہے امور نازیبا اس سے وقوع مین آتے ہین کچھ قدرت
وطاقت نہین رکھتا ہے اگر کچھ قدرت رکھتا ہوتا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست پے در پے کھا کر کیون
یہان آتا سب کو غارت کر دیتا اگر یہ کہئے کہ اہل اسلام پر رحم کرتا ہے بندہ جاہل جان کر اُن پر غضب و قہر نازل نہین
کرتا ہے تو یہ بھی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو شخص قدرت رکھتا ہو وہ یون اپنے دشمنون پر رحم کرے ذلت اٹھائے
بھاگتا پھرے ہمکو تو اسکی خداوندی مین شک ہے چندے اور دیکھتے ہین اگر اسنے کوئی تقدیر معقول کی
تو خیر ورنہ ہمتو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاوینگے اس حرام زادے پر لعنت کرین گے اور بقول اہل اسلام کے
اس کو ایک شیطان گمراہ کنندہ جانین گے پہلے اہل اسلام کا یہ کہنا کہ لاجورد شاہ بھی ایک بندۂ خدا ہے اور
مانند شیطان کے مردم کو بہکاتا ہے ہمکو برا معلوم ہوتا تھا اب ہمین یقین ہے کہ وہ سچ کہتے ہین کہ یہ کیسا خداوند ہے
کہ مانند ہمارے کھاتا ہے اور پیتا ہے اور جاگتا ہے اور سوتا ہے بول و براز کی اس کو احتیاج ہوتی ہے کسی امر پر
قادر نہین ہے خلاف خداوندی ایسے امور ظاہر ہوتے ہین غرض کچھ نہ کچھ بات ہے ہمکو اسکی خداوندی مین شک
آگیا ہے چند روز اور دیکھتے ہین بعدہ مسلمان ہوجائین گے دین اہل اسلام کا بہین نہایت اچھا

معلوم ہوتا ہے ان کا خدا بھی لائق سجدہ اور پرستش ہے ہر حال مین خدا انکی مدد اور اعانت کرتا ہے روز بروز دین اسلام کو
ترقی ہوتی جاتی ہے دوسرے دین گھٹتے جاتے ہین خصوصًا دین لاجورد پرستی کو ضعف ہوگیا ہے آج
کل خدائے اہل اسلام کا زور بڑھا ہوا ہے بقول اہل اسلام اسنے آسمان و زمین و آشیاے مافیہا کو خلق کیا ہے اُسکی
یہ لوگ پرستش کرتے ہین اور اسی کے حکم سے نماز پڑھتے ہین کس خوبی سے طاعت کرتے ہین بے اختیار دل یہی چاہتا ہے کہ ہم
بھی انھین مین شامل ہو جائین دین لاجورد پرستی کو ترک کرین مسلمان ہو جائین لیکن ابھی نہین کچھ دنون اور
لاجورد شاہ کو دیکھ لین کہ کیسی کیسی تقدیرین کرتا ہے بعدہ اس دین سے ہاتھ اٹھا لینگے بعض اہل دربار کا
تو یہ عزم ہے جو لکھا گیا لیکن ملک اردوان کوہی تقریر لاجورد شاہ اور ملک ترسی پلاس پوش
سنکے عرض کرنے لگا یہ نمک خوار اسی وقت جاتا ہے تدبیر عیاری کی کرتا ہے یہ عرض کرکے بیرون بارگاہ آیا اور
شاگردون کو جمع کیا آہستہ انسے کچھ باتین کین انھون نے عرض کیا ہم حاضر ہین جو ارشاد ہوا ہے ایسا ہی کرینگے ملک
اردوان کوہی شاگردون کو کچھ سمجھا کے اُن کی طرف سے مطمئن ہو کے اپنے خیمے مین مع اپنے شاگردون
کے بیٹھا جب زمانہ وہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کرکے لباس سیاہ پہن کے چند شاگردون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر اسلام نہایت
ہوشیاری سے روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہو گئے دیکھا کہ لشکر دور تک فروکش
ہے بارگاہین اور خیام برپا ہین چو رہتابین اور رن مہتابین روشن ہین ایک سردار کئی سو سوارون کے
کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اہل لشکر سو رہے ہین یہ حال دیکھکر جھاڑی مین تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا
جب وہ سردار ایک سمت براے حفاظت لشکر روانہ ہوا ملک اردوان کوہی نے جلد تر
جھاڑی سے نکلکر پس پشت ایک خیمے کے جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے غور سے دیکھا کہ ایک سردار
لشکر غافل سو رہا ہے کئی شمعین مومی روشن ہین یہ حال دیکھکر دلیرانہ اندر خیمہ کے گیا اور قریب اس سردار کے
بیٹھ کر کفچۂ بیہوشی مین تھوڑی بیہوشی رکھکر اسکے نتھنون کے پاس لے گیا جب اس نے اوپر کی سانس لی کفچۂ
مذکور سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچی فورًا اسکو چھینک آئی ملک اردوان سمجھ گیا کہ یہ بیہوش ہوگیا
فی الفور چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ عیاری کی لگا پشتارہ اٹھا کر پشت خیمہ کی طرف گیا
اور ایک اپنے شاگرد سے کہا یہ پشتارہ لے کر اسطرف سے کر شتابہ اپنے لشکر مین چلا جا وہ پشتارہ لیکر موافق
اُسکے کہنے کے روانہ ہوا جس سردار کو بیہوش کیا تھا اسکا عیار در خیمہ پر بیٹھا رہا اسکو کچھ خبر بھی نہوئی جب
ملک اردوان کوہی سردار مذکور کو بیہوش کرکے پشتارہ اسکا بدست شاگرد روانہ کر چکا دوسرے
سردار کے خیمے مین گیا اُسکو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے ایک اپنے شاگرد کے حوالے کیا شاگرد
مذکور پشتارہ مسطور اپنے لشکر کی طرف لے گیا اسی طرح اس شب مین دس سردار لشکر اسلام کے بیہوش
کئے قریب صبح اردوان کوہی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا صبح کو امیر ثانی کو اور بادشاہ لشکر
اسلام کو معلوم ہوا کہ عیار ملک ترسی کا دس سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا امیر ثانی کو کمال صدمہ
ہوا عیارون پر عتاب کیا دوسرے روز وقت نصف شب پھر ملک اردوان کوہی لشکر اسلام مین آیا اور
باوجود نہایت ہوشیاری و خبرداری کے پانچ سردارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے اپنے لشکر
کی طرف چلا گیا اسی طرح سات شبون مین ساٹھ ستر سردارون کو بیہوش کرکے لے گیا اور ایک پرچہ کاغذ پہ

یہ عبارت لکھکر چھوڑ گیا کہ اے عمرو ثانی تمنے فقط ایک عیاری میری غفلت مین کی تھی اسپر تم نے بہت ناز کیا تھا
اور مجکو نادان عیار بنایا تھا شاگرد کرنے کو لکھا تھا اب تمہین انصاف کرو کہ تم لائق شاگردی ہو یا مین ہون
مین نے تو ستاتر عیاریان کین اور تمنے مع اپنے شاگردون کے اور تمامی عیارون کے کہ ایک لاکھ اسی ہزار
ہین حفاظت بخوبی کی اور مین نے اسی حفاظت مین عیاری کی اور سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا تم سے
بدرجہا بڑھ گیا لہذا تمکو لازم ہے کہ اب حلقۂ شاگردی میرا اپنے گوش مین ڈالو مجھے استاد کہو مین عیاری مین کامل
بلکہ اکمل ہون تم ایسے چھوکرے مین نے بہت بنا کر چھوڑ دیے ہین میرے شاگرد تمسے بہتر ہین اب عیاری کا
دعوی ذکرنا کبھی غرور نہ کرنا اپنے تئین عیار یکتا و بیمثل خیال کرنا صبح کو واسطے شاگرد ہونے کے کچھ مٹھائی
لیکے میرے پاس چلے آنا مین تمکو اپنا شاگرد کرکے عیاریان بتادونگا اور اگر یہ منظور نہو تو ان عیاریونکا
جوابدینا زیادہ کیا کہا جائے جب صبح ہوئی وہ پرچہ عمرو ثانی کو ایک سوار نے اٹھا کے دیا اور کہا یہ کاغذ
درمیان لشکر مین ایک خیمہ کے قنات مین تاگے سے بندھا ہوا تھا اسین سے آیا دیکھیے اسمین کیا لکھا ہے عمرو
ثانی نے اسے پڑھا نہایت غصہ آیا کاغذ کو غصہ مین پھاڑ ڈالا اور کہا دیکھا جائیگا ان عیاریون کا جواب دیا
جائیگا لشکر اسلام مین تو بسبب گم ہوجانے سردارون کے سناٹا ہے امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو انکے
اسیر ہوجانے کا اور اردوان کے لیجانیکا ملال ہے لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملک اردوان
سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کے لیگیا اور سامنے ملک ترسی پلاس پوش
کے انھین لیگیا اسنے خیال کیا کہ یہان ان سردارون کا رکھنا خلاف عقل ہے عیاران لشکر اسلام ضرور انکو
ایک نہ ایک روز رہا کرکے لیجائینگے پھر انکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا کیونکہ مین اب ایسے سردارونکو ہنگام
جنگ گرفتار کر نہ سکونگا خفتان سحر عمرو ثانی عیاری کرکے لیجا چکا ہے اسی خفتان سے مین بیخوف تھا بار بار
طبل جنگ بجواتا تھا اور سردارونکو زخمی و اسیر کرتا تھا اب کس بھروسے پر طبل جنگ بجواؤنگا اور سردارونکو
زخمی و اسیر کرونگا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ ان سب سردارونکو اپنی دختر کے پاس روانہ کردون وہان
کوئی عیار نہ جاسکے گا اگر جائیگا گرفتار ہوجائیگا یہان ہر روز و شب عیاران لشکر اسلام واسطے رہائی سرداران
آتے ہین ایسا ہی انتظام ساتھ ہوشیاری و خبرداری کے اتبک ہوا کہ ان سردارونکو کوئی عیار لشکر
اسلام کا رہا کرکے نہین لیگیا ایسی ہوشیاری کبتک رہیگی کسی روز نگہبان زندان ضرور غافل ہوجائینگے
عیاران لشکر اسلام اپنے لشکر کے سردارون کو رہا کرکے لیجائینگے یہ سوچکر فیروز گرد کو طلب کیا اور کہا
تو اپنے ساتھ جملہ سرداران لشکر اسلام کو لیکر میری دختر کے پاس جا اسکو جملہ سردار سپرد کرکے چلا آ فیروز گرد
کہ ہم عیار و ہم دلاور ہے اور شاگرد رشید ملک اردوان کوہی کا ہے حسب الحکم ملک ترسی کے ہنگام نصف
شب سب سردارون کو ارابون پر ڈال کر کئی سو سوارون کو بھی واسطے حفاظت کے بحکم بادشاہ مذکور
ساتھ لیکر قلعہ کوہ شفق کی طرف روانہ ہوا یہ تو جابجا مقام کرتا ہوا جاتا ہے ذکر اسکا بمقام مناسب آئندہ
آئیگا مگر اب کچھ حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز امیر ثانی نے عمرو ثانی و دیگر عیاران لشکر اسلام سے
کہا کہ ملک اردوان کوہی ہمارے لشکر کے سردارونکو بیہوش کرکے لیگیا ہے تمسے نہین ہوسکتا کہ ان
سردارونکو جاکر بعیاری رہا کرکے لے آؤ سب نے عرض کیا جس روز سے ملک ترسی سردارونکو لیگیا
ہے ہم ہر شب واسطے رہائی سردارون کے جاتے ہین مگر نگہبانان زندان کو ہوشیار پاتے ہین وہ اپنے

قریب بھی ہمین آنے نہین دیتے ہین نہ ہمارے کسی دام مکر مین گرفتار ہوتے ہین آخر ہم مجبور ہو کے چلے آتے
ہین آج پھر جائینگے اگر قابو پائینگے تو سردارون کو جس طرح ہوگا رہا کر لائینگے امیر اسکی تقریر سن کے
خاموش ہو رہے جب شب ہوئی عمرو ثانی مع چند عیارون کے بصورت مبدل لشکر ملک ترسی مین گیا تمام
لشکر مین پھرا لیکن کہین سرداران لشکر اسلام کا نشان بھی نہ پایا مجبور ہو کے دو چار آدمیون کو لشکر کفار کے
بیہوش کیا اور انکو صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا اور بہت ڈرا کر انسے پوچھا سچ بتاؤ کہ سرداران لشکر اسلام کو ملک
ترسی نے کہان قید کیا ہی انھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان روانہ کیا ہی لشکر مین تو نہین ہین ہمنے یہ سچ کہا
ہی اب آگے تم مختار ہو چاہو ہمین چھوڑ دو یا قتل کرو عیارون نے انھین راست گو اور بیخطا جان کر چھوڑ دیا
اور اپنے لشکر مین آکے ہنگام صبح امیر ثانی سے عرض کیا ہمنے شب گذشتہ لشکر حریف مین جاکر سرداران لشکر
حضور کو بہت تلاش کیا لیکن انھین کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر چلے آئے معلوم ہوتا ہی کہ ملک ترسی نے کہین
ان سردارون کو لشکر سے روانہ کر دیا ہی تاوقتیکہ کسی شخص سے مفصل حال دریافت ہوگا ہم کیا کر سکتے ہین امیر
انکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے یہان لشکر کفار مین ملک اردوان کو بھی یہ خیال ہوا کہ مین نے متواتر
کارنمایان کیے ہین آج پھر ملک ترسی سے کہونگا کہ اب ایفاے وعدہ کیجیے دختر اپنی میرے حوالے کیجیے یہ خیال
کر کے جسوقت حاکم کوہ شفق دربار مین آکے بالاے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اہل دربار علی قدر مراتب اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اور ملک ترسی بادہ خواری مین مصروف ہوا براے عرض عاد دربار مین پہونچا پہلے ملک
ترسی کو سلام کیا بعدہ دست بستہ سر دربار باآواز بلند عرض کیا ای بادشاہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر بدیع الملک
کو بیہوش کر کے گٹھری باندھ کے ڈالکر میرے حوالے کریگا تو مین اس کارنمایان کے عوض مین تجھے اپنی دختر دونگا جسیر تو
ایک مدت سے شیفتہ ہی یہ مژدہ جانبخش سنکے یہ نمک خوار شوق وصل یار مین ایسا بیتاب ہوا تھا کہ بے تامل
اسی شب کو کچھ اپنی جان کا خیال نہ کر کے لشکر اسلام مین گیا تھا اور عیاری کی تھی بدیع الملک کو بیہوش
کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر لے آیا تھا اور تیرے حوالے کیا تھا تو نے اسکو جلاد کے حوالے کیا
تھا اسنے زیر تیغ اُسے بٹھایا تھا ناگاہ محبوبہ میری یعنے ملکہ ماہ طلعت جادو یہان آئی اُسنے اسے قتل
ہونے سے باز رکھکر اپنے ساتھ لیگئی تھی بعد اسکے لیجانے کے ای بادشاہ یاد کر مین نے تجھ سے عرض کیا
تھا کہ ایفاے وعدہ کو تو نے کہا تھا ابھی صبر کر مین نے تیرے حکم سے صبر کیا تھا بعد اُسکے عمرو ثانی نے تیری
بزم مین آکے عیاری کی بزم کو لوٹ لیا تیرے تن سے خفتان اتار کے مع لباس کے لیگیا تھا تو مجھپر خفا
ہوا تھا مین نے تیرے خفا ہونے سے لشکر امیر ثانی مین جاکر متواتر عیاریان کین اہل اسلام سے نہ ڈرا
جان کا کچھ خیال نہ کیا عیاران لشکر اسلام سے نہ خوف کیا سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کر کے تیرے حوالے
کیا اسی اُمید پر کہ تو اپنی دختر مجھے دیگا بس اب ایفاے وعدہ کر دیر نہ کر کیونکہ اب طاقت صبر نہین ہی فراق
محبوب مذکور مین ایک لحہ مجھکو برابر ایک سال کے ہی اور ایک دن برابر ہزار سال کے ہی زندگی مجھکو بغیر
اسکے بدتر موت سے ہی بے اسکے لطف حیات نہین ہی جسوقت اسکا خیال آتا ہی دل پہلو مین مانند سیماب
کے تڑپتا ہی یا مانند ماہی بے آب کے طپان ہوتا ہی خواب و خور مجھپر حرام ہی آنکھین اسکے جمال کے دیکھنے کی
مشتاق ہین اور کان میرے اسکی صداے خوش کے شائق ہین دل بیتاب اسکے وصل کا آرزومند ہی
لہذا اب میرے حال زار پر رحم کر آج ہی اپنی دختر کو جس طرح تجھے منظور ہو میرے حوالے کر خواہ شادی کر دے

خواہ یون ہی مجھے دیدے تجھے اختیار ہے یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی پلاس پوش نے اسکی تقریر سن کے
نہایت غضبناک ہو کے کہا او نابکار تو نے مجکو سر دربار ذلیل و رسوا کیا وہ بات ظاہر کی کہ جس سے سر دربار مین
ذلیل ہوا تو نے میری عزت و حرمت خاک مین ملادی کچھ پاس و لحاظ تو نے اپنے بادشاہ کی عزت کا اور اپنی
نمکخواری کا نہ کیا بیبا کانہ میری دختر کی یون خواستگاری کی مجکو سخت صدمہ دیا کیا کہون تو ملازم قدیم ہے
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا اسوقت کی تیری تقریر کی تجھے سزا دیتا اب صرف یہی سزا دیتا ہون کہ باوجود اقرار
کرنے کے تجھے اپنی دختر نہ دونگا ہر چند کہ مین نے تجھ سے وعدہ کیا تھا مگر اب ہرگز ہرگز ایفاے وعدہ نہ کرونگا
کیونکہ اول تو تو نے صبر نہ کیا سر دربار مجھے ذلیل کیا دوسرے تو اپنی لیاقت پر نظر کر اور ہماری عزت پر نظر کر
تو ایک ذرہ ہے اور ہم بمنزلہ آفتاب کے ہین نہین ہو سکتا کہ تجھ ایسے ذلیل و ادنی کو ہم اپنی دختر حوالے
کردین تیسرے یہ کہ مجھے مقدمہ دختر مین بخوبی دخل نہین ہے وہ خود مختار ہے جسکو وہ چاہے قبول کرے اور
جس شخص سے چاہے ہم بستر ہو بس او زبان دراز دور ہو میرے سامنے سے مدعا تیرا بر نہ آئیگا ملک اردوان
نے برہم ہو کے کہا اے بادشاہ دروغگو و اے شاہ نامنصف تو نے اقرار کرکے انکار کیا اچھا نہ کیا مجھ ایسے اپنے دوست
کو اپنا دشمن بنایا برا کیا دیکھ اب بھی ایفاے وعدہ کر خلاف اقرار نہ کر ورنہ پچھتائیگا ملک ترسی نے بقہر و غضب
عالم نشہ شراب مین جواب دیا او نمک حرام دخواہان آبرو و عزت بیشک مین نے اقرار کیا تھا لیکن بمصلحت اقرار
کیا تھا اور وہ مصلحت وقت یہ تھی کہ تو وصل ماہ طلعت کے لالچ سے ضرور بدیع الملک کو بے ہوش
کرکے لے آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا مطلب میرا نکل گیا وہ وقت گیا وہ بات گئی اگر تو میرا دشمن ہو جائیگا تو
کیا کریگا مین ہرگز اپنی دختر کو تجکو نہ دونگا یہ کہکر ملازمون سے کہا اس نابکار کو مار پیٹ کے گردن اس کی
پکڑ کے ہمارے دربار سے نکالدو ملازمون نے حسب الحکم ملک اردوان کو زد و کوب کرکے نہایت
ذلت سے دربار سے نکالدیا وہ آبدیدہ ہو کر ملک ترسی کو کلمات سخت کہتا ہوا اپنے خیمہ کیطرف گیا جب
خیمہ مین پہونچا تا دیر سر بزانو بیٹھا رہا فکر مین غوطہ زن ہوا فکر کرتا رہا کہ اب کیا تدبیر کرون کہ در آرزو ہاتھ آئے
یعنے ملکہ ماہ طلعت سے وصل ہو اور ملک ترسی کے شر سے محفوظ رہون کہ یہ دشمن ہو گیا ہے بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہے اور یہ لوگ بھی اچھے ہین کیونکہ اکثر سنا ہے اور دیکھا ہے کہ
مسلمان راست گو ہین اور اہل کمال کے قدردان ہین اپنے محسن سے بہ نیکی پیش آتے ہین لہذا انکے ساتھ نیکی
کرنا چاہیے اور ایسا احسان کرنا چاہیے کہ امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام اس احسان کے عوض مین میری محبوبہ
کو حتی الامکان مجھ سے ملادین اور خطا میری معاف کرین مجھ سے خوش ہون یہ خیال کرکے ایک نامہ
جانب ملک ترسی پلاس پوش سے فیروز گرد اپنے شاگرد رشید کو اس مضمون کا لکھا کہ اسے فیروز گرد
تو اکیلا سرداران لشکر اسلام کی حفاظت و حراست نہ کر سکے گا عیاران لشکر اسلام یہان سے روانہ
ہوے ہین وہ تجھ سے جس طرح ممکن ہوگا سردارون کو چھین لین گے یا عیاری کرکے تجکو قتل کرکے سردارونکو
رہا کرکے لیجالین گے لہذا تجکو لازم ہے کہ جسوقت یہ نامہ تیرے پاس پہونچے خبردار آگے نہ جانا سردارونکی
بخوبی حفاظت کرنا ہم تیرے استاد ملک اردوان کو بھی کو روانہ کرتے ہین جب وہ تجھ تک پہونچے تب
آگے روانہ ہونا تو ہر چند ہوشیار ہے لیکن استاد تیرا اگر تیرے ہمراہ ہوگا تو عیاران لشکر اسلام عیاری کر
سکین گے سردارون کو رہا کرکے نہ جا سکین گے جب اس مضمون کا نامہ لکھ چکا سر نامہ پر مہر ملک

ترسی کی کرکے اپنے ایک شاگرد مسمی نسیم تیز رو کے حوالے کیا اور کہا یہ نامہ جلد تر لیجا نا اثنائے راہ مین کہین
توقف نہ کرنا جس جگہ فیروز گرد سے ملاقات ہو یہ نامہ اُسے دیدینا اور کہنا کہ یہ نامہ مجھے ملک ترسی نے
دیا ہے سوائے اسکے کچھ نہ کہنا اسنے عرض کیا استاد ایسا ہی ہوگا جو آپ نے ارشاد کیا ہے وہی کرونگا یہ کہکر وہ
روانہ ہوا ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ ملک اردوان کوہی نے جو مہر سر نامہ پر ملک ترسی کی کردی یہ
مقام اعتراض نہین ہے کہ اسکے پاس مہر بادشاہ کہان تھی قاعدہ عیارون کا ہے کہ مہرین بادشاہون کے نامون
پر دیکھکر انکو دوسرے کاغذ پر اتار لیتے ہین اور ویسی ہی مہر تیار کر لیتے ہین بروقت ضرورت انھین مہرون
سے کام نکالتے ہین عیاری کرتے ہین اگر ملک اردوان نے بھی بطریق و بطرز عیاران مہر ملک ترسی
کی بھی کسی طور سے مہیا کر کے نامۂ مذکور پر کردی تو کیا جائے عجب ہے الغرض آمدم بر سر مطلب جب ملک
اردوان کوہی اپنے شاگرد کو نامہ دیکر سوئے فیروز گرد روانہ کرچکا دوسرے روز خود بھی اسیطرف
روانہ ہوا پہلے نسیم تیز رو پاس فیروز گرد کے پہونچا نامہ اسے دیا اسنے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اسی جگہ
قیام کیا بعد دو روز کے ملک اردوان کوہی بھی پاس فیروز گرد کے پہونچا فیروز گرد نے کہا استاد
مین تو آپ کے آنے کا منتظر تھا نامہ بادشاہ کو وہ شفیق کا نسیم تیز رو نے مجھے لاکے دیا تھا اب وقت شام
کا ہے اسوقت یہان سے کیا کوچ کرون صبح کو یہانسے کوچ کرونگا آپ تشریف لائے خوب ہوا اب خوف
عیاران لشکر اسلام کا نہ رہا یہ کہکر خاموش ہوا ملک اردوان نے کہا آجکی شب بہت ہوشیار رہنا مین بھی خبردار
رہونگا ہمراہ سوارون کے حفاظت ان سردارون کی کرونگا تو بھی میرے ہمراہ رہنا سنا ہے کہ بہت سے
عیاران لشکر اسلام واسطے رہا کرنے ان سردارون کے اس طرف آئے ہین اسنے کہا مین ضرور ہمراہ آپکے
حفاظت ان سردارون کی کرونگا کیا مجال عیاران لشکر اسلام کی کہ میری اور آپکی موجودگی مین وہ یہان تک
عیاری کرین اور ان سردارون کو رہا کر کے لیجائین غرض انھین باتون مین اور کھانے پینے مین اور بادہ
کشی مین ایک پاس سے زیادہ شب گذری ملک اردوان فیروز گرد کو ساتھ لیکے واسطے حفاظت
سرداران مذکور کے اٹھا ان دونون کے ہمراہ تھوڑے سوار بھی ہوئے باقی سوار اپنے فرش خواب
پر سو رہے ملک اردوان گرد ان سردارون کے تا دیر پھرا کیا بعدہ سوارون سے کہا تم ان سردارون
کی حفاظت کرو ہم مع اپنے شاگرد کے اس طرف برائے سیر جاتے ہین تھوڑی دیر مین آتے ہین یہ کہکے
فیروز گرد کو ہمراہ لیکے جانب صحرا گیا جب ان سوارون سے دور نکل گیا ایک درخت کے نیچے بیٹھا
فیروز بھی بیٹھ گیا ملک اردوان کوہی نے کہا اے فیروز گرد تجھ سے اسوقت ایک بات کہین اگر تو
منظور کرے تو خوب ہے مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اُسنے کہا استاد کہو وہ بات کیا ہے ملک اردوان
نے کہا اے فیروز آگاہ ہو کہ ملک ترسی نہایت نالائق بادشاہ ہے ہماری قدر نہین کرتا ہے کیسی کیسی ہم اور
تم عیاریان کرتے ہین انعام نہین دیتا ہے سوا اسکے اسکا دین بھی اچھا نہین ہے افسوس ہم آجتک گمراہ رہے اپنے
معبود حقیقی کو سجدہ نہ کیا اب خیال آیا کہ دین اہل اسلام کا اچھا ہے اور یہ مسلمان اہل کمال کے قدردان ہین
لہذا ہم چاہتے ہین کہ تو ان سردارون کو رہا کر دے اور انکے ساتھ اور میرے ہمراہ لشکر اسلام مین چل وہان
پہونچکر دین اسلام سے مشرف ہو امیر ثانی تجھ سے اور ہمسے بہت خوش ہونگے انعام کثیر دینگے علاوہ انعام
کے دولت دین حاصل ہوگی اس تدبیر سے اور اس عمل سے دولت دنیا و عقبیٰ دونون تجکو اور ہمکو حاصل

ہوگی اُسنے جواب دیا اُستاد ہرچند مین آپ کا شاگرد ہون لیکن خلاف حکم ملک ترسی پلاس پوش ہرگز نہ کرون گا
آپ کے نزدیک وہ نالائق ہے اور دین اسکا بہت برا ہے آپکے نزدیک دین مسلمانون کا بہتر ہے
میرے نزدیک سب دینون سے بدتر ہے آپ کہتے ہین کہ بادشاہ کو وہ شفیق قدردان نہین ہے اہل اسلام قدر دان ہین
مین آپ کے قول کے برعکس جانتا ہون مجھ سے یہ نہو گا کہ مین سردارون کو رہا کردون اور دین اسلام
قبول کرون لشکر مین اہل اسلام کے جاؤن اپنے مالک و آقا سے منحرف ہون نمک حرامی اختیار کرون آپ
بھی اس ارادے سے باز آئیے ورنہ پچتایئے گا اپنے دین سے بھی بیدین ہوجیے گا اور کچھ دولت
دنیا نہ ملے گی اے استاد اگر اور کوئی بات ہوتی تو مین قبول کرتا یہ بات تو ہرگز قبول نہ کرون گا خواہ
آپ کو مجھ سے ملال ہو ملک اردوان نے کہا او نالائق تجکو ہمارے کہنے کا کچھ خیال نہ ہوا کچھ پاس
و لحاظ ہمارا نہ کیا شاگرد ہوکر استاد سے اپنے سرکشی کی پس خلاف شرافت یہ فعل تجھ سے ظاہر ہوا مجکو تجھسے
صدمہ پہونچا اسوقت دل یہ چاہتا ہے کہ تجھے قتل کرون اُسنے برہم ہوکے جواب دیا استاد بس چپ رہو زیادہ
کلمۂ سخت نہ کہو ورنہ مین بھی کہونگا تم مجکو کیا قتل کروگے کیا مین تم سے زم ہون یہ کہہ کر اٹھا اور خنجر
کمر سے کھینچکر کہنے لگا بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ نہ چلو اسی وقت سمت لشکر بادشاہ یا جانب سپاہ امیر تانی
چلے جاؤ ورنہ اسی خنجر سے تمکو قتل کرونگا اگر تم میرے ساتھ ہمراہ سردارون کے چلوگے یقین ہے کہ اثنائے
راہ مین مجھے غافل دیکھکر یا مجھے بیہوش کرکے سرداران لشکر اسلام کو رہا کردوگے اب مین تمکو اپنا دشمن
اور اپنے بادشاہ کا بدخواہ جانتا ہون ملک اردوان کو بھی اسکی گفتگوے سخت سنکے اور نہایت برہم
ہوکے خنجر کمر سے کھینچکر اٹھا اور کہا او نابکار ہوشیار ہوجا کہ اسی خنجر سے تجھے قتل کرونگا وہ بھی برہم ہوکے
آمادہ جنگ ہوا خنجر چلنے لگا تا دیر استاد اور شاگرد لڑے آخر کار ملک اردوان نے اُسے زخمی کیا وہ
بوجہ زخم کاری کے زمین پر گرا ملک اردوان نے اسکے سینہ پر چڑھکر خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا پھر سر
اور لاش اسکی ایک جھنڈی مین ڈال کر جانب سرداران محبوس روانہ ہوا جب وہان پہونچا سوارون نے
پوچھا فیروز گرد کہان گیا ملک اردوان نے جواب دیا ہمنے اسے جانب لشکر ملک ترسی بضرورت
روانہ کردیا ہے سوار یہ سنکے خاموش ہو رہے بعد تھوڑی دیر کے ملک اردوان کو بھی نے کہا تم لوگ
دیر سے حفاظت کررہے ہو اب سو رہو مین جاگتا ہون حفاظت کرونگا وہ سوار خوش ہوکے اپنے
بسترون پر جا کر سو رہے ملک اردوان نے سب سوارون کو غافل دیکھکر جملہ سردارون کو قید سلاسل
سے رہا کردیا بیڑیان اور طوق و زنجیر وغیرہ انکے تنون سے دور کرکے دست بستہ سب سے کہا اب آپ
اپنے لشکر کیطرف چلیے مین ہمراہ رکاب ہون سرداران مذکور اُسسے خوش ہوکر جاتے ہین کہ اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہون ناگاہ تھوڑے سوار بیدار ہوے انھون نے سردارون کو رہا دیکھکر ملک اردوان
سے پوچھا کہ ان سردارون کو کس نے رہا کردیا اُسنے جواب دیا ہمنے رہا کیا ہے اب تمکو چاہیے کہ آمادہ جنگ
نہو انکی اطاعت اختیار کرو وہ برہم ہوکے بسترون سے اٹھے تلوارین علم کرکے آمادۂ جنگ ہوے سرداران
لشکر اسلام نے انکو بر سر فساد دیکھکر انھین سواران صف آرا کی تلوارین اٹھا کے نعرے شیرانہ کرکے کہا
اے سواران نابکار دیکھو آمادۂ کارزار نہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگے انھون نے کہا ہم تمکو زندہ
جانے نہ دینگے یہ کہہ کر حملہ ور ہوے اس طرف سے جملہ سردار ستودہ شعار بڑھے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین بہت

نے سوارون کو قتل کیا آخرکار باقی ماندہ سوار طالب امان ہوے سردارون نے جنگ سے ہاتھون کو روکا وہ سب سوار دست بستہ حاضر خدمت ہوے اور کہا ہماری خطا عفو کیجیے اور ہمین مسلمان کیجیے ہمکو یقین ہوا کہ دین آپ صاحبون کا اچھا ہے خدا آپ کا آپ کی مشکل مین مدد کرتا ہے دشمن کو دوست بنا دیتا ہے ملک اردوان آپ صاحبون کو بیہوش کرکے لایا تھا اب اسی نے بحکم آپ کے خدا کے رہا بھی کر دیا سردارون نے خوش ہوکے ان سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور کچھ عقائد دین تعلیم کیے بعد اسکے ملک اردوان کوہی نے بھی عرض کیا مجھے بھی دولت دین سے مالامال کر دیجیے سرداران مذکور نے اسکو کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے کے عیاران مذکور نے عرض کیا اب آپ اپنے لشکر مین تشریف لیچلیے سرداران مذکور اسکی راے پسند کرکے مقتول سوارون کے مرکبون پر سوار ہوکے ملک اردوان کوہی اور سوارون کے ساتھ جانب لشکر امیر چلے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی پلاس پوش کا اور آنا نقابدار گوہر پوش کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
خون سے آئے نظر زمین گلگون
مین دکھاؤن جو معجز تقریر
نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی
ہند مین ہون مین زمزمہ پرداز
اب دکھاتا ہون اپنی جانبازی

تا لکھون نشہ مین مین حال جنگ
پڑھنے والا بھی سنکے دنگ رہے
جان پڑ جائے بول اٹھے تصویر
نہ رہے سنکے بلبلون کو ہوش
صدقے ہو روح بلبل شیراز

وہ سناؤن تجھے نئے مضمون
انوری کے بھی منھ پہ رنگ رہے
مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
شمع طور کلیم ہو خاموش
نہین آتی مجھے سخن سازی

کاتبان حال جنگ وجدال ومحرران حالات میدان قتال اس داستان عدیم المثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب ملک ترسی پلاس پوش ان سرداران لشکر اسلام کو جنکو ہنگام جنگ اسیر کیا تھا اور ان بہادران نامی کو جنھین ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کرکے لایا تھا ہمراہ فیروز گرد کے سمت مسکن ملکہ ماہ طلعت جادو روانہ کرچکا اور ملک اردوان کوہی کو بسبب اسکی تقریر ناخوش کے اپنے دربار سے بصد ذلت نکلوا چکا اور یہ خبر ہرکارون سے سن چکا کہ ملک اردوان کوہی دربار سے نکلکر کسی طرف چلا گیا ہے ایک روز عالم نشہ شراب مین سر دربار کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عمرو ثانی عیاری کرکے خفتان لیگیا ہے اگر نہ لیجاتا تو مین بخوف وخطر طبل جنگ بجوا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرتا سرداران لشکر اسلام کو قتل وزخمی کرتا اکثر دلیرون کو اسیر کرتا اگر حمزہ ثانی یعنی امیر ثانی بھی مجھ سے مقابلہ کرتے تو انکو بھی زخمی کرکے اسیر کرتا بادشاہ لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا لشکر اسلام کو تباہ وبرباد کر دیتا چراغ لشکر اسلام کا گل کر دیتا خداوند کو خوش کرتا حوصلہ دل کا نکالتا مسلمانون کو عدم ایم سے قتل کرتا اب بخوف ہوکے طبل جنگ بجوا نہین سکتا نامی پہلوان جنگ مین کام آچکے دختر میری اپنے قصر کیطرف بدیع الملک کو لیکر جا چکی ہے اگر وہ یہان ہوتی تو اس سے اور کوئی شے مانند خفتان مذکور کے بالا طلب کرتا بعدہ طبل جنگ بجوا تا مسلمانان قوی بازو سے سر دست لڑتا دل بہت چاہتا ہے کہ طبل جنگ بجوائیے مگر ڈرتا ہون کہ کہین میرے لشکر کو شکست نہو یہ کہکر خاموش ہوا گرگ تیز دندان کہ زخم سر اسکا اچھا ہو چکا تھا اپنے دنگل سے اٹھکے کہنے لگا اے بادشاہ فلک جاہ اگر بہت لڑنے کو دل چاہتا ہے تو میرے نام پر طبل جنگ

بجوائیے تماشا میری لڑائی کا دیکھیے مین نے بھی حضور کا نمک کھایا ہی حق نمک ادا کرون دشمنون سے حضور کے لڑون انھین قتل کرون ملک ترسی نے خوش ہوکر اپنے ملازمون سے کہا ابھی بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم مع فوج گران میدان مین جائینگے گرگ تیز دندان دلیرانہ لڑیگا اسکی جنگ دیکھینگے ملازمون نے حسب الحکم اسی وقت طبل جنگ لشکر ضلالت نشان مین بجوایا جسوقت آواز طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے صدائے طبل جنگی سن کے فی الفور اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور لشکر مین اسوقت پہونچے کہ بادشاہ حارث بن سعد بالائے تخت حکومت جلوہ فرما تھے امیر اپنے دنگل پر مانند شیر غضبناک کے بیٹھے ہوے تھے سرداران لشکر بھی اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب بیٹھے تھے دربار بخوبی تمام آراستہ تھا جو سردار لشکر مین نہ تھے انکے دنگلون پہ غاشیے پڑے تھے عیاران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے عمرو ثانی کرسی ہدہد پر بیٹھا ہوا تھا بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرمارہے تھے کہ ملک ترسی نابکار نے نہین معلوم ہمارے لشکر کے سردارون کو عیارون سے بیہوش کراکے اور کچھ سردارون کو زخمی و اسیر کرکے کہان روانہ کردیا ہی کچھ حال انکا معلوم نہین ہوتا کہ انکی رہائی کے باب مین کوشش کیجائے یا تو کوئی سردار مع فوج گران جاوے یا کوئی عیار برائے رہائی روانہ ہو افسوس دنگل ان دلاورون کے خالی ہین نہین معلوم وہ قتل ہوگئے یا کہین اسیر ہین کیونکر انکا حال دریافت ہو ملک ترسی نے بعد اسیر و زخمی کرنے چند سردارون کے طبل جنگ بھی نہین بجوایا ہی شاید نفتان سحر کے نہونے سے طبل رزمی نہین بجوایا ہی دل گھبراتا ہی ہنوز امیر ثانی نے کچھ بھی بجواب بادشاہ ہوقت عرض نہ کیا تھا ناگاہ چند ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے انھون نے پہلے مجرا گاہ سے بصد ادب مجرا کرکے زمین ادب کو بوسہ دے کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر جاری کی کہ بصداق نظم

ترا بحبل متین است اعتصام چہ باک
کہ آفتاب چو پروانہ خواہد از وی نور
فراست تو چو افگند نور در عالم
ز عجز ضعف چو تیمو شمر و بل عصفور

اگر گسستہ شود رشتہ سنین و شہور
نہال جاہ تو زان حوض یافتہ ست نما
نماند در تتق غیب ہم سر مستور
ہمیشہ تا نتوان کرد حصر دور فلک

چراغ بخت تو زان شمع بر فروختہ اند
کہ از ترشح او حاصل آمد ست بجور
ہمائے ہمت تو گر سان گردون را
ترا چو دور فلک باد عمر نا محصور

بعدہ اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت ملک ترسی نابکار نے بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ کل صبح کو میدان جنگ مین آکے خدام سرکار دولت مدار سے مقابلہ کرے سوائے اس خبر شر کے خیریت ہی بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جانب امیر دیکھا امیر ثانی نے مافی الضمیر بادشاہ موصوف سے آگاہ ہوکے ہرکارون سے فرمایا نقارہ نوازون سے کہدو کہ بامید عنایت و بعد آتی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین وہ ہرکارے ہمراہ عمرو ثانی نقارہ نوازون کے پاس گئے حکم امیر ثانی سے انھین آگاہ کیا انھون نے حسب دستور لشکر اسلام کچھ اشرفیان عمرو ثانی کو نذر دین بعدہ بسم اللہ کہکے چوب اٹھاکے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ رزمی سے ایسی نکلی کہ زمین مانند زلزلے کے جنبش مین آئی گنبد فلک تھرایا جانوران صحرا خوف سے بھاگے لشکریان ہر دو سپاہ صداے طبل و آواز نقارۂ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل صبح کو پھر میدان مین حریفون سے لڑائی ہوگی یہ سمجھ کے جو جو بہادر تھے وہ تو اسوقت سے سامان و تیاری جنگ مین مصروف و مشغول ہوے کوئی دلاور اپنی تلوار کو صیقل

سے زیادہ آبدار وصاف کرنے لگا کوئی اہل اسلام سے اپنے نیزہ کو درست کرنے لگا کوئی جری اپنی کمان کو درست
کرکے تیرون کو ترکش مین بھرنے لگا کوئی شجاع اپنی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر کسی جری سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
یہ وہ تلوار ہے کہ جب سر دشمن پر مانند برق کے گرتی ہے خرمن ہستی بدخواہ کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور یہ وہ تلوار
مانند آئینہ کے صاف ہے کہ اسمین عدو کو چہرہ عروس اجل نظر آتا ہے دیکھنا اسی تلوار سے کافران نابکار کو ہم کیونکر
قتل کرتے ہین کوئی دلاور کسی صف شکن سے کہتا تھا کہ للہ الحمد والمنہ صدائے نقارہ جنگی کان مین آئی چند روز
سے لڑائی موقوف تھی کیا دل بیتاب تھا اب امید بر آئی صبح کو حریفون سے دلیرانہ لڑینگے بڑھ بڑھ کر دشمنون کو
قتل کرینگے بار بار نعرے شیر کے مانند کرینگے قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹائین گے خوشی سے زخم تیغ و تیر
صدر سینہ پر کھائین گے زخمی ہونگے لہو مین نہائین گے اگر زندہ رہتے تو فہو المراد ورنہ سرخرو ہوکے دنیا
سے جائین گے حق نمک اپنے مالک آقا کا ادا کر جائین گے اگرچہ ہم لڑکر کافرون سے مر جائین گے مگر بوجہ
اسکے کہ لوگ ہماری شجاعت کا چرچا کرینگے گویا زندہ رہین گے وہ صف شکن اس سے کہتا تھا یہی پناہ بھی رادہ
ہے دعا کرنا چاہیے کہ خدا ہمکو اور تمکو ہنگام جنگ ثابت قدم رکھے تلوار کی آنچ نہایت تیز ہے وہ لوگ بڑے
بہادر ہین جو اسکی آنچ کے متحمل ہوتے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہین گرمی بازار جنگ سے نہین ڈرتے ہین
ثبات قدمی اختیار کرتے ہین کوئی حمری کسی دلاور سے اسطرح کہتا تھا دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہے مشہور
ہے جنگ دو سردار و کس کی فتح ہوتی ہے کس کو شکست حاصل ہوتی ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے
کون زندہ رہتا ہے کون قتل ہوتا ہے مقام تردد ہے خداوند عالم ہم اہل اسلام کو کفار پر فتحیاب کرے دین اسلام
کو ترقی ہو کفر کو زوال ہو کفار دین اسلام قبول کرین یا قتل ہون کوئی دیندار کسی عارف سے کہتا تھا اے
برادر کل ہنگام سحر کفار سے لڑائی ہوگی تیاری جنگ تو کر چکے ہین تلوار کو صیقل کر چکے ہین زندگی کا اعتبار نہین ہے
کیا معلوم کل بہنگام جنگ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہونگے یا زندہ رہین گے سب بہتر و مناسب یہ ہے کہ یہ شب
یاد الٰہی مین بسر کرین توبہ و استغفار کرین واسطے مغفرت کے خدا سے دعا کرین زاد راہ عدم کچھ تو مہیا کرلین
عارف مذکور جواب دیتا تھا جزاک اللہ عاقل کو ایسا ہی خیال کرنا لازم ہے دنیا مین تو چند روز رہنا ہے اسکی
کیا محبت ہان جہان مدام رہنا ہے وہاں کی البتہ فکر چاہیے دنیا سے کچھ ایسے اسباب راحت وہان لیکر جانا چاہیے
کہ جس سے وہان آرام سے بسر ہو لشکر اہل اسلام مین تو مجبو بہادر و دیندار ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور اکثر
ذکر خدا مین تر زبان تھے لیکن اب لشکر کفار ضلالت آثار کا احوال لکھا جاتا ہے کہ جس وقت سے طبل جنگ بجایا
گیا تھا جو لوگ بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین بشوق مصروف تھے باہم کہتے تھے کہ ہمکو اہل اسلام سے
بہت تعصب ہے یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انکو قتل کرنا ثواب عظیم ہے اور انپر رحم کرنا اور زندہ چھوڑنا
گناہ ہے ہم انکو ہنگام مقابلہ اس طرح قتل کرینگے کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی اگر انکے حال کو دیکھین گے
تو افسوس کرینگے بعد قتل کرنے کے بھی انکی روح اور انکے جسمون کو صدمہ پہونچائین گے انکے سامنے سے
پیچھے نہ ہٹین گے اگرچہ زخمی ہون یا قتل ہون اور جو لوگ بزدل تھے وہ باہم کہتے تھے ہمتو فوج مین نوکری
کرکے بہت پچھتاتے ہین ہر وقت یہان سامنا اجل کا ہے روز سامان جنگ ہوتا ہے طبل جنگی بجایا جاتا ہے
سامنا دشمنون سے ہوتا ہے تلوار چلتی ہے کشت و خون ہوتا ہے گرمی بازار اجل سے دل گھبراتا ہے خیال قتل و
مرگ سے خون تن مین خشک ہوا جاتا ہے مرنے سے ڈرتے ہین ہمتو زندگی کو پسند کرتے ہین یہ لوگ نہایت

جاہل ہین کہ آبرو و عزت پر نظر کر کے مرجانا قبول کرتے ہین ہم جاہل نہین ہین کہ دیدہ و دانستہ جان عزیز کا خیال نہ
کرین آبرو پر نظر کرین ہمارے نزدیک عزت و آبرو کیا چیز ہے جو کچھ ہے وہ جان ہے اگر جان نہین تو کچھ
بھی نہین لہذا ایسی نوکری سے باز آئے اجتک جو ہوا وہ ہوا فوج مین رہے تلوار باندہی گھوڑے پر
سوار ہوے اب محنت مزدوری کرکے زندگی بسر کرینگے یہ باتین کر کے لشکر سے ہر حیلہ و بہانہ سے نکل نکل کر
اپنے اہل و عیال کیطرف جاتے تھے جو لوگ بہادر تھے انھین جاتے ہوے دیکھکر پوچھتے تھے اسوقت
کہان جاتے ہو وہ کہتے تھے ہم ابھی آتے ہین براے سیر جاتے ہین بہادران لشکر جواب دیتے تھے اب تم
کیا آؤگے معلوم ہوگیا بزدل ہو خوف جان سے لشکر مین نہ ٹھہرے وقت امتحان بھاگ نکلے نمک حرام ہوگئے
اپنے آقا و مالک سے بیوفائی کی جان کا خیال کیا کچھ آبرو و عزت کا لحاظ نہ کیا افسوس تم سب نے بہت
برا کیا اپنے ساتھ اورون کو بھی بدنام کیا کہنے والے یہی کہین گے کہ مردمان لشکر ملک ترسی بزدل
ہین شب تاریک مین خوف سے جان کی بھاگے جاتے ہین خیر ہم تمکو روکتے نہین ہین اگر جاتے ہو تو جاؤ
تمھارا جانا ہی اچھا ہے اگر تم نہ جاتے اور وقت جنگ سامنے سے حریفون کے بھاگتے تو یقینا تمکو دیکھکر بہادرون
کے بھی پانون اٹھ جاتے تم اپنے ساتھ لشکر اور اہل لشکر کو بھاگنے پر آمادہ کر دیتے یہ کہکر خاموش ہوے
بزدل انکی تقریر سے کچھ مرد نہوے اپنے مکانون کی طرف چلے گئے الغرض دونون لشکرون مین بہادرون
نے تیاری جنگ مین شب بسر کی بزدل خوف جان سے لشکر سے نکل گئے بہادر رہگئے جب وہ وقت

آیا کہ بمقتضاے این نظم

سفیدی نے کھولا سیاہی کا رنگ
سحر نے پڑھا سورۂ فجر کو
وہ کوئل کی کوکو وہ قمری کا شور
کہے تو کہ مخمل پہ موتی جڑے

ہوا چرخ پر جبکہ دور شراب
بنا ملک زنگی کا ملک فرنگ
لگی چلنے باد صبا دمبدم
وہ بلبل کے نغمے پپیہے کا زور
وہ صحرا کا لطف اور چمن کی فضا

فلک نے لیا ساغر آفتاب
ورق الٹا واللیل کا شاد ہو
لگے بولنے جانور بھی بہم
وہ سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے
درختون کا وہ وجد مین جھومنا

جملہ اہل اسلام فریضۂ سحری سے فارغ ہوکے مسلح و مکمل ہوے بہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام
جانب نبردگاہ بقصد اشتیاق جنگ روانہ ہوے بعد قطع راہ نبردگاہ پر پہونچے سواری بادشاہ کی رکی
جملہ اہل اسلام ٹھہر گئے بادشاہ و امیر ثانی انتظار ملک ترسی کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ بیدین
و بدیقین بھی ہمراہ اپنے خداوند لاجوردشاہ اور صلصال نابکار کے بجمعیت فوج کثیر میدان رزم مین
آیا اسوقت دونون لشکرون سے باشارہ دونون بادشاہان سپاہ کے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے
اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوے نکلے اور درمیان مین دونون فوجون کے جاکر جھاڑی جھنڈی خار و
خس پھاوڑون اور بیلچون سے دور کرکے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام عرصۂ کارزار
کو صاف و درست کرچکے وہان سے ہٹ گئے بعدہ سقے دونون طرف سے مشکین پانی سے بھری ہوئی
لیکر نکلے انھون نے مثل ابر باران کے بارش آب سے میدان کارزار کو تر و سرد کردیا گرد و غبار کو دفع
کیا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہوچکی اور سقے بھی میدان جنگ سے چلے گئے دونون لشکرون
مین صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا علمداران
ہر دو لشکر نے علم کھولے امیر ثانی چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بعدہ سپہ سالاری کھڑے

ہوے علمدار نے سایۂ علم اژدہا پیکر کا سر پر کیا اس علم سے آواز متواتر یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے
لگی سواے اسکے پھریرے سے بوے مشک و عنبر اس درجہ نکلی کہ سارا میدان خوشبو سے بس گیا دماغ
ہر ایک کا بوے خوش سے معطر ہو گیا اہل اسلام اس بوے خوش کے آنے سے درود پڑھنے لگے ہنوز
اہل اسلام بوے خوش سے درود پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ دونون لشکرون سے کرطیمت اور نقیبا
نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جا کے ٹھہرے کرطیت اپنے جوانان لشکر کیطرف مخاطب ہو کے باواز
بلند اُنسے کہنے لگے اے جوانان لشکر شکن و اے دیران شمشیر زن آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہے کسی کو اس
جگہ ثبات نہین ہمیشہ کسی کی حیات نہین کونسا گل کھلا جسکو ظلم خزان سے ضرر نہ پہونچا کونسا درخت پیدا ہوا
جو مدام سرسبز رہا فصل خزان اور جفاے تیشہ سے محفوظ رہا کون بشر دنیا مین خلق ہوا کہ جو موت سے بچا
خیال کرو سلاطین نامی و نامور دارا و اسکندر و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو و کیکاؤس جمشید و
فریدون وغیرہ اسوقت کہان ہین وہ انکی حکومت وہ سلطنت وہ انکا لشکر و رعایا سوچ وہ انکا خزانہ
وہ جاہ حشم انکا انھین کے ساتھ تھا اب نہ وہ ہین اور نہ وہ سامان ہین باوجود اس ملک و مال کے
وہ اسی اجل سے مجبور و ناچار ہوے کہ دنیا سے سوے عدم چلے گئے حکماے حاذق علاج سے اور
خراج ملک و مال و زر و جواہر کے صرف کرنے سے بھی پنجۂ گرگ اجل سے نہ بچے آخر شکار گرگ اجل ہوگئے
ملک و مال خزانہ بیشمار چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی نہ لے گئے
زندگی مین فرش نرم و نازک پر خواب کرتے تھے شمعہاے سومی و کافوری کی روشنی مین شب بسر کرتے تھے
اندھیرے مین گھبراتے تھے گرد و غبار سے بچتے تھے بعد مرگ وہی زیر خاک نہان ہوے ہزارون من
مٹی اُنکے عزیزون اور دوستون نے اُنپر ڈالدی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ شاہان اولوالعزم و نازک مزاج ہین
گرد و غبار سے انکے اجسام کو بچائین خاک مین انکو نہ چھپائین ہاے وہ عزیزہ احباب انکے کیونکر ایسا نہ کرتے
کہ حکم براے میت یہی ہے کہ بعد مرگ خاک مین چھپا دو گوشۂ قبر مین میت کو لٹا دو تختے لگا کے قبر بند کر دو وہانسے
ہٹ جاؤ بس انھون نے بھی ایسا ہی کیا انکو موافق حکم قبر مین نہان کر دیا نشان قبر بنا دیا اب انکی قبرین
بھی ظاہر نہین ہین نشان قبرون کے مٹ گئے ہین اگر کسی بادشاہ کی قبر کہین ہے تو اسے دیکھکر چشم پرنم ہوتی ہے
دل انکے حکومت و جاہ و حشم کا خیال کر کے غمگین ہوتا ہے کیونکہ قبر سراسر شکست نظر آتی ہے چادر گل ادھر
شمع فروزان سے خالی پائی جاتی ہے کوئی دلسوز مانند شمع اس قبر پہ دل بھی نہین جلاتا ہے کوئی صاحب قبر کو
بادشاہ جان کے تحفۂ ثواب بھی نہین دیتا ہے وہ باوجود بادشاہ روے زمین ہونیکے بعد مرگ محتاج ثواب ہین
اپنے اعزا اور احباب سے طالب خیر و ثواب ہین ایسی جگہ جا کر سکونت پذیر ہوے ہین کہ وہان خود کوئی کار
خیر نہین کر سکتے اپنے امراض انواع و اقسام عصیان کا کچھ علاج نہین کر سکتے زیر خاک پڑے ہین کسی کو
اپنے پاس بلا نہین سکتے اور کوئی فرد بشر سے انکے پاس جا نہین سکتا کسی سے وہ کلام کر نہین سکتے نہ کوئی
انکی تقریر سن سکتا ہے ایسے خواب مین ہین کہ کوئی بشر انکو جگا نہین سکتا اور نہ وہ خود جاگ سکتے ہین افسوس
ہزار افسوس وہ قبور مین کیسے مجبور و ناچار ہین کیڑے انکے گوشت و پوست کو کھاتے ہین وہ انھین دفع بھی
کر نہین سکتے جس کروٹ لیٹے ہین سواے اسی کروٹ کے برعکس اسکے کروٹ بدل نہین سکتے ہرچند کوئی
انکو پکارے جواب نہین دیتے لاکھ کوئی روے اور اپنا حال غیر کرے انکو خبر بھی نہین ہوتی کہ کون ہماری

قبر پر آیا ہی کون ہین یاد کرکے روتا ہی سواے ان بادشاہان گذشتہ کے کہ زورآوران روے زمین و پہلوانان
قوی خشمگین کو یاد کرو کہ وہ کہان ہین رستم و اسفندیار سہراب و برزو و فرامرز گیو بیژن وغیرہ
دلیران ایران کے کچھ کہین نشان ہین ہان تمام انکے بوجہ انکی شجاعت و بہادری کے زبان زد خلق ہین لیکن
قبرون کا نشان بھی نہین ہی زندگی مین زور آزما تھے کسی کو دباتے تھے بعد مرگ خاک سے دب گئے
کچھ بس نچلا زرا بھی قوت و شجاعت کام نہ آئی زندگی مین در قلعہ توڑتے تھے بعد فنا قبر کے تختے بھی نہ ہٹائے
گئے علاوہ انکے تم اپنے بزرگون کو یاد کرو اسوقت تمھارے آبا واجداد جو نامی و گرامی تھے اور جن کی
دلاوری و شجاعت مثل آفتاب عالمتاب روشن تھی کہان ہین تمکو چھوڑکر مجبوری سے چلے گئے اور ا
اور ایسی جگہ گئے کہ جہان سے اب آ نہین سکتے نہ تم انکو دیکھ سکتے ہو نہ وہ تمکو دیکھ سکتے ہین اجل سے ایسے بے حس
و حرکت زیر زمین پڑے ہین کہ مطلق حرکت بھی کر نہین سکتے جنکو بہت دوست رکھتے تھے اب انکا خیال بھی نہین
کرتے ہین مقراض موت نے رشتۂ محبت کو بھی ہمراہ رشتۂ جان کے قطع کردیا ہی کبھی وہ کسی کو یاد بھی نہین کرتے
ہین جس طرح وہ کسیکو اپنے اعزا و احبا مین سے یاد نہین کرتے اسی طرح کوئی انکو بھی دنیا مین یاد نہین کرتا چونکہ
وہ بہادر تھے اکثر دلاوری و بہادری انسے ظہور مین آئی تھی اسی سبب سے ہم اور اکثر مردم انکو یاد کرتے ہین تعریف
انکی شجاعت و بہادری کی کرتے ہین اگر وہ اس کشت زار یعنے دنیاے ناپائیدار مین تخم شجاعت و بہادری
نہ بوجاتے تو کبھی شجر بارآوری پیدا نہوتا اور ثمر خوبی نہ دیتا پس تمکو لازم و مناسب ہی کہ گذشتہ کا خیال کرکے
اور موت کے آنے کا یقین کرکے اپنے آبا واجداد کیطرح اس دنیا مین امور نیک کرو تاکہ بعد مرگ تمکو بھی اہل
جہان ساتھ نیکی کے یاد کرین فرزند سعید وہی فرزند ہی جو قدم بقدم امور خیر مین اپنے پدر کے ہو تمھارے
آبا نے اکثر لڑائیون مین حریفون کو دلیرانہ تہ تیغ کیا ہی قدم جنگگاہ مین بڑھا کر نہین ہٹایا ہی تلوار کی آنچ سے
کبھی نہین گھبرائے ہین سراپا زخمہاے کاری کھائے ہین خون مین نہائے ہین نمک حلالی ظاہر کی ہی
عوض مین اپنے مالک و آقا و ولی نعمت کے جان اپنی دی ہی عزت و آبرو کا خیال کیا ہی جان دیدینا میدان
نبرد مین گوارا کیا ہی دشمن کو پشت نہین دکھائی ہی تم بھی انھین کے فرزند ارجمند ہو لہذا آج تم بھی مانند
انھین کے اپنے حریفون سے لڑنا اور مثل اپنے آبا واجداد کے میدان رزم مین اپنی بہادری ہر ایک
کو دکھانا جہانتک ممکن ہو قدم آگے ہی بڑھانا بڑھ بڑھ کے دشمنون کو قتل کرنا نعرے شیر آسا کرنا
حتی الامکان صفین لشکر اعدا کی درہم و برہم کردینا سردارون کو چن چن کے قتل کرنا بلکہ بہتر و مناسب
یہی ہی کہ جہانتک ممکن ہو بادشاہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرنا جب بادشاہ ہی نہوگا اہل لشکر کیا لڑینگے میدان
جنگ سے بھاگ جائینگے انکا مال و اسباب لوٹنا سر بادشاہ کا تیغ سے جدا کرکے اپنے بادشاہ کو نذر دینا
عوض مین اس دلاوری کے خلعت و جاگیر و انعام وافر لینا اور اگر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوجاؤگے
تو بھی اچھا ہی بہادرون مین محسوب ہوگے مانند اپنے آبا واجداد کے دلاور و نمک حلال مشہور ہوگے
لوگ تمکو بھی انھین کیطرح یاد کرینگے مانند رستم و اسفندیار کے تمھاری بھی دلاوری کا ذکر کرینگے دیکھو
لڑنے سے اور زخم نیزہ و شمشیر و سنان کھانے سے خوف نہ کرنا آخر ایک روز مرنا ہی آج ہی مرجانا جسطرح
سے پہلے بادشاہون اور نامی پہلوانون وغیرہ کے حالات بیان کیے ہین اسی طور سے ایک دن سبکو
دنیا سے جانا ہی زیر خاک مقیم ہونا ہی تم کبتک اپنی جان کی حفاظت کروگے جب پیمانہ عمر لبریز ہوگا

دنیا سے سوے عدم چلے جاؤ گے بھاگنے سے بچ نہ جاؤ گے قضا سد راہ ہوگی زمین پانون پکڑ لیگی بھاگنے
نہ دیگی حریف تعاقب کر ینگے ذلت سے قتل ہو گے جان ساتھ بیغرتی و بیحرمتی کے جائیگی اہل جہان تمکو نامرد و
بزدل کہین گے اس صورت مین کوئی بہادر اور دلاور نہ کہے گا آگے تمکو اختیار ہے ہمنے نیک و بد سے آگاہ کر دیا
تم عاقل و ہوشیار ہو کچھ نادان و نافہم نہین ہماری جنس بے بہاے تقریر کو میزان عقل مین تول کر ذرا فکر و غور
سے خیال کرو کہ ہم سچ کہتے ہین یا جھوٹ کہتے ہین نقباے خوش آواز خوش گلو و خوش تقریر جوانان اہل
اسلام سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہتے تھے کہ اے دلیران عرب و اے بہادران عالی حسب و نسب آگاہ ہو
کہ تم سب بہترین اقوام ہو مانند تمھارے کوئی قوم و قبیلہ شجاع و بہادر نہین ہے تم مین دو طرح کی قوتین ہین
ایک تو قوت ظاہری دوسری قوت باطنی قوت ظاہری تو یہ ہے کہ عنایت خدا سے تم قوم عرب ہو تمامی قوتون
سے قوی تر ہو شجاعت تمھاری مشہور آفاق ہے تلوار تمھاری وہ تلوار ہے کہ جسکا لوہا ہر ایک قوم مانے ہوے
ہے دوسری قوت قوت دین اسلام ہے تمسا دنیا مین کون بہادر ہے بارہا تمھین نے کافرون کو شکست دی ہے
جب کفار سے لڑائی ہوئی ہے غلبہ اہل دین کو ہوا ہے کفار کو شکست ہوئی ہے کفار رہا ان مانند لات و ہبل وغیرہ
منھ کے بھل زمین پر گرے ہین تنتے اور تمھارے آبا و اجداد نے سر انکے لاتون سے توڑے اور کچلے ہین
آج کے دن بھی سامنا کفار سے ہے دیکھو مانند اپنے بزرگون کے اس میدان جنگ مین لڑنا کفار کو تہ تیغ
کرنا گرزہاے گران انکے سر پر غرور پر مارنا کاسۂ سر انکے مانند سرہاے اصنام کے چور چور کرنا نیزہ و تیر
انکے قلوب و سینہ پر کینہ پر لگانا یہ سیاہ قلب ہین نور ایمان و اسلام انکے دلون مین نہین ہے کوئی کور چشم
ہوتا ہے یہ لوگ کور باطن ہین خداے کون و مکان و خالق زمین و آسمان کی پرستش نہین کرتے ہین باوجود
ہدایت کرنے کے راہ کفر سے نہین پھرتے ہین ایک شیطان مجسم ملک لاجورد شاہ کو اپنا خداوند جانتے
ہین اسکی پرستش کرتے ہین انکا قتل کرنا ضرور ہے یہ لوگ نہایت گمراہ ہین انپر رحم کرنا اور انکو زندہ چھوڑ
دینا ہمارے نزدیک ایک گناہ ہے لہذا وہ کام کیون کرو کہ جس سے داخل گناہ ہو ہنگام جنگ ہرگز انپر
رحم نہ کرنا دلیرانہ انھین قتل کرنا اگر یہ نابکار ارادہ بھاگنے کا کرین تو انکو بھاگنے نہ دینا چہار طرف
سے گھیر کر قتل کرنا آج ہی اپنی شجاعت و بہادری کو ظاہر کر دینا دیکھین آج کیونکر لڑتے ہو کن کن کافرونکو
تہ تیغ کرتے ہو کسکو نشانۂ تیر کرتے ہو کسکے سینۂ پر کینہ پر نیزہ لگاتے ہو کس پر گرز گران مارتے ہو اور پیوند
خاک کرتے ہو کسکی رگ جان کو خنجر آبدار سے کاٹتے ہو کیونکر بڑھ بڑھ کے لڑتے ہو کیونکر نعرے کرتے
ہو کیا خوب ہو کہ اگر آج لاجورد شاہ تمھارے ہاتھ آجائے اور تم اسے چورنگ کرو اور کیا اچھا
ہو کہ ملک ترسی نابکار کو قتل کرو سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کرو لشکر کو اسکے تباہ و قتل کرو
کوہ شفق پر ہیانسے لڑتے ہوے چلے چلو قلعہ پر قبضہ کرو زر و مال ملک ترسی کا لوٹو بتکدون کو
منہدم کرو یہ سب باتین امداد خدا سے کچھ مشکل نہین ہین انسان قصد کار خیر کا کرے خداوند عالم مدد
کرتا ہے وہ قادر ہے ہر شئے پر فتحیاب ہوگے اگر خدا چاہیگا تو امید دلی بر آئیگی دل قوی رکھو اعانت
عنایت خدا پر نظر رکھو تم شیران بیشۂ شجاعت و دلاوری ہو اگر وہ چاہے تو مور کو فیل پر غالب کر دے
اسکے قبضۂ قدرت مین کیا نہین ہے سب چیز پر اسی کی قدرت ہے دیکھو لڑنے مین کوتاہی نہ کرنا خوف
جان کے پسپا نہونا آخر ایک دن مرنا ضرور ہے ہمیشہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا سب کو فنا ہے سوا ے

خداے کسی کو بقا نہین ہی خیال کرو جو سلاطین و پہلوانان نامی و گرامی تمسے قبل تھے اب وہ کہان ہین زر کثیر و قوت زور سے کچھ انکو ہنگام مرگ مدد نہ ملی روپیہ نے اور قوت بازو نے انکو مرنے سے بچانہ دیا اور کسی دوائیون سے انکے مرض کو دفع نہ کردیا جسوقت انکا پیمانہ عمر بھر گیا کسی کے بنائے کچھ نہ بن پڑا اسب حکیم و طبیب بالین سر بیٹھے رہے ملک الموت علیہ السلام نے روحین بحکم خدا قبض کرلین ہر ایک انکا عزیز دو دست عاجز ہوکے بیٹھا ہوا دیکھا کیا جب وہ مرگئے اُنکے رنج و غم مین روکر انھین دفن کردیا مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہے کہ قضاے کسی کو گریز نہین ہی جسکی قضا آئی ہی اُسے کوئی روک نہین سکتا کیا مجال کہ کوئی حکیم یا طبیب ایسے بیمار کو دواسے یا کسی تدبیر سے شفا دے کہ جسکی عمر تمام ہوچکی ہو بس اگر تم سب بہادرون کی زندگی ہی تو یہ کفار کیا ہین اگر تمام عالم کے انسان اور جملہ جن اور دیو اور تمامی مخلوق خدا انکو ہلاک کرنا چاہین تو بھی تم کسی کے ہاتھ سے ہلاک و قتل نہوگے اور اگر خدانخواستہ تم لوگون کو ان کافرون کے ہاتھ سے قتل ہی ہونا ہی تو ضرور قتل ہوگے کوئی تمکو انکے ہاتھ سے بچا نہ سکے گا اگر بھاگوگے بھی تو بھی انکے ہاتھ سے نہ بچوگے بس اب تم کو لازم ہی کہ بمقتضاے این نظم

نظم

یہ شکر ہی کیا تم جنون سے لڑو
لڑائی تمھاری تو مشہور ہی
نہ میدان خبردار تم چھوڑنا
رکھو دل پہ گر آگ مین جا پڑو
نقیبون سے بس سکے یہ جار سو
کڑی کیسی ہی ہو نہ منھ موڑنا
تمھارا تو شہرہ بہت دور ہی
ہوا غل کہ ہان اقتلوا اقتلوا

جب کڑکیتون اور نقبا نے اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جنگ کیا اور درمیان سے لشکرون کے چلے گئے اسوقت ہر ایک بہادر دلاور کا یہ حال تھا کہ شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھا چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین مرکب کو جولان کرکے مبارز طلب کرے ہنوز لشکر اسلام سے کوئی دلیر براے جنگ نکلا نہ تھا ناگاہ صف لشکر ملک ترسی سے گرگ تیز دندان اپنے بادشاہ اور اپنے خداوند سے اجازت جنگ حاصل کرکے نکلا پھر مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آکے مرکب کو روک کے جانب لشکر اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا حال اسکی صورت و قامت کا مفصل تو کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ کہ نظم

طویل اسکا وہ قامت بد نما
ہوے دیکھکر لوگ جسکو حزین
نہین اس کے کانون کا ہوتا بیان
بنے تھے وہ دو گنبد پرخطر
ہو کیا حال ہونٹون کا اسکے رقم
اور اسپر گرانبار سر کوہ سا
لکھون کیا صفت ناک کے حال کی
کہا چاہیے انکو ہاتھی کے کان
نکیلے کئی دانت نکلے ہوے
وہ گویا لب ناقہ تھے دو بہم
وہ صورت مہیب اسکی اور خشمگین
وہ گویا تھی بندوق دو نال کی
عجب طرح سے گال وہ پھول کر
درندہ جسے دیکھوے تو ڈرے

اہل اسلام اس کی صورت دیکھ کے ناد علی پڑھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ انسان ہی یا دیو ہی اُسنے جوابدیا ہمارے نزدیک یہ ایک بلاے بد ہی خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی اہل اسلام اُسے دیکھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ خداوند عالم اس زشت رو کے شر و فساد سے بچائے ناگاہ وہ نابکار مانند فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا با آواز بلند یون کہنے لگا کہ ای امیر ثانی مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی پردۂ دنیا پر نہین ہی انسان کی کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے دیو و جن بھی خوف سے میرے روبرو نہین آتے ہین مین تنہا بمنزلہ ہزار سواران آزمودہ کار کے ہون لہذا کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیو اسطے بھیجو اور ایسے کسی دلیر کو بھیجو کہ وہ کچھ تو مجھ سے لڑے بھلا ادنے ضرب تو میری روک سکے امیر ثانی نے اسکی تقریر بیہودہ سنکے اپنے لشکر کی طرف نسبت

جب دیکھا تھا یکایک جانب بیابان سے ایک بگولا گرد کا پیدا ہوا تمامی اہل اسلام اور گرگ تیز دندان
و ملک ترسی وغیرہ سب کا فرود یندار اسی طرف دیکھنے لگے ابھی بہادران لشکر اسلام نے ارادہ صف لشکر
سے نکلنے کا کیا تھا مگر کوئی دلیر نکلا نہ تھا کہ اس بگولے سے ایک نقابدار گوہر پوش بصد جوش و خروش
مرکب پر سوار نیزہ بدست پیدا ہوا اور درمیان مین دونون لشکرون کے آگے آور دونون لشکرون کو دیکھ
کے لشکر کفار و فوج اہل اسلام کو خوب پہچان کے گرگ تیز دندان سے کہنے لگا او نابکار تو مجھ سے مقابلہ کر
اُسنے جواب دیا او اجل رسیدہ تو کیون مجھ سے لڑتا ہی اور اپنی زندگی سے بیزار ہی جا سامنے سے دور ہو
مین تجھ روپوش سے کہ خاصیت عورتون کی رکھتا ہی کیا لڑون مین مردون سے مقابلہ کرتا ہون ابھی مین نے
ہم نبرد اپنا طلب کیا ہی لشکر امیر ثانی سے کوئی دلیر نکل کے مجھ سے لڑیگا تو جس طرف سے آیا ہی اُسی جانب
چلا جا بیکار مجھ سے لڑکے قتل ہو نقابدار نے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار پہلے مجھ سے مقابلہ کرنے
بعدہ دلیران لشکر اسلام سے لڑنا تو مجھکو بنظر حقارت نہ دیکھ مین تیرے حق مین ملک الموت ہون واسطے تیری قبض
روح بخس کے آیا ہون یہ کہکر جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے کہا ای امیر با توقیر آپ کسی دلیر کو اس
نابکار کے مقابلہ کیواسطے نہ بھیجے گا مین اس سے مقابلہ کرونگا امیر ثانی گفتگوے نقابدار سن کے دل مین
کہنے لگے نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی نام اسکا کیا ہی ہماری طرف سے لڑنا دلیل اسکی یہ ہے کہ ہمارا
کوئی دوست ہی ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ گرگ تیز دندان نے گفتگوے نقابدار
سنکے از حد برہم ہوکے کہا اگر تو نہین مانتا تو ہوشیار ہوجا یہ کہکے سپر اپنے ہاتھ مین لیکے مرکب کو برائے
زور آزمائی دوڑایا ادھر نقابدار بھی باخبر ہوا جب دونون شیر باہم لڑین دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہنگام نگاورزنی پانچ قدم مرکب گرگ تیز دندان کا اور دو قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا گرگ
مذکور نے منفعل و خجل ہوکر بصد غضب گھوڑے کو رانون مین داب کے آگے بڑھا کے کہا کہ ای نقابدار مین
اپنی جگہہ سے نہین ہٹا کیونکہ نہایت قوی ہون یہ حیوان نہین معلوم کس وجہ سے پیچھے زیادہ ہٹ گیا خطا
اسکی ہی نقابدار نے جواب دیا اگر مرد ہی تو اب پیچھے نہ ہٹنا سنے سخن نقابدار سنکے نیزہ اٹھا کے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سینہ نقابدار پر نیزہ لگایا ادھر
اس دلاور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا جب دونون سنانین باہم لڑین جھنگاریان پیدا ہوئین
بعد روکنے ضرب نیزہ کے نقابدار نے بھی اسکے پہلو پر نیزہ لگایا اسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نقابدار نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اسکے
ہاتھ سے نکالدی سب نے دیکھا وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا گری اہل اسلام خوش ہوکے
نقابدار کی تعریف کرنے لگے خصوصًا امیر ثانی نے اپنے دل مین کہا واقعی اس نقابدار نے کیا اچھا
بند نیزہ کا باندھا تھا اور کس خوبی سے سنان نیزہ حریف نکالدی ہی ادھر تو امیر ثانی وغیرہ نقابدار کی
کی تعریف کر رہے تھے ادھر گرگ تیز دندان سنان نیزہ کے نکل جانے سے بہت خجل تھا غیرت سے
پسینہ آگیا تھا عرق خجالت مین ایک نیزہ گویا غرق ہوگیا تھا ملک ترسی یہ جنگ دیکھ کے حیرت مین تھا دل
مین کہتا تھا حریف میرے سردار لشکر کا زبردست معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی بظاہر انجام اس
لڑائی کا بد نظر آتا ہی ابھی ملک ترسی اپنے دل مین خیال مذکور کر رہا تھا ناگاہ گرگ تیز دندان

نے برہم ہوکے ڈانڈ نیزہ کی فرق نقابدار پر لگائی نقابدار نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر یون روکا
کہ ڈانڈ گرگ تیز دندان کی کئی ٹکڑے ہو گئی گرگ مذکور نے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے قبضۂ تیغۂ
آبدار وگرانبار پر ہاتھ ڈال کر تیغۂ برق نظر علم کر کے کہا اے نقابدار نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی
خوب ہی یہ وہ ہی کہ بیچ مین دو دلیران جنگجو کے پڑکے مانند منصفت کے برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ
کر دیتی ہی یہ کہکے خبردار خبردار کہکے وار تیغۂ آبدار کا سر نقابدار پر کیا ادھر نقابدار نے تیغۂ اسکا بالاے
سپر روکا پھر اسپر تلوار لگائی اسنے بھی پھرتی سے سپر پر روکی اسیطور سے تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی
آخرکار نقابدار نے گرگ تیز دندان سے کہا او نابکار اگر اگلی مرتبہ وار میری شمشیر آبدار کا روک
لے تو جانون کہ مرد ہی اُسنے قہقہہ مار کر کہا او نقابدار خیر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے بعد روکنے تیری ضرب
شمشیر کے مین بھی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ جس سے تو کسی طرح جانبر نہوگا نقابدار نے تقریر اسکی سنکے تلوار
چمکا کے خبردار خبردار مکرر کہکے تلوار سر پر اسکے لیجاکے دھوکا دیکے اس طرح کمر پر وار کیا کہ وہ نابکار مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر پشت فرس سے یون پالاے خاک گرا گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے زمین پر گرے
گاؤ زمین اُسکے تنگر سے دب کے تھرائی غبار بلند ہوا اہل اسلام نے خوش ہو کے باواز بلند تعریف کی
امیر ثانی بھی ضرب شمشیر نقابدار کو دیکھکر پھڑک گئے نہایت خوش ہوے دل مین کہنے لگے یہ طریقہ شمشیرزنی
کا تو ہمارے ہی خاندان مین ہی اسکو ایسی شمشیر لگانا کسنے بتایا ہی غرض امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے
تھے اہل اسلام اسکے قتل ہونے سے خوش تھے کفار غمگین وحزین تھے ناگاہ ملک ترسی اپنے لشکر
کے سردار کو دو نیم ہوتے دیکھکر برہم ہو کے اپنے خداوند سے اجازت جنگ لے کے سامنے نقابدار
کے آیا اور مرکب کو روک کے کہا او نقابدار غضب کیا تو نے کہ میری سپاہ کے نامی سردار کو قتل کیا
مجکو صدمہ دیا خیر اب اسکے قتل کرنے کا عوض تجھ سے لیتا ہون ابھی تجکو قتل کرتا ہون نقابدار نے جواب
دیا او ریدین تو مجکو کیا قتل کر سکے گا خود ہی میرے ہاتھ سے مانند گرگ تیز دندان کے قتل ہوگا تو خود
میرے سامنے نہین آیا ہی قضا تیری تجکو کھینچکر میرے سامنے لائی ہی ملک ترسی پلاس پوش یہ سنکے
بصد جوش وخروش مرکب بڑھا کر تیغۂ آبدار علم کر کے پکارا خبردار ہو کہ اس ضرب سے جانبر ہونا دشوار
ہی بلکہ ممکن نہین کہ حریف کسی تدبیر سے جان اپنی بچائے یہ کہکے بالاے سر نقابدار لگایا ادھر نقابدار
نے بفن سپاہگری تیغۂ مذکور کو اپنی سپر پر روکا اور کہا او نابکار تو نے کیا کہا تھا اور کیا ہوا دعوی تیرا
باطل ہوا یہ کہکے آپ بھی اسکے سر پر غرور پر شمشیر لگائی اُسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر یون ہی لڑائی
ہوئی مردمان لشکر جانبین بنظر غور یہ لڑائی دیکھ رہے تھے کوئی کسی کے ہاتھ سے زخمی نہوتا تھا ہر ایک
ہوشیاری سے لڑتا تھا ادھر لاجورد شاہ بھی غور سے دیکھتا تھا بختگان سے کہتا تھا کہ دیکھتا ہی تو کہ ہمارا بندۂ خاص
کس خوبی سے لڑ رہا ہی ہمین نے اسکو یہ قوت دی ہی وہ پوچھتا تھا یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کیا تقدیر کی ہی ملک
ترسی نقابدار پر غالب ہوگا یا نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہو جائے گا لاجورد شاہ اسکو جواب
دیتا تھا ابھی تقدیر کچھ بھی نہین کی ہی بعد تھوڑی دیر کے جو کچھ تقدیر کرونگا وہ تو دیکھ ہی لیگا بختگان کہتا
تھا ذرا تقدیر اچھی کیجیے گا سوچ سمجھ کے ورنہ اچھا نہوگا یہانسے آپ کو بھاگنا پڑیگا سلمان پھر تعاقب کرینگے
لاجورد شاہ برہم ہو کے جواب دیتا تھا تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی جو ہم مناسب جانینگے

ہی کرینگے ادھر تو لاجورد شاہ نجگان اپنے شیطان بارگاہ سے ہم سخن تھا ادھر نقابدار نے متواتر اسکے
تلوار روک کے نعرہ کیا کہ او نابکار اب ہوشیار ہو جا کہ تلوار میری مانند برق کے تجھپر گریگی اور خرمن ہستی کو
جلا کر خاک مین ملا دیگی اسنے جواب دیا مین ہوشیار ہون تلوار لگا نقابدار نے مرکب کو اسکے دست
راست کی طرف لیجا کے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس طرح شمشیر بالاے سر لگائی کہ اسکے سپر و خود کو کاٹ کر
کاسۂ سر مین در آئی پھر وہانسے مانند قطرۂ آب کے گلو مین اتر کر سینہ مین ذرا دم لیکے شکم و کمر سے گذر کر پشت
فرس پر آئی بعدہ اسکے بھی دو ٹکڑے کرکے بالاے خاک پہونچی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر بالاے
زمین گرے اہل اسلام از حد خوش ہوکے باواز بلند نقابدار کی تعریف و ثنا کرنے لگے امیر ثانی
بھی خوش ہوکے نقابدار کی ثنا بالاے زبان لائے جب ملک ترسی قتل ہوا اور شور و غل
اہل اسلام نے خوش ہوکے کیا جملہ کفار نہایت غمگین و محزون ہوے ہر ایک حاکم کوہ شفق کے
قتل ہونے سے بیدل ہوگیا اسوقت لاجورد شاہ نے اور صلصال بن دال بن دیو بن ستمامہ
جادو نے اپنی اپنی سپاہ و آدمیون اور ملک ترسی کے لشکر کے سپاہیون سے باواز بلند کہا کیا
کھڑے دیکھ رہے ہو جلد یکبارگی اس نقابدار پر حملہ ور ہو اس نے ملک ترسی کو قتل کیا ہے تم سب
مل کے چہار طرف سے اسے گھیر کے قتل کرو سر اسکا تن سے جدا کرکے ہمارے سامنے لاؤ راوی بیان کرتا
ہے کہ جب لاجورد شاہ اور صلصال بن دال نے حملہ کفار سے اس طرح کہا سب یکبارگی یون بڑھے جیسے
سپاہی کفر باغواے شیطان بڑھتی ہو اور جانب لشکر اسلام وہ سب بدانجام یون آئے جس طرح زور و
شور سے سیاہ آندھی آتی ہے جب یہ حال امیر ثانی خوشخصال نے ملاحظہ فرمایا اپنے بھی تمامی لشکر کو آگے
بڑھنے کا حکم دیا ادھر سے اہل اسلام اور ادھر سے کفار بڑھکے آخرکار شامل ہوے دلیران جنگجو
نے تلوارین نیام سے کھینچین نیزہ اٹھائے گرز گران سر بلند کیے کماندارون نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کش
سے نکال کے رکھے اعدا کے سینہ کو تاک کے کمانین کھینچین تیر مانند تیر اجل کے چلے جسکے سینہ
و جگر پر وہ تیر پڑا نشانۂ اجل ہوگیا جسکے سر پر تلوار کسی جری کی پڑی اس کو فی الفور راہ عدم
نظر آئی جسکا گرز گران سر کسی کے سر پر پڑا پیوند خاک ہوگیا جس بہادر کا نیزہ سینۂ حریف پر لگا پشت
سے گذر گیا نقابدار گوہر پوش بھی جنگ رستمانہ کرتا تھا جو کافر اسکے سامنے آتا تھا اسکو تہ تیغ کرتا
تھا امیر ثانی بھی مصروف جنگ تھے انکی لڑائی کا کیا حال لکھا جائے جس انبوہ اور جس غول پر
مرکب کو بڑھا کر نعرۂ شرار کرکے گرتے تھے کفار مانند بھیڑیون کے بھاگتے تھے امیر ثانی ان کو قتل
کرتے تھے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر اسلام کا دلیرانہ مشغول جنگ تھا تلوار چل رہی تھی تیرون کا مینھ
برس رہا تھا سپرین مانند گھٹا کے اٹھی تھین نعرے بہادرون کے دلون کو ہلاتے تھے گھوڑون کے
دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا باوجود روز روشن کے میدان جنگ مین اندھیرا تھا اچھی طرح کسی کو کچھ
نظر نہ آتا تھا وہ اسکو اپنا حریف سمجھ کے قتل کرتا تھا بھائی اپنے برادر حقیقی کو قتل کرتا تھا فرزند اپنے
پدر کو ہلاک کرتا تھا گھبراہٹ اور اضطراب اور اندھیرے مین کچھ تمیز بخوبی نہوتی تھی لاش پر لاش گر رہی
تھی کفار و اہل اسلام قتل ہو رہے تھے زخمی بار بار گھوڑون سے گر رہے تھے انکی نالہ و آہ و فریاد کو
کوئی نہ سنتا تھا اور کوئی اثر رحم نہ کرتا تھا بلکہ حالت اضطراب مین انپر سے گھوڑے گذر جاتے تھے

وہ پامال سم اسپان ہو جاتے تھے مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق نظم

کوئی تیغ بران لگانے لگا
کسی نے فقط لیلی تیغ و سپر
کوئی نعرہ کرتا تھا یون زور مین
کسی نے کیا رن سے قصد گریز
کسی جا برستا تھا باران تیغ
قلم کرتا تھا کوئی دشمن کا سر
کوئی تیغ کی جا سپر تھا لیئے

کوئی اپنا نیزہ ہلانے لگا
کسی نے کیا بڑھ کے خنجر کا وار
کہ رستم بھی سہمین ہو گور مین
کوئی ہو گیا نصف دھڑ سے قلم
جلاتی تھی بجلی کہین بے دریغ
تھے کفار اسوقت یون بدحواس
سپر تھا کمر سے لگائے ہوئے

چلا کوئی گرز گران تان کر
لگائی کسی نے چھری اور کٹار
کسی کے پڑی سر پہ شمشیر تیز
کسی کو نظر آئی راہ عدم
دو پارہ تھا کافر کوئی تا کمر
نہ کچھ سوجھتا تھا انھین وقت پاس
ہنوز لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل

رہی تھی سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے جا بجا لاشون کے انبار لگے ہوئے تھے عرصہ جنگ مین دریائے خون کشتگان جاری ہوا تھا ناگاہ وہ سب سرداران لشکر اسلام جنکو ملک ترسی اور ملک اردوان کوہی نے اسیر کیا تھا اور ملک اردوان نے فیروز گرد کو قتل کر کے انھین رہا کیا تھا اور وہ سب جانب لشکر اسلام چلے تھے پس پشت کفار وقت کارزار پہونچے انھون نے اس جنگ مغلوبہ کو دیکھکر فوراً تلوارین نیام سے کھینچین اور نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے ہر ایک کافر کو گھیر کر قتل کرنے لگے جسکے سر پر تلوار لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا جسپر نیزہ لگایا وہ راہی ملک عدم ہوا اب کفار درمیان مین لشکر اسلام کے جو آگئے سخت گھبرائے بدحواس ہو گئے تاب تحمل باقی نہ رہی کفار کے پائون اُٹھ گئے علمدارون نے نشان ہاتھ سے چھوڑ دیے لاجوردشاہ اور صلصال یہ حال جدال و قتال دیکھکر بہت گھبرائے خصوصاً لاجوردشاہ سخت گھبرایا بختگان سے کہنے لگا اے شیطان درگاہ من اسوقت حواس بجا نہین ہین سرداران لشکر اسلام لڑتے لڑتے میرے قریب آگئے ہین جلد بتا حالاچہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا اسوقت تقدیر گریز کیجیے اہل اسلام سے جان بچایئے اب یہان توقف نہ کیجیے اُسنے کہا اچھا اسوقت تیری کہنے پر عمل کرتا ہون لیکن نے تقدیر گریز کی اب اُسی طرف سے گریز کرنا چاہیے کہ جس طرف سے بھاگنا چندان دشوار نہو بختگان نے جواب دیا اُسطرف سے بھاگنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ تھوڑے سے سرداران اہل اسلام ہین اُنسے لڑتے ہوئے نکل جا سکتے ہین لاجوردشاہ نے اُسی طرف رخ کیا فوج اُسکی اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اور ملک ترسی پلاس پوش کی اُسی جانب سے بھاگی ادہر سے امیر ثانی مع لشکر کثیر اُنکے تعاقب مین آگے بڑھے اُدہر سے سرداران لشکر اسلام نے انھین روکا اور قتل کرنا شروع کیا اس جگہ کفار دست اہل اسلام سے بیشمار قتل ہوے جا بجا لاشون کے انبار ہو گئے لیکن بوجہ کثرت کے اُسی طرف سے ہمراہ لاجوردشاہ کے بھاگے امیر ثانی نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر دور تر نکل گئے اور جو کفار ہمراہ لاجوردشاہ کے نہ جا سکے اور وہ امان طلب ہوے امیر نے اُنکو امان دے کے مرکب کو روکا اور سب کو لڑنے سے منع کیا ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا پھر خیمہ و خرگاہ اور تمامی مال و اسباب ملک ترسی اور لاجوردشاہ اور صلصال کا اہل اسلام نے لوٹ لیا امیر ثانی نے اُن سب سردارون کو جو ہمراہ ملک اردوان کوہی آئے تھے اُنکو بصد شوق شفقت بزرگانہ

سینے سے لگایا احوال پوچھا اُنھون نے تمام حال اپنے رہا ہونے کا اور ملک اردوان کوہی کے سلوک نیک کرنے کا ظاہر کیا امیر ثانی نے جانب ملک اردوان کوہی دیکھا اُسنے بصد ادب سلام کیا امیر نے فرمایا تمنے نیکی کی ہے انشاءاللہ تمھارے ساتھ بھی حسب دلخواہ نیکی کیجائیگی اُسنے عرض کی مین خادم ہون بامید ایک حاجت کے اپنے ولی نعمت سے بگڑ کر حاضر ہوا ہون دین آبائی بھی چھوڑا ہے دین اسلام اختیار کیا ہے اُس حاجت کو کسی وقت عرض کرونگا امیر ثانی اسکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے بعدہ جملہ اہل اسلام کو ہمراہ لیکر ہمراہ رکاب بادشاہ نہایت خرم وخندان جانب فرودگاہ سپاہ چلے حسب قیام گاہ سپاہ پر پہونچے حکم امیر ثانی سے جملہ سواران لشکر نے مرکبون سے اُتر کر اپنے خیام مین جاکر سلاح جنگ تن سے جدا کیے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر اسلام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے حسب دستور بادشاہ بالائے تخت حکومت اور جملہ سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام نے تخت پر بیٹھکر اُن سرداروں کی طرف دیکھا جنکو ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کر کے لیگیا تھا اور ملک ترسی نے وقت جنگ حالت زخمداری وبیہوشی مین اسیر کیا تھا اُنھون نے قبل ہی بصد ادب سلام کیا تھا اور اب بھی اپنے اپنے دنگل سے اُٹھ کے موافق قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے سلام لیکر نہایت خوش ہو کر اشارہ سے فرمایا بیٹھو وہ حسب الحکم سلام کر کے بیٹھے امیر ثانی نے اپنے دنگل سے اُٹھ کے بادشاہ سے عرض کیا ان سردارون پر ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی نے ایک احسان کیا ہے اور وہ انکے ہمراہ آیا ہے مسلمان بھی ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا وہ کہان ہے اُسے ہمارے روبرو طلب کیجیے امیر ثانی نے خدام سے ارشاد کیا ملازم اُسے بارگاہ مین لے آئے اُسنے بارگاہ مین آکر حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے اُسے دیکھکر امیر ثانی سے فرمایا اس سے بھی نیکی کیجائیگی امیر نے اُسی وقت اُسکو ملازمون سے کشتی خلعت طلب کر کے خلعت وانعام دیا اور فرمایا کہ بالفعل یہ انعام دیا گیا ہے آیندہ اور کچھ نیکی تجھ سے کیجائیگی اُسنے بہت خوش ہو کے سلام بادشاہ اور امیر کو کر کے خلعت وانعام لیا عمرو ثانی اور جملہ عیار آئے اور کہا اب تو داخل دائرہ اسلام ہوا ہمارا برادر دینی ہوا ہم تجھ سے خوش ہوے بعد اسکے عمرو ثانی نے پھر اُسکے خلعت وانعام پر نظر کر کے کہا اے ملک اردوان کوہی یہ خلعت وانعام اگر اپنے پاس رکھو گے تو کوئی دزد لیجائیگا یا خلعت خراب ہو جائیگا لہذا اسے میرے پاس امانتاً رکھو مین بخوبی اسکی حفاظت کرونگا بلکہ زنبیل مین رکھونگا چونکہ وہ جانتا تھا کہ عمرو ثانی خواجہ عمرو کے فرزند ہین جیسے وہ طماع تھے ویسے یہ بھی حریص مال واسباب ہین اسوجہ سے اُسنے کہا یہ خلعت وانعام حاضر ہے آپ ہی لے لیجیے اب تو مین داخل لشکر اسلام ہوا ہون مجھے آپسے سرکشی مطلوب نہین ہے بلکہ اطاعت آپ کی مدنظر ہے عمرو ثانی نے بیرون بارگاہ سلیمانی اُس سے سب مال وخلعت لیکر خوش ہو کر داخل زنبیل کیا یہ خبر امیر ثانی کو معلوم ہوئی کہ عمرو ثانی نے ملک اردوان کوہی سے خلعت وزر وانعام لے لیا اور داخل زنبیل کر لیا اس خبر کو سنکے عمرو ثانی کے طماع ہونے پر مسکرائے بعدہ ملک اردوان کوہی کو اور خلعت طلب کر کے دیا اور انعام دیگر کہا اے ملک اردوان اب یہ خلعت وانعام کسی کو نہ دینا اُسنے سلام کر کے لیلیا عمرو ثانی مجبور ہو کے دیکھا کیا بعد دینے دوبارہ خلعت وانعام کے امیر ثانی نے باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو حکم دیا پہلے ہمارے لشکر کے کشتون کو دفن کرو بعدہ سب اسباب شاہ

حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین ساقیان گلرخسار بادۂ گلنار کشتیون مین لاکر جامہائے بلورین و زمردین مین شراب ناب پلائین بزم عیش نہایت خوبی سے آراستہ کرین کیونکہ اس فتحیابی کا ہمین جشن منظور ہے ملازم حسب الحکم کاربند ہوے کچھ ملازم تو دفن کشتگان مین مشغول ہوے تعداد کشتگان اہل اسلام کی بعد شمار دریافت ہوئی کہ چھ ہزار سواران اہل اسلام قتل ہوے اور قریب ایک لاکھ سوارون کے کفار قتل ہوے اور کچھ اہل اسلام تیاری بزم عشرت مین مصروف ہوے بعضے داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ یہ جشن بارگاہ سلیمانی مین ہوا اور اکثر کا قول یہ ہے کہ بارگاہ حشامی مین بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی غرض ہر طور جب بزم عیش و عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ ہوچکی اور بادشاہ و امیر ثانی اور جملہ سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے تخت دنگل پر بیٹھ چکے پہلے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لاے اور جامہاے زمردین مین شراب ناب بادشاہ و امیر ثانی کو پلاکر ساغرہاے بلورین مین جملہ اہل بزم کو شراب ناب دینے لگے ہر ایک نہایت خوشی سے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے گلنار کی اٹھا کر بزم طرب سے لیگئے بعد جانے ساقیان سیمین تن کے ایک رقاصہ نہایت خوبصورت و خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم مذکور مین عجب ناز و انداز سے حاضر ہوئی کہ اہل بزم اُسکے ناز و انداز کو دیکھکر اور اُسکے جمال بیمثال پر نظر کرکے مائل ہوے تعریف اُسکی خوبی کی کرنے لگے پہلے رقاصہ مذکورنے بادشاہ اور امیر ثانی کو بناز و انداز سلام کیا بعدہ کھڑے ہوکے بعد درستی سازہاے سازندگان ہمراہی رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم طرب اُسکے رقص کو دیکھنے لگے اکثر جوانان بزم عیش آہستہ آہستہ اُسکی تعریف کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین اس خوبی سے ناچتی تھی کہ دیکھنے والون کے دلون کو پامال کرتی تھی جب وہ رقص کرچکی پھر کچھ سوچکر بہ لحن داؤدی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

سخت پچتائے ہم بہت چرکے
ایک ہی وار مین تمام کیا
شانے نے عقدے کھولے گیسو کے
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تکیے مشغل ہین میرے پہلو کے
انکو جنت سے کام کیا اے حور
خون آلہی ہمیشہ وہ تھوکے
رخ رنگین کے عندلیب ہین ہم
نتھنے ہوگے ہرن ہین آہو کے
اوج پر ہے ستارہ اے اختر

نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
نیچے دو غضب تھے ابرو کے
تنگ تھا دل یہ بدمزاج ہوا
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
ہاتھ ملواتی ہے مجھے حیرت
رہنے والے ہین جو ترے کوکے
آرزو ہے کبھی تو تکیہ کی جا
قمری ہین اسکے قد دلجو کے
اس فسون ساز چشم سے تیری
رہتے ہو ساتھ یار مہ رو کے

ہوکے دیوانہ اُس پریرو کے
آپ کے حسن کے ہین ہم بھوکے
دل صد چاک تجھپہ پہنچ پڑا
ناز اُٹھانے سے یار بدخو کے
ہجر کی شب مین پھونکے دیتے ہین
دیکھکر آئینے وہ زانو کے
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہوا
سر زانو ہو نیچے زانو کے
سنکے خوش چشمی کا ترے شہرہ
سیکھین ساحر طریق جادو کے

اہل بزم غزل مندرجہ کے ہر شعر کو سطر بہ سطر سُنکے نہایت خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ مہ جبین نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کرتی تھی یہان تو نازنین رقص و نغمہ کرتی ہے اُدھر لاجور د شاہ میدان جنگ سے جو بھاگا تھا پہلے تو بے اختیار بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا بعدہ صحرا مین قریب ایک دریاے ذخار کے ٹھہر کر بخشگان سے پوچھنے لگا اے شیطان درگاہ من حالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ راہ خشکی چھوڑ کر راہ تری

اختیار کیجیے اہل اسلام سے غافل نہو جیے عجب نہین کہ بحکم امیر ثانی کوئی سردار ہمراہ سپاہ کثیر لیکے تعاقب
مین آتا ہو اگر خشکی کی راہ اختیار کیجیے گا تو اچھا نہو گا سردار مذکور یہان آکے سدراہ ہو گا جنگ عظیم ہوگی
نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو آپ زخمی ہون یا قتل ہون لہذا راہ تری خوب ترہے اگر کوئی سردار آئیگا
بھی تو ہمکو اور آپ کو راہ تری سے جاتے دیکھکر مجبور ہو جائیگا ایسے بحر ذخار مین گھوڑے نہ ڈال سکے گا
لاجور دشاہ نے کہا مین نے یہی تقدیر کی جلد ناخدا و کشتیبان کو بلاؤ بخنگان نے انکو طلب کیا پھر جہازون
اور کشتیون پر لاجور دشاہ اور صلصال اور بخنگان مع اپنے ہمراہی فوج کے سوار ہو کے ایک جانب
روانہ ہوے احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان گرنا رستم ثانی کا لب دریا مرکب سے اور لیجانا ملکہ آرام بانو کا شہریار کو اپنے باغ مین مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ تیلازمۂ گنجفہ

ساقیا بدمزاج ہو نہ ذرا
یہ گدا کو امیر کرتا ہے
تاج شاہون کا ہے ٹپک دیتا
دل بہت ناامید ہوتا ہے
بجاتا تھا جبکے دل کو چنگ و رباب
عشق مین پھیکا رنگ انکا ہوا
بد قماشون سے بازی کھلوا کر
نذر سفت میر کو کیون دین
چھوٹے جاتے ہین بس مرے چھکے
یہ فسون مجھپہ ماہتاب کا ہے
پانچ اور سات کیا کرین دلمین
سب کو دیتے ہین ہم دو دستہ خلال
کاٹ دیتا ہے یہ ورق دل کا
زیر دستون کا دل ہے آوارہ
عشق کا حکم عشق کی ہے بات
ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ابتر اب ہم ہوے نہین ہے شعور
ورق دل خراب جاتا ہے

یاد ہے عشق کا ہمین تو مزا
نقش اسکا جگر پہ آفت ہے
ملک دل ہے خراج مین لیتا
تیغ ابروے بس اسے ہی کام
دل جلا کر کیا ہے ان کا کباب
شب گیسو تو رات ہے اسکی
ہمکو دیتا ہے گردشین در در
اسکی باتون نے دل کو دہلایا
حضرت عشق ہین بہت پکے
کیا دُری اور کیا تری سمجھے
آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جب مین
سامنے دل ہے اسکے اک چھکا
چلمہ کھاتا ہے ہر گھڑی منھ پر
جو رہے ہم رہین نہین ہے ثبات
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب
اپنے دل مین ہے عشق ہی کا وفور
نگارندۂ دفتر عشق اب

شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے
دو دلون کے لئے قیامت ہے
رنگ اسمین سفید ہوتا ہے
رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
سرخ غصہ مین رہتے تھے جو سدا
کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
ہم تو اکلو بس اپنے فن مین ہین
مجکو دریاے غم مین نہلایا
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے
بات اس عشق کی گری سمجھے
دولت عشق سے ہین مالامال
رنج سہتا ہون دل ہی پر سب مین
کیا زبردست سے بھلا جا رہ
ضرب لگتی ہے یہ بڑی منھ پر
ہم تو نادار اور ہے وہ شاہ
دل جلاتا ہے سب کا مثل کباب
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے
رقم کرتا ہے داستان عجب

کہ جب شہریار یعنے رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کو مرکب جنگاہ سے نکالکر دشمنون سے بچا کر جانب
صحرا روانہ ہوا یہ جاتے جاتے ایک سبزہ زار پُر بہار مین قریب کنارہ دریا ہو نچا پانی کو دیکھکر ٹھہر گیا
چونکہ دو روز برابر رہروی کرنے سے گرسنہ و تشنہ بہت تھا آب جاری دیکھکر بے اختیار کھڑے ہو کر
منھ پانی پر جھکا دیا جب خوب پانی پی چکا موافق قاعدۂ چوپاؤن کے پھر ہری لی رستم ثانی کہ مرکب پر

پر غش مین تھا قدم رکابون سے نکل چکے تھے اسکے پھریری لینے سے بالاے زین گرا مرکب چونکہ اصیل و وفادار
تھا پاس اپنے راکب زخمی کے کھڑا ہو گیا پھر ہرچند اسنے اپنے دست و پا اور دہن سے راکب مذکور کو حرکت
دے کے چاہا کہ راکب میرا ہوشیار ہو لیکن شہریار بوجہ زخم کاری کے ہوشیار نہوا مرکب مجبور ہوکر قریب
اپنے راکب کے سبزۂ شاداب کھانے لگا اور حفاظت و حراست اپنے راکب کی جانورون سے کرنے لگا
اگر کوئی چوپایہ یا پرند شکاری قریب رستم ثانی آتا تھا تو مانند شیر غضبناک کے اسپر حملہ کرتا تھا وہ خائف
ہوکر بھاگ جاتا تھا غرضکہ وہ راکب کو اپنے درندون اور گزندون سے بچاتا تھا چونکہ رستم ثانی لب دریا
غش مین پڑا ہوا تھا زخم سر سے خون بہکر آب دریا مین ملتا تھا شاہزادہ کو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا
ہے اور اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ جس سبزہ زار مین کنارے دریا کے شہریار پڑا تھا وہ دریا اور سبزہ زار
سعدان کج کلاہ بادشاہ کے قلمرو مین تھا شاہ مذکور نہایت جاہل و کافر تھا فوج بہت رکھتا تھا قلعہ
مستحکم رکھتا تھا خود بھی بہادران جہان سے تھا اور سپاہ بھی اسکی آزمودہ کار تھی چند سردار و پہلوان بھی نامی
و گرامی رکھتا تھا سواے حکومت و حشمت و شوکت و جاہ و جلال کے ایک دختر نہایت خوبصورت رشک
پری بلکہ غیرت حور رکھتا تھا سن اسکا چودہ پندرہ برس کا تھا اکثر شاہان جہان نے اس کی خواستگاری
مین بہت کوشش کی تھی مگر سعدانشاہ نے کسی شاہ و شہریار کو لائق اپنی دامادی کے نہ جان کر دختر
مذکور کو اس سے منعقد نکیا تھا وہ مہ جبین بھی اکثر اپنے باغ مین کہ لب دریا تھا اور نام اس باغ کا
فرحت افزا تھا براے سیر و تفریح قلب ہمراہ سیکڑون سہیلیون اور کنیزون کے آتی تھی سیرگاہ مذکور
سے لطف اٹھاتی تھی دریا کی سیر اور باغ کے گلون کی بہار اور میدان سبزہ زار کی ہوا سے لطف بیحد پاتی
تھی اور ساتھ اپنے جلیسون کے باغ مین گاہ ہمکشتی سے بھی لطف زندگی اٹھاتی تھی بعد سیر کرنے کے پھر اپنے
قصر مین چلی جاتی تھی اتفاقاً اس روز بھی وہی نازنین ہمراہ اپنی کنیزون اور جلیسون کے واسطے سیر کے
اپنے باغ مین آئی تھی اس باغ رشک ارم کی تعریف مفصل تو کیا ہو سکتی ہے کہ بہت مشکل ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

وصف اسکا اگر کرون مین رقم
دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ
تھے خندق کی جگہ پڑے یاقوت
کہ کئی جنکی جان و دل مین چبھے
کیا بلندی کرون مین اسکی بیان
تو فرشتون کا مرتبہ وہ پائے
تھے جواہر نگار وہ جو شجر
آنکھ اسنے لڑائی تھی شببو
اشرفی جا بجا جو ہی ہار سنگھار
یار کے رخ کے عکس سے پر درد
اور نیلم کا تھا جو نافرمان
عاشقون کے سبب جو درد کا تھا

لال ہو جائے بس زبان قلم
مشک خالص کی تھی زمین سبھی
روح حورون کی جنسے پائے قوت
تھی طلائی کٹہری جو وہ دیوار
کیا کرون اسکے باغ کے مین بیان
اسمین انواع و قسم کے تھے درخت
بلبلین بیٹھتی تھین جا جا کر
سوتیا موگرا گل شببو
تھی ہر ایک طرح کی ہر اک پہ بہار
گل لالہ کہین بدخشان کا
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
گل اورنگ لعل کا تھا بنا

بادہ فرح کے گرد مین تھا وہ باغ
اور کرن کی تھی اسپہ ٹھانس جمی
ذرون کی جا پہ ہیرے موتی تھے
اسپہ تھا سب جڑاؤ مینا کار
کوئی دیوار پر اگر چڑھ جائے
ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت
چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو
ڈھونڈھاتے تھے نکل کے راتون کو
کہین گیندے لگے ہوئے تھے زرد
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جان کا
گل چنبیا عقیق زرد کا تھا
جسپہ بلبل کا دم نکلتا تھا

لاجوردی تھا وہ گل خیرو
پی کہاں پی کہاں سناتی تھی
سیوتی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اسکی ہو
کہین نرگس کہین یہ داؤدی
کرون کیا مین بیان اب انکو

سرد پر قمری کرتی تھی کو کو
تا بڑے کا گل فرنگ جو تھا
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن رائے بیل اور نسرین
اور رجھومی ہوئی گھٹا اودی

یار کو اپنے وہ بلاتی تھی
آنکھون مین وہ ہر ایک کے کھٹکا
تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
باغ مین انکا تھا جدا آئین
تھے درخت اور میوے کے جو جو

ایسے باغ پر بہار مین وہ نازنین مہ جبین رشک حور و پری بصد جلوہ گری مصروف سیر و تماشا تھی اس جگہ تعریف اسکے حسن و جمال کی تحریر کیجاتی ہی **نظم در صفت حسن و** لباس و زیور بلکہ آرام بانو کو مصداق

زلفین بل کھاتی تھین جو چہرے پر
عکس انکے زمین پر پڑتے تھے
پلکین سینے پہ نوک نشتر تھین
جیسے سیمائے صبح پر پروین
کاجل آنکھون مین بھی وہ نور کا تھا
قتل عشاق پر تھی بستہ کمر
شوخ کیا رنگ دست رنگین تھا
گھات مین نقد دل کے صبح و مسا
تھی وہ اس جامہ زیب کی پوشاک
جسکا تار شعاع تھا ہر تار
جلوہ اسکا جو دیکھے حور جنان
تھیلیان ہین چڑھی ہوئی پر زر
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا
کیسے کان جو ابر اس گل کو
ٹیکا مانند کوکب تابان
بزم انجم مین زہرہ رقصان ہو
گرد تھے اسکے نور سے وہ گہر
عقد پروین تھا گوش زہرہ مین
حلقہ گوش ہار سان پر تاب
دل عروس چمن کا جس پہ نثار
جوشن ایک ایک نجم آسا تھا
اسکے تھے بزم حسن مین روشن
دست بند اسکے وہ نزاکت زا

چہرہ معلوم ہوتا تھا اس طرح
تھا کمن چاند پر لگا کیسر
مے خوبی سے آنکھین تھین لبریز
کر کھٹکتی وہ دل کے اندر تھین
نور مین شام زلف پر افشان
صاف دود چراغ طور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
رنگ لایا تھا رخ یہ کیا غازہ
گرد تھی جیسے اطلس افلاک
کرتی انگیا کی بھی عجب نیاری
لطف غالب ہر ہوا سے یہ گمان
نازکی اسکی کیا بیان مین آئے
اطلس طور سے چمک مین سوا
سر کا جھپکا بنا تھا سایہ فگن
زیب صبح جبین پر افشان
زیب گوش اسکے وہ مرصع کان
اشک تھے شمع طور کے وہ گہر
بجلیان کانون مین وہ تابندہ
ماہی دل کے واسطے قلاب
دو نگدگی یون شکم پہ جلوہ کنان
لاجورد فلک کا مینا تھا
پہونچیان وہ جو دست رس لئے
شاخ گل بن تھا تو تبا پھولا

ماہ کامل کی ہو جھلک جس طرح
لب نازک سے پھول جھڑتے تھے
بہر عشاق جام زہر آمیز
وہ پر افشان جبین نور آگین
شب انجم سے بھی سوا تابان
چاٹے کر سنگ سرمہ تیغ نظر
جس طرح پھولتی ہی شام مین
دزد بر کف چراغ دزد حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زرتار
کسقدر وہ کٹوریان بھاری
تار جنت پہ بہر حفظ نظر
جو کہ دست خیال سے الجھائے
کیا رقم اب ثنائے زیور ہو
سنبلستان پہ موتیے کا چمن
وقت جنبش کہین تو شایان ہو
صدف گوش تھے کہ ہیرے کے کان
بالیان کب تھین گوش زیبا مین
برق تابان ہو جسنے شرمندہ
اور جنبا کلی کی اس پہ بہار
فلک حسن پر سہا تھا عیان
انگون پر بازوون کے وہ جوبن
صاف دزد حنا چرا لیجائے
وہ طلائی حسین بند اس کا

دل عالم شہید ہو جس کا
کیا طلائی تھے زیب یا وہ چھڑے
اور پھولون کے گہنے کی وہ بہار
چست انگیا مین سینہ کا وہ ابھار
تنگ تنگ اونچی اونچی وہ کرتی

دست رنگین وہ اُنسے کب تھا عیان
موجۂ آب زر تھی یا وہ چھڑے
وہ نقاہت وہ تمکنت وہ شباب
اس خداداد حسن پر یہ نکھار

آب زر مین تھا پنجہ مرجان
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار
وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب
وہ گدازی بدن کی وہ بھرتی

واقعی نازنین مذکور حسن و لباس و زیور سے ایسی بےعدیل و نظیر تھی کہ اگر اسکو حور جنت بھی دیکھ لیتی تو اپنا حسن و جمال آگے اس کے حسن کے کم جانتی عجب اسکا حسن دلفریب و زاہد کش تھا انسان کی تو کیا حقیقت ہے اگر فرشتہ بھی دیکھ لیتا باوجود بےنفس ہونے کے اسکو ہوس وصل ہوتی باغ اس گل تازہ بہار سے رونق افزا تھا گویا وہ بہار باغ تھی حلقے مین اپنی ہمجولیون اور جلیبون کے کبھی دھر سے ادھر کبھی اُدھر سے ادھر سیر کنان آتی تھی سہیلیان چہلین کرتی جاتی تھین کیونکہ وہ سب نوجوان نوجوان تھین کہ بمصداق این

نظم در تعریف نازنینان

ایسی دیکھی نہ آنکھ سے وہ سنی
ایسی بیچین ایسی گرما گرم
رشک وہ حور وغیرت بلقیس
کوئی گوری تو سانولی کوئی
اور وہ اٹھتی جوانی کے عالم
دل لبھانے کی یاد سب گھاتین
ترچھی انداز چال مین چھل بل
پٹیان اپنی کوئی بکائے ہوئے
کیچلی مین ہو جس طرح سے مار
مطلع صبح وہ گریبان تھے
نقرئی تھے ٹکے ہوئے لچکے
تھے دوپٹے سفید سب سادے
تھے کرن کی جگہ یہ موتی ٹکے
کانچ کی پہنے تھی کوئی محرم
جسپہ بنگلہ بنا تھا چٹکی کا
ایکطرف محو سیر باغ کوئی
کوئی دم عاشقی کا بھرتی ہوئی
خندہ زن کوئی کوئی روتی ہوئی
وہ کمر کا کبھی لچک جانا
پھول بالے مین اک پروتی تھی
پینگ شوخی سے دے رہی تھی کوئی

وہ امنگین بلا جوانی کی
برق سیماب کو بھی آئے شرم
چور ہر ماہ پارہ مستی مین
حور تھی کوئی تو پری کوئی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین
وہ ہر اک شوخ چشم چابک دست
سرخ سوباف کوئی ڈالے ہوئے
اودی اودی وہ مسی کی دھڑیان
شفق شام مسی و پان سے تھے
انکی سب جوتیان رو پہلی تھین
تھے رو پہلے ٹکے ہوئے لچکے
تھین جو زیور مین ہیرے کے سب غرق
ہاتھ جس سے کہین نہو محرم
پور پور انگلیون مین چھپے چھلے
کوئی رنگین تو بد دماغ کوئی
چال مین وہ قیامت الھڑتین
تھرکی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہوئی
توڑتی تھی پری کوئی گل کو
پانی سے کوئی منہ کو دھوتی تھی
گاتی تھی کوئی اس طرح سے خیال

ایک ایک انمین شوخ دیدہ تھی
وہ ترنگین جدا جوانی کی
نور کی صورتین مزاج نفیس
محو و بیہوش خود پرستی مین
اک اک انمین قاتل عالم
وہ ستم شوخی و غرور و حیا
وہ چھلاوے کیطرح سے چنچل
کنگھی چوٹی کھنچی کھچائی درست
چوٹیون مین لپیٹے تھین یون ہار
اور وہ طرفہ رنگ سرخی پان
پائجامے تھے انکے اس سج کے
اور سوباف مین تھین کلیان ڈورین
نقرئی جوتے پاؤن مین ایسے
ہاتھ اٹھے جسطرف تو گر جیسے برق
کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
جسکو دکھلائے دل وہین جل جائے
چٹکیان آپسمین کوئی کرتی ہوئی
وضع البیلی سحر کی چتون
کبھی ہیکل کا کوسے پہ آنا
غار دیتی تھی جان بلبل کو
کہین جھولے مین جھولتی تھی کوئی
راگ کو شل صوفی آئے حال

غرضکہ ملکہ آرام بانو اپنی جلیسان مذکور کے ساتھ سرگرم خرام ناز تھی سیر باغ و دریا کر رہی تھی لب
دریا ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی تھی چوبی کرسیوں پر ہمنشینیں اور جلیسیں بھی وہیں جا بیٹھی تھیں پس
پشت صد ہا کنیزیں عمدے ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں ایک نازنین خوبرو جام بادۂ گلنار سے
بھر کر ملکہ کو دے رہی تھی ہنوز شراب ملکہ نے نہ پی تھی ناگاہ آب دریا پر نظر جو پڑی دیکھا کہ پانی دریا
کا مانند خون کے سرخ ہے اور چند تختے خون کے پانی میں بہتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ رنگ پانی کا دیکھ کر
ملکہ آرام بانو نے بیچین و بے آرام ہوکے اپنی ہم جلیس سے کہا دیکھ تو آج یہ پانی کا کیا حال ہے اور
تختے خون کے کیسے بہتے آتے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عملداری میں کسی بیگناہ کا خون کسی جلاد
نے لب دریا بہایا ہے ہم حاکم وقت ہیں ہمیں عدل و انصاف اور خبر گیری رعایا کرنی چاہیے تاکہ کوئی کسی
پر ظلم نہ کرے جلد اٹھ کے اس طرف جا دیکھ تو کیا واقعہ ہے کسکو کسنے قتل کیا ہے جلد تر دیکھ کے مجھ سے
آکر بیان کر وہ ہم جلیس حسب الحکم ملکہ موصوفہ کے اسی طرف چلی بعد تھوڑی دور جانے کے بوجہ خوف و
تنہائی کے پھر پلٹ آئی اور چند کنیزوں کو ہمراہ لیکر اس طرف روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب اس جگہ پہونچی
جس جگہ گھوڑا شہریار کا سبزہ زار میں چر رہا تھا دیکھا ایک جوان نہایت خوبرو لباس شاہانہ پہنے
ہوئے بوجہ زخم کاری کے لب دریا پڑا ہے خون اسکے زخم سر سے بہکر پانی میں ملتا ہے وہ نازنین
رستم ثانی کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گئی چھاتی پر ہاتھ مار کے کنیزوں سے بولی ارے کس
بیرحم نے ایسے جوان کو اس طرح زخمی کیا ہے کیسا بیدرد وہ ظالم تھا جس نگوڑے نے اس جوان خوبرو کے
سر پر ایسی تلوار لگائی تھی کہ سر دو پارہ ہو گیا ہے آؤ چلو دیکھیں وہ جوان زندہ ہے یا مر گیا خداوندا ایسا کریں
کہ وہ جوان زندہ ہو جب میں اسکی بالین پر پہونچوں تو آنکھیں کھولے میرے حسن و جمال پر نظر کرے عاشقانہ مجھ سے کلام
کرے پہلے تو میں نہ بولونگی جب وہ بہت منت و خوشامد کریگا تو الٹی سیدھی کچھ باتیں سنا کے اپنے ساتھ لیچلونگی
علاج اسکا ملکہ سے کہکر کراؤنگی جب یہ اچھا ہوگا خود کچھ کہے گا اسوقت ناز کرونگی آخرکار اسکی خوشی کی بات
منظور کرونگی کنیزوں نے کہا واہ بی بی اپنا ہی بھلا چاہا اوروں کا ذکر بھی نہ کیا وہ جلیس انکے سخن کو سنکے
اور ماحصل اسکی تقریر کا سمجھ کے کہنے لگی تمھاری کیا لیاقت ہے کہ تم بھی ایسے جوان سے مدعاے دلی حاصل
کرو جسکو ہم پسند کریں اسکو تم بھی واسطے اپنے خط نفس کے چاہو ذرا اپنا منھ بنواؤ حلوا خوردن را روے
باید کنیزیں آپس میں کچھ سخت و سست آہستہ آہستہ کہتی ہوئی ہمراہ اسکے چلی جاتی تھیں جب وہ جلیس عنقریب
رستم ثانی کے پہونچی جمال شاہزادہ موصوف پر اچھی طرح نظر کرکے بدل و جان فریفتہ ہوکے بے اختیار
بالین سر شاہزادہ ذیجاہ بیٹھ گئی اور زخم سر کو دیکھکر اشک آنکھوں میں بھر لائی رو کر کہنے لگی ہاے اس
جوان کو کس کمبخت بدنصیب مریخ خو جفا جو نے زخمی کیا ہے اگر میں اس موے موذی کاٹنے کو پا جاتی تو
چیل کووں کو اسکی بوٹیاں کاٹ کاٹ کر دیتی حیف ایسے جوان خوبصورت و خوش جمال و قوی بازو
کو یوں زخمی کیا مطلق رحم نہ کیا یہ کہکر پہلے سینہ پر ہاتھ رکھا نبض کو دیکھا روح تن میں پاکر کچھ خوش
ہوکر فرط شوق وصل سے چاہتی ہے کہ منھ پر منھ رکھے سینہ سے سینہ ملاکے سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھے
ناگاہ کنیزیں قہقہہ مار کر ہنسیں وہ محجوب ہوکے اپنے ارادوں سے باز رہی اور برہم ہوکے کہنے لگی تم
اسوقت اس طرح کیوں ہنسیں کیا دیکھا انھوں نے بات بناکے کہا کچھ نہیں یوں ہی ہنسی آگئی ضبط نہوسکی

ہنس دیے جلیس مذکور نے بہت برہم ہو کے پوچھا سچ کہو کیون ہنسین تھین انھون نے کہا ہم سے اگر آپ سچ
پوچھتی ہین تو باعث ہمارے ہنسنے کا یہ تھا کہ آپ نے اس جوان کی نبض دیکھی سینہ پہ ہاتھ رکھا ہم نے
دور سے آمد و شد نفس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ جوان حسین زندہ ہے آپ کا مدعاے دلی نکلنے کا انسے
کہا نہین تم سب جھوٹی ہو اور کسی وجہ سے ہنسین تھین خیر نہ بتاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر ان سب کنیزون سے کہا مین
یہان بیٹھی ہون تم جلد خدمت ملکۂ عالم مین جاؤ جو کچھ یہان دیکھا ہے انسے عرض کرو اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور
تکلیف فرماکے یہان تشریف لائین تو بہتر ہے کیونکہ حضور نے ایسے جوان خوبرو کو اور ایسے زخمی کو نہ دیکھا
ہوگا کنیزین تو اس طرف موافق اسکے کہنے کے روانہ ہوئین ادھر جلیس مذکورہ نے حالت غشی مین رستم
ثانی کو پیار کیا بے اختیار لپٹ کے سینہ سے سینہ ملایا زار زار روکے سر اٹھاکر اپنے زانو پر رکھا اور
کہا اے جوان واسطے تجکو اپنے دین و مذہب کا ہوشیار ہو آنکھین کھول میری طرف نظر کر کچھ باتین کر میرے
حال زار پر نظر کر تا کہ کچھ تسکین خاطر ہو یہان تو وہ شیفتہ سر رستم ثانی کا اپنے زانو پر رکھے ہوے فرط
محبت و کثرت عشق سے سخنان مندرجۂ بالا کر رہی تھی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور
اب حال ان کنیزون کا سنیے کہ جب وہ خدمت ملکہ مین پہونچین ہر چند رعب و داب ملکہ آرام بانو
سے چاہا کہ نہ ہنسین لیکن ہنسی کب رکتی ہے بے اختیار ہنسنے لگین ملکہ نے پوچھا دیوانیو کیون ہنستی ہو
کچھ کہو تو کیا دیکھ آئی ہو اور وہ میری جلیس کہان ہے یہ سنکے وہ اور بیقرار ہو کے ہنسین یہانتک کہ ہنستے
ہنستے گر پڑین اتب ملکہ آرام بانو کو غصہ آیا کوڑا طلب کر کے چاہا کہ انکو ہنسنے کی سزا دے کنیزین خوف سے
اٹھین ہنسی کو ضبط کر کے دست بستہ عرض کرنے لگین حضور باعث ہماری اس گستاخی و بے ادبی کا یہ
ہے کہ ہم حضور کی جلیس کے ہمراہ گئے تھے عقب باغ کنارۂ دریا جب پہونچے دیکھا کہ ایک جوان نہایت
خوبرو خوبصورت موٹا تازہ لباس فاخرہ پہنے ہوے زرہ اور جوشن و بکتر سلاح جنگ تن پر آراستہ
کیے زخمی پڑا ہے سر اسکا شق ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی بادشاہ یا شاہزادہ ہے اسی کے سر سے خون
جاری ہے اور وہ تختے خون کے جو پانی مین بہکر آئے تھے اسی کے خون زخم سر کے تھے جو حضور نے
ملاحظہ فرمائے تھے خیر اب سنیے جب ہم قریب پہونچے حضور کی جلیسہ نے اس جوان کو دیکھ کر یہ باتین
کین بعدہ چاہا کہ فرط محبت سے سر اسکا اٹھاکے اپنے زانو پر رکھ کے پیار کرین ہم انکے ارادے سے باخبر ہوکے
بے اختیار ہنسے وہ ہمپر خفا ہوئین بعد بہت باتون کے انھون نے ہمکو آپکی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ کہلا
بھیجا ہے کہ اگر تکلیف نہو تو یہان آیے ایسے خوبصورت جوان کو اور ایسے زخمی کو دیکھ لیجیے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا
لہذا اگر مناسب ہو تو حضور چلین اس جوان کو بھی دیکھین اور اپنی ہم جلیس کے حال سے بخوبی آگاہ ہون کیا
عجب کہ وہ اب اس جوان کے سر کو اپنے زانو پر رکھے ہوے رو رہی ہون پیار اُسے کر رہی ہون درد دل
سے آگاہ کر رہی ہون آنسو بہا رہی ہو عشق اپنا ظاہر کر رہی ہون غش سے اُسے ہوش مین
لا رہی ہون ملکہ آرام بانو کنیزون سے تمام حال سنکے بے اختیار مسکرائی اور اپنی ہم جلیسون سے کہنے
لگی کہ اس بیوقوف و نالائق کو کچھ شرم نہ آئی کنوارے پن مین ایسی واہیات اور بری باتین کین جسکے
سننے سے بوجہ حیا و شرم کے ہمین پسینہ آگیا ہے چلو خود چلین تمام حال دیکھین شاید یہ کنیزین جھوٹ
کہتی ہون یا ذراسی بات کو بڑھاکر کہتی ہون سبھون نے عرض کیا حضور تشریف لے چلین یہ سنکے ملکہ آرام بانو

اٹھی ہمراہ اسکے جملہ عورتین ہوئین وہ کنیزین جو رستم ثانی کو دیکھ کر آئی تھین راہی ہوئین ملکہ درمیان مین
اپنی ہم جلیسون اور انیسون کے آہستہ آہستہ قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی جلیسون کی باتون پر مسکراتی ہوئی
چلی اسوقت جانا ملکہ آرام بانو کا ہمراہ اپنی ہم نشینون اور کنیزون کے دیکھنے والون کو اس طرح ثابت
ہوتا تھا کہ ماہ تابان ہمراہ کواکب و سیارگان کے جنبش و حرکت مین ہے یا پریان پرستان کی ہمراہ اپنی
ملکہ کے جاتی ہین چرخ ان نازنینون اور ملکہ آرام بانو کی رفتار دلربا پر نظر کرکے اپنی چال اور
گردش بھول گیا تھا نظر حسرت دیکھتا تھا زمین آسمان پہ فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر بالاے
فلک ماہ و کواکب ہین تو کیا ہین مجھپر وہ حسین و خوبرو نازنینان خوش جمال خرامان ہین کہ یہ حسن و صورت
ماہ و ثوابت و سیارگان کو نصیب نہین ہے الحاصل جب ملکہ آرام بانو کثرت نزاکت اور غرور حسن و جمال سے
بہزار دشواری تھوڑی راہ طی کرکے ہر ایک جگہ نزاکت سے ٹھہر ٹھہر کے قریب رستم ثانی پہونچی دیکھا
تو واقعی وہ جلیس رو رہی ہے سر زانو پر رکھے ہے خود بخود کچھ باتین کر رہی ہے ملکہ اپنی جلیس کو دیکھ کر بے اختیار
خندہ زن ہوئی ساتھ اسکے جملہ عورتین قہقہہ مار کر ہنسین اس جلیس نے سب کو آتے دیکھکر اور آواز
انکے قہقہون کی سنکے سر رستم ثانی مجبور ہوکے زمین پر رکھدیا اور علیحدہ ہوکر کھڑی ہوئی ملکہ نے
قریب پہونچکر پوچھا ای نوگرفتار عشق اسوقت کس شغل مین مصروف تھین ہمارا آنا تمھارے
حق مین برا ہوا ہم خلل انداز عیش و راحت ہوے کیونکہ تم سر اس جوان کا اپنے زانو پر رکھے تھین پیار
کر رہی تھین ہوش مین لا رہی تھین عشق اپنا ظاہر کر رہی تھین ہمین آتے ہوے دیکھکر الگ کھڑی
ہوگئین اگر ہم پہلے سے یہ جانتے کہ تم اس شغل مین مصروف ہو تو ہم یہان نہ آتے خیر اب یہان آئے تھے
تو یہان توقف نہ کرینگے ابھی اپنے باغ مین چلے جائین گے تمکو یہان چھوڑ جائین گے تم اپنے کام مین
مشغول ہونا جو دل چاہے اس جوان مرغوب دل سے حرکت کرنا لطف جوانی اٹھانا دل لگا تا حسرتین
قلب مضطر سے نکالنا زندگی عیش و عشرت مین بسر کرنا کچھ شرم و حیا نہ کرنا کیونکہ جس مرد پر دل آجائے
لاکھ کوئی سمجھائے اُسے چھوڑنا اور عزت و آبرو کا خیال کرنا شرم و حیا اختیار کرنا کیا ضرور ہے عاشق
بات وہی کرے جو اسکا دل کہے اب یہ جوان رعنا تمکو مبارک ہو اسکو اپنے ساتھ لیجاؤ علاج کرو جب
اچھا ہو جائے جو آرزوے دلی ہو بر لاؤ شکر کرو کہ خداوند نے گھر بیٹھے تمھین ایسا جوان دیا کہ لائق تمھارے
ہے اب کیا ہے چین کرو مرنے سے زندگی بسر کرو اس جلیس نے نہایت شرمندہ و خجل ہوکے کثرت حیا
سے سر جھکا کے عرق خجالت مین ہمہ تن غرق ہوکے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم یہ آپ کیا فرماتی
ہین مین تو الگ اس جوان سے بیٹھی تھی حضور کو آتے دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی مجھے اس سے کیا مطلب
و غرض کہ مین سر اسکا اپنے زانو پر رکھون آنسو بہاؤن پیار کرون کوئی مین اس کی شناسا نہین یہ کوئی
میرا عزیز و دوست نہین نہ یہ میرا عاشق ہے نہ مین اسکی عاشق ہون مجھے کیا غرض کہ مین اسکو اٹھا کر
اپنے گھر لیجاؤن اور علاج کرون وہ مطلب دلی کیا ہے جسکا آپ نے ذکر کیا مین نہین سمجھی حضور کی ہمراہی
مین زندگی میری عیش و آرام سے گذرتی ہے اس مردوے سے کیا لطف ملیگا جو عیش و عشرت حیات
بسر ہوگی خداوند کا شکر کرتی ہون کہ اجتک کوئی رنج و غم نہین ہوا کبھی مردوے نگوڑے کو سوا ے
اسکے نہین دیکھا مین کوچہ عشق عاشقی سے ماہر نہین کیا جانون کہ عشق کسکو کہتے ہین مرد واکس کام سے

عورت کو خوش رکھتا ہے زن وشوہر مین کیا ہوتا ہے عاشق ومعشوق مین کیا باتین ہوتی ہین عاشق اپنی معشوقہ پر کیون جان دیتا ہے کس شے کی ہوس رکھتا ہے کس چیز کا طالب ہوتا ہے کیا چاہتا ہے معشوق کیون اپنے عاشق سے ناز کرتا ہے اسکے کہنے کو نہین مانتا ہے یہ باتین مجکو نہین معلوم مین تو حضور کی خدمت مین رہتی ہون مین عورتون اور مردون سے بھاگتی ہون انکی صحبت سے کنارہ ہون اسوجہ سے آجتک کسی سے ایسی باتین نہین سنین سوا اسوقت کے کہ حضور نے ایسی باتین کین کیا کیون نمکخوار ہون اگر سوا حضور کے اور کوئی ایسی باتین میرے تئین کہتا تو اُسے مین بھی کہتی یہ عرض کرکے رونے لگی ملکہ نے ہنسکر جواب دیا اری کیون روتی ہو اب خوش ہو مراد بر آئی بھولی نہ بنو سب کچھ جانتی ہو تمام دفتر عشق وعاشقی کا چاٹے بیٹھی ہو دنیا کی باتین جانتی ہو بیکار مجھ سے انکار کرتی ہو بات بناتی ہو خیر اگر تم کو میرے اس کہنے سے رنج ہے تو مین اب کچھ نہ کہونگی جو تم کہتی ہو اچھا ایسا ہی ہوگا تم بہت بھولی بھالی نادان ہو کچھ بھی نہین جانتی ہو ہمین جھوٹ کہتے ہین تم بڑی پاک دامن ہو جب ملکہ نے یہ تقریر کی جملہ عورتین اس جلیس کو دیکھکر قہقہہ مار کر ہنسین وہ بیچاری نہایت خجل وشرمندہ ہوئی آخر کار سب عورتون کے چھیڑنے اور ہنسنے سے وہان سے ہٹ گئی دور جاکر کھڑی ہوئی جب ہنسی دل لگی موقوف ہوئی ملکہ نے غور سے قریب رستم ثانی جاکر چہرہ پر نظر کی اور بیک نظر ہزار جان سے شیفتہ وفریفتہ ہوئی کیونکہ حسن وجمال رستم ثانی کا ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
گل گلزار کامرانی تھا
صفت شعلہ تھا سراپا نور
موے سر رشک دود شعلۂ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے

اسکے عارض سے مہ نے کھایا داغ
ایک عالم کا بس تھا وہ قاتل
جوش پر تھا بہار حسن شباب
شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش
سحر کرتا تھا چشم پرفن سے

خوبصورت جو تھا جوان وحسین
لاکھون ہی مہوشون نے پایا داغ
شجر باغ نوجوانی تھا
گل رخ تھا شگفتہ وشاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور
زلف دام بلا سے تھی ہمدوش

ملکہ آرام بانو ایسے جوان حسین کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو کر چاہتی تھی کہ رستم ثانی سے لپٹ جائے لیکن شرم وحیا نے منع کیا ہمراہی عورتون کا بھی خیال آیا کہ یہ سب کیا کہین گی خصوصاً اس جلیس کا خیال کیا کہ جسکو بہت چھیڑا تھا اور وہ شرما کر دور جاکر کھڑی ہوئی تھی ہر چند خیالات مندرجۂ بالا سے ملکۂ آرام بانو نے اپنے تئین بہت سنبھالا اور لپٹ جانے سے باز رہی مگر رنگ رخ اثر عشق سے اور درد مرض محبت سے متغیر ہو گیا دل پہلو مین بیتاب وبیقرار ہو گیا اشک کچھ کچھ آنکھون مین بھر آئے دست وپا مین رعشہ ہوا قوت وطاقت نے حضرت عشق کے آتے ہی جواب دیا آہ پر درد لب پر آنے لگی نالۂ جانکاہ تا بلب ہونیکو آمادہ ہوا غرور اپنے حسن کا جاتا رہا غش کھا کر گرنے لگی جلیسون اور کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا مزاج پوچھا ملکہ نے جواب دیا گھبراؤ نہین میرا مزاج اچھا ہے اس غریب مجروح کے زخم سر کو اور خون سر سے بہتے ہوے دیکھکر مجھے چکر آگیا تھا اسی وجہ سے گری پڑتی تھی آگاہ ہو کہ خون میرا ملکا ہے سوا اسکے کبھی مین نے کسی شخص کو آجتک زخمی نہین دیکھا نہ کسی کے سر سے خون جاری ہوتے دیکھا تھا آج اس مصیبت زدہ شخص کو زخمی دیکھکر میرا یہ حال ہو گیا اسکی مصیبت وتکلیف پر نظر کرکے میری آنکھین پر آب

ہوگئیں کیونکہ ہمیشہ سے مین رحیم المزاج ہون افسوس ہزار افسوس اس غریب کو کسنے ایسا زخمی کیا
کہ سر دو پارہ ہوگیا ہے غش آگیا ہے نہین معلوم کب سے اس جگہ پڑا ہے کون اسکا قاتل ہے یہ کہانکار ہنے والا
ہے بظاہر شریف قوم معلوم ہوتا ہے ہم شاہزادی ہین بدر عالی مقدار ہمارے بادشاہ عادل ہین نہ تو وہ کسی
پر ظلم کرتے ہین نہ کسی کو کسی پر ظلم وجفا کرنے دیتے ہین انکے خوف سے شیر اور بکری دونون ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین کیا مجال شیر کی کہ بکری کو ایذا پہونچائے جانتا ہے کہ اس سرزمین پر حکومت سعدان شاہ
کج کلاہ کی ہے اسی طرح کوئی انسان کسی بشر پر ظلم وبدعت نہین کرتا ہے ہر وقت ڈرتا ہے کہ بادشاہ یہان کا
عادل ہے ضرور عدل کریگا ہم اگر کسی پر ظلم کرینگے بادشاہ ہمکو سزائے سخت دیگا بسا تعجب ہے کہ باوجود
مشہور ہونے عدل وانصاف بدر ذیوقار کے میرے باغ کے قریب اس غریب کو کسی نے زخمی کیا ہے
شاید مال واسباب اسکا لوٹ لیا ہے اسکو یہان ڈالدیا ہے مین بیٹی بادشاہ عادل کی ہون ضرور اس
جوان غریب کا علاج کراکے بعد صحت پوچھونگی کہ تجکو کس ظالم نے زخمی کیا ہے کیا اس شخص کو تجھ سے عداوت
تھی جسنے یہ حال تیرا کیا جب یہ شخص بیان کریگا مین اپنے والد سے کہونگی کہ آپ کیا حکومت کرتے ہین اور
کیا آپ کا رعب وداب ہے کوئی آپ کے رعب وخوف سے نہین ڈرتا ہے دن دھاڑے
غریب ومسافر کو لوگ لوٹ لیتے ہین آلات حرب وضرب سے زخمی کرکے زرومال چھین کے مسافر کو
خاک پر ڈالکر چلے جاتے ہین ذرا بندوبست کیجیے ڈاکو یعنے راہزن اور چورون کو تلاش کرکے
سخت سزا دیجیے اس غریب کے ایذا رسان لوگون کو بھی سزائے معقول دیجیے اچھی طرح عدالت کیجیے
عادل ہوکر عدالت سے ہاتھ نہ اٹھائیے سلطنت وحکومت ہوشیار ہوکر کیجیے امور مالی وملکی سے غافل نہ
ہوجیے ورنہ انجام برا ہوگا سلطنت مین فتور واقع ہوگا رعایا کے دلون سے خوف جاتا رہیگا ہر ایک
قوی کمزور کو ستائیگا جسکا جو دل چاہیگا کریگا جس طرح اس غریب مسافر نوجوان وطن آوارہ غربت زدہ
پر کسی نے ظلم کیا ہے اسی طرح ہر شخص ہر ایک پر ظلم کرنا اختیار کریگا جب یہ تقریر ملکہ آرام بانو نے کی
ظاہر ہر ایک ہم جلیس وانیس کہنے لگی واقعی حضور سچ فرماتی ہین بیشک حضور رحم دل ہین اسوجہ
سے اس غریب پر حضور کو رحم آگیا ہے اور بسبب اسکا خون ہونے کے اور زخمی کو کبھی نہ دیکھنے سے حضور
کا یہ حال ہوگیا ہے دشمن حضور کے اسوقت قریب بہ ہلاکت ہین بہت مناسب ہے کہ اس شخص کو یہانسے
اٹھاکر کسی مکان مین رکھا جائے اور جراحون سے اسکا علاج کرایا جائے امید ہے کہ چندروز مین اچھا
ہوجائیگا حضور کی جان ومال کو دعا دیگا جب اپنے قاتل وایذا رسان کو سزایاب دیکھے گا عدل وانصاف
حضور اور آپ کے والد عالی قدر کا معترف ہوکر ممنون ومرہون منت ہوگا جس شہر مین یہان سے
جائیگا آپکی خوبی ورحم دلی ومسافر نوازی اور آپ کے والد کی عدالت وانصاف کا حال ہر شخص سے ظاہر
کریگا اور بباطن یہ کہا کہ ملکہ عالم ہماری فلان ہم جلیس پر بہت ہنسی تھین اسسے بناتی تھین وہ بیچاری شرمندہ
وخجل ہوتی تھی غرضکہ یہانتک اسکو چھیڑا اور ستایا کہ وہ مجبور ہوکر کثرت شرم سے آب تک
دور کھڑی ہے رو رہی ہے بجلی اسکی لگی ہے اب خود ہی اس جوان کو دیکھکر پھسل پڑین عاشق ہوگئین آنکھون
مین آنسو بھر لائین بیتاب وبیقرار ہوکے اس سے لپٹنے کو بڑھین ہمسے بہانہ کرتی ہین کہ مین خون اسکا
جاری دیکھ کے غش کھاکر گر پڑی تھی یہ نہین کہتین کہ عاشق وشیفتہ وفریفتہ ہوکر اس جوان پر گر پڑی تھی

تھین اور یہ بھی ایک حیلہ اور بات کا بنانا ہی کہ ہم رحمدل ہین ہمین اس غریب پر رحم آیا ہی اسکے قاتل کی تلاش
کرینگے عدل وانصاف کرین گے مطلب دلی تو یہ ہی کہ یہ جوان پسند آگیا ہی چاہتی ہین کہ اسکو اپنے باغ میں لیجا ئین
جب یہ اچھا ہو اس سے ہم بستر ہون لطف زندگی اٹھائین ہمنے اس زندگی مین بہت سی آنکھین دیکھی ہین
بہت سی باتین سنی ہین ہم کچھ نادان نہین ہین سب جانتے ہین ملکہ تو کیا ہین بڑے بڑے عاقلون کی باتون
کو سمجھ لیتے ہین یہ ہمسے کیا اڑتی ہین ہمتو اڑتی چڑیا کو پہچان لیتے ہین ہمنے اس سن وسال مین کیا کچھ نہین کیا
ہی ہر ایک لذت سے آگاہ ہین عشق کی لذت سے ماہر ہین فراق کے درد سے آگاہ ہین وصل کے
ذائقہ سے باخبر ہین کسی نے کتابون مین یہ باتین دیکھی ہونگی یا کسی سے سنی ہونگی ہمپر یہ سب باتین گذر چکی ہین
ہم وہ ہین کہ چہرہ پر نظر کرکے دل کے حال سے آگاہ ہو جاتے ہین ہمسے ملکہ عالم بیکار چھپاتی ہین انسان بات
اس سے چھپائے جو آگاہ نہو سکے ہمتو قیافہ شناس ہین ہمسے پوشیدہ کرنا محض نادانی ہی خیر اچھا چھپائین تو
چھپائین کب تک چھپائینگی آخر ایک روز ظاہر اچھی طرح ہو جائیگا اسوقت بی ملکہ صاحبہ کو جھک کے سلام کرین گے
اور کہین گے حضور نے ہم سے کیا کہا تھا اور کیا کیا آپ کو تو ایسا کرنا لازم نہ تھا ابھی انیسین اور جلیسین اپنے
دل مین یہ باتین کر رہی تھین کہ ملکہ آرام بانو نے کنیزون سے مخاطب ہوکر کہا اس جوان کو یہان
سے اٹھا کر ہمارے باغ مین لیچلو بارہ دری مین فرش نرم ونازک پر لٹا دو کنیزین حسب الحکم
اٹھانے کو بڑھین ناگاہ گھوڑا رستم ثانی کا مانند رستم دستان کے اپنی زبان مین نعرہ کرکے بڑھا
قبل اسکے واسطے گھانس کھانے کے دور نکل گیا تھا جب ادھر سے اس طرف آیا اپنے مالک وراکب
کے قریب مجمع دیکھکر اور راکب کو اپنے پہچانتے بیا مادہ بلاکے نعرہ کرکے بھپٹا جیسا کہ کہا گیا کہ کنیزین اور
جملہ عورتین اسے آتے دیکھکر ڈر کے بھاگین گھوڑا اپنے راکب کے قریب آکر منھ اپنا روے رستم
ثانی پر جھکا کر بو سونگھنے لگا ملکہ آرام بانو نے جب دیکھا کہ مرکب اس سوار کا وفادار ہے قریب
اپنے راکب کے کسی کو آنے نہین دیتا ہی خود بڑھکر اسکی پشت پر بشفقت ہاتھ رکھا اور کہا ای مرکب وفادار
ہم تیرے راکب کو بدشمنی یہان سے نہین لیے جاتے ہین بلکہ بدوستی لیے جاتے ہین تجھکو لازم ہی کہ یونہی کھڑا
رہ دیکھ اور پشتک سے ہم لوگون کو ایذا نہ دے چونکہ حیوان بھی اپنے دوست اور مالک کے دشمن کو خوب
پہچانتے ہین اور باتین موافق اپنی عقل کے سمجھ لیتے ہین بس گھوڑا رستم ثانی کا بھی سمجھ گیا کہ یہ سب عورتین
میرے راکب کی دوست ہین دشمن نہین ہین انکو ہلاک کرنا مناسب نہین ہی یہ سمجھ کے گردن جھکا دی اور
اس سر وگردن جھکا دینے سے اس بیزبان نے اس مطلب کو ادا کیا کہ اگر تم سب ہمارے راکب کی
دوست ہو تو مین تمکو ایذا نہ دونگا ملکہ آرام بانو نے بفراست دریافت کرکے کنیزون سے کہا اب یہ گھوڑا
شوخی وایذا رسانی سے باز رہیگا اسکے راکب کو بیخوف واندیشہ اٹھا کے لیچلو کنیزین حسب الحکم ڈرتی ہوئی
قریب رستم ثانی کے آئین اور بعنوان شائستہ شاہزادہ کو اٹھا کر سوے باغ روانہ ہوئین ایک کنیز حسب الحکم ملکہ
کے مرکب کی باگ پکڑ کے آگے سے بھی سوے باغ لیچلی ملکہ آرام بانو بھی ہمراہ اپنی جملہ انیسون وغیرہ کے جانب
باغ چلی دل مین کہتی جاتی تھی کہ ای ملکہ آرام بانو خوبی تقدیر سے تجھے یہ جوان تو اچھا ملا ہی کہ سیکڑون
بلکہ ہزارون جوانون مین چیدہ ومنتخب ہی لیکن مجروح بہت ہی اگر یہ علاج سے اچھا ہو گیا تو فہو المراد ورنہ
تو اسکی تربت یا میت پر اسقدر رونا کہ ہلاک ہو جانا اور اگر گریہ وزاری مین بھی تن سے روح مفارقت

نکرے تو پہرے کی انگوٹھی جو تیری انگشت مین ہی اسکے نگینہ کو پیسکر کھا لینا اس طورسے جان دیدینا بعد
ایسے جوان خوبرو کے زندہ نہ رہنا یہ خیالات کرتی ہوئی اور دعاے صحت رستم ثانی کی کرتی ہوئی
باغ مین پہونچی کنیزون نے حسب الحکم بارہ دری مین سنہری پر فرش نرم و نازک بچھاکر رستم ثانی
کو اسپر لٹا دیا پھر حکم ملکہ سے کنیزون نے جراحون کو طلب کیا انھون نے آکر زخم سر کو دیکھکر ملکہ سے عرض
کی کہ حضور ہرچند یہ زخم نہایت کاری ہی لیکن ہم حضور کے یاوری اقبال سے ایک ماہ کی مدت مین اچھا کردینگے
ملکہ نے کنیزون سے کہا کہدو انسے کہ اگر تم اس جوان کے زخم سر کو جلد اچھا کردوگے تو ہماری سرکار سے خلعت وانعام
پاؤگے کنیزون نے انسے کہا انھون نے اسیوقت بطمع مال دنیا زخم سر کو شراب سے دھوکر ٹانکے لگا کر مرہم کا پھایا
رکھکر پٹی باندھی ملکہ نے کچھ زر و جواہر انکو دیکر رخصت کیا دوسرے روز پھر صبح کو جراح مذکور آئے پٹی
کھولکر زخم کو دیکھا پھایا کچھ سمجھ کے بدلا اسی طرح تین روز زخم سر کو دیکھ دیکھ کے پھاہے بدلتے رہے
تیسرے روز وقت شام رستم ثانی کو غش سے افاقہ ہوا آنکھ کھولی سامنے اپنے ایک نازنین نہایت
خوبرو کو حلقۂ نازنینان مین پایا حیرت سے در و بام و سقف و نازنینان مذکورہ پر نظر کرکے دل مین کہا مین
یہان کیونکر آیا کون مجھے یہان لایا ہنوز رستم ثانی یہ خیال کر رہا تھا کہ ملکہ آرام بانو رستم ثانی
کی آنکھین کھولنے سے ازحد خوش ہوکر مسکرا رہی تھی اور جملہ عورتین جو اسوقت وہان موجود تھین وہ بھی
خوش ہوکر ملکہ سے عرض کر رہی تھین کہ اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ آج اس جوان نے آنکھین کھولین
غش سے افاقہ ہوا ہے اب امید قوی ہی کہ جلدتر اس شخص کو صحت ہو ملکہ ان کی تقریر کو بگوش
سن رہی تھی اور فرط شرم و حیا سے سر جھکاکے حلقۂ نازنینان مین بیٹھی تھی چاہتی تھی کہ نقاب اپنے
روے روشن پر ڈالے رستم ثانی سے حجاب کرے یکایک فرط ضعف سے شہریار یعنی ایرج نامدار
نے آنکھین بند کرلین اس روز سے موافق کہنے جراحون کے کنیزون نے شوربا مرغ رستم ثانی
کے حلق مین ٹپکانا شروع کیا بعد چند روز کے کچھ قوت آئی زخم سر بھی کسیقدر رو باصلاح ہوا ملکہ کو خوشی
زیادہ ہوئی راوی کہتا ہی کہ قریب ایک ماہ کے زخم سر رستم ثانی بخوبی اچھا ہوگیا جراحون نے
غسل صحت کرادیا ملکہ آرام بانو نے اس خوشی مین کہ میرے محبوب کو صحت ہوئی ہی حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت
خوبی و تکلف سے آراستہ ہو نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکے اپنی رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کرین ہوا
اسکے دور جام مے بھی ہو کنیزون وغیرہ نے حسب الحکم اسی باغ مین بزم طرب آراستہ کی ملکہ آرام بانو
اور رستم ثانی دونون عاشق و معشوق ایک مسند پر زرین پہلو بہ پہلو بیٹھے کیونکہ اتنے دنون مین وہ شرم
و حجاب ملکہ کا باقی نہ رہا تھا رستم ثانی بھی اسکے شمع جمال کو دیکھکر مائل ہوا تھا مگر ہم بستر ہونے سے باز
رہا تھا کیونکہ قاعدہ جملہ جوانان لشکر اسلام کا یہ ہی کہ جبتک عقد نہین کرلیتے ہین مباشرت نہین کرتے ہین
الحاصل آمدم برسر مطلب جب وہ آفتاب و ماہتاب اکٹھا بیٹھے اور جملہ انیسین اور جلیسین مانند کواکب ثوابت
کے بزم عشرت مین گرد مہر و ماہ مذکور کے قیام پذیر ہوئین کنیزین کشتیان شراب ناب کی لائین اور جام
یاقوت مین مے گلگون بھرکر روبرو ملکہ کے لیگئین ملکہ نے باشارۂ چشم کہا پہلے اس جوان کو شراب پلاؤ ایک
کنیز نے حسب الحکم چاہا تھا کہ جام مے ناب رستم ثانی کو دے ناگاہ ایک ہم جلیس ملکہ نے اٹھکر ملکہ سے عرض
کیا کہ حضور آج دن نہایت خوشی کا ہی بہتر یہ ہی کہ آپ ازراہ مہمان نوازی انکو شراب اپنے ہاتھ سے پلائیے

ملکہ نے بعد انکار و عذر ظاہری کے موافق کہنے اس جلیس کے کنیز کے ہاتھ سے جام مے لیکر نہایت ناز و ادا سے
ہاتھ اپنا جانب رستم ثانی بڑھا کر شرم سے منھ پھیر کر کہا جسکا دل چاہے وہ ہمارے ہاتھ سے جام مے
لیکر شراب پیے رستم ثانی نے مسکرا کر جام مے اس نازنین کے ہاتھ سے لیکر شراب پینے مین تامل کیا
ملکہ آرام بانو نے اسی اپنی ہم جلیس کی جانب دیکھکر اشارہ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ شراب کیون
نہین پیتے اوسنے رستم ثانی سے پوچھا ای جوان بڑا عجب ہی کہ ہماری ملکۂ عالم نے کیسی تیرے ساتھ نیکی
کی ہی کہ گویا تجھے مردہ سے زندہ کیا ہی اعجاز عیسیٰ دکھایا ہی آج تیری صحت پانے کی خوشی کی سبب بزم عشرت
آراستہ کی ہی اور ہمارے کہنے سے تجھے اپنے ہاتھ سے جام مے دیا ہی کیا باعث ہی کہ تو شراب نہین پیتا ہی
جلد ظاہر کر رستم ثانی نے جواب دیا ای نازنین آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون نام میرا شہریار ہے لقب
میرا رستم ثانی ہی مین فرزند ہون شاہزادہ ایرج نوجوان کا عزیز قریب ہون حمزہ صاحبقران
و امیر ثانی کا مین نے لشکر ملک ترسی حاکم کوہ شفق سے مقابلہ کیا تھا زخمی ہو کر اتفاق سے
مرکب مجکو ادھر لے آیا تمھاری ملکہ نے واقعی عنایت کی میرا علاج کرایا میرے صحیح ہونے کی خوشی
مین بزم عیش آراستہ کی ہر چند جام مے از راہ محبت و عنایت مجھے دیا ہی مگر مین بغیر استفسار حال
شراب پی نہین سکتا اب تک مجھے نہین معلوم ہوا کہ انکا دین و مذہب کیا ہی یہ کس کی دختر ہین ساحرہ
ہین یا غیر ساحرہ ہین اگر مسلمان ہین تو مجھے شراب پینے مین کچھ عذر نہین ہی اور اگر مسلمان نہین ہین تو جبتک دین
اسلام اختیار نہ کرینگی مین ہرگز شراب نہ پیونگا اور آجتک جو یہان اکل و شرب مین نے کیا ہی حالت غفلت مین
کیا ہی اب فضل خدا سے بخوبی ہوشیار ہوا ہون حواس خمسہ درست ہوے ہین نیک و بد مین تمیز ہوئی ہی بیہوشی و
غفلت دور ہوئی ہی ممکن نہین کہ اب بے استفسار حالات مذکورۂ بالا شراب پیون ملکہ آرام بانو یہ تقریر
رستم ثانی کی سنکر آگاہ ہو کے کہنے لگی ہاے غضب دل اپنا کسپر آیا ہی کہ جو ظالم خلاف مذہب سے
اور چاہتا ہی کہ ہمکو اپنے دین مین لائے ادھر تو ملکہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی ادھر اس ہمجلیس نے رستم
ثانی سے مخاطب ہو کر کہا آپ کی تقریر سے اب معلوم ہوا کہ آپ شاہزادہ ہین اور مذہب آپکا وہ ہی
کہ جو ہمارے دین سے خلاف ہی ہماری ملکہ تو خداوند لاجورد شاہ کو اپنا خدا و ربڑا جانتی ہین اور سوا
انکے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے خداوندون کی پرستش کرتی ہین ملکہ ہماری دختر نیک اختر سعدان
شاہ کج کلاہ کی ہین جو اس زمانہ مین بادشاہ اولوالعزم ہی اور عملداری اسکی دور تک ہی شہنشاہ بر و بحر
مشہور ہی کئی بادشاہ اسے خراج دیتے ہین فوج بے شمار رکھتا ہی پہلوان و دلاور اسکے نمکخوار ہین بس ملکہ
ہماری شاہزادی ہین کوئی غریب و محتاج عوام سے نہین ہین نام نامی انکا ملکہ آرام بانو ہی ہمیشہ راحت و آرام
سے زندگی بسر کرتی ہین شکر ہی خداوندون کا کہ آپ بھی شاہزادۂ فیجاہ ہین جیسی یہ ذی عزت ہین ویسے
ہی آپ بھی ذی حرمت ہین جوڑا اچھا ہی آپ انکو زیب ہین یہ آپ کو زیب ہین اگر آپ ماہتاب ہین تو
یہ آفتاب حسن و خوبی ہین دونون لاجواب ہین اب رہگیا جھگڑا کہ انکا دین اور ہی اور آپ کا مذہب
اور ہی اس بارے مین ہماری تو یہی راے ہی کہ آپ ہماری ملکہ کو کہ بہت نازک مزاج ہین انکار سیکفی سے
رنج نہ دیجیے شراب پی لیجیے دیکھیے ہمارا کہا مانیے ورنہ ہماری ملکۂ عالم کو رنج ہوگا ابھی ابھی گل سا چہرہ
فرط رنج سے زعفرانی ہو جائیگا اور شیشۂ دل سنگ صدمہ سے چور ہو جائیگا لطف عیش باقی نہ رہے گا

یہ بزم عشرت محفل غم ہو جائیگی ہمکو اور جملہ اہل بزم کو بھی صدمہ ہوگا آیندہ آپ کو اختیار رہے رستم ثانی
نے جواب دیا ای نازنین مین تیرے کہنے پر ضرور عمل کرتا مگر مین مجبور ہون خلاف طریقہ آبا و اجداد کر نہین
سکتا اگر ملکہ تمھاری ناخوش ہوگی تو مین چلا جاؤنگا وہ ہم جلیس ملکہ آرام بانو یہ تقریر شہریار کی سنکے
جانب ملکہ آرام بانو دیکھنے لگی ملکہ موصوفہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت مسلمان نہین ہوتی ہون
اور مین اپنے دین سے منحرف نہین ہوتی ہون تو یہ شاہزادہ کہ نہایت غصہ ور ہے ضرور خفا ہو کے
یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جائیگا مین اسکے فراق مین مبتلا ہو کر جلد مر جاؤنگی حسرتین دل مین لے کر
دنیا سے جاؤنگی ناشاد و نامراد کہلاؤنگی علاوہ اسکے اس شاہزادے سے جدا ہو کر جبتک زندہ رہونگی
یہ سب انیسین جلیسین میری مجھے طعنہ دینگی اور کہینگی کہ ای ملکہ آپ نے کوچہ عشق مین قدم تو رکھا مگر راہ عشق طے
نکر سکین نادان تھین ایسے جوان بیمثل کو ہاتھ سے کھو بیٹھین اگر ہم آپ کی جگہ ہوتے تو کبھی ایسی نادانی نکرتے کوچہ
عشق مین قدم رکھکر نام پیدا کرتے مدعاے دل حاصل کرتے حسرتین دلکی نکالتے شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرتے مبتلاے
فراق یار نہ ہوتے نالہ و فریاد نہ کرتے تڑپ تڑپکر زندگی بسر نہ کرتے اپنے معشوق کو ناراض نکرتے بقول شاعر ہم عشق کے
بندے ہین مذہب سے نہین واقف ٭ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا ٭ لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ مین اس شاہزادے
کی خوشی خاطر پر نظر کرون جو یہ کہتا ہے اسے منظور کرون اپنے حال زار پر خود رحم کرون بلا سے دین آبائی
سے پھرتی ہون تو پھرون اسکی محبت و الفت سے منہ نہ موڑون جسکے رو دینے کا قصد کیا ہے تو دین بھی اسکی نذر
کردون اسکو یہان سے جانے نہ دون یہ خیالات کرکے اسی اپنی ہم جلیس سے باشارہ چشم و ابرو کہا ذرا انسے پوچھو تو
کہ صاحب اگر کوئی تمھارے دین مین آنا چاہے تو کیا کرے کیونکر مسلمان ہو اسنے بایماے ملکہ موصوفہ
رستم ثانی سے مسکرا کر پوچھا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ تو معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو
کتنی مدت مین مسلمان ہو سکتا ہے اور کیونکر مسلمان ہوتا ہے کیا کیا دقتین مسلمان ہونے مین ہوتی ہین شاہزادہ
نے ہنسکر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو ابھی ہو سکتا ہے صرف کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے
اسنے پوچھا وہ کلمہ کیا ہے ذرا ہمکو بھی بتائیے شہریار نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا ملکہ نے
اسے سنکے نازسے تتلا تتلا کے ٹھہر ٹھہر کے بار بار پوچھ پوچھ کے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا بعدہ
ملکہ کے کہنے سے جملہ انیسین اور جلیسین اور کنیزین مثل ملکہ آرام بانو کے کلمہ پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوئین رستم ثانی نے ملکہ وغیرہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہو کر وہی جام شراب کہ ہاتھ مین تھا
لبون سے ملا کر شراب پی لی پھر شیشہ و ساغر طلب کرکے جام مین شراب بھر کے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا اسنے
بعد ناز و انکار بسیار کے جام مذکور لیکر شراب پی جب اسی طرح چند جام شاہزادے نے ملکہ کو دیے
اور ملکہ نے شاہزادے کو دیے جب ہر ایک نے شراب پی لی جام کو ہاتھ سے رکھدیا اسوقت کنیزون
نے جملہ انیسون اور جلیسون کو حکم ملکہ سے شراب پلائی جسوقت سب اہل بزم مے پی چکے کنیزین کشتیان شراب
کی اٹھا کر لیگئین بعد انکے جانے کے ایک رقاصہ نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے
کہ وہ بھی عورتین تھین حاضر بزم ہو کر روبرو ملکہ اور رستم ثانی کے ناچنے لگی ہمراہ اسکے جو عورتین تھین وہ
ساز بجانے لگین ملکہ اور شہریار وغیرہ رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اس رقاصہ کی تعریف
کرنے لگین ملکہ آرام بانو بھی خوش ہو کر بار بار زر و جواہر انعام مین دینے لگی جسدم وہ

نازنین رقص کرچکی پھر کچھ سوچکر یہ غزل بلحن داؤدی گانے لگی غزل

کیا تپش آئی میرے شیون سے
گرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے
اسکا بخیہ نہوگا سوزن سے

آنسو سوزش سے عشق کی ہین روان
ہار جاتا ہون یار پرفن سے
دل خم زلف مین لٹکتا ہے
کم نہین زخم دل یہ روزن سے

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہی میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہی مینے ناگن سے
چاک دل کی دوا کہان اختر

اہل بزم اشعار غزل سنکے خوش ہوئے لگے خصوصًا ملکہ آرام بانو بہت خوش ہوکر تعریف کرکے متواتر زر و جواہر مطربہ کو انعام دینے لگی انمین جلبین ملکہ کی حالت نشۂ شراب مین اشعار غزل مندرجہ سن سنکے عالم وجد مین مانند رندان مست کے یا مانند صوفیان بدست کے سر ہلانے لگین اسوقت اس طور سے وہ مطربہ گاتی تھی کہ سماں بندھا تھا اور یہ حال تھا کہ مصداق اشعار

سننے والون کے تھے کلیجہ پہ ہاتھ
بوسے لیتا تھا پانون کے اب فرش
بزم انسان مین حور رقصان تھی
جس طرف دیکھو رقص بسمل تھا

دم بھڑکتا تھا ہر اپچ کے ساتھ
دیکھکر اسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے

واہ واہ کہہ رہے تھے ساکن عرش
ساکن خلد کہتے ہین باہم
وہ سماں دیکھنے کے قابل تھا

جب وہ نازنین بخوبی تمام رقص کرچکی اور غزل مطلع سے تا مقطع گاچکی ملکہ نے اسے زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا پھر حکم دیا اور کوئی رقاصہ ہمارے سامنے آکے رقص و نغمہ کرے حسب الحکم اسی وقت ایک اور رقاصہ حاضر بزم عیش ہوکر بعد سلام کرنے کے کھڑی ہوئی جب اسکی ہمراہی عورتون نے اپنے اپنے ساز کو مانند طبع ناساز کے اپنی اپنی تدبیر سے سر دست حسب دلخواہ درست کیا اور اپنی شوخی سے انھین چھیڑا رقاصہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگین جب وہ رقص کرچکی یہ غزل گانے لگی غزل

کھلے داغ جگر نظارۂ برگ گل تر سے
شکار اسنے کیا ہی جانکر دلکو یقین آیا
حلاوت بڑھگئی اشعار کی قند مکرر سے
ہین وہ مست شراب الفت ساقی نہوش ہون
ہماری خاک کو کیا فائدہ ہیو جو بھی چادر سے

نہ لیجائیگا اب ہدہد بھی نامہ جانکے ڈر سے
وگرنہ باز کو کیا بغض تھا میرے کبوتر سے
دلائین یاد نرگس نے کسی سفاک کی آنکھین
ہوا بیخودی زائل نہوگی مرکے بھی سر سے
خدا دیگا رہائی دست مجنون زنار سے

جنون پیدا ہوا پھر سایۂ نخل صنوبر سے
جواب خط لکھا ہی یار نے خون کبوتر سے
ہوئی تکرار مضمون لب شیرین کی سخن مین
کسی گلرو کا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے
عبث ہی قبر کی زینت بدن جب جیب بکاٹی
محبت ہی جو صادق تھا نہ ملی زو کبوتر سے

تمام عورتین اور رستم ثانی اشعار غزل مندرجہ کو سن سنکے سب بجاے خود تعریف بعض بعض شعر کی کرنے لگے ملکہ آرام بانو بھی شادمان ہوکے پے در پے انعام اسے دینے لگی مطربہ زر و جواہر لینے لگی یہان تو رقاصہ مذکور اپنے رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کررہی ہی ملکہ اور رستم ثانی بے خوف و خطر بیٹھے ہوئے گانا سن رہے ہین عیش و عشرت سے زندگی بسر ہورہی ہی حالت نشہ مین عاشق و معشوق اپنی کس راحت و آرام سے بیٹھے ہین یہ فلک جفا جو نظرون سے دیکھ رہا ہی انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دیگر رقم کیا جاتا ہی کہ جب زمانہ قریب ایک ماہ کے گذرا اور ملکہ آرام بانو اپنے باغ سے پاس اپنے پدر کے نگئی سعد ان کج کلاہ کو تردد ہوا بجاے خود کہنے لگا کہ میری دختر مجھسے اجازت لیکر واسطے سیر باغ کے گئی تھی نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اتبک نہین آئی ضرور کوئی امر ایسا ہی کہ اسکا آنا

انکی وجہ سے نہین ہوا ہی ورنہ وہ اتنے روز اپنے باغ مین نہ رہتی تھی جلد سیر کرکے چلی آتی تھی لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ سبب اسکے نہ آنے کا دریافت کرون یہ خیال ذہن نشین کرکے چند ہرکارون کو حکم کیا کہ ابھی جانب باغ فرحت افزا روانہ ہون وہان جاکر پوشیدہ طور سے حال میری دختر کا دریافت کرکے مجھ سے آکے بیان کرین ہرکارے حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت سمت باغ روانہ ہوے جب عنقریب باغ پہونچے بصورت مبدل زیر دیوار باغ مذکور جاکر ملازمان درباغ سے پوچھنے لگے یہ باغ کسکا ہی اسمین کون رہتا ہے اسمین آج کوئی بزم طرب کسی نے آراستہ کی ہی کہ آواز نغمۂ نازنینان کی چلی آتی ہی ملازمان درباغ نے پوچھا تم لوگ کون ہو جو ایسی باتین دریافت کرتے ہو تمھارا منشا اس دریافت کرنے سے کیا ہی انھون نے جوابدیا ہم لوگ مسافر ہین یہ باغ نہایت وسیع و نادر زمانہ دیکھکر تمسے دریافت کیا ہی ورنہ ہمین کیا ضرورت تھی کہ ہم لوگ پوچھتے یہ باغ کسکا ہی ملازمان مذکور نے انکو مسافر جان کر صاف صاف بیخوف وخطر کہدیا کہ یہ باغ ملکہ آرام بانو دختر نیک اختر سعدان شاہ کج کلاہ کا ہی فی الحال ملکہ موصوفہ اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین اور ایک جوان مسمی شہریار ملقب رستم ثانی سے سرگرم عیش ہین بزم طرب آراستہ کی ہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کر رہی ہین ہرکارے جو بصورت مبدل مسافر بنکر آئے تھے یہ خبر دریافت کرکے جانب سعدان شاہ جلد تر روانہ ہوے بعد قطع راہ اسوقت پہونچے کہ سعدان شاہ دربار مین بالاے تخت حکومت بصد غرور و نخوت بیٹھا ہوا تھا امرا و وزرا ندما حکما پہلوانان نامی و نامور سرداران لشکر نجومی و رمال وغیرہ جملہ اہل دربار علے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے دربار بخوبی آراستہ تھا ہرکارون نے حسب قاعدہ مجرا گاہ سے بادشاہ مذکور کو مجرا کرکے اور شرائط عبودیت بجا لاکے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ جمجاہ ہم حسب الحکم گئے تھے جو کچھ دریافت کرکے آئے ہین سر دربار اسے عرض نہین کرسکتے ہین امیدوار ہین کہ تنہائی مین حضور سے عرض کرین یا بذریعۂ تحریر اُس سے حضور کو آگاہ کرین سعدان شاہ کج کلاہ انکی تقریر سے سمجھ گیا کہ یہ نمکخوار میری آبروریزی کے خواہان نہین ہین ایسی ہی کوئی بات ہی کہ اسے سر دربار ظاہر نہین کرتے ہین یہ سمجھکر حکم دیا کہ بذریعۂ تحریر اسی وقت ہمکو اس حال سے جسکو ظاہر کرنا چاہتے ہو اطلاع دو ہرکارون نے حکم کی تعمیل کی سعدان شاہ اپنی دختر کے حال سے باخبر ہوکے نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرط غیظ و غضب سے دست و پا مین رعشہ سا پیدا ہوا آنکھین کثرت قہر و غصہ سے سرخ ہوگئین وزرا نے جسارت کرکے دست بستہ پوچھا ای بادشاہ گیہان پناہ اسوقت سبب غیظ و غضب کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم خادمون پر ظاہر فرمائیے تاکہ دفع غیظ و غضب حضور کی تدبیر کیجائے اگر کوئی دشمن نے سرکشی کی ہی تو ہم غلامون کو حکم ہو ہمراہ سپاہ کثیر لیکر جائین سر اسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر لے آئین بادشاہ نے حالت غصہ مین جواب دیا جس وجہ سے بادولت کو غصہ ہی وہ امر تمپر ظاہر ہو جائیگا بالفعل اسکا ظاہر کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ جو خبر ہرکارون سے معلوم ہوئی ہی نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ ہی یہ کہکر فی الفور تخت سے اٹھا بعدہ وزرا امرا کو ہمراہ لیکر اور کئی ہزار جوانان جنگ آزمودہ کو اپنے ساتھ لیکر مرکب پر سوار ہوکر سوے باغ فرحت افزا روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز قریب باغ مذکور پہونچا دربان باغ اپنے بادشاہ کو مع سپاہ آتے دیکھکر گھبرا گئے جلد اٹھکر باواز بلند کنیزون کو پکار کر انسے کہا کہ ہماری طرف سے خدمت ملکہ مین جلد جاکر عرض

گروکہ حضور غافل کیا بیٹھی ہین آپ کے والد بجمعیت سپاہ کثیر شاید واسطے گرفتاری رستم ثانی کے آئے ہین کیونکہ آثار غیظ وغضب اُنکے چہرہ سے آشکار رہین لہذا جلد رستم ثانی کو کسی گوشۂ باغ مین نہان کیجیے کنیزون نے جلد جاکر ملکہ آرام بانو سے جو کچھ دربانون سے سنا تھا عرض کیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی نہایت پریشان خاطر ہوئی حواس باختہ ہوے رنگ رخ متغیر ہوگیا نشہ مے اُتر گیا خوف پدر سے کانپنے لگی اور کہنے لگی ہاے کیا کرون غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے کیونکر میری اور انکی جان بچتی ہے رستم ثانی نے پوچھا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو کیون پریشان خاطر ہو کچھ حال تو بیان کرو کہ باعث اس اضطراب وبیتابی کا کیا ہے ملکہ نے جواب دیا کیونکر مضطرب وپریشان خاطر نہون کہ میرے والد ماجد فوج کثیر لیکر در باغ تک آپہونچے ہین شاید کسی نے یہان کے حال سے انھین آگاہ کردیا ہے دیکھیے تمھاری اور میری جان کیونکر بچتی ہے یقین ہے کہ والد میرے مجھے اور تمھین ضرور قتل کر ڈالین گے رستم ثانی نے ہنسکر جواب دیا بس اسی وجہ سے تم پریشان خاطر ہو اگر تمھارے والد بارادۂ گرفتاری وقتل میرے یہان آئے ہین تو تم نے کچھ اندیشہ نہ کرو جس وقت وہ یہان آئین گے دیکھ لیا جائیگا اس نازنین مطربہ سے کہو اسی طرح رقص ونغمہ کرے تمام عورتین اسی طرح سے باطمینان خاطر بیٹھی رہین منتشر الحواس اور متردد نہون شور وغل نہ کرین گریہ وزاری سے باز رہین اس بزم عشرت کو مبدل بصحبت الم نہ کرین ملکہ نے کہا صاحب کیا کہتے ہو کیونکر اندیشہ نہ کرون کہ تم تن تنہا ہو اکیلے کیا کروگے میرے باپ کے ہمراہ لشکر کثیر ہے اور وہ خود بھی مانند رستم پیلتن کے قوی بازو ہے کس کس سے لڑوگے کیونکر اپنی جان لاکھون دشمنون سے بچاؤگے افسوس ہزار افسوس اس فلک جفاکار مردم آزار کو ہمارا عیش سے بسر کرنا ناگوار ہوا آخر کار درپے آزار ہوکر ایسا ظلم کیا چاہتا ہے کہ ہمارے اور تمھارے جدائی تا قیامت ہوجائیگی مین قتل ہوجاؤنگی نہین معلوم تم دشمنون کے ہاتھ سے زندہ بچو یا نہ بچو اگر بعد آگہی شر دشمنان سے جانبر ہونا تو اے شہزادۂ ذیوقار یہ وصیت میری یاد رکھنا کہ کبھی کبھی میری تربت پر براے فاتحہ خوانی آیا کرنا روح کو میری شادمان کرکے چلے جایا کرنا یاد ہماری اپنے دل سے دور نہ کرنا یہ کہکر آبدیدہ ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی ؎ اشعار

کبھی آجائے گر طبیعت پر	پڑھنا قرآن میری تربت پر	غنچۂ دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا	جا کے رہنا نہ اس جگہ سے دور	ہم جو مرجائین تیری جان بچے دور
روح بھٹکے گی گر نہ پائے گی	ڈھونڈھنے کسطرف کو جائیگی	

رستم ثانی نے تقریر ملکہ کی سنکے جواب دیا اے ملکہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ مین زندہ رہون اور تم نہو کیا مجال تمھارے باپ کی یا اور کسی نابکار کی کہ تمھین میرے سامنے میری زندگی مین قتل کرسکے اگر لاکھون سوار وپیدل تمھارے باپ کے ساتھ ہین تو ہوا کرین میرا پروردگار میرا حامی ومددگار ہے ہرچند تنہا ہون مگر دیکھ لینا کہ کیا کرتا ہون اس باغ مین لاشون کے انبار لگادونگا دریاے خون دشمنان بہادونگا تمکو ہمارے سر کی قسم پریشان خاطر نہو اسی طرح بیٹھی رہو دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور کون غالب ہوتا ہے ابھی رستم ثانی شمشیر بکف بیٹھا ہوا تھا ملکہ سے گفتگو کر رہا تھا جملہ عورتین درگاہ خدا مین بگریہ وزاری دعا کر رہی تھین کوئی سر کے بال کھولکر ہاتھون کو سوے آسمان بلند کرکے آبدیدہ ہوکے برجوع قلب اس طرح کرتی تھی کہ اے خالق زمین وآسمان واے مددگار انس وجان ہم سب تازہ مسلمانون پر رحم وکرم کر

دشمنون کے ہاتھ سے ہم سب کو بچا اپنی قدرت دکھا اعتقاد ہمارا بڑھا ہمارا رستم ثانی اور ہماری ملکہ وغیرہ کو سعدان شاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرا اسی طرح ہر ایک عورت دعا کرتی تھی ملکہ بھی اپنے دل مین برجوع قلب اس طرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرتی تھی

مناجات

مرصع ساز سطح بام افلاک
بساط آرائے سطح عالم خاک
شفیق جان زار نیم بسمل
دوائے درد وقت غمگسارے
انیس منزل طاعت گذاران
نضارت بخش خاطرہائے غمگین
بچا ہم سب کو یارب دشمنون سے

چراغ افروز کاخ ماہ انور
چمن پیرائے چرخ چارم تاک
عصائے دست درشبہائے تاریک
شکیب دل بوقت آہ زارے
گنہ آمرز زندان زیان کار
بصارت بخش چشم کورونا بین

نہین کچھ شک تو ہی ہے ایزد پاک
ضیا اندوز چشم مہر خاور
رفیق غربت درماندہ منزل
گرہ بکشائے غم درکار باریک
جلیس محفل شب زندہ داران
خطا بخش سیہ مستان میخوار
بہت مضطر ہے دل میرا غمون سے

ہنوز ملکہ مصروف مناجات تھی اور دیگر عورتین بھی مشغول دعا تھین ناگاہ سعدان شاہ کج کلاہ تمام سواران ہمراہی کو گرد دیوار باغ کے مقرر کرکے وزرا امرا کو بھی بیرون باغ چھوڑ کے تنہا مرکب سے اُتر کر اندر باغ کے آیا دور سے دیکھا کہ بزم طرب آراستہ ہے نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور تمام عورتین بھی بزم مین موجود ہین ملکہ آرام بانو پہلوے رستم ثانی مین بیٹھی ہے مگر سب عورتین پریشان خاطر و آبدیدہ ہین ہاتھون کو جانب آسمان بلند کیے کچھ کہہ رہی ہین بزم طرب درہم و برہم ہے یہ حال دیکھکر نہایت غصہ مین آکر آگے بڑھا پھر نعرہ کیا او نوجوان ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا میرا آنا گویا تیری قضا کا آنا ہے ارے غضب کیا تو نے کہ میری دختر کے پاس بیٹھا ہے کچھ خوف و اندیشہ مجھ سے نہ کیا میری عزت و آبرو خاک مین ملادی یہ کہکر جانب ملکہ آرام بانو دیکھکر کہا او گیسو بریدہ تو نے یہان آکے خوب گل کھلایا خوب سیر باغ کی اپنی آبرو کے ساتھ میری عزت بھی برباد و ضائع کی دیکھو تو سہی کہ آج تجھکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون یہ نعرہ کرکے اور آگے بڑھا ملکہ اور جملہ عورتین بے اختیار کھڑی ہو کر شور و غل کرنے لگین رونے پیٹنے لگین اکثر عورتین ہاتھ باندھکر آگے بڑھکر سعدان شاہ سے بمنت و عاجزی عرض کرنے لگین ای بادشاہ فلک جاہ ہماری ملکہ عالم کی خطا معاف فرمایئے اُنکے خون سے درگذر کیجیے اگر غصہ زیادہ ہے تو انکے عوض ہمین قتل کیجیے ہماری ملکہ کی کچھ خطا نہین ہے نہ اس جوان کی کوئی تقصیر ہے ہمسے قسم لیجیے کہ ابھی تک ملکہ ساتھ عزت و آبرو کے ہین در ناسفتہ ابھی تک سوزن الماس سے محفوظ ہے آشنائے سوزن الماس نہین ہوا ہے دیکھیے ہماری عرض کو قبول کیجیے خون ناحق ملکہ اور اس جوان کا اپنی گردن پر نہ لیجیے سعدان شاہ نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر واسطے ڈرانے کے انپر حملہ کیا وہ بخوف جان سے بھاگین سعدان شاہ نے قریب آکے نعرہ کرکے تیغ آبدار سر شہریار کے لگائی شاہزادے نے مسند پر زر سے اٹھکر تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب شمشیر قریب سر آئی چالاکی سے بند دست سعدان شاہ پہ ہاتھ اپنا ڈالکے کلائی مروڑ کے تلوار چھین لی اور کہا او نابکار دور ہو کیا تجھے شمشیر آبدار سے ہلاک کرون کہ مجھکو ملکہ کے رنج کا خیال ہے سعدان شاہ یہ سنکے ایسا برہم ہوا کہ دوڑ کر کمر سے لپٹ کر زور کرنے لگا ادھر شاہزادہ بھی اس سے لپٹ کر زور کرنے لگا پہر بھر تک باہم کشتی ہوئی آخر کار رستم ثانی نے نعرہ

کوہ شگاف کرکے اسکو زمین سے دو تین زورون مین اپنے سر سے بلند کیا اور گردش دیکر چاہا کہ بروے خاک اس طرح پٹکیے کہ استخوان سرمہ سا ہوجائین اسوقت سعدان شاہ امان طلب ہوا شاہزادے نے فرمایا امان تجکو بشرط قبول دین اسلام دیجائیگی اُسنے قبول کیا شاہزادہ موصوف نے آہستہ اسکو بالاے فرش بٹھا دیا وہ شاہزادہ سے زیر ہوکر اور اسکی قوت و شجاعت پر نظر کرکے چاہتا تھا کہ قدم پر گرے شاہزادہ مانع ہوا اور کہا آپ بزرگ ہین مین آپ کا خورد ہون سمجھ لیجیے جو کچھ کہتا ہون آپ کو مناسب نہین ہی کہ میرے قدم پر گرین سعدان شاہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا ای جوان پہلے تو مجھے مسلمان کر بعدہ اپنے نام اور حسب و نسب سے آگاہ کر شہریار نے پہلے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعدہ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا وہ حسب و نسب سے ماہر ہوکے بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا شکر ہی خدا کا کہ موافق میری آرزو کے مجھے داماد ملا بعد شکر کہنے کے رستم ثانی کو مانند اپنے فرزندون کے سمجھ کے سینہ سے لگایا اور کہا ای فرزند بالاے مسند بیٹھو اب کچھ اندیشہ نہ کرو یہ کہکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر کہا ملکہ آرام بانو کہان ہی اُسے بلا لا اس سے کہنا کہ اب کچھ خوف نہ کرے وہ کنیز گئی اور جس جگہ ملکہ آرام بانو چھپی ہوئی زار زار رو رہی تھی دعا کر رہی تھی کنیز مذکور نے پہونچکر تمام حال ملکہ سے بیان کیا اور کہا چلیے آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ ڈرتی ہوئی مع اپنی انیسون اور جلیسون کے نقاب اپنے رخ پر ڈال کے آگے بڑھی پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گئی سعدان شاہ خود وہان گیا اُسنے سلام کیا سعدان شاہ نے اپنی دختر کو اپنے سینہ سے لگایا اور کہا ای دختر نیک اختر اب کچھ اندیشہ نہ کرین مسلمان ہوگیا ہون پہلے دشمن تھا اب دوست ہون نازنینون سے کہہ کہ رقص و نغمہ کرین تم بھی اسوقت شریک بزم عشرت ہونگے کیونکہ ہمکو دولت ایمان و اسلام کے ملنے کی اور شاہزادہ رستم ثانی کے یہان آنے کی بہت خوشی ہی یہ کہکر وہان سے آکر بالاے مسند بیٹھ گیا رستم ثانی کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا ملکہ آرام بانو اپنے باپ کے لحاظ سے علحدہ بیٹھی جملہ انیسین اور جلیسین بھی ملکہ کی حاضر بزم ہوئین ایک قاصہ روبروے سعدان شاہ کھڑی ہوکے رقص کرنے لگی عورتین جو اسکے ہمراہ تھین وہ ساز بجانے لگین پھر بزم طرب مین آثار خوشی نمایان ہوے ہر ایک رقص رقاصہ دیکھنے لگا جب وہ رقص کر چکی اُسنے بہ لحن داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

کہ جگنو جیسے چمکا ریان نکلین گی پتھر سے
خزہ کے عشق کی مجکو خلش رہتی تو بہتر تھا
سنبھلتا ہون لپٹ کر دسد مقاتل کے خنجر سے
ترے صاحب فے اشراس مرتبہ فرقتین دیتے ہین
کہ سب احباب کہتے ہین بچہ اللہ کے گھر سے
دیو بچھا کون یہ بے خانمان رہتا ہے کوچے مین

مریض عشق اٹھین کسطرح محبوب کے در سے
تنی کی دشمنی ناوک نکالا قلب مضطر سے
بنایا رشک صحرا آ کے قیامت باغ جنت کو
کہ دریا کو خجالت ہوتی ہے ہر تار بستر سے
رقم ہے اسقدر احوال خط مین سرد ہو نکا
صدا دلکے دھڑکنے کی چلی آتی ہے باہر سے

فقط مردے نہ زندہ ہونگے اس عیسی کی ٹھوکر سے
کہ تن مین جان آتی ہے ہوا کوئے دلبر سے
مجھے دیر تڑپنے پر کہین اسکو نہ رحم آئے
حرارت داغ دل کی بڑھ گئی خورشید محشر سے
صنم کے در سے اٹھکے ہو گیا تھا حال یہ اپنا
ہوا اٹھنے بھی نکلتی ہے پر و بال کبوتر سے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سننے لگے خصوصًا رستم ثانی اور سعدان شاہ بگوش سننے لگے جب وہ مطربہ غزل تمام کر چکی سعدان شاہ نے اُسے زر کثیر انعام مین دیکر کہا اب جلسۂ عشرت برخاست ہو موافق حکم شاہ جلسہ مذکور برخاست ہوا اب سعدان شاہ اپنی دختر اور رستم ثانی وغیرہ کو بعزت و حرمت اپنے ساتھ لیکر اپنے دار العمارة کیطرف روانہ ہوا بعد قطع راہ جب دار العمارۂ شاہی پر پہونچا ملکہ آرام بانو اور اسکی ہمراہی سب عورتین تو

سواریون سے اترکر داخل محلسرا ہوئین سعدان شاہ رستم ثانی کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا اور تخت شاہی پر بیٹھنے کو کہا شاہزادہ نے انکار کیا اور کہا یہ تخت و تاج آپ کا آپکو مبارک رہے مجکو ہوس تخت نشینی و حکومت نہین ہے یہ کہکے سعدان شاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھلایا اور خود ملحق تخت ایک دنگل پر بیٹھا سعدان شاہ نے تخت پر بیٹھکر جملہ اہل دربار کی طرف نظر کرکے باواز بلند کہا اے ملازمان من آگاہ ہو کہ مجکو اس شاہزادۂ ذیوقار نے زیر کرکے مسلمان کیا ہے کلمۂ شہادتین مین نے بصدق اپنی زبان پر جاری کیا ہے لہذا تم سب کو بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور جملہ اپنے خداوندون پر لعنت کرو سب نے حکم بادشاہ سے کلمۂ شہادتین سعدان شاہ سے دریافت کرکے اپنی زبان پر جاری کیا پھر حکم بادشاہ سے منادی نے شہر مین ندادی کہ حکم سعدان شاہ کج کلاہ کا یہ ہے کہ تمام رعایا ہماری دین اسلام اختیار کرے جو حکم سے سرکشی کریگا قتل کیا جائیگا جب یہ حکم بادشاہ ہر ایک صغیر و کبیر نے سنا سب نے دین اسلام اختیار کیا پھر حکم سے بادشاہ موصوف کے دیر او رتبکدے منہدم کیے مساجد بنانے کی فکر کی یہان سعدان شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت تکلف وخوبی سے آراستہ ہو سامان دعوت وضیافت شاہزادۂ ذیجاہ نہایت تکلف سے کیا جائے نازنینان خوبرو و خوش گلو اور ساقیان ہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر بزم عشرت ہون ملازم کاربند ہوے بزم طرب آراستہ ہوئی جملہ اہل دربار حاضر بزم طرب ہوے سعدان شاہ شاہزادۂ رستم ثانی کو لیکر داخل بزم عشرت ہوکر رونق افزاے محفل عشرت ہوا ساقیان گلرو نے جام یاقوت و بلورین مین مے ناب بھر کر سعدان شاہ کج کلاہ اور شاہزادۂ رستم ثانی کو دینا شروع کیا جب شاہزادہ اور شاہ مذکور خوب شراب پی چکے پھر ساقیون نے اہل بزم کو ساغر مے دیے ان سب نے بھی خوب شراب پی بعدہ گزک سے ہر ایک نے لطف اٹھایا بعد اسکے ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے شاہ شہریار کو سلام کیا بعدہ سازندون سے کہا سازون کو درست کرو جب انھون نے حسب فلخواہ سازون کو درست کیا وہ نازنین رقص کرنے لگی تعریف اسکے رقص کی مفصل کیا کیجاے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضاے نظم۔

ناچ اس گل کا لاکھ اُٹھے پری	پر وہ چتون کہان سے لائے پری	کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غمزہ سے مسکرا دینا	کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک	اُبھرے سینے کی بھی وہ قدرسک	مثل طاؤس مست ایسی تنی
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اسکی	حلقۂ دست جب ہوا بالا	بنگیا گرد ماہ کے ہالا
سر پہ رکھا اُٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	ناز سے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
اہل محفل کو تھا سروہی کا ہاتھ	ہاتھ دونون جو تا کمر آئے	دو ہلال ایک جا نظر آئے
چتونین وہ حلال کرتی تھین	ٹھوکرین پائمال کرتی تھین	

اہل محفل بجاے خود اسکی تعریف ناچنے کی کرتے تھے خصوصًا سعدان شاہ نہایت تعریف کرکے بار بار مجھے انعام مین نقد و جواہر دیتا تھا جب وہ حسینہ بخوبی رقص کر چکی ٹھہر کر رنگ محفل دیکھکر پھر کچھ سوچکر یہ غزل گانے لگی غزل

ہے محروم فیض ساقی احسان کش ترسے	ہماری گردش قسمت عیان ہے دور ساغر سے	قناعت کی ہے کیو وسعت اسلیے اللہ ری شاری

چھپالین تا گنہگار اپنے منھ دامان محشر سے
جنون مین پانون پھیلائے ہین ایسے چاک جیبی نے
ہوا چلکر اڑاتی ہی جو پر صیاد کے گھر سے
مضامین ضعف سے تھککر عبث نالے کو باندھا تھا
نہ رکھو محو دم اک گرد یا بان ایک جادر سے

نزاکت انکی سنکے سخت جانی قہر ڈھاتی ہی
گریبان کرتے ہین گوشیان دامان محشر سے
پریشان ہوکے بستے گل چمن سے آج نکلی ہی
کھلے ہین پر اڑا جاتا نہین لیکن کبوتر سے
بہت جذب شہادت بسمل لاغر کے کام آیا

نہ تیغ اٹھتی ہی ہاتھون سے نہ سر کٹتا ہی خنجر سے
اسیر ونکی نظر مین حسرت پرواز بھرتی ہے
خبر کوئی نہ کوئی تو اڑی صیاد کے گھر سے
پڑی ہی حیرت اک وحشی آوارہ مقدر کی
زمین بیٹھی رہین جو ہر صفت قاتل کے خنجر سے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سن سنکے کہتے تھے کیا اچھے اچھے شعر کسی شاعر نے کہے اور یہ ناز نین بھی کس خوبی سے ان اشعار کو گاتی ہی راوی کہتا ہی کہ بزم عشرت سات روز تک شب و روز برابر آراستہ رہی بعد سات روز کے جشن مذکور ختم ہوا سعدان شاہ نے زمانۂ جشن مین رستم ثانی کی نہایت تکلف سے دعوت وضیافت کی شہر کو آراستہ کرایا بعد ختم ہونے جشن کے رستم ثانی نے سعدان شاہ سے کہا اب مجکو رخصت کیجیے کیونکہ مین میدان جنگ مین دست حریف سے زخمی ہوا تھا مرکب مجکو جنگ مغلوبہ سے نکالکر اتفاق سے آپکی سرحد مین لے آیا تھا یہان آکے اتنی مدت بعیش وعشرت زندگی بسر کی زخم سر بھی اچھا ہوگیا قوت بھی آگئی آپ کی عنایت ومہربانی سے شب و روز بہت راحت پائی اب دل چاہتا ہی کہ اپنے لشکر مین جائیے نہین معلوم ہمارے لشکر کا کیا حال ہوگا اہل لشکر کو تردد ہوگا سعدان شاہ یہ سنکے کہنے لگا مین تو رخصت نہ کرونگا مجھ سے صدمہ مفارقت نہ اٹھ سکے گا سوا اسکے آپ کے جانے سے اور بھی ایک خرابی ہی لہذا جانا یہانسے بہتر نہین ہی لشکر کو اپنے یہین بلوا لیجیے یہ تاج وتخت وحکومت موجود ہی بجائے میرے خود یہان کی حکومت کیجیے یہ کہکر اپنے ایک وزیر سے کچھ آہستہ کہا اسنے دوسرے روز رستم ثانی سے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار ونامدار آپ کا تشریف لیجانا کسی طرح اس خاکسار کے نزدیک مناسب نہین ہی کیونکہ بادشاہ فلک بارگاہ کل مجھ سے فرماتے تھے کہ سامان شادی ملکہ آرام بانو کا جلد کر مجھے تعجیل منظور ہی لہذا اب حضور یہان اپنی شادی کیجیے تخت حکومت پر جلوس فرمائیے سعدان شاہ کی خوشی کیجیے رستم ثانی نے جواب دیا اے وزیر خوش تدبیر بالفعل مین یہان کسی طرح قیام پذیر ہو نہین سکتا میری طرف سے اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ آپ اس مقدمہ مین اصرار نہ کیجیے بخوشی مجھے رخصت کیجیے اگر خدا چاہیگا تو جلد اپنے لشکر سے ہوکر یہان آؤنگا وزیر مذکور نے خدمت سعدان شاہ مین جاکر جو کچھ رستم ثانی سے سنا تھا عرض کیا بادشاہ کو رستم ثانی کے کہنا نہ ماننے کا گونہ صدمہ ہوا جب یہ خبر محلسرا مین پہونچی کہ شاہزادہ شہریار اب سعدان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین جانیکو ہے ملکہ آرام بانو یہ خبر سنکر بے چین وبے آرام ہوئی خیال مفارقت کاہش جان ہونے لگا چہرہ کثرت رنج سے زعفرانی ہونے لگا خواب وخور مین خلل آنے لگا راحت وآرام نے سلام رخصتی کیا غم والم ہمدم ورفیق ہوے آہ ونالہ سے کام ہوا وہ ہنسنا ہم جلیسون سے موقوف ہوا دو ہی دن مین صورت بدل گئی جو کوئی اسے دیکھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ملکہ برسون سے بیمار ہی جب یہ حال ملکہ مذکور کا ہوا جو عورتین مسن تھین مانند دایہ ملکہ مذکورہ انکو مادر ملکہ آرام بانو نے طلب کرکے کہا تم لوگ ذرا جاکر میری دختر کو سمجھاؤ اور کہو اے ملکہ کیون اسقدر رنج کرتی ہو یہ رنج وغم اچھا نہین ہی سوا اسکے اور جو تمھین مناسب ہو اس سے کہنا کہ تم مسن ہو میں

اسکی مادر یون ایسی باتین مین اس سے کہ نہین سکتی زنان سُن حسب الحکم زوجۂ سعدان شاہ ملکۂ آرام بانو کی خدمت مین گئین دیکھا کہ وہ مانند بیمارون کے سہری پر خاموش لیٹی ہے آثار حزن و ملال رخ سے آشکار ہین چشم پرنم ہے استخوان تپ سے مانند شمع کافوری کے جل رہے ہین یہ حال دیکھکر وہ سب سلام کرکے بالین سر بیٹھ گئین اور یون کہنے لگین کہ بصد اتقاین نظم

کوفت کھانے سے رات دن کے حصول
سنیے تو عقل ہے بہت حیران
چار دن بھی نہین ہوئی صحبت
ہوش کی اپنے کچھ دوا کیجیے
آدمی سیکھتا ہے عقل و شعور
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
اتنی اچھی نہین ہے خودکامی
کونسی بات دلمین آئی ہے

کیون جوانی مین گھن لگاتی ہو
ابھی کے روز کے گھڑی مری جان
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچ کر کہا کیجیے
تم ابھی کمسن ہو ویسی ہی نادان
روز یہان سامنا ہے آفت کا
اے پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی
رہی حالت جو صبح شام ہی

اتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
ایک دن دیکھی یار کی صورت
عشق لطف شباب کھونے لگا
دن بدن اے مہ سپہر غرور
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی درپے
تاکہ سنکر نہ کوئی نام دھرے
تمکو کیا جانے کیا سمائی ہے
کاہیکو دشمنون کی جان بھی

اے ملکہ صبر کرو اور شاہزادہ براے چند روز جاتا ہے تو کیا مضائقہ بعد تھوڑے دنون کے پھر آئیگا انشاء اللہ پھر سامان شادی و خوشی ہو جائے گا چند روز کی مفارقت کوئی مفارقت نہین ہے عشاق تو برسون بلکہ مدام مبتلاے فراق محبوب رہتے ہین اور امید وصل یار کے سہارے پر زندہ رہتے ہین یہان تو ابھی فراق نہین ہے شاہزادہ موجود ہے ہان ارادہ اسکے جانے کا ہے اچھا اگر جائیگا تو پھر چلا آئیگا تم ابھی سے مبتلاے غم و الم ہو دیکھو یہ بات اچھی نہین ہے ہمنے ایک زمانہ دیکھا ہے یہ بال دھوپ مین سفید نہین کیے ہین دنیا کے عجب عجب رنگ دیکھے ہین کتابین قصے کی بھی سنی ہین اکثر عاشق و معشوق کو دیکھا ہے لیکن مثل تمھارے ہمنے کسی کو نہین دیکھا تم دنیا سے انوکھی باتین کرتی ہو ہمنے تمھین اپنی گودیون مین پرورش کیا ہے ہمکو تم سے نہایت الفت ہے سواے اسکے تمھارا ہمنے نمک کھایا ہے از راہ خیرخواہی نصیحت کرتے ہین اگر مانوگی تو فہو المراد ورنہ اے ملکہ پچھتاؤگی دشمنون کا انجام اچھا نہو گا یہ کہکر وہ سب عورتین خاموش ہوئین ملکہ آرام بانو انکی تقریر سنا کی شرم سے کسی کو جواب نہ دیا بلکہ حیا سے منھ ڈھانپ لیا وہ عورتین آخر کار بکتے جھکتے وہان سے اٹھکر خدمت مادر ملکہ آرام بانو مین گئین اور عرض کیا حضور ہمنے جاکر بہت سمجھایا ہے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا سمجھانا مفید مطلب نہین ہوا بلکہ باعث ملال ملکہ ہوا کیونکہ شاید انھون نے غصہ سے منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا ہماری طرف ذرا بھی توجہ نہین کی کچھ حال اپنے دل کا ظاہر نہین کیا مطلق ہمسے کلام نہ کیا شاید ہمکو سن اور دایہ اپنی جانکر شرم و حیا سے کچھ بات نہین کی اگر مناسب ہو تو وزیرزادی کو طلب فرمائیے کہ وہ ملکہ سے نہایت محبت رکھتی ہے اور ہردم خدمت گذاری ملکہ مین سرگرم رہتی ہے ملکہ بھی اس سے بہت خوش ہین اور اپنے دل کے حالات اسپر ظاہر کرتی ہین تخلیہ مین اس سے تادیر باتین کرتی ہین اگر وہ حضور کے حکم سے ملکہ آرام بانو کو سمجھائیگی تو عجب نہین کہ اسکے سمجھانے سے ملکہ سمجھین اور اپنا حال غیر نہ کرین مادر

ملکہ آرام بانو ان عورتون کی گفتگو کو سنکے کہنے لگی واقعی تم سچ کہتی ہو اگر پہلے سے تم مجکو یہی راے دیتین تو مین ہرگز تمکو نہ بھیجتی خیر اب وزیرزادی مہوش گل اندام کو واسطے سمجھانے اپنی دختر کے بھیجونگی ضرور ہی کہ اسکے سمجھانے سے کچھ نہ کچھ اثر ہوگا یہ کہکر مہوش گل اندام کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی مادر گرامی قدر ملکہ آرام بانو نے اس سے کہا اے مہوش تو میری دختر کی ہمدم و ہمراز ہے لہذا تجھ سے بہ تاکید اکید کہا جاتا ہی کہ میری دختر کو جا کر یہ سمجھا کہ اگر شاہزادہ شہریار بہ اے چندے جانے پر آمادہ و تیار ہی تو اسکا کچھ رنج نہ کر اُس نے عرض کیا حضور سمجھانا میرا کام ہی ماننا نہ ماننا انکے اختیار ہی یہ کہکے بعد سلام رخصت ہوکے قصر ملکہ آرام بانو مین آئی دیکھا کہ وہ نازنین بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور انیسون سے یہ کہہ رہی ہی کہ بتقضاے این نظم

کیسا جا کر پھنسا یہ دل کمبخت
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جسمین بچپے نہین یہی ہی وہ شب
ہی شب اول مزار یہی
گاہ کہتی تھی وہ شکستہ جگر
بعد ہوتی ہی ہجر کی بیداد
کیا بلا آسمان اندھا ہے
بولی وہ تم یہ بوجھ ست ڈالو
نہ تو دل کو قرار آتا ہے
کچھ تو ہی رنج کچھ پشیمان ہون
نہ تو بیخود ہی دل نہ ہوش مین ہی
تو بہت بیقرار باقی ہون
جیب و دامن کے ہاتھ سے نالان ہین
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہے
گریہ طوفان اٹھایا چاہتا ہی
درد دل سینہ زوری کرتا ہے
درد سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر بھنو ہی ارمان
دل مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہی بدتر از محبس
دل لگانے نہیں حواس نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہی
دل لگانے مین یہ بھی ہوتا ہی
کونسی شی ہی کیا بلا ہی عشق

کیونکر آسان ہوگی شکل سخت
جان لیتا ہی کام اسی شب کا
شب بیمار ہی اسی کا لقب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
ہمتو سنتے تھے سب سے یہ اکثر
سو یہان وصل تو نصیب کہان
ظلم مین بھی نہین سلیقا ہے
تمھین تبلاؤ کھاؤن کیا کھانا
نہ وہ اس جانگار آتا ہے
کچھ ہی اپنے کیے کی لاج مجھے
پر مجھے شوق دید جوش مین ہی
صبر دل طالب اجازت ہی
پاؤن وارفتگی پہ مائل ہین
رات دن چشم منتظر وا ہے
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہی
ہی بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہی
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہی
بھاتا ہی وحشیون سے یارانہ
رونا آتا ہے خندۂ گل پہ
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
گاہ کہتی تھی وہ گل رعنا
اپنی ہی جان آپ کھوتا ہی
بولی یہ سنکے مہوش دلجو

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
شام بلبل ہی نام اسی شب کا
ہی بلاے فراق یار یہی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی
پہلے ہوتے ہین وصل یار سے شاد
دیکھنے کا بھی رہگیا ارمان
جب کسی نے کہا کہ کچھ کھا لو
ہی حرام اب تو آب اور دانا
اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
کچھ نہین سوجھتا علاج مجھے
دل کو جو وقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہی
ٹھنڈی سانسون سے ربط بھاتا ہی
طائر خواب شکل عنقا ہے
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہی
کم نصیحت نہین ہی گالی سے
وحشت دل ہی سلسلہ جنبان
گھر نہین کالا جیل خانہ ہے
مرغ جان کو ہی خانہ باغ قفس
چٹکی لگتی ہی شور بلبل پر
تمسے مجکو جدا ندامت ہے
لو گو تبلاؤ از براے خدا
ہمتو واقف نہ تھے کہ کیا ہی عشق
بی تمھاری تو کچھ عجب ہی خو

کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہے
کوفت کھانے سے رات دن کے حصول
بارے مہوش نے خوب سمجھایا
دل اگر خوش ہے تو یہ سب کچھ ہے
دل کو اس غمزدہ کے بہلایا

اور اس امر پر بھی بہزار خرابی و دشواری راضی کیا کہ شاہزادہ کے فراق مین اسقدر بیتاب نہو نابعد
چند روز کے شہریار یہان پھر آئینگے تمہارے ارمان دل بر آئینگے مجلسرا مین تو مہوش گل اندام
ملکہ آرام بانو کو سمجھا کر شاہزادے کے جانے پر راضی کر چکی ہی لیکن جس روز شہریار نے اپنے لشکر کیطرف
عزم جانے کا ضروری کیا اس روز پوشیدہ سعدان شاہ سے ملکہ آرام بانو نے رستم ثانی کو ایک
مکان مین بلایا بعدہ جلسۂ عشرت آراستہ کیا اور خود بھی ہمراہ مہوش گل اندام کے اس جگہ آئی بعد ختم
جلسہ وہ رستم ثانی کا اس سے رخصت ہونا دہ اسکا بیتاب ہو کر رونا اور شاہزادے سے پھر آنے کا
اقرار کرانا قسم لینا شہریار کا اس طرح اقرار کرنا کہ اگر خدا چاہیگا تو ضرور یہان آؤنگا مہوش کا یون دست
بستہ شاہزادے سے عرض کرنا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار انکو بھول نہ جائیگا جہان تک ممکن ہو ضرور جلد آئیگا
ورنہ حال انکے دشمنون کا ابتر ہوگا شاہزادہ کا مکرر کہنا کہ اگر پروردگار عالم نے چاہا تو مین جلد آؤنگا
تم انکو سمجھا کر ہمارے جانے کا رنج زیادہ ذکرنے دینا یہ کہکر شاہزادہ جانب ملکہ آرام بانو بڑھا وہ بھی
بصد شوق بڑھی عاشق و معشوق باہم گلے ملے ہنگام رخصت دونون آبدیدہ ہوے پھر ایکنے دوسرے
کو حوالہ خدا و رسول کیا جب شاہزادہ روتا ہوا چلا ملکہ آرام بانو بھی گریہ کنان سوار ہو کر اپنے ایک
مکان مین گئی جس طرف سے ارادہ شاہزادے کے جانے کا تھا جب یہ خبر سعدان شاہ کو معلوم ہوئی
کہ اسوقت شاہزادہ اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے یہ سنکے ملول ہوا پھر بمجبوری اُسکے جانے پر راضی ہو گئے
تمام اپنے ارکان سلطنت کو اپنے ہمراہ لیکر اور کئی ہزار سواران دلاور بھی اپنے ساتھ لیکر شاہزادے کے
ہمراہ ہوا تھوڑی دور تک پہونچا کے سواران مذکورہ سے کہا تم بھی اس شاہزادۂ ذیجاہ کے ہمراہ رکاب
جاؤ خیر و عافیت سے اسکو لشکر مین پہونچا دو انھون نے عرض کیا ہم سب تعمیل حکم کرینگے جب شاہزادہ جانے
لگا سعدان شاہ نے خلعت رخصت دیا اور امام ضامن بازو پر باندھا اور کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ
حواس میرے درست نہ تھے ورنہ قبل اسکے امام ضامن باندھنا چاہیے تھا غرض شاہزادہ موصوف
وہانسے ہمراہ سوارون کے آگے بڑھا سعدان شاہ آبدیدہ اپنے دار العمارہ کیطرف روانہ ہوا یہ
قول ایک راوی معتبر کا لکھا گیا ہے اور ایک راوی ضعیف یون بیان کرتا ہے کہ جب رستم ثانی نے ملکہ
آرام بانو اور سعدان شاہ سے واسطے رخصت ہونے کے کہا کسی نے اجازت جانے کی ندی
مجبور ہو کر شاہزادہ قیام پذیر ہوا سعدان شاہ دعوت و ضیافت مین سرگرم رہا چونکہ یہ راوی
ضعیف ہے لہذا بیان پہلے راوی کا معتبر ہے اور نزدیک اس مؤلف کے بھی یہی ہے کہ شاہزادہ بعد ختم
جشن ملکہ آرام بانو اور سعدان شاہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سواران مذکورہ بالا کے اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملکہ آرام بانو جس قصر پر سر راہ بیٹھی تھی شاہزادہ کا گذر ہوا
کنیزون نے حکم ملکہ سے شاہزادہ کو بلایا رستم ثانی ان کنیزون کو پہچان کر مرکب سے اتر کر داخل قصر
ہوا ملکہ آرام بانو دوبارہ شاہزادے سے رخصت ہوئی اگر ہنگام رخصت جو اسکا حال ہوا لکھا جائے
تو ناظرین کو رنج ہوگا لہذا اُسے اسی وجہ سے ترک کیا اور اسی قدر لکھا کہ دوبارہ ملکہ سے شہریار رخصت

ہوکر اپنے لشکر ظفر اثر کیطرف روانہ ہوا دیکھیے یہ شاہزادۂ دیجاہ کب تک اور کسوقت اپنے لشکر مین پہونچتا ہی

داستان قید کرنا ماہ طلعت جادو کا بدیع الملک کو اور طالب وصل ہونا شاہزادہ کا انکار کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی بھردے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزا آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل وذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دلبند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

محرران اخبار الفت وکاتبان دفتر احوال محبت اس داستان کو اسطرح سے درج کرتے ہین ناظرین دفتر کو معلوم ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ماہ طلعت جادو دختر ملک ترسی پلاس ہوش سحر سے بصورت عقاب بنکے بدیع الملک کو پنجہ مین دبا کے ایک طرف روانہ ہوئی تھی اسکو راہ مین چھوڑ دیا بعقاب اسکا احوال لکھا جاتا ہی کہ جب وہ ساحرہ شاہزادۂ دیجاہ کو لیکر لشکر سے اپنے پدر کے پرپرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی اثنائے راہ مین سوچی کہ پہلے اس جوان خوبرو کو قید کرنا چاہیے اور مصائب زندان مین مبتلا کرنا چاہیے بعدہ اسکو راحت وآرام دیکر اپنا مدعائے دل اسپر ظاہر کرنا چاہیے یقین ہی اس تدبیر سے یہ جوان تیرا تابع فرمان ہوجائیگا جو تو کہے گی اُسے قبول کریگا یہ تدبیر سوچکر خود ہی اپنی تدبیر مذکور پر معترض ہوئی کہ ای ماہ طلعت کیا تو دیوانی ہوگئی ہی ہوش وحواس تیرے بجا نہین ہین جو ایسی تدبیر کہ ضرر رسان اور کاہش جان ہی بلکہ اسمین خوف جان کا ہی واسطے اپنے دلربا کی تجویز کی ہی اگر ایسا کریگی تو بہت پچتائیگی کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ پروردۂ ناز ونعمت ہی اور خوگر راحت وآرام ہی شدائد ومصائب زندان کا متحمل نہوگا جلد مرجائیگا پھر مدعائے دلی تیرا کس طرح بر آئیگا دوسرے یہ کہ اگر تو نے اسے قید کیا اور طرح طرح کی تکلیف واذیت دی اور یہ زندہ بھی رہا تو راحت وآرام دینے سے کچھ نہوگا دل اسکا تجھ سے صاف نہوگا لہذا مناسب یہ ہی کہ پہلے اسے قید نہ کر دوستی ومحبت اسپر ظاہر کرکے طالب وصل ہو اگر کہنا تیرا قبول کرے تو فہو المراد ورنہ قید کر اور ایسی جگہ قید کر کہ عیاران لشکر اسلام اور کوئی سردار لشکر امیر ثانی کا وہانتک نجانہ سکے کیونکہ بیشتر اخبار سے معلوم ہوا ہی کہ جب کسی ساحر یا ساحرہ یا اور کسی حریف نے مسلمانون مین سے کسی اہل لشکر کو قید کیا ہی تو عیاران لشکر اسلام تجسس کنان پہونچے ہین اور ساحرون کو بعیاری ومکاری قتل کرکے اپنے ہم مذہب کو قید سے چھڑا کر لیگئے ہین عیاران لشکر اسلام بلاکے عیار ہین لاکھ کوئی اپنی جان کی حفاظت کرے یہ اسکو کسی نہ کسی تدبیر سے ضرور ہی مار ڈالتے ہین اپنے ہم مذہب کے نہایت خیر خواہ وجان نثار ہین اپنے لشکر کے ادنی ادنی شخص کے واسطے یہ جان دینے پر آمادہ ہوجاتے ہین صورتین بدل کر واسطے رہائی اپنے اہل لشکر کے سپاہ دشمن مین جاتے ہین کچھ خوف جان کے جانے کا نہین کرتے ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی ساحر بنتے ہین کبھی فقیر کبھی پیر صد سالہ وغیرہ بنکے عیاری کرتے ہین بڑے بڑے عاقل وہوشیار ساحر وغیر ساحر انکے دام مکر وفریب مین گرفتار ہوجاتے ہین بھلا تیری کیا حقیقت ہی تجکو یہ کب زندہ چھوڑینگے اور تو انکو کیا پہچانیگی بڑے بڑے عقیل وفہیم تو انکو پہچان نسکے انکے دام فریب مین آہی گئے اور قتل ہوگئے یا اسیر ہوے افراسیاب جادو دار مصور جادو وغیرہ ساحران نامی وشاہان اولوالعزم نے عیارون سے دھوکے کھائے ان ساحرونکے

آگے تیری کیا حقیقت ہی جب وہ انسے عاجز آئے تو بھی ضرور عاجز ہوگی لہذا بہتر یہ ہی کہ اس شاہزادے کو ایسی جگہ لیجا کہ عیار کا فرشتہ بھی نہ پہونچ سکے یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی وہ در تر چلی گئی بعد ازان ایک باغ کو خالی انس وجن سے دیکھکر اسمین اتری دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ بمقتضاے این

نظم

اسمین انواع قسم کے تھے درخت
یار کے رخ کے عکس سے پردرو

تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
باغ مین انکا تھا جدا آئین

تھے درخت اور میوؤن کے جوجو
جنکے سایے مین عشق ہو مرغوب

بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صاف ترشے ہوئے اناالماسی

بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
جس طرح سے رمیان عدن

تھی ملبب گلاب سے ہر نہر
دیکھکر قلب ہوتا تھا بسمل

نہر کو دیکھکر یہ لہر آئے
ہوں اسیر کمند نہر چمن

کیا صفائی خدا نے بخشی تھی
چشم دابرو مین متصل جسطرح

فتح کرتی تھی تیغ موج خوش آب
شوخی چشم گلرخان کا جواب

طاق کسری سے حسن مین وہ چند
صاف مانند لوح سینہ حور

شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان حلب

زور دیوار گیر لیمپہ بہار
صاف صبح اجابت آئینہ تھا

رنگ تصویر رنگ روے بہار
پاکر رنگ طبیعت بہزاد

پردے زربفت کے بہت بھاری
شیشہ آسمان سے بھی خوشتر

ایستادہ تھی سرو ہو کے کرخت
سیوتی کی بہار ایک طرف

کیا بیان آب وتاب اسکی ہو
کہین نرگس کہین پہ داؤدی

کرون کیا مین بیان اب انکو
باغ وہ گلشن تجلے تھا

صحن گلشن سپہر آسا تھا
یون تھی تھالون کی انمین جلوہ گری

وہ تمامی کی تھلیون مین تمر
نہرین اسطرح کی بنائی تھین

جوش سے پانی مارتا تھا لہر
موجزن مثل چشمۂ خورشید

منھ مین کوثر کے پانی بھر آئے
دیکھکر آب وتاب پانی کی

وہان لطافت بھی پانی بھرتی تھی
ہر حباب انکا رشک غنچۂ گل

دمبدم ہوتے تھے شکست حباب
تھا بڑا اقصر اس مین مینا کار

قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
سائبان وہ ہر ایک زردوزی

صبح جنت بھی جس سے لوٹے دام
جھاڑ کو دیکھکر ہوا ثابت

کیسے پستان شاہد دیوار
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر

رنگ گلگونہ گل رخسار
صدر مین ایک مسند پر زر

شیر ماہی کی وہ چھتین ساری
جلوہ آرا وہ بادہ سر جوش

تھین گیندے لگے ہوے تھے زرد
کیتکی کی قطار ایک طرف

نسترن رائے بیل اور نسرین
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی

تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
ہر چمن معدن تجلے تھا

نخل دان وہ تمام الماسی
جس طرح سے نگینۂ شجری

یون شگفتہ تھا موتیے کا چمن
دل مین آنکھون مین جو سمائی تھین

نہر پانی کی باندھتی تھی دل
صاف پانی تھا آب مروارید

دل تسنیم وسلسبیل ولبن
پانی پانی ہو آب گوہر بھی

قرب موج حباب تھے اسطرح
گیسوے موج طرۂ سنبل

دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب
تھی جواہر سے سب بھری دیوار

چار سو ایک چبوترہ پر نور
غیرت افزاے ابر نوروزی

آئینہ ایک ایک برق نسب
سبع سیارے ہو گئے ثابت

وہ دو شاخے کنول تھے دست دعا
ہر روش ماہ پارہ برق نظیر

رنگ روے شفق کا تھا ہمزاد
مہر جیسے بساط گردون پر

کشتیون مین وہ نور کے کنٹر
جسکی ہر موج دام طائر ہوش

غم رُبا عیش وصل یار صفت	روح بخش آب خضر کی صورت	ملکہ ماہ طلعت جادو بہت

خوش ہو کر دل مین کہنے لگی نہین معلوم یہ باغ کس بادشاہ عیش پسند کا ہی کہ تمام سامان عشرت مہیا موجود
ہین لیکن عجب یہ ہی کہ باغ مین کوئی نہین ہی شاید یہ باغ جنون یا پریزادون کا ہی شب کو وہ اس باغ
مین آکے لطف سیر و بادہ کشی اٹھاتے ہونگے اتفاق سے اسوقت مین یہان آگئی ایسے باغ کو دیکھا کبھی
نہ دیکھا تھا وہ پریزاد شب کو یہان جشن کرتے ہونگے مین اسوقت یہان اپنے محبوب سے اپنا دل خوش
کرون اگر کوئی یہان آئیگا دیکھو لیا جائیگا ایک سحر مین اسکا خاتمہ کر دیا جائیگا مجھ سے کون لڑ سکیگا یہ باتین
کر کے کچھ اسماے سحر پڑھ کے سبزۂ شاداب چمن پر سُوئی بعد ایک لمحے کے بصورت اصلی ہو کر بدیع الملک
کو اٹھا کے زیر نگیرہ لیجا کر مسند زرین پر رکھا پھر خود بھی وہان بیٹھ کر دسحر ایسا کیا کہ **بدیع الملک**
کو ہوش آیا اگر وست قیا بیکار رہے **بدیع الملک** نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ مین بالاے مسند زرین
زیر نگیرہ ایک باغ پر بہار مین بیٹھا ہوا ہون پہلو مین ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش جمال بیٹھی ہی
کشتیان شراب ناب کی سامنے قرینے کے سامنے رکھی ہین شاہزادۂ موصوف گھبرا کر از متحیر ہو کے
آنکھین ملکر غور سے چہار طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اے **بدیع الملک** تم یہ باغ و سامان عیش
خواب مین دیکھ رہے ہو شاید عالم رویا مین تمھاری روح کا گذر بہشت مین ہوا ہی یہ باغ باغہاے
بہشت سے ہی اور یہ خوبرو جو تمھارے پہلو مین ہی ایک حور ہی شکر ہی خداوند عالم کا کہ جینے زندگی
مین سیر بہشت عنبر سرشت کی کرا دی مقام میرے رہنے کا مجکو دکھا دیا جو حور مجھے بعد فنا عطا
فرمائیگا اسکا جمال بھی دکھا دیا بلکہ اُسے پہلو مین میرے بٹھا دیا اور یہ سب سامان عشرت و آرام بھی
دکھا دیے کہ بعد مرنے کے واسطے تیرے یہان یہ سامان راحت و آرام ہونگے اے **بدیع الملک**
یہ کشتیون مین جو شیشہ پُر ازمی رکھے ہین اسمین شراب طہور اہو گی بھلا اس شراب کا کیا کہنا دنیا کی
شراب سے اُسے کیا نسبت یہ وہ شراب ہی کہ خاصان خدا اس شراب ناب کے مشتاق ہین سکنان
دہر کو یہ شراب میسر نہین اور کسی بادشاہ و شہریار کو سیر ایسے باغ کی ممکن نہین کوئی شہنشاہ دہر ایسا
باغ پُر بہار تیار نہین کر سکتا سواے شہنشاہ کون و مکان کے اسی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنی
رنگ اپنی قدرت کا یہ بھی دکھایا ہی بہشت کو پیدا کیا ہی یہ کہکر حمد خدا مین اشعار پڑھنے لگے بعدہ آنکھین
اپنی بند کر لین بایں خیال کہ مین خواب مین ہون **ماہ طلعت جادو** **بدیع الملک** کی طرف
دیکھکر اسکی آنکھین کھولنے اور بند کرنے پر نظر کر کے اور خوب ہنس کے کہنے لگی کہ اے **بدیع الملک**
کس حال مین ہو ذرا آنکھین کھول کر بخوبی ہوشیار ہو کے میری طرف نظر کرو اپنے تئین بیدار جانو
خواب کا خیال نہ کرو باغ کی سیر کرو بادہ کشی سے لطف اٹھاؤ غمزہ و ناز کرو کہ تمکو مجھ ایسی نازنین
رشک پری اور غیرت حور ملکۂ شاہان اولوالعزم سے تمھاری تقدیر بڑھ گئی مجکو میرے والد نے
کسی بادشاہ و شہریار کو زوجیت مین نہین دیا کسی شہنشاہ کو داماد ی مین قبول نہین کیا سیکڑون شاہ و
وزیر مجھ بےمثل و بےنظیر کے خواستگار ہین مانند مجنون اور فرہاد کے میرے عاشق و شیفتہ ہین تصویرین
میری دیکھا کرتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین سینے پر رکھتے ہین شب و روز رویا کرتے ہین ایک دم
میری تصویرون کو وہ اپنے پاس سے جدا نہین کرتے ہین دیکھنا میری تصویرون کو باعث اپنی تسکین

قلب وزندگی کا جانتے ہین سوا انکے سیکڑون بلکہ ہزارون لاکھون جوانان خوبرو۔ شہرہ میرے حسن و جمال کا سنکے بے دیکھے مجھپر عاشق ہین جان نثاری کو موجود ہین صدہا فقیر بنکر میرے شہر مین آئے ہین گرد میرے قصر کے پھرا کرتے ہین سائل وصل ہین بہت سے دھونی رمائے بیٹھے ہین دین و دنیا سے کچھ بھی تعلق نہین رکھتے ہین سوائے میری یاد کے انھین کوئی فکر نہین ہے اکثر عشاق میری بادۂ محبت سے مست و مدہوش ہین کوئی عاشق میرے عشق مین دیوانہ ہوکر چاک گریبان ہے کوئی خاک صحرا پر پڑا ہے کوئی میری جستجو مین صحرانورد ہے کوئی مجھ گل رعنا کے عشق مین مانند بلبل شیدا کے نعرہ زن ہے شور و شیون سے اسے دمبدم کام ہے کوئی مانند قمری کے مجھ سرو قد کی چاہ مین عشق کا دم بھرتا ہے کوئی بے صبر کہتا ہے اے ملکہ ماہ طلعت اب تو تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہے کہ جان زار لب پر آئی ہے دیکھو تمھارے عشق نے یہ صورت میری بنائی ہے سر و پا کا ہوش نہین ہے لباس تن پارہ پارہ ہے آب و غذا اشک خون جگر ہے آنکھین تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہے چاہتا ہے کہ تمکو اپنے پہلو مین بیٹھا دیکھے لہذا اے ملکہ واسطہ تم کو غرور و ناز کا اور واسطہ تمکو اپنے حسن و جمال کا مجھ نیم جان کو ایک نظر اپنی صورت زیبا دکھادو اب یہ عاشق تمھارا سوے عدم جاتا ہے وہانسے اب نہ آئیگا اگر محروم دیدار سے ہوکر مرجائیگا تا قیامت روح بیچین رہیگی کوئی فریفتہ مجھ خوش جمال کا کہتا ہے اے حضرت عشق جب سے آپ نے مجھپر عنایت کی ہے کیا کیا کہون کیسے کیسے مین نے صدمے اٹھائے ہین اب تو میرے حال پر رحم کیجیے کچھ تو میری مدد کیجیے در بدر تو پھرا چکے خاک صحرا کی چھنوا چکے عزیز و اقارب سے چھڑا چکے آوارۂ دشت بدنامی کر چکے نالے کرا چکے شب و روز خوب رلا چکے مانند ماہی بے آب کے تڑپا چکے ظلم و جفاے فلک خوب اٹھوا چکے اب رنگ دیگر بدیے معشوق کو میرے حال پر مہربان کیجیے میرے حال زار پر رحم کیجیے اگر رحم نہ کیجیے گا تو مرجاؤنگا غرض کہانتک ہر ایک کا بیان کیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ میرے عشق مین ہزارہا جوانان خوبرو کا یہ حال ہے کہ بمصداق **نظم**

زدیدۂ چشم شان آئینہ حیران — بلند آوازۂ آہ عاشقان ست — بہرسو سیل اشک شان روان ست
بدلہا آہ در سردی فرو شی — زچرا اشک شان ترا برنیسان — بلبہا نالہ گرم گر مجو شی
زسوز سینہا آتش فروزان — زگریہ یم بیم ہر سو بجوش ست — زسوزش دل بدل ربطحرو ست
ہواداری ہواے سازکاری — زآب دیدہ ہا سیلے بسیلان — بخاک خاکساری شان قراری
شدہ این ہر چہار اربع عناصر — وجود عشق مے گردید ظاہر

شاہزادہ بدیع الملک کو اسکی تقریر سنکے آنکھین کھولکر ہوشیار بخوبی ہوکر اپنے تئین بیدار جان کر اسکی طرف دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کیونکہ وہ مہ جبین وخوبرو ایسی تھی کہ بمقتضاے این **نظم**

جمال جہانگیر مین بے عدیل — نہایت حسین اور نہایت جمیل — عجب شکل اسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اُسکے بلاخیز تھی — قد ناز کا سرو طوبی غلام — نسیم چمن پائمال خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند — وہ سرحسن کا آسمان بلند — وہ مفرق میان سر و لستان
کہون راہ ظلمات یا کہکشان — جبین بدر تھی اور ابرو ہلال — بر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر — مژہ تیر دیتی جو پیکان تیر — وہ چہرہ بہارین تھا یا آتشین
وہ خال اسپہ مشکین تھا یا عنبرین — دہن درج یاقوت دندان گہر — زبان پارۂ لعل دکان گہر

لب لعل حلوائے قوت روان
دم خندہ گلہائے رنگین فشان
ذقن اسکے سیب بہشت برین
بہین ترترنج وبہی سے کہین
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان
کسی حور کے دانت کا تھا نشان
وہ غبغب کہ تھی نہر کوثر کی لہر
کہان وہ کہان آب حیوان کی نہر
صدف گوش تھے اور بناگوش دُر
گلاس گلو از مئے حسن پُر
وہ گردن کہ جون دستۂ عاج تھی
صراحی کی گردن سے بے باج تھی
بغل تھی وہ یا طبلۂ عود خام
وہ تھے دوش یا برج بالائے بام
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
وہ دست حنائی جیو برگ چنار
کف دست بہ لالۂ ترنثار
وہ پنجہ جو کرتا تھا خون بہار
کیا اُسنے مرجان کا پنجہ فگار
وہ ناخن تھے بدر سپہر جمال
سر ناخن اُسکے تھے مثل ہلال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شباب
وہ پستان اسی بحر کے دو حباب
وہ آئینہ پشت کی آبرو
دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر وہ نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ کوہ سرین قبۂ نوروار
برنگ خم بادۂ نشہ دار
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو بس اسکے گرداب تھی
کہ جسکے تصور مین ہر شاب تھا
وہ زرین ستون تھے وہ دو شاخ ان
وہ زانو تھے دو قبۂ سیمسان
وہ پائے نگارین تھے جون غنچۂ گل
کف پائے رنگین تھے جون برگ گل
وہ آواز خوش لحن داؤد تھی
نبات سخن لذت آمود تھی
جو گل خندہ و قہقہہ غل کبک
تبسم سے ہر غنچہ مقتول رشک
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

بعد حیرت بسیار کے اسکی طرف سے جانب بارہ دری و باغ دیکھا اور دلمین کہا ای **بدیع الملک** تو کہان ہی کیا شان پروردگار عالم ہی کیا اسکی قدرت ہی کہ انسان کو کہان سے کہان پہونچا دیتا ہی کہان مین زیر تیغ بیٹھا تھا جلاد تیغ بکف کھڑا تھا دربار ملک ترسی کا تھا کہان یہان آ پہونچا وہان سامنا اجل کا تھا یہان سامان عیش و راحت ہین باغ ایسا ہی کہ کوئی باغ ایسا روے زمین پر نہو گا محبوب پہلو مین ایسا حسین کہ رشک حور جنان ہی بیشک خداوند عالم ہر شئ پر قادر ہی اُسنے اپنی قدرت سے مجھے دست دشمن سے بچا کر یہان پہونچایا اسکی حمد و ثنا مین زبان قاصر ہی کیونکہ بمقتضائے **نظم**

تماشا اسکی قدرت کا عیان ہے
کہ ہر بوٹی مین رنگ بوستان ہی
محبت سے ہی بلبل گل کا دمساز
ہی قمری عاشق سرو سرافراز
کیے ہین جن و انسان اُسنے پیدا
ہر اک شئی مین ہی شان اسکی ہویدا
کسی کو حسن مین رتبہ دیا ہے
کسی کو عشق مین نامی کیا ہے
ہر اک بندہ کا وہ حاجت روا ہی
مریض غم کو نام اسکا دوا ہی
عجب حاجت روا ہی نام اُسکا
کہ ہی مشکل کشائی کام اس کا

ابھی شاہزادہ حمد خدا کر رہا تھا ناگاہ **ماہ طلعت جادو** نے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار کیا ادھر اُدھر دیکھتے ہو مجھ سے کچھ باتین کرو **بدیع الملک** نے پوچھا ای نازنین تو کون ہی نام تیرا کیا ہی مجھے یہان کون لایا ہی اُسنے مسکرا کر جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ مین دختر نیک اختر **ملک ترسی پلاس پوش** حاکم کوہ شفق کی ہون نام میرا ماہ طلعت ہی تم زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوے تھے باپ میرا دو حکم واسطے تمھارے قتل کے جلاد کو دے چکا تھا ہنوز تیسرا حکم نہین دیا تھا کہ مین دربار مین اپنے باپ کے گئی تھی پاس خداوند لاجورد شاہ کے بیٹھی تھی شور و غل سنکے متردد ہوئی تھی جب سبب شور و غل پوچھا معلوم ہوا کہ تم قتل ہوتے ہو مین نے

تمکو طلب کرکے دیکھا اعتقاد دل مین محبت پیدا ہوئی تھی اس سبب سے اپنے باپ سے تمھارے حق مین کچھ باتین کرکے انکی اجازت سے تمھین یہان لے آئی ہون مین تمھاری محسنہ ہون اور عاشق بھی ہون مین نے تمھاری جان بچائی ہی تم بھی میرے ساتھ نیکی کرو جو مین کہون اسپر عمل کرو دیکھو یہ باغ پُر بہار ہی جملہ سامان عیش و راحت کے یہان موجود ہین تخلیہ ہی کوئی اپنا بیگانہ یہان نہین ہی کشتیان شراب ناب کی مع جام وساغر بلورین رکھی ہین قابین کباب کی برائے گزک بھی موجود ہین لہذا شراب پیو اور مجکو بھی پلاؤ بعد ازان مسہری جواہر نگار پہ میرے ساتھ آرام کرو لطف زندگی اٹھاؤ میرے دل کو خوش کرو تمکو فکر کرو کہ مین ایسی حسین و جمیل کہ جسپر ایک عالم فریفتہ ہی جیسا کہ قبل اسکے مین نے اپنے عشاق کا کچھ حال بیان کیا ہی تمپر دفعتاً مائل ہوئی اور خود طالب وصل ہوئی مناسب وقت یہ ہی کہ انکار نہ کرو میرے کہنے پر عمل کرو مجھ ایسا کوئی محبوب خوبرو دنیا مین نہ پاؤگے اگر میرے کہنے پر عمل کروگے وہ رتبہ تمھارا ہوجائیگا کہ کم کسی کا ہوا ہوگا شہنشاہ ہفت اقلیم کا کروگی کوئی تم سے لڑ نہ سکیگا ہر ایک بادشاہ روے زمین تمھارا مطیع و فرمانبردار ہوجائیگا یہ کہکر کشتی شراب کی آگے اپنے کھینچکر شیشہ وساغر اٹھاکر شراب ناب ساغر بلورین مین بھرکر کہا ای شاہزادے لو اس جام شراب کو پیو اور فخر کرو کہ مین اپنے ہاتھ سے تمھین شراب دیتی ہون آجتک کسی کو یہ مرتبہ اور رتبہ حاصل ہوا تھا جو اسوقت تمھین حاصل ہوا ہے شاہزادۂ موصوف نے جام مے تو اسکے ہاتھ سے لیلیا لیکن شراب نہ پی اور منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا کیونکہ اُسکے دہن سے ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوگیا جب شاہزادے نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا ماہ طلعت نے متحیر ہوکے سبب بیزاری دریافت کیا بدیع الملک نے کہا ای نازنین واقعی تو نے مجھپر احسان کیا ہی مجمع دشمنان خونخوار سے تو یہان لائی ہی اور تیری خوبروئی مین بھی کلام نہین ہی لیکن تیرے منھ سے بوے بد آتی ہی یقین ہی کہ تو ساحرہ ہی علاوہ ساحرہ ہونے کے تو لاجور دشاہ کی پرستش کرتی ہی تیری تقریر سے خود ابھی ظاہر ہوا ہی کہ تو لاجور دشاہ کو اپنا خداوند جانتی ہی اور مین مسلمان ہون سوا ے دست سلیمان کے جام شراب لیکر کبھی نہین پیتا ہون تم کافرہ ہو ہرگز تمھارے ہاتھ سے جام لیکر شراب نہ پیونگا اگر تمکو شراب پلانا اور مجکو خوش کرنا منظور ہی تو اپنے خداوند پر لعنت کرو اپنے دین باطل سے بیزار ہو کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرو مسلمان ہو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو سجدہ اس معبود حقیقی کو کرو جسنے تمکو اور تمامی کون و مکان اور مافیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا ہی لاجور دشاہ جسکو تم اپنا خداوند جانتی ہو وہ بھی خداوند عالم کا ایک بندۂ گنہگار ہی کیونکہ دعوی خدائی کا کرتا ہی ہمسری خدا سے کرتا ہی لوگون کو مانند ابلیس کے بہکاتا ہی افعال زشت کراتا ہے ایسے گمراہ کنندہ پر لعنت کرو ذرا غور سے خیال کرو کہ مردم مین اور اسمین کیا فرق ہے جو دو ہاتھ اور دو پانؤن آدمیون کے ہین ویسے ہی اُسکے بھی ہین سوا ے اسکے حرکات اور خصائل اور اکل وشرب وغیرہ جو انسان کے ہین وہی اسمین بھی ہین وہ کونسی بات ہی کہ جس سے وہ سب سے اپنے تئین بہتر جانکر اپنے تئین خدا جانتا ہی اور لوگ اسکو اپنا خداوند سمجھتے ہین اور تم بھی اسکو اپنا خداوند جانتی ہو یہ تمھاری عقل کا قصور ہی وہ ہرگز ہرگز خدا نہین ہی اور لائق پرستش نہین ہی سوا ے لاجور دشاہ کے اصنام وغیرہ کو جو لوگ پوجتے ہین وہ بھی برا کرتے ہین سجدہ اور پرستش اسکی کرنا چاہیے جو معبود

نظم

لایزال و خالق ذوالجلال ہے سزاوار حمد وہ تحقیق جسنے دی ہمکو دانش و توفیق
سرمدی دولت اپنی یاد کی دی آگہی مبدأ و معاد کی دی دل کو روشن کیا بنور یقین
نہ کیا کور دل ہمارے تئین تا معارف کو دین کے پہچانا اہل حق کا طریق حق جانا

ای **ماہ طلعت** تو بھی اُسی پروردگار کو سجدہ کر اس اپنے دین باطل سے بیزاری اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو دیکھ عنایات و الطاف خداوند عالم کو کہ تجکو اُسنے کیا حُسن و جمال دیا ہی سواے اُس معبود حقیقی کے کون ایسا ہی کہ تجھ ایسا محبوب خوش جمال کو خلق کرے **ماہ طلعت** نے برہم ہو کر کہا واہ سوال دیگر جواب دیگر خیر ای شاہزادہ سرکش و مغرور تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا بہت بُرا کیا اب تم ایسا پچتاؤ گے کہ کبھی کوئی اس طرح نہ پچتایا ہوگا میرا رنجیدہ کرنا تمھارے حق مین سم قاتل ہو گیا تمنے میرے خداوند کو میرے سامنے بُرا کہا اپنے خداے نادیدہ کی تعریف کی سخت صدمہ دیا اب اسکے عوض مین تمکو قید کرون گی تا زندگی رہا نہ کرونگی ایسی تکلیف دونگی کہ تم بھی یاد کروگے یہ کہکر کچھ الفاظ سحر اپنی زبان پر آہستہ آہستہ جاری کرکے فرش پر مانند مرغ بسمل کے لوٹی اور فی الفور بشکل عقاب صورت پیدا کرکے **بدیع الملک** کو بصد غضب پنجہ مین دبا کر ایک جانب اُڑی بعد تھوڑی دیر کے کوہستان مین پہونچی وہان ایک چاہ تیرہ و تاریک تھا مانند کور باطن کے اندھا تھا تاریکی اُسکی سیاہی دل کافران بدمذہب سے بڑھی ہوئی تھی یا تیرگی اُسکی پردۂ ظلمات سے بھی گوے سبقت لیگئی تھی غرض اُس چاہ کلان و تاریک کو دیکھ کے جاے قید شہزادہ تجویز کرکے بلندی سے بروے زمین آئی چونکہ شاہزادہ متوجہ ہوا سے عالم غشی مین تھا اُسی صورت سے شاہزادے کو اندر چاہ مذکور کے لیگئی اور حسب دلخواہ اُسی چاہ مین اُس یوسف کو قید کیا بعد ازان چاہ سے نکلکر درہ کوہ مین آکے مقیم ہوئی اور بعضے داستان گویان خوش تقریر یون بیان کرتے ہین کہ اُس کنوئین مین قید کرکے جانب **کوہ شفق** روانہ ہوئی بعد قطع راہ داخل قلعۂ **کوہ شفق** ہوئی غرض بہر طور شاہزادے کو قید کیا بعد قید کرنے کے اپنی بدقسمتی پر آبدیدہ ہوئی دل مین کہنے کہ ای **ماہ طلعت** ہم بھی کیا بدنصیب ہین کہ دل بھی ہمارا آیا تو ایسے جوان سرکش و مغرور پر آیا کہ جو سخن نا شنو کیسا کیسا اُسے سمجھایا مگر میرے کہنا نہ مانا اب ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجل ہماری قریب آئی ہی کیونکہ **بدیع الملک** جب تاریکی چاہ سے گھبرائیگا ضرور ہی کہ ایک روز مر جائیگا جب محبوب یہ ناہلاک ہوگا ہمکو صدمہ جانکاہ ہوگا ہم بھی صدمۂ مفارقت مین مبتلا ہوکے جلد مر جائین گے ہاے افسوس آرزوے دل بر نہ آئی حسرت دل کی دل ہی مین رہی غنچۂ دل اپنا ہواے عشرت سے شگفتہ نہوا اور پہلوے محبوب سے گرم نہوا حیف لطف زندگی حاصل نہوا ہمین امید عیش و راحت کی تھی فلک نے ظلم کیا مبتلاے غم و الم کیا بعد کرنے اس گفتگو کے زار زار روتی تھی گاہ قریب چاہ جاکر بیٹھتی تھی کبھی کنوئین مین جھانک کر **بدیع الملک** کو دیکھنا چاہتی تھی چونکہ چاہ مذکور نہایت عمیق و تاریک تھا کچھ اسکو نظر نہ آتا تھا بیتاب ہو کے بزور سحر اندر چاہ کے جاکر کسی گوشۂ چاہ مین مار سیاہ بنکر ٹھہرتی تھی اور وہان سے رُخ **بدیع الملک** پر نظر کرتی تھی جب اچھی طرح دیکھ چکتی تھی بزور سحر باہر کنوئین کے چلی آتی تھی اور جب صبح ہوتی تھی ایک نان جو اور ایک کوزۂ آب خود کنوئین مین لیجا کر **بدیع الملک** کو دیتی تھی اور عشق اور بیتابی دل سے شاہزادہ کو آگاہ کرکے کہتی تھی ای شاہزادہ کہ دیجاہ اب بھی خیر ہے میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچتاؤ گے دیکھو مجھ سا دوست اور مجھ ایسی کوئی

نازنین مہ جبین وحسین تمکو کبھی نہ ملے گی مین باوجود اس حسن وجمال کے اور معشوق خوبرو ہونے کے
تمھاری اطاعت و فرمانبرداری کرونگی سواے مسلمان ہونے کے جو کچھ کہو گے کرونگی شاہزادہ جواب
دیتا تھا اے ماہ طلعت مجھے اس چاہ تاریک مین مرجانا قبول ہے لیکن تیرا کہنا ماننا منظور نہین ہے ہرگز
مین ساحرہ وکافرہ سے ہم صحبت نہونگا نہ تیرے ہاتھ سے جام جم لیکر شراب پیونگا ساحرہ مذکورہ جواب
صاف پاکے روتی ہوئی چاہ سے نکل آتی تھی اور گرد چاہ حصار سحر کر دیتی تھی تاکہ کوئی بدیع الملک
کو وہانسے نہ لیجائے اسی طرح چند ے ماہ طلعت جادو آب وطعام شہزادہ بدیع الملک کو چاہ مذکور
مین پہونچا کے طالب وصل ہوئی شاہزادے نے کہنا اُسکا نہ مانا آخر کار ایک روز ماہ طلعت جادو
نے بدیع الملک کو چاہ تاریک سے نکالا اور قریب اُس کنوین کے فرش بچھا کر کہا اے شاہزادہ فرخ جاہ
اگر اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو تو بہتر ورنہ آج تمکو قتل کر کے خود بھی ہلاک ہوجاؤنگی بدیع الملک نے
جواب دیا اے ماہ طلعت بار بار تیرا کہنا بیکار ہے ہرگز مین تجھ ساحرہ سے ہمبستر نہونگا اگرچہ قتل ہوجاؤن
ماہ طلعت نے گفتگوے بدیع الملک سنکے نہایت برہم ہو کے کارد نکال کے چاہا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کے حلق پر رواں کرے اور شاہزادے نے جانب فلک دیکھکر رجوع قلب بخدا وندعالم
سے دعا کی تھی ناگاہ ایک تیر جانب آسمان سے آکر ساحرہ مذکورہ کے سینہ پُرکینہ پر اس طرح پڑا کہ پشت
سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر تڑپ کے ہلاک ہوئی اُسکے مرجانے کے بعد آندھی سیاہ آئی ابر بروے
ہوا نمایان ہوا برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی ساحرہ مذکورہ کے سحر کے
بیرون نے اُسی کے نام سے اس طرح صدا دی افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم بیر
سحر کے یہ صدا دے کے ایک جانب چلے گئے بدیع الملک پر سے سحر دفع ہوگیا کیونکہ قاعدہ ہی
کہ جب ساحر یا ساحرہ مرتی ہی تو اشیاے سحر اُسکے مانند قلعہ یا مکان وغیرہ کے نیست ونابود ہوجاتے ہین
اور جس کسی پر اُس ساحر یا ساحرہ کا سحر ہوتا ہے خود اُتر جاتا ہے باقی نہین رہتا ہے بس ماہ طلعت
کے مرتے ہی بدیع الملک کے دست وپا قابو مین آئے شاہزادے نے شکر خداوند عالم کا کیا ہنوز
شاہزادہ شکر خدا کا کر رہا تھا کہ یک جانب آسمان سے ایک نقابدار گوہر پوش کہ ایک جامہ
جواہر نگار زیب تن کیے تھا تخت سے اُتر کر قریب بدیع الملک کے آیا اور سلام کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جواب سلام دیکر پوچھا اے نقابدار تو کون ہے کیون آیا ہے اُسنے کہا آپ نے
مجھے نہ پہچانا مین نقابدار گوہر پوش ہون اسوقت اس طرف سے سیر کنان جاتا تھا ناگاہ دیکھا
کہ یہ ساحرہ آپ کو قتل کیا چاہتی ہے مین نے تاک کر ایسا ایک تیر اسکے سینے پر مارا کہ یہ ہلاک ہوئی شہزادہ
نے اُسے پہچان کر اور خوش ہو کر پوچھا یہ جامہ تمھارے تن مین کیسا ہے کہ اسپر نظر نہین ٹھہرتی ہے اور
دمبدم رنگ بدلتا ہے اُسنے کہا یہ جامہ وہ ہے کہ جب طلسم بیران کو فتح کیا تھا تو مال و اسباب طلسم سے
ایک صندوق بھی ملا تھا اسمین سے یہ جامہ نکلا تھا اس جامہ کے خواص کئی ہین کیونکہ یہ جامہ طلسمی ہے
یہ کہکے خاموش ہوا بعد ایک لمحے کے کہا اگر آپ کو منظور ہو تو میرے تخت پر بیٹھکر تشریف لے چلیے مین بہت
جلد آپ کو آپ کے لشکر مین پہونچادون بدیع الملک نے جواب دیا مین یہانسے سیر کرتا ہوا جا بجا
مقام کرتا ہوا اپنے لشکر مین جاؤنگا ہر چند تنہا ہون لیکن خوف نہین ہے خداوند عالم حامی ومددگار وحافظ

جان ہی دیکھو اسوقت اُسی نے مجکو پنجۂ دشمن سے بچایا تمھین میری مدد کو بھیجا تمنے تیر مار کر اُس ساحرہ کو ہلاک کیا اس طرح وہ کارساز و مسبب الاسباب ہر ایک جگہ تا بقاے حیات ہر دشمن سے مجھے بچانے گا نقابدار نے کہا واقعی خداوند عالم حافظ حقیقی اور مسبب الاسباب ہے مین اسوقت اس طرف سے نہ جاتا آبادی کیطرف سے جاتا لیکن کچھ دل مین ایسا آیا کہ اسی طرف مین آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی شکر ہے پروردگار عالم کا کہ اچھے وقت پر ادھر آیا کہ ساحرہ آپکے قتل پر آمادہ ہوئی تھی آپ کے دشمنون کو قتل کرنے نہ پائی تھی یہ کہکے تخت پر بیٹھا اور سلام کر کے تخت کو بلند کر کے سوے کوہ قاف روانہ ہوا بعد جانے نقابدار گوہر پوش کے بدیع الملک اُس جگہ سے ایک سمت چلے چونکہ راستہ نہ معلوم تھا اپنے لشکر کیطرف تو نہ چلے بلکہ جانب کوہ قاف روانہ ہوے جب دو روز رہروی مین بسر ہوا شام کو ایک درۂ کوہ مین قیام کیا کچھ اثمار اشجار کھاکے اور پانی کہ پہاڑ سے جاری تھا پی کے شب اُسی جگہ بسر کی صبح کو وہانسے آگے روانہ ہوے اسی طرح بعد کئی روز کے ایک دن قریب شام ایک دریا کے کنارے پہونچے وہ دریا نہایت مہیب و خوفناک تھا دیکھنے سے اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا وہ تلاطم آب کہ پناہ بذات خدا بدیع الملک اُس بحر ناپیدا کنار کو دیکھکر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوے تدبیر اُس دریا سے گذرنے کی سوچنے لگے تا دیر فکر کی کوئی تدبیر ذہن مین نہ آئی کسی جہاز اور کشتی کو اُس بحر زخار مین نہ دیکھا کیونکہ وہ دریاے ناپیدا کنار ایسا متلاطم و خوفناک تھا کہ بمقتضاے این

نظم

اسکی ہر ایک موج تھی طوفان
گھاٹ اُسکا تھا یا کہ موت کا گھاٹ
کس قدر وہ مہیب دریا تھا

کشتی کب کوئی اُسمین جاتی تھی
خجل اُس سے تھا قلزم عمان
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
ساتھ ہیڈھے کے دل اچھلتا تھا

کشتی عمر غوطے کھاتی تھی
نظر آتا تھا اُسکا کوسون پاٹ
اسکی ہر موج تھی قیامت خیز

بدیع الملک دریاے مذکور کی روانی اور جوش و خروش کو دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ خالق بحر و بر نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا اشیا کو خلق کیا ہے اپنی قدرت دکھائی ہے اس کی ثنا مین زبان قاصر ہے اور کلک بھی عاجز ہے یہ دلمین کہکے مجبور ہوکے اُسی دریا کے کنارے قیام کیا ہنگام شب اُس دریا مین عجائب و غرائب اشیاء جانوران بحری کو دیکھا جنکے دیکھنے سے تمام شب نیند نہ آئی شاہزادہ دعائین پڑھتا رہا جب صبح ہوئی وہ عجائب و غرائب مفقود نظر سے ہوے بدیع الملک نے یاد دریا کو چھوڑ کر راہ خشکی کی اختیار کی صحرا نوردی سے گل سے تلوے خار دشت سے فگار ہوے گرد و غبار دشت پُر خار و ہولناک سے رنگ و لباس و تن مانند مٹی کے ہوگیا تھا چہرہ حرارت آفتاب سے متغیر ہوگیا تھا وہ صحرا تھا کہ صحراے محشر تھا انتہا اسکی ادراک عقل سے باہر تھی طول مین مانند عمر خضر علیہ السلام کے تھا اور عرض مین عرصۂ تصور سے زیادہ تھا حرارت آفتاب سے ہر ایک ذرہ ریگ بیابان گویا ایک شعلۂ آتش تھا ہواے گرم اُس صحراے قیامت خیز مین ایسی چلتی تھی کہ لو بھی اُسکے آگے ایک ہواے سرد و خشک تھی کوئی طائر اور کوئی چوپایہ حرارت آفتاب و ہواے گرم کے خوف سے اپنے آشیانہ و مسکن سے باہر نہ آتا تھا اگر کوئی پرندہ اتفاق سے براے تلاش آب و دانہ نکل آتا تھا تو سیخ موج گرم ہوا پر مانند کباب کے بریان ہوجاتا تھا روح اسکی سوے عدم پرواز کرتی تھی اور اگر کوئی چوپایہ اپنے

مسکن سے باہر آتا تھا کثرت حرارت مہر تابان سے شکار پنجہ گرگ اجل ہو جاتا تھا پانی اُس صحرا مین کمیاب
بلکہ نایاب تھا کوئی چاہ و چشمہ نہ تھا صرف ایک کوہ سے کچھ پانی نکلکر بالاے زمین گرتا تھا زمین گرم اچھی
طرح اُسے بہنے بھی نہ دیتی تھی کثرت تشنگی سے خود جذب کر لیتی تھی تابش آفتاب اس حد پر تھی کہ رات
کا تو کیا ذکر ہے اگر کوئی چاہتا تو اُسکے شعلون سے دن کو شمع روشن کر لیتا اور ایسی وہان ہواے گرم چلتی
تھی کہ اُسکی لپک سے شیر فلک بھی کانپتا تھا اور کہتا تھا پناہ بذات خدا اسقدر ہواے گرم و تیز تھی
کہ یہانتک آتی ہے مجھے جلاے دیتی ہے اس صحرا کی تو ہوا ایسی گرم ہے صحراے محشر کی ہوا کیسی ہوگی کہ روز
قیامت آفتاب بہت نیچا ہوگا اُس حرارت کا کون متحمل ہوگا زمین کیسی جلے گی ہوا کیسی گرم ہوگی اہل
محشر کا کیا حال ہوگا حرارت آفتاب سے تو اسقدر گرمی ہوا مین ہے اس جہنم سے تیز ہوگی شیر فلک تو
بالاے فلک لرزان و ترسان بالاے زمین مرغ صحرا اسرا سنا کثرت گرمی سے دہکتے تھے دمبدم سیخ
موج ہواے گرم پر بھنتے تھے سنگریزے اُس دشت کے رشک اخگر تھے جو نخل تھا اُس صحرا کا گویا آگ
کا شجر تھا مانند سرو آتشبازی کے جاتا ہوا نظر آتا تھا اور جو ٹکڑا پتھر کا دامن کوہ مین تھا وہ بھبکیک دری
انگارہ تھا زمین کثرت حرارت آفتاب عالمتاب سے اسقدر جلتی تھی کہ نظر بھی خس خانہ مژہ سے
اور پردہ ہاے چشم سے بخوف جلنے کے باہر نہ نکلتی تھی اور اگر اتفاق سے نظر گوشۂ چشم سے براے
دید صحراے مذکور نکل آتی تھی تو فی الفور پلے نظر مین چھالا پڑجاتا تھا حال نظر کا متغیر ہوتا تھا
ہر دم چشم اُسکے حال پر روتے تھے وہ عرصۂ صحرا توج مہر سے اسقدر گرم تھا کہ اُسمین قدم رکھنا دشوار
تھا راہ چلنا تو بہت ہی مشکل تھا کیا مجال کسی کی کہ اُس صحرا کی زمین گرم پر کوئی ٹھہر سکے اگر کوئی ارادہ
ٹھہرنے کا کرے اور ایک گھنٹہ بلکہ کم اس سے اُس زمین آتش خو پر ٹھہرے تو مانند پارہ کے اڑ
جاے سایۂ نہالان بیابان کا مانند بیمارون کے اُس سرزمین پر ایڑیان رگڑتا تھا جن اور دیو
بھی باوجود آتشی ہونے کے اس صحرا سے راہ نہ چلتے تھے اُس صحرا کی حد کو چھوڑ کر گذر کرتے تھے
پر سیمرغ بھی حرارت آفتاب سے مانند شمع کے جلتے تھے جب غبار اُس صحرا سے مانند شعلہ کے
بلند ہو کر سوے فلک جاتا تھا اُسکی گرمی سے فلک بھی چرخ کھا کر مانند طلا کے نظر آتا تھا اور
ہواے گرم کا جھونکا گو رشک شعلۂ آتش دوزخ تھا جسوقت سر پر کسی شجر کے آفتاب آتا تھا سایہ اُسکا
خوف ہلاکت سے بلے شجر مین لپٹ جاتا تھا درخت ہر ایک اُس صحرا کا مانند چوب خشک کے خشک
تھا برگ و بار کا کیا ذکر ہے چوب اشجار صحرا مین ذرا بھی تری نہ تھی اگر اُس صحراے وحشت ناک
و شعلہ خیز کو حضرت قیس کہین دیکھ لیتے تو ساری دشت نوردی بھول جاتے وحشت تشریف لیجاتی
عشق سے لیلی کے باز آتے اُس صحراے بلاخیز کو آلام و مصیبت مین کوچۂ عشق سے بڑھا ہوا جانتے کوچۂ
عشق مین قدم رکھا تھا اس صحرا مین ہرگز قدم نہ رکھتے فرہاد باوجود اسکے کہ اُسنے سختی ہجر شیرین بہت
اُٹھائی انجام کار سختی فراق شیرین سے تلخ کام ہو کے جان دی اگر وہ بھی اس صحرا مین قدم رکھتا
تو ایک قدم اُٹھانا اُسکو پہاڑ ہو جاتا اور اگر رستم و اسفندیار بھی اس صحرا مین قدم رکھتے تو
ساری بہادری و دلاوری بھول جاتے ہر چند ہفتخوان کو کہ پر بلا تھے طے کر چکے تھے مگر اس صحرا کو ہرگز
طے نہ کر سکتے کیونکہ اس صحرا مین حرارت آفتاب اور نایابی آب اور ہواے گرم اور نایابی غذا

اور جلنا زمین صحرا کا یہ چند بلائین ایسی ہین کہ پہلوانان مذکوران بلاؤن سے خوفناک ہوکے نامردون کے بھاگ جانے کچھ قوت ہمت کام نہ آتی گو بھی رہروی مین عاجز ہوتا حال اُس صحرائے آفت زا کا مفصل لکھنا تو بہت دشوار ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ نظم

کہ وہ تھا وادی قیامت زا
آسمان اُسکا ایک بگولا تھا
جب اڑاتی تھی باد تند غبار
کالی آندھی کے صاف تھے آثار
منزلون تک تمام ریگستان
شرر افشان چنار سا ہر سید
ہر گڑھے مین تنور سی حدت
ہر بگولا الاؤ کی صورت
صورت ابر سحر آتش بار
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
بجز اک آب گوہر دندان
تلاشی آب بے پیکان تھا
تابش ایسی کہ شب تو گیا دن کو

بس وہ ایسا تھا دشت آفت زا
طول مین عمر خضر جادہ تھا
وہ حرارت وہ دخل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پہ سحاب غبار
قحطی آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب بہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلون سے شمع روشن ہو

بدیع الملک ایسے صحرا مین رہ نورد تھے سختی راہ اور تابش حرارت آفتاب سے مبتلائے رنج و تکلیف تھے تشنگی سے زبان مین کانٹے پڑے تھے زبان تالو مین لپٹی جاتی تھی تری مین آتی تھی وہان سے ناکام ہوکے ہونٹون پر تری ڈھونڈھتی تھی وہان بھی سوائے خشکی کے کچھ نہ پاتی تھی گرسنگی سے لبون پر جان تھی زمین پر قدم نہ رکھا جاتا تھا ہر ذرہ اُس صحرا کی ریگ کا مانند شعلہ کے کف پا کو جلائے دیتا تھا لباس تن صحرا کے کانٹون سے پارہ پارہ تھا چھالے کف پا مین پڑے تھے اکثر چھالے پھوٹ پھوٹ کر بہتے راہ صحرا سے ایذا پا کر روتے تھے قدم رہروی سے عاجز تھے دل دردمند تھا کوئی دوست برائے دستگیری نظر نہ آتا تھا شاہزادہ نہایت بیتاب ہوکے درگاہ خدا مین دعا کرتا تھا کہ پروردگارا مجھے اس صحرائے ریگستان اور اس دشت جان ستان سے بسلامتی جان نکالکر کسی آبادی مین پہونچا کہ اب مین بہت پریشان خاطر ہون یہ دعا کرتا تھا اور اعانت و مددگاری خدا پر نظر کرکے قدم آگے بڑھاتا تھا جب حالت رفتار جواب دیتی تھی بے اختیار بیٹھ جاتا تھا پھر تکلیف گرمی زمین سے بیتاب ہوکے کھڑا ہو جاتا تھا کوئی شجر سایہ دار بھی نہ تھا کہ اُسکے سایہ مین دم بھر بیٹھے نہ کوئی درہ کوہ تھا کہ اسمین جا کر قیام و راحت پذیر ہو غرض حال شاہزادے کا لائق تاسف اور قابل افسوس کرنے کے تھا کہ بمقتضائے این نظم

پاؤن شاہزادے کے وہ نازک و نرم
جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیان لیکر
آسمان سے کبھی مخاطب تھا
بچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
اب نہین راستہ چلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہون مین

نہ تو رہبر نہ راستا معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھے نازنین رخسار
پاؤن مین باندھتا تھا وہ اکثر
اے فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اس قدر تو ستم نہ کر ظالم
طاقت پا جواب دیتی ہے
ہدف ناوک بلا ہون مین

وہ گرمی دھوپ وہ ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام
گل سے تلوے تھے خار سے فگار
کبریا سے مدد کا طالب تھا
ہمسے پاتے سبب تجھے کد ہے
ارے او بانی عناد و جفا
قوت اب ہاتھ کھینچے لیتی ہے

القصہ حاصل بدیع الملک صحرائے

مذکور سے بصد دشواری و ہزار خرابی کئی روز کے بعد نکلے ایک جگہ کچھ اثمار اشجار اور پانی دکھائی دیا اُسکے
دیکھتے ہی جان تازہ تن مین آگئی پانی پیا پھل درختون کے کثرت گرسنگی مین کھائے تھوڑی دیر زیر
سایۂ شجر سایہ دار بیٹھ کے راحت پائی خدا کا شکر کیا کچھ قوت و طاقت تن مین آئی حواس خمسہ درست ہوئے
ہوائے سرد سے دل کو فرحت ہوئی نیند آنے لگی ہر چند چاہا کہ یہانسے اُٹھکر آگے چلے لیکن نیند آہی گئی
بدیع الملک زیر شجر سو گئے بعد دو پہر کے خواب سے بیدار ہوئے وہ کسل کسیقدر زائل ہوا شاہزادہ
بدیع الملک نے پھر شکر خدا کیا اور وہانسے اُٹھکر قدم آگے بڑھایا بعد رہروی بسیار کے قریب
شام ایک ایسے شہر مین پہونچے کہ وہ نہایت وسیع تھا عمارات و مکانات تمام اس شہر کے پختہ
بہت بلند تھے سڑکین پختہ خس و خاشاک سے صاف و پاک دکانین ہر قسم جنس و اشیاے نادر کی کھلی ہوئین
ہر قسم کی چیزین دکانون مین رکھی ہوئین جوہری بازار مین دکانین جوہریون کی بھی اُسی طور سے کھلی
تھین روپیہ اشرفی جواہر رنگا رنگ کے ڈھیر لگے ہوئے نظر آتے کہین دوکان مین زیور نقرئی
و طلائی بکثرت رکھے ہوئے دیکھا کسی بازار مین دوکانین تاجرون کی کہ اسباب تجارت سے مملو تھین
کھلی ہوئی پائین اسی طرح جس بازار مین بدیع الملک کا گذر ہوا ہر طرح کے اشیاء و ہر نوع جنس کی
دوکانین کھلی ہوئین دیکھین اور جملہ اشیاے قیمتی اور غیر قیمتی کو دوکانون پر رکھے ہوئے پایا لیکن کسی دوکاندار
کو دوکان پر نہ دیکھا نہ اہل شہر کو کسی جگہ پایا شاہزادہ کو نہایت حیرت ہوئی کہ یہ شہر کیسا ہے جملہ شہرون مین
سب چیزین تو موجود ہین دوکانین کھلی ہین مگر دوکاندار نہین ہین اور نہ کوئی امیر و غریب
ساکنان شہر سے دکھائی دیتا ہے ہنوز شاہزادہ متردد و حیران تھا ہر طرف نگران تھا ناگاہ ایک
جگہ ایک گوشہ مین ایک بڈھے کو دیکھا کہ وہ اپنے بستر پر پڑا ہوا آہ آہ دمبدم کرتا ہے کبھی مانند مرغ
نیم بسمل کے فرش خواب پر تڑپتا ہے کبھی شدت مرض سے نالہ و فغان کرتا ہے گاہ سختی مرض سے اُسپر
حالت غشی کی طاری ہوتی ہے خاموش ہو کر آنکھین بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خداوند ا بتو تھارے
اس بندے سے تکلیف مرض کی نہین اُٹھائی جاتی دست و پا مین قوت باقی نہین ہے بصارت مین
کمی ہو گئی ہین ضعیف ہو گیا مرض قوی ہو گیا طاقت نشست و خاست بھی جاتی رہی دست و پا
بیکار ہو گئے سن بھی زیادہ آگیا بال بھی سفید ہو گئے سرد و گرم زمانہ کو بھی خوب دیکھ چکا راحت
خوب اُٹھا چکا اب تو مجھے طلب کیجیے دنیا سے اُٹھا لیجیے پاس اپنے بلا لیجیے اب زندگی ناگوار ہے مرگ
کا اشتیاق ہے نیم جان ہو کر زندہ رہنا اچھا نہین ہے جلد مجھپر رحم کیجیے خدمت مین اپنی بلا لیجیے عرض
میری قبول کیجیے بدیع الملک آواز اسکی سنکے قریب اُسکے گئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت کبیر السن
نہایت زار و ناتوان و علیل بستر پر پڑا ہوا ہے شاہزادے نے اُس سے پوچھا اے شیخ اس شہر کا کچھ
حال بیان کر بادشاہ اس ملک کا کون ہے اور باعث ویرانی ملک کیا ہے اُسنے آواز شاہزادہ موصوف
کی سنکے اور بغور دیکھ کے کہا اے جوان معلوم ہوتا ہے کہ شاید تو اس ملک مین مسافر آیا ہے اس شہر کا
رہنے والا نہین ہے آگاہ ہو کہ حاکم اس ملک کا ملک بہمن ہے یہ شہر تمامی شہرون مین نہایت آباد
تھا مثل اسکے کوئی ملک روے زمین پر آباد نہ تھا اب ہوا بھی یہان کی خوب تھی ہر ایک شخص بصد
راحت و آرام یہان رہتا تھا کوئی رنج و ملال کسی کو نہ تھا اتفاق سے ایک دیو سام نام کا اس ملک

مین گذر ہوا اُسنے کثرت مردم پر نظر کرکے مردم آزاری شروع کی بلکہ آدمیون کو کھانا شروع کیا ہر چند ملک
بہمن قوت و دلاوری پر ناز کرتا تھا اور وہ سردار نہایت شجاع و بہادر رکھتا تھا اور سپاہ بھی کثیر
رکھتا تھا لیکن اُس دیو سے وقت جنگ مغلوب ہوکر یہان سے بھاگ گیا ہے لاکھون آدمی اس شہر کے
باشندے اُسکے ساتھ چلے گئے ہین اپنے مکانات و مال و اسباب کو چھوڑ گئے ہین جان کے خوف سے
نکل گئے ہین ملک بہمن کوہستان مین جاکر قیام پذیر ہوا ہے دیو مذکور نے ہزارہا مردم کو یہان کے ہلاک
کیا ہے مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ ہر ایک انسان کو اُٹھا کے یون کھاتا تھا جیسے کوئی لقمہ خورد کھاتا ہے
اب بھی وہ دیو گاہ گاہ یہان آتا ہے اگر کوئی انسان یا حیوان مل گیا تو اُسے کھا کر چلا جاتا ہے قد اُسکا بہت
طویل ہے دست و پا اُسکے بہت قوی و فربہ ہین شکل اُسکی نہایت مہیب ہے رنگ رُخ اُسکا ایسا سیاہ ہے کہ تیرگی
شب اُسکے رنگ چہرے سے شرماتی ہے بلکہ تاریکی پردہ ظلمات بھی اگر اُسکے رنگ چہرہ سے مقابل ہو
تو وہ بھی اُسکے سامنے منفعل ہو آواز اُسکی ایسی مہیب ہے کہ جسوقت معمولی زبان مین آہستہ بھی کچھ کلام کرتا
ہے تو پردہ گوش مردم کو سخت صدمہ پہونچتا ہے نعرہ اُسکا تو قیامت ہے زمین تھراتی ہے زہرہ انسان آب
ہو جاتا ہے ایک چوب دست یا از شمشاد وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ ویسا ہی قد طویل و گرانبار ہے کہ
اُسکو وہی اُٹھا سکتا ہے کیا مجال کسی بشر کی جو اُسے جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو محال ہے جسوقت ملک
بہمن برہم ہوکے اُس سے آمادہ جنگ ہوا تھا اور میدان مین اُسنے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی تھین
دیو مسطور نے اُسی چوبدست سے ایک لمحہ مین ہزارون سوارون کو پیوند خاک کر دیا تھا کسی کا نیزہ و تیر
و شمشیر اُسپر کارگر نہوتا تھا لڑائی اُسکی ایک قیامت تھی جو نامی و نامور بہادر تھے وہ اُسکے
سامنے سے مانند نامردون اور بزدلون کے بھاگتے تھے وہ دوڑتا جاتا تھا اور مردم کو اُٹھا اُٹھا کے
کھاتا جاتا تھا کہہ سکتا ہون کہ آدھے آدمی اس شہر کے وہ کھا گیا ہے آدھے باشندے یہان کے اور ملک
بہمن تاب جنگ نہ لا کر یہان سے بھاگ گئے ہین جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے چونکہ تجکو یہان کے حال سے
اطلاع نہ تھی اسوجہ سے تو یہان آیا خیر اب یہان سے جلد بھاگ جا ایسا نہو کہ وہ دیو یہان آجائے اور
تجکو کھا جائے مجھے تیری جوانی اور تیرے حال پر رحم آتا ہے اسوجہ سے تجکو سمجھاتا ہون ورنہ تجکو اختیار ہے
خواہ یہان سے جا یا نہ جا اگر نہ جائیگا تو بچ نہ سکیگا ایک لقمہ اُس دیو کا ہو جائیگا جان جائیگی اور مین اسوجہ سے
یہان سے نہین گیا کہ بسبب امراض مزمنہ کے مجھ سے اُٹھا بھی نہین جاتا ہے خود چاہتا ہون کہ جلد موت
آجائے وہ دیو مجھے بھی کھا جائے تو ان امراض کی سختی سے بچون کرب و بیچینی سے بعد مرگ رحمت
پاؤن بدیع الملک نے جواب دیا مین تو یہان سے نہ جاؤنگا اگر وہ دیو آجائیگا دیکھا جائیگا اس سے
مقابلہ کرونگا انشاء اللہ ہنگام مقابلہ اُسے قتل کرونگا وہ پیر مرد گفتگوے بدیع الملک سنکے اُس
حالت کرب و درد مین بے اختیار ہنسا اور کہا اے جوان تیری باتون سے ثابت ہوا کہ تو دیوانہ ہے
نحیف الجثہ ہوکے دیو سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہے تو اُس سے کیا لڑیگا اور کیونکر قتل کریگا بس زیادہ باتین
نہ کر یہان سے چلا جا مجھ سے زیادہ تقریر ہو نہین سکتی اسقدر جو مین نے باتین کین سانس چڑھنے لگی روح
کو صدمہ پہونچا مگر تھوڑی خوشی یہی ہوئی کہ بعد ایک مدت کے صورت انسان نظر آئی یعنی تجکو دیکھا
دو باتین کین تو نے وہ تقریر کی کہ مجکو بے اختیار ہنسی آگئی ہنوز وہ ضعیف بدیع الملک سے ہم سخن

تھا کہ وہ دیو وار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ایک طرف سے نمایان ہوا بڈھے نے اُسے آتے ہوئے
دیکھ کے کہا ای جوان غضب ہوا دیکھ وہ دیو جسکا ذکر مین نے کیا ہی آ پہونچا اب اسکے ہاتھ سے تیری
جان اور میری جان ہرگز نہ بچیگی مجھے تو اپنے ہلاک ہونے کا مطلق غم نہین ہے بلکہ اپنے ہلاک ہونے
کی آرزو ہی لیکن تیرے قتل و ہلاک ہونے کا البتہ صدمہ ہی کہ اب تجھ ایسا جوان اسکے ہاتھ سے ہلاک
ہو جائیگا ضرب وار شمشاد سے پیوند خاک ہو جائیگا۔ دیو بغیر ہلاک و قتل کرنے کے تجھے چٹکی سے پکڑ کر
منھ مین اپنے رکھ لیگا بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سنکے جانب دیو سیاہ دیکھا ناگاہ مانند بلائے عظیم
کے وہ دیو قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھ کے خوش ہوا قہقہہ مار کر ہنسا اُسکے ہنسنے سے در و دیوار لرز
گئے بعد ہنسنے کے اُس دیو نے ہاتھ اپنا جانب بدیع الملک بڑھایا شاہزادے نے نعرہ کوہ شگاف
کرکے کہا او نابکار دست خود را نگہدار یہ کہکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر آمادہ جنگ ہوا دیو نعرہ
شاہزادے سے تھرا کر پسپا ہوکر ہاتھ اپنا کھینچکر دل مین کہنے لگا یہ بنی آدم کیسا ہے کہ مجھ سے تنہا آمادہ
جنگ ہی اور نعرہ بھی اسکا ایسا ہی کہ مجھ ایسے دیو قوی کا دل دہل گیا ہی آجتک ایسا بنی آدم کبھی نہ دیکھا
تھا خیر اسکے قریب نہ جانا چاہیے دور سے اسپر وار شمشاد لگا کر اسے پیوند خاک کرنا چاہیے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے وار شمشاد کو گردش دے کے اپنی زبان مین خبردار خبردار مکرر کہکے سر شاہزادے
پر لگائی شاہزادے نے وار شمشاد پر نظر کی جب وہ قریب سر آئی دلیرانہ اُسے روکنا چاہا اُس بڈھے
نے بیتاب ہوکے باواز بلند کہا اے جوان ضرب وار شمشاد کو واسطے تجکو اپنے پیدا کرنے والے کا نہ روک
ورنہ ہلاک ہو جائیگا بدیع الملک نے بسبب اسکے قسم دینے کے ضرب وار شمشاد کو نہ روکا داہنی
جانب اُس دیو کے قدم بڑھایا وار مذکور زمین پر پڑی زمین شق ہوگئی ایک غار عظیم ضرب وار سے
زمین مین ہوگیا جبتک وہ دیو وار کو اُٹھائے بدیع الملک شمشیر بکف قریب تر اُسکے پہونچے اُسنے
وار کو چھوڑ کر بدیع الملک کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ اسے اُٹھاکے منھ مین رکھ لون ہرچند
زور کرکے اُٹھانا چاہا لیکن نہ اُٹھا سکا اور شاہزادے نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا
دیو بھی بدیع الملک سے زور کرنے لگا پیر مرد نظر حیرت سے دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا عجب
یہ جوان ہی کہ ایسے دیو سے زور کر رہا ہی ادھر تو پیر مرد متحیر ہوکر کشتی دیکھ رہا تھا اور دیو بدیع الملک
سے مصروف زور آزمائی تھا بار بار بقوت تمام زور کرتا تھا لیکن کچھ نہو سکتا تھا شاہزادے پر غالب
نہوتا تھا بلکہ جب شاہزادہ زور کرتا تھا ایسا ہوتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ دیو قریب دوپہر یا دوپہر تک
خوب کشتی لڑا اور اُسنے زور بخوبی کیا آخر کار تھک گیا پسینہ اُسکے تن سے مانند سیل کے روان ہوا
سانس جلد جلد لینے لگا کمزور ہوکر پیچھے پلٹنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے نعرہ کرکے بقوت بازو
اُسے اُٹھاکے زمین پر پٹک کے سینہ پر سوار ہوکے کہا ای دیو روسیاہ حالا در شناختن پروردگار عالم
چہ میگوئی اُسنے برہم ہوکر کلمات سخت کہے شاہزادے نے غضبناک ہوکے ایک ہاتھ اپنا زیر رخسار
دیو رکھا اور دوسرا ہاتھ بالائے رخسار دیگر رکھکر اس طرح زور کیا کہ سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا لاشہ
اُس دیو کا زمین پر تڑپ کے سرد ہوگیا ہرچند اُس پیر مرد سے اُٹھا نہ جاتا تھا مگر جس وقت شاہزادہ
بدیع الملک نے اُس دیو کو ہلاک کیا وہ اپنے بستر سے اُٹھ کے قدم بدیع الملک پر گرا اور

کہا اے جوان مین تجکو ایسا شجاع و بہادر نہ جانتا تھا تو نے کام رستم پیلتن کیا کہ ایسے دیو کو ہلاک کیا
تیرے باعث سے یہ بلا رد ہوئی اہل شہر پر تو نے بڑا احسان کیا کیا مذہب رکھتا ہے بدیع الملک
نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہون دین و مذہب میرا اسلام ہے اُسنے تمام
تقریر سُنکے کہا تمھارا دین اچھا ہے چاہتا ہون کہ مجکو اپنے دین مین لاؤ شاہزادے نے اُسے کلمہ تلقین کیا
وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد ازان شاہزادے کو اپنا مہمان کیا آب و طعام پیش کیا شاہزادہ
نے کئی روز کے بعد کھانا کھایا شکر خدا کا کیا بعد چند روز کے ملک بہمن کو یہ خبر کسی نے دی کہ جس دیو
کے خوف سے حضور شہر کو چھوڑ کر کوہستان مین آئے ہین اُس دیو کو ایک جوان نے آکے ہلاک کیا ہے
اور ابھی تک وہ جوان حضور ہی کے شہر مین موجود ہے ملک بہمن یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوا اور جملہ
اپنے لشکریون اور مردم رعایا کو اپنے ساتھ لیکر کوہستان سے اپنے شہر مین آیا بعد بدیع الملک سے
ملاقات کرکے قدم پر گرا شاہزادے نے سر اُس کا اپنے قدم سے اٹھا کر سینے سے لگایا اُس نے بعد بہت
شکر گزاری کے عرض کیا کہ آپ اپنا اسم گرامی اور اپنے دین سے آگاہ کیجیے اور اب مجکو اپنا ایک مطیع و فرمانبردار
جانیے بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور دین اپنے سے اُسے آگاہ کیا جب اُسکو معلوم ہوا کہ نام اس
جوان کا بدیع الملک ہے اور یہ شاہزادہ ہے دین اسلام رکھتا ہے بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ یہان
حکومت و سلطنت کیجیے کیونکہ آپ ہی کے سبب سے دوبارہ یہ شہر آباد ہوا ہے شاہزادے نے جواب دیا
مجکو ہوس حکمرانی نہین ہے یہ تخت و تاج تمکو مبارک ہو مین صرف یہ چاہتا ہون کہ تم مع اہل شہر کے دین
اسلام کو اختیار کرو اُسنے قبول کیا لاجوردپرستی اور دیگر اصنام کی پرستش سے منحرف ہوا جب مسلمان ہو چکے
کے اُسنے حکم دیا کہ تمام باشندے اس شہر کے مسلمان ہون کلمہ پڑھین دین اسلام مین آئین اصنام
پرستی اور لاجوردپرستی کو چھوڑین اگر کوئی خلاف اس حکم کے کریگا قتل کیا جائیگا جب اہل شہر کو حکم
ملک بہمن سے آگاہی ہوئی سب اہل شہر مسلمان ہوئے بحکم شاہ سے بتکدون کو منہدم کیا مساجد کے
بنانے مین مصروف ہوے سوا اِسکے ہر ایک اپنے اپنے کاروبار مین سرگرم ہوا اور دعاے خیر شاہزادہ
بدیع الملک کو دینے لگا ملک بہمن نے بعد مسلمان ہونے کے بدیع الملک کی دعوت ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور ایک بزم عشرت آراستہ کرائی پھر اُس بزم مین ہمراہ بدیع الملک اور
اپنے ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے جا کر بیٹھا ساقیان گلرخسار اُسکے حکم سے کشتیان شراب ناب
کی لائے اور ساغر بلورین مین بھر کر ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کو شراب پلانے لگے جب سب اہل بزم شراب
پی چکے اور گزک سے لطف بیحد اٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی لیجا چکے اُسوقت حکم ملک بہمن سے
ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین بصد ناز و انداز حاضر
ہوئی اور شاہ و شاہزادے کو سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کر کہنے لگی جلد سازندون کو
درست کرو اُنھون نے حسب بخواہ سازدن کو درست کیا رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے
لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھکر خوش ہونے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

جو دچار تیرا صنم دیکھتے ہین	وہ حق کو خدا کی قسم دیکھتے ہین	تجھ مین تجھ مین زمین و زمان مین
ترا نور ہر شے مین ہم دیکھتے ہین	تری تیغ کے اک اشارہ سے قاتل	ہزارون کے سر ہم قلم دیکھتے ہین

دل عاشقان پیچ مین کیون نہ آئے وہی سیر باغ ارم دیکھتے ہین	تیری زلف مین جبکہ خم دیکھتے ہین ہوا لغت احمد سے دل میرا روشن	جو رہتے ہین ہر دم گلی مین تمھاری حبیب خدا کا کرم دیکھتے ہین

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سُنکے خوش ہوے تعریف اشعار اور ثنا اُسکے گانے کی کرنے لگے جب وہ غزل گا چکی اور جب دوسری غزل بھی گا چکی انعام کثیر شاہ سے لیکر بزم عشرت سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے نازنینان خوبرو سات شبانہ روز رقص و نغمہ مین سرگرم رہین جب سات روز گذر گئے جشن موقوف ہوا **بدیع الملک** نے ملک **بہمن** سے کہا اب مجکو رخصت کرو نہین معلوم میرے لشکر کا کیا حال ہوگا پہلے تو اُسنے رخصت کرنے سے انکار کیا بعدہ شاہزادے کے اصرار سے مجبور ہوکر کہا مین بھی آپ کے ہمراہ رکاب چلتا ہون شاہزادے نے کہا تم یہان سلطنت کرو کیون میرے ساتھ چلتے ہو اُسنے شاہزادے کے کہنے سے اپنا ہمراہ چلنا ترک کیا اور بعوض اپنے دو سپہ سالار دنکو کہ بڑے نامی و نامور اور نہایت شجاع و بہادر تھے قریب دس ہزار سوار دنکے شاہزادے کے ہمراہ کیے نام اُن سرداروں کے یہ ہین ایک کا نام **قہرمان شیر سوار** تھا اور دوسرے سردار کا نام **ہومان تیغ زن** تھا الغرض جب **بدیع الملک** ہمراہ سرداران مذکورہ کے مع لشکر مذکور چلے ملک **بہمن** بھی اپنے ملک کی سرحد تک ہمراہ آیا بعدہ شاہزادے سے رخصت ہوکر اپنے شہر کیطرف گیا **بدیع الملک** اپنے لشکر کی طرف بحزم و حشم روانہ ہوئے اب ان لوگون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

آمد اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے

کہ **امیر ثانی** نے بعد قتل ہونے **ملک ترسی** کے جشن کیا تھا اور ہرکارون کو واسطے دریافت حال **لاجورد شاہ** کے روانہ کیا تھا ہنوز جشن ختم نہوا تھا بادشاہ اور **امیر ثانی** وغیرہ سرداران لشکر بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ناچ نازنینون کا دیکھ رہے تھے یکایک وہ ہرکارے آئے اور موافق قاعدہ شرائط عبودیت بجا لاکے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ **لاجورد شاہ** جانب صحرائے شلشت اور بسمت **کوہ بیضا** کہ وہان خداوند **تمثال آئینہ رو** کے حکم سے میلہ ہونے والا ہی بیابانسے بھاگ کر گیا ہی ابھی بادشاہ اور **امیر ثانی** اُنکی تقریر سُنکے کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ چند ہرکارے نہایت خوش و شادمان بارگاہ مین آئے اور بعد مجرا کرنیکے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای **امیر ثانی** مبارک ہو کہ **بدیع الملک** بحزم و حشم اِدھر آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور **امیر ثانی** یہ خبر فرحت اثر سُنکے بہت خوش ہوئے پھر اُسی وقت بہت سے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ برائے استقبال جائین سرداران مذکور حسب الحکم گئے اور **بدیع الملک** کا استقبال کرکے اُنکو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے **بدیع الملک** نے بادشاہ لشکر اسلام اور **امیر ثانی** کو سلام کیا **امیر** نے خوش ہوکر سینہ سے لگایا احوال پوچھا شاہزادے نے جو کچھ حال گذرا تھا سب بیان کیا **امیر** نے تمام حال سُنکے اُسی وقت جشن کو موقوف کیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو۔ ہم یہان سے جانب **کوہ بیضا** روانہ ہونگے کیونکہ **لاجورد شاہ** اُسی طرف بھاگ کر گیا ہی اُسکا تعاقب منظور ہی سوا اِسکے ہمکو میلہ مین بھی شریک ہونا ہی کیفیت میلہ کی دیکھنا ہی یہ کہکے خاموش ہوئے بمجرد حکم بادشاہ جملہ اہل لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام اُٹھکر تخت پر سوار ہوئے **امیر** اپنے مرکب پر

سوار ہوئے پھر جملہ اہل لشکر گھوڑون پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب **امیر ثانی** و بادشاہ لشکر اسلام جانب **کوہ مضا** روانہ ہوئے

اب یہان سے چند کلمے داستان شجاعت بیان روح و روان گرشاسپ جہان ایرج نوجوان زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

والکنندگان طلسم مقال و گرہ کشایان بند قیل و قال اس داستان حیرت مقال کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ زمان **رستم ثانی نوجوان** نے لوح طلسمی کس شد و مد سے حاصل کی اور آگر لشکر **سلیمان شاہ** سے ملے ملکہ **سرداب جادو** و دو اور باپ اس کا **چقماق آتش افروز جادو** مطیع اسلام ہو کر ہمراہ ہین **رستم ثانی** نے کہا ہی کہ انشاء اللہ کل کا روز جو اس قلعے کے ظاہر ہونے کا ہی یہی دن اسکے شکست ہونیکا بھی ہی دیکھنا کہ بقوت پروردگار کیون کر اس مرحلہ کو شکستہ کرتا ہون اور ان بطون کو زباندرازی کی کیسی سزا دیتا ہون **سلیمان شاہ** کو نہایت خوشی ہی کس دھوم سے **رستم ثانی** کی دعوت کی ہی آج کی رات کو غنیمت جان کر سامان جشن مہیا کیا ہی وسط لشکر مین ایک بارگاہ بہت بڑی ایستادہ ہوئی ہی کہ اوج سے جسکے خیمہ سپہر نیلی پست معلوم ہوتا ہی تمام بارگاہ مین فرش مخمل و دیبا بچھایا گیا ہی صدر مین مسند زرین جواہر نگار لاکر نصب کی گئی ہی شاہزادہ عالی وقار **رستم ثانی** نامدار اس مسند پر جلوہ افروز ہین تمام عزیز و اقارب **سلیمان شاہ** کے گرد و پیش جمع ہین جام شراب ناب کو گردش ہی ہر طرف آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جس سامان کو دیکھکر دل زاہد فلک کا دردمند آواز غنا سے ناطقہ ناہید گردون کا بند ہی **رقاصان** پریجمال و نازنینان حور خصال کا مجمع ہی باری باری اٹھ اٹھکر مصروف رقص و غنا ہوتے ہین جلوہ جمال سے دیکھنے والونکے ہوش کھوتے ہین کوئی بصد کرشمہ و ناز غزل گاتی ہے دل لبھاتی ہی **غزل**

موت سے کچھ ہین مزے مین مجان لینے لگا
نام سیر اسکے مجنون کو جا ہی آ گئی
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
جس نے کی ابس میکدہ مین بیعت دست سبو
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
حسن سے ہوتا ہی آہن دل ابھی گرم اختلاط
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

تیر چٹکی مین لیا اسنے لی جان عدو
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا
ہی جو غنچون کا چٹکنا انگلیونکی سی چٹک
وہ قدم تیرے لیس ای پیرمغان لینے لگا
تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
شمع کی گلگیر جو منھہ مین زبان لینے لگا
راہ کو ای **ذوق** تیکے نوک مژگان کا چلا

مجھ حبیب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
رشک بیجر دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجکو ہر شب ہجر کی ہو نیلگی جون روز حشر
یہ بلا مین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
چشم کی گردش سے وہ کارفشان لینے لگا
موت اسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ وہا
تن پر ہر موسے سرے کا رسان لینے لگا

عجب طرح کا ہنگامہ ہی آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی ہی بلکہ تمام صحرا اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہی نہالان بلند قامت دیوان مہیب کی طرح جھوم رہے ہین پرند لطف چراغان سے شب کو دن سمجھکر مغل پریونکے ادھر سے اڑکر ادھر جاتے ہین ادھر سے اڑکر ادھر آتے ہین جنگل مین منگل نظر آتا ہے لطف چراغان سے چراغان کواکب شرماتا ہی اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ مشک افشانی شب موقوف ہوئی اور کافور سحر کی خوشبو پھیلی چراغ مانند نفس واپسین کے بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعون پر اداسی چھائی گلشن انجم پہ خزان آئی شہنشاہ خاور لوح مدد لیے ہوے جانب مشرق

نمودار ہوا تمامی عالم مطلع انوار ہوا طلسم سب شکست ہوا چرخ اپنی فسونسازی بھول کر پست ہوا شاہزادہ
والاتبار رستم ثانی نامدار نے تیاری چلنے کی کی داہنی جانب سلیمان شاہ ہی بائین جانب ملکہ سردابہ
جادو چقماق آتش افروز وزیر صندلان شاہ پدر ملکہ سردابہ ہی مشورہ ہو رہا ہی سردابہ جادو
اور چقماق جادو کہتے ہین کہ ہم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین شاہزادۂ والاتبار فرمارہے ہین
کہ مجھے صرف اعانت پروردگار درکار ہی مین کسی کی مدد نہین چاہتا تم سب یہین رہو مین جس وقت
اِس مرحلے کو شکست کرونگا اور تمھین بلابھیجونگا اُسوقت آنا کبھی سلیمان شاہ کو تسکین دیتے ہین کہ تم
گھبراؤ تمھارا فرزند جلد تمسے ملیگا کیونکہ بعد اس مرحلہ کے شکست ہونے کے اُس سے ملاقات ہو جائیگی
ہنوز یہی باتین تھین کہ جانب آسمان سے ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور آن واحد مین وہ ابر قریب آکر
شق ہوا دیکھا کہ ایک ساحر سرخاب آتشین پر سوار پشت پر ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے چلے آتے ہین جسوقت قریب پہونچے افسر فوج نے سلام کیا
رستم ثانی نے محروق جادو کو پہچانا جواب سلام دیا پوچھا اے محروق کیونکر آنا ہوا محروق نے
عرض کیا کہ غلام کو خبر معلوم ہوئی کہ حضور براے فتاحی طلسم جاتے ہین لوح دستیاب ہو چکی ہی مین یہ سمجھا
کہ چلکر قدمبوسی حاصل کرون رستم ثانی نے کہا کہ اگر صرف بہر ملاقات آئے تو اچھا کیا اور اگر
بغرض اعانت آئے ہو تو ابھی چلے جاؤ مجھے کسی کی مدد سواے پروردگار منظور نہین محروق جادو
نے عرض کی کہ اے رستم ثانی تیری جرأت و بہادری مین کسکو کلام ہی لیکن یہ جنگ ساحرون کی ہے
معاملہ طلسم کا ہی یہان زور و تدبیر سے کام لینا چاہیے قوت صاحبقرانی کی ضرورت نہین ہی مین اِس
غرض سے حاضر ہوا ہون کہ سرحد طلسم صندل سے ملا ہوا ایک ملک ہی کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے
ہین مالک وہان کا خاقان روشن دل ہی کہ فن سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی نہایت
مرد معقول ہی اگر وہ حضور کا شریک ہو جائیگا تو اُس سے اکثر بھید اِس طلسم کے معلوم ہوتے رہین گے
اور طلسم کے فتح کرنے مین آسانی ہوگی کیونکہ وہ رہنے والا یہین کا ہی اور روشن دل لقب اُسکا ہی
جس بات کا وہ خیال کرتا ہی سامنے اُس کے مثل آئینہ کے نظر آجاتی ہی رستم ثانی نے کہا اے محروق
اُسے کیا غرض جو وہ ہمارا شریک ہوگا محروق جادو نے عرض کی کہ کاہنون نے اُسے خبر دی
ہی کہ ایک شخص اِس شکل و شمائل کا فلان خاندان سے فلان زمانے مین براے فتاحی طلسم صندل
آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا اگر تو اُسکا شریک ہوگا۔ تو مرتبۂ اعلے کو پہونچے گا وہ وقت اور ساعتین دیکھ
رہا ہی آپ پر حال اُسکا بروقت ظاہر ہو جائیگا اور مین اب رخصت ہوتا ہون اور طرف شہر خاقانیہ
کے جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کے قدم چومے اور اُسی وقت مع فوج طرف شہر خاقانیہ کے روانہ
ہوا کہ اِس کا حال بروقت تحریر ہوگا لیکن شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے سلیمان شاہ
سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو یہ معاملہ طلسم کا ہی ہر قدم پر ہزارہا افتادین درپیش ہونگی
میرے پاس لوح طلسمی ہی مین ہر طرح بچ سکتا ہون اور تم کسی طرح جانبر نہو سکوگے انشاء اللہ یہ پہلا ہی
مرحلہ شکست ہونے کے بعد تمھارا فرزند تمسے خدا چاہتا ہی تو آج ہی ملجائیگا سردابہ جادو اور
چقماق آتش افروز جادو سے کہا کہ تم بھی یہین رہو سردابہ جادو نے عرض کی کہ اے شہریار

ہم تابع فرمان ہین مگراب بعد اس مرحلے کے شکست ہونے کے آگے جانے کا قصد بغیر اس کنیز کے آئے ہوئے نہ فرمایئے گا یہ نہ خیال کیجئے گا کہ لوح طلسمی ہمارے پاس ہے فریب دینے والے اور لوح لے لینے والے بہت ہین اگرچہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتا لیکن تمام طلسم کی جان اِسی لوح سے وابستہ ہی غرضکہ شہزادہ سب سے رخصت ہو کر جانب طلسم روانہ ہوا ایک سامنے سے وہی دروازہ مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا نظر آیا اور جوڑا بطون کا دونون برجیون پر بیٹھا تھا جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ لو ہین ملک الموت ہماری تمھاری جان کا آپہونچا ارے یہ طلسم سے کیونکر چھوٹ گیا اور اب لوح طلسمی بھی اسکے پاس ہی اِدھر رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم جسوقت تو سامنے دروازۂ طلسم کے پہونچے اور بط آواز دے خاموش رہنا لیکن جسوقت دوسری بط اُسے جواب دینے لگے تو تجھے لازم ہی کہ منقار کھلتے ہی ایسا تیر مارنا کہ حلق کے پار ہو جائے اگر نشانہ نے خطا کی تو آپ تو جل کا نشانہ ہوگا بس فوراً رستم ثانی نے تیر ترکش سے کھینچا کمان دوش سے لی اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی وہ بط خاموش ہوئی اور دوسری بط نے منقار واسطے جواب کلام کے کھولی تھی کہ رستم ثانی نے تیر مارا تیر مانند پیکان قضا کے حلق سے گذرا بط مانند بط آتشبازی کے ہوگئی اور شعلہ بنکر دوسری بط کیطرف چلی کہ ہین زندگی مین ساتھ رہا مرے پر بھی ساتھ نہ چھوٹے اُسنے ہرچند چاہا بچون ممکن نہوا مانند پرکالۂ آتش کے ایک بط دوسری پر گری دونون جلکر خاک ہوگیئن پھاٹک نظر دے نا پدید ہو گیا میدان نظر آنے لگا لیکن کوئی اور علامت مثل آندھی چلنے یا خاک اُڑنے کی نہ ظاہر ہوئی جو ساحر کے مرنے مین نمودار ہوتی ہی کیونکہ یہ بطین اور پھاٹک سحر نبات جادو مالک سرحد طلسم سے تھین لہذا برکت لوح سحر باطل ہو گیا اب رستم ثانی سیر کنان آگے چلے وہان یہ خبر اسفندیار صحرائی کو پہونچی کہ رستم ثانی قید سے چھوٹ کر لوح کو پیدا کرکے بارادۂ طلسم کشائی آتے ہین بلکہ پہلا مرحلہ شکست ہوا اسفندیار صحرائی خوشی کے مارے بیخود ہو گیا تصویر حیرت بنگیا کہ قید طلسم سے چھوٹنا کہان ممکن بالفرض اگر رہا بھی ہو جائے تو لوح کیونکر دستیاب ہو سکتی ہی مجھے اسکا یقین نہین آتا لیکن شاہین بن سلیمان نے اسفندیار سے کہا کہ چلکر دیکھ نہ لیجئے لوگ یہ بھی تو بیان کرتے ہین کہ بطین جلکر خاک ہوئین راہ طلسم وا ہو گئی چند قدم چلنے مین معلوم ہو جائیگا یہ سنکر اسفندیار صحرائی مع شاہین بن سلیمان اور قیدیان طلسمی سبکو ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے شاہزادہ رستم ثانی چلے آتے ہین اسفندیار گھوڑے سے کود پڑا افسر کے اُترتے ہی سب گھوڑون سے اُتر پڑے اور شاہزادہ رستم ثانی کی رکاب سعادت انتساب سے آکر لپٹے رستم ثانی نے اسفندیار کو گلے سے لگایا شاہین بن سلیمان کی پشت پر دست شفقت رکھا اسفندیار شاہزادے کو ہمراہ لئے ہوئے قلعے مین آیا جائے صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا رستم ثانی نے کہا کہ صحرا مین لشکر سلیمان شاہ پدر شاہین کا اُترا ہوا ہی جاکر خبر کردو کہ مرحلہ شکست ہوا ہمکو شاہزادے نے یاد کیا ہی اُدھر اپنے فرزند کو لو حسب الحکم اُسی وقت اسفندیار نے اپنے عیار کو طرف سلیمان شاہ کے روانہ کیا عیار نے جاکر سلیمان شاہ کو خبر دی یہان سلیمان شاہ بھی طالب کا منتظر تھا کہ بغیر اجازت جانے مین ایسا نہو مزاج کے خلاف گذرے کیونکہ طبیعت شناس ہو چکا ہی ورنہ راستہ

تو اُن بطون کے فنا ہوتے ہی کھل گیا تھا قلعۂ **اسفندیار** بھی نظر آیا تھا **سلیمان شاہ** مع **سردابر** جادو و **چقماق آتش افروز جادو** بلکہ مع کل لشکر طرف قلعۂ **آہن حصار** کے روانہ ہوا جسوقت آمد **سلیمان شاہ** کی خبر پہونچی **رستم ثانی** نے **اسفندیار** اور دیگر سرداردن کو مع **شاہین بن سلیمان** کے واسطے استقبال کے روانہ کیا جسوقت **سلیمان شاہ** داخل قلعۂ **آہن حصار** ہوا اور خدمت مین **رستم ثانی** کے پہونچا **رستم ثانی** نے **شاہین بن سلیمان** کو اُس کے باپ سے ملایا دونون کو انتہا کی خوشی ہوئی خوب گلے ملکر ایام فرقت یاد کر کر کے روئے بعد اس کے **سلیمان شاہ** حسب وعدہ **مسلمان** ہوا **اسفندیار صحرائی** نے بہت بڑا جشن کیا تمام صحرا کو آراستہ کیا درخت تمامی سے منڈھے گئے بادلہ کتر کر درختون پر ڈالا گیا قندیلین آویزان ہوئین قلعہ مین بارگاہ واستادہ ہوئی اُسکی تیاریان بیان سے باہر ہین کہ جتنے جھاڑ کنول تھے سب یاقوت سرخ کے تھے اور بارگاہ بھی مخمل سرخ کی زردوزی کا کام جابجا بنا ہوا جواہر نصب جسوقت خیمۂ چرخ نیلی مین چراغان کوا کب کو جلوہ ملا مشعل ماہ فروزان ہوئی یہان بھی روشنی کی گئی اول دعوت وضیافت ہوئی بعد اُسکے شاہزادہ **رستم ثانی** نامدار مسند عزت پر جلوہ گر ہوئے گرد و پیش رفقا جمع ہوے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہ تابان کے ستارون کا جھرمٹ ہی جسکی نظر بارگاہ پر پڑتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک شعلہ بلند ہی کہ بالائے زمین قائم ہی تمام بارگاہ جگر جگر کر رہی تھی یکایک رقاصان ناہید خصال کو حکم ملا کہ شغل سرود وستار شروع ہو جام بادۂ احمر گردش مین آئے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کار صراحی جواہر نگار لیکر ہر طرف آداز انتہائی ادا دیے رہے تھے ادھر نشۂ شباب اُدھر بیخودی شراب ڈورے آنکھون کے سرخ ہو رہے تھے خون رگون مین دوڑ رہا تھا بلکہ جوش مین چہرون سے ٹپکا پڑتا تھا عجب رنگ محفل تھا اُدھر سماجیون نے ساز جو ملائے تمام بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک تصویر حیرت بنا ہوا بیٹھا تھا اور ایک پری وش یہ غزل بصد کرشمہ و ناز گا رہی تھی کہ دل ہر شخص کا لبھا رہی تھی

غزل

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
منہ مین گر پانی چوائے یار اپنے ہاتھ سے
جسکی سختی مین دوا کے لفظ کو صحت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
رو ز کر لیجئے چہل قدمی مگر رخصت نہین
ایک دل اور اسپہ اتنے بار غم اللہ رے دل
کوئی تصویر اپنے صورتگر کی ہمصورت نہین

اس گلستان جہان مین سیر کی فرصت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
ایک ساعت بھی مثال شیشۂ ساعت نہین
میری وحشت پانون پھیلائے تو پھر دونون جہان
اور اس طاقت پر ایسا کوئی بیطاقت نہین

تا سیر کے قابل یہ جو ہے سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
ہوتا وائے شور واویلا و حسرت نہین
ہے نوشتے مین ترے بیمار کی صحت کہان
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
ہون اگر ایک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
ذوق اس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین

کچھ ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ ہر شخص جھوم رہا تھا کسی کو سکوت تھا کسی کی آنکھ سے آنسو جاری تھے یہانتک کہ بموجب مصرع ہر عروجے راز والے ہر بہارے راخزان ہے وہ رات تمام ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوے قندیلین گل ہوئین بوے گل پریشان ہو کر بزم عشرت سے نکلی وقت نماز سحر تھا **رستم ثانی**

دلاور مع رفقا اُٹھکر مصروف عبادت رب بے نیاز معبود کارساز ہوئے جسوقت فریضۂ سحری
سے فراغت ہوئی وہ روز بآسائش تمام بسر کیا جب دوسرا دن ہوا سلیمان شاہ نے عرض کی کہ
ای شہریار مین اب نہین عرض کرتا کہ آپ آگے جانے کا قصد کرین کیونکہ میری شرط پوری ہوگئی
کہ بچھڑا ہوا فرزند آپکی بدولت مجھ سے ملا رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ اب بغیر اُس طلسم کو اسلام سے
آباد کیئے ہوے مین کب پھرتا ہون اگر تمھارا جی چاہے تو اپنے لشکر مین چلے جاؤ چاہے میرے ہمراہ رہو
تمھین اختیار ہی سلیمان شاہ نے عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین اب آپ کو کہان چھوڑ سکتے ہین
رستم ثانی نے اسفندیار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اب ہم طرف اُس حمام کے جاتے ہین کہ جہان سے
نہنگ پیدا ہوتا ہی بعد اس مرحلے کے شکستہ ہونے کے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا ابھی تم لوگ یہین قیام کرو
یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر روانہ ہوئے ہرچند لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا
مگر رستم ثانی نے اُن سبھون کو منع فرمایا یہانتک کہ آتے آتے قریب اُس حمام کے پہونچے دیکھا
کہ طائر نے چہچہہ کیا اور پانی حوضون سے اُبل کر چلا رستم ثانی نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم
تجھے لازم تھا کہ قبل چہکنے طائر کے لوح کو دیکھے مگر تو نے غلطی کی اگر تو پہلے اس طائر کو تسخیر کرتا تو پانی
جوش مین نہ آتا لیکن اب تجھے لازم ہی کہ یہ اسم جو کنارۂ لوح پر مرقوم ہی کسی برگ سبز پر دم کرکے
اُسے پانی مین ڈالدے کہ وہ مثل کشتی کے ہوجائیگا تو اُسپر بیٹھ جانا جسوقت نہنگ تجھے نگلنے کو آئے
دوسرا اسم جو مقابل مین اُسکے لکھا ہی پڑھکر سر نہنگ پر خنجر مار کہ کام نہنگ جادو کا تمام ہوجائیگا
اور یہ طائر جل جائیگا رستم ثانی نے ویسا ہی کیا کہ جلدی سے ایک برگ درخت سے توڑ کر وہی
اسم پڑھکر پانی مین ڈالدیا کہ وہ برگ مانند کشتی کے ہوگیا رستم ثانی اُس کشتی پر بیٹھ گئے دیکھا وہ
طائر برابر چہکار رہا ہی اور پانی کو طغیانی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سیل آگئی تلاطم عظیم برپا ہی آن واحد
مین بانسون زمین سے پانی اونچا ہوگیا کہ یکایک نہنگ نظر آیا اور منھ کھول کر طرف کشتی کے چلا
جیسے ہی قریب کشتی پہونچا رستم ثانی نے دوسرا اسم پڑھکر خنجر نہنگ پر مارا خون سر سے مانند
شعلۂ جوالہ کے نکلا اور نہنگ جلکر خاک ہوگیا ایک شعلہ چمک کر اُس طائر پر گرا کہ طائر بھی جلکر
خاک ہوا حمام کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام
من نہنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد آتشباری اور
برف باری کے اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کریہ منظر سیاہ رو کی پڑی ہوئی
ہی نہ حمام ہی نہ چاہ ہی اور سامنے راہ معلوم ہوتی ہی رستم ثانی وہان سے آگے روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان نبات جادو کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سحر اُسکا باطل ہوا یعنی مرحلۂ اول شکست ہوا نبات جادو بیمار ہوگیا بعد تین روز کے
جب ذرا صحت حاصل ہوئی سر پیٹتا ہوا خدمت مین صندلان شاہ بادشاہ طلسم کے روانہ
ہوا جسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ تمام دربار ساحران نامی دانشوگیران گرامی سے مملو ہی بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہی معلم کتابدار ساکاہن زبردست قوانین کتاب زردشتی لئے حاضر اور ذکر طلسم شاہ
کا ہو رہا ہی کہ نبات جادو پہونچا نہایت حال خراب سے گھبرایا ہوا صندلان شاہ نے کہا

کیون ای ناظم سرحد خیر توہی **نبات جادو** نے عرض کی کہ حضور خیر کہان سوا شر کے اور کچھ بھی نہین
ہی فتاح طلسم نے لوح پائی مرحلہ اول شکست ہوا سحر میرا باطل ہوا **نہنگ جادو** مارا گیا حمام نیست
و نابود ہو گیا اب طلسم کشا قلعہ رخشانیہ کیطرف چلا ہی **صندلان شاہ** یہ سنکر گھبرا گیا اور معلم **کتابدار**
کی طرف دیکھکر کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے **معلم کتابدار** نے کہا کہ ساحرون اور عیارون کو روانہ کیجیے
کہ کسی طرح لوح **طلسم کشا** سے لیکر قبضے مین کرین ورنہ کیا ہو سکتا ہی نہین معلوم لوح اس کے ہاتھ کیونکر
آئی ایسا سخت مرحلہ **بہمن مردار خوار جادو** کا کیونکر طی ہوا پھر بھی لوح بیکار تھی نہین معلوم اس کو
دریاے **موج شمیم** کا کسنے پتا دیا اور پھر **اہرمن جادو** سے کیونکر مقابلہ کیا عقل نہین کام کرتی
غرضکہ یہان **سرجوش جادو** بیڑا اس بات کا اٹھاکر کہ مین لوح لاتی ہون اور **طلسم کشا**
کو بھی گرفتار کیے لاتی ہون طرف قلعہ **رخشانیہ** کے روانہ ہوئی کہ اس کا حال بھی وقت پر
تحریر ہوگا مگر حالت ملکہ **صنم بادلہ پوش** کی فرقت **رستم ثانی** مین یہ ہو گئی ہی کہ چہرہ زرد دل مین
درد جان بے آرام روح بیچین دن بدن مانند شمع سوزان کے گھلتی چلی جاتی ہی تنہائی مین
بیٹھکر جسوقت جی بھر آتا ہی رو دیتی ہی جو ایک راز دار تھی یعنی ملکہ **سردابہ جادو** وہ بھی بخوف
شہنشاہ طلسم پاس نہین آسکتی نہ کوئی آنیوالا ہی کہ جس سے خیر و عافیت یار جانی کی معلوم ہو نہ جانیوالا
ہی کہ جس سے کوئی پیغام کہا جاے بموجب **شعر** نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے ٭ کسے
زبیکسی مانہ مے برد خبرے ٭ اور کبھی یہ غزل حسب حال وردزبان ہوتی ہی **غزل**

یہ نتیجے ہین دل لگانے کے
تو نہین وہ یقین لانے کے
دل یہ لون یا جگر پر تیر نگاہ
سو بہانے ہین موت آنے کے
جاتے ہین فلک ہی برگشتہ
داغ الفت نہین مٹانے کے
دل میرا توڑتے مگر اس طرح
منتظر ہین قضا کے آنے کے
اُن کو پابندی جفا بھی نہین
صدقے اس منہ چھپا کے جانے کے
آرزو توڑ سنگ صبر سے دل
کہ اٹھاتے ہین دکھ زمانے کے
مین ہون جنکے عروج کا خواہان
دو نون پہلو ہین ظلم اٹھانے کے
زندگی تلخ ہی جدائی مین
ہم نہین قسمت آزمانے کے
سر اٹھایا یہ ظلم سنے اُس کے
رہے قابل یہ ناز اُٹھانے کے
حلقہ پھانسی کا ہی خم گیسو
حوصلے کیا ہون ظلم اٹھانے کے
اُنکا آنچل سے یہ پوچھنا آنسو
کہ فساد اسمین ہین زمانے کے
حال قابل بھی ہو سنانے کے
وہ ہین در پے مرے مٹانے کے
جان پر اپنی کوئی کھیلے تو
اب ارادے ہین زہر کھانے کے
آپ مٹ جائینگے مگر دل سے
حوصلے پست ہین زمانے کے
اُسکے آنے کی تو امید نہین
ہم نہین خود گلا پھنسانے کے
جیسے ہم صورت آشنا ہی نہین
اور وہ ساماں ہین رلانے کے

کبھی اپنے دل کی شکایت
تفرقہ پردازی گردون کا شکوہ کہ ہاے پوری ایک شب بھی باہم بیٹھکر بسر نہ کرسکی ہاے میری
کیا شامت تھی کہ مین نے اُس تصویر کو خواص سے لیکر دیکھا مین نگوڑی یہ کیا جانتی تھی کہ تصویر کے
دیکھنے کا انجام یہ ہوگا کہ سکت اختیار کر نہ پڑیگا جان تن سے کھینچنے لگے گی دست و پا مانند تصویر
نگلی کے بیحس و حرکت ہو جائینگے مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا انجام دیکھیے اس محبت کا کیا ہوتا
ہی اسکو شب و روز اسی طرح گذرتی تھی کہ حسب اتفاق جب **نبات جادو** آیا اور حال شکست

مرحلہ جات کا بیان کیا اور یہ خبر اندر محل کے پہونچی قاعدے کی بات ہی کہ ملازمین کو مالک کی خوشی سے خوشی اور مالک کے رنج سے رنج ہوتا ہی آپس مین چرچا ہونے لگا کوئی کہتی تھی کہ لو وہ مرد وا بڑے غضب کا نکلا کچھ اور بھی تمنے سنا ابھی کل کی بات ہی کیسی ذلت سے گرفتار ہو کر یہان آیا پھر خدا جانے کیونکر رہا ہو گیا لوگ ہماری شاہزادی ملکہ صنم بادلہ پوش کو بدنام کرتے ہین مگر صاحب ہمین تو یقین نہین کہ اُنھون نے رہا کرا دیا ہو کوئی بھی دنیا مین ایسا کریگا کہ اپنے گھر کے برباد کرنے والے پر ترس کھائیگا اور اپنا ملک و مال لٹائیگا اب کیا ایسی ننہی نادان ہین کہ اونچ نیچ دنیا کا نہین سمجھتی ہین خدا رکھے تیرھوان سال ہی ابتداے شباب ہی علاوہ اسکے اُنکا یہ جیبہ کہان جھونڑے سجھونڑے کی بلی ہین ایسی باتین کیا جانین لوگ خدا سے نہین ڈرتے ہمتو یہ کہین گے کہ ہماری شاہزادی کبھی ایسی نہین ہی کسی نے کہا دیکھو تو سہی کہ چند ہی روز مین اسکی حالت کیا ہو گئی ہی سچ ہی جسپر اتنا بڑا طوفان لیا جائیگا اُسکی جو کچھ حالت ہو وہ تھوڑی ہے مثل مشہور ہی کہ عزت دار کھلائے آپ کو بعزت کھائے دوسرے کو کسی ادنے پر تہمت رکھو تو اُسے کیسا غصہ آتا ہی نہ کہ وہ تو اتنی بڑی شاہزادی اُسکے ضبط کو دیکھیے پھر جو حالت ہو وہ بجا ہی اور سُنا ہی کہ وہ اب مرحلے شکست کرتا ہوا چلا آتا ہی طلسم مین ہلچل مچی ہوئی ہی خود شہنشاہ طلسم پریشان ہین کوئی بات بن نہین پڑتی ہی حسب اتفاق یہ خبر اُڑتے اُڑتے ملکہ صنم بادلہ پوش کے کان تک پہونچی کہ وہ اختر آسمان محبوبی مرحلہ جات کو شکست کرتا ہوا قریب قلعہ رخشانیہ کے آپہونچا ہی لوح اُسکے پاس ہی بس یہ سُنا تھا کہ چہرے پر ملکہ کے آثار خوشی ہویدا ہوے درد دل مین کمی نظر آئی شوق دل نے ترقی پائی دل نا امید کو تسلی ہوئی کہ اگر وہ محبوب جانی قلعہ رخشانیہ تک آگیا اور لوح طلسمی اُسکے ہاتھ لگ گئی ہی تو کبھی ہم تک بھی پہونچ ہی جائیگا یہ تو با انتظار و اشتیاق شاہزادہ رستم ثانی نامدار یہان بیٹھی ہے

لیکن اب چند کلمے داستان شجاعت عنوان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت طلسم حمام شکست ہوا اور سہنک جادو مارا گیا اور قلعہ رخشانیہ کی راہ ملی شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر سامنے قلعہ رخشانیہ کے پہونچے خیمہ برپا کیا رات باستراحت بسر کی صبح کو سروابہ جادو سے پوچھا کہ یقین ہی کہ تم حال سے اِس قلعہ کے آگاہ ہو گی کہ آیا یہان کا رخانہ سحر کا ہی کوئی پہلوان زبردست ہی کیا معاملہ ہی سروابہ نے عرض کی کہ اے شہریار مالک قلعہ رخشان جادو ساحرہ بے نظیر ہی سحر اُسکا یہ ہی کہ جسکی طرف دیکھکر وہ ہنس دیتی ہی بتیس برقین چمک کر گرتی ہین اور جلا کر خاک کر دیتی ہین مگر اُسکا مقابلہ ابھی دور ہی پہلا مرحلہ دل دل کا ہی کہ جب اُسے طی کرے تو قلعہ تک پہونچے اور یہ دل دل سحر کی نہین ہی کہ لوح طلسمی کام دے سکے رستم ثانی نے کہا کہ پھر اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی سروابہ نے عرض کی اُس سے یہ کنیز آگاہ نہین ہی اب رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے فرمایا کہ کسی گناہگار کو ملوا دو کہ جسے بھیجکر حال اُس دلدل کا دریافت کرین اسفندیار نے اُسی وقت حسب الحکم ایک گناہگار کو طلب کیا جسوقت وہ سامنے آیا اشارہ کیا کہ جا اور دیوار قلعہ رخشانیہ کو چھو آ تو تجھے رہا کر دین وہ شامت زدہ یہ سمجھا کہ سامنے تو قلعہ معلوم ہوتا ہی ابھی جاؤنگا ابھی چھو کر چلا آؤنگا مدت سے قید ہون رہائی حاصل

ہو گی گھر جا کر اپنے اہل و عیال سے ملونگا یہ گناہگار خونی تھا اسنے ایک بیگناہ کو قتل کر ڈالا تھا جسوقت
چھٹ کر طرف قلعۂ رخشانیہ کے چلا جاتے جاتے جیسے ہی قریب دلدل کے پہونچا سمجھا کہ شاید اسطرف
پانی برسا تھا اُسی سے کیچڑ ہو گئی ہی زیادہ سے زیادہ گھٹنون گھٹنون ہو گی اس دلدل مین اُتر کر چلا لیکن
جیسے ہی دونون پانون کیچڑ مین لگے گئے جاتے ہی غرق زمین ہو گیا بالکل دھنس گیا گویا زندہ درگور ہو گیا
یہ رنگ دیکھکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوے کہ پروردگار اب کیا کرون اگر پہلوان ہو اُس سے
لڑون اگر دیو ہو اُس سے مقابلہ کرون سحر ہو تو لوح سے کام لون اس دلدل کے رفع کرنے کی کیا فکر
کی جاے ہنوز اسی تردد مین تھے کہ جانب فلک سے لکۂ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور محروق جادو
پہونچا بعد تسلیم بجا لانے کے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار خاقان روشن دل حضور کی قدمبوسی
کا نہایت مشتاق ہی لیکن چونکہ آجکل ستارہ نحس ہی اور اسوقت کی ملاقات بہتر نہین اسوجہ سے حاضر
حضور نہین ہوا انشاء اللہ بر وقت ضرورت حاضر ہوگا اسوقت مین بارگاہ خاقان مین موجود تھا
اور خاقان روشن دل آنکھین بند کیے ہوے حالات آپ کے بچشم غور سے مشاہدہ کر رہا تھا
بعد کچھ دیر کے آنکھین کھولکر مجھ سے بیان فرمایا کہ ای محروق جادو جلد جاؤ کہ اسوقت وہ
شہریار عالیمقدار نہایت پریشان ہی مرحلہ قلعۂ رخشانیہ کا درپیش ہی اور ہر چہار طرف قلعہ کے دلدل
کا حصار ہی کوئی قریب قلعہ کے جا نہین سکتا لہذا تم جا کر اُس قوت صاحبقرانی زینت بارگاہ سلیمانی کو
راستے سے آگاہ کرو بس ای شہریار جانب مغرب جو وہ کوہ تاریک واقع ہی اُسمین ایک درہ ہے
اُس درے سے نکلکر ایک بیابان ہی اُس سے صاف راہ دروازہ قلعہ کی کھلی ہوئی ہی رستم ثانی
نے کہا مین نہایت ممنون ہوا اس احسان خاقان روشن دل کا ای محروق اب تم میرے
لشکر مین قیام کرو اور مین طرف قلعہ کے جاتا ہون یہ فرما کر باگ گھوڑے کی لی اور جانب کوہ روانہ
ہوے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ پروردگار فتحیاب کرنا ہمارے شہریار کو وہان
رستم ثانی قریب کوہ کے پہونچے دیکھا کہ درہ مانند دہن اژدر کے کھلا ہوا ہی تاریکی اسقدر ہے کہ
راہ نہین سجھائی ہوتی مگر وہ شیر بیشۂ شجاعت بسم اللہ کہکر درے مین داخل ہوا لوح طلسمی کی روشنی مین
راہ کو طی کرتا ہوا چلا وہ مقام ہیبتناک سوا رستم ثانی کے دوسرے کا کلیجہ نہ تھا کہ اُس راہ سے
گذرتا لیکن شاہزادے نے مثل سکندر اس ظلمات کو طی کیا سامنے بیابان نظر آیا دیکھا کہ راہ
سیدھی قلعہ کو گئی ہی شاہزادے نے گھوڑے کی باگ لی لیکن آواز سم مرکب جو قلعہ مین پہونچی اور
مالک قلعہ کو اُسکے بیرون لے آنے سے آگاہ کیا مانند برق جہندہ تڑپ کر بالاخانہ پر آئی دیکھا رستم ثانی نے
کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش مرصع پوش کوئی تیرہ برس کا سن ابتداے شباب کے دن
رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ محو جمال بیمثال ہو گئے لیکن اُس آفت ہوش نے جو رستم ثانی کو
دیکھا آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اللہ اکبر اب بھی آئے تو مہربانی کی بوجب
شعر دور آخر مین ہمین جام دیا ادساقی ٭ بارے صد شکر کہ اب بھی مین تجھے یاد آیا ٭ ہماری تو
یہ حالت ہی کہ جب سے تصویر بے نظیر آپکی دیکھی ہی جان کشمکش فراق مین پڑی ہی چہرے کا رنگ اُڑ گیا
ہی دست و پا بیحرکت ہوے جاتے ہین سکتے کا عالم رہتا ہی آپ کی یہ کیفیت کہ مانند کمان کھینچے

رہتے ہین کیون نہو دنیا کا قاعدہ یہی ہی کہ چاہنے والے سے سبھی بھاگتے ہین رستم ثانی ایک تو محو جمال و خیال
ہوی رہے تھے یہ دلفریب باتین جو اُس آفت ہوش نے کین اور بھی محو ہو گئے جلد قدم آگے بڑھایا
لیکن پہلا ہی قدم اُٹھایا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی رستم کو خیال گذرا کہ شگون بد ہی ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے جلدی سے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اگر تو کوہ تاریک سے گذر کر سامنے قلعے کے پہونچے
تجھے رخشان جادو نظر آئیگی بس تجھے لازم ہی کہ فریب مین اُسکے نہ آنا اُسکی باتون پر نہ جانا فوراً یہ اسم پڑھکر
تیر مارنا کہ سینے کے پار دل سے دوسار ہوا ورنہ اگر تو نے توقف کیا اور تجھ سے ہمکلام ہوئی تجھے باتون مین
لگایا تو یہ سمجھ لے کہ ادھر اُسنے قہقہہ مارا اور دو دانت رخشان جادو کے چمکے تیس برقین تڑپ کر گرینگی
تجھے جلا کر خاک سیاہ کر دینگی لیکن بانیان طلسم نے ایک انتظام یہ کر رکھا ہی کہ مبادا تو چوک گیا تو آئینہ دار
جادو کو یہ اسم پڑھکر یاد کرنا وہ اگر مدد دیگا یہ دیکھکر رستم ثانی نے جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر تمام
کیا لیکن اُس نازنین نے کہ جو اصل مین رخشان جادو تھی سن اسکا پونے پانچسو برس کا ہی بزور
سحر تیرہ برس کی بنی ہوئی ہی جیسے ہی دیکھا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہی آواز دی کہ او ظالم ہم تو تیرے
اشتیاق و انتظار مین مرتے ہین تو لوح کو دیکھ رہا ہی ارے کہین لوح چلی جاتی ہی یا تو چلا جاتا ہی دیکھ لینا اگر
مجھ سے تجھے کچھ کھٹکا ہی تو تیرے پاس لوح ہی مین تیرا کیا کر سکتی ہون ہر چند یہ چاہتی ہی کہ کسی طرح رستم ثانی
اس طرف دیکھ لے تو ایک ہی قہقہہ مین کام تمام کرون مگر رستم ثانی کب دیکھتے ہین اُس اسم کو
پڑھکر تمام کیا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک برق سی چمکی اور ایک ساحر تخت سحر پر سوار آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوے نمودار ہوا رستم ثانی کو سلام کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیکر کہا کہ جسوقت رخشان
جادو قہقہہ مارے یہ آئینہ طلسمی سامنے کر دینا رستم ثانی نے آئینہ ہاتھ مین لیا اور آگے بڑھکر آواز
دی کہ ای مردار اب کیا کہتی ہی رخشان جادو نے کہا کہ او ناقدر شناس مجھ ایسی معشوقہ کو مردار
کہنا یہ بھی تیرا ہی کام ہی رستم ثانی نے کہا خوب خدا نے تیرے شر سے بچایا ورنہ مین تو تیرے دام مین
آ ہی چکا تھا رخشان جادو نے کہا کہ خیر اگر تو آگاہ ہوگیا تو کیا کریگا اب مین بھی اپنے کو ظاہر کیے
دیتی ہون سنو ملکہ رخشان جادو یہ لوح بیکار ہی میرا سحر رد نہین ہو سکتا لے آگاہ ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار
نہ کیا تھا رستم ثانی نے کہا کہ مین تو مشتاق ہون تیرے ہنسنے کا دیکھون تو کہ تو کیونکر ہنستی ہی رخشان
جادو نے کہا جسنے میری ہنسی دیکھی اُسے روتے بھی نہ بن پڑا تو کیا میری ہنسی دیکھیگا خیر معلوم ہوا
کہ تیری شامتین آگئی ہین یہ کہکر اُسنے قہقہہ مارا اور دانتون سے تیس برقین تڑپ کر چلین رستم ثانی
نے جلدی سے آئینہ سامنے کر دیا برقون کو اپنی صورت آئینہ مین نظر آئی سحر پلٹا ہمجنس پر ہمجنس ابوجہ
حملہ نہین کرتا ہی نہ سحر خالی جاتا ہی اگر دشمن کو نہین پاتا تو ساحرہ کا کام تمام کرتا ہی بس وہی برقین پلٹ کر
اب جو سر رخشان جادو پر گرتی ہین تیس ٹکڑے کیے بس مرنا تھا رخشان جادو کا کہ ایک
شور و غوغا بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بیر خاک اُڑانے لگے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ حیف
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ای جوان کشتی کہ نام من رخشان جادو بود بس مرنا تھا
رخشان جادو کا کہ آئینہ دار جادو تو آئینہ طلسمی لیکر چلا گیا لیکن قلعہ رخشانیہ سے فوج رخشان
جادو کی چلی اور چہار جانب سے آکر رستم ثانی کو گھیر لیا ہر طرف سے ترنج و نارنج سحر چلنے لگے

رستم ثانی نے بھی تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو گولہ سحر کا قریب انکے آتا ہی لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر باطل ہو جاتا ہے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا دو پر کالے ہوے لیکن جسوقت یہ حال چقماق جادو نے دیکھا محروق جادو اور سرداب جادو سے کہا کہ اب یہ وقت کمک کا ہے اگر وہ شہریار بادہ خوار تنہا ساحرون مین گھرا ہوا ہے دشمنون کا زغہ ہے جسکا خوف تھا وہ قتل ہو گئی یہ صلاح کرکے ہر ایک ترنج و نارنج سحر پکڑ پکڑ کر چلا اگر فوج رخشانیہ پر گرے قتل عام ہونے لگا ساحرون کے مرنے سے ایک تلاطم عظیم برپا تھا خاک اُڑ رہی تھی آتش باری بر قنباری ہو رہی تھی آوازین آرہی تھین کہ کشتی مرا نام من فلان جادو بود پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صدہا ساحر رستم ثانی نے قتل کیے بیسیون کو سرداب جادو نے مارا کتنے ہی محروق جادو کے ہاتھ سے ہلاک ہوے سیکڑون چقماق جادو کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار فوج بے سردار کب لڑ سکتی ہے تاب مقاومت نہ لاسکی سب بھاگ کھڑے ہوے اہل قلعہ نے امان مانگی اب فوج سلیمان شاہ و لشکر اسفندیار بھی آیا قلعہ رخشانیہ پر قبضہ کیا جو ساحر و غیر ساحر نج رہے تھے وہ مطیع و فرمانبردار ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے تبکدے منہدم کرا دیے مسجدون کی بنا ڈالی ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا جو غیر ساحر تھے وہ مسلمان ہوے جو ساحر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار ہم مطیع اسلام تو ہو چکے اگر مسلمان کیجیے گا سحر سے توبہ کرنا پڑیگی اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مرحلون کا سامنا ہوگا لہذا اگر خدا وہ دن دکھائیگا کل طلسم آپ فتح کر لین گے اور کوئی خدشہ نہ باقی رہجائیگا تو ہم سب مسلمان ہونگے رستم ثانی بھی مصلحت وقت جانکر خاموش ہو رہے

لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے سرجوش جادو کا کہ جو بیڑا اٹھا کر لوح لینے کو اور گرفتاری طلسم کشا کو چلی تھی

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان حیرت بیان کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ جو قت سرجوش جادو قریب قلعہ رخشانیہ کے پہونچی دیکھا کہ کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین اپنے لوگون سے کہا کہ بلاؤ انکو کچھ حال قلعہ رخشانیہ کا دریافت ہو یہ لوگ ہاتھ سے رستم ثانی کے شکست کھا کر بھاگے تھے اور فریاد کنان لاش رخشان جادو کی لیے ہوے خدمت صندلان شاہ مین جاتے تھے جسوقت سرجوش جادو نے انکو سامنے طلب کیا اور یہ حاضر ہوے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کس طرف جاتے ہو اُنھون نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ ہم لاش اپنے سردار کی لیکر خدمت شہنشاہ جادو ان مین جاتے ہین سرجوش جادو نے لاش رخشان جادو کی دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا کہ خیر تم سب تو جاؤ مین جا کر تدبیر کرتی ہون یہ کہکر طرف صحراے رخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر خیمہ برپا کیا اور سحر سے دو سو تصویرین رستم ثانی کی بنا کر تمام بارگاہ مین نصب کین اور صورت اپنی ایک نازنین سہ جبین کی بنا کر منتظر وقت ہوا کر بیٹھی حسب اتفاق جب قلعہ رخشانیہ پر قبضہ ہو گیا اور انتظام ہو چکا دل کو اطمینان ہوا اور آگے چلنے کا قصد ہی ابھی پورے طور سے یہ نہین معلوم کہ آگے کون مرحلہ ہے وہان کیا کیا بلائین درپیش ہونگی کس کس مصیبت کا سامنا ہوگا کہ اسکی تدبیر سوچی جائے ایک روز بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا اسفندیار صحرائی و سلیمان شاہ

سے فرمایا کہ میرا قصد ہی کہ اگر حوالی شہر رخشانیہ مین کوئی صحرا قابل شکار ہو تو مین ایک آدھ روز سیر و شکار مین دل بہلاؤن اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ سنا گیا ہی جانب مشرق ایک صحرا نہایت سرسبز شاداب ہی آہو بھی بہت ہین مگر مصلحت وقت نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہ ملک پر نیا نیا قبضہ کیا ہی ہزارون دشمن پوشیدہ لگے ہوے ہونگے رستم ثانی نے کہا کچھ پروا نہین جس خدا نے سرمیدان فتح عطا کی وہی ہر مقام پر بچائیگا سب نے گردنین اینچی کر لین کہ آپ مالک و مختار ہین شاہزادۂ والا تبار نے اُسی وقت سامان صید و شکار کر کے طرف بیابان کے کوچ کیا کچھ تھوڑی سی فوج ہمراہ لی افسران فوج کو قلعہ مین چھوڑا آپ سیر کرتے ہوئے طرف بیابان کے روانہ ہوے دیکھا کہ عجب صحراے پر فضا بیابان خوشنما ہی کوسون کوڑیالہ پھولا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سنگ مرمر کا فرش ہی کسی طرف سبزہ فرش مخمل کا لطف دکھا رہا ہی ایک جانب ایک جھیل ہی چند آہو مصروف چرا ہین یکایک شاہزادۂ رستم ثانی نے باگ مرکب کی اُسی جانب پھیری آہوون کے کان مین جو آواز سم مرکب کی پہونچی سب کے سب چراغ پا ہوے اور متفرق ہو کر بھاگے رستم ثانی نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور وہ ہرن مانند بگولے کے بھاگا شاہزادۂ رستم ثانی نے تعاقب کیا وہ آہو تو بعد کچھ دیر کے نظرون سے پنہان ہو گیا اور رستم ثانی نے راہ گم کی پہر کامل اُس صحرا مین تباہ رہے کہین سے کہین نکل گئے جاتے جاتے ایک جانب کچھ سیاہی سی معلوم ہوئی رستم ثانی کو خیال ہوا کہ شاید کوئی قصبہ یا دیہ ہو تو چلکر راہ دریافت کر لین گے رات استراحت سے بسر کرینگے یہ خیال کر کے روانہ ہوے لیکن جب قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی کچھ حاجب و دربان بیٹھے ہوے ہین اور ایک تصویر دروازۂ بارگاہ پر نصب ہی جیسے ہی رستم ثانی کو آتے دیکھا جلدی سے ایک محلدار جو دروازے پر مثل منتظرون کے کھڑی ہوئی تھی جلدی سے اندر بارگاہ کے گئی اور جا کر ملکہ سے کہا کہ جنکا آپ انتظار کر رہی ہین وہ آ پہونچے بس یہ سُنا تھا کہ ملکہ آپ دروازۂ بارگاہ تک آئی اتنے مین قریب دروازۂ بارگاہ پہونچکر رستم ثانی نے دربانون سے پوچھا کہ اس صحرا مین یہ کسکی بارگاہ برپا ہی محلدار نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ ہی کی بارگاہ ہی رستم ثانی نے دیکھا کہ تصویر میری دروازۂ بارگاہ پر لگی ہوئی ہی متحیر ہو کر فرمایا کہ مین تو آگاہ بھی نہین اتنے مین پردے سے آواز آئی کہ ہان صاحب چاہنے والون کو سبھی بھول جاتے ہین یہ سنکر رستم ثانی اور بھی متعجب ہوئے لیکن اُس محلدار نے عرض کی کہ اے شہریار اندر تشریف لائیے آپ کو ملکہ یاد فرماتی ہین رستم ثانی نے کہا کون ملکہ کچھ نام کچھ نشان اُسنے عرض کی کہ نام و نشان بتا کر کیا کرونگی صورت دیکھکر آپ خود نہ پہچان لیجیے رستم ثانی نہایت متعجب تھے کہ جان نہ پہچان اور اسقدر تواضع یہ بھی افضال الٰہی ہی بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوگے جیسے ہی پردہ اٹھا کر اندر تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک آفت جان و ایمان دشمن دل و جان چودہ برس کا سن در در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے کھڑی ہی رستم ثانی کو سکتہ سا ہو گیا لیکن اُسنے ایک عجب انداز دلفریب سے کہا کہ آئیے تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے اللہ اللہ یہ رکھائیان یہ بے اعتنائیان رستم ثانی حیرت زدہ ہو کر صورت اُس نازنین کی دیکھتے ہین غرضکہ اُسنے ہاتھ پکڑ کر انکو مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط ساز طرب ہو

ابنساط مہیا کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ تمام بارگاہ تصویرون سے لپی ہوئی ہی بر در و دیوار مین اپنی ہی تصویرین نصب پائین دل مین کہا اللہ رے عشق کہ اسنے ہر طرف تیری تصویرین لگائی ہین پوچھا یہ تصویرین کیسی ہین اور کیون لگائی ہین اگر بارگاہ کا سجانا مد نظر تھا تو مختلف تصویرون سے سجا ہوتا اُس مہ جبین نے عرض کی کہ ہمین جو تصویر پسند تھی اُسی سے تمام بارگاہ کو زینت دی جسکی نظرون مین سوا ایک صورت کے دوسری اچھی نہ معلوم ہو وہ کیونکر اور صورتون کو اپنے دل مین جگہ دے ای شہریار مجھے سوا آپ کی صورت کے کسی دوسری شئی کیطرف نظر کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا لہذا مین نے چاہا جدہر دیکھون آپ ہی آپ نظر آئین رستم ثانی دل مین کہتے ہین کہ یہ حسن و جمال اُسپر یہ عاشق مزاجی واقع مین کہ طلسم صندل مین عجب عجب صورتین صناع قدرت نے خلق کی ہین الحاصل کانیون آکر حاضر ہوئین صحبت رقص و غنا گرم ہوئی ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل لبھا لیتی ہی چتون اُسکی شرمائی ہوئی
حسرتین چھری ہین کیون سینہ مین گھبرائی ہوئی

باغ عالم مین شگفتہ کیا ہون ہم پژمردہ دل
جان اٹک کر آنکھ مین کسکی تماشائی ہوئی

دیکھکر مین خواب مین اُسکو نہ چونکا عمر بھر
جب گھڑی ہی میرے بالین پر قضا آئی ہوئی

ملگیا دل خاک مین کسکی ہی اب اسکو تلاش
رنج و غم کی تیرگی ہی اسقدر چھائی ہوئی

نا امیدی نے کیا ہی آکے دل تنگ اسقدر
اب کہو کسکے سبب عالم مین رسوائی ہوئی

شوخیان کرتی ہی آنکھ مین حیا آئی ہوئی
دم نکلتے ہی ملی آزار الفت سے نجات

وہ کہین کھلتی ہین جو کلیان ہین مرجھائی ہوئی
پاس رندونکے گھڑی ہوتی نہین تو بھی

روح یہ حسن خیالی کی تماشائی ہوئی
حسن دونا ہو گیا ہی انتظار کت کے شام

ڈھونڈھتی کیا مین نگاہین اسکی شرمائی ہوئی
وقت خواب ناز آنکھین مین جو انکی نیم باز

کچھ تمنا مین رہا کرتی ہی گھبرائی ہوئی
پاس سے ای آرزو جاتے رہے ہوش و حواس

ہی یہ وہ دل کسلئے اُنکی خبر آئی ہوئی
اُسکی جلا دی میرے حق مین مسیحائی ہوئی

میر مرہم نہین ہو اگر خلل انداز کون
یہ بھی ہی کچھ حضرت واعظ کی بہکائی ہوئی

فرش غم پر یون پڑا ہون سانس تک گویا نہین
سو جگہ سے ہی کمر اسکی جو بل کھائی ہوئی

صبح میری شام فرقت کی نظر آتی نہین
نیند بیٹھی ہی یہ کس گوشہ مین شرمائی ہوئی

تم چھپے مجھ سے سوا ہو نیلگا میرا خون
اسطرح کی منہ نے خلوت ایسی یکجائی ہوئی

تا دیر صحبت رقص و غنا گرم رہی جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ملکہ نے صحبت برخاست کی بارگاہ مین تخلیہ ہو گیا ساز و سامان عیش و عشرت موجود تھا سوا اُن تصویرون کے کوئی اہل صحبت مین موجود نہ تھا ملکہ نے جام شراب لبریز کرکے اور ایک ہاتھ گردن مین رستم ثانی کے ڈالکر دوسرے ہاتھ سے جام پیش کیا رستم ثانی نے جام ہاتھ سے لیکر فرمایا کہ ای ملکہ تم جانتی ہو کہ مین مذہب اسلام رکھتا ہون تمھارے ہاتھ کی شراب کیونکر پی سکتا ہون اسنے عرض کی کہ ای شہریار مین تو مسلمان ہون مجھ سے کیون پرہیز ہی شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کسنے تمکو مسلمان کیا نازنین نے جواب دیا کہ آپ ہی تو خواب مین آکر آئین دین تعلیم کر گئے تھے رستم ثانی نے مسلمان سمجھکر جام شراب پیا خود ایک جام بھر کر اسکو دیا اسنے بھی پیا اب نشہ شراب کنے دماغ مین گرمی پہونچائی سرخی آنکھون مین آئی گلون مین ہاتھ پڑ گئے اُسی عالم بیخودی و بیہوشی مین سر جوش جادو نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا لوح گلے سے نکلکر گر پڑی ایک خواص نے کہ نام اُسکا مینائے جادو تھا لوح اٹھاکر قبضے مین کی تصویرون نے قہقہہ مارا رستم ثانی نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ کون ہنسا دیکھا تو تصویرین ہنس رہی ہین کہا ای ملکہ تصویرین بھی ہنستی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جب آپ ایسا علیشان مہمان موجود

ہو تو جسم بے جان مین جان آجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہی رستم ثانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم
ساحرہ ہو سرجوش جادو کا مطلب تو حاصل ہو ہی چکا تھا صاف کہدیا کہ بیشک مین ساحرہ تو ہون
پھر رستم ثانی نے کہا تو مجھ سے علیحدہ رہو ہم لوگ ساحرہ سے توسل نہین رکھتے سرجوش جادو نے کہا کہ
اگر وصل میرا نہ قبول کروگے تو مارے جاؤگے ذلتین پاؤگے رستم ثانی نے کہا کیا جھک مارتی ہی تصویر لعین
نے پھر قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ جسکے گھمنڈ پر بھولے ہین وہ چیز قبضے سے نکل گئی اب رستم ثانی کو لوح کا
خیال آیا سینہ پر جو نظر کرتے ہین تو لوح نہین یہ دیکھکر بہت گھبرائے غصہ مین آکر آواز دی کہ تو نے کیا
تو نے سرجوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا قبول کرو تو مین لوح تجھے دیدون رستم ثانی نے کہا
کہ تو صورت اصلی اپنی دکھا تو شاید وصل تیرا مین قبول کرلون یہ سنکر سرجوش جادو نے غلاف اتاری
اب جو دیکھا تو بھوت سی بھتنی بیجا سی ڈروانی چڑیل کی سی لونی ماتو نیل مین رنگائی ہی یہ صورت نحس
اُس ملعونہ کی دیکھکر رستم ثانی کے رونگٹے کھڑے ہوگئے پوچھا تیرا سن کیا ہوگا سرجوش جادو
نے کہا ارے سن میرا ابھی کیا ہی کل پونے گیارہ سو برس کا تو سن ہی رستم ثانی نے کہا قحبہ دور
ہو میرے سامنے سے اسی منھہ پر شوق وصال رکھتی ہی سرجوش جادو نے کہا یہ وہ صورت ہی
جسپر ہزارون کی جانین گئین سیکڑون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کاٹ کر مرگئے تو میری صورت کو
برا کہتا ہی تیری صورت کونسی اچھی ہی تو شکر نہین کرتا کہ مجھ ایسی پری جمال کا دل تجھپر آگیا ہی جو تیری
گرویدہ ہون اور تو مجھ سے انکار کرتا ہی یہ رستم ثانی نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا مردار تجھے
ایسی باتین کرتے شرم بھی نہین آتی یہ کہکر چاہتے تھے کہ وار کرین سرجوش جادو نے کہا اُسنے
کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور گیر کی آواز دی ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے زمین
نے پاؤن پکڑ لیے ہاتھون کی حرکت زائل ہوگئی سرجوش جادو نے نعرہ کیا کہ باغی اوفتاح
طلسم اس دن کی تجھے خبر نہ تھی لوح پاکر بڑی سرکشی پہ کمر باندھی تھی رخشان جادو و ایسی ساحرہ
زبردست کو مارا اشنگ جادو کا کام تمام کیا راہ طلسم کی کھولدی مجھے جوانی پر تیری ترس آتا
تھا اسوجہ سے مین چاہتی تھی کہ تو وصل میرا قبول کرلے تو تجھے چھوڑ دون مگر اب سامنے
شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگی وہ جیسا چاہیگا تیرے حق مین کریگا یہ کہکر مینائے جادو سے
کہا کہ تو تو لوح لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین چل مین اسے لیکر آتی ہون مینائے جادو تو
اس طرف روانہ ہوئی بعد جانے مینائے جادو کے سرجوش جادو نے رستم ثانی
کو حباب سحر مین بند کیا اور آپ بھی طرف بارگاہ شہنشاہ جادوان کے روانہ ہوئی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر شاہزادہ عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جو لوگ ساتھ رستم ثانی کے صحرا مین براے شکار آئے تھے اُنھون نے ہر چہار طرف
شاہزادے کو تلاش کیا تین روز تک صحرا مین سرگردان رہے مگر کہین پتہ نہ ملا آخرکار روتے
پیٹتے طرف قلعۂ رخشانیہ روانہ ہوے جس وقت خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی وغیرہ
کو ہوئی براے پیشوائی آئے یہان دیکھا کہ لوگ گریبان چاک سر پر خاک اڑاتے چلے آتے

ہین پوچھا خیر تو ہی اُنھون نے رو رو کر بیان کیا کہ خیر کہان شاہزادہ ہمارا گم ہو گیا ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا پھر پتہ نہ لگا کہ کہان تشریف لیگئے ہم لوگون نے تمام صحرا چھان ڈالا زمین کے گز ہو گئے
مگر اُس دشت مین اپنے شیر بیشۂ جرأت و شجاعت کو نہ پایا یہ لوگ بھی رونے پیٹنے لگے شور گریہ بلند ہوا ہر ایک
کا دل دردمند ہوا لیکن چقماق جادو نے محروق جادو سے کہا کہ ای برادر یہ ہنگام گریہ و زاری
نہین ہے رونے پیٹنے سے کیا حاصل ہوگا دشمن سنین گے تو خوش ہونگے دوستون کے دل پر ابر غم چھائیگا سیلاب
اشک جوش پر آئیگا اِس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرو محروق جادو نے کہا کہ ہم کیا تدبیر کر سکتے
ہین جو تدبیر آپ بتائین وہ کرین چقماق جادو نے کہا کہ شہر رخشانیہ سے جانب تختگاہ سوا
ایک راہ کے دوسری راہ نہین گئی ہی لہذا درمیان راہ مین چلکر منتظر رہنا چاہیے اگر کوئی دشمن اسیر
کر کے لیچلا ہی تو اُسی طرف سے جائیگا محروق نے اِس راے کو پسند کیا لیکن چقماق جادو نے
کہا کہ ای محروق تم سامنا ساحران طلسم صندل کا کر نہین سکتے لہذا مین سردابہ جادو کو روانہ
کرتا ہون عقب مین سردابہ جادو کے تم بھی جانا اور مین نگہبانی لشکر کی کرونگا یہ سُنکر اُسی وقت
ملکہ سردابہ جادو بیٹھکر طاؤس سحر پر ناکے کی طرف روانہ ہوئی عقب مین اِسکے محروق جادو
بھی چلا لیکن اول سردابہ پہونچی دیکھا کہ ایک ساحرہ کوئی شئے ہاتھ مین لیئے ہوے چلی جاتی ہے
سردابہ جادو نے ٹوکا کہ تو کون ہے اور کہان جاتی ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم میناے جادو سردابہ
نے للکارا کہ او قحبہ ہمارے سامنے نعرہ کرتی ہی میناے جادو نے کہا کہ تم میرا کیا کرلوگی سردابہ
نے کہا کہ پھر دکھا دون میناے جادو نے کہا کہ دیر کیون کرتی ہو سردابہ کو غصہ آیا کہ مین وزیر
شاہ چقماق آتش فروز سے شخص کی دختر اور یہ ایک کنیز سرجوش جادو کی مجھسے ہمسری
کرتی ہی نکالکر گولہ فولادی جھولی سے سینۂ مینا پر مارا میناے جادو نے لوح کا پر تو ڈالا گولہ زمین
پر گر پڑا سحر باطل ہوا ادھر تو سردابہ جادو و اُدھر میناے جادو دونون بیہوش ہو کر گرین کہ
اتنے مین محروق جادو بھی آپہونچا یہ معرکہ دیکھکر لوح کو قبضے مین کیا سردابہ کو ہوشیار کیا
اور طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے ادھر سردابہ جادو کو جو ہوش آیا میناے جادو
کی مشکین رسن سحر سے باندھین کہ اِسکو سزاے معقول دیکر قتل کرونگی اور لیکر اِسکو تلاش شہزادہ
رستم ثانی روانہ ہوئی ہر چہار طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی کبھی زمین مین مانند قطرۂ باران کے اتر
جاتی ہے ساتون طبقے جہان آتی ہی کبھی بالاے ہوا تا آسمان دیکھ آتی ہی ایک بجلی ہی کہ تڑپتی پھرتی ہی
یکایک سامنے سے اور ایک شعلہ سا چمکا سردابہ نے ٹھہر کر سکوت کیا کہ یہ کون ہی یکایک وہ
شعلہ سامنے آیا اور ایک چہرہ اُسی شعلہ مین سے نمودار ہوا سردابہ جادو کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پڑگیا لیکن آواز دی کہ آپ کون ہین چہرے نے جوابدیا کہ تم کون ہو سردابہ جادو نے کہا کہ
منم ملکہ سردابہ جادو شعلہ نے کہا ہان مین سمجھا کہ تم بھی دوستون مین سے ہو سردابہ کی عقل حیران
ہی کہ یہ کون ہی کہا اگر آپ دوست سمجھتے ہین تو کیون ظاہر نہین ہوتے جواب دیا کہ منم التہاب جادو
وزیر خاص خاقان روشن دل ای لڑکی اسوقت ہمارے شہنشاہ کا حکم ہوا کہ سرجوش جادو
شاہزادہ رستم ثانی کو اسیر کر کے طرف صندلان شاہ کے لیے جاتی ہی لہذا تم جاؤ اور اسے چھڑا

لاؤ لہٰذا مین بقصد رہائی شاہزادہ رستم ثانی جاتا ہون سردابہ جادو نے کہا مین بھی اُسی شہزادہ کو تلاش
کر رہی ہون التہاب جادو نے کہا کہ تم اب تلاش نہ کرو جاکر قلعۂ زخشانیہ مین آرام لو مین جاتا ہون
اور ابھی اُس شہریار عالیوقار کو لاتا ہون لیکن میناے جادو کو کہ جو کنیز سرجوش جادو کی تمہارے
ساتھ ہے مجھے دیدو سردابہ نے کہا کہ لیجیے مگر بے سزا دیے نہ چھوڑ دیجیے گا التہاب جادو نے کہا مین
کیا اِسے سزا دونگا انشاء اللہ اِسے سزا اسی کے مالک کے ہاتھ سے ملجائیگی غرضکہ سردابہ تو مطمئن
ہوکر طرف قلعۂ زخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر تمام حال محروق جادو وچقماق جادو وغیرہ سے بیان
کیا محروق جادو نے کہا کہ اگر التہاب جادو آیا ہے تو طلسم صندل مین ہلچل ڈال دیگا وہ کسی طرح
پایہ کمی کا کسی سے نہین رکھتا وزیر اعظم خاقان ہے لیکن التہاب جادو میناے جادو کو لیکر
روانہ ہوا اور سحر پنہان کر کے نظرون سے غائب ہوکر تلاش کرنے لگا دیکھا کہ ایک لکۂ ابر زنگار بہا
چلا آتا ہے جو نہین وہ لکۂ ابر قریب سے گذرا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ زنگاری کھنچا ہوا ہے اور
شامیانہ مین حباب آویزان ہین وسط مین ایک حباب کلان ہے کہ اسمین کچھ سیاہی سی معلوم ہوتی ہے
التہاب نے خیال کیا کہ اسمین شاہزادہ رستم ثانی ہے بس اُسی وقت بزور سحر ویسا ہی حباب بنا لیا اور
اُس حباب مین میناے جادو کو بشکل رستم ثانی بنا کر بند کیا ٹیکا سحر کا زبان پر دیدیا تھا کہ کسی
وقت کوئی پوچھے تو یہ حال نہ بیان کر سکے اور اس طرح اُس حباب کو بدل لیا کہ مطلق خبر نہوئی سرجوش
جادو مست بیٹھی ہے جام وصراحی آگے رکھی ہے ساغر لبریز کر کر کے پیتی جاتی ہے سیر صحرا کرتی ہوئی تخت
سحر اُڑاتی ہوئی طرف بارگاہ صندل شاہ کے چلی جاتی ہے یہ تو دیکھیے کب پہونچتی ہے لیکن التہاب جادو
شاہزادہ رستم ثانی کو لیے ہوئے طرف شہر خاقانیہ کے بخدمت خاقان روشن دل روانہ ہوا
اول حال سرجوش جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تخت سحر اُڑاتی ہوئی قریب بارگاہ
صندلان شاہ کے پہونچی اور خبر صندلان شاہ کو ہوئی کہ سرجوش جادو طلسم کشا کو
گرفتار کر لائی ساحرون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ سرجوش جادو کو استقبال کر کے اندر بارگاہ
کے لائے سرجوش جادو نے وہ حباب آگے صندلان شاہ کے پیش کیا صندلان شاہ نے خلعت
دیا اور کہا کہ اے سرجوش کیا کام کیا ہے سرجوش جادو نے پوچھا کہ میناے جادو کے ہاتھ
مین نے لوح طلسمی روانہ کی تھی وہ حضور کو پہونچی یا نہین صندلان شاہ نے کہا کہ میناے جادو
تو مجھ تک نہین آئی معلوم ہوتا ہے کہ لوح اُسکے پاس تھی راہ مین کوئی آفت دیکھی پھر سرجوش جادو
نے کہا اگر لوح چھین لی گئی ہوگی تو بیکار ہے کیونکہ طلسم کشا تو اسیر ہے دوسرا اُس لوح سے کام نہین
لے سکتا صندلان شاہ نے بھی خیال کیا کہ واقع مین یہ سچ کہتی ہے نہ لوح بغیر طلسم کشا کام دیسکتی
ہے نہ طلسم کشا بغیر لوح کچھ کر سکتا ہے لہٰذا اب زندہ رکھنا اِسکا بہتر نہین ہے اُسیوقت حکم دیا کہ
طلسم کشا کو قتل کرو معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ آئین طلسم کے خلاف کوئی فعل کرنا
اچھا نہین ایسا نہو کوئی فساد عظیم برپا ہو بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ قیدی کو بغیر چالیس روز گذرے قتل کرنا
نہ چاہیے اور وہ بھی بیرون سرحد طلسم اندر طلسم کے اگر خون طلسم کشا کا گریگا تو تمام طلسم برباد ہو جائیگا
صندلان شاہ نے کہا اگر قیدی کھو گئے ایسا نہو پھر رہا ہو جائے معلم کتابدار نے کہا آپ کو اختیار

ہی لیکن اچھا نہین صندلان شاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور اُسیوقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا میدان
خونی تیار ہوا چارجی نے چارج دیا کہ آج طلسم کشا قریب شام قتل ہوگا جسکو تماشاے قتل دیکھنا ہو آئے
یا جسکو چھڑانا ہو چھڑا لیجائے ایسا انتظام ہوا کہ آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین منتشر ہوئی اور ساحران
نامی وگرامی جمع ہونے لگے میدان خونی کی تیاری ہوئی چبوترہ ریت کا بنایا گیا دارین استادہ ہوئین
اہل طلسم مین ایک ہلچل مچگئی جو ساحران اولوالعزم تھے اُنھون نے اسمین تامل کیا اور دلمین کہا کہ بادشاہ
آئین طلسم کے خلاف کرتا ہی اسکا انجام اچھا نہوگا کوئی نہ کوئی زک پہونچیگی یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہے
الحاصل یہ خبر اڑتے اُڑتے لشکر سلیمان شاہ مین بھی پہونچی کہ وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتا ہی سب جانین
دینے پر امادہ ہوے اور شہر رخشانیہ سے چلنے کا قصد کیا چقماق جادو بھی بجواس ہو گیا سردابہ جادو
کا رنگ متغیر ہو گیا محروق جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی التہاب جادو کے کیئے کچھ نہو سکا ان سبنے
جانین دینے کا قصد کیا کفن سر سے باندھے ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ جہان وہ شہریار عالیوقار اس دار
ناپائدار سے جاتا ہی وہین ہم بھی جاینگے افسوس ہی کہ ایسا سردار تو زندہ نہ رہے اور ہم روسیاہ زندہ
رہین کوئی گریبان چاک کرتا ہی کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مگر محروق جادو نے کہا کہ التہاب جادو ایسا
ساحر زبردست کبھی خالی نہین پھر سکتا ای ملکہ سردابہ جادو اسمین نہین معلوم کیا راز ہی مین پاس
شہنشاہ خاقان روشن دل کے جاتا ہون اور خبر راست لیکر آتا ہون سردابہ جادو نے کہا
کہ جبتک تم جاکر شہر خاقانیہ سے واپس آؤگے اُسوقت تک یہان کام اُس شہریار عالیوقار کا تمام
ہو جائیگا پھر اس جانے سے اور آنے سے کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ آکر گود مین
محروق جادو کے گرا اُٹھا کر جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے محروق جادو تم لوگ پریشان
نہو اطمینان رکھو مین شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون اور وہ رستم
جسکے قتل کا شور ہی وہ رستم نقلی ہی راقم التہاب جادو یہ دیکھکر محروق جادو اُچھل پڑا اور پرچہ
سامنے چقماق جادو اور سردابہ جادو کے رکھدیا اور کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ التہاب جادو ایسا شخص
نہین ہی جو بغیر اپنا کام کیے خالی واپس آئے چقماق جادو نے اُس رقعے کو پڑھا اور افسران لشکر کو مثل
سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی و شاہین بن سلیمان وغیرہ کے سب کو سنایا اب یہان تو
اطمینان ہوا لیکن وہان تیاری قتل ہو رہی ہی ساحران عالم کا مجمع ہی ایک جانب ملکہ کم کم جادو
مع لشکر کے اُتری ہوئی ہی ایک سمت ملکہ خلخال محشر خرام ایک سمت ابلیس خودپسند ایک طرف
جلاجل وسنگ زن ایک سمت الکن جادو و ملکن جادو وایک طرف سیلاب جادو و حباب جادو
ایک سمت معلم کتابدار ایک طرف مقام صدر پر خود صندلان شاہ بساط سحر پر سوار گرد وپیش زردا
نامدار ساحران غدار کا مجمع ہی وقت کے منتظر ہین سرجوش جادو قید طلسم کشا لیے ہوے ایک طرف
کھڑی ہی مگر یہ خبر وحشت اثر جو ملکہ صنم بادلہ پوش کے گوش زد ہوئی ہی تو چہرے پر مردنی چھاگئی ہی
موت کی لذت زبان پر آگئی ہی بیخودی طاری ہوتی جاتی ہی دست غم نے پردۂ حیا کو اٹھا دیا ہی اُسیوقت اسنے
حکم دیا کہ جلد جام زہر تیار کرو انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھا رہی ہین کہ اے ملکۂ آفاق یہ آپکو کیا ہوا ہی کوئی
بھی مرتے کے ساتھ مرتا ہی جسکی قضا پہلے آگئی کیا اجارہ ہی اگر خدا نکردہ حضور کے دشمنون کیواسطے یہ امر پہلے ہوتا تو

وہ بھی جان دیتے ملکہ نے کہا کہ شرط وفا یہ نہیں ہی کہ بعد اُس شہریار عالی تبار کے مین زندہ رہون اب سب سمجھا رہے ہین کوئی کہنے پر ملکہ صنم بادلہ پوش کے عمل نہین کرتا اُسوقت ملکہ نے عاجز ہو کر خنجر اُٹھایا اور چاہتی تھی کہ آپ کو ہلاک کرے کہ اتنے مین سامنے سے ملکہ نو بہار گوہر پوش نمودار ہوئی اور یہ کیفیت دیکھکر پکاری کہ ہائین او چھوکری کیا کرتی ہی ملکہ اپنی بڑی بہن کو دیکھکر گھبرا گئی خنجر ہاتھ سے رکھدیا نو بہار گوہر پوش نے کہا آخر یہ معرکہ کیا ہی کچھ مین بھی تو سنون ملکہ خاموش کنیزین دم بخود کہین تو کیا کہین مگر ملکہ نو بہار دل مین سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہی یہ عشق طلسم کشا مین اپنی جان دیتی ہی سابق مین بھی ایک بدنامی اسکی ہو چکی ہی اب اُسکے قتل کی خبر پائی ہی کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے شرم نہین آتی ہی ایک وہ بدنامی ہو چکی ہی کہ تو نے طلسم کشا کو رہا کروا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تین حملے شکست ہوے نہنگ جادو سا ساحر مارا گیا رخشان جادو سی ساحرہ کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا جان بحق تسلیم ہوئی اب کس شکلون سے وہ پھر گرفتار ہوا اُسکے قتل کی خوشی کرنا چاہیے یا جان دینا چاہیے ای کمبخت کوئی دشمن سے محبت کرتا ہی جو اپنے گھر بار ملک و مال کا دشمن ہو آپ اُسکی عاشق ہو یہ کونسی عاشقی ہی صنم بادلہ پوش نے دیکھا کہ یہ راز سے آگاہ ہو گئی ہین اب چھپانا بیکار ہی گردن نیچی کرلی اور کہا خیر باجی امان اب تو آپ پر یہ امر ظاہر ہی ہو گیا پھر ہر طرح مرنا ہی بہتر ہی یہ کہکر پھر خنجر اُٹھایا نو بہار گوہر پوش نے خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور ایک طمانچہ مارا کہ چھوکری اسطرح کا مرنا اور باعث ناموسی کا ہی اگر تجھے مرنا تھا چپکے سے زہر کھا کر سو رہی ہوتی صنم بادلہ پوش زار و قطار رونے لگی منھ آنسوؤن سے دھونے لگی روتے روتے ہچکی بندھ گئی مگر نو بہار گوہر پوش انتہا کی محبت اپنی چھوٹی بہن سے رکھتی تھی طمانچہ تو مار دیا لیکن اسقدر قلق ہوا کہ خود بھی رونے لگی ضبط نہو سکا صنم بادلہ پوش کو گلے سے لپٹا لیا پیار کیا کہا کہ بیٹا میری خطا کو معاف کر خدا کے لیے لیکن تو اپنی جان پر نہ کھیل جانا مین نے جوش غیرت و محبت مین تجھے مارا اب یا اسی خنجر سے مجھے ذبح کر ڈال یا خطا میری عفو کر صنم بادلہ پوش نے کہا میری مجال ہے کہ مین آپ سے خفا ہو تی آپ بڑی بہن ماں کی جگہ ہین یہ میری تقدیر کی خوبی ہی یہ کہکر اور چیخین مار مار کر رونے لگی نو بہار نے کہا کہ بیٹا تجھے اپنی رسوائی کا بھی خیال نہین ہماری جان کی قسم اب نہ رو صنم بادلہ پوش نے کہا کہ اب زندہ رہنا تو میرا غیر ممکن ہی لیکن جو امر چاہتی تھی وہ ہوا کہ مین خود اُس سے پہلے دنیا سے اُٹھ جاتی پردہ رہجاے اگر بعد طلسم کشا کے جان اپنی دونگی اور بھی باعث رسوائی ہی لوگ یہی کہینگے کہ صنم بادلہ پوش نے بمحبت طلسم کشا مین جان دی اسوقت کوئی یہ نہین کہ سکتا نو بہار نہایت پریشان ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ چھوکری کیسطرح کہنا نہین مانتی آخرکار مجبور و ناچار یہ خیال کیا کہ مین گھڑی بھر اس سے جدا نہون اسے ہلاک ہونیکی مہلت ہی نہ دون یہ خیال کرکے وہین بیٹھ رہی صنم بادلہ پوش پریشان ہے کہ کیا کرون کیونکر انھین ٹالون پردہ رہیگا وہ وقت نہ دکھانا کہ وہ خبر بد اپنے سننے مین آئے لیکن وہان میدان خونی تیار تھا ساحران نامی و گرامی کا مجمع تھا ایک شور تھا کہ طلسم کشا قتل ہوا چاہتا ہے افسوس یہ جوانی اسکی یہ حسن تھا کہانسے کہان کھینچکر لائی بموجب شعر گو دلادت کسی مکان کی ہو ؛ خاک بیجا نیگی جہان کی ہو ؛ غرضکہ جیسے ہی چار بجے صندلان شاہ نے حکم دیا کہ قتل کرو طلسم کشا کو سر جوش جادو جو تیرے پر اُسی سحر دور کیا آواز دی کہ ای طلسم کشا جو کچھ کہنا ہو کہے جو وصیت کرنا ہو وصیت کرے جو پیغام جسے دینا ہو دے طلسم کشا نے نقل جو اصل مین مینا ے جادو ہی ہر چہار جانب نگاہ •

حسرت سے دیکھتی ہو کہ یہ کیا معاملہ ہو مین نے کیا گناہ کیا جو میرے قتل کا سامان ہو جاہتی ہو کہ کچھ زبان سے
کہے زبان یاری نہین دیتی عجب بیکسی و بے بسی ہو کہ ایکبار سرجوش جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ نا شاد
و نامراد تجھے دنیا سے جانا منظور ہو کوئی حسرت نہین بیان کرتا یہانتک کہ تیسرا حکم ہونچا سرجوش جادو
نے تیغہ سحر اُٹھا کر گردن پر مارا سر جدا ہوا بس سر کٹنا تھا کہ ایکبارہ آندھی چلی خاک اُڑی جب سب بلائین
برطرف ہوئین آواز آئی کہ حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من میناے جادو بود
یہ سنا تھا کہ سرجوش جادو نے تو سر پیٹ لیا بادشاہ طلسم تلوار کھینچکر سرجوش جادو کے سر پر آیا کہ او مردار یہ
کیا حرکت تھی اپنی ناموری کے لیے تو نے اس بیچاری کی مفت جان لی بصورت طلسم کشا بنا کر اسے قتل کیا
کیا نہ جانتی تھی کہ بعد مرنے کے حال اسکا کھل جائیگا بیر شور کرنے لگے لوگ تیرے بکر سے ہاتھ کانون پر دھر بیٹھے
سرجوش جادو حیران ہو کہ اے شہنشاہ جادوان قسم ہو خداوند تمثال آئینہ روکی کہ مین نے خود
صحرائے رخشانیہ مین طلسم کشا کے گلے سے لوح اُتاری اور اسکی میناے جادو کے ہاتھ آپکی خدمت مین
روانہ کی خود طلسم کشا کو اسیر کرکے چلی مین نہین سمجھ سکتی کہ راہ مین کیا افتاد پڑی پہلے آپ معلم کتابدار سے
حال میرا دریافت فرمائین بعدہ آپکو اختیار ہو جیسے چاہو سزا دیجیگا صندلان شاہ نے معلم کتابدار کی طرف
دیکھا اور کہا آپ حال اسکا کتاب زر دغتی سے صاف صاف بیان کیجیے معلم نے کتاب دیکھکر بیان کیا کہ
واقع مین سرجوش جادو سچی ہو اسنے طلسم کشا کو ضرور گرفتار کیا مگر راہ مین کوئی افتاد پڑی اور یہ
کام کسی بڑے شخص کا ہو کہ ایسی ساحرہ زبردست غافل رہی اور وہ طلسم کشا کو لے بھی گیا اور بجاے
طلسم کشا میناے جادو سے لوح لیکر اور بصورت طلسم کشا بنا کر قید کر گیا صندلان شاہ نے ہاتھ
رو کا او رکہا اچھا اسکا حال دیکھیے اور نام بتائیے کہ وہ کون شخص تھا جو لیگیا معلم نے پھر کتاب دیکھی اور
عرض کی کہ اے شہنشاہ جاے حیرت ہو کچھ بن نہین آتا نہ اس کتاب کو غلط کہہ سکتا ہوں نہ اُس شخص پر گمان
ہو سکتا ہی جسکا نام نکلتا ہو صندلان شاہ نے کہا آپ نام تو بتائیے معلم نے عرض کی کہ وزیر خاقان روشن دل
ملک التہاب جادو بس یہ سنا تھا کہ صندلان شاہ سر سے پیر تک مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا
کہ جب اپنے ہم مذہب دوسرون کے شریک ہو جائینگے اور یہ آفتین مچائینگے تو کیونکر طلسم پر بربادی نہ آئیگی
اور خاقان روشندل کی شامتین آئی ہین معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ جادوان آئین -
طلسم کے خلاف کرنے مین ضرور زک دھری ہوئی ہو دیکھا انجام آپ نے صندلان شاہ نے کہا کہ اگر یہ چالیس
روز قید رہتی تو کیا طلسم کشا ہو جاتی معلم نے عرض کی کہ طلسم کشا تو نہ بچ جاتی لیکن یہ راز کھل جاتا حال طلسم کشا
کا ظاہر ہو جاتا میناے جادو بھی قتل سے بچ جاتی اسکی جان بھی مفت نہ جاتی اب یہ ہوا کہ نقصان مایہ
و شماتت ہمسایہ دشمن کیسے قہقہہ لگا ئینگے خوشی مچائینگے یہ سُنکر صندلان شاہ سیلاب خونریز جادو
کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو طرف ملک خاقانیہ کے جا اور ہمارا پیام خاقان روشن دل سے کہنا کہ یہ کیا
حرکت تھی کہ تم نے ہمارے دشمن کو رہا کیا لہذا بہتر یہ ہے کہ اُسے اُسیوقت ہماری خدمت مین حاضر کرو ورنہ انجام
اسکا اچھا نہو گا تمام شہر خاقانیہ کو ہلا دونگا ساری سحر و ساحری بھلا دونگا یہ اُسیوقت مع فوج جانب خاقانیہ روانہ ہو

لیکن اب حال شہر خاقانیہ کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ خاقان روشن دل تخت سلطنت پر بیٹھا ہو گرد و پیش ارکین سلطنت کا مجمع ہو انتظار ہو خاقان روشن دل

کو التہاب جادو کا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ چمک کر زمین پر آیا دیکھا کہ شق ہوا اور التہاب جادو مع شاہزادہ رستم ثانی نمودار ہوا راہ مین جاب سے نکالکر التہاب جادو نے رستم کو ہوشیار کر لیا تھا یہ دیکھکر خاقان روشن دل تخت سے اتر پڑا سب اہل دربار پیشوائی کو بڑھے خاقان نے سلام کیا رستم ثانی نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی خاقان نے عرض کی کہ یہ تخت و تاج حاضر ہو لائق اسکے حضور ہی ہین مین آپ کے سامنے تخت پر نہین بیٹھ سکتا رستم ثانی نے جوابدیا کہ مجھے خواہش تاج و تخت نہین مین ایک مرد سپاہی ہون اور ای خاقان اگر پروردگار عالم نے چاہا تو یہ تخت و تاج کیا ہی تمھین طلسم صندل کا تخت نشین کرونگا یہ فرماکر بازو خاقان کا پکڑا اور فرمایا ہمارے سر کی قسم تم تخت پر بیٹھو میرے واسطے ذنگل بچھوا دو خاقان نے ذنگل یاقوت نگار منگوایا اور رستم ثانی کو ذنگل پر بٹھایا رستم ثانی نے کہا اے خاقان مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہون کہ تمنے میری وجہ سے سیکڑون کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ طلسم صندل سے بگاڑلی خاقان نے عرض کی کہ اگر جان میری آپکے کام آجائے تو جانون کہ خیر آج کچھ کام ہوا ورنہ مین تو نہین عرض کر سکتا کہ مین نے کوئی کام کیا خیر اگر آیندہ انشاء اللہ جو سخت مرحلے ہین وہ درپیش ہونگے تو آپکو میری جان نثاری کا حال معلوم ہو جائیگا غرضکہ تا دیر باتین رہین خاقان روشن دل نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی اور ایک ایک نامہ پاس سرداب جادو و محروق جادو و ملک چقماق آتش فروز جادو کے روانہ کیا کہ ہمنے رہائی شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کی خوشی کا جشن کیا ہی لہذا آپ لوگ بھی اگر شریک جشن ہون ایلچی نامہ لیکر طرف قلعہ رخشانیہ کے روانہ ہوا لیکن رستم ثانی نے ایک آہ سرد کھینچی خاقان نے عرض کی ای شہریار سبب آہ کھینچنے کا نہ کھلا رستم ثانی نے کہا ای خاقان مجھے اسوقت ایک تو خیال اپنے رفیق قدیم شبرنگ بن عمرو کا آیا کہ وہ بغیر میرے نہایت پریشان ہوگا دوسری یاد ملکہ صنم بادلہ پوش کی آئی کہ پہلی بار جب مین اسیر ہوگیا ہون تو اُس یار وفاشعار نے مجھے رہا کروا دیا اپنے باغ مین بلایا کچھ دیر کی صحبت رہی بعد اسکے سرداب جادو کے ہاتھ مجھے بیرون طلسم بھجوا دیا مین نہین جاتا تھا اُس یار جانی نے میری محبت مین غم فرقت اُٹھانا قبول کیا میرا مارا جانا قبول نہ کیا اب نہین معلوم کہ یہ راز فاش ہونے کے بعد اُسپر کیا گذری بادشاہ طلسم نے اُسے قید کر لیا یا اُسکے دشمنون کو ہلاک کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار عالیوقار آپ نہ گھبرا ایئے انشاء اللہ مین دونون فکرین کرتا ہون منتر شبرنگ کو بھی بلوائے لیتا ہون اور صنم بادلہ پوش کی حفاظت کی بھی فکر کرتا ہون یہ تو معلوم ہی کہ صنم بادلہ پوش ابھی تک خیر و عافیت سے ہین مگر آن اپنا ستارہ ناقص آگیا ہو میرا ایک دوست باشندگان طلسم صندل سے ہو کہ نام اُسکا سعید سالک ہو مرد درویش اور خدا پرست ہو لیکن راز اُسکا ہر کسی پر ظاہر نہین ہو اُسنے اکثر مجھے دین اسلام کیطرف متوجہ کیا لیکن مین نے بسبب خوف جان کے منظور نہ کیا دل سے مطیع اسلام رہا کیونکہ اگر مسلمان ہو جاتا تو سحر ترک کر دینا ہوتا اور جب سحر ترک کر دیتا تو جادوان طلسم صندل میرا ملک بھی چھین لیتے اور مجھے قتل کر ڈالتے اب یہ ارادہ رکھتا ہون کہ جب پروردگار عالم آپ کو اس طلسم پر فتح دیگا اور کوئی خدشہ باقی نہ رہجائیگا اُسوقت بالاعلان مذہب اسلام کو اختیار کرونگا الحاصل مین ایک نامہ سعید سالک کے نام لکھتا ہون اگر کوئی وقت سخت وہ دیکھین گے تو یقین ہو کہ بادشاہ طلسم سے ملکہ کو چھین لین گے اور بادشاہ طلسم اُنکا کچھ کر نہین سکتا ہی یہ کہکر ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر پاس سعید سالک کے روانہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ آپکو بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ طلسم کشا

آ پہونچا اور کئی مرحلے اُسنے شکست کیے بالفعل وہ میرا مہمان ہی لیکن معشوقہ اُسکی دختر صندلان شاہ نہین معلوم کس حال پر ملال مین ہی لہذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہی کہ ازراہ عنایت قدیمانہ دختر صندلان شاہ کو میری دختر تصور فرمائین اور اُسکا خیال رکھیے گا راقم خاقان روشن دل ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف سعید سالک کے روانہ ہوا اور ایک ساحر کو کہ نام اسکا طران جادو تھا حکم دیا کہ تو جا اور شبر نگ بن عمرو عیار شاہزادہ رستم ثانی کو لے آ طران اُسیوقت پر پروانہ پیدا کر کے روانہ ہوا

لیکن اب چند کلمے داستان شبرنگ بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب سے شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کو غول بھگا کر لیگیا تھا اور شاہزادہ گم ہوا تھا قت مین شاہزادہ والا تبار کے دن رات رونے سے کام تھا لیکن دل نہ لگتا تھا آخر کار ایک روز جو زیادہ جی گھبرایا لشکر سے تنہا نکلکر صورت اپنی ایک درویش کی بنائی اور صحرانوردی اختیار کی کبھی کسی کوہ پر بسر کردی کبھی کسی صحرا مین پھر کر گذار دی جب شب ہو گئی درخت پر مچان باندھکر آرام کیا صبح کو پھر معروف صحرانوردی ہوا اسی حال پر ملال مین اسکو پھرتے پھرتے عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا حسب اتفاق ایک صحرا مین جاتے جاتے ایک چشمہ نظر آیا اُسپر بیٹھکر پانی پیا ہاتھ منھ دھویا کہ یکایک ایک ہواے تند چلی اور ایک دیو سر جھاڑ منھ پہاڑ سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور آواز دی کہ ای آدمزاد کیا تو نہین جانتا تھا کہ یہ مسکن ہمارا ہی پھر کیا سمجھ کر ادھر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ مجھے نہین معلوم تھا اب کبھی ادھر نہ اونگا دیو نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون بہت بھوکا ہون مین آنکھین بند کر کے منھ کھولے دیتا ہون تو آ اور منھ مین میرے کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ پلپلا پلپلا کر کھا جاؤنگا شبرنگ ہر چند منتین کرتا ہی مگر دیو نہین مانتا اب شبرنگ نے بلک کر دعا کی کہ اے کس بیکسان وای والی غریبان ای داورس ای فریادرس اس حال پر ملال مین اسوقت سوا تیرے کون مددگار ہی کہ یکایک ایک برق سی چمکی اور ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اٹھا کر لیچلا دیو نے آواز دی کہ او سرکش تو کون ہی جو مجھے غصہ دلا کر چلا میرے سامنے سے میرے شکار کو لیے جاتا ہی آواز آئی کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیو نے برا بھلا کہنا شروع کیا بس اُسیوقت ایک برق چمک کر گری کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ منم طران جادو فرستادہ خاقان روشن دل لیکن شبرنگ حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی مین تو اسے پہچانتا نہین لیکن پنجے نے لاکر ایک کوہ پر اتارا شبرنگ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جو وقت آنکھ کھلی سامنے ایک ساحر کو دیکھا کہ جھوٹی سحر کی زربفتی لگی ہوئی ہی گلے مین مالا مونگے کا پڑا ہوا ہی پیشانی پر قشقہ کھنچا ہوا ہی شبرنگ دل مین سوچا کہ یہ سب علامتین کفر کی ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی کوئی دشمن ہی کافر ہمارا کیون دوست ہونے لگا شاید قضا مین کچھ عرصہ تھا کہ اسوقت دیو سے اِسنے بچایا لیکن سوا پروردگار کے کون بچانیوالا ہی طران جادو نے کہا کہ نام آپ کا کیا ہی شبرنگ نے کہا کہ مجھے درویش صحرانورد کہتے ہین طران جادو ہنسا اور کہا آپ مجھ سے کیون خوف کرتے ہین مین دشمنون مین سے نہین ہون مجھے آپ کے آقا رستم ثانی نے آپکے تجسس کے لیے روانہ کیا تھا اگر مہتر شبرنگ بن عمرو آپ ہی ہین تو چلیے کہ اُس شہریار عالیوقار نے آپکو یاد کیا ہی جس وقت شبرنگ پر یہ راز ظاہر ہوا اُسوقت دوڑ کر طران جادو کے گلے لپٹ گیا اور کہا اے برادر مہربان میرا نام شبرنگ ہی مجھے نہ معلوم تھا کہ تم دوستون مین سے ہو کیونکہ طریقہ تمھارا کفار سے ملتا ہوا ہی اور ہم لوگ اہل اسلام ہین اور کفار اہل اسلام مین دوستی ہو نہین سکتی طران جادو

نے کہاکہ بیشک مین مسلمان تو نہین ہون لیکن جب میرا آقا ودلی نعمت یعنی شہنشاہ خاقان روشن دل مطیع
اسلام ہوا اور غلامی رستم ثانی کی منظور کی تو مجھے کہان عذر ہو سکتا ہے غرضکہ بعد بغلگیر ہوئے کے طیران جادو
نے کہاکہ تمھارا آقا اسیر ہوکر جاتا تھا التہاب جادو وزیر خاقان روشن دل نے اُسے قید سے چھڑایا اب
اُسی خوشی کا جلسہ ہے اور کل سے وہ جلسہ شروع ہوگا اور تین روز تک جشن رہیگا لہذا مین چاہتا ہون کہ کچھ کھانے
پینے کا انتظام کرون تو آپ کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہون یہ کہکر طیران جادو تو کھانا پکانے مین
مصروف ہوا شبرنگ بن عمرو سیر صحرا کرنے لگا حسب اتفاق اس طرف سے بدخشان جادو خواہر
رخشان جادو کا تخت سحر اُڑا ہوا جاتا تھا جیسے ہی رخشان جادو ماری گئی اِسنے دیکھا کہ اہل طلسم پر ستارم
سخت ہے یہ طلسم صندل سے نکلکر واسطے جلیہ کشی کے اپنے ملک شہر بدخشانیہ کو جاتی تھی چند انیسین جلیسین
ساتھ تھین ایسین باتین ہوتی جاتی تھین کوئی کہتی تھی سنا ہے خاقان روشن دل طلسم کشا کا شریک
ہو گیا بڑا غضب ہوا کیونکہ خاقان ہمپایہ صندلان شاہ ہے کسیطرح سحر و ساحری مین کم نہین ہے کسی نے کہا
کہ ہان سنتے تو ایسا ہی ہین مگر کیا معلوم جب سامنا ہو تو حال کھلے کہ کون زبردست اور کون کمزور ہے کہ یکا یک
نظر بدخشان جادو کی کوہ پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا جو کہ دے رہا ہے بدخشان جادو نے تخت کو اُتار
تخت بالائے کوہ آیا پوچھا بدخشان جادو نے کہ تو کون ہے طیران جادو کہ یہ بھی ملازم خاقان ہے بھلا یہ کسی
کی کیا حقیقت سمجھتا ہے جواب دیا کہ تو کون ہے بدخشان جادو نے کہا شامتین آئی ہین جو مجھ سے تو انکار کرتا ہے
طیران جادو نے کہا پہلے تو نے مجھے سخت کہا یا مین نے بدخشان جادو نے کہاکہ تو میرا ہمسر بنتا ہے طیران نے کہا
کہ ہمسر تیرے زاغ و زغن ہونگے مین کیون ہونے لگا تو اپنی شکل تو دیکھ بدخشان جادو نے غصہ مین آکر گولہ فولادی
مارا طیران نے اسم سحر پڑھکر سپر اُٹھائی گولہ رد ہوا طیران نے ترنج سحر مارا بدخشان نے چاہا رد کرون ممکن نہو
بازو پر زخم آیا آواز دی کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ مجھ ایسی ساحرہ کو زخمی کیا طیران نے کہا مین غلام خاص
ہون شہنشاہ خاقان روشن دل کا تیری حقیقت کب سمجھتا ہون بس یہ سننا تھا کہ بدخشان جادو نے
کہاکہ مین کب چھوڑتی ہون تجکو اگر تو رفیق خاقان ہے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگی کیونکہ وہ شریک طلسم کشا ہوا
ہے اور ہم لوگون کا دشمن ہے یہ کہکر کمند سحر نکالی یہ کمند پاس بدخشان جادو کے تحفہ جات طلسمی سے ہے کوئی ساحر
اس کمند کو توڑ نہین سکتا اور یا سامری کا نعرہ کرکے طیران جادو پر ماری طیران یہ نہ سمجھا تھا کہ کمند تحفہ
جات طلسمی سے ہے نام اس کمند کا کمند جمشیدی ہے جانتا تھا کہ بزور سحر کمند کو توڑ ڈالونگا لیکن حلقے کمند کے
جو اگر گلے مین پیوست ہوتے ہین لاکھ زور کیا ہزار سحر پڑھا کچھ نہو سکا کسی افسون نے کام نہ کیا بدخشان
جادو نے نعرہ کرکے مشکیں طیران کی باندھ لین شام ہو چکی تھی انیسون جلیسون نے کہاکہ اے ملکہ عالم فضا
اس بیابان کی اچھی معلوم ہوتی ہے یہ کوہ بھی نہایت خوشنما ہے اگر مناسب ہو تو چندے یہین سکونت اختیار کیجیے
بدخشان جادو نے منظور کیا بارگاہ برپا ہوئی جام بادہ ناب گردش مین آیا اب شام ہو چکی تھی جلوہ لیلی شب کا
دیکھکر سپہر گردون مجنون وار گرد پھر رہا تھا طائر اپنے اپنے آشیانون پر جاکر پنہان ہوئے صحرا مین سناٹا ہوا
ہول و ہیبت بڑھنے لگی شبرنگ سیر صحرا کرکے پھرا یہ سب تماشے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا تھا جو نہی
دیکھا کہ طیران جادو گرفتار ہو گیا نہایت پریشان ہوا لیکن ایک امر دلمین تجویز کرکے صورت اپنی ایک طفل حسین
کی بنائی اور کو یون کیطرح چنگ ہاتھ مین لیا اور زیر کوہ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان بدخشان

نے گرفتاری طیران کی خوشی مین بزم عیش آراستہ کی ہو جام شراب ناب کو گردش ہو طیران جادو ستون سے
بندھا ہوا ہو بدخشان جادو شراب پیتی ہو اور طیران بیکسی ہو طیران نگاہ یاس سے دیکھکر یہ سمجھتا ہو
دل مین کہتا ہو کہ پروردگار یہ مین کس بلا مین پھنس گیا اس حال پر ملال کی کسکو خبر ہو کوئی اتنا بھی تو نہین
کہ جاکر میرے شہنشاہ سے خبر کرے لیکن سب سامان تو بدخشان جادو نے مہیا کر لیے تھے کوئی گانیوالا اچھا
نہ تھا جو اسکے ساتھ والیان تھین دہی ڈھولک بیٹھ رہی تھین گاتی کیا تھین اپنی جان کو رو رہی تھین کہ
یکایک جانب صحرا سے آواز گانے کی آئی بدخشان جادو نے کان کھڑے کیے کہ اس صحرا مین کون گا رہا ہو لا
نکلا کیسی اچھی سریلی آواز ہو ایک کنیز سے کہا کہ اری جا تو سہی دیکھ یہ کون گا رہا ہو ہمارے پاس لے آ خداوند
تمثال آئینہ رو نے مہربانی کی کہ میری محفل سونی تھی اپنی قدرت سے اسی صحرا مین سے ایسی گانے والی کو بھیجدیا
ایک کنیز اُٹھکر زیر کوہ آئی دیکھا کہ ایک طفل ماہ جبین نہایت حسین گوشوارے کانون مین پڑے ہوے وہ بھی
عجیب حسن دے رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب کے گرد دو ستارے چمک رہے ہین چنگ بجا بجا کر
جھوم جھوم کر گا رہا ہو تمام صحرا مین سناٹا پڑا ہو دشت و در سے آواز ساز چلی آتی ہو کنیز نے سامنے آتے ہی
کہا ای لڑکے تیرا کیا نام ہو تو کہان سے آتا ہو چل تجھے ہماری ملکہ بلاتی ہین یہ لڑکا اُٹھکر ساتھ ہوا کنیز ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئی لڑکے نے جو بدخشان جادو کو مسند پر جلوہ گر دیکھا سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر بطور گویون کے دعا
دی کہ اعلے اعلے مراتب رہین بدخشان نے جو صورت دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوگئی سن اس بچہ کا ڈھائی
سو برس کا ہو یہ بچہ پندرہ برس کا پوچھا کیا نام تمھارا ہو لڑکے نے جوابدیا کہ مجھے شیبور چنگ نواز کہتے ہین
بدخشان جادو نے کہا اس صحرا مین کیونکر آنا ہوا شیبور نے کہا اسے نہ پوچھیے اگر کہونگا تو خلاف ادب ہوگا
بدخشان نے کہا ہم اجازت دیتے ہین تو کہہ شیبور نے کہا کہ مان اُس شخص کی ناہید چنگ نواز ہو اُسکی
صورت سے حضور کی صورت نہایت مشابہ ہو مین اُسی کے ساتھ اس صحرا مین آیا تھا وہ مجھے ایک درخت کے
تلے بٹھا کر پانی پینے کو گئی تھی پھر پلٹ کر نہ آئی تین روز سے مین اسی صحرا مین تباہ ہون درختون کی پتی کھا کر بسر کرتا
ہون چشمے سے پانی پی لیتا ہون نہ تو راہ معلوم ہو کہ اپنے وطن کو جاؤن نہ پایہ ہے اور نہ مددگار ہے اسوقت کچھ جی بھر آیا
تو اپنے حال زار پر رو رہا تھا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ ساز سے بھی آواز فغان نکل رہی تھی بدخشان جادو نے کہا
تو نے اس سن مین ایسا کمال کیونکر حاصل کیا شیبور چنگ نواز نے عرض کی کہ حضور یہ تو ہماری گھٹی مین پڑا
ہوا ہو آبائی پیشہ ہو ہماری تو ہڈی بولتی ہو اور جو کچھ آپ نے سُنا یہ گانا کیا تھا رونا تھا ہان اگر دل ٹھکانے ہو تو سنیے
بدخشان جادو نے کہا کہ تو بھی کو مان سمجھ بلکہ جا ہے تو دو ہزار رشتہ جوڑے کہ اور محبت دونی ہو جاے قند مکرر کا
لطف دکھائے شیبور نے کہا ایسا بھی ہوتا ہو بہت اچھا تو مین آپکو جو ماں کہا کرون بدخشان جادو نے
ہنسکر اپنی جلیسون سے کہا کہ دیکھتی ہو کیسی بھولی بھولی باتین کرتا ہو کہ دل پیا جاتا ہو غرضکہ بدخشان جادو نے
کہا ای شیبور کچھ گاؤ شیبور نے عرض کی بہت خوب چنگ کو درست کرکے ایک غزل موافق وقت

بھوپالی مین شروع کی غزل

جستجو مین اُلکی اپنی جان بھی کھوتے ہین ہم
ہنستے ہین دم بھر تو پہرون پھوٹکر روتے ہین ہم
پوچھنا خود حال اُنکا اور نہ پھر لانا یقین

دل دیا تھا کیون اُسے جب یہ خجل ہوتے ہین ہم
ہاتھ اب دونو نفس سے عشق مین دھوتے ہین ہم
خواب مین اُنکا اُنکے دلمین کر لیتے ہین دھیان
ذکر آجاتا ہو جب کیا کیا خجل ہوتے ہین ہم

ہاتھ سر پہ دھر کے پہرون سوچ مین ہوتے ہین
لاس کب ہو غمکدہ مین دیکھ کوئی خوشی
اور تھوڑا سا جگا کر بخت کو سوتے ہین ہم
اپنی حسرت پر رُلایا ہو کسی سفاک کو

اُسکے دامن سے لہو کا داغ خود دھوتے ہین ہم
اشک بھی بہتے نہین کیونکر لگی دلکی بجھے
کچھ سمجھ کر اسکو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہین ہم
ہاتھ ملتا ہون جو وہ دست حنائی کرکے یاد
نیند بھر جاے تو اٹھینگے ابھی سوتے ہین ہم

بار بار اٹھ اٹھ کے اُسکے بزم سے ای اضطراب
دل جلاتا ہی جو وہ تقدیر کو روتے ہین ہم
دیدہ گریان ہمارے آبلون سے کم نہین
چھینٹی ہین دلکی امیدین لہو ہوتے ہین ہم
اس سے پیدا ہو نہو نخل مراد ای آرزو

غیر کیا خود اپنی نظرون مین سبک ہوتے ہین ہم
پاس جب دل ہی نہو کاہیکو پہونچے گے
چھیڑ دیتا ہی جو کوئی پھوٹکر روتے ہین ہم
ہجر کی راتون کے جاگے ہین ہم ای شور نشور
اتو دانے اشک کے امید پر بوتے ہین ہم

کچھ اس سوز و گداز سے یہ غزل شیپور نے گایا کہ بدخشان جادو جھومنے لگی سب انیسین جلیسین ہوتقین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی بارگاہ بھر مین سناٹا تھا طیران جادو جو ستون سے بندھا کھڑا تھا کہ رہا تھا کہ اس سن مین یہ کمال بڑا طبیعت دار لڑکا ہی لیکن شیپور نے چنگ ہاتھ سے رکھکر پوچھا کہ ای ملکۂ آفاق یہ کون شخص ہی جو مجرمون کیطرح ستون سے بندھا ہوا ہی بدخشان جادو نے کہا تجھ سے کیا بیان کرون تو کیا جانے کہ یہ کون ہی اور مین کون ہون شیپور نے عرض کی کہ اگرچہ نہین جانتا ہون جب آپ بتا دینگی تو جان جاؤنگا بدخشان جادو کو اس سے محبت ہو گئی ہی دلین اسکے خدا جانے کیا کیا تمنائین بھری ہوئی ہین انیسون جلیسون کو اشارہ کیا وہ تو اٹھ اٹھکر کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پائخانے کے بہانے کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی فقرے سے اٹھکر راہی ہوئین ایک علیحدہ خیمہ تھا اُسمین جاکر قیام کیا لیکن بدخشان جادو نے تخلیہ پاکر شیپور چنگ نواز کو قریب بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا پوچھکیا پوچھتا ہی شیپور نے کہا کہ مجھے اسکی حقیقت سنیے اور اپنے حال سے آگاہ کیجیے بدخشان جادو نے کہا کہ نام اسکا طیران جادو ہی ملازم ہی خاقان روشن دل کا اور خاقان روشن دل سے اور ہمارے بادشاہ صندلان شاہ جادو سے دشمنی ہوگئی ہے خاقان شریک ہوا ہے طلسم کشا کا اسی وجہ سے ہمنے اسے گرفتار کیا ہی شیپور نے کہا کہ دشمن کو گرفتار رکھنا کونسی عقل ہے اگر کوئی چھڑا لیجاے اس سے قتل کیون نہ کرڈالا بدخشان جادو نے کہا تو نے بڑی مشکل کی بات پوچھی وجہ اسکی یہ ہی کہ یہ ساحر نہایت زبردست ہی مین اسے قتل کر نہین سکتی اور نہ یہ گرفتار ہو سکتا تھا اگر کمند جمشیدی میرے پاس نہوتی تو یہ گرفتار نہوتا اب نہ اسکا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ یہ کمند سے نکلے نہ میرا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ اسے قتل کرون کیونکہ کمند درمیان مین حائل ہی ہان کوئی غیر ساحر ہوتا سے قتل کرے شیپور نے کہا کہ پھر مین قتل کرڈالون بدخشان جادو نے کہا تجھے اختیار ہی شیپور نے کہا کہ اچھا خیر دیکھا جائیگا صبح کو قتل کیجیےگا بدخشان جادو نے کہا تم جانو یہ نکلکر تو کہین جا نہین سکتا نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی کیونکہ یہ کمند اس سے بغیر میرے حکم کے علیحدہ نہین ہو سکتی شیپور نے کہا کہ جب یہ تحفۂ طلسمی ہی تو آپ کے محکوم ہو نکلی کیا وجہ بدخشان جادو نے کہا اسمین ایک راز ہی اسے نہ پوچھو شیپور نے تیوریان چڑھائین اور کہا کہ کیا آپ مجھے دشمن جانتی ہین جو نہین بیان کرتین بدخشان جادو نے دیکھا کہ یہ رنجیدہ ہوتا ہی دل سے مرتی ہی کہا ای جان جہان تمسے مین نہین چھپاتی لیکن جب مین نے تمسے بیان کیا تو یہ بھی سنیگا شیپور نے کہا سنے گا تو کیا کر سکتا ہی صبح کو تو قتل ہو جائیگا نہ چھوٹ سکتا ہی نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی بدخشان جادو نے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے قتل کرے اور کلیجہ میرا نکالکر جمشید کی نذر دے اور اس کمند مین آس کلیجے کو ملکر جلاکر اُسی کا بخور دے تو یہ کمند اُسکے تابع ہو سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہی یہ سنکر شیپور دل مین نہایت خوش ہوا لیکن بدخشان جادو نے بیتاب ہوکر شیپور کو اپنی آغوش مین کھینچا بوسہ لینے کا قصد کیا

یہ معلوم ہوا کہ دہن کیا کھلا گویا سنڈاس کا دروازہ کھل گیا شیپور کا دماغ پھٹنے لگا کہا اے ملکہ ان ٹھنڈھی
گریسون سے کیا فائدہ کوئی لطف نہین دو ایک جام شراب کے نوش کیجیے پھر دیکھا جائیگا مین ساقی گری خوب
کرتا ہون بدخشان جادو نے کہا کہ سب سامان مہیا ہی پھر کیا عرصہ ہی شیپور اٹھکر قریب جام و صراحی
کے آیا جام بادۂ گلرنگ سے لبریز کیا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ناچتا ہوا کبھی جام سر پر رکھا کبھی شانے
پر کبھی ہاتھ پر لیلیا اسطور سے سامنے بدخشان جادو کے آیا جام پیش کیا بدخشان جادو نہایت خوش
ہی کہ ایسا معشوق طرحدار ملا کہ گانا بھی خوب جانتا ہی ساقی گری بھی اچھی کرتا ہی صورت بھی ایسی ہے کہ باید
اور شاید خوش ہو کر جام ہاتھ سے لیکر پیا اور بریزکی آواز دی شیپور نے دوسرا جام لبریز کیا اور آنکھ بچا کر نمک
سرکاری آمیز کر دیا اور پھر اسیطرح ادائین ساقی گری کی دکھاتا ہوا رنگ نشہ کا جماتا ہوا سامنے آیا جام دیا
اسیطرح کئی جام بدخشان جادو کو دیے اور اس بدمست نے بے اندیشۂ انجام پیے اب شیپور سے کہا
کہ تو بھی پی شیپور نے کہا اچھا مین بھی پیتا ہون طران یہ کرشمے دیکھ رہا تھا دلمین کہتا تھا کہ کس بلا مین پھنسے
یہ بیحیا ایسی بیسوائی کر رہی ہی اور مجھے مجبوری سے دیکھنا پڑتا ہی یہ کلانوت بچہ نہین معلوم شامت کا مارا کہان سے
آنکلا چند ہی روز مین یہ قحبہ اسے چوس لیگی لیکن شیپور نے کہا اے بدخشان جادو تو نے مجھے پہچانا بدخشان
نے کہا مین نشہ مین ایسی بیخود نہین ہوئی ہون کہ بھول جاؤن تو یار جانی محبوب جاودانی شیپور چنگ نواز ہے
شیپور نے کہا مین شیپور نہین ہون مین ملک الموت تیری جان کا ہون بدخشان جادو نے کہا معشوق جتنے ہین
سب ملک الموت ہوتے ہین شیپور نے کہا او مردار خوار تو اپنی شکل تو دیکھ مین تیرا معشوق نہین بنتا مین اپنے
گھر جاتا ہون تیری صحبت سے تنہائی صحرا بہتر یہ کہکر بھاگا بدخشان جادو اٹھکر واسطے پکڑنے کے
دوڑی بس اٹھنا تھا کہ جھونکا ہوا کا جو لگتا ہی بیہوش تھی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہوکر گری
لڑکے نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ منم قمبرنگ بن عمرو کہ گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود ی
یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچا اور بدخشان جادو کو ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ عیاذاً باللہ یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین
پر زلزلہ آگیا بارگاہ مین آگ لگ گئی خاک اڑی آندھی چلی بجلیاں چمکین آتشبازی و برفباری ہوئی بعد کچھ دیر
کے بیر ایسکے خاک اڑا کر شور مچا کر چلے گئے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بدخشان جادو بود حیف صد حیف جاندادم
و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے جو ردشتی ہوتی ہو دیکھا کہ نہ بارگاہ ہی نہ وہ انیسین جلیسین ہین لاش ایک
ڈھائی سو برس کی بڑھیا کی پڑی ہوئی ہی چہرے کا رنگ سیاہ منھ پر سیتلا کے داغ آنکھین گڑھے مین گھسی ہوئین
طران جادو کمند سے بندھا ہوا بے بس پڑا ہی شبرنگ نے جلدی سے سینہ بدخشان جادو کا چاک کیا
اور کلیجہ نکالکر کمند مین ملدیا اور کہا اے کمند علیحدہ ہو جا طران سے کمند فوراً علیحدہ ہوئی شبرنگ نے آتش
افروزی کر کے کلیجہ اسکا جلا کر کمند کو بخور دیا اور قبضے مین کیا طران جادو لپٹ گیا اور کہا اے برادر کیا کام
کیا ہی اگر آپ نہوتے تو جانبری مشکل تھی واقعی ہین کہ پروردگار نے جامہ عیاری کا آپ ہی کے جسم کے واسطے
قطع کیا تھا شبرنگ نے کہا یہ کیا عیاری تھی اب انشاء اللہ تمہارے ساتھ ہی چلتے ہین طلسم صندل
مین ہماری عیاریون کا مزا دیکھنا غرضکہ طران جادو نے بساط سحر تیار کیا اور بٹھا کر شبرنگ بن عمرو کو روانہ
ہوا اوہان بارگاہ خاقان مین صبح کا وقت ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین رستم ثانی زنگل صاحبقرانی
پر متمکن ہین اور ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے تیاری جشن ہو رہی ہے آج شام سے جشن شروع ہوگا

کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ ابر اتر کر صحن بارگاہ مین آیا دیکھا کہ طیران جادو ہی اور پہلو مین کوئی اور شخص ہی خاقان سمجھا کہ رفیق شاہزادہ رستم ثانی یہی شخص ہوگا لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دربار عالیشان ہی ایک بادشاہ جلیل القدر تخت شوکت پر متمکن ہی وزرا امرا گرد و پیش جمع ہین دنگل صاحبقرانی پر میرا آقا بھی نامدار جلوہ افروز ہی شبرنگ نے پہلے رستم ثانی کو سلام کیا پھر خاقان روشن دل کو تسلیم بجالایا اور لوگون پر عام سلام کیا رستم ثانی نے اٹھکر شبرنگ کو گلے سے لگایا طیران جادو نے تمام معرکہ دیو کا بیان کیا اور گرفتار ہونا اپنا اور عیاری شبرنگ کی اور پھر چھوٹنا ہاتھ سے بدخشان جادو کے سب بیان کیا خاقان روشندل نہایت مسرور ہوا غرضکہ شام ہوئی بارگاہ جو واسطے جشن کے آراستہ کی گئی تھی اسمین روشنی ہونے لگی خاقان روشن دل مع شاہزادہ رستم ثانی و دیگر امرائے سلطنت مع التہاب جادو وسکان فلک رفعت وغیرہ آکر مسند پر بیٹھے بلور آسمان شگاف پسر خاقان منتظم ہی اتنے مین ملکہ ناہید سمتین کی سواری آئی یہ دختر ہی خاقان روشن دل کی جیسے ہی نظر رستم ثانی کی ناہید پر پڑی دیکھا کہ ایک آفتاب مختصر نمودار ہی مگر رستم ثانی نے نگاہ نیچی کرلی کہ خاقان دوست ہی یہ اسکی بیٹی ہی اسے چشم غور سے دیکھنا ٹھیک نہین مبادا طبیعت بے ترکیب ہو جائے دل پر کسیکا اختیار نہین ہی ادھر ناہید نے جو رستم کو دیکھا کہ ایک جوان معقول وحسین ہی محبت نے رستم کی اسکے دلمین گھر کیا مگر کسی اور طرح کا لگاؤ طبیعت مین نہین آیا کیونکہ انتہا کی باعصمت و عزت ہی اسنے بھی آنکھ اپنی نیچی کرلی خاقان نے دختر کو گلے سے لگایا پاس اپنے بٹھایا رستم ثانی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ انھین سلام کرو ناہید جھک کر تسلیم بجالائی رستم ثانی نے دعا دی خاقان نے بیٹھنے کی اجازت دی ناہید سلام کرکے بیٹھ گئی اب ایک پہلو مین شاہزادہ رستم ثانی کے خاقان روشن دل ہی بعد اسکے ناہید سمتین ہی دوسرے پہلو مین بلور آسمان شگاف پسر خاقان ہی کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ محروق جادو حاضر ہین اور امیدوار باریابی ہین خاقان نے دو چار ساحرون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا مثل التہاب جادو وغیرہ کے یہ سب گئے اور محروق جادو کو لائے محروق نے خاقان کو سلام کیا رستم ثانی کی قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے خبر آئی ملکہ سردابہ جادو دختر حقماق جادو کی ہوئی خاقان نے سکان فلک رفعت کو برائے استقبال بھیجا سکان بھی وزیر اعظم خاقان ہے اور حقماق جادو وزیر صندلان شاہ ہی دونون ہمرتبہ ہین سکان گئے اور حقماق جادو و سردابہ جادو کو استقبال کرکے لائے اور جائے مناسب پر بٹھایا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی اب محفل عیش گرم ہوئی صحبت رقص و غنا شروع ہوئی غرضکہ یہ جلسہ قریب صبح تمام ہوا دن کو سبنے استراحت کی رات کو پھر جلسہ شروع ہوا انکو تو اسی ہنگامہ عیش و عشرت مین چھوڑیے

لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ صنم بادلہ پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسنے خبر قتل رستم ثانی کی سنکر اپنی حالت تباہ کی تھی اور راز عشق ملکہ نوبہار گوہر پوش پر ظاہر ہوگیا تھا یہ باتون سے پاؤن باندھکر بیٹھی تھی جہان صنم بادلہ پوش اٹھنے کا قصد کرتی تھی ساتھ ہی نوبہار گوہر پوش بھی اٹھتی تھی لیکن ملکہ اپنی جان سے تنگ تھی دل مین کہتی تھی کہ پروردگارا تو خبر بد اس شہریار عالیوقار کی مجھے نہ سنانا ہائے کیا بے بسی ہی کہ جان بھی نہین دیسکتی ہر بار کہتی ہے کہ باجی جان

جب مجھے مرنا ہر طرح منظور ہی تو آپ کبتک میری نگہبانی کیجیے گا یہانتک کہ جب قریب شام بعد مرنے
مینائے جادو کے راز فاش ہوا اور خبر مشتہر ہوئی کہ طلسم کشا کو وزیر خاقان روشن دل نکال لیگیا
اور بالعوض اُسکے مینائے جادو قتل ہوئی اُسوقت صنم بادلہ پوش نے سجدۂ شکر کیا نوبہار گوہر پوش
بھی پاس سے صنم بادلہ پوش کے اُٹھی صنم بادلہ پوش قدمون سے لپٹ گئی کہ باجی امان اس راز
کو اپنے ہی تک رکھیے گا ایسا نہو یہ خبر والد ماجد تک پہونچ جائے تو قیامت برپا ہو نوبہار گوہر پوش
نے کہا کہ چھوکری کیا مجھے تو اپنا دشمن جانتی ہی لیکن حسب اتفاق دنیا مین ہر شخص کے دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین ایک سوتیلی بہن صنم بادلہ پوش کی کہ نام اُسکا ملکہ اختر ماہ اندام تھا اس راز سے آگاہ ہوگئی
جلیسے ہی صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا اسنے ایک گوشے مین بیٹھکر رونا شروع کیا صندلان
شاہ نے جو دختر کو روتے دیکھا دل بیچین ہوگیا سبب گریہ پوچھا اختر ماہ اندام اور زار و قطار رونے لگی
صندلان شاہ نے گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند آخر کچھ بیان تو کر اختر ماہ اندام نے کہا کیا بیان کرون
مین دیکھتی ہون کہ گھر کے چراغ سے آگ لگا چاہتی ہی جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو ہی جائیگا مین کیون بیان
کرکے اپنے سر بدنامی لون لوگون کو دشمن بناؤن صندلان شاہ نے کہا کوئی دشمن ہوگا تو تیرا کیا
کریگا تو بیان کر ماہ اندام نے سارا حال پوست کندہ ملکہ صنم بادلہ پوش کا عشق رستم ثانی
کے ساتھ بیان کردیا بس یہ سننا تھا کہ آتش غضب برافروختہ ہوئی اور وہان سے اُٹھکر سیدھا باغ ملکہ مین
آیا دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہاتھون مین مہندی مل رہی ہی صنم بادلہ پوش نے جو وقت سے سنا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی
زندہ ہین دلمین اپنے خوشی کی تھی ظاہری سامان بسبب خوف دشمنان کے کسیطرح کا نہین کیا تھا بس یہ دیکھتے
ہی صندلان شاہ نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ جو ہمارا دشمن جانی ہوا ُسے
تو دل سے دوست رکھتی ہی کچھ اپنی اور ہماری رسوائی کا خیال نہین خیر دیکھ تو کیسی سزا سے معقول
دیتا ہون۔ یہ کہکر رسن سحر سے مشکین صنم بادلہ پوش کی باندھین اور کھینچتا ہوا لیچلا یہ خبر مادر ملکہ کو
ہوئی وہ روتی پیٹتی دوڑی ادھر نوبہار گوہر پوش کلیجا تھامے ہوے آئی کہ بڑا غضب ہوا
رسوائی بھی ہوئی اور جان بھی اسکی مفت گئی لیکن صندلان شاہ نے کسی کی سماعت نہ کی ہرچند مادر
ملکہ کہا کی کہ میری لڑکی ایسی نہین ہی دشمنون نے تہمت رکھی ہی لیکن اختر ماہ اندام نے ایسا بھر دیا
تھا کہ بادشاہ کو کسی کے کہنے کا یقین نہوا سب روتے پیٹتے رہگئے اور صندلان شاہ صنم بادلہ پوش
کو لیے ہوے ایوان شاہی مین آیا اور سیلان خونریز جادو کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد میدان
خونی تیار کروا اور اس ننگ خاندان کو قتل کرو خبردار عرصہ نکرنا مین تینون حکمون کا ایک حکم دیتا
ہون کیونکہ شاید الفت پدری جوش کرے اور مجھے حال پر اُسکے رحم آجائے تو غضب ہوگا زندہ
رہنا اسکا بہتر نہین ہی بادشاہ کے گھر کی بات اور بادشاہ بھی اتنا بڑا آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین
پھیل گئی کہ شاہزادی جرم عشق پر قتل ہوتی ہی کوئی تو حال پر ملکہ کے افسوس کرتا تھا کوئی کہتا تھا
کہ یہ ابتدائے شباب یہ حسن قاتل کا ہاتھ کیونکر اُٹھیگا کوئی کہتا تھا کہ ایسی ننگ خاندان کا مرنا ہی
بہتر ہی الغرض یہان تو ہلچل مچی ہوئی ہی تمام طلسم مین تہلکہ پڑا ہی ہر شخص افسوس و حسرت کے
کلمات زبان پر لاتا ہے اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی۔

لیکن اب چند کلمے نامہ دار شہنشاہ خاقان روشن دل کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ نامہ لیے ہوے پاس **سعید سالک** کے آیا سلام کیا **سعید سالک** سجادۂ عبادت پر بیٹھے تھے کہ **الکن جادو** نامہ لیے ہوے پہونچا سلام کیا نامہ دیا **سعید سالک** نے کہا بادشاہ کا مزاج تو اچھا ہی خیریت سے ہین **الکن جادو** نے عرض کی کہ حضور ہان آپکی دعا سے خیریت ہی **سعید سالک** نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ آپکو مین اپنا بزرگ جانتا ہون لہذا از راہ شفقت قدیمانہ میرے حال پر ہمیشہ نظر توجہ چاہیے فی الحال شاہزادہ **رستم ثانی** زینت بارگاہ سلیمانی حضور نے بھی سنا ہوگا کہ داخل طلسم **صندل** ہوے تھے بالفعل میرے یہان مہمان ہین لہذا امیدوار ہون کہ قبل مین جو حضور مجھے تلقین دین اسلام فرمایا کرتے تھے لہذا وقت اُسکا قریب آپہونچا جوقت شاہزادہ زمان طلسم پر فتحیاب ہوگئے اُسوقت مین دین خدا پرستی اختیار کرونگا اسوقت یہ غرض درپیش ہی کہ ملکہ **صنم بادلہ پوش** دختر ملک **صندلان شاہ** معشوقہ شاہزادہ **رستم ثانی** ہے اگر اُسکا راز عشق افشا ہوجاے یا کسی طرح کی افتاد اُسپر پڑے تو اُمیدوار ہون کہ آپ بہت خیال رکھیے گا اور اگر مناسب و ممکن ہو تو اُسے قبضہ مین کرکے طلسم **صندل** کی سکونت کو ترک کرکے میرے ملک مین تشریف لے آئیے **سعید سالک** نامہ پڑھکر بہت ہنسے اور **الکن جادو** کو جواب نامہ شوق کا تحریر کرکے دیا کہ تم اطمینان رکھو تم بھی میرے بجاے فرزند کے ہو اور **صنم بادلہ پوش** بھی آج سے بجاے دختر ہی اگر چاہا پروردگار نے تو مین اُسے لیکر بہت جلد آتا ہون **الکن جادو** تو جواب نامہ کا لیکر اُس طرف روانہ ہوا اور **سعید سالک** نے ایک پتلہ کاغذ کا کترا اور اُسپر کچھ نقش لکھا کہ وہ پتلہ اُڑکر نظرون سے غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے **سعید سالک** نے بوریا بدھنا سمیٹا اور طرف شہر **خاقانیہ** کے روانہ ہوے کہ اُنکا بھی ذکر وقت پر کیا جائیگا

لیکن پھر اب حال طلسم صندل کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جوقت میدان خونی تیار ہوچکا **سیلان خونریز** قید ملکہ **صنم بادلہ پوش** کی لیے ہوے میدان خونی مین آیا اور ہاتھ تلوار کا سر **صنم بادلہ پوش** پر مارا کہ گردن کٹ کر علیحدہ ہوئی بس گردن کا کٹنا تھا کہ فوارہ خون کا نکلا ایک شعلہ جوالہ نبکر سر **سیلان خونریز** پر گرا کہ **سیلان** جلکر خاک ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من **سیلان جادو** بود حیف مردیم وجاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ دیکھنا تھا کہ سب متحیر ہوے کیونکہ ملکہ علم سحر و ساحری مطلق نہ جانتی تھی پھر کیا وجہ کہ خون ملکہ کا شعلہ نبکر گرا اور قاتل کو جلاکر خاک کردیا کوئی تو کہتا تھا کہ یہ خون ناحق تھا ملکہ ہرگز خطاوار نہ تھی کسی نے کہا کہ اس طلسم مین خونریزی کی سخت ممانعت تھی بادشاہ نے یہ ظلم روا رکھا یہ سبب ہی کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا سب اپنی اپنی راے کے موافق بیان کرتے تھے لیکن **معلم کتا بدار** نے کتاب زردشتی دیکھکر بیان کیا کہ ای بادشاہ **صنم بادلہ پوش** قتل نہین ہوئی یہ کرشمہ **سعید سالک** کا تھا وہ **صنم بادلہ پوش** کو لیکر طلسم سے نکل گئے اور یہ پتلہ نقلی تھا جو قتل ہوا اور یہ کرامات بھی اُنھین کی تھی کہ خون شعلہ نبکر نکلا اور قاتل کو جلاکر خاک کردیا بادشاہ نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ یہی علامت بربادی طلسم کی ہے کہ **سعید سالک** ایسا شخص شریک طلسم کشا ہوا خیر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے نہایت محزون و دردناک تغافل کیسے پھر لیکن جوقت خبر قتل **صنم بادلہ پوش** اندر محل کے پہونچی مادر ملکہ نے خنجر

کھینچا آپ کو ہلاک کیا چاہتی تھی لوگ لپٹے ہوے تھے ہاتھ پکڑ لیا تھا اِدھر ملکہ **نوبہار گوہر پوش** اُنکو ہلاک
کیے ڈالتی تھی ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا تلاطم تھا ملکہ کی ہان نے چوڑیاں توڑ ڈالی تھین کہ ایکبار خبر پہونچی کہ ملکہ
قتل ہوگئی مگر **معلم کتابدار** کہتے ہین کہ ملکہ کو **سعید سالک** لیکر شہر **خاقانیہ** چلے گئے تصویر نقلی قتل ہوئی
ملکہ حفاظت سے ہے **نوبہار گوہر پوش** کو یقین نہین آتا اِدھر مادر ملکہ کہتی ہے کہ تم لوگ یہ سب باتین میری
تسلی کیواسطے کہتے ہو بھلا **سعید سالک** کو کیا غرض تھی کہ وہ میری بچی کو بچلیتے اور بادشاہ کو اپنا دشمن بناتے
اتنے مین **صندلان شاہ** اندر محل کے داخل ہوا یہ حالت زوجہ اور دختر کی دیکھکر محبت پدری نے جوش
مارا خود بھی **صنم بادلہ پوش** کو یاد کرکے رونے لگا مادر ملکہ نے کہا اے بادشاہ نکل جا اِسوقت محل سے
ورنہ مین اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی تو باپ کا ہیکو ٹھہرا اولاد کا قاتل دشمن جان بٹھہرا ایک کو توقتل
کیا اب دوسری پر بھی کوئی تہمت لگائیگا **صندلان شاہ** نے کہا اے ملکہ **صنم بادلہ پوش** زندہ ہے تمھاری
جان کی قسم قتل نہین ہوئی **سعید سالک** اُسکو لیکر طلسم سے نکل گئے غرضکہ بمشکل تمام ملکہ کو یقین آیا
اُسپر یہ جواب دیا کہ اگرچہ وہ زندہ ہے خدا اُسکو زندہ رکھے لیکن تم تو اُسے قتل کر چکے تھے وہ اپنی زندگی سے
بچگئی رسوائی بھی ہوئی اور اب اُسی شخص کے پاس پہونچ گئی جس سے بدنام کیا تھا اب کہو کیسی رسوائی ہوئی
مانا کہ **طلسم کشا** پر عاشق بھی تھی تو کوئی جانتا تو نہ تھا یون اپنے ہاتھ سے رسوائی کی غرضکہ ملکہ کو صبر آیا **نوبہار**
گوہر پوش کو بھی اطمینان ہوا بادشاہ ایوان شاہی مین آیا تخت حکومت پر بیٹھا ناظمان طلسم کو پروانے اس
مضمون کے روانہ ہوے کہ اپنی اپنی سرحد سے نہایت ہوشیار رہنا کیونکہ **خاقان روشن دل طلسم کشا**
کا شریک ہوگیا ہے علاوہ اِسکے لوح بھی **طلسم کشا** کے پاس ہے جہانتک ہوسکے مکر و فریب سے کام لینا
اِسکو تو اس کیفیت مین چھوڑا جاتا ہے۔

لیکن اب پھر داستان عشرت بیان جلسۂ خاقان روشن دل کی بیان کیجاتی ہے

کہ اب تیسرا روز جلسے کا ہے آج بڑی تیاری ہورہی ہے ناگاہ وہ وقت آیا کہ سبزہ زار گردون مین خیمہ لیلائے شب
برپا ہوا اور چراغان کواکب کی روشنی ہر طرف پھیلی مشعل ماہ روشن ہوئی کہکشان نے لطف سرو چراغان دکھایا گلستان
شب بہار پر آیا یہان تمام شہر مین **خاقان شاہ** نے چراغان کروایا ہے شہر کو آئینہ بند کیا ہے ہر گلی و کوچے مین میلا ہے
سر بازار مین جا بجا مجمگیرے کھچے ہوے ہین ناچ ہورہا ہے اول شاہزادہ **رستم ثانی** کو سوار کیا خود بھی مع امرائے
سلطنت سوار ہوکر ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا کہین دیکھا کہ اندر سبھا کا ناچ ہورہا ہے زنان حور خصال پری
جمال روپ پریون کا بھرے ہوے ناز و انداز دکھا رہی ہین دل دیکھنے والون کا لبھا رہی ہین پرستان کا
سمان معلوم ہوتا ہے کسی جگہ سیر اہی کہین طوائفون کا جھرمٹ ہے کسی مقام پر کشمیری بھانڈ لطف دکھا رہے ہین
انواع و اقسام کی نقلین کرکے ہنسا رہے ہین دو رستہ دوکانین لگی ہوئی ہین کھلونے مٹھائی با فراط بک رہے
ہین خریدار ٹوٹے پڑتے ہین کہین سا قنون تنبولنون کی دوکانون پر جو انون کے مجمع ہین جگت بازیان
ہو رہی ہین غرضکہ پہر دن سے دو پہر رات تو شہر کا لطف دیکھنے مین گذری جب زلف لیلائے شب کمر تک
پہونچی سیر سے فراغت ہوئی **خاقان روشن دل** مع شہزادہ **رستم ثانی** و دیگر ساحران ہمی
دگرامی پلٹ کر خیمہ مین تشریف لائے خاصہ تناول فرمایا بعد اس کے بارگاہ مین تشریف لائے
ساقیان سیمین ساق جام بلورین و صراحی مرصع کار لیے ہوے منتظر تھے جام بر پز کر کر کے

پیش کرنا شروع کیے آواز ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جو وقت دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے
خاقان نے طائفون کو حکم دیا مجرے ہونے لگے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی **غزل**

دل ہی مین نہین سوز ٹپکتا ہی جگر بھی
کہتی ہی خموشی کہ کوئی داد اِدھر بھی
لو یہ اثر سوز محبت کا بڑھا ہے
مشعل زر گل ہاتھ مین ہو زاد سفر بھی
ہو جاتا ہی یہ راز خموشی ہی مین ظاہر
اسپر یہ قیامت کہ لگاوٹ کی نظر بھی
اللہ ری جنون خیز ہوا موسم گل کی
خاموش ہم ہونگے جو کٹجائیگا سر بھی
وہ پوچھتے ہین حال چڑھا ہوے تیوری
جاتے ہین جدھر وہ کھنچی جاتی ہی نظر بھی

ہی ایک ہی چھالا کہ اُدھر بھی ہی اِدھر بھی
رسوائیون کا گھر ہی محبت کا اثر بھی
گرم اشک بہانے ہین مرے دیدۂ تر بھی
کیا اور جو پروانو کے جل بجھنے کا غم ہو
گویا کہ زبان رکھتی ہی الفت کی نظر بھی
اتنی جو نزاکت تھی تو جلا دیتے کیون
ہر جھونکے مین اُڑ جاتے ہین کترے ہوے پر بھی
کیون بزم مین تم دیکھ کے خاموش کھڑے ہو
کہتے نہین بنتا ہی کہ الفت بھی ہی ڈر بھی
ای آرزو حسن لطف کی جائیگی بنا الفت

کچھ شوق تو کچھ دلکو ہی سفاک کا ڈر بھی
رنگ اُڑتا ہی چہرے کا تو اُڑتی ہی خبر بھی
یون سیر گہ دیر مین آئے تو ہی کچھ لطف
افسردہ ہوئی جاتی ہی کچھ شمع سحر بھی
دلکش ہی یونہی حسن خداداد تو نکلا
دیکھو تو کلائی بھی لچکتی ہی کمر بھی
اُس بزم مین اور شمع صفت چرب زبانی
ای کاش یہی کہدو کہ جلدی کہین مر بھی
کچھ میل طبیعت ہی تو کچھ حسن کشش ہی
غافل نہین اِن شام کی دیکھی ہی سحر بھی

تا گاہ بزم انجمن مین اتری نظر آئی چراغان ماہ تابان پر اُداسی چھائی لیلی شب نے اپنا خیمہ سیاہ اُکھاڑا اپنا و بگاڑا جو رات بھر
کے جاگے ہوے تھے بستر خواب پر آئے دن کو شب سمجھکر سو رہے وہ جلسہ برہم ہوا غرضکہ ایک روز سب نے آرام لیا
اب دوسرا دن ہوا کہ **خاقان روشن دل** آکر تخت حکومت پر بیٹھا امراے سلطنت آآکر اپنے اپنے منصب کے
موافق جاے مناسب و معین پر بیٹھنے لگے شاہزادہ **رستم ثانی زنگل صاحبقرانی** پر جلوہ افروز ہین داہنی جانب
چماق جادو بائین طرف **محروق جادو** دوسرا بہ جادو ہین تخت **خاقان** کے چارون پاؤن پر **سکان
فلک رفعت التہاب جادو و افتاب جادو** یہ سب حاضر ہین اور بہت سے ساحران نامی و گرامی
کا مجمع ہی کہ انشاء اللہ نام انکے بروقت ضرورت لکھے جاینگے شاہزادہ **رستم ثانی** نے فرمایا کہ ای **خاقان** بس
مہمانی ہو چکی اب مین جس کام کے لیے آیا ہون مجھے وہان جانے دو **خاقان** نے عرض کی کہ بالفعل ساعتین
اچھی نہین ہین آپ ایک دو روز توقف فرمائین **رستم ثانی** نے کہا کہ اگر ساعتین اچھی بری ہین تو تمہارے
واسطے میرے لیے سب ساعتین برابر ہین **خاقان** نے عرض کی کہ مین حضور کو روک تو سکتا نہین لیکن بالتجا
عرض کرتا ہون کہ ایک دو روز اور قیام فرمائیے **رستم ثانی** نے کہا کہ دو تین روز تو اب نہ ٹھہرونگا مگر تمہاری
خاطر سے آجکے روز سفر اپنا مین نے ملتوی کیا ہنوز یہی باتین تھین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ **سیلان
خونریز جادو** فرستادۂ **ملک صندلان شاہ** حاضر ہی **خاقان روشن دل** نے کہا بلا لو **سیلان
خونریز** اندر بارگاہ کے آیا دیکھا **رستم ثانی** نے کہ بہت بڑے قد کا جوان ہی جھولی زرہ بفتی لگی ہوئی
اسمین سامان سحر مہیا اژدر آتشین کو باہر چھوڑا آپ اندر آیا پہلے **خاقان** کو سلام کیا بعد اسکے نامہ
صندلان شاہ کا دیا خاقان نے پڑھا تحریر تھا کہ ای **خاقان** تمنے شرکت **طلسم کشائی** کی
اور کچھ پاس برادری و ہم مذہبی نہ کیا تم اتنی بات پر بھولے ہو کہ اسکے پاس لوح ہی کیا حقیقت ہی لوح
کی اول تو جب چاہون لوح اگر چھین لیجاؤن دوسرے یہ کہ بہت سے مرحلے ایسے پڑینگے جہان لوح
بیکار پڑ جائیگی ہم کیا نادان تھے کہ لوح کو جانتے تھے اور طلسم کا بندوبست نہ کرتے اسی خیال سے کہ مبادا

لوح کسی کے ہاتھ آگئی تو چند آفتین ہمنے ایسی بنا رکر رکھی ہی کہ جہان لوح کچھ کام نہین دیسکتی جو فت طلسم کشا
بیابان آفات تک پہونچیگا اُسوقت حال لوح کا معلوم ہو جائیگا اور ای خاقان مجھے خوب پہچانتے ہو اور نہ پہچانتے
ہو تو پہچان لو کہ اگر مجھے غصہ آگیا تو تمام شہر خاقانیہ کو درہم برہم کر دونگا خاقان نامہ دیکھکر غصے مین آیا لیکن
ضبط کیا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ ای صندلان شاہ بیشک مین طلسم کشا کا شریک ہوا ہون اُسکے مذہب کو
برحق جانتا ہون اور معاملات دین مین برادری کا خیال نہین کیا جاتا ہی لہذا تمکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اگر تم
بھی اس دین کو ترک کرو اور دین خدا پرستی اختیار کرو تو بہتر ہی طلسم کشا تمسے متعرض نہوگا تمھارا ملک
تمکو بخشیگا بلکہ اور ملک عطا کریگا اور اگر نہ مانوگے تو بیشک مین پورے طور سے شرکت طلسم کشا کی کرونگا
اور تمھارا جس طرح جی چاہے مجھ سے سمجھ لو مین کسیطرح تمسے باہر نہین ہون یہ نامہ لکھکر سیلان خونریز کو دیا
سیلان خونریز جادو نے نامہ لیکر دیکھا اور نامہ کو چاک کر ڈالا اور کہا کہ تمھارا ابھی یہ منھ ہی کہ ہمارے
بادشاہ سے مقابلہ کروگے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالکر خاقان پر مارا رستم ثانی نے جو یہ کیفیت
دیکھی لوح کا پرتو ڈالا گولہ ٹوٹ زمین پر گرا کھینچکر تلوار سر پر آپہونچے کہ او ملعون ایلچی ہوکر آیا ہی اور یہ سرکشی دکھاتا
ہی سیلان خونریز نے کمند سحر رستم پر ماری کہ سارے فساد تیرے ہین تجھی کو نہ پکڑ لیجاؤن رستم ثانی نے
لوح کا عکس ڈالکر حلقہائے کمند کو تیغ سے قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سیلان خونریز کے دو ٹکڑے ہوئے لاش
اُسکی زمین پر گری رستم ثانی نے لاش اُسکی لشکر مین سیلان کے بھجوادی وہ سب لاش لیے ہوئے
روتے پیٹتے طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوے یہان بعد روانہ ہونے لاش کے دروانہ
بارگاہ سے آکر چوبدار نے عرض کی کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہی جسے ہم نہین جانتے وہ بیان کرتا ہے
کہ مین فرستادہ سعید سالک ہون خاقان نے کہا بلالو ایک شخص سامنے سے آیا اور نامہ ہاتھ
مین خاقان کے دیا خاقان نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ اے فرزند خاقان روشن دل مین
صنم بادلہ پوش کو لے آیا لیکن مین ایک مرد فقیر ہون میرے پاس اتنا سامان کہان کہ اُس
شاہزادی کی سواری لیکر آؤن مین صحرائے خاقانیہ مین مقیم ہون یہ نامہ پڑھکر خاقان روشن
دل نے رستم ثانی کو دیا رستم ثانی نے نامہ پڑھا غرضکہ خود رستم ثانی اور خاقان روشن دل
وملکہ سرداب جادو و دختر ملک اُرق جادو وغیرہ سب شہر سے نکلکر صحرائے ملک خاقانیہ مین
پہونچے دیکھا کہ سعید سالک ایک کنوئین کی جگت پر سجادہ بچھائے بیٹھے ہین اور ایک برقع پوش
پاس بیٹھی ہی سواری خاقان روشن دل کے ہمراہ تھی ملکہ ناہید سیمتن نے آتے ہی ملکہ صنم
بادلہ پوش کو محافہ مین سوار کیا خاقان نے سعید سالک کی ملازمت حاصل کی سعید سالک
نے رستم ثانی کے ہاتھ آنکھوںسے لگائے سب ملکر شہر خاقانیہ مین آئے ناہید سیمتن ملکہ کو اپنے باغ مین لائی
تخلیہ گاہ آراستہ ہوئی شاہزادہ رستم ثانی کا بھی دل بیتاب ہی مگر لحاظ خاقان سے کچھ کہہ نہین سکتے سرداب
جادو آئی اور چپکے سے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی درد سر کی شکایت ہی آپکو
مناسب ہی کہ چلکر دیکھ آیئے رستم ثانی نے کہا ای سرداب کیا میرا جی نہین چاہتا ہی کہ ملکہ کو دیکھون
مگر ایک بے شرمی کی بات ہی مکان غیر مین دختر خاقان کی ہی پھر مین کیونکر جا سکتا ہون جبتک کہ
خاقان خود نہ کہے سرداب جادو نے جاکر یہ حال ناہید سیمتن سے کہا ناہید نے کہا مین تدبیر کرتی ہون اور

اور اپنی ایک کنیز کے ہاتھ پاس خاقان روشن دل کے کہلا بھیجا کہ صنم بادلہ پوش کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی اگر مناسب جانیے تو شاہزادہ رستم ثانی کو پاس ملکہ کے بھیجدیجیے وہی آ نکے مسیحا ہین جیسا مناسب سمجھین گے علاج کرینگے کنیز نے آکر چپکے سے کان مین خاقان روشن دل کے کہا خاقان کو بھی خیال ہوا کہ واقع مین ایک دوسرے کا عاشق اور پھر جدائی مین کیونکر دلون کو قرار آئے اور اپنی دختر نیک اختر سے نہایت خوش ہوے کہ واقع مین یہ نہایت تسلیم الطبع دور اندیش ہی شاہزادہ رستم ثانی سے فرمایا کہ آپ باغ مین تشریف لیجائین سُنا ہی کہ کچھ طبیعت ملکہ کے دشمنون کی ناساز ہوگئی ہی رستم ثانی تو بہانہ ڈھونڈھی رہتے تھے اُسیوقت اُٹھے سرو ایہ جادو کے ساتھ ہی باغ مین تشریف لائے جسوقت اُس قصر مین پہونچے کہ جہان ملکہ تھی اور نظر ملکہ کی رستم ثانی پر پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی عاشق و معشوق باہم ہوے گلے اور شکوون کے دروازے کھل گئے اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی بعد اسکے لپٹ کر خوب روئے غرض کتا دیر صحبت رہی اب رستم ثانی نے کہا کہ ای ملکہ میرا قصد ہی کہ پہلے شہر زخشانیہ مین جاؤن بعد اُسکے طرف شہر نبایتہ کا قصد کرون تم اگر میرے ساتھ چلنا قبول کرو تو ساتھ رہو اور اگر یہین رہنا قبول کرو تو یہان رہو ملکہ نے کہا مین کنیز ہون جہان آپ مناسب جانین لیکن جی تو یہی چاہتا ہی کہ ہمراہ آپ کے رہین اتنا تو ہوگا کہ کبھی کبھی دیکھ لیا کرینگے رستم ثانی نے کہا ای ملکہ میرے ساتھ مین ہر طرح کی افتادین ہین مین مرحلہ جات طلسمی شکست کرتا ہوا جاؤنگا ہر وقت دشمنون کا سامنا تھارا مقدمہ نازک نہین معلوم کیسی بنے کیسی نہ بنے لہذا میرے نزدیک تمھارا یہین رہنا مناسب ہی ملکہ رونے لگی اور کہا دوہا پیتم پیت لگا کے دور دیس مت جاؤ + بسو ہماری نگری ہم مانگین تم کھاؤ + کیون صاحب شرط محبت یہی ہی کہ ہم تو آپ کیواسطے رسوائے عالم ہون گھر چھوڑین بار چھوڑین دوستون کو دشمن بنائین آپکی یہ حالت ہی کہ کچھ پروا نہین سچ ہی آپ کو کیون پروا ہونے لگی آپ جہان جائیے گا آپ کے چاہنے والے ملجائین گے یہ ہمارے ہی واسطے ہی کہ مرنا اور پھرنا تمھین سے مطلب ہی بموجب شعر تمھین لحد مین اُتارو تمھین پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + کبھی رکھائی کی ادا دیکھا یون کہتی تھی دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے + نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریے کوے + رستم ثانی کا بھی دل بھر آیا بہت روئے اور ملکہ کو گلے سے لگا کر سمجھایا کہ ای باعث بیقراری دل اسوقت کی راحت سے آیندہ تکلیف ہی اور اسکی تکلیف اُٹھانے مین تا حیات راحت ہی چندے صبر کرو کہ مین طلسم فتح کرلون اور تمکو لیکر اپنے لشکر مین جاکر اپنے عزیزون سے ملون اُسوقت امیر ثانی خود عقد پڑھین گے پھر ہم تم راحت سے زندگی بسر کرینگے آج کا عقد کرلینا اچھا نہین ایک تو اپنے عزیز طعنہ زن ہونگے پھر ایک نئی حکایت ہوگی کہ ہمین نہ شریک کیا الحاصل رستم ثانی نے ملکہ کو سمجھا بوجھا کر ناہید سیمتن کی سپردگی مین دیکر باہر آئے خاقان روشن دل سے کہا کہ اب میرا جی چاہتا ہی کہ پہلے اپنے لشکر مین جاؤن کہ سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی وغیرہ بہت پریشان ہونگے بعد اُسکے سنا ہی کہ شہر زخشانہ سے آگے ملک نبایتہ ملتا ہی اور وہ مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہے لہذا جلد جاکر اُسے بھی شکست کرون خاقان روشن دل نے کہا حضور کو اختیار ہی اور بلور آسمان شگاف نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ تم اپنا لشکر لیکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو بلور نے اُسیوقت حکم تیاری دیا اور پانچ لاکھ ساحران ہمراہی کی جمعیت سے تیار رہا رستم ثانی نے بلور کو لشکر ساحران کا بادشاہ کیا چقماق جادو اور سرو ایہ جادو

کو عہدۂ وزارت دیا اور سعید سالک سے فرمایا کہ ملکہ کو آپکی نگہبانی مین دیتا ہون یہ فرمایکر داخل باغ ہوے ناہید سیمتن نے امام ضامن باندھا صنم بادلہ پوش نے بھی امام ضامن باندھا گلے لپٹ کر رونے لگی کہ ہمین بھول نہ جائیے گا جلد خبر لیجیے گا رستم ثانی کا بھی دل بھر آیا اور یہ اشعار زبان پر لائے اشعار

جان سے یا تو اپنی جائینگے
مگر امید حق سے رکھنا تم

یا خدا لائیگا تو آئینگے
ہی تمھارا تو کبریا حافظ

کیا بتائین جو اس اپنے ہین گم
لو بس اب جاتے ہین خدا حافظ

یہ کلمات حسرت آیات غیرون کے دل ٹکڑے کیے دیتے تھے پاس سے اُس محبوب جانی کے اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا جب قصد بھی کرتے تھے ملکہ دامن پکڑ لیتی تھی غرضکہ بہت سی تسلی و تشفی کر کے ملکہ کا ہاتھ ناہید سیمتن کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ ای ناہید یہ تمھارے حوالے ہین دل انکا مضمحل ہو رہا ہی اپنے عزیزون سے چھٹی ہوئی ہین سن بہی ذرا دلجوئی کا خیال رکھنا ناہید نے عرض کی کہ ای شہریار سوا اسکے کہ آپ کو تو ہر وقت نہین نہین دکھا سکتی علاوہ اسکے مثل کنیزون کے ہر طرح سے راحت دونگی تکلیف کسی طرح کی ہونے پائیگی غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی باغ سے نکلکر چلے مگر حالت یہ تھی کہ شعر لاکھ اٹھتے ہین ہم اپنے دل کو سمجھاتے ہوے ٭ پاؤن اُس در سے نہین اُٹھتا اِدھر آتے ہوے ٭ جسوقت اپنے لشکر مین پہونچے سب کو تیار پایا شاہزادہ رستم ثانی پشت مرکب پر بیٹھے لوح گلے مین ڈالی خاقان روشن دل سرحد شہر خاقانیہ تک پہونچانے آیا بعد اُسکے رستم ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار انشاءاللہ مین وقت ضرورت پر حاضر ہوا کرونگا اور ہر وقت میرا ہمراہ رکاب رہنا بھی مناسب نہین ہے غرضکہ خاقان رخصت ہوا اور رستم ثانی باشکوہ وشان صاحبقرانی شہر خاقانیہ سے کوچ کر کے طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے بعد طی مراحل وقطع منازل جسوقت قریب شہر رخشانیہ کے پہونچے یہ خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی کو ہوئی یہ دونون بادشاہ برائے استقبال روانہ ہوے صحرا مین آکر ملاقات ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شکوہ وشان سے تشریف لاتے ہین کہ پشت پر پانچ لاکھ ساحر ہین تخت پر فرزند خاقان روشن دل ملک بلور آسمان شگاف چقماق جادو محروق جادو و سروابہ جادو بعہدۂ وزارت آگے آگے مرکب پر وہ شہسوار عرصۂ دلاوری ہے سلیمان شاہ نے قدمبوسی حاصل کی اور داخلہ رستم ثانی کا قلعۂ رخشانیہ مین ہوا تین روز رستم ثانی نے یہان قیام کیا بعد اُسکے قلعۂ رخشانیہ مین اسفندیار صحرائی و سروابہ جادو کو چھوڑا کہ حفاظت وانتظام ملک مین مصروف رہین اور آپ مع فوج ساحران طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوے جسوقت قریب شہر کے پہونچے اور خبر نبات جادو کو ہوئی نہایت مضطر ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ تو متردد و متفکر ہی لیکن شاہزادہ رستم ثانی جسوقت شہر سرحد نباتیہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک دیوار مثل سدِ سکندری کے کھینچی ہوئی ہی کہ گذر دشوار ہی دروازہ کہین معلوم نہین ہوتا اُسیوقت حکم دیا بیلدارون کو کہ کھود ڈالو اس دیوار کو چقماق جادو نے عرض کی کہ ای شہریار یہ دیوار نہ کھدیگی یہ دیوار طلسمی ہی شاید لوح کام دے جاے ورنہ یون ٹوٹنا اس دیوار کا ناممکن ہی رستم ثانی نے لوح کا عکس ڈالا مطلق اثر نہوا اُسوقت غصہ مین آکر جھپٹ کر کئی گرز مارے لیکن دیوار پر مطلق اثر نہوا بلور آسمان شگاف نے عرض کی کہ آچکے روز یہین بارگاہ برپا کیجیے کل کوئی تدبیر کیجائیگی رستم ثانی نے منظور کیا اور صحراے نباتیہ مین خیمہ برپا کیا لیکن اتنا

گذارش کرنا رہگیا تھا کہ چلتے وقت خاقان نے ایک بارگاہ اپنے فرزند کے ساتھ کر دی ہے کہ نام اس بارگاہ
کا انسون حصار ہے کہ کسی دوسرے ساحر کا سحر یہان کام نہین کر سکتا اگر کوئی ساحر چاہے کہ ہم غیر ساحر کو بھی بارگاہ
کے اندر آکر گرفتار کر لیجائین تو ممکن نہین غرضکہ بارگاہ برپا ہوئی شب تو اس صحرا مین بسر کی صبح کے وقت
حسب اتفاق شبرنگ سیر صحرا کی کرتا ہوا طرف ایک تالاب کے جا نکلا دیکھا کہ ایک ساحر نہا رہا ہے لیکن
نظر اس ساحر کی شبرنگ پر نہ پڑی تھی شبرنگ نے رخ ہوا کا دیکھکر بیہوشی اڑانا شروع کی یہ ساحر بیہوش ہو کر
زمین پر گرا اور وہانسے لنڈھک کر تالاب مین گرا غرق ہو کر مر گیا پر خاک اڑا کر چلے گئے پانی تالاب کا بانسون اچھلا مگر
چونکہ اسے کسی نے قتل نہین کیا تھا اسوجہ سے بیرون نے نام کسی کا نہین لیا تھا شبرنگ وہانسے بھاگ کر خدمت
مین اپنے آقاے نامدار رستم ثانی کے آیا اور تمام ماجرا بیان کیا حقماق جادو نے رستم ثانی سے کہا کہ ای شہریار
مین نے سنا تھا کہ حصار شہر نباتیہ ایک ساحر کیوجہ سے ہے کہ نام اسکا تراب جادو ہے مگر حال اسکے مسکن کا
کسیکو معلوم نہین اگر کوئی تراب جادو کو ذبح کرے اور سر اسکا اس دیوار پر کھینچ مارے تو یہ دیوار ٹوٹیگی لہذا
شاید یہ ساحر وہی ہو شبرنگ سنتے ہی پھر روانہ ہوا اسکو عرصہ کوئی دو پہر کا گذرا ہوگا کہ لاش تراب جادو
کی پھولکر اوپر آئی تھی شبرنگ نے کٹیا ڈالکر لاش اسکی تالاب سے باہر کھینچی اور سر کاٹکر خدمت رستم ثانی
مین آیا رستم ثانی قریب دیوار کے آئے اور شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ نے سر تراب جادو کا دیوار
پر کھینچ مارا سر اسکا دیوار پر پڑنا تھا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام دیوار مین لرزہ سا پیدا ہوا اور اڑ اڑا کر گری رستہ
کھل گیا لیکن یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ تراب جادو مارا گیا اور حصار بر طرف ہوا بس یہ سنکر نبات
جادو بہت گھبرایا اور تو اسے کچھ نہ بن پڑی وہانسے ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر خدمت مین رستم ثانی کے
حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگرچہ مین آپکا دوست نہین ہون لیکن اتنی
مہلت مانگتا ہون کہ دختر میری نہایت علیل ہے وہ اچھی ہولے پھر مین مقابلہ کو موجود ہون بلکہ صحت اسکی آپکے
اختیار مین ہے اگر آپ چاہینگے تو ایک ہی گھڑی مین وہ اچھی ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا کہ اگر میرے
چاہنے پر صحت اسکی موقوف ہے تو مین چاہتا ہون کہ ابھی وہ اچھی ہو جائے کل امیرے تمھارے جنگ شروع ہو
نبات جادو نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہے کہ آپ یہان سے تنہا تشریف لیچلین وہ اپنے باغ مین ہے حالت
اسکی نہایت سقیم ہے اگر آپ پانی لوح کا اسے پلا دینگے تو اسیوقت صحت حاصل ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا مین
ابھی چلتا ہون حقماق جادو مخروق جادو وغیرہ نے ساتھ چلنے کا قصد کیا نبات جادو نے کہا آپ لوگ
تکلیف نہ فرمائین دختر میری پردہ دار ہے اور اس شہریار عالیمقدار سے کیا پردہ طبیب سے پردہ نا ممکن ہے
حقماق جادو نے کہا ای شہریار دشمن کے کہنے پر آجانا خلاف عقل ہے میری رائے نہین کہ حضور باغ مین اسکے
تشریف لیجائین رستم ثانی نے کہا ای حقماق جادو جو حافظ حقیقی یہان بچانیوالا ہے وہی وہان بھی بچائیگا
نبات جادو نے کہا حضور یہ نئے مسلمان ہین یہ ابھی پورے طور سے خدا کو نہین جانتے غرضکہ ہر چند
سب منع کرتے رہے رستم ثانی نے کسی کی سماعت نہ کی اور ساتھ نبات جادو کے روانہ ہوے یہان
سب متردد تھے کہ خدا بخیر و عافیت اس شہریار کو واپس لائے نبات جادو ایک مکار ہے خدا اسکے فریب
سے بچائے افسوس کہ یہ شہریار اپنے عزم مین لحاظ انجام نہین کرتا یہان تو سب دعائین کر رہے ہین لیکن شاہزادہ
رستم ثانی نبات جادو کے ہمراہ دروازہ باغ پر پہونچے نبات جادو نے کہا کہ اندر تشریف لیچلیے

آپ سے کیا پردہ ہی شاہزادہ رستم ثانی اندر باغ کے داخل ہوے پشت پر سے آواز قہقہہ آئی پلٹ کر دیکھا
تو دروازہ باغ کا نظرون سے پوشیدہ ہو گیا نبات جادو سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہی نبات جادو نے
عرض کی کہ ای شہریار یہ معاملات طلسمی ہین انسے آپ آگاہ نہین ہین قاعدہ اس باغ کا یہ ہی کہ جب آنیکا
قصد کرکے پہنچیے دروازہ نظر آتا ہی جب داخل ہو جائیے دروازہ نظرون سے پنہان ہو جاتا ہی اب جسوقت حضور پلٹنے کو
دیکھنے کو پلٹین گے پھر وہ دروازہ نمودار ہو جائیگا رستم ثانی خاموش ہو رہے لیکن باغ کو جو ملاحظہ فرماتے ہین تو عجب
طرح کا باغ ہی کہ ہر نخل و ثمر دنیا سے نرالا ہی کیلے کے درخت مین لوکی لگی ہوئی ہی انگور کی بیل مین سیب لٹک رہے ہین
درخت سیب مین انار کے پھل نظر آتے ہین ارنڈ کے درخت مین خربزہ لگے ہوے ہین برگد کے درخت سے
کشمش گر رہی ہی عقل انسانی کام نہین کرتی اور کچھ درخت ایسے ہین کہ جنکی صورت آجتک نہ دیکھی تھی پھل نہایت
خوشنما لیکن نئے صورت کے پھول دنیا سے نرالے جسوقت نسیم اپنے دامن مین شمیم گلہاے بوقلمون کی لاتی
ہی دماغ جان کو بساتی ہی یہ خوشبو بھی سب پھولون سے علحدہ نبات جادو نے عرض کی حضور ابھی ان گلون
کی صورت کو ملاحظہ فرمائیے جسمین یہان کے باغبانون نے اپنی لیاقت صرف کی ہی یہ کہکر ایک پھول
گلاب کا توڑ کر سنگھایا رستم ثانی کو معلوم ہوا کہ جوہی کے پھول کی خوشبو آتی ہی پھر جوہی کا پھول توڑا
اسمین سے گلاب کی خوشبو آئی چنبیلی مین سے موتیے کی مہک موتیے سے کیوڑے کی نکہت محسوس
ہوئی رستم ثانی نہایت تعریف باغ کی کرتے ہوے سیر کنان آگے بڑھے عجب تماشا دیکھا کہ جانور بھی
عجیب الخلقت ہین کسی جگہ عندلیب سرخ بیٹھی چہچہے کر رہی ہی کہین طاؤس زرین مصروف رقص ہین کہین کبک
برنگ طاؤس مصروف خرام ہین جو جانور ہی اسی طرح کا ہی کہ صورت اور رنگ اور غرضکہ اسیطرح سیر کنان
اس مقام پر پہونچے کہ دیکھا ایک پلنگ بچھا ہوا ہی ایک درخت سایہ دار کے نیچے ڈالیان اس درخت کی قریب
پلنگ کے جھکی ہوئی ہین اور ایک نازنین مہ جبین آفت ہوش در دگوش مرصع پوش ایک چھینی کی ادا سے اسی
پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی چہرے سے کرب ہویدا اور درد پیدا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نگاہ یاس سے ادھر ادھر دیکھ
رہی ہی تکیہ پر سر دھن رہی ہی رستم ثانی اسکی صورت دیکھکر بیچین ہو گئے اور ایک فصادہ کٹ مستی پلنگ کی پٹی کے پاس
بیٹھی ہی نشتر ہاتھ مین لیے ہوے ارگ دیکھ رہی ہی ایک حکیم صاحب باریش سفید و دراز قریب پلنگ کے کرسی
بچھائے بیٹھے ہین اس نازنین نے جو رستم ثانی کو دیکھا پکاری ای شہریار مجھے بچائیے دیکھیے یہ فصادہ
ظلم کرنے پر آمادہ ہی نشتر دیکر میرا خون بہایا چاہتی ہی رستم ثانی ایسے بیخود ہو گئے تھے کہ فصادہ کو منع کیا فصادہ
ہنسکی اور کہا کہ بسا تعجب ہی کہ آپ اور ایسا کلمہ ارشاد کرتے ہین جیسا مرض ہوتا ہی ویسا ہی اسکا علاج
کیا جاتا ہی کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ملکہ اسی درد مین مبتلا رہین فرمایا اسکے درد کی دوا ہمارے پاس ہی فصادہ نے
کہا بہتر ہی مطلب تو صحت سے ہی جس علاج سے ہو آپ تشریف لائیے مین ہی جاتی ہون رستم ثانی آگے
بڑھے لیکن شاخین درخت کی اسقدر جھکی ہوئی تھین کہ گردن نیچی کرکے جاتا ہوا بس جیسے ہی رستم ثانی
گردن نیچی کرکے چلے ایک شاخ لوح کے ڈورے مین آ کر پڑی اور بلند جو ہوتی ہی تو لوح گلے سے نکل گئی
رستم ثانی نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو لوح شاخ درخت مین لٹک رہی ہی ہاتھ بڑھایا کہ لوح اتار لون شاخ
اونچی ہو گئی اب انھون نے جست کی ہاتھ قریب لوح پہونچا تھا کہ شاخ اور اونچی ہو گئی انکے اچھلنے پر اور
لوح نہ پانے پر فصادہ اور حکیم صاحب نے قہقہہ مارا کہ علاج کرنے تو آئے تھے مگر نسخہ یہین کھو دیا رستم ثانی

نے کہا یہ عجب طرح کا درخت ہی کہ شاخین خودبخود بلند ہوتی جاتی ہین اُس نازنین نے کہا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ ہوا لوح
سے ہاتھ اُٹھائیے معلوم ہوا کہ میری تقدیر مین ابھی صحت نہین ہی خیر جو میرے مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اب آپ
تشریف لیجائین رستم ثانی نے دیکھا تو اب نبات جادو کا کہین پتہ نہین غصہ مین آکر کہا کہ یہ کہان چلا گیا اور
نازنین سے کہا کہ تم گھبراتی کیون ہو لوح درخت ہی پر تو ہی مین ابھی اُتارے لیتا ہون فصاوہ نے طعن سے کہا
کہ اب لوح یون تو ہاتھ نہین آتی ہان بانس لگے کا کام ہی رستم ثانی نے جوابدیا کہ بغیر بانس کے لوح نہ اُتارون
تو جبکی سندیہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر جھپٹ کر ایک ہاتھ تنۂ درخت پر مارا اور درخت کٹکر گرا لیکن لوح کو دوسرے
درخت کی شاخ نے لیلیا اور درخت کے کٹتے ہی دڑیڑا خون کا درخت سے جاری ہوا ملکہ نے کہا غضب کیا آپ نے
کہ اپنی بھی جان لی اور میری بھی جان لی اب اس خون سے نکلنا دشوار ہی یہ خون ناحق ہمین اور آپکو
دونون کو غرق کریگا رستم ثانی نے غصہ مین آکر اور پانچ چار تلوارین مارین جتنے ٹکڑے اُس درخت کے
ہوے اُتنے ہی پرنالے خون کے جاری ہوے یہانتک کہ آن واحد مین اِسقدر خون بہا کہ تمام باغ مین
گھٹنون گھٹنون خون ہو گیا نازنین نے کہا اب بتاے کیا کیا جاۓ رستم ثانی تو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا
تھا اُسپر چڑھ گئے لیکن خون کی یہ کیفیت ہی کہ جوش مارتا چلا ہی آتا ہی یہانتک کہ پلنگ ملکہ کا ڈوبنے لگا
ملکہ نے نگاہ یاس سے رستم ثانی کیطرف دیکھا کہ ہمین ڈوبتے دیکھتے ہو اور آکر نکالتے نہین رستم ثانی چبوترے
پر کودے بس کودنا تھا کہ دیکھا صورت اپنی نہنگ کی سی معلوم ہوتی ہی اتنے عرصہ مین کچھ خون ملکہ کے پلنگ
پر آگیا ملکہ بھی ایک ماہی سرخ کی صورت ہو کر تڑپی فصاوہ بھی مینڈکی بنگئی حکیم صاحب ایک مگرمچھ کی صورت ہو گئے
نازنین نے غرق ہوتے وقت اتنی آواز دی کہ واہ صاحب کیا اچھا سلوک کیا کہ آپ بھی مبتلا بلا ہوے دوسرے
کو بھی آفت مین پھنسایا یہانتک تو نوبت آگئی کہ آدمی سے جانور کی صورت ہو گئے ذرا اپنی شکل و شمائل کو غور فرمائیے
اور میری صورت تو پیش نظر ہے یکایک وہ خون سر سے بلند ہوا نازنین ماہی سرخ بنی ہوئی تڑپکر غرق دریاے
خونی ہوئی حکیم صاحب بھی مگرمچھ بنے ہوے دریاے خونی مین پھرنے لگے رستم ثانی بھی بصورت نہنگ اُسی بحر
خونی مین شناوری کرنے لگے آن واحد مین تمام باغ بصورت دریاے خونی ہو کر رہگیا نہ وہ نخل تھے
نہ سبزہ زار تھا نبات جادو نے پورا ایورا باغ سبز دکھا کر رستم ثانی کو گرفتار کیا لیکن بعد غرق ہونے
کے اب جو آنکھ رستم ثانی کی کھلتی ہی تو اپنے کو ایک پنجرۂ تاریک مین عجب حال خراب سے دیکھا کہ ہاتھوں مین
ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ہی اپنے حال پر نہایت افسوس کیا دلمین کہتے تھے کہ اے رستم ثانی
اصل یون ہی کہ تو لائق فتاحی طلسم کے نہین تھا وہ خواب جو تو نے دیکھا تھا بزرگان دین تیرے دلوں پر ترس
کھا کر پتہ لوح کا بتایا تھا یہ تو وہ جانتے ہی تھے کہ انجام جو کچھ ہونا ہی کبھی اپنی نادانی پر اور رفقا کے سمجھانے پر خیال
کرکے کہتے تھے کہ اے رستم واقع مین کتنی بڑی حماقت کی بات ہی کہ جسکو یقینی دشمن جانتے ہین اور خود بھی اپنے کو
دشمن ظاہر کر رہا ہی پھر اُسکے کہے مین آگئے کچھ انجام پر نظر نہ کی یہ بھی نہ خیال ہوا کہ مبادا یہ دغا کرے اس اس
طرح کی باتین دل سے کرتے تھے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ ایکبار صنم بادلہ پوش کی بدولت رہائی پائی دوسری
مرتبہ خاقان روشن دل کے باعث سے رہائی پائی اب یہ تیسری خطا ہی کسسے پڑی ہی جو ہر مرتبہ چھڑانے آئیگا اور
کتنی بڑی غیرت کی جگہ ہی کہ چھوٹے اور گرفتار ہوے باوجودیکہ لوح پاس ہی لیکن کچھ نہین ہو سکتا یہ تو اس
حالت افسوس مین بیٹھے ہین لیکن نبات جادو نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے ایک نامہ اس مضمون

کا بادشاہ طلسم کو تحریر کیا کہ ای خسرو خسروان والی شہنشاہ افسون گران دام اقبالکم حضور کے اقبال سے ہم نے طلسم کشا کو مع لوح گرفتار کیا لیکن ساتھ اُسکے پانچ لاکھ ساحرون کی فوج آئی ہی اور بادشاہ لشکر ملبوس پیر خاقان ہی کہ ہم اُسکا مقابلہ کسیطرح نہین کر سکتے اگر طلسم کشا کو قتل کرنیکا قصد کرینگے تو وہ اُسکو رہا کر لیجائیگا اگر گرفتار کرکے حضور کی خدمت مین روانہ کرتے ہین تو مبادا راہ مین کوئی افتادہ نہ پڑے اِسکا بھی خیال ہی کہ اگر طلسم کشا آپ تک پہونچ بھی گیا تو آئین طلسم کے خلاف ہی آپ بھی اُسے قتل نہین کر سکتے قید رکھنے مین یہ خیال ہوتا ہی کہ پھر ایسا نہو کوئی رہا کر لیجائے کیونکہ ستارہ اہل طلسم پر سخت آیا ہوا ہی زمین و آسمان سے دوست طلسم کشا کے ہمارے دشمن پیدا ہو جاتے ہین جنسے کیسی کیسی امیدین تھین اُنسے افعال دشمنی کے ظہور مین آئے خاقان روشن دل سا شخص شریک ہو گیا سعید سالک ایسا مرد درویش عاقبت اندیش اُسکا شریک ہو گیا جیسا ہمین حکم ہو ویسا عمل مین لایا جائے جسوقت مضمون عرضی تمام ہوا ملفوف کرکے ایک ساحر کے ہاتھ خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کیا

لیکن اب چند کلمے داستان صندلان شاہ کے بیان ہوتے ہین پہونچنا لاش سیلان خونریز کا غصہ کرنا بادشاہ کا لیکن ستارے نحس دیکھکر تامل کرنا اُسکے بعد عرضی پہونچنا نبات جادو کی

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صندلان شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہی معلم کتاب دار حاضر ہی ابلیس خود پسند سپہ سالار بھی موجود ہی اور دیگر ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہی ذکر خاقان کی بے اعتنائی کا ہو رہا ہی صندلان شاہ کہتا ہی کہ مجھے خاقان سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے دشمن کا شریک ہو کر ہمارے لہو کا پیاسا ہو جائیگا دیکھئے مین نے نامہ سیلان خونریز کے ہاتھ بھیجا ہی اُسکا کیا جواب آتا ہی پھر ابلیس خود پسند نے کہا کہ حضور اگر اُنکو آپکی دوستی کا خیال ہوتا تو وہ طلسم کشا کے شریک کیون ہوتے نامہ بھی آپ نے فضول بھیجا اگر میری موجودگی مین یہ نامہ لکھا جاتا تو مین ہرگز راے نہ دیتا کہ آپ نامہ بھیجے بلکہ عوض نامہ کے پیغام جنگ بھیجنا مناسب تھا بلکہ لشکر کشی کر دینا بہتر تھا کہ خاقان کو بھی معلوم ہوتا کہ بغاوت کا یہ پھل ہوتا ہی مجھے تو امید نہین کہ سیلان خونریز وہانسے زندہ بھی واپس آئے کیونکہ خاقان کو آپکا پاس دوستی اب نہین ہی اور سیلان خونریز نمک حلال ہی وہ بھی کسیطرح دب کے نہین رہیگا پھر سیلان کی لیاقت نہین ہی کہ خاقان روشن دل سے مقابلہ کر سکے اگرچہ خاقان روشن دل ملک و مال مین آپ سے بہت کم ہی مگر کمال افسونگری مین وہ آپ سے ہمسری کا دعوی رکھتا ہی ہنوز یہی باتین ہتین کہ آسمان پر سے ابر خونی نمودار ہوا گویا بادل لہو کے اشک روتا چلا آتا تھا ابلیس خود پسند نے کہا کہ یادش بخیر فوج سیلان خونریز کی آ پہونچی لیکن اس ابر سے اُداسی برس رہی ہی خداوند تمثال آئینہ رو خیر خیر سنائین یکایک وہ ابر نیچا ہوا اور آواز ماتم اس ابر سے آئی دیکھا کہ ترسول پنج سول سرخ ہو رہے ہین چیر دانیا سر پیٹ رہے ہین سنکھ نالے کر رہا ہی ساحر ارتھی اُٹھائے ہوئے سر پیٹتے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ارتھی سامنے صندلان شاہ کے رکھدی صندلان شاہ نے کہا یہ کیا ہوا اُنھون نے عرض کی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ظہور مین آیا اور تمام ماجرا بوست کندہ بیان کیا کہ سیلان خونریز نے یہ نمک حلالی کی یون گفتگو کی آخر کار ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا ہم سب لاش اپنے مالک کی لیکر بھاگے صندلان شاہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا ای ابلیس تم سچ کہتے تھے اِس سے مین نامہ نہ بھیجتا تو بہتر تھا خیر لاش اِسکی خدمت مین خداوند کے روانہ کردو کہ اِسنے بڑی خیر خواہی و جانفشانی کی ہی لہذا خداوند اِسے پھر زندہ کر دین یہ سنکر ساحر تو روتے

بیٹے اُس ارتی کو اُٹھا کر طرف شہر تمثالیہ کے بخدمت تمثال آئینہ رو روانہ ہوئے لیکن صندلان شاہ نے
غصہ مین آکر کہا کہ مین خود مع فوج چلتا ہون اب طلسم کشا سے پہلے قتل کرنا خاقان کا مجھے واجب ہوا معلم
کتابدار نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا کہ ای شہریار آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی ہم منع نہین کر سکتے لیکن بالفعل
ستارہ نحس ہی آپ ہرگز طلسم صندل کے باہر قدم رکھنے کا قصد نہ فرمائین آجکل زمین و آسمان دشمن ہو رہا ہی
اور ہمنے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا سال بھر پیشتر سے خبر دیدی تھی کہ آئندہ سال طلسم پر نہایت سخت ہی وہی سب
آثار ظاہر ہو رہے ہین مین ایسا کچھ معلم کتابدار نہین صندلان شاہ کو ایسا خوف دلایا کہ پھر صندلان شاہ
نے سکوت اختیار کیا لیکن بموجب مثل کہ یار کا غصہ بھتار پر اُسیوقت حکم دیا کہ چقماق جادو کی کل فوج
اور اہل و عیال کو اُسکے طلسم صندل سے نکالدو کہ یہ نمکحرام بیجا نسے اپنی دختر کی گرفتاری کیواسطے گیا تھا
وہان جا کر یہ بھی طلسم کشا کا شریک ہو گیا سارے فتنہ و فساد اسی کی ذات سے برپا ہوے اگر اسکی
دختر طلسم کشا کو نہ رہا کر دیتی تو ابتک مدت کا طلسم کشا قتل ہو گیا تھا بیٹی نے یہ حرکت کی خود بھی جا کر
دشمن سے ملگیا ہمسے باغی ہو گیا اور عیال جو رہ گئے ہین ایسا نہو کسیوقت اُنسے بھی دغا ہو پہنچے بموجب شعر عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود ؛ گرچہ با آدمی بزرگ شود ؛ یہ خبر قبل حکم سلطانی پہنچنے کے ملکہ عالم افروز جادو زوجہ
چقماق جادو کو پہونچی اسنے اُسیوقت تیاری سفر کی اور اپنا مال و اسباب فوج و سپاہ ہمراہ لی ایک فرزند
اسکا نہایت کمسن ہی سات برس کا سن ہوگا اُسے بھی ساتھ لیکر کوچ کر کے طلسم صندل سے جانب صحراے
نباتیہ روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ عالم افروز جادو مع اپنے پسر و فوج کے طلسم سے نکل گئی بادشاہ
نے کہا اگر وہ خود نہ جاتی تو مین نکلوا دیتا ایسون کا چلا جانا ہی بہتر ہو خس کم جہان پاک بعد کچھ روز کے نامہ
نبات جادو کا پہونچا بادشاہ نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ ای شہنشاہ مین نے آپکے اقبال سے طلسم کشا
کو اسیر کر لیا آئندہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے بادشاہ نامہ دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت احمر جادو
کو دو لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور نبات جادو کے شریک ہو اور ایک نامہ
اس مضمون کا لکھوا کر دیا کہ ای نبات جادو ہم تمسے نہایت خوش ہوے کہ تمنے حق نمک ادا کیا خیر خواہان
دولت کو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ جیسا تمنے کیا مگر تمھین لایق و لازم یہ ہی کہ لوح کو اسطرح پوشیدہ رکھو کہ حال
لوح کا کسی پر ظاہر ہونے پائے اور رستم ثانی کو قتل کر ڈالو سر اُسکا شہر نباتیہ مین دروازہ شہر پناہ پر
آویزان کر دو تاکہ دیکھنے والون کو عبرت ہو اور دلمین ڈرین کہ بادشاہون پر خروج کرنیکا یہ انجام ہوتا ہے
اور دو ساحرون کو تمھاری مدد کیواسطے روانہ کیا جاتا ہی لیکن حسب اتفاق جسوقت یہ نامہ نبات جادو کا
آیا ہی اور حال گرفتاری طلسم کشا کی خبر منتشر ہوئی ہی بادشاہ نے جشن خوشی کا حکم دیا ہی اندر محل کے بھی یہ خبر
پہونچی تو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے ماہ ناز آفرین اپنی جلیس خاص سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لا شاید کچھ حال ملکہ
صنم بادلہ پوش کا بھی تحریر ہو ماہ ناز آفرین دروازۂ محلسرا پر کھڑی ہوئی سب سن رہی تھی تمام
ماجرا آکر ملکہ نوبہار گوہر پوش سے بیان کیا نوبہار گوہر پوش نے کہا افسوس صد افسوس صنم بادلہ پوش
ایسی عورت جسکو مرد کے نام سے کراہت جاے عبرت ہی کہ باپ شادی کرنے کا ذکر کرتا تھا تو پہرون
بیٹھکر روتی تھی یا ایسی طبیعت بے قابو ہو گئی کہ یار کی محبت مین گھر بار چھوڑا ہم سب سے منھ موڑا سچ ہی
کہ عورت کی ناک نہو تو گوکھاے یہ سننا تھا کہ ماہ ناز آفرین نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ ایسی بات نہین

دوسرے کو نام نہ رکھنا چاہیے جو اپنے مین موجود ہو تو بہار گوہر پوش نے کہا مجھ مین کیا بات ہی جو تو کہتی ہے
ماہ ناز آفرین نے کہا وہ زمانہ آپ کو یاد ہی جب لشکر خدا پرستان کی جرأت و شجاعت کا ذکر اس طلسم مین آیا ہی
اور آپ کے والد ماجد کو دیکھنے کا اُن لوگون کے اشتیاق ہوا ہی اور تصویرین خدا پرستون کی مصورون کو بھیجکر
منگائی ہین مصور تصویرین کثرت سے کھینچ لائے تھے ایک ایک شخص کی دو سو تین سو تصویر سے کم نہ تھی اور تمام
طلسم مین وہ تصویرین بکین تھین تو آپ نے بھی ایک تصویر اپنے باپ سے یہ کہکر مانگ لی تھی کہ یہ تصویر کس شخص
کی ہی نہایت سرکشی اس سے ظاہر ہوتی ہی لہذا اگر مجکو عنایت ہو تو مین سو کوڑے روز درخت مین لٹکا کر مارا کرون
لیکن جسوقت آپ اُس تصویر کو لائین تو بالعوض کوڑے مارنے کے اپنے گلے سے لگائی سر پر کبھی اکثر تنہائی مین آپ
اُس تصویر سے باتین کیا کرتی تھین جو مین نے بھی چھپ کر سنی ہین کبھی یہ کہنا کہ شعر کہتا ہون بوسے لیتے مین
تصویر پر یار کے - کچھ بول او بت مجھے بھی اگر ناگوار ہو - کبھی یہ کہنا کہ شعر مین ہون مشتاق سخن اور اسمین
گویائی نہین + اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین + مگر کیا کرین کہ کھچی کھچائی تصویر ہاتھ لگ گئی گاہ
بحیرت یہ کہنا کہ ای تصویر وہ دن بھی کبھی ہوگا صاحب تیرا مجھ سے آکر ملیگا غنچۂ خاطر کھلے گا یہ باتین جو ماہ ناز آفرین
نے کہین نو بہار گوہر پوش چھپ گئی گردن نیچی کر لی اور کہا سچ ہی ای ماہ ناز آفرین لیکن مین نے کیسا آتش
عشق کو فرو رکھا کہ سوا تیرے کسی نے نہین جانا رسوائی سے بچی رہی ماہ ناز آفرین نے جواب دیا کہ
رسوائی تو اُسوقت ہوتی ہی جب انسان اپنے مطلوب و محبوب سے ملتا ہی جب آپکو ابھی حضرت تک نہین ملتی
تو رسوائی کیونکر ہو سکتی ہی ای ملکہ اگر بدیع الملک مثل رستم ثانی کے داخل طلسم ہو جاتے اور رسائی
آپکی اُن تک ممکن ہوتی اور آپ نہ ملتین تو ہم جانتے کہ بیشک اضبط سے کام لیا یہ سنکر آتش عشق اور بھڑکی
اور ساتھ ہی دل مین خیال آیا کہ ای نو بہار اگر کسی وقت سامنا تیرا اور بدیع الملک کا ہو گیا اور اُنھون
نے مجھ سے شکایت کی کہ تمھاری موجودگی مین بھتیجا ہمارا قتل ہو گیا اور تمنے بچانے کی کوشش نہ کی تو مین کیا
جواب دونگی ماہ ناز آفرین سے کہا کہ للہ باواجان کی خدمت مین ایک عرضی میری طرف سے پیش کرو
اس مضمون کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین بھی شہر نباتیہ کی سیر کو جاؤن اور قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھون کہ بہت
بڑی خوشی کی بات ہی دوسرے اسوقت تک تو خداوند نے ہر قسم کے گناہ سے بچایا ہی اور یہ کام ثواب
کا ہی لہذا یہ ثواب کیون چھوڑون مین بھی قتل طلسم کشا مین شریک ہون ماہ ناز آفرین نے حسب
ارشاد ملکہ عرضی اس مضمون کی لکھکر خدمت مین ملک صندلان شاہ کے پیش کی اور زبانی بھی بیان کیا
صندلان شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تین لاکھ ساحران غدار کو براے محافظت ملکہ معین کیا ملکہ یہ
خبر سنکر اُسی وقت تیاری سفر کی کر کے محافہ مین بیٹھکر ہمراہ اخضر جادو و داخم جادو کے طرف شہر نباتیہ کے
روانہ ہوتی ہی دیکھیے کہ کب پہونچتی ہی

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت نشان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ انھین دنرات سوا سر پٹکنے کے کیا شغلہ تھا کبھی اپنی بیکسی و بےبسی پر رونا کبھی پروردگار عالم سے یہ دعا
کرنا کہ بار الہا صدقہ اپنی وحدانیت کا کہ یا تو مجھے اس قید سے نجات دے اور یا موت میری آگئی ہی تو تلوار
کی موت عنایت کر اس زندان تاریک مین مرنا مجھے پسند نہین اگر اپنے بھی ہاتھ پاؤن چلتے ہون تلوار کا
قبضہ ہاتھ مین ہو کہنیون سے خون جاری ہو تو مرنے کا لطف ہی کبھی صنم بادلہ پوش کو یاد کرتے تھے

کہ افسوس وہ یار جانی وہان پھڑک رہی ہوگی میری گرفتاری کی خبر نادان دوستون نے اُس تک بھی ضرور پہونچادی
ہوگی ایسا نہو کہ وہ صدمے مین آپ کو ہلاک کرلے لیکن بعد گرفتاری کرنے شہزادۂ رستم ثانی کے نبات
جادو نے سامنے لشکر اسلام کے اپنا لشکر اُتارا خیمہ برپا کیا اور پاس بلور آسمان شگاف کے کہلا بھیجا تم
لوگ جسکے بوتے پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرنے چلے تھے وہ اسیر ہوگیا لوح بھی چھن گئی اب اگر جان سے
اپنی عاجز ہو تو مقابلہ کرو ورنہ یہانسے چلے جاؤ جواب اسکا بلور آسمان شگاف نے جنگ کہلا بھیجا
نبات جادو نے طبل جنگ کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر
اسلام مین ہوئی کہ کفار بدکردار نے کوس حربی بجوایا ہی یہان بھی طبل بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ
ہونے لگی ساحر اپنے سحر جگانے لگے جابجا انگاریان روشن ہوئین آواز یا سامری یا جمشید بلند ہوئی
عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا سنکھ پھنک رہے تھے ڈہرو بج رہے تھے کہ ناگہان بزم ثوابت و سیارگان مین برہمی پیدا
ہوئی افسون سازی گردش فلکی سے رنگ عالم مبدل ہوا ظلمت شب کا فور ہوئی آمد آفتاب عالمتاب سے تمام
دنیا پر نور ہوئی نبات جادو مع لشکر ساحران میدان مین آیا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت اسکے بھی سانھ ہے
ایک ایک اپنے کو سامری وقت جمشید عصر کہتا ہی اُدھر بلور آسمان شگاف مع فوج افسون گران صف آرای
میدان کارزار ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف جلال و قتال اژدر جادو سپہ سالار نبات جادو
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر بلور آسمان شگاف سے محروق جادو نے اپنے سرخاب آتشین
کو نکالا سامنے تخت بادشاہ کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ امانت پروردگار مین رہا ہے محروق
نے سلام کیا بار دگر پشت سرخاب پر بیٹھکر میدان مین آیا اژدر جادو ہنسا اور کہا اے محروق یہ جرأت
ہوئی تیری کہ ساحران طلسم صندل سے مقابلہ کو نکلا خبردار ہوشیار رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر
گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور اسم پڑھکر اژدر جادو نے وار کیا محروق جادو نے سپر سحر اُٹھائی گولہ
سپر پر رُک تو گیا لیکن اب جو گولہ پھٹتا ہے اندر سے گولہ کے چار شعلے نکلے اور چارون طرف سے محروق
کو گھیر لیا محروق سحر ہوگیا اژدر جادو نے آواز دی کہ بس اسی منھ پر مقابلے کو نکلا تھا غرضکہ قریب آکر مشکین
محروق جادو کی گند سحر سے باندھکر میدان سے پھرا قید محروق کی ساحرون کے سپرد کی خود میدان
مین آیا اور آواز دی کہ دیکھا تمنے کیونکر اسیر کیا مین نے محروق کو پھر سمجھاتا ہون کہ آؤ اور اطاعت
بادشاہ طلسم صندل کی اختیار کرو ورنہ سب کو اسی طرح گرفتار کر لیجاؤنگا اور اب طلسم کشا کے
چھوٹنے کی اُمید اُٹھا دو یہ سنا تھا کہ ببران جادو رفیق بلور آسمان شگاف بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہی اژدر جادو نے وہی گولہ فولادی مارا ببران جادو نے
کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ گولہ آتے آتے پھٹا اور شعلے مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگئے ببران نے
آواز دی کہ بس اسی سحر پر پھولا ہوا تھا سحر اسکا نام ہی یہ کہکر ایک ٹکڑا نیلے سوت کا جھولی سے نکالا کچھ اسم
سحر پڑھکر دم کیا اور اژدر جادو کی طرف پھینکا وہ ڈورا رسی بنکر چلا ہر چند اژدر جادو نے سحر پڑھے دفعیہ
دین مگر کچھ نہو سکا رسن جاکر بازوؤن مین لپٹ گئی ببران نے اُنگلی سے اشارہ کیا اژدر جادو کھنچتا
ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا گیا کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے نبات جادو
پریشان ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون اگر طلسم کشا کو قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب جانین دینگے اور

عجب نہین ہی کہ اور کمک ملک خاقانیہ سے آجائے ہمارے بادشاہ نے ابھی تک کیکو برائے مدد روانہ نہین کیا اور اگر نہین قتل کرتا ہون تو بھی قباحت ہی یہ روز کی جنگ مین کہانتک کر سکتا ہون مبادا کسی روز شکست ہوئی اور طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر آفتین برپا کریگا یہ اسی تردد مین ہی لیکن آج نبات جادو نے خود طبل نہین بجوایا کہ اگر اہل اسلام کوس حربی بجوا ئینگے تو دیکھا جائیگا اور جبتک کمک آئے یون ہی ایام گذاری کرنا یہ خیال کر کے نبات جادو نے سکوت اختیار کیا ہی وہان اہل اسلام منتظر ہین کہ لشکر کفار مین طبل بجے تو ہم بھی طبل جنگ بجوائین جب پہر رات گئی اور طبل جنگی نہ بجا چقماق جادو نے کہا کہ اگر نبات جادو نے طبل نہین بجوایا ہی تو ہم اب کیون نہ نقارہ رزمی بجوا دین بلور آسمان شگاف نے کہا ای چقماق جادو صرف خیال یہ ہی کہ اس شہریار عالیتبار کے خلاف مزاج ہوگا جو وقت وہ سنے گا کہ پہلے طبل ہمارے لشکر مین بجا ہی نہایت اسکی ناخوشی ہوگی کیونکہ جو وقت اُسنے مجھے بادشاہ لشکر کیا ہی تو چند قاعدے تعلیم کر دیئے تھے منجملہ اسکے یہ بھی تھا کہ خود نقارہ رزمی پہلے نہ بجوانا نہ حریف پر بلند ستی کرنا اور ای چقماق جادو اگر یون لڑ و گے بھی تو کیا نتیجہ ہوگا جو وقت وہ لوگ شکست کھا ئینگے طلسم کشا پر غصہ اُتارینگے اُسکے دشمنون کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ سکوت اختیار کرو دیکھو خدا کیا دکھاتا ہی ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ سقف بارگاہ سے بلور آسمان شگاف کی گود مین گرا اُسمین تحریر تھا کہ ای فرزند تم خاموشی اختیار کرو جنگ کی ابتدا نہ کرنا ہان اگر حریف منھ چڑھے تو جواب دینا خود بلند ستی نہ کرنا عجب طرح کا ستارہ آیا ہوا ہی کہ جو ابتدا کریگا وہ شکست اُٹھائیگا بعد چند روز کے خدا چاہیگا تو وہ شہریار عالیتبار یعنے رستم ثانی نامدار مدد غیبی سے چھوٹ جائیگا دشمنون مین سے دوست پیدا ہو جائینگے راقم خاقان روشن دل بلور نے نامہ آنکھون سے لگایا مضمون اہل دربار کو سنایا سب مطمئن ہو کہ بیٹھے رات باستراحت بسر کی صبح کو اُٹھکر ہاتھ منھ دھو کر بادشاہ لشکر اسلام یعنی ملک بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر متمکن ہوا گرد و پیش ساحران نامی دگرامی جمع ہوئے کہ ایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ آمد فوج ساحران کی علامت معلوم ہوتی ہے اور رخ اسیطرف کا ہی سب بارگاہ سے نکلے اپنی فوج کو بھی تیاری کا حکم دیا خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن ہو یا دوست اور دوست تو کہان سوا دشمنون کے دیکھا کہ جانب صحرا سے ابر سفید مائل بہ سبزی چھا گیا اُس ابر مین رنگ شفق کا جلوہ گر گرجنے کی صدا بجلیون کی چمک موتی اُس ابر سے برستے ہوئے آتے آتے قریب ہو نکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک زن جمیلہ طاؤس سحر پر سوار ہلکا پیازی رنگ کا لباس جوڑا کج بندھا ہوا پہلو مین ایک لڑکا مانند ستارے کے چہرہ چمکتا ہوا بہ سحر پر سوا چقماق جادو نے کہا یہ زوجہ ہی اُس شخص کی معلوم ہوتا ہی کہ میری محبت مین سکونت طلسم صندل کو اپنے بھی ترک کیا بلور آسمان شگاف نے افسران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ملکہ عالم افروز جادو کو استقبال کر کے لائے بلور نے بڑی حرمت کی کیونکہ یہ وزیر طلسم صندل کی زوجہ ہی ملکہ بارگاہ مین تشریف لائین یہ لشکر بھی لشکر بلور سے ملحق ہوا اب دس لاکھ ساحرون کی جمعیت ہوگئی لیکن چقماق جادو نے حال پوچھا عالم افروز جادو نے سب ماجرا بیان کیا کہ یون بادشاہ کا عتاب ہوا لوگ میرے نکالنے کو ہنوز چلنے بھی نہین پائے تھے کہ مین خود کوچ کر کے چلی آئی ہون چقماق جادو نے کہا تمنے بہت خوب کیا جو چلی آئین اور لڑکے کو اپنی گود مین لیکر پیار کیا گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تمنے تو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم بھی اب اپنا بادشاہ طلسم کشا کو سمجھو بادشاہ طلسم صندل کو دشمن جانو خورشید جادو نے کہا کہ اگر فرمایئے تو ابھی سحر کر کے صندلان شاہ کو پکڑ لا دون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا

حقماق جادو ہنسنے لگا اور کہا ای فرزند اُس کام کی جرأت کرنا چاہیے جو اپنے سے ہو سکے بھلا تمہارا سحر کہین بادشاہ طلسم کے سحر پر غالب آسکتا ہی لیکن اسکے دلولے پر بہت خوش ہوا اور شاہزادہ رستم ثانی کو یاد کیا کہ اگر اسکی جرأت وہ شہریار دیکھتا تو اس سے بہت خوش ہوتا یہ لڑکا انکی طبیعت کے موافق ہی حقماق جادو نے کہا دختر تمھاری بلکہ سردابہ جادو قلعۂ زخشانیہ مین ہی تمھارا جی چاہے اُسکے پاس چلی جاؤ اور اگر زیارت طلسم کشائی کرنا ہو تو یہین رہو بالفعل وہ شہریار اسیر ہی عالم افروز جادو نے کہا کہ جسکی بدولت گھر بار ملک و مال چھوٹا اُسے دیکھنے سے بھی گئی اول تو مین یہ کہتی ہون کہ اگر تم اجازت دو تو آج طلسم کشا کو چھڑا لاؤن تمام شہر نباتیہ کو اُلٹ پلٹ کر دون پھر دے نبات جادو کی بھی یہ حقیقت ہی کہ وہ مجھسے مقابلہ کریگا پھر حقماق جادو نے کہا ابھی مناسب نہین ہی ما سوا اسکے وہ شہریار عالیوقار ناراض ہوگا اُسکا آئین یہ نہین ہی کہ دشمن پر پیشدستی کرے عالم افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن جو وقت یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ زوجۂ حقماق ملکہ عالم افروز آکر شریک لشکر طلسم کشا ہوئی ہی تھرتھرانے لگا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کے اطمینان کو دیکھو کہ اسوقت تک کمک نہ روانہ کی اگر یہ لوگ یکایک آپڑے تو کیا ہو سکتا ہی طلسم کشا کو چھین لیجائینگے نبات جادو پریشان ہو رہا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے دو ابر نمودار ہوے ایک ابر سُرخ رنگ دوسرا ابر سبز رنگ اور جانب صحرا سے زیر ابر تتق گرد بلند ہوا آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئی نبات جادو مع افسران لشکر برائے استقبال آگے بڑھا راہ مین خبر پائی کہ خود ملکہ نوبہار گوہر پوش برائے تماشائے قتل طلسم کشا تشریف لاتی ہین اور اخضر جادو و احمر جادو ایک ایک لاکھ ساحر غدار کی جمعیت سے آتے ہین نبات جادو گیا اور ملکہ کو استقبال کرکے لایا باغ مین آثار از دحہ دختر نبات جادو کی باغ باغ ہوگئین مثل کنیزون کے خدمتگذاری ملکہ مین موجود تھین کہتی تھین کہ یہ بھی خداوند کی مہربانی ہی کہ بادشاہ طلسم صندل کی دختر اور ہمارے یہان آئے لیکن نبات جادو اخضر جادو اور احمر جادو کو استقبال کرکے شہر مین لایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اخضر جادو نے نامہ بادشاہ کا دیا نبات جادو نے نامہ آنکھون سے لگایا اور پڑھا تحریر تھا کہ ای خیر خواہ دولت و اقبال بڑا کام کیا تمنے لیکن اب تمکو لازم ہی کہ اپنے امکان بھر طلسم کشا کو ایک آن زندہ نہ رکھو وہین قتل کر ڈالو اور لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا اخضر جادو اور احمر جادو کو تمھاری کمک کیواسطے روانہ کیا جاتا ہی نبات جادو نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوا اوسیوقت حکم دیا کہ جارجی جارج دے کہ آج ہی کے روز طلسم کشا قتل کیا جائیگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آئے اور چشم عبرت وا کرے اُسیوقت جارجی نے جارج دیا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بلور آئینہ گمان ننگاف نے ایک نامہ خدمت مین خاقان روشن دل کے روانہ کیا کہ فلان روز اُس شہریار کے قتل کا معین ہوا ہی دو ساحر صندلان شاہ کیطرف سے برائے مدد آئے ہین اور یقین ہی کہ اور کمک آئے لہذا مجکو کیا ارشاد ہوتا ہی ایک ساحر یہ نامہ لیکر خدمت مین شہنشاہ خاقان روشن دل کے روانہ ہوا جسوقت دربار خاقان مین پہونچا نامہ پیش کیا خاقان نے جواب نامہ تحریر کیا کہ ای فرزند جو روز قتل معین ہوا ہی اُسی روز تم بھی تیاری کرکے لشکر پر گرنا امید ہے کہ طلسم کشا رہائی پائے اور مین بھی خیال رکھونگا اگر وقت سخت پڑیگا تو کسیکو برائے کمک روانہ کرونگا ایلچی جواب نامہ لیکر خدمت مین بلور کے آیا بلور نے سکوت کیا منتظر وقت ہو کر بیٹھا لیکن ملکہ عالم افروز جادو نے کہا کہ ای بادشاہ اگر مجھے حکم ہو جائے تو دکھا دون تماشا ابھی جاکر طلسم کشا کو لے آؤن یہ دونون مونڈی کاٹے کلیجے

جو آئے ہین تو کیا کر سکتے ہین مگر ہان خیال اتنا ہوتا ہی کہ مبادا رستے مین کسی نے روکا اور مقابلے کی ٹھہری اتنے عرصے مین کفار نے اُس شہریار کو قتل کر ڈالا اور مار پیچھے سنوار ہوئی تو کیا بلور آسمان فنگاف نے کہا کہ اب جو کچھ ہوگا ایک ہی روز ہو جائیگا جو روز قتل طلسم کشا کا معین ہوا ہی روز سہ شنبہ جلاد فلک کا دن ہے ہمین یقین ہی کہ خوب تلوار برسیگی اچھی طرح خونریزی ہوگی یہ سب تو منتظر وقت ہو کر بیٹھتے ہین لیکن شبرنگ بن عمرو اپنے آقاے نامدار کے لیے بیتاب و بیقرار پھرتا تھا کبھی گھسیارے کی صورت بنکر شہر بناتیہ مین داخل ہوا ہر چہار طرف تلاش کی مگر بیتہ زندان کا نہ ملا واپس چلا آیا کبھی مسافر بنکر کبھی سوداگر بنکر صدہا بھیس بدل ڈالے خاک شہر بناتیہ کی چھان ڈالی مگر کہین بیتہ شاہزادہ رستم ثانی کا نہ پایا ایک روز جانب صحرا نکل گیا زیر درخت بیٹھکر فلک کو دیکھکر رونے لگا کہ ای چرخ کج مدار و ای گردون غدار تو عجب طرح کا تفرقہ پرداز ہی کہ جھے ملاتے اور چھڑاتے کچھ دیر بھی نہین لگتی ہی کس مدت کے بعد تو اپنے آقا سے ملے تھے لیکن تو نہ دیکھ سکا اتنی جلد اُس شہریار عالیوقار سے جدا کر دیا یہ اسی خیال مین تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک خواجہ سرا ایک آدمی ہرا ہو تر خوردہ لدوائے ہوئے لالو لالو پکارتا چلا آتا ہی لالو کا کہین بیتہ نہین ہر بار غصہ ہو کر کہتا ہی کہ کمبخت کہان مر گیا حقہ بھرنے گیا تھا ابتک نہین واپس آیا مین نے اس تنکارے کے پیچھے آج صبح سے حقہ نہین پیا پیٹ مین نفخ ہو رہا ہی ہلکا ہلکا درد ہوتا ہی عرق مین غرق ہانپتے ہوے چلتے ہین تو ندتعل تعل کرتی ہوئی یہ خواجہ سرا ملکہ نوبہار گوہر پوش کے ساتھ آیا ہی میان تراب اسکا نام ہی آج صبح کو انکا جی گھبرایا تھا تو برای تنکارے گئے تھے آہو صید کرکے پھرے لیکن مرد ضعیف ہین پست ہوگئے شبرنگ نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی ایک ساقی بچے کی بنائی سامنے جیل تھی اُس سے حقہ تازہ کیا چلم بھری دہین سے دوڑ کر سامنے میان تراب کے آیا حقہ پیش کیا اور کہا کہ غلام کو آپ نے کیون نہ یاد فرمایا مین تو اسی صحرا مین رہتا ہون جو رئیس امیر برای صید و تنکار ادھر نکل آتا ہی اُسکی خدمت کرتا ہون میان تراب نے حقہ پینا شروع کیا تین چار دم لگائے ہونگے کہ یہ معلوم ہونے لگا تمام صحرا چکر مار رہا ہی پانون زمین سے اونچے ہوے جاتے ہین میان تراب نے کہا یہ کیسا حقہ تو نے پلایا کہ سر گھومنے لگا ساقی بچے نے کہا حضور مسافت راہ طی کیے ہوے آتے تھے حقہ کھینچ کر پی لیا اسوجہ سے سر گھومنے لگا ہوگا ذرا ٹہلیے کہ ہوا لگے میان تراب کو چھینک آئی بیہوش ہو کر گرے وہ آدمی جو آہو کو لادے ہوے ساتھ تھا کچھ دھوان اُسکے بھی ناک مین گیا تھا وہ بھی بیہوش ہوا شبرنگ نے جلدی سے میان تراب کو تو دور لیجا کر ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور آپ صورت میان تراب کی بنکر پھر وہین آیا اُس آدمی کو ہوشیار کیا اتنے مین اور لوگ میان تراب کے جوا نھین ڈھونڈھتے ہوے پہونچے کہا میان آپ نے بہت دیر کی ملکہ پریشان ہو رہی ہونگی غیر کے گھر مین مہمان ہین اگرچہ وہ بھی سب ملازم ہین لیکن آپکی گودیون کی کھلائی ہوئی ہین ہر طرح کی بے تکلفی دیکھا بی اب سے حال ہے میان تراب نے کہا کہ کباب اس آہو کے ملکہ کیواسطے لگاؤن تو لیکر چلون خالی ہاتھ کیا جاؤن اگر وہ پوچھین گی کہ اتنی دیر کہان گذاری تو کیا جواب دونگا لوگون نے کہا آپکو اختیار ہی غرضکہ میان تراب نے آہو کے کباب لگائے اور کباب اپنے ہمراہ لیکر طرف باغ فرحت افزا کے کہ جہان ملکہ نوبہار گوہر پوش مقیم تھی گئے جسوقت داخل باغ ہوے اور نظر ملکہ نوبہار پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ایسی صورتین کبھی خدا نے پیدا کی ہین لیکن نوبہار گوہر پوش نے جو میان تراب کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہان گئے تھے جواب دیا کہ بابا

تمھارے واسطے شکار کرنے گیا تھا نہایت پریشان رہا آخر ایک آہو صید کیا یہ کباب لایا ہون ملکہ نے کہا کہ ہمتو
یہان تنہا گھبرا رہے تھے ایک ماہ ناز آفرین ہو تو وہ بھی عورت مین بھی عورت اگرچہ کوئی خوف کا مقام نہین
ہے تاہم نئی جگہ ہے جی گھبرا اٹھتا ہے میان تراب نے کہا اچھا! باخطا میری معاف کرو اب کہین نہ جاؤنگا جس وقت
قریب پہونچے ملکہ برائے تعظیم اُٹھی کیونکہ میان تراب نے اسے گودیون مین کھلایا ہے غرضکہ دسترخوان بچھا ملکہ
نے خاصہ تناول فرمایا میان تراب مگس رانی کیا کئے جب ملکہ خاصہ نوش فرما چکین میان تراب نے بھی
کھانا کھایا ہاتھ منھ دھو کر بیٹھے لیکن یہ میان تراب تو ہین نہین یہ تو شبرنگ عیار ہے کہ جسنے دنیا دیکھ ڈالی ایک
زمانہ تک شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ رہا ہے اب شاہزادہ رستم ثانی سے اسے ایسی محبت ہو گئی ہے
کہ نور الدہر کا ساتھ چھوڑا ان کے ہمراہ رہتا ہے دیکھا شبرنگ نے کہ چہرہ ملکہ کا متغیر ہے بیٹھے بیٹھے ٹھنڈی
سانس بھرتی ہے دل کی الجھن باتون سے نمایان ہے تمنائے دیدار آنکھون سے ٹپکی پڑتی ہے چہرے کا رنگ زرد
دل پر درد ہے ہر انداز سے حالت عشق ہویدا نشان از خود رفتگی پیدا ہین شبرنگ دل مین سمجھا کہ ضرور کسی نہ کسی
پر شیفتہ ہوئی سوا رستم ثانی کے یہان اور ایسا کون ہے معلوم ہوتا ہے شاید اس نے کہین دیکھ لیا ہے جلو خوب ہوا
اسی سے اُسکا پتہ بھی ملجائیگا یہ سنکر کہا صاحبزادی اسوقت مین کچھ عجب بات دیکھ رہا ہون کیا کہون نہ کہتے بنتا
ہے اور نہ کہتے بنتا ہے نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر کیا بات آپ نے دیکھی ہے کچھ بیان تو فرمایئے میان
تراب نے کہا مجھے چہرے کے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے عشق مین سرشار ہوتا ہے خدا
کیواسطے صاحبزادی کچھ بیان تو کرو مرد ہو یا عورت جوان آدمی کیواسطے یہ آزار برا ہوتا ہے اس آزار کا
چھپانا اس درد کا زبان پر نہ لانا بہت برا ہوتا ہے مجھ سے تو کہو کہ اگر تدبیر ممکن ہو تو مین کوئی تدارک کرون
نوبہار گوہر پوش نے گردن نیچی کر لی اور کہا آپ بجائے عمو ہین آپ کے آگے ایسی بات کہنا بھی بیحیائی ہے گر نہ
کہنے مین بھی برائی ہے مگر اب آپ خود پوچھتے ہین تو عرض کرتی ہون کہ عجب طرح کا وقت نازک آپڑا ہے کچھ مجھ سے
بن نہین پڑتی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ صنم بادلہ پوش کی کیسی رسوائی ہوئی لیکن خداوند عالم نے اُسکی جان
بچائی ایسا باپ بھی جلاد نہین دیکھا کہ بیخوف و خطر دختر کے قتل کا حکم دیدیا دل مین ذرا رحم نہ آیا میرا اس سے برا
نتیجہ ہو گا مگر دل سے مجبور ہون آپکو یاد ہو گا کہ جس زمانہ مین تصویرین خداپرستون کی آئی ہین اور ایک تصویر
بدیع الملک کی مین نے اس بہانے سے پدر بزرگوار سے مانگ لی تھی کہ ہین درخت مین لٹکا کر اسے سو کوڑے
روز مارا کرونگی لیکن یہ تو سب بہانہ تھا اُس روز سے وہی تصویر باعث زندگی ہے سُنا ہے مین نے کہ یہ شخص جسکا نام
رستم ثانی ہے اُسکا بھتیجا ہے اور اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہے مین اس تردد مین ہون کہ اگر کبھی وہ دن تقدیر نے
دکھایا کہ ہمارا اور اُس یار جانی کا سامنا ہوا تو یہ منھ دکھانے کے قابل نہ رہیگا کہ ہم موجود ہون اور بھتیجا اُسکا
قتل ہو جائے دوسری بات یہ ہے کہ جس سے دل ملے جو اُسکی خوشی وہی اپنی خوشی اُسکا ملال اپنا ملال ہے جیسے
رستم ثانی اُنکا بھتیجا ویسے میرا بھتیجا اگر آپ نے شفقت بزرگانہ فرمائی ہے تو کوئی تدبیر نکالئے میان تراب
جو اصل مین شبرنگ بن عمرو ہین کہا کہ اچھا صاحبزادی تمنے بھی خوب پیٹ سے پاٹون نکالے مان باپ کا
نام روشن کرو گی مجھے تو فقط دل لیکر دریافت کر لینا تھا ابھی تو بادشاہ کو مطلع کرتا ہون یہ سنکر نوبہار
گوہر پوش کا رنگ اڑ گیا لیکن دل مین سوچی کہ خیر اب تو جو کچھ ہو گا وہ ہو گا دشمن کو تو کیون چھوڑتی ہے یہ خیال
کر کے تلوار کھینچی اپنی کنیزون سے کہا کہ گرفتار کر لو اس خواجہ سرا کو لو مجھپر تہمت رکھتا ہے یہ سُننا تھا کہ تمام کنیزین دوڑ

پڑین میان تراب کو کوئی گھونسہ کوئی لات کوئی تھپڑ مارتی تھی شبرنگ نے دل مین کہا کہ مفت کی جوتیان
کھائین ہمتو تمھارے تھے کہ دیکھین عشق اسکا صادق ہی یا نہین واقعی مین یہ اپنے عشق کی سچی معلوم ہوتی ہے
میان تراب نے بھی ادھر ادھر ہاتھ مارنا شروع کیے جسکی ناک تک ہاتھ انکا پہونچا چھینک مار کر بیہوش
ہوئی آن واحد مین حباب مار مار کر شبرنگ نے سب کو بیہوش کیا اب ملکہ سے مخاطب ہوا کہ اے ملکۂ عالم
آپ نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون منم شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان
میری بے ادبی معاف ہو اور آپ نہ گھبرائیے مین اسی تدبیر مین آیا ہون کہ اُس شہریار عالیوقار کو اس قید ستم
سے رہا کرون الحمد للہ کہ یہان آکر ملازمت حضور کی حاصل کی یہ کہکر منھ دھو ڈالا اور صورت اصلی اپنی ملکہ کو
دکھائی ملکہ دم بخود تھی کہ یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ سے کہا اے مہتر عیاران یہ تو بتاؤ کہ تمنے میرے خواجہ سرا کو کیا کیا شبرنگ
نے کہا خواجہ سرا سے صبر کیجیے وہ اس قابل نہ تھا جیسا آپ نے مجھ سے بیان کیا اگر اُس سے بیان کرتین تو نہین
معلوم کیا فساد برپا ہوتا مین نے اُسے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا یقین ہی کہ وہ عدم آباد تک پہونچ گیا ہو گا
ملکہ نے کہا وقت کم کام زیادہ بھر اے شبرنگ اپنے آقا کی رہائی کی فکر کیون نہین کرتے ہو شبرنگ نے کہا کہ
مجھے ابھی تک پتہ ٹھیک نہین ملا ہی کہ وہ شہریار عالیوقار کہان مقید ہی نوبہار گوہر پوش نے کہا یہ تو مین
بتاتی ہون اسی باغ کی پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا ہی کہ اس سے کوئی آگاہ نہین ہی طلسم کشائے نقلی تہ خانے
مین مقید ہے اور اصل مین جو رستم ثانی ہی وہ بھی قید ہی اب رہا کرنا تمھارا کام ہی شبرنگ نے کہا اے ملکہ
شام ہونے دیجیے آج ہی بقوت پروردگار اپنے آقائے نامدار کو لے آؤنگا غرضکہ جب دن تمام ہوا شبرنگ
نے گوشۂ باغ مین جا کر نقب لگانا شروع کی کوئی بارہ بجے شب کے دہنہ نقب کا گوشہ زندان مین وا ہوا آہستہ
سے گردن نکالکر دیکھا تو اپنے آقا کو مسلسل و مطوق پایا اور دیکھا کہ چار ساحران غدار اسباب سحر تن پر آراستہ
کئے ہوئے گرد شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے ہین شبرنگ نے جلدی سے سر اپنا نقب مین کر لیا اور سوچا کہ
اب کسطرح اس شہریار تک پہونچون دل سے ایک مکر تجویز کر کے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک زن کریہ منظر
سیہ فام کی بنائی اور ایک پرانا ریشمی سوسی کا لہنگا پہنا چنری اوڑھکر نہایت چالاکی کے ساتھ نقب سے نکلکر نعرہ کیا کہ منم
سکھیا چماری یہ آواز سنتے ہی وہ ساحر جو ہروقت حفاظت کے لئے رہتے ہین نیند مین آچلے تھے گھبرا کر چونک پڑے
کہ یہ سکھیا ری چماری کون ہین اب جو دیکھا یہ شباب خطا ہو گیا دیکھا کہ ایک عورت سیہ فام منھ پر سیتلا کے داغ بڑا ساقد
دو دانت آگے نکلے ہوئے گھبرا کر کہا کہ آپ کون ہین کہا مین ہو ہون لونا چماری کی پاس سے خداوند کے آتی ہون کچھ پیغام اس
شخص پاس لائی ہون لہذا تم لوگ تھوڑی دیر کیواسطے تخلیہ کر دو یہ سننا تھا کہ وہ سب ڈنڈوت کرنے لگے اور اسیوقت حجرے
کے باہر چلے گئے اب اس نے آواز دی کہ کیون اے طلسم کشا تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی کہ طلسم صندل کو برباد کرنے آیا چل تجھے
خداوند نے یاد کیا ہی رستم ثانی نے جو اسے دیکھا لاحول پڑھکر منھ کو پھیر لیا کہا قحبہ دور ہو یہان سے ہنسکر جواب دیا تو خدا
کی شان مجھ ایسی نازنین مہ جبین سے تو کراہت کرتا ہے ارے اسی صورت پر سیکڑون کی جانین اور ہ
ہزارون کے خون ہوئے بعد اسکے شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ جھانکتے ہون تو کام نہ بن پڑے گا
ایک آواز دی کہ کیون موئی کالون نے تمھین یہانسے تو ہٹا دیا اب تم دروازے سے لپٹے ہوئے باتین
ہماری سنتے ہو ابھی جلا کر خاک سیاہ کر دونگی یہ سننا تھا کہ ان لوگون نے کہا بھئی یہانسے ہٹ چلو ایسا نہو
کہ غصہ آجائے دیکھو تو کیسی صاحب کمال ہین کہ انھین سب حال روشن ہی کیون نہو کسکی ہو ہین لونا چماری

ابھی تو ہونے دو سو خداوندون مین داخل ہین غرضکہ وہ لوگ ڈر کر ہٹ گئے یہان سکھیا چماری نے شہزادۂ
رستم ثانی سے کہا کہ اے جان جہان واے آرام خستاقان اگر تو میرا وصل قبول کر تو ابھی لوح تجکو دلوادون
طلسم فتح کروا دون اگرچہ جانب خداوند سے تیرے قتل کو آئی تھی لیکن وہان جاکر کوئی بہانہ کردونگی یا نہ
جاؤنگی جب تجھ ایسا یار جانی جو لطف زندگی ہے بغل مین ہوگا تو کہین جاکر کیا کرونگی رستم ثانی نے کہا
کہ مردار دور ہو یہان سے مجھے مرنا قبول ہے اور تجھ سے ہمکلام ہونا نہین قبول سکھیا چماری نے کہا ارے
ایسی میری صورت بری ہے بھلا ایک آئینہ مین میری اور اپنی صورت ملاکر دیکھ تو یہ کہکر منہ قریب منہ کے
لائی تھی کہ رستم ثانی نے ہاتھ مع ہتھکڑی بلند کیا کہ قریب آئے اور سر پر مارون کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے
ہون اب اسنے قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار نہ پہچانا آپ نے مین ہون غلام آپکا شبرنگ بن عمرو شہزادۂ
رستم ثانی نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ صورت تو نے کیسی بنائی ہے شبرنگ نے کہا عیاری کی ہزار صورتین
ہین لیکن اپ چلئے رستم ثانی نے کہا کس طرف سے چلون شبرنگ نے کہا اُٹھیئے تو سہی اگر قید سخت ہے
تو کہئے کاٹ دون سوہن وغیرہ پیشتر سے لیتا آیا ہون کہ شاید آپ قید مین ناتوان ہوگئے ہون اور قید
نہ توڑ سکین یہ طعنہ سننے کی انھین کب تاب ہے کہا اے شبرنگ اگر قریب مرگ بھی ہون تو ایسی ایسی ہزار
قیدین توڑ کر پھینک دون یہ کہکر دامن آرزو مین آکر اب جو چرخ مارتے ہین قید کو مانند تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کرکے پھینک دیا شبرنگ اپنے ساتھ لیکر نقب کے رستے سے چلا اور دہنہ نقب کا بند کیا اُن
ساحرون کو آواز دی کہ ہم طلسم کشا کو پاس خداوند کے لئے جاتے ہین تم لوگ پریشان نہونا نہ تلاش
کرنا خداوند کو منظور ہے کہ طلسم صندل برباد نہو اسوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس طلب کرلیا کہ نہ یہ وہان
رہیگا نہ طلسم ٹوٹیگا یہ کہکر دہنہ نقب کا بند کرکے روانہ ہوسے جسوقت باغ مین نکلے دیکھا رستم ثانی نے
کہ عجب باغ ہے کس لطف کی چمن بندی ہے کیا اچھے طریقہ سے روش پٹری قائم کی ہے گلہاے بوقلمون پھولے
ہوئے ہین طائر چہچہے کر رہے ہین وسط باغ مین جو نہر ہے ہر نہر اسکی آغوش تمنا معلوم ہوتی ہے حباب بشکل دیدۂ
مشتاق اُبھر اُبھر کر ہر سو نگران ہوتے ہین لیکن جس چیز کو دیکھتے ہین اپنے سے دور پاتے ہین اپنی قسمت پر
پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین مچھلیان سبز و سرخ پانی مین سیر کرتی پھرتی ہین اگر کوئی غول مچھلیون کا نکل
آتا ہے عجب لطف دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میان آب پرکار آتش صنو فگن ہین جا بجا چھوٹے چھوٹے بجرے
پڑے ہین گرد نہر کے جو نادرے جواہر نگار رکھے ہین انمین چھوٹے چھوٹے درخت سر سے پانون تک
پھولون مین لدے ہوئے گلدستۂ کاغذی کا لطف دکھا رہے ہین نہین نہین گلدستۂ کاغذی مین یہ لطف
کہان نقل کو اصل سے کیا نسبت ہے ہر گلدستہ کو گلدستۂ جنت کہنا چاہئے رستم ثانی سیر کنان قریب قصر پہونچے
یہان ملکۂ نوبہار گوہر پوش مصروف دعا تھی کہ پروردگارا تو مجھے بدیع الملک سے سرخرو کر نا رستم ثانی
کی جان کا توہی حافظ ہے کہ یکایک سامنے سے رستم ثانی نمودار ہوسے ملکہ ماہ ناز آفرین نے کہا کہ سجدۂ شکر
بجالائیے اے ملکۂ عالم مراد آپکی پوری ہوئی لیجئے وہ تشریف لائے نوبہار گوہر پوش نے بھی رستم ثانی کو
دیکھا لیکن نظر رستم ثانی کی جو نوبہار گوہر پوش پر پڑی شبرنگ سے پوچھا یہ کون ہین کسیقدر صورت انکی
صنم بادلہ پوش سے مشابہ ہے شبرنگ نے کہا یہ بڑی بہن انکی ہین اور عاشق ہین شاہزادہ بدیع الملک
پر رستم ثانی نے جھک کر سلام کیا کیونکہ دونون رشتون سے ملکہ بڑی ہوتی ہین ملکہ نے دعا دی گلے سے لگایا

پاس اپنے بٹھایا ہنسکر فرمایا کہ کسیقدر آپ لوگونکی صورتین ملتی جلتی ہین یہ کہکر تصویر نکال کر ملائی اور کہا ان
سن کا تو فرق بیشک معلوم ہوتا ہے ورنہ جو صورت وہ ہے وہ صورت یہ ہے کسیطرح کا فرق نہین اب شبرنگ
نے تمام ماجرا اور ملنا میان تراب کا اور انھین بیہوش کرکے پہونچنا باغ مین ملازمت ملکہ کی اور تاکید رہائی
آپکی سب بیان کیا رستم ثانی نے دل مین سوچا کہ یہ اچھا موقع احسان کرنے کا ہے کسیطرح تو بہار گوہر پوش
کو یہان سے لیچلنا چاہیئے شبرنگ سے کہا کیونکر جی جان کو یہان سے لیچلین شبرنگ نے کہا یہ ہوسکتا
ہے کہ سب کو بیہوش کرکے پشتارے سے باندھکر کہیئے تو مین پہونچا آؤن رستم ثانی نے کہا کہ مین
اپنی موجودگی مین تو اس طرح نلیجانے دونگا شبرنگ سے کہا کہ آپ خود بھی سوا اس تدبیر کے کسی طرح
نکل نہیین سکتے رستم ثانی نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ فعل ودر اتفاقا کہ کوئی عالم بیہوشی مین جسطرح
چاہتا لیجاتا تا ابتو مین اسطرح کبھی نہ جاؤنگا شبرنگ نے کہا کہ اچھا مین جاکر لشکر مین اطلاع کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ
تو اسی پردۂ شب مین نکل کر روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی کو ملکہ نے نہلوایا پوشاک بدلوائی ایک حجرے
مین بٹھایا چوکی پہرے کا خوب بندوبست کردیا جو وقت دختر نبات جادو ملکہ خندان شکر لب کے آنیکا
معین تھا اسوقت باغ مین نکلکر ٹہلنے لگی جسوقت خندان شکرلب آئی دو چار باتین کرکے اُسے
رخصت کردیا لیکن جب صبح ہوئی زندانبان خدمت مین نبات جادو کے آئے اور عرض کی کہ رات کو
عجب کرامت خداوندی ظہور مین آئی ہے کہ زندگی بھر کا اطمینان ہوگیا اب کوئی کھٹکا باقی نہین رہا نبات جادو
نے کہا کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ ہم حسب منصب اپنی نگرانی طلسم کشا مین مصروف تھے دروازہ زندان
کا بند تھا کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی گھبرا کر جو لوگون نے دیکھا تو سکھیا چماری بہو لوتا چماری
کی کھڑی ہین صورت پر انکی ایسا دبدبہ تھا کہ پیشاب ہم لوگون کے خطا ہوئے جاتے تھے سحر بھولے جاتے تھے
نہ انکو زمین سے نکلتے دیکھا نہ آسمان سے آتے دیکھا نہین معلوم یکایک زندان مین کہان سے پیدا ہوگئین
اور ہمسے کہا کہ تم لوگ باہر زندان کے چلے جاؤ ہمنے ویسا ہی کیا کہ زندان سے باہر چلے آئے کان لگاکر سننے
لگے کہ کیا باتین طلسم کشا سے ہوتی ہین انھون نے پہلے تو کہا کہ چل اے طلسم کشا تجھے خداوند نے یاد کیا ہے
پھر ہم لوگون کو ڈانٹا کہ تم کیا سن رہے ہو دروازے کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسی صاحب کمال ہین کہ انھین
معلوم ہوگیا کہ ہم لوگ پاس دروازے کے کھڑے سن رہے ہین ہم لوگ ڈر کر ہٹ گئے پھر ہمین
نہین معلوم کہ انسے اور طلسم کشا سے کیا باتین ہوئین لیکن جاتے وقت وہ اتنا سناتی گئین کہ مین طلسم کشا
کو پاس خداوند کے لئے جاتی ہون اب تم لوگ اطمینان سے بیٹھو نہ طلسم کشا وہان سے آنے پائیگا نہ طلسم
کو توڑیگا بعد اس آواز کے ہمنے جو دروازہ حجرے کا کھولکر دیکھا تو نہ طلسم کشا کو پایا نہ انھین دیکھا نہ کوئی راہ آمد و رفت
دکھائی دی یہ سنکر نبات جادو نہایت متردد ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے احمر جادو و اخضر جادو سے بیان کیا انھون
نے کہا کہ خداوند ہمارا رحیم ہے کیا عجب ہے کہ اسے بربادی طلسم منظور نہو اسیوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس بلا لیا
ہو لیکن اس حال کی اطلاع خدمت بادشاہ مین کرنا ضروری ہے نبات جادو نے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور
خدمتین صندل لان شاد کے روانہ کی جسوقت عرضی بادشاہ کو پہونچی اور صندل لان شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا
کہ اسطرح طلسم کشا زندانخانہ سے غائب ہوگیا اسوقت معلم کتابدار سے کہا کہ یہ کیا راز ہے معلم کتابدار نے کتاب
زر دستی کو کھولا اور بعد دریافت عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار یہ زمانہ ادبار کا ہے وہ وہ باتین ظہور مین

آتی ہین کہ جنکا وہم وگمان بھی نہین ہوتا ہو شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا آیا پہلے تو اُسنے میان تراب کو صحرا مین حقہ پلاکر بیہوش کیا بعد اُسکے صورت میان تراب کی بنکر اندر باغ کے پاس بڑی صاحبزادی ملکہ نوبہار گوہر پوش کے آیا ملکہ کو ایسا باتون مین لگایا کہ نوبہار گوہر پوش نے بھی رازدلی بیان کردیا یعنے عشق بدیع الملک ظاہر کیا اور کہا کہ کسیطرح رہائی طلسم کشا کی فکر کرو جب معلوم ہوا کہ ملکہ دوستی طلسم کشا کا دم بھرتی ہین تو شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کردیا اور صورت سکھیا چمارجی کی بنکر زندان مین گیا اور اپنے آقا کو قید سے چھڑا لایا زندانبانون کو بہکا آیا اب ملکہ نوبہار اور رستم ثانی دونون باغ مین نبات جادو کے موجود ہین عیار طلسم کشا اُسکے لشکر مین خبر کرنے گیا ہوا ہی اگر وہان سے لوگ آگئے تو فوراً رہا کرلیجائینگے اور طلسم کشا بسبب لوح ہونے کے مجبور ہی اگر لوح اُسکے ہاتھ لگ گئی ہوتی تو ابتک وہ کام نبات جادو کا تمام کرچکا ہوتا نبات جادو کی آنکھون پر پردے غفلت کے پڑے ہوے ہین یہی علامتین بربادی طلسم کی ہین صندلان شاہ جادو نے جو یہ باتین سنین اور حقیقت حال سے آگاہ ہوا ساتھ شرارہ روئین تن کہ نہایت ساحر زبردست سامری عصر بھی موجود تھا کہا اے شرارہ حکومت ملک نبایتہ مین نے تیرے نام کی جا اور نبات جادو کو سزاے معقول دے کر شہر نبایتہ سے نکالدے اور سر طلسم کشا کا مع سر نوبہار خدمت مین مابدولت کی روانہ کر اور ایک نامہ نبات جادو کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ اسی منہ پر یہ دعوی تھا کہ ہینے طلسم کشا کو اسیر کیا تو لائق اعتماد کرنے کے نہین ہی لہذا تجکو اطلاع دیجاتی ہی کہ حکومت شہر نبایتہ سے دست بردار ہو اور شرارہ روئین تن کے سپرد کر کے جہان تیرا جی چاہی وہان چلا جا ایک ساحریہ نامہ لیکر طرف شہر نبایتہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے شرارہ روئین تن پانچ لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف شہر نبایتہ کے روانہ ہوا دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہی لیکن اب حال شبرنگ بن عمرو کا سنئے کہ یہ باغ سے نکلکر بہ لشکر اسلام کا دیکھکر پاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا کچھ رات باقی تھی تباہ ہوکر صحرا مین نکل گیا راہ گم کی تین روز تک راستہ لشکر کا نہ ملا حیران سرگردان کبھی یہ خیال کہ نہین معلوم کہ اُس شہریار عالیوقار پر کیا گذری دشمنون مین اُسے چھوڑ آئے ہین لوح پاس نہین ہی اسی حال پر ملال مین تیسرے روز دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا جاتا ہی خود بھی صورت ایک مسافر کی بنکر شریک قافلہ ہوا ایک آدمی سے پوچھا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر نبایتہ کو جاتے ہین شبرنگ نے کہا مین بھی چلتا ہون تین روز سے اسی صحرا مین تباہ ہون راہ بھول گیا ہون غرضکہ ساتھ قافلے والون کے شہر نبایتہ کے قریب آیا پہلے دریافت کیا کہ کوئی غدر تو نہین شہر مین واقع ہوا جب معلوم ہوا کسیطرح کا کوئی ہنگامہ تازہ نہین برپا ہوا دلکو اطمینان ہوا کہ معلوم ہوتا ہی ابھی تک راز اُس شہریار عالیوقار کا فاش نہین ہوا لیکن افسوس کہ اگر مین نے راہ نہ گم کی ہوتی تو ابتک آکر اپنے آقاے نامدار کو لیجاتے مگر راہ راست دریافت کر کے جلد جلد طے منازل کرتا ہوا داخل لشکر ہوا یہان سب امرا و سادر بار مین موجود تھے بلور آسمان شگاف تخت حکومت پر جلوہ افروز تھا فکر ہو رہا تھا کہ کیا تدبیر رہائی شاہزادہ رستم ثانی کی کرین حکم سے خاقان روشن دل کے مجبور ہین ورنہ جاکر لڑ جاتے جانین اپنی نثار کرتے مگر اُس آقاے نامدار کو چھڑا کر لاتے کہ ایکبار دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ پیدا ہوئی اور شبرنگ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا بلور آسمان شگاف نے کہا اے مہتر مہتران تم کہان

تھے تمھارے گم ہو جانے سے اور تردد افزون ہو گیا تھا شہرنگ نے کہا آپ یہان بیٹھے کیا کر رہے ہین
جو میرا کام تھا وہ کر آیا اس شہریار کو قید سے رہا کیا اب وہ باغ نبات جادو مین مقیم ہین اور سارا ماجرا
جو کچھ گذرا تھا مفصل بیان کر کے کہا اب یہ آپ لوگون کا کام ہے چلیے اور اپنے آقا کو لے آئیے یہ
سنکر بلور آسمان شگاف تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی
عالم افروز جادو اور چیچاق جادو وغیرہ نے اپنے اپنے لشکر کو حکم دیا آن واحد مین تمام لشکر تیار ہو گیا
کیونکہ ہر افسر کو حکم تاکیدی پہونچا تھا جو جہان جس حالت سے بیٹھا تھا اسی طرح اٹھ کھڑا ہوا فقط
اسباب جنگ تو لے لیا جھولی سحر کی لگالی باقی ہر چیز کو جو جہان تھی وہین چھوڑا کوئی کھانا کھانے
بیٹھا تھا کوئی دسترخوان بچھا رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ لشکر مین چلا آیا اور کوئی کھانا پکا رہا تھا وہ اسی طرح
چولھے سے اٹھ کھڑا ہوا کوئی نہانے بیٹھا تھا تو آدھا نہایا اور آدھا بے نہایا کمر ہمت کو چست باندھکر
روانہ ہوا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ یارو وقت جانبازی ہنگامۂ امتحان افسون سازی ہے چلو اور اپنے
آقا و ولی نعمت پر جانین نثار کرو غرضکہ بلور آسمان شگاف مع فوج ظفر موج چڑھائی کرتے ملک
نبانیتہ پر جاتا ہے دیکھیے یہ کس وقت پہونچتا ہے لیکن اول حال شرارہ روئین تن کا سنئے کہ یہ طے مراحل
و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے اول نامہ وارصندلان شاہ کا پاس نبات جادو کے پہونچا اور نامہ دیا
نبات جادو نے نامہ لیکر پڑھا تھر تھر کانپنے لگا مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی رنگ چہرے کا اڑ گیا
اور قصد کیا کہ قبل آنے شرارہ روئین تن کے مین ملک نبانیتہ سے چلا جاؤن مگر جاؤن تو کہان
جاؤن یہ اسی فکر و تردد مین تھا لیکن شرارہ روئین تن نے آتے ہی پہلے باغ ملکہ کو گھیر لیا دیکھا
کہ شاہزادہ رستم ثانی باادب سامنے بیٹھے ہین اور ملکہ نوبہار گوہر پوش مسند پر جلوہ افروز ہین ماہ ناز آفرین
پاس بیٹھی ہے بس اسنے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ شاہزادیون کو آوارہ کیا طلسم مین بھیجا
ڈالدی آبرو بادشاہ طلسم کی خاک مین ملادی لیکن اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے منم شرارہ روئین
تن کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر جھولی سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک ترنج نکالکر
کچھ پڑھنے کا قصد کیا رستم ثانی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے چلے کہ او ملعون کیا بکتا ہے شرارہ
نے آواز دی کہ مجھے مثل اورون کے نہ سمجھنا یہ کہکر گرگی آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لئے ہاتھ پاؤن بے حس
و حرکت ہو گئے اس نے سحر پڑھکر درخت سنبل کیطرف اشارہ کیا کہ تین رسنین پیدا ہو کر چلین ایک رستم ثانی
کے بازوون مین لپٹ گئی ایک نے نوبہار گوہر پوش کی مشکین باندھین ایک ماہ ناز آفرین کے ہاتھون
مین لپٹ گئی کیا تفرقہ پردازی گردون سفلہ پرور ہے کہ ابھی تو کس اطمینان سے بیٹھے تھے کیا باتین ہو رہی
تھین امیدین دل کی بڑھ رہی تھین اب دو تین روز مین ذرا حجاب بھی باہم کم ہوا تھا ملکہ حالات لشکر اسلام
پوچھتی تھی شاہزادہ رستم ثانی بیان فرماتے تھے کبھی صنم بادہ پوش کا ذکر ہوتا تھا رستم ثانی کہتے تھے کہ
وہ شہر خاقانیہ مین ہین آپکو بھی انھین کے پاس بھیجدونگا یا آن واحد مین یہ حالت ہوئی کہ امید زندگی اٹھ
گئی اجل کے پنجے مین آ گئے سب خیالات خواب پریشان ہو گئے ایک ادنٰی ملازم نے اکر مشکین باندھین
نوبہار گوہر پوش فلک کو دیکھکر رہجاتی ہے لیکن شرارہ روئین تن نے کہا کہ پہلے اس نمک حرام دولت یعنی
نبات جادو کو سزا پہونچالون تو آکر سمجھون بادشاہ کا حکم ہے کہ سر دونون کے ہمارے پاس بھیجدو

یہ ملعون تو ایوان نبات جادو کی طرف روانہ ہوا یہان ملکہ نے بلک بلک کر دعا مانگنا شروع کی کہ اے
کس بیکسان والی غریبان اے دادرس اے فریادرس اسوقت سخت مین سوا تیرے کون مددگار ہے
مین تازہ مسلمان ہون میرے حال پر رحم فرما لیکن شرارہ روئین تن سامنے نبات جادو کے آیا اور کہا
کہ ابتک تو نے سلطنت شہنشاہیہ کو ترک نہین کیا فرمان بادشاہی کا بھی کچھ خیال نہوا جلد اٹھ جا تخت
سے نبات جادو کو اور کچھ نہ بن پڑی یہی خیال ہوا کہ اے نبات جادو ایسا ناقدر بادشاہ دنیا مین
نہو گا کتنا بڑا تو نے کام کیا اسکا صلہ یہ ملا ہے یہ ہر دوستی سے بادشاہ طلسم کے ہاتھ اٹھایا ہون ہی جان بچتی نہین
معلوم ہوتی کیا انکی صاحبزادی نے الزام بھی پھر لگایا ہے یہی علامتین بربادی طلسم کی ہین بیشک اس
سال مین یہ طلسم برباد ہو جائیگا کہا اے شرارہ روئین تن ہمین کیا ہے یہ تخت و تاج ملک و مال امانت بادشاہی
ہے جسکو وہ کہتا ہم اسکے سپرد کر دیتے یہ تخت بھی حاضر ہے تاج بھی موجود ہے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور اندر محل کے
آکر لوح صندوقچہ سے نکالی اور چور دروازہ سے نکلکر طرف باغ کے روانہ ہوا اور اندر باغ کے
آکر لوح طلسمی سامنے رستم ثانی کے ڈالدی اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ یہ حاضر ہے خطا اس غلام کی معاف
ہو اور اب مین دوست ہون جبتک دشمن تھا عکس لوح کا جو پڑتا ہے تمام قید سحر دفع ہوئی رستم ثانی
نے لوح گلے مین ڈالی جن جلادون کو قید پر مسلط کر دیا تھا وہ تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم ثانی پر چلے سحر
کرنے لگے اب سحر اثر کب تاثیر کرتا ہے جہان عکس لوح کا ڈالا سحر برطرف ہو گیا جلاد کو مار کر تلوار چھین لی نوبہار
گوہر پوش پر سے بھی قید رفع ہوئی ماہ ناز آفرین بھی چھوٹی وہان شرارہ روئین تن
نے اخضر جادو و احمر جادو سب کو ساتھ لیا اور سب کو بارادہ قتل رستم ثانی و نوبہار گوہر پوش طرف
باغ کے چلا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے صد ہا لکہ ہاے ابر نمایان ہوے کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زنگاری
کوئی سفید کوئی سیاہ بجلیان چمکتی ہوئی گرجنے کی آوازین بلند شرارہ نے تامل کیا کہ یہ علامت فوج ساحران
کی معلوم ہوتی ہے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے اور ترسول اور پنج سول چمکتے ہوے نظر آئے
اور نعرے ساحرون کے ہونے لگے ایکطرف سے چقماق جادو کا نعرہ ہوا ایک سمت سے عالم افروز
جادو چلی بلور آسمان شگاف نے للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا یہ سننا تھا کہ چار طرف سے ساحر مجمع کرکے
چلے ادھر اخضر جادو و احمر جادو شرارہ روئین تن نے بھی اپنے اپنے لشکر کو للکارا اور خود بھی جھولیون
پر ہاتھ ڈالے سحر ہونے لگے گولہ تیغ و ناوک کچھ پیکانون کا کچھ سوئیون کا چلنے لگا سامری یا جمشید
کی آوازین بلند ہوئین ساحر مرنے لگے بیرق کا شور کرنا علامات سحر ظاہر ہونا عجب ہنگامہ برپا تھا کہین
برق شمشیر چمک چمک کر گر رہی تھی کہین پیکان سحر مانند تیر شہاب کے چل رہے تھے کسی طرف آتشباری تھی کہین
برف باری ہو رہی تھی عالم افروز جادو جسطرف نعرہ کرکے جا پڑی صفین کی صفین بچھ گئین چقماق
جادو کی آتش فروزی نے سیکڑون خانہ تن پھونک دئے ادھر خضر جادو نے نخل حیات اہل اسلام
کو قطع کرنا شروع کیا کیفیت مین جما ہوا اڑ رہا ہے دل سے ہتیہ ہے کہ سرسبزی حاصل ہو احمر جادو نے
خون کے دریا بہا دیے ہین چہرہ غصے سے سرخ ہے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے حقیقی جوڑا برمین ہے لیکن اب
ساحران لشکر اسلام نے رخ باغ کا کیا کہ چلکر اس شہریار کو رہا کرین دشمنون کے پنجون سے چھڑائین
جانین لڑائے ہوے لڑ رہے ہین بلور تخت پر بیٹھے بیٹھے جب گولہ سحر کا مار دیتا ہے صفین فوجون کی ٹوٹ

جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابر پھٹ گیا اسکا سحر کسی سے رد نہین ہو سکتا قریب باغ پہونچ چکے ہین یہ رنگ
شرارہ روئین تن نے جو دیکھا کہ اہل اسلام قریب باغ پہونچ گئے ہین سب کے سحر کا تو مین جواب دیسکتا
ہون لیکن بلور آسمان شگاف کا سحر نہین رک سکتا اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالون سارا
قصہ فیصل ہو جائیگا ان سب کے دل ٹوٹ جائینگے بھاگ کھڑے ہونگے اور اے شرارہ بڑی غلطی کی تو نے
جو طلسم کشا کو مہلت دی یہ خیال کر کے احمر جادو و اخضر جادو سے کہا کہ ہان یہی وقت جانثاری ہے اگر
تم ان لوگون کو تھوڑی دیر بھی روک لوگے تو مین جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالونگا احمر جادو نے
کہا ہم ہوشیار ہین تھوڑی دیر کیسا کہ جبتک جان تن مین باقی ہی کسیکو آگے نہ بڑھنے دینگے آپ جائین شرارہ
نے رخ میدان جنگ سے موڑا اور طرف باغ کے چلا ادھر نبات جادو نے جاکر محروق جادو کو رہا
کر دیا اور کہا کہ چلو ہم تم شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کر لیچلین تمہارا لشکر بھی آگیا ہی شرارہ روئین تن سے
جنگ ہو رہی ہی ہنگامہ جنگ برپا ہی لیکن شاہزادہ باغ مین ہی یہی موقع ہی چلو ہم تم اس شہریار
عالیوقار کو لیکر نکل چلین ادھر محروق جادو باغ کیطرف آتا ہی ادھر شرارہ روئین تن نے بھی باغ کیطرف
رخ کیا ہی نبات جادو نے محروق جادو کو رہا کر کے اپنے لشکر مین آکر آواز دی کہ ایسا شہریار بہادر دنیا
کے اور بادشاہ طلسم کی ناقدری ظاہر ہو چکی ہی لہذا مین نے تو غلامی اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ
دینا ہو وہ شریک لشکر اسلام ہو کر شرارہ روئین تن سے لڑے اور لوح بھی پنجہ طلسم کشا کو دیدی سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین ہم بادشاہ طلسم کو کیا جانین ہم آپ کے نمکخوار ہین نبات جادو بھی مع لشکر آکر
لشکر شرارہ روئین تن پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا لیکن شرارہ روئین تن بلائے بد آفت کا پرکالہ ہے
کسی کے سحر کو کب مانتا ہی برابر رد کرتا چلا جاتا ہے قضائے کار اتفاقات روزگار ادھر سے محروق جادو
آتا ہے اسطرف سے شرارہ روئین تن جاتا ہی اسکا ارادہ ہی کہ مین طلسم کشا کو نکال لیجاؤن شرارہ
بارادہ قتل آتا ہی دونون کا سامنا ہوا شرارہ نے جو محروق کو دیکھا آواز دی کہ تو کون ہی کیونکہ محروق
جادو ساحران طلسم صندل سے تو ہی نہین کوئی اسے پہچانتا نہین محروق جادو نے نعرہ کیا کہ منم
محروق جادو تو کون ہی شرارہ روئین تن نے کہا کس ارادے سے آتا ہی محروق جادو نے کہا
کہ طلسم کشا کو رہا کرنے آتا ہون یہ سننا تھا کہ شرارہ جادو نے تیغ سحر مار اگر سر محروق کا زخمی
ہوا جھوم کر چلا رستم ثانی نے جو اپنے رفیق کو دیکھا کہ قتل ہوا چاہتا ہی شرارہ تلوار کھینچکر چلا ہی کہ محروق کو
قتل کردن رستم ثانی نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہی شرارہ نے آواز دی کہ تجھے کسنے رہا کیا رستم ثانی
اسنے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے مجھے رہا کیا شرارہ نے کہا کہ کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اسے
قتل کر لون تو تیرا ابھی کام تمام کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ محروق کو قتل کرے محروق جادو بے بس پڑا ہوا
ہی رستم ثانی سے ابھی کچھ فاصلہ تھا جلدی سے عکس لوح کا محروق پر ڈالا محروق جادو کو ہوش آیا
سر پر جلاد کو دیکھا جست کر کے علحدہ ہوا رستم ثانی نے نعرہ کیا او شرارہ روئین تن ادھر آ کہ ملک الموت
تیری جان کا سر پہ آپہونچا شرارہ نے تیغ سحر مارا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا اور تیغہ سپر سے رد
کیا شرارہ کی نظر جو لوح پر پڑی سحر کیا اور اڑکر چلا کہ اب سوائے قتل کوئی چارہ نہیں ہی لوح اسکے
ہاتھ لگ گئی سحر تیرا کارگر نہو گا جیسے ہی اڑکر چلا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا شرارہ زمین پر

آیا رستم ثانی جھپٹ کر قریب آئے شرارہ نے آواز دی کہ مین فقط ساحر نہین ہون اگر تجھے دعوی سپہ گری
کا ہی تو لڑے یہ کہکر خبردار خبردار کہکر تلوار ماری رستم ثانی نے بند دست پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا لیکن ٹھوکر
کھائی تلوار سر پہ بیٹھی چار انگل کا زخم سر مین آیا دستانہ نہ تھا کلائیان مارین تلوار سر سے نکلی لیکن
دونون کلائیان زخمی ہوئین اب لوح کا عکس برابر پڑ رہا ہی سحر شرارہ کا کام نہین کرتا اُسی زخمی ہاتھ سے
وار تیغ آبدار کا کیا تلوار اُسکے سر پر پڑی مگر اُچٹ گئی کارگر نہوئی کیونکہ شرارہ روئین تن ہی پھر اُسنے
جھپٹکر وار کیا رستم ثانی نے اُسی جرأت وہمت کے ساتھ بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار
چھین لی زور ہونے لگے لیکن رگین ہاتھون کی جو کشمکش مین کھنچین زخم مین درد ہوا رستم ثانی کو غصہ آیا
جھٹکا مارا کہ شرارہ روئین تن اوندھے منھ زمین پر آیا دوسرے ہاتھ سے بند کمر مضبوط تھام کر جو ہکا مارا
بالاے خاک سے برروے ہوا اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
چڑھا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین شرارہ ہنسا اور کہا کہ تو مجھے کیونکر قتل کریگا خداوند نے
مجھے پیدا کیا اور میری موت کا پیدا کرنا بھول گیا تلوار مجھپر اثر نہین کرتی پھر ایسے خداوند کو چھوڑ کر مین خداے
نادیدہ کو سجدہ کرون کہان ہوسکتا ہی یہ سنکر رستم ثانی کو غصہ آیا اور ایک پاؤن اُسکا پاؤن کے نیچے
دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ مین لیکر ہکا مارا اور چیر کر پھینکدیا شرارہ کا مرنا تھا کہ قیامت کبری برپا ہوئی
تمام باغ مین آگ لگ گئی آتش گل بھڑک اُٹھی عندلیبون کے سوز جگر سے دھوان اُٹھا شعلۂ لالہ بھڑک
اُٹھا ہر درخت مانند چنار کے جلنے لگا بلکہ تمام وہ طبقہ جلنے لگا جبتک لاش شرارہ جادو کی پھڑکا کی ایک
زلزلہ برپا رہا جب روح شرارہ کی تن نجس سے نکل کر دوزخ کی سمت راہی ہوئی ایک آواز آئی کہ
کشتی مرا نام مین شرارہ جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب علامات سحر برطرف
ہوئی محروق جادو اپنے آقا پر بلا گردان ہوا بعد ازان رستم ثانی اُسی عالم زخمداری مین مرکب پر سوار ہوے
لوح گلے مین عجب جلوہ دے رہی تھی ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے اِدھر بالاے ہوا سے ساحرون کی لاشین
گر رہی تھین ہنگامہ گیرودار بلند تھا میدان جنگ مین کوسون خون کی شفق پھولی ہوئی تھی زمین رونق آسمان
کو بھولی ہوئی تھی رستم ثانی نے جسپر عکس لوح کا ڈالا سحر بھولا گولہ ترنج نارنج مارا کام نہ نکلا جسپر ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا دو پرکالے ہوے اِدھر یہ قتل کرتے ہوے چلے جاتے ہین اُدھر نبات جادو نے آفتین برپا
کردی ہین گولہ ترنج ونارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے سے وہ وہ علامتین پیدا ہوتی ہین کہ
عیاذاً باللہ نبات جادو اور عالم افروز جادو کا سامنا ہوا یہ لوگ ابھی حال سے نبات جادو کے آگاہ
نہین ہین قصد کیا تھا عالم افروز جادو نے کہ گولہ سحر کا نبات جادو پر مارون نبات جادو نے
آواز دی کہ ملکہ کیا کرتی ہو مین تو غلام طلسم کشا ہون لوح مین نے طلسم کشا کو دیدی شرارہ جادو
مارا گیا عالم افروز جادو نے ہاتھ اپنا روکا لیکن احمر جادو کا اور چقماق جادو کا سامنا ہوا احمر جادو
نے ترنج سحر مارا کہ شانہ چقماق جادو کا زخمی ہوا فوارہ خون کا جاری ہوا پس چقماق آتش افروز جادو
نے وہی خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر احمر جادو پر کھینچ مارا خون شعلہ بنکر احمر جادو پر گرا تن
بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگا رد سحر پڑھا لیکن سحر چقماق جادو نہ اترا جلکر خاک ہوگیا اُدھر اخضر جادو نے
عالم افروز جادو پر نارنج سحر مارا عالم افروز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر نارنج ہاتھ مین پکڑ لیا اور وہی نارنج

اخضر جادو پر مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا لاشے اِن دونون کے زمین پر گر کر پھڑ کنے لگے کہ تمام عرصۂ کارزار متزلزل ہوا بیر دن سے جب کچھ نہو سکا غل مچا کر خاک اُڑا کر چلے گئے آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من احمر جادو و اخضر جادو بود فوج بے سردار کہا تک لڑتی آخر کار لاشین اپنے اپنے افسرون کی اُٹھا لین اور میدان جنگ سے نکلکر راہ فرار اختیار کی جو لوگ حلقے مین پھنس گئے تھے نکلنے کا رستہ نہ ملا اُنھون نے امان مانگی مطیع اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے ہاتھ روکا سب نے ہاتھ روک لیے بلور آسمان شگاف اگر رستم ثانی سے ملا نبات جادو نے قدمبوسی حاصل کی رستم ثانی نے بلور سے دوستی نبات جادو کا حال بیان کیا اب سب مجتمع ہوکر قلعۂ نباتیہ مین آئے ایک روایت مین ہی کہ رستم ثانی نے سلیمان شاہ کو قلعۂ رخشانیہ کا بادشاہ کیا تھا اور اسفندیار صحرائی کو بادشاہ لشکر کرکے اپنے ساتھ رکھا ہی اِس بنا پر اسفندیار بھی ساتھ ہی یہ بھی قلعہ مین آیا ہر طرف امن و امان ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے نبات جادو کو پھر سے اپنی طرف سے تاج بخشا نبات جادو نے بڑی دھوم سے سبکی دعوت کی شہر آئینہ بند ہوا بتکدے منہدم کرادیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا تمام شہر مین چراغان ہوا جراح طلب ہوے شاہزادہ رستم ثانی اور چقماق جادو کا علاج ہونے لگا اب اژدر جادو کو طلب کیا کہ یہ ہاتھ سے چقماق جادو کے گرفتار ہوا تھا جسوقت اژدر جادو سامنے آیا نبات جادو نے کہا کہ مین نے غلامی اِس شہریار باوقار کی اختیار کی ہی تو کیا کہتا ہی اژدر جادو نے کہا کہ ہمنو مطیع آپکے ہین جسکی اطاعت آپ نے اختیار کی ہمنے پہلے اختیار کی رستم ثانی نے اژدر جادو کو رہا کیا خلعت فاخرہ بخشا اسکا عہدہ اسے دیا لشکر نبات جادو کا یہ سپہ سالار رہا لیکن جس روز رستم ثانی نے غسل صحت کیا نبات جادو نے خوشی کا جشن کیا رستم ثانی بعد غسل صحت کرنے کے پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے واسطے سلام کے آئے ملکہ نے دعا دی پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی منگا کر نثار کین ملکہ نے ہنس کر پوچھا کہ مین نے سُنا ہی کہ تمھارے لشکر مین اسفندیار صحرائی بھی ہی رستم ثانی نے کہا کہ جی ہان مین نے اُسے بادشاہ لشکر کیا ہی غیر ساحر لوگون کی فوج کا وہ افسر ہی لیکن آپ نے کیون اُسکا نام لیا ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا کہ یہ میری مصاحب ہی ماہ ناز آفرین اسکا نام ہی کہ اُسکے چچا کی بیٹی ہی شادی اسکی اُسکے ساتھ ہوئی تھی یہ اُسپر عاشق تھی وہ اسپر عاشق تھا لیکن خدا غارت کرے ابلیس خود پسند کو کہ جو سالار لشکر میرے باپ کا ہی موا کسی قابل نہین ہی لیکن ہوس اسقدر ہی کہ جو خوبصورت عورت جہان دیکھتا ہی اُٹھالاتا ہی وہ اُسکی جان کو زندگی بھر رویا کرتی ہی اسے بھی اُٹھا لایا تھا ایک روز یہ میرے یہان مہمان آئی اور سب حالات اپنے رنج بیان کیے تو مین نے اِسے اپنے پاس سے جانے نہین دیا اور اِس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے اسفندیار سے ملادونگی الحمد للہ کہ پرور دگار نے غیب سے ایسا سامان کردیا کہ اب یہ اپنے شوہر سے ملجائیگی رستم ثانی یہ سُنکر نہایت خوش ہوے اور شبرنگ ہمراہ تھا اُسے پاس اسفندیار کے روانہ کیا اسفندیار صحرائی خیمہ مین بٹھا رورہا تھا کہ افسوس اتنک ہمارے یار جانی کا پتہ بھی نہین ملا کہان ہی اور کس حال مین ہی کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر نہین تاثیر الفت مین تو پھر بیچین ہم کیون ہین ٭ جو دل سے آہ نکلیگی کہانتک بے اثر ہوگی ٭ ناگاہ شبرنگ دروازہ خیمہ پر پہونچا دربانون نے ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت تخلیہ ہی کسی کے جانے کا حکم نہین ہی لیکن ہماری کیا مجال ہی کہ آپکو منع کرین شبرنگ نے کہا کہ تخلیہ مین کوئی اور بھی ہی شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا کوئی معشوقہ

پاس بیٹھا ہوا اُنھون نے کہا کہ اور تو کوئی بھی نہین ہے لیکن کسی تردد مین ہین شبرنگ سب واقعہ تو ملکہ کی
زبانی سُنکے آیا ہی تھا سمجھ گیا کہ یاد مین ماہ ناز آفرین کے بیٹھا ہوگا سچ ہے عشق کیا بُری چیز ہے کہ سوا بیٹھنے
کے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے عقل خبط ہو جاتی ہے اگرچہ شبرنگ کو کون روک سکتا تھا تاہم شبرنگ نے
لحاظ کیا کہ یہ بھی تو بادشاہ ہے ایک دربان سے کہا کہ ہمارے آنے کی اطلاع کرو دربان نے جاکر عرض کی
اسفندیار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جیسے ہی نام شبرنگ کا سُنا آنسو رومال سے پاک کیے کہا کہ
اُنھین کیون روکا دربان نے عرض کی کہ ہمنے صرف اُنسے بیان کردیا تھا کہ تخلیہ ہے وہ خود تشریف نہین لائے
لیکن کوئی کار ضروری تھا فرمایا کہ اطلاع کردو غرضکہ شبرنگ اندر آیا سلام کیا دیکھا کہ آنکھین اسفندیار کی
سرخ ہو رہی ہین درد پیدا آثار عشق ہویدا ہین شبرنگ نے مزاج پرسی کی اسفندیار نے کہا شکر ہے خدا کا
اے مہتر مہتران اسوقت کہان آنا ہوا شبرنگ نے مسکراکر کہا کہ آپکو شاہزادہ رستم ثانی نے یاد فرمایا ہے
اسفندیار اُٹھکر ساتھ ہوا شبرنگ اسفندیار کو لیئے ہوے دروازۂ باغ پر آیا اطلاع کی ملکہ نے اوٹ
آگے اپنے رکھو الیا اور کہا کہ بلالو اسفندیار اندر باغ کے آیا شاہزادے کو سلام کیا ملکہ کی خدمت مین تسلیم کہلا بھیجی
پاس رستم ثانی نے بٹھالیا اسفندیار نے گھبراکر پوچھا کہ اسوقت یاد فرمانے کا کیا سبب ہے رستم ثانی نے کہا سبب تو
مین پھر بیان کرونگا لیکن اسوقت تم گھبرائے کیون ہو اسفندیار نے عرض کی کہ اے شہریار ملکہ عالم سامنے تشریف فرما
ہین اور آپ اپنے سر کی قسم دیتے ہین گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اسوقت مجھے یاد ملکہ ماہ ناز آفرین کی آئی
اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا دل سے باتین کررہا تھا اور اُسی کو یاد کرکے رو رہا تھا رستم ثانی ہنسنے لگا باہر نوبہار
کے بیٹھی تھی اسکا بھی دل بھر آیا جی چاہا پکار کر رونے لگے لیکن ضبط کیا پاس ادب رستم ثانی اور ملکہ نوبہار
گوہر پوش کا مانع ہوا ضبط کرکے رہگئی لیکن رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے دل مین خیال کیا
کہ یہ اور ظلم ہے کہ دونون قریب بیٹھے ہین اور ایک دوسرے سے بات نہین کرسکتا اُٹھکر پاس ماہ ناز آفرین
کے تشریف لائے اور ہاتھ پکڑکر اُٹھایا اور سامنے اسفندیار کے لاکر ارشاد کیا کہ دیکھو اس عورت کو پہچانو تو کہ
یہ کون ہے اسفندیار نے جو صورت ماہ ناز آفرین کی دیکھی سکتے کے عالم مین ہوگیا شادی مرگ کی نوبت تھی
ادھر ماہ ناز آفرین گردن نیچی کیے کھڑی تھی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اے اسفندیار اتنا صبر کرو
دل پر جبر کرو کہ جب طلسم فتح ہو جائے تو تمھارا عقد اسکے ساتھ کرادیا جائیگا اسوقت تردد کی حالت ہے نہین
دیکھو کہ ملکہ صنم بادلہ پوش شہر خاقانیہ مین ہین اور ہم یہان لیکن کیا کرین مجبور ہین اب انشاء اللہ جس روز
ہمارا عقد صنم بادلہ پوش کے ساتھ ہوگا اُس روز تمھارا بھی عقد اسکے ساتھ ہو جائیگا تم ہمارے ساتھ ہو یہ
صنم بادلہ پوش اور چچی جان ملکہ نوبہار گوہر پوش جو اُس طرف اوٹ کے تشریف رکھتی ہین اُنکے ساتھ
رہین گی اسفندیار نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے مجھے تو اُنکی خیر و عافیت سے غرض تھی اب دل کو اطمینان
ہوگیا لیکن رستم ثانی کو خیال ہوا کہ تمھارے لحاظ سے یہ دونون آپسمین ہمکلام بھی نہین ہونے دل کی شکایتین
دل ہی مین رہین اس سے مناسب یہ ہے کہ اُنکو بھی تخلیہ گاہ مین بھیجدین کہ مدتون کے بخار جو دل مین بھرے
ہوے ہین وہ نکل جائین یہ خیال کرکے ایک علیحدہ کمرہ تھا وہان پہلے ماہ ناز آفرین کو لیجاکر بٹھادیا بعد
اسکے اسفندیار کو اپنے سر کی قسمین دیکر بھیجا عاشق و معشوق یکجا ہوے اسفندیار ماہ ناز آفرین سے
لپٹ کر رونے لگا اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ہرچند جدا ہونے کو جی نہین چاہتا تھا لیکن بلحاظ ملکہ

نوبہار گوہر پوش و بپاس شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ ماہ ناز آفرین نے اسفندیار سے کہا کہ جلد یہان سے
جاکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہو ایسا نہو کہ لوگ مجھپر طعنہ زن ہون کسی اور طرح کا گمان کرین اسفندیار نگاہ
حسرت سے ملکہ کو دیکھتا ہوا باہر کمرے کے آیا پاس شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہو اگردن جھکائے ہوے سر نیچا کیے
ہوے اتنے مین شبرنگ نے آکر عرض کی کہ ای شہریار نبات جادو نے کہلا بھیجا ہی کہ جلسہ آراستہ ہی آپکا انتظار ہی
حضور تشریف لائین تو شغل رقص و غنا شروع ہو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا ای فرزند مین نے بھی تمھارے غسل
صحت کی خوشی کی ہی کچھ دیر یہان شریک رہنا کچھ دیر وہان رہنا اور اسفندیار سے کہا کہ میرا پردہ تجھ سے
آنکھ کا پردہ ہی اور زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ جو میرا مختار و مالک ہی وہ یہان موجود نہین ہی بغیر اُسکی اجازت کے مین
سامنے نہین ہو سکتی اسفندیار نے عرض کی کہ ہم غلام آپ شاہزادی آپکا پردے ہی مین رہنا مناسب ہی میری
مجال ہی کہ مین شکایت کرسکون غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ سے وعدہ کرکے رخصت ہوے کہ مین بارہ بجے
شب کے پھر حاضر ہونگا اور مع اسفندیار و شبرنگ داخل بارگاہ ہوے وقت شام کا تھا ہر طرف چراغان
کی بہار تھی سیر کرتے ہوے آئے دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی طائفے حاضر ہین شاہزادہ
رستم ثانی آکر مسند پر جلوہ گر ہوے طائفون نے مبارکباد شروع کی سب نے حسب لیاقت انعام دیا کہ طائفے
مالا مال ہو گئے اب ایک ایک طوائف مجرا کرتی ہی اور چلی جاتی ہی کسی نے کوئی ٹھمری گائی کسی نے خیال کسی نے
ٹپہ کسی نے کوئی غزل گائی دس بجے تک صحبت رقص و غنا گرم رہی بعد اُسکے دوسرے خیمہ مین دستر خوان
بچھا نبات جادو نے نہایت شیرین زبانی سے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش فرمائین شاہزادۂ رستم ثانی
کو خوشی میزبان کی ہر طرح منظور تھی مع رفقا اُٹھ کھڑے ہوے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے نبات جادو
سے ارشاد کیا کہ اب تم میرا راستہ نہ دیکھنا رقص و غنا کا شغل جاری رکھنا مین باغ مین جاتا ہون یہ فرماکر مع
شبرنگ باغ مین تشریف لائے یہان ملکہ نے تیاری جشن کی تھی ملکہ خندان شکر لب دختر نبات جادو مصروف
اہتمام تھی نازنینون کا مجمع تھا پرستان کا سمان نظر آتا تھا ہر نخل باغ کا لطف چراغان سے سرو چراغان ہو گیا تھا
رستم ثانی پاس ملکہ کے باادب آکر بیٹھے گائنون نے ساز ملائے گانا شروع کیا غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی
کچھ دیر یہان بھی بیٹھے بعد اُسکے پھر جلسہ مین تشریف لائے سات روز تک یہ جشن رہا بعد اُسکے تین روز
آرام لیا اب شاہزادۂ رستم ثانی پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے تشریف لائے اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب
جانین تو طرف شہر خاقانیہ کے کہ وہ مقام امن ہی پاس اپنی چھوٹی بہن کے تشریف لیجائین نوبہار گوہر پوش
نے کہا ای فرزند جو تمھاری خوشی ہو جیسا تم مناسب جانو مجھے کیا عذر ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے اُسیوقت
تیاری کرکے ملکہ کو سوار کیا اور چقماق جادو اور عالم افروز جادو کو بڑے محافظت ساتھ کیا اور ایک نامہ خاقان
روشن دل کے نام اِس مضمون کا تحریر کیا کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر کلان صندلان شاہ کی
آتی ہین اُنھین اپنے پاس پہونچا دیجیے گا اور اُنکا خیال صنم بادلہ پوش سے زیادہ کرنا چاہیے کہ
رشتے مین میری چچی ہوتی ہین غرضکہ اُسیوقت سواری مثل باد بہاری طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوگی
اور یہان شہزادۂ رستم ثانی نے درستی لشکر کا حکم دیا اور نبات جادو سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ جبتک
چقماق جادو ملکہ کو پہونچا کر واپس آئین اُسوقت تک یہان لشکر آراستہ ہو رہے بعد اُسکے یہان سے آگے
جو ملک ہو وہان چلون نبات جادو نے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوج آراستہ ہونے لگی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان بادشاہ طلسم ملک صندلان جادو کے بیان ہوتے ہین
کہ یہ منتظر بیٹھا ہے کہ شرارہ رُوئین تن سر ملکہ نوبہار گوہر پوش و طلسم کشا لاتا ہوگا جسوقت سے یہ خبر
اندر محل کے گئی ہے اور خبر مادر ملکہ نوبہار کو ہوئی ہے اس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سوجالی ہین سر بار ہاتھ اُٹھا
اُٹھا کر کوستی ہے کہ خدا صندلان جادو کو غارت کرے یہ کیسا سنگدل ہے کہ اسے اولاد کی مطلق محبت نہین پہلے اس
لڑکی پر تہمت رکھی اُسکو قتل کرنے چلا اُسے اللہ نے بچایا سعید سالک لیگئے آخر کار جو تہمت لگائی تھی
وہی ہوا کہ وہ طلسم کشا کے قابو مین آگئی نہ یہ اُسے قتل کرتا نہ یہ انجام ہوتا خود کردہ را علاج نیست اپنی
خطا اور پر الزام اب نوبہار گوہر پوش سے تسکین خاطر تھی اُسکو بھی قتل کروا تا ہے ابھی تو اس امید پر مین
جیتی ہون کہ شاید خدا اُسے بھی مثل صنم بادلہ پوش کے بچالے کوئی صورت نکل آئے جسدن خدانہ کردہ
دائی بندی کے قتل کی خبر سنونگی اپنی بھی جان دیدونگی صندلان شاہ کو بھی زہر دے کے مارونگی جب چراغ
سلطنت گل ہوگیا تو زندگی کا کیا لطف رہا یہ تو اس حال پر ملال مین ہے لیکن آج تیسرا دن ہے کہ صندلان شاہ
نے معلم کتابدار سے کہا کہ ابتک شرارہ روئین تن نہ پھرا یہ کیا آفت ہے کہ جو یہانسے جاتا ہے کاہل ہو جاتا
ہے یہی بسبب خرابیون کے ہین کہ یکایک دیکھا کہ کچھ ساحر روتے پیٹتے لاشین لیے ہوے چلے آتے ہین
صندلان جادو نے کہا کہ کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ نبات جادو طلسم کشا کا شریک ہوگیا لوح طلسمی
اُسے دیدی شرارہ روئین تن پر تلوار نے کام نہ کیا لیکن طلسم کشا بلاے بد آفت روزگار ہے اُسنے
چیر کر پھینک دیا یہ کہکر دونون ٹکڑے لاش کے آگے صندلان جادو کے ڈالدیے بعدہٗ اسکے اخضر جادو
احمر جادو کے رفیقون نے ان دونون لاشون کو رکھدیا اور کہا کہ آپ کے وزیر چقماق جادو نے
احمر جادو کو مارا اور عالم افروز جادو نے اخضر جادو کا کام تمام کیا صندلان شاہ نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ مین نہ سمجھتا تھا کہ چقماق جادو دشمن ہوگیا ہے مجھے خیال تھا کہ کنارہ کشی اختیار کی اپنی جان
بچاکر چلا گیا خیر سمجھا جائیگا کہان جاتے ہین یہ سب نمکحرام جس روز مجھے غصہ آیا آن واحد مین سب کو مٹادونگا
یہ کہکر ابلیس خود لپسند کیطرف دیکھا اور کہا کہ اب طلسم کشا کے پاس بھی جمعیت کثیر ہوگئی ہے ایک دو ساحر
کے جانے سے کام نہین نکلے گا لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ فوج شاہی اپنے ہمراہ لیکر شہر نباتیہ کے جانب
روانہ ہو لیکن پہلے انتظام لوح کر لینا یہ حکم پاکر ابلیس خود لپسند نے تیاری لشکر کا حکم دیا فوج مین کمر
بندیان ہونے لگین افسران جنگ مصروف اہتمام ہوے تیسرے روز ابلیس تیس لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
طرف ملک نباتیہ کے روانہ ہوا سر حد پر پہونچکر خیمہ برپا کیا قبل اپنے چلنے کے ایک نامہ کافور بن صندل کے
نام اس مضمون کا رقم کیا تھا کہ چارون پہلوانون کو جو رستم وقت ہین طرف شہر نباتیہ کے برے مقابلۂ
طلسم کشا روانہ کردہ بھی چل چکے ہین لیکن ابلیس خود لپسند نے خیمہ برپا کیا ہے تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت
ہے ابلیس کو بھی انتظار ہے پہلوانون کا کہ وہ آلین تو جنگ آغاز کرون جانتا ہے کہ لوح طلسم کشا کے قبضہ مین
ہے یون کوئی چارہ نہوگا اسی سے اس نے تامل کیا ہے لیکن یہ خبر شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچی کہ ابلیس خود لپسند
تیس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آپ پر چڑھ آیا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارا لشکر
بھی شہر سے باہر نکل کر بارگاہ برپا کرے اُسیوقت بارگاہ افسون حصار بیرون شہر نباتیہ برپا ہوئی
بلور تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا سب سردار مثل محروق جادو نبات جادو اژدر جادو چقماق جادو

عالم افروز جادو اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے شاہزادہ رستم ثانی ذنگل شوکت پر متمکن ہوئے اب انتظار
اسکا ہی کہ لشکر کفار مین طبل بج لے تو یہان بھی بجے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست تیرہ تیرہ
وخیرہ وخیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہی یکایک ہوائی مار گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے تین علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر ہرے پر علم کے تعریف
تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی رنگ فیروزی تھے ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ لشکر فیروزہ مازندرانی کا آتا ہی
لیکن یہ لشکر آکر لشکر ابلیس خودپسند سے ملحق ہوا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جلوس سواری گذرا ماہی مراتب
برچھی بردار بلم بردار عصا بردار بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج مرصع
بر سر چار قب شاہنشاہی در بر آگے آگے ایک جوان نہایت حسین مرکب تیز رفتار پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
ہرکارون نے شاہزادہ رستم ثانی کو آکر اطلاع دی کہ یہ ساحر نہین ہی بلکہ اسے اپنی زور وطاقت پر گھمنڈ ہی
اور آپ سے مقابلہ کرنے کے ارادے سے آیا ہی نام اسکا فیروزہ مازندرانی ہی غرضکہ ابلیس خودپسند نے
سرداران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آکر فیروزہ مازندرانی کو لیگئے سامان دعوت وضیافت
ہوا آج بوقت شام ابلیس خودپسند نے پاس شاہزادہ رستم ثانی کے کہلا بھیجا کہ اگر تمھین اپنے زور
وطاقت پر گھمنڈ ہی اور سحر وساحری نہین جانتے ہو تو ہمین خود تمسے لڑنے سے عار آتی ہی اس طلسم مین پہلوان بھی ایسے
ایسے ہین رستم زمان اسفندیار دوران موجود مین ابھی تو فقط فیروزہ مازندرانی آیا ہی یہ ایکہی سردار
ایسا ہی کہ تم کیا ہو لشکر امیر بھر کو کافی ہی لیکن آج ہی کل مین تین پہلوان اور ایسے آیا چاہتے ہین کہ وقت مقابلہ جنگجو
دیکھکر زہرہ شیر کا آب ہو جائے شاہزادہ رستم ثانی نوجوان نے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ آئین اس سے مقابلہ
ہو جائے اگر انتظار کروگے تو عرصہ ہوگا لوگ آتے جائین شکار ہوتے جائین جسوقت یہ پیام ابلیس خودپسند کو
پہونچا خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا لیکن جب دوسرا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوئے آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے وسو علم نشان دو لاکھ سوار کا
نمایان ہوا اور پھر ہرے پر علم کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو کی مرقوم تھی ہرکارون نے آکر عرض کی کہ گرشاسپ
گرد آتا ہی ابلیس خودپسند نے فیروزہ مازندرانی کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دیکھا شاہزادہ رستم ثانی
نے کہ ایک جوان معقول مرکب پر بیٹھا ہوا عقب مین کچھ سامان جلوس بعد اسکے تخت شاہی یہ بھی آکر شریک
کفار کا ہوا پھر شام ہوئی ہنوز طبل نہین بجا ہی ابلیس خودپسند ہر ایک کی دعوت وضیافت مین مصروف
ہی کہ تیسرا دن ہوا کہ یکایک باز از پردہ دشت تتق گرد برخاست و دامن گرد از ناخن موج نسیم شگافتہ
شد دیکھا کہ ڈیڑھ سو علم نشان ڈیڑھ لاکھ سوار کا اور ایک جوان پیل مست پر گرز گران سنگ ہاتھ مین لیے
نمودار ہوا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہ جوان سہراب بن لندھور دیونی کی بطن سے پیدا ہوا ہی اور چونکہ پرورش
اسنے کفار مین پائی ہی اس وجہ سے اسکا بھی عقیدہ مثل انھین لوگون کے ہی غرضکہ یہ بھی شریک لشکر
ابلیس ہوا کفار مین کیسی خوشی ہی تین سردار زبردست روزگار آچکے ہین ہر ایک یہ کہتا ہی کہ طلسم کشا کس کس سے
لڑیگا اس مقام پر لوح بیکار ہی یہ موقع زور آزمائی کا ہی اسی چرچے مین شام ہوئی ہر ایک اپنے اپنے امور
ضروری سے فراغت حاصل کر کے سو رہا جب چوتھا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ
ہوا تو پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرے علمون کے نارنجی تھے اور ہر علم کے پھریرے

پر تعریف تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی ابلیس نے تین سردار جو آ چکے ہین اور دیگر سرداران فوج ساحران کو
برائے استقبال روانہ کیا لیکن یہان شاہزادۂ رستم ثانی کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ ضیغم شیر شکار
نہایت زبردست روزگار پانچ لاکھ سوار کی جمعیت کسے آتا ہی رستم ثانی نے کہا کوئی آئے ہمین کیا جو
آئے گا ہمارے ہی خون کا پیاسا آئیگا دہان کفاران بدکردار ضیغم شیر شکار کو استقبال کرکے تے گئے ابلیس
نے بڑی دھوم سے ضیغم کی دعوت کی رات کو جلسۂ رقص وغنا کیا جب یہ لوگ دو تین روز مین آسودہ ہو چکے
تھکن سفر کی دور ہوئی ابلیس خود پسند نے دربار مین سب کو طلب کیا اور بیان کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہی
کہ یہ شخص رستم ثانی ایک سردار امیر ثانی کا آکر طلسم صندل مین تہلکہ ڈالدے اور کوئی اُسکا مقابلہ کرنیوالا
زور و طاقت کا اُسکے جواب دینے والا اتنی بڑی سلطنت مین نہ نکلے ہم ساحر وہ غیر ساحر ہمین خود اُس سے
مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی کہ جیسے ایک چیونٹی کو مار ڈالا ویسے اُسے قتل کیا ہم اُس سے کیا لڑین طرح چینیل
ساحر اُسکے شریک ہوگئے ہین اسوجہ سے اُسکے مقابلہ کو بھی آئے ورنہ قبل اسکے کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون
آیا ہی اتفاق سے لوح طلسمی اُسکے ہاتھ لگ گئی ہی اس بنا پر وہ اور سرکشی کرتا ہی ساحرون سے مطلق نہین
ڈرتا ہی اور حقیقت مین لوح وہ چیز ہی کہ جسکی وجہ سے بادشاہ طلسم بھی اُسکا سامنا نہین کرسکتا شرارہ
روئین تن ساحر کس ذلت و خواری کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ سنکر عبرت ہوتی ہی اُسنے چیر کر پھینک دیا
ایک سحر نہ چل سکا اسیطرح جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس ہی ہم مین سے کوئی اُسکا کچھ نہین کرسکتا لہذا آپ لوگون کو
اسی غرض سے تکلیف دی گئی ہی کہ اُسے بھی اپنی قوت و جرأت پر گھمنڈ ہی اور آپ لوگون کو بھی اپنی طاقت کا غرہ ہی لہذا
یہی وقت امتحان ہی اگر اُس پر آپ غالب آئے تو کچھ بات نہین ہی لوح چھین لیجیے گویا تمام طلسم کی جان بخشی کی
یہانتک کہ بادشاہ بھی ممنون احسان ہوگا اور لوح آپ کا کچھ کر نہین سکتی قوت آپکی گھٹا نہین سکتی اگر ہان طاقت
آپکی بزور سحر ہوتی تو البتہ مشکل تھی مثل ہمارے آپ بھی تھے یہ کلمہ سنکر ضیغم شیر شکار نے کہا کہ پھر عرصہ کیا ہی
حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے لیکن فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ یون طبل جنگ بجوا دینا اور حق ناحق مقابلہ کرنا
خلاف ہمت مردی و مروت ہی پہلے اُسے سمجھا لینا چاہیے اگر وہ یون راہ راست پر آجائے تو کیا ضرورت ہے
ورنہ لڑین گے ضیغم کو بھی یہ رائے فیروزہ مازندرانی کی پسند آئی فیروزہ نے اُسیوقت اپنی طرف سے ایک نامہ
بنام شاہزادہ رستم ثانی تحریر کیا اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے رستم زمان و اسفندیار دوران ہمین
حال آپکی جرأت و طاقت کا معلوم ہوا آپکا کیا کہنا کس خاندان سے ہین کیون نہو لیکن اے بہادر مرد اسکا بھی
گھمنڈ نہ کرے کہ سوا ہمارے دنیا مین کوئی اور زبردست بہادر نہین ہی خداوند عالم نے ایک سے بہتر
ایک کو پیدا کیا ہی جنگ دوسر وار دجبوقت میدان جنگ مین سامنا ہوا سوقت نہین معلوم آپ ہم پر غالب
آئین یا ہم آپ پر غالب آئین غرضکہ جو زیر ہوا وہ سامنے سب کے سبک ہوا لہذا ہم ازراہ دوستی سمجھاتے
ہین کہ ایک کی دو اور دو کی دوا چار آپ تنہا ہین اور یہان چار پہلوان زبردست متعین ہین ہر ایک کو دعوے
صاحبقرانی و کشورستانی ہی اگر آپ ایک پر غالب ہوے دوسرے سے زیر ہوجیے گا اگر دو پر غالب ہوے
تیسرے سے پست ہونا پڑیگا اگر تین پر غالب ہوے چوتھے سے شکست پایئے گا زحمت اُٹھایئے گا ابھی تک
پھر بات بنی ہوئی ہی ادھر آؤ اور اسکے ایسا خداوند یعنے تمثال آئینہ رو کہ جسکی قدرت تمام عالم پر آشکار
ہی اُس سے آپ روگردانی کیے ہین بلکہ اُس خداوند کو بُرا کہتے ہین غور تو کیجیے کہ وہ کیسا رحمدل خداوند ہی کہ وجود

اِس قدرت کے کہ اگر جلوہ دکھادے تو تمام عالم بیہوش ہو جائے آپ لوگون کی بے ادبی پر کچھ نظر نہین کرتا اپنے
ترحم سے کام لیتا ہی اگر دریاے غضب جوش پر آگیا تو یہ ساری شوکت آن واحد مین خاک ہو جائیگی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ ایسے خداوند کو چھوڑ کر آپ ایک خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اور بفخر یہ بیان کرتے ہین کہ
وہ ایک ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی بھلا اکیلا دو سے مقابلہ کر نہین سکتا نہ کہ پورے دو سو خداوندون کی کرامات جسمین
جمع ہون اُسے آپ نہین جانتے بلکہ وہ خداوند جو گذر گئے اُنمین کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ تھا جو اِس خداوند کو ہی لقا کی خدائی بے لقائی کہ
چار روز مین غارت ہو گئی لیکن اِس خداوند کی خداوندی نہایت زبردست ہی لہذا آپ کو ہدایت کیجاتی ہی کہ اپنے ارادے
سے توبہ کرکے ہاتھ رومال سے باندھکر لوح طلسمی بطور نذر لیکر چلے آئیے کہ ہم بادشاہ طلسم صندلان شاہ سے
خطا معاف کرا دینگے خداوند سے بھی ملا دینگے وہ آپکے زور و طاقت مین اور ترقی عطا کریگا جب اُسوقت
مین کہ تم لوگ خداوند سے برخلاف ہو اُسپر اُسنے تمھین ایسی زور و طاقت عطا کی تو اُسوقت کہ تم لوگ اطاعت
اختیار کروگے خداوند کسقدر تمپر مہربان ہوگا نائب کرنے طرۂ پیغمبری کا دیدے تو کوئی تعجب نہین یہ نامہ
طوماس منارہ گردن کو دیا طوماس نے نامہ سر سے باندھا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
شاہزادہ رستم ثانی کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ ساحران مین تشریف رکھتے تھے کہ
ہرکارون نے آمد طوماس کی خبر دی شاہزادہ رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان وغیرہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور آپ بارگاہ اسفندیار صحرائی مین تشریف لائے اِس خیال سے کہ وہ پہلوان ہی ساحر نہین ہی
لہذا اُس سے ایسے ہی مقام پر ملاقات کرنا چاہیے کہ جہان ساحر نہون غرضکہ طوماس منارہ گردن اندر بارگاہ
کے اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا آیا شاہزادہ رستم ثانی نے واسطے اُسکے ایک دنگل فولادی پہلے سے بچھوا رکھا تھا
بیٹھنے کو اشارہ فرمایا طوماس دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام شراب پیش کیا طوماس نے دو چار جام پیے
جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دارم منم نامہ دار شاہزادہ نے نامہ لیکر پڑھا جسوقت
مضمون سے آگاہی ہوئی شاہزادہ رستم ثانی ہنسے اور اسفندیار کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کیا جواب اِسکا
مین لکھون مجھے عقل سے فیروزہ مازندرانی کے عجب معلوم ہوتا ہی کہ ایسا مرد معقول اور ایک خرنا مشخص کو
خداوند کہے بمثال آئینہ رو نہین معلوم کون شخص شعبدہ باز دافسون ساز ہی کہ اِسنے ایک عالم کو برگشتہ
کر رکھا ہی اپنے کو خدا کہلواتا ہی پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اور لکھ دیا کہ جسوقت تم مجھے زیر کر لوگے تم جو عذر
پسند کرنا یا مین تمھین زیر کر لونگا تو مین تمھین تلقین دین اسلام کرونگا اور ابھی یہ گفتگو بیکار ہی طوماس کو یہ
یہ کلام سُنکر نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ او سرکش بے ادب تو خداوند کو بُرا کہتا ہی اتنا کچھ میرے آقا نے تجکو
لکھا لیکن تیرا قلب ایسا سیاہ ہی کہ کچھ اثر نہوا پہلو مین اُسکے اسفندیار صحرائی بیٹھا تھا ایک تھپڑ مارا کہ ملعون
ہمارے آقا سے بے ادبانہ کلام کرتا ہی تھپڑ پڑنا تھا کہ طوماس چرخ کھا کر بیہوش ہو گیا اسفندیار ایسا پہلوان
زبردست اور غصہ کا ہاتھ طوماس کے حواس جاتے رہے اسفندیار نے ٹھوکر مار کر اُسے چت کر دیا اور نامہ سینے پر اُسکے
رکھدیا اور لوگون سے طوماس کے کہا کہ اسیطرح اُٹھاکر اِسے فیروزہ پاس لیجاؤ لوگ مجبور و ناچار اُسی حیثیت سے طوماس کو اُٹھا
ہوے لیکر روانہ ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ارتھی جاتی ہی اور اسی حال خراب سے سامنے فیروز مازندرانی کے لیجا کر ڈالدیا
اور سب کیفیت زبانی طوماس کی بیان کی اب طوماس کو بھی ہوش آگیا ہی تمام دربار ابلیس خود پسند کا بھرا ہوا ہی
سردار بھی ساحر بھی سب جمع ہین اور اتنی بڑی ذلت ہوئی فیروزہ تھر تھر کانپ رہا ہی آواز دی طوماس کو کہ تو زندہ

پھر کر کیون آیا اول تو خود زیادتی کی اور کلمات سخت کہے جب طمانچہ کھایا تو چپکا چلا آیا اگر بگاڑی تھی تو دہین لڑ مرا ہوتا تف ہے تیری نامردی پر یہ کہکر ایک ہاتھ مارا کہ طوماس کے دو ٹکڑے ہوے لیکن فیروزہ کے دلوے پر ابلیس خود پسند کانپ اٹھا اور دل مین کہا کہ یہ بیجا پن انھین لوگون کیواسطے ہے حقیقت مین یہ بڑی جہالت کی ہے اگر ہم اس مقام پر ہوتے تو کبھی اپنے رفیق کو قتل نہ کرتے یہی خیال ہوتا کہ وہ تنہا تھا اپنی جان بچائی لیکن فیروزہ کو افسوس بھی ہوا کہ اپنا رفیق اپنے ہاتھ سے مارا گیا اسی طیش مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جس طرح مین نے طوماس کو مارا ہے اسیطرح اس طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا تو مجھے مزا آئیگا کہ میرا ایسا رفیق اسکی وجہ سے یون مارا گیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہان بعد جانے طوماس کے شاہزادہ رستم ثانی نے نشست بارگاہ بلور آسمان شگاف کی ترک کی اور فرمایا کہ جسوقت ساحرون سے سامنا ہوگا اسوقت بارگاہ بلور مین بیٹھونگا اور جب غیر ساحر سے مقابلہ ہوگا تو بارگاہ اسفندیار مین رہونگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی نے دربار برخاست کیا ہے کہ ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکر پہونچے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فیروزہ مازندرانی نے اپنے ہم پر طبل جنگ بجوایا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہین خدائے بزرگ ساتھ ہے کہدو کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی بہت دنون کے بعد شاہزادہ رستم ثانی کو اس مقابلہ کا اتفاق ہوتا ہے بہت خوشی ہے شاہزادہ رستم ثانی کو کہ اگر یہ شخص یعنے فیروزہ مازندرانی مجھسے زیر ہوا تو اسے سپہ سالار کرونگا کہ نہایت مرد جری و بہادر معلوم ہوتا ہے غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے وہ وقت آکر پہونچا کہ بمقتضائے این نظم

نظم

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
مسیحا نفس تھی نسیم روان
رخ شمع مائل بہ زردی ہوا
بجھے لوگ لے کے انگڑائیان
لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
لباس فلک لاجوردی ہوا

بیان شاہزادہ بزبان رستم ثانی

نوجوان نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے محو وظائف ہین کہ سامنے سے محروق جادو حاضر ہوا اور عرض کی کہ بلور آسمان شگاف نے استفسار کیا ہے کہ مین کیا حکم ہوتا ہے آیا میدان جنگ مین جائین یا نہین شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اتنا انتظار کرلین کہ لشکر کفار میدان مین آجائے اگر لشکر فیروزہ کے ساتھ ابلیس خود پسند کا لشکر بھی آئے تو آپ بھی اسی قاعدے سے اپنی فوج لیکر میدان کارزار مین تشریف لائین اور اگر فیروزہ صرف لشکر غیر ساحران لیکر آئے تو آپ بھی ہرگز قصد نہ فرمایئے گا محروق یہ پیام لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف کے آیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ شاہزادہ رستم ثانی نے ارشاد فرمایا ہے بلور نے خبر میدان جنگ منگا بھیجی زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ فیروزہ مازندرانی نے ابلیس خود پسند کو میدان جنگ مین آنے سے روکا تھا مگر ابلیس نے کہا کہ ہمین تماشائے جنگ دیکھنا منظور ہے اسوقت فیروزہ نے کہا کہ آپ بلور بیگانون کے اپنے لشکر کو ہم لوگون کی فوج سے علیحدہ رکھیے گا اور تا فیصلے ہمارے جنگ سحر و ساحری موقوف رکھیے گا ابلیس خود پسند نے اسے منظور کیا ہے اور اب لشکر طرف میدان مصاف کے چل چکے ہین یہ سنکر بلور نے محروق جادو سے کہا کہ ہم بھی اسیطرح اپنا لشکر لیے ہوے علیحدہ کھڑے رہینگے یہ فرماکر تخت پر سوار ہوے اور رعد چقماق جادو و ملکہ عالم افروز جادو و خورشید جادو و نبات جادو و اژدر جادو وغیرہ سب ساحرون کو ہمراہ لیے ہوے وعدہ گاہ مصاف مین آکر لشکر شاہزادہ رستم ثانی سے علیحدہ قائم ہوے دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی اور گرد شاسب

مع فوج پہونچا اور ایک جانب قائم ہوا پھر گرد اُڑی اور سہراب بن لندھور پہونچا پھر گرد اڑی ضیغم شیر شکار
پہونچا اسی طرح یکے بعد دیگرے جب سردار آچکے اب آمد ساحرون کی شروع ہوئی ان واحد مین تمام صحرا فوجون سے
مملو ہو گیا لیکن ابلیس خود پسند فوج ساحران فوج فیروزہ سے علیحدہ لیکر میدان مین قائم ہوا ادھر لشکر
شہزادہ رستم ثانی کا جسمین دو لاکھ سوار مین میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
بیلدارون نے نکلکر پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نمیب دیکر نکل گئے تھے کہ
فیروزہ مازندرانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور ابلیس خود پسند سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پہلے خوب
سلح شوری کی سراپا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہو گیا ایک مقام پر مرکب کو قائم کیا نیزہ زمین پر گاڑ
دیا دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ ای رستم ثانی مین چاہتا ہون کہ آج میرے تمھارے زور کا امتحان ہو جائے تمام
عالم جمع ہے داد مردی و مردانگی دینے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہوگا اگرچہ مجکو تمنا مقابلہ امیر ثانی کی تھی مگر تمھارے
زور و طاقت کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا مجھے نہایت اشتیاق تھا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب
اپنا بڑھایا اور بلور آسمان شگاف سے اجازت جنگ چاہی بلور کو شرم آئی کہ جو تاج بخش ہو اور جسکی بدولت
مین سلطنت کرون وہ مجھ سے اجازت پوچھے تخت رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد بہ پروردگار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے
مرکب کی باگ پھیری اور سامنے فیروزہ کے آئے اب دونون لشکر تماشا دیکھتے ہین فیروزہ مازندرانی
بھی پہلوان زبردست ہے اور شاہزادہ رستم ثانی کا تو ذکر ہی کیا ان ساحرون نے ایسے لوگون کے مقابلے
کہان دیکھے تھے سب نگران ہین ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دو اژدہون کا سامنا ہے دیکھیے کون فتحیاب ہو کے شکست
حاصل ہو لیکن فیروزہ نے کہا ای رستم ثانی کیا گیا کچھ مین نے تمکو نہین لکھا لیکن تمپر کچھ اثر اس تحریر کا نہوا رستم ثانی
نے کہا ای بہادر مجھے تیری عقل و شعور سے وہ تحریر بالکل باہر معلوم ہوتی تھی مین کیا جواب اسکا سوا
جنگ لکھتا اول ہمارے تمھارے زور و جرأت کا امتحان ہو جائے یہی امتحان مذہب بھی ہے جسکا مذہب حق
ہوگا خداوند عالم اُسے فتحیاب کریگا فیروزہ نے کہا بہت عرصہ کیا ہے رستم ثانی نے کہا مین تو موجود ہون
فیروزہ نے کہا وار کرو رستم ثانی نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین کہ ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے
ہین فیروزہ نے کہا کہ مجھے بھی دعوی صاحبقرانی کا ہے اور آئین صاحبقرانی مین یہ بات بھی شامل ہے کہ حریف پر
پیشدستی نکرین رستم ثانی نے کہا کہ پھر فیصلہ کیونکر ہو فیروزہ نے کہا کہ تم وار کرو رستم ثانی نے کہا کہ تم حملہ کرو انہی
گفتگو مین رستم ثانی نے کہا کہ یہ آئین نکالا ہوا ہمارے بزرگون کا ہے اسکی پابندی ہمپر واجب ہے تمپر واجب نہین ہے ہان جسوقت تم مذہب
اسلام مین آجاؤ یا صاحبقرانی امیر ثانی سے لیلو اسوقت یہ گفتگو روا ہے۔ فیروزہ نے قائل ہو کر نیزہ ہاتھ مین
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا
طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگے جو بند فیروزہ باندھتا ہے شاہزادہ رستم ثانی اسے کھول دیتے ہین اور
جو بند یہ باندھتے ہین اسے فیروزہ کھول دیتا ہے یہانتک کہ رد و بدل ہوتے ہوتے نوبت ساڑھے تین سو طعن کی
پہونچی کہ شبرنگ بن عمرو نے آواز دی ای رستم ثانی بس اسی منہ پر فتاحی طلسم صندل کا دعوی تھا کہ
ایک سردار کا نیزہ اتنک ہوا ئے نہ کیا گیا بس یہ سننا تھا کہ رستم ثانی کو غیرت آئی اور غصہ مین آکر عجب طرح
سے ایک بند باندھا کہ فیروزہ مازندرانی کی سمجھ مین نہ آیا بس نیزے سے اپنے نیزہ فیروزہ کو مانند کاکل
محبوب پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے فیروزہ مازندرانی کے نکل گیا بس نیزہ ہاتھ سے

نکلنا تھا کہ جہان نگاہون مین تاریک نظر آنے لگا آواز دی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکالدیا خیر کچھ پروا نہین بس اس ضرب سے بچنا محال ہی گرز میرا طمانچہ اجل کا ہی یہ کہکر گرز اپنا اوپر سے
اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر چلا ادھر رستم ثانی نے بھی اپنا گرز بلند کیا فیروزہ نے قریب ہوکر گرز مارا لیکن گرز جو گرز
پہ پڑا تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مگر مرکب رستم ثانی
کی شکستہ ہوئی فیروزہ نے نعرہ کیا کہ دم دپست کردم ساحران لشکر ابلیس تالیان بجانے لگے ہر ایک کو یقین ہوا کہ
طلسم کشا مارا گیا لیکن شبرنگ بن عمرو جھپٹکر قریب گرد کے آیا گرد کے گرد چرخ مارکر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سینہ
تا سینہ ہی شبرنگ نے آواز دی کہ ای شہریار استقدر عرصہ کہ حریف لافزنی کرتا ہی رستم ثانی نے چاہا مرکب کو زمین سے
نکالین دیکھا تو گھوڑا مرکب گلی ہوگیا ہی کود کر پشت مرکب سے علیحدہ ہو تلوار کھینچکر قریب فیروزہ کے چاہا کہ مرکب کو پی
کرون فیروزہ مازندرانی گھوڑے سے کود پڑا گرز ہاتھ سے رکھدیا اور رستم ثانی سے لپٹ پڑا ادھر رستم ثانی بھی
تلوار دور پھینک کر دامن زرہ کوہ کو گردان کر مصروف تلاش ہوئے افواج لشکر قریب آکر تماشائے جنگ
دیکھنے لگے لیکن فیروزہ اور رستم ثانی مین زور ہونے لگے عجب طرح کا کشتی کا بندھا ہی کیفیت ہی کہ اگر رستم ثانی
فیروزہ کو پکڑ لاتے ہین تو فیروزہ صاف نکل جاتا ہی اور اگر فیروزہ رستم ثانی کو پکڑ لاتا ہی تو رستم ثانی
دم بھر دم نہین لیتے یہانتک کہ اسی ہنگام مین شام ہو گئی فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ ای رستم ثانی واقعی
مین تو مرد دلاور و بہادر ہی تیری جرات مین شک نہین لیکن شب واسطے راحت کے ہی اب تو بھی اپنے خیمہ
مین جا مین بھی جا کر آرام لون کل پھر ہمارے تمہارے زور ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ
بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے پھرون اب یا مین تجھے باندھکر لیجاؤن گا یا تو مجھے باندھکر لیجا تا میدان جنگ
سے خالی پھرنا شرم کی بات ہی فیروزہ نے کہا بہتر ہی غرضکہ دونون جانب سے ایک ایک کا نشہ تیز ہوگیا دونون پہلوانون
نے بیا بہر زور ہونے لگے آن واحد مین وہ دودھ پینے کے رستے بہ گیا دونون جانب سے روشنی ہو گئی سردارون
کے خیمے قریب برپا ہو گئے دنگل بچھ گئے سرداران فوج دنگلون پر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے جا بجا مین
سب کی لڑائی ہوئی مین دو شیر مین کہ لڑ رہے ہین ہر ایک کو خیال ہی کہ دیکھیے کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا
ہی لیکن دونون کلہ بکلہ لڑ رہے ہین زور ہو رہے ہین ادھر ابلیس خود تلینہ اگرچہ ساحر زبردست افسر فوج
صندلان شاہ ہی مگر ایسے پہلوانون کی کشتی کبھی کاہیکو دیکھی تھی متحیر ہو ہو کر کہتا ہی کہ واقعی مین یہ انھین لوگون کا
کام ہی ادھر بلور آسمان شگاف ہر بار پروردگار عالم کیطرف نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی اور کہتا ہی کہ
پروردگار تو ہی مستجاب کرے گا تو کام نکلے گا ورنہ فیروزہ بھی کسی طرح کم نہین معلوم ہوتا ہی غرضکہ اسی ہنگام مین
وہ وقت آ پہونچا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو زیر کیا لیکن ان دونون میں فیصلہ نہوا اسیطرح کشتی ہو رہی ہی
کسی طرح کا فرق نہین ہی یہ معلوم ہوتا ہی ابھی لڑنے کو اترے مین غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ پھر شام ہوئی رات
بھی اسیطرح گذری کام نہ نکلا یہانتک کہ اب تیسرا دن ہی کوئی دوپہر دن چڑھا ہوگا اب کیفیت فیروز مازندرانی کی
یہ ہی کہ اگر یہ رستم ثانی کو چار قدم دوڑا لیجاتا ہی تو رستم ثانی بھی فیروزہ کو پانچ قدم دوڑا لیجاتے ہین مگر ابھی
اتنا فرق نہین ہوا کہ یہ سمجھا جائے کہ رستم ثانی فیروزہ کو زیر کرلین گے کہ یکایک کڑاکے بجلی چمکی اور کڑاکا کر
ابجو گرتی ہی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند فیروزہ کا پکڑ کر اٹھائے لیے چلا گیا یہ منھ دیکھکر رہگئے نتیجہ نہ نکلا
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے تین روز کے تھکے ہوئے تھے ایک روز طبل نہین بجا سب نے آرام کیا

لوگ ابلیس خود پسند نے برائے تلاش فیروزہ روانہ کیے کہ کون لے گیا اور کہان لے گیا لیکن تیسرے روز گرشاسپ گرد
نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر اسلام
مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا پھر دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری مین
بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے گرشاسپ گرد گردن اپنا جھکا کر سامنے تخت
ابلیس کے آیا اجازت حرب مانگی ابلیس نے کہا کہ جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے گرشاسپ میدان
مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ رستم ثانی بلود آسمان شگاف سے اجازت لیکر میدان مین
آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی رستم ثانی نے نیزہ گرشاسپ کا ہوائی کیا گرشاسپ نے
خفیف ہوکر ساطور اپنا اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نہایت ہوشیاری
و باحواسی سے کام لیا کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ
بیٹھ گئے دونون جوان کود پڑے کشتی ہونے لگی شام ہوگئی وہی حالت رہی دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی
گرشاسپ کو ریل کر پیچھے حسب اتفاق پاؤن گرشاسپ گرد کا موشخانہ مین جا رہا اوپر سے زور جو پڑا
پاؤن چینی پر سے اکھڑ گیا رنگت چہرہ گرشاسپ کی زرد ہوگئی تھر تھر کانپنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے یہ
حالت گرشاسپ کی دیکھکر فرمایا کہ اے پہلوان کیا حال ہے گرشاسپ نے کہا کہ پاؤن میرا اکھڑ گیا ہے رستم ثانی
چھوڑکر علحدہ ہو رہے اور فرمایا کہ جاؤ جب صحت ہوجائیگی اسوقت پھر مقابلہ کرلینا اور لوگون سے گرشاسپ
نے آواز دیکر کہا کہ آؤ اور مالک کو اپنے لیجاؤ لوگ آکر گرشاسپ گرد کو لے گئے اور لشکری بھی میدان سے
پھرے ادھر شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر میدان سے پھرے وہان سہراب بن لندھور کو جوش شجاعت ہوا
اور حکم دیا کہ آج ہمارے نام پر طبل جنگ بجے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے شبرنگ
بن عمرو سے کہا کہ یہ کس لندھور کا بیٹا ہے سنا ہے کہ صورت تو بالکل مثل ہمارے دادا صاحب کے رفیق کے ہے
لیکن وہ مسلمان تھے یہ کافر ہے شبرنگ نے کہا کیا عجب ہے کہ انھین کا بیٹا ہو اکثر آپ کے عزیزون نے
پرورش دوسرے مقام پر پائی ہے مذہب انکے موافق رہا جب لشکر مین آئے تو مسلمان ہوے کہ تیکایک آواز
طبل جنگ کی کانون مین آئی شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل
جنگی بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ
کار سلاح جنگ درست کرنے لگے بہتیرا دونون سے کوئی لڑائی اسطرح کی درپیش نہین ہوئی تھی کوئی حلقہاے
کمند کی درستی مین الجھا ہوا ہے کسی کو شوق آبداری شمشیر گلوگیر ہے کوئی تیرون کو ترکش مین اسطرح بھر رہا ہے جیسے
مژگان معشوق دلمین جگہ کرتی ہین کوئی حلقۂ کمان کی خانہ بدوشی کو پسند کرتا ہے کوئی پہلوی دکھانے کیلیے
نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے تمام لشکر مین جاگ ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے ہر طرف آواز ہوشیار باش و بیدار
باش بلند ہے اسی ہنگام مین وہ وقت آکر پہونچا کہ آمد شاہ خاور سے فوج انجم مین ابتری پڑی جادۂ امن
کہکشان نظرون سے پنہان ہوا بھاگنے کی راہ نہ ملی آخر مجبور و ناچار بحر زخار فلک مین ڈوبنے لگے اور
ماہ تابان نہایت پریشان منہ اداس چہرے پر یاس جانب گوشۂ مغرب روانہ ہوا لوگ اپنے اپنے بستر سے
اٹھے عبادت پروردگار اپنے اپنے آئین کے موافق بجالانے مین مصروف ہوے فوج ساحران مین آواز
سنکھ بلند ہوئی اور لشکر اسلام کی رونق صلاے اذان سے دوچند ہوئی خلقت عبادت معبود سے بہرہ مند

ہوئی یہان شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان نے ورد وظائف سے فراغت حاصل کرکے مرکب طلب کیا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر بطرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے اب دونون لشکر صف آرائی کرنے
لگے آن واحد مین صفین آراستہ ہوگئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے خوشنویس کے ہاتھ کی سطرین برابر
کی لکھی ہوئی ہین لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیبون نے ساز ملا ملا کر سریلی صداؤن مین اشعار
عبرت آمیز زبان پر جاری کیے جوانون کی یہ کیفیت ہوئی کہ خون شجاعت نے رگون مین جوش مارا تلوارین نیامون
سے نکلی آتی ہین ہر شخص چاہتا تھا کہ پہلے ہمین نکلین اور ہنر جنگ دکھائین یا مارے جائین یا فتحیاب ہون تو
غازی کہلائین کہ یکایک سہراب نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس خودپسند کے آکر اجازت
جنگ چاہی ابلیس نے کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے یہ سنکر سہراب سلام کرکے
میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی تم میرے حسب ونسب سے خوب آگاہ ہو کہ مین کون ہون مین
بیٹا ہون اُس شخص کا کہ نام جسکا لندھور بن سعدان گرد ہے جو رفیق خاص تمھارے پردادا صاحب یعنے
امیر اول کے ہین مگر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ شاہزادہ ہندوستان ہوکر ایک مجاور زادہ خانۂ کعبہ کے
مطیع ہوے خیر یہ فعل اُنکا تھا کہ اپنے دین قدیم سے بھی حمزہ کی محبت مین دست بردار ہوے جس وقت
میرا اُنکا سامنا ہوگا تو سمجھا جائیگا لیکن تمھین سمجھاتا ہون کہ تم آؤ اور میری اطاعت منظور کرو دین خداوند
تمثال آئینہ رو کو اختیار کرو ورنہ سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اے سہراب
وہی نتیجہ یہان بھی ہونا ہے کہ باپ کو تمھارے امیر اول نے زیر کرکے مطیع کیا مین تجھے زیر کرونگا اگر تو نے
بھی مثل اُنکے اطاعت میری اختیار کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ہرگز رعایت لندھور کی نہ کرونگا اور اگر
دین تمھارا برحق ہے تو فرق حق باطل میدان جنگ مین معلوم ہوجائیگا یہ فرماکر مرکب صف سے نکالا سامنے
تخت بلور آسمان شگاف کے آکر اجازت مانگی بلور آسمان شگاف نے کہا سپرد پروردگار عالم کیا
رستم ثانی مرکب کو چمکاکر سامنے سہراب کے آئے سہراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم ثانی نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین ایک ٹھاٹھ تھا کہ بندھا ہوا تھا جو بند سہراب باندھتا تھا رستم ثانی
کھولدیتے تھے جو بند رستم ثانی باندھتے تھے سہراب کھولدیتا تھا یہانتک کہ طعنین چلتے چلتے ایک
مقام پر رستم نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلکر بر روے ہوا گیا
لیکن سہراب نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوگیا اور گرز اپنا اُٹھاکر آواز دی کہ اے رستم غضب کیا تو نے
کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا لیکن یہ طمانچہ ملک الموت کا ہے بچ اِس سے یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیتا ہوا
جھپٹا اور سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے گرز اپنا اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہے یہ
معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ گرا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا مگر مرکب رستم ثانی کی ٹوٹی سہراب نے نعرہ کیا کہ نزدم وپست کردم شہر تنگ بن عمرو دوسرا گرز
لیکر جھپٹا اور قریب گرد کے پہونچکر آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف وگزاف کررہا ہے
رستم ثانی نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ آواز دی دگر ایست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ فی الفور
مرکب پر سوار ہوے اور گرز اپنا ارو بے پر سے اُٹھایا اور آواز دی شعر تو ضربی زدی ضرب ما نوش کن ؎
ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ اور پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سہراب پر وار کیا سہراب

نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل نے ایک قیق ماری کر فیل کی شکست ہوئی کولہ سہراب کا ٹوٹا لنگر نہ سنبھل سکا لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم رہے رستم ثانی نے نعرہ کیا کہ زدم و لپیت کردم خبر لو آکر سہراب کی عیار سہراب کا جھپٹکر آیا اور گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ سہراب کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارکر ہوشیار کیا اور کہا کہ حریف لافزنی کر رہا ہی سہراب نے کہا کہ مین مجبور ہون اور رستم ثانی کو آواز دی کہ ای رستم آؤ اور سر میرا کاٹ لیجاؤ کیونکہ مین لڑنے کے قابل نہین ہون دہنا کولا میرا بیکار ہو چکا ہی رستم ثانی نے کہا زخمی پر ہاتھ اٹھانا خلاف شان مردی و مردانگی ہی جب اچھے ہو گے اُسوقت لڑ لینا لوگ آئے اور سہراب کو لیکر میدان سے پھرے ابلیس خود پسند نہایت غمگین و پریشان میدان جنگ سے پھرا دل مین کہتا تھا کہ یہ خدا پرست بلائے بد آفت روزگار ہی کہ دو سرداریون زخمی ہوے ایک کو پنجہ لے گیا اب ایک اور باقی ہی اُسے دیکھیے کیا ظہور مین آتا ہی معلوم ہوا کہ ستارہ ہم لوگون کا گردش مین ہی ادھر بلور آسمان شگاف شاہزادہ رستم ثانی پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا لیکن ضیغم شیر شکار جو میدان سے پھر کر بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اُتار کی لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب کو گردش ہوئی ضیغم نے دو چار جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے خبر لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف کے آئے اور بعد دعاؤ ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ آج ضیغم شیر شکار نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی حکم ملا اور نقارے بجے تیاری جنگ ہونے لگی بلور آسمان شگاف نے کہا ای زینت بارگاہ سلیمانی و ای زور بازوے صاحبقرانی پروردگار عالم نے تین مقابلون مین تو سرسبز کیا اب یہ مرحلہ آخری باقی ہی رستم ثانی نے کہا کہ وہی حافظ حقیقی نگہبان ہی اگر تقدیر مین میری فتاحی طلسم صندل ہی تو اُسے بھی زخمی کرونگا یا زیر کرونگا اور اگر پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی تو ہاتھ سے اسکے مارا جاؤنگا لیکن ای شاہ اتنا سن رکھیے کہ یہ سردار یعنے ضیغم شیر شکار مثل سہراب و گرشاسپ کے نہین معلوم ہوتا ہی اس سے لطف مقابلہ آئیگا غرضکہ جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ مین آکر آرام کیا لیکن طبل بجتے بجتے جب وہ وقت آیا کہ حور سحر نے نقاب سیاہ کو اپنے چہرۂ منور سے دور کیا اور جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو معمور کیا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے نشیمن سے نکلکر شاخ درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے غنچہاے نرگس و نسرین نے خمار آلودہ آنکھو کو وا کیا لوگ انگشت ایمان بے لیکر اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور عبادت رب بے نیاز سے فراغت حاصل کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے اِدھر شاہزادہ رستم ثانی بھی مرکب پری پیکر پر بیٹھکر طرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے گھڑی بھر دن نہ چڑھنے پایا ہوگا کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ضیغم شیر شکار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت ابلیس خود پسند کے آیا اجازت جنگ مانگی ابلیس نے کہا سپرد خداوند تمثال آئینہ رو کیا ضیغم شیر شکار مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سرا پا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے لیکن سلح شوری جب پسینے مین غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزے کو زمین پر گاڑ کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای رستم ثانی یہی گو ہی اور یہی میدان ہی اگر تجھے دعوی قوت و جرأت ہی تو مجھ سے بھی مقابلہ کر لیکن بہت ہوشیار رہنا اور تجھے مثل دیگران

نہ سمجھا رستم ثانی نے یہ سنتے ہی مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ لشکر سے اجازت لیکر رخ میدان کارزار کا کیا ضیغم نے جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا مرکب بعزم تگا ور دوڑایا ادھر رستم ثانی نے گھوڑے کی باگ لی وسط میدان مین تگاور چلی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو لکۂ ابر ملکر گرجنے لگے لیکن چار قدم مرکب رستم ثانی کا پسپا ہوا اور پانچ قدم گھوڑا ضیغم شیر شکار کا پیچھے ہٹا لیکن اس فرق کا دیکھنے والا یہان کون تھا اسفندیار صحرائی نے آواز دی کہ ای شہریار حریف کی قوت ہمپر روشن ہوگئی انشاء اللہ مار لیا ہی جاتا کہان ہے لیکن ضیغم نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپسمین لڑنے لگے یا دو تیر شہاب آکر مل گئے یا دو آہین مظلومون کی ایک وقت مین باب اجابت پر سر ٹکرانے لگین لیکن دیکھیے کون رسا ہے اور کون نارسا ہے مگر نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے چار سو طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ شبرنگ نے آواز دی ای شہریار سست ہوگئے ضیغم شیر شکار کو غصہ آیا اور کہا او نابکار تو کیا مجھکو بھی مثل دیگران سمجھا ہے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دینا دل لگی بازی کھیل ہے رستم ثانی نے کہا کہ اگر تجھے ہوشیار کرکے نیزہ ہاتھ سے نہ نکالا ہوگا تو نام اپنا رستم ثانی نہ پایا ہوگا اور کہا کہ پانچ طعن کے اندر نیزہ نکال دونگا اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند باندھا کہ ضیغم کی سمجھ مین نہ آیا اور جھٹکا دیا کہ ضیغم نے دیکھا نیزہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہے ضیغم نے بقوت تمام نیزے کو تو دوسرا ہاتھ شریک کرکے روک لیا لیکن سنان نیزہ مانند شرر کے بالاے ہوا چمکی پس خفیف ہوکر ضیغم نے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار نیام سے کھینچکر سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہے سپر مین چار انگل اُتر گئی رستم ثانی نے بلچک دی تلوار ٹوٹ گئی ضیغم نے قبضہ منھ پر کھینچ مارا شاہزادہ رستم ثانی نے خالی دیا لیکن ضیغم نے کاٹھی سے دوسری تلوار کھینچ لی اور پھر وار کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہے تلوار کی لڑائی سے کام نہ نکلے گا علاوہ اسکے اگر ایسا سردار زبردست اگر مارا گیا تو بھی افسوس ہوگا لہذا اسے کشتی مین زیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے ابکی جو ضیغم نے وار کیا رستم ثانی نے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدون قضاے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی خود سے گرا تلوار رستم ثانی کے سر پر بیٹھی چار انگل اُتر گئی رستم ثانی نے وہین سے سنبھلکر دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی چادر خون کی جو سر سے آتی ہے غشی طاری ہوئی مگر اسی عالم زخمداری مین جو خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ضیغم کو بھی سنبھلنا دشوار ہوگیا جلدی سے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر یہ تلوار کہین سپر سے رکتی ہے ڈھال کو مانند قرص پنیر کے دو کرتی ہوئی سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی ابلیس خود پسند نے یہ خیال کیا کہ اب تو دونون زخمی ہین لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا سنے فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو اس سرکش کو جانے دپاے رنگ جھپٹ پڑے ادھر بلور آسمان شگاف نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے زخم سر باندھا اور لڑنا شروع کیا نائرہ جدال و قتال مشتعل ہوا برق شمشیر چمک چمک کر گرنے لگی کشتی حیات ہر شخص کی طوفانی نظر آنے لگی دریاے خون روان ہوا لیکن ضیغم شیر شکار مین طاقت سنبھلنے کی نہ تھی باہین گردن مین گھوڑے

کے ڈالدین وہ مرکب اصیل تھا سوار کو ایک سمت لے نکلا لیکن یہان شام تک قیامت کبریٰ برپا رہی
اس قیامت کی تلوار چلی کہ تمام صحرا لہو سے سرخ ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
ایک روز کامل دونون طرف کی لاشین اُٹھانے مین گذر گیا سردار بھی دونون جانب کے زخمی مین جنگ موقوف
ہر لیکن ابلیس خود پسند نے اپنے عیار مہتر کذاب نرود رفت کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے نام عیاری کا
بالکل ڈبو دیا اتنا نہ ہو سکا کہ لوح طلسم گشتاسپ لے آتا مہتر کذاب نے کہا کہ مجھے کب حکم ملا تھا اُسیوقت
چند عیار اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی کے زخم سر مین ٹانکے دیے
گئے پٹی مرہم کی چڑھی آج تیسرا دن ہو کیسے بد زخم سر اند مال پر آچلا ہو کیونکہ زخم اوچھا تھا اسفندیار صحرائی
ہر وقت حاضر خدمت رہتا ہو ادھر اُدھر کی باتین کر کے دل بہلایا کرتا ہو کبھی ذکر ملکہ صنم بادلہ پوش کا آجاتا
ہو شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کیواسطے بیچین ہو جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای اسفندیار یہ بھی فلک کی
تفرقہ پردازی ہو کہ بموجب شعر کسی کا اُسے عیش بھاتا نہین * یہ دو دل کو اکجا ٹھاتا نہین باوجودیکہ کوئی
منع کرنیوالا اور کہنے والا نہین مگر دو گھڑی پاس اُس محبوب جانی کے بیٹھنا نصیب نہین ہوتا ادھر وہ
تڑپتی ہو گی ادھر اپنا یہ حال ہو کہ کسی پہلو قرار نہین ہو بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا تپا دیتا ہو * صبح
کیوقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا * اسی قسم کے تذکرے رہتے ہین بارہ بجے کے اسفندیار اپنے خیمے مین چلا
جاتا ہو شاہزادہ آرام فرماتا ہو آج وہ وقت ہو کہ اسفندیار پاس سے شاہزادہ رستم ثانی کے اٹھکر گیا
ہو اور شاہزادہ پلنگ پر لیٹا ہو کہ ایک شخص بصورت ایلچی دروازہ خیمہ پر آیا دربانون سے اندر جانے کی
اجازت مانگی دربانون نے منع کیا کہ یہ وقت ملاقات نہین ہو اُس نے کہا کہ اچھا ہماری اطلاع کردو اشد ضرورت کر
مین پیام برایک شخص کا ہون اور اگر اطلاع نہ دو گے تو مین نہین جانتا جو تمپر عتاب آئے یہ سنکر دربان خدمت
مین شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہوے اور عرض حال کی شاہزادے نے فرمایا بلالو جسوقت وہ شخص اجنبی
خیمہ مین آیا سلام کیا ایک خط پیش کیا شاہزادے نے پڑھا تحریر تھا کہ ای مرد بیمروت اللہ اکبر یہ غفلت
شعاری کہ ہم تو دن رات فراق مین تڑپتے ہین اور آپ مصروف جنگ رہین ہماری کچھ خبر نہ لین سچ ہو کہ مردون
کی ذات بیوفا ہوتی ہی یہ ہمین لوگ ہین کہ جس سے محبت کی اُسکے نام پر بیٹھکر زندگی بسر کردی مرنا اور بھولنا
اگر خلاف شان اقدس نہو تو دو گھڑی کو اس غمکدے مین آکر جلوہ افروز ہوجیے اور اپنے چاہنے والے
کو پہچان لیجیے شاید آئندہ کچھ خیال ہو رستم ثانی نے جو یہ مضمون پڑھا گھبرا کر اُس شخص کیطرف دیکھا اور کہا کہ
مین نہین جانتا یہ کون ہو اُسنے عرض کی کہ چلکر دیکھ لیجیے پہچان لیجیے ہمین اجازت نام بتانے کی نہین ہو
ورنہ عرض کر دیتے اور وجہ پوشیدگی کی یہ ہو کہ ملکہ ہماری فرماتی ہین کہ نام ہمارے بزرگون کا بدنام ہو گا لہذا
مجھکو گمنام سمجھیے شاہزادہ رستم ثانی کا بھی جی گھبرا رہا تھا نیند نہین آتی تھی یہ خیال کیا کہ چلو جی دو گھڑی
دل بہلے گا یہ خیال کر کے اُٹھے اور اُس شخص کے ساتھ ہوے اُسنے عرض کی کہ کسی کو ہمراہ نہ لیجیے گا نہ
کبھی ذکر کسی سے کیجیے گا کیونکہ ملکہ نے کہدیا تھا کہ میری رسوائی کا خیال رہے رستم ثانی تنہا ساتھ اس
شخص کے روانہ ہوے ہر چند دربانون نے استفسار کیا کہ حضور تنہا اور شخص اجنبی کے ساتھ جانا مناسب نہین
معلوم ہوتا آئندہ جیسا رائے عالی مین آئے رستم ثانی نے جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل ہو مین تنہا
ہون تو کیا ہو کوئی میرا کیا کر سکتا ہو غرضکہ ساتھ اُس شخص کے روانہ ہوے جلتے جاتے حد لشکر سے نکل گئے

صحرا مین پہونچے اُس شخص سے فرمایا کہ کہانتک لیجائیگا اُسنے عرض کی کہ سامنے چلیے تھوڑی دور اور ہی تھوڑی دور اور ہی یہانتک کہ اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی قریب دو کوس کے نکل گئے اب سامنے سے کچھ روشنی نظر آئی اُس شخص نے کہا کہ وہ بارگاہ برپا ہی جسوقت شاہزادہ رستم ثانی قریب بارگاہ پہونچے اُسی خادم نے اندر اطلاع کی ملکہ تا در بارگاہ لینے کو آئی شاہزادہ رستم ثانی داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ ایک آفت ہوش پندرہ سولہ برس کا سن خاص ولولۂ شباب کے دن دروازۂ بارگاہ سے لپٹی کھڑی ہی شاہزادے کو دیکھتے ہی ہاتھ پکڑ لیا پھر کچھ خود ہی شرما گئی اور لاکر مسند پر بٹھایا گردن نیچی کرلی شاہزادہ رستم ثانی نے نام پوچھا کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہی مین ننگ خاندان کیا نام اپنے بزرگون کا بدنام کرون شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا کہ تمھارا نام معلوم ہونے سے بزرگون کا نام کیونکر معلوم ہو سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ اگر کسیوقت ایسے میرا نام ساتھ میرے والدین کے سنیے گا اُسوقت آپ پر ظاہر ہو جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ اچھا مجھے آپنے کس لیے یاد فرمایا ہی ملکہ نے کہا کہ ذرا تشریف رکھیے میری تو یہ کیفیت ہی کہ شعر یہ کہتے یہ کہتے جو آجاتا ہے سب کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نہ کہا جاتا ہے ذرا دل ٹھکانے ہولے حواس درست ہولین تو بیان کرون رستم ثانی نے کہا اگر کسی کے خوف مین دل ٹھکانے نہین ہی تو بیان کرو ابھی جا کر مارون کام اسکا تمام کرون ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ مین جانتی ہون آپ ایسے ہی ہین مگر یہ بات نہین ہی جو کچھ کیفیت ہی آپ ہی کے خوف سے ہی شہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین تمھارا دشمن نہین تمسے آگاہ بھی نہین مجھ سے کاہے کا خوف اُس نازنین نے کہا خوف بیوفائی رستم ثانی نے جوابدیا کہ اسوقت تو مین پاس آپ کے موجود ہون وقت خوشی مین غم کرنا بالکل بدشگونی ہی غرضکہ ملکہ ایسی ہی گول گول باتین کیا کی کچھ مفصل بیان نہ کیا اور گائنون کو طلب کرکے حکم ناچنے کا دیا وہ صحرا کا سناٹا اُسمین ایک بارگاہ برپا ہی ساجیون نے ساز ملا ملا کر جو وقت کی چیز تھی بجانا شروع کی سمان بندھ گیا اور ایک نازنین ماہ تمکین نے یہ غزل شروع کی

غزل

اُسوقت مین جانون کہ مری جیب مین اختر ہی
بیٹھے ہین گلستان مین اُدھر وہ گل اُدھر ہی
جس عالم پر ہول مین شب ہی نہ سحر ہی
روشن جو ہوے دیکھتے ہی دیدۂ یعقوب
خاموش جو بیٹھے ہین یہ اللہ کا ڈر ہی
جب حد سے بڑھا عشق نتیجہ نہ رہا کچھ
ہی دونون طرف پیر نہ ادھر ہی نہ اُدھر ہی
ادنی سی یہ ہی تفرقہ پردازی گردون
ہر صبح وہان شام ہی ہر شام سحر ہی
ہاتھ آئی زمین [illegible] دولت قارون
خاموش ادھر مین ہون اُدھر شمع سحر ہی
کرتا ہی جفا اور جھجکتا بھی ہی ظالم
بیٹھا ہی جو پردے مین وہی پیش نظر ہی

محویت دل کا مرے ادنی یہ اثر ہی
اب دیکھیے بلبل کی نظر کو کہ کدھر ہی
دم تیغ ادا کا مین بھرے جاؤنگا قاتل
ضو چہرۂ یوسف کی مگر نور نظر ہی
پھاڑون جو گریبان بھی تو ہوتی نہین ظاہر
تیرا ہی نہ اب ہوش نہ اپنی ہی خبر ہے
پوچھیگا نہ پھر لطف سے احوال مسیحا
نالون سے جدائی مین تری دور اثر ہی
دل آکے یہ کہتا ہی نہ جائیگی تری جان
دل تنگ ہے غنچون کا کف دست مین زر ہی
ہر چیز مین دیکھا اثر الفت کی لگی کا
کچھ دل مین شرارت ہی کچھ اللہ کا ڈر ہی
ایام جوانی کی ابھی رات ہی چھوٹی

عجب خود وہ کہین حال یہ کیون تو عدو گر ہی
خود آنکھ سے پوشیدہ ہون وہ پیش نظر ہی
پہونچی جو وہان لیکے زخود رفتگی عشق
یہ جان لے جبتک کہ مرے جسم مین سر ہی
سجدہ جو کرے کوئی تو خوش ہوتی ہین بیکسی
ہو وقت کی سحر ہو کہ قیامت کی سحر ہی
کچھ بھی نہ محبت مین کھلی دل کی حقیقت
صحت کا مین ہرگز نہین خواہان کہ خطر ہی
ٹلتا ہی یونہی روز مرے وصل کا وعدہ
کل ہوگا جو کچھ آج ہی سے اسکی خبر ہی
چھائی ہی کچھ ایسی ترے جانے سے اداسی
بس حد ہوئی پتھر مین بھی پوشیدہ شرر ہی
دیکھے تو کوئی میرے تصور کی کرامات
گیسو ترا ای لیلی ادا تا بہ کمر ہے

کم روزِ قیامت سے نہیں ہجر کی بھی رات ۔ اسدن کی نہ ہی شام نہ اس شب کی سحر ہی ۔ اے آرزو اک یہ بھی ہی گمراہی قسمت
جو آہ رو کی دل نے کہا اسمین اثر ہی

وہ نازنین تو یہ غزل گا رہی تھی اور ملکہ کی آنکھ سے آنسو جاری تھے شہزادہ رستم ثانی کا دل پسا جاتا تھا ہر بار یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ کون عورت ہی اشارے سے گائن کو منع فرمایا وہ چپ ہوئی ملکہ کے آنسو رومال سے پاک کیے اور کہا کہ لللہ کچھ بیان تو کرو آخر یہ رونے کا کیا سبب ہی اُس نازنین نے کہا کہ رونا تقدیر کا ہی کہ دل بھی لگا تو کیسے شخص سے کہ جو سوا تلوار کے کسی کا آشنا نہیں دوسرے آپ کہان کے رہنے والے ہین آپ کے ساتھ بھاگ کر جا نہیں سکتے کہ رسوائی کا خیال ہی آپ کو کیا غرض ہی جو میرے واسطے یہان رہیے گا سچ کہا ہی شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت ٭ مثل ہی یہ جوگی ہوے کسکے میت ٭ مگر دل سے مجبور ہین شاہزادہ رستم ثانی پر اسقدر محبت اِسنے ظاہر کی کہ الفت ملکہ صنم بادلہ پوش کو بھلا دیا بعد اسکے ایک جام مے ارغوانی بھر کر پیش کیا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کہ مذہب تمھارا کیا ہی نازنین نے جواب دیا کہ مذہب الفت جسے چاہا جو اُسکا مذہب وہی اپنا مذہب شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اس نازنین نے کلمہ پڑھا شاہزادے نے جام بے اندیشہ انجام پیا پھر خود جام بھر کر دیا اُس نازنین نے بھی اُسیطرح پیا جب دو چار جامون کی نوبت آئی ہو گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی شراب تھی کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ او نادان یہ جام قضا تھا جو تو نے پی لیا یہ کہکر پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ جام قضا کیسا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم کذاب زود رفت عیار ابلیس خود پسند او طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح پاتے ہی آفتین برپا کر رکھی تھیں اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے رستم ثانی نے دل مین کہا کہ بڑی نادانی کی اور غصہ مین تلوار کھینچکر جھپٹے بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چراغ سے چھینک آئی اور سر نیچے تا نگین اوپر گرے گرنا تھا کہ مہتر کذاب نے لوح تو گلے سے اُتار کر ایک عیار کے سپرد کی اور خود پشتارہ رستم ثانی کا باندھا اور پشت پر لگا کر طرف لشکر ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا لیکن حال مہتر شبرنگ بن عمرو کا سنیے کہ یہ واسطے خبر لینے کے لشکر کفار مین گیا ہوا تھا کہ سردار تو سب زخمی ہوے اب ان کفار کی کیا صلاح ہوتی ہی اور کیا ٹھہرتی ہی جسوقت یہ معلوم ہوا کہ کل سے مہتر کذاب بیڑا اُٹھا کر گیا ہوا ہی کہ مین طلسم کشا کو اسیر کر لاؤنگا شبرنگ نہایت پریشان ہوا اُسیوقت پلٹا کہ چلکر خبر لینا چاہیے وہ شہریار عالیوقار جیسے رستم ثانی نامدار جیسا بہادر ہی ظاہر ہی ابھی کل کی بات ہی کہ غول سے لڑتے ہوے اور باتین کرتے ہوے ملک سلیمانیہ تک نکل گئے جسکی وجہ سے اُس طلسم تک آنا ہوا ایسا نہو کہ کذاب مکر سے گرفتار کرلے یہ خیال کر کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا پہلے خیمۂ شاہزادہ رستم ثانی کے جانب آیا اندر خیمہ کے جانے کا ارادہ کیا دربانون نے کہا کہ وہ شہریار کہین تشریف لے گیا ہی ایک شخص اجنبی آیا تھا اسی کے ہمراہ چلے گئے یہ سننا تھا کہ شبرنگ نے کہا غضب ہوا اور کچھ عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا جب حد لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچا عیارون کو متفرق کرکے برائے تلاش روانہ کیا ایک جانب آپ بھی روانہ ہوا اب وہ وقت ہی کہ کچھ تھوڑی سی رات باقی ہی سفیدی صبح کاذب آسمان پر نمودار ہو چلی ہی ستارون کی روشنی مانند چراغ سحری کے ہو رہی ہی کہ یکایک دور سے سیاہی نمودار ہوئی شبرنگ نے تعاقب کیا اور آواز دی کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی مہتر کذاب نے دیکھا کہ آفت سر پر آگئی اب جان بچنا دشوار ہی اپنے عیارون کو آواز دی کہ لینا اِسے اور آپ پشتارہ بدوش بھاگا عیار جھپٹے شبرنگ پر نرغہ کیا خنجر کھینچ گئے لیکن ہنگامہ جو برپا ہو

عیاران شبرنگ بھی آگئے اب ان عیارون سے تو خنجر چلنے لگا لیکن شبرنگ نے ایک آدھ کو مار کر پھر
کذاب کا تعاقب کیا کذاب نے دیکھا کہ اب چارہ نہیں ہی پشتارہ زمین پر رکھدیا تلوار کھینچ لی اسود بدل
ہونے لگی خنجر چلتے چلتے ایک مقام پر کذاب نے خنجر مارا شبرنگ نے پیترا بدلکر خالی دیا وہان ایک جھاڑی
تھی اُلجھکر گرا گرتا تھا کہ کذاب نے کمند ماری شبرنگ نے کمند کو قلم کیا اور منھ پر کذاب کے حباب بیہوشی
کھینچ مارا کذاب فتیلہ رفع بیہوشی اُسوقت سے چڑھائے ہوئے تھا کہ جب نازنین بنا ہوا رستم ثانی کے
ساتھ شراب پی رہا تھا ورنہ یہ بھی بیہوش ہو جاتا کذاب نے کمند قلم ہوتے ہی جھپٹ کر خنجر مارا شبرنگ
خالی نہ دے سکا ہاتھ پکڑ لیا دونون مین کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے پاؤن کذاب کا موشخانہ زمین جا رہا
اور اُلجھکر گرا شبرنگ نے گرتے گرتے خنجر مار کر کام کذاب کا تمام کیا اور سر اس ملعون کا کاٹ لیا بعد
اسکے پشتارہ کھولکر شاہزادہ رستم ثانی کو ہوشیار کیا اور کہا اے شہریار دشمنون کا محاصرہ اور ایک شخص
اجنبی کے ساتھ چلے جانا یہ آپ ہی کا کام تھا رستم ثانی دل مین نہایت پشیمان ہوئے اور شبرنگ کی بہت
تعریف کی غرضکہ شبرنگ رستم ثانی کو لیکر صحرا سے پھرا اور عیار لاش کذاب کی اُٹھا کر طرف ابلیس خود پسند
کے روانہ ہوئے صبح ہو چکی تھی ابلیس خود پسند حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے بارگاہ مین
آکر تخت پر بیٹھا ساحر آکر جمع ہونے لگے سوفار جادو صمصام جادو جلاجل دستک زن شہنائے
جادو صہبائے جادو وغیرہ یہ تمام ساحر آکر جمع ہوئے انمین سے ہر ایک لاکھ لاکھ دو دو لاکھ ساحرون
کا افسر ہی ابلیس خود پسند نے کہا کہ پرسون سے کذاب زود رفت برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہوا
ہی ابھی تک نہین پھرا معلوم ہوتا ہی کہ بھاگ گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ایک عیار پیدا ہوا کہ نام اسکا
کاذب بن کذاب ہی اور لوح طلسمی لاکر سامنے ابلیس خود پسند کے ڈالدی اور عرض کی کہ والد ماجد
نے طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لیا ہی لوح میرے ہاتھ روانہ کر دی ہی اور خود یقین ہی کہ پشتارہ طلسم کشا کا
لیے ہوئے آتے ہونگے یہی ذکر تھا کہ بعد کچھ عرصہ کے چند عیار سر پر خاک اُڑاتے روتے پیٹتے نمودار ہوئے
ابلیس خود پسند نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی لیکن وہ عیار سامنے ابلیس کے آئے اور لاش کذاب کی آگے
رکھدی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ یون طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لیکر چلے تھے عیار طلسم کشا مثل شبرنگ
بن عمرو پہونچگیا اُسکے ہاتھ سے یہ مارے گئے اور وہ اکیلا طلسم کشا کو چھڑا کر لیگیا ابلیس خود پسند کو یہ سنکر
اپنے عیار کا نہایت صدمہ ہوا اور کاذب بن کذاب کو اُسکی جگہ پر معین کیا لیکن اطمینان ہوا کہ لوح
طلسمی تو ہاتھ آگئی اب اگر طلسم کشا رہا بھی رہے گا تو کیا کر سکتا ہی ایک ادنیٰ ساحر چاہے تو اُسے مار ڈالے
غرضکہ ابلیس خود پسند نے لوح طلسمی خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کی کہ اسکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا
مگر یہان یہ خبر گرشاسپ گرد اور سہراب بن لندھور کو پہونچی کہ اس طرح عیار گیا اور طلسم کشا کو چرا کر
لیچلا تھا لیکن عیار طلسم کشا نے کذاب کو مار اپنے آقا کو چھڑا لیا ان دونون نے کہا کہ خوب ہوا ایسے
بہادرون کو جو بمکر گرفتار کرنا چاہے اُسکی یہی سزا ہی اور پاس ابلیس خود پسند کے کہلا بھیجا کہ اگر آپکو ساحرون
اور عیارون سے کام لینا تھا تو ہماری کیا ضرورت تھی ہمین بیکار بلا بھیجا اور ابھی تو ہم زیر نہین ہوگئے
ہین نہ مر گئے ہین ہان جس وقت ہمارا اور طلسم کشا کا معاملہ یکسو ہو جائے اُسوقت آپکو اختیار ہی لیکن ہماری
موجودگی مین ایسے امور سرزد ہونا ہماری سپہ گری مین داغ لگاتے ہین طلسم کشا کے انصاف کو دیکھیے

کہ ہم لوگ زخمی تھے تو اُس نے طبل نہین بجوایا مہلت دی جسوقت یہ پیام ابلیس خود لپسند پاس پہونچا ابلیس نے
کہلا بھیجا کہ یہ فعل اُس عیار کا تھا میرے حکم سے اُس نے ایسا نہین کیا تھا ورنہ ساحر مدد کو ضرور جاتے لہذا
اُس نے جیسا کیا ویسا پایا اب آپ اطمینان رکھین جسوقت تک آپ کی جنگ کا فیصلہ نہوے گا اُسوقت تک
کوئی ساحر دخل نہ دیگا نہ کوئی عیار دریے ہوگا الحاصل بعد ہفتہ عشرہ کے جب ان دونون نے غسل صحت
کیا دربار مین آئے ابلیس نے انکی صحت کا جشن کیا جام شراب ناب گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق جام
بلورین صراحی جواہر نگار لیکر حاضر ہوے ہر طرف آواز ہو شا ہوش نوشا نوش بلند ہوئی لیکن جسوقت
دماغ گرشاسپ گرد کا نشہ شراب سے گرم ہوا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پہ
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے خبر لیکر لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوے یہان بھی یہ رنگ ہے
کہ دربار جمع ہے بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر بیٹھا ہے گرد وپیش ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہے داہنی
جانب چپاق آتش افروز جادو ملکہ عالم افروز جادو بائین جانب محروق جادو اژدر جادو
اور دیگر ساحران ملک خاقانیہ جو ہمراہ بلور آسمان شگاف کے آئے ہین موجود ہین شاہزادہ رستم ثانی
دنگل صاحبقرانی پر جلوہ افروز ہین ایک پہلو مین اسفندیار صحرائی دوسری جانب شاہین بن
سلیمان بیٹھے ہین کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی بعد دعا
وثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار مین بنام گرشاسپ گرد طبل جنگ بجا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کہ کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے اسیوقت حسب الحکم
یہان بھی کوس حربی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی بلور آسمان شگاف نے دربار
سویرے برخاست کیا سب امیر ووزیر رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے آرام گاہ مین آئے لباس شب خوابی
پہن پہنکر اپنے اپنے بستر راحت پر مصروف استراحت ہوے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے انگڑائیان لے لے کے اپنے اپنے بستر خواب
سے اُٹھے اہل اسلام نے نمازین پڑھین دعائے شہادت مانگی اور لباس رزم پہنکر آلات حرب وضرب
تن پر چست باندھ کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر کفار بدکار مرکبون پر سوار ہو ہو کر
وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے آن واحد مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا لیکن بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ یکایک گرشاسپ گرد نے مرکب اپنا چمکا کر سامنے
تخت ابلیس کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تمہین سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے گرشاسپ
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے
مین غرق ہو گیا نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے رستم ثانی اُسروز ساعت بد تھی
کہ مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا پاؤن میرا موشتخانہ مین جا رہا لیکن آج کا دن اور ہے اگر تو جان سے اپنی
عاجز ہے تو نکل میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان مرکب کو چمکا کر سامنے
تخت بلور آسمان شگاف کے آیا بادشاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد پروردگار کیا
رستم ثانی بار دگر مرکب پر سوار ہو کر عازم میدان کارزار ہوے تم اُدھر گرشاسپ گرد نے گرد اپنا
جولان کیا رستم ثانی نے قریب پہونچکر باگ مرکب کی کج کردی یہ اپنے زور مین اُسطرف نکلگیا شاہزادہ

دوسری جانب نکلا چلا گیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین تگا ونہین چلتی ہر پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا گرشاسپ گرد نے کہا اے رستم ثانی نیزے کی لڑائی تم لوگون سے بیکار ہے یہ مین خوب جانتا ہون کہ فن نیزہ بازی تم خدا پرستون پر ختم ہے ایک ادنی ادنے بھی بڑے بڑون کا نیزہ نکالدیتا ہے لیکن ہان یہ ساطور میرا طمانچہ اجل ہے بچو اس سے یہ کہکر ساطور گران ساڑھے آٹھ سومن کی ضرب اُٹھا کر سر پر جو چکر کے خبردار خبردار کہکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے مرکب آگے بڑھایا اور آتی ہوئی ضرب کو خیال مین کرکے دھار بچا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے گرشاسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑدیا اور دامن ذرہ گردان کمر رستم ثانی سے لپٹ گیا رستم ثانی نے بھی ساطور کو چھین کر پھینک دیا اور مصروف تلاش ہوے کشتی ہونے لگی جھڑا کا بندھ گیا جو پیچ گرشاسپ باندھتا ہے رستم ثانی کھولدیتے ہین جو پیچ رستم ثانی کرتے ہین گرشاسپ جواب دیتا ہے اُس پیچ کا توڑ کرتا ہے جوڑ بند تمام ہو رہے ہین لیکن یہ رنگ دیکھکر آخر ان لشکر کفار و سرداران لشکر اسلام قریب لگے جانبین اور آنکھین سب کی لڑ بن ہوئی ہین کہ دیکھیے کون غالب آتا ہے کون پست ہوتا ہے دو شیر ہین کہ لڑ رہے ہین یہانتک کہ وہ وقت آگیا کہ دیو سیاہ شب نے دیو سفید روز کو زیر کیا خسرو روز نے شکست کھائی فوج انجم کا غلبہ ہوا ماہ تابان تخت نیلی فلک پر حکمرانی کرنے لگا لیکن ان دونون پہلوانون کی وہی حالت ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لڑنے کھڑے ہوے ہین نہ کسی کا دم آتا ہے نہ سانس پھولتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دو پتلے کل کے بنے ہوے لڑ رہے ہین لیکن شام ہوتے ہی دونون جانب سے روشنی آگئی خیمے ڈیرے سرداران کے استادہ ہو گئے دنگل کریان بجھ گئین دو کاسہ شیر آئے دونون نے پیے پھر مصروف تلاش ہوے ان واحد مین وہ شیر پسینہ ہو کر نکل گیا دیکھنے والون کی آنکھین اسی طرف ہین گھٹ بڑھ دیکھ رہے ہین فتح و شکست کا اندازہ کر رہے ہین مگر کون سمجھ سکتا ہے گرشاسپ گرد بھی بلائے بے درمان ہے کہین ہاتھ تھوڑی ہے ادھر رستم ثانی پچھاڑ لائے پھر صاف نکل گیا وہی حالت رستم ثانی کی ہے کہ جہان گرشاسپ گرد نے کوئی پیچ کیا اور نیچے پچھاڑ لایا صاف نکل گئے اسطرح کہ معلوم بھی نہوا اسی ہنگام مین زمانہ شب بھی بر طرف ہوا آنکھین ستارون کی دیکھتے دیکھتے پتھرا کر بے نور ہو گئین ان دونون کو نہ بھوک معلوم ہوتی ہے نہ نیند آتی ہے دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے ہین حسب معمول صبح کو بھی ایک کاسہ شیر آیا دونون نے پیا زور ہونے لگے کہانتک بیان کیا جائے کہ اسی عالم مین دو دن اور دو راتین گذر ین اب تیسرا روز ہے دیکھنے والون کی آنکھین آشوب کر آئی ہین بیٹھے بیٹھے پائون رہ گئے ہین جسکو بھوک لگی وہین منگا کر کھا لیا کچھ پانی پی لیا اب تیسرا روز ہے کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایکبار گرشاسپ گرد نے دونون بازو رستم ثانی کے تھامے اور یا خداوند تمتال آئین کہکر جو زور کیا تو قدم دوڑا لیگیا اب جو جھٹکا مارتا ہے بایان گھٹنا آشنا بزمین ہوا تھا کہ رستم ثانی نے نہایت چالاکی کے ساتھ اُسی ٹکے ہوے گھٹنے کے سہارے سے بندکمر پکڑ کر جو ہکا مارا سر سے اونچا اُٹھا لیا اور سر پر بلند کیا کفار کے چہرون کے رنگ اُڑ گئے لشکر اسلام مین باجے فتح کے بجنے لگے بلور آسمان شگاف تخت پر اُچھل پڑا اسفندیار صحرائی اپنے آقا کے گرد پھرنے لگا لیکن رستم ثانی گرشاسپ کو اُسیطرح ہاتھ پر بلند کیے ہوے میدان جنگ سے پھرے کفار نہایت محزون و شرمسار اہل اسلام شادیانے بجاتے ہوے پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم ثانی نے گرشاسپ کو شبرنگ کے سپرد کیا شبرنگ نے اِسے تو زندانخانے بھیجدیا

شاہزادۂ رستم ثانی تین روز کے جاگے اور تھکے ہوے تھے لباس رزم اُتارا جامۂ شب خوابی پہنکر آرام فرمایا لیکن ابلیس خود پسند نہایت محزون و غمگین میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا برائے نام دربار کیا شب کو سو رہا تین روز لڑائی موقوف رہی لوگ تبلاش فیروزہ مازندرانی وضیغم شیر شکار جو روانہ ہو چکے تھے ہنوز واپس بھی نہین آئے تھے اسکا بھی انتظار تھا لیکن آج سہراب بن لندھور کو جوش ہوا دو چار جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارے خبر لیکر خدمت مین شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے خبر طبل جنگ بجنے کی سنائی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی انکو تو اسی حال مین چھوڑیے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان صندلان شاہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد روانہ کرنے ابلیس خود پسند کے صندلان شاہ معلم کتابدار سے مخاطب ہوا کہ یہ دیکھو کہ ستارہ طلسم کشا کا ان پہلوانون پر غالب ہے یا انہین سے کوئی طلسم کشا پر غالب ہے معلم نے بعد دریافت حال عرض کیا کہ اے شہنشاہ جادو دان طلسم کشا کا ستارہ ان سب پر غالب ہے اور فیروزہ مازندرانی نہایت مرد زبردست ہے لیکن طلسم کشا سے زیر ہو کر اُسی کا طرفدار ہو جائیگا اور ضیغم شیر شکار بھی ہزیمت اُٹھائیگا یہ سنکر صندلان شاہ نے پنجہ طلائی جھولی سے نکالکر پھینکا اور اپنے سحر سے حکم کیا کہ اگر فیروزہ کو زیر ہوتے دیکھنا تو اُٹھالانا اور سلیمان خاکستر مین پھینک آنا اور ضیغم شیر شکار کو در بند لعلانیہ مین پھینک آنا پنجہ کڑک کر روانہ ہوا اب صندلان شاہ منتظر وقت بیٹھا ہے اور انتظام باطن مین مصروف ہوتا ہے کہ بعد چند روز کے پنجہ واپس آیا اور تمام خبر بیان کی اسکے بعد ہد ہد جادو نامہ ابلیس خود پسند کا لیے ہوئے پہونچا اور لوح طلسمی حاضر کی اب صندلان شاہ لوح کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ارکین دولت سے مشورت کی کہ اب لوح کو کہان رکھون سلطان پری چہرہ وزیر صندلان شاہ جادو کا ساحر زبردست سامری عصر ہے اُسنے عرض کی کہ اے شاہ لوح میرے سپرد کیجیے بہتر و مناسب یہ ہے کہ راز اسکا کسی پر ظاہر نہین ہے جہان مناسب جانونگا وہان رکھونگا صندلان شاہ خاموش ہو رہا اور سلطان پری چہرہ لوح لیکر کسی طرف روانہ ہو گیا کہ حال اس کا ابھی نہین کھلتا ہے اور خبر لوح کی پوشیدہ رہتی ہے لیکن صندلان شاہ جادو نے ایک حکمنامہ ابلیس خود پسند کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے خیر خواہ دولت تمکو لازم ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار بلا کر کے جلد قتل کر ڈالو یا کسی مقام مستحکم پر مقید رکھو خداوند تمثال آیینہ رو کی عنایت سے جسکا ڈر تھا وہ شئے ہاتھ لگ گئی اب طلسم کشا بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہے اُسکا گرفتار کرنا کوئی مشکل نہین ہے رہی یہ بات کہ چند نمک حرام اُسکے شریک ہو گئے ہین تو انمین کوئی ایسا نہین ہے جو تمھارا مقابلہ کر سکے لہذا اب موقع بیرون طلسم لڑنے کا نہین ہے دن پر دن ستارے سخت چلے آتے ہین دل تھراتے ہین بعد فتح کے تم در بندون کا انتظام کر کے اندرون طلسم چلے آؤ ساحرہ حکمنامہ لیکر خدمت مین ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا

اب کچھ چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہان طبل نوبج چکا تھا جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم سحری کے چلے لائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر بنیرنگ سحر سازی اعیان قضا و قدر کا تماشا دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے

غنچون نے آنکھین کھولکر رونق باغ پر نظر کی بزم مین شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئین محفل انجم برخاست
ہوئی مشعل ماہ کی روشنی مین فرق آیا بموجب شعر کمی بروقت آخر حدت داغ جگر ہوگی ضیاے شمع یقین فرق
آئیگا جبدم سحر ہوگی ❊ غرضکہ مردان دلاور و اہل لشکر اپنے اپنے بستر خواب چھوڑ چھوڑ کر اٹھے اور طاعت معبود سے
فراغت حاصل کرکے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرنے لگے بعد تیاری اپنے اپنے افسر کی خدمت مین
آکر ساتھ اُسکے طرف میدان جنگاہ کے روانہ ہوے آن واحد مین تمام میدان فوجون سے بھر گیا ادھر
بلور آسمان شگاف فرزند خاقان روشن دل اُس طرف ابلیس خودپسند سپہ سالار ضندلان شاہ جادوان
کی فوجین دریاے افسون کی موجین ترسول پنج سول بلند ڈیرو بجتے ہوے جھولیان سحر کی لگائے
جانوران سحر پر سوار لیکن ایک طرف فوج فیروزہ مازندرانی مگر بے سردار نہایت پریشان ایک طرف
لشکر گرشاسپ گرد ایک سمت سپاہ ضیغم شیر شکار ایک جانب لشکر سہراب بن لندھور سہراب
فیل مست پر سوار عقب مین فوج بسیار بلکہ اب تمام فوج کا افسر سہراب ہی ہے ادھر شاہزادہ رستم ثانی
مرکب پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا دبدبہ رستمی چہرے سے ہویدا شان صاحبقرانی پیدا پشت پر
اسفندیار صحرائی بمرتبہ سپہ سالاری دس قدم لشکر سے آگے اور شاہزادہ رستم ثانی تیس قدم اسفندیار
سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی استادہ ہے یکایک لشکر سہراب کے علم جلوہ گری پر آئے اور سہراب نے فیل مست
اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس کے آکر اجازت مانگی ابلیس خودپسند نے کہا کہ سپرد خداوند شال
آئینہ رو کیا سہراب بادگرد مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان جنگاہ کا کیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ
اے رستم ثانی واقعی مین تو مرد سپاہی و زبردست ہے تیری جرأت مین شک نہین کہ گرشاسپ ایسے پہلوان کو
تونے اسطرح بمبردی زیر کیا تیرا ہی کام تھا لیکن مجھے گرشاسپ نہ سمجھنا ہم تجھے سمجھاتا ہون کہ چلا آ اور اپنے
اردے سے ہاتھ اٹھا ورنہ مفت مارا جائے گا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میدان جنگ ہے محفل وعظ نہین ہے تو مجھے
نصیحت کرتا ہے ہر شخص اپنے نشیب و فراز کو خود خوب سمجھ لیتا ہے مین تجھ سے لڑنے مین عاجز نہین ہون یہ فرماکر
مرکب کو جولان کیا اور بلور آسمان شگاف سے آکر اجازت لی بلور نے کہا سپرد خدا کیا رستم ثانی میدان مین
آئے سہراب نے نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر کاٹا رد و بدل ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ علاوہ ہوا
کہ دو مار سیاہ آپس مین لڑ رہے ہین لیکن نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے دو سو طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ شہزادہ رستم ثانی نے چھڑ پر چھڑ ماری اور نیزہ اپنا نیزہ سہراب سے مثل زلف معشوق کے لپیٹ کر جھٹکا
مارا سن سے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا نیزہ تو ادھر مانند تیر شہاب کے روانہ ہوا لیکن سہراب نیزہ
بحر آب خجالت مین غرق ہوگیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی لیکن سہراب نے خفت اٹھا کر
خواصی سے گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیتا ہوا چلا اور برابر رستم ثانی کے پہونچ وار کیا رستم ثانی نے
گرز سہراب کا اپنے گرز پر روکا لیکن دو دستی ضرب سہراب نے لگائی ہر گرز جو گرز پر پڑا تو ہر تراقے
کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے تھرا گیا شعلہ فلک کو نکل گیا تنق گرد بمقدر
بلند ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی اُس گرد مین پنہان ہوگئے سہراب نے
نعرہ کیا کہ زردم و پست کردم دیکھنے والون کو گمان ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی
مارے گئے یا اننک کہ کفار نے طبل شادمانی بجادیا بلور آسمان شگاف تھرتھرا اسنے

لگا اسفندیار کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا قریب تھا کہ اہل اسلام لشکر کفار پر جا پڑین لیکن شاہزادہ
رستم وہ بہادر ہی کہ کب مانتا ہی جیسے ہی نعرہ سہراب کی آواز سنی چاہا مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب
مرکب ہلکی ہو چکا ہی بس مانند برق تڑپ کر گرد سے نکلا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہی منم رستم ثانی کرازدے وکرا پست
کرزی حریف تیرا مین موجود ہون اور فوراً یہ خیال ہوا کہ اے رستم تو پوتا اُس شخص کا ہی کہ جسنے اسکے باپ کو
مع فیل اُٹھا لیا تھا وائے ہو تجھ پر جو تو بھی اسے نہ اُٹھائے یہ خیال کرکے سہراب کو آواز دی کہ دیکھ زور
سے کہتے ہین اور یون ہی شاہزادہ علمشاہ نوجوان نے اپنے زمانے مین تیرے باپ لندھور کو اُٹھا لیا
تھا اگر مین اولاد مین اُسکی ہون تو تجھے بھی دکھائے دیتا ہون یہ فرما کر گردن اپنی شکم فیل سے ملا کر دونون
ہاتھ کا سہارا دیکر جو زور کیا سہراب کو بھی مع فیل اُٹھا لیا اور طرف ایک نشیب کے چلے کہ مارون اور پست
کرون یہ زور دیکھکر کفار کے چہرون پر مردنی چھا گئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا ابلیس خود پسند دل مین
کہتا تھا کہ حقیقت مین ان لوگون سے کون مقابلہ کرسکتا ہی وہان بلور آسمان شگاف نے بے اختیار ہو کر
آواز دی کہ اے زینت بارگاہ سلیمانی وائے زور بازوے صاحبقرانی کیا کہنا ہی ہان اسطرح ٹیکیے کہ استخوان
اسکے چورا ہو جائین فراز دنیا تو دیکھا نشیب تر بھی دیکھ لے لیکن سہراب نے جو دیکھا کہ لنگر اُکھڑ گیا نہایت خفیف ہوا
جست کرکے فیل سے نیچے آیا رستم ثانی نے فیل کو سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے اپنی جان بچانے کیواسطے فیل کو
چورنگ ہوائی کیا لیکن پھر صدمہ ہوا کہ اب ایسا فیل مشکل سے ملیگا جو تجھے سواری دے سکے اور غصہ مین تلوار کھینچکر رستم
ثانی سے لپٹ پڑا رستم ثانی نے بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور سہراب سے لپٹ پڑے چہرا کا کشتی کا بندھا دارن
فوج برائے تماشا قریب آگئے دنگل کرسیان بچھ گئین لیکن ان دونون مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہوگیا
شام ہوگئی حسب معمول قدیم وہی کاسہ شیر آیا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے آن واحد مین پسینے کے
راستے بہادیا رات بھی تمام ہوگئی صبح کو بھی وہی عالم رہا کہ زور کشمکش کے ہورہے ہین پیچ بندھ رہے
ہین کھل رہے ہین دونون اسطرح لڑ رہے ہین کہ مطلق یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ دو دن سے لڑ رہے ہین بلکہ
یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہی کہانتک بیان کیا جائے کہ اب وہی تیسرا دن ہی اور دو پہر
بج گئی ہی مگر معاملہ یکسو ہوتے نظر نہین آتا یہانتک کہ اب کوئی چار گھڑی دن باقی رہگیا سہراب نے
آواز دی کہ او طلسم کشا تو بلاے بد ہی ارے نہ تجھے نیند آتی ہی نہ بھوک لگتی ہی تین دن تمام ہو چکے ہین
اب چوتھی شب ہوا چاہتی ہی جا مین تجھے مہلت دیتا ہون ایک روز تو بھی آرام لے مین بھی راحت سے
بسر کرون کل دیکھا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میرا قاعدہ نہین کہ بغیر فیصلہ ہوے میدان جنگ سے
پھرون سہراب کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تو یہ سمجھتا ہی کہ سہراب تھک گیا ہی اب مین اسے زیر
کر دونگا یہ خیال دل سے دور رکھ وہ بات دوسری تھی جو تو نے مجکو مع فیل اُٹھا لیا اب کیون تین روز
کشتی مین گذر گئے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے بوجھ اُٹھانے کی بہت مشق کی ہی بار برداری اور شی ہے
اور پہلوانی اور چیز ہی یہ کہکر دونون بازو رستم ثانی کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر اب جو زور کیا گیارہ
قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا رستم ثانی کا آشنا بزمین ہوا بس وہین سے رستم ثانی نے
بھی لنگر قائم کیا اور وہین سے سنبھلکر دونون بازو سہراب کے تھامے اور سر سینے سے ملا کر آواز دی کہ اے
سہراب ہوشیار رہنا کہے دیتا ہون کہ اگر مین نے تجھے اِس زور مین نہ زیر کیا تو بغیر زیر کیے ہوے گویا

تو نے مجھے زیر کر لیا سہراب نے کہا اتو مجھے کیا زیر کر سکتا ہی جب کہدیا اور حریف ہوشیار ہو گیا تو ایک زور کو ہزار پہلوون سے روک سکتا ہی یہ کہکر آڑا ہو گیا لیکن رستم ثانی نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تیرہ قدم سہراب کو دوڑائے گئے اور اب جو جھٹکا مارا تو دونوں گھٹنے زمین سے ملگئے نبس کمر و عجز کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا سینے تک اٹھا لائے سہراب نے تڑپ کر لنگر مارا رستم ثانی نے ہاتھ کو وہین قائم کرکے آواز دی کر حوصلہ نکال لے اور اچھی طرح پھڑک لے ہر چند سہراب نے لنگر مارے کچھ نہوا رستم ثانی نے دوسرے زور مین سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا اور مشکین باندھکر شیر نگ کے حوالے کیا اور نقارہ فتح بجوا کر میدان سے پھرے داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا طوائفین آکر مصروف رقص و غنا ہوئین چونکہ شاہزادہ رستم ثانی چار روز کے جاگے ہوئے تھے سویرے سے دربار برخاست کیا اور کچھ خاصہ تناول فرمکر آرام فرمایا جسوقت صبح کو بیدار ہوئے حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ مین تشریف لائے دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے بلور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اسفندیار صحرائی آکر پہلو مین بیٹھا اور سب ساحر بھی مثل چپاق آتش افروز جادو اور ملکہ عالم افروز جادو اژدر جادو وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہین تعریف زور بازو وسعد رستم ثانی کی ہو رہی ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندان پہلے گرشاسپ گرد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے ساقی کو اشارہ فرمایا ساقی نے جام پیش کیا گرشاسپ نے رستم ثانی کو سلام کرکے جام پیا جب یہ آسودہ ہو لیا اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ مین نے کیونکر زیر کیا تمکو گرشاسپ نے کہا کہ جس طرح مرد مردون کو زیر کیا کرتے ہین شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ پھر اب دین خدا پرستی اختیار کرنے مین کیا عذر ہی گرشاسپ نے عرض کی کہ مین غلام ہون اور جو مذہب آقا کا وہی غلام کا شاہزادہ رستم ثانی نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے قید کاٹی کلمہ تلقین فرمایا اور حمام مین بھیج دیا بعد اسکے فرمایا کہ لاؤ سہراب کو داروغہ زندان نے سہراب کو حاضر کیا شاہزادہ رستم ثانی نے بعد مرحمت جام اس سے بھی اسیطرح استفسار فرمایا کہ کیونکہ تم زیر ہوئے سہراب نے کہا کہ جس طرح مرد مردون سے زیر ہوتے ہین بلکہ جس طرح لندھور علمشاہ سے زیر ہوئے رستم ثانی نے کہا یہ نہ کہو لندھور میرے بھی بزرگ ہین وہ زیر نہین ہوئے بلکہ صرف مع فیل انھین علمشاہ رومی نے اُٹھا لیا تھا سہراب نے کہا کہ جب فیل اُٹھا لیا اور لنگر زمین سے توڑ لیا تو زیر کر لیا شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اب دین خدا پرستی اختیار کرنے مین کیا عذر ہی سہراب نے کہا کچھ عذر نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اور سہراب بھی از صدق مسلمان ہوا شہزادہ نے قید دور کی اور سہراب کو بھی حمام مین بھیجدیا اور دونون کو خلعت عنایت فرمائے جسوقت یہ دونون غسل کرکے خلعت پہن پہن کر آئے شاہزادہ رستم ثانی نے ایک دنگل دہنی جانب ایک بائین جانب بچھوا دیا اور فرمایا کہ جسکو جو جگہ پسند ہو وہ وہان بیٹھے رستم ثانی کے اس کلام پر سہراب نے مسکرا کر عرض کی کہ حضور تو جانتے ہی ہین کہ ہم لوگ دہنی صف کے ہین اگرچہ آپ کے مطیع ہون لیکن یہان دہنی صف مین بیٹھین گے اور وہان بائین صف مین رستم ثانی نے بھی مسکرا کر فرمایا کہ بہتر جو جگہ پسند ہو لیکن گرشاسپ گرد نے عرض کی کہ اگرچہ مین طہماس بن عنقول دیو پرور کا بیٹا ہون اور بارگاہ صاحبقرانی مین اُنکی جگہ بھی دہنی صف مین تھی مگر مین مطیع آپ کا ہون لہذا قریب آپکی چاہتا ہون یہ کہکر سلام کرکے بائین

جانب بیٹھ گیا اب گویا دو سردار زبردست روزگار دہنے اور بائین جانب بیٹھے افسر دست راست
سہراب سردار دست چپ گرشاسپ گرد ہوا اور اسفندیار و شاہین رفیق خاص ہوے شاہزادہ
رستم ثانی نے ان دونون سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل لشکر کو ہدایت کرو جو تمھارا ساتھ دے اوسے لے آؤ جو نہ
ساتھ دے اُسے برطرف کرو سہراب نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسیوقت سوار ہوکر اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوا بعد سہراب کے گرشاسپ گرد نے بھی مرکب پر سوار ہو کے رخ اپنے لشکر کا کیا لیکن دونون
کے عیارون نے جو واسطے خبر کے آئے ہوے تھے جا جا کر لشکرون مین اطلاع کی اہل لشکر خبر اپنے افسرون کے
آنے کی پاکر برائے پیشوائی روانہ ہوے راہ مین ملاقات کی سہراب و گرشاسپ نے اپنے اپنے اہل لشکر سے بیان
کیا کہ ہمنے ساتھ دیا طلسم کشا کا اور مذہب خدا پرستی کو برحق جان کر اختیار کیا تم مین سے جسے ہمارا ساتھ
دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت مین اُس شہریار باوقار کے چلے اور جسکو نہ ساتھ دینا ہو اُسے اپنے فعل کا اختیار
ہی سب نے عرض کی کہ ہم آپ کے تابع فرمان ہین جسکے پیرو آپ ہوے ہم اُسکے پیرو ہوے ہمین کیا عذر ہی سہراب و
گرشاسپ نے مرحبا کہا اور سب کو ہمراہ لیکر خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے اِن
دونون کے مسلمان ہونے کی خوشی مین جشن ہفت روزہ معین فرمایا اور پاس ابلیس خود لپسند کے کہلا بھیجا کہ
اگر تمھین جنگ درپیش کرنا ہو تو ہم جشن کو معطل کردین ورنہ اگر جشن شروع ہو جائے اُسکے بعد تمکو مناسب یہ
ہی کہ بعد اتمام جشن طبل جنگ بجوانا ابلیس خود لپسند نے منظور کیا یہان شاہزادہ رستم ثانی نے حکم تیاری
جشن کا دیا لیکن بلور آسمان شگاف نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار باوقار ابلیس کو آپ ابلیس ہی
تصور فرمایئے گا یہ نہ جانیے گا کہ اُسنے جیسا کہا ہی ویسا ہی کرے گا وہ ایک مکار ہی مین اُسے خوب جانتا ہون
اور لوح طلسمی ہاتھ سے جا چکی ہی لہذا اگر مناسب جانیے تو صحبت جشن بارگاہ افسون حصار مین مقرر فرمایئے
شہزادہ رستم ثانی نے کہلا بھیجا کہ مین آپکی اس دور اندیشی کا ممنون ہوا لیکن اب مجھے یہ خیال ہوتا ہی کہ ابلیس
خود لپسند نے جسوقت یہ خبر پائی کہ جشن بارگاہ افسون حصار مین معین ہوا ہی مزور طعنہ زن ہوگا کہ ہمارے
خوف سے یہ انتظام ہوا ہی اور جرأت اُسکی زیادہ ہوگی رعب مین میرے فرق آئیگا حالانکہ جو حافظ حقیقی
وہان بچانے والا ہی وہی یہان بھی بچانے والا ہی ہان اگر آپکو اپنی جان شیرین عزیز ہو تو مین جشن مین شریک
ہونے کی تاکید نہین کرتا اگر مزاج مین آئے شریک ہو جیے نہ مزاج مین آئے نہ شریک ہو جیے جسوقت یہ
پیام رستم ثانی کا پاس بلور آسمان شگاف کے پہونچا گردن نیچی کری چقماق جادو نبات جادو
محروق جادو وغیرہ کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ دنوے ہمارے شہریار کے دیکھیے کیا انجام دکھاتے
ہین اسکا انجام یہ ہوگا کہ خدا نکردہ دشمن اُنکے بھی گرفتار ہو جائینگے ہزارہا خدا پرستون کا خون ہوگا
ہر بیت اُٹھانا پڑیگی خیر ہمین کیا اُنکو اختیار ہی بموجب شعر سرنہی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب
لیکن یہ جشن مرگ انبوہ کا معلوم ہوتا ہی چقماق جادو کہ وزیر ہی صندلان شاہ کا نہایت مرد فہمیدہ ہی
اُسنے عرض کی کہ میری خاطر سے ایک پیام اس مضمون کا اور کہلا بھیجیے کہ آپ مصروف جشن رہین اور ہم جان
نثار برائے حفاظت ہر چہار جانب نگران رہین کہ مبادا کوئی حریف آپڑے تو اُسکو جواب دین غفلت مین
گرفتار نہو جائین جشن بارگاہ افسون حصار مین نہ کیجیے تو یہی قبول فرمایئے بلور آسمان شگاف نے
کہا کہ تمھین اختیار ہی یہ بھی کہلا بھیجو مگر مجھے یقین نہین کہ وہ قبول فرمائین غرضکہ چقماق جادو یہ پیام لیکر خود

خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوا اور عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا تمھارا حفاظت کرنا حفاظت پروردگار سے زیادہ ہے اور مین تو پہلے ہی کہہ چکا کہ جن صاحب کو خوف اپنی جان کا ہو وہ نہ تشریف لائین اور بارگاہ ہمایون حصار مین فروکش رہین چقماق جادو اسکا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہو کر پاس بلور آسمان شگاف کے آکر عرض کی کہ وہ شہریار با وقار کسی طرح نہین مانتا بلور نے کہا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ جو انکی بات مین دخل دیگا اور ضد بڑھ جائیگی خیر اب تو جو کچھ ہو لیکن جب اسقدر بھروسا خدا پر ہو تو کیونکر وہ مدد نہ کرے ان لوگون کو انکا عقیدہ بچاتا ہے ورنہ اپنے پاؤن سے دہن اجل مین جاتے ہین لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے عجب طرح کا یہ جشن معین فرمایا ہے کہ ایک بارگاہ نئی اس ترکیب کی بنوائی ہے کہ نصف سرخ ہے اور نصف سبز ہے اور اسی ترکیب سے اُسے سجا بھی ہے کہ ایک جانب جتنی چیزین آراستگی کی ہین مثل فانوس مردنگ جھاڑ کنول مسند وغیرہ کے سب سرخ ہین اور دوسری جانب سبز ہین اور وسط بارگاہ مین ایک مسند بچھوائی ہے کہ وہ نصف سبز ہے اور نصف سرخ ہے ایک حصہ اسکا ادھر شامل ہے اور ایک حصہ اسکا سرخ ہے وہ دوسری جانب ملحق ہے جب سب سامان درست ہو چکا اور وہ وقت آکر پہونچا کہ خیمہ گردون گردان مین چراغان کواکب کی روشنی ہوئی مشعل ماہ قریب جادہ کہکشان برائے آئندگان و روندگان فروزان ہوئی حکم فرمایا کہ روشنی ہو آن واحد مین حسب الحکم تمام بارگاہ مین کیا کہ تمام لشکر مین بلکہ کل صحرا مین جہانتک نظر کام کرتی تھی ہر نخل نخل چنار ہر سرو سرو چراغان معلوم ہوتا تھا ایک آگ لگی ہوئی تھی قندیلین عجب بہار دکھا رہی تھین جنگل مین منگل نظر آتا تھا بعض طائر شب کو دن سمجھکر گھبرا گھبرا کر آشیانون سے نکل آئے اور ننھے شاخہائے درخت پر چہک رہے تھے دل مین متحیر تھے کہ ابھی شام ہوئی اور ابھی صبح ہو گئی درندے مارے خوف کے بھاگ بھاگ کر بھٹون مین چھپ رہے تھے عجب ہنگامہ تھا لشکر والون نے بھی اپنے اپنے حسب لیاقت خیمون کو آراستہ کیا تھا طائفے حاضر تھے ناچ و راگ رنگ کی صحبت تھی شراب ناب کے جام چل رہے تھے خاص بارگاہ مین جسکو شاہزادہ رستم ثانی نے تیار کروایا تھا عجب سمان تھا کہ دہنی جانب سرداران دست راست لباس سبز پہنے ہوئے بیٹھے تھے بائین جانب افسران دست چپ لباس سرخ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے ایک جانب یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے ایکطرف سرسبزی باغ کا لطف تھا دونون روشنیون کے پرتو جو بیچ مین پڑتے تھے تو عجب رنگ کی چھاؤن نظر آتی تھی کہ کبھی سرخی سبزی پر غالب کبھی سبزی سرخی پر چھائی ہوئی لیکن کسی رنگ کو قیام نہین حرب کی کیفیت تھی گویا دورنگی زمانہ کو اکٹھا کرکے دکھایا تھا کہ بمقتضائے این اشعار قصیدہ

ظاہر ہے جرم ابلق ایام کا دورنگ
توام ہین بسکہ شادی و غم باغ دہر مین
اس دور مین ہے شیشہ مے کی صدا دورنگ
پیش آنے والے تھے جو سیاہ و سپید دہر
دیکھے مدام خلقت آہ رسا دورنگ
خوف خزان اگر تو امید بہار ہے
رکھتی ہے ہر حسین کی زلف دوتا دورنگ

تیرہ کبھی یہ ابر سے روشن وہ ماہ سے
ہر برگ گل ہیانکا ہے مثل حنا دورنگ
غنچے جو کھل رہے ہین تو گل ہو رہے ہین خشک
خلق اس سبب سے دیدہ بینا ہوا دورنگ
آغاز کار کرتے ہین انجام کے لیے
ہر باغ شوق کا ہے گل مدعا دورنگ
کہتے ہین ہو گیا ہے جہان کا لہو سفید

کیونکر نہو زمانہ ناآشنا دورنگ
یکرنگ ہے کبھی تو ہین ہیچ مے سادہ رنگ
ہر چکی سمجھ رہا ہے کوئی کوئی قہقہہ
اک وقت مین ہے اپنے اثر سے ہوا دورنگ
مظلوم کی یہ دوست تو ظالم کی ہے عدو
کیا ذکر انتہا کہ ہے جو ابتدا دورنگ
نسب عیش کی کبھی تو کبھی ہے بلائے جان
بیگانگی سے رنگ عزیزان ہوا دورنگ

ہستی ہر ایک شے کی ہی اُسکے عدم پہ دال
ہی تند و نرم چلنے مین تیر قضا دو رنگ
عنصر ہوا دمین یہ آتش و باد اور آب و خاک
روز ازل سے ہی یہ مسافر سرا دو رنگ
جنت کہین اسیری و وحشت کسی جگہ
ہی مقتضاے وقت لباس جا بجا دو رنگ
جس رنگ کے بہار سی چہرونکے رنگ اُڑین

اندیشۂ فنا سے ہوئی ہی بقا دو رنگ
حنظل کیطرح صورت و سیرت مین فرق ہی
ہر چیز کی ازل سے ہوئی ہی بنا دو رنگ
ضدین اعتدال طبیعت کا ہی علاج
زنجیر و طوق کا ہی بہم سلسلا دو رنگ
حد ہی کہ مشرکون مین جو پھیلی دوئی کی آج
آرزو وہ باغ سخن کا دکھا دو رنگ

دل مین کہین وسار جگر سے کہین ہی یار
ہین بد مزاجیون کے سبب خوش ادا دو رنگ
آمد کسی کی ہی کوئی آمادۂ سفر
کیا نیم گرم ہو کے ہوئی ہی دوا دو رنگ
آتا ہی گہ عرق کبھی اُڑتا ہی رنگ رو
وحدت کے پردے مین ہی تجلی خدا دو رنگ

الحاصل اُس بزم نشاط و محفل انبساط کی کیا تعریف ہو ایک طرف آسمان کا سماں دکھایا ہی ایک جانب شفق کا رنگ جمایا ہی اتنے مین طائفون کو حکم ملا نازنینان پری جمال حور خصال نصف پوشاک سبز نصف سرخ پہنے ہوے آکر حاضر ہوئین سامنے جو اس طرف کھڑے تھے اُنکے لباس سرخ جو اُس طرف تھے اُنکے لباس سبز تھے غرضکہ ایک جانب زمین سبز آسمان سبز اور کل سامان زمردی تھا دوسری جانب فلک سرخ زمین سرخ اہل جلسہ سرخ ہر شے یاقوتی نظر آتی تھی اتنے مین ایک پری جمال حور خصال نے بصد ناز و ادا یہ غزل شروع کی

غزل

ہی بہار حسن کھلا ہی چمن دو پھول کا
وہ پہنکر زیور گل کیا کرے گلگشت باغ
دوش پر اک بوجھ رکھکر جان من دو پھول کا
اب کہان آنکی ہنسی اپنی شگفتہ خاطری
دیکھے جسنے نہ دیکھا ہو چمن دو پھول کا
ہی بہار حسن اُسکی باغ عالم سے جدا
پھول کر دیکھو تو سارا پیرہن دو پھول کا
آرزو ہم ہین عدم مین محو بستان ارم تعزیت

داغ سودا زخم ناخن رخت عریانی پہ تنگ
بوجھ مین ہو آپا جو نازک بدن دو پھول کا
کچھ اداہٹ قتل سو سمجھا ہی سرخی عشق کی
خار تھا کھلنا تجھے چرخ کہن دو پھول کا
گلفشان یون خون ہی قاتل تیغ جوہر دار دو
عارضون مین پھول ہی اک سینۂ غم دو پھول کا
نازبرداری مین ہمت تو جان سے ہی ناز تجھے
صفت احسان رکھتے ہین اہل طمع دو پھول کا

عارضون مین دیا ہی اس گلبدن دو پھول کا
تن مین ہی ہم وحشیون کے پیرہن دو پھول کا
قبر پر کیا آئے تم کیا ہو گئے پژمردہ چلے
ہی لبون مین رنگ ہی غنچہ دہن دو پھول کا
یار کے رخسار دو مین اُف بہارین سیکڑون
جیسے زیور پہنے بیٹھی ہو دلھن دو پھول کا
جامۂ رنگین مین اُسکے گو ہین کلیان بیحساب
ہو اُٹھاتا بار اے نازک بدن دو پھول کا

جسوقت اُس نازنین نے یہ غزل گائی تمام اہل محفل محظوظ ہوے بہت کچھ اُسکی طبیعت دلائی بر انعام ملا بعد اسکے اسفندیار صحرائی نے کہ مہتمم جلسہ قرار پایا تھا حاضر ہو کر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی کچھ دیر صحبت رقص و غنا برخاست رہی سب نے کھانا کھایا بعد کھانے سے فراغت ہونے کے پھر صحبت عیش آراستہ ہوئی جام شراب ناب گردش مین آیا ہر طرف آواز ہوشا ہوش نوشا نوش بلند ہوئی جسوقت دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا رقص شروع ہوا غزل

گیسو ترے چہرے پہ ہین اے سیمبدن دو
دو ناگنین گردن مین بھی جو لپٹا ہین دو
مین کشتۂ شمشیر ہون دل کشتۂ حسرت
شعلے نظر آنے لگین اے شمع لگن دو
کچھ داغ جگر مین ہین تو کچھ زخم ہین دل مین
تم اپنا دوپٹہ وہ مجھے بہر کفن دو

اک چاند کے اوپر نظر آتے ہین گہن دو
گلشن مین ترے عارض رنگین کی بہارین
دو مردون کو قاتل دیے جاتے ہین کفن دو
سفاک نے منھ پھیر لیا تیغ لگا کر
پھیلے ہوے ہین باغ محبت مین چمن دو
اے آرزو الفت مین زبان مین ہاتھ نکالا

اقرار کبھی ہی کبھی انکار محبت
کیا صانع قدرت نے لگائے ہین چمن دو
پروانہ صفت ہو جو تجھے سوز محبت
اک وقت مین اک دلپہ ہوے داغ محن دو
خون میرا کیا ہی شفقی رنگ نے جسکے
انسان کے دو مین نہ زبانین دہن دو

الحاصل اسی لطف سے چھ روز یہ جشن رہا اب ساتوان دن ہی روز آخر ہی آج سب دنون سے زیادہ انتظام

کیا گیا ہی لیکن یہ لوگ تو عیش مین مصروف ہین جام شراب ناب کو گردش ہی صحبت رقص و غنا گرم ہی مگر ابلیس خود پسند کو یہ رنگ دیکھکر بہت ناگوار گذرا کہ خدا پرست جشن کر رہے ہین اتنی بڑی خفت ہوئی کہ ایسے دو سردار زیر ہوکر شریک ہوگئے اُسیوقت اپنے چند ساحران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور چند ساحرون کو اس راز سے باخبر کرکے یہ کہدیا کہ جسوقت ہنگامہ گرم ہو تو تمام لشکر کو آگاہ کردینا اور اسوقت کے ظاہر کرنے کا نتیجہ اچھا نہین ہی کیونکہ اہل اسلام بھی باخبر ہوجائینگے تو سرکھ لڑائی ہوگی اور چقماق جادو اور بلور آسمان شگاف ایسے نہین ہین کہ کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہون پس یہ لوگ غفلت کے عالم مین زحمت اُٹھا جائینگے یہ باتین سمجھا کر آپ ایک کوہ کی جانب روانہ ہوا اور بچہ خوک کو جھٹکا کرکے جرکہ دیا خون سے اُسکے نہایا چند پہل روانی کے کچھ اسم سحر دم کرکے بالاے ہوا اُڑانا شروع کیے گروہ ابر بنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور خود بھی ایک ٹکڑے ابر پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہان جشن ہو رہا تھا جام چل رہا تھا آواز ہوش ہا ہوش بڑے نام بلند تھی ورنہ ہوش کسی کو نہ تھا جام بے اندیشہ انجام پی رہے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی اور جانب مغرب سے کچھ ٹکڑے ابر سیاہ نمودار ہونے لگے تھوڑی تھوڑی کوندے کی لپک بجلی کی چمک رعد کی گڑگڑاہٹ ہویدا ہوئی چقماق جادو نے کہا کہ یہ بے فصل کا ابر کیسا بعضون نے جواب دیا کہ اکثر ایسا ہوجاتا ہی اسمین تردد کیا ہی لیکن وہ ابر محیط ہونے لگا اور وہ ٹکڑے ابر کے بڑھتے بڑھتے تمام آسمان پر پھیل گئے اور ترشح شروع ہوگیا اور بجلی تیزی سے چمکنے لگی رعد کی گرج مین اسقدر ترقی ہوئی کہ کلیجے شق ہونے لگے کہ یکایک بلور آسمان شگاف نے رستم ثانی کیطرف دیکھکر عرض کیا کہ غضب ہوگیا جس بات کو مین نے عرض کیا تھا وہ پیش آگئی یہ ابر ابر سحر ہے اور اب ہم سب حصار سحر مین آگئے نکلنا دشوار ہی خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہین ورنہ ممکن نہین کہ اس ابر سے نکل سکین کہ یکایک ایک پنجہ کڑک کر گرا اور رستم ثانی کو لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ سہراب بن لندھور پر گرا اور ایک پنجہ گرشاسپ گرد پر گرا ایک اسفندیار صحرائی اور ایک شاہین بن سلیمان کو لیکر روانہ ہوا اور چند پنجے ہاتھون مین کمند بن لیے ہوے ساحرون کیطرف چلے اور تمام لوگون کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ جس پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پانی ہوکر بہ گیا زہر کی تاثیر دکھائی لیکن وہ پنجے جو ساحران نامی کے قریب آئے اور اُنکی گرفتاری کا قصد کیا بلور آسمان شگاف نے بھی جھولی سے کچھ پنجے طلائی اور نقرئی اسم سحر پڑھ پڑھکر پھینکنا شروع کیے وہ اُن پنجون سے ہم پنجہ ہوے سحر کو روکا مگر نکلنے کا رستہ نہین پاتے جائین تو کیونکر جائین جو بلائین سر پر آجاتی ہین اُنھین دفع کرنے جاتے ہین عجب رنگ ہی زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا یا وہ صحبت جشن بزم عیش و نشاط یا یہ ہنگامہ تھا کہ جدہر دیکھیے قیامت کبری برپا ہی اور ساحر جو ابلیس خود پسند کے ساتھ روانہ ہوے تھے اُنھون نے لچھا سوئیون کا گچھا پیکانون کا گولہ فولادی ترنج نارنج اسم سحر دم کر کرکے جو مارنا شروع کیے بناہ مشکل ہوگئی ساحران لشکر بلور کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ابلیس خود پسند نے ابر کو محیط کرکے سب کو سحر بند کردیا تھا کسی کو سحر فراموش ہوگیا تھا جسے یاد بھی تھا تو بے تاثیر تھا فوج ابلیس کے لوگ بیخوف و خطر ان بیگناہ بہادرون کو قتل کر رہے تھے ابلیس بار بار نعرے مارتا تھا اور پکارتا تھا کہ ہان مار لینا کوئی آج زندہ نہ بچنے پائے ان نمک حرامون نے شاہ جادوان سے برگشتگی اختیار کی طلسم کشا کے شریک ہوے اُنکی سزا یہی ہی کہ اس ذلت و خواری سے مارے جائین بار بار بلور جانب

فلک دیکھکر رہجاتا ہے مگر کوئی چارہ نہین کیا کرے اور کیا نہ کرے ہر طرف سے گوئے ترنج نارنج کی مار ہو رہی
ہر جسوقت کوئی حربہ قریب بلور کے آتا ہے سپر بن بہر حفاظت پیدا ہو جاتی ہین یہی حالت چقماق جادو
عالم افروز جادو نبات جادو اژدر جادو وغیرہ کی ہے جو ساحر اپنی حفاظت خود کر سکتے ہین وہ خود
آپکو بچا رہے ہین جو خود نہین بچ سکتے ہین اُنکو بلور آسمان شگاف چقماق جادو عالم افروز جادو
وغیرہ بچا رہے ہین خود بھی بچتے جاتے ہین مگر کس کس کو بچائین لشکر کا ستہراؤ ہو رہا ہے لاشین پر لاشین
گر رہی ہین دریائے خون رواں ہے حباب سرون کے تیرتے پھرتے ہین برق سحر ہر طرف چمک چمک
کر گر رہی ہے ہر خار تن کو جلا رہی ہے آگ لگا رہی ہے خدا پرست دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے ہوئے یون بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ اے کس بیکسان و اے والی غریبان اسوقت بدمین
سوا تیرے کون مددگار ہے ہمپر سے اس بلا کو دور کر ہم تیرے بھروسے پر رستم ثانی کے شریک ہوئے تھے اُدھر
ابلیس خود پسند بار بار بلور آسمان شگاف اور چقماق جادو وغیرہ کو غیرت دلاتا تھا کہ اگر کچھ
زور و طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ اس ابر سے غرض یہ تھی کہ یون تو یہ لوگ گرفتار ہونگے اس طرح
شاید کوئی نکلنے کا قصد کرے تو کمند سحر مین پھنسے بلور آسمان شگاف نے جواب دیا کہ او ابلیس تو
بڑا عہد شکن ہے تو نے دھوکا دیکر دغا کی ہم غفلت مین تھے خیر اب تو پھنس چکے ہین اگر بچایا پروردگار نے
تو تجھے جواب دینگے ابلیس خود پسند نے کہا کہ اگر زندگی بھر تڑپا کرو گے تو اس قید سے نہ نکل سکو گے
مطلب میرا حاصل ہے کہ تم لوگ مرے سے بدتر ہو گئے یہ کہکر ابر سحر کو اشارہ کیا اور جانب طلسم صندل
روانہ ہوا اور اب وہ ابر سمٹ کر مانند ایک گنبد کے ہو گیا اور ان ساحران نامی کو لیکر مثل قیدیون کے
چلا چقماق جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ اے بادشاہ ہمین آپ کے والد ماجد سے یہ امید نہ
تھی کہ وہ اسقدر غفلت فرمائینگے افسوس کہ دل کی دل ہی مین رہی کوئی زور سحر و ساحری نہ دکھا
سکے اور مانند مور و ملخ کے قبضہ دشمن مین آ گئے اگر ابلیس خود پسند داخل طلسم ہو گیا تو رہا ہونا ممکن
نہین بلکہ کسی کو خبر تک نہو گی کہ ہملوگ زندہ ہین یا مر گئے اور افسوس کہ اُس شہریار عالی وقار یعنے رستم ثانی
نامدار پر نہین معلوم کیا گذری غرضکہ سب نے دعا کرنا شروع کی ازبسکہ یہ لوگ حق پہ تھے اور وقت
مصیبت مین دل سے پروردگار عالم کی جانب رجوع ہوے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور
اُس ابر مین ایک شعلہ چمکا اور ابر شق ہوا اور اُس شعلہ سے چہرہ انسان کا نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
التہاب جادو ابر کا پھٹنا تھا کہ ان لوگون پر سے قید دفع ہوئی اور اسم سحر دم کر کر کے اُس ابر سے نکلے
اور لڑنا شروع کیا نعرے کر کے فوج کفار پر گرے گوئے ترنج نارنج لچھا سوئیون کا گچھا پیکانون کا چلنے
لگا منم منم کے نعرے ہوے لیکن التہاب جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ ستارہ نہایت
سخت ہے بس اب لڑتے بھڑتے نکل چلیے یہی مناسب ہے بلور آسمان شگاف بھی سحر کرتا ہوا لڑتا
ہوا چلا التہاب جادو نے تو آتش برپا کر دی جس طرف دیکھکر اُنکی شعلہ بھڑک کر گرا جلا کر
خاک سیاہ کر دیا وہ بیرون کا غل مچانا ساحرون کا مارے جانا آندھی کا زور پانی کا شور ابلیس نے
دیکھا کہ اب قبضہ جاتا رہا اور یہ لوگ بھی کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتے ہین مگر اب بھاگنا بھی مناسب
نہین ہے علاوہ اسکے ابلیس خود بھی ساحر زبردست افسر لشکر ملک صندلان شاہ جادو ہے برابر

لڑ رہا ہی سب کو جواب دے رہا ہی اور ساحر اسکے مثل جلاجل دستک زن کے کہ یہ ایک جانب کھڑا
تالیان بجا رہا ہی جسکے کان مین اسکی دستک کی صدا جاتی ہی پھر اسے کچھ سنائی نہین دیتا صمصام جادو
جدا برق شمشیر چمکا رہا ہی خرمن ہستی کو جلا رہا ہی سرفیل جادو مہلیل جادو زنگار آتشبار جادو شاد
جادو سہمان جادو چوبان جادو یہ سب ساحر بلاے آفت روزگار ہین قیامتین برپا کر رہے ہین کیا تنگ
گذارش کیا جائے کہ شام تک یہی قتل عام رہا جسوقت خسرو خاور بے سپاہ و لشکر شکست خوردہ
ہزیمت خوردہ جانب مغرب گریزان ہوا کہکشان نے چادر ملائی امان کی صورت نظر آئی دونون لشکرون مین
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے لشکر اسلام کئی لاکھ کی تعداد مین چند ہزار آدمی
باقی رہگئے تھے لاشین دفن کرنا بھی ممکن نہ تھا بس یہ ساحران نامی جو عہدہ دار و سردار فوج تھے بچ
گئے تھے باقی سب مارے گئے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا لیکن لشکر جدا ہوتے وقت ابلیس ملعون نے عجب
حرکت کی کہ ایک ترنج سحر نکالکر خون انگشت سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر بطور آسمان فرنگان
کی جانب کھینچ مارا بطور غافل تھا کہ اب تو طبل امان بج چکا ہی لیکن وہ ترنج سحر آکر شانے پر پڑا کہ شانہ تو شانہ
ہوا خون جاری ہوا وہین سے پلٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کونسی حرکت تھی اور ایک نارنج سحر اٹھا کر مارا
ابلیس نے چاہا خالی دون ممکن نہوا نارنج بازو پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا ادھر النہاب جادو قریب سے
جلاجل دستک زن کے نکلا جلاجل نے تفنگ سحر مارا کہ پاؤن پر النہاب کے پڑا پاؤن زخمی ہوا
لیکن خون مانند شعلۂ جوالہ کے نکلکر جلاجل پر گرا ہر چند جلاجل نے رد سحر کیا ممکن نہوا تمام جسم مین چھالے
پڑگئے ادھر صمصام جادو نے جانب پشت سے شمشیر سر چقماق جادو پر ماری کہ سر چقماق کا زخمی ہوا
چقماق جادو نے پلٹ کر وہی خون سر بیکر صمصام پر کھینچ مارا کہ صمصام کو جلاکر خاک کردیا ہومان
جادو نے گولہ فولادی عالم افروز جادو پر مارا نبات جادو نے دستک دی سپر سحر آکر درمیان میں
حائل ہوگئی گولہ اُسپر رکا عالم افروز نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ او دغا باز تو آپ ہی طبل امان
بجوایا اور پھر دھوکا دے دیکر لڑتے ہو کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر تار زلف
توڑ کر کچھ اسم سحر دم کر کے ہومان جادو پر کھینچ مارا کہ وہ اژدہا بنکر ہومان پر چلا اور دم کشی کر کے ہومان کو
نگل گیا لیکن بھائی ہومان کا چوبان جادو پشت پر نبات جادو کے تھا ایک تیر سحر مارا کہ ران
نبات جادو کی زخمی ہوئی نبات جادو نے پلٹ کر گولہ فولادی مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا
سہمان جادو نے قریب اژدر جادو کے پہونچکر تیغۂ سحر مارا کہ سر اژدر جادو کا زخمی
ہوا اژدر جادو نے پلٹ کر نیزۂ سحر مارا کہ بازو سہمان جادو کا زخمی ہوا مقیم جادو نے
گچھا پیکانون کا محروق جادو پر کھینچ مارا کہ محروق جادو بھی زخمی ہوا محروق جادو کے نے ترنج
سحر مارا کہ مقیم جادو بھی زخمی ہوا الحاصل جتنے افسران لشکر اسلام تھے اس دھوکے سے زخمی
ہوگئے اور کچھ مارے گئے آخر فرار پر قرار کیا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوے ابلیس خود لعینہ
مع لشکر اسی وقت کوچ کر کے اندر طرف طلسم صندل کے داخل ہوا اور انتظام دربندون شہر کا
کرنے لگا سرحد طلسم پر اپنی فوج اتاری اور قید شاہزادۂ رستم ثانی کی اپنے قبضہ مین رکھی اور
قید گرشاسپ گردشی دربند بدخشانیہ کی جانب روانہ کی اور قید سہراب بن لند هور

کی طرف دربند مرجانیہ کے بھیجی اور قید اسفندیار و شاہین بن سلیمان کی دربند لعلانیہ کے
سمت روانہ کردی اور آپ ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کرکے خدمت شاہ جادوان ملک صندلان شاہ
مین روانہ کی کہ اے سامری زمان جمشید دوران یادگار خداوندان فخر ساحران آپ کے
اقبال سے اس نمکخوار قدیم نے کل لشکر اسلام کو شکست دی طلسم کشا کو گرفتار کرلیا وہ میری قید مین
موجود ہی اور مین بالفعل بیابان خونریز مین مقیم ہون کہ جو خاص سرحد ہی طلسم صندل کی اب جیسا حکم ہوا
ویسا کیا جائے۔ ہدہد جادو نامہ لیکر طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے

لیکن اب چند کلمے داستان عشرت نشان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اتنی بڑی شکست کھائی کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہوگیا چند ساحران نامی بچ گئے باقی سب مارے گئے
خیمے ڈیرے تک چھوٹ گئے لاشون کو بھی دفن نہ کرسکتے مسلمان بے گور و کفن پڑے رہگئے صرف بارگاہ
افسون حصار تو بچالی کہ تحفہ جات طلسمی سے تھی اور نایاب شئے تھی باقی مال دنیا سے سب چیزین چھوٹ
گئین افسر لشکر کا پتا نہین غرضکہ سب افتان و خیزان شہر خاقانیہ مین پہونچے بلور آسمان شگاف
اور التہاب جادو اور نبات جادو محروق جادو اژدر جادو چقماق آتش افروز جادو
ملکہ عالم افروز جادو خورشید جادو سب کے سب بحال خراب خدمت مین خاقان روشن دل کے
پہونچے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ افسر لشکر کا ہمارے پتا نہین خاقان نے جواب دیا کہ وہ شہریار قید ہوگیا
اور بہت جلد اُسکے قتل کا سامان ہوا چاہتا ہی اور ساعتین ایسی خراب ہورہی ہین کہ کسی ساحر کا جانا
بہتر نہین معلوم ہوتا ہی جو جائیگا مارا جائیگا مگر وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتے بھی نہین معلوم ہوتا امید
پروردگار سے ہی کہ اُسے بہت جلد رہائی حاصل ہوگی غرضکہ یہ سب تو معالجے مین مصروف ہوتے ہین مگر جسوقت
ان لوگون کے آنے کی خبر محلسرا مین پہونچی اور ملکہ صنم بادلہ پوش کو معلوم ہوا ناہید سیمتن سے کہا کہ
دریافت تو کرکہ وہ زینت بارگاہ بیوفائی بھی تشریف لائے یا نہین ناہید سب حال سے آگاہ تھی کیا بیان
کرتی کہا کہ ابھی آئے تو نہین ہین مگر آتے ہونگے راہ مین ہین صنم بادلہ پوش نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا کہ ہان صاحب اب اُنھین کیا فکر ہی وہ کیون آنے لگے ہماری تو وہ حالت ہی شعر دل اک
امید پر اُس بت کو دیکر ✤ کوئی خوش ہی کوئی پچھتا رہا ہی ✤ شعر خبر نہ تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا ✤ یہ اب
ہی سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا ✤ لیکن اُڑتے اُڑتے یہ خبر ملکہ کے کان تک پہونچ گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی
گرفتار ہوگئے اور اُنکے قتل کا سامان ہی تمام فوج قتل ہوگئی تھوڑے سے آدمی بچکر آئے ہین باقی مارے
گئے یہ سننا تھا کہ چہرے پر صنم بادلہ پوش کے مردنی چھاگئی وہ پھول سے عارض پژمردہ ہوگئے دل مین درد
اُٹھا چہرہ زرد ہوگیا اشک حسرت آنکھ سے جاری ہوے آثار غم و الم طاری ہوے بیقراری افزون ہوئی
توانائی نے ساتھ چھوڑا شکیبائی نے منھ موڑا حالت ملکہ کی غیر ہونے لگی ایک کہرام محل مین برپا ہوا یہ خبر
سعید سالک کو ہوئی سعید پاس ملکہ کے آگئے اور کہا اے ملکۂ عالم اگرچہ محل تردد ہی لیکن ایسے وقت مین
اسقدر بیتابی و بیقراری سے اور نتیجہ خراب نکلتا ہی یہ باتین خلاف عقل ہین انسان کو چاہیے کہ
استقلال سے کام لے وقت مشکل مین حافظ حقیقی کا نام لے وہی ہر مشکل کو آسان کرتا ہی ابھی کل کی بات ہی کہ آپکے
قتل ہوجانے مین کیا عرصہ تھا کون بچانیوالا تھا لیکن حافظ حقیقی نے بچایا اسیطرح اُس شہریار کو بھی خدا

بجائیگا جب بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم ہی تو اُسے کون قتل کرسکتا ہی وہ کبھین مرسکتا ہی اب
یہ فرمائیے کہ جب آپکی یہ حالت ہی تو ہم لوگ آپکی خبرگیری کرین یا اُس شہریار کی رہائی کی فکر کرین یہ آپ
اپنے حق مین اور اُس شہریار کے حق مین دونون کے لیے بُرا کرتی ہین اور اگر وہ شہریار بہ حمایت
پروردگار رہا ہوا اور آپ نے اپنے دشمنون کو ہلاک کرڈالا تو اُسپر کیا گذریگی بغیر آپ کے کیونکر زندہ
رہ سکتا ہی دونون خون آپ ہی کی گردن پر ہونگے غرضکہ کچھ ایسا سعید ساتک نے سمجھایا کہ ملکہ کو
صبر دل پر جبر کرنا پڑا

لیکن اب حال بارگاہ شاہ جادوان ملک صندلان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ صندلان شاہ بعد لوح روانہ کرنے کے منتظر وقت بیٹھا ہی کہ اب گرفتاری طلسم کشا کی خبر آتی ہے
لوح اُسکے پاس نہین ہی کیا کرسکتا ہی چند ساحر ہین کہ اُنسے مقابلہ پڑے گا ابلیس ایسا مرد ہوشیار افسر
لشکر ہی اُنکو بھی گرفتار کرلینا اُسکے نزدیک کوئی ایسا امر اہم نہین ہی کہ یکایک ہدہد جادو نامہ لیے ہوئے
پہونچا عرضی پیش کی صندلان شاہ نے حال گرفتاری طلسم کشا اہل دربار کے سامنے باآواز بلند
پڑھا سب نہایت خوش ہوے بادشاہ کو مبارکبادی صندلان شاہ نے خوشی کا جشن مقرر کیا
اور جواب عرضی کا یہ تحریر کیا کہ ای خیرخواہ دولت تمنے بڑا کام کیا لیکن تمکو لازم ہی کہ قتل طلسم کشا مین
عرصہ نہ کرو کیونکہ تمکو بہت بڑا خوف ہی خاقان روشن دل سے کہ وہ ضرور براے رہائی رستم ثانی
آئیگا اور اُسکا جواب دینے والا سوا میرے دوسرا نہین ہی اور مابدولت و اقبال کو تکلیف کرنا پڑیگی
لیکن معلم کتابدار نے منع کیا اور کہا ای شاہ دو مرتبہ آپ نے شرط طلسم کے خلاف کیا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ
طلسم کشا رہا ہو گیا پھر آپ شرط طلسم کے خلاف کرتے ہین اچھا نہین کرتے میرے نزدیک بہتر و مناسب
یہی ہی کہ چالیس روز اُسے قید رکھیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی ورنہ کتاب زردشتی سے صاف ظاہر ہے کہ
طلسم کشا قتل نہوگا صندلان شاہ نے کہا کہ مین خلاف عقل کبھی نہ کرونگا اگر روح ساحری و جمشید
بھی اگر منع کریگی تو سماعت نہ کرونگا کیونکہ اگر زندگی طلسم کشا کی ہی تو ہر طرح چھوٹ جائیگا اور اگر قضا آکے
برابر پہونچ گئی ہی تو مارا جائیگا اور کام مین عرصہ کرنا اچھا نہین معلم کتابدار تو خاموش ہو رہا مگر دل مین
کہا کہ شامت انسان کی آتی ہی تو کہا نہین آتی ہی یہی باتین بربادی طلسم کا باعث ہون گی لیکن ہدہد جادو
نامہ لیکر اُدھر روانہ ہوا یہان تیاری جشن ہوئی تمام طلسم مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی صحبت رقص
و غنا برپا ہوئی جام شراب خوشگوار گردش مین آیا یہان تو دن عید رات شب برات ہو رہی ہی وہان ہدہد
جادو نامہ شاہی لیے ہوے پاس ابلیس خود پسند کے آیا حکمنامہ دکھایا اُسیوقت ابلیس خود پسند
نے کہا کہ چارجی سے کہو چارج دے کہ آج کے تیسرے روز طلسم کشا قتل ہوگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا
کا دیکھنا ہو وہ آئے ہر طرف یہ خبر پھیلی یہان قتل رستم ثانی کا سامان ہونے لگا یہانتک کہ شبہہ
خاقانیہ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ پرسون رستم ثانی قتل کیا جائیگا خاقان روشن دل نے سکوت اختیار
کیا تھا کہ اتنے مین ملکہ سردابہ جادو دختر تاج آتش افروز جادو قلعہ زرخشانیہ سے یہ خبر وحشت اثر سنکر
پاس خاقان کے پہونچی اور کہا ای شاہ اب اور کونسا وقت سخت ہوگا جو آپکی دوستی کام آئیگی خاقان نے
کہا ای سردابہ تو میرے فرزند کی جگہ ہی تجھے کیا جواب دون مگر یہ سمجھ لے کہ جب مین خیال کرتا ہون ستارے بخس پاتا

ہوں صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جاؤنگا دھوکا اٹھاؤنگا اور طلسم کشا قتل ہوتے معلوم نہیں ہوتا پھر کوئی
مدد غیبی ہوگی دو مرتبہ قبل ازیں کے جو وہ اسیر ہوے تو ہم میں سے کس نے چھڑایا ہر مرتبہ ایک صورت تو پیدا
ہوئی ابکی بھی حافظ حقیقی بچائے گا اس جہاز کو طوفان سے پار لگائے گا بس اب سپرد خدا کرکے مصروف
دعا رہو اس با اقبال کو کوئی قتل نہیں کرسکتا ہے سردابہ بھی خاموش ہو رہی اور ساحر بھی چپکے بیٹھے
ہیں لیکن سردابہ کو دل میں یہ خیال گذرا کہ شاید خاقان روشن دل صندلان شاہ کی دوستی میں یہ
غفلت کر رہا ہے دوست بنکر دشمنی پر آمادہ ہے چپکے سے چقماق جادو سے بیان کیا چقماق جادو نے محروق
جادو سے کہا یہ سب کے سب ملکر دربار سے اٹھے اور قصد کیا کہ ہم لوگ تنہا محض اعانت پروردگار پر
بھروسا کرکے ساحروں سے لڑیں اپنے آقا کو چھڑا لائیں یا اپنی جانیں بھی نثار کریں خاقان نے جو تیور ان
لوگوں کے بد دیکھے منع کیا اور کہا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم لوگ جس طرح چاہے مجھسے قصاص لینا
میں قسم کھاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ میں بدل دوست ہوں رستم ثانی کا اور بلور آسمان شگاف کو
گرفتار کرکے ان لوگوں کے سپرد کیا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم اسے قتل کر ڈالنا ابھی اپنی قید میں
رکھو اس کلام پر خاقان روشن دل کے رفقاے رستم ثانی کو گونہ تسکین ہوئی اور ابلیس نے قتل
رستم ثانی کا سامان کیا میدان خونی آراستہ ہوا انھیں تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے

مگر اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد فتح کوہ شفق خود بھی جانب کوہ بیضا روانہ ہوے ہیں لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ کا تعاقب
بھی منظور ہے اور اشتیاق میلے کا بھی ہے لیکن اول حال لاجورد شاہ و صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
لوگ افتاں و خیزاں جاتے جاتے اسی بیابان جنگ مثلث میں پہونچے کہ جہاں اول جنگ امیر ثانی
درپیش ہوئی تھی کئی روز سے بھاگا بھاگ چلے آتے تھے تھکے ہوے مرکبوں میں جان سواروں میں تاب
و توان باقی نہ تھی اس بیابان میں قیام کیا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے جسوقت شب ہوئی لاجورد
شاہ بارگاہ میں آکر پہونچا اور سردار جو باقی رہ گئے تھے وہ جمع ہوے مشورہ ہونے لگا کہ اب کہاں
چلنا چاہیے صلصال نے بیان کیا کہ چاہیے کوہ بیضا کیطرف چلیے کہ وہاں میلا بھی ہے کوئی شخص تمثال
آئینہ رو ہے کہ وہ بھی دعوی خداوندی کا رکھتا ہے جب الیاس ہی سامان مع اسلحہ بہم پہونچایا ہے جب تو خداوند بنکر بیٹھا
ہے پہلوان و ساحر بھی ہونگے ان خدا پرستوں سے پھر معرکہ پڑ رہیں گے اور سیر میلے کی بھی ہوگی عجائبات دیکھنے میں آئینگے
اور اگر اس طرف چلنے کو نہ جی چاہیے تو نامہ ابلیس خود پسند کا آچکا ہے طرف شہر صندل کے چلیے وہاں قیام
کیجیے لاجورد شاہ نے کہا خیر صبح کو دیکھا جائے گا غرضکہ شب کو تو یہ کفار بدکردار بستر اجل پر گرے خواب مرگ میں
بسر کی جب صبح ہوئی تیاری کوچ کی ہونے لگی بارگاہیں لدنے لگیں اب راے طرف کوہ بیضا کے چلنے
کی قرار پائی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہے کہاں جاتا ہے دل تھرا رہے تھے کہ یکایک
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا
پیدا ہوا پھریرے سو علموں کے سرخ اور سو کے سبز اور سو کے سفید اور سو کے سیاہ تھے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف

خداوند تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی اور آگے آگے اُن سب کے چار نقابدار ایک سرخ پوش ایک سبز پوش ایک
سفید پوش ایک سیاہ پوش مرکبوں پر سوار نمایاں ہوئے عقب میں اُنکے چار لاکھ سوار وہ بھی اسی
ترتیب سے ایک لاکھ سوار سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تختہ لالہ کا کھلا ہوا ہے یا بیابان میں شفق پھولی ہوئی
ہے یا صحرا میں آگ لگ گئی ہے ایک لاکھ سوار سبز پوش ایک لاکھ سفید پوش ایک لاکھ سیاہ پوش ہرکاروں کو واسطے
خبر کے روانہ کیا کہ یہ کس عزم سے آتے ہیں کس طرف جائیں گے لیکن اُن نقابداروں نے جو اور ایک لشکر کو دیکھا
مقابل میں آکر ٹھہرے لیکن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یہ چاروں نقابدار نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور
تمثال آئینہ رو کی جانب سے برائے گرفتاری و فہمائش آپ سبکی آتے ہیں یہ سنکر لاجورد شاہ بہت
گھبرایا قصد گریز کیا لیکن صلصال کی یہ رائے ہوئی کہ بھاگنا مناسب نہیں ہے بلکہ اِن نقابداروں سے
آشتی پیدا کر کے خداپرستوں سے لڑوانا چاہیے یہ صلاح سب کو پسند آئی لیکن اُدھر نقابداروں نے جو سُنا
کہ لاجورد شاہ وغیرہ ہاتھ سے خداپرستوں کے شکست اُٹھا کر آتے ہیں فوج کو حکم دیا کہ چاروں جانب
محاصرہ کرو کسی طرف جانے نہ پائیں اول اِنکو میلہ میں لیچلنا چاہیے بعد اِسکے خدمت خداوند میں
لیچلیں گے یہ سننا تھا کہ سرخ پوشوں کا گروہ ایک جانب چلا سبز پوشوں کا گروہ ایک سمت چلا سیاہ
پوشوں کے غول نے ایک طرف سے گھیرا سفید پوش ایک جانب سے آئے ہر چار جانب سے محاصرہ کر لیا اب دیکھا اِن
لوگوں نے کہ کسی طرف بھاگ کر جا نہیں سکتے اُسی جگہ پر اُتر پڑے بارگاہ برپا کی لیکن خان اعظم یعنے صلصال
بن دال بن دیو بن غنیمہ جادو پاس نقابداروں کے آیا اور کہا کہ آپ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں
اور ہمیں کیوں گھیرا ہے نقابداروں نے کہا کہ ہم لوگ نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور خداوند تمثال
آئینہ رو کی جانب سے اِسواسطے آئے ہیں کہ جو اطاعت خداوندی اختیار کرے اُسے خدمت خداوند میں
لے چلیں دیدار خداوند سے مشرف کریں اور جو انکار کرے اُسے راستہ دوزخ کا بتائیں یہ سُنکر صلصال
نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو خود ہی مشتاق دیدار خداوندی تھے اور اُسی جانب جاتے تھے نقابداروں نے
کہا کہ پھر ہمارے ہی ساتھ چلو کہ تمھاری حفاظت رہیگی صلصال نے کہا ہم موجود ہیں غرضکہ یہ سب
ہمراہ نقابداروں کے طرف کوہ بیضا کے روانہ ہوئے لیکن جسوقت بیابان صفا میں پہونچے تینوں
نقابداروں نے وہیں قیام کیا اور ایک جانب کوہ بیضا روانہ ہوا خبر حاکم کوہ بیضا کو ہوئی کہ نیرنگ
قدرت کچھ لوگوں کو لیکر آتے ہیں ضحاک ریش دراز حاکم کوہ بیضا نے کچھ لوگوں کو برائے استقبال
روانہ کیا لوگ آئے اور لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو لیکر طرف قلعہ ضحاکیہ کے روانہ ہوئے اور
چاروں نقابدار رخصت ہوئے یہ کہکر کہ میلے سے تین روز پیشتر حسب معمول قدیم ہم پھر آجائینگے
لیکن بالفعل ہمیں خبر دینا آمد لاجورد شاہ سے خداوند کو ضرور ہے لہذا ہم جاتے ہیں یہ کہکر چاروں
رخصت ہو کر جانب شہر تمثالیہ روانہ ہوئے یہاں قلعہ ضحاکیہ میں اِن لوگوں نے قیام کیا ضحاک
ریش دراز نے حالات جنگ خداپرستان کا تذکرہ چھیڑا صلصال نے اول سے سب کیفیت مع خروج حمزہ
صاحبقران اول تا ایندم سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب بھی خداپرست ہمارے تعاقب سے باز نہ آئیں گے
یہ سب آتے ہونگے اگر تم میں طاقت خداپرستوں سے مقابلہ کرنے کی ہو تو ہمیں پناہ دو ورنہ جانے دو ضحاک
ریش دراز ہنسا اور کہا کہ اے صلصال یہ وہ مقام نہیں ہے کہ جہانتک بغیر ہماری اجازت کے خداپرست

آبھی سکین اگر ہم نہ اجازت دین تو زندگی بھر ٹہلتے ٹہلتے مرجائین لیکن راہ آنے کی نہ پائین مگر ہان
ہمکو اطلاع کرنا خدمت خداوند مین ضرور ہی یہ کہکر اُسیوقت عرضی اِس مضمون کی تحریر کی کہ یا خداوند
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ جو شہر زبرجد نگار کا خداوند کہلاتا تھا وہ ہاتھ سے خداپرستون کے تنگ
آکر بیابان دامن پناہ کا لینے آیا ہی اور یقین ہی کہ خداپرست اُسکے تعاقب مین ضرور آئین گے لہذا ہمین کیا حکم
ہوتا ہی اور یہ عرضی پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی دوسرے روز خبر پائی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کا
قریب آ پہونچا ہی یقین ہی کہ کل وہ لوگ بیابان صفا مین داخل ہوجائین اب ضحاک ریش دراز کو
یہ تردد ہوا کہ تو عرضی خدمت خداوند مین بھیج چکا ہی نہین معلوم وہانسے کیا جواب آئے خداوند کی کیا
مصلحت ہو میری راے اگر اُسکے خلاف ہوئی تو اچھا نہوگا یہ اسی فکر مین تھا کہ طائر جادو نامہ کا جواب
لیے ہوے پہونچا صاف تحریر تھا کہ ای ضحاک ریش دراز یہ خداپرست ہمارے بہت پیارے بندے
ہین اگرچہ یہ تمسے ابھی برخلاف ہین لیکن جسوقت تماشاے قدرت دیکھین گے سب مطیع و فرمانبردار
ہوجائین گے لہذا جسوقت امیر ثانی قریب پہونچین اُنھین اطلاع دینا کہ آپ آئیے اول تماشاے عجائبات
قدرت کا دیکھیے میلے کی سیر کیجیے جب یہ زمانہ متبرک گذر جائیگا تو ہمارے آپ کے خواہ صلح خواہ جنگ جیسا کچھ
ہوگا ظہور مین آئیگا ضحاک ریش دراز از خود خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوا ایدھر
لشکر امیر کا بیابان خرم مین اُترا ہوا ہی بارگاہ سلیمانی برپا ہی بادشاہ اِسلام تخت پر جلوہ افروز
ہین امیر ثانی دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہین اور سردار مثل بدیع الملک نورالدہر بدیع الزمان
داراب فرامرز اسد دلاور معروف بن اسد کرب لندھور ثانی تورج یزدان پرست وغیرہ
جانب دست راست اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین جانب دست چپ مالک ثانی جمہور جہانسوز تیغ زن
قاسم نوجوان قمہور دیو پرور خورشید ہاشم تیغ زن وغیرہ سب اپنی اپنی جاے معین پر فروکش ہین تمام دربار پانچ
ہزار باپخشو چین تلوریون سے معمور ہی سواے رستم ثانی و شہریار نامدار کے کوئی ایسا نہین ہی جو بارگاہ مین
موجود نہو امیر ثانی بادشاہ اِسلام سے مشورت کر رہے ہین کہ کیونکر اِس میلے کی سیر ہوسکتی ہی کہ غیر شخص اِس
میلے مین نہین جانے پاتا ہی سوا اُن لوگون کے کہ جو تمثال پرست ہین کسیکی اجازت نہین اور اگر زبردستی
جاتے ہین تو یہ ایک خلاف امر ہی لوگ روکین گے جنگ ہوگی میلا خراب ہوگا پھر جس لیئے یہ سب جھگڑے کیے
جب وہی نہوا تو کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ دروازۂ بارگاہ سے جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ
عرق مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعاؤ ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ ضحاک ریش دراز حاکم کوہ بیضا
حاضر خدمت ہونیوالا ہی امیر ثانی نے بادشاہان ہفت کشور کو براے استقبال روانہ کیا وہان ضحاک
ریش دراز راہ ہی مین تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی اسنے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہی ہرکارون نے اِسکو
بھی خبر دی کہ امیر باتوقیر نے آپکی پیشوائی کے واسطے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا ہی ضحاک ریش دراز
یہ مروت صاحبقرانی دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہا کہ انھین باتون نے اِن بندون کی خداوند کو
اتنا کر رکھا ہی جبتو خداوند نے انکو اسقدر مرتبہ عنایت کیا ہی غرضکہ ضحاک ریش دراز ہمراہ شاہان
ہفت ملک کے خدمت بابرکت صاحبقرانی مین حاضر ہوا امیر نے جگہ اُسکے بیٹھنے کی پہلے سے معین فرما رکھی تھی
اُسی جگہ ضحاک کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دوچار جام دیے ضحاک نے پیے اب امیر نے سبب آنے کا

پوچھا ضحاک نے بیان کیا کہ جسوقت آپ نے اپنے دل مین قصد اس طرف آنے کا کیا خداوند پر روشن ہوگیا ہمکو حکم ملا کہ جاؤ اور ہماری جانب سے پیام مہمانی دو اور اُنھین میلے مین شریک کرو اگرچہ آج تک یہ بات کبھی نہوئی تھی کہ غیر شخص اس میلے مین شریک ہوسکتا مگر نہین معلوم کیا عنایت خداوند کی آپ لوگون پر ہوئی ہر کہ ایسا حکمنامہ میرے پاس آیا لہذا اسواسطے مین برائے طلاع حاضر ہوا ہون کہ آپ بے اندیشے تشریف لائین اور میلے کی سیر کرین لیکن اتنا خیال رہے کہ مین نے سُنا ہو آپ کے ساتھ عیار رہتے ہین اور وہ جس ملک بین جاتے ہین اسے لوٹتے ہین لہذا از راہ دوستی مین یہ عرض کرتا ہون کہ عیارون پر اس امر کی آپ تاکید فرمادین کہ میلا لوٹنے کا قصد نہ کرین ورنہ گرفتار بلا ہونگے اور پھر آپکی سعی بھی نہ سنی جائے گی امیر ثانی نے فرمایا کہ واللہ مین خود سعی نہ کرونگا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اور نیز عیارون پر بھی تاکید کردونگا غرضکہ ضحاک ریش دراز تو رخصت ہوا اور یہان امیر ثانی نے عدیل بن عادی کو بلا کر حکم دیا کہ کل پیش خیمہ ہمارا بیابان صفا کیطرف روانہ ہو تمام لشکر مین خبر ہوگئی کہ کل کوچ ہوگا سب تیاریان کرنے لگے وہان ضحاک ریش دراز قلعہ مین پہونچا لیکن صلصال نے کہا کہ اے ضحاک یہ اچھا نہوا کہ دشمنون کو دل مین جگہ دی فقط عیار لشکر اسلام کے اس میلے کے لوٹ لینے کو کافی ہین ضحاک یہ سُنکر ہنسا اور کہا کہ اے خان اعظم یہ مقام مثل اور مقامون کے نہین ہے یہان کا ذرہ ذرہ تابع حکم خداوند تمثال آئینہ رو ہے یہ مثل لقا وغیرہ کے خداوندی کے نہ سمجھنا اور دیکھ لینا کہ جس روز کوئی فساد ان لوگون سے ہوا اُسدن اسی بیابان سے کہ جو کف دست میدان نظر آتا ہے کیسی کیسی عمارتین اور کیسی کیسی بلائین اور کس کس قسم کے عجائبات ظہور مین آتے ہین صلصال خاموش ہو رہا اب شام ہوتی سبنے کھانا کھایا کچھ دیر دربار رہا بعد اُسکے سب سو رہے لیکن جسوقت سفیدہ سحری نمایان ہوا ضحاک ریش دراز اُٹھا اور بالائے قلعہ آکر بیٹھا صلصال خلخال لاجور وشاہ بن زبرجد شاہ یہ سب کے سب آکر بیٹھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست تمکر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ ضحاک ریش دراز نے کہا کہ آمد لشکر امیر کی معلوم ہوتی ہے صلصال نے کہا کہ مجھے تو اس صحرا مین اتنی وسعت بھی نہین معلوم ہوتی ہر کہ لشکر امیر سما سکے یہ میلے کے لوگ کہان آئینگے ضحاک ریش دراز نے کہا کہ یہ بیابان وادی قدرت ہے مقام متبرک ہے یہان کرامتین خداوند کی ایک ایک ذرہ مین پوشیدہ ہین جب وقت پڑتا ہر تو ظاہر ہو جاتی ہین تمھین آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گردے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے عدیل بن عادی اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوے تمام بھائی انکے ساتھ تھے اور فوج بھی ہمراہ تھی آکر ایک مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ سلیمانی کے برپا کرنے مین مصروف ہوے کہ یکایک دوسری گرد اُٹھی اور بڑی شوکت کے ساتھ کرب دلاور پہونچے ایک جانب خیمہ اپنا برپا کیا یکایک تیسری گرد اُٹھی اور لندھور ثانی اپنے فیل پر سوار ساتھ انکے ارشیون پری زاد فولادخان بکضربی پیچھے نو لاکھ سوارو سے علم کھلے ہوے پھریرون پر لعنت آلہی منقبت رسالت پناہی مرقوم لندھور ثانی اس شان و شوکت کے ساتھ پہونچے کہ ضحاک ریش دراز گھبرا گیا اور سوچا کہ اللہ اکبر واقع مین امیر ثانی کا مثل نہین ہر جسکے رفیق اس شان و شوکت سے چلے آتے ہین غرضکہ ان تین آدمیون کی آمد مین آج کا دن تمام ہوگیا جسوقت شب ہوئی ضحاک ریش دراز و صلصال وغیرہ سو رہے

پھر دوسرے دن صبح کو آکر بالائے قلعہ بیٹھے وہان عدیل بن عادی نے بارگاہ سلیمانی آراستہ کردائی
لندھور نے ایک جانب اپنا خیمہ برپا کیا کرب دلاور نے اپنی بارگاہ ایک سمت آراستہ کی اب یہ سب بھی
منتظر آمد لشکر کے ہین جو جسکا دوست ہی اُسکے لیے پہلے سے جگہ تجویز کر رہا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ گردون مانند شیشہ ساعت کے نظر آنے لگا جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا کہ اسّی علم نشانے اسّی ہزار سوار کے نمایان ہوے علمون کو جلوہ ملتا ہوا اور مالک ثانی سب کے آگے
آگے ضحاک ریش دراز صلصال سے ایک ایک کو پوچھتا جاتا ہی کہ یہ کون آیا اور یہ کون آیا اور صلصال
حال ایک ایک کا بتاتا جاتا ہی جسوقت مالک ثانی کو دیکھا ضحاک نے پوچھا صلصال نے بیان
کیا کہ یہ بھی رفیق خاص ہی امیر ثانی کا افسر ہی میسرۂ لشکر کا اور وہ شخص جسکا نام لندھور ثانی ہی
وہ میمنۂ لشکر کا سردار ہی مالک نے بھی بارگاہ سلیمانی کے بائین جانب خیمہ اپنا برپا کیا کہ یکایک پھر گرد
اُڑی اور طوق حران گرد اور ابو المعدن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے پہونچے پھر گرد اڑی اور بہرام
گرد بن خاقان چین اپنی فوج بسیار کو لیے ہوے پہونچے ضحاک ریش دراز سے بیان کیا کہ یہ مرد
ضعیف جو بیٹھا ہی خاقان چین اور رفیق قدیم ہی امیر اول کا حمزہ ثانی تک اسکی بزرگی مانتے ہین
غرضکہ پھر شام ہوگئی جب دوسرا دن ہوا ضحاک پھر منتظر ہو کر بیٹھا کہ اب کون آتا ہی کہ یکایک جانب صحرا
سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ضحاک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر ثانی مع کل فوج آگئے صلصال ہنسا اور
کہا اے ضحاک تم وہان گئے بھی لیکن فوج کا اندازہ نہ کر سکے ابھی دیکھو تو سہی کہ کتنے دنون تک لشکر آیا کرتا
ہی لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ دل گرد سے صدہا علم نشانہ کئی کرور کی فوج کا نمایان ہوا
ہی پھر ہرے علمون کے سبز نشانون کو جلوہ ملتا ہوا اور ہر پھریرے پر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت
پناہی مرقوم جسوقت یہ سب گذر گئے اب فوج جوق جوق گروہ دستے کے دستے قشون کے قشون غول کے
غول غط کے غط جانا شروع ہوے جسوقت یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ کچھ جلوس سواری گذرا خاص
بردار برچھی بردار علم بردار ان سب کے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جوان مرکب پر کج بیٹھا ہوا زیور جنگ
تن پر آراستہ کیے ہوے اگرچہ اب سن زیادہ ہو آیا ہی لیکن چہرے سے علامات نوجوانی و دبدبۂ
جہان ستانی آشکار ہے صلصال سے پوچھا یہ کون ہے صلصال نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکو سرفتنۂ
ملک باختر کہتے ہین نام اسکا شاہزادہ بدیع الزمان ہی اُسنے تنہا جا کر ملک باختر کو فتح کیا اور ملکہ
گوہر ملک کو لیگیا نہ خداوند لقا کے کیے کچھ ہو سکا نہ گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش جو
بڑے پیغمبر خداوند کے تھے اُنکے بنائے بھی کچھ نہ بنا آخر کار شکست کھا کر ملک و مال چھوڑ کر لیے بھاگے
کہ سبائل مین آکر دم لیا ضحاک ریش دراز نے یہ سنکر بڑا تعجب کیا کہ یکایک دوسری گرد اُڑی وہ
اُس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اس سے زیادہ شان
و شوکت کے ساتھ ایک لشکر عظیم آتا ہی پھر ہرے علمون کے سبز ہین لوگ اس لشکر کے جوان ہین لعل
سے دیکھا کہ ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار چہرے سے شان شہر یاری آشکار صلصال نے ضحاک سے
بیان کیا کہ یہ بیٹا بدیع الزمان کا گوہر ملک کے بطن سے نواسا گنجاب کا ہی نام اسکا شاہزادہ
نور الدہر ہی ملک سبائل مین اسنے آتے ہی برپا کر دین لقا کی خداوندی مین تزلزل ڈال دیا ضحاک

نے غور سے نورالدہر کی جانب دیکھا لیکن نورالدہر بھی آکر مع لشکر اُترے بارگاہ برپا کی کہ پھر گرد
اُڑی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل لشکر نورالدہر کے پیدا ہوا
علموں کے پھریرے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھر ضحاک نے پوچھا کہ یہ کون آتا ہے صلصال نے کہا یہ اس
شخص کا لشکر ہے جو صاحبقرانی کر رہا ہے بیٹا ہے نورالدہر کا نام اسکا بدیع الملک ہے صاحبقران ثانی
تو برائے نام صاحبقران ہین مگر یہ ہین کہ صاحبقرانی یہی کر رہا ہے کرتے تھے ہین لشکر گذر گر سواری مانند
باد بہاری کے پیدا ہوئی اور یہ لشکر بھی آکر متصل لشکر نورالدہر قائم ہوا بارگاہ برپا ہوئی شام ہوگئی تھی
ضحاک ریش دراز دل مین کہتا تھا کہ بڑی جمعیت امیر ثانی نے پیدا کی ہے حقیقت مین کہ ان تونون سے مرد میدان
بنکر کوئی مقابلہ نہین کر سکتا سوائے ساحر غیر ساحر کے کوئی حقیقت نہین رکھتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کیوان
چہار دست بھی بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اتنے مین ایک ساحر نامہ لیے ہوئے پہونچا
ضحاک کو سلام کیا نامہ پیش کیا ضحاک نے پڑھا تمثال آئینہ رو کی جانب سے تحریر تھا کہ اے ضحاک تمہین
معلوم ہوا کہ آمد لشکر حمزہ دیکھکر نہایت پریشان ہو لہذا ہم تخیل رازدان کو نائب قدرت کر کے بھیجتے ہین وہ
انتظام میلے کا کرے گا اور خدا پرستون کو راستی پر لے آئیگا جو برخلاف ہوگا وہ سزاے معقول کو پہونچے گا
یہ سنکر ضحاک ریش دراز نہایت خوش ہوا اور یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر ہفت رنگ
نمایان ہوا اور لکہ ابر قریب آکر پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ ہفت رنگ جواہر نگار کھنچا ہوا ہے
اور ایک شخص نہایت مہیب صورت آنکھین زرد بال بھورے یک چشم سیتلا کے داغ منہ پر چہرہ سیاہ
نہایت متکبر نمایان ہوا اور نعرہ کیا کہ منم نائب قدرت لیجئے تخیل رازدان ضحاک اٹھ کھڑا ہوا تخیل
رازدان کا تخت بالاے ہوا سے نیچے اُترا پوچھا اے ضحاک ریش دراز کہو کسقدر لشکر آیا ضحاک نے بیان کیا کہ
قربانی خان اعظم لیجئے صلصال سے معلوم ہوا ہے کہ ابھی ربع لشکر بھی نہین آیا ہے لیکن کئی کرور کے قریب فوج
آچکی ہے تین روز سے برابر لشکر آرہا ہے کل صبح سے آپ بھی تماشا دیکھیے گا غرضکہ شب کو تو سب سو رہے
جسوقت صبح ہوئی اور خسرو خاور فوج شعاع لیے ہوئے بیابان فلک پر نمودار ہوا تخیل رازدان خواب سے
بیدار ہوا اور ہمراہ ضحاک ریش دراز کے آکر بالاخانہ پر متمکن ہوا اتنے مین لاجورد شاہ آیا صلصال خلخال
وغیرہ بھی ہمراہ تھے تخیل نے حال لاجورد شاہ کا دریافت کیا ضحاک نے صلصال کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ آپ خوب بیان کرینگے اور حال صلصال کا خود بیان کیا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وغیرہ چنو سرگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یہ آئے
اور یہ آئے آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم نشان جمعیت لشکر کے پیدا
ہوئے پھریرے علمون کے سرخ اور ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور
تمام جوان لشکر دن کے سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے یا یہ کہیے کہ تمام
صحرا مین شفق پھولی ہوئی ہے یا فنک کہ دستے کے دستے پرے کے پرے تمشون کے قشون گروہ کے گروہ
انبوہ کے انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ گذرنا شروع ہوئے اور بائین جانب بارگاہ سلیمانی
کے اُترنے لگے جسوقت اہل فوج گذر گئے تو جلوس سواری گذرنے لگا خاص بردار چوبدار برچھی بردار علم دار
بعد اسکے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیان روشن عود و عنبر سلگتا ہوا اور ایک جوان اشرف

بری پیکر پر کج بیٹھا ہوا چہرے سے رعب وجلالت آشکار تنجیل راز دان نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی صلصال
نے بیان کیا کہ نام اسکا ملک قاسم ہی لعل خفتان خونریز خاوری بھی کہتے ہین پوتا ہی امیر اول کا بیٹا
ہی علمشاہ رومی کا اسنے سات برس کے سن مین طلسم افراسیاب کو توڑا ترک توسن یلتاقی کو مارا اور
زمانہ شباب مین تو قیامتین برپا کین لقا کی خداوندی مین رخنہ ڈالدیا نورچکیدہ قدرت یعنی ملکہ گیتی افروز
کو باغ شبستان سے نکال لیگیا اور جو لشکر شبخون فوج لقا پر مارے جسمین ایسے ایسے سردار مارے گئے
کہ ایک ایک برابر ہزار ہزار دو دو ہزار کے گنا جاتا تھا تنجیل نے کہا کہ واقعی مین صورت سے اسکی خونخواری
ٹپک رہی ہی لیکن قاسم بھی مع فوج آکر اترے بارگاہ افراسیابی برپا ہوئی کہ یکایک دوسری گرد بلند
ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہی جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردسے کئی سو علم کہ پھریرے اُن
علمون کے سرخ تھے نمودار ہوے یہ لشکر لشکر قاسم سے بھی زیادہ تھا صلصال نے بیان کیا کہ عجب
نہین ہی جو یہ فوج ایرج کی ہو لیکن جسوقت لشکر آچکا اور جلوس سواری گذر گیا تو سواری شاہزادہ
گرشاسپ دوران ایرج نوجوان کی نمودار ہوئی تنجیل نے کہا کہ یہ کون ہی صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہی قاسم کا بطن سے ملکہ گیتی افروز کے نواسا ہی زمردشاہ باختری کا لقا پرست
اسکو نبیرہ قدرت کہتے تھے اس نے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی ہی لشکر ایرج کے آنے
مین پھر شام ہوگئی کیونکہ علاوہ لشکر ایرج کے فوج رستم ثانی کی بھی ساتھ ہی جب سے شاہزادہ رستم ثانی
طلسم صندل مین گئے ہین جب سے فوج اُنکی ایرج کی فوج سے ملحق ہو گئی ہی غرضکہ شام کو تنجیل راز دان
نے کثرت فوج دیکھکر ضحاک ریش دراز سے کہا کہ بڑی جمعیت ہی ان خداپرستون کی مگر یہان انکو
قضا انکی کھینچ لائی ہی نہ یہ اپنی سرکشی سے باز آئین گے نہ بچین گے کیونکہ یہ سب غیر ساحر مین ہمارا کیا
مقابلہ کرسکتے ہین اگرچہ انھون نے ساحرون کو بھی مارا ہی ساحر شمشش کو دریا سے نکالکر مارا دمامہ جادو
کو چاہ الماس مین کو دکر ہلاک کیا بڑے بڑے طلسم برباد کردیے مگر یہ مقام ایسا نہین ہی جہان
سے سلامت چلے جائین فقط حکم خداوند کی دیر ہی غرضکہ پھر شب بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کرکے منتظر ہوکر بیٹھے سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے اب کون آتا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد
وغبار بلند ہوا اور آگے آتے گرد شق ہوئی دل گردسے کئی سو علم نشانے کئی لاکھ سوار کے نمایان ہوے
اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی ونعت رسالت پناہی مرقوم تھی جسوقت لشکر گذر کر جلوس بھی گذرا
اور سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی دیکھا کہ ایک جوان بہت بڑے قد کا مرکب پر سوار رعب
چہرے سے آشکار تنجیل راز دان نے پوچھا کہ یہ دیوصورت کون ہی صلصال نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ
بہارستان مغرب ہی نام اسکا فرامرز عاد مغربی ہی پسر خواندہ امیر اول کا نہایت مرد زبردست
دلیر ہی غرضکہ فوج فرامرز ایک طرف آکر قائم ہوئی خیمہ برپا ہوا کہ یکایک پھر تتق گرد بلند ہوا اور
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردسے اور ایک فوج مانند لشکر اول کے مثل دریا کے موجین مارتی ہوئی
پیدا ہوئی اور ایک جوان مرکب پر سوار کج بیٹھا ہوا چہرے سے بانکپن پیدا رعب وجلالت ہویدا اتر باندھے
ہوئے نمایان ہوا صلصال نے تنجیل سے کہا کہ یہ دوسرا پسر خواندہ امیر کا ہی نام اسکا جمہور جہانسوز
بہترزن ہی اور شاہزادہ طرطوس بہادر بھی کہلاتا ہی بعد لشکر جمہور اترنے کے اور گرد اڑی اور دل گردسے ایک

لشکر مانند سیل کے موجیں مارتا ہوا نمایاں ہوا بعد لشکریوں کے گذر جانے کے اور ایک جوان برترتیب افسری نظر
آیا پوچھا تخجیل نے صلصال نے کہا یہ بیٹا ہے امیر اول کا بھائی ہے حمزہ ثانی کا نام اسکا داراب کشورکشا
ہے بڑے عزم و شان کے ساتھ داراب کشورکشا بھی آکر اُترے بارگاہ برپا ہونے لگی کہ پھر گرد اڑی
اور دل گرد کے اور ایک فوج کثیر و جرار پیدا ہوئی اور ایک جوان نہایت بانکپن سے مرکب پر سوار تیوریوں
پر بل پڑے ہوئے صلصال نے کہا یہ دوسرا بیٹا ہے امیر اول کا نام اسکا جمہور دیو پرور نہایت زبردست
ہے اسے دیوتی نے پالا اتفاق بدن پر اسکے بال بھی بات کسی کی نہیں سمجھتا تھا نہ اسکی بات فہم میں آتی تھی جب
تعلیم کی گئی تو یہ انسان ہوا بڑے بڑے سرداروں کو اسنے زیروزخمی کیا آخرکار امیر کے ہاتھ سے زیر ہوکر
مسلمان ہوا جب حال اسکے نسب کا دریافت ہوا پھر شام ہوگئی تخجیل رازدان و ضحاک ریش دراز
و صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ سب آکر اپنی خوابگاہ میں سورہے جب صبح کو بیدار ہوئے پھر مقام
بلند پر منتظر بیٹھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جس وقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے تورج یزدان
پرست پیدا ہوے صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھی نواسا لقا کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا بطن سے ملکہ
جہان افروز کے جو بڑی بیٹی - زمرد شاہ باختری کی ہیں بعد اسکے پھر گرد اڑی اور خورشید پیدا ہوئے
فوج کثیر بھی انکے ہمراہ تھی صلصال نے حال خورشید کا بھی زمانہ ستارہ پرستی سے لیکر تا زمان اسلام
بیان کیا بعد اسکے پھر گرد اڑی اور ہاشم تیغ زن پہونچے پھر گرد اڑی اور اسفندیار گیلانی آئے
پھر گرد اٹھی اس گرد سے آوازیں بوتوں کی بلند تھیں تخجیل نے گھبرا کر پوچھا یہ کون آتا ہے صلصال
نے کہا یہ بلائیں ہیں انہیں نہ پوچھیے نہ یہ ساحر کی حقیقت سمجھتے ہیں نہ پہلوان کو مانتے ہیں نہ عیار کو خیال میں لاتے
ہیں یہ سب قزاق ہیں افسر انکا معروف بن اسد کا پوتا ہے کرب کا نبیرہ زادہ ہے حمزہ صاحبقران
کا یہ لوگ عیار بھی ہیں پہلوان بھی ہیں غرضکہ اسی طرح پانچ ہزار یا نخچو کھچیں تلوار لیے آئے کہ تمام صحرا
فوجوں سے بھر گیا تلیے کی گنجایش نہ رہی ضحاک ریش دراز نے کہا کہ اب بتلیہ کہاں ہوگا یہ تمام بیابان تو ان
فوجوں سے مملو ہوگیا تخجیل ہنسا اور کہا اے ضحاک امیر کو بھی تو آلینے دو پھر تماشا قدرت خداوندی
دکھا دونگا دیکھو اسی صحرا کو کسقدر وسعت ہوجاتی ہے اب خبر آئی امیر ثانی کی ہے سب کو اشتیاق ہے رات
بدقت تمام کی ہے صبح کو پھر بالاے قلعہ آکر بیٹھے ہیں کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ
وخیرہ وخیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ غبارے گرد در زمین پیچیدہ شعر ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت + یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے تازا ہوا کو دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک ہزار
علم نشانی و دس لاکھ سوار کی نمایاں ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی کے
بعد یا صاحبقران تحریر تھا بعد ان سب کے گذر جانے کے تمام سوار زرین پوش گذرے اسکے بعد جلوس
سواری گذرا ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار چوبدار بلم بردار اسکے بعد دیکھا کہ سقے آبپاشی کرتے
ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیوں میں عود و عنبر سلگتا ہوا نقیب نقابت کرتے ہوئے بعد اسکے دیکھا
کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار صاحبقران عالیشان ہمراہ تخت شاہی شاہزادہ نصیر نامدار و شاہزادہ
دارائے بن داراب بہمن زرہ و شہنشاہ گوہر کلاہ و مقبول بن مقبل انتظام سواری کرتے
ہوئے اس عزم و شان سے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی کل سردار مثل لندھور ثانی مالک ثانی

فرامرز عاد مغربی جمہور جانسوز تبرزن بہادر بدیع الزمان ہاشم تیغزن نور الدہر ایرج شہزادہ
بدیع الملک داراب کشور کشا قہمور دیو پیر ور خورشید تورج وغیرہ سب ہمراہ استقبال چلا اور
بادشاہ اسلام کی سواری بڑی دھوم سے آکر بارگاہ سلیمانی میں اُتری سلامی کی توپین چھوٹین نقارہ شادمانی
پر چوب لگی بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تخت پر جلوس فرمایا سب سردار اپنے اپنے ذنگلون پر
آکر متمکن رہے کچھ دیر دربار رہا بعد اُس کے سب تھکے ہوے آئے تھے آرام پایا یہان تخیل رازدان
کے ہوش اڑ گئے دل مین خیال کیا کہ ان لوگون سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ضرور خداوند کو تکلیف کرنا ہوگی
اور ان بندون کے تیور ایسے نہین معلوم ہوتے کہ یہ خداوند کو سجدہ کرین غرضکہ یہان تخیل
رازدان بھی خواب اجل مین گرفتار رہا لاجور وشاہ و صلصال کی نیند اُڑ گئی حواس
جاتے رہے دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے میلے کا کیا انجام ہوتا ہے ضحاک ریش ور اڑنے یہ
اچھا نہ کیا جو ان لوگون کو اتنا قریب بلا لیا خیر بموجب شعر سر ہمی بیحجر زشمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرِ
یا نصیب ٭ اب تو جو کچھ ہوگا ضرور ہی پیش آئیگا لیکن قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خداوندی بہت جلد برباد
ہو جائیگی خیر ہین کیا غرضکہ جب صبح ہوئی تخیل رازدان آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور ضحاک ریش دراز
سے حکم دیا کہ چارجی سے کہو چارج دے کہ کل نائب خداوند کچھ نمونے قدرت کے دکھائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ
سامنے کوہ بیضا ہار کے آئے حسب الحکم اُسی وقت چارجی نے تمام بیابان مین کہ جو اسوقت شہر سے زیادہ
بسبب میلے کے آباد ہو رہا تھا چارج دیا خبر بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کو بھی ہوئی فرمایا بادشاہ اسلام
نے کہ ہم بھی تماشا دیکھین گے کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ شب بھر اشتیاق رہا جسوقت صبح ہوئی دیکھا کہ لوگ جوق
جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب کوہ کے آکر منتظر کھڑے ہوے کہ کیا قدرت نمائی ہوتی ہے یہان ضحاک
ریش دراز نے امیر کشورگیر سے کہلا بھیجا کہ اگر حضور کو بھی تماشا دیکھنا ہو تو تشریف لائین آپ کے واسطے
سامنے کوہ کے جو ایک بلندی واقع ہوئی ہے اُسے عامۂ خلائق سے محفوظ رکھا ہے امیر عالی مقام مع بادشاہ
اسلام و سرداران عالیمقام کے تشریف لائے تخت بادشاہ اسلام کا جائے بلند پر نصب ہوا سردارون کے ذنگل بچھے
یکایک تخیل رازدان نے داہنی جانب ہاتھ اُٹھایا اور آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت اے قطب
شمالی بیاید آواز کا دینا تھا کہ جانب صحرا سے یہ معلوم ہوا کہ آندھی سُرخ رنگ کی اُٹھی سب نگران تھے کہ
قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سرخ پوش ایک لاکھ سواران سرخ پوش
کی جمعیت سے نمودار ہوا اور سرحد شمالیہ روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے بائین جانب ہاتھ
اٹھایا اور آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت اے قطب جنوبی بیاید پڑاق سے تتق گرد اخضری بلند ہوا اور
آن واحد مین قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے نقابدار سبز پوش
پیدا ہوا اور سرحد جنوبی روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے جانب پشت طرف مشرق نگاہ کر کے
آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت وا اے ابیض سفید پوش بیائید آواز منھ سے نکلنا تھی کہ فوراً تتق گرد
بلند ہوا اور ایک لاکھ سفید پوشون کی جمعیت سے نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آکر سرحد شرقی روک کر
خیمہ برپا کیا اور اسکے تخیل رازدان نے جانب غرب ہاتھ اٹھایا اور اسی طرح آواز دی کہ اے نیرنگ
قدرت اے نقابدار سیاہ پوش اسود مغربی بیائید ہنوز سخن ناتمام تھا کہ یہ معلوم ہوا ایک آندھی سیاہ

اُٹھی آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار سیاہ پوش ایک لاکھ سیاہ پوشون کی جمعیت
سے نمودار ہوا اور سرحد غربی روک کر خیمہ برپا کیا جسوقت یہ چارون نقابدار اس شان و شوکت سے آئے
تخییل رازدان نے کھڑے ہوکر آواز دی کہ ہم نائب قدرت ابہا الناس میرا رازدان ایسو جہ سے
سے لقب ہو کہ مین خداوند تمثال آئینہ رو کے راز قدرت سے آگاہ ہون بلکہ نمونہ اُسکی قدرت کا دکھا
بھی دیتا ہون جسنے نہ دیکھا ہو دیکھے یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا اور تخت اُڑکر بالائے ہوا بلند ہوا اب
تخییل رازدان نے طرف کوہ کے رخ کیا یہ کوہ وسط بیابان مین واقع ہے گرد اُسکے پانی ہے بیچ مین مثل حباب
کے یہ کوہ ہے اور صورت اُسکی بیضاوی ہے اسی سے اسکو کوہ بیضا کہتے ہین جسوقت تخت تخییل رازدان
کا سامنے کوہ کے پہونچا تخییل رازدان نے دستک دی بس دستک کا دینا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی اور ہر چہار جانب کوہ کے دریچیان پیدا ہوگئین اور ایک طائر ہفت رنگ بیچ کی دریچی سے
نکلکر کوہ پر سایہ فگن ہوگیا لیکن وہ سات دریچیان جو کوہ مین پیدا ہوگئین ہین بیچ کی دریچی مین ایک پردہ
نظر آیا کہ اسکا راز وقت پر ظاہر ہوگا غرضکہ وہ دریچیان جو خالی ہین اُنہین سے ایک دریچی مین تخییل
رازدان جا کر مقیم ہوا اور وہ طائر ہفت رنگ جو بالائے کوہ سایہ فگن تھا پرواز کر کے تمام بیابان مین چکر لگانے لگا
جسوقت ایک دورہ ختم ہوا ایک حجرہ پیدا ہوا جب دوسرا چکر تمام ہوا دوسرا حجرہ نمایان ہوا اسی طرح سات حجرے
اُس بیابان مین پیدا ہوگئے اُسکے بعد ایک مقام پر کوئی شئے مُٹھی مین اُس طائر کے تھی وہ چھوڑ کر زمین
پر آئی ایک تڑاقا پیدا ہوا اور ایک تالاب نمایان ہوا وسط تالاب مین ایک تصویر نظر آئی اور طائر پھر
پرواز کر کے جانب کوہ بیضا آکر سایہ افگن ہوا یہ کرشمہ دیکھ کر جتنے تمثال پرست تھے سب نے اس تصویر
کو سجدے کیے اب ڈھنڈھورا پٹا کہ پرسون سے میلہ شروع ہوگا اور ضحاک ریش دراز نے پھر امیر
کشور گیر کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا عیارون پر تاکید رکھیے گا کہ ایسا ہو کوئی بے ترکیبی اُنسے ظہور مین آئے
اور باعث ناراضی خداوند کا ہو اور خداوند بھی اُنکو کوئی سزا دے تو باعث آپکی ناخوشی کا ہوگا امیر ثانی
نے جسوقت یہ پیام سنا سب عیارون کو بلاکر فرمایا کہ اگر تم لوگ کوئی بے عنوانی کروگے اور کسی بلا مین گرفتار
ہو جاؤگے تو مجھ سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین ہرگز دخل نہ دونگا سب عیارون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے
ہماری اور یا پاس ضحاک کے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی عیار خلاف حرکت کرے تو مجھے اُس سے کوئی سروکار
نہین ہے مین ہرگز دخل نہ دونگا غرضکہ اب تیاری میلہ کی ہونے لگی اور ہر چہار جانب سے لوگ آنے لگے
جو لوگ دور دور کے تھے وہ پہلے ہی سے آکر جمع ہوگئے تھے جو حوالی ملک خجستہ اور دیگر شہرون کے لوگ
تھے وہ اب آنے لگے گردین اُڑنے لگین کوئی بادشاہ دس لاکھ سوار سے پہونچا کوئی بیس لاکھ سوار سے
آیا کوئی ایک کروڑ کی فوج سے پہونچا یہانتک کہ اس تین روز کے عرصے مین صدہا بادشاہ اور پہلوان کہ نام
اُن کے وقت پر ظاہر ہونگے جو تمثال آئینہ رو کے ماننے والے تھے آکر پہونچے لیکن عمرو ثانی نے
امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو ذرا مین بھی ہر چہار جانب کی سیر کرون مقامات
اور عجائبات کو سمجھ رکھون کہ جب وقت جنگ کا آئیگا تو سہولت پڑے گی اور یا امیر یہ مقام سحر و ساحری
سے مجھے معلوم ہوتا ہے پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا یہان کا نیرنگ و افسون سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے امیر ثانی نے
فرمایا کہ اے عمرو اتنا تو سمجھ لے کہ جو بات حمزہ کی زبان سے نکلجاتی ہے اُسکی پابندی بھی حمزہ پر واجب

ہو جاتی ہو اگر تو نے لوٹنے پر کمر باندھی یا کسی کے ساتھ دغا بازی قتل اپنے باپ کے کی تو مین تیرا صنامن نہین
ہون بلکہ اگر بھاگ کر میرے پاس آیا تو واللہ ہی کر باندھکر بھیجدونگا آئندہ تجھے اختیار ہی عمرو ثانی نے
کہا اے عرب بے مروت نیکی کا ثمرہ بدی ہی ہمتو انجام پہ نظر کے جاتے ہین اور تو ایسی باتین کرتا ہی کہ جیسے
مین کسی کا لوٹے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا العبد جانے خواجہ عمرو ثانی کے سب عیار ایک مقام پر جمع تھے
خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر عالی شان سے اجازت لے کر برائے سیر روانہ ہوئے ہین السمین صلاح کی کہ چلیو
ہم تم سب بھی چلین یہ مشورہ کر گے چالاک ثانی چند عیار اپنے ہمراہ لے کر ایک جانب روانہ ہوا اور سیارہ
ثانی چند عیارون سے ایک طرف چلا اور مہتر برق ثانی ایک سمت متوجہ ہوا اور ابو الفتح اصفہانی
اور سنجر بلخی اور یزک خطائی وغیرہ یہ چند عیار ایک طرف متوجہ ہوئے الحاصل اول خواجہ عمرو ثانی
سیر کرتے ہوئے تمام مقامات دیکھتے ہوئے تالاب اور حجرون وغیرہ سے گذرتے ہوئے جب تمام بیابان
کی خاک چھان چکے تو طرف صحرا کے روانہ ہوئے جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے سے سمت گرد بلند ہوا جیسے کہ
سوار آتا ہی آپ اس وقت صورت ایک مٹنی کی بنے ہوئے تھے جسوقت وہ بگولہ گرد کا قریب ہوا دیکھا کہ
کوئی شاہزادہ ہے کمان دوش پہ ترکش مین تیر لگے ہوئے معلوم ہوا کہ شکار کھیلتا ہوا اس طرف نکل آیا ہی
جیسے ہی نظر اس شاہزادے پر پڑی آپ نے جھک کر سلام کیا اُسنے جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہو گیا
کہا اے جان جہان تم کون ہو اور اس صحرا مین یہان تنہا کیونکر آئین کہا کہ مین جو کچھ ہون سو ہون لیکن آپکو
ایسی باتین کرنا نہ چاہیے جو آپکے خلاف شان ہون بھلا آپ کہان اور مین کہان اگر آپ ایسی باتین کرتے
مین جیسے کوئی برابر والون سے کلام کرتا ہو مین مصیبت کی ماری اپنا حال کیا کہون ایک نگوڑا مارا مجھے اپنے ساتھ
لگا لایا مان باپ سے چھڑایا بدنام کرایا اس صحرا مین پہونچکر سب مال و اسباب میرا چھین لیا اور کسی طرف
چلا گیا اُس شاہزادے نے کہا کہ اگر تمھین مال و اسباب کا رنج ہی تو مین تجھے اسقدر زیور تیار دونگا کہ تجھ سے
اُٹھ نہ سکیگا اور محبت مین شان و شوکت کو کیا دخل ہی بموجب شعر کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہی سودائی
محبت مین بھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی + اُس مٹنی نے جواب دیا کہ اچھا آپ اپنا نام تو بتایئے شہزادے
نے کہا میرا نام نوذر بن طوس ہی مٹنی نے کہا کہ پھر آپ کا کہان ہی جواب دیا کہ سب عقب مین آتے ہین مین
شکار کھیلتا ہوا آگے بڑھ آیا اب یہین ٹھہرتا ہون جب وہ لوگ بھی آلین گے تو آگے بڑھونگا مٹنی نے
پوچھا کہان کا ارادہ ہے نوذر نے جواب دیا کہ جانب کوہ بیضا جانے کا قصد ہی آج کے دوسرے روز
سے میلا شروع ہو گا لہذا مین بھی جاؤنگا تصویر خداوند کی زیارت سے مشرف ہونگا تجکو بھی لیچلونگا لیکن
تم ذرا اسی درخت کی آڑ مین ہو جاؤ جسوقت لوگ میرے نزدیک آجائینگے اُسوقت مین تمھین محافہ مین سوار
کرا دونگا لحاظ اس بات کا ہی کہ باپ میرا طوس زرین تاج ہمراہ ہی ایسا نہ ہو کہ اُنسے معلوم ہو جانے
یہ سُنکر مٹنی ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہی یکا یک سامنے سے گرد اُٹھی اور کچھ رفیق نوذر کج کلاہ کے
پہونچے نوذر نے ان سے راز بیان کیا اُنھون نے اُسیوقت محافہ منگا یا مٹنی کو سوار کیا بلکہ اُسی مقام پر خیمہ
برپا کر دیا اُسمین اتار دیا اتنے مین گرد اُٹھی اور طوس زرین تاج تین لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت
سے پہونچا نوذر سے کہا کہ اے فرزند شب قریب ہی لہذا رات یہین بسر کرو سنا ہی کہ اب کوہ بیضا بہت قریب
ہے کل سویرے سے چل کھڑے ہونگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے پہونچ جائینگے نوذر کجکلاہ کی تو تمنا سے

دل یہی تھی عرض کی جہان پناہ کو اختیار ہی غرضکہ اُسیوقت لشکر اُتر پڑا خیمے ڈیرے بر پا ہو گئے چوبدار
استادہ ہوئین لشکریون نے جابجا گھوڑون کو باندھا کھانے پینے کے انتظام مین مصروف ہوئے لیکن جب تک
مشعل ماہ چرخ پیر فروزان ہوئی اور مہر شمع بجم بزم فلک پر تابان ہوئی بارگاہ طوس مین بھی روشنی ہوئی سردار
آ آکر اپنے اپنے ڈنگلون کرسیون پر متمکن ہوئے نوذر کج کلاہ نے درد سر کا بہانہ کیا اور بار سے رخصت ہو کر اپنے
خیمہ مین آیا سامان عیش و نشاط مہیا کرا کے تخلیہ کرایا نٹنی کو سامنے طلب کیا نٹنی ایک طرفہ انداز سے با ناز و
کرشمے کے ساتھ پاس آ کر بیٹھی نوذر نے چاہا گلے سے لپٹا لون نٹنی نے کہا کہ صاحب مجھے ایسی عقلمند تھی مگر میان ابھی
تمہین معلوم ہوتین آپ شاہ و شہریار ہو کر ایسے بے صبر ہین نہ شراب نہ کباب نہ گانا نہ بجانا نہ کچھ آہستگی
نوذر نے کہا جان جہان سب سامان مہیا ہی چھپر کھٹ بچھا ہوا ہی جام و صراحی موجود ہی پیو اور پلاؤ نٹنی
نے کہا اسوقت تو یہ چاہ پیار ہی کل کسی اور سے دل لگاؤ گے ہمین جلا دو گے بلکہ نکال باہر کرو گے مین ایسی
آشنائی سے باز آئی کہ اپنی آبرو بھی دون اور پھر کوئی نتیجہ نہین بموجب مشہور کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیر
پاکہ ہان اگر میرے ساتھ شادی اپنی کر لیجے اور اسکی مجھ سے قسم کھائیے کہ زندگی مین سوا تیرے دوسری عورت
کی طرف نہ دیکھونگا تو خیر مین سب کچھ گوارا کر لون نوذر اسکے عشق مین بیتاب ہو رہا تھا جو کچھ یہ کہتی گئی سب
منظور کرتا گیا اب نٹنی نے کہا کہ مجھے تھوڑا گہنا منگوا دو کہ مین پہنون نوذر نے کہا کہ یہان مسافرت مین سردست
تو گہنا ممکن نہین ہو شہر مین چلکر جسقدر کہو گی بنوا دونگا نٹنی نے کہا کہ اچھا تو روپیہ نقد واسطے گہنے کی مجھے منگوا دیجئے
نوذر نے جواب دیا کہ تم روپیہ اپنے پاس کہان رکھو گی لو یہ کنجیان میری اپنے پاس رہنے دو جب تم گھر کی مختار ہو
تو جسوقت چاہنا جتنے روپیہ کی ضرورت ہو صندوقچہ کھولکر نکال لینا جواہر بیش بہا جس صندوقچہ مین ہے اسکی کنجیان یہ ہین
اشرفیان جسمین ہین اسکی کنجیان یہ ہین روپیہ کی یہ ہین اسی طرح سب تفصیل بتلا دی نٹنی نے کہا کہ ہان اب میرے دل کو
اطمینان ہوا مگر والد آپ کے جسدن سن پائینگے مجھکو نکلوا دینگے اور ایسی بات چھپتی نہین شیطان کو خبر پر چڑھ کر
پکارتا ہی نوذر نے کہا نہین مشہور کر دونگا کہ مین نے فلان سوداگر کی بیٹی سے عقد کیا ہی اور اُس سوداگر
کو روپیہ دونگا وہ کہدیگا کہ ہان مین نے اس شخص کو اپنی دختر دی غرضکہ بعد اقرار و مدار اب نٹنی نے
جام بھر کر پیش کیا نوذر نے بے اندیشۂ انجام پی لیا ایک آدھ جام خود بھی پیا چار رکے گلے مین پڑے ہوئے
تھے اپنے کان سے ایک روئی عطر کی نکالی اور اُن ہارون مین ملکر سونگھنے لگی بعد اسکے نوذر کے سامنے
وہ ہار پیش کیا اور کہا کہ حضور تو شاہزادے ہین جو کچھ حضور نے صرف کر ڈالا ہی مین نے آنکھ سے بھی نہین دیکھا
ہی لیکن ایسا عطر شاید نہ سونگھا ہو گا شاہزادے نے ہار سونگھا کہا ہان واقع مین خوشبو نہایت نفیس ہی
مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ عطر کاہے کا ہی نٹنی نے کہا کہ حضور اس عطر کو عطر وصال کہتے ہین سوا ہم لوگون کے
اسکا بنانا کوئی نہین جانتا عجب عجب صفتین اس عطر مین ہین نوذر نے کہا وہ صفتین کیا ہین نٹنی نے جواب دیا کہ طبیعت
کو خوش کرتا ہی قوت بڑھاتا ہی نشہ کا لطف دکھاتا ہی آدمی ناچنے لگتا ہی نوذر نے کہا ہان یہ کیا کہا تو نے
ارے کیا مجھے بھی نچائیگی نٹنی نے کہا ہمسے آشنائی کی ہی تو ضرور ناچو گے جب ہم اپنی آبرو دے بیٹھے تو دوسرے کو اپنے
رنگ مین نہ لائینگے جب تک تم مین بھی کوئی بات ہماری سی نہ ہو گی اُس وقت تک طبیعت میل نہ کھائیگی
نوذر کو یکایک گرمی سی معلوم ہوئی گھبرا کر اٹھا اٹھنا تھا کہ ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا پڑا اِدھر سے چھینک
آئی سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہو کر گرا عمرو ثانی نے عیاری سے نوذر کے کپڑے اتار کر ایک لنگوٹی باندھ دی

اور زنبیل مین ڈال لیا آپ وہی لباس پہن کر رنگ و روغن عیاری لگا کر نوذر کی صورت بنکر باطمینان
تمام چھپر کھٹ پر سو رہے جسوقت کہ صبح ہوئی مقام تخلیہ کا تھا چکے سے وضو کر کے نماز صبح باطمینان تمام پڑھی
ابدنقا حاضر ہونے لگے مزاج پوچھنے لگے آپ نے ہر ایک سے بیان کیا کہ میان خدا نے بچایا شکر ہے اُس کا
یہ کہو ایسے مقام متبرک کی طرف چلے تھے اُس کی برکت سے بچ گئے ورنہ نہین معلوم کیا ہوتا وہ نیتی نہ تھی کوئی بلا
تھی ہم نے بڑی حماقت کی تھی کہ صحرا سے اکیلی عورت کو لے آئے تھے نہین معلوم کون بلا تھی باتین کرتے کرتے
سامنے سے غائب ہو گئی کسی نے کہا کہ یہ بیابان ملا ہوا ہے بیابان صفا سے کیا عجب ہے کہ وہ کوئی حور ہو یا
پری ہو جو بصورت زنی کے آگئی تھی لبعضون نے کہا کہ وہ حور قدرت تھی آپ نے اُس سے بے ترکیبی کا قصد کیا
ہوگا وہ چلی گئی غرضکہ اب آپ نے صندوقچے طلب کیے جواہر اشرفی روپیہ سب نکال لیا کنکر پتھر اُنمین بھر کر
قفل لگا کر پھر سپرد کر دیے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کو جہان پناہ نے یاد کیا ہے یہ سنکر آپ خدمت
شاہ مین روانہ ہوے طوس زرین تاج نے کہا کہ اے فرزند اب چلنا چاہیے کہا جب مزاج عالی مین آئے
دل مین کہا کہ تم خود ہمارے فرزندون کے فرزند ہو غرضکہ اسی وقت خیمہ اُکھڑ کر بار ہوے اور عمر و بصورت
نوذر کج کلاہ طرف بیابان صفا کے روانہ ہوے کہ اب اِن کا حال بروقت گذارش کیا جائے گا

لیکن اب حال اِن چارون عیارون کا بیان ہوتا ہے جو چار سمت سے چلے ہین

اول حال چالاک تاتی کا سنیے کہ چند عیار اپنے ہمراہ لیے ہوے میلے کی سیر کرتے ہوے جانب مغرب روانہ
ہوے جسوقت لشکر نقابدار سیاہ پوش کے قریب پہونچے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت
اپنی کلاونت بچے کی بنائی اور عیارون نے بھی شکل اپنی شکل سماجیون کے بنائی اور داخل لشکر نقابدار
ہوے ایک آدھ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ یہ لشکر کس بادشاہ کا ہے لوگون نے کہا تم لوگ کیا نہین
جانتے ہو یہ فوج نیرنگ قدرت نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی کی ہے چالاک نے بیان کیا ہم لوگ
کیا جانین تباہی کے مارے اِس حال مین آکر یہان پہونچے ہین گویئے ہین اس امید پر آئے ہین کہ اگر
ہماری رسائی ہو جائیگی گائینگے بجائینگے مالک کو خوش کرینگے جو کچھ تقدیر کا ہو گا ملجائیگا بیا نسے جا کر اپنے بال
بچون مین ملینگے آپ لوگون کو دعا دینگے اہل لشکر نے جواب دیا کہ ہم لوگ آجکل کسی کی سعی نہین کر سکتے کیونکہ یہ
زمانہ بہت نازک ہے عیاران لشکر اسلام کے بارے مین سنا گیا ہے کہ وہ حد کے مکار ہین اور سب کے سب یہان
موجود ہین مبادا کوئی افتاد پڑے تو سعی کرنیوالا پہلے دھرا جائیگا اتنے مین ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا
کہ نقاب سیاہ اسکے بھی چہرے پر پڑی ہوئی تھی رفیق خاص نقابدار سیاہ پوش کا اُسنے دیکھا کہ چند کلاونت
بچے اہل لشکر سے باتین کر رہے ہین قریب آکر پوچھا کہ آپ لوگون کو کچھ گانے بجانے مین دخل ہے چالاک
نے بڑھکر عرض کی کہ حضور روٹی اسی کی کھاتے ہین غلام نے جب سے آنکھ کھولکر دیکھا تو اسی کو دیکھا یہی سیکھا
نقابدار نے کہا چلو ہمارے آقا کی خدمت مین دہان گاؤ بجاؤ اگر وہ خوش ہو گا تو بہت کچھ دیگا چالاک
نے کہا کہ اعلے اعلے مراتب ہون قدردان ایسے ہی ہوتے ہین چلیے دیکھیے تو کیسا خوش کرتا ہون نقابدار
سیاہ پوش ان سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے دربارگاہ پر آیا ان سب کو وہین ٹھہرایا اور جا کر نقابدار
سیاہ پوش مغربی سے عرض کی کہ حسب الارشاد مین تلاش مین گویون کے نکلا تھا اور کچھ گویے آپکے لشکر
مین آچکے تھے انکو مین ہمراہ اپنے لیتا آیا ہون مزاج عالی مین آئے تو سنیے اسود سیاہ پوش نے کہا بلالو

نقابدار آکران سب کو بلالیگیا چالاک نے جھک کر مجرا کیا کان مین اسکے بند اپڑا ہوا جوڑی نے کی ہاتھین اسود سیاہ پوش مغربی نے پوچھا کہ مکان تم لوگون کا کہان ہی جواب دیا کہ ہم لوگ تنو والے ملک بابل کے ہین نقابدار نے پوچھا کہ یہان تک کیونکر آنا ہوا جواب دیا کہ باپ دادا ہمارے لقا کی خداوندی مین بڑے نامی و نامور تھے بہت کچھ کمایا ہم لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوے کہ لقا کی خداوندی برباد ہوچکی تھی خدا برا کرے ان خدا پرستون کا وہ کچھ گانے بجانے پر زیادہ رغبت نہین رکھتے بلکہ برا کہتے ہین دوسرے ایسے تنگ دل ہین کہ ہزار جان توڑ توڑ کر گاؤ مگر اتنا بھی نہین دیتے کہ اچھی طرح بسر اوقات ہو سکے آخر کار تباہی کے مارے یہانتک آکر پہونچے سنا کہ خداوند تمثال آئینہ رو کی بڑی یکی خداوندی ہو وہان یہ خدا پرست کچھ نہین کر سکتے لہذا ہم لوگ اس طرف آئے اول حضور کی خدمت مین آنا نصیب ہوا تقدیر راہ پر تو لائی ہی دیکھیے آگے کیا رنگ ہوتا ہی نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ تم خاندانی گویے ہو ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ حضور مین الحان نے نواز کہلاتا ہون باپ اس شخص کا مردان جنگ نواز کے نام سے مشہور تھا دادا شادان جنگ نواز پر دادا خندان نی نواز اسی طرح سات پشت تک نام بتادیے نقابدار اسود مغربی اس کی باتون پر بہت ہنسا اور کہا ای الحان نے نواز ہم تمسے بہت راضی ہوے گانے سے تو زیادہ تمھاری باتون مین مزا ہے الحان نی نواز نے کہا یہ حضور کی قدر دانی ہی ورنہ مین کیا ہون میری کیا حقیقت ہی نقابدار اسود مغربی نے کہا کہ ہان کچھ شغل شروع ہو چالاک تانی نے اپنے ساتھ والون کی طرف دیکھا انھون نے ساز ملائے الحان نے جوڑی نی منھ سے لگائی اور بجانا شروع کیا ایسا بجایا ایسا بجایا کہ اسود مغربی کو محو کر دیا اب اسود مغربی نے فرمائش کی کہ تحسین کوئی غزل عاشقانہ بھی یاد ہی عرض کی کہ حضور ایک دو کیسی سیکڑون غزلین یاد ہین یہ کہکر یہ غزل بلحن داؤدی گانے لگے غزل

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہین گے ردمیت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمین غرض کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدے سے
نہین ہون مین خدا کا اگر ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھی لی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنے تمہارے باعث
اولا آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال انکو اپنا یہ فقط الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گردانیاں کا سا نہین ہے پاس اپنے فال نامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پہ اگر ہے منظور عید ہم کو
تو ابروئے تیغ ستم کا دل مین اب جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر باران ہے تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاونگا تو کہین گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جبتلک آپ آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گون کو
رواں مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ نا واقف محبت نہونگے واقف تپ درون سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سوزش نہ دیکھ لینگے

خط اسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے مہر امیری عبارت نہ دیکھ لینگے

جسوقت یہ غزل تمام ہوئی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی جھومنے لگا اور کہا اے الحان نی نواز تیری خوش الحانی کا کیا کہنا مگر تجھے ساقی گری بھی آتی ہے الحان نے عرض کی کہ حضور ایسی ساقی گری کرتا ہون کہ دین دنیا کو فراموش کرا دیتا ہون ایک جام پی لے تو زندگی بھر ہوش نہ آئے اسود مغربی نے کہا

یہ کیا جواب دیا کہ اپنا اپنا کمال ہی وہ لطف ہی شراب کا حاصل ہوگا کسی کے ہاتھ سے پھر شراب مزا ہی نہ دیگی اسود مغربی کو نہایت اشتیاق ہوا اور کہا کہ جام وصراحی موجود ہی بلا ذُالحان نے نوازندگی کی جام ہاتھ مین لیا سر سے ڈوپٹہ اوڑھا اور جام لبریز کرکے گاتا ہوا اور ناچتا ہوا قریب اسود کے گیا اسود نے جام لے کر بے اندیشہ انجام پی لیا یہ جام سادہ تھا اب کی چالاک ثانی نے چالاکی کے ساتھ تھوڑا سا نمک سر کا ری بھی آمیز کردیا اور اُسی طرح گاتا بجاتا سامنے نقابدار کے پہونچا جیسے نقابدار نے جام ہاتھ سے لیا قصد پینے کا کیا تھا کہ سامنے درمین ایک پنجرا ٹنگا ہوا تھا ایک بھجنگا اُسمین بند تھا فوراً اسنے آواز دی کہ اے اسود مغربی یہ بیہوشی کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتا ایسی غفلت کے پردے آنکھوں پر پڑ گئے ارے اس جام مین بیہوشی ملی ہوئی ہی نقابدار نے جھجک کر پیالہ منھ سے دور کیا اور کہا کہ اب کہتا ہی جب ایک جام مین پی چکا جانور نے آواز دی کہ اُس جام مین بیہوشی نہ تھی وہ سادہ تھا نقابدار نے کہا کہ یہ کون لوگ ہین بیان کر بھجنگے نے ایک ایک کو نام بنام بتایا کہ یہ الحان نی نواز جو بنا ہوا ہی یہ چالاک ثانی عیار عمرو کا پوتا ہی اور سب عیارون کے نام سے آگاہ کیا عیارون کے تو ہوش اُڑ گئے قصد بھاگنے کا کیا مگر کہان بھاگ سکتے تھے زمین نے پانون پکڑ لیے نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی چند نقابدار ملازمان اسود سے اندر بارگاہ کے آئے کہا ان سب کو گرفتار کرو یہ عیاران لشکر اسلام ہین اور عیارون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اثنا سے منع کردیا اور سمجھا دیا تھا کہ اس مقام کو مثل اور مقامات کے نہ سمجھنا لیکن تمنے نہ مانا اب اس حرکت کی سزا یہ ہی کہ تمھین نائب قدرت تجمل رازدان کی خدمت مین روانہ کیا جاتا ہی وہ جیسا تمھارے حق مین بہتر سمجھین گے وہ کرین گے عیارون نے جس وقت دیکھا کہ ہم گرفتار بلا ہوے دل مین کہا افسوس اب امیر ثانی بھی ہماری خبر نہ لین گے کیونکہ انھون نے تو پہلے ہی منع فرما دیا تھا یہ کہنا نہ ماننے کی سزا ہی بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ؎ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎ نقابدار کے آگے بہت منت وسماجت کی کہ اب ایسی خطا کبھی نہ ہوگی کوئی مقام نرم یا سخت جیسا ہو پیشتر آزما کے دیکھ لینا چاہیے اب معلوم ہو گیا کہ جیسی آپ لوگون کی تعریف سُنی تھی آپ ویسے ہی ہین اب ہماری کیا شامت ہے کہ ادھر آئنگے ہر چند معذرت کی نقابدار نے نہ مانا اور کہا کہ خداوند تم لوگون کے بارے مین پہلے ہی ارشاد کر چکا ہے کہ ہمین ان لوگون کے نہ آنا پہلے آگاہ کردینا جب نہ مانین تو گرفتار بلا کرنا اب جیسا تمھارے حق مین ہوگا تجمل رازدان کرین گے یہ کہکر اُسی وقت سب کو اسیر غل وزنجیر کرا کے خدمت مین تجمل رازدان کے روانہ کیا یہ سب تو گرفتار ہو کر اس طرف جاتے ہین

لیکن اب حال سنجر بلخی وبیزک خطائی وابوالفتح اصفہانی وغیرہ کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ انھون نے رخ مشرق کا کیا تھا ہر جمع سے گذرتے ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین جا بجا صورتین بھی مناسب وقت اور موقع کی تبدیل کرتے جاتے ہین کہین فقیر بنگیے اور صدا لگانے کی آوازین بناتے چلے جاتے ہین جو کچھ مل گیا لیلیا یہان تک کہ تمام بیابان کو طے کیا اب مشورہ کیا کہ چلو نقابدار سفید پوش کے خیمے کی سیر کرین دیکھئے وہان کیا رنگ ہی اور یہ نقابدار کون ہی عورت ہی یا مرد ساحر ہی یا غیر ساحر عورت ہے تو اسکی کیسی ہی اس وقت سے یہ باتین دریافت کرلینے مین آئندہ سہولت پڑیگی شاید اکثین نقابدارون سے اولی

لشکر اسلام سے مقابلہ پڑے تو اُسوقت یہ لوگ ہوشیار ہونگے رسائی مشکل ہوئی ایسے مین غفلت کی حالت ہو
میلے کا ٹھاٹ ہی لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب سے چلے آتے ہین سب کی رائے ہوئی کہ بہتر ہے لیکن
یزک خطائی نے کہا کہ یہ حیلہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ صورت اپنی بھانڈون کی بنائین اور چلکر
شور و غل مچائین نقابدار کو ہنسائین دل مین گھس کر سب حال دریافت ہوجائیگا سبنے اس رائے کو پسند
کیا اور صورت اپنی بھانڈون کی بنا کر کسی نے ڈھولک گلے مین ڈالی کسی نے سارنگی ہاتھ مین لی بڑی بڑی
جٹین سر سے لپیٹین گاتے بجاتے لشکر نقابدار مین داخل ہوئے ہر خیمے کے قریب پہونچکر شور و غل مچاناشروع
کیا یہانتک کہ خیمہ نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار اُس وقت سو رہا تھا دربانون نے منع کیا اور کہا کہ
اسوقت مالک ہمارا آرام مین ہی کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی تم لوگ چلے جاؤ انھون نے جواب دیا کہ ہم
لوگ خالی کبھی نہین پھرتے جو کچھ تمہارا مالک ہمین دیگا اُسقدر تمھین دیدو ہم چلے جائین انھون نے کہا کہ ہمین کیا
غرض ہی ہم کیون دین اگر نہ جاؤ گے کھڑے رہوگے سب نے جواب دیا کہ ہم اپنی خبر آپ کر لینگے یہ کہکر ایک شخص
نے چلا چلا کر گانا شروع کیا دربان غصہ کرکے اُٹھے کہ تم لوگ نہین مانتے ہو بڑے سرکش ہو اگر آنکھ نقابدار
کی کھل جائیگی تو ہم پر بھی عتاب آئیگا اور تم لوگون کا نہین معلوم کیا انجام ہوگا سبنے کہا کہ انجام یہ ہوگا کہ روپے
ملین گے اور تم سب جلوگے یہ کہکر تالیان بجا بجا کر ڈھولک پیٹ پیٹ کر گانا شروع کیا ایک دربان نے
آکر منھ پر ہاتھ دھر دیا کہ آواز نہ نکلے ایک کا منھ دبا یا گیا دوسرا گاتا ہوا آگے بڑھا دوسرے نے دوسرے
کا منھ دبایا تیسرا گاتا ہوا آگے چلا چوتھے نے گانا شروع کیا مار پیٹ بھی نہین کر سکتے کہ وہی انجام اسمین
بھی دھرا ہوا ہی کہ شور و غوغا ہوگا نقابدار کی آنکھ کھل جائے گی آفت ہمارے سر آئیگی کچھ بن نہین پڑتا کہ
کیا کرین کیا نہ کرین انجام کار اسقدر شور و غوغا ہوا کہ آنکھ نقابدار کی کھل گئی گھبرا کے باہر نکل آیا اور کہا یہ
شور کیسا ہی دربانون نے کہا کہ دیکھیے یہ لوگ نہین معلوم کہانسے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم گانا ضرور سنائین گے
اگر مالک قدردان ہی خود بلائیگا ہم ہر چند منع کرتے ہین نہین مانتے نقابدار ان لوگون کی طرف متوجہ ہوا
سب نے کہا خدا سلامت رکھے بول بالا رہے یہ کیسے لوگ ہین کہ منھ مین قفل دیتے ہین ہم لوگونکا کام گانا
بجانا مالک کو رجھانا اپنا مطلب نکالنا یہ ہماری روزی مین خلل ڈالتے ہین منع کرتے ہین بھلا ہم ایسے سخی کے
دروازے سے کیونکر محروم جائین نقابدار کو ان لوگون کے مسخرے پن اور نڈری پر نہایت ہنسی آئی
اور دربانونکو منع کیا سب کو اندر بلا لیا آپ دنگل پر بیٹھا ان لوگون سے کہا کہ اگرچہ تمنے میری نیند مین خلل ڈالا مگر خیر
اپنا ہنر دکھاؤ کچھ گاؤ بجاؤ ایک شخص نے یہ سنکر گانا شروع کیا سب تالیان بجاتے جاتے ہو حق مچاتے جاتے ہین غزل

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کے درم اور زیادہ
تیز اُٹھتے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہوگے قلم اور زیادہ
دیتا ہی وہ دمساز جو دم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ
لذت سی محبت کی ہی ہر زخم جگر کو
تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہی اب فوج الم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ
کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ
کیونکر نہ وہ دین داغ الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
ہم کنکے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو جاگ ابھی جیب قلم اور زیادہ
گھبرا نا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
اُٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ
کرنے لگا سینہ نہ دق چرخ کو اول

نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
سیدھی ہی تو ایک اس مین ہو خم اور زیادہ
اس نعت کے بارے کی اگر خاک کو جائے
یہی زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دلکو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
کیونکر نہ اٹھائے وہ قدم اور زیادہ
ہے روشن لفظ اب کہ گریہ مین اے چشم
آتا ہی مری ناک مین دم اور زیادہ
ہمیشہ سر خار سے نکلا سر صحرا
بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ
اک خنجر خونخوار ہو بخش مین کی کمر
اتنا ہی اسے چاہین گے ہم اور زیادہ
سرعت ہو ابھی نبض مین جس صبح دم برق
اس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
کتنا ہی گلے لگ کے سرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہو آنکھون پہ ورم اور زیادہ
ہے باغ جہان مین تجھے گر ہمت عالی
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
ہو جسکو بس رگ بھی یاد دہن تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ چونکا ہو ایسا
یا رون کا گیا اپنے بھرم اور زیادہ
دکھلاتے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
بھڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
جو پیٹ کے ہلکے ہین بچے بات کب اُنسے
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
گر سیر کرے خاک خرابات کو صوفی
ہان تجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہوگا جو ہوگی تب غم اور زیادہ
کیون مین نکما تھا خدائی مین نہین اور
لے عشق کا بھر اسکے تو دم اور زیادہ ق
بیٹھے سر بستر یہ پڑا پانون کہان تک
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
دشمن کی نہ جا سیدھی نگاہون پہ کہ جون تیغ
تنگ اسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
ابھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہی سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
ہو آہ ورم دیدہ کو رم اور زیادہ
ہی نکہت ریحان کا دماغ اب کسے مجھ مین
رو کین تو ابھر جائے شکم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
سو جھین اُسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
کیا قہر ہی غضب کہ وہ چاہت کسے کے سر
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کہتا ہی مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
اس عاشق بیچارہ کا ہی آج برا حال
بس پانون نہ پھیلا شب غم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر دار جھکا کر
ہی ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

تا دیر ہو حق گانا بجانا رہا انواع اقسام کی نقلین کین نقابدار نے بہت کچھ انعام دیا لیکن ایک لنگا نقابدار کا بالو نہنا نام بارگاہ مین اِدھر سے اُدھر دوڑتا پھرتا تھا اُسنے جو یہ شور و غل دیکھا بطور انسانون کے گویا ہوا اور نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ اے نادان ابھی منھ پر نیرنگ قدرت بنکر بیٹھا ہی تجھے شرم نہین آتی ہی ارے یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین تجھے دھوکا دیکر گرفتار کرنے کی فکر مین ہین اب بھی ہوشیار رہو فلان سنجر بلخی ہی اور فلان برق خطائی ہی فلان ابو الفتح اصفہانی ہی نام بنام ہر عیار کا بتا بتا کر آگاہ کر دیا عیار تو گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا اب جو دیکھا تو دروازہ نہین ملتا تھا قصد کیا کہ قنات چاک کرکے نکل جائین خنجر گر گیا قنات لوہے کی ہوگئی نقابدار ہنسا اور کہا کیون جو تونے تمسے اتنا منع کر دیا تھا پھر تمنے نہ مانا اور وہی حرکت کی کیا یہ بھی سمائل سمجھے ہو یا منتل اور مقامات کے تصور کرتے ہو کوئی ہی یہ سننا تھا کہ چند نقابداران سفید پوش اندر بارگاہ کے آئے کہا باندھلو ان سب کو سب نے ہرچند منت و خوشامد کی نقابدار ابیض سفید پوش شرقی نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تم لوگ جبتک سزا نہ پاؤ گے معقول نہ مانو گے اور اسیوقت آہنگر و نکو طلب کیا کہا کہ ڈالدو جھکڑیان بیڑیان اور سب کو سلسل و مطوق کرکے پاس تخیل برانزدان کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ انھون نے ہمین دھوکا دینے کی فکر کی تھی لیکن ہم کب ایسے تھے کہ انکے فقرے مین آجاتے لہذا

یہ حاضر خدمت کیے جاتے ہین جیسا انکے حق مین بہتر و مناسب سمجھا جائے ویسا کیا جاے لوگ ان عیارونکو لیکر جانب کوہ سیضا پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوے

لیکن اب حال برق ثانی کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ جانب شمال روانہ ہوا ہی چند عیار اسکے بھی ہمراہ ہین سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین ہر طرف آراستگی میلے کی ہو رہی ہی ہنڈولے گڑ رہے ہین تخت سا قنون تنبولنون کے لگائے جا رہے ہین جا بجا رنڈیون کے ڈیرے اُترے ہین برق ثانی سیر کرتا ہوا میلے کی حد سے نکلا اور قریب لشکر نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کے پہونچا جب لشکر قریب ایک میل کے رہ گیا عیارون نے صلاح کی کہ ملکر چلنا ٹھیک نہین ہی خدا جانے کیا افتاد پڑے اس سے علیحدہ رہنا بہتر ہی کہ اگر ایک گرفتار بلا ہوگا تو دوسرا بچا لیگا یا یہ کہ جب ایک کی عیاری بن پڑیگی تو سب نگران حال رہین گے یا آ کر شریک ہو جائین گے بہر طور حال دریافت کرنا اس نقابدار کا ضرور ہی کہ کیا طلسم ہی صورت کو اپنی اسنے کیون چھپایا ہی یہ خیال کرکے سب عیار علیحدہ علیحدہ ہو ہو کر چلے جسوقت برق ثانی چند قدم آگے بڑھا دیکھا کہ ایک رنڈی ڈیرے دار چلی جاتی ہی عقل سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مجرا کرنے کی غرض سے لشکر نقابدار مین جاتی ہی فقیر بنکر رتھ کے ساتھ ہو لیا ایک مقام پر وہ عورت براے رفع احتیاج لوٹا ہاتھ مین لیکر رتھ کو ٹھہرا کر ایک جھاڑی کی طرف چلی آپ وہان سے کترا کر علیحدہ ہوے وہ عورت جھاڑی کی آڑ مین بیٹھ گئی برق ثانی بھی دوسری جانب سے قریب پہونچے چپکے سے آواز دی کہ ذرا ادھر تو دیکھو اُسنے گھبرا کر دیکھا ایک مرد کو برہنہ سامنے ایستادہ پایا کہا تو کون کہا خاموش رہ منم فرشتہ نگہبان صحرا تو نے ایک تو اس مقام متبرک کو نجس کیا کہ یہان موتا دوسرے کہتی ہے کون وہ عورت گڑگڑانے لگی کہ مین نہ جانتی تھی کہ یہان اسکی ممانعت ہی اب تو خطا ہو گئی کہا خیر اگر خطا ہو گئی ہے تو خداوند معاف کردیگا لیکن اب عوض اسکا یہ ہی کہ اس زمین کو دھو کر پاک کر یہ کہکر ایک چٹکی خاک کی دی اور کہا اسے زمین پر ڈال کے پانی سے لیپ دے کہ بغیر اسکے یہ جگہ طاہر نہین ہو سکتی عورت کا دل کتنا خوف کھا گئی اور چٹکی خاک کی لیکر زمین لیپنے لگی لیکن پانی پڑتے ہی عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی کہا دیکھا تو نے یہ خاک خاص جنت کی تھی بغیر اسکی شرکت کے یہ زمین طاہر نہین ہو سکتی تھی اب یہ زمین پاک ہو گئی نجاست اس کی اڑ گئی اب بے تکلف سونگھ عورت جیسے ہی ہاتھ قریب ناک کے لائی سونگھنے لگی چھینک مار کر بیہوش ہوئی برق ثانی نے اسکو تو وہین چھوڑا آپ اُسکی صورت بنکر کپڑے اُسکے اُتار کر زیب جسم کیے اور لوٹا ہاتھ مین لیکر چھم چھم کرتے ہوے جہان رتھ کھڑی تھی وہان آئے سماجیون نے کہا بندا جان بڑی دیر لگائی ہنسکر جواب دیا کہ جب اتنی دیر نہ لگائینگے تو رنڈی بنا کیا خاک کرینگے چارون مین انگلی پر ڈالنے کے قابل ہو جائینگے نائکہ بولی ہان بیٹی یہی بات ہی مگر موقع محل دیکھ کے شام قریب ہی اور رنیر نگ قدرت کے لشکر مین چلنا ہی کہا آتی تو ہون آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک کنوئین پر کچھ برہمن پانی بھر رہے ہین سماجیون نے کہا کہ بی بی ذرا پانی پی لین تو چلتے ہین بندا جان نے کہا کہ وہین نہ کہا جسے پانی پینا ہو تم پی لیتے سب منھ دیکھکر رہ گئے کہ تکوڑی تیزی ہو گئی ہی ایک آدھ نے دل مین کہا کہ رنڈی پر تو سوار ہو گئی دن سے کوئی جوا آیا گیا نہین ہی تو دماغ مین گرمی بڑھ گئی ہی غرضکہ سب کنوئین پر آئے پانی پیا ایک برہمن نے کہا بی بی صاحب آپ بھی پی لیجیے جوانون کو تو پیاس زیادہ ہوتی ہی برق ثانی سمجھ گئے کہ یہ سب عیار ہین جواب سنگت پوری ہو گئی برہمنون سے ہنسکر کہا کہ جو کام تمھارا وہ کام ہمارا تم بھی پیاس بجھاتے ہو ہم بھی تشنگی کم کرتے ہین اس آوازے کو عیارون نے کچھ سمجھا لیکن وہ لوگ جنھون نے پانی پیا تھا ذرا ہوا جو لگتی ہی ناک سے ریزش

شروع ہوئی اور چھینکین مار مار کر بیہوش ہوے سب عیار منہم کے نعرے کر کے پہلے سب کے کپڑے لیتے اُتار لیے یوہین برہنہ چھوڑ دیا اب اس نازنین کی طرف چلے اور کہا کہ بی بی خیر تیری رعایت کرتے ہین اور کچھ نہ بولین گے لیکن یہ گہنا زیور تم اتار دو بلکہ ایک آدھ نے سینے پر ہاتھ بھی ڈالدیا نازنین جھجکی اور کہا بھیا ذرا اپنا بیگانہ پہچان کے ایسا نہ ہو کہین تمھاری کوئی ہون اور منہم برق شامی کا نوہ کیا سب عیار خوش ہوے اور کہا کہ اب چلنا چاہیے یہ اچھی ترکیب ہاتھ لگی جلو طائفے کا طائفہ چلے رنڈی کا نام برا ہوتا ہے نہین بھلی سننا ہوتا ہے تو آنکھین ہی سینکنے کو لوگ بلالیتے ہین غرضکہ رتھ کو آگے بڑھایا اور داخل لشکر نقابدار سرخ پوش ہوئے خبر نقابدار کو ہوئی کہ جس طوائف کو حضور نے طلب کیا تھا وہ حاضر ہے نقابدار نے حکم دیا کہ بلالو بندا جان عجب ناز و کرشمے کے ساتھ داخل بارگاہ نقابدار ہوئین ساتھ والے بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوے بندا جان نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے بیٹھنے کو حکم کیا سب سلام کر کر کے بیٹھ بیٹھ گئے بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ تمھاری بڑی تعریف سنی ہے بندا جان نے کہا کہ ساری تعریف یہ ہے کہ اگر آپ کو پسند آجاؤن نقابدار مسکرایا غرضکہ جب کچھ رات گئی نقابدار احمر سرخ پوش شامی اُٹھ کر دوسرے خیمے مین آیا کھانا کھایا ان لوگون کیواسطے بھی کھانا بھیجا ان سب نے بھی مال مفت دل بیرحم سمجھ کر خوب نوشجان کیا جب نقابدار کھانے پینے سے فراغت کر کے آیا ناچ گانے کو حکم دیا بندا جان کا مجرا شروع ہوا پہلے خوب ناچ ہوا ہاتھ جھمکائے نزاکت کے انداز دکھائے سیکڑون کرشمے دل لبھانے کے آفت مین پھنسانے کے ابرو کا چڑھنا پاؤن کا تال سے آگے بڑھنا آنکھون کے اشارے افشان کے ستارے زلف کا لٹکنا کمر کا لچکنا نقابدار کی یہ حالت ہے کہ ہر ادا پر بسمل ہوا جاتا ہے سماجی تعریف کرتے جاتے ہین انعام لیتے جاتے ہین اب نازنین مذکور نے غزل شروع کی

غزل

چھپا یار از کو گو تاب ضبط لا نہ سکے
اکیلا پاکے بھی لیکن گلے لگا نہ سکے
خوشی مین دیکھ کے قاصد کو ہم یہ بھولے گئے
یہین گدگداؤن بھی ملکو جو تو ہنسا نہ سکے
سو ہنسنے بھی تو آنکھون مین اشک بھر آئے
کہ اپنے روٹھنے والے کو ہم منا نہ سکے
لگائے بجز ندامت مین اسلیئے غوطے
جو کچھ گذر گئی دلبر اُسے بتا نہ سکے
ہمارے ساتھ ہی قاتل کا نام بھی لکھدو
یہ انتہا بھی کہ ہم ابتدا بتا نہ سکے
گلہ تھا درد کا جبتک وہ چپکا سنتا تھا
کہ دونون ہاتھ سے پہلو بھی ہم دبا نہ سکے
خلاف پاس محبت ہے غیر سے ہنسنا
کبھی تم اپنی طبیعت کی حد کو پا نہ سکے

بھڑاس رو کے نکالی جو لب ہلا نہ سکے
یہ انقلاب ہوا زور نا توانی سے
پیام دیدیا لیکن پتا بتا نہ سکے
کسی کے جلوے نے آنکھون مین گھر کیا ایسا
خوشی کے پردے مین بھی رنج ہم چھپا نہ سکے
یہ کیا کہا کہ محبت کا بوجھ ہی کیا ہے
کہ تیری آتش قہر و غضب جلا نہ سکے
کسیکے کوچے مین کیا پڑ رہین ارگڑ کے املا
کہ لوح دیکھ کے تربت کوئی مٹا نہ سکے
کہ راہت آئی یہ الفت مین دی ہوئی شے ہے
کہان ہے اُسنے جو پوچھا تو کچھ بتا نہ سکے
پڑا ہون کوچے مین اُسکے نشان نقش قدم
وہ نازکم نہ کرو جو کوئی اٹھا نہ سکے

ہم اُنکین تصور صادق سے کب بلا نہ سکے
ہم اب اُٹھ گئے جب بار غم اٹھا نہ سکے
یہ چھیڑ اور رلائیگی غم نصیبون کو
گئے حواس تو پھر ہوش مین ہم آ نہ سکے
ستم یہ کر گئین کچھ بدگمانیان دل کی
یہ ایسا بار تھا جسکو کہ آپ اٹھا نہ سکے
کبھی جو کھا کے ترس حال تم نے پوچھا بھی
لحد بھی حسرت دل کی ہم بنا نہ سکے
کسی نے ہمسے اگر وقت بیخودی پوچھا
پڑا ہوا تھا مگر دل کو ہم اٹھا نہ سکے
بڑھا یہ سوز نہان وقت بیقراری دل
کہ اب مین آپ مٹونگا جو وہ مٹا نہ سکے
کوئی غزل نہ کہی آرزو بفکر تمام

یہ غزل بندا جان اسطرح گائی کہ محو کر دیا نقابدار ہر بار قصد کرتا تھا کہ گلے سے لپٹ جاؤن آخرکار گانا بجانا موقوف کیا اور تخلیہ کا حکم دیا سماجیون کو رخصت کیا اب بارگاہ مین سوا

نقابدار اور بندا جان کے کوئی دو پہر نہین ہی نقابدار نے ہاتھ گلے مین ڈالے بوسہ لینے کا قصد کیا بندا جان
نے کہا کہ ایسی گرمیان اچھی نہین معلوم ہوتی ہین کہین بھاگی تو جاتی نہین ہون ہر بات وقت کے ساتھ اچھی معلوم
ہوتی ہی بیٹھے کچھ دیر شراب وکباب کا شغل رہے جب خوب نشہ ہوگا تو دیکھا جائیگا ابھی پھیلاو اسطرح بیجا بی ہوگی
کوئی لطف حاصل ہوگا نقابدار نے جام و صراحی آگے بڑھا دی بندا جان نے جام لبریز کیا اور نقابدار
کے سامنے پیش کیا نقابدار چاہتا تھا کہ پیے لیکن دربارگاہ مین ایک پنجرہ لعل کا ٹنگا ہوا تھا اسنے آواز دی
کہ ای نقابدار بے شعور کیا کرتا ہی خبردار جام نہ پینا ورنہ انجام اچھا نہوگا ارے جام تیرے لیے جام زہر ہی اور یہ
نازنین نہین ہی بلکہ برق ثانی عیار ہی اور ساتھ والے اسکے سب عیار ہین نقابدار کے ہاتھ سے پیالہ شراب
کا چھوٹ پڑا متحیر ہوگیا پکارا کہ ارے کوئی حاضر ہی فوراً ایک نقابدار اور آیا اور اس سے کہا کہ مشکین اسکی
باندھ لو برق ثانی نے بھاگنے کا قصد کیا لیکن مارے خوف کے قدم نہ اٹھ سکا برق ثانی دل مین کہتا تھا کہ
افسوس ساری محنت رائگان ہوئی پہلے سے اس لعل کی خبر نہ تھی ورنہ اسی کی گردن مروڑتے بڑی غلطی ہوئی
اب دیکھیے یہ کیا کرتا ہی لیکن اس سرخ پوش نے آتے ہی مشکین برق ثانی کی باندھین نقابدار احمر سرخ پوش
شمالی نے کہا کہ اسکے ساتھیون کو بھی گرفتار کرلیا وہ سب عیار ہین سرخ پوش نے برق ثانی کو تو
زندان مین بھیجدیا اور آپ رسن لیے ہوے اس خیمے مین آیا جہان یہ سب عیار ساتھیون کی شکل بنے بیٹھے تھے آواز
دی کہ اچھے آکر پھنسے پھانسنے آئے تھے مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہان بھی دام بچھا ہوا ہی عیار دنگ گھبرا کر سرخ پوش
کی طرف دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہی سرخ پوش نے رسن پھینکی کہ اسنے ان سب کو لپیٹ لیا سرخ پوش نے آواز دی
کہ وہ تمھارا افسر پہلے گرفتار ہوا اسی سے یہ حال کھلا کہ تم سب بھی عیار ہو عیار دل مین نہایت پشیمان ہوگئے پری
ہوئی مگر سرخ پوش نے سب کو گرفتار کرکے زندان خانہ بھیجدیا اتنے مین وہ سب ڈیرے دار جو بیہوش پڑے
تھے انھین ہوش آیا اپنے کو برہنہ پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے دھرے ہوے ہین کہان جائین کیا کرین
رنڈی کا پتا نہین ادھر رنڈی پر سے بیہوشی دفع ہوئی وہ جھاڑی مین پڑی چلا رہی ہی کہ ارے کوئی کپڑا لاؤ معلوم
ہوا کہ فرشتہ نگہبان نہین تھا بلکہ کوئی چور تھا میرا مال و اسباب میرا سب لے گیا مجھے برہنہ کر گیا ادھر سپاہی شور و غل
مچا رہے ہین لشکر نقابدار کے کچھ لوگ اس طرف آتے تھے یہ حال دیکھکر کچھ کپڑے لاکر ان لوگون کو دیے اور
سب کو ہمراہ لیے ہوے پاس نقابدار کے پہونچے رنڈی نے فریاد کی کہ خوب آپ نے بلا کر ہمین لٹوایا نقابدار
نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ مین نے تمھارے چورون کو گرفتار کیا ہی اور حکم دیا کہ لاؤ سب کو زندان بان بجو
لیکر حاضر ہوے اب جو دیکھا تو ایک ایک شکل کے دو دو آدمی ہین بندا جان نے اپنی صورت کی ایک اور عورت
دیکھی یہ سب تو حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہی لیکن نقابدار احمر سرخ پوش شمالی نے کہا کہ یہ سب عیار ہین لشکر حمزہ
کے تم سب کو بیہوش کر کے تمھاری صورت بنکر مجھے دھوکا دینے آئے تھے مین نے ان سب کو گرفتار کیا غرضکہ نقابدار
نے ان سب عیارون کو پاس تخیل زندان کے روانہ کیا

لیکن اب حال شاپور شیر دل کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ بھی اپنے چند عیارون سمیت جنوب کی طرف سیرکنان چلے جاتے ہین صورت اپنی ایک مرد فقیر کی بنائی ہی اور
سب عیار بالکے بنے ہین شاہ صاحب آگے آگے جبہ پہنے ہوے سونٹا ہاتھ مین کچھ پڑھتے ہوے چلے جاتے ہین
کسی مقام پر خود ٹھہر جاتے ہین بالکون سے اشارہ کر دیتے ہین وہ صدا لگانے لگتے ہین رنگے سب تنجفی پوش

بنے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب لشکر نقابدار اخضر پوش جنوبی کے پہونچے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہ فوج
کسکی ہے انھون نے بیان کیا کہ یہ نیرنگ قدرت ملک اخضر سبز پوش جنوبی کی فوج ہے شاہ صاحب داخل
لشکر ہوے ہر طرف سیر کرتے ہوے بازارون کو دیکھتے ہوے قریب خیمۂ نقابدار کے پہونچے حسب اتفاق اسوقت
نقابدار خیمہ سے نکل رہا تھا جیسے ہی نظر نقابدار کی ان لوگون پر پڑی دیکھا کہ بہت سے فقیر سر منڈے ہوے کنٹھے
ہاتھون مین بجے پہنے ہوے جھومتے چلے آتے ہین گھبرا گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ سب کون لوگ ہین لیکن مہتر شاپور
شیر دل نے جو صورت نقابدار کی دیکھی یعنے انداز روش پر نظر کی تو کچھ گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ کیا آواز
دی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا نقابدار نے کہا کیونکر سمجھین کہ بھلا ہوگا بہت سے فقیرون کو دیا سوا کچھ کھو دینے کے
کوئی نفع نظر نہ آیا دل کو بھی راحت سے نہ پایا اس طرح کے کلام جو نقابدار نے کیے شاپور شیر دل سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے نقابدار کسی پر عاشق ہے کہا کہ بابا جو کچھ تجھپر گذرتی ہے سب فقیر پر روشن ہے کسی نے تیرے دلکو دکھ دے
رکھا ہے جان کو ستا رکھا ہے خدمت فقیر کی کر مطلب تیرا حاصل ہو جائیگا ایک تعویذ مین وہ ابھی ابھی تیرے پاس
دوڑی ہوئی چلی آئیگی یہ بات تھی کہ جو فقیر نے کہی نقابدار کا عقیدہ فقیر کیطرف جما اندر بارگاہ کے بلا لیا کچھ لوگ اور
آگئے فقیر نے کہا کہ بابا زیادہ دنیا دارون کو ہمارے پاس نہ جمع کر وانکے ساتھ مین شیطان چھپا رہتا ہے دل ان لوگون
کے صاف نہین ہین انکے سامنے دعا تاثیر نہین کرتی ہے اور اگر انھون نے کوئی تاثیر دیکھ لی تو بلا ہو کر فقیر کے پیچھے
لپٹ جاتے ہین جان چھڑانا مشکل پڑ جاتی ہے نقابدار نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی یہان نہ آئے سب بخوف نقابدار
باہر چلے گئے اور اندر آنے کا قصد نہ کیا اور اب اندر بارگاہ کے صرف اخضر سبز پوش ہے اور شاہ صاحب ہین
اور انکے بلکے ہین نقابدار نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہے فقیر نے جواب دیا کہ بابا بے مکانون کا ہر جگہ مکان ہے
بموجب شعر فقیرون کا کیا کوچ اور کیا مقام + جگہ جس جگہ ملگئی مر رہے ÷ آج یہان کل وہان نقابدار نے کہا آخر
مولد تو کہین ہوگی کہا ہان ملک ملکیہ مین پیدا ہوا لیکن جیسے ایک مرشد کامل کے پیرو ہوے گھر چھوڑا بار
چھوڑا ترک دنیا کیا اب وطن اور اہل وطن سے کیا مطلب رہا اخضر سبز پوش نے کہا کہ اسم مبارک فقیر نے کہا
مجھکو سالک حق شناس کہتے ہین اخضر نے کہا کہ آپ تو خود روشن ضمیر ہین مجھکو آپ سے حال دل بیان کرنا بیکار ہے
بس ایسی کوئی تدبیر اُس معشوق بیوفا کے ملنے کی کیجیے شاہ صاحب نے کہا اچھا تھوڑی آگ اور لوبان اور گوگل
وغیرہ بخورات کی چیزین منگواؤ نقابدار نے اسی وقت سب اشیا مہیا کین شاہ جی نے بالکون کو بھی پاس سے ہٹا
دیا اور بخور روشن کر کے تعویذ لکھا اور آگ مین ڈالا کہا کہ بابا اسکی دھونی مین بیٹھ کہ دھوان تمھارے جسم مین لگے
جیسے ہی اخضر سبز پوش آگے بڑھا ایک طوطا دربارگاہ مین لٹکا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ او اخضر سبز پوش
ارے کیا کرتا ہے ایسا عشق مین مبہوت ہوگیا کہ دوست دشمن کی شناخت جاتی رہی ارے یہ عیار ہے نام اسکا
شاپور شیر دل ہے اگر اس دھونی کے قریب جائیگا بیہوش ہو جائیگا یہ راز تیرا دریافت کرنے آیا ہے یہ سنا تھا
کہ نقابدار جھجکا اور کہا کیون مکار ہمارے ساتھ بھی فریب شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا کہ اب تو راز فاش ہو چکا ہے اسے
مار کر نکل چلو لیکن جیسے ہی خنجر کھینچا نقابدار نے قہقہہ مارا شاپور کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کچھ نہ سوجھا
اور عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا دروازہ نظر نہ آیا ہر طرف تاریکی معلوم ہوئی اخضر سبز پوش نے آواز دی
کہ ارے کوئی ہے۔ کچھ سبز پوش دوڑ کر حاضر ہوے کہا ان سب کو گرفتار کرو انھون نے ان عیارون کی مشکین
کسین نقابدار نے کہا کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو اتنا تمھین منع کر دیا تھا پھر کہنا نہ مانا آخر گرفتار بلا ہوے

ہرچند شاپور نے اور سب عیارون نے کہا کہ ہم نہ جانتے تھے کہ آپ ایسے ہین ورنہ کبھی نہ آتے اور قسم ہے سر
حمزۂ صاحبقران کی کہ ہم بارادۂ قتل نہین آئے تھے آقا کی ہماری ممانعت تھی مگر ہان یہ ضرور ہے کہ پیشہ ہمارا
مکاری ہے عادت فریب کی پڑگئی ہے کچھ آپ سے لے دیکر چلے جاتے نقابدار نے ایک سماعت نہ کی اور کہا
کہ ان سب کو ابھی نائب قدرت یعنی تخیل رازدان کی خدمت مین روانہ کرو لوگ انکو مسلسل و مطوق کر کے
لیکر پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوے لیکن اول قید چالاک ثانی کی چلی ہے پہلے اُسی کا حال بیان ہوتا
ہے کہ ملازمان نقابدار اسود مغربی قیدان عیارون کی لیے ہوے چلے جاتے ہین اور وہان تخیل رازدان
دریچہ مین بیٹھا ہوا ہے میلہ جمع ہو رہا ہے لوگ ہر طرف سے چلے آتے ہین کہ دیکھا سامنے سے کچھ سیاہ پوش چند قیدیون
کو لیے ہوے چلے آتے ہین کنارے پر تالاب کے ہو تجکر انھون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت یہ عیاران لشکر اسلام
نیرنگ قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش مغربی کو فریب دینے آئے تھے اُنھون نے ان کو گرفتار کر کے قدرت
عالی مین روانہ کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے تخیل رازدان نے کہا کہ گرا دو ان سب کو اسی پانی مین اگر کچھ بھی
غیرت ہے تو یہ آپ ہی ڈوب کر مر جائینگے یہ سنکر چالاک ثانی نے فریاد کی کہ اے نائب قدرت ہماری خطا
معاف کیجیے اب آئندہ ایسی حرکت نہ ہوگی اور پہلے سن تو لیجیے لیکن اُن سیہ پوشون نے یہ حکم پاتے ہی ان سبکو
پانی مین ڈھکیل دیا جو گرا ایک نہنگ پیدا ہوا اور اُسے نگل گیا یہانتک کہ سب عیارون کو نہنگ نگل گئے
اہل میلہ یہ حالت دیکھ کر تھرا گئے اور تصویر تمثال آئینہ رو کو سجدے کیے ضحاک پرستش راز نے بھی
صلصال ولاجورد شاہ وغیرہ سے کہا کہ دیکھا آپ لوگون نے یہ وہی عیار ہین کہ جس طلسم مین گھس گئے تہلکہ برپا
کر دیے لیکن یہان کس طرح اسیر ہو کر غرق عرق خجالت ہوے صلصال ولاجورد شاہ کو ایک گونہ اطمینان
ہوا کہ واقعی ہین یہ مقام سخت ہے امیر ثانی کو یہان بیشک مشکل پڑیگی لیکن یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی کہ چالاک ثانی
وغیرہ کوئی دس بارہ عیارون کے قریب نقابدار سیاہ پوش پر عیاری کرتے گئے تھے وہان گرفتار ہوے
اور جو تالاب گرد کوہ بیضا واقع ہے اُسمین گرا دیے گئے امیر نے سنکر نہایت عیارون کی نادانی پر تاسف کیا
کہ مین نے منع کر دیا تھا لیکن نہ مانا آخر اُسکی سزا پائی لیکن اُن عیارون کا حال سنیے کہ جسوقت تالاب مین گرا دیے
گئے اور نہنگ آکر انکو نگل گیا یہ سب بیہوش ہو گئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو سامنے تخیل رازدان کے مسلسل
اور مطوق دیکھا تخیل رازدان نے کہا کہ پہچانا تمنے خداوند تمثال آئینہ رو کو چالاک ثانی وغیرہ نے کہا
کہ بیشک پہچانا وہ خداوند برحق ہے تخیل ہنسا اور کہا کہ ابھی نہین پہچانا ہان مگر اب پہچان جاؤگے یہ کہکر ایک
تصویر جیب سے نکالی اور کہا ادھر دیکھو اور پہچانو اپنے خداوند کو چالاک ثانی کی نظر جو اس تصویر پر پڑی
بے اختیار ہو کر سجدے کو جھکا اور جس عیار نے اُس تصویر کو دیکھا سجدہ کیا یہانتک کہ سب نے سجدے کیے اور
کہا کہ بیشک جب تک تو ہم لوگ اپنی جان بچانے کو مکاری کی باتین کرتے تھے اب بیشک پہچانا یہ خداوند
برحق ہے تخیل رازدان نے کہا کہ جو خطا انسان سے ہوتی ہے جبتک اُسکی سزا نہین ہو لیتی ہے اُسوقت تک تنبیہ نہین
ہوتا ہے اور عدالت خداوندی مین بھی فرق آتا ہے لہذا جو بے ادبی تم نے نیرنگ قدرت نقابدار سیاہ پوش
کے ساتھ کی تھی اُسکی سزا یہ ہے کہ فلان صحرا مین جاؤ اور دن بھر گھانس چھیلو شام کو اسی لشکر مین لاکر بیچو اور رات
کو عبادت خداوند مین بسر کرو سب نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہے بھیج دیجیے تخیل رازدان نے کہا ابھی تھوڑی
دیر صبر کرو کہ کچھ ساتھ والے تمھارے اور پیدا ہونے والے ہین کہ یکایک پھر ایک شور و غوغا ہوا تخیل رازدان

تالاب کے جانب متوجہ ہوا دیکھا کہ ملازمان نقابدار سفید پوش چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کیے ہوے
لیے چلے آتے ہین لب دریا پہونچکر آواز دی کہ اے نائب قدرت نقابدار ابیض سفید پوش مشرقی نے ان
گناہگارون کو بھیجا ہے اب انکے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے تخیل رازدان نے پوچھا کیا خطا کی تھی ان سب نے عون
نے کہا کہ بھانڈ بنکر لشکر مین پہونچے دروازہ بارگاہ پر شور و غوغا کیا نقابدار کی نیند اُڑادی آخر کار گرفتار ہوے
تخیل رازدان نے کہا ڈھکیل دو ان سب کو اسی تالاب مین یہ سنکر سفید پوشون نے ان سب عیارون کو
تالاب مین ڈھکیل دیا ہر چند سنجر بلخی یرک خطائی ان سب نے شور کیا اور فریاد کی مگر انھون نے سماعت
نہ کی اور جو گرا اسکو نہنگ نے آکر نگل گیا یہ خبر بھی امیر کشورگیر کو پہنچی کہ یرک خطائی سنجر بلخی ابوالفتح صفہانی
وغیرہ سب نقابدار سفید پوش کے یہان سے گرفتار ہو کر آئے تھے وہ بھی تالاب مین غرق کر دیے گئے امیر
ثانی کو اور خجالت ہوئی اور ان عیاران نامی و گرامی کا صدمہ ہوا فرمایا کہ افسوس اپنی عزت بھی ڈوبی اور
جانین بھی دین کمانہ نا معلوم ہوا کہ قضا ان لوگون کی اسیطرح لکھی تھی کہ ہم آنکھون سے مرتے ہوے دیکھین اور
زبان بھی ہلا نہ سکین لیکن وہان جو آنکھ ان عیارون کی کھلتی ہے اپنے کو اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہوے دیکھا اور سامنے
تخیل رازدان کو پایا چالاک ثانی سے ملاقات ہوئی ابوالفتح وغیرہ نے دیکھا کہ کوئی سلام تک نہین
کرتا و لیکن کہا کہ معلوم ہوتا ہے بسبب خوف جان کے یہ سب آداب بھولے ہوے ہین ایک عیار نے خود سلام
کیا کہ اگرچہ چالاک ثانی سن مین چھوٹا ہے مگر شان اسلام یہی ہے بندگی خدا کی ہے چالاک ثانی نے
عوض جواب سلام کے اور اُس طرف سے مُنھ پھیر لیا سنجر بلخی وغیرہ خاموش ہو رہے کہ کچھ جنون اسے ہو گیا ہے
اگر فتاری کی شرمندگی کو کہیے تو اسی حال مین ہم بھی مبتلا ہین کہا اے چالاک ثانی مزاج کیسا ہے چالاک
ثانی نے کہا کہ تم لوگون سے میرا مزاج بہت اچھا ہے کیونکہ مین نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب مین تمھارے
گروہ سے الگ ہون مجھ سے بطور تمثال پرستان سلام کرو گے تو جواب پاؤ گے یہ عیار پریشان ہوے کہ کیا یہ
مرتد ہو گیا اگر نا ہے لیکن تخیل رازدان نے کہا کہ تم بھی خداوند کو پہچانو گے ان سب نے کہا کہ اگر دیکھین گے
تو کیون نہ پہچانینگے تخیل رازدان نے وہی تصویر ان سب کو بھی دکھائی بس تصویر کا دیکھنا تھا کہ دل
سب کے برگشتہ ہو گئے قلب پر سیاہی آگئی بے اختیار سجدے کو جھکے اور کہا اے نائب قدرت بیشک آج پہچانا
اپنے خداوند کو افسوس کہ اپنی عمر خدا پرستی مین مفت برباد کی اور قبل اسکے خداوند کو کیا کیا کہا تھا مگر اب توبہ
کرتے ہین یہ کہکر منھ پر طمانچے مارنے لگے تخیل رازدان نے قید ان کی دور کرائی اب چالاک ثانی نے ان
سب کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ہمارے بڑے ہین خطا ہماری معاف کیجیے اس وقت تک آپ اور تھے ہم اور
تھے اب ہم اور آپ ایک ہو گئے یہ کہکر سب خوب گلے ملے تخیل رازدان نے کہا کہ اب جو خطا ان سے ہو چکی
ہے انکی سزا یہ ہے کہ دن بھر گھانس چھیلو اور شام کو لشکر نقابدار سفید پوش مین لاکر بحورات عبادت خداوند
مین گذارو سب نے کہا ہمین دل سے منظور ہے کہ پھر شور و غوغا ہوا تخیل رازدان نے دریچے مین آکر دیکھا
کہ کچھ عیار اور گرفتار چلے آتے ہین اتنے مین لب آب پہونچکر کچھ سرخ پوشون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت
یہ عیاران اسلام نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کو دھوکا دینے گئے تھے وہان گرفتار ہوے تخیل رازدان
نے کہا کہ گرا دو انکو اسی پانی مین سرخ پوشون نے ان سب کو بھی ڈھکیل دیا اور نہنگ آکر نگل گئے یہ خبر بھی امیر
کو پہونچی نہایت افسوس ہوا یہ لوگ بھی اسی طرح سامنے تخیل رازدان کے پہونچے تصویر کو دیکھکر سجدے

کیے اعتقاد برگشتہ ہوے بعد انکے سبز پوش شاپور شیردل وغیرہ کو لیے ہوے پہونچے اور حسب الحکم خداوند
تخیل رازدان کے پانی مین گرایا جب آنکھ کھلی سامنے تخیل رازدان کے پایا اور تصویر دیکھ کر سجدے
کیے تخیل رازدان نے ان سب سے بھی یہی کہا کہ گھانس چھیلا کرو اور جس نقابدار کے گنہگار ہو شام کو اُسی
کے لشکر مین آکر بیچ جایا کرو رات عبادت خداوند مین بسر کیا کرو سب نے بدل منظور کیا تخیل رازدان نے چالاک
ثانی سے اور اُسکے عیارون سے کہا کہ تم لوگ یہ کہکر اس تالاب مین کود پڑو کہ اے نہنگ قدرت ہمین بیابان سمت
مغرب مین پہونچا دے یا تو یہ سب ڈھکیل کر گرائے گئے تھے یا ایسے عقیدے زبردست ہوگئے کہ خود پانی مین
کود پڑے نہنگ کے منھ مین چلے گئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا ایک ایک کھرپی پاس دیکھی گھانس
چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اسکے برق خطائی وغیرہ سے کہا کہ تم لوگ بھی یہ نیت کرکے کود پڑو کہ اے نہنگ
قدرت ہمین بیابان سمت مشرق مین پہونچا دے یہ بھی پانی مین کودے نہنگ انکو نگل گیا جسوقت آنکھ کھلی
وہی ایک ایک کھرپی انھین بھی ملی گھانس چھیلنے مین مصروف ہوے بعد اسکے سرخ پوش بیابان سمت شمال
کے قصد سے کودے نہنگ نے انکو شمال مین پہونچا دیا سبز پوش جنوب مین نکلے اب ان سب کی یہ حالت
ہے کہ دن بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو چالاک ثانی وغیرہ نقابدار سیہ پوش کے لشکر مین آکر گھانس بیچ جاتے
ہین جو کچھ ملتا ہے اُسمین بسر کرتے ہین رات کو یاد خداوند تمثال آئینہ رو کے نعرے بلند ہوتے ہین ایسطرح سب
عیارون بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو نقابدارون کے لشکرون مین جا جا کر گھانس بیچتے ہین رات بھر تمثال
آئینہ رو کو پکارتے ہین یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی اور عیار جو بالا دوہی کیواسطے نکلے تھے انھون نے آکر ان عیارون
کو سمجھایا کہ چلے چلو لشکر اسلام مین ہم خطا تمھاری امیر سے معاف کرادینگے عیارون نے جواب دیا کہ اب ہم سے اور
امیر سے کیا واسطہ ہے وہ خدا پرست ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے ماننے والے اب ہم نے اپنے خداوند کو
پہچان لیا ہمین یہ گھانس چھیلنا قبول اور کہین کی سلطنت نہین قبول عیارون نے آکر امیر سے سب کی حالت
بیان کی امیر کو ان سب کے مرتد ہوجانے کا افسوس ہوا اور فرمایا کہ اس سے تو یہ کمبخت مرجاتے تو اچھا
تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سب کارخانہ سحر کا ہے خدا انجام بخیر کرے ان عیارون کی تو یہ حالت ہوئی لیکن اور
عیارون کو خوف ہوا کہ اگر ہم کوئی عیاری کرینگے تو ہماری بھی یہی حالت ہوگی جب ایسے ایسے عیار یون گرفتار
ہوے تو ہماری کیا حقیقت ہے مگر اب دن میلے کا آیا اور ہر طرف تیاری میلے کی ہوئی دوکانین آراستہ ہوئین
بہروپیون نے روپ بدل بدل کر پھرنا اور روپیے کمانا شروع کیا کسی جگہ چرخ پوجا گردش مین تھا ایسے اور
وہ جوان بھی جنکے مزاج مین بچپنے کی بو تھی چرخ پونجے پر بیٹھے ہوے نشیب و فراز دنیا کی سیر کر رہے تھے گردش
فلکی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہین ساقنون کی دوکانین برابر سے آراستہ تھین نشہ بازون کا مجمع تھا دم ٹوٹ رہے
تھے دھوئین اُڑ رہے تھے اسقدر دھوان بلند ہوا تھا کہ گویا ایک ابر چھایا ہوا تھا کسی مقام پر تنبولیون کے
تخت لگے ہوے تھے تماشبینون کے مجمع تھے دو دو روپے ایک گلوری کی قیمت پہونچ گئی تھی یار لوگون کے مجمع
تھے کسی مقام پر ریچھ والے بندر والے ڈگڈگی بجا رہے تھے لڑکون کو تماشے دکھا رہے تھے جانور سے آدمی کا
کام لے رہے تھے کہین بیا ہاتھ پر بیٹھا ہوا توپین چھوڑ رہا تھا درختون کی پتیان لا رہا تھا کہین طوطا ٹیٹی لا رہا تھا
کسی جا تخت سوانگون کے اڑے ہوئے تھے لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی پانی پیکر ہوا اگل
رہا تھا انواع اقسام کی لاگین ہو رہی تھین دیکھنے والے حیرت مین تھے کہین افیونیون کا مجمع تھا سب جمگھٹ کیے

ہوے بیٹھے تھے گنے چھیل رہے تھے چھلکون کا ڈھیر تھا مکھیان بھنک رہی تھین افیون گھل رہی تھی قصے اِدھر اُدھر
کے ہو رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ کیا کہین یار عجب طرح کا معرکہ سننے مین آیا ہے لوگ کہتے ہین کہ کسی شہر مین بکری کے یہان
اونٹ کا بچہ پیدا ہوا اس نے کہا بیشک سچ ہے کوئی اسمین فرق نہین ہے ایک نے کہا کہ ہمارے یہان مرغی نے طوطے کا بچہ
کوئی بولا چیل بلی کو اٹھا لیگئی اس اس طرح کی باتین ہوتی تھین افیسر ہزارون قسمین کہ ہان سچ ہے ایک نے ایک
گنڈیری چھیلی اس کے بیچ مین ٹکڑے کیے سب کو بانٹے اگر ادھر سے کوئی نارنگی والا آگیا سب نے کہا کہ جلد جاؤ یہان
تمھاری آواز سے نشہ کم ہوا جاتا ہے کیا کھٹی چیز بیچنے لائے ہو تمھین خاک نفع نہوگا کسی مقام پر کسبیان ناچ رہی ہین لوگ
گرد جمع ہین بازاریون کا ہجوم ہے دونی چوگنی انعام مین دی جا رہی ہے تالاب کے گرد لوگون کا ہجوم ہے وسط تالاب
مین تصویر تمثال آئینہ رو کی نصب ہے لوگ سجدے کرتے جاتے ہین ہار پھول پانی مین پھینکتے ہین ہاتھ منھ دھوتے
ہین پانی پیتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین جسکو جو کچھ نصیب ہے حسب لیاقت روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اسی تالاب
مین پھینکتے ہین ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہے ہنگامہ گرم ہے لڑکے کھلونے خرید رہے ہین یہان تک کہ جو سات روز میلے
کے معین تھے سات روز تک یہ ہنگامہ گرم رہا رات کو چراغان کا لطف رہتا تھا خلقت کا ہجوم کھوے سے کھوا
چھلتا تھا جب روز آخر ہوا تو نوذر کجکلاہ اپنے باپ طوس زرین تاج کے ہمراہ برلب تالاب پہونچا تمام
کیفیت دیکھی کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ روپیہ پیسا پھینک رہے ہین نوذر کجکلاہ جو اصل مین عمرو ثانی ہے منھ
مین اس کے پانی بھر آیا کہ بس تمام تالاب مین سونا جواہر اشرفی ہوگا کیونکر لینا چاہیے یہ دل مین خیال کرکے کہا کہ اب
ان لوگون سے علحدہ ہونا بہتر ہے ورنہ تدبیر نہ بن پڑیگی آج روز آخر ہے کل میلا برخاست ہوگا میلے سے زیادہ اس
مقام پر کسی کے ٹھہرنے کا حکم نہین ہے سب اپنے اپنے مکان کو راہی ہونگے طوس بھی اپنے شہر کیطرف جائیگا جسوقت
طوس زرین تاج سجدہ اس تصویر کو کر کے پھرا نوذر سے کہا اے فرزند چلو نوذر نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ
ہر وقت تصویر خداوند کو دیکھا کرون ایک لحظہ یہان سے نہ جاؤن طوس نے کہا بیٹا بعد میلے کے یہان ٹھہرنے کا حکم نہین
ہے لہذا چلو نوذر نے کہا کہ کل شام تک یہان رہنے کا اختیار ہے پرسون البتہ یہان کوئی نہوگا مین شب کو چلا آؤنگا
طوس نے کہا زیادہ دیر نہ کرنا اتنا ہی شوق اچھا ہے جسقدر خداوند کو پسند ہو زیادہ دوستی مین بھی آدمی اندھا
ہے یہ کہکر طوس زرین تاج تو چلا آیا لیکن عمرو ثانی جو بشکل نوذر بنا ہوا تھا منتظر کھڑا ہوا تھا کہ مجمع کم ہو تو اپنا
کام کرون اب شام ہوئی لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے مقام کیطرف متوجہ ہوے کہ شب کو سو رہین صبح کو یہان سے
جانا ہوگا زحمت سفر درپیش ہے جب بارہ بجے رات کے اور تالاب پر سناٹا ہوا دیکھا عمرو ثانی نے کہ اب کوئی نہین
ہے نوذر اصلی کو زنبیل سے نکالکر ہلکی سی بیہوشی دیکر وہین لٹا دیا اور آپ جال الیاسی مارکر کہا کہ جسقدر روپیہ جواہر
اشرفی ہو سب اسمین آجائے اب جو جال کھینچا تو جو کچھ تالاب مین تھا مع تصویر تمثال آئینہ رو سب کھنچ آیا عمرو ثانی
نے سب داخل زنبیل کیا اور وہان سے چلتے ہوے یہان لشکر امیر مین عیار رچا کر رہے تھے کہ خواجہ سلامت کا پتا
نہین ہے نہین معلوم کس طرف گم ہین کہین وہ بھی کسی افتاد مین نہ پھنس گئے ہون اور عیارون کا تو پتا لگتا ہے ان کا
کہین ذکر نہین سنا امیر ثانی بھی نہایت تشویش مین ہین فرما رہے ہین کہ خدا اس دزد مکار کو یہان کے مکر تک
سے بچائے ایسا نہو کہین پھنس جائے تو قیامت ہو مین عہد کیے ہوے ہون کسی کو نہ چھیڑونگا پہلے سے منع کر دیا ہے
کہ نہ مانیگا وہ سزا کو پہونچیگا کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر آواز زنگلہ بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی
چلے آتے ہین عمرو نے امیر کو اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا آکر کرسی پر جلوہ افگن ہوے امیر نے پوچھا خواجہ

کہان گئے تھے میلے کی سیر کی بھی کسی کو لوٹا تو نہین عمرو نے کہا حمزہ جب تو یہ کہیگا تو دشمن جو ناحق کو طوفان جوڑ دینگے خبردار ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیری آنکھ مین ذرا مروت نہین ہے ابھی کوئی جھوٹ موٹ کچھ کہکر لگا کردے تو عمرو سے بگڑ جائیگا دشمن ہو جائیگا تیری عقل اور بیمروتی سے خدا پناہ مین رکھے زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندا کرتی ہے ابھی تیرے لشکر کے عیار چار دن نقابدار ون کے یہان گرفتار ہو چکے ہین سب کا اعتبار اٹھ گیا چور اور ساہو کا رسب برابر ہو گئے امیر نے فرمایا کہ ایک تو ہی تو ساہو کار ہے اور سب چور ہین ارے اُن بیچارون کو سال بھر مین تو اُتنا نصیب نہین ہوتا جو تو ایک روز مین لوٹ لاتا ہے عمرو ثانی نے کہا کہ حمزہ اب مین دم بھر تیرے پاس سے نہ جاؤنگا نہ تو کسی کام کو مجھے بھیجیگا یہان کا تو یہ رنگ ہے لیکن جب میلہ برخاست ہو گیا تو صبح کے وقت تخیل رازدان نے اُن لوگون کو جو جال تالاب کا نکالنے پر معین تھے بھیجا اور کہا کہ دیکھو اس سال کسقدر آمدنی ہوئی ہے کہ حساب لگا کر خدمت مین خداوند کے روانہ کیجائے لوگ جال ہاتھون مین لیکر روانہ ہوئے یہان نوذر تخیلاہ قریب صبح چونکا بیہوشی دفع ہوئی اپنے کو تالاب پر پایا حیران تھا کہ یا تو وہ صحرا نشی سے ملاقات اپنا خیمہ یا ایک اندھیری کوٹھری مین جا کر بند ہونا یا اب یہ ایک نئے مقام پر ہین خدا جانے یہ کونسا مقام ہے یہ اسی تشویش و پیچ مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ جال ہاتھون مین لیے ہوئے نمودار ہوئے اُن لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے کہ چہرے سے اُسکے شان شاہی و شہریاری ہویدا ہے تاج مرصع برسر جار قب شہنشاہی دربر مگر بے سامان لوگون نے کہا کہ آپ کون ہین اور خلاف وقت اس مقام پر کیون کھڑے ہین نوذر نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُنھون نے کہا کہ کیا دماغ مین آپکے کچھ خلل آگیا ہے یہ ایسا مقام مشہور اگر آپکو نام اس مقام کا نہین معلوم ہوا تھا تو بیا شک کیونکر پہونچے نوذر نے کہا کہ مین اپنا ماجرا کیا بیان کرون یہ کہکر اول سے نشی کا ملنا اور پھر ایک اندھیری کوٹھری مین بند ہونا پھر بعد کچھ زمانے کے اس مقام پر نکلنا سب بیان کیا وہ لوگ بھی یہ سنکر حیرت مین آگئے بعضون نے کہا کہ نہین معلوم کیا اسرار ہے اُسے خداوند جانین بعضون نے کہا کہ میان اِسے خلل دماغ ہو گیا ہے آؤ اپنا کام کرو غرضکہ دو چار اسکی باتون مین اُلجھے رہے دریا مین نے غوطے لگائے جال مارنا شروع کیے لیکن کوئی کنکری تک تالاب مین سے باہر نہ نکلی سب حیران تھے کسی نے کہا کہ ابکی کیا کسی نے کچھ نہین چڑھایا کوئی بولا ہم نے اپنی آنکھون سے اشرفی روپیہ پھینکتے دیکھا ہے کسی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اسی شخص نے نکال لیا ہے اب جان اپنی بچانے کے لیے بہکی بہکی باتین کرتا ہے بعضون نے کہا کہ یہ اکیلا اتنا مال کیونکر نکال لیجا سکتا ہے کسی نے کہا کہ اور لوگون کے ہاتھ بھیجدیا ہوگا ایک آدھ پھر آکر لولا کرا رہے میان اور غضب دیکھو خداوند کی تصویر بھی تو نہین ہے کسی نے کیا میان اس بیچارے پر کیون الزام رکھتے ہو فرشتگان قدرت آکر لیگئے ہونگے خداوند پاس پہونچا دیا ہوگا اتنی بڑی تصویر خداوند کی جسکا لنگر کئی ہزار من کا تھا بشر کا یہ کام تھا کہ اُسے جُرا لیجاتا جنبش بھی تو نہین ہو سکتی یہان یہی باتین تھین لیکن وہان صبح کو طوس زرین تاج جو خواب سے بیدار ہوا پوچھا کہ صاحبزادے آرام کرکے اُٹھے یا نہین لوگون نے بیان کیا کہ حضور وہ تو ابھی تک تالاب قدرت پر سے نہین آئے شب کو جب ہم لوگ بلانے گئے تھے نہین رخصت کر دیا کہ تم یہان نہ ٹھہرو ہمین کچھ راز کی باتین خداوند سے عرض کرنا ہین اور وہ باتین بہت ہین خبردار اب آنا آخر ہم مجبور ہو کر چلے آئے طوس نے کہا جاؤ اور ہماری طرف سے کہنا کہ باتون سے فرصت ہوئی یا نہین بس زیادہ دماغ خداوند کا نہ پریشان کرو چلے آؤ لوگ دوڑے ہوئے قریب تالاب کے دیکھا کہ نوذر تخیلا

کو لوگ گھیرے ہوے کھڑے ہین نوذر ایک ایک سے کہ رہا ہی کہ مین نہین جانتا کہ مین یہانتک کیونکر پہونچا لوگ
کہتے ہین کہ اس باتین بنانے سے کام نہ نکلے گا یا خدمت مین نائب قدرت کے چلو یا مال کا پتا بتاؤ نوذر عاجز اور پریشان
ہو رہا ہی کہ کیا کرین کیا نہ کرین اور وہ لوگ پریشان کر رہے ہین یہ لوگ جو نوذر کی تلاش مین آئے تھے یہ معرکہ دیکھکر
خدمت مین طوس زرین تاج کے آئے اور بیان کیا کہ صاحبزادے آپ کے گرفتار بیٹھے ہین لوگ کہ رہے ہین
یا مال دو یا نائب خداوند کے پاس چلو وہ جیسا تمھارے حق مین بہتر جانینگے ویسا کرینگے اور نوذر بحکلاہ
ایسی ایسی باتین کرتے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معرکہ ہی کبھی کہتے ہین کہ یہ کون مقام ہی مین یہانتک کیونکر آیا
مین تو فلان صحرا مین اپنے خیمے مین تھا صبح کو طرف کوہ بیضا کے جانے والا تھا طوس یہ سنکر بہت گھبرایا کہا کہ منع
کرتے تھے کہنا نہ مانا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بے ادبی اس سے ہوئی یا کوئی بات مزاج خداوند کے خلاف گذری عتاب
نازل ہوا اسے جنون ہو گیا یا یہ ہوا ہی کہ شب کا وقت تھا کسی پری یا جن کا اسپر سایہ ہو گیا کیونکہ اس مقام متبرک
پر رہنے کی ممانعت نہین، یہی معلوم ہوتا ہی کہ شب کا وقت بھی جان کے آنے کا ہی انسان مین اور انہین دشمنی ہی اسی سے
خداوند نے دن کا وقت ہمارے لیے اور شب کا وقت انکے واسطے معین فرمایا ہی غرضکہ اولاد کی محبت بری چیز ہوتی ہی
گھبرایا ہوا تالاب پر آیا دیکھا کہ واقعی مین لوگ نوذر کو گھیرے ہوے کھڑے ہوے ہین اور کہ رہے ہین کہ تو ہی
مال یہان سے نکال لے گیا ہی ہم ضرور نائب خداوند کے پاس لیچلینگے اتنے مین دیکھا کہ سواری نائب خداوند تخیل
رازدان کی آتی ہی سب باادب ہو کر علیحدہ ہوتے تخیل رازدان نے آتے ہی پوچھا کہ کہو کسقدر مال تالاب
سے نکلا لوگون نے بیان کیا کہ عجب طرح کا معرکہ گذرا ہی کہ بیان سے باہر ہی مال کے نام خاک بھی تالاب سے نہین
نکلی ہان ایک یہ شخص بیشک خلاف وقت یہان ملا تو اس سے پوچھ رہے ہین تخیل رازدان نے کہا کہ تم لوگ
نے سبب بے شعور ہو کہ اسے پریشان کر رہے ہو ہان اتنی خطا اسکی ضرور ہی کہ خلاف وقت یہ یہان رہا تو خیر ہو سکتا
ہی کہ عشق خداوند مین یہ یہان سے نہ گیا طوس زرین تاج نے اتنی بات اپنے مطلب کی جو تخیل رازدان
کی زبانی سنی کہا کہ حضور پر سب روشن ہی یہ فرزند میرا خود شاہزادہ ہی خداوند نے ملک و مال سب کچھ دیا ہی اسے
کیا ضرورت تھی جو یہ چراتا تو کہان لیجاتا اگر نذر کا کوئی شے لیتا بھی تو اسقدر مال کیونکر تالاب سے نکالتا اور کہان
لیجاتا تخیل رازدان نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر جب یہ شب بھر یہان رہا تو اسنے لیجانیوالے کو بھی ضرور دیکھا ہوگا
اسکا نشان اس سے پوچھنا چاہیے یہ کہکر نوذر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم بیان کرو کہ شب کو کون یہان
آیا اور تمام مال خداوندی اس نے چرایا نوذر دلمین حیران ہی کہ مین کیا بیان کرون مین تو فلان صحرا تک کا
حال جانتا ہون مجھے یہی نہین معلوم کہ مین یہان تک کیونکر پہونچا اور یہ مقام کونسا ہی ڈرتے ڈرتے کہا کہ اگر آپ نائب
قدرت ہین تو آپ پر سب کچھ روشن ہوگا مجھے میلے کے ایک روز قبل تک کی بیشک خبر ہی کہ مین بیابان خرم مین
شکار کھیلتا ہوا پہونچا تھا شب کو سو رہا صبح کو کوچ کا قصد تھا پھر مین نے اپنے کو ایک مقام تاریک پر پایا کہ نہ
وہان دن کا حال معلوم ہوتا تھا نہ رات کا شب کو کوئی شخص آکر سوکھے ٹکڑے اور ایک جام پانی کا دیجاتا تھا اتنا اندازہ
بیشک ہو سکتا ہی کہ مین وہان کئی روز رہا اسکے بعد جو آنکھ کھلی تو مین نے اپنے کو یہان پایا ان لوگون کو آتے دیکھا انھون نے
پہلے جال ڈالے تالاب مین غوطے لگائے اسکے بعد مجھکو گرفتار کر لیا یہ باتین سنکر تخیل رازدان کے ہوش اڑ گئے
کہ یہ تو نئی بات کہتا ہی طوس بھی گھبرایا کہا کہ ای فرزند ابھی شب کو تو مین خود تجھے یہان چھوڑ گیا ہون تو نے کہا تھا
کہ مین آج کی رات یہین عبادت مین بسر کرونگا صبح کو آپ کے ہمراہ چلونگا اسوقت تو صحرا کا پتا دیتا ہی یہ تجھے کیا

ہو گیا ہی نوذر نے حیرت سے باپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین بُرے وقت مین سب دشمن ہو جاتے ہین مین آپکو کیونکر دروغگو کہون سوا اسکے کہ مین جھوٹا ہون خیر اگر مین سچا ہون تو خداوند آپ مجکو بچائیگا اور بظاہر تو سراسر جھوٹا ہون نائب خداوند جیسی چاہے مجھے سزا دین اسنے یہ کلمات حسرت آیات اس طرح کہے کہ طوس کا تو دل بس گیا تخیل بھی سر بزانو ہوا کہ بغیر مقدمہ صاف ہوئے اُسے سزا کیونکر دی جا سکتی ہی کہا کہ ای نوذر تو نہ گھبرا ہم اس حال سے خداوند کو مطلع کرتے ہین وہ سب جانتا ہی جو بات اصل ہو گی وہ معلوم ہو جائیگی تو ہمارے ساتھ چل یہ کہکر طوس اور نوذر کو اپنے ہمراہ لیا قلعۂ ضحاکیہ مین آیا ضحاک لعین ازرار سے سارا معرکہ بیان کیا صلصال ولاجوروشاہ کہ صدہا تماشے عیاران لشکر اسلام کے دیکھ چکے ہین انھون نے کہا ای نائب قدرت یہ کام عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی یا کسی اور عیار نامی کا ہے تخیل ازدان نے کہا کہ ہم بغیر خداوند سے دریافت کیے ہوے کسی پر الزام کیونکر رکھ سکتے ہین اگر کوئی دلیل پوچھیگا تو کیا بیان کرینگے یہ کہکر اسیوقت ایک عرضی لکھی اسمین تمام حال مفصل نہ نکلنا مال کا تالاب سے اور ناپدید ہو جانا تصویر کا اور بیان نوذر بجکلاہ کا سب تحریر کرکے یہ لکھا کہ اس راز کو سوا خداوند کے کون جان سکتا ہی لیکن ہم بندے نہایت پریشان ہین امیدوار ہین کہ حقیقت حال سے مطلع فرمایئے اور وہ عرضی ملفوف کرکے ایک ساحر کے ہاتھ پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی اور آپ منتظر جواب ہو کر قلعۂ ضحاکیہ مین قیام کیا لیکن ساحر جو عرضی لیے ہوے شہر شعبدہ مین پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کرا بھیجی تمثال آئینہ رو نے طلب کیا جیوقت قاصد یہ عرضی لیے ہوے سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی وجہ یہ کہ جو کوئی عورت بخس اس ملعون کی دیکھ لیتا ہی وہ بیہوش ہو جاتا ہی تمثال آئینہ رو نے عرضی لیکر پڑھی مضمون سو آگاہ ہوا ہنسا دیوار کے جانب نظر کی اندر اُس مقبرہ کے صدہا تصویرین لگی ہوئی ہین ایک تصویر سے کہا کہ حال اس معرکہ کا مفصل بیان کر یہ سنتا تھا کہ وہ تصویر گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی کا ہی یہ فریب اسی کے بنائے ہوے ہین مال لیکر آپ اس طرح علحدہ ہو رہا کہ کوئی گمان بھی نہین کر سکتا پہلے وہ ایک نٹنی کی صورت بنکر صحرا مین گیا اُدھر سے نوذر آتا تھا نوذر اُسے عورت سمجھ کر اُس پر عاشق ہوا اپنے خیمہ مین لیگیا عمرو نے نوذر کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا آپ اسکی صورت بن کر تالاب پر طوس کے ہمراہ آیا اور بھیکر طمع دامنگیر ہوئی طوس سے بہانہ کیا کہ مین شب کو یہان عبادت کرونگا لیکن رات کو اُسنے تمام مال جو نذر خداوند ہوا تھا جال مار کر تالاب سے کھینچ لیا بلکہ تصویر خداوندی بھی اُسی کے پاس ہی آپ تو دہان سے جا کر لشکر اسلام مین مل گیا اب امیر کے پاس سا ہو کا رنبا ہوا بیٹھا ہی نوذر کو کئی دن کے بعد زنبیل سے نکالکر دہان چھوڑ آیا جو لوگ مال نکالنے پر معین ہین جسوقت تالاب پر پہونچے خلاف وقت اُسے دیکھا طرہ اسپر یہ کہ مال بھی تالاب سے نہ نکلا شک گذرا اور اُس بیچارے بیقصور کو گرفتار کیا اصل مین چور عمرو ہی یہ سنکر تخیل کے قاصد نے دوبارہ تمثال آئینہ رو کو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تجھ سے کوئی بات کب چھپ سکتی ہی تمثال آئینہ رو نے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ای نائب قدرت اس طور سے عمرو عیار نے آکر سب مال لوٹا اور تمام کیفیت جو تصویر نے بیان کی تھی مفصل تحریر کی اور لکھا کہ یہ نامہ پاس حمزہ ثانی کے بھیج دینا اور کہلا بھیجنا کہ تمھارا سا مردذی مرتبت اور ایسے ایسے چورون کو رفاقت مین رکھتا ہی معلوم ہوا کہ تمھارا صاحبقرانی تمھین سب کے بھروسے پر ہی بس تمھین لائق ولازم یہ ہی کہ اسی وقت باندھ کر عمرو ثانی کو پاس

ہمارے روانہ کرو وہ چور ہمارا ہے ہم جا ہے اُسنے بخشین جا ہے سزا دین جسوقت خط کا مضمون تمام ہوا تمثال
آئینہ رو نے اُسکی قاصد کو دیا قاصد خط لیکر پاس تخیل راز دان کے آیا تخیل نے نامہ خداوند کو اُسکے مضمون
سے لگایا لفافہ چاک کرکے پڑھا حقیقت حال سے آگاہی ہوئی صلصال نے کہا کہ اے نائب قدرت دیکھا
آپنے ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کام اُنھین لوگون کا ہے کہ جسمین سے عقل چکر مین آئے بھید سمجھ مین نہ آئے لیکن تخیل
نے وہی نامہ اُٹھا کر پاس امیر ثانی کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ شرط مروت یہ ہے کہ آپ اسیوقت عمرو ثانی
کو باندھکر خدمت مین خداوند کے پاس ہمارے بھیجد یجیے ضحاک ریش دراز یہ نامہ لیکر آپ خدمت بابرکت
امیر ثانی مین روانہ ہوا لیکن اول خبر امیر کو اس غلغلہ کے پہونچی کہ کوئی تمام روپیہ لشکر مع تصویر خداوند
کے تالاب سے نکال لیگیا امیر سیلے تو نہایت متحیر ہوئے پھر کچھ کھٹکے کہ کہین عمرو نے تو یہ حرکت نہین کی پھر
خیال ہوا کہ عمرو تو شب سے میرے پاس موجود ہے اور یہ واقعہ صبح کا ہے لیکن احتیاطاً پوچھا کہ خواجہ اتنے مال کا
غائب ہوجانا خالی نجائیگا تھوڑا ہوتا تو خیر جیسا تھا وہ صبر کرتا یہ تو کئی ملکون کے خراج کے برابر روپیہ
گم ہوا ہے اسپر یہ کس قہر کی بات ہے کہ تصویر اُنکے خداوند کی گم ہوئی ہے ضرور وہ لوگ خاک چھانینگے مگر چور کو پیدا
کرینگے بھئی تم نے تو یہ حرکت نہین کی اگر ایسا کیا ہو تو جہان کا مال ہے وہان پھینک آو اسی مین بہتری ہے ورنہ یہ
مال چھپ نہین سکتا یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے ایسا ہو کہ مثل اور عیارون کے تم بھی گرفتار ہو عمرو
نے کہا حمزہ بھلا کوئی عقل کی بات ہے کہ اتنا بڑا تالاب اسقدر مال اُسمین سے کیونکر نکالا گیا اور کون
لیگیا اور جو لیجائیگا وہ جاے گا کہان یہان کے لوگ مکار ہین کسی نہ کسی پر بہتر نگے اور عجب نہین ہے کہ یہ طوفان
میرے ہی اوپر جوڑ ہو سب جانتے ہین کہ حمزہ بڑا عیار ہے کوئی الزام حمزہ پر لگا دو اپنی غیرت مین آپ
ہی دیگا ورنہ رسوا سے خلق ہوگا مین بیچارہ ٹکے کا پیادہ اگر چراتا بھی تو اپنی حیثیت کے موافق یا اسقدر چرا
لیتا اگر ایسی ہی چوری کیا کرتا تو آجکو ایک ملک نہ خرید لیتا تیرے یہان تین روپیے مہینے کی نوکری کرکے ہزار طرح
کی مصیبتین کیون اُٹھاتا دوسرے یہ کہ تو جانتا ہے کہ مین پانی سے کسقدر ڈرتا ہون جان سے زیادہ مال نہین
پیارا ہوتا ہے بھلا مین پانی مین کودتا اور غوطے لگاتا بھی تو اکیلا اتنا مال کیونکر نکالتا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی
تصویر جسکو شاید دو چار سو آدمی جنبش دیتے جب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلتی مجھ ایسا نحیف و زار آدمی اُسے کیونکر
چرا لاتا بھلا کوئی عقل کی بات ہے عمرو نے ایسی باتین بنائین کہ امیر کو جو احتمال ہوا تھا مطلق جاتا رہا اتنے مین
ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہے عمرو اپنے دلمین گھبرایا کہ خدا خیر کرے مگر امیر ثانی
نے شاہان ہفت ملک کو براے استقبال روانہ کیا کیونکہ ایک تو مہمان کی تواضع کا خیال دوسرے یہ کہ ابھی
خاص امیر سے کوئی بگاڑ نہین پڑا ہے تیسرے یہ کہ وہ بھی ایک مرد ذی عزت ہے حاکم کوہ بیضا ہے شاہان
ہفت کشور گئے اور ضحاک ریش دراز کو استقبال کرکے لائے امیر نے بیٹھنے کو دنگل عنایت فرمایا ضحاک
چین بر جبین بیٹھا اور نامہ تخیل راز دان کا پیش کیا امیر نے دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا اب
عمرو نے پہلو بدلنا شروع کیے فقرے دل سے تجویز کرنے لگا کہ کسی بہانے سے اُٹھکر یہانسے چلا جاؤن ایسا
نہو کوئی بات میری نسبت لکھی ہو مگر بموجب مشہور کہ زیادہ خوف مین آئے حواس گم ہوتے ہین کوئی بہانہ سمجھ مین
نہ آیا لیکن جسوقت دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اور سب اہل دربار مع امیر ثانی اور بادشاہ اسلام
سننے لگے صاف صاف تحریر تھا کہ اے حمزہ ثانی معلوم ہوا کہ تمھاری صاحبقرانی انھین عیارون کے زور

یہ بھی واقعی مین کہ عیارون کا تمھارے مثل و جواب نہین ہو لیکن یہ وہ مقام نہین ہو جہان کسی کی تدبیر چل سکے
باوصفیکہ تمھین پہلے سے آگاہ کردیا تھا کہ اپنے عیارون سے منع کردو کہ یہان کوئی بے عنوانی نکرین امیر بھی ان
لوگون نے زمانا معلوم ہوتا ہو کہ تمنے کسی پر حکم قطعی نہین جاری کیا یا یہ کہ تمھارے ملازمین تمھارے کہنے مین
نہین ہین تمھارا رعب نہین مانتے ہین عمرو ثانی نے یہ حرکت کی کہ اسطرح خبر سنکر نوذر کجکلاہ کو بیہوش کر کے
اپنے پاس زنبیل مین ڈال رکھا اور نوذر بنا ہوا تالاب پر پہونچا شب کو جال مار کر تمام مال و اسباب مع تصویر
خداوند کے لے گیا اور نوذر اصلی کو یہان چھوڑ گیا ہم سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہو لیکن جب خداوندی کی خدمت
مین اطلاع کی تو حال مفصل معلوم ہوا اسنے وہ حرکت کی کہ اتنی بڑی آمدنی جو مقام حیرت کا سال بھر کا خرچ
تھا سب لوٹ لے گیا اب یہ بتاؤ کہ جن کا موقع مین یہ مال صرف ہوتا تھا وہ خزانہ خداوندی مین سے لیکر صرف کیا
جاوے یا تم دوگے لہذا بہتر و مناسب یہی ہو کہ اس دزد مکار کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدو اگرچہ اسکی گرفتاری مین ہم
عاجز نہین تھے اگر چاہتے تو خود گرفتار کر لیتے لیکن پھر ہمنے تمھارا پاس کیا اور اگر خلاف اسکے ہوگا تو ہم خود اسے
گرفتار کر لین گے لیکن اسوقت تک ہمارے تمھارے کوئی امر خلاف عہد نہین ہوا ہے لہذا بہتر و مناسب یہی
ہو کہ عمرو ثانی کو مع مال و اسباب گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو ہم خدمت خداوند مین اُسے بھجائین
خداوند اُسکے حق مین جیسا بہتر جانیگا وہ کریگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو کے تو چہرے پر مُردنی چھاگئی
رنگ رو متغیر ہوگیا امیر با توقیر غصے مین تھر تھر کانپنے لگے سرداران لشکر اسلام مثل لندھور ثانی مالک
ثانی بدیع الزمان نامور کیخسرو دلاور وغیرہ سب سرزار بنہایت متعجب تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ عمرو سے
بھی کچھ بڑھا ہوا ہو اپنے باپ پر بھی فوق لیگیا ہو اس قیامت کی عیاری کی کہ سب کو حیرت مین ڈالدیا اگر دہ
لوگ بزور سحر نہ دریافت کرتے تو زندگی بھر یہ بھید نہ کھلتا لیکن امیر ثانی نے فرمایا کہ کیون او دزد مکار یہ کیا
حرکت تھی عمرو نے کہا حمزہ مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مجھے لوگ یہان کے نہایت بد ترکیب معلوم ہوتے
ہین عجب نہین ہو کہ کچھ الزام رکھکر مجھے لیعین اُسکی دو دن پیشتر سے پیش بندی تھی حمزہ ثانی نے کہا جبہ
دعوی کیا ہو اُسی سے لین گے مجھ سے کیون لینے لگے تو لایا ہو تو ہی دے گا عمرو ثانی نے کہا کہ جب میرے
پاس ہوگا نہین تو کوئی لے گا کہانسے امیر ثانی نے فرمایا کہ رکھ تو ہاتھ میرے سر پر کہ مین مال تالاب سے
نکالکر نہین لایا ہون عمرو نے کہا مین فضول قسمین نہین کھاتا تا جو مدعا بر آمد کر دے مین اُنکا چور ہون نہین تو وہ
خود چور ہو امیر ثانی نے کہا کہ ملعون تیرے پاس زنبیل چور ہو اُسمین سے کوئی شے بغیر تیری اجازت کے نہین
نکل سکتی ہو عمرو نے کہا جب اُسمین ہی نہین تو نکلے گا کہانسے امیر نے فرمایا بس زیادہ باتین نہ بنا اگر سچا ہو
تو میرے سر کی قسم کھا عمرو نے کہا مین تو تیرے سر کو نہین معلوم کیا سمجھتا ہون کبھی سچی قسم بھی تیرے سر کی
نہین کھاتا ہون امیر ثانی نے فرمایا تو بیشک چور ہو تو ہی مال چرا لایا ہو اے عمرو قسم بخدائے کعبہ کہ ابھی باندھکر بھیجدونگا
ذرا سی مروت نہ کرونگا اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہو تو جسقدر مال لوٹ کر لایا ہو ضحاک کے سپرد کر مین
سعی کر کے تجھے بچا لونگا اور میری خاطر سے کوئی تجھ سے متعرض نہ ہوگا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی کو یقین
ہوگیا ہو کہ مال مین ہی لایا ہون اب کوئی فقرہ چل نہین سکتا کہا کہ اے حمزہ بیشک مال تو مین ہی لوٹ لایا ہون
اور میرے پاس ہو مگر اسقدر مال کا ہاتھ آکر پاس سے جانا جان کے جانے سے زیادہ دشوار معلوم ہوتا ہو
اگر تو مال دلواتا ہو تو میری زندگی سے ہاتھ اُٹھا ادھر مال مین نے زنبیل سے نکالا ادھر جان میری جسم

سے نکلی یہ تو نہ ہوگا کہ مین مال دیدون کوئی شئ زنبیل مین جاکر پھر بغیر میری ضرورت کے نکل نہین سکتی لہذا تو مجکو
بھیجدے مرنا قبول لیکن مال دینا نہین قبول ہی امیر نے فرمایا کہ او بندۂ دنیا مال دنیا جان کی راحت کے لیے
ہوتا ہی جب جان ہی نہ رہی تو مال کون صرف کریگا عمرو نے کہا روح اس مال کو دیکھکر خوش ہوگی قبر پر بیٹھا
رہیگا او حمزہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے امیر نے فرمایا واللہ ابھی باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا بدل منظور ہی
لیکن مال دینا نہین منظور ہی ہرچند بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران عالیمقام نے سمجھایا مگر عمرو نے کہنا کسیکا نہ مانا
یہانتک کہ ہر سردار نے حسب لیاقت دینے کو کہا عمرو نے کہا کہ اگر تم سب ملکر کیسی ہی ہمت کروگے جب بھی اتنا مال
نہین دے سکتے اور وہ مال سب صرف ہوگیا جو مستحق اُس کے تھے وہ لے گئے اب میرے پاس کیا رکھا ہی امیر نے
دیکھا کہ یہ کسی طرح نہ مانیگا فرمایا ای عمرو میری بات جاتی ہی قسم ہی خدای یگانہ کی کہ اگر تو مال نہ دیگا تو تجھے اپنا
دوست نہ سمجھونگا مطلق تیرا خیال اور مروت نہ کرونگا عمرو ثانی نے کہا حمزہ جو کچھ ہو مال تو دل سے نہین نکلتا
انجام کار امیر ثانی نے مقبول بن مقبل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ باندھلو مشکین اس دزد مکار کی مقبول
نے حسب الارشاد صاحبقران مشکین عمرو کی باندھین عمرو نے یاس سے مقبول کی طرف دیکھا مقبول
نے کہا خواجہ حکم صاحبقران سے مجبور ہون اگر وہ فرمائین کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر ڈال جب بھی مین حکم سے
باہر نہین ہو سکتا ہون میری طرف کیا دیکھتے ہو اگر جان پیاری ہی مال سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنتے ہی عمرو نے
آنکھ نیچی کر لی مطلب یہ تھا کہ یہ ہوگا سب سرداروں کو مع بادشاہ اسلام عمرو کے حال پر افسوس آتا تھا مگر
یارا کس کا یہ دل ہی جو امیر کو منع کرے آخرکار امیر نے عمرو کو ضحاک ریش دراز کے سپرد کیا اور
فرمایا کہ مین چور کا شریک نہین جاؤ تو اسے لیجاؤ مجھ سے اس سے کوئی مطلب نہین ہی ضحاک عمرو کو ہمراہ لیے ہوے
روانہ ہوا سب عیار منھ دیکھ کر رہ گئے سردار سر بزانو ہوئے بعضے رونے لگے مگر کیا کرین لیکن وہان ضحاک
ریش دراز عمرو ثانی کو لیے ہوئے پاس تخنیل رازدان نایب قدرت کے پہونچا تخنیل کو بھی نہایت
تعجب ہوا کہ یہ امر امیر ثانی سے کیونکر گوارا ہوا کہ اتنے بڑے رفیق قدیم یار جان نثار کو یون دہن اژدر مین
بھیجدیا یا تو صاحبقران ثانی نے خوف کیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ مین کوئی آفت مجھپر بھی آئے یا یہ ہوا کہ امیر
دل مین سمجھے ہونگے کہ اگر اسوقت مین مروت کرونگا تو دوسرے وقت دوسرا ابھی کہان تک مروت نہ کرے گا
عمرو قتل ہونے سے بچ جائیگا یہ بات سُنکر صلصال ولاجورد شاہ وغیرہ نے کہا کہ ای نایب قدرت
ان دو کون باتون مین سے کوئی بات نہین ہی نہ امیر کسی سے ڈرتے ہین نہ امیر کو یہ امید ہی کہ عمرو زندہ
بچے گا یہ مروت صاحبقرانی تھی کہ خلاف حکم اُنکے اسنے ویسی حرکت کی اور تمنے شکایت کی اُنھون نے باندھکر
بھیجدیا تخنیل کو نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ مشکل ہی یہان امیر ثانی نے عمرو کو باندھکر بھیج تو دیا
مگر دربار مین نہ بیٹھے اُٹھکر اپنے خیمے مین چلے آئے نہایت رنج ہوا سکوت کے عالم مین بیٹھے رہے بلکہ تا دیر
خدا سے رہائی عمرو کی دعا کیا کیے اور رویا کیے لیکن اب وہ وقت آیا کہ انجم نے اپنے بزم کو آراستہ کیا اور شب
زندہ دار فلک یعنے ماہ تابان نے بصورت کہکشان سجادۂ طاعت بچھایا یہان امیر باتوقیر نے نماز مغرب
سے فراغت حاصل کی آج بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے رنج مین دربار نہین کیا غرضکہ شب کو تو سب
سو رہے یہان تو جو وقت صبح ہوگی اسوقت دیکھا جائیگا مگر تخنیل رازدان نے ضحاک ریش دراز
سے کہا کہ اب تو مین جاتا ہون خدمت خداوندین اور تم ان سب قیدیون کو لیکر آنا یہ کہکر تخت اپنا طلب کیا اور

بیٹھکر تخت پر بر روے ہوا اڑتا ہوا جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے ضحاک ریش دراز
نے ایک ابر سحر آراستہ کیا اور سب قیدیون کو مع عمرو ثانی و چالاک ثانی و شاپور شیردل و برق ثانی
و یزک خطائی وغیرہ جو گھسیارے بنے ہوے گھانس چھیلا کرتے ہین سب کو بلا کر کہا کہ خدمت فدا و ند ہین
چلیتے ہو سب نے کہا اچھی ضحاک ریش دراز نے ان سب کو ابر سحر مین بند کیا اور ایک الگ ابر پر خود بیٹھا
ایک ابر مین صلصال و طلخال و لاجورد شاہ وغیرہ ان سب کو بند کر کے طرف شہر شعبدہ کے روانہ کیا
بعد اسکے آپ جس ابر پر سوار تھا اُسے گرد بیابان صفا کے سات چکر دیکر خود بھی اُڑا ہوا طرف شہر شعبدہ
کے روانہ ہو گیا اب یہ لوگ تو دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین مگر یہان جو صبح ہوئی سب خواب سے بیدار ہوے
اہل لشکر مین سے جو کوئی کسی ضرورت سے لشکر کے باہر نکلکر دیکھتا ہے تو عجب تماشا ہے کہ نہ وہ قلعہ ہے نہ وہ حجرے
ہین نہ تالاب ہے کوہ بیضا مین جو کھڑکیان نظر آتی ہین وہ بھی نہین ہین نہ طائر ہفت رنگ سایہ فگن اور
انسان کا تو کیا ذکر ہوے حیوان بھی کسی طرف سے نہین آتی ہے ایک نے دوسرے سے بیان کیا یہانتک
کہ جسوقت امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام خواب سے بیدار ہوے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہنوز اپنے
اپنے خیمے سے نہین نکلنے پائے ہین کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ بیابان صفا بالکل صفا ہے جو چیزین اس بیابان
مین تھین سب نظرون سے غائب ہین خدا جانے کون لیگیا نہ قلعہ ہے نہ ضحاک شاہ ہے نہ عجیش ہے نہ نقابدار
ہین کوئی متنفس بھی نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ حجرے اور تالاب کوئی شی نہین ہے امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے
یہ سب علامات سحر کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا جسوقت حوائج ضروری سے فراغت حاصل
ہوئی اور وقت دربار کا آیا بادشاہ اسلام آکر تخت شاہی پر متمکن ہوے اور سرداران گردنکش کرسیون پر حسب
مراتب آکر بیٹھنے لگے امیر ثانی و نگل نادعنبر بہ فرزکش ہوے ذکر ہونے لگا کہ بڑے تعجب کی بات ہے آخر
عمارتین کون چرا لے گیا اور یہ سب کے سب کہان چلے گئے بعض لوگون نے بیان کیا کہ سُنا ہے شہر شعبدہ مین
وہ ملعون یعنی تمثال آئینہ رو رہتا ہے یہ سب وہین گئے ہونگے امیر ثانی نے فرمایا کہ بلاؤ عدیل بن
عادی کو حسب الحکم صاحبقران ثانی عدیل بن عادی حاضر ہوے فرمایا کہ بارگاہین بار کراکے اثاثہ
بارگاہ سلیمانی کا لے کر طرف شہر شعبدہ کے روانہ ہو غرضکہ اُسی وقت خیمے ڈیرے اُکھڑنے لگے دربار برخاست
ہوا ہر سردار اپنے اپنے سفر کی طیاری مین مصروف ہوا لیکن سب سے اول عدیل بن عادی اثاثہ بارگاہ
سلیمانی اور بارگاہ شاہی کا لیکر طرف ملک شعبدہ کے چلے بعد انکے اور سردارون نے کوچ کیا اسی طرح
جب سب سردار جانے لگے تو آخر مین نوبت امیر اور بادشاہ اسلام کی آئی یہانتک کہ جب دن تمام
ہوا شام قریب ہوئی دیکھا امیر ثانی اور اہل لشکر نے کہ عدیل بن عادی بارگاہ سلیمانی لیے ہوے چلے آتے
ہین امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ کیا وجہ ہوئی جو یہ واپس آئے اُدھر عدیل نے دیکھا
کہ سامنے لشکر امیر ہے لیکن ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ عجب طرح کی بات ہوئی تمام دن عدیل
بن عادی مسافت راہ کو طے کیا کیے جسوقت شام ہوئی اپنے کو اسی مقام پر دیکھا امیر کو گمان ہوا کہ عدیل رستہ
بھول گئے امیر خاموش ہو رہے کہ خیر کل دیکھا جائیگا عدیل کو بھی نہایت شرمندگی ہے کہ یہ مین کہان
آگیا امیر دل مین کیا کہتے ہونگے شب براحت و آرام بسر کی دوسرے روز عدیل پھر چلے دن بھر چلا کیے شام
کو پھر اپنے کو وہین پایا صحرا سے نہ نکل سکے اسی طرح تین روز تک سرگردان و پریشان رہے تیسرے روز امیر کی

خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یا صاحبقران ہماری عقل حیران ہو کہ ہم ایک رخ دیکھکر سیدھے جاتے ہین
مگر شام کو پھر اپنے کو یہین پاتے ہین یا کوئی راہبر ہمارے ساتھ کیجیے یا بارگاہ کسی اور کے سپرد کیجیے ہم ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلینگے امیر نے بارگاہ کرب دلاور کے سپرد کی کہ آپ لیکر جائین دوسرے روز کرب غازی
بارگاہ لیکر چلے لیکن شام کو پھر واپس آئے اب امیر نہایت متحیر ہوے فرمایا کہ کل ہم خود چلینگے شب کو سورہے صبح کیوقت
خود اپنے مرکب سہ چشمی پر سوار ہوے اور کوچ کیا وہی حالت صاحبقران کی بھی ہوئی کہ دن بھر پھرتے رہے جب شام
ہوئی اپنے کو قریب لشکر کے پایا اب تمام لشکر مین نہایت پریشانی ہو کہ ہم سب اسیر ہو گئے دیکھیے کیونکر رہائی حاصل
ہوتی ہو کیا کرین کیا نکرین کوئی دشمن سامنے نظر آئے تو اُس سے لڑین مار ڈالین یا مرجائین کوئی دیوار ہو تو اُسے
کھود ڈالین یہ پھیر تقدیر کا کچھ سمجھ مین نہین آتا اب انکو تو اسی حال پریشان مین چھوڑا جاتا ہی

مگراب چند کلمے داستان ضلالت نشان شہر شعبدہ کے بیان ہوتے ہین

کہ تمثال آئینہ رو دریچہ قدرت مین گنبد جہان نما پر بیٹھا ہو گرد گنبد لشکر عظیم دو کرور کی فوج پڑی ہوئی ہو
بیچ مین قیطول اس ملعون کے ہین صبح کا وقت ہو خلقت کا ہجوم ہو ہر ایک سجدہ کرتا ہو دعا مانگتا ہی چلا جاتا ہی
کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند اُس شخص کے بیان اولاد کیون نہین ہوتی مجھ سے کونسی ایسی خطا ہوئی ہو کہ ہم اس
نعمت عظمے سے محروم ہین آواز آتی ہو کہ جب خداوند کی مصلحت ہوگی اُسوقت اولاد ہوگی تو کیون زیادہ بکتا ہو
کوئی کہتا ہو کہ اُس شخص کی عورت بہت لڑا کرتی ہو طبیعت اُسکی میل نہین کھاتی اسکا کیا سبب ہو یا خداوند دل
اُسکا ہمارے دل کی طرف راغب کردے آواز آئی کہ تو اُسے ستاتا بہت ہو اُسکی طبیعت ہماری عبادت کی طرف
راغب رہتی ہو اور تو اُسے عاجز کرتا ہو بخس رکھتا ہو وہ عبادت سے محروم رہتی ہو کبھی اُسکی طبیعت تیری جانب
راغب نہوگی بلکہ ہم دل اُسکا کسی دوسرے کی طرف متوجہ کردینگے جسمین تو اور رہلے یہ شکوہ اور تھا گیا کہ اچھا خداوند
اُلٹی کا سننے والا ہو رونے لگا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا توبہ ہوئی اب مین اُسے یہ بھی نہ سمجھونگا کہ وہ اُس شخص کی زوجہ ہو بلکہ
بجائے والدہ کے تصور کرونگا قریب اُسکے دوسرے ارادے سے نہ جاؤنگا بعض خاموش ہو رہے کہ میان چلو بھی
اسوقت مزاج خداوند کا اصلاح پر نہین ہو اُلٹی سُنتا ہو جسبی تقدیر ہو بہت اچھی ہو ایسا نہو کوئی اور بگاڑ پڑ جائے
تو غضب ہو دل کی دل ہین لیکر چلے دریچے مین پردا پڑا ہوا ہو صرف آواز آجاتی ہو سبب پردے کا آگے بڑھکر
کھلجائیگا یہان بھی ہنگامہ گرم تھا کہ اول جانب فلک سے تخت تخیل رازدان کا پیدا ہوا قریب دریچے کے پہونچکر
سجدہ کیا آواز آئی کہ تم رازدان قدرت ہو چلے آؤ تخیل رازدان کسی دوسرے راستے سے کہ جس سے اور کوئی
آگاہ نہین ہو بالائے قیطول پہونچا تمثال آئینہ رو نے تمام حال پوچھا تخیل رازدان نے جو گذرا تھا
سب بیان کیا اور کہا کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ سب کو لیکر ضحاک ریش دراز آتا ہی کہا کہ خیر ہے
دو بیکا یک جانب فلک سے تین تکلے ابر کے نمایان ہوے اور قریب گنبد جہان نما پہونچکر قائم ہوے ضحاک نے
وہین سے سجدہ کیا حکم ہوا کہ تم زیر قیطول اُترو ضحاک ریش دراز نے زیر قیطول اُترکر خیمہ برپا کیا ایک خیمہ مین
خود اُترا دوسرے خیمہ مین لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ تیسرے خیمے مین سب عیار جو مقید ہوکر آئے ہین
اب انتظار ہو نقابداروں کا کہ یکا یک جانب صحرائے تق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد شق ہوئی
دل گرد سے نقابدار احمر سرخ پوش شمالی پہونچا زیر قیطول پہونچکر سجدہ کیا اور جانب لشکر تمثال اُترپڑا خیمہ سرخ
برپا کیا کہ ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نقابدار اخضر سبز پوش ایک لاکھ سوار سے پہونچا اسنے بھی اسیطرح

سجدہ کیا اور جانب جنوب لشکر اپنا اُتارا خیمہ اسبز برپا کیا کہ تیسری گرد اُڑی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی
پہونچا اور جانب مغرب خیمہ سیاہ اپنا برپا کر کے لشکر اپنا اُتارا پھر چوتھی گرد اُڑی اور نقابدار ابیض سفید پوش ایک
لاکھ سفید پوشون سے پہونچا اور جانب مشرق خیمہ برپا کر کے اُترا اس گنبد جہان نما مین چار دریچیان واقع ہین کہ رخ ایک
کا جانب مشرق اور منھ ایک کا طرف مغرب اور ایک جانب جنوب ایک جانب ہے چارون دریچون مین ہر وقت پردے پڑے
رہتے ہین آٹھوان روز دیدار خداوند کا مقرر ہے اُس روز تمام آدمی شہر شعبدہ کے جمع ہوتے ہین دریچۂ قدرت سے پردہ اُٹھ
جاتا ہے جو صورت تمثال آئینہ رو کی دیکھتا ہے بیہوش ہو کر سجدہ مین گرتا ہے اب تمثال آئینہ رو کو اُسی روز کا انتظار ہے یہانتک
کہ وہ دن آیا اور لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے آنے لگے یہانتک کہ پہر دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہو گیا گرد گنبد جہان نما
کے جسقدر صحن واقع ہے سب بھر گیا جانب جنوب کچھ فاصلے سے ایک دریا واقع ہے کہ یکایک اُسمین طوفان پیدا ہوا اور ایک
برجی سنگ مرمر کی نمودار ہوئی چار پریان اُسے ہاتھون پر بلند کیے ہوے ہین ایک دریچہ اُس مین کیا ہوا تھا ایک
جانور بصورت باز مگر سُرخ رنگ کا سایہ فگن تھا یہی راستہ ہے گنبد جہان نما پر جانے کا سوا تخیل رازدان نایب
قدرت کے دوسرے کی یہ مجال نہین ہے کہ بغیر اذن تا بہ گنبد پہونچ سکے جسکو جس طور سے اجازت ہوتی ہے وہ اسطرح
جاتا ہے اب ضحاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو وغیرہ کو اور اُس عیار مکار کو کہ نام جسکا عمرو ہے سامنے ہمارے لاؤ کہ اب ہم جلوۂ دیدار دکھا کر
سب کو بیہوش کیا چاہتے ہین وہ بھی آئے اور تماشا قدرت خداوندی کا دیکھے یہ سُنکر ضحاک ریش دراز نے
صلصال وغیرہ کو اور عیارانِ اسلام کو لا کر زیر قیطول بٹھایا اور آواز دی کہ سب حاضرین مشتاق جمال تمثال
ہین یہ سُننا تھا کہ پردہ برجی پر کھینچا دریچہ وا ہوا جسنے اوپر نظر کی بیہوش ہو کر گرا صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ
یہ سب بیہوش ہوے اور جسقدر لوگ وہان تھے کوئی ہوش مین نہ تھا مُنھ کے بھل زمین پر بیہوش پڑے ہوے تھے
لیکن عمرو ثانی نے اپنی آنکھین بند کر رکھی تھین گردن نیچی کر لی تھی لیکن وہ سب عیار یعنے چالاک ثانی
برق ثانی یزک خطائی سنجر نیمچی ابو الفتح اصفہانی شاپور شیر دل وغیرہ اور جسقدر عیارانِ کے ہمراہ تھے
سب بیہوش ہوے گنبد جہان نما سے آواز آئی کہ او بندۂ بے ادب او ناشناس قدرت نہین دیکھتا اپنے خداوند
کو ہے شرط کہ برق قدرت کو حکم دون کہ تجھے جلا کر خاک کر دے عمرو ثانی دل مین ڈرا کہ ایسا نہو واقع مین کوئی برق
ہو وہ گرے کام تیرا تمام ہو جائے اس سے دیکھ لینا ہی بہتر ہے گھبرا کر اوپر نگاہ کی بس نظر صورت نحس پر جو پڑی
قلب بھر گیا عمرو ثانی بھی سجدے کو جھکا اور بیہوش ہو گیا بس اب پردا پھر گرا دریچہ بند ہوا بعد کچھ دیر کے اُن سبکو
ہوش آیا سجدے کر کر کے سب نے دعائین مانگین تمام عیار تو پہلے ہی مطیع ہو چکے تھے اب عمرو ثانی لاجورد شاہ
صلصال طلخال وغیرہ سب بدل مطیع ہوے اور کہا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہے اسکا مثل نہین ہے لیکن دہان
دریچے سے آواز آئی کہ پہچانا اپنے خداوند کو سب نے کہا کہ بیشک پہچانا تو خداوند برحق ہے تیرا مثل نہین ہے بعد اُسکے منصور رعد آواز
کو حکم ہوا کہ اہل شہر کو آگاہ کر کہ پرسون کا روز جشن کا ہے لہذا ہر گلی کوچے مین جشن ہو تمام شہر مین چراغان ہو ہم بھی بہشت
اعلے مین جشن کرینگے اور لینے اُن بندون کو جو ابھی ایمان لائے ہین سیر بہشت دکھائینگے یہ سنکر منصور رعد آواز
گرجا کہ تمام گنبد گونج اُٹھا اور چالیس کوس تک آواز اُسکی پہونچی جو جہان تھا وہ وہین اس حال سے باخبر ہوا
ضحاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ ہم اپنے ان بندون کو پرسون بروز جشن طلب کرینگے انھین دریاے رحمت
کی طرف سے لیکر آنا کہ گناہ ان کے دھو جائین اور یہ ہم تک پاک و پاکیزہ پہونچین ضحاک نے یہ مژدہ صلصال و

لاجورد شاہ اور ان سب عیارون کو دیا ہر ایک بقدر شوق مین بیتاب تھا کہ چاہتے تھے کسی طرح ابھی پہونچ
جائین وہ رات کٹنا اور دن گذرنا دشوار ہوگیا ضحاک ریش دراز نے عمرو ثانی سے پوچھا کہ تم تو یہان
آتے ہوئے ڈرتے تھے دیکھی رحمت خداوندی کہ تم سے کچھ بھی پوچھا عمرو ثانی نے کہا ای ضحاک واقع
مین دشمن بنکر دوستی کرنا یہ تمھارا ہی کام ہی کہو وہ مال بھی خداوند بخش دیگا ضحاک نے کہا کہ کیا خداوند مال کا محتاج
ہی جب وہ ہر چیز پیدا کرسکتا ہی تو اُسے کیا پروا ہی یہ بھی ایک بات تھی اور نہ یہ تمھارے بلانے کا بھاگیون بغیر
دیکھے ہوئے تم خداوند کے قائل ہوتے عمرو ثانی نے کہا کہ بیشک غرضکہ اب تیسرا دن ہوا کہ جو روز جشن قرار پایا
ہر ہر گلی کوچہ آراستہ ہونے لگا دن سے چراغان کا انتظام ہوا ہر گلی کوچے مین چوک کا لطف حاصل تھا کوچہ گھنک رہا تھا
دوکاندار آپسمین چندہ کرکے ناچ کا انتظام کر رہے تھے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے تمام شہر مین برابر نمگیرے کھینچے ہوئے تھے انمین پیرا
ہمین سبھا کہین بھانڈ کہین طوائف جنکو کم مقدرت تھی انھون نے تین روپیہ دیکر شہنائیان بجوائی تھین جا بجا دوکانین آراستہ تھین
عمدہ عمدہ اشیا رکثرت سے موجود تھین ہر کوچہ و بازار مین میلے کا لطف حاصل ہوتا تھا لشکر مین چارون نقابدارون کا انتظام
تھا جا بجا نمگیرے کھنچے ہوئے تھے طبلے کی گمک مجیرے کی آواز بلند تھی لیکن شام ہوتے ہی چراغان ہوا درختون
مین اسقدر قندیلین آویزان کی گئین کہ دور سے لطف کرمک شب تاب کا نظر آتا تھا رفیران لشکر کی بارگاہ مین
مثل عروس شب اول کے سجی ہوئی تھین جھاڑ کنول جھاڑ مردنگ کی روشنی خوب لطف دکھا رہی تھی
بہار چراغان لطف کواکب کو شرما رہی تھی گویا فلک مشعل ماہ فروزان کیے ہوئے بطرف زمین کو جھکا ہوا دیکھ رہا
تھا اور گنبد جہان نما کی تو تیاری بیان سے باہر ہی ہر خشت زرین سے اک شعلۂ نور بلند تھا اور گلشن مانند آفتاب کے
ضو دے رہا تھا آور سرو و دستار چلی آتی تھی دوالی کا لطف ملتا تھا کہ کوئی گلی کوچہ روشنی سے خالی نہ تھا
جن بیچارے غریبون کو زیادہ مقدرت نہ تھی انھون نے کڑوے تیل کے چراغ برابر سے دیوارون پر رکھ دیے
تھے کوئی ہوا سے بجھ گیا ہی کوئی جھلملا رہا ہی لڑکے بالے صاحب خانہ کے آتے ہین پھر اُسے روشن کر دیتے ہین موٹی
سی بتی لگا دیتے ہین کہ اب نہ بجھے اگر مان باپ غریب دیکھ پاتے ہین مارنے کو دوڑتے ہین کہ کمبخت تیل زیادہ
جل جائیگا تو کل کیواسطے کہان سے آئیگا جشن تو ابھی تین روز ہی خداوند کو فکر نہین ہی مزے سے گنبد پر بیٹھا ہوا ہی
جو چاہتا ہی حکم جاری کرتا ہی یہ نہین سمجھتا کہ یہ غریب کہان سے لائینگے خدا ایسے گدھے خداوند کو غارت
کرے آج تو ٹکے کے کڑوے گروین کیے کل کیا ہونا ہی ہم آپ فاقون مرتے ہین غرضکہ جب خوب ہر طرف
آراستگی ہوچکی اُس وقت بیک قدرت پاس ضحاک ریش دراز کے آیا اور کہا جلوہ خداوند نے
یاد کیا ہی ضحاک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا صلصال وخلخال بن صلصال لاجورد شاہ عمرو ثانی
اور سب عیار ہمراہ ہوئے بیک قدرت ان کو لیکر طرف دریاے رحمت کے متوجہ ہوا جس وقت یہ سب قریب
دریا پہونچے بیک قدرت نے آواز دی کہ ای صراط قدرت نمودار ہو دیکھا تو دریا مین طوفان آیا اور
چرخ مار کر وہی برج نمودار ہوا چار پریان چار رنگ کی اُسے اُٹھائے ہوئے بیک قدرت نے کہا کہ چلو یہ سب جھجکے
کہ چلین تو کیونکر چلین کیا دریا مین ڈوب مرین بیک قدرت ہنسا اور کہا کہ یہ لکیر جو بقدر تنگ کے پانی مین
معلوم ہوتی ہی یہی صراط قدرت ہی اسپر پاؤن رکھکر نام خداوند کا لیکر بیخوف وخطر چلے جاؤ اگر اعتقاد
مین فرق آیا تو اسی دریا مین ڈوب جاؤ گے یہ سب کے سب پہلے ہی سے مطیع ہو چکے ہین دل اُنکے بالکل اپنے
اپنے مذہب قدیم سے پھر چکے ہین اعتقاد مثال آئینہ رو کی طرف جما ہوا ہی یا خداوند یا خداوند کر کے اُسی

جادہ پہ چلے اور قریب اُس برج کے پہونچ کر اندر دریچی کے داخل ہوے وہان زینہ معلوم
ہوا اُتر کر چلے لیکن جس وقت یہ سب اندر اُس برج کے پہونچ چلے برج چرخ مار کر بیٹھ گیا لیکن ضحاک
ریش دراز آگے آگے پیچھے اُسکے لاجورد شاہ صاصال عمرو ثانی اور دیگر عیاران لشکر اسلام جاتے
جاتے قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ یاقوت سُرخ کا ہی اور دو پتلیان زمردی
ہاتھون مین گلدستے جواہر کے لیے ہوے کھڑی ہین گلون مین تصویر تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہی
دروازہ مانند آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہی ضحاک نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ پیک قدرت نے
کہا ابھی ٹھہرو خداوند سے اطلاع کر لینے دو یہ لوگ بھی ٹھہرے پیک قدرت خلوت مین تمثال آئینہ رو
کے گیا اور عرض کی کہ سب حاضر ہین حکم ہوا کہ ہمارے تازہ بندونکو گنبد جہان نما پر لیجا کر سیر کراؤ اُسکے بعد بہشتون
کی سیر کراؤ حوران جنان کو دکھاؤ جو جسے پسند آئے وہ اُسے دو بعد اسکے ہمارے جشن مین لاؤ پیک قدرت
نے آکر ان سب سے کہا کہ حکم خداوند ہوا ہی کہ ساتون آسمانونکی سیر کرو کرسی کو دیکھو احمق نہ بنو قدرت خداوند
کو مشاہدہ کرو کہ اُسنے کیسی کیسی چیزین بنائی ہین اُسکے بعد اپنے مرتبے پر نظر کرو کہ تمھین عرش اعلی یعنی گنبد جہان نما
کی سیر کا حکم ملا ہی کہ وہانسے تمام شہر کا لطف دکھائی دیگا غرضکہ پیک قدرت ان سب کو لیکر آسمان اول کی طرف
چلا جاتے جاتے ایک دروازہ نظر آیا آگے پیک قدرت چلا بعد اُسکے ہر ایک داخل ہوا لیکن جو اندر دروازے
کے گیا اُسے یہ معلوم ہوا کہ ہم تہ زمین چلے جاتے ہین سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا جس وقت آنکھ کھلی
اپنے کو ایک گنبد وسیع مین پایا کہ جسکا عرض و طول حد نگاہ سے کم نہ تھا وسط گنبد مین گروہ قمر کو تابان پایا پیک
قدرت نے کہا کہ آسمان اول یہی ہی بعد اُسکے ایک دریچہ اس گنبد مین لگا ہوا تھا پیک قدرت ان سب کو
لیکر وہان گیا جو دریچی مین داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ بالاے ہوا اُڑتے چلے جاتے ہین جب بعد کچھ دیر کے
آنکھ کھولکر دیکھا اپنے کو ایک دوسرے گنبد مین پایا کہ جو اُس سے زیادہ وسیع تھا ایک ستارہ بصورت زن
جمیلہ وسط برج مین جلوہ افروز تھا پیک قدرت نے کہا کہ وہ فلک القمر تھا یہ فلک الزہرہ ہی اس
برج مین بھی ایک دریچہ تھا پیک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا جو داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ
کوئی جانب شمال کھینچے لیے جاتا ہی سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا ہی جب روشنی محسوس ہوئی آنکھ کھلی اپنے
کو ایک اور گنبد مین پایا جو اُس گنبد سے بھی وسیع و بلند تھا ایک تارہ بصورت مرد مدبر اس گنبد مین بھی
تابان دیکھا پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک العطارد آسمان سوم ہی بعد اسکے اس برج مین بھی ایک دریچی
تھی پیک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی جانب جنوب کھینچ رہا ہی جب
آنکھ کھلی اپنے کو اور ایک برج وسیع مین دیکھا کہ جو اُن تینون گنبدون سے چہار چند وسیع تھا وسط گنبد
مین گروہ آفتاب روشن پایا کہ مارے گرمی کے تن بدن پھکنے لگا ٹھہرنا دشوار تھا پیک قدرت نے کہا
کہ یہ آسمان چہارم فلک الشمس ہی لاجورد شاہ وغیرہ نے کہا اے پیک قدرت جلد یہان سے لیچلو ایسا نہو کہ
ہم سب جل جائین یہ گنبد برج غضب خداوند معلوم ہوتا ہی پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر دریچی مین در
آیا اب ہر ایک کو یہ محسوس ہوا کہ کوئی آگے کو کھینچے لیے جاتا ہی بعد کچھ دیر کے جب پاؤن ایک جگہ قائم ہوئے
پھر اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا کہ جو اُس گنبد سے زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ سرخ رنگ بصورت مرد جلاد
ایک ہاتھ مین سر کٹا ہوا ایک مین شمشیر برہنہ وسط گنبد مین جلوہ گر دیکھا پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المریخ

آسمان پنجم ہی لاجورد شاہ وغیرہ نے کہا کہ اے پیک قدرت یہانسے بھی جلد چلو پیک قدرت پھر ایک
دریچی سے گذرا یہ سب بھی چلے پھر تاریکی نظر آئی اور یہ معلوم ہوا کہ پشت کی جانب کھنچے چلے جاتے ہین پھر بعد کچھ
دیر کے مقام منور پر پہونچے دیکھا کہ یہ گنبد سب سے زیادہ وسیع ہی اور ایک ستارہ بصورت مرد پیر باریش دراز
شیخ فی پوش عصا پر تکیہ کیے کھڑا ہی پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المشتری آسمان ششم ہی پھر ایک دریچی
مین داخل ہوے ابکی یہ معلوم ہوا کہ سر نیچے ہی ٹانگین اوپر ہین تحت الثری کو چلے جاتے ہین مگر ان سب کے
دل پر وہ اعتقاد تمثال آئینہ رو کا جم گیا ہی کہ مطلق کسی حالت مین خوف نہین معلوم ہوتا اب جو آنکھ کھلی پھر اپنے کو
ایک گنبد مین پایا کہ وہ فلک المشتری سے بھی زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ بصورت کریہ منظر سیاہ رنگ
ٹاکوون کی ایسی صورت نظر آیا پیک قدرت نے کہا کہ یہ آسمان ہفتم فلک الزحل ہی اسمین بھی ایک دریچی تھی جو وقت
اُسمین سے گذرے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے منجنیق مین رکھ کر پھینکدیا چرخ کھاتے ہوے چلے جسوقت پاؤن زمین
سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک گنبد بلند و وسیع جو ہفت آسمان سے زیادہ ہی ہزارہا ستارے کوئی بصورت ماہی
کوئی بصورت شمشیر کوئی بشکل نیزہ کوئی بہیئت تیر کوئی بشکل انسان اسی طرح مختلف اشکال کے ستارے ہزارہا دیکھے
یہ تمام گنبد جگر جگر کر رہا ہی نہایت مقام دلچسپ ہی کہ یکایک پیک قدرت نے آواز دی کہ اے سیارگان قدرت
ان بندگان تازہ کو عرش اعلی پر پہونچا دو یہ سنتا تھا کہ جتنے آدمی تھے اتنے ستارے بصورت عقاب ہو کر زمین پر
آئے اور ہر ایک کو سوار کر کے اپنی پشت پر دریچی سے نکلکر بلند ہوے لیکن اس تیزی سے اُڑے کہ یہ سب بتوج
ہوا سے بیہوش ہو گئے مگر کوئی گرنے نہین پایا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک ایسے گنبد اطلسی مین دیکھا کہ جو اُن
ہشت گنبد سے بھی زیادہ وسیع تھا باوصفیکہ اس گنبد مین کوئی ستارہ نہ تھا مگر اسقدر روشن و منور تھا کہ گنبد ہشتم
کی بھی کوئی حقیقت نہین اسمین چار دریچیان واقع تھین اب ان لوگون کے چار غول کیے ایک ایک غول
ایک ایک دریچی کی طرف آیا پردہ اٹھا دیا اور پیک قدرت نے کہا کہ یہانسے تمام دنیا کی سیر کرو ہر شخص نے دیکھا
کہ دریا مثل لکیرون کے معلوم ہوتے ہین انسان مور و مگس سے بھی کم حقیقت نظر آتے ہین واقع مین کہ تمام
دنیا نظر آتی ہی اور شہر شعبدہ مین جہانتک نظر کام کرتی ہی ہر طرف لطف چراغان سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آگ
لگی ہوئی ہی جب یہ سب یہان کی بھی سیر کر چکے تو اب پیک قدرت نے کہا کہ تم لوگون کو خداوند نے کیا رتبہ
عالی دیا اب خدمت خداوند مین طرف بہشت کے چلو اور وہی ستارے جو بصورت عقاب تھے انھین پہونچانے
آئے تھے اُن سب سے کہا کہ انھین دروازۂ بہشت پر پہونچا دو سب نے انکو پشت پر سوار کیا اور دریچیون سے نکل کر
چلے آن واحد مین انھین دروازے پر لا کر اُتار دیا اب ان سب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا وہ پتلیان کھڑی
تھین بصورت انسان گویا ہوئین کہ اے اولو کچھ دیکھتے ہو کہ دروازہ پر کیا چیز آویزان ہی اب جو سب نے
آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تصویر تمثال آئینہ رو کی لگی ہوئی ہی سب نے سجدے کیے اور دروازے مین داخل ہوے
سیر بہشت کی کرتے ہوے چلے کسی مقام پر تختہ نرگس دیکھا یہ معلوم ہوا کہ نرگس دنیا اور نرگس بہشت مین بھی فرق ہی
کہ یہ چشم اصلی ہی اسے مثل چشم انسان کے گردش ہی اور نرگس دنیا چشم مصنوعی ہی تختہ نرگس سے آواز آئی کہ دیکھو قدرت
نمائی خداوند کو کہ اُسنے کیسی کیسی چیزین پیدا کی ہین اور ہماری طرح عشق خداوند مین سرشار ہو موجب شعر نرگس کو
ہو اسکتہ آزار اسے کہتے ہیں اے عیسے سے نہوا اچھا بیمار اسے کہتے ہین + اور آگے بڑھے تختہ سنبل نظر آیا [illegible] کاکل محبوبان کے
پیچیدہ پایا سوسن کی زبان سے آواز پیدا تھی کہ خداوند تمثال آئینہ رو برحق خداوند ہی جسکی قدرت نمائی کا قایل

ہر چرند و پرند ہی اسی طرح ہر گل و غنچہ صدا دیتا تھا جانوران مختلف اللون عجیب الخلقت کوئی یاقوت نگار کوئی زمرد نگار
کسی کے پر یاقوت سرخ کے گردن زرد تمام جسم سرخ کوئی بصورت باز لیکن جسم پر گل پڑے ہوئے کسیکی منقار
سفید ہیرے کی ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہے پنجے زمرد کے تمام جسم یاقوت زرد کا سب مانند انسانون کے
تعریفِ تمثال آئینہ رو کر رہے ہین شجر وجد کے عالم مین جھوم رہے ہین نہرین شہد و شیر کی جاری ہین اُنمین
ماہیان سرخ و سبز ناکون مین نتھنیان پڑی ہوئی کانون مین بالیان زیور سے آراستہ پانی سے منھ نکالکر یا خداوند
تمثال آئینہ رو کہکر تہ نشین ہو جاتی ہین غرضکہ ہر در و بام سے یا خداوند یا خداوندی کی آواز چلی آتی ہے جا بجا قمقمے
بنے ہوئے ہین کہ کوئی یاقوت سرخ کا کوئی یاقوت زرد کا کوئی زمرد کا کوئی مروارید کا ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے بجا ہے
شیشہ آلات جواہر کے جھاڑ فانوس مرد رنگ لگے ہوئے ہین شمعین روشن ہین زبان شعلہ سے یا خداوند تمثال کی آواز
پیدا ہے یہ سب کے سب جھومتے ہوئے اور وجد کرتے ہوئے بلکہ خود بھی ثنا و صفت تمثال آئینہ رو کی کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب ایک قصر رفیع کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قصر پہ ایک اژدر دہن کھولے ہوئے
بیٹھا ہے شعلے دہن سے اُسکے نکل رہے ہین پیک قدرت نے کہا کہ اگر قرب خداوند چاہتے ہو تو کود پڑو اسکے دہن
مین یہ سب کے سب ایسے سرشار ہو رہے تھے کہ بےخوف و خطر دہن اژدر مین کود پڑے شعلون نے مطلق اثر نہ کیا
اب جو دیکھا تو سامنے ایک قصر ہے کہ ہر خشت اُسکی جواہر مختلف اللون کی ہے اور عجب ترکیب سے وہ قصر بنا ہے
کہ اینٹون کی جڑائی سے معمارون نے بیل بوٹے قائم کیے ہین آگے چبوترہ ہے اُسپر بہت بڑا شامیانہ کھچا ہوا ہے
کہ اُسکی بھی تیاری بیان سے باہر ہے شامیانہ فلک جسکے آگے سر سے جھکتا ہے فرش قاقم و سنجاب بچھا ہوا بیچ
مین ایک مسند لگی ہوئی ہے اُسپر ایک گبر نا ہنجار منھ پر نقاب ڈالے بیٹھا ہے پیک قدرت نے آواز دی کہ
یہ تازہ بندے حاضر ہین ان سب نے سجدہ کیا اُس گبر نے آواز دی کہ انھین سیر آسمان و بہشت کرا لائے
پیک قدرت نے کہا کہ کہین حکم خداوند کے خلاف کر سکتے تھے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اب انکو ہماری رحمت
کا حال تو معلوم ہو گیا مگر یہ لوگ فقط رحمت پر بھروسا کرینگے تو ہمسے خوف نہ کرینگے لہذا انکو نمونہ دوزخ کا بھی
دکھا دینا چاہیے پیک قدرت نے کہا کہ بہت خوب اور ان سب کو ساتھ لیا اسی قصر کے پہلو مین زمین پر ایک
پتھر نصب تھا اُسنے ہٹایا ایک غار پیدا ہوا ان سب سے کہا کہ دیکھو جسنے جھک کر دیکھا تو یہ توبہ کرتا ہوا
وہان سے پھرا لاجورد شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ اور مامہ جادو کو دیکھا کہ سانپ اور بچھوؤن مین
مین لپٹے ہوئے ہین شعلے ہر طرف سے بھڑک بھڑک کر گرتے ہین چرائند اسقدر ہے کہ ناک نہین دیجاتی وہ فریاد
کر رہے ہین صلصال نے اپنے عزیزون کی بھی کیفیت دیکھی غرضکہ جسنے دیکھا اپنے عزیزون کو حال خراب
سے پایا سب تھرانے لگے اب پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر خدمت مین تمثال آئینہ رو کے آیا اور کہا کہ
نمونہ غضب خداوندی بھی انھین دکھا دیا کہا بہتر ہے ان سب کو بیٹھنے کا حکم ملا سب مودب ہو کر بیٹھے اب تمثال آئینہ رو
نے حکم دیا کہ حوران بہشتی کو طلب کرو اُسیوقت پسے کے پرے نازنینون کے جھرمٹ مارے ہوئے ایک جانب
سے یاقوت پوش ایک سمت سے زمرد پوش ایک طرف سے مروارید پوش اسی طرح انواع اقسام کی پشوازین
پہنے ہوئے زیور مین سر سے پیر تک لدی ہوئی تیرہ تیرہ برس کے سن ولولے کے دن اُبھری اُبھری
گاتین دلفریب باتین ہر قدم پر کرشمے دکھاتی ہوئی دل لبھاتی ہوئین نمودار ہوئی لاجورد شاہ و صلصال
و عمرو ثانی و دیگر عیاران نامی سکتے کے عالم مین ہو گئے وہ نازنینین برابر سے آکر پرے جماکر کھڑی ہو گئین اب

ایک غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوشون نے ناچنا شروع کیا آواز خلخال سے ہزار سازون کا رنگ پیدا تھا
سریلی آوازون سے سوز وگداز پیدا تھا لیکن افسر اُن سب حورون کی ایک نازنین ماہ جبین تھی در دُرگوش
مرصع پوش آب گہر مین غوطہ مارے گیسو سنوارے عجب ناز وانداز سے ناچ رہی تھی کہ صورت اُسکی دیکھتے ہی
عمرو ثانی کی یہ کیفیت ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوے آثار عشق طاری ہوے اُس نازنین کی نظر جو
عمرو ثانی پر پڑی اُدھر سے منھ پھیر لیا پس منھ پھیرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ اک تیر جانستان جگر کے پار گذر گیا
بے ساختہ منھ سے اُف نکل گئی اتنے مین دوسرے غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوش جسقدر تھین علیحدہ کھڑی
ہوگئین اب سرخ پوشون کا غول آیا اور برابر تال پر قدم اُٹھا اُٹھا کر ناچنا شروع کیا پرستان کا سمان تھا ایک
سے ایک آپسمین چہلین کرتی جاتی تھین ناچنے مین کوئی کسی کی طرف دیکھکر ہنس دی کسی نے کسی کا منھ چڑھا دیا
کسی نے کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سن کی شوخی کیسکا لحاظ دیا بس نہین یہ بھی دھیان نہین کہ غیر لوگ جمع ہین
سامنے خداوند بیٹھا ہے ان نازنینون کی افسر ایک حوروش آفت جان دشمن دین وایمان تھی کہ جسکے حسن کی چھوٹ
پڑتی تھی چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن ومنور تھا یکایک اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

بادۂ اُس کاکل مشکگون کی جو آجاتی ہے
آب بحالی رخ بیمار پہ آجاتی ہے
اور ہوجاتے ہین ایام جوانی ہین حسین
دیکھو ہن پھول سے اب بوے وفا جاتی ہے
حسرتین خاک اُڑاتی ہوئی مرقد ہین ہمراہ
سر بالین یہ قضا آکے سنا جاتی ہے
کسی پردے مین نہین رنگ محبت چھپتا
روگ یہ اچھے بھلے دلکو لگا جاتی ہے

تو گھٹا دلپہ غم و درد کی چھا جاتی ہے
شوخی اُن مست نگاہون مین جو آجاتی ہے
شوخیان آتی ہین آنکھون مین حیا جاتی ہے
یہ بلا وہ ہے کہ ٹالے نہین ٹلتی تا زیست
میرے مرنیکی خبر لیکے صبا جاتی ہے
سنکے بیچین ہنو جائے کوئی نازک دل
خون ہوکر ترے ہاتھون مین حنا جاتی ہے

کان مین تیری دعا کی جو صدا جاتی ہے
پھیر کر منھ ابھی خلوت سے حیا جاتی ہے
گرمی غم سے مرے دل کو نہ پژمردہ کر
جان جاتی ہے طبیعت اگر آجاتی ہے
اچھے ہوتے نہین دیکھے کبھی بیمار فراق
ڈرتے ڈرتے مرے نالون کی صدا جاتی ہے
آرزو نرگس بیمار کی الفت کو نہ پوچھ

جسوقت وہ نازنین سریلی آواز سے یہ غزل گا چکی سب کو اک سکتے کا عالم ہوگیا
چالاک ثانی کے چہرے کا رنگ زرد ہوا دل مین درد ہوا اشک حسرت آنکھ سے پیدا آثار عشق ہویدا ہوے اتنے
مین تیسرے غول کو حکم ملا سرخ پوش الگ پرا باندھکر کھڑی ہوئین اب سبز پوشون کا غول آیا اور ناچنا شروع کیا
سبز پوشون کی افسر ایک ماہ جبین تھی کہ اُسپر شاپور شیر دل عاشق ہوا اسکے بعد غول زرد پوشون کا ناچنے لگا
اُنکے افسر پر مہتر برق ثانی شیفتہ و فریفتہ ہوا اسی طرح ایک ایک نازنین پر یہ سب عاشق ہوے جب یہ سب
ناچکین تبع ہوگئی تھی وہ جلسہ برخاست ہوا ان سب کو ایک ایک قصر رہنے کو ملا دن بھر میوہ ہاے جنت کھائے
آرام کیا جب شام ہوئی پھر خدمت مین تمثال آئینہ روے حاضر ہوے اور وہی رنگ صحبت پھر ہوا پر یزدان
کا مجمع شغل رقص وغنا انھی ہنگام مین وہ دن بھی تمام ہوا اب تیسرا دن ہے آج پھر جلسہ جمع ہوا ہے سامنے خداوند
تمثال آئینہ رو بیٹھا ہے پرے نازنینون کے سامنے کھڑے ہین کہ تمثال آئینہ رو عمرو ثانی کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا کہ ہمنے تجھکو کیسا خوش الحان پیدا کیا اور تیرے باپ کو بھی اس علم مین کمال بخشا تھا آج قدرت تیرے سننے کے
خود مشتاق ہین عمرو ثانی نے کہا یا خداوند بیشک برحق ہے مگر جب دل ٹھکانے نہین تو کیا ہوسکے ہمنے سنا تھا کہ جنت
مین کوئی رنج نہین ہوتا مگر ہمتو یہان آکر بیمار محبت ہوگئے دو روز سے صدمۂ فرقت نے دلکو سراپا زخم بنا دیا ہے
یہ سنکر تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ ہم کیفیت تیری دیکھ رہے تھے قدرت کو سب حال معلوم تھا تجھپر کیا موقوف ہے

ہو یہ سب اسی حال مین مبتلا ہین اگر ہم طبیعتین مختلف نہ خلق کرتے اور سب ایک ہی حور پر عاشق ہو جاتے تو کیسی دقت ہوتی دیکھا ہماری مصلحت اندیشی کو کہ پہلے سے تمھاری طبیعتین ایک دوسرے کے خلاف پیدا کین سب نے کہا یا خداوند تیرا مثل نہین ہے خداوند ایسا ہی ہونا چاہیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ جا جو در دردانہ کو تجھے بخشا اور تیری خاطر سے جو جس پر عاشق ہے اُسے وہ حور ہمنے بخشی بس اب تو کوئی رنج نہین ہے یہ سُنکر عمرو ثانی نے اب مطمئن ہوکر جوڑی ہفت پیوندی نے کی جیب سے نکالی اور سر اُسکے درست کرکے بجانا شروع کیا وہ حوران جنان جو پرے باندھے کھڑی ہوئی تھین صف کی صف عالم تحیر مین دیوار بنکر رہگئین تمثال آئینہ رو کی یہ کیفیت ہوئی کہ جھومنے لگا در و دیوار سے سُرونکی آواز پیدا تھی عمرو کے گانے کا مشق و نظیر کا بیکو ہے دردانہ بھی عمرو کی عاشق ہوگئی اب تمثال آئینہ رو نے فرمائش کی کہ کوئی غزل یاد ہو تو گاؤ عمرو نے غزل شروع کی

غزل

طبیعت جوش پر آئی ہے آفت ہونیوالی ہے
یقین ہے کہ کچھ اپنی شام فرقت ہونیوالی ہے
گلا ہم کاٹتے مرنا تھا بہتر اس تڑپنے سے
ہوا کے آتے ہی یہ شمع رخصت ہونیوالی ہے
رہا تا زیست اپنا نام روشن تیرہ بختی سے
قیامت خود پکار اٹھی قیامت ہونیوالی ہے
خبر دیتے ہین مبہم ٹوٹ کر تارے شب فرقت
کہین ان در و دشمن سے شکایت ہونیوالی ہے
مصیبت کا مری حد سے گذر جانا یہ کہتا ہے
عدو دا ید دست آخر مین یہ الفت ہونیوالی ہے
نکلنے کے لیے بیتاب ہے وہ مہر پردے سے
جبین پر ثبت اک مہر شہادت ہونیوالی ہے
بلا آنکھوں دیتی ہے خبر پہلے سے بے چینی
کہ تیری شوخیون سے آنکو وحشت ہونیوالی ہے
جبین پر جو ہمارے دست رسوائی نے لکھی تھی
وہ تک صبح کو معلوم ہوتے رخصت ہونیوالی ہے
جلسے مین وہ امیدون کی بھی رخصت ہونیوالی ہے
انگین پر جھکے کہتی ہین کہ الفت ہونیوالی ہے
ترقی درد کی ہے غیر حالت ہونے والی ہے
نہ پہلے سے خبر یہ تھی کہ فرقت ہونیوالی ہے
ابھی جائے غش یارب تو کچھ ایذا سے بچ جاؤن
یہی بعد فنا بھی شمع تربت ہونیوالی ہے
ستم ہے عارض رنگین پہ یہ آغاز سبزے کا
فلک سے آج نازل کوئی آفت ہونیوالی ہے
مثال صبح روشن ہے جو شام وصل کا چہرہ
بہت ایذا ہی اب مجکو راحت ہونیوالی ہے
وہ دم بھر اب نہ آئے تو نہ بچ پائینگے پھر مجکو
سنبھل جا دیکھنے والے قیامت ہونیوالی ہے
یہ کہتا ہے ترا گردن جھکا کر حال دل سننا
وہ ہمکو دل کا کہتا ہے کہ فرقت ہونیوالی ہے
کسی کے جسم کی خوشبو اثر اپنا دکھا دیگی
یہی تحریر خط لوح تربت ہونیوالی ہے
سحر ہے وصل کی شب جھلملا کر شمع کہتی ہے
مجاہد تہلکہ گویا قیامت ہونے والی ہے
وہ بل دیتے ہین گیسو مین زینت ہونیوالی ہے
اُتر جانیکو ہے چہرہ یہ صورت ہونے والی ہے
فسردہ ہوگا آہ سرد سے داغ دل سوزان
چمک اٹھتی ہے درد دل کی شدت ہونیوالی ہے
چلا جسوقت وہ محشر خرامی ختم کرنے کو
ترے گلشن مین بیگانے کی شرکت ہونیوالی ہے
زبانو پر نہ لگا دے ضبط جنگے مہر خاموشی
یہ آمد ہی سے ظاہر ہے کہ رخصت ہونیوالی ہے
گلا کاٹین گے اپنا جب تمنائین نہ نکلین گی
دگرگون درد دل سے مری حالت ہونیوالی ہے
گراہے پانو پر سر لگے ٹھکرانے کو وہ ہے قاتل
کہ شکوہ کرنے والے کو ندامت ہونیوالی ہے
لباس کاغذی کو چاک کر ڈالین گی تصویرین
گل قالین مین پیدا آج نکہت ہونیوالی ہے
وہ گل ہمراہ بیجا بیگا سب سامان عشرت بھی
کہ فق اپی آرزو اب رخ کی رنگت ہونیوالی ہے

عمرو ثانی اسی طرح کی غزلین اس طرح گاتا کہ سب کو محویت کا عالم ہوگیا اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہونے لگین ستارۂ سحری فلک پر چمکا بزم انجم مین ابتری ہوئی مشعل ماہ بھڑک کر گل ہوئی جلسہ برخاست ہوا عمرو ثانی و دیگر عیاران اسلام ولاجورد شاہ اور صلصال اپنے اپنے قصر مین آئے تو ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین پایا تمنائین دل کی نکلین مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوئے چندے یہ لوگ عیش و عشرت مین رہے اب ایک روز تمثال آئینہ رو نے پھر سب کو سامنے اپنے طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال و عمرو و ضحاک

وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہوے پہلے آداب خداوندی بجالائے سجدے کیے تمثال آئینہ رو نے عمرو ثانی
سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اگر تمکو امیر ثانی کے پاس بھیجین اور جو کچھ کہلا بھیجین تو اُنسے کہوگے اِسنے کہا جس طرح
ارشاد ہوگا اُسی طرح کہونگا بلکہ اگر حکم ہو تو باندھکر حمزہ کو لے آؤن کہ اُسنے تمام عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے خدا نے دیدہ
کو سجدہ کراتا ہے صدہا ساحرون کو مارا ہزارہا شہر برباد کر دیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اگر خداوند کو یہ منظور ہوتا
تو کیا اُسے بلا نہین سکتے تھے یا اُسے پیدا کیون کرتے کوئی تو ہماری مصلحت تھی کہ اُسے پیدا کیا وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے
اُسی بیابان مین ٹھوکرین کھا رہا ہے نکلنے کا راستہ بھی نہین ملتا اگر ہم نہ رہا کرین تو زندگی بھر وہین ٹھوکرین کھا کھا کے
مر جائے راستہ نہ پائے ہو کچھ نہین بلکہ تم ایک نامہ ہمارا لیجاؤ اور حمزہ سے کہنا کہ اسی پر عمل کرنا اگر خلاف اسکے
کروگے تو تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ ایک سرکش ہے ان باتون کو بغیر سزا پائے
نہ مانیگا بلکہ سزا پر بھی نہ مانیگا اُسکا قلب مثل میرے دل کے منصف و حق شناس نہین ہے تمثال آئینہ رو نے کہا
کہ قدرت تم سے بہتر جانتی ہے لیکن جتنا تمسے کہا جاتا ہے اُسپر عمل کرو زیادہ باتون کو دخل نہ دو عمرو ثانی خاموش
ہو رہا اب تمثال آئینہ رو نے ایک مالا مروارید کا عنایت کیا اور کہا کہ اسی مالے پر کلمات جاری عبادت کے
پڑھتے ہوے جاتا اور کچھ فقرات تعلیم کیے بعد اُسکے ایک جامہ عنوان نو کا دیا کہ اسے پہنو پھر ایک تاج عنایت
کیا کہ ہزارہا قسم کا جواہر اُسمین نصب تھا یہ سب سامان دیکھکر عمرو کی رال ٹپک پڑی کہ کیا فیاض خداوند ہے اُسکے
بعد ایک طوطی کا پنجرہ دیا کہ یہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جانا جسوقت حمزہ سے باتین ہون اس جانور کو کھول دینا
یہ اپنا کام کرکے چلا آئے گا اُسکے بعد ایک نامہ لکھوا کر دیا کہ یہ ہماری طرف سے دیدینا اور جواب اسکا لیکر جلد آنا
عمرو نے نامہ سر سے باندھا تاج سر پر رکھا جامہ زیب جسم کیا ایک ہاتھ مین مالا لیا ایک مین پنجر الطوطی کا لیا ضحاک
ریش دراز کو حکم ہوا کہ تم ساتھ جاؤ اور کچھ چپکے سے کان مین ضحاک ریش دراز کے کہدیا کہ راز
اسکا وقت پر کھلیگا اور کچھ فوج ہمراہ کرکے بڑے عظم و شان سے عمرو کو طرار قدرت کا خطاب دے کر جانب کوہ
سبضیا روانہ کیا عمرو طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ جاتے جاتے بیابان صفا مین داخل ہوا
یہان حالت امیر ثانی کی یہ تھی کہ چالیس روز تک ہر چہار جانب پھرے لیکن راستہ نہ پایا نہایت پریشان تھے
کہ پروردگارا اگر قضا میری آگئی ہے تو تلوار کی موت دے اسطرح سے مثل طائر پربندکے پھڑک پھڑک کر مرنا پسند
نہین آیندہ جو تیری مصلحت اسی حال پر ملال مین تھے سب سردار بھی حیران بادشاہ اسلام بھی پریشان کہ کیا
کرین کیا نہ کرین ایک روز امیر باتوقیر کو خیال اپنے رفیق قدیم یعنی عمرو ثانی کا آیا بے اختیار ہوکر رونے لگے
مقبول بن مقبل نے سبب گریہ پوچھا صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ مین باوجودیکہ اپنے
کو آزاد سمجھتا تھا دیکھ نہین) گرفتار ہوگیا ہون اور اُس دوست صادق یار موافق کو تو مین نے خود باندھکر بھیجدیا
ہے وہان نہین معلوم اُسپر کیا گذری اور دیگر عیار جو عزیز و ملازم اسکے ہین اُنکی خدا جانے کیا کیفیت ہوئی دیکھیے آیندہ
یہ فلک تفرقہ انداز کیا رنگ لاتا ہے کس کس سے چھڑاتا ہے ہنوز یہی باتین تھین کہ جوڑی ایک طرف گرد اُڑی اور ایک سوار عرق مین آلودہ
گرد مین اٹے ہوئے نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنا بجالانے کی عرض کی کہ شاہنشاہ عیاران یعنے خواجہ عمرو ثانی
بڑے عزم و شان سے تشریف لاتے ہین کہ ایک تاج مرصع بر سر اور جامہ رقیبہ شاہنشاہی دربر فوج ہمراہ
بارگاہ ساتھ لیکن ایک ہاتھ مین پنجرا کسی جانور کا ہے اور دوسرے ہاتھ مین مالا ہے اُسے پڑھتے ہوے
یا خداوند تمثال آئینہ رو کہتے ہوے چلے آتے ہین دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ تمثال آئینہ رو کی طرف

سے ایلچی ہوکر آئے ہین اور انھون نے مذہب تمثال کو اختیار کیا امیر ثانی کو یہ سنکر یقین نہ آیا دل مین خیال کیا
کہ یہ ایک مکار ہی کس کا بیٹا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہان اپنے تحصیل زر کیواسطے یہ جا رہا فریب بنایا ہی کیونکہ باپ بھی
اسکا اکثر مقامات پر بمصلحت کافر بن گیا ہی یہ خیال کرکے فرمایا کہ آنے دو بلکہ ایلچی کے مرتبہ کے موافق کہ اتنے بڑے
شخص کا قاصد ہوکر آیا ہی اگرچہ وہ کافر ہی شاہان ہفت ملک کو حکم ہوا کہ برائے استقبال جائین حسب الارشاد
اسی وقت شاہان ہفت ملک برائے استقبال روانہ ہوئے اُس طرف سے سواری شغل با وہباری خواجہ
عمرو ثانی کی آتی تھی ادھر سے شاہان ہفت ملک برائے استقبال جاتے تھے عمرو ثانی نے جوان سب کو
آتے دیکھا نہایت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ عرب میرے استقبال کو نہ آیا اُسے اپنی صاحبقرانی پر گھمنڈ
ہی میرے مرتبے سے شاید آگاہ نہین ہی کہ مین پیک طرار قدرت ہون اگر حمزہ صاحبقران ثانی
میرے استقبال کو نہین آیا ہی تو مین بھی اُس کی بارگاہ مین نہ جاؤنگا اور یہ بات سمجھائی ہوئی
ضحاک ریش دراز کی تھی کہ مین بارگاہ سلیمانی مین نہین جا سکتا علاوہ اس کے جس کام کے
واسطے تم آئے ہو اگر وہان جاؤگے تو کچھ نہو سکے گا یہ خیال کرکے خیمہ اپنا علیحدہ برپا کیا لشکر کو اُتارا اور
شاہان ہفت ملک سے کہا کہ اُس عرب سے کہدینا کہ تو بڑا مغرور ہو گیا ہی کہ مین شاہزادہ ولایت اول کا
بیٹا اور خداوند تمثال آئینہ رو کا پیک طرار دور تو میری پیشوائی کو نہ آیا اسی باعث سے مین بھی تیری
بارگاہ مین نہ آیا جسوقت شاہان ہفت ملک واپس گئے جاکر تمام کیفیت امیر ثانی سے بیان کی امیر ثانی
نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی اسکی شامتین آئی ہین خلل دماغ بڑھتا جاتا ہی ابھی میرے
غصہ سے آگاہ نہین غیر شخص یعنے ضحاک ریش دراز کے سامنے بھی مجھسے مذاق کرتا ہی ابھی تک امیر ثانی
کو یہی گمان ہی کہ شاید حسب عادت یہ شرارت کرتا ہی اکثر اسنے ایسا کیا ہی کہ مجھ سے تعظیم کرو مگر جسطرح
باپ اسکا خدمت مین والد ماجد کے گستاخ تھا انھون نے اُسے منھ لگایا تھا یہ وہی باتین سنتا ہو وہی
حرکتین میرے ساتھ بھی کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ حضور کبھی تشریف لیجائین
اگر انکو غرض ہوگی تو خود حاضر خدمت ہونگے ورنہ پھر بری طرح یہانتک آئینگے مین خود جاکر گرفتار کر
لاؤنگا امیر ثانی بیٹھے وہان عمرو ثانی نے ضحاک ریش دراز سے کہا کہ اب تم میرے ایلچی بن کر
جاؤ اور حمزہ سے یہ کہنا کہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہی جو یہانتک نہین آتا اگر تجھے کسی طرح کا خوف ہو
تو قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ رو کی کہ تجھ سے بآشتی پیش آؤنگا اور اے ضحاک اگر ایسا نہ کروگے
تو حمزہ کبھی نہ آئیگا یہ پیام سنکر ضحاک ریش دراز روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر امیر ثانی ہوا اہلکاروں نے
امیر کو اطلاع دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہی امیر نے فرمایا بلالو جسوقت ضحاک داخل بارگاہ ہوا امیر کو
سلام کیا صاحبقران نے دنگل اسکے واسطے پہلے سے بچھوا رکھا تھا بیٹھنے کو اشارہ کیا ضحاک سلام کرکے بیٹھ گیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کس ارادے سے آنا ہوا ضحاک نے عرض کی کہ مین ایلچی ہوکر آیا ہون پیک
طرار قدرت کا کچھ پیام لایا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض
کی کہ اول تو میری دریدہ زبانی عفو کی جائے کیونکہ مین ایلچی ہون مثل مشہور ہی کہ ایلچی را زوال نیست جتنا
پیام ہی اتنا بیان کرتا ہون امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ تم بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض کی کہ
یا امیر پیک طرار قدرت نے کہا ہی کہ اے حمزہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہی جو یہان نہین آتا اگر ایسا ہو تو پھر

مین ہی آؤن اور تو میری طرف سے اطمینان رکھ کہ مین تیرے ساتھ بہ آشتی پیش آؤنگا بدی نہ کرونگا بس
یہ سننا تھا کہ صاحبقران ثانی غصہ مین کانپنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ای ضحاک مین کبھی اسکی بارگاہ مین نہ جاتا
کیونکہ وہ میرا ایک ملازم ہوکر اسوقت مجھ سے دماغ کی لیتا ہی مگر اب ضرور چلونگا کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہی کہ مین بھی کوئی
چیز ہون اور حمزہ یہان آتے ہوے ڈرتا ہی یہ فرماکر صاحبقران ثانی اُٹھ کھڑے ہوے اور ضحاک سے
ارشاد فرمایا کہ مین ابھی چلتا ہون یہ ارادہ امیر نامدار کا دیکھ کر سب سردار مع لندھور مالک فرامرز جمہور
کیمسر و نامدار بدیع الزمان عالیوقار شاہزادہ نورالدہر شاہزادہ ایرج نوجوان داراب کشورکشا قہد
دیو پیمہ ور بدیع الملک بن نورالدہر شہنشاہ گوہر کلاہ دارائے بن داراب یمین زرہ غضنفر یا بخیزار پاچیچ
پچپین تلور لیے امیر کے ہمراہ دنگلون سے کود پڑے اور عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین امیر نے فرمایا کہ مین واللہ
کسیکو ساتھ نہ لیجاؤنگا بلکہ تنہا جاونگا ہرچند سب سردارون نے اصرار کیا کہ ہم بھی ضرور چلینگے امیر نے نہ
مانا اور ارشاد فرمایا کہ جو میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا وہ میرا دوست نہین بلکہ دشمن ہی سب مجبور ہوکر خاموش
ہورہے انتہا یہ کہ مقبول بن مقبل کو بھی امیر نے اپنے ساتھ نہ لیا حالانکہ کسی مقام پر اس رفیق کو امیر نے اپنے سے
جدا نہین کیا لیکن آج مقبول کو بھی ہمراہ نہ لیا عرض اسکی قبول نہ کی اور ہمراہ ضحاک کے طرف بارگاہ عمرو ثانی
کے روانہ ہوے وہان یہ خبر عمرو ثانی کو ہوئی کہ امیر تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ آنے دو اب امیر ہمراہ ضحاک
چلے جاتے ہین جسوقت بارگاہ سامنے معلوم ہوئی خیال ہوا کہ اب یقین ہی عمرو برائے استقبال آتا ہوگا
لیکن کوئی نظر نہ آیا یہانتک کہ صاحبقران ثانی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ گئے جب بھی عمرو نہ آیا اب امیر کو
غصہ آیا کہ اسکی شامتین آگئی ہین اور داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ عمرو تخت جواہر نگار پر تاج مرصع برسر
چار قب شاہنشاہی در بر کیے ہوے بیٹھا ہی امیر کو خیال ہوا کہ اب تو برائے تعظیم اُٹھے گا لیکن عمرو نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی صاحبقران آکر دنگل پر بیٹھ گئے عمرو نے پوچھا کہ حمزہ مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا کہ او دزد ابن دزد
یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے میری تعظیم بھی نہ کی اور مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا خود حاضر خدمت ہوا عمرو نے کہا کہ یا
امیر آپ میرے آقا اور مالک ہین آمین کوئی فرق نہین اور مین نمکخوار قدیم میری یہ تاب و طاقت نہ تھی کہ حاضر
حضور ہوتا یا برائے تعظیم نہ اُٹھتا اگرچہ اب وہ سلسلہ قطع ہوگیا کہ مین یکطرار قدرت ہون بندہ خاص یا مخاص
ہون خداوند تمثال آئینہ رو کا مگر سبب یہ تھا کہ میرے گلے مین تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہی
اسکی حرمت مین فرق آتا کہ ایک بندے کی تعظیم کرکے مین خداوند کی تصویر کی حرمت کھوتا یہ سنکر امیر کو یقین کامل
ہوگیا کہ عمرو مرتد ہوگیا اک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ افسوس ای عمرو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تیری تقدیر مین مرتد ہوکر
مرنا تھا اسوقت آخر مین تو نے یہ روسیاہی اختیار کی کہ پروردگار عالم سے اور رسول کریم سے مُنھ موڑا گور دوزخ
مین بنایا ارے تجھے یہ کیا ہوگیا افسوس کہ بچپنے کا ساتھ اب ہمیشہ کو چھوٹ گیا یہ فرماکر آبدیدہ ہوے دل
صاحبقران کا بھر آیا عمرو نے کہا کہ حمزہ روتا کیون ہی اگر تجھ کو میری محبت ہی اور میرا ساتھ دنیا ہی تو ساتھ
میرے خدمت خداوند مین چل ایل مین تیری بدل و جان سعی کرونگا اور وہ تیری خطا کو بھی معاف کردے گا
اور مجھ سے زیادہ رتبہ عالی عطا کرے گا کیونکہ تو مجھ سے کہین رتبہ زیادہ رکھتا ہی اب تو صاحبقران
مشہور ہی جب صاحبقران قدرت کہلائے گا امیر نامدار نے لاحول ولا قوۃ پڑھا اور ارشاد
فرمایا کہ مجھے تیرے حال پر رونا آتا ہی مین اپنے حال پر نہین روتا ہون اگر تجھ ایسے ہزار دوست

چھٹ جائین بلکہ سب عزیز میرے قتل ہو جائین جب بھی تمثال آئینہ رو کو سوائے کاز کچھ نہ سمجھونگا عمرو
نے کہا اچھا اب زبان کو اپنی بند کر مین نے پہلے ہی خداوند سے کہدیا تھا کہ حمزہ راہ راست پر نہ آیگا سب
نصیحتین بیکار ہونگی لیکن فرمان خداوند کو بجا لایا جو تجھے اتنا سمجھایا خیر ہمین کیا جیسا کریگا ویسا پائیگا ہمنے
ازراہ دوستی سمجھا دیا آیندہ تجھے اختیار ہے یہ کہکر نامہ تمثال آئینہ رو کا پیش کیا اور کہا کہ یہ نامہ خداوند ہے اسے پڑھو
اور اسپر عمل کرو امیر نے نامہ ہاتھ سے لیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھا صاف صاف تحریر تھا کہ ای حمزہ ہمنے تجھے
اس مرتبے کو پہونچایا زور دیا زر دیا رفیق ایسے ایسے عطا کیے تجھکو صاحبقران بنایا لیکن تو دنیا مین آتے ہی
ہمین ایسا بھولا کہ تو نے دوسرا خدا اسطرح کا بنا لیا کہ نہ جسکو کوئی دیکھ سکے نہ اُس سے بات کر سکے نہ حال حل
کر سکے ایک واہمہ کی بات ہے جسے تو خدا کہتا ہے دیکھ اپنے یار وفا شعار کو کہ اُسنے بیان آکر اطاعت اختیار کی اور
اپنے خداوند اصلی کو پہچانا پہلے وہ بھی بھولا ہوا تھا لیکن اب راہ پر آیا ہمنے اُسپر چشم رحمت کی سب گناہ اسکے عفو
کر دیے رہنے کے لیے قصر دیا دل بہلنے کو باغ بہشت وصل حور جنان کھانے کو میوۂ جنت اور جو مال کہ اُسنے
چرایا تھا وہ بھی اُسے بخش دیا کیونکہ ہم مال کے محتاج نہین ہر چیز کو پیدا کر سکتے ہین امیر نامہ پڑھتے جاتے
ہین اور لاحول بھیجتے جاتے ہین آخر مین تحریر تھا کہ اگر تو بھی مثل عمرو کے آکر اطاعت اختیار کرے اور مجھے سجدہ
کرے تو قسم کھاتا ہون اپنے عظمت و جلال کی کہ تیری صاحبقرانی کو اور عروج دونگا صاحبقران قدرت کا لقب
عطا کرونگا عمرو کو پھر تیری رفاقت مین دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو دوسرا صاحبقران پیدا کر کے
تجھے اُسکے ہاتھ سے زیر کروا کر تمام عالم مین ذلیل کر کے قتل کروا ڈالونگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو
نے کہا کہو حمزہ اب کیا کہتے ہو امیر نے فرمایا کہ ای عمرو تو نہین جانتا مجھکو اگر مین ایسے کافرون کے بہکانے
پر آجاتا تو اتنک صاحبقرانی کیا کرتا تجھے یاد نہین کہ کیسے کیسے بیر نجات اُن ساحرون نے دکھائے کہ ایمان
حمزہ کا برگشتہ ہو لیکن حمزہ کو پروردگار عالم نے وہ استقلال عطا فرمایا ہے کہ کہین پاؤن نہین ڈگے اور فضل خدا
سے اُن سب کو قتل کیا صدہا خداوندیان مٹا دین یہ بھی کوئی ساحر ہے اسنے تمام خلقت خدا کو بہکا رکھا ہے بمار
مشہور کہ ہر فرعونے راموسیٰ یہ بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ سے ایک روز مارا جائیگا اسکی ساری خداوندی تشریف
لیجائیگی اور معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مسحور ہے جو ایسی باتین کرتا ہے عمرو نے کہا ای حمزہ قلب تیرا سیاہ ہے جو تو ایسے
خداوند کو نہین مانتا افسوس کہ تیری تقدیر مین جنت نہین ہے بلکہ دوزخ ہے خیر یہ تقدیر تیری یہ کہکر وہ پنجرہ جو عمرو
کے ہاتھ مین تھا اسکی کھڑکی کھولدی اور کہا کہ حمزہ دیکھ ادنی سا نمونہ قدرت خداوند کا یہ جانور مین بہشت سے
پکڑ کر صرف تیرے دکھانے کے واسطے لیتا آیا ہون جو بات تیرا جی چاہے اس سے پوچھ لے یہ سب حقیقت
بیان کر دیگا کھڑکی کھلتے ہی وہ جانور اُڑا اور سر صاحبقران کے گرد ساتھ چکر لگا کر ہاتھ پر بیٹھ گیا اور مانند
انسانون کے گویا ہوا کہ یا امیر واقع مین عمرو سچ کہتا ہے وہ خداوند ایسا ہے کہ اُسنے تمام عالم کو پیدا کیا آپ اُسے
بھولے بیٹھے ہین دیکھیے مجھے ایک پشت پر اُسنے پیدا کیا دیکھنے مین کوئی حقیقت میری نہین ہے مگر جب مجھسے پوچھیے تو تمام
عالم کے ہفتاد پشت کا حال بیان کر دون اور چاہے اپنا حسب نامہ پوچھ لیجیے یہ کہکر سات پشتون تک نام آبا و
اجداد امیر کے بیان کر دیے اُسکے بعد صاحبقران اول کی پیدائش کے حال سے شروع کیا اور پرورش
پانا امیر کا اور ملازم ہونا نوشیروان کے یہان پھر عشق ملکہ مہرنگار پھر چڑھائی کرنا ہندوستان پر زیر ہونا
لندھور بن سعدان گردکا اسی طرح جو کچھ واقعات امیر اول کے تھے سب بیان کر دیے اُس کے بعد حال امیر ثانی

کی پیدائش کا اور پرورش پانا اُسکا اور خروج اور جتنی کیفیتین تھین سب بیان کردین مہر عالم تحیر مین سب کے سب رہے
مین ضحاک ریش دراز نے کہا یا امیر اب تو آپ خداوند تعالی آیندہ کی قدرت کے قائل ہوئے امیر نے
فرمایا کیا جھک مارتے بیہودہ کیا مردود ہی بس یہ سنتا تھا کہ عمرو ثانی نے کہا او بندۂ بے ادب تو خداوند کو برا کہتا
ہی کہین تیرا منھ نہ سڑ جائے اسکے بعد مین نے تیری خاطر کی مگر تو یون نہ مانیگا جبتک سزا نہ پائیگا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی کیا قضا تیری دامنگیر ہی ضحاک نے ہنس کر کہا کہ ادنی اثر قدرت خداوندکا یہ ہی کہ آپ
نے جو خداوند کو برا کہا تو زبان کی برکت تشریف لیگئی یہان تو یہ گفتگو پڑھی اور وہ طائر اُڑکر روانہ ہوا عمرو نے کہا
کہ حمزہ اب تو یہانسے جا نہین سکتا مین تجھے زبردستی خدمت خداوند مین باندھکر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیا مجال ہی
تیری ضحاک نے ہنسکر کہا کہ آپ اس بیابان سے تو اب تک نکل نہ سکے اگر ہم نہ چاہین تو آپ تا حیات یونہی پڑے رہین
اور مرجائے دنیا مین صاحبقران عقرب سلیمانی پکڑکر اُٹھے عمرو رہ گئے چلا امیر نے ہاتھ عقرب کا مارا
ضحاک نے کچھ پڑھا تلوار ہاتھ سے گر پڑی تن بدن مین رعشہ پڑ گیا اب امیر نے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا
مگر کچھ یاد نہین آتا امیر سمجھے کہ یہی طعن تھی کہ برکت زبان کی جاتی رہی افسوس کہ عمرو اسی باعث سے بارگاہ
سلیمانی مین نہین آیا تھا اب صاحبقران پریشان ہین کہ یکایک دو بجلیان کڑکین اور دو پنجے گرے ایک عمرو
کو لے گیا ایک صاحبقران کو لیگیا اور ایک پنجے نے ضحاک ریش دراز کو دبا کر گولہ مولہ کرکے حلق
مین ڈال لیا جب وہ ضحاک ریش دراز کو مانند افیون کے گولی بنا کر کھا چکا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اُس سے چھین چکا خدمت مین اپنی مالکہ کے گیا یعنی قریشہ ثانی کے پاس گیا چونکہ قریشہ مذکور واسطے مقابلہ
دیوا ہرمن کے مع اپنے لشکر کے گئی تھین اور اُسکی فوج کو شکست دیکر اُسکو نہ تیغ کرکے اپنے مکان کیطرف جاتی
تھین اثنائے راہ مین اہل اسلام کو اسیر پنجہ ضحاک نابکار دیکھکر ایک دیو کو حکم دیا کہ اُس ظالم کو کھالے اور
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے روبرو اچھی طرح لے آ چنانچہ دیو مذکور پنجہ بنکر گرا تھا جیسا کہ لکھا گیا غرض
جب وہ دیو خدمت مین قریشہ سلطان ثانی کے پہونچا اُسنے پوچھا اسقدر خوش کیون ہی اُسنے عرض کیا کہ بعد
ایک مدت مدید کے بنی آدم کو کہ ایک غذائے لذیذ ہی کھایا ہی ذائقہ اُسکا اب تک زبان پر باقی ہی اسوجہ سے خوش
و مسرور ہون اگر حضور حکم دین تو پیٹ اپنا بنی آدم سے بھر لون قریشہ ثانی نے جواب دیا کہ خبردار اب کسی آدم زاد
کو نہ کھانا یہ کہکر امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اُس سے لیکر بصد خوشی جانب چشمہ ماہیار روانہ ہوئین جب دم چشمہ مذکور
پر پہونچین تمام حال گرفتاری امیر ثانی سنکے کہنے لگین شکر ہی خداوند عالم کا کہ مین حسب اتفاق عین وقت پر پہونچی
کہ آپکو اور عمرو ثانی کو مین نے دست عدو سے چھڑایا اور دشمن حضور کو لقمہ دیو کرایا یہ کہکر اپنے تابعین سے
مخاطب ہوکے کہا کہ آج ہمکو نہایت خوشی ہی کیونکہ دو سبب خوشی و شادی کے ایک وقت مین ہوئے ہین اول تو یہ
کہ مین دیوا ہرمن ایسے دشمن پر فتحیاب ہوئی دوسرے مین نے دشمن جناب امیر ثانی کو لقمہ دیو کرایا اور
اُنکو اُسکے شر سے بچایا ہی لہذا بعد دو امور مذکور کی خوشی ضرور ہی چاہتی ہون کہ بزم طرب آراستہ ہو سامان عیش
و عشرت مہیا ہون صحبت رقص و نغمہ کی ہو اور سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت خوبی سے کیا جائے دیو اور پریزاد
یہ حکم سنکے سرگرم بجا آوری حکم ہوئے جلد ایسی بزم عشرت آراستہ کی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی جب ایسی
بزم طرب آراستہ ہوئی امیر ثانی بالائے مسند زرین بیٹھے قریشہ ثانی بھی باادب تمام ایک طرف بیٹھی پریزادان
ذی عزت بھی اپنی اپنی لیاقت کے موافق بزم مذکور مین بیٹھے اُسوقت یہ رنگ بزم مین ہوا کہ بمقتضائے این نظم

قد ورقاص جو منشور ہوا آیا
تھے وہ ور کہ گردش زمانہ
چھیڑے رتال صوت اوہ ساز
گاتا تھا وہ دلکش زمانہ
ہر آن یہ تان مین قربان

جگر مین آفتاب آیا
یا گردش چشم جادوانہ
بیٹھی وہ دہن پر کھلی آواز
ٹپہ ٹھمری غزل ترانہ
تجھ ہوا باد کلا پریشان

بزم عشرت ہری بھری تھی
مست مے ناب جھومتے تھے
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے
کس ناز سے توڑ لیتی تھی وہ
وحدت گت ناچ کر جو پائی

ٹھمیا تھی کہ شیشے مین پری تھی
ہنس کر لب جام چومتے تھے
الحان سے لے سے تال سم سے
دل توڑے مروڑے دیتی تھی وہ
اور واحد نے ایک غزل گائی غزل

آنچل سے منہ چھپانا بھلا کیا ضرور تھا
جو تھا انھین کے نشۂ الفت مین چور تھا
عاشق تو نیم کیون جب پوچھے گا جب خدا
بیچ کمر وہانسے انکا مکان کتنی دور تھا
کل ہم اسکے رخ کو بھول کہا کہان ہین بدمعاش
اے غیر آج ہی تجھے مرنا ضرور تھا
انکا خیال آیا تھا اور درد دل مین کل
اٹھا اب انکسار ہی جیسا غرور تھا

خود ہی نقاب انکے چہرے پہ نور تھا
میری خوشی سے آج ہوے غم مین مبتلا
کہہ دونگا روز حشر کہ دل کا قصور تھا
لو دیدار جمع ہوے آکے خوش ہوے
پائی سزا بھی ویسی ہی جیسا قصور تھا
ہر اک سر کھینچ کے چلتی تھی کل قتلگاہ مین
تعظیم کے لیے مجھے اٹھنا ضرور تھا

شغل شراب بزم مین پھر کیا ضرور تھا
کل دشمنون کو رنج سے میرے سرور تھا
اے نامہ بر گرا تھا جہان پر ہمارا خط
روزن سے جھانکنا ہی انھین کیا ضرور تھا
وعدہ تھا انسے آئینگا اب کیا وہ آئینگے
تجھ سے زیادہ تیغ کو تیری غرور تھا
بچ ہر شباب جاتے ہی ہوش آگیا انھین

اشعار غزل مندرجہ اہل بزم سن سُنکے اور رقص رقاصہ دیکھ کے خوش ہوتے تھے وہ بزم عشرت قابل دید تھی سوائے امیر ثانی اور عمرو ثانی کے کسی انسان نے اس بزم کو کبھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ کبھی پریزادون کی ایسی بزم مین کسی بشر کا گذر ہوگا وہ رقاصہ پریزاد خوش جمال کا رقص و نغمہ کرنا وہ پریزادان حورا جمال کا بزم عشرت مین فراہم ہوکے ساتھ قرینے کے بیٹھنا ناچ گانا سننا وہ انکا حسن و جمال کہ اگر زاہد بھی خواب مین دیکھ لے ایسا انپر شیفتہ ہو کر حالت بیداری مین خیال عبادت الٰہی بھی نہ کرے وہ ان نازنینان پریزاد کے گیسوے زلفین کہ جو درازی شب فرقت سے طول مین زیادہ اور پریشانی دل عاشق پر آمادہ تھین وہ ان کی پیشانیان پرنور روشن کہ ماہ کامل بھی جنسے شرمندہ ہو وہ انکے عارض گلرنگ و نازک کہ جو رشک گل تھے اور خیال بوسۂ عاشق سے کثرت نرمی و نزاکت سے نیلگون ہو جاتے تھے وہ انکے دہن تنگ کہ جنکی تنگی سے غنچۂ گل بھی رشک سے تنگ دل تھا وہ انکی آنکھین خمار آلودہ و پُر حجاب کہ جب سے انکو نرگس شہلا نے ایک نظر دیکھ لیا ہے سکتہ ہو گیا ہے باغ مین حیران و نگران ہے وہ انکے تیر مژگان اور تیر نظر کہ جو کبھی خطا نہین کرتے دل عاشق مین در آتے ہین وہ انکی بینی پرنور کہ مانند شمع ہاے پرنور کے صاف روشن نظر آتی تھین وہ انکی صراحیان گلو کی کہ گردن شیشۂ مے کی بھی انسے محجوب ہو اگر عشاق انکے گلو کو دیکھ لین بصد شوق ہاتھ اپنے واسطے ہم آغوشی کے بڑھائین وہ سینے انکے وہ جوش شباب اگر کوئی عاشق مزاج انکے سینہاے پرنور پر نظر کرے تو ہر اک نازنین پریزاد سے مخاطب ہوکے یہان پوچھے

بیت اب ہے سینہ پہ ترے او بت بے پیر یہ کیا ۞ ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ اٹھا اٹھا ۞

وہ انکی نازک نازک کمرین کہ جو خیال مین بھی بوجہ نازک ہونے کے نہین آتی تھین اور مانند موے سر کے پتلی بھی تھین بلکہ رشتۂ نظر سے بھی لطیف و نازک تھین وہ انکے دست و پاے نازک و حنائی کہ جو دلہاے عشاق کو پامال کرین اور سر دست خون عاشقان بیگناہ کرین وہ انکے تنون مین لباس رنگا رنگ کی تھین وہ انکے زیور و جواہر رنگا رنگ کی چمک دمک اور زیب و زینت وہ انکا بزم عشرت مین خوش ہوکے مسکرانا دمبدم ضیاے گوہر دندان سے برق کا شرمانا وہ انکے سخنہاے اعجاز نما کی خاصیت دم عیسی رکھتی تھی وہ بزم عشرت کی رونق وہ آراستگی وہ قرینہ شائستگی

کی خوشی وہ امیر ثانی کا بزم عشرت مین بیٹھکر رقص و نغمہ رقاصہ سے شادان ہونا وہ سامان دعوت ضیافت وہ ہر ایک طعام لذیذ و لطیف کہ بمصداق این نظم

نظم

کھانے تھے نفیس و تازہ و خوب
ہر چیز کا ذائقہ نرالا
شیرین نمکین لذیذ و مرغوب
ہر شئے کا مزہ لطیف و اعلا

الحاصل بعد ختم جشن مذکور امیر ثانی نے قرلشیہ ثانی سے فرمایا اب ہمکو رخصت کرو کیونکہ لشکر ہمارا میلہ مین فروکش ہوا تھا اور مبتلاے سحر تھا نہین معلوم اب کس حال مین ہو سوا اسکے ہمارے اور عمرو ثانی کے وہان ہونے سے ہر ایک سردار و غیر سردار نہایت متردد و بیقرار ہوگا قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کی حضور چندے یہان قیام فرمائین یہان کی سیر سے لطف اُٹھائین دل کو فرحت و راحت ہو صورت قید برطرف ہوا امیر نے جواب دیا بفضل خدا سے اب ہم اچھے ہین ضحاک ریش دراز کے مرنے سے سحر ہم پر سے اور عمرو ثانی پر سے اتر گیا ہو اور اسم اعظم جو قید ہو گیا تھا رہا ہو گیا ہو یعنی فراموش ہو گیا تھا اب یاد آگیا ہو سحر زائل ہو گیا ہو سیر کرنا مطلوب نہین ہو بزم عشرت مین رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے بہت لطف اُٹھا چکے ہین اب ہم کو نہ روکو قیام ہمارا یہان اچھا نہین ہو بہتر و مناسب یہ ہو کہ اسیوقت ہم کو رخصت کرو اور عمرو ثانی کو بھی اجازت جانیکی دو قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور کی یہی خوشی ہو تو بسم اللہ صرف حضور تشریف لیجائین عمرو ثانی کو یہان چھوڑ جائین کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی تک عمرو ثانی کے حواس بجا نہین مین بہکی باتین کرتا ہو عقائد دین مین بھی اسکے فرق ہو نہین معلوم اسیر کیسا سحر تھا کہ بعد اُترنے سحر کے بھی ہوش و حواس اسکے اچھی طرح درست نہین ہین امیر ثانی نے فرمایا ضحاک ریش دراز نایب خداوند لمتال آئینہ رو نے ایسا کچھ اسکو سمجھایا ہو اور ایسے عجائب و غرائب سحر اسے دکھائے ہین کہ یہ بہک گیا ہو بہتر ہو چند روز اسکو اسی جگہ رہنے دو یہان کی آب و ہوا اور سیر و تفریح قلب سے غالباً اسکے حواس خمسہ درست و بجا ہو جائینگے اور وہ باتین کہ ضحاک ریش دراز کی تھین اتنی مدت مین بھول جائیگا عقائد دین بھی اسکے مثل سابق درست ہو جائینگے یہ فرما کے خاموش ہوے اُسوقت قرلشیہ سلطان ثانی نے چار دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے کہا ایک تخت پر جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو سوار کرکے یہان سے جانب لشکر اسلام لیجاؤ اور بخیر و عافیت تمام لشکر مین پہونچا دو اور رسید پہونچانے کی لیکر یہان آکے وہ رسید ہمین دو اُنھون نے عرض کیا ہم حسب الحکم کاربند ہونگے یہ عرض کرکے فی الفور ایک تخت جواہر نگار لیکر آئے امیر اُس تخت پر سوار ہوے پھر قرلشیہ ثانی اور عمرو ثانی سے رخصت ہوے قرلشیہ ثانی نے چند تحائف پردۂ قاف و پرستان کے ہمراہ دیے پیشکش کیے وہ دیو تخت اُٹھا کر اپنے دوش پر رکھکر بروے ہوا بلند ہوکر لشکر اسلام کی طرف چلے امیر ثانی اثناے راہ مین سیر دشت و صحرا و کوہ کرتے ہوے دیوون سے ہمکلام ہوتے ہوے جا بجا راہ مین ٹھہرتے ہوے اپنے لشکر کی طرف آتے ہین انکو تو اس راہ مین چھوڑا جاتا ہو

اور اب حال لشکر اسلام وغیرہ کا لکھا جاتا ہو

کہ جب دیو بحکم قرلشیہ ثانی پہونچکر ضحاک ریش دراز پر گرا تھا عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اُٹھا کر ضحاک مذکور کو کھا گیا تھا اُس کے مرنے سے نہایت تاریکی پیدا ہوئی تھی آندھی سیاہ آئی تھی سنگباری و برف باری بکثرت ہوئی تھی جسقدر مردم جنھا رو کیا ر میلہ مین آئے تھے سب گھبرائے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی تھی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا ہم کو اور جان دی ہمنے اور مطلب کی بر نہ آیا

پھر یہ آواز آئی حیف ہلاک کیا مجھکو کہ نام میرا ضحاک ریش دراز تھا جب یہ آوازین بسحر ضحاک ریش دراز
کے ضحاک کے نام سے دے کر ایک سمت نالہ کنان چلے گئے تھے وہ تاریکی دور ہوئی تھی جملہ کفار ضحاک
مذکور کے مرنے سے نہایت حیران و پریشان خاطر ہوے تھے میلہ درہم و برہم ہوگیا تھا ہر ایک شخص نہایت
متردد و متفکر تھا کہ یہ کیا ہوگیا کون ایسا زبردست تھا کہ جسنے نائب خداوند تمثال آئینہ رو کو مار ڈالا کوئی
کافر کسی کافر سے کہتا تھا کہ ابھی ہمارے سامنے ضحاک ریش دراز امیر ثانی اور عمرو ثانی کو مبتلاے سحر
کرکے تخت پر سوار ہوکے بردے ہوا تخت کو بلند کرکے جانب خداوند جاتے تھے یہ نہیں کیا گرا کہ جسکے گرنے سے یہ
آثار قیامت عیان ہوے تاریکی و برف باری و سنگباری ہوئی آواز آئی افسوس قتل ہلاک کیا مجھکو کہ نام میرا
ضحاک ریش دراز تھا وہ بیدین جواب دیتا تھا ای برادر ہمارے نزدیک وہ پنجہ گویا پنجہ ملک الموت تھا
اُسنے روح نائب خداوند کی گرتے ہی قبض کرلی قضا سے کسی کو گریز نہین خداوند نے اُنکو طلب کرلیا اور یہ
تاریکی و برفباری جو اُنکے مرنے سے ہوئی قاعدہ ہو کہ جب کوئی ساحر زبردست یا ادنی ساحر مرتا ہو تو علی قدر
مراتب ہنگام مرگ تاریکی ہوتی ہو اور سنگ باری اور برف باری بھی بڑے بڑے ساحرون کے مرنے سے
ہوتی ہو اور بیر اُسکے سحر کے اسمی کی آواز سے صدا دیتے ہین جسطرح کہ ابھی تمنے سنا ہو پس نائب خداوند بھی
ساحر زبردست تھے اُنکے بھی مرنے سے تاریکی اور برفباری ہوئی اور آوازین بیرون نے دین افسوس نائب
خداوند کے مرنے سے لطف میلہ کا جاتا رہا بلکہ میلہ درہم و برہم ہوگیا اب یہان ٹھہرنا خوب نہین ہو سیدھے اپنے
گھر چلو ایک لمحہ بھی یہان نہ ٹھہرو مبادا پھر وہی پنجہ آگرے اور ہمین یا تمھین اُٹھا کر لیجائے تو غضب ہو یہ کہہ کے
وہ میلہ سے کنارہ کرکے اپنے گھر کی طرف جاتا تھا وہ دوسرا بیدین اُسکی راے پسند کرکے ہمراہ اُسکے ہوتا تھا کوئی کافر
نابکار کسی اپنے ہم مذہب سے متحیر ہوکے کہتا تھا ای دوست یہ کیا ہوا آوازین کیسی آئین یہ تاریکی کیسی ہوئی کچھ سمجھ میں
نہین آتا ہو وہ اُسے جواب دیتا تھا ہم خود متردد ہین تمھین کیا بتائین کہ یہ کیا ہوا نائب خداوند کو کسنے
مارا یقیناً تو کہہ نہین سکتے لیکن شاید کوئی مددگاران مسلمانون کا میلہ مین وارد ہوا اُسنے امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو ضحاک کے شریک پایا اور ضحاک کو ہلاک کیا وہ یہ سنکے کہتا تھا اگر کوئی مددگاران خداپرستون کا آتا تو سروے
زمین آتا ہمکو اور تمھین نظر آتا بالاے ہوا دوست امیر ثانی کا کیونکر آیا ہماری سمجھ مین نہین آتا وہ اُسے جواب دیتا تھا
تم نہین جانتے یہ مسلمان جب کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کرکے اپنے خدا سے دعا
کرتے ہین تو دعا اُنکی قبول ہوتی ہو کوئی سبب ایسا ہوتا ہو کہ وہ اُس بلا و آفت سے بچ جاتے ہین پس عمرو
ثانی اور امیر ثانی نے بھی اپنے خدا سے دعا کی ہوگی کوئی فرشتہ یا جن یا دیو بحکم خدا آیا ہوگا اُنکو کہین لے گیا
ہوگا نائب خداوند کو ہلاک کیا ہوگا کوئی سیاہ قلب کسی کافر سے کہتا تھا ای حبیب بڑا غضب ہوا نائب خداوند
کو کسی ظالم نے مار ڈالا وہ بدایمان کہتا تھا او بداعتقاد چپ رہ یہ کیا کہتا ہو ارے کوئی نائب خداوند تمثال کو
ہلاک کرسکتا ہو کیا مجال کسی کی کہ جو نائب خداوند کو قتل کرسکے اگر کوئی بداندیش اُنکا اُنکو قتل کرنیکا ارادہ بھی
کرے تو خداوند تمثال آئینہ رو اُسکو اپنے برق قہر و غضب سے جلا کر خاک کردین یہ انہین معلوم کیا ہوا ہمین
خداوند آئینہ رو کے امور مین کیا دخل ہو نظا سکہ سکتے ہمین کہ خداوند نے کسی اپنے بندہ خاص کو بصورت پنجہ
بھیجا ہوگا وہ اُنکو مع عمرو ثانی و امیر ثانی کے لے گیا ہوگا ہم لوگون کے ستانے کے واسطے قدرت خداوند
سے آوازین آئین کہ ہم سب ضحاک ریش دراز کو مردہ تصور کرین بس یہ بھید خداوند کے مین عقل سے

تخت
ایسا کچھ تمنے خیال کیا ہی کوئی بد انجام کسی بد دین سے کہتا تھا ای مہربان من جاے عجب ہی کہ نائب خداوند
تحریر بلند ہوتے ہی غائب ہوگئے انھون نے خود اپنے مرنے کی خبر دی آندھی آئی یہ کیا اندھیر ہوا میلہ خاک مین
ملگیا دیکھو لوگ گروہ گروہ پریشان ومضطرب الحال میلہ سے چلے جاتے ہین دریغا کہ یہ آوازین کسی نے
ایسی دین یا خود نائب خداوند نے اپنی مرگ سے آگاہ کیا کہ جس سے دلون کو صدمہ ہوا بجا ہم کو بھی
سخت رنج ہوا یہ میلہ مقام عیش وسرور تھا اب جاے رنج وغم ہوگیا وہ اس سے کہتا تھا کہ فی الواقع یہ واقعہ
عجیب وغریب وجانکاہ ہی کچھ عقل کو دخل نہین ہی تم سچ کہتے ہو کہ یہ جگہ اب مقام الم ہوگیا ہی بلکہ جاے خوف
ہوگیا ہی ٹھہرنا یہان خلاف عقل ہی بختگان خداوند لاجورد شاہ سے کہتا تھا ای خداوند اسوقت یہ عجب
رنگ دگرگون ہوا ہی ایسا انقلاب مین نے اپنی زندگی مین کم دیکھا ہی ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ ہوگیا ضحاک ریش دراز
عجب طور سے ہلاک ہوا اس کی لاش کا بھی کچھ نشان نہ معلوم ہوا بہت سی عمارتین اور اکثر اشیا جو
عجیب وغریب یہان نظر آتی تھین اس کے مرنے سے مفقود النظر ہوگئین راہین جو پہلے مسدود تھین اب کھلی
ہوئی نظر آتی ہین دیکھیے وہ غبار جو گرد لشکر اسلام مانند حصار کے تھا اب نظر نہین آتا ہی مین نے عقل
سے دریافت کیا ہی کہ ضحاک ریش دراز ساحر زبردست تھا اسکے سحر سے بہت سے اشیا کی نمود تھی
راہین مسدود تھین عمارتین وغیرہ ظاہر تھین اس کے مرتے ہی کسی کا نشان نہ رہا افسوس اہل اسلام بھی
اس کے مرنے سے قید سحر سے رہا ہوگئے کار ہلاکت اہل اسلام سرانجام نہ ہوا مین تو سمجھا تھا کہ اب دست
ضحاک مذکور سے عمرو ثانی اور امیر ثانی اور تمامی مردمان لشکر اسلام کسی طرح جانبر نہونگے لیکن کوئی دوست
انکا عین وقت پر آگیا اسنے انکی مدد کی قید سے سب کو رہا کیا ضحاک کو ہلاک کیا واہ واہ کیا اچھا دین اسلام
ہی اور کیا اہل اسلام کا خداے قادر ہی کہ جب یہ مسلمان مبتلا کسی بلا مین ہوتے ہین اور اپنے خدا سے دعا کرتے
ہین فی الفور کسی سبب سے بلا سے نجات پاتے ہین خطا معاف ہو میرا اعتقاد تو خداے نادیدہ پر ہوتا جاتا ہی
دل چاہتا ہی کسی روز بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجایے کیونکہ اہل اسلام کا خدا قادر و توانا معلوم ہوتا ہی ہر
شی پر قادر ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے جواب دیا او شیطان درگاہ مین سے کیا
بکتا ہی خاموش ہو خبردار اب ایسی باتین ما بدولت کے روبرو نہ کرنا تو نہایت بد اعتقاد ہی اور نہایت
بیوقوف ہی میرے سامنے خداے نادیدہ کو اچھا کہتا ہی مسلمان ہوجانے کا ارادہ کرتا ہی ارے
بیوقوف یہ ہماری قدرت نمائی ہی ہمنے تقدیر کی تھی ہماری تعریف کر ہمین نے ضحاک ریش دراز نابکار کو
اپنے ایک بندہ سے قتل کرا ڈالا ہی ہمین نے چپکے چپکے تقدیر معقول کرکے ضحاک ریش دراز کو ایک
بندۂ سرکش ومغرور تھا ہلاک کروا ڈالا یہ وہ نابکار تھا کہ ہمین اپنا خداوند نہ جانتا تھا کبھی سجدہ نہ کرتا
تھا خداوند تمثال آئینہ رو کا مداح تھا اسکی پرستش کرتا تھا اسی کا نائب بنا تھا ہمارے قہر وغضب سے نہ ڈرتا
تھا یا رہا ہمکو برا کہتا تھا اسوقت ہمنے اپنے قہر سے ایسا اسے ناپید کیا کہ کچھ بھی اسکا نشان نہ رہا لاش بھی اسکی کسیکو
نظر نہ آئی میلہ اسی کی ذات سے ہوتا تھا یہی مردود باعث رونق تمثال آئینہ رو تھا اس سے مانند آئینہ کے صاف
تھا ہمسے کدورت رکھتا تھا ہمنے بھی اسے معدوم کردیا اور عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اور جملہ اہل اسلام کو
اسکی قید سحر سے رہا کرا دیا کیونکہ یہ سب ہمارے بندہ ناز مان ہین ہم جو چاہین انکے حق مین کرین کہ یہ ہمارے بندے
ہین بظاہر ہمکو برا کہتے ہین بباطن سبکو اچھا کہتے ہین پوشیدہ طور سے ہمین سجدہ بھی کرتے ہین اسی وجہ سے ہم انکو نیست و

نابود نہین کرتے ہین جب یہ بظاہر ہماری تخریب کے درپے ہوتے ہین ہم اُنکو بندۂ جاہل جانکر اُنکے غارت و تباہ
کرنے مین تامل کرتے ہین اور جب یہ پوشیدہ طور سے ہمین پکارتے ہین اور طالب مدد ہوتے ہین ہم اُنکی رعایت
کرتے ہین جسطرح ابھی ہمنے مدد کی ہی جملہ مردمان لشکرِ اسلام کو شر ضحاک ریش دراز سے بچایا ہی ہم نہین چاہتے
ہین کہ ہمارے سامنے ہمارے بندون کو کوئی ہلاک کرے یا سزاے سخت دے ہمین نہایت ناگوار ہوتا ہی جس وقت
ہمارے ان بندون کو کوئی شخص ایذا دیتا ہی او نادان آگاہ ہو کہ جسطرح اسوقت نائب خداوند کو اپنے ایک
فرشتۂ قدرت کے ہاتھ سے ہلاک کرایا ہی اسی طرح ایک روز تمثال آئینہ رو کو بھی ہلاک کرا دینگے کیونکہ وہ بھی
اب بہت مغرور و متکبر ہو گیا ہی اور بدولت کا بندہ ہو کر بدولت سے منحرف ہو کے خود دعوی خداوندی کرتا ہی
بختگان لاجورد شاہ کی تقریر سنکے اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ خود بیہودہ بکتا ہی یہ کیا کسیکو تباہ و ہلاک کریگا خود تو
اہلِ اسلام سے بھاگتا پھرتا ہی نہایت عاجز ہی کسی امر پہ قدرت نہین رکھتا ہی دروغگو ہی کبھی اہلِ اسلام کو برا کہتا
ہی کبھی اچھا کہتا ہی جسوقت جو مناسب ہوتا ہی کہدیتا ہی نہین معلوم کس مددگار امیر تانی نے امیر کو شر قید
ضحاک سے بچایا ہی اور ضحاک کو ہلاک کیا ہی یہ عبث کہتا ہی کہ مین نے یہ کار نمایان کیا ہی بباطن تو یہ کہا جو
لکھا گیا لیکن بظاہر مصلحت وقت جان کے عرض کیا ای خداوند جوار شاد کیا گیا ہی درست و بجا ہی واقعی مین نے
نادانی سے کہا تھا اب معلوم ہوا کہ آپ نے تقدیر کی نفی چاہتا ہون کہ واسطے اپنی بہبودی کے پھر کوئی تقدیر برجستہ
معقول کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی ہم جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین ہم اپنی
مصلحت سے ہر ایک کار کرتے ہین اپنے واسطے بھی کبھی تقدیر کرینگے بالفعل تو ہر ایک شہر کی سیر اسی حیلہ سے
مدنظر ہی سوا اسکے ہر ایک اپنے بندے کا حال دل دریافت کرنا منظور ہی کہ کون بندہ کس طرح ہم سے پیش
آتا ہی بعد سیاحی اور آزمائش بندگان کے حسب جا ہین گے ہم اپنے دشمنون کو نیست و نابود کرینگے بختگان اُسکی
تقریر سنکے اپنے دل مین کہنے لگا یہ جھگڑا از حد دروغگو ہی اسکی بات کا کچھ اعتبار نہین یہ کیا اپنے عدا کو نیست و نابود
کریگا خود ہی اُنکے ہاتھ سے اکروز ہلاک ہو جائیگا بختگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کر رہا تھا لاجورد
شاہ بجاے خود فکر کرتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہانسے کس طرف بھاگنا اچھا ہوگا ان دونونکو تو اسی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ بعد مرنے ضحاک ریش دراز کے جملہ اہل لشکر
نے قید سحر سے نجات پائی دست و پا قابو مین آئے وہ غبار جو گرد لشکر کے مانند حصار کے تھا دفع ہو گیا ہر طرف
ہوا ہر ایک سردار و غیر سردار نے سحر ضحاک مذکور سے نجات پا کر خدا کا شکر کیا اور بجاے خود ہر ایک نے
کہا نہین معلوم ضحاک نابکار کو کسنے مارا ہنوز لشکریان اہلِ اسلام قید سحر سے رہا ہو کے شکر پروردگار کر
رہے تھے ناگاہ چالاک ثانی اور برق ثانی وغیرہ جتنے عیاران لشکر اسلام مبتلاے قید سحر تھے وہ سب بھی
قید سحر سے رہا ہو کے لشکر اسلام مین آئے ہر ایک سے ملے اپنے قید ہو جانے کے حال سے آگاہ کیا عمرو ثانی
اور امیر ثانی کو پوچھا کہ وہ کہان ہین اہل لشکر نے کہا اُنکا حال ہمین نہین معلوم ہی صرف اسقدر سنا ہی کہ جب
ضحاک نابکار نے اُنکو اپنے سحر مین مبتلا کر کے ارادہ اُنکے کہین لیجانے کا کیا تھا ناگاہ ایک بچہ گرا ضحاک
ہلاک ہوا امیر ثانی اور عمرو ثانی کا کچھ حال دریافت ہوا کہ وہ بچہ اُنکو لیگیا یا کہین چھوڑ گیا چالاک ثانی
نے کہا کچھ جاے اندیشہ و تردد نہین ہی وہ بچہ جو گرا تھا یقیناً وہ کوئی اہلِ اسلام کا دوست تھا دوستی اسکی ہلاک
کرتے ضحاک سے ظاہر ہی ہم امید خدا سے کرتے ہین کہ امیر مع الخیر مع عمرو ثانی کے تشریف لائینگے

یہ سخن عیار کا اہل لشکر سنکے کہنے لگے خداوند کریم ایسا ہی کرے جلد امیر ثانی اپنے لشکر مین بخیر و عافیت تشریف
لائین عمرو ثانی کو بھی ہمراہ لائین ادھر تو اہل اسلام ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے سے اور اپنے قید
سحر سے چھوٹنے کیوجہ سے خوش ہین صرف امیر ثانی اور عمرو ثانی کا خیال کر کے مختلف خیالات کرتے ہین لیکن
اب کچھ حال خلخال و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ضحاک مذکور کو بچہ مذکور نے زنگر کے ہلاک کیا آواز
اسکے مرنے کی اسکے سحر کے بیرون نے بکار کے دی اور تاریکی اور برفباری و سنگباری ہو چکی خلخال پسر صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے اپنے باپ صلصال سے متحیر ہو کے کہا اے پدر عالی مقدار آپ نے
ملاحظہ فرمایا یہ کیا ہوا کسی نے ضحاک ریش دراز کو مار ڈالا میلہ درہم برہم کر دیا اہل اسلام کو قید سے
چھوڑا دیا ہم سب کو خوشی مین رنج دیا بیان بھی چند سے حسن سے سمجھنے نہ دیا تقدیر نے بیان بھی کچھ یاوری
نہ کی اہل اسلام یہان بھی نیست و نابود نہوے اب فرمائیے کیا ہوگا صلصال نے کہا اے فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ وہ بچہ کوئی دوست امیر ثانی اور عمرو ثانی کا تھا جس نے بچہ بنکر اور شکل برق گر کے ضحاک کا کام تمام کیا
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اٹھا کر کہین لیگیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ یہان توقف نکرون ہنگام شب لشکر اہل اسلام
پر مع اپنی فوج کے گردن جہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کر کے کسی طرف بھاگنے روانہ ہون خلخال نے کہا
یہ رائے آپکی مین پسند کرتا ہون ابھی خلخال اپنے پدر صلصال سے ہم سخن تھا کفار میلہ سے جوق جوق
گروہ گروہ بد حواس پریشان خاطر ہو کے بھاگے جاتے تھے اکثر مردم باہم کہتے تھے یہانسے جلد نکل چلو کہین
ایسا نہو کہ وہ بچہ پھر گرے میلہ کے لوگون کو ہلاک کرے جس طرح کہ اُسنے نائب خداوند کو ہلاک کیا ہے ناگاہ ایک
طرف سے غبار عظیم بلند ہوا کفار جانب غبار دیکھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا دیکھو یہ غبار اس طرف بلند ہوا ہے
ضرور کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے کوئی کافر کسی بے دین سے کہتا تھا ہائے کہان جاؤن کس جگہ جا کر پوشیدہ ہون
اس غبار کو دیکھکر میرا عجب حال ہے دل گردہ برہ ہوا جاتا ہے ابھی بچہ گر چکا ہے اب یہ کوئی بلائے دیگر آتی ہے خداوند
تمثال آئینہ رو اس بلائے گرد و غبار سے ہم کو اور سب کو محفوظ رکھین بختگان بھی سمت غبار بغور دیکھکر لاجورد
شاہ سے پوچھتا تھا اے خداوند آپ تو خداوند ہین بتائیے یہ غبار کیسا بلند ہوا ہے اور کون آتا ہے ہمارے دیوتون
سے ہے یا دشمنون سے ہے وہ اپنی الریش دراز پر ہاتھ پھیر کر مسکرا کر کہتا تھا ہمنے اسوقت ایک تقدیسی ہے تھوڑی
دیر مین جو کوئی آتا ہے وہ یہان آجائیگا تو خود ہی اُسے دیکھ لینا ہم آنیوالے سے خوب آگاہ ہین مگر نہ بتائین گے
ہنوز لاجورد شاہ بختگان سے یہ کہ رہا تھا کہ یکایک پنجہ ہوائے تند سے وہ دامن غبار پارہ پارہ ہوا
دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے اس طرف آتا ہے نشانہاے
لشکر بلند ہین فیل ہاے سر بلند ہمراہ لشکر بکثرت ہین پھریرے علمہاے لشکر کے سیاہ رنگ ہین مردم سیاہ
بعجلت تمام مرکبون کو جولان کرتے ہوئے آتے ہین لاجورد شاہ اور بختگان اور خلخال اور صلصال
وغیرہ جملہ کفار اُسے دیکھ رہے تھے چونکہ وہ بادشاہ دور تھا شناخت اُسکی کر نہ سکتے تھے اور جملہ اہل اسلام بھی
اُس لشکر کی طرف دیکھ کر باہم کہتے تھے یقیناً یہ کوئی سردار یا بادشاہ کافر ہے کیونکہ رنگ علمہاے لشکر کا سیاہ
ہے خداوند عالم ہم اہل اسلام کو اسکے شر و فساد سے بچائے یہ میلہ کی سیر کو یہان آیا ہو بر سر کینہ و فساد نہ
آیا ہو ابھی اہل اسلام یہ کلام کر رہے تھے ناگاہ وہ بادشاہ کا قریب آیا سب نے دیکھا کہ ایک جوان
سیاہ رو جبین بچین زشت خو و ترش رو بلند قد دست و پا مانند دیو قوی ہیکل ہے تاج جواہر نگار سر پر کج رکھے

ہوئے ہو بادۂ کبر و غرور سے سرشار ہو پشت کرگدن پر سوار پس پشت اُسکے پانچ لاکھ سواران نابکار ہین جس وقت وہ قریب آیا چار طرف دیکھ کے صلصال اور لاجورد شاہ کے لشکر پر نظر کرکے اُسی طرف متوجہ ہوا جب قریب صلصال کے پہونچا اپنا ہمرتبہ اور ہم مذہب اسے جان کر کرگدن کو روک کر اُس سے پوچھنے لگا ایکی مرتبہ یہا نکا میلہ ابھی سے ہوچکا جو مردم جوق جوق چلے جاتے ہین اُسنے جواب دیا میلہ درہم و برہم ایک واقعہ سے ہوگیا ہو آپ پشت کرگدن سے اُتر کر یہان آئیے تمام حال بیان کیا جائیگا وہ یہ سخن سنکر اپنے لشکر کو اُسکے لشکر سے علحدہ ایک میدان وسیع مین ٹھہرا کر حکم بارگاہ و خیام کے استادہ کرنے کا خدام کو دے کر پشت کرگدن سے پاس صلصال کے آیا اور صلصال نے اُسے بعزت و حرمت برابر اپنے بٹھایا چونکہ اُس وقت لاجورد شاہ اور نجنگان بھی وہین بیٹھے تھے اور وقت بادہ خواری بھی تھا اور یہ بادشاہ بھی آیا تھا اس وجہ سے صلصال نابکار نے ساقیان گلرخسار سے کشتی مے طلب کی وہ حسب الحکم کئی کشتیان لیکر حاضر ہوے اور حسب ایماے صلصال شیشہ مے سے جام یاقوت مین مے ناب اُنڈیل کر جام بھر بھر کر اُس بادشاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال اور نجنگان کو دینے لگے جب ہر ایک دو دو تین تین جام لیکر شراب پی چکا ساقیان مذکور حسب ایماے صلصال کشتی مے اُٹھا کر لیگئے پھر قابین گزک سے بھری ہوئی پیش کش کین جب سب لطف گزک اُٹھا چکے اور دماغ بادۂ تند سے گرم ہوا نشہ شراب کا ہوا اول وہ بادشاہ جانب صلصال متوجہ ہوکر کہنے لگا آپ اپنے نام نامی سے اور ان حضرات کے اسم گرامی سے آگاہ کیجیے صلصال نے اک آہ سرد کرکے کہا ہم کیا اپنے نام و نشان سے آگاہ کرین کہتے ہوے شرم آتی ہو اُسنے اصرار کیا صلصال نے آبدیدہ ہوکے کہا تمنے سُنا ہوگا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جا دو شہنشاہ ترکستان وہی ہی تھا اب گردش فلک کجرفتار سے مانند فقیر کے دربدر اور شہر بشہر دست جفاے مسلمانان سے پھرتا ہون اہل اسلام کے خوف سے بھاگتا ہوا یہانتک آیا ہون تخت و تاج ملک و مال کچھ باقی نرہا ہان تھوڑے مردمان سپاہ جو نمک حلال ہین ابتک ہمراہ ہین بعد اِس کہنے کے اول سے تا انتہا حال اپنی تباہی اور اہل اسلام کی لڑائی کا بیان کیا پھر لاجورد شاہ کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ خداوند ہین نام اِنکا لاجورد شاہ ہو یہ بھی ہماری طرح مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہین ملک و مال چھوڑکے اہل اسلام سے شکست پے در پے کھاکر یہانتک آگئے ہین اور یہ شخص جو سامنے اِنکے بیٹھا ہو یہ عجب شخص ہو نام اسکا نجنگان ہو باتین خوب کرتا ہو ہنسا تا بھی ہو اور یہ فرزند میرا ہو نام اسکا خلخال ہو اُس بادشاہ نے حال ہر ایک کا اور نام ہر ایک شخص کا سنکر تباہی صلصال پر افسوس کیا پھر جانب بارگاہ و خیام لشکر اسلام نظر کرکے پوچھا اس طرف کون فروکش ہو یہ کسکے خیام و بارگاہین ہین صلصال نے جواب دیا یہ خیام و بارگاہین اہل اسلام کی ہین جو سب سے بارگاہ بلند ہو وہ بادشاہ لشکر اسلام کی ہو یہی لوگ ہمارے اور اِن خداوند لاجورد شاہ کے باعث تخریب ہوئے ہین اور اتبک ہمارے اور اِنکے تعاقب سے ہاتھ نہین اُٹھاتے ہین جہان ہم لوگ بھاگ کر جاتے ہین وہین یہ سب بھی ہماری ایذا رسانی کو موجود ہوتے ہین اس بادشاہ نے حال لشکر اسلام سے آگاہ ہوکے پوچھا سبب اس میلہ کے ابتر ہونے کا کیا ہوا خلاصہ بیان کیجیے صلصال نے کہا باعث ابتری اس میلہ کے یہی اہل اسلام ہوے اس میلہ مین آکے

پہلے تو لشکر اسلام کے عیارون نے تاجدون کو اور اُس زرد جواہر کو جو خداوند تمثال آئینہ رو کی تصویر دلپذیر
کے روبرو لاتعد ولاتحصے جمع تھا اور ہر ایک نے موافق اپنی لیاقت کے روبروے تصویر خداوند بطور نذر چڑھایا
تھا لوٹ لیا یہانتک کہ تصویر خداوند موصوف کو بھی چرا کر لیگئے سوا اُسکے میلہ مین جس شخص کو متمول دیکھا اُسے
بھی لوٹ لیا جب نائب خداوند یعنی ضحاک ریش دراز کو حالات عیاران مذکور سے آگاہی ہوئی اُسنے اُنھین
قید کیا اور امیر ثانی سپہ سالار لشکر اسلام اور حارث بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے کہا کہ خداوند تمثال آئینہ رو
کو سجدہ کرو ہر ایک نے انکار کیا اور خداوند کو بہت سخت کلمات کہے کہ ہم اُن کلمات کو اپنی زبان پر بوجہ
ادب کے جاری نہین کر سکتے ضحاک ریش دراز نے سرکشی وسخت کلامی اہل اسلام سے آگاہ ہوکے اور
عیارون کے افعال ضرر رسان سے ماہر ہوکے اپنے سحر مین سب کو قید کیا تھا اور امیر ثانی اور عمر و ثانی
کو گرفتار سحر کر کے ارادہ پاس خداوند کے لیجانے کا کیا تھا ناگاہ کوئی مددگار امیر ثانی کا آیا اُسنے نائب
خداوند کو ہلاک کیا اور امیر ثانی اور عمر و ثانی کو ہمراہ اپنے کہین لیگیا پس نائب خداوند کے ہلاک ہوجانے
سے یہ میلہ درہم وبرہم ہوگیا ہر ایک شخص اپنے اپنے مکان کی طرف یا ین خیال بھاگا جاتا ہے کہ جب کسی نے نائب
خداوند کو مار ڈالا تو ہم کیا ہین صلصال یہ تقریر کر کے خاموش ہوا وہ بادشاہ حالات سرکشی وایذا رسانی وقتل
نائب خداوند تمثال آئینہ رو سنکے اسقدر برہم ہوا کہ چہرہ اُسکا فرط قہر وغضب سے سرخ ہوگیا آنکھین کثرت غیظ سے مانند
خون کبوتر کے سرخ ہوگئین حالت غصہ مین ہونٹھ اپنے اپنے دندان سے کاٹنے لگا کف دہن مین بھر آیا اور مانند
صاحب تپ لرزہ کے کثرت قہر وغضب سے کانپنے لگا صلصال یہ حال اسکا دیکھکر کہنے لگا ہمنے تمام حال بیان کا
بیان کر کے آپ کو صدمہ دیا آپ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ اب بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوچکا اہل اسلام اپنا کام کر چکے
میلہ کو عیار لوٹ چکے تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کو لیجا چکے نائب خداوند کو قتل کر چکے قید سحر سے آزاد ہوچکے
ہین انسے ارادہ جنگ کرنا اور اپنے غصہ کرنا اب بیکار وفضول ہے میرا ارادہ ہے کہ آج وقت نصف شب
جسوقت جملہ اہل اسلام عالم خواب مین ہونگے اپنے مع اپنی فوج کے حملہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اہل اسلام کو
قتل کرونگا کچھ انتقام خون ناحق نائب خداوند کا لیکر کسی طرف یہانسے چلا جاؤنگا اُس بادشاہ نے جواب
دیا اب ہم تمام حال سُن چکے ہین یہ ممکن نہین کہ اہل اسلام کو سزائے معقول نہ دین خداوند اور نائب خداوند
سے جان لوگون نے بے ادبی کی ہے اُسکے عوض مین انکو نیست ونابود نہ کردین ہم بزدل ونامرد نہین ہین
کہ اہل اسلام سے ڈرجائین اور اُنسے آمادہ جنگ نہون ہمکو حیرت ہے کہ آپ ایسا بادشاہ جلیل القدر اور بقول
آپکے یہ خداوند لاجور دشاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے تنگ اسقدر کیون آئے کہ بھاگنا اپنا شعار کیا آپکی
مردی ومردانگی اور انکی خداوندی سے یہ امر نہایت عجب ہے ہم مانند آپ کے نہین ہین کہ مسلمانون سے
خائف ہون ہم وہ شجاع وبہادر ہین کہ تمام عالم مین ہماری بہادری وشجاعت کا شہرہ ہے شیر وفیل مست ہمارے
روبرو ایک شغال وپشہ سے بھی کم ہین کسی انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ جو ہمسے مقابلہ کرے اگر دیو اور جن
بھی ہو اور وہ ہمسے برسر جنگ ہو تو ہم اُسکو بھی فی الفور بسہولت ہلاک کرین ہمکو ہمارے خداوند نے وہ
قوت وشجاعت دی ہے کہ اکثر ہمنے تنہا لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا دیا ہے اعدا کو شمشیر تیز سے اسقدر قتل کیا
ہے کہ عرصہ جنگ مین جابجا انبار لاشون کے لگا دیے ہین دلیران روے زمین ہمارا نام سنکے خوف سے کانپتے
ہین یہ اہل اسلام ہمارے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہین انکو تو اس طرح قتل کرونگا جس طرح کوئی شیر گرسنہ

بزومیش کا شکار کرتا ہو صلصال نے اُسکی تقریر سُنکے شرم سے سر جھکایا لاجوردشاہ کو کسی قدر اُسکی گفتگو پر
غصہ آیا بختگان سے کچھ باشارہ کہا وہ اشارہ لاجوردشاہ سے فی الفور آگاہ ہو کے اُس بادشاہ سے مخاطب
ہو کے کہنے لگا آپ کے اوصاف تو آپکی زبان سے ایسے سنے کہ کبھی کسی بشر کے یہ اوصاف نہ سنے تھے لیکن ابھی
تک آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے یہ کمترین آگاہ نہین ہوا لہذا یہ خاکسار چاہتا ہو کہ آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ کرین علاوہ اسکے مجھے اپنا ایک خیرخواہ جان کے یہ عرض میری قبول فرمائین کہ اس میلہ سے
اسی وقت آپ کہین چلے جائین دم بھر بھی یہان قیام نہ کرین تاکہ زندہ رہین اور اگر یہان سے نہ جائیے گا
آجکی شب ضرور قتل ہو جائیے گا کیونکہ آپنے بےخوف وخطر باآواز بلند باتین کی ہین یہان دو چار عیار ان
لشکر اسلام بصورت مبدل ضرور ہونگے وہ آپکو اپنا اور اپنے بادشاہ کا عدوے قوی جان کے کسی طور سے
ضرور ہلاک کر ڈالین گے کچھ بھی آپکی قوت وشجاعت سے وہ نہ ڈرینگے اور آپ اُنکو باوجود اس بہادری
ودلیری کے کہ جو آپ نے ظاہر کی ہے روک نہ سکین گے اور نہ اُنکو قتل کر سکین گے اور اگر حسب الاتفاق آپ
اُنکے ہاتھ سے قتل نہ ہوے اور طبل جنگی آپ نے بجوایا تو کوئی سردار لشکر اسلام کا ضرور آپکو تہ تیغ کریگا مفت جان
آپ کی جائیگی اہل اسلام مین جو لوگ نامی و نامور ہین اُنکی شجاعت وبہادری کا تو کیا ذکر ہے ادنی سردار لشکر اسلام
کے ایسے ہین کہ وہ بلاے بے درمان ہین دیوون کو ایک طمانچہ سے ہلاک کرتے ہین ہنگام جنگ لاشون سے عرصہ
مصاف مین انبار لگا دیتے ہین اکیلے لشکرون کو بھگا دیتے ہین شیر نر کے نعرون سے اُنکے نعرے زیادہ خوفناک ہین
دلاورون کے زہرے آب ہوتے ہین اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہے آپ ابھی ان اہل اسلام کی شجاعت سے آگاہ
نہین ہین یہ لوگ ایسے بہادر ہین کہ مین نے تو مثل اُنکے کسی مذہب والون کو بہادر نہین دیکھا ہے اور
یہ کہنا آپ کا عبث ہے کہ خداوند ہو کے بھاگے ایسی بات آپکو زبان پر لانا نہ چاہیے سمجھے کوئی بات کہدینا خوب
نہین ہے ہمارے خداوند نہایت رحم دل ہین اپنے بندون کے ہاتھ سے عجب عجب صدمے اُٹھاتے ہین اور
اہل اسلام کو اپنا بندگان جاہل جان کے رحم کرتے ہین باوجود قدرت رکھنے کے خود اُنسے کنارہ کش ہوتے
ہین لوگ البتہ جانتے ہین کہ خداوند لاجوردشاہ مسلمانون سے بھاگگئے ہین مین نے خداوند سے بارہا کہا ہے کہ
اے خداوند ان مسلمانون پر اب رحم نہ کیجیے اُنکو نیست ونابود کر دیجیے ہر دفعہ یہی جواب خداوند نے دیا ہے کہ
مین اپنے ان جاہل بندون کو کیا نیست ونابود کرون ابھی یہ میری قدرومنزلت سے آگاہ نہین ہین
جب بخوبی ماہر ہونگے اُسوقت سرکشی نہ کرینگے اور سوائے اسکے باربار خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اہل اسلام
بظاہر تو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اور ہمکو برا کہتے ہین لیکن بباطن ہمین کو سجدہ کرتے ہین علاوہ اسکے
امور خداوندی مین مجکو اور آپ کو کیا دخل ہے جو فعل اُنکا ہے اُسے وہی خوب جانتے ہین اُنکی مصلحت مین نہین ہے
کہ اہل اسلام کو نیست ونابود کر دین اور اُنکے شر سے باز رہین کوئی تو اسمین بھید ہے اور سنیے شاہ صلصال
جو دست مسلمانان سے تباہ حال ہوے ہین نامردی وبزدلی سے نہین ہوے ہین مسلمان اُن سے بھی شجاع
وبہادر ہین کہ جنسے یہ بہت سی لڑائیان لڑے آخر کار شکست کھا کے بھاگگئے ہین اور انپر کیا موقوف ہے بڑے
بڑے شجاع وبہادران لوگون سے بھاگگئے ہین اور جو نہین بھاگگئے ہین وہ اُنکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین یا مسلمان ہوے ہین آپ ہر چند بہادر ہین لیکن یاد رکھیے اور لکھ لیجیے کہ اگر میرے کہنے سے آپ یہانسے
چلے نہ جائیے گا اور طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانون سے مقابلہ کیجیے گا تو ضرور میدان جنگ سے بھی بھاگ

آ رہیگے گا یا اُنسے خائف ہو کر اُنکی اطاعت اختیار کیجیے گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائیگا یا اُنکے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
وہ بادشاہ یہ سُنکے غصہ سے تھرا رہا تھا اب یہ تقریر نجتگان کی سُنکے زیادہ تر غضبناک ہو کے از خود رفتہ ہو گیا
اور حالت قہر و غضب و نشۂ شراب مین ہاتھ بڑھا کر قصد کرنے لگا کہ اُسکو بانداز کھینچ کر اور ایک طمانچہ
مار کر کام اسکا تمام کر دیجیے جب یہ ارادہ اسکا صلصال کو معلوم ہوا فی الفور درمیان مین آ گیا اور
اُس سے کہنے لگا آپ کسکو ہلاک کرتے ہین اور کس پر ایسا غصہ کرتے ہین یہ وہ شخص ہے کہ شیطان بارگاہ
خداوند لاجور دشاہ مشہور ہے آپ تو کیا ہین خود خداوند کو جو دل چاہتا ہے کہتا ہے خداوند اسکو اپنی بارگاہ
کا شیطان اور ایک مسخرہ جان کر ہنس کر چپ ہو جاتے ہین اسکی باتون کا برا نہین مانتے ہین اپنے بارہا مجکو
کلمات سخت کہے ہین مین نے بھی اسکو سزا نہین دی ہے آپ بھی ہماری خاطر سے اِسے کچھ سزا نہ دیجیے اسکی
باتون کا برا نہ مانیے یہ شخص ایک مسخرہ ہے آپ کے خلاف شان ہے کہ ایک نِلے بِتلے ناتوان مسخرے کو اپنی ہاتھ سے ہلاک
کیجیے جو کچھ ہوا جانے دیجیے غصہ کو ضبط کیجیے وہ مغرور دمتکبر صلصال کے کہنے سے قتل نجتگان سے باز رہا
اور غصہ کو ضبط کر کے چاہتا تھا کہ صلصال سے کچھ کہے ناگاہ نجتگان نے اپنے سر سے رفیدہ اتار کر سر اپنا
گھٹا ہوا آگے اُس بادشاہ کے جھکا کے کہا اگر آپ کو مجھپر بہت غصہ ہے تو یہ سر حاضر ہے دو چار دھولین لگا لیجیے
اس کدو کی پختگی و خامی دیکھ لیجیے وہ بادشاہ باوجودیکہ غصہ مین تھا لیکن نجتگان کی اس تقریر سے بے اختیار
مسکرا دیا خلخال اور صلصال بھی ہنسے لاجوردشاہ بھی مسکرایا صلصال نے اس بادشاہ سے کہا
دیکھا آپ نے یہ شخص کیسا مسخرہ ہے بھلا اسکی باتون پر کیا غصہ کیا جائے اور اسے کیا سزا دیجائے آپ بھی
اب اسکی زبان درازی و سخت کلامی پر توجہ نہ کیجیے اُسنے کہا واقعی آپ سچ کہتے ہین یہ شخص عجیب و غریب
ہے اب مین اسکو سزا نہ دونگا یہ کہکر نجتگان سے مخاطب ہو کر کہا اے نجتگان سر اپنا اُٹھا دستار اپنے سر پر
رکھ اور جو ہم کہتے ہین اُسے سن اُسنے سر پر اپنے دستار رکھی اور کہا فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے اُسنے کہا آگاہ
ہو نام ہمارا قہرمان شیر گردن دکر گدن سوار مشہور روزگار ہے ہم بادشاہ حکمران شہر قہرمانیہ کے ہین
ہمکو جھوٹھ بولنے اور زیادہ گوئی سے نفرت ہے جسقدر ہمنے اپنی بہادری و شجاعت بیان کی ہے اسمین ذرا
بھی جھوٹھ نہین ہے ہم ہرگز مسلمانون سے نہین ڈرتے ہین کبھی تیرے کہنے سے اُس جگہ سے جائینگے دیکھنا
اہل اسلام کو کیسی سزائے معقول دیتے ہین کہ وہ بھی یاد کرین ہمین یہان آ کے اور حالات اہل اسلام سُنکے
سخت صدمہ و غصہ ہوا ہے حیف ان لوگون نے ہمارے خداوند کی تصویر چرائی زرد جواہر لوٹ لیا ناحق
خداوند کو ہلاک کیا بڑی بے ادبی کے امور کیے ہین انکو قتل کرنا ضرور ہے ہر چند کہ ہمارے خداوند روشن دل
ہین تمام حالات اُنپر آئینہ ہین کوئی بات اُنسے پوشیدہ نہین ہے مگر ہم ایک عرضی بہانیے حالات گذشتہ کے
مضمون مین لکھکر خدمت خداوند مین روانہ کرتے ہین کہ پہلے ہم اہل اسلام کو آپکی پرستش کرنے کی ہدایت
کرتے ہین اگر انھون نے بصدق دل آپ کو سجدہ کیا تو خیر ورنہ ہم سب کو قتل کر کے سر اُنکے سردارون کے
تیغ تیز سے کاٹ کر ارسال خدمت حضور کرتے ہین نجتگان نے کہا آپ نے جو کچھ ارشاد کیا ہے تو کہدون
کہ بہت درست و بجا ہے اور اگر صاف صاف پوچھیے تو میرے نزدیک اہل اسلام کو ہدایت کرنا اور اُنسے
مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے آئندہ آپکو اختیار ہے قہرمان شیر گردن نے کہا اے نجتگان ہمنے جو کچھ کہا ہے وہی کرینگے
یہ کہکے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حال سرکشی و بے ادبی اہل اسلام مین لکھکر ملفوف کر کے مہر سر نامہ پر کر کے

ایک شترسوار تیز رفتار کو دیکھہ کہا جلد یہ عرضی ہماری خدمت خداوند تمثال آئینہ رو مین لیجا وہ عرضی اپنی دستار
مین رکھکر جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد جانے شترسوار مذکور کے قہرمان نے ایک نامہ حارث بن سعد
بادشاہ لشکر اسلام کو اس مضمون کا لکھوایا بھیجنے یہان آکے سنا ہی کہ تم سب مسلمانون نے میلہ مین آکے بڑی بڑی
بے ادبیان کین میلہ کو درہم وبرہم کیا عیارون نے تمھارے تمھارے ہی کہنے سے تصویر خداوندی کی چرائی
زر و جواہر لوٹ لیا تاجرون کا مال و اسباب غارت کیا سوا اسکے تم مین سے کسی مسلمان نے نائب خداوند مسیحی
ضحاک ریش دراز کو ہلاک کیا یہ افعال زشت و نامناسب تم لوگون کو کرنا مناسب نہ تھا اول تو میلہ مین
نہ آئے ہوتے اگر آئے تھے تو میلہ کی سیر کرتے تصویر خداوندی کی بصد ادب زیارت کرتے خداوند کو خوش کرتے
اور قدرت نمائی خداوند پر نظر کرکے انھین سجدہ کرتے تمنے سبکے خلاف کیا ہی لہذا انکو لکھا جاتا ہی کہ بمجرد پہونچنے
ہمارے اس نامہ کے مقر اپنی سرکشی و بے ادبی پہ ہوکے بصدق دل ہمارے خداوند کو سجدہ کرو ہم اقرار
کرتے ہین کہ جرائم ماضی تمھارے ہم خداوند سے عفو کرا دینگے اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ہیہات بچنا ہوگے
زندہ یہانسے نہ جاؤگے ہم تم سب کو قتل کرکے سر تمھارے کاٹکے خدمت خداوند مین روانہ کر دینگے تمکو
لازم ہی کہ جواب اسکا جلد دو جب نامہ اس مضمون کا لکھوا چکا ملفوف کراکے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے ایک
سردار کو اپنے لشکر سے طلب کرکے نامہ اُسے دیکے کہا اے ہژبر فیل کش یہ نامہ ہمارا بادشاہ لشکر اسلام کو
جاکر دینا حالات دربار کے دیکھنا اگر کچھ خلاف شان ہمارے کوئی کہے تو بیخوف و خطر اُسے قتل کرنا اُسنے
نامہ لیکر ادب سے زیر خود بالاے سر رکھکر عرض کیا یہ نمکخوار تعمیل حکم کریگا یہ کہکر اپنے مرکب دور رکابہ پر سوار ہوکر
تھوڑے سواران آزمودہ کار کو واسطے اظہار کرتے اپنی شان و شوکت کے ہمراہ لیکر بصد نخوت و غرور
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز وہ راہ مین تھا کہ ہرکارے لشکر اسلام کے دربار دُر بادشاہ لشکر اسلام
مین گئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے او رسم الکا عبودیت بجا لاکے بعد اداے دعا و ثناے بادشاہی کے
عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ کی عمر دراز ہو دولت و اقبال روز افزون ہو اسوقت ایک بادشاہ کافر قوی
بازو و دیو قامت و دیو قوت نہایت تند خو زشت رو مسمی قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار نے پانچ
لاکھ سوارون کی جمعیت سے میلہ مین آکے اصلصال و نجتگان والا جوہر شاہ سینہ نادر بر ملاقات کی اور
یہان کا تمام حال گذشتہ سے ماہر ہوکے کمال برہم ہو کے نامہ اپنے ایک سردار لشکر مسمی ہژبر فیل کش کے
ہاتھ بھیجا ہی ابھی وہ راہ مین ہی تھوڑی دیر مین وہ سردار نامہ لیکر روبروے حضور حاضر ہوگا یہ عرض کرکے
دربار سے باہر گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ سردار دربارگاہ پہ آیا اور دربانون سے کہنے لگا راہ دو کہ مین
تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤن اپنے حاکم کا نامہ دون اُنھون نے کہا ٹھہرو تاوقتیکہ ہمین حکم نہ ہوگا
ہم نہ جانے دینگے ہژبر فیل کش کو ہرچند کہ کچھ غصہ آیا مگر ضبط کیا کیونکہ دربانون نے بیقاعدہ نہ کہا تھا غرض
وہ تھوڑی دیر در دولت پہ ٹھہرا رہا اور حکم بادشاہ کا اسکے بلانے کا ہوا وہ مرکب سے اُترکر ہمراہی سوارون
کو بیرون بارگاہ چھوڑکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ دربار آراستہ ہی بادشاہ لشکر اسلام تخت جواہر نگار پر
شیرانہ بیٹھے ہین تاج جواہر نگار فرق پر ہی قباے قلمکار بر مین ہی یمین و یسار ہزارہا کرسیون اور دنگلون پر
سرداران لشکر ذیشان مطیع و منقاد بصد ادب بیٹھے ہین کوئی رعب بادشاہ سے سر نہین اٹھاتا ہی ہر ایک
خاموش بیٹھا ہی ہر ایک سردار لشکر نہایت بہادر و شجاع معلوم ہوتا ہی ہژبر فیل کش بارگاہ فلک جاہ کو

اور آراستگی دربار کو اور ہر ایک اہل دربار کو یمین و یسار دیکھتا ہوا دل مین کہتا تھا کہ ان مسلمانون کو از حد اوج
و ترقی حاصل ہوگئی ہی یہ دل مین کہتا ہوا جب روبروے بادشاہ موصوف پہونچا نقیب نے بآواز بلند کہا
اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اُٹھا کر دیکھا ہزبر فیل کش نے بکراہت سلام کیا بادشاہ
نے اشارہ ایک کرسی پر بیٹھنے کا کیا وہ حسب الحکم کرسی پر بیٹھا اور بچشم دزدیدہ نظر سے ادھر ادھر دیکھنے
لگا ہنوز وہ بنظر حسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ساقیان گلرخسار نے کشتی
شراب لا کر جام شراب سے مملو کر کے اُسے دیا جب وہ کئی جام لیکر شراب پی چکا اور دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا پکارا نام ہزبر فیل کش نامہ دار بادشاہ قہرمان شیرگردن و کرگدن سوار بہادر و شجاع یکتاے
روزگار بادشاہ نے تقریر اُسکی سنکے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے موافق قاعدہ نامہ دیا بادشاہ نے نامہ
میرمنشی کو دیکر حکم پڑھنے کا دیا اُسنے بآواز بلند نامہ مذکور پڑھا حارث بن سعد نے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر غصہ کو ضبط کر کے حلم کو کام فرما کے میرمنشی سے فرمایا کہ ہماری طرف سے اس نامہ کی پشت پر صرف اسقدر
لکھ دیا جائے کہ ای قہرمان ہم خدا پرست ہین ہرگز تمھارے خداوند کو سجدہ نہ کرینگے اگر تم آمادہ جنگ و فساد
ہوگے تو ہم بھی واسطے مقابلہ کرنے کے موجود ہین اور بہتر تو یہ ہی کہ جنگ و جدال سے باز آکے راہ راست پر آؤ
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ میرمنشی نے حکم کی تعمیل کی جب جواب نامہ حسب دلخواہ تحریر ہوگیا میرمنشی نے اُسکے حوالے
کیا ہزبر فیل کش نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام پر تلوار لگائے مگر رعب بادشاہ و درجملہ سرداران لشکر
اسلام کے خوف سے اپنے ارادے سے باز رہا پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر مضمحل ہوکر بارگاہ سے نکل کر
اپنے مرکب پر سوار ہوکر سوارون کو ہمراہ لیکر اپنے بادشاہ کی طرف چلا راہ مین دل مین خیال کرتا ہوا جاتا تھا
کہ افسوس ہمارے بادشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام نے ہمارے سامنے واسطے مسلمان ہونے کے اور خداے
نادیدہ کو سجدہ کرنیکو کہا اور ہم بوجہ رعب و داب کے بادشاہ لشکر اسلام کو قتل نہ کر سکے خلاف حکم اپنے بادشاہ
کے کیا خیر اب یہ حال اپنے بادشاہ سے نہ کہونگا ورنہ وہ مجکو نامرد و بزدل کہکے سزاے سخت دیگا یہ خیال
کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچکر روبروے قہرمان کے جاکر نامہ دیا اُسنے جواب نامہ سے آگاہ ہوکر نہایت برہم
ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے حسب الحکم اُسی وقت ہنگام شام ملازمان کافر
بد انجام نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی
معین تھے وہ صداے طبل جنگی سنکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور رسم العبودیت بجا لا کے
اور پایۂ تخت بادشاہ موصوف کو بوسہ دیکے اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق نظم

ای شہ نامدار و فرخ اقبال
خوف سے تیرے سرکشان شریر
لیکن ای بادشاہ دین پرور
طبل جنگی بجا ہی خاطر خواہ
ہین جو غلام شاہ نیک اطوار

روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
دشت و دریا و کوہ مین ہین نہان
قہرمان ہی جو کافر خود سر
ہی ارادہ یہ اُسکا وقت سحر
اُنسے بے دغدغہ کرے پیکار

تو وہ ہی بادشاہ کشورگیر
دیوان بھی دہشت سے ہین لبون پر جان
اُسکے لشکر مین ای شہ ذیجاہ
آکے میدان مین بہ تیغ و تبر

بادشاہ لشکر اسلام نے ہرکارون
سے یہ خبر سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی ہمارے ملازم نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہرکارے
یہ حکم پاکے بیرون بارگاہ آئے پھر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ کو بیان کیا انھون نے فی الفور چوب

اٹھا کر نقارۂ رزمی پر لگائی صدے نقارۂ جنگی بلند ہوکے تا گنبد فلک پہونچی جب دونون لشکر دنہین طبل ونقارۂ جنگی بجایا گیا مردمان ہر دو لشکر آواز طبل ونقارۂ جنگی سنکے اس حال سے آگاہ ہوے کہ صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا عرصۂ جنگ مین کشت وخون ہوگا تلوار چلے گی سروتن مین جدائی ہوگی پس جو لوگ دونون لشکرون مین بہادر ودلاور تھے طبل جنگ ونقارۂ جنگی کے بجنے سے خوش ہوگئے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی مین مصروف ہوے اور باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کون کون زندہ رہتا ہی کون کون قتل ہوتا ہی دیکھیں کسکی عزت وآبرو ثبات قدمی سے رہتی ہی اور کسکی عزت بپا ہوتی ہی اور بھاگنے سے سر میدان جنگ جاتی ہی آجتک تو ہم کبھی کسی لڑائی مین پسپا نہین ہوے حریف کے سامنے سے نہین بھاگے کل کا حال نہین معلوم ارادہ تو یہ ہی کہ ہنگام مقابلۂ دشمن مانند کوہ اپنی جگہ سے نہ سرکین گے کیسی ہی سختی ہوگی اُٹھائین گے زخم پے در پے کھائین گے لہو مین نہائین گے مرجانا قبول کرینگے لیکن جنگاہ سے قدم نہ ہٹائین گے اپنے دشمنون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر ٹوک ٹوک کے نعرے کر کر کے دلیرانہ قتل کرینگے اگر دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے پسپا ہوکے اپنے لشکر مین واسطے اپنی جانبری کے جانے لگے گا تو سد راہ ہوکے یا اسکا تعاقب کرکے لشکر مین گھس کے اُسے قتل کرینگے یہ شب بہت غنیمت ہی آؤ باہم معانقہ کرلین تم ہمارے قصور وخطا معفو کردو ہم تمھارے جرائم کو جو عمداً یا سہواً ہوے ہون اُنھین معاف کردین یہ کہکے ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور اپنی اپنی خطا معاف کراتا تھا سوا اسکے کوئی دلیر کسی بہادر کو اپنی شمشیر آبدار دکھا کر کہتا تھا دیکھو ہمنے کیسی صیقل کی ہی یقین ہی کہ جب ہم یہ تلوار سر دشمن پر لگائین گے خوب کاٹے گی راکب ومرکب کے چار ٹکڑے کریگی عدو کو راہ عدم نظر آیگی وہ اُسے جواب دیتا تھا واقعی کیا خوب صیقل کی ہی تلوار بہت آبدار ہی یہ تو آہن وسنگ پر بھی نہ رکے گی اول تو تلوار نہایت آبدار ہی دوسرے تم کیسے قوی بازو ہو کہ مثل تمھارا قوت وشجاعت مین نہین ہی ہمنے اکثر لڑائی مین دیکھا ہی کہ جب تمنے اپنے حریف پر یہی تلوار جوہردار لگائی ہی اُس کے دو ہی ٹکڑے کیے ہین اور اگر ارادہ کیا ہی تو مرکب کو بھی دو نیم کیا ہی تمنے نامی دلاورون کو قتل کیا ہی تلوار تمھاری تشنۂ خون عدو ہی وہ بہادر اُس جری سے کہتا تھا تم دوست صادق ہو کہ مجھ ایسے شخص کی اسقدر تعریف کرتے ہو بے مثل مجکو شجاعت مین جانتے ہو اور بیان کرتے ہو مین تو مانند تمھارے بھی بہادر نہین ہون تم مجھ سے بدرجہا قوت وزور مین بہتر وافضل ہو کوئی پہلوان کسی قوی بازو سے اپنے گرزگاو سر کو دکھا کے کہتا تھا ہی برادر ذرا صبح تو ہو دیکھنا اس گرز گران سے اعدا کو کیونکر پیوند خاک کرتا ہون کہ نام ونشان بھی گوشت واستخوان کا نہ رہیگا وہ اُس سے کہتا تھا کہ جو تم کہتے ہو ہمین یقین ہے ایسا ہی کروگے یہ گرز تمھارا وہ گرز گران ہی کہ سر کوہ پیمار و تو وہ بھی شکستہ ہوکے ریزہ ریزہ ہوجائے انسان کی تو کیا مجال ہی کہ ضرب سے اس گرز کی بچ جائے اور اپنے گرز پر ضرب اس گرز کی دلیرانہ روک لے کوئی تیر انداز کسی کماندار سے اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر دکھاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو آج یہ چند تیر ہمنے درست کیے ہین اور کمان کیانی بھی حسب دلخواہ درست کی ہی صبح کو یہ تیر ہین اور سینۂ اعدا ہین وہ کماندار تیرون کو دیکھ بھال کے جواب دیتا تھا بیشک یہ تیر ہم بلکہ تیر اجل ہین جس طرح تیر اجل سے انسان کبھی جانبر نہین ہوتا ہی اسی طرح ان تیرون سے دشمنون کا جانبر ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ تم وہ تیر انداز کامل ہو کہ تیر تمھارا ہمیشہ نشانہ پر پہونچتا ہی کبھی خطا نہین کرتا ہی

وہ اس سے کہتا تھا یہ کلمات محض براے عزت افزائی کہتے ہو محب دلی ہو جادی عزت و آبرو بڑھاتے
ہو ہم تو ایک خطا کار ہین ہان تم اپنے فن مین البتہ اکمل ہو غرض کہانتک گفتگوے دلیران جنگجو مفصل تحریر
کیجائے کہ ہر ایک بہادر تیاری جنگ مین مصروف تھا شوق جنگ اپنے دوستون سے ظاہر کرتا تھا ہر ایک
کو انتظار صبح کا تھا دلاوران ہر دو لشکر کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا لیکن جو لوگ سپاہ تھمران شیر گردن
و کرگدن سوار مین بزدل و نامرد تھے اُنکی یہ صورت تھی کہ جب سے طبل جنگ بجا تھا باہم ایک جا بیٹھے تھے
چہرہ ہر ایک کا زرد تھا خوف جنگ سے دست و پا مین رعشہ تھا جو اس غم سے درست نہ تھے کہتے کچھ تھے زبان
سے نکلتا کچھ تھا کسی کو خوف سے دست آنے لگے تھے بار بار بیت الخلا جاتا تھا کسی کو خوف سے تپ آ گئی تھی
جب وہ کانپتا تھا اکثر بزدل اُس سے کہتے تھے بیٹھے کیون ہو لیٹ رہو وہ اُنکے کہنے سے لحاف اوڑھکر لیٹ
جاتا تھا اور جنکو تپ نہ آئی تھی وہ بیٹھے ہوے فکر کرتے تھے اگر کوئی بزدل کسی نامرد سے سبب فکر پوچھتا تھا وہ
اُس سے کہتا تھا اے برادر تم عاقل ہو کے سبب تردد دریافت کرتے ہو کیا تمنے صداے طبل جنگی نہین سنی ہے
کیا یہ تمکو معلوم نہین ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا کیا دشمنون سے لڑنا مقام فکر و
تردد نہین ہو کہ تم ہمسے پوچھتے ہو کہ سبب فکر کیا ہے اے برادر دشمنون سے لڑنا اور تمہارے تیغ و تیر و نیزہ تن پر کھانا
کچھ آسان نہین ہے علاوہ زخم کھانے کے لڑائی مین صدہا بلکہ ہزارہا سوار و پیادہ قتل ہوتے ہین کھیت پڑتے
ہین کشتون کو کفن تک بھی نصیب نہین ہوتا ہے اکثر سُنا ہے کہ مقتل مین کشتون کو زاغ و زغن اور درندے کھا
جاتے ہین کوئی اُنکے حال پر گریہ اور افسوس نہین کرتا ہے بس ہمکو بھی یہی تردد ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ رہتے
ہین یا قتل ہو جاتے ہین اگر جان عزیز کا خیال کرکے لشکر سے نکل جاتے ہین تو باعث بدنامی کا ہے اور اگر نہین
جاتے ہین تو صبح کو میدان جنگ مین ضرور جانا ہوگا اعدا سے مقابلہ کرنا ہوگا ہم فی الحال گردش زمانہ سے
محتاج ہو کر نوکر ہوے ہین کوئی لڑائی آجتک نہین لڑے ہین بلکہ لڑائی بھی نہین دیکھی ہے نہین معلوم
تلوار کیونکر چلتی ہے نیزہ کیونکر لگاتے ہین تیر چلہ کمان مین کیونکر جوڑتے ہین نشانہ کسطرح تاکتے ہین کمان کسطور
سے کھینچتے ہین عدو کو تیغ سے چورنگ کیونکر کرتے ہین ضرب شمشیر سپر پر کس طرح روکتے ہین بس ہم کیا لڑینگے
تلوار تو نیام سے کھینچی نہ جائیگی سپر ساتھ طریقہ کے اُٹھائی نہ جائیگی جب کوئی دشمن تیغ بکف سامنے آجائیگا
اُسکو قتل نہ کر سکینگے بلکہ خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے لاشہ ہمارا کوئی بھی میدان جنگ سے نہ اُٹھائیگا
کہہ سکتے ہین کہ ضرور پامال سم اسپان ہو جائیگا گور و کفن سے محروم رہیگا کوئی ہماری لاش پر دو آنسو بھی نہ
بہائیگا جب وہ راز حال ہمارا انتقال ہوگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جاوینگے غرضکہ اب ہمکو کچھ
بن نہین پڑتا کیا کرین کیا نہ کرین یہ شعر کسی کا ہمارے حسب حال ہے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ؎ دو عالم مین
ہمارا آشیان ہے ؎ اُس بزدل نے اُس نامرد کی تمام تقریر سُنکے کہا ہم بھی مانند تمہارے فنون جنگ سے
ناواقف ہین اور نامساعدت زمانہ سے رسالہ مین نوکر ہوے ہین تم ہمارے جد و آبا سے آگاہ ہو کہ وہ تا
حیات اپنے اپنے گھر مین با آرام و راحت رہے پلنگ پر استراحت کیا کیے لونڈی غلامون سے خدمت کرایا
کیے غذائے لطیف و نفیس کھایا کیے کسیکی نوکری نہین کی زر و جواہر پاس تھا کچھ فکر نہ تھی شب و روز عیش
و عشرت سے بسر کرتے تھے اکثر دوست اُنکے پاس آتے تھے اُنھین سے صحبت رہتی تھی قصے کہانیان
شعر سُنا کرتے تھے حقہ اور افیون سے زیادہ شوق تھا چاے سے کمال خوش ہوتے تھے برغبت تمام ساتھ

احباب کے پیتے تھے منعکر بدل مرغوب تھا جب ہم پیدا ہوے ہکو بھی ذرا سی افیون کھلانے لگے ناز و نعمت سے پرورش کرنے لگے یہانتک کہ ہم سن تمیز کو ہونچے جب بھی اسی طور سے پیش آیا کبھی کسی علم سے کوئی علم نہ پڑھوایا اگر کسی نے کہا بھی تو جواب دیا علم کے حاصل کرنے مین ہمارا لڑکا بوجھ فکر کے دبلا ہو جائیگا علاوہ نہ تعلیم کرانے علم کے فنون سپہ گری و دیگر کار دستی سے بھی ہمین آگاہ نہ کرایا گھر سے ایک مدت تک باہر نکلنے نہ دیا عورتون مین بیٹھے رہتے تھے جب انھون نے انتقال کیا گھر سے باہر نکلے دوستون کے ساتھ سیر و تفریح قلب کیا کیے پیشتر تم بھی ہمارے ساتھ سیر کیواسطے جابجا جایا کرتے تھے کیا وہ زمانہ تمکو یاد نہین ہے اب اس زمانہ مین تنگدست ہو کے بمجبوری نوکری کی ہے ابھی نوکری کیے چھ مہینے کا زمانہ گذرا ہے ڈھال تلوار باندھی تو ہے مگر تلوار لگانے سے ماہر نہین ہین آج یہان تیاری جنگ ہو رہی ہے صبح کو اہل اسلام سے لڑائی ہوگی جاہل و بے وقوف جنکو اپنی جان عزیز نہین ہے وہ تیاری جنگ مین مصروف ہین تم کو یہ فکر ہے کہ ہم اہل اسلام سے لڑین یا لشکر سے چلے جائین ہکو کچھ بھی فکر نہین ہے دیکھو نادان وخندان بیٹھے ہوے ہنستے باتین کر رہے ہین تجویز کر چکے ہین کہ جب زمانہ نصف شب کا آئیگا کسی حیلہ سے اپنے لشکر سے نکلجائینگے ہکو اپنی جان نہایت عزیز ہے مشہور ہے جان ہے تو جہان ہے چار روپیہ کیواسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ہم عاقل ہین جاہل و نادان نہین ہین ہمین عزت و آبرو سے کچھ غرض نہین ہے آگے جان شیرین کے عزت کی کیا حقیقت ہے جب جان نہ رہی مر گئے دنیا سے چلے گئے خاک مین ملگئے خاک ہو گئے عزت و آبرو رہی تو کس کام کی بس ہماری تو یہ رائے ہے کہ ہمارے ہی ساتھ لشکر سے نکل چلنا عزت و آبرو کا کچھ بھی خیال نہ کرنا اگر کوئی بزدل و نامرد کہے تو اُسے بکنے دینا دشمن سے جان اپنی بچانا ضرور ہے یہ لشکری جاہل و نادان و نالائق ہین عزت حاصل ہو اس امید پر جان اپنی دینا گوارا کرتے ہین آبرو کی خواہش مین اپنے تئین دریاے ہلاکت مین ڈالتے ہین کون انکو سمجھائے یہ سپاہی اُلٹی کھوپڑی کے ہین ہماری نصیحت پر کبھی عمل نہ کرینگے بلکہ ہکو بزدل جانینگے انکو انکے حال پر چھوڑنا ہی مناسب ہے جسوقت یہ لشکری اہل اسلام سے شمشیر و تیر لڑینگے اور زخمہاے کاری کھا کے زمین پر گر کے ایڑیان رگڑینگے اور گھوڑے لشکر کے انھین ہنگام جنگ مغلوبہ پامال کرینگے اُسوقت البتہ انکو اپنی جان کے جانے کا ملال ہوگا آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہوگا ابھی تو عزت و آبرو کے نام پر جان دینے کو موجود ہین تیاری جنگ مین مصروف ہین شجاعت و بہادری ہر ایک اپنی ظاہر کر رہا ہر جو جو دلمین آتا ہے وہ بک رہا ہے ہم سنتے ہین اور ہنسکر خاموش بیٹھے ہین تم انکے ساتھ اپنی جان نہ دینا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤ گے اہل اسلام بڑے بہادر ہین ہنگام جنگ اُنکے ہاتھ سے ضرور مارے جاؤ گے یہ جوانی و خوبروئی تمھاری خاک مین ملجائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہجائینگی باغ دنیا سے سوے عدم چلے جاؤ گے لذت ہاے نعمت دنیا یاد کرو گے وہ یہ نصیحت اپنے دوست کی سُنکے خوش ہو کے کہتا تھا ہم کو تمھاری راے نہایت پسند آئی جیسا تمنے کہا ہے ایسا ہی کرینگے اسیطرح ہر ایک نامرد باہم ایسی ہی گفتگو کرتا تھا اور وقت کا منتظر تھا جب زمانہ نصف شب کا آیا جسقدر نامرد و بزدل تھے ہر حیلہ سے اُٹھ اُٹھ کر لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے شجاع و بہادر لشکر مین رہگئے جسوقت وہ باقی شب بھی بسر ہوئی اور سفیدہ سحری فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر چلنے لگی کواکب خوف آمد شاہ خاور سے دریاے فلک مین ڈوبنے لگے سپاہ انجم مین ابتری واقع ہوئی ہر ایک نیر روشن پوشیدہ ہونے لگا سپاہ انجم کے رخ انور پر خوف نیر اعظم سے اداسی

اور سفیدی ظاہر ہونے لگی طائران خوش الحان سحر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر حمد خدا اپنی زبان مین کرتے
لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے پابند نماز برائے ادائے نماز سحر بیدار ہونے لگے کفار اپنے معبدون
مین گھنٹہ اور ناقوس بجانے لگے اہل اسلام نے وضو کر کے برجوع قلب فریضہ سحری کو ادا کیا دعائے فتح و ظفر
مانگی خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام نے نماز سحر پڑھکر واسطے اپنے مطالب دینی و دنیوی کے درگاہ الٰہی مین دعا کی
بعد ازان لباس شاہی زیب تن کر کے تاج جواہر نگار سر پر رکھ کے تخت پر بیٹھے کہاریون نے بسم اللہ کہکر
تخت مذکور اپنے دوش پر اُٹھا کے رکھا اور اندرون بارگاہ سے تا دربارگاہ آہستہ آہستہ تخت کو لائین چونکہ قبل
برآمد ہونے بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران لشکر اسلام موجودہ دربارگاہ بادشاہ موصوف پر صف آرا
تھے اور کہار بھی وردیان نئی اور نفیس پہنے ہوے دربارگاہ پر حاضر تھے چوبدار بھی عصا ہاے نقرئی و طلائی
ہاتھون مین لیے جیگون سے کمر باندھے ہوے نظر بہ دربارگاہ کیے کھڑے تھے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ منتظر تشریف آوری
بادشاہ تھا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھایا گیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ کہاریان نہایت حسین و خوبرو
نوجوان لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہوے دوپٹے رنگا رنگ اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگائے
ہوے گلوریان کلون مین دبائے ہوے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوے چوڑیان نازک نازک
کلائیون مین علاوہ نقرئی و طلائی کڑون کی پہنے ہوے انگلیون مین پور پور انگوٹھی چھلے کہ جو دل عشاق کو
چھل لے پہنے ہوے بالون مین تیل خوشبودار ڈالے ہوے کنگھی چوٹی کیے ہوے ٹیپیان نکالے ہوے پیشانیون
پر نقرئی و طلائی جھپکے لگائے ہوے پاؤن مین کڑے چھڑے معشوقانہ قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی ہر گام پر کمرین
نازک اُنکی لچکتی اور بل کرتی ہوئی عطر مین ہمہ تن بسی ہوئی تخت کاندھو پر رکھے ہوے مین وہ کہاریان
تھین پایہ پایہ تھین تخت سلیمان علیہ السلام کی طرح تخت بادشاہ لشکر اسلام اُٹھائے ہوے تھین جو کہ
عشاق اُنکی دید کے مشتاق تھے سیکڑون دل عشاق اُنکے دام گیسو مین مانند مچھلیون کے پھنسے تھے ایسی محبوب
تھین کہ حورین اُنکو بام فلک سے دیکھتی تھین اور ایسی شوخ و مستانہ رفتار کہ گوشہ اُنکے ڈوپٹہ کا بار بار زمین
پر گرا جاتا تھا کہارون نے اُنکو دیکھ کر بے اختیار آہ سرد کی اُنھون نے باشارہ مسکرا کے کہا تم یونہین آہین
کروگے ہمیشہ مانند ماہی بے آب خاک پر تڑپوگے ہم کبھی تمھارے جال مین گرفتار نہونگے کیا ہمارے
شوہر نہین ہین کہ تمسے پھنس جائین خلاف حکم شرع عمل کرین کہار اُنکے اشارہ کی گفتگو کو خوب سمجھ کر رعب
بادشاہ سے خاموش رہکر چند قدم آگے بڑھے پھر تخت جواہر نگار اُنکے دوش سے لیکر اپنے کاندھون پر
رکھا ایک نقیب نے اُسوقت باواز بلند کہا بسم اللہ نصر من اللہ فتح قریب دوسرے نقیب نے
بصدائے خوش پکار کے کہا ای ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اُٹھا کے دیکھا
جملہ سرداران لشکر ظفر اثر نے موافق قاعدہ واسطے آداب و تسلیم کے اپنے سر جھکائے شاہ موصوف نے
علیٰ قدر مراتب ہر ایک کا سلام لیکر اُن جملہ شیران بیشۂ شجاعت کو مسلح و مکمل دیکھکر سرفروشی پر آمادہ پاکر
نہایت خوش ہوکر باشارہ چشم و ابرو ارشاد کیا کہ ای دلیران نامدار و ای بہادران شجاعت شعار مرکبون
پر سوار ہوسوے میدان کارزار چلو سرداران موصوف جانب تخت باین خیال بڑھے تھے کہ پایۂ تخت
بادشاہ کو بصد ادب بوسہ دے کے تخت کہارون سے لیکے اپنے دوش پر رکھ کے چند قدم جانب رزمگاہ
چلین اور اس خدمت بجالانے سے اپنی عزت افزائی پر افتخار کرین کہ اشارہ بادشاہ لشکر سے

مجبور ہوگئے اور بجا آوری حکم واجب جان کے اپنے اس ارادے سے باز رہ کر مرکبون پر سوار ہوکر
بیچ مین تخت شاہی کو لیکر بیٹھے وکیا رخت کے ہوکر ہمراہ سواری بادشاہ دین پناہ سوئے رزم گاہ چلے
جملہ فوج ظفر موج بھی عقب سواری شاہ مانند موج بحر زخار کے طرف سواری بادشاہ لشکر جاہ وحشم سے
سوئے میدان مصاف چلی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا غنچون کا کھلنا صحرا مین گلہائے بوقلمون کی بہار
وہ شبنم افتادہ سبزہ صحرائی لمک وہ ستارون کا دمبدم نہان ہونا تاریکی کا گھٹنا روشنی سحر کا بڑھنا وہ شاہ خاور
کا جانب مشرق سے ظاہر ہونا وہ طائران خوش الحان صحرا کا بولنا وہ صحرائے سبزہ زار کی فضا وہ کوہ بیضا
کی صفا وہ لشکر اسلام کا آہستہ آہستہ سمت نبردگاہ ہمراہ سواری بادشاہ جانا وہ جوانان لشکر اسلام کے
چہرہ ہائے نورانی وہ اُنکے تون پر سلاح جنگ کی پھبن وہ ہر ایک بہادر کی چیتون وہ شوق جنگ وجدال
اُنکا وہ مرکب عربی وتازی وترکی وعراقی اُنکے کہ جنکے ایال پر پری رویان بھی سراسر شرمندہ ہون
وہ سبک خیزی تیز روی اُنکی کہ جنسے باد صبا بھی محجوب ہوکے ساتھ نہ دے سکے پیچھے رہ جائے راہ مین
گر جائے وہ نقیبون کا بولنا قابل دید و لائق شنید تھا جب اس طرح آہستہ آہستہ سواری بادشاہ نبردگاہ
مین پہونچی باشارہ بادشاہ لشکر سے سب ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام انتظار قہرمان شیر گردن وکرگدن
سوار کے آنے کا کرنے لگے اور امیر ثانی کو ہمراہ اپنے نہ پاکر بار بار یاد کرنے لگے سرداران نامی دنامور
سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے افسوس اسوقت امیر ثانی ہمراہ لشکر نہین ہین اُنکے ہونے سے لشکر بیرونق
ہے نہین معلوم اُنپر کیا گذری زندہ ہین یا نہین سنا ہے کہ بچہ اُنکو اور عمرو ثانی کو گرکے لیگیا ہے نہین معلوم
بچہ بنکر کون لیگیا ہے دوست ہے یا دشمن ہے دل کو تردد ہے سرداران موصوف دست بستہ عرض کرتے تھے ظل اللہ
کچھ تردد نہ کرین انشاء اللہ وہ مع الخیر اپنے لشکر مین تشریف لائینگے ہمین یقین کامل ہے کہ کوئی دوست
اُنکا بچہ بنکر اُنکو اٹھالے گیا ہے اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ دوست نہ ہوتا تو ضحاک رشک و راز
کو دشمن اُنکا جان کے ہلاک نہ کرتا ابھی بادشاہ اُنکی گفتگو سن رہے تھے ناگاہ اُس طرف سے آمد لشکر
قہرمان شیر گردن ظاہر ہوئی یعنے گرد وغبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے وہ غبار
دور ہوا جملہ مردمان لشکر اسلام نے دیکھا کہ بیچ مین قہرمان شیر گردن بکبر ونخوت تاج کج سر پر
رکھے ہوئے کرگدن پر سوار ہے داہنی جانب اُس کے لاجورد شاہ ہے بائین سمت صلصال وخلخال
مین ساتھ لاجورد شاہ کے مانند سایہ کے تختگان ہے شمار سواران لشکر قہرمان کا پانچ لاکھ ہے لاجورد
شاہ کے ساتھ دو لاکھ سپاہ ہے صلصال کے ہمراہ رکاب قریب لاکھ سوارون کے مین قبل اسکے لاجورد
شاہ اور صلصال کے ساتھ اسقدر سوار نہ تھے میلہ مین آنے سے ہزارہا کفار لاجورد شاہ کے ہمراہ
ہوگئے تھے ہر لشکر مین جدا جدا اچھریرے نشان کے تھے علمدار علمون کو اٹھائے تھے مردمان ہر سہ لشکر مسلح اور
دریائے آہن مین سراپا غرق تھے اکثر کفار رجار آئینہ بند تھے فیلان مست ہمراہ لشکر انکے بافراط تھے ہاتھیون
کی کثرت سے وہ صحرا گویا جنگل بن ہوگیا تھا غرضکہ جب قہرمان مع لاجورد شاہ وصلصال وخلخال میدان
جدال مین آئے سامنے لشکر اسلام کے ٹھہرے بعد تھوڑی دیر کے ادھر سے بیلچہ دار بیلچے اور پھاوڑے
کاندھون پر رکھے ہوئے حکم بادشاہان ہر دو سپاہ سے باہر لشکرون سے نکلے تیغ جھاڑی جھنڈی میدان
کارزار سے دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد اسکے سقون نے لشکرون سے نکلکر میدان مصاف

مین آکے اسقدر زمین پر پانی چھڑکا کہ زمین بخوبی تر اور سیراب ہوگئی جب سقے اور بیلدار اور بیلچہ بردار درستی
میدان کارزار کی کرکے ہٹ گئے دونون جانب لشکر صف آرا ہونے لگے میمنہ ومیسرہ ہر ایک لشکر کا حسب
دلخواہ جوانان بیجگر سے آراستہ ہوا قلب لشکر مین اُدھر قہرمان ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے قیام کیا
ساقہ وکمین گاہ بھی طرفین سے آراستہ کیا گیا حسب دم موافق خواہش دل ہر ایک لشکر کی صف آراستہ ہو چکی
لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی علیحدہ علیحدہ اپنے لشکر کی صف آرائی مین کروکوشش کی جسوقت
سپاہ این دونون نابکارون کی بھی صف آرا ہو چکی لشکر اسلام سے نقبا سپاہ قہرمان سے کڑکیت نکل نکل
کے درمیان مین دونون لشکرون کے آگے کھڑے ہوئے پہلے نقبا ے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے
مخاطب ہوکے اس طرح آواز بلند کہنے لگے کہ اے دلاوران نامی وسرفرازان بہادران شجاعت شعار ممتاز
آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے نہین معلوم کس وقت رشتۂ حیات منقطع ہوجائے اجل آجائے
کچھ بھی طفل وجوان پیر کی تعداد زندگی کسی کو معلوم نہین ہے بارہا دیکھا ہے کہ پیر زمین گیر زندہ بیٹھے رہے
ہین اور طفل وجوان جنکی زندگی کی انھین امید تھی وہ اُنکے روبرو مرگئے غرضکہ حرنا ہر ایک کا ضرور ہے
موت سے کسی کو گریز ممکن نہین ہے عاقل کو لازم ہے کہ خیال مرگ سے غافل نہو یہ شعر کسی شاعر نے کیا خوب کہا
ہے شعر اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے ٭ ہوش باش کہ عالم رواروی پہ ہے ٭ ذرا فکر وغور کرکے خیال
کرو کہ وہ لوگ جو تمھارے قبل خلق ہوئے تھے وہ اسوقت کہان ہین افسوس اجل سے مجبور ہوکے اپنے
اپنے اہل وعیال وعزیز واحباب کو چھوڑ کے جانب ملک عدم اکیلے تہیدست چلے گئے مال وملک زروجواہر
کو ہزار کوشش سے حاصل کرکے ہین چھوڑ گئے سوائے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی ساتھ اپنے
نہ لے گئے ہان اعمال نیک وبد ضرور اُنکے ساتھ ہوئے جنکے اچھے اعمال ہوئے وہ بعد مرگ براحت و
آرام گوشۂ قبر مین سوئے اور جن کے اعمال زشت وزبون تھے وہ بعد رحلت قبور مین مبتلائے عذاب الیم
ہوئے جنھون نے اپنی زندگی مین امور خیر کیے نامور ہوئے وہ بعد مرگ بھی گویا زندہ ہین اہل جہان اُنکو
یاد کرکے تعریف اُنکی کرتے ہین نوشیروان اگرچہ کافر تھا لیکن بوجہ عادل ہونے کے لوگ اُسکو یاد کرتے ہین
اسی طرح رستم کو بھی بسبب اُسکی شجاعت اور جوانمردی کے دلاوران روے زمین بیشتر اُسے یاد کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ رستم پیلتن عجب مرد میدان نبرد تھا بڑے بڑے نامی ونامور دلیرون کو تیغ کیا اُسنے
تنہا لشکرون سے مقابلہ کیا ہزارون کو خاک وخون مین ملادیا اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دیا جنگاہ سے
قدم نہ ہٹائے تاوقتیکہ دشمنون کو شکست نہ دی اسی صورت سے اسفندیار اور گیو وغیرہ دلاوران
نامی ونامورون کو اہل دنیا یاد کرکے اُنکی شجاعت کا ذکر کرتے ہین لہذا تمھین لازم ہے کہ اپنی زندگی مین وہ
کار ہاے نمایان کرو کہ رشک رستم وغیرت اسفندیار قوت وشجاعت مین ہو جاؤ دیکھو آج سامنا اور
مقابلہ کفار بدانجام سے ہے دلیرانہ مقابلہ کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے مقابلہ کرنا دشمنون کو تہ تیغ آبدار کرنا
خوف جان سے قدم پیچھے نہ ہٹانا سر میدان جنگ اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت وآبرو نہ کھو دینا یاد
رکھو میدان کارزار واسطے سپاہی کے ایک معیار امتحان ہے کھوٹا کھرا اسی کسوٹی پر ظاہر ہوجاتا ہے خبردار
اے بہادرون تم خوف جان واندیشہ زخمہاے تیغ وسنان سے پریشان خاطر ہو کر نہ بھاگنا دلیرانہ لڑنا
بھاگنے کی بدنامی سے قتل ہوجانا قبول کرنا ورنہ سر میدان جنگ ذلیل ورسوا ہوکے بھاگنے سے یقینی یہ

نہ جاؤ گے اگر موت دامن گیر ہوئی تو بھاگ نہ سکو گے ضرور دست اعدا سے قتل ہو جاؤ گے دنیا سے
بے آبرو ہو کے لاکھوں بہادروں میں ذلیل ہوئے سوئے عدم جاؤ گے ایسی صورت میں کون تمھاری
تعریف کرے گا بلکہ عوض تعریف ہر ایک یہ کہے گا کہ نامرد و بزدل تھے تاب جنگ نہ لا کے عرصۂ مصاف
سے بھاگے آخر کار دست اعدا سے قتل ہوئے ہمارے نزدیک اُنکا قتل ہونا اچھا ہوا کیونکہ وہ نمکحرام تھے
اپنے آقا و مالک سے اُنھوں نے وفا نہ کی سر اپنا سر میدان دلیرانہ نہ دیا یہ کہکر نقیب خاموش ہوئے بعد اُن کی
نقابت کے کرکیت جوانان لشکر قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار سے مخاطب ہو کے یوں کہنے لگے
کہ اے جوانان تہور شعار و اے بہادران نامدار ذرا بگوش دل ہماری تقریر نصیحت آمیز سنیو اور ہمارے پند و
نصائح پر عمل کرو کہ تمھارے حق میں بہت بہتر ہے ہم از راہ خیر خواہی کہتے ہیں نہ از راہ دشمنی کہتے ہیں کام
ہمارا یہ ہے کہ جوانان جنگجو اور لشکریان تندخو کو ہدایت کر کے آمادہ جنگ کریں لہذا ہم تم سب کو ہدایت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دنیائے دون ناپائدار ہے اور اہل جہان بھی حادث ہیں مسافرانہ سرائے
دنیا میں برائے چندے مقیم ہیں ہمیشہ کوئی دنیا میں نہیں رہا ہے اور نہ رہے گا آخر ایک روز سب کو سرائے
دنیا سے جانا ہوگا یاد کرو اپنے آبا و اجداد و سلاطین با عدل و داد کو کہ اب وہ کہاں ہیں آنکھیں اُنکے دید
کی مشتاق ہیں کان اُنکی صدا کے شائق ہیں وہ ایسے نظر سے نہان ہوئے کہ دکھائی نہیں دیتے ہیں خواب میں
بھی نظر نہیں آتے ہائے وہ صورتیں اُنکی خاک میں مل گئیں اور وہ زبانیں اُنکی جنسے وہ کلام خوش کرتے تھے
زمین میں اُنھیں کیڑوں نے کھا لیا علاوہ زبان کے کوئی عضو اُنکا بلکہ کوئی استخوان اُنکا بھی اب نہ ہوگا مانند اُن کشتگان
کے ایک روز جو اب زندہ ہیں وہ بھی نابود ہونگے خاک میں خاک اُنکی ملجائے گی از انجملہ تم سب بھی باغ جہان سے
سوئے عدم جاؤ گے مدام اس چمن روزگار میں نہ رہو گے بس مناسب ہے کہ اس کشت زار دنیا میں تخم عمل
نیک ایسا بو جاؤ کہ جسکا ثمر شیرین ہو یعنے ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد تمھارے اہل جہان تم کو بہ نیکی یاد کریں
اعمال نیک لاتعد و لاتحصے ہیں اُنکو ہم کیا بیان کر سکتے ہیں اور تم کب اُنکو اسوقت سُن سکتے ہو منجملہ اُنکے
ایک عمل نیک یہ ہے کہ دنیا میں عزت و آبرو حاصل کرنا اپنے حاکم و آقا سے وفا کرنا حق نمک ادا کرنا دشمنوں کو
اُسکے قتل کرنا اپنی جان کا مطلق خیال نہ کرنا اسوقت تم دیکھتے ہو کہ اہل اسلام تمھارے بادشاہ کے دشمن
جان اور تمھارے سر کے خواہان میدان میں صف آرا ہیں بر سر کینہ و فساد ہیں اب اپنے لڑائی ہوا چاہتی ہے دیکھو
نمکحرامی نہ کرنا قدم اپنے جنگگاہ سے نہ ہٹانا بیوفائی اپنے مالک و خداوند نعمت سے نہ کرنا کتنے برسوں اُسکا نمک کھایا ہے
اُسنے بارہا زر و انعام تمکو دیا ہے ایسے مالک و آقا سے وقت بد میں دغا کرنا تنہا اُسکو دشمنوں میں چھوڑ کے
بھاگ جانا خلاف شرافت و دلاوری ہے اور باعث ذلت و بدنامی ہے جو بہادر خیر خواہ اپنے آقا کے ہوتے ہیں
وہ اپنے مالک کے پسینے پر خون گراتے ہیں چونکہ تم سب بھی شریف اپنی اپنی قوم میں ہو اور بہادری
و شجاعت میں نامی و نامور ہو لہذا ہنگام جنگ اپنے اعدا سے اور اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے دلیرانہ
لڑنا بڑھ بڑھ کر شمشیر و نیزے سے دشمنوں کو قتل کرنا شیرانہ نعرے کرنا سر میدان جنگ شجاعت اپنی
دلیروں کو دکھانا اعدا کو پشت نہ دکھانا اگر اس طور سے اسوقت اہل اسلام سے لڑو گے تمھارا مالک و
آقا تسے خوش ہوگا بعد فتحیابی تم کو خلعت و انعام دیگا عہدے تمھارے بڑھائیگا دنیا میں جو بہادر ہیں
اُنکے سامنے سرخرو ہو گے بہادر کہلاؤ گے آبرو و عزت ثبات قدمی سے حاصل کرو گے اور اگر ہنگام

جنگ دست اعدا سے لڑ بھڑ کر قتل ہو جاؤگے تو بھی نام تمھارے دفتر بہادری مین لکھ جائین گے
یہ تخم نیکی تمھارا بویا ہوا بعد مرگ بھی تم کو مثل نخل کے ثمر خوش دیگا لوگ تمکو دلاور کہین گے بہادرون کی
بزم مین تمھاری شجاعت کا تا قیامت ذکر ہوگا نقیب اور کڑکیت اپنی اپنی تقریر سے جب آمادہ
جنگ کر چکے اُدھر نقباے خوش آواز ادھر کڑکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ جوانان ہر دو لشکر اسقدر آمادہ جنگ تھے کہ اکثر بہادرون نے تلوارین علم
کرکے نیام توڑ ڈالے تھے زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے طلبگار تھے چاہتے تھے کہ مرکب اپنے بڑھا
کے اپنے دشمنون پر حملہ آور ہون جتنے انکا امکان ہو اُنکو قتل کرین بعدہ سینون پر تن تن کے زخم نیزہ و تیر
کھا کے مر جائین دنیا مین نام کر جائین ہنوز اُن دلاورون نے ارادہ کیا تھا کوئی صف لشکر سے نکلا
نہ تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہزبر فیل کش کہ ایک سردار نہایت زبردست لشکر **قہرمان** کا تھا اور یہی نامہ
قہرمان کا لیکر دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گیا تھا اپنے لشکر کی صف سے باہر نکل کر **قہرمان** سے
اجازت جنگ لے کر بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کے جانب لشکر اسلام دیکھ کے
پکارا کہ اے فرقہ اہل اسلام تم مین سے جس کو تمناے مرگ ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے جوہر میری
تیغ خونچکان کے دیکھے یہ تقریر اُس کا فربد انجام کی سنکے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ
دیکھا فی الفور **حمید لال قبا** کہ رفقاے **قاسم و ایرج نوجوان** سے اور مرد میدان نبرد تھا
مرکب کو مہمیز کرکے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جا کے ادب سے مرکب سے اُتر کے اجازت
جنگ شاہ موصوف سے لیکر جانب حریف گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوا جب سامنے اپنے
حریف کے ہوا اُسنے کہا او اجل رسیدہ بہت جلد آیا تو معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگی سے بیزار ہے
یہ تو بتا کہ نام تیرا کیا ہے کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے آیا ہے مین وہ شیر بیشۂ بہادری ہون کہ بڑے
بڑے دلاور میرے سامنے سے بھاگ گئے ہین سیکڑون کو مین نے ہلاک کیا ہے **حمید لال قبا**
نے جواب دیا او نابکار نام میرا **حمید لال قبا** ہے مین وہ دلیر ہون کہ حریف میرا جانبر نہین ہوتا راہ علم
یہ تلوار میری اُسے دکھا دیتی ہے تو کیا ہے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا ہے نامی دلیرون سے
مقابلہ کیا ہے تو کیا مجھے قتل کریگا مین مانند ملک الموت کے آیا ہون تجھے زندہ نہ رکھونگا اُسنے ہنس کر
جواب دیا تو نے نامردون کو قتل کیا ہوگا کبھی مجھ ایسے بہادر سے مقابلہ نہ کیا ہوگا آگاہ ہو نام میرا
ہزبر فیل کش ہے شجاعت میری میرے نام سے ظاہر ہے تو مجھے کیا قتل کرے گا خود ہی میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگا **حمید لال قبا** نے جواب دیا او بدگفتار یہ میدان کارزار ہے جاے تقریر نہین ہے لہذا سخن
کوتاہ کر فنون جنگ دکھا ہنگام جنگ شجاعت ہماری اور تیری ظاہر ہو جائیگی جسکو خدا چاہیگا وہ فتحیاب
ہوگا کیون اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان سے کرتا ہے بیہودہ بکتا ہے لڑنے مین دیر کرتا ہے تیری اِس
تاخیر جنگ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو لڑنے سے جی چراتا ہے نام دھرا اُسنے اس بہادر کی گفتگو سنکے برہم
ہوکے نیزہ اُٹھا کے گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سینۂ **حمید لال قبا** پر لگایا ادھر اس دلیر
نے چالاکی سے اُس کے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانہاے آبدار کے لڑنے سے
اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین دیکھنے والون نے **حمید لال قبا** کی تعریف کی اور کہا کیا خوب

نیزہ بازہی ضرب حریف کو کس خوبی سے روکا ہی نہر برفیل کش نے بھی اپنے دل مین کہا مین نے تو اس
طرح نیزے کا وار کیا تھا کہ ہرگز نہ رُک سکتا دل وجگر تک گذر جاتا لیکن اِسنے پھرتی سے
وار روک لیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ فن نیزہ بازی مین نہایت ہوشیار ہی خیر اگر ایکی مرتبہ جانبر ہوا تو اب
ایسا وار کرونگا کہ جانبر نہو سکے ہنوز وہ اپنے دل مین یہ کہ رہا تھا کہ اس دلاور نے کہا او کافر تو نے
تو وار کیا خداوند عالم نے تیری ضرب نیزہ سے مجھے بچایا اب مین وار کرتا ہون ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا
کہ خبر دار نہ کیا تھا دھوکے سے ضرب نیزہ لگائی ہرچند کہ سپہ گری مین دھوکے سے حریف کو قتل کرنا خلاف
شجاعت نہین ہی لیکن جو بہادر ہین وہ اپنے دشمن کو ہوشیار کر کے اُس پر وار کرتے ہین بس تو
خبر دار ہو جا کہ اب مین بھی وار کرتا ہون اُسنے جواب دیا مین بخوبی ہوشیار ہون وار کر اِس
بہادر نے نیزے کو گردش دے کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ پر کینہ کو اُسکے تاک کے نیزہ
صدر پر اُسکے لگایا اُسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر رد کا اسی طرح چند طعین نیزے کی باہم رد و بدل
ہوئین آخر کار حمید لال قبا نے اُس سے کہا او سرکش ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ایسا بند نیزے کا
باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا وہ یہ سخن سُنکے مسکرا کر کہنے لگا تو کیا میرے ہاتھ سے نیزہ
نکال دیگا بڑے بڑے اُستادان فن نیزہ نے تو کبھی میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا انکو مدام حسرت
ہی رہی یہ کہکر بصد غضب نیزہ ہلاکر دھوکا دے کر پہلو پر نیزہ سرتیز حمید لال قبا کے لگایا ادھر اُس جری
نے بعنوان شائستہ اُسکی سنان نیزے کو اپنی سنان نیزے پر روک کے ایسا بند نیزے کا باندھا کہ اُسنے
ہرچند کھولنا چاہا مگر کھل نہ سکا حمید لال قبا نے اپنے نیزے کو تکان دے کے ایسا کار نمایان کیا کہ
ڈانڈ نیزے کی اُسکے ہاتھ مین رہ گئی اور سنان نیزہ کی مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی ایک پلہ تیر کے
فاصلہ پر جاکے گری اہل اسلام نے خوش ہو کے حمید لال قبا کی تعریف کی کفار کو رنج ہوا لیکن
نہر برفیل کش سنان نیزے کے نکل جانے سے حیران و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین گویا ایک نیزہ غرق
ہو گیا ایک لمحہ سر جھکائے رہا بعدہ برہم ہو کے سر اُٹھا کے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام سر پہ
حمید لال قبا کے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اُس
سرکش کی شکستہ ہو گئی اُسنے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر پھینک کر قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالکر تلوار علم کر کے کہا او خداپرست غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے سنان نیزے کی نکالدی
خیر دھوکے سے تو نے کام نکالا اور مین غافل تھا اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آگئی ہی میری
تلوار مانند اجل کے ہی جب تیرے سر پر آئے گی بغیر جان لیے خالی نہ جائے گی حمید لال قبا نے
ہنس کر جواب دیا او دیاوہ گو پہلے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا تھا نیزے سے تو کچھ بھی ہو سکا بلکہ خجل ہوا سرد ست
شکست نصیب ہوئی اب پھر دعویٰ کرتا ہی اب بھی دعویٰ تیرا باطل ہوگا مین خبر دار ہون تلوار
لگا جو ہر شمشیر دکھا اُسنے غضبناک ہو کے مرکب کو بڑھا کے تلوار کمر پر لگائی اس جری نے تلوار اُسکی اپنی سپر
پر روکی پھر اُسپر تلوار کا وار کیا اُسنے بھی سپر پر رد کا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار حمید نے خبر دار
خبر دار کہہ کے شمشیر آبدار اِس طور سے اُس کی کمر پہ لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کے پشت زین سے بر روے
خاک گرا اہل اسلام نے خوش ہو کے باواز بلند حمید لال قبا کی تعریف کی خصوصاً سرداران لشکر سبز

نے بہت ثنا کی اور کہا کیا خوب حمید لال قبا نے شیر کا شکار کیا ہی مانند کتے کے ہزبر فیل کش کو مارا
ہی کفار قتل ہونے سے ہزبر مذکور کے حیران و رنجیدہ خاطر ہوئے اور اہل اسلام کی تعریف کرنے سے
برہم ہوئے خصوصاً قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار بہت اندوہناک و غضبناک ہوا غصہ
کو ضبط نہ کرسکا فوراً کرگدن اپنا صفوف لشکر سے نکالا اُسوقت اسکے سرداران لشکر نے دست بستہ
اس سے عرض کیا کہا ای بادشاہ ذیجاہ یہ تکلیف کیا ضرور ہی ہم مین سے ایک شخص جاتا ہی اور سر اس
قاتل ہزبر فیل کش کا تن سے جدا کر کے ابھی لیے آتا ہی اُسنے سب سے کہا ٹھہرو مین خود جاتا ہون اور
اس مسلمان کو قتل کرتا ہون سوا اسکے جو کوئی مجھ سے مقابلہ کو آئیگا اُسے قتل کرونگا اہل اسلام میرے
لشکر کے سردار کو قتل ہوتے دیکھکر بہت خوش ہوے ہین دیکھنا اپنے سردار لشکر کے خون کا کیسا عوض
لیتا ہون کس کس کو قتل کرتا ہون عوض ہنسنے کا کیسا لیتا ہون کہ یہ بھی یاد کرین جسقدر ہنسے ہین اُس سے
زیادہ نالہ و فریاد کرین تم سب لڑائی کا تماشا دیکھو آج ان مسلمانون سے ایسا لڑونگا کہ میری لڑائی اور
بہادری دیکھکر دلاورون کو حیرت ہوگی مردم رستم و اسفندیار سہراب و گیو کی قوت و شجاعت
کو بھول جائینگے جملہ بہادران گذشتہ و حال سے مجھے دلاوری مین بہتر جانینگے تم سب میری
بہادری و شجاعت در وئین تن ہونے سے آگاہ ہو بارہا تمنے میری کارزار دیکھی ہی آج بھی جنگ
میری دیکھو کہ ان خدا پرستون سے کیونکر لڑتا ہون اگر خدا پرستون کی لاشون سے میدان نبرد بھر نہ
دیا تو کچھ کام نہ کیا سرداران لشکر نے اُسکی تقریر سنکے عرض کیا ہم حضور کی جوانمردی و شجاعت سے
خوب ماہر ہین ہمین یقین کامل ہی کہ آج حضور ان مسلمانون سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھینگے اگر دل پر
رکھینگے آج ہی ان سب کا خاتمہ کردینگے قہرمان اُن کی تقریر سُنکے فی الفور سامنے حمید کے آیا اور
کرگدن کو روک کے کہا او اجل رسیدہ آخر تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
تلوار نیزہ یا تیر مجھے لگا حمید لال قبا نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف
پر وار کرین بس پہلے تم ہمپر وار کرو اگر خداوند عالم تمھاری ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی تلوار لگائینگے
راوی ناقل ہی کہ جسوقت حمید لال قبا کے سامنے قہرمان شیر گردن آیا تھا اُسکے سراپا پر نظر
کرکے حمید لال قبا کا رنگ فق ہوگیا تھا گویا آگاہی ہوگئی تھی کہ یہ حریف کیا آیا گویا اجل آئی با وجود
یقین ہونے اپنی ہلاکت کے اُس بہادر نے دیرانہ اُس سے گفتگو کی تھی الحاصل جب حمید نے پہلے اُسپر
تلوار نہ لگائی قہرمان نے کہا اچھا مین ہی پہلے اپنی جانب سے ابتدائے جنگ کرتا ہون صرف تلوار اُٹھا کے
تیرے سر پر لیجا کے ہاتھ روک لونگا پھر تو مجبور وار کرنا یہ کہکر تلوار لنگر دار نیام سے کھینچ کر کرگدن کو آگے بڑھا کے
شمشیر سر پر حمید لال قبا کے لے گیا حمید نے سپر اُٹھائی قہرمان نے ہنسکر کہا سپر تو نے بیکار اُٹھائی
ہی مین ابھی تلوار نہ لگاؤنگا تو کچھ خوف نہ کر جب تو خوب حوصلہ اپنے دل کا نکال لیگا اُس وقت البتہ تلوار
لگاؤنگا یہ کہکر تلوار سر حمید سے ہٹائی اور کہا اب تجکو وار کرنے مین کیا عذر ہی اُسنے کہا ابھی تمنے
عمداً نہ تلوار نہین لگائی ہی مین کیونکر تمپر تلوار لگاؤن تمنے کہا مین وار کرچکا اب تو ضرب تیغ لگا حمید نے
اسکے اصرار سے مجبور ہوکے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے سپر بھی نہ اٹھائی بجائے سپر سر اپنا آگے بڑھایا
تلوار حمید لال قبا کی اُسکے سر پر بخوبی پڑی لیکن ذرا بھی نہ کاٹا بلکہ اُچٹ گئی قہرمان نے مسکرا کے کہا

اے حمید لال قبا تو نے کیسی تلوار لگائی کہ ذرا بھی زخمی نہ کر سکی شاید تو نے گھبراہٹ مین آہستہ تلوار
لگائی تھی اب بقوت تمام بیخوف وخطر تلوار لگا مین اجازت دیتا ہون خود چاہتا ہون کہ تیرے
ہاتھ سے زخمی ہون حمید لال قبا نے بعد انکار کے اُس کے اصرار کرنے سے لاچار ہوکے پھر نہایت
قوت سے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے پھر اُسی طرح سر اپنا آگے اُس کی تلوار کے
جھکا دیا تلوار اُس کے سر پر غرور پر بھرپور پڑی کسی قدر اُسکے سر کو صدمہ ہوا لیکن تلوار نے کچھ
کام نہ کیا مثل ضرب اول سر پر پڑکے اُچٹ گئی حمید لال قبا نے خیال کیا کہ تلوار میری اُسکے
سر پر پڑتی ہے گویا ایک سنگ خارا پر پڑتی ہے جھنکار کی آواز آتی ہے نہین معلوم سر اسکا کیسا ہے یا یہ ساحر
ہے بزور سحر لڑتا ہے اس سے جانبر ہونا دشوار ہے یہ کسی طرح تیرے ہاتھ سے قتل نہوگا بلکہ تو ہی اسکے ہاتھ سے
ضرور مارا جائیگا اب ایسے حریف کے سامنے سے پسپا ہونا خلاف دلاوری ہے اور باعث بے آبروئی و
ذلت ہے بھاگنے سے قتل ہوجانا بہتر ہے کیونکہ ذلت تو سر میدان جنگ ہر ایک کے سامنے ہوگی ابھی
حمید لال قبا یہ خیال کر رہا تھا کہ قہرمان نے پھر اُس سے کہا اے حمید لال قبا پھر تلوار لگا کیا تیرے
دست و بازو مین قوت نہین ہے کہ آہستہ تلوار لگاتا ہے اس دلاور نے جواب دیا مین تو بقوت تمام تلوار
لگاتا ہون مگر حیرت ہے کہ تلوار نہین کاٹتی نہین معلوم تمھارا سر کیسا ہے اسمین کیا بھید ہے مجھے حیرت ہے اب
مین ہرگز تلوار نہ لگاؤنگا کئی متواتر تلوار کے وار کر چکا ہون چاہتا ہون کہ اب تم مانند دشمن کے تلوار
لگاؤ اُسنے کہا خیر تیرے کہنے سے تلوار لگاتا ہون ہوشیار ہوجا سپر اُٹھا لے اور یہ بھی کہے دیتا ہون کہ
تلوار سر پر لگاؤنگا پہلو و کمر پہ نہ لگاؤنگا پس سپر فراخ دامن سے اپنے سر کی حفاظت کرنا یہ کہکے تیغ
آبدار و گرانبار چمکا کے کرگدن کو حمید لال قبا کے جانب دست راست لاکے تیغہ سر پر لگایا
ہرچند حمید لال قبا نے سپر اُٹھا کے سر کو بچانا چاہا لیکن تیغہ لنگر دار و آبدار نہایت تیز تھا اور بازو
قہرمان شیر گردن بھی بہت پر قوت تھا سپر کو کاٹ کر سر حمید پر آکے مانند برق جہندہ گرا اور
سر سے گذر کر گلو و صدر و شکم و کمر کو کاٹ کر دم بھر بھی نہ ٹھہر کر پشت فرس سے گذر گیا بالائے زمین پہونچا
بلکہ کسی قدر زمین مین در آیا حمید لال قبا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوکے بالائے خاک گرا
اہل اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا ملال ہوا
اودھر کفار قتل حمید سے بہت خوش ہوئے قہرمان شیر گردن کی از حد تعریف کرنے لگے اِدھر صلصال
لاجورد شاہ سے کہنے لگا دیکھی آپ نے ضرب قہرمان شیر گردن کی حمید لال قبا ایسا بہادر
جس سے جانبر نہ ہوا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوا لاجورد شاہ نے مسکرا کر جواب دیا یہ
بندہ میرا نہایت قوی ہے ہمنے اسکو نہایت شجاع و بہادر پیدا کیا ہے ہر رگ و پے مین اسکی قوت و طاقت
بھر دی ہے باوجود اسکے یہ ہمسے منحرف ہے ہمین سجدہ نہین کرتا ہے اور ایک بندہ معتوب ہمارا کہ
مسمی تمثال آئینہ رو ہے اسکی پرستش کرتا ہے اسے کوئی سمجھائے کہ راہ راست پر آئے ورنہ خداوند لاجورد
شاہ دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے نجتگان نے عرض کیا اے خداوند ابھی ایسی تقدیر نہ کیجیے گا جب
یہ ان سب اہل اسلام کو قتل کر چکے اُسوقت جو مناسب ہو کیجیے گا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے کہا
تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جبتک ہمارا دل چاہے گا اسکے ہاتھ سے مسلمانون کو قتل کرائین گے

جب یہ ہمکو کسی طرح سجدہ نہ کرے گا اور غرور بہت کریگا اُسوقت ہاتھ سے کسی مسلمان کے اسکو قتل کرادینگے لاجورد
شاہ توصلصال اور نخگان سے ہم سخن ہے وہ کہتے ہین آپ کو اختیار ہے جو چاہے کیجے گا قہرمان
حمید لال قبا کو قتل کر کے کر گدن پر شیرانہ بیٹھا اور مانند فیل مست کے جھوم کے باواز بلند کہنے لگا اے بادشاہ
لشکر اسلام حمید لال قبا جو سرزار لشکر کا نہایت نیک تھا وہ تو قتل ہوا بالاے قباے سرخ اُسنے قباے
خون سرخ پہنی کے سرخرو ہو کے عدم کی راہ لی دیکھو یہ لاشہ دونیم اُسکا پڑا ہوا ہے یہ تیغہ میرا تشنہ خون بہت
ہے لہذا اور کسی اپنے لشکر کے پہلوان یا سردار کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو بادشاہ موصوف نے
تقریر اُسکی سُنکے پھر اپنے دست چپ کی طرف نظر کی فوراً فیروزہ لال قبا نے کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم
و ایرج نوجوان سے ہے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا پھر مرکب سے اُتر کر روبروے بادشاہ
لشکر اسلام جا کر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ نے فرمایا حریف بہت زبردست ہے تم اس سے
مقابلہ نہ کرو اور کوئی دلاور اس سے لڑنے کو جائیگا فیروزہ نے عرض کیا اب تو یہ کمترین صف لشکر
سے نکل چکا ہے اگر واسطے مقابلۂ قہرمان شیر گردن کے نہ جائیگا تو جملہ بہادرون مین سر میدان جنگ
ذلیل ہوگا حضور کچھ تردد نہ فرمائین اگر خدا چاہیگا حضور کے اقبال سے اس کافر کو قتل کرونگا سر
اسکا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لاؤنگا اور اگر میرا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو چکا ہے تو اس
کافر کے ہاتھ سے مانند حمید لال قبا کے قتل ہونگا سرخروئی کونین حاصل ہوگی حق نمک حضور
سے ادا ہو جاؤنگا بادشاہ نے مجبور ہو کے فرمایا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر جاؤ حوالے خداے
کریم کیا فیروزہ لال قبا اجازت حاصل کر کے تسلیم آخری بجا لا کے اپنے مرکب پر سوار ہو کے
دلیرانہ بخندہ پیشانی سامنے قہرمان کے گیا اُس نے اُس کے سراپا پر نظر کر کے مسکراتا ہوا آ کے پوچھا
اے جوان تیرا کیا نام ہے مسکراتا کیون ہے تجھے تو اپنے انجام پر خیال کر کے زار زار رونا چاہیے تعجب ہے عکس
اُسکے ہنستا ہے کیا دیوانہ ہے اگر عاقل ہے تو مجھ سے مقابلہ نہ کر کیا تو میرے نام اور میری شجاعت سے آگاہ
نہین ہے کیا ابھی تو نے حمید لال قبا کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہے کیا تو اپنی زندگی سے بیزار ہے کہ مجھ
ایسے ہمثل بہادر سے لڑنے کو آیا ہے ارے آگاہ ہو کہ نام میرا قہرمان شیر گردن و کر گدن سوار
ہے مین روئین تن ہون کوئی حربہ میرے تن پر کارگر نہین ہوتا ہے تو اپنی جوانی پر نظر کر کے جنگ سے
ہاتھ اُٹھا مجھے تیری جوانی وخوبروئی پر رحم آتا ہے تجھ ایسے جوان کو کیا قتل کرون اب تجھکو
لازم ہے کہ اس احسان کے عوض مین راہ راست پر آ ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ وہ روشن
دل ہین سجدہ کر خداے نادیدہ کو ابتک سجدہ کیا پھر اب خداوند موصوف کو سجدہ کر اپنے بادشاہ
سے منحرف ہو ہماری اطاعت اختیار کر فیروزہ نے دلیرانہ جواب دیا اے قہرمان آگاہ ہو کہ نام
میرا فیروزہ لال قبا ہے مین ہوا خواہ قاسم بن علمشاہ ہون مسکراتا اس وجہ سے ہون کہ اب
تم کو قتل کر کے سر تمھارا تیغ آبدار سے کاٹ کے واسطے نذر اپنے بادشاہ عالیجاہ کے لیجاؤنگا سواے
خلعت و انعام پانے کے دنیا مین مجکو آبرو و عزت حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہونگا جسطرح
تمکو میری جوانی پر رحم آتا ہے اسی طرح مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آتا ہے چاہتا ہون کہ تم میرے ہاتھ سے
ہلاک نہو کیا دل میرا خوش ہو کہ تم اپنا دین و آئین ترک کر کے دین اسلام اختیار کرو قتل سے امان پاؤ

یہ جنگ وجدال موقوف ہو خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین جلد نوازش وخلعت عنایات شاہ دین پناہ
سے سرفراز ہو بارگاہ سلیمانی مین مشغول ہہا دران چیدہ روزگار جانب دست چپ بادشاہ لشکر اسلام
کہ خاص خاص بہادر اس طرف بیٹھتے ہین تم بھی کسی دنگل پر بیٹھو شان وشوکت عزت وآبرو
زیادہ تر حاصل کرو قہرمان اس بہادر کی تقریر سنکے ازحد غضبناک ہوا کہنے لگا مین نے تو چاہا
تھا کہ تجکو قتل نہ کرون لیکن جب تیری قضا دامنگیر ہی تو مجبور ہون تجکو تیرے برادر حمید لال قبا سے ملادینے
کی فکر کرتا ہون یہ کہکے وہی تیغہ خونچکان اٹھاکے پکارا ای فیروزہ ہوشیار ہو کہ اب تیرے خون تن سے
رنگ تیرا مانند عقیق سرخ کے ہو جائیگا اور یہ قبا تیری خون سے تر ہوکے زیادہ تر لال ہو جائیگی اسنے
جواب دیا خداوند عالم میرا حافظ ہی وہی مجھ کو تیرے ہاتھ سے بچائیگا اگر اسکی مصلحت مین ہوگا مین خبردار
ہون تم تیغہ لگاؤ قہرمان نے گردن کو بڑھاکے تیغہ لگایا ادھر اس بہادر نے سپر کو اٹھایا تیغہ سپر کو
کاٹ کر اس کے سر پر گیا ہرچند فیروزہ نے چاہا کہ ضرب تیغہ تیز سے بچون لیکن نہ بچ سکا چونکہ پیمانہ
حیات اسکا آب زندگی سے لبریز ہو چکا تھا زندہ کیونکر رہ سکتا تھا تیغہ مذکور سر کاٹ کرتا جگرگاہ
آیا قہرمان نے خود دو نیم کرنے کی ضرورت نہ جان کر تیغہ تیز کو اسکے جگرگاہ سے نکال لیا وہ فوراً
زمین پر گرکے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کے مرگیا کفار شادمان ہوے اکثر بیدین لشکر سے کچھ آگے
بڑھکے باواز بلند قہرمان شیر گردن کی تعریف کرنے لگے اہل اسلام فیروزہ کے قتل ہونے سے
ملول ہوے قہرمان شیر گردن نے فیروزہ لال قبا کو قتل کرکے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ موت
بن ساریق کہ ہوا خواہ قاسم سے تھا صف لشکر سے نکل گے بادشاہ لشکر اسلام سے اذن جنگ لیکر
سامنے قہرمان کے دلیرانہ گیا اور طالب ضرب تیغہ تیز ہوا قہرمان شیر گردن نے اس سے پوچھا تیرا
نام کیا ہی اس قدر تعجیل جنگ مین کیون کرتا ہی اس نے اپنا نام بتایا اور کہا عجلت اس وجہ سے
کرتا ہون کہ دیر تیرے قتل کرنے مین نہ ہو تو نے دو بہادران لشکر اسلام کو کہ وہ ہمارے برادر دینی
تھے قتل کیا ہی ان کا عوض تجھ سے لینا ہی نام میرا تو سن چکا ہی کہ موت ہی بس اس وقت سامنا
تیرا موت کا ہوا ہی آگاہ ہو جا کہ اجل تیری آئی ہی اب تجھ کو قتل کرون گا قہرمان شیر گردن لے اسکی
تقریر سنکے غضبناک ہو کے تیغہ کا وار کیا موت نے روکنا مناسب نہ جان کے وار خالی دیا پھر
اس پر تلوار اٹھائی اسنے سپر فولادی دوش سے لے کر کہا ہرچند مجھ کو ضرورت سپر کی نہین ہی لیکن تیری
شمشیر کو سپر پر روکونگا سر پر نہ روکونگا کیا فائدہ کہ اپنے دماغ وکاسئہ سر کو ضرب تیغ کے درد سے
آشنا کرون یہ سنکے موت بن ساریق نے اس پر تلوار لگائی اسنے چالاکی سے بالاے سر دکی اسی
طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار قہرمان نابکار نے اس بہادر کو بھی مانند حمید لال قبا کے مع
مرکب چار ٹکڑے کیا بیدینون نے خوش ہوکر قہرمان شیر گردن کی ثنا کی اہل اسلام کو قتل
موت بن ساریق کا بھی صدمہ ہوا بعض سواران لشکر اسلام بعد مرگ موت کے باہم کہنے لگے نہین
معلوم کیا سبب ہی کہ متواتر کئی بہادر سپاہ اسلام کے اس وقت کام آئے ہین قہرمان نابکار زخمی
بھی نہین ہوا ہی خدا خیر کرے چند سوارون نے انکو جواب دیا ہمارے نزدیک فی الحال شاید ہم
لوگون کا ستارہ بد ہی اور دن ہم اہل اسلام کے سخت ہین اور قہرمان کے دن اچھے ہین اقبال اسکا

یاد رہے اسی وجہ سے کمی اُسنے بہادران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہو یہ تقریر انکی سُنکے چند سوارون نے کہا ہم تمھارے قول کو پسند کرتے ہین ضروری یہی سبب ہو قتل مسلمانان لشکر اسلام کا ورنہ قہرمان کچھ ایسا دلاور یکتائے روزگار نہین ہو کہ جس سے ہم اہل اسلام جانبر نہ ہون ایک سوار نے اُن سب سے کہا تم کیا خیالات کر رہے ہو اور یہ کیا باتین کر رہے ہو بس خاموش رہو تم تو مانند نجومیون کے بُرائی ساعت اور دن اور ستارون کی بیان کرتے ہو ہمارے نزدیک یہ ہو کہ جو مشیت الٰہی مین گذرتا ہو سوائے اُس کے اُسے کون جان سکتا ہو اجل کا آنا ضرور ہو جو پیدا ہوے ہین اُنکا مرنا بھی ضرور ہو حمید لال قبا اور فیروزہ لال قبا اور موت بن ساریق کیسے دلاور و بہادر تھے کس کس سے لڑے تھے نامی و نامور مشہور تھے آخر اُنکا رشتۂ حیات کیونکر قطع ہوتا کہ زندگی اُنکی اتنی ہی تھی ابھی سواران لشکر اسلام باہم تقریر مذکور کر رہے تھے ناگاہ قہرمان نے نخوت و غرور سے باواز بلند کہا اے بادشاہ لشکر اسلام موت بن ساریق کی بھی اجل آئی میرے ہاتھ سے مارا گیا روح اُس کی تن سے جانب ملک عدم روانہ ہوگئی اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو دیر نہ کرو اور اگر کسی کو برائے مقابلہ روانہ نہ کروگے تو مین خود تمھارے لشکر پر حملہ کرونگا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس کی تقریر سُنکے پھر سوے دست چپ دیکھا بمجرد دیکھنے کے شاپور کوہ پیکر کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم وایرج نوجوان سے ہو صف لشکر سے نکلا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کے طالب اجازت نبرد ہوا بادشاہ موصوف نے فرمایا قہرمان نہایت زبردست ہو اسکے مقابلے کو وہ بہادر جائے کہ جو اُسکا ہم پلہ قوت مین ہو تم نہ جاؤ اُسنے عرض کیا اب تو یہ خاکسار صف لشکر سے بارادۂ مقابلہ قہرمان نکل چکا ہو جملہ دلاوران سپاہ دیکھ چکے ہین اگر اسوقت نہ جائیگا تو سب کی نظرون سے گر جائیگا لہذا امیدوار ہو کہ اجازت جنگ ملے تا کہ حریف سے جا کر لڑے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے اُسے اجازت دی وہ بادشاہ کو سلام کرکے اپنے مرکب پر سوار ہو کے قہرمان کے روبرو گیا اُسنے پوچھا اے اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہو تعجب ہو کہ تو بیخوف و خطر واسطے میرے مقابلے کے آیا ہو کیا تو میری شجاعت و بہادری اور میرے نام سے آگاہ نہین ہو کیا تو نے حمید و فیروزہ وغیرہ کو قتل ہوتے نہین دیکھا ہو کہ یون دلیرانہ مجھ سے بہادر سے لڑنے کو آیا ہو اگر تو میرے نام سے آگاہ ہو تو خیر اور اگر ماہر نہین ہو تو بس نام میرا قہرمان شیر گردن و گرگیدن سوار مشہور روزگار ہے مین روئین تن ہون مجھ سے لڑنا اور جانبر ہونا دشوار ہو اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو واپس جا کیونکہ تو مجھ سے کیا لڑیگا ایک وار ضرب کو بھی روک نہ سکے گا میرا تیغہ تیز واسطے حریف کے گویا پیغام اجل ہو شاپور کوہ پیکر نے شیرانہ و دلیرانہ جواب دیا او گرد بے دین آگاہ ہو کہ نام میرا شاپور کوہ پیکر ہو کیا تجھ سے ڈرتا ہون مین تجھکو مانند ایک سگ ناپاک کے جانتا ہون اور مین عنایت خداوند عالم سے ایک شیر بیشۂ شجاعت ہون تو کیا مجھکو قتل کریگا انشاء اللہ مین ہی تجھ کو ہلاک کرونگا اگر تو روئین تن ہو تو مین بھی کوہ پیکر ہون اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہو اور رستگار ہونا مطلوب ہو تو مانند ہمارے خداوند عالم کی پرستش کر اپنے خداوند نالائق پر لعنت کر کہ وہ شیطان گمراہ کنندہ ہو اب قہرمان نے اُسکی گفتگوے سخت سُنکے برہم ہو کے کہا خبردار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پہ آتی ہے شاپور نے کہا او نابکار مین ہوشیار ہون خدا میرا حافظ ہوگا اگر اُسکو منظور ہوگا تو وار کر اُسنے تیغہ

علم کرکے کرگدن کو بڑھایا اُدھر یہ بہادر ہوشیار ہوا اسنے بھی اپنے مرکب کی باگ لی تیغہ تیز وگرانبار
قہرمان نابکار نے سر شاپور پر مارا ابن ولاور نے اُس کے تیغہ کو اپنی سپر پر اس ترکیب سے روکا کہ
تیغہ ہٹ پڑا ابعد روکنے ضرب تیغ کے خود بھی اُس پر تلوار لگائی اُسنے بھی بالائے سپر روکی تا دیر
اسیطور سے لڑائی ہوئی کبھی شاپور کوہ پیکر ضرب تیغۂ قہرمان بالائے سپر روکتا تھا گاہ وار خالی دیتا تھا
قہرمان کرگدن سوار اُس کی چالاکی وہوشیاری سے اپنے دل مین کہتا تھا عجب یہ حریف ہی کہ زور نہین
آتا ہی چوٹ نہین کھاتا ہی وار کو خالی دیتا ہی خود بھی ضرب تیغ ایسی لگاتا ہی کہ مین ہی روک لیتا ہون
دوسرے سے روکی نہ جاتی یہ اپنے دل مین کہتا جاتا تھا اور مصروف جنگ تھا بہادران لشکر جانبین
وجملہ کفار واہلِ اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا کہ شاپور
بہادر ہی قہرمان دلاور ہی تلوار خوب چل رہی ہی دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی کوئی بیدین بجاے
خود کہتا تھا ہر چند یہ مسلمان فن جنگ مین کامل وہوشیار ہی لیکن کب تک لڑیگا کب تک اپنے تئین
بچاے گا آخر کار ہمارے بادشاہ قوی بازو و روئین تن کے دست زبردست سے قتل ہوگا اکثر اہل
اسلام باہم کہتے تھے کہ شاپور کوہ پیکر عجب عنوان سے مقابلہ کر رہا ہی جنگ مین ہمہ تن چشم بن گیا
ہی دشمن کا ہر طرف سے خیال رکھتا ہی خوب بچتا ہی تلوارین بھی ایسی ایسی لگاتا ہی کہ دل اپنا خوش
ہو جاتا ہی عجب نہین ہی کہ قہرمان پر فتحیاب ہو بعض بعض اہل اسلام کہتے تھے کہ شاپور لڑتو رہا ہی
مگر قہرمان سے جانبر ہونا اسکا بظاہر دشوار ہی ہواخواہان قاسم وایرج نوجوان جنگ شاپور
کوہ پیکر دیکھ کر نہایت خوش ہوکے ہنگام ضربِ شاپور اُس کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے اے
بہادر اب حریف کو زندہ نہ چھوڑنا میدان جنگ سے سرخرو ہوکے لشکر مین آنا سر قہرمان براے
نذر بادشاہ لشکر اسلام لانا درست راستی یہ تقریر دست چپ والونکی سُنکے باہم کہتے تھے کہ شاپور کی یوگ
اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ناگوار خاطر ہوتا ہی ایک ادنی شخص کو اعلے بناتے ہین بھلا یہ قہرمان پر کیا فتحیاب
ہوگا خود تو اپنی جان اُس سے بچاتا ہی دب کر لڑتا ہی وار بھر اگھبرا کرتا ہی خوف سے قہرمان کے حوش
تو اس کے بجا نہین ہین ضرب شمشیر بیہودہ طور سے لگاتا ہی لڑنے کی تمیز نہین ہی کوئی دم مین قہرمان
کے ہاتھ سے مارا جاے گا سر قہرمان تو کیا لائیگا قہرمان ہی سر اسکا تیغۂ آبدار سے کاٹ لے گا اگر ہم
دست راستیون مین سے کوئی بہادر اس سے لڑنے کو جاتا تو ابتک کام اسکا تمام کر چکا ہوتا لڑائی
فتح ہو چکی ہوتی خداوند عالم نے یہ قوت وشجاعت وشرف ہمین دست راستیون کو دیا ہی کہ دشمن کیسا ہی
زبردست ہو اُس سے دب کے نہین لڑتے ہین بڑھ بڑھ کر تلوارین لگاتے ہین دیکھو دست راستیون
کو دست چپیون پر کیا کیا فوقیت ہی جو مرتبہ دست راست کا ہی وہ دست چپ کا نہین ہی اُدھر لاجورد
شاہ اور صلصال وخلخال لڑائی دیکھ رہے تھے تختگان بھی بنظر غور نگران تھا اور لاجورد شاہ
سے کہتا تھا خداوند شاپور کوہ پیکر دیر سے لڑ رہا ہی کسی طرح قتل نہیں ہوتا ہی کیا آپ نے کوئی
تقدیر تازہ کی ہی لاجورد شاہ اُسکی تقریر سُنکے مسکراتا تھا اور کہتا تھا تو دیکھ ہی لیگا جو ہمنے تقدیر کی ہی
ہنوز لاجورد شاہ تختگان سے ہم سخن تھا کہ قہرمان نے نعرہ کرکے کہا او شاپور اکثی مرتبہ بہت ہوشیار
رہنا ایسی ضرب تیغۂ تیز لگاونگا کہ تو جانبر نہو سکے گا شاپور نے جواب دیا مین باخبر ہون ابتک تو نے میرا

کیا بنا لیا تھا جواب قتل کریگا او نابکار اگر خدا چاہیگا تو مین تجھی کو قتل کرونگا قہرمان شیرگردن نے غضبناک
ہو کے دست رہت پر اُس بہادر کے کہ گردن کو لیجانے کے موقع پا کر تیغ اُس کے پہلو پر لگایا ادھر اُس بہادر
نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو بچی جو ہوئی وار سپر پر رک نہ سکا جبتک
وہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور خود بھی سنبھلے تیغہ بخوبی تمام بہہ ہی گیا شاپور دو ٹکڑے
ہو کے فرس سے بالاے خاک گرا ٹکڑے اُس کی لاش کے زمین پر تڑپنے لگے کفار نہایت خوش ہو کے
قہرمان بدانجام کی تولیف انحد کرنے لگے وہ مغرور بھی اُن کی ثنا سے بہت خوش ہوا اپنے دل مین
دل مین کہنے لگا کہ بقول سب ان تولیف کرنے والون کے مین اس زمانہ مین کہ رشک اسفندیار ہون
ادھر اہل اسلام کو شاپور کوہ پیکر کے قتل ہونے کا رنج ہوا خصوصاً بہادران دست چپ کو صدمہ
زیادہ ہوا کئی بہادر قتل ہوے شاپور کا الم سب سے زیادہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام کو بھی شاپور
کے قتل ہونے کا غم ہوا قہرمان شیرگردن نے چار سرداران لشکر اسلام قتل کر کے مبارز طلب کرنا
مناسب نہ جان کر قریب شام طبل بازگشت بجوا کر جنگگاہ سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف چلا صلصال
اور لاجورد شاہ بھی ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کے اُس کے ساتھ قیامگاہ سپاہ کی جانب روانہ ہوے
اثناے راہ مین بھی ہر ایک کافر خوش و خرم تھا اکثر کفار نابکار قہرمان بدایان کی تولیف کرتے
جاتے تھے کفار کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی کہ احوال ان سب کا بمقام مناسب تحریر کیا جاے گا

مگر اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی

کہ بعد جانے قہرمان شیرگردن وغیرہ کے بادشاہ لشکر اسلام بھی مع اپنے لشکر کے میدان نبرد سے
باندہ خاطر قیامگاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ اور جملہ
سرداران لشکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوے سرداران سپاہ حسب
معمول اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے جو سردار لڑائی مین کام آئے تھے اُنکے دنگل خالی تھے بادشاہ نے
تخت پر بیٹھ کر بعد تھوڑی دیر کے حکم دیا لاشے حمید لال قبا و فیروزہ لال قبا و شاپور کوہ پیکر
و موت بن ساریق کے میدان مصاف سے اُٹھا کر دفن کیے جائین حسب الحکم بلا زمان بادشاہ
سوے میدان جنگ روانہ ہوے اور لاشے سرداران موصوف کے نبردگاہ سے اُٹھا کر مصروف
دفن و کفن ہوے سواران لشکر اسلام نے نبردگاہ سے آ کے بعد داخل ہونے بادشاہ لشکر کے بارگاہ
سلیمانی مین سلاح جنگ اپنے تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے بستر پر راحت گزین ہوا ادھر
تو لشکریان اسلام اپنے خیام مین ہین بادشاہ لشکر دربار مین بالاے تخت رونق افزا ہین
سرداران لشکر دنگلون پر خاموش بیٹھے ہین لاشے سرداران لشکر اسلام کے دفن ہو رہے ہین

لیکن اب حال قہرمان وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب قہرمان شیرگردن عرصۂ جنگ سے بصد خوشی اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا مردمان سپاہ اُسکے
سلاح جنگ تنون سے دور کر کے مرکبون سے اُتر کر کے بسترون پر بیٹھے قہرمان شیرگردن اور
صلصال اور خلخال اور لاجورد شاہ اور بختگان کو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لیجا کر بیٹھا اور
ہمراہیون کو یعنی لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کو موافق اُنکی عزت کے قریب تر اپنے بٹھایا

بعد اسکے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان بیدین کشتیان لیکر روبرو حاضر ہوے اور بادشاہ قہرمان
سب کو جام شراب بلورین پلانے لگے جب دو دو تین تین جام ہر ایک شخص ساقیان سیم اندام سے لیکر شراب
ناب پی چکا اور قہرمان شیر گردن بھی بخوبی تمام شراب پی چکا عالم نشۂ شراب مین اپنے ملازمون کو حکم
دیا کہ ہمارے لشکر مین اسوقت طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر پھر اہل اسلام سے ہم مقابلہ کیا کرینگے
حسب الحکم ملازمون نے طبل جنگ بے درنگ بجایا صدائے طبل جنگی لشکر قہرمان سے بلند ہوئی
ہرکارے لشکر اسلام کے خبر طبل جنگ بجنے کی لے کر بارگاہ سلیمانی مین روبروے بادشاہ لشکر اسلام
جاکر شرائط عبودیت بجا لاکر دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ ذیجاہ اسوقت قہرمان
نابکار نے پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین آکے
جنگ آزما ہو نخواران حضور سے مقابلہ کرے سوا اس خبر شر کے خیریت ہے بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون
سے سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر نقارہ نواز چوب لگائین آج جو کچھ تقدیر مین
درج تھا وہ ہوا کل بھی جو منظور خدا ہوگا اس کا ظہور ہوگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ
آکے ارشاد بادشاہ سے نقارہ نوازون کو آگاہ کیا انھون نے اسی وقت چوب اٹھا کر نقارۂ رزمی
پر لگائی آواز نقارۂ جنگی کی تا گنبد فلک گئی زمین صداے نقارۂ جنگی سے تھرائی جب دونون
لشکرون مین طبل و نقارۂ جنگی بجنے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا خود اپنی بارگاہ مین تشریف
لے گئے سرداران لشکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے بعوض استراحت
مصروف تیاری جنگ ہوے سواران لشکر اسلام بھی صداے نقارۂ جنگی سنکے اپنے اپنے بسترون
سے اٹھے اور آلات حرب وضرب کی درستی مین مشغول ہوے اکثر سوار باہم کہنے لگے دیکھیے ہنگام
سحر کیا ہوتا ہے قہرمان شیر گردن جوان زبردست و رویین تن ہے کس کس سے مقابلہ کرتا ہے اور کس
کس کو زخمی و قتل کرتا ہے خداوند عالم اس کے ہاتھ سے ہم سب مردمان لشکر اسلام کو بچائے لیکن
یہ نابکار کسی طرح مارا جائے ادھر تو سب اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف مین اکثر دعا مین مشغول
مین اکثر کو یہ تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے

مگر اب حال لشکر قہرمان کا لکھا جاتا ہے

کہ جب اسکے لشکر مین طبل جنگ بجا لشکری تیاری جنگ مین مصروف ہوے ہر ایک بیدین و بدآئین
اپنے آلات حرب وضرب کی درستی کرنے لگا قہرمان صلصال سے کہنے لگا آج تو مین نے چار سرداران
لشکر اسلام کو قتل کیا ہے کل وقت سحر دیکھیے گا کہ کتنے سرداران نامی لشکر اسلام کو تہ تیغ کرتا ہون اسوقت
طبل جنگ بجوایا ہے بعد تھوڑی دیر کے بوجہ کسل کے سو رہونگا وقت سحر بیدار ہوکے میدان جنگ
مین جاؤنگا آپ بھی مثل آج کے ہمارے ساتھ برائے سیر میدان جنگ مین چلیے گا یہ کہکے لاجوردشاہ
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا آپ بھی صبح کو بطریق سیر میرے ساتھ جنگاہ مین ضرور تشریف لیچلیے گا جس طرح
آج میری لڑائی آپ نے ملاحظہ کی ہے اسی طرح کل بھی دیکھیے گا ہنوز صلصال اور لاجوردشاہ
کچھ اس سے کہنے نہ پائے تھے کہ بجنگان نے کہا آپ نے طبل جنگ تو بجوا دیا اب ارادہ سونے کا ہے
میرے نزدیک سونا آپ کا اچھا نہین ہے ایسا نہو کہ سوتے کے سوتے رہجائیے پھر قیامت تک

بیدار رہو جیسے قہرمان نے پوچھا ای بختگان یہ تمنے کیا کہا بخوبی تمام مین تمھاری تقریر پیچیدہ کو نہ سمجھا کیا ہوگا اگر سوؤنگا اور کیا باعث ہوگا کہ پھر بیدار نہ ہونگا بختگان نے کہا مفصل اسکو کیا بیان کرون شاید آپ کو غصہ آئے اور نیکی برباد گنہ لازم ہوجائے قہرمان شیر گردن نے کہا نہین ضرور بیان کرو مجھے تردد ہوا ہی اُسنے کہا آج آپ نے چار سرداران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہی جملہ سرداران لشکر اسلام کو رنج دیا ہی عیاران لشکر اسلام کو بھی رنج دیا ہی اگر آج کے روز اپنے فرش خواب پر آرام کیجیے گا تو غالبًا عیاران لشکر اسلام آکے عیاری کرکے آپ کو مار ڈالین گے ہرگز ہرگز زندہ نہ چھوڑینگے اسی وجہ سے مین نے کہا تھا کہ سو رہنا آپ کا اچھا نہین ہی ایسا ہو کہ تا قیامت سویا کیجیے قہرمان نے جواب دیا مجکو عیاران لشکر اسلام بھی قتل کرنہ سکین گے کیونکہ اول تو وہ خوف سے میری بارگاہ تک آنہ سکین گے اور اگر آئین گے میرے ملازم اُنکو گرفتار کرلین گے اور وہ کسی طرح سے میری بارگاہ مین بھی داخل ہوجائین گے تو بھی مجھ کو قتل کرنہ سکین گے کیونکہ مجھے تیغ و تیر و نیزہ اثر نہین کرسکتا ہی روئین تن ہون ہرگز اُنسے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہی وہ مجکو کسی طرح ہلاک کر بھی نہ سکین گے تم اُنسے ڈرتے ہو مین مطلق نہین ڈرتا بختگان نے کہا عیاران لشکر اسلام بلاہائے عظیم مین آپ تو کیا ہین اُنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو حصار سحر مین کسی طور سے پہونچکر قتل کیا ہی در بامین جاکر ساحرون کو مارا ہی زمین مین نقب خوب لگاتے ہین لاکھون ہزارون پیادہ سوار نگہبانی و حفاظت کرینگے کسی کو بارگاہ کے قریب آنے نہ دینگے اس حفاظت سے کچھ فائدہ نہوگا وہ راہ نقب سے اندر آپکی بارگاہ کے جاکر آپ کی ہلاکت کی تدبیر کرین گے سیسہ گرم کرکے آپ کے حلق مین ڈالدینگے یا آنکھون کو آپ کی نیزہ و تیر سے پھوڑ ڈالین گے کیونکہ سوائے آنکھون کے آپ ہمہ تن روئین تن ہین جب آپ کو وہ اندھا کر دین گے تو آپ کیونکر کسی کو دیکھیے گا اعدا سے کیونکر لڑیے گا سوا اسکے اگر اُنکا دل چاہیگا تو بیہوش کرکے آپ کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے لیجائین گے کسی کو خبر بھی نہو گی جب وہ اپنے لشکر مین پہنچین گے یا تو زندان مین قید کرینگے یا کسی طور سے مار ڈالین گے ہان اگر آپ مسلمان ہوکر کلمہ پڑھینگے تو البتہ وہ آپکو قتل نہ کرینگے قہرمان شیر گردن بختگان سے حالات عیاری عیاران لشکر اسلام سُنکے بہت گھبرایا بختگان سے پوچھنے لگا پھر اب کیا کرون کیونکر اُنسے اپنی جان بچاؤن تمنے تو عیارون کے وہ حالات بیان کیے ہین کہ میرے ہوش اُڑ گئے ہین وہ لوگ انسان ہین یا شیاطین ہین کہ ایسے ایسے امور اہم کرتے ہین بختگان نے جواب دیا وہ سب ہین تو انسان مگر بلاے بد ہین اگر اپنی زندگی مطلوب ہی تو شب بھر بیدار رہیے اسی بارگاہ مین کسی نازنین کو طلب کرکے اُسکے رقص و نغمہ سے لطف اُٹھائیے اس تدبیر سے زندہ رہیے گا ورنہ مار ڈالے جایئے گا قہرمان نے بختگان کی تقریر سُنکے خوف جان سے اُسکی رائے پسند کی اُسیوقت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ نازنینان خوبرو و خوش گلو کو مع انکے سازندون کے ہمارے روبرو حاضر کرو خدام فی الفور گئے اور چند نازنینان خوشرو و خوش گلو کو مع انکے سازندون کے اپنے ہمراہ لائے اُن نازنینون نے روبروے قہرمان وغیرہ آکے جھک کر سلام کیا بعدہٗ اُنمین سے ایک نازنین سے قہرمان نے کہا پہلے تو ہمارے سامنے رقص کر بعد رقص کرنے کے اچھی اچھی غزلین عاشقانہ گا وہ حسب الحکم بعد درست ہونے

ساز ہاے سازندون کے کھڑے ہوکے بصد ادا و کرشمہ رقص کرنے لگی دیگر نازنین ہاے خوش گلو حکم قہرمان سے بیرون بارگاہ جاکر ٹھہرین لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و بجتگان و قہرمان رقص اس رقاصہ کا دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

کسکا لحاظ بزم مین کل ای حضور تھا
وہ نور آج منھ پہ نہین کل جو نور تھا
کل سنے مجرمون کو بلایا تھا اپنے پاس
نالے تھے لب پہ اور اثر دود دور تھا
تجھے نہ ہائے غیر وہ کیون مجھسے تھے خفا
آنکھین ادھر پھری تھین جدھر کو وہ طور تھا
تربت پہ میری ملنے تھین بھی ہنسا دیا
غمزہ تھا شوخیان تھین ادا تھی غرور تھا

پروانہ شب کو شمع سے کیون دور دور تھا
ای دل تجھے لگی بزم کا مجھ سے بھی حال کہہ
مین ہاتھ مل رہا ہون کہ کیون بے قصور تھا
بلبل بھی مرے باغ کے سب بادہ نوش تھے
سب نے خطا کی مین نے نہ کی یہ قصور تھا
سچ ہے جہان مین منعم سرکش کے جیتے جی
آتا ہین کے پھول بھلا کیا ضرور تھا

تو میہمان غیر کا شب کو ضرور تھا
وہان جا ہے کوئی ہو نہ ہو تو ضرور تھا
وہ کیا شب فراق فرشتو نکے دل ہین
جو یاسمن کا پھول تھا جام بلور تھا
تھا مرتے مرتے سبکو جو شوق جمال دوست
کیا خوب بند و بست طلسم غرور تھا
یہ سب انھین بنائے ہوئے تھے شباب مین

قہرمان وغیرہ اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے کہنے لگے کیا اچھی طرح یہ نازنین رقص کرتی ہے اور کیا خوب گاتی ہے یہ کہکے کبھی قہرمان اُسے انعام دیتا تھا کبھی صلصال زر و جواہر دیتا تھا لاجورد شاہ اُس رقاصہ کو دیکھ کر گانا اُسکا سنکے بجتگان سے آہستہ کہتا تھا دیکھتا ہے تو کہ یہ بندی قدرت ہماری کیونکر رقص کر رہی ہے اور کس طور سے گا رہی ہے دل ہمارا خوش کر رہی ہے وہ یہ کہتا تھا واقعی خوب گاتی ہے آپ بھی کچھ اِسکو انعام دیجیے کیونکہ قہرمان شیر گردن اور صلصال انعام اِس کو دے چکے ہین آپ خداوند ہین آپ کو انعام سر بزم دینا ضرور ہے لاجورد شاہ آہستہ جواب دیتا تھا ہم اسکو قبل ہی انعام ایسا دے چکے ہین کہ کسی نے نہ دیا ہوگا وہ یہ ہے کہ ہمنے اسکی عمر دو سو برس کی ادا کر دی ہے جب وہ نازنین غزل مرقوم کو تمام کر چکی اور سواے غزل مندرجہ کے اور چند غزلین گا چکی قہرمان شیر گردن نے زر کثیر اُسے دے کر رخصت کیا اور دوسری نازنین خوش گلو کو طلب کیا وہ روبرو حاضر ہوکے کھڑی ہوئی جب سازندے اُسکے اپنے سازونکو درست کر چکے وہ رشک زہرہ رقص کرنے لگی ارباب بزم رقص دیکھنے لگے تعریف اُس کے رقص کی کرنے لگے جب وقت خوب رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر اُس نازنین مہ جبین نے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

چھڑایا تمھین تونے عالم امکانکے دم بھر مین
رقیب روسیہ اٹھے نہ کیونکر یار کے در سے
جہان ہائے دردندان مین ہم کو شب فرقت
ملائے تو کوئی سفید مرے سینہ کو مجمر سے

ملی یہ آبرو وصف دردندان دلبر سے
تمھاری تیغ کا احسان اُٹر سکتا نہین سر سے
ملایا ہے کسی کے چال نے لبِ خاک مین ہمکو
ہوا ہر اشک کا دانہ مقابل چشم اختر سے
خدا کے فضل سے پہونچا تا سفا کی محفل تک

کہ ہر مصرع غزل کا ہے مشابہ سلک گوہر سے
گراتی ہین ہزار عت بجلیان مجھو کی آہ مین
تجھو بیگا غبار اپنا کبھی امان محشر سے
اپنے شعلہ کہین ہیساختہ اور اُسکو خاکستر
رقیب روسیہ تنگ آگیا اپنے مقدر سے

قہرمان اور صلصال وغیرہ اشعار غزل سنتے لگے رقاصہ اور اشعار کی تعریف کرنے لگے نازنین کو زر و جواہر انعام مین دینے لگے قہرمان تو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نازنینون کا گانا سن رہا ہے صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ بھی بیٹھے ہین اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ اِن سبھون کا احوال بمقام مناسب لکھا جائے گا

اور اب حال عیاران لشکر جانبین کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے طبل جنگ و نقارۂ رزمی بجا تھا ہر ایک صفدر رود لاور اپنے اپنے آلات حرب و ضرب
کی درستی و صفائی مین سرگرم تھا اکثر نبا در تلوارون کو صیقل کرتے جاتے ہین اور باہم کہتے جاتے ہین
دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کیا خوب ہو کہ جنگ مغلوبہ ہو زور یا ے لشکر مل جائین تلوار خوب چلے ہم بھی
اپنی دلاوری دکھائین بڑھ بڑھ کے تلوارین لگائین نعرے کر کر کے دشمنون کو قتل کرین اور جو لوگ
سپاہ قہرمان او صلصال و لاجورد شاہ مین نامرد و بزدل تھے وہ اپنے اپنے دل مین کہتے تھے
خیر آج تو قہرمان شیرگردن نے خود مقابلہ کیا چند سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا دیکھیے کل کیا ہوتا ہی
عجب نہین کہ قہرمان کو کوئی بہادر لشکر اسلام سے نکل کے تہ تیغ کرے پھر بادشاہ لشکر اسلام مع اپنی
تمام سپاہ کے ہم سب اپنے دشمنون پر حملہ ور ہون جنگ عظیم ہو میدان مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے
انبار ہو جائین اگر ہم قتل ہو جائین تو غضب ہو اول تو ہماری جان جائے دوسرے ہمارے اہل
و عیال تباہ و برباد ہو جائین بادشاہان روے زمین باہم لڑتے ہین جاے خوف ہر کہین ہمیون
کے ساتھ ہم ایسے گھُن بھی پس نہ جائین پس دیدہ و دانستہ ہم تو مقام خوف و خطرہ پر قدم بھی
نہ رکھین گے جوانان لشکر کے ساتھ میدان کارزار مین ہرگز نہ جائین گے چار روپیہ کے واسطے اپنی
جان نہ دین گے والدین نے ہم کو بڑی بڑی راحتین دی ہین عجب عجب ناز ہمارے اٹھائے ہین
انواع و اقسام کی نعمتین کھلا کر ہمین پرورش کیا ہی ہاے وہ الفت و محبت پدر و مادر کی ہین
یاد آتی ہی کہ اگر ہم کہین دھوپ مین بیٹھنا چاہتے تھے یا وقت دوپہر کہین جانے کا ارادہ
کرتے تھے تو منع کرتے تھے گھر سے نکلنے نہ پاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند اس
حرارت آفتاب مین کہان جاؤ گے چہرہ گلرنگ تمازت آفتاب عالمتاب سے متغیر اور
سانولا جائے گا لہذا والدین تو اس طرح پرورش کر کے رحلت کر جائین اور ہم گرمی جنگ
مین قدم رکھین ارواح والدین کو صدمہ پہونچائین ہمسے تو کبھی یہ نہوگا چاہے ہمین کوئی کچھ
ہی کہے ہم سن لین گے مگر تلوارون کی چھاؤن مین نہ جائینگے تن نازک و ناتوان پر زخمہاے
تیر و نیزہ و شمشیر نہ کھائین گے بلا سے بزدل و نامرد کہلائین گے لشکر سے نکل جائینگے محنت و مزدوری
کر کے چار پیسے پیدا کر کے اپنے اہل و عیال مین زندگی اپنی بسر کرینگے یہ کہکر تاریکی شب مین
لشکر دن سے نکلکر اپنے گھرون کی طرف چلے گئے پیچھے مڑکر بھی کسی نے نہ دیکھا جب وہ زمانہ آیا
کہ وہ شب بسر ہوئی اور بزم انجم خوف آمد شاہ خاور سے درہم و برہم ہوئی تارے ہر طرف خوف نیر اعظم
سے دریچۂ افلاک مین نہان ہونے لگے اور شاہ انجم کے چہرے پیر آفرا سی ظاہر ہوئی رخ نورانی
سفید ہونے لگا سفیدۂ سحر دمیدم ضیا اپنی زیادہ دکھانے لگا نسیم سحر چلنے لگی مرغان خوشنوا اپنے
اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہے کرنے لگے وقت عبادت الہی مشاہدہ کر کے اپنی زبانون مین حمد و
ثناے خالق وحش و طیور و انسان جن و ملک و حور کرنے لگے مساجد مین موذن اذان دینے
لگے بے دین و بد آئین اپنے معبدون مین گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے کوئی لات اور کوئی
ہبل کی پرستش کرنے لگا عابد و زاہد و نمازگذار وقت عبادت الہی دیکھ کے اپنے

بستروں سے اُٹھ کر وضو کر کے نماز سحر پڑھنے لگے خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردمان لشکر اسلام نے غسل و وضو کر کے برجوع قلب نماز سحر پڑھی پھر سلاح جنگ اپنے اجسام پر آراستہ کر کے مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جانب عرصۂ جنگ دعائین پڑھتے ہوے خراماں خراماں روانہ ہوے جب وہ سب دیندار دستور شعار میدان کارزار مین پہونچے حکم بادشاہ سے ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام قہرمان شیر گردن کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر انتظار کرتے مین ہوئی تھی کہ قہرمان بھی بزم عیش و طرب سے اُٹھ کر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے کرگدن پر سوار ہو کے جملہ مردمان سپاہ کو ہمراہ لے کے میدان کارزار مین بصد نخوت و غرور آیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ساتھ ساتھ اُس کافر کے **صلصال** اور **لاجورد شاہ** بھی مع اپنی اپنی سپاہ کے برائے دید جنگ آئے تینوں لشکر جدا جدا میدان کارزار مین قیام پذیر ہوے اُس وقت لشکر **قہرمان** اور فوج اسلام سے حسب دستور بیلچہ بردار اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے کاندھوں پر رکھ کر نکلے اُنھوں نے موافق قاعدۂ میدان کارزار کی درستی کی زمین پست و بلند کو ہموار کیا خس و خاک جھاڑی جھنڈی کو عرصۂ مصاف سے دور کیا میدان نبرد کو مانند آئینۂ صاف کے صاف و پاک کر دیا جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دونوں لشکروں سے نکل کر سقون نے پانی چھڑک کا گرد و غبار کو دور کیا بعد اسکے ادھر اہل اسلام صف آرا ہوئے اُدھر **قہرمان** اور **صلصال** اور **لاجورد شاہ** صف آرا ہوے اُس وقت وہ میدان جنگ اور وہ کثرت سپاہ جانبین کی لائق دید تھی پیک نگاہ خبر تعداد مردمان سپاہ کا فران و مسلمانان کسی طرح لا نہ سکتا تھا جب ارادہ دریافت کرنے کا کرتا تھا تھک کر اثنائے راہ مین رہجاتا تھا کیونکہ کوسوں تک فوج و سپاہ پھیلی ہوئی تھی علمہاے ہر لشکر کھلے ہوے تھے علمداران لشکر علمہاے رنگارنگ لیے ہوے تھے سواران جنگجو کسی طرف صف بستہ تھے کسی جانب پیادوں کی قطار تھی اگر تماشائی سوار مانند افراطیخ کے تھے تو پیادوں کی قطار مثل کثرت مور کے تھی میدان جنگ ہر چند نہایت ہی وسیع تھا لیکن فوجوں کی کثرت سے بھرا ہوا تھا کبھی ایسی فوجیں کسی میدان مین کسی نے دیکھی نہ ہونگی گاؤ زمین کثرت سپاہ جانبین سے دبی جاتی تھی بار بار تھرّاتی تھی پیر فلک جوانان سپاہ کو بنظر حیرت وجفا دیکھتا تھا الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر ہاے جانبین سپاہ **قہرمان** سے کڑکیت اور لشکر اسلام سے نقیب خوش آواز نکل کر درمیان مین لشکروں کے آئے پہلے نقیباے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہنے لگے اے دلاوران ہیجا و اے جوانان خوشخصال آگاہ ہو کہ بموجب خمسہ

سراے دنیا ہے خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہے	رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے
مسافرانہ ٹکے ہو اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے	سفر ہے دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سرور عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	غرور تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے

اجل ہے استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی

ستال بت سب کے سب ہین بیحس یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین
یہ جاگے تھے ابتدا مین کس دن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین

پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل خبر بھی ہین کس بلا کی نیندین
نسیم غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین

کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

واقعی بقول مصنف خمسہ ہذا کے حال خفتگان لحد پر نظر غور کرکے صدمۂ عظیم ہوتا ہے اور عبرت ہوتی ہے ہائے ساکنانِ کنج قبور کیسے خواب مین ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ اُنکی قبرون پر جاکے عزیز و احباب اُنکے اُنکو پکارتے ہین وہ جواب ہی نہین دیتے ہین کیسا اجل نے اُنکو خاموش کردیا ہے کہ کبھی کسی سے کچھ بات بھی کر نہین سکتے ہین کیسے مجبور و لاچار درون مزار کفنون سے لپٹے ہوئے پڑے ہین کروٹ تک بھی بدل نہین سکتے ہین جو کبھی کسی سے نہین دبے تھے وہ خاک سے دبے ہوئے پڑے ہین کیڑے زمین کے اُن کے گوشت و پوست کو کھا رہے ہین اُنکو اتنی بھی قدرت حاصل نہین ہے کہ اُنھین دفع کرسکین غربا و محتاج و پہلوانان زبردست صاحب تخت و تاج سب ایک ہی حال مین ہین زندگی مین اُنمین فرق تھا بعد مرگ کچھ بھی فرق نہین رہا سب یکسان ہوگئے ہین ایک ہی حال مین ہین غریبون کا کیا ذکر ہے قبرین سلاطین جہان کی پائی نہین جاتی ہین اگر کہین ہین بھی تو شکستہ ہین گنبد اُنکے مزار کے بھی مانند دلہائے دردمندان کے شکستہ ہین اور یہ حال ہے بقول شاعر شعر پردہ داری مے کند بر قصر قیصر عنکبوت ❊ بوم نوبت مے زند بر گنبد افراسیاب ❊ کوئی ایسا نہین ہے کہ اُن کی قبرون کی مرمت کرے اور شمع کافوری روشن کرے چادر پھولون کی اُن کے قبور پر چڑھائے اور سورۂ فاتحہ بالین تربت بیٹھ کر آبدیدہ ہو کر پڑھے اور ثواب سورۂ مبارک موصوف اُنکی ارواح کو بخشے کیونکہ اب وہ محتاج ثواب سورۂ فاتحہ ہین گو زندگی مین صاحب ملک و مال تھے مگر اب مانند غربا و مساکین کے نادار ہین جو لوگ زندہ ہین اُن سے اعمال خیر کے خواستگار ہین اگر کوئی اُن کی ارواح کو ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی عمل خیر کا ثواب ہدیہ کرتا ہے اور فرشتے حکم خدا سے اس ثواب کو اُنھین پہونچاتے ہین اور کہتے ہین یہ تحفہ ثواب سورۂ حمد فلان تمھارے دوست نے دنیا سے تم کو بھیجا ہے وہ اُسے پاکر بہت خوش ہوتے ہین اور ایسا شادمان ہوتے ہین کہ زندگی مین ملک و خزانہ بھی پاکر اسقدر خوش نہوے ہون گے افسوس صد افسوس سلاطین جہان کہ جو غربا کو ملک و مال دیدیتے تھے وہ اب محتاج ہین طالب ثواب ہین ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ ہم اور تم سب بھی مانند اُن اموات کے دنیا سے سوے عدم جائینگے مثل اُنکے ہم اور تم بھی محتاج ثواب سورۂ حمد ہونگے نہین معلوم کوئی عزیز و دوست از راہ محبت و الفت ثواب سورہ حمد یا اور کوئی اعمال خیر سے عمل نیک کا ثواب ہمین اور تمھین دنیا سے بھیجے یا نہ بھیجے اور کوئی ہماری قبر پر اور تمھاری تربتون پر بعد مرگ شمع روشن کرے اور اگر سلگائے اور پھولون کی چادر چڑھائے یا نہ چڑھائے یا کوئی دو آنسو قبر پر آکے گرائے یا نہ گرائے بس اے جوانان عاقل و دانا کسی عزیز و دوست کا بھروسا نہ کرو خود ہی اپنی زندگی مین اعمال خیر کرلو جہانتک ممکن

ہو عبادت الٰہی کرو امور خلاف شرع سے باز رہو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو حق نمک ادا کرو کیونکہ
منجملہ اعمال خیر کے ایک یہ بھی عمل خیر ہو یقین ہو کہ ان اعمال حسنہ سے بعد مرگ قبر جو سانپ اور
بچھوؤن کا گھر ہو اور مکان تیرہ و تاریک ہو وہ مبدل بباغ شاداب ہو جائے عوض تکلیفون
کے راحت و آرام روح کو ہو انواع و اقسام کی راحتین ہون کسی کے سورۂ حمد کے محتاج نہو
کوئی قبر پر اگر شمع روشن نہ کرے تو نہ کرے قبر مین تمھاری روشنی اعمال خیر سے پر نور رہیگی کوئی اگر
چادر گل نہ چڑھائے تو کچھ پروا نہین تم باغ کی سیر کرو بوے گلہاے خوشبو سونگھو ای بہادرو
تم کو معلوم ہو کہ راحت بغیر تکلیف اُٹھانے کے نہین ملتی ہو دیکھو جبتک غواص اپنی جان سے ہاتھ
اُٹھا کے بحرین مین غوطہ نہین لگاتا ہو در آبدار اُسکے ہاتھ نہین آتا ہو آج تم سب دریاے ذخار لشکر
اعدا مین غواصی کرو دشمن کے لشکر پر گرو اعدا کو تہ تیغ کرو ثبات قدمی اختیار کرو بڑھ بڑھ کر تلوارین
لگاؤ نعرے شیرانہ کرو صفین لشکر عدو کی درہم و برہم کرو جنگ مین حتی الامکان کدو کوشش کرو
اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دو جو اعدا گھر جائین اُنھین تہ تیغ کرو کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار عرصۂ کارزار مین لگا دو اگر ایسی جنگ کر کے زندہ رہے تو بہادرون مین محسوب ہو گے اور
آبرو پاؤ گے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوے تو بھی دنیا سے سرخرو جانب عدم جاؤ گے
وہان جیسے کہ قبل اس کے راحتین قبور مین بیان کی ہین پاؤ گے دنیا مین بعد مرگ بھی زندہ رہو گے
کیونکہ اہل جہان تمھاری بہادری ہر ایک بزم مین بیان کرینگے نام تمھارے فرد بہادران عالم مین
لکھ جائینگے جس طرح رستم و اسفندیار وغیرہ بہادران نامی و نامور کی دلاوری بیان
کر کے اُن کو یاد کر کے اُن کی تعریف کرتے ہین تمھین بھی اُنھین کی طرح یاد کرینگے اور تمھاری
بھی تعریف کرینگے اور اگر برعکس اس کے کرو گے یا میدان جنگ سے ہنگام جنگ بھاگو گے تو
کونین مین تمھارے حق مین برا ہوگا ہم نے تم کو آگاہ کر دیا ہو اب تم کو اختیار ہو خواہ عزت یا ذلت
جو چاہے گوارا کرو نقبا یہ تقریر کر کے خاموش ہوے راوی ناقل ہی کہ اُس وقت جملہ اہل اسلام
نے جو نقبا کی گفتگو بگوش ہوش سنی سب کے پیش نظر شکل اجل آگئی ہر شخص انجام پر اپنے نظر کر کے
اور تقریر عبرت آمیز سُنکے آبدیدہ ہوا دل مین کہنے لگا جو کچھ نقبا نے کہا سچ ہو دنیا مین ضرور
اعمال خیر کرنا چاہیے اور اسوقت یہ عمل خیر کرنا واجب و لازم ہو کہ اپنے اعدا سے دلیرانہ لڑین کچھ
خوف و خطر نہ کرین زندگی سے مرجانا اچھا ہو بیان کوئی حور خواب مین بھی نظر نہین آتی وہان
خوش اعمالون کو حورین ملین گی ہمکو بھی دو چار ضرور ہی حوران جنا ملین گی اُنکے ساتھ کس عیش و
عشرت سے بسر کرین گے کہ اہل جنم کو رشک ہوگا یہ دل مین کہکے ہزارون بہادرون نے تلوارین
علم کر کے نیامون کو توڑ ڈالا خود و مغفر اور زرہ اور چار آئینہ اپنے تنون سے دور کر کے کہا ہم
جامۂ تن زیب و شربتی پر تلوارین کھائین گے بجاے سپر تلوار کو سینہ پر روکین گے بہادری و
دلاوری اپنی جملہ بہادران میدان مصاف کو اس طرح دکھائین گے دعا خداوند عالم سے یہ ہو
کہ آج جنگ مغلوبہ بھی ہو تو کیا خوب ہو حوصلہ دل کا نکل جائے ابھی بہادران لشکر اسلام کا یہ خیال
تھا کہ ناگاہ کرمکیت اپنے جوانان سیاہ سے مخاطب ہو کے پکارے کہ ای بہادران یکتا سے روزگار

اور اہی جوانان نامی و نامدار سُنو کسی شاعر نے یہ شعر خوب کہا ہی ہمین تو بہت پسند ہی شعر رستم رہا زمین
پہ نہ بہرام رہ گیا: مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا: واقعی ایسا ہی ہوا دیکھو رستم اب نہین ہی
مگر اُسکی بہادری سے نام اُسکا زبان زد خلق ہی اور بہرام بھی اگرچہ گور مین گیا لیکن بوجہ نیکی و خوبی
کے اُسکو سب یاد کرتے ہین آج تمکو بھی لازم ہی کہ سر میدان جنگ نام پیدا کرو سامنے تمھارے
مردمان لشکر اسلام صف آرا ہین یہ تمھاری جان کے دشمن ہین اِن سے دلیرانہ لڑو اِنکو جنگاہ سے
زندہ کہین نہ جانے دو دلیرانہ سب کو قتل کرو جب گرگیت اور نقیبان دہان سیاہ جانبین کو بخوبی تمام
آمادۂ جنگ و جدال کر چکے میدان جنگ سے ہٹ گئے اُس وقت کفار و اہل اسلام کا شوق
جنگ سے عجب حال تھا ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے ہمین صف لشکر سے نکل کر اپنے حریفون سے لڑین
ہنوز سب ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ یکایک **قہرمان شیر گردن**
نے اپنے کرگدن کو صفوف لشکر سے نکالا کسی اپنے سردار لشکر کو باوجود طلب اذن جنگ کے اجازت
میدان جنگ نہ دے کر خود ہی مقابلہ کرنا فال نیک جان کر درمیان مین میدان جنگ کے آکے
کرگدن کو روک کے بعد اظہار فنون سپہ گری بادشاہ لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
اہی بادشاہ لشکر اسلام جلد کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو کل تو میری قوت بازو اور
کاٹ اِس تیغۂ تیز کا دیکھ چکے آج بھی جوہر تیغ آبدار اور شجاعت مجھ شجاع یکتاے روزگار کی دیکھو
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر سُنکے اپنے دست راست کی طرف مڑکر نظر کی فی الفور **فضل بن آشوب**
کہ رفیقان و ہوا خواہ شاہزادۂ **بدیع الزمان** سے تھا مرکب صف لشکر سے نکالکر ادب سے مرکب
سے اُتر کر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے
بہ نظر عنایت اُسے دیکھ کر فرمایا اہی **فضل بن آشوب** تمھارا جانا اچھا نہین ہی حریف زبردست ہی کوئی
اور بہادر **قہرمان** سے جاکر لڑیگا تم صف لشکر مین جاؤ اُسنے دست بستہ عرض کیا اب تو یہ خاکسار
صف لشکر سے نکل چکا ہی سب خورد و کلان دیکھ چکے ہین سوا اسکے میرے دل مین تمنا ہی کہ **قہرمان**
سے لڑون حضور اذن جنگ دین کچھ تردد نہ کرین بفضل خدا اسے اور حضور کے اقبال سے اس کافر
کو قتل کرونگا بادشاہ نے اُسکے اصرار سے اُسے اذن جنگ دیا وہ تسلیم کرکے مسکراتا ہوا اپنے مرکب
پر سوار ہو کے دلیرانہ سامنے **قہرمان** کے گیا **قہرمان** نے بعد ختم رجز **فضل بن آشوب** سے
پوچھا اہی جوان طالب قضا تیرا کیا نام ہی کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہی فضل نے کہا نام تا بکے
کہا مین وہ دلاور ہون کہ ہنگام جنگ شیر صحرائی کو ایک روباہ جانتا ہون اور فیل مست کو ایک پشہ
خیال کرتا ہون تو میری نظر مین کچھ بھی نہین سماتا ہی دیکھنا وقت شمشیر زنی کیونکر تجکو قتل کرتا ہون یہ سنتے
قہرمان نے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ تیز پر ہاتھ ڈال کے نیام سے تیغہ کھینچا وہ تیغۂ آبدار و گرانبار
نیام سے کیا نکلا گویا ایک اژدر دہان شعلہ فشان غار سے نکلا دیکھنے والے کہنے لگے یہ وہی تیغہ ہی جسنے
چار بہادران لشکر اسلام کا کل خون بہایا تھا آج پھر نیام سے نکالا گیا ہی دیکھیے آج کس کس کے سر و
تن مین جدائی کرتا ہی ابھی دیکھنے والے یہ کہہ رہے تھے کہ **قہرمان** نے کہا اہی **فضل** ہوشیار رہو جا
کیونکہ موت تیری قریب تیرے آگئی ہی یہ کہکے بھلا دا دے کے اُسکے سر پر تیغہ لگایا اُسنے چالاکی سے وار

خالی دیا قہرمان سمجھا کہ فضل بھی فنون جنگ مین ہوشیار ہی میری ضرب تیغ سے بچ گیا ابھی قہرمان
اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ فضل نے خبردار خبردار کہہ کے اُسکی کمر پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی
اپنی دکھانے کو ضرب شمشیر کو تہ روکا وار خالی دیا بعد اسکے پھر تیغہ کمر فضل پر لگایا اُسنے اس طور سے
سپر پر روکا کہ تیغہ اُسکا پٹ پڑا ایسے وقت مین فضل نے چاہا تھا کہ اُسکے بندوست پر ہاتھ اپنا ڈالکر
کلائی اُسکی مرڑوڑ کے تیغہ اُسکے دست نحس سے چھین لے اور اُس کی کمر زنجیر آہنی مین ہاتھ ڈال کر
پشت کرگدن سے اُسے اُٹھا کے بالاے خاک ٹپکے کہ قہرمان اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر کہنے
لگا او فضل کیا تو نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ناتجربہ کار و فن جنگ سے بیخبر تصور کیا ہی مین جنگ
آزمودہ و فنون جنگ مین کامل ہون حریف کی نظر سے حال دل حریف جان جاتا ہون تو نے
ارادہ کیا تھا کہ میرے ہاتھ سے تیغہ چھین لے اور میری کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زور کر کے
مجھے پشت کرگدن سے جدا کرے مین ہوشیار ہو گیا حوصلہ تیرے دل کا دل مین ہی رہا یہ کہکے تیغہ
اُٹھا کے بھلا وادے کے اس طرح سر فضل پر مارا کہ سپر کو کاٹ کر خود و سر و گردن و سینہ و تن
کمر سے گذر گیا بہادر موصوف پشت فرس سے دو ٹکڑے ہو کر بالاے خاک گرا کفار خوش ہو کے
باواز بلند تعریف قہرمان کی کرنے لگے اہل اسلام کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً دلاوران
دست راستی کو رنج بہت ہوا قہرمان شیر گردن نے فضل کو قتل کر کے کرگدن کو چند قدم آگے
بڑھا کے مبکارکر کہا ای فرقۂ اہل اسلام اب تم مین کس کو اپنی زندگی دشوار ہی جسکو دنیا سے جانا ہو
وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز قہرمان یہ کہہ رہا تھا کہ بادشاہ نے پھر اپنے دست راست کی
طرف دیکھا اس مرتبہ قارن بلند کمان کمان کیانی دوش پر رکھے ہوئے ترکش پشت پر
ڈالے ہوئے شمشیر آبدار زیب کمر کیے ہوے گھوڑے کو صف لشکر سے نکال کر اور بہ طریق مذکور
سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کر اجازت لیکر مرکب پر سوار ہو کر سامنے قہرمان شیر گردن
کے گیا اور بعد گفتگوے بسیار و حرب و ضرب بسیار قہرمان کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل ہونے
قارن بلند کمان کے ورقاے زنجیر خوار بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ
لے کر روبروے قہرمان گیا یہ بہادر بھی بعد جنگ بسیار دست قہرمان نابکار سے قتل ہوا اسکے
بعد قارن کرگدن سوار اجازت جنگ بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر قہرمان کے مقابلے کو
گیا قہرمان نے دیکھا کہ یہ بہادر کرگدن پر سوار ہو کے آیا ہی اس سے زور آزمائی کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے بعد دریافت کرنے نام و نشان کے قہرمان نے اپنے کرگدن کو براے زور آزمائی
اس طرف سے بڑھایا اُدھر سے قارن کرگدن سوار نے اپنا کرگدن بڑھایا بائین ہاتھ
سے محکم سپر لی جب دونون سپرین باہم لڑین زور آزمائی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار
قدم کرگدن قہرمان کا پسپا ہوا اور دو قدم کرگدن قارن کا پیچھے ہٹا قہرمان نے خجل ہو کے
کرگدن کو بہانون مین دبا کے آگے بڑھایا اور غضبناک ہو کر تیغۂ آبدار خبردار خبردار کہکر سر پر لگایا
اس بہادر نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود بر آیا اُس کو بھی کاٹ کر کاسۂ سر و گردن سے گذر کر
صندوق سینہ و شکم سے ہو کر کمر کو کاٹ کر پشت کرگدن پر پہونچا وہان ذرا دم لے کے اُسے بھی دو نیم

کیا قارن مذکور مع اپنے کرگدن کے چار ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا اصلصال و خلخال
وغیرہ کفار نے یہ ضرب دیکھکر قارن کو قتل ہوتے دیکھکر قہرمان کی بہت تعریف کی اہل اسلام کو
صدمہ ہوا جب چار بہادران لشکر اسلام کہ دست راستی تھے قہرمان کے ہاتھ سے قتل ہوے اور
قہرمان نے خوش ہوکر بہ نخوت و غرور پکار کر کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ جوان لشکر تو قتل ہوے
اب اور کسی ایسے دلیر کو میرے مقابلے کے واسطے روانہ کیجے کہ کچھ اُس سے لطف جنگ حاصل ہو
اور ان چارون جوانون کی لاشون کو میان سے اُٹھوا کر انکو دیکھیے اچھی طرح اِنکے الم مین فریاد و
بکا کیجیے میدان صاف ہوجائے تو خوب ہے بادشاہ لشکر اسلام کو اُسکی تقریر سُنکے غصہ آیا مڑکر جانب
دست راست پھر دیکھا ایکی مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن صف لشکر سے نکلے اور
بادشاہ لشکر اسلام سے طالب اجازت جنگ ہوے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ دل نہین چاہتا ہے
کہ مین تم کو اجازت جنگ کی دون یہ دشمن آج ہی چار بہادرون کو قتل کرچکا ہے مبادا تمکو
بھی اس کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے بس تم لشکر مین رہو اور کوئی دلاور اِس کے مقابلہ
کو جاے گا شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے عرض کیا چاہتا ہون کہ مجھی کو اجازت جنگ
دیجیے کچھ تردد نہ فرمائیے اللہ حافظ و نگہبان ہے اگر میری زندگی ہے تو یہ نابکار ہرگز مجھے
قتل نہ کرسکے گا اور اگر پیمانۂ حیات لبریز ہوچکا ہے تو کیا چارہ ہے بادشاہ موصوف نے
یہ سُن کے بصد مجبوری اجازت دی شاہزادۂ بدیع الزمان رکب کو مہمیز کر کے سامنے
قہرمان شیر گردن کے گئے اُس نے بعد دریافت کرنے نام کے اپنے دل میں خیال کیا کہ جتنے
سرداران لشکر اسلام کو مین نے قتل کیا ہے تیغ آبدار ہی سے قتل کیا ہے کسی کو گرز و نیزے سے
ہلاک نہین کیا ہے بس اِس جوان کو نیزے سے ہلاک کردن فن نیزہ بازی بھی سب کو دکھاؤن یہ
خیال کر کے تیغ کو نیام مین رکھ کر نیزہ لیکر گردن کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر خبردار
خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادۂ بدیع الزمان پر لگایا اور یہ شیر بیشۂ شجاعت بھی ہوشیار تھا
اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو زبانان فولادی جو باہم لڑین رگڑ سے اُنکی
چنگاریان پیدا ہوئین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکے نیزے کو روک کے خود بھی اُس کے
سینہ پر نیزے کا وار کیا اُسنے بھی بجد و کد رد کا اسی طرح تادیر لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الزمان
نے ایک نبرد نادر باندھکر خبردار خبردار کہکر سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالدی سب نے دیکھا کہ سنان
نیزہ قہرمان مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف
کی کفار کو حیرت ہوئی قہرمان کو سنان نیزے کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اور خجل بھی ہوا تھوڑی
دیر تک سر جھکائے رہا عرق انفعال مین تر ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر تیغ آبدار نیام
سے بصد قہر و غضب کھینچکر شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت و
فن نیزہ بازی مین کسی کو کچھ کلام نہین ہے جب نیزہ شاید بوسیدہ ہوگئی تھی اسوجہ سے سنان نکل گئی
اسمین میری کیا خطا ہے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہوشیار ہوجا کہ یہ تیغ وہی ہے جسنے کل اور آج آٹھ
سرداران لشکر اسلام کا خون بہایا ہے اُن کی طرح تجھے بھی دو نیم کردیگا یہ کہکر تیغ سر پر لگایا شاہزادہ

بدیع الزمان

بدیع الزمان نے تیغہ حریف کو سپر پر روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی اسیطرح کئی ساعت لڑائی ہوئی جملہ اہل اسلام اور کفار بنظر غور دیکھا کیے آخرکار قہرمان شیرگردن نے برہم ہوکے کہا ای جوان ابکی مرتبہ ایسا وار کرونگا کہ جس سے تیرے سروتن مین جدائی ہوجائیگی ذرا ہشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شہزادہ بدیع الزمان نے جوابدیا ای قہرمان مین خبردار ہون تم وار کرو اللہ ہمارا تمھاری ضرب تیغ سے ہمین بچائیگا کیونکہ حافظ جان وہی ہی اُسنے نام خدا کو سنکے بدرجہ کمال برہم ہوکے بقوت تمام تر تیغہ سر پر لگایا ادھر بدیع الزمان نے سپر اُٹھائی تھی چونکہ ستارہ بخت اہل اسلام بدی پر تھا کہ بکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ شہزادہ بدیع الزمان کا سیدھا نہ رہا کج ہوگیا جبتک مرکب کو سنبھالین ہاتھ کو سیدھا کرین تیغہ سر پر آگر پڑا خود تو کاٹکر تا دوابرو اتر آیا تھا آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے سنبھلکر دیوانہ دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر جادر خون کی ایسی سر سے پیدا ہوئی کہ بدیع الزمان سراپا خون مین تر ہوگئے اسقدر خون جو نکلا فرط ضعف سے سر تسگافتہ ہرنے پر رکھدیا قہرمان نے چاہا کہ بڑھکر سر جدا کرلیجیے ادھر بادشاہ نے بیتاب ہوکے فرمایا ہر کوئی ایسا بہادر کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شر قہرمان سے بچائے اور خود اُس سے مقابلہ کرے چونکہ اُسوقت بادشاہ نے اپنے دست چپ مڑکر یہ ارشاد کیا تھا اسوجہ سے ایرج نوجوان نے جلد تر صف لشکر سے نکل کر بصد عجلت اجازت لے کر مرکب کو جلد مہمیز کرکے نعرہ کیا اور قہرمان کیا کرتا ہی میرے سامنے سر بدیع الزمان کا تیغ سے کاٹنا چاہتا ہی یہ نہین جانتا کہ مین آپہونچا بس خیریت اسی مین ہی کہ ہاتھ کو اپنے روک لے ورنہ آفت بپا کرونگا قہرمان اس شیر بیشۂ شجاعت وبہادری کے نعرہ کو سنکر شگفت سے ٹھٹر کر ٹھہرایا ہاتھ کو روکا ایرج نامدار نے قریب تر پہونچ کر عیار بدیع الزمان سے کہا تو ان کو لشکر مین لیجا وہ باگ مرکب کی پکڑ کر بدیع الزمان کو لشکر تین لے آیا حکم بادشاہ سے جراح زخم سر کا علاج کرنے لگے ادھر تو خیمہ بدیع الزمان مین جراح زخم سر بدیع الزمان کا علاج کر رہے ہین بدیع الزمان فرش نرم پر بیہوش پڑے ہین لیکن ادھر میدان جنگ مین جب ایرج نوجوان نے شاہزادہ بدیع الزمان کو قہرمان کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مین بھیجدیا اور قتل ہونے نہ دیا اب قہرمان نے بصد قہر وغضب کہا او جوان تندخو تیرا کیا نام ہی غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے شیر غضبناک کے شکار کو سامنے سے ہٹا دیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے جواب دیا او کافر تو نے سنا ہوگا نام میرے پدر عالیجاہ کا کہ مشہور جہان ہی اگر نہین سنا ہی تو اب سن کہ اسم گرامی اُنکا شاہزادہ قاسم ہی مین اُنکا فرزند ہون نام میرا ایرج نوجوان ہی فضل خدا سے ایسا شجاع وبہادر ہون کہ مشہور جہان ہون ابھی تیرے شر سے مین نے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو کہ وہ میرے بزرگ ہین بچایا ہی تجھ کو صدمہ ہوا ہی ابھی تو اپنی فکر کر قبل قتل ہونے کے اپنے قتل ہوجانے کا صدمہ وغم کر کیونکہ میرے ہاتھ سے بچنا تیرا محال ہی انشاء اللہ مین بغیر قتل کیے جنگاہ سے نجاؤنگا سر تیرا تیغ سے کاٹ کر لیجاؤن گا تو نے چند بہادرون کو قتل کیا ہی اُن سب کے خون کا عوض تجھ سے لونگا دیکھ اس گرز سے سر کو تیرے پاش پاش کرون گا اور اس نیزے سے دل وجگر تیرا افگار کرونگا اور اس شمشیر سے سر تیرا جدا کرونگا مین مانند اُن سرداروں کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہی او نابکار اگر تو خواے

مردمی وبہادری رکھتا ہو تو نیزہ اُٹھا کر مجھ سے مقابلہ کر بعد ازان گرز وشمشیر سے لڑنا اُسنے تقریر
ایرج نوجوان کی سنکے بدرجۂ کمال برہم ہو کے خادم سے نیزہ خطی لیکر گردن کو کاوے پر ڈالکر
فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینۂ ایرج نوجوان پر نیزہ لگایا
ادھر اس شاہزادے نے اُس کی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین
چنگاریان پیدا ہوئین جوانان لشکر کفار یہ جنگ دیکھکر بجاے خود کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہو
گو قہرمان بہادر وقوی ہو مگر یہ جوان بھی ہمکو بہت قوی وبہادر معلوم ہوتا ہو اسکی مرتبہ بھی حریف
سخت سے سامنا ہوا ہو خداوند خیر کرین ابھی کفار اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ شاہزادۂ
ایرج نوجوان نے اپنے نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر نیزہ سر تیز اُسکے سینۂ پر کینہ
پر لگایا اُسنے بھی بہزار دشواری سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
اسی طرح جتنی دیر شاہزادۂ بدیع الزمان سے نیزے سے لڑائی ہوئی تھی اُتنی ہی دیر باہم جنگ
نیزے سے ہوئی آخر کار ایرج نے ایک بند نادر صاحبقرانی کا باندھ کر قہرمان سے کہا او سرکش
ہوشیار ہو جا کہ اب سنان نیزے کی تیرے ہاتھ سے نکالے دیتا ہون قہرمان نے جواب دیا قبل
اسکے جو سنان نیزے سے نکل گئی تھی اسکی وجہ یہ ہو کہ چوب نیزہ بوسیدہ ہو گئی تھی اور یہ نیزہ
خطی ہو بھلا اس نیزے سے سنان تم کیا نکالدو گے مین ہوشیار ہون تم قصور کوتاہی نہ کرنا
ایرج نوجوان نے اُسکی گفتگو سُنکے اپنے نیزے کو مرکب بڑھا کر ایسی تکان دی کہ سنان اُس کے
نیزے سے نکل کر اُسی طرح چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام خصوصاً سرداران دست چپ بہت
خوش ہوے شاہزادۂ ایرج کی تعریف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا بختگان لاجورد شاہ سے
کہنے لگا اے خداوند دیکھیے ایرج نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی بظاہر
معلوم ہوتا ہو کہ شاہزادہ ایرج قہرمان کو قتل کریگا مین اسکی شجاعت اور قہر وغضب سے خوب
آگاہ ہون آپ بھی جانتے ہین کہ یہ شاہزادہ کیسا بہادر ہو اب یہ فرمائیے کہ اس لڑائی کا انجام
کیا ہوگا آپ نے کیا تقدیر کی ہو اُسنے جواب دیا ابھی تو کچھ تقدیراً بھی بری نہین کی ہو اب سوچ
سمجھ کے کیجائیگی اُدھر تو لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا اِدھر قہرمان کو سنان نیزے کے
نکل جانے سے دوبارہ رنج وملال ہوا اور نہایت شرمندہ ہو کے سر جھکا لیا خجالت سے پسینہ آگیا
گویا ایک نیزہ عرق ندامت مین غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن پھر برہم
ہو کے سر اُٹھا کے ڈانڈ سنان کی اپنے ہاتھ مین محکم پکڑ کر گردن کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکر
بقصد غضب سر ایرج پر لگائی اس طرف اس بہادر نے اسکی ضرب کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر
اس طور سے روکا کہ ڈانڈ اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اُسنے جھلا کر شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کر گرز
گران سر اُٹھا کر کہا اے جوان اگر حسب اتفاق نیزے سے سنان تو نے نکالدی تو خوش نہ ہو کہ اب
اس گرز گران سے تجکو پیوند خاک کرتا ہون یہ کہکے گردن کو آگے بڑھا کے رکابون مین قدم استوار
رکھ کے پشت گردن سے بلند ہو کے گرز کو دونون ہاتھون سے محکم پکڑ کے اور گردش دے
کے خبردار خبردار کہہ کے سر پر ایرج نوجوان کے مارا اِدھر ایرج نے ضرب اُس کے گرز

کی اپنے گرز پر روکنا ضروری نہ جان کر شمشیر آبدار علم کی جب گرز قہرمان کا قریب سر کے آیا ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ درمیان سے گرز مانند خیار کے کٹ گیا کلہ گرز کا مانند ایک پہاڑ کے ٹکڑے کے بالائے خاک گرا زمین دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اور دوسرا ٹکڑا اسکے ہاتھ مین رہگیا ایکی بار بھی اہل اسلام خوش تھے خصوصاً سرداران دست چپ شادمان ہو کے باواز بلند کہنے لگے ضرب شمشیر کیا عمود ویر لگائی ہر کہ تعریف اگی ہو نہین سکتی ہر کفار گرز کے کٹنے سے متحیر ہوکے خیال کرنے لگے کہ آثار بد نظر آتے ہین یہ جوان مسلمان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی دیکھیے جان قہرمان کی اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتی ہر اسی طرح صلصال کو بھی تردد ہوا نحبگان بھی کہنے لگا اے خداوند اب بیان سے اور کسی طرف بھاگنے کا ارادہ کیجیے سامان برے ہین مجھے امید نہین کہ قہرمان ایرج نوجوان کے ہاتھ سے جانبر ہو ہنوز لاجورد شاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ قہرمان نے گرز کے کٹنے سے برہم ہو کے غصہ سے ہونٹھ دانتون سے چباتے وہ ٹکڑا اسفل گرز کا جو ہاتھ مین تھا سر ایرج پر مارا اس بہادر نے اُسے خالی دیا وہ ٹکڑا مانند پہاڑ کے ٹکڑے کے زمین پر گرا زمین اُس کے بھی لنگر سے دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اس وار کے بھی خالی جانے سے قہرمان کو نہایت ندامت حاصل ہوئی بعد ایک لمحہ کے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ آبدار پر ہاتھ ڈال کے تیغہ علم کر کے قہرمان نے کہا اے جوان آگاہ ہو کر تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی حربہ میرے نزدیک نہین ہے تلوار ایک دم مین برسون کا جھگڑا فیصلہ کر دیتی ہے خصوصاً میرا تیغہ تیز و خونریز ہے کہ مدام مین نے اسی سے اکثر دلاورون کو تہ تیغ کیا ہے اب تجھ کو بھی اسی تیغ سے قتل کرونگا ہوشیار ہو جا ایرج نے ہنسکر جواب دیا او کافر بیزہ و گرز سے جب تو مجھے ہلاک نہ کر سکا اور متواتر دعوی تیرا باطل ہوا تو اب تیغ سے تو مجھے کیا قتل کریگا یہ دعوی بھی تیرا باطل ہو جائیگا خداوند عالم میری جان کی حفاظت کرے گا تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے تیغہ کا وار کر اُسنے غضبناک ہو کے گردن کو شاہزادہ کے دست چپ کی طرف لیجا کے پہلو پر تیغہ لگایا شاہزادہ موصوف نے بعنوان شائستہ اُس کے تیغہ کو سپر پر روکا پھر خود اُس کی کمر پر شمشیر آبدار لگائی اُس نے بھی ضرب تلوار سپر پر روکی اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو سپاہ غور سے لڑائی دیکھنے مین مصروف ہوے جب قہرمان وار کرتا تھا اہل اسلام کو تردد ہوتا تھا اور جب ایرج نعرہ کر کے تلوار لگاتا تھا کفار کو قہرمان کے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تھا گردن اور مرکب کے گشت سے غبار بلند تھا دو نو بہادر چالاکی و ہوشیاری سے لڑ رہے تھے لاجورد شاہ اور صلصال و نحلحال وغیرہ بھی لڑائی دیکھ رہے تھے دلون مین کہتے تھے یہ لڑائی سخت ہے بڑی دیر سے ہو رہی ہے ابھی تک تو کوئی زخمی نہین ہوا ہے دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہے نحبگان باواز بلند کہتا تھا مین تو سمجھ چکا ہون کہ اب قہرمان اب کوئی دم کے دنیا مین مہمان ہین آج زندہ پلٹ کے آتے معلوم نہین ہوتے ہین لاجورد شاہ اور صلصال اُس سے کہتے تھے چپ رہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ایسا نہو کہ مرد مان سپاہ قہرمان سن لین تو باعث فساد کا ہو وہ کہتا تھا اگر کوئی سن لیگا تو کیا ہوگا مین جو کہتا ہون وہ سچ کہتا ہون ظاہر پر میرا عمل ہے باطن کے حال سے آگاہ نہین ذرا آپ ہی انصاف کیجیے اور کہے

اسوقت ان دونون مین کون شخص کسپر غالب ہی اور کون مغلوب نظر آتا ہی میرے نزدیک تو ایرج نوجوان غالب اور قہرمان مغلوب پائے جاتے مین کیونکہ ایرج نوجوان قہرمان کے نیزے سے سنان نکال چکا ہی گرز کو کاٹ چکا ہی اب باہم تلوار چل رہی ہی ہنوز بختیگان یہ کہ رہا تھا کہ قہرمان نے بھلاوا دے کے تیغۂ آبدار سر شاہزادۂ ایرج نامدار پہ لگایا شاہزادہ نے چالاکی سے سپر اٹھائی ناگاہ تقدیر سے پانون مرکب کا ایک گڈھے مین کہ شاید وہ خانۂ موش تھا جا تا رہا گھوڑا جانب پستی مائل ہوا ہاتھ شاہزادہ کا اِسی حالت مین کج ہوا جب تک کہ ایرج گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ اپنا سیدھا کرے سپر کو چہرہ و سر کی پناہ کرے تیغہ گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُس کو بھی کاٹ کر کاسۂ سر سے گذر کرتا دو ابرو آیا تھا کہ شاہزادے نے بچائے اُس ہو کر ایسی حالت مین ڈیرا پنہ دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سے بکثرت بہنے لگا اُسوقت شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر اُسی حالت مین ارادہ لڑنے کا کیا تھا کہ قہرمان نے بوجہ شام ہوجانے کے اور نہایت خستہ ہونے کے سبب سے لڑنا مناسب نہ جان کر طبل بازگشت بجوا دیا اُسوقت ایک سمت قہرمان اور صلصال اور لاجورد شاہ ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کو لیکر جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوے اور بادشاہ اہل اسلام ایرج نوجوان اور جملہ سرداران سپاہ کے ساتھ مع تمامی مردمان سپاہ کے سمت قیامگاہ لشکر چلے اُس طرف قہرمان وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے مردمان سپاہ نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے قہرمان اور لاجورد شاہ اور صلصال اور خلخال اور بختیگان بوجہ الفت واتحاد ہونے کے ایک ہی بارگاہ مین داخل ہوے پھر باہم بیٹھکر بعد میکشی نازنینان خوبرو کو طلب کر کے رقص اُنکا دیکھنے لگے اور گانا اُنکا سننے لگے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام جاے قیام پر ہونچکر مع جملہ سرداروں کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور جملہ لشکری سوار و پیادے سلاح جنگ تنون سے دور کر کے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوے بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر فضل بن آشوب اور قارن کرگدن سوار اور ورقاے زنجیر خاردار اور قارن بلندکمان کے قتل ہونے کا ذکر کر کے افسوس کیا بعدہ ملازمون کو حکم دیا کہ ان بہادران نامدار کو جنگگاہ سے اُٹھاکر غسل و کفن دیکر دفن کرو ملازم حسب الحکم اُسی وقت گئے اور کاربند ہوے یہان بادشاہ نے حال زخم سر ایرج نوجوان اور زخم سر بدیع الزمان کو دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا ای ظل اللہ ابھی تو جراحون نے زخمون کو دھو کر ٹانکے لگائے ہین پٹیان مرہم کی چڑھائی ہین دونون بہادرون کو غش آگیا ہی انشاء اللہ بعد چند روز کے کچھ زخم سر رو باصلاح ہونگے بادشاہ موصوف یہ سن کے خاموش رہے اُدھر قہرمان نے بعد میکشی اور رقص و نغمۂ نازنینان کے دیکھنے اور سننے لطف اُٹھا کر اُنکو رخصت کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ آج پھر بجایا جائے ہم متواتر اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے ایک دن کی بھی اُنکو مہلت نہ دینگے خدام نے موافق حکم اُسیوقت طبل جنگ بجایا جو ہرکارے لشکر اسلام کے واسطے خبر رسانی کے معین تھے اُنھون نے صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند پا کر احوال دریافت کر کے توقف ذرا بھی نہ کیا فورًا وہ ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجراگاہ سے بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام کو مجرا کر کے بعد بجالانے ثنا و دعاے بادشاہ

کے دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت پھر قہرمان بدایمان نے اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین جمعیت سپاہ کثیر
آکے نمکخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے سوائے اس خبر شر و فساد کے اور سب طرح خیریت
ہے بادشاہ لشکر اسلام نے عرض ہرکارون کی استماع کرکے فرمایا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی عنایت
الٰہی سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے یہ حکم دے کر پھر دربار برخاست کیا بادشاہ اپنی بارگاہ
مین تشریف لیگئے ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمے و بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا ہرکارے
سوافق حکم بادشاہ اُسی وقت بارگاہ سلیمانی سے باہر آکے نقارہ نوازون کے پاس گئے اُنکو حکم
بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے فی الفور چوب اُٹھا کر بسم اللہ تمام و کمال ورد زبان کرکے نقارہ
جنگی پر چوب لگائی صدائے مہیب نقارے سے بلند ہو کر تا گنبد افلاک پہونچی زمین کانپی پر فلک
تھرایا دلاوران ہر دو لشکر نے بلکہ سپاہ مردمان لاجورد شاہ و اہل فوج صلصال نے بحکم لاجورد
شاہ اور تاکید صلصال سے تیاری سامان جنگ کرنا اختیار کیا ہر ایک بہادر و دلاور نے اپنے
آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا شروع کی جو نامرد و بزدل تھے وہ طبل جنگ بجنے سے اور جنگ
کے خیال سے گھبرائے حواس باختہ ہوئے باہم سب بزدل کہنے لگے آج پھر طبل جنگ بجا ہے صبحکو
پھر میدان کارزار مین جانا ہے اگر دو روز سے جنگ مغلوبہ نہین ہوئی تو اب کیا ہوگی کیا عجب ہے
کہ صبح کو جنگ مغلوبہ ہو چار لشکر باہم مانند چار دریاؤن کے ملجائین تلوار چلے کشت و خون بکثرت
ہو بس ہم ایسی نوکری سے باز آئے ہم کو اپنی جان دینا قبول نہین ہے یہ کہکے وہ سب ہر حیلہ و بہانہ سے
لشکرون سے نکل گئے چیدہ جوانان کفار اپنی تلوارون پر صیقل کرتے جاتے تھے اور ایک دلیر
دوسرے بہادر سے کہتا جاتا تھا ذرا صبح تو ہو دیکھنا اہل اسلام سے کسطرح لڑتا ہون وہ جواب
دیتا تھا بیشک تم خوب لڑوگے کیونکہ بہادران جہان سے ایک تم ہی ہو ہمکو بھی بہت شوق جنگ
ہے چاہتے ہین کہ کہین جلدی سحر ہو جوانان ہر سہ سپاہ کفارین تو مردمان لشکر کا یہ حال تھا جو لکھا گیا

لیکن اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ جب حکم بادشاہ سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی اور صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی جملہ مردمان
لشکر اسلام نے سنکے تیاری جنگ کا ارادہ کیا جو سوار و پیادے اپنے بسترون پر بیٹھے تھے وہ
اُٹھے اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال کر اُنکی درستی کرنے لگے اکثر مردمان لشکر بعد ادائے نماز
سر بزمین دعائے فتح و نصرت کی درگاہ خدا مین کرنے لگے بعض بعض سواران تہور شعار باہم کہنے لگے
دو روز سے تو ہمارے ہی لشکر کے سرداران نامی وغیر نامی قتل و زخمی ہوئے ہین دیکھیے کل کیا ہوتا
ہے قہرمان پر کب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے کس دن یہ نابکار مارا جاتا ہے اسنے تو متواتر طبل جنگ بجواکر
چند سردارون کو قتل و زخمی کیا ہے کچھ سوار کہتے تھے جبتک قہرمان کی حیات ہے اور اُسکا اقبال بلند
ہے اسی طرح اہل اسلام سے لڑیگا اور جس روز اسکا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو جائیگا اور
اقبال باقی نہ رہیگا غیب سے کوئی سبب اسکے قتل ہونے کا پیدا ہوگا یا ہمین اہل اسلام سے کوئی
بہادر اسکو قتل کرے گا غرض جملہ بہادران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف تھے اور باہم ایسی ہی باتین

کرتے تھے انھین باتون اور تیاری جنگ مین شب بسر ہوئی سفیدۂ سحر جانب شرق سے عیان ہوا
ظلمت شب دور ہوئی روشنی صبح مانند شمع طور کے لامع النور ہوئی نسیم سحر چلنے لگی باغون مین غنچے مسکرا کر
شگفتہ ہونے لگے صحرا مین بھی گلہاے رنگا رنگ کھلنے لگے طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر اشجار
پر بیٹھ کر یا اُڑکر اپنی اپنی زبان مین حمد خالق انس وجان کرنے لگے موذن مسجدون مین اذان دینے لگے
پابند نماز پنجگانہ براے اداے نماز سحر اُٹھے وضو کر کے قبلہ رو ہو کر برجوع قلب نماز سحر پڑھنے لگے
خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردان سپاہ نے بعد وضو کرنے کے بخضوع وخشوع نماز سحر پڑھی اور ہر ایک
نے اپنے مطالب دینی اور دنیوی کے واسطے درگاہ کبریا مین دعا کی خصوصاً واسطے فتح وظفر کے ہر ایک
نے آبدیدہ ہو کر خداوند عالم سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بیدار ہو کے نماز سحر برجوع
قلب پڑھ کے لباس زیب تن کر کے تاج جواہر نگار سر پر رکھ کر حسب دستور قدیم تخت جواہر نگار
پر بیٹھ گئے کہاریون نے تخت اُٹھایا تا دربارگاہ پہونچایا وہان سے کہارون نے تخت کو اپنے
دوش پر رکھا نقیبون نے بعد دعا وثناے بادشاہ کے باواز بلند کہا ای ظل اللہ نگاہ روبرو چونکہ موافق
قاعدۂ قدیم جملہ سرداران سپاہ دربارگاہ بادشاہ پر موجود ہوتے ہین اُسی قاعدے کی پابندی
سے سب سردار حاضر تھے جب بادشاہ نے نگاہ اُٹھائی سب سردارون نے جھک کے موافق
قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کے سب سے باشارہ فرمایا اب مرکبون پر سوار
ہو کے جانب رزمگاہ چلو حسب الحکم سب سردار مرکبون پر سوار ہوے تخت بادشاہ کے یمین ویسار
آگئے بیچ مین بادشاہ اس طرح ہے جیسے ماہ کامل درمیان ستارون کے ہوتا ہے الحاصل سواری بادشاہ
لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ سردار مع تمامی سپاہ کے ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ
جب بادشاہ جمجاہ عرصۂ کارزار مین پہونچے قہرمان کو نہ دیکھ کر انتظار اُسکے آنے کا کرنے لگے ابھی
تھوڑا ہی زمانہ انتظار کرنے مین گذرا تھا کہ اُس طرف سے غبار بلند ہوا تاریکی نشانہاے سیاہ کی ظاہر
ہوئی آمد لشکر کفار ثابت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے قہرمان بصد کبر ونخوت مع لاجوردشاہ اور
صلصال کے میدان کارزار مین آیا اور مقابلہ لشکر اسلام مین آکر ٹھہرا اُسوقت دونون بادشاہون
کے اشارہ سے نقبا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے آئے نقبانے
جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے آواز بلند کہا کہ ای دلیران جنگجو ای بہادران نیکخو آگاہ ہو کہ
یہ روز نام پیدا کرنے کا ہے دیکھتے ہو کہ سامنے تمھارے لشکر کفار ہے ہر ایک بے دین آمادۂ جنگ ہے
تم بھی مرد میدان کارزار ہو اسنے دلیرانہ لڑنا یہ سب کافر ہین تم اہل اسلام ہو یہ نار ہین تم نور ہو تم مین
اور انمین فرق زمین وآسمان کا ہے یہ مثل تمھارے بہادر نہین ہین تمھاری بہادری ودلاوری مشہور
جہان ہے آبا واجداد بھی تمھارے بڑے بہادر تھے انھین کے تم فرزند ہو مانند انھین کے اعداے
دین سے لڑنا قدم جنگاہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹانا جان کے جانے کا خیال نہ کرنا قصد بھی بھاگنے کا نہ
کرنا مانند کوہ کے ثبات قدمی اختیار کرنا اگر سر بھی تن سے کٹ جائے تو پاؤن جنگاہ سے نہ ہٹین
دلاوری یہی ہے جو میدان کارزار سے پسپا نہ ہو بڑھ بڑھ کر اپنے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے
لڑے شیرانہ نعرے کرے زخم تیغ وتیر ونیزہ کھائے مطلق نہ گھبرائے مرجانا اختیار کرے بھاگنا قبول

نہ کرے سر میدان جنگ جملہ بہادرون مین نام پیدا کرے چارون کی زندگی مین سیاہی ہو کر نامردی
اور بزدلی اختیار نہ کرے ایک دن مرنا ضرور ہی لڑ بھڑ کر دشمنون سے مرجائے دیکھو یارو ہماری
تقریر پر عمل کرنا خلاف ہمارے کہنے کے نہ کرنا ورنہ عزت و آبرو تمہاری خاک مین ملجائیگی کرٹکیت اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلیران نامی
و نامدار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کب اجل آئے اور رشتۂ حیات مقراض
اجل سے قطع ہو جائے عاقلون کو لازم ہی کہ اس حیات چندروزہ مین وہ کار ہائے نمایان کرلین کہ دنیا
مین نام و آبرو پیدا کر کے نامی و نامور ہو جائین جبتک زندہ رہین دلاورون مین سرخرو و باآبرو
رہین اور اگر دست اعدائے جفاکار سے قتل ہو جائین تو بھی اچھا ہی کہ بعد مرنے کے اہل جہان ہمکو
مانند رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب کے یاد کرینگے بہادری و دلاوری اون کی بیان
کرینگے بس آج کے دن تم سب اہل اسلام سے دلیرانہ مقابلہ کرنا ہنگام جنگ مغلوبہ پیچھے قدم نہ
ہٹانا اگر میدان جنگ سے بھاگو گے اہل اسلام تمکو گھیر کر قتل کرینگے جان بھی جائیگی اور ذلت و رسوائی
بھی ہوگی جب نقبا و کرٹکیت جوانان ہر دو لشکر کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کرتے تھے سب بگوش
دل سن رہے تھے ہر ایک دلاور انکی تقریر کو پسند کر کے دل مین کہتا تھا ذرا صف آرائی تو ہو ہمارا
کسی حریف سے سامنا تو ہو وہ بہادری سب کو دکھائین گے کہ حیرت ہو جائیگی جس دم کرٹکیت اور
نقبا میدان جنگ سے ہٹ گئے اور حسب دستور درستی میدان کارزار ہو چکی اور صف آرائی بھی
دونون جانب بخوبی تمام ہو چکی لاجوردشاہ بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی سے فارغ ہو چکا اور صلصال
بدخصال بھی اپنے لشکر کی صفین حسب دلخواہ باندھ چکا اوس وقت ہر ایک بہادر نے ارادہ
کیا کہ پہلے ہم صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائین اپنے دشمنون سے لڑین بہادری اپنی
دکھائین ہنوز سب دلاور ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ ناگاہ قہرمان اپنے
لشکر کی صفون سے مانند فیل مست کے جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ہو کے نکلا اور بعد قطع راہ بیچ مین
میدان کارزار کے آکے کرگدن کو روک کے فنون سپہ گری دکھا کے بادشاہ لشکر اسلام سے
مخاطب ہو کے باوازبلند کہنے لگا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام آج پھر کسی ایسے اجل رسیدہ کو واسطے
میرے مقابلے کے بھیجو جو دو تین پہر مجھ سے بہ نیزہ و تیغ و گرز لڑے تاکہ لطف جنگ میرے دل کو
حاصل ہو بادشاہ نے اسکی تقریر سنکے اپنے دست راست کی طرف دیکھا فی الفور گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بہادر ذیقدر عالی مکان یعنی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام پیادہ پا
جاکر اجازت لیکر تسلیم کر کے مرکب پر سوار ہو کے جانب قہرمان مرکب کو جولان کیا جب یہ
شاہزادہ اس کے روبرو گیا اوس نے سراپاے نور الدہر پر نظر کر کے پوچھا ای بہادر تیرا نام کیا ہی
شاہزادہ موصوف نے جواب دیا نام میرا نور الدہر فرزند بدیع الزمان کا ہون قہرمان نے سنکے کہا
مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی تو مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کر اپنے لشکر مین چلا جا تیرے دست و بازو مین
اتنی قوت کہان ہی کہ مجھ ایسے پہلوان روئین تن سے لڑ سکے شاہزادے نے جواب دیا مجھے تیری

جوانی وپہلوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا پہلوان نوجوان اسوقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہی تو اپنے مذہب بد سے کنارہ ہو کر دین اسلام قبول کر اور میری و بادشاہ
اسلام کی اطاعت ورفاقت اختیار کر کہ کونین مین عزت وآبرو حاصل کر اگر میرے کہنے پر عمل کریگا
تو حق مین تیرے اچھا ہوگا ورنہ تو پچھتائیگا دم جنگ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیونکہ مین نے تجھ ایسے
سیکڑون کو تہ تیغ کیا ہی مجھے حقیر وناتوان نہ سمجھ مین تیرے کہنے سے اپنے لشکر مین ہرگز نہ جاؤنگا انشاء اللہ
سر تیرا تیغ آبدار سے کاٹ کے جنگگاہ سے جاؤنگا قہرمان یہ تقریر شاہزادہ ذیجاہ کی سنکے برہم ہو کر نیزہ ہلا کر
کر گدن کو مانند مرکب کے کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار کہکے سینۂ بے کینہ
شہزادہ نور الدہر پر نیزے کا وار کیا ادھر شاہزادے نے پھرتی سے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے
نیزے کی سنان پر روکا سنانون کی رگڑ سے چنگاریان پیدا ہوئین بعد روکنے ضرب نیزہ کے
خود بھی اُسکے سینۂ پرکینہ پر نیزہ لگایا اُسنے بھی اپنے نیزہ کی سنان پر سنان نیزۂ شاہزادے کو روکا
اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار جس طرح ایرج نوجوان نے بند صاحبقرانی باندھکر سنان نیزۂ
قہرمان سے نکالدی تھی اسی طور سے ایک بند نادر باندھکر سنان نیزۂ قہرمان نکالدی سنان
مذکور نیزہ سے نکلکر چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام مین شور تعریف بلند ہوا کفار کو کمال صدمہ ہوا
قہرمان نے پہلے تو خجل ہو کے سر جھکا لیا پھر سر اُٹھا کر اس سرکش نے کہا ای جوان میری قوت مین
کمی نہین ہی یہ قصور نیزے کا ہی بسبب بوسیدہ ہونے نیزے کے سنان نیزے سے نکلگئی تھی نور الدہر
نے سنکر جواب دیا ای قہرمان اگر قوت مین کمی نہین ہی تو اور کسی حربہ سے لڑ اُسنے گرز اُٹھا کر
جسطرح سر ایرج پر مارا تھا اسی طور سے مارا شاہزادے نے شمشیر آبدار سے بیچ سے عمود کو مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا قہرمان نے خفیف ونادم ہو کے پہلے تو سر جھکا لیا بعدہ برہم ہو کے جو نصف
اسفل گرز اُس کے ہاتھ مین تھا غضبناک ہو کے مانند فنرے کی دے مارا کے فرق شاہزادے پر
لگا یا شاہزادے نے اُسے خالی دیا حریف مذکور نے ذلت بالاے ذلت اُٹھا کے نہایت غضبناک
ہو کے تیغہ گرانبار علم کر کے کہا سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی لڑائی نہین ہی
تیر ونیزہ وگرز وغیرہ سب آلات حرب وضرب بیہودہ ہین تلوار کا کیا کہنا یہ برسون کا فیصلہ ایک
دم مین فیصل کر دیتی ہی اور میرا تیغہ تو وہ تیغہ ہی کہ علاوہ سیکڑون بہادرون کا خون چاٹنے کے
یہان دو روز سے تم اہل اسلام کا خون چاٹ چکا ہی مزہ اس کو مل چکا ہی اسوقت یہ خون تیرا چاٹیگا
خشک زبان ہی تر زبان ہوگا تشنہ خون ہی تیرے خون سے پیاس اپنی بجھائیگا نور الدہر نے مسکرا
کر جواب دیا او بے دین دیاوہ گو اگر تیغہ علم کیا ہی تو وار کر اسقدر اتنی تعریف اپنی زبان
سے کیون کرتا ہی ہنگام جنگ حال تیری قوت بازو کا اور حال آبداری تیغ کا معلوم ہو جائیگا
یا تو تیغہ تیرا میرا خون گرائیگا یا شمشیر آبدار میری تیرے سر وگردن مین جدائی کریگی جو ہونا ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا تقریر بیکار ہی یہ مقام بزم وجاے تقریر نہین ہی کہ باہم محض تقریر کی جائے یہ جنگگاہ ہی یہان
فنون جنگ دکھانا چاہیے قہرمان نے بجاے خود قائل ہو کے خبردار کہکے ضرب تیغہ
گرانبار وآبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے سپر پر اُسکے تیغہ کو روک کر خود بھی اُسپر

تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے سپر پر روکی تا دیر یونہین لڑائی ہوئی جملہ کفار و اہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے تلوارین دونون دلاورون کی مانند دو بجلیون یا دو صاعقو نکے چمکتی تھین گرد مرکب کے گشت سے غبار بار بار زمین سے اُٹھتا تھا باہم وارد ہوتے تھے کفار قہرمان کی تعریف کرتے تھے اہل اسلام نورالدہر کی ثنا کرتے تھے راوی بیان کرتا ہی کہ جتنے دیر ایرج لڑا تھا جب اتنی ہی دیر لڑائی مین گذری قہرمان نے تیغہ تیز سے مثل شاہزادہ ایرج کے شاہزادہ نورالدہر کو بھی زخمی کیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون زخم سر سے جاری ہو جب بہت خون زخم سر سے بہ گیا ضعف سے غش آنے لگا قہرمان نے چاہا تھا کہ بڑھکر تیغہ سے سر کاٹ لیجیے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہی کوئی ایسا بہادر کہ جلد تر جا کے قہرمان کے ہاتھ سے شہزادہ نورالدہر کو بچائے اور اس سے مقابلہ کرے یہ سنکر فی الفور سلیمان ثانی فرزند عجیل ماہر و نے صف لشکر سے نکل کر ضرورت اجازت لینے کی اِس وقت مین نہ جان کر مرکب کو جولان کیا اور نعرہ کیا ای قہرمان دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اُسنے نعرۂ سلیمان ثانی سنکر ٹھہر کر ہاتھ کو روکا اتنی دیر مین بہادر مسطور نے قریب تر نورالدہر کے پہونچکر کہا ای شاہزادہ ذیجاہ اب آپ لشکر مین تشریف لیجایے مین قہرمان سے مقابلہ کرتا ہون ابھی وہ بہادر شاہزادہ نورالدہر سے ہم سخن تھا کہ چند سرداران دست راستی اور عیار پاس نورالدہر کے آکے نورالدہر کو جنگگاہ سے لشکر مین لے گئے چونکہ سر شہزادہ تا دو ابرو دو پارہ تھا صف لشکر مین ٹھہرنا مناسب نہ جان کر حکم بادشاہ سے کئی سردار آمے اُس کی بارگاہ مین لیگئے پھر جراحو نکو طلب کیا اُنھون نے چارہ زخم کرنا شروع کیا سرداران لشکر بارگاہ نورالدہر سے پھر صف لشکر مین آکے کھڑے ہوے ابھی وہ سردار نورالدہر کو بارگاہ مین پہونچا کے آئے تھے کہ قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا ای جوان غضب کیا تو نے کہ مجلا ایسے شیر کے پنجہ سے شکار کو چھڑایا فطلق تجھسے خوف نہ کیا نہایت جسارت کی یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہی آخر تو میرے ہاتھ سے مارا جایے گا اُس بہادر نے جواب دیا اوہ بیدین اول تو دلاورون کے نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ مین اپنا نام کیا بتاؤن لب سوفار و زبان شمشیر سے نام و بہادری میری ظاہر ہو جائے گی اور اگر یہی ہی کہ نام میرا تجھے پوچھنا ہی تو آگاہ ہو کہ نام میرا سلیمان ثانی ہی مین فرزند ہون عجیل ماہر و کا قوت و شجاعت مین مشہور ہون ہزارون دلیرون کو قتل کر چکا ہون آج تجکو قتل کرونگا اگر تو شیر گرسنہ ہی تو مین شیر گیر ہون پھل تلوار کا کھلا کر تجھے سیر کر دونگا اُسنے برہم ہو کے کہا مجھ پر غالب ہونا بہت دشوار ہی یہ کہکر وہی تیغۂ خونچکان اُٹھا کر خبردار خبردار کہکے سر پر لگایا ادھر سلیمان ثانی نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹکر کا نشہ سر مین چار انگل در آیا تھا کہ اُس بہادر نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی بے اختیار سر سے نکلی سلیمان ثانی خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہو گیا زخم کاری لگا فرط ضعف سے ہرنے پیر سر جھکانے لگا یہ حال دیکھکر قہرمان نے ارادہ کیا کہ سر اِس حریف کا تیغہ سے کاٹ لیجیے کہ یکایک حکم بادشاہ لشکر اسلام سے کئی سرداران لشکر نے جاکر سلیمان ثانی کو قہرمان کے شر سے بچا کر لشکر مین لائے قہرمان نے بعد جانے سلیمان ثانی کے پکار کر کہا ای بادشاہ لشکر اسلام نورالدہر اور سلیمان ثانی تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے اب اور کسی کو واسطے میرے

مقابلے کے روانہ کیجیے بادشاہ نے پہلے اپنے دست راست کی طرف دیکھا ہر چند صدہا سرداران
لشکر حاضر و موجود تھے مگر کسی نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا نہ کیا تھا ہر ایک سردار اپنی جگہ
سر جھکائے کھڑا رہا اور دل میں یہ کہنے لگا کہ قہرمان سے کون جا کر مقابلہ کرے سر میدان جنگ قتل
ہو یا زخمی ہو کر لشکر میں آئے یہ انسان ایسا نہیں ہو کہ کوئی بہادر اس سے مقابلہ کرے کیونکہ کوئی
حربہ اس کے تن پر کارگر نہیں ہوتا ہو اپنے سر پر ضرب شمشیر کو روکتا ہو قوی ایسا ہو کہ چند سرداران
نامی کو بضرب تیغ آبدار قتل کر چکا ہو شاہزادہ نور الدہر اور شاہزادہ ایرج کو اور ابھی ابھی
سلیمان ثانی بن عجیل ماہر و کو زخمی کر چکا ہو جب ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی اسکو قتل
نہ کر سکے تو ہم کیا اسے تہ تیغ کرینگے ہر ایک سردار دست یمین تو اپنے اپنے دل میں یہی کہتا تھا جو
لکھا گیا اور بادشاہ لشکر اسلام اپنے دست یمین کے سرداران کی طرف دیکھ رہے تھے قہرمان
منتظر تھا کہ لشکر اسلام سے کوئی دلاور آئے مجھسے مقابلہ کرے جب کوئی بہادر جانب دست
یمین بادشاہ سے دلیرانہ صف لشکر سے نکل کر قہرمان کے مقابلے کو نہ گیا بادشاہ موصوف
نے اپنے دست یسار کے سرداران سپاہ کی جانب دیکھا انھون نے بھی سر اپنے جھکا لیے کسی کو
یہ جرأت نہ ہوئی کہ صف لشکر سے نکل کر سامنے قہرمان کے جا کر اُس سے بہ نیزہ و گرز و شمشیر لڑے
کیونکہ ہر ایک سردار لڑائی اُسکی دیکھ چکا تھا اور بجائے خود کہتا تھا کہ قہرمان سے کوئی سردار
پیش نہ پائے گا جو اُس سے لڑنے کو جائیگا مارا جائیگا یا زخمی ہوگا سر میدان جنگ زخمی اُس کے
ہاتھ سے ہو کر سامنے جملہ دلاورون کے ذلیل و حقیر ہوگا کیونکہ فی الحال اقبال اُسکا معین و مددگار
ہو نیز تقدیر اُس کا اوج پر ہو اور ستارہ بخت اہل اسلام بدی اور پستی پر مائل ہو جب یہ خیال
کر کے کوئی سردار سپاہ جانب دست چپ سے بھی نہ نکلا بادشاہ لشکر اسلام نے مجبور ہو کے
ارادہ کیا تھا کہ خود لشکر سے نکل کر قہرمان سے جا کر مقابلہ و مجادلہ کیجیے ہنوز بادشاہ لشکر اسلام
لشکر سے نکلے نہ تھے کہ ناگاہ جانب صحرا سے غبار عظیم پیدا ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ مردمان
لشکر اسلام اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے کفار بھی سوئے غبار مذکور نگران ہوئے قہرمان بھی تیغ
خون آلودہ اپنے دوش پر رکھ کے سمت غبار مذکور غور سے دیکھنے لگا لاجورد شاہ اور صلصال
دلخال بھی اُسی طرف دیکھنے لگے بختگان اس غبار کی طرف دیکھ کر بے اختیار مسکرایا صلصال
نے پوچھا کہ سبب مسکرانے کا کیا ہو اس غبار میں تو نے کیا دیکھا ہو کہ بے اختیار مسکراتا ہو یہ تو
غبار آندھیا پایا جاتا ہو کہ جس سے صاف آثار آندھی کے پائے جاتے ہین اُس نے یہ سنکے خوب
ہنس کے جواب دیا یہ جو غبار اُٹھا ہو مجھے یقین ہو کہ ایک بلائے بے درمان کے آنے کا غبار ہو ہوشیار
ہو جائیے بھاگنے کا سامان جلد کیجیے جو بلا اس پردۂ غبار میں ہو اُس سے اپنی جان بچائیے
لاجورد شاہ نے کہا اے بختگان اسوقت کیا تو دیوانہ ہو گیا ہو جو ایسی باتین کرتا ہو اور بے محل
ہنستا ہو اُس نے عرض کیا اے خداوند آپ تو اپنے تئین خداوند کہلواتے ہین دعویٰ خدائی کرتے ہین
آپ کو کچھ اس غبار سے بھی آگاہی ہو یا نہیں ہو بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ اطلاع نہیں ہو مین باوجود
اس کے کہ خداوندی کا دعوے نہین کرتا ہون لیکن میرے آئینۂ دل پر حال اس غبار کے اُٹھنے کا

روشن ہوگیا ہی مین دیوانہ نہین ہون دانا و عاقل ہون جو مین جانتا ہون اُسے آپ نہین جانتے ہین
تھوڑی دیر تامل کیجیے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ نظر آئے گا خود ہی دیکھ لیجیے گا
لاجورد شاہ اور صلصال نے کہا ای بختگان آخر کچھ تم بھی تو کہو کہ یہ غبار کیسا اُٹھا ہی اس غبار
کے اُٹھنے سے کیا اندیشہ ہی کیون یہانسے سامان بھاگنے کا کرین کیا کوئی شیر صحرائی یا فیل مست خاک
اُڑاتا ہوا ادھر آتا ہی یا کوئی دیو یا جن کی آمد ہی کہ اُس کے خوف سے ہم بھاگنے بھاگین اُسنے جواب
دیا شیر صحرائی تو نہین ہی بلکہ ایسا پایا جاتا ہی کہ کوئی شیر بیشۂ جراُت ہی کہ جو شیران دشت کو مانند غزالون
کے شکار کرتا ہی اور یہ آمد کسی فیل مست کی بھی نہین ہی بلکہ اُس کی آمد ہی جو کہ فیلان مست کو پشون کے
مانند جانتا ہی اور یہ غبار کسی دیو اور جن کے آنے سے نظاہر نہین اُٹھا ہی بلکہ کوئی شخص ایسا آتا ہی کہ جو
دیو و جن سے بھی قوی تر ہی اگر شیر صحرا یا فیل مست یا دیو و جن کے آنے کا مجھے احتمال ہوتا تو کبھی
مین یہ نہ کہتا کہ آپ یہان سے سامان بھاگنے کا کیجیے لاجورد شاہ نے پوچھا آخر کون آتا ہی کسکے
آنے سے یہ غبار بلند ہوا ہی مفصل بیان کر گو ہم جانتے ہین کہ خداوند ہین لیکن تجھ سے بھی
پوچھتے ہین اُسنے کہا پہلے آپ اور صلصال سامان بھاگنے کا کر لیجیے اُسوقت مجھ سے پوچھیے گا
مین صاف صاف حال غبار اُٹھنے کا بیان کر دونگا لاجورد شاہ نے برہم ہو کر کہا او نالائق
ہم پوچھتے ہین اور تو نہین بتاتا ہی باتین بناتا ہی اپنے خداوند کو ڈراتا ہی بھاگنے کی راے دیتا
ہی اتنی دیر سے مسخراپن کر رہا ہی بہتر یہی ہی کہ حال غبار کے اُٹھنے کا صاف صاف بیان کر دے
ورنہ ہم ابھی اپنا قہر تجھپر نازل کرینگے اُسنے کہا مین آپ کے قہر سے تو نہین ڈرتا لیکن آپ کے اصرار
کرنے سے کہتا ہون ذرا آپ دونون صاحب بگوش سینے لاجورد شاہ اور صلصال نے کہا ہم
بگوش دل سنین گے تو بیان تو کر اُسنے کہا مین نے بارہا دیکھا ہی اور آزمایا ہی اس بات کو کہ جب یہ
اہل اسلام کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین یا کوئی اینپر کسی طرح کی حد سے زیادہ سختی ہوتی ہی اور یہ دعا
کرتے ہین تو دعا اُنکی اُنکا معبود حقیقی مستجاب کرتا ہی اور ایسا سامان غیب سے اُنکی بہبودی کا یکایک
ہو جاتا ہی کہ عقل حیران ہو جاتی ہی چونکہ دو تین روز سے قہرمان نے یہان چند سرداران لشکر اسلام
کو قتل کیا ہی اور تین سرداران نامی کو زخمی کیا ہی اہل اسلام کو رنج و صدمۂ عظیم دیا ہی اُنھون نے
ضرور اپنے خدا سے یہ دعا کی ہوگی کہ اے پروردگار ہمارے اب ہمارے حال پر رحم فرما قہرمان
نے ہم کو صدمہ پر صدمہ دیا ہی بہت دل دکھایا ہی کئی سردارون کو قتل کر ڈالا ہی کئی نامی
سردارون کو زخمی کیا ہی اس ظلم پر بھی ہماری جان کا خواہان ہی بس دعا اُنکی قبول بارگاہ
خدا ہوئی ہی کوئی ایسا شیر بیشۂ جراُت و شجاعت مع لشکر کثیر ادھر آتا ہی کہ وہ یقینی قہرمان کو اسیوقت
ہلاک کر ڈالے گا لشکر کو اُس کے تباہ کر دے گا پھر آپ پر حملہ در ہوگا اسی وجہ سے مین نے کہا ہی کہ آپ
جلد سامان بھاگنے کا کیجیے لاجورد شاہ نے پوچھا سبب تو تو نے بیان کیا لیکن یہ نہ بیان کیا
کہ اس وقت کون بہادر مع لشکر آتا ہی اُسکا نام کیا ہی بیان کر جو ادھر مع لشکر کثیر آتا ہی بختگان
نے جواب دیا لشکر اسلام مین سب تو سردار مین جو قتل ہوے ہین اُنکا ذکر نہین لیکن کوئی سردار
نہین ہین اول امیر ثانی نہین ہین اور عمرو ثانی بھی نہین ہی کہ اُنکا عیار ہی دوسرے رستم

ثانی نہین ہی تیسرے شہریار فرزند ایرج نہین ہی انہین دو تین شخصون مین سے کوئی ضرور آتا ہی
ابھی بختگان لاجوردشاہ اور صلصال سے ہم سخن تھا کہ یکایک ہواے تند سے وہ غبار دفع ہوا
سب نے دیکھا کہ آگے لشکر کے چند درجند علمہاے لشکر ہین علمدار علم لشکر لیے ہین فیلان سربلند بہت
سے ساتھ مین بعد گذرنے نشانون اور فیلان سربلند کے سواران لشکر ظاہر ہوے درمیان
لشکر مین شہریار بن ایرج بصد شان وشوکت مرکب پر سوار ہین ولیسار بہت سے سردار نظر آیا
بختگان نے لاجوردشاہ سے کہا دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ انھین دو تین سردارون مین سے کوئی
ضرور آتا ہوگا دیکھا آپ نے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا شہریار بن ایرج آپہونچا یہ سردار نہایت
زبردست ہی یہ کیا آتا ہی گویا واسطے قبض روح قہرمان کے ملک الموت کی آمد ہی مجکو اب یقین ہوگیا
ہی کہ قہرمان پر قہر خداے اہل اسلام نازل ہوا چاہتا ہی دنیا سے یہ مغرور جایا چاہتا ہی آپ بھی اب
اسکو کوئی دم کا مہمان دنیا مین جانیے پیمانہ اسکی حیات کا لبریز ہو چکا ہی ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا سب
دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو بذریعہ ہرکارون کے معلوم ہوا کہ شہزادہ شہریار بجمعیت سپاہ آتا ہی
بادشاہ نے اسی وقت بہت سے سرداران دست لیسار سپاہ کو واسطے اوس کے استقبال کے روانہ
کیا جب وہ سردار گئے اور استقبال کر کے اس شاہزادے کو لشکر مین لاے اوسنے داخل لشکر ہوکے
بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم کی بادشاہ نے خوش ہوکے ازراہ شفقت وعنایت سر جھکا نیے سینہ سے
لگا یا مزاج پوچھا اوسنے کہا آپ کی دعا سے اور فضل خدا سے اچھا ہون بعد اس گفتگو کے شہریار بن
ایرج نے بادشاہ سے پوچھا یہ کون نابکار گردن سوار آمادہ کارزار ہی بادشاہ نے نام اوس کا
بتا کے تمام حال اوس کی لڑائی کا اور سرداران لشکر کے قتل وزخمی ہونے کا بیان کیا شہریار بن
ایرج کو قہرمان پر بدرجہ کمال غصہ آیا عرض کیا حضور اب مجھے اذن کارزار دین مین اس نابکار
سے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ابھی تو تم راہ دور ودراز سے آئے ہو کسلمند ہو شاہزادہ
شہریار نے عرض کیا چندان کسل وخستگی نہین ہی امیدوار ہون کہ اجازت جنگ دیجیے ہرچند کہ دل
بادشاہ لشکر اسلام کا یہ نہ چاہتا تھا کہ قہرمان ایسے دشمن زبردست کے مقابلہ کے واسطے اپنے ایسے
داماد کو روانہ کرین کہ جو ملکہ گوہر تاجدار دختر بدیع الزمان کے بطن سے پیدا ہوا اور
فرزند شاہزادہ ایرج نوجوان ہی لیکن مجبور ہوکے بوجہ اوسکے اصرار کے اجازت دی شاہزادہ
موصوف اجازت جنگ لیکر بسم اللہ کہکر مرکب کو صف لشکر سے نکال کر سامنے قہرمان کے گیا
اور طالب ضرب ہوا اوس نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی ابھی تو شاید دور سے آیا ہی تجھے میری قوت
وشجاعت سے آگاہی نہین ہی مین وہ دلاور ہون کہ مثل میرا روے زمین پر نہین ہی مشہور جہان ہون نام
میرا قہرمان شیر گردن دکر گردن سوار ہی سیکڑون بلکہ ہزارون بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا
ہی میرے خداوند تمثال آئینہ رونے رویین تن پیدا کیا ہی مجھپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی ہنگام
حرب وضرب مجھ کو ضرورت سپر کی نہین ہی کہ وار حریف کا بالاے سپر روکون لیکن محض دکھانے کو
اور واسطے اپنی راحت کے کہ بیکار کیون ضرب دشمن سر پر روکے خستہ درد مند ہون سپر پر ضرب تیغ
روک لیتا ہون بازو پر قوت رکھتا ہون تیغہ لنگر دار آبدار رکھتا ہون کہ جسکی ضرب کی پناہ نہین ہی

سیر و خود کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا ہی کسی سے نہین دبتا ہی حریف کو دو نیم کر دیتا ہی دنیا سے دشمن کو عدم مین پہونچا دیتا ہی سوا ے تیغۂ تیز کے گرز میرا دہ گران سر ہی کہ جو سر کوہ کو بھی شکستہ کر دیتا ہی کسی دشمن کی کیا مجال کہ میرے گرز کی ضرب کو روک سکے اگر روکے تو پیوند خاک ہو جاے نیزہ میرا وہ نیزہ ہی کہ جو سینۂ کوہ مین در آتا ہی کسی حریف کی کیا مجال کہ میری ضرب نیزے سے جانبر ہوا گر ہنگام جنگ نعرہ کرتا ہون تو زہرۂ شیر دلان آب آب ہو جاتے ہین بڑے بڑے بہادر مجھ سے ڈرتے ہین تو ابھی نوجوان و ناتوان ہی مجھ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ کر دیکھ پچھتائیگا سر میدان جنگ مانند حمید لال قبا اور فیروزۂ لال قبا وغیرہ کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ جوانی تیری خاک مین ملجائیگی مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہو بس میرے سامنے سے چلا جا شاہزادہ شہریار شجاعت شعار نے تقریر اُس کی سُنکے نہایت برہم ہو کے جواب دیا او بے دین کیا بیہودہ بکتا ہی کیون اسقدر جھوٹ بولتا ہی اِس دروغگوئی سے مجھ ایسے بہادر کو ڈرانا چاہتا ہی مین وہ بہادر ہون کہ تیری تو اصل نہین. بڑے بڑے نامور بہادرون سے نہین ڈرا ہنگام جنگ با حواس رہا بفضل و عنایت خدا سے اکثر نامی و نامور بہادرون کو زیر کر کے اپنا مطیع کیا سیکڑون دلاورون کو قتل کیا ہی نام میرا مشہور جہان ہی تو نے سنا ہوگا اگر نہین سُنا ہی تو اب سن لے میرا نام شہریار ہی مین فرزند شاہزادۂ عالی وقار ایرج نامدار کا ہون تجھ ایسے بزدل سے کب ڈرتا ہون عبث تجھ کو میرے حال پر رحم آتا ہی شاید اسوجہ سے تو مجھ سے نہین لڑتا ہی کہ مجھ ایسے دلیر سے ڈرتا ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے لڑ جنگ سے انکار نہ کر اور اگر زندگی اپنی منظور ہی تو مسلمان ہو کر میری اور بادشاہ لشکر اسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر جنگ سے بہتر یہی ہی کہ اپنے خداوند شیطان خصال پر لعنت کر خداوند کو جسنے تمامی موجودات کو خلق کیا ہی اُسے اپنا معبود جان کر بصدق دل سجدہ کر رستگار ہو اپنے مذہب سے بیزار ہو کونین مین عزت و آبرو حاصل کر قہرمان نے بقہر و غضب شاہزادہ کو دیکھ کر تیغہ کو نیام مین رکھکر نیزہ اُٹھا کر کہا ای جوان زبان دراز تو نے نہایت زباندرازی کی ہی مین بھی اس نیزے سے زبان تیری چھید ڈالونگا یہ سزا زبان درازی کی دونگا یہ کہکے گردن کو کاوے پر ڈالا نیزے کو گردش دینے لگا اِدھر شاہزادہ شہریار نے بھی نیزہ اُٹھا کر اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالا قہرمان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ سینہ پر لیجا کے دہن شاہزادے تیر مارا ادھر شہریار نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر اِس طرح روکا کہ دیکھنے والون کو نہایت حیرت ہوئی اور سب دوست و دشمن تعریف کرنے لگے قہرمان بھی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اِس جوان نے یہ وار میرا کس خوبی سے روکا ہی کہ کوئی اِس طرح روک نہین سکتا ابھی قہرمان بدایمان اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور حیران تھا کہ شہریار نے نعرہ کر کے کہا او کافر تیری ضرب نیزے کو تو مین نے بمدد الٰہی روک لیا اب مین وار کرتا ہون اگر مرد ہی تو روک اُسنے کہا اچھا وار کر مین بھی روکونگا شہریار نے نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر لگایا اُسنے بھی دشواری سے وار کو رد کا اسطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی حملہ کا فرو و سیداز لڑائی دیکھا کیے آخر کار شہریار نے ایک سیدنادر مانند قہر سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالدی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام شادمان

ہوے خصوصاً ہواخواہان شہریار نے بہت خوش ہوکے شاہزادہ شہریار کی ازحد تعریف کی بادشاہ
لشکر اسلام بھی خوش ہوے کفار کو رنج ہوا نجتگان نے کہا ای خداوند دیکھا آپ نے کہ شہریار نے
سنان نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے نکالدی ہی اب تھوڑی دیر مین یہ بہادر اسکو ہلاک بھی کرے گا
لاجورد شاہ نے کہا شہریار پر کیا موقوف ہی ایرج و نورالدہر نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا تھا اور انجام کار وہ قہرمان کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے کیونکر معلوم ہوا کہ شہریار
قہرمان کو ضرور ہی قتل کرے گا اُسنے کہا ای خداوند اسوقت دل میرا یہی کہتا ہی کہ ضرور شہریار
قہرمان پر فتحیاب ہوگا خیر جو کچھ ہوگا دیکھ ہی لیجیے گا نجتگان تولاجورد شاہ گمراہ سے ابھی ہم
سخن تھا کہ ناگاہ قہرمان نے سنان نیزے کے نکل جانے سے نادم و خجل ہوکے پھر غضبناک ہوکے ڈانڈا
نیزے کی خبردار خبردار کہکے سر شہریار پر لگائی شاہزادے نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس
طور سے روکا کہ اُسکی ڈانڈ ٹوٹ گئی اُسنے پھر خجل ہوکے ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدیا شہریار نے
مسکراکر کہا تو نے اسی نیزے کے بارے مین کہا تھا کہ نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی واہ میرے سینہ
مین بھی در نہ آیا کیسا بوسیدہ تھا کہ ٹوٹ گیا اور کیسا تو قوی بازو و نیزہ باز تھا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ
سے نکل گئی او بے دین تو نے غرور کیا تھا خدا کو غرور ناپسند ہوا اس میدان جنگ میرے ہاتھ سے تجھے
پست و ذلیل کردیا دعوی تیرا باطل ہوا اب اُس گرز کو اُٹھا جسکو تو نے کہا ہی کہ سر کوہ کو شکستہ کرتا
ہی مین بھی دیکھون کہ وہ گرز کیسا ہی اور تیرے دست و بازو مین کیسی قوت ہی قہرمان نے بعد نادم ہونے
کے بصد قہر و غضب گرز گرانبار کو اُٹھایا اور قدم رکابون پر استوار رکھکر پشت گردن سے بلند ہوکے
گرز گران سر کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سر شاہزادہ ذیوقار پر مارا ادہر شاہزادہ
نے دلیرانہ اپنے گرز پر ضرب اُسکے گرز کی روکی صداے ضرب گرز ایسی بلند ہوئی کہ دل سننے والون
کے دہل گئے اکثر گھوڑے باگین توڑا کے کثرت خوف سے لشکر سے بھاگ گئے غبار بہت بلند ہوا اب
قہرمان نے ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے یہ نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف را بادشاہ لشکر اسلام
نعرۂ قہرمان سنکے بیتاب ہوئے عیار شہریار سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے جلد جا خبر اپنے آقا کی
لاوہ فی الفور چھاگل پانی سے بھر کر گیا اندر اُس تق غبار کے داخل ہوا پانی چھڑک کر پہلے تو اُس
غبار کو کم کیا پھر چہرۂ شہریار پر نظر کی دیکھا کہ آنکھین بند مین پسینہ آگیا ہی ہاتھ مانند ستون فولادی
کے سیدھا ہی گرز ہاتھ مین ہی پانون گھوڑے کے زمین مین دھنس گئے ہین عیار مذکور نے یہ حال دیکھ کر
پانی چلو مین لیکر چہرہ شہریار پر چھینٹا دے کے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار ہوشیار ہو جیے حوال
مزاج بتایئے دیکھیے حریف آپکا ضرب گرز لگا کر خوش ہوکے کہتا ہی کہ مین نے اپنے حریف کو ہلاک
کیا شاہزادے نے آنکھین کھول کر تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا مین بفضل خدا سے اچھا ہون کچھ اندیشہ
نہ کر یہ کہکے مرکب کو اپنے مہمیز کرکے پانون اُسکے زمین سے باہر کیے اُسوقت پھر غبار بلند ہوا کیونکہ مرکب
نے حسب اشارہ راکب سے پانون اپنے بصد قوت زمین سے نکالے گرد بہت اُڑی تھی الغرض
جب شہریار ہوشیار ہو چکا عیار تو بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین واسطے ظاہر کرنے حال شہریار
کے روانہ ہوا اُس نے پہونچ کر حال مزاج شہریار سے بادشاہ لشکر اسلام کو آگاہ کیا اور پھر وہا سے

قریب شہریار آکے کھڑا ہوا شہریار نے قہرمان سے مخاطب ہوکے فرمایا او نابکار کسکو تو نے ہلاک کیا تھا کہ خوش ہوتا تھا مین تو زندہ و سلامت ہون ذرا ابھی تیری ضرب گرز سے میرے دست و بازو کو صدمہ نہین ہوا ہی قہرمان شہریار کی تقریر سنکے نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا یہ جوان کتنا قوی و شجاع ہی کہ میری ضرب گرز سے ہلاک ہونا تو کیسا ذرا اور دمند بھی نہوا یہ دل مین کھکر ایسا رعب و خوف شہریار کا اسکو ہوا کہ نیم جان ہوگیا دل مین اسکے آیا کہ کسی حیلہ سے جنگاہ سے ٹل جاؤن ہرگز اس سے مقابلہ نہ کرون لیکن حیا اور قضا دامنگیر ہوئی دونون نے اُسے جنگاہ سے جانے نہ دیا ابھی قہرمان اور جملہ کفار شہریار کے جانبر ہونے سے نہایت متحیر تھے بختگان صلصال و لاجورد شاہ سے شہریار کی تعریف کرکے کہتا تھا کہ اب قہرمان ضرب گرز شہریار کو رو کے گا تو حال معلوم ہوگا عجب نہین کہ ضرب گرز رک نہ سکے اور پیوند خاک ہوجائے لاجورد شاہ اور صلصال جواب دیتے تھے تو اہل اسلام کی تعریف بہت کرتا ہی خصوصاً اس جوان کی کہ جو قہرمان سے لڑ رہا ہی آخر اسکا کیا سبب ہی شاید تو بباطن مسلمان ہی کہ دوستون کے بارے مین کلمۂ بد زبان سے نکالتا ہی اور جو دشمن مین اُنکے بابت مین کلمۂ نیک زبان سے نکالتا ہی صلصال نے اور لاجورد شاہ نے جب یہ کہا بختگان نے جواب دیا مین مسلمان تو نہین ہون لیکن کلمۂ حق زبان پر جاری کرتا ہون جو جیسا ہوتا ہی ویسا اُسے کہتا ہون عاقل ہون عقل کے ذریعہ سے ہر ایک بات سمجھ لیتا ہون ضبط ہو نہین سکتا ہی کہ دیتا ہون ہنوز بختگان لاجورد شاہ اور صلصال سے باتین کر رہا تھا کہ شہریار نے قہرمان سے کہا او بے دین و بد آئین ہوشیار ہو جا کہ اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُس نے کہا ہوشیار ہون ضرب گرز لگاؤ شاہزادے نے دونون قدم اپنے رکابون مین استوار رکھ کے پشت فرس سے بلند ہوکے مرکب کو آگے بڑھا کے گرز کو گردش دے کے اُس کے سر پر لگایا قہرمان جو نکہ خوف و رعب شہریار سے نیم جان ہوچکا تھا ضرب گرز کا رد کرنا اپنے حق مین اچھا جان کے فی الفور لپیا ہوکے ضرب گرز کو خالی دے کے کہنے لگا اے جوان اب گرز سے نہ لڑونگا کیونکہ جنگ نیزہ و گرز سے کرنا چندان مجھے پسند نہین ہی یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچ کر گردن کو آگے بڑھا کے خبردار خبردار کہہ کے سر شہریار پر لگایا شاہزادے نے تیغہ اُسکا اس ترکیب سے سپر پہ روکا کہ وہ بیٹھ پڑا اُسی وقت چالاکی سے ہاتھ بڑھا کر پنجہ اپنا اُس کی کلائی پہ مُڑا دیا قہرمان غضبناک ہوکے زور کرنے لگا ادھر یہ شاہزادہ بھی زور کرنے لگا آخر کار شاہزادے نے اُس کی کلائی کو فشردہ کرکے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام خوش ہوئے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران دست چپ نہایت خوش ہوئے اکثر سردارون مین سے باواز بلند اس طرح تعریف شہریار کی کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذی وقار و نامدار و اے شہریار شجاعت شعار آپ ایسے شجاع و بہادر ہین کہ ہمسر آپ کا کوئی نہین ہی اور بہادر آپ ایسے ہین کہ دنیا مین مثل و نظیر آپکا نہین ہی یہ زور خداداد ہی کہ قہرمان ایسے قوی پہلوان کے ہاتھ سے تیغہ چھین لیا ہی خدا آپ کو دشمنون کی گزند سے بچائے اب اے شاہزادہ ذی جاہ دشمن آپ کا خالی ہاتھ ہی تیغہ آپ چھین چکے مین تامل نہ کیجئے گا دشمن کو بھاگنے نہ دیجیے گا پشت کر گردن سے اُٹھا لیجے گا اگر راہ رہٹ پر آئے تو خیر ورنہ اس طرح خاک پر ٹپک

دیجیے گا کہ پیوند خاک ہوجائے ادہر تو اہل اسلام مصروف تعریف شہریار تھے اور جملہ کفار کو صدمہ
تھا کہ حیف قہرمان کے ہاتھ سے شہریار نے تیغہ چھین لیا شاہزادہ قوت مین غالب ہوا قہرمان
مغلوب ہوا انجگان لاجوردشاہ اور صلصال سے کہتا تھا دیکھیے قہرمان کے ہاتھ سے شہریار
نے تیغہ چھین لیا گھٹ بڑھ قوت مین ہرایک کی معلوم ہو گئی مین نے جو کہا تھا آثار اُس کے
ظاہر ہوتے جاتے ہین آپ مجھے جھوٹا جانتے ہین اب بھی خیر ہے یہان سے جلد بھاگیے دیر نہ کیجیے
قہرمان کے جانبر ہونے کا بھروسا اور امید نہ کیجیے اسکو اب مردہ تصور کیجیے ذرا دیکھیے تو کہ قہرمان
کے رُخ پر ابھی سے مردنی ظاہر ہوتی ہے لاجوردشاہ اور صلصال وغیرہ جملہ کفار کو حیرت تھی ہرایک
کو تردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر قہرمان مغلوب ہوچکا ہے شہریار غالب ہوا ہے آثار بدپائے
جاتے ہین اور قہرمان بھی تیغہ چھن جانے سے شمشیر غم والم سے دلفگار ہوگیا تھا چہرہ زرد ہوگیا تھا حیرت
سے شکل تصویر بے حس و حرکت تھا زندگی سے ناامید تھا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ بھاگون کبھی حیا و شرم
سے خیال کرتا تھا کہ بھاگنا اچھا نہین ہے باعث ذلت و بدنامی ہے مرجانا ہی ذلت سے بہتر ہے آخر
اُس نے مرنا گوارہ کرکے دلیرانہ ہاتھ اپنا کمر زنجیر مین ڈال دیا اور چاہا کہ شہریار کو پشت فرس سے
جدا کرکے زمین پر ایسے ٹپک دیجیے کہ پیوند خاک ہوجائے شہریار نے اُسکے ارادے سے آگاہ
ہوکے خود بھی اُسکی زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا پھر دونون دلاور زور کرنے لگے اُنکے زور کرنے
سے کرگدن اور مرکب پسینے مین تر ہوگئے تھے زبانین باہر نکال دی تھین گھٹنے زمین پر ٹیک دیے تھے
جب یہ حال دیکھا شاطرون نے دونون لشکرون سے نکل کر قریب آکے کہا اے بہادرو اگر ارادہ
کشتی لڑنے کا ہے تو کرگدن اور مرکب سے اُترکر کشتی لڑو دیکھو تمھاری زور آزمائی سے ان بیچارون
حیوانون کا کیا حال ہے قریب المرگ ہوگئے ہین بس یہ حیوان تمھاری زور آزمائی کی تاب نہین
لاسکتے ہین ہان گاو زمین تمھارے بار کو اُٹھائیگی اور تمھاری زور آزمائی کی متحمل ہوگی قہرمان
اور شہریار نے اُن کی تقریر کو سنکے راے اُنکی پسند کرکے کرگدن اور مرکب سے اُتر گئے دامنون
کو گردان کے باہم لپٹ کے لڑنا شروع کیا جب کشتی ہونے لگی لاجوردشاہ اور صلصال
اور بادشاہ لشکر اسلام نے خیال کیا کہ یہ کشتی دیر تک ہوگی عجب نہین کہ ایک دن یا کم و زیادہ اس
سے ہو بس کب تک کھڑے رہینگے بہتر یہ ہے کہ بیٹھکر کشتی دیکھین یہ خیال کرتے شاہون کے حکم سے
اُسی وقت بارگاہین اور خیام فراشون اور خدام نے برپا اور ایستادہ کیے میزین اور کرسیان اور
دنگل بعد فرش بچھانے کے ساتھ قرینہ کے ہرایک کو رکھ دیا اُدھر لاجوردشاہ اور صلصال
سواریون سے اُتر کر مع اپنے سرداران لشکر کے بارگاہ اور خیام مین بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام
کے اُٹھوا دیے ادھر بادشاہ لشکر اسلام بھی بارگاہ مین تشریف لاکر بالاے تخت رونق افزا
ہوے سرداران لشکر دنگلون پر بیٹھے اکثر اشخاص کرسیون پر بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے
واسطے دیکھنے کشتی کے اُٹھوا دیے سوار لشکر کفار و سپاہ اسلام کے بھی مرکبون سے اُترکر زین پوش
بچھا بچھا کے اُنپر مسلح بیٹھکر بنظر غور کشتی دیکھنے لگے اُس وقت واسطے دیکھنے کشتی کے اور بغرض فروخت
کرنے مال و اسباب و اشیاے خوردنی و نوشیدنی کے دوکاندار قریب تر آگئے لشکرون کی بازارین

اُٹھ آئین گرم بازاری ہوتی گئی سوار و پیادہ اشیاے مطلوب خرید کرنے لگے مردمان بازاری اُنکے ہاتھ فروخت کرنے لگے اُدھر تو لشکر کے بازارون مین مردم خرید و فروخت کر رہے ہین ادھر کشتی ہو رہی ہی جب قہرمان کوئی پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا توڑ کرتا تھا وہ اپنے اُس بند سے نا امید ہو جاتا تھا کہ اُس سے حریف زیر نہ ہوگا کیونکہ اس پیچ کا اسکو توڑ یاد ہی یہ سمجھ کر دوسرا پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا بھی توڑ کرکے کہتا تھا ای قہرمان جسقدر تیرا دل چاہے زور کر اور جتنے تجکو پیچ یاد ہون سب ہی اسوقت صرف کر دیکھون تو تیری کد و کوشش سے کیا ہوتا ہی وہ یہ سنکے برہم ہوکے متواتر چلا گانہ پیچ کرتا تھا شہریار اُنسے بچتا تھا کفار و دیندار اُنکی کشتی دیکھتے تھے اہل اسلام شہریار کی تعریف کرتے جاتے تھے اور کفار قہرمان کا بڑھاتے جاتے تھے راوی ناقل ہی کہ دوپہر تک باہم خوب کشتی ہوئی بعد دوپہر کے قہرمان نے تھک کر کہا ای شہریار یہ زور آخری ہی ہوشیار رہنا شہزادہ نے جواب دیا مین خبردار ہون اُسنے دونون ہاتھ اپنے شہریار کے شانو پر رکھکر سینہ شاہزادہ سے سر اپنا ملا کر جسقدر اُسمین قوت تھی زور کیا اور شاہزادہ کو ریل کر تین قدم تک لیگیا پھر جھٹکا دیا ایسا کہ بایان گھٹنا شاہزادہ کا زمین سے آشنا ہوا اُسوقت اُسنے شاہزادہ کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ہرچند خوب زور کیا اور چاہا کہ زمین سے اُٹھا لیجیے لیکن لنگر اُکھڑ نہ سکا آخر تھک گیا ہمت پست ہو گئی زنجیر کمر شاہزادہ سے ہاتھ اپنا نکالکر کہنے لگا مین تو زور کر چکا دم میرا پھول گیا اب تم زور کرو یا نہ کرو تم کو اختیار ہی شہریار نے جواب دیا زور نہ کرنا کیا معنی جب وقت تیرے زیر کرنیکا آیا ہی اسوقت تجھکو چھوڑ دونگا یہ تو مجھسے نہوگا یہ کہکر کہا ہوشیار ہو جا کہ اب مین زور کرتا ہون اُسنے بمجبوری کہا خیر تمھین اختیار ہی زور کرو بہتر تو یہ ہی کہ اب کل مقابلہ کرنا شاہزادہ نے جواب دیا او مکار تو مجکو فریب دیکر اپنی جان بچانا چاہتا ہی مین کب تیرے فریب مین آتا ہون یہ کہکر اُسکے شانون پر دونون ہاتھ اپنے رکھکر سر اپنا اُسکے سینہ سے ملا کر خبردار خبردار کہکر زور کرکے اُسکو پسپا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ریل کر اُسکو دس قدم کے فاصلہ تک لیگیا بعدہ ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے آشنا ہوے اُسوقت اُسکی کمر زنجیر آہنی مین داہنا ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زور اول مین اپنے گھٹنون تک دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اپنے بلند کرکے گردش دیکے کہا ای قہرمان حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس بدانجام نے اُسوقت بھی مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا سواے خداوند تمثال آئینہ روئے مین نے نہ کسی خداوند کو آجتک سجدہ کیا ہی نہ کرونگا اگرچہ ہلاک ہو جاؤن شہریار نے یہ تقریر اُس کی سنکے نہایت غضبناک ہوکے پھر گردش اسکو دیکے اس طرح خاک پر پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی اُسوقت قہرمان نے چاہا تھا کہ جلد تر خاک سے اُٹھکر اپنے لشکر مین بھاگ جاؤن حریف سے جان بچاؤن ذلت ہوگی تو ہو جان کے آگے عزت و آبرو کا خیال بیکار ہی لیکن شہریار نے اُسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمناے دل نکالے فوراً اُچکتے ہی اُسکے سینہ پر سوار ہوکے بصد عجلت بقوت تمامتر گردن اُسکی مروڑ کر سر اُسکا دھڑ سے اُسکے کھینچ لیا تن و سر اُسکا خاک پر تڑپنے لگا شہریار اُسکا کام تمام کرکے سر اُسکا ہاتھ مین لیے ہوے اُٹھا پھر نوک نیزہ پر بلند کیا اہل اسلام نے قہرمان کے ہلاک ہونے سے خوش ہوکر بے اختیار رکیا شور و غل کیا آواز بلند تعریف شہریار کی کی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی از حد شادمان ہوکے شہریار کی تعریف کی کشتیان زر و جواہر کی طلب کرکے زر و جواہر اُسپر نثار کیا پھر پیار سے اُسے سینہ سے لگایا کفار قہرمان کے ہلاک ہونے سے نہایت غمگین

ہوے اکثر اوسکی فوج کے سوار و سردار اُسکے غم مین رونے لگے اور کہنے لگے بعد ایسے بادشاہ قدردان
کے زندہ رہنا ناگوار ہی ہمنے اُسکا مدتون نمک کھایا ہی آج اُسکو ہمارے سامنے اُسکے دشمن نے ہلاک
کیا ہی ہمنے یہ تیغ و سپر بیکار باندھی ہی ہم مرد ہین نامرد نہین ہین ضرور اپنے بادشاہ کے خون کا عوض لینگے
قاتل کو اپنے بادشاہ کے قتل کرینگے ہم نمک حلال مین حق نمک ادا کرینگے اگر جنگ مغلوب ہوگی تو کیا خوف
ہی ہم بھی مر جائینگے ساتھ اپنے بادشاہ کے دنیا سے سوے ملک عدم جائینگے یہ کہکر وہ سب نابکار براے قتل
شہریار آگے بڑھے اُسوقت کرکمیتین نے بھی اپنی تقریر سے جملہ کفار کو خوب ہی آمادہ جنگ کیا جس کا
ارادہ لڑنے کا نہ تھا وہ بھی اُنکی تقریر سنکے لڑنے پر آمادہ ہوگیا یہانتک کہ جملہ لشکریان قہرمان کہ تعداد اُنکی
پانچ لاکھ تھی آلات حرب وضرب ہاتھون مین لیکر مانند دریاے قہار کے بڑھے اور شہریار پر حملہ ور
ہوے ادھر شہریار نے جلد مرکب پر سوار ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُنکو قتل کرنا شروع کیا
جب کفار نے یکبارگی حملہ کیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سوار ہوکے اپنے تمامی لشکر کو حکم بڑھنے کا دیا
فوراً تمام اہل اسلام مرکبون پر سوار ہوکے تیغین علم کرکے گرز ہاتھون مین لیکے نعرے کرکے بڑھے جب
دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان بازاری اپنا مال و اسباب چھوڑکے بھاگے تاجرون نے اپنے
مال سے ہاتھ اُٹھا کے متاع جان کا یون خیال کیا کہ متاع جان وہ جنس بہا ہی کہ جسکی قیمت کما حقہ کوئی بھی دے
نہین سکتا ہی اگر یہ لڑائی مین تلف ہوجاتگی تو غضب ہوجائیگا اسکو جسطرح ہوسکے بچانا چاہیے اور مال و اسباب
کا کچھ خیال ذکرنا چاہیے کیونکہ آگے اس متاع کے اسباب و مال کیا مال ہی یہ خیال کرکے وہ اور جملہ حدکاندار
خوف جان سے اپنا اپنا مال و اسباب چھوڑکر بھاگے یہان تلوار چل رہی تھی کافر و دیندار لڑ رہے تھے کہ
صلصال نے لاجورد شاہ سے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی مع اپنی سپاہ کے لشکر اسلام پر حملہ
آور ہون جہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرون کینہ دیرینہ کو دل سے نکالون ایسا وقت پھر ہاتھ
نہ آئیگا کیونکہ جب دونون لشکر باہم لڑینگے اہل اسلام تاب جنگ نہ لاکر بھاگین گے وقت بھاگنے کے
ہم اُن کو گھیر کے قتل کر ڈالین گے اگر مناسب ہو تو آپ بھی مع اپنی سپاہ کے مسلمانون پر حملہ
کیجیے انکو قتل کیجیے کیونکہ ان لوگون نے آپ کو بھی بہت صدمے دیے ہین لاجورد شاہ نے
کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون تمھارے ساتھ لشکر اسلام پر ابھی حملہ کرتا ہون ادھر
بختگان نے صلصال اور لاجورد شاہ سے کہا یاد کیجیے جو مین نے کہا تھا آخر وہی ہوا شہریار
نے قہرمان کو ہلاک کیا آپ جانتے تھے کہ قہرمان روئین تن ہی اسے کوئی ہلاک کرنہ سکے گا یہ
آپ کا خیال خام تھا یہ اہل اسلام ایسے قوی ہین کہ جب کبھی قید کہین ہوجاتے ہین اور انکو طوق
و زنجیر وغیرہ میں جکڑ دیتے ہین اور زندان مین قید کرتے ہین جسوقت تک زمانہ رہائی کا نہین ہوتا ہی
یہ ہتھکڑی اور بیڑی اور زنجیر پہنے رہتے ہین اور جب وقت انکی رہائی کا آتا ہی تو زنجیر و طوق
وغیرہ کو کہ وہ آہنی و نہایت محکم وگرانبار ہوتا ہی اُسے مانند تارہاے عنکبوت کے توڑکر
پھینکدیتے ہین فولادی لوہے کی انکی قوت کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین ہی جب لوہا انکے
ہاتھ مین آتا ہی گویا موم ہوجاتا ہی بس ایسے قوی بہادرون کے آگے حریف کا قتل کرڈالنا
کچھ مشکل نہین ہی اگر شہریار نے قہرمان کے سر کو اُسکے دھڑ سے کھینچ لیا تو کیا مقام حیرت ہی اگر چہ

وہ روئین تن تھا لیکن یہ بھی تو کیسے قوی ہین کہ جنکی ادنےٰ قوت کا حال ابھی مین نے بیان کیا ایسے
بہادرون سے آپ دونون صاحب اسوقت لڑنے کو بڑھتے ہین اچھا نہین کرتے ہین اسے بھی
یاد رکھیے گا کہ جو آپ کا مطلب دلی ہر وہ ہرگز بر نہ آیے گا مسلمان کبھی نہ بھاگین گے آپ
انکو گھیر کر قتل نہ کر سکین گے میری راے تو یہ ہر کہ اسوقت اہل اسلام فوج قہرمان سے لڑ
رہے ہین بے خوف وخطر بیابان سے کسی طرف بھاگیے اس وقت یہ آپ کا تعاقب نہ کرین گے
اور اگر ان پر حملہ آور ہوجیے گا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا انجام کار بھاگئے گا اس حکم کو بھی میرے یاد رکھیے گا
اگرچہ مین علم نجوم ورمل سے یہ حکم نہین لگاتا ہون صرف عقل کے ذریعہ سے یہ حکم لگایا ہر لاجورد
شاہ اور صلصال نے کہا ہم تیری راے پسند نہین کرتے ہمارے دل مین مسلمانون سے کینہ ہر
اور یہ وقت مسلمانون پر گونہ نحوست ہر پس اپنے وقت مین ہم ان مسلمانون کو ضرور قتل کرین گے
یہ کہکر ایک جانب سے صلصال نابکار لشکر اہل اسلام پر مع اپنی سپاہ کے حملہ آور ہوا دوسری
جانب سے لاجورد شاہ ہمراہ اپنی سپاہ کو لے کر اہل اسلام پر گرا اب چار دریاے لشکر باہم مل گئے
اول تو پہلے ہی تلوار خوب چل رہی تھی کافر ودیندار قتل ہورہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی اب
اور بھی لڑائی مین ترقی ہوئی تین جانب لشکر کفار ایک سمت اہل اسلام اس وقت کی
لڑائی بہادرون کی قابل دید تھی وہ ہر مجمع مین برق شمشیر کا دمبدم چمکنا وہ ہر سمت سیاہ ڈھالون کا
مانند گھٹا کے اٹھنا وہ پے در پے بارش تیرون کی وہ کمانون کا کڑکنا وہ رعد آسا دلاورون کا نعرے
کرنا وہ نیزون کا دم بدم اٹھنا وہ سنانون کا چمکنا وہ ضرب گرز بالاے گرز وہ آہس کی
صداے مہیب وہ دلاورون کا بزن و بگیر کہنا وہ کوتل گھوڑون کا میدان جنگ مین دوڑنا وہ
گرد وغبار کا بلند ہونا وہ کڑکیتون کا کفار کو باواز بلند آمادہ جنگ کرنا وہ زخمیون کا مرکبون سے
بالاے خاک گرنا اور مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپنا حالت تشنگی مین پانی طلب کرنا اور
کسی کا نہ دینا وہ ان زخمیون کا درد زخمہاے کاری سے دمبدم کراہنا نالہ وفریاد کرنا کسی کا
انپر رحم نہ کرنا بلکہ جنگ مغلوبہ کی حالت مین کشتون اور زخمیون کا پامال ہوجانا اور وہ
سوارہ وپیادون کا دم بدم قتل ہونا وہ انکے سر وتن کا زمین پر گرنا وہ چقاچاق خنجر وہ
تلوارون کی جھنکار وہ گھوڑون کی گشت سے اوج غبار وہ جابجا لاشون کے ڈھیر کشتون کے
انبار وہ دریاے خون دلاوران کا عرصۂ جنگ مین روان ہونا وہ لاشون کا اس مین مانند
زورقون کے نظر آنا وہ سرہاے کشتگان کا دریاے خون مین حبابون کے مانند دکھائی دینا
وہ نقیبون کا باواز بلند اہل اسلام کو اپنی تقریر سے پسپا ہونے دینا اہل اسلام کا بڑھ بڑھ کر
لڑنا راوی بیان کرتا ہر کہ ہنوز جنگ عظیم ہورہی تھی عین گرمی بازار جنگ مین امیر ثانی جو
پردۂ قاف سے قریشہ ثانی سے رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوے تھے قریب
اپنے لشکر کے پہونچے دیکھا کہ جنگ عظیم ہورہی ہر کوسون تک سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے وہ
دیو جو تخت امیر ثانی کا اٹھائے ہوے تھے انھون نے اس قدر کثرت بنی آدم کی دیکھ کر
خوش ہوکر عرض کیا اے امیر ثانی ہم بہت بھوکے رہتے ہین غذاے لذیذ نہ ملنے سے سیر ہوکر

نہین کھاتے ہین ہم سب غذاؤن سے لذیذ تر گوشت بنی آدم کو جانتے ہین اگر کبھی بنی آدم کو بہ کثرت
کھا جاتے ہین اسدن البتہ پیٹ ہمارے بھرتے ہین اور خوش بھی بہت ہوتے ہین اسوقت یہان
بنی آدم بہ کثرت بلکہ لاکھون نظر آتے ہین اگر حکم ہو تو ہم انکو کھا کر اپنے پیٹ بھرلین امیر ثانی نے
فرمایا اول تو بنی آدم کے گوشت کا کھانا خلاف شرع ہے دوسرے یہ جو دور تک مردمان سیاہ
نظر آتے ہین انمین اہل اسلام بھی ہین اور کفار بھی ہین اُنھون نے عرض کیا ہم اہل اسلام و کفار
کو خوب پہچانتے ہین دوست و دشمن کو آپ کے جانتے ہین ہرگز ہم اہل اسلام کو نہ کھائینگے
ان کفار کو کہ وہ آپ کے دشمن ہین اور اُس وقت آپ کے سرداران سیاہ و مردمان سیاہ سے
لڑ رہے ہین صرف انھین کو کھائینگے اگر حکم آپ کا پائینگے امیر ثانی نے فرمایا تم اب تخت
کو بالاے زمین بلندی سے لیے چلو جلد ہم کو اپنے لشکر مین پہونچا دو خبردار تم کافر و مسلمان کو
نہ کھانا ہان کفار کو اپنی صورتین دکھا کر دور سے ڈرا دینا دیو حسب الحکم تخت زمین پر لائے
امیر ثانی تخت سے اُتر کر تیغ و سپر لے کر اپنے لشکر کے ایک مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے نعرہ
کرکے کفار پر حملہ آور ہوے کفار نعرہ امیر ثانی کا سُنکے گھبرائے حواس منتشر ہوے خصوصاً
صلصال اور لاجورد شاہ بہت گھبرائے بختگان نے کہا سُنا آپ نے نعرہ امیر ثانی کا کیا
اپنے لشکر مین آئے گویا ہم لوگون کی قبض روح کو ملک الموت آئے اب بتائیے کیا ارادہ ہے
اب بھی یہان سے بھاگیے گا یا نہین یا اسی میدان مین دست امیر ثانی سے قتل ہو جائیے گا
اور اپنے ساتھ اپنے مردمان سیاہ کو بھی قتل کرائیے گا ہنوز لاجورد شاہ نے بختگان
بدکردار کو جواب نہ دیا تھا کہ یکایک وہ چارون دیو جو تخت امیر ثانی کو اپنے دوش پر اُٹھا کے
پردۂ قاف سے لائے تھے اُنھون نے اپنے تئین ظاہر کرکے کفار بدکردار کی طرف
بڑھے اور امیر ثانی کی نظر بچا بچا کے کفار کو اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع کیا دیو
کفار کو بہم کھاتے جاتے تھے اور خوش ہوتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ دیکھتے
رہو کہ امیر ثانی ہمین اور تمھین ان آدم زاد کو کھاتے ہوے نہ دیکھ لین ورنہ وہ ضرور سزا ے
سخت دینگے اُنکے عتاب کے ہم متحمل نہین ہین اور یہ بھی نہین ہو سکتا ہے کہ حالت گرسنگی مین غذاے
لذیذ سامنے بہ کثرت موجود ہو اور اُسے نہ کھائین آج ایک مدت مدید زمانہ بعید کے بعد یہ
غذاے لذیذ میسر آئی ہے جہانتک ہو سکے کھالین لطف زندگی اُٹھالین پھر ایسا وقت ہاتھ نہ
آئے گا یہ کہتے جاتے تھے اور کفار کو کھاتے جاتے تھے ادھر تو اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے
شادمان ہوے تھے اُدھر کفار نعرۂ امیر ثانی سنکے پریشان خاطر ہوے تھے اب دیوؤن نے
جو شکلین ہیبت ناک اپنی انھین دکھائین اور انھین اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع کیا کفار بیتاب ہوگئے
ہوے لڑ رہے تھے یا دفعتاً بیتاب ہو کے بھاگنے لگے لاجورد شاہ اور صلصال جانب شہر صندل
بھاگ گئے اُنکے ساتھ اُنکی فوجین باقی ماندہ بھاگین مردمان سیاہ قہرمان ہزارہا قتل و ہلاک ہو چکے
تھے جب لاجورد شاہ و صلصال بھاگے باقیماندہ مردمان سیاہ قہرمان کے بھی پاؤن اُکھڑ گئے
ہزارون تو انھین کے ساتھ جنگگاہ سے گریزان ہوے جو رہ گئے وہ قتل ہوے کہ اہل اسلام نے کئی کوس تک کفار

کا تعاقب کیا بعدہ اپنے لشکر کی طرف مراجعت کر کے کفار کے خیام و بارگاہ اور اسباب انواع و اقسام
کو غارت کیا امیر ثانی نے اسی وقت چند ہرکارون کو حکم دیا جلد جاؤ اور یہ خبر لاؤ کہ لاجور دشاہ
اور صلصال بیابانی بھاگ کر کس طرف گئے ہین ہرکارے حسب الحکم روانہ ہوے امیر ثانی
ہرکارون کو روانہ کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے بادشاہ کو تسلیم کر کے خاموش کھڑے
ہوئے شاہ موصوف نے بعد مزاج پرسی و استفسار حال کے فرمایا ہم کو بہت تردد تھا خیر خداوند عالم
کی عنایت سے آپ کا لشکر مین آنا ہوا اور عین وقت پر آنا ہوا امیر ثانی نے عرض کیا مجھے بھی
شوق قدمبوسی بہت تھا اسی وجہ سے پردۂ قاف مین زیادہ قیام پذیر نہین ہوا جلد حاضر ہوا ابھی
امیر ثانی یہ عرض کر رہے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ حاضر خدمت امیر ہوے سب نے واسطے
سلام کے سر جھکائے امیر ثانی نے سب کو دیکھ کر خوش ہو کے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا بعدہ
باشارہ بادشاہ لشکر اسلام میدان جنگ سے بفتح و فیروزی ہمراہ رکاب بادشاہ مع تمامی سپاہ کے
فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ ہنگام جنگ قیامگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر
اسلام تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ اُنکے امیر ثانی اور جملہ سرداران سپاہ بھی
مرکبون سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوے سوار و پیادے بھی اپنے خیام مین گئے بادشاہ لشکر اسلام
بارگاہ سلیمانی مین جا کر بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر اور سب سرداران لشکر جو موجود تھے
اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب ہو کر فرمایا
شکر ہے خدا کا کہ یمان بھی ہم کفار پر فتحیاب ہوے گو کشت و خون بہت ہوا کفار و اہل اسلام بہت
کام آئے یہ جنگ ابھی سر ہوتی آپ کے آنے سے اور فضل خدا شامل حال ہونے سے فتح ہوئی
دل نہایت خوش ہوا چاہتے ہین خوشی خاطر ظاہر بھی کرین لہذا پہلے تو وہ اہل اسلام جو ہمارے
لشکر کے آج قتل ہوے ہین دفن کیے جائین بعدہ بزم عشرت نہایت تکلف سے بارگاہ حشامی
مین آراستہ کی جائے تاکہ چند روز جشن کرین امیر ثانی نے اپنے دنگل سے اُٹھ کر عرض کیا جو ارشاد
ہوا ہے ایسا ہی ہوگا یہ عرض کر کے اپنے دنگل پر بیٹھ کر ملازمون کو حکم دیا کہ جو اہل اسلام آج قتل ہوے
ہین اُنکو جا کر دفن کرو اور تعداد کشتون کی آکر بیان کرو کہ اہل اسلام کسقدر قتل ہوے اور کفار
کتنے مارے گئے ملازم مذکور یہ حکم پا کر روانہ ہوے لاشے اہل اسلام کے دفن کرنے لگے جب وہ
دفن کشتگان اہل اسلام سے اور شمار کشتگان کفار سے فارغ ہوے خدمت امیر ثانی مین حاضر
ہو کے دست بستہ یون عرض کنان ہوے کہ ہم نمکخوارون نے حکم کی تعمیل کی لاشے جملہ اہل اسلام
کے جو آج قتل ہوے تھے انھین دفن کرا دیا تعداد کشتون کی پانچ ہزار تھی اور شمار سے کشتگان
کفار کے معلوم ہوا کہ وہ سب قریب دس ہزار سوار و پیادون کے قتل ہوے ہین یہ عرض کر کے
ملازمان مذکور تو بارگاہ کے باہر گئے لیکن اُسوقت دربارگاہ سلیمانی پر کچھ شور و غل ہوا امیر ثانی
نے خدام سے فرمایا دریافت تو کرو کہ یہ شور و غل کیسا ہے اُنھون نے جا کر دریافت کر کے خدمت
امیر ثانی مین آکے دست بستہ عرض کیا کہ چار دیو دربارگاہ پر آئے ہین وہ کچھ اپنی زبان مین
کہتے ہین اُنکی گفتگو سمجھ مین نہین آتی ہے خدام بارگاہ اُنکو ہٹاتے ہین تو وہ نہین ہٹتے ہین امیر ثانی

نے فرمایا اُن دیوون کو ہمارے روبرو لے آؤ وہ ملازم گئے اور اُنکو بارگاہ مین لائے دیوؤن نے
دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہو اگر حکم ہو تو حاضر رہین ورنہ رسید
اپنے یہان لشکر مین داخل ہونے کی ہمین دیجیے تاکہ ہم جاکر اپنی مالکہ کو دے دین امیر ثانی نے اُنکی
تقریر سُنکے اپنے پہونچنے کا حال ایک پرچہ قرطاس پر لکھ کر اُنکو دیا اور اُنکی زبان مین اُنسے کہا
کہ ہماری طرف سے قریشیہ ثانی سے کہنا کہ عمرو ثانی اگر اپنے ہوش و حواس مین آیا ہو تو جلد اُسے
ہمارے پاس روانہ کرو ورنہ اُسکی صحت مزاج کی تدبیر کرو دیو نے ارشاد امیر ثانی کو سنکے بارگاہ
سے نکل کے جو پرواز کیا دیو تو سوے پردۂ قاف روانہ ہوے لیکن امیر ثانی نے حسب
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو بزم عشرت کے آراستہ کرنے کا حکم دیا اُنھون نے جلد تر بزم عشرت
آراستہ کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر و دیگر اشخاص ذی عزت و حرمت
داخل بزم عشرت ہو کے علی قدر مراتب تخت جواہر نگار و رنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اُسوقت
حکم امیر ثانی سے ساقیان گلرخسار کشتیان بادہ گلنار کی مع جامہاے یاقوتی و بلورین لیکر حاضر ہوے
اور حکم پاکر شیشون سے شراب ناب جام و ساغر مین اُنڈیل اُنڈیل کر اہل بزم کو جام پر جام دینے
لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب خرد و کلان اعلے ادنی شراب پی چکے اور ساقیان گلرو کشتیان
شراب کی اور قابین گزک کی اوٹھا کے لے گئے اُس دم حکم امیر ثانی سے ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو
و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کے بادشاہ لشکر اسلام و
امیر ثانی کو سلام کر کے بعد درست ہونے سازون کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی ہر ایک
سازندہ ساز بجانے لگا سب اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے اکثر سرداران لشکر بجاے
خود اُس کے رقص کی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر ٹھہر کے اُس نے یہ
غزل شروع کی غزل

پیری مین بھی یہ حسن کا اُسکے وفور تھا
اُسکو جو ناز تھا تو ہمین بھی غرور تھا
آنکھیں جو شمعون کی بھرین جام کی طرح
گردن کشون کے سر کو جھکانا ضرور تھا
حسرت زدو کی لاش نہ اوٹھی کی نگاہ
میدان عشق مین وہ جو شہر زور تھا

ہر حال مین شکستہ دل ناصبور تھا
موے سفید نور کے تڑکے کا نور تھا
معراج مین جو عرش علا پر بنی گئے
کیف شراب نشۂ زر کا سرور تھا
قطعہ ایکدن جو مین گور غریبان گذر ہوا
ایک ڈھیر آرزو کا میان قبور تھا

شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا
الفت کا جانبین کے دلمین وفور تھا
معلوم جب ہوا کہ یہ انسان بھی دور تھا
وارثون ہلال چرخ بنا تا نہ کیون قدا
مرنے پہ بھی یہ خواہش دل کا وفور تھا
اے شاد سر فروشی فرہاد کیا کہون

جب غزل سندر چیوہ رقاصہ بناز و ادا و کرشمہ گا کے تمام کر چکی کچھ اہل
بزم کو خوش و مسرور نہ دیکھ کر سمجھی کہ اس غزل کے شاید اشعار پسند خاطر اہل بزم نہین ہوے لہذا اب ایسی
کوئی غزل گانا چاہیے کہ جملہ اہل بزم خوش ہون یہ خیال کر کے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

لگاتے ہین دل نازک بت سفاک خود سر سے
جھڑکتے ہین نسیبۂ ابروؤن کا بوجھ کے سب پر
ازل کے روز سے گردش رہی مجھ رند میکش کو
لیے ہین خواب مین اُس حوروش کے ہونٹھونکے بوسے

اجی ہم آپ شیشہ توڑتے ہین آج پتھر سے
وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہین آب خنجر سے
مشابہ ہو خط تقدیر میرا خط ساغر سے
مگر دھو یا ہی ہنسے منھ کو اپنے حوض کوثر سے

نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہے	سوا ہے فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہے	یہ مطلب ہے کر نیگے قتل تجکو دم مین خنجر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا	خدا محفوظ رکھے اے فہون یار ستمگر سے

اہل بزم اشعار غزل مرقومۂ بالا سنکے خوش ہوتے لگے بجاے خود نوجوان تعریف کرنے لگے جب وہ نازنین غزل سطور کو تمام کر چکی بادشاہ امیر ثانی ملازمون نے زر کثیر اُسے دیکے رخصت کیا بعد اُس کے جانے کے اور ایک رقاصہ مع اپنے سازندون کے بحکم امیر ثانی بزم عشرت مین حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے گانا سننے لگے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ہین امیر ثانی کے تشریف لانے اور فتح کفار پر پانے کی خوشی مین جشن کیا ہے ہرکارے واسطے دریافت حال لاجورد شاہ اور صلصال نابکار کے گئے ہین امیر کو اُن کے آنے کا انتظار ہے لشکر اُترا ہوا ہے کوچ کرنے کا ابھی عزم نہین ہے لیکن دیکھیے کب ہرکارے خبر لاجورد شاہ لاتے ہین اور کب جشن موقوف ہوتا ہے اور کب امیر ثانی مع لشکر کوچ کرتے ہین

داستان جانا دیوون کا خدمت قریشۂ ثانی مین اور ہوش مین آنا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا کوشش قریشۂ ثانی سے پھر رخصت ہونا عیارون کا اور عیاری کرکے رہا کرنا رستم ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔ ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا وہ مے مشکبو	کہ پی ہو نہ جمشید نے بھی کبھو	میری طبع کیونکر ہو بیقرار
کہ ساقی اب آیا ہے وقت خمار	ہیون مین تو نشہ مین ای سمبر	پرستان کی لاؤن کچھ مین خبر
لکھون حال اک خیر اندیش کا	رقم کچھ کرون حال درویش کا	یہ پھر قصد ہے کچھ سے میخوار کا
لکھون مکر کچھ پانچ عیار کا	دکھاؤن طبیعت کا پھر اپنی رنگ	لکھون نشہ مین سادونکی مین جنگ

محرران حالات عجیب و کاتبان وقایع غریب اس داستان نادر و بے بدیل کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب وہ چارون دیو امیر ثانی سے رخصت ہوکے خدمت قریشۂ ثانی مین پہونچے اور وہ پرچۂ قرطاس جسپر امیر ثانی نے حال اپنے داخل ہونے کا لشکر مین درج کردیا تھا اُنھون نے اپنی مالکہ قریشہ کو دیا اُس نے عبارت پڑھ کر اور جو زبانی امیر ثانی نے دیوون سے کہا تھا اُس سے بھی باخبر ہوکر تا دیر فکر کی بعد فکر بسیار دیوون سے تخت طلب کرکے اُس پر عمرو ثانی کو بٹھاکر خود بھی اُسی تخت پر بیٹھ کر چارون دیوون سے کہا تخت اُٹھاکر کوہ قاف کے قریب تر جو ایک کوہ کے درے مین ایک درویش کامل مدت مدید سے رہتا ہے اور شب و روز عبادت الٰہی کرتا ہے اُسکے پاس مجھے پہونچا دو دیوون نے حسب الحکم تخت اپنے دوش پر اُٹھاکے بلند ہوکے بعد قطع راہ اُسی درویش کے پاس قریشۂ ثانی کو تھوڑی دیر مین پہونچا دیا قریشہ تخت سے اُتر کر قریب اُس درویش کے گئی دیکھا کہ ایک درویش نہایت ضعیف ہے کہ جسکی ریش درازہ ہے اور پلکین بڑھ کر نصف بینی تک آگئی ہین ایک بوریہ پر بیٹھا ہوا ذکر خدا مین مصروف ہے چہرہ اُسکا باوجود کبرسنی کے مانند ماہ انور روشن ہے نحیف و زار ایسا ہے کہ جملہ استخوان اور رگین اُسکی تنکے کی مثال مین

کبھی وہ درویش باواز ضعیف یا حق گاہ یا معبود کہتا ہی اسباب دنیوی سے اوسکے پاس کچھ نہین ہی
صرف ایک ہمت اور ایک بوریا ہی اور ایک تسبیح ہی ہنوز فرلیشہ ثانی اوسکے عقب پشت ٹھہری تھی
اور اوس کے حال پر نظر حیرت کر رہی تھی ناگاہ اوس فقیر روشن ضمیر نے حال فرلیشہ ثانی کے
آنے سے اور اوس کے مطلب سے آگاہ ہو کے اپنے پس پشت مڑ کر نگین اوٹھا کر دیکھا فرلیشہ نے
اوس کے دیکھتے ہی اوس کے رعب و بزرگی کمال کے سبب سے بے اختیار ہاتھ اوٹھا کے اوسے سلام
کیا اور پوچھا آپکا مزاج کیسا ہی اسم شریف آپکا کیا ہی یہان درہ کوہ مین آپ تشریف رکھتے ہین تنہائی
مین کیونکر بسر ہوتی ہی فقیر مذکور نے تسبیح کو رکھکر سلام کا جواب دیکر کہا شکر ہی معبود حقیقی کا کہ اس
گوشۂ تنہائی مین بآرام تمام زندگی بسر ہوتی ہی کسی طرح کی خالق عالم کی عنایت سے تکلیف نہین ہی وہ
رزاق مطلق مجھے صبح و شام رزق پہونچاتا ہی اوس کی بندہ پروری کا شکر ادا ہو نہین سکتا یہ تنہائی مجھے
نہایت پسند ہی اہل دنیا کے شر و فساد سے محفوظ ہون نام میرا اگر پوچھتی ہو مین ایک بندۂ ناچیز و
گنہگار پروردگار کا ہون جو پروردگار عالم کی عبادت و اطاعت چاہیے کرنا وہ ہو نہین سکتی ہی ہر
وقت اسی خیال مین روتا ہون کہ دیکھیے انجام میرا کیا ہوتا ہی نار دوزخ بھی مجھ ایسے گنہگار کو قبول
کرتی ہی یا وہ بھی مجھ سے کراہت کرتی ہی جو لوگ مجھ سے واقف ہین وہ مجھے درویش فغفور
بوریہ نشین کہتے ہین مجھ کو یہان بیٹھے ہوے دو سو برس کا زمانہ ہوا ہی سوا تیرے کوئی مجھ تک
نہین آیا تھا اتنی مدت کے بعد آج تم یہان آئی ہو تمھارے آنے سے اتنی دیر مین ذکر خدا سے باز
رہا مین تمھاری تعظیم کے واسطے اوٹھ نہین سکتا ضعف سے اوٹھا نہین جاتا ہی معاف کرنا اپنے دل
مین یہ خیال نہ کرنا کہ ہم سے حاکم کی تعظیم درویش فغفور بوریہ نشین نے نہ کی مین ضرور براے تعظیم
اوٹھتا لیکن نقاہت و ضعف سے مجبور ہون یہ کہکر اشارہ سے کہا کہ اس بوریہ پر بیٹھ جا فرلیشہ نے
بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت کی درویش نے کہا ہی فرلیشہ ثانی تم فرمانرواے کوہ قاف ہو تخت
نشین ہو اس فقیر کے بوریہ پر کیون بیٹھنے لگین تم کو بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت ہی خیر نہ بیٹھو تم جس مطلب
کے واسطے آئی ہو مجھے معلوم ہوا اور ابھی ایک مرتبہ پھر یہان آؤگی اس درویش کو ذکر خدا سے
باز رکھوگی فرلیشہ گفتگوے درویش مذکور سنکے بہت حیران ہوئی دلمین کہنے لگی یہ درویش صاحب
کمال معلوم ہوتا ہی میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہی مگر اسقدر خلاف کہتا ہی کہ پھر ایک
مرتبہ یہان آؤگی اب تو مین بضرورت یہان آئی دوبارہ کسواسطے آؤنگی ابھی فرلیشہ ثانی اپنے دل
مین یہ کہہ رہی تھی کہ اوس درویش نے مسکرا کر کہا بابا جو فقیر نے کہا ہی اوسے یقین جان جھوٹ نہ سمجھ اور
تعجب اسکا نہ کر کہ یہ فقیر میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہی ای فرلیشہ ثانی آگاہ ہو کہ مرد
کامل اور خاصان خدا کے نزدیک ایسے امور سے آگاہ ہو جانا کچھ مشکل نہین ہی کیونکہ دل اون کے
ذکر خدا کرتے کرتے روشن ہو جاتے ہین زبان مین اثر آجاتا ہی اگر تمکو میرے کہنے کا یقین نہین ہی تو ابھی اسقدر تمسے
کہتا ہون کہ تم عمر ثانی کو اپنے ساتھ لائی ہو چاہتی ہو کہ اوسکے ہوش و حواس بجا ہو جائین خیر اچھا اوسے میرے
پاس لے آؤ فقیر تھوڑے پانی پر چند اسماے الٰہی پڑھکے دیتا ہی اور اوسپر کچھ دعائین دم کیے دیتا ہی اگر معبود
چاہے گا تو وہ اچھا ہو جائیگا اپنے ہوش و حواس مین آجائیگا کفار نے جو باتین اوسے سمجھائی ہین

ور امور عجیب و غریب عمرو ثانی نے دیکھے ہین اور اُنکا اعتقاد اُسے ہوگیا ہی بھول جائیگا اور راہ راست پر آجائیگا قریشہ ثانی یہ تقریر اس درویش روشنضمیر کی سنکے بعد حیران ہونے کے خوش ہوئی فوراً عمرو ثانی کو اُس درویش کے سامنے لے آئی اور بخیال آزردہ ہونے درویش کے اُس بوریے پر بیٹھنے لگی فقیر مذکور اُسکے ارادے سے باخبر ہوکے بوریے سے سرک گیا بیٹھنے کو جگہ دی قریشہ ثانی بیٹھ گئی پہلے درویش نے قریشہ سے مخاطب ہوکے کہا اسوقت تو کچھ سمجھ کے فقیر کے بوریے پر بیٹھ گئی ہی یہ تو نے اچھا کیا یاد رکھنا کہ اگر معبود چاہیگا تو ہمیشہ تو تخت نشین رہیگی تیری حکومت و سلطنت کو زوال نہوگا جو تجھ سے مقابلہ کریگا شکست کھائیگا تجھ پر فتحیاب نہوگا بعد اس گفتگو کے فغفور بوریا نشین نے جانب عمرو ثانی دیکھا اور مسکرا کر کہا بابا تیرا رتبہ بہت بڑا ہی تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبران ہی زنبیل وغیرہ اشیاے معجزہ تیرے پاس ہین عیاری مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی ذرا فقیر پر لنظر نیک رکھنا فقیر سے عیاری نہ کرنا کیونکہ عیاری تیری اس فقیر سے بیکار ہوگی کچھ نفع نہ دیگی عمرو ثانی تو اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا کہ اُسے کچھ جواب باصواب دیتا لیکن قریشہ ثانی نے کہا ای شاہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہین بھلا آپ سے یہ کیا عیاری کریگا آپ تو اسکے محسن ہین اسکی وحشت و دیوانگی کو دفع کرنا چاہتے ہین درویش نے جواب دیا بابا دیکھ لینا جو کچھ یہ کریگا مین نے قبل سے کہدیا ہی یہ کہکر ہاتھ اپنا اونچا کرکے کہا ایک ظرف گلی مین آب سرد لاکر ہمین دیدو ابھی اس درویش نے یہ کہا تھا کہ فی الفور اُسکے ہاتھ مین ایک آبخورہ آب سرد سے بھرا ہوا کسی نے لاکر دیدیا اور وہ نظر نہ آیا قریشہ ثانی حیران ہوئی دل مین اپنے کہنے لگی شاید اس درویش کے مطیع و فرمانبردار جن ہین یا ملائک ہین اسنے پانی طلب کیا تھا وہ دے گئے ہین یا کوئی عمل اسنے پڑھا ہی اُس عمل کے موکل اسکے قبضے مین ہین اُنسے جس کام کیواسطے یہ حکم کرتا ہی وہ فوراً اُسے بجا لاتے ہین ابھی قریشہ ثانی کے دل مین ان باتون کا خیال گذرا تھا کہ وہ درویش ہنسا اور کہا بابا ان خیالات سے در گذر اپنے مطلب پر نظر رکھ یہ کہکے کچھ آہستہ اُس پانی پر پڑھا اور دم کیا پھر عمرو ثانی پر چند دعائین پڑھکر دم کین اور قریشہ ثانی سے کہا لو یہ آبخورا لیجاؤ اور جسقدر اسمین پانی ہی اُس کے تین حصہ کرکے ایک ایک حصہ اسے ہر روز پلاؤ خدا چاہے گا تو بعد تین روز کے بالکل ہوش و حواس مین ہوجائیگا قریشہ ثانی نے آبخورہ لے کے کہا اب مین جاتی ہون فقیر نے کہا جاؤ بابا حوالے خدا کے کیا ہمیشہ آباد و شاد رہو قریشہ نے پھر بے اختیار اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر تسبیح اُٹھائی وہ تو ذکر الٰہی مین مشغول ہوا قریشہ عمرو ثانی کو تخت پر لائی اب جو اُسپر غور سے نظر کی چہرے پر اُسکے رونق پائی ہوش و حواس رفتہ مین بھی کچھ فرق پایا قریشہ خوش ہوکر دیوؤن سے مخاطب ہوکر کہنے لگی تخت ہمارا اب اُٹھاؤ ہمکو ہمارے مکان مین لیچلو حسب الحکم دیوؤن نے تخت اُٹھایا پھر اُڑکر بلند ہوے تخت قریشہ ثانی کو اُسکے قصر کی طرف لے چلے بعد تھوڑی دیر کے دیوؤن نے قریشہ کو اُسکے قصر مین پہونچا دیا وہ تخت سے اُترکر عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر بالاے بام گئی اور اُس پانی کے تین حصہ کرکے ایک حصہ اُسی وقت عمرو ثانی کو پلا دیا اُس پانی کے پینے سے گویا ہوش و حواس عمرو ثانی کے درست ہوے قریشہ ثانی کو پہچان کر سلام کیا اور

کہامین بیان کیونکر آیا کون مجھے لایا یہ کہکر کہنے لگا ای خداوند تمثال آئینہ رو جلد مجھے اپنے پاس بلا جمال اپنا دکھا قریشہ اسکی تقریر سُنکے سمجھی کہ پانی کے پینے سے اتنا تو ہوا کہ آج اسنے مجھے پہچانا اب دو روز اگر یہ پانی اور پیے گا تو بقول درویش فغفور بوریہ نشین کے بالکل ہوش و حواس اس کے درست ہو جائینگے لاہ راست پر آجائیگا خداوند تمثال آئینہ رو کے اعتقادات کو فراموش کریگا یہ سمجھکر خاموش رہی دوسرے روز دوسرا حصہ اُسی پانی کا عمرو ثانی کو پلایا اُس روز پانی کے پینے سے روز اول سے زیادہ نفع معلوم ہوا جب وہ روز بھی گذر کر تیسرا روز ہوا اور قریشہ ثانی نے باقی ماندہ آب مذکور عمرو ثانی کو پلایا پیتے ہی پانی کے بالکل صحت و درستی مزاج حاصل ہوئی ہوش و حواس درست ہوگئے اور جو اعتقادات بد اُسنے اختیار کیے تھے ہوش و حواس درست ہونے سے اور تاثیر آب مذکور سے اُنسے اُسنے اجتناب و کراہت کی اچھی طرح لاہ راست پر آگیا قریشہ ثانی بہت خوش ہوئی عمرو ثانی نے اچھی طرح ہوش و حواس مین آکے قریشہ ثانی سے پوچھا آپ مجکو لشکر اسلام سے یہان کب لائی تھین یا امیر ثانی مجکو اپنے ہمراہ یہان لائے تھے مجکو تو کچھ ایسا خیال ہی کہ مین واسطے عیاری کے ضحاک ریش دراز نائب تمثال آئینہ رو کیطرف گیا تھا پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا یہان آنا میرا کیونکر ہوا قریشہ ثانی نے کہا ایک روز مین واسطے مقابلہ دیو اہرمن کے مع سپاہ گئی تھی فضل خدا سے اُسے قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے کے بفتح و ظفر اپنے مکان کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اتفاق سے راہ بھول کر جانب لشکر اسلام جا نکلی تھی وہان بلا لشکر اسلام کو مبتلاے سحر دیکھا تھا حصار سحر مین سب اہل لشکر قید تھے ہر ایک شخص نالہ و زیاد کرتا تھا مجکو اہل اسلام کے مبتلاے سحر و بلا ہونے پر رحم آیا تھا ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک سیاہ روسن رسیدہ کہ جسکی ڈاڑھی زیادہ لمبی تھی تمکو اور جناب امیر ثانی کو تخت پر ڈالے ہوے خود بھی تخت سحر پر بیٹھا ہوا بکبر و نخوت ایک سمت ارادہ جانے کا کرتا تھا زمین سے تخت سحر اسکا بلند ہو چکا تھا مجھے یہ دیکھکر اُس ساحر پر نہایت غصہ آیا تھا اور یہ خیال کہ یقینی تمکو اور جناب امیر ثانی کو اس ساحر زبردست نے اپنے سحر مین مبتلا کیا ہے اور اب کہین پرانے قید یا قتل لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے مین نے اُسی حالت غیظ و غضب مین اپنے ہمراہی دو دیوؤن کو حکم کیا تھا کہ جلد اس نابکار صاحب تخت کو اُٹھا کے کھا او اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اُٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ دیو موافق میرے حکم کی فی الفور گئے پہلے تو اُنھون نے اُس ساحر کو بصد عجلت اُٹھا کے خوش ہو کے اپنے دہن مین رکھ لیا گوشت و استخوان اُسکے مزے سے کھا گئے بعدہ دو دیو پنجہ بکر گرے تھین اور امیر ثانی کو اُٹھا کر میرے پاس لے آئے تھے اُسیوقت دیکھا تھا مین نے کہ اُس ساحر کے بطریق مذکور ہلاک ہونے سے وہ حصار سحر برطرف ہو گیا تھا جملہ مردان لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہو گئے تھے امیر ثانی اور پتر سے بھی سحر اُس ساحر کا اُتر گیا تھا لین امیر ثانی کو اور تمکو اُن دیوؤن سے لیکر یہان لائی تھی امیر ثانی دنیا نسے تشریف لے گئے دیو میرے مطیع اُنکو اُنکے لشکر مین پہونچا آئے یہین مین نے تمھین اُنکے ساتھ اسواسطے نہ بھیجا تھا کہ تمھارے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور اعتقاد بھی تمھارا بد تھا

تم بار بار خداوند تمثال آئینہ رو کو یاد کر کے اُسے پکارتے تھے سوائے اُسکے اور بھی بہت سی باتین دیوانون کی سی کرتے تھے مجکو یہ فکر ہوئی کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے جس سے تم اپنے ہوش وحواس مین آؤ چنانچہ بعد فکر بسیار مجکو یاد آیا کہ قریب کوہ ایک پہاڑ کے درے مین ایک درویش مسکن گزین ہے اور یہ حال درویش مذکور کا مین نے اکثر بزرگوں سے سُنا تھا اور یہ بھی سُنا تھا کہ وہ درویش صاحب کمال ہے بس مین تمکو اُس درویش کے پاس لے گئی تھی اُسنے تمپر چند دعائین پڑھکر دم کی تھین اور تھوڑا پانی کچھ اُسپر پڑھ کے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس پانی کو تین روز تک پلانا مین نے موافق کہنے اُس درویش کے عمل کیا تھا آج تیسرا روز تھا آج وہ پانی ہوچکا تمکو اُس پانی کے پینے سے صحت حاصل ہوئی ہے ہوش وحواس تمھارے درست ہوے ہین مین شکر کرتی ہون خدا کا کہ تمکو صحت ہوئی اب تمکو اختیار ہے خواہ چندے یہان رہو یا اپنے لشکر مین جاؤ عمرو ثانی تمام حال سُنکے کہنے لگا آپ نے نہایت مجھپر احسان کیا دیوانہ وگمراہ کو صحیح کیا اور راہ راست پر لائین آپ نے عجب نیکی میرے ساتھ کی ہے انشاء اللہ تا زندگی یہ سلوک نیک بھی آپ کا مجھے یاد رہیگا یہ کہکے عمرو ثانی نے کہا نہین معلوم چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ ثانی کا کیا حال ہے وہ بھی مبتلائے سحر ہوے تھے ضحاک ریش دراز نابکار نے اُنھین مبتلائے سحر کرکے قید کیا تھا یہ تو یقین ہے کہ بعد ہلاک ہونے اُس نابکار کے سحر اُنسے بھی اُتر گیا ہوگا لیکن میری طرح ہوش وحواس اُنکے بجا نہونگے اگر وہ بھی کسی طرح یہان آجاتے اور اُس درویش کے پاس آپ اُنکو بھی لیجاتین اور وہ دعائین اُنپر دم کردیتا اور پانی پر بھی کچھ اسمائے الٰہی پڑھکے آپکو دیتا اور آپ میری طرح وہ پانی اُنکو پلاتین تو کیا خوب ہوتا میری طرح وہ بھی اچھے ہوجاتے ہوش وحواس اُنکے بھی بجا ہوجاتے وہان ہرچند امیر ثانی صاحب اسم اعظم ہین مگر وہ اُن سے بھی صحیح مزاج نہونگے کیونکہ اگر اُنپر سحر ہوتا تو امیر بہ برکت اسم اعظم الٰہی اُنپر سے سحر کو دفع کردے سکتے تھے اُنپر تو سحر نہین ہے صرف اُنکے ہوش وحواس بجا نہونگے اور اعتقادات مین فرق ہوگا قریشہ ثانی نے عمرو ثانی سے احوال عیارون کا سُنکے کہا اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہے اگر مین چاہون تو وہ ابھی آسکتے ہین عمرو ثانی نے کہا اگر اُنکا یہان آنا مشکل نہین ہے تو اُن کو بلوا بیے وہ بیچارے بھی صحیح ہوجائین قریشہ ثانی نے گفتگو خواجہ عمرو ثانی کی سُنکے اُسی وقت چار دیوون کو بلاکر اُنسے کہا کہ ابھی تم لشکر امیر ثانی مین جاؤ جس جگہ چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ ثانی تمکو لشکر مین نظر آئین اور جس حال مین وہ ہون خواہ جاگتے ہون یا سوتے ہون اُنھین اُٹھا لاؤ دیو حسب الحکم اُسی وقت وہانسے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے اُنکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور اب حال لشکر امیر ثانی اور عیاران مذکور الصدر کا تحریر کیا جاتا ہے

کہ جب سے قہرمان نابکار دست شہریار بن ایرج نامدار سے ہلاک ہوا تھا اور لاجہ زردشاہ اور صلصال شکست کھا کر گریزان ہوے تھے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تھی نازنینان خوبرو دخوش گلو بزم عیش مین شب وروز رقص ونغمہ کرتی تھین اہل بزم معروف

بادہ خواری تھے ناچ گانا ہر ایک رقاصہ کا عالم نشہ رمی مین سنتے تھے سوائے خوشی و شادی کے کسی کو
کوئی رنج و غم نہ تھا ہان چارون عیار البتہ مبتلائے دیوانگی تھے کبھی ہنستے تھے گاہ روتے تھے
کبھی لیٹتے تھے گاہ اٹھکر جس طرف دل چاہتا تھا بھاگتے تھے گاہ اُنمین سے کوئی کہتا تھا اے نائب
خداوندای ضحاک ریش دراز جو کچھ آپ نے ہمین سکھایا اور بتایا تھا ابھی تک ہمین خوب یاد ہے
لوح دل پر ہمارے نقش ہوگیا ہے اور جو عجائب و غرائب آپ نے دکھائے ہین اُنکے دیکھنے کو
پھر دل چاہتا ہے لقائے خداوند کی دید کے بھی مشتاق ہین جلد ہمین بہانے بلا لیجیے آرزوئین ہمارے
دل کی نکال دیجیے کوئی عیار کہتا تھا خداوند تمثال آئینہ رو بھی عجیب خداوند روشن دل ہے کوئی عیار
بجائے دف کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا متواتر تالیان بجاتا تھا اور خیال مین خداوند تمثال
آئینہ رو نا بکار کی اُلٹا پلٹا جو کچھ دیوانگی مین زبان سے نکل جاتا تھا بطور بھجن کے اُسے گاتا تھا
کوئی عیار سر اپنا بار بار خاک پر رکھتا تھا اور اُٹھتا تھا اور مردمان لشکر سے کہتا تھا کیا دیکھ رہے
ہو تم بھی خداوند کو اسی طرح سجدہ کرو دیکھو وہ خداوند اُس درخت پر جلوہ گر ہین اسوقت بندر کے
بھیس مین ہین اکثر مردمان لشکر احوال چارون عیارون کا دیکھکر افسوس کرتے تھے اور باہم کہتے تھے
نہین معلوم ان عیارونکو کیا ہوگیا ہے دیوانے ہوگئے ہین کیسی بیہودہ باتین کر رہے ہین
جب سے قید سحر سے چھوٹ کر آئے ہین انکا یہی حال ہے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی و
جملہ سردار بزم عشرت مین ہین اُنکو ان عیارونکی کچھ بھی فکر نہین ہے امیر ثانی کو لازم تھا کہ اسم
اعظم پڑھکر ان پر دم کرکے انکو ہوش و حواس مین لاتے بعض لشکری اُنکو جواب دیتے تھے
بس خاموش رہو ایسی باتین نہ کہو اگر امیر ثانی کو تمھاری اس گفتگو سے آگاہی ہوجائے تو نہین
معلوم وہ کیا سزا دین ذرا سمجھو تو سہی کہ تمکو اتنی عقل ہے کہ اسم اعظم ان عیارون پر پڑھ کے دم
کرنا چاہیے تھا کیا امیر ثانی کو اتنی سمجھ نہ تھی کوئی تو بات ایسی ہوگی کہ اُنھون نے ابھی تک ان کے
بارے مین کوئی فکر نہین کی ہے ہنوز سوار و پیادے گرد عیاران مذکور کے کھڑے تھے بہت سے
عیاران لشکر اسلام بھی ان عیارون کو سنبھالے ہوئے تھے اُنکی خدمت و نگہبانی مین مصروف و
مشغول تھے ہزارہا آدمیون کا گرد عیاران مذکور کے مجمع تھا ناگاہ جانب فلک سے چار بجلی مانند
برق کے گرے ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی اور نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا بعد ایک لمحہ کے
جو سب نے دیکھا چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو نہ پایا اکثر سوارون
اور پیادون اور عیاران لشکر اسلام کو اُنکے باب مین تردد ہوا کوئی کہنے لگا انکو پریزاد
اُٹھا لیگئے ہین یہ جوان بھی خوبرو تھے اور نامی عیار تھے کسی نے کہا نہین یہ خلاف عقل ہے بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو اب اپنے نائب ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے
کی خبر ہوئی ہے اُسی نے کچھ ساحرون کو روانہ کرکے عیارون کو اُٹھوا منگوایا ہے ابھی تو عیارون
پر یہ سانحہ گذرا ہے دیکھیے سرداران سپاہ پر کیا واقعہ گذرتا ہے خدا خیر کرے کوئی کہتا تھا نہین معلوم
ان عیارون کو کون لیگیا ہے اگر لیجانے والا دوست ہے تو خیر اور اگر دشمن ہے تو برا ہوا خدا اُنکی
جانون کو لیجانے والے کے شر سے بچائے کوئی پیادہ بیوقوف کہتا تھا کہ تم سب اپنی اپنی

عقل کے نزدیک سے ایک نئی بات کہہ رہے ہو اور کوئی تم مین سے ایسی بات نہین کہتا ہی کہ جسے عقل قبول کرلے ایک سوار نے اُس سے پوچھا کہ اگر تم بہت عاقل ہو تو ایسی کوئی وجہ اُنکے غائب ہونے کی بیان کرو کہ جو خلاف عقل نہو اُس پیادے نے جواب دیا ہمارے نزدیک اِن چارون عیارون پر ایسی برق گری کہ برق ثانی وغیرہ کو اُسنے جلاکر خاک کردیا ہو بلکہ خاک بھی باقی نہوگی یہی سب کہتے ہین کہ اُنھین کوئی اُٹھا لیگیا ہی بھلا عیارون کو پریزاد اور ساحران بد بنیاد کیون لیجانے یہ تو سامنے کی بات ہی کہ جو شخص نیکی کرتا ہی واسطے اُسکے کونین مین بہبودی ہوتی ہی اور جو شخص کسی پر ظلم وجفا کرتا ہی یا اور افعال بد کرتا ہی وہ دین و دنیا مین مبتلاے عذاب ہوتا ہی کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ظلم کرنے کا ظلم کرنیوالیکو دنیا ہی پر بدلا ملجاتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ سزا وجزا پروردگار موقوف روز حشر پر رکھتا ہی چونکہ عیار بیدرد و سنگدل ہوتے ہین چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے باہم کسی محتاج و مظلوم کو ستایا ہوگا یا لوٹ لیا ہوگا یا اور کوئی ظلم کیا ہوگا بس اُسوقت اُس مظلوم نے دوچار گرم آہین کی ہونگی وہی آہین حکم خدا سے برق سوزان بنکر اِسوقت عیاران مذکور پر گری ہین اُنکو جفا و ظلم کرنے کی سزا دنیا ہی پر ملگئی ہی بیکسون کا ستانا مظلومون پر جفا کرنا بُرا ہی سنو شیخ سعدی نے بطور نصیحت کہا ہی شعر بازار مظلوم مائل مباش ✤ زدود دل خلق غافل مباش ✤ انسان عاقل کولازم ہی کہ جہانتک ممکن ہو کم آزار رسانی پر نہ باندھے بلکہ حتے الامکان بندگان خدا سے بہ نیکی پیش آئے پیادہ تو یہ کہکر خاموش ہوا جسنے جسنے اُسکی تقریر سنی تھی وہ اُسکو نہمت بیوقوف جانکر اُسکی بیہودہ تقریر پر خوب ہی ہنسا اور کہا واہ واہ چار روپیہ کے پیادے خدا تجھے زندہ رکھے اسوقت تونے خوب ہنسایا کیا اچھے عنوان سے عیارون پر بجلی کا گرنا تجویز کیا ہی ایسی فکر کسی نے عیارون کے بارے مین نہین کی تھی یہ کہکے عیاران لشکرِ اسلام سے کہا حالانکہ بادشاہ و امیر ثانی جشن مین ہین لیکن اگر مناسب ہو تو چالاک ثانی وغیرہ کے غائب ہوجانے سے اور نجومیون کے گرنے سے آگاہ کرو اُنھون نے اُنکی رائے پسند کرکے بزم عشرت مین جاکے امیر ثانی سے چالاک ثانی وغیرہ کا احوال عرض کیا امیر ثانی نے متردد ہوکے بزرجمہر کے فرزندون کو علحدہ اُسی بارگاہ مین طلب کیا اور پوچھا کہ اسوقت چارون عیارون کو کون لیگیا ہی اُنھون نے موافق قاعدۂ علم رمل کے زائچہ کھینچکر حکم لگایا کہ جو چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ کو لیگیا ہی اور جسنے اُنکو بلوایا ہی وہ دوست ہی دشمن نہین ہی بعد گذرنے ایک زمانہ کے عیاران مذکور سے ملاقات ضرور ہوگی امیر ثانی اُنکی تقریر سنکے خوش ہوے اور خلعت فاخرہ اُنھین دے کے بعزت و حرمت اُنھین رخصت کرکے باطمینان دل پھر بزم عشرت مین اپنے دنگل پر آکے بیٹھے اور رقص و نغمۂ نازنینان خوش گلو کا دیکھنے اور سننے لگے بیان تو اسیطور سے بزم عشرت آراستہ ہی جسطرح کہ قبل اسکے احوال اِس بزم کا لکھا تھا لیکن اب احوال اُن دیوون کا لکھا جاتا ہی کہ جو برق وغیرہ کو اُٹھاکر لیگئے تھے جب وہ قطع راہ کرکے خدمت مین قریشہ ثانی کے پہونچے عیاران مذکور کو سامنے قریشہ کے ڈالدیا اور عرض کیا ہم اِن چار عیارون کو حسب الحکم لے آئے ہین اب جو حکم ہو بجالائین قریشہ نے کہا جاؤ ابھی کوئی کام نہین ہی دیو چلے گئے قریشہ نے عمرو ثانی سے کہا برق وغیرہ کو ہوشیار کرو اُسنے کہا کچھ ہوشیار کرنے کی ضرورت نہین ہے یہ خود ہوشیار ہونگے کیونکہ صدمۂ ہواے تند سے بیہوش ہوگئے ہین ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ

اُن عیارون نے آنکھین کھولکر ادھر اُدھر دیکھکر گھبرا کر اُٹھ کے مانند دیوانون کے کبھی رونا اور کبھی ہنسنا گاہ بیہودہ باتین کرنا شروع کین عمرو ثانی نے قریشہ ثانی سے کہا دیکھیے جو مین نے کہا تھا ان عیارون کا وہی حال ہی اب اگر اسوقت مناسب ہو تو پاس درویش فغفور بوریہ نشین کے اِن عیارون کو لیچلیے اُسنے کہا آج نہیں کل انشاء اللہ وقت سحر لیجاؤنگی عمرو ثانی نے کہا مجکو بھی ہمراہ لیجائیے گا مین اب اپنے ہوش و حواس مین ہون درویش فغفور بوریہ نشین کو اچھی طرح دیکھونگا اُنکے احسان کا شکر اُنکے سامنے ادا کرونگا قریشہ نے کہا بہتر تمکو اُس درویش کے پاس نہ لیجاؤنگی بقول اُنکے تم کوئی عیاری ضرور کروگے عمرو ثانی نے کہا مین اول تو عیاری نہ کرونگا کہ وہان عیاری کرنا خوب نہین ہی اور اگر کسی چیز کے لینے کو دل چاہیگا تو آپ سے پوچھکر اور آپ سے کہکر عیاری کرونگا صرف جو چیز پسند آئیگی اُسی کو لے لونگا درویش کو نہ بناؤنگا کیونکہ وہ ہمارا محسن ہی قریشہ نے کہا خیر تمھارے کہنے سے کل تمکو بھی برق وغیرہ کے ساتھ لیجاؤنگی جب وہ روز گذر گیا دوسرے دن وقت سحر قریشہ ایک تخت پر بیٹھی دوسرے تخت پر عمرو ثانی چالاک و برق وغیرہ کو لیکر بٹھا دیوؤن نے حسب الحکم قریشہ ثانی تخت اُٹھاکے بلند ہوئے قطع راہ کرکے موافق حکم قریشہ ثانی کے قریب تر اُس کوہ کے پہونچے جسکے درے مین وہ درویش بیٹھا تھا بس اُسی جگہ دیوؤن نے تخت اُتارے ملکہ قریشہ ثانی و عمرو ثانی چالاک و برق ثانی وغیرہ کو ہمراہ بمشکل لیکر روبرو اُس درویش کے گئے عمرو ثانی نے اُسکے سراپا پر نظر کی دیکھا ایک درویش بہت ہی ضعیف ہی چہرہ اُسکا باوجود کبرسنی کے مانند ماہ روشن کے ہی درہ کوہ مین اُسی کے چہرے سے ایسی روشنی ہی کہ ایک شخص دوسرے شخص کو دیکھ سکتا ہی ورنہ ایسی تاریکی ہوتی کہ سیاہی شب دیجور بھی اُس تاریکی سے شرمندہ ہوتی چہرہ تو اُس فقیر ضعیف کا ایسا روشن تھا کہ جیسا کہا گیا لیکن ریش اُسکی سفید مانند سن کے ایک مشت چار انگشت لنبی تھی پیشانی پر اُسکے نشان سجدہ تھا بلکہ اُسکے گھٹنون پر اور جس جگہ وہ سجدہ کرتا تھا یعنے پتھر پر نشان سجدہ کا ظاہر ہوتا تھا تن اُسکا نہایت ہی نحیف و ناتوان تھا پلکین بہت بڑھ گئی تھین سدراہ نظر تھین بعد دیکھنے درویش کے عمرو ثانی نے باآواز بلند اُسے سلام کیا اُسنے پلکین اُٹھاکر عمرو ثانی اور قریشہ وغیرہ کو دیکھکر سلام کا جواب دیکر تسبیح در بغف کو علیحدہ رکھکر مسکرا کر پوچھا اے عمرو ثانی کہو اب مزاج تمھارا کیسا ہی عمرو ثانی نے کہا فضل خدا اور آپکی برکت دعا سے مین بخوبی اچھا ہون آپکا ممنون احسان ہون واسطے قدمبوسی کے آیا ہون یہ کہکر عمرو ثانی نے جانب قدم فغفور بوریہ نشین دہن اپنا بڑھایا فقیر نے پاؤن اپنے سمیٹ کر عمرو ثانی سے کہا یہ پاؤن لائق چومنے کے نہین ہین ہان تیرے پاؤن البتہ قابل چومنے کے ہین کہ تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبر ان بایں معنی ہی کہ پیغمبران ناسلف کے اشیاے معجزنما تیرے پاس ہین سوا اُسکے تو فن عیاری مین وہ اکمل ہی کہ مثل تیرا ربع مسکون مین نہین ہی عمرو ثانی نے عرض کیا آپ مجھ چار روپیہ کے پیادے کی ایسی عزت بڑھاتے ہین گویا ذرہ کو آفتاب بناتے ہین درویش نے کہا عمرو ثانی مین جھوٹ نہین بولتا واقعی تمھارا مرتبہ بلند ہی یہ کہکر قریشہ ثانی سے مخاطب ہوکر ارادہ کچھ بات کرنیکا کیا تھا کہ بے اختیار قریشہ نے بھی فقیر کو سلام کیا اور کہا اسوقت پھر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر خلل انداز عبادت آلہی ہوئی ہون معاف فرمائیے گا یہ کہکر چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ

چارون عیارون کو دکھاکر کہا یہ چارون عیار بھی مثل عمرو ثانی کے دیوانے ہین چاہتی ہون کہ انکے حال پر بھی نظر رحم و کرم کیجیے درویش مذکور نے کہا بابا کچھ یاد ہے کہ فقیر نے کہا تھا کہ ابھی ایک مرتبہ تم یہان اور آؤگی تمکو اس فقیر کے کہنے کا اعتبار نہوا تھا شکر ہے خدا کا کہ فقیر کی زبان سے جو نکل گیا تھا وہی ہوا یہ کہکے چارون عیارون پر کچھ دعائین پڑھکر دم کین پھر بطور مرقوم الصدر ہاتھ اپنا بڑھاکر پانی کا آبخورہ پانی سے بھرا ہوا کسی سے لیکر اُسپر کچھ اسمائے الٰہی دم کرکے کہا اس پانی مین کچھ اور پانی شامل کرکے تین روز تک ان چارون عیارون کو پلانا معبود چاہیگا تو یہ بھی صحیح ہو جائین گے ہوش و حواس انکے بھی درست ہو جائین گے خبردار پانی برابر تین روز تک ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا پلانا یہ کہکے کہا اے قریشہ ثانی اب جاؤ انکو بھی لیجاؤ یہ فقیر دیر سے دنیا کی باتون مین مصروف ہے عبادت الٰہی سے باز ہے یہ سنکے قریشہ نے سلام کیا عمرو ثانی نے باشارہ قریشہ ثانی سے کہا تسبیح شاہ صاحب کی مجھے بہت پسند ہے کیونکہ اول تو دُر نجف کی ہے اس تسبیح پر نظر کرنا اور ذکر خدا اسپر کرنا باعث ثواب بیحساب کا ہے دوسرے اس تسبیح پر شاہ جی نے دو سو برس سے ذکر خدا کیا ہے کیسی متبرک ہو گئی ہے سوا اسکے یہ تسبیح نشانی ایک بزرگ دوست کی ہے اسے ضرور لونگا یون تو یہ فقیر طلب کرنے سے کبھی نہ دیگا لیکن مین چالاکی سے لیلونگا قریشہ نے اشارہ سے منع کیا اور کہا اے عمرو ثانی اگر کچھ تمکو توفیق ہو تو اس درویش کامل کی نذر کرو کیونکہ تمھارا محسن ہے برخلاف اسکے تم اُسی کی تسبیح لینا چاہتے ہو برا کرتے ہو دیکھو تسبیح پر ہاتھ نہ ڈالنا پچھتاؤگے یہ فقیر صاحب کمال ہے اُسکا مال لینا امر محال ہے عمرو ثانی نے بآواز بلند کہا مین خود محتاج ہون اس فقیر کو کیا دون لوگ تمکو میری زنبیل کا بہت خیال ہے کہ زنبیل مین لاتعد ولاتحصے زر و جواہر بھرا ہوا ہے حالانکہ یہ اُن لوگون کی غلط فہمی ہے اُس زنبیل مین خاک تک نہین ہے فقط بھرم ہی بھرم ہے مین قرضدار ہون مہاجن ہر روز اپنے زر کثیر کا مجھسے تقاضائے شدید کرتے ہین مین اُنسے بحیلہ و حوالہ اپنی جان و آبرو بچاتا ہون آپ ذرا غور تو کرین چار روپیہ کے پیادے کی کیا حقیقت ہے ہر ماہ مین آمدنی تو قلیل اور صرف کثیر اسی وجہ سے قرضدار ہو گیا ہون قریشہ ثانی اُسکی تقریر اشارہ کی خوب سمجھ کے مسکرائی عمرو ثانی نے درویش مذکور سے کہا اب یہ کمترین خدمت عالی سے رخصت ہوتا ہے اُمیدوار ہے کہ مصافحہ کرے کتب مین دیکھا ہے کہ ثواب مصافحہ کے بہت ہین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے جانب درویش بڑھائے اُسنے بھی کچھ سمجھ کے اور مسکراکے دونون ہاتھ اپنے اُسی طرح واسطے مصافحہ کے بڑھائے عمرو ثانی نے پہلے تو درویش سے مصافحہ کیا بعد ازان چالاکی سے ایک ہاتھ اپنا تسبیح پر کہ وہ پتھر کی چٹان پر رکھی تھی اور اُس پتھر پر بوریہ بچھا تھا لیگیا چاہا کہ اُس تسبیح درِ نجف کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھے ناگاہ اُس سنگ و بوریہ نے گویا ہاتھ عمرو ثانی کا پکڑ لیا تسبیح اُٹھانا تو کیسا ہاتھ بھی اُسی جگہ رہگیا یہ حال دیکھکر عمرو ثانی گھبرایا دل مین کہنے لگا شاید یہ درویش ساحر بھی ہے کیونکہ اسنے ایسا سحر کیا کہ مین تسبیح نہ اُٹھا سکا ہاتھ میرا سنگ و بوریا سے چمٹ گیا کسی طرح سے جدا نہین ہوتا ہے ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ درویش مسطور نے مسکراکر کہا اے عمرو ثانی مین نے سنا تھا کہ تم نہایت طماع ہو آج تمھاری طمع ظاہر ہو گئی میری تسبیح لینے کا تمنے ارادہ کیا تھا چالاکی تو خوب کی تھی مگر کچھ مطلب حاصل نہوا تسبیح اُٹھا نہ سکے ہاتھ بھی بوریا سے کھینچ نہ سکے اب مجکو اپنے دل مین ساحر سمجھتے ہو یہ تمسے تعجب

ہے فقرا کے کمال سے شاید آگاہ نہین ہو زبان مین فقرا کی معبود نے اثر بخشا ہے جس شے سے جو کہدیتے ہین
یا اشارہ کردیتے ہین وہ حکم خدا سے انکے کہنے پر عمل کرتی ہے عمرو ثانی نے نادم ہو کے کہا یہ مین نے
محض آپ کے کمال دیکھنے کو ارادہ کیا تھا اب یقین ہو گیا کہ آپ درویش صاحب کمال ہین چاہتا ہون
کہ ہاتھ میرا اس سنگ و بوریے سے جدا ہو جائے درویش نے جانب بوریا و سنگ اشارہ کیا فوراً
ہاتھ خواجہ عمرو ثانی کا بوریے سے علیحدہ ہو گیا درویش نے کہا اے عمرو ثانی مین تمکو یہ تسبیح دیدیتا مگر
یہ تسبیح میرے پاس ایک ہی ہے اگر تمکو دیدونگا تو ذکر کس چیز پر کرونگا ہان اسکے عوض مین تمھین لکھکر
تعویذ دیتا ہون اُسے اپنے پاس رکھنا تمھارے بہت کام آئیگا دشمنون سے اکثر جگہ بچائیگا ساحرون کے
سحر سے محفوظ رہو گے لیکن یہ شرط ہے کہ جب تم پاک و طاہر ہونا اس تعویذ کو اپنے بازو پر رکھنا ورنہ یہ تعویذ
تمھارے پاس نہ رہیگا یا اثر اسکا جاتا رہیگا یہ کہکے ایک تعویذ کہ لکھا ہوا قبل سے رکھا تھا درویش نے
عمرو ثانی کو دیا اور کہا اب جلد یہان سے چلے جاؤ دیر نہ کرو عمرو ثانی نے تعویذ لیکر سلام کیا پھر قریشہ ثانی کے
ہمراہ دہ کوہ سے نکلکر ایک تخت پر مع اُن چارون عیارون کے بیٹھے قریشہ ثانی وہ آبخورہ پانی
بھرا ہوا لیے ہوے اپنے تخت پر بیٹھی دیوون نے تخت اُٹھائے اور جانب پرستان بلند ہوکے روانہ
ہوے بعد قطع راہ دیوون نے قریشہ ثانی کو مع عمرو ثانی وغیرہ کے مکان قریشہ ثانی مین پہونچا دیا
قریشہ ثانی نے وہ پانی تین روز تک چالاک ثانی اور برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو پلایا
اُسکے پینے سے بعد تین روز کے اُنکو بخوبی صحت حاصل ہوئی وہ دیوانگی و بدحواسی بداعتقادی اُن کی
جاتی رہی قریشہ اُنکے ہوش و حواس مین آنے سے خوش ہوئی عمرو ثانی نے بعد چالاک ثانی وغیرہ
کی صحت کے ایک روز کہا اب مجکو رخصت کیجیے دیوون سے کہیے کہ مجکو مع چالاک ثانی وغیرہ
عیارون کے لشکر اسلام مین پہونچا دین کیونکہ یہان اب خود بخود دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے
سوا اسکے چالاک ثانی وغیرہ کے لشکر اسلام سے غائب ہونے سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو
تردد ہوگا اگر دیو بروقت انکے یہان لانے کے امیر ثانی کو ان کے یہان لانے سے آگاہ کر دیتے
تو انکو تردد نہوتا بس زیادہ یہان توقف کرنا اچھا نہین ہے قریشہ ثانی نے عمرو ثانی کے کہنے سے
اُسیوقت دیوون کو طلب کر کے حکم دیا کہ ان سب کو تخت پر بٹھا کر جس جگہ یہ کہین انھین لیجاؤ دیوون نے
حسب الحکم اُسیوقت ایک تخت پر عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی
کو بٹھا کے تخت اپنے دوش پر اٹھا کے بلند ہو کے سوے لشکر اسلام چلے اثناے راہ مین عمرو ثانی وغیرہ
کوہ و دشت کی سیر کرتے ہوے جابجا درہ کوہ و صحراے سبزہ زار مین ٹھہرتے ہوے صید و شکار کرتے
ہوے دیوون سے اُنھین کی زبان مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین اتفاق سے دیو راہ بھول
کر ایک سمت دور تک چلے گئے یہانتک کہ شہر صندل کی طرف جاکے خاص شہر صندل مین
پہونچے عمرو ثانی نے بلندی سے ایک میدان وسیع مین مجمع ساحران بکثرت دیکھا اور اُسی میدان مین
بہت سے خیام و بارگاہ ہین برپا دیکھیں اور ایک جگہ رستم ثانی کو دیکھا کہ ریگ کے چبوترہ پر
بوریا بچھا ہے اُسپر وہ بہادر طوق و زنجیر مین گرفتار سر جھکائے بیٹھا ہے جلاد زشت رو و سنگدل
تیغ برہنہ سر پر کھینچے ہوے کھڑا ہے حکم قتل کا منتظر ہے رستم ثانی آبدیدہ ہو کر کبھی یمین و یسار دیکھتا ہے

نگاہ سوئے فلک دیکھ کر دل ہی دل مین مناجات کرتا ہے جلاد کہتا ہے کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ یہ وقت
تیرا آخر ہے دو حکم واسطے تیرے قتل کے بادشاہ صندل سے جو چکا ہے تیسرا حکم قتل اب
دے گا لہذا جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے اگر پیاسا ہو آب سرد پی لے کہ اب کوئی دم مین رشتہ
حیات تیرا قطع ہو جائے گا سر و تن مین تیرے جدائی ہو جائیگی بعد قتل ہونے کے پھر زندہ نہو گا آب و
طعام نہ کھا سکے گا لیس مناسب یہ ہے کہ آب و طعام سے سیراب و سیر ہو کر دنیا سے جا جو نکہ ہم لوگون کا یہ
قاعدہ ہے کہ جسکو حکم بادشاہ سے قتل کرتے ہین ہنگام قتل واسطے آب و طعام کے مجرم سے کہتے ہین جنانچہ موافق
قاعدہ تجھ سے بھی کہا ہے اب تجکو اختیار ہے خواہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو یا نہو رستم ثانی جلاد سے
کہتا ہے کہ اس وقت مجھے آب و طعام کی کچھ خواہش نہین ہے صرف یہ دل چاہتا ہے کہ لشکر اسلام مین جاکر
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام کو دیکھون اونسے رخصت ہو لون جلاد ہنسکر
جواب دیتا ہے کہ یہ آرزو تمھاری ہرگز بر نہ آئیگی زندگی مین تو کسی طرح اپنے لشکر مین نہ جا سکوگے ہان بعد
قتل روح تمھاری تمھارے لشکر مین جائیگی رستم ثانی یہ تقریر اس بدگفتار کی سنکے آبدیدہ ہو کے جانب فلک
دیکھتا ہے ہونٹھون کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے اپنی رہائی کے خالق ارض و سما سے دعا کرتا ہے ہزارہا
ساحر گرد رستم ثانی کے نارنج و ترنج ہار قلقل گولے فولادی پھولون کے گلدستے وغیرہ اسباب سحر و
ساحری ہاتھون مین لیے کھڑے ہین ان ساحران نابکار سے اکثر ساحر باواز بلند جملہ ساحران
گرد و پیش سے کہتے ہین کہ اے برادران حکم بادشاہ صندلان یہ ہے کہ اسوقت طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے
بخوبی تمام نگہبانی و حفاظت کرو ایسا نہو کہ مددگاران طلسم کشا سے کوئی مددگار آجائے اور طلسم کشا کو
رہا کر کے لیجائے کچھ ساحر انکو جواب دیتے ہین کہ اگر اسوقت کوئی مددگار طلسم کشا کا آبھی جائیگا تو
کیا کریگا یہان ہزارہا ساحر نارنج و ترنج اور گولے فولادی و دیگر اسباب سحر لیے ہوئے چہار طرف کھڑے
ہین نگہبانی کر رہے ہین بھلا وہ ہزارون لاکھون ساحرون سے کیا مقابلہ کریگا اور اگر آئیگا تو سامنے
سے آئیگا ہم سب اوسے دیکھتے ہی قتل کر ڈالین گے ایک ادنے سحر کسی ساحر کا واسطے ہلاکت کے
کافی ہے وہ ساحر انکو جواب دیتے ہین یہ خیال نہ کرو کہ جو مددگار طلسم کشا کا آئیگا وہ سامنے سے
آئیگا ہمنے سنا ہے کہ ان اہل اسلام کے حامی و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہو کے مدد کرتے ہین اور
یہ بھی خیال نہ کرو کہ ہم سب ہزارون لاکھون ساحر یہان برائے نگہبانی اور رفع مددگار طلسم کشا اکٹھا ہین
کچھ خوف نہین ہے مبادا زیر زمین سے کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے اور طلسم کشا کو اندر زمین کے ہی لیجائے
تو کیا ہو یا آسمان کی طرف سے آئے اور مانند برق کے گر کے فتاح طلسم کو لیجائے جس طرح تمنے دیکھا تھا
کہ یہی طلسم کشا گرفتار کیا گیا تھا اور پھر نہین معلوم کیونکر رہا ہو گیا تھا اب اسی طرح خوف ہے ابھی وہ ساحران
نابکار و دیگر ساحرون سے برائے حفاظت و نگہبانی طلسم کشا اور رد کرنے مددگاران طلسم کشا کے تاکید
کر رہے تھے رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوئے تھے دل مین خیال کر رہے تھے کہ اسوقت خورشید
روشن دل بھی مجھ سے غافل ہے اسکو بھی میرے حال سے شاید آگاہی نہین ہے ورنہ وہ دوست میرا
ضرور میرے رہا کرنیکو خود آتا یا کسی زبردست ساحر کو واسطے میری رہائی کے روانہ کرتا یہان تو رستم ثانی
یہ خیال کرتا تھا وہان خورشید روشن دل اپنے علم کے ذریعے سے حال رستم سے آگاہ

تھا بلکہ اپنی جگہ پر سے ایک آئینہ طلسمی مین رستم ثانی کو دیکھ رہا تھا ساحران نامی گرد پیش اسکے تخت کے بیٹھے تھے سب سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو اب رستم ثانی کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تیغہ برہنہ لیے ہوئے کھڑا ہی ساحران نامی عرض کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو ہم مین سے کوئی ابھی جاکر شاہزادہ رستم ثانی کو لاکھون ساحرون کے مجمع سے لے آئے وہ اُنسے کہتا تھا نہ ہمارے مدد کرنے کی کچھ ضرورت ہی نہ تمھارے جانے کی وہان ضرورت ہے ہمین اسوقت ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ طلسم کشا کی غیب سے مدد ہوگی کوئی ایسا دوست اور مددگار طلسم کشا کا جلد تر آنیوالا ہی کہ وہ اُسے رہا کرکے گا کارہاے نمایان کریگا سب ساحران نامی یہ تقریر سنکے متعجب ہین لیکن اب احوال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ اسنے دو حکم تو اپنی بارگاہ سے واسطے قتل طلسم کشا کے دیے بعدہ کچھ خیال کرکے فی الفور تخت سے اُٹھا چونکہ خبر قتل طلسم کشا کی شہور کردی گئی تھی صدہا ساحران نامی و نامور آئے تھے پاس صندلان شاہ کے علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے جب صندلان شاہ تخت سے اُٹھا وہ سب اور جملہ اہل دربار بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے ابلیس خود پسند وغیرہ نے پوچھا اسوقت کہان جانیکا عزم ہی صندلان شاہ نے اُنھین جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج طلسم کشا قتل کیا جاتا ہی مددگاران طلسم کشا سے ایک مددگار زبردست خورشید روشن دل ہی اگر وہ براے رہائی طلسم کشا آجائے گا تو غضب ہوگا وہ ضرور اُسکو رہا کرکے لیجائیگا ہر چند بمقام قتل طلسم کشا لاکھون ساحر جمع ہین مگر کوئی اُسے روک نہ سکے گا بس ہمارا بھی وہان موجود ہونا مناسب ہی کہ اگر کوئی اعلے یا ادنے مددگاران طلسم کشا سے وہان آئے تو ہماری موجودگی مین طلسم کشا کو رہا کرکے نہ لیجا سکے آج طلسم کشا ضرور قتل ہووے اُسکی طرف سے جو خوف ہی وہ دفع ہوجائے دلکو اطمینان ہوجائے سب نے کہا اے آپکی خوب ہی مصلحت وقت یہی تھا جو آپ نے تجویز کیا ہی صندلان شاہ انکی تقریر کو سُنکے تخت پر بیٹھکر جملہ ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر بصد عجلت روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس جگہ پہونچا جس جگہ میدان مین لاکھون ساحرون کا مجمع تھا رستم ثانی زیر تیغ جلاد سر جھکائے بیٹھا تھا صندلان شاہ نے ہمراہ ساحران نامی کے وہان جاکے ایک بارگاہ بلند و سیع مین بیٹھکر ساحران نامی و ابلیس خود پسند کو گرد پیش اپنے بٹھاکر پردے خیام بارگاہ کے اُٹھواکر جاکر رستم ثانی کو دیکھنے لگا پھر کچھ سوچکر صدہا ساحرون کو طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ تم مین سے بہت سے ساحر تخت سحر پر ہر طرف جاکر بالاے ہوا تخت سحر کو قائم کرین اور دیکھتے رہین کہ کوئی مددگار طلسم کشا کا سوے فلک سے یہان نہ آنے پائے اگر کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے بھی تو اُسے نارنج و ترنج سحر سے ہلاک کرین اگر وہ قتل نہو سکے تو ہمین اُسکے آنے سے آگاہ کرین اور بہت سے تم مین سے زیر زمین جاکر ٹھہرین اور دیکھتے رہین کہ مددگار رستم ثانی کا آنے نہ پائے وہ تمام ساحر حسب الحکم صندلان شاہ بہت سے بالاے ہوا بہت سے زیر زمین جاکر کاربند ہوئے عمرو ثانی نے جو یہ واقعہ دیکھا اور رستم ثانی کو پہچانا دل مین کہا اسوقت اتفاق سے میرا ادھر آنا ہوا دیو راہ بھولکر مجھے اس طرف لے آئے خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا کہ اسوجہ سے مین قتل رستم ثانی سے آگاہ ہوا ورنہ اگر دیو راہ بھول کر مجھے اس طرف نہ لاتے تو مین کبھی اس واقعہ سے خبردار نہوتا رستم ثانی قتل ہوجاتا یہ دل مین کہہ کے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی

دیبارہ ثانی سے کہا مین تو بصورت لقمان ثانی بنتا ہون تم اپنی صورتون کو تبدیل کرکے تلامذہ کی صورت مین بناؤ لباس جیسا پہننا چاہیے پہنو مؤدب میرے سامنے قلم و کاغذ و دوات لیکر بیٹھو انھون نے فی الفور رنگ و روغن سے اپنی صورتین تبدیل کرکے لباس سفید و نفیس پہنا قرطاس و قلم و دوات لیکر بادب تمام سامنے عمرو ثانی کے بیٹھے عمرو ثانی نے بھی جلد تر اپنی صورت لقمان ثانی کی بنائی لباس فاخرہ پہنا پھر وہ منڈھی باطل کرنیوالی سحر کی اور گرفتار کرنیوالی ساحرون کی زنبیل سے نکالکر اپنے تخت پر استادہ کی نیچے اُس منڈھی کے ایک مسند پر تکیہ زیر پہلو رکھکر بیٹھا ابھی عمرو ثانی اور چارون عیارون نے اپنی صورتین تبدیل کی تھین اور نیچے منڈھی کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ اُن ساحرون مین سے ایک ساحر نے جو بروے ہوا بحکم صندلان شاہ تخت سحر اپنا ہوا پر قائم کیے ہوے نگہبانی مین مصروف تھا عمرو ثانی کے تخت کو اپنی طرف آتے دیکھا اُسنے خیال کیا کہ یہ تخت کسی ساحر زبردست کا ہے کہ بالاے تخت سحر واسطے دفع حرارت آفتاب کے ایک نگیرہ ایسا استادہ ہے کہ جو منڈھی کی صورت ہے اور یہ ساحر ضروری مدد کرنے طلسم کشا کی ادھر آتا ہے بس لازم ہے کہ تو اِسکو ادھر نہ آنے دے بلکہ گولے فولادی اور نارنج و ترنج سحر دم کرکے اِس تخت پر مار تاکہ یہ تخت ٹوٹ جائے اور جو ساحر اِس تخت پر بیٹھا ہے وہ بھی مارا جائے سر اُسکا تیرے ہاتھ آئے اُسکے سر کو لیکر اگر تو خدمت صندلان شاہ مین جائیگا تو بہت کچھ انعام پائے گا سوا اِسکے آج جسقدر یہان ساحر جمع ہوے ہین سبکے آگے عزت بڑی پائیگا یہ تجویز کرکے تخت سحر کو آگے بڑھا کے پکارکے کہا کون ساحر اس طرف آتا ہے خبردار تخت سحر اپنا روک لے بلکہ پیا لے اور کسی طرف لیجائے کیونکہ حکم ہمارے بادشاہ صندلان شاہ کا یہ ہے کہ اسوقت کوئی ساحر غیر اِدھر نہ آئے باین وجہ کہ طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے جب اُس ساحر نے باواز بلند یہ کہا اور وہ تخت نہ تو صاحب تخت نے روکا نہ پلٹایا نہ کچھ کلام کیا ساحر مذکور کو یقین ہوگیا کہ ضروری کوئی مددگار طلسم کشا کا اِس تخت سحر پر اِدھر آتا ہے اور ایسا مغرور و متکبر ہے کہ میرے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے جب یہ اُسکے یقین ہوگیا فی الفور اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اُس تخت پر مارا نارنج قریب منڈھی کے جاکر بے اثر ہوکے بالاے خاک گرا ساحر مذکور سمجھا کہ جو ساحر اِس تخت پر سوار ہے اُسنے میرے سحر کو اپنے سحر سے باطل و رد کیا یہ سمجھکر نہایت برہم ہوکے جھولی سے گولے اور نارنج و ترنج نکال نکالکر سحر اُنپر دم کرکے پیدرپے اُس تخت و صاحبان تخت پر مارنا شروع کیے ہرچند بہت سے گولے اور نارنج و ترنج وغیرہ مارے لیکن کچھ نہوا کوئی گولہ یا ترنج کارگر نہوا ہر ایک منڈھی کے سایہ کے پاس جاکر بے اثر ہوکے گر پڑا یہ حال دیکھکر ساحر مذکور نہایت غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا اب نارنج و ترنج مارنا بیکار ہے تو خود سحر سے پر پرواز پیدا کرکے صاحب تخت سحر کو جاکر تکار دسحر سے ہلاک کر یہ تجویز کرکے سحر سے بصورت عقاب بنکے اپنے تخت سے اُڑ کر قریب اُس تخت کے جاکر برہم ہوکر اندر منڈھی کے جانے کا ارادہ کیا جیسے ہی منڈھی کے سایہ مین پہونچا فی الفور بصورت اصلی ہوکے اُلٹا منڈھی کے ایک ستون مین لٹک گیا سحر و ساحری بھول گیا نہایت حیران ہوکے صاحبان تخت کو دیکھکے بعجز و انکسار یون پوچھنے لگا کہ آپ صاحبون کے کیا نام ہین کہانسے آپ تشریف لائے ہین کس کام

کے واسطے جاتے ہین یہ تو ظاہر ہوگیا ہی کہ آپ ساحران زبردست سے ہین کہ مجھ ایسے ساحر کو یون آپ
نے گرفتار کرلیا ہی عمرو ثانی نے جوابدیا او نابکار تو نے ہمارے تخت پر اور ہم سب پر گولے اور
تاریخ و تمریخ اور گلدستے سحر کرکے سیکڑون مارے یہ خیال نہ کیا اور آنکھون سے نہ دیکھا کہ یہ تخت کسکا
ہی اور کون کون اس تخت پر بیٹھا ہی ہمارے رتبہ و عزت و کمال سے بیخبر رہا او مغرور نالائق آخر
تو نے اپنی بے ادبی و گستاخی کی سزا پائی اب کہ اسی حال سے ہمیشہ تجکو رکھین کبھی قید سے رہا نہ کرین یا
اسیوقت تجکو ایک اشارہ سے قتل کرڈالین تو ہمین نہین جانتا کہ ہم کون ہین اے نادان آگاہ ہو کہ ہم
لقمان ثانی ہین اور یہ چارون نوجوان ہمارے شاگردان رشید سے ہین ہم اس وقت سامری
و جمشید وغیرہ پورے دو سو خداوندان خورد و کلان کی بزم سے آتے ہین اور واسطے ایک بوٹی لینے
کے جاتے ہین یہ شاگرد ہمارے ایک زمانہ سے ایک قسم کی بوٹی کے دیکھنے کے مشتاق ہین بالفعل
ہمکو اسکی ضرورت بھی ہوئی پس اُسی پتی کی تلاش مین یہان تک آئے تھے ارادہ تھا کہ سبزہ زار
زیر کوہ مین جاکر اُس بوٹی کو ڈھونڈھین اثناے راہ مین تو نے ہمسے گستاخی کی ہم وہ ذی عزت
ہین کہ پورے دو سو خداوند ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہین بعزت ہمین سامری و جمشید اپنے پاس بٹھاتے
ہین جنت کے باغون کی بارہا سیر کراتے ہین میوہ ہاے جنت کھلاتے ہین ہمارے کہنے کو مانتے ہین
ہر ایک امر اہم مین ہمسے راے لیتے ہین اکثر راز دلی ہمسے بیان کرتے ہین سامرن یعنے زوجۂ سامری
ہم سے پردہ نہین کرتی ہے اُسے کچھ ہم سے کسی بات کا انکار نہین ہی ہمارے پہلو مین بیٹھا کرتی ہے
ہمپر مائل ہی طالب وصل ہی ہم اپنے تئین اُس سے بچاتے ہین وعدہ امروز فردا کرکے ٹال دیتے ہین
سامری و جمشید کا یہ حال ہی کہ وہ بارہا ہمسے کہا کرتے ہین کہ حکیم صاحب کبھی تو آپ ہمسے کسی بات کو
کہئے تاکہ ہم اُسے بسر و چشم بجا لائین ہم اُنسے یہی کہدیتے ہین کہ ہمین کسی شی کی اور کسی بات کی تمسے احتیاج
نہین ہی وہ کہتے ہین کہ اگر آپ کو کوئی ہمسے ضرورت نہین ہی تو جب کوئی کام نہایت دشوار ہوگا ہمسے
ضرور کہیے گا غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ تیرے جملہ خداوند ہمسے اسطور سے ملتے ہین اور تو اسوقت
ہمسے بے ادبی پیش آیا ہی اب تبا کیا سزا تجھے دیجاے ساحر مذکور نے تمام گفتگو حکیم صاحب مذکور کی
سنکے دست بستہ عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا بجا و درست ہی آپ کے ذی عزت اور ذی لیاقت
و صاحب کمال ہونے مین مجکو کسیطرح کا شک نہین ہی بے شبہہ آپ خداوندون کی محفل مین جاتے
ہونگے اور وہ سب خداوند اور زوجۂ سامری جسطرح آپنے فرمایا ہی اسیطرح آپسے پیش آتی ہونگی مگر یہ
تو فرمائیے کہ وہ بوٹی جسکی تلاش و فکر مین اسوقت آپ جاتے ہین وہ کس کام کی ہی لقمان ثانی نے
یہ سنکر کہا تو خواص و خاصیتین اُس پتی کی کیون دریافت کرتا ہی تیرا کیا مطلب ہی اُسنے عرض کیا مطلب
تو کچھ نہین ہی ہان واسطے ظاہر ہونے اُسکے خواص کے شاید اس سے میرا بھی کوئی مطلب نکلے
بس اسیوجہ سے امیدوار ہون کہ نام اُس بوٹی کا اور خواص اُسکے بیان فرمائیے مجھے حیرت ہے
کہ آپ ایسے شخص اُس بوٹی کی تلاش مین نکلے ہین عقل سے کہہ سکتا ہون کہ وہ پتی ضروری چند در چند
اوصاف رکھتی ہوگی حکیم صاحب نے جوابدیا ہان وہ بوٹی بہت سے کامون کی ہی اول تو اُس سے سونا
بترکیب و تدبیر کہ اُسکو ہمین جانتے ہین تیار ہو سکتا ہی اگر ہم چاہین تو دو چار ہزار من سونے کو آتش پر

چرخ دیگر اُسی بوٹی کے ذریعہ سے ترکیب وتدبیر مذکور طلا کرلین اگر چاہین اُسی سے چاندی بنالین اگر
کسی ضعیف آدمی کو برابر ایک سرخ کے ساتھ چند ادویہ کے کھلائین تو وہ ازسر نوجوان ہو جائے اگر
اُسی بوٹی کو ایک معجون مین شریک کرکے کسی نامرد کو وہ معجون لقدر مناسب کھلائین تو ایسا مرد ہو جائے
کہ چالیس عورتون کے ساتھ ہر روز ہم بستر ہوا کرے اور سبکو خوش کر دیا کرے اور بلکہ عورتین اُسکے وصل
کی تاب نہ لا سکین اگر اُسی بوٹی کو بہم چند ادویہ معلومہ کے سفوف مین ملاکر مریضان دیرینہ کو چند روز
ساتھ ایک عرق کے استعمال کرائین وہ مریض اچھے ہو جائین برص وجذام وآتشک وسوزاک اور
وجع مفاصل وغیرہ امراض دفع ہو جائین اگر اُسی بوٹی کو کچھ اور دوائیون مین ملاکر سفوف تیار کرکے
ساتھ آب تازہ کے یا ہمراہ شیر گاؤ کے بقدر مناسب اُس شخص کو استعمال کرائین کہ جسے جریان ہو چند
روز مین وہ شخص مرض مذکور سے نجات پائے اسیطرح اور بھی امراض کو نافع ہی کہا تک اُس کے
خواص مجھ سے بیان کیے جائین ساحر مذکور تقریر حکیم صاحب کی سُنکے کچھ سوچ کے اور مسکرا کے خاموش
ہو رہا بعد ازان دست بستہ کہنے لگا کہ مین اپنی گستاخی کا مقر ہون سہواً مجھ سے خطا ہوئی ہی امیدوار ہون
کہ میری تقصیر وخطا عفو فرماکر مجھے رہا کر دیجیے اور تھوڑی دیر تک توقف فرمایئے تاکہ مین خدمت
صندلان شاہ مین جاکر آپ کے حالات سے اُنھین آگاہ کرون حکیم صاحب موصوف نے ہنسکر اپنے
شاگردون سے کہا اب یہ ساحر عاجزی کرتا ہی خیر اِسکو رہا کر دو حسب الحکم ایک شاگرد اُن شاگردون مین سے
اُٹھا اور اُس ساحر کو اِس طور سے رہا کیا کہ حکیم صاحب نے اپنی زبان سے ارشاد کیا کہ اے
منڈھی اب اِس ساحر کو چھوڑ دے ہمارا شاگرد رہا کرنے اِسے آتا ہی جب حکیم صاحب نے اس
طرح فرمایا اُس شاگرد نے اُس ساحر کو منڈھی سے رہا کر دیا منڈھی نے بھی ساحر کو چھوڑ دیا
وہ رہا ہوکر بعجز وانکسار تخت حکیم صاحب سے علیحدہ ہوکے بروے ہوا سحر سے قائم ہوکے کہنے لگا
آپ اِسی جگہ تخت اپنا قائم رکھیے گا مین اب خدمت صندلان شاہ مین جاتا ہون آپ کی
تشریف آوری سے انھین اطلاع دیتا ہون حکیم صاحب نے پہلے تو برہم ہوکے کہا مجھے تیرے
بادشاہ صندلان شاہ سے کیا غرض ہی وہ نالائق کیا ہی کہ مین اُسکے پاس جاؤن بعدہ کہا خیر تیرے
ہاتھ جوڑنے اور عاجزی کرنے سے تھوڑی دیر تک یہان سے آگے نہ جاؤنگا اگرچہ صندلان
شاہ مع اپنے اہل دربار اور جملہ ساحران نامی کے واسطے میرے استقبال کے آئیگا
اور مانند غلام وخادم کے مجھ سے دست بستہ عرض کریگا تو البتہ مین اُسکے ساتھ اُسکی بارگاہ مین
واسطے ایک لمحہ کے جاؤنگا ساحر مذکور یہ سُنکے بہت خوش ہوکے جلدتر صندلان شاہ کی خدمت
مین اُسوقت گیا کہ وہ تیسرا حکم واسطے قتل شاہزادہ رُستم ثانی کے دیا چاہتا تھا اس ساحر کو گھبرایا
ہوا آتے دیکھکر متردد ہوکر حکم قتل کرنیکا نہ دے سکا گھبرا کر کہنے لگا اے طیران جادو خیر تو ہے گھبرایا
ہوا کیون آیا ہی کیا کوئی مددگار طلسم کشا کا آیا ہی اُسنے بعد سلام کرنے کے عرض کیا اسوقت اس
فدوی کو خلوت مین ایک امر ضروری جلدتر عرض کرنا ہی اگر دیر ہو جائیگی تو پھر بہت افسوس کیجیے گا
صندلان شاہ طیران جادو اپنے رفیق قدیم کی یہ گفتگو سُنکے بجائے خود کہنے لگا کہ نہین معلوم
تنہائی مین یہ کیا کہیگا نہین معلوم کچھ مقدمہ مددگاران طلسم کشا مین کچھ کہیگا یا کوئی خبر تازہ عرض

کریگا غرض بود فکر صندلان شاہ نے اُس سے کہا جو کچھ تجکو عرض کرنا ہی اگر اُسکا مجمع مین بیان کرنا تجھے
مناسب نہین ہی تو بذریعۂ عرضی عرض کر ہم خود تیری عرضی کو ملاحظہ کرینگے اُس نے حسب الحکم
بعد القاب کے عرضی مین یہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ وا ی فرمانروائے رعایا و سپاہ اِسوقت اِس
کمترین نے ملاقات لقمان ثانی سے ہوئی ہی ایک زمانہ دراز سے یہ مفقود الخبر تھے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ہمارے یونے دو سو خداوندون کی بزم مین تھے یہان ایک بوٹی کی تلاش مین مع
چار اپنے شاگردون کے آئے ہین فرماتے ہین کہ جس بوٹی کی تلاش مین ہم آئے ہین وہ بہت خواص
وافعال مین بیعدیل ونظیر ہی منجملہ فوائد بیحد کے ایک اُس بوٹی مین یہ اثر ہی کہ اگر کوئی نامرد یا کم قوت یا
ضعیف اُس بوٹی کو ادویہ مین شرکت کرکے معجون بناکے ہماری رائے سے چندروز تھوڑی مقدار
کھائے تو وہ الیسا مرد ہو جائے کہ ایک شب مین چالیس عورتون کے ساتھ ہم بستری بخوبی کرے
چونکہ حضور کو خواہش معجون مقوی دل ودماغ وغیرہ کی تھی اور اب بھی کثرت محلات سے حضور کو طلا
وضماد ومعجون کی ضرورت شدید ہی لہذا اگر مناسب ہو تو حکیم صاحب موصوف سے ملاقات کرکے کوئی
نسخہ حسب دلخواہ اُنسے تیار کرا لیجیے یا کوئی نسخہ اُنسے پوچھ لیجیے تاکہ آپ کو اُس سے نفع تمام ہو
اور یہ بھی عرض کرنا ضرور ہی کہ حکیم صاحب کو خود یہان تشریف لاتے مین تامل ہی میرے نزدیک اُنکے
استقبال کے واسطے آپ کا جانا اور اُنھین لے آنا حضور کی کسرشان نہین ہی کیونکہ وہ ایسے ذی
عزت ورتبہ ہین کہ جملہ خداوند ہمارے اُنکی تعظیم وتکریم کرتے ہین زیادہ کیا عرض کیا جائے خداوند
سامری مدام حضور کی دولت واقبال کو بڑھائین اور آفتاب کشورستانی وحکمرانی حضور کا بعنایت
خداوند جمشید وتمثال آئینہ رو مدام ماہ وسال تابان رہے بعد اس لکھنے کے مدکھینچکر نیچے اُسکے
اپنا نام لکھا جب اس طور سے عرضی لکھ چکا لفافہ مین رکھکر موافق قاعدہ کے عرضی مذکور صندلان
شاہ کو دی اُسنے عبارت عرضی کی خود پڑھکر خوشی سے بے اختیار مسکراکر طیران جادو سے مخاطب
ہوکر کہا تو نے اِسوقت ایسی خبر خوش دی ہی کہ مین تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہکر جلد تر اُسے خلعت دیا
اور کہا تو جلد اُنکی خدمت مین جا مین بھی آتا ہون طیران جادو تو اُسیوقت بارگاہ صندلان شاہ سے
نکلکر تخت سحر پر بیٹھکر حکیم صاحب کی خدمت مین گیا اور عرض کیا مین نے حضور کے اوصاف حمیدہ
اور کمالات پسندیدہ سے ایک شمہ صندلان شاہ سے جاکر بیان کیا تھا اور آپکی تشریف آوری سے
اُنھین آگاہ کیا تھا وہ بہت خوش ہوکر بصد اشتیاق واسطے آپکی ملاقات واستقبال کے بخدم وحشم
آتے ہین آپ توقف کرین حکیم صاحب نقلی نے کہا ای طیران جادو ہمکو اس جگہ زیادہ ٹھہرنا منظور نہین
ہے اہل غرض مجکو پریشان کرینگے ہر ایک جدا جدا اپنا اپنا مطلب یہان آکے مجسے کہے گا ہمین
اتنی فرصت اپنے امور سے کہان ہی کہ ہم سب کے مطالب کو سنین اور مطلب براری کی فکر کرین لو
اب ہم جاتے ہین ہمین یہان دیر ہوئی طیران جادو نے دست بستہ عرض کیا ای حکیم صاحب ایک لمحہ
اور توقف کیجیے ہنوز طیران جادو یہ کہہ رہا تھا کہ حکیم صاحب اُسکے رد کرنے سے چین بجبین
تھے ناگاہ سامنے سے صندلان شاہ بجمعیت کثیر ساحران نامی وسپاہ ساحران کثیر سے ظاہر ہوا
حکیم صاحب نے دیکھا کہ صندلان شاہ تخت جواہر نگار پر سوار ہی گرد اُسکے پانچون ساحران نامی

ہنس آتشین وفیل آتشین وطاؤس سحر وتخت سحر چوبی پر سوار ہین پیچھے صندلان شاہ کے بہت سے ساحران نامی وغیر نامی نظر آتے ہین گاہ لکہ ابرہاے سرخ وسیاہ مین نہان ہوجاتے ہین اُن لکون سے کبھی پانی برستا ہی گاہ پھول برستے ہین کبھی اُن مین برق چمکتی ہی گاہ اُنھین ابر کے لکون سے صداے رعد پیدا ہوتی تھی غرض عجائب وغرائب الانواع واقسام کے لکہ ہاے ابر مذکور سے دمبدم ظاہر وہویدا ہوتے ہین کبھی دفعتًا وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوجاتے ہین اعلے ادنے ساحر اپنی اپنی سواریون پر دیکھنے والون کو نظر آتے ہین حکیم صاحب آمد صندلان شاہ غور سے دیکھ رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ صندلان شاہ بڑے خدم وحشم وجاہ وتجمل سے آتا ہی طیران جادو عرض کرتا ہی دیکھیے ہمارے بادشاہ واسطے آپکے استقبال کے وہ تشریف لاتے ہین اب کچھ دیر اُنکے آنے مین نہین ہی آپ پریشان خاطر نہون ابھی طیران جادو لقمان ثانی سے یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ صندلان شاہ نے اپنی فوج کو حکم ٹھہرنے کا دیکر خود مع پانچ سو نامی ساحرون کے آگے بڑھکر قریب تخت لقمان ثانی کے آیا اور حکیم صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حکیم صاحب نے برہم ہوکے منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا اور ارادہ اپنے تخت کے بڑھانے کا کیا طیران جادو نے کچھ سمجھ کے صندلان شاہ سے آہستہ کہا حضور نے اِس طرح سلام کرنے سے حکیم صاحب کو رنجیدہ کردیا ہے مناسب وقت یہ ہی کہ اپنے تخت پر کھڑے ہوکے مانند خادمون کے اُنکو تسلیم کیجیے اُنکا مرتبہ بڑا ہی آپ نے تو غضب کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھا دیا البتہ آپکو مناسب نہ تھا خیر اب میرے عرض کرنے پر عمل کیجیے دیر نہ لگائیے ورنہ حکیم صاحب خفا ہو چکے ہین چلے ہی جائینگے صندلان شاہ نے موافق کہنے طیران جادو کے عمل کیا لقمان ثانی نے منھ اپنا اُسی کی طرف کرکے باشارہ چشم وابرو اُسکا سلام لیکر ایک کتاب جانب پہلو سے نکالکر اُسے کھولکر دیکھا صندلان شاہ نے سلام کرکے کچھ آگے بڑھکر دست بستہ یون عرض کیا کہ اے جناب حکیم صاحب آج مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا مین نے بارہا آپ کے اوصاف حمیدہ خاص وعام سے سنے تھے مگر کبھی آپ کو دیکھا نہ تھا آج خوبی تقدیر سے مین نے آپ کو دیکھا ہی امید رکھتا ہون کہ تھوڑی دیر کیواسطے آپ اِس حقیر کے کلبۂ احزان کو اپنے شمع جمال سے روشن فرمائینگے اور اِس کمترین کی عزت افزائی چاہینگے حکیم صاحب نے کتاب کو بند کرکے کہا ہمتو کبھی تیرے ساتھ نہ جاتے مگر تیرے عجز وانکسار کے سبب سے مجبور ہین خیر اگر یہی تیری خوشی ہی تو ایک لمحہ بیٹھکر جس جگہ جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا حکیم صاحب نے کہا ہمارا تخت اس طرف آگے بڑھے فورًا اُسی طرف تخت آہستہ آہستہ چلا صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی و نامور گرد تخت حکیم صاحب کے آگئے سواری حکیم صاحب کی نہایت تزک وخدم وحشم سے آگے بڑھی اثناے راہ مین صندلان شاہ نے پوچھا آپ کا تخت کون اُٹھائے ہی بظاہر تو کوئی نظر نہین آتا ہی ابھی آپ نے کس سے فرمایا کہ تخت ہمارا بڑھا حکیم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا ہمارا تخت ہوا اُٹھاے ہی ہم ہواسے جو کہتے ہین وہ اُسیوقت کرتی ہی کیونکہ ہماری تابع ہی یہ تخت ہمارا گویا بساط جناب سلیمان علیہ السلام ہی صندلان شاہ و دیگر ساحران نامی نے

عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین واقعی آپ کے تخت کو ہوا لیے جاتی ہی آپ کے ذی کمال ہونے مین
کسی طرح کا شک نہین ہی غرض صندلان شاہ اور اکثر ساحران نامی حکیم صاحب کے کمال کی
تعریف کرتے ہوے گرد اُنکے تخت کے باادب تمام چلے جاتے تھے پیچھے پیچھے فوج ساحرون کی تھی لبد قطع
راہ جب اُس میدان وسیع مین پہونچے جس میدان مین رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا اور
درگاہ خدا مین واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہا تھا صندلان شاہ نے عرض کیا فقیر خانہ تو یہان سے
دور ہی لیکن اُسوقت بضرورت یہ خاکسار اسی صحرا مین آیا تھا بارگاہین اور خیام برپا کرائے تھے
اگر خلاف شان جناب نہو تو اسی صحرا مین جو میری بارگاہ ہی اُسی مین تشریف رکھیے حکیم صاحب
نے کہا بہتر ہی ہمین تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھو نگا صحرا کی سیر بھی کرونگا یہ کہکے کہا ہمارا تخت بالاے زمین
رکھو فی الفور تخت بلندی سے زمین پر اُترا یا صندلان شاہ وغیرہ جملہ ساحران نامی بھی اپنی اپنی
سواری سے اُتر کر حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون سے کہنے لگے اب آپ پانچون صاحب اپنے تخت
سے اُتر کر اندرون بارگاہ تشریف لیچلیے حکیم صاحب نے جوابدیا اُسوقت گرمی بہت ہی اندر بارگاہ کے
اور گرمی ہوگی دل گھبرائیگا یہان اچھا ہی میدان مین ہواے سرد آتی ہی دل کو فرحت ہوتی ہی سبزہ
شاداب صحرا عجب لہلہا رہا ہی اسکی سیر سے بھی دلکو فرحت ہوتی ہی بس ہم تو اپنے تخت سے
نہ اُترینگے نہ کہین جائینگے تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر جہان جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ نے
یہ تقریر حکیم صاحب کی سُنکے عرض کیا بہت بہتر آپ اسی جگہ تشریف رکھین اپنے تخت سے بھی نہ اُترین
یہ خاکسار بھی اسی جگہ آپ کے روبرو بیٹھے گا یہ کہکے اکثر ساحرون سے کہا جلد تر یہان تخت اور کرسیان
لاکر قرینے کے ساتھ رکھدو ساحرون نے حسب الحکم تخت و کرسیان اُسی جگہ لا لاکے رکھدین شاہزادہ
رستم ثانی حکیم صاحب مذکور اور اُنکے شاگردون کو دیکھکر دل مین کہنے لگا نہین معلوم یہ حکیم کون ہی
نام اسکا کیا ہی یہان کیون آیا ہی کون یہان بیمار ہی کہ جسکے علاج کو آیا ہی بظاہر ذی عزت ایسا ہی کہ
صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی ہاتھ باندھ کر بصد ادب اس سے کلام کرتے ہین اور جو یہ کہتا
ہی سب اُسی بات کو منظور کرتے ہین ادھر حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد جانب رستم ثانی دزدیدہ
نظر سے دیکھتے جاتے تھے جب ساحر موافق کہنے صندلان شاہ کے تخت و کرسیان میدان مین رکھ
چکے اور صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی حکیم صاحب سے بیٹھنے کی اجازت لیکر علی قدر مراتب
تخت و کرسی زرین وچوبی پر بیٹھ چکے صندلان شاہ نے دست بستہ حکیم صاحب سے پوچھا آپکو کچھ میکشی
سے بھی شوق ہی اگر مہجوراری سے انکار نہو تو یہ خاکسار ساقیون کو طلب کرے وہ کشتیان شراب ناب
کی لاکر آپکو جام بلورین شراب بھر کر دین حکیم صاحب نے جوابدیا ہان شوق بادہ کشی تو ہی مگر ہم ہمیشہ شراب
لطیف صاف جنت مین ہمراہ خداوند سامری و جمشید کے پیتے ہین وہ ایسی شراب ناب ہی کہ جسکا ایک قطرہ
یہان کی شراب سے بہتر ہی مگر تمھارے کہنے سے اسوقت یہی شراب پی لینگے صندلان شاہ نے خوش
ہوکے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر ساقیان فتوح چشم دلگر خسار کو طلب کرو اور کہو کہ نہایت عمدہ اور تحفہ
شراب شیشون مین بھر کر شیشے کشتیون مین رکھکر مع ساغر بلورین لیکر آئین حکیم صاحب کو شراب پلائین
ساحرون نے حسب الحکم بادشاہ ساقیون سے کہا وہ جلد تر کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور بناز و ادا

کشتیون سے ساغرون مین مے تند بھر کے بایماے صندلان شاہ حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون
کو دینے لگے حکیم صاحب مع اپنے شاگردون کے ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگے اور تعریف
اُس شراب کی کرنے لگے صندلان شاہ خوش ہو کے کہنے لگا یہ شراب مین نے خاص
آپ کے واسطے طلب کی ہے جب حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد شراب پی چکے ساقیان خوبرو
حکم صندلان شاہ سے دوسری قسم کی شراب ساحران نامی کو ساغر بلورین مین بھر بھر
کر دینے لگے وہ جام ساغر ساقیون سے لیکر شراب پینے لگے دور جام ہونے لگا صندلان شاہ
بھی ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگا ساقی بار بار جام بادۂ گلنار و خوشگوار سے
بھر کر اہل بزم کو دینے لگے سواے حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون اور صندلان شاہ
کے سب ساحران نامی وہی شراب پینے لگے جب ایک ایک دو دو جام مے سب پی چکے تشتریان
اور قابین کباب و دیگر اشیاے گزک سے بھری ہوئی خدام لائے ہر ایک ساحر اُس گزک
سے بالاے مے لطف اُٹھانے لگا حکیم صاحب نے اپنی جیب سے اور اُنکے شاگردون نے بھی
اپنے اپنے پاس سے کچھ چیزین نکال کے خیال سے بالاے مے کھالین جب ساقی کشتیان اُٹھا کر
اور خدام قابین گزک کی خالی لے کر چلے گئے اور ہر ایک ساحر کو نشہ ہوا بے اختیار جھومنے
لگا خصوصاً صندلان شاہ سرشار ہو کر حکیم صاحب سے کہنے لگا مین نے آپ کو اِس
وجہ سے یہان آنے کی تکلیف دی ہے چاہتا ہون کہ مجھے ایک معجون مقوی باہ تیار
کر دیجیے کہ اب زمانہ ضعیفی کا آگیا ہے قوت جوانی کی جاچکی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا اچھا
معجون تمکو تیار کرکے ہم بھیجدینگے لیکن تم زیادہ اُسے کھا کر از خود رفتہ ہو جاؤگے کم کھانا یہ
کہکر صندلان شاہ سے پوچھا تم اِس صحرا مین آج اِسقدر ساحرون کی جمعیت سے کیون آئے ہو
اُسنے عرض کیا حضور یہ قصہ طولانی ہے مفصل طور سے عرض نہین کر سکتا الا مختصر بیان کرتا ہون
سبب میرے یہان آنے کا یہ ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے یہان آ کے لوح طلسمی
بصد کوشش دستیاب کرکے طلسم صندل کو توڑنا چاہا تھا ہنوز وہ طلسم مذکور کو تمام و کمال
درہم و برہم کرنے نہ پایا تھا کہ مکرو فریب سے میرے ملازمون نے اُس کے لوح مذکور لے کر اُسے
گرفتار کر لیا مین نے اُس کا زندہ رکھنا اچھا نہ جان کر حکم قتل کا دیا ہے دیکھیے طلسم کشا دہ زیر
تیغ بیٹھا ہے دو حکم قتل جلاد کو دے چکا ہون اب تیسرا حکم دیتا ہون جلاد ابھی اُس کے سر و تن
مین جدائی کر دے گا آپ ہی کے سامنے اُسکا سر کٹ کے گریگا حکیم صاحب نے کہا اے
صندلان شاہ طلسم کشا کا اِسقدر جلد قتل کرنا اچھا نہین ہے خلاف قاعدہ ہے اور یہ بھی واضح ہو
کہ جس جگہ خون اہل اسلام کا گرتا ہے وہ زمین آباد نہین ہوتی ہے تمھین لازم تھا کہ بعد چالیس روز کے
اِسکو بیرون حد طلسم و شہر صندل قتل کرتے اتنے دنون قید رکھتے اُس نے جواب دیا اِسکا قید
رکھنا اچھا نہین تھا یہ رہا ہو جاتا اور رہا ہو کر نہین معلوم یہ کیا آفتین برپا کر دیتا اور ایک مرتبہ ایسا
ہو بھی چکا ہے کہ مین اِسکو قید کر چکا ہون اب قید نہ کرونگا یہ دشمن جان و ایمان طلسم ہے اِس کو
قتل ہی کر ڈالو نگا لقمان ثانی نے جواب دیا ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ قتل ہو خون اِسکا زمین

پہ نگرے کہ باعث بربادی شہر طلسم ہی اور اسکی طرف سے تمکو بخوبی اطمینان بھی ہو جائے اور
کسی طرح کا خوف وخطر باقی نہ رہے صندلان شاہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی بیرے تو ذہن مین
نہین آتی ہی حکیم صاحب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اسکو خدمت مین سامری وجمشید کے
بھیجدیا جائے وہ جیسا مناسب جانین گے ویسا اسکے حق مین کرینگے اگر انکو منظور ہوگا تو وہ
اس کو دوزخ مین ڈالدین گے اور اگر اسنے اُنکی اطاعت و پرستش مین کمی نہین کی ہی تو وہ اسکو
جنت مین اپنی خدمت مین رکھین گے پھر کبھی یہان نہ آنے دینگے وہان سے کوئی اسکو رہا کرکے
بھی نہ لا سکے گا تمھاری جان اور تمھارا ایمان اور طلسم اسکے ہاتھ سے اس تدبیر سے بچ
جائیگا یہ قتل بھی نہوگا صندلان شاہ یہ تقریر لقمان ثانی کی سُنکے کچھ دیر تک سوچا کیا لیکن پھر
اُسوقت تمام ساحران نامی نے کہا ہم رائے حکیم صاحب کی پسند کرتے ہین کیا معقول تدبیر ہے
جب سب ساحرون نے باتفاق رائے حکیم صاحب کی پسند کی صندلان شاہ نے کہا اب حکیم صاحب
جو آپ کے نزدیک مناسب ہو کیجیے آپ کو طلسم کشا کے باب مین اختیار رہے خواہ اسوقت
قتل ہو جانے دیجیے یا خدمت مین خداوندون کی اسے روانہ کر دیجیے حکیم صاحب نے
فرمایا ہمین اس جگہ طلسم کشا کا قتل ہونا منظور نہین ہی یہ ملک و زمین اسکے خون کے گرنے
سے برباد و ویران ہمیشہ رہیگی یہ کہکے شہزادہ رستم ثانی کو ساحرون سے اپنے پاس بلا کے اور نہایت
برہم ہوکے کہا او طلسم کشا کیا تجکو اس روز بد سے آگاہی نہ تھی کہ جو تونے بندگان سامری
وجمشید کو یہان آکے قتل کیا طلسم کا توڑنا چاہا سب سامری پرستون کو قتل یا مسلمان کرنا چاہا
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی کو نہ پہچان کر دلیرانہ جواب دیا او حکیم بیوقوف و نادان آگاہ
ہو کہ ہم بانیان اہل اسلام سے ہین ترقی دین اسلام کی چاہتے ہین اور بربادی و نابودی کفار ان
بے دین کی روز و شب چاہا کرتے ہین مرنے اور قتل ہونے سے نہین ڈرتے ہین اسوقت
اسیر ہین اگر خدا چاہے گا تو رہا ہو جائین گے بعدہ طلسم کو شکست کرین گے ساحرون کو قتل کر ینگے
حکیم صاحب گفتگوے شاہزادہ رستم ثانی کی سُنکے بظاہر بہت برہم ہوے بعد ازان
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنی طرف کھینچکر عطر بیہوشی سنگھا کر زنبیل مین داخل کرکے صندلان شاہ
اور جملہ ساحران نامی سے کہا تمنے دیکھا کہ ہمنے طلسم کشا کو کسقدر جلد خدمت سامری وجمشید
مین روانہ کر دیا ہی اب اگر ہمین چاہین تو وہ پھر یہان آسکتا ہی اور اگر نہ چاہین تو کبھی وہان سے
نہ آئیگا اب وہ خدمت مین جملہ خداوندون کی پہونچ گیا ہوگا یہان سے ہم جا کر جو کام کرنا منظور
ہی اُسے کرکے خداوندون کے دربار مین چلین گے تمام حال طلسم کشا کا سب سے کہدینگے
اور یہ بھی کہدینگے کہ اس کو دوزخ مین ڈالدیجیے ساحران نامی نے کہا حکیم صاحب بے شک
آپ صاحب کمال ہین اتنی جلد طلسم کشا کو کس راہ سے خداوندون کے پاس بھیجدیا جاے
حیرت ہے لقمان ثانی نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی نادر و کمال کی زنبیل ہے کہ
اُس کے اوصاف مفصل تو بیان ہو نہین سکتے لیکن مختصر تعریف اُسکی یہ ہی کہ یہ ایک دروازہ
ہی باغ جنت مین جانے کا اور پھر وہان کی سیر کرکے پونے دو سو خداوندون کے جمال دیکھکر

چلے آنے گا اور اُسکو خداوند نے ہمین محض اسی واسطے دیا ہی کہ جو شخص ہماری صحبت مین اور
خاص ہمارے بزم مین آنا چاہے اور ہماری زیارت سے مشرف ہونا چاہے تو اُسے اسی
دروازے سے روانہ کردینا اور ایک رقعہ اپنا اُسی شخص کے ہاتھ روانہ کرنا کہ موافق
اُسکی تحریر کے عمل کیا جائیگا اور جبتک رقعہ نہ پہونچے گا جو شخص آئیگا وہ ہماری بزم مین
نہ آسکے گا بیرون بزم رہے گا ساحران نامی نے عرض کیا کہ ہم بھی امیدوار ہین کہ
ہمکو بھی باغ جنت مین روانہ کردیجیے تاکہ جملہ خداوندون کی زیارت سے مشرف ہوکر
آئین اور باغ جنت کی بھی سیر کرآئین حکیم صاحب نے جواب دیا کیا مضائقہ ہے مگر ایک
بات کہنا ہم بھول گئے تھے وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم مین سے یا اور کوئی شخص
خداوندون کی محفل مین جانے کا ارادہ کرے گا تو اُسے ہم رقعہ مین لکھ دین گے کہ یہ شخص
ذی عزت ہی اسنے دس ہزار روپیہ آپ سب خداوندون کی نذر کے واسطے ہمارے
پاس داخل کیے ہین اِسے کرسی جواہر نگار اپنی بزم مین دیجیے گا تو اُس شخص کو وہان
کرسی جواہر نگار ملیگی اور جتنی دیر ہم بیٹھنے کو لکھ دینگے اُتنی ہی دیر وہ شخص وہان بیٹھ سکے گا
بعد ازان خدام جملہ خداوند اُس شخص کو اُسی دروازے تک آکے پہونچا دین گے ہم اُسے
اس دروازے سے نکال لین گے اور اگر کوئی غریب و محتاج وہان جانے کا ارادہ
کریگا اور ہم رقعہ مین لکھ دینگے کہ اِس نے ہمکو آپ صاحبون کی نذر گذراننے کے واسطے
کچھ بھی نہین دیا ہی تو وہ شخص بزم خداوندان مین تخت و کرسی و فرش پر بیٹھنے نہ پائیگا مانند
غلامون اور خادمون کے لب فرش مقام اُتارنے نعلینون کے کھڑا رہیگا دور سے سب
خداوندون کو دیکھے گا کوئی خداوند اُس سے کلام نہ کریگا اور فی الفور وہان سے
نکالدیا جائیگا بس جس طرح تمکو منظور ہو ہمنے تمھین آگاہ کردیا ہی خواہ نذر حسب مقدرت
جمع کرکے وہان جاکر بعزت بیٹھو یا کچھ نہ دے کر وہان جاؤ اور ذلت اُٹھاکے چلے آؤ تمھین
اختیار ہی کچھ ساحران نامی یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے کہنے لگے ہمین اپنی ذلت منظور نہین
ہی چاہتے ہین کہ بعزت بزم خداوندون مین جاکر بیٹھین ہم موافق اپنی لیاقت کے نذر نذر آپ کے
پاس جمع کیے دیتے ہین یہ کہکے کسی ساحر نے دس ہزار روپیہ کسی نے پندرہ ہزار روپیہ
کسی نے بیس ہزار روپیہ اور کسی نے تیس ہزار روپیہ ابلیس خود پسند نے پانچ ہزار
اشرفیان اسی طرح بہت سے ساحران نامی نے حسب لیاقت اپنے اپنے زر کثیر روبرو
حکیم صاحب کے طلب کرکے جمع کیا حکیم صاحب مذکور نے ہر ایک ساحر کی نذر کو دیکھکر
اُسی زر نذر کی زیادتی کے موافق رقعہ لکھدیا کہ اس ساحر نے اسقدر زر نذر ہمارے
پاس جمع کیا ہی اِسکو اپنی بزم مین قریب تر اپنے تخت جواہر نگار یا کرسی جواہر نگار پر جگہ
دیجیے گا اور دو پہر یا ایک پہر بیٹھے رہنے دیجیے گا ہم سخن بھی اس سے ہوجیے گا باغ جنت
کی اچھی طرح سیر بھی کرادیجیے گا اور جس ساحر نے کم روپیہ جمع کیا اُسکو اس مضمون کا
رقعہ لکھدیا کہ اس شخص نے اسقدر کم روپیہ واسطے آپ حضرات کی نذر کے جمع کیا ہی اسکو اپنی بزم

مین فرش پر بیٹھنے دیجیے گا اور بعد ایک لمحہ کے بیرون بزم کر دیجیے گا غرضکہ جب حکیم صاحب
اور اُنکے شاگرد ساڑھے چارسو رقعے لکھ چکے ہر ایک ساحر کے ہاتھ مین ایک ایک رقعہ دیکر
کہا دیکھو اس مین تمھارا نام اور تعداد زر اور جائے نشست اور زمانہ قیام لکھدیا ہی
ہر ایک نے غور سے پڑھ لیا حکیم صاحب نے ہر ایک ساحر کو تخت و کرسی سے اپنی طرف کھینچکر
کہا اس زنبیل عجائب قدرت مین سر اپنا ڈال کر دیکھو جب اُسنے موافق کہنے کے عمل کیا حکیم
صاحب نے ایک تھپکی اُسکی پشت و کمر پر ایسی دی کہ وہ فوراً داخل زنبیل ہوگیا اسی طرح ساڑھے
چارسو ساحرون کو لقمان ثانی نے داخل زنبیل کیا جسوقت ساحران مذکور داخل زنبیل ہو چکے اور جو
پچاس ساحران نامی اور صندلان شاہ باقی رہگئے تھے اُنکو بھی اپنے خداوندون کی زیارت کا
شوق ہوا تھا ہر ایک نے چاہا تھا کہ حسب حیثیت و لیاقت روپیہ حکیم صاحب کے پاس
جمع کرکے رقعہ لکھوا کر زنبیل قدرت مین داخل ہوکے بزم مین خداوندون کی جاوین ہنوز
ہر ایک نے زر و جواہر جمع نہ کیا تھا اور حکیم صاحب نے صندلان شاہ سے بمقدمہ لوح
طلسمی یہ کہا تھا کہ اے صندلان شاہ ہم چاہتے ہین کہ اسوقت ایک امر واسطے تمھاری
بہبودی کے ادا کر جاوین کہ جس سے ہمیشہ تم بیخوف ہو جاؤ اُس نے پوچھا وہ امر کیا ہے حکیم
صاحب نے بیان کیا طلسم کشا کو تو ہمنے خداوندون کے پاس روانہ کر دیا ہی وہ وہان پہونچ
بھی گیا ہوگا اب ہم خداوندون کے پاس جاکے اُسے دوزخ مین ڈالنے کو کہین گے
ہمارے کہنے سے فوراً نار دوزخ مین ڈالدیا جاویگا اور پھر کبھی وہانسے یہان نہ آویگا لیکن
مبادا اور کوئی طلسم کشا آکے لوح طلسمی کسی طور سے حاصل کر کے اگر تمھین قتل کرے اور طلسم کو
درہم و برہم کرے تو بہتر نہوگا بلکہ برا ہوگا لہذا لوح طلسمی بھی ہمکو دیدو کہ ہم سب خداوندون کے
پاس لیجاوین اُنھین سے کسی خداوند کو دیدین جب لوح طلسمی یہان نہ رہیگی تو اور کوئی طلسم کشا
طلسم مذکور کو کیونکر فتح کرسکے گا ساحران طلسم کو بھی ہلاک نہ کرسکے گا تمسے بھی مقابلہ نہ کرسکے گا
صندلان شاہ نے گفتگو حکیم صاحب کی سُنکے لوح کے دینے مین فکر کی ساحران باقی ماندہ جو گرد
صندلان شاہ کے بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ ہمین رائے
حکیم صاحب کی اچھی معلوم ہوتی ہی ہر طرح اس مین آپ کا فائدہ ہی لوح طلسمی حکیم صاحب
کو ضرور دیدیجیے بیخوف ہو جائیے صندلان شاہ نے اُن ساحرون کے کہنے سے ایک ساحر سے
کہ وہ ذی عزت و زبردست ساحر تھا اور نام اُس کا مفتاح جادو تھا کہا کہ جس صندوقچہ
مین ہمنے لوح طلسمی رکھی ہی اور جہان وہ صندوقچہ رکھا ہی تجھے معلوم ہی جلد وہان جاکر صندوقچہ لیکر
یہان آوہ اُسی وقت اُٹھکر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ صندوقچہ لیکر آیا
صندلان شاہ کو دیا اُسوقت صندلان شاہ نے کنجی اپنی جیب سے نکال کے چاہا تھا کہ صندوقچہ
کو کھولکر لوح طلسمی نکال کر حکیم صاحب کے حوالے کر دیجیے بعد ازان داخل زنبیل قدرت
ہوکر جنت مین جاکر سیر باغ جنت کیجیے اور سب خداوندون کے جمال کو بھی دیکھیے
ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر گلنار پیدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے سے دمبدم مانند برق کے بجلیان

نمایان ہوتی تھین اور صداے رعد اُس ابر سے آتی تھی کبھی اُس سے بارش باران ہوتی تھی گاہ بجاے
آب آگ برستی تھی اور وہ پارۂ ابر بہت جلد آتا تھا لقمان ثانی نے اُس لکۂ ابر کو اپنی جانب آتے
دیکھکر مشوش ہوکے پہلے تو وہ تمام روپیہ جو ساحرون نے جمع کیا تھا اُٹھا اُٹھا کے در زنبیل کیا
بعد ازان صندلان شاہ سے کہا صندوقچہ کھولنے کی کیا ضرورت ہی لوح مع صندوقچہ دیدو کہ
اب ہم جاتے ہین ہنوز صندلان شاہ نے صندوقچہ مذکور کے دینے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ وہ لکۂ ابر
صندلان شاہ پر آکے قائم ہو کے درمیان سے شق ہوا حکیم صاحب نقلی نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ضعیفہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہی چہرے سے اُسکے آثار غیظ و غضب نمایان ہین ایک
ہاتھ مین اُسکے چند اوراق ہین دوسرے ہاتھ مین اُسکے گلدستہ آلودہ بخون ہی ابھی لقمان ثانی
یعنے عمرو ثانی اُس ضعیفہ کی طرف دیکھ رہے تھے صندلان شاہ بھی سوے فلک و لکۂ ابر مذکور
دیکھکر ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ اچھے وقت ہماری نانی صاحبہ تشریف لائین کہ حکیم صاحب
بھی بیٹھے ہین ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ صندوقچہ جسمین لوح طلسمی تھی لقمان ثانی نقلی
کو دے رہا تھا کہ اُس ساحرہ ضعیفہ نے سحر سے برق بنکر فی الفور زمین پر گر کے اور پھر بصورت اصلی
ہوکے صندلان شاہ سے مخاطب ہوکے کہا ادھو کرے کیا غضب کرتا ہے یہ صندوقچہ
جسمین لوح طلسمی ہی کسکو دیتا ہی ارے نادان یہ لقمان ثانی نہین ہی یہ عیار امیر ثانی کا
ہی نام اُس کا عمرو ثانی ہی اور یہ چارون آدمی جو اُسکے سامنے بیٹھے ہین یہ بھی عیار ہین ان مین
ایک کا نام برق ثانی ہی دوسرے کا نام سیارہ ثانی ہی تیسرے کا اسم قران ثانی ہی جو تھا
شخص جو دبلا پتلا ہی اُسکا نام چالاک ثانی ہی مین انکے اسماسے اور انکے حال سے خوب ماہر ہون تھوڑی
دیر قبل اس کے مین اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی تھی سامان عیش و راحت موجود تھے یکایک مجکو
تیرا خیال آیا فی الفور اوراق جمشیدی اُٹھائے اور اس نیت سے اُنکو دیکھا کہ صندلان شاہ اسوقت
کس کار مین مصروف ہی کس کے پاس بیٹھا ہی کس سے ہم سخن ہی بس اوراق مذکور سے صاف
صاف یہ عبارت و مطلب پیدا ہوا کہ صندلان شاہ اسوقت ایک ایسی جماعت مین بیٹھا ہے کہ
جس مجمع مین عمرو ثانی بصورت لقمان ثانی بیٹھا ہوا ہی اور ہمراہ عیار مذکور کے چار عیار اور بھی
ہین نام اُنکے یہ ہین کہ ایک چالاک ثانی دوسرا برق ثانی تیسرا قران ثانی چوتھا سیارہ ثانی ہے
اور اُنھین عیارون سے صندلان شاہ ہم سخن ہی عمرو ثانی کو لقمان ثانی جان کر لوح طلسمی دیا ہی چاہتا
ہی یہ حال دریافت کرکے مین جلدی مین تنہا یہان آئی ہون خیر اچھے وقت پر یہان پہونچی کہ تو نے
اس عیار بلاے روزگار کو لوح طلسمی نہین دی تھی اگر مین تیرے حال سے باخبر ہوتی اور تھوڑی
دیر اور یہان نہ آتی تو غضب ہی ہوتا تو لوح طلسمی اس عیار کو دیدیتا یہ طلسم کشا کو لیجا کر دیتا وہ طلسم کو
لوح پاکر درہم و برہم کر دیتا نام و نشان طلسم باقی نہ رہتا او بیوقوف کوئی ایسی نادانی کرتا ہی کہ بغیر اچھے
لوح طلسمی ایسی شی کسی کو دینے کا ارادہ کرتا ہی مین نے بارہا تجھے نصیحت کی ہی کہ امور سلطنت وغیرہ ہوشیاری
و خبرداری سے اور مشورۂ بزرگان سے کیا کر مگر تو اپنی نادانی و بیوقوفی سے میری نصیحت پر عمل نہین
کرتا ہی بہت امور سلطنت مین اور انصرام و انتظام مین غفلت کرتا ہی ادھو کرے یاد رکھ کہ

انجام اس غفلت و نادانی کا اچھا نہین ہی مجھے تیری جان کے جانیکا خوف ہی دیکھ اب بھی ہوشیار ہو غفلت سے باز آ ورنہ پچتائیگا یہ کہکر پوچھنے لگی مین نے سُنا تھا کہ طلسم کشا کو تو نے گرفتار کرکے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی بتا اُسکو قتل کیا یا ابھی نہین صندلان شاہ اپنی نانی ملکہ آتش افروز کے آتے ہی برائے تعظیم تخت سے اُٹھا تھا اور سلام کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یکایک اُس سے تمام حال مندرجہ بالا سُنکے نہایت گھبرا کر کف افسوس ملکر کہنے لگا نانی صاحبہ اسوقت آپ نے تشریف لاکر لوح طلسمی دینے سے باز رکھا ورنہ مین اسکے دام فریب مین پھنس چکا تھا طلسم کشا کو پہلے ہی اس کے حوالے کرچکا تھا اب لوح طلسمی بھی اسے دیدیتا اُسنے نہایت غصہ کرکے اور کلمات سخت کہہ کے پوچھا او چھوکرے تو نے طلسم کشا کو اسے کیونکر دیدیا صندلان شاہ نے تمام حال عمرو ثانی کے آنے کا اور طلسم کشا کو زنبیل مین داخل کرنے کا اور ساحران نامی کو بھی زنبیل مین ڈالنے کا اور روپیہ اور اشرفیان لینے کا ازاول تا آخر مفصل بیان کیا آتش افروز جادو نے نہایت افسوس کرکے کہا اب کیا کھڑا ہی حکم کر کہ تمام سپاہ ساحران ان عیارون کو چہار طرف سے گھیر کر قتل کر ڈالین کسی طرف انکو بھاگنے نہ دین مین بھی ایک جانب سے ان عیارون کو روکتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا جانے نہ دونگی گلدستے سحر کے مارکر ان سب کو دیوانہ کردونگی زمین کو سحر سے سنگلاخ کردونگی تاکہ یہ عیار بلاے روزگار کسی طرح زمین مین سمانہ سکین ایک طرف سے تو اپنی سحر کر اسوقت ان پانچون عیارون کو ہلاک ہی کر ڈال انمین سے کسی کو زندہ نہ رکھ صندلان شاہ نے اُسی وقت جملہ اپنی سپاہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ ان عیارون کو گھیر کر یا گرفتار کرلو یا سحر سے ہلاک کرڈالو بس بمجرد حکم جملہ ساحران نامی وغیر نامی نے عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو چہار سمت سے گھیر لیا عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے کہا او نابکار ہم پانچ آدمیون سے تو ایسا خائف ہی کہ تمام اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر لڑنے پر آمادہ ہی ہمکو عمرو ثانی جانتا ہی اس ساحرہ ملعونہ کے بہکانے سے ہمین عیار جانکر ہمسے لڑتا ہی دیکھ اپنے ارادے سے باز آ ہم بن لقمان ثانی ہی جان کچھ شک نہ کر صندلان شاہ نے جواب دیا او دزد بلاے روزگار مجکو میری نانی نے آکر تیرے حال سے آگاہ کردیا ہی اب تو لاکھ مجھ سے مکر و فریب کی باتین کریگا تو مین ہرگز تیرے دام مکر مین گرفتار نہوگا اگر اپنی زندگی اور اپنے ہمراہ عیارون کی حیات چاہتا ہے تو رستم ثانی کو اور جملہ ساحران نامی کو جنکو ابھی تو نے بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہی زنبیل سے نکال کے میرے حوالے کردے ورنہ تجکو اور تیرے شاگردون کو ایک ادنے سحر مین مار ڈالونگا عمرو ثانی نے جواب دیا او بدآئین و بدایمان یہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو مجھے کیا قتل کرسکتا ہی اور تیری سپاہ مجھے کیا روک سکتی ہی اور یہ تیری نانی آتش افروز کیا مجھے روک سکتی ہی مین اس طرح زندہ و سلامت تیری سپاہ بیکران سے نکل جاونگا کہ تجھے حیرت ہوگی مین تجھ سے اور تیری اس سپاہ سے نہین ڈرتا ہون عبث مجکو ڈراتا ہی مین رستم ثانی کو اور تیری سپاہ کے ساحران نامی کو ہرگز تجھے نہ دونگا دیکھون تو تو کیا کرتا ہی آتش افروز صندلان شاہ سے کہنے لگی او چھوکرے اب اس سے کلام نہ کر یہ کبھی طلسم کشا وغیرہ کو تجھے نہ دیگا یہ کہکے گلدستہ پرسحر دم کرکے عمرو ثانی پر مارا

ادھر صندلان شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین
لباس رنگین پہنے ہوے اسباب سحر لیے ہوے پیدا ہوئی سامنے صندلان شاہ کے آکے
عرض کرنے لگی اے بادشاہ ذیجاہ اسوقت اس کنیز کو حضور نے کیون یاد کیا ہے خیر تو ہے
کس دشمن سخت سے لڑنے کا ارادہ ہے کہ مجکو واسطے اسکے طلب کیا ہے لیجیے یہ اسباب سحر موجود
ہے صندلان شاہ نے اس سے اسباب سحر لیکر کہا اے گل اندام جادو غضب ہوا کہ عمرو ثانی عیار
حمزہ ثانی نے بمکر و فریب مجھ سے کہا کہ طلسم کشا کو قتل نہ کرو مین خداوندون کے پاس اسے روانہ
کیے دیتا ہون چونکہ وہ بصورت لقمان ثانی بنکر یہان آیا مین اسکے فریب مین آگیا طلسم کشا کو اسکے
حوالے کر دیا سوائے اسکے اور بھی اس عیار نے بہت سی مکر کی باتین کی ہین وہ سب باتین اسوقت
کیا کہون اب تو جا مین عیار مذکور کو بزور سحر ہلاک کرونگا گل اندام جادو تو زمین مین سما کر چلی گئی
صندلان شاہ نے ایک ترنج لیکر اسپر سحر دم کرکے عمرو ثانی کے تخت پر مارا اس کا ترنج
مارنا تھا کہ جملہ ساحرون نے برابر نارنج و ترنج اور گولے وغیرہ سحر کرکے خواجہ عمرو ثانی پر مارے
ہر چند ہزارہا ساحرون نے سحر کیا لیکن کسی ساحر کا سحر کارگر نہوا جو ترنج یا گلدستہ
سحر یا گولہ فولادی یا کارد سحر یا ماش یارائی یا ہار قلفل عمرو ثانی پر سحر کرکے مارے وہ سب
قریب تخت عمرو ثانی کے جاکر گر پڑے ملکہ آتش افروز جادو اور صندلان شاہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر نہایت حیران ہوے کہ آج کیا سبب ہے جو ہمارے سحر مین اثر نہین ہے عمرو
ثانی پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہے شاید سحر پڑھنے مین ہمسے کچھ غلطی ہوئی ہے کہ جسکی وجہ
سے سحر نے تاثیر حریف پر نہ کی اب اچھی طرح سے سحر صحیح پڑھکر اسباب سحر پر دم کرین گے اور
عمرو ثانی پر لگائین گے یہ خیال کرکے پھر ایک ساحر نامی و نامور نے سحر پڑھکر اسباب سحر پہ
دم کرکے کسی نے گولہ مارا کسی نے گلدستہ مارا کسی نے نارنج کسی نے ترنج لگایا لیکن عمرو
ثانی کو کسی کے سحر سے کچھ ضرر نہوا وہ بصورت لقمان ثانی اسی طرح تخت پر بیٹھا رہا
اور ہنسا کیا صندلان شاہ سحر کرتے کرتے حیران ہو گیا ملکہ آتش افروز بھی بہت سے
گلدستے اپنی انگشت کے خون سے تر کرکے سحر دم کرکے لگا چکی اور ساحران نامی وغیرہ نامی بھی
سیکڑون بلکہ ہزارون سحر کر چکے اور سامری و جمشید کو پکار چکے لیکن کوئی سحر کسی کا عمرو
ثانی پر کارگر نہوا آخر کار سب ساحر سحر کرکے تھک گئے مگر عمرو ثانی بدستور اسی طور سے
اپنے تخت پر بیٹھا رہا اور یہ کہا کیا کہ اے صندلان شاہ دیکھون تم اور تمھاری نانی ملکہ
آتش افروز اور یہ ہزارہا ساحر کب تک مجھپر سحر کرتے ہین اور سحر کرنے سے کیا نفع پاتے
ہین مین اسی واسطے بیٹھا ہوا ہون کہ تم سب کو عاجز کرلون تو خود تمپر کوئی سحر کرون صندلان شاہ
اس جنگ مین تقریر عمرو ثانی کی سنکے اور نہایت غضبناک ہوکے پھر خود بھی سحر کرتا
تھا اور سب ساحرون سے سحر کرنے کی تاکید کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ
صندلان شاہ اور ملکہ آتش افروز اور ہزارہا ساحرون نے پہر بھر تک پے در پے اسقدر اشیاے
سحر عجائب مانند نارنج و ترنج اور گولون اور گلدستون وغیرہ کے عیاران مذکور پر لگائین

کہ گرد تخت عمرو ثانی ڈھیر گولون اور نارنج و ترنج وغیرہ کے اونچے اونچے ڈھیر ہو گئے تھے
اور سب ساحر اس طرح اسباب سحر سحر کرکے عیاران مندرجہ بالا پر مارتے تھے دیکھنے
والون کو ثابت ہوتا تھا کہ گویا مینھ برس رہا ہے جب ہزارہا ساحرون کے سحر سے اور خود
صندلان شاہ کے سحر ہاے سخت سے عمرو ثانی کو کچھ ضرر نہ پہونچا تو عاجز و مجبور ہو کر صندلان
شاہ نے جملہ ساحرون کو حکم دیا کہ اب تم لوگ سحر نہ کرو ترسول اور پنسول لے کر ایکبارگی
حملہ کرکے عمرو ثانی اور اُس کے ہمراہی عیارون کو گرفتار کر لو یہ حکم شاہ مذکور کا تمام ساحران
نابکار سننے پاے کے حسب الحکم حملہ آور ہوے اُسوقت عمرو ثانی نے دیوون سے کہا ہمارا
تخت اب زمین سے اُٹھاؤ دیوون نے یہ حکم پاتے ہی تخت اُٹھایا ساحرون نے
چاہا کہ اندر منڈھی کے جاکر پانچون عیاران مذکور کو پکڑ لین جو ساحر منڈھی کے سایہ مین
آیا اول تو سحر بھول گیا دوسرے اُلٹا ہو کے منڈھی مین لٹک گیا ساحران نابکار یہ
حال دیکھکر گھبرائے دل مین کہنے لگے یہ منڈھی کس قیامت کی ہے کہ جو ساحر اندر منڈھی کے
جاتا ہے وہ منڈھی مین اُلٹا ہو کے لٹک جاتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی ساحر زبردست ہے
اور یہ منڈھی بھی اسکی ایک اسکا سحر سخت ہے جب ہی تو ساحرون کا یہ حال ہوا ہے یہ باتین اپنے دلمین کرکے
ساحران نابکار حملہ کرنے سے کچھ رُکے صندلان شاہ نے اور ملکہ آتش افروز نے ان
سب ساحرون سے کہا تم کیسے جوانمرد ہو کہ پانچ آدمیون کو باوجود ہزارون ساحر ہو کے
گرفتار نہین کر سکتے ہو جاے شرم و حیا ہے کہ خوف سے حملہ نہین کرتے ہو کھڑے ہوے ہو
یہ گفتگو اُنکی سُنکے پھر جملہ ساحرون نے ایکبارگی حملہ کیا جب ہزارہا ساحران نابکار زمین سے
بلند ہو کے گرد تخت کے آ گئے دیوون نے اُنمین سے کچھ ساحرون کو پکڑ پکڑ کر کھانا شروع کیا
جب اسطور سے ساحران نابکار ہلاک ہونے لگے اُنکے مرنے سے تاریکی پیدا ہونے لگی پھر اُنکے
سحر کے اُنکے نام سے آواز اسطرح دینے لگے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے مارا اور ہلاک
کیا ہمکو نام ہمارا خونخوار جادو و شمشیر باز جادو و گلنار جادو و عقاب جادو تھا صندلان شاہ
اُنکے مرنے سے متحیر ہو گے ملکہ آتش افروز جادو اپنی نانی سے کہنے لگا آپ سنتی ہین کہ ساحرون کے
مرنیکی آوازین چلی آتی ہین نہین معلوم اُنکو کسنے مارا ہے عمرو ثانی اور اُسکے ہمراہی عیار منڈھی مین بیٹھے
ہوے ہین دست و پا بھی نہین ہلاتے ہین اُسنے کہا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی کے ساتھ
بھی سیاہ ہے وہ مردم سیاہ ایسے ہین کہ ہمین نظر نہین آتے ہین عجب نہین کہ دیو ہون یا جن ہون بھلا
دیو اور جنون سے تیری فوج کے ساحر کیا لڑینگے اور تو کیا لڑیگا اور مین کیا لڑونگی کیونکہ
جب وہ دکھائی ہی نہین دیتے ہین تو کوئی اُنپر کیا سحر کرے کیا غضب ہے کہ وہ تو سب کو
دیکھتے ہین اور جس ساحر یا غیر ساحر کو چاہتے ہین ہلاک کرتے ہین اور ہم مین سے
کوئی شخص اُنہین دیکھ ہی نہین سکتا ہے بس میرے نزدیک تو یہ لڑائی اچھی نہین ہے اور
مجھے تردد یہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی دیو یا جن سب مجھے آکر کھالے تو غضب ہو جائے بس
ایسی لڑائی سے درگذر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب خواجہ عمرو ثانی کو نہ روکنا

چاہیے کیونکہ اُسکے ہمراہ ضرور ہی فوج دیوؤن کی ہو وہ کسی کو دکھائی نہین دیتی ہو اسی فوج کے بھروسے پر
عمرو ثانی ڈرتا نہین ہو ہزارہا ساحرون مین گھر جانے سے پریشان خاطر نہین ہوتا ہو اگر اسکے ہمراہ محض سپاہ مذکور نہوتی
تو اتنگ یہان سے بھاگ جاتا سوا اسکے نہین معلوم کیا سبب ہو کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہین کرتا ہو خصوص تیرا سحر اور میرا
سحر تو وہ سحر ہو کہ اگر بجائے عمرو ثانی افراسیاب یا ملکہ آفات چہاردست وغیرہ ساحران نامی ہوتے تو وہ
بھی مبتلائے سحر ہو جاتے مگر حیرت ہو کہ تیرا سحر اور مجھ ایسی ساحرہ کا سحر اسپر کچھ بھی اثر نہین کرتا ہو بہتر یہی ہو کہ اسے یہان
سے چلا جانے دے یہ ایک بلائے بد ہو نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو یہ تیرا لشکر ساحران اور تو اور مین اسکی
سپاہ کے ہاتھ سے جانبر ہون یا نہون صندلان شاہ نے موافق کہنے اپنی نانی کے اپنے لشکر کے ساحرون
سے بہ آواز بلند کہا ای ساحران سیاہ بدولت اب عمرو ثانی کے گرد سے ہٹ جاؤ ہرگز قریب اسکے نجاؤ
حسب الحکم جملہ ساحر ہٹ گئے عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے پکار کر کہا او نابکار آخر عاجز ہوکے جنگ سے
باز آیا مجھکو نہ روک سکا تھوڑی دیر بھی لڑ نہ سکا خیر اگر تو نہین لڑتا ہو اور جنگ سے عاجز آیا ہو تو اب مین
جاتا ہون یہ کہکے کہا ہمارا تخت اُس طرف لے چلو دیو اُسی طرف تخت لے چلے ملکہ آتش افروز تو عمرو ثانی کے کہین چلے
جانے سے خوش ہوکے صندلان شاہ سے کہنے لگی کہ او چھوکرے اب یہان سے اپنی دار العمارۃ کی طرف جا
طلسم کشا کے قتل نہونے کا اور ساحرون کے ہلاک ہونے کا کچھ رنج نکر اگر عمرو ثانی طلسم کشا کو لیگیا ہو تو کیا اندیشہ
ہو لوح طلسمی تو پاس تیرے ہو بغیر لوح کے طلسم کشا کیا کر سکتا ہو لوح طلسمی کو اب ایسی جگہ رکھنا کہ طلسم کشا کو نملے
سوا اسکے اب جو کوئی کام کرنا سمجھ کر کرنا مجھسے ہر کام مین مشورہ کر لینا صندلان شاہ نے کہا جو کچھ آپنے کہا ہے
ایسا ہی کرونگا لیکن مجھے بہت رنج و افسوس ہو کہ عمرو ثانی طلسم کشا کو اور ساحران نامی کو زنبیل مین ڈالکر لیگیا
بہت ساحرون کو اُسکی فوج نے ہلاک کیا مجھسے کچھ نہوسکا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا شکر کر کہ اسی واقعہ
پر یہ بلائے بد اکتفا کرکے چلی گئی تیری جان بچی لوح طلسمی تیرے پاس رہی مجھکو تیری جان جانے کا اندیشہ تھا
تجھپر چند ساعتین سخت تھین خیر جو ہونا تھا وہ ہوا بقول شخصے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت تو زندہ
رہا مجھکو اسکی خوشی ہوئی تو بھی خوش ہو مطلق رنج نکر یہ کہکے وہ اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی صندلان
شاہ جملہ ساحرون کو ہمراہ لیکر اپنی دار العمارۃ کی جانب روانہ ہوا لیکن عمرو ثانی نے جنگاہ سے خوش و خورم روانہ
ہوکر ایک صحرائے سبزہ زار مسمی صحرائے سرور افزا مین پہونچکر دیوون سے کہا تخت اس صحرا مین اُتارو اُنھون نے
تخت کو بلندی سے اُتار کے زمین صحرائے سبزہ زار پر رکھ دیا عمرو ثانی نے دیوون سے کہا ہم تمکو ایک کاغذ
لکھے دیتے ہین تم یہان سے جاکے ملکہ قرلیشہ ثانی کو دیدینا یہ کہکے زنبیل سے قلم و کاغذ و دوات نکال کے بعد
لکھنے القاب ملکہ قرلیشہ ثانی کے یہ عبارت تحریر کی کہ مین آپسے رخصت ہوکے جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا تھا حسب اتفاق دیو راہ بھول گئے اور تخت اُٹھائے ہوئے جانب شہر صندل چلے آئے تھے ہنوز دیو
تخت لیے جاتے تھے کہ مین نے دور سے ایک صحرا مین ہزارہا ساحرون کی جمعیت دیکھی اور زیر تیغ شاہزادہ
رستم ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت افسوس کرکے لقمان ثانی کی صورت بنکے مجمع ساحران مذکور مین جاکے ایسی
عیاری کی کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُن ساحرون سے لے لیا اور کئی سو ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا پھر لڑائی
مین بہت سے ساحر ہلاک ہوئے آخر کار ساحر لڑنے سے عاجز ہوئے مجھے جانیکا راستہ دیا مین نے صحرائے
سرور افزا مین آکے دیوون کو یہ پرچہ قرطاس دیکر رخصت کیا اب کچھ ان دیوون کو بجرم راہ بھول جانے کے

سزا اندیجیے گا کیونکہ کچھ اُنکی خطا نہین ہے منظور خدا یہی تھا کہ دیو راہ بھول کر مجھے ایسی جگہ لیجائین جہان شاہزادہ
رستم ثانی زیر تیغ بیٹھا ہوا اور مین اُسے دیکھکر عیاری کر کے اُسکی جان اُسکے دشمنون سے بچاؤن یہ عبارت
رقم کر کے تسلیم بعد خاتمہ عبارت لکھ کر اپنا نام بھی درج کر کے قرطاس کو ملفوف کر کے سرنامہ تحریر کر کے اُسپر مہر
اپنی کر کے دیوون کے حوالہ کیا وہ پرچہ قرطاس مذکور لیکر جانب کوہ قاف روانہ ہوے بعد جانے دیوون
کے عمرو ثانی نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا اے دا داجان شاہزادہ رستم ثانی کو مجھے دیدیجیے کہ اب اُنکا نکالنا
زنبیل سے مجھے منظور ہے ناظرین دفتر تو بخوبی آگاہ ہین کہ دادا پوتے کے کہنے پر عمل کیا کرتے ہین فی الفور
شاہزادہ رستم ثانی کو دادانے پوتے کے سامنے کیا عمرو ثانی نے شاہزادۂ موصوف کو زنبیل سے نکالکر
بیہوشی دفع کر کے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ مین وہی لقمان ثانی ہون ایکمرتبہ تمنے مجھکو روبرو
صندلان شاہ مجمع ساحران مین دیکھا تھا اب مین تمکو سمجھاتا ہون کہ طلسم کشائی سے باز آؤ اپنے لشکر مین چلے جاؤ
میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاؤ گے مین تمکو بحکم صندلان شاہ سزاے سخت دونگا شاہزادہ نے جواب دیا ا ے
لقمان ثانی تم کیا بیہودہ باتین کرتے ہو حکیم ہو کر واہیات باتین کرتے ہو تمکو تو ایسی باتین کرنا مناسب نہین
مین نے اس وقت غصہ کو ضبط کیا تمہارا پاس ولحاظ کیا اگر ایسی باتین مجھسے اور کوئی کرتا تو اسی وقت اسکو
ہلاک کرتا تم مجھسے کہتے ہو کہ لشکر اسلام مین جاؤ طلسم کشائی سے باز آؤ ورنہ پچھتاؤ گے سزا پاؤ گے
بھلا اب مین بغیر فتح کیے ہوے اور توڑے ہوے طلسم کے کیا جاتا بھی ہون ہرگز ہرگز لشکر اسلام مین
ابھی نجاؤنگا ڈر تم مجھکو کیا سزا دوگے تم مین ذرا بھی قوت نہین ہے بوجہ کبیر سنی کے قریب المرگ ہو اگر اہستہ
سے تمہاری کلائی پکڑ لون تو ابھی روح تمہارے تن سے نکل جائے کچھ تمہاری حکمت نہ کام آئے
حکیم صاحب مذکور نے بظاہر برہم ہو کے کہا اے رستم ثانی کیا مجال تمہاری کہ تم مجھکو ہاتھ لگا سکو کلائی میری
مروڑ سکو کہ مین ضعیف ہون مگر مجھسے قوت مین سوا ہون مین حکیم حاذق ہون ادویہ کے استعمال سے مجھ مین وہ قوت
ہے کہ تم مین بھی نہوگی تم اپنے زور بازو پر بھروسا نہ کرو تمہاری قوت میری طاقت کے آگے کچھ بھی نہین ہے اگر مین
چاہون تو ابھی اسی جگہ تمکو گرادون تم مجھسے کلام بغصہ کرتے ہو عجز وانکسار نہین کرتے ہو یا زر کثیر دیکر جان
اپنی نہین بچاتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمہین کچھ سزا ندون اور چھوڑ دون یا تو مانند خادمون اور غلامون کے
دست بستہ مجھسے کہو کہ حکیم صاحب مجھے چھوڑ دیجیے سزا ندیجیے یا زر کثیر ابھی دو یا رقعہ لکھ دو ہسمضمون کہ بعد
طلسم توڑنے کے چوتھائی مال و اسباب طلسم کا مین تمکو دونگا اور کچھ دینے مین عذر و حیلہ نکرونگا تو مین تمہین چھوڑ دون
صندلان شاہ سے بھی نڈرون خلاف اُسکے حکم کے عمل کرون رستم ثانی نے برہم ہو کے جواب دیا کہ اگر مین
تم سے کم قوت ہوتا تو تمہارے خوف سے تمسے عجز کرتا یا زر کثیر دینے کا اقرار کرتا مین عنایت خداے تو تنین
رفنک رستم پیلتن و اسفندیار ہون کیون ڈرون اور تمہارے کہنے پر عمل کرون ہان تم عجز و انکسار سے
نقد اگر طلب کرو تو البتہ کچھ مال و اسباب طلسم سے تمہین بھی دینے کا وعدہ کرون حکیم صاحب نے بظاہر برہم ہو کے
کہا خاموش مجھسے اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ ابھی اپنی حکمت سے وہ تدبیر کرونگا کہ تم جان بر نہوگے جب
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی نقلی کی یہ تقریر سنی اسقدر غصہ آیا کہ ضبط نہو سکا فوراً ہاتھ بڑھا کر
لقمان ثانی کی کلائی پکڑ کر چاہا تھا کہ دبا کر کے توڑ ڈالون ناگاہ حکیم صاحب مذکور نے گھبرا کر کہا ذرا ٹھہرو اور پیچانکر
ہاتھ توڑنے کا ارادہ کرو مین عمرو ثانی ہون لقمان ثانی کی صورت بنکر عیاری کر کے صندلان شاہ کو فریب

دے کے ساحرون سے کچھ خوف نکرکے اپنی جان کا خیال نکرکے تمھین قتل ہونے سے بچا کے یہان لایا ہون
عوض اس نیکی و احسان کے تم میرا ہاتھ توڑے ڈالتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سُن کے جلد ہاتھ
چھوڑ کے بعد تسلیم کرنے کے یون عذر نا واقفیت کا کیا کہ آپ نے بہت مجھ احسان کیا مجھے قتل ہونے سے بچایا مین نے
مطلق آپ کو نہین پہچانا تھا معاف فرمائیگا عمرو ثانی نے بصورت اصلی ہوکر کہا تمھارے رہا کرنے مین میرا
زر کثیر صرف ہوا ہی سوائے صرف زر کثیر کے مہاجنون کے کئی صندوقچے جواہر کے کہ میرے پاس امانت تھے
ساحرون کے ہجوم کرنے سے جنگ مین حالت اضطراب مین کہین گر گئے اب جو وہ مجھسے طلب کرینگے
تو اُنھین کیا دونگا تم جانتے ہو کہ مرد محتاج ہون ایک کوڑی بھی پاس نہین رکھتا ہون تمنے فقط اتنا کہدیا کہ
آپنے احسان کیا اس سے کیا ہوتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے مسکرا کر کہا مین آپ کی باتون سے خوب آگاہ
ہون خیر مطلب آپکا مین سمجھ گیا انشاء اللہ تعالے بعد توڑنے طلسم کے مال و اسباب طلسم سے کچھ آپ کی
بھی خدمت مین حاضر کرونگا عمرو ثانی نے کہا تعداد قیمت مال و اسباب معین کرکے ایک رقعہ لکھ دو کہ وقت پر
کام آئے شاہزادے نے ہنسکر رقعہ حسب دلخواہ عمرو ثانی لکھ دیا خواجہ رقعہ لیکر خوش ہوے شاہزادہ نے
پوچھا آپ کا اس طرف تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو ثانی نے کہا یہ قصہ طول و طویل ہی مفصل تو کیا کہون لیکن مختصر
کہتا ہون کہ مین ہمراہ رکاب حمزہ ثانی کوہ تنفق صحراے مثلث سے جانب کوہ بیضا مع تمامی لشکر اسلام
کے گیا تھا وہان ضحاک ریش دراز نائب خداوند تمثال آئینہ رو نے میلہ کیا تھا سلاطین کفار اور مردمان
بیدین اُس میلہ مین آئے تھے جب امیر ثانی تعاقب مین لاجورد شاہ صلصال کے میلہ مین پہونچے
ضحاک ریش دراز مذکور کو خبر ہوئی اُسنے چاہا کہ ہم لوگون کے حال سے اپنے خداوند کو آگاہ کرے چنانچہ اس نے
ایسا ہی کیا وہان سے خداوند نے کئی نقابدار روانہ کیے اور کہلا بھیجا کہ انکو ہمنے روانہ کیا ہی یہ کچھ ہماری قدرت کا
مسلمانون کو تماشا دکھائینگے اہل اسلام سے کہو کہ شریک میلہ مین ہوکے تماشا ہماری قدرت کا دیکھکر ہمین سجدہ کرین
قائل ہماری خداوندی کے ہون غرض میلہ ہوا اور عجائب غرائب سحر سے بھی انھون نے دکھائے میرے اعتقاد مین فرق آنے لگا امیر بھی
حیران ہوے لیکن قائل اُس نابکار خداوند کی خداوندی کے نہوے بلکہ سخت کلمات نسبت تمثال آئینہ رو کے
کہے ضحاک کو غصہ آیا چارون عیار کہ فن عیاری سے اچھی طرح واقف نہین مین عیاری کرنے گئے تھے ضحاک نے
قید کیا اور ایسا کچھ انکو اُسنے سمجھایا اور ایسا کچھ انھون نے دیکھا کہ انکے بھی اعتقاد مین مبتلاے سحر ہوکر فرق آگیا مین نے بعد
انکے جاکر عیاری کی میرا بھی مانند انکے حال ہوا پھر ضحاک مذکور نے اسم اعظم امیر کا بند کرکے اُنکو بھی قید کیا
لشکر اسلام کو بھی حصار سحر مین کر لیا بعد مجھکو اور امیر ثانی کو تخت پر ڈالکر خود تخت پر بیٹھکر تمثال آئینہ رو
کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا یا اور کہین ہمین لے جانیکا واسطے قتل کرنے یا قید کرنے کے عزم
کیا تھا کہ بقدرت پروردگار اُسی وقت گذر اُس طرف سے ملکہ قریشیہ ثانی کا ہوا اُسنے دو چار دیو دن
کو حکم دیا کہ اس ساحر نابکار کو پکڑ کر چیر پھاڑ کر کھا لو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے پاس لے آؤ
دیوؤن نے ایسا ہی کیا اور بعد مرنے ضحاک کے سُنا ہی کہ لشکر اسلام پر سے سحر اُتر گیا تھا اور وہ حصار سحر بھی
دفع ہوگیا تھا ان عیارون پر سے اور مجھ پر سے اور امیر ثانی پر سے بھی سحر اُسکا دفع ہوگیا تھا اسم اعظم امیر کا
رہا ہوگیا تھا لیکن مین اور یہ چارون عیار بد اعتقاد و دیوانے تھے اپنے ہوش و حواس مین نہ تھے ملکہ
قریشیہ ثانی بعد ہلاک ہونے ضحاک ریش دراز کے امیر ثانی کو اور مجھے پرستان مین لے گئی تھین امیر

ثانی کو تو چند روز پرستان مین رکھکر اپنے لشکر مین اسی مقام پر میلے کے کوہ قاف اور پرستان کی چلی آئی یقین لیکن مین
بوجہ دیوانہ ہونیکے پرستان مین نہین رہا تھا قرلیشیہ ثانی نے مجھے لشکر اسلام مین جاتے نہ دیا تھا جب وحشت و دیوانگی
و بداعتقادی میری آب و ہوا اور سیر پرستان سے دفع نہوئی مجبور ہوکر وہ از راہ عنایت و مہربانی مجکو ایک درویش مسمی
فغفور بوریہ نشین کے پاس لیگئین یقین انکی دعا اور پانی پڑھے ہوئے سے مجھکو صحت تمام ہوئی وہ بداعتقادی بھی
جاتی رہی مین صحیح ہوکر اور راہ راست پر آکے ان عیارون کو بذریعہ دیو دنج پرستان مین بلا کر انکے واسطے بھی ملکہ قرلیشیہ ثانی
سے کہا وہ پھر اسی درویش کے پاس لیگئین اسنے انپر بھی دعائین پڑھکر دم کین اور پانی پر کچھ اسماے الٰہی پڑھ کر دم کرکے انکے
پینے کو دیا اس پانی کے پینے سے اور برکت دعاے درویش مذکور سے انکو بھی صحت ہوئی بعد انکی صحت کے مین انکو ہمراہ لیکر
ملکہ قرلیشیہ ثانی سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا بقدرت خدا دیو راستہ بھول کر مجھے اس طرف
لے آئے جہان تم زیر تیغ بیٹھے تھے مین نے تمکو پہچان کے صندلان شاہ کی بزم مین جاکے باتین مکر و
فریب کی کرکے تمکو اس سے نکلے داخل زنبیل کر لیا تھا اور ساڑھے چار سو ساحران نامی کو بھی مین نے
بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہے میرا ارادہ تھا کہ لوح طلسمی لیکر صندلان شاہ کو بھی داخل زنبیل کرون
ناگاہ اسکی نانی ملکہ آفتش افروز بذریعہ اوراق جمشیدی میرے حال عیاری سے آگاہ ہوکے وہان آئی اسنے
صندلان شاہ کو لوح نہ دینے دی اور کہا یہ لقمان ثانی نہین ہے بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی کا ہے اس سے
آگاہ ہوکر اپنی فوج کے ساحرون سے کہا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو سحر مین مبتلا کرکے گرفتار کرلو ہزار ہا
ساحرون نے بمجرد اسکے حکم کے مجھپر سحر کیے صندلان شاہ اور اسکی نانی نے بھی بہت سے متواتر سحر
کیے مین اسی منڈھی کے سایہ مین بیٹھا رہا کسی سحر نے مجھپر اثر نکیا پھر حکم صندلان شاہ سے ساحرون
نے چاہا کہ سحر کرنے سے باز رہکر ہجوم کرکے مجھے پکڑلین اس تدبیر مین بھی وہ کامیاب نہوے جو
ساحر اس منڈھی کے سایہ مین آیا وہ الٹا ٹنگ گیا دیکھو یہ وہی ساحر ہین جو اتبک تمھارے سامنے
اس منڈھی مین ٹنگے ہوے ہین جب ہجوم کرنے سے بھی ساحران نابکار مجھے گرفتار نکرسکے اور دیوون سے
مین نے کہا کہ ان ساحرون کو ہٹا دو اور کھالو انھون نے انکو اٹھا اٹھاکے کھانا شروع کیا صندلان شاہ
ساحرون کے غائب ہونے سے اور انکے مرنے سے اور مارنیوالا انکا دکھائی نہ دینے سے نہایت
حیران ہوا اس وقت اسکی نانی نے کہا اب عمرو ثانی کو نہ روکو اسکو یہان سے چلا بھی جانے دو
ورنہ تمام ساحر غائب ہوجائینگے کیونکہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ فوج دیوون اور جنون کی ہے وہ ساحرون
کو کھالیتی ہے یا قتل کرتی ہے ہمین دیو جن نظر نہین آتے ہین صندلان شاہ نے اپنی نانی کے کہنے سے ساحرون
سے کہا ہٹ جاؤ عمرو ثانی کو نہ روکو جانے دو حسب الحکم سب ساحر ہٹ گئے تھے مین وہان سے یہان آیا
دیوون کو رخصت کرکے تمھین زنبیل سے نکالا جو کچھ حال میرے یہانتک آنے کا تھا وہ مین نے بیان
کردیا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی عمرو ثانی کی گفتگو سن کے کہہ رہا تھا کہ آپنے کیا اچھی عیاری کی کہ مجھے رہا
کیا کیا تعریف آپ کی کیجاے زبان آپ کی تعریف کرنے مین قاصر ہے ناگاہ سامنے سے خورشید روشن دل
مع اپنے فرزند وارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر کے بجدم و حشم پیدا ہوا عمرو ثانی خورشید
روشن دل کو ہمراہ سپاہ کثیر آتے دیکھکر خائف ہوکر کہنے لگا نہین معلوم یہ کون ادھر آتا ہے ہمارے
دوستون مین سے ہے یا دشمنون مین سے ہے شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھکر کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے

یہ ایک بادشاہ ہی نام اسکا خورشید روشن دل ہی ہمارا دوست ہی شاید ہماری ملاقات کے واسطے آتا ہی ابھی
شاہزادہ یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل آپہونچا شاہزادہ کو دیکھکر خوش ہوا مزاج پوچھا شاہزادہ نے تمام
حال اپنا جو گذرا تھا بیان کرکے عمرو ثانی کی طرف اشارہ کرکے کہا انھون نے مجھکو دشمنون کے ہاتھ سے
رہا کیا اگر یہ وہان آکے عیاری نکرتے تو کیا عجب کہ مین جانبر نہوتا خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو
حکم خیام و بارگاہ استادہ کرنے کا دیکر شاہزادہ سے کہا مین آپ کے حال پر ملال سے آگاہ تھا لیکن مجھکو میرے
علم سے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ مدد شاہزادہ ذیجاہ کی کوئی انکا دوست ضرور آکے کرے گا یا تنگ کہ قتل
ہونے سے بچائیگا اسی وجہ سے نہ تو مین نے اپنے کسی ملازم ساحر کو برائے مدد روانہ کیا نہ مین خود آیا الحمد اللہ
کہ جو مجھکو میرے علم سے ثابت ہوا تھا وہی ہوا اس وقت مین نے پھر اپنے علم سے جو دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی نے آپ کو زنبیل سے نکالا باہم باتین ہو رہی ہین جب یہ
بذریعہ اپنے علم کے معلوم ہوا واسطے تہنیت رہائی وجان بری وملاقات کے مین یہان آیا ہون خورشید روشن
دل شاہزادہ رستم ثانی سے باتین کر رہا تھا کہ ملازمان مذکور نے بتعجیل تمام بارگاہ وخیام استادہ وبرپا کین
فراشون نے بعجلت تمام فرش کردیا اکثر ملازمون نے تخت وکرسیان اور دنگل بارگاہ مین بچھا دیئے
پھر روبرو خورشید روشن دل کے آکے دست بستہ عرض کیا حضور بارگاہ وخیام استادہ ہوچکے فرش بھی
کردیا گیا تخت وکرسیان اور دنگل ساتھ قرینے کے بچھا دیئے گئے اب اگر مناسب ومنظور طبع والا ہو تو
بارگاہ مین تشریف رکھیے خورشید روشن دل اپنے ملازمونکی گفتگو سن کے شاہزادہ رستم ثانی اور عمرو
ثانی وچالاک ثانی وبرق ثانی وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اب بارگاہ مین چلکے بیٹھیے وہان بااطمینان
تمام باتین کرینگے عمرو ثانی نے ان ساحرون کو جو منڈھی مین لٹکے ہوئے تھے ہدایت دین اسلام کی انھون نے
کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ ہمکو رہا کردین ہم بالفعل مطیع اسلام ہوتے ہین کیونکہ ابھی ہمکو ہمراہ شاہزادہ
کے اعدائے شاہزادہ ذیجاہ سے لڑنا ہی عمرو ثانی نے انکی پیشانیان دیکھکر انکو رہا کیا وہ سب رہا ہوکے
قدم شاہزادہ اور عمرو ثانی پر گرے شاہزادہ اور عمرو ثانی نے انکے سرون کو اپنے اپنے قدمون سے اٹھایا
اور بہت عنایت ومہربانی کی بعد اسکے عمرو ثانی نے منڈھی کو مع تختہ نذر زنبیل کیا پھر چالاک وبرق
وسیارہ وقران سے کہا تم کبتک اس صورت سے بیٹھے رہوگے شکلین اپنی تبدیل کرو صورت اصلی اپنی
دکھاؤ انھون نے اپنی شکلین اصلی سبکو دکھائین شاہزادہ چارون عیارون کا سلام لیکر انھین دیکھکر
خوش ہوا بعد اسکے عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو ہمراہ لیکر خورشید روشن دل کے ساتھ بارگاہ
مین گیا خورشید روشن دل تو تخت جواہر نگار پر بیٹھا شاہزادہ دنگل پر قریب تخت کے بیٹھا ارکان
سلطنت واعیان مملکت ودیگر ساحران نامی خورشید روشن دل کے علی قدر مراتب کرسیون پر
بیٹھے فرزند خورشید روشن دل کا اپنے پدر کے پہلو مین ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھا عمرو ثانی اور چالاک
وبرق وغیرہ بھی موافق اپنی اپنی لیاقت کے بارگاہ مین بیٹھے اس وقت خورشید روشن دل نے ساقیون
کو طلب کیا اور حکم کیا کہ بعد آنے ساقیون کے اور شراب پلانے کے نازنینان خوبرو مع اپنے سازندون
کے ہمارے روبرو حاضر ہوکے رقص ونغمہ کرین کیونکہ اس وقت ہمارا دل خوش ہے یہ شاہزادہ
ذیجاہ دشمنون کے ہاتھ سے بعنایت الٰہی وبعیاری عمرو ثانی رہا وجانبر ہوا ہی ملازم کار زندہ ہوئے

پہلے ساقیان خوبرو کشتیان بادہ گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر بارگاہ مین آئے اور شیشہ ہائے مے سے جام وساغر بلورین مین شراب ناب اُنڈیل کر جام بھر بھر کر خورشید روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعمر وشامی و جملہ اشخاص حاضرین بارگاہ کو دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے اور گزک کباب وغیرہ سے بھی لطف اُٹھا چکے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی اور دیگر ملازم قابین اور تشتریان گزک کی اُٹھا کر لے گئے بعد اسکے حکم سے خورشید روشن دل کے ایک رقاصہ نہایت حسین وخوش گلو لباس رنگین اور پیشواز زرین پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین بناز وانداز حاضر ہوئی پہلے اُس نے بادشاہ خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو بنازو ادا اسلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو انھون نے حسب دلخواہ ہر ایک ساز درست کیا اور بجایا رقاصہ کھڑی ہوئی روبرو شاہزادہ خورشید روشن دل کے رقص کرنے لگی جملہ صغار وکبار ناچ اُسکا دیکھنے لگے جو نوجوان وکمسن بارگاہ مین بیٹھے تھے وہ اُس رقاصہ کی صورت زیبا اور رقص اُسکا دیکھکر تعریف بجاے خود زیادہ کرتے تھے اور اُسکے حسن پر مائل تھے وہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ دیکھنے والون کے دل ٹھوکرون سے اپنی پامال کرتی تھی جب وہ رقاصہ رقص کرچکی ٹھہر کے اُس نے یہ غزل شروع کی

غزل

کیا عاشقی کے فن مین مجھے بھی غرور تھا
خجلت سے بدر چھپتا تھا بدلی مین رات کو
تقدیر اب جو ملگئی سمجھے قصور تھا
گستاخ خود کیا ہی تو پھر اسکا کیا گلا
دل مین خیال جام شراب طہور تھا
دربان کبھی نہ اے محبت کو ردکتے

کھانے مین کچھ مزا نہ سگ یار کو ملا
شاید بھالے ہاتھ مین جام بلور تھا
زینت مرے مزار کی ہوجاتی بعد مرگ
بوسہ جو لے لیا تو مرا کیا قصور تھا
آیا تھا عشق خانہ دل مین جو میہمان
کوئی تو رات کو ترے گھر مین ضرور تھا

جوبن پہ ناز آپ کو جب ای حضور تھا
ایسا ہر استخوان مرا چور چور تھا
گرجانتے برا تو نکرتے سوال وصل
دو پھول تمکو آکے چڑھانا ضرور تھا
ظاہر مین مر تو حضرت زاہد نے پی مگر
اے درد پاس تیرا ابھی ہونا ضرور تھا

کو اہل بارگاہ سننے لگے اشعار غزل اور اُسکی خوش گلوئی ومعلومات علم موسیقی کی اپنے دلون مین ثنا کرنے لگے رقاصہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر جب غزل تمام کی خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اپنے ایک ملازم سے باشارہ کہا اس رقاصہ کو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کرو اس نے حکم کی تعمیل کی بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون سے کہا اگر اور کوئی رقاصہ ہو تو اُس سے کہو کہ ہمارے روبرو حاضر ہوکے رقص ونغمہ کرے ملازم نے عرض کیا نازنینان خوبرو خوش گلو چیدہ چیدہ حاضر ہین اُن مین سے ایک رقاصہ ابھی حاضر ہوگی یہ کہکے بڑے طلب رقاصہ بیرون بارگاہ گئے اُسی وقت محروق جادو کہ ذکر اسکا قبل ہوچکا ہی تخت سحر پر سوار ہوکے صحراے سرورافزا مین آیا پھر تخت سحر اپنا زمین پر لاکر اندرون بارگاہ تخت سے اُتر کر گیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ موصوف نے اُسے دیکھکر خوش ہوکے سلام لیکر پوچھا اسوقت یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا اُسنے عرض کیا مین نے سُنا کہ آپ صحراے سرورافزا مین تشریف فرما ہین شاہزادہ کی رہائی کی خوشی مین بزم عشرت آراستہ ہی بے اختیار دل مین آیا کہ قدمبوسی حاصل کیا چاہیے بس بشوق تمام اس وقت حاضر ہوا ہون شاہزادہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے ایک کُرسی پر بیٹھ گیا ابھی محروق جادو بیٹھا ہی تھا کہ ایک رقاصہ بہت خوبرو دوکمسن تیرہ چودہ برس کی عمر زیور ولباس نفیس سے مزین مع اپنے سازندون کے اس نازو ادا سے بارگاہ مین روبرو شاہزادہ

رستم ثانی کے حاضر ہوئی کہ دیکھنے والون نے خیال کیا کہ شاید یہ پری ہی یا حور ہے کہ اسنے اپنی رفتار ہی سے
دلون کو بیچین کردیا ہی ہنوز سب اہل بارگاہ اُس رقاصہ کے حسن و جمال کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے
خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو باقاعدہ سلام کیا بعدہ سازندون سے مڑکر کہا ساز درست
کرو اُنھون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کیا وہ رقاصہ آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے
رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے لگی اہل بارگاہ اسکے رقص کو دیکھکر بہت خوش ہوے جب وہ رقص
کرچکی اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہی لکھتے لکھتے حال فرقت ایک پشتارہ
ٹلے یارب کہین اب جلد یہ کالی بلا سے
مکان یار کی جانب چلے تھے ہم کہ موت آئی
یہان بھی ضعف ایسا اٹھ نہین سکتا ہین سے
علی مین ہی رضا ساقی تو خوف تشنگی کیا ہی

ترے موے مژہ حق مین ہے مین ٹھہ کر نشتر
مے نامہ کا لیجا نا نہین ممکن کبوتر سے
ہلاک اسنے کیا دکھلاکے اپنی ابرو دم شرگان
نہین انسان کا کچھ زور چلتا ہے مقدر سے
دل صد چاک کی شانہ صفت شاہد ہین کھاتا ہو
کرینگے حشر مین سیراب مجھکو آب کوثر سے

تری ابرو نہین کم ای ستمگر مجھکو خنجر سے
نظر آئی شب تاریک فرقت کی سحر ہمکو
کیا زخمی مجھے ناوک سے مژگان نے اور خنجر سے
وہان بھی نازکی ایسی کہ جنبش ہی محال اُسکو
پریشانی مری کچھ کم نہین گیسوے دلبر سے

جملہ اہل بزم عشرت گانا اُسکا سننے
لگے وہ نازنین ایسی خوش آواز تھی کہ وقت گانے کے صداے خوش اُسکی سننے والون کے دلون کو کھینچتی تھی اور
اپنی طرف متوجہ کرتی تھی کہ وہ محو ہو جاتا تھا اُس وقت
یہ حال تھا کہ ہر اک عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا بنظر شوق رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہا تھا اور برغبت
تمام گانا اُسکا سن رہا تھا ہر تان اور ہر اونچ پر اسکے ہر ایک کا دل خوش ہو جاتا تھا خورشید روشن دل
اور شاہزادہ رستم ثانی بھی بگوش دل ہر شعر غزل مذکور کا سُن رہے تھے سب اپنے دل مین تو تعریف
اُسکی کررہے تھے جب اُس نے غزل مندرجہ گاکر تمام کی چاہا کہ انعام لیکر رخصت ہون مگر اصرار سے اہل
بزم کے اُسنے دو تین غزلین اور گائین بعد ازان انعام کثیر لیکر بارگاہ سے باہر گئی بعد جانے اس رقاصہ
کے خورشید روشن دل نے اور ایک رقاصہ کو طلب کیا جب اُسکے آنے مین دیر ہوئی خورشید روشن دل
عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای خواجہ ہمنے بذریعہ اخبار تمھارے اوصاف و کمال سُنے تھے کبھی
تمھین نہ دیکھا تھا آج دیکھا جیسا عیاری مین کامل و اکمل سُنا تھا ویسا ہی پایا کیا خوب تمنے عیاری کرکے
شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کیا ہی اور کس مکر و فریب کی باتین کرکے ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا ہی تعریف
تمھاری ہو نہین سکتی عمرو ثانی نے کہا آپ ایسے کلمات میری نسبت نفرمایئے میری عزت و آبرو بڑھاتے
ہین یہ عیاری کیا مین نے کی ہی جسکی آپ اسقدر تعریف کرتے ہین مینے ایسی ایسی عیاریان کی ہین کہ اگر آپ
اُن عیاریون کو دیکھتے اور ذکر تفصیل اُنکا سنتے تو حیرت بہت ہوتی اس عیاری کے کرنے مین مرا صرف
کثیر ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی کو عیاری کرکے لے آیا خورشید روشن دل نے کہا مین نے
سنا ہی کہ تم جناب حمزہ ثانی کے برادر مشہور ہو عمرو ثانی نے کہا اسمین کیا شک ہی جو لوگ مجھے جانتے ہین
وہ میرے رتبہ و مرتبہ سے آگاہ مین اور جو نہین جانتے ہین وہ چار روپیہ کا ایک پیادہ مجھے جانتے ہین
بوجہ محتاج ہونے کے ناواقف میری عزت و حرمت نہین کرتے ہین سواے عیاری کے مجھے علم موسیقی
مین بھی کمال حاصل ہی ساقی گری سے بھی خوب ماہر ہون خورشید روشن دل نے مشتاق ہو کے کہا
اسوقت دل چاہتا ہی کہ نے بجاؤ کچھ گاؤ عمرو ثانی نے جوابدیا پریشان حالی مین کیا نے بجاؤن شاہزادہ

رستم ثانی نے باشارہ خورشید روشن دل سے کہا یہ جناب طماع ہین لالچ انکو زرکثیر کا اگر دیا جاے یا سامنے انکے زروجواہر رکھ دیا جاے تو ابھی نے بجاتے ہین خورشید روشن دل نے تقریر شاہزادہ کی جو باشارہ شاہزادہ نے کی تھی سمجھ کر اپنے ملازمون کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا ایک کشتی مین خلعت و زروجواہر رکھکر ساتھ طریقے کے جلد لا و ملازم فی الفور لیکر حاضر ہوے خورشید روشن دل نے کہا ای خواجہ مرتبہ زیادہ تمھارا ہی گو برادر حمزہ ثانی ہو لیکن اس نذر کو کہ لائق تمھاری شان کے نہین ہی قبول کرو خواجہ خلعت و زروجواہر لیکر خوش ہوے اور کہنے لگے مین بھی جیسا آپ کو صاحب ہمت و قدردان اہل کمال سنتا تھا ویسا ہی پایا بادشاہون مین آپ بھی نامور بادشاہ ہین اس وقت آپنے مجھسے نے بجانے کو کہا ہی خیر آپ کے ارشاد کے موافق نے بجاتا ہون یہ کہکر نے زنبیل سے نکالکر اُسے درست کرکے دہن سے ملاکے یہ غزل گانے لگے

غزل

جب مقام واہ میرے شعر کی ساری خدائی تھی
شعلہ ہمارے قلب کا شمع قبور تھا
کیونکر شعاع الفت حیدر کو دل نے
حضرت کا قبل حضرت آدمؑ سے نور تھا

نزدیک تھا قریب تھا نہ دور تھا
سرگرم التفات جو تلب حضور تھا
حیکر مین جام می تھا اگر حسن یار سے
مقبول بارگاہ خداوند نور تھا

طالب تمھارے دید کا حاضر ضرور تھا
مرنے کے بعد مرے ہوے ہمسے مستفیض
شیشہ بھی عشق ساقی مہوش مین چور تھا
سبقت نبی پاک کو تھی سبسے پیشتر

خورشید روشن دل وغیرہ خواجہ کی صدائے نے بگوش دل سن کے اور اشعار غزل جو بلحن داؤدی گا رہے تھے اُنکے حالت وجد مین تھے ایک سما بندھا تھا جب خواجہ غزل بند رحم گا کر تمام کر چکے سبنے خواجہ کی تعریف کی خصوص خورشید روشن دل نے عمرو ثانی کے کمال کی از حد تعریف کی خواجہ نے نے کو زنبیل مین رکھا اور کہا اس وقت آپ کے کہنے سے مین نے نے کو بجایا ورنہ مین کبھی نہ بجاتا خورشید روشن دل نے کہا خواجہ اُن ساحرون کو زنبیل سے نکالو جنکو تمنے بارگاہ صندلان شاہ مین داخل زنبیل کیا تھا شاید وہ تمھاری اور شاہزادہ رستم ثانی کی ہدایت سے مطیع ہون اور فرمانبرداری اس شاہزادے کی اختیار کرین سواے ساحران مذکور کے ابلیس خودپسند کو بھی نکالو عمرو ثانی نے کہا اُنکے نکالنے مین ایک عذر ہی وہ یہ ہی کہ جبتک کارگذاران زنبیل کو نذر اُنکے موافق لیاقت و شان کی نہین دیجاتی ہی اُس وقت تک وہ کوئی کام نہین کرتے ہین اور صورت اُنکے نذر دینے کی یہ ہی کہ زروجواہر موافق اُنکی قدر و منزلت کے یہ کہکے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی کہ ای کارکنان زنبیل یہ واسطے تمھاری نذر کے زروجواہر بیش قیمت حاضر ہی اسے قبول کرو اور فلان شخص کو زنبیل سے ہمین دیدو وہ نذر قبول کرکے فی الفور کام کر دیتے ہین خورشید روشن دل یہ سُن کے مسکرایا اور کہا اچھا زروجواہر برائے نذر کارکنان زنبیل ابھی داخل زنبیل کیجیے اور اُن سب ساحرون کو مع ابلیس خودپسند کے نکالیے یہ کہکے ایک کشتی مین زروجواہر طلب کرکے خواجہ کے حوالہ کیا خواجہ نے اُس کشتی کو مع کشتی پوش کے قریب زنبیل کے لیجا کر کہا ای کارکنان زنبیل اس کشتی مین زروجواہر واسطے تمھاری نذر کے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی اسکو قبول کرکے اُن ساحرون کو جنھین ہمنے آج ہی داخل زنبیل کیا ہی اُنھین زنبیل سے نکالکر ہمین دو یہ کہکر کشتی زنبیل مین ڈالدی بعدہ زنبیل پہ ہاتھ رکھ کر کچھ آہستہ کہکر ایک ایک ساحر کی گردن پکڑ کے زنبیل سے باہر نکال کے زبان مین سوزن دیکے ستون بارگاہ سے باندھنا شروع کیا جب ساڑھے چار سو ساحرون کو بطریق مندرجہ نکالکر ستون بارگاہ سے خواجہ باندھ چکے اُس وقت بہ آواز بلند اُن ساحرون سے کہا اے

ساحران نامی آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو ثانی ہے میں برادر اور عیار حمزہ ثانی کا ہوں لقمان ثانی کی صورت بنکے تمہارے
بادشاہ صندلان شاہ کی بارگاہ میں گیا تھا وہان باتین بکرد فریب کی کرکے شاہزادہ رستم ثانی کو صندلان شاہ
کی اجازت سے داخل زنبیل کیا تھا اور تمکو خداوندون کی بزم کا اشتیاق دلاکے بخوشی تم سب کے تئین
داخل زنبیل کیا تھا دیکھو شاہزادہ کو تو ہمنے زنبیل سے نکالا ہے اب یہ شاہزادہ لوح طلسمی کی فکر کریگا اور
بعد حاصل ہونے لوح طلسمی کے طلسم کو توڑے گا جو اسکا مطیع ہو کر شریک اسکا ہوگا اسکو میں رہا کر دونگا
اور جو تم میں سے اسکی اطاعت و شرکت سے انکار کریگا اسکو ابھی قتل کر ڈالونگا پس تمکو کیا منظور ہے آیا اس
شاہزادہ ذیجاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کروگے اور دین اسلام تم سب قبول کروگے یا نہین اگر
فرمانبرداری اس شاہزادے کی بدل قبول کروگے تو یاد رکھو کہ تمہارے حق مین بہتر ہوگا اور بہت بہبود ہوگا
اُن ساحرون نے اشارہ سے کہا ہمسے بوجہ سوزن کے زبان سے کلام ہو نہین سکتا ہے اگر دوات و قلم و کاغذ عنایت
کیجیے تو جو ہمین منظور ہے وہ لکھ دین خواجہ نے اُنکے اشارہ کی تفہیم پر سُن کے ہر ایک کو کاغذ و قلم
و دوات دیکر کہا لکھو تمہین کیا منظور ہے اُس وقت ہر ایک ساحر نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شرکت طلسم کشا
کی یقینی ہمارے حق مین بہتر ہوگی اور سرکشی اُسکی اطاعت سے باعث ضرر جان ہوگی اس حال
مین یہ طلسم ضرور ٹوٹ جائیگا اور یہی شاہزادہ فتاح طلسم ہے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا مناسب ہے
یہ خیال کر کے ہر ایک ساحر نے یہی لکھا کہ اے خواجہ ہمنے تمہارے دین کو اچھا پایا کوئی دین تمہارے
دین سے بہتر نہین ہے اس وجہ سے ہم مطیع تمہارے دین کے ہو کر بصدق دل شاہزادہ رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرتے ہین رہا کر دیجیے اور کچھ ہمسے اندیشہ کیجیے جو ہمنے لکھا ہے ایسا ہی کرینگے جبتک زندہ ہین شاہزادہ
کی اطاعت سے باہر نہونگے اور یہ بھی واضح ہو کہ ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوجاتے
لیکن اس وجہ سے ابھی ہم کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرینگے کہ سحر بھول جائینگے شاہزادہ کی طرف
سے دشمنان شہزادہ سے سحر مین مقابلہ و مجادلہ نکرسکینگے ہان بعد فتح طلسم ضروری کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوجائینگے ایسی ہی ہر عبارت اور اسی قسم کی تحریر ہر ایک ساحر نے خواجہ کو دکھائی خواجہ نے اُنکی پیشانیون
کو روشن پاکے خیال کیا ان ساحرون نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایسا ہی کرینگے حال انکے دلون کا انکی پیشانیون سے
صاف آشکار ہو گیا ہے کہ روشن ہین اگر یہ جھوٹ کہتے تو پیشانیان انکی سیاہ رہتین مطلق روشن نہوتین
یہ خیال کر کے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی سے کہا یہ سب ساحر اس مضمون کی عبارت
لکھتے ہین صداقت انکی تحریر کی انکی پیشانیون سے ظاہر ہے آپ دونون صاحب اس باب مین کیا
کہتے ہین میرے نزدیک تو انکار کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ انہون نے جو لکھا ہے وہی کرینگے خورشید
روشن دل اور رستم ثانی نے جواب دیا اس باب مین تمہین اختیار ہے اگر انکا رہا کر دینا مناسب ہے تو رہا
کر دیجیے خواجہ نے اُسی وقت ہر ایک ساحر کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور ستون سے کھول دیا
اُس وقت وہ تمام ساحر قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک کے سر کو اپنے قدم سے اُٹھا کر
اپنے سینہ سے لگایا اور موافق اُنکی لیاقت کے اُنھین بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ سب شاہزادہ کو اور
خورشید روشن دل کو سلام کر کے بیٹھے بعد اسکے خواجہ نے ابلیس خود پسند کو اُسی طور سے
نکالکر بخیال ساحر ہونے کے اُسکی زبان مین بھی سوزن دیکر ستون بارگاہ سے اُسے باندھ کر کوڑا

ہاتھ مین لیکر اس سے کہا کہ ای ابلیس خودپسند آگاہ ہو کہ مین عمر ثانی عیار حمزہ ثانی کا ہون لقمان ثانی بنکر
مین نے عیاری کی تھی علاوہ اورون کے تجھ کو داخل زنبیل کیا تھا اس وقت تجھکو اس غرض سے زنبیل
سے نکالا ہے کہ تجھکو ہدایت کرین اور راہ راست پر لائین پس بگوش ہوش سن کہ لائق سجدہ وہ معبود ہے جسنے
اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہے سوا اُسکے اور کوئی لائق پرستش کے نہین ہے
پس تجھکو لازم ہے کہ تمثال آئینہ رو اپنے خداوند پر لعنت کر کہ وہ ایک ساحر معلوم ہوتا ہے اپنے سحر سے عجائب
و غرائب دکھا کر بندگان خدا کو بہکاتا ہے اپنی پرستش کے واسطے تاکید کرتا ہے تو اُسے اب سجدہ نکر کہ وہ
ایک بندہ گنہگار خدا ہے خاصیت عزازیل کی رکھتا ہے لوگون کو بہکاتا ہے ایسے گمراہ کو سجدہ کرنا اچھا نہین ہے
اسمین خرابی آخرت کی ہے اور دنیا مین بھی خرابی ہے اور یہ دنیا چندروزہ ہے اور ہر انسان بھی دنیا مین چند روز کا
مہمان ہے کسی کو خدا کے سوا بقا نہین ہے ایک دن سب کو مرنا ہے دنیا سے سوے عدم جانا ہے پس حیات چند
روزہ عبادت و اطاعت الٰہی مین بسر کرنا چاہیے کہ بعد مرنے کے رستگار رہو اور دنیا مین بھی نزدیک
دینداروں کے محترم ہو لہذا مکرر تجھسے کہا جاتا ہے کہ تو اب لاہ راست پر آ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کے شاہزادہ
رستم ثانی کی رفاقت اختیار کر اُس نے اشارہ سے کہا ای خواجہ کیا بکتے ہو خاموش رہو مجھے ہدایت نکرو مین
تمھارے بہکانے سے ہرگز نہ بہکونگا اور سوا خداوند تمثال آئینہ رو کے کسی خداوند کو سجدہ نکرونگا
تم مجھے بیکار ہدایت کرتے ہو مین کبھی تمھارے کہنے پر عمل نکرونگا خداوند آئینہ رو کو مین اپنا خداوند جانتا
ہون سوا اُسکے مین تمھارے خدا کو کبھی سجدہ نکرونگا اگرچہ کوئی مجھے قتل بھی کرڈالے اور ای خواجہ تم مجھے کیا
ہدایت کرتے ہو مین خود تمکو ہدایت کرتا ہون کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو سوائے اسکے اور کسی کی پرستش
نکرو گمراہ ہو لاہ پر آو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو ذرا عقل و فہم سے دریافت کرو کہ سوا ہمارے
خداوند کے اور کون خداوند ہے خواجہ عمرو ثانی نے اُسکے اشارون کی تقریر کو خوب سمجھکر نہایت غضبناک ہو کے
چاہا تھا کہ اسپر کوڑے مار کر نیچے یا خنجر سے ہلاک کر ڈالیے ہنوز دو چار کوڑے اُسپر لگائے تھے اور وہ نابکار
کوڑون کی اذیت سے تاب ضبط نہ لا کر بیچینی اپنی ظاہر کرنے لگا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم
ثانی اور جملہ ساحران نامی و نامور بیٹھے ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ عنقریب ابلیس خودپسند کے زمین شق
ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ آتش افروز ثانی صندلان شاہ کی ظاہر ہوئی اور کہا او عمرو
ثانی کیا کرتا ہے میری زندگی مین ابلیس خودپسند کو کوڑے مارتا ہے مجھے کیا غافل جانتا ہے مین صندلان
شاہ کی طرح غافل نہین ہون جب تو ادھر آیا تھا مین بھی اپنے مکان مین گئی تھی وہان جا کر مجھے تیرا خیال
آیا تھا فوراً تیرے حالات دریافت کرنے کو مین نے اوراق جمشیدی دیکھے تھے اُنمین صاف لکھا پایا کہ اس
وقت عمرو ثانی ابلیس خودپسند کو کوڑے مار رہا ہے مین مانند برق کے تڑپ کر اپنے گھر سے چلی اور راہ
زمین سے بعجلت یہان آئی اب ابلیس خودپسند کو لیے جاتی ہون اگر تو عیار کامل ہے تو کوئی ایسی
عیاری کر کہ مین ابلیس خودپسند کو نہ لے جا سکون یا ان ساحرون مین سے جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھے روکے
اپنا حوصلہ و ارمان دل نکال لے دیکھون تو وہ کیونکر مجھے روکتا ہے مین بھی تو ذرا روکنے والے کی شکل دیکھون ابلیس
خودپسند کو یہان سے لیے جاتی ہون یہ کہکے فی الفور سحر پڑھ کر جانب ستون بارگاہ پھونکا
جس رسن مین ابلیس بندھا ہوا تھا وہ رسن فی الفور ابلیس مذکور سے جدا ہو گئی ساحرہ مذکورہ

ابلیس کو لیکر زمین پر دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوکر کسی طرف چلی گئی بعد اُسکے جانے کے خورشید
روشن دل نے تخت سے اُٹھکر چاہا تھا کہ خود بھی غرق زمین ہوکے راہ مین ملکہ شعلہ افروز سے لڑ بھڑ کر
اُسے قتل کرکے ابلیس خود پسند کو لے آئین لیکن شاہزادہ رستم ثانی اور محروق جادو وغیرہ ساحران
نامی نے جانے ندیا اور کہا آپ کا جانا ہم پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اول تو آپ بادشاہ ہین دوسرے مرد ہین
ایک بڑھیا عورت سے آپ کا لڑنا خلاف آپکی شان کے ہی ہان اسوقت اگر صندلان شاہ ابلیس خودپسند
کو یہان آکے لیجاتا اور آپ اس طرح ارادہ جانے کا کرتے تو ہم نہ روکتے بلکہ تنہا آپ کو نجانے دیتے
خود بھی بشرط امکان آپ کے ساتھ چلتے اگر اس وقت آتش افروز یہان آکے ابلیس خودپسند کو
لیگئی ہی تو کیا مضایقہ ہی کبھی اُس سے ہم سمجھ لینگے اس وقت تو اُس نے ہمین غافل پاکر اپنا کام کیا
یعنی ابلیس خودپسند کو لے گئی ہم لوگ بیٹھے دیکھا کیے بظاہر ای بادشاہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اُس نے
ہم سب پر ایسا سحر کیا کہ ہم لوگ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکے اور اُس سے ارادہ لڑنے کا بھی نکر سکے جبھی تو
وہ اتنی دیر تک خواجہ سے تقریر کیا کی اور کسی سے اُسنے خوف واندلیشہ نکیا جب وہ ابلیس خودپسند کو
لیکر چلی گئی ہی اُس وقت ہم سب کو ہوش آیا اور دل مین خیال کیا کہ یہ کیا ہوا ہم بیٹھے رہے اور وہ
ابلیس خودپسند کو ہمارے سامنے سے لیگئی خواجہ نے کہا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میرا یہی طریقہ ہی کہ جیسے ساحر
دشمن کو دیکھتا ہون تو فی الفور زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لیتا ہون ساحر کی نظر سے غایب ہو جاتا
ہون اُس وقت مین نے اُسے اتنی دیر تک دیکھا اور گلیم نکالکر نہ اوڑھی اور گلیم کو اوڑھتا کیونکر میرے
دست وپا یقینی بوجہ سحر ملکہ آتش افروز کے قابو مین نہ تھے خورشید روشن دل سب کی گفتگو سنکے
پھر تخت پر بیٹھ گیا اور کہا اس وقت تو مین نے تم سبھون کے کہنے سے آتش افروز کو جانے دیا اُسکا
تعاقب نکیا لیکن آیندہ دیکھا جائیگا ساحرون نے عرض کیا ہماری زندگی مین آپ اُس سے نہ لڑیگا
پہلے ہمین اُس سے لڑنے دیجے گا جب ہم لوگ زندہ نہون اُس وقت آپ کو اختیار ہی خورشید روشن دل
تخت پر بیٹھا ہوا ساحرون کی گفتگو سُن رہا تھا غصہ مین بھرا ہوا تھا کسی رقاصہ کے رقص کے دیکھنے کا بھی
ارادہ نہ تھا اور نہ کسی کو جواب دیتا تھا اُس وقت عجب طرح کا بارگاہ مین رنج تھا سب خاموش
بیٹھے ہوے سرون کو جھکائے تھے بادۂ بزم عشرت کہ ہر ایک نے مئے ناب پی تھی اور عالم نشہ مین رقص و
نغمہ رقاصان خوبرو کا دیکھکر اور حسن کے خوش وخرم تھا یا تھوڑی ہی دیر مین وہ نشۂ شراب بوجہ رنج
اُتر گیا اور سب وہ خوشی مبدل بہ صدمہ ہوئی محض اس خیال سے کہ ہم بیٹھے رہے اور ملکہ آتش افروز
یہان آئی اور ابلیس خودپسند کو لیگئی ہمسے کچھ نہوسکا اُس وقت عمرو ثانی نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا
اب مین لشکر اسلام کی طرف جاتا ہون کیونکہ میرا جانا لشکر مین ضرور ہی اول تو امیر ثانی کو میرے اور ان
چارون عیارون کے خیال مین تردد ہوگا دوسرے تمثال آئینہ رو نابکار اُنکا عدو ہی نہین معلوم وہ تمھون اُنسے
کس طرح پیش آیا ہوگا کیونکہ اُنھون نے برخلاف اُسکے عمل کیا تھا شاہزادہ نے کہا آپکا جانا تا بفعل ہمارے
حق مین اچھا نہین ہی آپ سے مجھکو بڑی قوت ہی جب طلسم کو مین فتح کرلونگا اُس وقت میرے ہمراہ لشکر
اسلام مین چلیے گا خواجہ نے کہا مین تمھارے کہنے سے بجا تا مگر مجبوری سے جاتا ہون کیونکہ لشکر
اسلام مین مانند میرے اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی اور قران ثانی کے کوئی عیار نہ

نہین ہے سامنا دشمنون کا ہے ایسی صورت مین مین یہان رہ نہین سکتا ہان اپنے عوض ان چار دن کو کہ یہ
بھی فن عیاری مین ہوشیار ہین چھوڑ جاؤنگا شاہزادہ نے کہا آپ تنہا پیادہ پا بیابان سے وہان تک کیونکر
جائیگا دیوون کو بھی آپ رخصت کر چکے ہین خواجہ نے جانب محروق جادو دیکھکر پوچھا کیون اے محروق
جادو مجھکو میرے لشکر مین پہونچا دوگے اُس نے عرض کیا مین تو آپکا ایک فرمانبردار ہون ضرور پہونچا دونگا
شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگوے محروق جادو سُن کے خواجہ سے کہا اچھا آپ تشریف لے جائین
میری جانب سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور میری حالت سے انہین
آگاہ کر دیجیے گا اور یہ کہیے گا کہ اُس نے عرض کیا ہے مین بعد توڑنے طلسم کے انشاء اللہ جلد حاضر خدمت
ہو کے شرف قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل حاضر ہو نہین سکتا میرے حق مین یہ دعا کیجیے گا کہ پروردگار عالم
مجھکو صندلان پر فتحیاب کرے لوح طلسمی دستیاب ہو جائے طلسم کو توڑون ساحرون کو مسلمان کرون سوا انکے
جملہ صاحبان بزرگ و خورد و مساوی درجہ کو بھی میری طرف سے آداب و دعا و سلام کہدیجیے گا اور میرے احوال سے
اُنہین بھی مطلع کیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ خاموش ہوا خواجہ خورشید روشن دل سے بھی رخصت ہو کے
محروق جادو سے مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ اب دیر نہ کرو جلد اُٹھ کر یہان سے سوے لشکر اسلام چلو وہ
فی الفور کرسی سے اُٹھا شاہزادہ رستم ثانی اور خورشید روشن دل وغیرہ سے رخصت ہو کے ہمراہ خواجہ کے
بیرون بارگاہ آیا تخت سحر تیار کیا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی اور جملہ ساحران نامی بھی مع خورشید
روشن دل بیرون بارگاہ آئے خواجہ کو اپنے سامنے تخت سحر محروق جادو پر ساتھ محروق جادو
کے بٹھایا پھر اکثر لوگ مفارقت خواجہ مین آبدیدہ ہوے خواجہ نے اُن سبکو صدمہ و رنج کرنے سے
منع کیا پھر محروق جادو سے کہا تخت سحر زمین سے بلند کر یہ سب صاحب خاص میرے واسطے یہان کھڑے
ہین اُسنے تخت کو بلند کیا سب دیکھتے ہی رہے خواجہ وہان سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوے
ادھر تو خواجہ روانہ ہوے کہ انکا حال بمقام مناسب لکھا جائے گا اُدھر خورشید روشن دل بھی شاہزادہ
سے رخصت ہو کے جسطرح بجدم و حشم صحراے سرود افزا مین آیا تھا اُسی طرح مع اپنے فرزند اور ارکان
سلطنت و اعیان مملکت اور تمامی سپاہ کے اپنے دار العمارۃ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ اُس صحرا
مین ہمراہ ساحران نامی کے اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کے قیام پذیر ہوا چنانچہ خورشید روشن دل بعد
قطع راہ اپنی دار العمارہ مین پہونچا اُدھر ملکہ آتش افروز جادو ابلیس خود پسند کو لیے ہوے بعد قطع راہ
اُس وقت قریب دربار صندلان شاہ کے پہونچی کہ وہ تخت پر سر دربار بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار
تھے صندلان شاہ اپنی سپاہ کے ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ آج ہماری نانی صاحبہ نے ہماری جان بچا دی
اور لوح طلسمی بھی عمرو ثانی کو نہ دینے دی عین وقت پر وہ آئین اُنکو مجھسے از حد محبت ہے ہر وقت وہ میرا
خیال رکھتی ہین جیسی اُنکو مجھسے الفت ہے ویسی کسی کو بھی نہین ہے اُنہین مجھسے کسی بات کا انکار بھی نہین ہے
محبت ہو تو ایسی ہو اگر وہ میری خبر نہ لیتین تو عمرو ثانی مجھسے لوح طلسمی لیکر مجھے بھی داخل زنبیل کر لیتا اور پھر مجھکو
زنبیل سے نکالکر مار ڈالتا شاہزادہ رستم ثانی طلسم کو توڑتا بڑی بڑی خرابیان ہوتین بڑی خیر ہوئی کہ میری
جان بچی لوح بھی میرے قبضہ مین رہی ہان طلسم کشا البتہ رہا ہو گیا اگر وہ رہا ہو گیا ہے تو بغیر لوح طلسمی کے
کیا کر سکتا ہے اب مین لوح طلسمی کو ایسی جگہ رکھونگا کہ رستم ثانی کو کسی طرح دستیاب نہو اگر ہزار برس بھی

جستجو لوح کی کریگا تو بھی نپائے گا پھر کیونکر طلسم کو توڑے گا شریک اُسکا خورشید روشن دل ہی مگر وہ بھی بیر
کچھ بنا نہین سکتا ہی جب مین چاہونگا طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرنے کا حکم دونگا ابکی مرتبہ انتظام خوب
کرونگا نانی صاحبہ کو بھی ہنگام قتل رستم ثانی بلا لونگا تاکہ عمرو ثانی نہ آنے پائے اور اگر کسی طور سے
آئے تو رستم ثانی کو رہا کرکے نہ لے جانے پائے بلکہ وہ بھی گرفتار ہوجائے اور اگر خورشید روشن دل
برائے رہائی فتاح طلسم آئے وہ بھی قتل ہوجائے ساحران نامی اُسکے جواب مین دست بستہ عرض کر رہے
تھے واقعی ملکہ آتش افروز کو حضور سے بدرجہ کمال الفت ہی گو وہ آپکی نانی ہین مگر مانند زوجہ کے اُنکو ایسی
محبت ہی آپ کی جدائی ایک لحہ بھی اُنھین شاق و دشوار ہی آپ بجا فرماتے ہین کہ اگر نانی صاحبہ آپکی اسوقت
نہ آتین اور حال عمرو ثانی سے آپ کو آگاہ نکرتین تو بڑا غضب ہوتا کیونکہ عمرو ثانی یون لقمان ثانی کی
صورت بنکے آیا تھا کہ ہم مین سے کسی نے اُسے نہ پہچانا تھا بلکہ حضور نے بھی نہ پہچانا تھا نہین معلوم عمرو ثانی
کیونکر اپنی صورت کو تبدیل کر لیتا ہی کمال کرتا ہی بیخوف و اندیشہ حضور کے سامنے چلا آیا حیرت ہے کہ
اُس نے وہ باتین مکر و فریب کی کین کہ جنکو سُنکے ذرا بھی کسی طرح کا شک نہوا یہی یقین ہوا کہ جو کچھ یہ کہتا ہی
سچ کہتا ہی حقیقت مین یہ بلا کا عیار ہی کوئی عیاری و مکاری مین اُسکا ثانی دنیا مین نہوگا ہمین حیرت ہی کہ اُس نے
لقمان ثانی بنکے حضور ایسے عاقل و دانا بیمثل کو ایسا دھوکا دیا کہ آپنے طلسم کشا کو اُس کے حوالے کر دیا
اور لوح طلسمی منگوا کر اُسے دینے لگے بڑی خیر ہوئی کہ لوح طلسمی اُسکے ہاتھ نہین دینے پائے تھے کہ یکایک
ملکہ آتش افروز نے تشریف لاکر آپ کو اُسکے حال سے آگاہ کیا ورنہ آپ ضرور لوح طلسمی دیدیتے اور آپنے
لوح طلسمی کے دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا اُدھر اُس نے واسطے لینے صندوقچہ کے جسمین لوح تھی ہاتھ بڑھایا
تھا لوح طلسمی قبضے سے نکل جانے مین باقی ہی کیا رہا تھا خیر مقام شکر ہی کہ لوح طلسمی اُس کے ہاتھ تک
نہ پہونچی اور آپ زنبیل مین نگئے ورنہ موافق ارشاد حضور کے بڑا غضب ہوتا عمرو ثانی حضور کو داخل زنبیل
کرکے یا تو کبھی نہ نکالتا یا سامنے خورشید روشن دل کے اور شاہزادہ رستم ثانی کے زنبیل سے نکال کے
ہلاک کرتا ہم لوگ اگر اُس وقت وہان پہونچ جاتے تو حضور کے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے
ورنہ دست اعدا سے قتل ہوجاتے حق نمک حضور سے ادا ہوجاتے یا شومی تقدیر سے اس وقت ہم
وہان نہ پہونچ سکتے دشمن حضور کے قتل ہوجاتے ہم سب نگونسار تباہ و برباد ہوجاتے طلسم درہم و برہم ہوجاتا
یہ شہر اسلام آباد ہوجاتا عجب انقلاب ہوجاتا ہمتو آپ کی نانی صاحبہ کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے احسان
کرنے کے متشکر ہین اُنھون نے کیا کام کیا ہی کہ تا زندگی یاد رہیگا اگر طلسم کشا رہا ہوگیا ہی تو بقول حضور کے
کچھ ایسا اندیشہ نہین ہی حضور کا تو مرتبہ زیادہ تر ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم ہوگا تو وہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لائیگا
حضور بخوبی انتظام کرکے اُسے قتل کر دینگے یہ فساد اور جھگڑا اُسکے قتل ہوجانے سے جاتا رہیگا بشرطیکہ وہ
قتل ہوجائے کیونکہ بہت بڑا اُسکا مددگار خورشید روشن دل موجود ہی وہ ہنگام قتل رستم ثانی قیامت برپا
کریگا جانتک اُس سے ہوسکیگا قتل نہونے دیگا دلیرانہ لڑیگا حتی الامکان رستم ثانی کو قتل ہونے
سے بچا کر لیجائیگا اگر خوف ہی تو اُسی کا ہی سوا اُسکے کچھ اندیشہ عمرو ثانی کی طرف سے بھی ہی کہ وہ عیار
نہایت مکار و ہوشیار ہی لیکن کوئی حضور سے مقابلہ نکر سکے گا ہمکو یقین ہی کہ جب حضور بخوبی انتظام کرینگے
تو کسی مددگار رستم ثانی کی یہ مجال نہوگی کہ ہنگام قتل طلسم کشا آکے اُسے قتل سے بچاکے لے جائے؛

اور مقدمہ لوح طلسمی مین جو حضور نے ارشاد کیا ہی ہم سب نمکخوار ہین یہی چاہتے ہین کہ ایکی مرتبہ یا تو لوح
طلسمی آپ اپنے پاس رکھیے گا کہ آپسے کون آکے لیجا ئیگا یا اپنے ایسے معتبر معتمد کے پاس رکھیے گا کہ اس سے
کوئی لوح طلسمی پا نہ سکے اور اس تک طلسم کشا اور کوئی مددگار جا نہ سکے اور اگر کسی طرح کوئی ہزار کدو کوشش
اس تک پہونچ بھی جائے تو کامیاب نہو لوح طلسمی اُسے دستیاب نہو بلکہ قتل ہو جائے ایسی جسارت
کرنے کی سزا پائے صندلان شاہ ساحران نامی کی گفتگو سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا اُنکے جواب مین
ہنسکر کہتا تھا اب مین جو تدبیر کرونگا ساتھ عقل کے اور ہوشیاری کے کرونگا غفلت و کم توجہی نکرونگا ناگاہ
ملکہ آتش افروز جادو کو سب نے دیکھا کہ عین دربار مین زمین شق ہوئی اور وہ پیدا ہوئی باین شکل کہ تمام
چہرہ پر گرد و غبار غصہ سے آنکھین سُرخ رُخ پر آثار غیظ نمایان ہاتھ مین ابلیس خو دلپسند کو لیے ہوے ساحران
نامی اُسے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے صندلان شاہ بھی اُسے دیکھ کر گھبرا کے بے اختیار تخت سے
اُٹھا سب ساحرون نے اُسے سلام کیا صندلان شاہ نے بھی آکے پوچھا نانی صاحبہ خیر تو ہی اس وقت
آپکے اسطرح آنے سے تردد ہی جلد فرمایئے خیر تو ہی سبب تشریف لانے کا باین صورت کیا ہی قبل اس کے
تو آپ میرے پاس سے چلی گئی تھین اس وقت اس طرح کیون آپ آئی ہین باعث غصہ کا کیا ہی اور یہ کون
شخص آپ کے ہاتھ مین ہی کیا آپ عمرو ثانی کو پکڑ لائی ہین یا رستم ثانی کو گرفتار کر لائی ہین یا خورشید
روشن دل کو کہ وہ ایک مددگار قوی طلسم کشا کا ہی واسطے میرے خوشنودی کے آپ گرفتار سحر کرکے اُسے لے آئی
ہین ملکہ آتش افروز جادو نے کہا او چھوکرے تخت پر بیٹھ جا اسقدر گھبرا کیون گیا حواس تیرے منتشر کیون
ہوگئے بینائی کیون زائل ہوگئی مین اب تجھسے بیان کرتی ہون صندلان شاہ اُسکی یہ تقریر سُن کے تخت پر
بیٹھ گیا ملکہ آتش افروز نے بمقام مناسب بیٹھکر اہل دربار سے باشارہ کہا تم سب بھی بیٹھ جاؤ جملہ
ساحران نامی اسکے حکم سے بیٹھ گئے صندلان شاہ نے اُس وقت ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی مے مع جام و ساغر
بلورین لیکر دربار مین آئے اور بعد سلام کرنے کے عرض کرنے لگے ہم خادمون کو کیا حکم ہوتا ہی صندلان
شاہ نے برہم ہوکے کہا ای نالائقو مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا حکم ہی دیکھتے نہین ہو کہ ہماری نانی صاحب نہین
معلوم کتنی دور سے تشریف لائی ہین چہرہ گرد و غبار سے آلودہ ہی ہونٹ خشک ہین آنکھین سُرخ ہین
تھکی ماندی ہین انھین شراب پلاؤ تا کہ کسل راہ دفع ہو ساقیان مذکور صندلان شاہ کی قہر و غضب
کی تقریر سے بہت ڈر کر غور کرکے ملکہ آتش افروز کو جام شراب سے بھر بھر کر دینے لگے جب وہ کئی
جام متواتر لیکر شراب پی چکی اشارہ سے کہنے لگی بس اب شراب مین نہ پیونگی صندلان شاہ کو دو
ساقیون نے موافق حکم کے صندلان شاہ کے روبرو جام شراب سے مملو کرکے پیش کیا اُس نے جام
مے لیکر شراب پی جب یہ بھی کئی جام لیکر شراب پی چکا اشارہ سے کہا اب اہل دربار کو بھی شراب پلاؤ یہ بھی
بادہ کشی سے محروم نہ رہین اور اپنے دل مین یہ نہ کہین کہ صندلان شاہ نے خود شراب پی اور
اپنی نانی کو شراب پلوائی ہمین کو شراب نہ پلوائی ساقیون نے اشارہ صندلان شاہ سے جملہ اہل
دربار کو بھی شراب پلائی جب سب شراب پی چکے حکم صندلان شاہ سے کشتیان مے کی اُٹھاکر دربار
سے چلے گئے بعد اُنکے جانے کے جس وقت ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے
مخاطب ہوکے کہنے لگی او چھوکرے آگاہ ہو کہ مین تجھ سے رخصت ہوکے اپنے قصر مین گئی تھی وہان

جاکر مین نے واسطے دریافت حال عمرو ثانی کے اوراق جمشیدی دیکھے اوراق مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ
صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی موجود ہی خورشید روشن دل آیا ہی بارگاہ برپا ہی رستم ثانی اور خورشید
روشن دل اور بہت سے ساحران نامی اندر بارگاہ کے بیٹھے ہین عمرو ثانی نے ابلیس خود پسند
کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ مین باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی یہ حال اوراق جمشیدی سے معلوم کر کے
مجھے تاب ضبط باقی نرہی فی الفور اپنے قصر سے روانہ ہوئی پہلے مین نے بارگاہ خورشید روشن دل پر
آکے سحر کیا بعدہ راہ زمین سے بارگاہ مین جاکر ابلیس خود پسند کو لے آئی ہون صندلان شاہ نے
کہا آپنے بڑی جرات کی کہ بارگاہ خورشید روشن دل جہمین سیکڑون ساحران نامی بیٹھے ہونگے۔ بخوف
وخطر جاکے ابلیس خود پسند کو لے آئین اُسنے کہا او چھو کرے یہ تو کوئی بڑی بات نہ تھی ہان اگر کوئی
وقت آئیگا تو میرے سحرون کو اور ہمت کو دیکھنا صندلان شاہ نے پوچھا آپنے کون سحر کیا تھا
کہ سب بیٹھے رہے اور دیکھا کیے آپ سے برسر فساد نہوے اور آپ ابلیس کو لے آئین اُس نے
جواب دیا او نادان ہزارون لاکھون ایسے سحر مجھے یاد ہین کہ کسی کو معلوم نہونگے آگاہ ہو کہ مین نے
صرف اس قسم کا سحر کیا تھا کہ جتنک اہل بارگاہ مجھے دیکھا کرین اُس وقت تک کسی کو حوصلہ وجرات نہو
کہ وہ مجھسے برسر فساد ہو یہ سحر تجھے بھی معلوم نہین ہی صندلان شاہ نے اور جملہ ساحران حاضر دربار نے
اُسکی تعریف بہت کی اُس نے خوش ہوکے کہا مین نے جلدی مین ابلیس خود پسند کو بارگاہ سے لیا اگر عجلت
نہوتی تو خورشید روشن دل اور رستم ثانی وغیرہ کو بھی اسی طرح لے آتی یہ کہکے ابلیس کی زبان سے
سوزن کو دور کیا اُس نے ملکہ آتش افروز کی تعریف کر کے کہا آپنے مجھپر احسان کیا ہی عمرو ثانی کے
کوڑون سے بچایا ہی عین بارگاہ سے مجھے یہان لے آئین یہ کہکے وہ تمثال آئینہ رو کی طرف روانہ
ہوا ملکہ آتش افروز بھی اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی بیان کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب حال لشکر
اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر کو سا تو ان روز جشن کا تھا بزم عشرت آراستہ تھی جملہ سرداران موجود
دنگلون پر بیٹھے ہوے ایک رقاصہ کا رقص دیکھ رہے تھے امیر ثانی بھی اپنے دنگل پر بیٹھے تھے گو
رقاصہ رقص کر رہی تھی لیکن حمزہ ثانی اُسکی طرف متوجہ نہ تھے عمرو ثانی کے خیال مین بیٹھے تھے فکر یہ تھی
کہ نہین معلوم عمرو ثانی کیسا ہی ہرچند بادشاہ اسلام و دیگر سرداران لشکر سبب فکر پوچھتے تھے لیکن امیر
ثانی باعث فکر بیان نکرتے تھے اور کہتے تھے اسوقت یونہین طبیعت گھبراتی ہی ابھی امیر
ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ محروق جادو نے دربارگاہ پر پہونچکر تخت اُتار کر خواجہ سے کہا تخت سے
اُترییے اندر بارگاہ کے تشریف لیچلیے جبتک خواجہ تخت سے اُترین ہرکارون نے اندر بارگاہ کے
روبرو امیر ثانی کے جاکر بعد دعا وثنا کے عرض کیا حضور دربارگاہ پر اسوقت خواجہ عمرو ثانی ہمراہ محروق
جادو کے آئے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر یہ خبر سنکے خوش ہوے ناگاہ
عمرو ثانی اندر بارگاہ کے ہمراہ محروق جادو کے داخل ہوے دونون نے بادشاہ لشکر اسلام
وامیر ثانی کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا محروق اپنی
جگہ پر بیٹھا خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے اس وقت امیر ثانی نے پوچھا ای خواجہ اب مزاج تمھارا کیسا ہے
عمرو ثانی نے عرض کیا فضل خدا اور آپکی دعا واقبال سے مزاج میرا درست ہی امیر ثانی نے پوچھا

درستی مزاج کا کونسا علاج ہوا خواجہ نے تمام حال درویش فغفور بوریہ نشین کے پاس جانے کا اور قریشیہ ثانی کی کوشش کرنے کا بیان کر کے عرض کیا مین نے بعد اپنی صحت کے ملکہ قریشیہ ثانی سے کہا تھا کہ مین آپکی کوشش سے اور بدعاے درویش فغفور بوریہ نشین کے اچھا ہوگیا لیکن میری طرح چالاک ثانی اور برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی لشکر اہل اسلام مین دیوانہ وار ہو گئے ہین اگر وہ بھی کسی طرح یہان آجاتے تو انکو صحت ہوجاتی ملکہ قریشیہ ثانی نے اسی وقت چار دیوون کو بلا کے کہا جلد لشکر اہل اسلام مین جاکر چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی چارون عیارون کو لے آؤ دیو یہان سے انکو وہان لے گئے تھے اور اسی درویش کی دعا اور پانی پڑھے ہوے کے پینے سے انکو بھی صحت کلی حاصل ہوئی تھی بعد انکی صحت کے مین ملکہ قریشیہ ثانی سے رخصت ہو کے ہمراہ چالاک وغیرہ کو لیکر تخت پر بیٹھکر اس طرف روانہ ہوا اتفاقاً قضاے کار اتفاق روزگار سے دیو راستہ بھول کر مجھے جانب شہر صندل لے گئے وہان مین نے شاہزادہ رستم ثانی کو ہزارہا ساحرون کے مجمع مین زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھا فی الفور مین نے بصورت لقمان ثانی بنکے مجمع ساحران مین جاکے عیاری کر کے شاہزادہ کو رہا کیا اب وہ شاہزادہ صحراے سرور افزا مین فروکش ہے فکر اسکو لوح طلسمی کی ہے اُس نے بادشاہ لشکر اہل اسلام اور آپکو اور سب سرداران سپاہ کو درجہ بدرجہ آداب تسلیم و سلام عرض کیا ہے اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جلد تر حاضر خدمت ہونگا یہ تقریر خواجہ کی جملہ خرد و کلان سنکے خوش ہوے ہنوز خواجہ اپنی تقریر نہ تمام کر چکے تھے کہ ناگاہ دو ہرکارے جو پہلے خبر لاجورد شاہ و صلصال و غلغال روانہ ہوے تھے بعد دریافت خبر حاضر دربارگاہ ہو کے اندر بارگاہ کے جاکے بعد بجالانے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اہل اسلام و ثنا و دعاے امیر ثانی کے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ ہم حسب الحکم روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز و رہروی بسیار ایک روز یہ نمکخوار سرکار دولتمدار قریب ایک شہر کے کہ نام اُسکا شہر انا ملہ ہے اور حاکم اُس شہر کا عامل شاہ ہے پہونچے وہان کے مردمان سے جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ اور صلصال بن دال مع سپاہ بحال تباہ و پریشان شہر انا ملہ مین آئے تھے حاکم شہر مذکور سے طالب پناہ ہوے تھے اُس نے بعد دریافت حال تباہی و بربادی صاف صاف اُنسے کہدیا کہ ہر چند مین فرمانروا اس ملک کا ہون فوج رکھتا ہون سامان جنگ بھی فراہم ہے لیکن بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنے حارث بن سعد و امیر ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کر نہین سکتا کیونکہ اول تو امیر ثانی ایسے شجاع و بہادر ہین کہ فی زمانہ اُنکا مثل و نظیر میرے نزدیک دنیا مین کوئی نہین ہے دوسرے یہ کہ اُنکے لشکر کے سب سردار ایسے بہادر و تہور شعار ہین کہ میرے لشکر مین مانند اُنکے دو چار سردار بھی نہین ہین تیسرے یہ کہ اُنکے پاس اسقدر فوج کثیر ہے کہ میرے پاس اُسکی نصف بھی نہین ہے چوتھے یہ کہ اگر اُن سے مجھکو دوستی نہین ہے تو مجھسے اور اُنسے دشمنی بھی نہین ہے گو مذہب اُنکا اور ہے اور دین میرا اور ہے پس مین بایں وجوہ اُنسے مقابلہ کسی طرح کر نہین سکتا اور آپ صاحبون کو پناہ مین چھپا نہین سکتا اگر آپ اُنسے شکست کھا کر یہان آئے ہین تو چند روز یہان توقف فرمایئے جو کچھ نان و نمک حاضر ہے اُسے نوش کیجیے دعوت و ضیافت آپ صاحبون کی موافق آپکی شان و لیاقت کے ہو نہین سکتی ہان مین اپنی لیاقت کے موافق نان جوین و آب گرم

حاضر کر سکتا ہون اگر تکلف و انکار نہو تو قبول کیجیے اور اس شہر کی چندے سیر کیجیے بعد ازان جس طرف مزاج عالی مین آئے تشریف لیجایئے یہان سے شہر شعیدہ کچھ الیسا دور نہین ہے اگر مناسب ہو وہان جایئے یا دیگر ممالک مین کہ جہان کے سلاطین اولوالعزم ہین وہان تشریف لے جایئے اُنسے پناہ کے طالب ہوجیے لاجورد شاہ اور صلصال عاقل شاہ کی تقریر سُن کے کہنے لگے ہم تو یہان اس خیال سے آئے ہین کہ آپ ہم کو اپنے دامن پناہ مین رکھے گا لیکن برخلاف ہمارے امید و خیال کے آپنے ہمین جواب صاف دیدیا اب ہم یہان توقف نکرینگے کیونکہ ہمکو خوف امیر ثانی کا بہت ہی وہ ہمارے تعاقب مین مع سپاہ کثیر آتے ہونگے اگر ہم یہان چندے رہنگے اور وہ بھی یہان آگئے تو وہ ہمکو گرفتار یا قتل کر ڈالینگے یہ کہکے وہان سے روانہ ہوکے ایک دریاے زخار کے کنارے پر جاکے فروکش ہوے ہین اور وہ دریا شہر شعیدہ کے قریب تر ہی اور الیسا دریاے عظیم و مہیب و متلاطم ہی کہ ادنی موج اُسکی بلند ہوکے مانند بلندی کوہ سربلند کے جاتی ہی کشتی کا تو کیا ذکر جہاز بھی اُسمین بخوبی چل نہین سکتا کیونکہ اُس دریا مین بیشتر طوفان الیسا آتا ہی کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکے غرق ہوجاتا ہی اسی وجہ سے کوئی ناخدا اُس دریا مین جہاز نہین لے جاسکتا ہی لاجورد شاہ اور صلصال کو معتبر اشخاص سے سنا ہے کہ وہ فکر عبور دریاے مذکور مین غوطہ زن ہین ابھی تک اُسی دریا کے کنارے قیام پذیر ہین ہرکارے یہ خبر عرض کرکے بیرون بارگاہ آئے چونکہ اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا اور جشن کو سات روز گذر چکے تھے امیر ثانی نے بایما ے بادشاہ لشکر اہل اسلام جشن کو موقوف کیا اور حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے جانب شہر شعیدہ اسی وقت روانہ ہو کل ہم بھی یہان سے جانب شہر شعیدہ مع تمامی سپاہ کوچ کرینگے بموجب حکم عادی اطوار بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیکر مع اپنے ہمراہی سپاہ کے جانب شہر شعیدہ روانہ ہوے دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی بھی ہمراہ رکاب بادشاہ حارث بن سعد مع تمامی سرداران لشکر و مردم سپاہ کے اور تمامی عیارونکے جو موجود تھے سمت شہر شعیدہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز و بسیاری کوچ و مقام کے ایکروز قریب شام قریب شہر انامل کے پہونچے عاقل شاہ خبر تشریف آوری امیر ثانی سنکے مع ارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر اپنے شہر سے براے استقبال بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالیمقام روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام ورود لشکر امیر ثانی پر پہونچکر امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال کیا اور اس جگہ سے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو مع تمامی انکی سپاہ کے اپنے شہر مین لایا جو عمارات وسیع و بلند فرش و شیشہ آلات و دیگر اسباب سے مزین تھین انھین عمارتون مین امیر ثانی و بادشاہ لشکر و سرداران سپاہ کو مقیم کیا لشکر امیر ثانی کو ایک میدان وسیع مین اُتلا بعد اسکے اپنے ملازمون سے کہا سامان دعوت و ضیافت کا نہایت تکلف سے کرو انھون نے حسب الحکم بخوبی تمام سامان کرکے طعامہاے لذیذ و خوش گوار تیار کیا ساقیون نے کشتیان شراب ناب کی نہایت خوبی سے درست کین جس وقت وہ ساقی بحکم عاقل شاہ براے دفع کسل راہ کشتیان شراب کی لیکر روبرو ے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ گئے اور چاہا کہ جام شراب سے مملو کرکے ہر ایک کو پلائیں اُسیوقت امیر ثانی نے عاقل شاہ سے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہی اُسنے کہا مین تو تمثال آئینہ رو وغیرہ خداوندون کی پرستش کرتا ہون آبا و اجداد کا بھی یہی مذہب تھا امیر ثانی نے

کہا اگر تمھارا یہ مذہب ہی تو ہم تمھاری دعوت اور بادۂ خوش گوار کا کھانا پینا قبول نہین کرتے کیونکہ ہم
اہل اسلام ہین کافر کی شرکت سے پرہیز کرتے ہین اگر تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ تو البتہ ہم شراب بھی پیئین اور
دعوت سے بھی انکار نکرین اسنے کہا مین ایک شرط سے دین اسلام اختیار کرونگا امیر شامی نے پوچھا وہ
شرط کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا میرے قلمرو مین ایک درخت سر بفلک کشیدہ ہی اور ایسا سایہ دار ہی کہ
آپکا لشکر شاید اسکے سایہ مین بخوبی اُتر سکے تنہ بھی اُس درخت کا ایسا ہی کہ دس بیس آدم باہم ہوکے اُسے
اپنے کولے مین لے نہین سکتے ہین نیچے اُس شجر کے ایک پختہ مکان نہایت وسیع و بلند
ہی نہین معلوم اُس درخت کے نیچے کیا اسرار ہی کہ جو کوئی جاتا ہی وہان سے پلٹ کے نہین آتا ہی اور وقت
شام اگر کوئی شخص وہان جاے اور دور سے دیکھے تو اُس مکان مین روشنی معلوم ہوتی ہی اور ایک خیمہ بہت
بڑا استادہ نظر آتا ہی اور آواز سازہاے انواع واقسام کی اور صدا کسی خوش گلو کے گانے کی آتی ہے
جب کوئی مشتاق زیادہ ہوکے جانب مکان مذکور بڑھتا ہی وہ روشنی و خیمہ نظر نہین آتا ہی اور وہ آواز گانے
اور سازون کی سنائی نہین دیتی ہی میرے لشکر مین ایک نامی پہلوان تھا نہایت قوی اور وہی میری
تمامی سپاہ کا افسر کلان تھا مین اُسکو بہت دوست رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے وقت کا رستم پلیتن تھا
کوئی اُس سے مقابلہ کر نہین سکتا تھا اور اگر کوئی اُس سے لڑتا تھا تو قتل ہوتا تھا مفصل کیفیت تو کیا
شجاعت و بہادری کی اُسکی بیان کی جاے مگر مختصر حال یہ ہی کہ وہ تنہا ایک لشکر سے مقابلہ کرکے اہل
لشکر کو قتل کرتا تھا باقی ماندہ کو بھگا دیتا تھا مین اُسکے سبب بہت مغرور تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار
میرا ایسا ہی کہ اُسکی وجہ سے کوئی میرے ملک پر حملہ آور نہوگا اور جس ملک پر مین چڑھائی کرونگا اُسے فتح
کرلونگا حسب اتفاق ایک روز اُس سردار نامدار نے مجھسے اجازت شکار شیر کرنے کے واسطے
حاصل کرکے تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لیکر جانب صحرا اُسی راہ سے جس راہ مین وہ درخت ہی گیا تھا جب قریب
اُس درخت کے پہونچا مردمان ہمراہی نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ سے بچکر جائیے گا اُس نے
سبب پوچھا قراولون نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ مین جو کوئی جاتا ہی تنہ درخت
سے ایک زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب پر سوار نیزہ و شمشیر وغیرہ آلات حرب و ضرب اور زرہ خود و مغفر سے
آراستہ ہوتا ہی فی الفور ایسا نعرہ کرتا ہی کہ اُسکے نعرہ کی آواز دور تک جاتی ہی بعد نعرہ کرنے کے اگر وہ
شخص جو اُس درخت کے سایہ مین جاتا ہی مرکب پر سوار ہوتا ہی اور نیزہ خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب
اُسکے پاس ہوتے ہین تو خیر اور اگر وہ پیادہ پا ہوتا ہی اور آلات حرب و ضرب اُسکے پاس نہین ہوتے
ہین تو وہ زنگی اُس درہ کوہ کی طرف منہ اپنا کرکے دستک دیتا ہی فوراً درہ کوہ سے ایک مرکب اُسکی
پشت پر سلاح جنگ رکھے ہوے ہین پیدا ہوتا ہی کوئی اُسے درہ کوہ سے نہین لاتا ہی اور وہ گھوڑا جلد تر
اُس پیادہ پا و بے سلاح جنگ کے پاس جاکر سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہی اور سر سے یہ اشارہ کرتا ہے
کہ اے شخص میری پشت پر سوار ہوکے اور یہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے اس زنگی سے مقابلہ
کر اگر وہ شخص گھوڑے کے اشارہ کو سمجھکر سلاح تن پر آراستہ کرکے مرکب مذکور پر سوار ہوکے
اُس حبشی کے سامنے جاتا ہی تو وہ زنگی اُس سے پوچھتا ہی کہ اے شخص اگر تجھکو تیر اندازی یا نیزہ بازی
یا شمشیر زنی یا جس فن مین بخوبی دخل ہو مجھسے مقابلہ کر اور کشتی گیر ہی تو کشتی لڑ وہ شخص جس طور سے

لڑنے کو کہتا ہی زنگی مذکور اسی طور سے لڑتا ہی اور تھوڑی دیر مین اُسے زیر کرکے مع اُس شخص کے درخت
مین جاکر غائب ہوجاتا ہی تنہ درخت کا برابر ہوجاتا ہی اور وہ گھوڑا بھی اسی درہ کوہ کی طرف جاکے غائب
ہوجاتا ہی اسی وجہ سے جو لوگ آگاہ ہوگئے ہین اُس درخت کے سائے سے بچ کر جاتے ہین بلکہ خوف
سے ادھر آتے ہی نہین لہذا آپ آگاہ نہ تھے اور ہم لوگ ضعیف ہین اس درخت کی اصل وحقیقت سے
خوب ماہر ہین اس وقت آپکو آگاہ کردیا بہتر یہی ہی کہ اس درخت کے سایہ کو ایک بلاے سیاہ جانکے
اس سے ہٹکر طرف صحرا تشریف لیچلیے کہ اُس زنگی سے ڈرہی اُس سردار نے کہ نام اُسکا مضراح
مشت زن رکھا گیا تھا باین سبب کہ اکثر وہ اپنے حریف کو فقط مشت ہی سے مار کر ہلاک کرتا تھا قراولون کی
تقریر سُن کے نہایت غضبناک ہوا اور اُسی عالم غیظ وغضب مین کہنے لگا مین ایسا پہلوان زبردست
ہوکے اُس حبشی نالایق سے ڈرکے اِس درخت کے سایہ سے حذر کرون یہ تو مجھسے نہوگا مین ابھی اس
درخت کے سایہ مین جاتا ہون تم سب اسی جگہ کھڑے رہو جب وہ زنگی تنہ سے درخت کے نکل کر
مجھسے مقابلہ کریگا دیکھنا کہ نہ تو اُس پر تلوار نہ تیر نہ نیزہ نہ گرز لگاونگا صرف آگے بڑھکر ایک گھونسہ اُسے ایسا
مارونگا کہ وہ مع اپنے مرکب کے پیوند خاک ہوجاویگا گوشت واستخوان کا اُسکے نشان بھی نہ معلوم ہوگا
ہمہ تن مع مرکب خاک ہوکر خاک مین ملجائیگا یہ راستہ صاف ہوجائیگا زادون نے دوبارہ دست بستہ
سمجھایا اور منع کیا مگر اُس بہادر نے حالت غصہ مین اُنکے کہنے پر عمل نکیا اُنھین اُسی جگہ چھوڑکر قریب تنہ
کے جاکر نعرہ کیا او زنگی نابکار جلد درخت کی جڑ سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر تو نے آجتک بہت سے کمزور
مردم کو زیر کیا ہی آج مین قوی بازو تجھے زیر کرکے ہلاک کرونگا مجھے تیرے حال سے قبل اس کے
اطلاع ہی نہ تھی ورنہ ابتک تو زندہ رہتا اور مردم رہگزار کو ایذا نہ دیتا اور اُنھین زیر کرکے نلیجاتا ہنوز وہ سردار
یہ کہہ رہا تھا کہ اُس درخت کی جڑ مین دفعتًا ایک در پیدا ہوا وہ زنگی مسلح ومکمل مرکب پر سوار اُسی در سے
نکلکر سامنے اُسکے آکے کہنے لگا او بدگفتار کیا بکتا تھا کیا تجھکو میری قوت وشجاعت سے خبر نہ تھی جو ایسے
کلمات واہیات اپنی زبان پر لایا تو کیا مجھے زیر و ہلاک کریگا خود ہی زیر ہوکے یہان کے آنے کی سزا
پائیگا اب اگر تو ارادہ یہان سے بھاگنے اور جانے کا کرے تو کسی طرح جا نہین سکتا تجھ کیا موقوف کوئی بھی
اس درخت کے سایہ مین آکے واپس جا نہین سکتا ہی آج تو خود ادھر نہین آیا ہی بلکہ تقدیر بد تیری تجھکو
یہان لائی ہی زیادہ تقریر کرنا بیکار ہی اب جس فن مین تجھکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کر ابھی حال میری قوت کا تجھپر
ظاہر ہوجائیگا مضراح مشت زن نے اُسکی تقریر سنکے برہم ہوکے مرکب اپنا آگے بڑھاکے قریب تر
اُس زنگی کے جاکے ہاتھ اپنا واسطے گھونسہ مارنے کے بڑھایا ہنوز اُس زنگی کے تن پر اُس بہادر کا
گھونسا نہ پڑا تھا کہ اُس نے بھی ہاتھ اپنا بڑھاکے کلائی پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اُس نے زور کرکے چاہا کہ اُس کے
پنجہ زبردست سے کلائی اپنی چھڑالون لیکن نہ چھٹ سکی بعد تھوڑی زور آزمائی کے دونو مرکبون سے
اُترکر کشتی لڑنے لگے بعد ایک ساعت کے اُس زنگی نے میرے سردار لشکر کو زیر کرلیا پھر اُسے اُسی درخت
مین مع اُسکے مرکب کے لیگیا درخت کا تنہ برابر ہوگیا قراول وغیرہ یہ حال پُرملال دیکھکر وہان سے
نالان وگریان میرے پاس آئے اور جس طرح ابھی مین نے تمام حال بیان کیا ہی اُسی طرح انھون نے
بھی تمام وکمال حال سے مجھے آگاہ کیا مجھے نہایت رنج ہوا بلکہ آج تک صدمہ ہی اگر آپ یا آپ کے

لشکر کا کوئی سردار اُس درخت کے سایہ مین جا کے اُس زنگی کو گرفتار یا قتل کر کے میرے سردار لشکر کو
اُس درخت کی جڑ سے کسی طرح نکال کے میرے حوالے کر دے تو مین بے عذر و انکار بصدق دل مسلمان
ہو جاؤن مجھے آپکی قوت و شجاعت سے امید ہے کہ آپ ضرور میرے سردار کو مجھسے ملا دیجیگا اور اسی امید مین نے
آپ کا استقبال کیا اور یہان لایا ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین آپکا استقبال کرتا حمزہ ثانی نے تقریر
عامل شاہ کی سُن کے کہا اگر خداوند عالم چاہیگا تو وہ سردار تمسے ملا دیا جائیگا اُس نے کہا جبتک وہ سردار مجھ تک
آئے آپ میرے یہان کی دعوت و ضیافت سے کسی طور کا انکار نکیجیے امیر ثانی نے جواب دیا انشاء اللہ تعالیٰ
جب تمھارے لشکر کے اُس سردار کو تمسے ملا دینگے اور تم مسلمان ہو جاؤ گے اُسی وقت آب و طعام تمھارے
یہان کھائینگے بالفعل شراب تک نہ پئین گے عامل شاہ یہ سُن کے مجبور ہوا دوسرے روز وقت
سحر جب سرداران لشکر دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے کہ دربار بارگاہ سلیمانی مین کیا گیا
تھا آ کے روبرو و یمین و یسار حارث بن سعد کے دنگلون پر بیٹھے امیر ثانی نے اپنے ملازمون سے
فرمایا اس وقت درمیان بارگاہ سلیمانی کے بدستور قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر رکھ دو ناظرین پر
واضح ہو کہ کلہ عفریت سے یہان مراد ایک کاسہ سے ہے کہ جو برابر درمشابہ کلہ عفریت سے ہے اسی وجہ
سے اُسکا نام جام کلہ عفریت رکھا گیا ہے نہ کہ دراصل وہ کلہ عفریت ہے الغرض آمدم بر سر مطلب ملازمان نیکخو
نے حسب الحکم امیر ثانی حسب قاعدہ قدیم کلہ عفریت مین شربت بھر کر اور چند گلوریان پان کی ایک چوکی پر
رکھ دین اُس وقت امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار و اے
بہادران تہور شعار تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ جام کلہ عفریت سے تھوڑا بہت شربت پی کے یہ گلوریان
کھا کے گویا بیڑا اُٹھا کے اُس درخت کے سایہ مین جائے جسکا حال عامل شاہ نے کل بیان کیا تھا
اور اس زنگی کو زیر یا قتل کر کے کسی تدبیر سے مضراح مشت زن کو درخت کی جڑ سے پیدا کر کے یہان لے آئے
عامل شاہ سے اُسے ملا دے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کے خاموش ہوئے تھے کہ شاہزادہ شیروے بن خسرو نے
اپنے دنگل سے اُٹھکر جام مذکور سے کچھ شربت پی کر بیڑا اٹھا کر کہا مین جا کر اس کام کو انجام دونگا امیر نے
اُسے اجازت دی اُسنے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے
ارادہ جانے کا کیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمارا دل چاہتا ہے
کہ ہم اور آپ اور یہ سب سردار قریب اُس درخت کے ایک بارگاہ مین بیٹھکر پردے بارگاہ
کے اُٹھوا کر شیروے اور اُس زنگی کی لڑائی دیکھین امیر ثانی نے عرض کیا بہت بہتر یہ عرض کر کے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہو کے فرمایا شیروے سے کہو کہ ابھی اُس درخت کی طرف نہ جائے ہم سب کے
ہمراہ چلے ملازمون نے اس سے کہا وہ ٹھہر گیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ
سرداران لشکر مرکبون پر سوار ہوئے ہنوز روانہ نہ ہوئے تھے کہ عامل شاہ بھی آ گیا وہ بھی ہمراہ
چلنے پر آمادہ ہوا امیر ثانی نے اُسے ہمراہ لیکر اُس جگہ سے جانب درخت مذکور گھوڑے کو بڑھایا جملہ
کبار و صغار بھی چلے لیکن پہلے اسکے عامل شاہ نے کچھ ملازم اپنے سمت درخت مذکور واسطے استادہ
کرنے بارگاہ و خیام کے روانہ کیے تھے اُنھون نے وہان جا کر درخت مسطور سے دور ہٹکر میدان
مین بارگاہ و خیام استادہ و برپا کر دیے تھے اور جملہ اسباب ضروری وہان فراہم کر دیا تھا اسی طرح

ملازمان امیر ثانی نے اُسی جگہ پر بارگاہ حشامی اور خیام برپا و استادہ کیے تھے اور تمام سامان ضروری وہان موجود کر رکھا تھا جب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اہل اسلام و عامل شاہ وغیرہ وہان پہونچے عامل شاہ نے دور سے اُس درخت کو دیکھا کہا دیکھیے وہ درخت یہی ہر اسی کی ہوا انسان کے حق مین گویا بادسموم ہر اور اسی درخت کا سایہ واسطے بنی آدم کے بلا سے بھی بدتر ہر اسی درخت کے اوراق پر گویا عبارت گرفتاری مردان رہگذر تحریر ہر اور اسی درخت کی شاخین مانند تھامے بلاے عظیم برے گرفتاری مردان دراز مین اور اسی درخت کے گلون مین وہ بوے بد ہر کہ انسان اُسے سونگھکر کم قوت ہوکے زنگی سے زیر ہوکر جڑ مین درخت کی جاکر غائب ہوجاتا ہر یہ وہی درخت ہر کہ جسکے ثمر نشتر کے نہال امید کو بے برگ وثمر کر دیتے ہین اور یہ وہ درخت ہر کہ جسکی جڑ مین ایک در بصورت قبر پیدا ہوتا ہر کہ انسان زندگی مین بقول شخصے زندہ در گور ہوجاتا ہر امیر وغیرہ اُس درخت کو دیکھکر اور عامل شاہ کی گفتگو سُنکے متحیر ہوکے بارگاہون اور خیام مین تخت اور دنگلون پر بیٹھے پردے بارگاہون اور خیام کے واسطے دیکھنے جنگ کے اُٹھوا دیے جب سب علی قدر مراتب بیٹھ چکے شیروے ہر ایک سے رخصت ہوکر دلیرانہ اُس درخت کے سایہ مین گیا فی الفور جڑ اُس درخت کی شق ہوئی ایک دروازہ پیدا ہواتے درخت کے مانند علاجل کے ہواے تند سے باہم ملکر صدا دینے لگے اور طائران خوش رنگ انواع واقسام کے جو اُسپر گردنین جھکاے بیٹھے ہوے تھے اُنھون نے ہوشیار ہوکے سر اُٹھاکے شیروے کو دیکھکر پکار کر ہر ایک نے کہا اے نونہال مردم ربا آگاہ ہوکہ آج پھر ایک جوان رعنا آزادی سے بیزار ہوکے یہان آیا ہر جلد آکے اِسے گرفتار کرو بمجرد اِس کہنے کے ایک زنگی مرکب پر سوار ہتھیار لگاے بصد غضب دراصل درخت مذکور سے نمایان ہوکر میدان مین زیر سایہ شجر مذکور کھڑا ہوکے شیروے سے مخاطب ہوکے بصد قہر وغضب کہنے لگا اے جوان تو یہان کیون آیا کیا تجھکو اپنی زندگی و آزادی ناگوار طبع ہر خیر اگر آیا ہر تو اب یہان سے جا نہین سکتا جس فن مین تو ماہر وکامل ہو اُس فن مین مجھسے مقابلہ کر خواہ تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز وغیرہ سے مجھسے لڑ پہلے تو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر مین تجھپر وار کرونگا شیروے نے جواب دیا ہم اہل اسلام سے ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہین ہر کہ پہلے حریف پر وار کرین جب تیری ضرب تیغ ونیزہ وگرز سے ہم جانبر ہونگے اُس وقت البتہ تجھپر تلوار لگائینگے اُسنے تو یہ کہا ہی تھا کہ تو تیغ یا تیر یا نیزہ سے یا گرز سے کس آلہ حرب وضرب سے لڑیگا شیروے نے جواب دیا تیغ ونیزہ سے لڑونگا اُسنے نیزہ اُٹھاکر گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر نیزہ مذکور سینہ پر لگایا ادھر شیروے نے اُس کے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا پھر خود اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی اپنے سنان نیزہ پر سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اِس طرح نہایت خوبی وچالاکی سے روکا کہ سب دیکھنے والے خوش ہوے ہر ایک نے تعریف کی خصوص امیر ثانی نے باوجود اِسکے کہ وہ شیروے کا حریف تھا بہت تعریف کرکے فرمایا یہ زنگی فن نیزہ بازی مین کامل ہر کس خوبی سے اس وقت اس نے نیزہ کو روکا ہر بعد روکنے نیزہ کے پھر اُس زنگی نے نیزہ کا وار کیا شیروے نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر بجد وکد روکا اسی طرح قریب ایک ساعت کے باہم نیزہ بازی ہوئی آخر کار اُس زنگی نے ایک بند نادر باندھکر خبردار خبردار کہکر شیروے کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی وہ مانند

تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام یہ رنگ جنگ دیکھکر متحیر ہوے دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے حریف زبردست و ماہر فنون جنگ معلوم ہوتا ہی ابھی سب اہل اسلام متحیر تھے کہ شیروے سے نے
ڈانڈا اپنے نیزہ کی برہم ہو کے اُسکے سر پہ لگائی اُس نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا شیروے نے شکستہ
ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر غضبناک ہو کے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا زنگی نے ہنسکر کہا اے جوان میرا یہ قاعدہ
نہین ہی کہ مین اپنے حریف سے چند فنون سپہ گری مین مقابلہ کرون اسی وجہ سے مین نے تجھسے پہلے ہی
پوچھ لیا تھا کہ آیا نیزہ یا تیغ سے لڑے گا یا اور کسی آلۂ حرب و ضرب سے مقابلہ کریگا تو نے جنگ نیزہ کو کہا
تھا مین نے قبول کر کے سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکال دی ہی پس اب زور آزمائی کر شیروے نے
فی الفور مرکب سے اُتر کر دامن گردا سنے اس نے بھی گھوڑے سے اُتر کر دامن گردانکر شیروے سے لپٹ کر
زور کرنے لگا ادھر شیروے بھی اُس سے زور کرنے لگا کشتی ہوئی سب دور سے دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
اُس زنگی نے شیروے کو زیر کر کے اپنے ہاتھون پہ بلند کر کے دوسرے ہاتھ سے مرکب شیروے کو لیکر
اندر اُس در کے جو اُس درخت کے تنہ مین پیدا ہوا تھا چلا گیا فی الفور وہ در بند ہو گیا طائران شجر
مذکور پہلے تو وقت زیر ہونے شیروے کے بزبان فصیح گویا ہوے کہ آج ایک جوان تازہ گرفتار طلسم ہوا
بعدہ مانند طائران خوش الحان کے خوش ہو کر نغمہ سرا ہوے پھر خاموش ہو کے گردنین اپنی جھکا کے درخت
مذکور کی شاخون پہ بیٹھے رہے جب وہ زنگی شیروے کو زیر کر کے لیگیا اُسوقت جملہ اہل اسلام بلکہ
عامل شاہ کو بھی صدمہ ہوا امیر ثانی سے کہنے لگا اسی طور سے میرے سردار لشکر کو بھی زیر کر کے
لیگیا تھا اُس وقت چند سرداران لشکر نے امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم مین سے اب کوئی
شخص زیر سایہ شجر جاے اُس زنگی سیاہ رو سے مقابلہ کرے امیر نے ہنوز کچھ جواب نہ دیا تھا کہ عامل شاہ نے
کہا اے بہادران نامدار قاعدہ اس زنگی کا یہ ہی کہ جب کسی شخص کو گرفتار کر کے لیجاتا ہی اُس روز پھر دوسرے
شخص سے مقابلہ نہین کرتا لہذا آپ صاحبون سے کوئی صاحب جانے کا قصد نکرین کہ سواے
گرفتار ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہو گا اور اگر واسطے رہائی شیروے اور مضروح مشت زن کے مفروری
ارادہ جانے کا ہی تو کل اُسی وقت جائیے گا اور اگر اس وقت کوئی آپ صاحبون سے زیر سایہ شجر
جائیگا تو سایہ شجر سے باہر نکل نہ سکیگا نہ ادھر آسکیگا نہ اُس طرف جا سکیگا یہ تمام دن اور تمام شب زیر
سایہ شجر کھڑا رہیگا جب صبح ہو گی تو وہی زنگی درخت سے پیدا ہو کے مقابلہ کرے گا جب یہ حال عامل
شاہ سے معلوم ہوا سرداران لشکر مجبور ہوے بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و عامل شاہ وغیرہ
صدمہ شیروے مین اُس جگہ سے چشم پرنم روانہ ہوے شہر مین بمقام قیام گاہ آئے وہ روز و شب
ہر ایک کو صدمہ و رنج مین گذرا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین تشریف لاکر رونق افزاے
تخت حکومت ہوے اور جملہ سرداران لشکر موجودہ داخل بارگاہ سلیمانی ہو کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
امیر ثانی نے بدستور مرقوم اُسی جام کلہ عفریت مین شربت اور گلوریان طلب کر کے بقاعدہ قدیم
سنگ مرمر کی چوکی پر رکھوا کے باواز بلند جملہ سرداران لشکر موجودہ سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ
اے بہادرو کل تو شیروے واسطے رہائی مضروح مشت زن کے گیا تھا وہان جا کے زنگی نابکار
سے زیر ہو کے خود گرفتار ہو گیا آج تم مین سے کون ایسا بہادر ہی جو براے رہائی مضروح مشت زن و

شیروے کے جائیگا ابھی امیر ثانی یہ کہکے خاموش ہوئے تھے کہ سلیمان ثانی بن عجیل ماہرو اپنے دنگل سے اٹھا جسنے تھوڑا
شربت جام کل عفریت سے لیکر پیا اور بڑا اُٹھا کر کھایا بعدہ امیر ثانی سے عرض کیا یہ کمترین واسطے رہائی دونوں بہادران مذکور کے
جائیگا اگر خدا نے چاہا تو اُنکو رہا کر کے لائیگا ورنہ انہیں دونوں صاحبو نکے پاس رہے گا امیر ثانی اُسکی تقریر سُنکے اُ سے
اجازت دیکے خود بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران عالی مقام کے بدستور روز اول سلیمان ثانی کو ہمراہ لیکے
اُسی جگہ پہونچے عامل شاہ بھی آیا جب سب علی قدر مراتب بطریق روز اول بارگاہوں اور خیام میں جا بیٹھ
چکے اور پردے بارگاہ وخیام کے اُٹھا دیے گئے سلیمان ثانی ہر ایکسے رخصت ہو کے جانب شجر
نگونسار مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا جب سایہ میں اُس شجر منحوس کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا
کیا اور کہا او زنگی جلد آ مجھسے مقابلہ کر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُسی طرح ہولے تند چلی برگہا ے
شجر مذکور سے مانند صدائے صور کے آواز آئی اُسی طرح طائران درخت مذکور نے سرونکو اٹھا کے بزبان
فصیح نونہال مردم ربا کو طلب کیا فی الفور اُسی طرح اُس درخت کے تنہ میں ایک در پیدا ہوا اُسی طور سے
وہ زنگی نکلا بعد ازان سامنے سلیمان ثانی کے جا کے کہا ای جوان آج تو اپنی آزادی سے اور اپنے آرام
وراحت سے بیزار ہو کے یہان آیا ہے چاہتا ہے کہ شیروے اور مضروح مشت زن کو رہا کر کے
لیجائے مجھے زیر کرے یہ تیری تمنا بر نہ آئیگی سلیمان ثانی نے جواب دیا او سیاہ تیرہ درون اگر
خدا نے چاہا تو ابھی شکار کر کے ہلاک کرتا ہون بعد ازان شیروے اور مضروح مشت زن کو لیکر
یہان سے جاؤنگا زیر کر کے اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہو تو شیروے اور مضروح کو جلد لا کے میرے حوالے کر دے
زنگی مذکور نے ہنسکر جواب دیا یون تو مین اُنکو لا کے تیرے حوالے نکرونگا اگر تو دعوے بہادری کا
رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر جب مجھکو زیر کر کے قتل کر لینا اُس وقت جنکی رہائی کے واسطے تو آیا ہے انہیں
لیکر چلا جانا یہ کہکے پوچھا ای سلیمان ثانی تم کس طرح مجھسے لڑو گے آیا مانند شیروے کے مجھسے مقابلہ
کرو گے یا تیغ وگرز سے لڑو گے سلیمان ثانی نے جواب دیا تیر ونیزہ وگرز بیکار ہے تلوار خوب ہے
ایک دم مین کام حریف کا تمام کر دیتی ہے سو تکا قصہ ایکدم مین فیصلہ کر دیتی ہے زنگی نے یہ سنکے تلوار نیام سے
کھینچکر سپر دوش سے لیکر کہا ای جوان تو بھی تلوار علم کرے سپر فراغ دامن پشت سے لیکر بائین ہاتھ مین مستحکم لے اگر اور
سپر یا اور شمشیر آبدار کی ضرورت ہو تو ابھی منگوا دیجائے سلیمان ثانی نے کہا میرے پاس تیغ وشمشیر وسپر ہے مجھے ضرورت نہین
ہے یہ کہکے تلوار علم کی سپر دوش سے لیکر کہا ای زنگی اب دیر نہ کر تلوار لگا اُس نے کہا اتنی جلدی کیون کرتا
ہے او نادان ایک لمحہ تو یہان کی ہوا کھاتے سیر اس دشت وکوہ کی کرے اپنے
دوست واحباب وغیرہ کو دور سے پھر ایک نظر دیکھ لے کیونکہ پھر ایسا وقت تیرے
ہاتھ نہ آئیگا سلیمان ثانی نے جواب دیا اب مین تجھکو قتل کر کے سیر دشت وکوہ کرونگا اپنے
احباب واقربا کو دیکھونگا زنگی مذکور نے یہ سُنکے نہایت برہم ہو کے اول تو ایسا لرزہ کیا کہ تمام زمین صحرا
تھرا گئی بعدہ تلوار اُٹھا کے باقاعدہ آگے بڑھ کے تلوار لگائی سلیمان ثانی نے ضرب شمشیر زنگی کو اپنی
سپر پر روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی مسکرا کے بالائے سپر رد کی اور چند ساعت تک اسی طرح باہم
لڑائی ہوئی دونوں مین کوئی زخمی نہوا عامل شاہ اور جملہ اہل اسلام لڑائی دیکھ رہے تھے اور واسطے
فتحیابی سلیمان ثانی کے آرزو ظاہر کر رہے تھے کہ سلیمان ثانی نے خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پر

تلوار لگائی زنگی نے بھی تلوار اپنے بائین ہاتھ مین لیکر تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے مرکب اپنا کسی قدر آگے
بڑھا کر تامل کیا جب تلوار سلیمان ثانی کی عنقریب سر کے آئی زنگی نے ہاتھ اپنا چالاکی سے سلیمان ثانی
کی کلائی پر ڈالکر زور کرکے کلائی مڑور کر تیغہ اُس کے ہاتھ سے چھین لیا سلیمان کو غصہ آیا فی الفور اُسکی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اُسکو پشت فرس سے اُٹھا کر زور سے خاک پر ٹپک دیجیے لیکن مدعاے
دل بر نہ آیا زنگی کا پشت فرس سے اُٹھا لینا تو کجا ذرا بھی وہ پشت فرس سے جدا نہوا سلیمان
از حد زور کرکے تھک گیا ہمہ تن پسینہ مین غرق ہوگیا زنگی ہنستا رہا اور کہتا رہا ای جوان حوصلہ اپنے دل کا اور
نکال لے پھر زور کرکے مجھے پشت فرس سے جدا کرکے قتل کر سلیمان ثانی گو اُس کے کہنے سے
غضبناک ہوکے باوجود تھک جانے کے زور کرتا تھا لیکن مطلب دل بر نہ آتا تھا وہ کسی طرح
پشت فرس سے جدا نہوتا اس زور آزمائی کو ایک ساعت گذری ہوگی کہ اُس زنگی نے
خبردار خبر دار کہکر حلقہ زنجیر کمر مین اپنا ہاتھ ڈال کے تھوڑے ہی زور مین سلیمان ثانی کو پشت
فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے گھوڑے کو اسکے ساتھ لیکے لیکر اُسی طرح دربین درخت کی
جڑکے چلا گیا بعد اُسکے جانے کے طائرون نے اُسی طرح خوش ہوکے زمزمہ سرائی کرکے خاموشی
اختیار کی عامل شاہ اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سلیمان ثانی کے زیر ہونے
سے بہت متحیر ہوے اور نہایت متاسف ہوے ہر ایک کو ملال ہوا لیکن کچھ زور نچلا آخر وہان سے
ہر ایک اندوہناک اُٹھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین امیر ثانی نے بعض بعض
سرداران لشکر سے کہا شیروے اور سلیمان ثانی تو ایسے نہ تھے کہ اسقدر جلد زنگی سے زیر ہوجاتے
لیکن یہ زنگی شاید ساحر ہی یا کچھ اسرار ہی ورنہ یہ دونون وہ بہادر تھے کہ بڑے بڑے نامی بہادرون
سے لڑے تھے اُنھون نے اُنکو زیر کیا تھا ایسی باتین کرتے ہوے امیر ثانی اپنی قیامگاہ پاہ
پر آئے جب وہ روز و شب جملہ اہل اسلام کو شیروے و سلیمان ثانی کے صدمہ مین گذرا اور صبح ہوئی
حسب دستور بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تخت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر جو موجود تھے حاضر
دربار ہوے ہر ایک اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا اُس وقت امیر ثانی اپنے دنگل سے اُٹھ کے تشریف
لائے بادشاہ موصوف سے عرض کیا آج دل چاہتا ہی کہ مین جا کر اس زنگی سے مقابلہ کرون بادشاہ نے
فرمایا آج بھی جام کلہ عفریت سر دربار شربت سے بھر کر رکھا جا ئیگا کوئی سردار لشکر
شربت پی کر بیڑا اُٹھا کر واسطے مقابلہ زنگی کے جائیگا آپ تشریف نہ لیجائیے کیونکہ آپ
زینت لشکر ہین امیر ثانی نے عرض کیا نہین دل نہین چاہتا کہ میری آنکھون کے آگے نوجوان جا کر
اُس زنگی سے مقابلہ کرین اور گرفتار ہوجائین اُنکی گرفتاری وجدائی کا صدمہ اُٹھایا جاے بادشاہ
موصوف یہ سُن کے خاموش ہوے اُس وقت بدیع الزمان نے دنگل سے اُٹھکر امیر ثانی سے
عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائیں آج اس خاکسار کو اجازت جانے کی دین امیر نے جواب دیا کہ یہ مجھے
منظور نہین ہی کہ مین تمکو یا اور کسی سردار لشکر کو واسطے مقابلہ اُس زنگی کے بھیجون بدیع الزمان
یہ سنکے مجبور ہوے آخر کار اُس روز امیر ثانی مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوے بدستور روز اول و
دوم بادشاہ لشکر اسلام و عامل شاہ و جملہ سرداران لشکر اسلام و افسران سپاہ عامل شاہ

جانب درخت مذکور تخت جواہر نگار اور گھوڑون پر سوار ہوکے روانہ ہوے جب صحرا مین پہونچے قریب کوہ ایسطح
بارگاہین اور خیام ایستادہ و برپا کی گئین ہر ایک کافرو دینداد علی قدر مراتب بیٹھا پردے بارگاہ و خیام کے
اُٹھوادیے گئے اسوقت امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکے ہر ایک سردار لشکر سے مل کے جانب
درخت مذکور جانے لگے اس دم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص دنیا سے جاتا ہی اور احباب و اقربا
اُسکے اُس سے لپٹ کر روتے ہین الحاصل امیر ثانی سبکو روتا ہوا چھوڑ کے سب کو امر بصبر و دعا کر کے
سمت درخت تنہا روانہ ہوے جب سایہ مین اُس درخت کے پہونچے طائران خوش رنگ نخل مذکور نے
سر اپنے اُٹھا کر اُسی طور سے بزبان فصیح تو نہال مردم ربا کو طلب کیا اُسی طرح ہوائے تند چلی
اسی طریق سے اوراق نخل ہوائے تند سے باہم ملکے صدائے جلاجل دینے لگے اُسی طریقہ سے تنہ اُس
درخت کا شق ہوا اور دروازہ کلان بدستور پیدا ہوا وہ زنگی مسلح مرکب پر سوار اُسی آن بان سے اور
اسی شان و شوکت سے نکلا سامنے امیر ثانی کے آیا اور کہا اے شخص کیا تجھکو صدمہ عظیم تھا کون سا رنج
ایسا تھا کہ تو اُسکے سبب سے اپنی راحت و آرام سے بیزار ہوکے یہان آیا مجھے تیرے حال پر نہین
معلوم کیا ہی کہ رحم آتا ہی آجتک کسی شخص پر مجھے رحم نہین آیا تھا یہ تو ممکن نہین کہ تجھے یہان سے اجازت
جانے کی دون کہ صاحب اختیار ایسا نہین ہون لیکن بنرمی تجھ سے لڑونگا یہ کہکے پوچھنے لگا اے
شخص آیا تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ جس آلہ حرب و ضرب سے لڑنا منظور ہو اُس سے لڑ پھر دوسرے آلہ حرب
وضرب سے لڑنے ندونگا کہ طریقہ یہان کا یہی ہی امیر ثانی نے اُس سے فرمایا مین صرف تجھسے نیزہ سے
مقابلہ کرونگا اگر نیزہ سے عہدہ برا نہوا تو پھر کشتی لڑونگا اُس نے قبول کیا ہنوز زنگی مذکور نے نیزہ اُٹھایا تھا
کہ ایک طائر ہفت رنگ ایک پرچہ قرطاس اپنی منقار مین دبائے ہوے اُس درخت کے تنہ کے
در سے بعد تعجیل پیدا ہوا بعد ازان اس زنگی کے سر پر سایہ فگن ہوکے وہ پرچہ اُسکی آغوش مین ڈالکر
بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے نوجوان نہال مردم ربا پہلے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھ تو موافق تحریر عمل کر وہ زنگی
مذکور نے متحیر ہوکے بجائے خود یہ خیال کر کے کہ آجتک کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی دیکھیے کیا انجام
ہونے والا ہی کیا یہ فتاح طلسم ہی زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی جو آج ایسا حکم ہوا ہے یہ خیال کر کے
پرچہ قرطاس اُٹھا کے اُسکی عبارت پر نظر کی اُس مین منتظم و داروغہ طلسم کی طرف سے یہ لکھا تھا
کہ اے نونہال مردم ربا آگاہ ہو کہ جو شخص اس وقت زیر شجر آیا ہی نام اُس کا حمزہ ثانی ہی یہ صاحب
اسم اعظم ہی اُسکا رتبہ و مرتبہ زیادہ ہی بانیان طلسم اسکے باب مین تحریر کر گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ
امیر ثانی واسطے رہائی مغرور مشت زن اور شیر دے اور سلیمان ثانی کے زیر شجر آئینگے لہذا منتظم کار
طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُن سے مقابلہ نکرنے دے اور اپنے پاس اُنھین بلاکے اُن سے
ملاقات کر کے لطور نذر خزانہ طلسم سے اور مال و اسباب طلسم سے اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب طلسم
اُنھین دے اور جو کچھ ہمنے لکھا ہی پھر اُس سے اُنھین آگاہ کر کے اُنکے تشریف لانے کے سبب سے
فلان فلان گرفتاران طلسم کو اُنکے حوالہ کر کے راہ دیگر طلسم سے اُنھین اُنکے احباب و اقربا مین
پہونچادے یا صرف راہ دیگر سے بیرون طلسم کر دے تاکید جانے لہذا اے نونہال مردم ربا حمزہ
ثانی کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لے آ خبردار اُنسے مقابلہ نکر ورنہ بانیان طلسم کی تحریر کے

خلاف ہوگا نونہال مردم ربا عبارت پرچۂ قرطاس مذکور کو پڑھ کر طائر ہفت رنگ سے کہنے لگا میری جانب سے
جاکر ابھی عرض کر دو کہ جو آپنے حکم کیا ہی موافق اُسکے یہ کمترین ابھی عمل کرتا ہی طائر مذکور یہ سنکے چلا گیا
زنگی نے سراپاے امیر ثانی پر نظر کرکے نظر حیرت سے بغور دیکھا امیر ثانی نے سبب دیکھنے کا دریافت
کیا اُسنے کہا ای شخص مین اس وجہ سے بنظر حیرت دیکھتا ہون کہ تو بڑے رتبہ کا شخص ہی تیرے باب
مین بانیان طلسم نے کیا کیون کیا لکھا ہی صد ہا برس کا زمانہ گذرا ہی یہ شرف کسی یہان کے آنے والے کو میسر نہوا
جو تجھے نصیب ہوا ہی خیر مین تو تابع حکم ہون تجھسے نہ لڑونگا یہ کہکے کہا ای شخص خوشا مقدر تیرا کہ تجھے منتظم کار
طلسم مسمّی قباد جنی نے طلب کیا ہی بس اب دیر نکر جلد چل امیر ثانی اُسکے کہنے سے متحیر ہوئے پھر پوچھا
وہ منتظم کار طلسم کہان ہی زنگی نے کہا اس درخت کے تنہ مین جو دروازہ ہی یہی راہ اُسکے مکان کی ہے امیر ثانی
جانب در مذکور بڑھے زنگی عقب امیر ثانی چلا امیر ثانی بسم اللہ کہکر داخل دروازہ مذکور ہوے زنگی بھی
دروازہ مسطور مین گیا پھر در بند ہو گیا طائران شجر مذکور یہ واقعہ نیا دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے آج یہ
شخص بغیر زیر ہوے داخل طلسم ہوا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ادھر تو طائران نخل مذکور حیران و پریشان
خاطر تھے عوض نغمہ سرائی فکر و تشویش مین تھے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام و جملہ کفار و اہل اسلام نے جو امیر
ثانی کو اندر اُس دروازہ کے ساتھ زنگی کے جاتے دیکھا اور پھر وہ دروازہ مسدود ہو گیا سبکو طرح طرح کا
خیال ہوا اکثر کفار کہنے لگے کہ امیر ثانی باوجود اسکے کہ انکو ہمنے صاحب اسم اعظم سُنا تھا یہ بھی جاکر کچھ بنا نہ سکے
ہمراہ زنگی کے دروازہ مین تنہ نخل کے چلے گئے دروازہ بھی بند ہو گیا جسطرح شیرویہ اور سلیمان ثانی
داخل دروازہ تنہ شجر مذکور ہوے تھے اُسی طرح یہ بھی داخل ہوے صرف فرق اتنا ہوا کہ وہ زیر ہوکے داخل
دروازہ ہوے یہ بغیر زنگی سے زیر ہوے داخل در ہوے ہین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ امیر ثانی نہایت
عاقل ہین اُنھون نے زیر شجر جاکے ضرور یہ خیال کیا ہوگا کہ اس زنگی پر فتحیاب نہوسکونگا یقیناً مانند شیرویہ
و سلیمان ثانی کے اس زنگی سے زیر ہو جاؤنگا اپنے اور بیگانے سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہین ان سبکے
سامنے ذلت ہوگی یہ خیال کرکے زنگی سے کہا ہوگا کہ تو مجھسے مقابلہ نکر مین یونہین تیرے ساتھ چلنے کو
موجود ہون اُس نے قبول کیا ہوگا اسی وجہ سے وہ امیر ثانی سے نہ لڑا اور بغیر لڑے حصول مطلب اپنا جان کر
امیر ثانی کو ہمراہ اپنے لیگیا اب اُنکا آنا ناممکن ہی جس طرح مفرح و مشت زن وغیرہ آج تک نہ آئے
اُسی طرح یہ بھی نہ آئینگے اکثر سرداران لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکے باہم یہ کہتے تھے کہ افسوس صد افسوس
ہمارے سامنے امیر ثانی زیر شجر جاکے یون غایب ہو گئے کہ اب نظر نہین آتے ہین ہاے افسوس اس
دیکھنے کو ہم زندہ رہے کاش کہ آج ہم یہان نہوتے یا مر گئے ہوتے یا اندھے ہو گئے ہوتے کہ یہ حال
پُر ملال نہ دیکھتے اب دیکھیے امیر ثانی سے پھر بھی ملاقات ہوتی ہی یا نہین یہ کہتے تھے اور زار زار روتے
تھے اُنکے رونے سے اور بھی سرداران لشکر اہل اسلام گریان تھے اور کہتے تھے کہ اب لطف زندگی
وزور آزمائی باقی نرہا جہان امیر ثانی اس صحرا سے گئے ہین ہم بھی ضرور جاینگے بعض کہتے تھے ہمتو جانتے تھے
کہ تم دانا ہو لیکن اس وقت معلوم ہوا کہ نادان ہو کیونکہ بے سمجھے ایسی تقریر کرتے ہو ہمکو تو امیر ثانی کے
تشریف لانے کی امید قوی ہی کیونکہ امیر ثانی زنگی سے زیر ہوکے نہین گئے ہین تمنے خواہ دیکھا
ہو یا نہ دیکھا ہو ہمنے تو غور سے دیکھا ہی کہ ایک طائر رنگا رنگ اپنی منقار مین ایک کاغذ لیے ہوے

درخت کے تنہ مین جو در پیدا ہوا تھا اُسی در سے آیا تھا اُس نے زنگی کے سر پر سے وہ کاغذ گود مین اُسکی
ڈال دیا تھا اُس نے اُسکو پڑھکر امیر ثانی سے کچھ باتین کرکے اُنھین اُسی در کی راہ سے لیگیا تھا پس عقل کے
ذریعہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ امیر کو کسی شخص جلیل القدر نے بذریعہ رقعہ طلب کیا ہی وہ جناب اُس کی
ملاقات کے واسطے گئے ہین انشاء اللہ وہ جناب آج ہی یا دو ایک روز کے بعد ضرور تشریف لائین گے
ہان اگر زنگی سے زیر ہوکے جاتے تو البتہ مقام تردد ہوتا پس تم بھی ہماری طرح امید آنجناب کے جلد
تشریف لانے کی رکھو گریہ وزاری سے باز آو فضل وعنایت الٰہی پر نظر رکھو حق تعالےٰ ہر ایک شئے پر
قادر ہی وہ سرداران لشکر جو گریہ وزاری کرتے تھے وہ تو خاموش رہے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے ان
سرداران سپاہ کی گفتگو سُنکے فرمایا تم سچ کہتے ہو تمھاری تقریر معقول ہی یہان قیام کرنا چاہیے تا وقتیکہ امیر
ثانی نمآئین عجب نہین کہ جلد آئین اگر اُنکے آنے کا زیادہ زمانہ گذرے گا تو اور کوئی فکر کیجائیگی یہان تو
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اہل اسلام اور عامل شاہ بھی سبکے سب قیام پذیر ہین اہل اسلام
واسطے تشریف لانے امیر ثانی کے دعا کر رہے ہین اُنکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب حال امیر ثانی
کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی ہمراہ اُس زنگی کے داخل دروازہ درخت ہوے اور وہ در بند ہو گیا
امیر ثانی نے اندر دروازہ مذکور کے جاکر دیکھا کہ سیڑھیان زینے کی سنگ مرمر کی نہایت عمدگی سے
بنانے والے نے بنائی ہین اُن زینون پر قدم رکھکر موافق کہنے اُس زنگی کے جانب بلندی چلے پھر کچھ زینے
جانب پستی واقع ہوے امیر انھین زینون کی راہ سے جانب پستی رہ نورد ہوے جب وہ زینے تمام
ہوے دیکھا ایک قصر عالی شان ہی در و دیوار اُسکے قابل دید ہین مٹی اور خشت سے اُسکو بنایا نہین بلکہ
طلا ونقرہ خالص سے بنانے والے نے نہایت صناعی سے بنایا ہی آگے اُس قصر کے ایک پھاٹک ہی کہ وہ
بھی نقرہ خالص کا ہی اور کار طلائی اُسپر ایسا کیا ہی کہ عقل کو دخل نہین ہی اُس پھاٹک پر دو طرفہ حاجب
و دربان عصا ہاے نقرئی وطلائی لیے ہوے دستارین سر و نیز رکھے ہوے چپکنین عمدہ پہنے ہوے
پٹکے کمرون سے باندھے ہوے خاموش کھڑے ہین جب امیر ثانی اُس پھاٹک پر پہونچے زنگی نے اُن
چوبدارون سے کہا ہمین حکم منتظم کار طلسم کا ہوا ہی پس ہم انکو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے
کہا آپ کو اختیار ہی انھین لیجائیے ہم آپ کے کہنے سے انھین نہ روکین گے لیکن ایک مدت مدید اور
زمانہ دراز سے کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی اس طرح کوئی شخص یہان نہین آیا ہی زنگی نے وہ رقعہ انھین
دکھایا اُنھون نے دیکھکر کہا بیشک یہ رقعہ دستخطی قباد جنی کا ہی پہلے ہی ہم آپ کے کہنے سے اُنھین
نہ روکتے اور اب تو منتظم و داروغہ طلسم کا رقعہ دیکھ لیا ہی یہ کہکے وہ خاموش ہوے زنگی نے کہا اے
امیر اندر اس پھاٹک کے چلیے امیر ثانی اندر پھاٹک کے گئے بعد گذرنے اس پھاٹک سے ایک مختصر
میدان نظر آیا اُس میدان مین انواع واقسام کے درخت کہ جنپر طائران رنگا رنگ بیٹھے ہوے نغمہ سرا
تھے امیر ثانی کو دیکھتے ہی نغمہ سرائی سے باز رہکر بزبان فصیح پوچھنے لگے اے نونہال مردم رہا آج خلاف
قاعدہ طلسم اس شخص کو یہان کیون لائے ہو مقام تردد ہی ہم نگہبانان طلسم سے ہین بیان کرو
اگر تم اسکے ساتھ نہوتے ہم ابتک اس شخص کو ہلاک کرتے زنگی نے کہا کچھ جانے فکر و تردد نہین ہے
کچھ تم اندیشہ نہ کرو ہم حکم منتظم کار طلسم سے اس شخص کو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا

ایسا تو کبھی نہوا تھا آج یہ واقعہ تازہ ہی کیونکر اندیشہ نہو ذرا ٹھہر جایئے ہم منتظم کار طلسم سے اجازت حاصل
کر لین تو انکو لیجایئے زنگی نے وہ رقعہ اُنکو دکھایا اُنھون نے کہا ای نونہال مردم ربا ہمسے ناراض نہونا
کہ ہمنے اِس شخص کو تمھارے کہنے سے آگے جانے نہین دیا اُسنے کہا مجھے تمسے کچھ ملال نہین ہوا بلکہ مین تو
خوش ہوا کہ تم اپنے کام مین ہوشیاری وخبرداری سے شب وروز بسر کرتے ہو جو چاہیے نگہبانی وہ نگہبانی تم
کرتے ہو نگہبانونکو ایسا ہی چاہیے جیسا اس وقت تمنے کیا؟ انھون نے کہا ہمکو بانیان طلسم نے صرف
اسیواسطے یہان مقرر کیا ہی کہ بخوبی حفاظت کیا کرین اب آپ انھین لیجایئے ہمین اطمینان کامل ہوگیا مگر کچھ کچھ
مین نہین آتا کہ اس شخص کے بلانے کا کیا باعث ہو زنگی نے جواب دیا مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہین ہی یہ کہکے
امیر ثانی کو بعزت ہمراہ لیکے آگے بڑھا اثنای راہ مین امیر ثانی نے سوا اُن درختون میوہ دار عجائب
روزگار کے دو طرفہ تختے گلہاے رنگا رنگ کے دیکھے اُن گلون کی کیا صفت تحریر کی جائے کن گلون
سے اُن پھولون کو رنگ وبو مین متشابہ سمجھا جاے کیونکہ مانند اُن گلہاے رنگا رنگ وپر بہار وعطر
آگین کے یہان تو کوئی ایسا گل نہین ہی تاکہ جس سے کچھ بھی اُن پھولون کی مثال رنگ وبو مین دیجائے
اگر یہ لکھا جاے کہ تختہ گلہاے گلابی مانند تختہ گلاب کے تھا تو یہ مثال اچھی نہین ہی کیونکہ گلاب مین کانٹے
ہوتے مین اور وہ پھول خار سے بری تھے خوشبو مین بھی بدرجہا گل سُرخ سے بہتر تھے اگر وہان کے
تختہ نرگس شہلا کو یہان کے تختہ نرگس سے تشبیہ دیجاے تو جو دانا بینا ہین وہ یہ کہینگے کہ یہ
شخص کیا اندھا تھا جو ایسی مثال اسنے دی کیونکہ یہانکے نرگس کے گلون مین باوجود آنکھ سے متشابہ ہونیکے
بینائی نہین ہی اور وہان کے گل نرگس مین بینائی ہی غرض اسی طرح ہر ایک گل بیمثل ولاجواب رنگ وبو
وشکل مین تھا امیر ثانی ٹھہر ٹھہر کر جا بجا اشجار عجائب وغرائب اور اثمار انواع واقسام کو دیکھتے جاتے تھے
اور گلہاے رنگا رنگ مذکور کو بھی دیکھ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا قدرت پروردگار
عالم ہی کہ کیا کیا شجر وثمر وگلہاے رنگا رنگ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا مین خلق کیے ہین یہ
فرماکے ارادہ کرتے تھے کہ اثمار وگلہاے بوقلمون سے دو چار توڑ لیجیے وقت ہاتھ بڑھانے کے
ثمر درختان مذکور مانند غنچہ کے ہوجاتے تھے اور اُنکے درمیان سے طائران رنگا رنگ پیدا ہوکے
اُڑجاتے تھے اور بزبان فصیح اُس چمک سے مخاطب ہوکے یون گویا ہوتے تھے کہ ای نونہال
مردم ربا آج یہ کون یہان آیا ہی کہ تم اپنے ساتھ لاے ہو جلد بیان کرو کیا زمانہ بربادی طلسم کا آگیا ہی یہ طلسم
کشا ہی تم اسکے شریک ہوگئے ہو جو اسے یہانتک لائے ہو ہمین اندیشہ ہی ابھی اس شخص نے ہماری
طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ انکو جواب دیتا تھا کچھ تم اندیشہ نکرو یہ شخص طلسم کشا نہین ہی نہ مین اس کا
شریک بربادی طلسم مین ہوا ہون اسکو منتظم کار طلسم نے کسی امر ضروری کیلیے شاید طلب کیا ہی اس وجہ سے
مین اسے لیے جاتا ہون وہ طائران رنگا رنگ جواب دیتے تھے کہ اگر کبھی کسی شخص کو داروغہ نے اس
طلسم کے طلب کیا ہوتا تو ہمین یقین ہوتا کہ آج بھی اِس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی گو تم سچ کہتے
ہوگے مگر ہمکو یقین نہین ہی ابھی تم اسی جگہ ٹھہرو ہم جاتے ہین منتظم کار طلسم سے پوچھتے ہین اگر وہ ہمین حکم
دینگے کہ اس شخص کو جسکو نونہال مردم ربا لاتا ہی نہ روکو تم پھر چلے جانا اسکو بھی ہمراہ لیجانا زنگی مذکور
اُنسے کہتا تھا کہ تم اُنکی خدمت مین بجاؤ دیکھو یہ رقعہ انکا اس شخص کی طلب مین میرے

پاس آیا ہی اسے دیکھ لو اور ہمین جلد اس شخص کو لیجانے دو کہ وہ اسکے منتظر ہونگے وہ طائر کہ ساحر تھے رقعہ
دیکھکر اجازت جانے کی دیتے تھے اور پھر بدستور انھین درختون کے جوف اثمار مین جاکر غائب ہوجاتے
تھے اثمار اُسی طور سے ہوجاتے تھے اور اگر امیر ثانی کسی پھول کے توڑنے کا قصد کرتے تھے وہ ہنسکر
اپنے درخت سے جدا ہوکر بصورت بلبل ہوکے یون پوچھتا تھا کہ ای نونہال خیر تو ہی آج یہ کون شخص
تمھارے ساتھ ہی آیا دوست ہی یا دشمن ہی ہمین اس شخص سے بوے عداوت آتی ہی اس نے ابھی ہماری
طرف لقصد ایذا رسانی ہاتھ اپنا بڑھایا تھا پس اسکے حال سے اطلاع دو وہ اسکے جواب مین وہی
رقعہ منتظم کار طلسم کا دکھا دیتا تھا وہ مجبور و منتج ہوکے اجازت لے جانے کی دیکر بحالت سابق اُسی درخت
مین غائب ہوجاتا تھا زنگی اس جگہ سے ہمراہ امیر ثانی آگے روانہ ہوتا تھا اگر اثنای راہ مین کسی غنچہ کو
عجیب و غریب دیکھکر نہایت پسند کرتے تھے بے اختیار اُسکی طرف واسطے اُسکے توڑنے کے ہاتھ بڑھاتے تھے
وہ غنچہ فی الفور چٹک جاتا تھا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوکے پرواز کرکے زنگی سے
برہم ہوکے پوچھتا تھا کہ ای نونہال مردم ربا سچ کہو آج خلاف قاعدہ طلسم اس شخص کو اس طرح
اس جگہ کیون لائے ہو یہان تو آجتک کسی کو نہ لائے تھے اگر یہ کہو کہ یہ بھی ایک گرفتاران طلسم سے ہے
تازہ اسے گرفتار کیا ہی تو اسطرف زندان طلسم نہین ہی پس ادھر اسے لانے کا کیا سبب ہے ہمکو
تشویش ہی صاف صاف بیان کرو زنگی اس سے کہتا تھا یہ شخص گرفتاران طلسم سے نہین ہی مین نے اسے
بقاعدہ طلسم زیر نہین کیا ہی یہ شخص الیا ذی مرتبہ ہی کہ اُسکو منتظم کار طلسم نے برائے ملاقات اپنے پاس
بلایا ہی اس وجہ سے مین اسے اس راہ سے لیے جاتا ہون تم کچھ اندیشہ نکرو وہ جواب دیتا تھا ہرگز ہمکو
یقین نہین ہی کہ یہ شخص خدمت منتظم کار طلسم مین جائیگا کوئی سبب اور بھی ہی ہم تمکو اسے نہ لیجانے دینگے
تم علیحدہ ہوجاؤ ہم ابھی برق بنکے اسپر گرتے ہین جلاکر اسے خاک کیے دیتے ہین اگر تم اسکی حمایت کروگے
تو پچھتاؤگے تمسے بھی فساد ہوگا ہمکو تم جانتے ہو کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ بانیان طلسم نے واسطے
نگہبانی طلسم کے ہمین یہان مقرر کیا ہی ہم خیر خواہ طلسم ہین یہ بدخواہ طلسم ہی زندگی اگر تمکو اپنی اور اس
شخص کی منظور ہی تو سچ سچ جو بات ہو کہدو ورنہ وہی ہوگا جو ہمنے کہا ہی زنگی ہنسکر جواب دیتا تھا تم اس
قدر مجھسے کیون برہم ہوتے ہو خبردار برق بنکر اس شخص کو ہلاک نکرنا اور مجھسے برسر فساد نہونا آپس مین
فساد پر کمر نہ باندھنا خلاف حکم منتظم کار طلسم کے نکرنا وہ طائر یعنے ساحر زنگی مذکور کے سخن پر عمل نکرکے
بہ آواز بلند اپنے ماتحت ساحرون کو یون آگاہ کرتا تھا کہ ای ساحران نگہبانان طلسم ہوشیار ہوجاؤ اور
بصورت طائران خوش رنگ ہوکے میرے پاس آکے اس شخص تازہ وارد کو اور نونہال مردم ربا کو گھیر لو
یہان سے ان دونون کو جانے ندو یہ سخن اُسکا سنکے جسقدر ساحران نابکار اُسکے ماتحت تھے فی الفور
طائر بنکر بہ آواز بلند و فصیح یہ کہتے ہوے اُسکے پاس آئے تھے کہ ای سردار ہمارے ہم حاضر ہین
کیا مجال کسی کی کہ کوئی شخص بغیر آپکے حکم کے یہان سے ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے ہم آپکے مطیع
ہین اتنی سرحد مین آپکی حکومت ہی یہان کے آپ حافظ و نگہبان ہین امیر ثانی دیکھتے ہین کہ غنچہ و گل سے
ساحر پیدا ہوکے طائر بن بنکے بزبان فصیح تقریر کرتے تھے زنگی ہر ایک کو وہ رقعہ دکھا کر آگے بڑھتا تھا چاہتا
اس جگہ بھی جب زنگی نے دیکھا کہ ساحرون نے گھیر لیا اور سردار اُنکا جانب منتظم کار طلسم جانے کو

آمادہ ہوا فی الفور وہ رقعہ اُس سردار ساحران کو دکھایا اُس نے رقعہ دیکھکر کہا ای نونہال مردم ربا تمنے غضب کیا تھا بڑی نادانی کی تھی پہلے ہی یہ رقعہ ہمین دکھا دیا ہوتا تو کاہیکو یہ نوبت پہونچتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہماری سرحد سے چلے جاؤ آگے اورون کی سرحدین مین اُنھین بھی جاتے ہی یہ رقعہ دکھا دینا اور بے تکرار و فساد راہ سے گذر جانا ورنہ کہین نہ کہین تمسے ضرور فساد ہو جائیگا زنگی اُس سردار ساحران کی تقریر سنکے امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے بڑھتا تھا وہ سردار مع اپنے ساحران ماتحت کے اُسی طرح گلشن مین غنچہ و گل ہو جاتے تھے امیر یہ حالات عجیب و غریب دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے اور زنگی سے پوچھتے تھے اب بیابان سے کتنی دور منتظم کار طلسم ہی وہ جواب دیتا تھا ابھی بیابان سے بہت دور ہی ہمراہ میرے خاموش چلے آؤ صرف نظر سے ہر طرف دیکھ لیا کرو کسی ثمر دگل و غنچہ کے توڑنیکا ارادہ نکرو مبادا کسی سے فساد نہو جائے آپس مین خونریزی نہو جاے امیر ثانی اس سے پوچھتے تھے یہ طلسم مختصر ہی یا وسیع ہی وہ ہنسکر جواب دیتا تھا یہ طلسم ایسا بڑا ہی کہ کوئی طلسم اسکے مقابل نہوگا اور جو عجائب و غرائب تمنے دیکھے ہین اور حیرت ہوئی ہی یہ کیا دیکھا ہی اگر تمامی طلسم کی سیر کرو تو ہوش و حواس بجا نرہین اس طلسم مین بڑے بڑے نامی و نامور ساحر جا بجا مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنی اپنی حد مین حافظ و نگہبان ہین ابھی تمنے اتنی راہ مین کیا دیکھا ہی آگے بڑھ کر کچھ نہ کچھ اور عجائب و غرائب طلسم دیکھیے گا امیر ثانی اُسکی تقریر سن کے ہر طرف سیر کنان تھے اور ساتھ اُس کے چلے جاتے تھے با وجود رہروی کے ذرا بھی چلنے سے عاجز و ماندہ نہوتے تھے کبھی سڑک کو دیکھتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ سڑک عجیب صاف ہی کنکر اور خشت و خاشاک و خس سے بری ہی بجاے خشت کے عقیق سرخ سائیدہ کی سرخی ہی اور بجاے خاک کے گوہر آبدار کی ہی کہین کہین چھڑکاؤ سڑک پر یون ہوتا تھا کہ جسطرح ابر سے پانی برس کر چھڑکاؤ ہو جاتا ہی اور ابر غائب ہو جاتا ہی ہواے سرد چلتی ہے ٹھنڈی سڑک پر چلنے سے دل کو فرحت ہوتی ہی امیر ثانی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے جاتے جاتے ایک جگہ پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ رو ایک قصر مختصر مین بیٹھی ہی دروازے قصر کے کھلے ہین چند کنیزین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہین وہ جام شراب ہاتھ مین لیے ہوے ہی شراب پی رہی ہے اُسکی کیفیت بدصورتی کی مفصل تو کیا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہی کہ بمقتضاے ابیات۔ ابیات

قشقہ سیندور کا کھچا سر پر
روغن نارجیل سے چکنین
لٹین منھ پر لٹکتی نہین اس طرح
جیسے ہووے بھرا ہوا انڈا اس

اک لڑی موتیون کی ماتھے پر
کالا چہرہ تھا پتلیان تھین زرد
کوہ پر سانپ پھرتے ہین جسطرح

کا کلین منھ پہ واہیات پڑین
تھی کسی غم سے لب پہ آہ سرد
ایسی آتی تھی منھ سے اُسکے باس

امیر ثانی اُسے دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ ساحرہ ہی یا کوئی بلائے عظیم ہی خداوند عالم اسکے شر سے سب کو بچاے خدا نکرے کہ یہ کسیکو بیداری یا عالم خواب مین اپنی صورت بد دکھائے دیکھنے والا عجب نہیں کہ خوف سے ہلاک ہو جاے ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے امیر ثانی اور اُس زنگی کو اپنی طرف آتے دیکھا فی الفور جام شراب ہاتھ سے رکھکر اُٹھی اور در قصر پر آکے اس طرح گویا ہوئی کہ اُسکی آواز سے روح تن مین بیچین و مضطر و خائف ہوئی تقریر اُسنے یہ کی کہ اے نونہال مردم ربا خبردار بیابان سے آگے جانے کا ارادہ نکرنا آج کچھ تمسے مجھے تردد ہی کیونکہ اس شخص کو خلاف قاعدہ ادھر کیون لائے ہو کہ یہ طلسم کشا ہی تم اسکے مطیع ہو گئے ہو یا اور کوئی سبب

ہی جلد بیان کرو ورنہ مجھسے امید نیکی کی نرکھنا زنگی مذکور نے اس طرح اُسے جواب دیا کہ ای بلاے جادو کچھ
فکر و اندیشہ نکرو مجھسے اور اس شخص سے بدظن نہو نہ تو یہ طلسم کشا ہی نہ زمانہ طلسم کا آخر ہوا ہی نہ مین اس شخص کا واسطے
بربادی اس طلسم کے مطیع ہوا ہون جو تمنے خیالات کیے ہین سب خلاف ہین اصل حال یہ ہی کہ اس شخص کو
منتظم کار طلسم نے طلب کیا ہی مین لیے جاتا ہون لہذا ب مجھے راہ دو اُس نے کچھ سوچ کے کہا تمھاری تقریر
دل پذیر نہین ہی مین ہرگز جانے نہ دونگی بھلا منتظم کار طلسم کو کیا ضرورت ہی جو اس شخص کو اپنے پاس بلایا
ہی تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہکر ایک ناریل چوٹی دار اُٹھاکر سحر پڑھ کر چاہتی تھی کہ امیر ثانی اور نونہال عرم بیار
مارے کہ زنگی مذکور نے بہت خائف ہوکے بعجز و انکسار کہا ای بلاے جادو قسم تمکو سامری و جمشید کی ابھی
ناریل نمارنا ایک رقعہ دیکھ لو پھر تمکو اختیار ہی اُس نے بسبب قسم کے ہاتھ اپنا روکا اور غضبناک ہوکے کہا
لاؤ رقعہ کہان ہی زنگی نے وہ رقعہ اُسے دیا اُس نے پڑھ کر دستخط منتظم کار طلسم کے دیکھکر متعجب ہوکر غصہ کو
فرو کرکے رقعہ زنگی کو دیکے کہا اچھا میری سرحد سے جلد گذر جا زنگی امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا
اثناے راہ مین امیر ثانی نے اُس سے پوچھا یہ ساحرہ کیا بڑی نامی ساحرہ تھی کہ جسکے سحر کے ناریل سے
تم ڈر گئے اور قسم دے کے اُسے ناریل کے مارنے سے روکا زنگی نے جواب دیا یہ ساحرہ وہ نامی
ساحرہ ہے کہ مین تو کیا ہون اکثر ساکنان طلسم اس سے ڈرتے ہین اسکے سحر کی پناہ نہین ہی حالانکہ
اس طلسم مین بہت بڑے بڑے نامی ساحر و ساحرہ ہین لیکن سب مین یہ ساحرہ نہایت غضب ور ہر فن
سحر و ساحری مین کامل ہی تمنے ملکہ ماہیان زمرد رنگ و ملکہ آفات چاردست نامی اور دادی افراسیاب
جادو کے حالات سحر سنے ہونگے یہ ساحرہ اُنسے بھی بڑھی ہوئی ہی اسکی کنیزین ایسی ساحرہ ہین کہ جو مانند
آفات چاردست کے ہین امیر ثانی یہ سن کے حیران ہوکے دل مین کہنے لگے کہ خوب ہوا جو اُس نے
ناریل نہ مارا ورنہ نہین معلوم کیا ہوتا مین تو ببرکت اسم اعظم الٰہی بچ جاتا یہ زنگی البتہ ہلاک ہو جاتا پھر پیرلجانا
منتظم کار طلسم تک دشوار ہوتا یہ خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے جب اُسکی حد سے گذر سے دیکھا ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اُسپر فرش کیا ہی نگیرہ نفیس استادہ ہی زیر نگیرہ چند در چند نازنینان خوبرو اپنے
بناؤ سنگار مین مصروف ہین کچھ بناؤ کر چکی ہین اور وہ چبوترہ درمیان ایک چمن کے ہی اُسی چبوترے پر
وہ نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور ہنگام آرایش باہم خوش و مسرور ہوکے یہ باتین کر رہی ہین صورت
آنکی یہ ہی اور تقریر باہم یہ کرتی ہین کہ بمصداق نظم موافق مضمون ہوا

چھیڑ ہی چھیڑ ہی ادائین تھین سب کی
مسیان گہری گہری ہو نٹون پر
صاف رخسار اور مُنہ گورے
نیزہ بازی وہ کرتین مژگان سے
کوئی کرتی تھی عیش کا سامان
کوئی کہتی تھی ای میری بہنا
اپنی شیشی کا عطر دو بی جان
لاکھ کو کرتی ہون نظر مین شہید

تھے لکھوٹے وہ پانو نکے لب پر
تھا وہ عاشق کا دود آہ جگر
بجلیون کی چمک وہ کانون مین
باندھ لیتی تھین دل کو دامان سے
مانگ کو کوئی صاف کرتی تھی
ذرا کجلوٹی تم مجھے دینا
کوئی آئینہ دیکھکر کہتی
کیون برا ہین یہ آنکھین قابل دید

زلفین کالی بلائین تھین سب کی
جیسے عاشق کا ہوے دود جگر
کاجل آنکھون مین پوست کے ڈورے
انتیون کی چمک وہ کانون مین
کوئی چنتی تھی ما تھے پہ افشان
حسن پر کوئی لاف کرتی تھی
کوئی کہتی تھی ہے مجھے ارمان
گل چمن میری آنکھ مین کھبتی
کوئی کہتی دوگانا مین واری

دے سروتا تو کاؤن سیپاری

درمیان مین اُن نازنینان خوبرو کے ایک نازنین نہایت خوبرو پری جمال حور مثال ایک مسند زرتار پر تکیہ کیے ہوے لعبد ناز و ادا بیٹھی تھی سیر چمن مانند گل خندان ہو کے کر رہی تھی اور باتین اپنی ہمجولیون اور کنیزون کی سُن کے خوش ہو رہی تھی جب وہ ہنستی تھی خندہ دندان نما سے ایک برق چمک جاتی تھی حسین ایسی تھی کہ جس طرف رُخ کرتی تھی رُخ پر نور سے اُسکے ایسی روشنی ہوتی تھی کہ زمین مطلع نور ہو جاتی تھی اُسکے حسن و جمال کی اور زیب و زینت کی کیا تعریف لکھی جاے کہ قلم دفتر رقم عاجز ہی اگر اُسکی ثنا مین قلم خوش رقم ایک دفتر تحریر کرے تو بھی بخوبی اُسکی تعریف نہ لکھ سکے ابھی وہ نازنین مذکورہ مسند پر بیٹھی ہوئی تھی جلیسین اور کنیزین باہم باتین کر رہی تھین بناؤ سنگار مین مصروف تھین ناگاہ اُس نازنین مسند نشین نے جانب امیر ثانی دلو نہال مردم ربا دیکھکر کچھ سوچکر برہم ہو کے ایک کنیز سے باشارہ کہا ان دونون کو یہان بلالو اُس کنیز نے حسب الحکم بہ آواز بلند کہا ای نو نہال مردم ربا جلد تر تم مع اُس شخص کے یہان آؤ آگے بڑھاؤ ہماری ملکہ برق افگن جادو طلب کرتی ہین زنگی اُس کنیز کے کہنے سے آگے نگیا بلکہ جانب اُس چبوترہ کے ہمراہ امیر ثانی کو لیکر چلا جب قریب چبوترہ کے پہونچا بہ آداب کھڑے ہو کر اُسے سلام کیا ملکہ برق افگن نے اُسی کنیز سے باشارہ کہا پوچھ اس سے کہ یہ شخص کون ہی اسے کہان لیے جاتا ہی ہمسے اجازت بھی لیجانے کی حاصل نکرکے یہ راہ طے کرتا ہی ہمارے عتاب سے نہین ڈرتا ہی کیا ہمارے حال و مراتب سے آگاہ نہین ہی کنیز مذکور نے اپنی ملکہ کے حکم کی تعمیل کی زنگی نے کہا ای ملکہ برق افگن جادو نام اس شخص کا امیر ثانی ہی اسکو حسب الحکم منتظم کار طلسم کی خدمت مین لیے جاتا ہون واقع مین مجھسے نادانی و غلطی ہوئی کہ آپ سے اجازت جانے کی حاصل نہ کی معاف کیجیے اور مین آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپ ایک نامی و نامور ہین اس طلسم مین آپ کا ہمرتبہ چندہی ساحر و ساحرہ ہین آپ بلاے جادو سے مرتبہ مین زیادہ ہین ملکہ برق افگن جادو نے خود اُس سے کلام کرنا خلاف اپنی شان کے جان کے اُسی کنیز سے پھر اشارہ سے کہا کہ اس سے کہو جبتک رقعہ منتظم کار طلسم کا ہمارے پاس نہ آئے گا ہم یہان سے نجانے دینگے کنیز مذکورہ نے زنگی سے وہی کہا جو ملکہ نے کہا تھا نو نہال مردم ربا نے فی الفور وہ رقعہ اُس کنیز کو دیا اور کہا ای گل اندام جادو یہ رقعہ ملکہ کو دکھا دو اُس نے لیجا کر رقعہ مذکور اُسے دکھایا اُس نے رقعہ کی عبارت پڑھ کے رقعہ واپس دے کے اجازت جانے کی دی زنگی امیر کو ہمراہ لیکر وہان سے چلا کہین امیر ثانی بار بار مڑ مڑ کر اُسے دیکھتے جاتے تھے اور دل مین کہتے جاتے تھے کہ یہ ساحرہ کسقدر حسین ہی کہ کبھی ایسی ساحرہ حسین و خوبرو دیکھی نہین اگر حسن اصلی اسکا ہی تو یہ ساحرہ حسینہ بیمثل ہی اور اگر سحر سے اس نے اپنے تئین ایسا خوبرو بنایا ہی تو ضرور یہ سن رسیدہ اور بدشکل ہو گی امیر یہ باتین اپنے دل مین کر کے اُس زنگی سے پوچھنے لگے یہ ساحرہ کیا نامی ساحرہ ہی حسن و جمال اسکا جو تمنے اور ہمنے دیکھا ہی یہ اصلی ہی یا سحر سے ہی اسنے جواب دیا یہی ساحرہ اس طلسم مین نامی ہی بلاے جادو سے رتبہ مین بڑھی ہوئی ہی اسکے بھی سحر کی پناہ نہین ہی سحر اسکا یہ ہے کہ حریف کو دیکھکر ہنستی ہی دندان کی چمک سے ایک ایسی برق پیدا ہوتی ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو اُسکی خرمن حیات کو جلا دیتی ہی ہنسی اُسے ہلاک کرتی ہی اگر کوئی چاہے کہ جانبر ہو ممکن نہین امیر یہ سن کے متحیر ہوے زنگی نے کہا تم متحیر کیا ہوتے ہو ابھی تمنے بیان کے تمام ساحرون کو

نہین دیکھا ہی اگر سب نامی ساحرون کو دیکھ لو اور اُنکے حالات سے آگاہ ہو تو بہت حیران ہو نگی ایسی باتین کرتا ہوا
جاتا تھا امیر ثانی سنتے چلے جاتے تھے اثناے راہ مین امیر ثانی کو کہین شیر نر نظر آتا تھا کہین گرگ کہین اژدر
آتش فشان کہین ساحران نامی کا مجمع کہین درختون پر ہزارہا طائران خوشرنگ وخوش الحان کہین دریا کہین نہر
کہین حوض مین کود کر راہ کا طی کرنا کہین عقاب کا ملنا اُسکا سدراہ ہونا سوا عقاب مذکور کے ہر ایک ساحر کی
سرحد مین پہونچکر روکے جانا اگر بہ تفصیل یہ مولف لکھے تو از حد طول ہوگا اور ناظرین مختصر عبارت پسند اس کمترین
مولف سے ناخوش ہونگے اور برا کہین گے اس وجہ سے جملہ حالات مقامات ساحران نامی کو نہ لکھا اور جو
عجائب وغرائب امیر ثانی نے دیکھے اُنکو بھی اسی غرض سے تحریر نہین کیا ہان امید ناظرین عالیمقام و طول
تحریر پسند سے یہ ہی کہ اگر مشتاق اس طلسم کے ہوکے اشتیاق اپنا ظاہر کرینگے خطوط جناب منشی پراگ نراین
صاحب دام اقبالہ کو اس طلسم مسمی طلسم عجائب رنگ کے باب مین ارسال کرینگے اور وہ جناب
اس کمترین سے حکم تالیف کرنے کا دینگے تو البتہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار حال اس طلسم کے تفصیل تمام
تحریر کریگا اور جو شاہزادہ نسل امیر ثانی سے اس طلسم کو توڑے گا اُسکا نام بھی لکھیگا اور جس مشکل سے
یہ طلسم ٹوٹیگا اور جس خرابی سے لوح طلسمی ہاتھ آئیگی ہر ایک حال کو بتفصیل اس طرح درج کرے گا
کہ ناظرین قدردان کی نظر سے تمام جلدین طلسم ہوش ربا کی گر جائینگی القصہ آمدم بر سر مطلب جب امیر ثانی
جملہ مقامات مذکورہ سے گذر گئے دیکھا ایک قصر عالی ہی در و دیوار اُسکے بھی نقرئی وطلا کار ہین زنگی
مذکور امیر ثانی کو راہ سے زینہ کی اُسی قصر مین لیے جاتا تھا ناگاہ امیر ثانی نے دیکھا کہ بہت خادم خدمتگار
بصورت ساحران در قصر پر ایستادہ ہین اندر قصر کے ایک شخص ضعیف بار ریش سفید عمامہ برسر
عبا در بر چہرہ نورانی بالاے مسند تکیہ پر تکیہ کیے ہوے بیٹھا ہی اور ایک بڑی سی کتاب کو کھولے ہوے
عبارت اُسکی پڑھ رہا ہی اور بار بار کتاب سے نظر اُٹھا کے جانب در دیکھتا ہی اور خدام سے کہتا ہی
دیکھو تو نونہال مردم ربا ایک بزرگ وذی رتبہ کو بنی آدم سے ہمراہ اپنے لاتا ہی یا نہین وہ دیکھکر عرض
کرتے تھے کہ ہان نونہال مردم ربا کسی کو لاتا ہی ہنوز خدام اُس سے عرض کر رہے تھے ناگاہ امیر قریب
اُسکے پہونچے وہ امیر کو دیکھکر براے تعظیم کھڑا ہوا پھر جھک کے سلام کیا بعد ازان اپنی جگہ پر لا کے
مسند پر امیر ثانی کو بٹھایا خود روبرو امیر ثانی کے بصد ادب بیٹھا بعد مزاج پرسی کے کہنے لگا آپ کو یہان
تشریف لانے مین کمال زحمت ہوئی معاف کیجیے گا اور اسکا خیال کیجیگا کہ زنگی کے ذریعہ سے بلا یا
خود ہمارے لینے کو یہ نگیا وجہ اُسکی یہ تھی کہ جانا میرا قاعدہ طلسم کے خلاف تھا اسی وجہ سے مین زیر شجر
حاضر ہونے مین قاصر رہا اور یہ بھی واضح ہو کہ جس وقت آپ زیر شجر تشریف لائے تھے مجھے اس کتاب کے
دیکھنے سے حال سے آپ کے تشریف لانے کا معلوم ہوگیا تھا کیونکہ آپکے بارے مین بانیان طلسم نے اس
کتاب مین اپنے قلم سے لکھ دیا ہی کہ فلان فلان روز وقت سحر امیر ثانی ایک بزرگ وذیقدر براے
رہائی مضروح منشت زن وشیروے وسلیمان ثانی ضرور تشریف لائینگے لہذا ہم لکھے جاتے ہین کہ قباد
حبشی منتظم کار طلسم داروغہ زندان طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُنسے مقابلہ نکرنے دے ایسا نہو کہ وہ
نونہال سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ ذی رتبہ ہین اور صاحب اسم اعظم ہین اگر اسم اعظم وہ پڑھین گے تو
نہال مردم ربا اُنکو زیر نکر سکے گا اور اگر وقت جنگ اسم اعظم الٰہی پڑھینگے تو ضرور نونہال اُنکو زیر کرے گا

باعث اُنکی توہین کا ہوگا اور یہ ہمین منظور نہین ہر کہ اُن جناب کی ذرا بھی توہین ہو پس انسب یہی ہر کہ قبل
مقابلہ منتظم کار طلسم اُنھین اپنے پاس بلا کے بٹھائے اور اُنسے کہے کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین
ہین آپکی نسل سے ایک شخص اسکو فتح کریگا لہذا آپ درپے طلسم کشائی نہ ہوجیے اور مضروح مشت زن
اور شیروے اور سلیمان ثانی کو اُنکے حوالے کرکے اور اسقدر زر وجواہر اور فلان فلان اسباب مال
طلسم منتظم کار طلسم اُنھین دیدے اور اگر وہ سیر طلسم کرنا چاہین تو ایک طرف طلسم کے اُنھین روانہ کرے
اور خود بھی منتظم کار طلسم اُنکے ہمراہ ہو اور اُنھین سیر طلسم کرائے بعدہ انھین راہ دیگر سے بیرون
طلسم بعزت وحرمت کردے چونکہ مین مطیع حکم بانیان طلسم تھا اس وجہ سے مین نے آپکو یہان بلایا ہر
اب آپ کو مناسب ہر کہ جو کچھ بانیان طلسم نے لکھا ہر اُسے بدل منظور کیجیے مجھپر احسان کیجیے اپنی
عزت وحرمت پر نظر کیجیے فکر طلسم کشائی کی نکیجیے امیر ثانی نے پوچھا ہماری نسل سے کون شخص اس
طلسم کو فتح کریگا نام اُسکا کیا ہر اور یہ طلسم کسکا بنایا ہوا ہر قباد جنی منتظم کار طلسم نے عرض کیا نام اُس
شاہزادہ کا اس کتاب مین لکھا ہوا ہر مگر مجھے حکم بتانے کا نہین ہر زمانہ اس طلسم کے لوٹنے کا قریب
آگیا ہر اور یہ طلسم آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہر بہت سے حکما وعقلا نے فکر کرکے اور تدبیرین کرکے اسکو
بنایا ہر مال واسباب اسمین اسقدر ہر کہ مین اُسکی حد بیان کر نہین سکتا زر وجواہر بیشمار ہر اسباب طلسم
ایسا نادر ونایاب ہر کہ اُسکا وصف مین اس وقت کر نہین سکتا یہ سب مال واسباب آپ کی نسل سے ایک
شخص کے مقدر مین ہے وہی بعد توڑنے طلسم کے اُسے لیگا آپ کی تقدیر مین کل مال واسباب نہین ہر
کیونکہ آپ فتاح اس طلسم کے نہین ہین ہان کچھ مال واسباب بانیان طلسم نے آپ کے نام سے علاوہ اس
مال واسباب کے اس طلسم مین رکھہ دیا ہر اور دیکھیے اس کتاب مین سیکڑون برس پیشتر سے اپنے
علم سے آپ کے یہان تشریف لانے سے آگاہ ہوے ہین اور یہ عزت وحرمت آپ کی اُنکو منظور ہوئی ہر
کہ مجھکو تاکید لکھا ہر کہ مین بعزت یہان آپ کو بلا کے سیر طلسم کرا کے تین شخص گرفتاران طلسم سے
اور کچھ مال واسباب انکے حوالے کرکے پھر بعزت وحرمت آپکو آپ کے لشکر مین پہنچوا دون امیر ثانی نے
فرمایا ہمین بانیان طلسم سے تو کچھ غرض نہین کہ اُنکی تحریر پر عمل کرین مگر تمھاری عاجزی وانکساری
دست بستہ عرض کرنے سے جو کچھ تمنے کہا ہر منظور ہر ہم اپنے دوست کے حتی الامکان خلاف نہین
کرتے ہین اُسے رنجیدہ نہین کرتے ہین قباد جنی یہ سن کے بہت خوش ہوا پھر عرض کیا کہ اگر خلاف
طبع والا نہو تو کچھ سامان آپ کی دعوت وضیافت کا کیا جائے بزم عشرت آراستہ کی جائے امیر ثانی نے
فرمایا ہماری دعوت وضیافت بس یہی ہر کہ مضروح مشت زن اور شیروے اور سلیمان ثانی کو طلب
کرکے ہمارے حوالے کردو قباد جنی نے فی الفور نونہال مردم ربا سے مخاطب ہوکے کہا جلد جا
مضروح مشت زن وشیروے وسلیمان ثانی کو کہ ہمارے حکم سے تونے علیحدہ گرفتاران طلسم
سے رکھا ہر لے آوہ فوراً گیا بعد تھوڑی دیر کے اُنھین لے آیا امیر ثانی اُنکو دیکھکر خوش ہوے
شیروے وسلیمان ثانی بھی امیر ثانی کو دیکھکر شادمان ہوے مضروح مشت زن نے شیروے
سے آہستہ پوچھا یہ کون بزرگ ہین کچھ انکے اوصاف بیان کرو اس نے کہا آگاہ ہو کہ نام نامی انکا امیر ثانی
ہر یہ لشکر اسلام کے سپہ سالار ہین سوا اسکے اور بھی اوصاف بیان کرکے کہا ہم بھی تمھاری

رہائی کو یہان آئے تھے ہمتو گرفتار ہوے لیکن امیر ثانی نے یہان تشریف لا کے تمہین اور ہمین قید سے
رہا کرایا ہی اب ہم اور تم اس طلسم سے بیرون طلسم ہونگے تم اپنے بادشاہ عادل شاہ کے پاس جاؤ گے
کہ وہ تمہارے یہان گرفتار ہوجانے سے مبتلاے رنج تھے اور یہ سب حال رہائی مین نے نونہال مرزم ربا سے
آج سنا ہی جو تسے بیان کیا ہی وہ یہ خوشخبری سن کے ازحد خوش ہو کے اسی وقت امیر ثانی کے قدم پہ گرا
امیر ثانی نے سر اسکا اپنے قدم سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا قباد جنی نے کہا اے مضروح مشت زن
نہین جناب کی برکت قدوم و تشریف آوری سے تو یہان سے رہا کیا جاتا ہی ورنہ قیامت تک اس طرح
تو رہا نکیا جاتا بغیر ٹوٹنے اس طلسم کے تو اس طلسم سے بیرون طلسم نجاتا اسنے قباد جنی کی گفتگو سن کے
عرض کیا بیشک آپ سچ فرماتے ہین یہ جناب میرے محسن ہین مین بھی تازندگی انکا فرمان بردار رہونگا ابھی وہ
یہ عرض کر رہا تھا کہ قباد جنی نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر کچھ سیر اس طلسم کی کرنا منظور ہو تو چلیے سیر
کیجیے امیر ثانی نے باشتیاق تمام فرمایا ہان سیر طلسم کے مشتاق ہین قباد جنی نے اسیوقت چند جنون کو
طلب کر کے ایک تخت اُنسے منگوا کے امیر ثانی سے کہا اس تخت پر بیٹھیے امیر ثانی اسپر بیٹھے بعدہ قباد جنی
بھی روبرو خادمانہ اسی تخت پر بیٹھا پھر اشارہ کیا جنون نے تخت اٹھایا بعض داستان گویون نے
اس داستان کو یون بھی بیان کیا ہی کہ ساحرون نے تخت اٹھایا غرض بہرطور قباد جنی نونہال مرزم ربا
وغیرہ کو وہین چھوڑ کر ہمراہ امیر ثانی کے تخت پر سوار ہو کے واسطے دکھانے عجائبات طلسم کے جانے
لگا اس وقت شیرو ے اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن بھی چاہتے تھے کہ ہم بھی ہمراہ امیر ثانی
طلسم کی سیر کرین قباد جنی نے اُنسے کہا کہ مجھے بانیان طلسم کا اسی قدر حکم ہی کہ فقط امیر ثانی کو بعض بعض
عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دکھادون تم لوگون کے بارے مین بانیان طلسم نے بابت سیر طلسم کے
کچھ نہین لکھا ہی اس وجہ سے مین مجبور ہون تمہین لیجا نہین سکتا شیرو ے وغیرہ قباد جنی سے
یہ سنکے لاچار ہوے اسی جگہ بیٹھے رہے قباد جنی امیر ثانی کو اسیطرف طلسم مین لیگیا جس طرف کہ سیر کرانے
کو بانیان طلسم نے لکھا تھا جب امیر ثانی اسی طرف طلسم مین پہونچے قباد جنی نے عرض کیا دیکھیے یہ
عجائبات قابل دید ہین آپ ہی کا یہ مرتبہ ہی کہ بانیان طلسم نے یہان کی سیر دکھانے کے واسطے تاکید الکھا ہی
ورنہ سواے طلسم کشا کے کوئی یہانتک نہ آسکیگا اور نہ کوئی کبھی آیا ہی مانند آپ کے امیر ثانی اُس کی گفتگو
سنکے خوش ہوے دل مین کہا مجھ ایسے بندہ خاکسار پر کیا عنایات و افضال پروردگار عالم ہی کہ مین اُسکی
عنایتون کا کچھ بھی شکر ادا کر نہین سکتا کیونکہ اُسنے مجھے یہ عزت دی ہی اور نامور کیا ہی کہ بانیان طلسم نے سیکڑون
سال پیشتر سے میرے باب مین ایسا لکھ دیا ہی یہ دل مین کہکے عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دیکھنے لگے
اور دمبدم اُنکے دیکھنے سے حیرت زیادہ ہونے لگی اگرچہ مولف خاکسار اُن عجائبات کو بھی اس جگہ لکھے
تو ناظرین دفتر جو مختصر عبارت کو پسند کرتے ہین بیزار ہو کے کمترین کو برا کہینگے ہان وہ ناظرین دفتر
جو قدردان اہل کمال ہین اور خود بھی صاحب فضل و کمال ہین اور اُنکو طول عبارت اور ہر ایک مضمون
و قصہ و حکایت بتفصیل دیکھنے کا شوق ہی اور مجمل تحریر سے نفرت ہی مکرر اُنکی خدمت عالی مین عرض ہے
کہ ضرور بار بار سال خطوط جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک اودھ اخبار سے اشتیاق اس
طلسم عجائب رنگ کے طبع ہونے کا ظاہر کرین تاکہ یہ کمترین اُنکے حکم سے طلسم مذکور کو جیسا دل چاہتا ہے

خوبی سے تحریر کرکے پیش کش کرے اور یہ کہے گر قبول افتد زہے عزو شرف ٭ الحاصل امیر ثانی نے بخوبی
تمام سیر طلسم عجائب رنگ کی کرکے قباد جنی سے عجائبات طلسم کی بہت تعریف کی اُس نے عرض کیا یہ آپنے
بعض بعض عجائب طلسم کی سیر کی ہے اگر آپ تمامی طلسم کے عجائب و غرائب دیکھتے تو نہایت حیران ہوتے
اور یہان سے آپ نجاتے مدام اُنھین عجائب و غرائب کی سیر دیکھتے یہ عرض کرکے وہان سے امیر ثانی کو
اپنے قصر مین لایا اور کچھ طبق میوے رنگا رنگ کے طلب کرکے روبرو امیر ثانی کے رکھے اور دست بستہ
عرض کیا اسمین سے کچھ کھائیے اور شیروے اور سلیمان ثانی کو بھی شریک میوہ خوری کیجیے کہ باعث میری
عزت افزائی کا ہو امیر ثانی نے اُسکی عرض قبول کرکے کچھ میوہ خشک کھایا اور شیروے اور سلیمان ثانی نے
بھی میوہ مذکور سے تھوڑا تھوڑا کھایا بعدہ امیر ثانی کے کہنے سے کچھ میوہ مضراح مشت زن کو بھی
قباد جنی نے منگوا دیا اُسنے علیحدہ بیٹھکر کھایا جب سب میوہ کھانے سے فارغ ہوے قباد جنی نے
حکم کیا کہ تخت لاؤ ساحر یا جن فی الفور تخت لاے قباد جنی نے ایک تخت پر امیر ثانی سے کہا
بیٹھیے دوسرے تخت پر خود قباد جنی بیٹھا تیسرے تخت پر شیروے اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن
بیٹھے اُس وقت اشارہ قباد جنی سے جنون یا ساحرون نے وہ تخت اُٹھائے پھر باشارہ قباد جنی ایک
سمت بلند ہوکے چلے بعد تھوڑی دیر کے راہ دیگر طلسم سے اُنھون نے بیرون طلسم صحرا مین امیر ثانی وغیرہ
کو پہونچا دیا قباد مذکور نے صحرا مین تخت رکھوا کے امیر ثانی اور شیروے اور سلیمان ثانی اور مضروح
مشت زن سے کہا یہ مرکب آپ صاحبون کے موجود ہین اپنے ہمراہ بدست ساحران لیتا آیا ہون
انپر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جائیے جب امیر ثانی وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکے قباد جنی سے رخصت
ہوکے جانے لگے اُس وقت وہ مال و اسباب طلسمی قباد جنی نے چند جنون یا ساحرون کو دیا اور حکم کیا
کہ یہ اسباب و مال لیکر ہمراہ امیر ثانی کے جاؤ جب یہ اپنے لشکر مین پہونچین یہ مال و اسباب
اُنکو دیکر رسید لیکر ہمارے پاس اندرون طلسم آؤ وہ جن یا ساحر مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ رکاب
امیر ثانی چلے اِدھر قباد جنی جانب اپنے قصر کے روانہ ہوا اُدھر امیر ثانی خرم و خندان راہ صحرا طی کرتے
چلے جاتے تھے اور شیروے اور سلیمان ثانی سے فرماتے تھے نہین معلوم لشکر ہمارا یہان سے کتنی دور
ہے اور وہ درخت جسکے سایہ مین جانے سے تم سب کو نونہال مردم ربا زیر کرکے لے گیا تھا کہان
ہے جن یا ساحر یہ تقریر امیر ثانی کی سُنکے خاموش تھے شیروے اور سلیمان ثانی عرض کرتے تھے ہمین
بھی نہین معلوم ان لوگون سے دریافت کیجیے امیر ثانی اُنسے پوچھتے تھے وہ عرض کرتے تھے یہان
سے وہ درخت قریب تر ہے دیکھیے وہ زیر کوہ آپ کی بارگاہین اور خیام برپا و ایستادہ ہین وہ درخت
جسکا آپ ابھی ذکر کرتے تھے سب درختون سے اونچا وہ نظر آتا ہے امیر ثانی نے جو غور سے دیکھا فرمایا
تم سچ کہتے ہو بیشک ہم اسی درخت کے قریب آچکے ہین تھوڑی ہی دور کا ہمسے اور اُس درخت سے
فاصلہ ہے ابھی امیر ثانی یہ فرما کے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ وہان سے بادشاہ لشکر اسلام
و دیگر سرداران لشکر نے امیر ثانی کو مع شیروے وغیرہ کے آتے دیکھکر از حد شادمان ہوکے سب نے
کہا دیکھو وہ امیر ثانی مع شیروے وغیرہ کے ادھر تشریف لاتے ہین سب کا فرو دیندار
دیکھکر خوش ہوے اور نہایت متحیر ہوے کہ زیر سایہ درخت جا کے اور بیچ درخت مذکور مین ہمراہ

زنگی کے جاکے غائب ہو کے جانب صحرا سے تشریف لائے ہین اور اکیلے نہین آئے ہین اپنے ساتھ
شیرویہ اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن کو بھی لائے ہین اور کچھ آدمی اُنکے ساتھ بار اسباب
اُٹھائے ہوے دکھائی دیتے ہین یہ دیکھکر سب کو کمال خوشی ہوئی بخصوص عامل شاہ بہت خوش
ہوا اُس وقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سرداران لشکر اسلام براے استقبال امیر ثانی مرکبون
پر سوار ہو کے اُس درخت کے سایہ سے نکلکے روانہ ہوے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان دولت
کے براے استقبال روانہ ہوا بعد قطع راہ بخوشی سب استقبال کر کے امیر ثانی کو زیر کوہ بارگاہ
مین لائے بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہو کے حال جانے اور آنے کا پوچھا امیر ثانی نے
تمام حال جو گذرا تھا اور دیکھا اور سنا تھا بیان کیا اہل لشکر ہر اک سُن کے بدرجہ کمال حیرت مین ہوے
پھر سب نے امیر کی بہت تعریف کی خصوص عامل شاہ نے از حد تعریف کی بعد ازان عرض کیا آپ نے
تو ایفاے وعدہ کیا اب مجھکو بھی چاہیے کہ مین بھی ایفاے وعدہ کرون کلمہ پڑھ کر مسلمان ہون امیر
ثانی نے فرمایا اچھا کلمہ زبان پر جاری کر اُس نے کہا مجھے تلقین و تعلیم فرمایئے امیر ثانی نے اُسے کلمہ تہادین
تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا پھر مضروح مشت زن و جملہ اپنے ہمراہیون کو کلمہ پڑھا کے
مسلمان کیا بعد اُسکے مضروح مشت زن نے اپنے بادشاہ کے قدم پر سر رکھ کر کہا آپ کی کوشش سے
مین قید طلسم سے رہا ہوا اُس نے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینے سے لگایا اور کہا مین کیا
اور کوشش میری کیا امیر ثانی نے البتہ تجھپر احسان عظیم کیا اور مجھپر بھی احسان کیا کہ تجھکو مجھسے
ملایا اور دولت ایمان و دین بھی عنایت فرمائی مجھکو بندہ بے دام کر لیا یہ احسان امیر ثانی کا تاحیات
بلکہ تا قیامت نہ بھولونگا یہ کہکے امیر ثانی سے کہنے لگا اب یہان سے تشریف لیچلیئے امیر ثانی اور
بادشاہ لشکر اسلام و جملہ اشخاص اُسی وقت مرکبون پر اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوے اُس وقت
اُن ساحرون نے جو مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ امیر کے آئے ہین عرض کیا ہمین رسید مرحمت ہو امیر ثانی
نے فی الفور ایک پرچہ قرطاس پر بخیر و عافیت مع مال و اسباب کے حال اپنے پہونچنے کا لکھکر اُن کے
حوالہ کیا وہ پرچہ قرطاس مذکور لیکر جانب طلسم عجائب رنگ روانہ ہوے بعد قطع راہ طلسم
مین پہونچکر وہ پرچہ قباد جنی کو جاکر دے دیا ادھر امیر ثانی وغیرہ جانب شہر عامل شاہ روانہ ہوے
بعد طے کرنے راہ کے بخوشی و خرمی داخل شہر ہوے عامل شاہ نے شہر مین پہونچتے ہی حکم کیا آج
ہمارے دربار مین جملہ صغار کبار اعلے ادنی ملازم وغیرہ ملازم سب اہل شہر سے حاضر ہون
منادی نے حکم عامل شاہ سے اہل شہر کو آگاہ کیا حسب الحکم ملازم عامل شاہ وغیرہ ملازم رعایا
سے تمام اعلے ادنی دربار مین حاضر ہوے عامل شاہ نے تخت حکومت پر بیٹھکر سب سے کہا یارو
قبل اسکے مین گمراہ تھا خداوند تمثال آئینہ رو ایک نابکار نالایق و گمراہ شدہ کی پرستش کرتا تھا اور اُسکو سجدہ
کرتا تھا اور تم سب بھی موافق میرے حکم کے اسی مردود تمثال کی پرستش کرتے تھے اب میری خوبی
مقدر سے میرے ملک مین جناب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر تشریف لائے اُنھون نے جاکر طلسم عجائب
رنگ سے میرے سردار لشکر مضروح مشت زن کو رہا کیا بعد ازان اُن جناب نے مجھکو ہدایت
دین اسلام کی مین نے دین اسلام کو سب مذہبون سے بہتر جانکر اختیار کیا ہے کلمہ پڑھ کر مسلمان

ہو گیا ہوں میرے ارکان دولت و خیر خواہان سلطنت و اعیان مملکت بھی مانند میرے مسلمان ہو چکے ہیں پس تم سب اعلے ادنی کو لازم ہے کہ راہ راست پر آؤ میری طرح تم سب بھی مسلمان ہو جاؤ و تمثال آئینہ رو مردود پر لعنت کرو خداوند عالم کو اپنا معبود حقیقی جانکر اُسے سجدہ کرو دیر و تبکدے آج ہی منہدم کر ڈالو بجاے اُنکے مساجد بناکرو اگر خلاف ہمارے حکم کے کوئی کریگا قتل کیا جائیگا جب اس طرح عامل شاہ نے اپنی تمامی رعایا سے کہا سب نے کہا اے بادشاہ ہمکو حکم حضور سے سرکشی و انکار منظور نہین ہے بلکہ خوشی سرکار دولتمدار یعنے اپنے بادشاہ کی بدل درکار ہے لہذا امیدوار ہین کہ ہم سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے عامل شاہ نے سب سے خوش ہو کے کلمہ پڑھا کر ہر ایک کو مسلمان کیا پھر دربار برخاست کیا ہر ایک اعلی اُٹھ کے اپنے اپنے مکان مین جاکر دیر و تبکدون کو منہدم و مسمار کیا تمثال آئینہ رو کی تصویرون پر لعاب دہن ڈالا کسی نے نعلین اپنی اُسکی تصویر کے سر پر لگائی کسی نے اُسکی تصویر کو پامال کیا کسی نے کہا یہ تصویر اُس نابکار مردود کی ہے کہ جسکی پرستش ہمارے آبا و اجداد اور ہمنے کی تھی اور گمراہ رہے تھے شکر ہے کہ آج راہ راست پر آئے اپنے معبود کو پہچانا بعد منہدم و مسمار کرنے تبکدون کے خاص و عام شہر عاملہ نے مساجد کے بنانے مین کوشش کی جابجا شہر مین مسجدین بننے لگین ہر ایک عقائد دین اسلام سے آگاہ ہو کے پابند صوم و صلواۃ ہوا اور عامل شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے جلد تر آراستہ کی جاے اور سامان دعوت و ضیافت بھی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کا مع اُنکے تمامی لشکر کے کیا جاے کیونکہ ہمکو مضروح منت زن کے طلسم عجائب رنگ سے آنے کی خوشی ہے علاوہ اسکے پہلے ہم گمراہ تھے اب راہ راست پر آئے دولت دین اسلام ہاتھ آئی ہے ملازمان مذکور حسب الحکم عامل شاہ کے کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ کی سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت تکلف و خوشی سے کیا جب بزم عشرت آراستہ ہو چکی عامل شاہ کے عرض کرنے سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر اسلام بزم عشرت مذکورہ مین آئے بادشاہ موصوف تخت جواہر نگار پر بمقام صدر بیٹھے امیر ثانی قریب تخت بادشاہ موصوف دنگل پر رونق افزا ہوے اسی طرح علی قدر مراتب ہر ایک دنگل اور کرسی پر بیٹھے عمرو ثانی بھی ایک کرسی پر بیٹھا دیگر عیاران لشکر اسلام اکثر بیرون بزم عشرت رہے اکثر اندر بزم مذکور کے اسپر اپنے مالک و آقا کے قریب آکے کھڑے ہوے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان سلطنت کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے اصرار سے بزم مین آکے بمقام مناسب بیٹھا اس وقت حکم عامل شاہ سے پہلے ساقیان خوبرو و خوش رو کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر یاقوت و بلورین لیکر حاضر بزم عشرت ہوے اور ایماے عامل شاہ سے جملہ اعلی و مساوی درجہ کو اور تمامی اہل بزم مذکور کو شراب ناب سے جام و ساغر بھر کر دینے لگے ہر ایک خوش ہو کے شراب پینے لگا جام پر جام ساقیان شوخ چشم اہل بزم کو دینے لگے دور جام بادۂ ناب ہونے لگا جب ہر ایک شخص دو دو تین تین جام ساقیون سے لیکر شراب پی چکا اور ہر ایک نے بادہ خواری سے انکار کیا اُس وقت ساقیان سیمتن و گل پیرہن کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بزم عیش و عشرت سے لیگئے بعد اُنکے جانے کے بحکم عامل شاہ ایک رقاصہ بہت خوبرو و نہایت خوش گلو موسیقی مین کاملہ و یکتاے روزگار ناچ

گانے مین علیم المثال نوجوان لباسِ رنگین پُر زر زیب تن زیور طلائی و نقرئی جواہر نگار پہنے ہوے
بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین روبرو اہل بزم کے حاضر ہوئی اہل بزم
اُسے دیکھکر خوش ہو کے جدا جدا خیال کرنے لگے کوئی جوان رعنا اُسکے حسن وجمال پر نظر کرکے خیال
کرنے لگا کہ یہ رقاصہ ہی یا پرستان کی پری ہی کوئی جوان خیال کرنے لگا یہ رقاصہ نہین ہی بلکہ ایک حور ہی
حوران جنان سے اسی طرح ہر ایک جدا گانہ اُس رقاصہ خوبرو کو بنظر غور دیکھکر خیال کرنے لگا جب
رقاصہ نے ہر ایک کو اپنا مائل و شیفتہ پا کے ناز و انداز سے مسکرا کے منھ چھپانے کا ارادہ کیا سازندون
نے اُس سے کہا یہ وقت منھ چھپانے کا نہین ہی اپنے مشتاق دیدار کو اپنا حسن وجمال دکھا کر دام گیسو مین
ہر ایک کو اسیر کرو پھر جو فرمایش جس سے کروگی وہ اپنے اجراے مطلب دلی کی امید سے یہی کہے گا
کہ اس فرمایش پر کیا موقوف ہی نقد دل حاضر ہی اس تدبیر سے تھوڑے ہی دنون مین مالا مال ہو جاؤگی
اول تو ابھی نامی و نامور ہو حسن تمھارا شہرۂ آفاق ہی جب یہ شاہ و شاہزادے تمپر جان دینے لگینگے اور
جو تم جس کسی سے طلب کروگی وہ تمکو قسم زر و جواہر سے مالا مال کر دیگا پھر تم کیسی دنیا مین مشہور ہوگی اور
کیسی شہرت تمھاری ربع مسکون مین ہوگی کیسی صاحب دولت ہو جاؤگی زر و جواہر و ملک و مال بہت پاؤگی
بس ایسا غضب نکرو کہ ایسے وقت مین اپنا حسن وجمال اہل بزم عشرت کو ندکھاؤ وہ رقاصہ سازندون کے
کہنے سے کچھ کچھ بیحجاب ہو کے حسن وجمال اپنا اہل بزم کو دکھانے لگی ہر ایک اُسکے حسن وجمال کی تعریف
کرنے لگا جتنی دیر وہ رقاصہ اہل بزم کو دیکھتی رہی اور اپنا حسن وجمال اُنھین دکھاتی رہی اُتنی دیر مین
اُسکے سازندون نے سازون کو حسب لخواہ درست کیا جب وہ سازون کو درست کرکے بجانے لگے وہ رقاصہ
بہزاران ناز و ادا و کرشمہ و غمزہ کھڑی ہو کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر جوان ناچ اُسکا
دیکھکر اُسپر مائل ہوے رقاصہ مذکورہ نے ہنگام رقص دل اُنکے گویا پامال کر ڈالے واقعی حسن
حسینان جہان دلرباے عاشقان ہی اور عشق وہ بد بلا ہی کہ بمصداق نظم

کرتا ہی ذیشعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذو فنون ہوے مفتون

عشق ایسی بُری بلا ہی آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

خداوند عالم بلاے عشق سے ہر ایک نوجوان کو محفوظ رکھے کہ یہ بلا بیشتر
نوجوانونکی دشمن جان و آبرو ہی الحاصل رقاصہ مذکور ناچ رہی تھی اہل بزم بنظر غور دیکھتے تھے ہر ایک شخص
تعریف اُسکے رقص کی کرتا تھا کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
گردش چشم قہر اُسکے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
حلقہ دست جب ہوا بالا
ماہتاب ان پہ چھا گیا بادل
تھ دونون جو تا کمر آئے

طرز طاؤس بوستان کا تھا
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتی جانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
بنگیا گرد ماہ اک ہالا
ناز سے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے

عجب انداز سے اُٹھاتی تھی ہاتھ
دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
اُبھرے سینے کی بھی وہ قہر مسک
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی ایک قیامت تھی

وہ بھرک نتھنون کی بھی آفت تھی
ڈورا گردن کا قتل کرتا تھا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
ناچنے والون کا ہوا توڑا
بوعدہ کرنے لگا تدرو ادا

چتونین وہ حلال کرتی تھین
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
برق آسا نظر مین کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

ٹھوکرین پائمال کرتی تھین
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جائے سبزہ دلون کو روند گئی
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

اُسکے رقص سے دل اہل بزم کا خوش ہوتا تھا ہر ایک اپنے دل مین اُسکی تعریف کرتا تھا جب وہ رقاصہ رقص کر چکی گت ناچ چکی ذرا دم لیکے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

شوق لقاے دوست کا ہر دم وفور تھا
کسب کمال عشق مین مجھکو عبور تھا
گیا کیا تڑپ تڑپ کے کٹی رات ہجر کی
صاحب خیال کشتہ حسرت ضرور تھا
ششدر رہی آسمان حسینون کے ظلم پر

مثل کلیم دل مرا مشتاق طور تھا
سن لو تمھارے کشتۂ بدعت کی قبر پر
پہلو مین بیقرار دل ناصبور تھا
تسکین اجل نہین تھی شب انتظار یار
گو ظلم اُسکو اپنی جفا پر غرور تھا

پڑھتا تھا قیس عالم طفلی مین جب سبق
حسرت پکارتی ہے کہ بیہ نے قصور تھا
اک دن نہ آئے گور غریبان کی سمت آپ
دن ہجر کا نمونہ روز نشور تھا

اہل بزم عشرت گاہ اُسکا بگوش دل سننے لگے چونکہ وہ خوش گلو ایسی تھی کہ اکثر اہل بزم اُسکی تعریف مین کہتے تھے کہ لحن داودی قدرت خدا سے اسے ملا ہے اس وجہ سے اک سماں بندھ گیا تھا ہر ایک عالم نشہ شراب مین خوش و خورم بیٹھا ہوا سُن رہا تھا عمرو ثانی بھی محو تھے اپنے دل مین اُسکے کمال کی ثنا کرتے تھے کیونکر خواجہ وغیرہ اُسکی تعریف و ثنا نکلے کہ وہ یون گاتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا ناہید نے کھن کو چاک
کنج مرقد مین تان سین کی روح
رنگ گئی بچی سر اپنا دھننے لگی
برق سان سر اینچ کا تھا انداز
صاف صندو تچر تھا ارگن کا
تان کیا لی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سُر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنی قانون سے زیادہ نہ کم
سُنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
بر کب اُسکے کمال کو پہونچے
ہو گئی چشم ساز گوہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی
ہوگئے مست سب در و دیوار
قتل گہ ہو گئی تھی بزم طرب

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ حور خصال
اُڑ چلے مانند طائر نذ بلوح
ویسا باندھا تھا اُسنے سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سُریلی تھی آواز
نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی تھی
آفت جان وہ تان اونچ پٹا
دل پہ لگتا تھا اسکے تیر پہ تیر
اُن سرون کی نشست جو سن پائے
نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سماں بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آتش گل تار
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بول اُٹھے طائران نقش و نگار

باربد شرم سے چھپاتا خاک
راگ کو مثل صوفی آگیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا ساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک اک فقرا
گھٹ بڑھ اُس رشک حور کی وہ تم
ذائقہ سے جہان کے دل اُٹھ جائے
لولی چرخ لاکھ دون کی لے
اہل محفل کو ہوگیا سکتا
تبلینہ ہی کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ
نیم بسمل تھے اہل محفل سب

وہ اس رقاصہ کا ہر ایک شعر کو بتا بتا کے کئی طور سے گانا وہ ہر مضمون غزل کی صورت حالت رقص مین دکھا دینا کبھی حالت نغمہ مین کسی طرف دیکھکر مسکرا دینا گاہ

نازسے حالت رقص ونغمہ مین تیوری کا چڑھانا دیکھنے والون کے حق مین ایک قہر تھا جب وہ رقاصہ غزل
مندرجۂ بالا گاکے تمام کرچکی حالانکہ کثرت نزاکت سے تھک چکی تھی لیکن عامل شاہ کے کہنے سے
اُسنے یہ دوسری غزل شروع کی

برابر غش ہلتا ہی کبھی گریہ تڑپتا ہے
دم آخر بجھے گی پیاس میری آب خنجر سے
وصال یار کی حسرت مین افسوس لاغری ایسی
ٹپکتے ہین لہو کے اشک ہر دم چشم ساغر سے

دہن کو عشق رکھتے ہین محبت چشم دلبر سے
ملک واقف ہین کچھ کچھ اضطراب قلب مضطر سے
محبت اک گل ترکی جو دلمین لیگیا ہونین
جدا ہو سنبل سا یہ صفت ہم تار بستر سے

غرض ہمکو نہ سوسن سے نہ مطلب نرگس تر سے
شہادت مین رہونگا سرخرو ای خضر محشر تک
بسیگی بعد مردن قبر بھی پھولونکی چادر سے
عزاخانہ بنا ہی میکدہ کس رند کے غم مین

رقاصہ مسطورہ جس وقت غزل مندرجہ بحسن وخوبی گاکے خاموش ہوئی
عامل شاہ نے اپنے ملازمون سے بہ اشارہ کہا کہ اس رقاصہ کو زر کثیر دیکر رخصت کرو اور دوسری رقاصہ
سے کہو کہ حاضر بزم عشرت ہوکے روبرو ہمارے رقص ونغمہ کرے اُن ملازمون نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی دوسری رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے بعد سلام کرنے کے اور
اور درست ہونے سازندون کے مشغول رقص ونغمہ ہوئی جملہ اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہوکے رقص ونغمہ
اُسکا دیکھنے سننے لگے چونکہ عامل شاہ کو منظور ہوا ہی کہ یہ جشن برابر شب وروز سات روز تک ہو اور رعایا
بھی اپنی جگہ خوشی وشادمانی ظاہر کرے ہر محلہ مین شہر کے بزم عشرت آراستہ کرے لہذا بادشاہ مذکور
اور تمامی رعایا مصروف عیش وعشرت ہی در خزانہ واہی غربا ومساکین کو زروجواہر حسب الطلب دیا جاتا ہی ہر اک
خوش ہی شہر بھر مین ہر طرف عیش وعشرت ہی عامل شاہ بزم عشرت مین بیٹھا ہی امیر شانی وبادشاہ لشکر اسلام
وغیرہ بھی بزم مسطور مین بیٹھے ہین رقاصہ رقص کر رہی ہی سب دیکھ رہے ہین جب نشہ شراب اُتر جاتا ہے
ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ تندکی لاکے جام وساغر مین شراب بھر بھر کے ہر ایک کو جام پر جام دیتے
ہین اہل بزم شراب پیتے ہین ناچ رقاصہ کا دیکھتے ہین گانا سنتے ہین طعام لذیذ کھاتے ہین چونکہ عامل شاہ
کے حکم سے سامان دعوت وضیافت امیر شانی وبادشاہ لشکر اسلام اور اُنکے تمامی مردمان سپاہ کا
نہایت تکلف وخوبی سے ملازمان عامل شاہ نے کیا ہی اس وجہ سے طعام انواع واقسام کے
نہایت خوبی وتکلف سے تیار ہوے ہین وقت غذا کھانے کے دسترخوان ایک مکان وسیع مین
بچھایا جاتا ہی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر شانی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ وہین تشریف لیجاکے طعام
لذیذ کھاتے ہین اور پھر بزم عشرت مین آکے ناچ رقاصان خوبرو کا دیکھتے ہین نغمہ اُنکا سنتے ہین پس
بادشاہ لشکر اسلام اور امیر شانی وغیرہ تو یہان جشن مین ہین مگر دیکھیے یہ جشن کب ختم ہوتا ہی اور
امیر شانی وغیرہ مع سپاہ کب یہان سے بتعاقب لاجورد شاہ وصلصال آگے روانہ ہوتے ہین —

داستان جانا لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ کا ہمراہ ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کے جانب شہر شعبدہ

ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
زرد ہون جس سے عارض گلگون
رتبہ میرا جہان سے اعلی ہے
داد دے ایمن بحث ہے

کہ دکھاؤن سخن کا اب نیرنگ
سننے والا بھی سن کے دنگ رہے
ہر سخن اُردوے معلے ہے
مین دکھاؤن جو معجزہ تقریر

وہ سناؤن تجھے نئے مضمون
انوری کے نہ منھ پہ رنگ رہے
لن ترانی سے مجھکو نفرت ہے
جان پڑجاے بول اٹھے تصویر

نہ رہے سنکے اہل بزم کو ہوش صدقے ہو روح بلبل شیراز	نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی سند مین ہون جو زمزمہ پرواز	مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی شمع طور کلیم ہو خاموش

راویان خیرین مقال وحاکیان عدیم المثال اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ لاجورد شاہ وصلصال لبدقتل ہونے قہرمان روئین تن کے اور لبد جنگ مغلوبہ وکشت وخون بسیار کے لشکر امیر ثانی سے جو شکست کھاکر سراسیمہ وبدحواس مع تھوڑی سپاہ کے میدان جنگ سے بھاگ کر بہزار خون واندیشہ وتحمل سختی راہ دشت وکوہ کے ایک بیابان مین کنارے دریاے ذخار کے پہونچا تھا چونکہ کئی روز پی در پی شب وروز بھاگنے مین گذرے تھے خود بھی خستہ ودماندہ ہوگئے تھے اور مردم سپاہ بھی بھاگتے بھاگتے نہایت تھک گئے تھے گھوڑے بھی قریب المرگ ہوگئے تھے دریاے مذکور دیکھکر ٹھہرے تھے ارادہ تھا کہ یہان سے اسی وقت کسی طور سے آگے جائین اگرچہ جنگی وصحرا نوردی کے صوبات سے ہلاک ہوجائین ہنوز کوئی تدبیر اور کوئی صورت آگے بڑھنے کی بن نہ پڑی عاجز ہوکے لاجورد شاہ صلصال سے کہنے لگا اب کیا تدبیر کی جاے اِس دریا سے کیونکر عبور کیا جاے اس بحر ذخار مین تو کوئی کشتی اور جہاز بھی نظر نہین آتا ہی خوف امیر ثانی کے آنے کا ہی وہ ضرور مجمعیت سپاہ کثیر ہمارے تمھارے تعاقب مین اس طرف آئے ہونگے صلصال نے جواب دیا بہتر تو یہی ہی کہ یہان سے بھی کسی طرف روانہ ہوجیے کیونکہ جان کا خوف ہی بختگان نے تقریر لاجورد شاہ وصلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کی سنکے برہم ہوکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا ای خداوند اب کبتک تقدیر گریز کی کیے جائیگا آخر کہین قیام بھی کیجیے گا یا نہین اتنو بوجہ نہایت تھکنے کے قدم آگے بڑھایا نہین جاتا ہی اوراسقدر رہروی سے یہ نوبت پہونچی ہی کہ قریب ہی روح تن سے نکل جائے دیکھیے مردمان لشکر اور گھوڑون کا کیا حال ہی سوائے انکے مجھے اور اپنے تیئن دیکھیے کہ اسقدر بھاگنے سے کس حال خراب کو پہونچے ہین میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ اب تقدیر گریز کیجیے بس تقدیر گریز کی حد ہوچکی اب تقدیر قیام کیجیے اگر خوف واندیشہ امیر ثانی کے یہان آنے کا ہی تو ہوا کرے اسی جگہ اُنسے لڑ لیجیے گا جو کچھ ہونا ہو وہ اسی جگہ ہوجائیگا اسی مقام پر ہم سب اُنسے لڑ بھڑ کر مرجا ینگے جھگڑا اور فساد جاتا رہیگا اول تو امیر ثانی اِس جگہ جلد تر نہ آئینگے دوسرے اگر آبھی جائینگے تو آپ طبل جنگ نہ بجوائیگا وہ برسون انتظار مین طبل جنگ بجنے کے رہینگے لشکر انکا پڑا رہیگا اتنے دنون مین کوئی صورت کسی طرف جانے کی نکل ہی آئیگی اور اگر آپ اس میرے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا تو خیر آپ کو اختیار ہی مین اب اس جگہ سے آگے نجاؤنگا مجھ مین حالت اور قوت آگے جانے کی نہین ہی گھوڑا بھی میرا اب چلنے سے عاجز ہی لاجورد شاہ نے اُسکے کہنے سے کنارہ دریاے مذکور قیام کیا تھا خیام وبارگاہ مین لب دریا استادہ وبرپا کراکے فروکش ہوا تھا اور کچھ ہرکارے واسطے اسکے روانہ کیے کہ وہ جاکر مردمان رہگذر سے دریافت کرین کہ یہان سے آبادی کتنی دور ہی آگے اسکے کس بادشاہ کی عملداری ہی اور یہ صحرا ودریا کس کے قلمرو مین ہی ہرکارے روانہ ہوے تھے اور کچھ سوار لاجورد شاہ نے اس واسطے مقرر کیے تھے کہ وہ امیر ثانی کے آنے سے آگاہ کرین ہنوز اُن ہرکارون اور سوارون نے ابتک کوئی خبر بیان کی نہ تھی اور لاجورد شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے دریا کی سیر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک کشتی مانند خمرٹی کمان کے تیز کے

اس طرف آتی ہی اُسپر ایک عورت نوجوان نہایت خوبرو زیور ولباس نفیس سے مزین بصد غرور ونخوت زیر نگیرہ بیٹھی ہوئی ہی چند کنیزین سامنے اُسکے دست بستہ حاضر ہین ابھی لاجورد شاہ شراب پی رہا تھا اور اُسے دیکھ رہا تھا کہ وہ کشتی قریب آئی ہر ایک نے اُس کشتی پر اُس نازنین خوبرو کو مع چند کنیزون کے دیکھکر کہا یہ عورت کسقدر حسین ہی کہ اسکی کثرت ضیاے مہر حسن سے آنکھ کو یارا نہین ہی کہ بخوبی اس کے رُخ پُرنور پر نظر کرسکے اور زیور وپوشاک وآرایش کو اچھی طرح دیکھ سکے واقعی وہ کفار سچ کہتے تھے کیونکہ وہ نازنین ایسی ہی خوبرو تھی اُسکی تعریف حسن سراپا وزیور وپوشاک وآرایش بخوبی تو کیا لکھی جائے لیکن بطرز اختصار یہ ہی کہ بمصداق نظم

شعلہ پیدا تھا دود پنہان مین
طور پر یا تھی جوے شیر روان
زلف ہی جو دل بیاض سحر
طرۂ زلف آہ مجنون تھی
حلقہ حلقہ نہین پر افشان تھا
دل صد چاک عشق نالان ہین
اونچی چوٹی گندھی ہوئی شفاف
زلف کے نیچے تھا بلا مکھڑا
چین لے جائین نور کی لہرین
دفتر حسن پر تھی بسم اللہ
زلف مین یون تھا وہ رُخ انور
یا سویداے دیدۂ دل تھا
تیغ سیری تو جان لیتی ہی
سحر و آفت ہون قہر ہون اسم ہون
پر ہی شدت سے یہ تو امر بعید
طاق ایوان حسن تھے ابرو
فتنہ محکوم چشم جادو تھا
نرگس گلشن حیا آنکھین
چھپ جاتی تھی جنسے نرگس باغ
جام رکھے ہین طاق ابرو مین
ہین حلب گرے آئینے رخسار
حیرت آئینہ دار عارض تھی
دیکھکر نور عارض رنگین +
اک شرارہ تھا برق عارض کا

کب شب زلف مین تھا فرق اظہار
نہر جاری تھی سنبلستان مین
بال باندھا ہی زلف کا مضمون
زلف تھی گیسوے شب عنبر
سنبل مار بھی وہ طرہ تھی
کوچہ زلف مین چراغان تھا
صفت جعد کیجیے موزون
نقرئی وہ پڑا ہوا مو باف
اُسکی پیشانی کر رہی تھی بیان
گلشن رُخ مین تھین روان نہرین
رُخ تھا تفسیر صورت والفجر
جیسے آغوش شام مین ہی سحر
غرہ کرتی تھی چشم ابرو پر
دوسری یہ جواب دیتی ہی
تو کرے گر مقابلہ مجھسے
وہ کرے اُسکی کس طرح سے دید
بہر شمشیر ابروے بُران
جو ایک پیشکار ابرو تھا
سحر و جادو مین تھین وہ آنکھین طاق
ملک خوبی کی تھین وہ چشم وچراغ
خیرگی چشم کشتہ کرتی ہے
ہین لب لعل اُسکے شکر بار
کوکب خال عارض تابان
آئینہ شرم سے ہو خانہ نشین
اُسکو اسباب زیب کرتے تھے پیار

پو پھٹی تھی سحر کے تھے آثار
شب تاریک مین سحر تھی نہان
چاہون جب پیچ سے مین بندش دون
دور شمع نگاہ مجنون تھی
موجۂ نکہت بنفشہ تھی ید
چین گیسو ختن کی کلیان ہین
کوئی چوٹی کا ڈھونڈھے مضمون
تھی وہ پیشانی ماہ کا ٹکڑا
صاف ہی عکس ماہ مجھمین عیان
چین اک نئی تھی موج نگاہ
نون ابرو تھا آیت والفجر
خال رُخ چشم حور کا ل تھا
کہتی تھی خلق مین نہین ہمسر
کون سی بات مین بھلا کم ہون
تو تو حاضر ہون لڑنے کو تجھ سے
بیت ایوان حسن تھے ابرو
گردش چشم تھی برنگ فسان
گل گلدستۂ وفا آنکھین
قتل عاشق مین شہرۂ آفاق
پلکین یہ کہکے مست اگر دیکھین
واسطے کس کے دُکھ یہ بھرتی ہی
کس چمک پر بہار عارض تھی
اختر طالع مہ کنعان
صاعقہ جسکو کہتی ہے دنیا
بوسے لیتا تھا غازۂ رخسار

تھی نہ دنبالہ دار چشم نگار
ننگی شمشیر تھا وہ دنبالہ
کیا صفت کیجیے نوک مژگان کی
کہ ورق دل کا بس الٹ ہی دیا
بحر رخ مین نہ تھی عیان بینی
شمع سورج مکھی مین تھی روشن
دیدہ مور رہ آب حیوان تھا
غنچۂ باغ لن ترانی تھا
تیغ مصری سے تھے وہ لب شیرین
یا لب موسے تکلم تھے
لب وہ شمع زبان کا شعلہ تھے
وہ نہوے تو حسن پھر کب ہو
لب نازک پہ کب مسی تھی نمود
برگ سوسن چھپاے اپنے ہونٹ
کہیے جوہر شناس طبع نفیس
دانت ہیرے کی صاف کنیان تھین
پارے آئینہ حلب کے تھے دانت
دانت ابر مسی کے اولے تھے
وضع چاہ ذقن بلا کی تھی نہ
ماہ نخشب کنوین سے نکلا تھا
وہ بنا گوش تھا ستارہ صبح
شیشۂ مے سمجھتے تھے میخوار
ہر گلا یا کہ ہے صراحی کہ
بوسے لینے مین کچھ نہین تکرار
ہاتھ آیا ہے ترنیا پہلو
موجۂ تحفہ نزاکت ہے
دست رنگین کا رنگ دیکھتا گر
نور افزاے چشم شمس و قمر
نور کی اُسکی تھی وہ چھب تختی
دل ظالم سے بھی سوا تھین سخت
ہر یہ مضمون دل پسندیدہ

گر ترک چشم مین تھی کٹار نہ
ناوک بخطا تھا تیر مژہ
تشنۂ خون تھی ہر مسلمان کی
بنی انگشت قدرت یزدان
کشتی ابرو تھی بادبان بینی
تنگ حورون کا ایسا کم تھا دہن
حلقۂ خاتم سلیمان تھا
لب جان بخش کا جو وصف لکھون
جسپہ جان عزیز دے شیرین
تھے اثر مین دہی لب پرنور
آتش رنگ پان کا شعلہ تھے
جب دہن مین زبان ہو صرف سخن
عکس مژگان سے ہوگئی تھی کبود
نیلم ان ہونٹون سے ہو ہمسر کب
تیغ لب پر دیا مسی نے کسیس
گوہر معدن تکلم ہے
قطرے یا آب تیغ لگے تھے دانت
ناشپاتی تھا اُسکا سیب ذقن
باولی گلشن صفا کی تھی
گوش نازک تھے پارۂ الماس
یا منور تھا گوشوارۂ صبح
رشک نور سحر تھا نور گلو
مئے الفت سے بس لبالب ہی
صاف جلد بدن تھا آئینہ سان
پیچے تھے وہ ساعد و بازو
دست رنگین تھا دست پنجہ حور
رنگ یاقوت ہوتا دست نگر
مطلع آفتاب صبح وصفا
قہر تھی چھاتیون کی بھی سختی
تھے کے تمغے وہ پستان سے تھے
نور سینہ ہوا تھا بالیدہ

ترکش تیر تھا وہ دنبالہ
اک خدنگ قضا تھا تیر مژہ
صف مژگان نے کام ایسا کیا
تھی براے نشان دہی وہان
بینی در رخ پہ تھا نیا جوبن
قفل دروازۂ عدم تھا دہن
سر اسرار غیب دانی تھا
کُلّی آب حیات سے کرلون
شہپر طائر تبسم تھے
نوش دارو پئے دل رنجور
باغ ہو طوطیے شکر لب بوعہ
پشت لب سے عیان ہو حرف سخن
دیکھے مسی ملے جو اُسکے ہونٹ
مسی آلودہ دیکھکر وہ لب
دانت وہ موتیے کی کلیان تھین
جوہر خنجر تبسم ہے
صاف ہنسنے نے عقدے کھولدیے
تازگی کھاتی تھی فریب ذقن
تل ذقن پر نہین ہویدا تھا
دو ستارے قمر کے تھے چپ و راس
گردن ایک موتی تھا صراحی دار
شمع بزم قمر تھا نور گلو
غبغب اُسکا ہی شکل چہ تیار
حرف باتوکے تھے گلے سے عیان
شاخ نخل گل لطافت ہے
انگلی انگلی تھی شمع شعلۂ طور
سینہ خجلت دہ فروغ سحر
ماہتاب شب برات ضیا
کوئی شے اسقدر نہین ہے کہ خست
جفت سرخاب آ بجیوان تھے
آئینہ صاف تھی وہ جلد بدن

منعکس دو طرف تھا سیب ذقن
چشمۂ نور تھا لطافت مین
لوح الماس مین پڑا تھا بال
گم یہان پر ہو خضر عقل بشر
سایہ موے گیسوے شب قدر
دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صاف
پیچ ہی تھا نور کا کمر کولا
دونون ساقین تھین دو ستون بلور
اُسکے تلوے کا اک جواب تھا چاند
دم رفتار پشت پاے صنم
کہیے سرو حدیقۂ اعجاز
گر تدرو اُسکی دیکھ لیتا چھاؤن
اک نمک خوار تھی ملاحت بھی
عضو اک اک بدن کا چست و گداز
جسقدر چاہیے بس اُتنا تھا
ختم کرنا ستم ستم کی جگہ
ہر دل ناز تیغ براں تھا
بانیٔ غمزہ و کرشمہ و ناز
سُن لے سحبان تو دل مین ہو سے خفیف
کیا بیان کیجیے کہ کیا تھی وہ
کسقدر زرق برق تھی پوشاک
جسکی پرتوے چادر مہتاب
نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بیل
گوٹ لوذات کی وہ نور آگین
موجۂ رنگ گل تھا دامنگیر
سوسنی کاج کا وہ انگرکھا
چاند پر جیسے اودی اودی گھٹا
نور آگین وہ تنگ و چست انگیا
رگ گل کی تھین ڈوریان اُسکی
پاےجامہ کا گلبدن گلنار
صاف چھڑیان تھین طرۂ سنبل

شکم آبدار نہر طلسم
قرص کافور تھا صباحت مین
اپنی نظرون مین تو وہ موے کمر
جادۂ راہ ناز کی تھی کمر
کمر ناز مین مین ناف اس طرح
عارض حور مین گڑھا ہے کہ ناف
ساغر ماہ کاسۂ زانو
دونون ساعد تھے رشک ساعد حور
فرش گل پر اگر چلے وہ نگار
صاف دکھلاتا روے نقش قدم
نخل باغ مراد قامت تھا
پھر نہ رکھنا کبھی زمین پہ پاؤن
تمکنت اُسکی باندیون کا تھا نام
تیغ بلا قہر ادا ستم انداز
دیکھنا ناز کا محل جس جا
رحم کھانا اُسے کرم کی جگہ
قتل کرنے کی یاد سب گھاتین
موجد طرز عشوہ و انداز
شوخ و طرار و بات بات مین قہر
غرض اک قدرت خدا تھی وہ
نشہ نو بادۂ جوانی کا
چاک ہووے کتان کی طرح شباب
موج مین جامدانی کی چھڑیان
لوذ ہر ایک شربت شیرین
جلوہ دکھلا رہی تھی یون وہ چمک
اور وہ باریک تھا حریرا سا
زرد اطلس کی گوٹ جلوہ نما
سب طرح قطع مین درست انگیا
جو کٹوری کا اُسکی بنگلہ تھا
خنجری ایک ایک خنجر دار
یون بنت گوکھرو تھا آپ عیان

صاف تھا آسمان شہر طلسم
تنیٔ موے کمر کی ہے یہ مثال
دیدۂ ناف کا تھا تار نظر
یا تھا موے میان غیرت بدر
میم لفظ کمر مین ہے جس طرح
ہاے پایا تھا کیا کمر کولا
ساق پا دست ساقیٔ مہرو
سورج اُس پشت پا کے آگے تھا ماند
رگ گل پشت پا سے ہوا اظہار
قد تھا وہ نونہال گلشن ناز
چلنا ہنگامۂ قیامت تھا
اُسکی سرکار حسن و خوبی کی
ناز و انداز خانہ زاد غلام
موزون ناز و غرور و غمزہ تھا
اک ادا سے وہین ادا کرنا
غمزہ نشتر زن رگ جان تھا
غیرت سحر سامری باتین
روزمرہ بہت فصیح و لطیف
آفت روزگار و فتنۂ دہر
کتنی سج دھج سے ٹھیک وہ مبارک
اور دوپٹہ وہ جامدانی کا
عشق پیچان ہے صاف آڑی بیل
یون گل افشان تھین جیسے پھلجھڑیان
چمک اُسمین ہے کہ وہ جلوہ پذیر
جیسے ابر تنک مین نکلے دھنک
بدن اُسمین سے یون تھا نور افزا
صاف ہم رنگ عاشق شیدا
وہ گلابی کٹوریان اُس کی
دلکشا کوٹھی کا نمونہ تھا
ہر کلی پانیچے کی غنچۂ گل
برق جیسے شفق مین جلوہ کنان

گوکھرو وہ مرقّص الفت کو
موتی ایک ایک گوہر شب تاب
کرن اس نور کی منور تھی
اطلس نور بھی ہو جسپر لوٹ
ساق نور اُسمین دیتی تھی یون لمع
کچھ وہ طول امل سے بھی ہی فزون
شلوکھمین اُسپہ قہر جوبن کی
تازیانہ برائے توسن ناز
بالیان پہنے وہ مرصع کار
ساخت بھی اُنکی اس طرے کی
تارے گوندھے تھے جائے مروارید
پارۂ آبگینۂ خورشید
عقد پروین سپہر حسن پہ تھا
یہ جلا اور یہ لعاب کہان
سر کی چوٹی کا دیکھکر طاؤس
سحر حشر کا ستارہ تھا
دیکھکر زیب گوش ہر جھالا
جھاڑ یا موتیون کا روشن ہی
بجلیان رشک برق ابر بہار
صاف تر تھین چراغ دامن برق
ہیکل اُس حور کی تھی پُر افسون
دیکھتی اُسکو حور خلد اگر
نور تن بازوون پہ یون تابان
تھا خجل نور تن سے بھی کندن
نور کے پور پور وہ چھلے
شاخ گل کی طرح وہ گل کھائے
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اُسکی خراج ہفت اقلیم
وہ پری بند دست رنگین کا
عشق پیچہ تھا دست رضوان مین
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے

دین جو تپ یدین تو صحت ہو
چمکی ایسی چمک دمک کی تھی
صاف مژگان چشم اختر تھی
لہر چٹکی کی اُسپہ یون تھی عیان
جیسے فانوس سرخ رنگ مین شمع
نیفہ بیٹھے کا برق افگن دل
اور وہ چرسین قیامت اُسکی
سر سے پا تک وہ گوہر خوبی
تھے لگے جسمین گوہر شہوار
دیکھے جب اُنکو جوہری فلک
ہر نگین تھا سوائے مروارید
عقل اُس جا پہ دنگ ہوتی تھی
یا عرق روے مہر حسن پہ تھا
تیتے کانون مین تھے جواہر کے
مار گیسو تھا جان سے مایوس
کانون مین موتیون کے جھالے تھے
کہے بے شبہہ دیکھنے والا
بجلیان کانون مین جڑاؤ تھین
دل عاشق کو صاعقہ کردار
حلقۂ چشم مہر تھا بالائو
غیرت افزائے ہیکل گردون
دل سے تا حشر رہتی اُسپہ نثار
تارے جسطرح گرد کاہکشان
کیا کہون کنوتی تھا کیا وہ رنگ
دل عاشق کے چور وہ چھلے
وہ جہانگیریان تھین برق نظیر
موتی ایک ایک حسن مین جسکا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
دام تھا مرغ جان پروین کا
کیا پری بند کی پری ہی نظیر
بے بہا تھے جواہر اُسمین جڑے

موتیون کی بنت ہی وہ نایاب
چشم اختر تلک جھپکتی تھی
سبز اطلس کی پائنچون مین وہ گوٹ
جیسے سبزہ پہ موج آب روان
طول کیا پائنچون کا عرض کرون
تھا وہ ٹپھا سحاب دامن دل
نور کا وہ ازار بند دراز
عطر مین موتیے کے ڈوبی ہوئی
بالیان وہ جڑاو ہیرے کی
مہر و مہ کی لگائے وہ عینک
نور چشم نگینۂ خورشید
زیب گوش اُسکے وہ نہ تھے موتی
دُر شبنم مین ایسی آب کہان
گرد بالکل تھے جن مین موتی لگے
کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پا کہ چھالے تھے
شب گیسو مین سانپ کامن ہی
مچھلیان ہیرے کی تھین جنمین نگین
بجلیان دونون برق خرمن برق
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
خوشنما کیا تھے اُسکے گولے پر
یاد ہیکل گلے کا رہتی ہار
یہ سنہری تھی اُسکی جلد بدن
ہر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ
ایک بھی حور کے جو ہاتھ آئے
قاتل ہوش و جان عالم گیر
صدقے حسن کا تھا دریتیم
پڑتا تھا عکس جسکا دامن مین
حور کیا وہ نگاہ غلمان مین
پائے وزدحنا مین تھی زنجیر
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح

شاخ گل مین لگے ہون گل جس طرح
صاف کنگن طلائی تر کے تھے
جلنا اُسکا تھا دست پُر شکیب
زر خلخال یا زر گل تھا

شک یہ تھا اُنپہ دیکھکر مینا
جلوے رو کش ضیاے مہر کے تھے
زیب پا اُسکی کب تھی وہ خلخال
شور خلخال شور بلبل تھا

ہر زر آفتاب پر مینا
جلوہ گر پاؤن مین تھی کیا پازیب
جسکے دیکھے سے ہووے دل پامال

ایسی نازنین خوبرو بناؤ سنگار کیے لباس و زیور پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے جب کشتی پر قریب کنارے دریا کے آئی ہر ایک اُس کو دیکھکر اُسکا خریدار ہزار جان سے ہوا خصوص لاجورد شاہ تو اُسے دیکھکر ایسا مایل ہوا کہ جام مے ہاتھ سے رکھکر بنظر شوق اُسے دیکھکر تدبیر اُسکے وصل کی سوچنے لگا اور اُسکے عشق مین بار بار آہ سرد بھرنے لگا اور تن تن کے ڈاڑھی ہٹیکار کے مونچھون پہ تاؤ دیکے اپنی صورت زشت کو نزدیک اپنے اچھی جانکر اُسے دکھانے لگا اور تاج اپنے سر پُر غرور پر دمبدم کج کرنے لگا اور اشارے سے اشتیاق وصل ظاہر کرنے لگا نازنین مذکورہ اُسے دیکھکر پہلے اپنے دل مین سمجھی کہ یہ شخص لنبی داڑھی والا دیوانہ ہے دماغ مین اسکے خلل ہے یا یہ مسخرہ ہے کہ ادھیڑ ہوکر مسخرہ پن کرتا ہے یا واقعی صحیح المزاج ہے اور عاشق ہوکر عشق اپنا ظاہر کرتا ہے تھوڑی دیر تک وہ پری جمال حور خصال وزدیدہ نظر سے جانب لاجورد شاہ دیکھا کی اور دیوانہ یا مسخرہ اُسے جانکر منھ پھیر کر مسکرایا کی کنیزین اُسکی لاجورد شاہ پہ پھبتیان کہنے لگین کسی کنیز نے کہا یہ آدمی ہے یا نسناس ہے انسان کی تو صورت ہے افعال حیوان کے ہین کسی نے کہا یہ بن مانس نہین ہے جل مانس ہے اسی دریا سے شاید نکلکر ہوا کھانے کنارے دریا کے بیٹھا ہے کوئی بولی اسکی صورت لجبنہ مو چھندر کے ہے غرض اسی طور سے کنیزون نے بہت سی پھبتیان کہین اور ہنسین اپنی ملکہ کو بھی ہنسایا بعد ازان اُس نازنین نے اپنی ایک کنیز سے کہا ذرا پوچھو تو اس شخص سے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے اسقدر آدمی تیرے ہمراہ کیون ہین یہان کس غرض سے قیام پذیر ہے کنیز نے حسب الحکم اپنی ملکہ کے لاجورد شاہ سے پوچھا اے شخص سچ کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے یہان کیون ٹھہرا ہے تیرے ہمراہ یہ فوج کیون ہے کیا تو دجال ہے جلد اپنے حال سے آگاہ کر ملکہ ہماری تیرے حال سے باخبر ہونا چاہتی ہین لاجورد شاہ یہ سُن کے مسکرایا سمجھا کہ اس نازنین کو بھی مجھسے الفت ہوگئی ہے صورت دیکھتے ہی مائل ہو گئی ہے یہ سمجھکر ہنسکر کہنے لگا اے عورت اپنی مالکہ سے کہدے کہ تو اسقدر جلد اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئی غضب کیا جسنے تجھے یہ حسن و جمال دیا اپنے دست قدرت سے بنایا یہ عزت و توقیر دی اُسی کو بھول گئی یہ کہکے کہنے لگا ہم خداوند لاجورد شاہ صاحب عز و جاہ وہ نازنین یہ تقریر خداوند مذکور کی سنتے قہقہہ مارکر ہنسی اور بے اختیار بولی کہ تمکو کس نے خداوند بنایا ہے یا بجاے خود تم خداوند بن بیٹھے ہو کچھ قدرت بھی رکھتے ہو یا نہین لاجورد شاہ نے جواب دیا مین خداوند یقینی ہون کچھ شک نکر کسی نے مجھے خداوند بنایا نہین ہے نقلی خداوند نہین ہون خداوند اصلی ہون مین نے تجھکو اور تیری کنیزون کو اور ہر ایک کو پیدا کیا ہے مجھ مین ہر طرح کی قدرت ہے نازنین نے پوچھا یہ تو کہیے کہ آنا کہان سے ہوا ہے لاجورد شاہ نے جواب دیا کیا کہون کہان سے آیا ہون اسکا حال نہ پوچھو نازنین مذکور نے جب اصرار کیا لاجورد شاہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کرکے

آبدیدہ ہوکے کہا کہ مین نے کچھ بندے عالم خواب و نشہ شراب مین ایسے سرکش و بہادر سخن ناشنوا پیدا کیے
ہین کہ وہ مجھکو ہدایت کرنے سے بھی سجدہ نہین کرتے بلکہ میری توہین وایذا رسانی و قتل پر آمادہ ہین لاکھ
لاکھ اُنسے کہتا ہون کہ مین نے تم کو پیدا کیا ہی کیا غضب کرتے ہو میرے قتل پر آمادہ ہو خداوند
کو اپنے ناراض کرتے ہو قہر خداوند سے نہین ڈرتے ہو مجھے چھوڑکر خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو
اپنے تئین مسلمان مشہور کرتے ہو دیکھو برا کرتے ہو مگر وہ بندے ایسے سرکش ہین اور ایسے قوی ہین
کہ سرکشی سے باز نہین آتے ہین مجھسے بخوبی نہین ڈرتے ہین بلکہ میری آزار رسانی کے درپے ہین چاہتے
ہین کہ بے مجھے پکڑکر قتل کر بن مین اُنکے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جہان مین جاتا ہون وہ لوگ
واسطے میرے قتل کے بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہین اکثر جگہ گیا اور چاہا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایذا نہ پہونچے
مگر وہ مسلمان ایسے سرکش ہین کہ جہان مین گیا وہان وہ بھی پہونچے بالفعل کوہ بیضا کی طرف سے
ادھر آیا ہون نہایت پریشان و مضطر ہون لڑائیون مین تمام فوج میری اہل اسلام نے قتل کی ہی یہ
تھوڑی فوج اب باقی رہی ہی اکثر اُن بندگان قوی سے میرے لشکر نے شکست کھائی ہی نازنین مذکورہ
یہ تقریر لاجورد شاہ کی سنکے ہنسکر کہنے لگی اب معلوم ہوا کہ آپ خداوند بھگوڑے ہین اپنے بندون سے
بھاگتے پھرتے ہین کچھ اُنسے بس نہین چل سکتا ہی بڑا تعجب ہی کہ آپ خداوند ہوکے اپنے بندون سے
ڈرتے ہین اور بارہا بھاگتے ہین یہانتک کہ اس جگہ بھاگکر آئے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا اے
بندی من آگاہ ہوکہ قدرت تو سب کچھ ہی مگر مین اُنکو نیست ونابود کر نہین سکتا وجہ اسکی یہ ہی کہ جب
مین نے چاہا کہ اپنا قہر اُنپر نازل کرون اور اُنھین خبر ہوئی تو اُنھون نے شب کو افعال سے توبہ
توبہ کرکے مجھے سجدہ کیا مین نے اُن سے خوش ہوکے عذاب و قہر نازل نہین کیا وہ مطمئن ہوکے
پھر مجھسے منحرف ہوجاتے ہین اور آمادہ قتل بھی ہوتے ہین پھر مجھے غصہ آتا ہی پھر تقدیر اُنکے ہلاک
کرنے کی کرتا ہون پھر وہ اپنی خطاؤن کے مقر ہوکے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور بصد
عاجزی تاریکی شب مین مجھسے بجاے خود عرض کرتے ہین کہ اے خداوند ہمارے ہماری تقصیرون
کو معاف کر یہ کہکے مجھے سجدہ کرتے ہین مجھے اُنپر رحم آجاتا ہی عذاب اُنپر کسی طرح کا نازل نہین
کرتا ہون دن کو وہ بےخوف ہوکے پھر میری خونریزی کے درپے ہوتے ہین اسی سبب سے اتنا زمانہ گذرا کہ
کہ مین نے اُنکو نیست و نابود نہین کیا اُنکی جفا و ستم پر تحمل کیا ہی اور یہ خیال کیا ہی کہ شاید کسیوقت مین یہ بندے میرے ایسی
راہ پر آجائین کہ پھر مجھسے کبھی منحرف ہون نازنین مذکورہ یہ سنکے بہت ہنسی اور کہنے لگی آپ خوب خداوند مین کہ
اپنے بندون کے ہاتھ سے مصائب اُٹھاتے ہین اور ایک مرتبہ اُنکو ہلاک کر نہین ڈالتے ہین یہ کیا ہی کہ کبھی
قہر کرنے کا ارادہ ہوتا ہی کبھی رحم کیا جاتا ہی یہ تو ہماری سمجھ مین کچھ بات نہین آتی ہی بظاہر ہمین یہ معلوم
ہوتا ہی کہ آپ خداوند بھی نہین ہین اگر خداوند ہوتے تو قدرت مار ڈالنے کی بھی ضرور ہوتی اگر پیدا
کیا تھا تو مار بھی ڈالتے پس ہمنے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ آپ نے اُنکو نہ تو پیدا کیا ہی
نہ آپ اُنکو ہلاک کرسکتے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ اُنسے بھاگتے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا
اے بندی قدرت تو بے مجھے جھوٹا جانتی ہی میرے کہنے کا یقین نہین کرتی ہے مین بیشک خداوند
ہون مجھسے ہنستی ہے مین تنہا اس بلا مین مبتلا نہین ہون زمرد شاہ باختری وغیرہ

خداوند بھی میری طرح اُنھین مسلمان یا سرکش وقوی کے ہاتھ سے بھاگے ہین آخر تنگ آکے وہ سب خداوند
تو اپنے بندون سے روپوش ہوکے اور نہایت ناراض ہوکے باغ ارم مین دہر سے چلے گئے ہین بعد اُنکے
جانے کے مجھپر مسلمانون کی چڑھائی رہا کرتی ہی بارہا لڑائی ہوئی ہی کشت وخون ہوتا ہے ایک روز مین
بھی مانند زمردشاہ باختری وغیرہ خداوندون کے تنگ ہوکے روپوشی اختیار کرونگا حالانکہ مین خداوند واقعی
ہون اورون کی طرح بنا ہوا خداوند نہین ہون لیکن بدرجہ مجبوری مجھکو بھی روپوشی اختیار کرنی ہوگی بختگان نے
گفتگوے لاجوردشاہ سُن کے جھلا کے کہا یہ کیون نہین کہتے کہ ہمین اُلٹی تقدیر کرنا آتی ہی سیدھی تقدیر
کرنا آتی ہی نہین ہی یہ کہکے اُس نازنین سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای اختر سپہر حسن وجمال وای ماہ منیر
فلک خوبی وعدیم المثال واضح ہو کہ ہمارا خداوند عجب اصلی تقدیر کرنے والا خداوند ہی جب کوئی بُری
تقدیر اُن مسلمانون کے حق مین کرتا ہی تو وہ اچھی ہوجاتی ہی اور جب اپنے دوستون کے واسطے اور
ہم لوگون کے لیے کوئی تقدیر اچھی کرتا ہی تو وہ پلٹ جاتی ہی یعنے بُری ہوجاتی ہی یہ خداوند تازہ بلاؤن
مین مبتلا ہوجاتے ہین اسی سبب سے آجتک خرابیون اور پریشانیون مین رہے ہین اور رہو نہین
رہینگے اب تم اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم کس صدف بحر خوبی کی گوہر اور کس چمن آرزو
کی گل تر ہو اور اس بحر زخار ونا پیدا کنار مین کس طرف سے آئی ہو اور کچھ حال اپنا اور اپنے
ملک کا بیان کرو اور اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے بھی آگاہ کرو اُس نازنین نے جواب دیا سب مجھکو
ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کہتے ہین اس دریا کی حاکم ہون اور نام اس دریا کا محیط حیرت انگیز ہے
اور یہ سرحد ہی ملک شعبدہ کی ہمارے خداوندون نے یہ ملک اپنی قدرت سے آباد کیے ہین نام ہمارے
خداوند کا تمثال آئینہ رو ہی یہ دریا بھی خداوند نے پیدا کیا ہی اسکا حاکم مجھے کیا ہی اگر تم ہمارے خداوند
کو دیکھو تو فوراً سجدہ کرو کیونکہ وہ عجب خداوند ہی بڑے بڑے پہلوانان نامی وعاملان وشاہان گرامی
اُسکے مقابلہ کے واسطے سپاہ کثیر لیکر آئے لیکن جب ہمارے خداوند نے نقاب اپنے چہرۂ زیبا سے
اُٹھا کر رُخ زیبا اپنا اُنھین دکھایا اور اُن سرکشون نے جمال خداوند کو دیکھا ساری سرکشی اُنکی اُنکے
سر سے نکل کر دور ہوئی فی الفور اُنھون نے بنیت ولبصدق دل خداوند موصوف کو سجدہ کیا اور یہ بھی اکثر
ہوا ہی کہ سرکشان دہر نے جب جمال خداوند پر نظر کی تاب نظارہ جمال خداوندی نہ لاکر بیہوش ہوگئے
جب اُنہے ہوش آیا تو خداوند کو سجدہ کیا اور تمام نخوت سر سے دور ہوگئی خداوند کے مطیع و
فرمانبردار ہوگئے تمھارے خداوند کی طرح ہمارے خداوند نہین ہین کہ اپنے بندون سے بھاگین
اُنسے کچھ بس نچلے اُنکی شکایت کرین آنی قدرت نہ رکھین کہ اُنھین نیست ونابود نکر سکین یا اُنکو مطیع
اپنا نکر سکین اُنکے قلبون کو اپنی طرف متوجہ نکر سکین بختگان نے اُس نازنین کی تمام گفتگو سُن کے
کہا ای ملکہ ہم لوگ تمھارے خداوند کے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین تمھارے کہنے سے نہایت شوق
اُنکے جمال کے دیکھنے کا ہوا ہی جبتک زیارت چہرۂ خداوند نکر لینگے کسی طرح ہمارے دل کو قرار نہ آئیگا
کہین جلدی اپنے خداوند کو ہمین دکھادو اگر تمھارے امکان مین ہو ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی جمال خداوندی کو دیکھ لینا جو میرے امکان مین ہی اُس سے مجھے انکار نہین ہی پہلے مین
تمکو ملک شعبدہ مین پاس وہان کے حاکم ملک بہرام شیر شکار کے پہونچائے دیتی ہون چند سے وہان

قیام کرنا حال تمھارا خدمت خداوند مین عرض کیا جائیگا جس وقت حکم ہوگا خدام تمکو زیر عرش لیجائینگے
تم وہان جاکر بالحاح وزاری دعا کرنا اگر خداوند کو تمھاری عاجزی پسند آئی اور دعا تمھاری قبول درگاہ
خداوندی ہوئی تو دریچۂ قدرت وا ہوگا چہرہ خداوند دریچہ سے باہر نکلے گا تم جمال جہان آرای خداوند کی
زیارت کرلینا اور سجدہ کرنا بختنگان نے کہا تمنے جو کچھ کہا ہمین منظور ہی لیکن ہمارے پیچھے ایک شیر غضبناک
یا ایک اژدہا ہمارے واسطے ہمارے ہلاک کرنے کے چلا آتا ہی اور وہ شیر غضبناک و اژدر دمان
امیر ثانی ہی جسکا حال تم ہمارے خداوند سے ابھی سُن چکی ہو وہ ایسا قوی و بہادر صاحب لشکر کثیر ہی کہ ہمارے
خداوند اس سے عاجز ہین اگر ملک شعبدہ مین جانے سے اُس دشمن مذکور کے ہاتھ سے بچ جائین اور وہان
جاکر پناہ و امان پائین اور بہرام شیر شکار حاکم وہان کا بہادر ہو امیر ثانی اور اُسکے سرداران سپاہ اور مردم
لشکر سے لڑ سکے اور ڈرتا نہو تو البتہ وہان جانا ہم لوگون کا اچھا ہی اور اگر بہرام شیر شکار مانند آہو یا شغال کے
خاصیت رکھتا ہو اور اُسکے پاس لشکر نہو یا سپاہی نہو تو امیر ثانی سے ڈرکے اُنسے مقابلہ نکرسکے اور ہمکو
پناہ نہ دے سکے تو وہان جانا ہم لوگون کا بیکار ہی اور تمھارا بھیجنا بھی ہم سبکو ایسی جگہ بیفائدہ ہی ملکہ وبدبہ
آسمان شگاف نے کہا بہرام شیر شکار وہ بہادر و شجاع ہی کہ اُسکی بہادری اُسکے نام سے ظاہر ہے سوا اسکے
اُسکے پاس سپاہ اور سامان جنگ بہت ہی کیا مجال امیر ثانی یا اور کسی بادشاہ سرکش کی کہ ممالک شعبدہ پر
لشکرکشی کرسکے اور یہان آکے زندہ جاسکے سلاطین جہان یہانکی لشکرکشی کے خیال سے ڈرتے ہین اول تو
کون ایسا بادشاہ ہی کہ جو ہمارے خداوند کا مطیع نہین ہی اور انھین سجدہ نہین کرتا ہی اگر کوئی بادشاہ ایسا بھی
ہو کہ وہ ہمارے خداوند سے منحرف ہی تو اُسکی نسبت یہ کہا گیا ہی کہ وہ خوف سے ادھر آنے کا رخ بھی
نہین کرتا ہی اگر امیر ثانی تم لوگون کے تعاقب مین یہان آئینگے تو بہت پچھتائینگے نہ وہ زندہ رہینگے
نہ اُنکے لشکر سے کوئی زندہ بچکر جائیگا سب پر خداوند کا قہر نازل ہو جائیگا بہرام شیر شکار ہر ایک کا مانند
آہو کے شکار کریگا. بختگان نے کہا ای ملکہ جو تمنے کہا ہی واقعی تمھارے خداوند قدرت اُن اہل اسلام
کے برباد و نیست و نابود کردینے کی رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار زبردستان روزگار سے ہی یا تم مبالغہ کرتی ہو
ایسا نہو کہ ہملوگ تمھارے کہنے سے ملک شعبدہ مین جائین اور امیر ثانی بجمعیت سپاہ کثیر آجائین
بہرام شیر شکار خود امیر ثانی کا شکار ہو جاے ملک شعبدہ برباد ہو جاے خداوند ممتاز آئینہ رو بھی
ہمارے خداوند لاجورد شاہ کی طرح کوہ بکوہ صحرا بصحرا شہر بشہر سراسیمہ و حیران و پریشان ہون امیر ثانی عالی
مکان کے ہاتھ سے شکست کھاکر پھرین ملکہ وبدبہ آسمان شگاف نے کہا ای بختگان کیا بیہودہ بکتے ہو بس ایسے
واہیات کلمات اپنی زبان سے نہ نکالو ہمارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات کہتے ہو نہایت بے ادبی
کرتے ہو مین ڈرتی ہون کہ کہین برق قہر خداوند سے ہلاک نہو جاؤ تم جیسے اپنے خداوند کو بزدلا اور بھگوڑا
و بے قدرت و مجبور جانتے ہو ویسا ہی ہمارے خداوند کو سمجھتے ہو بہتر یہی ہی کہ جلد توبہ کرو بختگان نے
پوچھا ای ملکہ آپ نے میرا نام کیونکر معلوم کیا اُسنے جواب دیا مینے اپنے علم سے دریافت کیا اور اگر کہو تو
تمھارے باپ دادا کے نام بھی بتا دون بختگان یہ سُن کے حیران ہوا اور کہا ای ملکہ دیکھو مین تمھارے
سامنے توبہ کرتا ہون اب تمھارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات نہ کہونگا معلوم ہوا کہ تمھارے خداوند
قدرت و طاقت رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار بھی زبردستان روزگار سے ہی ہمکو تمھاری اس تقریر سے

اطمینان ہوگیا اب ہمین بیابان سے جلد ملک شعبدہ مین لے چلو اول تو جمال خداوند تمثال آئینہ رو کے دیکھنے کا
اشتیاق ہی دوسرے یہان ہمکو خوف اپنی جان کا ہی ڈرتے ہین کہ ایسا نہو امیر ثانی بیابان آجاوین اور ہمین
قتل کر ڈالین ملکہ دبدبہ آسمان تشگاف نے گفتگوئے نجتنگان سنکے اپنی کشتی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا
فوراً وہ کشتی خرد ایک جہاز کلان ہوگیا نجتنگان اور لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کشتی کو جہاز ہوجاتے
دیکھکر نہایت متحیر ہوئے نجتنگان تاب ضبط نہ لا کر بول اُٹھا ای ملکہ اس وقت آپنے کوئی سحر پڑھا یا کوئی اور
شعبدہ کیا یا نظر بندی کی یا اور کوئی عمل عجیب و غریب کیا کہ جس سے چھوٹی کشتی ایک جہاز کلان ہو گیا
اُسنے مسکرا کے جواب دیا ای نجتنگان یہ تمنے کیا امر عجیب و غریب دیکھا ہی آیندہ دیکھنا کہ تمھاری عقل
اسکے سمجھنے سے قاصر ہوگی یہ کہکے نجتنگان سے کہا اب تم سب لوگ اس جہاز پر چلے آؤ جملہ مال و اسباب
لے آؤ یہ سنکے نجتنگان و لاجورد شاہ و صلصال خوش ہوئے بعد خوش ہونے کے اُسی وقت اُس جہاز پر
سوار ہوئے پھر جملہ مردمان لشکر ہمراہی تمام گھوڑے ہاتھی شتر خیام و بارگاہ کو اُس جہاز پر لے
گئے جب سب انسان و حیوان جہاز پر سوار ہوچکے ملکہ آسمان تشگاف نے سوے جہاز دیکھکر پھر کچھ اشارہ
کیا وہ جہاز مانند اگن بوٹ کے ایک سمت روانہ ہوا بعد تھوڑے زمانہ کے ملکہ مذکور نے اُس
بحر زخار سے ملک شعبدہ مین اسطرح پہونچا دیا کہ ہر ایک کو حیرت ہوگئی اور بجاے خود کہنے لگا یہ کام
سحر کا ہی کسی نے کہا جب یہ ملک شعبدہ کی سرحد تھی تو یہان کے رہنے والے شعبدہ باز سب ہونگے
منجملہ اُنکے یہ ملکہ بھی شعبدہ باز ہی کسی نے خیال کیا کہ سحر و شعبدہ یہ نہین ہی یہ کوئی اور ہی ترکیب و حکمت ہی
کہ جسے ہم سمجھ نہین سکتے ہین غرضکہ جب وہ جہاز کنارے پر پہونچا ہر ایک شخص جہاز سے اُتر کر خشکی مین آیا
ملکہ دبدبہ آسمان تشگاف بھی جہاز سے اُتر کر نجتنگان وغیرہ کے ہمراہ چلی اثناے راہ مین نجتنگان
پوچھتا جاتا تھا کہ ای ملکہ یہ وہی شہر شعبدہ ہی یا اور کوئی شہر ہی وہ کہتی تھی یہ ہمکو کوئی شہر نہین ہی خاص
شہر شعبدہ ہی ایسے ہی چند شہر ہمارے خداوند نے سوا اسکے اور بھی آباد کیے ہین لاجورد شاہ اور
صلصال اور نجتنگان وغیرہ مکانات شہر و مردمان شہر و بازار شہر عجائب و غرائب شہر شعبدہ کو دیکھتے
ہوئے حیران ہوتے ہوئے بجاے خود شہر کی تعریف کرتے ہوئے سوار چلے جاتے تھے ملکہ دبدبہ آسمان تشگاف
بھی سوار چلی جاتی تھی ہر ایک شہر کو دیکھکر مانند آئینہ کے حیران تھا کیونکہ وہ شہر خوبی و پاکیزگی و آبادی
مین ایسا تھا کہ بمصداق نظم

بے خزان اسکے باغ کی تھی بہار
غیرت نور صبح صادق تھی
صاف و آراستہ ہر اک بازار
دلکش و خوش قطع و عالی شان

ساکن شہر سب خوش و خرم
نور مین جلوۂ سواد دیار تو
جو عمارت تھی سحر آگین تھی
خوش قرینہ مسطح و ہموار

واسدا غنچہ دل عالم تو
رشک شام امید عاشق تھی
غیرت قصر لندن و چین تھی
دکان حسن و وفا ہر اک دوکان

لاجورد شاہ و صلصال و نجتنگان وغیرہ سیر شہر مذکور کی کرتے ہوئے
بجاے خود تعریف کرتے ہوئے جاتے تھے بعد قطع راہ جب دار العمارۃ بہرام شیر شکار تک پہونچے
اور اُسکو ملکہ دبدبہ آسمان تشگاف و لاجورد شاہ و صلصال کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اُس نے
اپنے دربار مین طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال نے اپنے اپنے مردمان سپاہ کو ایک میدان وسیع مین چھوڑ کر
صرف نجتنگان کو ساتھ لیکر ہمراہ ملکہ دبدبہ آسمان تشگاف کے دربار مذکور مین گئے پہلے ہر ایک نے

دیکھا کہ بہرام شیر شکار ایک جوان تہور شعار و زبردستان روزگار سے ہے عُجب و نخوت تاج کج اپنے سر پر
رکھے ہوے تخت حکومت پر بیٹھا ہے اُمرا و وزرا وغیرہ اہل دربار حاضر دربار ہین جب لاجورد شاہ وغیرہ
سامنے اُسکے پہونچے اُس وقت وہ بکراہیت کچھ اپنے تخت حکومت سے برائے تعظیم و تکریم لاجورد شاہ
و صلصال کے اُٹھا بعدہ قریب اپنے تخت کے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کو بٹھایا اور لاجورد شاہ اور
صلصال کو بھی موافق اُنکی عزت کے اُسنے دربار مین اپنے بٹھایا نجتگان بھی اپنی لیاقت کے موافق
ایک جگہ بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف سے مخاطب ہو کے پوچھا
کہ ملکہ ہر چند کہ کچھ مین نے سُنا ہے اور مجھے معلوم ہے لیکن تم ان صاحبون کے احوال سے مفصل آگاہ کرو
کچھ انکی تعریف کرو سبب انکے لانے کا ظاہر کرو اُسنے تمام حال جو کچھ لاجورد شاہ و نجتگان سے
سُنا تھا مفصل بیان کر کے کہا یہ حضرات امیر ثانی کے ہاتھون تباہ برباد ہو کے ملک و مال سے بھی منہ موڑ کر
بی دریچی امیر ثانی سے شکست کھا کر بھاگ کے یہان آئے ہین طالب پناہ بھی ہین اور مشتاق جمال خداوند
بھی ہو کے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے جمال کو دیکھکر خداوند موصوف کو سجدہ بھی کرینگے
پس اس وجہ سے مین تمھارے پاس انھین لائی ہون اب تمھین اختیار ہے میرے نزدیک تو مناسب
یہ ہے کہ انکا دل توڑنا اور امیدوار کو ناامید کرنا بیجا ہے یہ دونون صاحب بامید طلب پناہ یہان آئے ہین انھین
پناہ دو اور خداوند کو انکے آنے سے آگاہ کرو جو حکم ہو وہ کرو ورنہ جو تمکو منظور ہو وہ کرو لیکن یہ سمجھ لو
کہ اگر انکو یہان پناہ نہ ملیگی تو یہ یہان سے بھاگ کر اور سلاطین کی عملداریون مین جائینگے وہان یہ
سب سے کہینگے کہ ہم ملک شعبدہ مین گئے تھے بہرام شیر شکار نے ہمین پناہ نہ دی امیر ثانی کے
خوف سے اپنے ملک سے ہمین باہر کر دیا جب یہ یہ نہین کہینگے تو کیا کہینگے اور کیسی بےعزتی و ذلت
ہوگی اور بدنامی کسقدر ہوگی رعب و داب و جاہ و حشم و خوف تمھارا کسی بادشاہ کی نظر مین کچھ بھی
نہ رہیگا بہرام شیر شکار نے یہ سنکے تھوڑی فکر کی بعد فکر کہا اچھا اگر یہ یہان آگئے ہین تو خیر رہین جیسا ہوگا دیکھا
جائیگا ابھی مین انکے بارے مین کچھ نہین کہتا ہون یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بہرام سے رخصت
ہو کر بسمت دریائے محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ و صلصال و نجتگان دربار بہرام شیر شکار مین بیٹھے رہے
اس جگہ بعضے داستان گو نے یون بیان کیا ہے کہ ابھی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ داخل ملک شعبدہ نہین ہوے ہین اور
بہرام شیر شکار سے ملاقات لاجورد شاہ کی نہین ہوئی ہے صرف ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کنارہ محیط حیرت انگیز سے
لاجورد شاہ وغیرہ کو جہاز پر سوار کر کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہین دیکھیے کب پہونچتے ہین اور کیا ہوتا ہے

داستان لیجانا گیر تنگ شاہ رزائلی کا نامہ امیر ثانی کو جانب ملک شعبدہ - مخمس

تجھکو کہتے جو بشر صاف یہ ہے بےادبی کوئی مرسل بھی نہین ہاشمی و مطلبی	اگر ملک کہیے ملائک سے ہوا کون نبی مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تجھسا رتبہ نہین حور و ملک و آدم کا تھا تیرے بعد ہوا کن فیکون امر خدا	کام آدم مین زبان عصمت حوا تو تھا نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

سگ در کا ترے رتبہ وہ ہی فخر آدم دم بدم مجھکو اسی بات کا ہی تخت الم	آدم و جن و ملک اُسکے قدم لیتے ہر دم نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی	
ہو یم ابر دوات اور نیستان ہو قلم رقم حسن مین عاجز ہین ملک اور آدم	قلم قدرت حق کب ہوں ترے وصف رقم من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی	

محرران اخبار بیمثال ۔ و وقایع نگاران عالی خصال اس داستان کو یون قلم بند کرتے ہین کہ جب عامل شاہ سات شبانہ روز تک جشن و دعوت و ضیافت بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ کی نہایت مستعدی کے ساتھ انجام کر چکا بادشاہ اسلام نے بارگاہ سلیمانی مین دربار کیا حسب دستور دربار آراستہ ہوا سرداران صف شکن و پہلوانان تہمتن مانند لندھور ثانی و مالک ثانی و فرامرز ثانی و جمہور ثانی و نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان و بدیع الملک بن نورالدہر و شہریار و رستم خونی بن کرب غازی و اسد دلاور و قہمر دیو پور وغیرہ حاضر ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جسوقت تمام دربار جملہ سرداران لشکر سے جو لشکر میں موجود تھے بھر گیا اور عمرو ثانی بھی اپنی کرسی پر آکے بیٹھ چکا امیر ثانی نے فرمایا نہین معلوم یہ غول صحرائے گمراہی یعنے لاجورد شاہ و صلصال بھاگ کر کہان گئے ہین ابھی طرح اُنکی خبر معلوم نہین ہوئی ہی ہر چند قبل اسکے زبانی ہرکارون کے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال مع اپنے ہمراہیون کے کنارہ محیط حیرت انگیز تک پہونچے ہین اور دریاے مذکور سرحد ہی مالک شعبدہ کی لیکن پھر کوئی خبر مفصل اُنکی معلوم نہین ہوئی ہی نہین معلوم وہ اُسی جگہ ہین یا وہان سے اور کسی طرف روانہ ہوے ہین لہذا اے عمرو ثانی ہرکارون پر تاکید کرو کہ جلد جاکر مفصل خبر دریافت کرکے مجھسے آکے بیان کرین تاکہ ہم یہان سے آگے روانہ ہون قسم بخداے عز وجل ہمارے بدر بزرگوار نے قسم کھائی تھی کہ بغیر قتل کیے یا مطیع اسلام کیے لقاکے خانہ کعبہ نجاؤنگا اُسی طرح مین بھی قسم کھا کر کہتا ہون اپنے پیدا کرنے والے کی کہ بغیر قتل کیے یا مسلمان کیے لاجورد شاہ وغیرہ کے قرار نہ لونگا جہان وہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی اُسکے تعاقب مین جاؤنگا جو سدراہ ہوگا تو بھی کچھ خوف و اندیشہ نکرونگا بے تامل مرکب اپنا دریاے آتش مین ڈال دونگا اور اُس دریاے آتش کو آب تیغ سے بجھاؤنگا لاجورد شاہ کو جاکر گرفتار کرکے ہدایت کرونگا اگر وہ راہ راست پر آئے تو فہوالمراد ورنہ سب کو قتل کرونگا مین وہ نہین ہون کہ لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کافران نابکار کی ہدایت و قتل سے ہاتھ اُٹھا دون خداوند عالم نے اپنی عنایت و کرم سے مجھکو قدرت و طاقت شجاعت دی ہی اور مجھ ایک ادنی کو اسقدر سرفراز کیا ہی کہ مین اُسکا ذرا بھی شکر ادا کر نہین سکتا ہون عمرو ثانی نے عرض کیا جو حضور نے فرمایا درست ہی آپ کی بہادری و شجاعت مین کسکو کلام ہی مانند آپ کے اس زمانہ مین کون شجاع ہی آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و ہمت و شجاعت و قدرت مین زبان قاصر ہی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کافران نابکار حضور کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائین گے ایک روز ضرور مسلمان ہونگے یا قتل ہونگے انشاء اللہ امید حضور کی بر آئیگی اور جو عہد حضور نے کیا ہے پورا ہوگا مین حسب الحکم ہرکارون پر تاکید کرتا ہون وہ جلد جاکے لاجورد شاہ وغیرہ کے حالات سے حاضر

خدمت ہو کے حضور کو آگاہ کرینگے یہ عرض کر کے ہرکارون سے کہنے لگا تمنے سُنا جو امیر ثانی نے ارشاد
کیا ہی لازم ہی کہ جلد لاجورد شاہ کے مفصل حال سے آگاہ کرو ادھر ہرکارے عمرو ثانی سے عرض کرنے
لگے آپ نے جو کچھ ارشاد کیا اور جو امیر ثانی نے فرمایا ہمنے بگوش ہوش سُنا انشاء اللہ ہم جلد جاکر لاجورد شاہ کے
حال کو مفصل دریافت کر کے یہان حاضر ہو کے امیر ثانی سے عرض کرینگے ادھر سرداران لشکر تقریر
امیر ثانی سنکے عرض کرتے ہین کہ جو کچھ آپنے اپنی شجاعت اور جرأت کے بارے مین فرمایا ہی بجا فرمایا ہی
ہمارے نزدیک تو آپ ایسے بہادر ہین کہ مثل ونظیر آپکا دنیا مین نہین ہی شجاعت وبہادری ہمت
وسخاوت وحلم ومروت وغیرہ اوصاف وخصائل مین آپ عدیم المثال ہین ہنوز امیر ثانی سرداران لشکر کے
جواب مین یہ فرمارہے تھے کہ تم سب میری نسبت مین جو کہتے ہو مین ایسا نہین ہون ایک ادنے بندۂ
خدا ہون حق تعالے نے اپنی قدرت سے بڑے بڑے بہادرون کو خلق کیا ہی میری کیا حقیقت ہی
ہر ایک کی مثل ونظیر ہی اگر نہین ہی تو پروردگار عالم کی نظیر نہین ہی وہ بیشک بے مثل ہی اُسکا
ثانی کوئی نہین ہی ناگاہ کئی ہرکارے گرد وغبار مین آلودہ پسینے مین غرق راہ دور و دراز کو طے کیے
ہوے اندر بارگاہ سلیمانی کے آئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام کو
مجرا کر کے اس طرح ثنا ودعا کرنے لگے اشعار حسب مقام ہذا لنظم

الٰہی پئے اشرف الانبیا
خور و ماہ بین جبتلک ہی ضیا
یہ سلطان یہ دربار قائم رہے
ترقی رہے گنج و زر کی سدا
الٰہی بحق نبی الورا ؐ
یہ اقبال واجلال دایم رہے
ترقی کرے زور و اقبال وجاہ
پھرین بن دشت صحرا مین دشمن تباہ ہو

بعد اس دعا وثنا ے شاہی بجالانے کے دست لبستہ باادب
کھڑے ہو کر جان کی امان مانگ کر یون عرض کیا کہ اے ظل سبحانی واے امیر ثانی لاجورد شاہ وصلصال
حضور سے شکست کھا کر کنارے دریاے حیرت انگیز کے پہونچا تھا وہان قیام پذیر ہو کے متردد ومتفکر
بیٹھا تھا لاجورد شاہ بختگان سے کہتا تھا کہ مین اب یہان سے کہان بھاگ کر جاؤن اس دریاے موجزن
وبحر ذخار سے کیونکر عبور کرون یہان تو جہاز وکشتی بھی نہین ہی اگر خود جہاز وکشتی یہان تیار کراتا ہون تو ایک
زمانہ گذریگا مجھے خوف امیر ثانی کے آنے کا ہی سوا اسکے اگر جہاز کی تیاری مین کوشش بھی کی گئی اور جہاز
بنا بھی تو کوئی ناخدا اور معلم وکارکنان جہاز یہان نہین ہین کون جہاز کو ساتھ طریقہ کے دریا سے
لیجائیگا بختگان اُس سے کہتا تھا صبر کیجیے چندے تو یہان قیام کیجیے کوئی صورت یہان سے جانے کی
پیدا ہی ہوگی یا تو اس دریا کی راہ سے کسی ملک مین جانا ہوگا یا راہ خشکی سے بعد دریافت حال کسی ملک کی
طرف روانہ ہونا ہوگا گھبرایئے نہین ہنوز بختگان اُسے سمجھا رہا تھا ناگاہ ایک کشتی چھوٹی سی محیط
حیرت انگیز بین پیدا ہوئی اُس کشتی پر ایک عورت نہایت خوبرو مع چند کنیزون کے سوار تھی اور دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اُس نازنین کا ملکۂ دبدبۂ آسمان شگاف تھا وہ کشتی کو کنارے پر لائی تھی بعد
پرسش حال وآگاہی احوال رحم کھا کر لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ اُسکے ہمراہیون کو کشتی پر
سوار کرکے اُنھین پناہ دے کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہی اور یہ بھی دریافت کرنے سے ظاہر
ہوا ہی کہ سات ملک ہین کہ جنکو تمثال آئینہ روے بذات خود آباد کیا ہی ساکنان ممالک اُسی کو اپنا خداوند
جانکر سجدہ کرتے ہین اول ملک کے حاکم کا نام بہرام شیر شکار ہی کہ جانب تمثال آئینہ روے تخت حکومت پر

بیٹھکر حکمرانی کرتا ہی اور ملکہ دبدبہ آسمان شگاف دریاے محیط حیرت انگیز کی مالکہ ہی تمثال آئینہ رو کی طرف سے
دریاے مذکور کی حاکم ہی اور بحر مذکور سے سرحد ممالک شعبدہ کی شروع ہوئی ہی ہرکارے یہ عرض کرکے
بارگاہ سے باہر گئے امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام میر منشی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ابھی ایک نامہ
ہماری طرف سے حاکم ملک شعبدہ کو اس مضمون کا لکھو ہمنے سنا ہی کہ لاجورد شاہ وصلصال بن خلخال تمھارے
ملک مین ہم سب سے متواتر شکست کھاکر پہونچے ہین اور تمنے اُنکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی لہذا
تمکو لکھا جاتا ہی کہ لاجورد شاہ وغیرہ کو پناہ ندے کر اپنے قلمرو سے باہر کردو یا لاجورد شاہ وغیرہ کو
گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو ورنہ قسم ہی مجھکو اپنے والد ماجد حمزہ صاحبقران اول کے سراقدس
کی کہ مین وہ حمزہ ثانی ہون کہ جسنے بعجناب والد حمزہ صاحبقران اول کے صدہا ملک کفار کے تباہ
وبرباد کردیے ہین ہزارہا سرکشون کو زیر کیا ہی لاکھون ساحرون کو قتل کیا ہی بہت سے ساحران نابکار
میری تیغ شعلہ بار کے خوف سے بھاگ کر درہ کوہ وصحرا مین نہان ہوئے ہین سواے ساحران نامی ونامور
کے بہت سے سلاطین جہان کو مین نے گمراہی سے منع کیا ہی جنھون نے دین اسلام قبول کیا وہ
تو میرے ہاتھ سے جانبر ہوے اور ملک ومال اُنکا بچا اور جو بادشاہان مغرور مسلمان نہوے اُنکو
مین نے سر میدان جنگ قتل کیا ہی بہ نسبت اُن سلاطین وسرکشان جہان کے تمھاری اور تمھارے
ملک ومال کی کوئی حقیقت نہین ہی تم مجھسے لاجورد شاہ کے معین ہوکر کیا لڑوگے بعد چندے ملک و
مال مانند دیگر سلاطین کے تباہ وضایع ہوجائیگا پس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامہ کے جو ہمنے
تمھین لکھا ہی اُسی پر عمل کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور پھر تمسے بھی مخاصمت نہوگی میر منشی نے
حسب الحکم امیر ثانی مضمون مندرجۂ بالا بجد القاب کے تحریر کیا جب نامہ لکھکر ختم کیا بدستور ملفوف
کیا پھر سرنامہ لکھا امیر ثانی نے سرنامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے ملازمون سے بدستور قدیم درمیان بارگاہ
کے سنگ مرمر کی چوکی پر جام کلۂ عفریت مین شربت اور گلوریان طلب کرکے رکھنے کا حکم دیا جب
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا ای بہادران نامدار
وای دلاوران مشہور روزگار تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ ہمارا لیکر جانب ملک شعبدہ جاے اور
وہان کے حاکم بہرام غیر فنکار کو نامہ ہمارا پہونچاے اور دلیرانہ اُس سے تقریر کرکے جواب نامہ کا لاے
ہنوز یہ فرماکر امیر ثانی خاموش بیٹھے تھے کہ سب سے پہلے گیر تنگ شاہ زرا کلی اپنے دنگل سے اُٹھ کر
امیر سے کہنے لگا ای امیر ثانی ذی وقار اس خدمت کو یہ خفیف وزار بجالائے گا امیر نے اُسکی ہمت وجرأت
کی تعریف کرکے کہا ای ملک گیر تنگ مین آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون کیونکہ آپ میرے والد کے رفقا سے
ہین ماشاءاللہ سن بھی آپکا اسّی نوّے سال کا ہوا ہوگا بس یہ سن آپکا ایسا نہین ہے
کہ جوانون کے مانند ایسے امورات سخت ودشوار کیجیے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہی اپنے اعضاے
ضعیف کو راحت دیجیے ایسی زحمتین گوارا نہ کیجیے لہذا میرے نزدیک بہتر ومناسب یہی ہی کہ آپ نامہ
لیکر سوے ملک شعبدہ نجائیے کیونکہ اول تو آپ ضعیف ونحیف ہین صعوبات راہ دور ودراز کے
متحمل نہوںگے دوسرے ملک شعبدہ مین آپکا تشریف لیجانا اچھا نہین ہی وہان کا حاکم کافر ہے پرستش
تمثال آئینہ روکی کرتا ہی سُنا ہی کہ بد مزاج وشعبدہ باز بہت ہی مبادا کچھ اُسکا فریب سے آپکو ضرر پہونچے

گیر تنگ شاہ نے عرض کیا اے امیر ثانی عالی وقار آپنے جو کچھ ازراہ ذرہ نوازی وکرم گستری فرمایا یہ توجال
نہین کہ اُسکے خلاف کہون لیکن باوجود پیر ہونے کے ابھی تک میری ہمت وجرأت مین کمی نہین ہی
انشاءاللہ تعالیٰ اقبال بادشاہ لشکر اہل اسلام اور آپ کے اقبال سے نامہ لیجاکر حاکم ملک شعبدہ کو دیدونگا
جواب نامہ لے آؤنگا صعوبات راہ کا بھی متحمل ہوجاؤنگا ابتو مین اپنے دنگل سے اُٹھا اور سب دلاوروں نے
سر دربار مجھے دنگل پر سے اُٹھتے دیکھا ہی اگر اب بیٹھ جاؤنگا تو ان سب بہادرون مین ذلیل ہونگا میری عزت
وآبرو بعد خدا و نبی کے آپکے ہاتھ ہی اگر سر دربار میری ذلت ہی آپکو منظور ہوگی تو بیٹھ جاؤنگا اب
امیر ثانی نے اُسکی گفتگو سُن کے ارشاد کیا کہ اے گیر تنگ شاہ اس وقت تو خود بخود یہی دل چاہتا ہی
کہ آپ کو جانے دون نہین معلوم کیا باعث ہی لیکن آپ کے اس طرح کہنے سے مجبور ہون اچھا بسم اللہ
نامہ لیکر تشریف لیجائیے وہان سے جلد جواب نامہ لیکر یہان آئیگا دیر نہ کیجیے گا ورنہ دل پریشان ہوگا
اُس نے عرض کیا اگر خدا چاہیگا تو جلد حاضر ہونگا اور اگر وہان جاکر جام عمر لبریز ہو گیا تو لاچاری ہے
حاضر خدمت نہو سکونگا یہ کہکے جام کلۂ عفریت سے کچھ شربت لیکر بیڑا اُٹھا کر نامہ امیر ثانی سے
لیکر زیر تاج یا زیر کلاہ زرین رکھکر ہر ایک دلاور سے رخصت ہو کر سب سے عفو خطا و قصور کا طالب
ہوکے بارگاہ سے باہر گیا اور اپنے سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ جلد مردمان سپاہ سے کہو مسلح ہوکے
مرکبون پر سوار ہون سرداران لشکر نے شاہ موصوف کے حکم کی تعمیل کی مردمان سپاہ فی الفور مسلح
ہوکے مرکبون پر سوار ہوے سرداران لشکر بھی مسلح ہوکے ہمراہ مردمان لشکر مرکبون پر سوار
ہوکے خدمت گیر تنگ شاہ مین آئے اُس وقت وہ بہادر بھی اپنے مرکب پر سوار ہوا اس دم حکم
امیر ثانی سے چند در چند سرداران لشکر اسلام کچھ دور تک اُسکے ہمراہ گئے آخر وہ سردار اُن سے
رخصت ہوکے اپنے لشکر مین آئے وہ دلاور ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بجمعیت لشکر جانب ملک شعبدہ
روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد شاہ وصلصال بن خلخال و
بختگان وغیرہ کا بقول بعض داستان گویان فصاحت بیان کے لکھا جاتا ہی کہ جب ملکہ دبدبہ آسمان
شگاف راہ دریا سے لاجورد شاہ وغیرہ کو ملک شعبدہ مین لیگئی بہرام شیر شکار کو ہرکارون سے معلوم ہوا
کہ ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ کو یہان لیکر آتی ہی یہ خبر سنکے اپنے افسران
سپاہ سے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ وصلصال کا استقبال کرکے بعزت وحرمت اُنھین ہمارے پاس
لاؤ سرداران سپاہ حسب الحکم بہرام شیر شکار گئے اور استقبال کرکے لاجورد شاہ کو دار العمارۂ شاہی پر
لاے لاجورد شاہ وصلصال اپنے اپنے مردمان لشکر کو وہین چھوڑ کر ہمراہ سرداران لشکر
دربار بہرام شیر شکار مین گئے ہمراہ اُنکے صلصال وبختگان بھی تھے لاجورد شاہ نے دربار مین
جاتے ہی اہل دربار پر نظر کی دربار مذکور کو نہایت خوبی سے آراستہ پایا وزرا اُمرا افسران سپاہ
وغیرہ اہل دربار کو علیٰ قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے دیکھا ابھی لاجورد شاہ زشت خصال
اور صلصال بد مال اہل دربار پر نظر کرکے دل مین کہتے تھے کہ بہرام شیر شکار کے دربار مین کیا اچھے اچھے
پہلوان وسردار لشکر ہین ناگاہ بہرام شیر شکار لاجورد شاہ وصلصال کو دیکھکر اور ملکہ دبدبہ
آسمان شگاف پر نظر کرکے اپنے تخت سے واسطے اُنکی تعظیم کے اُٹھا اُسکے وزیر نے اُس وقت

بہت ہی آہستہ سے دست بستہ ہوکر عرض کیا ای بادشاہ آپ کے خلاف شان ہی کہ آپ لاجورد شاہ اور صلصال کی تعظیم کرین سرو قد تخت سے اٹھین بہرام مذکور نے آہستہ سے انھین جواب دیا ہرچند کہ لاجورد شاہ اور صلصال غیر مذہب ہین لیکن ذی عزت و مرتبت ہین لاجورد شاہ دعوے خدائی کا کرتا ہی اگرچہ ہمارا خداوند نہین ہی مگر خداوند مشہور اور صلصال بن خلخال اگرچہ اس وقت ہمارے ملک مین تباہ و برباد ہوکے آیا ہی مگر شہنشاہ ترکستان مشہور جہان ہی تباہی و بربادی سے کچھ کسی کی عزت و توقیر جاتی نہین رہتی ہی سوا اسکے یہ ہمارے پاس آئے ہین ہمارے مہمان ہوے ہین بس مہمان کے ساتھ بخلق و مروت پیش آنا چاہیئے نہ نخوت و غرور یہہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ حضرات ہمارے تخت کے قریب تشریف لایئے ان تخت جواہر نگار پر بیٹھئے مین نے قبل سے واسطے آپ دونون صاحبون کے یہ دونون تخت جواہر نگار بہ لیسار اپنے تخت کے بچھوا دیے تھے لاجورد شاہ و صلصال انھین تختون پر بیٹھے ملکہ دبدبہ بھی قریب تخت بہرام شیر شکار کے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی صلصال پسر خلخال بھی کرسی جواہر نگار پر دربار مین بیٹھا بختگان بہرام کو سلام کرکے موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار مین بیٹھا بہرام شیر شکار نے بعد مزاج پرسی لاجورد شاہ و صلصال ساقیان سیمتن کو طلب کیا وہ کنیزان بادہ ناب کی لیکر مع ساغر بلورین و جام یاقوت کے دربار مین آئے پھر با یماے بہرام مذکور لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال و بختگان وغیرہ اہل دربار کو جام شراب سے بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا بہرام شیر شکار بھی شریک بادہ خواری ہوا جب سب شراب پی چکے اور نشہ ہوا بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف سے مخاطب ہوکے پوچھا سبب انکے یہان آنے کا کیا ہی اسنے جواب دیا مین تو جانتی ہون مگر تم انھین سے پوچھو بہرام شیر شکار نے جانب لاجورد شاہ متوجہ ہوکے پوچھا باعث یہان آپ کی تشریف لانے کا کیا ہی لاجورد شاہ نے آبدیدہ ہوکے آہ سرد کرکے جواب دیا مین تو کیا کہون مگر میرے حال سے اور سب کیفیتون سے میرا وزیر بختگان خوب واقف ہی اسی سے دریافت کر لیجیے یہ باعث ہی میرے یہان آنے کا اور صلصال کے آنے کا خواہ مفصل یا مجمل بیان کردیگا بہرام شیر شکار نے بختگان سے کہا ای ملک جی کچھ اپنے خداوند اور صلصال کے حال سے آگاہ کرو اور سبب انکے یہان آنے کا بیان کرو مختصر اسنے عرض کیا ای بہرام شاہ شیر شکار آگاہ ہوکہ ہمارے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال دست اہل اسلام سے تباہ و برباد ہوگئے ملک و مال سے محتاج و دست برادر ہوکے خوف جان سے بھاگ کر آپ کے ملک مین اس واسطے آئے ہین کہ آپ انکو پناہ دین دشمنون سے انکو بچایئن خصوص امیر ثانی کے ہاتھ سے انھین قتل ہونے دین بہرام شیر شکار نے تقریر بختگان کی سن کے تھوڑی دیر فکر کرکے جواب دیا کہ ابھی تو لاجورد شاہ اور صلصال راہ دور و دراز سے یہان تشریف لائے ہین چندے بخوف و اندیشہ یہان قیام پذیر ہون ہمارے خداوند کی قدرتین دیکھین شہر و باغ و سبزہ زار کی سیر کرین جمال ہمارے خداوند کا دیکھین بعد ازان جو حکم خداوند تمثال آیئنہ رو کا ہوگا وہ کیا جائیگا ابھی مین نہ تو انکو پناہ دیتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ اس ملک سے کہین چلے جایئن بختگان وغیرہ یہ سن کے خاموش ہورہے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف دربار سے اٹھکر جانب

محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ وصلصال بن خلخال وبختگان دربار مین بیٹھے رہے یہان
تو یہ لوگ داخل ملک شعبدہ ہوکے دربار مین بیٹھے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب
حال گیر رنگ شاہ زرائلی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ بہادر نامہ امیر ثانی کا لیے ہوے ہمراہ اپنے لشکر کے راہ
خشکی اختیار کرکے کوچ دمقام کرتا ہوا سیر کوہ وصحرا کی کرتا ہوا جاتا تھا بعد قطع راہ دور ودراز ایک روز
وقت دوپہر سرحد ملک شعبدہ پر پہونچا چونکہ وہان سپاہ بہرام شیر شکار برائے حفاظت سرحد ملک شعبدہ
قیام پذیر تھی تمام سوار وپیادے وافسران سپاہ اپنے اپنے خیمون مین مقیم تھے مسافت راہ کے تذکرے
آپس مین کر رہے ہین اور ہنسی ومذاق مین اپنا جی بہلاتے ہین گیر رنگ شاہ کو جمعیت لشکر دیکھکر اندیشہ
کرکے آگے بڑھی مردمان سپاہ وافسران لشکر بہرام شیر شکار نے بڑھ کر گیر رنگ شاہ کو روک کے پوچھا کیا
ارادہ ہی کہان سے ادھر آئے ہو نام تمھارا کیا ہی گیر رنگ شاہ نے افسران سپاہ بہرام شیر شکار سے کہا نام
گیر رنگ شاہ ہی شہر عاملہ سے ادھر آیا ہون نامہ امیر ثانی کا لایا ہون چاہتا ہون کہ حاکم ملک شعبدہ
کے پاس جاؤن اور نامہ مذکور اسے دیکر جواب نامہ لیکر چلا جاؤن افسران سپاہ نے بنرمی کہا کہ ہم
ملازم اپنے بادشاہ کے ہین آپکے ساتھ لشکر ہی بغیر اجازت بہرام شیر شکار ہم آپ کو اندر شہر کے
نجانے دینگے آپ اس روکنے سے رنجیدہ نہو جیگا زیادہ آپکو یہان ٹھہرنا نہوگا ہم ابھی سوارون اور
ہرکارون کو خدمت شاہ مذکور مین روانہ کرتے ہین وہ آپ کے تشریف لانے سے انکو آگاہ کرینگے
پھر جو وہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا گیر رنگ شاہ چونکہ عاقل ودانا تھا شر وفساد اپنی طرف سے پہلے
کرنا مناسب نجانکر حلم کو اختیار کرکے اسی جگہ مع اپنے لشکر کے فروکش ہوا اور سرداران سپاہ بہرام
شیر شکار نے چند ہرکارے اور کچھ سوار بہرام شیر شکار کے پاس روانہ کیے انھون نے خدمت بہرام
مذکور مین جاکر گیر رنگ شاہ کے نامہ لانے سے آگاہ کیا جس وقت ہرکارون اور سوارون نے حال گیر رنگ شاہ
کے نامہ لانے کا سر دربار بہرام شیر شکار سے بیان کیا لاجورد شاہ وصلصال وبختگان بھی دربار
مین بیٹھے تھے انھون نے بھی تمام حال سنا صلصال توخوف سے تھرا کر لاجورد شاہ سے مخاطب
ہوکے آہستہ سے یہ کہنے لگا لیجیے یہان آکے راحت وآرام سے چند روز بھی نگذرے تھے
کہ نامہ امیر ثانی کا گیر رنگ شاہ لیکر آیا ہی یقینی اس نامہ مین امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کو یہی لکھا
ہوگا کہ صلصال اور لاجورد شاہ کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو یا انکو اپنے ملک سے
نکال دو لاجورد شاہ نے جواب دیا بیشک اسی طور سے امیر ثانی نے لکھا ہوگا دیکھیے بہرام شیر شکار
نامہ امیر ثانی کے مضمون سے آگاہ ہوکے جواب نامہ کا کیا دیتا ہی اگر اسنے ہمین پناہ دی تو خیر ورنہ اس
جگہ سے بھی بھاگنا ضرور ہوا یہان بھی دست امیر ثانی سے جان نہ بچی دیکھیے اب یہان سے کہان جانا
ہوتا ہی یہ کہکے مغموم ہوا چہرہ رنج وغم سے زرد ہوگیا بختگان حال گیر رنگ شاہ سے ماہر ہوکے تاب
ضبط نہ لاکے بول اٹھا کہ ای بہرام شیر شکار یہی گیر رنگ شاہ نامہ امیر ثانی لیکر آیا ہی جو کچھ امیر
ثانی نے نامہ مین آپ کو لکھا ہوگا کیجیے تو مین بتادون کہ انھون نے غالبا یہی درج کیا ہوگا کہ لاجورد
شاہ وصلصال ہمارے دشمن ہین اور ہم انکے عدو ہین وہ ہمسے شکست کھاکر تمھارے پاس آئے
ہین تمکو لازم ہی کہ انھین پناہ ندو اپنے ملک سے نکال دو یا گرفتار کرکے ہمارے حوالے

کر داب آپ یہ فرمائیے کہ جواب ایسے نامہ کا کیا دیجیے گا اگر آپ نے مضمون نامہ مذکور سے آگاہ ہو کے
موافق تحریر نامہ کے عمل کیا باعث آپکی رسوائی و ذلت کا ہوگا امیر ثانی اپنے دل مین کہین گے
کہ بہرام شیر شکار بمجرد ہمارا نامہ دیکھنے کے ہمسے ڈر گیا تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا سکا سوا اُسکے اخبار
نویس یہ خبر اخبار مین ضرور لکھینگے اور اخبار دور دور جائینگے سلاطین جہان خبر مذکور سے آگاہ ہو کے بھی
بجائے خود کہین گے کہ بہرام شیر شکار کو ہم شجاع و بہادر جانتے تھے ایسا بزدل نامرد نہ سمجھتے تھے
کہ خوف امیر ثانی سے لاجورد شاہ و صلصال کو پناہ نہ دے سکا اُنکو اپنے ملک سے نکال دیا یا
گرفتار کر کے امیر ثانی کے حوالے کر دیا امیر ثانی سے مقابلہ نکر سکا بس اس صورت سے بھی نہایت
رسوائی و بدنامی آپ کی ہوگی میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی رسوائی و بدنامی گوارا کیجیے
اول تو گیر نگ شاہ کو اپنے دربار مین طلب ہی نکیجیے ان ہرکارون سے کہدیجیے کہ سرحد ملک
قنعبدہ پر جا کر سرداران سپاہ سے یہ کہین کہ نامہ دار کو نہ آنے دین اور اگر گیر نگ شاہ کو بلائیے بھی
تو نامہ امیر کی تعظیم و تکریم نکیجیگا نامہ گیر نگ شاہ سے لیکر اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر بیخوف و خطر دیران
نامہ کو پھاڑ ڈالیے گا اور کلمات نسبت امیر ثانی سخت و درشت کہیے گا بلکہ جواب نامہ کا خلاف مضمون
نامہ کے لکھیے گا کچھ خوف و اندیشہ نکیجیے گا اپنے رعب و شان و شوکت کا خیال رکھیے گا عاجزی و انکساری
سے جواب نامہ کا نہ لکھیے گا کیونکہ ایسا لکھنا آپ کی شان کے خلاف ہوگا ایسی صورت مین یقینًا امیر
ثانی آپ سے ڈر کر ادھر آنیکا ارادہ نکرینگے سوا اُسکے جب اخبار نویس یہ خبر درج اخبار کرینگے اور وہ
اخبار سلاطین کی نظرون سے گذرے گا ہر ایک بادشاہ پر ظاہر ہو جائیگا کہ بہرام شیر شکار نہایت بہادر
و تہور شعار ہے سامان جنگ اُسکے پاس بہت ہے جب ہی تو اس طرح نامہ امیر کا جواب لکھا بہرام شیر
شکار نے نجگان کو جواب دیا خلاف قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ یا سردار لشکر کسی کے ہاتھ نامہ روانہ
کرے اور جسکو نامہ لکھا ہے وہ نامہ دار کو اپنے پاس طلب نکرے ہمتو ضرور گیر نگ شاہ کو کہ
شاہان ذی عزت و ذیوقار سے ہے بعزت و حرمت اپنے دربار مین بلالین گے اور جس طرح ممکن ہوگا
نامہ اُس سے لیکر پڑھوا کر عبارت اُسکی سنینگے بعدہ جو مناسب وقت ہوگا وہ جواب نامہ کا دینگے
گیر نگ شاہ سے بخلق و مروت پیش آئین گے اگرچہ وہ مسلمان ہے لیکن ذیوقار ہے اور نامہ دار ہے
نامہ دار سے شاہان جہان کبھی بسختی و درشتی و ظلم و ستم پیش نہین آتے ہین مین بھی ایسا ہی کرونگا
خلاف قاعدہ کوئی بات نکرونگا یہ کہکے ہرکارون اور سوارون سے کہا تم لوگ جاؤ اب ہمین جو منظور
ہوگا کرینگے ہرکارے اور سوار تو حسب الحکم چلے گئے لیکن بہرام شیر شکار نے اُسی وقت اپنے
سرداران سپاہ و امرا وزرا سے مخاطب ہو کے کہا تم سب ابھی برائے استقبال گیر نگ شاہ جاؤ
اور بعزت و حرمت اُس شاہ ذیقدر کو ہمارے دربار مین لاؤ ہر چند کہ دل ہمارا چاہتا ہے کہ تمھارے
ساتھ خود بھی اُسکے استقبال کو جائین مگر مناسب نہین ہے اگر وہ نامہ لیکر ادھر نہ آتا تو مین ضرور اُس شاہ
ذیقدر و بزرگ مرتبہ کا استقبال کرتا وزرا امرا و جملہ سرداران سپاہ سوائے فولاد مشت زن پہلوان
و سردار نامی لشکر کے برائے استقبال اُسی وقت حسب قاعدہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب
سرحد ملک قنعبدہ پر پہونچے سبنے اُسکا استقبال کر کے اُسکی عزت و حرمت مین کچھ تنگ نکر کے

بصد حرمت و عزت اُسکو اپنے ساتھ لیکر دربار بہرام شیر شکار کے قریب پہونچے تب گیر نگ شاہ
اپنے لشکر کو ایک میدان وسیع مین چھوڑ کے ہمراہ وزرا و امراے بہرام کے دربار مین گیا بہرام نے
تخت حکومت سے اُٹھ کر چند قدم آگے بڑھ کے اُسکا استقبال کیا پھر قریب اپنے تخت کے اُسے
لاکر ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بعد ایک لمحہ کے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی شراب ناب کی مع
ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعدہ اشارہ بہرام شیر شکار سے شراب ساغرین بھر کر کے
روبرو گیر نگ شاہ کے لے گئے اُسنے باین خیال کہ شراب کفار کے ہاتھ سے لیکر پینا اچھا نہین
ہے پیشی سے انکار کیا بہرام نے سبب پوچھا گیر نگ نے بمصلحت وقت جواب دیا مین نے تھوڑی
دیر قبل اسکے شراب پی تھی ابھی تک نشہ اُسکا ہے اب اگر یہان شراب پیونگا تو کثرت نشہ مرے
بیہوش ہو جاؤنگا طبیعت بے لطف ہو گی بہرام نے کہا اگر یقیناً ناسازی طبع کا خیال ہے تو خیر شراب
نہ پیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ یہ امر خلاف قاعدہ ہے گیر نگ شاہ نے جواب دیا صحت و تندرستی کا
خیال مقدم کرنا چاہیے ہے بہرام نے پیشکے نامہ طلب کیا گیر نگ شاہ نے کہا یہ نامہ اور کسی ادنے
سردار کا نہین ہے کہ یونہین دیدیا جاے یہ نامہ ہے امیر ثانی کا اسکو لقاعدہ دونگا اور تم کو بھی لازم ہے
کہ موافق قاعدہ کے جیسے نامہ لو اس نامہ کی عزت و توقیر کرو کشتیان زر و جواہر کی طلب کرو پہلے اس
نامہ پر نثار کرو بعدہ نامہ کو لیکر بصد ادب سر و چشم پر رکھ کر پڑھو ہنوز بہرام شیر شکار نے کچھ جواب نیک
و بد نہ دیا تھا کہ یکایک نجنگان نے اشارہ سے منع کیا کہ نامہ امیر کو اس عزت و توقیر سے ہرگز نہ
لیجیے گا بہرام نے اُس جانب سے یہ سمجھ کر منہ اپنا پھیرا تھا کہ یہ شخص نالائق ہے خاموش اسلیے
بیٹھا نہین جاتا ہے ہر امر مین دخل ہی دیے جاتا ہے نجنگان اُسکے منہ پھیرنے سے اپنے دل مین کہنے لگا
مین نے تو بہت چاہا کہ بہرام کو آمادہ شر و فساد کرون لیکن یہ کچھ ایسا سرد و نرم مزاج ہے کہ گرمانے اور
آتش افروزی کرنے سے بھی کسی طرح نہین گرماتا ہے افسوس کسی صورت سے جنگ و جدال پر آمادہ
نہین ہوتا ہے میری راے پر عمل نہین کرتا ہے غضب کرتا ہے مدعاے دلی میرا بر آتا معلوم نہین ہوتا ہے میرا
مدعا تو یہ تھا کہ یہ اس وقت نامہ امیر سے بے ادبی کرتا گیر نگ شاہ سے زبردستی چھین کر پڑھ کر
برہم ہو کے پھاڑ ڈالتا اور کلمات سخت زبان پر جاری کرتا گیر نگ شاہ یہان سے جا کر امیر سے بیان
کرتا وہ یہان آکے اس سے مقابلہ و مجادلہ کرنے یہ بھی اُنسے آمادہ جنگ ہوتا لڑائی ہوتی کشت
و خون ہوتا مین سیر دیکھتا خوش ہوتا اگر امیر ثانی مغلوب یا قتل ہوتے تو نہایت خوشی ہوتی اور اگر
بہرام اُنکے ہاتھ سے بہنگام جنگ قتل ہوتا تو یہان سے ہمراہ لاجورد شاہ کے اور کسی ملک کی
طرف روانہ ہوتا ادھر تو نجنگان اپنے دل مین یہ خیالات کر رہا تھا اُدھر فولاد قوی بازو مشت
زن گیر نگ شاہ کی طرف دیکھکر بیساختہ ہنسا اور کہا نامہ امیر ایسا ہے کہ اُسپر زر و جواہر نثار کرکے
لیا جاے کیا امیر ثانی کے خوف سے یہان کوئی ڈرتا ہے یا امیر ثانی ہمارے ہم مذہب ہین یا ہمارے
اور ہمارے بادشاہ کے خداوند یا پیغمبر ہین کہ اُنکے نامے کی ایسی عزت و توقیر کی جاے
ہر چند فولاد مشت زن نے یہ کلمات آہستہ کہے تھے مگر گیر نگ شاہ نے اُسے سنتے دیکھکر
اور یہ باتین اُسکی سنکے برہم ہو کے بنظر تند و تیز اُسکی طرف دیکھ کر غصہ کو بمشکل ضبط کرکے بہرام

شیر شکار سے پوچھا یہ کون بے ادب وبدزبان ہی اُسنے کہا اے گیر نگ شاہ ہر چند میرے لشکر مین بہت سے سردار نامی ونامور ہین لیکن دو سردار ایسے یکتاے روزگار ہین کہ دنیا مین کسی بادشاہ کو ایسے شجاع وزبردست سردار نملے ہونگے ایک تو اُنمین سے خونریز روئین تن ہی اور دوسرا یہ سردار ہے کہ جسکو آپ مجھسے پوچھتے ہین نام اسکا فولاد مشت زن ہی یہ سردار گویا لشکر کی جان ہی اور وہ بمنزلہ دل سپاہ کے ہی دونون بہادرون کے سبب سے جلہ مردمان سپاہ میرے قوی دل ہین فولاد مشت زن یہ وہ بہادر ہے کہ ہنگام جنگ تیغ وتیر ونیزہ وگرز کی اُسکو ضرورت نہین ہی کہ ان آلات حرب و ضرب سے اپنے حریف کو ہلاک کرے اسکی مشت قہر کی ہی اور گھونسا مارنا اسکا گویا گرز گران مارنا ہی کیا مجال کسی حریف زبردست کی کہ اسکا گھونسا کھا کر جانبر ہو سکے یقین جانیے گھونسا اس میرے سردار کا گویا طمانچہ اجل کا ہی اگر یہ دلاور آہستہ سے گھونسا فیل مست یا شیر صحرائی یا کسی دیو یا کسی جن پر مارے تو وہ بھی فی الفور ہلاک ہو جاے ممکن ہی نہین کہ زندہ رہے آپ اسکو سچ جانیے گا مین مبالغہ نہین کرتا بارہا مین نے اس بہادر کی طاقت وقوت آزمائی ہی جسکے اسنے گھونسا مار دیا وہ فوراً مر گیا اس سردار لشکر سے اور خونریز روئین تن سے بڑے بڑے زور آوران دہر وپہلوان نامی ڈرتے ہین کوئی انسان یا حیوان انسے مقابلہ کر ہی نہین سکتا ہی یہانتک کہ دیو وجن بھی انسے بھاگتے ہین ہمارے خداوند نے انکو اپنی قدرت سے ایسا قوی پیدا کیا ہی کہ مثل ونظیر ان دونون کا کوئی بہادر دنیا مین نہوگا خصوص فولاد مشت زن تو کچھ خونریز سے بھی بعض باتون مین بڑھا ہوا ہی اگر یہ آپکی تقریر پر ہنسا اور کچھ اُس نے کہا تو آپ اسپر غصہ نہ کیجیے کیونکہ اول تو آپ ذیقدر وذیوقار ہین میرے ہر ایک ملازم سے بزم خشم وجنگ نہون کہ باعث آپکی کسر شان کا ہی سوا اسکے اگر اسکو بھی غصہ آگیا تو اچھا نہوگا مفت سر دربار فساد ہوگا مین نہین چاہتا کہ اس دلاور سے آپ کو صدمہ پہونچے اور امیر ثانی کو بھی ملال ہو اور جو سنے وہ یہ کہے کہ امیر ثانی کے نامہ بردار کو بہرام شیر شکار نے اپنے سردار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے ہلاک کرایا بس مین اس بدنامی سے ڈرتا ہون گیر نگ شاہ نے غصہ کو ضبط کر کے مسکرا کر کہا اے بہرام تمنے اپنے اس سردار کی بہت تعریف کی ہی ہم چاہتے ہین کہ اس وقت اسکی قوت کو دیکھین یہ ہم پر گھونسا مارے بہرام شیر شکار نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ہرگز آپ اسکی قوت کو اس طرح نہ آزمائیے آپ ضعیف وناتوان ہین اگر یہ آہستہ سے بھی آپ کے گھونسا مارے گا تو جانبر نہو جیے گا فی الفور ہلاک ہو جائیے گا مین بدنام ورسوا ہونگا کسی نے کسی بادشاہ کے ایلچی کو ہلاک نہین کرایا ہے مین کیونکر گوارا کرون کہ فولاد مشت زن آپ کے سینہ پر گھونسا مارے اور آپ ہلاک ہو جائین گیر نگ شاہ نے جواب دیا مین اُس سردار کو بظاہر ایسا قوی نہین جانتا ہون کہ ایک گھونسے مین کام میرا تمام کر دیگا بہرام نے کہا کہ یہ سردار ایسا ہی قوی ہی جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہی آپ اپنے ارادہ سے باز آئیے اگر آپ کو زیادہ غصہ ہی تو اسپر ایک گھونسا ماریے تو زیبا ہنسنے کی اور زبان درازی کی دیجیے گیر نگ شاہ نے جواب دیا پہلے یہ مجھپر گھونسا لگائے تو پھر مین بھی اسپر گھونسا مارونگا اسکی قوت کو آزما کر اپنی قوت اس عالم ضعیفی مین دکھاؤنگا بہرام نے پھر کہا مجھے منظور نہین ہی کہ یہ دلاور آپ کے سینہ پر گھونسا لگاے اور آپ اسکی قوت کو آزمائین کیونکہ مجھے یقین ہی آپ ہلاک ہو جائیے گا امیر

شاید کہین گے کہ ہمارے نامہ بر کو بہرام شیر شکار نے ہلاک کر ڈالا گیر تنگ شاہ نے کہا تم اپنی بدنامی
و رسوائی سے نہ ڈرو امیر ثانی کو کچھ بھی ملال تمسے نہوگا اول تو مین ہلاک نہونگا اور اگر اس سردار کے
گھونسے سے ہلاک ہونگا تو مین انجوشی ہلاک ہوا تمنے مجھے ہلاک نہین کرایا ایسی صورت مین کوئی الزام
تمپر نہوگا بہرام شیر شکار یہ سُنکے مجبور ہوکر کہنے لگا اچھا آپ کو اختیار ہی گیر تنگ شاہ نے فولاد مشت زن
سے کہا ای بہادر میرے پاس آکے مجھپر بقوت تمام گھونسا لگا تجھکو اپنی قوت پر شاید بہت ناز ہی کہ تو
مقدمہ بادشاہون مین دخل دیکر سر دربار بنتا ہی ابھی دلیران جہان کی قوت سے آگاہ نہین ہی اگر
خدا نے چاہا تو بعد تیرے گھونسے کے مین بھی تجھپر گھونسا مارونگا اپنی بھی قوت دکھاؤنگا حالانکہ ضعیف
ہو گیا ہون مگر خیر کچھ اپنی بھی قوت دکھاؤنگا فولاد مشت زن نے یہ سُنکے بہرام سے عرض کیا حضور نے سُنا
جو کچھ گیر تنگ شاہ نے کہا اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہی بہرام شیر شکار نے کہا اگر گیر تنگ شاہ کی یہی خوشی ہی تو انکے
کہنے پر عمل کر اسنے اپنے دنگل سے اُٹھکے سینہ گیر تنگ شاہ پر بتمامی قوت وبصد غضب گھونسا مارا نجتگان
یہ کیفیت دیکھکر خوش ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت فولاد مشت زن نے گھونسا مارا گیر تنگ شاہ یہ سمجھا کہ ایک
سنگ گران یا گرز گران نہایت زور سے سینہ پر پڑا ہی اُس وقت گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہوا تھا
آنکھین کثرت بیچینی سے گاہ بند کرتا تھا گاہ کھولتا تھا اور فرط درد سے بار بار اپنے سینہ کو
دونون ہاتھون سے پکڑ لیتا تھا چہرہ کثرت صدمہ درد سے زرد ہو گیا تھا کرسی پر کسی پہلو بٹھایا نہ جاتا تھا
بہرام شیر شکار کہتا تھا کیون مین نہ کہتا تھا کہ آپ اپنے ارادہ سے باز آیئے آپ نے میرے کہنے پر عمل
نہ کیا بُرا کیا یہ کہکر حکماے نامی جو دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا جلد انکا علاج ایسا کرو کہ یہ ہلاک نہون اُنھون
عرض کیا ہم علاج کرنے کو موجود ہین لیکن گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہی عجب نہین کہ تھوڑی دیر مین ہلاک
ہو جائین یہ کہکے حکما اُٹھے گیر تنگ شاہ کے قریب آکے اُنکے چہرہ پر نظر کرکے نبض اُنکی دیکھی نبض کو
نہایت ضعیف وبطی پاکر متردد ہوکر کہنے لگے اب گیر تنگ شاہ کا یہان بیٹھنا اچھا نہین ہی انکو کسی فرش نرم
وگرم پر لٹا دینا چاہیے اور مقام صدر کو سینکنا چاہیے اور مومیائی وغیرہ کھلانا چاہیے اور ایک
ضماد ہم ابھی تیار کرکے سینہ پر لگاتے ہین کیا عجب ہی کہ اُس سے بہت جلد تسکین ہو ہنوز حکما یہ
کہہ رہے تھے بہرام شیر شکار نہایت متردد تھا اہل دربار دیکھ رہے تھے اکثر خاموش بیٹھے تھے کچھ
دیکھکر خوش ہوکے مسکراتے تھے خصوص لاجورد شاہ اور صلصال و نجتگان اور فولاد مشت زن
خوش و خندان تھے بہرام کی طرف سے منھ پھیر کر ہنستے تھے ناگاہ گیر تنگ شاہ نے سردربار استفراغ کیا
سوائے خون کے اور کچھ استفراغ مین نہ تھا اُس وقت گیر تنگ شاہ نے اپنی زندگی سے نا اُمید
ہوکے بہرام سے کہا افسوس مجھ مین اتنی قوت اس وقت نہین ہی کہ مین بھی فولاد مشت زن کے
سینہ پر گھونسا لگاؤن خیر یہ حسرت لیکر دنیا سے جاؤنگا تمسے وصیت کرتا ہون کہ جب مین ہلاک ہو جاؤن
میت میری سرداران لشکر کے حوالے کر دینا وہ مجھے غسل وکفن دیکے دفن کر دینگے بعد میرے دفن کے
ایک نامہ تم خدمت امیر ثانی مین ضرور روانہ کرنا تمام حال میرے انتقال کا درج کر دینا اور یہ زرہ میری
اور جملہ مال واسباب میرا میرے سرداران سپاہ کے ہاتھ میرے فرزند نوجوان مسمی نیر تنگ شاہ کو
روانہ کر دینا یہ کہکر خاموش ہوا بہرام نے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر گیر تنگ شاہ کو

کرسی سے اُٹھاکر فرش نرم پر آہستہ لٹادیا اُنھون نے حکم کی تعمیل کی اور حکمائے گوبہت تدبیرین کین لیکن
کسی تدبیر اور کسی دواسے گیرنگ شاہ کو صحت حاصل نہوئی بلکہ دمبدم حال اُسکا ابتر ہوتا گیا
آخر کار بعد پہر بھر کے طائر روح اُسکا قفس تن سے نکلکر جانب گلشن جنت روانہ ہوا اُسدم بہرام
شیرشکار کو صدمہ ہوا اکثر اہل دربار بھی افسوس کرنے لگے لاجورد شاہ وصلصال بن خلخال و بجگان
خوش ہوے بہرام شیر شکار نے میت گیرنگ شاہ کی حسب وصیت اُسکے سرداران لشکر کو بلاکے
دیدی وہ میت اپنے بادشاہ کی نالان و گریان اُٹھاکر لشکر مین لے گئے اُس وقت لشکریون کا
گرد میت گیرنگ شاہ حلقہ کرکے ماتم وزاری کرنا اور یہ کہنا کہ ای بادشاہ ہمارے اب ہمین کیا حکم ہوتاہے آپکی
تربت پر قیام پذیر رہین یا لشکر امیر مین جائین اور اُنسے جاکے کیا کہین ہاے کس ساعت بد سے آپ
یہان آئے تھے کہ یہان اس طرح انتقال ہوا جب سب خوب رو پیٹ چکے موافق کہنے بہرام
شاہ کے ہر ایک نے گریہ موقوف کرکے گیرنگ شاہ کو غسل وکفن دیا پھر صندوق مین میت اُسکی
رکھکر فرد دوشالہ سیاہ کی صندوق پر ڈالکر زیر شامیانہ صندوق کو دوش پر اُٹھایا تمام
مردمان لشکر گیرنگ شاہ بطور جلوس نالان وگریان آگے آگے چلے اور رو رو کر کہتے جاتے تھے
یہ سواری ہمارے بادشاہ کی آخری ہی اب کاہیکو بادشاہ ہمارا سوار ہوگا اور ہم اُسکے ہمراہ رکاب
چلین گے آج خدمت آخری ہم بجالانے کو زندہ رہے کاش کہ ہم یہ روز بد نہ دیکھتے قبل
اپنے آقا و مالک کے دنیا سے سوے عدم جاتے یہ کہہ کہہ کے روتے تھے جب کچھ اہل اسلام جو ہمراہ
میت کے جانب جائے دفن کے جاتے تھے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتے تھے جملہ اہل اسلام بے اختیار
گیرنگ شاہ کے اوصاف واخلاق یاد کرکے روتے جاتے تھے بہرام شیر شکار بھی مع اپنے ارکان
سلطنت واعیان دولت کے ہمراہ جنازہ مذکور جاتا تھا اور محزون تھا اُسکو محزون مغموم دیکھکر لازم
بھی اُسکے محزون تھے تمام ملک شعبدہ مین اس واقعہ سے سناٹا تھا ہر ایک شخص رعایاے ملک
شعبدہ سے آیا تھا اکثر برائے سیر وتماشا آتے تھے باین خیال کہ دیکھین میت اہل اسلام کی کیونکر
اُٹھتی ہی اور کیونکر دفن ہوتی ہی اور صدہا مردم بلکہ ہزارہا ساکنان ملک شعبدہ محض یہ خبر سنکے
آئے تھے کہ ہمارا بادشاہ بہرام شیر شکار گیرنگ شاہ کے جنازہ کے ساتھ مقام دفن گیرنگ شاہ تک
جائیگا ہم بھی ساتھ ساتھ اپنے بادشاہ کے چلین اطاعت ومتابعت اپنے حاکم کی کرین اکثر اشخاص
ساکنان ملک شعبدہ بنظر عبرت جنازہ بادشاہ مذکور کو دیکھتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ زندگی کا کچھ
اعتبار نہین دیکھو گیرنگ شاہ نامہ لیکر آیا تھا یہان سے جانا اُسے نصیب نہوا جام عمر لبریز ہوگیا
فولاد مشت زن کا سینہ پر گھونسا کھاکے لہو تھوک کے مرگیا قضا اس بادشاہ کی اسی حیلے سے
آئی ورنہ فولاد مشت زن سے اُسے تکرار کرنا اُسکی قوت کو آزمانا کیا ضرور تھا چونکہ اجل آگئی تھی
عقل بھی زائل ہوگئی کچھ اپنے حق مین نیکی وبدی کا خیال نکیا ہامر ازنام فولاد مشت زن کا گھونسا
اپنے سینہ پر کھایا جسکے صدمہ سے مرگیا افسوس ہزار افسوس تھا اس بادشاہ کو کشتان کشان
یہان لائی تھی اسی سرزمین پر اسکی تقدیر مین مرنا اور دفن ہونا لکھا تھا سرداران لشکر گیرنگ شاہ
ہمراہ جنازہ کے سب سے زیادہ روتے تھے اور کہتے تھے حیف آج ہمارا مالک وقدردان دنیا سے

سوے جنت گیا اب مثل ہمارے آقا کے کون ہماری قدر کریگا غرض سب دوست و دشمن کافر و دیندار ہمراہ جنازہ گیرنگ شاہ محزون و مغموم و خاموش چلے جاتے تھے کشتیون مین عود و عنبر انگیٹھیون مین رکھ کر بین دبیار جنازہ کے سُلگاتے جاتے تھے دھوان انگیٹھیون سے مانند دود آہ کے ظاہر ہوتا تھا مردم بے اختیار پے در پے پکارتے جاتے تھے یہ سواری آخری گیرنگ شاہ کی ہی ادب قاعدہ سے چلو انکے اس کہنے سے اہل دل بہت روتے تھے خیال کرتے تھے کہ اسی طرح ایک روز ہمکو بھی سوے عدم جانا ہی یہ تو بادشاہ ذیوقار تھا بعد مرنے کے اسکے جنازہ کے ہمراہ ہزارہا سوار و پیادہ بطور جلوس کے جاتے ہین نہایت سامان سے جنازہ اسکا اُٹھایا ہی نہین معلوم ہماری قسمت مین کیا لکھا ہی کفن و قبر بھی میسر ہوتی ہی یا نہین یہ خیال کرکے آہ و بکا کرتے تھے اور ہمراہ جنازہ چلے جاتے تھے اُسوقت جنازہ گیرنگ شاہ کے ساتھ ہزارہا بلکہ زیادہ مردمان دیندار و کفار تھے کثرت مردم سے راہ طے کرنا ہرایک کو دشوار تھا دوستون کا ذکر کیا ہی ہر ایک کافر بھی محزون تھا جب اسی طور سے سب محزون و مغموم بمقام باغ بہرام شیر شکار پہونچے بہرام نے سرداران لشکر گیرنگ شاہ سے کہا قبل اسکے میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہارے بادشاہ کو ایک جاے ویران و خارستان مین دفن ہونے دون مگر اب منظور یہ ہی کہ اسی باغ مین درمیان چمنستان کے قبر کھدوا کے دفن کرون کیونکہ یہ بادشاہ بزرگ و ذیوقار تھا کچھ اس بادشاہ سے ہمسے عداوت نہ تھی ہم افسوس کرتے ہین کہ عبث تمھارے بادشاہ نے ہمارے لشکر کے سردار سے مقابلہ کیا اور ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا خیر جو اُسکے مقدر مین تھا وہ ہوا ہم بے قصور ہین اگر گیرنگ شاہ زندہ رہتا تو بھی ہم اُس سے بدوستی پیش آتے اب بعد اُسکی رحلت کے بھی ہم اُس سے بدوستی پیش آتے ہین اپنے باغ مین اُسکی قبر بنوائینگے تاکہ ہم قبر کو دیکھتے رہین ایک گنبد بالاے قبر بنوائینگے مقبرہ کی بنا آج ہی ڈال دیجائیگی تم سے اس واسطے یہ کہا گیا ہی کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہی اُنھون نے کہا جاے دیرانہ سے تو لاے قبر باغ اچھا ہی بہرام نے اُنکی راے لیکر جملہ سوارون اور پیادون کو بیرون باغ ٹھہر جانیکا حکم دیا جب سب ٹھہر گئے بہرام ہمراہ جنازہ مذکور خاص خاص لوگون کے ساتھ اندر اپنے باغ کے گیا وہان پہونچکر جنازہ کو ایک جگہ رکھوا کے چمنستان مین حکم قبر کے کھودنے کا دیا پھر اہل اسلام نے حسب دستور قبر کھودی سرداران سپاہ گیرنگ شاہ نے غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر بہت روکر قبر کے اندر کیوڑا اور گلاب ڈالکر از حد معطر کرکے میت گیرنگ شاہ کی اپنے ہاتھ سے قبر مین اُتاری پھر صندل اور بیر کے تختون سے بنا کرکے تلقین پڑھکے بعد گریہ و زاری مٹی قبر مین ڈالی جب بادشاہ کو گرد و غبار سے پرہیز و کراہت زندگی مین تھی اُسے اپنے ہاتھ اُنھون نے خاک مین چھپا دیا ہزارہا من خاک اور مٹی عمداً اُسپر ڈالدی ذرا یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارا بادشاہ نازک مزاج اور ضعیف و نزار ہی گرد و غبار سے حیات مین اُسکو نفرت تھی اُسپر خاک نہ ڈالین مٹی مین اُسکا تن نازک و نحیف نہ دبائین جب قبر مین مٹی ڈالکر ہموار کردی گئی چادر پھولون کی قبر پر ڈالکر اہل اسلام نے پانی چھڑک کر تربت پر ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑھا بعد فاتحہ خوانی کے وہ سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا رونا قبر سے لپٹنا وہ پانچ سو سواران اہل اسلام کا نالہ و فریاد کرنا کیا لکھا جاے کہ ناظرین دفتر کو صدمہ ہوگا الحاصل جب سب اہل اسلام گیرنگ شاہ کو دفن کرچکے بہرام شیر شکار نے اُنھین امر بصبر کرکے کہا تمھارے بادشاہ نے وقت آخر ہمکو یہ وصیت

کی تھی کہ ہماری شمشیر و سپر و دیگر آلات حرب و ضرب و زرہ و مرکب و دیگر مال و اسباب ہمارا ہمارے فرزند
نوجوان مسمی نیرنگ شاہ کو بدست سرداران سپاہ وغیرہ بھجوا دینا اور تمام حال میرے انتقال کا بھی اس سے
کہلا بھیجنا اور یہ بھی میری طرف سے بعد دعاے عمر و دولت کے کہلا بھیجنا کہ اے فرزند میرے غم والم مین
صبر کرنا بہرام شیر شکار و فولاد مشت زن سے حتی الامکان مقابلہ نہ کرنا کیونکہ انھون نے از راہ
عداوت و دشمنی بے مجھے ہلاک نہین کیا ہی خود مین نے فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی چاہی تھی چونکہ
اجل میری اسی حیلہ سے آنیوالی تھی گھونسا فولاد مشت زن کا سینہ پر جو پڑا ایسا صدمہ جانکاہ ہوا
کہ جانبر نہو سکا لہذا اے فرزند تم بر سر انتقام نہونا یہ کہکر انتقال کیا تھا پس تم تمام اسباب مذکور لیکر نیرنگ شاہ
کے پاس جاؤ اور جو مین نے کہا ہی اُس سے کہدو اگر دل نجانے کو چاہے یہین رہو کچھ ہین اختیار ہی اُنھون نے
کہا جو ہمارے بادشاہ نے وصیت کی ہی اُسے بجا لانا ضرور ہی ہم سب تو یہان نہ رہینگے لیکن چند کس واسطے
جاروب کشی قبر گیرنگ شاہ کے یہان رہینگے صحیفہ ابراہیمی قبر پر پڑھا کرینگے تو ثواب صحیفہ موصوف
روح گیرنگ شاہ کو بخشا کرینگے بہرام نے کہا بہتر ہی یہ کہکے تمام مال و اسباب طلب کرکے سرداران
مذکور کے حوالہ کیا پھر سب مع بہرام شیر شکار باغ سے باہر آئے ہر ایک اعلی ادنی اپنے اپنے مقام
قیام پر گیا بہرام بھی اپنی محلسرا مین گیا سرداران لشکر گیرنگ شاہ بروز سوم گیرنگ شاہ کے اور تیار
کرنے مقبرہ گیرنگ شاہ کے وہ اسباب لیکر ہمراہ مردمان سپاہ جانب نیرنگ شاہ روانہ ہوے کچھ اہل
اسلام ملک شعبدہ مین رہے وہ ہمراہ سرداران مذکور کے نہ گئے بعد جانے سرداران لشکر گیرنگ شاہ
کے بہرام شیر شکار نے ایک نامہ امیر ثانی کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے امیر ثانی آپ کا نامہ لیکر گیرنگ
شاہ یہان آئے تھے مین نے بعزت و حرمت انکو اپنے دربار مین طلب کرکے بٹھایا تھا ہنوز نامہ
آپ کا اُنھون نے مجھے ندیا تھا کہ میرے ایک سردار لشکر سے اُنھون نے برہم ہوکے کہا مین
تیری قوت دیکھنے کا مشتاق ہون تیرے بادشاہ نے تیری قوت کی بہت تعریف کی ہے لہذا
زور و بازو اپنا مجھے دکھا اور میری قوت تو بھی دیکھ ہر چند مین نے گیرنگ شاہ سے متواتر کہا
کہ آپ میرے اس سردار سے مقابلہ نہ کیجیے قوت اسکی نہ آزمایئے لیکن اُنھون نے کسی طرح میرا کہنا
نمانا آخر کار فولاد مشت زن نے اُنکے سینہ پر اُنکے اصرار کرنے سے گھونسا مارا وہ تاب صدمہ نہ
لاسکے تھوڑی دیر مین لہو تھوک کر مر گئے ہمکو اُنکے مرنے کا بہت صدمہ ہوا بعد صدمہ بسیار مین نے
اُنکے سرداران لشکر کو طلب کرکے کہا انھین موافق اپنے طریقہ دین کے دفن کرو اُنھون نے میرے
باغ مین اُنھین دفن کیا ہی اور تمام مال و اسباب اُنکا لیکر اُنکے فرزند نیرنگ شاہ کے پاس گئے ہین
لہذا مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا ہی میری جانب سے خیال دشمنی کا نہ کیجیے گا کیونکہ مین نے اُنسے ذرا
بھی دشمنی نہین کی ہی کچھ اہل اسلام قبر گیرنگ شاہ کی خدمت کے واسطے جو یہان رہگئے ہین وہ میری
اس تحریر کے شاہد ہین اس واقعہ سے آگاہ کرنا آپکو ضرور تھا اس وجہ سے یہ نامہ آپ کو ارسال کیا گیا
اور جو نامہ آپ نے مجھے لکھا تھا وہ گیرنگ شاہ سے مجھے ملا ہی نہین اُسکا جواب مین کیا لکھون نہین معلوم
آپ نے اُس نامہ مین مجھے کیا لکھا تھا جب میر منشی نے اسی مضمون کا نامہ لکھا ملفوف کرکے سر نامہ لکھا بہرام
شیر شکار نے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا اے بہادر و تم سب مین کون

ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ لیکر شہر عاملہ مین پاس امیر ثانی کے لے جاے اُس وقت خونریز روئین تن
اپنے دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ کہنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ اس خدمت کو یہ نمکخوار بجا لائے گا بہرام
شیر شکار نے خوش ہوکے نامہ اُسے دیکر کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تو ہی نامہ لیکر جانب ملک عامل شاہ یہان
سے جاے پس جو دل چاہتا تھا وہی ہوا اب یہ نامہ لیکر جلد راہ طی کرکے شہر عمالیہ مین جا کر امیر ثانی کو دیکر
ادھر آنا دیر نہ لگانا وہ سردار اسیوقت دربار سے باہر جا کر مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوکے چالیس ہزار
سوارون کو ہمراہ لیکر جانب شہر عمالیہ روانہ ہوا جب یہ قطع راہ دور و دراز سرحد شہر عمالیہ پر پہونچا ہرکارون
نے لشکر اسلام کے اسکے آنے سے امیر ثانی کو آگاہ کیا امیر ثانی نے اُسکے استقبال کے واسطے چند
سرداران لشکر کو روانہ کیا وہ جاکر استقبال اسکا کرکے اُسے بارگاہ حشامی مین لائے چونکہ اس روز بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے بارگاہ مذکور مین دربار کیا تھا اس وجہ سے خونریز روئین تن کو بارگاہ مذکور
مین سردار جب لیکر آئے اُس نے دربار مین آکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر پر نظر کرکے بہت
حیران ہوکے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو حسب قاعدہ سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر ثانی نے
سلام اسکا باشارہ چشم و ابرو لیکر ایما بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار مین ایک
کرسی پر بیٹھا اور پھر بنظر غور ہر ایک سردار لشکر اسلام کو دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام و امیر ثانی کے کیا اچھے اچھے سردار ہین اور کسقدر ان مسلمانون کو ترقی ہی کہ مقام
حیرت ہی لشکر بیشمار ہی سرداران سپاہ بظاہر سب دلاور و بہادر معلوم ہوتے ہین خصوصًا امیر ثانی نہایت
شجاع معلوم ہوتے ہین ہنوز خونریز مذکور سرداران کو دیکھ رہا تھا دل مین اپنے باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ حکم
امیر ثانی سے چند ساقیان خوبرو کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آئے اور بحکم امیر ثانی
جام بلور مین شراب ناب بھرکر روبرو خونریز روئین تن کے لے گئے اُسنے جام لیکر شراب پی اسی طرح
چند جام ساقیون سے لیکر شراب جب پی چکا اور خوب نشہ شراب کا ہوا بیساختہ عالم نشہ شراب مین پکارا
منم نامہ بردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعبدہ امیر نے اُس سے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ مذکور امیر
کے حوالے کیا امیر ثانی نے نامہ میر منشی کو دیا اُسنے نامہ کو لفافہ سے باہر نکالکر موافق قاعدہ بآواز
بلند پڑھا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی نے عبارت نامہ مذکور کی تمام و کمال سنی نہایت افسوس کرکے
محزون و مغموم ہوے سوا اُنکے تمامی سرداران سپاہ کو گیرنگ شاہ کے انتقال کا ملال ہوا ہر ایک
آبدیدہ ہوا اُسوقت خونریز روئین تن نے امیر ثانی سے عرض کیا اب مین جاتا ہون کچھ جواب اس
نامہ کا دیا جائیگا یا نہین امیر ثانی نے فرمایا اچھا تم جاؤ جواب نامہ کا ابھی کچھ نہ دیا جائیگا آئندہ دیکھا جائیگا
جو مناسب ہوگا کیا جائیگا خونریز یہ سُن کے دربار سے اُٹھ کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کرکے باہر بارگاہ
کے گیا پھر مرکب پر سوار ہوکے موافق کہنے بہرام شیر شکار کے اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے جانب ملک
شعبدہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا تمام حال دربار بادشاہ لشکر اسلام
کا بیان کیا اور کہا جب نامہ پڑھا گیا تھا سب کو صدمہ و رنج گیرنگ شاہ کے انتقال کا ہوا تھا چہرہ
ہر ایک سردار کا پہلے تو غصہ سے سُرخ ہوگیا تھا پھر آثار حزن صدمہ گیرنگ شاہ مین ہر ایک کے
رُخ پر ظاہر ہوے تھے مجھکو تو بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے جواب نامہ کا کچھ نہین دیا صرف یہی کہا کہ آئندہ

جو مناسب ہوگا کیا جائیگا اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر کو صدمہ ہوا ہے
اور بہت غصہ آیا ہی عجب نہین کہ پھر کوئی سردار وہ ادھر روانہ کرین اور وہ انتقام گیرنگ شاہ کا ہم لوگون سے
لے بہرام نے جوابدیا اول تو مین بے قصور ہون نامہ مین لکھدیا ہی دوسرے انکے نامہ کا کچھ جواب
نہین لکھا ہی وہ کوئی سردار برای پیکار روانہ نکرینگے اور اگر کوئی دلاور وہان سے یہان آئیگا
جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو بہرام شیر شکار جانب امیر ثانی سے بیخوف ہی چندان
خیال جنگ و جدال کا نہین ہی اپنی فوج و سرداران لشکر پر مغرور ہی لاجورد شاہ و صلصال زور کش ہین
لیکن اب حال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب خونریز رومین تن دربار سے چلا گیا امیر ثانی نے فرمایا افسوس
گیرنگ شاہ جو ہمارے پدر ذیوقار کے رفقا سے تھے وہ ملک شعبدہ مین جا کر اس طرح مر گئے خبر انکے
انتقال کی بھی پہونچی نہین معلوم گیرنگ شاہ وہان جا کر کیونکر ہلاک ہوے بہرام شیر شکار کا فریکا
اسکی تحریر کا کیا اعتبار ہی عجب نہین کہ اسی کے اشارے سے اُسکے سردار فولاد مشت زن نے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا ہو لہذا اس مقدمہ مین کچھ کرنا ضرور ہی یہ فرماکے ملازمون سے کہا ابھی حسب
دستور جام کلہ عفریت مین شربت لاکر سر دربار رکھ دو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے
باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند یہ کہا کہ اے
بہادران بیعدیل و نظیر تم سب نے سُنا کہ گیرنگ شاہ کو فولاد مشت زن نے گھونسا مارا جسکے سبب سے
اس بزرگ و بہادر نے خون تھوک کر انتقال کیا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی ایسا قوی
و دلاور یہان سے جائے کہ فولاد مشت زن کو ہلاک کرے گیرنگ شاہ کے خون کا اُس سے
انتقام لے یہ فرماکر امیر ثانی خاموش ہوے تھے کہ ناگاہ بدیع الزمان نے اپنے دنگل سے اُٹھکر
کہا مین جاؤنگا فولاد مذکور کو مانند موم کے چٹکی سے ملکر خاک مین ملاؤنگا گیرنگ شاہ کا اچھی طرح
انتقام لونگا امیر ثانی نے اجازت جانے کی دی اُس بہادر نے جام کلہ عفریت سے کچھ شربت پیا
بیڑا اُٹھا کے کھایا بعد ازان بیرون بارگاہ آکے اپنے اہل لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا جبکہ سب مسلح
ہو چکے بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوے سب سردار وغیر سردار بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب
بدیع الزمان جانب ملک شعبدہ روانہ ہوے بدیع الزمان تو جانب ملک شعبدہ روانہ
ہوے دیکھیے وہان کب پہونچتے ہین اور کیا کرتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب وہ نالان و گریان ملک نیرنگ شاہ مین پہونچے
اُسے خبر ہوئی کہ میرے والد کے افسران سپاہ مع لشکر فریاد کنان یہان آئے ہین یہ خبر سن کے متردد
ہوکر اپنے سردار ان سپاہ کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا جب وہ سردار استقبال کر کے
اُن سردارون کو دربار نیرنگ شاہ مین لائے سرداران لشکر گیرنگ شاہ نے نیرنگ شاہ
کو حسب قاعدہ سلام کیا اُسنے سلام لیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ موافق اپنے رتبہ کے بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے نیرنگ شاہ نے اُنسے پوچھا سبب تمھارے نالہ و فریاد کرنے کا اور یہان آنے کا کیا ہی
اُنھون نے دنگلون سے اُٹھ کر اشکبار ہوکے تمام حال گیرنگ شاہ کے انتقال کا مفصل بیان
کیا بعدہ شمشیر و سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب و اسپ و دیگر آل و اسباب گیرنگ شاہ کا نیرنگ شاہ کو

و بکر کہا آپ کے والد آپکو یہ وصیت کر گئے ہین کہ میرے رنج و الم مین حتی الامکان صبر کرنا اور جہانتک
ہو سکے ملک شعیدہ مین نہ آنا میرے خون کا انتقام بہرام شیر شکار سے نہ لینا کیونکہ وہ باعث میری
ہلاکت کا نہین ہوا ہی مین تے خود باشتیاق تمام اُسکے ایک سردار لشکر مسمی فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی
چاہی تھی اور اپنی طاقت اُسے دکھانی منظور تھی چونکہ زمانہ حیات کا باقی نرہا تھا فولاد مشت زن کے
گھونسے سے جانبر نہوا شیر نگ شاہ یہ حال پر ملال سُن کے اور آلات حرب و ضرب اپنے پدر کے دیکھ کے
بے اختیار رونے لگا اہل دربار بھی نالہ و فریاد کرنے لگے محلسرا مین بھی اس خبر سے عورتین رونے
پیٹنے لگین ادھر دربار مین شیر نگ شاہ ہمراہ اپنے اہل دربار کے اشکبار و بیقرار تھا تاج سر سے
اُتار کر خاک پر ڈال دیا تھا کہتا تھا افسوس ای پدر عالی وقار مین وقت رحلت آپ کے پاس
نہ تھا آپکی زیارت آخری سے اور آپ کے دفن کرنے اور کفن دینے سے محروم رہا
وزرا وغیرہ تاج اُٹھا کر سر پر اُسکے بار بار رکھتے تھے اور عرض کرتے تھے ای بادشاہ ذیوقار ہر چند
کہ غم پدر واسطے فرزند جوان و لیئق و ذیقدر کے جان گسل ہی لیکن حتی الامکان اسقدر رنج و غم نکرنا
چاہیئے کہ موجب اپنی ہلاکت کا ہو جاے آپ تو آگاہ ہین کہ خاصان خدانے بڑی بڑی مصیبت اور
تکلیفین اُٹھائی ہین بزرگون اور خردون کو اپنی آنکھون کے آگے مرتے دیکھا ہی اور مشیت آلہی سے
مجبور ہو کے کچھ اُنکے بارے مین رنج کر کے صبر اختیار کیا ہی آپ بھی اُنھین کی طرح صبر کیجیے جو منظور
خدا تھا وہ ہوا ہمیشہ کسی کے بزرگ سر پر سلامت نہین رہتے ہین ایک روز ضرور مر جاتے ہین والدہ کے
مر جانے سے فرزند لیسیر ہو جاتا ہی اور باپ کی رحلت سے یتیم ہو جاتا ہی یہ صدمہ جانکاہ خاص کچھ آپ کے
واسطے دنیا مین نہین ہوا ہی ہزار ہا سلاطین جہان نے رحلت کی ہی شاہزادے یتیم ہو گئے ہین اپنے اپنے
والد کے ماتم مین کچھ روز مغموم رہے ہین بعد ازان مشغول کار سلطنت ہوئے ہین آپ تو خلاف اُنکے عمل
کرتے ہین گریہ و زاری نالہ و بیقراری ہم نمکخوار دن کے سمجھانے سے موقوف ہی نہین کرتے ہین برای
خدا و رسول اب اسقدر نالہ و بکا نکیجیے مشیت آلہی مین جو گذرنا تھا وہ ہوا صبر کیجیے کہ مرتبہ صابرون کا
بہت بڑا ہی شیر نگ شاہ نے اعیان مملکت وخیر خواہان دولت کے قسم دینے اور سمجھانے سے وہ گریہ و
زاری و نالہ و بیقراری موقوف کی اور حکم کیا کہ چالیس روز تک صف ماتم والد بچھائی جائے مین اُنکے
ماتم مین سیہ پوش ہوتا ہون سب اعلے ادنی بھی سیہ پوش ہون اور اس زمانہ تک کوئی شخص رسم
خوشی کی ظاہر نکرے شادی و خوشی کسی قسم کی کوئی نکرے نوبت و نقارہ دہل و دف کسی شادی مین
کوئی نہ بجائے بلکہ شادی بھی موقوف رکھے خاص و عام حکم شیر نگ شاہ سے آگاہ ہوے سب سیاہ
پوش ہوے یہ خبر شیر نگ شاہ کے چچا کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے برادر کے ماتم مین سیاہ پوش ہوا چونکہ ظفر
جنگ شاہ عموی شیر نگ شاہ فی زمانہ شیر نگ شاہ ہی کے ملک مین تھا اور اپنی دختر ملکہ بدر جمال کی
شادی کیا چاہتا تھا شیر نگ شاہ سے منگنی بھی اُسکی ہو چکی تھی اس واقعہ کے ہونے سے سخت رنجیدہ
ہو کر پاس اپنے بھتیجے کے گیا اور سمجھایا کہ ای فرزند جو خداوند عالم کو منظور تھا وہ ہوا اب گریہ و زاری
موقوف کرو اُسنے کہا ای عموی نامدار مین آپکو مثل اپنے والد کے جانتا ہون جو آپنے فرمایا ہی حتی الامکان
ایسا ہی کرونگا اور بعد گذرنے چالیس روز کے مین یہان سے مع جمعیت سپاہ جانب ملک شعیدہ ضرور

جاؤنگا اپنے والد کی قبر پر فاتحہ پڑھکر فولاد مشت زن کو ہلاک کرونگا اپنے والد کے خون کا انتقام لونگا ظفر جنگ شاہ نے کہا ای فرزند میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ جانب ملک خشیدہ نجانا کہ اسمین ایک مصلحت ہی فاتحہ خوانی برادر نہین ہوسکتی پھیر وہان جانے سے کیا نفع ہی اگر قبر اُنکی نہ دیکھی تو نہ دیکھی مطلب ثواب پہونچانے سے ہی نیرنگ شاہ نے کہا آپ اس مقدمہ مین کچھ نفرمایئے گا مین ضرور جاؤنگا اپنی آنکھون سے قبر والد مرحوم کو دیکھونگا سورۂ فاتحہ اُنکی قبر پر پڑھونگا اُنکا مجھپر حق ہی ظفر جنگ شاہ اپنے برادر زادہ سے زیادہ تقریر کرنا بہتر نجانکر خاموش رہا بعد تھوڑی دیر کے نیرنگ شاہ سے رخصت ہوکر اپنی محلسرا مین گیا اور اپنی زوجہ سے قصد نیرنگ شاہ بیان کیا اُسنے اور عورتون سے بیان کرکے کہا جانا نیرنگ شاہ کا یہان سے اچھا نہین ہی مبادا وہان جاکر دشمنون کے ہاتھ سے کسی صدمہ پہونچے یہ خبر جب تمام محل مین پھیلی بلکہ بدر جمال نے بھی سُنی اول تو اُسکو اپنے چچا کے مرنے کا ملال ہوا دوسرے یہ صدمہ ہوا کہ اب نیرنگ شاہ برادر زادہ میرا کہ جس سے عقد میرا ہونے والا تھا ملک خشیدہ مین جائیگا وہان جاکر اپنے باپ کے دشمنون سے مقابلہ کریگا ان خیالات سے روز بروز رنج دل ہی دل مین کرکے یہ حال ہوگیا کہ مصداق نظم

رنج نے کردیا یہ حال اُسکا تو
نہ خود آرائیان نہ آرایش
عارضی زنیتون سے آنے لگی
رنج سے رنگ رخ بدل جاتا
ہاتھ کھینچا حیا سے پھر سر دست
آنکھ شرم سے بھی چرانے لگی
خون دل لب پہ آکے جمنے لگا
زردی رخ بھی رخ پہ چڑھنے لگی
طاقت دل جواب دینے لگی
جائے آب اشک چشم پُرنم تھا
مئے غم کے تھی نشہ سے مبہوت
موئے سر پر فدا تھی حیرانی
گاہ بیخود تھی گاہ محزون تھی
سبکی باتون سے ہوتا تھا خفقان
چپکی رہتی تھی خستہ حالی سے
پھر کسی سے نظر لجائی ہوئی
گھر مین اُسکے انیس تھین جو جو
جا مین دیتی تھین ہر بیانون پر
درد سر رنج کا یہ خوب نہین

ہوگئی دوہی دن مین صورت زرد
خاک مین ملگیا جمال اُسکا
مسکراتا وہ ہنسنا چھوڑ دیا
آئینہ سے بھی منھ چھپانے لگی
میلے کپڑون پہ میل کرنے لگی
چوڑیون کو ہوئی نصیب شکست
خودسری نے بھی پاؤن پھیلائے
طرفہ لاکھے کا رنگ جمنے لگا
رات دن شورش خموشی تھی تو
بوسے مسّیون کو خشکی لینے لگی
لب پہ نالے تھے قہقہون کے عوض
رات دن منھ لگا ہوا تھا سکوت
شرم عزت نہ پاس بدنامی
گاہ لیلی تھی گاہ مجنون تھی
فکر کا اسقدر بڑھا سودا
گفتگو صورت خیالی سے
رہتی تھی بات سُن کے یہ خاموش
جو تھی حیرت سے رنج تھے سب کو
ہمدمین جو کہ اُسکی تھین جانباز
اس مرض سے بچائے جان کہین

آئینہ نے دکھائی رنگت زرد
نہ وہ زینت رہی نہ زیبایش
آشنا لب کو دود دل سے کیا
ذکر تازہ جو روبرو آتا تو
اوہی رنگ مین گذرنے لگی
خود نمائی سے دل چھپانے لگی
ضعف کو روز پہلے ہاتھ آئے
روز کم گوئی اُسکی بڑھنے لگی
ٹھنڈی سانسون سے گرمجوشی تھی
بدلے کھانے کے تو غذا غم تھا
شورش آہ چہچہون کے عوض
سرپرست اُسکی تھی پریشانی
بیخودی رنج و محو خود کامی
پہرون رہتی تھی چپکی آئینہ سان
گر وہ رہتی تھی اپنے جی سی خفا
شرمگین آنکھ شرم کھائی ہوئی
نہ اُسے تھا جواب کا کچھ ہوش
لا نہ سکتی تھین کچھ زبانون پر
اُسکو سمجھاتی تھین وہ اسوا انداز
اب بھی باز آؤ اُسکو ترک کرو

دیکھو تم مبتلائے رنج نہو
یاتو اب بھی کہا تو بہتر ہی

جان جائیگی ہاتھ آئے گا کیا
ورنہ رسوائی اُسکی گھر گھر ہی

سارے عالم مین ہووگی رسوا

ملکہ بدر جمال سب کی باتین سنتی تھی کسی کو جواب نہ دیتی تھی بلکہ اُنکی طرف سے منھ پھیر لیتی تھی ہمدمین دائیین اُسے آزردہ دیکھکر خاموش ہوکر اُسکے سامنے سے چلی جاتی تھین وہ مبتلائے رنج والم یعنے ملکہ بدر جمال تنہائی مین روتی تھی نسیم نگر وزیر زادی کہ ملکہ بدر جمال سے بدرجۂ کمال محبت والفت رکھتی تھی وہ اکثر خلوت مین اُسکے پاس جاکر اُس سے کہتی تھی اے ملکہ عالم اس رنج والم سے کیا فائدہ ہی بیکار ابھی سے رنج وغم کرتی ہو برادر زادہ تمھارا جس سے تمھاری شادی ہونے والی ہی ابھی تک اپنے شہر مین ہی جانب ملک شعبدہ نہین گیا ہی وزرا اُمرا یا آپکی والدہ اور والد سمجھائینگے ملک شعبدہ کے جانے سے باز رکھین گے تم بدستور قبل ہنسو بولو کھانا کھاؤ باغ کی سیر کرو خدا وہ دن جلد دکھائیگا کہ شادی تمھاری ہر رنگ خوشی کے ساتھ ہوگی وہ اُسے اپنے حال پر شفیق زیادہ پاکے کہتی تھی کہ نظم

ہی حرام اب تو آب اور دانہ
نہ تو بیخود ہی دل نہ ہوش مین ہی
تو بہت بیقرار پاتی ہون تو
جیب و دامان کے ہاتھ سائل ہین
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہی
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہی
کم نصیحت نہین ہی گالی سے
وحشت دل ہی سلسلہ جنبان
گھر نہین کا لاجیل خانہ سہے
سر پہ جان کو ہی خانہ باغ قفس
پھیکی لگتی ہی شور بلبل پر
نغمے مجھکو جدا ندامت ہی
بی تمھاری تو کچھ عجب ہی خو
کیون جوانی مین گھٹن لگاتی ہو
اتنا اظہار رنج بھی چڑھ ہی
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچ کر کیا کیجیے
تم ابھی تنگ ہو ویسی ہی مہربان
ہو زبان سامنا ہی آفت کا
کوئی صاحب کہان تلک سمجھائے
تاکہ سنکر نہ کوئی نام دھرے

اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
ہے مری شوق دید جوش مین ہی
صبر دل طالب اجازت ہی
پاؤن وارفتگی پہ مائل ہین گو
گریہ طوفان اُٹھایا چاہتا ہی
درد دل سینہ زوری کرتا ہی
درد سے ارتباط بڑھتا ہی
طوق و زنجیر پہنون ہی ارمان
دل ہی مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہی بدتر از محبس
دل ٹھکانے نہین حواس نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہی
کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
سینئے تو عقل ہی مری حیران
رنج لطف شباب کھونے لگا
دن بدن اے مہ سپہر غرور
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی در پیے
کون یک بیک کے روز مغز پھرا ہے
اتنی اچھی نہین ہی خود کامی

تم ہی بتلاؤ کھاؤن کیا کھانا
کچھ تو ہی رنج کچھ پشیمان ہون
دل کو جس وقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہی
ٹھنڈی سانسون سے ربط بڑھتا ہی
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہی
ہی بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہی
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہی
بھاتا ہی وحشیون سے یارانہ
رونا آتا ہی خندۂ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
بولی بے لطف ہو کے وہ کم گو
کوفت کھانے سے راتدن کی حصول
رنج بیجا بھی کیا مری چڑ ہی
ابھی کل روز کی گھڑی ہی مری جان
ہو سکے اپنی کچھ دوا کیجیے
آدمی سیکھتا ہی عقل و شعور
کارخانہ ہی یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
اے بری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی

تمکو کیا جانے کیا سمائی ہی سیر کو چلنا صبح تو ہوے اتنا غم ہی ابھی سے ای ملکہ کلے کو دشمنون کی جان بچی دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی	کون سی بات دل مین آئی ہی کر نہ ہلکان اپنے دل کو تو ڈر یہ ہی آگے ہوگا کیا ملکہ ابھی کتنے ہین درد و غم ملکہ ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہی	کھانا کھالے بہانہ یہ ٹسوے رکھ پر ارمان اپنے دل کو تو رہی حالت جو صبح و شام یہی والدی اچھا نہین الم ملکہ کو

جب نسیم گل رو نے اس طرح اُسے سمجھایا کچھ اُسکے دل سے رنج و غم کم ہوا چہرہ پر کسی قدر بحالی ظاہر ہوئی مسہری سے اُٹھکر بیٹھی وزیر زادی نے اُسے قسمین دیکر کھانا کھلوایا اور کہا ای ملکہ عالم فی الحال برائے دفع رنج و ملال جانب صحرائے سبزہ زار برائے سیر و شکار چلاکرو دل اپنا بہلایا کرو خداوند عالم سے یہ دعا کیا کرو کہ جو آرزو و تمنائے دلی میری ہی اُسے بر لا حق تعالی تمھارے حال پر رحم کریگا تیر تگ شاہ جانب ملک شفیدہ نجائے گا مین نے سنا ہی کہ اکثر عابد و زاہد و حاجتمند برائے حاجت روائی واسطے دعا کے صحرا مین جاتے ہین وہان برجوع قلب خداوند عالم سے بعد نماز دعا کرتے ہین تیر دعا نکا ہدف مراد پر پہونچتا ہی لہذا ہنگام سحر تم بھی اپنے والدین سے اجازت لیکر صحرائے سبزہ زار مین چلنا سیر بھی کرنا دعا بھی کرنا اگر خدا چاہیگا تو حق مین تمھارے جانب صحرا جانا بہتر ہوگا ملکہ بدر جمال نے کہا ای نسیم گل رو بھلا والدین مجھکو جانب صحرا کیون جانے دینگے اُس نے عرض کیا اچھا ہم خود اسکی تدبیر کرینگے یہ کہکے ہنسی دل لگی کی باتین کرنے لگی تمام رات ایسی ہی باتون مین بسر کی جب صبح ہوئی نسیم گلرو خدمت والدین ملکہ بدر جمال مین گئی پہلے باادب سلام کیا پھر دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی ظفر جنگ شاہ نے پوچھا ای نسیم گلرو کیا تمکو کچھ عرض کرنا ہی اگر کچھ کہنا ہے تو کہہ اُس نے عرض کیا ہماری ملکہ آج کل کچھ پژمردہ خاطر ہین لہذا واسطے شگفتگی خاطر کے اگر حکم ہو تو آج جانب صحرائے سبزہ زار ہم سب کے ساتھ تشریف لے جائین وہان جاکر سبزہ زار کی سیر کرین دل اپنا بہلائین بعد سیر کرنے کے شام تک یہان چلی آئین ظفر جنگ شاہ نے کہا اچھا اگر تفریح طبع منظور ہی تو کیا مضائقہ اُس سے کہو کہ جائے مگر تم سب اُسکے ساتھ رہنا صحرا مین اُسے تنہا نہ چھوڑنا یہ کہکے باہر محلسرا سے گیا ملازمون سے کہا سامان کرو کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ اپنی تمام انیسون اور جلیسون کے اس وقت جانب صحرائے سبزہ زار جائیگی وہان کی سیر کریگی ملازمون نے سامان کیا محافہ زرین واسطے سواری ملکہ کے اور ڈولیان واسطے جلیسون اور کنیزون کے در دولت ظفر جنگ شاہ پر لگادی گئین پردہ کا بندوبست کیا گیا نسیم گلرو ملکہ بدر جمال کے ہمراہ محافہ مین بیٹھی اور سب عورتین ڈولیون مین سوار ہوئین کچھ خادم و خدمتگار و سپاہی ہمراہ سواری کے ہوے جب سواری ملکہ کی بعد قطع راہ صحرا مین پہونچی ملکہ بدر جمال نے حکم دیا کہ جو ہمارے ساتھ سپاہی وغیرہ یہان آئے ہین یہان سے دور جاکر کسی گوشہ مین بیٹھین کیونکہ اب ہم یہان سواری سے اُتر کر صحرا مین سیر کرینگے ملازم حسب الحکم اُس جگہ سے دور چلے گئے ملکہ مذکور محافہ سے اُتری نسیم گلرو بھی ساتھ ہی اُسکے سواری سے اُتر کر سب انیسون اور کنیزون سے کہنے لگی کیا ڈولیون مین بیٹھی ہو اب مرد یہان کوئی نہین ہی

ملکہ ہماری ہمارے ساتھ محافہ سے اُتر کر صحرا کی سیر کر رہی ہے تم بھی اب ڈولیون سے نکلو یہ سُنکے سب
عورتین ڈولیون سے اُتر کر ہمراہ ملکہ بدر جمال کے صحرائے سبزہ زار مین سیر کرنے لگین ہنوز ملکہ مذکور
سیر سبزہ زار کر رہی تھی نسیم گلرو وغیرہ جملہ عورتین ہمراہ تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین کہ ناگاہ
سامنے سے ایک درویش ادھیڑ ظاہر ہوا ملکہ نے اُسکو دیکھکر شرم سے نقاب رخ پر ڈالکر خیمہ مین
گر برائے راحت و آرام کنیزون نے استادہ کیا تھا چلی گئی جب ملکہ نے دیکھا کہ فقیر مذکور اس طرف
چلا آتا ہی کنیزون سے کہا اس فقیر کو منع کرو کہ ادھر نہ آئے ورنہ پچھتائے گا جان سے مارا جائیگا
کنیزون نے حسب الحکم ملکہ بدر جمال اُس فقیر سے پکار کر کہا خبردار اے فقیر ادھر نہ آنا ورنہ پچھتائیگا
قتل کیا جائیگا کیونکہ یہان ہماری ملکہ برائے سیر و شکار تشریف لائی ہین نامحرم سے سامنا کرنا اُنھین
منظور نہین ہی فقیر نے سُنکر جواب دیا مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز تمھارا
کہنا نمانونگا یہ کہکے آگے بڑھا ہم جلیسون اور کنیزون نے گھبرا کر ملکہ سے عرض کیا حضور وہ فقیر
سوا سوتڑی کا ٹا لنگوٹی باندھے کچھ کھولے بیخوف و خطر اسی طرف چلا آتا ہی کسی کا کہنا نہین مانتا ہی
کہتا ہی مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز کسی کا کہنا نمانونگا اسی راہ سے جاؤنگا
ملکہ مذکور یہ سُنکے بدرجہ کمال برہم ہوئی کہا معلوم ہوتا ہی کہ اس فقیر کی قضا آئی ہی یہ کہکے خیمہ سے
نکلکر تیر چلہ کمان مین جوڑ کر سینہ فقیر مذکور کا تاک کر کمان کو کھینچا تیر کمان سے چھوٹ کر جانب فقیر
چلا تھا ہنوز قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ اُسنے کچھ پڑھ کے جانب تیر اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا
فی الفور وہ تیر مانند شمع کافوری یا مثل خار و خس جلکر خاک ہو کے گر پڑا ملکہ و جملہ عورتون کو یہ دیکھکر
حیرت ہوئی کنیزین و انیسین ملکہ کی کثرت خوف سے کانپنے لگین بعضی عورتین چیخنے چلانے
لگین کوئی کہنے لگی یہ فقیر نہین ہی کوئی آسیب ہی اس سے جان کا خوف ہی خدا ہماری ملکہ کو
اسکے شر سے بچائے اس صحرا سے ملکہ ہماری اور ہم سب صحیح و سلامت اپنے گھر جائین عہد
کرتے ہین کہ اب کبھی ہم ملکہ کو صحرا مین نہ لائینگے ابھی سب عورتین شور و غل کر رہی تھین اور خوف
سے اُس فقیر کے ڈر رہی تھین ملکہ بھی رُخ پر نقاب ڈالے ششدر کھڑی تھی نسیم گلرو بھی پہلوئے
ملکہ مین حیران و پریشان جانب فقیر نگران تھی ارادہ کرتی تھی کہ صحرا سے ملکہ کو لیکر کسی طرف بھاگ
جائے یا خدام و ملازمان ملکہ کو پکارے کہ یکایک وہ فقیر قریب آیا اور کہا اے ملکہ بدر جمال تمنے
مجھے تیر مارا مین نے اُسے جلا دیا تمنے مجھسے دشمنی کی ہی مین تمسے دوستی کرتا ہون تمھین ہدایت
کرتا ہون کہ بے سمجھے کسی پر ارادہ ظلم کرنے کا نکیا کرو مظلوم کی آہ سے ڈرا کرو تیر آہ بیکسان سے
خوف کیا کرو کہین ایسا نہو کہ دوسری بلا مین مبتلا ہو جاؤ ایک بلا مین تو مبتلا ہو کے یہان آئی ہو
عوض دعا کے فقیر کو تیر مارتی ہو تمھارا حال مجھپر ظاہر ہی جس صدمہ مین تم مبتلا ہو ملکہ تو اُسکی
تقریر سُنکے مثل تصویر بحیس و حرکت ہوئی حیران نہایت ہوئی لیکن نسیم گلرو نے کہا اے
درویش تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تم درویش کامل ہو صاحب کمال ہو ہم سب کے حال
سے آگاہ ہو خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ملکہ ہماری تیر کسی کو نہ مارینگی تم انکے حق مین دعائے بد نکرنا
اُسنے کہا مین تمھاری ملکہ کا خیر خواہ ہون بھلا اُنکے حق مین مین کیا دعائے بد کرونگا نسیم گلرو نے

کہا اگر تم ملکہ عالم کے خیر خواہ ہو تو کچھ ملکہ سے نیکی کرو ہماری ملکہ کو ایک صدمہ ہی اُس صدمہ کو اپنی دعا سے
دفع کرو اور اپنے حال سے آگاہ کرکے بتاؤ کہ کہان سے آتے ہو کہان جانے کا ارادہ ہی اور یہ بھی بتاؤ
کہ ہماری ملکہ کو کیا صدمہ ہی فقیر نے جواب دیا ای نسیم گلرو آگاہ ہو کہ نام مجھ درویش کا پہلے تو کچھ اور تھا مگر
اب سب مجکو عریان شاہ کہتے ہین بوجہ ریاضت و یاد الٰہی اور اپنے مرشد کی خدمتگزاری سے باتن کچھ قلب
صاف ہو گیا ہی جب کسی کے حال کو دریافت کرنا چاہتا ہون من جانب اللہ ایک ایسی قوت علمی پیدا ہو جاتی
ہی کہ میرے آئینہ دل پر تمام حال دلی اُسکا ظاہر و روشن ہو جاتا ہی جب تمہاری ملکہ نے مجھے تیر مارا تھا
مین نے دریافت کرنا چاہا تھا پس عنایت الٰہی سے یہ حال تمہاری ملکہ کا ظاہر ہوا ہی کہ اپنے چچا زاد برادر
مسمی نیرنگ شاہ کے عقد مین آنے والی تھین وہ جانب ملک شعبدہ برائے انتقام خون پدر جانے
والا ہی انکو اُسکا جانا منظور نہین ہی اسی صدمہ مین یہ مبتلا ہی یہان برائے سیر و دعا آئی ہی واقعی
صدمہ انکو بہت ہی اور صدمہ کرنا انکا بجا ہی کہ نیرنگ شاہ اگر بغیر تدبیر حفاظت اپنی جان کے ملک
شعبدہ مین جائیگا تو وہان سے زندہ پھر کر نہ آئیگا کیونکہ ملک شعبدہ مین ہزارہا شعبدہ باز و
ساحران نابکار ایسے ایسے ہین کہ جنکے شعبدہ سحر سے جانبر ہونا ممکن ہی نہین ہی وہان کیسا ہی کوئی جری
و بہادر شجاع و دلیر جائیگا تو کچھ زور اُسکا کام نہ آئیگا ہان ایک تعویذ جو مین دون اُسکو اپنے بازو پر
باندھ کر ساکنان ملک شعبدہ سے اگر مقابلہ کریگا تو انشاء اللہ بفضل خدا سے مظفر و منصور ہوگا ہر ایک شریر
و دشمن کے شعبدہ و سحر سے محفوظ رہیگا یہ کہکر ایک تعویذ لکھ کر نسیم گلرو کو دیا کہ یہ تعویذ اپنی ملکہ کو دیدے
اور اُنسے کہدے کہ جب نیرنگ شاہ جانب ملک شعبدہ جانے لگے ضرور یہ تعویذ اُس کے
بازو پر باندھ دے بھول نجائے یہ کہکے نسیم گلرو سے کہا مین ملک شعبدہ سے اسطرف بحکم مرشد آیا ہون شاید
میرے مرشد نے خاص تمہاری ملکہ کے دفع رنج و صدمہ کے واسطے مجھے اُس طرف بھیجا تھا خیر
خواہش مرشد بجا لایا مین اب یہان سے جب خدا چاہیگا جانب عدم جاؤنگا کہ جانا وہان کا فرد
ہی ہمیشہ وہین رہنا ہی دنیا یہ تو ایک سرا ہی برائے چندروز یہان مقیم ہون اور مجھپر کیا موقوف ہر
ذی حیات کا یہی حال ہی یہ کہکے درویش مذکور یاحق یا معبود کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا نسیم گلرو
نے وہ تعویذ ملکہ بدر جمال کو دیکر عرض کیا ای ملکہ مبارک ہو کہ خدا نے تمہارے حال زار پر رحم کیا اس
درویش کامل نے تعویذ دیا اب خوش و مسرور ہو رنج و صدمہ ذرا بھی نکرو اگر نیرنگ شاہ جانب
ملک شعبدہ اس تعویذ کو بقول درویش عریان شاہ اپنے بازو پر باندھ کر جائیگا تو جملہ
اپنے دشمنون پر غالب ہوکے زندہ و سلامت وہان سے اپنے شہر مین واپس آئیگا تمہاری شادی
اُسکے ساتھ ہوگی حسرت و آرزوے دلی نکلے گی اب میرے نزدیک اس صحرا مین ایکدم بھی
قیام نکیجیے در مطلب ہاتھ آگیا ہی یہان سے اپنے گھر چلیئے شکر خدا کیجیے کیونکہ خداوند عالم نے
تمہارے حال پر بڑا فضل و کرم کیا ہی ملکہ بدر جمال نے مسکرا کر تعویذ مذکور لیکر کہا اچھا یہان سے
چلو نسیم گلرو نے کنیزون سے کہا سامان یہان سے چلنے کا کرو خدام وغیرہ ملازمون کو آگاہ کرو کہ اب
ہمراہ ہمارے یہان سے چلین کنیزون نے حکم کی تعمیل کی ملکہ وغیرہ تمام عورتین اُسی طرح
سوار ہوئین کہارون نے محافہ وغیرہ اپنے دوش پر اُٹھایا خدام محافہ ملکہ کے ساتھ ہوے سواری

ملکہ کی چلی بعد قطع راہ ملکہ بدرجمال مع تمام عورتون کے اپنے مکان مین پہونچی اُس روز سے ملکہ بدرجمال
خوش رہتی تھی کبھی اس خیال سے محزون و مغموم بھی ہوتی تھی کہ نہین معلوم جو تعویذ درویش نے دیا ہی پراثر
ہی یا نہین ہی غرض اسی خوشی و صدمہ مین وہ زمانہ آیا کہ نیرنگ شاہ اپنے والد کی فاتحہ خوانی چہلم سے
فارغ ہوا پوشاک سیاہ تن سے اُتاری تمام مردمان شہر نے لباس ماتمی اُتارا جب نیرنگ شاہ کا
چالیسوان ہو چکا نیرنگ شاہ نے اپنے سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ تمام مردمان سپاہ سے کہدو کہ بعد گذرنے
اس شب کے وقت سحر مسلح ہو کر یہان سے جانب ملک شعبدہ چلنے پر تیار رہین سرداروں نے حکم کی
تعمیل کی بعد اُسکے نیرنگ شاہ نے اپنے وزرا سے کہا سامان سفر جو چاہیے ہی بخوبی موجود و مہیا کرو
صبح کو یہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کرینگے وزرا نے حسب الحکم سامان کیا صبح کو نیرنگ شاہ
اپنے بزرگون سے رخصت ہو کے خصوص اپنی والدہ اور اپنے چچا ظفر جنگ شاہ سے رخصت ہو کے
چاہتا ہی تھا کہ محل سرا سے برآمد ہو ناگاہ دیکھا کہ نسیم گلرو سواری سے اُتر کر آبدیدہ روبرو آئی اور اسلام
کر کے سامنے کھڑی ہوئی نیرنگ شاہ نے کہا ای نسیم گلرو کیون محزون ہو عوض اشکباری کے ہمارے
حق مین دعا کرو کہ خداوند عالم ہمکو ہمارے دشمنون پر فتحیاب کرے یہ کہکے کچھ خیال کر کے خود بھی اشکبار
ہوا اُس وقت نسیم گلرو نے اشارہ سے عرض کیا حضور مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہی نیرنگ شاہ
نے کہا تم ایسے وقت یہان آئی ہو کہ مین جانے والا ہون نہین معلوم اس وقت تم کیون آئی ہو
تمھارے آنے سے مجھے کیا کیون کیا خیال آگیا خیر تخلیہ مین چلو جو کچھ کہنا ہی کہو یہ کہکے مقام خلوت
مین گیا نسیم گلرو بھی وہان گئی نیرنگ شاہ نے پوچھا سبب تمھارے آج یہان آنے کا کیا ہی بیان
کرو اُسنے عرض کیا حضور کی سواری جانب ملک شعبدہ جاتی تھی مین نے اپنے دل مین کہا نہین معلوم
حضور کب وہان سے تشریف لائین مین ایک نظر جا کر دیکھ لون نیرنگ شاہ نے اُسکی تقریر سُن کے
پوچھا کہو تمھاری ملکہ کا مزاج کیسا ہی افسوس جو ہمارے دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی دیکھیے مقدر مین
کیا لکھا ہی ملک شعبدہ مین جاتے ہین وہان سے پھر کر آنا ہوتا ہی یا نہین تم ہماری طرف سے اپنی
ملکہ سے کہنا کہ قسمت سے مجبور ہین یہان سے سوے ملک شعبدہ جاتے ہین تمکو حوالہ خدا و رسول
کیے جاتے ہین اگر وہان سے زندہ پھر کر یہان آئے تو جو حسرت دل مین ہی اُسے نکالین گے ورنہ اپنے
پدر کی قبر کے برابر ہم بھی مر کر دفن ہونگے ہاے افسوس شادی ہوتا تو کیسا اور وصل ملکہ میسر ہوتا تو کجا ہمنے
ابھی تک چہرۂ زیبا ملکہ کا بھی نہین دیکھا تقدیر نے نچاہا کہ ہم روز عقد وقت آرسی مصحف کے رُخ پرنور ملکہ کا
آئینہ مین معائنہ کرین افسوس ہزار افسوس یہ حسرت لیکر دنیا سے جائینگے یہ کہکر بہت اشکبار ہوا نسیم گلرو نے
عرض کیا مین حضور کی خیرخواہ ہون مردانہ جانبازی کرتی ہون شاید میری تدبیر سے آپ ملکہ کو دیکھ لین
کہ حسرت آپ کے دل مین باقی نرہے نیرنگ شاہ یہ سُنکے خوش ہو کر کہنے لگا ای نسیم گلرو اگر تو مجھے صورت
ملکہ کی دکھادے تو بڑا مجھپر احسان کرے مگر مین خیال کرتا ہون کہ تو کیونکر ملکہ تک مجھے لیجائیگی اُس نے
عرض کیا آپ کسی حیلہ سے باغ مراد مین تشریف لائیگا مین یہان سے جا کر ملکہ کو کسی بہانہ سے باغ
مراد مین لیجاؤنگی بارہ دری مین بٹھاؤنگی آپ اُنھین دیکھ لیجیے گا نیرنگ شاہ تو اُسکی گفتگو سُن کے
سمجھا کہ جو یہ کہتی ہی اب یہان سے جا کر کریگی مگر اس حال سے بیخبر تھا کہ خود ملکہ بدرجمال

باغ مراد مین آئی ہی نسیم گلرو کی منتین کرکے اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ میرے ابن عم کو کسی تدبیر سے مجھ تک
لے آ غرض نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے جلد تر رخصت ہوکے سوے باغ مذکور گئی اور خدمت ملکہ مین
جاکر کہنے لگی اے ملکہ جس واسطے آپنے مجھے بھیجا تھا وہ کام نہوا سب کے سامنے نیرنگ شاہ
سے کیونکر کچھ باتین کرتی ملکہ یہ سن کے کثرت رنج سے رونے لگی اور کہنے لگی ای نسیم گلرو تم دعوے
کرتی تھین کہ مین خیرخواہ و جان نثار ہون تمنے تو اس وقت مجھسے نیکی و خیرخواہی نکی اُسنے جواب دیا
آپ یہان بیٹھی رہین مین پھر دعا کرتی ہون اور آپ بھی دعا کیجیے شاید نیرنگ شاہ ادھر آ نکلے چونکہ
نسیم گلرو دانا و عاقلہ تھی اس وجہ سے دفعتًا خبر خوشی کہنا بخیال شادی مرگ مناسب نہ سمجھی اور ایسی
تقریر ملکہ سے جاکر کی کہ اُسکو از حد خوشی نہو نہ اسقدر صدمہ ہو کہ ہلاک ہوجاے الحاصل آمدم بر سر
مطلب جب نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے وعدہ ملکہ کے دکھا دینے کا کرکے باغ مراد مین آئی بعد تھوڑی
دیر کے نیرنگ شاہ محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ اہل دربار نے حسب قاعدہ سلام کیا
اُسنے سلام لیکر پوچھا سب سامان تیار ہی وزرا نے عرض کیا سب سامان مہیا و موجود ہی لشکر تیار ہی
فقط حضور کے برآمد ہونے کے ہم سب منتظر تھے بسم اللہ سوار ہوکر جانب ملک شعبدہ تشریف لے
چلیے نیرنگ شاہ نے تخت پر بیٹھکر وزیر اعظم کو قریب اپنے بلاکر اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر
اُسے بٹھا کر اہل دربار سے کہا دیکھو مین نے اسکو تمھارے سامنے تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم
سب مانند میرے اسکی اطاعت کرنا تا وقتیکہ مین ملک شعبدہ سے یہان آؤن سبھون نے عرض
کیا جو حکم ہوا ہی ہم سب ایسا ہی کرینگے نیرنگ شاہ نے وزیر کو تخت پر بٹھا کر تخت حکومت سے
اُٹھکر کہا تم سب ابھی یہین بیٹھے رہو میرے ساتھ نہ چلو مین باغ مراد مین جاتا ہون وہان سے
تھوڑی دیر مین آؤنگا بعد ازان سوار ہوکے جانب ملک شعبدہ جاؤنگا اس وقت باغ مین اس
وجہ سے جاتا ہی کہ اس باغ مین غنچہ خوشنما بھی ہین اُنکو بہت دوست رکھتا ہون گل اُسکے بہتر گلہاے
باغ ارم سے جانتا ہون اور ثمر اُسکے میوہ جنت سے لذیذ تر خیال کرتا ہون قد اُس درخت کا
قد حوران جنان سے اچھا جانتا ہون غرض وہ درخت باغ مراد مین گویا ایک نہال آرزو ہی مجھے بہت ہی
مرغوب ہی چونکہ جانب ملک شعبدہ اس وقت ارادہ جانے کا ہی نہین معلوم وہان سے پھر یہان آنا ہو
یا نہو لہذا اُس درخت کو ایک نظر دیکھ آؤن گلے اُس سے مل آؤن رخصت اُس سے ہو آؤن سبھون نے
عرض کیا بسم اللہ حضور تشریف لیجائین نیرنگ شاہ نے دربار سے باہر جاکے ایک مرکب پر سوار ہوکے
جملہ سرداران سپاہ وغیرہ سے کہا تم سب مع تمامی اسباب کے یہان سے روانہ ہوکے صحراے
لالہ زار مین پہونچکر قیام کرنا میرے آنے کا انتظار کرنا عجب نہین کہ مین تھوڑی دیر مین باغ مراد
سے روانہ ہوکے سوے صحراے لالہ زار آؤن حسب الحکم جملہ سرداران لشکر و مردان سپاہ وغیرہ
مع تمامی اسباب جنگ و بارگاہ و خیام وغیرہ کے روانہ ہوے بعد ان سب کے جانے کے نیرنگ
شاہ مرکب پر سوار ہوکے یکہ و تنہا سوے باغ مراد روانہ ہوا اُدھر باغ مراد مین ملکہ بدر جمال نسیم
گلرو سے شکایت کرکے آزردہ خاطر بیٹھی تھی چلمن اُٹھا دی تھی دروازے بارہ دری کے
کھلے ہوے تھے آبدیدہ و رنجیدہ بیٹھی ہوئی جانب در باغ نگران تھی اور برجوع قلب درگاہ خدا مین

یہ عرض کر رہی تھی کہ خداوندا واسطہ تجھکو اپنے بندگان خاص کا میرے ابن عم کو اس باغ مین بھیج دے
تو قادر ہی ہرشی کا پھر چاہتی ہون کہ اس وقت ایک نظر اُسے دیکھ لون اور تعویذ عطیہ درویش عریان
شاہ کا اُسے دیدون تاکہ وہ تیرے فضل وکرم سے اور برکت تعویذ مذکور سے شر دشمنان سے محفوظ
رہے ہنوز ملکہ بدر جمال درگاہ رب ذوالجلال مین آہستہ آہستہ بگریہ وزاری دعا کر رہی تھی نسیم گلرو
ہنس ہنسکر کہتی تھی ای ملکہ عالم مجھے یقین ہی کہ دعا تمھاری جلد قبول ہوا چاہتی ہی نیرنگ شاہ آیا ہی چاہتا
ہی ناگاہ در باغ سے نیرنگ شاہ مرکب سے اُتر کر اندر باغ کے آیا نسیم گلرو نے اُسے دیکھکر کہا لو ملکہ
مبارک ہو دعا تمھاری قبول ہوگئی باغ مراد مین مراد دلی تمھاری بر آئی جو ہمنے کہا تھا وہی ہوا ملکہ بدر جمال
نے نیرنگ شاہ کو دیکھکر خوش ہو کے کثرت شرم وحیا سے خود ہی اپنے ہاتھ سے پردہ چلمن کا چھوڑ دیا
دروازہ بھی بند کر لیا اتنی دیر مین نیرنگ شاہ راہ طی کرکے قریب بارہ دری پہونچا اُس وقت نسیم گلرو
جملہ اینین وجلیسین ملکہ کی برائے استقبال تا در بارہ دری بصد شرم حیا مسکراتی ہوئی گئین اور شاہزادہ
موصوف کو اُس جگہ لائین جس بارہ دری مین ملکہ بدر جمال پس پردہ بیٹھی تھی جب نیرنگ شاہ وہان
پہونچا نسیم گلرو نے بالاے مسند زرین بٹھایا اور عرض کیا اس وقت حضور یہان کہان تشریف لائے کیا
سبب یہان تشریف لانے کا تھا نیرنگ شاہ نے اسکی تقریر سمجھ کے جواب دیا کہ اس وقت مجھکو
بیان تمناے دیدار ملکہ لے آئی ہی چاہتا ہون کہ ایک نظر اُنھین دیکھ لون اور کچھ باتین بھی اُنسے
کرلون کچھ تو حسرت دل نکال لون مبادا پھر زندہ یہان آنا ہو یا نہو دل مین تو میرے عجب عجب حسرتین
ہین اُنھین اس وقت روبروے ملکہ کیا بیان کرون کہ شرم مانع ہی لیکن بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر
اور حسرتین اس فلک تفرقہ انداز کے ظلم وجفا سے نہ نکلین تو صرف یہی حسرت دل کی نکلجائے
کہ مین ملکہ سے کچھ باتین کرلون اور اُنھین دیکھ لون یہ کہکے آبدیدہ ہوا نسیم گلرو نے عرض کیا اس سے
بہتر کیا کہ ایسے وقت مین آپ یہان تشریف لائے ملکہ سے وداع ہونا ضرور تھا اگر آپ تشریف
نہ لاتے تو مین شکایت کرتی یہ عرض کرکے ملکہ سے کہنے لگی ای ملکہ عالم ہر چند کہ آپ کو فی الحال انسے باتین
کرنا اور انکے سامنے ہونا لازم نہین ہی مگر خیال تو کیجیے کہ یہ آپ کی محبت سے یہان آئے ہین اور اب
جانب ملک شعبدہ اپنے دشمنون اور اپنے پدر مرحوم کے قاتلون سے لڑنے کو جاتے ہین خدا معلوم کیا
ہو یہ اُنپر غالب ہون یا خدا نخواستہ وہ انپر غالب ہون کسکی فتح ہو کسکی شکست ہو انکا پھر یہان آنا
ہو یا نہو لہذا ایسے وقت مین شرم وحیا و حجاب کو بالاے طاق رکھیے انکی حسرت دلی جو انھون نے
بیان کی ہی نکال دیجیے انسے کچھ باتین کیجیے پردہ نہ کیجیے چہرہ پر نور اپنا انھین دکھا دیجیے ملکہ
نے نظر قہر وغضب سے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ کیا دور ہوا وہ بیحیا مانند اپنے مجھے بھی بے شرم
بے حجاب جانتی ہی مجھسے کبھی ایسی بیحجابی نہو گی نسیم گلرو عتاب ملکہ سے سمجھ گئی کہ ہم سب کے
سامنے یہ نیرنگ شاہ سے ہم سخن نہو گی لہذا یہان سے علیحدہ چلے جانا مناسب ہی یہ سوچکر جملہ
عورتون سے باشارہ کہا اس وقت یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب نسیم گلرو کے اشارہ سے بہر حیلہ و
بہانہ سے اُٹھکر بارہ دری سے باغ مین گئین نسیم گلرو بھی وہان سے ہٹ گئی مگر بارہ دری کے پیچھے
نہ گئی ایک در کی آڑ مین چھپی کھڑی ہوکے نیرنگ شاہ سے باشارہ کہا اب آپ ملکہ کو منائیے

نیرنگ شاہ نے اشارہ نسیم گلرو سے ملکہ سے مخاطب ہو کے کہا کیون صاحب کیا ہمسے بات بھی نکروگی چہرہ بھی اپنا
ہمین نہ دکھاؤگی شرم و حجاب ہی کروگی تمکو تو ایسے وقت مین ہم سے اسقدر شرم و حجاب کرنا لازم نہین ہی
آیندہ تمکو اختیار ہی ہم زیادہ کہہ نہین سکتے ہین اور نہ تمپر جبر کر سکتے ہین مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ یہ
وقت ملاقات غنیمت ہی دیکھو ہمارے دل کو صدمۂ بیحد ندو نہین معلوم پھر ہمسے ملاقات ہو یا نہو ہر چند کہ
حجاب و شرم تمہین مانع سخن ہی لیکن اس وقت تو یہان سوا میرے اور کوئی نہین ہے نسیم گلرو وغیرہ سب
عورتین چلی گئی ہین تخلیہ ہی ملکہ بدر جمال نے تمام تقریر نیرنگ شاہ کی سُن کے آبدیدہ ہو کے
آہ سرد کی چاہا کہ نیرنگ شاہ سے ہم سخن ہو مگر شرم و حیا اجازت نہین دیتی ہی جب نیرنگ شاہ نے
دیکھا کہ ملکہ بدر جمال ہم سخن نہین ہوتی ہی شرم سے خاموش ہی اُس وقت نہایت عاجزی سے
بہت سی قسمین دیکر کہا ای ملکہ اب تم عدم کا سفری تصور کرو جو کچھ باتین کرنا ہون کر لو ملکہ بدر جمال نے قسمون
کے دینے سے مجبور ہو کے آہستہ سے کہا مین بدقسمت کیا باتین کرون تمھارے کہنے سے بے شرم ہو کے
ہم کلام ہو چکی آواز اپنی تمہین سُنا چکی حسرت تمہارے دل کی نکال چکی اب تم جانتے ہو خیر خدا
حافظ جو ہمارے مقدر مین تھا وہ ہوا اور اب جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا دیکھیے زندگی اپنی کس خرابی سے
بسر ہوتی ہی یہ کہکے بے اختیار آہ و بکا مین مصروف ہوئی اور نیرنگ شاہ بھی بے اختیار رونے لگا نسیم
گلرو نے پس در سے تمام باتین دونون کی سُن کے تاب ضبط نہ لا کے قریب ملکہ آکے پردہ درمیان سے
اٹھا دیا نیرنگ شاہ نے رُخ ملکہ بدر جمال کو دیکھا اُسنے نسیم گلرو کو کلمات سخت کہکے ڈوپٹہ سے منھ
اپنا چھپایا پھر ارادہ کیا کہ وہان سے اُٹھکر کسی گوشہ مین جاکے نہان ہو اُس وقت نیرنگ شاہ کی
خوشامد اور نسیم گلرو کے ہاتھ جوڑنے اور قدم پر سر رکھنے سے مجبور ہو کے اپنے ارادہ سے باز رہی نسیم
گلرو نے کشتی شراب کی مع ساغر بلورین کنیزون سے طلب کر کے سامنے ملکہ کے رکھدی اور دست بستہ
عرض کیا ای ملکہ ہماری خاطر سے اپنے ہاتھ سے جام مے نیرنگ شاہ کو دو اور آج انکو یہان سے بجانے
دو مین بزم طرب آراستہ کرتی ہون یہ روز اور شب بعیش و عشرت بسر کرو تم اِنکو شراب پلاؤ یہ تمہین
شراب پلائین تم انکو جی بھر کے دیکھ لو یہ تمکو دیکھ لین اور دونون باہم باتین بھی کرلین جب خدا چاہیگا
اور حسرت بھی دل سے نکلے گی یہ کہکے جلدی سے بزم طرب آراستہ کی ایک رقاصہ حاضر ہو کے روبرو
ملکہ کے رقص کرنے لگی ملکہ نے نسیم گلرو کے عاجز کرنے سے جام مے سے بھر کے منھ پھیر کر نیرنگ شاہ کو
دیا اُسنے جام لیکر خوش ہو کے شراب پی پھر خود شراب سے جام بلورین کو مملو کر کے ملکہ کو دیا بعد بصد
انکار جام لیکر شراب ارغوانی پی لی جب ملکہ کو نشہ ہوا وہ حجاب باقی نرہا بعد میکشی کے نیرنگ شاہ
اور ملکہ جانب رقاصہ متوجہ ہو کے رقص و نغمہ سے اُسکے خوش ہونے لگے اور باہم سخن ناز و نیاز کے
ہونے لگے جب وہ روز و شب اسی عیش و عشرت و دید جمال مین بسر ہوئی روز دوم ہنگام سحر نیرنگ شاہ
ملکہ بدر جمال سے رخصت ہو کے سوے ملک شعبدہ جانے لگا اُس وقت باہم دونون کا رونا اور
سخن ہاے حسرت و یاس زبان پر لانا کیا لکھا جاے بعد گریہ و زاری بسیار کے ملکہ بدر جمال نے
وہ تعویذ عطیہ عریان شاہ کا بطور امام ضامن کے نیرنگ شاہ کے بازو پر باندھ دیا اور تمام حال
تعویذ کے دستیاب ہونے کا ظاہر کیا نیرنگ شاہ تعویذ ملنے سے خوش ہو کے ملکہ سے رخصت

ہوکے مرکب پرسوار ہوکے جانب صحرائے لالہ زار روانہ ہوا جب بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچا
سرداران سپاہ نے عرض کیا حضور کے تشریف نہ لانے سے ہمکو تردد تھا نیرنگ شاہ نے حال ملکہ
اُنپر ظاہر نکرکے کہا ہان میرے یہان آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا اُسی شجر مرغوب کی رخصت مین
کسیقدر تاخیر ہوئی اب بلا تامل یہان سے کوچ کرو بمجرد حکم جملہ مردمان سپاہ وغیرہ مرکبون پرسوار ہوکے
ہمراہ رکاب نیرنگ شاہ کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئے انشاءاللہ احوال نیرنگ شاہ کا آئندہ
بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان جانثار رستم ثانی کا واسطے شکار کے اور دشت نیرنگ مین ثانی ارسطو سے ملاقات کرنا اور عجائبات دیکھنا

راستی مین جو صنوبر سے قد یار بڑھا — لطف افزون ہوا رنگ گل رخسار بڑھا
دن بدن حسن مین ہر عضو جیا بار بڑھا — جون جون وہ نام خدا طفل جفا کار بڑھا
اپنا بھی عشق ترقی پہ ہوا پیار بڑھا

درد فرقت نے ترے کر دیا بیمار مجھے — پر میسر ہوا شربت دیدار مجھے
دل بیتاب کیے دیتا ہے ناچار مجھے — منتین کرتا ہون دے بوسۂ رخسار مجھے
وعدۂ وصل مین او شوخ نہ تکرار بڑھا

اثر عشق نہ ظاہر ہو یہ ممکن ہی نہیں — کھینچ لایا ہی فرشتون کو بہ پردے زمین
دل سے الفت ہو تو معشوق بھی رُکتا ہی کہین — گھر سے باہر نکل آیا وہ مرا پردہ نشین
غیر سے مجھسے جو قصہ تہ دیوار بڑھا

دل نادان کے سبب سخت پریشان ہوئی ہم — کفر مین عمر کٹی مضطر و گریان ہوئے ہم
مگر اب شکر خدا صاحب ایمان ہوئے ہم — الحمد للہ کہ ہندو سے مسلمان ہوئے ہم
الفت خال گھٹی عشق رخ یار بڑھا

ترے احوال پہ قمری کا بجا ہے رونا — کیا ثمر دیگا تجھے تخم حماقت بونا
ہمسری کرکے بھی بیکار ہی عزت کھونا — بعد اسکے قد جانان سے مقابل ہونا
پہلے ای سرو قدم تو نے رفتار بڑھا

ترک اسلام کو کہتا ہی تو او بد انجام — بس خبردار اب اس طرح کا کیجو نہ کلام
احمد ایسے جو پیمبر ہین تو حیدر ہین امام — ہم مسلمان ہین ہمین رہتا ہی تسبیح سے کام
برہمن تو نہ عبث رشتۂ زنار بڑھا

بے ادب جو کہ رواق شہ والا مین گیا — تا ملون آنکھون سے مین قبر امام دوسرا
دی اُسے ہاتف غیبی نے یہ گردون سے صدا — روضۂ پاک مین تیزی سے بھی چلنا ہی خطا
ہان ادب سے قدم ای زائر دیندار بڑھا

عام ہی خلق مین اُس ترک کا ہر اک پہ ستم — دم شمشیر سے جاتے ہین ہزارون ہی کی دم
ایسا جلاد و جفا پیشہ بھی ہوگا کوئی کم — سر عشاق کیے تیغ ہلالی سے قلم

ظلم مین چرخ سے بھی ہے وہ جفاکار بڑھا

دل الجھتا ہی بہت صورت گیسوے تبان
سر بسر مجھکو نظر آتا ہی تاریک جہان
آج آتی ہی نہین کان مین آواز اذان
صاف ہوتا ہی مجھے روز قیامت کا گمان
چرخ اتنی نہ شب فرقت دلدار بڑھا

لکھی تھی دشت نوردی تو مری قسمت مین
رتبہ پر سب سے سوا مجھکو ملا غربت مین
قیس و فرہاد سے بھی بڑھ گیا کچھ غیرت مین
ہون وہ دیوانہ کہ صحرا جو گیا وحشت مین
پاے بوسی کو مری دشت کا ہر خار بڑھا

کس طرح سے نہ دل طالب دیدار جلے
سامنے اُسکے ملین آپ جو غیرون کے گلے
کف افسوس نکیون عاشق بیتاب ملے
چھوڑکر مجھکو جو تم ساتھ رقیبون کے چلے
مرتبہ میرا گھٹا رتبہ اغیار بڑھا

مر بھی جائیگا تو ہوگا نہ ترا وصل کبھو
وصل کیسا کبھی سونگھے گا نہ اُس شوخ کی بو
کس لیے غم سے تو ہر روز گھٹاتا ہی لہو
رنج کرتا ہی عبث فرقت دلدار کا تو
نہ مرض کو بہت اے عاشق بیمار بڑھا

عیش مین انکے کسی طرح نہ آئیگا خلل
جسمین ہو نفع نہ حاصل مجھے وہ راہ نچل
بس خموش اب کہ نہین ہی یہ نصیحت کا محل
رند مشرب نکرینگے تری باتون پہ عمل
اعتبار اپنا نہ او واعظ مکار بڑھا

کیا ہوا گر وہ جفاکار ہی میرا دشمن
پیرہن مجھکو ہی خود اپنی شہادت مین کفن
جز رضینا بقضنا کچھ نکہا منھ سے سخن
تابع حکم جو تھا مین تو جھکا دی گردن
کھینچکر تیغ جو وہ قاتل خونخوار بڑھا

رنگ مہتاب ہی فق دیکھ کے چہرہ تیرا
نور رخسار سے تیرے ہو مقابل کوئی کیا
جسنے کچھ بھی کیا دعوے اُسے دی تونے سزا
اُسکو غرہ ہی بہت اپنی شب افروزی کا
بزم مین کاٹ کے سر شمع کو اے یار بڑھا

بعد احمد کے علی اپنا ہے سردار و امام
تو دم لغزش پا جنکا لیا کرتا ہی نام
شیعہ پاک ہی جو خلد مین ہی اسکا مقام
تجھکو سمجھاتے ہین زنہار نرکھ غیر سے کام
اے ہنر دوستی حیدر کرار بڑھا

صیادان غزالان مضامین خیال وصید کنندگان طائران وہم وخیال اس داستان حیرت نشان کو اسطرح بستہ زنجیر تحریر کرتے ہین کہ جب خورشید روشن دل صحراے سرور افزا سے چلا گیا شاہزادہ رستم ثانی مع ساحران نامی کئی روز تک اُس صحرا مین مقیم رہا اکثر اوقات شاہزادہ اپنی بارگاہ مین اُن ساحرون سے پوچھتا تھا کہ اب لوح طلسمی کے حال سے کچھین آگاہی ہو سکتی ہی یا نہین وہ عرض کرتے تھے کہ صندلان شاہ کو ہمارے مطیع اسلام ہونے سے آگاہی ہو گئی ہی اب وہ اپنا ہمین دشمن جانتا ہی جس جگہ اُسنے لوح طلسمی رکھی ہوگی اب ہمسے کاہیکو بتائیگا بلکہ کسی

اپنے دوست سے بھی احتیاطاً نکہیگا رستم ثانی نے کہا خیر پروردگار عالم مسبب الاسباب ہی کوئی صورت ایسی نکالے گا کہ احوال لوح معلوم ہو جائیگا اور جب اُسی کو منظور ہوگا لوح طلسم دستیاب ہو جائیگی بالفعل دل گھبراتا ہی جبتک کچھ لوح سے آگاہی ہو چاہتا ہون کہ واسطے شکار کے جاؤن سیر صحرا اور صید وحش و طیر سے دل بہلاؤن سب نے عرض کیا بہت مناسب ہی رستم ثانی نے اسی دم مع جملہ اپنے ہمراہیون کے اُس جگہ سے سمت سبزہ زار کے جہان چرند اور پرند بکثرت تھے کوچ کیا بعد قطع راہ دور و دراز جب اُس صحرا مین پہونچا چارون عیارون نے یعنے برق ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی کہ اُنکو عمر ثانی بیان چھوڑ گیا ہی اُس سبزہ زار کو دیکھکر کہا ای شاہزادہ نامدار حالانکہ یہ سبزہ زار ہی مگر ہماری نظرون مین بدتر از خارزار معلوم ہوتا ہی عجب مہیب و خوفناک یہ مقام ہی اگر مناسب ہو تو یہان شکار نہ کھیلیے شاہزادہ نے جواب دیا ہم شیر بیشۂ جرأت و شجاعت ہین اس صحراے مہیب سے کیا ہمین خوف ہی عیاران مذکور یہ سنکے خاموش رہے شاہزادہ ہمراہ ساحران نامی کے شکار کھیلنے مین مصروف ہوا ہنوز شاہزادہ نے کچھ طائران حلال کا شکار کیا تھا ناگاہ سامنے سے ایک غزال پری جمال نہایت چالاک دلربائی مین بیباک ایسا شوخ چشم کہ اگر حسینان جہان آنکھ اُس آہوے شوخ کی ایک نظر دیکھ لین تو اپنے چشمان فتان کو سامنے اُسکے دیدہ لاجواب کے بے حقیقت جان کے شرم و حجاب سے سرجھکالین چالاک اس درجہ کہ ہوشیاری خوبرویان عالم بھی نزدیک اُسکے کچھ بھی نہتی بلکہ چالاکی عیار چالاک ثانی کی بھی کچھ حقیقت نرکھتی تھی اگر حال خرام ناز اُسکا اچھی طرح سے تحریر کیا جاے تو نازنینان خوش خرام و حسینان رشک کبک رفتار کو بہت رنج ہو کیونکہ اوصاف اسکے خرام کے حسینان حسن رفتار سے کہین بڑھ جائینگے تیز رو ایسا کہ اگر پیک صبا بھی اُسکا تعاقب کرے تو ہرگز گرد قدم تک اُسکے نپاے آخر کہین راہ مین تھک کر گر جاے ایسا آہو اگر چشم قہر و غضب سے جانب شیر غضبناک دیکھے تو طرفۃ العین مین اپنے تیر نظر سے اُسے شکار کرے ظاہر ہوا رستم ثانی اُسے دیکھکر خوش ہوے اپنے ہمراہیون سے کہنے لگے دیکھو کیا اچھا آہو دکھائی دیا ہی دل چاہتا ہی کہ اسے زندہ بذریعہ حلقۂ کمند اسیر کرون اُس وقت ہرچند ساحران نامی و عیاران مذکور نے یہ عرض کیا کہ اسے شکار کیجیے تیر سے اُسکو زخمی کیجیے لیکن شاہزادہ نے کہنا کسیکا نمانا اور ہر ایک سے یہی کہا تم اسی جگہ میرے آنے کا انتظار کرتا ہین اس آہو کی کچھ لیاقت نہین جانتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زندہ گرفتار کرکے لاتا ہون سب نے عرض کیا بہتر ہی ہم تابع حکم ہین آپکو اختیار ہی شاہزادہ موصوف نے سبکی تقریر مذکور سنکے مرکب کو جانب آہوے مذکور جولان کیا وہ غزال صداے سم توسن سنکے چونکنا ہو کے دیکھنے لگا جب اُسنے دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار واسطے میرے گرفتاری و شکار کرنے کے میری جانب بعجلت تمام آتا ہی خوف سے ایک طرف بسرعت تمام بھاگا شاہزادہ نے اُسکا تعاقب کیا وہ اپنے دشمن کو اپنے عقب مین آتے دیکھکر نہایت تیز روی سے طرارے بھرتا ہوا راہ دشت و دریا ہے کوہ طی کرتا ہوا نین پہر تک برابر بھاگا آخرکار بھاگتے بھاگتے جھاڑی جھنڈیون کی آڑ مین جاکر کسی سمت نکل گیا شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گیا شاہزادہ موصوف نے اُسکے ہاتھ نہ آنے سے رنجیدہ خاطر ہو کے مرکب کو روکا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی کا عجب حال تھا کہ پیاس سے

جگر و دل بیتاب و بیقرار تھے زبان خشک تھی ہونٹ پپڑائے ہوے تھے گرد و غبار مین ہمہ تن آلودہ
تھا پسینے سے تمام لباس تن اور مع مرکب بھی تر تھا صحرا نوردی سے خود بھی نہایت تنگ تھا اور گھوڑا بھی
قریب ہلاکت تھا زبان اسکی دہن سے باہر نکل آئی تھی ایسی حالت مین شاہزادہ جویائے آب ہوا چہار طرف
دیکھا کہین چشمہ و چاہ نظر نہ آیا جس سمت دیکھا سوائے صحرائے بے آب و گیاہ اور جا بجا کانٹون اور
پتھر دن کے کسی انسان و حیوان کو ندیکھا اُس وقت مجبور ہو کے چاہا کہ اپنے ہمراہیون کی طرف روانہ
ہون لیکن مرکب ایسا تھکا ہوا تھا اور قریب المرگ تھا کہ اُسنے اس صحرا سے قدم آگے نہ بڑھایا شاہزادہ
نے مجبور ہو کے گھوڑے سے اُتر کے چاہا کہ جس طرح ممکن ہو آج اسی صحرائے بیگیاہ مین بسر
کیجیے اگر کہین پانی ملجائے تو پیجیے صبح کو اس صحرا سے جس طرف تقدیر لے جائے اُس جانب
چلیے کیونکہ راہ سے آگاہی نہین ہی ہنوز شاہزادہ نے یہ ارادہ کیا تھا اور دعا درگاہ خدا مین
برجوع قلب یہ کی تھی کہ خداوندا اس صحرا مین میری جان کو بچا اور کسی اپنے بندہ کو یہان بھیج کر وہ میرا
مونس تنہائی ہو مجھسے ہم سخن ہو ناگاہ سامنے سے ایک شخص کوہی پیدا ہوا جب وہ قریب آیا
شاہزادہ نے اُس سے پوچھا ای شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی اس صحرا مین کہین پانی بھی ہی یا نہین ہی
اور اس صحرا کا کیا نام ہی اُسنے جواب دیا مین ایک کوہی ہون پہاڑ پر سے آیا ہون یہان کوسون پانی کا نام و
نشان نہین ہی کیونکہ یہ صحرائے نیرنگ ہی اس صحرا مین انسان کی تو کیا حقیقت ہی کہ دو چار روز رہے
حیوان تک بھی یہان قیام نہین کرتا ہی مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ اس صحرا مین شاید کوئی
طلسم ہی یا کوئی بلائے عظیم ہی کہ وقت شام اس صحرا مین ایک جگہ خود بخود ایک مکان عجیب و
غریب ظاہر ہوتا ہی اور وہ مکان آبگینہ کا سا معلوم ہوتا ہی اسمین روشنی اسقدر ہوتی ہی کہ یہ صحرا
تمام اُس روشنی سے منور ہو جاتا ہی اور اُس مکان مین انسان دور سے کچھ کچھ دکھائی دیتے ہین
جب کوئی قریب اُس مکان کے جاتا ہی وہ شبیہہ گھر نظر سے غائب ہو جاتا ہی روشنی بالکل نظر نہین آتی
ہی اور ایک آواز مہیب آتی ہی کہ ای شخص دور ہو یہان سے یہان کیون آیا ہی پس وہ شخص اول تو ڈر کے
فی الفور ہلاک ہو جاتا ہی اور اگر نہ ڈرا تو جانبر ہوتا ہی جب اس صحرا سے دور نکل جاتا ہی پھر جو پلٹ کر
دیکھتا ہی تو وہی مکان اور روشنی اور وہی سب صحرا مین اُجالا نظر آتا ہی اور کچھ آواز گانے کی بھی سنائی
دیتی ہی اسی سبب سے اس صحرا کو صحرائے نیرنگ کہتے ہین اس دشت پُر خطر مین جان کے جانے کا
خوف ہی مین بضرورت ادھر آیا ہون جلد یہان سے پہاڑ پر چلا جاؤنگا تمکو بھی چاہیے کہ اس صحرا سے
کسی طرف چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے یا تو وقت شب یہان وہی امور عجیب و غریب دیکھ کے خوف سے
مر جاؤ گے یا بے آب و غذا تڑپکر ہلاک ہو جاؤ گے مین تمکو اپنے ساتھ بالائے کوہ لے جاتا مگر
مجبور ہون کہ میری قوم تمکو اپنے پاس نہ آنے دیگی بلکہ آزار رسان ہوگی مین اُن سب مین
رحم دل ہون ورنہ تمکو ہلاک کرتا اور مانند اپنی قوم کے مثل چوپائے کے مار کر گوشت کھا جاتا
تم یہان بیکار آئے تمھین یہان آنا چاہیے نہ تھا نہین معلوم کس سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا شاید
واسطے شکار کھیلنے کے آئے ہو گے مین نے اپنے بزرگون سے یہ بھی سنا ہی کہ اس صحرا مین ایک آہو
ہی وہ بہت خوبصورت ہی اکثر وہ دور دور یہان سے نکل جاتا ہی اور اُن لوگون کو اس صحرا مین لاکے

نظر سے غائب ہو جاتا ہے وہ آہو معلوم نہین اصلی ہے یا کوئی آسیب ہے آجتک اُسکا حال مفصل معلوم نہین ہوا ہے عجب نہین کہ وہی آہو تمھین بھی لگا کے یہان لایا ہو اسی کے سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا ہو خیر اب تو تم یہان کسی طور سے آئے ہو دیکھیے یہان سے زندہ پھر کر جاتے بھی ہو یا نہین یہ کہکر وہ کوہی جا بجا کو ہ چلا شاہزادہ نے اُس کوہی سے ہر چند کہا کہ تو مجکو یا تو اپنے ہمراہ لے چل یا آج کی شب یہین رہ اُسنے کسی بات کو منظور نہ کیا رستم ثانی لا چار اُسکے جانے کے اسی صحرا مین تلاش اب ہر طرف گئے لیکن کہین پانی نہ ملا اس اثنا مین آفتاب نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی اُس وقت وہ صحرا زیادہ تر خوفناک ہو گیا کیونکہ وہ تاریکی کا ہو نا وہ ہوائے صحرا کا چلنا وہ سنّاٹا وہ صحرائے لق ودق وہ پیاس وہ ہوا وہ مجبوری و لاچاری وہ مرکب کا زمین پر گرکے تڑپنا پیاس سے قریب ہلاکت پہونچنا وہ شاہزادہ کا بنظر یاس ہر طرف دیکھنا پناہ بذات خدا رستم ثانی ایسا ہی شجاع و بہادر تھا اور زندگی اُسکی باقی تھی ورنہ اگر رستم بھی اس مقام پر ہوتا تو خوف سے ہلاک ہو جاتا اور تاب تشنگی نہ لا سکتا ابھی شاہزادہ حیران و پریشان ہر طرف دم بدم نگران تھا کہ یکایک اُسی کوہی نے اپنی زبان مین شاہزادہ سے جو بیان کیا تھا اور شاہزادہ تمام و کمال اُسکی تقریر نہ سمجھا تھا وہی امور ظاہر ہونے لگے یعنے وہ صحرا روشن ہونے لگا دور سے ایک مکان مانند حباب کے شیشے کا نہایت وسیع جس مین روشنی بکثرت تھی نظر آنے لگا اور کچھ آواز کسی نازنین کے گانے کی اور صدائے سازہائے مختلف کان مین آنے لگی اُس وقت رستم ثانی نے دلیرانہ ارادہ کیا کہ جس طرح ہو سکے مکان مذکور تک جانا چاہیے اور کیفیت وہان کی دیکھنی چاہیے اگر زندگی باقی ہے تو کچھ بھی حرز نہوگا اور اگر اجل ہی اسی صحرا مین لائی ہے تو مرضی خدا مین کیا دخل ہے راضی ہون رضائے الٰہی مین یہ قصد کرکے اُسی مکان کی طرف روانہ ہوا بدقت راہ طے کرکے قریب اُس مکان عجیب و غریب کے پہونچا دفعتًا آواز گانے کی تو موقوف ہوئی لیکن وہ مکان نظر سے غائب نہوا رستم ثانی نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان کا یا تو بند تھا یا فی الفور خود بخود کھل گیا اور مکان مذکور کے اندر سے آواز آئی اے شاہزادہ رستم ثانی مجھے معلوم ہوا کہ تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و سختی اُٹھائی ہے یہان بڑے دیر اسوقت آئے ہو آمادہ اپنی جان دینے پر بھی ہو خیر اگر آئے ہو تو ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین شاہزادہ موصوف یہ تقریر صاحب مکان کی سُن کے دلیرانہ دروازہ مکان سے اندر مکان مذکور کے گیا پہلے اُس مکان کو بنظر غور چہار طرف اور تحت و فوق دیکھا عجب وہ مکان وسیع عجیب و غریب نظر آیا کہ دیکھنے سے اُسکے از حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ مکان یکسر آبگینہ باریک و نازک کا تھا مانند قمقمہ بلورین کے یا بطور حباب سحر کے بنا ہوا تھا ہر چند بظاہر مختصر تھا مگر اندر جانے سے اُس مکان کے ثابت ہوا کہ نہایت وسیع ہے چہار طرف در و دیوار مین اور اُسکے تحت و فوق مین صدہا بلکہ ہزارہا تصویرین زن و مرد انسان و حیوان شجر و حجر و دیو و جن و باغ و صحرا کوہ و دریا وغیرہ کی نظر آئین جنکے دیکھنے سے اسقدر حیرت ہوئی کہ شاہزادہ موصوف بھی ایک تصویر حیرت ہو گیا جس تصویر کو دیکھا یہی معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے تصویر نہین ہے کیونکہ وہ جملہ تصویرین ایسی تھین کہ مانی و بہزاد نے بھی اپنی زندگی مین مانند اُن تصویرون کے ایک تصویر بھی کبھی نہ کھینچی ہوگی ایسا انکو رنگ و روغن میسر نہوا ہوگا اور اُس مکان منقش و پر تصویر کی کیا ثنا لکھی جاوے لیکن مختصر یہ ہے کہ وہ مکان رشک نگارخانہ چین تھا اگر

اگر مانی وبہزاد اُس مکان کی کسی تصویر کو مفصل دیکھ لیتے تو غیرت سے پھر کبھی دعوے مصوری نکرتے باین
وجہ کہ اول تو وہ تصویرین ایسی خوشنما و خوبصورت تھین کہ ایسی تصویر کھینچنا محال تھا دوسرے یہ کہ تکلف
یہ تھا کہ ہر تصویر گویا جاندار معلوم ہوتی تھی اور اصلی ونقلی مین فرق ثابت نہوتا تھا جب شاہزادہ رستم ثانی
تصویرون کو دیکھ چکا بعدہ روشنی پر نظر کی دیکھا صدہا جھاڑ بلورین و دیگر شیشہ آلات رنگا رنگ کے عجب
طور سے سقف مکان مین آویزان ہین کہ حیرت ہوتی تھی اُن سب جھاڑون مین بتیان مومی وکافوری
روشن ہین دیوارگیریان نہایت نفیس ہین آئینے قد آدم رشک ختن دیوارون پر نہایت خوبی سے نظر
آتے ہین تخت پر فرش نفیس وپاکیزہ یون بچھا ہوا ہے کہ دربار سلاطین جہان مین بھی ایسا فرش کبھی کسی نے
نہ دیکھا ہوگا اگر اُس فرش کی تماشبات فرش زمین کوئی تعریف لکھے تو بھی اچھی طرح تعریف اُسکی نہ لکھ سکے
اور جو کنول اور مردنگ وفانوس و دیگر سامان عجائب وغرائب دیکھا اُسکی بھی ثنا اگر عمر خضر بھی پائے تو
اُسے نہ کر سکے ایک یہ مولف کیا تعریف اُس مکان کی اور تمام اُسکے اشیا کی کر سکتا ہے مجبور ہو کے حال صاحب
مکان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد دیکھنے مکان وزیب وزینت وسامان واسباب مکان کے شاہزادہ
موصوف نے دیکھا کہ ایک شخص کبیر السن کہ جسکی ڈاڑھی قریب ایک وجب لمبی اور سفید تھی اور وہ پوشاک
نفیس سفید پہنے تھا بالائے مسند تکیہ کیے بیٹھا ہے چہرہ اُسکا چندان روشن نہین ہے مگر رعب وداب زیادہ
ہے اور قریب اُسکے ایک نازنین نہایت حسین رشک پریزادان پرستان غیرت حوران جنان بیٹھی ہے
چونکہ وہ نوجوان وعاقلہ ہے بعد شرم وحیا اور بہزار ناز وادا لباس رنگین ونفیس پہنے ہوے جلوہ گر ہے
اُسکی روشنی رُخ سے ایسی ضیا ظاہر ہوتی ہے جیسے ماہ شب چہاردہ سے روشنی ہویدا ہوتی ہے شاہزادہ
رستم ثانی نازنین مذکور کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا وہ بھی پہلے تو شاہزادہ موصوف کو دیکھکر مسکرائی
بعد اُسکے شرم سے سر جھکا کے منہ پھیر کے بیٹھی رہی ابھی اُس نازنین نے رستم ثانی کو دیکھکر ناز و
نخوت سے منہ اپنا پھیرا تھا کہ شاہزادہ کا اُسکے عشق مین عجب حال تھا ناگاہ شخص کبیر السن نے سر اپنا
اٹھا کے جانب شاہزادہ دیکھکر کہا آئیے تشریف لائیے گو مجھسے خورد تر ہو لیکن بوجہ شاہزادہ ہونے کے بزرگ مرتبہ
ہو تمھاری تعظیم وتکریم کرنی چاہیے یہ کہکر مسند سے اُٹھا شاہزادہ نے اُسے پیر جانکر سلام کیا
اُسنے جواب سلام کا دیا جب شاہزادہ قریب اُسکے آیا اُس نے اپنی جگہ پر بالائے مسند بٹھایا اور
خود علحدہ ہٹکر بیٹھا بعد بیٹھنے کے مزاج پوچھا شاہزادہ نے کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ ابھی تک
بقید حیات ہون یہ کہکر پوچھا کچھ اپنی تعریف کیجیے اُس نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ
سب مجھکو ثانی ارسطو کہتے ہین یہ ایک مختصر مقام مین نے اپنے رہنے کے واسطے یہین جنگل مین بنالیا
ہے یہین رہتا ہون مین اُٹھکر معانقہ ومصافحہ آپ سے ضرور کرتا مگر ترک ادب ہوتا کیونکہ مین گویا بشمول
اموات ہون پس جو میت ہو اُسکو زندون سے معانقہ نکرنا چاہیئے خصوص آپ ایسے شاہزادہ
ذیوقار سے یہ کہکے چہرہ شاہزادہ کو بنظر غور دیکھ کے کچھ سمجھ کے اور مسکرا کے کہا مین آپ کے حال سے
آگاہ ہوگیا ہون لیکن چاہتا ہون کہ آپ اپنی زبان سے اپنا حال خود بیان کیجیے اس وقت چہرہ سے
آپکے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی کے دام عشق مین گرفتار ہوگئے ہین سوا اسکے کسی ایسی چیز نادر
کے حصول کی فکر آپ کو ہے کہ جس سے کام عظیم کا انصرام کرنا منظور ہے شاہزادہ نے

شرما کے سر جھکا کے جواب دیا حکیم صاحب جب آپ آگاہ ہو چکے ہین اور خود بیان کر چکے ہین تو مین اب
کیا بیان کرون حکیم صاحب نے کہا جبتک آپ اپنی زبان سے مفصل اپنا حال اظہار نہ کیجیے گا اُس وقت
تک کوئی فکر آپ کے حسب دلخواہ نہ کی جائیگی اور جواب باصواب آپ کو نہ دیا جائیگا لہذا آپ کو لازم ہی کہ
کچھ حجاب و شرم نہ کیجیے جو کچھ بیان کرنا منظور ہو بیان کیجیے شاہزادہ نے اُس نازنین کی طرف اشارہ
کرکے پوچھا یہ نازنین کون ہی اسکا کیا نام ہی یہ گل رعنائے باغ دلربائی کس گلشن کا ہی اور یہ رشک
سرو کس چمن کا ہی مجھے اس سے بہت الفت ہی جس وقت سے اسے دیکھا ہی کیا کہون کیا حال دل کا
ہی مفصل حال تو اپنے دل کا کیا بیان کرون لیکن مختصر حال میرے دل کا بقول کسی شاعر کے ایسا ہی مطلع
غنچہ افسردہ جو مشہور ہی وہ ہمارا ہی دل رنجور ہی تو اگر مانند مرغ بسمل کے اس دل بیتاب کو طپان
کہون تو کہسکتا ہون کہ یہ دل میرا بطور طائر نیم بسمل کے تڑپ رہا ہی اور اگر مثل سیماب کے بیقرار
کہون تو بھی دعوا ے میرا غلط نہین ہی کیونکہ یہ دل زار اس محبوبہ گلعذار کے عشق مین مثال سیماب کے
بیقرار ہے حسرت یہی ہی کہ اس سے ہم بستر ہون ایک آرزو یہ ہی جو آپ نے بیان کی دوسری
تمنا یہ ہی کہ لوح طلسمی میرے ہاتھ کسی طرح آجاے تاکہ طلسم صندل کو فتح کرون حکیم ثانی
ارسطو نے مسکرا کے جواب دیا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہی اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے مین پہلے
ہی ان دونون باتون سے آگاہ ہو گیا تھا مگر خلاصہ آپ سے بمصلحت نکہہ سکا اب خلاصہ اور
صاف صاف کہتا ہون آپ کے سوالون کا اور حسرتون کا جواب دیتا ہون بگوش دل سنیے اس
نازنین کے بارے مین جو آپ نے مجھسے پوچھا ہی معلوم ہو کہ یہ نازنین شاہزادی ہی نام اُسکا ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اسکے پدر کا نام حدید شاہ ہی جو اتبک ملک حدیدیہ کا فرمانروا ہے اور اسکے
صدمہ جدائی مین سیاہ پوش ہی یہ نازنین مجھ تک عجب عنوان سے آئی ہی مین اسکے آنے کا حال کیا
بیان کرون بعد چندے آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا مین اب آپ کو ایک خبر خوش سُناتا ہون وہ خبر
یہ ہی کہ آپ کا عقد اسی شاہزادی سے عنقریب ہوگا وصل کے بارے مین نہین کہہ سکتا کہ کبتک ہو مگر
سانحہ سونا تو ضرور ہوگا آپ صدمہ و رنج نہ کیجیے و خوش ہو جیے کہ مدعاے دلی آپ کا بر آئیگا
یہ شاہزادی آپ کے عقد مین آئیگی سوا آپ کے کوئی اس شاہزادی سے ہمبستر نہوگا اور یہ بھی
واضح ہو کہ آپ فتاح طلسم صندل ضرور ہین لوح طلسمی آپ کو ضرور ملیگی لیکن ابھی نہین جب اُس کے
ملنے کا زمانہ آئیگا ملیگی شاہزادہ نے خوش ہو کے پوچھا لوح طلسمی تو بالفعل نہین ملیگی لیکن اس حسین
رشک حور سے عقد کب ہوگا دل میرا بیقرار ہی مین چاہتا ہون کہ ابھی عقد ہو جاے حسرت میرے دل کی
نکل جاے حکیم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر مین اور آپ دونون
عقد پڑھ سکتے ہین مین اس شاہزادی کی طرف سے وکیل ہو کے تعداد مہر مقرر کر کے اُسکی رضامندی
سے اجازت لیکے صیغہ نکاح پڑھتا ہون اور آپسے سوالات کرتا ہون آپ عربی زبان مین جوابات
دیجیے اسی وقت آپ کے نکاح مین یہ شاہزادی آجاے مگر پھر بھی اس سے نکاح کر لیجیگا موافق
اپنی شان اور اسکی قدر و منزلت کے میرے عقد پڑھنے پر اکتفا نہ کیجیے گا شاہزادہ نے اس امر کو
بخوشی منظور کیا اُس وقت حکیم صاحب اور چند کنیزون اور دیگر عورتون نے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو

دولھن بنایا اور جو سامان شادی و عقد مین ہوتا ہی اور ضروری تو اعد و رسوم ہوتے ہین اُنھون نے اُنکے
کرنے مین تامل نہ کیا اگر اُنکو لکھون تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جب وہ نازنین دولھن بنی چند عورتین جو
تھین اُن مین سے ایک رقص و نغمہ کرنے لگی کئی عورتین ساز بجانے لگین دو چار عورتون نے ملکر
رستم ثانی کو دولھا بنایا ایک کنیز کشتی لیکر آئی اُسمین نقل و میوہ و شربت وغیرہ رکھا تھا وہ کشتی روبرو
حکیم صاحب کے رکھی گئی حکیم صاحب نے موافق قاعدہ نازنین مذکورہ سے واسطے عقد پڑھنے کے
اجازت لیکے مہر معین کرکے حسب دستور نکاح پڑھا بعدہ سوالات حسب دستور عربی مین کیے
رستم ثانی نے اُن سوالون کا جواب دیا جب اس طور سے عقد ہوگیا حکیم صاحبنے خوش ہو کے کہا ای شاہزادہ
ذیجاہ مبارک ہو لیجیے خوشی آپ کی کی گئی اب یہ شاہزادی آپ کے نکاح مین آگئی ہی یہان جملہ سامان عیش
و استراحت مہیا و موجود ہی بسم اللہ یہ شب ساتھ اپنی زوجہ منکوحہ کے بعشرت بسر کیجیے شربت پلائی موقوف
رکھیے کیونکہ یہان سوا میرے اور آپ کے مردون مین کوئی نہین ہی اگر یہ عورتین ہین تو کنیز وغیرہ ہین
پس اس رسم کو بھی موقوف رکھیے تو بہتر ہی اور اگر آپ کی خوشی اسمین ہی کہ شربت کی رسم ہو تو مین
حاضر ہون ایک حکیم زادہ نبض و قارورہ کا دیکھنے والا ہون شاہ و شہریار وزیر امیر نامدار نہین ہون
ایک محتاج ہون جو کچھ اس رسم مین حاضر کرون اُسے قبول کیجیے گا یہ کہکر ایک کنیز سے اشارہ کیا وہ جلد
گئی اور چند کشتیان کہ اُسپر کشتی پوش نفیس و زرتار پڑے ہوے تھے لے آئی وہ کشتیان نقرئی و
طلائی تھین کسی کشتی مین خلعت فاخرہ لائق شاہ و شہریار کے تھا اور کسی مین تاج جواہر نگار اور شمشیر
آبدار رکھی تھی اور چند کشتیون مین جواہر بیش بہا اور اشرفیان بکثرت تھین الغرض وہ سب کشتیان
حکیم صاحب نے نذر رستم ثانی کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار ان کشتیون مین جو کچھ ہی اسے قبول کیجیے اور
اسے شربت پلائی مین لینا تصور فرمایئے گا نہ جہیز مین خیال کیجیے گا کیونکہ مجھے جہیز دینے کیا تعلق ہی
یہ شاہزادی میری دختر نہین ہی اور نہ مین شربت پلائی مین کچھ آپ کو دے سکتا ہون صرف آپکی خوشی
خاطر کے واسطے ایسا طور سر دست اس وقت کیا گیا ہی یہ کہکے حکیم صاحب اُٹھے اور شاہزادے سے
رخصت ہو کے کنیزون سے کچھ اشارہ کرکے اُسی مکان مین ایک جانب جا کے غائب ہوگئے لیکن بعد
جانے حکیم صاحب کے بعد کھانا کھلانے اور پانی پلانے دُلھن دولھا کے کنیزون نے موافق اشارہ ثانی
ارسطو کے ملکہ گوہر پوش کو مسند زرین سے اُٹھایا اور جو مسہری نفیس اس مکان مین تھی اُسی مسہری پر ملکہ مذکور
کو لے گئین بعدہ اُنمین سے وہ سب کنیزین خدمت رستم ثانی مین مسکراتی ہوئی آئین اور دست لبتہ عرض کرنے
لگین ای شاہزادہ ذیقدر و ذیجاہ و نوشاہ اب تنہا آپ کیون تشریف رکھتے ہین ہمراہ عروس کے
مسہری پر آرام کیجیے مدعاے دلی عروس سے نکالیے شاہزادہ اُنکی تقریر سُن کے شرماکے خوش
ہوا فی الفور شوق وصل مین مسند زرین سے اُٹھکر مسکراتا ہوا اُس مسہری کی طرف چلا جب
قریب اس مسہری کے پہونچا دیکھا کہ عجب نادر مسہری ہی کسی شاہ و شہریار کو کبھی ایسی مسہری
پر خواب مین سونا میسر نہوا ہوگا اور کبھی چشم فلک نے بھی ایسی مسہری نہ دیکھی ہوگی اس مسہری
کے پردون اور خوشبو کے پھولون اور فرش مسہری اور تکیون کی تعریف کیا لکھی جاے کہ قلم دفتر رقم
ثنا مین اُنکے عاجز ہی الحاصل شاہزادہ موصوف نے اُس مسہری کو دیکھکر بہت خوش ہوکے

اور اُسیر ملکہ ہمایون گوہر پوش کو پلکے از حد شادمان ہوکر مسہری پر قدم رکھا ملکہ مذکور مسہری پر شاہزادے
کے آنے سے گھبرائی زفاف کے خیال سے کچھ شادمان اور کچھ پریشان خاطر ہوئی کنیزون سے اشارے
سے کہنے لگی خبردار تم سب یہان سے کہین نجانا جاگتی رہنا میرے پاس سے جدا ہونا اور اگر کہین
جانے کا قصد ہے تو مین اس شاہزادہ سے خائف ہون مجھے بھی ہمراہ اپنے لے چلنا نہین معلوم بعد
تمھارے جانے کے یہ مجھسے کیا کریگا مین کبھی کسی مرد کے ساتھ سوئی نہین ہون مجھے مرد سے نفرت
ہے اس شاہزادے کے یہان رہنے سے مجھے نیند نہ آئیگی راحت مین میری خلل آئیگا بلکہ تکلیف
و اذیت کا یقین ہے کنیزون نے بھی اشارہ سے عرض کیا حضور گھبرائین نہین باطمینان خاطر آپ
اسی مسہری پر آرام کرین ہم حضور کے پاس سے کہین نجائینگے جس وجہ سے حضور پریشان خاطر ہین
ہم اُس سے آگاہ ہین خوب جانتے ہین کہ بعد ہمارے جانے کے یہ شاہزادہ واسطے اجرائے کار
اپنے کے آپ کو تکلیف دے گا خونریزی حضور کے دشمنون کی چاہیگا بھلا ہم جان بوجھ کر ایسے وقت مین
کب حضور سے جدا ہونگے ہمنے حضور کا نمک کھایا ہی گودیون مین حضور کو کھلایا ہی خدمتین کی ہین اب خدا
نے یہ دن دکھایا ہی کہ حضور جوان ہوئی ہین نام خدا سن حضور کا چودہ برس کا ہوا ہی ماہ شباب کمال کو
پہونچا ہی بس طفلی سے حضور نے باہر قدم نکالا ہی ہم ہرگز یہ نمانینگے کہ حضور کو اس شاہزادہ سے کسی طرح
کی تکلیف و اذیت پہونچے اور بے بیدھا موتی سوزن الماس سے بدھ جائے ملکہ ہمایون گوہر پوش
انکے اشارہ کی تقریر کو سمجھ کر مطمئن ہوئی اور شاہزادے کی موجودگی سے ناخوش ہوکے شرما کے منھ چھپانے
اور روٹھنے لگی اور وہ ارادہ کرنے لگی کہ مسہری سے اُٹھ کر کہین چلی جاؤن مبادا کنیزین مجھسے
جھوٹ کہتی ہون یہان سے سرک جائین تو کیا ہو ہنوز شاہزادی اس تردد مین تھی کہ وہ کنیزین اسی
وقت وہان سے علیحدہ ہٹ گئین شاہزادہ مسہری پر جاکر بہزار اشتیاق وصل ملکہ مذکور کے پاس بآرام
تمام لیٹا اور کہا اے شاہزادی کہان جانے کا ارادہ کرتی ہو ہم تو تمھارے وصل کے مشتاق ہوکے
تمھارے پاس آئے ہین ہمارے حال پر نظر عنایت کرو اس وقت ہمسے جدا نہو یہ کہکے شاہزادہ نے اسکی
کلائی پر آہستہ پیار سے ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا اُسوقت عجب طرح کی جنگ فی مابین ہونے لگی کسی طرف
سے ناز اور کسی جانب سے نیاز ہونے لگا آخر کار نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ نے ملکہ ہمایون گوہر
پوش کو بعد خوشامد مسہری پر لٹایا ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالے بوسے اُسکے عارض گلرنگ کے لینے
کا ارادہ کیا ناگاہ ایسی ہوائے فرحت بخش دلوم آور در راحت طلب آئی کہ شاہزادہ موصوف
نہ تو ملکہ مذکور کو پیار کر سکا نہ وصل اُس سے حاصل کر سکا نہ کچھ باتین کر سکا لیٹتے ہی سو گیا
چونکہ مشہور ہے کہ عقب وصل نہایت مختصر ہوتی ہی اور فلک پیر جوانون کا درپئے آزار ہمیشہ سے رہتا ہی
ایک دم جوانون کو ساتھ حسینان جہان اور نازنینان و خوب رویان کے عیش و عشرت کرنے
نہین دیتا ہی اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی جوان کسی اپنی محبوبہ سے وصل چاہتا ہی اور اُسکے پاس لیٹتا ہی
تو اس پیر چرخ جفا جو کو نہایت ہی ناگوار ہوتا ہی اور ایسا تنگ تفرقہ لیصد قہر و غضب لگاتا ہی کہ عاشق
کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کر دیتا ہی فراق طالب و مطلوب کا ہمیشہ خواہان
رہتا ہی وصل زوجہ و شوہر یا ہمبستری عاشق و معشوق کی اسے ناگوار ہی نہین چاہتا ہی کہ دو شیدا

ایک جا ہون عیش و راحت سے زندگی بسر کرین ہمیشہ یہ جلاد بانی بیداد عشاق پر جفا ہی کرتا ہے کون ایسا
خوش مقدر ہے کہ جس پر اس نے کبھی کوئی ظلم نہین کیا ہے کون ایسا شخص ہے کہ اسکا شاکی نہین ہے یہ ستم ایجاد ہر ایک
پر انواع و اقسام سے جور و جفا کرتا ہے کسی کو کسی حسین کے عشق مین صحرا نورد کرتا ہے کسی جوان کو کسی محبوبہ
کی الفت مین مبتلا کر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپاتا ہے کسی عاشق کو کسی معشوقہ کی الفت مین مانند
مجنون دیوانہ کرتا ہے کسی طالب کو کسی مطلوب کے شوق وصل مین مثل فرہاد کے تیشۂ ظلم سے ہلاک
کرتا ہے سلاطین جہان کو ملک و مال سے محتاج کر کے ہلاک کرا کے خوش ہوتا ہے کسی کو کسی عزیز و
دوست کے فراق مین رُلاتا ہے غرض کہانتک ظلم و جفا اسکے تحریر کیے جائین کیونکہ بیحد و بیشمار ہین
شکایت اس پیر فلک کی مفصل تو کیا لکھی جائے الا مختصر یہ ہے کہ بقول ناظم

یہ کیا خوی یہ کیا عادت ہے افسوس　　کہن چرخ مشعبد حقہ باز یست
فلک برہم زن صحبت ہے افسوس　　پے آزار مردم حیلہ ساز یست

الحاصل آمدم بر سر مطلب ہنوز شاہزادہ رستم ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ساتھ مسہری پر لیٹ کے سویا تھا
کہ تھوڑی ہی دیر مین صبح ہو گئی شب وصل گذر گئی آنکھ شاہزادے کی جو کھلی اپنے تئین عجب حال مین
پایا دیکھا کہ فرش خاک پر پڑا ہون نہ وہ مکان ہے نہ مسہری ہے نہ وہ محبوب ہے کہ جسکے ساتھ نکاح ہوا
تھا نہ وہ سامان عیش و عشرت نہ حکیم ثانی ارسطو مین نہ وہ کشتیان زر و جواہر کی ہین نہ وہ کنیزین
ہین دہی صحرائے وحشت ناک ہے ہوائے تند چل رہی ہے گرد اُڑ رہی ہے غبار بلند ہو رہا ہے شاہزادہ
موصوف نے آنکھین کھولکر صحرا کو دیکھکر پہلے تو خیال کیا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون کیونکہ مین تو
مسہری پر ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے لیٹا ہون یہ صحرا اور فرش خاک پر پڑا ہون میرا کیا یہ خیال
ہے کہ آنکھین اپنی بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے خوب ہوشیار و بیدار ہو کے جو بنظر غور چہار طرف دیکھا تو یقین
ہوا کہ خواب پریشان نہین ہے واقعی خاک پر پڑا ہون آلودہ گرد و غبار ہون نہ وہ مکان ہے نہ وہ مسہری
نہ وہ ملکہ ہے شاہزادہ اس طلسم کی ایک سیر اور عجائبات کی سی کیفیت سمجھکر ازحد متحیر ہوا دل مین کہنے
لگا شب کو کیا دیکھا تھا صبح کو کچھ بھی نہ پایا ہائے یہ کیا ہوا یہ کیا شعبدہ تھا اور یہ کیا طلسم تھا اور
یہ کیا عجیب و غریب نیرنگ تھا کہ کبھی ایسا کوئی شعبدہ حیرت افزا دیکھنے مین نہ آیا تھا اور کبھی ایسا طلسم
نظر سے نہ گذرا تھا یہ شہزادہ باتین اپنے دل مین کر کے زمین سے اُٹھا چہار طرف دیکھنے لگا کوئی ہمدم
دیا ور نظر نہ آیا اُسی صحرا مین اپنے مرکب کو زمین پر پڑا ہوا پایا جب اُسکے قریب گیا دیکھا کہ وہ مر گیا ہے
رستم ثانی گھوڑے کے ہلاک ہونے سے فکر کرنے لگا کہ اب اس صحرا سے پیادہ کدھر جاؤنگا دشت نوردی
سے ہلاک ہو جاؤنگا اسی فکر مین یہ خیال کیا کہ اے رستم ثانی مر جانا ہی تیرا اب بہتر ہے کیونکہ تو ایسے اپنے
محبوب سے جدا ہوا ہے کہ جو خوبروئی مین بیمثل تھا یہ خیال کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین آہ و بکا کرنے
لگا اور اپنی بدقسمتی پر نفرین کرنے لگا آخر تا دیر اپنی بدنصیبی پر گریہ و بکا کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش کے
ساتھ سونے مین اور وصل سے محروم رہنے مین یہ شعر ورد زبان کیا ؎ باغ دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا بدنصیب
آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان بیچلے ؎ شعر مذکور پڑھکر بصد آہ و بکا وہان سے آگے چلا راہ صحرا کو طے کرنے لگا کوئی
ایسا نہ تھا کہ اُس سے راہ دریافت کرتا توکل بخدا ایک سمت صحرا مین رہ نورد ہوا راہ مین ہر قدم پر کانٹے قدم چومنے لگے پیادہ
روی وحشت شاہزادہ رستم ثانی پر نظر کر کے خارہائے دشت بزبان بیزبانی تعریف کرنے لگے اور گرد باد

شاہزادہ کو صحرا مین پیادہ پا روان دیکھکر رشک مجنون جانکر واسطے تعظیم کے جا بجا اُٹھنے لگے ہولے تند بیابان شاہزادہ رستم ثانی کو نوشاہ عالی جاہ جہان کے بار بار خلعت ہاے چادر گرد و غبار سے مخلع کرنے لگی روح قیس عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین شاہزادہ موصوف کو گریان و صحرا نورد دیکھکر مرحبا و جزاک اللہ کہکر کہنے لگی تھوڑی راہ صحرا شاہزادہ نے طی کی تھی کہ کف پا اُسکے جو مانند گل کے نازک و نرم تھے صدمہ خس و خار بیابان سے رہروی سے عاجز ہوے خون کف پا سے بوجہ چبھنے خار بیابان دشت کے جاری ہوا یہ جاے افسوس ہی کہ موافق نظم مقام ہؤا

عشق نے کس بلا مین ڈالا ہے
دمبدم وقت دم شماری تھا
نہ رہا تھا ذرا بھی حسن کا روپ
دیکھو نیرنگ چرخ شعبدہ گر
آسمان اُس سے خاک چھنوائے
رگ گل سے جو پاؤن ہون افگار
وہ مہ حور پیکر اور یہ سفر
آسمان جسکا اِک بگولا تھا
کالی آندھی کے صاف تھے آثار

پاؤن ایذاے راہ سے مجروح
بوجھ سر کا قدم پہ بھاری تھا
رنج و آفت سے جان جاتی تھی
جاے انصاف ہی مقام حذر
فرش گل پر جسے نہ آئے قرار
بار ہو اُسنے یون سر ہر خار
وہ گل گلشن نزاکت نزا
طول مین عمر خضر جادہ تھا

گھر سے باہر اُسے نکالا ہے
سوجھتی تھی نکوئی راہ فتوح
رات کی اوس اور دن کی دھوپ
مانگتا تھا نہ موت آتی تھی یہ
جو کہ نازون سے پرورش پائے
اُسکے زیر قدم ہو بستر خار
وہ بت ناز پرور اور یہ سفر
اور یہ وادیے قیامت زا
جب اُڑاتی تھی باد تند غبار

ایسے صحراے بلاخیز مین اُٹھتا بیٹھتا نالہ و فریاد کرتا ملکہ ہمایون گوہر پوش کی یاد کرتا ہوا جاتا تھا جب بہت رہروی سے عاجز ہوتا تھا سر شام کسی درخت کے نیچے بالاے خاک لیٹ رہتا تھا زیر سر بجاے بالش سنگ کلان رکھ لیتا تھا دل سے کہتا تھا دیکھیے عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین ابھی کیا کیا سختیان اُٹھانا ہونگی اور بعد اُٹھانے سختیونکے دیکھیے اُس سے ملاقات بھی ہوتی ہی یا نہین اگر ملاقات بھی مثل سابق ہوئی تو اُس سے وصل ہوتا ہی یا نہین اسی قسم کی باتین کرتا تھا اور روتا تھا یاد محبوب مین نیند نہ آتی تھی ہان کسل راہ و صدمہ خار و آبلہ پائی سے غش آجاتا تھا جب صبح ہوتی تھی افاقہ ہوتا تھا مجبور اُٹھکر تلاش دلربا مین اسی حالت آبلہ پائی مین آگے جاتا تھا اسی طرح شاہزادہ موصوف چند روز تک صحرا نورد رہا کبھی دامن کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ زیر شجر سایہ دار کبھی صحراے پُرخار مین کانٹون پر قیام پذیر ہوا اور شب ہزار خرابی و دشواری بسر کی آخر کار ایک روز ہنگام سحر دامن کوہ سے جو روانہ ہوا جاتے جاتے صحرا مین وقت قریب شام دیکھا کہ ایک جھوپڑی شکستہ ہی اُسکے آگے ایک فقیر جوان سیہ فام شیر کی کھال پر بیٹھا ہی انگیٹھی اُسکے آگے رکھی ہی آگ اُسمین دبی ہی اور کچھ لکڑیان مین دھوان ہو رہا ہی فقیر مذکور دھونی رماے بیٹھا ہی اور قریب اُسکے ایک گھڑا کورا پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے اُسپر ایک آبخورہ ڈھکا ہی اور یہ گھڑا اُس فقیر کی جھوپڑی کے عقب ہی بلکہ اندر جھوپڑی کے ہی اور ایک پردہ جھوپڑی مین پڑا ہوا دکھائی دیتا ہی فقیر مذکور بار بار یا حق یا معبود یا داتا بہ آواز بلند کہتا ہی اور جانب دشت بنظر غور اس طرح دیکھ رہا ہی جیسے کوئی کسی کے آنے کا منتظر ہوتا ہی شاہزادہ نے اس فقیر کو دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ آج بعد کئی دنون کے اس صحرا مین اس فقیر کو دیکھا ہی اسکے پاس ضرور جانا چاہیے غالبًا اسکے پاس پانی ہوگا اس وقت مین پیاسا بھی ہون پانی طلب کرکے پیونگا

اور واسطے بر آنے اپنے مدعا کے فقیر سے کہونگا عجب نہین کہ اس فقیر صحرا نشین کی دعا سے ملکہ ہمایون گوہر پوش دوبارہ مجھے ملجائے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور جانب فقیر مذکور چلا جاتا تھا ناگاہ اس فقیر نے رستم ثانی کو دیکھکر بہ آواز بلند کہا اے شاہزادہ رستم ثانی تشریف لائیے مین آپکا منتظر تھا معبود تمھارے حال پر رحم کرے تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و اذیت اٹھائی ہی اور ہمت نہین ہاری ہی شاباش و مرحبا تمھاری شجاعت و بہادری و عاشق صادق ہونے مین شک نہین ہی شاہزادہ موصوف نے اُسکے اس طرح کلام کرنے سے خیال کیا بے شبہہ یہ درویش صاحب کمال ہی کیونکہ میرے نام و حال عشق سے آگاہ ہی اور مجھے طلب کرتا ہی غالبًا اس فقیر کی دعا سے میرا مدعاے دلی بر آئیگا جو خواہش میری ہی وہ اسکی برکت سے پوری ہوگی یہ فقیر تا تند اور فقرا کے بے کمال معلوم نہین ہوتا ہی یقینی یہ بھی ایک خاصان خدا سے معلوم ہوتا ہی اسکی دعا مین ضرور اثر ہوگا یہ خیال کرتا ہوا دل مین خوش ہوتا ہوا پاس درویش مذکور کے گیا اور بے اختیار شوق طلب آرزوے دلی اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام کا دیکر تعظیم کرکے قریب اپنے بٹھایا اور بنظر لطف و عنایت چہرہ رستم ثانی کو دیکھکر بعد مزاج پرسی کے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ مین آپ کے یہان آنے سے خوش ہوا حال سب آپ کے ماہر ہوا لیکن اسوقت آپ کو بہت مضطر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی بیان کیجیے رستم ثانی نے کہا باعث میرے اضطراب کا اول تو یہ ہی کہ مین اس وقت بہت پیاسا ہون کثرت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہون اگر پانی ممکن ہو تو مجھے پلائیے دوسرے سبب میرے مضطر ہونے کا آپ پر ظاہر ہی ہوگیا ہی آپنے خود ہی بیان کیا ہی حال عشق کا آپ پر ہویدا ہوگیا ہی بیشک آپ فقراے ذی کمال سے ہین اپنے نام سے آگاہ کیجیے اور میرے واسطے دعاے خیر کیجیے کہ حق تعالے آپ کی برکت دعا سے میرے مطالب دینی و دنیوی بر لائے فقیر مذکور نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیوقار اگر تم پیاسے ہو تو نہ گھبراؤ یہان آب سرد و شیرین موجود ہی کوئی نفیس اپنے ہاتھ سے جام آب دیگا اُس آب سرد سے دل آپکا ٹھنڈا ہو جائیگا ابھی روح کو راحت دل کو آرام حاصل ہو جائیگا اور آپ کے حال سے جو مین آگاہ ہوگیا آپ نے مجھکو فقراے ذی کمال سے تصور کیا یہ آپ کا خیال خام ہی مین تو ایک فقیر بے کمال ہون اگرچہ نام میرا کمال شاہ ہی مین کیا اور میری دعا کیا جو چاہتا ہی وہ معبود کرتا ہی ہان حکم دعا کرنے کا ہی یہ فقیر آپ کے کہنے سے دعا کریگا عجب نہین کہ اسی جگہ وقت دعا یا قبل دعا آپ کا ایک مطلب دلی بر آئے دل خوش ہو جاوے آپ تمام تکلیف و اذیت صحرا نوردی بھول جائین خیر پہلے پانی تو پی لیجیے بعدہ دعا کرونگا یا نکرونگا مطلب آپ کا بر آئیگا یہ کہکے اُس جھونپڑی کی طرف نظر کرکے کہا اے پردہ نشین آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی بہزار دشواری و خرابی صحرا نوردی کرکے یہانتک آیا ہی بہت پیاسا ہی خاطر مہمان ضرور ہی لہذا میرے کہنے سے اور بپاس خاطر شاہزادہ رستم ثانی ایک جام آب سرد و شیرین اپنے ہاتھ سے اسے دیدے شرم و حجاب نکر کہ اس جوان سے شرم و حجاب اب کرنا مناسب نہین ہی نامحرم سے البتہ شرم و حجاب کرنا عورتون کو زیبا ہی شاہزادہ موصوف گفتگوے درویش مذکور سنکے دل مین کہنے لگا کہ اس جھونپڑی مین پس پردہ کون زن محرم میری ہی کہ جس سے مخاطب ہوکے ایسی تقریر کرتا ہی یہان تو بظاہر کوئی عورت میری محرم نہین ہی نہین معلوم یہ کلمہ اس فقیر نے کیا سمجھ کے کہا ہی دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا یکایک

اُس پردہ سے ایک ہاتھ تابرقی باہر نکلا اُس دست نازک مین ایک جام آب سرد تھا فقیر مذکور نے شاہزادہ
سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ لیجیے جام آب سرد اور پانی پیجیے دیکھیے تو یہ کیسا آب سرد ہے کہ جو رشک آبحیات
ہے اور دینے والا جام کا بھی کیا خوب رو ہے کہ غیرت حور ہے شکر کیجیے کہ فقیر نے دعا نہین کی اور مطلب دلی
آپکا بر آیا شاہد مدعا پس پردہ سے ظاہر ہوا شاہزادہ نے فقیر کے کہنے سے جلد اُٹھکر جام آب سرد اُس
پردہ نشین کے ہاتھ سے لے لیا اور پانی پی کر خالی جام اُس پردہ نشین کے دست نازک مین دیکر ایک آہ
سرد کی پھر پیمانہ چشم مین یون اشک بھر آئے کہ بقول شاعر مطلع ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ہے بجز نرگس
شہلا مین جون شبنم رہیے ۔ فقیر نے گھبرا کر لظاہر پوچھا با خیر تو ہے مزاج کیسا ہے باعث آہ سرد و چشم پرنم
کا کیا ہے مقام عجب ہے کہ حالت تشنگی مین آب سرد و شرین پی کر یہ حال ہوا ہے برخلاف تسکین قلب و
جگر آہ و بکا کے سبب اس رنج و ملال کا کیا ہے بیان کرنا چاہیے شاہزادہ نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا
اے کمال شاہ کیا کہون حجاب مانع ہے لیکن کہتا ہون اس پردہ نشین کی ایسی خوشنما کلائی ہے کہ جسے
دیکھکر ضرور دل کو کل آئی ہے مگر یہ پنجہ حنائی اور یہ کلائی مشابہ میری محبوبہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے بہت
ہے جس مطلوب کے عشق مین میرا یہ حال ہوا ہے اس وقت مجھے وہی محبوبہ یاد آگئی ہے ایسا ہی اسکا پنجہ حنائی تھا
اور ایسی ہی مانند شمع کافوری کے اُسکی کلائی تھی اور ایسی ہی چوڑیان اُسکی نازک کلائی مین تھین اسی وجہ سے
مین نے آہ سرد کی ہے اور اشک آنکھ مین بھر آئے ہین مجھے حیرت ہے کہ وہ شاہزادی آپ کی جھونپڑی مین کہان
آئی اگر یقینا کہون کہ یہ پردہ نشین وہی شاہزادی ہے تو خلاف عقل ہے کیونکہ کہان وہ شاہزادی اور کہان
یہ جھونپڑا اور یہ صحرا اور اگر یہ کہتا ہون کہ یہ پردہ نشین وہ محبوبہ نہین ہے تو بھی دور از فہم و ادراک ہے کیونکہ دست
برق صاحب پردہ بعینہ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ہے اس وقت بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ اس پردہ
نشین کے دست حنائی کو اپنے داغ دل پر مانند مرہم کافور کے پھاہے کے رکھدیجیے تاکہ ٹھنڈک ہو اور اُس
کلائی کو بصد شوق سر دست اپنی گردن مین حمائل کیجیے اور ہاتھ اپنے اس پردہ نشین کے گلے مین ڈال کے
ہم آغوش ہو جیسے اچھی طرح گلے ملیے فقیر نے مسکرا کر کہا اے شاہزادہ ذیوقار بیقرار و اشکبار نہو کچھ تردد و
حیرت کا مقام نہین ہے خدا کی قدرت و عجائب و غرائب اُمور مین عقل انسان کو کیا دخل ہے کیا عجب ہے
کہ جس محبوبہ کی آپ کو تلاش ہے یہ پردہ نشین وہی ہو آپ کے جذب محبت اور اس فقیر کے ارادہ دعا کی
برکت سے وہی شاہزادی یہان موجود ہو یہ کہکر فقیر مذکور نے اُس پردہ نشین سے کہا اے خوبرو
جمال بیمثال اپنا اس شاہزادہ کو ہمارے کہنے سے دکھا دے پردہ درمیان سے اُٹھا دے شرم و حجاب
نکر اس فقیر کے کہنے پر عمل کر دل شکنی مہمان کی خوب نہین ہے شاید تھا شاہزادہ رستم ثانی تجھے دیکھکر شادمان
ہو رنج و غم اسکا مبدل بخوشی و خورمی ہو جائے یہ فعل بھی خالی از نیکی نہین ہے کیونکہ دل مہمان کو شاد کرنا باعث
خوشنودی معبود ہے یہ گفتگو درویش مذکور سُنکے اُس پردہ نشین نے پردہ اُٹھانے اور صورت
اپنی دکھلانے مین تامل کیا فقیر نے مکرر کہا اے مہ لقا کیا تجھکو خاطر مہمان کی کرنا منظور نہین ہے کہ جمال
اپنا دکھانے مین تامل کیا ہے پردہ نشین نے فقیر مذکور کے اصرار سے مجبور ہوکے بصد شرم و حجاب پردہ
اُٹھا کے صورت اپنی شاہزادہ کو دکھا کے پھر پردہ ڈال دیا شاہزادہ نے اچھی طرح صورت اُسکی
دیکھکر از حد خوش ہوکے فقیر سے کہا شاہ صاحب جس حسین کا مین جویا تھا یہ وہی مہرو ہے مین نے خوب

پہچان لیا یہ ملکہ ہمایون گوہر پوش ہے اسکے ساتھ میرا نکاح حکیم ثانی ارسطو کے مکان عجیب وغریب وطلسم نا مین
ہوا تھا مین اسی نازنین کے ساتھ مسہری پر شب کو سویا تھا صبح کو مین نے کچھ بھی نپایا نہ تو اُس شاہزادی کو
دیکھا نہ اُس مکان کو دیکھا نہ حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی اُس روز سے اسی محبوبہ کی جستجو مین صحرا نوردی
اختیار کی اور گریہ وزاری شروع کی آج آپ کے جھونپڑے مین اسے پایا ہی یہ گوہر پوش ہمارے
مدعا بعد جستجو وتکلیف وایذا ہاتھ آیا ہی فقیر نے کہا بابا اگر یہ وہی شاہزادی ہی تو خیر خدا کا شکر کر
پروردگار نے فضل کیا اب وقت شب کا ہی جو کچھ سوکھے ٹکڑے نان جوین کے اس فقیر کی جھولی مین ہین
کھایئے پانی پی کے میرے قریب آرام کرو صبح کو جو ہوگا دیکھ لینا شاہزادہ نے جواب دیا مین کبھی در
حالت موجودگی محبوب تنہا نہین سویا فقیر نے جواب دیا یہان نہ قصر رفیع ہی نہ سامان تزک وعیش
وعشرت ہی نہ مسہری ہی نہ غذاے لذیذ ہی یہ فقط پُرانی جھونپڑی ہی اگر اس جھونپڑیا مین سو رہنا قبول کرو
تو موجود ہی شاہزادہ نے کہا یہ چھپریا ملکہ کے ملنے سے اور اُسکے ساتھ سونے کے سبب سے قصر فریدون
سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہی اسی جھونپڑی مین سوؤنگا فقیر نے یہ سُنکے شاہزادہ کو طعام ہاے لذیذ کھلائے
اور آب سرد پلایا بعد فراغت آب وطعام کے درویش نے شاہزادہ سے کہا بابا یہان شراب نہین ہے
تمکو ضرور عادت مے کشی کی ہوگی پس اس سبوے آب کے پاس جاؤ اور بہ نیت شراب جام مین پانی
بھر دیکھو کیا ہوتا ہی شاہزادے نے موافق کہنے فقیر کے عمل کیا پانی مبدل بشراب ہوگیا شاہزادہ
کو پہلے تو نہایت حیرت ہوئی پھر خیال کیا یہ فقیر ذی کمال ہی اسکی دعا سے پانی مبدل بشراب ہوگیا ہی
یہ خیال کرکے کچھ شراب خود پی کچھ ملکہ کو پلائی بعدہ اُسی جھونپڑی مین ملکے ساتھ شاہزادی مذکورہ کے
لیٹا فقیر مذکور باہر ہی چھپریا کے رہا ابھی شاہزادہ لیٹا ہی تھا کہ ایسی ہواے خوش آئی اور ایسی دل کو
راحت حاصل ہوئی کہ نیند آگئی بوس وکنار ملکہ ہمایون گوہر پوش سے محروم رہا یہان بھی بعد تھوڑی دیر
گذرنے کے شب آخر ہوگئی آنکھ شاہزادے کی کھلی دیکھا نہ وہ جھونپڑی ہی نہ ملکہ ہمایون گوہر پوش پہلو
مین ہی نہ وہ فقیر ہی صرف اُس جگہ ریگ بیابان کا ڈھیر ہے اور اُسی ریگ پر اپنے تئین لیٹا پایا گھبرا کے
لاحول پڑھ کے آنکھین بند کرکے خیال کیا کہ آج بھی اُسی طرح کا خواب پریشان دیکھ رہا ہون یہ کہکے تا دیر
آنکھ بند کیے پڑا رہا اور سمجھا کہ مین ساتھ ملکہ کے سو رہا ہون جب بہت دیر ہوئی اور ہوش وحواس درست
ہوے آنکھ کھولکر غور سے جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا پہلے تو نہایت متحیر وحیران ہوکر دل مین کہنے لگا پروردگارا
یہ کیسا صحرا ہی کہ جسمین دو مرتبہ عجائب وغرائب دیکھ چکا ہون کیا یہ صحرا طلسمی ہی یا کوئی شعبدہ وبنرنگ اس
سرزمین پر خود بخود ہوتا ہی یا کوئی کرتا ہی بعد حیرت بسیار کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین اُسی جگہ بیٹھکر خوب
رویا تا دیر اشکبار رہا آخر کار ہمت نے کہا اے شاہزادے کبتک یہان بیٹھے رویا کروگے بس اُٹھو آگے
چلو ملکہ ہمایون گوہر پوش کی تلاش کرو یہان بیٹھنے سے کیا فائدہ ہی شاہزادہ ہمت کے آمادہ کرنے سے
وہان سے بصد نالہ وبکا ایک سمت چلا اثناے راہ مین جا بجا تھک کر بیٹھ جاتا کف پاے سر ہر خار سے زخمی تھے
صحرا نوردی وعشق ملکہ سے شاہزادہ کا وہ حال تھا کہ آبلہ پا اُسکے حال پر ملال پر نظر کرکے پھوٹ پھوٹ
کے روتے تھے اور وحش وطیر بھی گریہ وبکا وحال زار پر شاہزادے کے متحیر ہوکے گرد جمع ہوکے
روتے تھے شاہزادہ جانوران صحرا کو اپنے حال پر مہربان وگریان دیکھکر دل مین کہتا تھا افسوس

ہزار افسوس ہم ایسے بیکس ولاچار واشکبار ہین کہ حیوان بھی ہمارے حال پر روتے ہین یہ کہکے اُس جگہ سے بہزار دشواری اُٹھکر آہ و نالہ کرتا ہوا آگے جاتا تھا اُس صحرائے بلاخیز کی حالت اور شاہزادہ کی کیفیت مفصل تو کیا لکھی جائے مگر مختصرہ ہے کہ موافق نظم

منزلون تک تمام ریگستان
ہر گڑھے مین تنور کی حدت
صورت ابر سحر آتش بار
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
متلاشی آب پیکان تھا
دیکھکر شعلۂ ہوا کی لپک
سیخ موج ہوا پہ بھنتے تھے
دامن کوہ مین بھی ہر پارہ
سایۂ تک ایڑیان رگڑتا تھا
شعلہ ایسا زمین سے اُٹھتا تھا
ریگ ماہی ہوے تھے بھنکے کباب
سر پہ جب آفتاب آتا تھا
نام الفت نہ لیتا پھر مجنون
وہ کڑی دھوپ اور ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیورا تا تا ہر قدم ہر گام
تنگی سے تلوے تھے خار سے افگار
منھ پہ لے لیکے دامن صحرا
آسمان سے کبھی مخاطب تھا
کچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
اب نہین راستہ چلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہون مین
کچھ دل افگار کو بتا للہ
ہر قدم تھا یہ قول پامردی
منھ کڑی سے نہ موڑ نامرد جان
کم نہ فرہاد سے ذرا رہنا
آزمائش کا ہے مقام یہی

شررافشان چنار سایہ بید
ہر بگولا الاؤ کی صورت
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
بجز اک آب گوہر دندان
تابش ایسی کہ شب کو کیا دن کو
خوف سے کانپتا تھا شیر فلک
سنگریزے تھے غیرت اخگر
ہر کبک دری تھا انگارہ
جن اُدھر سے نہ راہ چلتے تھے
چرخ مین تھا فلک بھی مثل طلا
تھا جو باد سموم کا جھونکا
پاؤن مین سایہ لپٹا جاتا تھا
شدت تشنگی سے وہ پُر غم
پاؤن شہزادے کے وہ نازک نرم
جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیان لیکر
گاہ وہ زار زار روتا تھا
ای فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اسقدر تو ستم نہ کر ظالم
طاقت اب تو جواب دیتی ہے
ہدف ناوک بلا ہون مین
شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار
رہو سرگرم بادیہ گردی
ہمت دل نہ ہارنا اصلا
دو قدم قیس سے بڑھا رہنا
منزل اول محبت ہے

وہ حرارت وہ فصل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پر سحاب غبار
قحط آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلون سے شمع روشن ہو
مرغ صحرا سر اپنا دُھنتے تھے
تھا شجر بھی تو آگ کا تھا شجر
چھالا پائے نظر مین پڑتا تھا
پر سیمرغ قاف جلتے تھے
موج آتش تھی صاف موج سراب
نار دوزخ کا اک زبانہ تھا
دیکھتا خواب مین جو وہ ہامون
منھ مین لیتا عقیق لب ہر دم
نہ تو رہبر نہ راستہ معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تمتمائے تھے پھول سے رخسار
پاؤن مین باندھتا تھا وہ خودسر
گاہ حق سے مدد کا طالب تھا
مجھسے یہ بے سبب تجھے کد ہے
ارے او بانئے فساد و جفا
قوت اب ہاتھ کھینچے لیتی ہے
جانتا ہو جو ملک یار کی راہ
اُف نہ نکلے زبان سے زنہار
دیکھنا جی نچھوڑنا مری جان
پالا جتنا ہوا ہے یہ تیرا
چاہنے والون کا ہے کام یہی
داد لے امتحان الفت ہے

شاہزادہ موصوف قطع راہ کرتا ہوا جاتا تھا جس جگہ تھک جاتا تھا بیٹھ جاتا تھا اپنی غربت و تنہائی

اور یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین آہ و بکا کرتا تھا بعد نالہ و آہ کے بہزار خرابی و جبر اُٹھ کر صحرانورد ہوتا تھا جب کسی جگہ شام ہوتی تھی وہان مقام کرتا تھا کبھی دامن دشت مین گاہ درہ کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ ریگ بیابان پر شب بسر کرتا تھا اسی طرح چند روز راہ صحرا طے کر کے ایک روز وقت شام ایک درہ کوہ مین پہونچا اُس روز صعوبت صحرانوردی اور کثرت رنج فراق ملکہ مذکور سے یہ حال تھا کہ قریب ہلاکت تھا بظاہر زندگی سے مایوس تھا لیکن خدا سے امید رکھتا تھا کہ اگر وہ چاہیگا تو جانبر بھی ہونگا اور گوہر مدعا بھی پاؤنگا پس اسی حالت امید و بیم مین درہ کوہ مین گر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپ پکڑ رجوع قلب پہلے کچھ اپنی اذیت و صعوبت صحرانوردی کا خیال نکر کے شوق عشق مین یہ مناجات عاشقانہ بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا مناجات عاشقانہ حسب مقام ہذا

دل مجروح قیس کا صدقہ
مرض الفت حبیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار
دل مین ہو خون آرزو ہر دم
بلبلون کو سبق ہو نالۂ دل
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی یہ شہرت پاے
روح فرہاد لے قدم آکر
خرد و ہوش ہون فدای جنون
ننگ کے نام سے بھی عار رہے

بہر درد دل شکستہ دلان
زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
اشک غم سے کرون وضو ہر دم
دل غم و درد و رنج کا گھر ہو
خانۂ برق کا چراغ ہو دل
دلپہ کوہ غم و ہراس گرے
نامرادی ہو میری عین مراد
عالم علم عشق بازی ہون
درس وحشت کو روح مجنون آئے
کوہ رنج و الم کا ہون فرہاد
سایہ افگن رہے ہماے جنون
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

یا خدا روح قیس کا صدقہ
بہر سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گُل داغ ہو حوالۂ دل تو
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جانپہ برق یاس گرے
صفت بوے گل مین ہون برباد
نشے حکم جان گدازی ہون
کوہ غم وہ اُٹھاؤن مین سر پہ
روح مجنون کو ہو مبارکباد
یہ جوانی مرا شعار رہے
وحشیون کا ہون قافلہ سالار

بعد اس مناجات کے واسطے اپنے دفع آلام فراق یار دلبر براے مدعاے دل زار بہت اشکبار ہوکے اس طور سے درگاہ کبریا مین دعا کرنے لگا کہ موافق نظم

الٰہی سامع الاصوات تو ہی
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون
کہین نالان کہین سر در گریبان
مگر لا تقنطوا سے باخبر ہون
براے بیقرارے یتیمان
بحق بیکسی جان مجبوس
تلطف بر من شوریدہ سر کن
مگردو از درت محروم سائل

نظر کر رحم کی اے کل کے غفار
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون
یہ بار جرم اور مین ناتوان ہون
تری رحمت کا طالب سر بسر ہون
براے مبتلایان مصائب
بحق اضطراب طبع مانوس
الٰہی درگہ تو بے نیاز است
شود ہمر گوہر مقصود حاصل

الٰہی قاضی الحاجات تو ہی تو
مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
شب دیجور مین سرگشتہ حیران
یہ راہ دور اور مین نیمجان ہون
براے آہ و زاری یتیمان
اسیران جفاہا و نوائب
ترحم بر من خستہ جگر کن
الٰہی ذات تو بندہ نواز است
عطا از لطف خود کن مقصد من

بر آور از ترحم مرصد من ہو یہ دعا کرتے کرتے اور روتے روتے غش آگیا حالت غش مین دیکھا
کہ حکیم ثانی ارسطو بالین سر کھڑا ہی اور کہتا ہی ای شاہزادہ رستم ثانی آپ نے عشق ملکہ ہمایون گوہر پلوش
مین بہت صدمہ اُٹھایا اور نہایت ایذا و تکلیف اُٹھائی ہی اب خوشخبری آپ کو دیتا ہون کہ زمانہ صدمہ فراق
ملکہ ہمایون گوہر پلوش کا کم رہا ہی اور صحرا لوزدی کی ایذا و تکلیف باقی نہین رہی ہی یاد رکھیے جلد آپکا مدعای
دلی بر آئیگا خاطر جمع رکھیے ہنگام سحر بیدار ہو کے جانب دست راست اس درہ کوہ سے جائیے گا
بعد تھوڑی راطی کرنے کے در شہر حدیدیہ پر پہونچیگا شہر حدیدیہ کا فرمانروا حدید شاہ ہی جو پدر ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اُس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی مین نے شاہ مذکور کو آپ کے حال سے
آگاہ کر دیا ہی وہ آپ سے بمحبت پیش آئیگا سوا اسکے اور جو کچھ ہو گا وہ آپ خود ہی دیکھ لیجیگا اُسے
مین کیا بیان کرون آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر شاہزادہ ممدوح سے
پنہان ہوے بعد ایک زمانہ کے رستم ثانی بیدار ہوا حکیم صاحب کو تو سرہانے اپنے نہ دیکھا مگر غور سے جو نظر
کی تو آثار صبح فلک پر پائے اُسی وقت اُٹھکر نایابی آب سے مجبور ہو کے تیمم کر کے نماز صبح پڑھی بعد فراغ
نماز صبح کے حسب ارشاد ثانی ارسطو اُس درہ کوہ سے جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ
وقت طلوع آفتاب در شہر حدیدیہ پر پہونچا ہنوز در شہر مین قدم نرکھا تھا کہ تھوڑے آدمی سیاہ پوش
در شہر پر آئے اور شاہزادہ کو دیکھکر کہنے لگے ای شخص جلد تر ہمراہ ہمارے خدمت حدید شاہ مین چل
کہ تجھے طلب کیا ہی ہمین شاہ نے یہی حکم دیا تھا کہ وقت سحر جو شخص پہلے در شہر پر آئے اور داخل
در شہر ہونا چاہے اُسے ہمارے پاس لے آنا پس تمکو لازم ہی کہ بے عذر و تکرار ہمارے ساتھ
چلو دیر نکرو ورنہ عتاب و عذاب شاہ مین گرفتار و مبتلا ہو گے رستم ثانی نے بعد کچھ انکار کے اُن لوگون
کے اصرار سے کہا اچھا اپنے بادشاہ کے روبرو مجھے لے چلو وہ ہمراہ اپنے شہر حدیدیہ مین لیچلے
شاہزادہ نے داخل شہر مذکور ہو کے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی عمارات پختہ و نفیس سڑکین بہت وسیع ہر کوچہ
صاف و پاک خس و خاشاک سے ہی دوکانین سڑک کے دو طرفہ ہین دوکاندار انواع و اقسام کا اسباب
و مال بیش قیمت و کم قیمت لیے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہوتا جاتا ہی گرمی بازار آناً فاناً بڑھتی جاتی
ہی لیکن سب خرد و کلان سیہ پوش ہین سب کے چہرون سے آثار حزن ہویدا ہین کوئی مسکراتا بھی
نہین ہی ہنسنا تو کجا یہ رنگ اہل شہر کا دیکھتا ہوا دل مین حیران ہوتا ہوا تا در دار العمارہ حدید شاہ
پہونچا اُن لوگون نے رستم ثانی کو ٹھہرا کر بادشاہ مذکور سے جاکر عرض کیا کہ حسب الحکم ایک شخص کو کہ بحال
تباہ و خراب ہی لیکر در دولت پر آئے ہین اب جو حکم ہو ہم بجا لائین حدید شاہ نے دربار مین آکے تخت پر
بیٹھ کے روبروے تمام اہل دربار کے اُن لوگون سے کہا جلد اس شخص کو بعزت و حرمت ہمارے
پاس لے آو حسب ارشاد بادشاہ لوگ رستم ثانی کو دربار حدید شاہ مین لے گئے شاہزادہ
اول بادشاہ اور اہل دربار کو سیہ پوش دیکھکر حیران ہو کے بطریق اہل اسلام بادشاہ
مذکور وغیرہ کو سلام کیا کسی نے جواب سلام کا نہ دیا اور بعوض جواب سلام کے ہر ایک غصہ سے چین
بجبین ہوا اس جگہ ایک راوی کا قول یہ ہی کہ صرف بادشاہ حدید شاہ نے جواب سلام کا دیکر نیم قد
برائے تعظیم تخت سے اُٹھکر قریب تر اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے

پوچھا ایجوان نام تیرا کیا ہی اپنے نام وخاندان واحوال سے آگاہ کر رستم ثانی نے جواب دیا پہلے آپ اپنی
سیاہ پوشی کے سبب سے اور تمامی اہل شہر کی سیاہ پوشی کی وجہ سے آگاہ کیجیے بعدہ مین بھی اپنے
حال سے مطلع کرونگا حدید شاہ نے آہ سرد کرکے اور اشک ریزان ہوکے کہا ہم اپنی سیہ پوشی کے
احوال سے کیا آگاہ کرین کہ ایک صدمۂ عظیم مین مبتلا ہین اگر تم سنوگے تمکو بھی ملال ہوگا پس بہتر یہ
ہی کہ ہماری وجہ سیہ پوشی کو دریافت نکرو شاہزادہ نے اصرار کیا حدید شاہ نے مجبور ہوکے
کہا ایجوان آگاہ ہو کہ نام میرا حدید شاہ ہی اور اس ملک کا نام حدیدیہ ہی یہان کا مین حاکم ہون
میری ایک دختر نوجوان نہایت حسین وخوبرو تھی کہ مثل اُسکا حسن وجمال مین نہ تھا مین اُس سے
بدرجہ کمال محبت کرتا تھا سلاطین جہان نے شہرہ اُسکے حسن وجمال کا سنکے اُسکی خواستگاری مجھ سے
کی تھی مین نے کسی اور شاہ کو لایق اپنی دامادی کے نجانکر اُسکی شادی کرنے سے انکار کیا تھا
اور مین ایک مدت دراز اور زمانہ بعید سے ثانی ارسطو کو کہ حکیم حاذق وکامل ہی مانتا تھا اور اکثر اُنکی نذر
دلایا کرتا تھا حسب الاتفاق تھوڑے زمانہ تک حکیم صاحب موصوف کی مین نے نذر نہ دلائی اُسی زمانہ
مین میری دختر کو ایک دیو کہ مسمی دیو انتر یہ ہی اور صحرائے نیرنگ مین رہتا ہی میرے سامنے سے
محلسرا سے اُٹھا لیگیا تھا اُس روز سے مین اپنی دختر ملکہ ہمایون گوہر پوش کے صدمہ جدائی
مین سیاہ پوش ہوا ہون یہی خیال کرتا ہون کہ شاید حکیم ثانی ارسطو کی نذر نہ دلانے سے اور اُنکے
نماننے اور اطاعت اُنکی نکرنے سے یہ بلا مجھپہ نازل ہوئی ہی کہ وہ دیو دختر مذکور کو اُٹھالے گیا ہی مین
قبل اسکے ہر چند بگریہ وزاری ونالہ وبیقراری حکیم صاحب موصوف کو یاد کرکے اُنکی روح سے
عرض کرتا تھا کہ اب میری خطا معاف کیجیے میرے حال پر رحم کیجیے دختر کو میری مجھسے ملا دیجیے عہد
کرتا ہون کہ آیندہ آپ کی نذر سے غافل نہونگا مگر کبھی حکیم صاحب کو عالم رویا مین نہ دیکھا تھا شب
گذشتہ مین نے اُنکو عالم خواب مین دیکھا اُنھون نے فرمایا ہی کہ جو شخص پہلے تیرے شہر کے دروازہ
مین داخل ہو اُسے اپنے پاس بلاکے بعزت وحرمت بٹھانا کیا عجب کہ تیری دختر تجھے ملجاے بس
یہی خواب دیکھکر جب بیدار ہوا فی الفور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جو شخص قبل در شہر سے آئے اُسے
ہمارے روبرو لے آنا چنانچہ حسب الحکم ملازم میرے اس وقت تمکو لائے ہین اب امید کرتا ہون
کہ تمھارے برکت قدم سے مین اپنی دختر سے ملونگا مین نے اپنا حال تمام وکمال کہدیا ہے
اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو ہر چند کہ حکیم صاحب نے کچھ تمھارے حال سے مجھے آگاہ کیا ہی
لیکن مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنے حال سے آگاہ کرو تا کہ مجھے معلوم ہو جاے کہ جو حکیم صاحب
نے تمھارے باب مین عالم خواب مین بیان کیا تھا وہی تم بھی کہتے ہو یا خلاف اُسکے ظاہر
کرتے ہو رستم ثانی نے نام ملک کا حدید شاہ سے سن کے بے اختیار آہ سرد کرکے رونا شروع کیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوے حدید شاہ نے گھبرا کے سبب گریہ دریافت کیا شاہزادہ نے ضبط کرکے
کہا اے حدید شاہ مجھسے سبب گریہ دریافت نکرو اور میرے نام واحوال کے پوچھنے سے بھی باز
رہو صرف میرے ظاہر حال پہ نظر کرکے اسی پر اکتفا کرو مجھکو ایک فقیر ومحتاج ورنجیدہ خاطر جانو
حال باطن سے آگاہ نہو مین اپنا حال پُر ملال کیا بیان کرون اور بیان کیا بیٹھون خیال مجھکو یہ ہی

کہ بقول کسی شاعر کے مطلع

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

پس مجھکو اپنی محفل مین نہ بٹھاؤ دربار سے باہر کردو اور اگر تم مجھکو دربار سے باہر نہین کرتے ہو اور میرے
حال سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو مکرر کہتا ہون کہ مین اپنا حال خراب کیا عیان کرون کیونکہ حواس و ہوش
میرے بجا نہین ہین موافق اس مطلع کے مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون پر یہ خبر
نہین ہے مین کون ہون کہان ہون ہو حدید شاہ نے کہا تمہاری تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا ہے
کہ تم بھی ہماری طرح سے کسی اَلم مین مبتلا ہو مجھے اب زیادہ تمھاری قدر ہوئی کیونکہ اہل درد کو اہل درد
کی قدر ہوتی ہے اب مین ضرور تمھارے حال سے آگاہ ہونا چاہتا ہون قسم دیتا ہون تمکو تمھارے
دین و ایمان کی اپنا حال سچ سچ بیان کرو رستم ثانی نے مجبور ہوکے کہا اے حدید شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا
رستم ثانی ہے مین فرزند شاہزادہ ایرج ذیوقار کا ہون اور وہ پسر شاہزادہ قاسم ذی قدر کے ہین اور جد
ہمارے فرزند شاہزادۂ علمشاہ رومی کے ہین اور وہ نسل و خاندان جناب حمزہ صاحبقران سے ہین
مین برائے فتح طلسم صندل آیا تھا لوح طلسمی ہاتھ آئی تھی ارادہ کیا تھا کہ طلسم صندل کو توڑون ناگاہ
لوح مذکور دھوکے سے مجھسے ساحرون نے لیکر مجھے گرفتار کیا تھا اور حکم بادشاہ طلسم صندل سے
زیر تیغ بٹھلایا تھا ہنوز صندل شاہ نے دو حکم میرے قتل کے دیئے تھے تیسرا حکم نہ دیا تھا کہ عمرو ثانی عیار
نامدار جناب حمزہ ثانی نے آکے عیاری کرکے مجھے ساحرون کی قید سے چھڑایا تھا اور قتل ہونے سے بچایا تھا
اور صحرائے سرور افزا مین لاکے مجھسے کہا تھا کہ اب فکر لوح طلسمی کی کردیہ کہکر وہ تو اپنے لشکر مین
چلے گئے تھے مین واسطے شکار کے ایک صحرا مین گیا تھا وہان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا اُسکے
تعاقب مین صحرائے نیرنگ مین آیا تھا سب ہمراہی میرے مجھسے چھوٹ گئے تھے یہانتک کہ مرکب بھی
میرا صحرائے نیرنگ مین مرگیا تھا وہ بھی مجھسے چھوٹ گیا شب کو اسی صحرا مین ایک مکان عجیب و
غریب دیکھا تھا اُسمین روشنی بہت تھی جب اُس مکان مین گیا تھا حکیم ثانی ارسطو سے ملاقات
ہوئی تھی اور آپ کی دختر نیک اختر کو بھی وہین دیکھا تھا اُنسے مجھکو ایک الفت دلی ہوئی تھی حسب
تمنا میرے حکیم صاحب نے عقد میرا ساتھ ملکہ ہمایون گوہرپوش کے کردیا تھا شب کو اُس مکان
مین سویا تھا صبح کو جب بیدار ہوا وہان کچھ بھی نہ دیکھا تھا نہایت حیران ہوکے بعد آہ و نالہ آگے گیا
تھا بعد چند روز کے ایک فقیر مسمّی کمال شاہ سے ملاقات ہوئی تھی اُنکی جھوپڑی مین مین نے ملکہ
موصوف کو دوبارہ دیکھا تھا دل خوش ہوا تھا جب وہان شب کو سویا صبح کو بدستور قبل نہ ملکہ
ہمایون گوہرپوش کو دیکھا نہ اُس فقیر کو پایا تھا وہان سے نالہ کنان بعد کئی روز کے ایک درۂ کوہ
مین پہونچا تھا وہان مین نے اپنے معبود سے دعا کی تھی حکیم ثانی ارسطو میرے خواب مین تشریف
لائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ صبح کو جانب دست راست جانا مین اُنکے ارشاد کے موافق
اس طرف آیا تھا آپ کے ملازم مجھکو لیکر آپ کے پاس آئے ہین یہی حال میرا تھا جو مین نے
بیان کیا قبل ہی مجھکو حیرت ہوئی تھی اور اب بھی آپ کے بیان سے کمال حیرت ہوئی ہے
کچھ میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار تھا کیونکہ ملکہ موصوفہ کو تو آپ نے بیان کیا کہ دیوانہ میرا اُٹھا
لیگیا ہے پھر اُس مکان حکیم ثانی ارسطو مین اور کمال شاہ کے جھوپڑے مین ملکہ گوہرپوش کو دیکھا

اور حکیم صاحب نے ملکہ موصوفہ سے نکاح بیرابغیز اُنکی موجودگی کے کیونکر پڑھا اور پھر اُس مکان اور ملکہ کو اور
اُس فقیر کو نہ دیکھا حدید شاہ نے یہ تمام تقریر شاہزادہ کی سنکے تا دیر فکر کرکے جواب دیا ہر چند کہ جو کچھ
اے شاہزادہ ذیقدر تمنے دیکھا ہی واقعہ حیرت افزا ہی لیکن اگر فکر و غور کرو تو کچھ جائے حیرت نہین ہے
کیونکہ حکیم ثانی ارسطو موحد برگزیدہ پروردگار عالم سے ہین ہر چند مرگئے ہین مگر گویا زندہ ہین انھون نے
تمکو ایک مکان جنت نشان مین اپنے تئین دکھا کر تمسے ملاقات کرکے تمھین ذیقدر و ذیوقار جانکر
میری دختر کی تصویر کو دکھایا ہی اور عقد تمھارا اُس سے کیا گیا ہی گویہ مژدہ بشارت ہی ہی کہ اُس
شاہزادی کے ساتھ تمھارا عقد ہوگا پس اُنکا اس طور سے مژدہ دینا مقام حیرت نہین ہی اگر خدا چاہیگا
تو موافق اُنکی بشارت دینے کے ظہور ہوگا اگر یہ کہو کہ مین نے عالم بیداری مین یہ سب کیفیت
دیکھی تھی تو جواب اسکا یہ ہی کہ وہ بیداری تمھاری گویا ایک خواب ظاہری تھا اور خیال خام تھا جب تم
اصل مین سوے اور بیدار ہوے کچھ نہ دیکھا دیکھتے کیا کہ وہان تھا ہی کیا فقط حکیم صاحب کو اس طور سے
تمھین بشارت دینا منظور تھا اور جو تمنے درویش کمال شاہ کی چھپریا مین میری دختر کو دیکھا تھا اُنے
بھی اپنے کمال و کرامت سے میری دختر کی تصویر تمھین دکھا کر گویا خوشخبری دی تھی کہ اس شاہزادی
سے تمھارا عقد ضرور ہوگا پس تمکو خوش ہونا چاہیئے اور مین موافق بشارت دینے حکیم صاحب موصوف
اور درویش کمال شاہ کے عمل کرونگا مگر بشرطیکہ دیوانتر یہ سی دختر میری مجھکو مل جاے رستم
ثانی نے تقریر حدید شاہ کی سن کے شادمان ہوکے کہا اگر مجھکو مسکن دیو سے آگاہی ہو جاے
تو مین اُس دیو کو قتل کرکے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو اسکی قید سے رہا کرکے لے آؤن حدید شاہ نے
کہا مسکن دیوانتر یہ تو معلوم بھی ہو سکتا ہی کہ تمھین بتا دیا جاے مگر تم دیو سے کیا مقابلہ کروگے
کیونکہ وہ دیو ہی اور تم انسان ہو مین نہین چاہتا کہ ہنگام مقابلہ تم اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو شاہزادہ رستم
ثانی نے جواب دیا مین اُس دیو سے ضرور مقابلہ کرونگا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر خدا چاہے گا تو
اُسے ہلاک کرونگا اگر آپ مسکن دیو سے آگاہ نہ کیجیے گا تو مین خود ہلاک ہو جاؤنگا صدمہ و رنج سے
جانبر نہونگا حدید شاہ نے یہ تقریر شاہزادہ کی سن کے مجبور ہوکے کہا اچھا چندے یہان راحت
پذیر ہو بعدہ مین تمکو مسکن دیوانتر یہ تک پہنچوا دونگا یہ کہکر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت
کرو اور شاہزادہ سے کہا حمام مین جاؤ نہا کر پوشاک تبدیل کرو رستم ثانی نے ہمراہ چند ملازمان حدید شاہ
کے در حمام تک جاکے داخل حمام ہوکے آب گرم سے نہاکے جو لباس نفیس حدید شاہ نے
اپنے نوکرون کے ہاتھ کشتی مین بھیجا تھا اُسے زیب تن کیا پھر دربار مین حدید شاہ کے آکے
صندل پر بیٹھے اُس وقت حکم حدید شاہ سے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی لیکر آئے
اور اشارہ شاہ مذکور سے جام بلورین شراب سے بھر کر روبرو رستم ثانی کے لائے شاہزادے نے
شراب پینے سے تامل کیا حدید شاہ نے کہا تم شراب بے تامل پیو مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ مین
حکیم صاحب کی ہدایت سے مسلمان ہو چکا ہون اور یہ ساقی بھی مسلمان ہین ہان میرے دربار مین اکثر
مردم کفار سے ہین جنھون نے تمھارے سلام کا جواب نہین دیا تھا اُنسے تمکو کیا سروکار ہے
مین تو مسلمان ہون شاہزادہ نے یہ سنکے جام شراب دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر حدید شاہ

وغیرہ جملہ اہل اسلام نے جو دربار مین حدید شاہ کے تھے سبکو ساقیان گلرخسار نے شراب دی ہر ایک
نے شراب پی بعد میکشی کے سامان دعوت وضیافت تو ہو چکا تھا دعوت وضیافت شاہزادے کی
نہایت تکلف وخوبی سے کی گئی اسی طرح کئی روز تک پی در پی دعوت وضیافت کی گئی لیکن بزم طرب
آراستہ نکی گئی کیونکہ حدید شاہ غم فراق دختر مین سیاہ پوش تھا بعد چندروز کے شاہزادے نے
حدید شاہ سے کہا اب مجھکو مسکن دیو تک پہونچا دیجیے اُسنے منظور کرکے حکم کیا اس وقت تمام مردم
سپاہ ہمارے مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہون حسب الحکم اُسی دم تمام افسران سپاہ وجملہ لشکر مسلح ہو کے
مرکبون پر سوار ہوے حدید شاہ اور شاہزادہ ذیجاہ بھی مسلح ہو کے گھوڑون پر سوار ہوے سواری
شاہ وشاہزادہ موصوف کی آگے بڑھی سواران سپاہ کہ اسی ہزار تھے ہمراہ رکاب ہوے حدید شاہ جانب
صحراے نیرنگ روانہ ہوا بعد قطع راہ صحراے نیرنگ مین جو ایک کوہ سیاہ تھا اُسکے قریب پہونچکر ٹھہرا اور
رستم ثانی سے کہنے لگا ای شاہزادہ ذیوقار دیکھو اسی کوہ کے درہ مین دیو انتریہ کا مسکن ہی مجھ مین اتنی جرأت
نہین کہ وہان تک جاؤن ڈرتا ہون کہ مبادا دیو انتریہ درہ کوہ سے نکلکر مجھکو اور میری تمام سپاہ کو ہلاک
کرے شاہزادہ نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریے مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو دیو مذکور سے مقابلہ کرکے
اُسے قتل یا زیر کرکے مطیع ومسلمان کرتا ہون یہ کہکے جانب درہ کوہ روانہ ہوا جب پاس درہ کوہ سیاہ
کے پہونچا دلیرانہ اس طرح نعرہ کیا کہ ای دیو انتریہ اگر قوی وبہادر ہی تو جلد درہ کوہ سے نکلکر میرے سامنے
آکر مجھسے مقابلہ کر ادھر تو شاہزادہ نعرہ زن ہوا اُدھر دیو انتریہ نعرہ شاہزادہ موصوف کا سنکے
درہ کوہ سے باہر نہ نکلا وجہ اسکی یہ تھی کہ اُس وقت اُسنے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو صندوق سے کہ
جسمین اُسے قید کیا تھا نکالا تھا اُس سے بعد عجز برائے وصل عرض کر رہا تھا وہ انکار کرتی تھی یہ
بار بار بعجز وانکسار کہتا تھا ای ملکہ اب میرے حال پر رحم کرو کبتک مجھسے انکار کروگی تمھین انکار کرتے
زمانہ ایک سال کا ہوا ہی دیکھو اب انکار وصل کرنا خوب نہین ہی آج ضرور اقرار وصل کرو ورنہ مین تمکو
ہلاک کرکے خود بھی مرجاؤنگا کیونکہ تجھپر شیفتہ ہون ملکہ نے مجبور ہو کے اُس سے کہا اس وقت کوئی
دشمن تیرا درہ کوہ پر آیا ہی نعرہ زن ہی جلد جاکے اُس سے مقابلہ کر اگر وہان سے زندہ وسلامت
آئیگا جو تو کہیگا مین کرونگی دیو مذکور یہ سن کے خوش ہو کے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون اور اپنے
دشمن کا سر لیکر آتا ہون بلکہ تن بدن بھی اُسکا لیتا آؤنگا آج بعد وصل کباب اُسکے کھاؤنگا ہنوز
دیو ملکہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ رستم ثانی نے دوبارہ نعرہ کیا اور بآواز بلند کہا او دیو انتریہ کیا تو نامرد و
بزدل ہی کہ مجھ سے ڈر کے میرے مقابلہ کے واسطے نہین آتا ہی خیر مین ہی درہ کوہ مین آتا ہون دیو
مذکور نے یہ تقریر شاہزادہ کی سنکے ملکہ کو اُسی صندوق مین بند کرکے وار شمشاد دم اُٹھا کے درہ کوہ سے بعد غضب
نکل کے شاہزادہ کے سامنے آکے اپنے تئین ظاہر کرکے کہا ای انسان ضعیف البنیان کیا تو دیوانہ ہے
یا اپنی زندگی سے بیزار ہی کہ مجھسے دیو قوی ہیکل سے لڑنے کو آیا ہی مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے
چلا جا جلد اس جگہ سے بھاگ جا ورنہ پچھتائیگا مین ابھی تجھکو بطور ایک لقمہ کے اُٹھا کر کھالونگا رستم
ثانی نے برہم ہو کے جواب دیا او نابکار تو مجھے کیا کھائیگا مین تجھے ابھی ہلاک کرونگا گو مین بنی آدم
ہون مگر تجھ دیو سے نہین ڈرتا ہون مین کیا تیرے خوف سے بھاگون اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو

ملکہ ہمایون گوہر پوش کو جلد لا ورنہ مجھسے مقابلہ کر کہ ابھی تجھکو ہلاک کرون دیو یہ سُنکے قہقہہ مار کر ہنسا
اُسکی تقریر اور ہنسنے سے تمام صحرا کی زمین تھرائی اور کوہ سیاہ لرز گیا حدید شاہ وغیرہ دور سے اُسے دیکھکر
اُسکی تقریر سُن کے تھرانے لگے اکثر سوار کثرت خوف سے مرکبون سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے شاہزادہ
رستم ثانی دلیرانہ روبرو اُسکے کھڑا رہا دیو نے خوب ہنسکر کہا ای دیوانے کیا تو کوئی مددگاران ملکہ سے ہی
کہ اُسکی رہائی کو آیا ہی یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہی شاہزادہ نے جواب دیا او نابکار آگاہ ہو کہ نام میرا رستم
ثانی ہی مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج نامدار کا ہون دیوانہ نہین ہون بیشک واسطے رہائی ملکہ کے
آیا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کرے گا تو خیر تجھے ہلاک نکرونگا ورنہ ضرور تجھکو قتل کرونگا تو میری قوت
و شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہی مین وہ شجاع ہون کہ تجھ ایسے دیوون کو قتل کرنا بہت آسان
جانتا ہون بس اب مجھسے مقابلہ کر جنگ مین تاخیر نکر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے وار شمشاد لیکر
آیا ہی بعجلت وار کر مجھکو جلدی ہی کہ تجھے ہلاک کر کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کر کے لوح طلسمی حاصل
کر کے طلسم صندل کو توڑون دیو انتریہ یہ گفتگو شاہزادے کی سُن کے برہم ہو کے وار شمشاد اُٹھا
کے نعرہ کر کے وار شمشاد کو گردش دیکے خبردار کہہ کے بقوت تمامتر وار شمشاد سر شاہزادہ
پر لگائی رستم ثانی نے اُس وقت وار شمشاد کا روکنا مناسب نجانکر وار مذکور کے وار کو خالی دیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ وار شمشاد مانند ایک میل فولادی یا ایک مینار کلان کے
بالاے زمین گر کے اندر زمین کے در آئی اُسکی گرانی و افتادگی سے گاو زمین تھرائی کوہ سیاہ کانپ
گیا صحرا کے وحش و طیر خوف سے بھاگے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا حدید شاہ وغیرہ کو یقین ہوا کہ
شاہزادہ دیو انتریہ کی ضرب وار شمشاد سے مارا گیا کیونکہ شاہزادہ گرد و غبار مین نہان ہو گیا تھا
حدید شاہ وغیرہ کو نظر نہ آتا تھا اس وقت ادھر تو حدید شاہ رنج ہلاکت شاہزادہ مین گریان تھا
اُدھر دیو انتریہ نے وار شمشاد مار کر اپنے دانست مین شاہزادہ کو پیوند خاک کر کے اپنی زبان مین لین
نعرہ زن ہوا کہ ارُدم و پست کردم حریف لا یہ نعرہ کر کے دیو انتریہ خوش ہو کے چاہتا تھا کہ وار شمشاد
کو زمین سے اُٹھائے ناگاہ ہوا سے وہ غبار دفع ہوا شاہزادہ نے بعجلت تمام مرکب سے اُتر کر وار
شمشاد کو پکڑ کر زور کر کے اُسکے ہاتھ سے چھین لی وہ برہم ہو کے شاہزادہ سے لپٹ گیا رستم
ثانی بھی دامن گردانکر لپٹ گیا باہم زور ہونے لگا اب حدید شاہ وغیرہ نے دور سے جو
دیکھا کہ شاہزادہ زندہ ہی دیو سے کشتی لڑ رہا ہے کچھ خوف جان نکر کے قریب شاہزادہ کے مع
اپنی سپاہ کے کشتی دیکھنے لگا اور واسطے غالب ہونے شاہزادہ کے اور مغلوب ہونے
دیو انتریہ کے خدا سے دعا کرنے لگا ادھر تو حدید شاہ دعا کرتا تھا اُدھر کشتی تیز دستی سے
ہو رہی تھی جب دیو برہم ہو کے زور کر کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو زمین سے اُٹھا کے سر سے بلند کر کے
زمین پر پٹکون شاہزادہ اُسکی حسرت دلی پوری ہونے دیتا تھا اور جب رستم ثانی اُسے زیر کرنا
چاہتا تھا وہ بھی زیر نہوتا تھا کشتی برابر ہوتی تھی دیکھنے والے نہایت حیران تھے دل مین کہتے تھے
شاہزادہ رستم ثانی مین کیا قوت ہی کہ ایسے دیو قوی سے اس طرح لڑ رہا ہی غرض ادھر حدید شاہ تو
کشتی دیکھتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا اور اُسکے اہل لشکر متحیر تھے اُدھر وہ دیو دیر تک خوب زور کر کے

کشتی لڑکے تھک گیا شاہزادہ کو پسینہ بھی نہ آیا اُس وقت رستم ثانی نے دیوانتر یہ کو دو تین زور مین اُٹھا کے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر زمین پر اسطرح پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی حدید شاہ وغیرہ یہ قوت شاہزادے کی دیکھکر خوش ہوکے بہ آواز بلند تعریف کرنے لگے دیو مذکور نے بطریق مذکور زیر ہوکے چاہا تھا کہ زمین سے اُٹھکر پھر شاہزادے سے لپٹ کر زور کرے رستم ثانی نے فرصت اُسکو بیٹھنے کی نہ دیکر بعجلت تمام اُسکے سینہ پر سوار ہوکے اُسکی ایک شاخ سر کو ہاتھ سے پکڑکر زور کر کے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے دیو تاب صدمہ کی نہ لاکر طالب امان ہوا شاہزادے نے فرمایا ای دیوانتر یہ اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو دین اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری میری اختیار کر اُس نے قبول کیا اور کہا مجھے مسلمان کیجیے شاہزادے نے اُسے کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اور سینے سے اُسکے اُٹھ کر گرد و غبار اپنے تن سے جدا کیا اُس وقت دیوانتر یہ خاک سے اُٹھکر قدم رستم ثانی پر گرا شاہزادہ نے سر اُسکا اپنے پاؤن سے اُٹھاکر سینے سے لگایا اُس نے عرض کیا ای شاہزادہ مین آپ سے زیر ہوکے بظاہر مسلمان تو ہوا مگر ایک حسرت میرے دل مین یہ ہی کہ مین اپنی محبوبہ گلرویہ سے ملون اُسکی وصل سے دل کو شاد کرون شاہزادے نے پوچھا وہ پری کہان ہی اُس نے کہا ای شاہزادہ ذیوقار پہلے مین کوہ قاف مین رہتا تھا وہان گلرویہ پری کو دیکھکر عاشق ہوا تھا ایک روز قابو پاکر اُس پری کو ایک صندوق مین بند کر کے کوہ قاف سے چلا جاتا تھا اثنای راہ مین ایک شہر ہے کہ نام اُسکا شہر سرشار ہی بادشاہ وہان کا سرشار شاہ بنی آدم سے ہے موج ایک لاکھ رکھتا ہی نہایت قوی و بہادر ہے صد ہا پہلوانان کو اُس نے زیر کر کے اپنا مطیع کیا ہی اُس وقت تک اُسکی قوت سے مین آگاہ نہ تھا اور اتفاق سے مین وہ صندوق لیے ہوے بالاے زمین قدم رکھتا ہوا چلا آتا تھا اور سرشار شاہ صحرا مین شکار وحش و طیر کر رہا تھا اُسنے مجھے دیکھکر روکا اور پوچھا اس صندوق مین کیا لیے جاتا ہی مجھے دکھا دے مین نے برہم ہوکے کہا مین تو اس صندوق کو کھولکر جو کچھ اسمین ہی تجھے نہ دکھاؤنگا اُسنے کہا تھا مین تجھے قتل کرونگا یا اس صندوق کو تجھسے چھین لونگا مجھے یہ سنکے غصہ آیا تھا اُس سے آمادہ جنگ ہوا تھا بعد جنگ بسیار چار پہر کے کشتی مین اُسنے مجھے زیر کیا تھا اور ایک شاخ میرے سر کی پکڑکے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے اور مجھے ہلاک کرے مین نے بخوف جان اُس سے عاجزی کی تھی اُسنے میری انکساری پر رحم کر کے وہ صندوق جسمین گلرویہ پری تھی مجھسے چھین کر مجھے چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا خبردار اب کبھی اس طرف نہ آنا ورنہ مار ڈالونگا مین اُسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آکے قیام پذیر ہوا تھا یہان مین نے سنا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ رستم ثانی جو فتاح طلسم صندل ہی ملکہ ہمایون گوہرپوش پر عاشق ہوکے شہر حدیدیہ مین آئےگا مین بغرض ملنے اپنی محبوبہ گلرویہ پری کے ملکہ ہمایون گوہرپوش کو اُٹھا لایا کہ جب شاہزادہ ملک حدیدیہ مین آئےگا ملکہ کو نپائیگا ضرور واسطے اُسکی رہائی کے مجھ تک آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ یہان آئے مجھسے آپ نے مقابلہ کر کے مجھے زیر کیا اگر سچ پوچھیے تو مین بصدق دل مسلمان نہین ہوا ہون اُسی وقت بصدق دل مسلمان ہونگا جب آپ میری محبوبہ مذکورہ کو ملا دیجیے گا اور اُسی وقت مین آپ کو ملکہ ہمایون گوہرپوش کو بھی دونگا جب میری آرزو بر آئیگی رستم ثانی نے اُسکی تقریر سن کے بعد فکر کہا ارے تو نے مگر کیا صدق دل سے

تو مسلمان نہوا ایسا مکروفریب کرنا تجھے لازم نہ تھا خیر اب مجھکو سرشار شاہ کے ملک مین لے چل اگر خدا چاہیگا تو آرزو تیری برآئیگی مگر اس وقت یہ اقرار کر کہ بعد آرزوے مذکور برآنے کے ضرور بہ صدق دل مسلمان ہوجاؤنگا اُس نے کہا ای شاہزادہ نامدار عہد کرتا ہون کہ جب مجھکو میری محبوبہ گلرو پری مل جائیگی بے تامل صدق دل سے مسلمان ہوجاؤنگا اور ملکہ ہمایون گوہر پوش کو آپ کے حوالے کرونگا رستم ثانی نے اسکی تقریر سُن کے حدید شاہ سے کہا اس دیونے جو کچھ کہا آپ نے سُنا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر خدا نے چاہا تو جلد آکے آپ سے ملونگا اب آپ تشریف لے جائین حدید شاہ یہ سُن کے اپنے ملک کی طرف ہمراہ اپنی تمام سپاہ کے روانہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی دیو کے دوش پر سوار ہوکے جانب ملک سرشار روانہ ہوا دیو نے بعد قطع راہ قریب ملک سرشار یہ کے پہونچکر ایک صحرا مین رستم ثانی کو اپنے دوش سے اُتار کر عرض کیا ای شاہزادہ فیجاہ یہان سے ملک سرشار یہ قریب ہے آپ کو سامنے چلے جانا چاہیے بعد تھوڑی دور جانے کے ملک سرشار یہ مین داخل ہوجیے گا مین آپ کے ہمراہ نجاؤنگا کیونکہ سرشار شاہ سے ڈرتا ہون اُس سے عہد کرچکا ہون کہ اب تیرے ملک مین نہ آؤنگا اگر آپ کے ساتھ جاؤنگا تو وہ مجھے ضرور مار ڈالے گا سوا اسکے خلاف عہد بھی ہوگا پس مین اسی جگہ آپ کے آنے کا تین روز تک انتظار کرونگا شاہزادہ اُسکی گفتگو سن کے اُسکو وہین چھوڑ کے آگے روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ بیابان کے داخل شہر ہوا مردمان شہر نے شاہزادہ کو اپنے ملک کا رہنے والا نپاکر پوچھا تم کون اور کہان سے آئے ہو یہان کس واسطے تم آئے ہو شاہزادہ نے اُن لوگون کو جواب دیا کہ مین دور سے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ تمھارے بادشاہ ظالم کے پاس جاؤن اُس سے کچھ باتین کرون اگر وہ میرے کہنے پر عمل کرے تو فھوالمراد ورنہ اُسکو قتل کرون مردمان شہر مذکور گفتگوے شاہزادہ موصوف سن کے ہنسے کسی نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اکثر مردم نے کہا بھلا تو ہمارے بادشاہ کو کیا قتل کریگا کہ وہ علاوہ سپاہ کثیر رکھنے کے خود بھی نہایت شجاع ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے دیوون کو زیر کرتا ہے شاہزادے نے جواب دیا اگر خداوند عالم چاہیگا تو اُسے زیر کرکے اُسے اپنا مطیع کرونگا اُنھون نے جواب دیا بادشاہ ہمارا شجرہ پرست ہے تم شاید مسلمان ہو اگر اپنے خدا کا اسی طرح سامنے اُسکے نام لوگے تو غضبناک ہوکے فی الفور قتل کریگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے خیال محال سے باز آؤ جلد یہان سے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ شاہزادہ نے جواب دیا مین ضرور تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤنگا تمھارے کہنے پر عمل نہ کرونگا اہل شہر یہ سُن کے باہم کہنے لگے اس شخص کو اسکی قضا یہان لائی ہے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے پچھتائیگا مارا جائیگا حالانکہ یہ شخص غیر مذہب ہے مگر ہمکو اسکی جوانی پر رحم آتا ہے کہ یہ اس سن و سال مین قتل ہوجائیگا یہ کہکے یہی ذکر کرتے ہوے چلے گئے شاہزادہ وہان سے اور آگے بڑھا جب اُن مردمان شہر نے اکثر لوگون سے حال شاہزادہ کا بیان کیا شہر مین جا بجا مردم چرچا کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی ہر کارون نے بھی یہ خبر سنی سنتے ہی دربار سرشار شاہ مین گئے اور اُن کافرون نے اپنے بادشاہ کافر کی ثنا و دعا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ آج ایک شخص اہل اسلام سے وارد شہر حضور ہوا ہے وہ کلمات اپنی زبان پر ایسے جاری کرتا ہے جس سے بو

بناوت آتی ہی سرشار شاہ نے اُنھین حکم دیا اُس شخص کو گرفتار کرکے مابدولت کے روبرو لے آؤ
ہر کارے یہ حکم پاکے دربار سے جانے کو تھے ناگاہ رستم ثانی دارالعمارہ سرشار شاہ پر پہونچا اور اندر
دربار کے جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکنے کا قصد کیا شاہزادہ نے برہم ہوکے اُنھین جھڑک دیا
وہ خوف سے ہٹ گئے شاہزادہ موصوف نے دلیرانہ دربار مین جاکر پہلے تو اہل دربار کو دیکھا کہ بہت سے
پہلوان قوی ہیکل اور اُمرا وغیرہ اہل دربار علے قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین سرشار شاہ
بصد نخوت بالاے تخت حکومت تاج حکومت کج سر پر غرور پر رکھے ہوے بیٹھا ہی بعدہ بطریق اہل
اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا مگر سرشار شاہ نے کہ مرد عاقل وبہادر دوست تھا
شاہزادہ پر نظر کرکے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھلاکے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہی
یہان کس غرض سے آیا ہی مین نے سنا ہی کہ تو ارادہ لڑنے کا رکھتا ہی چہرے سے تیرے ہر چند
آثار دلاوری کے ظاہر ہوتے ہین لیکن مجھے حیرت ہی کہ تو مجھ ایسے شجاع بادشاہ سے تن تنہا
لڑنے کو آیا ہی اور میرے دربار مین بیخوف چلا آیا ہے آج تک کسی نے ایسی جسارت نکی تھی
رستم ثانی نے جواب دیا اے سرشار شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج
نوجوان کا ہون اور وہ فرزند میرے جد ذیوقار شاہزادہ قاسم ذیقدر کے ہین اور وہ فرزند شاہزادہ
علمشاہ رومی کے ہین اور وہ فرزند جناب حمزہ صاحبقران اول کے ہین سبب میرے یہان آنیکا
یہ ہی کہ تو نے دیوانتریہ پر ظلم کیا ہی وہ صندوق اُس سے چھین لیا ہی جس مین اُسکی محبوبہ گلرو پری بند
تھی پس وہ صندوق مجھکو دیدے تاکہ مین اُسکو دیدون کیونکہ اُسنے مجھسے تیرے ظلم کی فریاد کی ہی اور
اگر تو نہ دینا صندوق مذکور کا منظور ہو تو مجھ سے مقابلہ کر سرشار شاہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سن کے
مسکراکے کہنے لگا اب معلوم ہوا کہ تم شاہزادہ ہو اور دیوانتریہ کے معاون و مددگار ہو اُس دیو نے
میری شکایت تمسے کرکے تمھین یہان بھیجا ہی خود خوف سے یہان نہین آیا ہی اپنی جان کا اُس نے
خیال کیا ہی اور تمکو مجھ شیر خصال و شجاع بیمثال کے سامنے بھیج دیا ہی بھلا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ دیو
اور صدہا بلکہ ہزارون نامی پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوے اور بہت سے زیر ہوکے مطیع میرے
ہوے ہین اور میرے دربار مین وہ سب اِس وقت بیٹھے ہین تو ایک تم نحیف وزار مجھسے کیا
کارزار کروگے سر میدان جنگ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے میرے نزدیک تو بہتر ہی کہ تم یہان سے
جاکر خود دیوانتریہ کو بھیج دو وہ اپنی محبوبہ کے عشق مین اگر بیقرار ہی تو وہ صندوق یہان آکے مجھسے
لے جاے اگر یہ تمکو منظور نہو تو یہ ہزار پہلوانان نامی گرامی جنکو مین نے زیر کیا ہی اُن مین سے
کسی سے مقابلہ کرو اُنھین پہلوانون مین سے کوئی تمھین زیر کرلے گا شاہزادہ نے برہم ہوکے
جواب دیا مین تجھسے مقابلہ کرکے انشاءاللہ تجھے زیر کرونگا اور وہ صندوق جسمین گلرو پری بند ہی لیکے
یہان سے جاؤنگا سرشار شاہ یہ تقریر رستم ثانی کی سن کے اور اُسکی کم سنی پر نظر کرکے مسکراکے کہنے لگا
اے شاہزادہ نحیف وزار مجھے تمھارا غصہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہی مجھ تمسے محبت ہوگئی ہی ورنہ مین وہ
ہون کہ جسنے میری طرف نظر تند سے دیکھا اُسے مین نے اُسی وقت تہ تیغ کیا خیر اگر تمکو یہی منظور
ہی کہ مین تمسے خود مقابلہ کرون اچھا ایسا ہی ہوگا آج تو روز آخر ہوگیا ہی کل صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہکے

بمحبت و لطف شاہزادہ سے باتین کرنے لگا شاہزادہ بھی اُسکے ساتھ ہم سخن رہا تمادیر شجاعت و بہادری
و جنگ و جدال کا ذکر رہا جب وقت دربار کے برخاست کرنے کا آیا سرشار شاہ نے دربار برخاست
کیا اور رستم ثانی کو ایک مکان وسیع مین بآرام تمام شب بسر کرنے کو کہا شاہزادہ نے موافق اُسکے
کہنے کے مکان مذکور مین جاکے بآرام تمام شب بسر کی صبح کو سرشار شاہ نے محلسرا سے برآمد ہوکے دربار
مین آکے رستم ثانی کو یاد کیا پھر چند ملازمون سے کہا جلد جاؤ اگر شاہزادہ رستم ثانی بیدار ہوا ہو تو
اُس سے ہماری طرف سے کہو کہ ای بہادر حسب وعدہ مین جانب میدان کارزار جاتا ہون تم بھی میرے
انھین ملازمون کے ساتھ جنگگاہ مین آؤ ہمسے مقابلہ کرو ملازم مذکور تو اُدھر روانہ ہوے ادھر سرشار
شاہ نے اپنے تمام سرداران سپاہ سے کہا جلد تم سب مسلح ہو اور جملہ سواران سپاہ سے کہو کہ وہ
بھی مسلح ہون بمجرد حکم شاہ مذکور سب مسلح ہوے اس طرف سرشار شاہ اپنی تمام سپاہ کو کہ ایک
لاکھ تھی ہمراہ لیکر مرکب پر مسلح سوار ہوکے جانب میدان کارزار چلا اور رستم ثانی ہمراہ اُن
ملازمون کے سوئے میدان نبرد چلا جب سرشار شاہ اور رستم ثانی دونون میدان جنگ مین پہونچے
اُس وقت سرشار شاہ نے رستم ثانی کو تنہا پا پیادہ بغیر آلات حرب وضرب کے سامنے اپنے دیکھکر شجاعت
و بہادری و انصاف سے اس طرح مقابلہ کرنا پسند نہ جانکر ایک مرکب اور تلوار اور سپر اور نیزہ و گرز وغیرہ
آلات حرب وضرب اپنے ملازمون کو دیکر کہا جاؤ رستم ثانی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ اس مرکب پر
سوار ہو اور یہ آلات حرب وضرب اپنے تن پر آراستہ کرو ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی شاہزادہ
نے اُسکی ہمت و بہادری و انصاف کی بجائے خود تعریف کرکے آلات حرب وضرب اپنے
تن پر آراستہ کیے بعدہ اُسی مرکب پر سوار ہوکے اُن ملازمون سے کہا کہ اب تم جاؤ اب مین
مقابلہ کرونگا حسب الحکم ملازم مذکور اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور کہا ای بادشاہ یہ شاہزادہ نہایت
شجاع معلوم ہوتا ہی بعد مسلح ہونے کے اس نے ہمسے کہا کہ اب تم میرے پاس سے جاؤ مین اکیلا تمھارے
بادشاہ سے مقابلہ کرونگا سرشار شاہ نے یہ سُنکے بعد فکر اپنے جملہ سرداران سپاہ سے کہا تم مین سے
نصف سردار آدھی سپاہ اپنے ہمراہ لیکر رستم ثانی کی طرف ہوئین اور حسب قاعدہ صف آرا ہون سرداران
مسطور پچاس ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر جانب رستم ثانی گئے اور شاہزادہ سے عرض کیا ہمکو ہمارے
بادشاہ نے اس واسطے اس طرف روانہ کیا ہی کہ ہم آپ کی طرف صف آرا ہون شاہزادہ نے کہا
تمھارا بادشاہ واقعی بہادر و انصاف پسند ہی ہر چند تمھارے ادھر آنے کی مجھکو ضرورت نہ تھی
لیکن چونکہ تمھارے بادشاہ نے تمکو بھیجا ہی تو خیر میری طرف رہو ہنوز شاہزادہ سرداران سپاہ
مذکور سے ہم سخن تھا کہ لشکر سرشار شاہ سے باشارہ بادشاہ بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوے
نکلے اُسی وقت اس طرف سے بیلچہ بردار شاہزادہ سے اجازت لیکر سپاہ سے نکلے اُنھون نے
اور اُنھون نے ملکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کیا بعد
اُسکے دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے ہوے لیکر نکلے اور میدان کارزار مین جاکر
اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار کو خوب طور سے تر اور سرد کر دیا گرد و غبار کو دفع کر دیا جب اس
عنوان سے درستی میدان کارزار کی ہو چکی دونون سمت صف آرائی ہونے لگی میمنہ میسرہ قلب کمین گاہ ٹھہر گیا

لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا ادھر شاہزادہ زیر علم لعبدہ سپہ سالاری چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ
کے کھڑا ہوا ادھر اسی طرح سرشار شاہ بھی سایہ علم شیر پیکر مین کھڑا ہوا جب اس طور سے ہر دو لشکر
مقابل ہوے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بیچ مین دونون لشکرون کے
جاکر جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہوکے بے ثباتی دنیا و اہل دنیا کو ظاہر کرکے جوانان سپاہ کو آمادہ
جنگ کرکے درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے اُس وقت پہلے اپنے لشکر سے سرشار شاہ
نکل کے بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کر شاہزادہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
ای شاہزادہ رستم ثانی آؤ مجھسے مقابلہ کرو بمجرد طلب کرنے سرشار شاہ کے شاہزادہ موصوف مرکب کو
جولان کرکے اُسکے روبرو گیا اُس نے کہا ای رستم ثانی ہر چند کہ مین نے تمھارے کہنے سے میدان
جنگ مین آکے صف آرائی لشکر سے فراغ حاصل کیا ہی لیکن اب بھی مین تمسے کہتا ہون کہ تم دیوانتیہ
کی طرف سے مجھسے مقابلہ نکرو انجام اس مقابلہ کرنے کا تمھارے حق مین اچھا نہوگا مجھے تم سے
اک محبت ہوگئی ہی نہین چاہتا ہون کہ تم میرے ہاتھ سے سر میدان جنگ ہلاک ہو شاہزادہ نے
ہنسکر جواب دیا ای سرشار شاہ اب تو مین تمھارے مقابلہ کو آچکا ہون نہین ممکن کہ بغیر مقابلہ کیے تمھارے
سامنے سے چلا جاؤن اُس نے یہ سنکے کہا اچھا پھر تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو نیزہ یا گرز یا تلوار سے
مجھپر وار کرلو بعدہ مین بھی تمپر وار کرونگا رستم ثانی نے جواب دیا ای سرشار شاہ آگاہ ہو کہ ہم اہل
اسلام سے ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ ہی کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی وار نہین کرتے ہین جب
حریف نیزہ یا تلوار یا گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے کوئی حربہ اُٹھا کر وار کر چکتا ہی اور اُسکے
وار کو رد کر یا روک چکتے ہین اُس وقت خود بھی وار کرتے ہین پس پہلے تم مجھپر کوئی وار کرو جب خدا
ہمارا تمھاری ضرب نیزہ و تیغ و گرز سے ہمین بچا لیگا اُس وقت مین بھی تمپر وار کرونگا شاہ مذکور یہ
شجاعت و ہمت رستم ثانی کی دیکھکر خوش ہوکے دل مین کہنے لگا آجتک کوئی بہادر مانند اس شاہزادہ کے
نہین دیکھا ہی گیا اسکا حوصلہ ہی اور کیا ہمت و دلیری ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے نیزہ اُٹھا کے
پھر کچھ سوچکر نیزہ کو رکھکر مرکب کو برائے زور آزمائی بڑھایا ادھر شاہزادہ نے بھی بائین ہاتھ مین سپر
لیکے مرکب کو جولان کیا جب سپر مین دونو بہادرون کی باہم لڑین اور دونون دلاورون نے زور کیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب سرشار شاہ کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم بلکہ نصف
قدم گھوڑا شاہزادہ کا پسپا ہوا سرشار شاہ اپنے مرکب کے ہٹ جانے سے خجل ہوکے پھر
مرکب کو آگے بڑھاکے کہنے لگا ای شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ میری قوت و طاقت مین کمی نہین
ہی مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا یہ مرکب نہین معلوم کیا سبب تھا کہ اس وقت تمھارے مرکب سے پسپا زیادہ
ہوا پس یہ قصور مرکب کا ہی میری قوت مین کمی نہین ہی شاہزادہ نے مسکرا کے جواب دیا خیر اب بھی
اپنی جگہ سے ہنگام جنگ نہ ہٹنا اُس نے یہ سن کے نیزہ اُٹھا کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو
گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سینۂ شاہزادہ پر سنان نیزہ کا وار کیا ادھر شاہزادہ نے
اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا دونون سنانین باہم لڑین چنگاریان پیدا ہوئین
دیکھنے والے کہنے لگے کیا اچھی طرح رستم ثانی نے سنان نیزۂ حریف کو اپنے نیزہ کے

سنان پر روکا ہی بعد روکنے ضرب نیزہ کے خود بھی نیزہ لگایا بادشاہ مذکور نے بھی چالاکی سے وار کو
روکا اسی طرح باہم رد و بدل چالیس طعنین نیزہ کی ہوئین بعد اسکے شاہزادہ نے کہا اے سرشار شاہ ابکی
مرتبہ سنان نیزہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائیگی ذرا ہوشیار رہنا اُسنے ہنسکر جواب دیا میرے ہاتھ
سے سنان نیزہ کا نکال دینا مشکل ہی بلکہ ممکن نہین یہ کہکے غضبناک ہوکے نیزہ کا وار کیا شاہزادہ نے
اس خوبی سے سنان نیزہ کو روکا اور ایسا بند نادر باندھا کہ سرشار شاہ سے کسی طرح کھل نہ سکا آخر
سنان نیزہ دست سرشار شاہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری سبکو حیرت ہوئی بخصوص
سرشار شاہ کو بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور ایسی خجالت ہوئی کہ اُس نے شرم سے سر جھکا لیا ہمہ تن
عرق خجالت مین تر ہوگیا گویا ایک نیزہ آب ندامت مین غرق ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر برہم
ہوکے خبردار خبردار کہکے ڈانڈ نیزہ کی جھپٹ کر سر شاہزادہ پر لگائی اس بہادر نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو
اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ سرشار شاہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُس وقت شاہ مذکور نے
برہم ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے گرز گران کو اُٹھا کے کہا اے شاہزادۂ رستم ثانی یہ وہ
گرز ہی کہ اگر اس کو سر کوہ پر مارون تو وہ بھی شکستہ ہوجاے انسان کی کیا مجال ہی کہ اسکی ضرب سے
جانبر ہو یا اسکی ضرب کو دلیرانہ روکے مجھے اس گرز گران کی ضرب لگانے پر ناز ہے اگر دلیرانہ اس
ضرب گرز کو روک لو تو مین جانون کہ تم شجاع و بہادر ہو شاہزادہ نے مسکراکے جواب دیا اگر خدا چاہیگا
تو ضرب گرز کو روکونگا تم بقوت تمام ضرب گرز لگانا رعایت نہ کرنا اُسنے یہ سنکے حسب قاعدہ
پہلوانان قوی بازو کے ضرب گرز لگائی شاہزادہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُس وقت گرز پر
گرز پڑنے سے وہ صدا بلند ہوئی کہ دل جوانون کے دہل گئے گھوڑے سوارون کے خائف
ہوئے گاؤزمین تھرائی غبار بلند ہوا شاہزادہ کثرت غبار مین نہان ہوا سرشار شاہ نے گرز
لگاکر پہلے تو بے اختیار کہا زدم و پست کردم حریف را بعدہ افسوس کرکے کہا عجب جوان بہادر میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ہی اسکے ہلاک ہونے کا صدمہ رہیگا یہ کہکے اپنے عیار صبا بن بدمست سے کہا
جلد جاکر شاہزادہ کی خبر لا دیکھ تو زندہ ہی یا ہلاک ہوگیا ہی وہ حسب الحکم چھاگل پانی سے بھر کر جلد تر
گیا پہلے اُس نے پانی سے غبار کو دفع کیا بعدہ شاہزادہ کو دیکھا کہ آنکھین بند ہین پسینہ پیشانی پر آیا ہی
ہاتھ مین گرز مانند میل فولادی کے ہی ہاتھ کو ذرا بھی کجی نہین ہوئی ہی گھوڑا گھٹنون تک غرق زمین ہوگیا
ہی یہ دیکھکر چلو مین پانی لیکر شاہزادہ کے منھ پر چھینٹا دیکر کہا اے شاہزادہ نامدار مزاج کیسا ہی ہمارا
بادشاہ ضرب گرز لگاکر متردد ہی آنکھین کھولیے اگر آپ زندہ ہین تو کوئی میرے سخن کا جواب دیجیے شاہزادہ نے
اُسکی آواز سن کے آنکھین کھولکر جواب دیا جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے کہ مین فضل خدا سے اچھا ہون تمھاری
ضرب گرز سے کچھ بھی صدمہ میرے دست و بازو کو نہین پہونچا ہی عیار یہ سن کے حیران ہوکے اپنے
بادشاہ کے پاس جاکر کہنے لگا شاہزادہ زندہ ہی ادھر رستم ثانی نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے پاؤن اُسکے
زمین سے نکالے پھر غبار بلند ہوا سرشار شاہ شاہزادہ کے جانبر ہونے سے متحیر ہوکے خوش ہوکر اپنے
سرداران لشکر سے کہنے لگا مین نے آجتک ایسا جوان شجاع و بہادر کبھی نہین دیکھا تھا دیکھیے انجام
اس جنگ کا کیا ہوتا ہی ہنوز سرشار شاہ آہستہ آہستہ یہ تقریر اپنے سرداران لشکر سے کر رہا تھا

وہ عرض کر رہے تھے کہ جو کچھ حضور نے فرمایا بجا ہی ہمنے بھی کوئی ایسا جوان شجاع وبہادر نہین دیکھا ہی آپکی
ضرب گرز سے جانبر ہوا جائے حیرت ہی کہ ناگاہ شاہزادہ نے بادشاہ مذکور سے مخاطب ہوکے کہا اے
بہادر اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُس نے کہا مین ہوشیار ہون ضرب گرز لگاؤ مین تواپنی قوت بازو
دکھا چکا اب تمھارے زور بازو کو دیکھنا منظور ہی شاہزادہ نے رکابون پر اپنے قدم استوار رکھ کر پشت
فرس سے کچھ بلند ہوکے گھوڑے کو کسیقدر آگے بڑھا کے گرز کو گردش دیکر داہنے ہاتھ سے گرز مذکور
اُسکے سر پر لگایا اُسنے بخیال جانبر ہونے کے ضرب گرز کو اپنی گرز پر نہ روک کے پشت فرس سے جانب
پاے فرس ہٹ گیا گرز شاہزادہ کا اُسکے گھوڑے پر پڑا فی الفور گھوڑا ہلاک ہوکے زمین پر گرنے لگا
سرشار شاہ بعجلت تمام پشت مرکب مذکور سے زمین پر کودکر آیا اور چاہا کہ جس طرح شاہزادہ
نے میرے مرکب کو ہلاک کیا ہی مین بھی اُسی طرح سے اُسکے مرکب کو ہلاک کرون رستم ثانی اُسکے
ارادہ سے باخبر ہوکے فی الفور مرکب کی پشت سے بالاے زمین آیا اور کہا اے سرشار شاہ گھوڑے
کے ہلاک کرنے کا عبث ارادہ ہی مجھسے مقابلہ کرو اُس نے برہم ہوکے دامن گردان کے کمربند آہنین
شاہزادہ مین جھپٹ کے ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا اور شاہزادہ نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈالکر
زور کیا تا دیر زور ہوے آخر دونون بہادر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے جملہ جوانان سپاہ بنظر غور کشتی
دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دیوانتریہ کو بعد دوپہر کے زیر کیا تھا لیکن سرشار شاہ
کو چار پہر کامل مین زمین سے اُٹھا کے اپنے سر سے بلند کرکے چرخ دیکے چاہا تھا کہ بروے خاک
پٹک دیجیے ناگاہ شاہ مذکور طالب امان ہوا شاہزادہ نے فرمایا امان بشرط قبول دین
اسلام دیجائیگی اُسنے مسلمان ہونا قبول کیا رستم ثانی نے آہستہ سے اُسکو زمین پر بٹھا دیا اُس نے
زیر ہوکے قدم شاہزادہ پر گر کے کہا میری خطاے دشمنی کو عفو کرکے مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے
سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگا کے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہوا بعدہ تمام اپنے اہل لشکر و رعایا کو مسلمان کیا شجر پرستی سے اجتناب و بیزاری کرکے خدا پرست ہوا
پھر شاہزادہ کو بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے لیجا کے عرض کرنے لگا اب آپ تخت حکومت پر بیٹھیے
شاہزادہ نے منظور نکر کے جواب دیا یہ تخت و تاج تمھارا انھین کو مبارک ہو مجھے ہوس تخت نشینی و حکومت
نہین ہی یہ کہکے اُسکو اپنے ہاتھ سے تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور خود ایک دنگل پر متصل تخت بیٹھکر سر دربار
سرشار شاہ سے کہا کہ دیوانتریہ تمھارے خوف سے یہان نہین آیا ہی قریب اس شہر کے جو صحرا ہے
اُسمین قیام پذیر ہی جلد اُسکو یہان طلب کرکے وہ صندوق جسمین اُسکی معشوقہ گلرو پری ہی اُسے دے
دو کہ مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ مین تیری محبوبہ کو سرشار شاہ سے لیکر تیرے حوالے کرونگا شاہ
موصوف نے اُسی وقت کچھ سوارون کو روانہ کرکے دیوانتریہ کو بیابان سے بلا کے وہ صندوق
اُسکے حوالے کرکے اُس سے کہا اے دیوانتریہ یہ صندوق مین نے محض اس شاہزادے کی اطاعت اختیار
کرنے سے تجھے دیا ہی ورنہ کبھی تجھکو نہ دیتا وہ صندوق پاکے بہت خوش ہوا شاہزادہ کی تعریف کرنے لگا
رستم ثانی نے کہا اے دیوانتریہ اب ایفاے وعدہ کر اُسنے کہا مجھے ایفاے وعدہ مین اب کیا عذر ہی
مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے دوبارہ اُسے کلمہ پڑھایا ایک مرتبہ وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان

ہوا جب دیوانستریہ بھی مسلمان ہوچکا سرشار شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا بزم عشرت آراستہ کرو سامان دعوت وضیافت واسطے اس شاہزادہ ذیجاہ کے نہایت تکلف سے کرو اُنھون نے حکم کے موافق بزم طرب آراستہ کی سامان دعوت بھی کیا سرشار شاہ بزم طرب مین ہمراہ شاہزادہ کے جاکے بیٹھا اہل دربار بھی بزم مذکور مین آکے علی قدر مراتب بیٹھے اُس وقت حکم سرشار شاہ سے چند ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لیکر بزم مین آئے شاہزادہ موصوف وغیرہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لے گئے بعدہ ایک نازنین رقاصہ نہایت خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکے شاہزادہ کو اور سرشار شاہ کو سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے رقص ونغمہ کرنے لگی جملہ اعلےٰ ادنیٰ رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے خوش ہونے لگے خصوص سرشار شاہ بہت خوش ہوئے لگا رقاصہ کو متواتر انعام دینے لگا اسی طرح چند در چند نازنینان خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہوکے کئی روز تک رقص ونغمہ کیا کین اور دعوت وضیافت رستم ثانی کی ہوا کی بعد کئی روز کے سرشار شاہ نے جشن کو موقوف کیا رستم ثانی نے اُس سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون کیونکہ بالفعل مجھے صحراے نیرنگ مین ہمراہ دیوانستریہ کے جاتا ہو ملکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کرنا ہو بعدہ حدیدیہ مین جاتا ہو وہان سے برائے حصول لوح طلسم صندل کے جانا ہے اپنے حال سے اپنے اہل لشکر کو آگاہ کرنا ہو نہین معلوم وہ میرے انتظار مین کس طور سے ہونگے عجب نہین کہ سب صحرا مین غمگین وحزین ہونگے میری تلاش کرتے ہونگے سرشار شاہ نے عرض کیا ابھی آپ چندے اس لشکر مین قیام کیجیے شہر کی سیر کیجیے اگر خیال اپنے اہل لشکر کا ہو تو مین اُنھین ہرکارون اور سوارون کو روانہ کرکے یہان بلاتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا اب میرا یہان قیام کرنا اچھا نہین ہو مجھے رخصت ہی کرو اُس نے عرض کیا اگر آپ کا ارادہ جانے کا ہو تو مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا تازندگی آپ سے جدا نہونگا ہرچند رستم ثانی نے کہا تم میرے ہمراہ نہ چلو اپنے ملک مین رہو حکومت وسلطنت کرو لیکن اُس نے نہ مانا اور اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا جلد سامان سفر مہیا کرو اہل لشکر کو حکم دو کہ مسلح رہین صبح کو ہم یہان سے جانب دشت نیرنگ کوچ کرینگے افسران سپاہ اور وزرا نے اُسکے حکم کی تعمیل کی دوسرے روز سرشار شاہ اپنے وزیر اعظم کو کہ نام اُسکا حمید تھا اور خطاب اُسکا مدبر الملک تھا اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا کے تمامی رعایا کو اسکی اطاعت کا حکم دے کے ایک لاکھ سواران جنگی وآزمودہ کار اور ایک ہزار پہلوانان قوی کی جمعیت سے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی ہوکے اپنے شہر سے جانب صحراے نیرنگ روانہ ہوا دیوانستریہ بھی شاہزادہ کے ساتھ ہوا بعد قطع راہ دور ودراز جا بجا کوچ اور مقام کرکے ایک روز رستم ثانی وقت دوپہر صحراے نیرنگ مین پہونچا حدید شاہ حاکم ملک حدیدیہ ہرکارون سے خبر تشریف آوری شاہزادہ موصوف کی سنکے ہمراہ اپنے لشکر کے واسطے استقبال کے صحراے نیرنگ مین آیا استقبال کرکے شاہزادہ سے ملا حال پوچھا رستم ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے خوش ہوا اُس وقت رستم ثانی نے دیوانستریہ سے کہا کہ ملکہ ہمایون گوہر پوش کو لاکے حدید شاہ کے حوالے کرو اُسنے عرض کیا ابھی جاتا ہون اور ملکہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکے درہ کوہ سیاہ مین گیا اور ایک صندوق کلان

جسمین ملکہ موصوفہ کو اُس نے قید کیا تھا اُٹھا لایا پھر وہ صندوق حدید شاہ کے حوالے کیا وہ اپنی دختر کو
پا کے از حد شادمان ہوا اُسکی خوشی کیا لکھی جائے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جب دیو انتریہ
ملکہ ہمایون گوہر پوش کو حوالہ حدید شاہ کر چکا اور اپنی محبوبہ گلرو پری کو پا چکا چند بال اپنے سر کے
شاہزادہ رستم ثانی کو دیکر عرض کرنے لگا انھین بحفاظت اپنے پاس رکھیے گا اگر کبھی کوئی ضرورت ہو اور
طلب کرنا اس فرمانبردار کا منظور ہو تو ایک بال آگ پر رکھ دیجیے گا فی الفور یہ تابعدار حاضر خدمت ہوگا
پھر جو کچھ فرمایئے گا بجا لائیگا یہ کہکے وہ صندوق محبوبہ کا لیکے جانب کوہ قاف چلا گیا اور حدید شاہ رستم ثانی کو
اپنے ہمراہ لیکے اپنے ملک مین آیا پہلے اُس نے اپنی سیاہ پوشاک تبدیل کی پھر حکم کیا جملہ اہل شہر سیاہ
کپڑے اُتارین پوشاک نفیس پہنین شہر کو آراستہ کرین سامان خوشی و عشرت کا کرین حسب الحکم
ہر ایک اعلی الدنی نے سیاہ پوشاک تبدیل کی سامان عیش و عشرت کیا شہر آراستہ ہوا رونق رفتہ شہر
پھر از سر نو آئی جا بجا نوبت و نقارے بجنے لگے حدید شاہ نے وہ صندوق جو دیو انتریہ نے دیا تھا
محلسرا مین لیجا کے کھولا اُسمین سے اپنی دختر کو نکالا عورتین محل کی ملکہ کو دیکھکر اُس سے ملکر خوش
ہو کے فرط شادی سے رونے لگین پھر ملکہ پر سے زر و جواہر وغیرہ نثار ہونے لگا بعد اسکے سب کے
کہنے سے ملکہ نے حمام کیا لباس تبدیل کیا سب عورتون کو محل کے خوشی ہوئی مادر ملکہ کو از حد شادمانی
ہوئی اُسی روز شب کو حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کیون صاحب تمھاری دختر تمسے کبھی نہ ملتی اگر
شاہزادہ رستم ثانی یہان آکے دیو انتریہ کو زیر نہ کرتا اُسی کے باعث سے ہمسے اور تمسے یہ دختر آکے
ملی ہی اُسنے ہمپر بڑا احسان کیا ہی سوا اُسکے حکیم ثانی ارسطو جنکے ہم معتقد ہین اُنھون نے تمھاری اس دختر کا
عقد عالم خواب مین ساتھ رستم ثانی کے اپنی کرامت سے کر دیا ہی اب سوائے رستم ثانی کے میرے نزدیک
کوئی تمھاری دختر کا زوج ہو نہین سکتا ہی اول تو شاہزادہ مذکور تمھاری دختر پر شیفتہ ہی عالم عشق مین
یہانتک آیا ہی کارنمایان جیسا کہ قبل اسکے مین نے بیان کیا اُسنے کیا ہی وہ اس سے عقد کرنے کا مستحق
ہو چکا ہی دوسرے جناب حکیم صاحب کی بھی اُس سے عقد کر دینے مین خوشی ہی خلاف اُنکے کوئی کام کرنا
اچھا نہین ہی بس مین مناسب یہی جانتا ہون کہ عقد تمھاری دختر کا جلد تر ساتھ رستم ثانی کے کہ وہ بھی
ایک شاہزادۂ ذیوقار ہی کر دیا جائے میری تو یہ رائے ہی جو ظاہر کر دی اُس نے اپنی دختر کے عقد کی گفتگو
اپنے شوہر سے سُنکے خوش ہو کے کہا صاحب مین عورت ناقص العقل ہون مین کیا اس مقدمہ مین
رائے اپنی ظاہر کرون بہتر و مناسب وہی ہی جو تمنے تجویز کیا ہی حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے یہ تقریر سُنکے عقد
دختر پر راضی پا کے شب بسر کر کے صبح کو دربار مین وزرا سے کہا جلد سامان شادی ملکہ ہمایون گوہر پوش
کا کرو اس طور سے کہ تم رستم ثانی کی طرف سے جملہ سامان شادی کا کرو اور مین اپنی دختر کی جانب سے
سامان عقد کرون اُنھون نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا حدید شاہ نے وزرا سے یہ تقریر کر کے نجومیون
اور رمالون کو طلب کر کے اُنسے پوچھا اس مہینے مین کونسی تاریخ دیوم واسطے عقد میری دختر کے
سعید ہی اُنھون نے موافق اپنے علم کے بعد فکر بسیار گردش کواکب سعد و نحس پر نظر کر کے اور
زائچہ کھینچ کے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ آج کے چھٹے روز یہ عقد ہو تو بہت مناسب ہی کیونکہ تاریخ
دیوم بھی دونون سعد مین زہرہ و مشتری دونون ایکبرج مین ہونگے قران السعدین ہوگا اگر تاریخ

معینہ و روز مذکور عقد ملکہ عالم کا ساتھ شاہزادہ رستم ثانی کے ہوگا تو انجام نیک ہوگا ہمیشہ تاحیات زن و شوہر مین نہایت الفت و محبت رہیگی سوا اسکے ہم حکم لگاتے ہین کہ اسی سال ایک فرزند بطن ملکہ عالم سے ایسا شجاع و بہادر ہوگا کہ زیر فلک مثل اُسکے کوئی بہادر و صاحب اقبال کم ہوگا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ علاوہ بہت سے کارہاے نمایان کے ایک طلسم کہ نام اُسکا طلسم عجائب رنگ ہوگا عہد جوانی مین توڑیگا مال و اسباب طلسم مذکور پائیگا نام اُسکا سہراب شیر پیکر ہوگا حدید شاہ نے اُنکی تقریر سنکے خوش ہوکے اُنھین انعام دیکے رخصت کیا بعدہ وزراے مذکور نے حسب الحکم حدید شاہ سامان شادی کا کیا اگرچہ مولف ہیچمدان احوال مفصل اس شادی کا درج کرے تو ناظرین مختصر پسند کے خلاف طبع ہوگا اور طول ہوگا لہذا مختصر یہ ہے کہ عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کا ساتھ رستم ثانی کے نہایت خوبی سے ہوا لاکھون روپیہ کا صرف دو طرفہ ہوا حدید شاہ نے جہیز مین اپنی دختر کے اس قدر مال و اسباب و ملک و زر و جواہر دیا کہ تعداد اُسکی بوجہ کثرت کے قلم لکھ نہین سکتا ہے غرضکہ بعد عقد رستم ثانی اور ملکہ ہمایون گوہر پوش ایک جا ہوکے وصل سے شادکام ہوے الطاف خدا سے چندہی روز کی ہمبستری مین ملکہ موصوفہ حاملہ ہوئین رستم ثانی وغیرہ کو خوشی ہوئی بعد انقضاے ایام حمل کے موافق حکم لگانے نجومیون اور رمالون کے شاہزادہ سہراب شیر پیکر پیدا ہوا انشاء اللہ احوال اسکا بمقام مناسب لکھا جائیگا اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب عقد رستم ثانی کا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ہوچکا اور ملکہ حاملہ ہوچکین اور چند روز عقد کے بعد بھی گذر چکے ایک روز شاہزادہ رستم ثانی سر دربار پہلوے حدید شاہ مین دنگل پر سر جھکائے غرق دریاے فکر بیٹھا تھا حدید شاہ نے شاہزادہ موصوف پر نظر کر کے بصد الطاف و عنایت پوچھا اے فرزند اس وقت مزاج کیسا ہے باعث فکر و تردد کیا ہے شاہزادہ نے جواب دیا اس وقت مجھکو یہ فکر ہے کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون جملہ عزیز و احباب سے دور ہون سوا اسکے یہ فکر ہے کہ واسطے شکار کے ہمراہ اپنے رفقا کے صحرا مین آیا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تھا ہرن تو نظر سے غائب ہوگیا تھا مین صحراے نیرنگ مین پہونچا تھا وہان سے یہان تک آنا ہوا تھا لشکر چھوٹا لوح طلسم صندل کی ابتک کوئی فکر نہی اب دل گھبراتا ہے چاہتا ہون کہ یہان سے اگر آپ اجازت دین تو واسطے حصول لوح طلسمی کے کسی سمت جاؤن یا اپنے لشکر مین کہ سب کو صحرا مین چھوڑ آیا تھا جاؤن بعدہ بادشاہ خورشید روشن دل سے ملاقات کر کے تدبیر حصول لوح طلسم صندل اُس سے پوچھون جب لوح مذکور حاصل ہو تو بے تامل طلسم مذکور کو فتح کرون اُس کام سے فراغت حاصل کر کے اپنے والد کی خدمت مین جاؤن بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے ملون اور دیگر اپنے عزیز و احباب سے بھی ملون وہ سب میری مفارقت مین محزون ہونگے حدید شاہ نے یہ سنکے کہا اے فرزند مین تمھین جانے کو مانع نہین بلکہ مین بھی تمھارے ساتھ جانب طلسم صندل چلونگا تمھارے دشمنون سے لڑونگا تنہا تمکو جانے ندونگا لیکن چندے یہان اور قیام کرو عجب نہین کچھ سراغ لوح طلسم صندل کا ملجاے کیونکہ آج کے پانچوین روز عرس اور روز فاتحہ حکیم ثانی ارسطو شاہ بیوالاہی اس ملک مین دور دور سے گروہ گروہ جوق جوق مردم عوام و خاص و مشائخ و مطرب وغیرہ آئینگے تربت حکیم صاحب پر جمع ہوکے چند روز تک صحیفہ ابراہیمی پڑھینگے مطرب و قوال گائینگے مشائخ وغیرہ

جمع ہونگے گانا سن کے مشائخ عالم وجد مین آ کے جھومین گے اکثر کو حال آئیگا لاکھون آدمی جمع ہونگے
عرس بہت مجمع سے ہوگا سب شریک فاتحہ خوانی و عرس ہونگے عالم جمع ہونگے یہ جلسہ قابل دید ہوگا
تم بھی دیکھنا اور واسطے حصول لوح طلسمی مذکور کے تربت حکیم صاحب موصوف پر صحیفہ ابراہیمی تم بھی پڑھ کر اُنکی
روح کو ثواب صحیفہ ابراہیمی بخش کر شب کو یہ نیت کرکے سونا کہ ای حکیم ثانی ارسطو آپ خاصان خدا سے
ہین اور میرے محسن ہین جس طرح آپ نے بشارت مجھکو عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کی دی تھی اُسی طور سے
اب حال لوح طلسم صندل سے عالم خواب مین مجھے آگاہ کیجیے مین یقیناً کہسکتا ہون کہ وہ برگزیدہ
خدا تمھارے خواب مین آئینگے حال لوح طلسم صندل سے آگاہ کر دینگے تمھین اُسکے دریافت کرنیکی
کسی سے کچھ ضرورت نہو گی بعد معلوم ہونے حال لوح کے بیان سے روانہ ہونا مین بھی تمھارے ساتھ
چلونگا بالفعل بیان سے جانا تمھارا میرے نزدیک اچھا نہین آگے تمھین اختیار ہے یہ کہکے حدید شاہ
خاموش ہوا وزرا اور دیگر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب
ہے کہ چند روز اور بیان قیام کیجیے شریک عُرس حکیم صاحب ہو جیے شاہزادہ رستم ثانی نے سبکی تقریر سنکے
حدید شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ نے جو فرمایا ہے مین وہی کرونگا خلاف آپ کے ارشاد کے نکرونگا
حدید شاہ یہ سنکے خوش ہوا اہل دربار بھی شادان ہوے تعریف شاہزادہ کی کرنے
لگے بعد گذرنے چند روز کے موافق کہنے حدید شاہ کے حکیم صاحب کا عرس ہوا لاکھون آدمی
جمع ہوے فاتحہ خوانی حکیم صاحب کی حسب دستور ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے بھی صحیفہ
ابراہیمی تمام و کمال پڑھ کے روح حکیم صاحب مرحوم کو ہدیہ ثواب اُسکا دیا اور شب کو قریب قبر
حکیم صاحب ایک بارگاہ مین وہی نیت جو حدید شاہ نے تعلیم کی تھی کر کے آرام کیا عالم خواب مین شاہزادہ
رستم ثانی نے دیکھا کہ حکیم صاحب مرحوم باچہرۂ نورانی و لباس نفیس نظر آئے اور شاہزادہ
موصوف سے نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آکے کہنے لگے ای شاہزادہ رستم ثانی سب مجھے
معلوم ہوا کہ فی الحال تمکو تردد و فکر ہے چاہتے ہو کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہو ہرچند کہ مجھے معلوم ہے
مگر بمصلحت مفصل حال اُسکا نہ بتاؤنگا لیکن اسقدر بتاتا ہون کہ صبح کو بیان سے جانب دست راست
روانہ ہونا اگر خدا چاہیگا تو کچھ ایسے سبب پیدا ہونگے کہ حال لوح طلسم صندل کا تمکو معلوم ہو جائیگا اور
جب پروردگار عالم چاہیگا لوح مذکور تمھین حاصل ہو جائیگی خاطر جمع رکھو فکر و تردد نکرو حق سبحانہ تعالے
مسبب الاسباب ہے اُس سے امید رکھو نا اُمید و غرق دریاے فکر نہو کوئی ایسی مشکل نہین ہے کہ اُسکے فضل
و کرم سے آسان نہو تم نے سنا ہوگا مطلع مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ یہ کہکے
حکیم صاحب تو نظر سے غائب ہوے شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا وقت نماز سحر کا ہے اُس وقت شاہزادہ نامدار
نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ازان حدید شاہ سے جاکر جو کچھ عالم خواب مین حکیم ثانی ارسطو نے اُنکو کہا تھا
بیان کیا حدید شاہ سنکے خوش ہوکے کہنے لگا ای فرزند دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا خیر الحمد للہ
اب حال لوح طلسم صندل معلوم ہو جائیگا فی الحال مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر کو بیان بلواؤ اور اپنے
حال سے بادشاہ خورشید روشن دل کو بذریعہ نامہ کے آگاہ کرو پھر بیان سے روانہ ہو
شاہزادہ نے جواب دیا مین اسی وقت بیان سے روانہ ہونگا کیونکہ حکیم صاحب نے شب کو

عالم خواب مین یہی فرمایا تھا کہ صبح کو بیان سے جانب دست راست روانہ ہونا حدید شاہ یہ سنکے کہنے
لگا اچھا اسی وقت بیان سے روانہ ہو خلاف حکم حکیم صاحب نہ کرو آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا یہ کہکے
اسی وقت حکم کیا ہماری تمام فوج تیار ہو سامان سفر مہیا ہو وزرا نے سامان کیا فوج کہ تعداد مین
اسی ہزار تھی مسلح ہوئی شاہزادہ اپنی خوش دامن اور اپنی زوجہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے رخصت
ہوکے انکو دلاسا دے کے نالان و گریان انکو چھوڑ کے محل سے برآمد ہوکے مسلح ہوکے
مرکب پر سوار ہوا حدید شاہ اپنے ایک وزیر کو اپنا قائم مقام و تخت نشین کرکے مع اپنی سپاہ کے
ہمراہ شاہزادہ کے ہوا سرشار شاہ مع اپنی سپاہ کے مسلح ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ
ہوا سواری شاہزادہ کی بڑھی تمام سپاہ ہمراہ شاہزادہ کے چلی رستم ثانی نے جانب دست
راست تین کوس جاکے ایک سبزہ زار مین مقام کیا اس جگہ سے حسب رائے حدید شاہ کچھ
سوارون کو واسطے طلب اپنے لشکر ساحران و عیاران کے روانہ کیا اور ایک نامہ مشتمل اپنے تمام
حال کا تحریر کرکے ایک شتر سوار کو دیا کہ جلد جاکر بادشاہ خورشید روشن دل کو دیوے جب وہ سوار
اور قاصد روانہ ہوا شاہزادہ انکے آنے کا انتظار اسی صحرائے سبزہ زار مین کرنے لگا بعد تھوڑے
دنون کے وہ سوار لشکر ساحران کو اپنے ہمراہ خدمت شاہزادہ مین لائے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش
ہوا برق ثانی و چالاک و قران ثانی و سیارہ ثانی کو بھی دیکھکر شادمان ہوا سب نے عرض کیا
ای شاہزادہ ذیوقار جبسے آپ تعاقب آہو مین جانب دشت روانہ ہوئے تھے ہم آپکی جستجو مین
دشت و کوہ کوہ پھرتے تھے ایک روز یہ سوار سب کو ایک صحرا مین ملے انسے آپکا حال معلوم
ہوا ہم خوش ہوکے حاضر خدمت ہوے شاہزادہ نے انسے اپنا تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا
وہ سب متحیر ہوکے کہنے لگے آپنے دشت نوردی مین عجب عجب عجائب و غرائب دیکھے تکلیف و ایذا
اٹھائی خیر انجام اچھا ہوا اسقدر جمعیت سپاہ ہوگئی سامان جنگ فراہم ہوگیا خوب ہوا ہنوز
وہ سب شاہزادہ سے عرض کر رہے تھے کہ وہ قاصد بھی آیا اسنے جواب نامہ کا دیا شاہزادہ نے
اسے دیکھا لکھا تھا کہ ای شاہزادہ ذیوقار نامہ آپکا ہمکو پہونچا حال مندرجہ سے آگاہی ہوئی آپ
واسطے حصول لوح طلسمی کے جائین ہم بھی بوقت ضرورت آپ کے پاس آئینگے آپکے حال سے
باخبر رہینگے طائران سحر وغیرہ سے ہمین آپ کا حال معلوم ہوتا رہیگا جس وقت کوئی ضرورت ہوگی ہم
فی الفور آئینگے یا کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت مین روانہ کرینگے شاہزادہ نے یہ عبارت جوابنامہ
مذکور کی پڑھکے اسی روز اس جگہ سے بجمعیت دو لاکھ سپاہ کے اس صحرا سے کوچ کیا

انشاء اللہ آیندہ حال رستم ثانی کا لکھا جائیگا

داستان پہونچنا نیرنگ شاہ کا حوالی ملک شعبدہ مین اور ہلاک کرنا اپنے والد کے قاتل کو مع حال دیگر متضمن داستان ہذا مخمس

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر　نغمہ سنجی کے عوض روئینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر　جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا میرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
پھیرنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پردہ نمایان ہوے سامان سحر

طاعت حق کو بجالاتے ہین سب صبح و مسا
ہمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا
شور و غوغا اسے سمجھے نکوئی دل مین ذرا
کہ بہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نکوئی جرم و گناہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوکے آہ
خون ناحق میرا کرتے ہین یہ انا للہ
ای شب فرقت محبوب ذرا رہیو گواہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
ولولہ ہے یہی ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

غافل اب چاہیے ہے بندگی عز و جل
لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل
چونک پیری مین کہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم
اس جگہ بند ہین سب چہچہے پرواز کے دم
جھوٹ کہتا نہین مین بلبل بستان کی قسم
ای ہنر سنتے ہی تقریر دل آویز ستم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

شہسواران میدان فصاحت دیکہ تازان عرصۂ بلاغت اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ نیرنگ شاہ اردبیلی جو اپنے ملک سے بجمعیت ساٹھ ہزار سوارون کے چلا تھا بعد قطع راہ کوچ اور مقام کرتا ہوا ایک روز ایک صحراے سبزہ زار حوالی شہر شعبدہ مین پہونچا اور فضاے صحراے مذکور دیکھکر اُسی صحرا مین قیام پذیر ہوا ملازم اُسکے حکم سے بارگاہ و خیام برپا و استادہ کرنے لگے ہنوز بارگاہ و خیام بخوبی تمام برپا و ایستادہ ہوئے تھے اور شاہزادہ موصوف ہمراہ اپنے افسران سپاہ کے سیر سبزہ زار کر رہا تھا اور اُنسے کہہ رہا تھا کہ یہان سے ملک شعبدہ نہین معلوم کتنی دور ہے وہ عرض کرتے تھے کہ ہم نمکخوارون کو معلوم نہین ہے الا آیندہ و روندہ سے دریافت کیا جائیگا حال معلوم ہو جائیگا ناگاہ ایک سمت سے ایک آہو تیر خوردہ بہزار دشواری گرتا پڑتا بھاگتا ہوا پیدا ہوا نیرنگ شاہ نے اُسے دیکھکر تیر چلہ کمان مین رکھ کر سینۂ آہوے مذکور کو تاک کر کمان کھینچی تیر اُسکے سینہ مین جا کر پیوست ہوا وہ تاب صدمہ نہ لا کر زمین پر گرا شاہزادہ موصوف وغیرہ نے گھوڑے دوڑا کر اُسکے پاس جا کے اُسے ذبح کیا اسی اثنا مین چند گھسیارے اُس طرف سے گذرے سرداران سپاہ نے اُنسے پوچھا تمکو معلوم ہے کہ یہان سے ملک شعبدہ کتنی دور ہے اُنھون نے عرض کیا حضور یہ صحراے سبزہ زار حوالی ملک شعبدہ سے ہے یہ کہکے وہ تو چلے گئے سرداران نے شاہزادہ سے عرض کیا حضور اس وقت اس آہو کا اس جگہ

شکار کرنا ایک فال مبارک ہی انشاء اللہ مانند اسی آہو کے دشمن کو بھی حضور ہلاک کرینگے فتح دشمن پر
پائینگے شاہزادہ یہ سنکے خوش ہوکے بولا خداوند عالم ایسا ہی کرے جیسا تمنے کہا ہی اب اس آہو کے
کباب تیار کرنا چاہیے بعد میکشی کباب اسکے بطور گزک کھاینگے سرداران نے عرض کیا بہت مناسب ہی
اُس وقت چند کس آہوے مذبوح کے کباب تیار کرنے کی تدبیر کرنے مین سرگرم ہوے یہان تو ملازمان
نیرنگ شاہ آہوے مذکور کے کباب تیار کرنے کا ارادہ کر رہے ہین آہوے مسطور ذبح کیا ہوا
بالاے زمین پڑا ہی لیکن اب حال قاتل نیرنگ شاہ یعنی فولاد مشت زن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار
وبدانجام بہرام قیر شکار اپنے بادشاہ سے اجازت شکار کی لیکر سامان شکار کھیلنے کا لیکے چند ہزار سوارون
کی جمعیت سے صحراے حوالی ملک شعبدہ مین واسطے شکار کے گیا تھا بعد شکار کرنے طائران صحراے سبزہ زار
کے ایک آہو اسے نظر آیا تھا اُس نے اُسکے پیچھے پر تیر مارا تھا وہ آہو افتان وخیزان بجانب صحرا روان
ہوا تھا اور تعاقب مین اُس آہو کے خود بھی مرکب کو جولان کرکے چلا تھا اتفاق سے وہی آہو اُس طرف آیا تھا
جس سمت نیرنگ شاہ ارادہ قیام کرنے کا کر رہا تھا اور خدام بارگاہ وخیام کے بپا اور ایستادہ کرنے مین
مصروف تھے ناگاہ نیرنگ شاہ نے آہوے مذکور کو دیکھکر تیر مار کر زمین پر گرا کے مرکب سے اُتر کر ذبح کیا تھا
ہنوز وہ اُسی طرح ذبح کیا ہوا پڑا تھا ملازم تدبیر تیاری کباب کر رہے تھے کہ فولاد مشت زن قریب
اُس آہوے مذبوح کے مع اپنے ہمراہیون کے آیا اور اُس آہو کے پیچھے پر اپنا تیر لگا ہوا دیکھکر خوب
پہچان کے نہایت برہم ہوکے نیرنگ شاہ سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگا اس میرے شکار کو کس
اجل رسیدہ نے شکار کیا ہی اگر معلوم ہو جاے تو مین ابھی اُسکو مانند اس آہو کے ذبح کرون نیرنگ
شاہ نے دلیرانہ جواب دیا او بدزبان آگاہ ہو کر اس آہو کو مینے صید کیا ہی اگر کچھ دعواے شجاعت
ہی تو اس آہو کو زبردستی ہمسے لے لے اُس طرف تو ہی ادھر مین ہون درمیان مین آہو ذبح کیا
ہوا پڑا ہی جو زبردست ہو وہی لے لے اُس نے یہ سنکے غصہ سے ہونٹ چبا کے پوچھا اے جوان تیرا
کیا نام ہی تو مجھ ایسے بہادر یکتاے زمانہ سے ایسی گفتگو کرتا ہی شاید زندگی سے بیزار ہی اور میری دلاوری
سے آگاہ نہین ہی نیرنگ شاہ نے جواب دیا او بیہودہ گو پہلے تو اپنے نام سے آگاہ کر پھر مین بھی
اپنے نام سے آگاہ کرونگا اُس نے کہا نام میرا مشہور جہان ہی سب مجھکو فولاد مشت زن کہتے ہین
کیا مجال کسی حریف کی کہ میرے سامنے سے زندہ بچکر جاے تلوار اور تیر وگرز لگانے کی مجھے چندان ضرورت
نہین ہوتی ہی مین ایک مشت آہستہ مار کر کام حریف کا تمام کر دیتا ہون دلاوران جہان میرے نام سے
خائف وترسان مدام رہتے ہین اگر نعرہ کرون تو زہرہ شیر نر کا آب آب ہو جاے فیل مست
تھرا کر زمین پر گرکے فی الفور ہلاک ہو جاے زمین تھراے سپہر فلک کانپے جگر کوہ شق ہو جاے اب تو
اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے آگاہی تو میرے ہاتھ سے مارا نجاے نیرنگ شاہ نے برہم ہوکے
جواب دیا او دروغ گو آگاہ ہو کہ نام میرا نیرنگ شاہ ہی مین فرزند گیتی رنگ شاہ زرابلی کا ہون
خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ قوت وطاقت مجھے عطا کی ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون کو
مین مانند اطفال ضعیف وزار کے کم قوت جانتا ہون اور شیران دشت کو مانند روباہ کے خیال کرتا ہون
اور فیلان صحرائی کو مانند پشون کے تصور کرتا ہون تو یاوہ گو ہی جو کچھ تونے کہا ہی سب جھوٹ ہے

مجھے تیرے قول کا یقین نہیں ہی عبث تو مجھکو ایسی ایسی تقریر کرکے ڈراتا ہی مین ہرگز تجھسے ڈر کے یہ
آہو تجھے ندونگا ہان بعجز و انکساری اگر تو اس آہو کو طلب کرے تو البتہ دیدون اُسنے تمام تقریر مدہ
نیرنگ شاہ کی سنکے غصہ کو ضبط کرکے بلکہ مسکراکے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ تو فرزند گیرنگ شاہ کا ہی سُنا تو
ہوگا کہ مین نے تیرے پدر کو ایک گھونسا مار کر خون تھکوا کے ہلاک کیا ہی اگر تو مجھسے مقابلہ کریگا
تو وہی حال تیرا بھی کرونگا بہتر یہ ہی کہ یہ آہو مجھسے ڈر کے میرے حوالے کردے ورنہ پچھتا ئیگا
اس سن و سال مین میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی جا ابھی تیرے
کھیل کود کے دن ہین تو مجھسے برسر جنگ نہو میرے ہاتھ سے قتل نہو روح تیرے پدر کی قبر مین
بیچین ہوگی نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار تیری تقریر سے اب ظاہر ہوا کہ تجھی نے میرے
پدر عالی وقار کو ہلاک کیا ہی تو ہی میرے والد ذیوقار کا قاتل ہی مین تو تیرے ہی ہلاک کرنے کو
نیا تنگ آیا ہون تا وقتیکہ تجھکو ہلاک نکرلونگا میرے دل کو قرار نہوگا فولادمشت زن نے
خوب ہنسکے جواب دیا او طفل نحیف و زار ابھی بار تلوار کا تو تجھسے اُٹھایا نجاتا ہوگا تو مجھ ایسے زنگ
رستم پیلتن سے کیا لڑیگا ایک گھونسا اگر مارونگا تو مثل گیرنگ شاہ کے ابھی تڑپکر مرجائیگا انسب یہی
کہ اول تو مجھسے برسر فساد نہو اور اگر تیرا ارادہ قوت آزمائی کا ہی تو اس وقت یہ آہو مجھے دے
دے تا کہ گرسنگی مین کباب اسکے کھا کے سیر ہو کے چلا جاؤن جب تو دربار بہرام شیر شکار بادشاہ
ملک شعبدہ مین آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا جس طرح تیرا دل چاہے مجھسے مقابلہ کرنا یہان صحرا مین
کون میری قوت و شجاعت کی تعریف کریگا یہان کوئی شاہ و شہریار ایسا نہین ہی کہ قدردان ہو بہرام
شیر شکار قدردان ہی اُسی کے سامنے تجھسے لڑونگا اس وقت بوجہ گرسنگی کے بخوبی حواس میرے
بجا نہین ہین قسم دیتا ہون تجھکو تیرے دین و مذہب کی کہ یہ آہو بخوشی مجھے دیدے مین بعجز طلب
کرتا ہون کہ بہت گرسنہ ہون نیرنگ شاہ نے بوجہ قسم دینے کے اور بسبب اُسکے عجز کرنے کے وہ آہو
اُسے دیکر کہا او نابکار اگر کثرت گرسنگی سے حواس تیرے بجا نہین ہین اور قوت مقابلہ کرنے کی
نہین ہی تو اس آہو کے کباب کھا کے سیر و سیراب ہو کے اسی جگہ مجھسے مقابلہ کر یہ کیا کہتا ہی کہ یہان
کوئی قدردان نہین ہی ارے ہزارہا سواران لشکر جا نہین یہان موجود ہین انہین کے سامنے زور
آزما ہو یہی سب وقت مقابلہ تیری تعریف یا مذمت کرینگے بہرام شیر شکار نابکار کیا قدر کریگا شاید
تو نامرد و بزدل ہی کہ یہان مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہی اور دربار بہرام شیر شکار مین مقابلہ کرنے کو
کہتا ہی تیری اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان سوا تیرے ہمراہی سوارون کے کوئی تیرا معین و
مددگار نہین ہی دربار بادشاہ مذکور مین اہل دربار اور خود بہرام شیر شکار وقت عاجزی تیری مدد کرینگے
اور تو سب سے طالب مدد ہوگا اگر تو مرد میدان نبرد ہی تو اسی جگہ زور آزما ہو اُسنے کہا مین وہ دلاور ہون
کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون کسی سے طالب اعانت کبھی نہین ہوا ہون اگر تیری یہی خوشی ہی تو اسی جگہ بعد سیر
ہونے کے تجھسے زور آزما ہونگا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا مین بہت گرسنہ ہون جلد اس آہو
کے کباب تیار کرو ملازمون نے اُسکے جلد اُسکے حکم کی تعمیل کی جب کباب تیار ہوئے اُسنے نیرنگ شاہ
سے کہا ایجوان اگر تیرا دل چاہے تو ہمراہ میرے تو بھی کباب آہو کے کھا کے سیر ہو جا نیرنگ شاہ

کہا مین گرسنہ نہین ہون جب سے تو نے میرے والد کو ہلاک کیا ہی روز لخت دل اور خون جگر سے سیر
و سیراب رہتا ہون اِس وقت بھی غم سے مطلق خواہش غذا نہین ہی تو ہی کباب کھالے اور یہ یقین
جان لے کہ دار دنیا مین یہ آخری تیری غذا ہی مین ان کبابون کو کیا کھاؤن کہ دل میرا غم سے خود
کباب ہو رہا ہی اُس نے یہ سُنکے بد میکشی کے شکم پر ہو کے کباب کھا کے نیرنگ شاہ سے کہا ای اجل
رسیدہ اب کہہ کیا منظور ہی کیونکر مجھسے مقابلہ کریگا تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز سے لڑیگا یا کشتی لڑیگا
یا گھونسے سے قوت زور آزمائی کریگا نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار چاہتا ہون کہ جس طرح
تو نے میرے والد مرحوم کو گھونسا مارا تھا اُسی قوت سے مجھے بھی گھونسا مار بعد اسکے پھر تلوار وغیرہ آلات
حرب وضرب سے مقابلہ کیجیو اُسنے ہنسکر جواب دیا ای نادان میرے گھونسے سے تو جانبر نہو گا پہلے اپنا حوصلہ
دل کا جسطرح چاہ نکال لے شاہزادہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے حریف پر
کسی طرح کا وار کرین جب ہمکو پروردگار ہمارا ضرب حریف سے بچاتا ہی اُس وقت ہم لوگ اپنے
دشمن پر وار کرتے ہین لہذا پہلے تو مجھپر گھونسا مار بعد مین تجھپر گھونسا مارونگا اُس نے منظور کرکے
بقوت تمام پشت نیرنگ شاہ پر گھونسا مارا اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ نیرنگ شاہ
کی آنکھین بند ہوگئین رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا پسینہ پیشانی پر آگیا سبنے جانا کہ نیرنگ شاہ
نے انتقال کیا خصوص فولاد مشت زن نے گھونسا مار کر خوش ہو کے سرداران سپاہ نیرنگ شاہ
سے کہا کیا دیکھتے ہو بادشاہ تمھارا مرگیا اب اسکو اُٹھا کر موافق اپنے مذہب کے اسکے باپ کی قبر
کے پاس لیجا کے دفن کردیا میت اسکی اُٹھا کے اپنے شہر مین لیجاؤ اسکی قضا اسکو یہان لائی تھی تمھارے
سامنے مین نے اسکو بہت سمجھایا کہ مجھسے برسر فساد نہوا سنے نہ مانا آخر کار اُسنے اپنی جان دی انھون نے
غصہ کو ضبط کرکے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نالہ و بکا کرکے نیرنگ شاہ سے لپٹ کے کہا اے
شہریار اگر آپ زندہ ہین تو آنکھین کھولیے کچھ منہ سے بولیے دشمن آپ کا خوش ہو رہا ہے
شاہزادۂ موصوف نے بعد تھوڑی دیر کے آنکھین کھولکر اپنے سرداران لشکر سے کہا تم سب کیون
نالہ و بکا کرتے ہو مین ابھی عنایت والطاف خداوند عالم سے زندہ ہون جملہ سرداران سپاہ یہ
سنکے خوش ہوے کفار کو حیرت ہوئی خصوص فولاد مشت زن کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی دل مین
کہنے لگا ای فولاد تو نے تو اس قوت سے اس جوان کو گھونسا مارا تھا کہ یقین تھا جانبر نہو گا مرجاے
عجب ہی کہ یہ زندہ رہا کبھی ایسا نہوا تھا کہ تیرے گھونسے سے کوئی دلاور جانبر ہوا ہو نہین معلوم
کیا سبب ہوا کہ یہ جوان زندہ رہا ہی فولاد مشت زن اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ نیرنگ شاہ
نے حواس اپنے درست کرکے اُس سے مخاطب ہو کے کہا ای فولاد مشت زن بس اسی اپنی
قوت پر تجھے ناز تھا اور دعواے پہلوانی کرتا تھا کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری کرتا تھا
مین تو تیرے ہاتھ سے ہلاک نہوا دعوے تیرا باطل ہوا تو نے مجھکو مردہ جانکر میرے سرداران
لشکر سے کیا کہا تھا کہ سب رونے لگے تھے ای نابکار گھونسا مار کر مجھے مردہ سمجھ کر خوش ہوتا تھا
یہ نجانتا تھا کہ حریف تیرا زندہ ہی اُس نے یہ سنکے ندامت سے سر جھکالیا اور کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ
نے کہا او نابکار تو نے تو گھونسا مارا تیری قوت تو ظاہر ہوئی اب تو میرے زور کو دیکھ اُس نے کہا مین

بھی مشتاق ہون تمھاری قوت دیکھنے کا نیرنگ شاہ نے یہ سنکے اُسکی پشت پر اس طرح گھونسا مارا کہ
ہڈیان پشت کی ٹوٹ گئین ہاتھ شاہزادہ کا تا استخوان سینہ پہونچا فولاد مشت زن مانند لوٹن کبوتر کے
زمین پر لوٹنے لگا اور مانند مرغ بسمل کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ کے ہلاک ہو گیا طائر روح
اُسکا قفس تن سے نکل کے جانب عالم روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوے خصوص شاہزادہ انتقام اپنے
پدر کا لیکے بہت خوش ہوا سواران کفار مغموم ہوے لیکن بہ وزاری کے تاب ضبط نہ لا کے تلوارین نیام سے
نکالکر شاہزادہ پر حملہ آور ہوے اور سب بھی سردار و سوار بڑھے لڑائی ہونے لگی مردمان سپاہ
طرفین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین صحراے سبزہ زار خون سواران جنگ جو سے
سرخ ہونے لگی تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوئی کچھ اہل اسلام اور ڈیڑھ ہزار کفار کام آئے آخر کار
کافران نابکار تاب پیکار نہ لا کے دست نیرنگ شاہ سے شکست پا کے لاشہ اپنے سردار
فولاد مشت زن کا اُٹھا کے جانب دربار بہرام شیر شکار فریاد کنان بھاگے نیرنگ شاہ نے
کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ فتحیاب ہو کے اُسی صحرا مین بعد خوشی و خوری قیام کیا اور اپنے سرداران سپاہ سے
کہا چاہتا ہون کہ فولاد مشت زن کے قتل کرنے کی خوشی کرون لہذا بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوش
گلو کو یہان طلب کرو اُنھون نے اور دیگر ملازمون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی وقت شب نیرنگ شاہ
بارگاہ مین ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بیٹھکر رقص و نغمہ نازنینان خوبرو و خوش گلو کو دیکھ کے
اور سن کے خوش ہونے لگا ہر ایک رقاصہ کا رقص دیکھنے لگا جام مے پینے لگا اپنے باپ کے قاتل
کو ہلاک کر کے خوش ہونے لگا نغمہ سنجان خوش گلو کا گانا سننے لگا اُنمین سے جو ایک رقاصہ سب
نازنینان خوبرو و خوش گلو سے حسن و خوش گلوئی مین بہتر تھی جب وہ ہمراہ اپنے سازندون کے
حسب الطلب روبرو شاہزادہ کے گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہوتے سازون کے کھڑی ہوئی
سازندے ساز بجانے لگے وہ بعد کرشمہ و ادا ناچنے لگی اہل بزم اُسکا رقص دیکھ کے بہت خوش
ہوے خصوص نیرنگ شاہ از حد شادمان ہوا بار بار خوش ہو کے اُسے انعام دینے لگا وہ بھی
شاہزادہ کو قدردان اپنا پا کے نہایت ہی خوبی سے گت ناچنے لگی بعد گت ناچنے کے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہی عشق پیدا ابرو و مژگان دلبر سے
اسے ساقی یہ کیا کہتے ہین شیشے جھلکے ساغر سے
دل نازک کی جانب کو رخ سنگ خوار شہ ہی
مناسب قتل کرنا ہی مرا تیغ و دپیکر سے
چمکتا ہی لہو پی پی کے ہم آتش مزاج نکلا

الہا کرتا ہی اپنا سامنا شمشیر و خنجر سے
تپ غم سے قیامت جل رہا تھا خون بسمل کا
بچاؤن کس طرح شیشہ اڑا جاتا ہی پتھر سے
بیان تک آتش دل کی حرارت سے چلے آنسو
اگر گی مانند بجلی کو جو ضو نکلی گی خنجر سے

ہمین بھی کچھ بتا دراز نہانی جو واقف ہو
نکلتے ہین شرارے درد سے ان اُٹھتا ہی خنجر سے
تری ترچھی نظر کا اور ابرو کا مین کشتہ ہون
دھوان اُٹھنے لگا آخر ہمارے دیدۂ تر سے

نحو اہل بزم عشرت اشعار غزل
مندرجۂ بالا کے سن کے خوش ہو کے ہر ایک شعر کی تعریف کرنے لگے جب اُس رقاصہ نے غزل مذکور
تمام کی اور ایک غزل گانے لگی نیرنگ شاہ وغیرہ سننے لگے یہان تو بزم عشرت آراستہ ہے
نیرنگ شاہ رقص رقاصہ دیکھ رہا ہے گانا سن رہا ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب
احوال اُن سوار ون کا درج کیا جاتا ہی جو لاشہ فولاد مشت زن کا اُٹھا کے گریان ہوے تھے
جب وہ نالہ کنان دربار بہرام شیر شکار مین پہونچے شاہ مذکور نے متردد ہو کے سبب فریاد و نالہ

دریافت کیا اُنھون نے لاشہ فولاد مشت زن کا دکھاکے عرض کیا کہ اے بادشاہ عادل اس ظلم کا انصاف کر
ہمارے سردار کو مار ڈالا ہی بہرام شیر شکار نے پوچھا اُسکو کس نے مارا ہی مفصل حال بیان کرو اُنھون نے
تمام حال جو گذرا تھا صاف صاف ظاہر کیا بہرام شیر شکار نے تمام حال سُنکے کہا ہرچند اس سردار کے
ہلاک ہونے سے مجھکو صدمۂ عظیم ہوا ہی لیکن عدل و انصاف کے جادہ سے قدم اپنا علیحدہ نہ رکھون گا اس کے
قاتل سے برسر جنگ و فساد ہونگا کیونکہ اس نے گیرنگ شاہ کو مشت مار کر ہلاک کیا تھا اُسکا فرزند
نیرنگ شاہ برائے انتقام خون پدر اس طرف آیا تھا اسنے اُس سے بغیر ہماری اجازت کے کیون
مقابلہ کیا جیسا کیا ویسی سزا پائی اُسکے غرور نے اِسے پست کیا نیرنگ شاہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا جنگ
مین یہی ہوتا ہی دو لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہی اور ایک مغلوب ہوتا ہی سوا اسکے اِس نے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا تھا نیرنگ شاہ نے دلیرانہ اِسے آکے ہلاک کیا مین اس مقدمہ مین دخل
نہ دونگا اِسکی قضا آئی تھی اس عنوان سے مرگیا لہذا لاشہ اسکا لیجاؤ موافق اپنے مذہب کے جلادو
اگر یہ اس طور سے ہلاک ہوتا تو البتہ مین اِسکے قاتل کو ضرور قتل کرتا اب بعوض قتل اُسکو بعزت
و حرمت یہان بلاؤنگا بلکہ اُسکے استقبال کے واسطے خود جاؤنگا کیونکہ وہ شاہزادہ ہی ہمارے ملک
مین آیا ہی خاطر مہمان ضرور ہی ہان بعد اُسکے یہان لانے کے اگر وہ ہمسے برسر جنگ ہوگا اُس وقت جو
مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا سواران مذکور یہ سُنکے لاشہ اسکا اُٹھاکر دربار سے لے گئے بہرام شیر شکار وہ شب
بسر کرکے صبح کو ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و جمعیت سپاہ کے واسطے استقبال نیرنگ شاہ کے جانب
صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچکر نیرنگ شاہ کا استقبال کرکے
ہمراہ اپنے اُسے لیکے اپنے ملک مین داخل ہوا اثنائے راہ مین نیرنگ شاہ نے بہرام شیر شکار
سے پوچھا یہان قبر ہمارے والد مرحوم کی کہان ہی اُس نے جواب دیا قبر تمھارے والد کی ہمارے
باغ مین ہی مقبرہ تیار ہوگیا ہی چلو مین تمھارے ہمراہ تمھارے والد کی قبر پر چلونگا یہ کہکے بعد قطع راہ
نیرنگ شاہ کو اپنے باغ مین لایا اور داخل مقبرہ ہوکے کہنے لگا دیکھو یہ قبر تمھارے والد کی ہی
شاہزادہ نے دیکھا کہ مقبرہ مین تیاری خوب ہی شاہانہ سامان ہی چند ملازمان قدیم گیرنگ شاہ کی قبر پر
بیٹھے ہوئے صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہین ہنوز نیرنگ شاہ سامان و آرایش مقبرہ پر نظر کر رہا تھا
ملازمان گیرنگ شاہ نے شاہزادہ کو اپنا آقازادہ جانکر اور اُسے پہچان کر موافق قاعدہ سلام
کرکے گیرنگ شاہ کے غم مین رونا شروع کیا نیرنگ شاہ بھی اپنے باپ کی قبر کو دیکھکر اور اُسے
یاد کرکے زار زار رونے لگا ہمراہی رفقا بھی اشکبار ہوئے شاہزادہ موصوف روتے روتے اپنے
پدر کی لحد سے لپٹ گیا اور نالہ و فریاد کرکے اس طرح کہنے لگا اے پدر عالی وقار مین تو ایک مدت
سے قدمبوسی و زیارت روے جناب کا مشتاق تھا مقدر مین اس کمترین کے یہ لکھا نہ تھا کہ آرزو
مذکور بر آئے ہان برخلاف اسکے اسوقت آپ کی قبر پر آیا ہون مجھے اپنے گلے سے لگا لیجے آپ کو
مجھسے الفت بہت تھی اس وقت بھی کچھ مجھسے محبت پیش آیئے ممکن ہو تو مجھے اپنے پاس بلا لیجیے
یہ بین جگر خراش بہرام شیر شکار سُنکے خود بھی رونے لگا اور قبر گیرنگ شاہ سے جدا کرکے کلمات
صبر و تسکین قلب کہتا ہوا اُسے اپنے دربار مین لیگیا اور قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اُ سے

بٹھایا پھر ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین آئے اور باشارہ بہرام شاہ
جام شراب سے مملو کرکے سامنے نیرنگ شاہ کے لے گئے نیرنگ شاہ نے دو وجہ سے میخواری سے
انکار کیا اول تو کفار کے ہاتھ سے شراب پینا دوسرے صدمہ والم گیرنگ شاہ مین کہ اُس وقت
زیادہ تر تھا اچھا نجانا ساقیان مذکور نے مجبور ہوکے بہرام شاہ وغیرہ کو شراب پلائی جب بہرام شاہ
کو نشہ شراب کا ہوا عالم نشہ مین نیرنگ شاہ سے کہنے لگا ای شاہزادہ ذیجاہ اگر یہان آئے ہو تو چند
قیام کرنا یہ ملک شعبدہ ہی قابل دید ہی اسکی سیر کرنا بالفعل یہان سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو نیرنگ
شاہ نے جواب دیا مین اس ملک مین محض واسطے فاتحہ خوانی پدر کے نہین آیا ہون بلکہ اس ملک کو
جسمین میرے والد کو فولاد مشت زن نے ہلاک کیا ہی اہل اسلام سے آباد کرونگا رعایا کو مسلمان
کرونگا تمکو ہدایت کرتا ہون کہ تم بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو فہو المراد ورنہ مین تمسے برسر جنگ ہونگا لڑنے مین تامل نکرونگا آج تو دن آخر ہوگیا ہی کل وقت سحر تمسے
لڑونگا کافرون کے خون بہاؤنگا کیونکہ اس سرزمین پر فولاد مشت زن نے میرے والد کے گھونسا
مارا ہی اُنھون نے خون تھوک کے انتقال کیا ہی بہرام شیر شکار نے مسکرا کر جواب دیا ای نیرنگ شاہ
اس خیال محال سے باز آؤ مجھسے برسر جنگ نہو تم کیا ہو حمزہ ثانی تو آکے اس ملک کو فتح کرلین مین نے
سنا ہی اُنکے پاس سپاہ بیشمار ہی ہزارہا سردار نامی و نامور مین بڑے بڑے جوانان تیغزن ہین
یہان تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے ہم لوگ نہین لڑتے ہین حریف کے سامنے کھڑے ہوکے طالب ضرب
ہوتے ہین جب وہ تلوار وغیرہ سے وار کرتا ہی اُس وقت ایسی تدبیر کرتے ہین کہ ضرب حریف سے محفوظ
رہکر اُسکو گویا اسیر و دیوانہ کردیتے ہین اگر کوئی یہ کہے کہ سحر کرتے ہین تو ہم بقسم کہسکتے ہین کہ سحر
نہین کرتے ہین پس اگر ہم لوگ یہان کے باشندے قصد کرین تو یکہ و تنہا سیکڑون ہزارون آدمی
کو بے تلوار سپر اور بغیر کمند اسیر کرسکتا ہے اور جب وہ چاہے ایسی تدبیر کرے کہ انھین ہوشیار کرکے
رہا کردے پس تم مجھسے برسر فساد نہو مبتلاے بلا و آفت نہو اپنی راحت و جوانی پر رحم کرو چندے یہان
کی سیر کرکے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤگے نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین بغیر
اس ملک کو فتح کیے نجاؤنگا اس ملک مین تیرے سردار نے میرے باپ کو ہلاک کیا ہی مین اس
ملک کو حتی الامکان تباہ و برباد کردونگا یا اہل اسلام سے آباد کرونگا کل صبح کو اگر مقابلہ کریگا تو
لڑونگا بہرام شیر شکار نے عالم نشۂ شراب مین اور غصہ مین کہا ای نیرنگ شاہ اگر تم میرے کہنے
عمل نہین کرتے ہو تو مین مجبور ہوکے آج کی شب طبل جنگ بجواؤنگا تم میرے دربار سے جاکر
بیرون شہر میدان وسیع مین قیام پذیر ہو نیرنگ شاہ اُسکی تقریر سنکے دربار سے اُٹھکر بیرون
شہر شعبدہ جاکے ایک صحرے سبزہ زار مین مع اپنے لشکر کے قیام پذیر ہوا یہان بہرام شیر شکار
نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی لشکر مین بلند ہوئی لشکر نیرنگ شاہ کے ہرکارے خبر
نواخت طبل جنگ لیکر روبرو اپنے بادشاہ کے گئے اور موافق قاعدہ بعد بجالانے ثنا و دعاے
بادشاہی کے عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذیقدر اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ وقت سحر میدان جنگ مین آکے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے

نیرنگ شاہ نے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے ہرکارون نے حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے چوب نقارون پر لگائی صدلے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ طبل و نقارہ بجنے سے آگاہ ہوے کہ صبح کو مقابلہ دشمنون سے ہوگا تو جملہ اہل لشکر اپنا اپنا شعبدہ تیار کرنے لگے ادھر جملہ اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیرون اور کمانون کو درست کرنے لگے اکثر بہادر باہم کہنے لگے ای برادران دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی سامنا دشمنون سے ہوگا دعا کرو خدا سے کہ وقت جنگ میدان نبرد مین ہم ثابت قدم رہین خوف جان سے میدان مصاف سے نہ بھاگین یہ شب وہ شب ہی کہ جسکی سحر کو بہ تیغ و تیر دشمنون سے لڑنا ہی غنیمت جانو اس باہم بیٹھنے کو آو گلے مل لو یاد الٰہی کرلو گناہون سے توبہ کرلو ہماری خطائین عفو کرو نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی بعض بعضے بہادر بعد درستی آلات حرب و ضرب کے غسل کرکے توبہ و استغفار کرکے خیال نزدیکی اجل سے کفن دربر کرنے لگے اگر کسی نے کہا ای بہادر وزندگی مین کفن کو کیون دربر کرتے ہو وہ جواب دیتے تھے ہم اس وجہ سے ابھی سے کفن پوش ہوے ہین کہ مبادا صبح کو ہنگام جنگ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہوجائین اور کوئی ہمکو غسل و کفن نہ دے تو ہم بے غسل و کفن نہ رہین گے غرض اسی طرح ہر ایک سردار و سوار تیاری جنگ و خیال مرگ و قتل مین جداگانہ درستی و تدبیر کرتا تھا ہنوز وہ شب ایک پاس بھی نہ گذری تھی کہ شاہزادہ بدیع الزمان جو اپنے لشکر سے شربت جام کلہ عفریت سے کچھ پی کر اور بیڑا اُٹھا کر بار شاہ حمزۂ ثانی شہرانا ملہ سے واسطے سزا دینے اور قتل کرنے فولاد مشت زن کے روانہ ہوا تھا اتفاق سے وہان آیا شاہزادہ نیرنگ شاہ سے ملا احوال پوچھا اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا آپ ایسے وقت مین یہان تشریف لائے کہ نہایت خوشی ہوئی اور دل کو قوت و اطمینان ہوا اب بہرام شیر شکار سے خوب مقابلہ ہوگا یقین ہی کہ آپ کے ہاتھ سے بہرام شیر شکار مارا جاے لشکر کو اُسکے شکست ہو صبح کو میدان کارزار مین آپ کی تیغ تیز سے ہزارہا اعدائے نابکار قتل ہون بدیع الزمان نے جواب دیا جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا مین حسب اتفاق آج اتنی شب تک راہ نورد ہوا ورنہ سر شام مقام کرتا تھا نیرنگ شاہ نے کہا کیونکر آپ آج اس وقت تک صحرا نورد نہوتے کہ تقدیر مین مجھسے ملنا تھا اور شریک جنگ ہونا تھا اب یہ فرمایئے کہ آپ کا ادھر آنا کیونکر ہوا بدیع الزمان نے بیان کیا جب تمھارے والد مرحوم نامہ حمزۂ ثانی کا لیکر آئے ملک شعبدہ مین تشریف لائے تھے اور سر دربار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تھے بہرام شیر شکار نے ایک نامہ مشعر حال ہلاکت گیر نگ شاہ خدمت حمزۂ ثانی مین ارسال کیا تھا حمزۂ ثانی نے اُسے پڑھوا کے احوال سے آگاہ ہوکے نہایت برہم ہوکے حسب دستور سر دربار کلہ عفریت مین شربت منگوا کے رکھا تھا اور کہا تھا ہم چاہتے ہین کہ ایک سردار ہمارے سرداران سپاہ سے جانب ملک شعبدہ جاے فولاد مشت زن کو مسلمان یا قتل کرے بہرام شیر شکار کو ہدایت کرے پس مین شربت پی کر اس طرف آیا ہون یہان آکے تم سے ملاقات ہوئی معلوم ہوا کہ آج کی شب دونون لشکرون مین طبل و نقارہ جنگی بجا ہی صبح کو میدان مین لڑائی

ہو گی نیرنگ شاہ یہ حال سنکے کہنے لگا خداوند عالم حمزہ ثانی کو اور آپکو اور جملہ اہل اسلام کو سلامت رکھے کہ میرے
والد کی خبر ہلاکت سنکے تاب باقی نرہی اُنکے دشمنون کے قتل کرنے کی تدبیر کی یہ کہکے ساقیونکو طلب کیا ساقیان خوبرو نے
کشتیان شراب کی لا کے جامہاے بلورین مین مئے ناب بھر کے بدیع الزمان و نیرنگ شاہ کو شراب پلانی شروع کی
جب وہ شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئے بدیع الزمان کو جب نشہ شراب کا ہوا حکم کیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی فی الفور سامان جنگ کیا جاے بمجرد حکم ملازم تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد پڑھنے نماز سحر کے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان مسلح ہو کے مرکبون پر سوار
ہو کے فوج و سپاہ اپنی اپنی ہمراہ لیکے جانب میدان نبرد روانہ ہوے اور سرحد ملک شعبدہ پر
پہونچکر میدان مین ٹھہر کر بہرام شیر شکار کے آنے کا انتظار کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار
بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا بمقابلہ نیرنگ شاہ آکے ٹھہرا اُس وقت حسب دستور
پہلے درستی میدان کارزار کی ہوئی بعد ازان دونون طرف صف آرائی ہوئی دونون بادشاہ سرگرم ہوے
جب حسب دلخواہ صف آرائی ہو چکی کڑکیت اور نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر درمیان مین دونون
فوجون کے کھڑے ہو کے جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جس دم وہ جوانون کو
آمادہ جنگ کر کے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک سردار لشکر بہرام شیر شکار کا مسمیٰ داؤد
شعبدہ باز پہلے سبکے صف لشکر سے نکلکر گھوڑے کو بڑھا کر روبرو اپنے بادشاہ کے گیا اور اجازت
لیکر سامنے لشکر اسلام کے آکے مرکب کو روک کے کھڑا ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ داؤد شعبدہ باز
ایک جوان قوی الجثہ ہے ہر چند کہ خود و زرہ پہنے ہے اور آلات حرب و ضرب اپنے تن پر آراستہ کیے
ہے لیکن ایک بدھی بھی بیلے کے پھولون کی گلے مین ڈالے ہے اسی طرح ہر ایک سردار اور سوار
باوجود مسلح ہونے کے جداگانہ ایک ایک شے اپنے پاس رکھتا ہے کوئی سوار اپنے کان مین ایک
طرۂ پھولون کا لٹکاے ہے کوئی سردار ہار پھولون کا اپنے گلے مین ڈالے ہوے ہے کوئی گلدستہ
گلہاے رنگا رنگ کا ہاتھ مین لیے ہے کوئی سوار پھول گلاب کا اپنے پاس رکھے ہوے ہے کوئی شخص
شاخ درخت تر و تازہ ہاتھ مین لیے ہے کوئی ایک ڈبہ اپنے ہاتھ مین دابے ہے یہ حال ہر ایک سردار و سوار کا
دیکھکر تمام مردمان لشکر اسلام متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہمنے بہت سے لشکر دیکھے ہین اکثر لڑائیان
لڑے ہین لیکن کوئی لشکر ایسا نہین دیکھا ہے کہ سب مردمان لشکر باوجود مسلح ہونے کے بدھی
طرہ ہار پھول وغیرہ اشیا اپنے پاس رکھتے ہون نہین معلوم یہ لوگ کیسے ہین لڑنے کو ہمسے اس طور
سے کیون آئے ہین شاید یہ لوگ ساحر ہین یا شعبدہ باز ہین سحر یا کوئی شعبدہ کرینگے خداوند عالم اِنکے
شر و فساد سے بچاے ہمارے گلشن حیات پر خزان نہ آنے ابھی اہل اسلام متحیر و ہم سخن تھے کہ ناگاہ
داؤد شعبدہ باز نے بہ آواز بلند کہا اے نیرنگ شاہ اگر تجھکو جوش بہادری ہے تو لشکر سے نکلکر سامنے میرے
آؤ مجھسے مقابلہ کرو چونکہ یہ قاعدہ لشکر حمزۂ ثانی و حمزہ صاحبقران اول کا ہے کہ حریف جس اعلیٰ یا ادنیٰ
سردار یا سوار کو واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہے وہی شخص لشکر سے نکلکر اُس سے جا کر مقابلہ کرتا ہے پس
موافق قاعدہ مذکور نیرنگ شاہ صف لشکر سے نکل کے بدیع الزمان سے اجازت لے کے
اُسکے سامنے گیا اور کہا اے جوان مین حسب الطلب تیرے سامنے آیا ہون تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے

یا جس آلہ حرب وضرب سے لڑنا منظور ہو مجھپر وار کر اُس نے مانند غنچہ کے مسکرا کے کہا ای نیرنگ شاہ پہلے
تم ہی کوئی وار مجھپر کر و حوصلہ اپنے دل کا نکال لو مین لڑائی مین سبقت نکرونگا کیونکہ ہمارے لشکر کا
یہ طریقہ نہین ہی نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین تو پہلے تجھپر تلوار نہ لگاؤنگا اپنی جانب سے آغاز جنگ
نکرونگا کیونکہ ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اُس نے کہا بڑی مشکل ہی کہ تم
بھی جنگ مین سبقت نہین کرتے ہو اب لڑائی ہو تو کیونکر ہو شاہزادہ نیرنگ شاہ نے جواب دیا ای مرد
جوان اگر تلوار یا تیر لگانا حریف پر تیرے قاعدہ کے خلاف ہی تو ایک ڈھیلا یا سنگ گران زمین سے
اُٹھا کے میرے سر و سینہ پر مار پھر مین تجھپر وار کرونگا اُس نے مجبور ہو کے تلوار نیام سے کھینچکر کہا ای
نیرنگ شاہ تمھارے کہنے سے تلوار تو لگاتا ہون لیکن نہ بارادہ قتل یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے تلوار لگائی
شاہزادہ موصوف نے ضرب شمشیر سپر پہ روک کے خود بھی تلوار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پہ
لگائی اُس نے بصد عجلت بڑھی بیلے کے پھولون کی اپنے گلے سے اُتار کے جب تلوار قریب سر کے آئی
اُسکی باڑھ پر لپیٹ کر ماری اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس بڑھی کے مارنے سے پہلے
تو ہاتھ نیرنگ شاہ کا رُکا بعدہ وہ بڑھی تلوار کی دھار سے کٹ گئی پھول اُسکے سات جگہ گرے فی الفور
سات چمن بیلے کے ہویدا ہوے درختون مین غنچہ وگل آئے ہوائے سرد چلی خوشبو پھولون کی ہوا سے
نیرنگ شاہ وغیرہ کے دماغ تک پہونچی جس نے اُن گلون کی خوشبو سونگھی مست و دیوانہ و از خود رفتہ
ہو کے جانب چمن ہاے مذکور بے اختیار دوڑا تھوڑی ہی دیر مین نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان
اور جملہ سرداران لشکر اور ہزار ہا سواران لشکر اسلام اُن چمن ہاے طولانی مین پہونچکر مرکبون سے
اُتر کر بصد شوق و اشتیاق اُن چمنون کی سیر کر کے پھولون کو شگفتہ دیکھ کے کھلکھلا کر ہنسنے لگے اکثر
سرداران گلہاے بے خار کو توڑ کے سونگھنے لگے نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان و بعض سردار
سپاہ تاب ضبط نہ لا کے بیٹھ گئے درختان گلہاے مذکور سے لپٹ گئے اشعار عاشقانہ و بہاریہ پڑھنے
لگے اور اس طور سے اُن پھولون کے درختون سے بصد شوق لپٹے جیسے عشاق اپنے محبوبان گلبیر ہن
سے بہ تمناے وصل لپٹتے ہین اکثر سردار سپر تلوار زمین پر ڈالکر پھولون کو توڑ کر خوشبو اُنکی سونگھ کر
باہم کہنے لگے ای برادران دیکھو یہ کیا تر و تازہ پھول ہین کیسی خوشبوا نہین سے آتی ہی یہ کیا
اچھے چمن ہین بلبلین کسقدر شاخ ہاے گل پہ بیٹھی ہین ہر چند کہ یہ بیلے کے پھول ہین گل سُرخ
نہین ہین مگر عنادل کو ان پھولون سے کسقدر محبت ہی کہ خوش ہو کے نغمہ سرا ہین یہ تختہ چمن
ہین یا باغ ارم ہی یہ لایق دید و قابل سیر ہین ہمتو یہان سے کبھی نجائینگے ہمیشہ انھین چمنون کی سیر کرینگے
سدا غنچہ بمعل شگفتہ رہیگا اکثر سواران جنگ جو مست و مدہوش ہو کے عالم از خود رفتگی مین جو دل
مین آتا تھا موزون ناموزون خیال کر کے بطور اشعار کے خوش ہو کے اپنی زبانون پر جاری کرتے تھے کچھ
لوگ غزل ٹھمری گاتے تھے جو رنڈیان دیہاتی لشکر نیرنگ شاہ مین واسطے ناچنے اور گانے کی آئی تھین
بیلون کی گاڑیون مین ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی تھین وہ بھی اُن پھولون کی خوشبو سونگھ کر ہمراہ
اپنے سازندون کے دوڑتی ہوئی اُنھین چمنون مین گئین اُنھون نے سیر چمن ہاے پر بہار کر کے
اپنے سازندون سے کہا ذرا سازون کو درست کرو اس وقت بے اختیار دل چاہتا ہے

رکھ گائیے اُنھون نے سازون کو درست کیا وہ سب رنڈیان ملکر اپنی کچی زبان مین یہ غزل گانے لگین

تیری خطا تھی کچھ نہ تمھارا قصور تھا
یہ امر تو حضور مروت سے دور تھا
ٹھکرا ہی دیتے فاتحہ پڑھتے نہ بیٹھ کے
اب ہاتھ مل رہا ہون کہ یہ کیا ضرور تھا
یہ اتفاق دیکھا نہین حسن و عشق مین

دل تیر آگیا تھا سب اسکا فتور تھا
حاصل تھی مجھکو دل سے حضوری حضور کی
لیکن مرے مزار پہ آنا ضرور تھا
سہلا کے کہتا ہون جو وہ ڈرتے ہین تیغ سے
زیبا تھا سب گھمنڈ نہ انکو غرور تھا

دل میرا مجھکو پھیر دینا تھا دور کے
ظاہر مین گو کہ آپ سے نزدیک دور تھا
الفت جتا کے یار کو مغرور کر دیا
پہچانا آپ نے یہ دل ناصبور تھا

ایک سمت تو یہ رنڈیان غزل مندرجہ گاتی تھین تا نین بیہودہ و واہیات مارتی تھین سازندے اُنکی تعریف کرتے جاتے تھے وہ کہتی جاتی تھین اُستاد یہ تمھارا تصدق ہی اُستاد اُنکے اس کہنے سے خوش ہوتے تھے ایک طرف کچھ سوار تلوارین پھینک کر سپرین ہاتھون مین لیکر مانند ڈفلی کے اُسے بجاکے کسی چمن مین خاک پر بیٹھ کے اس مطلع کو بار بار گاتے تھے اور خوش ہوتے تھے مطلع بہار آئی ہی بھرے بادہ گلگون سے پیمانہ ہو رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ ہو غرض اسی طرح سے ہر ایک سردار اور سوار اور عورتین اُن چمنون مین دیوانہ وار اپنے اپنے حال مین خوش و مسرور تھے کوئی گاتا تھا کوئی ہنستا تھا کوئی اشعار بہاریہ زبان پر جاری کرتا تھا کوئی درختون سے بار بار مانند گل کے خندہ زن ہوکے لپٹتا تھا کفار دیکھ دیکھ کے مانند غنچون کے مسکراتے تھے اور لسان گل ہنستے تھے خصوص داؤد شعبدہ باز بہت ہنستا تھا اور کہتا تھا ای اہل اسلام تم سب میرے ایک ادنے شعبدہ مین تو دیوانے ہوگئے دین و دنیا کے خیال سے گذر گئے اگر کوئی نادر و نایاب شعبدہ بنا کرتا تو نہین معلوم تمھارا کیا حال ہوتا یہ ملک شعبدہ ہی یہان ہر ایک زن و مرد شعبدہ باز ہے کہ فلک شعبدہ باز بھی جس سے حیران و دنگ ہی تم کیا سمجھ کے اِس ملک کو فتح کرنے آئے تھے اب تمھاری شجاعت و دلاوری کچھ تمھارے کام نہین آتی جنگ و جدال کا کچھ خیال نہین کرتے ہو پہلے ہی تمسے ہمارے بادشاہ نے کہدیا تھا کہ اس ملک سے چلے جاؤ اسکے فتح کرنے کا خیال نکرو تم سے ہرگز یہ ملک فتح نہوگا تمنے نمانا آخرکار اپنی سزا کو پہونچے اب مین اگر چاہون تو ابھی تم سب کو تیغ تیز سے قتل کرون ان چمنون کو تمھارے خون سے سرخ کرون لیکن مجھے کیا ضرور ہی کہ تمھارے قتل کرنے سے اپنے دست و بازو کو تھکاؤن چند روز مین تم خود ہی مرجاؤ گے اپنے خون مین خود مبتلا ہوگے مین تمھارے خون مین گرفتار نہونگا ہرچند داؤد شعبدہ باز نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ تقریر کی لیکن عالم دیوانگی مین کسی نے اُسکی تقریر اچھی طرح سنی بھی نہین نہ کچھ جواب دیا بہرام شیر شکار نیرنگ شاہ وغیرہ کے دیوانہ وار ہونے سے خوش ہوکے کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری کرکے داؤد شعبدہ باز کی تعریف کرکے کہنے لگا ای داؤد شعبدہ باز ابھی کچھ اہل اسلام باقی ہین وہ دیوانہ وار اس بہار چمنستان کی سیر کو نہین آئے ہین اسکا کیا سبب ہی مجھے منظور ہی کہ جملہ اہل اسلام ان چمنون مین آجائین کوئی باقی نہ رہے کہ یہان سے بھاگ کر کہین دور جائے اُسنے عرض کیا حضور تامل کرین ذرا ان پھولون کی خوشبو اُنکے دماغ تک پہونچے تو دیکھیے گا کہ وہ بھی مانند ان مسلمانون کے دیوانہ وار ہونگے اور انھین چمنون مین آئینگے شاید ابھی اُنکے دماغ تک خوشبو ان گلون کی نہین پہونچی ہی کیونکہ وہ یہان سے بہت دور ہین آخر لشکر مین ہین یا پیچھے بھاگ گئے ہین ہوا ابھی اسوقت کم چلتی ہے

خوشبوان پھولون کی اُنکے دماغ تک نہین جاتی ہی بہرام شیر شکار نے کہا تو سچ کہتا ہی یہی باعث ہی کہ جو
سوار آخر لشکر مین تھے وہی ابھی تک باحواس ہین بہرام شیر شکار ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ باقی ماندہ سردار
و سوار نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کو بلاے مذکورہ مین مبتلا دیکھکر کچھ تدبیر اُنکے حواس و ہوش
مین لانے کی نہ کرکے خوف سے بے اختیار جانب شہر انا ملہ بھاگے جب سواران مذکور بھاگ گئے
بہرام شیر شکار جنگاہ سے پلٹ کر مع سواران سپاہ داؤد شعبدہ باز کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر
آیا اور مرکب سے اُترکر اپنی بارگاہ مین گیا داؤد شعبدہ باز بھی اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ مرکبون سے
اُترکر خیام مین داخل ہوے سرداران لشکر حسب الطلب بہرام شیر شکار کے اُسکی بارگاہ مین جاکر
علی قدر مراتب کرسیون اور ڈنگلون پر بیٹھے داؤد شعبدہ باز بھی حسب الطلب بارگاہ مین جاکے
ڈنگل پر بیٹھا جب دربار سرداران سپاہ و امرا و وزرا سے مملو ہوا اُس وقت بہرام شیر شکار نے فی الفور
ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر بارگاہ مین آکے ہر ایک کو جامہاے بلورین مین شراب
پلانے لگے جب سب کفار شراب پی چکے سامنے سے کشتیان اُٹھاکر بارگاہ سے چلے گئے کفار کو نشہ شراب
کا ہوا داؤد شعبدہ باز نے بہرام شیر شکار سے عالم نشہ شراب مین عرض کیا حضور آپ یہان کیون مکث
ہوے ہین اپنی محلسرا مین جاکر استراحت پذیر ہون بہرام شیر شکار نے جواب دیا مین اس وجہ سے یہان
مقیم ہون کہ نیرنگ شاہ وغیرہ کی حفاظت کرون تاکہ کوئی ان سب کو رد شعبدہ کرکے رہا نکرے
اور کوئی اُنکی اعانت نکرنے پائے جب یہ سب ہلاک ہو جاینگے اور امیر ثانی یہان نہ آئینگے اُسوقت
یہان قیام پذیر ہونگا بالفعل یہان سے جانا ان مسلمانون سے غافل ہونا مناسب نہین ہی داؤد شعبدہ باز
یہ سنکے خاموش رہا یہان تو نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین
بہرام شیر شکار اُن چمنون سے دور تر ہٹ کے مع اپنی سپاہ کے قیام پذیر ہی لیکن اب حال اُن سوارون کا
لکھا جاتا ہی جو میدان جنگ سے بعد دیوانہ ہونے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے جانب
شہر انا ملہ بھاگ کر روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ ایکروز اُس وقت شہر انا ملہ مین پہونچے
کہ دربار مین بادشاہ لشکر اسلام بالاے تخت حکومت رونق افزا تھے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ
جو موجود ہین دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے
تھے کہ ابھی تک کچھ حال ملک شعبدہ کا معلوم نہین ہوا ہی بدیع الزمان وہان پہونچے یا نہین اور
فولاد مشت زن قاتل گیرنگ شاہ مارا گیا یا نہین دل کو تردد ہی شاہ موصوف جواب مین فرمارہے
تھے کہ ہرکارون کو واسطے دریافت کرنے اس خبر کے روانہ کرنا چاہیے ناگاہ وہ سوار دربارگاہ پر نالان
و گریان باخاطر پریشان آئے بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے شور فریاد سنکے ملازمون سے فرمایا دیکھو
یہ کون لوگ دربارگاہ پر فریاد کنان آئے ہین اُنھون نے جاکر بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ کچھ
سواران لشکر ہمراہی شاہزادہ بدیع الزمان کے دربارگاہ پر نالہ کنان آئے ہین وہ امیدوار ہین کہ حاضر
خدمت حضور ہوکے کچھ عرض کرین بادشاہ موصوف نے یہ سنکے امیر ثانی سے فرمایا اُن سوارون کو
بلوایئے امیر ثانی نے ملازمون سے کہا اُنھین دربار مین آنے دو ملازمان مذکور ان کو جاکر دربار مین لالیے
اُنھون نے مجرا گاہ سے بعد بجالانے شرائط عبودیت کے اور بعد کرنے ثنا و دعا کے عرض کیا حضور یہ

سرحد ملک شعبدہ سے آئے ہین امیر نے پوچھا بدیع الزمان کو وہان چھوڑکے کیون چلے آئے اُنھون نے
تمام حال حیرت افزا جو نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ پر داؤد شعبدہ باز سے گذرا تھا
بیان کرکے عرض کیا حضور ہم حیران ہین گیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کیونکر دیوانہ وار ہو کے
جمیون مین جاکر بیٹھے نہین معلوم داؤد شعبدہ باز نے کوئی شعبدہ سحر آسا کیا یا محض اُس نے سحر کیا ہم انکو
مبتلاے ازخود رفتگی دیکھکر وہان سے واسطے عرض کرنے اُنکے احوال پر ملال و خرابے کے حاضر خدمت حضور
ہوے ہین نہین معلوم کیا سبب تھا کہ ہم مانند اُن سب کے مبتلاے دیوانگی نہین ہوے بادشاہ لشکر اسلام
یہ خبر ملال اثر سُنکے برہم ہوے جانب امیر ثانی دیکھکر ارشاد کیا اس جگہ سے اب براے تباہی ملک
شعبدہ و قتل بہرام شیر شکار و تعاقب لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن شمامہ جادو کوچ کرنا
ضرور ہی سوا اسکے نیرنگ شاہ پسر گیرنگ شاہ و شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو اُس بلا سے
رہائی کرانا بھی لازم ہی امیر ثانی نے دنگل سے اپنے اُٹھ کے عرض کیا بہت مناسب ہی کہ بیابان سے
اُس طرف کوچ کیا جاے یہ فرماکر اُسی وقت عادی بن معدی کرب کو حکم کیا اثالہ بارگاہ سلیمانی کا
و دیگر اسباب ضروری ہمراہ لیکر بیابان سے جانب ملک شعبدہ روانہ ہو کل ہم بیابان سے مع تمامی سپاہ کوچ
کرینگے چنانچہ اُسی وقت حسب الحکم عادی بن معدی کرب اثالہ بارگاہ سلیمانی کا مع دیگر اسباب کے اپنی
فوج کو اپنے ہمراہ لیکر بسمت ملک شعبدہ روانہ ہوا دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی نے ہمراہ رکاب بادشاہ
کے بہ تمامی سردار و سپاہ وہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کیا عامل شاہ بھی مع اپنی سپاہ کے
ہمراہ رکاب ہوا امیر ثانی بعد عجلت قطع راہ خشکی کرکے قریب سرحد ملک شعبدہ جاکر مقیم ہوے
بارگاہین اور خیام برپا ہوے لشکر اُترا یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے بہرام شیر شکار کو پہونچی اُس نے
ملاقات امیر ثانی سے کرکے کہا کہ آپ مجھسے مقابلہ کرنے کا ارادہ نکیجیے باعث آپکی بدنامی و ذلت کا ہوگا اور
یہ شہر آپ سے کسی طرح فتح نہوگا امیر ثانی نے جواب دیا ای بہرام شیر شکار اگر تمکو یہ منظور ہی کہ لڑائی نہوتو
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال کو پناہ ندو اپنے ملک سے اُنکو نکال دو یا اُنکو گرفتار کرکے
ہمارے حوالے کرو اور نیرنگ شاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو جنکو تمنے کسی طور سے
ازخود رفتہ کر دیا ہی اُنکو صحیح کرکے عذرخواہ ہو اُس نے کہا یہ تو نہوگا امیر ثانی نے فرمایا اگر یہ منظور
نہین ہی تو آمادۂ جنگ ہو طبل جنگ بجواؤ اُس نے امیر ثانی سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین جاکے
ہنگام شب طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگی کی لیکر بعجلت تمام دربار
بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے بعد اداے ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اس طرح
عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ گیتی پناہ شہریار عالی جاہ اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر
مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے حضور فیض گنجور کے ملازمون سے
مقابلہ کرے سواے اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہی بادشاہ موصوف نے خبر طبل جنگ
بجنے کی ہرکارون سے سُنکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ سے کہا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی
بجوائین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہوکے فرمایا ان ہرکارون کے ہمراہ جاکے اپنے سارے
لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجواؤ عمرو ثانی اُن ہرکارون کے ساتھ اُسی وقت نقارخانہ مین گئے نقارچیون کو

حکم بادشاہ و امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب دستور قدیم کچھ اشرفیان خواجہ کو نذر دے کے
چوب اُٹھا کے نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ بلند ہوئی دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجنے سے
مردمان سپاہ سمجھے کہ صبح کو لڑائی ہوگی یہ سمجھکر ہر ایک سردار اور سوار تیاری جنگ بین معروف ہوا
کفار اپنے شعبدون کی درستی مین مشغول ہوے اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف
ہوے تمام شب دونون لشکرون مین خوب سامان جنگ ہوا صبح کو امیر ثانی وغیرہ نماز سحر پڑھکے مسلح
ہو کے مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جملہ خاص و عام جانب میدان کارزار روانہ
ہوے بعد قطع راہ امیر ثانی اُن پھولون کے چمنون سے دور تر ہٹکے میدان مین جاکر ٹھہرے اُس
طرف سے بہرام شیر شکار بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے میدان مصاف مین آیا تھوڑے
فاصلہ سے بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا اُس وقت موافق قاعدہ قدیم درستی میدان کارزار ہوئی پھر
صفین دونون لشکرون کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
جوانان بجگلاہ سے مزین کیا گیا بعدہ کڑکیت اور نقیب دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے حسب
معمول جوانان ہر دو سپاہ کو آمادۂ جنگ و شعبدہ بازی کیا اس مؤلف نے بخیال طول تقریر کڑکیتون
اور نقیبون کی اس جگہ اور جا بجا نہین لکھی ہے غرض جب مردمان ہر دو لشکر مستعد جنگ و شعبدہ بازی
ہوے کڑکیت اور نقبائے خوش آواز لشکرون کے درمیان سے چلے گئے اُسوقت داؤد شعبدہ باز نے
سبکے پہلے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بہرام شیر شکار کے سامنے جاکے طالب اجازت مقابلہ اہل اسلام
ہوا اُس نے اجازت دی داؤد شعبدہ باز دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے لشکر امیر ثانی کے
آکے مرکب کو روک کر لشکر امیر ثانی پر نظر کرنے لگا ہر طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اخاہ کسقدر اہل
اسلام کا لشکر ہے جہانتک نظر پہونچتی ہے سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے یہ لشکر ہے کہ ایک دریاے ناپیدا کنار
ہے کیا کیا جوان تنومند شعار و نمودار دکھائی دیتے ہین علمہاے سپاہ کس خوبی سے سربلند ہین
امیر ثانی عجب شان سے زیر علم اژدہا پیکر بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی
صفون سے کھڑے ہین اور یہ علم اژدہا پیکر عجب علم ہے کہ اس سے بوے مشک وغیرہ چلی آتی ہے
علاوہ اسکے یا صاحبقران یا صاحبقران آواز پیدا ہے گو مقام حیرت ہے لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے یہ لشکر
کیا ہے اگر تمامی مردان اہل جہان بھی یہان آکے جمع ہوتے تو بھی کچھ خوف نہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے
اسطرح بہ آواز پکارا کہ اے امیر ثانی اول تو مناسب یہ ہے کہ آپ بر سر جنگ نہون یہان سے چلے جائین
یہ ملک ایک ممالک شعبدہ سے ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اپنی ذات خاص سے اسے آباد کیا ہے
اسیر آپ فتحیاب نہونگے بلکہ مانند نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے مبتلا ہونگے یہان شجاعت
و بہادری سے کچھ کام نہ نکلے گا رستم پیلتن ہو یا اسفندیار روئین تن کے مانند ہو یہان سب اُسکو مانند زال
کے جانتے ہین دیکھیے مین نے تن تنہا لشکر نیرنگ شاہ و سپاہ بدیع الزمان کا کیا حال کر دیا ہے کچھ سوار
لشکر ہاے مذکور کے قہر گرسنگی و تشنگی سے ہلاک ہو چکے ہین نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ ابھی
زندہ ہین یہ بھی دو چار روز مین مر جاینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آپ بھی مع اپنی سپاہ کے اسی طرح
مبتلاے بلا ہو جایئے گا دوسرے اگر آپکو لڑنا ہی منظور ہو تو کسی دلاور کو میرے سامنے روانہ

کیجیے کہ وہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پہلے داؤد شعبدہ باز اور اُسکے لشکر پر نظر کرکے
دیکھا کہ وہ باوجود مسلح ہونے کے ایک بدھی لالہ کی اپنی گردن مین مانند معشوق کے ڈالے ہی اور جملہ
جوان بھی اُسکے لشکر کے عورتون کی طرح ہار پھول پہنے ہین یہ رنگ دیکھکر بدرجۂ کمال حیرت ہوئی بعد
حیرت بسیار کے امیر نے داؤد شعبدہ باز کی تقریر سنکے اپنے لشکر کے داہنے طرف مڑکے دیکھا اس
دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ میمنہ لشکر سے کوئی بہادر نکلکر داؤد شعبدہ باز کے مقابلہ کو جاے پس بمجرد
دیکھنے امیر ثانی کے لندھور ثانی یا بروایتے بہرام ثانی نے صف لشکر سے نکلکر امیر سے اجازت لیکر
مرکب پر سوار ہوکے رُخ سوے جنگاہ کیا اور قریب داؤد کے جاکے اُس سے طالب ضرب ہوا
اُسنے بعد گفتگوے بسیار نام دریافت کرکے اور رجز پڑھ کے تلوار نیام سے نکالکر کہا مین یہ تلوار
اس طور سے لگاؤنگا کہ تیرے سر کے قریب جائیگی سر پر نہ پڑیگی کیونکہ ہمارے خداوند کا حکم ہے
کہ حتی الامکان ہمارے کیسے ہی بندے ہون اُنھین قتل نکرو خون ریزی سے باز رہو یہ کہکے جس طرح
کہا تھا اُسی طرح تلوار لگائی لندھور ثانی یا بہرام نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار نیام سے
کھینچکر اُسکی کمر پر لگائی اُسنے فی الفور وہی بدھی لالہ کی گلے سے جلد تر نکالکر تاک کر تلوار کی باڑھ پر پھینک
دی دھار سے تلوار کی وہ بدھی کئی جگہ سے کٹی خوشبو پھولون کی اُڑی تلوار کمر کے قریب آکے رُکی پھول
لالہ کے سات جگہ متفرق ہوکے زمین پر گرے تھوڑی دیر مین سات چمن طولانی لالۂ احمر کے زمین پر
پیدا ہوے آن گلہاے چمنستان کی لہک دیکھکر اور بو اُنکی سونگھکر دلاور موصوف کا رنگ
بے رنگ ہوا ہوش وحواس بجا نرہے علامت دیوانگی ظاہر ہوئی یعنے تلوار کو ہاتھ سے زمین پر
پھینککے مرکب سے اُترکے اُن چمنون مین جاکے سیر لالہ زار دیکھکے چند پھول توڑکے اُنکی
خوشبو سونگھکے بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسا اور یہ مطلع ورد زبان کیا۔ مطلع اگر فردوس بر روے
زمین ست ٭ ہمین ست وہمین ست وہمین است ٭ بعد ورد زبان کرنے مطلع مندرجہ کے لالے کے پھول بار بار
توڑنے لگا کبھی اُنکو سر پر گاہ آنکھون پر کبھی سینہ پر رکھنے لگا کبھی اُنکو مانند گیند کے اُچھالنے لگا گاہ لالہ کے
پھولون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اے گلو تم مجھکو اس طرح داغدار نظر آتے ہو جیسا میرا جگر داغدار
ہی دل چاہتا ہی کہ تمکو اپنے سینہ مین جگہ دون یہ کہکے رونے لگا بعد ایک لمحہ کے مانند گل خندہ زن
ہوکے مثل دیوانون کے باتین کرنے لگا بادشاہ اہل اسلام وامیر ثانی عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ
حیران ہوے دل مین اپنے کہنے لگے کہ ابھی تو یہ بہادر صحیح المزاج تھا دفعۃً دیوانہ ہوگیا یہ کیسے چمن
فی الفور پیدا ہوگئے کہ جنکی بہار نے اس دلاور کو دیوانہ کردیا امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام تو یہ باتین
اپنے دل مین کررہے تھے اور بہت متعجب تھے لیکن شبیروے بن شیرویہ اور سلیمان بن عجیل ماہر وغیرہ
نے بعد متحیر ہونے کے اپنے دل مین کہا کہ لشکر سے نکلکر لالہ کے چمنون مین جاکر اس بہادر کو مرکب پر سوار
کرکے لے آنا چاہیے ہنوز یہ کہہ رہے تھے کہ ہواے تند چلی کچھ بو لالہ کے پھولون کی اُنکے دماغ تک
پہونچی فی الفور وہ سردار کہ ستائیس ۲۷ دلاور تھے مست وبدہوش ہوکے جانب چمنستان لالہ عنان مرکبون کو
جولان کرکے روانہ ہوے جب اُن چمنون مین پہونچے مرکبون سے اُترکر پھول لالہ کے توڑکر خوشبو
اُنکی بجنون سونگھکر یہ مطلع بے اختیار اپنی زبان پر جاری کرنے لگے مطلع بہار آئی ہر پھر دست جنون چالاک ہوتا ہے

مبارک جوش وحشت جیب ُداماں چاک ہونے ہیں پس یہ کیکے اپنے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے
لباس اپنا پارہ پارہ کرنے لگے جیب ودامان کی دھجیان اڑانے لگے کبھی ہنسنے گاہ رونے لگے آخرکار
اُن چمنون مین لبصد شوق سب کو بھول کر کسی کا کچھ خیال نکر کے بیٹھے امیر ثانی اُن سرداران کی یہ حالت دیکھکر
زیادہ متحیر ہوے ابھی امیر ثانی دریاے حیرت مین غوطہ زن تھے اور بنظر غور اپنے سرداران لشکر کو
لالے کے چمنون مین دیوانہ وار گریان وخندان دیکھکر الادہ کر رہے تھے کہ خود جاکر اُن سب سردارون
کو سمجھاکر لالے کے چمنون مین بیٹھنے سے مانع ہوکے ساتھ اپنے لے آوُن ناگاہ پھر ہواے تند چلی جس
طرف کی ہوا تھی اُدھر خوشبو اُن لالہ کے گلون کی گئی جس جس سردار یا سوار کے دماغ تک بوے
گلہاے مذکور پہونچی وہ فی الفور از خود رفتہ ہوکے گھوڑون کو جولان کرکے لبصد شوق اُن چمنون مین
جانے لگا اور مانند اُن ستائیس اٹھائیس سردارون کے خود بھی چمنون مین دیوانون کے مانند
باتین کرنے لگا اور جس سمت کی اُس وقت ہوا نہ تھی اور جدھر کو اُن پھولون کی بو نجاتی تھی اُدھر کے
مردمان سپاہ دیوانے ہوکر جانب چمنستان لالہ عنان نجاتے تھے جب امیر ثانی نے دیکھا کہ پے درپے
سردار و سوار جانب اُن چمنون کے چلے جاتے ہین امیر ثانی نے اُنسے کہا اے بہادرو صف لشکر سے نکل کے
کہان جاتے ہو خبردار اُن چمنون مین نجاؤ وہ سردار و سوار اول تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور چلے جاتے
تھے اگر کوئی جواب دینا تھا تو یہ دیتا تھا کہ اے امیر ثانی ہم توان چمنون مین ضرور جائینگے سیر لالہ زار کرینگے
آجتک آپ کے لشکر مین رہے اب ان چمنون مین شب و روز رہینگے سیر کرینگے لطف زندگی اُٹھائینگے
اگر آپکا دل چاہے تو ہمارے ساتھ آئیے ورنہ اب ہمسے اور آپ سے کچھ مطلب نہین نہ آپ ہمارے
آقا و مالک نہ ہم آپکے مطیع و فرمانبردار یہ تقریر اُنکی سُن کے امیر ثانی متحیر ہوتے تھے اور عمر ثانی سے
فرماتے تھے کہ اے خواجہ سنتے ہو جو یہ لوگ کہتے ہین ذرا تم جاکر اُنھین روکو چمنون مین نجانے دو اور جو
سردار وغیرہ چمنون مین گئے ہین اُنکو جلکے لے آؤ خواجہ جواب دیتے اے امیر ثانی مجھے ایسی
خدمت سے معاف رکھیے مین نہ جاؤنگا وہان جاکے خود بھی دیوانہ ہوجاؤنگا نہین معلوم یہ چمن کیسے
ہین اور اُنکے پھولونکی بو کیسی ہے کہ جسکی بو سے انسان دیوانہ ہوجاتا ہے امیر ثانی الرشاد کرتے تھے اگر
نہین جاتے ہو تو مین جاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانے کا کیا عمر ثانی قدم امیر ثانی سے لپٹ گیا اور کہنے لگا
اے آقا براے خدا آپ جانب ان چمنون کے نجائیے بلکہ یہان نہ ٹھہریے مع لشکر یہان سے فرودگاہ پیادہ پر
چلیے نقارہ باز گشت بجوائیے ورنہ خود بھی دیوانہ وار ہوجائیے گا اور جملہ مردمان لشکر تھوڑے زمانہ
مین از خود رفتہ ہوکے یہان سے ان چمنون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے کہا اچھا چمنون مین نجاؤنگا تو
چمنون کے جاکے اسم اعظم پڑھونگا یقین ہے کہ بہ برکت اسم اعظم اگر سحر ہے تو ان سردارون پر سے دفع
ہوجائیگا عمر و ثانی نے دست بستہ بصد عجز عرض کیا کہ اے امیر ثانی آپ اسی جگہ سے اسم اعظم پڑھیے یہان سے
سوے لالہ زار نجائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے سے اُسی جگہ اسم اعظم پڑھا مگر وہ سردار جو لالے کے
چمنون مین چلے گئے تھے ہوش وحواس مین نہ آئے اور جو بو اُس لالہ کی ذرا بھی سونگھ چکے تھے
وہ بھی لشکر مین نہ ٹھہرے امیر اسم اعظم پڑھا کئے وہ چلے گئے جب اسم اعظم کے پڑھنے سے مدعاے
دلی حاصل نہوا اور متواتر دو دو چار چار سو سوار لشکر سے نکل نکل کے جانب چمن لالہ زار مذکور جانے لگے

عمروثانی نے عرض کیا ای امیر اگر سحر ہوتا تو برکت اسم اعظم سے دفع ہو جاتا ۔ یہ سحر نہین ہی خدا کے واسطے جلد زبیان سے قیام گاہ سپاہ پر چلیئے وگرنہ تھوڑی دیر مین تمام مردمان سپاہ دیوانے ہوکے ان چمنون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے اسکے قسم دینے سے اُسی وقت طبل بازگشت اپنے لشکر مین بجوایا باقی ماندہ سردار وسوار ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام اُس جگہ سے ہٹ کے فرودگاہ سپاہ پر جانے لگے اُس وقت داؤد شعبدہ باز نے باواز بلند امیر ثانی سے کہا ای امیر با توقیر تھوڑی دیر یہان اور توقف کیجیے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہی اگر آپ اور تمام آپکا لشکر ایک دوپہر مین دیوانہ نہو جاے تو مین اپنا نام داؤد شعبدہ باز نہ رکھون چونکہ اُس وقت لشکر اسلام مین ایک شور و غل سے تھا نقارہ بازگشت بجایا جاتا تھا آواز داؤد شعبدہ باز کی امیر نے نہین سنی ورنہ اُسکی تقریر طعن آمیز امیر ثانی کو غصہ آجاتا جنگگاہ سے نہ جاتے بلکہ عالم غصہ مین واسطے سزا دینے داؤد شعبدہ باز کے اندر ان چمنون کے چلے جاتے غرض کہ داؤد شعبدہ باز تو اپنی ناک کے سوراخون مین پنبہ رکھے ہوے درمیان ان چمنون کے کھڑا رہا امیر ثانی خواجہ کے قسمین دینے سے مع لشکر وہان سے ہٹ کے فرودگاہ سپاہ پر آئے لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ اُنکے امیر ثانی اور سرداران سپاہ بھی بارگاہ مین بصد ادب گئے بادشاہ تخت پر بخاطر رنجور بیٹھے امیر ثانی وسرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اُس وقت باشارہ بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی خوش انجام نے عمر ثانی سے کہا ای خواجہ جاکے دریافت تو کرو کہ داؤد شعبدہ باز نے کس تدبیر سے ہمارے لشکر کے اکثر سردارون اور سوارون کو از خود رفتہ کر دیا ہی بعد دریافت کرنے اس حال حیرت انگیز کے ہمارے سرداران سپاہ وسواران لشکر کو جو بیلے کے اور لالے کے چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین اُنکو رہا کر دو اور ہو سکے تو دربار بہرام شیر شکار مین بھی صورت تبدیل کرکے جاؤ وہان کوئی کار نمایان ایسا کرو کہ باعث ہماری خوشی کا ہو عمر ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مین اب اس بارگاہ سے کہین نجاؤنگا خوف سے باہر بھی بارگاہ کے نہ نکلونگا عیاری کرنا تو بسا دشوار ہی یہ ملک شعبدہ ہی سب سرداران صف شکن وجوانان تیغزن کو ایک داؤد نے دیوانہ کر دیا مین بیچارہ کیا ہون اگر یہان سے برلے دریافت حال جاؤنگا ساکنان ملک شعبدہ یا اہل دربار وملازم بہرام شیر شکار مجھے عیار جان کے گرفتار کرینگے یا دیوانہ کر دینگے لہذا مین تو نجاؤنگا مگر اور عیارون سے فرمایئے وہ جائین کچھ عیاری ومکاری کر بن جو کچھ آپ نے فرمایا ہی اُسے بجالائین امیر ثانی نے خواجہ کی گفتگو سن کے خیال کیا کہ یہ فرزند ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا وہ مرد طماع تھے یہ بھی مانند اُنھین کے حریص مال و دولت ہی چاہتا ہی کہ کچھ اقرار دینے کا کرین یا نقد زر کثیر پہلے دے دین تو واسطے عیاری کے جاؤن یہ خیال کرکے امیر ثانی نے فرمایا ہی ای خواجہ اگر تم ہمارے کہنے پر عمل کروگے لینے واسطے دریافت حال داؤد شعبدہ باز و دیگر کار مذکور الصدر کے جاوگے تو ہم تمکو زر کثیر دینگے خواجہ زر کثیر کا ذکر سن کے بیتاب ہوے کہنے لگے مین زر کثیر کے معنی اچھی طرح نہین سمجھتا میرے سامنے روپیہ رکھا جاے دیکھون وہ کسقدر ہی اتنا ہی کہ رنگ و روغن وغیرہ کی ضرورت کو کافی ہوگا یا نہین امیر ثانی نے باوجود رنجیدہ خاطر ہونے کے گفتگو سے خواجہ کے مسکرا کر دو ہزار روپیہ طلب کرکے خواجہ کے سامنے رکھا پھر فرمایا اسقدر روپیہ تمکو دیا جائیگا اگر تم ہمارے

حسب دلخواہ جاکے کارنمایان کروگے عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر اسقدر روپیہ مین رنگ و روغن بھی بڑے عیاری تیار نہوگا اور امور کا کیا ذکر ہی جب مین یہان سے جاؤنگا داؤد شعبدہ باز کے ملازمون کو زرکثیر دیکر انھین ملاؤنگا اُس وقت داؤد شعبدہ باز تک میری رسائی ہوگی امیر ثانی نے مسکراکر کہا بھلا تم ملازمان داؤد کو زرکثیر دوگے ہمین تو یہ خیال ہی کہ تم اُنکے کپڑے تک بھی اُتار کے داخل زنبیل کروگے ہان یہ کہو کہ ہوس زیادہ ہی خیر چار ہزار روپیہ تمکو دیدیے جائینگے خواجہ نے پینکے اُسی طرح پھر جانے سے اور عیاری کرنے سے انکار کیا آخر کار بعد گفتگوے بسیار دس ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا امیر ثانی نے روپیہ منگوا کے عمرو ثانی کے روبرو رکھا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیجیے امیر ثانی نے فرمایا یہ روپیہ اُس وقت لینا جب ہمارے حسب دلخواہ کام کرکے آنا خواجہ نے مجبور ہوکے کہا اچھا اس روپیہ کو ایک مقام محفوظ مین رکھوا دیجیے یا یہین رہنے دیجیے مین آکے لیلونگا امیر نے قبول کیا عمرو ثانی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے خیمہ مین جاکر رضوان بن عمرو کو اور دیگر عیاران لشکر کو پاس اپنے بلایا اور شیشہ شراب کا اُٹھا کر شراب کو مخفی طور سے بیہوشی آمیز کرکے اور ساغر اُٹھا کے کہا اس وقت دل چاہتا ہی کہ ہم تمکو شراب پلائین وہ بھی عیار بلاے روزگار تھے سمجھے کہ خواجہ کا شراب پلانا خالی از علت نہین ہی کوئی سبب ضرور ہی یہ خیال کرکے عرض کرنے لگے آپ شراب کیون پلاتے ہین اپنا نقصان کیون کرتے ہین اگر بیہوش کرنا ہمارا منظور ہی اور ہمین کہین لیجانا زنبیل مین ڈالکر مدنظر ہی تو یونہین ہمین داخل زنبیل کرلیجیے ہمسے عیاری نکیجیے ہم بھی عیار ہین خواجہ نے اُنکی گفتگو سُنکے برہم ہوکے کہا تمھین یہ شراب پینی ہوگی اگر نہ پیوگے تو مین زبردستی پلاؤنگا وہ سب عیار خواجہ کے خفا ہونے سے خائف ہوے کہنے لگے آپ ناراض نہون ہم دیدہ و دانستہ یہ شراب بیہوشی آمیز پیتے ہین آپ کا ارشاد بجالاتے ہین ورنہ کبھی نہ پیتے خواجہ نے یہ کہکر اُن سب کو تھوڑی تھوڑی شراب پلائی اور کوئی شے اُنھین واقع شراب بیہوشی نہ کھانے دی تھوڑی دیر مین وہ بیہوش ہوے خواجہ نے اُنکو داخل زنبیل کیا بعد اسکے رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے فقیرانہ لباس پہنکر خیمہ سے نکلکر ایک سمت جانے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچکر خواجہ دوسری سمت جانب صحرا روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دیوارین اُس باغ کی گر گئی ہین باغ مین درخت بہت سے ہین کچھ درخت انبہ اور املی کے بھی ہین انھین مین سے ایک درخت مین جھولا پڑا ہوا ہی چند عورتین نوجوان جھولے کے پڑے پر بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین ایک نوجوان عورت از حد خوبصورت لباس رنگین اور زیور نقرہ و طلا پہنے ہوے بصد ناز بیٹھی ہی دو عورتین پینگ دے رہی ہین اور یہ بارہ ماسہ گارہی ہین - بارہ ماسہ

سکھی ری جاکے کہ میرے پیاسے	اُس مین درشن کو ترسے ہم پیاسے	بڑا بیدرد ہی سنتا نہین ہی
مکان ویران ہی گھر آتا نہین ہی	سکھی ری جو تنے وہ شیو پیالا	تو کہہ پیتم سے جاکر حال میرا
اکیلے سیج پر کب نیند آوے	پیا بن کو مجھے چھاتی لگاوے	اساڑھ اب لاگ بادر گھر آئے
پیا اُنک ہمارے گھر نہ آئے	سبھی سنسار گھر کو اپنے چھاوے	پیا بن کو منڈل میرا بناوے
سکھی تڑپے ہی بجلی مینھ برسے	پیا کے دیکھنے کو جیو ترسے	سکھی بادر مین یہ چوندیس گھر آئے

ہمارے شام کو اب کو منائے
سبھی سکھی جھولین ہنس ہنس ہنڈولا
ہمارے کرشن مدھوبن سے نہ آئے
لگا بھادون چہوندس میگھ چھائے
کہ اُس بیدردنے سدھ بدھ بساری
ہمارا کنتھ تو پردیس بھایا
کہ بے کنتھا گلے کسکے لگون مین
کہ بے تیرے نہین ہی چین مجھکو
کبھی تو شام بھولے گھر کو آتا
اودھک جاڑا ستاوے موںھ لسدن
مین روتی ہون پیا بن اپنے دلمین
اکیلی سیج پر تڑپون پڑی مین
نپٹ دکھ دیرہا ہی مجھکو نسدن
نہین آتا ہی جیو کو چین دم بھر
سکھی پیتیم کو میرے کون لاوے
سکھی پیتیم نہ آئے کیا کرون مین
کہوا بہین ہمارے شام گھر کب
نہ ابہین پیو تو جاڑا کیسے جھیلے
کہ ہنس ہنس کر مجھے چھاتی لگاوے
لگا پھاگن سکھی سب پھاگ کھیلی
پیا بن مین رہی اجون دکھی ری
گلے مین مل کے کس سے پھاگ کھیلون
اکیلی سیج پر کبتک رہون مین
سکھی جس دن سے بچھڑا ہی کنھائی
خبر جا کر سنا پیتیم کو میری
چلے ہی جب ہوا ٹھنڈی سکارے
مین بن بن ڈھونڈنے کو اسکے نکلی
لگا اب جیٹھ برہا موہ ستاوے
خبر دے جاتے کوئی میرے پی کر
سکھی بیتا ہی روتے بارہ ماسا
خبر پیتیم کے آنے کی سنی ری

سکھی اب ماس ساون کا لگا ہی
پیا بن کو جھولاوے مجھکو جھولا
بتا اب کون سنتا ہے ہماری
ہمارے شام اجہون گھر نہ آئے
مجھے اب رات اندھیاری ننھاوے
برہ کی آگ نے تن من جلایا
ارے کویل تو جا اب پیو کے دلیا
نہین بھاتی ہی انبو رین مجھکو
لگا کاتک پیا اجہون نہ آئے
سکھی چھتیان لگاوے کو پیا بن
لگا اگھن سکھی پیتیم کب ابہین
جو سچ پوچھو تو ہون دکھی کڑی مین
پھرا ہی مجھسے دل بیحیر صنم کا
سکھی دیکھین گے اگھن ہم یہ کیونکر
برہ کی آگ نکست ہی بدن سے
برہ کا حال اب کس سے کہون مین
بھیئے اب ماگھ کے دن اور بھاری
ڈئی رے رین کیسے موری کٹیے
خبر کوئی جو اُس پیتیم کی لاوے
پیا بن ہم سجن دکھ اپنا جھیلین
نٹھر گھنشام نے لی سدھ نہ موری
مصیبت جو بڑی ہی اُسکو جھیلون
خبر اب لاوے پیتم کی سکھی ری
نہین اک پل بھی ہمکو نیند آئی
لگا بیساکھ بس بھاوے نہ چین بھر
برہ کی آگ سلگے ہی پیا رے
بھلا کس طرح مجھکو چین آوے
جلانے کو ادھک میرے جلاوے
کوئی دم بھر جو وہ صورت دکھاوے
کرے پوری بدھا تا میری آسا
ملین بچھڑے ہوے فضلِ خدا کی

پیا کے سوگ مین تن من جلا ہی
کہو کس طرح سے دل چین پائے
کٹی ہی رین روتے روتے ساری
سکھی پوچھو نہ کچھ حالت ہماری
پیا کو جاکے اب کوئی لے آوے
سکھی لاگا کنوار اب کیا کرون مین
یہی میری طرف سے دے سندیسا
اگر کچھ بھی مری سنتا بدھاتا
پیا بن سیج سونی موںھ نہ بھائے
سبھی سکھیان رہین اپنے منڈل مین
گلے سے کون دن مجھکو لگیں مین
مدن مجھکو ستاتا ہی پیا بن
نہین مٹتا کبھی لکھا کرم کا
لگا اب پوس جاڑا منہ نہ بھاے
یہ جاڑا جاے اب کوئی جتن سے
سکھی بیتا مہینہ پوس کا اب
پیا بن سیج سونی ہی ہماری
مرا پیتیم سکھی کس دن گھر آوے
سر نو سے مجھے گویا جلاوے
ملین آپس مین سب سکھیان سکھی ری
بتاؤ اب ملون مین کس سے ہوری
سکھی ری چیت لاگا کیا کرون مین
رہون کبتک پیا بن مین دکھی ری
ارے کاگا مین تیری دل سے چیری
مین گنتی ہون جو تارے رین جگ کر
نہین بیدرد نے میری خبر لی
جو دم بھر بھی نہ وہ صورت دکھاوے
نہین آتا ہی کس دن چین جی کو
مرے دل کی تمنا سب بر آوے
مہینا نوند کا لاگا سکھی ری
رہین سب خوش یونہین میری عاگے

ہوا دکھ دور سکھ حاصل ہوا ہی — بہت بشاش میرا دل ہوا ہی
کہ اب جی بھر کے کچھ دن چین پاؤن — یہ جی مین ہی فدا رب سے مناؤن

عمرو ثانی اُن عورتون کا یہ بارہ ماسہ سُن کے اور اُس زن نوجوان و خوبرو کو دیکھ کے بیتاب ہوگیا دل سینے مین بیچین ہوگیا دل مین کہنے لگا ای عمرو ثانی ان عورتون مین چلنا چاہیے اُنکے پاس بیٹھنا چاہیے اور اس زن خوبرو کے پاس جا کے دیکھنا چاہیے یہ باتین اپنے دل مین کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب دست بستہ سامنے آئے اُس نے ذہن مین اپنے اُنمین سے ایک مکر کو پسند کرکے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے اپنی صورت ایک دیہاتی نوجوان عورت کی دولھن کے مانند بنائی ہندوانہ زیور پہنا لہنگا پھریا زنبیل سے نکالکر پہنی اور ایک کرتی بھی رنگین نکال کے پہنی مٹی کے تیل سے بال سر کے چکنے کرکے کنگھی کرکے ترچھی بھلی پٹیان بنا کے مانگ سیندور سے بھر کے آئینہ سے اپنی صورت دیکھ کے حسب دلخواہ پا کے جھاڑی سے روتا پیٹتا ہوا نکل کے طرف اُن عورتون کے روانہ ہوا وہ عورتین جھولا جھول رہین تھین بارہ ماسہ جو لکھا گیا ہی گا رہین تھین باہم ہنس رہین تھین خصوص وہ زن خوبرو خوش ہوکے مسکرا رہی تھی اُس گانے اور خوشی مین سب نے آواز رونے کی جو سنی خاموش ہوکے جھولا ٹھہرا کے اُسطرف دیکھنے لگین وہ زن خوبرو اُنسے کہنے لگی شاید کوئی عورت درد رسیدہ رو رہی ہی نہین معلوم کس درد مین مبتلا ہی اور اس طرح روتی ہی کہ دل اُسکے سننے سے دردمند ہوتا ہی ذرا باغ سے نکلکر دیکھو تو کہ کون ہی اُسے یہان بلا لاؤ مین پوچھونگی کہ تو کس بلا مین مبتلا ہوگئی ہی سہیلیان اُسکی اُسکے کہنے سے جھولے سے اُتر کر چلین تھین کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت بھولی صورت نوجوان دیہاتی نئی دولھن بنی ہوئی روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی چلی آتی ہی وہ عورتین اُسے دیکھکر پکارین ای عورت ادھر آ ہماری ہمجولی اور ملکہ نسرین گلعذار دختر داؤد شعبدہ باز تجھکو بلاتی ہین عمرو ثانی اُنکی تقریر سنکے دل مین تو خوش ہوا کہ اب عیاری حسب دلخواہ کرکے بخوبی حال دریافت کرونگا لیکن بظاہر زیادہ تر رونے پیٹنے لگا اور نالہ کنان اُنکے پاس گیا وہ ہمراہ لیکر نسرین گلعذار کے پاس گئین نسرین گلعذار نے پوچھا ای عورت اس طرح کیون روتی ہی کیا تجھپر کچھ مصیبت پڑی ہی عمرو ثانی نے دیہاتی زبان مین اشکبار ہوکے جواب دیا مجھکو میرا شوہر میرے گاؤن سے بیکہے لیے جاتا تھا اُسکے ساتھ اُسکے عزیز و احباب بھی تھوڑے سے تھے میرے باپ نے کہ وہ ٹھاکر ہین اور زمیندار بلکہ اُنھین ایک تعلقدار چھوٹا سا کہنا چاہیے مجھے بیاہ کے میرے خاوند کو کئی ہزار روپیہ نقد دیا تھا اور قسم جہیز سے بھی کچھ دیا تھا شاید تمنے سُنا ہو میرے باپ کا نام گوشالین ٹھاکر ہی گاؤن اُنھین معاف ہونے والا ہی نام میرے گاؤن کا کھیرہ آباد ہی مین ٹھاکرنی ہون نام میرا دُلارن ہی بڑے ناز و نعمت سے میرے والدین نے مجھے پرورش کیا ہی ہائے افسوس کل اس جنگل مین رات کو میرے شوہر نے قیام کیا تھا ڈاکہ زن اور راہزن بہت سے ہتھیار لگائے ہوے آئے اُنھوننے میرے خاوند وغیرہ سب آدمیون کو قتل کیا روپیہ اسباب سب لوٹ کرلے گئے میری زندگی تھی مین بھاگ کر ایک جھاڑی مین چھپ رہی تھی جب وہ راہزن لوٹ کے سبکو قتل کرکے چلے گئے تو مین جھاڑی سے نکلکر اپنے پیا کی لوتھ پر خوب روئی تمام شب رو رہا کی صبح کو وہان سے روتی پیٹتی اس ارادہ سے

چلی تھی کہ اگر کوئی ملے تو اپنے گاؤن کا اُس سے راستہ پوچھون اور اپنے مان باپ کے پاس چلی جاؤن تمام حال جو گذرا ہی اُنسے جاکر کہون راہ مین اور تو کوئی نہین ملا سوا تمھارے اگر راہ تمھین میرے گاؤن کی معلوم ہو تو بتا دو کہ مین چلی جاؤن یا کسی کو میرے ساتھ رحم کھاکے کردو کہ وہ مجھے میرے گاؤن مین پہونچا دے نسرین گلعذار نے اُسکی تقریر سنکے راست گو اُسے جان کے بہت افسوس کرکے حال پر اُسکے رحم کھاکے کہا اے دولارن اب تو زیادہ گریہ و بکا نکر جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا خداوند کو یہی منظور تھا چندے یہان قیام کر مین تجھکو تیرے باپ کے پاس لے جاؤنگی تمام حال تیرا اُن سے کہونگی وہ ایک نامی سردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعبدہ کے مین ضرور تجھکو تیرے گھر پہونچوا دیتے اور عجب نہین کہ تیرے شوہر وغیرہ کے قاتلون کو تلاش کرکے اُنکو قتل کرین دولارن مذکور یہ تقریر سُنکے گونہ خوش ہوئی رونا موقوف کیا نسرین گلعذار نے واسطے اُسکے دفع رنج و ملال کہا اے دولارن آ ہمارے ساتھ جھولے کے پٹرے پر بیٹھ کے جھولا جھول اگر کچھ گانا آتا ہو تو گا خاوند کے مرجانے کا رنج نکر مردوے بہت ہین پھر کسی سے شادی کر لینا اُس نے شرماکے جواب دیا اچھا جو تم کہتی ہو ایسا ہی کرونگی اور جھولا جھولنے کو اور گانے کو جو تمنے کہا مجھے اچھی طرح گانا نہین آتا ہی ہان کچھ گالیتی ہون ایسے وقت مین کیا گاؤن اور کیا جھولا جھولون تم ہی جھولا جھولو مین کھڑی ہون نسرین گلعذار نے ہاتھ اُسکا پکڑکے جھولے پر بٹھالیا اور قسم دے کے کہا کوئی غزل اگر تجھکو یاد ہو تو گا اُس نے کہا مین ٹھاکرنی دیہاتی مجھے غزل ٹھمری کہان معلوم ہی ہان اپنی زندگی مین ایک غزل بڑی مشکل سے یاد کی ہی نسرین نے کہا وہی غزل گا ہم یقین تو کہ وہ غزل عاشقانہ ہی یا نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہو کہ تو کس طرح گاتی ہی اُس نے بعد بہت انکار کے اور نسرین کے بہت اصرار سے یہ غزل ملیح داؤدی گانا شروع کی غزل حسب مقام ہذا

جو خوشہ تاک مین تھا وہ نشہ مین چور تھا
ہر شخص تیرے کوچہ سے آگاہ ہوگیا
بے اذن لے لیا تھا یہ بیشک قصور تھا
بام مکان یار کا اللہ رے عروج
شاید کہے کو سون گو بیابان دور تھا

دیکھا تو جل کے خاک سیہ دم مین طور تھا
یان مجھکو دفن کرنا بھلا کیا ضرور تھا
اک بت نے بھی نہ حضرت موسیٰ سے بات کی
رفعت مین آسمان تھا رتبہ مین طور تھا

ساقی یہ بیکشی کا چمن مین وفور تھا
بڑھ کر جلال سے بھی جمال حضور تھا
بوسہ وہ تھا کہ پھر بھی دیتا مین آپکو
اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور تھا
سو بار ہاتھ اُٹھا کے جو اے ضعف رہ گئے

دولارن نے صرف یہی چند شعر اس خوبی سے گائے کہ وہ تمام عورتین از حد خوش ہوئین اور بہت تعریف اُسکے گانے کی کرکے نسرین گلعذار نے کہا اور کچھ گاؤ وہ اُسکے کہنے سے گانے لگی یہان تو نسرین گلعذار گلگشت رہی ہی جھولا جھول رہی ہی عمر وشاقی جھولے پر بیٹھا ہوا بصورت زن مذکور تانے مار رہا ہی اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بہرام شیر شکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر شاقی طبل و نقارہ بازگشت بجا کے لشکر کے ہمراہ فرودگاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوئے تھے بہرام بھی مع اپنی سپاہ کے نہایت شاد و خرم ہوکے داؤد شعبدہ باز کو اپنے ساتھ لیکے جنگگاہ سے لشکرگاہ پر گیا تھا اور داخل بارگاہ ہوکے سب سردارون کو بارگاہ مین طلب کرکے بزم عشرت برپا کرا کے میخواری کرکے رقص رقاصان خوبرو کا دیکھ کے گانا اُنکا سن کے عالم نشہ مین داؤد سے مخاطب ہوکے گویا ہوا تھا کہ اے داؤد آج بھی تو نے کار نمایان کیا ہی اُس نے

عرض کیا تھا امید وار انعام کا ہون بہرام شیر شکار نے اُسے خلعت فاخرہ دیا تھا بعد برخاست دربار اور موقوف ہونے بزم عشرت کے داؤد شعبدہ باز خلعت پہنے ہوے مُرغ زرین بنا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا اب اسکو راہ مین چھوڑکر احوال اُسکی دختر کا درج کیا جاتا ہی کہ جب وہ جھولا جھول چکی اور دولارن کا گانا خوب سُن چکی اُسکو ہمراہ اپنے لیکے گھر مین آئی بعد تھوڑی دیر کے باپ اُسکا خلعت پہنے ہوے ہنستا ہوا گھر مین آیا نسرین گلعذار نے پوچھا ای پدر آج یہ خلعت کس طرح پایا باعث خوشی کا کیا ہوا اُسنے کہا ای دختر مین نے وہ کار نمایان متواتر کیا ہی کہ شاید کسی شعبدہ باز سے نہوسکتا مین نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان اور اُنکے مردان سیاہ کو ایک شعبدہ کرکے سات چمن بیلے کے بناکے اُنکو دیوانہ کیا ہی بعدہ لشکر حمزہ ثانی کے بہت سے سردارون اور سوارون کو سات چمن شعبدہ سے لاکے پیدا کرکے اُنھین اسمین دیوانہ بناکے بٹھا دیا ہی امیر ثانی نقارہ بازگشت بجواکے میدان جنگ سے چلے گئے نہین تو وہ بھی لاکے چمنون مین آکے مع اپنے مردمان سیاہ کے دیوانہ وار بیٹھتے بہرام شیر شکار نے میرے کارہاے نمایان پر نظر کرکے یہ خلعت فاخرہ انعام مین دیا ہی نسرین گلعذار یہ سن کے خوش ہوئی چونکہ دولارن بھی وہان کھڑی تھی اُسنے بھی تمام تقریر اُسکی سنی داؤد نے بعد تقریر کرنے کے دولارن کو دیکھکر اپنی دختر سے پوچھا ای نور نظر ای دختر نیک اختر یہ کون عورت ہی کہان سے آئی ہی اسے کون لایا ہی اُسنے تمام حال اُسکا بیان کرکے کہا یہ عورت خوب گاتی ہی ذرا اسکا گانا تو سنیئے آپ بہت خوش ہو جایئے گا اور خوش ہوکے میری خاطر سے اسکی داد کو پہونچیئے گا اسکے شوہر کے قاتلون کو ڈھونڈھ کے اسکے سامنے قتل کرکے اسکو اسکے گانون مین پہونچوا دیجیے گا یہ کہکے دولارن سے کہا کچھ گا اُس نے روبرو داؤد کے ایک غزل لحن داؤدی گائی وہ سُن کے از حد خوش ہوا بعد کرنے اُسکی تعریف کے کہنے لگا ای دختر مین تیرے کہنے سے اسکے قاتلون کو تلاش ضرور کرونگا اور اسکو اسکے گھر پہونچوا دونگا مگر اب کسی عورت کو اپنے ساتھ نہ لانا نہ کسی عورت مرد کو اپنے گھر مین آنے دینا اس وقت سے گھر کے باہر نجانا کیونکہ امیر ثانی مع لشکر آئے ہوے ہین اُنکے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ عیار ہین وہ سب نہایت فریب دہندہ و مکار ہین سُنا ہی کہ وہ عورتون کی سی صورت بناکے عیاری کرتے ہین آج کل امیر ثانی سے لڑائی ہو رہی ہی ہم اُنکے دشمن ہین وہ ہمارے عدو ہین ایسا نہو کہ اُنکے لشکر کا کوئی عیار صورت تبدیل کرکے عورت بنکے تیرے پاس آئے اور تجھے بیہوش کرکے لیجائے گھر لوٹ لے دشمن سے جا تک ہوسکے انسان ڈرتا رہی اور اپنی حفاظت خود کرتا رہے نسرین گلعذار نے جواب دیا مین آپ کے کہنے پر عمل کرونگی اب کسی عورت کو گھر مین نہ لاؤنگی نہ کہین جاؤنگی نہ کسی کو اپنے گھر مین آنے دونگی داؤد شعبدہ باز اُسکی تقریر سنکے خاموش رہا جب شب ہوئی نسرین گلعذار اپنی خوابگاہ مین جاکے مسہری پر لیٹی دولارن نے پاؤن دبانے اور پنکھا جھلنے کا ارادہ کیا اُسنے پہلے تو منع کیا بعد ازان کہا اچھا پنکھا جھلو وہ پنکھا جھلنے لگی جب نسرین سو رہی عمرو ثانی نے بیہوشی اُسے سونگھاکے بیہوش کیا اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر کہا ای خواجہ اسے نذر زنبیل کرلو یہ نہایت حسین ہی اگر تو اسے کسی سردار کو دکھائے گا تو وہ اُسکے عوض مین تجھے ہزارون روپیہ دیگا اور

اگر کوئی اسکا طلبگار نہوگا تو خود ہی اس سے ہمکنار ہونا اسکو مسلمان کرکے اپنی ازدواج مین داخل کرنا یہ کہکے اُسے داخل زنبیل کیا بعدہ صورت اپنی لشکل نسرین گلعذار بنا کے اُسکی پوشاک پہن اور رضوان بن عمرو کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کرکے بصورت دولارن بناکے مسہری پر لیٹ رہا جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھ کر روبرو داؤد شعبدہ باز کے جاکے اُسے سلام کیا اُسنے دعاے طول عمر دے کے خوش ہو کے اپنے پاس بٹھالیا نسرین گلعذار نقلی نے داؤد سے پوچھا تو بتایئے کہ جو شعبدہ آپنے کیا ہے وہ کیونکر کیا ہے اگر اُسے کوئی مٹایا چاہے تو کیونکر مٹائے اہل اسلام توان چمنون کے مٹانے کی اور اُن دیوانون کے ہوش مین لانے کی تدبیر کرتے ہونگے داؤد شعبدہ باز نے ہنسکر جواب دیا اے دختر یہ شعبدہ تجھکو نہین معلوم ہے اس وقت تو فرصت نہین ہے پھر کسی وقت یہ شعبدہ تجھے بتادونگا یہ کہکے اپنی جیب سے سات دانے مانند گوہر آبدار کے اور سات دانے مثل دانہاے یاقوت کے نکالے اُنھین دکھا کے کہا اگر اُن چمنون کو مٹا دینا منظور ہو تو بیلچے کے چمنون پر یہ گوہر مصنوعی مارے فی الفور وہ سب چمن مانند خس وخاشاک کے جلنے لگین گے دھوان پیدا ہوگا وہ دھوان جس دیوانے کے دماغ مین سرایت کریگا فوراً ہوش مین آجائیگا اسی طرح یہ دانہاے یاقوت نقلی اگر لالے کے چمنون پر مارے جائین تو اُنکا بھی وہی حال ہوگا جیسا بیلچے کے چمنون کا حال بیان کیا ہے نسرین گلعذار نے کہا ذرا مجھے یہ سب دانے دکھایئے آخر وہ چودہ دانے اُسے دیے اُسنے اُنکو دیکھکر چالاکی سے نظر اُسکی بچاکے اور دانے ویسے ہی زنبیل سے نکالکر داؤد کے حوالے کیے اور داؤد نے جو دانے دیے تھے اُنکو زنبیل مین داخل کرکے کہا مین نے ان دانون کو تو دیکھا مگر انکے بنانے کی ترکیب بتادیجیگا اُسنے اقرار کیا اور وہ دانے مصنوعی نسرین نقلی سے لیکر واسطے کسی ضرورت کے گھر سے باہر گیا خواجہ نے اُسکے جاتے ہی جال الیاسی زنبیل سے نکالکر تمام اُسکے گھر کے مال واسباب پر ہاتھ مارنا شروع کیا ایک ہی دم مین کل مال واسباب داخل زنبیل کر لیا سواے نقش بوریہ کے اور کچھ زمین پر نچھوڑا بعد لوٹنے مال واسباب مذکور کے صورت اپنی تبدیل کرکے گھر سے نکل کے مع رضوان بن عمرو جانب بہرام شیر شکار روانہ ہوا داؤد شعبدہ باز بعد تھوڑی دیر کے اپنے گھر مین آیا دیکھا نسرین گلعذار نہین ہے اور گھر مین کوئی شے مال واسباب کی قسم سے نہین ہے یہ حال دیکھکر نہایت حیران وغمگین ہوکر بار بار اپنی دختر کو پکارنے لگا بایں خیال کہ شاید کوٹھے پر ہو یا کسی حجرے مین ہو جب صداے دختر نہ نی سمجھا کہ دولارن جو گھر مین آئی تھی وہ عورت نہ تھی یقیناً کوئی عیار لشکر امیر ثانی کا تھا اُس نے یہان آکے عیاری کی میری دختر کو اور تمام مال واسباب کو لیگیا ہے یہ سمجھ کے رنج وغم سے مانند دیوانون کے ہوگیا آخر کار اپنے گھر سے روتا پیٹتا ہوا بارگاہ بہرام شیر شکار مین اُس وقت پہونچا کہ بہرام مذکور تخت پر بیٹھا تھا اہل دربار بھی تمام حاضر دربار تھے لاجور دشاہ وصلصال وخلخال وبختگان بھی بیٹھے تھے بہرام شیر شکار نے اُسے نالان وگریان دیکھکر گھبرا کے پوچھا اے داؤد شعبدہ باز خیر تو ہی تیرے رونے پیٹنے کا کیا سبب ہے اُسنے ضبط گریہ کرکے عرض کیا حضور مین لٹ گیا گھر تباہ وبرباد ہوگیا وہ دختر میری جو حسن وجمال مین عدیم النظیر تھی اُسے کوئی لیگیا گھر کو بھی لوٹ لے گیا جملہ

مال واسباب اس طرح لے گیا کہ ایک تنکا بھی باقی نہ رہا اب مین اس صدمہ جانکاہ سے جلد مر جاؤنگا بر اے خداوندمیری فریاد کو پہونچیے دختر سے مجھکو ملا دیجیے جملہ مال واسباب اور وہ خلعت جو کل آپنے مجھے دیا تھا کسی تدبیر سے مجھے جو لیگیا ہو اس سے دلوا دیجیے بہرام شیر شکار یہ حال سنکے دنگ ہو گیا بجتگان تمام حال سنکے کچھ سمجھ کے لاجورد شاہ کی طرف دیکھکر مسکرایا اُس نے اشارہ سے کہا خاموش رہنا کچھ بھی نہ کہنا بجتگان تو لاجورد شاہ کے کہنے سے خاموش رہا لیکن بہرام شیر شکار نے بعد حیرت بسیار کے پوچھا اے داؤد یہ بھی کچھ تجھکو معلوم ہو کہ تیرے گھر مین کوئی آیا تھا اُس نے عرض کیا اے خداوندنعمت میری دختر باغ مین جھولا جھولنے کو گئی تھی جب گھر مین آئی تھی تو ایک عورت کہ تمام اُسکا دولارن تھا اُسے ہمراہ اپنے لائی تھی وہ خوش آواز بہت تھی خوب گاتی تھی بہرام شیر شکار نے پوچھا کہ وہ دانے گوہر و یاقوت کے جو مٹا دینے والے بیلے اور لالے کے چمنون کے ہین وہ بھی تیرے پاس ہین یا اُنکو بھی تو نے کھو دیا اُس نے عرض کیا دانہاے مذکور میرے پاس ہین لیکن مُنین اب شک پایا جاتا ہو کہ اصلی ہین یا نقلی ہین کیونکہ آج وقت سحر میری دختر نے خلاف عادت اوال اس شعبدہ کا پوچھا تھا اور دانہاے گوہر و یاقوت مصنوعی جو مین نے براے چمنہاے لالہ و بیلہ تیار کیے تھے مجھسے طلب کرکے اُس نے تا دیر غور سے دیکھکر مجھے دیدیے تھے کیا عجب ہو کہ دانے بھی تبدیل کیے ہون صبح کو عیار لبصورت نسرین گلعذار بن کے بیٹھا ہو بہرام یہ حال تمام وکمال سنکے غرق دریاے فکر ہوا دل مین کہنے لگا اے بہرام اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کیونکر اسکی دختر اس عیار سے لیکر اسکے حوالہ کرنا چاہیے یہ بھی نہین معلوم کہ اس عیار کا کیا نام ہو عیار تو لشکر امیر ثانی مین ہزار ہا ہین ابھی بہرام دریاے فکر مین غوطہ زن تھا ناگاہ بجتگان بیٹھے بیٹھے اور حال سنتے سنتے تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار مسکرا کے کہنے لگا اے داؤد اب کیا روتے پیٹتے ہو فریاد رسی کو یہان آئے ہو جاؤ صبر کرو اب دختر تمھاری اور مال واسباب تمھارا تمھین نہ ملیگا ہمارے خداوندوالک عمرو ثانی اے توبہ جناب ستطاب شاہ عیاران جہان سرگروہ مکاران بعد عمرو بن امیہ ضمیری کے خواجہ عمرو ثانی ہین وہی جناب تشریف لائے ہونگے تمھاری دختر چونکہ بہت حسین تھی اُسے پسند کرکے بیہوش کرکے داخل زنبیل کرکے دانہاے گوہر و یاقوت کو بدل کے گھر کے اسباب کو لوٹ کے عیاری کرکے چلے گئے ہونگے اب اُنسے دختر کا ملنا اور مال اسباب واپس لینا ممکن ہی نہین وہ جناب جو چیز داخل زنبیل کر لیتے ہین پھر نہین دیتے ہین اب اس رونے سے کیا فائدہ ہو جو ہونا تھا وہ ہو چکا مگر اپنے جان و ایمان کی کرو مجھے عقل سے معلوم ہو گیا ہو کہ اب بیلے کے چمن اور لالے کے چمن اُن دانون سے وہ جناب مٹا دینگے سبکو ہوش و حواس مین لائینگے کسی دن عیاری کرکے تمھین پکڑ لین گے داخل زنبیل کرکے لے جائینگے اپنے لشکر مین پہونچکر تمکو زنبیل سے نکال کر ستون بارگاہ مین باندھ کے ہدایت کرینگے اگر تم مسلمان ہوے تو خیر ورنہ تمکو قتل کر ڈالینگے اُنکی ذات سے دیکھیے بیان کیا ہوتا ہو یہ تو ایک ادنی عیاری اُن جناب نے یہان آکے پہلے کی ہے نمونہ اپنی عیاریون کا گویا دکھایا ہو اگر تمکو اُن دانہاے گوہر و یاقوت مین شک ہی ہو تو اُنکا امتحان اپنے طور سے کرو میرے نزدیک تو وہ دانے مصنوعی ہونگے اصلی دانے جو تمنے بنائے تھے خواجہ لے گئے ہونگے بجتگان یہ تقریر ہنس ہنس کے کرتا تھا اور چار طرف دیکھکر یہ بھی کہتا جاتا تھا اے خواجہ

عمرو ثانی اگر آپ یہان تشریف رکھتے ہون تو میری تقریر بگوش سُن لیجیے دیکھیے مین نے ابھی تک کوئی کلمہ
آپ کے خلاف شان نہین کہا ہی صرف آپ کی تعریف کی ہی مجھسے رنجیدہ ہوکے درپے میری ایذا رسانی کے
نہو جیئگا مین آپکا ایک خادم و تابعدار خیر خواہ ہون چونکہ عمرو ثانی اور رضوان بن عمرو دونون بصورت
خدمتگار بارگاہ بہرام شیر شکار مین موجود تھے کھڑے ہوے ہر ایک کی تقریر سُن رہے تھے نجتگان کی
گفتگو سن کے رضوان بن عمرو سے باشارہ کہنے لگے دیکھو یہ نالائق و شریر کیسی باتین کر رہا ہے رضوان بھی
باشارہ جواب دیتا تھا واقعی یہ مسخرہ ازحد شریر ہی آپ اسکی تقریر سنے جایئے ابھی رضوان عمرو ثانی
سے باشارہ ہم سخن تھا نجتگان کہی رہا تھا عمرو ثانی کو ہر ایک طرف دیکھ رہا تھا یکایک بہرام شیر شکار
نے داؤد شعبدہ باز سے کہا ای داؤد نجتگان سچ کہتا ہی رونا موقوف کر صبر کر جو ہونا تھا وہ ہوا اب
اُن دانہاے گوہر و یاقوت کو نکال کے اُنکا امتحان کر دیکھ تو بدل گئے ہین یا نہین داؤد شعبدہ باز
نے وہ دانے اپنی جیب سے کہ ایک ڈبیا مین بحفاظت تمام رکھے تھے اُنھین نکال کے روبرو بہرام
شیر شکار کے سب دانے بالاے تخت زور سے مارے دانون نے تخت پر گرتے ہی مانند ٹپاخون یا
پڑاقون کے آواز دی اُنہین سے مانند گندھک اور شورہ اور بارود کے دھوان مانند دود بیہوشی
نکلا اور وہ بارگاہ مین تھوڑی دور تک پھیلا جسکے دماغ تک پہونچا وہ چھینک کر فرش پر گرکے
بیہوش ہوا چنانچہ داؤد شعبدہ باز اور بہرام شیر شکار اور بہت سے اُسکے لشکر کے سردار بیہوش ہوکے
فرش پر گرے یہ حال دیکھکر اہل دربار جو بیہوش نہین ہوے تھے واسطے اُٹھانے بہرام شیر شکار کے
اُٹھے اُس ہنگامہ مین عمرو ثانی نے چالاکی سے بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور دو چار اُسکے
لشکر کے سردارون کو اُٹھا اُٹھا کے نذر زنبیل کیا خود بیہوش نہوا کیونکہ رضوان بن عمرو اور عمرو
ثانی نے روئی اپنے اپنے سوراخ بینی مین رکھ لی تھی غرض اُس ہنگامہ مین اور اُس دود بیہوشی کی تاریکی
مین کسی نے عمرو ثانی کو بہرام و داؤد وغیرہ کو نذر زنبیل کرتے نہ دیکھا جب عمرو ثانی کا فران نابکار کو
کو نذر زنبیل کر چکا رضوان بن عمرو سے کہا اب موقع یہان ٹھہرنے کا نہین ہی اور کچھ فائدہ بھی نہین
ہی جو منظور تھا وہ کام کر چکے یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلو وہ عمرو ثانی کے اشارہ سے ہمراہ خواجہ
کے چلا عمرو ثانی نے بارگاہ سے جاتے وقت نجتگان کے سر پر سے رفیدہ اُتار کے دھول مار کے کہا
او نابکار تو نے تو شرارت کی تھی لیکن تیری شرارت سے کچھ نہوا تو نے مجھے نہ پہچانا مین یہان موجود تھا
دیکھ یون عیاری کرتے ہین بہرام شیر شکار اور داؤد وغیرہ کو زنبیل مین ڈالکر لیے جاتے ہین اگر تیرے
خلاف نہو تو تجھکو بھی زنبیل مین ڈالکر لے جایئن اُس نے سر اپنا سہلا کر ہاتھ جوڑ کر کہا آپنے بہت مناسب
کیا کہ بہرام شیر شکار اور داؤد نابکار کو داخل زنبیل کر لیا ان نالایقون کی یہی سزا تھی مین تو آپکا
تابعدار ہون مجھسے خفا نہوجیے ایک دھول لگائی ہی دو چار اور لگا لیجیے لیکن داخل زنبیل نہ کیجیے
میرے حال پر رحم کیجیے مجھسے اشرفیان جو مین نے خاص آپ کے واسطے اتنی مدت مین جمع کی ہین لے
لیجیے یہ کہکے اشرفیان پیش کین خواجہ نے جلد اشرفیان اُس سے لیکر داخل زنبیل کر کے ہمراہ رضوان کے
بصورت خدمتگار اُس ہنگامہ مین بارگاہ سے یہ کہتے ہوے باہر نکلے کہ یارو جلد آؤ بارگاہ مین ہنگامہ ہی
نہین معلوم کیا واقعہ ہی یہ کہتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے ہمراہ رضوان بن عمرو کے چلے اپنے

سوراخ بینی مین رکھے ہوے اندر اُن چمنون کے گئے بیلے گوہر کے مانند جو دانے تھے اُنھین نکال کے
بیلے کے چمنون پر زور سے مارا اُنکے مارنے سے اُن بیلے کے چمنون پر دفعتًا ایسی خزان آئی کہ وہ مانند
خس وخاشاک کے جلنے لگے اور مانند آتشبازی کے چھوٹنے لگے دھوان اُٹھنے لگا وہ دھوان نیرنگ شاہ
اور بدیع الزمان وغیرہ جملہ اشخاص کے جو دماغ مین پہونچا دیوانگی اُنکی زائل ہوئی سبکو ہوش آیا
ہر ایک نے غور سے اپنے حال پر نظر کی دیکھا ہم خاک پر بیٹھے ہوے ہین کپڑے پھٹے پہنے ہین سر پر خاک
پڑی ہی آلات حرب وضرب زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے ہمارے کھڑے ہوے ہین یہ حال
دیکھکر سب متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہم یہان کیون آئے اور یہان کیون بیٹھے عمرو ثانی نے صورت اصلی
اپنی اُنھین دکھا کے کہا تم سب کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مین نے عیاری
کرکے دانے گوہر کے اُس سے لیکے ان چمنون پر مار کے تمھین ہوشیار کیا ہی اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا یہ چمن مدام
تر وتازہ رہتے اور تم دیوانون کے مانند ہمیشہ اسی جگہ بیٹھے رہتے یا ہلاک ہو جاتے سب نے
یہ سن کے خواجہ کی بہت تعریف کی پھر ہر ایک ہتھیار اپنے اُٹھا کے اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کر جانب
لشکرگاہ امیر ثانی چلا خواجہ نے اسی طرح اُن لالے کے چمنون مین جا کے وہ دانے یاقوت کے
چمنون پر مار کے اُنکو مانند بیلے کے چمنون کے مٹا کے جملہ سردارون اور سوارون کو جو اُن چمنون مین بیٹھے
تھے ہوشیار کیا وہ سب بھی ہوشیار ہو کے اپنے تئین خاک پر بیٹھا دیکھ کے ازحد متحیر ہوے عمرو ثانی نے
اُنسے بھی کہا کہ تم کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کر دیا تھا مین نے جب شعبدہ کیا ہی
تب تمکو ہوش آیا ہی اب یہان سے لشکر امیر ثانی مین چلو کہ بالفعل لشکر امیر با توقیر کا یہین اُترا ہی تم بھی
ہمراہ لشکر آئے تھے اب تو ہوش مین آئے ہو یاد کرو سب نے کہا ای خواجہ تمنے کار نمایان کیا واقعی
ہم ساتھ لشکر امیر ثانی کے آئے تھے ہاے غضب اُنسے منھ موڑ کے یہان بیٹھے تھے یہ کہکے خاک سے
اُٹھکر گرد وغبار کو اپنے پھٹے ہوے کپڑون سے دور کرکے ہتھیار اپنے اُٹھا کے مرکبون پر سوار ہو کے
ہمراہ خواجہ ونیرنگ شاہ وبدیع الزمان وغیرہ کے باتین کرتے ہوے احوال پوچھتے ہوے
سمت لشکرگاہ امیر ثانی روانہ ہوے ادھر امیر ثانی دربار بادشاہ لشکر اسلام مین دنگل پر
بیٹھے ہوے تھے اور تمام سردار بھی موجود تھے برائے دریافت حال امیر ثانی اُن سردارون سے مخاطب
ہو کے کہہ رہے تھے کہ عمرو ثانی کل سے روپیہ جمع کرکے چلا گیا ہی ابھی تک نہین آیا ہی معلوم نہین اُنے جا کر کیا کیا
اسوقت ارادہ یہ ہی کہ چند ہرکارون کو لشکر بہرام شیر شکار مین روانہ کرین سرداران لشکر عرض کرتے تھے کہ رائے
آپکی ہم پسند کرتے ہین ہرکارون کو روانہ کیجیے یا حکم دیجیے کہ ہم دلیرانہ دربار بہرام شیر شکار مین جائین حال خواجہ
کا بھی دریافت کرین اور بہرام کو اگر ممکن ہو تو گرفتار کرین ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ چند ہرکالے
نہایت خندان وفرحان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے اس طرح ثنا ودعاے بادشاہ لشکر
اسلام اپنی زبان پر لائے بہ نظم حسب مقام ہذا شروع کی

نظم

ای خسرو یکتا ز تو ہم چرخ نگذرد
نرخ عبیر و رونق تاتار شکند
بر نردبان رفعت تو وہم کی رسد

کس پیش حضرت تو صف بار شکند
لالا بوے لطف تو شاطرۂ چمن
تا صد ہزار پایۂ پندار شکند

بے مایہ محاسن خلق تو باد صبح
زلف بنفشہ بر رخ گلزار شکند
با جود بید ریغ تو نسبت درست کرد

نقدی کہ در ترازوے معیار نشکند
طاق عمارت تو سعادت چنان نہاد
الا سر عدوے تو دیوار نشکند
کس با تو نعرہ نکند تا صداے کوہ
جز در دہان خصم تو زنہار نشکند
شب بگذرد کہ صورت تیغت خیال خواب
کانجاش آز معدہ نہار نشکند
ہر صبح جز براے سر افشار ابلقت
این ہفت آلت است کہ در کار نشکند
شاہے کہ سایہ داری حفظش ز بدعداے
تا روز حشر گنبد دوار نشکند
با تو کدام خصم نہد رو بکارزار
از ہیبت تو در دم کہسار نشکند
تیغ تو صف دشمن و حکم تو دست چرخ
اندر دماغ فتنۂ بیدار نشکند
پشت فلک ز بہر ربودن کجا خمد
گردون درم ز بیز دو دینار نشکند
دائم اساس عمر چنان استوار باد
از تندباد حادثہ ہا خار نشکند
در خانہ کہ گرز تو کوبد در اجل
از گاو گرز حملۂ تو زار نشکند
زنہار نیزۂ تو چہ ماریست کز زبانش
آسان اگر بہ بند دو دشوار نشکند
حاضر بخوان کمر منت کی شود طمع
تا نعل نقرہ خنگ تو مسمار نشکند
تا نقشبند کسوت این چار کارگاہ
از ہفت در نگردد و از چار نشکند

یہ ثنا و دعا کرکے پھر زبان اُردو مین اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ جمجاہ مبارک ہو کہ اس وقت خواجہ عمرو ثانی نے عیاری کرکے بیلے اور لالے کے جمنون کو مٹایا ہے جملہ سوار و سردار ہوشیار ہوکے ہمراہ خواجہ کے اس طرف آتے ہین یہ کہکے ہرکارے تو بارگاہ سلیمانی سے باہر گئے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہوکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ کیا امیر باتوقیر نے اشارۂ بادشاہ اسلام سے اکثر سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ واسطے استقبال بدیع الزمان و نیرنگ شاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کے جائین اور انھین بیان لائین حسب الحکم سرداران مذکور اُس وقت روانہ ہوے اور استقبال کرکے سرداران موصوف کو بارگاہ سلیمانی مین لاے نیرنگ شاہ وغیرہ نے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو سلام کیا بعدہ حکم و اشارہ بادشاہ موصوف سے وہ سب دنگلون پر بیٹھے عمرو ثانی نے بعد سلام کرنے کے امیر ثانی سے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا اے امیر ثانی مین بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور اسکی دختر نسرین گلعذار وغیرہ کو بھی عیاری کرکے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر لے آیا ہون امیر ثانی نے خوش ہوکے فرمایا اُنکو زنبیل سے نکال کے ستون بارگاہ سے باندھ کے ہوشیار کرکے ہدایت کرو عمرو ثانی نے حسب ارشاد اُن سبکو زنبیل سے نکال کے ستون مین باندھا پھر اُن سب کو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر قریب اُنکے کھڑے ہوکر اُن کو ہدایت کرنے لگے اُنھون نے غفلت سے ہوشیار ہوکے اپنے تیئن ستون سے بندھا دیکھ کے امیر ثانی وغیرہ پر نظر کرکے تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سن کے اپنے دلون مین کہا کہ ہمارا یہ حال ہوگیا اور خداوند نخشال آئینہ رو نے کچھ ہماری خبر نہ لی ہمکو اپنی قدرت سے نہ بچایا یہانتک کہ ہم گرفتار ہوگئے اور خداوند نے اپنی قدرت نمائی نہ کی اس اُنکی غفلت سے یقین ہوگیا کہ وہ قابل سجدہ و پرستش نہین ہین پس لایق سجدہ وہی خدا ہے جسکی حمد و ثنا ابھی عمرو ثانی نے ہمارے روبرو کی ہے یہ باتین دل مین کرکے سب کے پہلے بہرام شیر شکار نے جانب امیر ثانی دیکھکر اُن سے مخاطب ہوکے عرض کیا کہ اے امیر ثانی آپ ہمکو کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے بیشک آپکا دین و مذہب حق ہے اب ہم سمجھے کہ ہمارا دین اچھا نہ تھا اتنی مدت تک کافر رہے نخشال آئینہ رو کو خداوند سمجھا کیے اُسے سجدہ کیا کیے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کی تقریر سن کے بہت خوش ہوکے خواجہ سے فرمایا اسے کھول دو خواجہ نے ستون سے اُسے کھول دیا وہ قدم بادشاہ لشکر اسلام و

امیر ثانی پر گرا شاہ موصوف و امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگایا بعدہ امیر ثانی نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر ثانی نے اشارہ بادشاہ سے بیٹھنے کو فرمایا اور کہا اگر تمھارا دل چاہے جانب دست راست بیٹھو یا جانب دست چپ دنگل پر بیٹھو اُس نے جانب دست راست و چپ دیکھ کے عرض کیا مین جانب دست چپ بیٹھونگا امیر ثانی نے واسطے اُسکے دنگل بچھوا دیا وہ سلام کرکے اُس دنگل پر بیٹھا سرداران دست چپ خوش ہوے خصوص بادشاہ لشکر اسلام کہ ہوا خواہ و طرفدار زیادہ تر سرداران دست چپ کے تھے شادمان ہوے سرداران دست راست نے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر باہم کہا یہ نالائق تھا خوب ہوا کہ ہم مین شامل نہوا ابھی سرداران دست راست اسی طور سے باہم باشارہ باتین کر رہے تھے کہ بہرام شیر شکار نے داؤد شعبدہ باز وغیرہ اپنے لشکر کے سرداروں سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ ای بہادر دمین تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اگر تمھارا دل چاہے تو تم بھی میری طرح مسلمان ہوجاؤ تمھارے حق مین اچھا ہوگا دنیا و دین مین نفع ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی سبھون نے یک زبان ہوکر عرض کیا جب آپ مسلمان ہوے تو ہم بھی مسلمان ہونگے بہرام شیر شکار نے خوش ہوکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر باتوقیر نے خواجہ سے کہا ان سبکو کلمہ پڑھاؤ خواجہ نے حکم کی تعمیل کی وہ سب صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے سرداران سپاہ تو ما تحت بہرام شیر شکار اپنے بادشاہ کے حکم امیر ثانی سے بصد رغبت دنگلون پر بیٹھے اور لستین گلعذار حکم امیر سے ایک خیمہ مین گئی امیر ثانی نے اس وقت عالم خوشی مین ساقیون کو طلب کیا ارباب نشاط کو بھی یاد کیا ساقی آئے شراب ناب کو جامہاے بلورین مین پلانے لگے ارباب نشاط ناچنے اور گانے لگے سب مسرور ہونے لگے یہان تو جام مے گردش مین ہے ارباب نشاط گا رہے ہین سب بیٹھے ہوے سن رہے ہین خواجہ عمرو ثانی کو امیر ثانی نے خوش ہوکے انعام کثیر دیا ہے خواجہ زنبیل مین زر و جواہر بھر رہے ہین اپنی کرسی ہدہد پر بیٹھے ہین لیکن اب حال لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عیاری کرکے بہرام شیر شکار وغیرہ کو دن دہاڑے سر دربار زنبیل مین ڈالکر لے آئے تھوڑی دیر تک بارگاہ بہرام شیر شکار مین ایک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا بہرام شیر شکار نہین ہے داؤد بھی غائب ہے اور چند سردار بھی نہین ہین یہ دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ کیا واقعہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے بختگان نے اُن سب سے کہا تمھارے بادشاہ کو اور داؤد شعبدہ باز کو عمرو ثانی عیار امیر ثانی یہان آکے لیگیا ہے کیا غافل ہو ہوشیار ہو یا تو یہان سے کسی طرف بھاگ جاؤ یا یہین رہو تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم تو اب یہان نہ رہینگے یہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال سے کہنے لگا اب یہان سے اور کسی طرف بھاگیے ورنہ گرفتار ہو جائیے گا لاجورد شاہ یہ سنکے متردد ہوا اس اثنا مین لاجورد شاہ نے خبر پائی کہ بہرام شیر شکار مسلمان ہوگیا ہے بارگاہ سلیمانی مین دنگل پر بیٹھا ہوا ہے یہ خبر سنکے صلصال و بختگان سے پوچھنے لگا اب یہان سے کس طرف گریزان ہون صلصال نے جواب دیا جدھر مناسب ہو بختگان نے کہا یہ ملک شعبدہ تو اول ملک تھا اسی طرح ابھی پانچ یا چھ اور ملک ہین کہ تمثال آئینہ رو نے اُنھین آباد کیا ہے یہ ملک تو گویا امیر ثانی کے قبضہ مین آگیا بادشاہ یہان کا اُنکا مطیع ہوگیا اب دوسرے ملک شعبدہ مین یہان سے چلیے

مین نے سنا ہی کہ دوسرے ملک کا نام کہرانیہ ہی یہ بہرامیہ تھا لاجورد شاہ موافق رائے نحبتگان کے بولا ہمنے تقدیر گریزی کی ہی یہ کہکے ہمراہ صلصال و خلخال کے مع فوج جانب ملک کہرانیہ روانہ ہوا نحبتگان بھی اُسکے ہمراہ رکاب ہوا یہ نابکار تو جانب کہرانیہ روانہ ہوا ہی احوال اسکا پھر لکھا جائیگا مگر اب حال بہرام شیر شکار و امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب زمانہ دوپہر کا ارباب نشاط کو رقص و نغمہ کرنے مین گذرا امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ ارباب نشاط کو انعام دلوا کر رخصت کیا اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے دنگل سے اُٹھکے امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مناسب طبع عالی ہو تو میرے ملک مین مع لشکر تشریف لیچلیے اہل شہر کو مسلمان کیجیے شہر کی سیر کیجیے حمزہ ثانی نے اُسکی عرض قبول کرکے اُس جگہ سے مع تمامی لشکر کوچ کرکے شہر بہرامیہ مین گئے بہرام شیر شکار نے عرض کیا اب بادشاہ لشکر اسلام میرے تخت پر جلوہ فرما ہون یا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے جواب دیا یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہو نہ مین اس تمہارے تخت حکومت پر بیٹھونگا نہ بادشاہ موصوف رونق افزا ہونگے تخت و تاج و حکومت کی ہوس نہین ہی ہم لوگ تو ترقی دین اسلام کی کوشش کرتے ہین یہانتک تعاقب لاجورد شاہ مین آئے ہین یہ کہکے بہرام شیر شکار کو باشارہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر بٹھادیا اور خود دربار بہرام مذکور مین ایک دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام اپنے تخت پر رونق افزا ہوے جملہ سرداران لشکر اعلے قدر مراتب بیٹھے اُس وقت بہرام نے منادی تمام شہر مین کرائی کہ ہر ایک زن و مرد مسلمان ہو جو مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائیگا اُسکے منادی کرانے سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوے کچھ کافر سیاہ قلب جانب کہرانیہ چلے گئے جب شہر بہرامیہ مین جملہ مردمان شہر مسلمان ہو چکے مساجد بنانے مین مصروف ہوے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار سے حال لاجورد شاہ و صلصال کا دریافت کیا اُسنے عرض کیا لاجورد شاہ اور صلصال تو قبل میرے یہان آنے کے یہان سے بھاگ کر کسی طرف گئے ہین مین نے اپنے اہل دربار سے سُنا ہی امیر ثانی نے یہ حال سنکے ہرکارون کو اسوقت طلب کرکے اُنسے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کی خبر دریافت کرکے یہان آؤ وہ حسب الحکم اُسیوقت روانہ ہوے یہان بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی وغیرہ مین سرگرم ہوا بزم عشرت بھی آراستہ کرائی یہان تو بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی اور اُنکے تمامی لشکر کی کررہا ہی امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین رقص و نغمہ ارباب نشاط کا دیکھ رہے گانا سُن رہے ہین جام مے گردش مین ہی لیکن اب حال لاجورد شاہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار مردود جو ملک بہرامیہ سے بھاگا تھا کئی روز تک شب و روز اُسکو بھاگنے مین گذرے بعد چند روز کے ایک روز وقت شام سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچا ہرکارون نے کہران شیر سوار کو لاجورد شاہ و صلصال کے آنے سے آگاہ کیا اُس نے بخیال اسکے کہ جو بادشاہ کسی شاہ و شہریار سے شکست کھاکے کسی ملک کے بادشاہ کے پاس برائے پناہ جاتا ہی تو وہ شہریار اُسے پناہ دیتا ہی پس اُسی وقت اپنے وزرا امرا و سرداران لشکر کو واسطے استقبال لاجورد شاہ کے روانہ کیا وہ سب گئے اور لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و نحبتگان کو اپنے ہمراہ بعزت تمام دربار کہران شیر سوار مین لائے شاہ مذکور نے اپنے تخت سے اُٹھکر لاجورد شاہ و صلصال کی تعظیم کی بعدہ قریب اپنے تخت حکومت کے بعزت و حرمت

اُنھین بٹھایا خلخال ونجنگان کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دربار مین جگہ دی بعد اسکے ساقیون کو
طلب کیا اُنھون نے دربار مین کشتیان شراب ناب کی لا کے ساغر بلوری مین شراب بھر بھر کے لاجورد شاہ
وصلصال وغیرہ کو دی ہر ایک نے شراب پی جب سب خوب شراب ناب پی چکے اور دماغ اُنکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا ساقی تو دربار سے چلے گئے مگر کہران شیر سوار نے عالم نشہ مین لاجورد شاہ وصلصال بن
دال بن دیو بن شمامہ جادو سے مخاطب ہو کے پوچھا باعث آپ صاحبون کے یہان آنے کا کیا ہی
لاجورد شاہ وصلصال اُسکی تقریر سنکے اشک آنکھون مین بھر لائے غیرت سے خود تو کچھ کہہ نہ سکے لیکن
اسقدر کہا اگر ہمارا حال اور سبب یہان آنے کا دریافت کرنا آپ کو منظور ہی تو نجنگان سے پوچھیے یہ سب
حال بیان کر دیگا کہران شیر سوار نے جانب نجنگان دیکھا اُس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کے حسب دستور
عرض کیا کہ ای بادشاہ جم جاہ یہ لاجورد شاہ جو آپ کے تخت کے برابر بیٹھے ہین خداوند ہین انکے ذی عزت
وحرمت ہونے مین کسیکو کلام نہین ہی جیسے اُنکی خداوندی کو فروغ ہوا تھا اصغار وکبار انکو اپنا خداوند
جانکر انکو سجدہ کرتے تھے اور انکے ماننے والے انکی پرستش کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک وقت ایسا
آیا کہ اہل اسلام سے اور ان سے مقابلہ ہوا۔ ہر چند انھون نے اُنکو ہدایت کی اور اپنے قہر وغضب سے
بہت ڈرایا لیکن وہ مطیع انکے نہوے اور انکو سجدہ نکیا بلکہ آمادہ جنگ ہوے بہت سی لڑائیان ہوئین
کہ جنکی تفصیل اس وقت کیا بیان کی جاے اُن لڑائیون مین یہ ہوا کہ بہت سے اہل اسلام گرفتار بھی
ہوئے قتل بھی ہوے اور ہزارہا اہل اسلام اور انکے پرستش کرنے والے لڑائیون مین کام آئے کشت وخون
بہت ہوا جب کبھی اہل اسلام عاجز وقید ہوے انکو اُنکے حال پر رحم آگیا کسی وجہ سے وہ قید سے چھوٹ
گئے اگر انسے انکی نسبت پوچھا گیا تو انھون نے یہ جواب دیا کہ ان بندون نے رات کو بصد عاجزی مجھکو
سجدہ کیا مجھے اُنکے سجدہ کرنے سے اُن پر رحم آگیا بلکہ اُن لوگون نے اقرار مستحکم کیا ہی کہ اب کبھی آپ کی اطاعت
وفرمانبرداری سے منہ نموڑینگے ابکی بار ہمارا قصور معاف کیا جاے اگر پھر کوئی خطا ہو تو آپکو اختیار ہی جو چاہیے
سزا دیجیے بدینوجہ رہا کر دیا اور مبتلاے بلا ہونے سے انھین بچا دیا غرض جب یہ اہل اسلام مبتلاے آفت وبلا
ہوے تو بطریق مذکور خلاص ہوے اور انپر حملہ در ہوے یہ رحم دلی سے طرح دیتے رہے اور ہٹتے آئے
وہ دلیر ہو کے انھین دباتے گئے یہانتک کہ رنگ انکی خداوندی کا بگڑ گیا اکثر لڑائیان بگڑ گئین یہ شکست
کھاتے کھاتے اہل اسلام پر رحم کرتے کرتے اُنسے کراہت کرکے بہت سے ملکون مین گئے چنانچہ بالفعل
بہرامیہ مین گئے تھے محض اس ارادہ سے کہ وہان اہل اسلام سے رنج وصدمہ نہ پہونچیگا مگر اہل
اسلام نے وہان بھی آکے بہرامیہ کو فتح کر لیا ہی امیر ثانی مع لشکر ابھی تک وہین ہین یہ وہان سے روانہ
ہو کے محض براے طلب پناہ آپکے ملک مین آئے ہین انکو انکی رحم دلی نے اس حال کو پہونچایا ہے بقول
انکے اور اگر مجھسے پوچھیے تو انکو تقدیر برجستہ کرنی نہین آتی جب کوئی تقدیر بد حق مین مسلمانون کے یہ
کرتے ہین وہ تقدیر اُنکے حق مین اچھی ہو جاتی ہی اور جب اپنے پرستش کرنے والون کے حق مین کوئی تقدیر
نیک کرتے ہین وہ اُنکے حق مین بد ہو جاتی ہی اگر مین اِن خداوند سے کہتا ہون کہ اب ان اہل السلام کو
اپنے قہر وغضب سے نیست ونابود کر دیجیے تو یہ جواب دیتے ہین کہ یہ سب میرے بندے خاطی ہین
مین انکو کیا نیست ونابود کر دون یہ شب کو بصد خشوع وخضوع وبدل ورغبت مجھکو سجدہ کرتے ہین صبح کو

مجھسے منحرف ہو جاتے ہین مین ایسے شجاع وبہادر لاکھون اپنے بندون کو کیا اپنے قہر سے نابود کرون
میری خداوندی ورحم کے خلاف ہی شاید کسی زمانہ مین یہ لوگ راہ راست پر آکے شب و روز مجھکو سجدہ
کرین یہ حال خداوند لاجوردشاہ کا مجملاً عرض کیا اب کچھ احوال بطریق اجمال انکا جو آپ کے پاس قریب
خداوند لاجوردشاہ بیٹھے ہین بیان کرتا ہون سنیئے نام انکا صلصال ہی یہ بیٹے دال کے ہین دال فرزند
دیو کا تھا وہ پسر شمامہ جادو کا تھا انکے بھی ذی عزت وحرمت وذی لیاقت ہونے مین کسی کو کچھ کلام نہین
ہی کیونکہ یہ شہنشاہ ترکستان کے ہین بہت سے بادشاہ انکے خراج گذار تھے حکومت وسلطنت انکی مشہور جہان ہی
ایک زمانہ انکے واسطے بھی ایسا آیا کہ اہل اسلام کا انکے ممالک مین گذر ہوا اُنھون نے چاہا کہ انکو مسلمان
کیجیے اہل ترکستان کو دائرہ دین اسلام مین لائیے ہر چند اُنھون نے انکو ہدایت کی انھون نے اُنکے کہنے پر
عمل نکیا اور سامان جنگ کیا اکثر لڑائیان بڑی بڑی ہوئین اُنمین کشت وخون بحد ہوا طرفین کے مردم
بہت کام آئے آخرکار اقبال اہل اسلام کا یاور رہا انکا زوال اقبال روز بروز ہوتا گیا پے در پے یہ شکست
اہل اسلام سے کھاتے رہے کئی ملک انکے قبضہ سے نکل گئے یہانتک کہ یہ غار افراسیاب مین جاکر
چھپے تھے ایک مدت دراز تک چھپے رہے جب غار مذکور سے نکلے پھر اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا پھر
یہ شکست کھاکے غار مسطور مین پنہان ہوے اب جبسے غار افراسیاب سے یہ نکلے ہین اہل اسلام سے
لڑتے ہوے شکست اُنسے کھاتے ہوے ہر طرف ممالک مین واسطے پناہ کے جاکے کسی جگہ اہل اسلام کے
ہاتھ سے چین وآرام نپاکے آپ کے ملک مین بامید پناہ آئے ہین پس اب آپکو خداوند لاجوردشاہ اور شہنشاہ
صلصال کی مصیبت پر اور اُنکی غربت پر رحم کرنا چاہیے انکو پناہ دینا چاہیے اگر انکے دشمن یعنی حمزہ
ثانی جنھین امیر ثانی بھی سب کہتے ہین مع اپنے لشکر کے یہان آئین تو اُنکو آپ قتل کیجیے گا اور احسان
کیجیے گا اور اگر آپکو انھین پناہ نہ دینا منظور ہو تو صاف اسی وقت کہدیجیے یہ دونون صاحب یہان سے
اور کسی ملک کی طرف جائین بختگان یہ تقریر کرکے خاموش ہوکے اپنی جگہ پر بیٹھا کہران شیر سوار نے بعد
فکر بسیار بختگان ولاجوردشاہ وصلصال کی طرف دیکھکر کہا بالفعل تو آپ سب صاحب یہان قیام پذیر
ہون مین اپنے خداوند تمثال آئینہ رو کو ایک عریضہ کہ جسمین آپ صاحبون کا حال درج ہوگا روانہ کرونگا
خداوند اُس عریضہ کو ملاحظہ فرماکے جو کچھ اسکے جواب مین مجھے تحریر فرماوینگے مین اُسپر عمل کرونگا ابھی مین
نہ تو پناہ دیتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ اس ملک سے کہین اور چلے جائیے لاجوردشاہ وصلصال وبختگان
یہ تقریر کہران شیر سوار کی سنکے خاموش رہے بعد کئی روز کے کہران شیر سوار نے اپنے منشی کو سر دربار
طلب کیا اور کہا ایک عرضی میری طرف سے خداوند تمثال آئینہ رو کو اس مضمون کی لکھو کہ اے
خداوند ہر چند کہ آپ پر ظاہر ہی لیکن مین بذریعہ عریضہ گذارش کرتا ہون کہ فی الحال امیر ثانی نے آپکے
بہرامیہ کو فتح کرلیا ہی بہرام شیر شکار مسلمان ہوکے انکا مطیع ہوگیا لاجوردشاہ کہ اپنے تئین خداوند کہلواتے
ہین اور شہنشاہ ترکستان یعنی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو امیر ثانی سے پے در پے مقابلہ
کرکے اور شکست کھاکے بہت سے ملکون مین جاکے اب کہرانیہ مین آئے ہین مجھسے طالب پناہ ہین مین
بغیر حکم خداوند کے اُنھین پناہ دے نہین سکتا اگر حکم ہو تو اُنھین پناہ دون عجب نہین کہ بعد قتل کرنے اُنکے
دشمن امیر ثانی وغیرہ کے وہ آپ کی خداوندی کے قائل ہوکے آپکو سجدہ بھی کرین بعد اس لکھنے کے

یہ بھی تحریر کرنا کہ اے خداوند میرے پاس لشکر قلیل ہے اور امیر ثانی کے پاس لشکر کثیر ہے لاکھون سوار اور
سردار ہین مین اُنسے مقابلہ بالذات کر نہین سکتا اگر پناہ دینا اشخاص مندرجۂ بالا کا منظور ہو تو میری
اعانت کے لیے نقابداران زرد پوش و سُرخ پوش کو روانہ فرمایئے گا میر منشی نے مضمون عرضی سُن کے
بعد لکھنے القاب تمثال آئینہ رو کے جو مضمون کہران شیر سوار نے بتایا تھا مو بمو وہی مضمون اور وہی
عبارت عرضی مین لکھی بعد لکھنے کے عرضی مذکور کو ملفوف کیا سرنامہ لکھا پھر کہران شیر سوار نے لفافۂ عرضی
پر مہر اپنی کر کے ایک قاصد مسمی صبا رفتار کو طلب کر کے وہ عرضی اُسکو دی اور کہا اس عرضی کو لیکر
مانند ہوا کے خدمت خداوند مین جانا اور جلد مانند آندھی کے آنا اُس نے عرض کیا یہ نمکخوار ایسا ہی
کریگا یہ کہکے عرضی کو زیر دستار بالائے سر رکھکر ایک شتر تیز رفتار پر سوار ہو کے جانب تمثال آئینہ رو
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جلد تر خدمت تمثال آئینہ رو مین پہونچا عرضی مذکور پیش کی خداوند
نابکار و مرد ود نے عرضی مذکور کی عبارت سن کے پشت عرضی پر لکھوا دیا کہ اے بندۂ خاص ہمارے اے
کہران شیر سوار آگاہ ہو کہ اگر لاجورد شاہ کہ بنا ہوا خداوند ہے بھاگ کر ہمارے ممالک مین آیا ہے تو اُسکو
اور اُسکے ہمراہیون کو پناہ دے جب وہ ہماری قدرت سے آگاہ ہوگا اُسوقت ہمکو سجدہ کریگا ہمنے یہی
تقدیر نوے ہزار برس پیشتر کی تھی جسکا اب ظہور ہوا اور واسطے تیری مدد کے ہم دونون نقابدارون کو جلد
روانہ کرینگے وہ کہرانیہ مین پہونچکر چند روز مین اگر امیر ثانی آکے برسر جنگ ہونگے تو اُنکو اور اُنکے تمام
لشکر کو اسیر کرین گے بعد اس عبارت لکھوا دینے کے وہ عرضی صبا رفتار کو دی گئی صبا رفتار سجدہ
کر کے رخصت ہو کے جانب کہرانیہ روانہ ہوا اور بعد عجلت کہرانیہ مین پہونچکر روبروے کہران شیر سوار
کے آکے وہ عرضی پیش کی کہران شاہ نے عبارت پشت عرضی کو دیکھ کر ادب سے اُسے چوم کر آنکھون
سے لگایا اور کہا کیونکر اس عبارت کو آنکھون سے نہ لگاؤن کہ خداوند نے خاص اپنے ہاتھ سے یہ
عبارت لکھی ہے بعد اس کہنے کے عبارت پڑھ کے خوش ہو کے لاجورد شاہ وغیرہ کی طرف دیکھکر کہنے لگا
کہ اب آپ سب صاحب خوش ہون مین آپ کو پناہ دیتا ہون خداوند ہمارے بھی آپکے حال خراب
پر نظر کر کے مہربان ہوے ہین کہتے ہین کہ ہم جلد تر واسطے اسیر کرانے امیر ثانی وغیرہ کے نقابدار
زرد پوش اور سرخ پوش کو روانہ کرتے ہین یہ دونون نقابدار ایسے زبردست ہین کہ اُنسے
کوئی بہادر مقابلہ مین سر بر ہو ہی نہین سکتا ہے یہ بغیر لڑے بھڑے باتون باتون مین صورت
اپنی حریف کو دکھا کے اُسے از خود رفتہ کر کے پشت زین سے اُٹھا لیتے ہین اگر لاکھون بہادر ہون
تو بھی ایک نقابدار زرد پوش یا سرخ پوش اُن سبکو اسیر کریگا لاجورد شاہ اور صلصال
یہ خوشخبری سن کے شادمان ہوے بختگان کہنے لگا اپنے نقابدارون کی تو بہت تعریف کی ہے دیکھیے
وہ یہان آکے کیا کرتے ہین مجھے خوف ہے کہ اُنہین کو کوئی اسیر نکرے کیونکہ لشکر امیر ثانی مین
بڑے بڑے شجاع و بہادر ہین اور عیار بلاے روزگار ہین سوا اسکے وقت عاجزی اہل اسلام
اُنکی مدد کو نقابداران سرخ پوش و سبز پوش و گوہر پوش وغیرہ سمت صحرا سے بارہا پیدا ہوے ہین
اور وہ آکے مدد کرتے ہین پس ایسا نہو کہ مددگاران امیر ثانی مین سے کوئی نقابدار پیدا ہو کے اُن
نقابدارون کو جنکا آپ نے ذکر کیا ہے قتل کرے یا گرفتار کرے کہران شیر سوار نے ہنسکر جواب دیا

بھلا اُن نقابداروں کو کوئی کیا گرفتار و قتل کر سکتا ہی وہ تو قہر خداوندی مشہور ہین نخجگان نے عرض کیا امیر ثانی کے اہل لشکر اور مددگاران حمزہ ثانی ایسے ایسے زبردست ہین کہ قہر خداوندی سے نہین ڈرتے ہین تمثال آئینہ رو کو بُرا کہتے ہین نقابداران قہر خداوندی کی اُنکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی دیکھ لیجئیے گا کہ وہ نقابداران قہر خداوند سے ہنگام جنگ کس طرح لڑتے ہین اور نقابدار اُن سے کیونکر عاجز ہو کے قتل یا اسیر ہوتے ہین کہران شیر سوار تفریر نخجگان کی سنکے برہم ہو کے چاہتا تھا کہ اپنے اہل دربار سے کسی کو حکم دے کہ اس زبان دراز کو کچھ سزا دیا لیجا کر قتل کرڈالے گاہ صلصال نے کہران شیر سوار کے چہرہ پر آثار غیظ پا کے کہا اے کہران شیر سوار نخجگان ایک مسخرہ ہی وہ ایسی بارہا باتین کیا کرتا ہی ہمین اور لاجورد شاہ کو جو چاہتا ہی کہتا ہی ہم مسخرہ جانکر اسکے کہنے کا کچھ بُرا نہین مانتے ہین آپ بھی اُسکے بیہودہ بکنے پر غصہ نہ کیجیے کہران شیر سوار صلصال کے کہنے سے نخجگان کو گھور کر رہگیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے افسران سپاہ سے کہا ابھی سے سامان جنگ و جدال کرو گو امیر ثانی ابھی اس طرف نہین آئے ہین اُنھون نے عرض کیا ہم تعمیل حکم حضور کرتے ہین یہ کہکے اسی وقت سے سرداران لشکر سامان جنگ کرنے لگے یہان تو لاجورد شاہ اور صلصال کو حاکم ملک کہرانیہ نے اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور اپنے سرداروں کو حکم سامان جنگ دیا ہی وہ سامان جنگ و جدال کر رہے ہین لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ امیر ثانی مع جملہ اپنے مردمان سپاہ کے شہر بہرامیہ مین دعوت و ضیافت بہرام شیر شکار مین تھے بزم عشرت مین برابر چند روز سے رقاصان خوبرو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا گُلنکاشن رہے تھے بادہ کشی سے اُنکے سرداران سپاہ لطف زندگی اُٹھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک روز عین بزم عشرت مین وہی ہرکارے جو بڑے خبر لاجورد شاہ روانہ ہوے تھے آئے اُنھون نے بصد ادب سلام کرکے بعد بجا لانے ثنا و دعا کے اس طرح دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر ثانی ہم حسب الحکم گئے تھے بعد قطع کرنے راہ دور و دراز کے اور دریافت کرنے اکثر مردمان آئیند و روند سے یہ معلوم ہوا ہی کہ لاجورد شاہ اور صلصال ملعون و نابکار مع اپنے ہمراہیوں کے ملک کہرانیہ مین کہ دوسرا ملک شعبدہ ہی اور وہان کے بادشاہ کا نام کہران شیر سوار ہی گئے ہین حاکم نے وہان کے اُنکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور سامان جنگ کرنا شروع کیا ہی ہرکارے یہ کہکر بزم عشرت سے باہر گئے امیر ثانی نے یہ خبر سُن کے بہرام شیر شکار سے مخاطب ہو کے پوچھا کہران شیر سوار کیا مرد شجاع ہی اور فوج بہت رکھتا ہی اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی اب تو مین مسلمان ہو گیا ہون کوئی بات آپ سے پوشیدہ نرکھونگا سُنیے کہران شیر سوار ایک جوان زبردست ہی بہادر بھی ہی فوج قلیل رکھتا ہی ساٹھ ستر ہزار سوار سے سپاہ اُسکی زیادہ نہین ہی وہ آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہی اگر آپ ارادہ کرینگے تو چند ہی ساعت مین حملہ کرکے ملک کہرانیہ کو فتح کر لیجیے ہان اگر اُسکی اعانت کے واسطے تمثال آئینہ رو نقابدار زرد پوش یا نقابدار سرخ پوش کو چالیس چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ کریگا تو وہ البتہ کہرانیہ مین آکے ہنگام مقابلہ آپ کے لشکر کے سرداران نامی کو بسہولیت اسیر کرینگے سوا سرداروں کے جو اُنکے سامنے جائیگا اور اُنسے آنکھین چار کریگا اور اُنکے چہرون پر نظر کرے گا وہ از خود رفتہ ہو جائیگا نقابداران مذکور ایسی صورت مین اُنکو اسیر کر لینگے گو کہ

سوا نقابداران مذکور کے دو نقابدار اور بھی ہین مگر یہ دو نقابدار قہر خداوند مشہور مین کیونکہ اول تو یہ دونون ردیٔین تن ہین کوئی حربہ کیسیکا انکے تنون پر کارگر نہین ہوتا ہی دوسرے سحر سے انکی آنکھون مین کچھ اثر ایسا ہی کہ جو کوئی اُنھین دیکھتا ہی آنکھین چار کرتا ہی فی الفور از خود رفتہ ہوجاتا ہی پس آپ جانب کھرانیہ الارادہ جانی کا کیجیے مبادا وہ نقابدار آئین اور آپ کے لشکر کو درہم وبرہم کردین اور آپ کو بھی کچھ اُنسے صدمہ پہونچے امیر ثانی نے جواب دیا اے بہرام شیر شکار جس طرح میرے والد نامدار صاحبقران ذیشان نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین زمرد شاہ باختری کو قتل یا مسلمان نکرلونگا اُس وقت تک چین اور آرام سے کہین نہ بیٹھونگا اُسی طور سے مین بھی اِس وقت قسم اپنے پروردگار کی کھاتا ہون کہ جبتک تمثال آئینہ رو نابکار کو کہ وہ دعواے خدائی کا کرتا ہی قتل یا مسلمان نکرونگا اُس وقت تک مجھے بھی کسی جگہ راحت نہ ملیگی کہین آرام سے قیام نکرونگا جس طرف تمثال نابکار بسند لاجورد شاہ کے بھاگ کر جائیگا مین بھی وہین جاونگا یہ فرماکے اُسی عالم غصہ مین عدیل بن عادی کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا لیکر اسیوقت جانب کھرانیہ روانہ ہو ہمراہ اپنے کرب وغیرہ کو بھی لے وہ بہادر اسی وقت اٹھا بارگاہ سلیمانی ودیگر خیام واسباب ضروری ہمراہ لیکر ساتھ کرب وغیرہ کے مع اپنی فوج ظفر موج کے سمت کھرانیہ روانہ ہوا دوسرے یا تیسرے روز اسکے امیر ثانی بھی مع اپنے تمامی لشکر کے بہرامیہ سے جانب کھرانیہ چلے بہرام شیر شکار بھی اپنی جگہ اپنے وزیر اعظم کو تخت پر بٹھا کے مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر ثانی ہوا اور ایک راوی یون بھی کہتا ہے بہرام شیر شکار اپنے ہی ملک مین رہا امیر ثانی نے اُسے اپنے ہمراہ نہین لیا غرض بہر طور امیر ثانی بہرامیہ سے سمت کھرانیہ بصد غضب روانہ ہوے

داستان پہونچنا امیر ثانی کا سرحد ملک کھرانیہ پر اور آنا نقابداران زرد وسرخ پوش کا اور اسیر کرنا سرداران لشکر امیر کو پھر عیاری کرنا خواجہ عمرو ثانی کا اور بعد جنگ فتح پانا امیر باتوقیر کا مع حالی دیگر متضمن داستان ہذا۔ ساقی نامہ مولف ہذا

پلا ساقیا وہ مئے لاجواب	ترے میکدہ مین جو ہو انتخاب	کئی جام مے مجھکو دے بار بار
کہ اب دل کو دیتا ہی ایذا خمار	پلادے جو تو مجھکو ایسی شراب	تو لکھون مین وہ داستان لاجواب
جسے پڑھ کے بزدل کو ہو شوق جنگ	جسے سنکے چہرے کا فق ہوئے رنگ	دلاوران عرصہ نبرد نامداران میدان

تقریر اس داستان نادر کو اس طرح لکھتے اور بیان کرتے ہین کہ جب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر بہرامیہ سے روانہ ہوکے کوچ اور مقام جابجا کرتے ہوے سرحد ملک کھرانیہ پر پہونچکر قیام پذیر ہوے کھران شیر سوار کو ہرکارون کے ذریعہ سے خبر آمد لشکر امیر ثانی معلوم ہوئی کچھ سوچ کے اپنے جملہ وزرا امرا وسرداران سپاہ کو ہمراہ لیکے واسطے استقبال امیر ثانی کے روانہ ہوا اور سرحد ملک کھرانیہ پر جاکے استقبال کرکے حضرت امیر ثانی کو اپنے ملک مین لایا اور مکان وسیع مین کہ فرش نفیس وشیشہ آلات سے خوب آراستہ تھا لیگیا اور ایک دنگل پر بصد عزت وحرمت بٹھایا اور خود بھی مع اپنے ارکان دولت وسرداران سپاہ کے روبرو امیر ثانی کے بیٹھا پھر ساقیون کو طلب کیا ساقیان گلرخ کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے بلورین لیکر حاضر بزم ہوے ایک ساقی باشارہ کھران شیر سوار جام بلورین مے ناب بھر کے روبرو امیر ثانی کے لیگیا امیر موصوف نے میکشی سے انکار کیا ہر چند کھران شاہ نے کہا کہ شراب پیجیے لیکن امیر ثانی

نے شراب نہ پی آخرکار مجبور ہوکے اُس نے خود شراب پی اور اپنے اہل دربار کو ساتیون سے شراب
پلوائی جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے خوب گرم ہوا اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد سامان دعوت وضیافت
امیر باتوقیر کرو امیر ثانی نے فرمایا مین ابھی تمھارے یہان کا کھانا نہ کھاؤنگا کیونکہ تم ابھی داخل دین
اسلام نہین ہوے ہو اُس نے کہا اگر آپ طعام سے انکار واکراہ ہی تو کچھ میوہ خشک ہی تناول کیجیے گا
امیر ثانی نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہی تمھاری خاطر سے کھا لونگا اب تم یہ بتاؤ کہ سبب میرے استقبال
کرنے کا اور مجھے یہان لانے کا کیا ہی اُس نے کہا اے امیر ثانی اول تو مین آپکی ملاقات کا ازحد مشتاق
تھا دوسرے مجھے یہ منظور ہوا کہ مین آپ سے کچھ باتین کرونگا اگر آپ اُن باتون کو مانین تو اچھا ہو
تمناے دل حاصل ہو اور وہ باتین یہ ہین کہ آپ اگر بقصد جنگ وجدال ادھر آئے ہین تو مین ازراہ دوستانہ
وخیرخواہی کہتا ہون کہ اپنے ارادہ سے باز رہیے گا مجھسے مقابلہ نہ کیجیگا مجھے ایک بادشاہ حقیر تصور نہ کیجیگا میری
اعانت کو نقابدار سرخ پوش ونقابدار زرد پوش آنے والے ہین اُنسے دنیا مین کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ہی
اگر آپ اُنسے مقابلہ کیجیے گا تو وہ آپ کو بھی اسیر کرینگے سرمیدان جنگ آپکی بیعزتی ہوگی مین چاہتا ہون کہ آپ
ایسا شخص ذی عزت وذیقدر سرمیدان نبرد ذلیل واسیر ہو لہذا قہر خداوند تمثال آئینہ رو سے ڈریے انھین
سجدہ کیجیے جنگ سے باز رہیے لاجورد شاہ وصلصال سے آپ برسر پرخاش ہو جیے امیر ثانی نے
مسکرا کر بملائمت جواب دیا اے کہران شیرسوار آگاہ ہو کر مین سوا اپنے معبود حقیقی کے قہر کے اور کسی کے
قہر وغضب سے نہین ڈرتا تمثال آئینہ رو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ ایک شخص ساحر معلوم
ہوتا ہی تم لوگون کو اُس نے گمراہ کیا ہی مین تمکو ہدایت کرتا ہون کہ اب اپنے پروردگار کو جسنے تمکو اور تمامی
مخلوقات کو پیدا کیا ہی اُسے پہچانو اور اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھکر داخل دین اسلام ہو لاجورد شاہ و
صلصال کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو اگر اسی طور سے میرے کہنے پر عمل کروگے تو مین ہرگز تمسے
برسر جنگ نہونگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ضرور تمسے سرمیدان مقابلہ کرونگا اگر تمھاری مدد کو نقابدار
زرد وسرخ پوش آئینگے تو کیا اندیشہ ہی مین اُن سے نہین ڈرتا کہران شیرسوار یہ گفتار امیر ذیوقار سنکر
مجبور ہوکے کہنے لگا کہ جو مین نے کہا اُسے آپنے منظور نہین کیا اور جو آپ نے فرمایا ہی اُسے مین بھی
قبول نہین کرتا آپ کی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کو لڑنا ہی منظور ہی خیر بہتر مین کل شب کو
طبل جنگ بجواونگا امیر ثانی یہ سنکے کہنے لگے کہ تمھین اختیار ہی اگر تم طبل جنگ بجواؤگے تو ہم بھی بدرجہ
لاچاری نقارۂ رزمی بجوا کے تمسے لڑینگے اگر تم داخل دین اسلام ہوجاتے تو لڑائی نہوتی یہ کہکے امیر ثانی
اپنی جگہ سے اُٹھے کہران شیرسوار نے بھی تردد کا جب امیر اپنے لشکر کی طرف تنہا جانے لگے حاکم ملک
کہرانیہ نے اپنے وزرا امرا وسرداران سپاہ سے کہا تم سب ہمراہ رکاب امیر ثانی جاؤ بصد عزت وحرمت
وحفاظت اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا آؤ افسوس کہ امیر ثانی کو جس غرض سے مین یہان لایا تھا وہ
مطلب حاصل نہوا چاہا تھا کہ لڑائی نہو لیکن امیر عالی وقار کو جنگ ہی منظور ہوئی یہ کہکے خود بھی اپنی جگہ سے
ہمراہ اپنے ارکان سلطنت وخیرخواہان دولت کے تھوڑی دور تک گیا بعدہ امیر ثانی سے خود تو رخصت
ہوکے چلا آیا مگر جملہ وزرا امرا وغیرہ اُسکے امیر ثانی کے ساتھ گئے اور اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا کے
واپس آئے دوسرے روز کہران شیرسوار نے وقت شام اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے

لشکر اسلام کے خدمت امیر ثانی مین جا کے خبر طبل جنگ بجنے کی دی امیر ثانی نے ہرکارون سے خبر
طبل جنگ بجنے کی سن کے عمرو ثانی سے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجواؤ خواجہ حسب الحکم
نقارخانہ مین گئے حکم امیر با توقیر سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون نے موافق قاعدہ قدیم چند اشرفیان
خواجہ کو نذر دیکے چوب اُٹھا کے نقارہ رزمی پر لگائی آواز نقارہ کی اس طرح بلند ہوئی کہ زمین تھرائی
آسمان کانپا اہل اسلام صدائے نقارہ جنگی سنکے خبردار و ہوشیار ہوے باہم کہنے لگے نقارہ جنگی
بجا ہی تیاری جنگ کی کرنا چاہیے اب غافل نہ بیٹھنا چاہیے صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا سامنا
حریفون سے ہوگا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی ضرور کرنا چاہیے یہ کہکے ہر ایک سردار
و سوار و پیادہ درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوا تیغزن اپنی تیغون پر صیقل کرنے لگے
اور باہم کہنے لگے کل وقت سحر لڑائی ہوگی سامنا دشمنون سے ہوگا خداوند کریم ہمکو ثابت قدم رکھے
توفیق بڑھ بڑھ کے لڑنے کی اور زخم تیر و تیغ و نیزہ کھانیکی ہمین دے کہ ہم دلیرانہ اپنے دشمنون سے لڑین
جنگ سے منھ نہ موڑین جنگاہ سے پیچھے قدم نہ ہٹائین اگرچہ سر بھی ہمارے تیغون سے کٹ جائین تیر
انداز اپنی کمانون اور تیرون کو درست کر کے باہم کہنے لگے دیکھیے وقت سحر کیا ہوتا ہی لڑائی کیسی ہوتی
ہی تیر تو ہمنے خوب ترکشون مین درست کر کے بھر لیے ہین کمانون کو آگ سے سینک لیا ہے
دیکھیے ہمارے تیر مانند تیر قضا کے کس کس کے دل و جگر کے پار ہوتے ہین پہلوانان نامی اپنے گرز
ہاے گران سر کو دیکھ بھال کے اپنے احباب سے کہنے لگے دیکھو یہ وہی گرز ہی کہ جن گرزون سے ہمنے
سرکشان جہان و کافران بدایمان کے سرون کو شکستہ کیا ہی کل وقت صبح اگر خدا نے چاہا تو یہ گرز ہین
اور سرہاے اعدا ہین اکثر دلاوران لشکر اسلام بعد درست کرنے اپنے آلات حرب و ضرب کے باہم گلے
مل کے کہنے لگے ہمنے عمداً یا سہواً اگر تمھاری غیبت کی ہو یا اور کوئی خطا و گناہ کیا ہو تو اُسے
عفو کر دو زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی کل صبح کو سامنا دشمنون سے ہی نہین معلوم ہنگام جنگ زندہ رہین
دست اعداے قتل ہون لشکر اسلام مین تو جملہ جوانون کا یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب احوال لشکر
کہران شیر سوار کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا تھا جو جو لشکر
مین دلاور بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین مصروف تھے اور جو لوگ بزدل و نامرد تھے اُنکا یہ حال
تھا کہ خوف جنگ سے اور خیال بزدے چہرے اُنکے متغیر تھے حواس خمسہ بجا نہ تھے دست و پا مین
رعشہ تھا کہتے کچھ تھے منھ سے کچھ نکلتا تھا اُنمین سے کسی کو تپ آگئی ہی کسی کو مرض اسہال محض خوف
سے شروع ہو گیا تھا وہ سب کنارہ لشکرگاہ جمع ہو کے باہم کہتے تھے بھائیو غضب ہوا آج بعد ایک مدت
دراز کے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا ہی وقت سحر لڑائی ہوگی اور جنگ بھی کن لوگون سے ہوگی
جو لوگ اہل اسلام مین جنکی شجاعت و بہادری مشہور جہان ہی اُنکی تلوار کی پناہ نہین ہی تیر اُنکے مانند تیر
قضا کے ہین نیزہ اُنکا وہ سر تیز ہی کہ جو سینہ کوہ مین در آتا ہی گرز اُنکا سر کوہ کو توڑتا ہی بھلا ہم ایسے
بہادرون سے لڑ سکتے ہین ہم تو وہ نازک طبع و ضعیف دماغ ہین کہ اگر وہ لوگ نعرہ کرینگے تو ہم کو غش
آجائیگا یا خوف سے طائر روح ہمارے قفس تن سے نکل جائیگا بے تیغ و تیر ہم ہلاک ہو جائینگے
جنھون نے دیکھا ہی وہ خوب جانتے ہین کہ ہمکو ہمارے والدین نے بہت ناز و نعمت سے پرورش کیا ہی فصل

سرا مین بھی ہمکو دھوپ مین نکلنے ندیتے تھے ہم تلوار خنجر کے لگانے کو کیا جانین ہمارے بزرگ ہمکو چاقو چھری لوہے کی کیل تک چھونے ندیتے تھے اگر کبھی ہم بھولے سے چھو لیتے تھے تو انکو سخت صدمہ ہوتا تھا ہمپر خفا ہوتے تھے اور کہتے تھے غضب کیا لوہے کی نکیلی کیل چھو لی اگر یہ کہین ہاتھ مین گڑ جاتی تو لہو نکل آتا زخم پڑ جاتا یہ کہکے ہمپر سے صدقے انواع و اقسام کے اتارتے تھے اور کہتے تھے خیر ہوئی جان بچ گئی پس جب ہم اسطرح پرورش پاکے جوان ہوئے بزرگون نے انتقال کیا تنہائی کے سبب سے شادی کی جورو کے ساتھ عیش و عشرت کیا کیے بعد ایک زمانہ کے محتاج و مفلس ہوئے چند لڑکے بھی حرامزادے پیدا ہوگئے نہایت تنگ ہوکے اس لشکر مین آکے نوکری کی تلوار سپر باندھنے کو ملی اسکو بھی ایک زمانہ دراز گذرا ماہ بماہ تنخواہ لیکے اپنے اہل و عیال مین جاکے زر تنخواہ صرف کرتے ہین خیر جسطرح بھلے حال یا برے حال زندگی بسر کرتے تھے اس روز تک مطلق خبر نہ تھی کہ اہل اسلام سے بالتیغ و تبر و نیزہ و گرز لڑنا پڑیگا جان دینا ہوگا اگر پہلے سے اس حال سے آگاہی ہو جاتی تو کبھی نوکری نہ کرتے فقیرانہ کوڑی دوکان بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرتے اور اب ہم صاف صاف کہتے ہین کہ ایسی نوکری سے ہم درگذرے جس نوکری مین سر کٹنے کا دھڑکا ہو جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ لشکر مین رہے صبح کو میدان جنگ مین جا کے اہل اسلام سے لڑے اُنکے ہاتھ سے قتل ہو ہمکو اپنی جان بہت پیاری ہے واسطے چار روپیہ کے اپنی لعل سی جان ہرگز ہرگز ندینگے نوکری سے دست بردار ہوکے بھیک مانگنا قبول کرینگے گو کہ گدائی سے ذلت ہوگی مگر زندہ تو رہینگے کوئی زخم تلوار یا نیزہ کا ہمارے تن نازک پر تو نہ پڑیگا جس سے خوف ہلاکت ہو یہ کہکے وہ سب نابکار بہر حیلہ سے لشکر سے نکل کے اپنے گھر کی طرف شب تیرہ و تاریک مین چلے گئے جو بہادر تھے وہی لشکر مین رہگئے ہنوز وہ رات ایک پہرے زیادہ نہ گذری تھی کہ نقابدار زرد پوش و نقابدار سرخ پوش چالیس چالیس ہزار سوار اونٹی جمعیت سے قریب ملک کھرانیہ کے پہونچے کھران شیر سوار خبر اُنکے آنے کی اپنے لشکر کے سرکارون سے سنکے فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت وضیر خواہان دولت کے واسطے اُنکے استقبال کے گیا اور بصد عزت و ہزار حرمت اُنکو اپنے ملک مین لایا قریب تر اپنے تخت کے اُنکو بصد عزت بٹھایا اور خود اُنکی موجودگی مین تخت حکومت پر بیٹھنے سے انکار کرنے لگا نقابدارون نے کہا اے کھران شیر سوار گو مرتبہ اور رتبہ ہمارا زیادہ ہے مگر تم اس ملک کے بادشاہ ہو خداوند نے اپنی جانب سے تمھین یہان کا بادشاہ کیا ہے تمھاری عرضی خدمت خداوند مین بطلب مدد پہونچی تھی اس وجہ سے خداوند نے ہمین واسطے تمھاری اعانت کے روانہ کیا ہے ہم محض دو چار روز کے لیے یہان آئے ہین زیادہ یہان قیام نہ کرینگے تمھارے دشمنون کو ایک یا دو روز مین اسیر کر کے تمھارے حوالے کر دینگے اگر تم کہوگے تو ان اسیرون کو خداوند کی خدمت مین لیجاینگے ہمسے کون مقابلہ کر سکے گا لہذا تم اپنے تخت حکومت پر بیٹھو اس وقت کچھ ہمارا پاس اور لحاظ نکرو کھران شاہ نے خادمانہ کہا آپ صاحبون کے سامنے تخت حکومت پر مین بیٹھون یہ خلاف ادب ہے انھون نے بہ سخن کے زبردستی تخت پر بٹھا دیا اور خود تخت کے یمین و یسار کرسیون جواہر نگار پر بیٹھے اسوقت کھران شاہ نے ساقیون کو طلب کیا وہ گلشتیان بادہ گلنار کی لیکر حاضر دربار ہوے شراب ناب بجا ہمارے بلورین مین بھر کے باشارہ شاہ مذکور اُن نقابدارون کو جام پر جام دینے لگے اور اہل دربار مین بھی مئے گلرنگ پلانے لگے جب سبکو اچھی طرح شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اٹھا کے دربار سے چلے گئے نقابداران مذکور نے بعد بادہ خواری کے کنگ سے

لطف اُٹھایا جب خوب نشہ ہوا کہران شیر سوار سے عالم نشہ مین پوچھا کہ دشمن تمہارا مع سپاہ کثیر ادھر آیا
ہی یا ابھی نہین آیا ہی اُس نے فدویانہ عرض کیا ای نقابداران ذیوقار و نامدار دشمن جان و ایمان حمزہ صاحبقران
باسپاہ گران کئی روز سے آئے ہوے ہین لشکر اُنکا بیرون شہر سرحد کہرانیہ پر اُترا ہی آج مین نے بھی اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی اُنکے لشکر مین بھی سُنا ہی کہ نقارہ جنگی بجوایا گیا ہی صبح کو میدان جنگ مین جاؤنگا
اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا مین طبل جنگ بجوا کے متردد تھا اب آپ دونون صاحب میری مدد کو تشریف
لائے ہین وہ تردد جو تھا دفع ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دونون صاحب دو چار ہی دن مین تمام لشکر
امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سب کو اسیر کر لینگے آپ وہ ہین کہ خداوند کو آپ پر ناز ہی قہر خداوند آپ ہی
مشہور ہین نقابداروں نے یہ سُنکے کہا اگر تمنے طبل جنگ بجوادیا ہے تو اب کیا اندیشہ ہی ذرا صبح تو ہو
ہم ہین اور دلیران لشکر امیر ثانی ہین یہ کہکے خاموش ہوے چونکہ اُس وقت بھی لاجورد شاہ اور
صلصال و خلخال و نجتگان دربار مین علیٰ قدر مراتب بیٹھے تھے نجتگان نے پہلے تو بنظر غور اُن نقابدارون
کے سراپا پر نظر کی بعدہ تقریر اُنکی سُنکے تاب ضبط نہ لا کے نقابدارون سے مخاطب ہو کے کہا مین نے
آپ کی تعریف بہت سنی تھی اور اس وقت بھی سنی ہی ہر چند کہ آپ دونون صاحب قہر خداوند تمثال آئینہ رو
مشہور ہین مگر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی مجھے تردد ہی کیونکہ آپ دو ہی شخص ہین اور لشکر امیر ثانی قریب دو
لاکھ کے بڑے بڑے نامی و نامور سردار ہین اُنکی شجاعت و بہادری و ہمت و شمشیر زنی مین کسی کو کچھ
کلام نہین ہی سوا اُنکے امیر ثانی کے ممد و معاون چند نقابدار بھی ہین کہ بروقت ضرورت وہ جانب
صحرا سے پیدا ہوتے ہین بس آپ کس کس بہادر سے لڑیئے گا کہانتک اُنکو قتل کیجیے گا قتل کرتے
کرتے تھک جائیگا انجام کار کیا کہون کیا ہوگا نقابدارون نے گفتگوے نجتگان سُنکے برہم ہو کے پوچھا
یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا اسکو مفصل بیان کر نجتگان نے جواب دیا مین مفصل بیان
نہ کرونگا سچی بات بُری معلوم ہوتی ہی آپ کو ناگوار ہوگا غصہ آجائیگا مجھے معاف کیجیے انجام کار لڑائی کا
مجھسے نہ پوچھیے گو مین خوب جانتا ہون لیکن بیان نکرونگا نقابدارون نے کہران شیر سوار سے پوچھا
یہ شخص کوتاہ قد تنگ پیشانی سر پر دستار رکھے کون ہی کہ ہمسے ایسی گفتگو کرتا ہی جو ہم اس سے
پوچھتے ہین نہین بتاتا ہی امیر ثانی کے لشکر کی تعریف کرتا ہی کہران شیر سوار نے کہا یہ شخص خداوند
لاجورد شاہ کا وزیر باتدبیر محض بے عقل اور مسخرہ تیز زبان بھی ہی ایسی ہی باتین کیا کرتا ہی آپ اسکی باتون کا
کچھ خیال نکیجیے اُنھون نے کہا ہم تو اس سے ضرور پوچھین گے کہ یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کہون کیا ہوگا یہ کہکے
نجتگان سے مخاطب ہو کے کہا او نالائق جلد بیان کر ورنہ ابھی ہم تجھکو ہلاک کرینگے نجتگان اُنکو برہم
دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا مین اس وقت کلام کرکے پچھتایا اب کچھ بن نہین پڑتا اگر صاف
صاف کہتا ہون تو یہ نقابدار مجھے مار ڈالینگے بہتر یہ ہی کہ حال انجام جنگ صاف صاف بیان نکرے یہ خیال
کرکے کہنے لگا ای نقابداران ذیوقار مین نے تو کوئی بات ایسی نہین کی ہی کہ جس بات پر آپ مجھے ہلاک
کرین مین نے تو یہی کہا ہی کہ انجام جنگ کیا کہون کیا ہوگا خلاصہ اس جملہ کا یہ ہی کہ آپ دونون صاحب
لشکر امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سبکو قتل کرینگے یا اسیر کرینگے یا خلاف ہوگا وہ لوگ مردمان لشکر کہران
شیر سوار کو تہ تیغ کرینگے خود بھی قتل ہونگے نقابداران مذکور اُسکی تقریر سُنکے کہنے لگے او نابکار

تو نے بات بنا کے کہی جان اپنی ہمارے ہاتھ سے بچائی عقلمندی کی اگر ہماری نسبت یہ کہتا کہ انجام کار تم قتل ہوگے تو ہم ابھی تجھکو اسی جگہ قتل کرتے یہ کہکے چاہا کہ کچھ سزا ز باندرازی و بیہودہ گوئی کی دیجیے کہران شیر سوار مانع ہوا نقابداران مسطور اُسکے کہنے سے غصہ کو ضبط کرکے بیٹھے رہے جب زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی کہران شیر سوار نے دربار برخاست کیا جملہ اہل دربار گئے لاجورد شاہ وصلصال و خلخال بھی مع بخنگان جس مکان مین فروکش تھے گئے کہران شیر سوار نقابداران کو اپنے ہمراہ دربار سے ایک قصر عالی شان مین کہ جو بہت شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ سے آراستہ تھا لیگیا اور اُن کے واسطے اپنے ملازمون سے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ طلب کرکے بصد تکلف اُنکی دعوت و ضیافت کی بعد فراغ اکل و شرب اُسی قصر مین دونون نقابدار مسہریون پر سوئے کہران شیر سوار بھی اُسی قصر مین علحدہ اُنسے سورہا دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی تمام شب ہوا کی جب آثار صبح فلک پر ظاہر ہوے مرغان خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کے اپنی زبان مین حمد خداے دوجہان کرنے لگے کواکب بحر افلاک مین ڈوب کے نہان ہونے لگے رُخ ماہتاب پر زردی و سفیدی نظر آنے لگی ہواے سرد چلنے لگی باغون مین غنچے چٹک چٹک کے گل ہونے لگے نسیم عطر آگین ہوکے اترا کے چلنے لگی کفار موافق اپنے مذہب کے اپنے معبدون مین جاکے گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے موذن لشکر اسلام مین بہ آواز بلند اذان دینے لگے امیر ثانی و بادشاہ لشکر و جملہ مردمان لشکر اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد نماز و تعقیب سحر مسلح ہوکے سواریون پر سوار ہوکے عازم میدان کارزار ہوے سواری بادشاہ موصوف کی سوے میدان بڑھی نقیبون نے پکار کر کہا یہ سواری ظل اللہ جہان پناہ کی ہے ادب قاعدہ سے چلو سردار و سوار بصد ادب ہمراہ رکاب ہوکے مجرا اور سلام کرتے ہوے باہم شوق جنگ مین آہستہ آہستہ کلام کرتے ہوے چلے بعد قطع راہ سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی اُس طرف سے کہران شیر شکار بھی ہمراہ نقابداران زرد و سُرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ مین آکے بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرا امیر ثانی وغیرہ نے دیکھا کہ کہران شیر شکار خاص اپنے ساٹھ ستر ہزار سپاہ کی جمعیت سے مسلح مرکب پر سوار ہوکے میدان کارزار مین آیا ہے اور نقابدار ہر ایک چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آیا ہے ہر ایک نقابدار کے رُخ پر نقاب پڑی ہوئی ہے اور ہر ایک نقابدار مسلح مرکب پر سوار ہے ابھی جملہ اہل اسلام لشکر کفار کو دیکھ رہے تھے ناگاہ کہران شیر سوار کے اشارے سے بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوے لشکر سے نکلے ادھر امیر ثانی نے زمین ناہموار کو ہموار کرایا اُس و خاشاک کو دور کرایا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہوچکی اُس وقت سقے دونون لشکرون سے مشکین پانی سے بھرے ہوے دوش پر رکھے ہوے نکلے اُنھون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ زمین جنگاہ کو سرد و تر کیا گرد و غبار کو دور کردیا بعد اسکے بیلدار و بیلچہ بردار اور سقے میدان مصاف سے ہٹ گئے ہر ایک لشکر کی صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ ہر ایک سپاہ کا آراستہ ہوا امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفون سے بڑھ کے زیر علم اژدھا پیکر

مرکب پر سوار ہو کے کھڑے ہوے پہلے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے اُنکی آواز دلکش سے
جوانان ہر دو لشکر خوش و مست ہوے جب شور باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے کڑکیت
اور نقیب نکل کے درمیان دونون سپاہ کے کھڑے ہوے پہلے نقباے خوش آواز و خوش تقریر
نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہا کہ اے جوانان نامدار و اے دلیران تہور
شعار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے تعداد زندگی کی کسی کو معلوم نہین ہے اجل کا آنا ضرور
ہے نہین معلوم کس وقت اجل آ ئے اور کیونکر آ ئے اس اجل نے ابتداے خلقت سے آج تک
کیسے کیسے سلاطین اولوالعزم و پہلوانان جویاے رزم و حسینان خوبرو و جوانان جنگجو کو حکم خدا سے
زیر خاک پنہان کر دیا ہے لاکھون بلکہ لاتعد و لاتحصی زن و مرد و خوش و طیور وغیرہ اس اجل سے
مجبور ہو ہے دنیا سے سوے عدم گئے ہین جو زندہ ہین وہ بھی ایک روز اس اجل کے ہاتھ سے
زندہ نہ رہینگے سوے عدم باغ دنیا سے ضرور جا ئینگے نہ کوئی رہا ہے اور نہ کوئی سواے خالق کون
و مکان کے باقی رہیگا سب کو ایک دن فنا ہے صرف اُسی کی ذات کو بقا ہے دیکھو مقام عبرت ہے کہ
بادشاہان متقدمین و دلیران روے زمین مانند اسفندیار روئین تن و رستم پیلتن و سہراب و افراسیاب و
فریدون و کیخسرو و جمشید و ضحاک و کیکاؤس و قباد و گیو و زال و سام و نریمان و فرامرز بن رستم پیلتن و زرو
وغیرہ اب کہان ہین کسی کا نشان قبر بھی معلوم نہین ہوتا ہے افسوس وہ اجل سے مجبور ہو کے زیر زمین
ایسے نہان ہوے کہ پھر اُنھون نے کسی کو اپنی صورتین نہ دکھائین اہل جہان اُنکے دیکھنے کے
مشتاق رہے اُنھین یاد کر کے رویا کیے اور اب تک اکثر مردم اُنکے افعال و اطوار جو کتب مین مسطور
ہین دیکھکر اُنکو یاد کرتے ہین وہ لوگ کہ جو گرد و غبار سے ازحد اجتناب کرتے تھے ہزارون من
خاک مین دبے پڑے ہین وہ ہین اور گوشۂ تنگ و تاریک قبر ہے نہ کوئی اُنکا اُنکے پاس ہمدم ہے
نہ مونس ہے سواے اعمال نیک و بد کے وہ لوگ اس دار دنیا سے کچھ ساتھ اپنے نہ لیگئے ہان مال دنیا
سے اکثر کفن لے گئے اکثر کفن بھی نہ لے گئے اُنکو غسل و کفن بھی میسر نہوا بہت سے ایسے گذرے ہین کہ
اُنکو قبر بھی میسر نہوئی جنکو غسل و کفن قبر میسر ہوئی اُنکو خوش اقبال ہم کہہ سکتے ہین نہ خوش اعمال
کیونکہ نہین معلوم کون نزدیک پروردگار کے خوش اعمال ہے کسکی عبادت و بندگی وہ قبول کر لیتا ہے اور کون
بداعمال ہے کہ عبادت اُسکی قبول بارگاہ خدا بوجہ بداعمالی و کبر و نخوت و غرور کے نہین ہوتی ہے اسکا علم
خدا ہی کو ہے ہم کیا بیان کر سکتے ہین مگر بظاہر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ جو اعمال نیک کرتے ہین اُنکی عاقبت
ہمیشہ بخیر ہوتی ہے اور خدا کے سامنے وہ محجوب نہین ہوتے ہین اور کیا عجب کہ وہ رستگار ہون اور جو بداعمال
کرتے ہین اور جنھون نے کیے ہین وہ معذب ہونگے اور ہوے ہونگے پس انسان کو لازم ہے کہ اس
حیات چندروزہ مین حتی الامکان اعمال نیک کرے دنیا سے سوے عدم تحائف اعمال نیک لیکر
جاے خالی ہاتھ اپنے مالک کے سامنے نجاے زاد راہ مہیا کرے کیونکہ سفر دور و دراز درپیش ہے راہ بھی
وہ راہ ہے جو کبھی نہین دیکھی ہے سامنا اُن لوگون کا ہے جنکو کبھی نہین دیکھا ہے مانند نکیرین کے اعمال
نیک بہت سے ہین مانند روزہ و نماز وغیرہ کے منجملہ اعمال نیک کے یہ بھی ایک عمل نیک ہے کہ راہ
خدا مین کفار سے لڑے اُنکو ہدایت کرے اگر کفار ہدایت قبول کرین تو فہو المراد ورنہ اُن سے

مقابلہ کرے آج اس جگہ سامنا نور دنار کا اور گل وخار کا ہوا ہی ادھر تم سب اہل اسلام نوری
بندۂ طاعت گذار پروردگار ہو ادھر کفار ناری برسرپیکار ہین لہذا لازم ہی کہ لڑنے مین کد وکوشش کرنا بڑھ
بڑھ کے کفار سے تیغ وتیر ونیزہ وگرز کا مقابلہ کرنا قدم پیچھے ہرگز نہ ہٹانا بھاگنے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہ کرنا
دنیا مین آبرو وعزت حاصل کرنا دشمنون کو حتی الامکان تہ تیغ کرنا زخمہاے تیر وتیغ بڑھ بڑھ کے
اپنے اجسام پر کھانا خوف مرگ سے گریزان نہونا سر میدان اپنی اور اپنے آبا واجداد کی ذلت و
رسوائی گوارا نکرنا اگر ہماری ہدایت کے موافق اعدا سے لڑوگے اور زندہ رہوگے دلاوردن مین
محسوب ہوگے عزت وآبرو دنیا مین پاؤگے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوجاؤگے تو بھی اچھا ہی کہ
حق نمک سے اپنے آقا ومالک کے ادا ہوکے سرخرو سوے عدم جاؤگے غازیون مین شمار کیئے جاؤگے
گرد کیت اپنے لشکر سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلندیون کہنے لگے کہ ای بہادران بیمثل روزگار وای دلیران
تہور شعار ذرا چشم عبرت سے خفتگان گوشہ ہاے قبور پر نظر کرو اور خیال کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے سلاطین
روے زمین ودلاوران نامدار بہادر وتہور شعار اور کیسے کیسے جوانان خوش جمال وناز نینان عدیم المثال
وشرفاے ذیوقار وجوانان خنجر گذار جو کسی کے ہلاک کیے ہلاک نہوتے تھے اجل سے مجبور ہوکے سوے
عدم چلے گئے جاہ وحشمت مال ودولت زر وجواہر وہ سراے دہر کے مسافر کچھ بھی اپنے ساتھ
سوا دوگز کفن کے نہ لے گئے خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے کسی نے
یہ مطلع کیا خوب حال سکندر مین کہا ہی لایق یاد رکھنے کے ہی اور عبرت کرنے کا مقام ہی مطلع
نہ ہمراہ اسکے کچھ سامان ملکی اور نہ مالی تھے کہ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے
گو ہر ایک اعلی وادنی دنیا سے خالی ہاتھ جانب ملک عدم جاتا ہی مگر اعمال نیک وبد ضرور اپنے ساتھ
لے جاتا ہی جو لوگ زندہ ہین وہ اعمال خیر کر سکتے ہین اور جو مر گئے ہین وہ اعمال نیک وبد کرنے
سے مجبور ہوگئے ہین تنہا گوشہ قبر مین زیر خاک دبے ہوے پڑے ہین حرکت بھی کر نہین سکتے ہین
کروٹ بھی بدل نہین سکتے ہین اکثر انمین ایسے ہین کہ گوشت واستخوان انکے خاک اور کیڑے قبرون
کے کھا گئے ہین جس زبان سے وہ انواع واقسام کے کلام کرتے تھے وہ زبانین انکی کیڑے کھا گئے اور
وہ سرہاے پرغرور انکے اکثر رہرؤن کی ٹھوکرون مین آئے اور اکثر سرہاے پرغرور کو زمین کھا گئی
تن نازک انکے جو گرد وغبار سے حیات مین بچتے رہتے تھے اور وہ لوگ عطر مٹی کا برا جان کے اپنے
لباس وتن پر کبھی نہ ملتے تھے اب وہی زیر خاک ہین ہزار ہا من مٹی انپر پڑی ہی بلکہ وہ خود خاک مین
جا کے خاک ہوگئے ہین واے بیکسئی اہل قبور کوئی انکی بعد مرگ خبر نہین لیتا مزاج انکا نہین
پوچھتا حال انسے انکا دریافت نہین کرتا انکی قبرون پر مثل اہل اسلام کے فاتحہ نہین پڑھتا شمع
وگل قبور پر نہین لاتا کوئی انکی قبرون پر بیٹھ کے انھین یاد کرکے دو آنسو بھی آنکھ سے نہین بہاتا
اگر لاکھون آدمیون مین کوئی شخص کسی اپنے عزیز ودوست کی قبر پر جاکے اسکو یاد کرکے روتا ہی
اسے پکارتا ہی تو وہ ایسے خواب گران مین ہوتا ہی کہ اسکی آواز کو سنکے جواب دے نہین سکتا
ہی یارو ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ مانند گذشتگان کے ہمارا اور تمھارا حال بھی ہوگا مدام ہم اور تم
اس سراے فانی مین نہ رہینگے لہذا تقاضاے عقل یہ ہی کہ اس دوروزہ زندگی کو غنیمت جان کے

کار خیر ایسے کرلو کہ تمھارے بعد اہل جہان تمکو بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و محفل مین مردم تمھاری دلاوری
و شجاعت کا ذکر کرین اظہار شجاعت و بہادری آج کے روز کرو دیکھو لشکر اسلام تمھارے سامنے صف
آرا ہی جملہ اہل اسلام تمھارے دشمن جان و ایمان ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جو خدائے نادیدہ کی پرستش
کرتے ہین اور ہمارے خداوند کو برا کہتے ہین بار بار اُسپر لعنت کرتے ہین یہ لائق قتل ہین ہنگام جنگ
انکے حال پر ذرا بھی رحم نکرنا نیم جان بھی انکو نچھوڑنا قتل کرکے اُنکی لاشون پر گھوڑے دوڑا دینا بخوبی
پامال سم اسپان کرنا خبردار اُنسے دبکے نہ لڑنا جہانتک ہو سکے بڑھ بڑھ کر لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا تم سب
بہادر ہو تمھارے آبا و اجداد بھی بہادر و نامور تھے اہل اسلام کے دشمن جان اور خون کے پیاسے
تھے تم بھی اپنے آبا و اجداد کی پیروی کرو ان اہل اسلام سے اس طرح لڑو کہ دیکھنے والے تمھاری
ہمت و بہادری کی تعریف کرین رستم و اسفندیار کی لڑائی کو جنگ تمھاری دیکھ کے بھول جائین ایسے
نعرے کرو کہ دل اعدا کیا کوہ و دشت تھرا جائین اور ایسی بڑھ بڑھ کے تلوارین اپنے دشمنون پر
لگاؤ کہ خون سے اُنکے زمین عرصۂ سبز و گلگون ہو جائے بلکہ دریائے خون روان ہو جائے اگر ہماری
پند و نصیحت پر عمل کروگے تو دنیا مین آبرو پاؤگے اور لڑکے دشمنون سے مرجاؤگے تو خداوند
تمثال آئینہ روسے سرخ رو ہوگے وہ تمسے بہت خوش ہونگے غرض بہرصورت لڑنا اور مرنا تمھارے
حق مین اچھا ہی اور اس میدان جنگ سے بھاگنا بہت ہی برا ہی باعث ذلت و بدنامی کا ہی اور سبب
ناراضی خداوند بھی ہی آگے تمکو اختیار ہی مصرع بر رسولان بلاغ باشد و بس نقیبا اور کرڑکیت جب
اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ فرط شجاعت و کثرت شوق جنگ سے جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ جوش
شجاعت سے مست ہوکے جھوم رہے تھے بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے تھے ارادہ کرتے تھے
کہ تنہا مرکب کو جولان کرکے صف لشکر اعدا پر مانند شیر گرسنہ گرین اور اعدا کو مانند گلۂ گوسپند کے
جان کے اُنکی خونریزی کرین شکار اُنکا بصد رغبت کرین ہنوز لشکر اسلام سے کوئی بہادر
برائے جنگ نکلا نہ تھا کہ ناگاہ سپاہ کہران شیر سوار سے نقابدار زرد پوش نیزہ بدوش مرکب
کو جولان کرکے سامنے لشکر اسلام کے آیا مرکب کو روک کے بہ آواز بلند یون کہنے لگا کہ اے
اہل اسلام تم خداوند کو برا کہتے ہو اُنھین سجدہ نہین کرتے ہو بندگان خاص خداوند سے لڑنے آئے ہو
تم کیا یہان آئے ہو اجل تمھاری تمکو کشان کشان یہان لائی ہی یہ اور کوئی ایسا ویسا ملک نہین ہی کہ
جسپر فتحیاب ہوگے یہان کا حاکم کہران شاہ ہی اور یہ ملک بھی آباد کیا ہوا خاص خداوند کا ہی یہان کے
ساکن بہادر و دلاور ہین تم کیا لڑوگے بہتر یہ ہی کہ خداوند کو ناراض نکرو اُنھین سجدہ کرو اور اگر
یہ قبول نہو تو جو تم سب مین اپنی زندگی سے بہت بیزار ہو اور آزادی سے کارہ ہو اور دعوائے
بہادری کرتا ہو وہ جلد تر لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین وہ نقابدار
ہون کہ جو قہر خداوند کہلاتا ہون یہ کہکے خاموش ہوا امیر ثانی نے اُسکی تقریر بیہودہ سنکے مڑکر نظر کی
فی الفور شیرے بن شیرویہ صف لشکر سے نکلا اور مرکب بادرفتار سے اُترکے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی خوش انجام کے روبرو گیا اور اُنسے اذن جنگ لیکے خوش ہوکے مرکب پر سوار ہوکے

قریب نقابدار زرد پوش کے گیا اور طالب ضرب ہوا نقابدار نے اُسکے سراپا پر نظر کرکے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہی اس بہادر نے جواب دیا نام میرا شیروے ہی مین فرزند شیرویہ کا ہون شیر سیرت و
ضیغم خو ہون واسطے تیرے قتل و شکار کرنے کے آیا ہون اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہی تو خداوند تمثال آئینہ
پر لعنت کر کہ وہ ایک شیطان سیرت ہی بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنے تئین سجدہ کراتا ہی سجدہ سوا معبود
حقیقی کے کسی کو جائز نہین ہی پس اپنے پروردگار کو پہچان اُسی کو سجدہ کر کلمہ پڑھ مسلمان ہو نقابدار مذکور
اس بہادر کی گفتگو سنکے نہایت غضبناک ہو کے کہنے لگا بس خاموش ہو یہ جنگگاہ ہی نہ مقام وعظ و پند ہی
دل کا حوصلہ نکال لے تیغ یا نیزہ کا مجھپر وار کر لے شیروے نے جواب دیا ہم اسلام کا یہ طریقہ نہین
ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اگر تیرے ہاتھ سے اور تیری ضرب سے مین جانبر ہونگا تو مین بھی
تجھپر وار کرونگا یہ سنکے نقابدار نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے
سینہ بے کینہ شیروے پر نیزہ کا وار کیا ادھر اس بہادر نے چالاکی سے سنان نیزہ کو اُسکے اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا دو انیان فولادی جو ٹڑین چنگاریان پیدا ہوئین مصفون نے ضرب نیزہ روکنے کی
تعریف کی بعد روکنے ضرب مذکور کے شیروے نے بھی نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اُسنے بھی بجد و کد سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخر کار شیروے
نے نقابدار مذکور سے کہا اگر ابکی مرتبہ تو نیزہ کا وار کریگا تو وہ بند تا در باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے
نیزے سے نکل جائیگی اُسنے سنکر جواب دیا تیرا خیال خام ہی یہ کہکر وار نیزہ کا کیا اس دلاور نے اُسکی
سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر عجب طور سے روکا اور عجیب بند غریب باندھا کہ نقابدار باوجود کوشش کے
عاجز ہوا اُس بند نادر کو کھول نہ سکا شیروے نے حسب قاعدہ اُستادان فن نیزہ اُسکے ہاتھ سے سنان
نیزہ نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام خوش ہوے کفار کو صدمہ
ہوا خصوص نقابدار زرد پوش کو رنج ہوا اور شرمندہ ہوا شرماکے سر جھکا لیا عرق پیشانی پر کیا آیا گویا دریاے
خجالت مین ایک نیزہ غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن بعد تھوڑی دیر کے سر اٹھا کے
نہایت برہم ہو کے نیزہ کی ڈانڈ کو اُٹھا کے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو آگے بڑھا کے وہی ڈانڈ سر پر شیروے
کے نہایت زور سے لگائی اُس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نقابدار کے
نیزہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُس وقت نقابدار نے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر
ڈال کے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا کے کہنے لگا ای جوان مصرع برمن نگر برمن نگر شاید کہ
بشناسی مرا کہ شیروے نے جو فی الفور اُسکے چہرہ پر نظر کی اور آنکھیں اُس سے چار کین دفعتاً یہ حال
ہوا کہ طاقت و قوت بالکل زائل ہو گئی ہوش و حواس بجا نہ رہے از خود رفتگی دیکھنے والون کو اُسکی ثابت
ہوئی کیونکہ نیزہ کو ہاتھ سے خاک پر ڈالکر شیروے پکارا ای نقابدار تو ٹھیں وہ یاتہ کہ جو تجھپر نیزہ لگا ئین
مین تو تیرا شیفتہ ہون تیرے تیر مژگان کا زخمی ہون نقابدار نے اُسکی تقریر سنکے جواب دیا اگر تو مائل ہی
تو آ یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے شیروے کے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا کہ پاؤن شیروے کے
رکاب سے جدا ہوے پھر پشت فرس سے یون اُٹھا لیا کہ جیسے کوئی پھول کو اُٹھا لیتا ہی جب نقابدار
مذکور شیروے کو پشت فرس سے اُٹھا چکا اپنے لشکر کے سوارون کی طرف دیکھ کے کہا کہ جاؤ اسکو

اور قید کرو وہ فی الفور گھوڑے بڑھا کے آئے اور شیروے کو طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کرکے لیگئے
جب اس طرح شیروے گرفتار ہوچکا نقابدار نے نقاب منھ پر ڈالکر پھر پکار کر کے کہا ای گروہ اہل اسلام
اب تم سب مین کون ایسا دلاور ہی کہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پھر مڑکے دیکھا ابکی مرتبہ سلیمان
ثانی نے اپنے مرکب کو جولان کرکے صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے
حسب قاعدہ اجازت لیکے پھر مرکب پر سوار ہوکے سامنے نقابدار مذکور کے جاکے مرکب کو روکا نقابدار
نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے نیزہ لیکے حسب دستور سینہ پر سلیمان ثانی کے وار کیا اس
دلاور نے وار کو اسکے اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود نیزہ کا وار کیا اس نے نیزہ کو نیزہ پر
روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار سلیمان ثانی نے ایک بند غریب باندھ کر سنان نیزہ اسکے نیزہ
سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے ابکی مرتبہ ڈانڈ کو ہاتھ سے
خاک پر ڈالکر اسی طرح نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کے سلیمان ثانی سے کہا ایجوان ذرا میرے
رخ پر نظر کر مجھے پہچان تو کہ مین کون ہون سلیمان ثانی نے اسکے کہنے سے اسکے چہرہ پر نظر کی باہم
آنکھین لڑین آنکھون کا لڑانا تھا کہ غضب ہوا جو حال شیروے کا ہوا تھا وہی حال اسکا بھی ہوا
نقابدار مذکور نے جس طور سے شیروے کو پشت مرکب سے اٹھا کر حوالے اپنے لشکر کے سوارونکے
کیا تھا اسی طرح اس بہادر کو بھی پشت فرس سے اٹھا کے اپنے لشکر کے سوارون کے حوالے کیا
انھون نے اسی طور سے اس دلاور کو بھی قید کیا بعد اسیر کرنے سلیمان ثانی کے نقابدار مذکور نے مرکب کو
بڑھا کے بہ آواز بلند کہا ای امیر ثانی آپ کے لشکر مین کیا کوئی ایسا بہادر نہین ہی کہ تا دیر مجھسے مقابلہ
کرے پشت فرس سے اگر مین اٹھاؤن تو وہ نہ اٹھے اگر کوئی بہادر ایسا ہو جیسا کہ مین نے بیان کیا
تو اسے واسطے میرے مقابلہ کے جلد روانہ کیجیے کہ اس سے کچھ لطف جنگ حاصل ہو امیر ثانی نے اسکی
تقریر سن کے جانب میمنہ لشکر دیکھا فوراً بدیع الملک نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالکر بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اذن و اجازت جنگ لیکے مرکب کو جولان کیا جب وہ بہادر قریب
نقابدار کے پہونچا مرکب کو روک کے طالب ضرب نیزہ ہوا نقابدار نے نام دریافت کرکے کہا ہر چند
کہ دو مرتبہ میرے ہاتھ سے سنان نیزہ حسب اتفاق نکل گئی تھی لیکن مین نیزہ ہی سے لڑونگا تلوار
و گرز و تیر سے نہ لڑونگا یہ کہکے پھر نیزہ اپنے اہل لشکر سے لیکے مرکب کو کاوے پر ڈالکے نیزہ کو
گردش دیکے فنون سپہ گری و نیزہ بازی دکھا کے خبردار خبردار کہکے وار کیا بدیع الملک نے
اسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بسہولیت روک کر اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اس نے بھی
چالاکی سے وار روکا تھوڑی دیر اسی طور سے لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الملک نے ایک بند
صاحبقرانی باندھ کر سنان نیزہ کی چوب نیزہ سے نکال دی سرداران میمنہ شادمان ہوکے بآواز
بلند ثنا کرنے لگے نقابدار مذکور نے برہم ہوکے چوب نیزہ اٹھا کے مرکب کو بڑھا کے سر پر اپنے حریف کے
لگائی شاہزادہ موصوف نے ڈانڈ اسکے نیزہ کی اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا نقابدار نے عاجز ہوکے پھر
نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی اور کہا ایجوان دیکھ میرے چہرہ کی طرف دیکھ اور پہچان مجھکو جانے عجب
ہی کہ تو حریفانہ مجھسے لڑتا ہی تجھے شرم نہین آتی پھر بدیع الملک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ نہین معلوم

یہ کون ہی دیکھ ہی لینا چاہیے یہ خیال کرکے اُسکے چہرہ پر نظر کی آنکھ سے آنکھ لڑتے ہی شاہزادہ موصوف گویا دیوانہ ہوکے کم قوت ہوگیا دیکھتے ہی اُسیر شیفتہ ہوگیا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کرکے عشق اپنا ظاہر کرنے لگا نقابدار نے کہا اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو ہم بھی تم سے الفت رکھتے ہین یہ نہین چاہتے کہ تم ہم سے جدا رہو یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے کمربند فولادی بدیع الملک مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا کہ رکابین شاہزادے کی پاؤن سے جدا ہوئین جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ شاہزادہ موصوف کو نقابدار مذکور نے اس طرح پشت سمند سے اُٹھا لیا جیسے کوئی کسی بچہ کو بسہولیت اُٹھا لیتا ہی یا کسی ناتوان وزار کو کوئی مرد قوی آہستہ اُٹھا لیتا ہی یہ حال پُر ملال دیکھ کے جملہ اہل اسلام کو صدمہ ہوا خصوص سرداران دست راست کو بہت رنج ہوا اور اُسی عالم رنج و ملال مین چاہا کہ حملہ کرکے نقابدار مذکور کے ہاتھ سے بدیع الملک کو رہا کرین ہنوز حملہ آور نہوے تھے کہ اُس نے سوارون کو جلد تر طلب کرکے اُنکے حوالے کردیا اُنھون نے مانند شیروے اور سلیمان ثانی کے اسیر کرلیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالکر رُخ سوے لشکر اسلام کرکے پھر امیر ثانی سے کہا کہ ای امیر ثانی اب اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر باتوقیر نے پھر سوے میمنہ لشکر مڑکر دیکھا ایکی مرتبہ اسد بن کرب نے صف لشکر سے نکل کے مانند بدیع الملک و سلیمان ثانی و شیروے کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اجازت رزم لیکے مرکب پر سوار ہوکے یہ خیال کرتا ہوا جانب نقابدار مذکور روانہ ہوا کہ جاتے ہی بعد روکنے ضرب نیزہ نقابدار کے پشت فرس سے اس نقابدار نابکار کو اُٹھا لونگا اور خاک پر اس طرح ٹپکونگا کہ پیوند خاک کردونگا یہ دیوانہ یعنے اسد خیال مندرجہ کرتا ہوا سامنے حریف مذکور کے گیا وہ اسکے چہرہ پر آثار وحشت دیکھ کے اور چالاک و شوخ اسکو پاکے پوچھنے لگا ای جوان تیرا کیا نام ہی اسنے اپنا نام بتایا اُس نے کہا تیرے چہرہ سے ثابت ہوتا ہی کہ تو دیوانہ ہی اور شوخی و شرارت بھی ظاہر ہوتی ہی تو مجھسے کیا لڑیگا اسد نے جواب دیا مین تجھ سے لڑونگا اور تیرے خداوند نابکار سے لڑونگا تو میری شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہی تھوڑی دیر مین آگاہ ہوجائیگا یہ کہکے طالب ضرب ہوا نقابدار نے پوچھا ای جوان تیر یا نیزہ یا شمشیر کس سے لڑیگا اسد نے کہا مین تو تلوار کی لڑائی کو پسند کرتا ہون اُس نے کہا مین تو تلوار سے نہ لڑتا کیونکہ صرف نیزہ سے لڑنے کا عہد کرچکا تھا لیکن تیرے کہنے سے لڑتا ہون یہ کہکے تلوار نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کے موقع پاکر شمشیر آبدار سر اسد نامدار پر لگائی اس دیوانہ نے کچھ سوچ کے واسطے روکنے تلوار کے سپر بھی نہ اُٹھائی لیکن جب تلوار قریب سر آئی بارطہ پر اُسکی نظر کرکے چالاکی سے ہاتھ اپنا بڑھا کے اُسکے بند دست پر ڈالکر زور کرکے چاہا کہ تلوار ہاتھ سے چھین کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے پشت مرکب سے اُٹھا لیجیے نقابدار مذکور نے اسکے ارادہ سے باخبر ہوکے اُسی عالم مین نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی نظر اسد غازی کی یک بیک اُسکے چہرہ پر پڑ ہی گئی اور آنکھ سے آنکھ لڑ ہی گئی یا تو زور کرکے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین رہا تھا یا تلوار چھیننا موقوف کرکے ہاتھ اپنا اُس کے بند دست سے اُٹھا کے عذر کرنے لگا کہ مین نے ارادہ تلوار چھین لینے کا کیا تھا اس خطا کو میری معاف کردیا سزا اسکی سر دست دو ہاتھ میرے تیغون سے قلم کردو مین تو فرمانبردار

ایک تمھارا عاشق زار ہون نادانستہ آمادہ جنگ ہوا تھا نادانی سے مین نے مقابلہ کیا تھا اب چہرے پر
تمھارے نظر کی خوب پہچانا یہ کہکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عشق اپنا ظاہر کرنے لگا اُس نے مسکرا کے جواب دیا
اگر تم ہمسے محبت رکھتے ہو تو آؤ یہ کہکے مرکب کو اپنے بڑھا کر کمر بند آہنین اسد مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا
کہ پاؤن رکاب سے جدا ہوے پھر پشت فرس سے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کے سوارون کو حوالے کیا
اُنھون نے سلاسل مین فی الفور گرفتار کر لیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈال لی اسی طرح نقابدار
مذکور نے قریب شام تک اکثر سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کیا جو لشکر سے نکل کے اسکے سامنے گیا اور اُسکے
رخ و چشم پر نظر کی وہ مسخر ہوگیا قوت بھی زائل ہوگئی کہانتک یہ لڑائی فرداً فرداً لکھی جاے کہ طول کا
خیال ہی خلاصہ اور مختصر حال اس جنگ عظیم کا یہ ہی کہ بعد اسیر ہونے اسد بن کرب کے ابراہیم سلیمان
اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان غضنفر بن اسد کنجہ و ابراہیم بن مالک معروف
بن اسد آصف شاہ داراب کشور گشا لندھور ثانی فرہاد دہقان بیک ضرغام ارشیون پریزاد الماس
بن لندھوران سب سرداران نامی و نامور کو نقابدار نے قریب شام تک اسیر کیا کسی کو زخمی اور
قتل نہین کیا ہر ایک سردار کو صورت اپنی دکھا کے آنکھ اُس سے ملا کے دیوانہ بنا کے مسخر کر کے
قوت زائل کر کے مرکب سے اُٹھا کے اسیر کیا قریب شام طبل بازگشت بجوا کے میدان جنگ سے
جانب فرودگاہ سپاہ کہران شیر سوار روانہ ہوا کہران شیر سوار بھی ہمراہ اپنی سپاہ کے نہایت
شادمان ہو کے ساتھ نقابدارون کے جنگگاہ سے چلا گیا اور اہل اسلام محزون و غمگین
اپنے لشکر گاہ کی طرف آئے کہران شیر سوار نے اپنی بارگاہ مین جا کے ہنگام شب بخواہش نقابدار
سُرخ پوش اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا مردمان لشکر کہران شیر سوار صداے طبل رزمی سن کے
کہنے لگے نقابدار زرد پوش نے تو آج بہت سے سردارون کو اسیر کیا ہی دیکھیے کل نقابدار سُرخ
پوش نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی وہی لڑیگا مگر ہمین لازم ہی کہ تیاری لڑائی کی کرین مبادا جنگ مغلوبہ
ہو یہ باتین کر کے جنگ مین مصروف ہوے ہرکارے لشکر اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے معین تھے
وہ صداے طبل جنگی لشکر کہران شیر سوار مین بلند پا کے حال دریافت کر کے فوراً بارگاہ سلیمانی مین گئے
اور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر اسلام کو موافق قاعدہ مجرا کر کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف
اپنی زبان پر لائے کہ بمصداق نظم

ثنا نشستہ کہ در عظمت بارگاہ تو
بر آسمان رساند کسے را کہ بار داد
حیدر صلابتی کہ بسر ہائے دشمنان
شمشیر تو نشان سر ذو الفقار داد
کشورستان سکندر ثانی کہ خضر فیض
آب حیات تیغ زمینے خوشگوار داد
زان پیشتر کہ خاک زمین را بود قرار
افزون زان زمانہ کہ دور فلک مدار داد
سر سبزی فلک بزمین پوش شاہ داد
ختم سخن مگر چہ نگویاد گار داد

بعد کرنے ثنا و دعاے مندرجہ
کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اس وقت نقابدار سُرخ پوش نے بعد
خواہش جنگ اپنے نام پر کہران شیر سوار و نقابدار زرد پوش سے کہکے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ
اُس نابکار کا یہ ہی کہ وقت سحر میدان کارزار مین آ کے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے سوا اس شر و فساد
کے باقی خیریت ہی ہرکارے یہ عرض کر کے چلے گئے بادشاہ موصوف نے ہرکارون سے خبر طبل رزمی
کے بجنے کی سن کے جانب امیر ثانی نظر کی امیر با توقیر نے عمرو ثانی سے ارشاد کیا

جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجواؤ آج نقابدار زردپوش نے مقابلہ کرکے آفت برپا کی ہے کل نقابدار سرخ پوش لڑیگا دیکھیے وہ کیونکر لڑتا ہے کیا ہوتا ہے خواجہ نے اُسی وقت جاکے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے تھوڑی اشرفیان نذر خواجہ کو دیکر چوب اُٹھا کر نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے مہیب نقارۂ جنگی سے نکل کے تاگنبد فلک دوار پہونچی زمین تھرائی اہل اسلام صدائے نقارۂ جنگی سُن کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین خوب سامان اور تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ مذہب قدرت الٰہی نے سرلوح طلوع خورشید کو اور دیباچۂ بیاض صبح کے منقوش کیا اور حاشیہ اوراق فلک کو ساتھ خطوط شعاعی کے جدول کھینچکر نقاط کواکب کو ساتھ خط بطلان کے نظر سے محو کرڈالا بقولے اللہ نور السموات والارض جملہ اہل اسلام وضو کرکے نماز سحر پڑھ کے مسلح ہوے اور ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام سوے عرصہ نبرد روانہ ہوے وہ اُس وقت نسیم سحر کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا آفتاب عالمتاب کی جانب مشرق سے آمد آمد وہ طائران خوش الحان کا حمد خدا مین نغمہ سرا ہونا وہ باغون مین غنچون کا چٹک چٹک کے مسکرا مسکرا کے شگفتہ ہونا وہ صحراے سبزہ زار کی بہار وہ لہلہانا اوس کی تری سے سبزہ شاداب کا وہ گلہاے خودرو کی صحرا مین بہار وہ ہواے سرد کا دمبدم چلنا وہ ایام سرما کے باعث سے اس وقت کی سردی کہ بمصداق ابیات حسب مقام ہوا —

پس نکلتا تھا کانپتا خورشید
تیغ سان کاٹتا تھا بس وہ چند
سرد تھا باغ عشق جون لالا
دیکھ گل پر صبا نہیب برد
بلبلین مرتی تھین اکڑ کے تمام
کانپتے تھے درخت وارض جبال
گودیون بیچ چھپتی پھرتی تھی
رعد سردی سے بس تھا گرم خروش
بھرتا تھا واسطے زمین کے لحاف

بہتی تھی نہر باغ مین اسدم
آب مین اسقدر ہوئی تھی گزند
اکڑے جاتے ہی دیکھا سنبل کو
بھری پھرتی تھی ہرطرف دم سرد
صرصر صبح جان کھوتی تھی
موسم دی تھا وہ کہ یا بھونچال
بے حرارت ہو کر سردی کے مارے
ابر دوش ہوا پہ بادلہ پوش

سردی وقت سحر تھی اتنی تشدید
بخیہ لیط تھے تیغ بخیہ سے کم
آسے جاڑے سے پڑگیا پالا
بس تھی پوشیدہ گل کی غنچہ مین بو
گرتے تھے برگ سب شجر کے تمام
تیرسی دل کے پار ہوتی تھی
آگ بھی سردی سے ٹھٹھرتی تھی
مثل یاقوت کے ہین انگارے
برف پڑتی تھی تھا فلک نداف

الغرض ایسی سردی مین ہنگام سحر وہ جملہ مسلمانان خوش سیر طرفت کی سیر کرتے ہوے بصد ادب خرامان خرامان ہمراہ سواری بادشاہ چلے جاتے تھے جب سواری بادشاہ جمجاہ نبردگاہ مین پہونچی شاہ کے ٹھہرنے سے سب بہادر ٹھہر گئے امیر ثانی انتظار کہران شیر سوار و نقابداران نابکار کا کرنے لگے ہنوز دو ساعتین بھی انتظار کرنے مین نہ گذری تھین کہ اس طرف سے کہران شاہ شیر سوار ہمراہ اپنی سپاہ کے اور دونون نقابداران مذکور ساتھ ساتھ اپنی اپنی سپاہ کے میدان کارزار مین آگئے اور بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرے اُس وقت حسب قاعدہ قدیم دونون طرف سے باشارہ دونون بادشاہان لشکر کے بیلدار بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا گرد و غبار جو اُڑا سقون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی عرصہ نبرد پر چھڑکا گرد و غبار کو بٹھایا بعد اسکے دونو سمت صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا

حسب دلخواہ آراستہ ہونے لگا جب صف آرائی سے فرصت ہوئی ادھر امیر ثانی نے جانب نقبا دیکھا ادھر کہران شیر سوار نے کرکیتین کی طرف نظر کی فی الفور دونون فریق دونون لشکرون سے نکل کے درمیان مین دونون سپاہ کے آگے ٹھہرے پہلے نقبا نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہا کہ ای بہادران یکتاے روزگار و ای نامداران شجاعت شعار آگاہ ہو کہ تم سبکو خالق کون و مکان و معبود انس و جان نے مرد خلق کیا ہی خلعت مردی اپنی عنایت سے عطا کیا ہی عورتین نہین بنایا ہی کہ پردے مین بیٹھین اور تیغ و تیر و نیزہ کی لڑائی سے ڈرین آج کا دن وہ دن ہی کہ سامنے تمہارے لشکر کفار صف آرا ہی تم سب مرد ہو اور بہادر ہو آبا و اجداد بھی تمہارے بہادر تھے اپنی زندگی مین اُنھون نے کارہاے نمایان کیے تھے یکہ و تنہا ہزارون دشمنون پر حملہ کیا تھا دشمنون کو تہ تیغ کیا تھا جنگ مین زخمہاے تیغ و نیزہ و تیر دست اعدا سے اپنے اجسام پر دلیرانہ کھاے تھے اور میدان جنگ مین ثابت قدم رہے تھے پیچھے قدم کبھی نہ ہٹایا تھا آگے ہی قدم حتی الامکان بڑھایا تھا ہمیشہ میدان جنگ مین عزت و آبرو حاصل کی تھی انھین کے تم فرزند ہو تم بھی آج کے روز کفار سے لڑ بھڑ کر نام پیدا کرو دنیا مین وہی شخص لیق ہی جو کارہاے نمایان کرکے عزت و آبرو حاصل کرے دیکھو ہنگام جنگ منھ اعدا کی طرف سے نہ پھیرنا اپنی عزت و آبرو نکھونا بعد اُنکے کرکیت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے اسطرح اُنکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

من مولف دفتر ہذا نظم

دلاور ہو تم سب بڑھاؤ قدم
جوانمرد تم ہو کرو آج نام
بڑھاؤ سوے معرکہ جلد گام

جوانو سنو گوش دل سے ذرا
نیامون سے تیغون کو کرو علم
تمہارے تھے آبا نہایت دلیر
کرو روشن اپنے بزرگون کا نام

یہ ہی عرصۂ جنگ و وقت وغا
نہین بیم و دہشت کا کچھ مقام
انہین کے تو فرزند تم بھی ہو نیک

کرکیت اور نقبا جب جوانان ہر دو لشکر کو حسب دلخواہ آمادۂ کارزار کرچکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا عجب عالم تھا سبکو خیال نام تھا زندگی سے بیزار تھے آمادۂ کارزار تھے ہنوز جوانان مذکور کے واسطے لڑنے کے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے اپنے مرکب کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور نقابدار زرد پوش اور کہران شیر سوار سے مسکرا کے یہ کہا کہ آج آپ دونون صاحب میری لڑائی دیکھیے مین براے گرفتاری اہل اسلام جاتا ہون کسی کو قتل نکرونگا کیونکہ حکم خداوند نے یہی دیا ہی کہ اہل اسلام گو ہمسے منحرف ہین لیکن اُنکو قتل نکرنا فقط گرفتار ہی کرنا شاید وہ بعد گرفتار ہونے کے راہ راست پر آئین میری طرف توجہ کرین کہران شیر سوار نے جواب دیا اچھا جائیے حکم خداوند بجا لائیے ہم بنظر غور لڑائی آپ کی دیکھینگے نقابدار یہ سنکے مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای امیر ثانی کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی نے کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے مڑکر دیکھا فوراً بہرام گرد بن خاقان چین صف لشکر سے نکل کے مرکب سے اُتر کے بادشاہ لشکر اسلام امیر خوش انجام سے اذن جنگ لیکے مرکب پر سوار ہو کے سامنے نقابدار سرخ پوش کے جا کے طالب ضرب ہوا اُسنے اُسکا نام

دریافت کرنے کے اور اپنے خداوند کی تعریف کرنے کے اُنکی پرستش کے واسطے ہدایت کرکے جواب
سخت پاکے نیزہ اُٹھا کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ بہرام موصوف پر نیزہ کا وار کیا اس
بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی
بہزار کوشش وار کو روکا اسی طرح بیس طعن نیزے کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار بہرام گردن خاقان
چین نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزے کی نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی
دور جا گری اہل اسلام نے تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا نقابدار سرخ پوش نے خجل ہوکے کہا
ایجوان میرے زور بازو میں کمی نہیں ہے اور نہ فن نیزہ بازی میں ناقص ہوں یہ چوب نیزہ کا
قصور ہے بوجہ بوسیدہ ہونے کے نیزہ سے سنان نکل گئی ہے یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی برہم ہوکے
بقوت تمام سر بہرام کے لگائی اس دلاور نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ
پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار کی کئی جگہ سے شکستہ ہوئی نقابدار نے غضبناک ہوکے
شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بالاے خاک ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا کر بہرام بن خاقان چین
سے مخاطب ہوکے کہا ای جوان ذرا میری طرف دیکھ مجھسے آنکھیں چار کر تجھسے بعید ہے کہ مجھسے حریفانہ
لڑے میرے قتل کرنیکا درپے ہو بہرام بن خاقان چین نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دل میں کہا
شاید یہ کوئی نازنین ہے اور مجھسے شناسا ہے خیال لڑنے کا نہ رہا دیکھتے ہی اُسپر شیفتہ ہوگیا دیوانہ وار
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا مجھسے خطا ہوئی کہ میں نے تمپر نیزہ اُٹھایا تمسے مقابلہ کیا اب بندہ
بے دام و درم ہوں اُس نے کہا اگر تم عذر کرتے ہو تو خیر خطا تمھاری عفو کردی جائیگی یہ کہکے مرکب کو
بڑھا کے ہاتھ اپنا کمر بند زرین بہرام بن خاقان چین میں ڈال دیا یہ بہادر دیوانہ وار مرکب پر بیٹھا
رہا اُس نے جھٹکا دیا قدم بہرام کے رکابوں سے جدا ہوے نقابدار نے پشت فرس سے مانند
گل کے اُٹھا لیا اور چند سواروں کو اپنے لشکر کے طلب کرکے اُنکے حوالے کیا اُنھوں نے
طوق و زنجیر میں گرفتار کر لیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈالکر دوبارہ امیر ثانی سے
مخاطب ہوکے کہا کہ ای امیر ثانی اب اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے
امیر ثانی نے پھر مڑکر دیکھا ایکی مرتبہ شہنشاہ گوہر کلاہ صف لشکر سے نکل کر حسب دستور اجازت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی خوش سیر سے لیکر مرکب پر سوار ہوکر اُسکے سامنے گیا اُس نے بعد نام پوچھنے کے
اپنے ایک ملازم سے نیزہ لیکے بدستور اول اس دلاور پر لگایا اُس نے وار نیزہ کا اپنے نیزہ پر روکا
پھر خود نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا اُسنے بھی حسب قاعدہ اپنے نیزے کے سنان پر سنان
نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا دوانیاں فولادی جو باہم لڑیں چنگاریاں آگ کی پیدا ہوئیں
اسی طور سے چند طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار شہنشاہ گوہر کلاہ نے ایک بند غریب
باندھ کر سنان اُسکے نیزہ سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے
ڈانڈ اُٹھا کے مرکب کو بڑھا کے سر پر اپنے حریف مذکور کے لگائی شہنشاہ گوہر کلاہ نے ارادہ
کیا تھا کہ ڈانڈ کو اپنے نیزے کے ڈانڈ پر روکے ناگاہ نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا کے
کہا ایجوان ذرا اس طرف نظر کر دلاور موصوف نے وقت روکنے ڈانڈ کے اُسکے چہرے پر نظر کی

آنکھ ملتے ہی بجود ہو گیا طاقت بھی زائل ہوئی نقابدار نے اس بہادر کو بھی مانند بہرام بن خاقان چین کے پشت مرکب سے اٹھالیا اور جوالے سواران لشکر کے کیا بعد اسکے نقاب چہرہ پر ڈال لی ناظرین دفتر پر واضح ہو اگر لڑائی نقابدار سرخ پوش کی تفصیل لکھی جائے اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر امیر ثانی کا اُس سے فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا بس اسی وجہ سے بطریق اجمال رقم کیا جاتا ہے کہ نقابدار مذکور نے بعد اسیر کرنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے خورشید تیغزن تورج نامدار سکندر فرخ لقا شیر افگن قہور دیو بر ور معظم خان بن بہرام جمہور فرامرز عاد مغربی عدیل بن عادی مقبول بن مقبل رستم بن کریعل بن قاسم الندھور ثانی ہاشم تیغزن سہیار بن ایرج آصف انجم طلعت امیر الزمان دارائے بن داراب سیمین زرہ فرخ بخت سلطان سلطان بخت مغربی اسلطان سر برہنہ نعمان بن منذر زرائلی کو کہ یہ سب سرداران معتز دست راستی اور دست چپی ہیں جلد جلد تا شام مقابلہ کرکے اسیر کیا بعدہ امیر ثانی سے مخاطب ہوکے کہا اے امیر ثانی اب دن آخر ہوا کل پھر میدان جنگ میں آؤنگا اسیطرح تمھارے سرداران لشکر کو اسیر کرونگا اگر کل آپ مجھسے مقابلہ کیجئے گا تو آپ کو بھی مانند آپ کے لشکر کے سرداروں کے اسیر کرونگا آج کی شب مہلت دیتا ہوں جائیے اپنے احباب سے مشورہ کیجئے جنگ سے باز آئیے ہمارے خداوند کو سجدہ کیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جو سردار آپ کے لشکر کے گرفتار کئے گئے ہیں اُن سبکو رہا کردونگا اور اگر آپ سجدہ خداوند سے سرکشی کیجئے گا تو میں آپ کے سرداران لشکر کو جنکو اسیر کیا ہے پرسوں خدمت خداوند میں یہاں سے روانہ کردونگا اور باقی ماندہ آپ کے سرداران سپاہ کو وقت سحر یہاں آکے اسیر کرونگا بادشاہ لشکر اسلام کو اور آپ کو بھی اسیر کرکے آپ کے سواران لشکر کو شکست دے کے اسیروں کو ہمراہ لے کے خدمت خداوند میں بعد دو چار روز کے جلا جاؤنگا مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے کوئی سیر نہو سکیگا آپ اور آپ کا لشکر تو کیا ہے اگر ایک عالم جمع ہو کے مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے مقابلہ کریگا تو فتحیاب نہو گا کیونکہ ہم دونوں نقابدار قہر خداوند تمثال آئینہ رو مشہور ہیں ہمسے کون لڑ سکتا ہے یہ کہکے جنگاہ سے خوش و خورم سرداران اسیر شدہ کو ساتھ لیکر ہمراہ نقابدار زرد پوش و کہران شیر سوار کے اور تمامی سواران لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ گیا ادھر امیر ثانی اپنے لشکر کے سرداروں کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین و محزون ہوکے جنگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ اسلام جانب قیام گاہ سپاہ چلے سرداران لشکر و سواران سپاہ باشکست آہ ہمراہ چلے ادھر کہران شیر سوار وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے ادھر امیر ثانی اپنے لشکر گاہ پر پہونچے سواران لشکر تو اپنے خیام میں مرکبوں سے اُترکر سلاح جنگ زرہ و چار آئینہ تنوں سے دور کرکے راحت پذیر ہوئے امیر ثانی و سرداران لشکر جو اسیر نہیں ہوئے تھے اور عمر و ثانی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے سواریوں سے اُترکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے شاہ موصوف محزون و ملول ہوکے بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر ملول و حزین کوئی شگفتہ خاطر و خوش دل نہ تھا ہر ایک کے چہرے پر آثار حزن و ملال ہویدا تھے اور جو جو سردار کہ دو روز کے مقابلہ میں نقابدار زرد پوش اور نقابدار سرخ پوش نے ہنگام

جنگ گرفتار کیے اُنکے دنگل خالی تھے امیر ثانی اُنکے دنگلون پر نظر کرکے اُنکو یاد کرکے
آہ سرد کرتے تھے اشک آنکھون مین بھرے تھے اور بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کرتے تھے کہ نہین معلوم
یہ دونون نقابدار زرد و سُرخ پوش کیسے نقابدار ہین کہ اُنکی صورت کو دیکھکے جو اُنسے مقابلہ کرتا ہے
بیخود و دیوانہ وار ہو جاتا ہی وہ اُنکو اسیر کر لیتے ہین شاید یہ ساحر ہین سحر کرتے ہین کل ہنگام صف آرائی
اسم اعظم الٰہی پڑھونگا اُسکی برکت سے سحر اُنکا نچلے گا بادشاہ لشکر اسلام نے جواب یا واقعی ایسے نقابدار
افسون گر و آفت روزگار کبھی نہین دیکھے ہمین خوف اُنسے یہ ہی کہ وہ ہم سب کی طرف نہ دیکھ لین کہ یکبارگی
تمام سردار و سوار صغار و کبار دیوانہ وار ہو جائین اور وہ سبکو گرفتار کر لین ایک ہی روز مین اور ایک ہی
وقت مین تمام لشکر کا خاتمہ ہو جائے ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بہرام شیر شکار حاکم ملک
بہرامیہ نے جو تازہ مسلمان ہوا ہی اور ہمراہ رکاب امیر ثانی اپنے ملک سے آیا ہی اپنے دنگل سے
اُٹھکے اجازت کلام کرنے کی لیکے عرض کرنے لگا اے ظل اللہ جہان پناہ قبل اسکے بھی مین نے
عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ یہ دونون نقابدار زرد و سُرخ پوش قہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہین اور دو نقابدار اور بھی ہین یہ دونون نقابدار روئین تن ہین تمثال آئینہ رونے
اُنکو روئین تن حکما سے کہکے کرایا ہی اور بڑے بڑے ساحرون کو جمع کرکے اس طرح اُنکے چہرہ و نکو
اور اُنکی آنکھون کو سحر سے فسون ساز افسونگر کرایا ہی کہ جب کسی سے مخاطب ہو کے اُسے اپنا چہرہ دکھائین
اور اُسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملائین وہ مسخر و مطیع و دیوانہ و کم قوت ہو جائے اور کیسا ہی شجاع و بہادر
ہو کم قوت بلکہ بے قوت و طاقت ہو جائے آپ یہ خیال نفرمائین کہ نقابداران مذکور سے کوئی نقابدار
چہرہ اپنا دکھاکے اور آنکھ اپنی ہر ایک کی آنکھ سے ملاکے یکبارگی ایک ہی روز مین اور ایک ہی وقت
مین سبکو دیوانہ و مسخر کرکے اسیر کرینگے مین اُنکے حالات سے خوب ماہر ہون آپ کچھ تردد نفرمائین
اول تو وہ نقابدار آپکے لشکر سے دور رہتے ہین نہ اُنکی نظر اچھی طرح آپ کے اہل لشکر پر پڑتی ہی نہ
آپ کے لشکری و سرداران سپاہ اُنکے چہرون پر بخوبی نظر کر سکتے ہین اور نہ آنکھ اُنکی آنکھ سے ملا سکتے ہین
صرف وہی شخص اُنکے چہرہ کو بخوبی دیکھ سکتا ہی اور اُنسے آنکھین چار کر سکتا ہی جو اُنسے لڑنے کو لشکر سے
نکل کے جائے ہان احتیاط ضرور ہی کہ جب وہ نقابدار اپنے چہرون سے نقاب اُٹھائین کوئی سردار
اور کوئی سوار اُنکے چہرے پر نظر نکرے اور اُنکی آنکھون سے آنکھین نہ ملائے اُنکی طرف دیکھے ہر چند
دیکھ لینے سے کچھ دوسرون کو ضرر نہوگا مگر احتیاط ضرور ہی بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا کوئی تدبیر
ایسی بھی ہی کہ اُن نقابدارون پر ہم فتحیاب ہون اُسنے عرض کیا مجھے ایسی تدبیر معلوم نہین ہی یہ عرض
کرکے اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اُسوقت امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ ای خواجہ
تم عیار ہو بعد خواجہ عمرو کے عیاری مین مثل و نظیر تمھارا نہین ہی ہمسے ایک مدت ہوئی ہے کہ
کہ ہمارا نمک کھایا ہی اکثر انعام کثیر ہمسے پایا ہی بڑی بڑی عیاریان تمنے کی ہین ان نقابدارون پر
کوئی عیاری کرکے اُنکو گرفتار کر دیا اُنکے قتل کرنے کی کوئی تدبیر نکالو یا اُنکے چشم فسونساز کو دیکھکر
کوئی دیوانہ نہو بس کوئی صورت پیدا کرو کہ ہم جانین کہ تمنے کار نمایان کیا اور ہم اقرار کرتے ہین کہ تمکو
زر کثیر اس قدر دینگے کہ تم خوش ہو جاؤگے خواجہ نے دست بستہ عرض کیا ای امیر با توقیر گو مین

مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون اور اب بجائے والد ماجد کرسی بدہد پر بیٹھا ہون عیاریان کرتا ہون مکر و فریب
مین ہوشیار و چالاک ہون مگر ان نقابدارون کے بارے مین کچھ بھی کر نہین سکتا ہون کیونکہ جب
عیاری کرنے کو جاؤنگا اُنکے چہرون پر نظر پڑے گی دیوانہ ہو جاؤنگا نقابدار مجھے گرفتار کرینگے مجھے
اپنا گرفتار ہونا اور قتل ہونا منظور نہین ہی مین ساحرون سے بہت ڈرتا ہون آپ زر کثیر کا لالچ نہ دیجئے
مین ایسے روپیہ سے باز آیا آج نقابدار سرخ پوش آپ سے کیا کہگیا ہی اسکی تقریر آپ کو یاد ہے
یا نہین کل وہ میدان جنگ مین آکے قیامت برپا کرینگا مین تو ابھی یہان سے جانب خانہ کعبہ
اپنے قبلہ و کعبہ والد ماجد کی خدمت مین اور خدمت صاحبقران اول مین جاتا ہون نقابداران زرد و سرخ
پوش سے اپنی جان و آبرو بچاتا ہون اگر یہان رہونگا تو وہ مجھے بھی گرفتار کرینگے باعث میری
ذلت و بے آبروئی کا ہوگا بعد گرفتار کرنے کے مجھے قتل کر ڈالینگے کیونکہ مین بھی عیارون مین مشہور
ہون بس میرا یہان رہنا کسی طرح بہتر و مناسب نہین ہی اول تو میرے ساتھ آپ بھی خانہ کعبہ اپنے والد
کی خدمت مین چلئے آنکے اِن نقابدارون کی کیفیت بیان کیجئے جو وہ خیال آرائے دین اُسپر عمل کیجئے
دوسرے اگر اس وقت میرے ساتھ جانب بیت اللہ نہ چلئے تو جو کچھ کہنا ہو کہدیجئے کہ مین خدمت
صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان مین پہونچکر اُن جناب سے کہدون یہ کہکے سامان جانے کا
کرنے لگا امیر ثانی نے متحیر و متعجب ہوکے کہا ای خواجہ عمرو ثانی تمسے تو یہ اُمید نہ تھی کہ ایسے
وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑ دوگے اور ایسی بیوفائی و نمکحرامی کروگے خواجہ نے چین بجبین ہوکے
جواب دیا ای امیر ثانی مجھے ایسی مروت و پاس رفاقت اور خیال غمخواری نہین ہی کہ اپنی جان دیدون
جان مجھکو اپنی بہت عزیز ہی مین ایسے وقت مین ہرگز آپکا ساتھ نہ دونگا آپ ناراض ہونگے تو ہون
مین یہان نہ رہونگا آپ سب عیارون مین سے کسی سے فرمائیے کوئی عیارون مین سے کوئی
تدبیر حسب دلخواہ آپکے کرے آخر یہ بھی تو عیار ہین دعوے عیاری کا کرتے ہین انھین مین سے کسی کو
لالچ زر کثیر کا دیجئے ان سب عیارون مین سے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین کیا کوئی عیار ایسا
نہین ہی کہ حسب دلخواہ آپکے کام کرے حکم آپکا بجا لائے مین بھی آپکے نزدیک ایک عیار
ہون مجھسے آپ بارہا ہر ایک بارے مین وقت بد عیاری کرنے کو کہتے ہین امیر ثانی یہ تقریر
خواجہ کی سُنکے حیران ہوئے چہرہ خواجہ کا غور سے دیکھنے لگے اُس وقت سرداران لشکر نے
متفق اللفظ ہوکے کہا ای خواجہ یہ کیا تقریر کرتے ہو ایسے وقت مین امیر ثانی کو چھوڑکے کہان
جاتے ہو خواجہ نے چین بجبین ہوکے سب کو جواب دیا کہ تم لوگ اس بارے مین دخل نہ دو اپنی
جگہ خاموش بیٹھے رہو اگر عاقل ہو اور جان و عزت کا کچھ خیال ہو تو ابھی اُٹھکر میرے ساتھ سوئے
خانہ کعبہ چلو رفاقت امیر سے دست بردار ہو یہ کہکے سب سے رخصت ہوکے بارگاہ سلیمانی سے
نکلکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوا سب کو خواجہ کے چلے جانے کا رنج ہوا اُدھر کہران شیر شکار
نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر بعد میخواری کے عالم نشہ شراب مین خوش ہوکے کہا ای نقابداران ذی قدر
و ذی وقار آپ یہان تشریف لائے مجھے بہت سرفراز کیا مدد میری حسب دلخواہ میرے کی بہت سے
سرداران نامی و نامور کو لشکر امیر کے اسیر کیا نہایت مجھپر احسان کیا مین شکر آپکے احسان کا کر نہین سکتا

نقابدار زرد پوش نے جواب دیا ابھی ہمنے کیا اعانت تمہاری کی ہر ہان چند روز مین دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اس وقت ہمارے نام پر طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم لشکر امیر سے مقابلہ کرینگے ایک دو نقابدار سرخ پوش برادر ہمارے لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کرینگے آج یہ مقابلہ کر چکے ہین سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کر چکے ہین کل صبح کو مین مقابلہ کرونگا یہ کہکے جانب بختگان ولاجوردشاہ وصلصال کے دیکھکے کہا دیکھا تمنے کہ ہمنے کس طرح سرداران لشکر امیر ثانی کو بسہولیت اسیر کر لیا اب دو چار روز مین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ جملہ مسلمانون کو اسی طرح اسیر کرینگے لاجوردشاہ وصلصال نے کہا بیشک آپ نے یہان آکے کارنمایان کیا بختگان نے جواب دیا مین آپ کو ایسا دلاور نجانتا تھا کہ آپ اسقدر سرداران لشکر امیر ثانی کو اس طرح اسیر کرینگے واقعی آپ دونون صاحبون نے کارنمایان کیا ہی مین تعریف کرتا ہون مگر آپ ذرا سمجھ بوجھ کے سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کیجئے گا کیونکہ بارہا دیکھا ہی کہ جب ان اہل اسلام کو زیادہ صدمہ ہوتا ہی اور یہ برجوع قلب اپنے خدا سے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتے ہین تو انکی مدد آسمان سے ہوتی ہی کہ رنج وغم تمام دفع ہو جاتا ہی مدعاے دل برآتا ہی چونکہ فی الحال اہل اسلام کو گرفتاری سرداران نامی و نامور سے صدمۂ عظیم پہونچا ہی کیا عجب ہی کہ وہ دعا کرین اور خدا انکا انکے حال پر رحم کرے مدعائے دلی انکا برلائے نقابدار زرد پوش نے بصد کبر و نخوت جواب دیا اب ان اہل اسلام کی بہبودی ہوچکی یہان آئے ہین روز بروز انکو تنزل ہی ہوگا دیکھنا ترقی نہوگی مطلب دلی بر نہ آئیگا یہ ملک فتح نکر سکینگے خود ہی سب اسیر ہو جاینگے یہ کہکے خاموش ہوا کہران تیر سوار نے نقابدار سرخ پوش سے کہا آپ بمقدمہ طبل جنگ کیا کہتے ہین آپ کے برادر کے نام طبل جنگ بجوایا جاے یا آپ کے نام پر اُسنے مسکرا کر جواب دیا ہم اور یہ کیا جدا ہین انکا مقابلہ کرنا حریف سے گویا ہمارا مقابلہ کرنا ہی انکی خوشی اگر یہی ہی کہ صبح کو ہم مسلمانون سے مقابلہ کرین تو بہتر ہی انہین کے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہران تیر سوار نے یہ تقریر سنکر کے اُسی وقت اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے خبررسانی مقرر تھے وہ صداے طبل جنگ لشکر حریف مین سنکے خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ ہوے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و سرداران سپاہ صدمہ گرفتاری سرداران لشکر اور خواجہ عمرو ثانی کے چلے جانے سے محزون وملول و خاموش بیٹھے تھے دل مین امیر ثانی کہتے تھے کہ یار وفادار جسکو مین جانتا تھا آج اُسنے مجھسے بیوفائی کی ایسے وقت بد مین مجھسے جدائی اختیار کی ہنوز امیر ثانی یہ باتین اپنے دل مین کہہ رہے تھے صدمہ و رنج مین بیٹھے ہین ناگاہ بارگاہ سلیمانی مین ہرکارے گھبراے ہوئے آئے اُنھون نے مجراگاہ پر سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا اور سلام حسب قاعدہ کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اس طرح کرنی شروع کی کہ بمصداق نظم

ای خسروی کہ نوک سنانت بروز رزم
از ہفت جوشن فلک آسمان کند گذار
ہنگام حملہ با ہمہ تندی خویش باد
در دست و پاے مرکب اعدا برین نہار
چون بر عزیمت سفری سایہ افگنی
بر آسمان رود ز سم مرکب عیار
چندانکہ آتش غضبت یک زبانہ زد
بر راہ تو کند ہمہ اطراف ارشرار
در ملک چون تو شاہ ندارد کسی بیاد
ای ملک را ز جملہ شاہان تو یادگار

ہر کو شنید قصہ جم گو بیا ببین
چون تاج سر فرازی چون تخت پایدار
نیو فلک ز کف تو شد سر نگار رجود
چون رایت تو دین را بالا گرفت کار
چندان تقات بادکہ در صد ہزار سال
تو ابر رحمتی بسر خلق پر ببار

در ملک طول عرض و در حکم گیر ودار
ہر خصلت و ہنر کہ گزید از جہان خرد
آن ہمہ ہست تو دریا کم از نجار
در سر زمین خارستان تو بر دمید
ہر گز مہند سانش نہ آرند در شمار
از عقل و بخت برخورد جاوید باش از انکہ

تو سرہ تاج و تخت فردنا دری از انکہ
در طینت تو تعبیہ کردست کردگار
چون خنجرت ہنر را بازار گشت تیز
تا نفخ صور گلبن اقبال داد بار
تو شمع عصمتی لشب ظلم در تباب
چون عقل کاردانی و چون بخت کامگار

بعد ثنا و دعائے مندرجہ کے بصد ادب بزبان اُردو و آداز شیرین یون عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ فلک جاہ گیتی پناہ خونریز بدخواہ اس وقت کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار کا یہ ہے کہ ہنگام سحر ہمراہ نقابداران زرد و سُرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ مین آئے خیر خواہان حضور سے خواہان جنگ ہو بجز اس خبر شر کے خیر و عافیت ہے یہ عرض کرکے ہرکارے بارگاہ سے جانے لگے امیر ثانی نے بہ اشارہ بادشاہ لشکر اسلام اُنھین ہرکارون سے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین نقارچی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہمکو اپنے پروردگار کی اعانت کرنے کا بھروسا ہے دشمن اگر قوی ہے اور آمادہ شر و فساد ہے تو کچھ اندیشہ نہین ہے بقول شخصے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ٭ ہرکارون نے جاکے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے واسطے نذر عمر و ثانی کے چند اشرفیان نکال کے علحدہ رکھ کے بسم اللہ تمام وکمال زبان پر جاری کرکے چوب اُٹھا کے نقارہ جنگی پر لگائی صدا نقارہ سلیمانی و جنگی سے بلند ہوئی اہل اسلام آواز نقارہ جنگی سُن کے اپنے دلون مین کہنے لگے خدا خیر کرے آج پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہے صبح کو پھر نقابدار سے مقابلہ ہوگا دو روز تو برابر دونون نقابدار سرداران لشکر کو ہنگام مقابلہ گرفتار کرکے لے گئے ہین کل دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ باتین سواران لشکر اپنے دلون مین کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے سرداران سپاہ بھی مشغول ہوئے تیاری جنگ پر آمادہ ہوئے ارادہ کرنے لگے کہ دربار برخاست ہو تو اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرین ہنوز سرداران لشکر یہ خیال اپنے دلون مین کر رہے تھے نقارہ نواز نقارہ جنگی بجا رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکے مصروف تیاری جنگ ہوا کوئی بہادر اپنی تلوار کو صیقل سے آبدار کرکے کہنے لگا اگر خدا نے چاہا تو اسی شمشیر آبدار سے سرہائے کفار قلم کردونگا کوئی دلاور اپنے نیزہ سر تیز کو دیکھ بھال کے اچھی طرح اُسے درست کرکے اپنے ہم نشینون سے مخاطب ہوکے بولا انشاء اللہ صبح تو ہو اس نیزہ سے کفار کو ہلاک کرونگا اسی طرح ہر ایک سردار و سوار درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف تھا اور اپنے رفقا اور ہم نشینون سے ہم کلام تھا لشکر اسلام مین تو ہر ایک سوار و سردار تیاری جنگ مین مصروف ہے جو رہنا ہے اور رن مہتا ہین جا بجا روشن مین لیکن اب حال لشکر کفار کا درج کیا جاتا ہے کہ جب کہران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش طبل جنگی بجوایا اور نقابدار زرد پوش لاجورد شاہ و تخنگان سے مخاطب ہوکے گفتگو اُنسے کرکے ارادہ بارگاہ سے اُٹھ کے جانے کا کیا تخنگان نے نقابدار زرد پوش و سُرخ پوش سے کہا آج کی شب آپ

دونون صاحب نہ سویے بیدار رہیے کیونکہ آج کی رات آپ پر بھاری ہی جسطرح کہ بیماریر رات
بھاری ہوتی ہی نقابداردان نے متردد ہوکے پوچھا کیونکر تونے جانا کہ یہ رات ہمپر سخت ہی کیا تو نجومی
ہی ستارہ شناسی مین اور آسکے احوال وتمیز نیک وبد مین تجھے دخل ہی کہ تونے ہمارے بارے مین
یہ حکم لگایا ہی اُس نے جواب دیا مین نجومی تو نہین ہون لیکن جو حکم لگاتا ہون ہیٹ نہین پڑتا ہی بیشتر درست
ہوتا ہی جو کہتا ہون نقابداردان نے جواب دیا ہمتو جاکے سوینگے راحت وآرام سے شب بسر کرینگے ہمین
تیری بات کا کچھ اعتبار نہین ہی ہم کسی سے نہین ڈرتے ہین کیونکہ روئین تن ہین قہر خدا وند ہم مشہور ہین
نجتگان نے جواب دیا اسفندیار رویین تن تھا صرف آنکھین اُسکی مانند دیگر مردم کے نہین اسیطرح
آپ صاحبون کی آنکھین بھی ہونگی جسطرح رستم پہلوان نے تیر سے اسکی آنکھین زخمی کرکے اُسے ہلاک کیا
کیا دشمن آپکا آپ کو اُسی طور سے ہلاک کر نہین سکتا یہ مین نے ازراہ خیر خواہی کہا ہی آگے آپ کو اختیار
ہی چاہیے آرام کیجیے میرے کہنے پر عمل نہ کیجیے مجھے تو یقین نہین ہی کہ آپ صبح کو آج کی شب سوکے
بیدار ہون ضرور ہی کہ سوتے رہیے گا تا قیامت بیدار نہو جیے گا خواب آپکا خواب اجل ہو جائیگا کیونکہ
آپ دونون صاحبون نے یہان تشریف لاکے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی عیاران
لشکر اسلام آپ کی جان کے دشمن ہین آج کی شب آپ سوگئے اور اُنھون نے آکے آپ کو ہلاک کیا
اِن آنکھون سے کہ آپ اپنے حریف کو دیکھکر لڑتے ہین اور حریف آپکا آپ کی ان آنکھون کو کہ فسون
ساز ہین دیکھکر متحیر و دیوانہ ہو جاتا ہی جب وہی آنکھین عیاران لشکر اسلام پھوڑ ڈالینگے تو آپ کب زندہ
رہیے گا نقابداران مذکور یہ تقریر دلگیر نجتگان کی سنکے متردد ہوکے سر جھکا کے خاموش ہو رہے
کہران شبر سوار نے کہا ہی نقابداران ذیوقار ہر چند یہ شخص مسخرہ ہی لیکن اس وقت جو یہ کہتا ہی سچ
کہتا ہی بیشک عیاران لشکر اسلام آج کی شب صورتین اپنی تبدیل کرکے ہمارے لشکر مین واسطے آپکے
ہلاک کرنے کے ضرور آئینگے میرے نزدیک بھی مناسب یہی ہی کہ یہ شب بیداری مین بسر کیجیے اُنھون نے
جواب دیا کہ بیکار بیدار رہنا دشوار ہی ضرور نیند آجائیگی کہران شبر سوار نے جواب دیا مین ایسی
تدبیر کرونگا کہ ہرگز نیند آپ کو نہ آئیگی بعیش وعشرت شب بسر ہو جائیگی مین بھی آپ ساتھ جاگتا
رہونگا اُنھون نے پوچھا وہ تدبیر کون سی ہی کہران شبر سوار نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ ارباب نشاط کو
طلب کرونگا وہ حاضر ہوکے تمام شب روبرو آپکے رقص ونغمہ کرینگی آپ کو نیند نہ آئیگی اور
طبیعت بھی خوش ہوگی اُنھون نے کہا تدبیر تو معقول ہی اچھا ارباب نشاط کو طلب کرو نجتگان کی
تقریر سے ہمکو اپنی جان جانے کا خوف ہی اب نہ سوئینگے کہران شبر سوار نے یہ سنکے اپنے ملازمونکو
حکم دیا کہ جلد تر جاؤ ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ لاؤ وہ حسب الحکم گئے اور اُنھین ساتھ لیکر آئے اُن ارباب
نشاط سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین وخوش گلو تھی اور علم موسیقی مین خوب دستگاہ وآگاہی رکھتی
تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ کہران شبر سوار مین آئی پہلے اُس نے بادشاہ مذکور واہل بزم کو
دیکھکر کہران شاہ اور نقابدارون کو بناز وادا سلام کیا بعد اُسکے سازندون سے کہا سازون کو
درست کرو اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ مذکور کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے
رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے خصوصًا دونون نقابدار بنظر غور اُسکے

چہرۂ زیبا کو زیر نقاب دیکھنے لگے اور اُسکے رقص کرنے کی تعریف بجاے خود کرنے لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر تک رقص کرچکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل

مین کو تھی نخبت سے دو ہاتھ دور تھا
یا رب یہ امر کب تری قدرت سے دور تھا
دیدار کو کلیم تھا جلنے کو طور تھا
پڑتی جو ابر بنکے دم حشر ہم پہ دھوپ
تجھے کے روز تو نہین آنا ضرور تھا
ساقی نے مجھ گدا کو جو دی صاف دلسے می
بٹتی یہ کل یہ ذکر شراب طہور تھا

ای بت سوال بوسۂ لب کو قصور تھا
نکلا وہ بنکے خط جو تبون کا غرور تھا
آتے ہی خط کے جتنی خفقت تھی کھلگئی
ای ذوالجلال کب تری رحمت سے دور تھا
بوسہ نہ اسلیے لب جان بخش کا لیا
ٹوٹا ہی ٹھیکرا مجھے جام بلور تھا
ڈھیلے کسی نے زلف کو پھینکے جو اُنکے گھر

اُنکی خطا نہ تیغ کا اُنکے قصور تھا
تجھکو خدا کی راہ پہ دینا ضرور تھا
انصاف خوب برق تجلی نے یہ کیا
ای حسن یار اسپہ لفافہ ضرور تھا
شرکت ہمارے دفن میں اچھا نکی نکلی
آب حیات پی کے بھی مرنا ضرور تھا
واللہ اس پری سے اُسنے کیا مناسبت
ہنسکر کہا رقیب نے اُسنے ظہور تھا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے خوش ہوگئے اُسکی تعریف کرنے لگے خصوص نقابداران زرد وسرخ پوش اُسکے گانے کی ثنا کرنے لگے کہران شیر سوار بھی شادمان ہوکے اشعار غزل مندرجہ سنکے پسند کرکے بار بار رقاصہ کو زر کثیر انعام مین دینے لگا جب وہ رقاصہ غزل مرقومۂ بالا گاکے تمام کرچکی نخبتگان نے بے محل ہنسکے کہا ای پری پیکر اس وقت دل چاہتا ہے کہ چند اشعار فارسی کے گا کہ مجھکو فارسی اشعار سننے کا بہت شوق ہے اُس نے نخبتگان پر نظر کرکے ارادہ کیا تھا کہ انکار کیجیے کوئی عذر کیجیے کیونکہ نخبتگان کے بے محل ہنسنے سے اُسے گونہ ملال ہوا تھا ناگاہ کہران شیر سوار نے بھی اُس سے کہا کہ فارسی کے اشعار سے مجھکو بھی رغبت ہے اگر دو چار اشعار فارسی کے کسی شاعر کی تصنیف سے یاد ہوں تو گا دُ اُسنے مجبور ہوکے واسطے تنبہ کرنے نخبتگان کے ان چند اشعار کے گانے کا ارادہ کیا خصوص وہ مضمون مطلع کا تو محض واسطے تنبہ کرنے نخبتگان کے تھا چنانچہ اُسنے جان کے یہی چند شعر گائے

بخندہ آمدن بمجلس ندامت زماست

شگفتن گل بے موسم از نحوست ماست
ز جار موجۂ عمان محنت و تشویش
کہ کار سر و صنوبر زراستی بالاست

بچار سوے محبت متاع درد ببر
نہ ترسد آنکہ طلبگار گوہر یکتاست

کہ در ظلم و راحت کسا و این ماست
درین چمن روش راستی رضا مندار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوے نخبتگان مطلع سن سکے اپنی بے محل ہنسی سے نادم و خجل ہوا پھر خاموش بیٹھا رہا بعد گانے اشعار مندرجہ کے رقاصہ مذکورہ نے اور ایک غزل شروع کی نقابدار وغیرہ رقص دیکھنے لگے گانا اُسکا سننے لگے جب وہ غزل بھی رقاصہ مذکورہ گا چکی کہران شیر سوار نے اُسے زر کثیر دلواکے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح تمام شب کہران شیر سوار و نقابداران مذکور نے چند رقاصان خوبرو و خوش گلو کا رقص دیکھا گانا سنا جب صبح ہوئی گانا موقوف کیا گیا ارباب نشاط زر کثیر لیکر گئے کہران شیر سوار و نقابداران زرد و سرخ پوش نے ارادہ نبردگاہ پر جانے کا کیا ادھر اہل اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی خصوص امیر ثانی نے فریضہ سحر بخضوع و خشوع ادا کیا اور بعد نماز پڑھنے کے واسطے فتح یاب ہونے کے اس طرح درگاہ خدا مین برجوع قلب مناجات کی

الٰہی قاضی الحاجات تو ہے

الٰہی انت جبار شکور
الٰہی سامع الاصوات تو ہے

الٰہی انت ستار غفور
نظر کر رحم کی ای کل کے غفار

مین ہون بندہ ترا یا رب گنہگار مین زندان مصیبت مین پڑا ہون	بغیر از تیرے اے رحمان میرے مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون	نہ بخشیگا کوئی عصیان میرے مجھے کر فتحیاب ان کافرون پر

ظفر دے مجھکو ان حاسدون پر تو

یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے برآمد ہوئے سرداران لشکر جو پہلے سے دربارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے بعد ادب سلام کیا امیر ثانی نے جواب سلام دیکر سب سردارون کو ہمراہ لیکر رُخ سوئے بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام کیا جب دربارگاہ پر پہونچے ٹھہرکے انتظار برآمد ہونے ظل اللہ گیتی پناہ خسرو عالی مقام بادشاہ سپاہ اہل اسلام کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ موصوف بارگاہ سے برآمد ہوئے امیر ثانی وجملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے نقیبانے بآواز بلند کہا جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے سر اٹھاکے ہر ایک سردار کو دیکھا سب کا سلام لیکر تخت یا مرکب پر سوار ہوکے اشارہ سب کو سوار ہونے کا کیا امیر ثانی وغیرہ سردار سوار مرکبون پہ سوار ہوئے سواری بادشاہ لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ صغار وکبار ہمراہ رکاب ہوئے اس وقت سواری بادشاہ موصوف کی قابل دیدنی تھی کیونکہ جملہ سرداران لشکر ہمراہ رکاب تھے سواران سپاہ غول غول گروہ گروہ جوق جوق مرکبون کو تیزروی سے روکے ہوئے آہستہ آہستہ بعد ادب ہمراہ سواری مذکور سوئے نبردگاہ جاتے تھے جب اس طرح بادشاہ موصوف کی سواری میدان جنگ مین پہونچی بادشاہ ذیجاہ کے ٹھہرنے سے سب ٹھہرے امیر ثانی وغیرہ کہران شیر سوار کے آنے کا انتظار کرنے لگے ناگاہ غبار ایک جانب سے اٹھا آمد لشکر کفار معلوم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ کہران شیر سوار ہمراہ نقابداران زرد وسرخ پوش کے بجمعیت سپاہ آتا ہے جب وہ بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا ادھر اشارہ امیر ثانی سے بیلچہ برداران ادھر کہران شیر سوار کے کہنے سے بیلدار لشکرون سے نکلے انھون نے حسب دستور میدان کارزار کی درستی کی بہشتیون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی چھڑکا عرصۂ نبرد کو سرد وتر کردیا گرد وغبار کو دور کیا جب اس طرح میدان مصاف کی درستی ہوچکی دونون جانب لشکرون سے صفین آراستہ ہوئین بعد صف آرائی اُدھر کڑکیت اس طرف سے نقیبانے خوش تقریر نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جاکے ٹھہرے پہلے کڑکیت جوانان لشکر سے مخاطب ہوکے اس طرح اُنکو آمادہ جنگ وجدال کرنے لگے اے دلاوران جنگجو واے جوانان تشنہ خون عدو دیکھو کہ آج آسمان پر ابر نمایان ہے ہوا سرد چل رہی ہے بجلی اسوقت چمک رہی ہے عجب نہین کہ پانی برسے اور زمین پر کثرت ہو دو لشکر سے شالا کہا جاتا ہے کہ ابر سیاہ کی دونون طرف کثرت ہے یہ فوجین جمع ہوئی ہین اور یہ سارے سوارون کے آگے مجتمع ہوئے ہین کہ ابر کے ٹکڑے آکے ایک جا اکٹھا ہوئے ہین یہ فوجین ہین اس میدان وسیع مین یا ابر محیط ہے جہانتک نظر پہونچتی ہے گھٹا فوجون کی دونون طرف نظر آتی ہے حیات کا اعتبار نہین ہے ایک روز جو زندہ ہین اُنھین مرنا ضرور ہے یاد کرو اپنے آبا واجداد کو کہ وہ اب کہان ہین جسطرح وہ مرگئے تمکو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے عاقل کو لازم ہے کہ اس مزرعۂ دنیا مین تخم عمل نیک ایسا بوجائے کہ بعد مرنے کے اُسکا ثمر شیرین اُسے ملے اور زندگی مین بھی اُسی تخم عمل نیک سے اُسے پھل میٹھا دستیاب ہو جو تمکو سب شجاع وبہادر ہو بہ تخم عمل نیک اس وقت اس میدان مین بونا کہ اہل اسلام سے دلیرانہ بڑھ بڑھ کے

لڑتا آسمان پر بجلی چمک رہی ہی تم زمین پر برق تیغ چمکانا بالائے فلک صدائے رعد ہی تم بھی یہان رعد آسا نعرے کرنا جانب فلک سے ابر سیاہ مینھ برساتا ہی تم آج یہان اپنی تلوارون سے خون اعدا گرانا مانند آب کے بہانا سرہای دشمن مثل اولون کے گرا دینا دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا خیال گریز کی کیچڑ مین پاؤن نہ رکھنا اگر بارش تیر مین دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے زندہ رہوگے تو اس تخم عمل نیک کا یہ پھل پاؤگے کہ بہادرون مین عزت و آبرو پاؤگے اور اگر برق شمشیر اعدا سے ڈر کے بھاگوگے تو پچھتاؤگے زراعت شجاعت تمھاری خراب ہوجایگی آیندہ تمھین اختیار ہی جب کرکیت اپنے لشکر کے جوانون کو اس طرح اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کرچکے اور خاموش ہوے نقبای خوش گفتار نے دلاوران اہل اسلام کی طرف رخ کرکے اُنسے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ ای دلیران دیندار و ای ہزبران دشت مصاف و شائق شکار کفار تمکو معلوم ہو کہ یہ فصل سرما کی ہی سردی سخت ہی ہوا سرد و تیز چل رہی ہی برف گر رہی ہی کہر ابر رہا ہی دھوان مُنھ سے نکلتا ہی ہم اہل اسلام کے دہن سے گو غم گرفتاری سرداران لشکر مین دود آہ نکلتا ہی سردی ایسی ہی کہ جز اب و داستانون کے علاوہ لشکر کفار مین نقابدار منھ اپنا نقاب سے چھپاے ہین اعدا سردی سے کانپتے ہین خوف جنگ سے تھرتھرا رہے ہین تم سب جوان کہ دلاوران جہان مین بیمثل ہو آمادہ کارزار ان کفار سے بیٹھے ہو جاؤ گرمی آتش غصہ سے گرما کے جانب بازار جنگ قدم اُٹھاؤ جنس آبرو کی خریداری مین سرگرم ہو وہ نعرے کرو کہ دلہای سخت اعدا تو کیا ہین فولاد بھی نرم ہو یہ فصل سرما ہی آتش جنگ سے کنارہ نہ کرو جیب و دامن ہمت کو دست وحشت بے ہمتی سے پارہ پارہ نہ کرو دیکھو ہوا سرد چل رہی ہی تم ہوا جنگ و جدال مین سرگرمی اختیار کرو اس برف باری مین اپنی ہمت و غصہ سے گرم بازار کارزار کرو کُہرا اس وقت پڑرہا ہی تم ان کافرون سے یون لڑو کہ انپر اوس پڑجاے سنان تمھارے نیزون کی اُنکے دلون مین گڑجاے زندگی کا کیا اعتبار ہی حیات مستعار ہی آخر ایک روز مرجانا ضرور ہی آج ان کافرون سے اچھی طرح لڑ بھڑلو اگر تمکو عقل و شعور ہی جب نقبا بھی اُس طور سے جوانون کو آمادہ ستیز کرچکے کرکیت اپنے لشکر مین گئے نقبا اپنے لشکر مین آئے اُس وقت دونون لشکرون کے جوانون کی یہ صورت تھی کہ حصول نام و آبرو مین زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے جلوہ کے طلبگار تھے ابھی اُن بہادرون سے کوئی جری صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ نقابدار زرد پوش نے مرکب اپنا اپنے لشکر کی صف سے نکالا اور کہا ان شیر سوار اور نقابدار سرخ پوش سے مسکرا کر کہا برائے اسیری خدا پرستان جاتا ہون اُنھون نے کہا جاؤ اگر آج امیر ثانی کو اسیر کرکے لاؤ تو بہت دل خوش ہو کیونکہ جب امیر ثانی اسیر کرلیے جائینگے اہل لشکر بے دل ہوکے ہمسے مقابلہ کرنے کی تاب نہ لائینگے جب ہم سب برائے جنگ مغلوبہ گھوڑے اُٹھائینگے وہ سب خوف سے یقیناً بھاگ جائینگے نقابدار زرد پوش نے کہا اچھا آج بعد اسیر کرنے دو چار سرداروں کے امیر ثانی کو واسطے اپنے مقابلہ کے طلب کرونگا یہ کہکے درمیان مین دونون لشکرون کے جاکے مرکب کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ ای امیر ثانی یا تو ہمارے خداوند کو سجدہ کرو لڑائی موقوف ہو یا میرے مقابلہ کے واسطے کسی دلاور کو روانہ کرو امیر ثانی نے اُسکی گفتگو سُن کے ارادہ کیا تھا کہ جانب میمنہ لشکر دیکھین تاکہ کوئی سردار دست راستی

لشکر سے نکل کے اس نقابدار سے جاکے مقابلہ و مجادلہ کرے ہنوز امیر ثانی نے مڑکر جانب لشکر دیکھا
تھا کہ از جانب بیابان گرد برخاست مگر گرد مختصر اور بہت ہی کم امیر ثانی سوے گرد مذکور دیکھنے لگے
نقابدار زرد پوش و جملہ کفار و اہل اسلام غور سے نظر کرنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ گردباد ہی کسی نے
کسی سے کہا کہ اس فصل سرما مین گردباد کیا کوئی سوار اپنے گھوڑے کو بقصد تیزی دوڑاتا ہوا آتا ہی
گو نظر نہین آتا ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے باہم گفتگو کر رہے تھے ناگاہ دامن گرد مذکور دست ہوئے
تند سے پارہ پارہ ہوا سب نے دیکھا ایک نقابدار سفید پوش بلکہ برقع پوش رکب پر سوار گھوڑے کو
دوڑاتا ہوا آتا ہی جب وہ قریب آیا سب نے دیکھا کہ وہ نقابدار عجب نقابدار ہی کہ سر سے تا پا برقع
مین نہان ہی نیزہ اسکے ہاتھ مین ہی کمر سے تا سینہ و سر ڈیڑھ دو گز چوڑا ہی یہ جسامت اسکی دیکھکر بعض لشکری
متحیر ہوے ہنوز سب اسکو دیکھ رہے تھے کہ اس نقابدار نے سامنے نقابدار زرد پوش کے آکے مرکب کو
روک کے کہا او نابکار کیا سرداران لشکر امیر ثانی سے دغا طلب ہی مجھسے مقابلہ و مجادلہ کر نقابدار زرد پوش
نے جواب دیا او بیچارہ اجل رسیدہ کیونکر یہان آکے مجھسے خواہان جنگ ہوا ہی جا دور ہو مین اہل اسلام سے
لڑتا ہون تجھ برقع پوش سے نہین لڑتا مجھے کیا غرض کہ تجھسے مجادلہ کرون برقع پوش نے جواب دیا
مین تجھسے ضرور لڑونگا تجھے سرداران لشکر امیر ثانی سے لڑنے نہ دونگا تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہی
کہ تو شجاع و بہادر نہین محض نامرد بزدل ہی کہ مجھسے ڈرتا ہی لڑنے سے انکار کرتا ہی اگر مرد میدان نبرد ہی تو
لڑنے مین تامل نکر نقابدار زرد پوش نے برہم ہو کے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ
مجھسے ایسی تقریر کرتا ہی لڑنے پر آمادہ ہی منع کرتا ہون تو مانتا نہین یہان سے جاتا نہین سرداران لشکر
اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرنے مین حارج ہی اسکو اسکی تقدیر بد یہان لائی ہی خیر اگر یہ سخن ناشنو ہی تو مجھے
اس سے کیا خوف ہی مین روئین تن بھی ہون سوا اسکے میرے رخ و چشم مین سحر سے وہ اثر ہی کہ جو دیکھتا ہی
مسخر و دیوانہ و بے قوت ہو جاتا ہی جب یہ میری صورت و چشم پر نظر کریگا یہ بھی مسخر و دیوانہ ہو جایگا جس
طرح سرداران لشکر اسلام کو مین نے اسیر کیا ہی اسکو بھی ایک دم مین اسیر کرلونگا بعد اسکے اسیر کرنے کے
سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کرونگا یہ باتین اپنے دل مین نخوت و غرور کی کرکے برقع
پوش سے غضبناک ہو کے کہا کہ ای برقع پوش ہوشیار و خبردار ہو کہ مین تیرے ارادے سے تجھپر نیزہ کا وار
کرتا ہون برقع پوش نے جواب دیا مین ہوشیار ہون وار کر نقابدار نے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر
نیزہ کو گردش دیکر سینہ برقع پوش کو تاک کر نیزہ کا وار کیا ادھر برقع پوش نے اسکے سنان نیزہ کو
اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین چنگاریان پیدا ہوئین لشکر امیر ثانی اور جملہ اہل اسلام برقع پوش اور
اسکی جنگ کو دیکھکر حیران و ثنا خوان ہوے دل مین اپنے کہنے لگے نہین معلوم یہ برقع پوش کون ہی کیا اسکا نام ہی
بظاہر ہمارا دوست ہی کہ ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑتا ہی فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسطرح کس
خوبی سے ضرب نیزہ نقابدار کو روکا ہی ابھی امیر ثانی وغیرہ لڑائی دیکھکر اپنے دل مین یہ باتین کر رہے تھے کہ
برقع پوش نے ضرب نیزہ نقابدار کو روک کر خود بھی حسب قاعدہ اسپر بھی نیزہ کا وار کیا اسنے بھی چالاکی سے
وار کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی آخرکار برقع پوش نے ایک بند غریبا باندھ کر سنان
نیزہ نقابدار سے نکال دی نقابدار زرد پوش و دیگر کفار کو سنان کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اہل اسلام

کو خوشی ہوئی خصوص امیر ثانی کو بہت خوشی ہوئی اور بجائے خود کہا یہ برقع پوش فن نیزہ بازی خوب
جانتا ہے کیا اچھی طور سے لڑتا ہے ابھی امیر ثانی تعریف برقع پوش کی کر رہے تھے کہ نقابدار زرد پوش
نے غضبناک ہو کے خبردار خبردار مکرر کہہ کے ڈانڈ نیزہ کی سر پر برقع پوش کے لگائی ادھر برقع پوش نے
ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار زرد پوش کی ریزہ ریزہ ہو گئی کئی جگہ سے ٹوٹ
گئی اس وقت نقابدار نے خجل و برہم ہو کے شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کے نقاب اپنے چہرہ سے
اٹھا کے کہا اے برقع پوش ذرا میرے چہرہ پر نظر کر پہچان مجکو عجب ہے کہ تو مجھسے لڑتا ہے برقع پوش نے
نقاب اسکی نکلے آنکھ اور چہرہ پر تو اُسکے نظر نہ کی لیکن جلد تر برقع ہٹا دیا جو آئینہ کلان کہ زیر برقع نہان
رکھا تھا اُسکے رُخ کے سامنے کر دیا نقابدار نے صورت اپنی اور آنکھ اپنی آپ ہی آئینہ مذکور مین دیکھی دیکھتے ہی
وہی حال اُسکا ہو گیا جو سرداران لشکر اسلام کا ہوا تھا ایسی حالت مین برقع پوش نے گھوڑے کو اپنے
بڑھا کے سراپنا جھکا کے آنکھ اپنی اُسکی آنکھ سے نہ ملا کے کمربند آہنی مین اُسکے ہاتھ ڈال کے جھٹکا
دیا کہ پاؤن اُسکے رکابون سے جدا ہوے بعد اسکے اُسنے بسہولیت پشت فرس سے اُسے اٹھا کر
اپنے سر سے بلند کیا یہ حال دیکھ کر جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوص امیر ثانی خوش ہو کے ثنائے
برقع پوش کرنے لگے اُدھر نقابدار سُرخ پوش نے اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے حال پر نظر
کر کے جملہ مردمان سپاہ سے کہا یارو کیا دیکھ رہے ہو یہ برقع پوش نہین معلوم کون ہے میرے بھائی
کو گرفتار کیا چاہتا ہے پشت فرس سے اٹھا چکا ہے مین واسطے رہائی برادر کے جاتا ہون تم بھی میرے
ساتھ آؤ اس برقع پوش کو چہار طرف سے گھیر لو کسی سمت جانے نہ دو میرے برادر کی رہائی مین کوشش
کرو اور اسکو قتل کرو غضب کیا اس برقع پوش نے کہ کس حکمت و تدبیر سے میرے اخی کو پشت سمند
سے اٹھا لیا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا پیچھے اُسکے کہران شیر سوار مع اپنی سپاہ کے اور جملہ سوار ہمراہی
دونون نقابدارون کے یکبارگی چلے برقع پوش یہ حال دیکھکر سمت صحرا مرکب کو جولان کر کے چلا نقابدار
سرخ پوش وغیرہ جملہ کفار اُسکے تعاقب مین واسطے اُسکے اسیر و قتل کے چلے امیر ثانی نے یہ حال دیکھکر
اپنے تمامی مردمان سپاہ سے فرمایا کہ اس برقع پوش نے بیان آکے کار نمایان کیا ہے نقابدار زرد پوش کو پشت
فرس سے اٹھا کے ہمین خوش کیا ہے بلکہ ہم پر اُس نے احسان کیا ہے ہمارے دشمنون کو اُسنے زیر کیا ہے یہ ہمارا
دوست ہے اسکی مدد کرو یہ صحرا کی طرف جاتا ہے اسے تو جانے دو مگر نقابدار سُرخ پوش اور تمامی کفار
کو بڑھ کے روکو کسی کو برقع پوش کے تعاقب مین نجانے دو کیونکہ یہ تنہا ہے احسان کا عوض احسان
ہے اس نے ہم سب پر احسان کیا ہے ہم سبھون کو بھی لازم ہے کہ اسے ان کافرون کے ہاتھ سے بچائین اسیر
و قتل ہونے نہ دین اگرچہ خود زخمی ہون یا قتل ہون یہ فرما کر مرکب اپنا جانب کفار بڑھایا پیچھے پیچھے امیر ثانی
کے جملہ سردار و سوار یکبارگی چلے امیر ثانی نے بڑھ کر نعرہ کیا کہا اے کافران نابکار تمہین شرم نہین آتی ہے
کہ ایک شخص کی گرفتاری و قتل کے واسطے تم ہزارون سوار جاتے ہو خبردار ٹھہر جاؤ تعاقب برقع پوش مین
نجاؤ یہ فرما کے مع فوج سدراہ ہوے اُس وقت نقابدار سُرخ پوش تو کہ سب کے آگے تھا نہ رکا
تعاقب برقع پوش مین سوے صحرا گیا لیکن جملہ کفار بوجہ سدراہ ہونے امیر ثانی رُکے کہران شیر سوار
نے امیر ثانی کے روکنے سے برہم ہو کے اپنی فوج کے سوارون سے کہا اے دلاورو جو تمہارا سدراہ ہو

اُسے قتل کرکے تعاقب برقع پوش مین ضرور جلد چاہیئے ہی کہ ہماری اور تمہاری موجودگی مین نقابدار زرد پوش کو برقع پوش پشت فرس سے اُٹھا کے لیجائے اور ہم اُسے اسیر و قتل نہ کرین اگر خداوند تمثال آئینہ رو ہمسے اور تمسے پوچھینگے کہ نقابدار زرد پوش کو برقع پوش سے کیون رہا نہ کرایا تو بتاؤ ہم اور تم کیا جواب دینگے اور جب کوئی عذر نہ پیش کر سکینگے خداوند غضبناک ہو کے ہمکو اور تمکو نیست و نابود کر دینگے لہذا تعاقب برقع پوش مین جلد چاہیے غضب خداوند سے بچو جملہ کفار بحکم کہران شیر سوار امیر ثانی و جملہ اہل اسلام کے سد راہ ہونے سے برہم ہوگئے تلوارین نیامون سے کھینچ کے نعرے اُٹھا کے اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اہل اسلام نے بھی اُنپر حملہ کیا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی برق شمشیر دلاوران میدان کارزار مین چمکنے لگی دلاور لسان آواز رعد نعرے کرنے لگے سپرین مانند ابر سیاہ کے بلند ہوئین تیر مانند باران نیسے برسنے لگے کمانین مثل بجلی کے کڑکنے لگین گرز ہاے گران سر پہلوانون کے سرون پر پڑنے لگے کاسئہ سر چور ہونے لگے کفار و دیندار زخمی ہو کے پشت مرکبون سے مانند دیوار ہاے بوسیدہ کے دھما دھم گرنے لگے جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہونے لگے زمین عرصۂ مصاف پر مانند آب بارش کے خون دلیران و کشتگان بہنے لگا جوے خون میدان کارزار مین جاری ہونے لگی سرہاے بریدہ بہادران اُس بحر خون مین مثل حبابون کے نظر آنے لگے تن بیسر مانند کشتی کے ہر سو بہتے ہوے دکھائے دینے لگے تن ہاے مقتولان اُس بحر مواج خون مین بہ رہے تھے کہ طوفان جنگ مغلوبہ سے بحر خون کے طوفان مین آگئے تھے کسی کشتی مذکورہ کا تھل بیڑا نہ تھا ناخداے مرغ جان کہان تھا کہ اُن کشتیون کو غرق و طوفانی ہونے سے بچاتا وہ تو پہلے سے اُن کشتیون سے کنارہ کرکے بحر دنیا سے جاچکا تھا اُس وقت عجب جنگ عظیم ہو رہی تھی کوسون تک برق تلوار کی چمکتی ہوئی نظر آتی تھی زخمی زخمہاے کاری کھا کے مرکبون سے گر کے آہ و نالہ کرتے تھے گھوڑے اُنکے کوتل ہو کے ہر طرف جاتے تھے راہ نکلنے کی پاتے تھے اپنے ہی سوارون کو وہ مرکب پامال کرتے تھے سوا اُن مرکبون کے سواران ہر دو لشکر لڑائی کی گھبراہٹ مین زخمیون کا کچھ خیال نہ کرکے مرکبون کو بڑھاتے تھے لاشے کچل جاتے تھے نیم بسمل پامال سم اسپان ہوتے تھے جو زخمی پامالی سے بچ جاتے تھے وہ فریاد کرتے تھے کوئی اُس وقت اُنکی فریاد کو نہ پوچھتا تھا وہ پانی مانگتے تھے کوئی اُنکو ایک قطرہ آب بھی نہ دیتا تھا یہان تو دیندار و کفار مین جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے از حد کشت و خون ہو رہا ہے کفار اگرچہ اہل اسلام سے کثرت مین کم ہین لیکن دلیرانہ لڑ رہے ہین لاشون پر لاش کافر و دیندار کی گر رہی ہے تلوار چل رہی ہے کہ پناہ بخدا لیکن اب برقع پوش اور نقابدار سرخ پوش کا حال لکھا جاتا ہے کہ جب برقع پوش مندرجہ بالا نقابدار زرد پوش کو مرکب پر سے اُٹھا کے جانب صحرا روانہ ہوا تھا اور اُسکے عقب مین نقابدار سرخ پوش واسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے اور رہا کرنے اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے چلا تھا بعد قطع راہ دور کے صحرا مین پہونچکر نقابدار زرد پوش کو جو دیکھا تو اُسکو بیہوش پایا کیونکہ وہ اپنے اثر چشم و رخ سحر شدہ کو آئینہ مین دیکھکے بیہوش ہو گیا تھا آنکھین بند ہو گئین تھین برقع پوش نے اُسے بیہوش پا کے برقع مین اپنے اُسے لیجا کے غائب کرکے پس پشت اپنے دیکھا معلوم ہوا کہ نقابدار سرخ پوش نیزہ بکف در دہن غصہ سے

یہ کہتا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی کہ او برقع پوش کہان جاتا ہی ٹھہر کہ مین مانند ملک الموت کے آپہونچا میرے
ہاتھ سے جانبر ہونا تجھے ممکن نہین ہی غضب کیا ہی تو نے کہ میرے برادر کو پشت فرس سے اُٹھا لیا ہی مین تجھے
دنیا سے اُٹھا دونگا ہر چند کہ حکم خداوند کا کسی کے قتل کرنے کا نہین ہی مگر مین اسی وقت تجھکو قتل کرونگا حکم
خداوندی پر اس وقت عمل نکرونگا اس گناہ سے باز نہ آؤنگا خداوند سے عذر کردونگا خطا عفو کرالونگا یہ سب
امور گوارہ کرکے تجھکو اس طرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا تیرے حال خراب پر نظر کرکے افسوس
کرینگے مجھے ذرا رحم نہ آئیگا برقع پوش نقابدار سرخ پوش کو دیکھکر اُسکی تقریر سن کے یا تو سوے صحرا
گھوڑے کو دوڑاتا ہوا جاتا تھا یا کچھ سوچکر گھوڑے کو روک کر نقابدار کی طرف رخ کرکے کہنے لگا او
نابکار آ مین ٹھہر گیا تو مجھکو کیا قتل کریگا تیری کیا لیاقت ہی کہ تو مجھکو اسیر بھی کر سکے برقع پوش کہہ رہا
تھا کہ نقابدار سرخ پوش آپہونچا مرکب کو روک کر پوچھنے لگا او برقع پوش یہ تو بتا کہ تو نے میرے
بھائی کو کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُسے قتل کرکے صحرا مین ڈال دیا اب یہان تجھکو قتل کرونگا نقابدار
سرخ پوش نے یہ سُنکے از حد برہم ہوکے نیزہ سینہ برقع پوش پر لگایا اُس نے اُسکے نیزہ کے وار کو روکا
خالی دے کے خود بھی نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُسنے بھی چالاکی سے وار کو خالی دیکر نیزہ سینہ پر لگایا ایکی
مرتبہ برقع پوش نے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی اُسیطرح
وار کو روکا چند طعن نیزہ اس طور سے باہم رد و بدل ہوئین آخر کار نیزہ نقابدار سرخ پوش کا درمیان
جنگ کے ٹوٹ گیا اُس ٹوٹے ہوے نیزہ کو نقابدار نے زمین پر ڈال کر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا کر
کہنے لگا مصرع برمن نگر و من نگر شاید کہ نشناسی مرا؛ برقع پوش نے فوراً اپنے سر کو جھکا کے رُخ و
چشم پر اُسکے نظر نکرکے آئینہ اُسکے مقابل کر دیا نقابدار سرخ پوش اپنی صورت اور آنکھ آئینہ مین
دیکھ کر از اثر سحر رخ و چشم اپنی سے آپ ہی بیہوش و بیخود ہوا گھوڑے سے گرنے لگا برقع پوش نے اُس وقت
یہ نعرہ کیا منم عمرو ثانی او نابکار مین نے تیرے برادر کی طرح تجھکو بھی بیہوش کیا عیاری اسکو کہتے ہین
یہ نعرہ کرکے پشت فرس سے بیخوف و خطر اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعدہ اپنا برقع و آئینہ وغیرہ کو بھی نذر
زنبیل کیا پھر بصورت اصلی جانب لشکر گاہ امیر ثانی قدم بڑھایا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال
جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہی کہ لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے تھے
گاو زمین کشتون کے بار سے عاجز تھی تلوار کی جھنکار خنجر کی چمک تیرون کا مینھ کمانون کا کڑکنا دلاورون کا
بار بار نعرے کرنا گرز ہاے گرانبار کا بہادرون کے سرون پر دلاورون کا مارنا دہ اُنکے کا لنہ پر سر کا چور چور
ہونا پھر اُنکا مرکبون سے زمین پر گرنا مانند مرغ بسمل کے زمین پر تڑپنا اُس ہنگامہ گیرو دار مین کسی کا
کسی پر رحم نہ کرنا زمین سے اُنکا نہ اُٹھانا زخمیون کا نالہ و فریاد کرنا کسی کا فریاد کو نہ پہونچنا گھوڑون کے گشت سے
زمین کا تھرانا غبار کا جا بجا سے بلند ہونا کسی دینداار کا اپنے حریف کافر کا سر کاٹکر نوک نیزہ پر بلند
کرنا پھر اُسکے سر کو خاک پر ڈالکر دوسرے حریف پر حملہ کرنا امیر ثانی کا رستمانہ لڑنا کفار کا قتل کرنا زمین پر
لاشون کا انبار کرنا کفار کا اُنکے سامنے پسپا ہونا مفصل کیا لکھا جاے کہ یہ جنگ عظیم ہی طول ہوگا خلاصہ
یہ کہ بعد جنگ بسیار کے اور دوپہر تک برابر لڑائی ہوئی اور کشت و خون ہوتا ہوا آخر کفار جنگ سے عاجز
ہوکے جنگاہ سے بھاگنے لگے اُنکے بھاگنے سے کہران شیر سوار نے بھی ارادہ خود بھی بھاگنے کا کیا

امیر ثانی نے اُسکو بھاگنے پر آمادہ دیکھکر نعرہ کرکے اُسپر حملہ کیا اُسنے دلیرانہ امیر پر تلوار لگائی امیر ثانی نے
تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے بند دست پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مڑوڑ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھین کے کمر بند پر اُسکے ہاتھ اپنا ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے جھٹکا دیا کہ پاؤن اُسکے رکابون سے
جدا ہوے بعد جدا ہونے پاؤن کے امیر ثانی نے پشت فرس سے اُسے اُٹھا لیا اور اپنے سر سے
بلند کرکے چرخ دیکے چاہا کہ زمین پر اس طرح پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جاے اُس وقت کہران
شبیر سوار امان طلب ہوا امیر ثانی نے فرمایا امان بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی اُسنے مسلمان ہونا
قبول کیا امیر ثانی نے اُسکو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی آپ نے مجھے زیر کیا ہی
مین نے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہی چاہتا ہون کہ اسی وقت ایفاے وعدہ کرون آپ مجھے کلمہ تلقین
فرمایئے امیر ثانی نے خوش ہوکے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوکے قدم امیر ثانی پر
گرا امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا الطاف بیحد کیے اُس نے مسلمان ہوکے اپنی فوج
کے سوارون اور نقابدارون کے لشکرون سے بآواز بلند کہا ای جوانو آگاہ ہو کہ مین امیر ثانی سے
زیر ہوکے انکا دین حق جان کے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا تمثال آئینہ رو سے کراہت کی بلکہ
اُس ثانی شیطان پر لعنت کی کہ اُسنے آجتک ہمکو بہکایا اپنے تئین سجدہ کرایا وقت جنگ امیر ثانی
عاجزی مین ہماری اُسنے خبر نہ لی ہر چند دل مین ہمنے اُس سے اعانت طلب کی لیکن اُس نابکار نے
ہماری مدد و اعانت نہ کی کچھ قدرت نہ دکھائی لاکھون آدمی مرے ہزارون قتل ہوے اُسکو کچھ خبر نہوئی
ہم سمجھ گئے کہ اُسمین کچھ قدرت نہین ہی چند ساحرون اور نقابداران زرد و سُرخ پوش کے سبب سے
اُس نے دعواے خدائی کیا ہی نقابدار زرد پوش کو تو سُرخ پوش سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کرکے آئینہ کسے
دکھا کے بیہوش کرکے پشت فرس سے اُٹھا کے تمھارے سامنے لیگیا ہی نقابدار سُرخ پوش کو زمانہ زیادہ
گذرا کہ اُسکے تعاقب مین گیا ہی ہمین یقین ہی کہ سرخ پوش نے اُسے بھی اسیر کر لیا ہوگا کیونکہ اگر وہ اسیر
نکر لیا جاتا تو ابتک ضرور یہان آتا لہذا اب تمکو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی اپنے پیدا کرنے والے کو اور
اپنے معبود حقیقی کو پہچانو اور اپنے خالق کو سجدہ کرو کہ سزاوار سجدہ و پرستش وہی ہی سوا اُسکے اور کوئی
نہین ہی تم سب عاقل و دانا ہو لڑائی موقوف کرکے بھاگنے سے دستبردار ہو کے ذرا میری تقریر سنو
اور غور کرو کہ اگر تمثال آئینہ رو واقعی خداوند ہوتا تو اپنے ممالک آباد کردہ کو کیون اہل اسلام کے قبضہ مین
ہونے دیتا بہرام شیر شکار کی یا میری اعانت حسب دلخواہ ضرور کرتا کچھ نکچھ اپنی قدرت ضرور دکھاتا اُسکے
نہ دکھانے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ کچھ قدرت نہین رکھتا ہی مانند ہمارے اور تمھارے وہ بھی ایک
بشر ہے خدا ہرگز ہرگز نہین ہی خاصیت شیطان کی رکھتا ہی لاکھون بندگان خدا کو اُسنے بہکایا ہی
شکر ہی پروردگار کا اور احسان ہی جناب امیر ثانی کا کہ ہم مسلمان ہوے اُنھون نے ہمکو راہ حق دکھائی تم سب بھی
میری طرح راہ راست پر آؤ کہ اسمین تمھارے حق مین دنیا و عقبیٰ مین بہتری ہی آگے تمکو اختیار ہی اُس وقت جملہ
کفار تقریر کہران شبیر سوار کی سُنکے بجاے خود جنگ و گریز سے باز رہکر فکر کرنے لگے بہت سے کفار تو
بعد فکر سمجھے کہ جو کہران شبیر سوار نے ابھی کہا ہی صحیح و درست ہی بیشک دین اہل اسلام کا اچھا ہی یہ سمجھ کے
وہ سب تو اُسی وقت کہران شبیر سوار کی خدمت مین آکے روبرو امیر ثانی کے مسلمان ہوے اور کچھ کافر

کہ نہایت سیاہ قلب تھے وہ ہدایت سے بھی راہ راست پر نہ آئے اور کہران شاہ کی گفتگو سُن کے برہم ہوکے
کلمات سخت اپنے دل مین کہے اور اُسی میدان جنگ سے بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوے اہل اسلام
نے کچھ اُنکا تعاقب کیا بعدہ پھر آئے خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے امیر ثانی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر
اسلام مع تمامی اپنی سپاہ کے فتحیاب ہوکے خوش وخرم سمت لشکرگاہ چلے کہران شیر سوار نے اُس
دم عرض کیا اے امیر ثانی اگر کچھ آپ کو کسی طرح کا خیال و اندیشہ نہو تو اس وقت مجھے اجازت دیجیے کہ مین
اپنے ملک مین جاؤن اہل شہر کو ہدایت کرکے مسلمان کرون اپنے اہل دربار کو بھی رہنمائی کرون بزم عشرت
آراستہ کرون کیونکہ خوشی مجھکو اسکی بہت ہے کہ آج راہ راست پر آیا ہون سواے اسکے ارادہ ہے کہ شہر کو
آئینہ بند کراؤن آپ کل ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران نیک نام کے تشریف لائین شہر کی سیر
کرین اور شریک بزم عشرت ہون دعوت قبول کرین امیر ثانی نے فرمایا مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے مین صاف
باطن ہون تم اپنے ملک مین جاؤ کل موافق تمھارے کہنے کے مین ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام
و سرداران سپاہ انشاء اللہ ضرور آؤنگا کہران شاہ یہ سنکے مع اپنی سپاہ کے اپنے ملک مین گیا دربار مین
تخت حکومت پر بیٹھ کر پہلے اپنے ملازمون سے پوچھا لاجورد شاہ وصلصال وتجنگان وخلخال
کہان ہین آج مین نے اُنکو جنگگاہ مین نہین دیکھا اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ کل شب سے
جس وقت کہ طبل بجایا گیا تھا لاجورد شاہ وصلصال کو تپ آگئی ہے بوجہ تپ آنے کے جنگگاہ سے وہ
یہان چلے آئے تھے خلخال وتجنگان اُنکو یہان لے آئے تھے ابھی تک وہ حضور کے شہر مین تپ
مین مبتلا ہین بیہوش ہوکر پڑے ہین خلخال وتجنگان کو حال جنگ نقابدار زرد پوش اور حضور کے
مسلمان ہونے سے اطلاع نہین ہے کہران شاہ نے آہستہ اُنسے کہا جلد جاکر اُن سب کو گرفتار کرلو اُنھون نے
اُسی وقت جاکے لاجورد شاہ وصلصال وتجنگان کو اسیر کرلیا ہرچند اُنھون نے سبب اسیر کرنے کا
پوچھا ملازمون نے کچھ جواب نہ دیا لاجورد شاہ نے ہوش مین آکے اپنے تئین گرفتار پایا کے ملازمان کہران
شیر سوار سے کہا اے بندگان من سُنو تمنے اپنے خداوند سے ایسی بے ادبی کی ہے خداوند کو اسیر کیا ہے قہر وغضب سے
خداوند کے نہین ڈرتے ہو اگر چاہونگا تو ابھی تقدیر کرکے تم سب کو نیست ونابود کردونگا بہتر ومناسب
یہی ہے کہ خداوند کو اپنے سچا خداوند جان کے رہا کردو تم خداوند سے ڈرو اُنھون نے ہنسکر جواب
دیا او نابکار ہم نے حکم سے کہران شیر سوار اپنے بادشاہ کے تجھے اسیر کیا ہے وہ امیر ثانی سے
زیر ہوکے مسلمان ہوگئے ہین تم تو کیا ہو اُنھون نے اور ہم سبنے خداوند تمثال آئینہ روبرو لعنت کی ہے
جب ہم اُسکے قہر سے نہ ڈرے تو تجھ ایسے بے قدرت اور بھگوڑے خداوند کے قہر سے کب
ڈرینگے تو لاکھ کہے ہم کبھی تجھے رہا نکرینگے لاجورد شاہ یہ سن کے نہایت متردد ہوکے خوف
ہلاکت سے آبدیدہ ہوکے تجنگان سے پوچھنے لگا حالا چہ تقدیر کنم اُس نے جواب دیا کہ اب آپ کچھ
بھی تقدیر کر نہین سکتے ہین آپ کے ساتھ ہم سب بھی گرفتار ہوگئے ہین اب ہاتھ سے امیر ثانی کے
آپ جانبر نہوجیے گا وہ ضرور قتل کرڈالین گے شہنشاہ صلصال جو آپکے پاس مبتلاے تپ بیٹھے ہوے
ہین اُنکو بھی اور سب کو بھی امیر ثانی زندہ نچھوڑینگے ہان اگر آپ اور ہم سب کلمہ پڑھین گے اور مسلمان ہونے کا
اقرار کرینگے اور مسلمان ہونگے تو امیر ثانی چھوڑ دینگے قتل نکرینگے لاجورد شاہ یہ سُن کے

اپنی زندگی سے مایوس ہو کے زار زار رونے لگا اور نجتگان سے پوچھنے لگا کوئی تدبیر ایسی بھی تو ہو سکتا
ہے کہ امیر ثانی کے ہاتھ سے بچون قتل نہون اور صلصال بھی جانبر ہون نجتگان نے کہا آپ خداوند ہین اپنی
کوئی قدرت دکھایئے اور دن کی تو کیا دستگیری کیجیے گا خود ہی اپنی جان بچایئے مجھسے کچھ نہ پوچھیے لاجورد شاہ
نے کہا اس وقت خداوند گھبرائے ہوے ہین لیکن تم ہی تو ایسی کوئی تدبیر کرو کہ جس سے جانبری ہو خداوند
اس وقت کوئی تقدیر نہ کر سکینگے اُس نے جواب دیا مین کچھ تدبیر مگر دونگا اگر آپ تقدیر نہ کیجیے گا تو قتل ہو جایئگا
لاجورد شاہ نے کہا خداوند نے یہ تقدیر سر دست کی ہے کہ تو ہی کچھ ایسی تقدیر و تدبیر کر کہ صورت رہائی و جانبری
نظر آئے نجتگان نے کچھ فکر کر کے کہا ایک تدبیر ذہن مین جان بچانے کی آئی ہے لاجورد شاہ نے پوچھا
وہ تدبیر کیا ہے بیان کر اُس نے کہا ابھی نہ بتاؤنگا بر وقت ضرورت بتا دونگا اگر اس تدبیر سے جان بچ گئی
تو بچ گئی ورنہ آپ کے ساتھ ہم سب بھی قتل کیے جائینگے امیر ثانی کسیکو زندہ نچھوڑینگے لاجورد شاہ
نے کہا ابھی اس تدبیر کو بیان کر نجتگان نے کچھ کان مین اُسکے آہستہ سے کہا لاجورد شاہ سن کے
خاموش ہو رہا لازمان کہران شاہ نے حسب الحکم اپنے حاکم کے لاجورد شاہ وغیرہ کو اسیر کر کے
اُسی جگہ اپنی حراست مین رکھا ادھر کہران شبیر سوار نے حکم دیا کہ جملہ ساکنان شہر کہرانیہ مسلمان ہون
جو دین اسلام قبول نہ کرے گا وہ قتل کیا جایئگا اہل شہر اُسکے حکم سے برغبت تمام کلمہ پڑھ کے مسلمان
ہوے بعد اُسکے کہران شبیر سوار نے اپنے ملازمان ذی عزت سے کہا چاہتا ہون دعوت و ضیافت امیر
ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کرون لہذا تم سامان دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کرو اور بزم عشرت
بھی ابھی آراستہ کرو کہ رشک بزم جمشید ہو انھون نے اُسی وقت سے حکم کی تعمیل مین کوشش کی سامان
دعوت بخوبی کیا بزم عیش بھی نہایت خوشی سے آراستہ کی دوسرے روز امیر ثانی لشکر کو اپنے بیرون
شہر چھوڑ کے ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران سپاہ کو جو اسیر نہوے تھے اور لشکر مین
تھے اُنھین ساتھ اپنے لیکے شہر کی طرف روانہ ہوے کہران شبیر سوار واسطے استقبال کے آیا
ہمراہ اپنے امیر ثانی و بادشاہ موصوف وغیرہ کو بزم عشرت مین لیگیا بصد عزت و حرمت علی قدر مراتب
ہر ایک کو بٹھایا ہنوز ارباب نشاط حاضر بزم نہوے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شبیر سوار سے پوچھا ہمارے
لشکر کے سردار جنھین نقابداران زرد و سرخ پوش نے اسیر کیا تھا کہان ہین تمنے اُنکو رہا نہ کیا اُسکا
کیا باعث ہے اُسنے عرض کیا کہ سرداران مذکور زندان مین ہین بیہوش پڑے ہین مبتلاے سحر چشم و رخ نقابداران
زرد و سرخ پوش ہین جبتک وہ نقابدار ہلاک نہ ہونگے اُنھین ہوش نہ آئے گا ایسے بیہوش سردار زندان
مین رہا کر کیا کرتا اُنکو آپ کی خدمت مین کیا لاتا امیر ثانی نے یہ سن کے مجبور ہو کے فرمایا اگر وہ برقعہ
پوش جس نے نقابدار زرد پوش کو اسیر کیا تھا یہان آ جاتا یا اُسکے مسکن سے آگاہی ہوتی اور مین وہان
جاتا نقابدار مذکور کو ہلاک کرتا تو مدعاے دلی بر آتا یعنی کچھ سرداران مذکور کو ہوش آتا ابھی امیر
ثانی یہ فرما رہے تھے کہ عمرو ثانی تلاش امیر مین بزم عشرت مذکور تک آیا اور داخل بزم مذکور
ہو کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی نے اُسے دیکھکر بہت خوش ہو کے فرمایا ای خواجہ
تم تو خانہ کعبہ گئے تھے کیا راہ سے پلٹ آئے عمرو ثانی نے باادب کھڑے ہو کے دست بستہ
عرض کیا ای امیر با توقیر مین خانہ کعبہ نہین گیا تھا بلکہ بہانہ خانہ کعبہ واسطے عیاری کے گیا تھا فضل خدا

اور آپ کے اقبال سے حسب دلخواہ مین نے عیاری کی گوہر مطلب ہاتھ آیا یہ کہکے دونون نقابداروں کو
زنبیل سے نکالا امیر نے دیکھا کہ وہ بیہوش ہین اُس وقت امیر ثانی نے خواجہ کی عیاری کی ازحد
تعریف کرکے فرمایا کہ انکو ہلاک کرو ہم ہدایت دین اسلام قبل ہی انکو کرچکے ہین اور یہ راہ راست پر
نہین آئے ہین عمرو ثانی نے خنجر نکالکر نقابدار زرد پوش و سرخ پوش کی گردنون پر رکھکر چاہا کہ سر
انکے جدا کیجیے چونکہ وہ دونون رویین تن تھے خنجر نے انکے گلون پر خط تک نہ دیا عمرو ثانی نے برہم ہوکے سیسہ اور
سنسی زنبیل سے نکال کے سیسہ کو آگ پر گرم کرکے سنسی سے دانت انکے کھول کے وہی گرم سیسہ انکے حلق مین
بکثرت ڈال دیا تھوڑی دیر مین نقابداران زرد پوش و سرخ پوش بوجہ گرم سیسے کے پھڑک کر مرگئے انکے
مرنے سے سرداران لشکر امیر ثانی کو جو زندان مین تھے ہوش آیا سب نے اپنے تئین زندان مین پایا حیران
ہوکے باہم کہا ہم یہان کیونکر آئے کس نے ہمین گرفتار کیا یہ کہکے جوش شجاعت مین آکے ہتکڑیان بیڑیان
طوق خاردار وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑکے زمین پر ڈال دیا پھر سب سردار تہورشعار زندان سے
نکلے نگہبانان زندان کہ مسلمان تھے اُنھون نے نہ روکا بلکہ خوش ہوکے کہا آپ صاحبون کو مبارک ہو
کہ عمرو ثانی نے نقابداران زرد و سرخ پوش کو مار ڈالا امیر ثانی نے یہان کے بادشاہ کہران شیر سوار
کو زیر کرکے مسلمان کیا ہم سب رعایا نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہے اب امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام
و سرداران سپاہ اسی ملک مین تشریف لائے ہین بزم عشرت مین رونق افزا ہین اگر فرمائیے تو ہم آپ کے
ہمراہ وہان تک چلین آپکو پہونچا دین اُنھون نے یہ خوشخبری سُنکے بہت خوش ہوکے کہا اچھا ہمارے
ساتھ چلو بزم عشرت تک پہونچا دو وہ ہمراہ ہوئے ادھر امیر ثانی کو انکے آنے کی خبر پہونچی اُسی وقت اکثر
سردارون کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران مذکور گئے اور استقبال اُنکا کرکے ہمراہ
اپنے اُنھین محفل عیش مین لائے اُن سردارون نے بزم عشرت مین آکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی
عالی مقام کو حسب قاعدہ بصد ادب سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر با توقیر سلام لیکر انھین دیکھکر بہت
خوش ہوے اور ارشاد دنگلون پر بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے علی قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے
دست راستی دست راست کی طرف دست چپی دست چپ کی طرف بیٹھے ابھی سرداران مذکور زندان سے
آکے داخل بزم عشرت ہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا لاجور دشاہ صلصال و
نجنگان کہان ہین یقین ہے کہ وہ یہان سے بھی بھاگ کر اور کسی ملک کی طرف گئے ہونگے اُس نے
عرض کیا مین نے خدمت حضور سے یہان آکے اُنھین گرفتار کرلیا ہے اگر حکم ہو تو اُنھین یہان طلب کرون
امیر ثانی نے ازحد شادمان ہوکے شکر خدا کرکے فرمایا جلد اُنکو یہان بلواؤ کہران شیر سوار نے ملازمون
کو روانہ کرکے اُنکو بزم عشرت مین بلوایا وہ سلاسل مین گرفتار بزم عشرت مین امیر ثانی ذوالفقار کے روبرو
یون آئے کہ اول تو خوف جان سے کانپتے تھے رنگ رُخ صدمہ گرفتاری و خیال قتل سے متغیر تھا
دوسرے بوجہ تپ لرزہ کے کانپتے تھے چہرے اُنکے متغیر تھے لاجور دشاہ اور صلصال شرم و غیرت
سے سر جھکائے تھے چاہتے تھے کہ اس ذلت و رسوائی سے کاشکے موت آجاے روح جسم سے
نکل جاے ایسی حالت مین ملازمان کہران شیر سوار اُنکے گرد تلوارین علم کیے کھڑے تھے وہ پیش بادشاہ
لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ ایستادہ تھے ناگاہ نجنگان نے امیر ثانی وغیرہ کو دیکھکر

جھک کر سلام کیا اور بعد ثنا و دعا کے لاجوردشاہ وخلخال وصلصال سے مخاطب ہو کے کہا آپ بھی بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیجیے اُس وقت لاجوردشاہ وصلصال وخلخال صدمہ گرفتاری وخیال وذلت و رسوائی سے نہایت محزون ومغموم تھے اشک آنکھون مین بھرے تھے ہرچند اُنکا دل نچاہتا تھا کہ سر اُٹھا کر اہل بزم کو دیکھکر بادشاہ موصوف وامیر ثانی کو سلام کیجیے لیکن بمصلحت وقت اور تجتگان کے کہنے سے بھی بکراہت ہاتھ اُٹھا کے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی خوش انجام کو سلام کیا امیر ثانی نے بادشاہ بادشاہ لشکر اسلام اُنکو ہدایت کر کے کہا اے لاجوردشاہ اے صلصال وخلخال وتجتگان اگر تمکو اپنی زندگی مطلوب ہی تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا امیر ثانی نے برہم ہو کے حکم دیا اُنکو لیجا کے قتل کرو جلادون نے ہر ایک کا بازو پکڑا اور کہا چلو تمھارے قتل کا حکم ہوا ہی اُس وقت لاجوردشاہ نے اشک ریزان ہو کے کہا اے جلاد ذرا تامل کر ابھی ہمکو یہان سے جانب قتل گاہ نہ لیجا کیونکہ کچھ ہمین بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی سے کہنا ہی جلاد نے مہلت دی لاجوردشاہ کو تجتگان نے جو تدبیر جان بچانے کی بتائی تھی وہی تدبیر اسنے یاد کر کے امیر ثانی وبادشاہ لشکر اسلام سے کہا آپ ہمکو کیون قتل کراتے ہین کہ ان شیر سوار یہان آپ سے لڑا اُسے آپ نے زیر کر کے مسلمان کیا ہمتو یہان آپ سے نہین لڑے ہین بلکہ بھاگ کر آئے ہین حالت نیند مین غافل پڑے تھے کہ ملازمان کیوان شاہ نے ہمین گرفتار کر لیا ہی ہماری کیا خطا ہی کہ آپ قتل کراتے ہین آپ سراسر ہمپر ظلم کرتے ہین آپ اہل اسلام ہین ظلم نہ کیجیے ذرا انصاف کیجیے اپنے خدا سے ڈریے مجھسے تو آپ سب صاحب منحرف ہین خداوند نہین جانتے ہین خیر اس وقت اسکی کچھ شکایت نہین ہی اس دم تو یہی شکایت ہی کہ آپ انصاف نہین کرتے ہین اگر یہان ہم آپ سے لڑے ہوتے اور آپ ہمکو گرفتار کر کے قتل کراتے تو ہمین قتل ہونے مین کچھ عذر نہوتا بادشاہ لشکر اسلام نے اور امیر ثانی نے اُسکی تقریر سنکے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی ہنوز امیر ثانی اپنے دل مین عذر لاجوردشاہ کو عذر معقول سمجھ رہے تھے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے بھی امیر ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا عذر لاجوردشاہ کا بجا ہی یہان ہمسے نہین لڑا ہی لہذا بالفعل قتل نہ کیا جائے مگر قید رہے بعد فکر وغور کے جو مناسب ہوگا اُسکے حق مین حکم دیا جائیگا امیر ثانی نے حسب ارشاد بادشاہ موصوف اُس وقت قتل سے امان دیکر حکم کیا کہ لاجوردشاہ وصلصال وخلخال وتجتگان کو زندان مین قید کرو ملازمون نے موافق حکم نامبردگان کو زندان مین لیجا کے قید کیا پھر گرد زندان کے پانچ سو سوار واسطے نگہبانی کے حسب الحکم امیر ثانی مقرر کیے گئے اور لالاشین نقابداران زرد وسرخ پوش کی ترتیب زندان گھوڑے پر ڈال دی گئین اور عمر ثانی کو زر کثیر دیا گیا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کر کے امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مین عیاری نہ کرتا تو نقابداران زرد وسرخ پوش کبھی گرفتار وقتل نہوتے تھوڑے دلون مین سب سرداران لشکر کو بلکہ اہل لشکر کو اسیر کر لیتے شاید آپ بوجہ پڑھنے اسم اعظم الٰہی اسیر نہوتے پس ایسے کار نمایان کرنے کا یہ انعام مین نہ لونگا اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو مین نے جملہ اہل لشکر کو اسیری وقتل سے بچایا ہی ہر ایک سے مین طالب انعام ہون سب کو مناسب ہی کہ مجھے کچھ کچھ دیکر خوش کرین امیر ثانی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے جملہ اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا خواجہ بجا کہتے ہین بعد خدا کے اُنھون نے ہماری جان بچائی ہی یہ کہکے ہر ایک سردار نے

علی قدر مراتب روپیہ اور جواہر اپنے ملازمون سے منگوا کے خواجہ کو دیا خواجہ نے ہر ایک سردار سے
زر و جواہر لیکر انکی تعریف کرکے نذر زنبیل کیا اور وہ روپیہ جو امیر ثانی نے دیا تھا وہ بھی نذر زنبیل کیا
اسوقت شیروے بن شیرویہ نے کہا ای خواجہ آج تو زنبیل آپکی زر و جواہر سے بھر گئی ہوگی خواجہ نے
زنبیل دکھا کر کہا اتنے سے زر و جواہر مین کہین زنبیل مملو ہو سکتی ہی خالی پڑی ہی اور کچھ بھی اسمین زر و
جواہر معلوم ہوتا ہی یہ جو کچھ اس وقت پایا ہی ایک روز کا سود مہاجنون کے روپیہ کا ہی روپیہ تو انکا جو میرے
ذمہ واجب الادا ہی ادا ہو نہین سکتا الا اکثر اُس روپیہ کا تھوڑا سود دیدیتا ہون امیر ثانی یہ سُن کے
مسکرائے سرداران لشکر بھی بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے منھ پھیر کر مسکرائے امیر ثانی نے بعد مسکرانے
کے جواب دیا ای خواجہ زنبیل تو نہ بھری ہی اور نہ کبھی بھرے گی اور نہ اسمین کچھ کسی کو نظر آئیگا اور
یہ محض تمھاری باتین جھوٹ ہین کہ مہاجنون کا قرض دار ہون اُنھین اُنکے زر کثیر کا سود دیتا ہون ابھی
امیر ثانی یہ فرما رہے تھے اہل بزم خواجہ کی باتون سے خوش ہو رہے تھے ناگاہ حسب الحکم کہران
شیر سوار ساقیان گلعذار شیشہائے بادۂ گلنار کی لیکر بزم عشرت مین آئے اور جام بلورین مین شراب
ناب اہل بزم کو پلانے لگے دور جام مے ہونے لگا ہر ایک شراب ناب پینے لگا جب اہل بزم شراب پی چکے
گزک سے لطف بعد اُٹھا چکے کشتیان شراب کی اُٹھا کر بزم سے چلے گئے بعد اُنکے جانے
کے حسب الحکم کہران شیر سوار ایک رقاصہ کہ علم موسیقی و رقص مین مشہور روزگار تھی ہمراہ اپنے
سازندون کے بزم عشرت مذکور مین حاضر ہوکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و کہران شاہ کو
بہ ناز و ادا سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہوکے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو دیکھنا
آج ایسا رقص و نغمہ کرونگی کہ کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اور تمنے کسی کو ایسا ناچتے گاتے نہ سُنا ہوگا
نہ دیکھا ہوگا یہان سب شاہ و شاہزادے اہل عزت و ثمول ہین انکے سامنے کمال اپنا ظاہر
کرونگی اُنھون نے جلد جلد حسب دلخواہ سازون کو درست کرکے گت بجانا شروع کیا رقاصہ مذکور
بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھ کر بجائے خود تعریف اُس کے کمال کی کرنے لگے
جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔ غزل حسب مقام ہذا ما مبتلاے عشق کا شب غم مین ظہور تھا

جو نالہ تھا وہ غیرت آواز صور تھا
پرزے مرے اڑانے کو لکھا تھا مین نے خط
پی اس قدر کہ مین جسمین لکھا یا غفور تھا
ایسے مہیب تھے شب ہجران کے خوف سے
ضو تھی نہ اخترون مین نہ شمع مین نور تھا
لخت جگر حضور غم یار رکھ دیا
کب چاک کرتا ہاتھ گریبان دور تھا

خط مین لکھا جو درد جدائی کا مین نے حال
قاصد کا کیا گناہ تھا وہ بے قصور تھا
کشتون کا اپنے رقص ذرا وہ بھی دیکھتے
سایہ تھا میرے ساتھ مگر دور دور تھا
تکلیف کیون اُٹھائی دم نزع آپ نے
مہمان رہے گر نہ یہ ہمت سے دور تھا
بخشا جو عیش مجھکو خدا نے تو کیا عجب

ہر ایک حرف لفظ مرکب سے دور تھا
تھیو شیون کے وقت بھی بھولے نہ حق کو ہم
دو چار بسملون کا تڑپنا ضرور تھا
وہ بے نقاب آئے جو محفل مین رات کو
اب سرفراز کرنا مجھے کیا ضرور تھا
اہل جنون مین ضعف نے مجھکو سبک کیا
مین بھی تو ایک بندۂ رب غفور تھا

رقاصہ مذکورہ اشعار غزل مندرجہ گانے لگی اہل بزم عشرت سن کے خوش ہونے لگے اُسکی خوش گلوئی
و کمال کی اپنے دل مین ثنا کرنے لگے کہران شیر سوار بار بار خوش ہوکے اُسے انعام دینے لگا وہ
زر و جواہر لے لیکر اپنے سازندون کو دے کر تہنا تہنا کے ہر ایک شعر کو گانے لگی یہان تک

کہ اُسنے غزل تمام کی اہل بزم عشرت یہ غزل عشق کی کہی ہوئی سنکے خوش ہوے بعد اس غزل کے ایک
ٹھمری اُسنے شروع کی جب وہ تادیر گا چکی اور رقص کر چکی انعام بہت پا چکی بزم عشرت سے مع اپنے
سازندون کے چلی گئی پھر اور ایک رقاصہ حاضر بزم ہوکے ناچنے گانے لگی اہل بزم اُسکے رقص و نغمہ سے
شادمان ہونے لگے اسی طرح اُس شب مین قریب صبح تک چند رقاصہ نے بزم مین آکے رقص و نغمہ کیا اور امیر
وغیرہ اہل بزم نے لطف بعدہ اُٹھایا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ و خوش ذائقہ کھایا یہان تو امیر ثانی وغیرہ بزم
عشرت مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصان ذی کمال کا دیکھ اور سُن رہے ہین انکو تو اس حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ حسب حکم بادشاہ لشکر اسلام وارشاد امیر خوش انجام
ملازمان کہران ہشیر سوار نے لاجورد شاہ کو زندان مین لیجا کے قید کیا اور گرد زندان کے سوار واسطے نگہبانی
کے مقرر ہوے لاجورد شاہ سامنے صلصال و خلخال و نجنگان کے زیادہ تر رونے لگا در و دیوار سے سر
ٹکرانے لگا بار بار کہنے لگا ہاے افسوس ان بندگان نالائق نے میری کچھ قدر نکی مجھکو زندان مین قید کیا نجنگان
نے جواب دیا اب بھی تقدیر معقول نہ کیجیے زندان سے نکلکر کسی جانب چلیے اس رونے اور سر ٹکرانے سے
کیا فائدہ ہی کچھ قدرت اپنی دکھائیے خداوند آپ اپنے تئین مشہور کرتے ہین اُس نے کہا ایسا ہی کرونگا
کوئی تقدیر ایسی معقول کرونگا کہ اہل اسلام کو خصوص امیر ثانی کو صدمہ پہونچے کشت و خون جو ہوا ہی میرے
یہان آنے سے ہوا اُس نے جواب دیا مجھے یقین ہی کہ آپ ایسی تقدیر کیجیے گا ہمیشہ اسی زندان مین تا بقید
حیات رہیگا رو یا کیجیے گا اور کچھ بھی نہوگا اُس نے کہا نہین ضرور تقدیر کرونگا اب اہل اسلام نے
مجھے بہت ستایا ہی یہان تو لاجورد شاہ قید خانہ مین نجنگان سے کبھی باتین کرتا ہی گاہ روتا ہی سر در و دیوار
سے ٹکراتا ہی صلصال وغیرہ بھی اشکبار ہین اُنکو تو اسی رونے اور صدمے مین چھوڑیے اور اب احوال
عنقاے جادو کا سنیے کہ یہ ساحرہ تا میرہ لاجورد شاہ کے عاشقون مین سے ہی گو سن و سال مین
کئی سو برس کی ہی لیکن سحر کے زور سے نوجوان بنی رہتی ہی تمناے وصل رکھتی ہی جس شب کو لاجورد شاہ
زندان مین قید ہوا حسب اتفاق اُسی شب کو قریب صبح ہوتے ہوتے اُسکی آنکھ کھلی لاجورد شاہ کا
خیال کیا دل مین کہا وہ بے مروت نہین معلوم اس وقت کہان ہی ہم یہان بستر پر پڑے رہین وہ کسی
زن خوبرو کے ساتھ سوتا ہوگا یہ کہکے دل مین کہنے لگی ذرا اُسکے حال سے باخبر ہونا چاہیے یہ
کہکے اپنے فرش خواب سے اُٹھی اور اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت اظہار حال لاجورد شاہ آنکھین
دیکھنے لگی اُمیین دیکھنے سے اُسے معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ شہر کہرانیہ مین قید خانہ مین قید ہی زار زار رو
رہا ہی سر اپنا در و دیوار سے ٹکرا رہا ہی یہ حال جب اوراق مذکور سے اُسپر ظاہر ہوا چونکہ محبت بہت
کرتی تھی عاشق لاجورد شاہ تھی تاب ضبط نہ لائی صبح ہونے کا بھی انتظار نہ کیا اُسی وقت جھولی اسباب
سحر کی اُٹھا کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے قصر سے جانب کہرانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور
دراز عنقریب صبح در زندان پہ پہونچی دیکھا کئی سو سوار بیدار و ہوشیار گرد زندان پھر رہے ہین
بہ آواز بلند باہم کہتے ہین یار و ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے ایسا نہو کہ لاجورد شاہ کو زندان سے
کوئی نالائق و نابکار آکے لیجاے تو غضب ہو عنقاے جادو نے اُنکی تقریر سنکے برہم ہوکے
کار دھولی سے نکال کے سحر اُسپر دم کرکے ان سب سوارون پر لگائی وہ مانند تیغ آبدار ہوکے

اُنکے سرون پر چلی ایک دم مین تین چار سوارون کے سر کٹ کے زمین پر گرے تن اُنکے پھڑکنے لگے ساحرہ مذکورہ ان سوارون کو قتل کر کے در زندان پر آئی اور قفل در زندان پر سحر پڑھکے اشارہ کیا فوراً دروازہ وا ہوا ساحرہ نے تخت سحر سے اُتر کر تاریکی زندان مین تیشہ سحر روشن کیا زندان مین گئی دیکھا کہ لاجوردشاہ بیتاب ہو کے رو رہا ہے سر اپنا دیوار زندان سے ٹکرا رہا ہے کبھی آہ سرد کرتا ہے گاہ نالہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے لاجوردشاہ افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب زمانہ ہے کہ تو خداوند ہو کے زندان مین ہے اہل اسلام نے تجھے قید کیا ہے کوئی معین و مددگار تیرا نہین ہے یہ سنکے عنقاے جادو بھی آبدیدہ ہوئی اور قریب جاکے کہنے لگی کیون رنج کرتا ہے کیا چاہتا ہے جو حاجت ہو بیان کر لاجوردشاہ نے سر اپنا اُٹھا کے دیکھا کچھ عالم صدمہ مین اسے پہچانا اور کچھ نہ پہچانا پوچھنے لگا تو کون ہے اس نے جواب دیا او بیمروت و ناز خو تو مجھے بھول گیا مین عنقاے جادو ہون ہمیشہ تو مجھسے کنارہ کش رہا کبھی تجھپر تو نے رغبت نہ کی میرے کہنے پر کبھی تو نے عمل نہ کیا سدا اپنا ہی کہنا کیا اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہوا اگر میرے کہنے پر عمل کرتا مجھسے جدائی اختیار نہ کرتا تو یہ حال کیون ہوتا۔ یہ کہکے وہ عشق سے لاجوردشاہ سے لپٹ کے رونے لگی لاجوردشاہ بھی اسے پہچان کے زیادہ رونے لگا بعد گریہ و بکا کے پوچھنے لگا عنقاے جادو تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا اُس نے کہا مین نے احوال تیرا اور اق جمشیدی مین دریافت کیا تھا جب یہ احوال پر ملال تیرا معلوم ہوا کہ تو قید ہے مین تاب ضبط نہ لاکے اپنے قصر سے یہان آئی لاجوردشاہ نے کہا مین بھی تمھارے دیکھنے کا مشتاق تھا خوب ہوا کہ تم آئین اُس نے کہا تو جھوٹا ہے مجھسے تجھے نفرت ہے تو مجھے کیون یاد کرنے لگا لاجوردشاہ نے کہا اب تجھسے کراہت نکرونگا تجھسے وصل کرونگا جو تو کہے گی وہی کرونگا ساحرہ یہ سُن کے خوش ہوئی مانند گل کے ہنسی بعد ہنسنے کے پوچھنے لگی کیا حاجت ہے بیان کر لاجوردشاہ نے کہا بالفعل حاجت یہ ہے کہ اس زندان سے رہا ہون اور کاغذ و قلم و دوات بھی چاہتا ہون کہ اس وقت کچھ لکھون ساحر نے کچھ سحر پڑھا فی الفور زمین شق ہوئی ایک ساحر سیاہ فام ایک قلمدان لیے ہوئے پیدا ہوا اور عنقاے جادو کو سلام کر کے کہنے لگا اُس وقت آپ نے کیون مجھے یاد کیا ہے عنقاے جادو نے کہا اے قرطاس جادو اس وقت مجھکو قلمدان کی ضرورت تھی اس وجہ سے تجھے طلب کیا یہ کہکے اُس سے قلمدان لے لیا اور سامنے لاجوردشاہ کے رکھ دیا اُس نے قلمدان کو کھولکر پرچہ قرطاس اُس مین سے نکالکر قلم اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ اس مضمون کا امیر ثانی کو لکھا کہ اے امیر ثانی تمنے مجھ ایسے خداوند کو قید کیا ذلت دی مرتبہ میرا نہ پہچانا برا کیا مین نے رحم کیا ورنہ تمکو اور تمھارے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دیتا اب یہان سے جاتا ہون اور یہ رقعہ لکھکر یہان چھوڑے جاتا ہون تمھین لازم ہے کہ اب بھی مجھے اپنا خداوند سمجھو ورنہ ایک روز غضبناک ہو کے تمھین اور تمھارے لشکر کو ہلاک کرونگا قدرت اپنی دکھاؤنگا یہ لکھکر نام اپنا درج کر کے رقعہ کو تمام کر کے اُس جگہ رکھ دیا پھر قلمدان عنقاے جادو کو دیا اس نے قرطاس جادو کے حوالے کیا اور کہا اب تو جا وہ زمین مین اپنے سحر سے جاکے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا زمین برابر ہو گئی بعد جانے قرطاس جادو کے عنقاے جادو نے کہا اے لاجوردشاہ آپ کیا تامل ہے یہان سے اُٹھ میرے تخت سحر پر بیٹھ کر جس طرف دل چاہے چل لاجوردشاہ نے کہا مین تو چلونگا مگر ان میرے ہمراہیون کو میرے ساتھ لیچلو اس نے قبول کیا لاجوردشاہ نے صلصال و خلخال و بختگان کو بیدار کر کے کہا مین نے تقدیر کی ہے کہ اب یہان سے چلو بختگان نے عنقاے جادو کو دیکھکر لاجوردشاہ سے پوچھا کہ آپ انکی تعریف کیجیے اُس نے کہا اس وقت انکا حال کیا بیان کرون پھر کبھی کہونگا بختگان نے کہا

بہتر ہے نہ بیان کیجیے مین سمجھ گیا یہ کہکے تختگان و صلصال و خلخال اُٹھے لاجورد شاہ بھی اُٹھا عنقاے جادو
ان سبکو ہمراہ لیکر زندان سے باہر آئی پھر تخت سحر پر سبکو بٹھاکر خود بھی پہلوے لاجورد شاہ مین بیٹھکر
تخت کو اشارہ کیا تخت مذکور زمین سے بہت بلند ہوا اُسوقت عنقاے جادو موافق کہنے لاجورد شاہ کے
جانب خداوند تمثال آئینہ رو روانہ ہوئی اثناے راہ مین لاجورد شاہ نے عنقاے جادو سے کہا تخت
سحر پہیے سوے زندان لیچل وہ تخت مذکور پلٹا کے سوے زندان لائی لاجورد شاہ نے اُس گھوڑے پر تخت
رکھواکے اُس نقابدار زردپوش و سُرخ پوش کو اُٹھا کے اپنے اہل لشکر کو دیکے اُنسے کہا کہ ہم یہان سے دامن کوہ
مین کہ یہانسے چند کوس ہے جاکے ٹھہرینگے تم سب مع سردمان سپاہ صلصال وہین جلد تر آنا اُنھون نے عرض کیا آپ
تشریف لے چلین ہم سب بھی ابھی کوچ کرتے ہین لاجورد شاہ لاشین نقابدارون کی اُنکے حوالے کرکے تخت سحر
بلند کراکے قطع راہ کرکے اُسی دامن کوہ مین جاکے ٹھہرا عنقاے جادو سے خوش ہوکے علیحدہ اُسے
سبکے لیجاکے ہمبستر ہوا پھر اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ مین یہان سے جانب تمثال آئینہ رو جاؤنگا
وہان سے آکے تمسے ملونگا ساحرہ یہ سُنکے اپنے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے گھر کی طرف وصل سے شادمان ہوکے
روانہ ہوئی بعد چند ساعت کے سردمان سپاہ لاجورد شاہ و لشکریان صلصال بھی اُسی دامن کوہ مین آئے
لاجورد شاہ نے خوف امیر ثانی سے اُس جگہ قیام نہ کیا اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے سوے تمثال آئینہ رو روانہ ہوا صلصال و
خلخال و تختگان بھی اُسکے ہمراہ گئے احوال انکا انشاء اللہ آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا اُدھر لاجورد شاہ وغیرہ سوے
تمثال آئینہ رو نقابدارون کی لاشین ہمراہ لیکے روانہ ہوے اُدھر امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے رقاصان خوبرو و خوش
گلو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا سُن رہے تھے ارادہ کر رہے تھے کہ بزم عشرت سے اُٹھکے براے نماز سحر وضو کرین
ناگاہ چند ملازمان کہران شیر سوار نہایت حیران و مضطرب الحال بزم عشرت مین آئے اُنھون نے حسب قاعدہ اپنے
بادشاہ اور امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم و مجرا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مقام عجب ہے
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و تختگان زندان مین نہین ہین ہتھکڑیان بیڑیان اُنکی کٹی ہوئی عجب طرح سے
پڑی ہین کہ اُنھین دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حداد نے نہین کاٹی ہین دروازہ زندان کا
کھلا ہے قفل در زندان کھلا ہوا زمین پر پڑا ہے لشکر لاجورد شاہ و سپاہ صلصال اور تین چار سو سواران
نگہبانان زندان کے سر کٹے ہوے پڑے ہین ایک رقعہ کہ زندان مین پاس ہتھکڑیون اور بیڑیون کے
پڑا ہوا تھا اُسے ہم اُٹھا لائے ہین امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام و کہران شیر سوار وغیرہ یہ خبر وحشت
اثر سنکے حیران ہوے رقاصہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت درہم و برہم ہوئی امیر ثانی نے اُن لوگون
وہ پرچہ قرطاس لیکے عبارت اُسکی پڑھوا کے سنی سنتے ہی عبارت رقعہ مذکور کی برہم ہوکے کہا قسم ہے مجھکو
اپنے ایمان کی جہان لاجورد شاہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی واسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے جاؤنگا
یہ فرماکر اپنے لشکر کے چند ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ جلد جاکے لاجورد شاہ کی خبر لاؤ دریافت کرو کہ
وہ نابکار کہان بھاگ کر گیا ہے ہرکارے حسب الحکم اُسیوقت روانہ ہوے ایک سمت قطع راہ کرتے ہوے نظر مردم
سے نہان ہوے احوال ان ہرکارون کا بھی آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے ہرکارون کے امیر ثانی نے اپنے ملازمون کو
حکم دیا کہ لاشے سواران محافظ در زندان کے موافق حکم شرع دفن کیے جائین ملازم مذکور کاربند ہوے بعدہ
امیر ثانی وغیرہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضہ سحر ادا کیا جب آفتاب نمایان ہوا پھر امیر ثانی وغیرہ جلسہ کیا دو

ضعادا اسی طرح بزم عشرت مین آکے بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مئے ناب کی لیکر آئے اہل بزم کو ساغر بلوری مین مئے ناب پلانے لگے ارباب نشاط بھی حسب الحکم کہران شیر سوار بزم عشرت مین آکے اُسی طور سے رقص و نغمہ کرنے لگے اہل بزم سننے لگے اب بیان امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین کہران شیر سوار دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران سپاہ کی کر رہی ہے کارے برائے خبر لاجورد شاہ گئے ہوئے ہین امیر ثانی کو اُنکے آنے کا انتظار ہے دیکھیے کب آتے ہین اور کیا خبر لاتے ہین اور امیر ثانی شہر کہرانیہ سے کب کوچ کرتے ہین

داستان پانا ایک مکتوب کا اور جانا رستم ثانی کا برائے حصول لوح طلسم صندلی اور دستیاب ہونا لوح مذکور کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی نامہ

پلا ساقی مئے مقصود کا جام
بجا لون آج کیا ہو کوئی پل مین

خدا کے فضل سے نیک آئے ایام
ذرا ہنس بول لین ہم بھی کے اسدم

نہ رکھ کل کے لیے تو نقل بغل مین
بجز شادی نہو فی الحال کچھ غم

راویان شیرین زبان اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ قبل ازین رستم ثانی حسب ہدایت و بشارت حکیم ثانی ارسطو کے شہر حدیدیہ سے ہمراہ سرفراز شاہ و حدید شاہ و پانصد ساحران نامی و برق ثانی و سیارہ ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی عیاران لشکر امیر ثانی کے بجمعیت دو لاکھ سپاہ کے جانب دست راست روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک روز دامن صحرا مین قریب شام پہونچکر شاہزادہ موصوف نے قیام کیا ہنگام شب عالم خواب مین ثانی ارسطو کو دیکھا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا ای حکیم صاحب مین نے موافق آپکے ارشاد کے شہر حدیدیہ سے کوچ کیا ابھی تک لوح طلسمی کا کچھ پتا نملا حکیم صاحب نے چین بجبین ہوکے کہا ای رستم ثانی آپ فتاح طلسم صندلی ہین واسطے تلاش لوح طلسم صندل کے جاتے ہین تو اس طرح جاتے ہین کہ تمام لشکر ہمراہ ہے یہ قاعدہ نہین ہی طلسم کشا کو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو ایک جا چھوڑ کے تنہا برائے حصول لوح یا تلاش لوح جائے ہان اسکا مضائقہ نہین ہے کہ ایک شخص کو برائے اعانت بوقت اپنے ہمراہ اثنائے راہ سے لے لے لہذا آپکو اگر لوح طلسم صندل تک پہونچنا مطلوب ہے تو لیجیے یہ مکتوب آپ کے سرہانے رکھا ہے صبح کو اسے پڑھیے گا جو اسمین لکھا ہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف تحریر مکتوب ہرگز ہرگز نہ کیجیے گا ورنہ گرفتار ہو جائیے گا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر سے نہان ہوئے رستم ثانی خواب سے بیدار ہوا حکیم صاحب کو نہ دیکھا لیکن جو کچھ اُنھون نے عالم خواب مین فرمایا تھا وہ یاد تھا فی الفور اپنے سرہانے دیکھا ایک مکتوب کہ قرطاس اُسکا برنگ سبز تھا بجیدہ رکھا ہوا نظر آیا شاہزادہ رستم ثانی نے خوش ہوکے اُسے اُٹھا کے کھولا چونکہ وہ وقت صبح صادق کا تھا روشنی آسمان پر بخوبی تھی سوائے اسکے ضیائے شمعہائے مومی و کافوری بھی بارگاہ مین روشن تھین اُس مکتوب کی عبارت پڑھی اُسمین بخط جلی لکھا تھا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر پڑھکر لشکر کو اپنے اسی جگہ چھوڑکر تنہا جانب دست چپ جانا اس مکتوب کو اپنے پاس رکھنا بعد قطع راہ دراز کوہ لالہ زار آپکو نظر آئیگا اور ایک چمن لالہ دامن کوہ مین دکھائی دیگا اُس چمن سے خوف نکرنا قریب اُسکے جانا وہان ایک سنگ سفید گران وزن رکھا ہوگا وہ سنگ سوا طلسم کشا کے کسی سے نہ اُٹھے گا چونکہ آپ طلسم کشا ہین آپ سے وہ سنگ گران ضرور اُٹھے گا پس اُس سنگ کو اُٹھا کر یہ اسم الٰہی جو

اسی مکتوب مین لکھا ہی ستر مرتبہ اُسپر دم کرکے بسم اللہ کہکر چمن لالہ مذکور مین پھینکیے گا اسکے پھینکنے سے اُس
چمن پر اسطرح خزان آئیگی کہ آگ اُسمین لگ جائیگی ہر گل و برگ اُس چمن کا مانند خار و خس کے جلنے لگے گا
پھر اُسی آگ کے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوگی وہ بہت غضبناک ہوکے آپکو ڈرائے گی قریب نہ آئیگی
اسوقت آپکو لازم ہی کہ دلیرانہ جلد تر اُسکے قریب جاکر اپنی شمشیر آبدار پر یہ دوسرا اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ دم کرکے
اسکی مانگ پر جہان سیندور کی سُرخی ہو تلوار لگا نا اگر تلوار جائے مذکور پر پڑیگی تو وہ ساحرہ دو ٹکڑے
ہوکے مانند چمن لالہ مذکور کے جلکر خاک ہوجائیگی ورنہ آپکو اسیر کرلے گی پھر رہائی دیکھیے ہو یا نہو اور اگر
بعون الٰہی تلوار آپکی مقام فرق ساحرہ پر پڑ گئی تو بعد اسکے جلنے اور خاک ہونے کے ایک ساحر زبردست
مسمّی مردار خوار جادو کہ اُسی ساحرہ کی جفا سے وہ ساحر درمیان آتش شعلہ ور کے اسیر ہوگا اگر وہ
آپ کے پاس آئے تو وہی حال لوح طلسم صندل سے آگاہ ہی اسی وجہ سے صندلان شاہ مالک
طلسم صندل نے ساحرہ مذکورہ کے حوالے کیا ہی اور اُس نے قید کیا ہی تاکہ وہ کسی سے حال لوح طلسم صندل کا
بیان نہ کرے پس آپ اُس سے دریافت کیجیے گا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف اس کی
رائے کے عمل نہ کیجیے گا ورنہ پچھتائیے گا رستم ثانی یہ عبارت اُس مکتوب مین پڑھ کے خوش ہوا پھر وضو
کرکے فریضۂ سحری ادا کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے نکلا سرشار شاہ وغیرہ نے سلام کیا شاہزادۂ موصوف
نے جواب سلام دیکر فرمایا مجھکو ہدایت و بشارت آج کی شب پھر ہوئی ہی لہٰذا مین واسطے حصول لوح
طلسم صندل کے یہان سے تنہا جاتا ہون بالفعل تم سب یہان رہو بعد دو روز کے یہان سے اگر راہ
صاف و بےخطر پاتا تو آگے مع لشکر کے روانہ ہونا یہ کہکے حدید شاہ سے مل کے مکتوب مذکور لیکے بال
دیوانتریہ کے اپنے بازو پر باندھ کے مرکب پر سوار ہوکے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ
دراز قریب کوہ لالہ زار پہونچا دیکھا کہ دامن کوہ مین عجب ایک چمن لالہ کا ہی کہ جس سے بوے خون ریزی
مردم آتی ہی لالہ مانند خون بیگناہان کے سُرخ ہی یا مثل چہرۂ مردم غصہ ور کے لال ہی جب ہوا سے تند سے گل و
برگ جنبان ہوتے ہین صاف بوے خون آتی ہی ہوا چلتی ہی اُس جگہ یا تلوار چلتی ہوئی ثابت ہوتی ہی سنناٹا اس جگہ
اس قدر ہی کہ دل دہلتا ہی چمن لالہ مذکور ایسا مہیب ہی کہ اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا ہی بے اختیار دل
یہی چاہتا ہی کہ یہان سے پیچھے بھاگیے اس جگہ ایک لحظہ بھی قیام نہ کیجیے کوہ لالہ زار اگرچہ پر بہار ہی مگر دیکھنے سے
اُسکے خوف سے دل بیقرار ہی شاہزادہ رستم ثانی چمن مذکور کو دیکھکے گو خائف و ترسان ہوا مگر دلیرانہ
ثابت قدم رہا وہان سے نہ ہٹا اور سنگ سفید و گران وزن کو عنقریب چمن لالہ مذکور رکھا ہوا دیکھکر
مکتوب کو کھولکر وہی اسم اعظم الٰہی ستر مرتبہ ورد زبان کرکے سنگ مذکور کو بسم اللہ کہکے بقوت بازو اُٹھاکے
اسم اعظم الٰہی جو ستر مرتبہ پڑھا تھا تمام سپر دم کرکے اُس چمن کے درمیان مین پھینکا اُسکے پھینکتے ہی
یہ معلوم ہوا کہ زمین تھرائی ایک آواز مہیب آئی کہ غضب کیا تو نے یہان آکے چمن لالہ سحر بلکہ لالہ زار جادو
کو مٹانا چاہا اس سنگ سفید کو پاس چمن کے کیونکر پھینکا یہ سنگ تو وہ سنگ تھا کہ جسکا یہ کوہ لالہ زار وزن مین
ایک پاسنگ تھا گران ایسا تھا کہ رستم پیلتن سے بھی اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا بلکہ حرکت بھی نکرتا تو نے
کس طرح اُٹھاکر چمن لالہ مین پھینکا بڑا پر خوف تھا کہ نہ ڈرا یہ آواز سنکے باوجودیکہ رستم ثانی نہایت شجاع و بہادر تھا
لیکن پریشان خاطر و خائف ہوا اُس چمن کو جو دیکھا تو مانند خس کے اُسے جلتا ہوا پایا شعلے اُس سے بلند

دیکھے دھوان اُٹھتے نظر آیا ہنوز شاہزادہ موصوف دیکھ رہا تھا چمن لالہ یون جل رہا تھا کہ جیسے کسی نے
آگ باروت مین لگادی ہی ناگاہ درمیان اُسکی آگ اور شعلون کے لالہ زار جادو نہایت بدصورت
و سیہ فام کہ جسے دیکھکر شب ہجران عاشقان بھی ڈر جاے اور تاریکی پردہ ظلمات بھی اُسکے مشاہدہ کی تاب
نلاے اور حسینان بدشکل وصورت اُسپر نظر کرتے ہی خوف سے بھاگ جائین ایک لمحہ بھی ٹھہر کر دیکھنے کی
تاب نہ لائین بیدار ہوئی رستم ثانی نے اُسکے چہرہ مہیب وخائف وبدہیئت پر نظر کی دل مین کہا پناہ بذات
خدا کیا یہ ساحرہ بدشکل ہی کہ واسطے مرغ جان کے صورت بد اسکی گویا ایک صیاد ہی کہ دیکھتے ہی اسکے خوف سے
مائل پرواز ہوتا ہی قفس تن مین گھبراتا ہی ابھی شاہزادہ موصوف یہ کہہ رہا تھا کہ اُس نے اُسی شعلہ آتش سے بصد
غضب پوچھا اے جوان تو کون ہی کہان سے آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی یہ چمن سحر میرا تونے کیون مٹایا سراسر جلایا
شاہزادہ نے جواب دیا اے لالہ زار جادو مین ایک مدت سے تمھاری ملاقات کا مشتاق تھا کسی طرح پاس تمھارے
پہونچ نہ سکتا تھا نہ تم مجھ تک بوجہ نا آشنا جان کے آسکتی تھین آج مین نے تمھاری الفت وعشق مین بیتاب
ہوکے یہ تدبیر کی کہ سنگ سفید اس چمن لالہ مین پھینکا تا کہ تمکو میرے آنے کی خبر ہو تم آؤ مین تمھین دیکھون اپنے
پہلو مین بٹھاؤن دل بیتاب کو قرار و تسکین دون اُس نے اُسی جگہ سے بصد قہر و غضب کہا اے جوان کیون
جھوٹی باتین کرتا ہی مجھ سی عاقلہ کو فریب مین لانے کا ارادہ کرتا ہی میرے دانست مین تو کوئی عامل زبردست
ہی یا کسی فقیر کامل کا بالکا ہی کہ مانند اپنے مرشد کے کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی براے حصول لوح طلسمی
بھاگ آیا ہی کیونکہ یہی راہ حصول لوح مذکور کے جانے کی ہی یہ چمن لالہ کہ مین نے بحکم صندلان شاہ اپنے
سحر سے پیدا کیا تھا گویا ایک مرحلہ تھا اور سد راہ فتاح طلسم تھا جسے تونے مٹایا پس ضرور ہی کہ تو یا عامل
زبردست ہی یا فقیر کامل ہی یا فتاح طلسم صندل ہی پر عاشق نہین ہی بلکہ میرا دشمن جان ہی شاہزادہ نے جواب دیا
اے لالہ زار جادو جو کچھ تمنے میری نسبت کہا ہی سب خلاف ہی مین تمھارا عاشق صادق ہون بس اب زیادہ
ناز نکرو شعلہ آتش سے نکل کے میرے پاس آؤ یا مجھے اپنے پاس بلاؤ کہ دل میرا تمھاری دوری مین
مانند سیماب کے بیقرار ہی اُس نے کہا تو میرا دشمن جان ہی ہرگز مین تیرے پاس نہ آؤنگی بلکہ تجھسے بے ادبی
پیش آؤنگی شاہزادہ یہ سن کے اُسکی طرف بڑھا تلوار کو نیام سے پوشیدہ کھینچکر وہی اسم اعظم الٰہی سات
مرتبہ تلوار پر دم کرکے چاہا کہ اسکی مانگ پر جس جگہ سیندور بھرا ہوا ہی لگائے ناگاہ اُس نے تلوار کو دیکھکر اور برہم
ہوکے کہا او نابکار مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تو میرے قتل کرنے کو یہان آیا ہی طلسم کشا ہی اب تلوار تیرے
ہاتھ مین دیکھ کے یقین کامل ہوگیا کہ تو میرا قاتل ہی عاشق نہین ہی ہنوز وہ ساحرہ یہ کہہ رہی تھی شاہزادہ نے
تلوار نہ لگائی تھی قتل کرنے مین اُسکے تامل کیا تھا خلاف ارشاد حکیم ارسطو عمل کیا تھا کہ یکایک اُس ساحرہ
نے بلانے سحر پڑھکے ہاتھ اپنے زمین پر درمیان اُسی آتش شعلہ ور کے مارے اور منھ سے کہا اے زمین
پکڑلے اسکے پاؤن کہ یہ قاتل میرا مجھ تک نہ آئے فی الفور زمین نے قدم پکڑ لیے بعد اسکے کچھ سحر اُس نے
ایسا کیا کہ تلوار ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ کر قریب آگ کے جاکے گری لالہ زار جادو نے تلوار
اُٹھاکے اپنے قبضہ مین کی پھر اُس آگ سے نکل کے پس پشت آکے کمند سحر ماری شاہزادہ کو اسیر کیا وہ
چمن لالہ تو جلکر خاک ہوگیا تھا ساحرہ مذکورہ نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے آواز دی کہ اے ساحران ملازم
من جلد آؤ طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی بالاے کوہ لالہ زار جلد لے جاؤ بجرد طلب کرنے ساحرہ کے

بہت سے ساحران نابکار اور بہت سی جادوگرنیان دفعتًا پیدا ہوگیین اُنھون نے آکے عرض کیا کیا حکم
ہی کیون ہمین طلب کیا ہی لالہ زار جادو نے کہا یہ طلسم کشا ہی اِسے مین نے اسیر کیا ہی تم اسکو بالاے کوہ لالہ
زار لیجاؤ مین بھی وہان آتی ہون وہ سب اُسی وقت شاہزادہ کو بالاے کوہ مذکور لے گئے لالہ زار جادو بھی
کوہ مذکورہ پر گئی ساحرون سے کہا جلد آگ روشن کرو مین اِس دشمن جان کے کباب کھاؤن گی انھون نے
قریب رستم ثانی کے آگ روشن کر کے عرض کیا حضور ابھی اس شخص کے کباب نہ کھائین پہلے صندلان شاہ سے
اسکے بارے مین کوئی حکم لے لیجیے پھر جو حکم ہو اُس پر عمل کرین مبادا صندلان شاہ کے خلاف ہو لالہ زار جادو
نے کہا تم سچ کہتے ہو اچھا بوتلین شراب کی لا کے میرے پاس رکھ دو مین شراب پی لون پھر عریضہ خدمت
صندلان شاہ حاکم طلسم صندل مین روانہ کرون اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی ساحرہ مذکورہ نے
تمام حال ایک پرچۂ قرطاس پر لکھکر گرفتاری طلسم کشا درج کر کے لکھا کہ مجھے اب کیا حکم ہوتا ہی اگر حکم ہو
تو قتل کر کے کباب اسکے کھاجاؤن یا کوہ سے اس کو نیچے گرادون یا قید کرون غرض جو حکم ہو اُس پر
عمل کرون کہ مین نمکخوار ہون حضور کے دشمن کو مین نے اسیر کیا ہی امیدوار انعام کثیر کی ہون یہ عبارت
عرضی مین بعد القاب و آداب کے لکھکر مہر کھینچکر زیر عرضی نام اپنا لکھکر عریضہ مذکور کو لپیٹ کر دستک دی
کہ ایک طائر خوش رنگ جانب صحرا سے پیدا ہو کے اُسکے قریب آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای لالہ زار جادو
آپ نے اسوقت مجھے کیون یاد کیا ہی اُس نے کہا ای طیران جادو اس وقت مجھے عریضہ خدمت شاہ طلسم
مین روانہ کرنا منظور ہی بس تو عریضہ مذکور کو لیجا جواب اسکا جلد لا یہ کہکے عریضہ مذکور اُسکے سامنے رکھ دیا
اس نے اپنی منقار مین اُسے دبا کے پر پرواز تولے پھر وہ طائر سوے شاہ طلسم اُڑکر روانہ ہوا بعد
قطع راہ اُس وقت خدمت صندلان شاہ مین پہونچا کہ وہ دربار مین بالاے تخت حکومت بصد کبر و نخوت
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار مین دلیسار حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے تھے صندلان شاہ شاہزادہ رستم ثانی
کو یاد کر کے اپنے اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ بہت دنون سے کچھ حال رستم ثانی کا معلوم نہین ہوا نہین معلوم وہ
رہا ہو کے کہان گیا قبل اسکے اتنی خبر معلوم ہوئی تھی کہ عمرو ثانی نے عیاری سے اُسے رہا کر کے صحراے
سرور افزا مین جا کے قیام کیا تھا اور رستم ثانی کو اپنی زنبیل سے نکالا تھا ساحرون کو مطیع اپنا کیا تھا ابلیس
خود پسند کو ستون مین باندھا تھا خورشید روشن دل بھی واسطے ملاقات رستم ثانی کے وہان آیا تھا عمرو
ثانی نے چند کوڑے ابلیس خود پسند کی پشت پر لگائے تھے کہ ہماری نانی صاحبہ جو مانند زوجہ کے مجھسے محبت
و الفت رکھتی ہین کسی وقت میری خدمت سے غافل نہین ہوتی ہین وہان پہونچین اور سامنے سے سب کے
ابلیس خود پسند کو لے آئی یقین اُس وقت سے اس دم تک پھر کچھ حال طلسم کشا کا سننے مین نہین آیا
اہل دربار عرض کر رہے تھے ای بادشاہ فلک جاہ رستم ثانی حضور کے رعب و داب و جاہ و جلال سے ڈر گیا
ہوگا اپنے دل مین سمجھا ہوگا کہ لوح طلسم ہاتھ سے نکل گئی ہی اب شاہ طلسم اُسے ایسی جگہ رکھے گا کہ مجھے
دستیاب نہو گی یہ سمجھ کے ہمت ہار کے اپنے لشکر مین چلا گیا ہوگا صندلان شاہ ہنسکر کہہ رہا تھا کہ واقعی ابکی
مرتبہ مین نے لوح طلسم صندل کو نہایت حفاظت سے رکھا ہی کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی اگر رستم ثانی
اس تک جاتا تو جل کے خاک ہو جاتا لوح طلسم پا نہ سکتا اول تو اُسکو نشان لوح معلوم ہی نہوتا کیونکہ سوا
ایک ساحرے کہ جسکو مین نے اپنے سحر مین ایک جگہ قید کیا ہی کوئی آگاہ نہین ہی دوسرے لوح طلسم

ایسی جگہ رکھی ہی اور ایسے ایک ساحر کو اُسکی حفاظت کے واسطے اس طور سے معین کیا ہی کہ اگر وہ ساحر
کسی طور سے رہا ہوکے رستم ثانی کو حال لوح سے آگاہ بھی کر دے تو رستم ثانی لوح تک نہ جا سکے اگر جائے
بھی تو پا نہ سکے ہر چند تم سب میرے اہل دربار ہو میرے خیر خواہ ہو مین نے تمسے بھی حال لوح پوشیدہ
کیا ہی اپنی نانی صاحبہ سے بھی حال رکھنے لوح کا بیان نہین کیا ہی اہل دربار جناب مین عرض کرتے تھے
حضور نے یہ فعل اچھا کیا بہتر کیا کہ کیسکو حال لوح سے آگاہ نہ کیا ہنوز یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ طیران جادو
نے بصورت اصلی ہوکے سلام کیا اور وہ عریضہ لالہ زار جادو کا اُسے دیا اُس نے عبارت اُسکی پڑھوا کے
سُنی بعد سُننے عبارت عریضہ کے خوش ہوکے کہا اے اہل دربار تمنے سنا کہ رستم ثانی کو لالہ زار جادو نے
گرفتار کر لیا واقعی اُسنے کارنمایان کیا وہ امیدوار انعام کی ہی مین اُسے انعام کثیر دونگا اُسنے مجھے خوش
کیا ہی مین اُسے شادمان کرونگا یہ کہکے طیران جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ لالہ زار جادو سے کہدینا
کہ مین طلسم کشا کو قتل نہ کرنا خون اُسکا زمین پر نہ بہانا ورنہ غضب ہوگا قاعدہ طلسم مین فرق آجائیگا یہ
طلسم اُسکی خونریزی سے برباد ہو جائیگا بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو قتل کرنا چاہئیے یہی بانیان
طلسم نے لکھا ہی خلاف اُسکے مین حکم دے نہین سکتا لہذا طلسم کشا کو بعد حفاظت قید کرے یا اُسے کوہ
سے نیچے گرا دے اس طرح کہ وہ ہلاک ہو جاے اور خون اُسکا زمین پر گرنے نپاے طیران جادو یہ سنکے
سلام کرکے پھر سحر سے بصورت طائر بن کے پرواز کرکے چلا بعد قطع راہ لالہ زار جادو کے پاس آیا جو کچھ
شاہ طلسم نے کہا تھا بیان کیا اُس نے کہا مین طلسم کشا کو چالیس روز تک قید نکرونگی مجھسے
حفاظت بخوبی نہو سکیگی کوئی معین و مددگار اسکا یہان آکے اُسے رہا کرکے لیجائیگا سوا افسوس کے اور
کیا حاصل ہوگا مین خیر خواہ شاہ طلسم ہون نہین چاہتی ہون کہ طلسم کشا زندہ رہے اور بعد رہا ہونے
کے طلسم صندل کو توڑے لوح طلسم حاصل کرے ساحرون کو قتل کرے شاہ طلسم کو ہلاک کرے طلسم کو
مٹائے مین ابھی اسکا کام تمام کرتی ہون نہ یہ رہیگا نہ اسکی ذات سے شر و فساد ہوگا یہ کہکے اپنے
ساحرون سے کہا جلد اسکو اسی جگہ سے زیر کوہ ڈھکیل دو ساحرون نے اُسکے حکم کی تعمیل کا قصد کیا تھا
کہ رستم ثانی نے تمام تقریر لالہ زار جادو کی سُن کے اپنی جان بچانے کی فکر کی چونکہ ہاتھ رستم ثانی کے
بے قابو سحر سے نہ تھے صرف پاؤن بے حس و حرکت تھے اور کمند سحر مین اسیر تھا اُٹھ نہ سکتا تھا پس
بیٹھے بیٹھے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بازو پر لیجا کے ایک بال دیوانتریہ کے سر کا نکال کے دہن کے
پاس لاکے اسطرح اُسے پھونکا کہ وہ اُڑکر ہوائے تند سے اُس آگ مین جاکے گرا جو لالہ زار جادو نے
واسطے کباب تیار کرنے رستم ثانی کے روشن کرائی تھی جب بال مذکور آگ مین پہونچکر جلا اُسکے جلتے ہی
دیوانتریہ بعجلت وہان آیا دیکھا کہ رستم ثانی کمند سحر مین گرفتار ہین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی ہی بہت سے ساحر
گرد رستم ثانی کے کھڑے ہین ہاتھ اپنے بڑھا کے چاہتے ہین کہ شاہزادہ موصوف کو زیر کوہ ڈھکیل دین یہ
حال دیکھکر پوچھنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپ نے مجھے کیون بلایا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے جواب دیا
مجھے یہان سے اُٹھا کے لیچل اور اس ساحرہ سے کہہ کہ سحر اپنا دفع کر دے اگر تیرے کہنے پر عمل کرے
تو خیر ورنہ اُسکو اُٹھا کے کھالے اور ان سب ساحرون کو پہلے کھا لے تاکہ اُسکو خوف اپنی جان کا زیادہ ہو
دیوانتریہ نے لالہ زار جادو سے غضبناک ہو کے کہا او ساحرہ نابکار غضب کیا تونے کہ میرے آقا

وہ ملک کو اسیر کیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو سحر اپنا میرے آقا پر سے دفع کردے یہ کہکے اُسکے سامنے جسقدر
ساحر کھڑے تھے اور خوف دیو انتر یہ سے مانند صاجان مبتلاے تپ ولرزہ کے کانپ رہے تھے سحر یاد
کرتے تھے مگر یاد نہ آتا تھا اُنھیں اُٹھا اُٹھا کے دہن مین رکھ کے بہت مزے سے کھا گیا ساحرہ مذکورہ نے
جب یہ حال دیکھا خوف سے خود بھی سحر اُسے یاد نہ آیا مجبور ہو کے کہا اے دیو مجھے نہ کھا تا مین اپنا سحر تیرے
آقا پر سے دفع کیے دیتی ہون دیو انتر یہ نے کہا اچھا تجھے نہ کھاؤنگا ساحرہ یہ سنکے مطمئن ہوئی سحر یاد
آیا دیو پر سحر نکر سکی لیکن رستم ثانی پر سے سحر اپنا دفع کر دیا اُس وقت دیو انتر یہ شاہزادہ کو اُٹھا کے دور تر
لیجا کے ایک صحرا مین پہونچ کے روے ہوا سے زمین پر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگا اب کیا حکم ہوتا ہے
شاہزادے نے فرمایا اتنو یہان سے جا مین اپنے لشکر مین جاؤنگا دیو جانب کیر وہ قاف روانہ ہوا اور شاہزادہ
اپنے لشکر کی تلاش مین ایک سمت روانہ ہوا اُدھر لالہ زار جادو وہ لالہ زار سے اُتر کر لرزان و ترسان اپنے
مکان مین جاکر پنہان ہوئی گرد اپنے مکان کے حصار سحر سے کیا کچھ جادوگرنیون نے پوچھا حضور آج یہ حصار آپنے
کیون کیا ہے کسکا خوف ہے اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا تم تو یہان ہو کیا کہون جو میرے دل پر صدمہ
گذرا ہے آدھی جان میری رہگئی بہت کسے ساحرون کو وہ دیو کھا گیا مین نے طلسم کشا کی ہلاکت وقید سے
دست بردار ہو کے اپنا سحر اُس پر سے دفع کر کے جان اپنی دیو سے بچائی ورنہ وہ مجھکو بھی کھا جاتا مین
کچھ اسکا بتا نہ سکتی کیونکہ اُسکے خوف سے بالکل سحر بھول گئی تھی اب حصار سحر اس وجہ سے کیا ہے کہ مبادا
پھر وہ دیو یہان آئے اور کچھ فساد برپا کرے تو بسبب حصار کے اندر مکان کے آنہ سکے جادوگرنیون نے
عرض کیا حضور خوب ہوا کہ طلسم کشا کو دیو لیگیا جان آپکی بچی - بقول شخصے - مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے
بخیر گذشت لالہ زار جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو بیشک ایک بلاے عظیم سے سامنا ہوا تھا اُس سے
جان میری بچ گئی اب مین بعد چند روز کے ذرا اپنے ہوش وحواس مین آکے شاہ طلسم کو اس حال سے بذریعہ
عرضی کے آگاہ کرونگی ابھی تو خوف سے اُس دیو کے دل میرا قابو مین نہین ہے حواس ہی نہین ہین یہ کہکے
خاموش ہوئی یہ ساحرہ تو اپنے گھر مین خائف وترسان بیٹھی ہے لیکن اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ
شاہزادہ موصوف بعنایت الٰہی بعد قطع راہ بسیار ایک روز اپنے لشکر مین پہونچا سرشار شاہ وحدید شاہ وغیرہ
نے نہایت سراسیمہ بلکہ آبلہ پا پایا حال پریشان شاہزادہ کو دیکھکر پوچھا خیر تو ہے یہ کیا حال ہے شاہزادہ نے جو کچھ احوال
گذرا تھا اُنسے بیان کیا اُنھون نے کہا شکر ہے خدا کا کہ جان آپکی دست ساحرہ سے بچی آج ہم سب یہان سے
کوچ کرنے والے تھے خوب ہوا کہ آپ یہان تشریف لائے اب آپکو لازم ہے کہ شبکو عبادت الٰہی کیجیے اور
براے حصول لوح طلسم صندل برجوع قلب دعا کیجیے امید ذات خدا سے ہے کہ مطلب دلی آپکا
بر آئیگا حکم خدا سے کوئی خاصان الٰہی سے آپ کے خواب مین تشریف لائینگے وہ احوال لوح طلسم صندل
سے آگاہ کرینگے اس مکتوب حکیم صاحب سے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس سے کچھ مطلب آپکا نہ نکلیگا
شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تم سچ کہتے ہو تمھاری راے کو مین پسند کرتا ہون ہمارے بزرگون نے بھی واسطے
آسانی امر اہم ودشوار کے اکثر ایسا ہی کیا ہے اور مطلب اُنکا بر آیا ہے آج کی شب ایک خیمہ ہمارے لشکر
سے علحدہ ایستادہ کیا جاوے ہم اُس خیمہ مین باوضو بیٹھکر عبادت الٰہی کرینگے بعدہ دعا کر کے سو رہینگے ضروری خواب
مین کچھ نہ کچھ دیکھینگے سرشار شاہ وحدید شاہ وغیرہ نے حسب الحکم اسی وقت ایک مختصر خیمہ لشکر

سے دور الیتادہ کرادیا ہنگام شب رستم ثانی نے باوضو اُس خیمہ مین بیٹھکر برجوع قلب عبادت خدا کی اور
برائے حصول لوح طلسم صندل پروردگار عالم سے دعا کی آخر شب غلبہ خواب کا ہوا شاہزادہ موصوف
کی آنکھین بند ہوئین غفلت سی ہوئی اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس
سفید و پاکیزہ پہنے ہوئے تشریف لائے سرہانے آکے بیٹھے اور شفقت و مہربانی فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ
رستم ثانی اگر تمکو فکر حصول لوح طلسم صندل بہت ہے تو کچھ اندیشہ و تردد زیادہ نکرو خداوند کریم مسبب الاسباب
ہے وہ حاجت تمھاری برلائے گا گوہر کمر عا تمھارے ہاتھ آئیگا تمکو مناسب ہے کہ دیوانتریہ کو ہر بلا و اُس سے
کہو کہ مردار خوار جادو کو قید سے رہا کرے جب وہ رہا ہوگا اُس سے حسب دلخواہ مطلب دلی تمھارا نکلے گا
لیکن بعد حصول لوح طلسم صندل کے ذرا لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا یہ کہکے وہ بزرگ خاموش ہوئے
رستم ثانی نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہے آپ نے میرے حال پر بہت عنایت کی تدبیر حصول لوح طلسم صندل
تعلیم فرمائی آن جناب نے ارشاد کیا تمھین میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب ہے مین بھی ایک
بندگان خدا سے ہون حکم خدا سے واسطے تعلیم تدبیر حصول لوح مذکور کے تمھارے پاس آیا ہون یہ فرما کے
وہ بزرگ نظر سے نہان ہوئے شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا وقت نماز سحر کا ہے فی الفور اُٹھکے وضو کرکے نماز
سحر پڑھی ہنوز شاہزادہ موصوف مصروف تعقیبات سحر تھا کہ سرشار شاہ اور حدید شاہ آئے سرشار شاہ
نے بعد سلام کرنے کے پوچھا اے شاہزادہ فیجاہ کہیے کچھ بشارت ہوئی یا نہین شاہزادہ نے بعد ختم
تعقیبات صبح کے خوش ہو کے جواب دیا ہان ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے تھے اُنھون نے
تدبیر حصول لوح طلسم صندل مجھے تعلیم کی ہے سرشار شاہ و حدید شاہ یہ سُن کے خوش ہوئے رستم
ثانی نے اُسی وقت آگ منگوا کے اپنے بازو سے ایک بال دیو انتریہ کا جو تعویذ کے مانند بندھے
تھے نکالا اور آگ پر رکھا فوراً دیوانتریہ حاضر ہوا سلام کرکے دست بستہ پوچھنے لگا اے شاہزادہ عالی
وقار اب کس کام کے واسطے مجھے طلب کیا ہے جو حکم ہو ابھی بجا لاؤن مین تو آپکا فرمانبردار ہون آپنے مجھپر
احسان کیا ہے شاہزادہ نے کہا بالفعل مجھے کوہ لالہ زار تک پہونچا دے وہان چلکے اور ایک کام کے واسطے
تجھسے کہونگا اُس نے کہا اچھا چلیے شاہزادہ حدید شاہ وغیرہ سے رخصت ہو کے کہنے لگا کہ آپ کو مناسب
ہے کہ آج ہی آپ یہان سے جانب کوہ لالہ زار کوچ کرین ہمراہ لشکر کے بعد میرے جانے کے کوہ مذکور
کی طرف روانہ ہون مین تو جلد پہونچونگا آپ دیر مین کوچ اور مقام کرتے ہوئے وہان آئینگے اول تو مجھسے
کوہ لالہ زار پر ملاقات ہوگی اور اگر وہان ملاقات نہو تو میرے آگے جانے کا حال مردم سے دریافت
کرکے میرے عقب مین تشریف لائیے گا حدید شاہ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا شاہزادہ یہ کہکے
دیوانتریہ کے شانے پر سوار ہوا وہ اُڑکر جانب کوہ لالہ زار چلا یہان سرشار شاہ اور حدید شاہ نے بھی مع
تمامی لشکر و ساحران و عیاران سوے کوہ لالہ زار کوچ کیا سرشار شاہ وغیرہ تو منزل بمنزل کوچ اور مقام
کرتے ہوئے جائینگے حال انکا انشاء اللہ تعالے لکھا جائیگا مگر اب حال رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہے کہ دیوانتریہ جو
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت کوہ لالہ زار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دامن کوہ
مذکور مین جس جگہ چمن لالہ زار تھا پہونچا شاہزادہ کو دوش سے اُتار کے پوچھنے لگا اب ارشاد ہو کیا کام ہے
شاہزادہ نے کہا دیکھ وہ سامنے ایک مکان آتشین نظر آتا ہے اسی مکان مین ایک ساحر کو صندلان شاہ

مالک طلسم صندل نے قید کیا ہی اور آتش شعلہ ور آتش سہلی نہین ہی آتش سحر صندلان شاہ ہی پس تجھسے ہو سکتا
ہی کہ اس آگ مین جاکے ساحر مذکور کو اُٹھاکے مجھ تک لے آ اُس نے عرض کیا مین اس آتش سحر مین اگر جاؤنگا
تو جلکر خاک ہو جاؤنگا یا مانند مردار خوار جادو کے قید ہو جاؤنگا پھر نکل نہ سکونگا شاہزادہ نے مایوس
اپنے مطلب سے ہو کے پوچھا پھر کیا تدبیر کی جاے کہ ساحر مذکور اس آتشین مکان و قید خانہ سے نکل کے میرے
پاس آئے اُس نے بعد فکر بسیار کہا ای شاہزادہ ذیوقار گو یہ کام نہایت سخت و دشوار ہی لیکن اپنی جان سے
ہاتھ اُٹھاکے کرونگا کیونکہ آپ نے بھی مجھپر بڑا احسان کیا ہی عوض نیکی کا نیکی ہی پس مین بھی نیکی کرتا ہون
اگر خدا نے چاہا تو اُس ساحر کو لیکر حاضر خدمت ہونگا ورنہ اپنی جان آپ کی دوستی مین دیدونگا اس وقت سے
تا شام آپ میرے آنے کا انتظار کیجیے گا اگر مین اُس ساحر کو لیکر آیا تو نعم المراد ورنہ آپ میرے آنے سے
نا اُمید ہو جائیگا سمجھ جائیے گا کہ دیو انتریہ ہلاک یا قید ہو گیا اب نہ آئیگا یہ کہکے ڈرتا ہوا آگے بڑھا جب عنقریب
در اُس مکان آتشین کے پہونچا زمین پر بیٹھکر ایک آلۂ تیز و گران سے کہ اُسکے پاس تھا نقب کھودنے لگا اور
گہری نقب لگانے لگا رستم ثانی دور سے دیکھا کیا دیو مذکور نقب لگانے لگاتے اندر اُس مکان آتشین کے کہ
وسیع تھا پہونچا اور دہانہ نقب کا بعد فکر و غور کے وا کیا قدرت خدا سے اُسی جگہ نقب سے نکلا کہ جس جگہ
مردار خوار جادو بیٹھا ہوا تھا اور خود بخود اپنے دل مین کہ رہا تھا کہ ای خداوند سامری کیا کتاب تمھاری جھوٹی
ہو گئی جو اُسمین تمنے لکھا ہی وہ محض لغو لکھا ہی اور جو کوئی شخص بطور فال کے اس سے کسی اپنے مطلب کو دریافت
کرنا چاہے تو فال جھوٹی نکلتی ہی آپکی کتاب مین سے حال دریافت کیا تھا کہ زمانہ تباہی طلسم صندل کا بہت کم
ہی جس زمانہ مین مردار خوار جادو کو صندلان شاہ قید کریگا طلسم کشا آئیگا اُسکے ہمراہ ایک شخص اور بھی ہوگا کہ
وہ بنی آدم سے نہو گا پس طلسم کشا اُس شخص مذکور کی اعانت سے مردار خوار جادو کو کہ وہ حال لوح طلسم
صندل سے آگاہ ہوگا قید سے رہا کریگا بعد اُسکے رہا ہونے کے طلسم صندل بہت جلد تھوڑے زمانے مین
درہم و برہم ہو جائیگا جاے عجب ہی کہ ابھی تک طلسم کشا یہانتک نہیں آیا مین قید سے نہین چھوٹا ہنوز ساحر مذکور یہ
باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو زمین سے پیدا ہوا مردار خوار
جادو پہلے تو اُسے دیکھکر خوف سے کانپا پھر پوچھا تو کون ہی یہان کیون آیا ہی اُس نے کہا مین تو یہون واسطے تیری
رہائی کے آیا ہون شاہزادہ رستم ثانی کہ وہ میرے محسن و آقا ہین اور طلسم کشا ہین اُنھون نے مجھے یہان
بھیجا ہی پس اب دیر نہ کر جلد میرے ساتھ خدمت طلسم کشا مین چل مردار خوار جادو یہ مژدہ سُن کے خوش ہوا
اُس سے کہنے لگا جلدی کیا ضرور ہی کچھ اندیشہ نہ کر میری زبان سے سوزن نکال لے دیو مذکور نے اُسکا اشارہ
سمجھ کے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا بعد تھوڑی دیر کے مردار خوار جادو نے کہا اب مطلق خوف و خطر
کسی کا نہین ہی کیونکہ زبان میری میرے قابو مین آگئی ہی سوزن زبان سے نکل گیا ہی اگر لالہ زار جادو یا خود
صندلان شاہ نابکار یہان آئے گا تو اُس سے سمجھ لونگا مین کیا کسی سے سحر مین پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر
چاہون تو ابھی اس آتش سحر کو دفع کر دون مگر ایک وجہ سے خود دفع نہ کرونگا یہ کہکے راہ نقب سے ہمراہ
دیو انتریہ کے خدمت رستم ثانی مین آیا سلام کیا شاہزادہ اُسکے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا دیو انتریہ سے از حد
خوش ہو کے کہا تو نے بڑا کام کیا اُسنے عرض کیا اب مجھے کیا حکم ہوتا ہی شاہزادہ نے کہا اب تو جانب کوہ قاف
اپنے گھر جا وہ سلام کر کے چلا گیا ادھر مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا آپنے مجھپر احسان کیا آپ ہی کے سبب سے

میری رہائی ہوئی اگر آپ کو کوئی کار دشوار درپیش ہو تو مجھسے فرمائیے شاید اُس کام کو مین کر سکون شاہزادہ
نے کہا بالفعل تو مجھے لوح طلسم کی فکر ہی اور تم لوح صندل سے آگاہ ہو مجھے وہان لیچلو جس جگہ لوح مذکور
صندلان شاہ نے رکھی ہی تاکہ اُس لوح کو حاصل کرکے کمر طلسم کشائی پر باندھون تم سنے یہ سنکے کہا اے شاہزادہ
ذیوقار مین جانتا ہون جس جگہ لوح طلسم صندل ہی لیکن بصد مشکل دستیاب ہوگی کیونکہ وہ جس ساحر کی حفاظت
مین ہی وہ ساحر نہایت زبردست و نامی ساحر ہی اُسنے اپنے سحر سے ایسا بند و بست کیا ہی کیا مجال کسی کی جو
وہان جاکے زندہ رہے لیکن مین آپ کو وہان لیچلونگا حصول لوح مذکور مین حتی الامکان کوشش کرونگا تامل
کیجیے ابھی مجھکو ایک کام ضروری ہی پہلے اُس کام کو کرلون تو آپ کو وہان لیچلون آپ اسی جگہ تشریف رکھیے
یہ عرض کرکے کچھ صحرا سے برگ و اثمار درختان و دیگر اشیا اسباب سحر سے فراہم کرکے جانب مکان لالہ زار
جادو بصد غضب روانہ ہوا وہ اپنے مکان مین خوف دیو انتر سے حصار سحر مین بیٹھی تھی اُس روز سے گھر سے بھی
نہین نکلی تھی صندلان شاہ کو رہائی رستم ثانی سے بھی آگاہ نہ کیا تھا فقط طلسم مطمئن تھا کہ رستم ثانی قید ہوچکا
ہی اسی حالت مین مردار خوار جادو لالہ زار جادو کے مکان پر پہونچا پہلے حصار اُسکے سحر سے آگاہ ہوکے حصار
مذکور کو اپنے سحر سے دفع کیا پھر بہ آواز بلند کہا او لالہ زار جادو کیا غافل بیٹھی ہی گھر سے نکل کے مجھسے
مقابلہ کر تو ہی نے از راہ خیر خواہی صندلان شاہ کو رائے دی تھی کہ مردار خوار جادو دانندہ حال لوح
طلسمی کو قید کیجیے اُسنے تیرے کہنے سے مجھے قید کیا تھا ورنہ وہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو کبھی قید
نہ کرتا افسوس کرتا ہون کہ مین دھوکے سے اسیر و قید کیا گیا اگر تیری دشمنی اور صندلان شاہ کے عزم سے آگاہ
ہوتا تو کبھی قید نہ ہوتا اس طرح لڑتا کہ دریا ے خون ساحران بہا دیتا تیرے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا خیر
جو ہونا تھا وہ ہوگیا اب مین رہا ہوا ہون پہلے تجھ ایسے دشمن کو قتل کرلون تو فکر حصول لوح کرون طلسم
صندل کو حتی الامکان مٹا ہی دون صندلان شاہ سے مقابلہ کرون ہرگز اُس سے نہ ڈرون طلسم کشا کا شریک
ہون اُس سے دوستی کرون شاہ طلسم ناقدردان و نابکار سے دشمنی کرون اُس نے مجھے قید کیا تھا مین اُس سے
لڑونگا لالہ زار جادو اپنے گھر مین بیٹھی تھی گفتگو مردار خوار جادو کی سن کے پہلے تو نہایت حیران ہوئی
رنگ رخ اُڑ گیا چہرہ فق ہوگیا دل دہل گیا لیکن بعد ایک لمحہ کے برہم ہوکے پوچھا او نمک حرام و سرکش تجھکو
کس نے رہا کیا تو مجھسے کیون لڑنے آیا ہی مین نے تیرا کیا قصور کیا ہی اگر لڑنا ہی تو صندلان شاہ سے لڑ کہ
اُسنے تجھے قید کیا تھا مین نے تیرے قید کرنے کی ہرگز رائے نہین دی ہی تجھپر تہمت ہی مردار خوار جادو نے
جواب دیا او مکارہ گھر سے باہر نکل مجھسے مقابلہ کر ورنہ گھر مین گھس کے تجھے ہلاک کرونگا تو بڑی بانی فساد
ہی باعث میرے قید ہونے کی تو ہی ہوئی تھی مین تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا مجھے طلسم کشا نے رہا کیا ہی مین
اُسکا احسانمند ہون لالہ زار جادو نے کہا کیا تم سے لوح طلسمی مل گئی کہ تجھ کو اُسنے رہا کیا مردار خوار
جادو نے بمصلحت کہا ہان اُسے لوح طلسم دستیاب ہوگئی یہ سنکے وہ نیم جان ہوگئی دل مین کہنے لگی اب زندگی عبث
بیکار ہی سامنا اجل کا ہی بھاگنا ان دشمنون سے دشوار ہی یہ مجھکو قتل ضرور کرینگے پس بہتر یہ ہی کہ مردانہ ان سے لڑکر
حوصلہ اپنے دل کا نکال کے جان دے یہ سوچکر بعجلت تمام جھولی اسباب سحر کی اُٹھا کے اپنے دوش پر رکھ کے
غضبناک ہوکے اپنے گھر سے نکل مردار خوار جادو کو دیکھکر آتش قہر و غضب سے گرم ہوگئی ایک ترنج اپنی جھولی
سے نکال کے سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکر مردار خوار کے سینہ پر مارا اُدھر اُسنے ایک برگ درخت پہ

کچھ سحر دم کرکے جانب ترنج مذکور پھینکا وہ برگ کارد بنکر اُس ترنج پر پڑا ترنج مذکور دو ٹکڑے ہو کے
زمین پر گرا بعدا سکے مُردار خوار جادو نے ایک سنگ اُٹھا کے اُسکو پڑھ کے سمت ساحرہ پھینکا وہ
فولادی گولا ہو کے اُسکے سینہ پُر کینہ کی طرف چلا ساحرہ مذکورہ نے بعجلت کارد نکالکر اُسپر سحر دم کرکے
اُس گولے پر ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور بالاے خاک گرا مردار خوار نے اپنے سحر کے رد ہونے
سے برہم ہو کے اپنے دل مین افسوس کیا کہ اسباب اس وقت جو چاہیے یہان نہین ہر اور بعد ایک مدت
کے مین قید سے چھوٹا ہون بہت سے سحر بھول گیا ہون کچھ سحر کے بیر میرے قبضہ سے نکل گئے ہین کیونکہ
بھینٹ ایک مدت تک اُنکو دی نہین گئی تھی اس وجہ سے یہ ساحرہ مجھسے مقابلہ کر رہی ہر سحر کو میرے رد کرتی
ہر ورنہ میرے سحر سے صندلان شاہ پناہ مانگتا اُسکو جان بچانی دشوار ہوتی یہ باتین اپنے دل مین
کرکے ایک شاخ درخت کو کہ وہ ایک وجب سے زیادہ نہ تھی اُسپر سحر پڑھ کر کارد سے پیشانی اپنی
شگافتہ کرکے خون پیشانی اُس شاخ پر گرایا فی الفور وہ شاخ ایک کارد آبدار بنگئی ساحر نے اُس کارد کو
یا سامری جمشید کہکے اُسکے سینہ پر لگائی لالہ زار جادو نے سحر پڑھا فوراً چند سپر بنا سحر کی اُسکے سر و سینہ پر نمایان
ہوئین کارد مذکور اُن سپرون کو کاٹکر اُسکے سر پر پڑی ساحرہ نے پھر سحر پڑھا کہ وہ زیادہ کارگر ہو کے بصورت
اصلی ہو کے زمین پر گری جب وہ زخمی ہوئی غصہ اُسکو زیادہ ہوا پکاری اومردار خوار خبردار ہوشیار ہو جا کہ
اب مین بھی بڑے بڑے سحر کرتی ہون حتی الامکان تجھکو قتل کرتی ہون تو نے مجھے زخمی کیا ہر مین کب تجھکو
زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکے سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کرکے برق بنکر سوے فلک گئی اور وہان سے کڑک کر
سر پر مردار خوار جادو کے گری ادھر اُس نے چاہا تھا کہ سحر سے غرق زمین ہون لیکن غرق زمین نہو نے پایا تھا
کہ برق مذکور سر پر آہی گئی ساحر مذکور نے بدرجۂ مجبوری ایک ثمر درخت صحرائی پہ سحر پڑھ کے برق مذکور پر مارا اُسکے
مارنے سے وہ برق کچھ رکی لیکن اُسکا سر زخمی ہو گیا برق مذکور چمک کر پھر بلند ہونے کو تھی کہ وہی خون اپنے
سر پر مردار خوار جادو نے چلو مین لیکر سحر اُسپر پڑھ کر یا سامری کہکر برق مذکور پر پھینکا فی الفور لالہ زار جادو
بصورت اصلی ہو کے بالاے خاک گری آہ آہ کرنے لگی کیونکہ آبلے اُسکے تن پر جو اُس خون سے پڑگئے تھے اُنہین
سوزش بیحد تھی اُس وقت مُردار خوار نے چاہا تھا کہ ساحرہ مذکور کو پکڑ کے ایک طمانچہ مار کے بعدہ ہلاک
کیجیے ناگاہ اُسنے اُسی حال مین سحر پڑھ کے پاؤن اپنے زمین پر مارے اور غرق زمین ہوئی مردار خوار بھی
سحر سے غرق زمین ہوا شاہزادہ رستم ثانی دور سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا اب دونون کے غائب ہوتے سے
حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ جادوگر عجب عجب سحر کرتے ہین کہ عقل حیران ہر دیکھیے اب کیا ہوتا ہر ابھی
شاہزادہ اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ وہ دونون لڑتے ہوئے زمین سے باہر نکلے لالہ زار جادو مردار خوار
جادو سے عاجز ہو کے سحر سے بشکل غلیواز بن کے سوے فلک اُڑی اور چاہا کہ بھاگ کر صندلان شاہ کے
پاس جاے ساحر مذکور بھی سحر سے بصورت عقاب ہو کے اُڑا اُسکے تعاقب مین مانند باز کے چلا تیز پروازی
سے جلد ہو چکر اُسکا سد راہ ہوا غلیواز مذکور نے نہایت تنگ و عاجز ہو کے پنجہ و منقار سے لڑنا شروع
کیا آخر عقاب مذکور نے اُسکو اپنے پنجہ مین دبا کر منقار سے پارہ پارہ کر ڈالا لالہ زار جادو بصورت اصلی
ہوکر پارہ پارہ ہو کے سوے فلک سے بالاے خاک گری اعضا اُسکے جابجا خاک پر مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ساحرہ مذکورہ باین صورت تڑپکر مرگئی اُسکے مرنے سے ہواے تند چلی ابر

سیاہ آسمان پر ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد پیدا ہوئی سنگ باری و برف باری ہونے لگی آندھی سیاہ
آئی تاریکی بہت ہوئی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعدہ وہ ابر و تاریکی و سنگ باری وغیرہ موقوف ہوئی
بیرون نے سحر کے لالہ زار جادو کے مرجانے سے غمگین ہوکے اسی کے نام سے یون پکارا کہ افسوس صد
افسوس مردیم بمطلب خود نرسیدیم کہ نام ما لالہ زار جادو بود بعد اس آواز دینے کے بر سحر لالہ زار جادو کے
ایک جانب نالان و گریان چلے گئے شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفع تاریکی کے جو دیکھا تو کوہ لالہ زار کا
نشان بھی نہ پایا بہایت حیرت ہوئی ابھی شاہزادہ موصوف حیران ہوکے سوے کوہ لالہ زار دیکھ رہا تھا کہ
عقاب مذکور غصہ مین بھرا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر بصورت اصلی ہوا شاہزادہ موصوف سے عرض کرنے لگا
دیکھا آپ نے کہ مین نے اپنے دشمن کو کیونکر ہلاک کیا شاہزادہ نے تعریف اُسکی ہمت و جرأت کی کرکے کہا
اے مردار خوار جادو ابھی کوہ لالہ زار یہان تھا ابھی اُسکا نشان بھی معلوم نہین ہوتا ہے اُس نے عرض کیا کوہ
لالہ زار سحر لالہ زار جادو کا تھا جب وہ مرگئی سحر اُسکا دفع ہوگیا کوہ مذکور غائب ہوگیا یہ کہکے اپنے دشمن
پر فتحیاب جو ہوا تھا ہنستا ہوا شاہزادہ کو ہمراہ لیکر لاشہ لالہ زار جادو کا وہین چھوڑکر آگے روانہ ہوا اور
اپنے مکان پر پہونچکر اسباب سحر و اشیا نادر سحر اپنی جھولی مین رکھ کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہوکر عرض کرنے
لگا اب جو حکم ہو بجا لاؤن مین اپنے دشمن کو قتل کر چکا اُسکے ہلاک کرنے سے فراغ حاصل ہو چکا شاہزادہ
نے کہا چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم صندل ہو وہان مجھے لے چلو اُس نے عرض کیا اچھا تشریف لیچلیے
ہنوز مردار خوار ہمراہ شاہزادہ کے سوے مقام لوح مذکور روانہ نہوا تھا کہ سرشار شاہ و حدید شاہ بقصد
مجلس شب و روز راہ طے کرکے مع کل لشکر کے وہان آئے شاہزادہ موصوف اُنکے آنے سے خوش ہوا پھر اُنسے
کہا اب مین یہان سے برائے حصول لوح ہمراہ مردار خوار جادو کے جاتا ہون آپ سب صاحب میرے منتظر
مین آئیے گا حدید شاہ نے کہا ہمارا دل چاہتا ہے کہ دو چار روز آپ لشکر ہی مین رہیے بعد ازان جائیے گا
فی زمانہ برائے حصول لوح طلسم جانا خوب نہین ہے کیونکہ یہ ایام نحس ہین شاہزادہ نے حدید شاہ
کے کہنے سے وہان قیام کیا اس مدت مین زخم بھی مردار خوار جادو کے اچھے ہوگئے قوت و توانائی بھی اُسے
حاصل ہوگئی بعد چند روز کے شاہزادہ ہمراہ مردار خوار جادو کے لشکر کو اسی جگہ چھوڑکر روانہ ہوا ساحر
مذکور بشکل عقاب بر سے ہوا اُڑتا ہوا جاتا تھا شاہزادہ مرکب کو دوڑاتا ہوا عقاب کو دیکھتا ہوا قطع راہ
کرتا تھا جس جگہ شام ہوتی تھی وہان قیام کرتا تھا صبح کو بعد اکل و شرب پھر ہمراہ اُسی ساحر کے اسیطرح صحرا
نورد ہوتا تھا اسیطور سے بعد چند کوچ و در مقام کے اور اکثر اُن بلاؤن اور دشمنون کو جو سد راہ ہوتے تھے
دفع و ہلاک کرتا ہوا مردار خوار جادو ہر جگہ اعانت کرتا ہوا شاہزادہ اُس سے خوش ہوتا ہوا ایک
روز ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا مردار خوار جادو نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ مبارک ہو کہ اب منزل مقصود
کے قریب پہونچ گئے دیکھیے وہ ابر سیاہ گھرا ہوا معلوم ہوتا ہے جس جگہ وہ ابر ہے وہین لوح طلسم بھی ہے آجکی
شب اس صحرائے راحت افزا مین بسر کیجیے صبح کو یہان سے روانہ ہوجیے دوپہر تک یقیناً اُس ابر سیاہ تک
پہونچ جائیگا آج کی رات بعد نماز کے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے گا کہ مردار خوار جادو و سحاب جادو
عرف آبشار جادو محافظ لوح طلسم صندل پر فتحیاب ہو لوح طلسم صندل دستیاب ہو کیونکہ یہ مرحلہ
نہایت سخت ہے سحاب جادو ایک نامی ساحر ہے صندلان شاہ کا جز خواہ ہے شاہ طلسم اُسے اپنا قوت بازو

جانتاہی سحر مین گویا اپنے برابر سمجھتا ہی اسی وجہ سے اسکو محافظ لوح طلسم اس نے کیا ہی اور لوح کو عجب حفاظت سے
رکھا ہی شاہزادہ نے پوچھا لوح کو کیونکر رکھا ہی اس نے عرض کیا کل وہان پہونچکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے گا
اگر مین اس وقت بیان کرونگا تو آپ خیال کیجیے گا کہ یہ جھوٹ کہتا ہی اے شاہزادہ عالی وقار کیا عرض کرون
صندلان شاہ نے لوح طلسم صندل کو عجب حکمت و صنعت سے رکھا ہی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہی
نہایت حفاظت اسکی کی ہی کیا مجال کسی غیر ساحر یا ساحر ادنی کی کہ لوح تک جاسکے ایک دو شخصون کا کیا ذکر
ہی اگر دو چار لاکھ مردم مجتمع ہوکے وہان جائین تو بھی لوح طلسم نہ پائین سب کے سب ایک آن مین جلکر خاک
ہوجائین ہان ایسا ہی کوئی ساحر زبر دست ہو اور اُسکے پاس اشیاے نادر طلسمی ہون اور تقدیر اسکی
یاور ہو تو شاید وہ زیر ابر مذکور دمک جاسکے اور سحاب جادو سے رہٹ سکے اسکو ہلاک کرکے ابر سیاہ کو دفع کرسکے اور
دیگر لاکھون ساحرون کو جو محافظ لوح ہین اُنسے لڑکے سب سے اپنی جان بچاکے اُنکو قتل کرکے لوح مذکور
کے قریب جاسکے شاہزادہ رستم ثانی یہ حال اُسکی زبانی سُنکے متردد ہوکے پوچھنے لگا اگر ایسی حفاظت
سے لوح کو کھا ہی تو کیونکر ہاتھ آئیگی آلبغار جادو و دیگر ساحران کثیر کیونکر قتل ہونگے لوح طلسمی کیونکر
ہاتھ آئیگی مردخوار جادو نے ہنسکر کہا اب کچھ تردد نہ کیجیے اگر آپ کا خدا چاہیگا اور اقبال آپکا معین و
مددگار ہوگا تو یہ خاکسار ہر ایک ساحر نابکار کو ہلاک کریگا آپ کو لوح طلسم صندل تک پہونچا دیگا گو یہ
کمترین بظاہر ایک ادنی ساحر معلوم ہوتا ہی لیکن غور کیجیے کچھ سمجھ کے صندلان شاہ نے اس ناچیز کو قید کیا تھا
اس وقت میرے پاس وہ اشیاے نادر طلسمی ہین کہ اگر صندلان شاہ بھی یہان آکے مجھسے لڑے تو اسکو بھی
مشکل پڑے اگرچہ میرے سحر سے مارا نجائیگا مگر گھبرا جائیگا دیوانہ ہوجائیگا بس اشیاے نادرہ مذکورہ کے
بھروسے پر مین نے یہ عزم کیا ہی کہ آپ کو آلبغار جادو تک جسکو سحاب جادو بھی کہتے ہین پہونچادون اور
دلیرانہ اس سے مقابلہ کرون ورنہ مین ہمراہ آپکے نجاتا شاہزادہ رستم ثانی اُسکی تقریر سنکے خوش ہوا
دل کو اطمینان ہوا شکو بعد نماز مغرب مین واسطے حصول مطلب دلی کے پروردگار عالم سے دعا کرنے لگا پھر بعد
اکل و شرب شب بھر دونون نے بیداری مین بسر کی وقت سحر بعد ادائے نماز سحر اس صحراے سبزہ زار سے ہمراہ ساحر
مسطور کے شاہزادہ موصوف آگے روانہ ہوا قریب دوپہر کے لوز وہ کا ایسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے وہ ابر سیاہ
ڈیڑھ کوس کے یا کم اس سے فاصلہ پر تھا مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا اب تھوڑی دور اور
یہان سے چلیے بعد ازان ٹھہر جائیے گا آگے روانہ نہوجیے گا کیونکہ یہ ابر سیاہ ایک کوس کے مربع مین محیط ہی پانی
اس ابر سے علی الاتصال برستا ہے یہ ابر سحر ہی اور وہ پانی بھی آب سحر ہی خاصیت اسکی مختلف ہی جس شخص پر
ایک قطرہ آب بھی گرے گا وہ مانند شمع کافوری کے جل جائیگا اور ہر ایک قطرہ آب سے ایک ساحر تلوار سپر
بدست پیدا ہوگا یہ باتین کرتا ہوا سوئے ابر سیاہ چلا جب قریب اس ابر کے پہونچا چونکہ مانند کف دست
کے میدان وسیع تھا شہزادہ فیجاہ نے دیکھا کہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی متواتر اُس سے پانی برس رہا ہی ابر مین
برق کی چمک ہی رعد کی سی آواز ہی زیر ابر ایک تالاب ہی گو علیحدہ بھی ہی چہار طرف اُس تالاب کے پانی
برستا ہی لیکن زیادہ تر اس تالاب عمیق مین پانی برستا ہی وہ تالاب پختہ ہی نہایت خوبی سے بنانے والے
نے بنایا ہی دیکھنے سے اسکے عقل حیران ہوتی ہی حکمت و صنعت صناع تالاب کی مشاہدہ سے ثابت ہوتی ہی
اس تالاب مین پانی بھرا ہوا ہی مچھلیان الانواع و اقسام کی رنگ برنگ بڑی چھوٹی اُسمین اُچھلتی ہین

باہم چہار طرف نگران ہوکے بزبان فصیح کہتی ہین خبردار و ہوشیار رہو حفاظت لوح طلسم مین قصور نہو
آج خودبخود دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا باعث ہے پھر انھین ماہیان تالاب سے کچھ مچھلیان بہ آواز بلند
کہتی ہین اے آلبشار جادو ہمتو ہوشیار ہین آپ بھی خبردار رہیے گا آج کچھ خودبخود دل گھبراتا ہے وہ گفتگو
انکی سنکے مانند رعد بہ آواز بلند متکلم ہوتا ہے جواب دیتا ہے مین خبردار ہون آج میرا دل بھی پریشان ہے اے ماہیان
سحر میرا دل گو پریشان ہے مگر حفاظت لوح مین معروف ہے بظاہر باعث اضطراب دل و پریشانی خاطر یہ ہے کہ زمانہ
بقاے طلسم صندل اب کم ہے طلسم کشا کے آنے کا خیال ہے کیا عجب کہ طلسم کشا امروز فردا یہان آئے لوح
طلسم صندل اکو حاصل کرنا چاہے مگر میری زندگی تک وہ ہرگز لوح نپائے گا زیر ابر آکے جل جائے گا
آلبشار جادو یہ کہتا تھا مچھلیان اُسکی تقریر سنتی تھین پانی برستا تھا تالاب مثل بحر کے کثرت آب سے
موجزن تھا درمیان مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی مجوف مانند سوراخ ہاے غربال کے تھا پانی تالاب کا
بالاے میل مذکور جاتا تھا اور فوارہ سوراخہاے میل مذکور سے چھوٹتا تھا اور کنارہ تالاب تک پانی
فوارے کا پہونچتا تھا مردار خوار جادو نے کہا آپ اس جگہ ٹھہر جائیے زیر ابر نجائیے ورنہ ہلاک ہوجائیے گا بعد موقوف
ہونے ابر باران کے کنارہ تالاب تک تشریف لائیگا اگر یہانتک پہنچے سحر آلبشار جادو کے آئین تو اُسنے
اپنے تئین مختفی کرکے حتی الامکان بچائے گا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی جھولی سے ایک انگشتری نکالکر
رستم ثانی کو دی اور کہا اس خاتم طلسمی کو اپنے داہنے ہاتھ کی کنی انگلی مین پہن لیجیے خاصیت اس تحفہ
نادر طلسمی کی یہ ہے کہ کسی ساحر کا سحر اسکی موجودگی مین آپ پر اثر نکریگا شاہزادہ نے وہ انگشتری کہ
ایک نقش اُسپر کندہ تھا اور نگینہ اُسکا عقیق سرخ کا تھا پہن لی مردار خوار جادو انگشتری دیکر سحر
پڑھکر برق بنکر سوے فلک گیا اور وہان سے اُس ابر پر گرا شاہزادہ نے دیکھا کہ اُس ابر مین حرکت
پیدا ہوئی برق زیادہ چمکنے لگی صداے رعد قبل سے زیادہ آنے لگی پانی ابر سے بہ نسبت قبل زور سے
برسنے لگا اب اُس پانی کے ہر ایک قطرہ سے ایک سوار تیغ و سپر باندھے ہوے پیدا ہونے لگا پانی تالاب کا
جوش و خروش مین آیا مچھلیان گھبرا گھبرا کے ہزار ہا کنارے تالاب کے آکے بصورت محافظان و نگہبان
قطار در قطار جمع ہوئین اور پکارین اے آلبشار جادو خیر تو ہے آج یہ کیا واقعہ ہے چونکہ سحاب جادو
عرف آلبشار جادو مردار خوار جادو سے لڑائی مین مصروف تھا ماہیان تالاب کو اُسنے کچھ جواب
نہ دیا شاہزادہ ابھی جانب ابر و تالاب دیکھ رہا تھا کہ وہ سواران سحر آلبشار جادو رستم ثانی کو دیکھکر
ہزار در ہزار سپر تلوار لیکر بڑھے آکے چہار طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے بھی تلوار کھینچی سواران مذکور تلوار لگانے
لگے شاہزادہ نہایت ہوشیاری و چالاکی سے اُنسے لڑنے لگا ضرب شمشیر اُن سحر کے پتلون کی اپنی
سپر پر روکنے لگا انگشتری مذکور کے سبب بچنے لگا زخمی و قتل ہونے سے محفوظ رہا اسی طرح وہ سحر
کے پتلے بھی ضرب شمشیر آبدار شاہزادہ سے زخمی و قتل نہوتے تھے بڑھ بڑھ کر سینہ و سر پر تلوار روکتے
تھے اودھر شاہزادہ اُنکے قتل نہونے سے حیران تھا اور وہ ہزارہا سوار حیران و پریشان تھے کہتے
تھے کیا باعث ہے کہ طلسم کشا پر ہماری تلوار کا اثر نہین ہوتا ہے شاید اسکے پاس تحفہ طلسمی ہے ذرا ہٹے رہو
قریب اُسکے نجاؤ ادھر تو شاہزادہ سواران مذکور سے مصروف جنگ تھا اُدھر مردار خوار جادو جو برق سحر
ہوکے ابر سحر پر گرا تھا بعد جنگ بسیار اُسنے ابر کو پارہ پارہ کیا آلبشار جادو غضبناک ہوکے ابر مذکور سے

ظاہر ہوا پکارا او مردار خوار نمک حرام تو کیونکر قید سے رہا ہوا مجھے حیرت ہے بعد رہا ہونے کے ہمراہ طلسم کشا کے
یہان آیا ہی کیا مجال تیری کہ تو میری زندگی مین لوح طلسم صندل تک جا سکے طلسم کشا لوح پا سکے یہ
کہکے ناریل چوٹی دار نکالکر سحر اُسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا ہمدم خوار جادو نے چاہا تھا کہ تڑپکر بلند
ہون ناریل مذکور سے بچون مگر نہ بچ سکا آکے پہٹا اسکے پھٹنے سے دھوان پیدا ہوا سوا اسکے کارد وغیرہ
کے ٹکڑے اُس سے نکلے دھوین سے تو مردار خوار جادو اپنی صورت اصلی پر رہا مگر کارد وغیرہ کے ٹکڑے جو دو
ایک اُسپر پڑے اُنسے زخمی ہوا لیکن صرف سر و پیشانی پر ہلکے ہلکے دو زخم کھائے بعد زخمی ہونے
کے مردار خوار جادو نے اُن تحفہاے طلسمی سے جو چند تحفے نادر اور انتخاب اسکے قبضے مین تھے
اُنمین سے ایک تحفہ طلسم کہ ایک گوہر کلان تھا اور واسطے ساحر وغیر ساحر کے گویا وہ ایک
گولہ توپ کا تھا یا ایک گولی بندوق کی تھی کہ سینہ کو توڑکر گذر جاتی تھی بجز شاہ طلسم کے کوئی اُس سے
جانبر نہو سکتا تھا وہی گوہر جھولی سے نکالکر خون پیشانی و سر سے اُسے آلودہ کرکے پکار کر کہا اے
آلبشار جادو تونے تو مجھے زخمی کیا لیکن اگر مرد ہے اور دعوے سحر و ساحری کا رکھتا ہے تو اس گوہر کو پہچان
اُس نے پہچانکے چاہا کہ غرق زمین ہون ہنوز آلبشار جادو اپنے سحر سے غرق زمین نہوا تھا کہ مردار خوار
جادو نے یا سامری کہکر اُس گوہر کو اُسکے سینہ پر کھینچ مارا راوی ناقل ہے کہ جب وہ گوہر اُسکے سینہ پر
پڑا اُسنے آہ کی جبتک اُسکے دفع کرنے کے واسطے کوئی سحر پڑھے وہ سینہ کو توڑکر نکل گیا آلبشار جادو
زمین پر گرتے ہی ہلاک ہو گیا اُسکے مرنے سے وہ ابر دھوان ہوکے غائب ہو گیا بارش موقوف ہوئی
وہ سحر کے سوار جو شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے تھے دفعتہً قطرہاے آب ہوکے زمین پر گرے
اسی طرح ہزارہا مچھلیان جو سحر آلبشار جادو سے تالاب کے کنارہ پر جمع ہوئی تھین وہ بھی نابود ہوئین
پانی تالاب کا جوش و خروش مین آکے خشک ہونے لگا تھوڑی دیر مین جو دیکھا تو نہ تالاب تھا نہ پانی کا کہین
نام و نشان تھا صرف ایک میدان نظر آیا ایک میل فولادی زمین پر گڑا ہوا دکھائی دیا اور کئی ہزار ساحران
اصلی نارنج و ترنج ہار فلفل دانہ آتش کے کارد سحر گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے
اُس جگہ سے پیدا ہوے کہ جہان وہ میل بجوف گڑا تھا آگے آگے اُن ساحرون کے ایک ساحر زبردست
کہ نام اُسکا ناظر جادو تھا دکھائی دیا وہ پاس میل مذکور کے ٹھہر کر مردار خوار جادو کو دیکھکر کہنے لگا او نابکار
غضب کیا تونے کہ سحاب جادو عرف آلبشار جادو کو ہلاک کیا طلسم کشا کا شریک ہوا اپنے بادشاہ سے
منحرف ہوا نمکحرامی پر کمر باندھی طلسم صندل کے مٹانے کی فکر کی خبردار ہو جا کہ ابھی مین زندہ ہون تجھکو اور طلسم
کشا کو یہانتک آنے نہ دونگا حتی الامکان تجھکو اور طلسم کشا کو قتل دگر فتار کرونگا ناظر جادو یہ کہہ رہا تھا
آلبشار جادو کے مرنے سے گویا آثار قیامت ہویدا تھے آندھی سیاہ آئی تھی برق چمک رہی تھی رعد کی
ابر سے صدا آتی تھی سنگ باری و برف باری ہو رہی تھی ہواے تند چل رہی تھی تاریکی محیط عالم تھی ایسے
وقت مین مردار خوار جادو نے تقریر ناظر جادو کی سن کے شاہزادہ رستم ثانی کو پاس اپنے بلاکے
ساحر مذکور کو جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے عوض بدی کا بدی ہے شاہ طلسم نے میرے ساتھ دشمنی کی مجھے بجرم
و خطا قید کیا تھا اب مین رہا ہوا ہون اُسکے ساتھ بھی دشمنی کرونگا جس طرح آلبشار جادو کو ہلاک کیا ہے تجھے
بھی ہلاک کرونگا گو تو ساحران زبردست سے ہے زیر زمین محافظ لوح طلسمی رہا ہے مگر مین تجھسے ڈرتا نہین اگر

اگر تجھکو اپنی زندگی مطلوب ہی تو آمادہ جنگ نہو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر لوح طلسمی کے لینے مین سدراہ
نہو مین بدوستی تجھسے کہتا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا ابھی میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا او بدکردار مین مانند تیرے نمک حرام نہین ہون کہ اپنے بادشاہ سے منحرف
ہوکے نمک حرامی پر کمر باندھون شریک طلسم کشا ہو جاؤن اجازت دیدون کہ لوح طلسمی لے لو مین نمک حلال
ملازم شاہ طلسم ہون تجھسے کچھ ڈرتا نہین ہون ذرا تو ادھر قدم تو بڑھا دیکھ تو کیا کرتا ہون مردار خوار جادو
یہ تقریر اُسکی سنکے برہم ہوکے آگے بڑھا رستم ثانی نے بھی مرکب اپنا آگے بڑھایا ناظر جادو نے اپنے
ہمراہی ساحرون سے کہا تم سب یکبارگی حملہ کرکے پے در پے سحر کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر
کرو مین اس نمک حرام مردم خوار جادو کو قتل یا گرفتار کرتا ہون یہ نابکار میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
اگر لیبتار جادو ہلاک ہو گیا تالاب وا برسٹ گیا تو کیا اندیشہ ہے مین تو ابھی زندہ ہون ساحران نابکار اُسکے
کہنے سے طلسم کشا پر بارش اشیاے سحر کرنے لگے کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کوئی کارد سحر کوئی گلدستہ سحر
مارنے لگا شاہزادہ تلوار علم کرکے اُنپر حملہ در ہوا سحر اُنکے شاہزادے پر اثر نکرتے تھے شاہزادہ اُنکو
تیغ آبدار سے قتل کرتا تھا ساحر حیران تھے یہ نجانتے تھے کہ پاس رستم ثانی کے انگشتری جمشیدی ہے جو
باطل السحر ہے ابھی شاہزادہ موصوف ساحران مذکور سے لڑ رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی ناگاہ ناظر جادو نے
حلقہ کمند سحر مردار خوار جادو پر پڑھ کر پھینکے چاہا کہ اُسکو کمند سحر مین اسیر کرتے لیکن مردار خوار جادو نے بزور
سحر برق بنکر حلقہاے کمند کو جلا کر سوے فلک گیا ناظر جادو حیرت سے دیکھتا ہی رہگیا مردار خوار بھی فلک
سے برق بنا ہوا بصد غضب اُسپر گرنے لگا وہ بزور سحر غرق زمین ہو گیا بعد ایک لمحہ کے دور جاکر زمین
سے نکلا اور ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے کارد سے پیشانی اپنی شگاف کرکے خون گلدستہ
مذکور پر ڈالا کہا یا خداوند سامری لیکے مردار خوار جادو پر مارا وہ سر پر ساحر مذکور کے آکے پھٹا
گل وغنچہ اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گرتے ہی اُنکے ہواے سرد چلی کچھ غبار اُڑا بعد ایک لمحہ کے
دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک چمن گلہاے رنگا رنگ کا زمین پہ ہے پھول سب شاداب ہین برگ
سبز ہین درخت ہرے بھرے ہین ڈالیان پھولون مین لدی ہین طائران رنگا رنگ مابین چمن نغمہ سرا ہین
مردار خوار جادو درمیان چمن کے کھڑا ہی تھی بوے گلہاے چمن سونگھ کے مانند مست کے جھومتا ہی
گاہ ہوشیار ہوکے چمن کو دیکھتا ہی اور پھولی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہی ابھی دیکھنے والے دیکھ رہے تھے
اور مصروف جنگ بھی تھے ناظر جادو خوش ہوکے آگے بڑھا تھا کہ اب چل کے مردار خوار جادو کو
کہ مسحور سحر ہو چکا ہی بیہوشیت قتل کیجیے ناگاہ مردار خوار جادو نے کہ ساحر زبردست ہی مبتلاے سحر ہوکے
بوے گلہاے چمن سے مستانہ وار جھوم کے پھر ہوشیار ہوکے ایک گولا فولادی اپنی جھولی سے نکال
کے سحر اُسپر پڑھ کے اُس چمن پر مارا وہ چمن سحر مانند خس وخاشاک کے جلنے لگا گولا جو پھٹا اُسمین سے
شرارے اور دھوان پیدا ہوا وہ دخان ناظر جادو کے گرد محیط ہوا مانند ایک گنبد کے ہو گیا ناظر اُسمین
نہان ہو گیا اُسکے لشکر کے ساحرون نے اُسے دھوئین مین بند دیکھ کے بعض نے یقین کیا کہ ہمارے افسر کو
مردار خوار جادو نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سردار ہمارا قید ہو گیا اب لڑنا بیکار یہان سے بھاگنا چاہیے
ہنوز ایک لمحہ بھی اُسے بند ہوئے نہ گذرا تھا کہ وہ اپنے سحر سے شرارہ بنکے اُس دھوئین سے نکل گیا

اور پھر بصورت اصلی ہو کے مردار خوار جادو پر گولا فولادی سحر دم کر کے مارا ادھر اسنے اُس گولے کی طرف
دیکھکر سحر کے کلمات ورد زبان کر کے اپنی انگلی سے اشارہ کیا وہ مانند ترنج یا لیموں کے درمیان سے
دو ٹکڑے ہو کے بالائے خاک گرا مردار خوار جادو نے سکرا کر کہا او ناظر جادو او چھوکرے تو مجھ بڈھے
جہاندیدہ جنگ آزمودہ ساحر زبردست پر ایسے چھوٹے چھوٹے ادنیٰ ادنیٰ سحر کرتا ہے اسسے کیا فائدہ ہوگا
کوئی ایسا سحر کر کہ فائدہ بھی کچھ ہو میں زخمی یا قتل ہوں اُسنے خجل ہو کے جواب دیا ادھر مردار خوار اتنک
تو میں نے تجھپر اونی اونی سحر کیے تھے مگر اب تیرے کہنے سے وہ سحر کرتا ہوں کہ جسپر مجھے ناز ہے یہ کہکے ایک
تپلا آرد ماش کا مع شمشیر و مرکب بنایا اور اُسپر سحر دم کر کے چند قطرہ خون انگشت کے اُسکے دہن میں ڈالے
وہ آنًا فانًا بڑھنے لگا یہانتک کہ مثل انسان کے ہو گیا اور مرکب بھی مانند عربی گھوڑے کے بڑھ گیا
اُس وقت اُس سحر کے پتلے نے آنکھیں کھولکر کہا ای ناظر جادو کیا حکم ہے اُس نے کہا ای سوار سحر سامری
جلد جام مردار خوار جادو کو قتل کر وہ تیغ تول کر مرکب کو بڑھا کر جانب مردار خوار جادو چلا ادھر
اُسنے ایک گلدستہ پھولوں کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے اور خون پیشانی اُسپر ڈال کے پکار کے کہا او
ناظر جادو دیکھ ایسا بھی سحر تو نے کسی کو کرتے نہ دیکھا ہوگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ اُس سوار نے قریب آکے چاہا کہ
تلوار لگائے کہ مردار خوار جادو نے بعجلت تمام وہ گلدستہ اُسپر مارا وہ بالائے سر سوار مذکور پھٹا پھول
اُسکے سر و رُخ پر گرے بو اُن پھولوں کی سونگھکر مسخر و مطیع ہو کر ہاتھ کو روک کر کہنے لگا ای مردار خوار جادو
میں فرمانبردار ہوں جو کہو ابھی کروں اُس وقت مردار خوار نے کہا اس چھوکرے ناظر جادو کو جا کر قتل کر
سوار مانند برق کے تڑپکر چلا ناظر جادو یہ حال دیکھکر گھبرایا پہلے چند گولے سحر کے اُسپر مارے اُسنے
سر و سینہ پر وہ گولے روک کے قدم آگے بڑھایا ناظر جادو نے سنار و سحر اُسپر لگائی وہ بھی اُسپر کارگر نہوئی
اسی طرح بہت سے سحر کیے چاہا کہ دفع ہو یا جل کے خاک ہو مگر وہ سوار کسی طرح دفع نہوا نہ اُسکو کچھ
ضرر پہونچا ناظر جادو پریشان خاطر ہو کے پیچھے ہٹنے لگا ادھر مردار خوار اپنے سحر سے اُسے زور دینے لگا
سوار مذکور غضبناک ہو کے جانب ناظر جادو بڑھنے لگا آخرکار ناظر جادو نے مجبور ولاچار ہو کے ارادہ
کیا کہ جلد سحر سے غرق زمین ہو جائے اپنی جان اپنے ہی سحر سے بچائے ہنوز ناظر جادو سحر پڑھ رہا تھا
غرق زمین نہوا تھا کہ سوار مذکور نے جھپٹ کر اُسپر تلوار لگائی اُس نے اُس سحر کے پڑھنے کو ترک کر کے
اور ایک سحر ایسا جلد تر پڑھا کہ چند سپریں سحر کی اُسکے سر پر ظاہر ہوئیں تلوار سوار کی اُن سپروں کو
کاٹکر اُسکے سر پر اس طرح پڑی کہ سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر گئی ناظر جادو دو ٹکڑے ہو کے بالائے
خاک گرا ٹکڑے اُسکے لاشے کے زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے روح اُسکی تن دونیم
سے نکل کے سوے عدم گئی اُسکے مرنے سے بھی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی فلک پر ابر سیاہ پیدا ہوا
برق چمکی آواز رعد آئی سنگ باری ہونے لگی ابھی سحاب جادو عرف آبشار جادو محافظ لوح طلسم
صندل کے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ بخوبی دفع نہوئی تھی کہ ناظر جادو کے ہلاک ہونے سے
زمانہ تیرہ و تاریک ہوا تھوڑی دیر تک دونوں ساحران نامی مذکور کے مرنے سے تاریکی اور سنگ باری
و برف باری رہی آخرکار وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی پہلے آبشار جادو کے سحر کے بیروں نے اُسکے نام سے
یوں بآواز بلند کہا افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آبشار جادو تھا پھر اسی طرح ناظر جادو کے سحر کے

پکارے کہ افسوس ہزار افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا ناظر جادو تھا بعد آنے ان آوازون کے دو بونڈے
زمین پر پیدا ہوئے ایک بونڈے مین لاشہ آبشار جادو کا دوسرے بونڈے مین لاشہ ناظر جادو کا
زمین سے اُٹھکر بلند ہوا وہ بونڈے یعنی بیر اُن ساحرون کے سحر کے اُنکی لاشین اُٹھا کے سوے شاہ
طلسم روانہ ہوئے بعد جانے لاشہ ہاے مذکور کے مردار خوار جادو نے دیکھا کہ باوجود قتل ہونے
ساحران مذکور کے یہ ساحران نابکار شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے ہین گو قتل ہو رہے ہین مگر بھاگتے
نہین ہین برابر سحر کر رہے ہین ترسول پنسول بھی مار رہے ہین یہ دیکھکر غضبناک ہوکے خود بھی اُنپر سحر کیا
اور سواے سحر کے کہا اب ان ساحرون کو قتل کرو وہ تو تابع حکم تھا اُنھین قتل کرنے لگا ساحران مذکور جنگ سے
عاجز ہوکے تاب مقابلہ نلاکے بہت سے قتل ہوکے طالب امان ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا امان تمکو
بشرط قبول دین و ایمان دیجائیگی اُنھون نے عرض کیا ابھی ہم داخل دین اسلام نہ ہونگے کیونکہ ہمکو آپکی طرف سے
شاہ طلسم سے لڑنا ہوگا اگر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائینگے تو سحر بھول جائینگے بس امیدوار ہین کہ ہماری
التجا کو قبول کیجیے شاہزادہ نے اُنکی التماس بدل قبول کرکے اُنھین امان دی وہ سب ساحر کہ دو ہزار سے
زیادہ تھے مطیع دین اسلام ہوکے قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک ساحر پر مہربانی کی بعدہ مردار خوار
جادو نے لاشے ساحرون کے پڑے ہوے دیکھکر تاب ضبط نہ لاکے موافق عادت قدیم
گوشت اُنکا پیٹ بھر کے کاردسے کاٹکر کھایا رستم ثانی نے اُسے گوشت ساحران مقتول کا کھاتے دیکھکر
قریب جاکر گوشت مذکور کے کھانے سے منع کیا پھر اُسکے دلیرانہ لڑنے کی اور کارہاے نمایان کرنے کی
تعریف کی اُسنے عرض کیا ای طلسم کشا یہ فتح محض اقبال حضور سے ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی
یہ کہکے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار اب دیر زنہار نکیجیے جلد اس میل فولادی کو ایک زور مین زمین سے
اُکھیڑ لیجیے اور لوح طلسم کو کہ زیر میل مذکور ہے نکال کے اپنے قبضے مین کیجیے لاشے آبشار جادو و
ناظر جادو سوے شاہ طلسم بونڈون مین لپٹ کر اور بلند ہوکے گئے ہین بیر اُن ساحرون کے سحر
کے بونڈے بنکر لاشے اُنکے اُٹھا کے لیگئے ہین مبادا لاشون کے دیکھنے سے غضبناک ہوکے تنہا یا ہمراہ
اپنے لشکر کے یہان آجائے تو اچھا نہوگا لوح طلسمی وہ ضرور لیجائیگا آپ سے اور مجھسے وہ نہ آئیگا
بلکہ مجھے اور آپکو اسیر کر لیگا کیونکہ وہ شاہ طلسم ہے گو کہ آپکے پاس انگشتری جمشیدی ہے اور
مین ساحر زبردست ہون میرے پاس بھی تحفہاے طلسمی دو چار ہین مگر وہ ہی ہے اور مین ایک
ساحر ہون اُس سے بخوبی مقابلہ نہ کر سکونگا شاہزادہ نے اُسکی تقریر کو سنکے بسم اللہ کہکے اُس میل
فولادی پر زور کیا وہ اپنی جگہ سے زور اول ہی مین اُکھڑ آیا مردار خوار نے خوش ہوکے کہا اگر یہ میل
آپ سے زور اول مین اپنی جگہ سے نہ باہر آتا تو لوح کے دستیاب ہونے مین تردد تھا اب کچھ اندیشہ
نہین ہے دیکھیے اسکے نیچے ایک صندوقچہ ہوگا اُس صندوقچہ کو اپنے ہی ہاتھ سے نکال کے لوح طلسمی اپنے
قبضے مین کیجیے شاہزادہ نے اُسکے کہنے پر عمل کیا لوح کو صندوقچے سے نکال کے اپنے گلے مین ڈال لیا
اُس وقت مردار خوار جادو و دیگر ساحر خوش ہوے ہر ایک نے کہا ای طلسم کشا مبارک ہو کہ
لوح طلسم صندل آپکے ہاتھ آگئی اب فتح کرنا طلسم صندل کا کچھ مشکل نہین ہے یہی لوح آپکو
ہر وقت ہر امر مین ہدایت کریگی جب دیکھیے گا حکم لوح سے آگاہ ہوجائیے گا رستم ثانی ہر ایک کی گفتگو سنکے خوش ہوا

بعدہ اُسی جگہ قیام کیا اور ساحرون سے قلم و قرطاس و دوات طلب کرکے دو نامے لکھے ایک نامہ تو
خورشید روشن دل کو لکھا اور ایک نامہ سرشار شاہ و حدید شاہ کو تحریر کیا مضمون دونون نامون کا
ایک تھا ہر ایک نامہ مین یہی لکھا تھا کہ عنایت خدا سے مین نے لوح طلسم صندل پائی ہر اب ارادہ بیان
سے آگے جانے کا ہی چاہتا ہون کہ آپ بھی ہم تک آجایے ہم آپ مجتمع ہوکے یکبارگی جانب طلسم
صندل روانہ ہون جب شاہزادہ یہ مضمون دونون نامون مین رقم کر چکا سر نامے لکھکر نامون کو
ملفوف کرکے سر نامون پر مہر اپنی کرکے کہنے لگا ای ساحران خیر خواہ من کہو تم سب مین کون ایسا ساحر ہی کہ جو
یہ دونون نامے لے جائے ایک خورشید روشن دل کو جا کر دے اور دوسرا نامہ حدید شاہ کو اثنائے
راہ مین دیدے کیونکہ وہ مع لشکر ضرور اس طرف آتے ہونگے اس وقت مردار خوار جادو نے عرض کیا ای
شاہزادہ ذیوقار یہ خدمت بھی مجھی سے لیجیے اس کام کا انصرام بھی اچھی طرح مجھسے ہوگا شاہزادہ نے
مع خاتم جمشیدی کے اُسے نامے دیدیے وہ رخصت ہوکے روانہ ہوا پہلے اثنائے راہ مین حدید شاہ وغیرہ
کو دیکھکر ایک نامہ اُسے دیا پھر وہان سے تخت سحر پر بیٹھکر سوئے خورشید روشن دل گیا بعد قطع راہ دور
و دراز دربار خورشید روشن دل مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی صدہا ساحران نامی نامور علی قدر مراتب بیٹھے
ہین خورشید روشن دل تخت پر رونق افزا ہی فرزند اسکا متصل تخت ایک کرسی جواہر نگار پر اُسکے پہلو مین مانند
دل کے ہی مردار خوار نے جملہ اہل دربار پر نظر کرکے خورشید روشن دل کو حسب قاعدہ سلام کیا اُس
شاہزادہ ذیوقار نے اُسے پہچان کے ساحر زبردست جان کے موافق اُسکی عزت کے ایک جگہ اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ
اُس جگہ بیٹھ گیا اُس وقت خورشید روشن دل نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مے مع شیشہ و ساغر لایا اشارہ
سے اپنے بادشاہ کے ساغر بلورین مے ناب بھر کے روبرو مردار خوار جادو کے لیگیا اُسنے یہ عنایت و
الطاف و عزت افزائی شاہ موصوف کی اپنی نسبت دیکھکر دل مین خوش ہوکے خورشید روشن دل کی
ثنا کرکے جام مے لیکے سلام بادشاہ کو اس عطیہ کا کرکے شراب پی جب دو چار جام مے ساقی سے لیکر شراب پی چکا
اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل شاہ موصوف
نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ دیا خورشید روشن دل نے میر منشی سے وہ نامہ پڑھوایا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکے بہت خوش ہوکے پوچھا ہمنے سُنا تھا کہ تجھکو صندلان نے قید کیا تھا رہائی تیری کیونکر
ہوئی اور لوح طلسم صندل شاہزادۂ رستم ثانی کو کس طور سے دستیاب ہوئی اُسنے تمام حال جو گذرا تھا ابتدا سے
تا انتہا بیان کیا بادشاہ موصوف سُنکے خوش ہوا پھر اُسی وقت حسب الطلب رستم ثانی کے سامان لشکر کشی
و جنگ کرکے اپنے فرزند کو ہمراہ لیکے مع تمامی سپاہ و ساحران نامی وغیرہ نامی کے بصد شان و شوکت و بہزار
جاہ و جلال تخت پر سوار ہوکے سمت شاہزادۂ رستم ثانی کوچ کیا مردار خوار جادو اثنائے راہ سے رخصت
ہوکے بضرورت کسی کار ضروری کے اپنے گھر گیا شاہزادہ رستم ثانی بجمعیت ساحران صحرا مین خیمہ زن تھا کہ
پہلے سرشار شاہ و حدید شاہ لشکر لیے ہوے آئے شاہزادہ اُنھین دیکھکر اُنکے آنے سے خوش ہوا
اُنھون نے تہنیت حصول لوح طلسم صندل کی دی پھر پوچھا کس طور سے لوح دستیاب ہوئی شاہزادہ نے
تمام حال لڑائی کا اور دستیاب ہونے لوح کا بیان کیا ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ سُنکے خوش ہوا ابھی داخلہ سرشار شاہ
اور حدید شاہ کا ہوا تھا لشکر طلسم کشا اُترا تھا بارگاہ مین و خیام ایستادہ و برپا ہوے تھے شاہزادہ بارگاہ مین

بیٹھا ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ سے ہم سخن تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے ناگاہ سوئے فلک
دیکھا کہ بہت سے ٹکڑے ابر سرخ و سیاہ کے نمایان ہوئے انمین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر کے ٹکڑے
سے پانی برستا ہوا معلوم ہوتا تھا کسی ٹکڑے سے پھول تر و تازہ گرتے ہوئے نظر آتے تھے کسی سے شعلہ ہاے آتش گرتے
تھے کسی سے بارش مروارید آبدار ہوتی تھی ہنوز رستم ثانی و سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ سوے ٹکڑہاے ابر دیکھ رہے
تھے ہر ایک کو جداگانہ خیال تھا کوئی جانتا تھا کہ صندل ان شاہ بجمعیت فوج کثیر براے مقابلہ و مجادلہ آتا ہے کیونکہ
لانے آبشار جادو و ناظر جادو کے اُسکے پاس پہنچے ہونگے پس تمام حالات سے وہ آگاہ ہوکے غضبناک ہوکے آتا ہے
کوئی سمجھتا تھا کہ یہ آمد بادشاہ خورشید روشن دل کی ہے کیونکہ طلسم کشا نے نامہ بدست مردار خوار جادو
روانہ کرکے اُسے طلب کیا تھا لہذا وہی بادشاہ ذیجاہ مع لشکر ظفر اثر بصد شان و شکوہ آتا ہے یکایک وہ ٹکڑہاے
ابر شق ہوئے کسی ٹکڑا ابر سے بالاے تخت زرین جواہر نگار بادشاہ خورشید روشن دل نمایان ہوا کسی ابر کے ٹکڑے سے
فرزند دلبند بادشاہ خورشید روشن دل عیان ہوا کسی ابر سیاہ سے افسران سپاہ بادشاہ موصوف پیدا ہوے کسی ابر سیاہ
و کلان سے لشکر کثیر ساحران ظاہر ہوا ہر ایک ساحر کو دیکھا کہ حصول اسباب سحر کی اُسکے دوش پہ ہے آثار خوشی و سرور
چہرہ سے عیان ہین بعضون کے ہاتھون مین ترسول و مثیول ہین عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے مختلف سواریون پر
سوار ہین کوئی فیل آتشین کوئی ہنس آتشین کوئی اژدر شعلہ فشان کوئی طاؤس سحر کوئی باز سحر کوئی لکلک سحر وغیرہ
جانوران وحش و طیر سحر پہ سوار ہے شاہزادہ رستم ثانی بادشاہ خورشید روشن دل کو دیکھکر خوش ہوا سرداران سپاہ کو
واسطے استقبال کے حکم دیا ہنوز سرداران سپاہ براے استقبال نہ گئے تھے سامان جانے کا کر رہے تھے کہ سوے فلک سے
خورشید روشن دل وغیرہ بالاے زمین آئے پھر سب سواریون سے اُترے خورشید روشن دل بھی اپنے تخت
سے اُترکر ہمراہ اپنے فرزند و اہل دربار کے بارگاہ طلسم کشا مین آیا شاہزادہ رستم ثانی نے تعظیم و تکریم کرکے شاہ موصوف
کو قریب تر اپنے بٹھایا فرزند بھی خورشید روشن دل کا پاس اپنے پدر کے بیٹھا اہل دربار و افسران سپاہ بادشاہ
موصوف بھی علی قدر مراتب بیٹھے تھے اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیان گلرو کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ
و جام بلورین لیکر بارگاہ مین آئے اور اشارہ شاہزادہ رستم ثانی سے اہل بزم و بارگاہ کو جام و ساغر بلورین مین شراب
ناب بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک خوش ہوکے پینے لگا جب ساقیان گلرخسار اہل بزم کو شراب پلا چکے کشتیان شراب کی
لیکر بارگاہ سے چلے گئے پھر بحکم رستم ثانی جو ارباب نشاط ہمراہ لشکر سرشار شاہ و حدید شاہ آئے تھے
انمین سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوبرو اور خوش گلو بھی تھی حاضر بارگاہ ہوئی اُسنے شاہزادہ ذیجاہ کو سلام
کرکے اپنے سازندون سے کہا جلد تر سازون کو درست کرو اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کرکے گت بجانا
شروع کیا رقاصہ مذکورہ بصد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم دیکھنے لگے خوش ہوکے کہنے لگے خدا نے یہ دن دکھایا
کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی اُسکے حصول کی خوشی یہ ظاہر ہوئی خورشید روشن دل کبھی سوے رقاصہ
دیکھتا تھا گاہ شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکے مبارکباد حصول لوح طلسمی کی دیتا تھا اور کہتا تھا اب
طلسم صندل کا درہم و برہم کرنا نام و نشان اُسکا مٹانا ہر ایک در شید توڑنا نہایت آسان ہے شاہزادہ خوش ہوکے جواب
دیتا تھا فضل خدا شامل حال ہوا لوح طلسم ملگئی اب اگر پروردگار چاہیگا تو جلد طلسم صندل کو بہدایت لوح توڑونگا
ابھی شاہزادہ موصوف خورشید روشن دل سے ہم سخن تھا ناگاہ رقاصہ مذکورہ نے بحالت رقص کرنے کے یہ نئی گت
ناچنے کے یہ غزل شروع کی غزل

ترا کی ہین جفائین اُس صنم کی — بلا کے ناز ہین چالین ستم کی

سماں آنکھوں نے ساون کا دکھایا
نظر پڑی جو اُسے ابر کرم کی

اگر ہاتھ آئے خاک اُسکے قدم کی
لگا دُون آنکھ مین سرمہ کے مانند

نہال اس وقت مین غمخوار ہے کون
کہون کس سے کہانی اپنے غم کی

ہم اُس کوچہ مین ایسے جم کے بیٹھے
کہ حالت ہوگئی نقش قدم کی

اہل بزم غزل مندرجہ سنکے بعض بعض پسند کر کے تعریف کرنے لگے اور رقاصہ کے خوش گلو ہونے کے بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے چار پہر کامل یہان بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ ناچ گانا ہر ایک رقاصہ نے حکم شاہزادہ سے موقوف کیا ہنگام شام خورشید روشن دل نے شاہزادہ سے کہا آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھے لوح حکم کیا دیتی ہے شاہزادہ نے لوح کو بسم اللہ کہکے دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو فتاح طلسم کو لازم ہے کہ یہان سے جانب دست راست روانہ ہو کیونکہ آگے طلسم رنگین حصار ملے گا اور یہ طلسم ایک شاخ ہے طلسم صندل کی یہ اُس سے جدا نہین ہے پس قبل اسی طلسم کی بربادی کی فکر کرنا چاہیے شاہزادہ موصوف نے اس حکم لوح سے آگاہ ہو کے خورشید روشن دل سے بیان کیا اُسنے کہا کل وقت سحر یہان سے سوئے طلسم رنگین حصار روانہ ہوجیے شاہزادہ موصوف اُس شب کی صبح کو اُس مجرے سے جانب دست راست ہمراہ تمامی لشکر کے اور سب اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال دربار شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے دربار مین خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا عیش وعشرت کے سوا کوئی فکر وصدمہ نہ تھا طلسم کشا کی طرف سے اُسے اطمینان تھا کہ لالہ زار جادو نے اُسے گرفتار کرلیا ہے عرضی اُسکی آچکی جواب عرضی مین حکم اسیری طلسم کشا دیدیا گیا ہے اُسی عالم خوشی واطمینان مین دفعتًا سوئے آسمان سے صدائے فریاد وفغان اُٹھنے لگے سر اُٹھا کے دیکھا دو بونڈے گرد کے نظر آئے ابھی شاہ طلسم سوئے فلک بونڈلون کو دیکھ رہا تھا صدائے فریاد سے متردد تھا ناگاہ اُن بونڈلون نے دربار شاہ طلسم تک پہونچ کے لاشے سحاب جادو عرف آبشار جادو وناظر جادو کے عین دربار مین ڈالدیے اور ایک جانب وہ بونڈلے یعنی بر سحر کے نالان وفریاد کنان چلے گئے شاہ طلسم اُن لاشون پر نظر کر کے حواس باختہ ہوکے زانو پر ہاتھ مار کے کف افسوس مل کے کہنے لگا ہائے یہ کیا غضب ہوا انکو کس نے مارا اہل دربار بھی لاشے دیکھکر حیران ہوئے سبکو سکتا سا ہوگیا پھر اُنمین سے چند ساحرون نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ ذرا کتاب سامری مین دریافت کیجیے کہ ان ساحران نامی کو کس نے قتل کیا ہے اُسنے کتاب سامری کو بصد ادب کھولکر دریافت حال کر کے اہل دربار سے کہا انکو مردار خوار جادو نے ہمراہ طلسم کشا کے جاکے ہلاک کیا ہے لوح طلسم صندل طلسم کشا کے ہاتھ آگئی ہے خورشید روشن دل وغیرہ مع لشکر اُسکی مدد کو آئے ہین یہ دیکھکر کتاب مذکور کو بند کر کے تا دیر سر بزانو فکر مین بیٹھا رہا بعد فکر بسیار اپنے اہل دربار سے کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسم مل گئی ہے تو چندان اندیشہ نہین ہے جب چاہونگا اُسکے لشکر کو تباہ برباد کر کے لوح طلسم بھی اُس سے لے لونگا اہل دربار نے موافق اُسکی رائے کے عرض کیا حضور کو اس وقت گونہ ملال ہے مناسب ہے کہ دفع رنج کے واسطے ارباب نشاط کو طلب کیجیے اُنکا رقص ونغمہ دیکھیے آپ کا تو مرتبہ زیادہ ہے اگر ہم مین سے کسی کو حکم دیجیے گا تو وہ جاکے طلسم کشا کے لشکر کو خاک مین ملادیگا لوح طلسم کسی تدبیر سے اُس سے چھین لیگا شاہ طلسم یہ سنکے عیش وعشرت مین مصروف ہوا اُن لاشون کے باب مین حکم دیا کہ دربار سے اُٹھا کر لیجاؤ موافق ہمارے طریق ومذہب کے انھین جلادو ملازم لاشے اُٹھا لے گئے اور اُنھین آگ مین جلا دیا یہان تو شاہ طلسم بوجہ اِدبار کے غافل ومصروف عیش وراحت ہے مطمئن ہے کہ جب چاہونگا طلسم کشا سے کسی طور سے بمکر وفریب لوح طلسم لے لونگا اور ایک ادنی سحر مین اُسکے تمام لشکر کو نیست ونابود کردونگا مگر اب حال طلسم کشا کا لکھا جاتا

ہی کہ بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحراے وحشت خیز و تیرہ و تاریک کے قریب پہونچا اُسے دیکھکر حیران ہوا کیونکہ تاریکی اُس صحرا مین از حد تھی مطلق کچھ دکھائی نہ دیتا تھا شاہزادہ نے قدم اُس صحرا مین نہ رکھکر علیحدہ اُس صحرا سے مع لشکر قیام کرکے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا تجکو لازم ہی کہ اس صحراے تاریک کی راہ کو ترک کر حالانکہ اس طرف سے بھی راہ طلسم رنگین حصار کی ہی لیکن خرابیان اور سختیان بہت اس راہ مین درپیش آئینگی پس اس راہ پرخوف و دشوار گذار کو چھوڑ کے یہان سے جانب دشت چپ روانہ ہو ایک بحر ذخار نظر آویگا اُس دریا مین جو کشتی پر نظر آوے اُس سے اپنے تئین مخفی کرنا اور باتین مکر و فریب کی کرکے مور یکھی پر سوار ہو جانا یہ حکم لوح کا ذہن نشین کرکے لشکر کو وہین چھوڑ کے تنہا جانب دشت چپ روانہ ہوا اسکو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ امیر ثانی شہر کہرانیہ مین قیام پذیر تھے کہران شاہ دعوت و ضیافت امیر ثانی مین مصروف تھا اسی زمانہ مین ایک تاجر مال و اسباب انواع و اقسام کا لیکر راہ دور و دراز سے شہر کہرانیہ مین آیا کہران شاہ نے اُسکے آنے کی خبر سنکے اُسکے بارے مین حکم دیا کہ جو اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لایا ہی جلد لیکر ہمارے پاس آئے ملازمون نے حکم شاہ موصوف سے تاجر مذکور کو جاکے آگاہ کیا اُس نے کہا کل وقت سحر کشتیان اسباب نفیس و نایاب بیش قیمت کی ہمراہ لیکے حاضر خدمت بادشاہ کہران شاہ ہونگا جو کچھ اشیاے بیش بہا لایا ہون پیش کش کرونگا ملازمون نے آکے کہران شاہ سے عرض کیا کہ سوداگر نے عرض کیا ہی کہ مین صبح کو حاضر خدمت ہونگا کہران شاہ یہ سنکے خاموش رہا دوسرے روز وقت سحر تاجر مذکور حسب وعدہ جملہ مال و اسباب نفیس و نادر ہمراہ لیکر اسوقت بزم عشرت مین پہونچا کہ امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و کہران شاہ وغیرہ بعد نماز سحر پڑھنے کے بیٹھے ہوے تھے ناچ گانا موقوف تھا ارباب نشاط بزم مین نہ آئے تھے ایسے وقت مین تاجر نے بزم مذکور مین جاکے کہران شاہ و امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کو حسب قاعدہ سلام کیا اور جو اسباب بیش بہا ہمراہ لیگیا تھا وہ موافق قاعدہ پیش کیا کہران شاہ وغیرہ اُس اسباب کو بنظر خریداری دیکھنے لگے اُسوقت امیر ثانی کو شاہزادہ رستم ثانی یاد آیا اپنے لشکر کے بعض سرداروں سے مخاطب ہو کے فرمایا افسوس اس بزم مین سب سردار لشکر ہین مگر رستم ثانی نہین ہی جب سے وہ بیابان گیا اُسکا کچھ حال معلوم نہوا نہین معلوم فی زمانہ کہان ہی کس حال مین ہی مجھے تردد ہی چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے باخبر ہون امیر ثانی اپنے سرداران سپاہ سے یہ فرما رہے تھے تاجر مذکور بیٹھا ہوا سن رہا تھا جب امیر ثانی خاموش ہوے اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی آپ شاہزادہ رستم ثانی کی خبر دریافت کرنا چاہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا ہان مین چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے آگاہ ہون اُس نے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ جب مین شہر جلدیدیہ مین گیا تھا اُس زمانہ مین شاہزادہ موصوف اُسی شہر مین تھا جلدید شاہ کی دختر سے عقد اُسکا ہوا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ براے حصول لوح طلسم صندل اخگر طلسم صندل کو روانہ ہو جیسے مین تو اپنا مال و اسباب فروخت کرکے وہان سے چلا آیا نہین معلوم شاہزادہ وہان سے لشکر لیکر سوے طلسم صندل روانہ ہوا امیر ثانی نے یہ خبر سنکے بہت متردد ہوکے عمرو ثانی کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ اے خواجہ تم جانتے ہو کہ رستم ثانی سے کسقدر مجھے الفت ہی اور کیا قرابت ہی اس تاجر کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہی کہ وہ براے فتح طلسم صندل اور براے حصول لوح طلسم صندل سمت طلسم مذکور روانہ ہوا ہی ساحران نابکار طلسم صندل اُسے لینے نہ دینگے سحر کرینگے وہ صاحب اسم اعظم الٰہی نہین ہی ایسا نہو کہ اُسے گرفتار یا قتل کرین لہذا تمھارے پاس باد مہرہ وغیرہ اشیاے معجزہ ہین تم اُس تک جلد جا سکتے ہو اور کوئی عیار مانند تمھارے جلد تر نہین جا سکتا ہی لہذا آج تم یہان سے بسمت طلسم صندل روانہ ہو پاس شاہزادہ رستم کے جاکے اُسکے معین ہو دشمنون کے مکر و فریب سے

آے بچاؤ مین تمھین زر کثیر دونگا خواجہ نے زر کثیر کے ملنے کے لالچ سے کہا ابھی سوے طلسم صندل جاتا ہون کیا!
مجال کسی ساحر وغیر ساحر کی کہ میری موجودگی مین شاہزادہ موصوف کو بنظر بد دیکھ سکے یہ عرض کر کے بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کر کے قرقول اور باد مہری اپنے پاؤن مین باندھ کے امیر ثانی وغیرہ سے رخصت ہو کے جانب
طلسم صندل بصد عجلت روانہ ہوئے ناظرین عالی مقام پر روشن ہو کہ خواجہ کسقدر تیز رو ہین اور اب باد مہرہ
پاؤن مین باندھے ہین اور سوے طلسم صندل روانہ ہوئے ہین کسقدر جلد پہونچین گے چونکہ اس جگہ اس مؤلف ہیچمدان
کو حال شاہزادہ رستم ثانی لکھنا منظور ہے اس وجہ سے عمرو ثانی کو اثناے راہ مین چھوڑ کے حال شاہزادہ
موصوف کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے جانب دست چپ روانہ ہو کے قطع راہ کرتا ہوا
سیر کوہ و دشت کرتا ہوا چلا اثناے راہ مین جا بجا قیام کر کے ایک روز قریب شام کنارہ ایک بحر زخار کے
پہونچا وہ بحر ایسا پر خوف و خطر تھا کہ فقط اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا ہر ایک ادنی موج اُسکی بلند ہو کے
آسمان کے چھو لینے کا ارادہ کرتی تھی جوش و خروش اُسمین ایسا تھا کہ پناہ بذات خدا باوجود اسکے نمایان ہونے کے
پانی اُس بحر ناپیدا کنار کا گنبد فلک تک بار بار اُچھل کے جاتا تھا حباب اُسکا مردم کو غصہ کی آنکھ دکھاتا تھا
سونس گھڑیال بڑی بڑی مچھلیان وغیرہ جانوران آبی اُسمین لاتعد ولاتحصے تھے شاہزادہ موصوف کنارہ دریا کے پہونچکر
دریاے مذکور کو دیکھکر متردد تھا دل مین خیال کرتا تھا کہ یہ بحر زخار کسقدر مہیب ہے طوفان ہویدا ہے کشتی جان آنکھ کے
دیکھنے سے غرق دریاے فنا ہوئی جاتی ہے اس بحر زخار سے کوئی بھی عبور نہ کر سکتا ہوگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی یہ
باتین اپنے دل مین کر رہا تھا ناگاہ دور سے ایک مور پنکھی مانند ستارہ سحر کے چمکتی ہوئی اور مثل تیر کے اسی سمت
آتی ہوئی نظر آئی شاہزادہ نے لوح کو زیر لباس پوشیدہ کر لیا تھوڑی دیر مین وہ مور پنکھی قریب تر آئی
شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین پری پیکر جادو نظر پری سیرت حور صورت لباس شاہانہ زیب تن کیے
بصد ناز و ادا مسند زرین پر بیٹھی ہوئی ہین اُسکا چودہ پندرہ برس کا سن ہے آغاز شباب ہے اور چند عورتین ہم جلیس و کنیز
بھی اُسی مور پنکھی پر ہین اُنمین کنیزین تو ڈانڈون سے مور پنکھی کو کھنچتی ہین ہمجولیان ہم جلیسین اُسکے نمین ودبیاد
بیٹھی ہین ایک ایک اُنمین نوجوان و سن رسیدہ ہے لباس رنگین ہے صورتین اُنکی بھی لائق دیکھنے کے ہین اگر وہ
مہر منیر جو مسند نشین ہے ماہ تابان ہے تو ہم جلیسین اُسکی کواکب درخشان ہین نہایت بیچین و گرما گرم ہین بے ہنسی
مذاق قہقہہ ایکدم اُنھین قرار نہین ہے کبھی وہ بے اختیار کسی بات پر قہقہہ مار کر ہنستی ہین کبھی خود ہی طبلے کی جوڑی بجا کر
غزل نہایت خوبی و خوش آوازی سے گاتی ہین غزل موافق مقام ہذا

پہلو مین دل نہ تھا شرر برق طور تھا
بیٹھا ابھی نمک کے ہین تو مزا سر ہوا گیا
نقدیر مین تو ہین کے بگڑنا ضرور تھا

گرمی سے روز حشر جو شور نشور تھا
اسمین شریک یا وانکا جگر ضرور تھا
رسوا کیا خراب کیا در بدر کیا تو

جھنکے رہا ہزار طرح کا فتور تھا
داغ دل اپنا مردمک چشم حور تھا
اُس زلف پر شکن کو شب وصل کیون چھوڑا
شاعر یہ ان بتون کی عدالت سے دور تھا

وہ حور خصال گانا سن رہی ہے مضامین بعض بعض شعرون کے سمجھ کے مسکراتی ہے گاہ بے اختیار ہنس دیتی ہے اُسکے ہنسنے
سے سب عورتین بھی کچھ سمجھ کے قہقہہ مار کر ہنستی ہین کبھی اُنمین سے ایک دوسری سے چہلے پن و شرارت سے
ہنسکر دل لگی کر کے اُسکے چھیڑنے کے لیے چٹکی لیتی ہے وہ اپنی زبان سے بے اختیار آہ کرتی ہے اور کہتی ہے ای ملکہ عالم دیکھیے
اس شریر نے میرے اس زور سے سینہ پر چٹکی لی ہے کہ نشان پڑ گیا ہے ایسی مجھے ہنسی پسند نہین ہے یہ عورت ہے کہ مرد
ہے جو ایسی جگہ ہاتھ دوڑاتی ہے اور ایسے عضو کو دباتی ہے ذرا اسے منع کر دیجیے وہ ہنسکر اُس سے کہتی ہے اور

رو فی صورت تو ہنسی مین لگ جاتی ہی مجھے فریاد کرتی ہی تیرے بھی تو ہاتھ ہین تو بھی اسکے چٹکی لے لے وہ یہ سنکے
اسکی رانون مین زور سے چٹکیان لیتی تھی وہ برداشت کرکے کہتی تھی اچھا رہ جا سمجھونگی کبھی انھین سے
کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر کوئی میرا عاشق ہوتا تو اُسے جلا جلا کے نیم جان کرتی کبھی مدعائے دل
عاشق پر نہ لاتی شاہزادہ رستم ثانی اُن سبکو دیکھکر باتین اُنکی سنکے خوش ہوتا تھا اور اس مسند نشین پر مائل
ہوکے اُسکی طرف نگران تھا دل مین کہتا تھا ایسی خوبرو عورتین بھی شاذ و نادر نظر آتی ہین کیا اسکا حسن و
جمال ہی کہ اسکے حسن و جمال کے پری و حور کی بھی کچھ حقیقت نہین ہی شاہزادہ عالیجاہ صورت زیبا پر اُس کی
نہایت مائل ہوا اور دل مین اپنے ثنا اُسکے حسن و جمال کی کر رہا تھا ناگاہ اُسکی ہم جلیسون نے شاہزادہ رستم ثانی کو
کنارۂ بحر مرکب پر سوار دیکھکر قہقہہ مارکر کہا اے ملکۂ عالم ذرا کنارۂ بحر تو دیکھیے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار نہین معلوم
کسکے انتظار مین کھڑا ہی صورت اسکی مرغوب طبع ہی قابل دید ہی ملکہ نے اُنکے کہنے سے شاہزادہ موصوف کو
دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہوکے اپنی ہم جلیسون سے کہنے لگی ذرا مور پنکھی کنارے پر جا کے تو
اس جوان سے پوچھو کہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا ارادہ ہی یہان کیون کھڑا ہی اُن عورتون نے یہ سنکے
کنیزون سے کہا اے مردارو ذرا مور پنکھی کنارے پر لیچلو ارشاد ملکہ کو تو سنا کرو وہ کنیزین ڈانڈین پانی مین
مارکر مور پنکھی کو کنارے پر لائین اُس وقت ایک ہم جلیس ملکہ نے کہ نہایت شریر و چالاک تھی شاہزادہ
سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگی او مردوے تجھے کیا مصیبت پڑی ہی کیا آفت آئی ہی کہ ایسے صحرائے لق و
دق مین کنارۂ بحر کھڑا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی نام تیرا کیا ہی کہان سے آیا ہی ہماری ملکۂ عالم کو کیون گھور گھور کے
دیکھتا ہی شاہزادہ موصوف نے بمصلحت جھوٹ بولنا اختیار کرکے کہا واقعی مین مصیبت کا مارا ہون فلک نے
ظلم کیا ہی آفت مین مبتلا ہوا ہون اس سرزمین پر آکے تباہ و برباد ہو گیا ہون زندگی سے عاجز ہون دل چاہتا ہی
اس بحر زخار مین اپنے تئین گرادون غرق ہو جاؤن اس طرح جان اپنی دیدون اسی ارادہ سے یہان کھڑا
ہون کیونکر خودکشی کا قصد نکرون کہ تباہ ہو گیا ہون اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا جمیل ہی رہنے والا ہندوستان
کا ہون لاکھون روپیہ کا اسباب و مال جہازون پر بار کرکے تری کی راہ سے آیا تھا تجارت کا قصد تھا فائدہ
کی اُمید مین یہ نقصان عظیم ہوا کہ طوفان مین جہاز آگئے سب مال و اسباب نوکر چاکر ناخدا و معلم وغیرہ جتنے
آدمی جہازون پر تھے ہمراہ جہازون کے وہ سب اسی بحر زخار مین غرق ہو گئے مین ایک تختہ پر بیٹھا ہوا کنارے تک آیا
زندگی باقی تھی غرق نہوا کنارے پر آکے اپنے نقصان کا خیال کرکے بہت رویا آخر پیادہ پا ہو جانے کی وجہ سے
یہ گھوڑا مین نے اپنے بازو کے اسکے فروخت کرکے خریدا ہی چونکہ مین محض تاجر ہی نہین ہون فن سپہگری و
پہلوانی سے بھی مجھے شوق ہی اس سبب سے تلوار سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب اپنے پاس رکھتا ہون تمھاری
ملکۂ عالم کو مور پنکھی پر سوار ادھر آتے دیکھکر ٹھہر گیا اُنکے حسن و جمال کو دیکھنے لگا کچھ خطا نہین کی تھی اگر اس وقت
یہ مور پنکھی ادھر نہ آتی تو مین غرق بحر ہو چکا ہوتا ننگ زندہ نہ رہتا روپیہ کی کوفت اور زر و جواہر و مال و اسباب
و مرکب تری کی تباہی کا نقصان ایسا نہ تھا کہ مین زندہ رہتا یہ کہکے آبدیدہ ہوا ملکہ نے بے حجابانہ کہا اے جوان تیری
باتین سنکے مجھے تیرے حال پر رحم آیا تو اپنی جان نہ دے زر و جواہر و مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال و ملال
ذرا بھی نکر اگر تو زندہ رہیگا تو اسباب و مال پھر فراہم ہو جائیگا مین اقرار کرتی ہون کہ جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی اُس سے
زیادہ تجھے زر و جواہر دونگی تو مال و اسباب خرید کرکے تجارت کرنا مقام تجارت طلسم رنگین حصار سے بہتر

دنیا مین کوئی نہین ہی پدر میرا مسمی عجائب جادو وہان کا حاکم ہی چچا میرا صندلان شاہ ہی جو مالک طلسم صندل ہی
پس اس مور پنکھی پر بیٹھ جا میرے ساتھ طلسم رنگین حصار مین چل شاہزادہ رستم اسکی تقریر سنکے اپنے دل
مین کہنے لگا مدعاے دل تو یہی تھا کہ آب بحر سے کسی طرح عبور کرکے طلسم رنگین حصار تک پہونچے
یہ باتین اپنے دل مین کرکے جواب دیا ای ملکۂ عالم تمنے میرے حال پر مہربانی کی جان میری بچائی ورنہ مین غرق آب بحر
ہو جاتا یہ کہکے مور پنکھی پر سوار ہوا پہلوے ملکہ مین بیٹھا وہ شرما کر ذرا ہٹی ہمجولیون نے آپس مین اشارہ سے
کہا ہمین طور بے طور ملکہ کے نظر آتے مین ظاہر ہوتا ہی کہ یہ اس جوان پر شیفتہ و فریفتہ ہوگئی ہی جبھی تو اس سے
ایسی باتین کہتی ہین اور برابر اپنے اسے بٹھا لیا ہی ورنہ کبھی ہم سخن نہوتین نہ اپنے پہلو مین بٹھاتین ایک ہمجلیس
ملکہ نے ایک اپنے ہم رتبہ سے بایما کہا محبت و عشق سے خواہ مرد ہو یا عورت ہو دونون مجبور و لاچار ہین یہ
وہ کوچہ ہی کہ جس انسان نے قدم رکھا ہی وہ بے شرم و حیا ہو گیا ہی کچھ لحاظ عزت و آبرو و ذلت و بدنامی کا نہین
ہوتا ہی جوانی کے عالم مین کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی اگر ملکہ نے عشق اس جوان سے کیا تو کیا نیا اہل دنیا سے
فعل کیا بھی جوانی مین بادۂ جوانی سے مست ہوتے ہین عشق و الفت سے باز نہین رہتے ہین

داستان پہنچانا ملکۂ رنگین کاکل کشا کا ہمراہ اپنے شاہزادہ عالیجاہ رستم ثانی کو اور فتح کرنا شاہزادہ موصوف کا طلسم رنگین حصار کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ــ ساقی نامہ

کدھر ہی جلد آ ای میرے ساقی	نہین ہے تیرے تن مین جان باقی	پلا جام شراب ارغوانی
عطا کر مجھکو عیش زندگانی	کہ لطف زندگی ہی مے کے سبب ہی	اگر یہ بھی نہو تو پھر غضب ہی
وہ مے دے جس سے سوجھین خوب مضمون	زمین پر ہو میسر سیر گردون	

راویان خوش مقال اس داستان
عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب شاہزادہ رستم ثانی مور پنکھی پر پہلوے ملکہ رنگین کاکل کشا مین بیٹھا
ملکہ کا دل کہ مانند سیماب کے عشق شاہزادہ موصوف مین بیقرار تھا قرار آیا غنچۂ عشق جسے پہلے پہل حسب دلخواہ
گوہر مدعا پایا غنچۂ دل مانند گل کے شگفتہ ہوا شوق وصل مین سیر اس بحر زخار کی ناگوار ہوئی ہواے خیال ہمبستری
محبوب مین ہواے سیر کنارۂ دریا سے بیزار ہوئی تاب ضبط نلاکے کنیزون سے باشارہ کہنے لگی اب یہان
سے مور پنکھی سوے مکان لیچلو وہ حسب الحکم مور پنکھی کو کنارۂ بحر مذکور سے ڈانڈین پانی مین لگاتی ہوئین سمت
مکان ملکہ لے چلین جون جون مور پنکھی تیز جاتی تھی تون تون ملکہ مین خوشی سے جان تازہ آتی تھی اپنے دل مین کہتی تھی
ای ملکۂ رنگین کاکل کشا تونے اس جوان رعنا سے عشق تو کیا ہی ہمراہ اپنے اسے لے تو چلی ہی ایسا نہو کہ دشمن
لگائین میرے اس فعل کی میرے پدر کو خبر پہونچائین وہ برہم ہوکے تجھے سزا دین اور اس جوان کو قتل کر ڈالین
تو کیا کریگی انجام اس عشق کا یہ ہوگا کہ تو صدمہ اوٹھاکے بے موت مر جائیگی گاہ خیال کرتی تھی کہ تقدیر میری اچھی ہی ایسا
جوان بے عدیل و نظیر تجھے ملا ہی کوئی دشمن تجھسے دشمنی کریگا کیون ڈرتی ہی اسکو اپنے باغ مین لیجاکے چھپا دینا
شب و روز زندگی کا لطف اسکے وصل سے اٹھانا کسیکو کچھ خبر بھی نہوگی اور اگر خبر بھی ہوجائیگی تو دیکھا جائیگا
پیش از مرگ واویلا کیا ضرور ہی یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی جاتی تھی ہمجلیسین اسکی خاموش بیٹھین دریاے حیرت مین
غوطہ زن تھین جب ملکہ نے انکو خاموش دیکھا اشارہ سے کہا تم کچھ گاؤ خاموش کیون بیٹھی ہو پہلے انھون نے
کچھ گانے مین تامل کیا عذر شرم و حیا کیا مگر جب ملکہ نے اصرار کیا وہ بدستور قبل گانے لگین اسی طرح شستہ بولنے لگین
ملکہ نے کہا کوئی غزل اچھی اگر یاد ہو تو گاؤ انھون نے یہ غزل شروع کی ــ غزل
مقابل ہو اگر آکے ہمارے قلب مضطر سے

نکلجاتے تڑپکر طائر قبلہ نما گھر سے
ہمارے دلکو قلب غیر سے ناخن اگر کھوے
ٹپک جائین اگر کچھ اشک بے دیدۂ تر سے

نقاب اے یار رخ کا تو ذرا تو ر رخ انور سے
یہ شیشہ سے سوا نازک ہے دل سخت پتھر سے

شب وصلت ہی ہو ٹینگے مزے مدت کی تمنا سے
یقین ہے نوح کا طوفان اٹھے بحر عالم سے

ملکہ وغیرہ یہ چند اشعار غزل مندرجہ بالا انکے نہایت خوش ہوئین لیکن شاہزادہ رستم ثانی بگوش دل اشعار مندرجہ غزل نہ سنتا تھا اُن عورتون کی طرف متوجہ ہوتا کبھی اپنی خوبی تقدیر پر ناز کرتا تھا گاہ اُس حور جمال یعنے ملکہ رنگین کاکل کشا کو بنظر غور قریب سے دیکھکر تعریف اسکے حسن و جمال کی کرتا تھا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبرو تھی کہ جسکی ثنائے سراپا مین یہ اشعار آبدار و پر بہار لکھنا چاہیے

اشعار ثنائے سراپائے ملکہ موصوفہ

درخشان مانگ تھی کہکشان تھی / کہ ظلمت مین رہ روشن عیان تھی / جبین کو زرفشان ایسا کیا تھا / خجل حسن ثریا ہو گیا تھا
وہ دو ابرو ہلال عید قربان / کہ جسپر ماہ نو صدقے کرے جان / برابر چوٹیون مین اسکے جادو / فسونگر نرگسی پر سرمہ ہندو
نظر آیا تھا نرگس کو جو دیدار / انہین آنکھون کی فرقت مین ہے بیمار / خدنگ صید افگن تھی وہ مژگان / کہ مرغ دل ہو جس سے خون مین غلطان
نہایت خوشنما کانو نہین تھے در / کہ زہرہ مشتری کو تھا تحیر / عجب زیبندہ لٹکائے تھی بندے / سہیل دمامے تھے دو جسکے بندے
الف وحدت کا بینی سے عیان تھا / کہ مثل اسکا زمانے مین کہان تھا / نزاکت سے نہ تھا وہ مسکرانا / کہ تھا انداز غنچون کو سکھانا
لب رنگین نہ تھے وہ برگ گل تھے / لبالب کیف سے وہ جام گل تھے / درخشان گوہر نایاب دندان / مسلسل لولوے خوشاب دندان
لب شیرین سخن مین گر وہ کھولے / خجالت سے نہ غنچہ منہ سے بولے / جو کھایا پان اُس غنچہ دہن نے / پیا خون جگر سارے چمن نے
ملے مسی جو وہ گلفام لب پر / گل سوسن گرے غیرت سے کٹکر / عجب تھا رنگ دو سیب ذقن کا / کہ جس سے حسن ہو سارے چمن کا
بھرا تھا نور سے چاہ زنخدان / کرے حیران دیکھکر یون اہل کنعان / فرشتے دیکھکر ہو جائین مبہوت / گرین اُس چاہ مین ہاروت ماروت
صراحی تھی بلورین اسکی گردن / بیاض صبح صادق حسن روشن / مصفا اسکے بازو سیم سادہ / معطر شاخ صندل سے زیادہ
چمن مین دیکھکر اسکی کلائی / نہ دم بھر شاخ گل کو پھر کل آئی / وہ پستان اور وہ سینہ چشم بد دور / سپہر حسن پر دو قبۂ نور
شکم اسکا تھا اک سرچشمۂ نور / لطافت سے حباب ناف معمور / صباحت کو جو دیکھے حور آکر / تو مثل آئینہ ہو جائے ششدر
عیان ساق بلورین سے ہو گر نور / تو خجل شمع کافوری ہو شب کور / پڑی تھی موتیون کی پائین پازیب / دو دون کی اکبر وتھی اور تھا زیب

گاہ رستم ثانی اسکے زیور و پوشاک پر نظر کرتا تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ حسین نہایت صاحب جمال ہے اسکا زیور خوبی حسن مین مرغوب قلب و بیمثال ہے یہ نازنین گلعذار ہے پوشاک بھی اسکی رنگین و پربہار ہے شاہزادہ کیونکر اسکے زیور و لباس نفیس و رنگین کی ثنا نکرتا اور اُسے غور سے نہ دیکھتا کہ وہ ایسا تھا بمصداق نظم موافق مضمون

گلے مین تھا جو مالا موتیون کا

خجل تھا چرخ پر عقد ثریا
کہ صدقے اسپہ بجلی کی چمک ہر
تھا اسکی دلفریبی مین کسے شک
صدائے خوش پہ ہوتا محو عالم
نگہ جسپر کبھی ٹھہرے نہ اصلا
ہر ایک تھی دلفریب محرم زرتار
خدا محفوظ رکھے چشم بد سے

وہ تھی چنپا کلی زیبا و مقبول
عجب ہیکل نہین ہر کل کسیکو
ہوئی تھی جیسے زیبائے مجوب
رقم ہو کسطرح تعریف پوشاک
دو پٹہ تھا عجب آب روان کا
کرے کوئی صفت کیا اسکی تحریر

نہین پھولے سماتے تھے کرن پھول
لبھا لیتی تھی دم مین آدمی کو
جلا یا زیب کو حاصل ہوئی خوب
نہین تاب مجال فہم و ادراک
نیا جوبن تھا حسن دلستان کا
زبان کو کچھ نہین یارائے تقریر

صفت مین بجلیونکے کسکو شک تھا
انگوٹھی تو تھی نقد جان کی گاہک
چھلے سے حبب کرڑے لڑجاتے باہم
کنٹھے پوشاک شاہانہ مرصع
تھی زیبن محرم اور کرتی خوش انداز
زر بس تھی حسن و خوبی جسمین آسے

ادھر تو شاہزادہ اُس نازنین کے حسن و جمال و زیور و پوشاک پر نگران جاتا تھا اور دل مین تعریف کرتا تھا اُدھر وہ مہ جبین کبھی اشعار عاشقانہ سنتی تھی گاہ دزدیدہ نظر سے جانب رستم ثانی دیکھتی تھی

اپنے دل مین کہتی تھی اگر ملکہ رنگین کاکل گشتا خوشا مقدر تیرا کہ ایسے جوان سے دل تیرا آیا کہ جو لاکھون جوانون مین
چیدہ ہے وہ نازنین باوجود خود حسین ہونے کے شاہزادہ کے حسن دلفریب کی بجائے خود تمنا کرتی تھی الحاصل انھین باتون
مین قطع راہ ہوئی موربنگھی کنارہ پر پہونچی ملکہ مذکورہ ادا و ناز سے اُس موربنگھی سے اُتری اشارہ سے اپنی
ہمجلیسون سے کہا اس جوان کو بعد میرے جانے کے میرے باغ مین اس طرح لانا کہ ایندرونند دوست دشمن کوئی اُسے
نہ دیکھے اسکا حال کسی پر ظاہر نہو تا کہ باعث میری بدنامی کا نہو انھون نے باشارہ سے عرض کیا حضور تشریف لیچلیے ہم مین
ایک دو نگہدارونکے ساتھ یہ جوان آئیگا ملکہ دوایک کنیزون وغیرہ کو چھوڑ کر اپنی ہمجولیون کے ساتھ اپنے باغ
کی طرف روانہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ عورتین شاہزادہ رستم ثانی کو بصد حفاظت نظر نظارگیان اہل شہر
ملکہ کے باغ مین لے گئین وہان وہ منتظر ہی تھی دیکھتے ہی شاہزادہ کو خوشی سے باغ باغ ہو گئی منہ پھیر کر مانند
غنچہ مسکرائی اور مثل گل ہنسی پھر بارہ دری مین باغ کی کہ وہ مانند عروس شب اول کے فرش وشیشہ آلات وغیرہ
اسباب سے مزین تھی بالائے مسند زرین جا بیٹھی ان عورتون نے شاہزادہ کو پاس ملکہ کے بٹھا کے کشتی شراب کی لا کے
اشارہ ملکہ سے جام بلورین مین شراب بھر کے جام مے شاہزادے کو دیے لیکن شاہزادہ نے میکشی سے انکار کیا
انھون نے کہا اے جوان زہے قسمت تیری کہ ملکہ نے تیری غریبی پر رحم کیا تجھسے ہمکلام ہوئین وہان مورپنکھی پر
یہان بھی مسند زرین پر اپنے برابر اپنے پہلو مین بٹھایا یہ وہ ملکہ ہین کہ شاہان جہان اُنکے خواستگار ہین والد انکے کسی
شاہ و شہریار کو اپنی دامادی مین قبول نہین کرتے ہین چشم بد دور یہ ایسی حسین ہین کہ انکی ایک نظر دیکھنے کے سیکڑون
بلکہ ہزارون لاکھون اعلی و ادنی مشتاق ہین اُنکے عشق مین دیوانے ہین انھین کسی طرف توجہ نہین ہے یہ وہ ہین جنکا
پدر عالی مقدار بادشاہ طلسم رنگین حصار ہے جنکا نام مشہور جہان ہے ہر ایک انسے آگاہ ہے نام انکا صندلان شاہ
ہے انھین انکے پدر سے نہایت محبت ہے اور انکو انکے پدر کا بڑا اعتبار ہے اپنے دشمنون کو اسیر کر کے یہان
بھیج دیتے ہین باپ انکے انھین یہان قید کرتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین بھی چند شاہ و شہریار یہان اسیر ہین
انمین ایک شاہزادہ زندران ہے دوسرا شہریار شاہ کبود چشم ہے تیسرا اسفندیار شاہ جو تھا نریمان گرگین
سوار ہے اسی طرح اور بھی کچھ پہلوان نامی دمرکش ہین پدر نام انکے وہ بادشاہ ذیجاہ ہین کہ جنکے وزیر بھی شہرۂ
آفاق ہین انمین ایک عنقا ہے بدطینت ہے دوسرا وزیر عقیل جادو ہے تیسرا ارقا دیو خوک پیشانی ہے چوتھا مفقود جادو
ہے گو وزراے مذکور منتظم و عاقل و زیرک ہین لیکن عجائب جادو انکے پدر ذیوقار کی طرف سے منتظم کار ملک مدار یہ
گلنار پوش جادو ہے یہ غور کرنے کی جگہ ہے کہ انکے والد ایسے ہوشیار ہین کہ خیال دشمنی کا کر کے چار عیارہ بچیونکو جنکا
عیاری و چالاکی مین مثل و نظیر نہین اپنا ملازم کیا ہے کیا مجال کسی کی کہ سامنے اُنکے دعوے مکر و فریب کر سکے انمین
ایک عیارہ کا نام مرقعہ ہے دوسری کا نام تصویرہ ہے تیسری کا نام چنچل ہے کہ وہ نہایت تیز رو و چالاک و بیچین ہے
دم بھر قرار نہین ہے چوتھی کا نام کیچل ہے سوا انکے واسطے دفع دشمن اور سرکوبی اعدا کے لیے انکے باپ نے بڑے
بڑے انتظام کیے ہین لشکر ساحران کثیر جمع کیا ہے اول تو کسی بادشاہ کی مجال نہین کہ بنظر بد اُسکے ملک کی طرف دیکھے
اگر شاید کوئی شاہ لشکر کشی کرے تو اُسکے واسطے عجائب جادو نے یہ انتظام جو کچھ بیان کیے ہین اپنی
عقلمندی و ہوشیاری سے کر لیے ہین ملکہ عالم انھین کی دختر ہین باپ اُنکا ذیوقار ہے یہ بھی ذی رتبہ ہین مقام
عجب ہے کہ سمجھے نہین کہ تم اس مصیبت زدہ کو جسپر ہمنے رحم کیا ہے شراب پلاؤ اور تو شراب پینے سے انکار کرے تیرے
اس انکار سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تو سوداگر نہین ہے کوئی شاہزادہ عالی دماغ ہے ہم تو نوکرون کے ہاتھ سے

شراب لیکر نہین پیتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ خود جام مرّ دین تو شراب پیون مجھے پہلے ہی تیری صورت دیکھکر یخیال
ہوا تھا کہ تو شاہزادہ ہی کسی ملک کا تاجر تیر کہنا یقین نہ آیا تھا سمجھی تھی کہ تو جھوٹ کہتا ہی اب بالکل یقین ہوگیا
تیری صورت دہیبت اور رعب وداب سے پیدا ہی کہ تو شاہزادہ ہی تاجر نہین ہی ہمارے ہاتھ سے شراب نہ پی تو شا
پی اب ملکہ عالم کو اختیار ہی انکا دل چاہے گا تو وہ براہ مہربانی ومہمان نوازی اپنے ہاتھ سے تجھے شراب پلائینگی
حال تیرا ہمپر ظاہر ہو چکا ہی اب چھپا نا تیرا اپنے تئین بیکار ہی نام اصلی اپنا اور خاندان اپنا بیان کر کہ ملکہ بھی
آگاہ ہوجائین یہ کہکے کشتی شراب کی روبرو ملکہ کے رکھدی اور عرض کیا حضور اپنے ہاتھ سے اس جوان مخرد کو
شراب پلائین ملکہ نے بوجہ شرم وحیا کے بظاہر کچھ انکار کرکے بعدہ سبب عورتون کے کہنے سے شراب
جام مین بھر کے جام مے منہ پھیر کر شاہزادہ رستم ثانی کو دیا شاہزادہ نے جام تو لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ نے
سبب نہ پینے شراب کا دریافت کیا شاہزادہ موصوف نے کہا اے ملکہ سچ تو یہ ہی کہ مین تاجر نہین ہون نام میرا
رستم ثانی ہی فرزند شاہزادہ ایرج کا ہون سب مجھکو شاہزادہ رستم ثانی کہتے ہین مین طلسم کشائے طلسم
صندل ہون لوح طلسم صندل میرے پاس موجود ہی حکم سے اس لوح کے کنارہ بحر زخار آیا تھا تمھارے ساتھ
تاجر اپنے تئین ظاہر کرکے مور انکھی پر سوار ہوکے یہان آیا ہون طلسم رنگین حصار کو توڑنے اور فتح کرنے کا قصد ہی
کیونکہ یہ رنگین حصار ایک شاخ طلسم صندل کے متعلق ہے پہلے اسکو مٹا لون تو پھر طلسم
صندل کی طرف جاؤن لشکر میرا قریب صحرائے تاریک پڑا ہی بالفعل لشکر سے بحکم لوح تنہا ادھر آیا ہون
لشکر بھی میرا یہان آئیگا تمنے میرے ساتھ نیکی کی ہی اپنے ہمراہ یہان لائی ہو مین ممنون عنایت ہون تمھارے
ساتھ نہایت راحت وآرام سے یہان آیا ہون تمنے مجھے فرط محبت سے اپنے پہلو مین بٹھایا ہی مجھسے عشق تمکو ہی مین
بھی تمپر فریفتہ ہون اس وقت یہ راز بیان کیا ہی اگر تم ساحرہ وکافرہ نہوتین تو مین ضرور تمھارے ہاتھ سے جام لیکر
شراب پیتا مین اہل اسلام سے ہون کافر کے ہاتھ سے شراب کا پینا جائز نہین جانتا ہون اگر تم دین اسلام مین داخل
ہوجاؤ تو بے تامل شراب پیون کچھ عذر نکرون جسقدر آپکو مجھسے الفت ہی اس سے زیادہ محبت کرون دل
خوش ہوجائے ملکہ رنگین کاکل کشا تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے حیران ہوئی بظاہر چین بجبین
ہوئی بباطن خوش ہوئی خیال کرنے لگی کہ اے ملکہ جائے شکر ہی کہ اگر دل تیرا آیا تو کسی ایسے ویسے ادنے شخص پر نہین آیا بلکہ ایک
شاہزادہ پر کہ نامزد ونامور ہی تو عاشق ہوئی یہ خیال کرکے شاہزادہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگی صاحب اب مجھکو تمھاری
گفتگو سے معلوم ہوا کہ تم شاہزادے ہو اور اہل اسلام سے ہو افسوس ہزار افسوس کہ تم ہمارے دین کو برا جانتے
ہو ہمین کافر خیال کرتے ہو اگر مین پہلے سے آگاہ ہوتی کہ تم مسلمان ہو ہمارے اور ہمارے والد ذیوقار
اور ہمارے مذہب کے لوگون کے دشمن ایمان وجان ساحران ہو تو کبھی مین تمسے محبت نہ کرتی ہرگز تمکو اپنے
ہمراہ یہان نہ لاتی اب مجھکو کچھ بنائے بن نہین پڑتا ہی کیا کرون تمسے محبت کرکے پچھتائی تم وہ ہو کہ میرے
باپ کے عدو ہو انکے قتل کرنے کو آئے ہو طلسم رنگین حصار مٹانے کو یہان آئے ہو ملک ومال کو تباہ
برباد کردوگے صاحب لوح طلسم صندل ہو کسی ساحر کو زندہ نچھوڑوگے ہائے اس محبت کا برا ہو مین نے
کیا نادانی کی اپنے باپ کے دشمن کو اور اپنے دین کے عدو کو ہمراہ اپنے لے آئی خود بانی اپنے باپ کی ہلاکت و
بربادی ملک وطلسم رنگین حصار کی ہوئی مین تو سجدہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کرتی ہون سامری و
جمشید وغیرہ خداوندون کو بھی مانتی ہون نہین معلوم خدا تمھارا کون ہی تم کسکو سجدہ کرتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے جوابدیا

اے ملکہ مین اُس پروردگار عالم کو سجدہ کرتا ہون کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی وہی لائق پرستش و سجدہ ہی سوا اُسکے کسی کو سجدہ کرنا معبود اپنا جاننا کفر ہی خالق زمین و آسمان معبود انس و جان کی حمد محال ہی نہ قلم لکھ سکتا نہ ہی زبان کسی کی کما حقہ بیان کرسکتی ہی لیکن تمہاری ہدایت کے واسطے کچھ حمد و ثنا مین اپنے خدا کی تمہارے روبرو کرتا ہون بگوش دل سنکے اُسپر ایمان لاؤ اُسکے خالق ہونے کا اعتقاد و یقین کرو اُسکے پیمبرون کو بھی مانو ایمان و اسلام تم لاکر رستگار ہو تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ پر لعنت کرو کہ یہ سب نابکار گمراہ ہین اور اُنہون نے دعوےٰ خدائی کا کرکے پروردگار عالم کے بندون کو گمراہ کیا ہی یہ گمراہ و گناہگار کرنے مین شیطان خصال ہین معبود لائق پرستش و سجود بس وہی ہی کہ بمصداق نظم حسب مقام ہی

اسکی قدرت ہی کہ سبحان اللہ	اسکی عظمت ہی کہ سبحان اللہ	شاہد عدل ہی اُسکی ہر شی	اسکی وحدت ہی کہ سبحان اللہ
لگ گئی مہر تبون کے لب پر	اسکی حجت ہی کہ سبحان اللہ	اسمین حصہ ہی ہر ایک عاصی کا	اسکی نعمت ہی کہ سبحان اللہ
خیر دارین ہی ہے تمیز اُسکا	اسکی طاعت ہی کہ سبحان اللہ	رزق نعمت سے ہی مملو عالم	اسکی برکت ہی کہ سبحان اللہ
ایک قطرہ سے بنایا انسان	اسکی حکمت ہی کہ سبحان اللہ	خاک کو کردیا اُسنے گویا	اسکی صنعت ہی کہ سبحان اللہ
اس سے ہر شی ہی ہمیشہ جھکتی	اسکی عظمت ہی کہ سبحان اللہ	اسکی ہر شی ہی ہمیشہ تابع	اسکی قدرت ہی کہ سبحان اللہ
روبرو اسکے ہر ایک شی ہی ذلیل	اسکی عزت ہی کہ سبحان اللہ	کوہ اُسیکے ہوے ٹکڑے ٹکڑے	اسکی ہیبت ہی کہ سبحان اللہ
ڈھونڈھتی ہی وہ گنہگار و نکو	اسکی رحمت ہی کہ سبحان اللہ	دو جہان کا وہی اک ہی حافظ	اسکی عصمت ہی کہ سبحان اللہ
مرہم دل ہی گنہگارون کی	اسکی رحمت ہی کہ سبحان اللہ	تھامے ہی ارض و سموات کو وہ	اسکی قوت ہی کہ سبحان اللہ
شمس عاصی بھی نہ محروم رہا	اسکی جنت ہی کہ سبحان اللہ	انبیا و رسول بہت سے گذرے ہین اب مانہ	

جناب ابراہیم علیہ السلام کا ہی وہی جناب ہمارے نبی ہین ہم اُنھین کی شریعت پر ہین ملکہ رنگین کا گل کشانے یہ حمد و نعت مندرجہ بالا سن کے کہا واقعی پروردگار عالم وہی ہی جسکی حمد مین نے ابھی سنی ہی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیونکر مسلمان ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے اسنے کہا مجھے کلمہ تعلیم کرو رستم ثانی نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی پھر ملکہ کے کہنے سے ملازمان ملکہ بھی کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئین جب سب عورتین مسلمان ہو چکین شاہزادہ نے خوش ہوکے ہمراہ ملکہ کے مے نوشی کی یعنی اُسکے ہاتھ سے خود شراب پی اپنے ہاتھ سے اُسے پلائی بعد شغل بادہ کشی کے کچھ عورتین ساز بجانے لگین ایک عورت یہ غزل فارسی زبان مین گانے لگی اور تال دے دیکر بجانے لگی غزل آنکہ گلچین بہار رخ چون گلشن اوست

بیمز گلہاے مراد دو جہان دامن اوست	ہست چشمک زن خور روزن دیوار درم	نام ایجانہ منور زرخ روشن اوست
گر در آغوش تصور بکشم رنجہ شود	اللہ اللہ چہ قدر نرمی نازک تن اوست	بہتر از کبک دری دلبر بے رفتارش
خوش زمرغ سحری طرز سخن گفتن اوست	چون نگویند رضا بجهان خلد مکان	کہ پس از مرگ بہر کوے کسے مدفن اوست

اہل بزم سننے لگے خوش ہونے لگے یہان تو شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت مین پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہوا گانا سن رہا ہی بجز وصل ملکہ کے اور ہر طرح سے عیش و عشرت مین بسر کررہا ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہی کہ ایک روز صندلان شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے سامان عیش و عشرت مہیا تھے غرض وہ طلسم مصروف عیش و عشرت تھا کوئی صدمہ و ملال نہ تھا اگر کبھی خیال طلسم کشا کا آیا بھی تو از راہ غرور و نخوت اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر اُسکو لوح طلسم مل گئی ہی تو

کچھ اندیشہ نہین ہی جب ارادہ کرونگا اُسکے لشکر کو قتل و تباہ کر دونگا لوح طلسم کبھی مکر و فریب سے لونگا اہل دربار اور
خیر خواہ اُسکے اُسے عیش پسند و بے فکر دیکھکر بمقدمۂ طلسم کشا کچھ نہ کہتے تھے اگرچہ بوجہ نمکخواری و خیر خواہی کے اُنکے دل مین
یہ خیال آتا تھا کہ اپنے بادشاہ سے کہئے کہ حضور غافل کیا بیٹھے ہین طلسم کشا کو لوح طلسمی حاصل ہوگئی ہی
اُسپر لشکر کشی کیجیے جانب طلسم صندل اُسے جانے نہ دیجیے اُسکے سد راہ ہوجیے لشکر کو اُسکے مقابلہ و مجادلہ کرکے
قتل و تباہ کیجیے کسی مکر و تدبیر سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لیجیے یا خود طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کیجیے یا
اپنے ملازمون مین سے کسی ساحر زبردست کو اُسکے روکنے اور ہلاک کرنے کے واسطے روانہ کیجیے لیکن وہ
خیر خواہ بوجہ اسکے کہ صندلان شاہ عیش پسند سخن ناشنو تھا پند و نصیحت اُسکو کرنا خلاف اُسکے مزاج کے
جان کے کچھ نہ کہتے تھے غرضکہ اُس روز بھی جملہ اہل دربار دربار مین روبرو صندلان شاہ کے خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر گلنار رنگ کا ہویدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے مین برق کی ایسی چمک اور رعد کی ایسی آواز
تھی کبھی اُس ابر سے آگ کے انگارے گرتے تھے گاہ پھول رنگا رنگ اُس سے مانند قطرات باران کے
سوے زمین گرتے تھے کبھی بارش مروارید کی اُس ابر گوہر بار سے ہوتی تھی غرض عجائب غرائب امور اُس ابر سے
ظہور مین آتے تھے ساحران اہل دربار جب اُس ابر دربار کو دیکھنے لگے صندلان شاہ نے بھی سر اُٹھاکے ابر مذکور کو
دیکھا اور خوش ہوکے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ہماری نانی صاحبہ کس قہر و غضب سے آتی ہین نہین معلوم
آج کس شخص پر انھین غصہ آیا ہی ہمیشہ سے اُنکے مزاج مین غصہ ہی سوا میرے کبھی کسی سے ہنسکر بلا ممنت کلام نہین
کرتی ہین خاص مجھسے ایسی محبت رکھتی ہین کہ اُنکے گل محبت سے بو کے گل الفت زوجہ آتی ہی ہر امر و فعل مین انکو ہماری
خوشی مد نظر ہی کسی امر مین اُنکو مجھسے انکار نہین ہی اہل دربار نے عرض کیا واقعی نانی صاحبہ حضور سے بہت
محبت کرتی ہین ہمنے ایسی الفت کسیکو کرتے نہین دیکھا ہی ایسی محبت کوئی نانی اپنے نواسے سے نہین کرتی ہے
صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا ناگاہ وہ ابر سُرخ نزدیک آکے درمیان سے پھٹا تخت ظاہر ہوا سب نے
دیکھا کہ بالاے تخت سحر ملکہ آتش افروز جادو غصہ مین بھری ہوئی بیٹھی ہی چہرہ کثرت غصہ سے سُرخ ہی دست و پا
فرط غیظ سے کانپ رہے ہین ابھی سب جانب ساحرہ مذکورہ دیکھ رہے تھے کہ تخت سحر اُسکا بلندی سے اُترکر
عین دربار مین آیا ملکہ آتش افروز جادو تخت سحر سے اُتری اہل دربار واسطے اُسکی تعظیم کے کھڑے ہوگئے
صندلان شاہ بھی نیم قد اپنے تخت سے براے تعظیم ملکہ آتش افروز اُٹھا ساحرہ مذکورہ قریب تخت
صندلان شاہ بیٹھی صندلان شاہ وغیرہ بعد سلام کرنے کے اور بعد اُسکے بیٹھنے کے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اُس وقت
شاہ طلسم نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعد سلام
اشارہ شاہ طلسم سے شراب ساغر بلورین مین بھرکے روبرو ملکہ آتش افروز جادو کے لے گئے اُس نے جام لیکر
شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھرکے دیا اُسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح چند جام مے لیکر شراب
پی کے ساقی سے باشارہ کہا اب مین شراب نہ پیونگی وہ اسکا اشارہ سمجھ کر ساغر شراب سے بھرکے روبرو
صندلان شاہ کے لیگیا اُسنے بھی چند جام ساقی سے لیکر شراب پی بعدہ ساقی مذکور نے جملہ اہل دربار کو حکم
صندلان شاہ سے شراب پلائی جب سب شراب ناب پی چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھاکے دربار سے چلے گئے بعد
جانے ساقیان خوبرو کے جب ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے مخاطب ہوکے چین بچین ہوکے
کہنے لگی او چھوکرے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ اب طلسم صندل باقی نرہیگا تو عیش پسند و غافل امور سلطنت سے ہی مین نے

بارہا تجھکو سمجھایا ہی کہ اسقدر عیش پسند نہو کاروبار سلطنت مین مصروف ہوا کر نازنینان خوبرو کے زیادہ دیکھنے کی باز آ تاج گا نا کم دیکھا سنا کر حسینون سے ربط و اتحاد مگر اپنے پاس نہ بٹھایا کر محبت و الفت زیادہ تر انسے نہ کیا کر شب و روز عیش و عشرت مین نہ گذار امور سلطنت سے غفلت نہ کیا کر پہر دو پہر فکر امور سلطنت مین صرف کیا کر انتظام و انصرام کار مالی و ملکی مین سرگرم رہا کر جملہ ملازمون کو اپنے رعب و داب غیظ و غضب سے بیخوف و خطر نہ کیا کر ہمنگو اور انسے سر دربار خلاف اپنی شان کے ہنسا مگر زنان خوبرو کے وصل سے زیادہ اجتناب کیا کر لیکن تو نے نمانا میری اس نصیحت پر عمل نہ کیا انجام کار تیری غفلت و عیش و عشرت اختیار کرنے کا یہ ہوا کہ مین نے مکرر سنا ہی اخبار سے ثابت ہوا ہی کہ طلسم کشا نے کوہ لالہ زار تک کسی کی رہنمائی سے جاکے کسی طور سے چمن لالہ زار کو پایا اُسے جلایا چمن سحر لالہ زار جادو کو ذبح کیا یہ نہین معلوم کیونکر مردار خوار جادو کو کہ تیری آتش سحر مین گھرا ہوا تھا کچھ خوف اُس آگ سے نکر کے اُسے رہا کیا مجھے حیرت یہ ہی کہ اُسکے پاس کون ایسی شی تھی کہ جسکی وجہ سے اُس آتش سحر سے اُسے ضرر نہ پہونچا اور کیا اُس نے تدبیر کی کہ چمن سحر لالہ زار جادو کو ذبح کیا چمن مذکور جلا دیا خاک مین ملا دیا اگر اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہوتی تو مقام حیرت نہوتا باوجودیکہ لوح کے اُسنے جو یہ امور کیے ہین مجھے بدرجہ کمال حیرت ہی مردار خوار جادو کہ رازدار لوح طلسم صندل تھا اُسنے رہا ہو کے طلسم کشا کی شرکت کی پہلے لالہ زار جادو کو قتل کیا گو کہ سحر لالہ زار جادو اُسکی نمو تھی معدوم کیا راہ جو بند تھی کھل گئی تجھکو کچھ خبر بھی نہوئی تو اپنے عیش ہی مین رہا بعد اسکے یہ سنا کہ مردار خوار جادو طلسم کشا کو ہمراہ اپنے اُس جگہ لیکر جس صحرا مین تو نے لوح طلسم صندل رکھی تھی وہان پہونچکر طلسم کشا کو ایک جا کے محفوظ مین چھوڑ کے اشیاے نادر و اسباب سحر و تحفہ جات طلسمی لیکر آگے بڑھا پھر برق بنکر آبشار جادو پر گرا آبشار جادو کہ خیر خواہ و نمک حلال ملازم تھا اُس نے دلیرانہ لڑا حتی الامکان اُس نے چاہا کہ مردار خوار جادو کو قتل کرون لوح طلسم صندل طلسم کشا کو نہ لینے دون بلکہ اُسکو اسیر کرون مگر چونکہ مردار خوار ساحر زبردست تھا اور اُسکے پاس تحفہ جات طلسم سے چند تحفے تھے اس وجہ سے اُسے قتل نکر سکا صرف زخمی کیا آخر کار ہاتھ سے مردار خوار کے مارا گیا ابر مثل بارش موقوف ہوئی پانی تالاب سحر کا خشک ہو گیا تالاب بھی باقی نہ رہا ماہیان سحر آبشار جادو و دیگر جانوران آبی کہ سحر آبشار جادو سے تالاب مین تھے اور حافظ و نگہبان لوح طلسم صندل کے تھے آبشار جادو کے مرتے ہی وہ بھی نہ رہے بعد اسکے ناظر جادو کہ زیر زمین حافظ لوح طلسم تھا اپنے لشکر ساحران کو لیکر زمین سے باہر آیا مردار خوار جادو نے ہرچند اُسے پند کر کے ملانا چاہا وہ نمک حلال لازم شریک طلسم کشا نہوا مردار خوار جادو پر حملہ ور ہوا جتنی اسکی لیاقت تھی لڑا آخر کار وہ بھی مردار خوار کے ہاتھ سے مارا گیا کچھ لشکر ساحران کام آیا تمام ساحران نمک حرام امان طلب ہو کے شریک طلسم کشا ہوگئے اور مطیع دین اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے مردار خوار جادو کی ہدایت سے میل کو اکھیڑا صندوقچہ نکالا اُسے کھولا اُسمین سے لوح طلسم صندل نکال کے خوش ہو کے اپنے گلے مین ڈالی لاشے آبشار جادو و ناظر جادو کے تیرے دربار مین آئے تو نے اُنھین دیکھا اُنکے حال سے آگاہ ہوا لوح طلسم صندل کی بھی کیفیت سے ماہر ہوا کہ طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی باوجود آگاہ ہونے کے تو اپنی جگہ بیٹھا رہا نہ تو خود برائے مقابلہ و مقاتلہ آمادہ ہوا نہ کسی اکو تو نے روانہ کیا لوح طلسم کے قبضے سے نکل جانے کا صدمہ اور ساحران مذکور کے قتل ہو جانے کا رنج بھی نہ کیا خواب غفلت سے ذرا بھی بیدار نہوا اے بچے تو نے اپنی جان کے جانیکا اور طلسم کے مٹ جانے کا کچھ خیال بھی نہ کیا کہ اب لوح طلسم طلسم کشا کو مل گئی

پھر وہ طلسم صندل کو توڑے گا تجھے قتل کریگا افسوس تو نے بعوض ملال وخیال انجام لاشے ساحران مقتول کے
دربار سے اُٹھوا دیئے بدستور بیٹھا رہا عیش وعشرت مین تیرے کمی نہ ہوئی کچھ فکر لشکر کی نہ کی تو عیش وخواب
غفلت مین رہا طلسم کشا نے دو تاے لکھکر اپنے لشکر کو اور خورشید روشن دل کو مع تمامی سپاہ طلب کیا
حدید شاہ وسرشار شاہ وخورشید روشن دل یہ سب بجمعیت فوج وسپاہ گران طلسم کشا تک پہونچے
اس نے جشن کیا بعد جشن لوح طلسم کو دیکھکر موافق اسکی ہدایت کے سمت طلسم رنگین حصار مع کل سپاہ وہمراہیون کے
روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب صحراے تاریک کہ سحر ہلاکت جادو سے ہے پہونچا پھر لوح کو دیکھکر راہ صحراے تاریک
ترک کرکے بہدایت لوح سوے بحر ذخار کہ سحر طوفان جادو ومحافظ زندان سے تنہا تنہا روانہ ہوا جب کنارے بحر
مذکور کے پہونچا ملکہ رنگین کاکل کشا کہ وہ آوارہ وگیسو بریدہ ننگ خاندان ہے مور پنکھی پر سوار ہوکے بحر مذکور کو بہر
سیر آئی طلسم کشا کو دیکھکر وہ نالائق عاشق ہوئی اپنے ساتھ اُسے اپنے باغ مین لیگئی طلسم کشا نے اُسے ہدایت کرکے
مسلمان کیا اب وہ گیسو بریدہ ساتھ طلسم کشا کے اپنے باغ مین مزے اُڑاتی ہے لطف زندگی اُٹھاتی ہے کچھ اُسکو یہ
خیال نہین ہے کہ محبوب میرا میرے پدر وعمو کا قاتل ہے طلسم رنگین حصار وطلسم صندل کا فتاح ہے دشمن جان
ودیان ساحران ہے اے کنارہ تجھسے دوست اپنا بچانے کسی تدبیر سے اُسکے گلے سے لوح طلسمی لے تجھے پھر
عجائب جادو اپنے پدر کو خبر کرکے اُسے گرفتار کرا دیجیے اپنے بزرگون سے بیرنگی پیش آیے بربادی وتباہی
ہلاکت طلسم رنگین حصار وطلسم صندل کی اور اپنے ہم مذہب والون کی اور اپنے پدر وعمو وغیرہ اپنے عزیزون کی
بچاہیے وہ گیسو بریدہ تو اپنی بادۂ جوانی سے ایسی مست ہے کہ عشق مین طلسم کشا کے اُسے کچھ خیال تباہی وبربادی کا
نہین ہے اسکو اپنے مزے سے کام ہے بالفعل اس زمانہ مین وہ ساتھ طلسم کشا کے اپنا مدعاے دلی حاصل کررہی ہے طلسم
کشا طلسم رنگین حصار تک پہونچ چکا ہے تو غافل اسیطرح رہیگا وہ صاحب لوح طلسم اگر طلسم رنگین حصار کو فتح کریگا
تیرے برادر عجائب جادو کو قتل کرڈالے گا قیدیون کو رہا کرلیگا ہاے افسوس تیری غفلت سے اور تیرے عیش پسند ہونے سے یہ
نوبت پہونچ گئی کہ رستم ثانی کو لوح طلسم ملگئی ساحر سابقین داخلہ اُسکا طلسم رنگین حصار مین ہوگیا اگر چندے تو یونہین غافل
رہے گا تو یقیناً طلسم کشا طلسم صندل کو فتح کرلیگا تجھے اور مجھے بھی قتل کریگا کسی ساحر کو تمامی طلسم مین زندہ نچھوڑیگا ہان جو
ساحر اسکے دین مین جاے گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائیگا وہ البتہ جانبر ہوگا ورنہ کوئی ساحر زندہ نہ بچیگا طلسم کشا سبکو قتل کریگا
جب تو میرے سامنے قتل ہوگا مین زندہ رہکر کیا کرونگی مین بھی لڑبھڑ کے اپنی جان دیدونگی تیری غفلت سے میری جان بھی ضرور جائیگی یہ
طلسم وملک برباد ہوجائیگا نام ونشان طلسم کا اور کسی ساحر کا نہ رہیگا تو اپنی غفلت سے خود ہی ہلاک ہوگا اور اپنے ساتھ سبکو
قتل کرواے گا تو ہی باعث بربادی ہوجائیگا صندلان شاہ نے جواب دیا اے نانی صاحبہ جو کچھ آپنے کہا مین نے سنا اسوقت
آپکو غصہ ہے جو کچھ آپ کی زبان پر آیا آپ نے کہا مین اور زیادہ تو کچھ نہین کہہ سکتا الا اسقدر کہتا ہون کہ چند ساحرون کے
قتل ہوجانے سے اور لوح طلسم طلسم کشا کو ملجانے سے ایسا کیا میرا ضرر ہوا کہ آپنے اسوقت مجھے غافل وعیش پسند
کہکے سبکی بربادی وقتل کی خبر دی کہ مجھے ابھی قتل کرڈالا خود بھی انجام کا خیال کرکے قتل ہوگئین قبل از وقوع واقعہ
طلسم رنگین حصار وطلسم صندل کو بھی فتح کرڈالا سب ساحرون کو نیست ونابود کرڈالا مجھے آپکی بزرگی اور عقلمندی ومحبت سے
یہ کہنا آپکا بعید معلوم ہوا آپکو تو ایسا کہنا نہ چاہیے تھا کیونکہ آپ مجھسے محبت رکھتی ہین کہ مجھے قتل کراے دیتی ہین خبر میرے
قتل ہونے کی مجھے سناتی ہین قبل آپکے یہان آنے کے مین تو اپنے اہل دربار سے آپکی محبت کا حال بیان کررہا تھا
کہہ رہا تھا کہ نانی صاحبہ مجھکو بہت چاہتی ہین آپنے یہان تشریف لاکے عالم غصہ مین مجھے دست طلسم کشا سے قبل از وقوع واقعہ

قتل کر ڈالا سوا اسکے اور جو کچھ زبان پر آیا کہا اور ایسا کچھ آپنے کہا کہ دشمن بھی اس طرح کبھی نہ کہتا آپ تو نانی صاحبہ
میری ہین اگر اور کوئی ایسے کلمات میرے سامنے میری نسبت اور طلسم صندل و طلسم نگین حصار کے باب مین کہتا تو مین اُسے
بہ بدی پیش آتا کیسی آپکو محبت مجھسے تھی کہ ایسی باتین آپ کرتی ہین کیا وہ محبت جو پہلے تھی وہ اب نہ رہی وہ چاہ
میری آپنے چھوڑ دی کہ مجھسے ایسی تقریر کی خطا معاف ہو اسوقت مجھکو آپسے امید نیکی نہ رہی اگر کچھ رہی تھی تو وہ امید
نہ رہی کیونکہ ابھی مین زندہ و سلامت موجود ہون آپ اپنے خیال سے مجھے قتل کرلے دیتی ہین جبر مجھے میری مرگ کی دیتی ہین
کیا آپ یہ نہین جانتی ہین کہ مین صاحب اختیار ہون کہ جو چاہون ابھی کرون جسکو جو کہدون وہ ہو جاے سحر خوانی مین
اگر لب ہلا دون تو ایک عالم کو مبتلاے سحر کر کے ایک دم مین ہلاک کر ڈالون مین سحر سے طبقے زمین کے ہلا دون اگر ان ساحرون
مین سے یا اور ملازمون مین سے کسی ساحر کو حکم دون تو وہ ابھی جا کے لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رکھے طلسم کشا
سے لوح طلسمی چھین لائے خداوندون کی مجھپر نظر عنایت ہے مین صاحب اختیار ہون طلسم کشا کیا ہے کسی سے نہین ڈرتا ہون
صرف آپسے دبتا ہون کہ آپ بزرگ مین جب چاہونگا اپنے تمام دشمنون کو مٹا دونگا لوح کے قبضہ سے نکلجانے کا صدمہ
کرون مجھے کیا اندیشہ ہے اگر لوح طلسم طلسم کشا کو ملگئی ہے وہ ابھی کیا کر سکتا ہے طلسم نگین حصار و طلسم صندل کا توڑنا
کیا سہل ہے کہ وہ جاتے ہی فتح کریگا سکو مار ڈالیگا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا او چھوکرے او نادان و احمق کیسی باتین
کرتا ہے مجھ ایسی محبت کرنیوالی کو دشمن کہتا ہے میری نصیحت سے ناراض ہوتا ہے شکایت بیجا مجھسے کرتا ہے کیون اسقدر غرور
کرتا ہے کیون اپنے دشمنون کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے کیون انکی دشمنی سے غفلت کرتا ہے دیکھ یہ باتین تیرے حق مین اچھی نہین
انجام ان باتون کا بُرا ہے جو عاقل ہین وہ ایسی باتین نہین کرتے ہین کہ اپنے دوست کو اپنی تقریر و اپنے افعال سے اسے
اپنا دشمن بناتے ہین اور بیجا دوست کی شکایت کرین دوست کی نصیحت پر ناراض ہون علاوہ دولت و حشمت کے فوج
و حکومت پر غرور کرین دشمن کو حقیر جانین محبت سے تجھسے کہتی ہون کہ ان باتون سے باز آ اب بھی ہوشیار و خبردار ہو
خواب غفلت سے چونک بگوش دل نصیحت میری سن اور اسپر عمل کر غرور تکبر طلسم کشا کو حقیر نہ سمجھ وہ اب صاحب لوح ہے
اسکے اندیشہ ہر طرح کر اسکے ہلاک و قتل کرنے سے باز نہ آ عیش و عشرت سے ہاتھ اٹھا فکر دفع دشمن کر دشمن کیسا ہی
نحیف و زار و حقیر ہو اُسے دشمن قوی تصور کر کبر و عجب سے اُسے حقیر جان کے اُسکے شر و فساد سے بیخوف و غافل نہو اب بھی خبر کر
فکر قتل و گرفتاری طلسم کشا مین شب و روز بسر کر ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس تدبیر سے لشکر طلسم کشا قتل ہو جاے
لوح طلسم صندل پھر ترے ہاتھ آجاے طلسم کشا اسیر ہو جاے بلکہ قتل ہو جاے تاکہ اُسکی ذات سے تردد
باقی نہ رہے خیال کر کہ پہلے طلسم کشا یکہ و تنہا ادھر آیا تھا رفتہ رفتہ اُسنے جمعیت سپاہ کر لی لوح طلسم حاصل کر لی پہلے
اکیلا آیا تھا اب صاحب لشکر و لوح طلسم ہو گیا ہے اگر اسی طرح تو چندے اُسکے دفع کرنے کی کوئی فکر نکریگا تو بتا
کیا انجام ہوگا تو ہی انصاف سے کہہ طلسم صندل باقی رہے گا مین اور جملہ ساحر زندہ رہینگے تو اسیطرح تخت
حکومت پر بیٹھا حکمرانی کیا کریگا بجائی تیرا عجائب جادو زندہ رہے گا طلسم نگین حصار اسی طرح برقرار رہیگا کچھ
فتنہ و فساد ملک مین نہوگا آغاز جسکا یہ ہوا ہے انجام اُسکا بخیر ہوگا او چھوکرے تو غضب کرتا ہے تیری غفلت سے
بڑی خرابیان ہوئین اور اب بڑی بڑی خرابیان ہونگی دیکھ ہوشیار ہو جا میری نصیحت کو سنکے برہم نہو مین تیری دوست
ہون کہ تجھکو اسطرح سمجھاتی ہون کوئی اس طرح تجھے نہ سمجھائیگا اب بھی میرے کہنے پر عمل کر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آیندہ اب
غفلت و عیش پسند ہونا تیرا اچھا نہین ہے دفع و قتل طلسم کشا مین سرگرم ہو دشمن کو حقیر نہ جان غرور و نخوت نکر جس نے غرور کیا ہے وہ پچھتاتا
ہے صندلان نے کہا اے نانی صاحبہ آپنے اسقدر تقریر کی کہ سنتے سنتے دماغ میرا پریشان ہو گیا کان کے پردے گویا پھٹ گئے اور کچھ

آپکی تعقیب پر پیدا ہوا آپنے صرف یہ کہا کہ طلسم کشا کی فکر کر کوئی تدبیر ایسی نہ بتائی کہ مین اس تدبیر سے طلسم کشا سے لوح طلسمی لے لیتا اُسے گرفتار کر لیتا یا کسی سے کہہ دیتا وہ اُس سے لوح کسی فکر و تدبیر سے چھین لیتا اور اُسے گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دیتا مین اسی جگہ بیٹھا رہتا اپنی راحت مین فرق نہ لاتا آپکو لازم ہے کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتایئے واسطے طلسم کشا کے اسیری و قتل کے جو سہل تر ہو مجھے کہین جانا نہ پڑے میرے عیش و آرام مین خلل نہ آئے اور حسب دلخواہ کام ہو جائے اُسنے کہا ادھر کرے عیش پسند اے اب بھی عیش و عشرت سے کارہ نہین ہوتا ہی بیٹھے بیٹھے چاہتا ہی کہ لوح طلسم دستیاب ہو جائے طلسم کشا گرفتار ہو کر یہان آئے میری راحت مین خلل ذرا بھی نہ آئے خیر اگر تو پوچھتا ہی تو یہ تدبیر کر کہ ابلیس خود پسند کو جلد طلب کر جب وہ یہان آئے اُس سے کہہ کہ جلد تر طلسم رنگین حصار مین پاس عجائب جادو کے جائے تخلیہ مین اُس سے کہے کہ اے عجائب جادو کیا غافل بیٹھا ہی اُٹھ ہوشیار خبردار ہو کہ دختر گیسو بریدہ تیری باعث بربادی طلسم صندل ہوا چاہتی ہی اور سبب تباہی طلسم رنگین حصار وہی نابکار چند روز مین ضرور ہی ہو گی کیونکہ طلسم کشا مسمی شاہزادہ رستم ثانی کو صحرائے تاریک کے قریب سے مور نیلگی پر سوار کر کے اپنے ساتھ لائی ہی باغ مین اپنے اُسے چھپا کے رکھا ہی مسلمان بھی ہو گئی ہی شب و روز ساتھ طلسم کشا کے جشن کرتی ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ خود جا کے یا کسی ساحر زبردست کو بھیجکر اپنی دختر کو باغ سے مع اُسکی ہمراہی کنیزون کے جس طرح ہو سکے اپنے پاس بُلا کے اُسے قید کر یا اسے کوئی سزائے سخت دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ اگر مین طلسم کشا کو یہان نہ لاتی تو مجھکو یہ سزا نہ دی جاتی علاوہ اسکے ابلیس خود پسند عجائب جادو سے یہ بھی کہے کہ جس طرح ممکن ہو خواہ تم یا کسی ساحر کے ذریعہ سے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے لیکر اُسے گرفتار کراؤ اور اُس زندان مین جسمین جند شاہ و شہریار قید ہین اس مین طلسم کشا کو بھی اسیر کرو اور اس حال سے کسیکو آگاہ نکرو اور اگر کسی سے کہو تو ایسے شخص سے کہو کہ وہ کسی سے نکہے افشائے راز سربستہ نکرے کہ ملکہ کاکل کشا اور طلسم کشا تک خبر پہونچ جائے اور وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین غافل نہ رہین اور پھر گرفتار ہو سکین بعد گرفتار کرنے طلسم کشا کے اور لینے لوح کے مناسب ہی کہ تم فوج ساحران لیکر صحرائے تاریک تک جا کے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر دو یہ کہکر اُس سے چلا آئے عجائب جادو خبردار ہو کے موافق تیرے کہنے کے ضرور ہی عمل کریگا اُس تدبیر سے مطلب تیرا بر آئے گا مجھے کہین جانا بھی نہ پڑیگا عیش و عشرت مین تیرے خلل نہ آئے گا صندلان شاہ نے یہ سُنکے خوش ہو کے کہا اے نانی جان کیا تدبیر معقول بتائی ہی کہ جسکے سُننے سے مین بہت خوش ہوا اور نہایت مجھے پسند آئی مین ایسی ہی تدبیر کی فکر مین تھا مگر ذہن مین نہ آتی تھی آپ عقلمند ہین آپکے فہم مین آئی آپ نے مجھے بتائی اب مین یہی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اُسی وقت اپنے ملازمون سے کہا کہ تم مین سے کوئی ساحر جلد تر جا کے ابلیس خود پسند کو میرے پاس لے آئے اگر وہ ہمراہ نہ آئے تو اس سے یہ کہہ آئے کہ تمہین صندلان شاہ نے بلایا ہی جلد آؤ دیر نہ لگاؤ مین تو اُسے بذریعہ نامہ طلب کرتا مگر اس وقت نانی صاحبہ تشریف رکھتی ہین کون نامہ لکھوائے زبانی پیام کافی ہی بموجب حکم صندلان شاہ ایک ساحر اہل دربار سے کہ نام اُسکا بریدہ جادو تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو یہ نمکخوار جائے ابلیس خود پسند سے کہہ آئے یا اُسکو اپنے ہمراہ لے آئے صندلان شاہ نے کہا اے بریدہ جادو اچھا تو ہی حتی الامکان اُسے اپنے ساتھ لانا ورنہ میرا پیام کہکے چلے آنا وہ یہ سُنکے سحر سے بصورت عقاب بنکے دربار سے پرواز کر کے بلند ہو کے جانب مسکن ابلیس خود پسند روانہ ہوا بعد قطع راہ پاس ابلیس کے گیا اور بصورت اصلی ہو کے اُسے سلام کر کے کہا صندلان شاہ نے آپکو بلایا ہی ایک کام ضروری ہی اگر مناسب ہو تو جلد چلیے ورنہ آپکو اختیار ہی جب دل چاہے آیئے گا اُسنے پوچھا خیر تو ہی وہ کام ضروری

گیا ہی جسکے سبب طلب کرنے کا کچھ معلوم ہی بریدہ جادو نے کہا مجھے سوا سلاطین مین کیا دخل ہی نہ معلوم کیون بلایا ہی ہان اسقدر جانتا ہون کہ ایک کار ضروری ہی یہ سنکے اُسیوقت تمثال آئینہ روے اجازت لیکر ہمراہ بریدہ جادو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ دربار صندلان شاہ مین آیا شاہ مذکور اُسے معزز جان کے کسیقدر تخت سے واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھا بعزت تمام اپنے پاس بٹھایا اُسنے بیٹھکر شاہ مذکور سے پوچھا اسوقت مجھے کیون بلایا ہی کیا کار ضروری ہی بادشاہ موصوف نے جو کچھ آتش افروز نے کہا تھا وہ کل حال اُس سے بیان کرکے کہا کہ اب آپ جانب طلسم رنگین حصار جایئے میرے بھائی سے ملاقات کرکے جو کچھ مین نے کہدیا ہی وہ اُن سے کہدیجئے گا مگر تنہائی مین کہیے گا اگر وہ آپکو روکین تو خیر ورنہ کل احوال کہکے چلے آیئے گا ابلیس یہ سنکر تدابیر مزاق بیٹھا رہا دل مین کہا کیا کہ شاہزادہ رستم ثانی کیا خوش اقبال ہی کہ پھر لوح طلسم صندل مل گئی کیا کیا اسباب بہبودی کے فراہم ہوگئے جو دوست و عزیز صندلان شاہ کے تھے کچھ اُن مین سے اُسکے شریک ہوگئے اب غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے بعد تھوڑی دیر کے صندلان شاہ سے رخصت ہو کے جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوا بعد جانے ابلیس خودپسند کے نانی صندلان شاہ یعنی ملکہ آتش افروز جادو بھی شاہ طلسم کو بہت پند و نصایح کرکے اُس سے رخصت ہو کے اپنے مکان کی طرف تخت سحر پر سوار ہو کے تخت کو بلند کرکے ابر گلنار مین پنہان ہو کے اُسی طرح جسطور سے آئی تھی چلی گئی صندلان شاہ بعد جانے آتش افروز جادو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا ہماری نانی صاحبہ نے ہمین کیا تدبیر بتائی ہی اب اُمید ہی کہ اس تدبیر سے ہمارا مدعا بر آئیگا کچھ اندیشہ نہ رہیگا اہل دربار نے کہا اے شاہ ذیوقار آپکی نانی صاحبہ نہایت ہوشیار ہین اُنکی تعریف کیا کیجاے واقعی اُنھون نے نہایت عمدہ تدبیر بتائی ہی ہمین تو یقین ہی کہ جب ابلیس خودپسند آپکے برادر عجائب جادو کے پاس جائینگے اور تمام حال جو آپنے کہدیا ہی اُنسے کہینگے وہ فی الفور اپنی دختر اور طلسم کشا کو کسی تدبیر سے ضرور ہی اسیر کرلینگے لوح طلسم طلسم کشا سے بمکر و فریب لے لینگے اُنکے نزدیک طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی لوح طلسم کشا سے لے لینا کیا مشکل ہی صندلان شاہ یہ تقریر اہل دربار کی سنکے خوش ہوا کبر و نخوت سے مونچھون پر تاو دینے لگا اپنے تخت حکومت پر ناز کرنے لگا دل مین کہنے لگا مجھ ایسا صاحب اختیار کون شہریار ہوگا کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اور ایسے امور اہم و دشوار کے بارے مین کسی سے کہے اور وہ اُس کام کا انصرام کردے یہان تو صندلان شاہ تخت حکومت پر بصد عجب و نخوت تاج کو سر پر کج رکھے ہوے بیٹھا ہی دل مین کہہ رہا ہی کہ مجھ سا صاحب اختیار و حکومت کوئی بادشاہ زیر فلک نہوگا لیکن اب احوال ابلیس خودپسند کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار بعد قطع راہ بسیار طلسم رنگین حصار مین پہونچا اُسوقت عجائب جادو بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا اہل دربار اُسکے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے صدہا ساحر بھی حاضر دربار تھے امرا و زرا خاموش تھے کوئی رعب سے کسی سے کلام نہ کرتا تھا سب سر جھکائے ہوے بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا عجائب جادو تخت پر بیٹھا تھا اسی ہنگام مین ابلیس خودپسند دربار مین گیا عجائب جادو نے اُسے دیکھا اپنے اہل دربار سے باشارہ کہا اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاؤ یہ معزز ہی اہل دربار بیایام سنکے واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوے عجائب جادو بھی براے تعظیم اُٹھا بعد تعظیم قریب اپنے تخت کے بٹھایا بعد مزاج پرسی پوچھا اس وقت کس وجہ سے آپ یہان تشریف لائے ایک زمانہ دراز سے آپکی ملاقات کا اشتیاق تھا حسب اتفاق آج آپکا یہان آنا ہوا کیا دل کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی ہی ابلیس خودپسند نے جواب دیا مین واسطے ایک خبر دینے کے آیا ہون تمھارے برادر کلان صندلان شاہ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہی سردست یہ موقع میرے یہان آنے کا ہوا ہی ورنہ مین یہان کیون آتا خداوند تمثال آئینہ رو کی خدمت مین رہنے سے اتفاق کہین جانے کا نہین

ہوتا ہے ایسا ہی امر ضروری تھا کہ آج یہان آیا ہون بسا عجب ہر کہ آپ یہان کے حاکم ہین گو عاقل و دانا ہین
لیکن غافل ہین کچھ امور نیک و بد سے آپکو خبر نہین ہر عجائب جادو نے جواب دیا آپ یہ کیا کہتے ہین مین تو شب و روز
امور سلطنت مین بصد ہوشیاری سرگرم رہتا ہون ہر ایک امر نیک و بد سے خبر رکھتا ہون اُسنے کہا آپ کیا خاک
امور نیک و بد سے آگاہی رکھتے ہین اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو جس خبر کے دینے کو مین یہان آیا ہون اُس سے آپ
آگاہ ہوگئے اُس بارے مین اتبک واسطے اپنی بہبودی کے کوئی تدبیر کرتے مجھے آگاہ کرنے کیون آنا پڑتا عجائب جادو
نے پوچھا بتایئے وہ خبر کیا ہر جس سے مجھے اطلاع نہین ہر ابلیس خودپسند نے جواب دیا آپ طلسم رنگین حصار کے
حاکم ہوگئے ایسے غافل ہین کہ نہ آپنے گھر سے باخبر ہین نہ طلسم رنگین حصار نہ طلسم صندل کی تباہی چاہتے ہین نہ اپنی عزت
و حرمت کی فکر کرتے ہین نہ اپنے دشمن اور نہ اپنے برادر صندلان شاہ کے عدو سے باخبر ہین نہ اُسکے دفع و قتل کی تدبیر
کرتے ہین اُسنے گھبرا کے از حد متردد ہوکے دریافت کرنے مین اصرار کیا کہا جلد بتایئے وہ خبر کیا ہر ابلیس خودپسند نے
جواب دیا اے عجائب جادو اب عزت و حرمت آپکی خاک مین ملگئی آپکی دختر ملکہ رنگین کاکل کشا شاہزادہ رستم
ثانی طلسم کشائے طلسم صندل پر عاشق ہوکے بجبر زخار سحر مبہوت جادو و طوفان جادو کنارے سے اپنی مورپکھی
پر بٹھا کے اپنے باغ مین لائی ہر طلسم کشا کے ساتھ شب و روز عیش و عشرت کرتی ہر آپکو کچھ خبر نہین ہر آپ
حکومت اس رنگین حصار کی کرتے ہین امور نیک و بد سے بھی آگاہ و خبردار نہین دختر آپکی آوارہ ہوکے یاری و آشنائی کرے
دشمن صندلان شاہ و جملہ ساحران طلسم صندل کو اپنے گھر مین لائے اُس سے دوستی کرے
بربادی رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے اور آپکو کچھ خبر نہو عجائب جادو نے پوچھا یہ خبر آپکو کیونکر معلوم
ہوئی میری دختر تو بہت نیک ہر آوارہ نہین ہر کبھی اُسنے حرکت مذکور نہ کی ہوگی بھلا وہ اپنی اور میری روسیاہی خاندان
کی بے عزتی گوارہ کرے گی بربادی طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے گی مجھے اور اپنے چچا سے دشمنی
کریگی مجھے تو یقین نہین ہر آپ کہتے ہین تو مین دریافت کرونگا ابلیس خودپسند نے جواب دیا آپ خوب آگاہ
ہین کہ ملکہ آتش افروز جادو نانی آپکی نہایت عاقلہ و ساحر زبردست ہین اور کہانت کے علم سے خوب
ماہر ہین کاہنہ کامل ہین بڑی ہوشیار و خبردار ہین اُنھون نے بذریعہ اپنے علم مذکور کے یا بوسیلہ اخبار کے یہ خبر مذکور
دریافت کرکے صندلان شاہ سے آکے تمام حال آپکی دختر کا اور طلسم کشا کا بیان کیا صندلان شاہ نے
مجھے طلب کرکے آپکے پاس برائے اطلاع وہی روانہ کیا مین نے ابھی آپسے کل احوال بیان کیا ہو جو کچھ کہا ہر جھوٹ نہین ہر
اگر آپکو یقین نہین ہر تو مشکل کیا ہی دریافت کر لیجیے اگر دختر آپکی طلسم کشا کو اپنے باغ مین لائی ہو اور آپکو آگاہی ہو تو
موافق کہنے صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کے دونون کو اسیر کرکے قید کیجیے طلسم کشا سے لوح طلسم
صندل کسی تدبیر سے لے لیجیے لشکر کو مسلمانون کے جو صحراے تاریک کے قریب اُترا ہر اُسے قتل و تباہ کر دیجیے اس باب مین
تساہل و تغافل کو راہ نہ دیجیے گا طلسم کشا صاحب لوح ہر اُسے اپنا اور اپنے برادر کا دشمن قوی جانیے گا عجائب جادو یہ
سنکے کہنے لگا اگر میری دختر نے طلسم کشا سے الفت کی ہر اور اُسے اپنے باغ مین لائی ہر تو مین اُسکے ساتھ یہ بدی پیش آؤنگا
ارشاد اپنے برادر کا اور حکم نانی صاحبہ کا ضرور بجا لاؤنگا ابلیس خودپسند یہ سنکے عجائب جادو سے رخصت ہوکے
پاس صندلان شاہ کے گیا اور اُس سے کہا مین آپکے بھائی صاحب کے پاس گیا تھا جو کچھ آپنے کہا تھا وہ مین نے
اُنسے کہہ دیا اُنھون نے کہا ہر کہ مین موافق آپکے کہنے کے عمل کرونگا یہ کہکے صندلان شاہ سے رخصت ہوکے جانب
تخت آئینہ رو روانہ ہوا اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہر کہ ابلیس خودپسند طلسم رنگین حصار ہی مین

رہا غرض بہر طور عجائب جادو نے احوال ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا سے آگاہ ہوکے از حد برہم ہوکے
اپنے اہل دربار کو جمع کیا سر دربار جملہ ساحران زبردست و نابکارون سے کہا کہ تم سب ساحرون مین کون ایسا
ساحر ہی کہ باغ مین میری دختر کے جاے اور بصورت طائر کسی درخت پر بیٹھکر احوال دختر مذکور دیکھے پھر بیان آکے
جو دیکھا ہو مجھسے بیان کرے بمجرد اس کہنے کے اہل دربار سے ایک ساحر مسمے عنقاے جادو اپنی جگہ سے اُٹھکے
دست بستہ عرض کرنے لگا یہ نمکخوار جائیگا تعمیل حکم حضور کریگا عجائب جادو نے اُسے اجازت جانیکی دی وہ اسیوقت
کہ اول وقت شب کا تھا بزور سحر قمری بنکر دربار صندلان شاہ سے اُڑ کر سوے باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ
ہوا وہ باغ پُر بہار رشک باغ عالم مین عدیم النظیر تھا ہر دم تبظر قہر نگران اُسکو چرخ پیر تھا عیش و عشرت ساکنان باغ
مذکور بھی اُسے ناگوار تھی فکر تباہی و ظلم لیل و نہار تھی کیونکہ فلک جفا کار و ستمگار و ستم شعار اُس باغ پُر بہار کے درپے
بربادی کے نہوتا کہ اُسکے گلون پر قطرۂ شبنم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ معشوقان غضبناک خشمناک کے عارض گلرنگ پر
قطرہ عرق ہی تعریف مفصل اُس باغ رشک ارم کی تو ممکن نہین کہ تحریر ہوسکے لیکن مختصر ثنا اُسکی رقم کیجاتی ہی کہ ۔ قطعہ

روضۃ ماء نہرہا سلسال
دوحۃ سجع طیرہا موزون
آن پر از لالہ ہاے رنگارنگ
وین پر از میوہ ہاے گوناگون
باد در سایۂ درختانش
گسترانیدہ فرش بوقلمون

عنقاے جادو قطع راہ کرکے بصورت قمری باغ مذکور مین داخل ہوکے ایک درخت میوہ دار پر بیٹھا چونکہ وہ شب
شب چہاردہم تھی ماہ کامل بالاے فلک تابان تھا سیر چاندنی کی قابل دید تھی اور وہ باغ پُر بہار بھی لائق سیر تھا
اُسکے گلونکی سیر سے غنچہ دل مانند گل کے شگفتہ ہوتا تھا ہواے عطر آگین سے دل کو فرحت دماغ جان کو راحت
حاصل ہوتی تھی جوانان چمن اپنی شادابی و سرسبزی سے مانند سرو کے نخوت و غرور سے اکڑتے تھے درختان میوہ دار
کثرت گل و ثمر سے زمین سے جھک کے ملتے تھے ایسے منکسر تھے ہر ایک چمن خوش قطع قابل دید تھا کوئی چمن نسرین و نسترن
کا تھا کوئی گل شبو کوئی گل چنبیلی کا تھا کہین موتیا کسی جا موگرا کہین گل اشرفی کہین جاہی جوہی کہین ہار سنگار کسی جا
گیندے کا تختہ تھا کہین چمن لالۂ گل خودرو کہین سرو قمری کی کو کو کہین سیوتی کی بہار کہین کیتلی کی قطار کہین تختہ گلاب
نہایت نادر لب آبجو کہین نرگس نظارہ کنان کہین تختۂ لالۂ نعمان کہین چمن گل داؤدی کہ جسکے دیکھنے سے دیکھنے والونکو
یہ گمان ہو کہ یہ ایک گھٹا ہی اودی وہ تھاؤن کی جلوہ گری جیسے نگینہ شجری وہ با دلہ پوش ہر اک شجر وہ تمامی کی تھیلیون مین
ہر اک ثمر وہ شب چاردہ اور وہ جلوۂ بدر ہوسکتا ہی اگر کوئی کہے اُسے شب قدر وہ چاندنی صاف اور وہ صحن باغ
کا روپ طائران چمن کو گمان چاندنی پر تھا کہ یہ ہی دھوپ پس اُس حسن ماہ کو روز روشن جان کے طائران خوش الحان
نغمہ سرا تھے ہر ایک درخت پر اپنے آشیانے مین بیٹھے ہوے مصروف حمد خدا تھے بلبلین چہچہاتی تھین قمریان سرو پر بیٹھی
ہوئی غل مچاتی تھین کہین تختہ سورج مکھی کا ایسا تھا کہ جسکے ہر گل پر گمان آفتاب کا تھا سبزۂ افتادہ باغ مذکور پر
احتمال خواب کا تھا وہ سبزہ باغ ایسا نرم مانند فرش مخمل سبز کے گسترہ تھا کہ جسکے دیکھنے سے رنج راحت پا کے کیسا ہی
بیمار ہو اُسے اُسپر لیٹ کر نیند آجاے وہ بہار طرۂ سنبل وہ ترتیب گل نغمۂ بلبل ہر خیابان جادۂ نور شب گلشن گویا صبح
پُرنور ملو ہر گلاب نہر جوش سے دمبدم پانی مارتا ہی لہر پانی کی اسطرح باندھتی تھی دل کہ جس سے دیکھنے والے ہوتے تھے
بسمل تعریف اُس باغ کی بارہ دری کی اگر رقم ہو قصر ارم کو رشک سے الم ہو شیشہ آلات و فرش نفیس و زرم سے خوب
آراستہ اگر حور ارم بھی اُسے دیکھ لیتی تو ہوتی دل دادہ ساحر مذکور سیر باغ و بارہ دری دیکھکر دل مین کہنے لگا یہ باغ ہی کہ
باغ جنت ہی اور یہ بارہ دری ہی کہ قصر ارم ہی جسکے دیکھنے سے دل کو راحت ہی چونکہ شب ماہ تھی حکم ملکہ رنگین کاکل کشا سے

بزم عشرت بارہ دری میں نہایت تکلف سے آراستہ تھی ملکہ مذکور مسند زرین پر پہلوے شاہزادہ رستم ثانی میں بحجاب بانہ بیٹھی ہوئی تھی انیسیں جلیسیں ہمدمیں ہمرازیں کنیزیں وغیرہ علی قدر مراتب بزم مذکور میں کچھ بیٹھی تھیں کچھ عہدے لیے ہاتھوں میں کھڑی تھیں دروازے بارہ دری کے سب کھلے ہوئے تھے روشنی بکثرت تھی جھاڑ کنول صدہا بارہ دری مذکور میں تھے شمعیں مومی و کافوری ایمن روشن تھیں گلدستے جا بجا رکھے ہوئے تھے کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بلورین روبروے ملکہ مسطور رکھی تھی وہ اپنے ہاتھ سے شراب شیشہ سے ساغر میں بھر کے شاہزادہ رستم ثانی کو بار بار دیتی تھی شاہزادہ موصوف ساغر مے لیکر دمبدم شراب پیتا تھا اور خود جام بلورین شراب مملو کر کے اُسے دیتا تھا ملکہ اپنے محبوب کے ہاتھ سے بخوشی جام مے لیکر شراب پیتی تھی دور جام بزم میں تھا ہر ایک ہمجلیس ملکہ کی بھی شراب پیتی تھی ایک زن خوبرو واسطے مے پلانے انیسوں اور جلیسوں ملکہ کے ساقی بنی تھی اہل بزم عشرت خوش و خرم بیٹھے تھے کوئی فکر و اندیشہ کسیکو نہ تھا عنقاے جادو درخت پر بیٹھا ہوا اہل بزم کو بخوبی دیکھ رہا تھا خصوص بار بار شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ شاہزادہ کیا خوش اقبال ہے کہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے لوح طلسم صندل گلے میں ڈالے ہوے دلیرانہ بیٹھا ہے کس عیش و راحت میں ہے شراب ملکہ کے ہاتھ سے پی رہا ہے ملکہ کاکل کشا کیا بے شرم و بیحیا ہے کہ پہلوے نامحرم میں بیٹھی ہوئی ہے دل لگی ہنسے ہو رہی ہے انیسیں جلیسیں دمبدم کسی نہ کسی بات پر قہقہہ مار تی ہیں ابھی ساحر مذکور بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ وہ زن خوبرو جو شراب پلا رہی تھی کشتیان شراب کی اُٹھوا کر لیگئی اُسکے جاتے ہی ایک رقاصہ کہ سازندے اُسکے سب عورتیں تھیں روبروے ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کے آئی سلام کرکے بعد درست ہونے سازوں کے رقص کر کے یہ غزل گانے لگی

غزل

قریب اغیار ہر دم دور ہم ہر وقت دل سے
وہ سنگ آستان پاؤں نہ پھوڑوں سر کو جس سے
کیا ہے ہمسری کا قامت دلدار سے دعوے
نہیں ہے نفع مرنے کو ذرا ہونگی جلا در سے
لحد میں خاک کے بستر پہ جب تا حشر سونا ہے
پھر امید رہے جو کافر ہوا پہلے تمہیں سے

وہ خوش جتنے ہیں ہم اتنے ہی ناخوش ہیں
ازل سے ابرو و مژگان کی الفت سے ہوئیں پیدا
نہ بگڑے فاختہ گلزار میں کیونکر صنوبر سے
سبب راحت کا ہے آج کل ہوگا سبب غم کا
تنفر عاقبت خاصان خلق کو ہے جو بستر سے

اٹھاؤں رنج کیوں حاصل نہو آخر میں راحت
دوبارہ کرتے ہیں زخمی عبث وہ تیر و خنجر سے
عبث ارباب ظاہر زینت ظاہر پہ مرتے ہیں
نہ رکھیں عشق کم دو اہل زر تا بدن صفت زر سے
نہیں حکم وزیر و شاہ میں جب فرق اے ضیغم

اہل بزم خوش ہو کر ہنسنے لگے عنقاے جادو نے تھوڑی دیر باغ میں شاخ درخت پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بزم عشرت میں دیکھکر حال سے بخوبی آگاہ ہوکر باغ مذکور سے بصورت قمری اُڑکر روبروے عجائب جادو گیا اور بصورت اصلی ہو کے یوں عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت میں حسب الحکم گیا تھا میں نے بچشم خود دیکھا کہ ملکہ رنگین کاکل کشا پہلوے طلسم کشا میں بیٹھی ہے بزم عشرت آراستہ ہے ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی ہے جملہ اہل بزم بخوشی رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہے ہیں گانا سن رہے ہیں عیش کر رہے ہیں کسی کو کچھ خوف و اندیشہ نہیں ہے دور جام بے دغدغہ گردش ایام ہو رہا ہے عجائب جادو یہ حال سنکے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا چہرہ فرط غصہ سے سرخ ہو گیا کہنے لگا ابلیس خوب دلپذیر نے جو کہا تھا وہی درست و بجا تھا مجھکو خیال پاک دامنی دختر تھا یہ بیجا تھا اس گیسو بریدہ نے مجھ سے بیخوف ہو کے ذرا بھی میرے غضب و قہر سے نہ ڈر کے یہ جسارت کی ہے کہ طلسم کشا میرے اور میرے برادر بلکہ تمامی ساحران طلسم کے دشمن کو اپنے ساتھ اپنے باغ میں لائی ہے اُسکے پہلو میں بیٹھی ہے یہ بے شرمی و بیحیائی گوارہ کی ہے نہیں معلوم کہ کب سے اس رنگ میں ہے خس و آتش یکجا کب سے ہیں کاہیکو اُس گیسو بریدہ نے اپنے تئیں طلسم کشا سے بچایا ہوگا علیحدہ اُس سے رہی ہوگی اور طلسم کشا نے کب اُس سے کنارہ کیا ہوگا آگ نے

پھونس کو ضرور جلایا ہوگا ممکن نہین ہی کہ ایکجا یہ چیزین ہون اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچا ئین یہ کہکے از حد غضبناک ہوا اور اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کسی تدبیر سے اُسے لوح لے کے اُسے گرفتار کرتا ہون اپنی دختر بدسیر کو بھی اسیر کرکے لاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانے کا کیا وزرا نے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ اس ادنے کام کے واسطے جانا حضور کا اچھا نہین کسی ساحر کو حکم دیجیے وہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرکے روبرو حضور کے لے آئے ہم حضور کو ہرگز نہ جانے دینگے ہمین یہ خوف ہی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی ایسا نہو کہ اُسکے ہاتھ سے آپکو کچھ ضرر ہو یہ عرض کرکے قدم عجائب جادو سے لپٹ گئے اُسوقت شاہ مذکور نے اپنے وزرا کو اپنا دست جان کے اُنکی عرض قبول کرکے اپنے ارادہ سے باز رہ کے ابر باران شعلہ افگن سے کہ ساحر نامی وزبردست سے تھا کہا تو جلد جاکے میری دختر وغیرہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ ایک طبقہ باغ کا یا محض بارہ دری کو بزور سحر اُٹھا کے یہان لا مین طلسم کشا وغیرہ کو قید کرونگا تجھے اسکے نمایان کرنے کے عوض مین انعام دونگا ساحر مذکور نجکم شاہ مسطور آسیدم دربار سے اُٹھکر باہر گیا اور چالیس ساحرون کو اپنے لشکر سے انتخاب کرکے اُنسے کچھ کہا تا دیر اُنھین سمجھایا اُنھون نے عرض کیا آپ نے جو کچھ فرمایا ہی ہم ایسا ہی کرینگے ہرگز منھ جنگ سے نہ موڑینگے یہ سنکے ابر باران شعلہ افگن نے اپنی جھولی سے ایک گالا روئی کا نکالا اور ایک شیشہ پر آب کہ جسمین آب چاہ سامری بھرا تھا اور بحفاظت اُسے رکھا تھا اُسمین سے تھوڑا پانی لیکر سحر اسیر دم کرکے روئی کے گالے پر چھڑکا فی الفور وہ زمین سے بلند ہوگیا اور سوے ملک جاکے بہت وسیع ہوگیا ساحر مذکور جھولی اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھکر تخت سحر پر سوار ہوا سحر پڑھا تخت مذکور ملتبہ ہوکے اُس ابر تیرہ و تاریک مین جاکے نہان ہوا اسیطرح سے وہ چالیس ساحران نابکار بھی مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوکے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھ کے بلند ہوکے ابر تیرہ و تاریک مذکور مین جاکے پوشیدہ ہوئے ادہر سے تو باشارہ ابر باران شعلہ افگن ابر مذکور سمت باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا لیکن اب حال باغ کا لکھا جاتا ہی کہ اُدھر ایک رقاصہ بزم عشرت مین ملکہ رنگین کاکل کشا سے مخاطب ہوکے حسب اتفاق بذمت دنیا مین یہ غزل نصیحت آمیز و عبرت خیز بصد ناز و انداز گا تی تھی۔ غزل

خوکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست
نخلے نتوان یافت کہ پامال خزان نیست
پابند طرب راز سد لاف محبت
خوکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست

جز حسرت و حرمان بجہان گذران نیست
با سنگدلان حرف غم عشق مگوئید
کین کوچہ تماشاگہ راحت طلبان نیست

در گلشن حیرت نتر دہر دریغا
کین ورتمیین درخور ہر گوش گران نیست
بیہودہ رضا چند شوی طالب راحت

ملکہ رنگین کاکل کشا کہ علم فارسی کھی تھی اشعار غزل مندرجہ رقاصہ مذکور سنکے معنی و مطالب بعض اشعار سے خوب آگاہ ہوکے چین بجبین ہوئی اپنے دل مین ناز سے کہتی تھی نہین معلوم رضا کس شخص کا تخلص تھا محض بیہودہ گو تھا کہ اُسنے یہ اشعار کہے ہین وہی غم و درد کی خو اختیار کرے دوسرون کو نصیحت نکرے اُس کے نزدیک راحت دنیا مین نہین ہی اور سوا حسرت و حرمان کے گذارہ اہل دنیا کا نہین ہی اہل دولت کو غم و درد سے کیا تعلق اُنکے واسطے دنیا جاے عیش و راحت ہی ہر دم زندگی اُنکی بعیش و آرام گزرتی ہی دنیا اُنکے واسطے راحت گاہ ہی خصوص میرے واسطے کہ مین شاہزادی ہون باپ میرا عجائب جادو حاکم طلسم رنگین انجمن انحصار کا ہی خداوند عالم نے مجکو صاحب ملک و مال و دولت و حکومت کیا ہی میری پاپوش کو کیا غرض کہ خوے غم و درد کرکے دنیا باغ عالم کو برا جانون ہمیشہ زندگی میری عیش و عشرت مین گزری اور اسیطرح گزرے گی صورت حسرت و حرمان کو

کبھی خواب مین بھی نہ دیکھونگی یقیناً مصنف اِس غزل کا محتاج و مبتلائے مصیبت تھا جب ہی اُسنے مطلع غزل مین مضمون حسب حال نظم کیا ہی اور گلشن حسرت مین ثمر دنیا کا بیان کرنا اور افسوس کرکے یہ کہنا کہ کوئی درخت ایسا نہین ہی کہ جو پامال خزان نہو یہ بھی اُس نے اپنی تکلیف و مصیبت مین کہا ہی صاحبان ملک و حکومت کو کیا خوف باغ جہان مین پامالی خزان کا خصوص مجکو میرے باغ عیش و حکومت و حسن و خوبی مین مدام بہار رہے گی کبھی خزان نہ آئیگی اور یہ کہنا اور نصیحت کرنا اُسکا کہ سنگ دلون سے غم عشق مت کہہ کہ یہ سوز عشق لائق اُنکے گوش کے نہین ہی مین ہی اس شعر کی نسبت کہتی ہون کہ مجھے عشق تو ہی غم فراق نہین ہی محبوب میرا میرے پہلو مین ہی پس مین سنگ دلون سے کیونکر غم عشق کہنے لگی میرا دل شاد ہی رنج و غم سے آزاد ہی اور یہ کہنا اُسکا کہ جو پابند طرب و عیش ہین وہ لاف محبت یعنے دعوائے محبت محبوب کر نہین سکتے ہین اگر کرین تو بیجا ہی کیونکہ یہ کوچہ محبت تماشا گاہ راحت طلبونکا نہین ہی یہ بھی قول اُسکا خلاف میری طبع کے ہی باین وجہ کہ مین شاہزادہ رستم ثانی فتح طلسم صندل پر عاشق ہون کیسی راحت و عیش و عشرت ہی اُس سے محبت کرتی ہون مجکو کوئی صدمہ نہین ہی اور نہ ہوگا یون ہی حیات میری بسر ہوگی یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ دعوائے محبت راحت طلب لوگون کو سزاوار نہین ہی مصیبت زدہ اور درد مند ہی کو دعوائے الفت کرنا زیبا ہی اور مقطع مین مصنف غزل کا یہ نظم کرنا کہ اے رضا طالب راحت کہانتک ہوگا عادت کر ساتھ غم و درد کے کہ دنیا مین راحت نہین ہی یہ نظم کرنا بھی شاعر کا اچھا نہین وہی اس اپنے قول پر عمل کرے ہم تو طالب راحت مین جانتے ہین کہ دنیا مین ضرور انسان کو ہر طرح کی راحت ملسکتی ہی کیا کہون وہ شخص اِس وقت یہان موجود نہین ہی ورنہ اُس سے کہتی کہ یہ مضمون حسب حال میرے نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی محبوب میرا میرے پہلو مین بیٹھا ہی دل میرا مانند گل کے شگفتہ ہی باغ جہان مین کیسی راحت مجھے مل رہی ہی دور جام شراب کا ہو رہا ہی رقاصہ رقص کر رہی ہی بزم عشرت آراستہ ہی ہمجلیسین کنیزین موجود ہین انواع و اقسام کی نعمتین مہیا ہین حکومت کر رہی ہون اِس سے بڑھکے دنیا مین اور کیا راحت ملے گی اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے دل مین خیال کرتا تھا ظلم فلک و انقلاب روزگار سے غافل تھا ہمجلیسین ملکہ سے اشعار غزل مذکور اُسکے معنے و مطلب سمجھ کے تاب ہو رہی تھین مصنف کی غزل مذکور کو بھلا برا کہہ رہی تھین کبھی رقاصہ کو گالیان کوسنے چپکے چپکے دیتی تھین اور کہتی تھین اس رقاصہ نالائق نے کس بیہودے نگوڑے شاعر کی یہ غزل کہی یعنی گائی ہی کہ عالم خوشی مین صدمہ دیا ہی مضامین اشعار غزل عاشقانہ نظم کرنا چاہیے نہ ایسے مضامین عبرت و نصیحت آمیز و مذمت دنیا نظم کرنا چاہیے ابھی ملکہ رنگین کاکل کشا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ غزل مندرجہ بالا سُنکے اپنے اپنے دل مین خیال مسطور کر رہے تھے رقاصہ رقص کر رہی تھی بزم عشرت آراستہ تھی چودھوین رات کی چاندنی کس خوبی و لطافت سے نکلی تھی ماہتاب و کواکب بالائے افلاک درخشان تھے حسن و خوبی اپنی اہل جہان کو دکھا رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی خوشبو پھولون کی آرہی تھی باغ مین گلہائے رنگا رنگ کھلے تھے طائران خوش الحان اُس شب کی چاندنی کو روشنی روز روشن جانکے چہک رہے تھے بلبلین نغمہ سرا تھین قمریان سرو پر بیٹھی تھین دم عاشقی کا بھر رہی تھین صدا کوئل کی آرہی تھی پپیہے کی آواز چلی آتی تھی اہل بزم عشرت کس عیش و راحت سے بسر کر رہے تھے زندگی کا لطف اُٹھا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ پیدا ہو کے جلد تر آ کے تمام باغ پر محیط ہوا اُس چاندنی و روشنی کا نام و نشان بھی نہ رہا اندھیرا ایسا ہوا کہ دل ہر ایک کا گھبرانے لگا کلیجہ تاریکی سے منھ کو آنے لگا اُسوقت ہر ایک اہل بزم نے گھبرا کے سوئے ابر دیکھا اور کہا یہ ابر سیاہ کسقدر سیاہ ہی کہ پناہ بخدا لوگو ذرا دیکھو تو اِس ابر سے بار بار

کیسی برق چمک رہی ہی کہ جس سے دل بیقرار ہی خوف سے روح کو صدمہ پہنچتا ہی آواز رعد کی ایسی مہیب ہی کہ
مین نے ایسی صدائے رعد کبھی نہین سنی ہی میرا دل دھڑکتا ہی جان نکلی جاتی ہی یہ ابر سیاہ و برق و رعد میرے
حق مین وہ فرشتے ہین جو قبض روح کرتے ہین ملک الموت کے تابعین سے ہین خدا خیر کرے اس بلاے
سیاہ سے خدا سب کو بچائے مجھے تردد ہی اس ابر سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا خیالات ذہن مین
آتے ہین کوئی عورت اہل بزم سے کہتی تھی آپ سب صاحب کیا خوش قسمت ہین کہ ابر رحمت خدا گھر کے آیا ہی پانی
برسا ہی چاہتا ہی یہ وقت بادہ کشی کا ہی مناسب وقت یہ کہ **بیت** اب چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ +
میکشو خوش ہو کہ یہ ابر بہار آیا ہی + جوانی مین بادہ کشی کا لطف ہی خوشا قسمت اُسکی کہ جسکے پہلو مین یار
حسین ہو وہ اُسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلائے اور خود اُسکے ہاتھ سے جام لے لیکر شراب پیے زندگی اُس
عیش و راحت مین بسر کرے کوئی عورت کسی عورت سے کہنے لگی ای بوا دیکھتی ہو کس غضب کا یہ ابر سیاہ ہی
اُسکے آنے سے تاریکی محیط عالم ہو گئی ہو کبھی برق چمک رہی ہی کسطرح ابر سے صدا آتی ہی صاف کیون مجھے یہ اندیشہ ہی
کہ یہ کہین ابر سحر نہو کوئی ساحر زبردست اس ابر سیاہ سحر مین مخفی ہو کے ادھر نہ آیا ہو **عجائب جادو** کو
ملکہ عالم اور شاہزادہ **رستم** ثانی کے حال سے اطلاع نہوئی ہو اور اُس نے غضبناک ہو کے کسی ساحر کو واسطے گرفتاری
ہم سب اہل بزم عشرت کے اس سحر صاحب ابر سیاہ کو بھیجا ہو لہذا ہوشیار ہو جانا چاہیے وہ اسکی طرف دیکھکر
سنکر کہنے لگی ای بوا تم بڑی ڈر پوکنی ہو تم وہ ہو کہ کوئی کتنا ہی دلیر و بہادر مرد ہو یا کوئی عورت کیسی ہی
کڑے دل کی ہو ایسی باتین کر کے اُسے ڈرا دو بلکہ بھگا دو ایسی بیوقوف نہو ایسی باتین نہ کیا کرو کمان
کہ ابر اصلی حکم خدا سے آیا ہی تم اسے ابر سحر کہتی ہو بھلا **عجائب جادو** کو بیان کے حال سے کس نے
آگاہ کیا کہ اُس نے کسی ساحر کو برائے گرفتاری ہم سب کے روانہ کیا ہی یہ ابر سحر اسی کا ہی تمھین یقین ہو گیا ہی
بس ایسی بے سمجھی باتین نہ کیا کرو ذرا عقل کے ناخون لو ہوش و حواس مین آؤ بادۂ جوانی سے اسقدر
مست و مدہوش ہو کے ایسے کلمات زبان پر جاری نہ کیا کرو بہکی باتین نہ کیا کرو اگر **ملکہ عالم** ہماری تمھاری
یہ باتین سن لین تو بتاؤ کیسی سزا دین اور خوف سے کسقدر ڈر جائین الہی اُنکے دشمنون کا کیا حال ہو جائے
وہ عورت یہ تقریر اس عورت کی سنکے غور کرنے لگی **ملکہ رنگین کاکل کشا** باوجود اسکے کہ پہلوئے شاہزادہ
مین بیٹھی ہوئی تھی روشنی بکثرت تھی لیکن اُس ابر کے آنے سے گھبرائی اپنی ہمجولیون سے کہنے لگی یہ ابر کیسا آیا ہی
کہ اسکے آنے سے خود بخود میرے دل پر ایک غم چھا گیا ہی اسکے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اللہ خیر کرے کوئی دشمن
مجھسے دشمنی نکرے خلل انداز میری راحت و عیش مین نہو مین انکو بیان لائی ہون یہ **طلسم کشای طلسم صندل** مین
اُنکے لانے کی خبر میرے والد کو نہوئی ہو کوئی ساحر برائے قتل و گرفتاری ابر سیاہ مین مخفی ہو کے نہ آیا ہو ہائے
دشمن لاکھون ساحر ہین یہ تنہا ہین خدا انکی جان سب ساحرون سے بچائے مجھے الزام کسی طرح کا نہ آئے اگر انکے
ساتھ کوئی دشمنی کریگا گویا اُس نے مجھ سے دشمنی کی خدانخواستہ اگر انکے دشمنون کی جان پر کچھ بنی تو مین بھی زندہ
نہ ہونگی جان اپنی دیدونگی ہمجلیسین عرض کرنے لگین ای **ملکہ عالم** آپ کچھ تردد نکرین یہ ابر ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی
یہ کہکے اُن عورتون نے شاہزادۂ **رستم** ثانی سے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار آپ سنتے ہین کہ **ملکہ** ہماری اس
ابر سیاہ کو دیکھکر خوف سے لرزان ہو کے کیا کیا فرما رہی ہین آپ انکو سمجھائین تسلی دین دیکھیے انکا کیا حال ہی گل سا چہرہ
دفعتاً متغیر ہو گیا ہی آثار فکر و تردد چہرہ سے عیان ہین کسقدر مضطرب الحال ہین کہتی کچھ ہین اور نکلتا کچھ ہی

شاہزادہ نے ملکہ کی اور گفتگو اُن عورتون کی سنکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہا اے ملکہ تم کیون ڈرتی ہو اول
تو یہ ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی دوسرے بالفرض والمحال اگر یہ ابر سحر ہی ہی اور کوئی ساحر ہمارے حال سے باخبر
ہوکے یہان آیا ہی ارادہ دشمنی کا رکھتا ہی تو کیا اندیشہ ہی وہ میرا کیا جا سکتا ہی اور تمھین کیا تا سکتا ہی مین صاحب
لوح طلسم ہون مجھ سے کوئی ساحر مقابلہ و مجادلہ مین سر برہو نہین سکتا اور میری موجودگی مین تمھین کوئی
دشمن گرفتار کر نہین سکتا کیا مجال کسی ساحر کی جو یہان آسکے اور مجھے اور تمھین گرفتار کرکے لیجا سکے جبتک
مین یہان موجود ہون اور لوح طلسمی میرے پاس ہی اور ساحرونکی تو کیا حقیقت ہی تمھارے والد عجائب جادو
اور تمھارے چچا صندلان شاہ بھی تو کچھ بنا نہین سکتے اگر وہ بھی اس بارہ دری مین چلے آئین تو میرے ہاتھ سے
انھین اپنی جان بچانا دشوار ہو بس تم کچھ فکر و تردد نہ کرو باطمینان خاطر بیٹھی رہو ملکہ تقریر شاہزادہ
موصوف سنکے خوش ہوکے مطمئن ہوئی چونکہ رقاصہ نے ابر کے آنے سے برق کے چمکنے سے رعد کی آواز سے
عورتون کی مختلف تقریر و خیال سے خوفناک ہوکے رقص و نغمہ موقوف کیا تھا خاموش کھڑی تھی سوے
ابر سیاہ دیکھ رہی تھی ڈر رہی تھی ملکہ نے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا کیا سوے فلک دیکھ رہی ہی رقص
و نغمہ کر طلسم کشا صاحب لوح طلسم ہین مین بھی اعدا سے مطمئن ہوگئی ہون تو بھی کچھ اندیشہ نکر وہ اشارہ ملکہ سے
آگاہ ہوکے پھر مصروف رقص و نغمہ ہوئی تمام اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہوے رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سُننے لگے
اہل بزم طرب تو بعد تردد کرنیکے پھر مصروف عیش ہوے لیکن اب احوال طائران چمن و عندلیبان گلشن کا
رقم کیا جاتا ہی کہ قبل آنے ابر سیاہ مذکور کے وہ سب چودھوین رات کی چاندنی کو روشنی صبح صادق جانکے
آشیانون سے نکل کے نغمہ سرا تھے لیکن جب ابر سیاہ مذکور آکے محیط باغ ہوا بعض طائران باغ باہم کہنے لگے
خالق وحش و طیر خیر کرے آج کچھ سامنا بد ظاہر ہوتا ہی یہ ابر سیاہ کیسا آیا ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہوش
حواس ہمارے پرواز کرتے ہین یہ ابر ہی کہ اک بلائے سیاہ آسمانی ہی اس سے جان اپنی بچانا ضرور ہی
دیدہ و دانستہ دانا کو دام بلا مین پھنسنا نچاہیے یہ کہکے وہ تو اُڑکے ایک سمت دور تک چلے گئے مگر ہزار ہا
مرغان خوشنوا بیٹھے رہے اور ابر سیاہ کو دیکھکر ابر بہار تصور کرکے اپنے اپنے آشیانے مین جاکے بخیال
بارش باران بیٹھے رہے وہ طائران خوش الحان اپنے آشیانون مین جاکے اندرون باغ مذکور بیٹھے ہی
تھے ناگاہ نہایت زور سے بجلی کڑکی ابر شق ہوا اور صداے رعد از حد مہیب ہوئی دیکھنے والے اور سننے
والے ڈر گئے سوا ملکہ و طلسم کشا کے سب ڈر کے کانپنے لگے جا بجا ڈر کے چھپنے لگے اسی اثنا مین ابر سیاہ
مذکور سے تخت ابر باران شعلہ افگن کا ظاہر ہوکے بلندی سے اُترکے پاس بارہ دری کے دروازون کے
آیا ساحر مذکور نے ملکہ اور طلسم کشا کو ایک مسند پر بیٹھا ہوا دیکھکر بزم عشرت پر نظر کرکے بعد
غیظ و غضب پکار کر کہنے لگا اے ملکہ رنگین کاکل کشا واہ واہ کیا تمنے اس باغ مین گل کھلایا ہی خوب طلسم کشا
کو لیکر آئی ہو سب سے پوشیدہ ہوکے یار کو پہلو مین بٹھا کے بیٹھی ہو کیا کیا عیش و عشرت کر رہی ہو بیحیائی
و بیغیرتی و بربادی طلسم رنگین حصار پر کمر باندھی ہی اپنے بزرگون اور جملہ ساحران طلسم کی دشمن جان
ہوئی ہو طلسم کشا کی دوست بنی ہو دیکھو تو مین تم سے کسطرح پیش آتا ہون اور تمھارے ہم پہلو اور ہمنفس طلسم کشا کو
کیونکر گرفتار کرتا ہون او گیسو بُریدہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنے پدر و عمو سے بخوف و خطر ہوکے یہ جسارت
کی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکر طلسم کشا و ملکہ مذکور پر مارا پہلے

گولے نے ٹکرا کے جھاڑ اور کنول وغیرہ کو توڑا بعدہ جانب ملکہ و طلسم کشا گرنے لگا شاہزادہ نے فی الفور عکس
لوح کا اُس پر ڈالا وہ گولا مانند موم کے گولے کے ہو کر فرش پر گرا شاہزادہ رستم ثانی نے بوسیلہ عکس لوح
طلسم سحر ساحر مذکور کو باطل کر کے غضبناک ہو کے مستعدی سے اُٹھکے تلوار نیام سے کھینچکر ساحر مذکور کیطرف
قدم بڑھا کر کہا او نابکار اگر یارا دہ پیکار و گرفتاری آیا ہے تو مردانہ مقابلہ کر ثابت قدمی اختیار کر ملکہ کو اور
مجھے اگر تجھ سے ہو سکے تو گرفتار کر دیکھوں کیونکر گرفتار کرتا ہے ساحر مذکور نے یہ سنکے جواب دیا اے طلسم کشا لوح طلسمی
سے مجبور ہوں ورنہ رنگ اپنے سحر کا دکھا دیتا سب کو ایک لحظہ میں قتل یا اسیر کرتا یہ کہکے ایک ناریل چوٹی
دار سحر کر کے مارا ہنوز شاہزادہ کے سر پہ پہونچا تھا اور شتی ہوا تھا کہ شاہزادہ نے اُسپر عکس لوح کا ڈالا ناریل بھی
مانند فولادی گولے بے اثر ہو کے گر پڑا جب ابر باران شعلہ افگن نے دروازہ بارہ دری پر آ کے پے در پے
دو سحر کیے اور شاہزادہ رستم ثانی نے اُنکے سحروں کو بعکس لوح باطل کر کے قدم اپنا بسوے ساحر مذکور بقصد بڑھایا
ملکہ رنگین کا کل کشا وغیرہ یہ رنگ دیکھکر آمد ساحر مذکور و خیال انجام جنگ سے مضطر و خائف ہو کے شور و غل
کرنے لگیں بجا بجا چھپنے لگیں کوئی عورت فریاد و بیداد ساحر مذکور کرنے لگی کوئی عورت اُسے کوسنے لگی کوئی واسطے
اُسکے دفع ہونے کے اور سب کی جان و عزت بچنے کی دعا کرنے لگی ملکہ رنگین کا کل کشا نے بھی بال اپنے سر کے کھول دیے
ہاتھ اپنے سوے فلک بلند کیے درگاہ کبریا میں عرض کیا خداوندا میں تازہ مسلمان ہوں انجام میرا بخیر کر کس ساحر جان
سپری اور طلسم کشا کی بجا ملکہ وغیرہ جملہ عورتیں تو اپنے اپنے حال میں تھیں لیکن شاہزادہ رستم ثانی جو تلوار علم
کر کے سوے ساحر بڑھا وہ خوف سے پسپا ہوتے نارنج و ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل چوٹی دار وغیرہ سحر کر کے
طلسم کشا پر مارنے لگا شاہزادہ بوجہ عکس لوح کے اُسکے سحروں کو باطل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا ساحر مذکور
پیچھے ہٹنے لگا یہانتک کہ ساحر مذکور کہ از حد فریب دہندہ و مکار تھا ہٹتے ہٹتے بیرون در باغ گیا شاہزادہ کو
غصہ میں کچھ خیال ملکہ کا نہ رہا بارہ دری اور باغ سے واسطے قتل کرنے ساحر مذکور کے بیرون باغ تک گیا ہنوز شاہزادہ
موصوف باہر باغ کے تھا تب ابر باران شعلہ افگن میں آیا تھا کہ ساحر مذکور نے زنبیل سے اپنے ہمراہی ساحر و نکو
آگاہ کیا وہ فی الفور بوجہ سمجھا دینے قتل کے ابر سیاہ سے پیدا ہو کے نارنج و ترنج وغیرہ اسباب سحر یکلخت میں
لیکے پاس ابر باران شعلہ افگن کے آئے اور کہا حکم ہے اُس نے کہا تم سب طلسم کشا سے بطور جنگ میں لے
مصروف کر دو وہ حسب الحکم اسباب سحر پر افسون دم کر کے متواتر و متکاثر نارنج و ترنج طلسم کشا پر مارنے لگے شاہزادہ
بوجہ ہونے لوح کے اُنکے سحروں سے بچنے لگا اور قریب آ کے جو نکلے تلوار سے انھیں قتل کرنے لگا ابر باران شعلہ
افگن شاہزادہ کا موصوف کو مصروف جنگ دیکھکر قابو پا کے نظر شاہزادہ سے غائب ہو کے اندر باغ کے آیا اور ایک
گولا فولادی اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے چمنستان باغ و درختان باغ پر مارا گولا شق ہو کے اشجار میوہ دار
وچمنہاے باغ پر گرا اُسکے گرتے ہی باغ میں آگ لگ گئی ہر ایک درخت مانند شمع کافوری کے جلنے لگا اور ہر ایک
چمن گل مانند خس کے آتش سحر سے جلکے خاک ہونے لگا درختان میوہ دار باغ کے مثل سرو آتشبازی کے جلنے
لگے مرغان خوش الحان جنکے آشیانے اُس باغ میں بالاے اشجار تھے وہ سب بھی آتش سحر سے کباب ہونے لگے
تمام باغ جلنے لگا دھواں اُٹھنے لگا وہ دھواں تھا کہ دود آہ باغ تھا یا دود آہ گرم بلبل تھا کہ باغ و گل کے
جلنے سے اور ایسی خزاں آنے اور سب طرح جلنے سے عنادل نے آہ گرم کی تھی دود آہ پیدا ہوا تھا غرض تمام باغ
آتش سحر ابر باران شعلہ افگن سے جل رہا تھا دھواں اُٹھ رہا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ ظلم د

بربادی باغ دیکھکر فریاد و شور کر رہی تھین شاہزادہ بیرون باغ ساحرون سے لڑ رہا تھا ابر باران شعلہ افگن
کے شر و فساد سے غافل تھا ساحرون کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا تھا وہ ساحر باقی ماندہ تاب تحمل نہ لا کے
پسپا ہوتے جاتے تھے سحر اُنکا بوجہ لوح کے طلسم کشا پر اثر نکرتا تھا جب اپر عکس لوح کا پڑ جاتا تھا سحر بھول جاتے
تھے شاہزادہ موصوف بڑھکر اُنکو شمشیر آبدار سے قتل کرنے مین مصروف ہوتا تھا بیرون باغ تو اسطرح لڑائی
ہو رہی تھی اندر باغ کے ابر باران شعلہ افگن نے اپنے سحر سے تمام باغ کو جلا کے دل اپنا ٹھنڈا کر کے رخ سوے
بارہ دری کیا اور خیال کیا کہ فردا" فردا" اگر ایک ایک عورت کو اسیر و گرفتار کر کے روبرو عجائب جادو کے
لیجاؤنگا تو دیر ہوگی لہذا وہ تدبیر کرون کہ سب کو ایک مرتبہ اپنے سحر مین مبتلا کرون اور اسیر کر کے روبرو عجائب جادو
کے لیجاؤن ساحر نامی ہون کمال علم سحر دکھاؤن عجائب جادو کو خوش کرون انعام کثیر اُس سے پاؤن یہ خیال
کر کے ایک گولا فولادی ایک ناریل چوبی دار جلد تر جھولی سے نکالکر سحر اسپر دم کر کے یا سامری کہکے پہلے گولا بارہ دری پر
مارا اسکے مارنے سے اور گولے کے شق ہونے سے دھوان پیدا ہوا تمام بارہ دری دھوین مین پوشیدہ ہوگئی ملکہ
رنگین کاکل کشا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بارہ دری مین تھین اور جس حال سے تھین اُسی حال مین زمین
اور سلاسل سحر مین اسیر و گرفتار ہوگئین بعد اسکے ساحر مذکور نے وہ ناریل چوبی دار اُٹھا کے سحر اسپر
کر کے کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکے یا سامری و جمشید کہکر ناریل مذکور بارہ دری پر مارا وہ جاکر
بارہ دری پر پھٹا شعلے پیدا ہوے بارہ دری کو جنبش ہوئی دیوارین اُسکی نیو سے جدا ہو کے مع بارہ دری
سوے فلک بلند ہونیلگین ابر باران شعلہ افگن اپنے سحر سے آپ نازان ہو کے خوش ہونے لگا جب
بارہ دری مذکور بہت بلند ہوئی ابر باران شعلہ افگن اپنے ابر سحر کو مٹا کے ایک طائر بنکے اوڑکر بارہ دری
مذکور پر گیا اور سحر پڑھکر اشارہ کیا وہ بارہ دری بردے ہوا سوے عجائب جادو چلی شاہزادہ رستم ثانی کو
کچھ اس حال خراب کی خبر ہی نہوئی کیونکہ وہ مصروف جنگ تھا مُنھ اُسکا ساحرون کی طرف تھا پشت بارہ دری
کی جانب تھی فریب و مکاری ابر باران شعلہ افگن سے آگاہ نہ تھا جب اُن ساحرون نے دیکھا کہ سردار
ہمارا حسب دلخواہ کام کر چکا ملکہ وغیرہ کو اسیر کر چکا بارہ دری کو بزور سحر بلند کر کے لیگیا یکبارگی بے اختیار
شاہزادہ اُنکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے حسب اتفاق اُس جگہ پہونچا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو
بجمعیت ساحران اُس زندان پر بیٹھے ہوے تھے کہ جس زندان مین شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب
بن شہیور و گشتاسپ شاہ و شہریار شاہ و اسفندیار شاہ وغیرہ سرداران لشکر حمزہ ثانی یعنی امیر
ثانی و دیگر پہلوانان قوی ہیکل و سرکشان جہان قید تھے مبہوت جادو و طوفان جادو نے غل و شور سنکے
متردد ہو کے جو دیکھا معلوم ہوا کہ بیس پچیس ساحر بھاگے آتے ہین اُنکے تعاقب مین طلسم کشا آتا ہے وہ ساحر
باواز بلند کہہ رہے ہین اے طوفان جادو و مبہوت جادو و محافظان زندان برائے سامری و جمشید جلد
آؤ ہمین طلسم کشا کے ہاتھ سے بچاؤ ڈرانا تو اُسنے کیسا ہم اچھی طرح سے بھاگ بھی نہین سکتے ہین جب
طلسم کشا ہمپر عکس لوح کا ڈالتا ہے ہمارے سر بن ہوے گویا ایک شعلہ سا نکلتا ہے سحر بھول جاتے ہین ساحران
مذکور طلسم کشا کو دیکھکر تقریر ساحرون کی سنکے کئی سو ساحرون کو ہمراہ لیکے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوے
اور اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کے اُنپر سحر کر کے طلسم کشا پر نارنج و ترنج کچھے پیکان کے
گلدستے گولے فولادی ناریل چوبی دار وغیرہ مارنے لگے بارش اسباب سحر اُنپر کرنے لگے شاہزادہ بوجہ لوح طلسم

کے اُنکے سحرون سے بچنے لگا سحر اُنکے باطل ہونے لگے وہ بھی مجبور ہوکے خوف سے پیچھے ہٹنے لگے شاہزادہ موصوف
آگے بڑھنے لگا عین جنگ مین شاہزادہ نے لوح طلسم کو دیکھا اوسمین لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم کسی طرح عکس لوح کا
مبہوت جادو وطوفان جادو پر ڈالدے اور دلیرانہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار سے قتل کر جب لکھ یہ دونون ساحر
قتل ہونگے یہ لڑائی فتح ہوگی اور قیدی اس زندان کے رہا ہونگے جب لڑائی فتح ہو در زندان کو توڑ کر
قیدیان زندان کو رہا کر یہ حکم لوح کا شاہزادہ موصوف ذہن نشین کرکے شیرانہ آگے بڑھا چونکہ مبہوت جادو
وطوفان جادو اپنے سحرون سے قیامت برپا کر رہے تھے ایک طوفان اُٹھا رہے تھے سب ساحرون کے آگے بڑھے
ہوے لڑ رہے تھے ماتحت ساحرون کو ترغیب گرفتاری طلسم کشا دے رہے تھے کہتے تھے کہ اے ساحران تہور شعار اب سحر
طلسم کشا پر نہ کرو سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی بوجہ لوح طلسمی کے ہر ایک سحر باطل ہو جاتا ہے یکبارگی حملہ کرکے چار
طرف سے طلسم کشا کو گھیر لو دلیرانہ تلوار اُسکے ہاتھ سے لپٹ کر چھین لو لوح طلسم گلے سے اُتار کر سحر مین مبتلا کرکے
قید کرلو اسوقت اپنی جانون کا کچھ خیال نہ کرو نمک عجائب جادو کا کھایا ہی حق نمک ادا کرو ہم بھی تمہارے شریک
ہین تم بیدل نہو ساحران مذکور نے گفتگو اپنے افسرونکی سنکے ترسول و نیسول ہاتھون مین لیکے یکبارگی حملہ کیا
مبہوت جادو وطوفان جادو نے بھی اُنکے ساتھ قصد گرفتاری طلسم کشا کرکے قدم آگے بڑھایا ساحرون نے
بےخوف جان نکر کے چارون طرف سے شاہزادہ کو گھیر کر قریب آکے ترسول اور نیسول آلات حرب وضرب سے
لڑنا شروع کیا اور چاہا کہ لپٹ کر ہاتھ دونون پکڑ لین لوح اُتار لین تلوار ہاتھ سے چھین لین شاہزادہ موصوف نے
ہجوم ساحرونکا دیکھکے اُنکے مطلب دل سے آگاہ ہوکے مبہوت جادو وطوفان جادو کو پہچان کے دونون پر
عکس لوح کا ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کرکے دونون ساحرون پہ تلوار لگائی چونکہ وہ برابر ایک ہی جا تھے تلوار شاہزادے
کی اُنکو مانند خیار و خیارزہ کے کاٹکر زمین پر آئی وہ دونون چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگئے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ آسمان پر نمودار
ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی ہوائے تند چلنے لگی برف باری وسنگ باری ہونے لگی ساحران ماتحت مبہوت جادو
وطوفان جادو اپنے افسرون کے قتل ہوجانے سے بیدل ہوکے سحر سے بصورت طائران مختلف نکلے جنگاہ سے
اُڑ کے ایک سمت روانہ ہوے میدان جنگ سے بھاگ گئے اور وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابر بالا ان
شعلہ افگن کے آئے تھے اُنمین سے کچھ قتل ہوے باقی ماندہ جان بچا کے بھاگے تاریکی مذکور بھی ایک طرف
نکل گئی بعد تھوڑی دیر کے مبہوت جادو وطوفان جادو کے سحر کے بیرون نے یون باواز بلند کہا افسوس
ہزار افسوس کہ قتل کیا ہمکو طلسم کشا نے نام ہمارا مبہوت جادو وطوفان جادو تھا ہم محافظان زندان تھے
مدعاے دلی بر نہ آیا ذائقہ موت کا چکھا بعد اس آواز آنے کے وہ تاریکی برف باری وسنگ باری زور شور کی لاشے
اُنکے گرد باد مین لپٹ کر زمین سے بلند ہوکے سوے عجائب جادو روانہ ہوے یہان تو مبہوت جادو و
طوفان جادو دست طلسم کشا سے قتل ہوکے مرے وہان بحر ذخار سحر کہ جسمین ملکہ رنگین کاکل کشا
مورنکھی پر سوار ہوکے آئی تھی اور شاہزادہ کو دیکھکر عاشق ہوکے مورنکھی پر سوار کرکے کنارہ بحر مذکور سے
اپنے باغ مین لائی تھی دفعتاً خشک ہوگیا نام ونشان پانی کا نہ رہا صحراے لق ودق بجاے بحر مذکور ہوگیا راستہ
جو مبہوت جادو وطوفان جادو نے بحکم عجائب جادو اپنے سحر سے بحر ذخار پیدا کرکے بند کیا تھا
کھل گیا سر شمار شاہ وحدید شاہ وخورشید روشن دل ہرکارون سے خبر خشک ہوجانے بحر مذکور کی

سنکے اور خورشید روشن دل نے بزور سحر حال دریافت کرکے خوش ہوکے اُس صحرا سے طرف رنگین حصار کے مع تمامی سپاہ کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ بعد قتل کرنے مبہوت جادو و طوفان جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے شاہزادہ نے موافق حکم لوح در زندان پر آکے قفل در زندان توڑ کے جملہ محبوسان زندان مندرجہ بالا کو قید سے رہا کیا اہل زندان قید سے رہا ہوکے شاہزادہ رستم ثانی سے خوش ہوکے گلے ملے اور کہا آپ کے سبب سے ہم اس زندان سے نکلے رہائی ہماری ہوئی اب ہم آپکے ساتھ رہینگے جب تک آپ یہان رہین گے شاہزادہ موصوف یہ سنکے انھین ہمراہ اپنے لیکے شادمان و فرحان جانب باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا بعد قطع راہ جب احاطۂ باغ مین پہونچا دیکھا تمام باغ کسی نے جلا دیا ہی نہ وہ چمن پھولون کے ہین نہ وہ درختان میوہ دار ہین نہ بارہ دری ہی خاک اوڑ رہی ہی سیکڑون طائران خوش الحان باغ مذکور مین جلے ہوے پڑے ہین سناٹا ہی ہوای گرم چل رہی ہی اور کچھ طائر ایک سمت سے اوڑ کر آئے ہین وہ دیوار باغ پر بیٹھکر باغ کی بربادی پر نظر کرکے اور وہ بہار گل اور وہ شادابی گلہائے باغ یاد کرکے اور اب اُسی باغ مین عمل خزان کا دیکھکر اپنی زبان مین یہ اشعار عبرت آمیز اہل دنیا سے مخاطب ہوکے اور بیقرار و مضطر و غمگین ہوکے جاری کررہے تھے اشعار عبرت آمیز

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار

تا بہ کی حسرت فرزند و غم شہر و دیار
اس مکان مین کبھی دلدار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے وہان گرم تھے ہر بار
بار اینکا نیا تی تھی خزان ایسی جا
واہ تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
گھونسلے چند کے ہین لاکھون ابابیلونکے
ہین خیابانین پہ زاغ و زغن کے انبار
انکا کیا ذکر ہی ای اہل بصیرت دیکھو
قدرت حق تھی نہ بس یا نکے ہر ایک گلکی بہار
قید کر دادیا افسوس آسے اکدم مین
لمعقۂ اوڑ گیا کیا آئی قیامت یکبار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
شاخ گل پر تھا جہان زمزمہ سنجو نکا ہجوم
کہین مہندی کا ہی عالم کہین لالے کی بہار
جن پر بہزاد و مانی دشوار تھا کھینچو نکا عکس
سکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جا نید وہ اشند ونکو وہان کے دیکھو
جلوہ فرما تھین یہان ملکۂ با عز و وقار
تھوڑے ہی دیر مین اس چرخ جفا پیشہ نے
صورت سرو جو آزاد تھی ہر لیل و نہار
ایسی آتے نہین دیکھی کسی گلشن مین خزان

ہو خدا ہمین اگر قصر فریدون کے گزار
رات دن چہلین ہاکرتی تھین سردار و مین
ارغنون دار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ ہی مین وبے خاک سے ماہین مزار
چیلین منڈلاتی ہین اوڑتے ہین کوے بصحبت
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر ایک کا مزار
کیا شاداب تھا یہ باغ کہ سبحان اللہ
نرکھا آہ ذرا ملکۂ عالم کا وقار
ہی غضب بارہ دری کا بھی نہین نام و نشان
جیسے یہ پھولا پھلا باغ ہوا ہی فی النار

شاہزادہ رستم ثانی ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو اور بارہ دری کو نہ پاکے اور جلے ہوے درختان باغ کو دیکھکے اور کسی کو نہ دیکھکے اور اشعار عبرت آمیز ان طائرون سے سنکے نہایت غمگین و ملول ہوا صدمہ فراق ملکہ مذکورہ مین ہوش و حواس گویا جاتے رہے دیوانہ وار باتین کرنے لگا گریبان و دامن اپنا چاک چاک کرنے لگا کبھی روکے کہنے لگا مین صدمہ فراق ملکہ مین جانبر ہونگا جلد مرجاؤنگا نہین معلوم ملکہ کو مع بارہ دری کون لیگیا اور کہان لیگیا اگر معلوم ہوجائے تو ابھی جاکے اسکو تہ تیغ کرون اُسوقت شہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا آپ اسقدر ملول و مضطر از خود رفتہ فرط صدمۂ فراق ملکہ مین نہون ضبط صدمہ و گریہ کرین چندے تامل کرین ہم سب ہمراہ آپ کے ہین جہان آپ جائیے گا ہم بھی ہمراہ آپ کے چلین گے ذرا یہ حال معلوم ہوجائے کہ ملکہ کو یہان سے کون لے گیا ہی اور کہان لے گیا ہے

ہم دلیرانہ اُسے جاکے قتل کرکے ملکہ کو لے آئین گے رستم ثانی نے اُنکے سمجھانے سے ضبط گریہ کیا گشتاسپ وغیرہ
شاہزادہ کو اُس باغ خزان دیدہ سے سوے صحرا لیگئے سیر دشت و کوہ خود بھی کرنے لگے اور ترغیب سیر صحرا نے
سبزہ زار کی شاہزادہ موصوف کو دلانے لگے باتین ایسی کرنے لگے کہ فی الجملہ غم غلط ہوا رستم ثانی خوش ہوا ہنوز
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ باتین کر رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو سیر صحرا کی کرا رہے تھے دل اُسکا بہلا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا سہراب
بن لندھور وغیرہ نے سوے غبار دیکھکر کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف سے لشکر کثیر آتا ہے نہین معلوم
یہ لشکر کسکا ہے کوئی دوست آتا ہے یا کوئی دشمن بجمعیت سپاہ کثیر آتا ہے رستم ثانی بھی سمت غبار دیکھنے لگا
بعد تھوڑی دیر کے پنجۂ ہواے تند سے دامن غبار صحرا پارہ پارہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا تو سر شار
شاہ و حدید شاہ بجمعیت سپاہ آتے ہین اور بہت سے لکہ ہاے سُرخ و سیاہ و سفید بھی سوے فلک
عیان ہین اُن مین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ہے ہنوز ابر کے ٹکڑون کو دیکھکر متحیر تھا دل مین کہتا تھا کہ
ان ابر کے ٹکڑون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لکہ ہاے ابر سحر ہین شاید خورشید روشن دل مع اپنی سپاہ ساحران
کے ہمراہ میرے لشکر کے آتا ہے یا کوئی ساحر دشمن ہے کہ وہ مجھ سے بارادۂ مقابلہ و مجادلہ آتا ہے عجائب جادو کا فرستادہ
ہے یلغو دعجائب جادو ہے بجمعیت فوج ساحران نابکار ادھر آتا ہے ابھی یہ باتین دل مین کہہ رہا تھا کہ وہ سب لکہ ہاے
ابر قریب آئے درمیان سے پہلے کسی ابر سے خورشید روشن دل تخت پر سوار کسی ابر سے اُسکا فرزند کسی ابر سے ساحران
سرداران سپاہ خورشید روشن دل کسی ابر سحر سے فوج ساحران پیدا ہوئی ساحرونکو دیکھا کہ جداگانہ سحر کے
جانورون پر سوار ہین کوئی اژدر آتشین سحر پر کوئی فیل آتشین سحر پر کوئی طاؤس سحر پر کوئی بازو لطیسحر پر
سوار ہے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہین ترسول اور نیسول ہاتھون مین لیے ہین
شاہزادہ موصوف ہر ایک کو دیکھکر گو صدمہ فراق ملکہ رنگین کاکل کشا کا تھا مگر خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ کچھ
سردارون کو براے استقبال خورشید روشن دل روانہ کیجیے ہنوز کسی کو براے استقبال روانہ کیا
تھا کہ وہ سب ساحر وغیرہ ساحر قریب آئے شاہزادہ رستم ثانی حدید شاہ و سرشار شاہ و خورشید روشن
دل سے ملا اُنھون نے بعد مزاج پرسی حال دریافت کیا شاہزادے نے تمام حال جو گذرا تھا اُن سے کہا اُنھون نے
کہا آپ تامل کرین صدمہ جدائی ملکہ رنگین کاکل کشا کا نہ کرین وہ پھر انشاء اللہ آپ سے ملین گی یہ
زمانہ فراق مبدل بایام وصال ہو جائیگا شاہزادہ اُنکے سمجھانے سے بامید ملنے ملکہ کے خوش ہو کر گویا
ہوا اسی صحرا مین بارگاہ و خیام بر پا و استادہ کیے جائین لشکر ہمارا اسی صحرا ے سبزہ زار مین
اُترے بمجرد حکم شاہزادہ بارگاہین و خیام صدہا صحرا مین ملازم برپا و استادہ کرنے لگے جملہ شاہ
و شہریار و سوار ساحران نامی وغیرہ نامی سواریون سے اُتر اُتر کے داخل بارگاہ و خیام ہونے لگے
لیکن شاہزادہ رستم ثانی سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ
اپنے ہمراہیون کے ساتھ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا سرشار شاہ و حدید شاہ و خورشید روشن دل مع
اپنے لشکر کے و دیگر سرداران سپاہ نامی کے اپنی بارگاہ مین آکے علی قدر مراتب بیٹھے شاہزادہ اُنسے
باتین کرنے لگا خصوص خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے کلام اُنسے کرنے لگا اور پوچھنے لگا اب
لشکر بھی ہمارا یہان آگیا ہے آپکے یہان تشریف لانے سے دل قوی ہو گیا ہے طلسم رنگین حصار کو کیونکر

فتح کرون دل چاہتا ہی کہ جلد تر طلسم مذکور کو توڑون عجائب جادو اگر مسلمان ہو تو خیر ورنہ اُسکو قتل کرون پھر
سوے طلسم صندل جاؤن آپکی اعانت و مدد خدا سے اُسکو بھی توڑون دُر مدعا حاصل کرون تامل نہ کرون
بادشاہ خورشید روشن دل نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ مجھسے بمقدمہ فتح کرنے طلسم رنگین
حصار کے کیا پوچھتے ہین مین نجومی لاے کیا دے سکتا ہون خداوند عالم نے آپکو صاحب لوح
طلسم کیا ہی جو لوح آپکو ہدایت کرے وہی کیجیے خلاف حکم لوح کوئی کام نہ کیجیے انشاء اللہ تعالے جلد تر فتحیاب
ہوجیے گا مین آپکے حسب الطلب آیا تو ہون مگر یہان قیام پذیر نہونگا کیونکہ فی زمانہ کچھ ستارے میرے
طالع کے نحست مین اور ایسے بُرے آئے ہین کہ مجھے خوف اپنی جان کا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ سے
رخصت ہو کے اپنے ملک مین جاؤن اپنے ملک ہی مین رہون ایام نحست مین اپنے ملک سے کہین نجاؤن
جب تک ستارہ طالع برائی پر ہین اپنے ملک سے قدم بھی نہ نکالون حفاظت اپنی جان کی کرون اور
وہان سے آپکی نگہداشت بھی کرتا رہون ہان وقت ضرورت شدید آپکی نصرت کو آونگا آپکی اعانت کرنے سے
تارک و غافل نہو گا لشکر کو اپنے یہین چھوڑ جاونگا فرزند میرا بھی آپ کے ساتھ رہیگا جملہ سرداران سپاہ
بھی آپکی خدمت مین رہین گے حکم آپکا بجا لائین گے ہنگام جنگ آپکے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرتے
رہینگے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سُنکے جواب دیا اے بادشاہ خورشید روشن دل آپ میرے معین
و دوست ہین مین نہین چاہتا کہ میری دوستی مین کسی طرح سے آپکو ضرر پہونچے اگر آپکو اپنے علم سے ثابت
ہوا ہی کہ ستارے برے کرتے مین خوف جان ہی تو ضرور آپ تشریف لیجائین میری دوستی و نصرت مین جان
اپنی نہ دین انسان کو لازم ہی کہ حتی الامکان اپنی جان و مال و ملک کی حفاظت کرے جو کام کرے خلاف
عقل نہ کرے جہالت سے باز آئے جسطرح ہوسکے جان اپنی دشمنون سے بچائے جب موقع و محل ہوا اپنے
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرے بادشاہ موصوف یہ سُنکے بعد زمانہ دو پہر گذرنے کے شاہزادے سے رخصت ہوکے
چند ساحرون کو برائے خدمت ہمراہ لیکے تخت سحر پر بیٹھ کے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر
اپنے دولت سرا مین پہونچا یہان شاہزادہ مع لشکر گران صحرا مین قیام پذیر رہا اب طلسم کشا تو صحراے سبزہ زار
مین ہی لیکن اب احوال ساحر نابکار و غماز و مکار یعنی ابر باران شعلہ افگن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار بارہ دری
کو بزور سحر ہواے سحر سے اُڑاتا ہوا ملکہ رنگین کاکل کشا و جملہ عورتین وغیرہ کو اپنے سحر مین گرفتار کیے
ہوے خوش ہوتا ہوا اپنی سحر و مکاری پر ناز کرتا ہوا قطع راہ کرکے اُسوقت قریب دربار عجائب جادو کے پہونچا وہ
بعید نخوت و غرور و بحشم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے ساحران
نامی عالی قدر مراتب دربار مین بیٹھے تھے وزرا امرا حاضر تھے عجائب جادو اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے
کہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن برائے گرفتاری طلسم کشا و دختر بادولت گیا تھا بڑی دیر ہوئی ابھی
تک نہین آیا نہین معلوم دست طلسم کشا سے مارا گیا یا اُس سے ابھی تک لڑ رہا ہی وزرا عرض کر رہے
تھے اے بادشاہ ذیجاہ ابر باران شعلہ افگن ساحر زبردست ہوشیار ہی پاس طلسم کشا
کے لوح طلسمی ہے مگر وہ بوجہ اپنی ہوشیاری کے قتل نہوا ہوگا قتل ہوتا تو لاشہ اُس کا
اُس کے سحر کے بسیر یا اُس کے ہمراہی ساحر ضرور اُٹھا کے یہان لاتے حضور کچھ تردد نہ کرین طلسم
کشا کا اسیر کرنا کچھ نہین ہی وہ تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین ہوگا یا اُن سے لڑ رہا ہوگا

یا اُسے گرفتار کرکے آتا ہوگا اگر حضور کو اُسکے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو کسی ساحر کو روانہ کرین وہ جاکے اُسکی خبر لائے وہان کے حال سے حضور کو آگاہ کرے یا کتاب سامری مین دیکھ لین ابھی حال اُسکا معلوم ہوجائے کہ اُس نے یہان سے جاکر کیا کیا اب تک زندہ ہے یا دست طلسم کشا سے مارا گیا کسی کو اُس نے گرفتار کیا یا لڑ رہا ہے عجائب جادو نے عنقائے بدطینت و ثقیل جادو و برناے خوک پیشانی و مفقود جادو انھین اپنے وزرا سے یہ سُنکے ارادہ کیا تھا کہ جلد کتاب سامری سے حالات نیک و بد ابر باران شعلہ افگن کے دریافت کرے تبھی ہنوز کتاب سامری اپنے ملازمون سے طلب کی تھی کہ ناگاہ ابر باران شعلہ افگن بصورت قمری دیوار بارہ دری پر بیٹھا ہوا بارہ دری کو بزور سحر لیے ہوے نظر آیا وزرا نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائین وہ بارہ دری بروے ہوا اُدھر آتی ہے ہم پہچانتے ہین یہی بارہ دری ملکہ عالم کے باغ مین تھی ابر باران شعلہ افگن نے کارنمایان کیا طلسم کشا و ملکہ عالم وغیرہ کو غافل پاکے اپنے سحر سے کسی کو بھاگنے نہ دیا بارہ دری سے کسی کو نکلنے نہ دیا شاید حالت خواب مین سحر کرکے سب کو گرفتار سحر کر لیا پھر مع بارہ دری سب کو یہان لے آیا ہے عجائب جادو نے یہ سُنکے جانب بارہ دری دیکھکر خوش ہوکے کہا واقعی اُس نے کارنمایان کیا ہے سب کو گرفتار کرکے اسطور سے لے آیا ہے مین بھی اُسے انعام و خلعت زرتار دونگا ابھی عجائب جادو یہ کہہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن دیوار بارہ دری سے اُترکر دربار مین آکے زمین پر لوٹ کے اپنا سحر آپ ہی دفع کرکے بصورت اصلی ہوا پھر بارہ دری مذکور کو روے ہوا سے اُتار کے زمین پر قائم کیا اور دست بستہ عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ و قدردان مین امیدوار انعام ہون کارنمایان کرکے آیا ہون ملکہ عالم کو مع اُنکی کنیزون اور ہمجلیسون وغیرہ کے گرفتار سحر کرکے لے آیا ہون حالت موجودگی طلسم کشا مین مین نے یہ کارنمایان کیا ہے مین نے کچھ جان کے جانیکا خوف نہ کیا طلسم کشا سے دلیرانہ مقابلہ کیا اُس سے لڑتا ہوا بمکر و فریب بیرون باغ آیا طلسم کشا کو تو اسیر نہ کر سکا کہ اُسکے گلے مین لوح طلسمی پڑی تھی لیکن اپنے ہمراہی ساحرون کو حکم اُس سے مقابلہ کرنیکا دیکر لڑائی مین اُسے معروف و اُلجھا کے غفلت اُسے دیکے جنگاہ سے سمجھے بارہ دری جاکے باغ کو مین نے بزور سحر جلا دیا ملکہ وغیرہ پر سحر کرکے اسیر کیا بارہ دری کو بزور سحر اُٹھا کے لے آیا ہون وہان طلسم کشا سے ساحر لڑ رہے ہونگے عجائب جادو یہ سُنکے خوش ہوکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد واسطے ابر باران شعلہ افگن کے خلعت زرتار لاؤ اُس نے کارنمایان کیا ہے حالت موجودگی طلسم کشا مین میری دختر وغیرہ کو لے آیا ہے ملازم کشتی خلعت کی لائے عجائب جادو نے اُسے خلعت و انعام کثیر دیا اُس نے سلام کرکے خوش ہوکے انعام لیا خلعت پہنا پھر مرغ زرین بنکے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے سوے بارہ دری دیکھکر اپنی دختر کو مبتلاے سحر با حال پریشان پاکے پہلے تو بہت اُسپر غصہ کیا کلمات اُسکی شان مین سخت و درشت کہے پھر ارادہ کیا کہ سحر اسیر سے دفع کرکے ہوش مین لاکے مارے کوڑون کے کھال اُسکی پشت سے جدا کیجیے یہ ارادہ کرکے ابر باران شعلہ افگن سے کہا کہ تو ملکہ رنگین کاکل کشا کو بارہ دری سے نکال کے اور جملہ عورتون کو اسی حالت مبتلاے سحر مین رکھکر بارہ دری کو یہان سے قریب زندان لیجاکر زمین پر قائم کردے اور بھبوت جادو و طوفان جادو سے کہدینا کہ جو عورتین ان مین قید مین اُنکی بھی حفاظت کرنا اُنکو زندان سے وقت ہوشیاری باہر نکلنے نہ دینا ظلم و بدعت ان ہمراہون پر بہت کرنا کیونکہ اُنھون نے ایک مدت تک ہمارا نمک کھایا ہے اور حال طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا مجھسے بیان نہین کیا طلسم کشا سے یہ سب

مل گئین تھین اُسکی دوست تھین ہماری بدخواہ تھین ابر باران جادو نے اسیوقت ملکہ رنگین کاکل کشا
کو کہ بوجہ سحر کے بیہوش و گرفتار سلاسل سحر تھی بارہ دری سے نکالا اور برمے عجائب جادو بالاے تخت
حکومت اُسے لٹا دیا چادر اُڑھادی لبعدہ عرض کیا اگر حکم ہو تو اس بارہ دری کو مین اپنے مکان کے
قریب ترکھون ان عورتون کی حفاظت کرون عجائب جادو نے کہا اچھا تو ہی ان عورتون کی حفاظت کر
ابر باران شعلہ افگن بزور سحر بارہ دری کو اُٹھا کر جس طرح لایا تھا اُسی طرح اپنے گھر کیطرف لے گیا
وہان جاکے قریب اپنے گھر کے بارہ دری کو زمین پر بزور سحر قائم کیا پھر اپنے گھر مین گیا اہل و عیال اُسکے
اُسکو مخلع دیکھکر پوچھنے لگے آج یہ کیسا خلعت پایا ہے اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا زوجہ اُسکی پری وش جادو
اور لڑکے اُسکے یہ سنکے خوش ہوے شاد ہوگئے ساحر تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے گھر سے جانب دربار عجائب جادو
روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دربار عجائب جادو کا سنیے کہ بعد جانے ابر باران شعلہ
افگن کے عجائب جادو نے سحر اپنی دختر پر سے دفع کرکے ہوش مین اُسے لایا ملکہ رنگین کاکل کشا نے آنکھین
کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین روبرو اپنے پدر کے عین دربار مین پایا سمجھی کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ
خیال کرکے بارادہ خواب آنکھین اپنی بند کرلین عجائب جادو نے اپنے ملازمون سے کوڑا طلب کرکے اپنے ہاتھ
مین لے کے نہایت غضبناک ہوکے کہا او نالائق و بیحیا و بے غیرت کیا آنکھین بند کیے لیٹی ہے یہ خیال نکر کہ مین سوتی ہون
اور اپنے باغ کی بارہ دری مین ہون تجکو مین نے گرفتار کرایا ہے اسوقت تو میرے دربار مین ہے آنکھین کھول ہوشیار
ہوکے اُٹھ دیکھ تو تجھے کیسی سزاے سخت دیتا ہون کہ تو بھی یاد کرے اور اس ظلم و بدعت سے تجکو ہلاک کرون کہ
انسان کا تو کیا ذکر ہے ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال زار و خراب پر افسوس کرین او کمبخت بربدہ تو نے
میری عزت و حرمت خاک مین ملادی طلسم کشا سے یاری و آشنائی کی اُسکو اپنے باغ مین لیکر آئی مجھ سے
چھپاکے اُسکو اپنے باغ مین رکھا ساتھ اُسکے عیش کیا طلسم رنگین و طلسم صندل مین مجھے رسوا و ذلیل کیا
جملہ ساحرون کے آگے میری عزت و حرمت باقی نہ رکھی مین تجکو کبھی سر دربار روبرو اہل دربار کے نہ بلاتا
صورت تیری کسی کو نہ دکھاتا چونکہ تو نے مجھے ذلیل و رسوا کیا ہے مین نے بھی تجکو اسیوجہ سے سر دربار ذلیل
کیا ہے اب تجکو زندہ نچھوڑونگا مار ہی ڈالونگا تجھ ایسی دختر بدکارہ کا زندہ رکھنا خوب نہین ہے تو میری اور
اپنے چچا صندلان شاہ و جملہ ساحران ساکنان طلسم صندل کی دشمن جان و ایمان ہے طلسم کشا میرے
دشمن کی دوست ہے یہ کہکر چاہا کہ اُسکے اوپر کوڑا لگاے وزرا وغیرہ نے درمیان مین آکے پایہ تخت عجائب جادو
کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اسقدر غصہ مناسب نہین ہے ملکہ عالم ابھی چندان عاقل
نہین ہین سن ابھی انکا کیا ہے تیرہ چودہ برس کی عمر ہے نادان ہین اپنی بیوقوفی سے یہ طلسم کشا کو اپنے
باغ مین لے آئین تھین صرف نظارہ اُسکے سامنے بیٹھی ہین اور کوئی فعل انسے سرزد نہین ہوا ہے اتنی
سزا واسطے انکے بہت ہے کہ سر دربار اسیر سحر ہوکے آئی ہین اب ایسی کبھی خطا نہ کرینگی حضور قصور ان کا
معاف فرمائین انکے عوض ہم سبکے اوپر کوڑے لگائین تن نازک و نرم انکا بھلا متحمل کوڑون کا کیونکر ہوگا گل سا
بدن نازک کوڑون کی اذیت سے نگار ہو جائیگا یہ ناز پروردہ ہین تاب تحمل نہ لاکے ابھی ہلاک ہو جائینگی خون
ناحق مین انکے حضور مبتلا ہو جائینگے سوا اسکے ذلت و رسوائی اسکی دور دور پہونچے گی اہل اخبار اخبار مین یہ خبر
درج کرینگے کہ بادشاہ طلسم رنگین حصار عجائب جادو نے عالم غیظ و غضب مین اک ادنی خطا پر اپنی دختر نوجوان کو

کوڑے مارکر مار ڈالا جو اخبار مین یہ خبر لکھی ہوئی دیکھیگا حضور کے حق مین کیا کہے گا ابھی ملکہ عالم شاید عالم خواب
مین ہین یا بوجہ مبتلاے سحر ہوجانے ابر باران شعلہ افگن کے باوجود مختار نے سحر کے ابتک درد مند ہین
اُٹھا نہین جاتا ہی یا کثرت ندامت و شرم بیہوشی سر دربار چادر سے مُنھ اپنا چھپائے آنکھین بند کیے لیٹی ہین
ذرا انکو اُٹھنے دیجیے حال جو انسے مناسب ہو دریافت کیجیے پہلے کوئی خطاے بزرگ ثابت کرلیجیے بعدہ لائق
انکے کوئی سزا تجویز کیجیے اول تو ہمارے نزدیک حضور انکو سزاے سخت دے چکے سر دربار قید کراکے
انھین بلا چکے کلمات سخت و درشت انکو کہہ چکے کوڑا انکے مارنے کو اپنے ہاتھ مین اُٹھا چکے اب اس سے زیادہ
کیا سزا دیجیے گا عجائب جادو نے وزرا وغیرہ سے کہا تم سب ٹھہجاؤ اس مقدمہ خاص مین دخل نہ دو مین
اس گیسو بریدہ کو زندہ نہ رکھونگا اسنے میری عزت و حرمت اپنی آبرو کے ساتھ خاک مین ملادی تمام طلسم مین
رسوا کیا ہماری ہمارے بھائی صاحب صندل اکن شاہ و نانی صاحبہ ملکہ آتش افروز جادو تک یہ خبر رسوائی
پہونچی ہی اُنھون نے ابلیس خودپسند کو روانہ کرکے مجھے یون آگاہ کیا ہی کہ تمھاری دختر آوارہ ہوگئی ہی طلسم
کشا ہمارے دشمن جان کو اپنے باغ مین لیگئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم صندل ٹوٹ جائے ہم سب دست
طلسم کشا سے قتل ہوجائین پس وہ مجھ سے میری دختر کی شکایت کرتے ہین اور یہ ایسا فعل زشت کرکے
زندہ رہے مین کب اسکو مانونگا آج ہی اسکو قتل کر ڈالونگا یا مارے کوڑون کے اسے ہلاک کرونگا
اگر اخبار نویس بقول تمھارے اس خبر کو درج اخبار کرینگے تو کرین دیکھنے والے اخبار کے اہل عزت و
آبرو ہونگے اور خردمند و دانا ہونگے تو سمجھے برا نہ کہین گے بلکہ اچھا کہین گے اور یہ کہین گے کہ عجائب جادو
نے خوب کیا کہ اپنی ایسی دختر آوارہ کو ہلاک کیا پس اسکے مار ڈالنے سے بدنامی میری اسقدر نہوگی کم ہوگی
بلکہ کہہ سکتا ہون کہ نہوگی وزرا وغیرہ یہ تقریر عجائب جادو کی سنکے درمیان سے تو نہ ٹلے الا شاہ مذکور کو
عالم غیظ و غضب مین دیکھکر رعب و قہر سے اسکے خائف ہوکے خاموش رہے جب یہ تقریر ملکہ رنگین کاکل کشا
نے اپنے پدر کی اور اپنے باپ کے وزراؤن اور ملازمون کی سنی سمجھی کہ مین خواب نہین دیکھتی ہون سوتی نہین
ہون بیدار ہون باپ نے میرے ابر باران شعلہ افگن نابکار کو روانہ کیا تھا وہی اپنے سحر مین مجھکو مبتلا
کرکے یہان لایا ہی میرا تو یہ حال ہوا ہی نہین معلوم میرے محبوب شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا پر کیا گذری ساحر
مذکور نے اُسے اسیر کیا یا ظلم کیا خدا کرے وہ زندہ و سلامت ہو ابر باران شعلہ افگن نے میری طرح اُسے اسیر
نکیا ہو تا ملون نے اُسکے قتل نہ کیا ہو ہاے مین اُسے یہان کیون لائی مین ہی باعث شر و فساد ہوئی وہ تنہا
ہی لاکھون یہان اسکے دشمن ہین خداوند عالم سب ساحرون اور دشمنون کے شر سے اُسے بچاے
اسوقت کون میرا دوست ایسا ہی کہ اُس سے یہ جاکے میری طرف سے میری زبانی کہے کہ اے شاہزادہ ذیوقار
ملکہ رنگین کاکل کشا تمھاری عاشق زار گرفتار ہوگئی ہی اسکو اپنی اسیری کا کچھ خیال و ملال نہین ہی کیونکہ
عشاق ہمیشہ محبت و عشق و فراق محبوب مین آلام و رنج مین رہتے ہین وہ بڑے صدمہ سہنے پیدا ہوے ہین اور
غم و الم واسطے انکے مخصوص ہی انھین راحت و آرام مدام کہان ممکن ہان تمھاری تنہائی و اسیری و قتل کا بہت خیال
و ملال ہی لہذا تم طلسم رنگین حصار سے بخیر و عافیت اپنے لشکر مین چلے جاؤ صاحب دشمنون سے اپنی جان بچاؤ
طلسم کشائی کے باز آؤ لوح طلسم کو توڑ کر خاک مین ملاؤ اپنی لعل سی جان بے بہا کا خیال کرو اپنی عزت پر نظر کرو
جان ہی تو جہان ہی آبرو گئی پھر آبرو نہین حاصل ہوتی ہی تم اکیلے ہو یہان لاکھون دشمن ہین کس کس سے لڑوگے گو بہادر ہو

مگر اتنی قوت دست و بازو مین کہان ہے کہ تیغ آبدار سے لاکھون ساحرون کو قتل کروگے آخر لڑتے لڑتے دست و بازو کہ نازک و نرم ہین تھک جائینگے مجبور ہوجاؤگے لڑتے لڑتے تھک کر گھوڑے سے گر پڑوگے ساحران نابکار گرفتار کرکے روبرو میرے پدر کے لائین گے وہ غصہ ور ہین فی الفور تمھین قتل کرائین گے صاحب مین تمھاری خبر قتل و گرفتاری سُنکے کیا زندہ رہونگی مین بھی فوراً کسی نہ کسی طرح جان دیدونگی مین عاشق صادق ہون نہ عاشق کاذب لس خدانخواستہ تم قتل ہوے اور مین نے بھی تمھارے صدمۂ فرقت و قتل مین اپنی جان دیدی تو اس سے کیا نفع ہوگا سراسر ضرر ہوگا دشمن خوش ہونگے دوستون کو رنج ہوگا اگر زندہ بیان سے نکلجاؤگے تو یہ امید مجھے رہیگی کہ شاید باپ میرا مجھے قید سے کبھی رحم کھاکے رہا کریگا اور مین رہا ہوکے تم تک پہونچونگی تمھین دیکھونگی دل ناشاد کو شاد کرونگی ہاے مین کیسی بدقسمت ہون کہ عاشق تمھاری مبتلاے سحر ہوکے گرفتار ہوگئی دل مین صدہا حسرتین تھین ان مین سے کوئی حسرت کسی دن نہ نکلی مفصل حال اپنے مقدر کا تو کیا کہون لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق اس نظم

تجھ عجب اپنی اُلٹی ہے تقدیر
تہ سے محبوب پر دل آیا ہے
ہم کبھی التفات بھی نہ کرین
ہمکو یون دام عشق مین لائے
دل تڑپتا ہے بیقراری ہے
جس پہ ظاہر ہوا ماجرا دل کا
کیسی برگشتہ ہوگئی تقدیر
کس سے احوال مین کہون دل کا
کس لیے کی تھی ساری تیاری
آگے سب کے حقیر ہونگے

اختر بد کی دیکھنا تاثیر
سیکڑون تو ہمارے عاشق ہون
بھول کر ان سے بات بھی نہ کرین
لشکر رنج ہے مجھے گھیرے
کثرت غم سے اشکباری ہے
چھُٹ گیا مجھ سے مشاغل حور
کیا کرون ہاے وصل کی تدبیر
کس کو یہ ماجرا سُناؤن مین
صحبت عیش و رقص و میخواری

ہمکو جاکر کہان پھنسایا ہے
خود بھی وہ چاہنے کے لائق ہون
آسمان یا یہ رنگ دکھلائے
ہاے ہین داغ دل مین بہتیرے
رازدان ہاے کون ہے ایسا
دل ہی دل مین پڑا ہے اب ناسور
کوئی مونس نہین ہے اب میرا
حیف ہمکو کہان سے لاؤن مین
تھی خبر کب اسیر ہوئین گے

اگر مین قید سے رہا نہوئی اور باپ نے مجکو تازندگی زندان مین رکھا تو تم میری اسیری کا غم نہ کھانا دیکھو صاحب آنکھون سے آنسو نہ بہانا دل اور کسی جہان کسی خوبرو سے لگا لینا میرے خیال مین آہ و زاری نکرنا زندگی اپنی بے لطف نہ گذارنا تم مرد ہو اور خود محبوب ہو تمھین رنج و غم سے کیا تعلق مجھ ایسے چاہنے والے تمھین بہت سے ملجائینگے اِلّا مین تمھارے ہاتھ اب نہ آؤن گی تمھاری جدائی کا صدمہ اُٹھاؤنگی قید خانہ ہی مین مرجاؤنگی دنیا سے پُرارمان جاؤنگی خیر جو میری قسمت مین کاتب قدرت نے لکھا تھا وہ ہوا اور جو اسے اب منظور ہوگا وہ ضرور ہوگا مین بکرر کہتی ہون تمھین سمجھاتی ہون کہ تم میرے خیال مین ملول نہونا خواب و خور ترک نکردینا شب و روز آہ و زاری اور نالہ و بیقراری نہ کرنا میرے رہا کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا سوے زندان مجھ بدمقدر کے رہا کرنیکو نہ آنا دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نہ کرنا نگہبان زندان سے عالم تنہائی مین ہرگز نہ لڑنا مبادا تمھارے دشمن دست اعداے نابکار سے قتل ہو جائین تو بڑا غضب ہوجاے امید ملنے کی بھی منقطع ہوجاے ہماری قسمت مین اسیری تھی انسان مقدر سے مجبور ہے مین اسیری سے نہ گھبراؤنگی کیونکہ طفلی سے بیڑیان پہننے کی عادی ہون پاؤن میرے بیڑیون کا بار اُٹھالین گے اور گلا میرا کہ جس مین طوق منت کے پہن چکی ہون بار طوق آہنی کا بھی اُٹھالے گا۔ بقول کسی شاعر کے۔ شعر

اسیری بچپنے ہی سے لکھی تھی اپنی قسمت مین
پڑی تھین بیڑیان پاؤن مین اپنے طوق گردن مین
اور یہی مجکو یقین کامل نہین ہے کہ باپ میرا

مجکو قید ہی کریگا یا زندہ رکھے گا کیونکہ بدقسمت ہون اور پدر کو میرے غصہ بہت ہے عجب نہین کہ عالم غیظ و غضب مین قتل دختر بھی جائز رکھے اور خلاف حکم و طریقہ اہل جہان سے عمل کرے پس جب تم خبر میرے قتل ہونے کی کسی سے سننا کثرت غم سے ازخود رفتہ ہوکے دیوانہ وار گریبان و جیب و دامن نہ پھاڑنا نالہ و فغان نہ کرنا سر کو در و دیوار سے نہ ٹکرانا صحرا نوردی اختیار نہ کرنا سر پر خاک نہ ڈالنا کثرت سے نہ رونا اپنے تئین ہلاک نہ کرنا ضبط و صبر کرنا اگر غصہ آئے تو غصہ کو بھی ضبط کرنا تلوار نیام سے کھینچکے اس بیخودی و کثرت غم مین میرے قاتلون کو قتل کرنے کو کہین چلے نہ آنا مقابلہ و مجادلہ میرے پدر سے نہ کرنا کیونکہ بے فائدہ ہوگا جنگ و جدال سے مین زندہ نہ ہو جاؤنگی تم سے نہ ملونگی ہان اگر ممکن ہو تو یہ کرنا اشعار

پڑھنا قرآن میری تربت پر	غنچۂ دل مرا کھلا جاتا	کبھی آ جائے اگر طبیعت پہ
میری الفت نہ تم بھلا دینا	قبر میری گلے لگا لینا	پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
حق تعالیٰ نہیں رکھے آباد		روح کو میری آکے کرنا شاد

الحاصل ملکہ رنگین کاکل کشا نے اپنے دل مین تقریر مندرجۂ بالا کرکے آنکھین کھولین پھر اٹھکر اپنے پدر و اہل دربار پر نظر کی شرم و حیا سے اور اپنی ذلت بے پردگی سے صدمہ بیحد کیا چادر یا ڈوپٹہ سے منھ کو چھپایا آنسو بہاکر جانب چرخ جفاکار دیکھکر اس سے مخاطب ہوکے دل مین اسطرح کہا کہ نظم مولف

بے خطا دلنے اسیر کیا	اے جفاکار و اے ستم ایجاد	آج تونے یہ مجھ پہ کی بیداد
کس خطا کا عوض لیا تونے	مجکو دربار مین حقیر کیا	دلربا سے چھڑا دیا تونے
ظلم کرتا ہی کچھ نہین ہے خطر	مین نے تو تیری کی نہ تھی تقصیر	تونے ناحق کرایا مجکو اسیر
	تجھ سے بیکس کی تیر آہ سے ڈر	یہ کہکے اپنے پدر کی طرف دیکھا

ہاتھ مین اسکے کوڑا دیکھکر خوف سے کانپی عجائب جادو نے غضبناک ہوکے کہا او نالائق او گیسو بریدہ اب کہہ تیرا کیا حال کرون تجکو کیونکر ہلاک کرون ملکہ مذکور نے خوف و رعب و کثرت غم سے کچھ جواب نہ دیا عجائب جادو نے زیادہ برہم ہوکے ارادہ کیا تھا کہ تخت سے اٹھکے جملہ وزرا وغیرہ کو ہٹاکے بازو پکڑکے کوڑے سے پشت اسکی فگار کرے کہ ناگاہ محلسرائے عجائب جادو سے کچھ عورتین کہ جنھون نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو گودیون مین کھلایا تھا روتی پیٹتی ہوئین دربار مین آئین ان مین دایہ بھی ملکہ مذکور کی تھی سب نے اپنے سر زانو کو پیٹ کر بال سر کے نوچ کر آنسو بہاکر فریاد و فغان کرکے عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اس بچی نے ایسی کیا خطا کی ہے کہ جس خطا کی سزا حضور نے یہ تجویز کی ہے کہ سر دربار سب کے سامنے بلاکے کوڑے مارنے کا ارادہ کیا ہے بھلا یہ نازک اندام و نازپرورد متحمل کوڑے کھانے کی ہوگی روح اسکی اسکے تن سے نکل نہ جائیگی اپنے ہاتھ کو روک دیجیے ملکہ کو ہمارے حوالے کیجیے ہم اسے محلسرا مین لیجائین مادر ملکہ رنگین کاکل کشا نے آپ سے کہا ہے کہ صاحب میری پارہ جگر نور نظر کو اگر کوڑے مارو گے اور یہان اسکو نہ لے آؤ گے تو مین روتی پیٹتی ہوئی سر دربار چلی آؤنگی پھر پردے کا خیال نکرونگی تمھاری ذلت ہوگی مین اپنی بچی کے کوڑے کھانے کے صدمے مین جان اپنی سر دربار دیدونگی عجائب جادو نے یہ تقریر انکی سنکے ہاتھ کو روکا وزرا نے سفارش کرکے پھر عرض کیا حضور بہتر یہی ہے کہ آپ ملکۂ عالم کو محلسرا مین لیجانے دیجیے وہان لیجاکر جو مناسب ہو کیجیے ورنہ نیرنگ جادو مادر ملکہ رنگین کاکل کشا محل سے یہان چلی آئینگی اور ذلت و بدنامی حضور کی ہوگی یہ کیا کم ذلت ہوئی کہ سر دربار

آپ نے عالم غصہ مین اپنی دختر کو بلایا سبب ملکہ کو دیکھا عجائب جادو سبکے کہنے سے کچھ سوچ کے اپنی زوجہ کے نکل آنیکا اندیشہ کرکے کہنے لگا اچھا اس گیسو بریدہ کو اندر محل کے لیجاؤ مین بھی آتا ہون دایہ ملکہ کی اور دیگر عورتین ملکہ کو اپنے ساتھ بصد عزت و پردہ داری پیار کرتی ہوئی سوے محلسرا لے گئین بعد قطع راہ محل مین پہونچین نیرنگ جادو اپنی دختر کو دیکھکر بے اختیار دوڑ کر اس سے لپٹ کے رونے لگی بار بار پیار کرنے لگی عورتین محلسرا کی ملکہ رنگین کاکل کشا پر سے بطور تصدق زر و جواہر نثار کرنے لگین کچھ عورتین بلائین لینے لگین صدقے قربان ہونے لگین چونکہ روز عشق ملکہ رنگین کاکل کشا افشا ہوگیا تھا عورتین محلسرا کی عشق ملکہ مذکورہ سے آگاہ ہو چکی تھین اور ظاہرا بھی طریق عشق و الفت اعضا سے ملکہ مذکورہ سے اس طرح پائے جاتے تھے کہ بمصداق - نظم

دل بغل مین نگار کا خواہان
گوش پیغام یار کے مشتاق
اور زبان تھی سوال کی طالب
زانو کو جستجوے زانوے یار

پاؤن کہتے تھے چلئے اسکی راہ
دیدہ دیدِ نگار کے مشتاق
ہاتھ جویان بلائین لینے پر
پہلو کو آرزوے پہلوے یار

سینہ تھا قرب یار کا خواہان
دل یہ کہتا تھا اٹھو بسم اللہ
جان شوق وصال کی طالب
لب کشادہ دعائین دینے پر

اسوجہ سے کچھ عورتین باشارہ ملکہ نیرنگ جادو و ملکہ رنگین کاکل کشا کو بصد شفقت و خیر خواہی سمجھانے لگین بنحوا سے - نظم

دیکھکر اسکو عشق کا بیمار
لعل سی جان کو نہ کھو اب تو
ابھی اس کام مین ہے تو انجان
تیری پروا اسے نہووے گی
بات رسوائی کی ہے جان لے تو
جان جاتی ہے گھر بھی لٹتا ہے
اسکو بھولا کبھی نہ کوئی بتلائے
رہ گئی اپنے سر کو وہ دھنکر
ہون مین لاچار بہتے ہین آنسو
لاکھ سمجھاتی ہون مین اس دلکو
کہکے یہ روئی مثل ابر بہار
بات دل کی نہین کہی جاتی
چھوڑ دے اپنی یہ امیری تو
مجکو دنیا کی بادشاہی ہے
دل سے کیا آدمی کو چارہ ہے
پہر دن رہتی ہون دم بخود خاموش
عشق نے دانو پر چڑھا مارا
آنکھون سے خون ناب بہتا ہے

سب نے اس طرح سے کیا اظہار
اس مرض کا تو اپنے چارہ کر
باز آ باز اب بھی کہنا مان
تیرے غم سے وہ دل ملول نہین
صدقے ہم سب ہون کہنا مان لے تو
فعل بد ہے نہین یہ کار صواب
صبح کا بھولا شام کو جو آئے
لگی کرنے وہ بار بار افسوس
دل کے اوپر مرا نہین قابو
کسی صورت نہین سنبھلتا دل
آنسو ونکا بندھا غمون سے تار
یہی کہتا ہے میرا یہ دل زار
اسکے کوچے کی کر فقیری تو
کہتا ہے چھوڑ بد تمیزی تو
بے اجل اس نے مجکو مارا ہے
جان کیا کیا عذاب دیتی ہے
جیتے جی ہاے دل نے سن ہارا
خون تن مین نہین کہین باقی

سمجھ اب بھی تو ای بت خوشرو
اب بھی اس عشق سے کنارہ کر
مفت تو اپنی جان کھووے گی
ایسی الفت سے کچھ حصول نہین
مدتون کا طلسم چھٹتا ہے
کر بزرگون کے نام کو نہ خراب
اپنی دایہ وغیرہ سے سنکر
کہا افسوس صد ہزار افسوس
دوست سمجھے تھے اپنے جسکو لگا
ضد سے ہرگز نہین بہلتا دل
لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھاتی
اپنے محبوب پر ہو جان سے نثار
اسکے کوچے کی جو گدائی ہے
اختیار اسکی کر کنیزی تو
گئے تاب و توان و عقل و ہوش
دل کی طاقت جواب دیتی ہے
دل جگر ہو کے آب بہتا ہے
حرکت ہاتھ مین نہین باقی

پھیر کر دیکھے جو ہی عاقل
تکو اسکی نہین خبر افسوس
جان دینا غضب سمجھتی ہون
مین بری آگ اگر ہوئی تو ہوئی
مین نے گھر کو کیا ابھی سے سلام
مین ہون پہلو مین اور وہ دلبر ہو
دین و اسلام سے غرض کب ہے

سینے مین غم سے اب آب ہو دل
بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور
نیک و بد مین بھی سب سمجھتی ہون
چار دن کی یہ بس جوانی ہے
کیسی عزت کجا بزرگون کا نام
اس سے ہوگا جو کوئی دکھ مجھکو
بندۂ حسن ہون یہ مذہب ہے

چاک ہین غم سے دل جگر افسوس
عشق نے کردیا مجھے کم زور
حرکت اس قدر ہوئی تو ہوئی
عشق سے لطف زندگانی ہے
یار ہو جام مے ہو دلبر ہو
آنکھین ٹھنڈی کلیجہ سکھ مجھکو

ابھی ملکہ رنگین کاکل کشا اپنی دایہ نرگس جادو وغیرہ سے یہ کہہ رہی تھی دایۂ مذکورہ و دیگر عورتین اسکی باتین سنکے عشق شاہزادہ رستم ثانی مین آسے دیوانہ پاکے حیران ہور ہین یقین دل مین اپنے کہہ رہی تھین کہ ملکہ کو عشق طلسم کشا کا صادق ہی اتنی دیر ہمنے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا اسکی باتین سنکے ہوش اڑ گئے حواس جاتے رہے یہ لڑکی کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھے گی جو کچھ اسکے دل مین آیا ہی وہی کریگی محبت طلسم کشا سے ہاتھ نہ اٹھائے گی قید ہونا رنج و غم مین مبتلا ہونا گوارہ کریگی خیر ہم سمجھا چکے حق نمک سے ادا ہو چکے جیسا یہ کریگی ویسا پائیگی ناگاہ دربار سے عجائب جادو غصہ مین بھرا ہوا محلسرا مین آیا اپنی زوجہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا مین نے صرف تمھارے صدمے کے خیال سے تمھاری دختر کو ہلاک نہین کیا تمھارے پاس بھیجدیا اب یہ کہو کہ تمنے اسے سمجھایا عشق طلسم کشا سے منع کیا اس نے عشق طلسم کشا سے اجتناب کیا اپنی خطا سے توبہ کی اس نے جواب دیا صاحب مین متحیر و حیران و پریشان خاطر بیٹھی ہون نرگس جادو دایہ تمھاری دختر کی اور وہ عورتین جنہون نے اسکو گود یون مین کھلایا ہے ان سے مین نے اشارہ سے کہدیا تھا کہ تم اس لڑکی کو میرے سامنے سے کہین دور لیجاؤ اسے سمجھاؤ وہ سب اسے لیگئے مین یقین ہے کہ انھون نے تمھاری دختر کو سمجھایا ہو اگر دریافت کرنا منظور ہے تو انھین عورتون کو بلاکے انسے پوچھو جو کچھ حال ہوگا وہ بیان کرینگی عجائب جادو نے نرگس جادو وغیرہ کو طلب کیا انسے پوچھا کہ تم نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو سمجھایا وہ عشق طلسم کشا سے باز آئی توبہ اس نے اپنی خطا پر کی اب تو کبھی ایسی حرکت نہ کریگی ان عورتون نے چاہا کہ کچھ بات بناکر ملکہ کو قید و سزا سے بچائین عجائب جادو نے انکے بشرہ سے دریافت کیا کہ یہ جھوٹ باتین بنایا چاہتی ہین فکر کر رہی ہین کہ اسوقت کیا کہین جو ملکہ رنگین کاکل کشا قید سے محفوظ رہے پس یہ سمجھ کے عجائب جادو نے نہایت غضبناک ہوکے ان سب سے کہا کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا سچ کہنا ورنہ تم سب کو ابھی ہلاک کرونگا دایہ و عورتین وغیرہ ڈر گئین دست بستہ عرض کرنے لگین حضور ہم نے بہت ملکۂ عالم کو سمجھایا وہ ایسی عشق طلسم کشا مین دیوانی ہے کہ کچھ نہین سمجھتی ہے اس کی الفت سے ہاتھ نہین اٹھاتی ہے ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے دل کے اختیار مین ہے انکی باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مجنون ہے ہم امیدوار ہین کہ جو از خود رفتہ ہو دیوانہ ہو گیا ہو اسکا علاج حکما سے رجوع کیا جائے قید و ہلاک کرنے سے اسے باز رکھا جائے ہم امید کرتے ہین کہ اگر دوائی ٹھنڈائی چندے ہوگی ملکہ اپنے ہوش و حواس مین آجائینگی دیوانہ پن انکا دفع ہو جائیگا عجائب جادو نے انکی تقریر سنکے غضبناک ہوکے کہا اگر وہ عشق طلسم کشا مین دیوانی ہو گئی ہے تو اسکا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہے کہ اسے قید کرون ہاتھون مین

ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق ڈالون یہ کہکر اپنی دختر کو طلب کرکے زنجیر و طوق ہتھکڑی اور بیڑی نقرئی و طلائی پہنا کے اپنی خوابگاہ کے قریب ایک کمرہ مین اُسے قید کیا دروازے بند کردیے قفل لگا دیا اور اُنھین عورتون سے کہا تم اسکی حفاظت کرنا خبردار اُسے باہر نکلنے نہ دینا ہر روز آب و طعام دور سے دیدینا ذرا بھی اُسکے حال پر رحم نہ کرنا ورنہ مین تمکو سزائے سخت دونگا یہ کہکے محل سرا سے باہر آیا دربار مین بالائے تخت بیٹھا ہنوز عجائب جادو محل سرا سے آکے تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ ابر باران شعلہ افگن آیا عجائب جادو کو سلام کیا اُس نے پوچھا جس کام کے واسطے گیا تھا وہ کام کر آیا ابر باران شعلہ افگن نے عرض کیا مین تعمیل حکم حضور کر آیا عجائب جادو یہ سنکے خوش ہوا ساحر مذکور دربار مین اپنی جگہ پر بیٹھا اسی اثنا مین سوے فلک سے صدائے فریاد و فغان کان مین آئی عجائب جادو نے گھبرا کر جانب فلک دیکھا یکایک گرد باد یعنی سحر کے بیرون نے لاشے مبہوت جادو و طوفان جادو کے عین دربار مین آکے ڈال دیئے اور ایک جانب نالان روانہ ہوے عجائب جادو نے لاشہ ہاے مذکور دیکھکر متحیر ہوکے بے اختیار کہا انھین کس نے قتل کیا ابھی اہل دربار سے کسی نے کچھ نہ کہا تھا کہ وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابر باران شعلہ افگن کے گئے تھے اُن مین سے جو بھاگے تھے اور وہ ساحر جو ہمراہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے طلسم کشا سے لڑے تھے بدحواس دگریان دربار مین آئے عجائب جادو کو سلام کیا حاکم طلسم رنگین حصار نے پوچھا تم اسقدر گھبرائے کیون ہو اور سبب تمھارے صدمہ کا کیا ہے اُنھون نے عرض کیا حضور ہم تمکو اطلسم کشا سے لڑے ہرچند چاہا کہ اُسکے گلے سے لوح اُتارلین اور گرفتار کرلین مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر اُسکے حکم پر عمل کیا مبہوت جادو و طوفان جادو کو قتل کیا قفل در زندان توڑکر قیدیون کو رہا کرکے سوے باغ ملکہ رنگین کاکل کشا چلا گیا ہم تاب مقابلہ نلاکے چلے آئے ہین خوف عتاب حضور سے گریان ہین اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو ہم بے قصور ہین طلسم کشا سے ہم کیا مقابلہ کرسکتے عجائب جادو نے برہم ہوکے کہا اے نمکحرامون جاودیرے سامنے سے دور ہوا اگر تم شاہزادہ رستم ثانی کو بوجہ لوح کے اسیر نہ کرسکے تو بھاگ کیون آئے تمھین اُس سے لڑکر مرجانا تھا دلاوری ظاہر کرنا تھا حق نمک ہمارا ادا کرنا تھا ساحران مذکور یہ سنکے روبروے عجائب جادو سے چلے گئے شاہ مذکور نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشے ان ساحرون کے دربار سے اُٹھا لیجاؤ انھین موافق ہمارے مذہب کے جلادو ملازمان مذکور نے تعمیل حکم شاہ مذکور فی الفور کی ابھی لاشے ساحران مذکور کے دربار سے ملازم مسطور اُٹھاکر لے گئے تھے انھین جلاکر آئے تھے عجائب جادو خاموش بیٹھا تھا دریاے فکر مین غوطہ زن تھا تدبیر گرفتاری طلسم کشا سوچ رہا تھا کوئی تدبیر معقول ذہن مین نہ آتی تھی گاہ یہ خیال کرتا تھا کہ نہین معلوم اب طلسم کشا قیدیان زندان کو رہا کرکے کہان گیا ہے خبر اُسکی دریافت کرنا چاہیے ساحرون کو برائے دریافت طلسم کشا روانہ کرنا چاہیے ناگاہ چند ساحران نابکار مضطر و بدحواس روبرو عجائب جادو کے آئے بعد سلام بصد عجز عرض کیا کچھ ہم خادمون کو التماس کرنا ہے اگر حکم ہو تو عرض کرین شاہ مسطور نے کہا خیر تو ہے گھبرائے ہوے کیون آئے ہو جو عرض کرنا ہے عرض کرو اُنھون نے کہا حضور غضب ہوا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے قتل ہونے سے وہ بحر ذخار سحر جو سد راہ تھا خشک ہوگیا راستہ کھل گیا لشکر مخفی طلسم کشا کا کہ دو لاکھ غیر ساحر و ساحرون کا ہے ہمراہ فوج بیقیاس خورشید روشن دل کے کہ وہ معاون طلسم کشا کا ہے صحرائے

سبزہ زار مین آکے اُترا ہی ہزارہا بارگاہیں وخیام استادہ ہین طلاعاً عرض کیا ہی عجائب جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے ازحد متردد ہوکے بہت فکر کرکے اپنے ملازمون سے کہا اسوقت چارون عیار بچیان کہان ہین جلد اُن سے کہو کر سامنے مابدولت کے حاضر ہون ملازم فی الفور گئے اور اُنسے کہا تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی جلد چلو نہین معلوم کیا کار ضروری ہی وہ فی الفور روبرو عجائب جادو کے آئین بعد سلام کرنے کے دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسوقت بادشاہ ملک جاہ نے ہم کنیزون کو کیون یاد کیا ہی عجائب جادو نے کہا تمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ تم سے یہ پوچھین کہ کچھ حق نمک ادا کروگی یا جس کام کو ہم کہین اُسے کردوگی مرقع وتصویر ودیکچل وچنچل چارون عیار بچیون نے جواب دیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ہمنے نمک حضور کا کھایا ہی جس کام کے واسطے حضور فرمائینگے حتی الامکان اُس کام کا انصرام وانتظام کرینگے بخوبی انجام دینگے ہم عیارہ ہین پیشہ عیاری ومکاری مین کامل ہین ہمسے عیاری ہوسکتی ہی علاوہ اسکے امور سلطنت ودیگر کام مین ہمین دخل نہین ہی عجائب جادو نے کہا مین تمسے صرف یہ کہتا ہون کہ تم عیاری ہی کرو دیگر امور سے سروکار نہ رکھو اُنھون نے عرض کیا ہم بدل وجان واسطے عیاری کرنے کے موجود ہین جو حکم ہو بجالائین عجائب جادو نے کہا تمنے ضرور سنا ہوگا فی زمانہ طلسم کشا طلسم رنگین حصار مین آیا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ اس طلسم کو توڑے ساحرون کو ہلاک کرے مجھے بھی قتل کرے مین اُس سے بوجہ لوح طلسم ہونے کے مقابلہ ومجادلہ کرنے مین تامل کرتا ہون اگر اُسکے پاس لوح طلسم نہوتی تو ایک ادنے ساحر کو روانہ کرکے اُسے گرفتار کرالیتا کچھ فکر وتردد نہ کرتا صرف بوجہ لوح کے ابھی تک مین اُسکے مقابلہ ومجادلہ کے واسطے نہین گیا ہون وہ بالفعل مع اپنے لشکر کے صحرائے سبزہ زار حوالی طلسم رنگین حصار مین بیرون شہر قیام پذیر ہی اگر تم عیاری کرکے لوح طلسم صندل اُسکے گلے سے اُتار کے لے آؤ اور مجھے دیدو تو مین تمسے بہت خوش ہوکے انعام کثیر دون اُنھون نے عرض کیا خداوند نعمت یہ عیاری ہمارے نزدیک کچھ مشکل نہین ہی اور یہ کار کچھ ایسا امر اہم نہین ہی ہم حضور سے وعدہ کرتے ہین کہ بہت جلد طلسم کشا سے لوح طلسم اپنی عیاری ومکاری سے لیکر حضور کو لاکے دیدینگے عجائب جادو نے یہ سنکے خوش ہوکے کچھ انعام اُنھین دے کے کہا اب تم جاؤ فکر حصول لوح کرو وہ اُسی وقت رخصت ہوکر دربار سے نکل کر چلی گئین اور اپنے مکان مین جاکے ایک جا بیٹھ کے بابت عیاری کرنیکے مشورہ کیا ہر ایک عیارہ نے ایک عیاری کو پسند کرکے متفق الرائے ہوکے واسطے اُس عیاری کرنیکے اسباب ضروری فراہم کرکے حسب دلخواہ سامان کرکے اپنے گھر سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوئین اب ذکر اُسکا ترک کرکے احوال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے ملکہ رنگین کاکل کشا کو ابر باران شعلہ افگن نے اسیر کیا اور رستم ثانی یعنی طلسم کشا نے باغ مین آکے ملکہ کو نپایا تھا اُس زمانہ سے فراق ملکہ مین مضطر وبیقرار تھا ایکدم آرام نہ تھا ہرچند سہراب بن لندھور وشاہزادہ فیروزہ مازندرانی وگشتاسپ وچالاک ثانی وبرق ثانی وغیرہ سردار وعیار سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای شاہزادہ ذیوقار گو فراق یار سخت دشوار وناگوار ہی لیکن بالفعل فرقت ملکہ مین اپنا دل بہلائیے بزم عشرت مین بیٹھ کر رقاصان خوش گلو وخوش شکل کو طلب کرکے رقص اُنکا دیکھیے گانا سنیے رنج وغم نہ کیجیے زیادہ صدمہ کرنے سے خوف ہلاکت ہی انشاء اللہ دفع فراق ملکہ کی کوئی تدبیر معقول کیجائیگی شاہزادہ اُنکی تقریر سنکے جواب دیتا تھا فراق محبوب مین بزم عشرت

مین بیٹھنا رقص ونغمہ ارباب نشاط کا سُننا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی بغیر ملکہ رنگین کاکل کشا بزم عشرت مجکو
محفل غم معلوم ہوگی تا وقتیکہ اُسے نہ دیکھونگا اور وہ میرے پہلو مین ہنوگی کسی طرح دل کو قرار ہنوگا یہ
کہکے آہ سرد بار بار بھرتا تھا رفقا وعیار بارگاہ مین پاس آسکے بیٹھے رہتے تھے اور سمجھایا کرتے تھے ایک روز
وقت شب بدستور مذکور رفقاے مسطور پاس رستم ثانی کے بارگاہ مین بیٹھے تھے لشکر اُترا تھا شاہزادہ
موصوف فراق ملکہ مذکور مین بیتاب وبیقرار تھا ناگاہ دربار گاہ پر ایک چوبدار رقعہ ہاتھ مین لیے ہوے
آیا خدام بارگاہ سے کہنے لگا کہ مین یہ رقعہ ایک دوست شاہزادہ رستم ثانی کا لیکر آیا ہون چاہتا ہون
کہ شاہزادہ موصوف کو اپنے ہاتھ سے دون خدام نے جواب دیا بڑے میان شاید دور سے آے ہو ضعف
ونقاہت ورہروی بسیار سے ہانپ رہے ہو گرے پڑتے ہو بیٹھ جاؤ ہم اطلاع تمھارے آنے کی
کیے دیتے ہین چوبدار نحیف وزار یہ سنکے بیٹھ گیا خدام بارگاہ مذکور نے اندر بارگاہ کے جاکے
دست بستہ شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اسوقت ایک بڑھا چوبدار
ایک رقعہ لیکر دربارگاہ حضور پر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین یہ رقعہ اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کو دونگا ہرچند
ہمنے اس سے رقعہ طلب کیا مگر اُس نے نہ دیا اب جو حکم ہو کیا جاے شاہزادہ موصوف نے کہا کہ اس چوبدار
کو روبرو ہمارے لے آؤ دربانان بارگاہ گئے اور اُسے اندرون بارگاہ اپنے ہمراہ لاے اُس نے
حسب قاعدہ مجرا گاہ سے مجرا وسلام کرکے بعد ثنا ؤدعا کے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ایک رقعہ یہ
خاکسار لیکر آیا ہی امید وار ہی کہ حضور ہی اُسے پڑھین تاکہ افشاے راز ہنو شاہزادہ نے اُس سے رقعہ لیکر جو
دیکھا تو پیچیدہ تھا جب اُسے کھولکر دیکھا مہر ملکہ رنگین کاکل کشا کی پاکے بہت خوش ہوکے عبارت رقعہ پر
نظر کی وہ رقعہ عجب رقعہ تھا کہ اُسکے پڑھنے سے شاہزادہ رستم ثانی خوش ہوتا تھا کیونکہ بعد القاب وآداب
عاشقانہ کے اور اظہار شوق اور شکایت جفاے فلک بے مہر کے ملکہ رنگین کاکل کشا کی طرف سے
اُس مین یہ عبارت تحریر تھی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ بہ شیفتہ آپکی پہلے سحر ابر باران شعلہ انگیز مین مبتلا ہوئی
پھر وہ ساحر نابکار مجکو مع بارہ دری کے بزور سحر باغ سے اُٹھا لایا پدر نے مجکو برہم ہوکے قید کیا اب مین
قید مین ہون مجکو اپنے قید ہونیکا غم والم نہین ہی رنج ہر وقت وہر دم یہ ہی کہ آپ میرے فراق مین بیقرار
ہونگے لہذا مخفی براے دفع رنج والم بہزار دشواری یہ رقعہ لکھکر پیر بخش چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہی یہ ملازم
ہمارا خیر خواہ ودوست ہی اور اسی شخص کے ہمراہ تین عورتین کہ وہ بھی ہماری ملازم وخیر خواہ ہین روانہ
کی ہین اگر آپکو ہمارے پاس آنا ہمین دیکھنا اور ہمین قید سے رہا کرنا منظور ہو تو ہمراہ چوبدار کے اُن عورتون
پاس جائے گا جو کچھ وہ کہین اُسپر عمل کیجیے گا وہ آپکو مجھ تک ضرور لے آئینگی زیادہ کیا لکھا جائے
کہ یہی تھوڑی عبارت خوف دشمنان سے بڑی مشکل سے جلد تر لکھی ہی کیونکہ افشاے راز کا خیال تھا
آپ بھی مضمون رقعہ ہٰذا سے کسی کو آگاہ نہ کیجیگا ورنہ راز افشا ہو جائیگا پدر ہمارا ہمسے برہم ہوکے
اذیت رسان ہوگا علاوہ عبارت مندرجۂ بالا کے اور بھی کچھ عبارت اُس رقعہ مین لکھی تھی مگر وہ پڑھی
نہ گئی کیونکہ اکثر جگہ سے حروف مٹ گئے تھے اور وجہ مٹ جانے حروف کی یہ تھی کہ لکھنے مین رقعہ کے
جا بجا آنکھون سے اُسپر اشک گرے تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس رقعہ کو آہستہ آہستہ پڑھ کر
کسی کو نہ سُنا کر نہ کسی کو عبارت اُسکی دکھا کر مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اشک جا بجا ٹپکے ہوے دیکھکر

کبھی اشک ریزان ہوا آگاہ مضمون رہائی ملکہ کے خیال سے خوش ہوا رفقائے شاہزادہ موصوف
جو اس جگہ موجود تھے شاہزادے کو گاہ خندان و گاہ گریان دیکھکر پوچھنے لگے یہ رقعہ آپکو کسنے بھیجا ہی
مضمون اسکا ایسا کیا ہی کہ آپ کبھی روتے ہین کبھی مسکراتے ہین شاہزادے نے جواب دیا احوال اس رقعہ کا
وقت مناسب تمسے کہہ دیا جائیگا بالفعل کہنا اچھا نہین ہی یہ کہکے اُس چوبدار سے پوچھا جو عورتین تیرے ہمراہ
آئی ہین وہ کہان ہین اُسنے عرض کیا حضور یہان سے تھوڑی دور ہین وہ تو یہین حاضر ہوتین لیکن بوجہ اسکے کہ
لشکر حضور کا اُترا ہوا ہی مردمان سپاہ کی کثرت ہی اسیوجہ سے وہ کثرت مردم کا خیال کرکے اور افشائے راز کے
سبب یہان نہین آئین گو کہ حضور کو تکلیف ہوگی مگر انجام اس تکلیف کا راحت و آرام ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
یہ تقریر اُس چوبدار کی سنکے اپنی جگہ سے اُٹھا سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و چالاک
ثانی و برق ثانی وغیرہ سردار و عیار بھی اُٹھے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے چلنے پر آمادہ ہوئے شاہزادہ
نے سب سے کہا تم سب یہین ٹھہرو میرے ساتھ نہ چلو مین اس چوبدار کے ساتھ جاتا ہون تھوڑی ہی دیر
مین آتا ہون کچھ اندیشہ نکرو پاس دوستون کے جاتا ہون نہ پاس دشمنون کے جملہ سردار و عیار یہ
گفتار شاہزادہ نامدار کی سنکے مجبور ہوے ہمراہ چلنے سے باز رہے شاہزادہ سب کو بارگاہ مین چھوڑ کے
اور قسم اپنے سر کی باین عنوان انھین دیکے کہ بعد میرے جانیکے تم سب مین سے کوئی شخص بھی میرے
پیچھے پیچھے نہ آئے میرے حال سے باخبر نہو ہمراہ چوبدار مذکور کے بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکے ایک
سمت سوے صحرا براہ بری چوبدار روانہ ہوا جب اپنے لشکر سے دور تک نکل گیا دیکھا صحرا مین ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی قنا تین گرد اُسکے ہین شاہزادہ رستم ثانی نے اُس خیمہ کو دیکھکر پوچھا یہ خیمہ
کس کا ہی اس صحراے لق و دق مین کون آیا ہی اُسنے عرض کیا حضور یہ خیمہ اُنھین عورتون کا ہی جو نمکخوار
و خیر خواہ ملکہ رنگین کاکل کشائی ہین مین انھین کے پاس حضور کو لایا ہون انھین کے بارے مین ملکہ
عالم نے رقعہ مین کچھ آپکو ضرور لکھا ہوگا شاہزادہ تقریر چوبدار نابکار کی سنکے خاموش رہا جب قریب خیمہ
پہونچا چوبدار نے بڑھکے پکار کر کہا ای اہل خیمہ آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی میرے ہمراہ تشریف لائے
ہین استقبال کے واسطے تمھارا آنا ضرور ہی یہ تقریر چوبدار مذکور کی سنکے تینون عورتین خیمہ سے خوش ہوکے
سراپا اپنے اعضا کو چھپا کے بعد شرم و حیا تا در خیمہ آئین اور وہان سے قصد آگے بڑھنے کا کیا کہ شاہزادہ
مرکب کو جولان کرکے در خیمہ پر پہونچا اُن عورتون نے جھک کے سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار ہم نمکخوار
و خیر خواہ ملکہ عالم دیر سے حضور کے منتظر تھے شکر ہی خدا کا کہ آپ تشریف لائے اب خیمہ مین تشریف لا یے
کچھ عرض کرنا منظور ہی بعدہ جلد تر یہان سے خدمت ملکہ عالم مین جانا ہی کہ وہ ہماری منتظر آپکی ہونگی
اور متردد ہونگی کہ ابتک کیا سبب ہوا جو نہین آئین شاہزادہ موصوف اُنکی گفتگو سنکے گھوڑے سے
اُترکے لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ مقام صدر پر ایک مسند معقول بچھی ہے
اور کچھ اسباب ضروری بھی اندرون خیمہ ہی شاہزادہ اُسی مسند پر جاکے بیٹھا وہ تینون عورتین بہ ہمہ
مودب بیٹھین چوبدار در خیمہ پہ عصا پر تکیہ کیے کھڑا رہا رستم ثانی نے بالائے مسند بیٹھکر بعد
تھوڑی دیر کے اُن عورتین سے مخاطب ہوکے یون پوچھا کہ یہ تو ملکہ کی تحریر سے ثابت ہوا کہ تم خیر خواہ ملکہ
ہو لیکن اب یہ کہو کہ تمنے مجھے کس واسطے بلایا ہی کیا کہنا ہی جلد کہو اور کچھ حال اپنی مالکہ ملکہ رنگین کاکل کشا

کا بھی بیان کرو کہ وہ کیونکر قید ہین اور کس جگہ قید ہین شب و روز زندان مین بسر اُنکی کیونکر ہوتی ہی کبھی کچھ میرا بھی تمھارے سامنے وہ ذکر کرتی ہین اُنھون نے عرض کیا حضور عجائب جادو نے اُنھین ہمسہ ہو کے ایک زندان مین قید کیا ہی وہ قید خانہ یہان سے بہت دور ہی گرد اُسکے ہزار ہا ساحر و ساحرہ واسطے حفاظت و نگہبانی کے مقرر کیے ہین ملکہ ہماری شب و روز زندان مین رویا کرتی ہین خواب و خور اُنکی محبت و عشق مین اُنھون نے ترک کر دیا ہی بجز آہ و زاری کے اُنھین کوئی شغل نہین ہی وہ چہرۂ پُر نور و گلرنگ اُنکا کثرت رنج و غم سے ایسا متغیر ہو گیا ہی کہ پہچانا نہین جاتا ہی اور اُنکی صورت دیکھنے سے ہم ایسے خیر خواہون کو بے اختیار رونا آتا ہی ہائے وہ اُنکی نازک کلائیان کہ جو پھولون کے گجرون سے صدمہ اُٹھاتی تھین منگے بار کی متحمل نہوتی تھین کثرت نزاکت سے درد اُن مین پیدا ہو جاتا تھا اور نیلگون ہو جاتی تھین اُنھین کلائیون مین اب ہتھکڑیان اور وہ نازک گلا کہ جس مین طوق منت کا اک بار گران تھا اب اُسی مین طوق آہنی خاردار ہی وہ بھی ہلکا نہین گرانبار ہی اور وہ پاؤن نازک ہماری ملکہ کے کہ جو دو قدم باغ مین چلنے سے تھک جاتے تھے اور جنکی ٹھوکر سے خفتگان لحد جان تازہ پا کے خواب مرگ سے چونک اُٹھتے تھے اور خلخال اک بار گران معلوم ہوتی تھی اُنھین پاؤن مین اب بھاری بیڑیان اور زنجیر آہنی ہی یہ شدائد زندان مین محض آپ کے عشق مین اُنھون نے اُٹھائے اگر وہ آپ سے محبت نکرتین تو کبھی صورت قید خانہ کی وہ نہ دیکھتین چونکہ ہم بھی حکم والد ملکہ سے محافظ در زندان ہین شب و روز ملکہ کو گریہ کنان دیکھا کرتے ہین کچھ بس نہین کہ اُنھین قید سے رہا کر دین جسوقت وہ باواز بلند روتی ہین اور بین دلخراش اپنی مصیبت و ذلت و رسوائی کے کرتی ہین حضور ہم کیا کہین کہ اُسوقت ہم خیر خواہون کا کیا حال ہوتا ہی کلیجہ منھ کو آجاتا ہی دل یہی چاہتا ہی کہ در زندان سے اپنے سرون کو ٹکرا کے مر جایئے جانین اپنی دیجیے کبھی ملکہ عالم عجب درد بیکسی سے شکایت فلک کج رفتار گردون غدار کرتی ہین کہ جسکے سننے سے بے اختیار ہم سب روتے ہین کبھی ملکہ اکثر حضور کو یاد کر کے کہتی ہین کہ خیر ہم تو مبتلائے اسیری ہوئے خداوند عالم ہمارے محبوب شاہزادہ ذیوقار فتاح طلسم صندل کو مع الخیر رکھے ہر بلا و آفت و ہر صدمہ و مصیبت و شر اعدائے نابکار سے مدام بچائے لوح طلسم اُنکے قبضے سے اب نکل نجائے کیونکہ بعد خدا و رسول وہی اُنکی حافظ جان ہی اور رہنما ہی اُسی کی ہدایت سے طلسم صندل و طلسم رنگین حصار توڑینگا اُسی کی ہدایت سے جملہ ساحران طلسم ہلاک و قتل ہونگے خدا جلد تر وہ دن دکھائے کہ محبوب ہمارا طلسم رنگین حصار کو بہ ہدایت لوح فتح کر کے والد کو قتل کرے ہمین اس زندان سے رہا کرے گاہ آپ ہی کہتی ہین کہ ای رنگین کا کل کشا یہ کیا کہہ رہی ہی جو اس خستہ تر سے بجا نہین ہین کثرت آلام سے دیوانی ہو گئی ہمارے رہا ہونا تیرا دشوار ہی فلک جفا جو در پے آزار ہی اگر راحت و آرام و عیش مقدر مین لکھا ہوتا تو اپنے محبوب سے تو کیون جدا ہوتی مبتلائے سختی ہو کے روئے زندان کبھی نہ دیکھتی اب اپنی رہائی کی اُمید نہ رکھ نہ تمنائے رہائی کر ہان یہ دعا خدا سے کر کہ طلسم کشائے ذیوقار تیرا دلبر یکتائے روزگار زندہ و سلامت رہے خواہ طلسم صندل کو توڑے یا اپنے لشکر مین چلا جائے جہان رہے بخیر و عافیت رہے خدا اُسے ہر ایک دشمن کے شر و فساد سے بچائے اُسکو دنیا مین کوئی رنج و غم نہو آخرت بھی اُسکی بخیر ہو اُسکی زندگی سے مجھے یہ اُمید ہی کہ کبھی نہ شاید شکل اُسکی کسی صورت سے دیکھنے مین آجائے کبھی کہتی ہین ہائے اسوقت مین کوئی اپنا ایسا دوست و خیر خواہ نہین ہی کہ میری طرف سے اُس گل باغ خوبی و سرو گلشن محبوبی سے یہ جا کر کہہ دے کہ صاحب تمھارے عشق مین ہمنے عجب عجب

صدمے اٹھائے ہین اور اب دیکھیے کب تک مبتلاے قید رنج ومحن اس زندان مین رہتی ہون بجز ضبط
شکر شکوہ وشکایت تمھاری نہین کرتی ہون اکثر تمھارے واسطے دعا کرتی ہون تم میرے قید ہوجانے سے اور
میری جدائی سے رنج وغم نہ کرنا خواب وخور ترک نہ کردینا زار زار رونا ابر بہار اشکبار ہونا کثرت رنج وگریہ سے
جان اپنی نہ دیدینا اے شاہزادہ ذیوقار اب ہم زیادہ تر انکے حالات وتقریر درد آمیز کیا بیان کرین کہ
صدمہ شدید ہوتا ہے بے اختیار آنسو نکل آتے ہین آپ بھی زیادہ سننے کے متحمل نہونگے اتنے حالات انکے سننے
یہ صدمہ آپ کو ہوا ہے کہ آپ بے اختیار رو رہے ہین رومال آنسوؤنسے بھگو رہے ہین ہم بھی اشکبار ہین
اب ضبط گریہ کیجیے ماحصل ہماری تقریر کا سنیے ہم خیر خواہون نے حال ملکہ عالم کا کثرت رنج وعشق حضور
سے متغیر دیکھا موقع پاکے جملہ نگہبانون سے ڈرکے پوشیدہ طور سے قفل زندان واکرکے ہنگام شب پاس
ملکہ کے گئے پہلے انکو بہت سمجھایا گریہ وزاری سے منع کیا بعدہ انسے عرض کیا کہ ہم نمک حلال وخیر خواہ
ہین جو کچھ حکم ہو ہم بجالائین انھون نے ہمکو اپنا خیر خواہ اور دوست صادق جان کے بعد بہت آہ وزاری کے
اسقدر کہا کہ اگر ممکن ہو تو قلم وکاغذ ودوات ہمین لادو ہم ایک رقعہ لکھدین وہ رقعہ تم بہرخش چوبدار کو
دو اور اسکو ہمراہ لیکے ہمارے دلربا کے لشکر کی طرف جاؤ اور کسی طرح ہمارے محبوب کو ہم تک
لے آؤ تاکہ ہم اُسے ایک نظر اور دیکھ لین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے اسوقت زندہ ہین صبح کو
زندہ رہین کہ نہ رہین یہ آخری حسرت اگر دل سے نکل جاے تو دل خوش ہوجاے اور عجب
نہین کہ دلربا ے موصوف کے یہان آنے سے میری رہائی بھی ہوجاے کیونکہ فضل خدا سے وہ صاحب
لوح طلسم صندل بھی ہین ہم نمکخوارون نے اُنکے حکم کی تعمیل کی یہان تک آئے اب آپکو مناسب ولازم ہے
کہ ملکہ کے پاس چلیے اور اپنے شربت دیدار سے اُس مریض درد ہجران کو صحت دیجیے بعد ازان اگر
ممکن ہو تو اُسے زندان سے رہا کیجیے شاہزادے نے اُنکی تقریر بر تفسیر سنکے ملکہ کے حالات استماع کرکے بہت
آہ وبکا کرکے کثرت غم والم سے بدحواس ہوگئے لوح طلسم پر نظر کرکے اُس سے پوچھا مین اُن تک کیونکر جاؤن
کیا تدبیر کرون دل میرا اُنکے فراق مین بیتاب وبیقرار ہے انسے زیادہ مجھے اُنکے دیکھنے کا اشتیاق ہے خدا
سے چاہتا ہون کہ اُن تک پہونچون اُنھین دیکھون ساحران نگہبانان در زندان کو قتل کرون اُنھین
زندان سے رہا کرون اُن عورتون نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیقدر وذیوقار اگر آپ ہمارے کہنے پر
عمل کرین تو ہم آپکو اندر زندان کے پاس ملکہ عالم کے پہونچا دین گو ہم عورتین ناقص العقل ہین لیکن
ایک تدبیر ایسی ذہن مین آئی ہے کہ اُس تدبیر کے کرنے سے ہم یقین کرتے ہین کہ آپ ملکہ عالم تک
پہونچ جائے گا اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آپ یہ پوشاک مردانہ توم تار ڈالین لباس زنانہ کہ ہم اپنے ہمراہ
لیتے آئے مین اُسے پہن لین اور ہم رنگ وروغن سے گو عیارہ نہین ہین لیکن کچھ شکل آپکی تبدیل
کرین بعدہ ایک ڈولی مین بٹھلا کے سلاسل مین گرفتار کرکے تا در زندان آپکو لے چلین اور نگہبانان
در زندان سے کہین کہ آج یہ عورت کہ ملکہ عالم کی اک مجلیس وخیر خواہ تھی عتاب شاہ طلسم رنگین حصار
مین آئی ہے حکم شاہ ہوا ہے کہ اسکو لیجا کر پاس ہماری دختر کے قید کردو لہذا ہم بحکم شاہ اس خیر خواہ ملکہ کو
گرفتار کرکے لائے ہین اس نے عاجزی بہت کی ہے اور کچھ روپیہ ہمین دیا ہے اسوجہ سے اسے
ڈولی مین بٹھا کر لائے ہین ورنہ کشان کشان لاتے سر بازار تمام مرد وزن اُسکو سر سے پاؤن تک

دیکھتے جب ساحران نابکار ہماری یہ گفتار سُنکے کچھ نہ کہینگے قفل در زندان کھول دینگے ہم آپکو داخل قیدخانہ کر دینگے آپ زندان مین جاکر زور کرکے سلاسل کو توڑ ڈالیے گا ملکہ عالم سے گلے ملیے گا بعد ازان شمشیر آبدار سے بیرون زندان آکے بہ ہدایت لوح ساحرون کو قتل کیجیے گا جب سب ساحر قتل ہو جائینگے یا بھاگ جائینگے آپ اور ہم سب ملکہ کو سوار کرکے دُر مدعا یاکے ادھر چلے آئین گے ملکہ بھی حضور کی بارگاہ مین درمیان لشکر کے رہین گی پھر عجائب جادو اُنھین گرفتار نہ کرسکے گا شاہزادے نے جواب دیا تدبیر تو تمنے اچھی تجویز کی ہی مگر مجھے ایک عذر ہی اُنھون نے پوچھا وہ عذر کیا ہی ظاہر کیجیے شاہزادے نے فرمایا مین شجاع وبہادر ومرد میدان نبرد ہون کپڑے عورتون کے نہ پہنون گا اور صورت مانند شکل عورتون کے رنگ وروغن سے بنواکر ڈولی مین سوار ہوکے زندان تک نہ جاؤنگا کیونکہ باعث میری ذلت وبدنامی کا ہی ہان اسی لباس سے مرکب پر سوار ہوکے ابھی تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون اُنھون نے عرض کیا اے شاہزادہ عالی منزلت ووالا مرتبت جو کچھ آپ نے ارشاد کیا وہی درست وبجا ہی لیکن وقت ضرورت وہنگام حصول دُر مدعا تبدیل صورت وسواری اختیار کیجیے مصلحت وقت یہی ہی اسمین کچھ فرق آپکی شجاعت وبہادری مین نہ آجائیگا مشہور ہی کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین کسی فن وفریب سے دشمن کو مار ڈالنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ موقع مردانہ لباس وصورت اصلی وسواری مرکب سے چلنے کا نہین ہی عاقل کو لازم ہی کہ جیسا وقت ہو ویسی ہی بات کرے ہر جگہ ایک طور اور ایک رنگ سے جویاے دُر مقصد ہو بقول شیخ سعدی شیرازی کے ***شعر*** نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ❊ کہ جاہا سپر باید انداختن ❊ پس اگر رہائی وملاقات ملکہ عالم منظور ہی تو جو ہمنے عرض کیا ہے اُسے منظور کیجیے انکار نہ کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہی ہم رخصت ہوتے ہین ملکہ عالم سے جاکے کہہ دینگے کہ ہمنے لاکھ لاکھ شاہزادہ سے عرض کیا اُنھون نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا وہ اپنے لشکر مین رہے ہم چلے آئے شاہزادہ رستم ثانی نے اُنکی تقریر سنکے اپنے دل مین کہا کہ اگر مین ان عورتون کے کہنے پہ عمل نہین کرتا ہون تو جو کچھ انھون نے مجھسے کہا ہی جاکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہہ دین گی اُسے نہایت ملال ہوگا امید اُسکو یہ سنکے مجھ سے نہ رہے گی بجاے خود یہ ضرور کہے گی کہ ہمنے جس شخص کی محبت مین قید ہوکے سختیان اُٹھائین عاشق ہوکے بدنامی وذلت گوارہ کی اُسنے ذرا بھی اپنی ذلت ہماری محبت مین گوارہ نہ کی تنی پوشاک وصورت وسواری اپنی تبدیل نہ کی ہمارے رہا کرنیکی تدبیر نہ کی ہمنے بیکار وبے فائدہ ایسے شخص سے محبت کی اور کیا عجب ہی کہ شعر کسی شاعر کا زبان پر جاری کرے ***شعر*** باوفا ہم جسے سمجھتے تھے ❊ امتحان مین وہ بے وفا نکلا ❊ یہ خیال کرکے اُن عورتون سے کہا ہرچند تبدیل پوشاک وصورت وسواری کا خلاف طبع ہی لیکن محض خوشنودی ملکہ ورہائی ملکہ کے واسطے بدرجہ مجبوری گوارہ کرتا ہون اور تمھارے کہنے پہ عمل کرتا ہون پہلے تم میری صورت تبدیل کرو عورتون کی سی صورت بناؤ بعدہ مین یہ پوشاک اُتار کے لباس زنانہ پہنونگا جو بات ذلت کی کبھی گوارہ نہ کی تھی آج بمصلحت وقت گوارہ کرونگا اُن عورتون نے خوش ہوکے رنگ وروغن نکالکر عنقریب شاہزادے کے آکے رنگ وروغن سے شکل تبدیل کرنی شروع کی ہنوز اچھی طرح صورت تبدیل نہ کی تھی کہ بوے رنگ وروغن بیہوشی آمیز قوت شامہ سے دماغ شاہزادے مین پہونچی فوراً چھینک آئی شاہزادہ موصوف بیہوش ہوگے

مسند پر گر اُن عورتون نے خوش ہوکے مانند مردون کے نعرہ کیا منم مرقع وتصویر چنچل عیارہ
بلائے روزگار او طلسم کشا ہر چند تو بڑا عاقل وہوشیار مرد میدان نبرد تھا لیکن ہم عیارہ بچیون
کے دام فریب ومکر مین پھنس گیا دیکھ یون تجکو بیہوش کر لیا کیا نازک بے لاگ عیاری کی ہی کہ ذرا بھی
تجکو ہمپر گمان دشمنی کرنے کا نہوا تو ہمکو عیارہ بچیان نہ سمجھا یہ نعرہ کرکے جلد تر لوح طلسم صندل شاہزادے
کے گلے سے اُتار کر ایک عیارہ نے اپنے قبضے مین کی پھر انھون نے چوبدار مذکور کو آواز دی کہ
ای لوا گیچل اب کیون بصورت پیر مرد باہر کھڑی ہو خیمہ مین آؤ ہم کام اپنا کر چکے طلسم کشا کو بیہوش
کرکے لوح طلسم لے چکے اب یہان سے چلنے کا سامان کرو جلد یہان سے نکل چلو مبادا کوئی ساحر یا غیر ساحر
لشکر طلسم کشا کا ادھر آجاے اور ہماری عیاری کرنے سے آگاہ ہوکے ہمین گرفتار کرے تو غضب
ہوجاے ساری محنت ومشقت برباد ہوجاے بدنامی ہو طلسم کشا رہا ہوجاے لوح طلسم بھی چھن جاے
گیچل کہ بصورت چوبدار درِ خیمہ پر کھڑی تھی چار طرف دیکھ رہی تھی نگہبانی کر رہی تھی یہ خوشخبری سنکے
خوش ہوکے اندر خیمہ کے گئی پھر صورت اپنی تبدیل کرکے بشکل اصلی ہوکے چادر عیاری مین پشتارہ
طلسم کشا کا باندھکے ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے پشتارہ مذکور دوش پر اُٹھا کے سب کو ہمراہ لیکے راہ
صحرا کے جلد تر گذر کے راہ لشکر طلسم کشا چھوڑ کے بعجلت راہ طی کرکے دربار عجائب جادو مین گئی شاہ
مذکور کو سلام کیا اسنے پوچھا کیون ای گیچل تو نے جاکے کیا کیا اُس نے روبرو پشتارہ شاہزادہ رستم ثانی کا
رکھکر عرض کیا حضور کے اقبال سے ہم عیارون عیارہ بچیون نے یہان سے جاکے عیاری کرکے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسم صندل لے لی دیکھیے یہ پشتارہ طلسم کشا ہی کا ہی ہمنے کارنمایان کیا ہے امیدوار
انعام کثیر کی ہین حضور قدردان ہین یہ کہکے لوح طلسم کو مرقع وتصویر وچنچل سے پوچھا کہ تم مین سے کس کے
پاس ہی چنچل نے کہا میرے قبضہ مین ہی مین ہی نے رستم ثانی کے گلے سے اُتاری تھی یہ کہکے گیچل
کے حوالے کی اُس نے رومال مین لپیٹ کر عجائب جادو کو دی وہ لوح طلسم صندل پاکے بہت
خوش ہوا اور صندوقچہ مین اُسے رکھکے کہنے لگا مین اس لوح کو اپنے پاس سے علیحدہ نہ رکھون گا
مانند اپنے برادر صندلان شاہ کے عمل نہ کرونگا یہ کہکے حکم کیا کہ پشتارہ طلسم کشا کا کھولو جب گیچل وچنچل
نے کھولا عجائب جادو نے دیکھا کہ رستم ثانی بیہوش ہی بس اُسی عالم بیہوشی مین طوق وسلاسل مین
بخوبی تمام اپنے ملازمون سے گرفتار کرایا پھر بمقام مناسب قید کرنے کا حکم دیا عیارہ بچیان ودیگر
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب عجائب جادو طلسم کشا کو قید کرا چکا لوح طلسم اپنے قبضے مین لاچکا
عیارہ بچیون کو انعام کثیر دے چکا کثرت خوشی وفرط نخوت سے تاج کو سر پر اپنے کج رکھ کے
ہنسکے اہل دربار سے کہنے لگا تمنے مثل ما بدولت کے کسی شاہ وشہریار کو خوش اقبال وعاقل نہ
دیکھا نہ سنا ہوگا دیکھو ہمنے کس حسن تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرا لیا لوح طلسم صندل اپنے قبضے
مین کی اب مین کل یہان سے اپنے بھائی صندلان شاہ کے پاس جاونگا حال گرفتاری طلسم کشا
حصول لوح اُنسے بیان کرونگا یا بذریعہ کسی ساحر کے اُنھین اس خوشخبری سے آگاہ کرونگا یا
ایک نامہ مین تمام حال گرفتاری طلسم کشا وحصول لوح تحریر کرکے بذریعہ طائر سحر اُنکے پاس روانہ کرونگا
اور کل ہی سے قتل وبربادی وتباہی لشکر طلسم کشا مین کوشش کرونگا لشکر ساحران ہمراہ لیکے جاونگا اب۔ کو

گرفتار سحر کرکے قتل یا قید کرونگا کسی پر رحم نہ کرونگا اہل دربار نے عرض کیا بیشک حضور از حد عاقل و ہوشیار ہین ہمنے کبھی کسی بادشاہ کو مثل حضور کے عاقل نہین دیکھا اور نہ کسی سے سُنا حضور کا مثل و نظیر نہین ہر واقعی کس خوبی سے حضور نے طلسم کشا کو گرفتار کرکے قید کیا ہی اور لوح طلسم اپنے قبضے مین کی ہی اب اگر مناسب ہو تو شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے برادر کلان صندلان شاہ سے مشورہ کرکے قتل کر ڈالیے قید نہ رکھیے مبادا پھر کسی طور سے قید سے رہا ہو جائے دشمن کو زندہ رکھنا اچھا نہین ہی عجائب جادو نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو مین بھی اسی فکر مین ہون پہلے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر لون بعد ازان اپنے بھائی صاحب سے پوچھکر بعد گذرنے چالیس روز کے طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا زندہ نہ رکھونگا ابھی قتل نہ کرونگا کہ آئین طلسم مین فرق نہ ڈالونگا کیونکہ بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرکے چالیس روز قید رکھنا اسکے بیرون شہر طلسم مین اُسے لیجاکے قتل کرنا چاہیے مین اُنھین کے موافق تحریر عمل کرونگا خلاف اُنکے عمل نہ کرونگا ورنہ جس جگہ خون طلسم کشا گریگا وہ زمین کبھی آباد نہوگی یہ کہکے حکم دیا کہ آجکی شب بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ کیجائے ارباب نشاط حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرین ہمارے روبرو ناچین گائین کیونکہ آج ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہی لوح طلسم صندل ہاتھ آئی ہی طلسم کشا کو گرفتار کرکے قید کیا ہی دل بہت خوش ہی بظاہر بھی خوشی کرنا ضرور ہی جس وقت عجائب جادو نے یہ حکم دیا ملازمون نے بزم عشرت آراستہ کی ارباب نشاط کو حکم شاہ مذکور سے طلب کیا وہ حاضر ہوے پہلے حکم عجائب جادو سے ساقیان شوخ چشم کشتیان شراب تام کی مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت مین آئے عجائب جادو و دیگر اہل بزم عشرت کو شراب ناب جام و ساغر زرین مین بھر بھر کر دینے لگے شاہ مذکور و دیگر ساحران نابکار مے گلنار خوش ہوکے پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھاکر بزم مذکور سے لیگئے بعد اُنکے جانے کے حکم عجائب جادو ایک رقاصہ خوبرو خوش گلو نوجوان لباس و زیور معقول پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے ساز و رُوبرو عجائب جادو کے کھڑی ہوکے بعد ناز و ادا رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے عجائب جادو وغیرہ عالم نشہ شراب مین ناچ اُسکا دیکھنے لگے ہر ایک خوش ہوکے رقص دیکھنے لگا جب وہ رقاصہ تا دیر گت ناچ چکی بعد مبارکباد گانے کے یہ غزل گانے لگی غزل

باطن ہے اب کھلا کہ وہ ظاہر مین دور تھا
بوسہ دیا نہ تمنے کہ مین نے نہ دل دیا
ٹوٹا غرور ہی نے جو سر پر غرور تھا
اچھا ہوا کہ تیغ نے اُسکی کیا شہید
کیا ایسے قد راست پہ اسکو غرور تھا
نازان تھا اسقدر شب معراج کیون نیاز

مردہ تھا جب سے جانجہان تجھ سے دور تھا
اس دین لین مین کہو کسکا قصور تھا
دل اُس صنم کو دیکے مین کیا خاک پچھتا
آخر تو ایکدن ہمین مرنا ضرور تھا
جاگا بسنت تھا ہجر مین خوش حسن لحد مین
انجم جہان مین کون تھا جو اُس سے دور تھا

پہلے فراق یار مجھ کا قصور تھا
بدتر سواد قبر سے آنکھونکا نور تھا
ڈوبا مین خود ہوا نے سزا دی حباب کو
اک آئینہ سا سنگ کی چوٹ نے چور تھا
وہ سرو کو جلاکے یہ کہتے ہین باغ مین
سونیکے وقت خانۂ خلوت ضرور تھا

اہل بزم عشرت سننے لگے یان تو

رقاصہ رقص کر رہی تھی غزل مندرجۂ بالا گا رہی تھی عجائب جادو بیٹھا ہوا اشعار غزل سُن رہا تھا خوش ہو رہا تھا وہان شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین

ایک زندان مین گرفتار طوق و زنجیر پایا بدرجۂ کمال حیرت ہوئی دل مین کہنے لگا تو کیونکر گرفتار ہوا کسنے مجھے
قید کیا بعد فکر بسیار کے سوچکر یقین اسکا کیا کہ انھین عورتون نے بیہوش کر کے لوح طلسم گلے سے اُتار کے
مجھے گرفتار کیا ہے یقینًا وہ عورتین عیار تھین پہچان ہے تین عجائب جادو نے انھین واسطے میری گرفتاری کے بھیجا
تھا عجب عیاری اُنھون نے میرے آگے کی کہ مین اُنکے دام فریب مین آگیا سمجھا کہ چوبدار رقعہ ملکہ رنگین کاکل کشا
کا لیکر آیا ہے ہمراہ اُن عورتون کے ملکہ نے مجھے بلایا ہے ہائے افسوس کیا مین نے دھوکا کھایا حیف اپنے
رفقا و عیاران سے کسی کو ہمراہ نہ لیا اکیلا ہمراہ اُس چوبدار عیار کے سوئے صحرا گیا داخل خیمہ ہوکے
عورتون کے دام فریب مین پھنس گیا لوح بھی ہاتھ سے گئی خود بھی گرفتار ہوا اب دیکھیے رہا ہوتا ہون یا
نہین اور لوح طلسم اب پھر دستیاب ہوتی ہے یا نہین ایک مرتبہ تو لوح میرے ہاتھ سے جا چکی تھی بڑی دشواری
سے دستیاب ہوئی تھی اب پھر لوح مین نے اپنے ہاتھ سے بوجہ نادانی و بیوقوفی کے گنوائی ہے دیکھیے
اب لوح کیونکر ملتی ہے اور رہائی میری کیونکر ہوتی ہے نہین معلوم میرے اہل لشکر سے کسی کو میرے گرفتار
ہونے سے آگاہی ہوئی یا نہین افسوس ہزار افسوس مین نے کیا دھوکا کھایا عورتون کی باتون مین آگیا
لوح کو نہ دیکھا یہ سبب بدی مقدر کا تھا اور باعث جفائے فلک کا ورنہ یہ حال میرا نہوتا یہ کہکے بے اختیار
آبدیدہ ہو کر ملکہ رنگین کاکل کشا کو یاد کر کے اُسکی تصویر خیالی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے ملکہ اگر تم اسیر
ہوئین تو مین بھی اسیر ہوا بعد تمھارے قید ہونے کے مجھے بھی ایکدم راحت نہ ملی نہین معلوم تمکو خبر میری
اسیری کی ہوئی یا نہین ادھر شاہزادۂ موصوف تو زندان مین یہ باتین کرتا تھا اور اپنی بدقسمتی کا شاکی تھا
ادھر محلسرا مین عجائب جادو کے جو خبر پہونچی کہ آج حکم عجائب جادو سے عیارہ نحون نے جا کر
عیاری کر کے طلسم کشا کو بیہوش کر کے لوح طلسم اُسکے گلے سے اُتار کے گرفتار کیا ہے اور عجائب جادو
نے طلسم کشا کو زندان مین قید کیا ہے اُسکے اسیر کرنے اور لوح طلسم صندل کے دستیاب ہونے کی خوشی کی ہے
بزم عشرت آراستہ کی ہے شاہ طلسم رنگین حصار کو بہت خوشی ہے رقص ایک رقاصہ کا دیکھ رہا ہے گانا
سن رہا ہے جملہ عورتین خوش ہوئین خصوص مادر ملکہ رنگین کاکل کشا شاد ہوئی اپنی ملازم عورتون سے
کہنے لگی خوب ہوا کہ طلسم کشا اسیر ہوا میری دختر اب ہوش و حواس مین آجائیگی جب اُسکے ملنے سے ناامید
ہوگی یہ خبر محلسرا مین پھیلی اور عورتون نے جا بجا باہم ذکر طلسم کشا کی اسیری کا کیا ملکہ رنگین کاکل کشا
نے بھی سُنا اسکو بدرجہ کمال صدمہ ہوا اسی صدمے مین قصد کیا کہ جان اپنی دیدیجیے سر در و دیوار سے
ٹکرا کے مر جائیے لیکن حکم مادر ملکہ سے عورتون نے اُسے سمجھایا خودکشی سے باز رکھا دربار مین عجائب جادو
نے تمام شب رقص رقاصان خوبرو کا دیکھا گانا اُنکا سُنا جب صبح ہوئی عجائب جادو نے چاہا
کہ بزم عشرت موقوف کیجیے ارباب نشاط کو انعام دے کے رخصت کیجیے وزرا و دیگر اہل دربار نے
عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ حصول لوح طلسم صندل اسیری طلسم کشا کی ایسی کم خوشی نہین ہے کہ صرف
ایک ہی شب خوشی کیجائے کم سے کم سات روز تک تو جشن اس خوشی کا کرنا چاہیے دشمنون کو بوجہ
اس خوشی کے رنج دینا چاہیے اب ہم اسوقت عرض کرتے ہین کہ یہ امید کس کو تھی کہ لوح طلسم صندل
حضور کو ملجائیگی طلسم کشا اسیر ہو جائیگا یہ محض خداوند کی عنایت و حضور کے اقبال سے ہوا ہے ایسی
اس خوشی کے جشن مین کمی نہونا چاہیے آئندہ حضور کو اختیار ہے عجائب جادو نے سبکے کہنے سے

کہا اچھا اور چند روز بزم عشرت آراستہ رہے اسی طرح جشن ہوا اہل دربار یہ سنکے خوش ہوے بزم عشرت
آراستہ رہی بیان تو بزم عشرت آراستہ ہے جشن اسیری طلسم کشا کا ہو رہا ہے مگر اب احوال لشکر طلسم کشا
کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی اپنے رفقا حدید شاہ و سرکشار شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے سب کو
بارگاہ مین چھوڑکے کسی کو ہمراہ اپنے نلے کے یہانتک کہ کسی عیار کو چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و
سیارہ ثانی سے بھی باوجود کہنے کے ساتھ نہ لیکر اکیلا ہمراہ چوبدار کے گیا تھا ہر ایک اعلےٰ ادنےٰ اپنی بارگاہ
وخیام مین بے فکر و تردد بیٹھا تھا مگر بعد شب گذرنے اور رستم ثانی کے نہ آنے سے ہر ایک کو تردد ہوا خصوص
سہراب بن لندھور و فیروزہ ماژندرانی و گشتاسپ شاہ و حدید شاہ و سرکشار شاہ و برق ثانی و
چالاک ثانی وغیرہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کیا سبب ہوا جو شاہزادہ ذیجاہ وعدہ بعد تھوڑی دیر کے آنے کا کر گیا
تھا اور ابھی تک نہین آیا ضرور کوئی وجہ ہوئی پس اب بیٹھے رہنا اور شاہزادے کے آنے کا انتظار کرنا مناسب
نہین ہے ہر طرف جاکے دریافت و تلاش حال شاہزادہ موصوف کرنا چاہیے یہ فکر و تجویز کرکے ہر ایک نے
مردمان سے ارادہ برائے تلاش شاہزادہ رستم ثانی سوے صحرا جانیکا کیا تھا لشکر مین اک تہلکہ پڑا تھا جملہ ساحر
وغیرہ ساحر متردد و متفکر تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا جاے تردد و اندیشہ نہین ہے اگر
شاہزادہ شب کو اپنے لشکر مین نہین آیا شاید کسی نازنین نے رقعہ اپنے ملازم چوبدار کے ہاتھ ارسال کرکے
طلسم کشاے موصوف کو بلایا تھا شاہزادہ اسی کے پاس گیا تھا اُس نے نہ آنے دیا ہوگا اب صبح ہوئی ہے مع الخیر
آئے گا کوئی کہتا تھا شاہزادہ کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ورنہ اتنک ضرور اپنے لشکر مین آتا غرض کہ ہر اک اعلیٰ
ادنےٰ موافق اپنی عقل و فہم کے خیال کرتا تھا دریاے لشکر مین شاہزادے کے نہ آنے سے اک تلاطم
تھا ساحر وغیرہ ساحر ارادہ کررہے تھے کہ براے جستجوے شاہزادہ چہار طرف جائین ہنوز لشکر سے
کوئی نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا سب سوے غبار دیکھنے لگے اکثر مردمان لشکر
سمت غبار دیکھکر خوش ہوکر کہنے لگے یقیناً شاہزادہ رستم ثانی اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا ادھر آتا ہے بعض
لوگ اُس غبار کو دیکھکر کہنے لگے یہ صحرا ہے ہوا ے تند چل رہی ہے یہ غبار جو اٹھا ہے گرد باد ہے دیکھو کسطرح مانند
ہوا کے آتا ہے کوئی جانب غبار مذکور دیکھکے کہتا تھا مجھے احتمال ہے کہ اس جانب سے پیادہ بصد عجلت
آتا ہے بھی ہر ایک موافق اپنے اپنے فہم کے اُس غبار کو دیکھکر خیال جدا جدا کرتا تھا ناگاہ دست ہوا
تند سے دامن غبار مذکور پارہ پارہ ہوا درمیان غبار سے ایک عیار تیز رفتار پیدا ہوا برق ثانی چالاک
ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی وغیرہ نے بغور دیکھکر پہچانا کہ خواجہ عمر ثانی بہزار تیزی رفتار ادھر
آتے ہین یہ دیکھکر خوش ہوکے سب نے کہا خواجہ عمر ثانی ہمارے قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین ہم تو براے
استقبال جاتے ہین یہ کہکے واسطے استقبال کے روانہ ہوے اُنکے ہمراہ اور بھی کچھ لوگ گئے چالاک ثانی و
برق ثانی وغیرہ نے جاکے سلام و استقبال کیا بعدہ خواجہ کو لشکر مین لائے عمر ثانی نے پوچھا شاہزادہ
رستم ثانی کہان ہے چالاک ثانی نے جواب دیا کل چوبدار ایک رقعہ کسی کا لیکر آیا ہے تھا اُس رقعہ کو شاہزادہ
موصوف پڑھکے اُسی چوبدار کے ساتھ سوے صحرا گیا تھا وعدہ کر گیا تھا کہ مین تھوڑی دیر مین آتا ہون تمام
شب گذری یہ وقت آیا ابھی تک نہین آیا ہے اُسکے نہ آنے سے طرح طرح کا تردد و خیال ہے لشکر اک تہلکہ
مین پڑا ہے ہر ایک کا ارادہ یہ ہے کہ واسطے اُسکی جستجو کے جانا چاہیے خواجہ نے برہم ہوکے کہا او نالائق

تو لشکر مین موجود تھا جسوقت شاہزادہ گیا تھا تو بھی اُسکے ہمراہ گیا ہوتا تنہا اُسے نہ جانے دیا ہوتا چالاک
ثانی نے عرض کیا مین اور دیگر اشخاص شاہزادے کے ہمراہ جانے پر موجود تھے شاہزادے نے قسم دیکر کہا
کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے مین مجبور ہوگیا سوا میرے سب قسم دینے سے لاچار ہوے لشکر ہی مین
رہے شاہزادہ مرکب پر سوار ہوکے تنہا ہمراہ چوبدار کے سوے صحرا چلا گیا اُسوقت سے ابھی تک نہین آیا
ہو اس باب مین میری کیا خطا ہے یہ کہکے پوچھا آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا کس واسطے آپ یہان تشریف لائے مین
خواجہ نے جواب دیا بحکم امیر ثانی ادھر آیا ہون امیر ثانی نے محض مجھے اسواسطے روانہ کیا ہے کہ رستم ثانی کو
اُسکے دشمنون سے بچاؤن شکر ہے خداوند عالم کا کہ شہر مہرانیہ سے تو یہان تک آیا لیکن راہ مین بڑا نقصان
ہوا علاوہ تکلیف پیادہ روی کے کئی صندوقچے زر و جواہر کے اثناے راہ مین گر گئے مین لٹ گیا تباہ و برباد
ہوگیا اول تو پہلے ہی مفلس و محتاج تھا اب اور بھی محتاج ہوگیا جواہر کے صندوقچے مہاجنون اور
جوہریون سے لیکر ادھر آیا تھا قصد کیا تھا کہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی مین جاکر جواہر بیچتا جو خرید کر یگا اُسکے
ہاتھ فروخت کرونگا روپیہ جوہریون کو دیدونگا جو نفع ہوگا وہ مین لونگا افسوس کہ نفع کے خیال مین نقصان
ہوا وہ صندوقچے ضائع و تلف ہوگئے اب جوہریون کو کیا جواب دونگا چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ
عیارون نے منھ پھیر کے مسکرا کے عرض کیا جناب والا ہمیشہ آپکا اسی طرح نقصان ہوا کرتا ہے ہماری سمجھ مین نہین
آتا ہے کہ جواہر کے صندوقچے راہ مین کیونکر گر گئے خطا معاف ہو یہ سب آپکی باتین ہین ایک کوڑی بھی
آپکی راہ مین نہ گری ہوگی بلکہ راہ مین کچھ نفع ہوا ہوگا مسافرون کو لوٹا ہوگا مال و اسباب اُنکا لے لیا
ہوگا خواجہ نے ہر ایک عیار کو گھور کے دیکھا اور کہا ای نالایقون تم مجھے جھوٹا جانتے ہو مجھے رنج ہے تم ہنستے
ہو اگر تم سعادتمند ہوتے تو ایسا نہ کرتے میرے حال پر رحم کرتے اس لشکر مین آکے جو کچھ روپیہ جمع کیا تھا وہ
مجھے دیتے کچھ آنسو میرے پونچھتے دل میرا خوش ہوتا تم کو دعاے خیر دیتا چالاک ثانی نے کہا ہے اس
لشکر مین آکے کسی کو لوٹا نہین کسی کا مال نہین مارا ہے روپیہ کہان سے جمع ہوتا ہم خود پریشان ہین آپ ہمین سعادتمند
نہ جانین دعا نہ دین ہم باز آئے ایسی دعا سے خواجہ نے کہا اونا خلفی تو اسم با مسمی ہے نہایت چالاک و
ہوشیار ہے خیر دیکھا جائے گا اُسوقت یہان آکے شاہزادہ رستم ثانی کا حال سُنا ہے دل کو تردد ہے تلاش
شاہزادہ کی ضرور ہے یہ کہکے بلا توقف لشکر سے سوے صحرا روانہ ہوئے چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیار و
ساحر بھی چہار طرف بتلاش شاہزادہ موصوف گئے یہ سب تو بتلاش شاہزادہ رستم ثانی گئے ہین خواجہ
عمر ثانی بھی کچھ سوچ کے سوے صحرا روانہ ہوے ہین لیکن اب حال بزم عشرت عجائب جادو کا
لکھا جاتا ہے کہ اُسی طرح عجائب جادو خوش و خرم بزم عشرت مین بالاے تخت بیٹھا ہوا رقص و نغمہ
رقاصان خوبرو کا دیکھ اور سُن رہا تھا وقت شب کا تھا جملہ اہل دربار حاضر بزم عشرت تھے حسب فرمائش
عجائب جادو ایک رقاصہ خوش گلو یہ غزل بلحن داؤدی گا رہی تھی غزل

آج آئینہ مین کوئی ستمگر ضرور تھا
ہم ان بتون پہ مرتے ناصح تو کیا گنہ
سایہ تھا ساتھ ساتھ مگر دور دور تھا
ہونے نہ آئے چوک ہوئی ہم سے زاہدو

یہ اتہام ہے کہ مین نشہ مین چور تھا
پیدا کیا تھا حق نے تو مرنا ضرور تھا
بگڑے وہ چھیڑ چھاڑ پہ کیون مجھسے لاتے کو
کعبہ بتون کے گھر سے کہو کتنی دور تھا

بدلا ہوا کچھ آپ کا رنگ غرور تھا
چلو بھر آج پی تھی ذرا سا سرور تھا
وحشت جنون مین دل اپنے بائین رہا کیا
مین کیا کرون بغل مین دل ناصبور تھا
مین نالہ کش ہوا تو وہ بولے رقیب سے

وہ مرگیا دماغ مین جس کے فتور تھا
ظاہر ہوا اثر رُخ روشن سے عشق کا

خلوت مین کچھ گناہ کیا ہو تو کیا چھپے
مرنے کے بعد شوق کے چہرے پہ نور تھا

کوئی نہ تھا جو گھر مین خدا نخواستہ ضرور تھا
عجائب جادو کس خوشی سے

سن رہا تھا عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ مذکور کر رہا تھا جملہ اہل دربار بھی بیٹھے ہوے تھے وہ بھی غزل مندرجہ بالا سن رہے تھے یکایک سوے فلک ایک تخت بروے ہوا نظر آیا عجائب جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُس تخت پر ایک شخص فرشتہ صورت بیٹھا ہوا ہے لباس ایسا پہنے ہوے ہے کہ بار بار رنگ مانند زمانہ کے بدلتا ہے چہرے سے اس شخص کے رعب آشکار ہے ابھی سب اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے دل مین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ کون ہے ادھر کیون آتا ہے ایسا شخص کبھی نہین دیکھا ہے ضرور کوئی ذی عزت ذی لیاقت و صاحب کمال ہے یکایک وہ صاحب تخت تخت اپنا بلندی ہوا سے اُتار کے بزم عشرت مین لایا اور بعضون نے یون بیان کیا ہے کہ شخص مذکور بالاے تخت نہین آیا بلکہ عین بزم عشرت مین کہ سب اُس رقاصہ کی طرف متوجہ تھے ایک جانب سے بلندی سے اُترے اور حسب تحریر بزم مین آیا جامہ اُسکا رنگ بدلتا ہوا دیکھکر صورت پر اُسکی نظر کرکے رعب سے سب خورد و کلان براے تعظیم کھڑے ہوگئے کچھ لوگ ڈر گئے رقاصہ بھی خوف سے سہم گئی ناچ گانا بھول گئی گھگھی بندھ گئی اکثر اہل بزم خوف سے کانپنے لگے سازندے رقاصہ مذکورہ کے ایسے ڈرے کہ سازون کو فرش پر گرا کے خود بھی گر کے بیہوش ہوگئے عجائب جادو بھی گھبرا کے اپنے تخت سے اُٹھا خوفناک ہوکے پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین سبب تشریف آوری کیا ہے شخص مذکور نے جواب دیا مَین فرشتہ خداوند تعالیٰ آئینہ رو ہون اے عجائب جادو کیا تو نے مجھے زیر عرش خداوند نہین دیکھا تھا جب تو وہان گیا تھا اور تو نے خداوند کو سجدہ کیا تھا اسوقت ناشناس ہوکے کیون پوچھتا ہے اور اسقدر کیون ڈرتا ہے مین فرشتہ عذاب نہین ہون بحکم خداوند براے نزول عذاب نہین آیا ہون چونکہ خداوند کو ہر ایک امر نیک و بد سے خبر ہوتی ہے اسوجہ سے اک فرمان خداوند نے بدست میرے تجھے بھیجا ہے اور یہ فرمان خاص اپنے ہاتھ سے تجکو بندہ خاص اپنا جانکے لکھا ہے مہر بھی سرنامہ پر کردی ہے عزت تیری بڑھائی ہے تجھے اپنا نیک بندہ جانکے فرمان تیرے نام مجھ ایسے فرشتہ ذیوقار کے ہاتھ بھیجا ہے لہذا تجھے لازم ہے کہ احترام اس فرمان کا کرے جو کچھ اسمین لکھا ہے اسپر عمل کر خلاف خداوند نکر ورنہ قہر خداوند تجھ پر نازل ہوگا عجائب جادو فرشتہ مذکور کی گفتگو سنکے خوش ہوا ایسا بالیدہ ہوا کہ اپنے جامے مین سما نہ سکا اور وہ خوف جو پہلے فرشتہ مذکور کے دفعتہً اُترکے آنے سے ہوا تھا دل سے دور ہوا حواس خمسہ بجا ہوے مسکرا کے فرشتہ مسطور سے مخاطب ہوکے کہنے لگا آپ تشریف لائیے جس جگہ مناسب ہو بیٹھیے میرے نہ پہچاننے کی خطا کو معاف فرمایئے واقعی آپ سچ کہتے ہین جب مین زیر عرش خداوند گیا تھا اور خداوند کو سجدہ کیا تھا اب یاد آیا مین نے آپکو وہان دیکھا تھا بیشک آپ فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہین کیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہے کہ مین شکریہ آپکا ادا نہین کرسکتا آپ اور مجھ ناچیز کے پاس نامہ لیکر آئین اور نامہ بھی کسکا کہ خداوند کا ہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ خداوند مجکو اپنا بندہ خاص جانکے اپنے دست قدرت سے نامہ مجھے لکھین اور آپ لائین باعث میرے فخر و افتخار کا ہوا ہے مرتبہ میرا بڑھ گیا ہے جو کچھ فخر کرون بجا ہے فرشتہ مذکور یہ سنکے قریب تخت عجائب جادو ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گیا بعد بیٹھنے کے عجائب جادو و جملہ اہل بزم سے کہنے لگا کہ بس

اب بیٹھ جاؤ تعظیم ہماری ہوچکی اب عوض زیادہ تعظیم کرنے کے اور روبرو ہمارے کھڑے رہنے کے ہمین
نذر دو جسکی جتنی لیاقت ہو حسب حیثیت ہر اک نذر دیکر جو حاجت ہو بیان کرے ہم خداوند سے کہہ دینگے
کہ ای خداوند جن لوگون کی حاجتین ہیئنے بیان کی ہین اُنکے مطالب دلی جلد بر لائیے کیونکہ وہ سب
دل سے آپکی پرستش کرتے ہین اور سوا اسکے جو کوئی ہمین نذر مین زر و جواہر زیادہ دیگا اُسکی ثنا و تعریف پیش
خداوند ہم زیادہ کرینگے یقین ہے کہ ہمارے عرض کرنے سے خداوند ہر ایک کے مطالب دلی جلد بر لاوینگے
عجائب جادو و جملہ اہل دربار و میر قع و تصویر و کیچل و چنچل عیار بجیون نے گفتگوے فرشتہ مذکور سنکے
دست بستہ عرض کیا جو آپنے فرمایا بسر و چشم منظور ہے باعث ہمارے فخر و بہبودی کا ہے لیکن ہم امیدوار ہین کہ جو
تمنا ہے اُسے ہم بیان کرین اگر آپ اجازت دین فرشتہ مذکور نے پوچھا وہ تمنا کیا ہے بیان کرو سب نے کہا گو آپ
خداوند نہین ہین فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہین لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ آپکے آگے سر جھکائین بوسے
دست و پا کے لین خاک آپ کے زیر قدم کی اُٹھا کے بجاے سرمہ آنکھون مین لگائین فرشتہ مذکور نے
مسکرا کے جواب دیا معلوم ہوا تم سب خوش اعتقاد ہو اچھا ہمین سجدہ تو نہ کرو لیکن دست و پا ہمارے چوم
لو یہ سنکے پہلے عجائب جادو نے بصد ادب اُسکے دست و پا چومے پھر ہر اک نے بصد اعتقاد و رغبت
دست و پاے فرشتہ مذکور پر بوسہ دیا خاک زیر قدم فرشتہ مذکور اُٹھا کے سر و چشم پر لگائی عیار بجیون مذکورہ
نے بھی مانند اہل بزم عشرت کے دست و پا بوسی کی فرشتہ مذکور نے بنظر رغبت چنچل کو دیکھکر بعض
اعضا پر اُسکے ہاتھ ڈالکر دبا کر کہا لب بر قدم جھکی نہ جا سر اُٹھا چنچل کہ نہایت شوخ و خوب و عیارہ
کاملہ تھی پہلے تو اپنے سینہ دبنے سے جھجک کر علیحدہ ہٹ کے دل مین کہنے لگی یہ کیسا فرشتہ ہے کہ میری چھاتیان
اپنے ہاتھ سے ملتا ہے مساس کرتا ہے مانند تماش بینون اور عیاشون کے اسنے حرکت کی ہے ضرور ہے کہ یہ کوئی عیار ہے
فرشتہ خداوند بنکر آیا ہے بعدہ خود ہی دل مین کہنے لگی کہ ای چنچل تو اسوقت کیا خیال کر رہی ہے کیا بد اعتقاد
ہوگئی ہے فرشتہ خداوند کو عیار تصور کرتی ہے ہماری بیوقوفی کتنی ہے عیار ایسی صورت اپنی بنا سکتا ہے
اور ایسا لباس پہنکے بیخوف و خطر اڑکے یہان آسکتا ہے جسطرح یہ آیا ہے کیا مجال کسی عیار کی کہ اس طرح
آسکے اور ایسی صورت بنا سکے اور ایسا بیخوف آسکے اُسے ایسا لباس کہان ممکن ہوگا ضرور ہے بلکہ یقین
ہے کہ یہ فرشتہ خداوند ہی ہے میرا سر اُٹھانے مین ہاتھ اسکا میرے سینے سے مس ہوگیا ہے عمداً
ہاتھ اسنے میرے سینے پہ نہین ڈالا ہے بھلا یہ فرشتہ بے نفس ہے اسکو خواہش ایسے امر کی کہان یہ خیال
کرکے خاموش ہو رہی جب سب خورد و کلان دست و پا بوسی سے فارغ ہوے ہر ایک نے موافق
اپنی لیاقت و حیثیت کے اشرفی زر و جواہر موافق قاعدہ نذر دینے کا ارادہ کیا عجائب جادو نے
بھی کئی کشتیان زر و جواہر سے مملو واسطے نذر کے منگوائین فرشتہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم سب
روپیہ و اشرفی و جواہر ایک کوٹھری مین جمع کرو ہم وہان تنہا جاکے لینگے فرداً فرداً تم سب لوگ
مجھے کب تک نذر دوگے سب نے قبول کرکے زر و جواہر ایک کمرے مین جاتے جمع کیا جب سب خورد و کلان
زر و جواہر نذر جمع کر چکے عرض کیا کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب آپ وہان تشریف لیجائین نذر قبول فرمائیے
فرشتہ مذکور اس کمرے مین اُٹھکر گیا اور تمام زر و جواہر نذر کو دیکھکر خوش ہوکے قبول کیا اور
لے لیا بعد قبول کرنے اور لینے زر و جواہر کے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے نامہ طلب کیا

آسنے کہا پہلے اس نامہ پر زر و جواہر کثیر نثار کرنا چاہیے کیونکہ نامہ خداوندی عجائب جادو نے یہ سنکے
بہت سی کشتیان زر و جواہر کی طلب کین پھر نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کرنے کا حکم دیا ہنوز
ملازمون نے ایک ہی کشتی زر سرخ کی نامہ پر نثار کی تھی کہ فرشتے نے کچھ سوچ کے کہا بس اب ہاتھ کو
روکو پہلے ہمنے خیال نہ کیا تھا اب ذہن مین آیا کہ نامہ خداوند پر جو زر سرخ و جواہر نثار کیا ہی اور
کیا جائیگا وہ سب زمین پر گریگا مقام ادب ہی اور جائے غور ہی کہ نامہ خداوندی سے جو زر و جواہر
نثار ہو وہ خاک پر گرے یہ بے ادبی ہی اور اک قسم کی توہین نامہ ہی بس بہتر یہ ہی کہ تمام کشتیان زر و جواہر
کی ہمارے حوالے کرو ہم خداوند کو جاکے دیدین گے اور کہہ دینگے کہ تمام کشتیان زر و جواہر کی
عجائب جادو نے واسطے نثار کرنے کے منگوائی تھین موافق رسم قاعدہ ایک کشتی کا زر سرخ نامہ
حضور پر سے نثار کر دیا گیا اور یہ سب کشتیان ہم حضور کے روبرو لے آئے ہین خداوند کشتیان دیکھکر
خوش ہونگے ان کشتیون مین جسقدر زر و جواہر ہی اس سے وہ چند عطا کرین گے اور اگر اسوقت نثار کردوگے
تو چندان خداوند خوش نہونگے اور نہ بعوض اس زر و جواہر کے کچھ عطا کرینگے عجائب جادو تقریر
فرشتہ مذکور سنکے خوش ہو کے کہنے لگا آپکی رائے خوب ہی یہ کہکے با تمامے فرشتہ مذکور سب کشتیان زر و
جواہر کی اسی کمرے مین رکھ دی گئین بعد اسکے نامہ لیکر سر و چشم پر رکھکر از حد ادب کرکے اسے کھولکے
عجائب جادو نے خود پڑھا اسمین بخط جلی لکھا تھا کہ ای بندہ خاص ہمارے ای عجائب جادو ہمنے
بچشم قدرت دیکھا کہ تو نے شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا ہمارے ایک بندہ جاہل و منحرف کو قید کیا
ہی اور اپنی دختر کو بھی اسیر کیا ہی لوح طلسم صندل طلسم کشا سے بمکر و فریب لیکر اپنے قبضے مین کی ہی ہمین
یہ سب افعال تیرے نیک معلوم ہوئے ہین ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے ہین بس لوجہ خوش ہونیکے
ہماری مصلحت مین یہ گذراہی کہ اگر طلسم کشا زندان مین قید رہے گا تو ایک روز رہا ہو جائیگا
اور اگر تیرے پاس لوح طلسم صندل رہے گی تو پھر کسی طور سے طلسم کشا لوح لے لیگا طلسم رنگین حصار
و طلسم صندل کو توڑے گا ہمارے بندگان خاص کو قتل کریگا چونکہ منظور ہوا کہ تو زندہ رہے طلسم رنگین حصار
برقرار رہے طلسم صندل بھی نہ ٹوٹے صندلان شاہ بھی نہ قتل ہو ساحران طلسم بدست طلسم کشا سے
نہ مارے جائین لہذا یہ فرمان ہمنے بنام تیرے اپنے اک فرشتہ مقرب کے ہاتھ روانہ کیا ہی تجکو لازم ہے کہ
بمجرد اصدار فرمان طلسم کشا اور اپنی دختر اور لوح طلسم صندل کو حوالے فرشتہ مذکور کے کرے ہم طلسم کشا
کو صحرائے سرگردان مین ڈالدین گے کہ ہمیشہ وہ اسمین رہیگا وہان سے کبھی نکل نسکے گا نہ کوئی اسکو
وہان سے لیجا سکے گا اور لوح کو ہم اپنے سنگ مصلحت سے توڑکر سرمہ ساکرکے خاک اسکی بادِ فنا مین
اڑا دینگے جب نہوگی اور طلسم کشا صحرائے سرگردان سے نکل نہ سکیگا پھر کیونکر طلسم رنگین حصار
و طلسم صندل ٹوٹے گا اور تیری دختر کہ عشق مین طلسم کشا کے دیوانہ وار ہی ایسا اسکے قلب کو پلٹ دینگا
کہ طلسم کشا سے نفرت کریگی کبھی اسکو یاد نہ کریگی زیادہ کیا لکھا جائے بس تھوڑے لکھے کو بہت جان کیونکہ
تاکید آگے تجھے لکھا ہی عجائب جادو یہ عبارت نامہ مذکورہ مین پڑھکر دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا دلمین کہنے لگا
کہ یہ نامہ تو ضرور ہی خداوند کا ہی کیونکہ مہر خداوندی کی سرنامے پر موجود ہی لیکن کبھی خداوند نے اسطور سے کوئی نامہ مجھے
نہین لکھا ہی مجھ ادنے کا اسقدر مرتبہ نہین بڑھا یا ہی ایکی مرتبہ کیا سبب ہے کہ جو اسقدر میرے حال پر عنایت کی ہی دیکھیں کہ بعد

فکر بسیار فرشتۂ مذکور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا جو کچھ خداوند نے مجھے لکھا ہے میں اُس سے آگاہ ہوا کیا مجال میری کہ حکم خداوند
سے انحراف کروں طلسم کشا اور میری دختر کو تو آپ پیش خداوند لیجائیں لیکن لوح طلسم صندل کے باب میں یہ عذر
ہے کہ آپکو نہ دونگا خود لوح اُسکو لیکر خدمت خداوند میں جاؤنگا زیارت بھی جمال خداوندی کی کرونگا دیدار خداوند
سے مشرف ہونگا لوح بھی پیش کرونگا اپنی دختر کو اپنے ہمراہ بھی لے آؤنگا سوا اسکے اور بھی کچھ خداوند
سے عرض کرنا منظور ہے لہذا بمقدمہ لوح طلسم صندل آپ مجھ سے کچھ نہ کہیے گا جو میں نے عرض کیا ہے
خداوند سے کہہ دیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی کو زندان سے طلب کیا اور دختر کے بلانے کے واسطے
بلکہ خود اُسے لانے کے واسطے ارادہ اُٹھنے کا کیا فرشتہ مذکور نے بمقدمہ لوح طلسم صندل بوجہ منع
کرنے عجائب جادو کے کچھ تعرض نہ کرکے کہا اے عجائب جادو اپنی دختر کو سر دربار نہ لاؤ یہاں لانا
اُسکا اچھا نہیں ہے نوجوان دختر کا سب کے سامنے لانا صورت اُسکی سب کو دکھانا خوب نہیں ہے
باعث ذلت کا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ طلسم کشا کو یہاں سے اپنی دختر کے پاس لیچلو ہم وہاں
جاکے دونوں عاشق و معشوق کو وہاں سے لیجائینگے عجائب جادو نے کہا بہتر ہے یہ کہکے طلسم کشا کو
لیکر فرشتہ مذکور کے ہمراہ محلسرا میں بعد پردہ کرانیکے گیا اور جس کمرے میں ملکہ رنگین کاکل کشا قید
تھی اُسی کمرے میں طلسم کشا کو بھی داخل کیا اُسوقت عاشق معشوق ایک دوسرے کو اسیر دیکھ کے بہت
روے فرشتہ مذکور نے عجائب جادو سے کہا تم اس کمرے سے نکل جاؤ میں ان دونوں کو انکے
رونے کی سزا دونگا عجائب جادو کمرے سے باہر آیا فرشتہ مذکور نے جاکے طلسم کشا و ملکہ رنگین
کاکل کشا کو بنظر قہر و غضب دیکھکر برہم ہو کے کہا اے نالائقو کیا روتے ہو خاموش رہو ابھی کیا روتے
ہو اس سے زیادہ روؤگے تمپر عتاب خداوند آئیگا تم میں سے ایک کہیں ہوگا اور ایک کہیں ہوگا
ایسی جدائی ہوگی کہ پھر وصل نہوگا یہ کہکے ایک پھول گلاب کا بیہوشی آمیز نکالکر ملکہ رنگین کاکل کشا
و طلسم کشا کو سنگھا کے دونوں کو بیہوش کیا اور آہستہ نعرہ کیا منم عمر ثانی یہ نعرہ کرکے دونوں کو اُٹھا کے
نذر زنبیل کیا پھر گلیم اوڑھ کے کمرے سے باہر نکل کر اُس کمرے میں گیا جسمیں عجائب جادو نے
کشتیاں زر و جواہر کی رکھوادی تھیں وہاں جاکے تمام کشتیاں اُٹھا کے نذر زنبیل کیں اور سوا اُن
کشتیوں کے جو اسباب و مال اُس کمرے میں تھا وہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کرکے ایک پرچہ کاغذ
کا لکھ کے اُسپر یہ عبارت لکھی کہ اے عجائب جادو آگاہ ہو میں فرشتہ نہ تھا بلکہ عمر ثانی عیار امیر ثانی
کا تھا عیاری کرکے تیری دختر و طلسم کشا کو بالفعل قید سے رہا کرکے لے گیا ہوں انشاء اللہ لوح طلسم
صندل بھی تجھ سے بمکر و فریب لے لونگا اب میں آیا ہوں وہ عیاریاں کرونگا کہ تجھکو اور سبکو حیرت ہوگی
تیری ملازم جو عیار پہچانے ہیں اُنکو بھی کمال حیرت ہوگی اُنھوں نے طلسم کشا کو بیہودہ عیاری
کرکے اسیر کیا تھا عیاری اُسکو کہتے ہیں جو میں نے اُنکے اور تیرے اور سب کے سامنے کی ہے
اور در مطلب حاصل کیا ہے بعد لکھنے کے اس پرچہ قرطاس کو اُسی جگہ ڈال کے خواجہ وہاں سے نکلکے
سوے کوہ و دشت روانہ ہوے کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا کیونکہ خوف ساحران سے گلیم اوڑھلی
تھی بعد قطع راہ دور و دراز ایک درۂ کوہ میں جاکے چہار طرف دیکھ کے زنبیل سے شاہزادہ رستم
ثانی کو نکالکر سفوف دافع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور گلیم کو اُتار کر شاہزادۂ موصوف سے کہا اے طلسم کشا

مین تجکو برائے قتل اس درہ کوہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو عجائب جادو کی مجلس سے لیکر آیا
ہون پہچان مجکو مین وہی فرشتہ فرستادۂ خداوند ہون کہ کس طرح تجھے قتل کرون تو نے طلسم رنگین حصار
مین آکے ارادہ برباد کرنے طلسم کا کیا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجائب جادو پر
مائل ہوکے اُسے آوارہ کیا ساتھ اُسکے باغ مین خوب عیش کیا ہی اس روز بد سے آگاہی نہ تھی ہر کوئی تیرا
معین و مددگار کہ اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے بچائے گو مین تجھے واسطے قتل کے یہان لایا ہون لیکن
تیری جوانی وحسن پر مجھے رحم آتا ہی اگر تو خداوند کی خداوندی کا اعتقاد کرے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کی
محبت والفت سے باز آئے اور اس طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کے توڑنے اور برباد کرنے سے دست
بردار ہو اور مجھے موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے جواہر بیش بہا بکثرت دے تو البتہ مین تجکو قتل نہ
کرون زر و جواہر تجھ سے لیکر جسکو دینا منظور ہی اُسے دیکر تجھے رہا کرکے زندہ چھوڑ دون بھی یہ ہتکڑیان اور
بیڑیان وغیرہ تیرے اعضا سے جدا کر دون شاہزادے نے برہم ہوکے جواب دیا او فرشتہ خبیث ظالم
وتا بکار کیا بکتا ہی بس خاموش رہ تو مجھے کیا قتل کریگا خداوند عالم مجکو تیرے شر و فساد سے بچائیگا مین
تمثال آئینہ رو مردود و مرتد پر لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکی خداوندی کا اعتقاد نہ کرون گا طلسم کشائی سے
بھی باز نہ آؤنگا ملکہ رنگین کاکل کشا کی محبت سے دست بردار نہو نگا تجھے زر و جواہر کچھ نہ دونگا تو میرے
حال پر رحم نکریگا تو فرشتہ ہی کہ تجھے خواہش زر و جواہر کی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی دنیادار و مکار و طماع
ہی فرشتہ مذکور یعنے عمر و ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا تیری قضا ہی آئی ہی تو مجھ سے گفتگو سخت کرتا ہی میرے
کہنے پر عمل نہین کرتا ہی مگر اگر تا ہی بچالیگا ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا یہ کہکے جانب شاہزادہ بڑھا
چونکہ شاہزادہ رستم ثانی صرف گرفتار سلاسل تھا مبتلائے سحر نہ تھا دست و پا قابو مین تھے اسوجہ سے
برہم ہوکے جوش شجاعت مین آکے زور کرکے سلاسل وغیرہ کو اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے جدا کرکے
ایک ٹکڑا زنجیر کا ہاتھ مین لیکے گردش دے کے بقصد ہلاک کرنے فرشتہ مذکور کے آگے بڑھا ادھر
فرشتہ مسطور نے اپنے دل مین کہا اگر یہ تجھپر زنجیر مارے گا تو ضرور ہی تو ہلاک ہوجائیگا یہ خیال کرکے
پیچھے ہٹ کے کہنے لگا او طلسم کشا ارے کیا ارادہ کیا ہی مجھپر زنجیر سے وار کرتا ہی ذرا اپنے ہوش مین آ
ہاتھ کو روک دوست دشمن کو پہچان مین عمر ثانی بعوض نیکی مجھ سے یہ بدی پیش آتا ہی درپے میری
ہلاکت کا ہوتا ہی اپنے بزرگ و محسن پر غصہ کرکے ٹکڑا مار ڈالنے کی کرتا ہی اقرار زر و جواہر کے دینے کا نہین
کرتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب یہ تقریر سُنی خوش ہوکے ہاتھ روکا اور بصد ادب سلام
کرکے کہا مجھے معاف فرمایے گا میری خطا عفو کیجیے گا مین نے آپکو نہین پہچانا تھا کیا مجال میری کہ مین
اب دیدہ و دانستہ آپکی ہلاکت کا درپے ہون آپ میرے بزرگ و محسن مین آپ ہی کے سبب سے مین
قید سے رہا ہوا ہون یہ کہکے بڑے معانقہ خواجہ آگے بڑھا خواجہ نے صورت اصلی اپنی دکھا کے کہا
اے فرزند اس چنین وچنان سے کیا ہوتا ہی میرا کیا بھلا ہوتا ہی اس سے کچھ مطلب دلی حاصل نہین ہوتا
ہی وہ بات نہین کرو کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو شاہزادہ رستم ثانی تقریر خواجہ کی سنکے سمجھ گیا کہ یہ
بڑے طماع ہین جسطرح اِنکے والد کو مال و دولت دنیا کی ہوا و ہوس تھی اُسی طرح انکو بھی ہی کیونکر انکو طمع
زر نہو آخر یہ کس کے فرزند ہین اثر خواجہ عمرو اولے کا ان مین ہونا ضرور ہی فرزند وہی فرزند ہی کہ اپنے آبا و

اجداد کے قدم بہ قدم ہوا در صورت و سیرت مین اگر بعینہ نہو تو کچھ تو ہوا اور یہ تو مشہور ہی اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ
یہ سمجھ کے مسکرا کے کہا مین آپکی خدمت عالی مین جواب عرض کرتا ہون بگوش سنیے خواجہ نے کہا کہو مین سنتا
ہون رستم ثانی نے کہا مین بعد فتح طلسم صندل زر و جواہر کثیر آپکی نذر کرونگا مال و اسباب طلسم مذکور
سے کچھ آپکی خدمت مین بھی ضرور حاضر کیا جائیگا علاوہ مال و اسباب طلسم کے یون بھی مین آپکو جو میرے
امکان مین ہوگا دونگا آپ باطمینان تمام رہین کچھ اندیشہ و فکر نہ کرین خواجہ یہ سنکے خوش ہوے اور
مسکرا کر کہنے لگے ای فرزند تو نہایت سعید و لائق ہی تیرا کیا کہنا مین تجھسے بہت خوش ہوا خداوند عالم تجکو
جملہ بلاہاے ارضی و سماوی و شر دشمنان سے بچاے اعدا پر فتحیاب کرے یہ کہکے خواجہ خاموش ہوے
شاہزادہ رستم ثانی نے پوچھا یہ تو فرمایے کہ اس طرف آپکا آنا کیونکر ہوا اور یہ بھی بتایے کہ صرف آپ
مجھہی کو عیاری کرکے زندان سے بہان لائے ہین یا ملکہ رنگین کاکل کشا کو بھی لائے ہین خواجہ نے
جواب دیا ای فرزند ملکہ رنگین کاکل کشا بھی میری زنبیل مین ہی اُسے بھی محلسرا سے عجائب جادو سے
بیہوش کرکے لے آیا ہون اور وجہ میرے اِدھر آنے کی یہ ہوئی ہو کہ ایک تاجر سے حال تمھارا امیر ثانی نے سنا
تھا سنتے ہی بیتاب ہوکے مجھسے فرمایا کہ تم جانب طلسم صندل جاو و شاہزادہ رستم ثانی کی مدد کرو شر
دشمنان سے اُسے بچاؤ بس مین حسب الارشاد شہر کہرانیہ سے کہ بالفعل امیر ثانی مع اپنے لشکر کے اُسی
جگہ فروکش ہین روانہ ہوا بعد رہروی بسیار اثناے راہ مین اکثر جگہ تمکو ڈھونڈھتا ہوا لوگون سے
حال تمھارا دریافت کرتا ہوا ادھر آیا تھا جب تمھارے لشکر مین پہونچا ہر اک خرد و کلان ادنے اعلے کو متردد
پاکر سبب تردد پوچھا تھا چالاک چھوکرے تے اور دیگر اشخاص نے بیان کیا تھا کہ ایک چوبدار ایک رقعہ
لیکر آیا تھا شاہزادہ رستم ثانی رقعہ کو پڑھکر ہمراہ چوبدار کے سوے صحرا روانہ ہوا تھا ابھی تک نہین آیا ہی
یہ حال اُنسے سنکے مین نے بصورت فرشتہ دربار عجائب جادو مین جاکر عیاری کی الحمد للہ کہ تمکو اور ملکہ کو
قیدخانہ سے لے آیا افسوس عجائب جادو نے لوح طلسم صندل نہ دی اُسکے دینے مین تامل کیا ورنہ
وہ بھی اُس سے لے آتا اب ای فرزند بیان سے اپنے لشکر مین اچلو کیونکہ وہان سب متردد و متفکر ہونگے
ہر سو تلاش تمھاری کرتے ہونگے اب مین لشکر ہی مین جاکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکالونگا
بیابان اُسکا نکالنا اچھا نہین ہی یہ کہکے خواجہ سمت لشکرگاہ روانہ ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی ہمراہ
خواجہ چلا راہ مین شاہزادہ تعریف عیاری خواجہ کی کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا سرشار شاہ
وحدید شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ شاہزادے کو دیکھکر خوش
ہوے شاہزادہ ہر ایک سے ملا حدید شاہ وغیرہ کے پوچھنے سے رستم ثانی نے تمام حال اپنے قید ہونے کا
اور خواجہ کے رہا کرنے کا بیان کیا ہر اک ادنے اعلے شاہزادے کے آنے سے خوش ہوا خصوص سرشار
شاہ وحدید شاہ نے ازحد خوش ہوکے بپاے اجازت شاہزادہ رستم ثانی اپنے ملازمون کو حکم
آراستگی بزم عشرت کا دیا کیونکہ شاہزادے کے رہا ہوکے آنیکی خوشی بہت تھی ملازمون نے ایک
بارگاہ فلک جاہ مین بصد تکلف بزم عشرت آراستہ کی اُس بزم مین چند اشخاص چیدہ و منتخب
جاکے بیٹھے ازانجملہ اشخاص مذکورہ کے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ
و سہراب بن لندھور وحدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ مین دلیسار شاہزادہ رستم ثانی علی قدر مراتب

بیٹھے خواجہ عمرو ثانی بھی ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکال کے سفوف دفع بیہوشی سے ہوشیار کرکے ایک بارگاہ مین عنقریب بزم عشرت داخل کرکے محفل عیش مین قریب سہراب بن لندھور وغیرہ کے ایک کرسی پر بیٹھے اُسوقت پہلے بحکم شاہزادۂ موصوف ساقیان گلرخ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و جامہاے بلورین لیکر آئے اہل بزم کو شراب پلانے لگے بعد میکشی اور جانے ساقیان مذکور کے شاہزادہ رستم ثانی کے کہنے سے خواجہ عمرو ثانی نے نے نوازی شروع کی اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کچھ تیرگی نہ تھی شب اول مزار مین
تربت پہ بعد مرگ تو آنا ضرور تھا
افشا یہ راز عشق کیا جسنے کیا کہین
گلشن مین بلبلون کا بھلا کیا قصور تھا
جوبن کے ڈھلتے ہی ہوئے کسقدر منکسر
انکار تھے بہت خفقان کا وفور تھا

دلسے کبھی جدا تھا نہ آنکھون سے دور تھا
پھیلا ہوا یہ چہرۂ حیدرؓ کا نور تھا
وہ میرا جان دینا تڑپ کر فراق مین
کمبخت وہ ہمارا دل ناصبور تھا
تم مسکرائے وصل کا سائل ہوا جو غیر
کیا کیا نہ اپنے حسن پہ اُنکو غرور تھا

ہر دم خیال یار نگہ کے حضور تھا
پوچھا نہ وہ جو میری عیادت کو آئے تھے
کہنا وہ اُنکا ہاے کہ مشتاق حور تھا
ہمسر تھے رُخ سے پھول کیا ذبح اُنکو کیون
اب کیا کہین یہ عفو کے قابل قصور تھا
تسلیم ایسے وقت غزل مین نے بھی

اہل بزم عشرت سننے لگے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اُسوقت عجیب سماں بندھا تھا خواجہ بلحن داؤدی اشعار غزل مندرجہ گا رہے تھے ہر شخص بزم مین عالم وجد مین تھا بادہ عشرت سے مست ہو کے جھوم رہا تھا لشکر مین قبل آنے شاہزادے کے اُداسی تھی اب داخل ہونے سے شاہزادے کے رونق ہوئی تھی ہر ایک ساحر و غیر ساحر خوش تھا ادھر تو خواجہ نے نوازی کر رہے تھے اُدھر بارگاہ مین روبروے ملکہ رنگین کاکل کشا بھی ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی تھی تہنیت دے رہی تھی وہان بھی بزم عشرت بخوبی آراستہ تھی ملکہ مذکور رہائی شاہزادہ و نیز اپنی رہائی سے ازحد خوش تھی عورتین بارگاہ مین تمام بزم عشرت کی منتظر تھین شور شادمانی و غلغلۂ تہنیت تا بہ فلک جاتا تھا ملکہ مذکور رقاصہ کو بار بار زر و جواہر خوش ہو کے انعام مین دیتی تھی رقاصہ بھی کمال اپنا دکھا رہی تھی اچھی طرح رقص و نغمہ کر رہی تھی اور یہ غزل بناز و ادا گاتی تھی۔ غزل

بدلجائے مرا طوق سلاسل تیغ و خنجر سے
ہوئی تر خون سے چوکھٹ پٹکا سر مرا اکثر سے
مری آہین سُنے یا اشکباری دیکھ لے میری
فلک کی گردشین ہر روز کچھ بڑھتی ہی جاتی ہین
ستون کا طعن غیرون کے سہونگا ظلم دربان کے
کسی تدبیر سے اس بت کو ہم لائینگے قابو مین
جب آپس مین بگڑتی ہی تو پھر کچھ بن نہین پڑتی
ذرا تیور بدل کر دیکھ اُدھر ترچھی نگاہون سے
اگر ہے سنگ اسود وجد کعبے مین تو ہونے دو

گلا کٹ جائے تب شاید جنون اترے مرے سر سے
یہ سب کچھ ہوگیا باہر مگر نکلے نہ وہ گھر سے
نہ پھر بادل کبھی گرجے نہ پھر بادل کبھی برسے
ہزارون کھائے چکر پھر نہ باز آیا یہ چکر سے
نہ چھوڑونگا ترا کوچہ نہ اُٹھون گا تیرے در سے
خوشامد سے عمل سے سحر سے جادو سے منتر سے
مین اُنکے خوف سے چپ ہون وہ ساکت ہین مرے ڈر سے
ہمارا امتحان ہو جائے قاتل تیغ و خنجر سے
ہم اپنے سر کو ٹکراتے ہین اُنکے در کے پتھر سے

تمام عورتین بیٹھی ہوئی سُنتی تھین خوش ہوتی تھین خصوص ملکہ رنگین کاکل کشا شادمان ہوتی تھی اسطرح ہر ایک عورت خوش تھی کہ کبھی خوش نہوئی تھی اس طرف مردانی بزم

عشرت مین خواجہ گارہے تھے انسان کا تو کیا ذکر ہے وحش و طیور بھی لے نوازی خواجہ سے وحشت
و یرواز سے باز تھے ہنوز خواجہ گارہے تھے سمان بندھا تھا کہ خورشید روشن دل ہمراہی چند
ساحران نامی کے ایک بارگاہ طلائی نہایت وسیع و بلند لیکر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے ملا اور بعد تہنیت
دینے اور بارگاہ مذکور دینے کے بزم عشرت مین بیٹھا بعد ثنا کے نے نوازی خواجہ کے تعریف
عیاری خواجہ کی یون کرنے لگا کہ ای خواجہ مین اپنی جگہ آئینہ جمشیدی مین دیکھ رہا تھا کیا خوب آپنے
عیاری کی تھی عجیب صورت فرشتہ کی بنائی تھی کیا دام مکر و فریب پھیلایا تھا سچ تو یہ ہی کہ آپکا مثل و نظیر
نہین ہی آپ ہمہ صفت موصوف ہین آپکی تعریف مین زبان قاصر ہی مین اسی وجہ سے برلے رہائی
شاہزادہ کے نہین آیا کہ آپ یہان آگئے تھے اور واسطے عیاری کے بزم عشرت عجائب جادو
مین گئے تھے مجھے یقین تھا کہ آپ شاہزادے کو اور دختر عجائب جادو کو رہا کرین گے پس جو مجھے
خیال و یقین تھا وہی ہوا کس خوبی سے آپ نے عیاری کرکے گوہر مدعا حاصل کیا افسوس کہ لوح
طلسم عجائب جادو سے نہ ملی اگر آپ یہان نہ آتے تو مین باوجود اسکے کہ مجھپر دن نہایت سخت تھے
ضرور برائے رہائی شاہزادہ و ملکہ آتا خواجہ نے جوابدیا مین اک بندۂ خاکسار پروردگار کا ہون
لائق تعریف نہین ہون آپ یہ تعریف میری محض واسطے میری عزت افزائی کے کرتے ہین خورشید
روشن دل بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکے کہنے لگا ای شاہزادہ
ذیوقار ہرچند کہ فی الحال چند دن مجھ پر بہت سخت ہین ستائے کرتے ہین لیکن مین آپکی رہائی سے
ماہر ہوکے بہت خوش ہوکے واسطے تہنیت کے چلا آیا ہون اب زیادہ یہان ٹھہرنا میرا اچھا نہین ہی لہذا
رخصت ہوتا ہون اپنے ملک مین جاتا ہون وہان جاکے وقتاً فوقتاً نگہداشت آپکی کرتا رہونگا
یہ کہکے شاہزادے سے رخصت ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے ہمراہ انھین چند ساحران نامی کے
اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو ثانی پھر نے نوازی مین مصروف ہوے اہل بزم عشرت
بگوش دل گانا سننے لگے یہان تو خواجہ گارہے ہین اور نے بجارہے ہین اہل بزم بیٹھے ہوے
مسن رہے ہین انکو اسی حال عیش و عشرت مین چھوڑا جاتا ہی اور احوال عجائب جادو کا لکھا جاتا ہی
کہ جب خواجہ مخلصاے عجائب جادو کے اس کمرے سے جسمین ملکہ نگین کا کل کشا قید کی گئی تھی شاہزادہ
رستم ثانی اور دختر عجائب جادو کو عطر بیہوشی زبردستی سنگھا کے بیہوش کرکے زنبیل مین داخل کرکے
گلیم اوڑھ کے سوے صحرا روانہ ہوے عجائب جادو نے بعد انتظار کرنے فرشتہ مذکور کے کمرے مین
جاکے جو دیکھا تو کسی کو نپایا بہت حیران ہو کے اپنی زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف ملکہ نیرنگ جادو
سے کہا جاے حیرت ہی کہ ابھی فرشتہ فرستادہ خداوند اس کمرے مین گیا تھا نہ تو وہ ہی نہ طلسم کشا
ہی نہ میری دختر ہی وہ آبدیدہ ہوکے کہنے لگی صاحب یہ کیا غضب ہوا کسکو تم اپنے گھر مین لے آئے
تھے ہی ہی وہ میری بچی کو لے گیا مجھے طلسم کشا کا چندان خیال نہین ہی اسکو اگر لے گیا تو لیگیا مین اب
اپنی بچی کو کہان پاؤنگی اسکی جدائی مین مرجاؤنگی عجائب جادو چونکہ زوجہ مذکورہ کو بہت چاہتا
تھا اس کے شعلۂ حسن کا پروانہ تھا اسکے رونے اور بین کرنے سے خود بھی رونے لگا بعد اشکباری کے
اپنی زوجہ سے کہنے لگا ای جان من و ای مونس شب تنہائی کیون روتی ہو اور مجھے رو کر رولاتی ہو

خاموش رہو دختر تمہاری خدمت خداوند میں گئی ہی فرشتہ فرستادہ خداوند نے مجھ سے کہا تھا کہ
میں ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کو پیش خداوند لیجاونگا خداوند طلسم کشا کو بغیظ و غضب ہلاک
کرینگے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کے قلب کو الفت طلسم کشا سے بیزار و بیکارہ کر دینگے اور یہی خداوند نے
بھی مجھے اپنے ہاتھ سے فرمان میں لکھا تھا پس فرشتہ مسطور لے گیا ہی جاے اندیشہ و تردد نہیں ہی
جب تمہاری دختر ہوش و حواس میں آجائیگی طلسم کشا سے نفرت کرنے لگے گی خداوند اسی فرشتہ
کی وساطت سے یہان بھیجدینگے یا مین روبروے خداوند جاکے بعد سجدہ کرنے اور دیکھنے جمال خداوند
کے اپنی دختر کو صحیح و سالم وہان سے لے آونگا ملکہ ماہ سبز پوش اپنے شوہر سے یہ سُننکے
گو نہ مطمئن ہوئی عجائب جادو محلسرا سے باہر آیا دربار میں گیا اہل دربار بارے تعظیم کھڑے
ہوے جب شاہ مذکور تخت پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اُسوقت وزرا نے چہرہ
عجائب جادو پر نظر کرکے آثار حزن و تردد پاکے دست بستہ پوچھا ای بادشاہ فلک بارگاہ کیا
باعث ہی کہ اسوقت چہرہ حضور پر کچھ آثار فکر و تردد و ملال پائے جاتے ہین عجائب جادو نے
جواب دیا حالانکہ مقام فکر و ملال نہیں ہی لیکن پھر بھی مقام حیرت و تردد یہ ہی کہ ابھی مین فرشتہ فرستادہ
خداوند کے کہنے سے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ساتھ اپنے لیکر ہمراہ فرشتہ مذکور کے
محلسرا مین گیا تھا فرشتہ اندر اُس کمرے کے جسمین مین نے اپنی دختر کو قید کیا تھا طلسم کشا کو
لیگیا تھا مین باہر اُس کمرے کے تھا وہان سے وہ غائب ہوگیا ہی طلسم کشا کو اور میری دختر کو لیگیا
ہی زوجہ میری ملکہ ماہ سبز پوش اپنی دختر کی جدائی مین گریان ہی تم جانتے ہو کہ جیسی مجھے الفت زوجہ
مذکورہ سے ہی اُسکے رونے سے مجھے بھی صدمہ ہی سوائے اسکے جدائی دختر کا بھی ملال ہی اور حیرت
یہ ہی کہ اُس فرشتے کو مین نے جاتے ہوے نہین دیکھا ہی وزرا نے عرض کیا حضور کچھ فکر و ملال نہ کرین
حکم خداوند سے فرشتہ دونون کو لیگیا ہی آپ اُسے جاتے ہوے کیا دیکھتے کہ فرشتے جسم لطیف
رکھتے ہین اگر وہ چاہین تو اپنے تئین ظاہر کرین اور نہ چاہین تو کوئی اُنھین دیکھ نہین سکتا ہی لیکن
اسقدر رہجاتے تردد ہی کہ وہ آپ سے رخصت ہوکے نہین گیا ہی یہ عرض کرکے وزرا تو خاموش ہوے
مگر دیگر اہل دربار نے دست بستہ کہا ای بادشاہ ہمین بھی تردد ہی کیونکہ کچھ حرکات ہمنے فرشتہ خداوند کے
ایسے سنے کہ جس سے احتمال ہوتا ہی کہ وہ فرشتہ خداوند نہ تھا حضور اوراق جمشیدی یا کتاب سامری
مین اس حال کو دریافت کرین چنچل عیارہ نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ مین بھی یہی کہتی ہون کہ وہ
فرشتہ نہ تھا کوئی عیار مکار تھا کیونکہ جب مین اُسکی قدم بوسی کو جھکی تھی تو اُسنے کیا کہون ای حضور کسطرف
ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور بنظر رغبت مجھے دیکھا تھا اُسکی باتون اور نظر سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عیار
ہی مین اُسوقت کچھ نہ کہہ سکی اب حضور سے عرض کیا ہی تدبیر دریافت حال کی اول تو یہ ہی کہ کتاب سامری
مین دیکھ لیجیے دوسرے اُس کمرے مین دیکھنا چاہیے کہ جسمین کشتیان زر سرخ و جواہرات رکھ
دی گئی تھین اگر وہ کشتیان اُسی طور سے رکھی ہون تو خیر ورنہ جانیے کہ ضرور وہ کوئی عیار مکار تھا
کہ زر و جواہر بھی بکثرت لیگیا اور عیاری کرکے طلسم کشا اور ملکہ عالم کو یہان سے لیگیا عجائب جادو
سکی گفتگو سنکے زیادہ تر متردد ہوا چنچل وغیرہ سے کہنے لگا پہلے تو اُن کشتیون کو جاکے دیکھو بعدہ کتاب

خداوند سامری مین حال اُسکا دریافت کیا جائیگا چنچل و دیگر ساحران نابکار نے جب اُس کرے مین
جاکے دیکھا زر و جواہر کا نام و نشان بھی نہ پایا وہان سے آکے سب نے عرض کیا ای بادشاہ وہان تو وہ
کشتیان نہین ہین نقش کشتیون کا بھی زمین پر نہین ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جال مار کے کوئی اُن
کشتیون کو لیگیا ہی زمین وہان کی اس امر کی گویا شہادت دیتی ہی عجائب جادو نے یہ سُنکے بہت متردد
ہوکے کتاب سامری کو کھول کے باد ب بوسہ دیکے حال فرشتہ مذکور جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
فرشتہ نہ تھا بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی بصورت فرشتہ تمثال آئینہ رو بنکے آیا تھا عیاری کرکے
طلسم کشا اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور زر و جواہر کو لیگیا اب وہ لشکر طلسم کشا مین ہی بزم عشرت
آراستہ ہی طلسم کشا بیٹھا ہوا ہی اور بھی کچھ لوگ ہین ویسا رام سکے بیٹھے ہین وہ نَے نوازی مین مصروف
ہی اور قریب بارگاہ طلسم کشا ایک بارگاہ اور ہی کہ اُس بارگاہ مین ملکہ نگین کاکل کشا ہی اُس کے
سامنے اک رقاصہ رقص کر رہی ہی عجائب جادو حال مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کرکے
از حد غضبناک ہوا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا کثرت غیظ و غضب سے آنکھین سُرخ ہو گئین وزرا وغیرہ
نے یہ حال اُسکا دیکھکر پوچھا ای بادشاہ کیا حال دریافت ہوا عجائب جادو نے زانو پر ہاتھ مار
کے کہا غضب ہوا مجھ ایسے بادشاہ عاقل و ہوشیار کو اک عیار نے آکے فریب دیا خبر کہان جاتا ہی
مین بھی بلاے بے درمان ہون صاحب حکومت و اختیار ہون سحر و ساحری مین مثل و نظیر اپنا سوا
اپنی زوجہ کے نہین رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُسکو اور طلسم کشا وغیرہ کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے
اُٹھا وزرا وحمیلہ ساحران نامی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ حضور چلین تنہا جانا حضور کا
اچھا نہین ہی وہان لشکر طلسم کشا بھی ہی اُسمین بہت سے ساحران نامی ہین خصوص فرزند خورشید
روشن دل کا بھی ہی اگر لڑائی ہوئی تو اچھا نہو گا اکیلے حضور کس کس کے سحر کو رد کرینگے کس کس کو
سحر سے ہلاک کرینگے لہذا ہم نمکخوار ونکا ہمراہ حضور کے چلنا لازم ہی آخر ہم نمکخوار واسطے کس
روز کے ہین اول تو خود جانا حضور کا ہم پسند نہین کرتے ہین ہم مین سے جسے حکم ہو وہ مع لشکر
جاے اُس عیار کو اور طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کر کے لے آئے اور اگر یہ منظور طبع عالی نہو تو ہم سبکو
ہمراہ لیجیے لشکر ساحران بھی ساتھ لیجیے اکیلے نہ جایے عجائب جادو نے جواب دیا مین جانتا
ہون کہ تم سب نمک حلال و خیر خواہ ہو سر فروشی و جان نثاری کو موجود ہو لیکن مین تنہا ہی
جاؤنگا تم سب مین سے کسی کو ہمراہ نہ لیجاؤنگا مجھے تمہارے ساتھ لے جانیکی اور لشکر ساحران
کو ہمراہ لے جانیکی کیا ضرورت ہی مین کسی ساحر و غیر ساحر سے نہین ڈرتا اگر وہان لشکر طلسم کشا اترا
ہی تو کیا خوف ہی میرے ایک ادنے سحر مین سب تباہ ہو جائیگا کوئی مجھ سے مجادلہ و مقابلہ نہ کر سکیگا
مردمان لشکر طلسم کشا کو سواے بھاگنے کے کچھ چارہ نہو گا فرزند خورشید روشن دل اور اُسکا
لشکر کیا ہی میرے نزدیک کسی کی کیا حقیقت ہی خورشید روشن دل بھی ہوتا تو مین اُس سے بھی نہ
ڈرتا دلیرانہ اُس سے مقابلہ و مجادلہ کرتا آخر اُسکو بھی اسیر کر لیتا کیا تم سب میرے سحر و صاحب اختیار
ہونے سے بے خبر ہو کیا نہین جانتے ہو کہ اگر مین چاہون تو ایک دم مین اپنے سحر سے طبقے زمین کے
ہلا دون تمام عالم اگر ایک طرف ہو تو سب کو بھگا دون جس طبقۂ زمین پر لشکر عدو اُس طبقے کو

بزور سحر اُٹھا کر لے آوٗن اک آن مین لاکھون ساحرون کو سحر کر کے مار ڈالون دریائے ذخار کو ادنیٰ سحر سے
خشک کر دون صحرا کو دریا کر دون جسکو چاہون قتل کر دون جسکو چاہون اسیر کرون آسمان کو زمین
بنا دون زمین کو آسمان کر دون سبھون نے عرض کیا جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی آپ ایسے ہی
ساحر زبردست و صاحب اختیار ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین ہم خوب آگاہ ہین مگر دل یہ
چاہتا ہی کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین سحر و جنگ حضور دیکھین ایک مدت سے مشتاق دید
سحر حضور ہین عجائب جادو نے عالم غصہ مین اُن سب سے کہا نہین اسوقت تم مین سے کسی کو بھی
ہمراہ اپنے نہ لے جاؤن گا تنہا ہی جاؤنگا ابھی جا کر چلا آؤن گا اگر تمکو میرے سحر و جنگ دیکھنے کا اشتیاق
ہی تو اسی جگہ سے دیکھنا اُنھون نے عرض کیا ای بادشاہ بھلا یہان سے ہم کیونکر دیکھ سکتے ہین عجائب جادو
نے کہا اچھی طرح دیکھ لوگے تمھین یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے سامنے ہمارے عنقریب بادشاہ ہمارا لشکر
طلسم کشا سے لڑ رہا ہی اور سوا اسکے جو کچھ مین وہان جا کے کرونگا وہ سب تم دیکھ لوگے آئینہ سحر مین معائنہ
کر لوگے یہ کہکے فی الفور اپنے سحر سے آتشی آئینہ کلان بنایا جملہ اہل دربار سے کہا تم اس آئینہ مین
دیکھنا مین جاتا ہون جو کچھ وہان جا کے کرونگا تمکو اس آئینہ مین نظر آئیگا سب اہل دربار مجبور ہو کے
دربار ہی مین بیٹھے رہے عجائب جادو نے سحر پڑھ کر سوے فلک پھونکا فی الفور ایک ٹکڑا ابر کا
ظاہر ہوا بعد اسکے پھر تخت سحر پر سوار ہو کے بلند ہو کے اُس لکۂ ابر سحر مین جا کے نہان ہوا وہ ٹکڑا
ابر کا سوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوا اور دربار مین جملہ اہل دربار سوے آئینہ سحر مذکور دیکھنے لگے
اُدھر عجائب جادو اُس صحرا مین پہونچا جس مین لشکر طلسم کشا کا اُترا تھا خیام و بارگاہ ہین تمام صحرا مین
دور تک برپا و استادہ تھین لشکر مانند کثرت مور و ملخ کے پڑا تھا ایک بارگاہ فلک فرسا مین بزم
عشرت آراستہ تھی اُس مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تھوڑے آدمی چیدہ و منتخب بیٹھے تھے خواجہ
نے نوازی مین مصروف تھے کسی کو کچھ خیال دین و دنیا کا نہ تھا سب محو تھے عجائب جادو یہ دیکھکر از حد
برہم ہوا دل مین کہنے لگا یہ لوگ کسقدر شادمان ہین کہ بزم عشرت آراستہ کی ہی طلسم کشا کی رہائی کا
جشن کیا ہی میرے قہر و غضب سے بیخبر ہین یہ باتین اپنے دل مین کر کے ابر سحر کو آگے بڑھایا اور کچھ اشارہ
کیا وہ ابر مانند بساط کے طویل و عریض بہت ہو گیا اور بالاے بارگاہ طلسم کشا محیط ہوا اہل لشکر نے
اُس ابر پر نظر کر کے اختمال مختلف کئے کسی نے کہا دیکھنا کیا ابر سیاہ اس طرف سے اُدھر آیا ہی
کسقدر اس ابر مین برق کی چمک اور صداے رعد ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ابر اسی صحرا مین خوب
ہی برسے گا کسی ساحر نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ابر بہار نہین ہی بلکہ ابر سحر ہی اکثر سواران لشکر شہریار
شاہ نے اُسے جواب دیا چونکہ تم ساحر ہو تمھین یہ ابر ابر سحر معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ اک ابر ہی
گھر کے آیا ہی خواہ بیہان باد اور کہین اس ابر سے پانی برسے گا یا اولے گرینگے جو لوگ لشکر مین
بادہ خوار تھے وہ سوے ابر دیکھکر خوش ہو کے کہنے لگے اسوقت کیا ابر سیاہ آیا ہی کہ اسکے آنے
سے دل کو خوشی ہوئی ہی لطف بادہ کشی کا اسوقت زیادہ ہی بے خوف و خطر و رغبت جام شراب پینا
چاہیے کیونکہ بقول کسی شاعر کے شعر کی فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ کہکے شراب پینے لگے عجائب جادو نے سب کو غافل دیکھکر بلندی پر سے ایسا اک سحر کیا کہ ہوا سے

تند و سرد چلی جو لوگ پاس شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے تھے وہ کثرت سردی سے کانپنے لگے خواجہ
عمر و ثانی کو دفعتاً بے وقت و بے فصل ایسی سردی محسوس ہوئی کہ کچھ خیال و اندیشہ نہ کیا فوراً گو زنبیل
مین رکھکر گلیم زنبیل سے نکال کے اوڑھ لی اور کہا خداوندا شر دشمنان سے مجھے بچانا مین بے خطا
ہون جب سے یہان آیا ہون کسی کو مین نے قتل نہین کیا ہے نہ کسی کا مال و اسباب بے اجازت لیا ہے
مین تجکو سجدہ کرتا ہون نماز پڑھتا ہون افسوس بری شئ سے جس سے میرے والد ہمیشہ ڈرا کیے ڈرتا ہون
ابھی میرا سن و سال ہی کیا ہے نہین چاہتا ہون کہ اس عمر مین باغ دنیا سے جانب عدم جاؤن سہراب
بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے تقریر خواجہ کی سنکے خوب ہنسکے
جواب دیا اے خواجہ آپ کیا کہتے ہین گلیم کیون اوڑھ لی بیوجہ آپ کیون ڈرتے ہین نے نوازی کیون موقوف
کی ہے بیخوف و اندیشہ نہ کیجیے ڈریے نہین گلیم اتاریے نے بجائیے کچھ خوف نہ کیجیے ابر آیا ہے ہواے تند و سرد
چلتی ہے یہ میدان صحرا کا ہے اسوجہ سے سردی معلوم ہوتی ہے خواجہ نے جواب دیا مین تو اسوقت گلیم نہ اتارونگا
دانستہ مبتلاے سحر و بلا نہونگا مجھے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ابر سحر کسی ساحر کا ہے کوئی ساحر ہماری اور تمھاری گرفتاری
کو آیا ہے ہوشیار ہو جاؤ دشمن سے جان بچاؤ سب نے کہا یہ محض آپ کا خیال خام ہے کوئی ساحر نہین
آیا ہے یہ ابر سحر نہین ہے ابر بہار ہے اسوقت آپکا نے بجانا گانا موقوف کرنا اک قیامت ہے اس وقت مین
تو ضرور گائیے ہنوز خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا سب شر و فساد عجائب جادو سے غافل و
بیخبر تھے کہ ناگاہ ابر سحر سے بارگاہ طلسم کشا و بارگاہ ملکہ رنگین کاکل کشا پر پانی برسنے لگا جس پر
ایک بھی قطرہ آب سحر پڑا وہ مبتلاے سحر ہو گیا دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے زمین نے قدم پکڑ لیے
بلکہ بیہوش ہوکے زمین پر گرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین وہ سب بیہوش ہو گئے ملکہ رنگین کاکل کشا
و رقاصہ وغیرہ جسقدر عورتین بارگاہ مین تھین وہ بھی آب سحر سے بھیگ کر بیہوش ہو گئین جب یہ
سب بیہوش ہو چکین اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ زور سے بجلی کڑکی ابر پھٹا تخت عجائب جادو
کا درمیان ابر سے نکلا یہ دیکھکر جملہ ساحر و غیر ساحر متردد ہوے ساحرون نے جلد جلد جھولیان اسباب
سحر کی اٹھائین نارنج و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالا ارادہ سحر پڑھنے اور لڑنے
کا کیا اسدم عجائب جادو نے نعرہ کیا کہ اے مردمان لشکر طلسم کشا و اے ساحران فوج خورشید روشن دل
کیون تمھاری شامت آئی ہے مجھ سے ارادہ لڑنے کا کرتے ہو مین عجائب جادو بادشاہ طلسم رنگین حصار
مین نے طلسم کشا و عمر ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کر لیا ہے اب سب کو لیکر جاؤنگا ہر ایک کو قتل
کرونگا یا قید کرونگا تم مجکو کیا روک ٹوک سکوگے تم سبکی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے لڑ سکو بیکار مجھ سے
مقابلہ کرکے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے مین تم سے لڑنا ننگ و عار جانکر تمھارے حال پر رحم کرکے
کہتا ہون کہ میرے سامنے سے دور ہو یہان سے بھاگ جاؤ میرے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤ
آمادہ جنگ نہو تم مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکوگے مفت و بیکار اپنی جان دوگے ایکبار ادنے میرے
سحر مین مبتلا ہو جاؤگے بس بہتر و مناسب یہ ہے کہ بھاگ جاؤ مین تمھین نہ روکونگا تم سے نہ لڑونگا
ہان اگر خورشید روشن دل مددگار طلسم کشا کا ہوتا تو خیر اس سے مقابلہ کرتا وہ میرے خوف سے
یہان نہین آیا اگر آتا تو اسے بھی گرفتار کرتا یہ میرا ملک ہے مین یہان کا حاکم ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے

یہ نعرہ عجائب جادو کا سنگے حملہ ساحرون نے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تو اکیلا ہی ہم ہزارون بلکہ لاکھون
ہین تجھے چہار طرف سے گھیر کے اسقدر نارنج و ترنج سحر مارینگے کہ تو گھبرا کے دیوانہ ہوجائیگا کس کس سے
لڑیگا کس کس کا سحر دفع کریگا تجھے جان اپنی بچانی دشوار ہوجائیگی تو ہم سب کو کیا قتل و گرفتار کریگا
اگر تو یہان کا حاکم ہی تو ہو ہم تجھ سے نہین ڈرتے ہین حتی الامکان تجھ سے لڑینگے جان اپنی دینگے بے
لڑے تجھ سے ڈر کے نہ بھاگینگے ہان وقت مجبوری ولاچاری دیکھا جائیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے
ہم نمک حلال ملازم ہین نمک حرام نہین ہین کہ تجھ سے خوفناک ہو کے بے لڑے بھڑے بھاگ جائین کیا
مجال تیری کہ ہماری موجودگی مین تو شاہزادہ رستم ثانی و خواجہ عمر و ثانی وغیرہ کو یہان سے ابہر
کرکے لیجائے او نابکار بڑا تو نامرد و بزدل دغا باز و مکار ہی کہ غفلت مین ہم سبکی تو پوشیدہ طور سے
یہان آیا اگر مرد ہوتا تو ہوشیار و خبردار کرکے برلے جنگ سامنے دلیرون کے آتا بہادرانہ ہم سب سے
مقابلہ کرتا اُسوقت ہم جانتے کہ تو بھی بہادر ہی خیر اگر تو نے پوشیدہ طور سے آکے
شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہم تیری سحر کو بی کو موجود
ہین تجھے حتی الامکان زندہ یہان سے نہ جانے دینگے یہ کہکے ہر اک ساحر جلد جلد سحر کے جانورون
اور تخت سحر پر سوار ہوا پھر بلند ہو کے عجائب جادو کے قریب جا کے سب نے اُسے چہار طرف
سے گھیر کے لڑانا شروع کیا نارنج ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل چوٹی دار کارد سحر ہار فلفل ماش
کے دانے سرسون وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے عجائب جادو پر مارنے لگے وہ بھی لڑنے لگا
ہر ایک کے سحر کو دفع کرکے اپنے اولتے لونے سحرون سے اُنھین ہلاک کرنے لگا لاشن پر لاشن
ساحرون کی گرانے لگا ساحر دست عجائب جادو سے قتل و ہلاک ہو کے مثل قطرہ آب
باران کے بلندی فلک سے زمین پر گرنے لگے زمین پر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپ کر مرنے
لگے اُنکے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی آندھیان آنے لگین برف باری و سنگباری
ہونے لگی پہر اُنکے سحر کے اُنکے نام سے باواز بلند خبر مرگ سنانے لگے وہ صحرا گویا اک صحرائے
محشر شور و غل سے ہوگیا غیر ساحر تلوارین علم کئے زمین پر مسلح کھڑے تھے سوے فلک دیکھ رہے
تھے کچھ بس نہ تھا کہ سوے فلک جا کے عجائب جادو کو تلوارون سے قتل کرین شاہ طلسم رنگین
حصار بروے ہوا ساحران لشکر طلسم کشا سے مصروف جنگ تھا جسکی طرف اشارہ انگشت کے سے
کردیتا تھا وہ دو ٹکڑے ہو کے اسطرح خاک پر گرتا تھا کہ دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا اسکو کسی نے
تلوار سے قتل کیا ہی اور جسکی طرف کچھ سحر پڑھکر پھونک دیتا تھا وہ مانند آتشبازی کے نیلے کے جلتا
تھا ہر بن مو سے ایک شرارہ نکلتا تھا وہ شرارے جس جس ساحر پر گرتے تھے وہ بھی مانند اُسی کے جلنے
تھے اسی طرح بایما و اشارہ ہزارہا ساحرون سے مقابلہ کرتا تھا سبکے سحرون کو رد کرتا تھا ہزارہا ساحرون
کے نرغے مین باحواس تھا ہنس ہنسکر ساحرون سے کہتا تھا تم سب تو کیا ہو اگر تم ایسے دوچار کرور
ساحر ہوتے تو بھی مین سب سے مقابلہ کرکے قتل کرتا راوی ناقل ہی کہ جب عجائب جادو نے بہت سے
ساحرون کو ہلاک کیا ساحران لشکر طلسم کشا و ساحران سپاہ خورشید روشن دل تاب
جنگ نہ لا کے سوے کوہ و دشت بھاگے عجائب جادو بلندی سے زمین پر آیا سواران لشکر اُمیر

حملہ ور ہوے عجائب جادو نے کچھ اُن بیچارے غیر ساحرون کو بھی ہلاک کیا آخر کار وہ بھی لبد کچھ لڑنے اور قتل ہونے کے تاب جنگ سحر نہ لا کے بے اختیار ہوے کو وہ صحرا مین وہ بھی بھاگے عجائب جادو نے کسی کو نہ روکا بلکہ کہا اے نالائقو اگر پہلے ہی اسطرح بھاگ جاتے تو مین تم مین سے اسقدر جوانون کو کبھی قتل نہ کرتا یہ کہکے سوے بارگاہ طلسم کشا قدم بڑھایا جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا طلسم کشا وغیرہ بیہوش پڑے ہین عجائب جادو نے اُن سب کو دیکھکر خیال کیا کہ انھین مین عمرو ثانی بھی ہوگا چونکہ شکل وصورت عمرو ثانی سے آگاہ نہ تھا اسی وجہ سے اُسنے خیال مذکور کیا غرض لبد خوش ہونے اور کلمات نخوت وغرور کہنے کے بارگاہ سے باہر آکے سوے ابر سحر اشارہ کیا وہ فی الفور بلندی سے سوے پستی آیا اور مانند بساط کے زمین پر بچھ گیا عجائب جادو نے طلسم کشا وغیرہ کو جو اُس بارگاہ مین بیہوش تھے سب کو بزور سحر اُٹھا کے اُس بساط پر ڈالا لبدہ اپنی دختر کو بھی بارگاہ دیگر سے اُٹھا کے اُسی بساط مسطور پر ڈالکر ابر سحر کو اشارہ کیا وہ بصورت بساط بلند ہو کر برد ہے ہوا قائم ہوا جب عجائب جادو سب بیہوشون کو ابر سحر پر ڈال چکا اپنے تخت سحر پر کہ بالاے زمین اُسکے اشارے سے آگیا تھا بیٹھنے لگا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ نابکار شاہزادہ رستم ثانی کو بیہان سے لیے جاتا ہے تمام لشکر کو قتل وتباہ کر چکا ہے نہین معلوم اب شاہزادہ رستم ثانی سے کسطرح پیش آئیگا بہتر یہ ہے کہ تم بھی ساتھ ہی جاو اگر بن پڑے تو کوئی عیاری کر دان سب کو رہا کرو اپنی جان کا کچھ خیال نہ کرو امیر ثانی اگر سنین گے کہ عجائب جادو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے لشکر کو قتل وتباہ کر کے لیگیا عمرو ثانی دیکھا کیا تو وہ بہت ناراض ہونگے یہ خیال کر کے درتے ڈرتے آہستہ گلیم اوڑھے ہوے ایک گوشۂ تخت سحر مذکور پر قریب عجائب جادو کے بیٹھ گئے عجائب جادو نے تخت سحر بلند کیا پھر ابر سحر کو کہ بصورت بساط ہوا پر قائم تھا ہمراہ لیکے اپنے اہل دربار کی طرف روانہ ہوا لبد قطع راہ اپنی محلسرا کے متصل جو ایک قصر تھا اُس مین پہونچا تخت سحر سے اُترا خواجہ بھی ساتھ ہی اُسکے تخت مذکور سے گلیم اوڑھے ہوے اُترے عجائب جادو نے تخت سحر سے اُترکر ابر سحر کو اشارہ کیا وہ سوے پستی آیا پھر اُسپر سے طلسم کشا وغیرہ کو بزور سحر اُتار کر اندر اُس قصر کے ڈالدیا لبدہ اپنے ابر سحر کو دفع کیا اُتنا سحر آپ ہی مٹا یا لبد اُسکے خوش وخرم اپنی محلسرا مین گیا اور اپنی زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف ملکہ نیرنگ جادو سے کہنے لگا لو صاحب مین تمھاری دختر اور طلسم کشا وغیرہ کو لشکر طلسم کشا مین جا کر لا حاضر کرے آیا لشکر طلسم کشا کو قتل وتباہ کر دیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا تھا کہ عمرو ثانی میری دختر اور طلسم کشا کو عیاری کر کے لیگیا ہے مین برہم ہوکے گیا سب کو مع عمرو ثانی کے مبتلاے سحر کر کے لے آیا اب خوش ہو رنج وملال نہ کرو اُس نے یہ خبر سنکے خوش ہو کے کہا مین اپنی دختر کو دیکھونگی اُسکے دیکھنے کو دل چاہتا ہے عجائب جادو نے کہا چلو اپنی دختر کو بھی دیکھو اور طلسم کشا وغیرہ کو بھی دیکھو کہ سب میرے سحر سے بیہوش پڑے ہین وہ ہمراہ اپنے شوہر کے قریب اُس قصر کے آئی دور سے اپنی دختر کو دیکھکر کچھ آبدیدہ اور کچھ خوش ہوئی اور طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر کہنے لگی صاحب ابکی مرتبہ مین انکی حفاظت کرونگی انکو قید کرونگی یہ کہکر اندر قصر کے گئی اپنی دختر سے لپٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی اے دختر تو نے طلسم کشا پر عاشق ہوکے کیا ہماری

اور اپنی رسوائی کی ہنوز وہ اپنی دختر سے کہ بیہوش پڑی تھی حالت اضطراب مین کہہ رہی تھی اور
عجائب جادو باہر قصر کے تھا موچھون پر تاؤ دے رہا تھا اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ ای عجائب جادو
آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہی کہ بڑے بڑے ساحرون سے بھی نہو سکتا تھا ایک لشکر گران دم بھر
مین بھگا دیا کہ خواجہ نے اپنی سوراخ بینی بند کر کے سفوف بیہوشی اڑایا جب سفوف مذکور تا
دماغ زوجہ عجائب جادو پہونچا چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئی خواجہ نے جلد گلیم اتار کے اسکی
زبان مین سوزن دیکے داخل زنبیل کیا اور معجزہ طلب کر کے بصورت ملکہ ماہ سبز پوش بنکے لباس
اسکا پہنکے مسکراتے ہوے باہر قصر کے آے عجائب جادو سے کہنے لگی ان مین جو ساحر ہین انکی زبان مین
سوزن دیکے جملہ ساحرون کو اپنا سحر ان پر سے دفع کر کے ہوشیار کرو مین انکو اپنے سحر مین مبتلا کر کے
سوا اپنی دختر کے سب کو قتل کرونگی خواجہ نے اسطرح اس تقریر کو ادا کیا کہ عجائب جادو کو کچھ
بن نہ پڑا اپنی زوجہ سمجھ کے کہنا ماننا پڑا جو کچھ اسنے کہا وہی کیا ہر ایک پر سے سحر اپنا دفع کیا جو ساحر انمین
تھے انکی زبان مین سوزن دیدیا اور اختیار انکا دیکے اس قصر سے تنہا اپنے اہل دربار مین گیا تخت
پر جاکے بیٹھا اہل دربار نے بعد اسکی تعظیم کر نیکے اسکی ازحد تعریف کی اور کہا ای بادشاہ جمجاہ واقعی تیرا
مثل و نظیر نہین ہی ہمنے اس آئینہ سحر مین لڑنا حضور کا دیکھا کس دلاوری و خوبی سے آپ نے لشکر کو
بھگا دیا طلسم کشا وغیرہ کو مبتلاے سحر کیا عجائب جادو سب کی تقریر سنکے خوش ہوا تاج سر پر
کج رکھکے خود اپنی سحر و ساحری پر نازان ہوا اہل دربار سے کہنے لگا آج اگر خورشید روشن دل ہوتا
تو اسے بھی مبتلاے سحر کر کے گرفتار کر لیتا سبھون نے کہا بیشک آپ ایسا ہی کرتے بیان تو عجائب جادو
اپنے اہل دربار سے ہم سخن تھا ادھر خواجہ نے کہ بصورت ملکہ ماہ سبز پوش تھے
پہلے سب کو ڈرایا قتل کرنے سے دھمکایا بعدہ انکو آمادہ جنگ دیکھ کے تل اپنی آنکھ کا دکھا کے
عطر بیہوشی سبھون کو سنگھا کے بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا بعدہ خواجہ گلیم اوڑھ کے اس قصر سے
سوے صحرا روانہ ہوے اثناے راہ مین دلمین کہتے جاتے تھے کہ ان سب کو تو مین نے رہا کر کے
داخل زنبیل کیا ہی مگر اب مردمان لشکر جو بھاگ گئے ہین انکو تلاش کرنا چاہیے اہل
لشکر کو جمع کرنا چاہیے غضب کیا تھا عجائب جادو نے غافل پاکے طلسم کشا وغیرہ پر سحر
کیا تھا اگر یہین بیان نہوتا تو رہائی طلسم کشا وغیرہ کی نہوتی ادھر خواجہ تو خوف عجائب جادو
سے دور تک گلیم اوڑھے ہوے گئے بعدہ بصورت اصلی ہوکے جانب صحرا تلاش مردمان لشکر
جاتے ہین لیکن ادھر عجائب جادو نے بعد تھوڑی دیر سنبھلنے کے خیال کیا کہ زوجہ میری نہایت
غصہ ور ہی طلسم کشا سے ازحد دشمنی رکھتی ہی ایسا نہو کہ وہ طلسم کشا کو بعوض اسیری آج ہی قتل
کر ڈالے تو غضب ہو خلاف تحریر بانیان طلسم ہو یہ طلسم خونریزی طلسم کشا سے برباد ہوجائے
یہ خیال کر کے گھبرا کے تخت حکومت سے اٹھا وزرا نے پوچھا خیر تو ہی اسوقت حضور گھبرا کے کہان جاتے
ہین عجائب جادو نے کہا کیا کہون کچھ خود بخود دل اسوقت گھبراتا ہی سوا اسکے مجھے یہ خیال ہوا کہ ملکہ ماہ
سبز پوش حالت غیظ و غضب مین ایسا نہو کہ خیال تحریر بانیان طلسم کا نہ کرین اور طلسم کشا کو قبل
چالیس روز کے قتل کر ڈالین آج تو پہلا ہی روز ہی انکے غصے سے تم آگاہ ہو انھون نے عرض کیا

واقعی حضور ملکۂ عالم نہایت محرور المزاج ہین طلسم کشا سے زیادہ تر آپ سے اُنھین کا وشن ہی آپ
اُنکے حوالے طلسم کشا وغیرہ کو کیون کر آئے اُنسکے عجب نہین کہ عالم غصے مین وہ طلسم کشا کو قتل کر ڈالین
یا اتنی دیر مین قتل کر ڈالا ہو جلد تشریف لیجائیے دیکھیے کیا واقعہ ہوا عجائب جادو دربار سے
جلد تر پہلے محلسرا مین گیا جب وہان اپنی زوجہ کو نپایا سمجھا کہ ابھی تک وہ اُسی قصر مین ہی یہ سمجھکر
اُس قصر مین گیا جس قصر مین اُسے اور طلسم کشا وغیرہ کو چھوڑکر دربار مین گیا تھا وہان بھی اپنی
زوجہ و دختر وغیرہ کو نہ دیکھکر از حد متردد ہوا چونکہ اپنی زوجہ سے بدرجہ کمال اُنس و الفت رکھتا تھا
اور اُسکے شمع حسن کا پروانہ تھا نہ دیکھنے سے اُسکے محزون و مغموم ہو گیا کثرت رنج سے از خود رفتہ ہوکے
مانند دیوانون کے در و دیوار قصر سے سر ٹکرانے لگا نالہ و فریاد و بکا کرنے لگا گاہ مختلف خیالات
کرنے لگا چنانچہ کبھی خیال کرتا تھا کہ زوجہ میرے سوا اپنی دختر کے کہو اُسکو کہین چھوڑکے طلسم کشا وغیرہ
کو لیکر سوے صحرا ایرانے قتل گئی ہوگی یا کسی درہ کوہ مین سب کو لیگئی ہوگی وہان جاکر طلسم کشا وغیرہ
کو ہلاک کرے گی یا کوئی عیار اُسکو مع طلسم کشا وغیرہ کے یہان آکے لیگیا ہی یہ خیالات کرکے دیوانہ
وار اشکبار دربار مین گیا اہل دربار نے پوچھا ای بادشاہ خیر تو ہی اُس نے تخت حکومت پر بیٹھکر
کہا اِسوقت مجھے سخت تردد ہی زوجہ و دختر و طلسم کشا کو جہان مین چھوڑکے یہان آیا تھا اب وہان
کوئی نہین ہی یہ کہکے کتاب سامری طلب کرکے بصد ادب و بقاعدہ اُسے کھول کے حال اپنی زوجہ و دختر
و طلسم کشا کا جو اُس مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی سب کو زنبیل مین
ڈالکر لیگیا ہی اب وہ سوے صحرا بتلاش اہل لشکر بصورت اصلی جانب مشرق چلا جارہا ہی یہ
احوال کتاب سامری سے دیکھکر کثرت غصے سے کانپنے لگا چہرہ سُرخ ہو گیا بے اختیار نالہ و فریاد
کرنے لگا اہل دربار نے گھبراکے پوچھا ای بادشاہ جمجاہ باعث آپکے نالہ و بکا کا کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم نمکخوارون
سے کہیے اور براے رفع رنج و غم کچھ فرمائیے کہ ہم اُس کام کا اقدام کرین عجائب جادو نے
ضبط گریہ کرکے جواب دیا مین اپنی زوجہ کے صدمۂ فراق مین نالہ و بکا کرتا ہون ہاے اُس آرام
جان کو عمرو ثانی عیار مکار نے بیہوش کرکے سوزن زبان مین دیکے داخل زنبیل کر لیا ہی وہ
زنبیل سے اب کا ہیکو نکالے گا مجھ سے میری زوجہ خوبرو کیونکر ملے گی مین اُسکے صدمۂ فراق سے
جلد تر مر جاؤنگا اسقدر صدمہ مجکو جدائی دختر کا نہین ہی جسقدر کہ رنج مفارقت ملکہ ماہ سبز پوش کا
ہی تم سب میرے دفع غم کی تدبیر بخوبی سوچو اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور واقعی سچ
فرماتے ہین صدمۂ فراق ملکۂ عالم اک سخت صدمہ ہی نہین معلوم عمرو ثانی ملکۂ عالم وغیرہ کو کیونکر
لیگیا سُنا کہ وہ زنبیل سے کسی کو اول تو نکالتا ہی نہین اور اگر نکالتا ہی تو ہدایت کرتا ہی اگر وہ
مسلمان ہوا تو خیر ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا ہی اگر ملکہ ماہ سبز پوش کو اُس نے زنبیل سے
نکال کے مار ڈالا تو غضب ہوگا جلد تر کوئی تدبیر کرنا چاہیے عجائب جادو نے جواب دیا کیا مجال
اُس عیار کی جو میری زوجہ کو مار ڈالے مین محض بادشاہ طلسم رنگین حصار و ساحر نہین ہون
عیاری و مکاری مین بھی کمال رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُس عیار مکار کو گرفتار کرتا ہون اپنی
زوجہ حسینہ کو اُس سے لیتا ہون یہ کہکے کچھ سحر آہستہ پڑھا اہل دربار نے دیکھا کہ دفعتہً بیٹھے بیٹھے

وہ تخت حکومت پر سے غائب ہوگیا عجائب جادو تو بارے نکر گرفتاری خواجہ عمرو ثانی گیا ہو دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی کیونکر خواجہ کو گرفتار کرتا ہی اور کس فریب و مکر سے ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل خواجہ سے نکلوا تا ہے احوال اسکا آئندہ ناظرین با تمکین پر ظاہر ہوگا فی الحال احوال عمرو ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ سوے وشت بصورت اصلی گلیم اتارے ہوے چہار طرف دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درخت نہایت خوشنما سرو کا ہے وہ لب نہر واقع ہے اُس درخت پر ایک بلبل یا گلدم بیٹھا ہوا ہے ڈورا اُس کے پینٹی کا لٹک رہا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے اُڑکر اِس گھنے درخت پر آکے بیٹھا ہی چہک رہا ہے نغمہ سرا ہے خواجہ اُس درخت و نہر کو دیکھ کے خوش ہوے اور نغمہ سرائی طائر مذکور سے متحیر ہوے دل مین کہنے لگے کیا شان پروردگار حسن طیور ہی کیا کیا انسان و حیوان اُس نے پیدا کیے ہین کہ جنکو دیکھکر اُسکی قدرت و صناعی ہویدا ہوتی ہے اور کیا کیا طائر خوش الحان اُس نے پیدا کیے ہین جنکی خوش الحانی سے دل خوش ہوتا ہے ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے اور قریب اُس درخت سرو کے لب نہر پہونچے تھے کہ ناگاہ اُس طائر نے بزبان فصیح کہا السلام علیک اے خواجہ عمرو ثانی کیا خوب آپ نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش و طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو داخل زنبیل کیا ہی شہنشاہ خورشید روشن دل آپ کے مداح ہین اور نہایت مشتاق آپ کی ملاقات کے ہین مین اُنکا ادنے ملازم ہون مجھے محض اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ خواجہ کو ہمارا سلام پہونچا کر اُن سے کہو کہ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم سے ملاقات کیجئے ہم تو بوجہ اسکے کہ چند ستارے ہمیر نحس مین آپکے پاس آنہین سکتے ہین واسطے حفاظت جان کے گھر سے باہر نہین نکلتے ہین ورنہ ہم خود آپ کے پاس آتے لہذا آپ ہی ہمارے پاس آئیے کچھ باتین رازکی ہین تنہائی مین اُنھین کہنا ہی سوا اسکے ہم ملاقات کے بھی بہت مشتاق ہین خواجہ نے تقریر اُس طائر کی سُنکے یقین کیا کہ یہ طائر کوئی ساحر ہی فرستادہ بادشاہ خورشید روشن دل ہی جو کچھ یہ کہتا ہی سچ ہی یہ یقین کامل کرکے جواب سلام دیکے کہا مین بادشاہ خورشید روشن دل تک کیونکر جا سکتا ہون کہان وہ کہان مین اُن سے اور مجھ سے گویا بعد المشرقین ہی وہ بزور سحر اگر چاہین تو ایک لمحہ مین مجھ تک آسکتے ہین اور مین اسقدر جلد ان تک جا نہین سکتا مجبور ہون یہ عذر میرا بجا ہی اسمین مطلق جھوٹ نہین ہی تو یہی عذر میرا بیان سے جاکے روبرو اپنے بادشاہ کے کرنا اور میری طرف سے بعد سلام کہہ دینا کہ اگر آپ میری ملاقات کے مشتاق ہین تو مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق ہون مگر مجبور ہون جلد آپکے پاس آنہین سکتا بالفعل واسطے تلاش لشکر فرار شدہ کے جاتا ہون اُنکو اگر میری عیاری سے اطلاع ہوئی ہی تو عجائب جادو کے آنے سے اور تباہی لشکر سے بھی اطلاع ضرور ہوگی انشاء اللہ بعد تلاش لشکر فرار شدہ ہنگام فرصت و مہلت اُنکے پاس آونگا جو کچھ کہین گے سنونگا یہ کہکے پوچھا تیرا کیا نام ہی اسنے جواب دیا نام میرا خوش آہنگ جادو ہی آپکو شہنشاہ نے طلب کیا ہی آپ جانے سے عذر کرتے ہین میرے نزدیک یہ عذر اچھا نہین ہی شہنشاہ کو ملال ہوگا اگر آپ ارادہ اُن تک جانے کا کرین تو ایک چشم زدن مین جا سکتے ہین خواجہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی کہ جس تدبیر سے مین اُنکے پاس ایک چشم زدن مین پہونچ جاؤن اُس طائر یعنی خوش آہنگ جادو نے جواب دیا وہ تدبیر بہت

سہل ہی اس نہر مین غوطہ لگایئے ایک لمحہ مین شہنشاہ تک پہونچ جایئےگا گیا آپ شہنشاہ کو صاحب
اختیار و حکومت نہین جانتے ہین پیشتر اُنھون نے سب سامان آپ کے جلد بلانے کا اور آپکی دعوت ضیافت
کا کرلیا ہی جب مجھے اس طرف روانہ کیا ہی خواجہ نے اُسکی تقریر سُنکے پہلے تو خیال کیا کہ ایک روز کا زمانہ
گذرا ہی بلکہ کامل ایک روز بھی نہین گذرا ہی کہ شاہ خورشید روشن دل برائے تہنیت رہائی شاہزادہ
رستم ثانی یہان آیا تھا مجھ سے اور اُس سے ملاقات ہوچکی ہی وہ تعریف میری عیاری و نمی نوازی کی کرچکا
ہی اب اسقدر اشتیاق اُسکا ظاہر کرنا کیا معنے کہین ایسا تو نہو کہ عجائب جادو اس دُھوکے سے مجھے گرفتار
کرے بعدہ یہ خیال کیا کہ خورشید روشن دل دوست ہی اگر اُسنے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا ہی تو کچھ جائے
فکر و تردد نہین ہی کیونکہ دوست اپنے دوست کا دمبدم باوجود دیکھنے کے مشتاق ملاقات ہوتا ہے یہ
خیال کرکے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا خوش آہنگ جادو نے کہا آپ مع لباس اس نہر مین غوطہ لگایئن
کپڑے آپ کے مطلق اس پانی سے ترہونگے خواجہ نے اُسکے کہنے سے مع لباس اُس نہر مین غوطہ لگایا سر کا
پانی مین ڈوبنا تھا اور پھر سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ خواجہ نے اپنے تئین ایک باغ پُربہار و شاداب مین پایا
شنا اُس باغ کے گلون کی بلبل زبان کر نہین سکتی عاجز و لال ہی اور تعریف وہان کی تیاری و سامان کی
کلک دو زبان ذرا بھی کر نہین سکتا ہی کیونکہ ہر اک چمن اُس باغ کا قابل دید تھا اور ہر ایک گل لائق
نظارہ تھا چار طرف اُس باغ پُربہار مین گروہ گروہ نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو چکاریان
رنگ سے بھرے ہوے کھڑی تھین باہم ہنسی دل لگی کر رہی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین جانب
درباغ نگران تھین کہتی جاتی تھین کہ ماہین ابھی تک خواجہ عمرو ثانی یہان نہین آئے شہنشاہ نے اُنکے استقبال
و خوشی خاطر کے واسطے ہم ایسی نازنینون کو یہان بھیجا ہی کیا خوش آہنگ جادو نے خواجہ سے ملاقات
ابھی تک نہین کی حکم ہمارے شہنشاہ کا اُن تک نہین پہونچا یا کیا سبب ہوا کہ اتنی دیر ہوئی خواجہ تشریف
نہین لائے ہم بھی اُنکے دیکھنے کے مشتاق ہین ذرا وہ یہان آیئن تو رنگ مین نہلا دین گے اگر وہ پوچھین گے
کہ یہ رنگ کیسا ہی تو جواب دین گے کہ اول تو ایک رنگ خوشی کا ہی آپ کے تشریف لانے کا دوسرے زمانہ نوروز
کے آنیکا قریب ہی ہم قبل نوروز ہی آج رنگ کھیلتے ہین رنگ طبعی ہی کب ایسی بات سے باز آتے ہین
خواجہ اُس باغ رشک گلشن ارم کو دیکھکر سیر اُسکی کرکے اور تقریر اُن نازنینون کی سُنکے صورتین نور کی
اُنکی دیکھکر لباس رنگارنگ زیور نقرئی و طلائی مرصع کار پر اُنکے نظر کرکے بہت خوش ہوے
دل مین کہنے لگے کہ یہ باغ ہی کہ گلشن شداد ہی اور یہ نازنینان خوش جمال ہین کہ حورین ہین تکلف یہ ہی
کہ چہار طرف چار چمن رنگارنگ پھولون کے ہین جس چمن کے پھولون کا جو رنگ ہی یہ نازنینان حورجمال
ویسا ہی لباس پہنے ہین عجب نہین کہ رنگ بھی پچکاریون مین مانند انکے لباس کے ہو مہ جبینان پری
پیکر وہ ہین کہ انکے دیکھنے سے دل مین بے اختیار شوق وصل پیدا ہوتا ہی خورشید روشن دل نے ایسی
نازنینون کو واسطے میرے استقبال کے روانہ کیا ہی بدرجہ کمال خیال اُسکو میری عزت افزائی کا ہی کیونکر
اُسے ایسا خیال نہو کہ دوست صادق ہی میرے مرتبے سے آگاہ ہی کہ مین برادر امیر ثانی کا ہون فرزند
خواجہ عمرو والا کا ہون صاحب ہفت معجزہ پیغمبران ہون بعد والد ماجد کے مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا
ہون فن عیاری مین اکمل ہون نمی نوازی مین شہرہ آفاق ہون ہنوز خواجہ اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے

کہ اُن نازنینون نے خواجہ کو دیکھکر خوش ہو کے باہم کہا لو خواجہ عمرو ثانی تشریف لائے مراد و دید برآئی یہ کہکر جانب خواجہ ہنستی ہوئین بصد ناز و ادا چلین جب قریب خواجہ پہونچین چاہا کہ رنگ پچکاریون سے خواجہ پر ڈالین خواجہ نے بخیال اسکے کہ کپڑے میرے رنگ مختلف سے رنگین ہو جائینگے دُھلوانا پڑینگے وہ دھلوائی لے گا مجھ مفلس کے پاس دو پیسے کہان جو اُسے دونگا یہ خیال کرکے رنگ ڈالنے سے انھین منع کیا وہ سب خواجہ کے منع کرنے سے رنگ ڈالنے سے باز رہین خواجہ نے اُنسے پوچھا بادشاہ ویجاہ ہمارے دوست خورشید روشن دل کہان ہین اُنھون نے دست بستہ عرض کیا آپ ہمارے ہمراہ تشریف لے چلین وہ سامنے بارہ دری ہی اُسمین تشریف رکھتے ہین آپ کے آنے کے منتظر ہین خوشا قدر و منزلت آپکی کہ شہنشاہ ہمارے آپکی ملاقات کے مشتاق ہین وہ سامان آپکی دعوت وضیافت کا کیا ہے کہ اگر کسی بادشاہ کو بھی بلاتے تو ایسا سامان نہ کرتے اور تو تکلفات وسامان دعوت ہم کیا بیان کرین لیکن ادنے یہ ہی کہ واسطے آپکی نذر کے کئی سو کشتیان کہ جنکے پر زر کشتی پوش ہین اور اُنمین زر سرخ و جواہر بیش بہا بھرا ہوا ہی واسطے آپکی نذر کے رکھی ہین بارہ دری کو مانند عروس شب اول تکلفات سے آراستہ کرایا ہے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لیئے بیٹھے ہین رقاصان خوبرو واسطے رقص و نغمہ کے طلب کیے گئے ہین بارہ دری مذکور مین بزم عشرت وہ آراستہ کی گئی ہی کہ پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ یہ گفتگو اُنکی سُنکے خوش ہوے کشتیون کا ذکر سنکے منھ مین پانی بھر آیا ہمراہ اُنکے یا تو آہستہ آہستہ جاتے تھے یا جلد جلد قدم اُٹھانے لگے دل مین کہنے لگے آج کا دن نہایت مبارک تھا کہ میرا ایمان آنا ہوا اب کئی سو کشتیان زر سرخ و جواہرات سے مملو میرے ہاتھ آئینگی اگر روز اسیقدر ملا کرے تو میری محتاجی و مفلسی دور ہو جائے یہ لباس ہزار ہا پیوند کا تن سے اُتر جائے قرض سے ادا ہو جاؤن میرے اہل و عیال کی بھی بخوبی بسر ہو زنبیل جو زر و جواہر سے خالی ہوگئی ہی بھرنا تو اس کا بالکل مشکل ہے لیکن کچھ کچھ بھر جائے یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوے خوش ہوتے ہوے ان سیکڑون نازنینون کے درمیان مین راہ طے کرتے ہوے صورت ہر اک نازنین کی دیکھتے ہوے قریب بارہ دری پہونچے وہان جاکے دیکھا کہ دروازے بارہ دری کے کھلے ہین بادشاہ خورشید روشن دل تخت جواہر نگار پر لباس نفیس و نادر پہنے ہوے تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہی امرا و وزرا سے پاس اُسکے کوئی نہین ہی اکیلا بیٹھا ہی خواجہ اُسے تنہا بیٹھا دیکھکر سمجھے کہ خوش آہنگ جادو نے جو کہا تھا سچ کہا تھا چونکہ کچھ باتین رازکی مجھ سے کہنا منظور ہین اسیوجہ سے تنہا بیٹھا ہی تخلیہ ہی یہ سمجھکر خواجہ آگے بڑھے دفعتًا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ اُس باغ کے چمنون کے خود بخود اپنے اپنے درخت کی شاخون سے جدا ہو کے لعل و گوہر آبدار بنکے سر خواجہ پر آکے نثار ہو کے زمین پر گرے خواجہ نے اُن گوہر ہاے آبدار و کلان کو کہ برابر بیضۂ کبوتر و مرغ کے تھے اور لعل خوشرنگ کہ کم سے کم دو دو مثقال کے تھے دیکھکر کثرت حرص و طمع سے بحیلہ جھک کر اُٹھانا چاہا جسوقت اُنکو اُٹھا یا دیکھا تو وہی پھول رنگا رنگ تھے خواجہ نے برہم ہوکے انھین ہاتھ سے ڈالدیا اُن نازنینون نے قہقہہ مارا خواجہ نے اپنی اس حرکت سے نادم ہوے اُن حسینون کے قہقہہ مارنے سے جھیپ کے جواب دیا یہ تم عبث خیال کرتی ہو کہ مین نے لالچ سے انھین اُٹھایا تھا بلکہ واسطے سونگھنے کے اُٹھایا جبکہ گلون کی بو مجکو بری معلوم ہوئی

مین نے پھینک دیئے اُنھون نے بات بنا کے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا ہم اس وقت اسوجہ سے
ہنستے تھے کہ یہ پھول لعل وگوہر سحر شہنشاہ سے کس خوبی سے بنکے حضور کے سر پر سے نثار ہوے
ہین عجب ہمارے شہنشاہ خورشید روشن دل صاحب اختیار ساحر زبردست ہین جو چاہتے ہین
بیٹھے بیٹھے بزور سحر عجائبات دکھاتے ہین اسوقت اُنکی طبع عالی مین یہی آیا کہ آپ کے سر پر سے
لعل وگوہر نثار کرین آپکی عزت وحرمت افزائی کرین خواجہ یہ سُنکے پاس دیوار بارہ دری کے پہونچے
یکایک نظر خواجہ کی خورشید روشن دل کے چہرے پر پڑی اور اُسنے خواجہ کو دیکھا ادھر خواجہ نے ادھر
اُسنے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا ہنوز خواجہ دروازے مین داخل ہوے تھے زینون کو طی کرکے بالائے
قصر جاتے تھے کہ دیکھا خورشید روشن دل اپنے تخت سے اُٹھکر برائے استقبال تا زینہ بام
بارہ دری آیا اور مسکرا کر کہا اے خواجہ آیئے تشریف لایئے مین نے آپکو یہان تک آنے کی تکلیف دی اپنے
سخت ستارون کے سبب سے خود آپکے پاس نہ آسکا اس میرے تکلیف دینے کو معاف کیجیے گا
یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر بصد خوشی بارہ دری مین لیجاکے قریب اپنے تخت کے ایک کرسی
جواہر نگار پر بیٹھایا اور اُن سب نازنینون کی طرف دیکھکر کہا تم یہان سے جاؤ ہمین کچھ باتین خواجہ سے
تخلیہ مین کرنا منظور ہین نازنینان مذکور بارہ دری سے اُترکر باغ مین آئین خواجہ نے سر اُٹھا کر سقف
بارہ دری کو دیکھا در و دیوار و فرش پر نظر کی دیکھتے ہی آنکھین کھل گئین منھ مین پانی بھر آیا
حیرت سے سکتہ سا ہوگیا کیونکہ کرورہا روپیہ کا شیشہ آلات اشیاے جواہر بیش بہا اُس
بارہ دری مین تھے اور مانند عروس شب اول کے آراستہ تھی خورشید روشن دل نے خواجہ کو
مانند آئینہ کے حیران دیکھکر مسکرا کر کہا اے خواجہ اس بارہ دری کی آراستگی کو کیا نظر حیرت سے
دیکھتے ہو یہ تو مین نے محض واسطے ایک لمحہ بیٹھنے کے آراستہ کی ہے اس بارہ دری کی کیا حقیقت ہے
جو اشیاء اس بارہ دری مین پسند طبع ہون حاضر وموجود ہین بے تکلف اُنھین لے لیجیے ان
سب اشیا کو اپنا ہی تصور کیجیے خواجہ نے جواب دیا واقعی آپ سچ کہتے ہین خورشید روشن دل
نے یہ سُنکر پکار کر کہا اے ساقیان خوبرو جلد کشتیان شراب کی مع ساغر بلورین لیکر آؤ اور اے نازنینان
پری تمثال وہ کئی سو کشتیان زر و جواہر سے مملو جو سمنے برائے نذر خواجہ تمہارے حوالے کی ہین جلد
اُنھین لیکر یہان آؤ اُن سب نے عرض کیا حاضر ہوتے ہین خورشید روشن دل نے کچھ سوچکر خواجہ سے
کہا مجھے منظور ہے کہ جلد پہلے آپ سے کچھ باتین تخلیہ مین کرلون بعد اُسکے ساقی و نازنینان خوبرو یہان
کشتیان لیکر آئین اور رقاصہ بھی آکے آپکے روبرو رقص و نغمہ کرے خواجہ نے کہا بہتر ہے پہلے
باتین ہی کر لیجیے بعدہ اُن سب کو یہان بلایئے یہ سُنکے خورشید روشن دل نے پکار کے کہا خبردار
ابھی کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہم طلب کرین تو یہان آنا چونکہ نازنینان خوبرو کشتیان جواہرات
کی کنیزون کے سرون پر رکھکر قبل منع کرنے خورشید روشن دل کے بارہ دری کے زینون کو
طی کرکے روبرو شاہ مذکور کے جانے والی تھین اب منع کرنے سے شاہ مذکور کے پلٹ کر جانے
لگین خورشید روشن دل نے اُنھین دیکھکر کہا اگر کشتیان لے آئی ہو تو خیر روبرو خواجہ کے رکھدو
اُنھون نے حکم کی تعمیل کی بعد ازان بارہ دری سے اُترکر باغ مین گئین خواجہ کشتیون کو

دیکھکر ازحد شادمان ہوئے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا یہ سب کشتیان مین نے واسطے آپکے
طلب کی ہین جب یہان سے جایئے گا لے لیجئے گا بالفعل رکھی رہنے دیجیئے مین سوا ان کشتیون کے
اور بھی چند اشیائے جواہر اس بارہ دری کے آپکو دونگا یہ کہکے کہا ای خواجہ مین نے آئینہ سحر مین چال آپکی
عیاری کرنے کا بخوبی دیکھا کس خوبی سے آپنے عیاری کی ہر کہ مین ازحد خوش ہوا ملکہ ماہ سبز پوش
زوجہ عجائب جادو ساحرہ زبردست کو عجب خوبی سے بیہوش کیا کیا تعریف آپکی کیجائے سچ تو یہ ہر کہ آپکا
مثل ونظیر نہین ہر اب یہ تو بتایئے کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکال کے ہدایت کیجیئے گا یا نہین
یا ہمیشہ زنبیل ہی مین رکھیئے گا خواجہ نے جواب دیا ابھی عیاری آپ نے میری کیا دیکھی ہر اتنو طلسم رنگین حصار
مین آیا ہون میری عیاریان دیکھیئے گا آپ مجتانہ اور ازراہ قدردانی میری ایسی ثنا کرتے ہین ورنہ
مین لائق تعریف نہین ہون ایک بندہ گنہگار پرورد گار ہون بیوقوف وبے ہنر ہون آپ محض میری عزت
افزائی کرتے ہین ملکہ ماہ سبز پوش کے باب مین جو آپ نے فرمایا ہر اُسکے مقدمے مین صرف اسقدر
کہا جاتا ہر کہ مجھے حکم اسی قدر ہر کہ تین روز سے زیادہ کسی ساحر یا ساحرہ کو زنبیل مین قید نہ رکھون
پس مین موافق حکم عمل کرونگا اُسے زنبیل سے نکال کے ہدایت کرونگا اگر اُس نے میری ہدایت سے
دین اسلام اختیار کیا تو فہوالمراد ورنہ اُسے خنجر آبدار سے ضرور قتل کرونگا زنبیل مین نہ رکھونگا اسقدر
میرے پاس غلہ اور روپیہ کہان ہر جو اہل زنبیل کو مدام دیا جاے اگر آپ فرمایئن تو اُس ساحرہ کو اپنی
زنبیل سے نکال کے آپکے روبرو ہدایت کرون خورشید روشن دل نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب
ہو کیجیے مگر مین یہ کہتا ہون کہ ملکہ ماہ سبز پوش ساحرہ نہایت زبردست ہے مانند آفات
چہار دست کے ہے کہ وادی افراسیاب جادو ملک طلسم ہوشربا کی تھی اسکا زنبیل مین رکھنا
اچھا نہین ہے کیونکہ عجائب جادو کی زوجہ ہر عجائب جادو اسکا عاشق ہر الفت ومحبت اس سے
ازحد رکھتا ہر جب تک اُسکو یہ معلوم ہوگا کہ زوجہ میری زنبیل مین خواجہ کی ہر آپکے قتل وگرفتاری
کی فکر مین کدوکوشش کریگا شب وروز آپکا درپے آزار رہے گا اور جب اُسکو کتاب سامری یا
اور کسی طور سے ثابت ہو جائیگا کہ اب زوجہ میری خواجہ کی زنبیل مین نہین ہر تو چندان وہ آپ کا
دشمن نہوگا لہذا اسوقت میرے سامنے اُسے نکالیئے یہان عجائب جادو نہ آئیگا اور اگر آبھی جائیگا
تو مین اُس سے سمجھ لونگا مقابلہ ومجادلہ اُس سے بخوبی کرونگا کیا مجال اُسکی کہ وہ اپنی زوجہ کو میرے
سامنے سے لیجائے اگر اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش آپکی رہنمائی کرنے سے مشرف بدین اسلام ہوگئی تو
خیر با مطیع اسلام ہوئی تو فبہا ورنہ اُسے میرے حوالے کیجیئے گا مین اسکو ایسی جگہ قید کرونگا کہ عجائب جادو
کبھی رہا نہ کرسکے گا اور یہ مین محض آپ کی دوستی ومحبت سے کہتا ہون ورنہ آپ کو اختیار
ہر اس تدبیر سے جان آپ کی عجائب جادو سے بچ جائیگی خواجہ نے یہ تقریر سنکے ملکہ ماہ
سبز پوس کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ دافع بیہوشی نے اُسے ہوشیار کرکے سوزن تو اسکی زبان مین
دیا ہوا تھا ستون بارہ دری سے باندھ کر اُسے ہدایت کی اُس نے اشارہ سے کہا مین ہرگز مطیع اسلام
یا مسلمان نہونگی خواجہ اُسکے اشارے کی تقریر سمجھ کے آمادہ اُسکے قتل کرنے پر ہوے خورشید
روشن دل نے گھبرا کے ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیا خنجر خواجہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا

ای خواجہ اتنی بڑی ساحرہ کو قتل کرتے ہو کیا غضب کرتے ہو عجائب جادو بھلا آپ کو زندہ رکھے گا
اگر آپ اسوقت اسے قتل کیجیے گا وہ کسی وقت قابو پاکے ضرور آپ کو مار ڈالے گا مین نہین چاہتا
کہ دشمن آپ کے دست عجائب جادو سے قتل ہون پس مصلحت وقت یہ ہی کہ اسکو میرے حوالے
کردیجیئے مین اسکو اپنی رائے کے موافق ایسی جگہ قید کرونگا کہ عجائب جادو کبھی اسکو رہا نہ کرسکے گا
خواجہ نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب جانیئے کیجیئے خورشید روشن دل نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے
سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا ای پریزادان طلسم جلد تر وہ حباب طلسمی کہ خوبصورت مثل کالنسہ یا ناند
کے ہے اور اس مین پانی چاہ سامری کا ہے اور ایک زمانہ دراز سے وہ تمہارے پاس ہے ہمارے
روبرو لیکر آؤ بمجرد اس کہنے کے ایک جانب سے ہوائے تند و سرد آئی تھوڑی دیر مین چند پریزاد ایک
تخت پر سوار ایک حباب پر آب لیے ہوے حاضر ہوئین خورشید روشن دل کو تخت سے اتر کر
سلام کیا اور کہا حضور نے بعد ایک زمانۂ دراز کے آج ہمکو کیون طلب کیا ہی کیا کسی کو زندان طلسمی
مین قید کرنا منظور ہی یا آب چاہ سامری لینا ہی کسی پر سے سحر دفع کرنا ہی یا کسی بیمار و لاغر و کاہل کو
واسطے شفا کے آب مذکور لیکر پلانا منظور ہی خورشید روشن دل نے جواب دیا مین نے تمکو محض اسواسطے
طلب کیا ہی کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو یہان سے لیجاؤ اسکی نگہداشت کرو بعد چندروز کے جو ہمین منظور
ہوگا وہ اسکے بارے مین کرینگے یہ کہکے ملکہ مذکورہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھاکے اس کالنسہ حباب صورت
مین اندر اس پانی کے ڈالدیا ملکہ ماہ سبز پوش جب اس حباب مین ڈالدی گئی پریزادان مذکور حباب
مسطور لیکر رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے جانے لگین خورشید روشن دل نے انکی طرف
دیکھکر خواجہ کی آنکھ بچاکے کچھ اشارے سے کہا وہ مسکرا کے جس طرف سے آئی تھین روانہ ہوئین
خواجہ بیٹھے رہے خورشید روشن دل نے بعد جانے ان پریزادون کے سحر پڑھ کے زمین پر ہاتھ
مارکے خواجہ سے ہنسکر کہا ای خواجہ ذرا اٹھو تو جاؤ وہ کشتیان زر و جواہر کی اٹھاکے نذر زنبیل
کرو خواجہ نے چاہا اٹھون زمین سے اٹھا نہ گیا نہایت حیرت ہوئی خورشید روشن دل سے
کہا اسوقت زمین نے مجھے پکڑ لیا ہے مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپنے
از راہ مزاح سحر کرکے میرا یہ حال کیا ہی آپکو تو اسطرح مجھ سے ہنسنا لازم نہین ہی خورشید روشن دل
نے جواب دیا او عیار مکار آگاہ و خبردار ہو کہ منم عجائب جادو دیکھ مین نے کس تدبیر و حکمت سے
کہ عیار بھی ایسی مکاری نہ کرسکین گے تجھ ایسے ظالم و عیار بلائے روزگار سے بہ فن و مدارایش آکے
اپنی زوجہ کو تیری زنبیل سے تجھ ہی سے نکلواکے پریزادون کے حوالے کردیا ہے دیکھ یون
تجھ ایسے عیار سے عیاری کرکے زوجہ کو اپنی مین نے تیری زنبیل قید سے رہا کرلیا اور تجھکو
قید کرلیا اب بتا کہ تجھکو کس طرح قتل کرون اسوقت ہی کوئی تیرا معین و مددگار کہ تجھکو میرے
ہاتھ سے بچائے کہان ہی سب سے بڑا تیرا مددگار خورشید روشن دل کہ وہ یہان آکے تیری حمایت
کرے او نابکار عیار غضب کیا تھا تو نے کہ علاوہ رہا کرنے طلسم کشا وغیرہ کے تو نے میری زوجہ کو
بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا مین ہی ایسا ساحر زبردست و مکار تھا کہ تجھکو دام مکر مین
مبتلا کرکے باغ سبز دکھاکے ملکہ ماہ سبز پوش کو تیرے قبضے سے نکال لیا یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ

پکڑ کے مکر رمبتلاے سحر کرکے زمین سے اُٹھاکے بارہ دری سے اُتر کے کچھ سنگریزے زمین سے
اُٹھاکے سحر اُپر دم کرکے جانب باغ و بارہ دری مارے خواجہ نے دیکھا کہ تھوڑی دیر مین وہ بارہ دری
و باغ و جملہ نازنینان خوبرو کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جس جگہ کثرت گلہاے رنگا رنگ سے گویا
باغ شداد نظر آتا تھا اُس جگہ کو خارستان پایا جس طرف نظر اُٹھاکے دیکھا صحرا ہی دکھائی
دیا گرد و غبار اُڑتا نظر آیا خواجہ یہ حال دیکھکر دام مکر و سحر عجائب جادو مین مبتلا ہوگئے دھوکا کھاکے
دنگ ہوگئے دل مین کہنے لگے مین تو عیار تھا ہی عجائب جادو بھی عجب مکار و عیار ہے
کس عنوان سے اِس نے مجھے گرفتار کیا اور اپنی زوجہ کو زنبیل سے نکلواکے حوالے پریزادون کے
کردیا ایسا دھوکا کبھی زندگی مین مین نے نہ کھایا تھا کیا بُری میری تقدیر ہے جو دوست صورت تھا وہ
بہ باطن دشمن تھا اسکی کیا خبر تھی بمصداق اِس شعر کے۔ شعر + واے تقدیر معین جو تھا وہ رہزن نکلا
دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا + خیر اب تو دھوکے سے اُسکے دام فریب مین پھنس گئے ہو اب
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ جان اپنی اِس مکار و جفا کار کے ہاتھ سے بچاؤ یہ تجویز کرکے عجائب جادو
سے کہا اے بادشاہ فلک بارگاہ سچ تو یہ ہو کہ تیرا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہے جیسا مین نے
سُنا تھا ویسا ہی تجھے پایا اشتیاق تیری ملازمت کا مجکو میرے لشکر سے یہان تک لایا رسائی
تجھ ایسے بادشاہ تک میری دشوار تھی مین سوچا کہ ایسی کوئی تدبیر کرون کہ جسکے سبب سے عجائب جادو
تک میری رسائی ہو سوچتے سوچتے مین نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش کو بیہوش کرکے داخل
زنبیل کیا تھا ارادہ یہ تھا کہ ملکہ موصوفہ ملکہ رنگین کاکل کشا طلسم کشا وغیرہ کو حاضر خدمت
ہوکے زنبیل سے نکال کے بطور نذر پیش کرونگا اور اِس اپنی عیاری کے کمال و ہنر کو ظاہر کرکے
امیدوار ملازمت کا ہونگا بدی مقدر سے جو دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی تجھ ایسے قدردان
بادشاہ کو مین نے نہ پہچانا کیونکر پہچانتا کہ صورت تبدیل تھی اب تجھ ایسے بادشاہ نے خود اپنی شکل اصلی
دکھائی اپنے تئین ظاہر کیا لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ملازمون مین آپ داخل کرین تصدق دل
تیری خیر خواہی کرونگا طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا و فرزند خورشید روشن دل حدید شاہ سرشار
شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ کو زنبیل سے
نکال کے تیرے حوالے کردونگا جسکو تو کہے گا اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا تمام زندگی تیری ملازمت سے
انکار نہ کرونگا اگر تو کہے گا تو امیر ثانی کو بعیاری گرفتار کرکے تیرے حوالے کرونگا عجائب جادو نے
تقریر خواجہ کی سُنکے بعد قہر و غضب جواب دیا او عیار مکار تو مجھ ایسے ہوشیار سے باتین فریب
کی کرتا ہے مجکو دام مکر مین پھانسنا چاہتا ہے مین وہی ہون کہ تجھ ایسے عیار بلاے روزگار کو
فریب سے گرفتار کرچکا ہون بھلا تیرے دام مکر مین کب آؤنگا تو ایسی تقریر عبث کرتا ہے کچھ تجکو
نفع نہ دیگی اب تو میرے ہاتھ سے ہرگز جانبر نہوگا یہ کہکے کارد آبدار نکال کے کہا اگر تو میری دختر
کو زنبیل سے نکال دے اور میرے حوالے کردے تو خیر تجھے قتل نہ کرونگا ورنہ ابھی تجکو قتل
کرونگا خواجہ نے جواب دیا اے بادشاہ اگر تو سحر اپنا مجھ پر سے دفع کردے تو ابھی تیری دختر کو زنبیل
سے نکال دون عجائب جادو نے جواب دیا او مکار آگاہ ہو کہ مین نہایت ہوشیار اور تیز

حال سے خبردار ہون تجھ پر سے اگر سحر دفع کردونگا تو پھر تو ہاتھ نہ آئیگا خواجہ نے کہا اے بادشاہ
بھلا مین تجھ ایسے بادشاہ صاحب اختیار زبردست ساحر کے سامنے سے بھاگ سکتا ہون اگر بھاگونگا
تو تجھ سے کہان بھاگ کر جاؤنگا دو قدم بھی بھاگ نہ سکونگا تیرے سحر سے پاؤن میرے زمین
پکڑے گی عجائب جادو نے کہا مین ہرگز اپنا سحر تجھ پر سے دفع نہ کرونگا مین نے سُنا ہے کہ تیرے
پاس ایک ایسی گلیم ہی کہ جب تو اُسے اُوڑھ لیتا ہی تو نظر سے غائب ہوجاتا ہی پس اگر رہائی اپنی
چاہتا ہی تو وہ مین میری دختر کو زنبیل سے نکال دے خواجہ نے کہا اے بادشاہ یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی
مجھے گرفتار کرتا ہی تو زنبیل بند ہوجاتی ہی اسی کو بعض بعض لوگ ناواقف کہتے ہین کہ زنبیل غائب
ہوجاتی ہی حالانکہ غائب نہین ہوتی ہی مگر بند ہوجاتی ہی کوئی شئی اُس سے نکال نہین سکتا ہون ہاتھ بھی
بھی میرا اُس تک پہونچ نہین سکتا ہی عجائب جادو نے کہا او مکار تو جھوٹ کہتا ہی اچھا تو میری
دختر وغیرہ کو زنبیل سے نہین نکالتا ہی مین روح بیتری تیرے تن سے مانند ملک الموت کے نکالونگا
یہ کہکے ارادہ قتل کرنے کا کیا اُسوقت خواجہ نے رجوع قلب سے سوے فلک دیکھ کے درگاہ
خدا مین یہ دعا کی کہ خداوندا مجکو دست عجائب جادو سے بچا یہ نابکار مجھے ابھی قتل کیا
چاہتا ہے ہنوز خواجہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ زمین شق ہوئی عجائب جادو نے دیکھا کہ
ملکہ ماہ سبز پوش عرف نیرنگ جادو برہم و غضبناک گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی عجائب جادو
نے اُسے دیکھکر نہایت شادان و فرحان ہوکے پوچھا صاحب خیر تو ہی تم کیونکر بیان تک آئین گھبرائی
ہوئی کیون ہو اُس نے کہا مین حباب طلسم سے صحیح و ہوشیار ہوکے مانند مچھلی کے تڑپ کر نکل آئی
پریزادون کو رخصت کر کے محض اسواسطے یہان آئی ہون کہ عمرو ثانی کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرون اچھے وقت پر یہان آئی کہ تمنے اس کو قتل نہین کیا تھا ارادہ قتل کرنے کا
تھا عجائب جادو نے کہا مین تو اتنک اسے قتل کر چکا ہوتا خود ہی اسکے قتل کرنے مین دیر کی صرف
اس خیال سے کہ اگر اسکو قتل کرونگا دختر تمھاری ملکہ رنگین کاکل کشا زنبیل ہی مین رہجائیگی پھر
کبھی تجھ سے نہ ملے گی یہ عیار مکار وہ بلائے بے درمان ہی کہ لاکھ لاکھ مین نے اسکو دھمکایا ڈرایا
رہا کر دینے کا اس سے اقرار بھی کیا مگر یہ تمھاری دختر اور طلسم کشا وغیرہ کو کسی طرح زنبیل سے
نہین نکالتا ہی حیلہ وحوالہ کرتا ہی کہتا ہی کہ جب کوئی مجکو گرفتار کرتا ہی زنبیل بند ہوجاتی ہے پہلے مجکو
رہا کردو پھر مین طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے حوالے کرونگا مجکو اس مکار کے کہنے کا یقین نہین ہی
اگر اس پر سے سحر دفع کردونگا تو یہ ابھی گلیم اُوڑھ کے نظر سے غائب ہوجائیگا کبھی تمھاری دختر
اور طلسم کشا کو مجھے نہ دیگا ملکہ ماہ سبز پوش نے کہا صاحب تم اسکو میرے حوالے کرو مین تو کسی
طور سے اپنی دختر کو اس سے لے لونگی پھر اسکو قتل کر ڈالونگی اس لے مجکو بیہوش کر کے اسیر کیا تھا
کیا اب مین اسکو زندہ چھوڑونگی عجائب جادو نے مسکرا کر کہا صاحب تمکو اختیار ہے جو مناسب جانو
اسکے حق مین کرو ملکہ ماہ سبز پوش نے ایک رقعہ ملفوف عجائب جادو کو دیا اور کہا صاحب اس
رقعہ کو ابھی نہین کسی وقت دیکھ لینا اس مین کچھ میرا حال تحریر ہے جو راہ مین مجھ پر گذرا ہی بڑی
مشکل سے حباب طلسمی سے نکل کر یہانتک آئی ہون یہ کہکے رقعہ مذکور دیکے خواجہ کو لیکر بزور سحر

زمین مین غرق ہو کے جہان جانا منظور تھا چلی گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے عجائب جادو نے اُس رقعہ کو کھول کر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے عجائب جادو تم خواجہ کو اسیر کر کے بہت نازان اور خوش ہوے تھے کلمات نخوت و غرور اپنی زبان پر جاری کرتے تھے خود ہی اپنے مکر و فریب کی ثنا کرتے تھے بار بار کہتے تھے کہ اس عیار کو مین نے عجب عیاری سے گرفتار کیا ہے اگر غور و انصاف کرو تو تمنے کیا عیاری کی ہے عیاری مین نے کی ہے منم خورشید روشن دل دیکھو تمھاری زوجہ کو مین نے راہ مین حباب طلسمی سے نکال کے قید کر لیا ہے اور اُن پریزادون کو بھی اسیر کر لیا ہے اب یہان آ کے خواجہ کو بھی لے لڑے بھڑے تمسے لیگیا ہون اب اپنے اہل دربار مین جاتا ہون تمھاری زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش کو قید کرونگا بعزت تمام و حرمت زندان مین رکھونگا یہ خیال نہ کرنا کہ اُسے قتل کرڈالونگا یا کسی طرح اُسکی ذلت و بے آبروی گوارہ کرونگا افسوس کرتا ہون کہ جسوقت تمنے خواجہ کو اسیر کیا تھا مین غافل تھا جب تم خواجہ کو اسیر کر چکے اُسدم مین حال خواجہ سے آگاہ ہوا ورنہ خواجہ کو کیا اسیر کر سکتے مین برائے مدد خواجہ خود آتا یا کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا یا تمھارے فریب دینے سے خواجہ کو آگاہ کر دیتا عجائب جادو یہ عبارت پڑھکے نہایت ملول و غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا اے عجائب جادو تو نے سخت دھوکا کھایا خورشید روشن دل کارنمایان کر گیا ہاے تیری زوجہ کو مع پریزادون کے اسیر کر کے لے گیا خواجہ کو بھی رہا کر کے قتل کرنے سے بچا کے ہمراہ اپنے لے گیا تو کچھ نہ سمجھا کہ ملکہ ماہ سبز پوش حباب طلسمی سے نکل کے کیونکر آئی گو وہ اس رقعہ مین لکھتا ہے کہ مین ملکہ ماہ سبز پوش کو قتل نہ کرونگا بعزت و حرمت اسیر کرونگا لیکن مجھے اُسکے اس لکھنے کا کب اعتبار ہے وہ طلسم کشا کا شریک و دوست ہے دشمن کا دوست بھی ایک قسم کا دشمن ہے بھلا وہ مجھسے ایسی دوستی کریگا یہ مجکو وہ دھوکا دیتا ہے مین کب اُسکے اس لکھنے کا اعتبار کرونگا جس طرح ہو سکیگا اپنی زوجہ کو جا کے رہا کر کے لاؤنگا اگر لڑائی ہوگی لڑونگا جان اپنی دونگا ناموس کی بے عزتی و اسیری گوارہ نہ کرونگا اور قتل ہونا اُسکا اپنی آنکھون سے ہرگز ہرگز نہ دیکھونگا یہ باتین اپنے دل مین کر کے خیال زوجہ مذکورہ مین آبدیدہ ہو کے دیوانہ وار اُس صحرا سے روانہ ہو کے اپنے دربار مین جا کے تخت پر بیٹھا وزرا نے اُسکے چہرے پر آثار رنج پا کے پوچھا اے بادشاہ خیر تو ہے اسوقت مزاج کیسا ہے کہان سے آپ تشریف لائے ہین باعث اضطراب و ملال کیا ہے عجائب جادو نے آبدیدہ ہو کے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا خورشید روشن دل میری زوجہ اور خواجہ کو لے تو گیا ہے مین بھی بلا لیے بے درمان ہون کوئی اور نہین عجائب جادو ہون خورشید روشن دل کو مار ہی ڈالونگا اسوقت میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین اسوجہ سے تم سے پوچھتا ہون کہ برائے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش کیا تدبیر کرون اُنھون نے عرض کیا حضور ہمارے نزدیک تدبیر یہ ہے کہ بالفعل طائران سحر روانہ کیجیے جب وہ کوئی خبر دین اُسوقت جو مناسب ہو اُسپر عمل کیجیے عجائب جادو کو راے اُنکی اچھی معلوم ہوئی اُسیوقت چند طائران سحر کو برائے دریافت خبر سوے دربار خورشید روشن دل روانہ کیا ادھر تو عجائب جادو نے طائران سحر کو روانہ کیا اُدھر خورشید روشن دل بصد خوشی و شادی اپنے اہل دربار مین پہونچا تخت پر بیٹھکر سحر عجائب جادو خواجہ عمر و ثانی پر سے دفع کیا خواجہ اُسکی دوستی و احسان کا شکر ادا کر کے کرسی پر بیٹھے اور پھر خواجہ نے اہل دربار بادشاہ خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے

کہا آج اگر بادشاہ ذیجاہ تمھارے واسطے میری رہائی و مدد کے نہ جاتے اور مجھے یہان اپنے ہمراہ نہ لاتے
تو عجائب جادو یا تو مجھے قتل کرتا یا اسیر کرتا اہل دربار خصوص وزرانے جوابدیا ای خواجہ سچ تو یہ ہی
کہ جب سے ہمارے بادشاہ فلک بارگاہ طلسم کشا کے شریک ہوے ہین ہروقت وہر ساعت طلسم کشا اور
آپ کا خیال رکھتے ہین جان ومال وفوج سے شرکت اختیار کی ہی مانند انکے شجاع وبہادر ہوشیار و دانا
کوئی بادشاہ روے زمین پر نہوگا اگر کوئی ہوگا بھی تو جسقدر اوصاف حمیدہ ان مین ہین اس مین نہونگے
خورشید روشن دل نے تقریر خواجہ اور اپنے وزرا وغیرہ کی سنکے کہا بس خاموش رہو اسقدر تعریف میری
نہ کرو مین ایک ادنے بادشاہ ہون کیا مین نے ایسا کارنمایان کیا ہی جسکی اسقدر تعریف کی گئی ہے یہ کہکے
حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجاے خواجہ دست عجائب جادو سے جانبر ہوے ہین اسکی خوشی
کرنا ضرور ہی حسب الحکم ملازمون نے جلدتر بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کی خورشید روشن دل
و خواجہ عمرو ثانی وجملہ اہل دربار بادشاہ موصوف الصدر بزم عشرت مین علے قدر مراتب بیٹھے اس وقت
حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ساقیان شوخ چشم وخوبر و گشتیان بادۂ تند ومشکبو کی مع شیشہ
وجامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے شاہ مسطور وخواجہ وغیرہ کو شراب ناب جام بلورین مین بھر بھر کے
دینے لگے جملہ اہل بزم عشرت شراب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان گلچہرہ کشتیان
بادۂ تند وتیز کی اٹھا کے لے گئے بعد جانے ساقیون کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
نہایت خوش گلو وخوبرو ونوجوان کہ علم موسیقی مین کامل تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بہ نازو ادا
محفل عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے بادشاہ وغیرہ کے کھڑی ہوئی سازندے سازون کو
درست کرکے گت بجانے لگے رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر اہل
بزم بجاے خود تعریف اسکے رقص کی کرنے لگے رقاصہ نے تادیر رقص کرکے بعد گانے مبارکباد کے
یہ غزل شروع کی

غزل

دل داغ ہو کے سینے مین گو شمع نور تھا
ہوتی تھی شرط باب اثر کتنی دور تھا
سمجھاتی ہجر یار مین کس کس کو چشم تر
آنکھون کی کچھ خطا تھی نہ دلکا قصور تھا
نزدیک اس سے ہو کے ہوا سب سے مجکو بعد
غم ہجر یار مین ہمین تھا یا سرور تھا
ہے قول شمع شرط مروت سے دور تھا
جلنے مین سوز شمع سے پر رشک طور تھا
ٹھہرا نہ آگے ضبط کے ای آہ بے گناہ
دل بیقرار تھا تو جگر ناصبور تھا
موسی کو غش سے گر ہوا افاقہ تو مین ہون
تھا مین قریب مرگ وہ جب مجھ سے دور تھا
عاشق کی قبر پر اسے رونا ضرور تھا
ای دل دعائے آہ مین تجھ سے کمی ہوئی
دل تھا قصوروار جو مین بیقصور تھا
پابند حکم ضبط تھے پکڑا ہین نہ اشک درد
جو جلکے خاک ہوگیا دشمن وہ طور تھا
روے لسان شمع ہنسے یا برنگ گل

اہل بزم نے اشعار غزل سنکے تعریف کرکے بجاے خود کہا کیا اچھے اشعار
کسی شاعر نے کہے ہین نہیںمعلوم کس شاعر کی یہ غزل ہی اگر مقطع بھی اس غزل کا یہ رقاصہ گاتی
تو تخلص صاحب غزل سے اطلاع ہوتی رقاصہ مذکورہ غزل مندرجہ تمام کرکے
اور غزلین عاشقانہ گانے لگی خورشید روشن دل خوش ہو کے بار بار اسے انعام دینے لگا وہ
زر وجواہر لینے لگی جب تادیر رقص ونغمہ کر چکی بزم عشرت سے مالا مال ہو کے ہمراہ اپنے سازندون کے
چلی گئی بعد اسکے جانے کے ایک بعد دیگرے کئی ارباب نشاط بزم عشرت مین آئے ناچے گائے
اہل بزم انکے رقص ونغمہ سے خوش ہوے چار پہر تک اسی طرح رقص ونغمہ ارباب نشاط سے

اہل بزم لطف اُٹھایا کیے بعد چار پہر کے کچھ سوچ کے خورشید روشن دل نے کہا کہ اب بزم عشرت آراستہ
دیکھنا خوب نہین ہے سر شام سے اسوقت تک آراستہ رہ چکی اب رقص و نغمہ رقاصان موقوف
ہو جانا چاہیے خواجہ نے کہا یہ وقت نماز صبح کا ہی ضرور ہو کہ اب ناچ گانا موقوف ہو خورشید روشن دل
وغیرہ بزم سے اُٹھے خواجہ نے نماز سحر پڑھی جب آفتاب ظاہر ہوا خورشید روشن دل تخت حکومت پر
رونق افروز ہوا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے خواجہ بھی بعد ادائے نماز سحر اور پڑھنے تعقیبات صبح
کے دربار مین شاہ موصوف کے جا کے کرسی پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب
ہو کے کہا اب شاہزادہ رستم ثانی و ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکالیے عمرو ثانی نے اُسیوقت
ہر ایک کو زنبیل سے نکالا سب کو فتیلہ واقع بیہوشی سُنگھا کے ہوشیار کیا سب نے آنکھیں کھولین اپنے
تئین دربار خورشید روشن دل مین پایا نہایت حیرت ہوئی خصوص طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا
و فرزند خورشید روشن دل کو زیادہ تر حیرت ہوئی طلسم کشا نے بادشاہ موصوف سے ملکر ایک
ذنگل پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو اندر محلسرائے خورشید روشن دل کے بھیجکر پوچھا یہ اپنا یہانتک
آنا کیونکر ہوا خورشید روشن دل نے مُسکرا کر جواب دیا ای شاہزادۂ ذیوقار اسکا احوال
خواجہ سے پوچھو شاہزادہ جانب خواجہ متوجہ ہوا عمرو ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا شاہزادہ
موصوف تمام حال سُنکے خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے کہنے لگا عجب کار نمایان آپ نے کیا
خواجہ پر اور مجھ پر احسان کیا خورشید روشن دل نے جواب دیا کیا ایسا مین نے کار نمایان کیا ہو کہ آپ
ایسا کہتے ہین یہ کہکے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر آئے طلسم کشا وغیرہ کو اُنھون نے
شراب پلائی اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہو کہ جب خورشید روشن دل خواجہ کو اپنے
دربار مین لایا اُسیوقت خواجہ نے خورشید روشن دل کے کہنے سے بجز ملکہ ماہ سبز پوش کے
طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کیا بعد اسکے بزم عشرت آراستہ ہوئی طلسم کشا
و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و فرزند خورشید روشن دل و حدید شاہ و سر افشار
شاہ وغیرہ نے بزم مین جا کے رقاصان خوبرو کا رقص دیکھا گانا انکا سُنا دوسرے روز دربار مین
جب سب علے قدر مراتب آ کے بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا مین حصار اپنے
سحر سے کرلون تو آپ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکالیے خواجہ نے منظور کیا خورشید روشن
دل نے محض بخیال عجائب جادو کے اپنے دربار کی تمام زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ بلکہ فولادی
کر دیا اور گرد اپنے دربار کے تین حصار کیے اُن حصارون سے یہ صورت پیدا ہوئی کہ چہار طرف دربار کے
تین دیوارین فولادی و آتشین نمایان ہوئین اسی طرح سوے فلک بھی ایسا سحر پڑھ کر خورشید
روشن دل نے پھونکا کہ زیر آسمان یک آسمان فولادی سحر کا پیدا ہوا جب اسی طرح تحت و فوق
و چہار طرف سمت سحر سے حصار کر چکا اور ہر سمت ساحرون کو مقرر کر چکا اور وہ سب حفاظت
و نگہبانی کرنے لگے خواجہ نے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو کو زنبیل سے باہر نکالا
سب نے دیکھا کہ زبان مین اسکی سوزن دیا تھی مُنھ اُسکا کھلا ہی خورشید روشن دل نے خواجہ
سے کہا اب اِسکو ہوشیار بھی کرو خواجہ نے بیہوشی اُسپر سے دفع کی سوزن اُسنے اچھی طرح ہوشیار

ہوگے آنکھیں نہ کھولیں تھیں کہ خورشید روشن دل نے کچھ سوچ کر آہستہ ایسا سحر پڑھا کہ گرد ملکہ ماہ
سبز پوش کے ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ گویا ماہ چہار طرف سے گہن میں آگیا بعد ایک لحہ کے وہ سیاہی
و تاریکی دفع ہوئی ملکہ ماہ سبز پوش اُسی طرح سب کو نظر آئی کسی کو یہ بھی ثابت نہوا کہ خورشید
روشن دل نے کیا کیا غرض بعد دفع ہونے تاریکی مذکور کے خواجہ نے باشارہ خورشید روشن دل
ملکہ ماہ سبز پوش کو عین دربار میں اندر اُسی حصار کے ایک ستون سے رسی سے مضبوط باندھا ملکہ ماہ
سبز پوش نے آنکھیں کھولیں چہار طرف بنظر حیرت دیکھا اُسوقت خواجہ نے اُسے ہدایت کی اُس نے
کچھ اشارے سے بھی نہ کہا خواجہ نے مکرر جب اُسے تادیر ہدایت کی اُس نے اشارے سے کہا میں ہرگز مسلمان
نہ ہونگی کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری نہ کرونگی نہ مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ اور خورشید روشن دل
اُسکی تقریر اشارہ کی سمجھ کے برہم ہوئے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دار
استادہ کرو زیر دار اُسے بٹھاؤ اگرچہ یہ عورت ہے لیکن اسوقت ہماری یہی خواہش و مصلحت ہے ملازمون نے
حکم کی تعمیل کی خورشید روشن دل نے اُسکے ہلاک کرانے مین تامل کیا حکم دار پر کھینچنے کا نہ دیا یہان تو
جملہ اہل دربار اندر حصار سحر کے بیٹھے ہوئے ہین ملکہ ماہ سبز پوش زوجۂ عجائب جادو زیر دار ہے
خورشید روشن دل کو اُسکے ہلاک کرانے مین کچھ تامل ہے کسی کا انتظار ہے لیکن اب حال اُن طائران سحر کا
لکھا جاتا ہے کہ جنکو عجائب جادو نے واسطے دریافت کرنے خبر کے روانہ کیا تھا جب وہ طائران سحر قریب
دربار خورشید روشن دل کے آئے دیوار ہاے حصار سحر دیکھکر ٹھہر گئے جو ساحر کہ بیرون دیوار حصار سحر
براے حفاظت معین تھے وہ باہم کہ رہے تھے کہ اے بھائیو خوب ہوشیار و خبردار و نگران رہو بادشاہ
ہمارا اِسوقت ملکہ ماہ سبز پوش کو ہلاک کراتا ہے ایسا نہو کہ عجائب جادو اپنی زوجہ کی جانبری و
رہائی کے واسطے یہان آئے اور ہمین اور تمھین غافل پاکے اندر حصار سحر کے جاکے اپنی زوجہ کو زیر دار سے
اُٹھاکے لیجائے اور اسکا ہمین یقین ہے کہ وہ ضرور اسوقت یہان آئیگا بادشاہ طلسم رنگین حصار
ہی قیامت برپا کریگا لہذا اسباب اپنی جھولیون سے نکال کے سحر دم کرکے ہاتھون مین ناریل
چوبی دار و ناریخ و ترنج وغیرہ لیئے رہو جسوقت عجائب جادو ادھر آئے فوراً اُسپر تا حتی الامکان
اُسے روکنا اندرون دیوار ہاے حصار سحر اُسے جانے نہ دینا وہ طائران سحر یہ تقریر ساحران مذکور کی سنکے
تمام حال سے آگاہ ہوکے بعجلت جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوئے وہان دربار مین
عجائب جادو بالاے تخت حکومت محزون و مغموم تصور مین اپنی زوجہ کے بیٹھا تھا کبھی خیال زوجہ
مین آہ سرد کرتا تھا گاہ اپنے ناموس کی ذلت اور اپنی رسوائی کے خیال مین اشکبار و فریاد
کرتا تھا تمام اہل دربار اسکے یہ حال اُسکا دیکھ کے اندوہناک تھے سر جھکائے بیٹھے تھے شاہ طلسم
رنگین حصار انتظار طائران سحر کا کرکے ارادہ کر رہا تھا کہ اوراق جمشیدی یا کتاب سامری مین حال اپنی
زوجہ کا دریافت کیجیے ہنوز کتاب سامری و اوراق جمشیدی کو نہ دیکھا تھا کہ ناگاہ طائران سحر
روبرو اُسکے آئے اور بزبان فصیح جوکچھ ساحرون سے سُنا تھا بیان کیا عجائب جادو اُنکی تقریر
ملال اثر سُنکے بیتاب و بیقرار ہوگیا غصے سے کانپنے لگا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا اپنے اہل دربار
سے اُسی عالم غیظ مین کہنے لگا تمنے سنا جو اِن طائران سحر نے مجھے خبر دی ہے کیا مجال خورشید روشن دل کی

کہ میری زندگی مین میری زوجہ حسینہ و خوبرو کو دار پر کھینچ سکے قیامت برپا کرونگا طبقے زمین کے
ہلا دون گا خورشید روشن دل کو سر دربار جاکر قتل کرونگا کسی کے روکے سے نہ رکونگا مین کیا کوئی
ایسا ویسا ساحر ہون کہ دیوار حصار سحر کو توڑ نہ سکونگا قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ رو و
خداوندان سامری و جمشید کی کہ اگر دریائے آتش درمیان مین حائل ہوگا تو اسمین اپنے تئین گرا دونگا
اور اُسے طی کرکے جس طرح ممکن ہوگا اپنے تئین زیر دیوار پہونچا دونگا جو مجھ سے لڑیگا اُس سے لڑونگا
قتل کرنے سے اعدا کے منھ نہ موڑونگا دریاے خون بہا دونگا طبقہ زمین کا اُولٹ دونگا تمامی اہل
دربار اور خورشید روشن دل کو پیوند خاک کردونگا مین عاجز نہین ہون صاحب اختیار ہون مجھے
خورشید روشن دل پر اسوقت کمال غصہ ہی اُسکو بھی یہ لیاقت وجسارت ہوئی کہ وہ میری زوجہ کو
میری زندگی مین دار پر کھینچے کسی نے آج تک کسی عورت کو دار پر کھینچا ہی جو اس نے ایسا قصد کیا ہی
افسوس کچھ پاس ولحاظ اُس نے برادری و ہم مذہب ہونیکا بھی نہ کیا مجھ سے ایسی دشمنی کرنیکا ارادہ کیا
خیر اب وہ ہی اور مین ہون یا وہ نہین یا مین نہین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اگر ہمکو حکم ہو
تو ہم سب ابھی جائین جسطرح ممکن ہو ملکہ عالم کو لیکر آئین عجائب جادو نے جواب دیا بھلا تم سب
حصار سحر خورشید روشن دل کو کیا دفع کرسکوگے مین ہی جاتا ہون تھوڑی دیر مین آتا ہون تم
سب اسی جگہ بیٹھے رہو یہ کہکے اشیائے طلسمی اور کچھ اسباب نادر طلسمی جلد تر لیکر سحر پڑھ کے
بیٹھے بیٹھے اپنے تخت پر سے غائب ہوگیا وہان خورشید روشن دل ملکہ ماہ سبز پوش کے ہلاک
کرانے مین تاخیر کر رہا تھا خواجہ کہتے تھے کہ جلد اس ساحرہ کو دار پر کھنچوا دیجیے دیر نہ کیجیے گا ایسا نہو کہ
عجائب جادو آجاے خورشید روشن دل نے ہنسکر جواب دیا اے خواجہ آپکو میری مصلحت مین دخل
نہین ہی نہین معلوم کیا سمجھ کے مین عمداً دیر کر رہا ہون حال اس تاخیر کرنے کا آپ پر ظاہر ہو جائیگا
مجھے اپنے علم سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہی کہ مجھے اُسکا انتظار ہی اُسے اسوقت ظاہر نہین کرسکتا ہون
خواجہ اُسکی تقریر سنکے چاہتے تھے کہ کچھ کہین ناگاہ شور و غل بیرون دیوار حصار ساحرون
مین ہوا کہ ہوشیار ہو جادو وہ عجائب جادو بصد قہر و غضب آتا ہی ابھی شور و غل ہو رہا تھا کہ
عجائب جادو آ پہونچا اُن ساحرون نے ترنج و نارنج وغیرہ سحر کرکے اُسپر مارے کد و کوشش از حد
اُسکے مبتلاے سحر کرنے مین اور روکنے مین کی لیکن وہ کسی ساحر کے سحر مین مبتلا نہوا کسی کے روکے
سے نہ رکا جما ساحرون کو ہٹا کے مانند شیر غضبناک دیوار حصار سحر کے قریب آیا دیوار آتشین
سحر کو دیکھکر کچھ سوچکر سحر پڑھ کر پاؤن زمین پر مار کر غرق زمین ہو کر راہ زیر زمین طی کرکے
اُس جگہ پر پہونچا کہ اوپر اُس زمین کے ملکہ ماہ سبز پوش زیر دار بیٹھی تھی تدبیر اُسکے دار پر کھینچنے کی
ہو رہی تھی عجائب جادو نے راہ زیر زمین سے اندر حصار سحر کے پہونچ جانا چاہا کہ اپنے سحر سے زمین کو
شق کرکے نکلے مگر ممکن نہوا کیونکہ خورشید روشن دل نے اپنے سحر سے زمین کو سنگ لاخ و فولادی
کردیا تھا عجائب جادو عاجز ہو گیے وہان سے پلٹ کے اُسی جگہ آیا جس جگہ پاؤن مارکر
غرق زمین ہوا تھا بس زمین سے نکلکر خود بخود برہم ہو کے کہنے لگا کہ میرے روکنے کے
واسطے یہ دیوار حصار سحر گرد اپنے دربار کے حائل کی ہی کیا مین اس دیوار حصار کو

توڑکر اپنی زوجہ تک جا نہین سکتا ہون مجبور ولاچار ہون کیا مین ساحر زبردست وحاکم طلسم رنگین حصار وصاحب اختیار نہین ہون کیا میرے پاس اشیاے نادرہ طلسمی نہین ہین جو اس دیوار حصار سحر سے خوفناک ہون یہ کہکر ایک گولہ فولادی نکالکر سحر اُس پر پڑھکر دیوار مذکور پہ مارا گولہ دیوار حصار سحر پہ پڑا دیوار مذکور کو جنبش تو ہوئی مگر در پیدا نہوا تفرقہ آگے رہ گئی عجائب جادو نے اُن تحفجات طلسمی سے جو اپنے ساتھ لایا تھا ایک گوہر کلان مانند بیضۂ کبوتر کے نکالا اور خون اپنی پیشانی کا کارد کسے نکال کے اُسپر ڈال کے یا سامری کہکر اُسی دیوار مذکور پر مارا اُس طلسمی گوہر کلان کے مارنے سے دیوار حصار سحر مذکور مین ایک در پیدا ہوا عجائب جادو اُس در سے گذر کر آگے بڑھا دیکھا دوسری دیوار حصار سحر ہی وہی گوہر کلان ہاتھ مین لیکر خون اپنی انگشت دست چپ کا اُس پہ گراکر سامری کو پکار کر اُسی دیوار پر مارا چونکہ وہ گوہر سحر سامری تھا بدستور اول اُس نے اس دیوار حصار سحر مین بھی در پیدا کیا عجائب جادو نے اندر اُس در کے قدم رکھا اُسوقت ایک شیر غضبناک نعرہ کرکے اُسپر حملہ آور ہوا عجائب جادو نے اُسے دیکھکر ٹھہر کر جلد تر ایک گولا فولادی نکال کے اُسپر سحر دم کرکے اپنے خون دست راس سے اُسے تر کرکے یا خداوند جمشید کہکے اُسی شیر سحر پہ مارا شیر مذکور گولے کے پڑنے سے آہ ونالہ کرکے مجروح ہوکے گرا تو لیکن اُس نے تڑپکر جست کرکے عجائب جادو کے پاس پہونچ کے طمانچہ مارنے کا ارادہ کیا عجائب جادو پیچھے ہٹا شیر نے پنجہ اپنا اُسکی کلائی پر مارا کلائی کو عجائب جادو کی زخمی کرکے زمین پر گر کے تڑپنے لگا پھر ایک شعلہ اُسکے تن سے ایسا نکلا کہ اُس شعلے سے وہ ہمہ تن جلکے خاک ہوگیا اُسکے خاک ہوتے ہی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعدہ آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنے افسوس مرے اور ساتھ مطلب اپنے کے نہ پہونچے ہم نام ہمارا پیران جادو تھا بعد آنے اس آواز کے وہ تاریکی دفع ہوئی عجائب جادو اُسی دروازۂ دیوار حصار سحر کی راہ سے گذر کے آگے بڑھا دیکھا کہ ایک دیوار حصار سحر اور ہے وہ دیوار آتشین تھی ومبدم شعلے اُس سے نکل کے سوے فلک جاتے تھے حرارت اُس دیوار آتش سحر کی ایسی ہے کہ قریب اُسکے جایا نہین جاتا ہے یہ حرارت وگرمی اُس کی مشاہدہ کرکے عجائب جادو نے ایک شیشہ پر آب نکالا اور تھوڑا پانی شیشۂ مذکور سے چلو مین لیکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکے دیوار مذکور پہ چھڑکا اُس آب چاہ سامری کے چھڑکنے سے وہ گرمی وحرارت وشعلہ فشانی اُس دیوار کی زائل ہوئی دھوان پیدا ہوا اُس دھوین سے ایک اژدر آتش فشان دہن کھولے ہوے پیدا ہوا عجائب جادو کو نگل جانیکا ارادہ کیا شاہ طلسم رنگین حصار نے بصد مشکل بزور سحر اُسے مارا اُسکے مرنے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی بعدہ آواز آئی حیف قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا عجائب جادو آتشبار جادو کو بھی قتل کرکے اُسی گوہر سامری سے بدستور مذکور دیوار کو توڑکے حصار سحر خورشید روشن دل کو مٹاکے دربار خورشید روشن دل مین گیا حملہ اہل دربار نے اُسے دیکھکر ارادہ لڑنے کا کیا خورشید روشن دل نے اشارے سے منع کیا اور آہستہ کہا کہ مین نے خود چاہا ہے کہ یہ اس جگہ آئے ورنہ یہ میرے حصار سحر مین آسکتا تھا آتشبار جادو و بہران جادو کو اسنے قتل کیا مین بیٹھا رہا عمداً اسکو نہ روکا اس مین ایک

مصلحت ہی یہ باشارہ سب سے کہکے واسطے تعظیم عجائب جادو کے اپنے تخت سے اٹھا اور ہنسکر کہا
ای برادر عجائب جادو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم تو تمھارے آنے کے منتظر تھے اُس نے اپنی زوجہ کو
زیر دار دیکھکر کہا ای خورشید روشن دل دیکھا تمنے کہ مین کیونکر دلیرانہ اندر تمھارے حصار سحر کے
آیا کوئی ساحر تمھارے ملازمون سے مجھے روک نہ سکا جب مین یہان تک آچکا اب مجکو اپنے پاس
بلاتے ہو اور بھائی اپنی زبان سے کہتے ہو پہلے تمنے کچھ خیال برادری نہ کیا میری زوجہ کو اسیر کیا
یہان لاکے اُسے زیر دار بٹھایا تمام اپنے اہل دربار مین ناموس کو میرے بٹھایا زوجہ کو میری
بے پردہ کیا مجھے صدمہ دیا تم سے یہ امر بصد عجب تھا جو تمنے کیا مجھے یہ امید تم سے ہرگز نہ تھی
گو تم طلسم کشا کے شریک ہوے تھے مگر مین تمکو ایسا اپنا دشمن عزت و آبرو نجانتا تھا اب کہو
تمھارے ساتھ کسطرح پیش آؤن خورشید روشن دل نے جواب دیا ای برادر اسقدر غصہ نہ کرو آؤ
ہمارے پاس بیٹھو زیادہ اپنی بہادری ظاہر نہ کرو مین نے خود تمھین نہ روکا تمھارے آنے کی خبر مین نے
سنی مگر بیٹھا رہا تم سے آمادہ جنگ نہوا اگر مین چاہتا تو ہرگز تم میرے دربار مین اندر میرے
حصار سحر کے نہ آسکتے مجھے خود ہی منظور ہوا کہ تم یہان تک آؤ مین تم سے برادرانہ دوستانہ
کچھ باتین کرون گو مین شریک طلسم کشا کا ہوا ہون مگر مین نے خیال تمھاری برادری کا اور ہم مذہب
ہونے کا کرکے تمھاری عزت و آبرو کا لحاظ کیا ہی ناموس کو تمھارے بے پردہ نہین کیا ہی یہ خیال تمھارا
خام ہی اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہوا ہی تو ابھی یقین ہو جائیگا ذرا غصے کو کم کرو دیکھو مین
تم سے بصلح و آشتی کلام کرتا ہون تم بھی غصے کو فرو کرو سمجھ بوجھکر سخن کرو یہ کہکے ملکہ ماہ سبز پوش
جو زیر دار بیٹھی تھی اُسیر ایک نارنج سحر کرکے مارا فوراً وہ ایک تیلا ماش کے آٹے کا ہو گئی خورشید
روشن دل نے کہا ای عجائب جادو دیکھا تمنے کیا یہی زوجہ تمھاری ہی اُس نے اپنے غصے کو نزد کرکے
اپنی سخت کلامی سے نادم ہوکے سر جھکایا خورشید روشن دل نے بصد عزت اُسے اپنے برابر بٹھاکر
کہا زوجہ تمھاری میرے محلسرا مین ہی مین نے بصد عزت و حرمت و آبرو اُسے رکھا ہی اور دختر
بھی تمھاری اُسی کے پاس ہی اگر تم کہو تو اب اُنکو یہان بلاؤن اور اسطرح وہ یہان آئین کہ میرے
اہل دربار سے کوئی اُنکو نہ دیکھ سکے عجائب جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی اُنھین بلاکے مجھے دکھادو
خورشید روشن دل نے زوجہ عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا کو اپنی محلسرا سے بلایا اور
ملکہ ماہ سبز پوش سے کہا کہو ای بھابھی ہمنے تمھین اپنی محلسرا مین کس راحت و آرام سے جگہ
دی تھی اُس نے اشارے سے کہا بیشک تمنے مجھے راحت دی دختر کو بھی میری میرے ہی پاس رکھا
سوا نیکی کے کوئی بدی تمنے میرے ساتھ نہین کی مجھے یہ امید تمھاری ذات سے نہ تھی جو ظہور مین آئی
پہلے مین جانتی تھی کہ تم مجھ سے دشمنی کروگے لیکن تمنے نیکی و دوستی کی ہی عجائب جادو تقریر
باشارہ زوجہ کی سمجھ کے خورشید روشن دل سے خوش ہوا اُسوقت خورشید روشن دل و خواجہ
عمر و ثانی نے ملکہ ماہ سبز پوش کو اور عجائب جادو کو ہدایت کی ملکہ مذکور نے اشارے سے کہا
سوزن میری زبان سے نکال لو مین مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ نے چاہا تھا کہ اُسکی پیشانی
پر نظر کرکے سوزن اُسکی زبان سے نکالین لیکن خورشید روشن دل نے خواجہ کو منع کرکے

عجائب جادو سے کہا اے برادر تم اپنی زوجہ کی زبان سے سوزن نکال لو مین نہین چاہتا کہ
خواجہ یامین یا کوئی اور تمہاری زوجہ کے ہاتھ لگائے عجائب جادو نے یہ سنکے زیادہ تر خوش
ہوکے سوزن اپنی زوجہ کی زبان سے اپنے ہاتھ سے نکال لیا ملکہ نے بعد نکل جانے سوزن کے
تھوڑی دیر زبان کو دہن مین حرکت دیکے خورشید روشن دل سے کہا تمنے مجھ سے نیکی کرکے
اور مجھے ہدایت کرکے دوستی سے پیش آکے مجھے اپنا دوست کرلیا اب مین مطیع دین اسلام ہوگئی
خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اُسے اُسکے شوہر کے پہلو مین بٹھایا پھر ملکہ زنگین کل کشا
سے اشارہ کیا کہ اپنے والدین کے قدمون پر گر کے عفو خطا چاہ اُس نے ایساہی کیا اور کہا
اے مادر و پدر ذیوقار مین نے اتنک سوا الفت و محبت طلسم کشا سے کوئی فعل بد نہین کیا ہے
جیسی چاہو مجھ سے قسم لیلو یہ کہکے آبدیدہ ہوئی اُسوقت محبت مادری و پدری جوش مین
آئی ملکہ ماہ سبز پوش نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینے سے لگایا پھر
عجائب جادو نے بھی اُس سے خوش ہوکے اپنے سینے سے لگایا قریب اپنے بٹھایا بعد اِس کے
خورشید روشن دل نے اوصاف طلسم کشا بیان کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے اشارہ کیا کہ عجائب جادو
سے گلے ملجایئے ملکہ ماہ سبز پوش اور عجائب جادو سے کہا میری خوشی اِس مین ہے کہ آپ دونون
صاحب اِس شاہزادہ ذیوقار سے بھی صاف ہوجائین دل مین کدورت نہ رکھین بلکہ اپنا خورد
جان کر بزرگانہ گلے سے لگالین اسکے شریک ہون اسکی شراکت سے بہبودی کونین جانین یہ
شاہزادہ ضرور ہی طلسم کشا ہی زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا عنقریب ہی جو اسکی اطاعت و
شراکت کریگا انجام اُس کا اچھا ہوگا اور جو شخص اسکا عدو ہوگا قتل ہوگا عاقل کو لازم ہے
کہ بذریعہ عقل ہر امر مین فکر و غور کرکے اپنی بہبودی کا خیال کرے اور اپنے مذہب کو دیکھے کہ اچھا
ہے یا بُرا ہے مین نے چشم غور سے جو دیکھا تو دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہ پایا اُسی
سبب سے مطیع اسلام ہوگیا ہون لہذا اے برادر عجائب جادو میری طرح تم بھی مطیع دین
اسلام ہوکے شراکت طلسم کشائی کرو اور اپنی فرزندی مین اس شاہزادہ ذیوقار کو قبول کرو اگر
خدا چاہے گا تو بعد فتح طلسم صندل عقد اُسکی دختر کا اِس نامدار کے ساتھ ہوگا خوشا مقدر اُس
شخص کا جسکو ایسا عالی حسب والا نسب شجاع و بہادر داماد ملے آخر تمکو ایک روز اپنی دختر کی شادی
کرنا ہوگی کیونکہ ماشاءاللہ اب جوان ہی لائق شادی کے ہے چونکہ شیرین زبانی و نرمی عجب شئے ہے
دشمن جانی کو انسان بوجہ شیرین زبانی و نرمی کے دوست بنالیتا ہے اسی کی وجہ سے
قاتل قتل کرنے سے باز رہتا ہے فتنہ و فساد اسی کے سبب سے فرو ہوجاتا ہے کیسی ہی لڑائی ہو صلح
ہوجاتی ہے اسی کے اختیار کرنے کی تاکید عاقل و ناصحان نے کی ہے چنانچہ سعدی شیرازی نے بھی
اسی مضمون کو بتاکید اُمر دمان غصہ ور و غضبناک سے گویا مخاطب ہوکے کہا ہے اور مضمون مذکور اپنے
اِس شعر مین ادا کیا ہے شعر لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز ٭ نہ برد قز نرم را تیغ تیز عجائب جادو
باوجود سیاہ قلب و دشمن ہونے کے نیکی و شیرین زبانی و نرمی و خاطر داری و تعظیم
و تکریم کرنے خورشید روشن دل کے ایسا مجبور دشمنی کرنے سے ہوا کہ سرکشی کر نہ سکا انجام کار

خیال کرکے اور اپنی زوجہ کو مطیع دین اسلام پاکے خورشید روشن جمال سے کہنے لگا ای برادر دینی تمنے
مجھ سے نیکی کی ہی مجکو بھی لازم ہوا کہ تمھارے کہنے پر عمل کرون اپنے برادر کلان صندلان شاہ
کا دشمن ہون طلسم کشا کا دوست ہون اپنی ملت سے کارہ ہوکے مطیع دین اسلام ہون یہ کہکے اپنی
جگہ سے اُٹھکر سوے شاہزادہ رستم ثانی بڑھا اُدھر سے شاہزادہ اسکی جانب بڑھا آخر دونون
خوش ہوکے گلے ملے عجائب جادو نے زمانہ ماضیہ کی دشمنی کرنے کا عذر کیا اور کہا اب مین آپ کا
مطیع ہون حتی الامکان دوستی کرونگا شاہزادہ اُسکی تقریر سے خوش ہوا بعد معانقہ کے دونون اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا آپ بھی بڑھیے عجائب جادو سے صاف
ہو جائیے خواجہ نے کہا بھلا مین انسے کیا صاف ہونگا انکی دشمنی سے میرا نقصان عظیم ہوا جب انھون نے
مجھے گرفتار کیا تھا اُسوقت میرے پاس کئی صندوقچے زر و جواہر کے تھے اُنکے گرفتار کرنے سے وہ
صندوقچے نہین معلوم کہان میری کمر سے کھل کے گرگئے ہین اُس مین لاکھون روپیہ کا جواہرات تھا اگر
وہ صندوقچے یہ مجھے لاکر دیدین تو البتہ مین ان سے صاف ہو جائین گلے ملین خورشید روشن دل
و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تقریر خواجہ کی سُنکے مسکرائے بجائے خود سمجھے کہ خواجہ طماع
ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر عجائب جادو سے دستیاب ہو یہ سمجھکر خورشید روشن دل
نے سرگوشی مین عجائب جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو ثانی مانند اپنے والد کے طماع ہین جو کوئی
زر و جواہر انکو دیتا ہے اُس سے یہ بہت خوش ہوتے ہین اسوقت یہ کہنا انکا کہ میرے چند
صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے بوجہ تمھارے گرفتار کرنے کے گرگئے ہین صاف
مدعاے دلی انکا یہ ہی کہ مجھے کچھ زر و جواہر دو لہذا انکو جو مناسب ہو دیدو یا دینے کا اقرار کرو
عجائب جادو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ای خواجہ یہ آپ غلط کہتے ہین کہ میرے صندوقچے گرگئے
ہین وہ زر و جواہر جو آپ میرے دربار اور کمرے سے لے آئے ہین کہان ہے مجھے دیجیے خواجہ
کہا زنبیل کو دیکھ لو اگر مین لاتا تو اس مین رکھتا مین کیا جانون زر و جواہر تمھارا کون لے گیا
مین نے تو تمھارے ساتھ نیکی کی ہے تمھاری زوجہ کو عیاری کرکے اسیر کرکے زندہ رکھا ہے اگر چاہتا
تو مار ڈالتا بعوض نیکی مذکور تم الزام دیتے ہو عجائب جادو نے کہا ای خواجہ مین مزاحًا کہتا ہون
جو کچھ آپنے لیا ہی اُسکا طالب نہین ہون اور اب جو کچھ مجھ سے ہو سکےگا مین آپ کو دونگا بیشک
آپ نے یہ مجھ سے نیکی کی ہی کہ میری زوجہ کو قتل نہین کیا ہی خواجہ یہ سُنکے خوش ہوے اُسکی تعریف
بہت کرکے کہا دیکھو جو اقرار کیا ہی اسکا خیال رکھنا بھول نہ جانا اُس نے کہا آپ اطمینان رکھین اگر
بقول آپکے صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے آپکی کمر سے گرگئے ہین تو مین اُنکے عوض مین زر و
جواہر آپکو دونگا یہ کہکے عجائب جادو خاموش ہوا سب اعلے ادنے جو اُسوقت وہان موجود تھے
خواجہ کی تقریر سُنکے مسکرائے چونکہ بے جنگ و جدال عجائب جادو اور زوجہ اُس کی مطیع دین
اسلام ہوئی خورشید روشن دل کو خوشی ازحد ہوئی چاہا کہ اس سے خوشی ظاہر کیجیے بزم عشرت آراستہ
کیجیے آخر یہی کیا اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت بعید تکلف آراستہ کرو ارباب نشاط
کو طلب کرو بخوبی تیاری و سامان عیش و عشرت کا کرو ملازم کاربند ہوے جلد تر بزم عشرت آراستہ

کی خورشید روشن دل مع عجائب جادو وطلسم کشا وخواجہ وجملہ اپنے اہل دربار کے بزم عشرت مین
بیٹھا ساقیان گلرخ کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لا کے باشارہ اپنے
بادشاہ کے اہل بزم عشرت کو شراب پلانے لگے ہر ایک جام بادۂ ناب ساقیان شوخ چشم سے لیکر
بعد خوشی پینے لگا دور جام مے گلرنگ کا ہونے لگا جب سب اہل بزم عشرت مے پی چکے اور کباب وغیرہ
گزک سے لطف اٹھا چکے کشتیان شراب کی ہمراہ لیکر بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے
ساقیان خوبرو کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ از حد حسین وخوش گلو بھاری
پشواز پہنے ہوئے دریاے زیور جواہر کار مین غوطہ مارے ہوے ہمراہ اپنے سازندون
کے بعد ناز و انداز بزم طرب مین حاضر ہوئی نیچی نظرون سے جملہ اہل دربار کو دیکھکر خورشید
روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وحدید شاہ وسرشار شاہ وخواجہ عمرو ثانی
کو بناز و ادا سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے کہنے لگی جلد تر سازون کو درست کرو
اُنھون نے حسب دلخواہ اپنے سازون کو درست کرکے بجانا شروع کیا رقاصہ کھڑی ہوکے روبرو
خورشید روشن دل وطلسم کشا وعجائب جادو وخواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے بعد غمزہ وکرشمہ رقص
کرنے لگی اہل بزم بنظر غور عالم نشہ شراب مین رقص اُسکا دیکھنے لگے ناچ اُس دلربا کا قابل دید
تھا کیونکہ وہ رقاصہ کاملہ عجب حسن سے رقص کرتی تھی جب اُس نے ناچنے مین ہاتھ اپنا اُٹھایا سازنے
سُرون مین اُسکا ساتھ نباہا ٹھوکرون سے جگر اہل بزم کے مانند سبزہ کے پامال کرنے لگی انعام مین
زر وجواہر بار بار لینے لگی جب توڑا اُس نے لیا اہل بزم کو مانند مرغ بسمل بسمل کیا ہر ایک نے مانند
فرش کے اُسکے پاؤن کے نیچے اپنا دل رکھا تھا ٹھاٹھ اُسکا آفت ہوش تھا گویا طرز طاؤس بوستان کا
تھا زیادہ تعریف اُسکے رقص کی تو محال ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ مصداق نظم ۔ نظم

نیم بسمل تھے اہل محفل سب
سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرت مشعل

قتل گہ ہوگئی تھی بزم طرب
لیا توڑا تو کر دیا بسمل
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل

ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفت ہوش
بچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
جب وہ رقاصہ رقص کر چکی گت

ناچ چکی ٹھہر کے یہ غزل شروع کی غزل
مانا کہ تجھے اُنکی ندامت ہی کی مگر
اُدنے جواب بھی پایا نہین کیا ضرور تھا
دامن سے غیر ہی کے اگر پونچھتے تھے اشک
پھر کیا سبب جو آپکے دل سے ملے ضرور تھا

کرنا ہی عرض حال مجھے کیا ضرور تھا
کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
دین اپنے ہاتھ سے وہ سزا اس امید پر
ماتم مین غیر کے کیا دھنین [illegible] ضرور تھا
مانا کہ رحم یار کو آتا نہ ای فروغ

اے یار تو تو عالم مافی الصدور تھا
اچھا وہ حال دل تو ہمارا سنا کیے
جسکی خطا ہو کتنا ہون میرا قصور تھا
دسے مرے تو ورنہ تھے آپ بیرحجان
پر اپنا حال دل تمہین کہنا ضرور تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سننے لگے تعریف اُسکے گانے کی کرنے لگے کیونکہ مقتضا ہے ۔ نظم

وہ تھا اُس گل کا زمزمہ آہنگ
پر کب اُسکے کمال کو پہونچے
ہوگئی چشم ساد گوہر بار
ڈھونڈا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سماں بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آنسوون کے تار

یون تو گرچہ چرخ لاکھ دون کی لے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشہ ہی کو لگ گئی ہچکی

جب اُسنے غزل گا کے تمام کی خورشید روشن دل نے خوش

ہو کے انعام کثیر اُسے دلوا کے رخصت کیا بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب ہوکے کہا اے خواجہ نہایت دل چاہتا ہی کہ اسوقت نَے بجایئے کوئی غزل گایئے ہم بہت مشتاق ہین آپکا گانا سننے کے خواجہ نے بعد انکار کے اصرار کرنے سے خورشید روشن دل کے زنبیل سے نَے نکالکر بمقام مناسب بیٹھکر نَے بجا کے یہ غزل گائی غزل

نہین امید اتنی بھی ہمین اپنے مقدر سے
کبھی تو جذب الفت کھینچ لائے یار کو گھر سے

عیادت کو تو آئے پر سے بیٹھے ہین بستر سے
غضب کا ہی اُنھین پرہیز مجھ بیمار ولاغر سے

تمنا ہی گلے ملنے کی قاتل تیرے خنجر سے
شہادت کا نہین ہی روز دن ہی عید قربان کا

نہ جھپکی آنکھ میری حشر کو خورشید محشر سے
جو تھا مین دیکھنے والا کسی کے روے تابان کا

ابھی تک آرہی ہی عطر کی بو میرے بستر سے
ہوئی مدت تم اکدن ایک دم کو آکے بیٹھے تھے

خدا محفوظ رکھے تجکو ساقی چشم ساغر سے
مثل مشہور ہی جھپکے نہ جو اُس آنکھ سے ڈر رہے

بکا کرتا ہی اتبک آئینہ نام سکندر سے
جہان مین عزت صانع سے ہی مصنوع کی عزت

چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہی صرصر سے
شب فرقت ز فور آہ سے موت آنے والی ہے

ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھ کے ہی خورشید محشر سے
لحد مین سوزش دل سے ہمارے اک قیامت ہے

عیان ہی سختی جانی کا مرے حال اُسکے خنجر سے
بنا آری کی صورت پڑ گئے کثرت سے دندانے

دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
تمھاری سوز فرقت سے نہ پایا چین سینے مین

صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جسوقت آمادہ

بھلا غم نامہ لیجائے کہان ممکن کبوتر سے
ہمارے سوز دل کا ہی رقم مضمون سر تا سر

ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
تمھارے درد فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ

لب و دندان مین ہی خوبی زیادہ لعل و گوہر سے
وہ رخسارے گل تر مین تو آنکھین نرگس شہلا

خدا ہی جب بچائے تو بچے شیطان کے شر سے
ولیکن انسان کو اسکے مکر سے پرہیز مشکل ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت خواجہ کے گانے سے یہ حال ہوا کہ سب سامعین جھومنے لگے بقول اسکے نظم

نغمۂ قدم مین تانسین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان ہر اُپچ کا تھا انداز
لحن داؤد بسکہ تھا دمساز
ہوگئے مست سب درودیوار

تڑپی مانند طائر مذبوح
ایسا باندھا تھا بسکہ سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بول اُٹھے ناظران نقش و نگار

بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
ہی بجا گر کہین تم سے اعجاز
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ

راوی نے بیان کیا ہے کہ بعد نَے بجانے اور گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب نے متفق اللفظ ہو کے خواجہ کی ثنا کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے زر و جواہر بطور نذر و تحفہ خواجہ کو دیا آٹھ پہر کامل بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسۂ عشرت برخاست ہوا عجائب جادو نے خورشید روشن دل سے کہا چونکہ اب مین اور میری زوجہ دونون مطیع اسلام ہو چکے ہین لہذا مجھے لازم ہی کہ نیکی و شرکت طلسم کشا مین بخوبی سعی کرون اُس سے دوستی کرون اپنے برادر کلان

ضندلان شاہ کا عدو ہون لوح طلسمی یعنی لوح طلسم صندل جو میرے پاس ہی طلسم رنگین حصار
مین جاکر لے آؤن سامان جنگ کرون خورشید روشن دل نے جواب دیا بہتر ہے مین رائے تمھاری
پسند کرتا ہون شرط دوستی یہی ہی عجائب جادو یہ سنکے اپنی زوجہ اور دختر سے کہنے لگا
تم یہین رہو مین طلسم رنگین حصار مین جاتا ہون وہان سے جلد آونگا یہ کہکے تخت سحر پر بیٹھکر
سوے طلسم رنگین حصار خوش وخرم روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنی محلسرا مین پہونچا وزرا
وغیرہ کو عجائب جادو کے آنے سے اطلاع ہوئی سب اہل دربار حکم عجائب جادو سے
دربار مین آئے علےٰ قدر مراتب بیٹھے عجائب جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہو کے
دربار مین آکے بالائے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اسوقت
مین تمسے پوچھتا ہون کہ جس بات کو مین تمسے کہون آیا اسے قبول کروگے اس وقت مین بھی ساتھ
میرا دوگے حق نمکخواری ادا کروگے حاتم مجھے اپنا جان کے اطاعت و فرمانبرداری کروگے خلاف
میرے حکم کے تو نہ کروگے جملہ اہل دربار اور چارون عیار پچھون نے عرض کیا ہم سب نمکخوار
ہین بادشاہ اپنا حضور کو جانتے ہین جو حکم ہوگا بسر وچشم بجا لائینگے خلاف حکم نہ کرینگے لیکن حضور
تفصیل فرمائین کس مقدمہ مین حضور ہم سے کچھ فرمائینگے عجائب جادو نے کہا مین ایسے بارے
مین کہونگا کہ جس کام کے اختیار کرنے سے واسطے تمھارے دین و دنیا مین نفع ہوگا اگر میرے کہنے پر
عمل کروگے تو مجکو بھی خوشی حاصل ہوگی مین تمسے بہت خوش ہونگا اور اگر خلاف میرے حکم کے
کروگے تو برہم ہو کے قتل کرونگا وہ بات یہ ہی کہ مین جو یہان سے بلے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش
بصد غضب گیا تھا جب قریب دربار خورشید روشن دل کے پہونچا اکثر ساحرون نے مجھے روکا آمادہ
جنگ ہوئے مین کچھ ساحرون کو بھگا کے کچھ ساحرون کو ہنگام جنگ قتل کرکے آگے بڑھا خورشید
روشن دل نے جو تین دیوارین حصار سحر کی واسطے میرے روکنے کے پیدا کی تھین اور دو ساحر
زبردست واسطے میرے روکنے کے مقرر کیے تھے دیوارہاے حصار سحر کو اپنے سحر سے ہٹا کے ساحران
مذکور کو قتل کرکے دلیرانہ اُس جگہ علین دربار مین پہونچا کہ دار استادہ تھی زیر دار شبیہ ملکہ ماہ سبز پوش
بیٹھی تھی مین نے اُسکو زوجہ اپنی جان کے غضبناک ہوکے خورشید روشن دل سے شکایت کرکے کہا کہ تمنے
لاکھ میرے روکنے کی تدبیر کی لیکن مین یہان آپہونچا اب کہو کس طرح تمسے پیش آؤن تمکو قتل کرون
اہل دربار کو تمھارے ہلاک کرون طلسم کشا کو ابھی تہ تیغ کرون اپنی دختر و زوجہ کو یہان سے لیجاؤن
تمام تمھارے ملک کو تباہ و برباد کرون مین اور کوئی نہین ہون عجائب جادو ہون
صاحب ملک و صاحب اختیار ہون اشیاے نادرات طلسمی میرے پاس ہین کسی سے نہین
ڈرتا ہون جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے رنگ میری لڑائی کا دیکھے ابھی دریاے خون
اس دربار مین بہا دون نام و نشان ہر اک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دون اعداسے کسی کو زندہ
نہ چھوڑون خورشید روشن دل نے میری تقریر سنکے مجھے غصے مین پا کے براے تعظیم مع اپنے
اہل دربار کے اُٹھ کے مسکرا کے مجھ سے کہا ای برادر آؤ کیون اسقدر برہم ہو ہمارے پاس بیٹھو مین نے
جواب دیا ای خورشید روشن دل بسا عجب ہی کہ تمنے میری زوجہ کو باوجود برادر دینی ہونے کے

اسیر کیا زیر دار سر دربار بٹھایا میری ذلت اور میرے ناموس کی توہین کی ہو اُسپر اسوقت میری
تعظیم کرکے کلمات صلح و آشتی و دوستی اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اور باعث بر ہمی پوچھتے ہو اُسنے
یہ سُنکے مجھے جواب دیا کہ ای برادر جو تم سمجھے ہو وہ فعل مین نے نہین کیا ہی یعنی تمھاری زوجہ کو سر دربار
زیر دار نہین بٹھایا ہی یہ ایک پُتلا ماش کے آٹے کا ہی صرف اُسکو زیر دار اسواسطے بٹھایا تھا کہ تم کو
خبر ہو تم یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرون اور یہ دیوار حصار سحر بھی محض لوگون کے دکھانے کو واسطے
تمھارے روکنے کے ہویدا کی تھی مجھے تمسے لڑنا اور تمھارا روکنا اور تمھاری زوجہ کو قتل کرنا
منظور نتھا اب ہی تمھاری زوجہ و دختر میری محلسرا مین ہین براحت و آرام ہمراہ اُن پریزادون
ہین جنکو مین نے مع حباب سحر کے اور تمھاری زوجہ کے اسیر کیا تھا اگر کچھ شک ہو تو دیکھ لو حال
ابھی ظاہر ہو جائیگا اور اگر مین تم سے آمادۂ فساد ہوتا اور روکنا تمھارا منظور ہوتا تو اس طرح
مین بیسان بیٹھا رہتا اور تم چلے بھی آتے ہرگز ہرگز اس جگہ نہ آسکتے وہ انتظام کرتا کہ تمھارا
یہان کسی طرح گذر نہوتا اور وہ لڑائی ہوتی کہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوتی یہ
کہکے اُس نے شبیہ ملکہ ماہ سبز پوش پر سحر کیا مین نے جو دیکھا تو واقعی وہ ایک پتلا ماش کے آٹے کا
تھا مین یہ حال دیکھکر اور اُسکی تقریر سُنکے دل مین اپنے سمجھا کہ جو کچھ اسنے کہا سچ کہا میرے
اور میرے ناموس کی ذلت نہین کی آمادۂ جنگ و فساد نہین ہوا دوستی و لحاظ اسنے میری عزت کا
کیا ہی اب اس سے اسوقت آمادۂ فساد نہونا چاہیئے یہ سمجھ کر مین اُسکے قریب گیا غصہ تو فرو ہو چکا
تھا برابر اُسکے بیٹھا پہلے وہ بخلق و مروت و محبت و خاطر داری پیش آیا بعدہٗ میری اجازت سے
میری زوجہ و دختر کو اپنی محلسرا سے بلوا کے میرے پاس بٹھا دیا مین نے اپنی زوجہ سے جو دریافت
کیا اس نے کہا خورشید روشن دل مجھ سے اور میری دختر سے بہ نیکی پیش آیا اپنی محلسرا مین براحت
و آرام مجھے مقیم کیا قید نہین کیا صرف زبان مین سوزن رہنے دیا مین تقریر اپنی زوجہ کی سُنکے
زیادہ تر خوش ہوا اس اثنا مین خورشید روشن دل اور خواجہ عمر و ثانی اور طلسم کشا نے مجھے
ہدایت کی چونکہ مین نے کتب دینیہ و مذاہب مین دیکھا اور پڑھا تھا کہ دین اسلام سے بہتر
کوئی دین نہین ہی اور یہ بھی یقین کامل تھا کہ زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
شاہزادہ رستم ثانی بے شبہ طلسم کشا ہی جو شریک اسکا ہوگا واسطے اُسکے کونین مین بہبودی
ہوگی پس باین وجہ رہنمائی تمام بزرگان سے اور خورشید روشن دل کی محبت و مروت و دوستی
کرنے سے مجبور ہو گیا بجز مطیع دین اسلام ہونے کے کچھ چارہ نہوا پہلے زوجہ میری مطیع دین
اسلام ہوئی بعدہٗ مین مطیع دین اسلام ہوا بعدہٗ بزم عشرت مین کہ خورشید روشن دل نے محض
میرے اور میری زوجہ کے مطیع دین اسلام ہونیکی خوشی مین آراستہ کی تھی جا کے بیٹھا
رقص ارباب نشاط کا دیکھا گانا سُنا خواجہ عمر و ثانی نے بھی نئی نوازی سے مجھے اور
تمام اہل بزم کو خوش کیا بعد ختم جلسۂ عشرت مین وہان سے یہان آیا ہون ارادہ ہے کہ لوح
طلسم صندل لیکر وہان جاؤن طلسم کشا کے حوالے کرون تم کہو کیا کہتے ہو مطیع دین اسلام
مانند میرے ہوگے یا نہوگے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا جب حضور

مطیع دین اسلام ہوئے تو ہم بھی مطیع دین اسلام ہونگے بلکہ اسی وقت سے ہوئے عجائب جادو
نے تقریر انکی سنکے بہت خوش ہوکے چنچل وغیرہ عیار بچیون کی طرف دیکھا اور اشارے
سے پوچھا کہو تم کیا کہتی ہو چنچل نے جواب دیا مین سوال حضور کے جواب مین صرف اسقدر کہتی
ہون کہ الناس علے دین ملوکہم حضور سمجھ جائین عجائب جادو چنچل کی بھی گفتگو سنکے خوش
ہوا بعد اسکے ایک منادی کو حکم دیا کہ تمام ہماری عملداری مین جاکر یہ ندا دے کہ شاہ طلسم رنگین
حصار مطیع دین اسلام ہوگیا ہے اب حکم اسکا یہ ہے کہ رعایا بھی ہماری تمثال آئینہ رو وغیرہ
خداوندون کی پرستش چھوڑ کے بالفعل مطیع دین اسلام ہو پھر کلمہ شہادتین زبان پر
جاری کرکے مسلمان ہونا ہوگا جو کوئی زن و مرد خلاف اس حکم کے کریگا قتل و اسیر کیا جائیگا اور
جو کوئی تصویرین خداوندون نالائقون کی اپنے گھرون مین یا اپنے گلون مین رکھے گا وہ بھی
ہلاک کیا جائیگا حسب الحکم منادی نے حکم عجائب جادو کی تعمیل کی جملہ ساکنان
طلسم رنگین حصار حکم حاکم سنکے مطیع دین اسلام ہوئے عجائب جادو یہ خبر سنکے ازحد
شادمان ہوا پھر اپنی فوج ساحران کو کمربندی کا حکم دیا سامان جنگ بخوبی کیا جب تمام
سپاہ کہ قریب لاکھ ساحرون کے تھی حکم شاہ طلسم رنگین حصار سے کمربندی سے فارغ
ہوئے عجائب جادو اپنے اہل دربار اور عیار بچیون کو اور تمام سپاہ مذکور ہمراہ لیکر
لوح طلسم صندل کو بھی لیکر جانب ملک بادشاہ خورشید روشن دل لعبید جادو چشم روانہ ہوا
ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار تھا کوئی فیل آتشین سحر کوئی اژدر آتش فشان سحر کوئی
ساحرہ طاوس سحر کوئی لبط سحر کوئی تخت پر سوار تھی جملہ ساحران خورد و کلان بلند ہوکے
لکہ ہائے ابر سحر مین مخفی ہوکے سوئے دربار خورشید روشن دل روانہ ہوئے احوال ان
سب کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال دربار خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے کہ جب جلسہ
عیش و عشرت برخاست ہوا عجائب جادو اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ملکہ ماہ سبز پلوش
و ملکہ رنگین کاکل کشا و خدیو شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے خورشید روشن
دل سے کہا کہ اب تامل نہ کیجیے لشکر آراستہ کرکے سوئے طلسم صندل چلیے خورشید روشن دل
نے سب کو جواب دیا ابھی تامل کرو کیونکہ ستارے میرے طالع کے سخت ہین ایام سخت گذر جائین
اور دن اچھے آجائین تو پھر مین یہان سے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے سوئے طلسم صندل
مع لشکر روانہ ہون سوا عذر مذکور کے ابھی مجبور برادر عجائب جادو کے بھی آنے کا انتظار رہے وہ
لوح طلسم صندل لینے کو گئے ہین جب تک پاس طلسم کشا کے لوح طلسم صندل نہو گی طلسم کیونکر
فتح ہوگا سب نے کہا آپ سچ کہتے ہین مگر دل ہمارا گھبراتا ہے تاوقتیکہ یہان سے چلنا ہو کوئی
شغل ایسا کرنا ضرور ہے کہ جس سے دل بہلے خورشید روشن دل نے پوچھا باعث تمہاری خوشی
خاطر کا کیا شغل ہے سب نے متفق اللفظ کہا جب سے خواجہ نے نے بجائی ہے اور غزل بالحان داؤدی
گائی ہے اور ہمنے سنی ہے اسوقت سے کان ہمارے پھر مشتاق خواجہ کے گانے اور نے بجانے کے ہین
چاہتے ہین کہ اسی طرح بزم عشرت آراستہ کرایئے ارباب نشاط کو طلب کیجیے چندے بزم عشرت

آراستہ رہے ہم سب رقص و نغمہ رقاصان خوبرو و نے نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اُٹھائین دل خوش کرین جب سخت ستارے آپکے طالع کے گذر جائین ایام نیک آجائین اُسوقت بزم عشرت موقوف کیجائے اور بیابان سے سمت طلسم صندل کوچ کیا جائے خورشید روشن دل نے سب کے کہنے سے مجبور ہوکے کہا کہ مین صحبت رقص و نغمہ سے گو بہت کارہ ہون لیکن تم سب کے اشتیاق و اصرار سے لاچار ہون اچھا تمھارے کہنے پر عمل کیا جائیگا یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اسی طور سے پھر بزم طرب آراستہ کرو سامان عیش و راحت کرو ارباب نشاط کو ہمارے حکم سے طلب کرو ملازم کاربند ہوے بزم عشرت رشک بزم جمشید آراستہ کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروز ندہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لند هور و فرزند خورشید روشن دل و خواجہ عمرو ثانی و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشاد جملہ اہل دربار خورشید روشن دل علیٰ قدر مراتب بزم عشرت مین بیٹھے عورتین علیحدہ مردون سے مقام محفوظ مین بعد پردہ داری بیٹھین اُسوقت حکم خورشید روشن دل سے ساقیان خوبرو کشتیان بادہ مشکبو کی لیکر بزم مذکور مین آئے جملہ اشخاص موجودہ بزم مذکور کو جامہاے بلورین مین مے ناب مشکبو پلانے لگے ہر اک بعد خوشی شراب ناب پینے لگا جب سب اہل بزم شراب پی چکے اور بالائے مے کباب گرما گرم و دیگر اشیاے گزک کہا چکے ساقیان گل پیرہن و حسین کشتیان مُل کی اُٹھاکے لیگئے بعد اُنکے جانے کے حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ حسینہ و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم طرب مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے بعد انداز و ناز و ادا و عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے وہ مہ لقا گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھکر خوش ہونے لگے بجاے خود تعریف اُسکی کرنے لگے خواجہ عمرو ثانی اہل بزم کے خوش ہونے سے دل مین اپنے کہنے لگے کہ یہ رقاصہ کیا خاک رقص کرتی ہے کہ جسکے رقص کو دیکھکر یہ لوگ اسقدر شادمان ہو رہے ہین جب وہ غیرت زہرہ رقص کر چکی ایک لمحہ توقف کرکے رنگ بزم دیکھ کے یہ غزل گانے لگی سازندے ساز بجانے لگے غزل

جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا
اتنا لحاظ دختر رز کا ضرور تھا
ساقی مگر یہ جام شراب طہور تھا
دل سے تو تھا قریب جو آنکھون سے دور تھا
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا
گوشہ مزار کا مجھے آغوش حور تھا
قاتل کو تیغ ناز پہ کیا کیا غرور تھا

جب تک کہ چشم شوق مین وحدت کا نور تھا
ای برق حسن یار یہ اچھا ظہور تھا
واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکر حور
ہم سے گناہگار جو محروم رہ گئے
یعقوبؑ اور فرقت یوسفؑ مین اضطراب
صورت تری دکھاکے کہو نگا یہ روز حشر
ای صور حشر تو نے کیا کیون جگا دیا
اک پیچان کا کام نہ پورا ہوا [illegible]

اہل بزم غزل مندرجہ کے اشعار کو سنکے بجائے خود تعریف ہر اک شعر کی کرنے لگے اور اُس رقاصہ کی خوش گلوئی و کمال علم موسیقی کی ثنا

کرنے لگے خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم زر و جواہر اُسے انعام مین دینے لگے خواجہ عمر ثانی یہ رنگ دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ یہ لوگ کیا بیوقوف ہین نہ تو کچھ سمجھتے ہین نہ جانتے ہین اس رقاصہ کی گوری صورت دیکھکر مائل ہو کے بیہودہ رقص و نغمہ کرنے پر زر و جواہر پڑے دیتے رہے ہین روبرو مجھ ایسے اکمل کے اس رقاصہ جاہلہ کی کیا قدر کر رہے ہین اگر مجھ سے یہ لوگ کہتے تو مین خوبی سے گھنگرو پاؤن مین باندھ کر اہل بزم کو شراب پلاتا کہ دیکھکر ہر اک دنگ ہوجاتا قدم اُٹھانے مین جب گھنگرو یہ لوگ کہتے اُتنی ہی آواز دیتے اور بعد شراب پلانے کے ایسی نے بجاتا اور اس طرح خیال گاتا کہ ہر اک صوفی کو حال آجاتا اہل بزم عشرت کو سکتا ہوجاتا چرند و پرند میرا گانا سنکے وحشت و پرواز سے باز رہتے سمان بندھ جاتا ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے جانب خواجہ دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ اسوقت خواجہ برہم ہین آثار غصہ چہرے سے ہویدا ہین یہ دیکھ کے بفہم و فراست دریافت کیا کہ اسدم اس رقاصہ کی تعریف کرنے سے اور زر و جواہر اسے دینے سے خواجہ کو غصہ آیا ہے بایں وجہ کہ اسقدر زر و جواہر رقاصہ لئے جاتی ہے مجھے کوئی گانے کو نہین کہتا ہے اگر مین نے بجاتا ہوتا تو مین بھی زر و جواہر پاتا یہ سمجھکر شاہزادے نے خواجہ سے کہا اسوقت دل یہ چاہتا ہے کہ آپ نے بجایئے کوئی غزل گایئے اہل بزم کو خوش کیجیے خواجہ نے جواب دیا رقاصہ تو رقص و نغمہ کر رہی ہے مین نے کیا بجاؤن دل میرا متردد ہے فکر تنگدستی دامن گیر ہے شاہزادے نے زر و جواہر کے دینے کا اقرار کیا عمرو ثانی نے کہا پہلے سب صاحب عالے قدر مراتب زر و جواہر جمع کردین مین دیکھ لون کہ وہ کسقدر ہے موافق میری دفع تنگدستی کے ہے یا نہین ہے تمھارے اقرار کرنے سے کیا ہوتا ہے شاہزادہ موصوف یہ سنکر مسکرایا اس اثنا مین رقاصہ مذکورہ نے غزل مندرجہ تمام کی اور انعام لیکر بزم سے چلی گئی رستم ثانی نے خورشید روشن دل وغیرہ سے لیکے زر کثیر اور تھوڑا جواہر ایک جگہ جمع کیا خواجہ نے اُس زر و جواہر کو اُٹھاکر نذر زنبیل کرکے نے نکال کے بون سے

طاگئے بجانے اور یہ غزل گانا شروع کی ۔ غزل — نہایت فکر کی نکلی نہ شکل صلح و لبسمر سے

نہین لڑتا کسی صورت لڑون کیونکر مقدر سے — رقیبون کو جو گذرا خار آنکھ مین اُس گل تر سے

نئے گل پھولے اپنی قبر پر پھولون کی چادر سے — ترا وحشی جو آجائے قیامت مین قیامت ہو

سفیدی رُخ کی اُڑجائے بیاض صبح محشر سے — خطا کیا مشت پر کی تھی مگر ہم پر چھری پھیری

جواب نامہ قاتل نے لکھا خون کبوتر سے — نظارہ چہرہ جانان کا بیا کا نہ مشکل ہے

تماشا دیکھنے چھپکر نگہ پردے کے اندر سے — بنایا سائبان اتنا اُٹھایا پردہ محمل

نسیم آہ مجنون بڑھ گئی تیزی مین صرصر سے — کیا عاجز یہ وقت ذبح میری سخت جانی نے

کہ شکوہ باڑھ نے آخر کیا مڑ کے خنجر سے — بہت ہی زخم تر سا اوبت کا فر خدا شاہد

دکھا صورت اُسے آنچل ہٹا کے روئے انور سے — اہل بزم اشعار غزل سننے لگے تعریف خواجہ کی

کرنے لگے چونکہ خواجہ لحن داؤدی گا رہے تھے انسان کے دلون کا تو کیا ذکر ہے نوہا اور تپھر نرم ہوگئے ۔ بلکہ وحش و طیر جست و خیز و پرواز سے باز تھے نے نوازی خواجہ سے مست و مدہوش تھے

سمان بندھا تھا ہر ایک شخص کو سکتہ سا تھا ہوش کسی کے بجا نہ تھے ہنوز خواجہ نی بجا رہے تھے
غزل مندرجہ گا رہے تھے اہل بزم کو اک سکتہ سا تھا سمان بندھا تھا گاہ سوے فلک لکہ ہاے ابر
رنگا رنگ نمایان ہوے اُن مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر سے بارش مروارید
ہوتی تھی کسی لکہ ابر سے پھول برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے انگارے آگ کے بجاے قطرہ
آب گرتے تھے جو لوگ بیرون بزم عشرت تھے اور اپنے ہوش وحواس مین تھے اُنھون نے
دیکھا کہ سوے فلک لکہ ہاے ابر پیدا ہوے ہین یہ دیکھکر اُنکو گمان ہوا کہ شاید صندلان شاہ
مع اپنے لشکر کے آیا ہے یہ گمان کرکے گھبرائے جلد جلد سامان جنگ مین مصروف ہوے اسباب
سحر مانند نارنج وترنج وناریل چوبی دار گلدستے وغیرہ ہاتھون مین لیکر سحر پڑھنے لگے ہنوز
وہ ساحر سحر پڑھ ہی رہے تھے ناگاہ وہ سب لکۂ ابر سحر درمیان سے فسخ ہوے دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ایک تخت سحر پر عجائب جادو ایک صندوقچہ لیئے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اُسکے ہزارہا
ساحران نامی وغیر نامی سحر کی سواریون پر سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی اُنکے دوش پر
ہین ہاتھون مین ترسول اور پتسول لیئے ہین یہ دیکھکر وہ سب خوش ہوے باہم کہنے لگے
خوب ہوا کہ ہمنے کوئی نارنج وترنج سحر کرکے اِن لکہ ہاے ابر سحر پر نہین مارا ورنہ آپس مین
لڑائی ہوتی ہزارہا ساحر کام آتے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوتے ابھی ساحران مذکور باہم
یہ تقریر کر رہے تھے کہ عجائب جادو بلندی سے مع تمامی اپنے لشکر کے سوے پستی آیا لشکر کو
بیرون بزم عشرت چھوڑ کے ہمراہ اکثر ساحران نامی کے اندر محفل عیش وعشرت کے گیا
خواجہ کو نی بجاتے دیکھا سب کو عالم وجد مین پایا یہ رنگ بزم دیکھکر پاس خورشید
روشن دل کے بیٹھ گیا ہمراہی اُسکے بھی علی قدر مراتب بزم مین بیٹھے ہر اک نی نوازی خواجہ سے
خوش ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ نے غزل تمام کرکے نی کو داخل زنبیل کیا
شاہزادہ رستم ثانی ومحور فقید روشن دل وغیرہ اہل بزم عجائب جادو سے ملے اُس نے
وہ صندوقچہ جس مین لوح طلسمی تھی سب کے روبرو طلسم کشا کو دیا اُس نے صندوقچہ کھول کر
لوح طلسم صندل نکال کر خوش ہو کے بطور ہیکل کے گلے مین ڈالی اور کہا اے عجائب جادو
تمنے لوح طلسم صندل دیکر مجھ پر احسان کیا اُس نے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ یہ آپ کیا کہتے ہین
جب مین آپکا شریک ہوکر مطیع دین اسلام ہوا تو لوح طلسمی اپنے پاس کیا رکھتا یہ تقریر اُسکی
سُنکے جملہ اہل بزم نے کہا اب خالق زمین وآسمان وہ روز مبارک دکھاے کہ طلسم صندل
فتح ہو مراد دلی بر آئے بعد اس تقریر کے ہر اک شخص تعریف نی نوازی خواجہ کی کرنے لگا خواجہ
کلمات انکساری زبان پر جاری کرنے لگے اس اثنا مین حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
سونی صورت نوجوان ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے
اپنے سازندون سے اشارے سے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے ساز درست کر کے
بجائے رقاصہ رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ غزلین
عاشقانہ متواتر گانے لگی سب سننے لگے خواجہ بزم عشرت سے اُٹھکر باہر گئے دیکھا کہ لشکر عجائب جادو کا

اُتر رہا ہے فراش بارگاہ و خیام برپا استادہ کر رہے ہین ہنوز خواجہ جانب لشکر عجائب جادو دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے چالاک ثانی و سیارۂ ثانی و قران ثانی و برق ثانی چارون عیار پیدا ہوے اُنھون نے خواجہ کو دیکھکر بعد ادب سلام کیا خواجہ نے خوش ہوکے پوچھا تم کہان سے آتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ جب صحراے حوالی طلسم رنگین حصار مین عجائب جادو آیا تھا اُسنے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو ابر سحر برسا کے بیہوش کیا تھا اور جملہ مردمان سپاہ ساحر وغیر ساحر کو شکست دی تھی اور وہ سب مردمان لشکر سوے دشت و کوہ بھاگ گئے تھے ہم بھی اُنھین کے ساتھ چلے گئے تھے عجائب جادو کے خوف سے نکل گئے تھے فی زمانہ سُنا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہوا ہے اور اس جگہ ہے اسی وجہ سے ہم یہان آئے ہین لشکر ساحران و فوج غیر ساحران ابھی تک درہ ہاے کوہ مین پوشیدہ ہے آپ فرمائیے یہان کا کیا رنگ ہے عجائب جادو کی کیا کیفیت ہے خواجہ نے جو حال گذرا تھا مفصل بیان کیا چالاک ثانی وغیرہ حالات سے آگاہ ہوکے خوش ہوے اور کہا شکر ہے خدا کا کہ عجائب جادو وغیرہ مطیع دین اسلام ہوے شاہزادے کو لوح طلسم دستیاب ہوئی خواجہ یہ کہکے اُنکو اپنے ہمراہ لے کے بزم عشرت مین گئے چالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون نے شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا شاہزادے نے پوچھا تم کہان تھے اُنھون نے جواب دیا ہم درۂ کوہ مین تھے وہین آپکا لشکر بھی ہے شاہزادے نے کہا ہمارے اہل لشکر کو تم مین کوئی جا کے یہان لے آئے بمجرد حکم قران ثانی براے طلب سپاہ سوے دشت و درۂ کوہ روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام قیام سپاہ پر پہونچا جملہ ساحران وغیر ساحران سے کہا چلو تمکو شاہزادہ رستم ثانی نے بلایا ہے وہ سب خوش ہوکے وہان سے روانہ ہوکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے طلسم کشا اپنے لشکر کے آنے سے اور مردمان سپاہ خورشید روشن دل کے آنے سے خوش ہوا پھر حکم دیا کہ یہان بالفعل سب قیام پذیر ہون حسب الحکم فراشون نے بارگاہین اور خیام استادہ کئے اہل لشکر فروکش ہوے اہل بزم عشرت مشغول عیش و عشرت رہے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے محفل طرب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمۂ رقاصان سے لطف اُٹھایا کئے

داستان عاشق ہونا خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا چنچل وغیرہ عیار بچیون پر اور عیاری کرنا عیار بچیون کا اور قتل ہونا ابلیس خود پسند کا دست خورشید روشن دل سے اور لڑنا خورشید روشن دل کا ملکہ آتش افروز جادو سے اور قتل ہونا مردار خوار جادو کا دست ساحرۂ مذکور سے اور خود بھی اُسکا مرنا مع حال دیگر ساقی نامہ

ساقی بھرے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزہ آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

راویان عاشق خو حاکیان عیار سیرت و جنگجو اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ بدستور مرقوم الصدر بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو ارباب نشاط خوش گلو یکے بعد دیگرے بزم طرب مین آکے روبرو اہل بزم کے رقص و نغمہ کر رہے

تھے طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ بزم مین بیٹھے تھے بادہ کشی و رقص
و نغمہ ارباب نشاط سے شادمان تھے طلسم کشا کو صرف اسقدر تامل تھا کہ ایام سخت خورشید
روشن دل کے گذر جائین کواکب نیک طالع کے آجائین تو یہان سے سوے طلسم صندل مع لشکر
کوچ کرون بہ ہدایت لوح در بند طلسم صندل فتح کرون صندلان شاہ کو مسلمان یا قتل
کرون طلسم صندل کو توڑون دُر مدعا حاصل کرون باوجودیکہ بزم عشرت آراستہ
تھی سامان عیش و راحت مہیا تھا مگر شاہزادہ موصوف نے بخیال لشکر کشی بیتاب و بیقرار ہو کے
خورشید روشن دل سے دریافت کیا کہ اب ایام سخت آپکے باقی ہین یا گذر گئے اُس نے
جواب دیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ مجکو اپنے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ آج وقت شب نصف النہار
سے کواکب نحس میرے طالع کے مبدل بہ کواکب سعد ہو جائینگے کل یہان سے مین آپ کے ہمراہ
بیخوف و خطر مع لشکر جانب طلسم صندل چلونگا طلسم کشا یہ سنکے خوش ہوا پھر سوے رقاصہ
متوجہ ہو کے رقص اُسکا دیکھنے لگا خواجہ عمرو ثانی بزم عشرت مین بیٹھے تھے ناگاہ دل گھبرایا
بزم سے اُٹھکر بیرون بزم گئے لشکر عجائب جادو مین پہونچے دیکھا کہ ایک خیمہ مین چنچل عیار
بچی بصد ناز و ادا بیٹھی ہے چونکہ خواجہ دربار عجائب جادو مین جب بصورت فرشتہ گئے تھے
اس عیارہ پر مائل ہوے تھے اب جو دوبارہ اسکو دیکھا قریب جا کر اظہار عشق کرنے لگے وہ
گفتگوے سخت بہ ناز و ادا کرنے لگی اِدھر تو خواجہ اپنی محبوبہ سے ہم سخن ہین لیکن اب احوال چالاک
ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے عجائب جادو عیار بچیون کو اپنے
ہمراہ لے کے ملک مین بادشاہ خورشید روشن دل کے آیا ہے چالاک ثانی مرقع عیار بچی پر
شیفتہ ہوا ہے اور برق ثانی تصور عیارہ پر مائل ہوا ہے سیارہ ثانی چنچل پر فریفتہ ہوا ہے یہ
تینون عیار ان تینون عیار بچیون پر عاشق ہو کے شب و روز فکر و خیال مین رہتے ہین مگر یہ عیار
بچیان انکے دام مین نہین پھنستی ہین راضی وصل پر نہین ہوتی ہین غرض آمدم بر سر مطلب
خواجہ اپنی معشوقہ چنچل سے تقریر نیاز کرتے کرتے پاس اُسکے بیٹھ گئے اشتیاق وصل ظاہر کرنے
لگے چونکہ چنچل وغیرہ بظاہر مطیع دین اسلام ہوئی تھین اور بباطن خداوند تمثال آئینہ رو کو
اپنا خداوند جانتی تھی عجائب جادو سے بیزار تھین چاہتی تھین کہ کوئی کار نمایان کر کے لشکر
عجائب جادو سے خدمت صندلان شاہ مین جائین تمام حال عجائب جادو کا بیان کرین
بس باین وجہ چنچل نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ مجھ سے ایسی واہیات باتین نہ کرو مجھے ان
باتون سے نفرت ہے کسی اور سے طالب وصل ہو اول تو یقین مجکو تمھارے عاشق ہونے کا نہین
ہے اور بالفرض و المحال تم مجھ پر عاشق بھی ہو تو مجھے تمسے واسطے دو چار روز کے رسم کرنا منظور
نہین ہے کیا میری شامت ہے کہ تمھاری چند روز کی زندگی ہی مین اسوقت تمھاری منت عاجزی
پر نظر کر کے اقرار وصل کرون یا آج کل مین ہمبستر ہون آبرو اپنی دیدون چار روز کے
واسطے تمسے نکاح کرون بعد ازان بیوہ ہو جاؤن خواجہ نے جواب دیا اے جان من یہ کیا کہتی ہو گو کہ
کسی کی حیات مستوار کا اعتبار نہین ہے لیکن بالفعل کون مجھے مارے ڈالتا ہے لہٰذا ہر تو زندگی میری

بہت ہی ضعیف بھی نہین ہون کہ سمجھون اجل قریب ہے یہ محض تمھارا خیال خام ہے کہ چارون کی میری زندگی جانتی ہو نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو ہم سمجھے تم ناز کرتی ہو اُسنے جواب دیا اے خواجہ جو مین نے کہا وہ تم بخوبی نہین سمجھے خواجہ نے پوچھا کیا تمنے کہا مفصل کہو اُس نے کہا مین ڈرتی ہون کہ صندلان شاہ ابھی زندہ ہے طلسم اُسکا باقی ہے وہ بادشاہ صاحب حکومت و اختیار ہے سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق ہے تم شریک و معین طلسم کشا ہو ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے ضرور جانب طلسم صندل جاوگے وہان جاکے عیاری کروگے صندلان شاہ برہم ہوکے تمھین گرفتار کرکے مار ڈالے گا اسی سبب سے مین نے کہا کہ واسطے چند روز کے نکاح کرنا تمسے بیکار ہے تم مار ڈالے جاوگے مین بیوہ ہو جاونگی تمھین دیدہ و دانستہ ایسی بات کیون گوارہ کرون کہ صدمہ بھی ہو اور آبرو بھی جاے لطف زندگی باقی نہ رہے خواجہ نے سنکر جواب دیا صندلان شاہ کی کیا مجال کہ مجکو گرفتار کرکے قتل کرسکے گو وہ ساحر زبردست ہے مگر مجکو قتل نہ کر سکے گا مین عیار بلاے روزگار ہون فرزند رشید و جانشین خواجہ عمرو والے ہون مرنا جانتا ہی نہین جسطرح میرے والد بُری شئے کو کبھی یاد نہین کرتے تھے اُسی طرح مین بھی اُس بُری اور تلخ شئے کو کبھی یاد نہین کرتا اور طالب نہین ہوتا جب تک تین مرتبہ اُس تلخ شئے یعنے مرگ کا طالب خدا سے نہونگا ہرگز ہرگز نہ مرونگا تین مرتبہ کا طالب ہونا تو کجا مین کبھی ایک مرتبہ بھی تمناے اجل نہ کرونگا تم عبث ڈرتی ہو اُسنے کہا اے خواجہ صندلان شاہ بلاے بے درمان ہے تمنے اُسے سحر کرتے نہین دیکھا ہے جو چاہتا ہے اپنے سحر سے عجائب غرائب دکھاتا ہے اگر وہ برہم ہوکے سحر پڑھنے یعنی لب ہلاے تو قیامت برپا کرے مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ باشارہ چشم و ابرو ایسے ایسے امور عجائب و غرائب دکھاتا ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے ایک روز صندلان شاہ نے واسطے ایک کار دشوار کے مجھے طلسم رنگین حصار سے بلایا تھا مین نے حسب الحکم اُسکے ایک عیاری کی تھی اُسنے خوش ہوکے علاوہ زر و جواہر دینے کے ایک صندوقچہ مجھے دیا تھا اور کہا تھا اے چنچل یہ وہ صندوقچہ سحر ہے کہ جب تو اسکو کھولکر دیکھے گی ایسے ایسے امور عجائب و غرائب مشاہدہ کرے گی کہ حیران ہو جائیگی کیساہی تجکو رنج و غم ہوگا سیر امور عجائب و غرائب سے دفع ہو جائیگا غنچۂ دل کیساہی بستہ ہوگا مانند گل کے شگفتہ ہو جائیگا کبھی صحراے سبزہ زار کبھی باغ پُر بہار گاہ کبھی ویرانہ کبھی بتخانہ کبھی میخانہ و ہجوم رندان مستانہ کبھی شہر آباد گاہ معشوقان ستم ایجاد کبھی کوئی بیشل بزم گاہ صف آرائی دو لشکر و رزم کبھی بیابان وحشت ناک گاہ اکثر عشاق مانند قیس گریبان چاک تجھے نظر آئینگے سوا اسکے جسکو تو دیکھنا چاہے گی وہ اِس صندوقچہ طلسمی مین تجھے نظر آئیگا اور جب کوہ و دشت و دریا وغیرہ کے سیر کی نیت کرکے اِس صندوقچے کو کھولے گی وہی تجکو ایک آئینہ مین اِس صندوقچے کے دکھائی دیگا وہ صندوقچہ ابتک میرے پاس ہے اُسکی حفاظت ایسی کرتی ہون جیسے سب اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جب میرا دل چاہتا ہے صندوقچہ مذکور کو کھولکر جو چاہتی ہون آئینہ مین معائنہ کرتی ہون جب اُسکے ایک صندوقچہ سحر کی یہ صورت ہے تو وہ خود کیسا ساحر ہوگا اُسکے سحر سے کون جانبر ہو سکے گا تم کہتے ہو کہ مین عیار بلاے روزگار ہون کیا مجال اُسکی کہ مجھے قتل و گرفتار کرسکے اگر سامنا ہو جاے

تو معلوم ہو جاے یہ کہکے مسکرائی خواجہ نے کہا ای جانمن ذرا وہ صندوقچہ لاؤ ہم بھی دیکھین کہ کیا کیا اشیاے
عجائب وغرائب نظر آتی ہین چنچل فی الفور گوشۂ خیمہ سے اُٹھا کر لے آئی خواجہ کو دیا اور کلید بھی
دی خواجہ نے اُسے کھولا جیسے ہی وا کیا ایسا غبار سفوف بیہوشی اُس مین سے نکلکر خواجہ کے
دماغ تک راہ سوراخہاے بینی سے پہونچا خواجہ کو چھینک آئی چھینک آتے ہی بیہوشی طاری
ہوئی چنچل نے خوش ہوکر کہا اچھا یہ ایک تحفہ بلے نذر صندلان شاہ ہاتھ آیا ہے اب لشکر سے
وقت فرصت نکلکر سوے طلسم صندل جاؤنگی اس نگوڑے کو اپنی عیاری و مکاری پر بہت ناز
تھا ابھی کہتا تھا کہ مجھ سے نکاح کرو میرے ساتھ ہمبستر ہو مین تم پر شیفتہ و فریفتہ ہون جان
جاتی ہو مجھ سے کچھ اسکی عیاری و مکاری نہ چلی میرے دام مین آگیا اور کیونکر دام عیاری مین نہ
آتا کہ مین نے بے لاگ اور عجب نازک عیاری کی تھی مین جانتی تھی کہ یہ عیار بلاے روزگار ہے
ذرا سے شبہہ مین آگاہ ہو جائیگا ہوشیار ہوکر دام فریب مین نہ آئیگا اسی وجہ سے مین نے اسکو
شراب نہین پلائی کہ اسکو گمان ہوگا کہ یہ شراب بیہوشی آمیز ہی یہ کہکے اکیلے خیمہ مین کہ سب کی نظر
سے پوشیدہ تھا خواجہ کو چادر عیاری مین باندھا دماغ پر خواجہ کے پٹی دار وے بیہوشی کی رکھ
دی ابھی چنچل چادر عیاری مین خواجہ کو باندھ چکی تھی پشتارہ خواجہ کا اُٹھا رہی تھی گوشۂ
خیمہ مین رکھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ناگاہ مرقع خیمے مین آئی اُس نے پوچھا ای بُوا یہ پشتارہ
کیسا ہی چنچل نے ہنسکر جواب دیا کہ اس پشتارے مین ایک عیار آفت روزگار ہی خبردار کسی سے اسکا
ذکر نہ کرنا مین نے خواجہ عمرو ثانی کو ایک نازک عیاری کرکے بیہوش کیا ہی ارادہ ہی کہ ہنگام شب یا
جسوقت موقع ملے پشتارہ اسکا اُٹھا کر سوے صندلان شاہ جاؤن یہ تحفہ اُسکے نذر کرون تمام
حال عجائب جادو کا بیان کرون مرقع نے متحیر ہوکے جوابدیا بُوا مین تو جانتی تھی کہ
تم مطیع دین اسلام ہوگئی ہو عجائب جادو و طلسم کشا و جملہ متوسلان طلسم کشا کی
دوست و خیر خواہ ہوگئی ہو خواجہ کے گرفتار کرنے سے ظاہر ہوا کہ تم صندلان شاہ کی دوست
ہو طلسم کشا وغیرہ کی دشمن ہو اُس نے اُسے یہ جواب دیا کہ ای بُوا مین نے بظاہر کہا تھا کہ مطیع دین
اسلام ہون بہ باطن تمثال آئینہ رو کی پرستش کنان تھی اسوقت قابو پاکے اسکو بیہوش کیا ہی
چاہتی ہون کہ قبل جانے طلسم کشا کے اس جگہ سے مین صندلان شاہ کے پاس جاؤن تمام
حال سے اُسے آگاہ کرون مرقع نے کہا مین بھی مثل تمھارے اپنے دین اصلی پر ہون مین بھی
تمھارے ساتھ چلونگی اور چالاک ثانی کو کہ مجھ پر مرتا ہی بعیاری گرفتار کرونگی اگر تم خواجہ کو بطور
نذر دوگی تو مین صندلان شاہ کے روبرو جاکر چالاک ثانی کو بطور نذر دونگی چنچل نے کہا اگر یہ
ارادہ ہی تو عجلت کرکے آج ہی چالاک کو اسیر کرو اُس نے کہا ابھی چلو مین اُس موے کو اسیر کرونگی گو وہ
اسم بامسمے ہی مگر مجکو دیکھکر وہ از خود رفتہ ہو جائیگا ساری ہوشیاری و چالاکی اُس کی جاتی رہیگی
دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا میری طرف دوڑے گا آرزوے وصل ظاہر کرے گا چنچل تقریر
مرقع کی سنکے رنگ و روغن سے بصورت خواجہ عمرو بنی اور مانند لباس عمرو ثانی کے پوشاک
پہنی پھر بیٹھکر آئینہ اُٹھا کے صورت اپنی دیکھنے لگی ہنوز چنچل بصورت خواجہ عمرو ثانی

اور مرقع بصورت اصلی دونون خیمے مین بیٹھی تھین قنات خیمے کی ایک طرف کی ہٹادی تھی کہ اگر کوئی
عیار اسطرف آئے تو یہان چلا آئے ہم اُسے بعیاری گرفتار کرین ورنہ خود جاکر خیمہ چالاک
مین داخل ہوکے یا اپنی تدبیر سے اور کسی جگہ اُسے لیجا کے بیہوش کرین ناگاہ حسب الاتفاق
اسطرف سے چالاک ثانی گذرا عمرو ثانی اور اپنی محبوبہ کو خیمے مین بیٹھا ہوا دیکھکر متردد ہو کے
ٹھہر گیا دل مین کہنے لگا آج عمرو ثانی میری معشوقہ کے پاس کیون تشریف رکھتے ہین کیا کچھ حضرت
بھی اس پر مائل ہوے مین ذرا دریافت کرنا اور رنگ دیکھنا چاہیے یہ باتین دل مین کر کے
قریب خواجہ نقلی کے جاکے بیٹھا اور پوچھا آپ یہان کیون تشریف رکھتے ہین خواجہ مذکور نے جواب دیا
مین اسطرف آیا تھا مرقع اس خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی مجھے دیکھکر بُلا کے اپنے پاس بٹھایا ابھی ذکر
تمھارا کررہی تھی پوچھتی تھی کہ اسوقت چالاک کہان ہے مین نے کہا کہ مجھے بخوبی نہین معلوم کہ وہ
کہان ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ تم ادھر آئے اب تم یہان بیٹھو مین واسطے ایک کار ضروری کے
جاتا ہون یہ کہکے خواجہ نقلی تو ایک طرف روانہ ہوے چالاک ثانی اپنی محبوبہ سے بیتابی دل بیان
کر کے طالب وصل ہوا اُس نے برہم ہو کے ایک پھول بصورت ورنگ گلاب نکال کر کہا او چالاک
تو نہین مانتا ہر مرتبہ ایسی ہی بیہودہ باتین مجھسے کرتا ہے یہ کہکے وہ پھول گلاب کا تاک کر
سینۂ چالاک ثانی پر مارا اور کہا سونگھ اسکی بو کو اور دیکھ اسکے رنگ کو یہ مشابہ میرے عارض سے
ہے چالاک ثانی نے یہ سمجھ کر کہ یہ پھول میری محبوبہ نے اپنے دست نازک سے میری
طرف پھینکا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ مشابہ میرے عارض رنگین سے ہے اس سے بچنا اور
ہٹ جانا مناسب نہین ہے خوشا مقدر میرا کہ آج پھول محبوب عنایت کیا ہے کیا عجب ہے کہ کل
نخل عشق میرا بار ور ہو ثمر وصل یار دستیاب ہو بس گل کو شگفتہ خاطر ہو کے اپنے چہرے
پر رکھنا چاہیے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا جسوقت وہ پھول سوراخ بینی پر بڑا پاش پاش ہو گیا
کچھ غبار مانند دھوین کے اُس سے پیدا ہوا وہ دھوان یا غبار بذریعہ قوت شامہ ولفت تا بدماغ
پہونچا چالاک کو چھینک آئی بیہوشی نے اثر کیا فی الفور بیہوش ہوکے گرا مرقع نے ایک
گوشۂ خیمہ مین اُسے لیجا کے پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے چادر عیاری مین باندھا یہان تو
مرقع نے چالاک ثانی کو بیہوش کیا اُدھر خواجہ نقلی نے جاکر تصویر اور کیچل سے
اپنا ارادہ بیان کیا اور کہا مین نے خواجہ ثانی کو بیہوش کیا ہے مرقع نے چالاک ثانی کو
بیہوش کیا ہوگا اب تم دونون کسی عیاری سے برق ثانی وسیارہ ثانی کو بیہوش کر کے
چادر عیاری مین لپیٹا ہوے اُنکے باندھ کے سوے صحرا جاکے درہ کوہ مین ٹھہرنا مین بھی ہمراہ
مرقع کے وہان آونگی یا تم میرے ہی ہمراہ چلنا اُنھون نے کہا اچھا ہم تمھارے ہی ساتھ
چلینگے چیچل یہ سُنکے اپنے خیمے مین آئی صورت اپنی جو تبدیل کی تھی بصورت اصلی ہوکے مرقع
سے پوچھنے لگی کہو بعد ہمارے جانے کے تمنے کیا کیا اُس نے کہا کہ مین نے بھی مانند تمھارے اپنے
عاشق کو گل بیہوشی آمیز مار کے بیہوش کیا ہے دیکھو وہ چادر عیاری مین لپٹا رکھا ہے اُس کا باندھکر
رکھا ہے چیچل یہ سُنکے خوش ہوئی وہان تصویر اور کیچل اپنے خیمے سے نکلکر سوے صحرا بہم

ہنستی ہوئین اور باتین کرتی ہوئین اُسطرف سے چلین کہ جسطرف خیمہ برق ثانی و سیارۂ ثانی کا
تھا حسب اتفاق اُسوقت دونون خیمہ مین بیٹھے ہوے شراب پینے کی فکر مین تھے شیشہ مے اُٹھایا
تھا جام مین شراب اونڈیل کر چاہتے تھے کہ پئین ناگاہ اُنھون نے دیکھا کہ تصویر و کیچل سوے صحرا
جاتی ہین دونون عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت یہان شراب پینا اچھا نہین ہے
بادہ کشی ہمراہ محبوب کے مناسب ہی لہذا ہم بھی عقب تصویر و کیچل چلین شیشہ شراب و جام
اُٹھا لین یہ مشورہ کرکے عقب اُنکے روانہ ہوے جلد راہ طی کرتے لشکر سے نکلکر قریب اُنکے پہونچکر
ہر ایک نے اپنی محبوبہ سے مخاطب ہوکے کہا اے جان جہان اسوقت کہان جاتی ہو اُنھون نے
بناز و ادا کلمات سخت و دشنام دیکے کہا جہان ہمارا دل چاہتا ہی ہم جاتے ہین تمھارا کچھ اجارا
ہی تم ہمارے ساتھ نہ آؤ برق ثانی نے تڑپکر اپنی محبوبہ سے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا جہان
تم جاؤگی مین بھی جاؤنگا یہ کہکے اُسکے ساتھ ساتھ چلا اسی طرح سیارۂ ثانی نے بھی اپنی محبوبہ
سے کہا کہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا غرض دونون عاشق ہمراہ دونون معشوقون کے چلے
تھوڑی دور جاکے تصویر و کیچل نے کہا ای لو اب تو ہم تھک گئے ذرا کہین دم لو آگے نہ جاؤ
بس یہین سے سیر صحراے سبزہ زار دیکھو تصویر کیچل کے کہنے سے ایک جگہ کچھ فرش بچھا کے بیٹھ گئی
کیچل بھی بیٹھی برق ثانی سیارۂ ثانی بھی قریب اُن کے بیٹھے ہر چند اُنھون نے منع کیا مگر وہین
بیٹھے اور جام بلورین مین شراب بھر کے کہنے لگے دل مین چاہتا ہی کہ ہمارے ہاتھ سے تم جام لیکر
شراب پیو اور اپنے ہاتھ سے ہمین پلاو اُنھون نے جواب دیا ہمین کیا غرض کہ ہم تمھارے ہاتھ
سے شراب پیین اور تمھین اپنے ہاتھ سے پلائین برق ثانی و سیارۂ ثانی نے خوب بہت اصرار کیا
اور لجاجت کہا اُسوقت اُنھون نے کہا خیر تمھاری خاطر سے تمھین جام شراب دیدینگے مگر ذرا ہوشیاری
سے پینا کہ اس مین ہم تھوڑا کف مارڈالدینگے شراب پیتے ہی مرجاؤگے سیارۂ ثانی و برق ثانی
نے جواب دیا اپنی محبوبہ کے ہاتھ سے زہر کا پینا بھی اچھا ہی ہمین منظور ہی تم ہمین زہر ہی پلادو
یہ سنکے تصویر اور کیچل قہقہہ مارکر ہنسین یہ دونون سمجھے کہ ازراہ مزاح ہمسے یہ ایسی تقریر کرتی
ہین بھلا یہ ہمکو کیا سفوف بیہوشی سے بیہوش کرین گی یہ کہکے وہ شیشہ و ساغر اُنکے روبرو رکھ دیا
پہلے تصویر نے جام شراب برق ثانی کو دیا پھر کیچل نے جام شراب سے بھر کے سیارۂ ثانی کو دیا
دونون نے شراب کو دیکھکر بیہوشی آمیز نہ پاکے جام منھ سے لگاکے شراب پی پھر اپنے ہاتھ سے
شراب جام مین بھر کے اُنسے کہا کہ ہمارے ہاتھ سے تم بھی شراب پیو اُنھون نے انکار کیا
آخر بعد اصرار کے ذرا ذرا سی شراب تصویر اور کیچل نے خوب دیکھ بھال کے پی جب دونون عیارون کو
نشہ شراب کا ہوا برق ثانی اپنی محبوبہ سے سیارۂ ثانی اپنی معشوقہ سے لپٹنے لگا طالب وصل
ہونے لگا یہ دونون کو اپنے پاس سے ہٹانے لگین دشنام دینے لگین کلمات سخت و درشت
کہنے لگین عیاران مذکور عالم نشۂ شراب مین کب اُنکے ہٹانے سے ہٹتے تھے
اور اُن کے سخن ہاے سخت سنکے کب ناراض ہوتے تھے لپٹ ہی گئے چونکہ وہ
تو عیار بچپان اپنے لباس مین عطر بیہوشی آمیز ملے ہوے تھین اور اپنے

سوراخ ہائے بینی کو پینہ سے بند کیے تھین عیاران مسطور بوئے عطر مذکورہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئے
مدعائے دلی کچھ بھی دل سے نکال نہ سکے بوس وکنار سے محروم رہے عیار بچیون نے دونون
عیارون کے دماغ پر پچی سفوف بیہوشی کی چڑھا کے چادر عیاری مین اُنھین باندھا ڈھائی
گرہ عیارون کی مانند ہر اک پشتارے کی لگا کے خوش ہو کے باہم کہا اب کیا تدبیر کیجائے
تصویر نے کیچل سے کہا بوا بہتر یہی ہے کہ تم چنچل اور مرقع کے پاس جاؤ اُن سے
کہو کہ پشتارون کو لیکر سوے صحرا چلو تصویر تمھاری منتظر ہے کیچل بصورت اصلی اُس
جگہ سے لشکر مین آئی مرقع اور چنچل سے کہا ہم نے اور تصویر نے برق ثانی وسیارہ ثانی کو
بیہوش کر لیا ہے اب تم پشتارہ اُٹھا کے سوے صحرا آؤ چنچل اور مرقع یہ خبر سنکے خوش
ہوئین اور اپنے خیمے کی اُس قنات کو خنجر سے چاک کیا جسطرف ویرانہ تھا کوئی
اُس جانب سے راہ نہ چلتا تھا بعد چاک کرنے قنات کے تینون عیار بچیان پشتارے
دونون دوش پر اُٹھا کے اُسی طرف سے سوے صحرا روانہ ہوئین اثنائے راہ مین چند
اہل لشکر نے اُنھین جاتے دیکھکر پوچھا کہان جاتی ہو یہ پشتارے کیسے ہین اُنھون نے جواب دیا
ہم تمسے کیا کہین یہ اک راز ہے اسکو ظاہر نہ کرینگے کیونکہ یہ حکم ہمکو عجائب جادو کا ہے
کہ اِس راز کو کسی سے بیان نہ کرنا اہل لشکر یہ سُنکے خاموش ہو رہے عیار بچیان
جلد تر راہ طی کر کے صحرا مین پہونچین دیکھا تصویر منتظر بیٹھی ہے اور دو پشتارے دونون عیارون
کے پاس اُسکے رکھے ہین یہ دیکھکر چنچل و مرقع خوش ہوئین پھر چارون عیار بچیان
چارون عیارون کے پشتارے اُٹھا کے راہ صحرا سے قریب شام سوے طلسم صندل روانہ
ہوئین اور خوف سے خورشید روشن دل و عجائب جادو و طلسم کشا و عیار قران ثانی کے
جلد تر راہ طی کرنے لگین یہ عیار بچیان تو ایک ایک پشتارہ اُٹھائے ہوے مانند باد تند کے سوے
طلسم صندل پاس صندلان شاہ کے جاتی ہین جب راہ مین تھک جاتی ہین تھوڑی دیر
قیام کرتی ہین اور اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوتی ہین حال اُنکا انشاءاللہ مولف جلد
دوم تورج نامہ آئندہ لکھے گا مگر اب احوال بزم عشرت و طلسم کشا و خورشید روشن دل
و قران ثانی کا درج کرتا ہے کہ بدستور مرقوم بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو
وخوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے آکے بزم عشرت مین روبرو اہل بزم
کے رقص و نغمہ کرتے تھے اہل بزم نشہ شراب ناب مین بصد خوشی بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے
تھے گانا سُن رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے عین رقص و نغمہ رقاصہ مین خواجہ کا خیال
کر کے قران ثانی سے کہ حاضر بزم تھا پوچھا خواجہ کہان ہین اُس نے عرض کیا تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ
خواجہ یہان سے اُٹھکر باہر گئے تھے شاہزادہ موصوف نے کہا اُنکو بلا لاؤ کچھ مجھے اُنسے کہنا ہے
قران ثانی بزم سے اُٹھکر باہر جا کر چیار طرف جستجو خواجہ کی کرنے لگا لشکر مین بھی تلاش کرنے لگا
ہر چند اُسنے بہت ڈھونڈا مگر خواجہ کو نہ پایا بلکہ چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کو
بھی نہ پایا نہایت متردد و پریشان خاطر ہوا دل مین سوچا کہ خواجہ و چالاک وغیرہ عیار بچیون پر

مائل ہین عجب نہین کہ خیمے مین عیار بچیون کے ہو گئے یہ سوچکر خیمہ مرقع وتصویر وغیرہ عیار بچیون مین
گیا وہان بھی کسی کو نہ پایا اب اُسے تردد زیادہ ہوا خیمے سے نکلکر اہل لشکر سے پوچھا تمھین کچھ معلوم ہی
کہ خواجہ ثانی وچالاک ثانی وسیارہ ثانی وبرق ثانی وچپل وچنچل ومرقع وتصویر
کہان ہین اہل لشکر سے چند شخصون نے کہا ہم اسقدر جانتے ہین کہ مرقع وچنچل وکمچل دو دو پشتارے
لیے ہوے سوے صحرا گئی ہین ہم نے اُنسے پوچھا بھی تھا کہ یہ پشتارے کہان لیے جاتی ہو تو انھون نے
حال مفصل نہ کہا نہ ہم نے پوچھے مین اصرار کیا قران ثانی یہ سُنکے سمجھ گیا کہ چارون عیار بچیون نے
خواجہ ثانی وچالاک ثانی وغیرہ کو بعیاری بیہوش کیا ہی اور چادر عیاری مین پشتارے اُنکے
باندھ کے راہ صحرا سے کہین لیگئی ہین عجب نہین کہ سوے طلسم صندل گئی ہون حیف کہ انھون نے
پیرایہ دوستی مین دشمنی کی یہ سمجھ کے جلد بزم عشرت مین جا کے شاہزادہ رستم ثانی سے
جو کچھ سُنا تھا عرض کیا اور کہا یقین کامل ہی کہ چارون عیار بچیان خواجہ عمر ثانی وچالاک
ثانی وغیرہ چارون عیارون کو بیہوش کر کے سوے طلسم صندل لیگئی ہین اگر حکم ہو تو مین جا کر
اُنکا سدراہ ہون یا اُن تک پہونچ کے عیاری کر کے پشتارے عیارون کے اُن سے
لیلون اور اُنھین اسیر کرون شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر قران ثانی کی سُنکے متردد وملول ہو کے سوے
خورشید روشن دل دیکھا اور پوچھا اس بارہ مین آپکی کیا راے ہی چونکہ ایام سخت خورشید روشن دل
کے گذر چکے تھے اور ستارے بدطالعی کے مبدل بہ کواکب سعد ہو چکے تھے اسوجہ سے خورشید
روشن دل نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار اب بزم عشرت موقوف کیجیے سامان لشکر کشی کیجیے سوے
طلسم صندل آج ہی یا کل یہان سے روانہ ہو جیے قران ثانی کو واسطے اسیری عیار بچیون کے
اور عیاری کے روانہ نہ کیجیے کہ کچھ فائدہ نہوگا مین ابھی جاتا ہون عیار بچیون کو اسیر کر کے لاتا ہون خواجہ
عمر ثانی وغیرہ عیارون کو رہا کرتا ہون غضب کیا عیار بچیون نے کہ بے وجہ ایسی دشمنی کی شاہزادہ رستم
ثانی کو تقریر خورشید روشن دل کی سُنکے خاموش رہا مگر عجائب جادو نے کہا اے برادر تم کیون
جاؤ میری ملازم وتمکخوار عیار بچیون نے ساتھ خواجہ عمر ثانی وغیرہ کے دشمنی کی تھی مین جاکر اُنکو سزائے
سخت دونگا پشتارے عیارون کے اُن سے چھین لونگا اُنکو اسیر کر کے یہان لے آؤنگا خورشید
روشن دل نے جواب دیا اے برادر میری موجودگی مین تم اسقدر زحمت کیون گوارہ کرو خواجہ کو مین
رہا کرونگا اب مین کسی سے نہین ڈرتا ایام سخت میرے گذر گئے مین بالفعل جاتا ہون تم ہمراہ طلسم کشا
کے آنا یہ کہکے آہستہ آہستہ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ خورشید روشن دل بیٹھے بیٹھے چشم زدن
مین غائب ہو گیا بعد جانے خورشید روشن دل کے بزم عشرت موقوف وبرخاست ہو گئی
شاہزادے نے جملہ اعلے وادنے کو حکم دیا کہ سامان کوچ کا کرو یہان سے سوے طلسم صندل چلو جملہ
مردمان لشکر کوچ کا سامان کرنے لگے ساحر وغیر ساحر تیاری چلنے کی کرنے لگے اسی اثنا مین ہمردار
خوار جادو کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا ہی آیا شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کر کے پوچھنے لگا اے شاہزادہ
ذیوقار کیا ارادہ یہان سے کوچ کرنے کا ہی اور کیا باعث ہی کہ اسوقت چہرے پر آپکے آثار تردد ہین
شاہزادے نے جواب دیا سبب تردد یہ ہی کہ چار عیار بچیان عجائب جادو کی ملازم باوجود انعام

وینے اور قدر دانی و مہربانی کرنے کے نمکحرام بنکے دشمن میری ہوکے خواجہ عمر ثانی اور تین اور عیارونکو
بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے پشتارے اُنکے اُٹھاکے مجھ سے پوشیدہ ہوکے
سوے طلسم صندل گئی ہین خبر اُنکی عیاری کرنے کی اور جانب طلسم صندل جانے کی سنکے
بادشاہ خورشید روشن دل اُنکے اسیر کرنے کو اور خواجہ وغیرہ کے رہا کرنے کو بعد غضب بیان سے
تنہا روانہ ہوے ہین اب مین بھی مع تمامی سپاہ بیان سے جانب طلسم صندل کوچ کرتا ہون
اے مردار خوار جادو اول تو تردد مجکو خواجہ وغیرہ عیارون کے مقدمے مین یہ ہے کہ
دیکھیے وہ رہا ہوتے ہین زندہ و سلامت پھر مجھ سے ملتے ہین یا نہین عیار پہچان دشمن ہین کہین
ایسا نہو کہ عیاران مذکور کو قتل کر ڈالین دوسرے تردد یہ ہے کہ خورشید روشن دل اکیلے
بیان سے سوے طلسم صندل بغیر اسباب سحر و سامان جنگ گئے ہین عیار پہچون کی طرف سے
تو کچھ اندیشہ نہین ہے اگر صندلان شاہ کی جانب سے البتہ اندیشہ ہے اگر وہ عیار پہچیون کی
حمایت و مدد کو مع لشکر کثیر آجائیگا تو غضب ہوگا خورشید روشن دل باوجودیکہ بادشاہ
و ساحر زبردست صاحب اختیار ہین مگر کس کس سے لڑینگے کس کس کو قتل کرینگے خداوند
عالم اُنکو شر دشمنان سے بچائے وہ ہمارے دوست صادق اور معین و مددگار ہین ہم ساحر
نہین ہین کہ بزور سحر جلد تر سوے طلسم صندل جائین اپنے تئین خورشید روشن دل تک
پہنچائین ہان ارادہ ہے کہ عجائب جادو اور دیگر ساحران نامی کو اُنکی اعانت کیواسطے روانہ کردون
مبادا صندلان شاہ سے اور اُنسے مقابلہ و مجادلہ ہو مردار خوار جادو نے عرض کیا
آپ کچھ تردد نہ کرین کسی ساحر نامی وغیر نامی کو واسطے اعانت بادشاہ خورشید روشن دل
کے روانہ نہ کرین مین کبھی جاتا ہون جلد تر خدمت خورشید روشن دل مین اپنے تئین پہونچاتا
ہون حالانکہ مین ادنے ساحر ہون لیکن کیا مجال صندلان شاہ کی میری موجودگی مین
خورشید روشن دل کو زخمی کرسکے یا اُسکو کسی طرح کا ضرر پہونچا سکے گو کہ وہ نابکار بادشاہ
طلسم صندل ہے مگر خورشید روشن دل بھی کچھ اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی
بادشاہ اپنے ملک کا ہے سحر مین بھی بعدیل ہے صندلان شاہ اُسے قتل و اسیر کسی طرح نکر سکیگا
اگرچہ خورشید روشن دل تنہا گیا ہے مین جاتا ہون اگر ضرورت اعانت کرنے کی ہوگی تو کرونگا
ورنہ اعانت نکرونگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا تم ابھی آئے ہو مین نہین چاہتا کہ
ابھی جاؤ اور کسی ساحر کو بیان سے روانہ نکرونگا تم میرے ساتھ چلنا اُس نے کہا ای
شاہزادۂ ذیجاہ مجھے نہ روکیے بے اختیار میرا دل چاہتا کہ سوے طلسم صندل جاؤن
بادشاہ خورشید روشن دل تک اپنے تئین پہونچاؤن دیکھون وہان کیا ہوا آخر شاہزادہ رستم
ثانی نے مردار خوار جادو کے اصرار کرنے سے مجبور ہوکے اجازت جانے کی دی وہ تخت پر سوار
ہوکے بعجلت جانب طلسم صندل روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے شاہزادہ بھی ہمراہ لشکر
کثیر ساحران وغیر ساحران کے جانب طلسم صندل روانہ ہوا طلسم کشا کو تو راہ مین چھوڑا جاتا
ہے مگر اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز

چنچل و بیچل و تصویر و مرقع خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے پشتارے اٹھا کے سوے طلسم صندل روانہ ہوئین تقیین شاہ طلسم مذکور حسب دستور بالاے تخت حکومت خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے صندلان شاہ اپنے وزراسے مخاطب ہوکے کہہ رہا تھا کہ مادولت نے نانی صاحبہ کے برہم ہونے سے ابلیس خود پسند کو برادر عجائب جادو کے پاس بھیجا تھا وہ گیا تھا حال طلسم کشا و عشق ملکہ رنگین کا کل کشا سے اُسے آگاہ کر آیا تھا اب غالبًا برادر عجائب جادو نے طلسم کشا کو اسیر کیا ہوگا لشکر کو اُسکے قتل کر ڈالا ہوگا لوح طلسمی لے لی ہوگی وزرا عرض کرتے تھے کہ عجب نہین کہ ایسا ہی ہوا ہو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے لیکن ہم خیر خواہون کو یہ خیال ہے کہ ابتک عجائب جادو نے کچھ بھی حضور کو امر نیک و بد سے اطلاع نہین دی ہے اسکا کیا سبب ہے صندلان شاہ کہہ رہا تھا کہ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی موافق ہمارے کہنے کے انھون نے عمل کیا ہوگا ابھی باہم شاہ و وزرا ہم سخن تھے کہ ابلیس خود پسند آیا صندلان شاہ کو سلام کیا شاہ طلسم اُسے ساحر معزز اور پہلوان نامی اور مقرب بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو جانکے نیم قد اپنے تخت سے واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھا شاہ طلسم کے تعظیم کرنے سے جملہ اہل دربار نے بھی سروقد اُسکی تعظیم کی ہر ایک ساحر اعلے و ادنےٰ اہل دربار سے واسطے اُسکی تعظیم کے اپنی جگہ سے اٹھا ابلیس خود پسند قریب تخت صندلان شاہ ایک دنگل پر بیٹھا اُسکے بیٹھنے سے شاہ طلسم اور جملہ اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ مذکور نے بعد تھوڑی دیر کے اُس سے مخاطب ہوکے پوچھا اسوقت کس وجہ سے تمھارا یہان آنا ہوا اُس نے جواب دیا اے صندلان شاہ کیا کہون اسوقت بیٹھے بیٹھے کچھ دل ایسا گھبرایا کہ مین بے تامل یہان آیا کسی کار ضروری کو نہین آیا ہون صندلان شاہ نے کہا اچھا کیا کہ یہان آئے ابھی صندلان شاہ ابلیس خود پسند سے ہم سخن تھا ناگاہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا نظر آیا اُس ابر سیاہ مین برق کی چمک اور رعد کی سی آواز پیدا تھی کبھی اُس لکہ ابر سے بارش مروارید ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے صندلان شاہ اُس ابر کے ٹکڑے کو دیکھکر ابلیس خود پسند و اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ہماری نانی صاحبہ تشریف لاتی ہین ابلیس خود پسند و جملہ اہل دربار جانب لکہ ابر مذکور دیکھنے لگے جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا درمیان سے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک تخت سحر پر کہ وہ جواہر نگار ہے ملکہ آتش افروز جادو خشم آلودہ بیٹھی ہے گو چہرہ اُسکا مانند شب تار کے سیاہ ہے مگر بسبب قہر و غضب کے مائل سرخی ہے آنکھین بھی سرخ ہین صندلان شاہ نے اپنی نانی کے رخ پر نظر کرکے سب سے کہا آج بھی نانی صاحبہ غصہ مین ہین نہین معلوم سبب غصہ کیا ہے ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ تخت سحر ساحرہ مذکورہ کا بلندی سے اُتر کر عین دربار مین آیا صندلان شاہ واسطے تعظیم کے سروقد اُٹھا جملہ اہل دربار اور ابلیس خود پسند بھی سب کے ساتھ اٹھا ہر ایک نے بصد ادب اُسے سلام کیا ساحرہ مسطورہ تخت سحر سے اُتر کر قریب تخت بالکہ متصل تخت صندلان شاہ ایک جواہر نگار چوکی پر بیٹھی بعد اُسکے

بیٹھنے کے صندلان شاہ اور جملہ مردمان اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ طلسم نے فی الفور ساقیون کو طلب کیا ساقیان خوبرو حسب الطلب کشتیان شراب ناب کی مع ساغر و جام بلورین لیکر حاضر ہوے ایک ساقی اشارہ صندلان شاہ سے جام بلورین مین شراب ناب بھر کے بعد سلام کرنیکے جام مذکور روبرو ملکہ آتش افروز کے لے گیا اُسنے عالم غصہ مین جانب ساقی شوخ چشم دیکھکر اشارے سے کہا جام مُنہ سے لیجا دُمین شراب نہ ہونگی ساقی بیچارہ چاہتا تھا کہ جام مُنہ سے جاے کہ صندلان شاہ نے کہا نانی صاحبہ آج کیا باعث ہے کہ آپ شراب پینے سے انکار کرتی ہین مین قسم دیتا ہون اپنے سر کی آپ شراب پیجیے ملکہ آتش افروز نے بوجہ قسم دینے کے دست ساقی سے جام لیکر شراب پی ساقی نے مکرر جام مُنہ دیا اُس نے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح کئی جام لیکر شراب پی کر غصے مین بھری بیٹھی رہی جب ساقی ملکہ آتش افروز جادوگر کو شراب ناب پلاچکا صندلان شاہ کو اور دیگر اہل بزم کو جام مین مئے تند بھر بھر کے دینے لگا صندلان شاہ وغیرہ بادۂ ناب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھاکے دربار سے چلے گئے بعد جانے ساقیون کے عالم نشہ مے مین صندلان شاہ نے اپنی نانی سے پوچھا آج آپ برہم کیون ہین کچھ سبب برہمی تو بیان کیجیے مین نے کیا امر خلاف طبع آپکے کیا ہے کہ جسکے سبب سے آپ مجھ سے ناراض و برہم ہین اُس نے جواب دیا او عیش پسند و غافل امور سلطنت مین کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ طلسم رنگین حصار مین کیا ہوا صندلان شاہ نے کہا نانی جان مجکو تو کچھ بھی وہان کے حال سے خبر نہین ہی آپ اپنے کہانت کے علم سے وہان کے حال سے اطلاع دیجیے یا کتاب سامری مین ابھی دیکھے لیتا ہون یہ لکھکر کتاب سامری طلب کرکے باادب تمام اُسے کھُولکے بہ نیت ظاہر ہونے حالات طلسم رنگین حصار و کیفیت عجائب جادو و طلسم کشا و عیار بچیون کے جو کتاب مذکور مین غور سے دیکھا تو یہ دریافت ہوا کہ عجائب جادو مع اپنی زوجہ کے مطیع دین اسلام ہوکے شریک طلسم کشا ہوگیا ہے لوح طلسمی جو اُسکے ہاتھ آگئی تھی طلسم کشا کو دیدی ہے چنچل و کنچل و مرقع و تصویر عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی کو بیہوش کرکے لپٹاے اُنکے لیے ہوے بہت ڈرتی ہوئین ادھر آتی ہین سوا اس حال کے اور کچھ حال دریافت نہوا کیونکہ صندلان شاہ نے صرف اسیقدر حالات کے دریافت کرنے کی نیت سے کتاب سامری کو طلب کیا تھا خورشید روشن دل و مردار خوار جادو کے بارے مین کچھ اظہار حال کی نیت نہ کی تھی الحاصل صندلان شاہ حالات مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کرکے دنگ ہوگیا پھر اپنی نانی سے کہنے لگا مجکو کتاب سامری سے ایسا دریافت ہوا ہے یہ کہکے کہنے لگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب عیار بچیونکی اعانت کو اور اُنکے بہان لے آنے کو کسی کو بھیجنا ضرور ہے مین تو نہ جاؤنگا کیونکہ اس ادنے کام کے واسطے جانا میرا مناسب نہین ہے ملکہ آتش افروز جادو نے تمام تقریر صندلان شاہ کی سنکے کلمات سخت و درشت غصے مین اُسے کہکے شکایت اُسکی غفلت و عیش پسندی کی

کر کے کہا او چھو کرے مین بھی عیار بچیون کے آنے کو جا نہین سکتی مجکو اپنی کہانت کے علم سے ثابت
ہوا ہی کہ چند روز مجھ پر ایسے سخت ہین کہ جانکے جانیکا خوف ہی مجھے لازم تو یہی تھا کہ اِس زمانہ
مین اپنے قصر سے باہر نہ نکلتی مگر تیری محبت سے مجبور ہو کر یہان آئی ہون ابلیس خود پسند نے
تمام تقریر صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کی سنکے کہا جاتا ہون ابھی عیار بچیون کو لیکر
آتا ہون صندلان شاہ نے کہا آپ کیون یہ تکلیف جانے کی گوارہ کیجیے مین اپنے اہل دربار سے
کسی کو روانہ کرتا ہون اُسنے کہا نہین مین ہی خود جاتا ہون یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ
ہوا بعد قطع راہ اُس صحرا مین پہونچا جس مین عیار بچیان تھک کر تپنچا بے دوش سے رکھکر بیٹھی تھین
چارطرف دیکھ رہی تھین خوف سے عجائب جادو کے کانپ رہی تھین چنچل اور تصویر کینچل
اور مرقع سے کہہ رہی تھین بوا تم ان عیارون کو بیہوش کر کے لپٹتا بے اُنکے اُٹھا کے ہمکو
اپنے ساتھ لیکے ادھر آئی تو ہو دیکھین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچتی ہو اتنی ہی راہ روی سے
دیکھو تمھارا اور ہمارا کیا حال ہی پاؤن تھک گئے ہین کانٹے تلوون مین گڑ گئے ہین راہ روی سے
عاجز ہین ابھی بیابان سے دولت سرائے شاہ طلسم دُور ہی اگر ایسی حالت مین عجائب جادو
یا اور کوئی ساحر فرستادہ عجائب جادو واسطے ہماری گرفتاری کے آجائے تو کیا ہو تمھین
ایسی سرکشی و دشمنی اپنے بادشاہ سے مناسب نہ تھی اگر دشمنی کرنا تھا تو سمجھ بوجھکر کرتین
ہم بھی تمھارے کہنے مین آگئے انجام اِس دشمنی کا نہ سوچے اب پچھتاتے ہین کوئی تدبیر ذہن مین
نہین آتی ہی اگر سوے طلسم صندل جاتے ہین تو جایا نہین جاتا ہی طاقت رفتار نہین جو اب دے
چکی ہی کانٹے تلوون مین گڑے ہین اگر بیابان سے بہزار دشواری و مشکل لشکر عجائب جادو مین جاتے
ہین تو بھی اچھا نہین ہی کیونکہ وہان ان عیارون کے نہونے سے اور ہم سب کے غائب ہونے سے
عجائب جادو وغیرہ آگاہ ہوگئے ہون گے کہ عیار بچیون نے عیاری کی
عیاران لشکر طلسم کشا کو اسیر کر کے لے گئی ہین غرض اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا
کرین کب تک اِس صحرا مین ہم بیٹھے رہین گے یہان ہر طرح کا خوف ہی اول تو عجائب جادو
کے آنے کا یقین ہے دوسرے جانوران درند وگزند سے جان کے جانے کا خطرہ ہی ہائے ہماری جان
ہماری دیکھیے کیونکہ بچتی ہی چنچل و مرقع اُنکو جواب دیتی تھین ای بوا اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا کلمات
ہراس زبان پر جاری نہ کرو جسطرح ممکن ہو یہان سے سوے طلسم صندل چلو اِس
صحرائے ہولناک مین نہ ٹھہرو ابھی کچھ دن ہی اِس بیابان سے نکل چلو کہین کی آبادی مین جا کے
ہم شب بسر کرین گے رات کو یہان قیام نہ کرین گے ہر چند ہم سے اور تمسے اب راہ طی کی نہین جاتی
لیکن دل پر جبر کر کے یہان سے چلو آبادی مین اپنے تئین پہونچاؤ کیا عجب ہی کہ آبادی مین پہونچکر
کوئی ساحر ملازم و رعایائے شاہ طلسم صندل ہمین پہچانے اور ہمکو شاہ طلسم تک پہونچا دے تصویر
اور کینچل چنچل اور مرقع کے اس کہنے سے چاہتی تھین کہ اُٹھکر وہان سے جانب دربار صندلان
شاہ روانہ ہون ناگاہ دیکھا کہ ابلیس خود پسند تخت سحر پر سوار ہماری ہی جانب آتا ہے
اسے آتے دیکھکر کینچل و تصویر خوش ہوئین چنچل اور مرقع سے کہنے لگین بوا

خوش ہوکہ مراد دلی برآئی دیکھو وہ ابلیس خودپسند تخت سحر پر سوار ادھر آتا ہی شاید شاہ طلسم
نے اسکو واسطے ہمارے بلانے کے بھیجا ہی ابھی چنچل و مرقع نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابلیس خودپسند
تخت سحر کو اپنے بلندی سے زمین پر لایا اور عیار بچیون سے کہنے لگا اب تم ہراسان نہو شاہ طلسم
نے حال تمھارے آنے کا کتاب سامری سے دریافت کرکے چاہا تھا کہ اپنے ملازمون سے
کسی ساحر کو واسطے تمھاری اعانت و طلب کے روانہ کرے مین اُس سے اصرار کرکے یہان
آیا ہون تم پشتارے عیارون کے میرے تخت سحر پر رکھ دو اور خود بھی بیٹھ جاؤ کہ
مین ایکدم مین تمھین خدمت شاہ طلسم مین لیچلونگا تمنے کارنمایان کیا ہے حتی الامکان
سفارش تمھاری کرکے شاہ مذکور سے تمھین انعام کثیر دلواؤنگا عیار بچیان تقریر
ابلیس خودپسند کی سنکے بہت خوش ہوئین کہنے لگین آپ نے ہمپر بہت بڑا احسان کیا کہ
آپ ہمارے لینے کو آئے یہانتک آنے کی تکلیف گوارا کی یہ کہکے چاہتی تھین کہ پشتارے عیارون
کے تخت سحر پر رکھین اور خود بھی تخت مذکور پر بیٹھکر ہمراہ ابلیس خودپسند کے دربار بادشاہ
طلسم مین جائین ناگاہ دیکھا کہ خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا سامنے سے ایک تخت سحر پر
نمایان ہوا عیار بچیان اُسے دیکھتے ہی ڈرگئین خوف سے کانپنے لگین خورشید روشن دل نے
وہین سے نعرہ کیا کہ ای چنچل اور ای کینچل اور ای مرقع و تصویر ہوشیار ہو جاؤ کہ مین
آپہونچا تمنے ازراہ دشمنی خواجہ وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے پشتارے اُنکے
اُٹھا کے یہانتک آکے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ تک جائین اب کہو مین تمھین کیا سزا دون
عیار بچیان یہ سنکے زیادہ تر خائف ہوکے کانپنے اور چیخنے اور رونے لگین ہرچند
ابلیس خودپسند نے خورشید روشن دل کو آتے دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اے
ابلیس خودپسند آج دل تیرا جو بہت گھبرایا تھا اور تو ادھر آیا تھا سبب دل کے گھبرانے کا
پہلے اسکے کچھ معلوم نہوا تھا اب ظاہر ہوا کہ تجکو اجل تیری یہان لائی تھی مگر تو بھی اک ساحر زبردست
ہی اگر خورشید روشن دل آیا ہی تو اس سے مقابلہ کر تیری پہلوانی و ساحری سے بھاگنا
بعید ہی یہ خیال کرکے دلیرانہ پکارا ای خورشید روشن دل بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ عیار
بچیون سے مزاحم نہو ورنہ تجھے اختیار ہی میری موجودگی مین کیا مجال تیری کہ تو انکو یہان سے
لیجائے یا سزا انکے ہنوز ابلیس بدکار یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل قریب
آیا اور کہا او ابلیس خودپسند اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو شر و فساد سے
باز آ عیار بچیون کو میرے حوالے کر پشتارے عیارون کے بھی مجھے دیدے اُسنے جواب دیا
مین تو تیرے کہنے پہ ہرگز ہرگز عمل نکرونگا خواہ زندہ رہون یا نہ رہون یہ کہکے ایک ناریل
چوٹی دار نکال کر سحر اسیر دم کرکے کہا ای خورشید روشن دل اب بھی خیر ہی مجھے ان عیار بچیون
کو لیجانے دے میرا سد راہ نہو ورنہ یہ ناریل مارونگا کہ جانبر ہونا تجھے دشوار ہوگا خورشید
روشن دل نے جواب دیا او نابکار تامل کیون کرتا ہی دیکھون تو کہ تیرا ناریل سحر کا کیا کرتا ہے
ابلیس خودپسند نے برہم ہوکے تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید کو پکارکے ناریل مذکور کو

خورشید روشن دل پر مارا ناریل سر پر خورشید روشن دل کے جا کے شق ہوا صدہا
شعلے اُس سے پیدا ہوئے اور دھوان بھی بکثرت نکلا اُن شعلون اور دھوین مین خورشید
روشن دل اسطرح نہان ہوا جیسے آفتاب ابر مین یا گہن مین پوشیدہ ہوتا ہے ابلیس
خودپسند یہ سحر اپنا کر کے خود بھی خوش ہوا بے اختیار کہنے لگا ای مرقع و تصویر کیا حیران
و متحیر کھڑی ہو دیکھو خورشید روشن دل کو مین نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا ہے اس
سحر سے بچنا خورشید روشن دل کا مشکل ہے عیار بچیان یہ تقریر ابلیس خودپسند
کی سنکے فی الجملہ خوش ہوئین ہنوز عیار بچیان اور ابلیس مذکور سب شادمان تھے ناگاہ خورشید
روشن دل اُس برج دخان اور شعلہ ہائے آتش سے بصد سرعت و تیزی آفتاب بنکے
نکلا وہ دھوان اور شعلے معدوم ہو گئے ابلیس خودپسند و عیار بچیان یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین
خورشید روشن دل برج دود مذکور سے نکلکر سحر سے برق بنکر ابلیس خودپسند پر آگرا
وہ خوف سے بزور سحر غرق زمین ہوا ساتھ ہی اُسکے خورشید روشن دل بھی بصورت
برق زمین مین در آیا جب دونون ساحران مذکور زمین مین نہان ہوئے عیار بچیون نے
باہم کہا یہ وقت فرصت غنیمت جاننا چاہیئے پشتارے عیارون کے اُٹھا کے بیابان سے
سوے طلسم صندل چلنا چاہیئے یہ مشورہ کر کے ارادہ پشتارے اُٹھا کے چلنے کا کیا
چونکہ قبل ہی اُسکے خورشید روشن دل نے اُن پر ایسا سحر کر دیا تھا کہ زمین نے قدم
اُنکے پکڑ لیے تھے اسوجہ سے وہ اپنے ارادۂ مذکور سے باز رہین اُس جگہ سے حرکت
بھی نکر سکین باہم کہنے لگین ہائے ہم مبتلائے سحر خورشید روشن دل ہو گئے زمین نے
ہمارے پاؤن پکڑ لیے اب کیا کرین مجبور ہین ابھی عیار بچیان باہم اپنے حال زار پر افسوس
کر رہی تھین ناگاہ ایک جگہ سے زمین شق ہوئی ابلیس خودپسند نہایت گھبرایا ہوا
پریشان خاطر گرد و غبار مین آلودہ نکلا اور سحر سے پر پرواز پیدا کر کے جُرّہ بن کے
سوے فلک اُڑا اسی اثنا مین خورشید روشن دل بھی زمین سے نکلا اور سحر سے بشکل باز
ہو کے تعاقب مین ابلیس جادو کے جانب فلک گیا ابلیس خودپسند نے جنگ سے
عاجز ہو کے چاہا تھا کہ بھاگ کر صندلان شاہ تک جاؤن دشمن قوی ہے اپنی جان
بچاؤن لیکن مدعائے دل اُسکا بر نہ آیا باز مذکور سد راہ ہوا ابلیس خودپسند کہ سحر سے
بصورت جُرّہ تھا مجبور ہو کے باز پر حملہ ور ہوا باز بھی آمادۂ جنگ ہوا پنجہ و منقار سے بروے
ہوا لڑائی ہونے لگی تا دیر جنگ ہوئی آخر کار باز نے جُرّہ کو زخمی کیا جُرّہ زخمی ہو کے باز سے
اپنے تئین چھڑا کے سوے زمین آ کے سحر سے غرق زمین ہوا باز بھی ہمراہ اُسکے غرق زمین
ہوا بعد تھوڑی دیر کے عیار بچیون نے دیکھا کہ صحرا مین ایک جگہ زمین شق ہوئی خورشید
روشن دل اس صورت سے نکلا کہ ایک ہاتھ مین شمشیر خون چکان اور ایک ہاتھ مین اُسکا سر
آنکھین کثرت غیظ سے مانند خون تازہ کے سُرخ عیار بچیان یہ حال دیکھکر اپنی جان کے جانے کا یقین
کر کے چلا کے رونے لگین اور کہنے لگین ای خورشید روشن دل ہمسے خطا ہوئی ہماری خطا کو معاف

کرو اب ایسی خطا سے نہوگی ابھی وہ یہ کہتی تھین کہ تن ابلیس خود پسند بھی تڑپ کر اُسی جگہ سے
نکلا جس جگہ سے خورشید روشن دل زمین سے نکلا تھا بعد نکلنے تن بے سر ابلیس خود پسند کے
عیار بچیون نے دیکھا کہ وہ تن بے سر اُسکا زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپا آخر کار طائر روح
ابلیس خود پسند کا قفس تن سے نکلکر سوے عدم گیا اُسکے مرنے سے ہوائے تند چلی آندھی سیاہ
آئی ابر سیاہ ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی سنگ باری ہونے لگی تاریکی
محیط عالم ہوئی گو کچھ دن اُسوقت تھا مگر تاریکی سے گویا رات ہوگئی تھوڑی دیر یہی حال رہا
بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی ابر دفع ہوا ہوائے تند کا چلنا موقوف ہوا ابلیس خود پسند کے سحر کے
بیر دن نے اُسکے نام سے اِسطرح پکار کر کہا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا ابلیس
خود پسند تھا بعد اس آواز دینے کے وہی بیر سحر کے بصورت گرد باد ہوکے لاشہ ابلیس خود پسند
سے لپٹ کے زمین سے اُٹھاکے بلند ہوکے سوے دربار صندلان شاہ
روانہ ہوے اِدھر خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کرکے قریب
عیار بچیون کے آگے جو پشتارے عیاران مذکور الصدر کے رکھے تھے اُنھین دیکھکر اشارہ کیا
فی الفور چارون عیار چادر ہاے عیاری سے جدا ہوے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے اُنکو چادر ہاے
عیاری سے نکالا پھر خود بخود پٹیان بیہوشی کی اُنکے دماغون سے جدا ہوئین بعد اِس کے
ہواے سرد چلی خواجہ عمر وثانی وغیرہ چارون عیارون کی بیہوشی ہواے سرد سے دفع
ہوئی نہ سحر سے ہر ایک عیار نے ہوشیار ہوکے آنکھین کھولین اپنے تئین ایک صحراے
وحشت ناک مین پایا سامنے خورشید روشن دل اور عیار بچیون کو دیکھا تحیر ہوکے خواجہ عمر ثانی
نے خورشید روشن دل سے پوچھا مجکو یہان کون لایا آپ اِس صحرا مین کسواسطے آئے ہین
اور یہ عیار بچیان آبدیدہ و مغموم یہان کیون کھڑی ہین خورشید روشن دل نے مسکرا کر کہا
اے خواجہ عمر وثانی آپکو اور ان عیارون کو انھین عیار بچیون نے بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھنے کے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ کے پاس لے جائین مین نے یہان آکے آپکو اور
چالاک ثانی وغیرہ کو رہا کیا ہی ابلیس خود پسند کو شمشیر سحر سے قتل کیا ہی یہ سر اس کا
موجود ہے اب آپ اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی ان عیار بچیون کو بیہوش
کرکے پشتارے اِنکے اُٹھاکے اپنے لشکر مین جائین مین بھی آؤنگا خواجہ عمر وثانی یہ سنکے تعریف
وثنا خورشید روشن دل کی کرنے لگے بعدہ چنچل اپنی محبوبہ کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کیون
ای جان جہان اپنے عاشق پر تمنے یہ جفا کی تھی یہ باشارہ کہکے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش
کیا اسی طرح ہر اک عیار نے اپنی اپنی معشوقہ کو عطر بیہوشی و گل بیہوشی آمیز دکھلا کے اور سنگھا کے
بیہوش کیا خورشید روشن دل نے عیار بچیون پر سے سحر اپنا دفع کیا
زمین نے پاؤن اُنکے چھوڑے خواجہ عمر وثانی وغیرہ نے چادر عیاری مین پشتارہ ہر اک عیارہ
کا باندھا اور ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے اک اک پشتارہ ہر اک عیار نے اُٹھاکے دوش پہ
رکھا پھر بموجب کہنے خورشید روشن دل کے خواجہ عمر وثانی وغیرہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے

بعد قطع راہ اثنائے راہ مین اپنے لشکر کو دیکھا طلسم کشا وغیرہ سے ملکر جو حال گزرا تھا بیان کیا سب
خوش ہوے عجائب جادو نے کہا اے خواجہ بالفعل ان عیار بچون کو آپ اپنی حفاظت وحراست
مین رکھیے خواہ انکو بیہوش رکھیے یا ہوشیار کرکے اسیر کرکے انکی حراست ونگہبانی کیجیے مین
کسی روز انکو سزاے سخت دونگا خواجہ یہ سنکے خاموش رہے اور ہمراہ لشکر کے سوے
طلسم صندل چلے چالاک ثانی وبرق ثانی ودسیارہ ثانی بھی ہمراہ لشکر غیر ساحران ہوکے
رہ نورد ہوے شاہزادہ رستم ثانی تو ہمراہ اپنے لشکر کے جانب طلسم صندل جاتا ہے
دیکھیے کب تک مرحلہ جات طلسم مذکور تک پہونچتا ہی مگر اب حال صندلان شاہ و ملکہ آتش
افروز جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ابلیس خودپسند دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوا تھا
شاہ طلسم صندل خوش ہوکے اپنی نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کہتا تھا کہ ابلیس خودپسند
گیا ہی عیار بچون کو مع عیارون کے لیکر آئیگا مین عیار بچون کو انعام کثیر دونگا اور کہدونگا
کہ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو تو بیہوش کرکے لائی ہو اگر عیاری کرکے طلسم کشا اور خورشید
روشن دل اور عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش کو بیہوشی کرکے لاؤ اور لوح طلسم
صندل بھی مجھے لاکے دیدو مین تمکو اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تم بہت خوش ہوگی عجب نہین
کہ بطمع انعام زرکثیر نامبردگان کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے میرے پاس لے
آئین نانی جان مین آپ سے کہتا ہون آپکے سر کی قسم کھاتا ہون کہ جسوقت عیار بچیان نامبردگان
کو بعیاری بیہوش کرکے لے آئین گی اور لوح طلسم صندل بھی مجھے لاکے دیدینگی پہلے
مین لوح کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیس سرمہ ساکرکے خاک اسکی دریا مین ڈالدونگا
نہ لوح باقی رہے گی نہ کبھی طلسم صندل کوئی توڑ سکے گا بعد نیست ونابود کرنے لوح طلسم صندل
کے طلسم کشا کو فی الفور بیرون طلسم یجاکر اپنے سامنے جلاد سے قتل کرا دونگا چالیس روز
تک ہرگز قید نہ رکھونگا گو آئین طلسم مین فرق پڑے گا اور خلاف تحریر بانیان
طلسم کے ہوگا مگر مین ایسا ہی کرونگا بعد قتل کرانے طلسم کشا کے خورشید روشن دل کو
یا قتل کرونگا یا اسے اسیر کرونگا مدام قید ہی رکھونگا کبھی از زندان سے رہا نہ کرونگا کیونکہ
اس نے شرکت واعانت طلسم کشائی کی ہی اسکے شریک ہوجانے سے طلسم کشا کو حوصلہ
جرات طلسم کشائی کی ہوئی ہی بعد قتل یا اسیر کرنے خورشید روشن دل کے اسکے ملک پر
قبضہ کرونگا اسکے فرزند کو بھی قتل کرونگا برادر عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش سے بہت
شکایت کرونگا اگر انھون نے عذر کیا اور طالب عفو جرم ہوے اور میری اطاعت وفرمانبرداری
اختیار کی تو خیر انکو چھوڑدونگا قتل واسیر نہ کرونگا ورنہ انھین بھی مدام زندان مین رکھونگا
اور خواجہ عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو بھی قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا
بعد اسکے لشکر طلسم کشا کو قتل وتباہ کرونگا جب ان سب امور سے فراغت حاصل کرونگا
بیخوف وخطر سلطنت وحکومت کرونگا ملکہ آتش افروز جادو تقریر صندلان شاہ کی سنکے
بغور اسکی طرف دیکھکے برہم ہوکے جواب دیتی تھی کہ او چھوکرے عیش پسند

وبیوقوف یہ کیا باتین فضول کر رہا ہی قبل از وقوع واقعہ خوش ہو رہا ہے ارے یہ امور بہت مشکل ہین عیارون کا قتل کرنا لوح کا پھر ملنا آ نا طلسم کشا و خورشید روشن دل کا قتل کرنا کیا تو آسان سمجھا ہی میرے نزدیک امر اہم ہی بلکہ ممکن نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے علم کہانت سے دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل ہی ضرور طلسم صندل کو توڑیگا لوح طلسم صندل اُسے ہدایت کریگی ستم کا اور معین و مددگار اسکے یوماً فیوماً بڑھتے جائینگے دوست تیرے دشمن تیرے ہونگے شریک طلسم کشا ہون گے درپی تیرے قتل کے ہونگے یاد رکھ آج سے چالیس روز تجھ پہ نہایت سخت ہین مجھے اندیشہ تیری جان جانے کا ہے اور اپنی جان کا بھی خوف ہے بس اپنی جان کی دشمنون سے حفاظت کر دشمنون کی فکر کیا کرتا ہی اپنی جان بچانے کی فکر کر عیار پچیون کی اعانت کا بھروسا نہ کر تدبیر کرنے سے غافل نہو مقدر مین جو تیرے ہی وہ ضرور ہوگا او نادان نافہم کبر و نخوت و عجب و عیش پسندی چھوڑدے دشمنون سے بخوف و خطر ہو یہ خیال نہ کر کہ مین بادشاہ طلسم صندل ہون صاحب ملک و مال ہون جب اقبال جاتا ہی اور زمانہ ادبار کا آتا ہی دوست دشمن ہو جاتے ہین عزیز قریب قاتل بنجاتے ہین گھر سے آگ لگ جاتی ہی انواع و اقسام کی خرابیان پیش آتی ہین نمکخوار قدیم نمکحرام ہو جاتے ہین دشمنی پر کمر باندھتے ہین دیکھ تیرا چھوٹا بھائی عجائب جادو تیرا دشمن جان ہو گیا ہی شریک طلسم کشا ہو گیا ہی زوجہ بھی اُسکی شریک شاہزادہ رستم ثانی ہوگئی ہی جن لوگون سے تجھے زیادہ امید تھی اُنھین سے ناامیدی ظہور مین آئی ہی مین کب تک زندہ رہونگی اور تجھے سمجھایا کرونگی اب میرا عالم پیری ہی چراغ سحری ہون زندگی کا کیا اعتبار ہی خصوص مجھ ایسی ضعیفہ کی حیات کا اعتبار نہین ہی قوت اعضا جواب دے چکی ہی حواس خمسہ مین خلل آچکا ہے بینائی چشم مین کمی ہی چونکہ مجکو تجھ سے محبت از حد ہی اسوجہ سے جب بیان آئی برہم ہو کے اور بہ شفقت تجھے سمجھاتی ہون اگر میرے کہنے پہ عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچتائے گا دشمنونکے ہاتھ سے مارا جائیگا صندل آن شاہ نقریر اپنی نانی کی سنکے جواب دینا تھا یہ آپ کیا کہتی ہین آپ کی زندگی مین مجھے کون قتل کر سکتا ہی آپ وہ ساحرہ زبردست ہین کہ مانند آپ کے کوئی ساحر و ساحرہ نہوگی آپ کرور ہا ساحرون سے بہتر ہین اگر برادر عجائب جادو اور زوجہ اُسکی اور خورشید روشن دل وغیرہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین تو مجھے کیا غم ہی مطلق خوف و اندیشہ نہین ہی آپ زندہ ہین مجھے آپکا بڑا بھروسا ہی جب آپ چاہیئے گا ایک لمحہ مین تمام میرے دشمنون کو قتل و تباہ کر دیجیے گا صرف آپکی ذات کے بھروسے پر مین بے فکر ہون ہر وقت عیش و عشرت سے مجھے کام ہی رنج و غم و فکر کو پاس اپنے نہین آنے دیتا ہون خدا وند آپکو مدام زندہ سلامت رکھے اگر تمام ملازم میرے اور جملہ ساکنان طلسم صندل شاہزادہ رستم ثانی سے ملجائین گے شریک اُسکے ہوجائین گے اور میرے دشمن ہوجائین گے تو بھی مجکو کچھ خوف نہوگا ملکہ آتش افروز جادو نے کہا اوچھوکرے تو تو شیخ کتنا ہی مگر مین اکیلی لاکھون دشمنون کو تیرے کیونکر دفع کر سکونگی کس کس سے لڑونگی ہر چند کہ مین اپنے زمانہ کی آفات چہار دست

یا ملکہ ماہیان زمرد رنگ ہون او نادان لاکھون اگر ساحر ہون تو اُنسے مجھے کچھ بھی خوف نہین ہی
سب کو ایک اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہلاک کرسکتی ہون لیکن چند شخصون کا البتہ مجھے خیال ہے اگر
اُنسے لڑونگی تو مشکل پڑے گی اول طلسم کشا سے کچھ میرا زور نہ چل سکے گا سحرُ اسپر میرا اثر نہ کرسکے گا
کیونکہ وہ صاحب لوح طلسم صندل ہی دوسرے خورشید روشن دل سے اگر مجادلہ مقابلہ کرونگی تو اُس سے
سخت لڑائی ہوگی کیونکہ بادشاہ ہی صاحب اختیار و حکومت ہی گو چھوکرا ہی مگر سحر و ساحری مین
مجھ سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی تیسرے برادر عجائب جادو اور اُسکی زوجہ سے اگر
لڑونگی تو سخت لڑائی ہوگی چوتھے مردارخوار جادو سے اگر لڑونگی تو جنگ عظیم اُس سے
ہوگی کیونکہ وہ اک ساحر زبردست ہی اُسکے پاس چند تحفہ جات طلسمی ہین پانچوین خواجہ عمرو
ثانی سے مجھے اندیشہ ہی کہ وہ عیار بلائے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر و ساحرہ پر وہ عیاری
کرکے بیہوش کرکے داخل زنبیل کرلیتا ہی یا مار ڈالتا ہی حالانکہ اُسکو اور چالاک ثانی و برق
ثانی و سیارہ ثانی کو عیار ریچھون نے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ لیا ہی مگر یہ
عیار بشتر رہا ہوجاتے ہین یعنی نہ کوئی مددگار اُنکا مدد کے واسطے آجاتا ہی اور اُنکو اڑھاکے
رہا کرکے لیجاتا ہی گو ابلیس خودپسند گیا ہی مگر مجھے بخوبی یقین نہین ہے کہ وہ خواجہ
وغیرہ کو یہان لے آئے ہنوز ملکہ آتش افروز یہ کہہ رہی تھی صندلان شاہ بگوش
دل سن رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز نالہ و بکا کان مین آئی صندلان شاہ و ملکہ
آتش افروز جادو نے گھبرا کر سر اُٹھا کے سوے فلک دیکھا اہل دربار بھی متردد ہوکے
سوے چرخ دیکھنے لگے ابھی سب سمت فلک سیر دیکھ رہے تھے یکایک اک گردباد سب کو نظر آیا
اُس گردباد سے لاشہ ابلیس خودپسند کا عین دربار مین گرا صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز
جادو و جملہ اہل دربار لاشہ مذکور دیکھکر تن بے سر ابلیس خودپسند کا خوب پہچان گے
دنگ ہوگئے اور از حد متحیر و متردد ہوے خصوص صندلان شاہ اِس قدر متحیر ہوا کہ
بے اختیار افسوس کرکے کہنے لگا ہاے ابلیس خودپسند کو کس نے قتل کیا کون ایسا ساحر
زبردست تھا کہ جس نے اِس ایسے ساحر زبردست و پہلوان نامی کو قتل کیا یہ کہکے برہم
و ملول ہوا ملکہ آتش افروز جادو بھی لاشہ مذکور پر نظر کرکے نہایت حیران ہوکے متردد
ہوئی صندلان شاہ سے کہنے لگی یا تو کتاب سامری سے حال قتل ابلیس خودپسند
دریافت کرو یا مین اپنے علم سے دریافت کرون معلوم تو ہو کہ اِسکو کس نے قتل کیا ہے
صندلان شاہ نے کتاب سامری مین جو دیکھا معلوم ہوا کہ ابلیس خودپسند کو بادشاہ خورشید
روشن دل نے کارد یا شمشیر سحر سے صحراے وحشت ناک مین قتل کیا ہی اور اب تک وہ اُسی
صحرا مین موجود ہی غصے مین مانند شیر غضبناک کے صحرا مین ٹہل رہا ہی یہ حال کتاب سامری سے
دریافت کرکے برہم ہوکے ارادہ کیا کہ صحراے مذکور مین جاکے خورشید روشن دل
سے مقابلہ و مجادلہ کرے ملکہ آتش افروز جادو نے قتل ابلیس خودپسند سے آگاہ
ہوکے صندلان شاہ کے قصد سے باخبر ہوکے کہا او چھوکرے تو کہان جاتا ہے

اپنے عزم سے باز آ تو میری زندگی اور موجودگی مین ایسے دشمن قوی سے مقابلہ و مجادلہ کو نہ جا
چالیس دن تجھپر بہت سخت ہین خوف مجکو تیری جان کے جانے کا ہی گو یہ دن مجھپر بھی سخت ہین لیکن
مین ابھی جاتی ہون اُس چھوکرے کو اِسکے قتل کرنے کی سزاے سخت دیتی ہون یہ کہکے اُٹھنے
لگی صندلان شاہ نے کہا نانی جان آپ نہ جایئن آپ خود ہی کہتی ہین کہ یہ زمانہ مجھپر سخت
ہی اور یہ دن کڑے ہین باوجود اس علم رکھنے کے آپ جاتی ہین یا تو مجھے اجازت جانے کی دیجیے
یا مین اپنے اہل دربار سے کسی ساحر زبردست کو برائے مجادلہ و مقابلہ خورشید روشن دل بھیجتا
ہون ملکہ آتش افروز جادو نے جواب دیا مین ہرگز تجکو اجازت جانے کی نہ دونگی اگر اہل
دربار سے تو کسی ساحر کو بھیجے گا تو وہ خورشید روشن دل سے کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا
وہ بادشاہ اپنے ملک کا ہی میری طرح صاحب حکومت و اختیار بھی ہی ساحر زبردست ہی یہ کہکے
احتیاط جھولی اسباب سحر کی لیکر بعد غضب تخت سحر پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوئی بعد قطع
راہ جب اُس بیابان ہولناک مین پہونچی دیکھا خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا ہے کثرت
غصہ سے چہرہ سُرخ سر ابلیس خود پسند قریب اُسکے زمین پر پڑا ہوا ہی زبان پر یہ کلمات
جاری ہین کہ صندلان شاہ یہان خود نہین آیا ابلیس خود پسند کو عیار بچیون کی حمایت کے
لیے روانہ کیا اگر وہ آتا تو اُسکو بھی ہلاک کرتا یا اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرتا ملکہ آتش افروز
جادو نے کلمات مذکور خورشید روشن دل سے سُنکے از حد برہم ہوکے نعرہ کیا او
چھوکرے خورشید روشن دل ابلیس خود پسند اک ساحر کو قتل کرکے کبر و نخوت سے
یہ کہہ رہا ہی بیہودہ بک رہا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچی تو کیا صندلان شاہ کو ہلاک کرتا مین
ابھی تجکو قتل کرتی ہون انتقام خون ابلیس خود پسند کا لیتی ہون خورشید روشن دل نے
نعرہ اُسکا سُنکے مڑ کر دیکھا اور برہم ہوکے جواب دیا او بڑھیا کیا بکتی ہے حواس اپنے
درست کر میرے سامنے سے دور ہو تو عورت ہی تجھ سے کیا لڑون صندلان شاہ کو بھیج کہ وہ
مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کرے اُس نے غضبناک ہوکے ایک گلدستے پر سحر کرکے خورشید روشن
دل پر مارا وہ سر پر خورشید روشن دل کے آکے پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوے
اُن شعلون نے مجتمع ہوکے صورت برج کی پیدا کی خورشید روشن دل برج
مذکور مین آ گیا ملکہ آتش افروز جادو یہ سمجھ کے خوش ہوئی کہ خورشید روشن دل
میرے سحر مین مبتلا ہو گیا ہی اب اس برج آتشین سحر سے نکلنا اُسکا دشوار ہی کیونکہ یہ چھوکرا آگے
میری سحر و سامری کے ایک طفل مکتب ہی ابھی ساحرہ مذکور یہ خیال اپنے دل مین کرکے
خوش ہوکے تخت سحر سے اُترکے قریب اُس برج آتشین سحر کے اس غرض سے آئی تھی کہ خورشید
روشن دل کو کہ مبتلائے سحر ہو چکا ہی قتل کرون یا اسیر کرکے پاس صندلان شاہ کے
لیجاؤن ناگاہ خورشید روشن دل اُس برج آتشین سحر سے شرارہ بنکے نکلا اور بلند ہوکے
برق بنکے آتش افروز جادو پر گرا ساحرہ مذکورہ نے جلد سحر پڑھکے پاؤن اپنے زمین پر
مارے زمین شق ہوئی آتش افروز جادو غرق زمین ہوئی بعد ایک لمحہ کے ایک جگہ زمین سے

نکلکر دیکھنے لگی کہ خورشید روشن دل کہان ہی سوے فلک جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بصورت برق ابر سحر مین
ہی ابھی وہ دیکھ رہی تھی کہ خورشید روشن دل دوبارہ بصورت برق غضبناک ہوکے اُسپر گرا اُسنے ایک
شیشہ نکالکر پانی اُسمین سے کہ چاہ سامری کا تھا چلو مین لیکر سحر اُسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا خورشید
روشن دل بصورت اصلی ہوکے سامنے اُسکے زمین پر آیا آتش افروز جادو بزور سحر شیرنی بنکے حملہ آور
ہوئی خورشید روشن دل بھی جلد سحر سے شیر نر بنکے مقابل ہوا پنجہ و دندان تیز سے باہم دونون لڑنے
لگے اسد اصلی کے مانند نعرے کرنے لگے تا دیر لڑائی ہوئی دونون مین سے کوئی کسی پر غالب نہوا نہ کوئی
زخمی ہوا آخرکار دونون نے یکے بعد دیگرے صورتین بزور سحر تبدیل کین بشکل اصلی ہوے پھر باہم نارنج
و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے لڑنے لگے دونون نادر و عمدہ سحر کرنے لگے ادھر خورشید روشن دل ساحرۂ
مذکورہ کے سحر و نکو دفع کرکے مگر خود سحر سخت کرنے مین کوشش کرنے لگا اُدھر ساحرۂ مذکورہ سحر ہاے
خورشید روشن دل کو رد کرکے خود بھی لڑائی لڑنے مین سحر کرنے مین کوشش کرنے لگی چونکہ ان دونون
نامورون کی لڑائی قابل دید تھی پیر فلک بچشم غور دیکھ رہا تھا نیرنگی شعبدہ بازی و سحر ہاے مختلف
اُنکے دیکھکر حیران تھا اپنی شعبدہ بازی بھی بھول گیا تھا جب دونون ساحران نامی مین کارد سحر سے
لڑائی ہوتی تھی ایسا خوفناک ہوتا تھا کہ سپر آفتاب سے اپنے تئین بچاتا تھا بجز پیر فلک کے اور
کوئی مخلوقات سے بیابان پرہول و حشت ناک مین ان دونون کی لڑائی کہ قابل دید تھی نہ دیکھتا تھا
وحش و طیر بھی خوف سے بھاگ گئے تھے گاؤ زمین ساحران مذکور کے سحرون سے ڈر کے کانپتی تھی گنبد
فلک تھرتھراتا تھا قیامت کی لڑائی ہوتی تھی عجب عجب سحر باہم ہوتے تھے اُنکے سحر اور اُنکی لڑائی بتفصیل
کیا لکھی جاے خلاصہ یہ کہ اگر کوئی ساحر یا غیر ساحر اُس دشت مین موجود ہوتا اور جنگ مذکور
اِن دونون ساحران نامی کی دیکھتا تو خیال کرتا بلکہ یقین کرتا کہ ملکہ ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب
جادو کی خورشید روشن ضمیر سے لڑ رہی ہے سحر عجیب و غریب کر رہی ہی یا یہ جانتا
کہ ملکہ آفات جبار دست بادشاہ طلسم نور افشان سے مصروف جنگ سحر ہی اور شاہ موصوف دلیرانہ
اُس سے نبرد آزما ہے سحر ہاے سخت کو اُسکے دفع کرتا ہی اور خود بھی سحر ہاے نادر اور جانستان اُس پر
کر رہا ہی ایما و اشارے سے سحر کرتا ہی گو اسباب سحر پاس اُسکے نہین ہین لیکن دلیرانہ بخوف و خطر لڑ رہا ہے
گاہ برگ اشجار و سنگریزہ وغیرہ کو اُٹھا کے اُسپر سحر دم کرکے اپنے حریف سے لڑتا ہی کبھی سحر پڑھ کے
دستک دیتا ہی کوئی ساحر یا کوئی ساحرہ اُسکے ملازمون سے پیدا ہوتی ہی اُس سے اسباب سحر لیتا ہی پھر
اُسے رخصت کرکے مصروف جنگ ہوتا ہی بعد ہوشیاری و چالاکی لڑتا ہی گو ساحرۂ مذکورہ سحر کرنے مین یگانۂ
آفاق ہی مگر اُسکے سحرون سے بچتا ہی اگر اُسپر غالب نہین ہوتا ہی تو مغلوب بھی نہین ہوتا ہی ساحرۂ مذکورہ بھی
سحر کرتے کرتے اور اُسکے سحرون سے بچتے بچتے پریشان و حیران ہی آثار حیرانی چہرہ سے اُسکے ہویدا ہین
الحاصل بعد جنگ سحر بسیار کے جب کچھ اسباب سحر نے پاس خورشید روشن دل کے نہ رہا اور تھک بھی
گیا اور ساحرۂ مذکورہ بھی لڑتے لڑتے عاجز ہوئی بوجہ پیری کے سانس پھول گئی از حد تھک گئی دل مین کہنے لگی کہ مین
اِس چھوکرے کو ایسا پرکالۂ آفت نہ جانتی تھی صدہا سحر تو باہم ہو چکے اُنسے کچھ مطلب نکلا اب وہ سحر کرنا چاہیے کہ جس سحر میں
نجود عوے و نازہی اگر اس سحر سے مدعاے دلی بر آیا یعنی یہ چھوکرا ملاے بے درمان ہلاک ہوا تو نہال مراد ورنہ تو

بیان سے اسوقت ٹل جانا پھر کوئی سحر تیار کرکے اس سے لڑنا بیان تو صحرا ہی کوئی قدر دان دیکھنے والا اور
داد کا دینے والا نہین ہی جب دو لشکر مقابل ہون لاکھون ساحرونکا مجمع ہو اسوقت اُن سب کے سامنے اسکو
قتل کرنا جب یہ روبرو طلسم کشا کے اور جملہ ساحران نامی کے قتل ہوگا ہر ایک تجھ سے خائف ہوگا پھر کوئی ارادۂ
سرکشی نہ کریگا دست بستہ ہر اک عفو تقصیر چاہے گا خصوص طلسم کشا اسکے قتل ہونے سے بیدل ہو جائیگا کیا عجب
کہ خوف جان سے اور کثرت بیدلی سے ایسے وقت مین طلسم کشا طلسم کشائی طلسم صندل سے باز آئے
یہ باتین اپنے دل مین کرکے کارد اصلی جھولی سے نکال کے پیشانی مین چبھوکے خون پیشانی کا چلو مین لیکے
وہی سحر جسپر دعوے و ناز تھا خون مذکور پر دم کرکے خورشید روشن دل کو دھوکا دیکے یا سامری زبان پر
جاری کرکے سراپائے خورشید روشن دل پر بڑھ کے ڈال دیا جب خون مذکور تمام تن پر جا بجا پڑ گیا اُسوقت
تن خورشید روشن دل کا یہ حال ہوا کہ سر سے پاؤن تک پُر آبلہ ہو گیا لاکھون پھپھولے پڑ گئے ہر اک چھالے
سے کثرت سوزش سے گویا آگ نکلنے لگی خورشید روشن دل کی جان پر بنی روح فرط اذیت و تکلیف سے
لبون پر آنے لگی سردست رد سحر مذکور ہو نہ سکا برداشت اُن آبلون کی اذیت کی کر نہ سکا متحمل کسی طرح کھڑے
رہنے کا نہ ہوسکا مجبور ہی لڑکھڑا اگر آہ کرکے زمین پر گرا اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز
جادو یہ حال اپنے حریف کا دیکھ کے ازحد شادمان ہوئی اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگی دل مین کہنے لگی اے
آتش افروز جادو سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ وقت جنگ مکر و فریب بھی خوب کام نکلتا ہی اگر تو اسکو دھوکا نہ دیتی
اور یہ غافل ہوتا تو کبھی یہ حال اسکا نہوتا سحر سے غرق زمین ہو جاتا یا برق بنکے سوے فلک چلا جاتا یا
کسی طرح سے اپنے تئین بچاتا یا رد سحر کرتا یا عاجز ہوکے بھاگ جاتا یا ایسا سحر کرتا کہ خون میرے چلو سے
غائب ہو جاتا یا چلو مین خشک ہو جاتا غرض بہرطور اگر یہ ہوشیار رہے اس سحر کرنے سے ہوتا تو ہرگز مبتلائے
سحر نہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے تڑپنا اور آہ و نالہ خورشید روشن دل کا بنظر غور باطمینان تمام دیکھا کی کیونکہ
جانتی تھی کہ اب یہان اسکی حمایت و اعانت کو کون آئیگا تعجیل اسکے قتل کرنے مین کیا ضرور ہی پہلے اسکو تڑپتا
دیکھکر دل اپنا خوش کیجیے تا دیر اسکی روح کو ان آبلون کی سوزش سے تکلیف بیحد دیجیے بعدہ کارد سے سر
اسکا تن سے جدا کر دیجیے ہنوز ملکہ آتش افروز جادو قریب اپنے حریف کے کھڑی تھی اُسکے تڑپنے پر
نظر کر رہی تھی خوش ہوکے کہہ رہی تھی او خورشید روشن دل دیکھا تو نے کہ مین نے حال تیرا کیا کیا اب کوئی مددگار
تیرا یہان آکے تجھے میرے ہاتھ سے نہین بچاتا طلسم کشا لوح طلسمی لیکے یہان نہین آتا مداوا تیرے
درد کا نہین کرتا اس وقت تکلیف روحانی و تنہائی و بیکسی مین کوئی تیری اعانت و مدد نہین کرتا ہے
دیکھ میرے ہاتھ مین یہ کارد آبدار ہی اسی سے تیرے سر کو تن سے جدا کرونگی تو شریک و دوست طلسم کشا
کا ہوا تھا دوستی و شرکت کا یہ پھل تجکو ملا ہی کہ مانند مرغ بسمل کے خاک پر تڑپتا ہی آہ و نالہ کرتا ہی اب لگید کم
مین ثمر دوستی طلسم کشا یہ ملیگا کہ اس کارد سے سر تیرا جدا کیا جائیگا خورشید روشن دل اُس اذیت
اور بیچینی اور تڑپنے مین اچھی طرح تقریر ساحرہ مذکورہ کی نہ سُن سکتا تھا نہ جواب دے سکتا تھا مبتلائے
سحر تھا اُتنے حواس و مہلت کہان تھی کہ رد سحر کرتا ہان اُسوقت بوجہ مطیع دین اسلام ہونیکے درگاہ خدا مین
یہ عرض کرتا تھا کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود انس و جان گو مین نے ابھی تک کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر
جاری نہین کیا ہی لیکن مطیع دین اسلام ہو چکا ہون تجھ ہی کو اپنا معبود برحق جانتا ہون تو بر آرندۂ حاجات عاجزان

فریادرس غریبان ہی تجھپر روشن ہی کہ جو حال میرا اسوقت ہی سوا تیرے اِسوقت کوئی معین ومددگار میرا یہان
نہین ہی دشمن میری آتش افروز جادو میری بالین پر کھڑی ارادہ رکھتی ہی کہ مجھے قتل کرے پس ایسے
وقت ماندگی مین میرے حال زار پر رحم کر واسطہ تجکو اپنے بندگان خاص کا کسی طور سے مجکو میرے
اس دشمن سے بچا قدرت کاملہ اپنی دکھا ہنوز خورشید روشن دل اپنے دل مین دعا کر رہا تھا اور زخم اذیت
سے مانند بسمل کے تڑپ رہا تھا اور مثل سیماب کے بیقرار تھا ملکہ آتش افروز جادو نے کارد ہاتھ مین لیکر
ارادہ سر جدا کرنیکا کیا تھا بلکہ سوے بسمل مذکور قدم اُٹھایا تھا ناگاہ ساحرۂ مذکورہ نے دیکھا کہ سامنے سے
ایک شیر غضبناک پیدا ہوا اُس شیر نے بزبان فصیح باواز بلند نعرہ کرکے کہا او آتش افروز جادو نالائق و نابکار
خبردار قصد قتل خورشید روشن دل نہ کر سوے شاہ مذکور قدم نہ اُٹھا ٹھہر جا کہ مین آپہونچا کیا مجال تجھ ضعیفہ
ڈھڈھو کی کہ میرے سامنے بادشاہ خورشید روشن دل کو قتل کرے اگر تو نے ہاتھ بھی بخیال دشمنی لگایا تو ابھی ایک
طمانچہ ایسا مارونگا کہ منھ تیرا گلشن ہستی سے سوے عدم آباد پھر جائیگا مرغ روح تیرا ابھی تیرے قفس تن سے
نکلکر سوے آشیانۂ عدم پرواز کریگا گوشت و استخوان تیرے ابھی کھا جاؤنگا نام و نشان تیرا باقی نہ رکھونگا
ساحرۂ مذکورہ بالا نعرۂ شیر و تقریر اسد مسطور سُنکے غضبناک ہوکے دل مین اپنے کہنے لگی پہلے اس شیر معین
خورشید روشن دل کو ہلاک کرنا ضرور ہی بعدہ سر اس چھوکرے کا کاٹ لیا جائیگا کیا یہ یہان سے کہین چلا جائیگا
یہ خیال کرکے جانب ضیغم بڑھی اور گولۂ فولادی نکالکر سحر پڑھ کر دم کرنے لگی اُدھر شیر نے اِسپر حملہ کیا
اِدھر اِسنے وہی گولہ فولادی اُسکے مارا گولہ سینۂ شیر کو توڑکر نکل گیا وہ آہ کرکے زمین پر گرکے تڑپنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے مرگیا ساحرۂ مذکورہ نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر ایک ماش کے آٹے کا پتلا تھا ساحرۂ
مذکورہ اُسے دیکھکر سمجھی کہ یہ شیر کسی ساحر نے اپنے سحر کے زور سے پیدا کرکے واسطے اعانت خورشید روشن
دل کے بھیجا تھا میرے خوف سے وہ ساحر میرے روبرو نہ آیا اگر آتا تو اُسکو بھی اسیطرح معدوم کرتی یہ
کہتی ہوئی سوے خورشید روشن دل چلی جب آگے بڑھی دیکھا کہ جس جگہ خورشید روشن دل طپان تھا
وہان نہین ہی دیکھکر از حد حیران ہوکے اپنے کہانت کے علم سے حال دریافت کرنے لگی بعد فکر بسیار اُسکو
علم مذکور سے دریافت ہوا سر دابہ وزیر زادی خورشید روشن دل کی کہ ساحرۂ زبردست اور
کاہنہ کامل ہی خورشید روشن دل کو یہان سے بزور سحر راہ زیر زمین سے لیگئی ہی اور اب دور تک نکل
گئی ہی ہاتھ آنا اُسکا دشوار ہی یہ حال اپنے علم سے دریافت کرکے نہایت برہم ہوکے وزیر زادی مذکورہ کو کلمات
سخت و درشت کہنے لگی اور قصد کرنے لگی کہ تعاقب مین اُسکے جاؤن اُسے ہلاک کرون سر خورشید روشن دل کا
کاٹ لاؤن ہنوز ارادہ جانیکا کیا تھا ناگاہ سوے فلک ایک ابر کا ٹکڑا نمایان ہوا اُسمین سے برق کی سی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا تھی جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا آتش افروز جادو اُسے دیکھکر سمجھی کہ شاید یہ ابر سحر اُسی
ساحرہ کا ہی پھر وہ ادھر آئی ہی خوب ہوا وہ خود یہان آئی قضا اُسکی یہان لائی مجکو اُسکے تعاقب مین
جانا بھی نہ پڑا یہ سمجھ کے تخت سحر پر بیٹھ کے سوے فلک بلند ہوکے قریب اس ابر کے جاکے ایک گولۂ
فولادی پر سحر دم کرکے ابر مذکور پر مارا اور کہا او نالائق تو مجھے دھوکا دیکے خورشید روشن دل کو لیگئی ہی
مین تجکو اُسکے عوض قتل کرونگی غضب کیا تو نے کہ تو میرے شکار کو اس صحرا سے لیگئی مین نے کس مشکل سے
اُسکو مبتلاے سحر کیا تھا زمین پر گرایا تھا ارادہ کیا تھا کہ سر کاٹ لون تو نے تمنا کے دلی بر نہ آنے دی خورشید روشن دل

سے دوستی کی مجھ سے دشمنی کی ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ وہ گولا ابر مذکور پر پڑا پڑتے ہی گولے کے ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اُس ابر سے مردار خوار جادو تخت سحر یہ پر سوار ہویدا ہوا چونکہ اُسنے تمام تقریر اس ساحرہ کی سنی تھی
برہم ہو کے جواب دیا او آتش افروز جادو آگاہ ہو کہ مین تو اسطرف بڑے خبر و اعانت خورشید روشن دل
آیا ہون مجھے نہین معلوم کہ بادشاہ خورشید روشن دل کو کون لیگیا تیری زبانی معلوم ہوا کہ تو نے اُس بادشاہ
جلیل کو اپنے سحر مین مبتلا کیا تھا اور ارادہ اُسکے قتل کا کیا تھا شکر ہے اُس خدا کا کہ جسنے اپنی قدرت سے کونین
کو خلق کیا ہے تو اُسے قتل نہ کر سکی وہ جس واسطے ادھر آیا تھا وہ کام کر کے تجھ سے مقابلہ کر کے مبتلاے سحر ہو کے
زندہ رہا کوئی اُسکو لیگیا تو نے میرے ابر سحر کو کیون مٹایا مین نے کیا کیا تھا او ڈھونڈھو تجکو اپنی سحر و ساحری
پر بڑا غرور ہے ہی شرط کہ ابھی تجکو اسی جگہ قتل کرون ناک چوٹی تیری کاٹ لون جسطرح تو نے بادشاہ خورشید
روشن دل کو مبتلاے سحر کیا تھا اُسی طرح تجکو بھی اپنے سحر مین مبتلا کرون زمین پر مانند مچھلی کے تڑپاؤن
کیا تو مجکو نہین جانتی ہے کہ مین ساحر زبردست ہون کیا تو میرے نام سے آگاہ نہین کہ نام میرا مردار خوار جادو
ہے کیا تو نہین جانتی ہے کہ پاس میرے چند تحفہ جات طلسمی مین بزرگون سے دست بدست مجھ تک پہونچے ہین
کیا مین راز دار طلسم صندل نہین ہون کیا صندلان شاہ اور تو نے مجھ سے دشمنی نہین کی ہے دھوکے سے
قید مجھے نہین کیا ہے کیا اب مین دوست بادشاہ خورشید روشن دل اور طلسم کشا کا نہین ہون آتش افروز
جادو نے جواب دیا او نابکار مین تجھے خوب جانتی ہون تجھ سے مجھے اندیشہ تھا اسی وجہ سے تجکو دھوکے سے
مین نے قید کرا دیا تھا جو مجھے تجھ سے خوف تھا وہی ہوا تو نے طلسم کشا سے ملکر مقام لوح تک اُسے پہونچا دیا
آتشبار جادو و ناظر جادو کو تو نے قتل کیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دلوا دینے کا تو ہی باعث ہوا تو وہ دشمن ہے کہ
کوئی دشمن مثل تیرے میرا اور میرے بچے صندلان شاہ کا کم ہو گا اگر مین نے سہواً یا عمداً تیرے ابر سحر کو
گولا فولادی مار کر مٹایا تو اچھا کیا اگر تو برسر فساد ہو گا تو ابھی تجکو بھی مبتلاے سحر کرونگی نام و نشان تیرا مانند حرف غلط کے
صفحہ ہستی سے مٹا دونگی تو مجکو بھی جانتا ہے کہ مین کون ہون الے مین وہ ہون کہ یادگار ساحران نامی گذشتگان
ہون گو رتبہ و مرتبہ مین کم ہون مگر سحر مین خداوند سامری اور سامرن اُنکی زوجہ سے کچھ ایسی کم نہین ہون تو
اگر برہم ہو گا تو کیا کر لیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا او نابکار تو میری ناک چوٹی کیا کاٹے گا تیری بھی یہ مجال
ہے کہ تو میری چوٹی کو ہاتھ لگا سکے مردار خوار جادو نے تقریر ساحرہ مذکورہ کی سُنکے جوابات سخت و درشت
دیئے اُسنے کلمات نامناسب مردار خوار جادو کو کہے اس باہمی گفتگوئے سخت سے انجام کار یہ ہوا کہ
دونون آمادۂ جنگ ہوئے پہلے آتش افروز جادو نے چند بال اپنے سر کے نوچکر سحر اُنپر دم کر کے جانب
مردار خوار جادو پھینکے وہ بصورت مار سیاہ ہو کر واسطے ڈسنے کے ساحر مذکور کی طرف چلے اُسنے
فی الفور سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کر کہا ای طاؤس زرین بال کہان ہے جلد آ فوراً ہوائے تند
چلی آندھی سیاہ آئی طاؤس مذکور پیدا ہو کے روبرو مردار خوار جادو کے آیا اور بزبان فصیح پکارا ای
مردار خوار جادو بعد ایک مدت مدید اور زمانہ بعید کے تو نے مجھے کیون یاد کیا ہے کیا کام ہے بیان کر ساحر
مذکور نے کہا دیکھ وہ چند مار سیاہ میری جانب آتے ہین انکو مار کے کھا لے اور اس ساحرہ میری دشمن
جان کو نگل جا چونکہ طاؤس کلان اور قوی الجثہ تھا یہ سنتے ہی ماران سیاہ مذکور کو کھا کر جانب ساحرہ
بڑھا ساحرہ مذکورہ نے پیچھے ہٹکر ایک ترنج جھولی سے نکالکر کارد سے خون اپنی انگشت کا بعد سحر دم کر کے

دم سپر گرا کر نام سامری زبان پر جاری کرکے وہی تیغ طاؤس پر مارا جب تیغ مذکور سینۂ طاؤس پر پڑا مانند
بندوق کی گولی کے سینہ کو توڑ کر پشت سے گذر گیا طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ وہ مانند طاؤس آتش بازی کے شعلہ فشان ہوکے
جلکے خاک ہوکے زمین پر گرا وہ کیا گرا خاک اُسکی زمین پر گری ساحرۂ مندرجۂ بالا نے طاؤس مذکور کو جلا کر از راہ
نخوت کہا او مردار خوار جادو دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر اس طاؤس سحر کو تیرے معدوم کیا اسی طرح تجکو بھی معدوم
کیے دیتی ہون یہ کہکے ایک گوہر کلان اپنے جوڑے سے نکالکر کہا او مردار خوار جادو خبردار ہوشیار ہو جا یہ
گوہر تیرے گوہر جان کو لے لیگا پہچانتا ہی تو کہ یہ گوہر کیسا ہی اور کیا کیا خاصیتین رکھتا ہی اُس نے جواب دیا ہان
مین اس گوہر سے خوب ماہر ہون خاصیتین اِسکی مجھ پر روشن ہین جانتا ہون یہ گوہر طلسمی ہی حریف کے جس
عضو پر پڑتا ہی توڑ کر نکل جاتا ہی اور پھر ہاتھ مین آجاتا ہی مگر مین اس سے نہین ڈرتا مجھ تک یہ آپ ہی نہ
آسکے گا اُس نے جواب دیا یہ تیرا خیال خام ہی ارے یہ وہ گوہر ہی کہ اگر پہلے مجکو یاد آتا تو اسی گوہر سے کام خورشید
روشن دل کا تمام کر دیتی کوئی اور سحر اُسپر نہ کرتی یہ کہکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے سینہ پر ساحر مذکور
کے مارا مردار خوار جادو نے مسکرا کر سنگ طلسمی اپنے پاس سے نکال کر تاک کر اُس گوہر پر مارا گوہر و سنگ کہ
دونون طلسمی تھے باہم جو بھڑے اسنے اسکو اور اُسنے اِسکو توڑا دونون شکستہ ہوکے خاک پر گرے
آتش افروز جادو گوہر طلسمی کے ضایع اور ٹوٹنے سے غضبناک ہوئی اور پکاری او مردار خوار جادو
غضب کیا تو نے کہ ایسے گوہر طلسمی کو تو نے شکستہ کیا مین نہ جانتی تھی کہ اسوقت پاس تیرے سنگ طلسمی
ہر چیز جو ہونا تھا وہ ہوا مجھ ہی سے نادانی ہوئی کہ مین نے گوہر طلسمی تجھپر مارا اب افسوس کیا کرون صدمہ اسکے
ضایع و برباد ہونے کا عبث ہی لیکن یہ کہے دیتی ہون کہ جسطرح تو نے اس گوہر کو سنگ طلسمی سے توڑا ہی
اسی طرح تیرے استخوان کو توڑ دونگی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے سینہ پر اپنے
حریف کے مارا ساحرہ مذکور نے کارد سحر گولے پر لگایا وہ درمیان سے دو ٹکڑے ہوکے بے اثر ہوکے خاک پر
گرا بعد رد کرنے سحر ساحرہ مذکور کے مردار خوار جادو نے ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر
سحر اُسپر دم کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا نکالکر اُسپر گرا کر نام سامری زبان پر جاری کرکے سوے
صحرا پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت اُس مین سے نکلے مردار خوار جادو نے
ادھر دستک دیکے پکار کر کہا ای سوار سحر سامری جلد آ یہ کہنا تھا کہ اُسی دھوین اور شعلون سے ایک
سوار شمشیر بکف زنگی صورت مرکب ابلق پر سوار نمایان ہوا وہ سوار و مرکب قد مین ایک ہاتھ سے بلند
زیادہ نہ تھا اور مرکب اُس سوار کا بروے ہوا اسطرح چلتا تھا گویا زمین پر قدم رکھکر دوڑتا تھا آتش افروز
جادو نے اُس سوار کو آتے دیکھکر جلد تر خود بھی ایک نارنج سحر کرکے اپنی پیشانی کے خون سے اُسے
رنگین کرکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے ایک طرف صحرا کے پھینکا وہ دور جاکر پھٹا اُسمین سے
بھی دھوان اور شعلے بہت نکلے پھر دھوان مجتمع ہوکے بصورت بُرج ہو گیا ساحرہ نے دستک دیکے
باواز بلند کہا ای سوار سحر جمشیدی بہت جلد آ دیر نہ لگا بمجرد دستک دینے اور طلب کرنے کے ایک سوار نیزہ
بکف خوش رو اُس برج دخان سے مانند بجلی کے تڑپ کر نکلا قد و قامت اِس سوار و مرکب کا بھی دو دو
وجب سے زیادہ نہ تھا جب تک سوار سامری قریب آئے یہ سوار روبروے آتش افروز جادو کے
آگیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای ملکہ آتش افروز جادو کیا حکم ہی کیون مجھے طلب کیا ہی کس کو قتل

کرانا منظور ہی اُسنے کہا بالفعل اِس میرے دشمن مردار خوار جادو کو قتل کر سر اسکا کاٹ کر میرے حوالے کر
اُسنے کہا میری بھینٹ مجھے دیجیے پھر جو آپنے کہا ہی اُسپر عمل کرونگا ساحرہ نے فی الفور کارد سے اُنگلی
اپنی زخمی کر کے چند قطرے اُسکے دہن مین ڈالے وہ یہ بھینٹ اپنی لیکر خوش ہو کے سوے مردار
خوار جادو نیزہ بکف چلا ادھر وہ سوار سحر سامری مردار خوار جادو کے پاس آیا اور پکارا ای
مردار خوار جادو خیر تو ہی اسوقت مجھے کیون بُلایا ہی اُسنے جواب دیا ای سوار سحر سامری
سبب تیرے طلب کرنیکا یہ ہی کہ تجھ سے آتش افروز جادو کو قتل کرانا منظور ہی سوار اُسکے سوار سحر
جمشیدی سے مقابلہ کر دیکھ وہ آتا ہی اُسنے کہا جو حکم مجھ سے کیا ہی بجا لاونگا لیکن جو میری بھینٹ ہی وہ
مجھے دو مردار خوار جادو نے کارد سے گوشت اپنی ران کا کچھ کاٹ کر اُسکے دہن مین دیا وہ برغبت
تمام کھا گیا اتنی دیر مین سوار جمشیدی نے نزدیک آکے نیزہ کو اپنے گردش دیکے سنان نیزے کی
سینۂ مردار خوار جادو پر لگا نا چاہی مردار خوار جادو اُس کے ارادے سے باخبر ہو کے
خوف جان سے پیچھے ہٹا اور ایک گولا فولادی سحر کر کے اُسپر مارا اُسنے گولے کو اپنے سپر پر روکا گولا
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سوار کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا اور بدستور بروے ہوا مرکب بڑھا کر دوبارہ سوار نے
نیزہ سینہ پر مارنے کا قصد کیا مردار خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے کئی نارنج اور ترنج اور گولے سحر
کر کے اُسپر مارے اُسنے سب اشیاے سحر اپنے سینہ و سر پر روکے اور پھر قدم کو آگے بڑھایا مردار
خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے سوار سحر سامری سے مخاطب ہو کے کہا تو دیکھ رہا ہی کہ یہ سوار میری
ہلاکت کے ارادے سے میری طرف آتا ہی اور تو اُسے نہین روکتا ہی اُسنے کہا مین گوشت کو چبا رہا
تھا لذت پا رہا تھا اس گوشت لذیذ سے بہت خوش ہوا اب مین اس سوار نابکار کو روکتا ہون اس سے
مقابلہ کرتا ہون گوشت کھا چکا ہون خون اِسکا زمین پر ابھی گراتا ہون کیا مجال اسکی جو یہ اب
آپ تک آسکے یا کچھ ضرر پہونچا سکے یہ کہکے جانب سوار سحر جمشیدی شمشیر بکف بڑھا قریب جاکے اِسنے
اُسپر تلوار لگائی اُسنے اِسکے سینے پر نیزہ مارا ادھر وہ ادھر اسنے زخمی ہو کے آہ کی اُدھر اُسکے زخم تن سے
ادھر اِسکے سینۂ زخمی سے شعلے نکلے اُدھر وہ ادھر یہ مانند شمع کافوری کے جلنے لگے بعد ایک لمحہ کے دونون
سوار مع مرکب جلکر معدوم ہو گئے آتش افروز جادو نے جب دیکھا کہ دونون سوار برابر جلکر خاک
ہو گئے دل مین اپنے کہنے لگی کہ ای آتش افروز جادو یہ مردار خوار جادو ساحر نہایت
زبردست ہی تیرے سحر کو رد کر دیتا ہی اور تو اسکے سحر کو دفع کر دیتی ہی دیر سے اسی طور سے لڑائی
ہو رہی ہی کب تک اسی طور سے اِس سے لڑے گی اب کوئی سحر نادر اسپر ایسا کر کہ جس سے یہ ہلاک ہو یہ
باتین دل مین کر کے ایک گلدستہ کہ جس مین سات رنگ کے پھول تھے اپنی جھولی سے نکالا اُسپر جلد
سحر پڑھکر پھونکا اور چند قطرے اپنی خون انگشت کے اُسپر ڈالکر نام سامری مردود کا اپنی زبان پر
جاری کر کے سوے زمین جاکے بالاے زمین گلدستۂ مذکور زور سے مارا وہ آشناے زمین ہوتے ہی
درمیان سے شق ہوا کلیان اور پھول اُسکے متفرق ہو کے زمین پر گرے علاوہ اِسکے غبار اور
دھوان اُس مین سے بہت نکلا بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان اور غبار دور ہوا مردار خوار جادو نے
بلندی سے دیکھا کہ سات چمن طولانی سات رنگ کے گلون کے عجب خوبی سے پیدا ہین پھول شگفتہ

ہین بلبلین شاخہاے گل پر بیٹھی ہوئی نغمہ سرا ہین آتش افروز جادو درمیان مین اُن چمنون کے ایک کرسی زرنگار پر بیٹھی ہو سیر چمنہاے رنگا رنگ دیکھ رہی ہو وہ چمن پھولون کے اور بہار اُنکے گلون کی دیکھکر مردار خوار جادو بھی زمین پر آکے علیحدہ چمنہاے مذکور سے ٹھہر کر دیکھنے لگا بوے چمنہاے ہفت رنگ جو اُسکے مشام مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکے بے اختیار بڑھ کر اُن چمنون مین گیا اور چند گلہاے خوشبودار توڑ کر سونگھنے لگا بو اُنکی سونگھتے ہی مانند مست کے جھوما اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا دیوانہ وار اشعار پڑھتا ہوا جانب آتش افروز جادو چلا جب قریب اُسکے پہونچا مانند پری کے صاحب حسن و جمال اُسے دیکھکر اظہار عشق کرنے لگا اُس نے مسکرا کر پوچھا اے مردار خوار جادو تو میرا عاشق صادق ہو یا کاذب ہو ساحر مذکور نے جواب دیا ای جان جان آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون جسوقت سے مین نے تیرے شمع جمال رُخ کو دیکھا مانند پروانہ کے فریفتہ ہوگیا ہون اُسنے کہا صداقت تیرے سخن کی کیونکر ہو مردار خوار جادو نے کہا امتحان عاشقی و جان نثاری کر لو اُسنے مسکرا کر کہا اگر تو میرا عاشق صادق ہو تو کارد سے خود ہی گلا اپنا کاٹ ڈال ساحر مذکور نے یہ تقریر اُسکی سنکے کارد اپنی جھولی سے نکالکر اپنے گلے پر رکھکر چاہا تھا کہ پھیرے گلا اپنا خود ہی کاٹے ناگاہ اُسکے بازو پر سے جو ایک پُتلا سحر کا بندھا تھا بازو سے جدا ہوکے چمنون سے علیحدہ جاکے زمین پر گرکے بشکل نازنین رنگین لباس ہوا مردار خوار جادو نے اُسی عالم مین جو اُسکی طرف دیکھا اُسنے اشارے سے کہا ادھر آ مردار خوار جادو اُسکی طرف ہاتھ اپنا روک کارد گردن سے ہٹاکے چلا آتش افروز جادو کہ بصورت پری کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی کچھ سمجھ کے کہنے لگی ای مردار خوار جادو کہان جاتا ہو مین نے کیا کہا تھا تو نے اُسپر عمل نہ کیا روبرو میرے اس خوبرو عورت پر مائل ہوکے میری عاشقی سے کنارہ کیا مردار خوار جادو نے جواب دیا ای ملکہ کیا مجال میری کہ تیری اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کرون کہین تیرے پاس سے جاتا نہین ہون ابھی آتا ہون یہ عورت مجھے بُلاتی ہو نہین معلوم کیون طلب کرتی ہو آتش افروز جادو نے کہا اگر تو میرا عاشق ہو اُسکے پاس نہ جا کارد سے ابھی اپنا گلا کاٹ مردار خوار جادو نے منظور کرکے پھر کارد کو اپنے گلے پر رکھنا چاہا یکایک اُس نازنین رنگین لباس نے بڑھ کر کہا ای مردار خوار جادو خبردار چھری اپنے حلق پر ابھی نہ پھیر میری طرف آ ایک بات سُن جا مردار خوار جادو نے ہاتھ روک کر قدم اپنا اُسکی طرف بڑھایا آتش افروز جادو پھر مانع جانے کی ہوئی اُدھر وہ اپنے پاس بُلاتی تھی ادھر یہ اسطرف جانے کو مانع ہوتی تھی مردار خوار جادو دونون نازنینون کے درمیان کھڑا تھا کچھ اُسکو بن نہ پڑتا تھا یہ روکتی تھی وہ بلاتی تھی چونکہ مردار خوار جادو ایک ساحر زبردست تھا گو مبتلاے سحر ہوگیا تھا مگر ایسا از خود رفتہ نہ تھا بس اُسی عالم مین سمجھا کہ ای مردار خوار جادو تو اس جگہ کیون کھڑا ہو بہار ان گلہاے ہفت چمن کی کیون دیکھ رہا ہو یہ زن رنگین لباس بیوجہ تجکو نہین بلاتی ہو شاید کوئی تیری دوست ہو ذرا اسکے پاس جاکے پوچھ تو کہ یہ کیا کہتی ہو یہ سمجھ کے باوجود روکنے اور منع کرنے آتش افروز جادو کے اُس نازنین رنگین پیرہن و شیشہ بدست قریب گیا اور پوچھا ای نازنین کہہ کیا کہتی ہو اُس نے شیشہ سے تھوڑا پانی اپنے چلو مین نکالکر مردار خوار جادو کے منھ پر چھینٹا دیا آب مذکور کے منھ پر پڑتے ہی مردار خوار جادو کو بخوبی ہوش آیا سحر برطرف ہوا اُس نازنین نے کہا ای مردار خوار جادو

تونے مجھے پہچانا یا نہین مردارخوار جادو نے کہا کچھ پہچانا اور کچھ نہین پہچانا چاہتا ہون کہ تو اپنے حال سے آگاہ کر اُسنے کہا آگاہ ہو کہ نام میرا محافظ جادو ہے مین وہ پتلا سحر کا ہون کہ جسکو تونے اپنے بازو پر اسواسطے ایسے ہی روز بد کے باندھا تھا چونکہ تو مبتلاے سحر ملکہ آتش افروز جادو ہوکے دیوانہ وار ہوگیا تھا کارد سے خود ہی گلا اپنا کاٹے ڈالتا تھا مین نے آب شیشہ دافع سحر کا چھینٹا دے کے تجھے ہوشیار کیا اب تجکو اختیار ہے مین جاتی ہون یہ کہکے غرق زمین ہوگئی مردارخوار جادو نے ہوشیار و خبردار ہوکے ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکر نام سامری زبان جاری کرکے ناریل مذکور کو اُن خیمون پر مارا وہ جاکر درمیان خیمون کے پھٹا ہزارہا شعلے اُسمین سے نکلے کچھ شعلے جانب ملکہ آتش افروز جادو چلے بہت سے شعلون نے اُن خیمون کو مانند خار و خس کے جلادیا جنہا ئے سحر و گلہاے رنگارنگ سحر کو ساحر مذکور نے اپنے سحر سے مٹادیا ساحرۂ مذکورہ نے اُن شعلون کو دیکھکر پیچھے ہٹ کے روئی نکالا اور ایک شیشہ پرآب جھولی سے نکالکر چند قطرہ آب اُس روئی کے گالے پر ڈالکر سحر پڑھکر اُسپر دم کیا فی الفور وہ گالا روئی کا سوے فلک بلند ہوکے بصورت ابر سیاہ ہوکے اور طویل و عریض ہوکے برسنے لگا جو قطرہ جس شعلۂ آتش سحر پر پڑا وہ بجھ گیا جب وہ تمام شعلے آب ابر سحر سے معدوم ہوگئے ساحرہ مذکورہ نے اپنے ابر سحر کو خود ہی مٹادیا غرض تادیر اسی طرح باہم لڑائی ہوئی صدہا سحر ملکہ آتش افروز جادو نے کئے مردارخوار جادو نے اُنسے جان اپنی بچاکے رد اور دفع کیا اسی طرح آتش افروز جادو نے سیکڑون سحرون کو مردارخوار جادو کے مٹادیا تادیر لڑائی ہوئی دونون مین کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا آخرکار آتش افروز جادو نے نہایت عاجز ہوکے جان سے اپنی بیزار ہوکے اپنے دل مین کہا کہ اے آتش افروز جادو اب آخری وہ سحر کر کہ جس سحر سے یہ تیرا حریف جانبر نہوسکے اگر اس سحر سے بھی یہ ہلاک نہو تو پھر اس سے تو مقابلہ نہ کرنا بزور سحر غرق زمین ہوکے چلی جانا یہ باتین دل مین کرکے کارد آبدار جھولی سے نکالکر اپنے حلق پر رکھی اور چاہا کہ قدرے اپنے حلق کو مجروح کرکے کچھ خون چلو مین لے کے سحر اُسپر دم کرکے مردارخوار جادو کی آنکھ بچاکے اُسپر چھڑک دون جسطرح بمکر و فریب خورشید روشن دل کو مبتلاے سحر کیا ہے اُسی طرح اسکو بھی اپنے سحر مین مبتلا کرون اور جلد کارد سے سر اسکا کاٹ لون مردارخوار جادو نے کہ ساحران نامی سے تھا ارادہ سحر ساحرہ سے آگاہ ہوکے سحر پڑھ کے نظر آتش افروز جادو کی بچاکے چند ماش کے دانون پر سحر دم کرکے کارد آتش افروز جادو پر وہ ماش مارے وہ کارد ازحد آبدار ہوگئی ساحرہ کو اس حال سے خبر نہوئی جب اُسنے چھری اپنے حلق پر پھیری چونکہ وہ بزور سحر ساحر مذکور بہت تیز و آبدار ہوگئی تھی نصف گردن تک اسطرح اُتر گئی جیسے تار صابون کو کاٹ دیتا ہے اور کارد تیز خیار تر مین ذرا سے اشارے مین درآتی ہے آتش افروز جادو نے ایسی حالت مین نہایت متحیر و متردد ہوکے اپنے ہاتھ کو روکا اور دل مین خیال کیا کہ اب اسقدر حلق کے کٹ جانے سے جانبر نہونگی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ چھری میرے حلق کو اس قدر کاٹ گئی مین نے تو آہستہ اپنے حلق پر پھیری تھی اب اپنے حریف کو جلد ہلاک کر کہ تھوڑی دیر مین تو بھی ہلاک ہوجائیگی یہ خیال کرکے واسطے دھوکا دینے حریف کے لڑکھڑا کے خود بخود زمین پر گری مردارخوار جادو

اسکے گرنے سے خوش ہوا دل مین سونچا کہ اب یہ ساحرہ نوبت بہلاکت ہے ایسی حالت مین سحر کیا کوئیگی یہ سمجھ کر بخوف اُسکے قریب گیا اور بالین سر پہونچکر بیٹھ گیا دیکھا حال آتش افروز جادو کا متغیر ہے حلق بریدہ سے خون بہ رہا ہے آنکھین نیم وا ہین لب پر یہ کلمات جاری ہین کہ افسوس مفت جان گئی تنلے دلی برنہ آئی یہ کہکے خاموش ہوئی سانس کو روکا دست و پاکو حرکت دی مردار خوار جادو سمجھا کہ مرگئی یا روح اسکی اسکے تن سے مفارقت کر رہی ہے یہ جان کے بہت خوش ہوا واسطے کارد نکالنے کے جھولی مین ہاتھ ڈالا ارادہ کیا کہ اسی حال مین سر اسکا تن سے کاٹ لیجیے اور طلسم کشا اور عجائب جادو اور بادشاہ خورشید روشن دل کے روبرو لیجائیے وہ اسکے سر کو دیکھکر بہت خوش ہونگے تیری تعریف از حد کرینگے زر و جواہر کثیر تجھے انعام مین دینگے سوا اسکے تمام عالم مین تو قاتل ملکہ آتش افروز جادو مشہور ہوگا ساحرون مین نامور ہوگا عزت و آبرو تیری شاہان جہان کرینگے بس تاخیر نہ کرنا چاہیے مبادا صندلان شاہ اوراق جمشیدی یا کتاب سامری دیکھکر اسکے اس حال سے آگاہ ہوکے یہان آجائے تو غضب ہو جائے یہ خیالات کرکے آتش افروز جادو کی طرف منھ موڑ کے جھولی کی طرف نظر کی اور کارد ڈھونڈنے لگا اتنی دیر مین آتش افروز جادو نے خون اپنے گلے کا لیکر فولادی گولے پر ملکے بخوبی اپنے خون گلو سے اُسے آلودہ کرکے وہ سحر کہ جبیر اسکو نازنقادم کرکے آہستہ نام سامری کا لیکر وہی گولا فولادی مردار خوار جادو کے سینے پر مارا وہ سر اپنا جھکائے ہوئے تھا جھولی کی طرف نظر تھی کارد تلاش کر رہا تھا تدبیر قتل ساحرہ مذکورہ مین تھا اپنی اجل کے آنے سے بیخبر تھا اور اس مصرع کے معنی ومطالب سے آگاہی نہ رکھتا تھا مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است + ناگاہ وہ گولا اُسکے سینے پر بحالت غفلت وبیخبری اس طرح پڑا کہ توڑ کر سینے کو پشت سے گذر گیا مردار خوار جادو آہ کرکے زمین پر لیٹ گیا اور مانند مرغ نیم لبسمل کے تڑپنے لگا آتش افروز جادو نے خاک سے اُٹھ کے خوش ہوکے کہا او مردار خوار جادو دیکھ کس ڈھوکے اور فریب سے مین نے تجکو مارا اُسنے اُس حالت کرب و احتضار مین اسکی تقریر سنکے جواب دیا او مکارہ اگر تونے بمکر و فریب مجھے ہلاک کیا تو مین نے بھی ساتھ تیرے فریب کیا تھا تیرے کارد پر سحر کیا تھا اسی وجہ سے گردن تیری آدھی کٹ گئی تھی مین تو یقیناً جانبر نہوگا لیکن تو بھی نہ بچے گی بعد میرے مرنے کے تو بھی مرجائیگی شکر ہے خداوند عالم کا کہ مین دنیا سے ساتھ اسلام وایمان کے جاتا ہون مطیع دین اسلام ہوچکا ہون جو کلمہ اہل اسلام پڑھتے ہین مجھے معلوم ہے اس وقت آخر مین اپنی زبان پر جاری کرونگا دنیا سے ساتھ تیرے سوے عدم جاونگا تنہا نہ جاونگا یہ کہکے زیادہ تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز جادو نے تقریر اُسکی سنکے برہم ہوکے ہر چند ارادہ کیا کہ چھری سے سر اسکا کاٹ لون وقت آخر مین اپنا دل خوش کرلون لیکن ممکن نہوا کیونکہ نصف گردن اُسکی کٹی ہوئی تھی لہو بہت نکل چکا تھا باقی ماندہ بہ رہا تھا عالم ضعیفی مین اسقدر خون نکلنے سے بدرجہا ضعف بڑھ گیا غش پر غش آتا تھا سر کو گردش تھی دست و پا تھرتھراتے تھے ہنوز آتش افروز جادو کا یہ حال تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو تڑپکر مرگیا اُسکے مرتے ہی ہوائے تند و تیز چلی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ بھی ملک پر آیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی تاریکی محیط عالم ہوئی چونکہ مردار خوار جادو اک ساحر نامی تھا اسوجہ سے اسکے مرنے کی علامت تا دیر رہی یعنی تاریکی اور برف باری وغیرہ ہوا کی

بعدہ اُسکے سحر کے بیردن نے اُسکے نام سے یون بآواز بلند پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو
آتش افروز جادو نے دنیا سے سوے عدم پُر ارمان جاتا ہون تمنائے دل دل ہی مین لیئے جاتا
ہون یہ کہکے وہ سحر کے بیر خاموش ہوے اور گرد باد بنکے میت مردار خوار جادو کو زمین سے اُٹھا کے
بلند ہوکے بسوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوے اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ اہل وعیال مردار خوار جادو
کی طرف روانہ ہوے غرض بہر طور بیر سحر کے لاشہ ساحر مذکور کا اُٹھا کے بطریق مذکور نالان وگریان
ایک سمت روانہ ہوے اس جگہ پر یہ مولف ہیچمدان قول اول کو پسند کرتا ہے کہ بیر سحر کے لاشہ مردار
خوار جادو کا اُٹھا کے سوے طلسم کشا گئے اب اِن بیردن کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے دیکھیے یہ لشکر
طلسم کشا مین کب تک لاشہ مردار خوار جادو کو پہونچاتے ہین مگر اب حال ملکہ آتش افروز جادو کا
لکھا جاتا ہے کہ جب مردار خوار جادو مر گیا اور علامتین اُسکے مرنے کی زائل ہوچکین بیر سحر کے میت اُسکی
گرد باد بنکے اُٹھا کے لیگئے مطلع صاف ہوا آتش افروز جادو نے گوچاہا کہ تخت دود سحر پہ سوار
ہوکے اپنے مکان یا صندلان شاہ کے پاس جاؤن وہان پہونچکر اپنے زخم گلو کا چارہ کرون اور
اگر کوئی پوچھے تو حال اپنے لڑنے اور سحر کرنے کا تفصیل بیان کرون سب کو اپنی جنگ کرنے سے
حیران کرون خصوص صندلان شاہ سے حال جنگ سحر خورشید روشن دل و مردار خوار جادو بیان
کرکے اُسکو شادان و فرحان کرون لیکن بوجہ زخم کاری گلو ضعف بیحد کے زمین سے اُٹھا
نہ گیا تخت سحر پر جاکے بیٹھنا ممکن نہوا سحر بھی پڑھ کے غرق زمین ہوکر جانا دشوار وگران معلوم ہوا
وہان خاک پر سر رکھ کے صحرا مین لیٹنا مرغوب طبع ہوا ہنوز ملکہ آتش افروز جادو چاہتی تھی کہ تھوڑی
دیر صحرا مین استراحت کرون حواس خمسہ درست ہولین اور ضعف کم ہولے تو یہان سے جاؤن ناگاہ
رشتہ حیات اسکا خیاط اجل مقراض فنا سے کاٹنے لگا اور جام عمر اسکا آب زندگی سے مملو ہوا وعدہ
برابر آپہونچا وقت مرگ آگیا آثار غشی وکرب وتغیر حالل فی الفور یون ہویدا وآشکار ہوے کہ دفعتاً فرط ضعف
ونقاہت سے وہ بروے زمین گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی بعد ایک لمحے کے وہ تابعین ملک الموت جو کفار کی
روحون کو بشدائد تمام قبض کرتے ہین واسطے اُسکی قبض روح کے حکم خدا سے نازل زمین ہوے
اور قبض روح ساحرہ کافرہ مذکورہ مین مصروف ہوے حال اُسوقت کا کیا لکھا جاے وہ ساحرہ کا
زمین صحرا پر تڑپنا مرگ سے امان چاہنا زندگی کی خواہش کرنا ارمان وتمناے دلی کے نہ نکلنے کا
افسوس کرنا خاک صحرا پر تڑپنے کا الم کرنا کسی عزیز و دوست کے پاس نہونے کا غم کرنا تابعین ملک الموت
سے کچھ بس نہ چلنے کا رنج کرنا لاچار و مجبور ہوکر آہ آہ کرنا بیان تو ملکہ آتش افروز جادو
کی قبض روح ہو رہی تھی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے
لاشہ ابلیس خودپسند کا آیا تھا اور ملکہ آتش افروز جادو بقہر وغضب براے قتل وگرفتاری
خورشید روشن دل دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوئی تھی اُسوقت سے صندلان شاہ
گاہ شادمان اور گاہ مغموم تھا گاہ اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ خورشید روشن دل نے
ابلیس خودپسند کو تو ہلاک کیا ہے ہماری نانی صاحبہ بصد غضب وقہر گئی ہین اُس کو
یقیناً قتل کرین گی سر اُسکا کاردے ضرور کاٹین گی خورشید روشن دل بھلا اُنسے کیا مقابلہ

کر سکیگا وہ اُنکے نزدیک اک طفل مکتب ہی اہل دربار دست بستہ عرض کرتے تھے ای بادشاہ فلک جاہ
واقعی حضور سچ کہتے ہین آپکی نانی صاحبہ سحر و ساحری مین یکتائے روزگار ہین کوئی ساحر اور ساحرہ مثل
و نظیر اُنکا نہین ہی خورشید روشن دل کی اُنکے آگے کیا حقیقت ہی شاہ طلسم صندل تقریر اپنے
اہل دربار کی سنکے بہت خوش ہوئے کہتا تھا تم سب راست گو ہو بیشک میری نانی صاحبہ ایسی ہی ساحرہ
زبردست ہین کیا عجب کہ اُنھون نے یہان سے جاکر خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کرکے
اُسے قتل کیا ہو اُنکو گئے ہوئے دیر ہوئی ہی اب یقین کامل ہی کہ وہ سر خورشید روشن دل تن سے
جدا کرکے لاتی ہونگی اثنائے راہ مین ہونگی لہذا بزم عشرت آراستہ کرو لاشہ ابلیس خود پسند کا یہان سے
اُٹھاکر بیجا و بدستور ہماری ملت کے آگ مین جلا دو مین اسکے مرجانے کا غم والم نکرونگا بعوض صدمہ
و اندوہ خورشید روشن دل کے قتل ہونے کا کثرت خوشی سے جشن کرونگا لہذا ارباب نشاط کو طلب کرو
ساقیون سے کہہ دیا جائے کہ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر تیار رکھین بزم عشرت مین بیان
آراستہ نہ کرائیگا وہ بارگاہ ہماری جسکے بجواب الفلک ہی ہمارے باغ ہمیشہ بہار مین کہ از حد وسیع ہی
برپا کیجائے فرش نفیس فراش بچھائین شیشہ آلات و دیگر اسباب ضروری مثل دنگل و کرسی و میز وغیرہ سے
آراستہ کیجائے اور یہ سامان آج ہی کیاجائے کیونکہ نانی صاحبہ آتی ہونگی سر خورشید روشن دل
لاتی ہون گی مین جشن قتل خورشید روشن دل کا سات روز تک شب و روز کرونگا اپنے دل کو
خوش کرکے قلوب اعدا کو صدمہ دونگا خصوص طلسم کشا کو یہ جشن کرکے جلاؤنگا اہل دربار
اُسکی تقریر سنکے عرض کرتے تھے حضور نے جو کچھ فرمایا ہی ہم نخواہ ارا بجالائینگے مگر یہ سامان آج طرفتہ العین مین ہم
غلامون سے نہو سکے گا چندروز کی مہلت دیجائے تاکہ حسب دلخواہ حضور کے سامان جشن کیا جائے
صندلان شاہ تقریر اُنکی سنکے کہتا تھا اچھا مین نے دوروز کی مہلت دی واقعی تم سچ کہتے ہو ایسا سامان
فی البدیہہ کیونکر ہو سکیگا گاہ صندلان شاہ بوجہ نہ آنے اور تاخیر ہونے کے گھبرا کے اپنے وزرا سے
کہتا تھا نہین معلوم دل میرا اسوقت کیون گھبراتا ہی ہجوم ابر غم دل پر کیون ہی خود بخود اشک میری
آنکھون سے کیون نکلے آتے ہین بے اختیار دل چاہتا ہی کہ رؤن نالہ و فریاد کرون نہین معلوم اسوقت
میری نانی پر کیا گذرتی ہی ضرور ہی کہ اُنکو کچھ نہ کچھ صدمہ پہونچ رہا ہی یہ تو کہہ نہین سکتا ہون کہ خورشید
روشن دل اُنھین قتل کر رہا ہی کیونکہ اُسکی کیا حقیقت ہی مگر کوئی سبب ضرور ہی نانی صاحبہ میری
کسی بلائے سخت مین یقیناً اسوقت مبتلا ہین عجب نہین کہ ہنگام مقابلہ و مجادلہ خورشید روشن دل
طلسم کشا بھی مع اپنے لشکر کے آگیا ہو نانی جان سے اُسنے مقابلہ کیا ہو وہ بوجہ لوح طلسمی کے اُس سے
عاجز ہوئی ہون یا دست طلسم کشا سے زخمی ہوئی ہون مین ایسی حالت مین یہان نہ ٹھہرونگا خاص و
عام مجھے کیا کہین گے ضرور ہی کہ ہر اک یہی کہے گا نانی شاہ طلسم صندل کی دست طلسم کشا سے ہنگام
مقابلہ و مجادلہ زخمی ہوئی صندلان شاہ اپنے دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا رہا نواسے نے نانی کی
مدد نکی یہ کہکے تخت حکومت سے اُٹھنے لگا وزرانے دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا خیالات فاسد
آپ کر رہے ہین کہان جاتے ہین بیٹھیے یہ بیتابی و بیقراری موقوف کیجیے کچھ تردد و اندیشہ نہ کیجیے
نانی جان آپکی مع الخیر ہونگی سر خورشید روشن دل لاتی ہونگی چونکہ آپکو اُنسے الفت و محبت بیحد ہی اور

اُنھین یہان آنے مین کسی قدر تاخیر ہوئی ہی اِس وجہ سے یہ حال آپکا ہی ہمین یقین ہی اور آپ بھی یقین
کیجیے کہ وہ زندہ وصحیح وسالم ہونگی زخمی نہوئی ہونگی کسی بلا مین مبتلا نہوئی ہونگی بھلا اُنسے کون ساحر
لڑ سکتا ہی طلسم کشائی زمانہ مع اپنے لشکر کے طلسم رنگین حصار مین ہی وہ اسقدر جلد اُس صحرا مین کہ جسمین
خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو مارا ہی کیونکر آجائیگا وہ تو ساحر نہین ہی کہ بزور سحر آجائے
اور آپکی نانی جان سے جنگ وجدال کرے اب وہ قریب تخت گاہ حضور اگر آئے تو ایک مدت مدید مین
آئے کیونکہ محض اُسکے لشکر مین ساحر ہی نہین ہین لاکھون غیر ساحر بھی ہین وہ اپنے اہل لشکر کو
چھوڑ کر ہرگز نہ آئیگا جملہ غیر ساحرون کے ساتھ ساتھ آئیگا بس اُسکی طرف سے تو اطمینان رکھیے کہ وہ
آپکی نانی جان کے مقابلے مین نہ آیا ہوگا ہان خورشید روشن دل سے آپکی نانی لڑی ہونگی یا ابتک
لڑ رہی ہونگی سحر جانبین سے چل رہا ہوگا صحرا مین لڑائی ہو رہی ہوگی صحرا نمونہ صحرائے محشر ہو گیا
ہوگا اُدھر نانی جان آپکی بے مثل ساحرہ اِدھر خورشید روشن دل ساحر نامی دونون مین خوب
لڑائی سحر کی ہوتی ہوگی زمین صحرا تھرا رہی ہوگی آسمان اُس طبقے پر کانپ رہا ہوگا جانوران صحرا خوف
سے بھاگ گئے ہونگے قیامت کی لڑائی ہوتی ہوگی یہ ممکن نہین کہ خورشید روشن دل اُنپر غالب
ہوا ہو اُسنے اُنکو مبتلائے سحر کر لیا ہو یا زخمی کیا ہو یا اسیر کیا ہو یا قتل کیا ہو کیونکہ آگے آپکی نانی جان کے
اُسکی کچھ بھی اصل وحقیقت نہین ہی لہذا آپ عزم جانیکا نہ کیجیے وہ مظفر ومنصور ہوکے تشریف لاتی
ہونگی صندلان شاہ نے اُنکو جواب دیا ہرچند جو تم کہتے ہو سچ ہی مگر مین کیا کہون جو اِس وقت
حال میرے دل کا ہی تم لوگ مجھے نہ روکو اِسوقت جانے دو مین جلد جا کے اپنی نانی جان کو ایک نظر
دیکھ آؤن دل کو تسلی وتسکین ہو جائے مین وہان جا کے دیر نہ لگاؤنگا جلد وہان سے
یہان آؤنگا تم سب اسی طرح یہان موجود رہو وزرا وغیرہ نے عرض کیا حضور اِسوقت بلکہ چالیس
روز تک گھر سے باہر نکلنا حضور کو نچاہیے نانی جان آپکی آج ہی آپ سے یہ کہہ چکی ہین کہ اے صندلان
شاہ مین نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ چالیس دن تجھپر بہت سخت ہین خوف جان کے جانے کا
ہی کیا آپ اُنکے اِس کہنے کو بھول گئے جو اِسوقت بعزم جنگ دشمن قوی یہان سے جاتے ہین آپ
لاکھ فرمائین کہ مین وہان جا کر نہ لڑونگا لیکن ہم نمکخوارون کو کب اِسکا یقین ہی ممکن ہی نہین کہ آپ
وہان جا کے نہ لڑین دلیل ہماری صداقت قول کی یہ ہی کہ جب آپ یہان سے اُس صحرا مین جائیے گا
نانی صاحبہ کو اپنی خورشید روشن دل سے مقابلہ کرتے ہوئے نہ دیکھ سکیے گا یقیناً اُنکو ہٹا کے
آپ خورشید روشن دل سے لڑیے گا اور فی زمانہ لڑنا آپکا اعدا سے اچھا نہین ہی ہم جانتے
ہین آگے آپکو اختیار ہی ہم سب نمکخوار حضور مین ازراہ نمک حلالی وخیر خواہی سمجھاتے ہین جانے سے
مانع ہوتے ہین اگر ہم لوگ خیر خواہ نہوتے اور بدخواہ ہوتے تو اسطرح کبھی حضور سے نہ عرض کرتے
جانے سے باز نہ رکھتے صندلان شاہ تقریر اپنے اہل دربار کی سنکے بجائے خود فکر کرکے دل مین کہنے
لگا بیشک یہ سب لوگ میرے خیر خواہ ہین بدخواہ نہین ہین جو کچھ یہ کہتے ہین سچ ہی جانا یہان سے میرا اچھا
نہین ہی نانی جان میری بخیر ہونگی یون ہی دل میرا گھبراتا ہی وہ ساحرہ زبردست ہین اُنھین کسی ساحر سے
کیا ضرر پہونچے گا یہ تو یہان یہ خیال کر رہا تھا وہان ملکہ آتش افروز جادو کی

قبض روح ہورہی تھی جب قبض روح بخوبی ہو چکی یعنے ملکہ آتش افروز جادو مر چکی اُسکے مرنے سے وہ صحرا صحرائے
بلاخیز ہو گیا ہوائے تند چلی آندھی بڑے زور و شور سے سیاہ آئی ایسی ہوائے تند چلی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اوکھڑ گئے دوُر دوُر ہوا کے زور سے جا کر گرے ابر سیاہ و تاریک فلک پر
نمودار ہو کر اُس صحرا پر محیط ہوا ابر مذکور زمین دمبدم زور و شور سے بجلی چمکنے اور کڑک کڑک کے گرنے لگی صدا
رعد کی ابر سے بار بار آنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی زمین اُس صحرا کی تھرانے لگی پیر فلک
بھی یہ ہنگامہ قیامت زا دیکھ کے خوف سے کانپنے لگا وہ صحرا ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا کہ رشک ظلمت چشمۂ
آب بقا ہو گیا بڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازان وہ تاریکی و سنگ باری و برف باری و ہوائے
تند موقوف ہوئی مطلع صاف ہوا ساحرہ مقتولہ بدست خود کے سحر کے بیرونی نے اُسی کے نام سے بصد نالہ و
بکا اِسطرح پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس خود تمنے اپنے گلے پر چھُری پھیر کر اپنی جان دی نام ہمارا
ملکہ آتش افروز جادو تھا عمر ہماری کچھ ایسی زیادہ نہ تھی ساڑھے تین سو برس کا سن تھا اچھی طرح
باغ دنیا کی سیر بھی ابھی نہ کی تھی کہ یکایک باغبان قضا نے غنچہ حیات کو توڑ کر خاک مین ملادیا یہ آواز
دیکے وہ سب سحر کے بیر بصورت گرد باد بنکے خاک صحرا سے لاشہ ساحرۂ مذکور کا اُٹھا کے بلند ہو کے سوے
دربار صندلان شاہ نالان و گریان روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب دربار صندلان شاہ
اُسوقت پہونچے کہ صندلان شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار تھے شاہ طلسم
گو اہل دربار کے سمجھانے سے بیٹھا ہوا تھا مگر بیتاب و بیقرار تھا اہل دربار اُسکے دل کو بھلا رہے
تھے ایسی باتین کر رہے تھے کہ دل اُسکا فی الجملہ خوش ہو رنج و بیتابی و بیقراری دفع ہو لیکن وہ کسی کے
سخن سے شگفتہ خاطر نہو تا تھا ہنسی کا تو کیا ذکر ہے ذرا بھی نہ مُسکراتا تھا اہل دربار سے کہتا تھا تم لوگ
عبث ایسی باتین کرتے ہو کہ میرے غنچۂ دل کو مانند گل شگفتہ کرو نہین معلوم کیا وجہ ہے کہ اسوقت دل افسردہ ہے
رونے کو دل چاہتا ہے ہنسی نہین آتی ہے ابھی صندلان شاہ اپنے اہل دربار سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ
آواز نالہ و فغان کان مین آئی صندلان شاہ نے گھبرا کے سوے فلک دیکھا اور اپنے اہل دربار سے
کہا دیکھو تو یہ صداے نالہ و فغان کہان سے آتی ہے کون روتا ہے خداوند تمثال آئینہ رو خیر کرین
مجکو آثار بد معلوم ہوتے ہین خیال بد دل مین آتا ہے کیا کہون اپنی زبان سے جو اسوقت ذہن مین
آیا ہے اہل دربار نے پوچھا حضور کے دل مین اسوقت کیا خیال گذرا ہے ہم سے بھی بیان کیجیے اُس نے
کہا مجھے یہ خیال ہے کہ میری نانی جان کو کسی نے قتل کیا ہے بیر اُنکے سحر کے لاشہ اُنکا بنالہ و فغان یہان
لاتے ہین اہل دربار نے عرض کیا نہین حضور یہ بات عقل و فہم سے دوُر ہے اور کوئی ظلم رسیدہ روتا
ہوگا ابھی اہل دربار صندلان شاہ نے یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ وہ گرد باد قریب تر آیا سحر کے
بیرون نے لاشہ ساحرۂ مذکورہ کا عین دربار مین ڈالدیا بعد اسکے وہ سب نالہ و فغان کرتے
ہوے آتش افروز جادو کو یاد کرتے ہوے اُسکی بھینٹ بار بار دینے کا خیال کرتے ہوے
ایک طرف روانہ ہوے صندلان شاہ لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر پہلے تو دنگ ہو گیا سکتہ سا
ہو گیا اہل دربار بھی دریاے حیرت مین غرق ہوے لیکن بعد حیرت بسیار صندلان شاہ
بیتاب و بیقرار ہو کے بے اختیار رویا اہل دربار بھی گریان ہوے اگر حال گریہ و زاری صندلان شاہ

مفصل تحریر کیا جائے تو بیجا طول ہوگا اور خلاف طبع ناظرین بھی ہوگا لہذا بنظر اختصار اسی قدر لکھا جاتا
ہے کہ صندلان شاہ صدمہ مرگ ملکہ آتش افروز جادو سے روتے روتے قریب بہلاکت ہوگیا
اُسوقت وزرا وغیرہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اب اس گریہ وزاری سے
کیا نفع ہوگا جو ہونا تھا وہ تو ہوا انکی حیات تو اتنی ہی تھی اب صبر کیجیے زیادہ گریہ و بکا نہ کیجیے
دیکھیے کثرت نالہ و بکا سے حال حضور کا کیا ہوگیا ہے صندلان شاہ نے ضبط گریہ کرکے انھیں جواب دیا
اب لطف میری زندگی کا باقی نہ رہا یہ بزرگ بھی میری یقین شفقت بزرگانہ بھی کرتی تھین اور کیا کہوں
کیا کیا باتین مجھ سے کرتی تھین کبھی کسی بارے مین مجھ سے عذر نہ کرتی تھین مدام میری ترقی و زندگی و
صحت کی درپے و خواستگار رہتی تھین آج ہی مین برائے مقابلہ خورشید روشن دل جاتا تھا مجھے
کسی طرح جانے نہ دیا بار بار یہی کہا کہ تو نہ جا تجھیر چالیس روز بہت سخت ہین خوف جان کے جانے کا ہے
گو مجھپر بھی چندروز از حد سخت ہین لیکن مین جاتی ہوں غرض کیا محبت انکو میری تھی کہ مجھے جانے نہ دیا
خود جا کے جان اپنی دیدی انکے بعد مثل انکے کوئی دوست وخیرخواہ و شفیق و بزرگ و حاجت روا
و دلجو باقی نہین رہا اب کسکی حمایت وغیرہ سے مدام عیش و راحت سے بسر کرونگا ہائے انکے مرجانے
سے زندگی میری بے لطف و خراب گذرے گی ایسی زندگی سے کیا فائدہ مین بھی جان اپنی دیدوں
تو بہتر ہے یہ کہکے کارد تیز اُٹھا کے قصد خودکشی کیا وزرا نے جسارت کرکے چھری اُسکے ہاتھ سے چھین
اور دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا ارادہ کرتے ہین دانا ہوکے نادان بنتے ہین خودکشی سے کیا
فائدہ ہوگا مفت جان حضور کے دشمنوں کی جائیگی اعدائے حضور یہ خبر سنکے خوش ہونگے دوستوں کو
رنج ہوگا برائے خداوند خودکشی سے باز آیئے گریہ وزاری موقوف کیجیے صبر کیجیے مینا انکی اُٹھوایئے
کتاب سامری سے حال انکے قاتل کا دریافت کیجیے پھر جو مناسب ہو وہ کیجیے صندلان شاہ
انکی قسم دینے سے اور منت و خوشامد کرنے سے اپنے ارادے سے باز رہا گریہ وزاری فی الجملہ موقوف
کی میت اپنی نانی کی موافق اپنی ملت کے نہایت سامان و جلوس و تزک سے اُٹھوائی اور بطریق اپنے
مذہب کے ہیزم خشک پر رکھکر جلوائی بعدہ دربار مین آکے از حد برہم ہوکے اپنے اہل دربار سے
کہا جلد کتاب سامری لاؤ حال اپنی نانی کے قاتل کا دریافت کرون بلکہ جسوقت سے وہ یہان سے
گیئن تھین اُسوقت سے اُسوقت تک کا حال دریافت کرون کہ جسوقت تک لاشہ اُنکا یہان آیا تھا
اہل دربار نے حسب الحکم کتاب مذکور پیش کی اُسنے بہ نیت مذکور کتاب کھول کے جو دیکھا صاف
اُس مین یہی لکھا پایا کہ اے صندلان شاہ آگاہ ہوکہ جب نانی تیری تیرے دربار سے سوے
صحرا گئی پہلے خورشید روشن دل سے لڑی عجب عجب سحر اُسپر کیئے آخر کار اُسکو اپنے سحر مین مبتلا
کیا وہ زمین پر گرا سرداب وزیرزادی اُسکو راہ زیرزمین سے لیگئی بعد اسکے مردار خوار جادو آیا
اُس سے تا دیر مصروف جنگ رہی وہ بھی اس سے اسطرح لڑا کہ یہ عاجز ہوگئی آخر کار اسنے چاہا کہ
خون اپنے گلو کا لیکر ناریل یا ترنج و نارنج وغیرہ کو اُسمین ترکرکے مردار خوار جادو کی نظر بچاکے
اُسکے سینے پر مارون وہ چونکہ ساحر زبردست اور بڈھا نہایت سن رسیدہ تھا بفہم و فراست
اسکے ارادے سے آگاہ ہوگیا جب تیری نانی نے اپنے حلق پر چھری رکھی اُسنے بھی اُسکی نظر

بچا کے اُسکی کارد پر ایسا سحر کیا کہ وہ نہایت آبلار ہوگئی بس ذرا سی حرکت دینے مین کارد مذکور
نصف گلو تک پہونچی نانی نے تیزی حیران ہوکے ہاتھ اپنا روکا اور مردار خوار جادو کو دُھوکا دیکے
غافل اُسے پاکے خون اپنے گلو کا لیکر وہی سحر جو تجویز کیا تھا پڑھ کر ناریل یا ترنج خون آلودہ پر دم کرکے
سینے پر مردار خوار جادو کے مارا وہ اسکے اس سحر سے بوجہ غافل ہونے کے ہلاک ہوا بیرُ اسکے سحر کے
لاشہ اُسکا اُٹھا کے جانب لشکر طلسم کشا لیگئے تیزی نانی بوجہ زخم گلو کے ہلاک ہوگئی بیرون نے اُسکے
سحر کے لاشہ اُسکا تجھ تک پہونچا دیا صندلان شاہ تمام حال سے آگاہ ہوکے اپنے اہل دربار سے
کہنے لگا کہ جلد سامان جنگ کرو سب لشکر ساحران تیار رہو مین آج ہی خورشید روشن دل اور تمام لشکر
طلسم کشا کو جا کر قتل کرونگا سب کو زندہ نچھوڑونگا عوض اپنی نانی کے خون کا لونگا حتی الامکان طلسم کشا
کو بھی کسی طرح لوح لیکر قتل کرونگا یا جان اپنی لڑنے بھڑ کر دیدونگا وزرانے عرض کیا حضور کو اسوقت نہایت
غصہ ہے اگر حضور غصے کو کم کرین یا فرو کرین تو ہم نمکخوار از راہ خیر خواہی کچھ عرض کرین شاہ طلسم نے
کہا تمھین جو کچھ عرض کرنا منظور ہے عرض کرو اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور کے بارے لیکن
نانی صاحبہ نے آپکی ارشاد فرمایا تھا کہ دن تیرے بہت سخت ہین خوف جان کے جانیکا ہے حضور حکم
سامان جنگ کا دیتے ہین لشکر ساحران ہمراہ لیکر برائے جنگ طلسم کشا وغیرہ جانے پر آمادہ ہین ہم
خیر خواہون کے نزدیک یہ عزم اچھا نہین ہے مصلحت وقت یہ ہے کہ دو تین باتون سے کسی بات کو
اختیار فرمایئے یا تو ساحران نامی سے کسی ساحر کو ہمراہ لیکر لشکر ساحران روانہ کیجیے کہ وہ طلسم کشا کو
روکے لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے آئے خورشید روشن دل وغیرہ سے مجادلہ کرے
یا حضور قلعہ بند ہون اُس زمانے تک کہ جب تک دن سخت ہین اور ستارے حضور کے طالع کے
بُرے ہین یا ہم خیر خواہون کو حکم ہو کہ ہمراہ اپنے لشکر کثیر لیکر جائین طلسم کشا کو روکین خورشید
روشن دل وغیرہ سے لڑین مرحلہ جات طلسم تک طلسم کشا وغیرہ کو حتی الامکان نجانے دین
صندلان شاہ نے جواب دیا جو کچھ تمنے عرض کیا ہے اسکے سوا اور بھی کوئی رائے دے سکتے ہو
اُنھون نے عرض کیا ہان ایک رائے ہم خادمون کی یہ ہے کہ آپ بطور فال کتاب سامری سے
یہ دریافت کرین کہ فی زمانہ طلسم کشا و خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کیا جانے
ہمارے حق مین بہتر ہے یا نہین جو حکم نیک و بد کتاب مذکور سے آپ کو ہو اُسپر عمل کیجیے
صندلان شاہ نے یہ رائے پسند کی اور فی الفور کتاب کو کھول کے اپنے عزم جنگ کے مقدمہ
مین بطور فال کے دیکھا کتاب مذکور سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ فی زمانہ طلسم کشا اور اپنے
شہر کا سے خود جا کر لڑنا اچھا نہین ہے صندلان شاہ یہ حال کتاب مسطور سے دریافت کرکے
اپنے عزم سے بمجبوری باز رہا لیکن مرحلہ جات طلسم پر باوجود مقرر و معین ہونے ساحرون کے
اور بھی ساحر اور فوج ساحران روانہ کی اور بخوبی تمام اپنی حفاظت اور طلسم صندل کی حفاظت کا
انتظام کیا یہان تو صندلان شاہ نے موافق حکم کتاب سامری کے حسب دلخواہ سامان
حفاظت جان و مال و طلسم کا کیا ہے مگر اب حال خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے
کہ جب سر دابہ وزیر زادی اُسکو صحرا سے لیگئی اور محاسرا سے خورشید روشن دل تک پہونچی

اپنے دل مین بہت خوش ہوئی کہ مع الخیر یہان تک پہونچی زندہ بادشاہ موصوف کو لے آئی چونکہ
اُسوقت ملکہ آتش افروز جادو مردار خوار جادو سے لڑکے مرچکی تھی سحر اُسکا خورشید روشن دل
پرسے اُتر گیا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس ساحر کا سحر جس کسی پر ہوتا ہے بعد مرنے اُس ساحر کے سحر اُسپر سے دفع
ہوجاتا ہے پس باوجود دفع ہو جانے سحر کے خورشید روشن دل نے احتیاطاً برائے دفع باقی ماندہ
اثر سحر کے قنیشہ آب دمیدہ سحر طلب کرکے پانی اُس سے لیکر غسل کیا تھا تن پر سے اُس پانی کی وجہ سے
کہ دافع سحر تھا باقی ماندہ جو اثر سحر تھا وہ بھی دفع ہو گیا مطلق اثر سحر باقی نہ رہا طبیعت مثل سابق درست
وبحال ہوئی بعد درستی مزاج خورشید روشن دل نے سرو آبہ وزیرزادی سے خوش ہوکے اُسکی
جانبازی وخیر خواہی کی تعریف کرکے کہا کہ تونے عجب کار نمایان کیا اُسنے عرض کیا مین نے ایسا کیا کار نمایان
کیا ہے کہ جس کے سبب سے آپ اِس درجہ میری تعریف کرتے ہین خورشید روشن دل
نے اُسکی قدر شناسی کرکے زر و جواہر اُسے بطور انعام وتحفہ دیا بعد اُسکے وہان سے مع اپنی سپاہ
کے سوے لشکر طلسم کشا تخت سحر پر بیٹھکر دم بھر بھی توقف نہ کرکے روانہ ہوا بعد قطع راہ ایک
صحرا مین پہونچا دیکھا طلسم کشا مع لشکر کے رہ نورد ہے خورشید روشن دل تخت سحر سے اُتر کر داخل
لشکر طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس جگہ قیام کیا خیام وبارگاہین استادہ ہوئین
ہوئین ایک بارگاہ وسیع مین شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وحدید شاہ دستار
شاہ وشاہزادہ فیروزہ مازندرانی وگشتاسپ شاہ وسہراب بن لندھور و
خورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی و نامور وشاہان وسرداران سپاہ غیر ساحر علے قدر مراتب
تخت وکرسی اور دنگل پر بیٹھے اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیون کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیان شراب ناب کی مع قنیشہ وجامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے اور باشارہ شاہزادہ موصوف
ہراک کو جام پُرداز شراب ناب دینے لگے ہراک شراب پینے لگا جب شراب پی چکے ساقیان خوبرو
کشتیان مُرمشکبو کی اُٹھا کے لیگئے بعد ایک ساعت کے جب نشہ شراب کا ہوا طلسم کشا نے
جانب خورشید روشن دل متوجہ ہوکے پوچھا آپ گئے تھے وہان کی کیفیت بیان کیجیے خورشید
روشن دل نے جو کچھ حال گذرا تھا مفصل بیان کیا طلسم کشا وجملہ اہل بارگاہ نے جرأت و
ہمت اور لڑائی کی اُسکی ثنا کی اور کہا آپ نے بھی غضب کیا کہ اس طرح بے سامان وبے اسباب سحر
بہر جنگ یہان سے گئے خواجہ عمر وثانی وغیرہ کو رہا کیا عیار بچیون کو خواجہ عمر وثانی وغیرہ کے حوالے
کیا ابلیس خود لیسند سے لڑکے اُسے قتل کیا ملکہ آتش افروز جادو ایسی ساحرہ بلاے بے درمان
سے مقابلہ ومجادلہ کیا کمال کیا جاے شکر ہے کہ اُس ساحرہ بد بلا سے آپ جانبر ہوے اگر اور کوئی
بجاے آپکے ساحر ہوتا تو اُس ساحرہ کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہوتا کیونکہ وہ اپنے وقت وزمانہ کی
آفات چہار دست ہے بعد اس گفتگو کے عجائب جادو نے خواجہ عمر وثانی سے کہا اے خواجہ عیار بچیون کو
ہوشیار کرو خواجہ عمر وثانی وچالاک ثانی وغیرہ عیار بیتابانے عیار بچیون کے لائے اور دار و سے
دفع بیہوشی سے اُنھین ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئین عجائب جادو نے برہم ہوکے اُنسے
کہا اے نالائقو کہو یہ کیا حرکت نامعقول کی تھی خواجہ عمر ثانی وغیرہ کو بیہوش کرکے کیون لے گئین تھین

اس تقصیر کرنے کی اب تمکو کیا سزا دون جو تم کہو وہی سزا ے سخت دون اُنھون نے دست بستہ
تھرا کے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہین
ہماری خطا کو عفو کر اب ایسی تقصیر تا زندگی نہ کرینگے عجائب جادو نے یہ سنکے جانب طلسم کشا دیکھا
شاہزادہ ذیجاہ نے فرمایا اب یہ عذر و اقرار کرتی ہین خطا انکی عفو کیجائے آئندہ اگر کوئی خطا ایسی ہی
انسے سرزد ہوگی تو سزاے سخت انکو دینا عجائب جادو نے ارشاد شاہزادہ موصوف سے خطا انکی
معاف کی وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین اور بعضون نے یون بھی لکھا ہی کہ بصدق دل
مطیع دین اسلام ہوئین کلمۂ شہادتین زبان پر جاری نہین کیا غرض بہر طور مطیع و فرمانبردار ہوئین
اور بارگاہ سے جاکر لشکر مین داخل ہوئین ایک خیمہ مین قیام پذیر ہوئین اسی اثنا مین بیر سحر کے
لاشہ مردار خوار جادو کا لائے اور لشکر طلسم کشا مین ڈالکر ایک سمت ناپدید ہو کنارہ چلے گئے مردمان
لشکر نے شور و غل کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اسبب شور و غل دریافت کیا چالاک ثانی وغیرہ
عیارون نے جاکر حال دریافت کرکے شاہزادہ موصوف سے کہا اسوقت ایک بونڈلا آیا تھا اس
مین سے لاشہ مردار خوار جادو کا لشکر مین گرا ہی یہ خبر سنکے طلسم کشا وغیرہ کو رنج ہوا اور متحیر ہوکے
کہا نہین معلوم اسکو کس نے قتل کیا یہ نہایت زبردست ساحر تھا اور خیر خواہ تھا خورشید
روشن دل نے طلسم کشا سے کہا حال اسکے قاتل کا دریافت ہو سکتا ہی یا لوح طلسم سے
دریافت کیجیے یا مین بذریعہ علم اختر شناسی یا کہانت کے علم سے بتا دیتا ہون یہ کہکے کچھ فکر
کرکے کہانت کے طریقے سے تمام حال دریافت کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار اسکو آتش افروز جادو
نے ہلاک کیا ہی اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ وہ بھی درپی اسکی ہلاکت کی ہوکے ہلاک ہوئی ہی شاہزادہ
موصوف مردار خوار جادو کے ہلاک ہونے سے نورنجیدہ ہوا تھا مگر آتش افروز جادو کے ہلاک
ہوجانے سے ازحد خوش ہوا پھر حکم اپنے ملازمون کو دیا کہ لاشہ مردار خوار جادو کا بطریق ہمارے
مذہب کے دفن کیا جاے ہم بھی اُسکے دفن کرنے مین شرکت کرینگے کیونکہ اُسنے بھی ہماری
شرکت کی تھی اور بالفعل ایک ہمارے دشمن قوی سے لڑکے اُسنے اپنی جان دی ہی بموجب حکم ملازم
کاربند ہوے وقت دفن شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سب شریک ہوئے

داستان جانا شاہزادہ رستم ثانی کا بہدایت لوح طلسم جانب مرحلہ جات طلسم صندل اور فتح کرنا مرحلہ کا اور قتل کرنا ساحرون کا

ساقی نامہ

ساقیا پھر مجھے ہی شوق شراب
خوب لکھونگا داستان طلسم
خامہ افسون طراز میرا ہی
در مضمون اسی سے وا سب ہین

نشہ مین ہوگا وا طلسم کا باب
مین شہنشاہ ہون معانی کا
کار اعجاز صد مسیحا ہے

اب کرونگا عجب بیان طلسم
صفحۂ لوح ہی طلسم مرا
اس عجائب سے آشنا سب ہون

رہ نوردان مراحل تقریر و محرران وقائع حیرت انگیز و بے نظیر
اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفن کرنے
مردار خوار جادو کے شب اُسی صحرا مین بسر کی وقت سحر بعد نماز صبح ارادہ وہان سے کوچ کا کیا
عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ نے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ صحرا نوردی بغیر دیکھے

لوح کے خوب نہین ہی مناسب یہ ہر کہ لوح کو دیکھیے لوح طلسم جو ہدایت کرے اُسپر عمل کیجیے تاکہ
جلد تر دُرِ مدعا پایئے شاہزادہ موصوف نے اُنکی رائے پسند کرکے لوح کو دیکھا اُسنے ہدایت کی کہ ای
طلسم کشا اپنے تمام لشکر کو اسی جگہ چھوڑکے تنہا جانب دست چپ جاسیر دشت وکوہ کر بعدہ
جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھ دیر نہ کر جلد جا کہ اُسطرف جانا تیرا ضرور ہی شاہزادۂ موصوف نے حکم
لوح سے آگاہ ہوکے عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسم مجکو
یہان سے جانب دست چپ تنہا جانے کو ہدایت کرتی ہی سب نے کہا جو حکم لوح ہو ضرور اُسپر
عمل کیجیے شاہزادہ موصوف اُسی وقت سب سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکے مسلح ہوکے لوح
طلسم اپنے گلے مین ڈال کے جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار ایک صحراے سبزہ زار
مین پہونچا وہ صحرا پر فضا ایسا تھا کہ وہان کے سبزۂ شاداب کے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی تھی ہواے
سرد اُس سبزہ زار کی رشک نفس عیسی تھی تن بیجان مین وہان کی ہوا سے جان آتی تھی غنچۂ دل
پژمردہ کیسا ہی ہو وہان کی سرد ہوا سے مانند گل شگفتہ ہوجاتا تھا سبزہ اُس صحرا مین زمین پر گستردہ
نہ تھا بلکہ فرش مخمل سبز زمین پر بچھا تھا جہان تک نظر پہونچتی تھی فرش سبزہ شاداب ہی زمین پہ
نظر آتا تھا نہرین جابجا اُس صحرا مین جاری تھین طائران خوش الحان و آہوان شوخ چشم اُس
صحرا مین بکثرت تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس صحرا مین پہونچکر سیر وہان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور
گروہ غزالان شوخ چشم و طائران رنگارنگ و خوش الحان دیکھکر بے اختیار چاہا کہ انکا شکار کیجیے پھر خیال
کیا کہ پہلے لوح کو دیکھ لینا چاہیے بعدہ شکار یہان کے چرند و پرند کا کرنا چاہیے مبادا ان جانورون کے
شکار کرنے سے کسی طرح ضرر ہو یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح مین یہ لکھا پایا کہ ای طلسم کشا خبردار یہان
کے چرند و پرند کا شکار نہ کرنا انکو جانور اصلی نہ جاننا کسی جانور کو یہان کے آزار نہ دینا کسی سے کچھ سخن بھی
نہ کرنا یہ طائر اور وحشی بزبان فصیح گفتگو کرتے ہین بظاہر جانور ہین بباطن سب ساحر ہین یہ صحراے سبزہ زار
بظاہر پر بہار و فرحت افزا ہی بباطن خارستان سے بدتر ہی کیونکہ نمود اسکی بتحریس خوار جادو سے ہی
جلد اس صحرا سے نکل جانا چاہیے شاہزادۂ موصوف لوح کو دیکھکر عزم شکار سے باز رہکر آگے بڑھا بعد قطع
راہ دراز ایک کوہ سربلند نظر آیا راہ اُس کوہ کی مانند کوچۂ کاکل کے تھی زیر کوہ یعنی دامن کوہ مین تختہاے
گل خوش قطع دلپذیر بہار رکھتے کوئی تختہ لالۂ نعمان کا تھا کہ سیر داغہاے لالۂ نعمان سے داغہاے
دلہاے عشاق یاد آتے تھے کوئی تختہ زعفران کا تھا کہ جسکو دیکھکر ہر اک افسردہ دل اور گریبان
چاک کو ہنسی آتی تھی کوئی تختہ گلاب کا تھا ہر اک گل سرخ اُس تختہ کا مانند عارض محبوب کے تھا
کوئی تختہ نرگس شہلا کا تھا ہر اک پھول نرگس کا بعینہ چشم منتظر تھا یا اک دیدۂ حیران تھا یہ چار
چمن دامن کوہ مین دیکھکر شاہزادہ خوش ہوا انکی سیر سے دل باغ باغ ہوا اُن چمنون مین ہزار
در ہزار طائران رنگارنگ و خوش الحان تھے ناگاہ وہ طائر اسطرح نغمہ سرا ہوتے تھے کہ صورت
بلبل بھی آگے اُنکے ہیچ تھی ناگاہ وہ طائران رنگارنگ باہم بزبان فصیح کہتے تھے دیکھو طلسم کشا آگیا
دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس پاس طلسم کشا کے لوح طلسمی ہی اور ہمین حکم ہماری مالکہ کا نہین ہے
ورنہ ابھی اسکو گرفتار کرلیتے شاہزادہ رستم ثانی نے سیر تختہاے گلہاے مذکور کرکے جانب

کوہ دیکھا بالاے کوہ سے آواز گانے کی اور صدا بجنے سازون کی آئی بے اختیار ارادہ کوہ پر جانے کا
کیا کیونکہ وہ آواز رقاصہ و مطربہ ایسی دلکش تھی کہ تاب ضبط باقی نہ رہی شاہزادہ موصوف سیر چمنہاے
مذکور سے منھ موڑکر کوہ پر چڑھنے لگا راہ پُر پیچ اُسکی طی کرنے لگا گو کہ راہ کوہ مذکور سخت گذار تھی
لیکن شوق سیر کوہ راہبر ہوکے بسہولت وہ جلد لیگیا شاہزادے نے بالاے کوہ جاکر عجب
قدرت حق دیکھی وہ درختان انواع و اقسام وہ ثمر ریختہ و خام اُنکے وہ جھرنے جھرنا کوہ سے
پانی کا نکلنا طایران خوش الحان کا چہکنا سوا اِسکے جو غور سے دیکھا تو ایک طرف ایک باغ نظر آیا
اور اُسی باغ کے اندر سے آواز گانے کی آئی شاہزادہ جانب باغ مذکور چلا جب قریب اُسکے
پہونچا دیکھا چاردیواری باغ کی نہایت خوب ہی دل کو مرغوب ہی دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی کوئی
دربان نہین ہی یہ دیکھکر در باغ پر گیا در باغ سے اندرون باغ جو دیکھا سیر گلہاے رنگا رنگ سے
غنچۂ دل شگفتہ ہوا ہوا اُس باغ سے ایسی آئی گویا باغ ارم سے ہواے فرحت افزا آئی بوے
گلہاے خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا وہ باغ پُر بہار عجب باغ تھا تو تعریف مفصل اُسکی تو کیا رقم کیجائے

الا مختصر یہ ہی کہ بمصداق نظم۔ نظم

وہ گلون کی بہار شادابی　　انہی دکھلاتے تھے بہار شجر　　باغ مین سب تھے میوہ دار شجر
شوق مین ہو نظر کو بیتابی　　بجد دیکھے اشجار میوہ دار گلہاے

بوقلمون کے شاہزادہ رستم ثانی نے جو ایک طرف باغ مین دیکھا ایک بارہ دری نظر آئی شان
اُس بارہ دری کی کیا لکھی جائے قلم بخوبی تو لکھ نہین سکتا لیکن اِسقدر درج کرتا ہے کہ۔ نظم

تھی وہ بارہ دری زمرد کار　　سارے مینا کے تھے در و دیوار　　سبزہ تھا فرش سبزے کا کیا رنگ
رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ

ابھی شاہزادہ موصوف جانب بارہ دری دیکھ رہا تھا ہر چند اشتیاق
سیر باغ و بارہ دری بہت تھا لیکن شاہزادہ اندر باغ کے اس وجہ سے نہ جاتا تھا کہ نہین معلوم یہ
باغ کس کا ہی عورتین اُس مین پائی جاتی ہین آواز اُنکی ہنسی اور باتون کی آتی ہے
نامحرم عورتون مین بے اجازت جانا اچھا نہین ہی ناگاہ اُن مین سے کچھ عورتون نے شاہزادہ
رستم ثانی کو در باغ پر دیکھکر اور یکبارگی اُٹھکر یہ کہا کہ۔ نظم

آیا صد شکر وہ طلسم کشا　　اسی کی آرزو مین بیٹھے تھے　　ابھی کرتے تھے جس کا ہم چرچا
مدتون سے تھا انتظار اس کا　　حسن ہی باعث بہار اسکا　　اسی کی جستجو مین بیٹھے تھے
اسی کی سیر کے شکار ہوے　　رشک ماہ فلک ہی یہ خورشید　　اِسکے آنے پہ ہم نثار ہوے
ہو گئی چشم انتظار سفید

یہ کہکے وہ عورتین بصد شوق مسکراتی ہوئی سوے در باغ چلین الغرض ہر ایک نوجوان و خوبرو
و شوخ دیدہ تھی جب وہ چند عورتین در باغ پر پہونچین مسکرا کر کہنے لگین اے شاہزادہ ذیجاہ آپ
در باغ پر کیون کھڑے ہین چلیئے ہماری ملکہ عالم آپکو بلاتی ہین چونکہ وہ مہمان نواز ہین عجب
نہین کہ خود آپ کے لینے کو تھوڑی دور آئین آپکا استقبال کرین اُنھون نے خبر آپکی تشریف آوری
کی سُنی ہی اسی وجہ سے بزم عشرت آراستہ کی ہی دروازہ باغ کا کھلوا دیا ہی وہ منتظر ہی آپکی تھین
کہ آپ تشریف لائے ملکہ ہماری شاہزادی ہین ایک بادشاہ ذیجاہ کی دختر ہین پیشتر براے سیر
ادھر آیا کرتی ہین خصوص آج تو محض خبر آپکے ادھر آنے کی سنکے تشریف لائی ہین غائبانہ آپ پر

عاشق ہوئی ہین یہ حال اُنسے نہ کہیے گا ورنہ وہ ہم کنیزون کو اور ملازمون کو سزاے سخت دین گی نوکری سے بھی چھڑا دین گی شاہزادہ رستم ثانی گفتگو اُنکی سنکے اُنکے کہنے کا یقین کرکے جھجو تمام تھین نہ جان کے مرکب سے اُتر کے بہت خوش ہوکے ہمراہ اُنکے اندر باغ کے گیا دیکھا عجب باغ پر بہار و وسیع ہی نہایت سر سبز و شاداب ہی ابھی شاہزادہ مصروف سیر باغ تھا اور ہمراہ اُن عورتون کے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے باغ کے ایک غول نازنینون کا پیدا ہوا اُنکے درمیان مین دیکھا ایک نازنین غیرت پری رشک حور حسن و جمال مین بیمثل و بے نظیر پوشاک رنگین و نادر زیور طلائی جواہر نگار پہنے ہوے ڈوپٹہ سے مُنھ چھپاے ہوے ہی کثرت شرم و حیا سے ہر اک قدم پر رُکتی ہی اپنی ہمجلیسون سے آہستہ کہتی ہی بھئی ہمکو شرم آتی ہی قدم آگے نہین بڑھتا ہی شاہزادہ رستم ثانی ادھر آتا ہی اب ہمسے آگے ایک قدم بھی اُٹھایا نہین جاتا ہی شرم و حیا سے عجب حال ہی وہ نامحرم ہی مین اُس سے بات نہ کرونگی صورت اپنی نہ دکھاونگی مجھے اُس سے بات کرتے شرم آئیگی کثرت حیا و شرم سے صورت دکھائی نہ جانے گی تھین اُس سے بات چیت کرنا شراب اپنے ہاتھ سے پلانا خاطر و مہمانداری بخوبی کرنا مین ہرگز اُس سے نہ بولونگی شاہزادہ اُسکی تقریر سُنکے اور چہرہ زیبا اُسکا دیکھ کے بے اختیار اُسپر مائل ہوا نقد دل ایک نظر اُسکو دیکھ کے دیدیا اُس کے عشق و الفت مین کچھ خیال طلسم کشائی کا نہ رہا مانند پروانہ کے اُس شمع جمال کی طرف چلا اُن خوبرو کنیزون نے عرض کیا دیکھیے اے شاہزادہ نوبجاہ ملکہ عالم ہماری واسطے آپ کے استقبال کے بارہ دری سے یہان تک تشریف لائی ہین خوشا مقدر آپ کا کہ آپ پر عاشق بھی ہوئین اور آپ کے استقبال کے لیے یہان تک آئین یہ مرتبہ آپ کا ہی آج تک اور کسی شاہ و شہریار کو یہ رتبہ و یہ وقار حاصل نہین ہوا سیکڑون شاہان جلیل القدر خوبی اِنکے حسن و جمال کی سنکے عاشق ہوکے ہلاک ہوگئے ہزارون شاہزادگان نامور و خوبرو و شہرہ اِنکے حسن دلفریب کا سُنکے شیفتہ و فریفتہ انپر ہین مشتاق ایک نظر دیکھنے کے ہین بعضے لباس فقیری پہنے ہین اکثر مانند مفتون کے دیوانے ہین یہ کسی پر نظر توجہ نہین کرتی ہین شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُنکی سنتا ہوا اپنی خوبی تقدیر پر فخر کرتا ناز کرتا ہوا شادمان ہوتا ہوا آگے بڑھا بعد قطع راہ عنقریب اُس رشک پری کے پہونچا جملہ کنیزین اور انیسین اور جلیسین اُسکی شاہزادے کے قریب آنے سے خوش ہوئین بعدہ ہر اک نے سلام کیا پس از سلام شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر ساتھ ساتھ اپنی ملکہ مذکورہ کے جانب بارہ دری چلین اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی گمان کرتا تھا کہ مین ہمراہ گروہ پریزادون کے اک باغ مین پرستان کے مصروف گلگشت گلشن ہون یہ گمان کرکے بجاے خود خوش ہوتا تھا اور طلسم صندل جو کہ زیر قبا بالاے سینہ تھی خیال اُسکے دیکھنے کا ذرا بھی نہ کرتا تھا بار بار اُس رشک حور کو جسپر مائل ہوا تھا دیکھتا جاتا تھا وہ بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ لیتی تھی اور اسقدر شرم و حیا و ناز و غرور حسن ظاہر کرتی تھی کہ شاہزادے کو حیرت ہوتی تھی انیسین اور جلیسین اُسکی شاہزادے سے مخاطب ہوکے مسکرا مسکرا کے کہتی جاتی تھین کہ اے شاہزادہ عالی وقار آپ کے تشریف لانے کا ہمنے اور ہماری اِن ملکہ عالم نے بہت انتظار کیا سوے در باغ دیکھتے دیکھتے گویا آنکھین سفید

ہو گئیں کوئی ایسا کسی کو انتظار کراتا ہے جب سے خبر آپکے اودھر آنے کی سنی تھی ہم سب اسی باغ میں منتظر آپ کے بیٹھے تھے خیر شکر ہے کہ آپ تشریف لائے مراد دل بر آئی شاہزادہ رستم ثانی اُنکے جواب میں یہ کہتا ہوا چلا میں بھی تمھاری ملکہ کے شوق دیدار اور تمنائے وصل میں یہان تک آیا ہون یہ باتیں کرتا ہوا اُس حور اجمال کی طرف دیکھتا ہوا اُس بارہ دری میں پہونچا دیکھا بارہ دری زمرد گون ہے ضیشہ آلات و آئینہ علیٰ قدر آدم و فرش نفیس وغیرہ اسباب ضروری تکلف سے بخوبی آراستہ ہے صدر بارہ دری میں ایک مسند جواہر نگار بچھی ہے انیسان ملکہ مذکور نے اُسی مسند پر شاہزادے کو بٹھایا اور ملکہ سے بھی کہا کہ آپ بھی شاہزادے کے برابر بیٹھیے ماہ وہ ایک جا ہون تو خوب ہے اُس نے پہلوے شاہزادے میں بیٹھنے سے پہلے تو کثرت شرم وحجاب سے سب سے انکار کیا آخر کار شاہزادہ موصوف اور جملہ انیسون اور جلیسون کے کہنے سے مجبور ہو کے کسی قدر شاہزادے سے ہٹ کے کچھ منھ بھی شاہزادے کی طرف سے پھیر کے اُسی مسند پر بیٹھی پھر جملہ انیسین وجلیسین ملکہ مذکورہ کی دست راست و چپ اور کچھ روبرو بھی علیٰ قدر مراتب بیٹھیں اُسوقت شاہزادے نے اُس پری جمال و حور اخصال سے مخاطب ہو کے کہا اے ملکہ ہم اسوقت تمھارے گھر میں آئے ہیں پاس خاطر مہمان ضرور ہے کچھ باتیں کرو منھ ادھر کرو گو شرم وحیا مانع بے حجابی ہے لیکن مروت سے بعید ہے کہ ایسی بے اعتنائی اختیار کرو دیکھو ہم راہ دور و دراز سے محض واسطے تمھارے یہان آئے ہیں انیسون اور جلیسون نے بھی ملکہ سے کہا واقعی یہ محض آپکی الفت ہی سے یہان تک آئے ہیں آپکو انکی خوشی کرنا چاہیے ملکہ نے بعد بہت انکار کے سب کے اصرار کرنے سے بصد حیا و شرم شاہزادے سے کلام کیا باتیں باہم راز و نیاز کی ہونے لگیں بعد اسکے انیسون نے باشارۂ ملکہ مذکورہ رقاصہ سے کہا تو خاموش کیون ہو رقص و نغمہ کیون نہیں کرتی ہے ہمراہی عورتین اُسکی یہ سنکے ساز بجانے لگیں وہ مبارکیاد گانے لگی اہل بزم سننے لگے بعد گانے مبارکباد کے رقاصہ مذکورہ نے یہ غزل شروع کی۔ غزل

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دور تھا	طالب تمھاری دید کا حاضر ضرور تھا
مداح میرے شعر کی ساری خدائی تھی	سرگرم التفات جو قلب حضور تھا
مرنے کے بعد مرقدے ہوے ہم سے مستفیض	شعلہ ہمارے قلب کا شمع قبور تھا
جگر میں جام مے تھا اگر حسن بارے	شیشہ بھی عشق ساقی مہوش میں چور تھا
کیونکر شفاعت الفت حیدر کو دل نہ لے	مقبول بارگاہ خداوند نور تھا
سبقت نبیٔ پاک کو تھی سب سے بیشتر	حضرت کا قبل حضرت آدم کے نور تھا
پہلو میں اُنکے میں مرے پہلو میں تھا رقیب	جتنا کہ میں قریب تھا اُتنا وہ دور تھا
بیٹھے بٹھائے مفت مرا خون ہو گیا	منھدی لگا نا اُنکو بھلا کیا ضرور تھا
موسیٰ کو اپنا جلوۂ وحدت دکھا دیا	سرمہ بنایا طور کو جس نے وہ نور تھا
آواز نالہ تھی کہ صدا صور حشر کی	میرا دہن تھا ہجر میں یارب کہ صور تھا
کا ظم کسی حسین کو نہ سمجھا حسین وہ شوخ	کیا کیا نہ اپنے حسن پہ اُسکو غرور تھا

اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے جب اُسنے غزل مندرجہ گا کے تمام کی ملکہ مذکورہ

نے اپنی کنیزون سے کشتی مرطلب کی رقاصہ مذکورہ پھر رقص کرنے لگی اور غزل دیگر گانے لگی ملکہ نے
شاہزادے کی طرف متوجہ ہوکے باتون مین لگایا اور اچھی طرح اپنا چہرۂ روشن دکھایا راوی
بیان کرتا ہے کہ ہنوز رقاصہ گا رہی تھی کنیزین کشتی مے لیکر نہ آئین تھین ملکہ تُبھا رہی تھی باتون مین
بہلا رہی تھی پردۂ دوستی مین ارادہ دشمنی کا رکھتی تھی ناگاہ پانوُن شاہزادہ موصوف کے
بھاری مانند سنگ کے ہونے لگے اُسوقت شاہزادے کو تردد ہوا اُس مہ عذار کی طرف سے
پھرکے لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت پائی گئی کہ ای طلسم کشا تجکو اس کوہ پر نہ آنا تھا اگر آیا
تھا تو اندر اس باغ کے نہ آنا تھا اگر باغ مین آیا تھا تو اس زمرد گون بارہ دری مین نہ آنا
تھا اگر یہان بھی آیا تھا تو پہلو مین اس خوبرو کے نہ بیٹھنا تھا تجھ سے نہایت نادانی ہوئی کہ
بے دیکھے لوح کے یہ تمام امور کیئے اگر ایک ساعت اور تو لوح پر نظر نہ کرتا تو لوح سیاہ ہوجاتی
کچھ احکام سے اُسکے تجھے آگاہی نہوتی اور تو پتھر کا ہوجاتا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا شر
دشمنی سے اس خوبرو کی اپنے تئین بچایا بظاہر یہ نوجوان و حور صورت ہے باطن کئی سو برس کی
ضعیفہ ہے اور صورت اسکی بُری ہے کہ اگر دن کو کوئی ناشناس اسکو دیکھے تو خوف سے فی الفور ہلاک
ہوجاے بلکہ چڑیل اور خبیثات بھی تاب دید نہ لاسکین فوراً دیکھکر خائف ہوکر بھاگ جائین یا
ہلاک ہوجائین نام اس ساحرہ کا ہنس خوار جادو ہے بڑی ساحرۂ زبردست ہے مالک مرحلۂ اول ہے
اُس صحراے سبزہ زار سے جسے اثناے راہ مین تو نے دیکھا تھا یہان تک اسکی حکومت ہے
صحراے مذکور اور کوہ اور دامن کوہ اور یہ باغ و بارہ دری وغیرہ سب اسی کے سحر سے عیان
ہین یہ ساحرہ بد بلا ہے اسکو جلد اس طور سے قتل کر کہ موقع پاکے عکس لوح کا اسپر ڈالکے چوٹی اسکی
پکڑکے تلوار پر یہ اسم دم کرکے اسکے فرق پر لگا تاکہ دو ٹکڑے ہوجاے جب یہ قتل ہوجاے فی الفور
تلوار سے یہ اسم پڑھکے چوٹی اسکی کاٹ لے کہ آئندہ تیرے بہت کام آئیگی اور اگر خلاف اسکے کریگا تو اچھا نہوگا
لوح بھی بیکار ہوجائیگی تو بھی پتھر کا ہوجائیگا شاہزادہ رستم ثانی یہ حکم لوح سے پاکے متحیر ہوکے
اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای رستم ثانی تم نے سخت دھوکا کھایا تھا للہ الحمد کہ لوح کو دیکھا حال سے
اسکے اطلاع ہوئی یہ باتین اپنے دل مین کرکے اُس ساحرہ کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی سمجھ گئی کہ شاید
اسنے لوح کو دیکھکر میرے حال سے خبردار ہوکے ارادہ میرے قتل کا کیا ہے قبل اسکے میرے حال
سے غافل و بیخبر تھا اب آگاہ و ہوشیار ہوا ہے اس سے جان اپنی بچانا چاہیے یہان سے ہٹ جانا
چاہیے یہ سمجھکے پہلوے شاہزادے سے اُٹھنے اور ہٹنے کا ارادہ کیا شاہزادے نے پوچھا اے
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کیا ارادہ ہے کہان جاتی ہو ہمین چھوڑکے کس طرف جانے کا
ارادہ کیا ہے اُسنے مسکراکے کہا کہین جاتی نہین ہون ابھی آتی ہون صرف کنیزون کی سزا دینے کو
جاتی ہون ان نالائقون سے کشتی مے طلب کی تھی ابھی تک نہین لائین شاہزادے نے جواب دیا
ای ملکہ بیٹھو بھی کنیزین کشتی مے لیکر آتی ہونگی ہم تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو
ہمسے دوستی کرو ہم بھی تمھارے دوست ہین اسیر و فریفتہ ہین مشتاق تمھارے دیدار کے ہین اُسنے
جواب دیا عاشق و دوست ہونا مشکل ہے مجھے امید تمسے دوستی کی نہین ہے ضرور تم مجھ سے دشمنی کروگے

شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو مین اور تم سے دشمنی کرونگا کدھر اسوقت تمھارا خیال ہے بھلا تمنے مجھ سے کیا دشمنی کی ہے کہ مین تمسے دشمنی کرونگا تم ایسی پری جمال حور اشکل سے عداوت کرونگا مین تمھارا ممنون احسان ہون کہ تمنے مجھے یہان بلا یا پاس اپنے بٹھایا ساحرہ مذکورہ تقریر شاہزادہ کی سنکے خیال کرنے لگی کہ مجکو شک ہوا لوح ابھی تک اس نے نہین دیکھی ہے میرے حال سے بیخبر ہے ورنہ یہ ایسی باتین نہ کرتا اور اب تک حکم لوح پر عمل نہ کرتا یہ خیال کرکے اُٹھنے سے باز رہی وہ کیا اُس جگہ سے نہ اُٹھی اجل اُسکی دامنگیر ہوئی قضا نے اُس جگہ سے اُسے اُٹھنے نہ دیا طلسم کشا نے اُسے غافل پا کے پہلے عکس لوح کا اُسپر ڈالا اور بعجلت تمام ایک ہاتھ سے چوٹی اُسکی پکڑکے دوسرے ہاتھ سے تلوار نیام سے کھینچکر وہی اسم پاک جو لوح مین لکھا پایا تھا تلوار پر دم کرکے درمیان مین اُسکی مانگ کے تلوار لگائی بقدرت پروردگار عین فرق پر تلوار پڑی ساحرہ مذکورہ نے آہ کی اور کہا او طلسم کشا غضب کیا تو نے مین کہتی نہ تھی کہ تو مجھ سے دشمنی کریگا جو سمجھی تھی وہی تو نے کیا افسوس تیری باتین سنکے مجھے خیال کچھ اور ہوا تھا کیا جانتی تھی کہ تو مجھ سے باتین مکر و فریب کی کرتا ہے لوح کو دیکھ چکا ہے حکم لوح سے آگاہ ہو چکا ہے ہنوز وہ یہ باتین کر رہی تھی اور ہمجلیسین اور انیسین اور کنیزین اُسکی اُٹھکر اگرد شاہزادے کے آگئی تھین ہجوم کرکے شور و غل کرکے کہتی تھین کہ اے طلسم کشا ارے کیا غضب کرتا ہے تلوار سے ہماری ملکہ کو کیون قتل کرتا ہے ہاتھ کو روک اپنے ارادے سے باز آ ورنہ ہم تجکو حتی الامکان مار ڈالینگے یہ کہکر کچھ عورتین نارنج و ترنج وغیرہ اسباب نکالکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوئی تھین، ملکہ مذکورہ نے بھی برائے سحر خوانی لبون کو جنبش دی تھی ارادہ کیا تھا کہ ہر چند تلوار سر پر پڑ چکی ہے لیکن سحر کرکے غرق زمین ہوجاؤن مگر تلوار جو سر پر پڑی اک دم مین کاسۂ سر سے گذر کر مانند قطرہ آب کے گلو مین آئی پھر صراحی گردن سے آگے بڑھ کے صندوق سینہ مین پہونچی وہان سے سیر شکم کرتی ہوئی کمر تک پہونچی سیر کمر سے گذر کر سرین کے درمیان سے ہوکے بالائے فرش پہونچی ساحرہ دو ٹکڑے ہوکے فرش پر گری دونون ٹکڑے اُس لاشے کے تڑپنے لگے اتنی دیر مین اُن عورتون نے نارنج و ترنج پر سحر دم کرکے طلسم کشا پر وہی نارنج و ترنج مارے چونکہ لوح طلسم شاہزادے کے گلے مین تھی اِس وجہ سے کسی کے سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا یہ حال دیکھکر وہ سب زیادہ شور و غل اور نالہ و بکا کرکے پکارین اے ناصر جادو جلد مع اپنے لشکر کے آ طلسم کشا کو چارطرف سے گھیر کر قتل کر آگاہ ہو کہ اسنے ملکہ عالم کو قتل کرڈالا ہے لاشہ اُنکا تڑپ رہا ہے یہی وقت تیرے آنے اور مدد کرنے کا ہے صندلان شاہ نے محض واسطے اعانت ملکہ کی تجھے اِس مرحلۂ اول طلسم پر مقرر کیا ہے اُدھر ناصر جادو تیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے فی الفور تقریر اُن عورتون کی سنکے اُسی بارہ دری کے ایک گوشے سے پیدا ہوا اِدھر شاہزادے نے وہ دوسرا اسم متبرک ورد زبان کرکے چوٹی اُس ساحرہ کی تلوار سے کاٹ لی ٹکڑے اُسکے لاشے کے تڑپا کیے ابھی شاہزادہ موصوف چوٹی اُسکی کاٹ چکا تھا کہ ناصر جادو سیاہ رو کریہ منظر جھولی اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوے ہمراہ تیس ہزار ساحرون کے کہ اُن سب کے پاس بھی جھولیان اسباب سحر سے

پھری تخفین بصد غضب قریب آیا اور پکارا او طلسم کشا غضب کیا تونے کہ ہنس خوار جادو کو قتل کیا حتے الامکان مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک گولا فولادی نکال کے سحر اُسپر دم کرکے مارا ساتھ ہی اُسکے تیئیس ہزار ساحرون نے اسباب سحر پر سحر دم کرکے نارنج و ترنج و کارد سحر و گلدستے و ناریل چوبی دار وغیرہ مارے گولا ناصر جادو کا سر پر طلسم کشا کے آکے پھٹا شعلے پیدا ہوے دھوان نکلا مگر کچھ اثر طلسم کشا پر نہ کیا کیونکہ لوح طلسم صندل اُسکے پاس تھی اسی طرح جملہ سحر ساحرون کے نا تاثیر پذیر نہوے ہرچند ناصر جادو اور اُسکے ہمراہی ساحرون نے طلسم کشا کو چار طرف سے گھیر کے بارش اسباب سحر کی اُسپر کرکے متواتر سحر کرنے شروع کیے مگر کچھ شاہزادہ موصوف کو کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا ابھی جملہ ساحران مذکور طلسم کشا سے لڑ رہے تھے سحر کر رہے تھے جو عورتین اصلی تھین وہ بھی سحر کر رہی تھین کہ ناگاہ ہنس خوار جادو تڑپ کر مر گئی اُسکے مرنے سے وہ تاریکی پیدا ہوئی اور وہ آندھی سیاہ آئی کہ پناہ بذات خدا روز روشن مثل شب تار ہو گیا ابر سیاہ فلک پر آیا بارش سنگ و برف ہونے لگی گاؤ زمین کانپنے لگی تھوڑی دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ وہ تاریکی و ابر و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ مین ایک صحراے پُرخار مین کھڑا ہون نہ تو وہ بارہ دری ہی نہ باغ ہی نہ وہ کوہ ہی نہ دامن کوہ مین وہ چار چمن ہین صرف دو چار کوٹھریان اور صحنچیان خسام و پختہ ایک طرف ہین ناصر جادو مع اپنے ہمراہی ساحرون کے چہار طرف سے گھیرے ہوے ہی اور چند ساحرہ عورتین بھی ہین وہ ناصر جادو کو آمادہ جنگ کر رہی ہین بار بار رو رو کر کہتی ہین کہ اے ناصر جادو کوئی تدبیر ایسی کر کہ طلسم کشا کو قتل کر یا اسیر کرے وہ اُنکو جواب دیتا تھا مین مجبور ہون سحر کر رہا ہون کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی سحر میرا اور میرے اہل لشکر کا طلسم کشا پر اثر نہین کرتا ہی برکت لوح طلسم طلسم کشا مبتلاے سحر نہین ہوتا ہی اُنھون نے کہا اگر سحر اثر نہین کرتا ہی تو سونہ کر ترسول اور پنسول اور کارد وغیرہ لیکر طلسم کشا پر حملہ کر اور چار طرف سے محاصرہ کرکے قابو پاکے لوح طلسم صندل چھین لے پھر اُسے گرفتار کر لے اُس نے موافق اُنکے کہنے کے ارادہ کیا تھا کہ یکایک ایک گرد باد صرصر آسے پیدا ہوا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا زمین سے اُٹھا کے سوے صندلان شاہ روانہ ہوا یہان ناصر جادو وغیرہ ترسول و پنسول آلات آہنی ہاتھون مین لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ آور ہوے چاہا کہ لوح لیکر گرفتار کر لین اُسوقت شاہزادے نے تلوار علم کی ساحرون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا ہرچند سیکڑون کو قتل کیا مگر ہجوم ساحران کم نہوا بلکہ بڑھتا گیا کیونکہ جو ساحر قتل ہوتا تھا جتنے قطرے اُسکے خون کے زمین پر گرتے تھے سحر ناصر جادو سے وہ سب ساحر بنکر شریک جنگ ہوتے تھے شاہزادے نے یہ حال حیرت افزا دیکھکر لوح کو دیکھا اُسنے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اگر تو اسی طرح ایک زمانہ دراز اور مدت مدید تک ان ساحرون سے لڑیگا تو اُنپر فتحیاب نہوگا یہ کم نہونگے بلکہ بڑھتے جاوینگے جب تو تھک جائیگا غش کھاکے گر پڑیگا یہ سب تجکو گرفتار کر لینگے لوح لے لینگے اگر تجکو جلد تر فتحیاب اُنپر

ہونا منظور ہو تو یہ اسم متبرک الٰہی اپنی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کے قتل کرو اور
جسطرح ہوسکے ناصر جادو کو ہلاک کرنا وقتیکہ ناصر نابکار قتل نہوگا یہ لڑائی سر نہوگی شاہزادے
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے حکم لوح پر عمل کرنا شروع کیا ساحرون کو
قتل کرنا شروع کیا بعد جنگ بسیار طلسم کشا قریب ناصر جادو لڑتا ہوا پہونچا وہ سامنے سے
سٹکے چاہتا تھا کہ بھاگے ناگاہ طلسم کشا نے بہدایت لوح اُسپر تلوار لگائی سر اُسکا مانند خیار کے
کٹ کر زمین پر گرا لاشہ اُسکا خاک صحرا پر تڑپنے لگا اُسکے خون کی دھارین جن جن ساحرون پر پڑین وہ سب
مانند شمع کافوری کے جلنے لگے اودھر شاہزادے نے سپاہ ناصر جادو پر سخت حملہ کیا ایسے وقت
مین وہ سب ساحر بیدل ہوکے پسپا ہونے لگے جب ناصر جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا اُسکے مرنے سے
بھی اور دیگر ساحرون کے قتل ہونے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی آندھیان آئین سوے فلک
بار بار ابر آیا سنگ باری ہوئی بعد مرنے ناصر جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے بونڈلا
گرد کا کہ پیر اُسکے سحر کے تھے لاشہ اُسکا اُٹھا کے سوے صندلان شاہ روانہ ہوے ساحر مذکور
کے مرنے سے وہ انبوہ بہت کم ہوگیا جو ساحر زمین بزور سحر قطرہ ہاے خون ساحران کشتگان
سے پیدا ہوے تھے معدوم ہوگئے صرف اصلی ساحر باقی رہے شاہزادہ موصوف انکو بھی قتل
کرنے لگا اُنکے قتل ہونے سے اور مرنے سے تاریکی تو ہوتی تھی مگر اب اُنکے قطرۂ خون سے ساحر
پیدا نہوتے تھے دمبدم ساحر قتل ہوکر کم ہوتے جاتے تھے اور پسپا ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ
جب بہت سے ساحر قتل ہوچکے اور تھوڑے ساحر باقی رہے تاب جنگ و مقابلہ نلا کے سوے
دربند دوم بھاگے طلسم کشا فتحیاب ہوا مرحلہ طلسم اول کہ جسے دربند طلسم کہتے ہین
فتح ہوا اس لڑائی مین کئی سو ساحر طالب امان ہوگئے شاہزادے نے انکو مطیع دین اسلام
کرکے امان دی یہان تو شاہزادہ رستم ثانی فتحیاب ہوا ہنس خوار جادو مالک دربند
اول و ناصر جادو و ہزارہا ساحران نابکار کو قتل کرکے تھوڑے ساحرون کو مطیع
دین اسلام کرکے باقی ساحران کو بھگا کے خوش ہوا وہان خورشید روشن دل و عجائب
جادو نے بذریعہ طائران سحر دریافت کیا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا مالک دربند اول کو قتل
کیا یہ خبر پاکے جملہ لشکر ساحران وغیر ساحران کو ہمراہ لیکے سوے شاہزادہ روانہ
ہوے بعد قطع راہ پاس شاہزادے کے پہونچے تہنیت فتحیابی کی دی اور پوچھا ای شہریار
کیونکر اس دربند کو فتح کیا شاہزادے نے جو کچھ گذرا تھا اور جو دیکھا تھا بیان کیا سب خوش
ہوے بعدہ اُسی جگہ اُس روز شاہزادے نے قیام کرنے کا ارادہ کیا فراشون نے بارشارہ
شاہزادہ رستم ثانی بارگاہین اور خیام استادہ کئے لشکر اُترا بارگاہ مین طلسم کشا داخل
ہوا ساتھ اُسکے عجائب جادو و خورشید روشن دل و سرشار شاہ و حدید شاہ و
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ مع کل
افسران و سرداران لشکر داخل ہوے اور سب علے قدر مراتب کرسیون اور
دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیار بھی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی

کرسی پر جلوہ گر ہوے چونکہ شاہزادہ رستم ثانی کو دربندادل کے فتح کرنے کی ازحد خوشی تھی اس وجہ سے شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جاے ملازمون نے حسب الحکم شاہزادہ ذیوقار بزم عشرت آراستہ کی جب سب بزم مین علی قدر مراتب بیٹھے ساقی حسب الطلب کشتیان شراب کی مع شیشہ وساغر لا کے جملہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے ہر ایک ادنے واعلے خوش ہو کے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے مشکبو کی اُٹھا کے لے گئے بعد جانے ساقیون کے شاہزادہ رستم ثانی نے رقاصہ کو طلب کیا ایک دیہاتی رقاصہ مع اپنے دیہاتی سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے سب اہل بزم کو سلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہنے لگی جلد ساز درست کرو سازندے ساز درست کر کے بجانے لگے وہ رقاصہ دیہاتی بھونڈی صورت کچی زبان بیہودہ طور سے گت ناچنے لگی اہل بزم اُسکی واہیات صورت دیکھکر اور رقص پر اُسکے نظر کر کے بے اختیار ہنسے رقاصہ سمجھی کہ میرے حسن رقص پر یہ سب خوش ہوے ہین وہ اور مٹک مٹک کر ناچنے لگی سازندے اُسکا دل بڑھانے لگے بار بار کہنے لگے واہ صاحب جان تمھارا کیا کہنا اسوقت کس خوبی سے رقص کر رہی ہو کہ تعریف اِس تھاسے رقص کرنے کی ہم سے ہو نہین سکتی وہ اپنے اُستاد کی طرف دیکھکر خوش ہو کے مسکرا کے کہتی تھی اُستاد جی یہ سب تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے اُستاد بھی اُس بیہودہ رقاصہ کا یہ کلام سنکے خوش ہوتا تھا اہل بزم رقاصہ کی اس گفتگو کو سنکے بے اختیار ہنسے باہم سرگوشی مین کہنے لگے یہ رقاصہ دیہاتی ہے زبان اسکی کچی ہے صدقہ کو صدکا کہتی ہے بھلا یہ کیا گائیگی اِسکے گانے سے طبیعت پریشان ہو گی صورت تو اسکی دیکھکر اِس سے نفرت ہو چکی ہے کچھ اہل بزم اُنھین یہ جواب دیتے تھے کہ واقعی جو تم کہتے ہو سچ ہے لیکن یہ بزم عشرت ہی آراستہ واسطے اسی کے کی گئی ہے کہ دل خوش ہو یہ رقاصہ ہنوز ناچ رہی ہے اِسکے بیہودہ طور کے ناچنے سے ہم تم کس قدر ہنس رہے ہین جب یہ کچھ گائیگی تو کس قدر ہنسی آئیگی وہ یہ جواب سنکے خاموش رہے کچھ جواب نہ دے سکے رقاصہ مذکور نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی غزل

توقع اس رسائی کی نہین ہمکو کبوتر سے
وہ سوتے سوتے اُٹھے ہین ابھی شاید کہ بستر سے
ہمین ہی بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے
پس مردن خجل ہونگا سگان کوے دلبر سے
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صحراے محشر سے
پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے
مقابل تو کسی دن ہون ہمارے قلب مضطر سے

ہمارا نامہ دیکر کچھ کہے حال اُس ستمگر سے
پریشان بال زلفون کے مین بیٹھے ہین بکدر سے
ترے سلک دُر دندان پہ اپنی جان جاتی ہے
فلک نے جیتے ہی جی پیس ڈالین ہڈیان میری
ترے لطف وکرم کو دیکھنے آیا ہون اے مالک
ابھی تو ہے فقط ہلچل وہ آنے دیکھیے کیا ہو
بہت سیماب کو اور برق کو اے مہوش دعوی ہے

اہل بزم سننے لگے اور اُسکے گانے اور کچی زبان پر بے اختیار ہنسنے اور مسکرانے لگے اکثر اہل بزم اُسکی بظاہر تعریف کر کے اُسے بنانے لگے جب وہ غزل مندرجہ تمام کر کے خاموش ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے اُسکی صورت اور رقص ونغمہ بیہودہ سے اُسکے نفرت کر کے اشارے سے کہا تو جا اور ملازمون سے کہا اِسکو موافق اِسکی لیاقت

کے دیدور قاصہ بیرون بزم عشرت گئی ملازمون نے کچھ روپیہ اسے دیکے رخصت کیا بعد جانے رقاصہ مذکورہ کے عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و دیگر اہل بزم نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ عمرو ثانی اسوقت رقاصہ نے ناچ اور گا کے طبیعت ہماری پریشان کردی ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ اسوقت آپ نے بجایے کچھ گایئے تاکہ لطف بیحد حاصل ہو آج آپکو گانا اور نے بجانا لازم ہی کیونکہ ہم سب کو خوشی حاصل ہوئی ہی خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا ہان آپ صاحبونکو تو ضرور خوشی حاصل ہوئی مگر دل میرا تنگدستی و محتاجی سے محزون ہی جو روپیہ مین نے مہاجنون سے لیکر صرف کیا ہی اسکی ادائی کی فکر ہی ایسی صورت مین کیا نے بجاؤن کیا گاؤن طبیعت پریشان ہی فرط فکر سے حواس درست نہین ہین اگر فکر مذکور دفع ہوجاے تو البتہ مین نے بجاؤن خوب گاؤن یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سنکے جملہ اہل بزم مسکرائے سمجھے کہ خواجہ عمرو ثانی یہ چاہتے ہین کہ پہلے ہمین زر و جواہر دیدو تو ہم نے بجائین طماع ہونے کے سبب سے محتاجی اپنی ظاہر کر رہے ہین یہ سمجھ کے زر کثیر جمع کرکے خواجہ عمرو ثانی کو دیا گیا خواجہ عمرو ثانی زر مذکور لے کے خوش ہوکے کہنے لگے کہ خیر بالفعل اسی قدر روپیہ مہاجنون کو دیدونگا اگرچہ اصل زر مین انکے کچھ کمی ہوگی لیکن سود تو روپیہ کا انکو پہونچ جائیگا یہ کہکے زنبیل سے نے نکال کے بجانے لگے اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے **غزل**

بیتش از ظہور حسن کا تیرے ظہور تھا
گلدستۂ جنازہ مرا نخل طور تھا
جو جو حباب مے تھا وہ جام بلور تھا
شانہ تھا اور گیسوے مشکین حور تھا
جب قرب تھا تو نام مراد و ر دور تھا
باقی جہان تک آنکھ مین تارون کے نور تھا
شمع جمال یار کا اک وہ بھی نور تھا
بجلی شرارہ آہ دل ناصبور تھا
عاشق بھی تیرا کیا ارنی گوئے طور تھا
کمبخت دل لگانا تجھے کیا ضرور تھا

رخسار پر جو حضرت آدم کے نور تھا
پرتو فگن جو بام سے وہ برق نور تھا
دیکھی صباحت رخ ساقی شب وصال
دل چاک چاک کب تھا شب ہجر یار مین
گمنام کردیا تری فرقت مین ای حبیب
روئے ہین میرے ساتھ وہان تک شب فراق
ہم روشنی برق پہ ناحق گمان برق
سوز نہان کی تھی یہ ترقی فراق مین
کل کیون سوال دید پہ تھین لن ترانیان
شکوہ کیا جفا کا مرا جب تو بولے وہ

اہل بزم بگوش دل سننے لگے اور تعریف نغمہ نوازی خواجہ عمرو ثانی کرنے لگے کچھ اہل بزم نے نوازی خواجہ عمرو ثانی سے وجد مین آگئے رونے لگے بہت سے صاحب سکتہ کی صورت ہوے سمان بندھ گیا انسان کا تو کیا ذکر وحش وطیر صداے نے سنکے وحشت و پرواز سے باز رہے یہان تو خواجہ عمرو ثانی غزل مندرجہ بالا گا رہے ہین اہل بزم گویا عالم وجد مین ہین سب کو خوشی ہی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ شاہ عیش و عشرت پسند اپنے دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار یمین و یسار علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شاہ طلسم کو اپنی نانی کے ہلاک ہوجانے کا چندان غم و ہم نہ تھا اہل دربار سے ہنس ہنس کے کہہ رہا تھا کہ اب کچھ ہی دن میرے سخت ہین یہ دن

کہین جلدی گذر جائین تو مین لشکر کثیر ساحرون کا لیکر تم سب کو بھی ہمراہ لیکر بمقابلہ طلسم کشا جاؤن
دو چار ہی روز مین جملہ معین و مددگاران طلسم کشا کو قتل کر ڈالون لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ
کر دون طلسم کشا سے بمکر و فریب لوح طلسم لیکے اُسے بھی قتل کرون اس اندیشہ و فکر سے نجات
پاؤن اہل دربار اُس سے عرض کر رہے تھے حضور چند ہی روز اور باقی ہین اِس بد زمانے مین البتہ
مقابلہ و مجادلہ کرنے سے حضور کو اک طرح کا خیال ہی بعد ازان پھر دن اچھے آجاوینگے خوف جان
باقی نہ رہیگا طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کو حضور قتل و تباہ کر ڈالین گے کون حضور سے لڑ سکیگا
صندلان شاہ یہ تقریر اپنے اہل دربار کی سُنکے مسکرا رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز رونے کی آئی
صندلان شاہ اور تمام اہل دربار اُسکے سوے فلک دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے خیر ہو مگر خبر
معلوم نہین ہوتی ابھی سب جانب فلک دیکھ رہے تھے ناگاہ وہ یونڈلا جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا
تھا سامنے آیا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا درمیان دربار کے ڈالکر سوے صحرا چلا گیا صندلان
شاہ اور اُسکے جملہ اہل دربار لاشۂ مذکور کو دیکھکر اور بخوبی پہچان کے دنگ ہو گئے ہر اک کو
حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر دیکھنے کے اور حیرت کے صندلان شاہ نے ہاتھ اپنا
اپنے زانو پر مارا اور کہا افسوس ہزار افسوس یہ لاشہ ہنس خوار جادو مالک مرحلۂ اول طلسم
صندل کا ہی اسکو کس نے قتل کیا ہی یہ وہ ساحر زبردست تھا کہ ہر ایک ساحر اس سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکتا تھا میری نانی سے کچھ ہی سحر و ساحری مین یہ کم تھا گو مجکو یقین ہی کہ اس کو
طلسم کشا ہی نے بہدایت لوح قتل کیا ہی لیکن احتیاطاً کتاب سامری مین دیکھ لینا ضرور ہی
یہ کہکے کتاب مذکور کو کھول کے حال قتل ہنس خوار جادو کا جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
رستم ثانی طلسم کشا نے اس کو قتل کیا ہی صندلان شاہ نے کتاب کو بند کرکے محزون
ہو کے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کے کہا ہاے مین اس زمانے مین کیا مجبور و لاچار ہون
کہ صدمے پر صدمے اُٹھا رہا ہون لاشے ساحران نامی کے آ رہے ہین مَین دیکھ رہا ہون اور
لڑنے طلسم کشا سے جا نہین سکتا ہون کتاب سامری سے جانے کی ممانعت ہی نانی صاحبہ نے
بھی منع کیا تھا دیکھیے ان ایام سخت مین کیا کیا ہوتا ہی مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل
ٹوٹنے سے بچتا ہی یا نہین اہل دربار سے دو چار شخصون نے عرض کیا حضور چندان تردد نہ کیجیے
ممکن نہین کہ تھوڑے سے ان ایام سخت حضور مین مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل فتح
ہو جاے اگر ایک در بند طلسم کشا نے فتح کیا اور ہنس خوار جادو کو قتل کیا تو اس سے کیا
ہوتا ہی ابھی بہت سے نمکخوار حضور زندہ مین ہم سب سرفروش موجود ہین طلسم صندل باقی ہی
مرحلہ جات طلسم بھی باقی ہین ایسے کلام ہراس و ناامیدی لقاے طلسم کی بابت زبان پر جاری
نہ کرین صندلان شاہ نے انھین جواب دیا تم مرحلہ جات طلسم اور خاص طلسم صندل کے
بارے مین کہتے ہو مجھے اپنی جان سے ناامیدی ہی ہنوز طلسم کشائی کا ذکر تھا کہ دوبارہ سوے
فلک سے صداے گریہ کانون مین آئی صندلان شاہ وغیرہ جانب فلک دیکھنے لگے
ابھی سب دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک یونڈلا نظر آیا جب وہ قریب تر آیا اُس سے لاشہ

ناصر جادو کا عین دربار مین گرا وہ بونڈلا یعنی پیر سحر کے تو سوے صحرا نالان و گریان چلے گئے
صندلان شاہ وغیرہ نے لاشہ ناصر جادو کا دیکھا ہنس خوار جادو کا تو صدمہ تھا اسکا بھی صدمہ
ہوا بعد صدمہ و فکر بسیار صندلان شاہ نے اپنے وزرا کی راے سے چند ساحران نامی مع فوج
ساحران سوے در بند دوم اُسی وقت روانہ کئے اور دونون لاشے ساحران نامی کے
اپنے دربار سے اُٹھوا کر موافق اپنے مذہب کے جلوا دیئے پھر دربار برخاست کیا اہل دربار
دربار سے گئے صندلان شاہ متردد و متفکر داخل محلسرا ہوا یہان تو شاہ طلسم اپنی محلسرا مین
داخل ہوا ہی مگر اب احوال لشکر طلسم کشا یعنی شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ بزم عشرت مین
خواجہ عمرو ثانی نے نوازی مین مصروف تھے جملہ اہل بزم عشرت بگوش دل سُنتے تھے راوی
ناقل ہی کہ یہ بزم عشرت تین شب و روز کامل آراستہ رہی خواجہ عمرو ثانی و ارباب نشاط رقص
و نغمہ کیا کئے بعد تین روز کے جلسہ عشرت مذکور موقوف کیا گیا خورشید روشن دل و
عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ ہماری راے یہ ہی
کہ طلسم کشائی مین تامل و تساہل کرنا اچھا نہین ہی لہذا لوح طلسم کو دیکھیے اور حسب ہدایت لوح
عمل کیجیے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ فی الحال صندلان شاہ دم بخود ہی لشکر لیکر بڑے مقابلہ نہین
آتا ہی ورنہ وہ سد راہ ہوتا جنگ عظیم ہوتی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار
مین ہوتے در بند اول اتنک فتح نہو سکتا بلکہ در بند اول تک جانا بھی ممکن نہوتا شاہ طلسم مع
ساحران نامی کے سد راہ ہوتا ہمین اُسکے نہ آنے سے طرح طرح کا خیال ہی عجب نہین کہ وہ کسی
فکر مین ہو اور بعد از فکر آکے آپکا اور ہم سب کا سد راہ ہو تو مشکل ہو طلسم کشائی میعاد دیر و
تامل ہو پس ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا میدان حریف سے خالی ہی سد راہ کوئی عدو نہین ہے
عجلت کرنا چاہیے سوے در بند دوم ضرور جانا چاہیے شاہزادہ موصوف نے انکی راے
کو پسند کرکے لوح کو دیکھا اُس نے ہدایت کی کہ ای طلسم کشا اُس جگہ سے جانب دست راست
روانہ ہوا ور چوٹی ہنس خوار جادو کی ہمراہ لیجا اثنائے راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھنا خبردار
کسی سے ہم سخن و مزاحم ہونا ورنہ باعث خرابی کا ہوگا جب در بند دوم پر پہونچنا تب وقت
اپنی راے پر عمل نہ کرنا لوح کو دیکھنا شاہزادہ موصوف نے عبارت لوح سے آگاہ ہو کے
خورشید روشن دل و عجائب جادو سے کہا لوح مجکو حکم کرتی ہی کہ یہان سے جانب دست راست
جاؤن لہذا مین آپ صاحبون سے رخصت ہوتا ہون آپ بعد میرے جانے کے یہان سے
کوچ کیجئے گا در بند دوم تک مع تمامی لشکر کے آئیے گا اگر راہ پائیے گا یہ کہکے خواجہ عمرو ثانی و صدید
شاہ و سر نثار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ
وغیرہ سے بھی رخصت ہو کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے چوٹی ہنس خوار جادو کی لیکر
سوے دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ و دشت پُر خار ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا
اُس صحرا مین عجائب و غرائب ایسے ایسے دیکھے کہ ہوش و حواس باختہ ہوے کہین راہ مین انسان
خوبرو تا گلو اور گلو سے تا قدم خرس کی صورت کسی جگہ مردمان شیر پیکر کہین پریزادون کا مجمع کہ چہچہے

دیکھنے سے زاہد صد سالہ بھی اپنے زہد سے باز آئے عاشق ہوکے طالب وصل ہو کہین غزالان
پری چہرہ کہین دیوان فیل پیکر وغیرہ اگر ہر ایک جگہ اور ہر اک کا احوال بخوبی لکھا جاے تو سراسر
طول ہوگا تحریر حال در جلد دوم مین شامل ہوگا لہذا حالات راہ مذکور مجمل بیان کرکے اور تفصیل
اُنکی اور تقریر اُنکی اور سد راہ ہونا اُنکا اور دفع کرنا اُنکا بعد ابتدا لوح چھوڑکے مطلب اصلی
لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ جملہ بلاؤن کو دفع کرکے اور اُنسے جانبر ہوکے آگے بڑھا دیکھا تو ایک
میدان نہایت پاک وصاف وخوش قطع ہی اُس میدان مین فرش سبزۂ نوخیز کا بچھا ہی وہ سبزہ
شاداب ایسا ہی کہ رشک مخمل سبز کا شافی ہی اُسکی شادابی ونرمی وبہار کی کیا ثنا لکھی جاے کہ
قلم دو زبان اُسکی ثنا مین عاجز ہی بخوبی اُسکی تعریف کر نہین سکتا ہی لیکن ایسے سبزۂ شاداب ونرم
کی تعریف وتوصیف یکقلم موقوف کرنا یہ بھی بعید ہی لہذا بطرز اختصار لکھتا ہی کہ وہ سبزہ شاداب
ایسا تھا کہ اگر برسون کا بیمار جان بلب اُس سبزۂ جان بخش وفرحت افزا کو ایک نظر دیکھے
اور اُس میدان بے نظیر کی ہوا کھاے اور فرش سبزۂ مذکور پر سوے فی الفور صحیح ہو جاے
کوئی مرض باقی نہ رہے اور اگر عاشق دیوانہ کسی گلرو کا اتفاقاً اُس میدان مین آنکلے اور اُس سبزۂ
شاداب پر استراحت کرے عاشقی گلرخان بھول جاے بلکہ جب تک اُس سبزہ زار کی ہواے
خوشبوم سکے دماغ مین رہے کوئی رنج وغم دل مین جا گزین نہو کیونکہ وہان کی ہوا گویا عیسیٰ نفس
تھی اور سیر اُس سبزہ زار کی فرحت دل بیمار وغمگین تھی شاہزادہ اُس میدان پر بہار وفرحت
آثار کو دیکھ ہی رہا تھا کہ درمیان مین اُس میدان کے ایک تالاب پختہ آب صاف وشیرین سے
بھرا ہوا نظر آیا ثنا اُس تالاب کی کیا رقم کی جاے کہ دشوار ہی مگر مختصر درج کی جاتی ہے کہ وہ
تالاب پختہ نہایت وسیع وخوش قطع ومربع تھا بنانیوالون نے اُسکے عجب عجب اُس
مین صنعتین کی تھین تمام صناعی اپنی ختم کی تھی سیڑھیان اُسکی ایسی صاف وپاک وخوش قطع
تھین کہ دل کو مرغوب تھین پانی اُس تالاب کا ایسا صاف ولطیف وشیرین وخوشگوار باذائقہ تھا
کہ آب بقا نے غیرت سے بخیال اپنی آبرو ریزی کے اُس سے مقابلہ وہمسری سے کنارہ کرکے
ظلمات مین رہنا اختیار کیا تھا عجب وہ آب تھا کہ واسطے اپنے دوستون کے رشک آب بقا
تھا اور واسطے عدو کے غیرت سم قاتل تھا ہر موج اُسکی بہر گرفتاری اعدا اک زنجیر تھی
اور برائے محکومی دشمن گویا اک شمشیر تھی اور واسطے اپنے احباب کے فرحت بخش چادر
نور تھی پانی اُس مین اسقدر تھا اور ایسا وہ تالاب عمیق تھا کہ اگر غواص عقل ارسطو
وفلاطون ہزار سال بھی اُس مین غوطے متواتر لگائے تو بھی تھاہ اُس کی نہ پاے
اگر کوئی دشمن اُس تالاب مین جاکے نہائے فی الفور بحر جہان سے
سوے عدم جاے غرق دریاے فنا ہوجائے تا قیامت اُس تالاب سے
نہ نکلے کبھی مرکر بھی نہ اُبھرے اور اگر دوست ساحرون سے کوئی نہائے
کسی طرح کی زحمت نہ اُٹھائے بیمار ہو تو صحت پائے کیسا ہی کسلمند ہو چاق
وچست ہوجائے طبیعت کو فرحت ہو پژمردگی دل جائے حباب اُسکے بعینہ دیدہ مردم تھے

دوست دشمن کو خوب پہچانتے تھے دوستون کو نظر الفت سے دیکھتے تھے اور دشمنون کو شیر غضبناک
کی نظر سے دیکھتے تھے وہ گیا دیکھتے تھے تالاب دیدہ ہاے حباب سے دیکھتا تھا دمبدم حباب بنکے
ظاہر ہوکے ٹوٹتے تھے گویا اشارہ کرتے تھے کہ حیات کا کسی کی کچھ اعتبار نہین ہر کسی کو ثبات ہر عالم
مین ممکن نہین ہر زندگی اس قلزم دہر مین بہت کم مانند ہماری حیات کے ہر بود و نبود مین
کچھ وقفہ ایسا نہین ہوتا ہی ہمارا ٹوٹنا بے سبب نہین ہی ہم مانند دل عاشق کے ٹوٹتے ہین پیدا ہم
ہی کہ اب جلد طلسم صندل ٹوٹے گا گو کہ وہ تالاب تھا مگر مانند بحر زخار کے طوفان خیز تھا مثل سمندر
کے موج زن تھا ہزار ہا مچھلیان انواع واقسام کی چھوٹی اور بڑی اُچھل اُچھل کے ظاہر ہوتی
تھین اور دیگر جانوران آبی نگر گھڑیال سوس وغیرہ بھی پے در پے پیدا ہوتے تھے اور
تمام جانوران آبی اُس تالاب کے پانی سے مُنھ نکال کے ہر طرف دیکھ کے اپنے ساتھیون سے
مخاطب ہوکے بزبان فصیح کہتے تھے خبردار ہوشیار رہو عدو کو دیکھتے رہو آج کچھ دل
بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاید بقاے دربند دوم کا روز آخر ہے طلسم کشا
آنے والا ہی اس دربند کو خاک مین ملانے والا ہی ہم سب کو قتل کرنے والا ہے یا اور کوئی
سبب ہو وہ جانوران آبی اُنکو جواب دیتے تھے واقعی تم سچ کہتے ہو زمانہ شکست طلسم
صندل کا قریب ہی خصوص اس دربند کا وقت بربادی آگیا ہی موافق لکھنے بانیان طلسم صندل
کے آج وہ روز ہی کہ یہ دربند باقی نہ رہے گا دیکھیے ہم مین اور تم مین سے کوئی زندہ بھی رہتا
ہے یا نہین آجتک ہم نگہبانون نے خوب نگہبانی کی کسی کو اعدا سے اس تالاب پر
آنے نہین دیا اور اگر آگیا تو ہمارے دام سحر مین مبتلا ہوگیا اپنی جان سے گیا آج روز
آخری نگہبانی کا ہی بلکہ ہمارے نزدیک زندگانی کا ہی ہمکو شک ہی کہ طلسم کشا شاید آئے گا
دیکھو وہ قریب اس تالاب کے طلسم کشا آپہونچا ہوشیار ہوجاؤ کنارے پر چل کے جمع ہوجاؤ
وقت کے منتظر رہو وہ جانوران آبی اپنے سرداروں کی یہ تقریر سُنکے اور طلسم کشا کو اُبھر
ابھر کے دیکھکر جان بلب ہوگئے سمجھے کہ اب طلسم کشا سے جانبر ہونا بہت دشوار ہی بلکہ ناممکن
ہی کیونکہ ہمارا سحر اُسپر بسبب لوح کے اثر نہ کرے گا ہم سب مفت ہلاک ہو جاینگے حسرت جی کی
دل مین رہ جائیگی یہ کہتے ہمراہ اپنے سرداروں کے وہ تمام جانوران آبی یعنی ساحران نابکار سب کے
سب جمع ہوگئے اُسوقت تالاب مین از حد جوش وخروش پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا طوفان سا
آیا آب تالاب سے بلند ہوکے سوے فلک جانے لگا ہواے تند چلنے لگی ابر سیاہ سوے چیرخ
بے مہر نمایان ہوکر تالاب مذکور پر محیط ہوا شاہزادہ رستم ثانی تمام تقریر اُن جانوران آبی
کی سُنکے اور جوش وخروش آب وطوفان بیحد دیکھکر نہایت حیران ہوا اُسی عالم حیرانی مین
دیکھا ایک گوشہ تالاب پر ایک تخت سنگ مرمر کا نہایت سفید وصاف وخوش قطع ہے
کٹھرہ گرد اُسکے ہی اور ایک تصویر پتھر کی درمیان تخت مذکور باین طور عیان ہی کہ
سرپر اُسکے تاج ہی اگرچہ سنگ مرمر کا ہی مگر رشک اکلیل جمشید ہی بر مین اُسکے لباس
نفیس ہی اگرچہ وہ بھی بساطو سنگ رنگین کا ہی مگر بظاہر پوشاک نادر و نفیس اصلی معلوم

ہوتی ہی اور تیغہ کمر مین ہی چہرہ تصویر مذکور کا مانند شاہ جلیل القدر کے ہی رعب و داب اُس سے
ایسا ظاہر ہی کہ اگر کوئی اُس کے رُخ کو دیکھ لے تو خوف سے زہرہ آب آب ہوجائے آنکھین تصویر
مذکور کی گو بے نظیر ہین لیکن کوئی دیکھے تو ایسا معلوم ہو کہ یہ بادشاہ بچشم اصلی و بنظر قہر و
غضب مجھہی کو دیکھ رہا ہی طلسم کشا نے تصویر مذکور پر نظر کرکے دلیرانہ کچھ خوف نہ کرکے
جو دیکھا تو داہنے ہاتھ کی جانب اُسکے ایک شاہزادہ بیٹھا ہی اور بائین ہاتھ کی طرف ایک
شاہزادی بیٹھی ہی یہ دونون بھی سنگ مرمر کے تراشے ہوے پتلے ہین کلاہ شاہی و پوشاک نفیس
مردانی و زنانی پہنے ہین جو شاہزادی ہی وہ نیچی نظر کیے بیٹھی ہی اور شاہزادہ جانب صحرا سے
سبزہ زار دیکھ رہا ہی اور یمین و یسار تصویر ہاے مندرجہ بالا کے دو کنیزین دو گلدستے اپنے
ہاتھون مین یون لیے کھڑی ہین گویا ارادہ کر رہی ہین کہ شاہ و شاہزادے کو وہ گلدستے
نذر دین دیا تو سنگھائین وہ کنیزین بھی پتھر کی ہین اور گلدستے بھی سنگ سُرخ و سفید کے
ہین اور سامنے تخت مذکور کے ایک سر بُریدہ دیو کا رکھا ہی فقط استخوان اُسکے ہین پوست
و گوشت کا نام و نشان بھی نہین ہی غور و فکر کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سر مذکور بہت بڑے
دیو کا ہی اور ایک مدت مدید اور زمانہ بعید سے رکھا ہوا ہے کہ چند استخوان باقی ہین
اور خون و گوشت و پوست کچھ بھی نہین ہی طلسم کشا اُن تصویرون اور سر مذکور کو دور
سے دیکھ کے بہادرانہ دہشت نہ کرکے آگے بڑھا بعدہ دیکھا کہ زیر تخت مذکور ایک سر
شیر کلان کا تازہ کٹا ہوا رکھا ہی خون اُسکی رگ گلو سے بہتا ہی اور مقابل سر شیر
مذکور کے ایک سر آدم زاد ہی وہ بھی تازہ بُریدہ ہی سراسر پُر خون ہی اور قریب اُسکے
ایک سر بندر کا رکھا ہی اور مقابل سر میمون کے ایک سر خرس کا رکھا ہی اور جملہ سرون کو حرکت
ہی مگر کوئی سر کسی سر سے لڑتا نہین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے بخیال اسکے کہ شاید یہ شاہ و شاہزادہ
شاہزادی جاندار ہین اسوجہ سے بطریق اہل اسلام بآواز بلند سلام کیا اُن مین سے کسی نے
جواب نہ دیا اب شاہزادہ موصوف کو یقین کامل ہوا کہ یہ تصویرین پتھر کی ہین جاندار نہین ہین
بعد اُسکے دل مین کہنے لگا کہ انکو عبث سلام کیا خیر جو ہوا سو ہوا اب اِنکے قریب تر جانا چاہیے
یہ کہکے آگے بڑھا مچھلیان وغیرہ جانوران آبی تالاب سے نکل کر زمین پر تڑپکر بصورت ساحران ہوکے
سد راہ ہوے اور پکارے او طلسم کشا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کر ورنہ پچھتائیگا شاہزادے
نے کہا اے ساحران نابکار کیا بکتے ہو دور ہو مین ضرور ان تصویرون تک جاؤنگا جو سر زیر تخت
رکھے ہین اُنھین دیکھونگا اُنھون نے کہا کیا مجال تیری کہ وہان تک جا سکے جب تک ہم
زندہ ہین ہرگز تجھکو وہان تک جانے نہ دینگے شاہزادہ موصوف چاہتا تھا کہ انھین کچھ
جواب دے ناگاہ ایک جانب سے چند ساحران نامی ہمراہ سپاہ کثیر ساحران نمایان
ہوے اُنھون نے اُن ساحرون سے کہا ہمکو شاہ طلسم نے واسطے مقابلہ و مجادلے
کے یہان بھیجا ہی تم طلسم کشا سے نہ لڑو ہم سمجھ لینگے وہ ساحر یہ سنکے زمین پر گر کے
مچھلیان وغیرہ جانوران آبی بطریق اول ہوکے داخل تالاب ہوے ساحران تازہ وارد

نے چار طرف سے شاہزادے کو گھیر لیا اور قصد جنگ کیا طلسم کشا نے یہ رنگ دیکھکر لوح کو
دیکھا لوح نے یون ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تو نے نادانی کی کہ قبل اسکے لوح نہ دیکھی اور ان
تصویرون اور سرون تک اپنے تئین نہ پہونچایا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا تجھے لازم ہے کہ جلد
ان ساحرون کو تیغ آبدار پر یہ اسم الٰہی دم کر کے قتل کر اور قریب کٹہرہ کے جا کے چوٹی ہنس خوار
جادو کی درمیان سے کاٹ کے کئی ٹکڑے کر کے کچھ بال چوٹی کے اس تاجدار پر ڈالدے اور کچھ بال دیو
کے سر پر ڈالدے پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اور باقی ماندہ بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے آدم
زاد اور سر میمون وخرس پر ڈالدے اور اگر ان سرون پر موے مذکور تو نہ ڈالے گا تو بعد ایک ساعت
کے یہ تاجدار اور شاہزادہ وشاہزادی اور جملہ سر اور یہ کٹہرہ اور تالاب نظر سے نہان
ہوجائیگا اور فتح دربند دوم کی ممکن نہوگی بلکہ تو اسیر ہوجائیگا گو لوح تیرے پاس ایسی حالت
مین ہوگی مگر سیاہ ہو کے بیکار ہوجائیگی تا وقتیکہ ہزار دقت ودشواری قبل اسیری ایک
ساحرہ مسمے مروارید جادو کے خون سے تر نہوگی اور روشن نہوگی اُسوقت
تک بیکار رہیگی اور اگر تو اسیر ہوگیا تو اور زیادہ باعث خرابی کا ہوگا لہذا حسب ہدایت مذکور
جلد عمل کر کہ تیری مراد دلی بر آئے اور یہان سے اُدھر اگی تو پہونچے کہ جہان تو ایک دفع قید
ہو کے جا بھی چکا ہے اور فی الحال بھی جانا تیرا وہان ضرور ہے شاہزادہ رستم ثانی اس حکم
لوح سے ہنوز آگاہ ہوا تھا کہ ساحران مذکور نے اسباب سحر یعنی ناریل وترنج ونارنج
وگلدستے وگولے فولادی وغیرہ پر سحر کر کے چار طرف سے شاہزادے پر نارنج وترنج وغیرہ
مارے چونکہ لوح طلسم صندل پاس تھی ببرکت لوح مذکور کسی ساحر کے سحر نے اثر نہ کیا
ساحرون نے مجبور ہو کے اکثر سحر فی دری کر کے کامیاب نہو کے ترسول اور پنسول
وغیرہ آلات آہنی ہاتھون مین لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ کیا ادھر شاہزادے نے اپنی
تلوار پر وہی اسم الٰہی جو لوح مین لکھا دیکھا تھا دم کر کے ساحرون کو بڑھ کے قتل کرنا شروع
کیا لاشے ساحرون کے زمین پر گر کے تڑپنے لگے اکثر زخمی تڑپ تڑپ کے مرنے لگے
تاریکی اُنکے مرنے سے ہونے لگی تھوڑی دیر خوب لڑائی ہوئی صدہا ساحر قتل ہوئے ازانجملہ
مروارید جادو ومیخوار جادو وخونریز جادو واخگر جادو کہ سرکردہ سپاہ ساحران
ونامی ساحر تھے قتل ہوئے اُنکے مرنے سے تاریکی بہت ہوئی ساحران نابکار بے سردار
ہو کے جنگ سے عاجز ہو کے بھاگے شاہزادہ موصوف اُنکو بھگا کے مرکب کو بڑھا کے قبل
ایک ساعت گذرنے کے متصل اُس کٹہرے کے پہونچا وہ جانوران آبی کہ جملہ ساحر تھے
پھر تالاب سے نکلنے لگے اس اثنا مین شاہزادہ رستم ثانی نے چوٹی ہنس خوار جادو
کی نکال کے تلوار سے چند ٹکڑے اُسکے کر کے چاہا کہ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے ناگاہ
وہ شاہزادی کہ پہلوے تاجدار مذکور الصدر مین بیٹھی تھی گویا ہوئی کہ طلسم کشا تیون ہماری
خرابی وبربادی وہلاکت کی فکر کرتا ہے کہا ہمنے تیرا قصور کیا ہے اگر مال دنیوی
کی خواہش ہے تو جسقدر چاہیے ہو ہم سے لے اور ہمین ہلاک وبرباد نہ کر

ہمارے ہلاک کرنے سے کیا تجکو نفع ہوگا یہ کہکے مانند برق تڑپ کے اُس تالاب کے
پانی مین گری پانی مین اول تو پہلے ہی جوش وخروش تھا اب اور زیادہ ہوا اور دھوان
پیدا ہوا تالاب نظر سے نہان ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان دفع ہوا طلسم کشا نے دیکھا
کہ چند کشتیان اُس تالاب مین ہین اُنپر بہت سی عورتین خوبرو نوجوان لباس نادر ورنگین
پہنے ہوے سوار ہین اور ایک مورپنکھی پر وہ شاہزادی تنہا سوار ہے اور صدہا کشتیان مال
واسباب بیش بہا سے بھری ہوئی عقب مورپنکھی کے ہین اور وہ شاہزادی کہتی ہے کہ اے طلسم
کشا یہ جملہ کشتیان زر وجواہر سے بھری ہوئی ہین لیجئے ساتھ لیجا اور لوح اُتار کے اس مورپنکھی پر آ
آ بیٹھ بعدہ جملہ مال واسباب لیکر جو چاہے کر یہ مال سب طلسم صندل کا ہے اب
طلسم صندل کا توڑنا عبث ہے کیونکہ طلسم مذکور مین قسم مال واسباب سے اب کچھ نہین ہے
جو کچھ مال واسباب طلسم مین تھا مین نے تجھے منگوا دیا ہے مین اُس مال کی مالک ہون پدر میرا
بادشاہ سابق طلسم ہے شاہزادے نے اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرکے تقریر اُسکی سنکے چاہا کہ
اُسکے پاس جاکے مورپنکھی پر بیٹھے لوح گلے سے اُتار کے کنارے تالاب کے رکھ دیجیے
ہنوز لوح کو گلے سے اُتارا تھا دفعتاً دل مین کہا کہ لوح کو دیکھ لینا چاہیے بعدہ اسکی
ماہرو کے کہنے پر عمل کرنا چاہیے مبادا باعث اپنی خرابی کا ہو یہ باتین دل مین کرکے
لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ اے طلسم کشا تو نے غضب کیا تھا کہ اس خوبرو کی
باتون مین آکے اُسکے کہنے پر عمل کرنا چاہا تھا اگر تو اُس ماہرو کے پاس جاتا تو لوح بھی
ہاتھ سے جاتی اور تو بھی گرفتار ہو جاتا مال دنیا سے کچھ نہ ملتا یہ تجکو دھوکا دیتی ہے خبردار
اُسکے کہنے پر عمل نہ کرنا ورنہ نہ بچیگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے
اپنے ارادے سے باز رہا اس نازنین نے باتین لگاوٹ کی کرکے شاہزادے کو پاس اپنے
بلایا لیکن شاہزادہ اُسکے پاس نہ گیا اور بال اُسی ساحرہ کی چوٹی کے جو دربند مین
دستیاب ہوے تھے چاہا کہ اُس تاجدار اور سر دیو وغیرہ پر ڈالے یکایک شاہزادہ
گویا ہوا اور کہنے لگا اے طلسم کشا دست خود را نگاہدار از ان بے رحمی وجفا سے باز آ لاحق
جفا وظلم نہ کرہمنے تیرا کیا گناہ کیا ہے کیون ہمارے نیست ونابود کرنے کی فکر کرتا ہے
اگر قول شاہزادی کا تجھے باور نہین ہے تو مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون کہ مین تجھے زر و
جواہر سے اسقدر دونگا کہ تو دیکھ کے حیران ہوگا یہ نقدی کس لیے ہے اگر مال کی تمنا ہے
تو ابھی جاتا ہون تجھے لاکے دیتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھ کے کٹہرے
سے مثل نظر نکل کر تالاب مین کودا اُسکے کودتے ہی تالاب مین اُسی طرح اندھیرا ہوا دھوان
اور جوش وخروش بیحد آب تالاب مین پیدا ہوا بعد ایک لمحہ کے جو دیکھا تو وہ شاہزادہ
اک کشتی پر سوار نظر آیا اور عقب اُسکے چند کشتیون پر بہت سے نوجوان خوبرو بیٹھے ہین اور
ہزارہا کشتیان زر وجواہر سے بھری ہوئی دکھائی دین اُس شاہزادے نے طلسم کشا سے
مخاطب ہوکے کہا اے جوان اگر یہ تمام زر وجواہر اور لوح طلسم مجھے دیدے اور کشتیان مال و

زر کی لیجا طلسم کشائی سے باز آ شاہزادہ رستم ثانی نے بہدایت لوح اسکے کہنے پر عمل نہ کیا
اور چاہا کہ وہ چوٹی ہنس خوار جادو کی اس بادشاہ تاجدار اور سر دیو پر ڈالے ناگاہ وہ
شیر کا سر باواز بلند پکارا ای ساکنان طلسم آگاہ ہو جاو کہ طلسم کشا آگیا ہے بربادی و خرابی و
ہلاکت ہم سب کی جانتا ہے جلد آو دیر نہ لگاو اسکے کہتے ہی اور اس تالاب مین گرتے ہی ہزارہا
شیر پیدا ہوے اور چہار طرف سے آکے انہون نے طلسم کشا کو گھیر لیا اسی طرح سے
سر آدم زاد اور سر میمون اور سر خرس نے بھی پکارا اور وہ تالاب مین گرے اور ہزارہا
بندر اور خرس اور آدم زاد کہ سواران مسلح تھے تلوارین اور نیزے ہاتھون مین لیے
ہوے پیدا ہوے اور بفاصلہ چہل قدم طلسم کشا کے گرد جمع ہوے اور دھمکاتا اور ڈراتا
ہر اک نے شروع کیا کبھی عجز و انکسار کرنا اختیار کیا یہ حال شاہزادہ دیکھکر مشوش ہوا کثرت
اسوقت کی دیکھکر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ سب لاکھون ہین مجھے گھیرے ہوے
ہین انسے کب تک لڑونگا کس کس کو قتل کرونگا یہ لوگ عجز و انکسار کرتے ہین کشتیان
پرہ از زر و جواہر کی ہزار ہا دیکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرتے ہین ایسی حالت مین
لوح کو دیکھکر کوئی کام کرنا چاہیے اگر لوح اجازت کہے تو بیکار انکو قتل کرون یہ کہکے لوح
کو دیکھا اس مین یہ لکھا پایا کہ ای طلسم کشا انکے کہنے کا اعتبار نہ کر یہ سب تیرے دشمن
جان ہین جو کہتے ہین وہ نہ کرینگے لوح اسے بہت ہوشیار رہنا ہرگز ان مین سے کسی کو نہ
دنیا زر و جواہر سے بھری ہوئی کشتیان جو نظر آتی ہین یہ نمود بے بود ہین یہ مال طلسمی یعنی
ہر کثرت سے انکی خوف و اندیشہ نہ کر جلد چوٹی ہنس خوار جادو کی سر دیو اور بادشاہ تاجدار پر
ڈالدے اب اگر ایک لمحہ بھی تامل کریگا تو بہت پچتائیگا شاہزادہ موصوف نے حکم لوح فی الفور دو
ٹکڑے چوٹی کے کچھ سر پر اس شاہ تاجدار کے اور کچھ اس دیو کے سر پر ڈالنا چاہے کہ دیو کا
پکارا ای لشکر دیوان جلد آ اور وہ دونون کنیزین گلدستے لیکر سوے شاہزادہ بڑھین اور
کہا ای شاہزادہ ذی وقار آپ ان گلدستون کو لوح اپنے سے جلد الگ کرکے سونگھیے آپ کے حق مین
سونگھنا ان پھولون کا بہت اچھا ہے ہم خیر خواہ ہین ابھی یہ سب جو آپ کو چہار طرف سے
گھیرے ہوے ہین آمادہ جنگ مین مطیع آپکے ہو جائینگے اور اگر بو ان گلون کی سونگھ کر
پھول انکے ان سب پر ڈال دیجیے گا تو یہ سب آپس مین لڑکے ہلاک ہو جائینگے شاہزادہ موصوف
تقریر ان کنیزون کی سن رہا تھا جب بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے ڈالنا چاہتا تھا ایک
نہ ایکا کسی نہ کسی طرح سے روکتا تھا ناگاہ لاکھون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوے سر دیو اور تصویر شاہ تاجدار پر تاریکی سی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی نے منھ
اپنا کنیزون کی طرف سے پھیر کر انکے کہنے پر عمل نہ کرکے بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے
دو حصہ کرکے سر دیو اور اس شاہ تاجدار پر ڈال دیے ان بالون کا ڈالنا تھا کہ قیامت
برپا ہوئی وہ شور و غل اور فریاد و فغان ان سب نے کی کہ بیان سے باہر ہے
اسوقت طلسم کشا نے دیکھا کہ سر دیو کا اپنی جگہ سے اٹھکر بلند ہوا اور سر شاہ تاجدار سے الگ ہوکر کے

لڑا دھوان اور شعلے دونون سرون سے پیدا ہوے اور جانب اُن تمام مچھلیون کے چلے
جسپر کوئی شعلہ گرا وہ جلنے لگا اور اُس سے شعلے نکل کر اورون کو جلانے لگے اسی طرح وہ سب
جلنے لگے دھوان اور تاریکی محیط ہوئی زیاد وآہ شاہ تاجدار وسر دیو سیاہ نے کی بعد تھوڑی
دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی طلسم کشانے دیکھا کہ وہ کٹہرہ ہے نہ وہ دونون کنیزین گلدستہ
بدست ہین نہ وہ شاہ تاجدار اور سر دیو ہے نہ وہ ہجوم ساحران وخرس ومیمون ہے نہ وہ
کثرت شیرون کی ہے نہ وہ سپاہ آدم زاد کی ہے نہ وہ تالاب ہے نہ وہ سبزہ زار ہے نہ وہ کشتیان
مین کوئی اُن مین سے نہین ہے بلکہ میدان دشت پُر خار ہے اور سامنے ایک درہ کوہ ہے شاہزادہ
یہ حال حیرت افزا دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہنے لگا ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا پھر خود ہی سمجھا کہ یہ
کارخانہ سحر کا تھا بوجہ سحر کے سب کی نمود تھی ابھی دل مین یہ کہہ رہا تھا اکثر لاشے ساحران اصلی
کے زمین پر پڑے تھے اُنکے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ ہوا ہوچکی تھی ناگاہ اُن ساحرون
کے بیرون نے انھین کے نام سے اِس طرح بلند آواز سے کہ ما بین الارض وسما کہا قتل کیا
مجکو کہ نام میرا سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم تھا افسوس کہ تصویر سنگ بنکر بھی جان
میری طلسم کشا سے نہ بچی گاہ اُس بیرون نے یون کہا کہ قتل کیا مجکو کہ نام میرا اشرف جادو
فرزند سنگ لاخ جادو مالک دربند دوم طلسم صندل کا تھا کبھی یون پکار کر کہا کہ حیف قتل
کیا مجکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا مین دختر مالک دربند دوم کی تھی ابھی کچھ ایسا سن بھی میرا
نہ تھا کل ساڑھے سات سو سال کی عمر تھی اسی طرح بہت سے ساحرون کے بیرون نے
اُنھین کے نام سے پکار پکار کر کہا بعد ازان وہی بیر سحر کے گرد باد بنکے لاشہ سنگ لاخ جادو
ولاشہ اشرف جادو ولاشہ فرتوت جادو کو خاک سے اُٹھا کر بلند ہوکے بصد
نالہ کنان سوے شاہ طلسم روانہ ہوے بجز لاشہ ہاے مذکور کے اور تمام لاشین ساحران
اصلی کی صحرا مین پڑی رہین اور جو خرس وشیر ومیمون وغیرہ ہزار ہا پتلے سحر کے تھے
وہ شعلے ہاے سر سنگ لاخ جادو سے جلکر خاک ہو چکے تھے لاشین اُنکی نہ تھین ہنوز طلسم کشا
حیران کھڑا تھا بنظر حیرت دیکھ رہا تھا دل مین شادمان تھا کہ الطاف خدا اور بحکم لوح طلسم
اس دربند دوم کو فتح کیا ساحرون نے کیا کیا مکر وفریب سے لوح کو لینا چاہا مگر لے
نہ سکے مراد دلی اُنکی بر نہ آئی خود ہی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ناگاہ ایک جانب سے
گرد وغبار عظیم بلند ہوا اور بہت سے ٹکڑے ابر سیاہ وسفید کے کہ جن مین برق کی چمک
اور رعد کی آواز تھی سوے فلک نمایان ہوے طلسم کشا اُس غبار اور لکہ ہاے ابر کو دیکھکر
دل مین کہنے لگا یقیناً یہ آثار آمد سپاہ کثیر ہے اور یہ ابر کے ٹکڑے بھی ابر اصلی نہین ہین ابر سحر
ہین ساحر آتے ہین نہین معلوم دوست ہین یا دشمن ہین عجب نہین کہ فرستادہ شاہ طلسم
ہون مجھ سے براے جنگ آتے ہون یہ باتین دل مین کرکے متردد ہوکے اُسی طرف نگران
رہا تھوڑی دیر ہی وہ ابر کے ٹکڑے قریب آکے درمیان سے شق ہوے کسی ابر سے
خورشید روشن دل تخت سحر پر سوار مسکراتا ہوا ظاہر ہوا کسی ابر سے عجائب جادو

تخت سحر پر بیٹھا ہنستا ہوا عیان ہوا کسی ابر سے ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشا تخت طاؤس سحر پر سوار ہنستی ہوئی ظاہر ہوئین اسی طرح سے جملہ ساحران اعلے وادنے کہ لاکھون تھے لکہ ہاے ابر سے مختلف سواریون پر سحر کی سوار لکہ ہاے ابر سے پیدا ہوکے سوے زمین آئے طلسم کشا اپنے شرکا اور اپنے خیر خواہون اور مطیعون کے آنے سے بہت خوش ہوا خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ جملہ ساحران نامی نے قریب شاہزادے کے پہونچ کے خوش ہوکے تہنیت فتح دربند دوم کی دی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا ہان الطاف خدا اور آپ سب صاحبون کی برکت دعا سے فتح دربند دوم کی نصیب ہوئی ایکی مرتبہ مجکو نہایت حیرت ہوئی ایسی حیرت دربند اول پر ہوئی تھی جیسی حیرت یہان دربند دوم پر ہوئی ہے اُنھون پوچھا کیا حیرت ہوئی یہان آکے آپ نے کیا دیکھا کیونکر دربند یہ فتح ہوا طلسم کشا نے تمام حال جو گذرا تھا مفصل اُنسے کہا وہ سب سنکے خوش ہوے اور ہمت وجرأت طلسم کشا کی ثنا کرنے لگے اتنی دیر مین حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ ہمراہ سیاہ کثیر غیر ساحران خرم وشادان آئے اُنھون نے بھی شاہزادے کو فتح دربند دوم کی تہنیت دی شاہزادے نے خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ وغیرہ سے پوچھا آپ صاحبون کو کیونکر معلوم ہوا تھا کہ یہان مین نے دربند دوم فتح کیا اُنھون نے جواب دیا ہمکو جب بذریعہ طائران سحر دریافت ہوا تھا کہ آپ یہان آکے فتحیاب ہوے سوا اس کے خبر اس فتحیابی کی مشہور ہوئی ہمنے اکثر شخصون سے سنی اسوجہ سے تاب ضبط عالم خوشی مین نہ لاکے راہ خوف و خطر کو صاف و پاک پاکے اس طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی اُنکی تقریر سنکے خوش ہوا اور فراشون کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین بمقام مناسب بارگاہین اور خیام برپا و استادہ کرو حسب الحکم اُنھون نے جلد تر بارگاہین و خیام استادہ کیئے لشکر ساحران وغیر ساحران اُترا شاہزادہ رستم اپنی بارگاہ فلک جاہ مین ہمراہ خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اشخاص نامی و نامور کے داخل ہوا اور ایک دنگل پر صدر بارگاہ مین بیٹھا اور جملہ اشخاص مذکور علی قدر مراتب تخت و کرسی اور دنگلون پر تمین ویسار وروبرو طلسم کشا کے بیٹھے اُسوقت شاہزادہ موصوف نے ساقیون کو طلب کیا وہ جلد تر کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ وساغر لیکر روبرو حاضر ہوے اور بقاعدہ سلام کرکے کھڑے رہے شاہزادے نے باشارہ اُنسے کہا شراب پلاؤ وہ حسب الحکم شراب شیشون سے جام و ساغر بلورین مین اونڈیل کر اہل بارگاہ کو پلانے لگے دور جام مئی لالہ فام ہونے لگا جب شاہزادہ رستم ثانی اور تمام اہل بارگاہ شراب بخوبی پی چکے اور بالائے شراب لطف بعید اشتیاے گزگس سے اُٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لیگئے اور کچھ ملازم ظروف چینی و نقرئی مانند قاب و پلیٹ و تشتریان جن مین کباب وغیرہ تھے لیکر آئے

تھے اُٹھا لیگئے جسوقت خورشید روشن دل وعجائب جادو وحدید شاہ وسرشار شاہ وغیرہ کو نشہ شراب ناب کا ہوا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگے کا ی شاہزادہ ذی وقار یہ روز فتح در بند دوم طلسم صندل ہی ہر چند بباطن فرط خوشی سے دل ہمارے شگفتہ ہین لیکن خوشی اس فتحیابی کی بظاہر حسب دلخواہ نہین ہی اندا اگر مناسب ہو تواسی بارگاہ مین ارباب نشاط طلب کیے جائین تاکہ وہ رقص ونغمہ کرین خواجہ عمر وثانی بھی نَے بجائین کچھ گائین گوکہ ہم کانا خواجہ عمر وثانی کا سُن چکے ہین مگر پھر دل چاہتا ہی کہ نَے نوازی خواجہ عمر و ثانی سے لطف اُٹھائین شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگو سب کی سُنکے کہا کہ اگر آپ صاحبونکی یہی خوشی ہی تو بہتر یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا حسب الطلب ایک رقاصہ خوبرو و خوش گلو ماہر علم موسیقی کہ ہمراہ لشکر کے تھی ساتھ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو طلسم کشا کے بناز وادا آئی اور سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندے اُسکے سازون کو بجانے لگے وہ بصد ادا گت ناچنے لگے اہل بارگاہ رقص اُسکا دیکھنے لگے اور بجائے خود تعریف اُسکے رقص کی کرنے لگے جب وہ خوب رقص کرچکی اور دلہائے اہل بارگاہ کو بہنگام رقص مانند سبزہ یا مثل حنا پامال کرچکی اور بار بار طلسم کشا وغیرہ سے زروجواہر انعام مین پاچکی سب کو اپنا قدردان جانکر غزلین عاشقانہ گانے لگی دلہائے اہل بزم کو اپنے رقص ونغمہ سے خوش کرنے لگی جب تادیر رقص ونغمہ کرچکی اہل بزم کو اپنی جانب متوجہ پاکر بصد نازو ادا وکرشمہ وعشوہ یہ غزل گانے لگی۔

غزل

غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے — دن پھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے

حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے — موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہی ستم

جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے — اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہے

ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیمانون کے — کیفیت رکھتی ہی میخانون کی ویرانی بھی

ذکر گلشن نہ کرو سامنے دیوانون کے — چاک ہون دامن گل بھی نہ گریبانون کی طرح

درمرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے — ہوگیا رنگ فلک اور کچھ آتے ہی بہار

ہوشیارون کے ہین انداز نہ دیوانون کے — حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا

جب رقاصہ یہ غزل گاچکی طلسم کشا نے خوش ہوکے زروجواہر اُسے انعام مین دیکر رخصت کیا اور خواجہ عمر وثانی سے باادب کہا یہ سب حضرات اسوقت بھی آپکی نَے نوازی کے مشتاق ہین میری تمنا یہ ہی کہ آپ اسوقت نَے بجائین کچھ گائین خواجہ عمر وثانی نے جواب دیا کیا خاک اسوقت نَے بجاؤن اور گاؤن صدمے مین ہون نقصان عظیم ہوگیا ہی شاہزادہ رستم ثانی وخورشید روشن دل نے متردد ہوکے پوچھا کیا نقصان آپکا ہوا ہی خواجہ عمر وثانی نے جوابدیا کیا کیون بیان کرنا اپنے نقصان کا بے فائدہ ہی کسی کو میرے کہنے کا یقین نہوگا سوا اسکے کوئی بعوض نقصان مذکور کچھ بھی نہ دیگا عجائب جادو وحدید شاہ وسرشار شاہ وغیرہ نے کہا ای خواجہ عمر وثانی آخر کہیے تو کیا نقصان

ہوا ہے خواجہ عمرو ثانی نے کہا جسوقت یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دربند دوم کو فتح کیا اور آپ سب صاحب خوش ہوکے دربند اول سے اسطرف چلے مین نے وہ کئی صندوقچے اسباب جواہر نگار کے جو مہاجنون سے یہ وعدہ کرکے لیے تھے کہ یہ اسباب تمھارا بیچکر روپیہ اسکا تمھین دیدونگا اپنی کمر مین رکھکر ایک کپڑے سے باندھ لیے تھے تعجیل و خوشی در بہروی مین وہ کہین کمر سے گر پڑے مین یہان آکے مجھے اُنکا خیال آیا ہے اب اگر انہین ڈھونڈنے یہان سے جاتا ہون تو وہ بھلا کیا ملینگے جن نے وہ صندوقچے لاکھون روپیے کے پائے ہونگے وہ کاہیکو دیگا اسی نقصان کے صدمے مین بیٹھا ہون طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سُنکے منہ خواجہ عمرو ثانی کی طرف سے پھیر کے مسکرائے اور ایک نے دوسرے سے کہا خواجہ عمرو ثانی طماع ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر ملے تو گاؤن نہ بجاؤن صندوقچے کمر سے کبھی نہ گرے ہونگے اگر صندوقچے ہوتے تو یہ زنبیل مین رکھتے کمر سے نہ باندھتے یہ کہکے زر کثیر و جواہر کئی ہزار روپے کا جمع کرکے خواجہ عمرو ثانی سے کہا لیجیے اسقدر زر و جواہر موجود ہے آپ صدمہ نہ کرین خواجہ عمرو ثانی نے وہ تمام زر و جواہر لیکے خوش ہوکے کہا تم سب نے میرے صدمے کو کچھ دور کیا ہے خیر مین بھی تمھارے دلون کو خوش کرتا ہون یہ کہکے زنبیل سے نے نکالکر کرسی پر بیٹھکر بجانے لگے اور یہ غزل بالحان داؤدی بصد شوق گانے لگے

غزل

ہو زانوے یار اور سر ہو
ہو جس مین خصائل بہائم
قابو مین مرے وہ سیمبر ہے
کہتا ہون جب اُنسے مین شب وصل
ساعت ہے جو وہ بھی اک پہر ہے
بیتاب نہو وصال ہو نگا

پیتان نہین قامت صنم مین
انسان وہ نہین ہے جانور ہے
دل یار کوئے مری طرحسے
قطعہ اب سینے مین مضطرب جگر ہے
کہتا ہے وہ شوخ تھام دل کو
گھبرانہ ابھی تو رات بھر ہے

اب اپنا دماغ عرش پر ہے
نخل شمشاد بارور ہے
اکسیر کی اب نہین تمنا
ایسا کسی غیر کا جگر ہے
یارا نہین ضبط کا مجھے اب
تو تو بیتاب جس قدر ہے

جملہ اہل بزم بگوش دل سننے لگے اور تعریف خواجہ عمرو ثانی کی کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ اُس روز بھی خواجہ عمرو ثانی ایسا گائے کہ سمان بندھ گیا جب خواجہ عمرو ثانی اشعار غزل مذکور گاچکے نے کو ہاتھ سے رکھ کر کہنے لگی اے شاہزادہ رستم ثانی مین نے اسوقت تمھارے کہنے سے اور ان سب صاحبون کے اصرار سے نے بجائی اب اور کسی دن نے بجاؤنگا اسوقت طبیعت بے لطف ہے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے کہا بہتر ہے بعد گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب بارگاہ مین بخوشی تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے وقت شام ہر ایک شاہ و شہر یار و سردار بارگاہ سے اُٹھکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گئے ادھر شاہزادہ رستم ثانی نماز سے فارغ ہوکے بوجہ خستہ و ماندہ ہونے کے فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا شب کو چند ساحرون اور کچھ غیر ساحرون نے طلسم کشا وغیرہ کی حفاظت و نگہبانی کی جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز سحر طلسم کشا اپنی بارگاہ مین بیٹھا حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ شاہزادہ موصوف

مین گئے اور حسب قاعدہ علے قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے خورشید روشن دل و
عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ ہمارے
نزدیک بہتر یہ ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھیے اگر لوح ہدایت و حکم دربند سوم پر جانیکا کرے تو تامل نہ
کیجیے سوے دربند سوم جایئے جلد طلسم صندل کو فتح کیجیے شاہزادہ موصوف نے لوح کو دیکھا لوح
مین یہ لکھا پایا کہ طلسم کشا تیرا اقبال معین تیرا ہی اگر دربند سوم پر جانے کا ارادہ ہی تو جا مگر بہت
ہوشیار و خبردار رہنا کہ راہ دربند سوم کی اس درہ کوہ مین سے ہی شاہزادہ رستم ثانی
لوح کو دیکھکر سب سے رخصت ہو کے مسلح ہوا پھر مرکب پر سوار ہو کے تنہا سوے درۂ کوہ
روانہ ہوا اثناے راہ مین اکثر عجائب و غرائب اشیاء دیکھتا ہوا تا درۂ کوہ پہونچا اور درۂ
کوہ مذکور مین بسم اللہ کہکر قدم رکھا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ بوجہ کثرت تاریکی درۂ کوہ سے
از حد گھبرایا کیونکہ وہ درۂ کوہ اسقدر تیرہ و تاریک تھا کہ دن کو مطلق اُس مین کچھ دکھائی نہ دیتا
تھا اُس درہ کوہ کی تاریکی سے تیرگی شب ہجران عاشق بھی خجل تھی بلکہ تاریکی قبر گنہگار
و کفار بھی اُس سے مقابلہ سیاہی مین نہ کر سکتی تھی پردۂ ظلمات کی تاریکی آگے اُس کے
اندھیرے کے گویا اک روشنی تھی اور سیاہی دل کافر کی آگے اُسکے اک قسم کی ضیا تھی
پس ایسی تاریکی سے گھبرا کر شاہزادہ رستم ثانی رہروی سے باز رہ کر جان بلب ہو کر
درۂ کوہ سے پلٹ آیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش و حواس درست کر کے اپنے دل مین کہنے
لگا کہ اس درۂ دشوار گذار سے گذرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہی کیونکہ کچھ بھی دکھائی نہین دیتا
ہی یہ راہ درہ کوہ ہی کہ راہ ملک عدم ہی دیدہ و دانستہ ایسی راہ پُر خطر و خوف ہلاکت جان
مین قدم رکھنا خلاف عقل ہی کوئی تدبیر ایسی کی جاتی کہ کچھ بھی راہ نظر آتی تو اس
راہ سے مین گذرتا اور منزل مقصد تک پہونچتا یہ باتین تھوڑی دیر کر کے سوچا کہ لوح کو دیکھنا
چاہیے کہ بمقدمہ راہ درہ کوہ کیا حکم کرتی ہے یہ سوچکر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ درۂ کوہ سحر بند ہی لاکھون بلائین اس مین ہین جانب
شاہ طلسم سے مالک و حاکم اس درہ کوہ کی تاریک جادو ساحرۂ زبردست ہے
اُسی کے سحر سے یہ تاریکی ہی اور بہت سی بلائین اس مین ہین چونکہ یہی راہ دربند سوم
تک جانیکی ہی اسی سبب سے یہ راہ سحر بند ہی کیا مجال کسی کی کہ اس راہ سے زندہ و سلامت
بیخوف و اندیشہ گذر جائے اگر تجکو اندھیرے کا خیال ہی تو اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرتا ہوا
لوح کو دست راست مین لیکر تلوار علم کر کے اس درہ کوہ مین جا چندان خوف و اندیشہ نہ کر
جو کوئی سد راہ ہو یہی اسم اعظم الٰہی تلوار پر دم کر کے اُسپر تلوار لگا لڑتا ہوا درۂ کوہ سے
گذر جا اگر تاریک جادو آ کے سد راہ ہو اُس سے بھی مجادلہ کر اور لوح کو دیکھکر عمل کر شاہزادہ
رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہو کے حسب ہدایت لوح بسم اللہ کہکر پھر داخل درہ کوہ
مذکور ہوا لوح سے ایک روشنی مانند نخل شب چراغ کے پیدا ہوئی اور نیز اسم اعظم الٰہی کے
پڑھنے سے اور اُسکی برکت سے کچھ روشنی ہوئی کسی قدر راہ معلوم ہونے لگی

طلسم کشا راہ طے کرنے لگا اپنے مرکب کو جلد بڑھانے لگا تاکہ بعجلت اس درۂ کوہ سے نکل جاوٴن
ہرچند ببرکت اسم الٰہی و لوح طلسمی کچھ روشنی ہوئی مگر پھر بھی اندھیرا بہت تھا گھوڑا چلنے سے
رکتا تھا جا بجا ٹھہر جاتا تھا جو بلائین اُس کوہ مین تھین وہ طلسم کشا کے داخل درۂ کوہ ہونے
سے آگاہ ہو کے نہایت اشکال مہیب دکھاتی تھین سدراہ ہوتی تھین اور ہاتھ واسطے لینے
لوح طلسم کے بڑھاتی تھین شاہزادہ وہی اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے شمشیر آبدار سے اُن پر
حملہ کرتا تھا وہ عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹ جاتی تھین اور پھر سدراہ ہوتی تھین شاہزادے
کو دو قدم راہ طے کرنا دشوار تھا کیونکہ ایک تو تاریکی تھی دوسرے وہ بلائین ہر اک قدم پر
باشکال مختلف و ہیبت ناک سدراہ ہوتی تھین تیسرے لوح کے لے لینے کو دمبدم ہاتھ
بڑھاتی تھین لیکن عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹ جاتی تھین شاہزادے کو بدرجہ کمال
ہر اک طرح کا تردد تھا خیال لوح کا بھی تھا اپنی جان کا بھی اندیشہ تھا تاریکی سے بھی تردد
تھا اُن بلاوٴن سے مقابلہ و مجادلہ کا بھی خیال تھا اُنکے دمبدم ہاتھ جانب لوح بڑھتے تھے
صدہا ہاتھ معلوم ہوتے تھے وہ بلائین مانند پروانون کے شمع لوح مذکور پر نظر کر کے بدل
طالب ہو کے واسطے لے لینے لوح کے ہجوم کرتی تھین کبھی صرف ہاتھ اُنکے کچھ ظاہر اور
کچھ محسوس ہوتے تھے اور کبھی مجسم ہو کے وہ سامنے آتی تھین اور دھمکاتی اور
ڈراتی تھین گاہ عکس لوح سے نظر سے نہان ہو جاتی تھین کچھ سوے پشت اکثر راست
و چپ بہت سی روبرو آتی تھین ہر اک طرح سے اپنا مطلب یعنی لوح کا لے لینا طلسم کشا
کو گرفتار کرنا صورت عجیب و غریب دکھا دکھا کے ڈرانا چاہتی تھین مگر ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی
کے اور لوح کی چمک سے لاچار و مجبور ہو جاتی تھین جب اسی طور سے شاہزادے نے نصف راہ
طے کی اور اُن بلاوٴن کی تمنائے دلی بر نہ آئی یعنی لوح طلسم اُنکے ہاتھ نہ آئی مجبور ہو کے
وہ متشکل ہو کے اِس طور سے سامنے آکے سدراہ ہونے لگین کہ کبھی کوئی بصورت شیر
غضبناک سامنے آتی اور نعرہ کر کے حملہ کرتی شاہزادۂ موصوف عکس لوح اُسپر ڈالکر وہی
اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے اُسپر وار کرتا وہ بلا متشکل شیر دو ٹکڑے ہو کے گرتی اور شعلے اُسکے
تن سے پیدا ہوتے اُسے جلا کر خاک کرتے کبھی اُن مین سے کوئی بصورت اژدر آتشی سامنے آکے
وہن سے شعلے نکال کے دم کھینچتی اور چاہتی کہ طلسم کشا کو نگل جاوٴن لیکن برکت لوح سے شاہزادۂ
موصوف اُسکے شر سے محفوظ رہتا اور بہدایت لوح اُسے قتل کرتا شعلے اور دھوان پیدا ہوتا
فریاد و فغان کی صدا آکے تاریکی زیادہ ہو جاتی گاہ گرگ تیز دندان کبھی خرس جانستان
کبھی فیل دمان گاہ بصورت خوفناک انسان کبھی بشکل پہلوان سامنے آتی تھین طلسم کشا
اُنسے دلیرانہ مقابلہ کر کے ہلاک کرتا تھا اُنکے ہلاک ہونے سے شور و غل ہوتا تھا ہر اک بلا
قتل ہو کے دفعتاً جل کے خاکستر ہو جاتی تھی کہان تک احوال اُن بلاوٴن کا مفصل تحریر کیا جائے
کہ طول ہو جانیکا خیال ہے خلاصہ یہ کہ جملہ بلاوٴن سے جانبر ہو کے سب کو بہدایت لوح اور ببرکت
اُسی اسم اعظم کے ہلاک و دفع کر کے طلسم کشا آگے بڑھا قریب تھا کہ درۂ کوہ مذکور سے

نکل جائے ناگاہ تاریک جادو سامنے سے بصورت مہیب پیدا ہوئی اُسکی صورت
ایسی سیاہ و بد نفی کہ اگر اُسکو خبیث و شاطین و دیگر بلائین دیکھ لیتین تو خوف سے بھاگ جاتین
یا خائف ہو کے ہلاک ہو جاتین وہ اُسکی شکل مہیب وہ اُسکے دندان دراز وہ آنکھین
اُسکی کو چک و زرد وہ لباس اُسکا متعفن وہ گلے مین اُسکے ہاران سیاہ لپٹے ہوے
وہ چھپر بان اُسکے اعضاے بدنما پر بوجہ کبر سنی کے پڑی ہوئین وہ ناریل کا تیل بو دار اُسکے
سر کے بالون مین پڑا ہوا وہ جھولی اسباب سحر کی اُسکے دوش پر وہ اُسکا تخت پر بیٹھنا
او رچین بجبین ہونا وہ اُسکے دہن سے مانند سنڈاس کے بوے بد کا آنا پناہ بذات خدا
طلسم کشا نے اُس تاریکی مین اس ساحرہ سیاہ فام و تیرہ درون کو کچھ دیکھکر گو تہ
بہادری و دلاوری مین یکتا تھا لیکن خائف ہوا مرکب کو روکا اور بار بار وہی اسم اعظم
الٰہی و دیگر ادعیہ حافظ جان آہستہ پڑھنے لگا ساحرہ مذکورہ نے غضبناک ہو کے کہا
طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ یہان تک چلا آیا تمام بلاؤن سے جانبر ہوا کسی سے
نہ ڈرا سب کو ہلاک کیا آخر کار مجکو آنا پڑا تیرے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ارے کیا مجال
تیری کہ میری زندگی مین تو یہان سے چلا جاے اور میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا کر دربند
سوم تک گذرے کرے مین کوئی ایسی ویسی ساحرہ نہین ہون کہ تیرے سامنے سے بھاگ جاؤنگی
مین تاریک جادو ہون مالک اس درہ کوہ کی ہون سحر و ساحری مین ہزار ہا ساحرون سے
بہتر ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے مین سحر و ساحری مین ملکہ ماہیان زمرد پوش و ملکہ
آفات چہار دست سے کچھ ہی کم ہون بلکہ اُنکی ہم پایہ ہون کیا مجال کسی جن و انس ساحر و
غیر ساحر کی کہ مجھ سے مقابل ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو لوح طلسم مجھے دیدے اور یہان سے
اپنے لشکر مین چلا جا مین قسم کھاتی ہون کہ تجھے گرفتار نہ کرونگی شاہ طلسم کے پاس
نہ لے جاؤنگی مجھے تیرے حال پر اور جوانی پر رحم آتا ہے کیا تجھپر سحر کرون اور تجھے ہلاک کرون
اگر بجاے تیرے تیری جگہ خورشید روشن دل و عجائب جادو ہوتا تو البتہ سحر کرتی یا تمام
لشکر تیرا اس جگہ موجود ہوتا تو ایک ناریل چوٹی دار سحر کر کے مارتی سب کو جلا کر خاک
کردیتی مین گو رتبے مین شاہ طلسم سے کم ہون کیونکہ اُسکی نمکخوار ہون لیکن سحر مین کچھ
کم نہین ہون طلسم کشا نے تقریر اُسکی سنکے پہلے تو کچھ خائف اُسکی صورت بد سے ہو کے
جواب نہ دیا پھر جسارت کر کے پکار کر کہا او ساحرہ کیا بکتی ہے ہرگز ہرگز مین تیرے کہنے پر
عمل نہ کرونگا تو میرے حال پر رحم نہ کر جو کچھ تجھ سے ہو سکے فکر میری ہلاکت کی کر تجکو
دعوی اگر اپنی سحر و ساحری پر ہے تو سحر کر تیرے سحر سے مین نہین ڈرتا خداوند عالم نے مجھے صاحب
لوح طلسم صندل کیا ہے دیکھ یہ لوح میرے پاس رکھی ہے تیرا اور تیرے شاہ کا اور تمامی
ساحران طلسم صندل کا سحر مجھپر اثر ہی نہ کر سکا تو تو میرے حال پر رحم کرتی ہے اور مین تیرے
حال پر فی الحال رحم کر کے کہتا ہون کہ عبث تو میری سد راہ ہوتی ہے ارادہ دشمنی کا
رکھتی ہے ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگی جان تیری جائیگی تجھے لازم ہے کہ

مجھ سے عداوت نہ کر سد راہ میری نہو مطیع دین اسلام ہو کے میری اطاعت و فرمانبرداری
اختیار کر او ساحرۂ نابکار آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم صندل کا اب آخر ہی یہ طلسم اب جلد ٹوٹ
جائیگا میرے ہاتھ سے باقی نہ رہیگا تیری تو کیا حقیقت ہی جملہ ساحران طلسم صندل کو قتل
کرونگا اور شاہ طلسم کو بھی قتل کر کے قبضہ اُسکے ملک و مال پر کرونگا اور سوائے دوست
کے کسی ساحر دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا اُس نے جواب دیا او طلسم کشا مین نمک حرام
نہین ہون کہ اپنے مالک سے پھر جاؤن تیری شریک ہو جاؤن اور نہ ایسی نادان و
بیوقوف ہون کہ تیرے کہنے سے اپنا دین آبائی چھوڑ کر دین اسلام اختیار کرون اپنے
خداوندون کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو سجدہ کرون طلسم صندل خواہ رہے یا نہ رہے
مین تیری اطاعت نہ کرونگی یہ کہکے ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے
سامری و جمشید کو پکار کے بصد غضب طلسم کشا کو دیکھکر ناریل مذکور مارا وہ ناریل سر طلسم کشا پر
آکے شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے تاریکی زیادہ ہوئی ہر چند کہ اثر سحر بوجہ لوح ہونیکے
شاہزادے پر نہوا لیکن تاریکی زیادہ ہونے سے شاہزادہ رستم ثانی نے گھبرا کر فی الفور وہی
اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور لوح کو ہاتھ پر اپنے بلند کیا پھر روشنی ہوئی ساحرہ سحر
کر کے نظر سے غائب ہوئی طلسم کشا اُسے دیکھنے لگا ابھی شاہزادۂ موصوف تلاش ساحرہ
مذکورہ مین نگران تھا کہ پس پشت آکے ساحرہ نے لوح پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ لوح طلسمی
دست شاہزادے سے لے جاے مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے تلوار لگائی اور لوح کا
عکس ڈالنا چاہا وہ فی الفور نظر سے غائب ہو گئی اور سامنے آکے ایک ترنج جھولی سے
نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر گرا کے نام سامری
زبان پر جاری کرکے بالائے زمین جانب صحرا وہی ترنج مارا وہ دور جا کر شق ہوا
دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعد ایک لمحہ کے اُس دھوئین سے ایک شیر نر پیدا ہو کے
روبرو اُسکے آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا ای تاریک جادو کیا حکم ہی جلد کہہ کیون مجھے
طلب کیا ہی اُس نے کہا ای شیر سحر سامری طلسم کشا پر حملہ کر حتی الامکان کام اس کا تمام کر
اور چنگل اپنا دست طلسم کشا پر مار کر لوح طلسم لے آ شیر مذکور فی الفور طلسم کشا
پر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادۂ رستم ثانی ہوشیار ہوا جب وہ قریب آیا وہی اسم اعظم
الٰہی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا اسد مذکور پر ڈال کے تلوار اُس پر لگائی وہ بقدرت
پروردگار دو ٹکڑے ہو کر گرا گرتے ہی اُسکے ایک شعلہ اُس کے تن سے
ایسا پیدا ہوا کہ اُسے جلا کر خاک کیا اسی طرح سے ساحرہ مذکورہ نے کبھی اپنے
سحر سے پتلے فولادی پیدا کیے گاہ سوار سحر پیدا کیا کبھی فیل مست بزور سحر پیدا
کیا شاہزادے نے ہر ایک کو قتل کیا سحر اُسکا یعنی تاریک جادو کا باطل کیا
تا دیر وہ ساحرہ اسی طرح گرم پیکار رہی اور مانند ملکہ آتش افروز جادو صندلان
شاہ کی نانی کے پدر پے سحر کیا آخر کار طلسم کشا سے عاجز ہو کے اور عہدہ برائی دشوار

جان کے بزور سحر پنجہ بنکر برائے حصول لوح جھپٹ کر شاہزادے پر گری ادھر شاہزادے نے
لوح کا اُسپر عکس ڈالا وہ بصورت اصلی ہوکے سامنے شاہزادے کے گری اُسوقت طلسم کشا
نے چاہا تھا کہ تلوار لگا کر کام اُسکا تمام کرے اور زور اپنے دست و بازو کا تاریک جادو
کو دکھائے ناگاہ وہ ساحرۂ مذکورہ نظر سے غائب ہوگئی شاہزادہ حیران ہوا
بعد حیران ہونے کے غور سے جو دیکھا تو اُسے سامنے اپنے دُور تر دیکھا شاہزادہ
رستم ثانی برہم ہوکر اُسکی طرف چلا اُس نے ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر
اُسپر کرکے ایک جانب پھینکا وہ دُور جاکر شق ہوا دُھوان اور شعلے بکثرت
پیدا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اژدر آتشین اُس مین سے نکل کر روبرو اُسکے
آیا اُس نے اشارہ کیا کہ جا طلسم کشا کو نگل جا اژدر بحکم مذکور سوئے شاہزادہ رستم ثانی
چلا ادھر طلسم کشا نے بہدایت لوح اُسکے اُوپر عکس لوح کا ڈالکر آگے بڑھ کر تلوار لگائی وہ
دو نیم ہوکر زمین پر گرا شعلے اُسکے تن مجروح سے پیدا ہوئے پھر ہمہ تن جل گیا ساحرہ
نے عاجز ہوکے پکار کر کہا ای طلسم کشا دیکھ ہوشیار و خبردار ہوجا ابکی مرتبہ وہ سحر کرونگی کہ
جس سحر پر مجکو ناز ہی یہ کہکے ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے خون اپنی پیشانی
کا اُسپر ڈالکر سامری و جمشید کو پکارکے وہی گولا سوئے صحرا مارا وہ دُور جاکر پھٹا ہزار
در ہزار شعلے اور دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے چند سواران سپر و شمشیر
بکف اُس مین سے نکلے اور تاریک جادو کے پاس آکے بزبان فصیح گویا ہوئے
کہ ای تاریک جادو کیا حکم ہی ہمین کیون بلایا ہی آج تجکو ایسی کیا ضرورت ہے
کس دشمن قوی سے تجھے خوف ہی اُس نے کہا ای سواران سحر سامری و جمشید دیکھو سامنے
طلسم کشا موجود ہی کسی طرح مجھ سے قتل کیا نہین جاتا ہی بوجہ لوح کے ہر اک سحر میرا باطل
ہوجاتا ہی نہین محض اسواسطے طلب کیا ہی کہ چہار طرف سے اُسکو گھیر کو قتل کرو اُنھون نے
کہا ہم تابع حکم ہین مگر بھینٹ ہماری نہین دی اُس نے کارد سے ہاتھ اپنا فگار کرکے خون
کے قطرے اُن کے حلق مین ٹپکائے جب ہر اک خون چاٹ چکا خوش ہوکے جانب طلسم کشا
چلا اور قریب جاکے چہار طرف سے طلسم کشا کو گھیر کے وار تلوارون کے لگائے شاہزادہ
بے دیکھے لوح کے اُن سے لڑنے لگا جس پر حملہ کرکے تلوار لگائی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گرا بعد ایک لمحہ کے دو سوار شمشیر و سپر بدست شاہزادے پر حملہ آور ہوئے اسی
طرح تا دیر جنگ رہی اگر شاہزادہ دو سوارون کو قتل کرتا تھا تو وہ چار ہوجاتے تھے
اور چار قتل ہوکے سحر تاریک جادو سے آٹھ ہوجاتے تھے وہ سحر ہی اسی قسم کا تھا
آنًا فانًا سواران مذکور زیادہ ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ قتل ہوکر اور بڑھ گئے
ہزار سوار ہوگئے شاہزادہ رستم ثانی انکو قتل کرتے کرتے عاجز ہوگیا اور اُن سے
لڑتے لڑتے پریشان ہوا مجبور ہوکے اُس نے لوح پر نظر کی اُس مین یہ لکھا ہوا پایا کہ ای
طلسم کشا اگر ان سواران سحر سے تا حیات اپنی لڑے گا اور انکو قتل کیے جائیگا یہ کم

نہونگے بڑھتے ہی جاینگے اگر ان سوارون سے جنگ مین عاجز ہی اور تو چاہتا ہی کہ یہ سب سوار نیست ونابود ہوجاینَ لڑائی فتح ہوا ور یہ تاریکی دفع ہو تو ہنگام جنگ یہ اسم متبرک تیر پہ دم کرکے پیشانی تاریک جادو پر نظر کرکہ ایک خال ہی اُسی خال پر تاک کر تیر مار اگر تیر تیرا نشانۂ مذکور پر پڑیگا تو جو کچھ ہوگا تو دیکھ لے گا اور اگر تیر نے خطا کی تو خطاے تیر باعث تیری گرفتاری کی ہوجائیگی لہذا خوب سمجھ کر تیر لگا شاہزادۂ موصوف حکم لوح سے آگاہ ہوکے مصروف جنگ ہوا اُن سوارون کو قتل کرتا ہوا قریب تاریک جادو کے پہونچا وہ سحر خوانی مین مصروف تھی سحر کو اپنے ترقی دے رہی تھی اسی سبب سے سوار قتل ہو ہوکے بڑھتے جاتے تھے شاہزادے نے اُسے غافل پاکے اُسکے خال پیشانی پر روشنی لوح سے نظر کرکے ترکش سے تیر اور دوش سے کمان لیکر عکس لوح کا اُن سوارون پر ڈالا کہ وہ قریب سے ہٹے اتنی مہلت پاکے وہی اسم تیر پہ دم کرکے تیر کو چلۂ کمان مین رکھکر خال پیشانی تاریک جادو کو تاک کر تیر مارا بقدرت پروردگار تیر نشانے پر پڑا اور پیشانی توڑ کر عقب سر سے گذرا ساحرہ اُچھل کر آہ کرکے زمین پر گری اور مانند ماہی بے آب تڑپنے لگی بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئی مرغ روح اُسکے قفس تن سے نکل کے سوے عدم گیا اُسکے مرتے ہی ہوا سے تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی ابر سوے فلک نمایان ہوا سنگ باری وبرق باری ہونے لگی طلسم کشا اُسکے مرنے سے خوش ہوا لیکن تاریکی سے بہت گھبرایا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی درۂ کوہ روشن ہوا سوارون کا کہین نام ونشان بھی نہ پایا لاشہ اُس ساحرہ کا پڑا ہوا دیکھا اس اثنا مین ساحرۂ مذکورہ کے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے یون پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا تاریک جادو تھا مین مالک اس درۂ کوہ کی تھی یہ کہکے وہ گرد باد بنکر لاشہ اُس ساحرۂ زبردست و نامی کا اٹھاکر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے شاہزادہ موصوف خدا کا شکر کرکے درۂ کوہ سے نکل کے آگے روانہ ہوا میدان صحراے لق ودق طے کرنے لگا بعد قطع راہ بسیار جو دور سے دیکھا تو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا در قلعہ پر بہت سے ساحران نابکار کو بیٹھے دیکھا اور بالاے قلعہ بھی ساحرون کو پایا شاہزادۂ رستم ثانی راہ طے کرکے قریب در قلعہ کے پہونچا وہ ساحر طلسم کشا کو دیکھکر گھبراکے اُٹھے اور نارنج و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے شاہزادہ رستم ثانی پر وہی نارنج و ترنج لگانے لگے اور گھبراہٹ مین پکارے ای ساکنان قلعہ آگاہ ہوجاو کہ طلسم کشا آپہونچا ہمارے روکے سے نہین رکتا ہے صاحب لوح ہی سحر ہمارا اُس پر تاثیر نہین کرتا ہی ہاے افسوس تاریک جادو شاید قتل ہوگئی درۂ کوہ ویران ہوگیا راستہ کھل گیا اُن ساحرون کے اس کہنے سے اہل قلعہ آگاہ ہوے طلسم کشا اُن ساحرون کو جو در قلعہ پر تھے اور سد راہ ہوکے سحر کررہے تھے بحکم لوح شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا تھوڑی دیر مین بہت سے ساحر

قتل ہوئے تھوڑے تاب جنگ مقابلہ نہ لا کے گریزان ہو کے اندر قلعے کے گئے اہل قلعہ نے چاہا
کہ دروازہ قلعے کا بند کرین لیکن طلسم کشا پہونچ گیا لڑائی ہوئی ساحرون کو شاہزادے
نے قتل کیا دروازہ بند نہ کرنے دیا بعدہ اندر قلعے کے گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا یہ وہی
قلعہ ہے جس قلعے مین ایک مرتبہ قبل اسکے مین اسیر ہو کے آچکا تھا اور سردابہ وزیر زادی
مجکو لیگئی تھی ہنوز شاہزادہ موصوف یہ خیال کر رہا تھا سیر قلعہ کی دیکھ رہا تھا برج و بارہ
و فصیل قلعہ پر نظر کر رہا تھا کچھ ساحر خوف طلسم کشا سے بھاگے جاتے تھے کچھ ساحر وہین
مقام مخفی تجویز کر کے چھپ رہے تھے کہ طلسم کشا سے ہم مقابلہ نہین کر سکتے کس طور
سے اپنی اپنی جانین بچائین ناگاہ عقب قلعہ جا کر شاہزادے نے دیکھا کہ ایک حوض بہت بڑا ہے
پانی صاف و پاک اُس مین بھرا ہوا لہرین مار رہا ہے اور قلعے پر ایک چرخی ہے اُس مین
رسی اور ڈول ہے وہ ڈول درازی رسن سے حوض تک پہونچتا ہے پانی ڈول مین جب بھر جاتا
ہے چرخی پر سے کوئی کھینچتا ہے کھینچنے والا معلوم نہین ہوتا ہے خود بخود چرخی کو گردش ہے وہ پانی
ڈول کا تا چرخ پہونچکر نہین معلوم کہان جاتا ہے کسکے صرف مین آتا ہے جب ڈول خالی
ہو جاتا ہے پھر بذریعہ رسن و چرخی کے حوض تک پہونچتا ہے یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے
غرض بہت جلد جلد ڈول حوض تک آتا ہے اور جاتا ہے پانی حوض کا باوجود اس قدر
آب کشی کے کم نہین ہوتا ہے چرخی مانند چرخ کے گردش مین ہے طلسم کشا نے یہ دیکھ کر حیران
و پریشان ہو کر لوح کو دیکھا اُس نے حکم دیا کہ اے طلسم کشا یہ جو اسم اعظم الٰہی کو خط
لوح پر درج ہے اسکو سات مرتبہ پڑھکر اپنی تلوار پر دم کر کے الصبر عجلت و بلا توقف اُس
رسن پر لگا اور فی الفور اس حوض مین کود پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا پردۂ غیب سے
ظاہر و آشکارا ہوتا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے حسب ہدایت لوح عمل کیا ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا وہ بھی فوراً حوض مین کودا جب شاہزادہ رستم ثانی حوض مذکور مین کودا
آنکھین بند ہو گئین شاہزادہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلا گیا جب تھاہ پر
پاؤن پہونچا گھبرا کر آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک میدان وسیع ویرخار مین اپنے تئین
شاہزادے نے پایا گیڑے بالکل تمام و کمال خشک دیکھے تری کا نام و نشان بھی نہ تھا
نہ وہ قلعہ نہ وہ حوض نہ وہ رسن نہ وہ ڈول نظر آیا نہایت حیرت ہوئی اسی اثنا مین
دیکھا کہ ایک دیو سیاہ بصورت مہیب بصد قہر و غضب دار شمشاد اُٹھائے ہوئے یہ کہتا
ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے ارے یہان بھی آیا رسی کو تلوار سے کاٹ ڈالا
سحر چرخ زن جادو کو مٹایا تو نے بہت سر اُٹھایا ہے اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے
زندہ بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا قریب آیا اور بقہر و غضب دار شمشاد کو گردش دیکر خبردار
خبردار کہکر دار مذکور کو طلسم کشا پر مارا شاہزادے نے ضرب دار شمشاد کو خالی دیکر بعجلت
لوح کو دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اس دیو کی پیشانی پر ایک خط سبز ہے یہ اسم
اعظم الٰہی تین مرتبہ تلوار پر دم کر کے اُسی خط سبز پر تلوار لگا اگر تلوار تیری خط مذکور پر

پڑی تو نہو المراد ورنہ لڑائی بڑھ جائیگی جانبری یہان سے اب نہو گی مثل سابق کے رہائی مشکل
ہو شاہزادہ رستم ثانی نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اُسی اسم اعظم الٰہی کو تین مرتبہ پڑھ کے
نعرہ کوہ شگاف کرکے جو بعجلت اور گھبراہٹ اُسکے اوپر تلوار لگائی خط سبز مذکور پر نہ پڑی
علیحدہ اُسکے تلوار پڑی برکت سے اُس اسم متبرک کے دیو دو نیم تو ہوا لیکن دونون
ٹکڑون سے اُسکے فی الفور دو دیو پیدا ہوے اور وار شمشاد اُٹھا کے دونون طرف
سے حملہ آور ہوے شاہزادہ رستم ثانی اُن سے لڑنے لگا وارون کو اُنکے کبھی
روکنے لگا گاہ خالی دینے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک دیو کی کمر پہ تلوار لگائی وہ بھی دو
ٹکڑے ہوکے خاک پر گرکے تڑپنے لگا اُسکے تڑپنے سے گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک دم کے
اُسی غبار سے دو دیو وار لیے ہوے پیدا ہوے اور بقہر و غضب حملہ ور ہوے اسی طرح
تا دیر لڑائی رہی شاہزادہ رستم ثانی ہنگام جنگ اُن دیوون کو قتل کرتا جاتا تھا اور وہ
بڑھتے جاتے تھے یہان تک تین سو دیوؤن کی جمعیت ہوئی تھی اور بعضون نے کہا ہے تین
ہزار دیو ہوگئے تھے تمام صحراے ہولناک دیوون سے بھر گیا اُن سب دیوؤن نے چارطرف
سے گھیر لیا اور ارادہ گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے طلسم کشا کا کیا ادھر شاہزادہ
رستم ثانی لڑتے لڑتے تھک گیا قوت مین کمی ہوئی ضعف طاری ہوا مجبور ہوکے پھر
لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا بنظر غور دیکھ کہ دیوؤن مین وہ بھی
دیو ہے کہ جو پہلے تجھ سے مقابل ہوا تھا اور جسکی پیشانی پر خط سبز تھا جب تو اُسکو بخوبی پہچان
لے تو اب یہ اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے اُسی تیر کو اُسکے خط سبز پیشانی پر بسم اللہ کہکر لگا
یہ دل مین خوب خیال کرے کہ اگر ایک مرتبہ بھی خط مذکور پر تیر نہ پڑا تو یقین جان کہ تو
گرفتار ہو جائیگا لوح سیاہ ہو جائیگی مطلب دلی تیرا بر نہ آئیگا تو مفت مین قتل کیا
جائیگا حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح عمل کیا یعنی تیر اُس دیو کی پیشانی پر
تاک کے مارا ببرکت اسم اعظم الٰہی و بقدرت پروردگار تیر نشانے پر پڑا پیشانی کو توڑ
کے عقب سر سے نکل گیا دیو مذکور نالہ و آہ کرکے بالاے خاک گرا اُس کے چیخنے سے اور
نالہ و آہ کرنے سے اور تڑپنے سے پہاڑ تھرانے لگا و زمین کانپی جملہ دیوؤن کے چہرون پر
کہ ہم صورت اُسکے تھے تغیر ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دیو تڑپ کر ہلاک ہوا چونکہ دیو
مذکور ایک دیو دربند طلسمی کا تھا طلسم اُسپر بندھا تھا ساحر نہ تھا تاریکی مانند مرگ ساحر
کے ہوئی الا اُسکی پیشانی مجروح سے کچھ شعلے ایسے نکلے کہ وہ جملہ دیوؤن پر گرے وہ
جلکر خاکستر ہوے اور بعضون نے یون بھی لکھا ہے کہ دیو مذکور کے مرتے ہی جملہ دیوؤن پر
جلتے شعلے گرے وہ خود بخود معدوم و غائب ہوگئے اور لاشہ اُسکا دوش ہواے
تند پر بلند ہوکے سوے شاہ طلسم گیا اور یہ انقلاب ہوا کہ وہ صحرا اپنی حالت پر قتل
ساحر سے نہ رہا طلسم کشا نے جو غور سے دیکھا تو ایسا کوہستان و خارستان و دشت
ویران و پُر خوف پایا کہ دیکھنے سے اُسکے پریشان خاطر ہوا کیونکہ دمبدم ہواے تند

سے وہان غبار بلند ہوتا تھا آفتاب کی تمازت سے زمین کوہستان و خارستان مانند
تانبا وا زمین گرم کے جلتی تھی ہوا مثل لون کے چلتی تھی وحش وطیر کہین نظر نہ آتے تھے
درخت تو کجا زمین پر گیاہ نہ تھی ہان ہر جا کانٹے خشک بکثرت تھے ابھی شاہزادہ رستم ثانی
ایسے صحراے پر ہول و وحشت ناک و پر خطر مین حیران و پریشان کھڑا تھا دیو ستارہ پیشانی
کو تیر سے ہلاک کر کے تیسرے دربند طلسم کو فتح کر کے خوش تھا ناگاہ ایک جانب سے غبار
عظیم پیدا ہوا اور بالاے فلک پہنچا سے لکہاے ابر رنگارنگ نمودار ہوے تھوڑی دیر
دیر مین وہ دامن غبار پنجۂ ہواے تند سے پارہ پارہ ہوا حدید شاہ و سہر شار شاہ
و گشتاسپ شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ
ہمراہ فوج بغیر ساحران دور سے نظر آئے اور وہ لکہاے ابر قریب آکے دفعتاً
درمیان سے پارہ پارہ ہوے ساحران نامی وغیر تامی سحر کی سواریون پر سوار لکہاے
ابر سے نمودار ہوے قریب شاہزادۂ رستم ثانی کے آئے اور یہ سب غیر ساحر جو لکہاے
ابر پر سوار تھے وجہ اسکی یہ ہو کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے اپنے
اپنے سحر سے لکہاے ابر تیار کر کے ان سب غیر ساحرون کو خدمت شاہزادۂ رستم ثانی
مین روانہ کیا کہ جلد پہونچ جائین غرض خورشید روشن دل و عجائب جادو و جملہ
ساحران نامی نے فتح دربند سوم کی تہنیت دی شاہزادۂ رستم ثانی نے خوش
ہو کے پوچھا آپ صاحبون کو اس فتحیابی سے اطلاع کیونکر ہوئی اُن مین سے کچھ ساحرون
نے کہا جب آپ اِدھر واسطے فتح کرنے دربند سوم کے آئے تھے ہمنے طائران سحر برائے دریافت
خبر روانہ کیئے تھے اُنھین سے ہمکو خبر ملی کہ آپ فتحیاب ہوے دربند سوم طلسم صندل
کو فتح کیا راستہ کھل گیا تاریک جادو و دیو ستارہ پیشانی وغیرہ بہت سے دیو اور
ساحر مارے گئے یہ خبر پاکے بعد خوشی ہم سب وہان سے آپ کے پاس آئے شاہزادہ
موصوف اُنکی تقریر سنکے اُن سے خوش ہو کے چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ حدید شاہ
و سہر شار شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ
وغیرہ سرداران نامی و شاہان گرامی قدر ہمراہ سپاہ کثیر آگے شاہزادۂ موصوف
کے بڑھ کر آئے انھون نے تہنیت دربند سوم کی دی شاہزادۂ رستم ثانی نے اُن سے
اور جملہ ساحران نامی سے مخاطب ہو کے کہا پروردگار عالم نے مجکو اپنے فضل و کرم سے
اعدا پر فتحیاب کیا مَین اسکا شکر کس زبان سے ادا کرون مجھ تنہا کو ہزار ہا ساحرون اور
بلاؤن اور دیوون پر غالب کیا یہ کہکے تمام حال دربند سوم کا جو کچھ گذرا تھا بیان کیا
سب سنکے متحیر ہو گئے خوش ہوے اور تعریف و ثنا شاہزادہ موصوف کی دلاوری کی کی اور
کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اس صحرا مین تمازت آفتاب بہت ہی یہ صحرا گویا نمونہ صحراے
محشر ہی یہان سے اور کہین قیام اگر ہوتا تو خوب ہوتا شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد فکر کرنے کے
جواب دیا سامنے درہ ہاے کوہ مین آج کے روز تو اِسی جگہ اسی صحرا مین قیام کیا جائیگا

یہ کہکے حکم فراشون کو دیا کہ زیر کوہ اور درہاے کوہ مین خیام و بارگاہین استادہ و برپا
کرو اُنھون نے حسب الحکم فی الفور جاکے جلد تر خیام استادہ کیے بارگاہین برپا کین شاہزادہ
رستم ثانی ہمراہ سب کے وہان گیا لشکر اُترا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا
ساحران نامی مانند خورشید روشن دل وعجائب جادو و سرداران سپاہ غیر ساحران
مثل حدید شاہ و سرشار شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ ناز ندرانی
وغیرہ بھی داخل بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ ذیوقار ہوے اور علے قدر مراتب تخت و
کرسی و ڈنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و ہر چہار عیار بھی یعنی چالاک ثانی و برق ثانی و قران
ثانی و سیارہ ثانی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی بھی کرسی پر بیٹھے ساقیان سیم کشتیہان
شراب ناب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین بحکم شاہزادہ ذی عزت و با تمکین بارگاہ مذکور
مین لاکے باقاعدۂ فدویان سلام کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل وعجائب
جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ ناز ندرانی و سہراب بن
لندھور و گشتاسپ شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ جملہ اہل بارگاہ کو شراب ناب
ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک بصد خوشی شراب پینے لگا جب سب
میکشی سے فارغ ہوے اور ساقی کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کے لیگئے اور ہر ایک کو
نشہ شراب کا ہوا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دل مین شوق دید رقص و اشتیاق استماع
نغمہ ارباب نشاط ہوا چنانچہ عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے تاب
ضبط نہ لاکے طلسم کشا سے کہا اے شاہزادہ ذیوقار اول تو آج آپ نے دربند سوم طلسم
صندل کو فتح کیا ہے اُسکی خوشی کرنا ضرور ہے دوسرے اسوقت شراب ناب ہم سب نے
پی ہے بے اختیار دل ہمارا یہی چاہتا ہے کہ رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے لطف اُٹھائین
عالم نشہ شراب مین ناچ گانے سے ارباب نشاط کے دل کو خوش کرین شاہزادہ رستم
ثانی نے اُنکے اِس کہنے سے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ دریافت کرو ہمارے لشکر کے ساتھ
کوئی رقاصہ بھی ہے اگر ہو تو اُس سے کہو کہ ہمارے روبرو آکے رقص و نغمہ کرے ملازمان مذکور
نے عرض کیا حضور کے لشکر مین کئی رقاصان خوبرو ہین شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
اچھا اُن سے کہو کہ یکے بعد دیگرے یہان آکے رقص و نغمہ کرین ملازمون نے حکم سے
شاہزادہ موصوف کے اُنکو باخبر کیا پہلے اُن مین سے ایک رقاصہ خوبرو و حسینہ ہمراہ اپنے
سازندون کے زیور و لباس سے مزین ہوکے بڑے سج دھج کے ساتھ بارگاہ مین
روبرو طلسم کشا کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازندون کے
واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ مذکورہ بصد ادا و کرشمہ
رقص مین سرگرم ہوئی گت ناچنے لگی اہل بزم عالم نشہ مین ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے
لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر ناچ چکی دل اہل بزم کے پامال کر چکی بعد مبارکباد گانے
فتح دربند سوم طلسم صندل کے یہ غزل بصد ناز و ادا خوش گلوئی کے ساتھ گانے لگی غزل

تیر نگہ یار کا اتبک یہ اثر ہی
دل کہتا ہی ناداں ترا دہیان کدھر ہی
ہر لحظہ اُٹھاتا ہی ہی بستر غم سے
کب تجکو مرے حال پریشان کی خبر ہی
ای منعم الفت مین نہ مفلس ہمین سمجھو
رکھی ہوئی شمشیر یہ بالاے سپر ہی
آنکھوں مین جگہ دیتے ہین ارباب بصیرت
اک عاشق صادق مراد نیا مین ہنر ہی

دل سینے مین زخمی ہی تو مجروح جگر ہی
ہین مظہر اسرار محبت یہی دونون
میرا شب فرقت مین عصا درد جگر ہی
مارا ہوا ہی کون شب غم کا ازل سے
پاس اپنے ازل سے درم داغ جگر ہی
وہ پوچھتے ہین ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر
میرا تن لاغر ہی کہ اک تار نظر ہے

جب عقل یہ کہتی ہی محبت مین ضرر ہی
اک میرا رخ زرد ہی اک دیدۂ تر ہی
کہتا ہی یہ دل گیسوے جانان مین اُلجھکر
کیون چاک ہمیشہ سے گریبان سحر ہی
خال سیہ یار نہین ہی تہ ابرو
کیا اب بھی اسیطرح ترا درد جگر ہی
صد شکر وہ کہتے ہین یہی بزم مین اپنی

ارباب بزم اشعار غزل مندرجہ ہنر کو بگوش دل سُننے لگے اور کہنے لگے اس غزل مین اچھے اچھے شعر ہین اور یہ رقاصہ بھی بخوبی حسن سے گاتی ہی اور گویا ہر اک شعر کے مضمون کی صورت ہی بتاتی ہی خوب بتاتی ہی علم موسیقی مین یکتاے زمان ہی اسکی ہر تان سے روح تان سین کی قبر مین بیچین ہوجاتی ہی بجو بورا حسرت کرتا ہی کہ افسوس اسکے زمانے مین مین زندہ نہوا کہ اسکا گانا سُنتا حظ نفس اُٹھاتا غرض جب وہ رقاصہ غزل مندرجہ کو تمام وکمال گا چکی عجائب جادو نے اُسی عالم نشہ مین رقاصہ مذکورہ سے فرمائش کی کہ ایک غزل اور ایسی ہی گا جسکے ہر اک شعر عشق وعاشقی مین بھرے ہون رقاصہ مذکور نے حسب فرمائش عجائب جادو غزل مندرجہ بصد عشوہ و ادا اونچے سرون مین عجائب جادو کیطرف دیکھکے شروع کی غزل

کیا کرین ہجر مین ہم کچھ تو بتاتے جاؤ
اس قدر سخت کلامی دم رخصت نہ کرو
تمہین کہنے کو بنایا ہی ہمین سُننے کو
ہی دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین
کچھ تو میرے دل مایوس کو امید رہے
ساتھ آئے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان
فاتحہ گر نہین پڑھتے ہو مری تربت پر
طالب دید کا کچھ پاس نہین گر تم کو
چاندسی شکل دکھانی نہین منظور اگر
ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے
روح کو تو نہ رہے دید کی حسرت باقی
جان خاطر بھی لیے جاؤ کہ آنا نہ پڑے

کوئی پہلو ہمین تسکین کا سمجھاتے جاؤ
جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دُکھاتے جاؤ
دل مین جو آئے تمھارے وہ سُناتے جاؤ
ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اُٹھاتے جاؤ
اب کب آؤگے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ
اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ
کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ
دور ہی سے مری جان شکل دکھاتے جاؤ
اپنی آواز ہی عاشق کو سُناتے جاؤ
نخلۂ گیسوے مشکین کا سُنگھاتے جاؤ
دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ
آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

جب رقاصہ مذکور غزل دیگر مندرجہ بالا بحسن خوبی گا چکی عجائب جادو وخورشید روشن دل وحدید شاہ وسرشار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوے طلسم کشا نے بھی خوش ہوکے زرکثیر اُسے انعام مین دیکے رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے اور ایک رقاصہ بزم مین ہمراہ اپنے سازندون کے آئی اور بطور رقاصہ اولے مذکورہ کے رقص ونغمہ اپنے

سے قلوب اہل بزم شادمان کرنے لگی غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے جب رقاصہ نے سب کو اپنی جانب متوجہ پاکر اور بعض کو سر مست دیکھکر یہ غزل شروع کی غزل

جو آنکھون مین رمق ہے جان زار باقی ہی ۔ ابھی کسی کا ہمین انتظار باقی ہی
جو رونے والا نہین ہی کوئی تو کیا پروا ۔ ہمارے رونے کو شمع مزار باقی ہی
غلاف کرلیا خنجر کو کس لیے صاحب ۔ ابھی تو آپ کا یہ جان نثار باقی ہی
عجب نہین جو فشار لحد بھی ہو نہ ہمین ۔ کہ دل مین حسرت بوس و کنار باقی ہی
سحر کو رخ کا تصور تو شب کو گیسو کا ۔ خیال آپ کا لیل و نہار باقی ہی
نہ اپنے ہاتھ سے دی خاکسار کو مٹی ۔ ابھی حضور کے دل مین غبار باقی ہی
خیال یار کو میرا نہین نہو لیکن ۔ دلون مین غیرون کے میرا وقار باقی ہی
کیا ہی آپ سے بے آپ لطف جانان نے ۔ مئے وصال کا اب تک خمار باقی ہی
کہان ہم اور کہان باغ چھپ کے کرلین ۔ کہ چند روز یہ فصل بہار باقی ہی
مٹائے دیتا ہی وہ شوخ اور پاؤن سے ۔ کہین جو میرا نشان مزار باقی ہی
نکل رہا ہی دم آنکھون سے میرا رک رک کے ۔ دم فنا بھی ترا انتظار باقی ہی
خوشی ہی تم سے بہر حال خاطر محزون ۔ جفا کرو کہ وفا اختیار باقی ہی

یہان تو اب رقاصہ رقص کر رہی ہی غزلین عاشقانہ گا رہی ہی طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے ہین سب خوش و خرم ہین لشکر مانند مور و ملخ اُس صحرا مین پڑا ہی بارگاہین اور خیام دور تک ایستادہ ہین ان سب کو تو اسی صحرا مین چھوڑا جاتا ہی اور حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ شاہ مذکور اپنے دربار مین بالائے تخت حکومت متردد و متفکر بیٹھا تھا جملہ ارباب دربار حاضر دربار تھے علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اپنے بادشاہ کو متردد دیکھکر خود بھی سر جھکائے ہوے خاموش تھے ناگاہ سوے فلک سے صدائے گریہ گوش زد ہوئی صندلان شاہ وغیرہ نے گھبرا کے جانب فلک دیکھا اور کہا آثار بد معلوم ہوتے ہین شاید بیر سحر کے کسی ساحر نامی کا لاشہ لاتے ہین بے سبب یہ آواز رونے کی جانب فلک سے نہین آتی ہی وہ سب اپنے دلون مین یہ کہہ رہے تھے اور سوے فلک دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک بونڈ لاگرد کا ظاہر ہوکے سر صندلان شاہ پر آیا اور لاشہ تاریک جادو کا قریب تخت شاہ طلسم ڈالکر سوے صحرا چلا گیا صندلان شاہ و جملہ اہل دربار لاشہ ساحرۂ مذکورہ دیکھکر ملول و غمگین ہوے چہرے حیرت و غم سے فق اور زرد ہو گئے خصوص صندلان شاہ کو تو حیرت سے سکتا سا ہو گیا رنگ چہرے کا اوڑ گیا صدمے سے اشک آنکھون مین بھر لایا ہاتھ اپنا اپنے زانو پر مارکر اپنے وزرا کی طرف دیکھکر کہنے لگا ہائے غضب تاریک جادو دایہ میری بھی قتل ہو گئی یہ مجھ سے بہت الفت رکھتی تھی علاوہ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے اس نے بہت سے سحر بھی مجھے سکھائے تھے یہ سحر و ساحری مین

میری نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کچھ ہی کم تھی بوجہ اسکے حقوق اور ساحرۂ زبردست ہونے کے مین نے اسکو راہ دربند طلسم سوم مین درمیان درۂ کوہ کے برائے سد راہ دربند مذکور مقرر کیا تھا سوا اسکے صدہا بلائین اور شیاطین بھی اُس درہ مین واسطے اسکے کہ اس درہ کوہ سے کوئی دشمن جانب دربند سوم جانے نپائے معین کیے تھے وہ کیا قتل ہوگئے مرگئی گویا میری مادر مرگئی جیسی یہ میری خیرخواہ تھی ویسی ہی میری نانی صاحبہ بھی تھین افسوس ہزار افسوس مین نے اپنی آنکھون سے لاشہ اپنی دایہ کا دیکھا نہین معلوم اس کو کس نے قتل کیا ہی یہ ساحرہ زبردست تھی ایسے ویسے ساحر نے تو اسے قتل نہ کیا ہوگا لیکن کسی ساحر زبردست نے مانند عجائب جادو یا خورشید روشن دل کے اسے ہلاک کیا ہوگا یا یہ دست طلسم کشا سے قتل ہوئی ہوگی وزرا نے بعد افسوس کرنے اور محزون ہونے کے عرض کیا حضور حال قتل اسکا کتاب سامری سے تو دریافت کرین کہ آیا ایسی زبردست ساحرہ کو کس نے قتل کیا ہی شاہ طلسم نے کتاب سامری مین دیکھکر وزرا سے کہا اسکو طلسم کشا نے بہدایت لوح قتل کیا ہی یہ لوح طلسم کے سبب سے طلسم کشا پر غالب نہوئی ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوئی اگر کوئی ساحر اس سے مقابلہ کرتا تو یہ قیامت برپا کرتی یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا یہان سے اُٹھا کر لیجاؤ اور موافق ہمارے دین کے اسے آگ مین جلاؤ حسب الحکم ملازم لاشہ اسکا اُٹھا کر لے گئے ابھی لاشہ تاریک جادو کا دربار سے ملازم اُٹھا لے گئے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گرد کا اور آیا اُس مین سے لاشہ دیو ستارہ پیشانی کا کہ طلسم بند تھا عین دربار مین گرا صندلان شاہ وغیرہ اسکے لاشے پر نظر کرکے ازحد متحیر ہوئے صندلان شاہ افسوس کرکے کہنے لگا کیا زمانہ میرے ادبار کا آیا ہی کہ ساکنان وحاکمان دربند ہاے طلسم صندل قتل ہو رہے ہین لاشے اُنکے پے درپے آرہے ہین مین دیکھ رہا ہون سوا غم والم کے کچھ تدبیر کر نہین سکتا ہون دن میرے ایسے بُرے ہین اور ستارے میرے طالع کے ایسے کڑے ہین کہ مین واسطے مقابلہ طلسم کشا کے لشکر تیکر جا نہین سکتا دربند طلسم صندل پے درپے ٹوٹ رہے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین کیا کہون کتاب سامری میرے جانے کے اور مقابلہ ومجادلہ کرنے کے باب مین مانع ہی ورنہ طلسم کشا وغیرہ کو ہلاک کرتا مجبور ہون اپنے گھر سے نکل نہین سکتا یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا یہ لاشہ دربار سے اُٹھا لیجاؤ اور اُسی طرح اسے بھی جلا دو وہ اُسی وقت اُٹھا لے گئے بعد اسکے اور بھی لاشے ساحرون کے آئے وہ بھی دربار سے شاہ طلسم نے اُٹھوا کر جلوا دیئے پھر تادیر سر بزانو شاہ طلسم بیٹھا رہا اور فکر کیا کیا بعد فکر بسیار اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھکر ملفوف کرکے مُہر اپنی کرکے اپنے اہل دربار سے ایک ساحر مسمے شہباز جادو سے اشارہ کیا کہ اس نامے کو مرانت جادو کے پاس لیجا اور اُسے دے کے یہ کہنا کہ جو کچھ شاہ طلسم نے اس نامے مین تجکو لکھا ہی اگر تو اسپر عمل کریگی تو شاہ طلسم تجکو اسقدر انعام کثیر دیگا کہ تو بہت خوش ہوگی یہ اُس سے کہکے تو چلا آ تا ساحر مذکور نامہ مذکور

لیکر جانب مرأت جادو روانہ ہوا اور در بند چہارم طلسم صندل مین جلد پہونچکر نامہ مالک
در بند چہارم مرأت جادو کو دیا اور جو کچھ شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی اُس سے کہا وہ
بھی تقریر شہباز جادو کی سنکے بہت خوش ہوئی نامہ کو سر پر رکھکر آداب و تعظیم
نامے کی کرکے شہباز جادو کو اپنے دربار مین بٹھا کے میر منشی کی طرف مخاطب ہو کے کہا
ہے یہ نامہ فیض شمامہ پڑہو اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ کو نکال کے باواز بلند پڑھا
عبارت اُس نامے کی یہ تھی اور شاہ طلسم نے یہ لکھا تھا کہ اے مرأت جادو اگر تو کسی مکر و
فریب سے لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر میرے پاس لے آئے اور شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار
کرکے اُسکو بھی مجھ تک پہونچاے تو مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اس قدر انعام مین زر و
جواہر تجکو دونگا کہ تو مالامال ہو جائیگی بہت خوش ہو گی اور وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ ساکنان
طلسم صندل تیرے مرتبہ پر نظر کرتے رشک کرینگے طلسم کشا در بند سوم کو فتح کرچکا
ہی یقین ہی کہ امروز و فردا در بند چہارم تک آئیگا تجکو جو سامان واسطے اُسکی گرفتاری کے
کرنا منظور ہو کرے اور جو کچھ تجکو درکار ہو وہ طلب کر مرأت جادو مالک در بند چہارم
طلسم صندل یہ عبارت نامۂ مذکور کی سنکے شہباز جادو سے مخاطب ہو کے کہنے لگی کہ اے
شہباز جادو تم یہان سے جاکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچکر پہلے میری جانب سے
آداب و تسلیمات شاہ طلسم کی خدمت مین عرض کرنا بعدہ یہ کہنا کہ موافق حکم حضور یہ
کنیز لوح طلسم کے لینے اور طلسم کشا کو گرفتار کرنے کی فکر و تدبیر کریگی حتی الامکان اُسے
گرفتار کرکے لوح لے کے حاضر خدمت حضور ہو گی اور یہ بھی کہنا کہ بالفعل کسی شئی کی ضرورت
نہین ہی اگر ضرورت اور حاجت کسی شئی کی ہو گی تو بذریعہ عرضی طلب کریگی یہ کہکے
ساقی کو طلب کیا وہ ساغر بلور و شیشہ مے لایا اور باشارہ کہا کہ شہباز جادو کو شراب
پلا ساقی نے شراب سے بھرکر اُسے جام دیا وہ شراب پی کر اُس سے رخصت ہوکر خدمت
شاہ طلسم مین گیا اور جو کچھ مرأت جادو نے کہا تھا شاہ طلسم سے عرض کیا صندلان شاہ
تمام تقریر سنکے کہنے لگا مجھے یقین ہی کہ مرات جادو علاوہ ساحرہ زبردست ہونے کے
مکر و فریب و شعبدہ و حیلہ سازی مین یگانۂ آفاق ہی ضرور وہ لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر
اُسے گرفتار کرے گی یہ کہکے خاموش ہوا یہان تو شاہ طلسم مرأت جادو کو نامہ روانہ کرکے
عرض اُسکی زبانی شہباز جادو کے سنکے خوش ہو کے بیٹھا ہی لیکن اب احوال لشکر طلسم
کشا و طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی کہ لشکر طلسم کشا صحرا مین جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہی
اترا تھا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین بیٹھا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو
و حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور
و گشتاسپ شاہ وغیرہ بھی یمین و یسار طلسم کشا کے بیٹھے تھے رقاصہ رقص کر رہی تھی
سب عالم نشۂ شراب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصۂ مذکورہ سے خوش ہو رہے تھے
جب وہ رقاصہ اپنے رقص و نغمہ سے تا دیر قلوب ارباب بزم عشرت شادمان کرچکی ناچ

اور گانا اُس نے تھک کر خستگی آواز سے مجبور ہو کر موقوف کیا طلسم کشا نے اپنے ملازمون سے باشارہ کہا اسے زر انعام حسب لیاقت اسکے دے کر اسے رخصت کرد اُنھون نے فوراً حکم کی تعمیل کی بعد اُسکے جانے کے اور کئی رقاصان خوبرو نے روبرو طلسم کشا کے آکے ناچ کر غزلین گائین اُسوقت خورشید روشن دل نے اُن رقاصان خوبرو سے مخاطب ہو کے کہا ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ تم سب برابر کھڑی ہو کر کوئی غزل شروع کرو اور ہر رقاصہ علیحدہ علیحدہ تان لگاے اور آپس مین بحث و مباحثہ تالون مین ہو تا کہ ہم سب کو حظ ملے رقاصان مذکورہ نے یہ تقریر خورشید روشن دل کی سنکر سب برابا ندھ کر کھڑی ہوئین اور یہ غزل گانے لگین

مرحبا ای دل و دین لے کے مکرنے والے
یہ تو پوچھین مرے مرقد یہ گذرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر
داغ دل سے مرے کہتا ہی یہ اُس کا جوبن
خوش نوائی نے رکھا ہمکو اسیر ای صیاد
داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین

ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے
کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنیوالے
دیکھ اس طرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے
ہم سے اچھے رہے صدقے مین اُترنیوالے
آپکی جان سے دور آپ پہ مرنے والے

جب رقاصان مذکور یہ غزل گا چکین سب اہل بزم بہت مسرور ہوے خصوص خورشید روشن دل ہر ایک رقاصہ کی تان پر بیخود ہو جاتا تھا عجب سما بندھا تھا ہر ایک اہل بزم مدہوش تھا غرض وہ روز اور نصف شب تک بزم عشرت مین ارباب نشاط نے دلہاے اہل بزم کو اپنے ناچنے اور گانے سے خوش کیا بعدہ اُنکو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا جب وہ رقاصان مہ جبین جا چکین تب سب اہل بزم نے متفق ہو کر شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اسوقت دل ہمارا بہت چاہتا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی نے بجائین اور کچھ گائین شاہزادہ رستم ثانی نے منظور کر کے خواجہ عمرو ثانی سے کہا کہ یہ سب آپکے نے بجانے اور گانے کے بہت مشتاق ہین انکی خوشی کرنا آپکو بھی لازم ہی خواجہ عمرو ثانی نے بسبب اصرار کرنے شاہزادہ رستم ثانی اور سب اہل بزم عشرت کے نے زنبیل سے نکالی اور اُس کے پرزون کو درست کر کے بجانی شروع کی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے غزل

عدنا ہی چاہے ستانے ستم ایجاد مجھے
آکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے
آج کیون ہچکیان آئین دل ناشاد مجھے
ذبح کر باندھ کے منقار نہ صیاد مجھے
کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا اشک سرشک
تیغ رکھ کے گلے پر سے ہٹا لیتا ہی
تھا کسی وقت مین مجنون بھی مرا در د شریک

شکل تصویر ہون آتی نہین فریاد مجھے
خاک اوڑاتے لگے جب کر چکے برباد مجھے
شاید اُس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے
دم گھٹا جاتا ہی کرنے دے فریاد مجھے
ناخلف ہے مرے اللہ نہ اولاد مجھے
یہ لگاوٹ تری بھاتی نہین جلاد مجھے
اسکو دیوانہ کیا عشق نے برباد مجھے

خواجہ عمرو ثانی نے ایسی نے بجائی اور ایسا گلا کہ ہر ایک شخص آپ سے بے آپ ہو گیا

اپنے سر و پا کی خبر نہ رہی تب عمرو ثانی نے یہ حال دیکھکر فوکو نذر زنبیل کیا اور شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اب مجکو نیند معلوم ہوتی ہی رات بہت آئی ہی قریب تین بجنے کے ہین کل پھر انشاءاللہ نذ بجا و رنگا شاہزادہ رستم ثانی نے عذر خواجہ عمرو ثانی قبول کیا اور بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا سب اہل بزم بھی بہت خوش ہوئے جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک شاہ و سردار لشکر بارگاہ سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین گیا بستر خواب پر جا کے راحت پذیر ہوا شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر لیٹا خواجہ عمرو ثانی بھی اُٹھکر اپنے خیمے مین گئے چالاک ثانی وغیرہ بھی اپنے خیمے مین گئے شب کو لشکر مین سے کئی سوار اور ایک سردار نے تمام لشکر کی حفاظت کی جب صبح ہوئی شاہزادہ رستم ثانی بعد ادائے نماز صبح اپنی بارگاہ مین ذنگل پر بیٹھا سرداران لشکر و عجائب جادو و خورشید روشن دل و جدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ بارگاہ مین پاس شاہزادہ موصوف کے گئے اور علی قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے طلسم کشا نے عجائب جادو سے مخاطب ہو کے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھکر سوے دربند چہارم جاؤن اُس نے کہا ای شاہزادہ ذیوقار جاتا تو آپکا جانب دربند چہارم پر ضرور ہی لیکن یہ دربند بہ نسبت اُن تین دربندون کے سخت و دشوار گذار ہی مین خوب جانتا ہون کہ اس دربند کی جو کیفیت ہی اور جو بند و بست وہان کا ہے ہر اک ساحر کو وہان کے جانتا ہون خصوص مرات جادو مالک دربند چہارم سے خوب آگاہ ہون وہ ساحرہ زبردست و فریب وہ از حد ہی مکر و حیلہ مین لاثانی ہے شیطان سے بھی کید و مکر و فریب مین کچھ بڑھی ہوئی ہی خدا آپ کو اُسکے شر و فساد سے بچائے کیونکہ وہ بلاے بے درمان ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آج جانب دربند چہارم نہ جایئے کسی روز وقت و ساعت نیک دیکھ کے جایئے گا ای شاہزادہ ذیجاہ مین آپ کو جانے کا مانع نہوتا مگر خود بخود دل میرا آپ کے اُدھر جانے سے دھڑکتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادہ رستم ثانی نے مسکراکر جواب دیا چونکہ ابھی تمنے حال مکر و فریب مرات جادو مالک دربند چہارم کا بیان کیا ہی اور مجھسے تم الفت قلبی رکھتے ہو میرے خیرخواہ و معاون ہو اس وجہ سے دل تمھارا میرے اُدھر جانے سے دھڑکتا ہی باین خیال کہ مبادا ساحرہ مذکور سے کچھ مجھے ضرر پہونچے اگر وہ ساحرہ زبردست ہی اور بقول تمھارے کیا دو مکار ہی تو کیا اندیشہ ہی مین صاحب لوح طلسم ہون مجھسے وہ کیا شر و فساد کر سکے گی کچھ بھی مجھے وہ ضرر نہ پہونچا سکے گی مین دلاور و بہادر ہون مجھے روز سعید و وقت و ساعت نیک مین اُدھر جانا کچھ ضرور نہین ہی مین آج ہی جاؤنگا عجائب جادو نے یہ تقریر سنکے جانب خورشید روشن دل دیکھا اُس نے بھی شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ آج جانب دربند چہارم نہ جایئے عجائب جادو نے

کچھ سمجھ کے آپ سے کہا ہے اور مین بھی علم کہانت کے ذریعہ سے یہ کہتا ہون کہ مجھے اپنے علم کے
ذریعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جانا اسوقت آپکا اچھا نہیں ہے طلسم کشا چونکہ ایک دست
جی شعلہ خو آتش مزاج مشہور ہے جواب وہ ہوا کہ مین آج ضرور ہی جاؤنگا جو منہ سے
نکلا ہے وہی کرونگا عجائب جادو و خورشید روشن دل یہ سنکے خاموش رہے
شاہزادہ موصوف مسلح ہوکے اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے ہر اک سے رخصت
ہوا بعدہ اُس نے لوح کو دیکھا لوح طلسم سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اگر اسی وقت
عزم تیرا جانے کا ہے اور اپنے احباب کے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے تو اختیار ہے راہ
دربند چہارم بیان سے سیدی ہے اور یہ دربند بقول عجائب جادو کے بڑا دشوار
گذار ہے فتح ہونا آج اسکا مشکل ہے ہان بعد چند روز کے آسان ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
نے لوح کو دیکھکر دل مین اپنے خیال کیا کہ لوح مین بھی یہی لکھا دیکھا ہے کہ آج فتح ہونا دربند
چہارم کا مشکل ہے پس اچھا مین بدشواری و مشکل اس دربند کو فتح کرونگا یہ خیال کرکے
محض اپنی سخن پروری پر نظر کرکے شاہزادہ رستم ثانی روانہ ہوا ادھر عجائب جادو و
خورشید روشن دل نے باہم مشورہ کرکے طائران سحر کو اسیوقت برائے دریافت خبر
طلسم کشا روانہ کیا شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ بسیار قریب ایک قلعہ سربفلک کشیدہ
کے پہنچا دیکھا نہایت محکم قلعہ ہے چہار دیواری قلعہ کی سنگ سخت کی ہے خندق پُرآب ہے
پل تختہ نہین بجاے پل تختہ کاغذ کا پل ہے اُسیر کی تیلے مسلح کھڑے ہین دروازہ قلعہ کا
بند ہے بالاے قلعہ ہزار در ہزار ساحران نابکار ہین مستعد جنگ و پیکار ہین نہایت
خبردار و ہوشیار ہین اور بجز در قلعہ کے اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہے یہ دیکھکر
طلسم کشا نے اپنے دل مین کہا ہر چند کہ یہ قلعہ نہایت مضبوط ہے اور ہزارہا ساحر بالاے
قلعہ ہین لیکن مین بضرب گران درقلعہ کو توڑکر اندر قلعے کے جاؤنگا اگر ساحران نابکار
آمادہ کارزار ہونگے اُن سے لڑونگا تیغ آبدار سے سب کو قتل کرونگا اُنکا سحر مجھپر اثر نہ کریگا
کیونکہ میرے پاس لوح طلسم صندل ہے یہ دل مین کہکر مرکب کو سوے درقلعہ بڑھایا
ناگاہ چند گھسیارے گھاس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے دور سے دکھائی دیئے
اُسوقت طلسم کشا نے بمقدمۂ دریافت حال قلعہ گیری لوح کو دیکھا لوح مین نکلا کہ ای
طلسم کشا یہ وہ قلعہ نہین ہے کہ جس کا در بضرب گرز گران ٹوٹ جاے اور تو داخل
قلعہ ہو لہذا اس خیال محال سے درگذر اگر بسہولت داخل قلعہ ہونا منظور ہے تو توقف
کر جب گھسیارے نزدیک تیرے آئین اُنکو بنظر غور دیکھ جس گھسیارے کی پشت پر
سنگ یشب ہو یہ اسم الٰہی ورد زبان کرکے اُسی گھسیارے کی جاے قدم پر
قدم رکھکر سوے درقلعہ جا اُس طرحسے قلعے مین جانے سے اہل قلعہ درقلعہ کھول دینگے
کاغذ کا پل جو دکھائی دیتا ہے تیرے یہ بمنزلہ پل تختہ کے ہو جائیگا تیلے کاغذ کے اسکو اور اسکے ساتھ
والے گھسیارون کو نہ روکینگے نام اُس گھسیارے کا سنگ پشت جادو ہے یہ ساحر

نہایت زبردست ہی اسی طور و وضع سے یہ رہتا ہی جاے عجب نہین ہی یہ طلسم ہی ہر اک ساحر
کو جدا جدا خدمت سپرد ہی اور جدا جدا اشکال و اوضاع سے رہتے ہین ہمراہی ساحر مذکور
کے بھی ساحر ہین اگر تو اس اسم اعظم الہی کو جو گوشۂ لوح پر لکھا ہوا ہی ورد زبان کرتا ہوا قدم
بقدم سنگ پشت جادو کے جائیگا تو ببرکت اسم اعظم الہی موصوف کے کوئی تجکو نہ
دیکھے گا جب دروازہ قلعے کا کھلے گا سب گھیارون کے ساتھ تو بھی داخل قلعہ ہو جانا اور
یہی اسم اعظم الہی پڑھتا ہوا جس طرف دل چاہے جانا کوئی تجھے نہ دیکھے گا اور جو کام کرنا
بغیر لوح دیکھے نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہو گا اس در بند کو مثل در بند اول و دوم
وسوم نہ سمجھنا اسمین جان کے لالے پڑ جاینگے فتح اسکی بہت دشواری سے ہوگی طلسم کشا
حکم لوح سے آگاہ ہوکے اسم اعظم مذکور کو جو لوح مین دیکھا تھا ورد زبان کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے وہ سب گھیارے گھانس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے قریب در
قلعہ آئے طلسم کشا نے غور سے دیکھا جس گھسیارے کر یہ منظر کی پشت پر نشان سنگ
پشت دیکھا اُسی کی جاے قدم پر قدم رکھا اور ساتھ سب گھسیارون کے اسی طور سے
شاہزادہ رستم ثانی چلا یہان تک کہ اُس کاغذ کے پل پر قدم رکھا اور اسے طی کرکے متصل
در قلعہ پہونچا اُس گھسیارے نے در قلعہ پر پہونچکر ہاتھ اپنا در قلعہ پر رکھا دروازہ
قلعے کا خود بخود کھل گیا اور کاغذ کے پتلون نے بزبان فصیح اُس سے بصد ادب
سلام کیا اور کہا آج آپ کے ساتھ کوئی شخص غیر تو نہین ہی ہمین تردد ہے طلسم کشا
ادھر آنے والا ہی اُس نے جواب دیا اے حافظان در قلعہ طلسمی دیکھو بظاہر تو ہمارے
ساتھ کوئی غیر نہین ہی ہم حسب دستور آج بھی آئے ہین اور قلعے مین جاتے ہین اپنے کار
متعلقہ مین مصروف ہین اگر ہم کسی غیر یا طلسم کشا کو دیکھتے تو بھی اُسکو اپنے ہمراہ یہان
تک نہ لاتے اور حتی الامکان اُسے قتل و گرفتار کرتے کیا ہمین اطلاع نہین ہی کہ اسطرف
طلسم کشا آنے والا ہی مرات جادو نے اہل قلعہ کو آمد طلسم کشا سے پہلے ہی آگاہ
کر دیا ہی جملہ ساحر ہوشیار و خبردار ہین سب اُسکے آنے کے منتظر ہین سامان جنگ
کر چکے ہین یہ سُنکے حافظان در قلعہ نے بغور سب گھسیارون کو دیکھ کے کہا آپ جائیے
وہ گھسیارا ہمراہ سب گھسیارون کے داخل قلعہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا
بھی اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا وہ پتلے کاغذ کے بطور قبل کھڑے رہے سنگ پشت جادو
نے جانب در قلعہ دیکھکر سحر پڑھ کر انگشت سے اشارہ کیا در قلعہ خود بخود بند ہو گیا
شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُن کاغذ کے پتلون کی اور سنگ پشت جادو کے ہاتھ لگانے
اور اشارہ کرنے سے در قلعہ کا کھلنا اور بند ہو جانا دیکھکر بہت حیران ہوا دل مین سمجھا
کہ سنگ پشت جادو کو در قلعہ کے بند کرنے کی اور خود ہی کھول کے روز آنے
اور جانے اور گھاس لانے کی خدمت شاید سپرد ہی یہ سمجھ کر خاموش رہا اور اُنھین گھسیارون
کے ہمراہ چلا تھوڑی دور جا کر وہ سب گھسیارے ایک طرف چلے گئے شاہزادہ

رستم ثانی ایک طرف وہی اسم اعظم آلہی ورد زبان کرتا ہوا چلا اور ہر چہار طرف دیکھتا اور سیر کرتا ہوا ہر و طلسم کشائی ہوا قلعے مین داخل ہو کے دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی رعایا دل شاد ہی عمارتین بکثرت پختہ اور بلند ہین ہر در و دیوار پر نقش و نگار بنے ہوے ہین ہر مکان مانند دُلھن کے آراستہ ہی دل یہ چاہتا ہی کہ اُس مکان کی صفائی عمارت و نقش و نگار کو دیکھا کرے سڑکین ہر طرف پختہ و صاف ہین صفائی سڑک کی کیا تعریف لکھی جاے مختصر یہ ہی کہ اگر شب تاریک مین سوئی گر پڑے تو کور مادر زاد اُسکو فوراً اُٹھالے اُسکے ڈھونڈھنے مین اُسے ذرا بھی دقت نہو گرے اُس شہر مین جابجا خوشنما بنے ہین عمارتین اکثر مدور مانند گنبد کے ہین جو بروج ہین وہ رشک بروج آسمان ہین ساکنان شہر ایسے حسین و خوبرو و خوش قطع ہین کہ غیرت وہ سیارگان ہین یا مانند مہر و ماہ ہین اگر حسینان چین و چگل اُنھین دیکھین تو اپنے حسن کو بھول جائین رشک سے جل جائین بمصداق اس شعر کے۔ شعر دیکھکر اُنکو حسینان جہان یہ بولین + ایسے بے مثل طرحدار نہ دیکھے نہ سُنے۔ دوکانین دو طرفہ سر کوچہ و بازار مین پختہ ہین دوکاندار لباس پاکیزہ و صاف پہنے ہوئے بیٹھے ہین اُن دوکانون پر انواع و اقسام کا اسباب رکھا ہی کسی طرف جوہری بازار ہی جوہری جواہر بیش بہا و اسباب طلائی جواہر نگار لئے بیٹھے ہین روپیے اشرفیون کے ڈھیر اُنکے رو برو لگے ہین صندوقچے جواہرات کے الماریون مین چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے دونون طرف پہلوون مین رکھے ہوے ہین رؤسائے شہر جواہرات اُن جوہریون سے خرید کر رہے ہین اور گوٹا پٹھا تو اسقدر بکتا ہی کہ دوکانین گوٹے والون کی خالی ہوگئی ہین خریدار پھر پھر جاتے ہین گوٹہ والے کارخانہ دارون پر تاکید شدید کر رہے ہین کہ روپیہ جس قدر تمکو درکار ہو پیشگی لے تو مگر بہت جلد لچکہ گوٹا پٹھا وغیرہ کاریگرون سے بنوا کر لے آو کسی جانب کوٹھیان اور دوکانین تاجرون کی کھلی ہوئی ہین اسباب طرح طرح کا اُنکی دوکانون پر اور کوٹھیون مین رکھا اور بھرا ہی یہ تاجر و دوکاندار بھی لباس نفیس پہنے ہوے بیٹھے ہین خریدارون کا اس قدر ہجوم ہی کہ تاجرون دوکاندارون کو بھی بسبب اسباب وغیرہ فروخت کرنے کے مہلت کھانے پینے کی نہین ملتی ہی کسی طرف کنجڑنین جوان و حسین و خوبرو نارنگیان و انار مانند پستان خوشنما کے چھابیون مین خوشنمائی سے لگاے ہوے بیٹھی ہین سوا نارنگی و انار کے میوہ فروشون کی دوکانون پر دیگر اشیائے خوب و مرغوب بھی ہین اُنکی دوکانون پر بھی خریدارون کا ہجوم ہی بہت سے خریدار شریفہ و امرود و نارنگی و انار و سیب و بہی وغیرہ اور بہت سے سیب ذقن اور نار پستان کے دستیاب کرنے کی فکر مین کھڑے ہین بنظر حسرت ہم آغوشی اور بہ تمناے ہم بستری اُنھین دیکھ رہے ہین وہ ناز و غمزہ و عشوہ و کرشمہ و ادا و غرور حسن و جمال اپنے سے اُنکی طرف دیکھتی بھی نہین ہین اگر کسی عاشق جان نثار کی طرف ترچھی نظر سے دیکھ لیتی ہین وہ خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہی خرمی سے نہال ہو جاتا ہی اپنی خوبی قسمت پر ناز کرتا ہی جامۂ کشادہ اُسکا مارے خوشی کے

تنگ ہوا جاتا ہی کلاہ اپنے سر پر کج کرکے اکڑتا ہی جو رقیب اُسکے ہین وہ اُس سے جلتے ہین
آتش حسد سے جلکر کباب ہوے جاتے ہین وہ کنجڑ نین خریدارون کے ہاتھ سودا کیا بیچتی
ہین گویا اُنپر احسان کرتی ہین جسکو کوئی شی مانند نارنگی یا امرود یا انار یا شریفہ یا ناشپاتی
وغیرہ کے اپنے ہاتھ سے دے دیتی ہین وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ نارنگی کیا ہاتھ آئی گویا پستان
اُسکے ہاتھ آئے ہین یہ سمجھکر خوش ہوتا تھا اور بعوض ایک نارنگی یا ایک امرود و شریفہ
و انار و ناشپاتی وغیرہ کی قیمت کے زر کثیر دیتا تھا کوئی عاشق ایک اشرفی کوئی دلدادہ
پانچ یا دس اشرفیان دیکر کوئی پھل یا کوئی میوہ اُس سے لے لیتا تھا اور بجاے خود
فخر کرتا تھا کہ آج ہماری محبوبہ کے ہاتھ سے ہمکو ایک انار شیرین ملا ہی اُسکے ہاتھ سے ہمارا
ہاتھ مس ہوگیا کیا دل افسردہ ہمارا خوش ہوا روح کو راحت ہی سوزش داغ جگر گویا
باقی نرہی برسون کی امید آج برآئی شاہزادہ رستم ثانی دوکانداران مذکور کو اور
کنجڑنون کی دوکانون پر ہجوم عشاق کا دیکھتا ہوا اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا آگے
بڑھا وہان دیکھا کہ پالین جا بجا ساقنون کی پڑی ہین تحت اُنکے بچھے ہین حقے
مع پیچوان رکھے ہین ٹھیک مین لکڑیان جلتی ہین چرس کے تشے بازی رہے ہین چلمین چرس
کی ہاتھون مین ہین نشہ باز کس کس کر دم لگا رہے ہین لو چلمون سے دمبدم نکل رہی ہی
ساقنین بناؤ سنگار کیے بیٹھی ہین لباس رنگین و بھاری اور زیور نقرئی و طلائی پہنے
ہین سامنے اُنکے چھوٹی چھوٹی منکیان رکھی ہین اور حقے مرادآبادی بہت خوشنما برابر
لگے ہین نیچے اُنکے کلابتون سے بندھے ہوے نہایت نفیس ہین دیکھنے والے تعریف اُسکے بنانیوالے
کی کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ دیکھو کیا اچھا کاریگر تھا جسنے یہ نیچے عمدہ بنائے
ہین آگے بی ساقن کے ایک صندوقچہ فیض آبادی بہت عمدہ رکھا ہوا ہی اسمین چرس بھری
ہوئی ہی عشاق اُنکے اُنکو چرس کے تشے مین گھور رہے ہین کوئی دائرہ بجا رہا ہی خیال
گا رہا ہی نشہ باز بگوش دل سُن رہے ہین تعریف اُس خیال گانے والے کی کر رہے ہین
اشرفیان اور روپیے دے دیکر ایک ایک چلم چرس کی ساقنون سے لیکر دم چرس پر
مار رہے ہین دھوان اُڑ رہا ہی کوئی نشہ باز اشرفی دیکر کہتا ہی کہ بی بی ساقن ایک چلم
سالجہان کی بھر دو اور کوئی کہتا ہی کہ یہ پانچ اشرفیان لو اور اپنے پیڑو پری کی چرس کی
چلم ہمین بھر دو کہ نشہ خوب ہو ساقنین اپنے حسن و غرور مین بیٹھی ہوئی چلمین آدمیون کو
دے رہی ہین وہ آگ اُسپر رکھکر نشہ بازون کو دے رہے ہین کچھ نشہ باز مفلس و نادار
بھی وہان کھڑے ہین بحسرت و یاس دیکھ رہے ہین ساقنون سے مخاطب ہوکے بحسرت
و یاس کہہ رہے ہین شعر بی بی ساقن دمون کی خبر ہے ہم ہی محروم دم بغیر رہے
ساقنین اُنکی تقریر سُنکے اُنکو غریب و نادار جانکے اُنھین کچھ جواب نہین دیتی ہین بلکہ کثرت
غرور حسن سے اور بوجہ اُنکی بے زری کے منھ انکی طرف سے پھیر لیتی ہین کسی جانب کسی
کوچے مین دو طرفہ دوکانین بزازون کی ہین ہر طرح کا کپڑا سوتی اور ریشمی موٹا مہین

اُنکی دوکانون پر موجود ہی کیچلی کے تہان عمدہ عمدہ گٹھریون مین بندھے رکھے ہین
ایک سمت گٹھریان کمخواب و زربفت کی رکھی ہین ایک جانب طاقچے گرنٹ و اطلس و ساٹن لپیٹ
کے الماریون مین مزین ہین شربتی کے تہان بیحد رکھے ہوے ہین کچھ تہان گلبدن و
مشروع کے بنارسی اور اعظم گڑھ کے ہر دوکان پر موجود ہین ساریان بنارسی بیش قیمتی
نہایت عمدہ رکھی ہوئی ہین اور انگریزی کپڑا تو اسقدر ہی کہ ہر دوکان پٹی پڑی ہے
دوکاندار بیٹھے ہوے ہین ہزار ہا مردمان شہر ہر قسم کا کپڑا خرید کر رہے ہین دلال
اپنی بولی مین بزازون سے کچھ کہہ رہے ہین خریدار اُنکی تقریر نہین سمجھتے ہین جو کپڑا
مثلاً ۲ روپے گز کا ہی دلال بزازون سے ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ گز گاہک اور خریدار کو
دلوا رہے ہین خریدار دوکانداروں سے کچھ تکرار نہین کرتے ہین جو قیمت دوکاندار
کہتا ہی وہ فوراً دے دیتے ہین بازار گرما گرم ہی خریدار پر خریدار چلے آتے ہین ہر ایک دوکاندار
کی بکری ہر روز ہزار ہزار دو دو ہزار کی ہوتی ہے دلال بھی مالدار ہوگئے ہین کسی کوچے مین
کتب فروشون کی دوکانین ہین صدہا کتابین ہر ایک علم فن کی اُنکی دوکانون مین موجود
ہین اہل علم و طالب علم اُنکی دوکانون پر بیٹھے ہین کتابین حسب دلخواہ خرید کر رہے ہین
کوئی شخص فسانہ عجائب خرید کر رہا ہی کوئی طلسم الفت کی قیمت پوچھ رہا ہی کوئی الف لیلے
کی جلدین مانگ رہا ہی کوئی قصہ حاتم طائی طلب کر رہا ہی کوئی چہار درویش کے دام
دے رہا ہی خریدارون کا دوکانون پر اتنا مجمع ہی کہ کتب فروشون کو بیچنا دشوار ہی کسی
کوچے مین پتنگ فروش اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہین اکتاوے دوتاوے کنکوے
رنگ برنگی لٹکے ہوے ہین وہ بیل بوٹے اور لقا و پرین اُن مین بنی ہین کہ دیکھنے والون
کو حیرت ہوتی ہی کسی کنکوے مین باون سبھا کی پریان ناچ رہی ہین کسی مین رستم و سہراب
کی کشتی ہو رہی ہی کسی مین گھڑ دوڑ ہو رہی ہی خریدارون مین بحث ہو رہی ہی کوئی کہتا ہی کہ یہ ہم
لین گے وہ کہتا ہی کہ ہم لینگے خریدار آپس مین کٹ رہے ہین دگنی چوگنی قیمت دیکر پتنگ خرید
کر رہے ہین دوکانداروں کا اُنکی خواہش سے زیادہ فائدہ ہو رہا ہی چرخیان بے شمار ڈور کی
رکھی ہین کسی چرخی پر مسی کا مانجھا چڑھا ہی کسی پر سیندور کا مانجھا ہی کچھ چرخیان خالی بغیر ڈور
کی نقشی و سادی رکھی ہین گولے سادی ڈور کے بھی موجود ہین کچھ گولے تلچوہری کے ہین کچھ
زرد ہین کچھ سفید ہین طرح طرح کی ڈورین دوتاری سے لگا کے چالیس تاری تک کی موجود ہین
خریدار برابر چلے آتے ہین خرید کر کے لے جاتے ہین کسی جا پر کبابیون کی دوکانین لگی ہین
کوئی ماہی توے مین ٹکیا کے کباب لگا رہا ہی ادرک اور مرچین لال سبز کٹی ہوئی رکھی
ہین کھٹے اور چکوترے اور لیمو کٹے ہوے رکھے ہین کوئی سیخون مین کباب لگا کے یہ صدا دے رہا ہے
گرما گرم کباب لگے ہین مصالحہ دار۔ جو کوئی خریدار آتا ہی اور کباب خرید کرتا ہی کبابی دونا بنا کے
کباب دونے مین رکھ کے لیمو وغیرہ نچوڑ کے مرچین اور ادرک اوپر سے چھڑک کر خریدار کو دیتا
ہی وہ اسکی بو سونگھ کے نہایت خوش ہوتے ہین لال سبز مرچین کٹی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہین دو

ڈھائی گھنٹہ مین سب کباب کبابیون کے بک جاتے ہین کسی مقام پر نان بائیون کی دوکانین ہین
ہر نان بائی خوش سلیقہ ہر شیرمال وکباب نان ونہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی
بو باس سے دل طاقت پائے دماغ جان معطر ہو جائے اگر فرشتے کا اس مقام پر گذر ہو ادر خوشبو
اس طعام لذیذ کی اسکے دماغ مین جائے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو فوراً بھوک لگ آئے
وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار رسیلی چھنکار شیرمال شنگرف کے رنگ کی خستہ بھربھری
ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کسی جا تنبولیون کی دوکان
پر اہل شہر کا مجمع ہے گلوریان خرید کرکے کھا رہے ہین تنبولی سرخروئی سے یہ رمز وکنایہ کرتے ہین
بولی ٹھولی مین چباچبا کر ہردم یہ دم بھرتے ہین گھیے کا منھ کالا ہو باگرد کرڈالا عبیر ہے گلال
ہے کتھے چونے سے ادھی مین کھڑا لال ہے چوک مین اسقدر مجمع ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے نسیم و
صبا کو رستہ نہین ملتا ہے کسی جا پر خط تراش دوکانون پر بیٹھے ہین تماش بین آکے خط بنواتے
ہین خط تراش ایسا استاد ہے کہ جب خط بنتا ہے بارہ برس کے سن کا گالون سے مزہ آتا ہے چار
پہر اگر ٹھوڑی کھونٹی کا پتہ نپائے کاتب قدرت کا لکھا مٹتا ہے ایسا خط بنتا ہے کہین پر عطر فروشونکی
دوکانین مین وضعدار جوان دوپٹے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا بیتے
ہین کہ سہاگ کا عطر گرد ہو جاتا ہے جو پنوار سے دل سرد ہو جاتا ہے کسی کوچے مین افیونیون کی
دوکان پر سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگین نرالیان رکھی ہوئی ہین افیون قیف آبادی
لانے کی وہ رنگین جسنے تریاک مصر کے نقشے کرکرے کردیئے زیادہ پی جانے والے سو جان کے
لالے پڑگئے ایسے متوالے ہوگئے جھگڑا بادۂ ارغوانی وزعفرانی کا پیدا ہوا تبدیل ذائقے کو
فرنی کے خوانچے نقرئی ورق جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا جسنے چسکی پی ایک دم کے
بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور ہوا کسی جگہ حلوائیون کی دوکانین آراستہ ہین طرح طرح
کی مٹھائیان تھالیون مین چنی ہوئی ہین جس نے شیخ کولی کی مٹھائی کھائی جہان کی شیرینی سے
دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھسکا ہوا برفی کی نفاست بوباس دردزا
ہین نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کا رکابدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو
ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی مسلسل کا پیچ ذائقے کو پیچ وتاب دیتا ہے یاقوتی مفرح کا مزہ
جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے کہ عسل مصفے جنت کی نہر کا خط ملا جب حلق سے اترا کھجور سے
لذت ٹپکتی ہے ذائقے مین چور بہتر از انگور ہے نہایت آب وتاب ہم خرما وہم ثواب کسی جا بالائی
والون کی دوکانین ہین دہی کے کونڈے جمے ہوئے رکھے ہین بالائی اسقدر اچھی ہوئی ہے بالائی نہایت
عمدہ نفیس رکابیون مین چاندی کی اتری ہوئی رکھی ہے جب کسی نے بالائی خرید کی بے قند
وشکر شکر کرکے نوش جان علٰے نور رکھکر چھری سے کاٹ کر کھائی بیحد تعریف دوکاندار کی ہر جا سڑکون
پر سقے مشکین کاندھون پر لئے ہوئے کٹورے بجا بجا کر پھر رہے ہین پیاسون کو پانی پلا رہے
ہین شاہزادہ رستم ثانی یہ حال وہان کا دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ یہ شہر بہت آباد
ہے رعایا دل شاد ہے علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہے یہان ہر فن کا استاد ہے یہ

کہکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی چہار طرف دیوارین مانند قلعے کے بلند ہین ہوائے سرد اس مین سے آرہی ہی شاہزادہ رستم ثانی سمجھا کہ یہ باغ ہی اس باغ کی سیر بھی ضرور کرنا چاہیے یہ سوچکر وہی اسم اعظم آلہی ورد زبان کرتا ہوا اندر باغ کے گیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی قطعہ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پیڑ خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران خوش آہنگ نغمہ سرا برگ و بار گل سے تمام باغ بھرا شاخون پر بلبلین غزلخوان کسی جا تختہ گلاب کھلا ہوا نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تاتار ہی کہین گرد ہی نہ غبار ہی درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی اور چمک کا جوبن ہی گل خودرو کا تو وہان نام و نشان بھی نہین ہی گل مہندی کے پھول سرخ و زرد پر افشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدہ منتظر کی شکل دکھاتی ہی گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی ہی میوہ دار درخت اک لخت جدا بار کے بار سے ٹہنیان جھکی ہین درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعہ ارجمنون مین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا مستون کی روش جھومتا غنچہ سربستہ کا منھ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا نیا زر بفت کی تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان المست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی پٹریون پر چینی کے نادون مین درخت گلدار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسترن دلسوزون کی نرالی آن بان ایک تختہ مین لالہ خوف خزان سے باول داغدار گرد آسکے نافرمان کی بہار سرو و شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اسیر کو کو حق سترہ شاخ گل پہ بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندہ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہرون مین قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پا تک درخت بار سے لدے سیب دہی ناشپاتی سے زنخ گلعذارون کی کیفیت نظر آتی ہی سوسن کی اودا سٹ لب خوبردیون کی مسی کا جوبن دکھاتی ہی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان ہی صد برگ مین ہزار جلوے نہان ہین آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار لگی ہین مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد انکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیان جواہر نگار ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ سڑا بار جھڑا پڑا خار صحن چمن سے نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پر شوکت و بارفعت و شان پرستان کا مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا فرش سب افشان تہ کا شامیانہ تمامی کا تنا ہوا سفید بادلے کی جھالر کلابتو کی ڈوریان سراسر مغرق بنا ہوا سامان اس تکلف کا سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کٹا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا غرض شاہزادہ رستم ثانی باغ کی سیر سے بہت خوش

ہوا دل سے کہا کہ یہان کی ہوا بہت خوب ہی کچھ دیر یہان استراحت کرنا چاہیے پھر کچھ
سوچکر وہی اسم متبرک ورد زبان کرتا ہوا باغ سے باہر نکلا دل سے کہا کہ پھر چوک کی سیر
کرین بازار جس طرح دیکھین کوئی کوچہ دیکھنے سے چھوٹ نہ جائے یہ خیال کرکے پھر چوک
کی سیر مین مشغول ہوا اگرون پر طوائفان شہر کو بناؤ سنگھار کیئے ہوے بیٹھے دیکھا ہر ایک حسن و
خوبی مین یگانہ تھی کوئی طوائف بدشکل اُس شہر مین نظر نہ آئی غرض چوک مین اُس شہر کے
ہر کوچہ آبادی و رونق مین زیادہ تر اور شہر کے کوچون سے نظر آیا احوال ہر کوچے کا اور تمام
دوکانداروں کا کہان تک لکھا جائے خلاصہ یہ ہی کہ ہر اک کوچے مین اُس شہر کے اسقدر
آبادی اور ہجوم مردم ہی کہ گذرنا اُس کوچے سے نہایت دشوار ہی شاہزادہ رستم ثانی سیر
چند کوچہ ہائے مذکور کی کرکے آگے بڑھا ایک کوچے مین دیکھا کہ قریب قریب ایک ایک
مسجد ہی مسجدون مین فرش وغیرہ سے رونق ہی خیمے استادہ ہین نمازیون کا مجمع
ہی کسی مسجد مین کوئی عالم عمامہ کلان سر پر رکھے ہوے عبا و قبا پہنے ہوے نمازیونکو
نماز جماعت پڑھا رہا ہی ماموم ہمراہ امام کے رکوع و سجود کر رہے ہین کسی مسجد
مین موذن اذان دے رہا ہی نمازی جمع ہین کسی مسجد مین مردم ہمراہ کسی عالم کے
نماز جماعت پڑھ چکے ہین عالم مذکور بالائے منبر بیٹھا ہوا ہی وعظ و پند سے اُسکی
سامعین مستفیض ہو رہے ہین اور بہت سے دوکاندار اپنی دوکانون پر نماز مین
مشغول ہین کوئی ذکر خدا کر رہا ہی کوئی تسبیح ہاتھ مین لیئے ہوے جلد جلد دانے پر
دانہ گرا رہا ہی کوئی بعد نماز ہاتھون کو سوئے فلک اُٹھائے ہوے با خضوع و خشوع
دعا کر رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا اُن سب نمازیون کو دیکھکر بہت خوش ہوا
دل مین کہنے لگا اس شہر مین جملہ مردمان شہر سے اس محلے کے لوگ اچھے ہین
اہل اسلام و عابد و زاہد خدا پرست ہین اُنکو سوائے ذکر خدا کے اور کوئی کام نہین
ہی سودا بیچنے مین بھی تسبیح ہاتھ سے نہین چھوٹتی ہی ایسے جوان صالح ہمنے بہت کم
دیکھے ہین انھین لوگون کے باعث سے اس شہر مین یہ رونق ہی ورنہ یہ رونق اس
شہر مین کبھی نہوتی ان سے چل کے ملاقات کرنا چاہیے اور حال اس طلسم کا ان سے
دریافت کرنا چاہیے کیونکہ یہ ساحر نہین ہین مرد مسلمان عابد و زاہد شب زندہ دار
ہین یہ کبھی جھوٹ نہ بولینگے صاف صاف مجھ سے کہہ دین گے یہ باتین دل مین کرکے طلسم کشا
اُنھین نماز گذارون مین سے ایک نماز گذار کے پاس گیا اور اُسکے قریب پہونچ کر اُس
نماز گذار پر سلام کیا جیسے ہی شاہزادہ موصوف بولا اور وہ اسم اعظم الہی نہ پڑھا
اُس شخص یعنی اُسی نماز گذار نے دیکھ لیا اور جواب سلام دیکر پوچھا آپ کا اِس شہر
مین کہان سے آنا ہوا آپ تو اس شہر کے باشندے معلوم نہین ہوتے ہین طریقے سے
ایسا پایا جاتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین شاہزادہ رستم ثانی نے بمصلحت وقت جواب دیا
کہ یہ تمھارا خیال خام ہی مین طلسم کشا نہین ہون ہان تازہ وارد ہون چاہتا ہون

کہ چند روز اس شہر مین رہون سیر اس شہر کی اچھی طرح سے کرون کیونکہ یہ شہر مجھکو نہایت پسند و مرغوب ہی اُس نے جواب دیا ہمین بلکہ جملہ اہل شہر کو یہان کے حاکم کا یہ حکم ہی کہ خبردار تازہ وارد شخص کو اپنے گھر مین کوئی نہ رکھے اور جو کوئی شخص ادھر آجائے اُس کے آنے کی فوراً خبر کرے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے گا وہ مجرم سرکاری ہوگا لہذا بحکم حاکم مین آپ کے یہان آنے کی خبر کراؤن آپ ٹھہر جایئے اور اگر چند روز ارادہ آپ کا یہان توقف کرنے کا ہی تو اسی محلے مین کسی اور شخص سے واسطے اپنے رہنے کے کہیے مین اپنے گھر مین نہ رکھونگا یہ کہکر اُس دوکاندار یعنے حلوائی نے اور دوکانداروں اور مردم بازاری سے باآواز بلند کہا یارو خبردار و ہوشیار ہوجاؤ یہ شخص جو میرے سامنے کھڑا ہی تازہ وارد ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور یہ طلسم کشا ہی برائے فتح دبدبندم جہارم آیا ہی مین تو اسوقت مٹھائی بناؤن گا اتنی مہلت نہین ہی کہ اس شخص تازہ وارد کو گرفتار کرکے یہان کے حاکم کے پاس لیجاؤن لیکن تم مین سے کوئی شخص اس نووارد کو اسیر کرکے مرانت جادو کے پاس لے جائے مگر یہ خوب دل مین سمجھ لے کہ اس کا اسیر کرنا سہل نہین ہی لوح طلسمی اس کے پاس ضرور ہوگی گو بظاہر ہم مین سے کسی کو نظر نہین آتی ہی لیکن اسکے زیر لباس نہان ضرور ہوگی سحر کسی شخص کا اسپر کارگر نہوگا ہان اگر ایسا کرو تو بہتر ہے کہ تیغ و تبر سے اس سے مقابلہ کرو اور یہ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرے تو البتہ حالت زخمداری اور غشی مین گرفتار ہوگا ورنہ اسکا گرفتار ہونا بہت دشوار ہی یہ سنکے وہ سب دوکاندار جو عمامہ بر سر اور عبا و قبا در بر تسبیح بدست عبادت الہی کرتے تھے مستعد پیکار ہوے اور جملہ مردمان بازاری بھی یکبارگی شور و غل کرکے جانب شاہزادۂ رستم ثانی دوڑے اُسوقت اُنکی صورتین اور وضعین تبدیل ہوگئی تھین شاہزادۂ رستم ثانی نے جو اُنکو دیکھا سب کو ساحر پایا اُنکے ہاتھون مین اور دوش پر اسباب سحر کی جھولیان دیکھین دھوتیان بندھی ہوئی مرزائیان موٹے کپڑے کی پہنے ہوے انگوچھے دوش پر ڈالے ہوے قشقہ سیندور کا پیشانیون پر کھینچے ہوے بعض بعض ترسول اور بنسول ہاتھون مین لیے ہوے اکثر نارنج و ترنج گونے فولادی اور گلدستے اور ناریل چوبی دار ہاتھون مین لیے ہوے نظر آئے جب وہ نابکار قریب شاہزادۂ رستم ثانی کے آئے اس حلوائی سے کہنے لگے تو بھی اس شخص کی گرفتاری مین ہمارا شریک ہو حیلہ و حوالہ نہ کر ورنہ ہم سب مرانت جادو سے کہین گے کہ نبات جادو نے گرفتاری طلسم کشا مین ہماری شرکت نہین کی وہ حلوائی یعنی نبات جادو یہ تقریر اُن لوگون کی سنکے بغنچہ اُن سے کہنے لگا کہ مین اُن نامردون مین نہین ہون کہ منھ چھپا کر گھر مین بیٹھ رہون مین ابھی تمھارے ساتھ اس شخص کے گرفتار کرنے مین کوشش کرتا ہون گو ضرورت شدید ہی لیکن مٹھائی نہ بناؤنگا یہ کہکے دوکان سے بصورت ساحر

ہوکے اُترا اور اُن ساحران نابکار کا شریک ہوکے جھولی سے نارنج نکال کر سحر اُسپر دم کرکے پہلے اُس نے وہ ترنج سحر کردہ طلسم کشا پر مارا لبعدہ اور ساحرون نے بھی نارنج و ترنج اور گولے فولادی اور گلدستے اور کارد سحر وغیرہ جھولیون سے نکال کر سحر اشیاے مذکور پر دم کرکے نام سامری اور جمشید کا زبانون پر جاری کرکے طلسم کشا پر مارے وہ سب اسباب سحر سر طلسم کشا پر آکے گویا تصدق ہوکے گرے گو گلدستون اور گولون اور نارنج و ترنج وغیرہ سے بعد شق ہونے کے شعلے اور دھوان پیدا ہوا مگر کسی ساحر کے سحر نے کچھ اثر نہ کیا کیونکہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی تھی اُسکی برکت سے سحر ہراک ساحر کا باطل ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سب کو مادۂ پیکار و جنگ دیکھکر تلوار نیام سے کھینچکر اور نعرہ کرکے بصد قہر و غضب اُن نابکارون پر حملہ کیا اُسوقت مردمان موجودہ نابکار ساحران غدار بھی شور و غل کرنے لگے کسی نے کہا ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا شمشیر بکف ادھر آتا ہے کسی نے جوابدیا آتا ہے تو آنے ہم ہزارون مین وہ تنہا ہے اگر سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہوا تو آہنی ترسولون اور بینسولون سے اُس سے لڑینگے گھیر کر اُس کو زخمی کرینگے یہ اکیلا کب تک ہم سے لڑیگا آخر تھک کر بیہوش ہوکر مرکب سے گر پڑیگا اُسوقت ہم اُسکو گرفتار کرلینگے کسی ساحر نے کسی ساحر سے کہا جلد بزور سحر غرق زمین ہوجا دست طلسم کشا سے جان اپنی بچا مین بھی غرق زمین ہوتا ہون سحر پڑھتا ہون کسی نے کہا یار و تم مین سے کوئی جلد جاے طلسم کشا کے آنے کی مرات جادو کو اطلاع دے ہم اِس سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرسکتے ہین یہ سُنکے اُن ساحرون مین سے ایک ساحر جانب مکان مرات جادو روانہ ہوا کسی نے اُن جملہ ساحرون مین سے پکار کر کہا اے بھائیو دیکھو طلسم کشا اب ادھر تیغ بکف واسطے ہمارے اور تمھارے قتل کے آتا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ وقت ضرورت سحر بھی کرو جان اپنی بچانے کی تدبیر بھی کرو اور دلیرانہ ترسول و بینسول وغیرہ آلات آہنی و آبدار سے طلسم کشا سے لڑو قدم اپنے میدان جنگ سے حتی الامکان نہ ہٹاؤ جسطرح سے ہوسکے طلسم کشا کو گھیر کر زخمی کر و گھوڑے سے زمین پر گرا دو جب ہجوم کرکے گرفتار کرلو لوح طلسمی گلے سے اُتار لو جب تک مرات جادو خبر طلسم کشا کی سُنکے مع سپاہ ساحران یہان آئے تمھین کام اِسکا تمام کرو یا اِس کو اسیر کرلو شاہ طلسم تم سے نہیت خوش ہوگا زر و جواہر ملک و مال اسقدر دیگا کہ تم سب ایسے مالامال ہوجاؤگے کہ پھر تمام عمر مال دنیا کی طرف نظر خواہش نہ کروگے علاوہ زر و جواہر کے تم سب کے وہ عہدے بڑھینگے کہ مصاحبان خاص شاہ طلسم کے اُن عہدۂ جلیلہ پر رشک کرینگے جملہ ساحران موجودہ کہ پانچہزار تھے سب کے سب یہ سُنکے آمادہ گرفتاری طلسم کشا ہوے اور ساحر بھی شور و غل سُنکے شہر سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے وہ ساحر اِس طرح آتے تھے گویا پے در پے مہدم فوج ملخ آتی تھی اُس ساحر ترغیب جنگ دہندہ کی راے کو سب ساحر بھی

پسند کر کے آلات حرب و ضرب لیکے جانب طلسم کشا بڑھے شاہزادہ رستم ثانی نے قریب
اُن ساحران نابکار کے آکے تیغ آبدار سے اُنھین قتل کرنا شروع کیا وہ ساحر
بھی ترسول و پنپول سے لڑنے لگے وار کرنے لگے کبھی وقت ضرورت سحر بھی کرنے
لگے مگر شاہزادہ رستم ثانی بڑی بہادری و دلاوری و بیباکی سے اُن سب سے لڑتا
تھا اور ساحرون کے انبوہ سے کچھ اُسے ہراس نہ تھا غرض کہ بخوبی لڑائی ہونے لگی لاش پر
لاش ساحرون کی گرنے لگی لاشے اُنکے تڑپنے لگے زمین اُنکے خون نجس سے رنگین ہونے
لگی بلکہ جوے خون ساحران نابکار سر بازار بہنے لگی اُنمین سے جو ساحر مرتے تھے اُنکے
مرنے کی علامت ظاہر ہوتی تھی تاریکی ہوتی تھی آندھی سیاہ آتی تھی سنگ باری و برف
باری ہوتی تھی بیر اُنکے سحر کے اُنھین کے نام سے پکار کر یون کہتے تھے کہ قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے نام ہمارے شمشاد جادو و نبات جادو و زہیر جادو و ہزبر جادو
و عنقائے جادو و شہنواز جادو و طرار جادو و طناز جادو و ممتاز جادو
و گلزار جادو و دشت خار جادو و کہسار جادو و شہسوار جادو تھے
اسی طرح ہر ایک ساحر کے بیر اُسکے مرنے کے بعد اُسکے نام سے صدا دیتے تھے گو جنگ
عظیم ہو رہی تھی ساحر قتل ہو رہے تھے لاشے پر لاشہ طلسم کشا گرا رہا تھا مگر ساحران
نابکار کسی طرح کم نہوتے تھے بلکہ اطراف و جوانب و کوچہ ہاے شہر سے آکے شریک جنگ
ہوتے تھے کثرت اُنکی آناً فاناً بڑھتی جاتی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ساحر
ایسے بدحواس تھے کہ کچھ اُنھین دکھائی نہ دیتا تھا باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو
نہین پہچانتا تھا سوائے بھاگنے کے اور کوئی تدبیر جان بچنے کی دکھائی نہ دیتی
تھی طلسم کشا تہ تیغ سب ساحرون کو کر رہا تھا آفت کی ہلچل تھی قیامت کی جنگ
تھی اگر کوئی ساحر اپنے سحر سے آگ برساتا تھا طلسم کشا لوح کے عکس سے اُس
آگ کو سرد کر دیتا تھا کوئی ساحر اپنے سحر سے پتھر برساتا تھا کوئی برف
کے ٹکڑے اپنے سحر سے گراتا تھا کوئی گولے مارتا تھا کوئی ناریخ و ترنج مارتا تھا کوئی
گلدستے سحر کے پھینکتا تھا مگر طلسم کشا پر کوئی سحر کسی کا کارگر نہ ہوتا تھا ساحر عاجز و
و پریشان ہو کے قصد بھاگنے کا کر رہے تھے بعض ساحر سحر ترک کر کے ترسول و پنپول پکڑ
پکڑ کے شاہزادہ رستم ثانی پر ٹوٹ پڑے وہ سب کو شمشیر آبدار سے چورنگ کرنے
لگا ساحرون کا شکار کھیلنے لگا اگر یہ جنگ عظیم یہ مولف توزج نامہ جلد دوم بتفصیل
تحریر کرے تو کئی صفحہ قرطاس سیاہ کرے اور ناظرین مختصر پسند کے دلون کو خوش
تو کیا بلکہ رنجیدہ کرے لہذا بخیال رنجیدگی ناظرین مختصر پسند طول تحریر سے دست بردار
ہوتا ہے اور لطرز اختصار حال اس لڑائی کا اس طرح لکھتا ہے کہ جب صدہا
ساحرون کو شاہزادہ رستم ثانی نے بضرب تیغ آبدار قتل کیا اور وہ کوچہ لاشون
سے اُن نابکارون کے بھر دیا اُسوقت اُن تمام ساحرون نے قصد بھاگنے کا کیا تھا

کہ یکایک آسمان پر ابر دکھائی دیا اور اُس ابر سے برق چمکی اور یہ صدا اُس ابر سے پیدا ہوئی کہ
ای ساحران نامدار خبردار قصد بھاگنے کا نہ کرو ہم تمھاری مدد کو آ پہونچے یہ کہکر وہ ساحر
ابر سے اُتر کر زمین پر آئے اور شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ای طلسم کشا
اِن ادنے ساحرون کو قتل کرکے دل مین بہت خوش ہی اب بچکر ہمسے کہان جائیگا
ہم تیرے قتل کرنے کو آ پہونچے شاہزادہ رستم ثانی نے جو مڑکر دیکھا دو ساحر کریہ
منظر نظر آئے اُن سیاہ رو ساحرون کو دیکھکر شاہزادہ موصوف نے اپنا ہاتھ روک لیا
اور منتظر اُنکے آنے کے رہے وہ ساحر نابکار اپنے ساحرون مین گئے اُن سے پوچھا کہ ای
ہشیار جادو و تیمار جادو آپ ادھر کہان تشریف لائے وہ بولے ہم بڑے سیر بالائے ہوا
جاتے تھے یہان یہ حال دیکھکر چلے آئے اب تم نہ گھبراؤ ہم طلسم کشا کو اسیر کیے لیتے ہین یہ کہکر
جانب شاہزادہ رستم ثانی دونون نابکار بڑھے اور قریب شاہزادے کے پہونچکر نارنج و ترنج
جھولی سے نکالکر شاہزادہ رستم ثانی پر مارے مگر لوح کی برکت سے شاہزادے پر سحر نے
اثر نہ کیا دو چار سحر اُن نابکارون نے کیئے مگر کسی سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا تب اُنھون نے
جھنجھلا کر دستک دی فوراً ایک پُتلی گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی ہشیار جادو نے وہ گلدستہ
اُس سے لیکر کچھ سحر پڑھکر شاہزادے پر مارا اُس گلدستے سے چند شعلے پیدا ہوے جانب
طلسم کشا بڑھے شاہزادے نے لوح کا عکس ڈالا شعلے اُسکے سرد ہوگئے دونون ساحرون نے
جب دیکھا کہ ہمارا سحر اسپر اثر نہین کرتا ہی فوراً ترسول و پنسول پکڑ کر شاہزادے پر ٹوٹ پڑے
شاہزادے نے جوانمردی سے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا ایسا مارا کہ دونون نابکارون کے چار ٹکڑے
ہوے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی پھر اُنکے مرنے کی خبر لیکر روانہ ہوے شاہزادہ پھر قتل ساحرون مین
مشغول ہوا چونکہ شاہزادہ بضرب ترسول و پنسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے زخمی بہت ہوا اور
ساحران نابکار تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لاکر بھاگے اور بہت سے بزور سحر غرق ہوگئے اور کچھ بزور سحر طائر
بنکر پرواز پیدا کرکے بھاگ گئے طلسم کشا نے لڑائی فتح کرکے شکر خدا کا کیا پھر اپنی زخمداری پر نظر کرکے
خیال کیا کہ اب کسی ایسی جگہ جانا چاہیے کہ جہان دو چار روز براحت و آرام رہون یہ زخم تن
کچھ اچھے ہون اعدا وہان نہون یہ خیال کرکے خود ہی اپنے دل مین کہا ایسی جگہ اس
شہر مین کہان ملیگی جہان دشمنون سے دل کو راحت ملیگی مین جنکو عابد و خدا پرست و نماز گذار
سمجھا تھا بلکہ جنکو عبادت الہی مین مشغول دیکھا تھا وہ سب تو ایسے دشمن جان نکلے اور وں کا تو
کیا ذکر ہی وہ اُنسے زیادہ تر میرے دشمن ہونگے کون مجھ سے اس شہر مین بدوستی پیش آئیگا
مجھے اپنے گھر مین جگہ رہنے کو دیگا افسوس حال میرا بسبب زخمہائے تن کے ابتر ہی گھوڑے پر
بیٹھا نہین جاتا ہی قریب ہی کہ مرکب سے گر پڑون فرط ضعف سے غش آجائے کوئی دوست
ہمراہ بھی نہین ہی کہ ایسے وقت مین مجھ سے دوستی کریگا دشمنون سے حالت غشی مین بچائیگا
علاج میرے زخمون کا کریگا مین عجب ساعت بد مین ادھر آیا تھا کہ یہان آکے اس
حال کو پہونچا بُرا کیا مین نے عجائب جادو و خورشید روشن دل کا کہنا نہ مانا وہ میرے

خیر خواہ و دوست مین ازراہ خیر خواہی اُنھون نے بالفعل اِدھر آنے کو مجھے منع کیا تھا مین نے اُنکی
رائے کے خلاف کیا خیر جیسا کیا ویسی سختی مین مبتلا ہوا یہ باتین دل سے کرکے سوچا کہ لوح کو دیکھا
چاہیے باین نیت کہ اِسوقت کہان جاؤن یہ تجویز کرکے جلد لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا
کہ ای طلسم کشا تو آپ ہی مبتلائے سختی و ایذا ہوا کیون تونے ورد اسم اعظم آلہی مین کمی کی اور کیون
تونے اُس حلوائی یعنی نبات جادو سے کلام کیا پہلے ہی تجکو ہدایت کی گئی تھی کہ جب تک اِس اسم
اعظم آلہی کو ورد زبان کریگا اور کسی سے سخن نکریگا اُسوقت تک کوئی تجکو نہ دیکھے گا دشمنون کے شر سے
بچا رہیگا تونے ہدایت مندرجہ پر عمل نہ کیا خیر جیسا کیا ویسا مبتلائے بلا ہوا اب بھی اُسی اسم اعظم آلہی کو
ورد زبان کرجان اپنی دشمنون سے بچا برکت اُس اسم اعظم آلہی کے سب کی نظر سے نہان ہوجا اور
اگر بمقدمہ راحت و آرام تجکو فکر ہے تو یہان سے جانب جنوب جا اثنائے راہ مین ایک طلائی مینار بلند تر
تجھے ملیگا اُس مینار کے دست راست کی طرف ایک کوچہ ہے اُس کوچے مین جا اور دیکھنا جس
مکان کے دروازے پر ایک بزرگ باریش سفید نماز پڑھتا ہو وہان ٹھہر جانا جب وہ نماز پڑھ
چکے اُسپر سلام کرنا اور کہنا کہ مین اختر شمار و عابد شب زندہ دار کے پاس جانا چاہتا ہون راہ دور
سے آیا ہون وہ تجکو اُسی مکان مین لیجائیگا وہان راحت سے تیری بسر ہوگی اور جب تجھ سے
اُس اختر شمار سے ملاقات ہوگی وہ بھی تجھ سے بخلق و نیکی پیش آئیگا جو کچھ وہ تجھے دے
اُسے لے لینا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہ تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ باعث خرابی و گرفتاری کا
ہوگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے طوعًا و کرہًا اُس جگہ سے جانب جنوب وہی اسم
اعظم آلہی پڑھتا ہوا چلا ہر چند کہ مرکب بھی زخمی اور تشنہ تھا مگر آہستہ آہستہ چلا بعد قطع راہ طلسم کشا
قریب اُس مینار طلائی کے پہونچا وہان پر دور رہا تھا طلسم کشا بہدایت لوح جانب دست راست
جو راہ تھی اُسیطرف چلا ایک کوچہ ملا تھوڑی دور جاکر اُسکی کوچے مین شاہزادے نے دیکھا کہ
ایک شخص باریش سفید عمامہ برسر قبا در بر ایک دروازے پر بالائے فرش جا نماز بچھائے ہوئے
برجوع قلب نماز مین مصروف ہے رکوع و سجود کر رہا ہے چہرہ اُسکا نورانی ہے نشان سجدے کا
اسکی پیشانی نورانی پر ہے شاہزادہ رستم ثانی اُس بزرگ کو محو طاعت باری دیکھکر
اُس جگہ ٹھہر گیا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا شاہزادے نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی
جواب سلام دیا شاہزادے نے اُس سے کہا مین راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
چاہتا ہون کہ اختر شمار جو عابد شب زندہ دار ہین اُن سے ملاقات کرون اُس نے
مسکرا کر جواب دیا آپ جنکی ملاقات کے طالب ہین اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج نماز
تم دروازے پہ پڑھنا مجھے اپنے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی
کہ طلسم کشائے طلسم صندل ہے واسطے میری ملاقات کے ساحرون سے ہنگام جنگ
زخمی ہوکر میرے مکان پر آئیگا پس جسوقت شاہزادۂ موصوف آئے فی الفور اُسے
میرے مکان مین لے آنا دیر نہ لگانا مبادا کوئی ساحر دیکھ لے تو اچھا نہو گا مین اُنھین جناب کے
حکم سے یہان نماز پڑھ رہا تھا آپکے تشریف لانے کا منتظر تھا للہ الحمد و المنہ کہ آپ تشریف لائے اب توقف

رکھیے جلد اس مکان مین چلیے یہ کہکے فرش وجانماز دہلان سے اُٹھاکر شاہزادہ کو اور مرکب شاہزادہ کو
ہمراہ اپنے اُس مکان مین لے گیا دروازہ بخیال شر وفساد دشمنان بند کرلیا شاہزادہ نے اُس مکان کو دیکھا کہ بہت
بڑا مکان پختہ ہے نہایت وسیع ہے اگر دروازے بند کرلیے جائین تو اس مکان کے کئے قطع مکان مختصر
مختصر ہوجائین چنانچہ ایک مختصر قطعہ مکان مین دیکھا کہ فرش پاکیزہ بچھا ہوا ہے اُسپر بہت سے بزرگ
وجوان عمامہ برسر عبا وقبا دربر نورانی چہرہ پیشانیون پر نشان سجدہ ہاتھون مین تسبیحین خاک شفا و
زیتون کی لیے بیٹھے ہین کتابین علم نجوم کی اُنکے روبرو ہین مطالعہ اُنکا کررہے ہین ہر ایک اُمین بنظر
فکر وغور عبارت کتاب کو دیکھ رہا ہے حصول کمعنی ومطلب عبارت کتاب مین فکر کامل کررہا ہے اور ایسا مصروف
ومشغول ومستغرق دریاے فکر حصول مطلب ومعنی عبارت کتاب اختر شناسی مین ہے کہ کچھ اُسکو خبر نہین ہے
کسی کی طرف کوئی نہین دیکھتا ہے سب خاموش بیٹھے ہین عبارت پر کتابون کی نظر کررہے ہین سر
جھکائے ہین اُنکے رخون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شریف ہین شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سبکے قریب
پہونچکر بہ آواز بلند اُپر سلام کیا اُنھون نے صداے طلسم کشا سُنکے جواب سلام دینا واجب جانکے سر اُٹھاکر شاہزادہ
موصوف کو دیکھا اور جواب سلام کا دیا بعدہ سب واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے شاہزادہ درمیان اُنکے
جاے صدر پر بیٹھا وہ سب بھی بصد ادب بیٹھے اور بعد ایک لمحہ کے مزاج پرسی سے فارغ ہوکے پوچھا آپکا
اسم شریف کیا ہے کہان سے آپ تشریف لائے ہین یہ زخم آپکے جسم پر کیسے ہین شاہزادہ نے اپنا نام بتاکر
تمام حال اپنا اور لڑائی کا خلاصہ طور سے بیان کیا بعدہ پوچھا وہ بزرگ اختر شناس عابد شب زندہ دار
جنکا مین مشتاق ملاقات ہوکے یہان آیا ہون کہان ہین اُنھون نے جواب دیا جنکی ملاقات کے آپ
مشتاق ہین وہ ہمارے اُستاد ہین ہین تو اسی مکان کے ایک قطعہ مین مگر عبادت الٰہی وعمل خوانی مین
مشغول ہین بعد تین روز کے وہ عمل خوانی سے فراغت پاکے یہان تشریف لائینگے جبتک وہ جناب یہان
تشریف لائین آپ [illegible] اور اُنسے ملاقات ہو آپ یہان بہ آرام تشریف رکھین ہم سب واسطے خدمتگزاری
کے موجود ہین یہ کہکر سامان راحت واستراحت شاہزادہ مہیا کیا اور جراحون کو طلب کیا جراح حاضر ہوکر
علاج زخمہاے تن رستم ثانی مین مصروف ہوے یہان تو علاج شاہزادہ موصوف کے زخمہاے تن کا
ہورہا ہے شاگردان اختر شناس خدمت طلسم کشا کررہے ہین غذاہاے لطیف وخوشگوار شاہزادہ موصوف
کو کھلارہے ہین لیکن اب حال اُس ساحر کا لکھا جاتا ہے کہ جو بڑے خبر رسانی جانب مرات جادو روانہ ہوا تھا لکھا
جاتا ہے کہ جسوقت ساحر خدمت مرات جادو مین پہونچا بعد سلام اُسنے عرض کیا حضور غضب ہوا طلسم کشا اندر قلعے
آگیا ہے قریب دوکان نبات جادو جنگ عظیم ہورہی ہے ہزارہا ہم ایسے فرمانبردار حضور کے اُسکو گھیرے
ہین سحر تو اُسپر کسیکا اثر نہین کرتا ہے کہ اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہے مگر ترسول اور بنسول وغیرہ آلات
حرب وضرب سے خادمان حضور لڑرہے ہین طلسم کشا کو زخمی کررہے ہین قصد کیا ہے کہ اُسکو قتل کرین اور
لوح طلسمی لے لین یا کسی طرح سے اُسے گرفتار کرلین طلسم کشا بھی دلیرانہ لڑرہا ہے تلوار سے نمکخواران حضور
شاہ طلسم کو قتل کررہا ہے لاش پر لاش ساحرون کی گرا رہا ہے سر بازار دریاے خون بہا رہا ہے ہرچند خادمان
حضور کئی ہزار ہین مگر وہ مجروح ہوکے گھوڑے سے بالاے خاک نہین گرتا ہے مین واسطے خبر دینے کے حاضر
ہوا ہون مرات جادو کہ اپنے دربار مین بیٹھی تھی اہل دربار اس ساحرہ زبردست کے روبرو بیٹھے تھے

یہ خبر سن کے دنگ ہو گئی کہنے لگی طلسم کشا قلعہ مین کیونکر داخل ہو گیا اُسکا قلعہ مین آنا ثابت بھی نہوا
ہان اس وقت تیری زبانی معلوم ہوا خیر اگر کسی طور سے قلعہ مین آیا ہے تو دیکھا جائیگا وہ یہان آکے میرے
ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا یہ کہکے اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھی اور بہت سے ساحران نامی اور
لشکر ساحران کو ہمراہ لیکر ساتھ اُسی ساحرے کے بصد قہر و غضب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب قریب دوکان
نبات جادو کے پہونچی دیکھا کہ صدہا لاشے ساحرون کے پڑے ہین طلسم کشا نہین ہے شہر مین تہلکہ پڑا ہے
یہ حال دیکھکر اکثر ساحران نابکار و اہل بازار سے پوچھنے لگی تمکو کچھ معلوم ہے کہ طلسم کشا یہان سے کہان گیا
اُنھون نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہان گیا مرات جادو کہنے لگی ہر چند ممکن ہے کہ وہ جہان گیا ہے مین بزور
اوراق جمشیدی دریافت کر سکتی ہون مگر مجھے ایسی کیا ضرورت ہے کہ دریافت کرون وہی تدبیر کیون نہ کرون
کہ جس سے مدعاے دل بر آئے یہ کہکے اپنے ہمراہی ساحران نامی کے کانون مین کچھ آہستہ کہا اُنھون نے
عرض کیا بہت بہتر ہمین جو حکم دیا ہے ہم یہی کرینگے حضور نے کیا خوب تدبیر گرفتاری طلسم کشا تجویز کی ہے
عقلمندی و کار برآری مین مثل حضور کا نہین ہے وہ تقریر انکی سنکے کہنے لگی دیکھو جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین نے
تجویز کی ہے اگر تدبیر مین پٹری تو ضرور ہی طلسم کشا کو اسیر کرتی ہون لوح طلسم صندل اُس سے لیتی ہون تمسے
جو کچھ کہا ہے تم اُسکے بارے مین کوشش کرو یہ کہکے وہ ساحرہ کئی سو برس کے سن کی اپنے ماتحتون سے
اور اپنے خادمون سے مخاطب ہو کے بولی کہ جلد لاشے ساحرون کے یہان سے اُٹھواؤ اہل بازار سے کہو
دوکانین بدستور کھولین و کانون پر بیٹھین جو کچھ ہوا وہ ہوا آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اب طلسم کشا سے
چندان نہ ڈرین مین فکر اسیری اُسکی کرونگی یہ حکم دے کر وہان سے اپنے دربار کی طرف روانہ ہوئی یہان اُسکے
ملازمون نے اُسکے حکم سے لاشے ساحرون کے بازار سے اُٹھوائے اہل بازار سے کہا اب چندان
خائف و ترسان طلسم کشا سے نہو یہ سنکے دوکانداروں نے مطمئن ہو کے اپنی دوکانون پر بیٹھ کے اپنا
کاروبار کیا پھر اسی طرح اُس بازار مین خریدارون کا ہجوم ہوا دوکاندار اشیائے انواع و اقسام خریدارون
ہاتھ بیچنے لگے مرات جادو نے اپنے مکان مین ہو بیٹھکر جو تدبیر اسیری طلسم کشا کی تجویز کی تھی اُسکی
فکر کی ساحرہ نے تو نہین معلوم کیا تدبیر اسیری طلسم کشا تجویز کی ہے اور کس کام مین مصروف ہوئی ہے آیندہ
ناظرین عالی مقام کو ساحرہ مذکور کی تدبیر سے آگاہی ہو گی لیکن اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا
جاتا ہے کہ جب شاہزادہ موصوف دو تین روز تک مکان اختر شناس مین رہا جراحون کے علاج سے
زخم تن رد بااصلاح ہوے اور اختر شناس بھی بعد ختم عمل شاہزادہ کے پاس آیا ملاقات کی مزاج پوچھا
شاہزادہ نے بعد حال خیریت مزاج کہنے کے ادائے اُسکے خلق و مروت کی ثنا کر کے اُس سے کہا میرا اب دل
گھبراتا ہے چاہتا ہون اس مکان سے نکلکر باہر جاؤن شہر کی سیر کرون گو میرے پاس لوح طلسم موجود ہے لیکن وہ اسم اعظم
الٰہی بھول گیا ہون کہ جسکے پڑھنے کی برکت سے کوئی مجھے نہ دیکھتا تھا اور مین سبکو دیکھتا تھا خیال یہ ہے کہ اب
مجھکو جملہ اہل شہر دیکھین گے سیر شہر کی کرنے نہ دینگے آمادہ جنگ و جدال ہونگے ابھی مجھکو صحت کلی حاصل
نہین ہوئی ہے ایسی حالت مین اُنسے لڑنا پڑیگا اُس بزرگ و خدا شناس نے اول تو یہ جواب دیا کہ اے
شاہزادہ ذیوقار ابھی چندے یہان تشریف رکھیے گھر سے باہر نجائیے دشمن آپ کے ہزارون ہین
دوسرے اگر سیر شہر بہت دل چاہتا ہے تو خیر جائیے مین ایک نقش لکھے دیتا ہون اُسے

اپنے بازو پر باندھ لیجیے جنگ مین کسی سے کلام نکیجیے گا کوئی آپ کو نہ دیکھے گا شاہزادہ موصوف اُس نقش کا طالب
ہوا مرد پیر و خدا آشناس موصوف نے نقش لکھ کر دیا طلسم کشا نے اپنے بازو پر باندھ لیا اور لباس
پہن کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہو کے برائے سیر شہر مکان مذکور سے گیا ناف شہر مین پہونچکر دیکھا کہ ہزار ہا
مردم جوق جوق گروہ گروہ خیل خیل اندوہناک ایک طرف چلے جاتے ہین باہم کہتے ہین کہ عجب واقعہ ہوا ہی
افسوس عجب طرح موت آئی ایسا جلد مرتا بھی کسی کا اس عنوان سے کم سُنا ہوگا ہائے غضب ہوا ہر چند
شاہزادہ نے آوازین اُنکی سنین مگر حال مفصل دریافت نہوا کہ کون مرگیا کیونکر مرگیا شاہزادہ اُنھین کے ساتھ ساتھ
جس طرف وہ سب جاتے تھے چلا بعد تھوڑی دور جانے کے دیکھا کہ ایک ارتھی بالاے تخت جواہر نگار رکھی ہی
اُس تخت پر ایک شاہزادی نہایت حسین و خوبرو رشک پری سراسر غمگین و اندوہناک گیسوے مشکین اپنے
پریشان کیے لباس اپنا جابجا سے ماتم مین اپنے شوہر کے چاک کیے ہوے اشکبار بصورت سوگوار و ماتم
زدہ سر شوہر مذکور اپنے زانو پر رکھے ہوے گاہ فریاد و بکا کرتی ہی کبھی اپنی زبان پر لفظ ست ست مکرر جاری
کرتی ہی گو وہ شاہزادی مبتلاے غم شوہر ہی کثرت الم سے رنگ رخ زرد ہی چہرہ متغیر ہی آنکھین فرط
گریہ و اشکباری سے بشکل خون مین گیسوے عنبرین پر خاک ہی لباس پارہ پارہ ہی مگر تسپر اس بگاڑ پر
بھی بوجہ کثرت حسن و جمال کے ہزار ہزار طرح کے بناؤ نظر ناظرین مین اُس حور لقا کے پائے
جاتے ہین کچھ لوگ اشکبار و گریان وہ تخت مع ارتھی کے اپنے دوش پر رکھے ہین موافق اپنے مذہب
کے کچھ کلمات زبان پر جاری کرتے جاتے ہین اُن کلمات مین گاہ سیامری و جمشید کا نام آتا ہی کبھی تمثال
آئینہ رو کا نام آتا ہی غرض کلمات اعتقادیہ اپنی زبان پر جاری کرتے ہوے جاتے ہین جیسے قوم ہنود وقت لیجانے
میت کے رام رام ست وغیرہ کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہین عقب ارتھی کے ہزار ہا خاص و عام ہین ہر ایک
اشکبار و غمگین ہی کوئی کسی سے کہتا ہی ایسا بھی سانحہ جانگداز ہوا ہی وہ اُسے جواب دیتا ہی قضا سے بس نہین چلتا موت کو
کوئی ٹال نہین سکتا زندگی جتنک ہوتی ہی انسان جیتا ہی بعدہ مرجاتا ہی خواہ عالم طفلی مین خواہ جوانی مین خواہ
پیری مین اسکی زندگی اتنی ہی تھی اور اس شاہزادی خورشید طلعت کی بھی حیات اتنی ہی ہی کیونکہ اپنے
شوہر شاہزادۂ ماہ رخسار کے الم مین اور عشق مین ستی ہو گی دونون جوان آج جلکر خاک ہو جائین گے
شاہزادہ تقریر اشخاص مذکور کی سن کے پھر جانب مجمع خاص و عام دیکھنے لگا بعد صدہا آدمیون کے دیکھا کہ ایک
ضعیف تاجدار نہایت اشکبار و نالان باحال پریشان گریبان چاک سر پر خاک حلقۂ وزرا و اُمرا مین آتا ہی دو
شخص بازو اسکا پکڑے ہین وہ تاجدار اپنے فرزند نوجوان کے غم مین نالہ و فغان کرتا ہی ارکین دولت اُس سے
عرض کرتے ہین کہ اے بادشاہ اسقدر نالہ و فغان نکیجیے صبر کیجیے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس کثرت فریاد و فغان
سے کیا فائدہ ہوگا شاہزادہ زندہ نہو جائیگا وہ بادشاہ اُنکو جواب دیتا ہی اے خیر خواہان ما بدولت کیا کیجئے
ہو صبر نہین ہو سکتا فرزند مرگیا بہو بھی ستی ہو گی دو داغ دل پر ہین شاہزادہ اُس تاجدار کو دیکھکر ایک
شخص سے پوچھنے لگا یہ کون تاجدار ہی نام اسکا کیا ہی اُسنے بغور رستم ثانی کو دیکھکر لوح طلسم صندل تر گلے مین
شاہزادے کے پڑی تھی اُسکے عکس سے لیکر لوح کو پہچان کے ایک اور شخص سے پہلے کچھ آہستہ کہا پھر شاہزادہ
سے مخاطب ہو کے کہنے لگا یہ بادشاہ اس ملک کا ہی نام اُسکا کیوان شاہ ہی فرزند اُسکا مرگیا ہی شاید
تم اس شہر مین تازہ وارد ہو طلسم کشا نے جواب دیا ہان مین اس ملک مین چند روز سے آیا ہون یہ

یہ کہکے نیچے ایک درخت کے گیا وہ دونون شخص باہم کچھ مشورہ کرکے نظر سے شاہزادہ کے غائب ہوے
ہنوز طلسم کشا زیر درخت کھڑا تھا کہ یکایک دو طائر اُس درخت پر آکے بیٹھے ایک طائر نے دوسرے طائر سے
بہ آواز فصیح و بلند کہا کہ بسا عجب ہے ابھی تک طلسم کشا نیچے اس درخت کے نہین آیا اگر آتا ہمین نظر آتا
ہم اُسکے آنے کے سبب سے اپنے الم سے نجات پاتے اُس سے طالب مدد ہوتے یہ کیا بانیان طلسم نے
لکھا تھا کہ آج کی تاریخ طلسم کشا اس درخت کے نیچے ضرور آئیگا دوسرے طائر نے جواب دیا طلسم
کشا اِس درخت کے نیچے ضرور آئے گا بانیان طلسم کی تحریر غلط نہ جان تھوڑی دیر اُسکے آنے کا انتظار
کرو وہ آتا ہی ہوگا مین پہلے اُس سے اک راز مفید مطلب اُسکے کہونگا اگر وہ اُسپر عمل کریگا تو بہت جلد در
بند چہارم کو فتح کریگا بعدہ مین جس صدمہ مین ہون اُسکے بارے مین اُس سے اعانت چاہونگا
عجب نہین ہے کہ بعوض میرے احسان کرنے کے وہ بھی نیکی کرے مجھے اور تجھے قید الم سے آزاد کرے
طائر اول نے پوچھا وہ راز کیا ہے جو تو اُس سے کہے گا اُسنے کہا وہ راز یہ ہے کہ مین دوستانہ اور
ازراہ خیر خواہی طلسم کشا سے کہونگا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ دربند چہارم
طلسم صندل جلد فتح ہو جائے تو بظاہر اِس شاہزادی خورشید طلعت پر عاشق ہو کے حال اپنا پریشان کرکے
عشق اپنا شاہزادی مذکورہ پہ ظاہر کیجیے اور اُسے ہمراہ شاہزادہ کے جلنے نہ دیجیے جس طرح ہو سکے
اُسے زندہ رکھیے اور اپنے ہمراہ مرگھٹ سے لے جایئے پھر شاہزادی خورشید طلعت سے حال
دریافت کرکے فکر فتح دربند چہارم کیجیے طائر اول نے پوچھا اگر طلسم کشا تیری رائے پر عمل نکرے
تو کیا دربند چہارم فتح نکر سکیگا اُسنے جواب دیا ہان فتح نکر سکیگا بغیر شرکت شاہزادی خورشید طلعت
کے اگر لوح طلسم اُسکے پاس ہے تو ہوا کرے یہ دربند اسی قسم کا ہے یہ کہکے وہ طائر اُڑا ساتھ اُسکے
دوسرا طائر اُڑ گیا طلسم کشا نے تمام باتین دونون طائرون کی سُن کے لوح کو نہ دیکھ کے اُنکو یقینی طائر
اور دوست اپنا تصور کرکے دشمن جان خیال نکرکے رائے طائرون کی پسند کی اور اُس درخت کے
نیچے سے آگے بڑھ کے ہجوم خاص و عام سے نکل کے قریب اُس ارتھی کے جاکے اُس شاہزادی
سے مخاطب ہوکے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ ارادہ کیا ہے ستی ہونے کا کیون
قصد کیا ہے برخلاف حسینان جہان ارادہ جلنے کا کیون کیا ہے معشوقان خوبرو تو عشاق کے دلون کو
اپنی اس بے اعتنائی سے جلاتی ہین اپنے شوہر کے الم مین تجھ ایسی حسین کو آگ مین جلنا مناسب
نہین ہے واسطہ تجھکو اپنے دین و مذہب کا اس ارادہ سے باز آ مجھے اپنا شیفتہ و دیوانہ تصور کرکے
حال پر میرے نظر عنایت کر مین تیرے شوق وصل مین راہ دور و دراز سے آیا ہون اُس شاہزادی نے
تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سُن کے اور بغور دیکھ کے منھ اپنا پھیر لیا کچھ جواب ندیا شاہزادہ موصوف
نے اور قریب اُسکے جاکے عشق اپنا اُسپر ظاہر کرنے کی نظر سے لباس اپنا پارہ پارہ کیا آنسو آنکھون سے
روان کیے خاص و عام نے شاہزادہ کی تقریر سن کے کہا کہ ای جوان کیا تو دیوانہ ہے جو ایسی باتین
کرتا ہے خاموش رہ یا یہان سے چلا جا شاہزادہ موصوف نے کسی کے کہنے پہ توجہ نکرکے پند پہ
کسی کے عمل نکرکے اظہار عشق کے کلمات متواتر زبان پہ جاری کیے جملہ خاص و عام سُنا کیے
کوئی متعرض نہوا جب وہ ارتھی دریا کے کنارے مرگھٹ مین پہونچی جہان کہ ایک انبار لکڑیون کا لگا ہوا تھا

کچھ لوگ وہان بشکل نیڈتون کے بیٹھے ہوے پوتھیان ہاتھون مین لیے تھے شاہزادہ موصوف نے وہان بھی بڑے اظہار عشق فرمایا دونا کرکے لباس اپنا پارہ پارہ کیا تو بزعطیہ اختر شناس کا خیال نرہا اُس لباس کے پارہ پارہ کرنے مین حرز مذکور بازو سے کھُل کے کہین گر پڑا ہنوز شاہزادہ اظہار عشق شاہزادی مذکورہ کررہا تھا کہ اُس تاجدار کے حکم سے کچھ لوگون نے ارتھی شاہزادہ کی تخت سے اُتار کر اُس لکڑی کے انبار پر رکھی اور گرد اُس انبار ہیزم خشک کے گھی اور رال وغیرہ ڈالکر چاہا کہ آگ اُس انبار ہیزم مین لگائین ناگاہ شاہزادی خورشید طلعت اُس انبار ہیزم پر جانے لگی خاص و عام نے ہر چند روکا اور جلنے سے منع کیا مگر اُسنے نمانا آخر کار سب اُسکے روکنے سے باز رہے اُسنے انبار ہیزم مذکور پر جا کر ست سن کہکے سر اُس شاہزادہ کا اپنے زانو پر رکھ لیا مردم نے بمجبوری آگ لکڑیون مین لگائی لکڑیان سلگنے لگین دھوان ہونے لگا اُس وقت شاہزادہ نے بیتابی و بیقراری اپنی بہت ظاہر کی اُس شاہزادی نے کچھ سمجھ کے رستم ثانی کو دیکھکر کہا اے شخص سچ کہہ تو ہمارا عاشق صادق ہی یا عاشق کاذب اگر عاشق صادق ہی تو مجھے تیری بیقراری پر اُس وقت رحم آئیگا کہ جب تو یہ لوح رومال مین لپیٹ کر میری طرف پھینکدیگا اور مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لونگی اور تو اس انبار ہیزم پر شعلہ ہاے آتش سے خوف نکر کے میرے پاس آئیگا اور یہان سے مجھکو کسی طور سے لیجائیگا شاہزادہ نے بیوقوفی سے خیال کیا کہ یہ نازنین میرا امتحان عشق کرتی ہی خیر جس طرح ہو سکے امتحان مین کامل اُترنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ خیال کرکے بغیر دیکھے لوح کے لوح کو گلے سے اُتار کر رومال مین باندھ کر یہ تصور کرکے کہ مین نازنین سے لوح پھیر لونگا اُسکی طرف پھینکدی اُس نازنین نے خوش ہوکے مسکراکر رومال مذکور کو لیکے اپنے قبضہ مین کیا اتنی دیر مین شاہزادہ اُس انبار ہیزم پر گیا آگ بجھانے اور اُس نازنین کو انبار ہیزم سے اُتار لانے کی فکر کرنے لگا ناگاہ باشارہ نازنین مذکورہ جو لکڑیان زیر قدم طلسم کشا تھین وہ ٹوٹین طلسم کشا گر کے بیہوش ہوگیا مردم نے یہ شور و غل کیا کہ دو طلسم کشا اسیر ہوگیا مرات جادو نے کس مکر و فریب سے عجب عیاری کرکے لوح لیکر طلسم کشا کو اسیر کرلیا یہ شور کرکے ہر ایک خوش ہوا کیونکہ وہ مجمع خاص و عام ساحران نابکار کا تھا بزور سحر ہر ایک اپنی صورت تبدیل کیے تھا لباس نفیس پہنے تھا کوئی تاجدار کوئی وزیر کوئی امیر بنا تھا وہ طائر جو درخت پر آکے بیٹھے تھے وہ بھی ساحر تھے اُنھون نے باشارہ مرات جادو طلسم کشا کو فریب دیا تھا غرضکہ جملہ خاص و عام کہ ساحران نابکار تھے خوش ہوکے باہم گلے ملنے لگے اور کہنے لگے آج عید ہمین اس خوشی کی ہی کہ طلسم کشا اسیر ہوا ابھی سب ساحر شادمان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو ایک دیر مین قید ہون زنجیر و طوق وغیرہ مین اسیر ہون در دیر ایک ساحرہ از حد ضعیف و ناتوان پوست و استخوان نہایت بدصورت ایستادہ ہی گرد و پیش ہزارہا ساحران نابکار خوش و خرم کھڑے ہین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین ساحران نامی گرد اُس ساحرہ ضعیف و ناتوان کے ہین اس طرح تعریف اُسکی کر رہے ہین کہ اے مرات جادو مالکہ ہماری ہم کیا آپ کی تعریف کرین زبان ہماری آپ کی ثنا مین قاصر ہی کس خوبی سے یہ کار نمایان آپنے کیا ہی قدر دانی آپکی شاہ طلسم کریگا جو کچھ آپکو انعام مین خوش ہوکے نہ دے وہ تھوڑا ہی ساحرہ مذکورہ مانند بلاے جانستان ہنسکر اُنھین جواب دیتی تھی کہ اگر مین اس تدبیر اور اس مکر و فریب سے لوح نہ لیتی کبھی طلسم کشا اسیر نہوتا یہ کہکے ایک عرضی لکھواکر ایک ساحر کو دیکر کہا جلد

اُسے خدمت شاہ طلسم مین لیجا وہ ساحر عرضی لیکر فی الفور روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُس وقت وہان پہونچا کہ شاہ طلسم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر تھے شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت کو مخاطب ہو کے کہہ رہا تھا نہین معلوم مرات جادو نے طلسم کشا کے بارے مین کیا کیا وزرا عرض کر رہے تھے حضور مرات جادو نہایت عاقلہ ہی اُسنے ضرور بھی فکر اسیری طلسم کشا کی ہو گی ابھی وزرا شاہ طلسم سے یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ساحر مسمی خرم جادو دربار مین پہونچا شاہ طلسم کو سلام کیا شاہ نے پوچھا خیر تو ہی تو کیون آیا ہی اُسنے عرض کیا عرضی مرات جادو کی لیکر آیا ہون شاہ مذکور نے اُس سے عرضی طلب کی اُسنے عرضی دیدی شاہ نے عرضی منشی کو دیکر کہا پڑھو اس عرضی کو وہ عرضی لیکر پڑھنے لگا خرم جادو باشارہ شاہ طلسم سے ایک جگہ موافق اپنی ادنی لیاقت کے بیٹھ گیا شاہ طلسم عبارت عرضی مذکور کی بگوش دل سننے لگا مرات جادو نے بعد القاب کے یہ لکھا تھا کہ ای بادشاہ فلک جاہ مین نے حضور کے اقبال سے بعد کوشش و فکر و فریب طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہی لوح طلسم صندل اُس سے لے لی ہی اب جو کچھ حکم ہو یہ کنیز بجالائے شاہ طلسم عبارت عرضی مذکورہ کو سنکے از حد خوش ہوا خرمی سے اپنے تخت پر اچھل پڑا چہرہ پر آثار خوشی ظاہر ہو گئے اہل دربار بھی خوش ہوئے اُس وقت شاہ طلسم نے تعریف مرات جادو کی کر کے بو تیمار جادو سے کہ ساحر نامی و اہل دربار سے تھا کہا کہ تو جا کر لوح مرات جادو سے لے آ وہ ہنوز جانے نپایا تھا کہ شاہ طلسم نے ایک نامہ بنام مرات جادو لکھوا کر خرم جادو کو دیا اور کہا یہ نامہ میرا مرات جادو کو دیدینا یہ کہکے اُسے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر نامہ لیکر قبل جانے بو تیمار جادو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ سامنے مرات جادو کے پہونچا نامہ اُسے دیا اُسنے نامہ کو آنکھون سے لگا کے بہت تعظیم و تکریم کی مہر شاہ طلسم کی سر نامہ پر دیکھکر لفافہ چاک کر کے نامہ نکالکر خود پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے مرات جادو تو نے عجب کار نمایان کیا تو نے طلسم کشا کو اسیر کیا ہی ہم تجھ سے بہت خوش ہوے ہین انعام کثیر تیرے دینے کیلئے تجویز کیا ہی تجھے لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے طلسم کشا کو ہماری خدمت مین لیکر در قلعہ طلسمی پر حاضر ہو اور بو تیمار جادو کو ہم روانہ کرتے ہین اسکو لوح طلسم دیدینا ہمکو خیال ہی کہ مبادا مددگاران و شرکائے طلسم کشا سے کوئی حال اسیری طلسم کشا سے اگر آگاہ ہو جاے اور راہ مین تیرا سد راہ ہو تو تجھ سے لوح نہ لیجا سکے کیونکہ تیرے پاس لوح نہو گی نہ کوئی وہ لیجا سکیگا یہ عبارت نامہ مذکور کی پڑھکے مرات جادو خوش ہوئی اور جانب طلسم کشا دیکھکر کہنے لگی او طلسم کشا اب تجھکو یہان سے خدمت شاہ طلسم مین لیے جاتی ہون یقین ہی کہ آج ہی شاہ طلسم تجھکو قتل کر ڈالے اگر وہ تیرے قتل کرنے مین تامل بھی کریگا تو مین اُس سے کہکر تجھے قتل کراؤنگی تجھکو اس روز بد کی خبر نہ تھی تو نے توڑنا طلسم صندل کا آسان سمجھ لیا تھا اب اس وقت کوئی تیرا معین و مددگار یہان نہین آتا تجھے میری قید سے نہین چھڑا تا ادھر ساحرہ مذکورہ یہ کلمات شاہزادہ رستم ثانی سے کہہ رہی تھی شاہزادہ مغموم و ملول تھا بوجہ قید ہونے کے کچھ اسکو بند سے سکتا تھا الا زبان قابو مین تھی ساحرہ کو جواب دیتا تھا کہ او ساحرہ مکارہ کیا بکتی ہی تو مجھے کیا قتل کرائے گی اور شاہ طلسم مجھے کیا قتل کریگا اگر میری زندگی ہی اور فضل خدا شامل حال ہو گا تو پھر قید سے رہا ہو جاؤنگا تجھے قتل کرونگا طلسم کو توڑونگا شاہ طلسم کو قتل یا اسیر کرونگا تو مجھے جہان چاہے لیچل اب تو مین قید ہون دھوکے سے اسیر ہو گیا ہون یہان تو شاہزادہ رستم ثانی ساحرہ سے ہم سخن تھا ادھر اُن طائران سحر نے جنکو عجائب جادو اور خورشید روشن دل نے

برائے دریافت خبر طلسم کشا روانہ کیا تھا تمام حال ابتری طلسم کشا سے آگاہ ہو کے جلد جا کے عجائب جادو
و خورشید روشن دل سے کہا کہ مرات جادو نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہی لوح طلسم صندل نے لی ہی اب
وہ ساحرہ طلسم کشا کو پاس شاہ طلسم کے لیجانے پر آمادہ ہی یہ خبر سُنکے عجائب جادو و خورشید
روشن دل کو صدمہ ہوا اور کہا ہمنے منع کیا تھا کہ اس وقت برائے فتح در شہد چہارم نجائیں ساعت بد ہی شاہزادہ
رستم ثانی نے نمانا آخر انجام کہنا نماننے کا یہ ہوا کہ وہان جا کے اسیر ہو گیا یہ کہکے جملہ اہل لشکر سے کہا کہ
شاہزادہ ذیجاہ اسیر ہو گیا تم سب اسی جگہ رہو ہم سوے قلعۂ طلسمی صندلان شاہ یہان سے روانہ ہوا بالفعل ہم
یہان سے برائے تدبیر رہائی طلسم کشا جاتے ہین یہ کہکے عجائب جادو و خورشید روشن دل بزور سحر
غرق زمین ہو کے جانب قلعہ طلسمی روانہ ہوے خواجہ عمرو ثانی بھی یہ خبر وحشت اثر سن کے سراسیمہ
ایک طرف موافق اپنے طریقہ کے فال دیکھکر روانہ ہوے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی
و قران ثانی اور چار عیار بچیان بھی بفکر رہائی طلسم کشا ہر ایک سمت روانہ ہوئین حدید شاہ و شاد شاہ
وغیرہ سیاہ ساحران وغیر ساحران کو ہمراہ لیکے جانب دربار شاہ طلسم روانہ ہوے ابھی ان سبکو راہ مین چھوڑ کر
جاتا ہی اور بیان سے پھر حال مرات جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب نامہ شاہ طلسم کا اُسکو پہنچا لوح تو
جھولی مین ڈالکر شاہزادہ کو ایک قفس آہنی مین بزور سحر بند کر کے قفس کو اپنے تخت سحر پر رکھ کے اُس جگہ سے
بصد خوشی تنہا روانہ ہوئی وہان شاہ طلسم نے بوتیمار جادو کو روانہ کیا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی
قفس کو روبرو اپنے رکھے ہوے شادان و فرحان چلی جاتی ہی ناگاہ بعد قطع راہ ایک دوراہے پر پہونچی
کیونکہ ایک راہ تو قلعہ کی طرف جانے کی تھی اور دوسری راہ شاہ طلسم کے دربار کی طرف جانے کی تھی
ساحرہ مذکور نے رخ اپنا سوے قلعہ طلسمی کیا تھا کہ ناگاہ جانب دربار شاہ طلسم سے ایک آفتاب پیدا
ہوا ساحرہ مذکورہ سمجھی کہ شاید خورشید روشن دل باین صورت برائے رہائی طلسم کشا آتا ہی یہ سمجھ کے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ناریل چوبی دار نکالا سحر پڑھ کر اُسپر دم کیا اور ارادہ کیا کہ جب یہ افتاب یعنے
خورشید روشن دل قریب آئیگا یہی ناریل مارونگی ابھی ساحرہ مذکورہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی اور
تخت سحر اُسکا ہوا پر قائم تھا کہ وہ آفتاب قریب آیا پس سامنے آتے ہی اُسکے ساحرہ نے وہ ناریل اُٹھا کے
ارادہ اُس آفتاب پر مارنے کا کیا ناگاہ اُس آفتاب سے آواز آئی مرات جادو ذرا ہاتھ کو روکو دوست
و دشمن کو پہچانو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو غیر نہ سمجھو مرات جادو نے ادھر ہاتھ کو روکا اُدھر وہ آفتاب درمیان
سے شق ہوا اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار جادو تخت سحر پر سوار ہی آفتاب سحر سے نکلتا ہی یہ دیکھکر
مرات جادو بصورت آئینہ حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ بوتیمار جادو کو مین ایسا ساحر زبردست
نجانتی تھی کہ آفتاب سحر مین نہان ہو کے ادھر آئیگا خوب ہوا کہ مین نے ناریل نہین مارا اور اسکے آواز
دینے سے مین نے ہاتھ کو روکا ابھی ساحرہ اپنے دل مین یہ کہہ رہی تھی کہ بوتیمار جادو قریب تر آیا بعد سلام
کہا اے مرات جادو واقعی تمنے کیا کارنمایان کیا ہی کس طور سے طلسم کشا کو اسیر کیا ہی یہ کہکے لوح طلسمی
طلب کی مرات جادو نے بوتیمار جادو کو خوب پہچان کے جھولی سے لوح جو رومال مین لپٹی ہوئی
تھی نکال کے ساحر مذکور کے حوالے کی اُسنے لوح کو لیکر کہا اے مرات جادو مین اب راہ صحرا سے
سوے شاہ طلسم جاؤنگا آبادی سے بچاؤنگا مبادا استماع حال گرفتاری طلسم کشا سے عجائب جادو

وخورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی وزبردست روانہ ہوے ہون اور مجھ سے مقابلہ کرکے لوح
طلسم مجھسے لے لین اُس نے جواب دیا تمھین اختیار ہی مجھے شاہ طلسم نے نامہ مین لکھا تھا کہ لوح طلسم بوتیمار
جادو کو دیدینا اِس وجہ سے مین نے تمھین دیدی ہی اب تمکو جو مناسب ہو کرو اُسنے کہا میرے نزدیک بہتر
یہی ہی کہ آبادی کی راہ چھوڑ کے راہ صحرا سے جاوٗن تم جلد تر خدمت شاہ طلسم مین جاوٗ کہ وہ تمھارا منتظر
ہی یہ کہکے بوتیمار جادو سوے صحرا اُسی آفتاب سحر مین نہان ہوکر روانہ ہوا ساحرہ مذکورہ سوے شاہ روانہ
ہوئی اثناے راہ مین شاہزادہ رستم ثانی نے درمیان قفس سے دیکھا کہ قلعہ طلسم صندل دور سے نظر آتا
ہی کئی بروج اُسکے ٹوٹے ہین اور جابجا سے منہدم ہوگیا ہی کچھ پائدار وسالم ہی یہ حال قلعہ طلسمی دیکھکر دل مین
کہا یقینًا یہی قلعہ طلسم صندل ہی جسقدر مین نے مرحلے اور دربند فتح کیے ہین اُسی قدر یہ شکست ہوا ہی اور
جسقدر مرحلات ودربند باقی ہین اُسی قدر قلعہ طلسمی بھی ٹوٹنے سے محفوظ ہی ہاے حسرت طلسم کشائی دل ہی
مین رہی اسیقدر قلعہ طلسم صندل ٹوٹ کر رہگیا مین اسیر ہوگیا دیکھیے اب کسی صورت سے رہا بھی ہوتا ہون
یا نہین شاہزادہ اپنے دل مین یہ باتین کرتا تھا قید سحر ودیگر قید سلاسل مین مبتلا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا قفس
مین بیٹھا تھا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی چہار طرف دیکھتی ہوئی بصد ہوشیارئی وچالاکی سوے قلعہ
طلسمی چلی جاتی تھی اسکو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بوتیمار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ ساحر نابکار
آفتاب سحر مین نہان راہ صحرا سے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری جمال حور خصال لباس
رنگین در بر زیور نقرئی وطلائی پہنے ہوے ایک تھال برنجی مین کچھ ہار پھول اور ساغر بلورین وشیشہ پر از
شراب رکھے ہوے کچھ ہار پھولون کے خود بھی پہنے ہوے بناوٗ سنگار کیے ہوے صداے خلخال پا کی سناتی
ہوئی مانند طاوٗس طناز کے خرامان خرامان جاتی ہی اور خود بخود یہ کہتی ہی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھے
وہان جانے مین دیر ہوئی ہی دیکھتے ہی نازنین مذکور کو عاشق ہوگیا اور تقریر اُسکی سُن کے حیران وفریفتہ
ہوا فی الفور آفتاب سحر سے باہر آکے تخت سحر اپنا روبروے نازنین سوے زمین لایا اور سدراہ نازنین
مذکور کا ہو کے پوچھنے لگا کہ اے نازنین مہر تمکین سچ کہو تم گل کس بوستان خاندان کی ہو نام تمھارا کیا ہی
پیادہ پا اس صحراے پُر غار ووحشت انگیز مین یہ تھال لیے ہوے کیون جاتی ہو اور کس کے پاس
جاتی ہو یہ شراب اپنے ہاتھ سے کسکو پلاوٗگی یہ پھول ہار کسکو پنہاوٗگی کیا کوئی مجھسے بہتر ہی جس کے واسطے
لیے جاتی ہو مین تمپر شیفتہ ہون تمھاری شمشیر ابرو کا گھائل ہون دل مین اشتیاق بوس وکنار رکھتا
ہون یہ صحرا ہی بیابان دیکھنے والا کون ہی سامنے درہ کوہ ہی اس درہ کوہ مین چلو مجھے شراب اپنے ہاتھ سے
پلاوٗ میرے ہاتھ سے تم شراب پیو جب نشہ ہو اُس وقت وصل ہو نازنین مذکور نے بناز وادا جواب دیا
کہ اے ساحر میرا سدراہ نہو واہیات وبیہودہ باتین مجھسے نکر مجھے جانے دے تجھکو میرے نام وخاندان
کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ کہین جاتی ہون کیا بیان کرون کہ یہ ہار پھول اور شراب کسکے واسطے لیے
جاتی ہون اُسنے دریافت کرنے مین اصرار کیا نازنین مذکورہ نے اُسکے اصرار سے مجبور ہو کے کہا میرا نام
نسرین گلبدن ہی خاندان عالی سے ہون واسطے ایک جوگی کے یہ شراب لیے جاتی ہون گو کہ مین اُسپر
شیفتہ ہوئی تھی اور وہ بھی مجھے دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر اب اُسنے نہین معلوم کونسا سحر مجھپر کر دیا ہی بغیر
اُسکے مجھے قرار نہین ہی لہذا اسی طور سے اُسکے پاس جاتی ہون آج دیر ہو گئی ہی وہ منتظر ہوگا تو عجب نہین

میرا سدراہ اگر حال اس سدراہ ہونے کا اُس جوگی پر ظاہر ہوجائیگا تو وہ مجھے مار ڈالیگا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہی بوتیمار جادو نے مسکرا کر جواب دیا ای جان من یہ کیا کہتی ہو اُس حرامزادے جوگی کی میرے آگے کیا حقیقت ہی وہ نابکار بزور سحر مجھے کیا مار ڈالیگا کیا مین کوئی ایسا ویسا ساحر ہون آگاہ ہو کہ نام میرا بوتیمار جادو ہی مقرب بارگاہ شاہ طلسم ہون ساحران نامی و زبردست سے ہون ایسا معتمد و معتبر ہون کہ لوح طلسمی ایسی شیر مرات جادو مالک دربند چہارم سے لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا ہون دیکھو اس رومال مین لوح لپٹی ہی لوح طلسم کشا کے پاس تھی اس وجہ سے طلسم کشا نے کئی دربند فتح کیے تھے چوتھے دربند پر مالک دربند چہارم مرات جادو نے بمکر و فریب یہ لوح طلسم کشا سے لیکے اُسے گرفتار کر لیا ہی اور بحکم شاہ طلسم شاہزادہ رستم ثانی کو جانب قلعہ طلسمی وہ لیکر گئی ہی یقین کامل ہی کہ آج طلسم کشا قتل ہوجائے کیونکہ شاہ طلسم کو بہت غصہ ہی پس مجھ ایسے ساحر سے وہ جوگی نامعقول کیا مقابلہ کریگا اگر مین اُسپر ایک دانہ ماش کا ادنی سحر دم کرکے مارون تو خاک سیاہ ہوجائے تم اب اُس سے نہ ڈرو نہ اب کبھی اُسکے پاس جانا اب مجھ سے رسم ملاقات جاری کرو میرے ساتھ چلو عیش و عشرت سے بسر کرو اپنے وصل سے مدام مجھے شادکام کیا کرو یہ کہکے ہاتھ پکڑا اور جانب درہ کوہ لیچلا نازنین مذکورہ نے لاکھ انکار کیا اور ڈرایا اور حیلہ و حوالہ کیا لیکن ساحر مذکور نے نانا درہ کوہ مین لے ہی گیا اور وہان بٹھاکر نازنین مذکورہ کو بھی بعجز و انکسار اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگا ای جان من حسرت دلی یہ ہی کہ اِس وقت یہ شراب تو اپنے ہاتھ سے مجھے پلا اور میرے ہاتھ سے تو پی بعدہ اسی درہ کوہ مین ہم بستر ہو تمنائے دلی بر لا نازنین نے جواب دیا ای بوتیمار جادو اِس خیال محال سے باز آ یہ شراب لائق تیرے پینے کے نہین ہی ازحد تیز و تند ہی اِس ہی کا ایک قطرہ بھی تو پی نہین سکتا ہی اگر پیے گا تو ہلاک ہوجائیگا یا ازخود رفتہ ہوجائیگا یہ شراب وہی جوگی پیتا ہی کہ اسکا عادی ہی اور مین تجھسے وصل پر راضی نہین ہوسکتی کسی طرح وصل میرا تجھے میسر ہو نہین سکتا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہی پیر اسکے سحر سے اُسکو آگاہ کرینگے وہ ابھی یہان آکے تجھکو ہلاک کریگا ہر وقت پیر اُسکے سحر کے میرے ہمراہ رہتے ہین اور مجھکو بھی وہ قتل کریگا سوا اسکے ایک گوہر کلان اُسنے مجھے دیا ہی وہ گوہر اِس وقت بھی میرے پاس ہی اُس جوگی نے مجھسے کہدیا ہی کہ یہ گوہر وہ گوہر سحر ہی کہ خاصیت اسکی یہ ہی کہ جب تو کسی شخص سے فعل بد کریگی اُس گوہر سحر پر وہی فعل بد لکھ جائیگا ای بوتیمار جادو ہر روز وہ جوگی مجھسے وہ گوہر طلب کرکے دیکھ لیتا ہی اور پھر مجھے دیدیتا ہی پس مین نہین چاہتی ہون کہ ایک دم کے مزے و لطف کے لیے تیری جان جائے اور میری بھی جان جائے مین جاتی ہون تو بھی جا بوتیمار جادو نے کثرت الفت مین جانے نہ دیا اور کہا نسرین گلبدن تم کسی طرح کا اندیشہ نکرو اور وہ گوہر کلان مجھے دکھاؤ مین بھی دیکھون کہ وہ گوہر سحر کیسا ہی نازنین مذکورہ نے وہ گوہر اپنی جانب پہلو سے نکال کے اُسے دیا وہ اُسکو اپنے کف دست پر رکھ کر گردش دینے لگا اور کہنے لگا واقعی یہ موتی بہت بڑا ہی مین نے اتنا بڑا موتی کبھی نہین دیکھا ہی مانند بیضہ بط کے ہی ضرور ہی کہ اسمین کچھ اثر بھی ہوگا ابھی ساحر مذکور یہ کہہ رہا تھا گوہر مذکور کو دو چار بار گردش دے چکا تھا موتی ہاتھ کی گرمی سے گرم ہوچکا تھا کہ ناگاہ گوہر مسطور حالت گردش دینے مین درمیان سے شق ہوا بوے خوش اور دھوان سا اُسمین سے نکلا بوتیمار جادو بوے خوش سونگھتے ہی

اور دھوان اُسکا اُسکے دماغ تک پہونچتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا وہ نازنین اُسکے بیہوش ہوتے ہی
خوش ہوکے اُٹھی اور پکاری منم خواجہ عمرو ثانی او ساحر نابکار خوب تو میرے دام مکر مین پھنسا یہ کہکے لوح
طلسمی مع رومال پیٹے اُسکے پاس سے لیکر اپنے قبضہ مین کی بعدہ اُسکی زبان مین سوزن دیکر قتل کرنا اُسکا
مناسب نجانکر لباس اُسکا اُتار کر ایک لنگوٹی اُسکے باندھکر رنگ و روغن سے اُسکی صورت بنکر اُسے
نذر زنبیل کیا اور اُس تھالی اور شیشہ و ساغر وغیرہ کو بھی نذر زنبیل کیا بعد اسکے عمرو ثانی درہ کوہ سے
نکلکر جانب قلعہ طلسمی چلا ہنوز تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک پہلوان قوی ہیکل تخت سحر پر بیٹھا ہوا
چلا آتا ہی اُسنے بوتیمار جادو نقلی کو دیکھکر تخت سحر زمین پر لاکر کہا ای بوتیمار جادو تمھین شاہ طلسم نے واسطے
لانے لوح طلسم کے بھیجا تھا ابتک بیان ہو جلد چلو یا لوح طلسم ہمکو دو کہ ہم جلد تر لے جاوین بوتیمار نقلی نے
جواب دیا مین لوح طلسمی تمکو ہرگز نہ دونگا نہین معلوم تم کون ہو مین خود ہی لیکر جاؤنگا اُسنے متحیر ہوکے کہا ای
بوتیمار جادو کیا تم مجھے نہین پہچانتے ہو نام میرا نہین جانتے ہو مین ہومان کشاکیش جادو ہون تم بھی
مقرب درگاہ شاہ ہو مین بھی مقرب شاہ طلسم ہون بوتیمار جادو نے جواب دیا مین نے جو کچھ کہا تھا
تم اُسے نہین سمجھے کیا مین تمھین نہین پہچانتا یا نام سے تمھارے واقف نہین ہون غرض میرے کہنے کی یہ
ہی کہ یہ لوح طلسمی ہی اسے لینے شاید کوئی عیار لشکر طلسم کشا کا تمھاری صورت پر متشکل ہوکے آیا ہو
اور مجھسے لوح طلب کرتا ہو ہومان کشاکیش جادو نے کہا اگر تمھین یہ تردد ہو اور اسی سبب سے
تمنے کہا تو خیر مجھے لوح طلسم صندل نہ دو لیکن جلد چلو شاہ طلسم نے طلب کیا ہی بوتیمار جادو نے کہ بظاہر
بوتیمار جادو وا بباطن عمرو ثانی تھا جواب دہ ہوا کہ مین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا اور اب جا سکتا
ہون کہ لوح طلسم میرے پاس ہی ایسی حالت مین سحر پڑھ نہین سکتا اور پڑھون بھی تو اثر اپنا نہ دیکھائیگا بوجہ
لوح کے ہان تمھارے تخت سحر پر البتہ بیٹھکر جلد جا سکتا ہون ہومان کشاکیش جادو نے کہا اچھا میرے
تخت سحر پر سوار ہوکر چلو خواجہ عمرو ثانی اُسکے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے قلعہ طلسمی روانہ ہوے انکو تو
راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال مرات جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ ساحرہ بعد قطع راہ در قلعہ طلسمی پر
پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ در قلعہ پر صدہا خیام و بارگاہ مین ایستادہ ہین ہزارہا ساحرون کا مجمع ہی
ہر ایک ساحر اسیری طلسم کشا سے خوش ہی اکثر ساحر باہم گلے مل رہے ہین صدہا ساحر حسب الطلب شاہ طلسم
ہر ایک سمت سے چلے آتے ہین ابھی شاہزادہ موصوف جانب ساحران مذکور دیکھ رہا تھا کہ اُن ساحرون نے
مرات جادو پر نظر کرکے خوش ہوکے یہ شوروغل کیا کہ مرات جادو طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آئی ہی
کیا کار نمایان کیا مرات جادو تقریر ساحرون کی سُن کے خوش ہوتی ہوئی آگے بڑھی اکثر ساحران نامی سے
پوچھنے لگی کہ شاہ طلسم کس بارگاہ مین ہین اُنھون نے کہا اُس بارگاہ فلک فرسا مین مع جملہ اپنے اہل دربار
و دیگر ساحران نامی و نامور طلسم صندل کے تشریف رکھتے ہین مرات جادو اسی بارگاہ کی طرف گئی
قریب بارگاہ پہونچکر شاہ طلسم کو سلام کیا اور وہ قفس کہ جسمین طلسم کشا قید تھا روبروے شاہ طلسم رکھدیا
چونکہ اُس وقت روبرو صندلان شاہ ارباب نشاط رقص و نغمہ کر رہے تھے بزم عشرت نہایت خوشی سے آراستہ
تھی ہزارہا ساحران نامی و پہلوان کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے ناچ اور گانا ارباب نشاط کا دیکھ رہے تھے اور سن رہے
تھے شاہ طلسم نے مرات جادو کے آتے ہی ارباب نشاط سے بہ اشارہ کہا کہ بالفعل رقص و نغمہ نکرو تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ

ٹھہر کے رقص و نغمہ سے باز رہے اسوقت طلسم کشا نے سب پر بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا شاہ طلسم نے
سلام مرآت جادو کا بہ اشارہ لیکر از حد خوش ہوکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ دوبارہ سلام کرکے موافق اپنی قدر کے
قریب تخت شاہ طلسم ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اسوقت صندلان شاہ نے سامنے ساقیون کو طلب کیا وہ ششتیان بادۂ
تند و تیز کی مع شیشہ و ساغر لائے اور بہ اشارۂ بادشاہ مذکور جملہ اہل بزم کو شراب ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے
دینے لگے خصوص مرآت جادو کو جام متواتر دینے لگے وہ ساحرہ اور جملہ اہل بزم اور خود شاہ طلسم
بھی شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیان بے تاب کی اٹھاکر بارگاہ سے
رے گئے بعد ازان شاہ طلسم نے مرآت جادو کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے مرآت جادو تو نے
عجب کام کیا طلسم کشا کو اسیر کیا ہم تجھسے خرسند ہوے یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا جلدی کشتی
خلعت کی واسطے مرآت جادو کے لاؤ ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی مرآت جادو خلعت فاخرہ
سے مخلع ہوکے بہت خوش ہوئی شاہ طلسم نے طلسم کشا سے از حد ناراض ہوکے کہا اے طلسم کشا پیچ
کنہ اس روز بد کی بھی تجھے خبر تھی گو کہ تو قید ہوکے رہا ہو چکا ہے مگر ابکی مرتبہ مین تجھے قید نکرونگا قتل
کر ڈالونگا تیرے یہان آنے سے طلسم مین تہلکہ پڑ گیا کئی در بند ٹوٹے اور تو نے صدہا ساحرون کو
ہلاک کیا مین تجھکو بھی ہلاک کرونگا ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو بقلب صاف سجدہ کر اور اب میری
اطاعت و فرمان برداری اختیار کر تو البتہ تجھے قتل نکرون شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے صندلان
شاہ تو کیا مجھے قتل کریگا اگر میری زندگی باقی ہے تو اب بھی قید سے رہا ہو جاؤنگا طلسم صندل نابقی کو
بھی توڑونگا تجھے قتل کرونگا جو ساحر مسلمان نہوگا اسکو بھی تہ تیغ کرونگا مجکو خداوند عالم و عالمیان کی اعانت
سے امید ہے کہ تمناے مذکور میری بر آئیگی شاہ طلسم یہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سنکے بہت برہم ہوا
ملازمون کو حکم کیا کہ اسکو قتل کر دیا جلاد کو بلاؤ کہ وہ اسکو یہان سے لے جاے ہنوز جلاد کو ملازمان شاہ طلسم نے
بحکم شاہ طلب کیا تھا وہ آیا نہ تھا کہ ہومان کشا کیش جادو و بوتیمار جادو نقلی کے ہمراہ تخت سحر سے اتر کر
روبرو صندلان شاہ کے آیا اور دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ مین حکم حضور سے بوتیمار جادو
کو لے آیا شاہ نے بوتیمار جادو سے لوح طلب کی اسنے ایک لوح بصورت لوح طلسمی اپنے پہلو کی
جانب ہاتھ بڑھاکے رومال مین لپٹی ہوئی نکالی اور موافق قاعدہ کے شاہ طلسم کو دی اسنے رومال
کھولکر لوح کو نہ دیکھا کہ یہ لوح اصلی ہے یا نقلی ہے فی الفور لوح مذکور کو رومال ہی مین لپٹا رہنے دیا اور اسکو
اپنے پاس رکھ لیا پھر بوتیمار و ہومان سے باشارہ کہا بیٹھ جاؤ دونون ساحر بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے پھر شاہ طلسم نے اپنے ملازمون سے دو کشتیان خلعت زرتار کی طلب کین ملازم نے الفور
لائے پہلے ایک خلعت بوتیمار جادو کو دیا گیا بعدہ دوسرا خلعت ہومان کشا کیش جادو کو دیا گیا دونون
نے خلعت پاکے خوش ہوکے شاہ طلسم کو عطیہ خلعت کا سلام کیا بعدہ دونون ساحران مذکور اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے ابھی ساحران نابکار بیٹھے ہوے تھے بوتیمار جادو یعنے خواجہ عمرو ثانی کو خلعت دیا گیا
تھا ہومان تھے بھی خلعت پایا تھا کہ ناگاہ جلاد نابکار زشت خو سیہ درون سنگ دل بصورت تیغہ لنگروالہ
لیے ہوے روبرو صندلان شاہ کے آیا بعد سلام کرنے کے دست بستہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ فلک
جاہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے کون لایق کشتنی ہے کس اجل رسیدہ کے قتل کرنے کو مجھے طلب کیا ہے

صندلان شاہ نے یہ اشارہ کیا جو شخص اس قفس مین ہر اسے لے جا زیر تیغ بٹھا جلاد قفس آہنی اٹھا کر
بیرون بارگاہ لیگیا اور قفس مذکور سے شاہزادہ رستم ثانی کو نکال کے بوریہ ہلاکت کا ریگ کے چبوترہ پر
بٹھا کے نہایت بیرحمی سے شاہزادہ کو بوریۂ مذکور پر بٹھایا پھر گردن پر کوئلہ سے خط دیکر تیغ آبدار
و گرانبار نیام سے کھینچکر کہا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ وقت قتل تیرا قریب آیا ہر جو کچھ کھانا ہو کھا لے پانی
پینا ہو پی لے کوئی دم مین تیرے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی حسرت دل کی دل ہی مین رہیگی پھر آب و طعام
میسر نہوگا اور نہ تو سیر و سیراب ہو سکیگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او جلاد بانی بیداد اس وقت
مجھکو آب طعام کی طرف رغبت نہین ہر خون جگر پی چکا ہون غم کھا چکا ہون اس وقت دل یہ چاہتا تھا
کہ وقت آخر حمزہ صاحبقران ثانی جنکو امیر ثانی کہتے ہین اُنہین دیکھ لون اور جملہ اپنے عزیز و احباب سے
مل لون اور ملکہ رنگین کاکل کشادختر عجائب جادو کو بھی دیکھ لون اپنی محبوبہ سے مل لون اور دیگر
اپنے سرداران لشکر سے وداع ہو لون جلاد یہ تقریر سُنکے ہنسا اور پکارا ای طلسم کشا یہ تمنا تیری ہرگز
بر نہ آئیگی شاہزادہ موصوف گفتگو جلاد بیرحم سُن کے سوے فلک سر اُٹھا کے برجوع قلب اپنے معبود سے
واسطے اپنی رہائی کے دعا کرنے لگا اُدھر جلاد تیغ بدست قریب تر شاہزادہ کے کھڑا رہا حکم اول و ثانی و ثالث
کا منتظر رہا ادھر بوتیمار جادو یعنی خواجہ عمرو ثانی نے بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی جگہ سے اُٹھ کے
صندلان شاہ سے کہا ای بادشاہ فلک جاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہر شاہ مذکور نے کہا کہہ کیا کہتا
ہر اُسنے عرض کیا ای بادشاہ قتل کرنا طلسم کشا کا اچھا نہین ہر خونریزی طلسم کشا خوب نہین ہر جس جگہ خون
طلسم کشا کا گرے گا وہ زمین اور وہ طبقہ ارض ویران ہو جائیگا بانیان طلسم نے یہی لکھا ہر کہ
طلسم کشا کو بعد چالیس روز کے بیرون شہر و طلسم نے جا کے قتل کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو اُسکو
پند و نصیحت کر کے اپنے مذہب مین لانا چاہیے لہذا پہلے طلسم کشا کو ہدایت کرنا مناسب ہر کہ ہمارے
خداوندون کو سجدہ کرے اگر وہ انکار کرے تو اُسے چالیس روز تک قید رکھنا لازم ہر بعدہ بیرون شہر و
طلسم صحرا مین اُسے قتل کرانا چاہیے صندلال شاہ نے جواب دیا ای بوتیمار جادو ہمنے پہلے ہی طلسم کشا
سے کہا تھا کہ تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کر خصوص خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کر اُس نے
انکار کیا تھا اور بعوض عجز و انکسار کے کلمات سخت بھی کہے تھے ہمنے برہم ہو کے حکم قتل دیا ہر ہرچند جو تو کہتا
ہر سچ ہر کہ خونریزی طلسم کشا اندر شہر و طلسم کے اچھی نہین ہر لیکن ہم مجبور ہو کے اس فعل کو اختیار کرتے ہین
کیونکہ طلسم کشا جب قید کیا گیا رہا ہو گیا بوتیمار جادو نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین اُسے جا کر سمجھاؤن
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرنے پر راضی کرون شاید میرے کہنے سے وہ خداوند تمثال آئینہ
رو کو سجدہ کرے صندلان شاہ نے اُسکی تقریر سنکے اُسے اجازت دی بوتیمار جادو نقلی بارگاہ سے
نکلکر پھر اس جگہ گیا جس جگہ شاہزادہ بوریہ ہلاکت پر بیٹھا تھا و عا خدا سے آہستہ آہستہ کر رہا تھا اشک آنکھون مین
فرط غم سے بھرے تھے چہرہ کثرت رنج سے متغیر تھا جلاد سر پر سایہ تیغ کیے کھڑا تھا ہزارہا ساحرون کا
ہجوم تھا کوئی کہتا تھا گو طلسم کشا ہماری جان و ایمان کا دشمن ہر مگر اسکے نوجوان قتل ہونے کا صدمہ
ہوتا ہر اکثر ساحر کہتے تھے کہین جلد طلسم کشا قتل ہو جائے تو زیادہ دل کو خوشی ہو اسکی جانب سے
جو اندیشہ تھا اور ہر وہ دلون سے دور ہو جائے جلاد نے بوتیمار جادو کو دیکھکر پوچھا کیا حکم قتل

طلسم کشا لائے ہوا سنے جواب دیا تو یہان سے ہٹ جا مین طلسم کشا سے کچھ باتین کرونگا بحکم شاہ طلسم آیا ہون
جلاد یہ سنکے ہٹ گیا پھر بوتیمار جادو نے جملہ ساحرون سے کہا تم سب یہان کیون کھڑے ہو گرد و پیش
طلسم کشا سے ہٹ جاؤ خیام مین جاؤ مین طلسم کشا کو ہدایت پرستش خداوند کرونگا یہ سُن کے جملہ ساحر جو
وہان کھڑے تھے ہٹ گئے اُسوقت بوتیمار جادو نے طلسم کشا سے مخاطب ہو کے قریب اُسکے جا کے
کہا ای طلسم کشا سزا طلسم کشائی کی تو نے پائی اسیر ہو کے یہان آیا اب کوئی دم مین قتل ہوگا سرو تن
مین جدائی ہو جائیگی ہوس طلسم کشائی دل مین رہگئی اس وقت تیرا لشکر کہان ہی شہر کا تیرے کس جگہ ہین
کوئی تجھے آکے قتل سے نہین بچاتا اس وقت مجبوری و بیکسی مین مدد تیری کوئی نہین کرتا اشک آنکھون
مین کیون بھرے ہین کیا جان کے جانے کا غم ہی اگر صدمہ قتل ہونے کا ہی تو میری نصیحت پر عمل کر سرکشی
سے باز آ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کر مین اقرار کرتا ہون کہ پھر تو قتل نہوگا جان تیری بچ جائیگی
شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او ساحر کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو مین تمثال آئینہ رو پر کہ وہ اک
بندہ گناہگار خدا ے دوجہان ہی مانند شیطان کے مردم کو گمراہ کرتا ہی لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکو سجدہ
نکرونگا مجھے قتل ہونا اپنا گوارہ ہی اُس مردود کو سجدہ کرنا منظور نہین ہی مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کرتا ہون وہ ایسا خالق ہی اگر چاہے تو ابھی اپنی قدرت سے رہا کر دے دشمنون کو دوست کر کے مجھے مغلوب
اعدا پر غالب کر دے ای ساحر کیا کہون کہ مبتلاے سحر ہون دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ
ابھی اس طوق و سلاسل کو بقوت بازو توڑ کر تجھکو ہلاک کرتا بوتیمار جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ اُسوقت
مین بھی تو گفتگو سخت کرتا ہی اگر تجھسے کسی طرح سحر دفع ہو جاے تو کیا کریگا یہ طوق و سلاسل ہرگز نہ توڑ سکیگا
تجھ مین اتنی قوت بھی نہین ہی نہ ایسی ہمت ہی کہ زر کثیر و جواہر بافراط کسی کو دینے کا اقرار کرے شاید کوئی
بطمع زر و جواہر تجھے قتل ہونے سے نجات دے شاہزادہ نے جواب دیا اگر سحر مجھسے دفع ہو جاے
تو اپنی قوت دکھا دون سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدون اور صاحب ہمت وہ ہون کہ اگر
اس وقت کوئی مجھسے نیکی کرے تو مال دنیا سے اُسے بہت خوش کر دون بوتیمار جادو نے کہا تو کیا
زر و جواہر دیگا تیرے قول کا کیا اعتبار ہان دیگا بھی تو اپنی جان تو دیگا شاہزادہ کو غصہ آیا بنظر
قہر و غضب دیکھا بوتیمار جادو نے کہا او طلسم کشا کیون مجھے گھور کر دیکھتا ہی کیون اس قدر مجھپر غصہ کرتا ہی
کسی کو پہچانتا بھی ہی شناخت دوست و دشمن بھی کچھ تجھے ہی اے مین عمرو ثانی ہون لوح طلسم صندل اسبد
مکر و فریب عیاری کر کے لیکر آیا ہون یہ کہہ کے لوح طلسم صندل جلد تر گلے مین شاہزادہ رستم ثانی کے ڈال
دی اُسکی برکت سے سحر مرات جادو کا دفع ہو گیا دست و پا قابو مین آئے شاہزادہ نے زور کر کے
طوق و سلاسل کو کہ آہنی کار اصلی تھا سحر کا نہ تھا مثل تار عنکبوت کے توڑکر پھینک دیا اور شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای ساحران نابکار اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے جملہ ساحر نعرہ
طلسم کشا سُن کے از حد حیران ہوے خصوص صندلان شاہ بہت ہی حیران ہوا اپنے اہل دربار سے کہنے لگا
کہ تم سبنے سُنا ابھی نعرہ طلسم کشا نے کیا ہی ذرا جاکے دیکھو تو اُسکو کسنے رہا کیا یہ کہکے خود بھی اُٹھا اور
سبکو ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان دیکھا کہ لوح طلسم صندل گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی تلوار دست
طلسم کشا مین علم ہی اکثر ساحران نابکار خوف سے بھاگے جاتے ہین صندلان شاہ نے کہا ای نمکخواران

نابدولت غضب ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہو گیا لوح طلسم صندل بھی اُسکے پاس پہونچ گئی مجھے سخت حیرت ہے کہ اسکو کسنے رہا کیا لوح تو میرے پاس ہے اسکے گلے مین کیونکر پہونچ گئی کسنے اسکو دیدی ہے یہ کہکے اُس لوح کو دیکھا اُسے مصنوعی پاکر برہم ہو کر سب سے کہا طلسم کشا کو گھیر کر پھر گرفتار کرلو جملہ ساحر بڑھے نارنج و ترنج گولے فولادی مارنے لگے پے در پے سحر کرنے لگے بہت سے ترسول اور پنپسول لیکے حملہ آور ہوے مرأت جادو نے رہائی طلسم کشا سے مثل آئینہ کے حیران ہو کے شاہ طلسم سے کہا ای بادشاہ سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہوا مین نے بڑی مشکل سے اسے گرفتار کیا تھا لوح طلسم اس سے لے لی تھی شاہ طلسم نے جواب دیا مین خود حیران ہون کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہو گیا خیر اب پھر اسکو کسی تدبیر سے اسیر کرو یہ سنکے آگے بڑھنے نارنج و ترنج سحر کرکے مارنے لگی لڑائی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی بھی تمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرانے لگا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی آوازین قتل ہونے کی اُنکے سحر کے بیرد ینے لگے خواجہ عمر ثانی کہ بصورت بوتیمار جادو تھے ہنگام جنگ گلیم اوڑھے کھڑے تھے جب ساحرونکا زیادہ ہجوم ہوتا تھا گولے اور بان بیہوشی آمیز گلیم کو منھ سے ہٹا کر ساحرون پر مارتے تھے اور پھر گلیم اوڑھ لیتے تھے ساحران نابکار خواجہ کے گولون اور بان کو کسی طرح دفع نہ کر سکتے تھے اُنکے شعلون سے جل جلکر ہلاک ہوتے تھے اکثر پسپا ہوتے تھے ہنوز لڑائی قریب قلعہ طلسمی ہو رہی تھی طلسم کشا اور خواجہ ساحرون کو قتل کر رہے تھے لاکھون ساحرون کا مجمع تھا گو کہ ساحران نابکار دست طلسم کشا و خواجہ سے قتل ہو رہے تھے لیکن ہجوم ساحران کم نہوتا تھا صندلان شاہ حلقہ وزرا و اُمرا مین کھڑا تھا غصہ مین بھرا تھا بار بار خود ارادہ لڑنے کا کرتا تھا اُمرا و وزرا روکتے تھے اور دست بستہ عرض کرتے تھے حضور کیون لڑنے کا ارادہ کرتے ہین تھوڑی دیر مین طلسم کشا پھر گرفتار ہو جائیگا آخر کہانتک لڑے گا لڑتے لڑتے تلوارین لگاتے لگاتے تھک جائیگا غش کھا کے زمین پر گر پڑے گا یہان سے نکلکر جا نہ سکیگا سوا اسکے ابھی آپ کے دن بڑے ہین آپ کو لڑنا طلسم کشا سے بیجا ہے دور سے لڑائی دیکھیے بعوض لڑنے کے اپنی سپاہ کو ترغیب جنگ دیجیے امیدوار انعام کثیر کا کیجیے ساحران نامی و غیر نامی یکبارگی ہجوم کرکے طلسم کشا پر گرینگے ضروری اسکو گرفتار کرلینگے لوح طلسمی چھین لینگے طلسم کشا تنہا ہے لاکھون ساحرون کو روک نہ سکے گا بارہ پارہ ہی پامال سپاہ کثیر ہو جائیگا شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت کے کہنے سے غصہ کو ضبط کرکے جنگ سے باز رہکر ساحران نامی و سرداران سپاہ ساحران و پہلوانان قوی ہیکل کو ترغیب جنگ دیتا تھا اور بہ آواز بلند کہتا تھا ای نمک خواران نابدولت جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو اسیر کرو مین انعام کثیر دونگا ساحران نابکار اُسکے کہنے سے فکر اسیری طلسم کشا کرتے تھے ترسول و پنپسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے لڑتے تھے کیونکہ بوجہ لوح پاس ہونے کے سحر کسی کا طلسم کشا پر اثر نہ کرتا تھا ناگاہ بنرد گاہ مین زمین شق ہوئی عجائب جادو و خورشید روشن دل جادو و تکلہ طلسمی چھوڑ کر راہ صحرا سے جنگگاہ مذکور مین آ کے زمین سے نکلے چونکہ ہمراہ اپنے اسباب سحر لائے تھے بہ ارادہ جنگ آئے تھے نعرہ کرکے سپاہ ساحران پر گرے متواتر سحر کر کے ساحرون کو ہلاک کرنے لگے ادنی ساحر سحر ہائے عجائب جادو و خورشید روشن سے مانند شمع کافوری کے جلنے لگے ساحران نامی بھی دفع سحر

اُنکے سے عاجز ہونے لگے لشکر صندلان شاہ مین ایک تہلکہ پڑگیا یا قیامت برپا ہوگئی اکثر
ساحرون نے یہ شور کیا کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو برای اعانت طلسم کشا آگئے ہین اُنکے
سحر و سے جانبر ہونا دشوار بلکہ امر محال ہے صندلان شاہ عجائب جادو و خورشید روشن دل کے آنے سے
از حد برہم ہوا لاکھ وزرا و امرا نے سمجھایا کہ حضور نہ لڑین ستارے حضور کے طالع کے گرتے ہین صندلان شاہ
نے حال جنگ و بربادی و تباہی و قتل اپنے لشکر کا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر آگے بڑھ کے پکار کر کہا کہ اے
برادر عجائب جادو کیا حق برادری یہی ہے کہ جو تمنے کیا اور اس وقت ہمارے ساتھ کر رہے ہو اور
اے خورشید روشن دل تجھکو کچھ خیال ہم مذہب ہونے کا نہین ہے شرکت طلسم کشا ایک غیر مذہب کی
اختیار کی ہے یہ کیا دل مین آئی ہے یہ فعل تمھارا عقل کے خلاف ہے خیر جو کچھ کیا وہ کیا اب بھی اعانت طلسم کشا
اور میری عداوت سے باز آؤ طلسم صندل کے مٹانے کی فکر نکرو دیگا تمنے اور دوست ہو کے بیگانے
اور دشمن میرے نہو ورنہ مین بھی فکر تمھاری ہلاکت کی کرونگا حتی الامکان زندہ نچھوڑونگا عجائب جادو
و خورشید روشن دل نے جواب دیا اے صندلال شاہ ہمنے شراکت طلسم کشا جو کی تھی کچھ سمجھ کے کی تھی
بہبودی اپنی تصور کرلی تھی یہ فعل ہمارا نہین ہے اگر تم اپنی زندگی اور بہتری چاہتے ہو تو اطاعت طلسم کشا
کرو ورنہ ہم تمسے ڈرتے نہین ہین جو تمسے ہوسکے ہمارے حق مین بدی کرو سامنے ہمارے آؤ یہی گو ہے اور
یہی میدان ہے آج جسکو خدا فتح دیگا وہ منتحیاب ہوگا صندلان شاہ یہ سنکے غضبناک زیادہ ہوا جملہ ارکان
دولت کو ہمراہ لیکر اور آگے بڑھا عجائب جادو و خورشید روشن دل پر بڑے بڑے سخت سحر کرنے لگا
وہ بھی اُسکے سحرون کو رد کرکے اُسپر سحر کرنے لگے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت صندلان شاہ بھی لڑنے
لگے جنگ عظیم ہونے لگی اگرچہ یہ جنگ عظیم اور حملہ سحر صندلان شاہ و عجائب جادو و خورشید روشن دل
کے اور حال شمشیر زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ عمر و ثانی بہ تفصیل تحریر کیجائے تو بہت طول ہوگا چونکہ طول
دینا اس خاکسار مولف کو منظور نہین ہے لہذا بطرز اختصار احوال اس کارزار کا لکھتا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی شمشیر
زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ و سحرہاے عجائب جادو و خورشید روشن دل و صندلان شاہ وغیرہ
ساحران نامی سے قیامت برپا تھی وہ میدان گویا عرصۂ محشر تھا شور و غل بلند تھا ساحران سپاہ صندلان شاہ
ہزارہا قتل ہو رہے تھے اُنکے مرنے سے تاریکی و مدہم ہوتی تھی اور اُنکے نام سے بیر اُنکے سحر کے
پکار رہے تھے اظہار ہلاکت کر رہے تھے جابجا لاشون کے انبار لگے تھے صدہا ساحر بزور سحر بر دے
ہوا سحر کی سواریون پر سوار تھے اور مصروف و شریک جنگ تھے ہزارہا ساحر بالاے خاک جنگ آزما تھے
سحر کر رہے تھے جو طلسم کشا سے لڑتے تھے وہ ترسول اور بنسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے لڑتے
تھے ناگاہ سوے فلک صدہا لکے ابر مختلف رنگ کے پیدا ہوے اُنمین برق کی سی چمک اور رعد کی سی
آواز تھی اور ایک سمت قلعہ طلسمی کی سرحد سے علیحدہ غبار عظیم بھی اُٹھا روے آفتاب کثرت غبار سے
نہان ہوا سب جانب فلک سوے غبار دیکھنے لگے یکایک وہ ابر کے لکے درمیان سے شق ہوے
فوج ساحران نامی سحر کی سواریون پر سوار اُنمین سے پیدا ہوئی اور نارنج و ترنج اور ناریل چوٹی دار
اور گچھے پیکانون کے اور گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالکر سحر اُنپر دم کرکے اپنے حریفون
کو پہچان کے اُسپر مارنے لگے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو نے بھی ایسا سحر کرنا اور لڑنا

شروع کیا کہ صندلان شاہ وغیرہ دیکھکر دنگ ہو گئے اب لڑائی کو زیادہ قوت و ترقی ہو گئی ساحران لشکر
طلسم کشا اور لشکر خورشید روشن دل و عجائب جادو کا آگیا سپاہ صندلان شاہ بے دل ہو کے
پسپا ہونے لگی ایسی حالت مین سامنا مرآت جادو کا طلسم کشا سے ہوا شاہزادہ نے نعرہ کیا او ساحرہ نابکار
ہوشیار و خبردار ہو کہ مین اب تجھکو قتل کرتا ہون وہ یہ سُن کے غضبناک ہو کے برق بنکے گری طلسم کشا نے
فی الفور عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کے روبرو گری طلسم کشا نے بڑھ کے ایسی تلوار اُس پر
لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی اس ساحرہ کے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی جو بروج قلعہ طلسمی کے
باقی تھے ٹوٹ گئے کیونکہ چارون دربند مالکان دربند کے قتل ہونے سے بند ہوئے اور بروج قلعہ
جو دربندون سے وابستہ تھے شکستہ ہوئے بیر سحر کے مرآت جادو کے نام سے پکارے افسوس قتل
کیا مجھکو کہ نام میرا مرآت جادو تھا اب صرف قلعہ طلسمی جسکو طلسم صندل کہتے ہین کچھ باقی رہگیا جو
باقی رہا وہ بھی گردش مین تھرّا رہا تھا تھوڑی دیر بھی مرآت جادو کے مرنے مین نہ گذری تھی کہ وہ
غبار جو اُٹھا تھا ہوا سے پریشان ہوا لشکر طلسم کشا کہ غیر ساحرون کا تھا پیدا ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ
و دیگر سرداران لشکر ظاہر ہوئے اور نعرہ طلسم کشا کا سُن کے جنگ عظیم ہوتے دیکھکر دور تر مقام جنگ کے
ٹھہر کے اور وہین سے لشکر صندلان شاہ پر سب نے حملے کرنے شروع کیے ساحران لشکر صندلان شاہ
اب زیادہ ہلاک ہونے لگے اور بہت گھبرا ہے بے دل و سراسیمہ ہو کے پیچھے ہٹنے لگے پس پشت سے، پھر
جہان ستان آ گیا سامنے سے ساحران حریف نے سحر کرنا شروع کیا ایسی حالت مین درمیان دشمنون کے
گھر گئے ہزارہا ساحر ہلاک ہونے لگے اکثر قابو پا کے بزور سحر پرپرواز پیدا کر کے باز یا عقاب
وغیرہ بنکر بھاگنے لگے لشکر عجائب جادو و خورشید روشن دل و سپاہ حدید شاہ و سرشار شاہ
نے یہ حال دیکھ کر آگے بڑھ بڑھ کر اینر حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ جملہ دشمنون کو قتل کر ڈالے
کسیکو بھاگ کر جانے نہ دیجیے چنانچہ عجائب جادو و خورشید روشن دل و طلسم کشا و عنقائے
بدطینت و طفیل جادو وزرائے عجائب جادو و ملکہ ماہ سبز پوش وغیرہ نے کئی وزیرون کو
صندلان شاہ کے قتل کیا اور بہت سے ساحران نامی کو ہلاک کیا صندلان شاہ یہ رنگ جنگ
دیکھکر غمگین ہوا دل مین کہنے لگا کہ لڑائی بگڑ گئی دشمن غالب ہوئے سپاہ میری مغلوب و مقتول ہوئی
ہر جو سپاہ باقی تھی وہ بھی بے دل ہر کچھ ساحر بھاگے جاتے ہین بہت سے بھاگنے پر آمادہ ہین تاب
مقابلہ لا نہین سکتے ہین ایسے وقت مین ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ سپاہ باقی ماندہ بھاگنے نپائے اور اعدا
پسپا ہو جائین جان میری بھی دست اعدا سے بچے یہ خیال اپنے دل مین کر کے بآواز بلند پکارا کہ اے
نمکخوارا ان مایدولت کیون بیدل ہو کے پسپا ہوتے ہوا ارادہ بھاگنے کا کرتے ہو کیسے مرد ہو کہ غور تون کا
شعار اختیار کرتے ہو ابھی مین زندہ ہون گیا مین قتل ہو گیا یا گرفتار ہو گیا ہون جو بھاگے جاتے
ہو دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھو دلیرانہ دشمنون سے لڑو مین اب وہ تجویز کرتا ہون کہ دشمنون کو جان
بچانا دشوار ہو گا یہ میدان جنگ لاشہ ہائے اعدا سے بھر جائے گا مین شاہ طلسم ہون جب حکومت و اختیار رہون
بھی تک بخیال نحوست ایام کے اچھی طرح نہین لڑا تھا اب اپنی جان کا خیال نکر کے لڑتا ہون دیکھو حال اعدا کا کیا کرتا ہون
یہ کہکے سحر ہائے سخت کرنے لگا مین ویسار دپشت و روکی طرف اعدا پر آفت و بلا نازل کرنے لگا ساحرون

اور غیر ساحرون کو ہلاک و مبتلائے سحر کرنے لگا لاشون سے میدان جنگ بھرنے لگا کبھی برق بن کے گرنے لگا
خرمن اعدا کو جلانے لگا گاہ ابر سحر سے پانی برسانے لگا وہ پانی جس ادنیٰ و اعلیٰ ساحر و غیر پر برستا تھا فی الفور
بیہوش و ہلاک ہوتا تھا اسی طرح دمبدم سحر تازہ کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ صندلان شاہ نے ایسے ایسے
سحر کیے اور جم کر ایسا لڑا کہ ہزارہا لشکریان طلسم کشا کو جو انمین ساحر و غیر ساحر تھے ہلاک کیا اور لشکر کو ہٹا دیا
صحرا لاشون سے بھر دیا یہ حال دیکھکر باہم مشورہ کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو
و ملکہ ماہ سبز پوش زوجۂ عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و دیگر ساحران نامی نے چہار سمت سے صندلان
شاہ کو گھیرا عجائب جادو نے بزور سحر زمین کو سنگلاخ کیا خورشید روشن دل نے بڑے ہوا بند و بست
کیا کہ صندلان شاہ سوئے فلک کسی طرح جانے نہ پائے ملکہ ماہ سبز پوش نے پس پشت اُس کی سے
آسپر سحر سخت کیے خواجہ اور طلسم کشا اُسکے روبرو خواہان اُسکے قتل و گرفتاری کے ہوئے دیگر ساحران نے
یمین و یسار اُسکے اوپر سحر کیے اس تدبیر سے صندلان شاہ گھبرا گیا حواس خمسہ بجا نہ رہے جس طرف ذرا بھی
غافل ہوا اُس طرف سے کسی نہ کسی ساحر کا سحر چل گیا اُسکے دفع کرنے مین شاہ طلسم مصروف ہوا خود
سحر کرنے سے باز رہا ایسی حالت مین طلسم کشا نے سامنے اُسکے پہونچکر لوح کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ای صندلان شاہ
ہوشیار و خبردار ہو کہ مین آ پہونچا صندلان شاہ نے بعد بہت رو کنے اور اپنی جان بچانے کے لاچار و
مجبور ہوکر ارادہ کیا کہ بزور سحر غرق زمین ہوکر بھاگ جاؤن دشمنان قوی سے جان بچاؤن
مخصوص طلسم کشا سے اپنی جان کی حفاظت کرون یہ ارادہ کرکے سحر کرکے زمین پر قدم مارے زمین کو
سنگ پایا سوئے آسمان بزور سحر گیا مگر راہ کسی طرف جانے کی نپائی آسمان فولادی سحر کی ٹکر کھائی
سوئے یمین چاہا کہ بھاگے ساحران نامی نے روکا جانے نہ دیا جانب یسار رخ کیا عجائب جادو و ملکہ
ماہ سبز پوش سد راہ ہوئے آخر کار لاچار ہوکے قصد کیا کہ لڑ بھڑ کر جان دیجیے بھاگنا ممکن نہین ہے
دشمن چہار سمت سے گھیر چکے ہین کسی طرف سے بھاگنے نہین دیتے ہین کس کس سے لڑیے کس کس کو
دفع کیجیے خورشید روشن دل و عجائب جادو و ملکہ سبز پوش وغیرہ ساحران نامی و نامور کے سحر ہائے
سخت کیونکر بعجلت دفع کیجیے گھبراہٹ اور اضطراب مین کیا کیجیے کس کس سے مقابلہ کیجیے بہتر و مناسب
یہی ہے کہ لڑکر سر میدان مر جائیے نام دنیا مین کر جائیے یہ قصد کرکے جان دینے پر آمادہ ہوکے اپنی
نانی ملکہ آتش فروز جادو و اپنی دایہ تاریک جادو کے الطاف و اشفاق کو یاد کرکے اُنکے ہلاک ہو جانے
پر گویان ہوکے طلسم کشا سے کہا ای طلسم کشا گو تو صاحب لوح طلسم ہے مگر مین بھی وہ صاحب حکومت و اختیار ہون
کہ تجھ ایسے دشمن جانی سے جنگ کرنے مین چندان مجبور نہین ہون ہر چند عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ
میرے عدو ہین لیکن سب سے زیادہ تر میرا دشمن جان تو ہے تجھی سے مقابلہ کرتا ہون یا جان اپنی دیتا ہون
یا تجھکو کسی طرح گرفتار کرتا ہون طلسم کشا نے جواب دیا ای صندلان شاہ مین تیرے حال پر رحم کرکے کہتا
ہون کہ اگر اس وقت بھی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو مین تجھکو ہلاک
نہ کرون شاہ مذکور نے مسلمان ہونے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے چند کلمات سخت و نامناسب کہکے
ایسا ایک سحر کیا کہ درمیان اپنے اور طلسم کشا کے ایک دریائے آتش پیدا کیا پھر
ایک سوار نیزہ بکف صحرا سے پیدا ہوکے مقابل طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے بہ ہدایت

لوح اُس سوار سحر کو قتل و معدوم کرکے دریاے آتش سحر کو عکس لوح سے نابود کرکے صندلان شاہ پر حملہ کیا خواجہ عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوے شاہزادہ رستم ثانی کے ساتھ ساتھ تھے موقع پاکر دشمنون سے لڑتے جاتے تھے طلسم کشا پاپیادہ تھا خواجہ نے کہا ای فرزند لشکر تمھارا آگیا ہی اپنے لشکر کے کسی سوار کے گھوڑے پر سوار ہوکر لڑو پیادہ پا نہ لڑو ابھی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک گھوڑا ایک سوار مقتول کا قریب نظر آیا خواجہ اُس گھوڑے کو گلیم اوڑھے ہوے لے آئے شاہزادہ نے اُس مرکب پر سوار ہوکے پھر حملہ صندلان شاہ کی طرف کیا اُسنے شمشیر خون چکان دست شاہزادہ ذی شان مین دیکھکر خائف ہوکے پیچھے ہٹ کے جلد ایک سحر ایسا کیا کہ سمت صحرا سے ایک شیر غضبناک وکلان پیدا ہوا اور طلسم کشا کا سد راہ ہوا شاہزادہ نے بہ ہدایت لوح اُس شیر کو قتل و معدوم کیا یہ حال دیکھکر صندلان شاہ گھبراکر اپنے سحر کے زور سے عقاب نمر سوے فلک گیا خورشید روشن دل کے سحر سے جو ایک آسمان فولادی محیط تھا پھر اُسی سے ٹکر کھائی لاکھ چاہا کہ اُسکو بعجلت توڑ کر نکل جاے مگر دیگر ساحران نامی نے اور خود خورشید روشن دل نے ایسے ایسے آسیر سحر سخت کیے کہ وہ اُس آسمان سحر کو توڑ نہ سکا شکست کھاکے سوے زمین آیا زمین پر مانند کلوخ کے گرا طلسم کشا لغرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا چاہا کہ تلوار لگاکے کام اُسکا تمام کرے صندلان شاہ نے بصورت اصلی ہوکر جلد سحر سے چند سپریان اپنے سر اور دو پا لون کی طرف پیدا کین اور ایک سحر ایسا پڑھ کے سوے فلک پھونکا کہ تاریکی پیدا ہوئی طلسم کشا اور خواجہ دونون اسی حالت مین قریب تر صندلان شاہ کے پہونچے اُسی تاریکی مین طلسم کشا نے ابلا دیکھے لوح کے صندلان شاہ پر تلوار لگائی خواجہ نے آگے بڑھ کر پی دری کئی حباب بیہوشی مارے تلوار تو طلسم کشا کی خالی گئی تاریکی کے سبب سے اُسکے سر پر نہ پڑی کیونکہ تلوار پڑ جاتی اور وہ قتل ہوجاتا کہ حیات اُسکی باقی تھی لیکن ایک حباب بیہوشی آخر صندلان شاہ کے سوراخہاے بینی پر پڑ ہی گیا اُسکے ٹوٹنے سے اثر اُسکا اُسکے دماغ تک پہونچا فی الفور صندلان شاہ کو چھینک آئی اور بیہوش ہوکے زمین پر گرا خواجہ ساتھ شاہزادے کے تھے اس حال سے صندلان شاہ آگاہ نہ تھا کیونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوے تھے اس وجہ سے دھوکا کھاکے بدی مقدر کے سبب حباب بیہوشی آمنیسے بیہوش ہوگیا خورشید روشن دل نے اُسی وقت اپنے سحر سے اُس تاریکی کو دفع کیا طلسم کشا نے دیکھا کہ صندلان شاہ بیہوش خاک پر پڑا ہی یہ دیکھتے ہی خوش ہوکے پھر تلوار لگانے کا قصد کیا ایکا ایک عجائب جادو نے کہا اہی شاہزادہ ذیوقار بالفعل صندلان شاہ کو قتل نکیجیے گویہ کافر ہی مگر میرا بڑا بھائی ہی شاید ہدایت کرنے سے یہ دین اسلام قبول کرلے شاہزادہ نے ہاتھ اپنا روک کے جانب خواجہ عمرو ثانی دیکھا اُس نے کہا میرے نزدیک بھی مناسب ہی کہ ایکبار صندلان شاہ کو ہدایت کیجاے شاید ایکی مرتبہ دین اسلام قبول کرلے یہ کہکے باشارہ شاہزادہ رستم ثانی فی الفور اسکی زبان مین سوزن دبکیر حال الیاسی مار کر عین کارزار مین کہ لڑائی ہو رہی تھی زمین تھرا رہی تھی لاش پر لاش لشکریان ہر دو طرف کی گر رہی تھی فلک طلسمی بھی تھرا رہا تھا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی تھی کوئی معین و مددگار صندلان شاہ کا آنے نپایا تھا کہ خواجہ نے اسکو زندہ زنبیل کیا ساحران صندلان شاہ طلسم کے اسیر ہوتے ہی بے دل ہوکے بھاگنے لگے اور ہزارہا ساحر طالب امان ہوے طلسم کشا نے

انسنے کہا کہ اگر تم اقرار مسلمان ہونے کا کرو تو البتہ مین تمکو امان دون بہت سے ساحرون نے مسلمان
ہونیکا اقرار کیا تھوڑے ساحران سیہ قلبنے انکار کیا انمین سے بہت سے مارے گئے اور کچھ سوے صحرا
و کوہ بھاگ کر نکل گئے جب یہ جنگ عظیم فتح ہوئی طلسم کشا و جملہ دوستان طلسم کشا کو خوشی حاصل
ہوئی خورشید روشن دل و عجائب جادو و جملہ شہر کا وضع خواہ نے کہا ای شہریار کہاری رائے یہی ہے کہ
جلد تر داخل قلعہ طلسمی ہوکے باقی طلسم صندل کو توڑیئے سبادا تاخیر کرنے مین مدعا دلی ہرنہ آئے
شاہزادہ رستم ثانی نے انکی رائے کو پسند کیا اور بہ ہدایت لوح طلسم صندل و بشراکت درویشان و کل
ساکنان طلسم و قطب و ابدال و رازداران طلسم صندل مانند وزراے کشاد طلسم و بزرگان اختر شناس
مذکور جنہنے طلسم کشا کو نقش دیا تھا و بشراکت و اعانت خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ
باقی طلسم صندل کو بھی جلد تر فتح کیا بعد فتح کرنے کے عجائب جادو کو حقدار حکومت شہر صندل کا
جان کے اور عوض نیکی کا بھی خیال کرکے طلسم کشا نے تخت حکومت شہر صندل پر اپنے ہاتھ سے جملہ ساحران
نامی و غیر نامی کو جمع کر کے بٹھا دیا ہر ایک نے علی قدر مراتب نذر دی عجائب جادو نے قبول کر کے
باجازت و باشارہ شاہزادہ ہر ایک کو انعام علے قدر مراتب دیا اکثرونکے عہدے بڑھائے طلسم کشا
یعنی شاہزادہ رستم ثانی نے بعد تخت نشین کرنے عجائب جادو کی رائے سے خورشید روشن دل کے
جملہ مال و اسباب طلسم صندل کا نکلوایا شمار اس مال فراوان و اسباب بیش بہا کا ناممکن ہے اور
تعداد زر و جواہر و مال و اسباب کی بتفصیل تحریر کرنا دشوار ہوا الا بطریق اختصار و بطریق مجمل لکھا جاتا
ہے کہ کئی سو چھکڑے بھرے ہوئے روپیہ اور اشرفیون اور زر و جواہر و اسباب بیش قیمت سے تھے قسم اسباب در
و نایاب سے خفتان و چار آئینہ و زرہ و تاجہائے جواہر نگار کہ جنمیں لعل بیش بہا نصب تھے و دیگر اسباب
مانند پوشاک نفیس شاہان و لباس نادر تاجداران و بارگاہ صندلی و دیگر اشیائے نایاب بتقین طلسم کشا کے
ہاتھ آئین اور بہت سے قیدیان طلسم کہ جو انسان گویا بصورت حیوان بوجہ ناخن و موے سر بڑھ جانے کے
تھے جا بجا قلعہ طلسمی سے نکلے شاہزادہ رستم ثانی نے ان سب قیدیون پر مہربانی و الطاف بیحد کر کے اپنے ملازمون
سے کہا انکو حمام مین لیجاؤ ناخن و موے کہ بڑھے ہوے انکے حجامون سے کٹوا کر لباس نفیس انکو
پہنا کے ہمارے پاس لے آؤ ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی جب سب قیدیان طلسم مذکور حمام مین نہا کے
کپڑے پہن کے خدمت شاہزادہ ذیجاہ مین آئے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش ہوا پہلے سب نے شاہزادہ
کو سلام کیا تھا اب بھی پاس آکے سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار ہم ایک مدت دراز سے اس
طلسم مین قید تھے حضور کے سبب سے قید سے رہا ہوے آپنے از حد ہم پر احسان کیا ہم شکر یہ اس
احسان کا ادا نہین کر سکتے اگر تمامی عمر غلامی کرین تو بھی بار احسان ہمارے سر سے نہ اترے شاہزادہ
موصوف نے تقریر انکی سن کے عنایات بیحد آنپر کر کے کہا یہ کیا کہتے ہو مین نے ایسا کیا احسان کیا ہے
تمھارے مقدر مین فی الحال رہا ہونا تھا رہا ہوے پھر تمکو گئے ہر ایک کا نام پوچھا اور دریافت کیا تم سب
کہان کے رہنے والے ہو ہر ایک نے اپنا نام و مقام مسکن بتایا بہت سے قیدیون کو زر کثیر دیکے
کہا کہ تم اپنے وطن جاؤ وہ نہایت خوش ہوکے شاہزادہ سے رخصت ہوکے دعائین دیتے ہوے
اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوے بعد جانے قیدیان طلسم صندل کے حسب دستور قدیم شاہزادہ

رستم ثانی نے دسوان حصہ تمام مال و اسباب طلسم صندل کا خواجہ عمرو ثانی کے حوالے کیا خواجہ نے خوش ہو کے داخل زنبیل کیا پھر اسباب و مال مذکور سے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو بھی موافق اونکی لیاقت کے دیا بعد ازان حکم جشن دیا ملازمون نے بزم عشرت نہایت تکلف و خوبی سے آراستہ کی اور یہ بزم عشرت بارگاہ صندلی مین جو طلسم صندل سے نکلی ہے اور بہت وسیع نادر روزگار ہے آراستہ کی گئی تخت و کرسیان جواہر نگار و صدہا دنگل نہایت عمدہ ساتھ قاعدہ و طریقہ احسن کے بچھائے گئے گلدستے رنگا رنگ کے جابجا رکھے گئے اور واسطے روشنی کے شیشہ آلات مانند جھاڑ اور کنول وغیرہ کے بصد خوبی برائے زیب و زینت بزم عیش و دیگر اسباب عیش و عشرت جو ضروری و پر تکلف تھے موجود کیے تفصیل اُن سبکی اگر تحریر کی جائے تو محض طول ہو گا خلاصہ یہ کہ بزم عیش مانند عروس نو کے آراستہ ہوئی ارباب نشاط حسب الطلب دور دور سے حاضر ہوے کیونکہ یہ جشن دو سببون سے کیا گیا تھا اول تو خوشی فتح طلسم صندل کی کرنا منظور ہے دوسرے بڑے خورشید روشن دل بسرت تخت نشینی عجائب جادو کی ظاہر کرنا تھا الحاصل جب بزم عیش ہزار زیب و زینت و بصد تکلف آراستہ ہو چکی اور ارباب نشاط حاضر ہو چکے شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل و عجائب جادو وجملہ اکابر ذیوقار و ذیعزت مانند خواجہ عمرو ثانی شاہزادہ فیروز مازندرانی و بہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ اور وزیران عجائب جادو مسمی عنقائے بدطینت و مقبل جادو سرخاے خوک پیشانی و مفقود جادو و مرداریہ گلنار پوش و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشا داہل دربار صندلان شاہ و وزیران صندلان شاہ و ملکہ نوبہار گوہر پوش وغیرہ علی قدر مراتب تخت اور کرسیون اور دنگلون پر بزم عشرت مین بیٹھے عورتین پردہ مین بمقام محفوظ بصد آرام و راحت بیٹھین بعد بیٹھنے ارباب بزم عشرت کے بحکم شاہزادہ رستم ثانی ساقیان خوبرو خوش گلو کشتیان بادۂ مشکبو کی مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت مین آئے اور اجازت شاہزادہ موصوف سے حاصل کرکے بادۂ ناب جامہاے بلورین مین بھر بھر کے بصد خوشی و انداز جملہ ارباب سرفراز و ممتاز کو پلانے لگے ہر اک شخص جام کو اونکے ہاتھ سے لیکر شراب پینے لگا اور اشیاے گزک سے لطف بیحد اوٹھانے لگا جب تمام ارباب بزم عشرت بادہ نوشی اور گزک سے لطف اوٹھا چکے ساقی کشتیان مے گلرنگ کی اوٹھا اوٹھا کے بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے ساقیان گلپیرہن و غنچہ دہن کے حکم شاہزادہ رستم ثانی سے ایک رقاصہ خوبرو و نہایت خوش گلو زیور مرصع طلا و نقرہ و لباس نفیس و رنگین پہنے ہوے ہمراہ اپنے سازندون کے بصد ناز و انداز حاضر بزم عشرت ہوئی اور وزدیدہ نگاہون سے جو تمام اہل بزم کو دیکھکر دل مین کہنے لگی کہ کیا کیا جوانان خوبرو ہین اور کیا یہ بزم عشرت آراستہ کیگئی ہے کہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی یہ باتین دل مین کرکے شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل کو عجب انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ موصوف وغیرہ اُسکی ادا و ناز پر مسکرائے اور اُسکے حسن دلفریب پر نظر کر کے دل مین کہنے لگے کہ پروردگار عالم نے کیا اپنی قدرت کاملہ سے اسکو حسن و جمال دیا ہی اگر اسکو رشک پری کہیے تو بجا ہی ہنوز شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نظارہ اُسکے حسن دلفریب کا کر رہے تھے اور وصف صنعت صناع عالم دعا لمیان و تعریف و حمد خالق الانس و جان کر رہے تھے کہ اس رقاصہ

خوبرو نے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے باشارہ کہا جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے فی الفور سازون کو درست کیا اُس رقاصہ نے ارادۂ رقص کیا سازندے ساز بجانے لگے رقاصہ مذکورہ بناز و ادا روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کے رقص کرنے لگی گت ناچنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا بنظر غور دیکھنے لگے اور بجائے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصۂ خوش جمال ایسا رقص عدیم المثال کرتی تھی کہ اگر زہرہ و مشتری بھی بالائے فلک سے رقص اُسکا دیکھتین تو خجل ہوتین تعریف اُسکے رقص و حسن کی مختصر یہ کہ نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ تھا بانکا
طرز طاؤس بوستان کا تھا
دونون عارض تھے غیرت مشعل
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل
نور کا وہ ہر ایک سازندہ
سحر کار ایک اک نوازندہ
وہ گمک پائین کی وہ طبلے کی تھاپ
اور وہ سارنگیون کے سُر کا ملاپ
عجب انداز سے اُٹھائے ہاتھ
گردش چشم تھی اُسکے ساتھ
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی دامن سنبھالتے جانا
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
اُبھرے سینے کی بھی وہ تھی مسک
مثل طاؤس مست ایسی تنی
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
حلقۂ دست جب ہوا بالا
بن گیا گرد ماہ کے ہالہ
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
نازنے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
اہل محفل کو تھا سردہی کا ہاتھ
ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
دو ہلال ایک جا نظر آئے
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
وہ پھڑک نتھنیون کی بھی آفت تھی
چتونین وہ حلال کرتی ہین
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین
ڈور اگردن کا قتل کرتا تھا
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
دیکھو اعجاز اُسکی ٹھوکر کا
مردے ہوتے تھے فوراً ہی زندا
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
شعلۂ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
برق آسا نظر مین کوند گئی
جائے سبزہ دلون کو روند گئی

جب اس طور سے وہ رقاصۂ کامل فن ناچ چکی اور اہل بزم عشرت کو اپنے ناچ سے بہت شادمان کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل حسب مقام ہذا شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر بے دغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
عبث ای دوستو ماتم مین میرے آج روتے ہو
سوے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھنا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر تنتا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نیا تا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس آ کر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ اب تو نہین کی یار نے لیکن
ولا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
گرایا کیون مری آنکھون سے ای دل اسطرح تونے
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
سر بزم اپنے عاشق سے نہین کیون گرمیان تمنے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت مین مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتاؤ وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

پہنچ جاتے رواق شاہدین پر ای ہنر ہم بھی | یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم بگوش دل اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اور خوش ہو کے بجائے خود اسکی خوش گلوئی و کمال علم موسیقی کی ثنا کرنے لگے کوئی شخص اُس بزم عیش مین ایسا نہ تھا کہ جو محو حیرت نہوا اور خوش و خرم نہو کیونکہ عجب اُس وقت سما بندھا تھا ہر ایک مانند تصویر خاموش و متحیر تھا اُسکے گانے اور بتانے سے بشکل آئینہ حیران تھا تعریف اُسکے گانے کی مفصل تو کیا رقم کی جاے کہ قلم و دفتر رقم عاجز ہی لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق این نظم

تو لیے چرخ لالہ دونون کی لے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ

سنکے اُس گل کا زمزمہ آہنگ
پر کب اُسکے کمال کو ہوپہنچے
ہو گئی چشم ساز گوہر بار تو
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سما بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آنسوؤن کے تار
لب تصویر پر بھی شورش واہ

رقاصۂ مذکورہ تا دیر ناچ گا کے بخوبی اہل محفل کو خوش کر کے انعام گیر ہو کے باشارۂ شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے ایک اور رقاصہ کہ ناچنے اور گانے مین شہرۂ آفاق تھی حسب الطلب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے سازندون کے جلسۂ عشرت مین روبروے اہل بزم حاضر ہوئی چونکہ یہ رقاصہ بھی حسن و جمال مین بعدیل و بےمثال تھی اور نوجوان بھی تھی اہل بزم اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرنے لگے اور اُسکے ادا و انداز و خرام نازپر نگاہ کر کے محو حیرت ہوے جوانان اہل بزم اُسپر مائل ہوے رقاصہ خوبرو نے نیچی نظرون سے ہر ایک کو دیکھ کے بقاعدہ شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل کو سلام کیا بعد درست ہونے سازون کے وہ مہ لقا بصد عشوہ و ادا آمادہ ناچنے پر ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ رقص کرنے لگی اس عنوان سے گت ناچنے لگی کہ جملہ اہل بزم کو ٹھوکرون سے دمبدم پامال کرنے لگی علاوہ اہل بزم کے ساکنان فلک و خلد رقص اُسکا دیکھکر حیران تھے اور یہ کہتے تھے کہ بمصداق **نظم**

دیکھکر اُسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہر
ناچنے والون کا ہوا توڑا
پر وہ جیتن کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

ساکن خلد کہتے تھے باہم
واہ وا کہہ رہے تھے ساکن عرش
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا
حور کو ایسی وہ مسک بھلائے
وجد کرنے لگا تدرو ادا

بزم انسان مین حور رقصان ہر
لوٹے لیتا تھا پاؤن کے لب فرش
ناچ اُس گل کا لاکھ اڑائے پری
دامن صبر دل مسک جائے
بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ

پری جمال کہ علم موسیقی مین ذی کمال تھی یہ غزل گانے لگی **غزل**

پڑی ہے گرد دامان قبا پر
فدا ہے دل مرا خاک شفا پر
نگہ رکھتی تھی بیکس کی دعا پر
نظر پہنچی ہے یون صبح شب وصل
نظر کرتے نہیں اب لقا پر
مکین سایۂ دیوار جانان

نہیں ہے شیخ کو تکیہ خدا پر
ہوس خاک تیری کیمیا پر
وہ اک تم ہو کہ ناخوش ہو وفا پر
حیا خود ہے فدا اُنکی حیا پر
تپ غم سے ہین زار و زرد ایسے
نظر کرتے نہیں ظل ہما پر

سلا آئی گیسے خاک فنا پر
بھروسا اُسکو رہتا ہے عصا پر
زمین سے جاتی تھی عرش علا پر
وہ اک ہم ہین کہ راضی ہین جفا پر
ہم ایسے تشنہ کام آب خنجر
ہمین ہے فوق کاہ و کہربا پر
ملا یہ اوج آخر لاغری سے

اٹھی میت مری دوش ہوا پر	نہو مٹی ہنر برباد میری	اگر ہون خاک مین خاک شفا ہے

اہل بزم بگوش دل اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اور تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ کی کرنے
لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی ثنا خوان ہوکر زر و جواہر اُسے انعام مین دینے لگا جب اُس زہرہ خصال
نے غزل مرقومہ بالا کو تمام و کمال گاکے فراغت حاصل کی شاہزادہ موصوف نے زر کثیر انعام مین اُسے
دیکر رخصت کیا بعد اسکے جانے کے پیچھے بعد دیگرے ارباب نشاط نے بزم طرب مذکور مین آکے
رقص و نغمہ کیا سات دن تک شب و روز بزم عشرت آراستہ رہی ہر ایک اہل بزم نے بعد
خوشی رقص و نغمہ ارباب نشاط دیکھا اور سُنا اور بادہ خواری و غذاے لذیذ و خوش گوار سے
لطف بیحد اُٹھایا سوا اہل بزم کے جملہ ساکنان شہر صندل کو خوشی تھی ہر ایک شخص اپنے اپنے گھر مین
شادمان تھا کسی کو کچھ رنج نہ تھا سپہ علی قدر مراتب بحکم شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو سامان
عیش مہیا کیا تھا خوشی فتح طلسم صندل و تخت نشینی عجائب جادو و حصول دولت دین اسلام کی تھی
ہر طرف شور تہنیت تھا ہر کوچہ و بازار مین سامان عیش و سرور تھا راوی ناقل ہے کہ ساتوین روز کہ اختتام
جشن کا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے خواجہ عمرو ثانی سے
کہا ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ بھی کچھ گائیے فی الجلسہ خواجہ نے پہلے تو انکار کیا لیکن اصرار کرنے سے
اکثر اشخاص کے مجبور ہوکے کہا مین پریشان خاطر کیا گاؤن دل کو یہ تردد ہے کہ یہان سے جب اپنے
لشکر مین جاؤنگا تو جن مہاجنون سے تین روپیہ قرض لیکر صرف کیا ہے وہ اپنے روپیہ کے طالب
ہونگے میرے پاس اسقدر زر کثیر کہان ہے کہ ان سب کو اُنکا زر اصل و سود دونگا شاہزادہ رستم
ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ فیروزہ ماہ زندرانی و سہراب بن لعد صولو
وغیرہ گفتگوے خواجہ سنکے منھ پھیر کر مسکراے چونکہ سیرت حرص و ہواے خواجہ سے خوب ماہر
تھے دل مین کہنے لگے کہ بغیر حصول زر سرخ و سفید کے خواجہ نے نوازی نکرینگے لہذا کچھ انکو دینا
چاہیے یہ باتین دل مین کرکے زر کثیر جمع کرکے خواجہ کو دیا اور کہا لیجیے یہ زر کثیر مہاجنون کو
دیجیے گا قرض ادا کیجیے گا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر داخل زنبیل کرکے بہت خوش ہوکے کہا
آپ صاحبون کی خوشی سے مین نے یہ روپیہ لے تو لیا ہے مگر اس قلیل روپیہ سے کچھ مطلب نہ نکلیگا
کل قرضہ تمام مہاجنون کا ادا نہو سکیگا کیونکہ روپیہ اُنکا میرے ذمہ لاتعداد ہے جو کچھ مین نے یہان
آکے زر و جواہر پایا ہے وہ سود اُن مہاجنون کے روپیہ کا ہے یہان سے جاتے ہی تمام زر و جواہر انھین کو
دیدونگا زر اصل کی ادائی تو کجا ہان سود کی کچھ تھوڑی سی ادائی ہو جائیگی گو پریشان خاطری مین نے
بجانا اور کچھ گانا بے لطف ہے لیکن بپاس خاطر تم سبھون کے کچھ گاتا ہون خیر آج کا گانا میرا تا زندگی
تم سبھون کو یاد رہیگا یہ کہکے زنبیل سے نے نکال کے حسب دلخواہ اُسے درست کرکے لبون سے
ملاکے بجانے لگے اور یہ غزل لحن داؤدی مین گانے لگے

غزل

نہ امید وصال یار دامن گیر ہوتی ہے	جنون مین کیسے دیوانو کی جب تدبیر ہوتی ہے	ابھی اٹھنے کی اس کوچے سے گر تدبیر ہوتی ہے
نکھیر ایار کو اب وصل کا پیغام دیتے ہین	دل مجبور ترے درد کی تدبیر ہوتی ہے	گلے مین طوق آہن پاؤن مین زنجیر ہوتی ہے
وہ دیوانے ہین جنکو الفت زنجیر ہوتی ہے	جنون نہین شہر کی جانب مین کیا آؤن بیابانگی	فرخ جانا نکے عاشق ہین ہمین کیا زیب مطلب
		کہ وحشت خار صحرا انکے دامنگیر ہوتی ہے

اُٹھا کر بزم سے مجھکو وہ شوخ فتنہ گر بولا
شب وصل اُنسے بے پردہ عجب تقریر ہوتی ہے
کرون مین خستہ دل نالے نہ کیونکر ہجر جانان مین
ابھی گویا مصور سے تری تصویر ہوتی ہے

جو ہو عاشق ہمارا اُسکی یہ تعزیر ہوتی ہے
مرے نالون نے دل اُس سنگ دل کا نرم ہو کیونکر
سنا ہے بیکسون کی آہ مین تاثیر ہوتی ہے
ہین آل محمد پاک ہین ہر عیب عصیان سے

سوال بوسہ کرتا ہون کبھی گہہ خواہش وصلت
کہ آہن کی کسی پتھر مین کب تاثیر ہوتی ہے
دہن معدوم ہے وہ بھی کسی صورت جو بتلائے
کہ دعوی پہ شاہد آیت تطہیر ہوتی ہے

جملہ اہل بزم اعلے ادنے سننے لگے اُس وقت عجب سمان بندھا تھا اور خوب رنگ جما تھا اہل محفل کو سکتا تھا جو صوفی اُس بزم عشرت مین بیٹھے تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجۂ بالا کو سُن کے کچھ سمجھ کے بے اختیار لفظ حق حق مکرر زبان پر جاری کرکے عالم وجد مین تھے آنسو آنکھون سے روان تھے وہ تو انسان تھے اُنکا کیا ذکر ہے ہر ایک چشم ساز بعد سوز و گداز خواجہ کا گانا سُن کے گوہر بار تھی وہ تار ساز کے نہ تھے گویا آنسوون کے تار تھے شیشۂ مے کو ہچکی لگی تھی چشم ساغر ڈبڈبائی ہوئی تھی وحش و طیر بھی نغمۂ خواجہ سُن کے مست و از خود رفتہ تھے مفصل تعریف تو خواجہ کے گانے کی کیا لکھی جائے لیکن مختصر یہ ہے

نظم حسب مقام ہذا

بول اُٹھے طائران نقش و نگار
نیم بسمل تھے اہل محفل سب
ہو گئے مست سب در و دیوار
قتل گہہ بن گئی تھی بزم طرب

جب خواجہ عمر و تانی یہ غزل مرقومۂ بالا تمام و کمال گا چکے نے کو ہاتھ سے بالائے فرش رکھ کے جملہ اہل بزم کو چار طرف دیکھنے لگے جسکو دیکھا اُسکو عالم وجد مین پایا کسی کے ہوش و حواس بجا نہ دیکھے سب کو مست و مدہوش دیکھا تا دیر خواجہ بیٹھے ہوئے دیکھا کیے بعد تھوڑی دیر کے حواس اہل بزم کے درست ہوئے وہ مستی و مدہوشی اور وہ حالت سکتے کی سی دفع ہوئی اُس وقت ہر ایکنے از حد خواجہ کی نے نوازی اور گانے کی تعریف کرکے کہا اے خواجہ غضب کیا کہ آپ نے ہاتھ سے نے رکھ دی ہم گستاخانہ کہتے ہین معاف فرمائیگا ابھی تھوڑی دیر تو اور نے بجائیے اور چند غزلین عاشقانہ گائیے قلوب ہمارے مشتاق ہین کہ آپ اسی طرح سے پھر کچھ گائیے خواجہ نے تقریر سُن کے مجبور اُنکے اصرار بیحد سے ہوکے نے بجانا شروع کی اور کئی غزلین متواتر گائین جب خواجہ نے دیکھا کہ حال اہل بزم کا کثرت خوشی و حظ استماع نے سے متغیر ہے قریب ہے کہ فرط خوشی و کثرت و فور مستی سے ہلاک ہو جائین یہ حال مشاہدہ کرکے نے کو داخل زنبیل کیا بعد تھوڑی دیر کے جب حواس درست ہوئے نشۂ مادۂ استماع غنا کہ ہوش ربا تھا کم ہوا اکثر اشخاص نے بہت تعریف خواجہ کی کرکے کہا اے خواجہ آپ خاموش کیون ہوئے نے بجانا کیون موقوف کیا دل چاہتا ہے کہ آپ نے بجائے جائیے اور اشعار غزل ہائے عاشقانہ گائے جائیے آپکی نے نوازی و نغمہ خوشی سے دل کو کسی طرح سیری نہین ہوتی ہے قلب یہی چاہتا ہے کہ اسی طرح آپ گائے جائیے گوش ہمارے مشتاق صدائے نے ہین گانا سننے کے مشتاق ہین گو سُن چکے ہین لیکن سیری حاصل نہین ہوئی ہے یہ بزم عیش و عشرت اور زمانہ مسرت افزا غنیمت ہے خداوند عالم نے یہ دن دکھایا کہ طلسم صندل فتح ہوا ہم سب کے فتح ہونے اور عجائب جادو کے تخت نشین ہونے کے سبب سے یہ جشن ہوا ہے پیر فلک سب کا در پے آزار ہے خصوص ہم اہل اسلام سے اسکو نہایت کاوش ہے خوشی ہماری اسکو منظور نہین ہے طرح طرح کے صدمات مین مبتلا کرتا ہے کبھی خوش ہم لوگون کو دیکھ نہین سکتا ہے سنگ جفا سے شیشۂ دل کو توڑتا ہے گاہ سنگ تفرقہ درمیان ہم احباب کے ڈالتا ہے ایکیکو دوسرے سے

جدا کردیتا ہی کبھی انواع واقسام کے حوادث مین مبتلا کرتا ہی پس یہ جشن غنیمت ہی کچھ ہم لوگ اپنے دلون کو خوش
کرلین آج تو لطف زندگی اُٹھالین بمدت ایسا موقع ملا ہی نہین معلوم ظلم فلک سے کل کیا اُمید پیش آئین ہم
کہان ہون اور آپ کہان ہون یقین ہی کہ آپ اب اپنے لشکر مین یہان سے جائیگا وہان سے پھر کبھی ادھر
کاہے کو آئیگا یہان آپ کے آنے کا کیا کام ہی خواجہ نے جواب دیا اب مین ہرگز نہ بجاؤنگا دیر تک گا چکا
ہون اب کچھ بھی نہ گاؤنگا تمھاری خاطر سے مین نے اتنی دیر تک نے بجائی ہی اور چند غزلین گائی ہین کبھی
اتنی دیر تک نہین گایا زیادہ اس بارے مین مجھسے نہ کہو مجھے ملال ہوتا ہی کیونکہ تم اس طرح کہتے ہو جیسے کوئی
کسی ڈوم ڈھاڑھی سے گانے کو کہتا ہی مین ڈوم ڈھاڑی نہین ہون شکر ہی خدا کا کہ اہل عزت سے ہون
برادر امیر ثانی ہون شاہزادۂ ولایت اول ہون پیشۂ عیاری سے کچھ میری شرافت مین کمی نہین ہوئی ہی
نافہم پیشہ ورون کو ذلیل وحقیر جانتے ہین اور اُنکو زمرۂ شرفا سے نہین جانتے ہین عقلا برعکس جہلا خیال
کرتے ہین مجھکو جاہلون کے کچھ کہنے سے غرض نہین ہی خردمندون سے مطلب ہی اور خوشنودی معبود یگانہ
ہی کیونکہ حصول زر بوجہ حلال کرتا ہون شب وروز اطاعت خدا مین بسر کرتا ہون غرض اللہ الحمد والمنۃ پیش
اور اُن بندگان خدا کے آگے ذی عزت وحرمت ہون کہ جو عاقل ہین یہ کہکے خواجہ خاموش ہوئے
عجائب جادو وخورشید روشن دل وسہراب بن لندھور وشہزادہ فیروزہ مازندرانی گشتاسپ شاہ
وغیرہ نے چہرۂ خواجہ پر آثار برہمی پاکے کہا ای خواجہ آپ کے ذی عزت ولیاقت ہونے مین کسیکو کیا کلام ہی
جہلا اور کفار جو جاہین آپ کی نسبت کہین ہمتو آپ کو خاصان خدا سے جانتے ہین اور اہل کمال شمار
کرتے ہین آپ کچھ ہمسے رنجیدہ نہون ہمنے محض اسرار فی نوازی کا اس واسطے کیا تھا کہ قلوب ہمارے
شائق اور گوش ہمارے مشتاق آپ کی نی ونغمہ کے تھی اگر آپ کو ملال ہوتا ہی تو خیر اب کچھ نہ گائیے
اور اس وقت کی ہماری گستاخی کو عفو کیجیے خواجہ نے جواب دیا مین تم صاحبون سے ناراض نہین
ہون تمنے میری ایسی کونسی خطاے بزرگ کی ہی کہ جسے مین عفو کرون شاہزادۂ رستم ثانی نے تمام حال
تقریر سبکی سن کے خواجہ کو زر وجواہر اُس وقت بھی دیا اور حکم کیا کہ اب جشن موقوف ہو کیونکہ
ساتوان روز بھی جشن کا تمام ہو چکا بمجرد حکم جشن موقوف ہوا اہل بزم عشرت سے بہت سے اشخاص
شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو سے رخصت ہوے بخصوص خورشید روشن دل اور اُسکا فرزند
اور جماعہ اُسکے ملازم اعلی وادنی ودیگر اشخاص غیر ملازم خورشید روشن دل بھی مانند اُس بزرگ افغر شعاع
کے کہ جسکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہی رخصت ہوئے اور اپنے مواطن ومواکن کی طرف روانہ ہوے اسیطرح
ارباب نشاط زر کثیر انعام مین لیکر رخصت ہوے بعد جانے اشخاص مذکورہ کے ایک روز سر دربار عجائب جادو
شاہزادۂ رستم ثانی نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا مین طلسم صندل کے فتح کرنے کی خوشی مین صندلان شاہ
وبوتیمار جادو کو بھول گیا اُنھین ہدایت نہین کی ابتک وہ دونون نابکار زنبیل مین ہین اس وقت انکو
زنبیل سے نکالیے اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیجیے آپ بھی اُنکو ہدایت کیجیے اور مین بھی اُنکو
ہدایت کرون شاید اُنکی مرتبہ کی ہدایت کرنے سے وہ راہ راست پر آئین دین اسلام اختیار کرین اگر
مسلمان ہو جائین تو فہو المراد صندلان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھادیا جائے عجائب جادو کو اس تخت
حکومت سے اُتارا جاے ورنہ صندلان شاہ کو آج ہی قتل کیا جائے اور عجائب جادو کو یہان کی

حکومت حوالے کی جاے اور یہ تخت سلطنت تاحیات اُسکی بلکہ اُسکی اولاد کو بھی دیا جاے خواجہ عمرو ثانی نے بمجرد کہنے شاہزادہ موصوف کے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے دونون کو مضبوط باندھا چونکہ دونون ساحران مذکور کی زبانون مین سوزن تھا بخوف ہوکے فتیلۂ دافع بیہوشی سے ساحران مذکور کو خواجہ نے ہوشیار کیا اُنھون نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ دربار آراستہ ہے صدہا بلکہ ہزارہا اہل دربار دربار ہین علی قدر مراتب بیٹھے ہین عجائب جادو تخت حکومت پہ بیٹھا ہے شاہزادہ رستم ثانی متصل تخت حکومت ایک دنگل پر شیرانہ بیٹھا ہے خواجہ عمرو ثانی کوڑا ہاتھ مین لیے سامنے موجود ہے پھر اپنے حال پر اُنھون نے نظر کی کہ دست وپا ہمارے ستون سے محکم بندھے ہین زبان مین سوزن ہے یہ حال مشاہدہ کرکے دونون ساحران مذکور نے خیال کیا کہ اس وقت ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہین کہان ہم اور اسیری ہمین کون قید کرسکتا ہے اور ستون بارگاہ سے باندھ سکتا ہے یہ خیال کرکے آنکھیں بندکرلین خواجہ عمرو ثانی نے کہا اے صندلان شاہ و اے بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ مین نے اسیر کیا تھا اور بیہوش کیا تھا زنبیل مین ڈال لیا تھا اس وقت تمکو زنبیل سے نکالا ہے ستون بارگاہ سے باندھا ہے اور فتیلۂ دافع بیہوشی سے تمھین ہوشیار کیا ہے تم یہ خیال نکرو کہ ہم سو رہے ہین یا خواب پریشان دیکھ رہے ہین اس وقت تم ہوشیار و بیدار ہو جو کچھ ابھی تمنے آنکھیں کھولکر دیکھا ہے وہ عین بیداری مین دیکھا ہے خواب مین لہذا آنکھیں کھولو خواب کا خیال نکرو کبر ونخوت سے باز آو اپنے تئین ساحران زبردست تصور کرکے یہ خیال نکرو کہ ہمکو کون شخص اسیر کریگا تم تو کیا ہو بڑے بڑے شاہان روے زمین کے ایک طور سے بسر نہین کرتے ہین کبھی وہ حکمران ہوے ہین گاہ وہ قتل و اسیر ہوے ہین کبھی وہ دست ظلم اعدا سے صحرا صحرا گریزان ہوتے ہین بعوض عیش و راحت کے ایذا و تکلیف انواع و اقسام کی اُٹھاتے ہین سدا دن کسی کے یکسان نہین گذرے ہین صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے پھر آنکھیں کھولین اور یقین کیا کہ ہم اسیر ہوگئے ہین خواجہ نے ہمین ستون بارگاہ سے باندھا ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے دونون ساحران نابکار محزون و مغموم ہوے اشک آنکھون مین بھر لائے پھر غصہ مین آکے چاہا کہ کوئی سحر زبان پر جاری کرین قید سے رہا ہون دشمنون کو ہلاک کرین مگر سوزن زبان مین پاکے اپنے ارادہ سے مجبور ہوئے اور شرم و حیا سے سر جھکاکے سب کے سامنے بندھے ہوے کھڑے رہے اور رویا کیے ایسی حالت مین خواجہ نے کہا اے صندلان شاہ و اے بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ شاہزادہ جوان بخت رستم ثانی نے بعنایت الٰہی و بہ ہدایت لوح طلسم صندل کو فتح کرلیا مال و اسباب طلسم کا اپنے قبضہ مین کیا قیدیان طلسم کو رہا کیا شہر کو اہل اسلام سے آباد کیا کافرون کو قتل کیا سوا تم دونون کے اب کوئی بیدین باقی اس شہر مین نہین رہا ہے اگر تمکو اپنی اسیری و قتل ہوجانے کا خیال ہے اور رنج قید ہونے کا ہے تو ممکن ہے کہ رنج مذکور تمھارا مبدل بہ مسرت ہوجائے صورت رہائی یہ ہے کہ اپنے دین سے تارک ہو خداوند تمثال آئینہ رو سامری و جمشید وغیرہ جملہ اپنے خداوندون پر لعنت کرو کہ وہ سب مردود مین مانند شیطان کے گمراہ خود بھی ہین اور تمکو بھی اُنھون نے گمراہ کیا ہے ایسے گمراہ کنندون پر لعنت کرو سجدہ اُنکو نکرو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو تم نادان نہین ہو دانا و عاقل ہو خیال کرو کہ جسنے یہ آسمان و زمین اور شجر و حجر و بحر و بر انسان و حیوان و مافیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہو

وہی لائق سجدہ ہی ہم اہل اسلام اُسی کو سجدہ کرتے ہین تم بھی اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھو مسلمان ہو عقاید
دین درست کرو اگر خلاف اسکے کروگے رہا ہونا تو کجا اسی وقت قتل ہوگے ہمنے تمکو ہدایت کی ہی لازم
ہی کہ مسلمان ہونے سے انکار نہ کرو اگر کوئی عذر ہو اُسے بہ اشارہ بیان کرو یہ کہکے خواجہ خاموش ہوئے
صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے تقریر خواجہ کی سُنکے از حد برہم ہوگے دونون نے باشارہ جواب دیا ای خواجہ
عبث ہمکو ہدایت کی ہم ہرگز تمھارے خدا کو سجدہ نہ کرینگے کلمہ زبان پر جاری نہ کرینگے مسلمان نہونگے ہم
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرتے ہین اُسی کو سجدہ کیا ہی اور اُسی کو تا زندگی سجدہ کرین گے خواجہ
عمرو ثانی اُنکے اشارہ چشم و ابرو کی تقریر سمجھ کے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا مین تو اِنکو ہدایت کرچکا
یہ دونون نابکار مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہین اب تم اُنکو ہدایت کر دیا نکرو تمھین اختیار ہی
شاہزادہ موصوف نے گفتگوے خواجہ سُن کے ہر چند صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو تا دیر ہدایت کی
اور عجائب جادو نے بھی اپنے برادر کلان صندلان شاہ سے کہا ای برادر گو مین چھوٹا تمسے ہون مگر تمکو
سمجھاتا ہون کہ دین اسلام دین حق ہی سوا اس دین کے کوئی دین خوب نہین ہی لہذا خداوند تمثال آئینہ رو کی
پرستش سے اجتناب کرو میری طرح تم بھی مسلمان ہو جاؤ یہ تخت و تاج تمھارا موجود ہی بیابان کی حکمرانی تمھین
مبارک ہو لیکن صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا اشارے سے جواب دیا کہ ہم
مسلمان ہرگز نہونگے قتل ہو جانا ہمین قبول ہی اس ذلت کی زندگی سے کہ مسلمان ہون خداے نادیدہ کو
سجدہ کوین کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرین جب شاہزادہ رستم ثانی کو بہت غصہ آیا فی الفور ملازمون کو
حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ اُس سے کہو کہ اسی جگہ بوتیمار جادو اور صندلان شاہ کو قتل کرے کہ باعث عبرت
ساکنان شہر صندل ہو حسب الحکم ملازمون نے جلاد کو طلب کیا وہ تیغہ بکف حاضر ہوا بعد سلام کرنے کے ہر چند
کہ ملازمون سے سُن چکا تھا احتیاطاً پھر شاہزادہ رستم ثانی سے دست بستہ پوچھنے لگا کیا حکم ہی خادم کو
کیون طلب کیا ہی کون شخص لائق کشتنی ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون اجل رسیدہ ہی مین قوی بازو
ہون سنگ دل از حد ہون رحم مطلق میرے دل مین نہین ہی قتل کرنا میرا کام ہی زندہ کرنا پروردگار کا
کام ہی ذرا سمجھ بوجھ کر کسی کے قتل کرنے کا حکم دیجیے گا شاہزادہ رستم ثانی نے باشارہ کہا صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو سر دربار قتل کر ہمارے سامنے سران دونون کے اُن کے تن سے جدا کر جلاد مذکور یہ سن کے
جانب صندلان شاہ و بوتیمار جادو چلا اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی بیان کیا ہی کہ
بعد فتح طلسم صندل عین جشن مین کہ سات روز تک جشن خوشی فتح طلسم کا کیا گیا تھا حکم شاہزادہ رستم ثانی سے
عمرو ثانی نے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور شاہزادہ نے اُنکو ہدایت کی
اور اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا غرض بہر طور شاہزادہ کو غصہ آیا اور جلاد کو طلب کیا جیسا کہ
قبل اسکے اس کمترین نے لکھا ہی جب جلاد مذکور پاس ساحران مذکور کے پہونچا اور دو حکم قتل کرنے کے
شاہزادہ نے اُسے دیئے ہنوز تیسرا حکم نہ دیا تھا جلاد منتظر تیسرے حکم کا تھا تیغہ بکف کھڑا ہوا تھا
صندلان شاہ و بوتیمار جادو سے کہہ رہا تھا کہ ای اجل رسیدگان کوئی دم مین تمھارے سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی
لہذا جو حسرت دل مین ہو اُسے نکال لو جو کچھ کھانا ہو کھالو پیاسے ہو تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے
دیکھ لو توقف نہ کرو اگر دیر کروگے اور نیز حکم تمھارے قتل کرنے کا آئے گا تو پھر پچھتاؤ گے حسرت دل

نکال نہ سکو گے مین مہلت پھر نہ دونگا جلد قتل کرونگا صندلان شاہ و بوتیمار جادو تقریر جلاد کی بغور سن رہے
تھے جواب کچھ دینے نپاتے تھے قتل ہونے کے غم سے مغموم تھے اجل پیش نظر تھی جلاد تیغ بکف سر پہ
موجود تھا اشک آنکھون سے روان تھے ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا پیدا ہوا اُس ابر مین
از حد برق چمکتی تھی اور نہایت آواز رعد کی تھی وہ بعجلت تمام آیا اور جس جگہ عجائب جادو بالاے تخت
حکومت بیٹھا ہوا تھا وہین وہ ابر آکر ہوا پر قائم ہوا بعد ایک لمحے کے اُسی ابر سے پہلے ایسی ایک برق ظاہر
ہوئی کہ عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کی آنکھین جھپک گئین بعدہ دو پنجے اُسی ابر سے پیدا
ہو کے مثل برق کے گرے ایک پنجہ نے صندلان شاہ کو اُٹھا لیا دوسرے نے بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا خواجہ
نے ہر چند ان دونون ساحرون کو ستون سے محکم باندھا تھا مگر اُن پنجون کے گرنے سے وہ ستون
سے کھل گئے خواجہ یا حفیظ و یا حافظ حقیقی زور سے کہہ کے بیٹھ گئے اور جلدی سے گلیم زنبیل سے
نکال کے اوڑھ لی خواجہ نے تو اپنے تئین اس طرح بچایا جیسا کہ لکھا گیا لیکن جلاد مذکور کہ تیغ بکف
منتظر تیرے حکم کا کھڑا تھا تیغ چمکا رہا تھا اپنے زور بازو پر ناز کر رہا تھا وہ دفعتہً پنجۂ اجل مین
گرفتار ہو گیا یعنی وہ دو پنجے جو مانند برق اُس ابر سیاہ سے نکل کے گرے تھے اُنھون نے جلاد کو ہلاک
کر کے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو اُٹھا لیا جیسا کہ لکھا گیا بعد اُٹھانے ساحران مذکور کے وہ پنجے
بلند ہوئے اور یہ آواز آئی کہ اے رستم ثانی آگاہ ہو کہ ہم اپنے بادشاہ و خداوند کے حکم سے صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو لیے جاتے ہین تجھکو داغ انکے زندہ رہنے کا دیے جاتے ہین اور اسی وقت انکو سوے
طلسم آبگینہ پاس اپنے خداوند کے لیے جاتے ہین ہر چند تو دلاور و بہادر ہے اور اپنے وقت کا رستم ہے
مگر تو جانب طلسم آبگینہ جا نہین سکتا اگر متصل اُسکے کسی طرح سے جائیگا تو بہت پچھتائے گا ہمارے
مالک و خداوند کے قہر و غضب مین مبتلا ہوگا ایک دم مین خاک سیاہ جل کے ہو جائیگا یا اسیر ہوگا کوئی
تجھکو رہا نکر سکیگا پس واسطے قتل کرنے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کے اور بربادی طلسم آبگینہ کے
ارادہ نکرنا اگر جسارت کر کے حد طلسم آبگینہ تک تو جائیگا تو بہت پچھتائیگا ان دونون کا تو ہاتھ آنا
کجا تو اپنی جان گنوائے گا یا قید ہوگا ہم اس وقت تجھکو قتل کرتے عجائب جادو اور جملہ اہل دربار کو
ہلاک کرتے کسی کا نام و نشان باقی نہ رکھتے مگر مجبور ہین کہ ہمارے مالک و خداوند کا ہمین حکم تم سبھون کے
قتل کرنے کا نہین ہے صرف جلاد کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اُسے ہمنے ہلاک کیا اور تمسے اپنے دشمنی
نکی اگر ہمارے خداوند رحم دل نہوتے اور مانع تمھارے قتل کے نہوتے تو ابھی تم سبکو ہم ہلاک کرتے
یہ کہکے وہ پنجے اُس ابر سیاہ مین جا کر پنہان ہوے ابر طرف طلسم آبگینہ کے بصد سرعت روانہ ہوا
ادھر شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار کو اُن پنجون کے گرنے سے
اور صندلان شاہ اور بوتیمار جادو کے لے جانے سے اور اُنکی تقریر سے بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور کسی کا
کچھ بس نچلا کہ ہاتھ سے اُن پنجون کے صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو چھین لے سب اشخاص
بیٹھے ہی رہے کچھ بھی اُن پنجون سے زبردستی اور زور آزمائی کر نہ سکے اُنھین زور بازو اپنا دکھا نہ
سکے وہ سب ساحران مذکور اُٹھائے گئے یہ ہاتھ مل کے رہ گئے کیونکہ سردست جملہ اہل دربار و عجائب جادو
مسلمان ہوئے تھے سحر سب لوگ بھول گئے تھے کیونکر اُنکو روک سکتے اور صندلان شاہ اور بوتیمار جادو

کو بے جانے نہ دیتے غیر ساحر ہو کے ساحرون سے کہ بشکل پنجہ گرے تھے کیا مجادلہ و مقابلہ کرسکتے تھے
غرض آمدم بر سر مطلب جب نوبت پہنچی ساحران مذکور کو اُٹھانے گئے اور سب کو نہایت حیرت ہو چکی
اُسوقت خواجہ نے گلیم اُتار کر شاہزادہ رستم ثانی سے کہا اے شاہزادہ ذیوقار کچھ رنج نکر صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کے قتل نہونے کا بلکہ خوش ہو کر وہ چلے گئے بچے اُنکو لے گئے تیری جان بچی ایک بلا آئی تھی خدا نے
اُسے دفع کیا اگر صندلان شاہ اور بوتیمار جادو قتل ہو جاتے تو کیا ہوتا اور اب وہ زندہ رہے تو کیا
غم ہے طلسم صندل فتح ہو چکا ہے مال و اسباب قبضہ مین آچکا ہے مدعاے دلی بر آچکا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے جواب دیا مجھکو رنج کچھ بھی نہین ہے صرف اسقدر خیال ہے کہ ایک دشمن جان یعنے صندلان شاہ دوسرا
بوتیمار جادو دشمن آبرو یہ دونون زندہ بچکر نکل گئے شاید قابو پاکے کسی وقت دشمنی کرین خواجہ نے جواب دیا
اے فرزند قبل از وقوع واقعہ یہ خیال تیرا بیکار ہے جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا پیش از مرگ واویلا کرنا کام
خردمندون کا نہین ہے یہ کہکے خواجہ ایسی باتین کرنے لگے کہ سب ہنسنے لگے خصوص شاہزادہ عالی جاہ
رستم ثانی و عجائب جادو مسکرائے خیال صندلان شاہ و بوتیمار جادو کا دل سے دور ہوا جب وہ دن گزرا
دوسرے روز خواجہ نے رستم ثانی سے کہا اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا مجھے رخصت کرو امیر ثانی کو
تردد ہوگا شاہزادہ رستم ثانی نے ٹھہرانا اُنکا مناسب نہ سمجھکر کہا اچھا آپ تشریف لے جائین اب
یہان آپ کے تشریف رکھنے کی کوئی ضرورت بھی نہین ہے مین ایک عرضی لکھتا ہون وہ عرضی آپ لیتے جائیے
امیر ثانی کو دیدیجیے گا اور جو کچھ مین زبانی کہونگا وہ بھی کہدیجیے گا یہ کہکے میر منشی کو طلب کرکے بعد القاب
عرضی اس مضمون کی امیر ثانی کو لکھوائی کہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار از قدم میمنت لزوم حضور سے جدا ہوکے
یہان آیا عنایت الٰہی اور برکت دعاے حضور سے اس کمترین نے طلسم صندل کو فتح کیا اور وہان شہر کو
مسلمان کیا دیر و تبکدے منہدم کرائے مساجد جا بجا بنوائین سکہ بنام بادشاہ جمجاہ سکندر حشم فریدون خدم
ظل اللہ جہان پناہ خسرو عالی مقام حارث بن سعد بادشاہ لشکر اسلام دام اقبالہ و اجلالہ کا اس شہر مین
جاری کرایا خاص و عام اس شہر کے قدم بوسی جناب کے ازحد مشتاق ہین یہ دعا خدا سے شب و روز کرتے
ہین کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ ہم سب شرف قدمبوسی امیر ثانی ذیوقار بعنایت پروردگار حاصل کرین
کیا خوب ہوتا کہ اس طرف آپ تشریف لاتے یہان کی سیر کرتے تمناے اہل شہر آپ کی زیارت
و قدمبوسی سے بر آتی اور مین بھی زیارت مصحف رُخ پرنور جناب سے مشرف ہوتا چونکہ شوق قدمبوسی
جناب بیحد ہے ارادہ ہے کہ بعد چند روز کے یہان سے روانہ ہون جلدتر خدمت عالی مین پہونچون یہ حقیر فی الفور
بعد فتح طلسم صندل یہان سے سوے لشکر جناب کوچ کرتا لیکن عجائب جادو وغیرہ کے کہنے سے مجبور ہو چند
روز قیام کیا ہے بعد چند روز کے انشاء اللہ تعالےٰ یہان سے کوچ کرونگا تمام مال و اسباب اور
سواران صندلی پوش کہ یہ سب طلسم صندل سے دستیاب ہوے ہین ہمراہ لیکر خدمت عالی مین آئیگا
بالفعل جناب عمو صاحب نامدار اعنی خواجہ عمرو ثانی ذیوقار یہان سے روانہ ہوتے ہین آپ کی
خدمت عالی منزلت مین آتے ہین یہ خاکسار بدست آنجناب چند در چند تحائف و ہدایا نادر و بیعدیل
و نظیر مانند بارگاہ صندلی و زرہ و خود و شمشیر و سپر و تاج ہاے مکلل بجواہر وغیرہ خدمت عالی مین ارسال
کرتا ہون ہدایا و تحف مین سے کچھ بادشاہ اسلام کو دیجیے اور کچھ آپ قبول فرمائیے گا اور میری جانب سے

بصد ادب بادشاہ موصوف کی خدمت مین تسلیم کہدیجیے گا اور فرمایئے گا کہ رستم ثانی نے عرض کیا ہی کہ اگر
خدانے چاہا تو مین جلد تر حاضر ہوتا ہون شرف چومنے پایۂ تخت شاہی کا حاصل کرتا ہون اور میری طرف سے
شاہزادہ بدیع الملک کو بہت بہت بندگی کہدیجیے گا اور میرے والد ذیوقار ایرج نامدار کی خدمت والا
مین بھی بہت بہت آداب و تسلیم کہدیجیے گا جب سے مین نے اپنے برادر ذیقدر و ذیوقار یعنے شہریار کے
تشریف لانے کا احوال خواجہ سے سنا ہی دل بہت شادمان ہی اُنسے ملنے کا بھی مجھکو ازحد اشتیاق ہی
اُنھین بھی میری طرف سے تسلیم پہونچے اور جملہ احباب و عزیزان و قریب و بعید کو بھی درجہ بدرجہ میری طرف سے
سلام و بندگی پہونچے جب میرمنشی عرضی اس مضمون کی لکھ چکا سرنامہ عرضی لکھا گیا بعدہ سرنامہ عرضی پر شاہزادہ
رستم ثانی نے اپنی مہر کی پھر وہ عرضی لفافہ مین بند کرکے خواجہ کے حوالے کی اور بہت سے تحائف نادر زمانہ
کہ اُنکمین بعض بعض کا ذکر کیا گیا ہی خواجہ عمرو ثانی کو دیکر کہا کہ ان تحف و ہدایا کو لے جایئے خدمت امیر ثانی
مین پہونچایئے گا مین نے اس عرضی مین تمام حال تحف و ہدایا کا درج کردیا ہی سوا اسکے اور جو کچھ لکھنا منظور
تھا لکھدیا ہی آپ زبانی بھی جناب امیر ثانی ز بادشاہ و لشکر اسلام و شاہزادۂ بدیع الملک و شاہزادہ
ایرج ذیوقار کی خدمت مین میری جانب سے آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور جو کچھ بیان کا حال آپنے دیکھا ہی
بیان کیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ رستم ثانی اگر خدانے چاہا تو جلد حاضر ہوگا خواجہ عمرو ثانی تمام تقریر شاہزادہ
رستم ثانی کی سُن کے برہم ہوکے کہنے لگے کہ اے رستم ثانی کیا تمنے مجھکو خائن تصور کیا ہی معتبر نہین سمجھا ہی
کہ اس عرضی مین تمام حال ان تحف و ہدایا کا لکھدیا ہی اگر اس عرضی مین سب ہدایا و تحف بہ تفصیل تحریر
نہ کرتے تو کیا مین کچھ ہدایا و تحائف انہین سے لے لیتا اور امیر کو جا کر نہ دیتا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا کہ مجھے
اس خیال سے کہ آپ کچھ تحف ان ہدایا مین سے نہ لے لین اس عرضی مین حال اُنکا درج نہین کیا ہی
بلکہ واسطے طول عبارت عرضی کے لکھوا دیا ہی آپ برہم نہون جو خیال آپنے کیا ہی اُسے اپنے دل سے
دور کرین مین شاہزادہ رستم ثانی نے زبان سے اس طرح مطمئن کیا مگر خواجہ سمجھ گئے کہ واقع مین اسی وجہ سے
تمام حال تحف و ہدایا کا عرضی مین لکھوایا ہی کہ یہ جناب طامع و حریص ہین مبادا راہ مین کچھ تغلب و تصرف
نہ کرین خواجہ نے جواب دیا او چھوکرے تیری باتین مین خوب سمجھتا ہون تو بلا کے بے دزبان ہے
ہم ایسے اپنے بزرگون سے ایسی باتین کرتا ہی ہمکو معتبر نہین جانتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب
دیکھا کہ خواجہ برہم ہین غصہ مین بھرے ہین برائے دفع ملال خواجہ یہ تدبیر کی کہ ایک کشتی پر از زر و
جواہر اور ایک کشتی مین ایک خلعت فاخرہ اپنے ملازمون اور خیرخواہون سے طلب کرکے خواجہ کو دیا
اور دست بستہ عرض کیا اس ہدیۂ محتقر کو اس وقت قبول کیجیے خواجہ نے دونون کشتیون سے کشتی پوش
اُٹھا کے جو دیکھا دیکھتے ہی خوش ہوگئے غصہ دور ہوا آثار خوشی و خندہ چہرے سے ظاہر ہونے بے تامل کہنے لگے
اے فرزند تیرا کیا کہنا تیری ہمت و شجاعت مشہور ہی تو اپنے ہم چشمون مین بیمثل و بے نظیر ہی میرے برہم
ہونے کا ملال نہ کرنا مین یونہین برہم ہوا تھا یہ باتین میری ظاہر کی تھین دل سے مین تیرا دوست و خیرخواہ
و مداح ہون خصوصًا عجائب جادو ہمیشہ اس تخت حکومت پر حکمران ہے عجائب جادو نے یہ سُن کے
اپنے ملازمون سے اشارہ کیا وہ دو کشتیان اور لے آئے روبرو خواجہ کے رکھ دین خواجہ نے اُنکو دیکھا کہ زر و جواہر
و خلعت فاخرہ ہی مگر جو دو کشتیان شاہزادہ رستم ثانی نے منگوا کر مجھے دین تھین ویسی یہ کشتیان نہین ہین زر و

جواہر اور خلعت مین کچھ کچھ کمی ہر خواجہ نے کشتیان دیکھکر کچھ اور عجائب جادو کی تعریف کی بعدہ چارون
کشتیان اُٹھاکر زنبیل کے پاس لے جاکر کہا لیجیے دادا جان ان چارون کشتیون کو انکو بہت حفاظت سے
رکھیے گا انمین سے کچھ تلف ہونے پائے مین بجنسہ آپ سے لے لونگا یہ کہکے نذر زنبیل کین پھر شاہزادہ رستم
ثانی اور عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور اُسکی مادر ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو
وغیرہ سے رخصت ہوے ہر ایک نے ہنگام رخصت علے قدر اپنے رتبہ کے خواجہ کو دیا خواجہ نے
لینے سے انکار نہ کیا جو کچھ جس نے دیا لے لیا اور اُسکی تعریف کی بعد تعریف کرنے کے جو جو کچھ جس نے دیا
تھا سب نذر زنبیل کیا اور عرضی مذکور اور ہدایا و تحف مسطور لیکر چلے اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے
ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ بدیع الملک کو طلب کر کے خواجہ کے سپرد کیا اور کہا آپ اُنکو ساتھ اپنے
لے جائیے بدیع الملک کو جاکر انکو اُنکے حوالے کر دیجیے گا خواجہ نے اس وقت چند سیب اپنی
زنبیل سے نکالے اور ملکہ نوبہار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے کہا اے ملکہ دیکھو یہ سیب کیا اچھے ہین اسیب
عیوب سے بری ہین نہایت خوش ذائقہ ہین غور سے دیکھو کیسے خوبصورت ہین کیونکہ یہ خوبصورت
دیکھنے مین نہون کہ پرستان کے ہین جب مین کوہ قاف کی طرف گیا تھا باغستان پرستان مین سے مین نے یہ سیب
توڑے تھے اور زنبیل مین رکھ لیے تھے اس وقت دل چاہا کہ ایک دو سیب تمھین کھلاؤن انکا مزہ
تمھین چکھاؤن گو یہ سیب وہ سیب ہین کہ سوائے پرستان کے یہان کسی بادشاہ ہفت کشور کو بھی میسر نہین ہین
اور کوئی قیمت انکی دے نہین سکتا ہر اور مین تمسے انکی قیمت اس وقت طلب نہین کرتا ہون لشکر مین
جاکر دے دینا یہ کہکر انمین سے ایک سیب دیا ملکہ مذکور نے خواجہ کے اصرار کرنے سے کھایا کھاتے ہی
سر کو گردش ہوئی بیہوشی نے تاثیر کی چھینک آئی فی الفور بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسے نذر زنبیل کیا
اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی لکھا ہر کہ بیہوش نہین کیا ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا غرض
بہر طور خواجہ ملکہ مذکورہ کو ہمراہ لیکر چلے شاہزادہ نے تھوڑے آدمی خواجہ کے ہمراہ کیے خواجہ نے کہا ان
لوگون کو میرے ہمراہ نکرو مین تنہا جاؤنگا چالاک و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے کہا
ہم بھی آپ کے ساتھ ہی چلتے ہین یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی سے طالب رخصت ہوے شاہزادہ نے
اُنسے کہا تم ہمارے ساتھ بعد چند روز کے یہان سے سوے لشکر اسلام چلنا عیاران مذکور مجبور ہوے
خواجہ انھین چھوڑ کے تنہا روانہ ہوے جملہ اسباب و تحائف مذکورہ بالا کو زنبیل مین رکھکر رہ
نورد ہوے حال انکا بمقام مناسب لکھا جائے گا یہان دل شاہزادہ رستم ثانی کا بعد جانے خواجہ کے
گھبرایا ہر چند دل کو سیر و تماشون مین بہلانا چاہا مگر نہ بہلا آخر کار ایک روز شاہزادہ نے عجائب جادو
سے کہا دل ہمارا بہت گھبراتا ہر یا تو ہمکو رخصت کرو کہ ہم بھی جانب لشکر اسلام جائین یا کسی ایسے
صحرائے سبزہ زار مین ہمکو لے چلو کہ جسمین وحش و طیر بکثرت ہون تاکہ اُنکے شکار کرنے سے دل
ہمارا بہلے عجائب جادو نے عرض کیا مین ابھی آپ کو آپکے لشکر مین جانے نہ دونگا ہان آپ شکار کے
واسطے چلیے مین سامان شکار کھیلنے کا کرتا ہون یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد سامان شکار کھیلنے کا
کرو انھون نے حسب الحکم دو روز مین سامان کیا تیسرے روز شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ عجائب جادو
و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ چند اشخاص خاص کے گھوڑے

سوارون کو اور کچھ بہلیے اور قراول وغیرہ کو لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت روانہ ہوا ادھر تو شاہزادہ سوے صحراے سبزہ زار براے شکار روانہ ہوا اُدھر وہ ساحران نابکار جو میدان کارزار سے ہنگام جنگ عظیم بروقت اسیر ہونے صندلان شاہ کے مقام در قلعہ طلسمی سے بھاگے تھے بعد قطع راہ دور و دراز نالہ کنان و اشک ریزان اُس شہر مین پہونچے کہ جس شہر مین تمثال آئینہ رو تھا اور خداوند بن کے سحر کے زور سے افلاک و عرش کہ وہ سب نمود بے بود تھے تیار کر کے بالاے عرش بیٹھا تھا جب ساحران مذکور نالہ کنان قریب خداوند مذکور پہونچے شور و غل جو ہوا تمثال آئینہ رو گھبرایا اپنے بندگان مقرب سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہی کیا کوئی بندہ ہمارا ہمسے فریاد کرتا ہی یا کسی بندے کو ہمارے کسی ظالم نے ستایا ہی ہر چند ہم جانتے ہین مگر تم دریافت کر کے ہمسے بیان کرو اُنھون نے بعد دریافت کرنے کے عرض کیا ای خداوند تھوڑے ساحر ساکنان طلسم صندل نالان اشک ریزان آئے ہین اُمید وار ہین کہ جمال خداوند کو دیکھین سجدہ کرین جس درد و مصیبت مین مبتلا ہوے ہین اُسے بیان کرین اپنی مراد کو پہونچین خداوند نالایق دمردود نے یہ سُن کے مسکرا کے کہا یہ تقدیر ہمنے تو دو سال قبل اِس زمانہ کے کی تھی کہ چند در چند ساحران آفت رسیدہ طلسم صندل کی طرف سے ہمارے زیر عرش فریاد کنان آئینگے ہمسے فریاد کرینگے اور ہم رحم کھا کے اُنکی فریاد کو پہونچین گے اُن بندگان مقرب نے عرض کیا خداوند نے بہت بجا ارشاد کیا یہ کہکے وہ خاموش ہوے ادھر اُس خداوند شیطان خصال نے دریچۂ قدرت سے سر اپنا باہر نکالا اور ایسا ایک سحر پڑھا کہ برق چمکی وہ ساحران نابکار جلوۂ خداوندی جان کے کچھ چہرۂ خداوند مردود پر نظر کر کے جلد واسطے سجدے کے خاک پر جھکے پھر حکم خداوند سے سر اپنا خاک سے اُٹھا کے سنبھلے دست بستہ رو کے عرض کیا کہ ای خداوند جو حال کہ طلسم صندل مین گذرا ہی وہ ہم کیا بیان کرین کیونکہ آپ خداوند ہین خود ہی جانتے ہین یہ کہکے وہ خاموش ہوے خداوند نابکار نے بہ آواز بلند کہا گو ہم جانتے ہین مگر تم اپنی زبان سے بیان کرو کہ اِس وقت مصلحت ہماری یہی ہی اُنھون نے یہ سُن کے عرض کیا ای خداوند شاہزادہ رستم ثانی نے دلیرانہ لوح طلسم صندل بعد خرابی و مشکل حاصل کر کے مرحلات طلسم صندل کو توڑ کے در قلعۂ طلسمی پر آیا صندلان شاہ سے اور اُس سے جنگ عظیم ہوئی انجام کار عین جنگ مین شاہ طلسم اسیر ہو گیا خواجہ عمرو ثانی نے اُسے زنبیل مین داخل کر لیا لشکر شاہ طلسم بعد گرفتاری شاہ مذکور کے بیدل ہو کے پسپا ہوا بلکہ میدان جنگ سے بھاگا ہنگام گریز بہت سے مردم قتل ہوے کچھ امان طلب ہوے ہم دشمنون کے ہاتھ سے جانبر ہو کے براے فریاد یہان آئے ہین جو حکم ہو بجالائین تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے حکم دیا کہ ای نالائقو تم یہان بھاگ کر آئے ہو جاؤ دور ہو جو ہماری مصلحت مین ہو گا وہ ہو گا ساحران مذکور یہ سُن کے اپنے مواکن کی طرف تو نہ گئے مگر ایک سمت روانہ ہوے

داستان نامہ روانہ کرنا تمثال آئینہ رو کا جمہور تاجدار کو اور روانہ ہونا اُسکا مع سپاہ و پہلوانان نامی و مہتر اسرار باد یا عیار بلاے روزگار کے سمت طلسم صندل اثناے راہ مین شکار کھیلنا رستم ثانی سے گفتگوے سخت کرنا پھر متواتر طبل جنگ بجوا کر لڑنا مہتر اسرار باد پا و عیاران لشکر اسلام کا پے در پے عیاریان کرنا آخر کار شکست کھا کر سوے جمہوریہ بھاگنا رستم ثانی کا اُسکے تعاقب مین جانا مع حالات دیگر - ساقی نامہ

جامی ز شراب ناب دادن
یعنے گزک و شراب دادن
یک ساغر بکف نہادن
کشتی حیا در آب دادن
سیف تو ہمین بہ نذر خواہد

زان پس رمقے کباب دادن
صدرہ زہمین کرم نمودن
زشتی مرا صواب دادن
در ہر حرفے رساندن آبی
یک مخصہ لاجواب دادن

کار تو ہمین ست ساقیے من
ساغر زمے گلاب دادن
بجد دل من بجوش کردن
در ہر سخنے ست تاب دادن
زینت افزایان معشوقہ افسانہ کہن

و رونق و زیب وہندگان دلبر قصہ دیرینہ بوجہ احسن اس داستان نادر کو یون لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے ہمراہیون کے بعد خوشی و خرمی جابجا کوچ اور مقام کرتا ہوا اثناے راہ مین آبادی و کوہ و دشت کی سیر کرتا ہوا ایک روز اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا کہ جس صحرا مین شکار کھیلنے کا ارادہ کرکے اتنی صعوبت و رہروی اختیار کی تھی پہونچا دیکھا عجب صحراے سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزۂ شاداب کا بحکم خالق بحر و بر بچھا ہی وہ سبزہ شاداب ایسا مرغوب چشم و قلب ہی کہ فرش مخمل سبز سے کہین بہتر اور اچھا ہی دیکھنے سے اُسکے آنکھون مین خنکی دل کو فرحت روح کو راحت حاصل ہوتی ہی طبیعت بے اختیار اُسپر استراحت کرنے پر مائل ہوتی ہی وہ سبزہ سبز بختان دہر سے بہتر ہی دید اُس سبزہ کی آنکھون کو بصد رغبت مدنظر ہی روح تن مین اُسکی سیر سے آرام پاتی ہی دیکھنے سے بے اختیار آنکھون مین نیند آتی ہی غنچہ دل پژمردہ مانند گل شگفتہ ہوتا ہی دیکھنا اُسکا دل دردمند سے آرام و صدمات کھوتا ہی صحراے سبزہ زار لباس سبز خضر کے پہنے ہی انگشت جادہ سے مردمان راہ رو کو راہ بتاتا ہی اور مریضون اور مردہ دلون کو مثل مسیحا کے ایک دم مین سیر اپنی دکھا کے شفا دیتا ہی اور گویا جلاتا ہی ممکن نہین ہی کہ برسون کا بیمار اُس صحرا کے سبزہ زار کی سیر کرے اور صحت نپاے اور نہین ہو سکتا کہ کوئی افسردہ دل اُس صحرا کی سیر کرے اور دل اُسکا شگفتہ نہو جاے ہوا اُس صحرا کی ایسی سرد و معتدل و مسیحا نفس ہی کہ اگر مردون کے بھی اجسام تک پہونچے تو عجب نہین کہ بقدرت خدا زندہ ہو جائین صحراے عدم سے گلشن ہستی مین آئین وہ جا بجا صحرا مین نہرین کہ جنکو دیکھکر تسنیم و سلسبیل بھی غیرت سے آب آب ہون عجب نہین کہ روانی اُنکی دیکھکر بحر زخار بھی رشک سے مائل حجاب ہو پانی اُنکا نہایت صاف و پاک و سرد و شیرین و خوشگوار جان بخش تشنہ گان اور قلب بیتاب بیقرار خوشا آب نہرہاے مذکور کہ آب لقا سے آبرو و خاصیت و تاثیر مین بہتر عجیب پانی سرد و شیرین کہ بحر جہان مین مثل اُسکا کمتر نہین نہین اگر وہ پانی حلق بیمار سے اُتر جاے خاصیت تبرید کی پیدا کرے تپ شدید اُتر جاے مریض آب و ہوا سے فی الفور صحت پاے اگر کوئی بد ذہن اُس آب روان کو پی لے طبیعت اُسکی روان ہو جاے اور اگر آب لقا اُسکو دیکھ لے تو چادر سے منھ اپنا چھپا لے درخت اُس صحراے سبزہ زار کے رشک اشجار بوستان نظر آے سب نہایت خوبی سے پھولے پھلے پاے سایہ اُن درختون کا رشک سایہ ہما تھا دل راحت طلب اُنکے سایۂ آرام رسان پر نہایت ہی فدا تھا وہ برگ سبز و شاداب اُنکے وہ اصول و فروع اُن درختون کے کہ دراصل اُن سے قدرت خدا کا ظہور تھا جو درخت تھا رتبۂ تجلی مین گویا رشک درختان وادی ایمن و کوہ طور تھا ہر ایک درخت خلعت برگ ہاے سبز سے حضر سبز پوش کی مثال تھا اور ہر شجر عطیہ خلعت سرکار باغبان جہان سے خوش اور نہال تھا قدرت پروردگار صحراے سبزہ زار مین دیکھکر وجد مین آکے جھومتا تھا لیے بعر اُن درختون کو دیکھکر کہتے تھے کہ یہ درخت ہوا سے ہلتے ہین اثمار اُن درختان صحراے سبزہ زار کے اشجار بوستان و میوہ دار

نخل سے کہین رنگ و بو و ذائقہ مین بہتر تھے سیب دانار و دیگر اثمار درختان باغ ارم سے خوبی و مزہ مین
گوے سبقت لے گئے تھے کوئی شجر مثل سرو سرکش نہ تھا بسبب بار ور ہونے کے اور بوجہ فروتنی و تواضع کے
جھکا ہوا تھا اہل بصیرت اُنہین دیکھکر کہتے تھے اے بیدرد ذرا چشم غور سے دیکھو یہ درخت سرسبز ہوکر بار بار
سجدہ شکر پروردگار کرتے ہین جھک کر خاک پر سجدہ کرتے ہین خدا نے بھی اُنکو گل و ثمر سے پھولا پھلا رکھا ہے اے
غافلون تم تارک اطاعت خدا ہو نماز نہین پڑھتے ہو رکوع و سجود نہین کرتے ہو بُرا کرتے ہو ڈرو کہین تیشہ
غضب پروردگار سے نخل حیات تمھارا قطع نہو جاے یہ کہکے قدرت خدا مشاہدہ کرکے متواتر حق حق زبان پر
جاری کرتے تھے جہلا اُنکی باتون پر ہنستے تھے اور کہتے تھے یہ دیوانے ہین اس صحرا کی ہوا کھا کے بھی جنون انکا دفع
نہین ہوا ہمارے نزدیک تو یہ سب درخت ہوا کے سبب سے جنبان ہین اُنھین درختون پر جانوران خوش الحان
بیٹھے ہوے حمد خدا کرتے تھے اپنی زبان مین ذکر الٰہی مین مصروف تھے کبھی کسی درخت پر سے اُڑکر دوسرے
درخت پر جاتے تھے گاہ وہان سے اُڑکر بتلاش آب و دانہ پرواز کرتے تھے غرض طائران رنگا رنگ گروہ
گروہ اُس صحرا مین تھے اسی طرح جانوران وحشی چوپاے مانند غزالان شوخ چشم و چالاک از حد نظر آتے
تھے غول کے غول ہر سمت دکھائی دیتے تھے اور مردم کو دیکھکر خوف جان سے بھاگتے تھے پس یہ سیر و خوبی
صحراے سبزہ زار مذکور دیکھکر شاہزادہ رستم ثانی از حد خوش ہوا عجائب جادو حدید شاہ و سرشار شاہ
وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا یہ عجب صحراے پُر بہار ہے کانٹا بھی یہان کا رشک گل بوستان ہے مین نے ایسا صحراے
پُر بہار کبھی نہین دیکھا تھا دیکھو کیا کیا گل خود رو اس صحرا مین نظر آتے ہین کہ جنکی صورت و رنگ کو دیکھکر
یہی جی چاہتا ہے کہ انکو دیکھا کیجیے کیا قدرت پروردگار ہے کیا کیا اُسکی صنعت ہے عجب عجب چیزین اُسنے خلق کی
ہین کیا مجال کسی کی کہ مانند ان گلون ہو ان درختون اور انکے ثمرونکے کوئی کسی تدبیر سے بنا سکے اور کیا قدرت
کسی فراش کی کہ ایسا فرش سبز زمین پر بچھا سکے جل جلالہ و عم نوالہ سبنے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین بجز
خداوند عالم کے کون ایسا ہے کہ اپنی قدرت سے ایسی مخلوقات کو پیدا کر سکے شاہزادہ موصوف نے اُنکی تقریر سنکے
ملازمون کو حکم دیا کہ جلد بمقام مناسب بارگاہ و خیام ایستادہ کرو فراشون نے حسب الحکم بارگاہ و خیام
برپا و ایستادہ کیے فرش بچھایا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ مرکب سے اُترکر واسطے
تھوڑی دیر کے داخل بارگاہ ہوجیے کسل راہ دفع کیجیے بعدہ شکار وحش و طیر کا کیجیے کہ ناگاہ ہزار ہا
غزالان شوخ و چالاک ایک سمت نظر آئے شاہزادہ اُنھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور عزم مذکور سے باز
رہکر سبسے کہا میرے ہمراہ آؤ ان غزالون کا شکار کرو دیکھین کون کون تم مین سے زیادہ ہرنون کا شکار
کرتا ہے یہ کہکے ترکش سے تیر نکالکر اور دوش سے کمان لیکر چلہ کمان مین تیر کو جوڑ کر مرکب کو طرف اُن
غزالون کے بڑھایا عجائب جادو و حدید شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ نے بھی تیرون کو چلہ کمان مین
جوڑا اور مرکبون کو بڑھایا جب سب ہمراہی شاہزادے کے ان ہرنون کے سامنے پہونچے تاک تاک کر
اُنھین تیر لگانے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی متواتر تیر لگانے لگا ہرنون کا شکار کرنے لگا ہرن
تیر کھا کھا کے زخمی ہوکے بھاگنے لگے ہر اک اپنے شکار تیر خوردہ کا تعاقب کرنے لگا گھوڑا اسکے پیچھے
دوڑانے لگا راوی ناقل ہے کہ زمانہ دو پہر مین شاہزادہ رستم ثانی اور اُسکے ہمراہیون نے بہت سے
ہرن شکار کیے اور اُنھین ذبح کیا اور ہزار ہا طائران حلال کو تیرون سے گرایا اُنکو بھی بہ تکبیر پہونچایا بعد

اسقدر جانور شکار کرنے کے شاہزادہ موصوف نے فرمایا بس اب زیادہ شکار وحش وطیور کا کرنا اچھا
نہین یہ کہکے ہمراہ سب کے اپنی بارگاہ مین آیا اشخاص خاص پاس اسکے بیٹھے مردم عوام بھی خیام
مین گئے اور بحکم شاہزادہ موصوف اُن وحش وطیور کو جنکو شکار کیا تھا پاک وصاف کرنے لگے اور کباب
انکے تیار کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے بادۂ گلگون پینے لگا اور کباب وحش و
طیور کے کھانے لگا بالائے می گزک کے سے لطف اُٹھانے لگا اسی طرح دوسرے روز بھی وحش و
طیور کا شکار کیا گیا اور بعد میخواری کباب چرند و پرند حلال کے کھائے چونکہ شاہزادہ موصوف کو یہ
صحرائے سبزہ زار فرحت افزا وحش وطیور سے بھرا ہوا نہایت اچھا معلوم ہوا عجائب جادو و دیگر اپنے رفقا
و سرداران سپاہ سے کہا کہ ہم اس صحرائے سبزہ زار مین چندے قیام کرین گے علاوہ سیر کرنے کے شکار
وحش وطیور کا کرین گے سبنے عرض کیا بہت ہی بہتر و مناسب ہے یہ واقعی سبزہ زار قابل سیر و لایق شکار
وحش وطیور ہی ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی کہ اسی صحرا مین ہمراہ آپ کے شب و روز شکار کھیلین اور سیر صحرا مین
بسر کرین یہان سے کہین نجائین کیونکہ یہ صحرا عجب جائے راحت و آرام قلب وجان ہی شاہزادہ اُنکی
تقریر سنکے خوش ہوا غرض کہ قیام شاہزادہ عالی مرتبت نے برائے چندے اُسی صحرا مین کیا اب یہ مولف
بیچمدان شاہزادہ رستم ثانی کو اس صحرا مین مصروف سیر و شکار رکھتا ہی اور بیان سے کچھ حال تمثال آئینہ و
نابکار مردود کا کہ جو اپنے تئین خداوند کہلاتا ہی تحریر کرتا ہی ناظرین نکتہ مین پر واضح ہو کہ جب وہ ساحران نابکار
جو ہنگام جنگ میدان نبرد سے بھاگ کر برائے خبر و فریادرسی روبرو تمثال آئینہ روکے گئے اور تمام حال بیان
کیا اور خداوند نابکار مردود نے بعوض دادرسی اُنپر غصہ کیا اور وہ سوے صحرا چلے گئے بعد انکے جانے کے
خداوند شیطان خصال مذکورۂ بالا نے حال بربادی طلسم صندل زبانی ساحران مذکور کے سُن کے شاہزادہ رستم
ثانی پر از حد غضبناک ہو کے ایک نامہ جمہور تاجدار حاکم شہر جمہوریہ کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے جمہور
بندہ خوش اعتقاد و خاص ہمارے آگاہ ہو کہ فی زمانہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے کہ ہماری خداوندی
سے وہ منحرف ہی ہمکو اپنا خداوند نہین جانتا ہی از حد سرکشی کی ہی اور ہمکو ناخوش کیا ہی ابھی تک ہمنے اسپر
اپنا قہر و غضب نازل نہین کیا ہی رحم ہی کیا ہی باین خیال کہ بندہ جاہل شاید اب بھی راہ راست پر آئے و
اور ہمین اپنا خداوند جانے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ کبھی راہ راست پر نہ آئیگا چونکہ ہم خداوند ہین ہمین رحم
کرنا چاہیے اپنے ہاتھ سے ایسے بندۂ نافرمان وجاہل کو غارت و تباہ کر دینا نہ چاہیے کہ خلاف رحمدلی اور
ہماری خداوندی کے ہی لہذا ہماری مصلحت یہ ہی کہ ہم خود تو اُسے سزائے سخت نہ دین لیکن تیرے ہاتھ سے
اُسے سزائے سخت دلائین عزت و حرمت تیری دنیا مین بڑھائین لہذا تجکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے اس
نامہ کے بخوبی سامان جنگ کرکے عنقائے شیر صولت و قمہور ہزبر پرست کہ بندہ خاص ہمارے ہین
اور ہمنے اُنکی رگ و پے مین کوٹ کوٹ کے زور بھرا ہی از حد شجاع و بہادر ہم نہین پیدا کیا ہی اُنھین ہمراہ
لینا اور مہتر اسرار بادپا کو بھی کہ عیار تیرا ہی اور نہایت مکار و ہوشیار ہی اُسے بھی ہمراہ لینا اور
تمامی اپنی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر سوے طلسم صندل کہ اب وہ لوٹ چکا ہی روانہ ہو ناجب وہان پہونچنا اپنے
افسران سپاہ مخصوص عنقائے شیر صولت و قمہور ہزبر پرست سے کہنا کہ رستم ثانی کو قتل کرکے
سر اُسکا اور سر تمام اُسکے رفیقون کے اور سرداران لشکر کے کاٹ کر نیزہ و نیز علم کر کے خاص و عام کو

دیکھائین تاکہ سب عبرت کرین اور کوئی پجاری خداوندی سے منحرف ہوکر ارادہ سرکشی کا نہ کرے سوا اسکے
اے جمہور لشکر طلسم کشا کا یعنی رستم ثانی کا وقت مقابلہ وجنگ تباہ وبرباد کردینا کسی کو لشکر مسلمانان سے
زندہ نہچھوڑنا عجائب جادو برادر صندلان شاہ کو بھی قتل کرنا کہ وہ ہمسے منحرف ہوگیا ہی کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوگیا ہی تخت حکومت پر بجاے صندلان شاہ کے بیٹھا ہی اور جو مال و اسباب شاہزادہ رستم ثانی نے بعد
توڑنے طلسم صندل کے طلسم مذکور سے نکالکر اپنے قبضہ مین کیا ہی اُسے ہمراہ اپنے لیتے آنا روبرو ہمارے
حاضر ہوکے جملہ سرکشان قوی بازو کے اور جملہ مال واسباب مابدولت کی نذر کرنا اگر تونے ایسا کیا تو
ہم تجھسے بہت خوش ہونگے طرہ پیغمبری کا تجھکو عنایت کرینگے عمر بھی تیری بڑھا دینگے زور وقوت بھی تیرا
زیادہ کردینگے اور بہت سی سپاہ تیرے ساتھ کرکے تجھکو سوے کہرانیہ روانہ کرینگے کیونکہ معلوم ہوا ہی
کہ امیر ثانی نے وہ ملک ہمارے آباد کیے ہوے فتح کرلیے ہین اور وہان کے حاکمون کو انھون نے اپنا مطیع
کیا ہی تو سر انکا اور اُنکے بادشاہ لشکر کا اور تمام سر اُنکے سرداران سپاہ کے شمشیر آبدار سے قلم کرکے
مابدولت کی خدمت مین ارسال کرنا زیادہ کیا لکھا جاے جب منشی خداوند مذکور نے نامہ اسی مضمون کا
لکھکر تیار کیا سرنامہ لکھا اور نامہ کو لفافہ مین بند کیا پھر مُہر خداوندی سرنامہ پر کی گئی اور حکم خداوندنابکار
ومردود سے ایک ساحر نابکار مسمی صرصر جادو نامہ لیکر بعجلت مانند ہواے تند کے جانب شہر
جمہوریہ تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوا ادھر لاجورد شاہ وصلصال اور فرزند اُسکا اور بخبگان
ہمراہ تھوڑی سپاہ کے جو کہرانیہ سے بھاگے تھے بعد بہت راہ طی کرنے کے اور سختیان راہ کی
اُٹھانے کے شہر جمہوریہ مین پہونچے جمہور شاہ کو جب اُنکے آنے کی اطلاع ہوئی چند امرا وزرا
کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا وہ گئے اور استقبال کرکے اُنکو دربار جمہور شاہ مین لائے
شاہ مذکور نے تخت سے اُترکر چند قدم آگے بڑھکر اُنکا استقبال کیا بعد برابر درجہ کے
سلام کرنے کے برابر اپنے تخت کے صلصال ولاجورد شاہ کو بٹھایا وزراے جمہور شاہ نے
باہم آہستہ بلکہ باشارہ کہا ہمارے بادشاہ فلک جاہ کو لازم نہ تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال
کہ ایک ایسا دعواے خداوندی کرتا ہی ہمارے خداوند کا ثانی بنتا ہی اور دوسرا کہ ایک بادشاہ
ترکستان کا ہی بدمذہب اُنکی ایسی عزت وحرمت وتعظیم وتکریم کرین اور تخت سے اُترکر انکا استقبال
کرین برابر اپنے تخت کے بٹھائین جمہور شاہ نے اُنکی طرف دیکھکر باشارہ تقریر اُنکی سمجھ کے
خود ہی اُنکو سناکے درپردہ یون کہا اور اُنکو جواب دیا کہ جو لوگ صاحبان عزت سے ہین اگرچہ وہ
مبتلاے بلاے عسرت وغربت ہون اُنکی عزت وتوقیر مین کمی نہین ہوتی ہی خواہ وہ کسی مذہب کے
ہون خوش خلق ہونا انسان کو لازم ہی بدخلق وبے مروت ہونا اچھا نہین ہی غرور وتکبر اپنی ثروت و
حکومت پر کرنا بھی خوب نہین ہی وزراے جمہور شاہ گفتگو اپنے شاہ کی سن کے دل مین کہنے لگے کہ ہمارا
بادشاہ کسقدر عاقل ہی کہ ہمارے اشارہ کی گفتگو سے آگاہ ہوکے یہ جواب ہمین دے کے ہمکو متنبہ کیا واقعی
جو اسنے کہا سچ کہا ہی ابھی وزراے شاہ مذکور اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ جمہور شاہ نے سر اُٹھاکے
ایک جانب دیکھا فرزند صلصال اور بخبگان نے موافق قاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے بذریعہ
عقل ان دونون کو دیکھکر مراتب سے اُنکے آگاہ ہوکے ایک سمت اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق

اشارہ بیٹھے ادھر صلصال شاہ اور لاجورد شاہ اہل دربار جمہور شاہ پر نظر کرنے لگے اور باہم باشارہ
کہنے لگے کہ دربار مین اس شاہ کے کیا کیا چیدہ ومنتخب اشخاص ہین سوا امرا وزرا وندما وحکما
ومنجمان کے سرداران سپاہ بہت ہین اور کیا کیا جوان ہین کہ لائق دید ہین تمام دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے
اکثر ساحران نابکار بھی کہ نہایت زبردست ہین پائے جاتے ہین گو یہ ساحر نہون صورت ساحرون کی سی
ہے ایسا دربار ہمنے کسی بادشاہ کا اس عنوان سے آراستہ نہین دیکھا علاوہ دربار بادشاہ لشکر اسلام کے
ایسے سردار بہادر و نامدار کسی شاہ کے دربار مین نہین دیکھے صدہا جوان اس دربار مین ایسے ہین کہ رشک
سہراب و گیو ہین چہرون سے آثار شجاعت وجوانمردی صاف ہویدا ہے خصوص ان سب جوانون مین
یہ دو جوان کہ جو یمین ویسار تخت کے بیٹھے ہین نہایت ہی جری و بہادر معلوم ہوتے ہین عجیب نہین کہ یہ
دونون جوان اپنے وقت کے رشک رستم پیلتن اور غیرت اسفندیار روئین تن ہون کیونکہ یہ دلیر
صورت شیر صولت فیل پیکر عفریت قامت ہین جب یہ صورت قامت ہے تو قوت بھی انہین بکثرت ہوگی
ابھی لاجورد شاہ صلصال سے یہ اشارہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ بہ ایما یہ جواب دے رہا تھا کہ واقعی یہ
دربار عجب ناميون اور بہادرون سے بھرا ہے کیا کیا جوان دلاور اس دربار مین بیٹھے ہین خصوص یہ دونون
جوان تو سب جوانون سے افضل و بہتر ہین ہمین معلوم نام انکے کیا ہین یہ سردار ایسے ہین کہ اگر سرداران لشکر اسیر
لڑین تو بہت جلد انکو ہنگام جنگ تہ تیغ کرین ہائے ایسے سردار لشکر ہمکو میسر ہوے کہ اپنے دشمنون اہل اسلام
کو انکے ہاتھ سے قتل و اسیر کراتے دل کو شاد کرتے یون اعدا کے ہاتھ سے شکست کھا کر دربدر پریشان
خاطر نہ پھرتے لاجورد شاہ نے آہ کی اسی اثنا مین جمہور شاہ نے حکم کیا کہ جلد ساقیان خوبرو
کشتیان مے مشکبو کی لیکر آئین حسب الحکم ساقیان گلچہرہ غنچہ دہن کشتیان شیشہ ہائے پر از
شراب مشکبو و ساغر بلورین لیکر دربار مین آگئے بعد سلام کرنے کے باشارہ جمہور شاہ لاجورد شاہ
وصلصال وغیرہ کو ساغر بلورین مین شراب بھر بھر کے دینے لگے اور وہ شراب پینے لگے دور جام چلنے لگے
ہر ایک دربار مین جام پر جام لیکر شراب پینے لگا جب شراب ناب خوب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیان
شراب کی اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے لاجورد شاہ وصلصال وغیرہ کو نشہ شراب کا
ہوا دماغ بادہ تند و ناب سے گرم ہوا اسی عالم نشہ شراب مین لاجورد شاہ بیٹھے بیٹھے بے اختیار پکارا
منم خداوند لاجورد شاہ اے بندگان من بیائید ومرا سجدہ کنید جمہور شاہ تقریر لاجورد شاہ کی سنکے منہ
پھیر کے مسکرایا پھر لاجورد شاہ وصلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ حضرات خلاصہ اپنے حالات سے مجھے
آگاہ کرین یہان آنے کا کیونکر اتفاق ہوا ہے کس ارادہ سے آپ دونون صاحب تشریف لائے ہین کچھ کچھ
تو مین آپکے حالات سے آگاہ ہو چکا ہون کچھ آپ بیان کیجیے صلصال و لاجورد شاہ نے جواب دیا ہم
کیا اپنے حالات مفصل بیان کرین کہ بیان کرنے کو انکے ایک زمانہ دراز چاہیے اگر ہمارے مصائب کوئی
منشی زود نویس تحریر کرے تو ایک دفتر ہوجائے اور مصائب ہمارے تمام و کمال تحریر نہ کر سکے فلک کے
ہاتھون سے اور اپنی رحم دلی سے ہم اس حال خراب کو پہونچے ہین وہ ذلتین اٹھائی ہین کہ شاید کسی
شخص نے دنیا مین نہ اٹھائی ہون اور وہ صدمے ہمپر پڑے ہین کہ اگر کوہ پر بھی یہ صدمے پڑتے تو ٹکڑے ٹکڑے
ہوجاتا ہائے وہ ممالک زرریز کہ جو بے مثل تھے ہمارے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اعدا کے قبضہ مین

ہو گئے وہ لشکر و جاہ و حشم وہ طبل و علم وہ تخت و تاج ہمارا باقی نہ رہا محتاج و تباہ ہو کر در بدر پھرتے ہین کہین اچھی طرح پناہ نہین ملتی ہی اعدا تعاقب سے ہمارے باز نہین آتے ہین ملک و مال تو لے چکے اب جان کے خواہان ہین افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب جہان ہی ایک زمانہ مین وہ ہماری عزت و آبرو تھی کہ لاکھون آدمی سجدہ کرتے تھے سیکڑون دست بستہ روبرو کھڑے رہتے تھے ہمارے اشارہ سے شاہان جہان بفخر ہماری اطاعت و کارہاے نمایان کرتے تھے نعلینون کو ہمارے بہتر تاج جواہر نگار سے جانکر اپنے سرون پر ارادہ رکھنے کا کرتے تھے اب وہ زمانہ ہی کہ ہم وہی ہین مگر وہ حکومت و جاہ و حشم نہین ہی در بدر صحرا بصحرا شہر بشہر دست اعدا سے مارے مارے پھرتے ہین جہان جاتے ہین پناہ دست اعدا سے بخوبی نہین پاتے ہین اب یہان آئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی آپ ہمسے ہمارے حالات دریافت نہ کیجیے نہ ہم اُنکو مفصل بیان کر سکتے نہ آپ اُنھین سُن سکتے ہین ہان ہمارے مصائب کا خلاصہ حال یہ سامنے جو شخص بیٹھا ہی نام اسکا بختگان ہی سب حالات سے ہمارے آگاہ ہی دریافت کر لیجیے اور جو مناسب ہو ہمارے حق مین کیجیے یا پناہ دیجیے یا پناہ دینے سے انکار کیجیے کہ ہم یہان سے اور کسی سمت روانہ ہون کیونکہ امیر ثانی وغیرہ دشمن جان و ایمان سے ہمکو از حد خوف ہی وہ تعاقب مین ہمارے آتے ہونگے اُنکی جانب سے ہمکو نہایت خوف و خطر ہی دلکو نہایت اندیشہ ہی بالکل اطمینان نہین ہی سینہ مین قلب بیتاب و مضطر ہی قتل و اسیری کا خیال ہی جمہور شاہ تمام و کمال تقریر لاجورد شاہ و صلصال کی سنکے اور اُنکو آبدیدہ دیکھ کے محزون و حیران ہو کے کہنے لگا کہ مجھے نہایت تعجب ہی کہ آپ صاحبون کا یہ حال ہوا اہل اسلام سے کچھ بس نچلا یہ کہکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہو کے کہا آپ کیسے خداوند ہین کہ اتنی بھی قدرت نہین رکھتے ہین کہ اپنے دشمنون کو تباہ و غارت کر دین دیکھیے ایک ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو ہین کہ اُنکے قہر و غضب سے خاص و عام کانپتے ہین لاجورد شاہ نے سر جھکا کے کہا مین رحم دل ہون حالات میری رحم دلی کے بختگان وزیر شیطان بارگاہ سے میرے دریافت کیجیے مین خداوند جابر نہین ہون جمہور شاہ نے مسکرا کے بختگان کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا بیان کر اُسنے اپنی جگہ سے اُٹھ کے دستار اپنی سنبھال کے دست بستہ یون عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ حالات مصائب و حالات رحم دلی خداوند لاجورد شاہ کے لاتعد و لاتحصے ہین مین نے ابھی فی الحال مفصل اُنکو بیان نہین کیا ہی کسی وقت کچھ کچھ عرض کرونگا ایک مدت مین تمام حالات سے باخبر کرونگا اس وقت خلاصہ حال ہمارے خداوند لاجورد شاہ و شہنشاہ صلصال کا سینئے اور اپنے تھوڑے سے حال کو بہت جانیے یہ کہکے خلاصہ حال لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا بیان کیا بعد بیان کرنے کے کہا کہ فی الحال ہمارے خداوند اور شہنشاہ صلصال نہایت غمگین و حزین ہین گھرانیہ سے پریشان حال و خستہ خراب یہانتک آئے ہین اگر آپ کے امکان مین ہو تو اُنکے دفع الم و غم کی تدبیر کیجیے واسطے اُنکے سامان راحت و آرام مہیا کیجیے اُنکو پناہ بھی دیجیے دل اُنکا خوش کیجیے مہمان نوازی کیجیے یہ آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سُن کے یہان آئے ہین ایک مدت سے اُنھون نے شب و روز راحت سے بسر نہین کیا ہی کسی دن اور کسی شب عیش و عشرت سے بسر نہین کی ہی رقص نغمہ ارباب نشاط بھی نہ دیکھا ہی نہ سُنا ہی نہ راحت سے کوئی گھڑی گذاری ہی جمہور شاہ نے تقریر بختگان

کی منکے جواب دیا ہمنے تیری زبانی خلاصہ حال تیرے خداوند کا اور شہنشاہ صلصال کا سُنا صدمہ ہوا
واقعی بڑے بڑے مصائب اُٹھائے خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب دونون صاحب یہان آئے مین بالفعل
یہان تشریف رکھین مین حتی الامکان واسطے اُنکے سامان عیش وراحت کا کرتا ہون اُنکے دلون کو
خوش کرتا ہون بعدہ ایک عریضہ خدمت مین اپنے خداوند کے اُنکے حالات اُسمین درج کرکے روانہ کرونگا
جو حکم خداوند دین گے اُسپر عمل کرونگا اگر خداوند یہ حکم دینگے کہ لاجورد شاہ اور صلصال اگر سجدہ
مابدولت کو کرین تو اُنکی حمایت کر اُنکے دشمنون کو قتل کرمین حسب الحکم اُنکے اعدا کو تہ شمشیر کرونگا اور
اگر بجواب عریضہ مذکور خداوند یہ تحریر کرینگے کہ لاجورد شاہ ہمسے ہمسری کرتا ہی دعوائے خداوندی کرتا
ہی اسکو ہمارے قلمرو سے نکال دو تو مین اُنکو اپنی عملداری مین رہنے نہ دونگا خلاف حکم خداوند ہرگز نکرونگا یہ
کہکے اشارہ بیٹھنے کا کیا بختگان اپنی جگہ پر سلام کرکے بیٹھ گیا دل مین کہنے لگا واہ ری تقدیر بد یہان آکے اطمینان
کچھ بھی نہوا دیکھیے اسکا خداوند اسکی عرضی کے جواب مین کیا لکھتا ہی محل تردد ہی ای بختگان کون کسیکے واسطے
اپنے تئین مبتلائے آفت وبلا کریگا پناہ دیکر امیر ثانی اور اُنکے سرداران سپاہ سے مجادلہ ومقاتلہ
کریگا ابھی بختگان یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا اور لاجورد شاہ اور صلصال خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ جمہور شاہ نے اپنے ملازمون سے مخاطب ہوکے کہا جلد سامان عیش وعشرت مہیا کرو ارباب
نشاط کو طلب کرو اسی جگہ ہمارے دربار مین اُنھین بلاؤ اور کہو رقص ونغمہ کرین لاجورد شاہ اور صلصال
کے روبرو اپنا کمال ظاہر کرین قلوب انکے خوش کرین سوا اسکے سامان دعوت وضیافت واسطے
انکے اچھی طرح کیا جائے چندے انکے دل کو خوش کیا جائے بعدہ مین عرضی خداوند کی خدمت مین روانہ
کرکے حکم خداوند سے آگاہ ہوکے انکے باب مین خواہ نیکی یا بدی کرونگا یعنے اُنکو پناہ دونگا یا اپنی
عملداری سے باہر کرونگا یہ کہکے شاہ مذکور خاموش ہوا اور وزرا وغیرہ نے حسب الحکم شاہ مذکور
ارباب نشاط کو طلب کیا عین دربار مین سامان بزم عشرت بخوبی کیا جب ارباب نشاط حاضر ہوے
انمین سے ایک رقاصہ خوبرو وخوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین بصد ادا وناز حاضر
ہوئی جمہور شاہ وغیرہ کو سلام کرکے بعد درستی سازون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندون نے
ساز بجائے وہ گت ناچنے لگی جملہ اہل دربار رقص اُسکا دیکھنے لگے جمہور شاہ وصلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو ولاجورد شاہ ولیپ صلصال بختگان بھی رقص اُس رقاصہ کا دیکھنے لگے
بجائے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح ناچتی تھی کہ ہنگام رقص اہل بزم کے
دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرتی تھی اور اپنی تیغ ادا سے اہل دربار کو قتل وزخمی کرتی تھی دیکھنے والے
اُسکے رقص کے اُسکی صورت زیبا کو بغور دیکھ رہے تھے مائل اُسپر ہوکے نقد دل اُسے دے رہے
تھے کوئی جوان اُسکے شوق وصال مین بیتاب تھا کوئی ہا در آہ سرد کرتا تھا کوئی کسی جوان سے باشارہ
کہتا تھا یہ نازنین کیا خوب رقص کر رہی ہی ہمنے کسی رقاصہ کو اس خوبی سے ناچتے نہین دیکھا ہی یہ تو
دل کو اپنی ٹھوکرون سے ہنگام رقص پامال کر رہی ہی عجب کافرہ ہی اس سن وسال مین کہ ابھی اسکا آغاز شباب ہی
ایسا ناچتی ہی آیندہ کیا غضب کریگی دیکھنا قتال عالم ہوگی صورت سے اپنے ایک عالم کو فریفتہ کریگی ہمنے تو
اپنا دل اسے دیدیا تم کہو کس رنگ مین ہو وہ بایا اُسے جواب دیتا تھا تم سچ کہتے ہو یہ رقاصہ خوب ہی

رقص کرتی ہے جو تمہارا حال ہے وہی حال ہمارا بھی ہے ہمنے بھی دل اُسکو دے دیا ہے عاشق اسکے ہو گئے ہین اب دیکھین کہ یہ کس طرح گاتی ہے بظاہر خوب گائیگی کیونکہ جب اس طرح ناچتی ہے تو اچھی طرح گائیگی آواز بھی اچھی ہوگی ہنوز اہل دربار کا یہ حال تھا کہ اُس رقاصہ نے تا دیر رقص کرکے اہل بزم کو اپنا دیوانہ کرکے ٹھہر کے اپنے اُستاد کی طرف دیکھ کے اُسکی رائے سے یہ غزل شروع کی - غزل

ہمارا نامۂ تقدیر کچھ کہے حال اس ستمگر سے
بکا کرتا ہے اتبک آئینہ نام سکندر سے
لحد مین سوزش دل سے ہماری اک قیامت ہے
عیان ہے سخت جانی کا مری حال اسکے خنجر سے
اثر ہے آسمان تک اپنی آتشبار آہون کا
رفو ہو چاک دل تیر نگاہ چشم دلبر سے
یہ دل مین ہے نہو تکلیف کچھ بازوے قاتل کو
ملا آرام تربت مین سوا آغوش مادر سے
فلک نے چھینتے جی ہی پس ڈالین ہڈیان میری
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صحرائے محشر سے

توقع اس رسائی کی نہین ہمکو کبوتر سے
شب فرقت وفور آہ سے موت آنیوالی تھی
ہر اک داغ اپنے دلکا بڑھ کے ہے خورشید محشر سے
گذرتی ہے ہمیشہ صورت پرکار گردش مین
شرر مین آہ سوزان کے چمکتے ہین جو اختر سے
مآل کار کو سوچا کچھ ہنگام خودبینی
گلا کاٹو نہین اے شوق شہادت آپ خنجر سے
تری سلک دردندان پہ اپنی جان جاتی ہے
بس مردن خجل ہونگا سگان کوئے دلبر سے
بہت سیماب کو اور برق کو ہے جوش دعوے کے

جہان مین عزت صانع ہے ہر مصنوع کی عزت سے
چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہے صرصر سے
بنا آری کی صورت یہ پڑے کثرت سے دندانے
زمین آسمان چکر مین ہین یہ مقدر سے
یہ زخمی ہو گیا ہے نشتر مژگان جانان سے
مجھے حیرت ہے شکل آئینہ عقل سکندر سے
دبائے دست و پا جسکو فشار قبر کہتے ہین
ہمین ہے بعد مردن غسل واجب آب گوہر سے
ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون اے مالک
مقابل تو کسی فن مین ہون ہمارے قلب مضطر سے

جملہ شاہ و اہل دربار بگوش دل سننے لگے اُسکی خوش آوازی و اشعار غزل و خوبی و کمال علم موسیقی کی بہت تعریف کرنے لگے خصوص جمہور شاہ و لاجورد شاہ و صلصال اپنے دل مین اُس رقاصہ کے رقص و نغمہ کی صفت و ثنا زیادہ کرنے لگے رقاصہ جملہ خاص و عام کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر ہر اک شعر کو بتا بتا کے صورت مضمون شعر بن کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ کو خوش کرنے لگی بار بار زر و جواہر ہر اشعار مین لینے لگی جب اُسنے تمام و کمال غزل مندرجہ گا کے دیکھا کہ اہل بزم کو میرے گانے سے اک وجد ہے اور اب قوت اور غزل گانے کی نہین ہے آواز اسقدر گانے سے خستہ ہو گئی ہے بہتر یہ ہے کہ اب کوئی اور غزل وغیرہ نہ گاؤن اپنے رنگ کو اب اپنی خستگی آواز سے نہ مٹاؤن یہ خیال کرکے اُسنے جمہور شاہ سے حال اپنی خستگی آواز کا ظاہر کرکے اجازت رخصت ہونے کی چاہی شاہ مذکور نے اُسے زر کثیر دیکر رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے حکم جمہور شاہ سے ایک رقاصہ سبزہ رنگ نوجوان نہایت شوخ و دلربائی مین یگانہ آفاق ناچنے اور گانے مین بہت طاق زیور و لباس نفیس سے آراستہ ناز و ادا کرتی ہوئی ہمراہ اپنے سازندون کے روبرو جمہور شاہ کے حاضر ہوئی اور بصد ناز و ادا سلام کرکے اہل دربار پر نظر کرکے بعد درست ہونے سازون کے ناچنے پر آمادہ ہوئی سازندون نے اُسکے سازون کو بجایا وہ گت ناچنے لگی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ دیکھنے اور خوش ہونے لگے تا دیر رقاصہ مذکورہ رقص کرکے جملہ اشخاص کو اپنے رقص سے خوش کرکے یہ غزل نہایت نزاکت کے ساتھ گانا شروع کی غزل

دل اسکا توڑنا تمھین اب کیا ضرور تھا
پردہ اٹھا تو مانع دیدار نور تھا
غیرون نے یہ کہا تجھے اچھا کیا کہا

جو خود ازل سے نغمۂ الفت مین چور تھا
قاتل کا رعب و داب تھا یہ روز حشر بھی
ہمکو زبان سے کیا اُسے کہنا ضرور تھا

دیکھا کبھی نہ حضرت موسیٰ نے بھی اُسے
مستغیث خوف سے استادہ دور تھا
اُنکے صفائے تن نے کیا راز آشکار

جو انکے دل مین تھا وہ ہمارے حضور تھا
وہ بیوفا اگر نہین آیا تھا میرے گھر
کہدونگا صاف حشر مین مین بیقصور تھا
اب کیا ہوا شباب تمھارا بتاؤ تو
تھا بتکدہ بعید نہ کعبہ ہی دور تھا
گو بعد سب نبیون کے پیدا ہوے یہان
صاحب زوال حسن کا باعث غرور تھا
مضطر خوشی نہ آئی تھی وقت پیری اپنے پاس

عاشق کی زندگی مین نہین آئے تھے اگر
اے مرگ ہجر مین تجھے آنا ضرور تھا
مین کیا جمال پاک نبی کی ثنا کرون
وہ حسن اب کدھر ہے کہ جس پہ غرور تھا
محفل سے کیون نکال دیا اسنے کیا کہین
آدم سے خلق پہلے محمدؐ کا نور تھا
گر جیتے جی نہ آئے تو اسکا گلا نہین
رنج وغم والم کا جو دل پر وفور تھا

بعد فنا تو لاش پر آنا ضرور تھا
جو کچھ کیا ہی اس دل ناشاد نے کیا
صل علے ملک نے کہا ایسا نور تھا
کچھ تو سمجھ کے آئے مین در پر تمھارے لوگ
دیکھا تھا آنکھ بھر کے بس اتنا قصور تھا
اب صاف کہدیا نہ برا مانیے گا آپ
ہمکو ہماری لاش پہ آنا ضرور تھا

لاجورد شاہ وصلصال وجمہور شاہ وجملہ اہل دربار سننے لگے اور ذکر خدا رسول سے ناخوش ہونے لگے جب اُس نے غزل مندرجہ بالا تمام کی جمہور شاہ نے اشارہ سے کہا بس اب کچھ نہ گا یہ اشارہ کرکے اپنے ملازمون سے کہا کچھ اسکو دیکر کہو کہ ہمارے سامنے سے جاے ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی بعد اس رقاصہ کے جانے کے اور ایک رقاصہ خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین حاضر ہو کے بعد رقص کرنے کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ جسقدر اشخاص وہان موجود تھے سب رقص اُسکا دیکھ کے گانا اسکا سننے لگے اور خوش ہونے لگے ہنوز سب گانا اُس رقاصہ کا سن رہے تھے کہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا ظاہر ہوا اُس ابر سیاہ کے ٹکڑے مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی جب وہ ابر مقابل دربار مذکور آیا درمیان سے شق ہوا سبنے دیکھا کہ ایک تخت ابر سے ظاہر ہوا اُسپر ایک شخص سیاہ رو قوی ہیکل ساحر وضع بیٹھا ہی کبر ونخوت وغرور اُسکے چہرہ سے ظاہر ہی ابھی سب مردم سوے ابر وتخت مذکور دیکھ رہے تھے رقاصہ گا رہی تھی کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہ تھا کہ یکایک وہ صاحب تخت اپنے تخت کو بلندی سے سوے پستی لایا عین دربار مین آیا تخت سے اُترکر روبرو جمہور شاہ کے آکے بقاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے اُسے پہچان کر سلام لیکر خوش ہو کے ایک کرسی زرین پر قریب اپنے تخت کے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کرسی پر بیٹھا اور لاجورد شاہ وصلصال وپسر صلصال وبختگان پر نظر کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ لوگ کون ہین جو بیٹھے ہین جب یہان آیا کبھی انکو نہین پایا آج یہ لوگ نئے نظر آتے ہین نہین معلوم کہان سے آئے ہین کون ہین بظاہر معزز معلوم ہوتے ہین ابھی صرصر جادو اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ جمہور شاہ نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مے مع ساغر بلورین لیکر دربار مین آیا اور باشارہ جمہور شاہ ساغر بلورین شراب سے بھرکر روبرو اُسکے لیگیا اُسنے ساغر لیکر شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھر کے اُسے دیا اُسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح پانچ چار جام مے لیکر اُسنے شراب پیکر ساقی سے کہا بس اب شراب نہ پیونگا ساقی نے ہاتھ روکا اُس وقت اشارہ جمہور شاہ سے ساقی مذکور جملہ اہل دربار کو شراب پلانے لگا جب سبکو شراب پلا چکا دربار سے کشتی مے اُٹھا کر چلا گیا بعد اُسکے جانے کے تشتریون مین کچھ ملازم کباب وغیرہ گزک لائے صرصر جادو وغیرہ نے اُس گزک سے بالاے مے لطف بیحد اُٹھایا پھر سب اُس رقاصہ مذکورہ کی طرف مخاطب ہو کے گانا اُسکا

سننے لگے صرصر جادو بھی گانا اُس رقاصہ کا سننے لگا اور خوش ہونے لگا جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے
گرم ہوا بے اختیار پکارا متم نامہ دار خداوند تمثال آئینہ رو جمہور شاہ نے اُس سے نامہ طلب کیا
اُسنے کہا مجھے نامہ دینے مین کوئی عذر نہین ہی الا اسقدر عذر ہی کہ موافق طریقے کے اور ساتھ عزت و آبرو
کے نامہ مجھسے لیجیے کشتیان زر و جواہر کی واسطے نثار کرنے کے منگوائیے اور واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے
اُٹھیے چند قدم بڑھ کے نامہ لیجیے سر پر اور آنکھون پر رکھیے زر و جواہر اسپر نثار کیجیے بعدہ مضمون نامہ سے
آگاہ ہو جیے یہ نامہ اور کسی شاہ و شہریار کا نہین ہی خداوند کا نامہ ہی زہے قسمت آپکی کہ خداوند نے آپکو
نامہ لکھا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سن کے کہا اے صرصر جادو تم سچ کہتے ہو
مجھسے عالم نشہ شراب مین غلطی ہوئی اس میری تقصیر کو در بروغداوند کے ظاہر نہ کرنا یہ کہکر کشتیان زر و
جواہر کی طلب کین جب ملازم کشتیان لائے شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے اُٹھکر چند قدم آگے
بڑھ کر نامہ دست صرصر جادو سے لیکر سر و چشم پر اپنے رکھکر زر و جواہر اُسپر نثار کر کے تخت پر بیٹھ کے
لفافہ کو نامہ سے دور کر کے نامہ نکال کے خود بہ آواز بلند پڑھا جب تمام و کمال پڑھ چکا اور مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہ ہو چکا عرضی لکھوانا مناسب نجانکر صرصر جادو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے صرصر جادو جو
کچھ خداوند نے اس نامہ مین مجھکو لکھا ہی مین حسب الحکم جلد تر کاربند ہونگا تم میری طرف سے موافق قاعدہ
خدمت خداوند مین جاکر عرض کر دینا کہ آپکا بندۂ خاص جمہور شاہ جلد تر سوے طلسم صندل جائیگا اور
جو کچھ حکم ہوا ہی بجا لائیگا یہ کہکے کشتی مین ایک خلعت زرتار اپنے ملازمون سے طلب کیا وہ فوراً
لائے شاہ مذکور نے صرصر جادو کو دیا وہ خلعت لیکر خوش ہو کے تخت سحر پر سوار ہو کے اُسی ابر
سحر مین غائب ہو کے جسطرح آیا تھا اُسی طور سے سوے خداوند نابکار روانہ ہوا اور جاکر تمثال آئینہ رو
کے بذریعہ مقربان درگاہ خداوندی عرض کیا کہ یہ فدوی بندۂ درگاہ نامہ جمہور شاہ کو دے آیا اُسنے کما حقہ
نامہ کی تعظیم کی اور دست بستہ عرض کیا ہی کہ یہ عبد ذلیل جلد تر حسب الحکم کاربند ہوگا تمثال آئینہ رو
یہ سنکے خوش ہوا اور جمہور شاہ نے اپنے وزرا اور سرداران سپاہ کو حکم تیاری جنگ و سامان جدال دیا وزرا
و سرداران لشکر سامان جنگ مہیا کرنے مین مصروف ہوئے بعد تین روز کے کل سامان جنگ فراہم ہوا
جمہور شاہ نے بعد مہیا ہونے سامان جنگ کے لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہو کر کہا آپ نے
دیکھا کہ میرے پاس نامہ خداوند کا آیا اب مین حسب الحکم خداوند جانب طلسم صندل مع لشکر جاتا ہون
اگر دل چاہے آپکا یہین تشریف رکھیے یا خدمت خداوند مین جائیے نجتگان نے پوچھا آپ کی کیا راے
ہی جمہور نے جواب دیا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ تم اُنکو ساتھ لیکر خدمت خداوند تمثال آئینہ رو
مین جاؤ وہان اُنکو اُنکے دشمنون سے کچھ خوف نہوگا کوئی دشمن اُنکا وہانتک جا نہ سکیگا اور اگر کوئی
عدو اُنکا وہانتک جائیگا تو ہمارے خداوند اپنے قہر و غضب سے اُسے ہلاک کرینگے یہان سے مین
جاتا ہون یہان اُنکا اب رہنا اچھا نہین ہی یا تو میرے ساتھ چلین یا خدمت خداوند مین جائین
جو منظور ہو وہ کرین نجتگان نے یہ سنکے سوے لاجورد شاہ دیکھا اور پوچھا اے خداوند فرمایئے
کیا تقدیر کیجیے گا خداوند تمثال آئینہ رو اپنے بڑے بھائی سے ملاقات کیجیے گا یا جمہور شاہ کے
ساتھ سوے طلسم صندل چلیے گا گرفتاری و جنگ شاہزادہ رستم ثانی دیکھیے گا شہر صندل کی سیر

کیجیے گا ہنگام جنگ خونریزی بہادرون کی ملاحظہ کیجیے گا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہے کہ آپ جمہور شاہ کی رائے اول پر عمل کیجیے جانب خداوند تمثال آئینہ رو چلیے اُنسے ملاقات کیجیے چھوٹے بڑے دو خداوند ایک جا ہون ہم بھی دیکھین کہ دو خداوندون مین کون خداوند کس خداوند پر غالب آتا ہے کون کس کو مٹا دیتا ہے یا باہم اتفاق ہو جاتا ہے درجہ برابری کا ہوتا ہے اور دو خداوندون کی لڑائی متفق ہو کے کیا ہوتا ہے صورت بہبودی کی ہوتی ہے یا برائی کی دیکھین کہ آپ مغلوب ہو کے اُنکو سجدہ کرتے ہین یا آپ اُنپر غالب ہوتے ہین اور وہ آپ کو سجدہ کرتے ہین یا دونون خداوندی مین برابر رہتے ہین اور دونون کے باتفاق تقدیر کرنے سے کیا نتیجہ ظہور مین آتا ہے لاجورد شاہ نے بختگان کی تقریر سن کے برہم ہو کے جواب دیا اونا معقول کیا بکتا ہے خاموش رہ مین بڑا خداوند ہون مجھکو چھوٹا خداوند بتاتا ہے سب مجھکو سجدہ کرتے ہین مین اُسے کیا سجدہ کرونگا وہ ایک شخص سرکش ہے بجاے خود خداوند بن بیٹھا ہے مین واقعی خداوند ہون کیا تو میرے مرتبہ سے آگاہ نہین ہے جو ایسی تقریر کرتا ہے ہم بھی سوے تمثال آئینہ رو ہرگز نجائینگے جلیل القدر ہو کے ذلت گوارہ نہ کرینگے ہان وقت ضرورت دیکھا جائیگا اگر وہان جانا ہوگا جو مناسب ہوگا کیا جائے گا ہم اپنے آگے کسی خداوند کا چراغ نہ جلنے دینگے بالفعل سوے طلسم صندل چلین گے شہر صندل کو دیکھین گے وہان کی سیر کرینگے اُسکو تباہ و برباد کرکے پھر جو مصلحت ہوگی وہ کرین گے ہمین شہر صندل مین جانا ضرور ہے صندلان شاہ اور ابلیس خود پسند سے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ضرور آئین گے اب اگر اُنسے ملاقات ہوگی تو منو المراد ورنہ شہر ہی کو دیکھ لینگے علاوہ اسکے ہمکو ہمیشہ ایسی لڑائی دیکھنے کا شوق ہے خونریزی مردم اچھی معلوم ہوتی ہے خصوص اہل اسلام کا قتل ہونا خون اُنکا زمین پر بہنا بہت پسند طبع ہے ایسی باتون سے مابدولت نہایت شادمان ہوتے ہین یہ کہکے خاموش ہوا بختگان نے خفا ہونے سے لاجورد شاہ کے خاموشی اختیار کی جمہور شاہ نے پہلے تو تقریر لاجورد شاہ کی سنکے چاہا کہ اسکو سزائے سخت دیجیے خداوند تمثال کے باب مین یہ واہیات باتین کرتا ہے اسکو قتل کیجیے سر اسکا ملکر خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے مگر پھر غصہ کو ضبط کرکے خیال کیا کہ یہ مہمان ہے مہمان پر ظلم و جفا کرنا خوب نہین ہے سوا اسکے شاید اسکا قتل کرنا ہمارے خداوند کو ناگوار ہو تو بڑی خرابی ہو عتاب خداوند مین مبتلا ہونا ہو پس مصلحت وقت یہی ہے کہ غصہ کو ضبط کرنا چاہیے یہ اپنے منھ سے بکتا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ ہے دماغ مین اسکے خلل بھی ہے اسکو کیون قتل کرون خداوند ہمارے خود ہی اگر چاہین گے تو اسپر اپنا قہر و غضب نازل کرینگے یہ خیال کرکے قتل کرنے سے باز رہا اور اسی وقت نو لاکھ سوار آزمودہ کار کی جمعیت سے مع اپنے دونون سالار جمہور ہزبر سیرت و عنقاے شیر صولت کہ پہلوانان زبردست و عدیم النظیر تھے اور مہتر اسرار باد پا اپنے عیار کے جمہوریہ سے کوچ کیا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان و پسر صلصال بھی ہمراہ ہوئے نوج لاجورد شاہ کی بھی اور سپاہ صلصال کی بھی ہمراہ تھی جمہور شاہ نو لاکھ خاص اپنے سوارون کی جمعیت سے بہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سوے شہر صندل روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز کے ایک روز قریب شہر صندل و طلسم صندل کے اس صحرا سبزہ زار مین کہ کئی منزل تک ہے اور شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا ہے فروکش ہوا صحراے سبزہ زار کو دیکھکر اور کثرت وحش و طیور دیکھکر خوش ہوا چونکہ جمہور شاہ قوی

وجوان دلاور شکار دوست ہی اپنے رفقا سے کہنے لگا یہ صحرائے سبزہ زار مجھے نہایت پسند ہی چاہتا
ہون کہ چند روز اسی صحرا مین قیام کرون کوچ موقوف کرون چند روز وحش وطیر کا شکار کرون بعد چند
روز کے یہان سے کوچ کر کے شہر صندل مین جا کے قیام کرونگا ہرکارون سے معلوم ہو چکا ہی کہ یہان سے
شہر صندل اور طلسم صندل چندان دور نہین ہی رفقا نے اُسکے عرض کیا بہت بہتر ہی یہ صحرائے سبزہ زار
قابل سیر و شکار ہی جمہور شاہ نے اُس روز تو بوجہ خستگی راہ اور بوجہ زمانہ شام ہونے کے شکار
وحش وطیور کا نہین کیا لیکن دوسرے روز وقت سحر مسلح ہو کے اپنی بارگاہ سے برآمد ہو کے رفقا وغیرہ
کو ہمراہ لیکے شکار کھیلنے لگا وحش وطیور کو تیرون سے شکار کرنے لگا ملازم اُسکے وحش وطیور کے
کباب تیار کرنے لگے اِس اثنا مین چند ہرن اُسے دور سے نظر آئے اُنھین دیکھتے ہی خوش ہوا جب وہ زد
تیر کے آئے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہو کے جمہور شاہ نے ایک ہرن کے پٹھے پر تیر مارا ہرن زخمی ہوا
تیر کارگر ہوا غزال مذکور مجروح ہو کے جانب شاہزادہ رستم ثانی لنگڑاتا ہوا بھاگا جمہور شاہ
نے تیچھے اُسکے گھوڑا دوڑایا رفقا بھی اُسکے ساتھ چلے اثنائے راہ مین رفقائے مذکور پیچھے رہگئے
جمہور شاہ تنہا تعاقب آہوے مذکور مین آگے بڑھ آیا غزال مذکور بھاگتے بھاگتے حسب اتفاق خاص
اُس جگہ آیا جس جگہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا تھا دیکھتے ہی اُس آہوے تیر خوردہ
کو خوش ہوا اور بڑھ کے ایک تیر اس طرح تاک کر اُسکے سینہ پر مارا کہ اُسکے دل و جگر مین در آیا گویا
وہ تیر اُسکے حق مین تیر قضا ہوا فی الفور تیر کھا کر زمین پر گرا ملازمان شاہزادہ موصوف نے حکم شاہزادہ سے
اُسے ذبح کیا ہنوز وہ آہوے مذبوح خاک پر تڑپ رہا تھا کہ جمہور شاہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
تلاش آہو مین آیا دیکھا کہ وہی آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہی تڑپ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مردمان
خاص و عام قریب اُس آہو کے کھڑے مین باہم خوش ہو کے کہتے ہین کہ یہ آہوے تیر خوردہ خوب آیا
کہ جسے شکار کیا نہین معلوم کسنے اُسکے پٹھے پر تیر مارا تھا ہنوز یہ باتین کر رہے تھے خوشی سے خندہ زن
تھے کہ جمہور شاہ نے غضبناک ہو کے سہراب بن لندھور سے مخاطب ہو کے پوچھا اے جوان سچ
کہہ اس آہو کو کس نے شکار کیا ہی یہ تو میرا شکار تھا مین نے تیر اسکو مارا تھا ابھی تک تیر میرا پٹھے
پر آہو کے لگا ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے تو جسنے اس آہو کو شکار کیا ہی مین اُسکو مثل اُسکے قتل کرون
سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کرون کی خون اُسکا مانند خون اس آہوے مذبوح کے خاک پر گراؤن ہرگز اُسکو
زندہ نچھوڑون اُسنے میرے شکار کو شکار کیا ہی مین اُسکے سر و تن مین بضرب تیغ آبدار جدائی کرون
غضب کیا اُسنے کہ مجھ ایسے بہادر کے شکار کو شکار کیا میرے خوف سے نہ ڈرا سہراب بن
لندھور نے بڑھ کے نعرہ کیا اور کہا ایجوان کیا بیہودہ بکتا ہی بس خاموش رہ زیادہ گوئی اچھی نہین
ہی ایسا نہو کہ بعوض سخت کلامی تیری زبان قطع کیجائے اور تو بھی مانند اس آہوے مذبوح و بسمل کے
خاک و خون مین تڑپے اُسنے برہم ہو کے جواب دیا وہ کون ایسا قوی بازو ہی کہ جسکو مین نہین دیکھتا مین
وہ ہون کہ فیل دمان کو پشہ اور شیر ژیان کو مانند بز جانتا ہون خداوند نے میرے ساعد و بازو مین
وہ قوت دیدی ہی کہ کوہ کو ہنگام زور کاہ سمجھتا ہون بڑے بڑے بہادران جہان مجھسے ڈرتے ہین
دلاوران عالم میرے نام سے لرزتے ہین سرکشان دہر میرے خوف سے کوہ و صحرا مین گریزان

ہو کے پنہان ہوے ہین صدہا بلکہ ہزار ہا بہادران عالم کو کہ جو اپنے تئین یکتاے روزگار جانتے تھے
مین نے انھین قتل کیا ہی ہزار ہا نامی پہلوانون کو اسیر و زیر کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی دیو بھی مجھسے مقابلہ
کر نہین سکتا اگر ہنگام جنگ نعرہ کرون تو زہرۂ اسد آب ہو جائے اور اگر فیل مست کو للکارون تو خوف
سے دہل کے مرجاے زیادہ ثنا اپنی کیا کرون کہ خوب نہین ہی میرے سرداران سپاہ ایسے ایسے بہادر
دلاور ہین کہ جنکا ربع مسکون مین مثل و نظیر نہین ہی ایک ایک سردار میرے لشکر کا یکتاے روزگار
ہی یکتائی مین مشہور ہی ہر ایک لشکر گران کو ہنگام جنگ بھگا دیتا ہی پس مجھ ایسے بہادر و شاہ ذی وقار
و خداوند سپاہ کثیر سے کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہی جسکو دعواے مقابلہ ہو وہ آئے یہی گوے ہی میدان ہی
حال میری بہادری و شجاعت کا اسپر ظاہر ہو جاے شاہزادے رستم ثانی نے تقریر اسکی سنکے از حد
برہم ہو کے گھوڑے کو بڑھا کے شیرانہ نعرہ کیا کہ او بدزبان و یادہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی تیری زیادہ
گوئی خود شاہد ہی کہ تو بزدل ہی کوئی بہادر اپنے منھ سے اپنی اسقدر ثنا کرتا ہی جیسی ثنا تو کرتا ہی او مغرور
آگاہ ہو کہ مین نے اس آہو کو شکار کیا ہی اگر کچھ اپنی قوت بازو پر بھروسا ہو تو اس آہو کو یہان سے لے جا
ادھر تو ہی ادھر مین ہون بیچ مین آہو پڑا ہی جو زبردست ہو وہ لے جاے اگر تو نے اس آہو پر
تیر لگایا تو کیا یہ آہو تیرا ہو گیا تو ایسا کم قوت و بزدل تھا کہ ایک وحشی کو شکار کر نہ سکا بھلا تو بہادرون
سے کیا لڑے گا قوت تیری ہمپر ظاہر ہو گئی ہی جس طرح دل چاہے ہمسے سمجھ لے ہم موجود ہین اگر
لڑنا منظور ہی تو مقابلہ کر اور اگر از راہ عاجزی و انکساری اس آہو کو لینا منظور ہی تو لیجا بلکہ جسقدر
آہو اور طیور ہمنے آج شکار کیے ہین سب موجود ہین تو ہمارے حالات قہر و رحم سے اور ہماری قوت
اور زور سے اور نام و نسب و حسب سے آگاہ نہین ہی ہم واسطے اپنے دشمن کے گویا ملک الموت ہین
اور واسطے اپنے دوست اور عاجزی کنندہ کے جان و مال سے حاضر ہین جمہور شاہ نے غصہ کو
ضبط کر کے پوچھا ای جوان تندخو سچ کہہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تیری جسارت و اس گفتگو سے
مجھے حیرت ہی کہ ایسے کلمات آج تک سوا اس وقت کے کسی نے مجھسے نہین کہے تجھے ظاہر تو بہادر
معلوم ہوتا ہی پس چاہتا ہون کہ بغیر آگاہی نام کے تو میرے ہاتھ سے قتل نہو شاہزادہ رستم ثانی نے
جواب دیا ای جوان بدزبان آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی فرزند شاہزادۂ ذوالفقار ایرج نامدار کا ہون لشکر
امیر ثانی سے اس جانب آنکلا تھا یہان آکے بعنایت الٰہی مین نے طلسم صندل کو توڑا مرحلات طلسم
فتح کیے شہر والون کو مسلمان کیا ہزار ہا کافرون اور ساحرون کو تہ تیغ کیا مال و اسباب طلسم صندل کا
اپنے قبضہ و تصرف مین لایا چند روز سے اس صحرا مین مقیم ہون شکار کھیل رہا ہون بعد شکار کھیلنے کے
تمام مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر ہمراہ اپنے لشکر فراوان کے سوے لشکر اہل اسلام خدمت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام مین جاونگا اگر تو مجھسے برسر جنگ ہوگا تو عزم جانے کا موقوف کرونگا
جبتک تجھکو قتل نہ کرونگا یہان سے کہین نجاونگا مین نے اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا اب تو بھی
اپنے نام سے باخبر کر جمہور شاہ نے کہا ای رستم ثانی تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تمھین فاتح
طلسم صندل ہو مین تمھارے واسطے بحکم خداوند تمثال آئینہ رو جمہوریہ سے آیا کیا اچھی
ساعت سے مین اس طرف روانہ ہوا تھا کہ اثناے راہ مین تمسے سامنا ہوا امید کرتا ہون اپنی مراد کو پہنچونگا

حکم خداوند بجالاؤنگا تمھین گرفتار کرکے تمام مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا
یا تمھارا سر لیکے نیزہ پر علم کرکے یہان سے بفتح و فیروزی روانہ ہونگا نام میرا جمہور شاہ ہی شہر جمہوریہ
کا جانب خداوند سے حاکم ہون نو لاکھ سوار اور بہت سے سرداران نامی اپنے ساتھ لایا ہون لشکر میرا
یہان سے چند فرسخ پر اترا ہی مین عاجزی و انکساری تجھسے نکرونگا کبھی میرنے کسی سے عاجزی نہین
کی ہی واسطے ایک آہو کے تجھسے کیا عاجزی کرون اور اس وقت محض واسطے اس آہو کے تجھسے کیا
لڑون کہ مناسب وقت نہین ہی خیر دیکھا جائیگا مین تو اس آہو کو جس طرح ممکن ہوتا زبردستی یہان سے
لیجاتا مگر یہ آہو اب میرے کام کا نہین ہم تم سب مسلمان ہو تمنے اسکو ذبح کیا ہی ہاتھ اپنا اسمین لگایا
ہی یہ نجس و ناپاک ہو گیا ہی گوشت اسکا اب مین کھا نہین سکتا نہ کسی اپنے ہم مذہب کو کھلا سکتا ہون
پس بیکار شی کا لیجانا اور اسکے واسطے لڑنا عقل کے خلاف ہی ہان بعد اسکے اگر تونے میرے
کہنے پر عمل نہ کیا تو ضرور لڑونگا ابھی مجھکو حجت تمام کرنا ضرور ہی یہ کہکے بنظر غیظ و غضب رستم ثانی و
سہراب بن لندھور وغیرہ رفقاے شاہزادۂ موصوف کو دیکھکر آہوے مذکور سے دست بردار
ہوکے وہین اسے چھوڑکے اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا یہان بعد جانے جمہور شاہ کے رفقاے
شاہزادۂ رستم ثانی نے خوب خندہ زن ہوکے باہم کہا کہ جمہور نابکار یقین ہی کہ ہم شیران صحرا
وغا سے ڈر گیا آہو سے دست بردار ہوکے بہانہ کرکے جان اپنی بچاکے چلا گیا ہی ظاہر ہو گیا کہ
نامرد و بزدل ہی اگر بہادر ہوتا تو جب ایسے کلمات سخت درمیان مین آگئے تھے واسطے اس آہو کے
اپنی جان دیدیتا یا آہو کو یہان سے لیجاتا فرق اپنی جرأت مین نہ لاتا ذلیل ہوکے یہان سے نہ جاتا
شاہزادۂ رستم ثانی نے تقریر اپنے رفقا کی سنکے مسکراکے کہا واقعی تم سچ کہتے ہو کہ یہ نابکار
گو داہی بہادر نہین ہی بظاہر قوی الجثہ ہی دل اسکا کچھ بھی نہین ہی دیکھا چاہیے اب اپنے لشکر مین
جاکے کیا کرتا ہی یہان سے غصہ مین بھرا ہوا تو گیا ہی عجب نہین کہ بر سر پرخاش ہو ہمتو تمنی اس امر کے ہین
کہ ترقی دین اسلام کی ہو کفار ہدایت یا خوف قتل سے بصدق دل مسلمان ہون سیاہ قلب نابود ہون
ہم اہل اسلام کی شمشیر آبدار سے قتل ہون لڑائی ہو خونریزی خوب ہو تلوار چلے یہ صحراے سبزہ زار
خون کفار سے گلنار ہو یہ کہکے ہمراہ اپنے رفقا کے آگے بڑھ کے مصروف شکار وحش و طیور ہوا یہان
تو شاہزادۂ موصوف شکار کھیل رہا ہی اسکو تو شکار کھیلنے مین مصروف رکھیے اور اب احوال جمہور شاہ کا
سنیے کہ یہ نابکار جب اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے اترکر بارگاہ مین گیا تخت پر بیٹھا اور تمام اپنے
سرداران سپاہ کو طلب کرکے انسے کہنے لگا کہ مین جس آہو کے تعاقب مین گیا تھا اس آہو کو رستم
ثانی فتاح طلسم صندل نے شکار کیا تھا خاک پر ذبح کیا ہوا پڑا تھا مین نے وہان جاکر غضبناک
ہوکے پوچھا اس آہو کو کسنے شکار کیا ہی رستم ثانی اور اسکے رفقا نے نہایت عاجزی سے کہا
ہمنے نادانستہ اس آہو کو شکار کیا ہی ہم جانتے تھے کہ اس آہو پر آپ نے تیر لگایا ہی اگر یہ
جانتے تو کبھی ہم اسکو شکار نکرتے اب یہ آہو موجود ہی لیجائیے ہماری اس گستاخی کو معاف فرمائیے مین انکی
عاجزی کرنے سے برسر جنگ نہوا آہوے مذکور انھین کو دے کے چلا آیا مگر اب مین تم سب سے اس
باب مین مشورہ طلب ہون کہ ایسے شخص شیرین زبان و عاجزی کنندہ سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرون

دیا تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے عین شکار گاہ مین کہ وہ مع اپنے تھوڑے رفقا کے موجود ہی شکار کھیل رہا ہی حملہ آور ہون یا اُسکو ایک نامہ لکھون اپنے خداوند کی پرستش و اطاعت کے واسطے اُسے تاکید کرون اِن دونون امور مین جو امر بہتر ہو بیان کرو سرداران سپاہ نے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ہماری تو یہ رائے ہی کہ پہلے رستم ثانی کو ایک نامہ لکھواکر روانہ کیجیے مضمون اُسکا یہ ہو کہ ای رستم ثانی اگر اپنی زندگی اور بہبودی چاہتے ہو تو دیکھتے ہی اس نامہ کے جو زر و جواہر تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہی بجنسہ اُسے ہمارے پاس لے آؤ اور پرستش ہمارے خداوند کی کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ جرم تمھارا یعنے توڑنا طلسم صندل کا اور قتل کرنا ہزارہا ساحرون کا اور تباہ کرنا شہر کا خداوند سے عفو کرا دینگے مرتبہ و رتبہ تمھارا زیادہ کرا دینگے مقرب بارگاہ خداوند کرا دینگے اور اگر خلاف اسکے کروگے یعنی سرکشی اختیار کروگے تو پچھتاوگے ہمارے ہاتھ سے سر میدان جنگ مارے جاؤگے جواب سے اس نامہ کے جلد آگاہ کرو جو مناسب ہو جواب دو یا اطاعت اختیار کرو یا آمادہ جنگ ہو سامان جنگ کرو جمہور شاہ نے تقریر اُنکی سن کے کہا مین تمھاری رائے کو پسند کرتا ہون نامہ لکھنا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوا ابھی جمہور شاہ نے میر منشی سے نامہ تحریر نکرایا تھا کہ بختگان جو ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال کے آکے بارگاہ مین جمہور شاہ کے بیٹھا تھا اور تمام گفتگو بیٹھا ہوا سن رہا تھا بے اختیار مسکرایا جمہور شاہ نے اُسکی طرف دیکھ کے پوچھا ای بختگان اس وقت تم بے محل کیون مسکرائے بیان کرو اُسنے کہا ای بادشاہ مین اس وقت اس وجہ سے مسکرایا کہ تمام باتین مین نے آپکی دلاوری کی سُنین یعنی جانا آپکا تعاقب آہو مین اور شیرانہ رستم ثانی اور اُسکے رفقا سے بیخوف و خطر گفتگو کرنا اور اُنکا آپ کے خوف سے کلمات عاجزی زبان پر لانا آپکا اُنپر رحم کھا کے چلے آنا اور اب ارادہ نامہ لکھنے کا کرنا ایسا مضمون سخت نامہ مین لکھوانا یہ آپ ہی کے شایان ہی اور لائق مدح و ثنا کے ہی باعث میری خوشی کا ہوا ہی واقعی آپ بڑے بہادر ہین مین نے آپ کے مثل کوئی دلاور نہین دیکھا اسمین شک نہین ضرور آپسے رستم ثانی اور اُسکے رفقا ڈر گئے ہونگے اور عجز و عاجزی اُنھونکی ہوگی اور اب جو آپ نامہ لکھنے پر آمادہ ہین یہ بھی مناسب ہی رائے آپکے سرداران سپاہ کی خوب ہی مضمون نامہ اُنھون نے کیا اچھا بتایا ہی مجھے امید ہی کہ اگر آپ ایسے مضمون کا نامہ شاہزادہ رستم ثانی کو ارسال کیجیے گا تو وہ ضرور ڈر جائیگا اطاعت آپکی اختیار کریگا لاجورد شاہ نے باشارہ کہا او شوخ طبع کیون ایسی باتین کرتا ہی خاموش رہ جو کچھ ہوگا سیر دیکھینگے تو بھی سیر دیکھنا بختگان ایماے لاجورد شاہ سے خاموش ہوا جمہور شاہ گفتگوے پیچیدہ بختگان کی نہ سمجھا بلکہ سمجھا کہ یہ میری تعریف کرتا ہی یہ سمجھ کے خوش ہو کے میر منشی کو طلب کیا اور جو مضمون کہ اُسکے سرداران سپاہ نے بتایا تھا من و عن وہی مضمون نامہ مین لکھوایا جب نامہ اور سرنامہ سب منشی نے لکھا جمہور شاہ نے سرنامہ پر مہر اپنی کرکے اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھکر کہا ای بہادرو تم مین کون ایسا دلاور ہی کہ یہ نامہ میرا لیکر رستم ثانی کے پاس جاے اور جواب اسکا اُس سے لیکر آئے اور وقت گفتگو اُس سے دلیرانہ کلام کرے دب کر خوف سے تقریر نکرے یہ کہکے خاموش ہوا اُس وقت سب کے پہلے عنقاے شیر صولت کہ نہایت زبردست پہلوان

ہی اور قوت مین بھی صدہا پہلوانون سے زیادہ ہی اور بہادر بھی ہی اپنے دنگل سے اُٹھا اور دست بستہ
عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ انجم سپاہ یہ غلام نامہ لیکر جائیگا جواب نامہ لیکر آئیگا
حسب الارشاد وقت گفتگو سخت کلام بھی کریگا اور اگر ممکن ہوا تو سر رستم ثانی تیغ آبدار سے کاٹکر
ہمراہ اپنے لائیگا جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سنکے بہت خوش ہو کے کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ
نامہ میرا تو ہی لیکر جائے یہ کہکے اُسے نامہ دیا اُسنے نامہ کو دو بلغے مین رکھکر باہر بارگاہ سے آکے
چالیس ہزار سواران آزمودہ کار اور کئی سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مرکب دورکاب پر سوار ہو کر رخ جانب بارگاہ
شاہزادہ رستم ثانی کیا نہایت کبر و نخوت سے چلا اثنائے راہ مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ ای عنقائے شیر صولت
اگر بن پڑے تو کو بروے رستم ثانی جاکر تلوار نیام سے نکال کے نعرہ کر کے شاہزادہ پر حملہ آور ہونا
کسی سے خوف نہ کرنا جو مائل جنگ ہو اُسے تہ تیغ کرنا سر رستم ثانی کا تن سے جدا کرنا رفقا کو بھی اُسکے
قتل کرنا اِسی کار نمایان کرنے سے جمہور شاہ تجھسے بہت خوش ہوگا انعام کثیر دیگا سوا اسکے تجھسے
خداوند خوش ہونگے زندگی و زور بازو بھی بڑھادین گے عجب نہین کہ انعام مین طرہ پیغمبری تجھکو عطا
کرین یا کسی ملک کا بادشاہ کر دین غرضکہ ایسی ہی باتین اپنے دل مین کرتا ہوا راہ طی کرتا ہوا قریب غروب آفتاب
اس وقت قریب بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ رستم ثانی کے پہونچا کہ شاہزادہ موصوف شکار وحش و طیور کا
کر کے اپنی بارگاہ مین آیا تھا مانند شیر نر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تھا عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار
شاہ و سہراب ابن لندھور و شاہزادہ فیروزہ ماز ندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ علے قدر مراتب یمین و
یسار بیٹھے تھے پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ
ثانی و اکثر خدام دربارگاہ پر موجود تھے ساقیان خوبرو شاہزادہ موصوف اور اُسکے رفقا کو جامہاے
بلورین مین شراب ناب پلا رہے تھے قابون مین کباب وحش و طیور کے بھرے ہوے روبرو
ہر ایک کے رکھے تھے ہر ایک بعد شراب پینے کے وہی کباب بصد خوشی کھاتا تھا غرض کہ معقول نشے
لطف زندگی اُٹھاتا تھا یہ بارگاہ آسمان جاہ کو دیکھتے ہی اپنے مرکب سے اُتر کر لشکر کو اپنے
ٹھہرا کر سوے بارگاہ مذکور چلا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے اُسے آتے دیکھکر ارادہ کیا تھا
کہ واسطے اُس بہادر کے استقبال کے دو چار سردار دن کو روانہ کیجیے کہ وہ جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ
مین آیا اور شاہزادہ کو سلام کیا رستم ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کے
ایک دنگل پر بیٹھ گیا اور بنظر غور جملہ اہل بارگاہ کو دیکھنے لگا اور شاہزادہ رستم ثانی کو بھی غور سے دیکھنے
لگا دل مین کہنے لگا یہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شاہزادہ ہی حسن و جوانی مین لاجواب ہی چہرہ سے اُسکے
آثار شجاعت ظاہر ہوتے مین رفقا بھی اُسکے بہادر معلوم ہوتے ہین مین جانتا تھا کہ یہ اہل اسلام
ایسے قوی نہونگے یہان آکے معلوم ہوا کہ جنکے چہرون سے آثار شجاعت ظاہر ہین وہ ضرور باطن قوی
و بہادر ہونگے ابھی عنقائے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ نظر غور سے ہر ایک کو
دیکھ رہا تھا کہ اشارہ رستم ثانی سے ساقی نے جام شراب اُسے دیا اُسنے جام ساقی سے لیکر شراب
پی پھر ساقی نے ساغر شراب سے مملو کر کے اُسے دیا اُس دیو خصال نے وہ بھی جام لیکر شراب پی
اُسی طرح چند جام شراب تند و تیز کے اُسنے پیے جب نشہ شراب کا زیادہ ہوا پکارا منم نامہ دار جمہور شاہ

شاہزادہ رستم ثانی نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ نکالکر دیا شاہزادہ نے نامہ پڑھوا کر سُنا نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا آنکھین جوش قہر سے سُرخ ہوگئین رفقا بھی رستم ثانی کے عبارت نامہ مذکور سُن کے برہم ہوئے ہر ایک کے چہرہ پر آثار برہمی ظاہر ہوئے خصوص شاہزادہ رستم ثانی کے چہرہ پر تو وہ آثار غیظ و غضب ہویدا ہوئے کہ عنقائے شیر صولت متردد ہوا دل مین کہنے لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے شاہزادہ کو بدرجہ کمال غصہ ہے رفقائے شاہزادہ بھی برہم نظر آتے ہین ایسا نہو کہ نامہ پھاڑ ڈالا جائے اور مجھسے سخنہائے سخت یہ شاہزادہ کرے اور مجھے غصہ آئے تو بڑا ہو گا اسی بارگاہ مین تلوار چلیگی یہ فرش بارگاہ کا خون دلیران سے رنگین ہوگا کیونکہ مین کلمات سخت سُن نسکونگا تحمل کلمات درشت سُننے کا نکرسکونگا ہنوز عنقائے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی نے بجبر اپنے غصہ کو ضبط کرکے حکم دیا کہ اس نامہ کی پشت پر جواب نامہ ہماری طرف سے لکھدیا جائے کہ ہمین اطاعت و پرستش تمثال آئینہ روکی ہرگز منظور نہین ہے ہم خداپرست ہین سوائے پرستش خداوند عالم کسی کو سجدہ نہین کرتے ہین اور بجز خالق کون و مکان کسی کے آگے سر نہین جھکاتے ہین ای جمہور شاہ ہمسے اطاعت و پرستش خداوند ہرگز نہوگی کہ وہ ایک شیطان سیرت ہے تو تجھکو اسکی پرستش کے واسطے کیا کہنا ہے تو بھی اُس بے دین و بدآئین کی پرستش نکر راہ راست پر آ اپنے معبود حقیقی کو پہچان کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر بصدق دل مسلمان ہو ظلمت کفر سے نکل جلوۂ نور ایمان دیکھ ہم اہل اسلام ہین ہماری طرح تو بھی موجود ہو جا ہمارے ساتھ لشکر امیر ثانی مین چل بارگاہ سلیمانی مین درمیان بہادران عالم کے دنگل پر بیٹھ اگر یہ منظور نہو تو خیر جو تیرے دل مین آئے ہمارے حق مین کر ہم لڑنے کو موجود ہین یہ عبارت لکھوا کر نامہ مذکور عنقائے شیر صولت کے حوالہ کیا اور ایک خلعت فاخرہ طلب کرکے اُسے دیا عنقائے شیر صولت نے خلعت پا کے اپنے دل مین کہا یہ اہل اسلام کسقدر دشمن دوست ہین کہ مجھ ایسے بدخواہ کو اُنھون نے خلعت دیا ہے اور مجھسے نہایت درجہ بخلق پیش آئے ہین بھلا مین ایسی صورت مین انسے کیا بدی کرون اور اگر بدی کرون بھی تو کچھ فائدہ نہوگا مرادد لی بر نہ آئیگی یعنے سر اس شاہزادہ ذیجاہ کا ہاتھ نہ آئیگا جنگ عظیم ہوگی فوج میری کام آئیگی مین بھی ان بہادرون کے ہاتھ سے زخمی ہونگا یا مارا جاؤنگا یہ لوگ بڑے شجاع معلوم ہوتے ہین ایک ایک ان مین اپنے وقت کا رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن ہے انسے لڑنا کچھ آسان نہین ہے انھین قتل کرنا دشوار ہے اگر ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے جان انکے حریف کی بچ جائے تو غنیمت جانیے پس ای عنقا تو انسے عزم جنگ نکر ورنہ معدوم ہو جائیگا یہ خیال کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے رخصت ہو کے مرکب پر سوار ہو کے ہمراہ اپنی سپاہ کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے اُتر کر بارگاہ مین جا کے جمہور شاہ کو وہ نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا جمہور شاہ نے جواب نامہ سے آگاہ ہو کے غصہ مین آ کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر یہ اہل اسلام ہین اور مین ہون دیکھنا میدان جنگ مین جا کے بعد صف آرائی لشکر کے ان اہل اسلام کو یون قتل کرونگا کہ انکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو رحم آئے گا اور مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا یہ لوگ لائق قتل ہین علاوہ سرکش ہونے کے ہمارے خداوند کو بُرا کہتے ہین ہم خونریزی انکی واجب جانتے ہین

یہ کہکے خاموش ہوا ملازمان مذکور نے حسب الحکم طبل جنگی لشکر ہزیمت اثر مین بجایا صدائے طبل رزمی
بلند ہوئی تمام مردمان سپاہ صدائے طبل دغا سُن کے باخبر ہوے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ مین جانا ہوگا اہل اسلام سے سامنا ہوگا دیکھین کل کون کون قتل و زخمی ہوتا ہی
کون کون جانبر ہوتا ہی اہل اسلام شمشیر زنی و دلاوری مین مشہور آفاق ہین سُنا ہی کہ انکی تلوار کی پناہ
نہین ہی علاوہ شمشیر زنی کے جملہ فنون سپہ گری سے آگاہ ہین فن کشتی سے بھی ماہر ہین لڑنے اور
مرنے سے یہ لوگ نہین ڈرتے ہین خداوندا ان لوگون کے ہاتھ سے ہماری جان و عزت بچائے خیر
جان جائے تو جائے مگر عزت نجائے ایسا نہو کہ یہ لوگ ہنگام جنگ حلقہائے کمند مین ہمین اسیر کر لینا
اور پکڑ کرلے جائین قید کرین ہم سپاہی ہین اسیر ہونا ہمارے واسطے بُرا ہی قید ہونا ہمارے حق مین باعث
آبرو ریزی کا ہی سواران لشکر کفار تو اسی قسم کی باہم تقریر کر رہے تھے طبل جنگ بج رہا تھا برق ثانی
و سیارہ ثانی بصورت مبدل لشکر کفار مین موجود تھے تقریر سواران سپاہ کی سن رہے تھے کیونکہ بہمراہ
لشکر عنقائے شیر صولت برائے دریافت خبر لشکر گاہ سے لشکر جمہور شاہ کی طرف روانہ
ہوے ہین جب اُنھون نے دیکھا کہ یہان طبل جنگ بجا ہی باہم کہا اب یہان ٹھہرنا بیکار ہی یہان سے
جانا چاہیے خبر طبل جنگ بجنے کی شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچانا چاہیے یہ کہکے لشکر کفار سے
نکل گئے جلد راہ طی کر کے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے اور دست بستہ یون عرض کیا کہ اے
شاہزادۂ ذیوقار عدو شکار ہم ساتھ لشکر عنقائے شیر صولت نامہ دار جمہور شاہ کے بصورت
مبدل سپاہ جمہور شاہ مین گئے تھے حال وہان کا یہ ہی کہ جمہور شاہ نابکار نے جواب نامہ سے برہم ہوکے
اپنے لشکر مین بصد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ مصمم اُسکا یہ ہی کہ وقت سحر ہمراہ فوج کثیر کے
میدان کارزار مین آئے اور خادمان حضور سے برسر جنگ ہو یہان حضور بہ تن چند برائے شکار تشریف
لائے ہین تمام لشکر حضور کا شہر صندل مین فروکش ہی اگر مناسب ہو تو لشکر ظفر اثر کو یہان طلب کیا
جائے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ خبر سُن کے برق ثانی سے فرمایا جلد اسی وقت ہمارے لشکر مین جا اور
تمام سرداران سپاہ اور جملہ سوارون کو اور سب پیادون کو ہمراہ اپنے لے کے جلد یہان آ ایسا نہو
کہ لشکر کے آنے مین تاخیر ہو آج کی شب لشکر کا یہان آجانا ضرور ہی برق ثانی یہ سنتے ہی بارگاہ سے
نکل کے برق آسا تڑپ کے سوے لشکر بصد عجلت چلا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا سرداران لشکر سے
کہا تمکو مع تمامی لشکر شاہزادہ رستم ثانی نے طلب کیا ہی جلد چلو انھون نے جملہ سوارون اور پیادون کو
حکم کمر بندی کا دیا اور کہا ہی جوانو جلد چلو ہمارے مالک و آقا نے تمکو طلب کیا ہی لشکریون نے اپنے
سردارون سے پوچھا خیر تو ہی اسقدر جلد آپ کو اور ہمین ہمارے مالک و آقا نے کیون طلب کیا ہی
انھون نے انکو جواب دیا ہمین اسکی وجہ معلوم نہین ہی برق ثانی ہمین تمھین بلانے کو آیا ہی اس سے
دریافت کرو لشکریون نے عیار مذکور سے پوچھا کہ باعث طلب سپاہ کیا ہی برق ثانی نے کہا جمہور شاہ
بحکم تمثال آئینہ رو لشکر کثیر لیکر آیا ہی طبل جنگ اُسنے بجوایا ہی صبح کو وہ نابکار میدان کارزار مین
بجمعیت فوج کثیر آئے گا یہی وجہ شاہزادہ رستم ثانی نے تم سب کو طلب کیا ہی حالانکہ وہ شیر بیشۂ دلاوری
ایسا بہادر ہی کہ تنہا لاکھون ہزارون سے مقابلہ و مجادلہ کر سکتا ہی مگر احتیاطاً تمکو بھی طلب کیا ہی ان

سب نے یہ خبر سُن کے خوش ہو کے کہا الحمد للہ جمہور شاہ بقصد جنگ ادھر آیا طبل جنگ اُس نے
بجوایا دل ہمارا خوش ہوا کیونکہ ہم خدا سے دعا کرتے تھے کہ پھر کسی کافر سے لڑائی ہو ہم سب کفار سے
لڑین اعدا کو قتل کرین خود بھی اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہون نمک آقا سے ادا ہون اب امید دلی بر آئی
ہم سب ابھی تمھارے ساتھ چلتے ہین یہ کہکے جملہ سوار اور پیادے جلد مسلح ہوے پھر سب سوار اور
پیدل بعید عجلت ہمراہ برق ثانی کے تمام سامان جنگ لیکر رہ نورد ہوے اور بہت جلد قطع راہ کر کے وقت نیم شب
خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین پہونچے سرداران لشکر نے روبروے شاہزادہ جاکر بعد ادب سلام کیا شاہزادہ
نے جواب سلام دیکر کہا تم سب یہان آگئے دل خوش ہوا اب اپنے خیام مین جاؤ وہ اپنے خیام مین
آئے ادھر حکم شاہزادہ سے چالاک ثانی نے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا صدا نقارہ ہاے طلسم کی طلسم
صندل سے دستیاب ہوئے تھے ایسی بلند ہوئی کہ تا گنبد فلک پہونچی بر فلک اُنکی صداے مہیب سے دہل گیا
زمین تھرائی جوانان لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے کوئی تیغ دلاور اپنی شمشیر پر صیقل کرنے لگا
کوئی قدر انداز اپنے تیر و کمان کی درستی مین مصروف ہوا نیزہ دار اپنے نیزون کی درستی کرنے لگے
اسی طرح جملہ سوار و پیادہ لیئے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف ہوے راوی ناقل ہی کہ
لشکریان مذکور اس شب کو درستی آلات حرب ضرب بھی کرتے جاتے تھے اور باہم یہ تقریر بھی کرتے تھے
کہ اے برادران دینی نصف شب گذر گئی ہی آدھی رات سے کم رات باقی ہی صبح کو لڑائی ہوگی کفار سے
سامنا ہوگا خدا سے دعا کرو کہ جنگاہ مین ہم سب ثابت قدم رہین زخم شمشیر و تیر و تبر و خنجر نیزہ قلب و جگر پر
کھائین لہو مین نہائین دنیا سے سوے عدم جائین مگر قدم جنگاہ سے نہ ہٹائین پروردگار ایسی ہمت
دے کہ اعداے دین سے بیخوف و خطر لڑین شیرانہ اُنپر حملہ کرین پاؤن پیچھے نہ ہٹائین جہانتک ممکن ہو
آگے ہی بڑھتے جائین اکثر سواران شجاعت شعار باہم یہ کہتے تھے کہ اے بھائیو یہ شب جو کچھ باقی ہی
اسے غنیمت جانو آؤ معانقہ و مصافحہ کرو تم ہماری خطا و گناہ کو جو ہمسے عمداً یا سہواً ہوا ہو وے ہمین
عفو کرو اور ہم تمھاری خطائین معاف کرین زندگی کا اعتبار نہین ہی گنا ہون سے بھی توبہ کرو جلدی
دعاے توبہ پڑھو کار خیر مین عجلت کرو صبح کو نہین معلوم کیا ہو ہم مین سے نہین معلوم کون زندہ رہے
کون قتل ہو سامنا دشمنون سے ہی خدا آبرو رکھے سامنے سے دشمنون کے نہ بھاگین سامنے
بہادرون کے وقت بھاگنے کے ذلیل نہون قتل ہو جانا بھاگ کر زندہ رہنے سے بہتر ہی پیادے
باہم کہتے تھے کہ یاد و وقت سحر کافرون سے لڑائی ہوگی یہ یقین نہین ہی کہ زندہ رہینگے نہ یہ باور ہی
کہ ضرور ہی قتل ہو جائینگے احتیاط مقتضی اسکے ہی کہ کفن پہن لین اگر زندہ رہے تو نہو المراد ورنہ
بعد قتل وہی کفن بدن مین رہیگا اگر قبر مقدر مین ہوگی تو ملیگی ورنہ اسی صحرا مین لاشے زمین پر پڑے ہونگے
درندے اور پرندے اس صحرا کے گوشت و استخوان کھا ئینگے اُدھر نوجوانان لشکر اسلام شوق جنگ مین
تیاری لڑنے کی کر رہے ہین آپس مین گلے مل رہے ہین باہم تقریر کر رہے ہین نقارہ جنگی بج رہا ہی
اُدھر لشکر کفار مین جبسے طبل جنگ بجایا گیا ہی یہ حال ہی کہ جو کفار شجاعت شعار ہین وہ تو تیاری
جنگ مین مصروف ہین اور جو نامرد و بزدل ہین اُنکا یہ احوال ہی کہ خیال جنگ سے کانپ کانپ کے
باہم کہہ رہے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی اہل اسلام سے سامنا ہی یہ لوگ بڑے بہادر ہین قسم اُنکے

ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہے ہم چار روپیہ کے واسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ذلت و رسوائی گوارہ کرینگے
لشکر سے نکل جائینگے ہمنے نوکری اسواسطے نہین کی ہے کہ اپنی جان دیدین اہل و عیال سے چھوٹ جائین
دنیا سے سوے عدم جائین یہ کہکے غول کے غول تاریکی شب مین لشکر سے نکل کے اپنے گھرون کی طرف
چلے جاتے ہین سواران شجاعت شعار رہے جاتے ہین بزدل بھاگے جاتے ہین راوی بیان کرتا ہے
کہ جب وہ شب بسر ہوئی پہلے اسطرف سے شاہزادہ رستم ثانی بعد ادائے نماز سحر مسلح ہو کے مرکب
پر سوار ہو کے بارہ لاکھ سوار پیادہ کی جمعیت سے سوے لشکر کفار روانہ ہوا ادھر سے جمہور شاہ بھی
ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ و صلصال کے ساتھ بصد غرور و نخوت آیا اثناے راہ مین
دونون لشکرون کا سامنا ہوا ادھر جمہور شاہ ٹھہرا ادھر رستم ثانی نے باگ اپنے گھوڑے کی روکی
دونون طرف پہلے بارگاہین اور خیام ایستادہ ہوے پھر دونون لشکرون سے بحکم شاہ و شاہزادہ
بیلدار و بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے جلد میدان کارزار کی درستی کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور
کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے لشکرون سے نکل کے میدان کارزار مین پانی چھڑکا
گرد و غبار کو دفع کیا بعد اسکے بیلدار اور بیلچہ بردار اور سقے میدان نبرد سے ہٹ گئے دونون لشکر
صف آرا ہوے میمنہ میسرہ قلب ہر اک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا پھر لشکر اسلام سے نقباے
خوش تقریر اور سپاہ کفار سے کڑکیت نکلے درمیان لشکرون کے آگے ٹھہرے نقباے خوش آواز
و خوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے اس طرح اُنکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ اے دلاوران یکتاے
روزگار و اے بہادران نامی و نامداران آگاہ ہو کہ تمھارے آباو اجداد بڑے بہادر تھے اُنھون نے اپنی
زندگی مین عجیب عجیب کارہاے نمایان کیے تم اُنکے فرزند ہو ماشاءاللہ شجاع و بہادر ہو تم بھی آج کے روز کار
نمایان کرنا حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے کیا معلوم کون آج زندہ ہے کسکی اجل آئے کیونکہ سامنا
کفار سے ہے جنگ عظیم ہوگی تلوار چلیگی اس میدان مین از حد کشت و خون ہوگا یہ صحراے سبزہ زار خون
کشتگان سے رنگین ہوگا لہذا قدم جنگگاہ سے نہ ہٹانا سر میدان جنگ سامنے سے بہادرون کے نہ بھاگنا
اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا جہانتک ممکن ہو قدم اپنا آگے ہی بڑھانا پیچھے نہ ہٹانا
عزت و آبرو بڑھی ہوئی اپنی نہ گھٹانا دیکھو ایکدن مرنا ضرور ہے ہمیشہ کوئی شخص زندہ نہ رہا ہے اور نہ رہیگا
خیال کرو اس وقت تمھارے آبا و اجداد کہان ہین اور وہ بادشاہان صاحب جاہ و حشم اور خداوند
طبل و علم کہان ہین کہ جو اپنی سلطنت پر مغرور تھے ہائے اجل سے مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم گئے
ملک و مال چھوڑتے خالی ہاتھ دہر سے جانب عدم چلے گئے سواے اعمال نیک و بد کے کچھ اپنے ساتھ
نہ لے گئے بعد مرگ گوشہ ہاے قبور مین ساکن ہوے ہزار ہا من مٹی اُنپر ڈال دی گئی گوشت اُنکا
زمین کے کیڑے کھاگئے بلکہ ہڈیان بھی اُنکی باقی نہ رہین نشان اُنکی قبرون کا بھی باقی نہ رہا اس طرح
پیوند خاک ہوے کہ اب اُنکی قبور کا نام و نشان بھی نہ رہا وہ تو باقی نہ رہے مگر اُنکی نیکیان اور برائیان
آج تک کتابون مین درج کی ہوئی مردم دیکھتے ہین جو عادل و شجاع بادشاہ گذرے ہین اُنکو بہ نیکی
یاد کرتے ہین اور جو ظالم و جفا کار و بزدل گذرے ہین اُنکی برائیان زبان پر لاتے ہین پس مانند اُن
گذشتگان کے ہم تم بھی ایکدن دنیا سے سوے عدم جائینگے کوئی بجز خداوند عالم کے باقی نہ رہیگا سبکو فنا ہے

نقط خداے دوجہان کو بقا ہی لازم ہی کہ وہ کار نیک اور وہ بہادری آج کرو کہ تمکو بھی اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین تمہاری بہادری کی تعریف کرین یارو ایسا وقت حصول عزت و آبرو کا کم آئیگا اس روز کو غنیمت جانو
آج ہی حصول عزت سر میدان کرو یہ خیال نہ کرو کہ آج پر کیا موقوف ہی پھر کبھی بہادری کرینگے جوہر شمشیر دکھائینگے
کیا معلوم پھر زندہ رہو یا نہ رہو تم عاقل ہو تقاضاے عقل یہ ہی کہ کار نیک و خوب مین جلدی کی جاے
آج کا کام کل پر اُٹھا نہ رکھا جاے ہماری راے یہی ہی کہ آج ہی نام پیدا کرو ان کافرون سے دلیرانہ
لڑو انکو جنگاہ سے بھگا دو انبار انکی لاشون کے زمین پر لگا دو زخمی اور قتل ہونے سے نڈر ہو حق
نمک آقا ادا کرو تم سب نمک حلال ہو طریق نمک حلالی دکھاؤ سامنے اپنے مالک و آقا کے بہادری
کرو اعداے دین کو قتل کرو دلیرانہ کفار سے مقابلہ کرو اپنے مالک و آقا کو خوش کرو ای یارو نصیحت
پر ہماری عمل کرو ہم دوستانہ تمکو نصیحت کرتے ہین تمہاری ترقی عزت و آبرو چاہتے ہین تمکو بھی لازم
ہو کہ وقت شمشیر زنی لڑائی مین کمی نہ کرنا حتی الامکان قدم اپنا آگے ہی بڑھانا جنگاہ سے پسپا نہونا
خیال بھی دل مین بھاگنے کا نہ لانا غور کرو کہ اگر قضا دامنگیر ہوگی تو بھاگنے سے نہ بچاؤ گے ضرور قتل ہوگے
اور اگر زندگی تمہاری باقی ہی تو بڑھ کے لڑنے سے قتل نہو جاؤ گے ہمنے از راہ خیرخواہی تمکو نصیحت کی ہی
آگے تمکو اختیار ہی خواہ اپنی عزت چاہو خواہ اپنی ذلت چاہو یہ کہکے نقبا خاموش ہوے کرکیس اپنے
لشکر کے سوارون سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہنے لگے کہ ای دلیران نامدار و ای بہادران تہور
شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہی اور مقام گذرگاہ ہی چار دن کی زندگی مین عاقل کو افعال نیک
کرنا لازم ہی اعداے خونخوار و دشمنان جان و ایمان سے لڑنا اور اُنہین قتل کرنا یہی ایک فعل ہی تم خوب
جانتے ہو کہ یہ سب اہل اسلام عدوے جان و ایمان مین تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے بدخواہ
ہین تمنے اپنے بادشاہ کا ایک مدت سے نمک کھایا ہی آج کے روز کے واسطے جمہور شاہ نے
تمکو اپنا ملازم کیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ ان دشمنون سے اپنے مالک و آقا کو بچاؤ عوض اُسکے ان
مسلمانون سے لڑو انکو قتل کرو دلیرانہ نعرے کرو تن پر زخم کھاؤ خون مین نہاؤ سر میدان بہادرون
کے آگے خصوص اپنے بادشاہ کے سامنے سرخرو ہو بڑھ بڑھ کر تلوارین ان مسلمانون پر لگاؤ خون
اُنکا زمین پر بہاؤ بہادری سب کو اپنی دکھاؤ دیکھو ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹنے پاے دل مین خیال
بھاگنے کا بھی نہ آنے پاے تم بہادر ہو فرزند دلاورون کے ہو شجاعت دکھاؤ یارو میدان جنگ
واسطے سپاہی کے گویا محک امتحان ہی جس طرح سونا چاندی کسوٹی پر کسنے سے کھوٹا کھرا معلوم ہو جاتا
ہی اسی طرح سپاہی کی بہادری اور بزدلی میدان جنگ مین بروقت مقابلہ حریف ظاہر ہو جاتی ہی تمکو
مناسب ہی کہ یہ جنگاہ ہی اور سامنا حریفون کا ہی امتحان تمہارا لیا جاتا ہی امتحان مین پورے اُترنا یعنی
ہنگام مقابلہ و مجادلہ حریفان جانستان بہادری کرنا بڑھ بڑھ کے نیزہ و شمشیر لگانا شیرانہ نعرے کرنا اعدا
کو ضرب نیزہ و تیر و شمشیر سے ہلاک کرنا لاشون کو دشمنون کے پامال سم اسپان کرنا خوف و خطر مطلق نہ کرنا
اگر زندگی تمہاری ہی تو کوئی دشمن تمکو قتل نکر سکیگا اور اگر اجل ہی تمہاری آئی ہی تو اگر بھاگے تو بھی ضرور
ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ گے جان بھی جائیگی اور ذلت بھی ہوگی بادشاہ تمہارا تمسے ناخوش
ہوگا بلکہ سب بہادر تمسے بیزار ہونگے اور کہین گے خوب ہوا ایسے نامرد و بزدل قتل ہوے کہ جو ہنگام

متقابلہ حریف جنگاہ سے بھاگے مالک و آقا کا اپنے ساتھ ندے سکے جان کا خیال کرکے پسپا ہوکے
بھاگنے پر آمادہ ہوے بلکہ بھاگنے کے سوا بادشاہ اور جملہ بہادرون کے خداوند تمثال آئینہ رو
تم سے ناخوش ہونگے تمھارے بھاگنے سے ازحد تمسے بیزار ہونگے اپنے قہر وغضب سے ان مسلمانون کو
تمپر مسلط کردینگے یہ گھیر کے تمکو قتل کر ڈالینگے بعد قتل خداوند موصوف تمکو نار دوزخ مین ڈال
دینگے ہمیشہ جلا کرو گے پس ای جوانون وہ کام کیون کرو کہ دنیا و آخرت مین بہبودی نہو دنیا مین ذلت
و رسوائی ہو آخرت مین بھی مبتلاے عذاب ہو جان بھی جاے آبرو بھی تلف ہو اور کچھ فائدہ نہو عاقل
کو لازم ہے کہ وہ فعل نکرے جسمین ضرر ہو وہی کام کرے جسمین نفع ہو تم سب نادان نہین ہو دانا ہو
بجاے خود سمجھ لو کہ بھاگنے مین کیا کیا ضرر ہین اور دلیرانہ لڑنے اور جان دینے مین کیا کیا فوائد دنیا و آخرت ہین
ہمنے اتنی دیر تک تمکو ہدایت امور نیک کی نصیحت کی ہے اگر ہمارے پند و نصایح پر عمل کرو گے تو دنیا
و آخرت مین واسطے تمھارے بہتر ہوگا اور اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کرو گے تو حق مین تمھارے اچھا
نہوگا یہ کہکے کرکیت بھی چپ ہوے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا یہ حال ہوا کہ تقریر نقبا اور باتین
پند آمیز کرکیتیون کی سُنکے لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوے یہ حال دیکھ کے اُدھر جمہور شاہ نے ادھر
شاہزادہ رستم ثانی کے اشارہ سے علمداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا اور باجے جنگی بجائے گئے
دلاوران ہر دو سپاہ اول تو نقبا اور کرکیتیون ہی کی تقریر سُن کے آمادہ جنگ ہوے تھے اب آواز جنگی باجون
کی سُن کے مست بادہ شجاعت ہوکے جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو بار بار دیکھنے لگے اکثر دلاورون نے
باہم کہا کہ اگر زرہ پہن کے اور جوشن و چار آئینہ و بکتر کی حفاظت کے بھروسے سے لڑے تو
کیا لڑے مرد وہ ہے جو بغیر زرہ وغیرہ لباس حفاظت جسم و جان کے دلیرانہ اعدا سے لڑے باریک
کپڑون پر مانند شربتی اور تن زیب کے انگرکھون پر جو تلوار کھائے وہ بہادر ہے اور جو زخم سینہ
و سر پر کھائے اور مثل گل کے خندان ہو وہ دلاور ہے اور جو ہنگام جنگ وار اعدا کے سپر پر نروکے اور
سر و سینہ پر روکے اور مُنھ جنگ سے نہ موڑے وہ دلیر ہے یہ کہکے زرہ و جوشن و خود و بکتر و چار آئینہ
و سپر وغیرہ کو اپنے تن سے جدا کیا اور تلوارین کھینچ کے نیامون کو توڑ ڈالا بعض بعض نے اُنسے
کہا یہ تمنے کیا جہالت و نادانی کی ہنگام مجادلہ و مقاتلہ زرہ وغیرہ کو اپنے تن سے کیون دور کیا
اُنھون نے اُنکو جواب دیا اگر ہم تمھارے نزدیک نادان جاہل ہین تو اچھا بیوقوف و جاہل ہی سہی ہمتو
اپنے حریفون سے یونہین لڑینگے ہمین تو منظور ہے کہ بہادری اپنی جوانان ہر دو سپاہ کو دکھاکے سیکڑون کو
قتل کرکے خود بھی قتل ہو جائین مانند رستم و زال و گیو و بیژن و فرامرز وغیرہ بہادرون کے نام کرکے
دنیا سے جائین آخر ایکروز مرنا ہے آج ہی اُن کافرون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کیون نہ مر جائیں کہ
بقول نقبا کے بہبودی کونین حاصل ہو جاے اکثر دلیران لشکر اسلام نے ارادہ کیا کہ صفوف لشکر سے
نکل کے میدان جنگ مین جائین اور مبارز مطلب کرین اُدھر کفار نے بھی قصد کیا کہ یکبارگی صف
لشکر سے نکل کے اہل اسلام پر حملہ آور ہون دلاوری اپنی دکھائین لاکھون حریفون پر تیز گھوڑے
اُٹھائین نامی جوانون کو جن جن کے قتل کرین خصوص رستم ثانی و سہراب بن لندھور و شاہزادہ
فیروزہ مازندرانی وغیرہ کو قتل کرین تیغ آبدار سے سر اُنکے کاٹ لائین اپنے بادشاہ کو نذر دین خلعت و انعام

پاتے ہیں علاوہ اسکے اپنے خداوند کو خوش کرین راوی ناقل ہر کہ ابھی بہادران مذکور سے کوئی دلیر دونون لشکرون سے نکل کے بڑے بڑو بیچ مین میدان جنگ کے نہ آیا تھا کہ ناگاہ ایک سردار لشکر کفار کا مسمی خونریز کبود چشم مرکب کو بڑھا کر صف لشکر سے نکلا اور جمہور شاہ سے طالب اذن جنگ ہوا اُس نے کہا ای خونریز تیرا جانا مناسب نہین ہر مین اور کسی زبردست سردار کو بڑے مجادلہ دلیران لشکر اسلام بھیجونگا اُسنے عرض کیا حضور مجھے اجازت تو دین اقبال حضور سے دلیران نامی سے لڑونگا اگر رستم ثانی بھی مجھسے لڑنے کو آویگا تو اُس سے بھی لڑونگا حتی الامکان اُسے بھی قتل کرونگا جوہر شمشیر دکھاؤنگا بہت دنون مین نے نمک حضور کھایا ہر آج حق نمک ادا کرونگا حضور کچھ اندیشہ نہ کرین مین ایسا کم قوت نہین ہون کہ دلیران اہل اسلام سے لڑ نہ سکون جمہور شاہ نے اُسکی تقریر سُنکے خوش ہوکے اجازت دی وہ دلیرانہ میدان جنگ مین آیا اور درمیان ہر دو سپاہ کے ٹھہر کے یون بآواز بلند پکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان تم سب مین جسکو آرزوے مرگ زیادہ ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ و مجادلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا اُدھر شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اُس کافر کی سُنکے جانب سیرہ اپنے لشکر کے دیکھا فی الفور سرشار شاہ نے صف لشکر سے نکل کے شاہزادہ موصوف سے اجازت جنگ چاہی شاہزادہ رستم نے فرمایا ای سرشار شاہ جاؤ اُس کافر سے لڑو تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا شاہ مسطور اجازت لیکر شیرانہ روبرو اُس بد اندیش کے گیا اور مرکب کو روک کر کہا او بیدین مین تجھسے لڑنے کو آیا ہون حوصلہ اپنے دل کا نکال نیزہ یا تلوار کا وار کر اُسے بغور دیکھ کے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہر بہت جلد تو لشکر سے نکل کے میرے سامنے آیا ہر ثابت ہوتا ہر کہ اجل تیری تجھکو سامنے میرے کھینچ لائی ہر اس بہادر نے جواب دیا او بد زبان کیا بیہودہ بکتا ہر تو کیا مجھے قتل کریگا مین بعنایت الہی تجھی کو قتل کرونگا نام میرا سرشار شاہ ہر جلد کیونکر نہ آتا کہ اجل تیری قریب ہر مجھے تو ملک الموت تصور کر تیری قبض روح کرونگا تن ناپاک تیرا خاک و خون مین بھرونگا تو اپنے نام نحس سے آگاہ کر اُس نے کہا خاص و عام مجھکو خونریز کبود چشم گنتے ہین مین وہ بہادر ہون کہ ہنگامہ جنگ فیل کو پشہ اور شیر کو روباہ جانتا ہون بارہا پہلوانان نامی سے لڑا ہون سیکڑون بہادرون کو قتل کر چکا ہون تیری کیا حقیقت ہر ابھی تجھکو قتل کرونگا میری روح تو کیا قبض کریگا مجھے خاک و خون بن کیا ہر یگا خود ہی ایکدم مین عدم کو جائیگا پس پہلے تو مجھپر وار کرلے تمناے جنگ نکال لے آخر کو میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا حوصلہ وار کرنے کا تو دل مین نہ رہیگا سرشار شاہ نے پہلے خود وار کرنے سے انکار کیا اُسنے سبب پوچھا اس دلیر نے ظاہر کیا کہ ای جوان آگاہ ہو ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہر کہ پہلے اپنے حریف پر نیزہ و تیر شمشیر نہین لگاتے ہین جب حریف وار اپنا کر لیتا ہر اور خداوند عالم اُسکی ضرب سے بچاتا ہر تو پھر ہم لوگ وار کرتے ہین تجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہر کہ اس وقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا اس وار فنا سے سوئے سقر جائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہر کہ جنگ سے باز آ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا میرے ساتھ خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین چل وہ رتبہ و قدر تیر بڑھائینگا اپنے سرداران لشکر مین محسوب کریگا خونریز نابکار یہ سُنکے برہم ہوا غصہ سے پہلے آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ بھی بکثرت غیظ سے سرخ ہوا بے تامل پکارا او اجل رسیدہ ہوشیار ہو جا کہ میرے اس آئینہ تیغ مین تجھکو چہرہ قضا نظر آئے گا

یہ کہکے تیغہ گراغبار روآبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو بقاعدہ فن سپہگری بڑھا کے سر پر سرشار شاہ کے وار
کیا ادھر اس بہادر نے تیغہ اُسکا اپنی سپر فراخ دامن پر اس طور سے روکا کہ بیٹ پڑا کافر مذکور اس
دینیدار کے مسکرانے سے خجل ہوکے کہنے لگا اتفاق سے تیغہ میرا بیٹ پڑا ہی ہنسنا عبث ہی اب
تو مجھپر وار کر مین تیرے وار کو روک کے ایکہی مرتبہ اس طرح تیغہ لگاؤنگا کہ تجکو دو نیم کرونگا سرشار شاہ
نے تقریر اُسکی سنکے شمشیر آبدار نیام سے نکالکر نعرہ کرکے اُسکے سر پر غرور پر لگائی اسنے بفن سپہ گری
بالاے سپر روکی پھر خود تیغہ آبدار خبردار کہکے کمر پر لگایا ادھر اس جوانمرد نے اسے خالی
دیکر تلوار اُسکی کمر پہ لگائی اُسنے تلوار کو آتے دیکھکر مرکب کو پیچھے ہٹایا وار خالی دیا اسی طور سے
تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار سرشار شاہ نے بضرب شمشیر آبدار اُس نابکار کے دو ٹکڑے کیئے
لاشہ اُسکا گھوڑے سے زمین پر گرا خاک پر تڑپنے لگا سرشار شاہ نے پکار کر کہا اے جمہور شاہ
خونریز کا تو خاک پہ خون گرا بلکہ وہ خود بھی دو نیم ہوکے خاک پر تڑپا اب کسی اور دلاور کو واسطے میرے
مقابلہ کے روانہ کر شاہ مذکور نے اپنے میسرہ لشکر کی طرف دیکھکر ایک سردار سپاہ مسمی خونخوار کج
کلاہ سے کہا اے بہادر دیکھا تونے کہ تیرے برادر عینی خونریز کبود چشم کو سرشار شاہ نے قتل کیا
کیا تو انتقام اپنے برادر کے خون کا اس مسلمان سے جاکر نہ لیگا اُسنے فی الفور صف لشکر سے
گھوڑے کو نکال کے عرض کیا اے بادشاہ مین تو یہی قصد کر رہا تھا کہ لشکر سے نکل کے جاؤن اور سر اپنے
برادر کے قاتل کا تیغ سے کاٹ کے لے آؤن اسی اثنا مین حضور نے مجھسے فرمایا اب جاتا ہون اور
حضور کے اقبال عدو مال سے سر اس سفاک کا لاتا ہون جمہور شاہ نے کہا جلد جا وہ مرکب کو جولان
کرکے سامنے سرشار شاہ کے آیا بعد جنگ بیشمار آخر کار مانند اپنے برادر کے ہاتھ سے سرشار شاہ کے
بضرب شمشیر مارا گیا اسکے قتل ہونے سے جمہور شاہ کو ملال ہوا عنقاے شیر صولت نے فی الفور
صف لشکر سے نکل کے عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ مجھے اب اجازت کارزار دیجاے مین ابھی جاکے
قتل کرونگا سر قاتل خونریز و خونخوار کا لاؤنگا جمہور شاہ نے اجازت دی اب یہ سردار زبردست گینڈے
پر سوار ہوکے مانند فیل مست کے روبرو سرشار شاہ کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار کے نیزہ سے تیز کر
زخمی کیا بعد زخمی کرنے کے چاہا کہ تیغ آبدار سے سر سرشار شاہ کو کاٹے یہ حال دیکھکر ایک سردار لشکر
سرشار شاہ مسمی فرخ قوی بازو بعد عجلت لشکر سے نکل کے اجازت حرب شاہزادہ رستم ثانی سے
لے کے سامنے عنقاے شیر صولت کے گیا اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار اسکے
میری زندگی مین سرشار شاہ کے سر کاٹنے کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے شر سے اُس بد دین کے سرشار شاہ
کو بچا کے جانب لشکر اسلام روانہ کرکے اُس کافر سے آمادہ جنگ ہوا اُسنے غضبناک ہوکے کہا
او خدا پرست غضب کیا تونے کہ میرے حریف کو تونے میرے ہاتھ سے بچایا سر اُسکا مجھے کاٹنے
نہ دیا خیر اُسکے عوض تجھے ہلاک کرتا ہون یہ کہکے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے سینہ پر فرخ کے
لگایا ادھر اس بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بجد و کدر روکا اُس وقت دیکھنے والون
نے دیکھا کہ دو سنانون فولادی کے باہم لڑنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا
دو اژدر دہان کے وہن سے شعلے نکلے ابھی جوانان ہر دو لشکر یہ لڑائی دیکھ رہے تھے

اور تعریف فوج کی کر رہے تھے کہ اتنے بڑے نامی و زبردست پہلوان و سردار کے نیزہ کو کس خوبی سے
اسنے روکا ہے کہ یکایک فرخ نے اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بسہولیت روک کر از حد برہم ہوکے خبردار
خبردار مکرر کہکے اس طرح نیزہ سینہ فرخ پر لگایا کہ پشت سے اُسکے گذر گیا رو کے رُک نسکا عنقاے
شیر صولت نے یون زخمی کرکے نیزہ نکان دے کے پشت فرس سے اُٹھاکے اس طرح خاک پر
پٹکا کہ فرخ قوی بازو ہلاک ہوگیا بعد ہلاک کرنے اس دیندار کے عنقاے شیر صولت نے حریف
اپنا طلب کیا راوی ناقل ہے کہ چار سرداران لشکر سرشار شاہ یکے بعد دیگرے اُسکے سامنے گئے اُس نے
سبکو مانند فرخ قوی بازو کے نیزہ سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے سرداران مندرجۂ بالا کے عنقاے شیر صولت
نے پھر مبارز اپنا طلب کیا ابکی مرتبہ حدید شاہ اُسکے مقابلہ کے واسطے گیا بعد جنگ بسیار اُس نامدار کو
بھی بیدین مذکور نے مانند سرشار شاہ کے زخمی کیا اور قصد کیا کہ سر کاٹ لیجیے رستم ثانی نے یہ حال
دیکھکے چاہا تھا کہ آگے بڑھکے عنقاے شیر صولت کے ہاتھ سے حدید شاہ کو بچا لیجے اور
خود اُس سے لڑیے کہ ناگاہ گشتاسپ شاہ صف لشکر سے نکلا اور اجازت لیکے جلد تیز رو بروے
عنقاے شیر صولت کے گیا اور اُسکے عزم سے اُسے باز رکھا حدید شاہ کو جانب لشکر روانہ کرکے
خود اُس سے ہم نبرد ہوا بعد جنگ بسیار یہ بہادر بھی اُسکے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا کہ تمام جسم اُسکا مثل لالہ
و اغدار کے ہوگیا بدن مین اُسکے زخم ہی زخم نظر آتے تھے زخمونسے بہت دردمند تھا عنقاے شیر صولت نے
ارادہ کیا تھا کہ بڑھکر سر حریف مذکور کو تیغ سے جدا کرے ناگاہ رستم ثانی کو تاب ضبط باقی نرہی بے اختیار
مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب اُس جفاجو کے جاکے یہ نعرہ کیا کہو بیدین کیا کرتا ہے مین آپہونچا وہ نوردِ اس
شیر بیشۂ صاحبقرانی کا سُنکے رُکا شاہزادہ رستم ثانی نے گشتاسپ شاہ کو اپنے لشکر مین بھیجکر رُخ اپنا
سوے عنقاے شیر صولت کیا اور کہا اے جوان مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا اے رستم ثانی مجھے تمہاری
جوانی پر رحم آتا ہے تم مجھسے نہ لڑو بہتر یہ ہے کہ تمام مال و اسباب جو تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے
قبضہ مین کیا ہے میرے حوالے کرو اور میرے ہمراہ خدمت خداوند تمثال آئینہ رو مین چلو اُنکو
سجدہ کرو خداوند مرتبہ تمہارا بڑھا دینگے خطا تمہاری عفو کر دینگے کیا فائدہ اس سے کہ مجھسے لڑو
اور میرے ہاتھ سے قتل ہو ابھی تمنے دیکھا کہ جو تمہارے لشکر سے میرے سامنے آیا اُسے
مین نے زخمی و ہلاک کیا اگر تم میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو پچھتاوگے میرے ہاتھ سے مارے
جاوگے شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے عنقاے شیر صولت جنکو تمنے زخمی و قتل کیا اب
اُنکا ذکر کرنا عبث ہے مین تمہارے کہنے پر ہرگز عمل نکرونگا ایک شیطان خصال مردود بارگاہ خدا کو
ہرگز سجدہ نکرونگا اے بہادر لایق سجدہ وہ معبود برحق ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ما فیہا کو پیدا کیا ہے تمکو چاہیے کہ اُسی خالق کون و مکان کو سجدہ کرو راہ راست پر آو کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو جاو دولت دین حاصل کرو مین تمکو محض اس واسطے سمجھاتا ہون کہ تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تم
ایسا جوان قوی بازو و قوی ہیکل میرے ہاتھ سے قتل ہو عنقاے شیر صولت نے تقریر شاہزادہ
موصوف کی سُنکے برہم ہوکے نیزہ اُٹھایا اور گردش دے کے خبردار خبردار کہکے گنبد نے تو برھاکے سینہ پر وار کیا ادھر
شاہزادہ نے اُسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا بطریق مذکور چنگاریان پیدا ہوئین نیزہ بازان ہر دو لشکر نے

بے اختیار تعریف کی کہ عجب حسن سے نیزے پر نیزہ روکا ہی مگر اس ضرب سے بچنا محال تھا مگر واہ کیا اچھی طرح
وار کو روکا ابھی نیزہ بازان ہر دو لشکر شاد کر رہے تھے کہ رستم ثانی نے نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُسنے
بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی کوئی دونون دلاورون
مین زخمی نہوا آخرکار شاہزادہ موصوف نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکالدی
سب نے دیکھا کہ وہ سنان مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و
مرحبا بلند کیا کفار کو حیرت ہوئی بلکہ ملال ہوا عنقائے شیر صولت نے خجل ہو کے سر جھکا لیا عرق انفعال
مین ہمہ تن نہا گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کے گویا ہوا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی سنان نیزہ جو نکل گئی تو
یہ باعث بوسیدگی چوب نیزہ کا تھا میری کمی قوت اور قصور فن نیزہ کا سبب نہ تھا نیزہ بازی کوئی
فن عمدہ نہین ہی بلکہ یہ ایک فن ایسا نازک ہی کہ ذراسی بات مین عزت و آبرو مین نقصان ہوتا ہی جیسا کہ ابھی
مجھپر واقعہ گذرا مین نے غور کر کے جو دیکھا تو بجز جنگ شمشیر کوئی لڑائی اچھی نہین ہی تلوار سے برسون کا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ ہو جاتا ہی تیغہ وہ منصف ہی کہ درمیان مین دو شخصون دشمنون کے بڑے
انصاف معقول کر دیتا ہی یہ کہکے تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر گینڈے کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکے
سر پر شاہزادہ موصوف کے وار کیا اور شاہزادہ نے دوش سے سپر لیکر ضرب تیغہ تیز و گرانبار کو سپر پر
روکا پھر شمشیر علم کر کے اُسکے سر پر غرور پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے تلوار سپر پر روکی اسی طرح
تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو جانب یہ جنگ بنظر غور دیکھا کیے اور باہم کہا کیے کہ یہ دو دلاور کیا خوب
لڑ رہے ہین اگر رستم بیلتن اور اسفندیار روئین تن بھی لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے
نہین نہین یہ اُنسے بھی لڑائی مین گوے سبقت لے گئے ہین ہنوز جوانان ہر دو لشکر تعریف کر رہے
تھے لڑائی ہو رہی تھی تلوار قابل دید چل رہی تھی گینڈے اور مرکب کی گردش سے غبار دمبدم
اُٹھ رہا تھا ناگاہ عنقائے شیر صولت نے غضبناک ہو کے کہا ای رستم ثانی اگر ابکی مرتبہ تم میرے تیغہ کو
سپر پر روک لو تو مین جانون کہ بڑے بہادر ہو شاہزادہ نے فرمایا اچھا تیغہ لگاؤ مین اعانت الٰہی سے روکونگا
اُسنے بقوت تمام تر تیغہ سر پر مارا شاہزادہ نے تیغہ کی باڑھ پر نظر کی جب تیغہ قریب سر آیا بائین ہاتھ مین
جسمین سپر ہی تلوار بھی لیکر دست راست اپنا اُسکے بند دست پر نہایت چالاکی سے ڈالدیا اور زور کر کے چاہا
کہ تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُسنے بھی زور کرنا شروع کیا اس زور آزمائی سے گینڈے اور مرکب کا عجب
حال ہوا دونون حیوان بیزبان تاب زور آزمائی نہ لا کر پسینے مین تر ہو کر زبانین دہن سے نکالکر ہانپنے
لگے اور بے اختیار زمین پر تڑپنے لگے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ رستم ثانی نے زور کر کے کلائی
اُسکی ورد مند کر کے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اُسنے غضبناک ہو کے بارادہ کشتی ہاتھ اپنا کمر شاہزادہ
مین ڈالکر قصد کیا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر خاک پر پٹک دیجیے شاہزادہ موصوف نے اُس کے
عزم سے آگاہ ہو کے خود بھی اُسکے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کرنا شروع کیا اتنے مین گینڈا اور
مرکب شاہزادہ کا قبل سے زیادہ ہانپنے لگے اور مجبور ہو کے زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت دونون لشکر مین سے
شاطرون نے نکل کے قریب آکے کہا ای جوانون اگر ارادہ تمہارا کشتی لڑنے کا ہی تو گینڈے اور مرکب سے
اُتر کر کشتی لڑو دیکھو یہ حیوان تمہاری زور آزمائی سے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ تقریر اُنکی سنکر بطیب خاطر

دونون بہادر گینڈے اور مرکب سے اُتر کے دامن عبا و قبا کے لپیٹ اور گردانکے باہم لپٹ کے
کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ توڑ جوڑ بہی در پے کرنے لگے دیکھنے والے باہم کہنے لگے یہ دو دلاور اس طرح
کشتی لڑ رہے ہین گویا دو شیر یا دو فیل مست باہم لڑتے ہین انکی کشتی ایسی نہین کہ تھوڑی دیر مین ختم
ہوجاے دیکھیے یہ کدن اور کبتک یہہ کشتی لڑتے ہین دونون جوان بیعدیل و بے نظیر ہین دیکھیے ان مین
کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب ہوتا ہی جمہور شاہ اور عجائب جادو نے بھی باہمی لیتے دل مین
خیال کرکے بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے کا حکم دیا فراشون نے بارگاہین اور خیام قریب اکھاڑے کے
برپا کین جب فرش اور تخت و کرسی اور دنگل سے زیب و زینت بارگاہ کی ہوگئی پردے بارگاہ کے
اٹھوا کے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ صلصال اور جملہ سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے ادھر عجائب جادو
اور شاہزادہ فیروزہ ماز ندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ علے قدر لیاقت و رتبت تخت و کرسی اور
دنگل پر بیٹھے سواران ہر دو لشکر گھوڑون سے اُتر کر زین پوش بچھا بچھا کے مسلح بیٹھے پیادے بھی تمام و
کمال خوش سبزہ پر بیٹھ گئے پھر جملہ خاص و عام بنظر غور کشتی دیکھنے لگے یہ کشتی دو پہر تک بخوبی ہوئی وقت شام
شاہزادہ رستم ثانی نے اُسے زیر کیا اور بوجہ اسکے کہ عنقاے شیر صولت ایک سردار زبردست تھا خاکپر
بزور اُسکو پٹک کر ہلاک کرنا مناسب نجانکر شاہزادہ رستم ثانی نے برق ثانی و چالاک ثانی کے
حوالے کیا اور کہا اس جوان کو لیجا کر ایک خیمہ مین اسیر کرو کسی روز اسکو ہدایت کرینگے اگر یہ مسلمان ہوگیا
تو فہو المراد ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے عیاران مذکور حسب الحکم اُسے زنجیر و طوق مین گرفتار کرکے اپنے
لشکر مین لے چلے اُس وقت جمہور شاہ کو بدرجہ کمال غصہ آیا اپنے تمام سواران سپاہ اور سواران جنگی سے
کہا اے بہادرو تم دیکھتے ہو کہ عنقاے شیر صولت گرفتار ہوکے جاتا ہی کیسے بہادر ہو کہ رستم ثانی
کو قتل نہین کرتے ہو اور عنقاے شیر صولت کو رہا کرکے میرے پاس نہین لاتے ہو مین تمسے
اقرار کرتا ہون کہ اگر سر شاہزادہ رستم کا تن سے جدا کرکے میرے پاس لاؤگے اور عنقاے شیر صولت
کو حملہ کرکے عیارون کے ہاتھ سے چھوڑا کے میرے پاس لے آوگے تو مین تمکو بہت انعام دونگا
سپر بن زر و جواہر سے بھر دونگا عہدے تمھارے بڑھاؤنگا یہ تقریر جمہور شاہ کی سنکے جملہ کفار
بطمع زر و جواہر اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوے ہنوز جملہ اہل اسلام خوش ہو رہے تھے تعریف
فتح شاہزادہ رستم ثانی کی کر رہے تھے شور و تحسین و آفرین بلند تھا ناگاہ سواران لشکر کفار سے
شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوے ادھر عجائب جادو و شاہزادہ فیروزہ تیغ زن اور سہراب
بن لندھور جملہ سوارون اور بہادرون کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دو دریاے لشکر مل گئے لڑائی ہونے
لگی تلوار چلنے لگی کافر و دیندار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی جا بجا انبار لاشون کے ہونے لگے
دریاے خون کا فرودینداران صحراے سبزہ زار مین بہنے لگا پیر فلک اس جنگ عظیم کو بنظر غبطت دیکھنے
لگا جوانون کی خونریزی پر شادمان ہونے لگا زمین کثرت بار سپاہ و فرط کشتگان سے تھرانے لگی
غبار عظیم گھوڑون کی گشت سے بلند ہونے لگا تاریکی شب و کثرت غبار سے زمانہ تیرہ و تار ہونے لگا
باوجود کثرت روشنی مشعل وغیرہ کے اچھی طرح کچھ کسیکو نظر نہ آتا تھا گھبراہٹ اور تاریکی کے سبب سے پدر
اپنے فرزند کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگا دوست اپنے دوست کو عزیز اپنے عزیز کو فرزند اپنے پدر کو سامنے

اپنے آتے دیکھکر حریف اپنا خیال کر کے ہلاک کرنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے ایک سمت
سہراب بن لندھور ایک طرف شاہزادہ فیروزہ مازندرانی ایک جانب شیرانہ نعرہ کر کے کفار کو تہ تیغ
کرنے لگے انبار لاشون کے لگانے لگے گروہ اور مجمع کفار کو درہم و برہم کرنے لگے نقبا اور کڑکیت اپنی تقریر
سے اُس وقت دل جوانون کے بڑھانے لگے لیکن اُس شور گیرو دار مین کون اُنکی سنتا تھا ہنوز جنگ
عظیم ہو رہی تھی کہ لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی قصد کیا کہ ہم بھی ہمراہ اپنے سپاہ کو لیکر اہل اسلام
پر حملہ ور ہون حتی الامکان مسلمانون کو قتل کرین خصوص رستم ثانی کو ہلاک کرین عنقائے شیر صولت
کو قید سے رہا کرین بختگان آنکے عزم سے باخبر ہو کے کہنے لگا اے خداوند وائے شہنشاہ صلصال اپنے
ارادہ سے باز رہیے دور سے سیر لڑائی کی دیکھیے دل اپنے خوش کیجیے جب موقع بھاگنے کا ہو
بھاگیے اہل اسلام پر اس وقت حملہ کرنا انسے لڑنا محض بیکار ہے کیونکہ عنقائے شیر صولت
آپ کی کد و کوشش سے قید سے رہا نہوگا اور نہ سر شاہزادہ رستم ثانی کا آپکے ہاتھ آئیگا آپ
حضرات کیا اُس بہادر کو قتل کرینگے خود ہی اُسکے روبرو جاکے یا اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل و زخمی
ہونگے لاجورد شاہ اور صلصال نے برہم ہو کے جواب دیا او نامعقول کبھی تو کلمہ نیک و مبارک اپنی زبان سے
جاری نہین کرتا ہے جب تقریر کرتا ہے بُری ہی کرتا ہے کیسا ہمارا خیرخواہ ہے کہ مانند بدخواہون کے تقریر کرتا ہے
بختگان نے کہا مین جو کچھ کہتا ہون سچ کہتا ہون عاقل و دانا ہون صدہا لڑائیان دیکھ چکا ہون دیکھ
لیجیے گا جو کچھ مین نے کہا وہی ہوگا لاجورد شاہ و صلصال نے جواب دیا تو جھوٹا ہے تیری بات کا
کیا اعتبار ہے ہم تو اہل اسلام پر حملہ آور ہونگے کینہ اپنے دل سے نکالینگے انکو قتل کرینگے یہ کہکے لاجورد شاہ
اور صلصال نے بھی اپنے جوانان سپاہ کو حکم دیا کہ اہل اسلام پر حملہ آور ہو نیزہ و شمشیر وغیرہ
آلات حرب و ضرب سے اُنکو قتل کرو عنقائے شیر صولت کو قید سے رہا کرو سر شاہزادہ رستم ثانی
کا تیغ سے جدا کرو ہم تمکو انعام کثیر دینگے جوانان سپاہ مذکور حسب الحکم اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اب
لڑائی کو اور طول ہوا راوی ناقل ہے کہ تمام شب جنگ مغلوبہ ہوئی لاکھون جوان لشکر جانبین کے
قتل ہوئے وقت طلوع آفتاب کفار شکست کھا کے پسپا ہوئے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال
مجبور ہو کے تمنائے دلی سے محروم ہو کے طبل بازگشت بجوا کے رنجیدہ و ملول مع سپاہ شکست خوردہ
اپنی فرودگاہ سپاہ پر گئے ادھر اہل اسلام فتحیاب ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی کے شادان
و خندان اپنی قیامگاہ لشکر کی طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا سرداران نامی بھی داخل بارگاہ شاہزادہ ہو کے کرسیون اور دنگلون پر بعد دور کرنے سلاح جنگ کے
علی قدر مراتب بصد ادب سامنے شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے بیرون بارگاہ صحرائے سبزہ زار مین لشکر اُترا
جوانون نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیمہ مین داخل ہو کے استراحت پذیر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی
ہنوز اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ برق ثانی اور چالاک ثانی روبرو آئے شاہزادہ نے اُنسے پوچھا عنقائے
شیر صولت کہان ہے اُنھون نے عرض کیا ہمنے حسب الحکم اُسکو ایک خیمہ مین اسیر کیا ہے گرد خیمہ مذکور
سوارون کا پہرا ہے قران ثانی اور سیارہ ثانی در خیمہ پر بیٹھے ہین حفاظت کر رہے ہین شاہزادہ موصوف
یہ سنکے مطمئن ہوا اور مسکرا کر عجائب جادو سے کہنے لگا شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج مین کفار پر غالب آیا

کفار مغلوب ہوے یہ فرماکے اپنے ملازمون سے کہا ہمارے لشکر کے جسقدر سوار اور پیادے قتل ہوے
ہین اُنکو دفن کرو اور جو لوگ زخمی ہوے ہین اُنکا علاج کرو جراحون کو طلب کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل
کی وقت دفن کشتگان شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈھائی لاکھ سوار اور پیادے کام آئے دو لاکھ کفار قتل
ہوے اور پچاس ہزار اہل اسلام کام آئے یہ خبر اُن ملازمون نے شاہزادہ موصوف کو پہونچائی رستم ثانی
اپنی سپاہ کے کم جوانون کے قتل ہونے سے شادمان ہوا اُسی خوشی مین ساقیون کو طلب کیا ساقی کشتیان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہوے اور جام بلورین مین مئے ناب شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو پلانے لگے یہان تو شاہزادہ
موصوف بادہ کشی مین مصروف ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو طبل بازگشت بجواکے اپنی
فرودگاہ سپاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوکر تخت پر بیٹھا لاجورد شاہ وتجنگان وصلصال وسرداران
سپاہ بھی اُسکی بارگاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے جمہور شاہ نے آبدیدہ ہوکے لاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا آج مجکو صدمہ عظیم ہے کیونکہ دو سردار میری سپاہ کے مارے گئے عنقاے شیر صولت کہ
جو سردار میری سپاہ کا تھا اور جسکی قوت وبہادری پر مجھکو ناز تھا اسیر ہو گیا لشکر کو میرے ہنگام جنگ
مغلوبہ شکست ہوئی جوانان سپاہ بہت سے قتل ہوے صحرا لاشون سے بھر گیا ایسا صدمہ مجھے ہوا کہ
کیا کہون قمہور نے کہ یہ سردار میمنہ سپاہ کا ہے عرض کیا اے شاہ اگر عنقاے شیر صولت اسیر ہو گیا اور فوج کو
شکست ہوئی تو اسکا کسقدر صدمہ ہوگا پھر غم والم بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا آجکے روز میرے نام پر طبل جنگ بجوایا
جاے صبح کو مین رستم ثانی سے مقابلہ ومجادلہ کرکے سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے لے آؤن اور فوج لیکر اُسکے
لشکر پر ایسا حملہ کرون کہ اس صحرا سے اُسکے لشکر کو بھگادون ہزارہا مسلمانون کو قتل کردون عنقاے شیر صولت
کو قید سے رہا کرکے لے آؤن سوا اسکے تمام مال واسباب جو شاہزادہ رستم ثانی نے طلسم صندل سے نکال کے
اپنے قبضہ مین کیا ہے اسکو بھی بجنسہ حاضر کرون جمہور شاہ نے تقریر اپنے سپہ سالار کی سنکے خوش ہوکے
اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی برق ثانی
وچالاک ثانی لشکر کفار مین گئے اور خبر دریافت کرکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے
عرض کیا اے شاہزادۂ عالی مرتبت والا ہمت اس وقت جمہور شاہ بیدین نے اپنے سپہ سالار
قمہور بد سیرت کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ ہنگام صبح بجمعیت
سپاہ کثیر عرصہ نبرد مین آکے خدام حضور سے مقاتلہ ومجادلہ کرے سوا اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہے
شاہزادہ نے فرمایا الحمد کہ ہمارے لشکر مین بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے ہمکو اپنے
معبود کی اعانت پر بھروسہ ہے جسنے آج ہمکو کفار پر غالب کیا ہے وہی کل بھی ہماری مدد کریگا کفار پر ہمکو
فتحیاب کرے گا برق ثانی وچالاک ثانی نے حسب الحکم بیرون بارگاہ جاکے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا
جوانان ہر دو لشکر صداے طبل ونقارہ سنکے باخبر ہوے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی اس آگاہی سے دونون
لشکر کے جوانون نے جنگ کی تیاری شروع کی ہر ایک جوان اپنے آلات حرب وضرب کی درستی کرنے لگا
اہل اسلام تیاری لڑائی کی کرتے جاتے تھے اور باہم خوش ہوکے کہتے تھے انشاء اللہ تعالی کل بھی
کفار پر فتحیاب ہونگے کافرون کو تہ تیغ کرینگے اُدھر کفار بیدلی سے تیاری جنگ کی کرتے جاتے تھے
اور باہم یہ تقریر کرتے تھے دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہے آج تو ہم سب ہنگام جنگ اہل اسلام سے

مغلوب ہو چکے ہین شکست کھا کے پسپا ہو چکے ہین طبل بازگشت بجنے سے ہم سب کی جانین بچ گئی ہین
اگر طبل بازگشت نہ بجایا جاتا تو اہل اسلام ہرگز جنگ سے ہاتھ نہ روکتے ہم سبکو یقیناً تہ تیغ کرتے کسی کو
زندہ نچھوڑتے ہم سب کہان تک پسپا ہو کے بھاگتے جانین اپنی بچاتے کل بھی اُنھین اہل اسلام سے
سامنا ہی دیکھین انجام جنگ کیا ہوتا ہی الحاصل اہل اسلام کو امید فتح اور شوق جنگ مین اور
کفار کو بیدلی وتردد و فکر مین اور نا اُمیدی فتح مین سحر ہوئی لشکر اہل اسلام مین ہر اک نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی اُدھر کفار نے موافق اپنے مذہب کے اپنے خداوند کی پرستش کی ادھر اہل اسلام نے
واسطے حصول فتح ونصرت اپنے معبود حقیقی سے دعا کی اُدھر کفار نے اپنے خداوند مردود نابکار سے
بہر ظفر اعانت چاہی بعد دعا پہلے جملہ اہل اسلام مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ
رستم ثانی کے اُسی صحرا مین رہ نورد ہوئے جانب نبرد گاہ چلے بعد قطع راہ اُس جگہ سے جہان دو لاکھ لاشین
کافرون کی پڑی تھین علیحدہ صحرا مین زمین صاف وپاک پر توقف کنان ہوئے اُدھر سے جمہور شاہ
بجمعیت سپاہ بمقابلہ لشکر اسلام آیا ہمراہ اُسکے لاجورد شاہ اور صلصال اور بخنگان بھی آیا بعد درستی
میدان کارزار اور آراستگی صفوف لشکر جانبین دونون لشکرون سے نقبا اور کڑکیت نکلے اُنھون نے
جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جب وہ جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کر کے میدان
مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجائے گئے علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا
جوانان سپاہ ہر دو طرف نے قصد صفوف لشکر سے نکلنے اور ارادہ لڑنے کا کیا ہنوز انمین سے
کوئی دلیر صفوف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ قمہور سنجر سیرت نے صف لشکر سے نکل کے جمہور شاہ سے
اجازت جنگ کی لیکے مرکب دور رکاب پر سوار ہو کے گینڈے کی سواری سے کارہ ہو کے بقصد غزو میدان کارزار
مین آیا بیچ مین دونون لشکرون کے ٹھہر کر جوانان اہل اسلام کو بنظر غیظ وغضب دیکھ کے فنون نیزہ
بازی و دیگر فنون سپہگری دکھا کے عرق مین تر ہو کے نیزہ زمین پر گاڑ کے بہ آواز بلند پکارا کہ ای
شاہزادہ رستم ثانی کسی کو واسطے میرے مقابلہ ومجادلہ کے بھیج یہ کہکے خاموش ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے
اپنے لشکر کے دست یمین کی طرف دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور صف لشکر سے نکل کے روبرو آیا اجازت
جنگ لیکے دلیرانہ سامنے قمہور سنجر سیرت کے گیا مرکب کو روک کر کہنے لگا ای جوان مین واسطے تیرے
مقابلہ کے آیا ہون اب کیا تامل ہی مقاتلہ ومجادلہ کر فنون جنگ دکھا اُسنے پوچھا نام تیرا کیا ہی اس بہادر نے
جواب دیا نام میرا سہراب ہی فرزند لندھور ثانی جانشین امیر با توقیر کا ہون قمہور نے کہا مجھے تیری
جوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے لہذا تو مجھسے مقابلہ نکر جان عزیز اپنی
نہ گنوا شراکت اہل اسلام سے دست بردار ہو میری ہمراہی اختیار کر میرے خداوند کو سجدہ کر مرتبہ
تیرا زیادہ ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو اپنے لشکر مین جا رستم ثانی سے کہہ کہ ای شاہزادہ نخوت شعار آمادہ
کارزار نہو اطاعت جمہور شاہ وپرستش خداوند تمثال آئینہ روا ختیار کر سہراب بن لندھور نے
جواب دیا ای قمہور کیا واہیات کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو خاموش رہو جو تمنے کہا ہی کچھ بھی نہوگا
یہ میدان جنگ ہی تقریر سے کیا فائدہ فنون جنگ دکھاؤ مجھپر وار کرو مین اور شاہزادہ رستم ثانی بھلا تمہارے
کہنے پر کیا عمل کرینگے تمہارا بادشاہ کافر ہی خداوند تمہارا شیطان سیرت ہی اُسپر ہم سب اہل اسلام

لعنت کرتے مین تمکو مناسب یہی ہے کہ تمثال آئینہ رو نابکار پر لعنت کرو راہ راست پر آؤ اپنے معبود حقیقی
کو پہچانو خالق کون و مکان کو سجدہ کرو اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ رستم ثانی کی اختیار کرو کہ باعث
بہبودی کونین ہے قمہور ہزبر سیرت لے یہ سنکے برہم ہوکے مرکب اپنا بڑے زور آزمائی بعد غضب بڑھایا پائین
ہاتھ مین سپر کو محکم پکڑا ادھر سہراب بن لندھور بھی ہوشیار رہا جب ان دونون بہادرون مین زور
آزمائی دنگا درنگی ہوئی سپر سے سپر لڑی زور ہوا سب نے دیکھا کہ تین قدم مرکب قمہور کا پسپا
ہوا اور قریب دو قدم گھوڑا سہراب بن لندھور کا پیچھے ہٹا اس زور آزمائی سے قمہور اپنے گھوڑے
کے بہت پیچھے ہٹ جانے سے برہم ہوا مرکب کو مہمیز کرکے آگے بڑھا کے کہنے لگا مین اپنی جگہ سے
نہین ہٹا میری قوت مین کمی نہین ہے گھوڑا میرا زیادہ پیچھے ہٹ گیا بوجہ اسکے کہ آج کل کم قوت ہے کچھ علیل
ہے سہراب نے مسکرا کر جواب دیا اے بہادر اگر مرکب تمہارا پیچھے ہٹا ہے تو اب تم پیچھے نہ ہٹنا یہ سن کے
قمہور نے نیزہ زمین سے اکھاڑ کے گردش دے کے مرکب کو کاوے پر ڈال کر خبردار خبردار کہکے سینہ پر مارا
ادھر اس بہادر نے اسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا چنگاریان دو سنانون کے لڑنے سے پیدا
ہوئین بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزہ کا وار کیا اسنے بھی چالاکی سے روکا تھوڑی دیر اسی طرح
لڑائی ہوئی آخرکار سہراب نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھ کر سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دی وہ
مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری قمہور نے غضبناک ہوکے ڈانڈ نیزہ کی سر پر سہراب کے
لگائی اس جری نے اسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ قمہور کی ٹوٹی جگہ سے
شکستہ ہوئی سپہ سالار جمہور شاہ نے برہم و خجل ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے خاک پر ڈال کے
تیغہ آبدار وگرانبار نیام سے کھینچکر مرکب کو بڑھا کر کہا اے سہراب بن لندھور ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ وہ تیغہ ہے کہ جسنے پہلوانون کو راہ عدم دکھائی ہے یہ کہکے بقوت تمام سر پر مارا ادھر سہراب بن
لندھور نے سپر اٹھائی چاہا کہ تیغہ کو بالائے سپر روکون ناگاہ حسب اتفاق پاؤن مرکب کا ایک خانہ موش
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جبتک یہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور اپنے ہاتھ کو سیدھا کرے وار کو سپر پر روکے
تیغہ سر پر پڑھی گیا تا دوابرو خود کو کاٹکر اتر گیا سہراب نے ایسی حالت مین دلیرانہ داستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکل گیا مگر خون کی چادر سے سراپا نہا گیا ضعف سے گھوڑے پر غش آنے لگا قمہور نے زخمی کرکے بہت خوش
ہوکے چاہا کہ تیغہ آبدار سے سر سہراب کاٹ کر نیزہ پر علم کیجیے کہ ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے مڑکر سوے
میمنہ لشکر دیکھا اس دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ جلد جا کے سہراب بن لندھور کو شر
قمہور سے بچا کے لشکر مین بھیجدے اور خود اس سے مقابلہ کرے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی نے مطلب
شاہزادہ سے آگاہ ہوکے فی الفور مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بعد عجلت رخصت ہوکے قریب قمہور کے
جا کے سہراب کو اسکی تبر سے بچا کے اپنے لشکر مین روانہ کرکے خود اس سے مقابلہ کیا اس جا پر بطریق اختصار
لکھا جاتا ہے کہ سپہ سالار جمہور شاہ نے اس شاہزادہ کو بھی مانند سہراب بن لندھور کے بعد جنگ عظیم کے
زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹے شاہزادہ رستم ثانی نے تاب ضبط نہ لا کر فی الفور مرکب کو جولان کرکے قریب قمہور
ہزبر سیرت کے پہونچکر نعرہ کیا اے جوان ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا قمہور نے نعرہ کوہ شگاف شاہزادہ موصوف
سے دہل کے ہاتھ اپنا روکا قتل کرنے سے شاہزادہ مجروح کے باز آیا شاہزادہ رستم ثانی نے شاہزادہ

فیروزہ مازندرانی کو دست قمہور سے بچا کے اپنے لشکر مین بھیج دیا قمہور نے غضبناک ہوکے کہا
اے شاہزادہ رستم ثانی تمنے آکے میرے حریف کو میرے ہاتھ سے بچایا مجھے سر اُسکا کاٹنے نہ دیا
خیر اب اُسکے عوض تمہارے سر کو تن سے جدا کرونگا اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہے تو میرے خداوند کو
سجدہ کرو اطاعت میرے بادشاہ کی اختیار کرو عنقاے تیز صولت کو قید سے رہا کرکے لے آؤ
تمام مال و اسباب جو طلسم صندل سے تمنے پایا ہے وہ بھی روبرو جمہور شاہ کے پیش کرو یہان سے خدمت
خداوند تمثال آئینہ رو مین چلو جمال خداوند دیکھو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ اس خونریزی مردمان سے
اجتناب کرو شاہزادہ رستم ثانی کو ہرچند تقریر اُسکی سُن کے بہت غصہ آیا لیکن کچھ غصہ کو ضبط
کرکے کہا اے جوان یہ کیا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کیے مین ہرگز اس تقریر کو پسند نہین کرتا کبھی خداوند
تمثال نابکار کو سجدہ نکرونگا اطاعت سوا خدا کے کسی کی اختیار نکرونگا اُسنے کہا اے شاہزادہ انجام
اس سرکشی کا بُرا ہے میرے کہنے پر عمل کرو شاہزادہ نے جواب دیا اے قمہور تم عاقل و دانا ہوکے ایسی تقریر
کرتے ہو مجھسے اطاعت جمہور شاہ نہو سکیگی اور پرستش خداوند تمثال آئینہ رو کی بھی نہوگی مین تو اس
خدا کی پرستش کرتا ہون جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ اُسی
معبود حقیقی کو سجدہ کرو راہ راست پر آؤ ظلمت کفر سے نکلو گلشن دین اسلام کی سیر کرو آمادہ جنگ نہو
مجھے تمھاری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تم ایسا جوان زبردست میرے ہاتھ سے قتل نہو قمہور نے تمام تقریر
سُن کے برہم ہوکے اپنے خادم سے نیزہ طلب کرکے نیزۂ سر تیز ہاتھ مین لیکے اُسے اچھی طرح دیکھ بھال کے
زمین پر گاڑ کے گھوڑا اپنا براے زور آزمائی بصد قہر و غضب بڑھایا ادھر شاہزادہ موصوف بھی
ہوشیار ہوا جب نیزہ زنی و زور آزمائی باہم ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ پانچ قدم گھوڑا قمہور کا برپشت
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب شاہزادہ کا پسپا ہوا سپہ سالار جمہور شاہ نے اپنے گھوڑے کے اسقدر
پیچھے ہٹنے سے نہایت خجل و غضبناک ہوکے مرکب کو آگے بڑھا کے بعد گفتگوے سخت کے نیزہ زمین سے
اُکھاڑ کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے سینہ شاہزادہ پر وار کیا ادھر شاہزادے نے
اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دو سنانہاے فولادی و آبدار کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان
پیدا ہوئین نیزہ بازان ہر دو سپاہ نے بے اختیار بہ آواز بلند یہ تعریف کی کہ کیا اچھی طرح شاہزادہ
رستم ثانی نے نیزہ کو نیزہ پر روکا ہے ابھی نیزہ باز ہر دو سپاہ کے تعریف کنان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے
اُسی پہلو پر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار
قمہور نے عاجز ہوکے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا وہ بند نیزہ کا باندھونگا کہ جسکا
کھلنا ممکن نہوگا اور ابکی دفعہ وہ نیزہ لگاؤنگا کہ تمھارا جانبر ہونا دشوار ہوگا شاہزادہ موصوف نے
جواب دیا مین ہوشیار ہون تم اپنے کام مین مصروف ہو اُسنے حسب دلخواہ نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے اُسکی
سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر یون روکا کہ وہ گھبرایا اور وہ بند نیزہ کا باندھا کہ جو اُس سے کھل نسکا
بعد بہت تدبیر و زور کے مجبور ہوا شاہزادہ موصوف نے سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر
شہاب کے دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و مرحبا بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خصوصاً قمہور کو ملال ہوا
خجالت سے سر کو جھکا لیا عرق انفعال زین کیا ہمہ تن تر ہوا گویا ایک نیزہ آب خجالت مین غرق ہو گیا بعد خجالت بسیار وجنگ

گرز شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے بھی تلوار علم کی لڑائی ہونے لگی جوانان ہر دو سپاہ یہ جنگ کہ لائق دید تھی دیکھنے لگے اہل اسلام واسطے نصرت شاہزادہ رستم ثانی کے دعا خداوند کریم سے کرنے لگے اُدھر کفار اپنے خداوند نابکار سے طالب مدد برائے قمھور ہوئے ابھی دونون لشکرون کے سوار و پیادے وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے کہ قمھور نے سر رستم ثانی پر تیغہ گرانبار و آبدار مارا شاہزادہ موصوف نے بائین ہاتھ مین تلوار لیکر بارڑہ پر تیغہ دشمن کے نظر کی جب وہ قریب سر کے آیا دست راست اپنا چالاکی سے بڑھا کے پنجہ حریف مذکور پر ڈال دیا اور اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کے زور کرکے چاہا کہ تیغہ ہاتھ سے چھین لیجیے قمھور ارادہ حریف سے ماہر ہوکے زور کرنے لگا تاکہ تیغہ حریف ہاتھ سے میرے چھین نہ لے ہر چند قمھور نے زور کیا مگر کچھ بس نہ چلا شاہزادہ موصوف نے تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین ہی لیا اہل اسلام نے خوش ہوکے بہ آواز بلند شاہزادہ رستم ثانی کے قوت بازو کی ثنا کی کفار کو صدمہ جانکاہ ہوا خصوص جمھور شاہ کو تیغہ اپنے سپہ سالار کے ہاتھ سے چھین جانے کا بہت رنج ہوا قمھور کو بھی بدرجہ کمال ملال ہوا بعد صدمہ بسیار غضبناک ہوکے آمادہ کشتی ہوا گھوڑے کو بڑھا کے ہاتھ اپنا کمر بند فولادی شاہزادہ رستم ثانی مین ڈال دیا زور کرکے چاہا کہ پشت فرس سے اُٹھا کے خاک پر ٹپک دیجیے شاہزادہ نے بھی اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ اپنا ڈال دیا زور کرنا شروع کیا اُس وقت ان دونون بہادرون کے زور کرنے سے مرکبون کا انکے غیر حال ہوا زبانین دہن سے نکال دین پسینے مین تر ہوگئے تحمل زور آزمائی جوانان مذکور کا نہ لاکے زمین پر تڑپنے لگے اُسوقت شاطرون نے دونون لشکرون سے نکل کے قریب آکے کہا اے بہادرو اگر تمھارا ارادہ کشتی لڑنے کا ہے تو مرکبون سے اُتر کے کشتی لڑو دیکھو تمھاری زور آزمائی سے تمھارے مرکبون کا کیا حال ہو جا بلب ہین زبانین دہن سے نکالے ہین ہانپ رہے ہین زمین پر بیٹھے جاتے ہین یہ تقریر شاطرونکی سُن کے قمھور اور رستم ثانی فی الفور مرکبون سے کودے اور دامن عبا و قبا گرد اکمر سلاح جنگ تن سے دور کرکے باہم لپٹ کے کشتی لڑنے لگے اگر احوال مفصل اس کشتی کا لکھا جاے تو نہایت طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جسطرح شاہزادہ رستم ثانی نے عنقاے شیر صولت کو کشتی مین زیر کیا اُسی طرح قمھور کو بھی زیر کیا فرق اتنا ہوا کہ اُسکو دوپہر کی مدت مین زیر کیا اسکو چار پہر کے زمانہ مین زیر کرکے چاہا کہ چرخ دیکر سر سے بلند کرکے زمین پر ٹپکیے کہ ہلاک ہو جاے ناگاہ جمھور شاہ بیتاب و بیقرار ہوکے تاب ضبط نہ لاکے اپنے تمام فوج کے سوارون کو ہمراہ لیکے بلکہ لاجورد شاہ اور صلصال اور اُسکی سپاہ کو بھی ساتھ لے کے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوا قصد کیا کہ شاہزادہ موصوف کو قتل کرکے اپنے سپہ سالار قمھور ہنر بہ سیرت کو بچا لیجیے اہل اسلام یہ حال کفار کا مشاہدہ کرکے متردد ہوے عجائب جادو تمام فوج کو ہمراہ لیکے آگے بڑھا شاہزادہ رستم ثانی نے جمھور شاہ کو بہ سپاہ گران آتے دیکھکر قمھور کو کہ جوان خوبرو و پہلوان زبردست تھا اس طرح خاک پر پٹکا کہ ہلاک نہو جاے پھر بعجلت گرفتار سلاسل کرکے برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو اُسے حوالے کیا وہ اُسکو کشان کشان جانب لشکر گاہ سپاہ لے چلے اسی اثنا مین جمھور شاہ شاہزادہ رستم ثانی کے قریب پہونچا مردمان سپاہ سے گویا ہوا کہ بہادرو تم سب لاکھون ہو یہ بہادر بھی تنہا ہے لشکر اسکا اس تک آنے نپاے کہ اسکو قتل کر ڈالو مین تم سب کو

القصہ کثیر و دنگا جوانان لشکر نے بہتنکے نیزے ہاتھون مین سنبھالے تلوارین نیامون سے کھینچکر شاہانہ
پر حملہ کیا رستم ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوکے شیرانہ اُنسے لڑنے لگا کافرون کو قتل کرنے لگا انبار کشتون
کے لگانے لگا اس اثنا مین عجائب جادو تمام لشکر لیکر پہونچا جس وقت دو دریاے لشکر مل گئے بڑے
زور و شور سے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش سوارون اور پیادون کی گرنے لگی
خونریزی مردم لاتعد و لاتحصے ہونے لگی صحراے سبزہ زار خون دلیران نامدار سے سرخ ہونے لگا بلکہ
صحرا مین جوے خون کشتگان جا بجا جاری ہونے لگی دلاور مانند رعد نعرے کرنے لگے برق شمشیر صحراے
سبزہ زار مین منزلون تک چمکنے لگی اگر مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا یہ مولف ہیچمدان اس جگہ لکھے
تو محض طول ہوگا لہذا بخیال ناظرین اختصار پسند خلاصہ حال اس جنگ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد چند پہر تلوار چلنے کے
اور لاکھون بہادرون کے قتل و زخمی ہونے کے فوج جمہور شاہ کو شکست ہوئی مردمان سپاہ بھاگنے لگے
اہل اسلام بڑھ بڑھ کے اُنھین گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے یہ حال خراب جمہور شاہ دیکھ کے مغموم و ملول
ہوکے بمجبوری و لاچاری خود بھی میدان جنگ سے ساتھ لاجورد شاہ و صلصال کے بھاگا اپنی
فرودگاہ سپاہ پر بھاگ کر آیا اہل اسلام نے زیادہ تعاقب کفار کا نہ کیا اسی کو غنیمت جانا کہ لشکر
کفار کو میدان جنگ سے بھگا دیا لاکھون کافرون کو قتل کیا خدا نے آبرو رکھی پس جملہ اہل اسلام مظفر و
منصور ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی خوش و خرم اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے مرکبون سے اُترے
سلاح جنگ تنون سے دور کیے داخل خیام ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے مرکب سے اُتر کر فی الفور
بارگاہ مین داخل ہوا جو سرداران سپاہ صحیح و سالم تھے زخمی نہوے تھے مانند عجائب جادو وہ بھی بارگاہ
مین شاہزادہ کے آگے اور علی قدر مراتب بیٹھے شہزادہ نے سلاح جنگ تن سے دور کرکے دنگل پر بیٹھ کے خوش ہوکے
عجائب جادو سے کہا شکر ہے کہ خداوند عالم نے آج بھی ہمکو کفار پر فتحیاب کیا یہ کہکے حال سہراب بن
لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و قمہور ہزبر سیرت کا اپنے ملازمون اور عیار برق سے پوچھا اُنھون نے
عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار سہراب بن لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی کا علاج ہو رہا ہے
زخم سر پر بعد ٹانکے لگانے کے پھاہے مرہم کے رکھے گئے ہین پٹیان باندھی گئین ہین گو ضعف
اُنکو بدرجہ کمال ہے لیکن امید ذات خداے قادر سے یہ ہے کہ اُنکو صحت ہوگی سوا اُنکے جسقدر کل اور
آج جوانان نامی وغیر نامی زخمی ہوے ہین سبکا علاج جراح کررہے ہین قمہور ہزبر سیرت پاس
عنقاے شیر صولت کے خیمہ مین قیدی سواران لشکر گرد خیمہ کو اُنکی نگہبانی کو بیٹھے ہین یہ سنکے
شاہزادہ نے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر کے جو لوگ آج کے دن قتل ہوے ہین تم اُنکو غسل و تکفین دے کے
نماز میت پڑھ کے قبور مین دفن کرو کوئی لاشہ مسلمان کا باقی نرہنے پاے تلاش کرکے لاشے ہمارے لشکر کے
جوانان مقتول کے دفن کرو کفار کے لاشہ ہاے نجس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ ملازمان مذکور حسب الحکم گئے اور جوانان مقتول
کو موافق حکم شریعت دفن کرنے لگے اُدھر تو شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین ہے زخمیون کا علاج ہو رہا لاشے جوانان
لشکر اسلام کے جو قتل ہوے ہین دفن کیے جاتے ہین قمہور ہزبر سیرت و عنقاے شیر صولت سپہ سالار
جمہور شاہ قید ہین ابھی شاہزادہ نے اُنکو طلب کرکے ہدایت نہین کی ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا درج
کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو میدان کارزار سے بھاگ کر اپنے قیام گاہ لشکر پر گیا داخل بارگاہ ہوکے سبکو ولائق

دربار تھے طلب کرکے اپنی بارگاہ مین بٹھا کے اُنسے مخاطب ہوکے آبدیدہ ہوکے کہنے لگا کہ آج کل سے
زیادہ مجھے ذلّت ہوئی اور صدمہ کل سے زیادہ آج ہوا قمہور ہزبر ہیبت زیر ہوکے اسیر ہوا مردمان
سپاہ بہت کام آئے خداوند سے ہرچند اعانت چاہی مگر کسی مصلحت سے ہمارے خداوند نے ہماری مدد
نہ کی ابھی جمہور شاہ یہ کہہ رہا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال اور فرزند صلصال
اور بختگان کہ بھاگ کر میدان جنگ سے آئے تھے بارگاہ جمہور شاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے
اُس وقت جمہور شاہ نے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ اپنے تئین خداوند کہلاتے ہین کوئی
تقدیر ایسی کیجیے کہ ملال میرا مبدل بخوشی ہوجائے مین بھی دیکھون کہ آپ کیسے خداوند ہین کچھ قدرت رکھتے
ہین یا نہین لاجورد شاہ نے جواب دیا تم ہمسے منحرف ہو ہمین اپنا خداوند نہین جانتے ہو جسکو اپنا خداوند
اور مصیبت کیوقت اپنا مددگار و کارساز جانتے ہو اسی سے طالب بہبودی ہو ہم تمھارے واسطے کیا تقدیر نیک کرین
یہان ہمارے شیطان درگاہ بختگان سے کہو وہ جو کچھ بتاوے وہ کرو جمہور شاہ طرف بختگان کے متوجہ
ہوکر اسسے پوچھنے لگا کہ ای بختگان ایسے وقت بد مین کیا کرون کہ رنج میرا مبدل بخوشی ہو اُسنے کہا ہو سکتا ہے
کہ مدعاے دلی آپ کا بر آئے رنج دفع ہو خوشی حاصل ہو بشرطیکہ کارروائی کوئی معقول کرے جمہور
شاہ نے پوچھا وہ کارروائی کیا ہے بختگان نے کہا مہتر اسرار باد پا اپنے عیار کو بلایئے اُسے طمع دیجیے
کثیر دینے کی اگر وہ جاکر بصد ہوشیاری عیاری کرکے آپکے دونون سپہ سالارون کو اور شاہزادہ رستم ثانی
کو بیہوش کرکے یہان لے آئے تو رستم کو قتل کر ڈالیے اور اپنے سپہ سالارون کو ہمراہ لیکر وقت شب باقی ماندہ
سپاہ کو ساتھ لیکر لشکر اہل اسلام پر گرکے حالت خواب و غفلت مین اہل اسلام کو قتل کیجیے کسی کو زندہ
نہ چھوڑیے پھر فتحیاب ہوکے مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر سمت شہر تمثالیہ چلیے خدمت مین اپنے خداوند
کے جلیے اُنسے سرخ رو ہو جیے جمہور شاہ کو راے بختگان کی بہت پسند آئی فی الفور مہتر اسرار باد پا
کو طلب کیا جب وہ آیا اُس سے کہا تجھسے ہو سکتا ہے کہ میرے دونون سپہ سالارون کو قید سے چھڑا کے
لے آئے اور رستم ثانی کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آئے اُسنے کہا ہرچند یہ کام بہت مشکل ہے مگر
کوشش اس امر مین کرونگا جمہور شاہ نے کہا اگر تو حسب دلخواہ میرے عیاری کریگا اور مدعاے مذکور میرا
تیری کارروائی سے برآئیگا مین تجھے اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تو خوش ہو جائیگا عیار مذکور نے یہ سنکے
عرض کیا کہ آج کی شب ضرور لشکر اسلام مین جاکے عیاری کرونگا یہ کہکے بارگاہ سے باہر گیا اور وہ دن تدبیر و
سامان عیاری کرنے مین بسر کیا جب زمانہ شب کا آیا مہتر اسرار نے جمہور شاہ سے عرض کیا ای بادشاہ مین
تو واسطے عیاری کے لشکر اہل اسلام مین جاتا ہون لیکن آپ مجھسے غافل نہ رہیے گا اگر لشکر اسلام مین
جاکر نرغۂ اعدا مین گھر جاؤن تو میری مدد کو آئیگا دشمنون سے میری جان بچائیگا جمہور شاہ نے اقرار
کیا کہ تو جا مین بوقت ضرورت تیری مدد کو آونگا مہتر اسرار یہ سنکے وقت نصف شب بانے عیاری کے اپنے تن پر
آراستہ کرکے سیاہ کپڑے پہن کے چند اپنے شاگردون کو ہمراہ لیکے سوے لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر مذکور
پہونچا ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام کچھ خیام مین اور بہت سے بیرون خیام غافل
سوے ہین چور پھرتا ہین اور رن پھرتا ہین بکثرت روشن ہین ایک سردار کئی سو سوارون کے ساتھ لشکر پر مامور ہے
سوار صدہا ہوشیار و باش و خبردار باش دے رہے ہین بخوبی نگہبانی کر رہے ہین یہ رنگ دیکھ کے اپنے دل مین کہنے لگا طرّی

ہوشیاری و نگہبانی سوار کر رہے ہین دیکھیے میرا مطلب دلی حاصل ہوتا ہی یا نہین ابھی یہ عیار اپنے
دل مین کہہ رہا تھا کہ وہ سردار ہمراہ اپنے سوارون کے ایک سمت لشکر کے گیا قریب بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی
کے جاکے ٹھہرا عیار مذکور نے موقع پا کے جھاڑی سے نکل کے شاگردون کو ساتھ لے کے سوے لشکر اسلام قدم
بڑھایا بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی مین خوف سے نہ گیا کہ وہان دو سردار ہمراہ سوارون کے موجود تھے لیکن اس
خیمہ کی طرف گیا جس مین عنقاے شیر صولت و قہوس بربر سیرت قید تھے اور ان کو بصورت مبدل
لشکر مین آگے دیکھ گیا تھا بصد ہوشیاری ڈرتا ہوا اسی خیمہ کی پشت کی طرف پہونچا وہان جاکے دیکھا سب
سوار محافظ سرداران مذکور غافل سو رہے ہین کوئی عیار بھی نہین ہی یہ دیکھکر عیار مذکور بہت خوش ہوا جلد تر
آگے بڑھ کے خنجر سے قنات چاک کرکے اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا کہ سرداران مذکور سو رہے ہین بیدار کرنا
انکا مناسب نجانکر سفوف بیہوشی سے اُنھین بیہوش کرکے قید انکی اُنکے تن سے دور کرکے چادر عیاری
مین باندھ کے اور پشتارہ اُٹھا کے باہر خیمہ کے آیا اور اپنے ایک شاگرد مسمی مواج تیزرو سے کہا کہ
ایک پشتارہ تو اپنے دوش پر اُٹھا اور ایک پشتارہ ایک عیار مسمی نہنگ گرگ رفتار کو دیکر کہا کہ بحفاظت
اس پشتارہ کو اپنے لشکر کی طرف لیجا جب وہ دونون جانے لگے چند عیار اُنکے ساتھ کر دیے وہ سب تو
اُدھر روانہ ہوے لیکن آپ جانب بارگاہ رستم ثانی براے عیاری ڈرتا ہوا چلا اسکو راہ مین چھوڑیے اور
اب حال مواج تیزرو و نہنگ گرگ رفتار وغیرہ کا سنئے کہ یہ سب خوشی خوشی چلے جاتے تھے اثناے
راہ مین اُنھون نے دیکھا کہ مہتر اسرار باد پا کھڑا ہی اور ہمراہ اُسکے ایک شاگرد اُسکا منصور برق سیرت ہی
مواج تیزرو نے پہچانکر پوچھا اُستاد آپ کیا ہمسے پیشتر یہان آئے دیکھیے ابھی تک تو ہم پشتارہ بحفاظت
لائے ہین اب کچھ اندیشہ نہین ہی لشکر اسلام سے نکل آئے ہین آپ ہمارے سامنے جانب بارگاہ رستم
ثانی گئے تھے کیا وہان قابو عیاری کرنے کا نہین پایا اُستاد مذکور نے جواب دیا ہان وہان مردم ہوشیار
تھے عیار بھی موجود تھے ہم جلد وہان سے واسطے تمھاری مدد کے چلے آئے اب تم یہان پشتارے
رکھ دو اور خدمت مین جمہور شاہ کی جاؤ تمام حال عیاری کا بیان کرو اُسکے دل کو خوش کرو اور یہ پرچہ
کاغذ کا خود پڑھ کر اُسے جاکر دیدو مگر ابھی نہ پڑھو یہان اندھیرا ہی روشنی مین جاکر پڑھ لینا عیاران مذکور
پرچہ قرطاس لیکر جانب بارگاہ جمہور شاہ روانہ ہوے ادھر مہتر اسرار باد پا و منصور برق سیرت
کہ برق ثانی اور سیارہ ثانی تھے پشتارے اُٹھا کے اپنے لشکر کی طرف آئے اور چالاک ثانی اور
قران ثانی سے تمام حال کہا اُنھون نے خوش ہو کے مہتر اسرار باد پا کے گرفتار کرنے کی تدبیر کی کہ
مواج تیزرو و نہنگ گرگ رفتار کی صورت بنکر بانہاے عیاری سے تمام و کمال آراستہ و پیراستہ
ہو کے ارادہ جانے کا جانب بارگاہ رستم ثانی کیا چند ساعت کے بعد جب قریب بارگاہ کے پہونچا
تو کیا دیکھتا ہی کہ مہتر اسرار باد پا بفکر عیاری کھڑا ہی کبھی ڈر کے ہٹتا ہی کبھی بڑھتا ہی عیاران مذکور
نے اُسے دیکھکر قریب اُسکے جاکر دور سے کہا ہم پشتارے رکھ کے چلے آئے ہین آپ کس فکر مین ہین
اُسنے کہا دیکھو عیاری کرتا ہون یہ کہکے آگے بڑھا مواج تیزرو یعنی چالاک نے پیچھے سے اُسکے اوپر
حلقہ ہاے کمند مارے نہنگ نے نیمچہ کمر سے کھینچکر نعرہ کیا او دزد مکار ہوشیار باش منم قران ثانی او نابکار تو
واسطے عیاری کے یہان آیا ہی مہتر اسرار باد پا حلقہ ہاے کمند سے نکلکر علحدہ ہوا اور خود نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا

وہ سردار جو بلا بیپر تھا اس واقعہ سے کچھ آگاہ ہوکے آگے بڑھا اور پکارا ای قران ثانی مین آتا ہون
اسکے آواز دینے سے اہل لشکر جو سوتے تھے ہوشیار ہوے شور و غل ہوا ادھر شاگردون کے مہتر اسرار
نے وہ کاغذ پڑھا اسمین لکھا تھا منم برق ثانی و سیارہ ثانی دیکھو یون عیاری کرکے پشتاپے نے پیتے ہین
اور اب یہان سے جاکر تمھارے استاد کو گرفتار کرتے ہین وہ عبارت مذکور پڑھ کر خدمت جمہور شاہ مین ہونچے
تمام حال بیان کیا اس اثنا مین شور و غل جو ہوا جمہور شاہ سمجھ گیا کہ میرا عیار مبتلاے بلا ہوگیا چلنے
اسکی مدد کرنا چاہیے بس فی الفور تمام اپنی سپاہ کو لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا جب قریب آیا بے اختیار اہل اسلام
پر گرا مسلمانون کو قتل کرنے لگا اہل اسلام جو ہوشیار تھے وہ مرکبون پر مسلح سوار ہوکر لڑرہے تھے اور
جو سوتے تھے وہ بیدار ہوکے مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے لڑنے لگے رستم ثانی بھی بیدار ہوکے
مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکر شریک جنگ ہوا پھر تو خوب تلوار چلی آخرکار جمہور شاہ شکست فاش
کھاکر ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و فرزند صلصال و بختگان کے بجمعیت سپاہ باقی ماندہ بھاگا اثناے
راہ مین بوجہ تاریکی شب کے لاجورد شاہ و صلصال جدا ہوکے ایک سمت نکل گئے لاجورد شاہ و صلصال
بعد قطع راہ خداوند تمثال آئینہ رو کے پاس پہونچے یہان مہتر اسرار گرفتار رہا قمہو ریز بصیرت و
عنقاے تیز صولت ہدایت کرنے سے مسلمان ہوے بعد چند روز کے مہتر اسرار با دیا بھی دائرہ دین اسلام
مین آیا اور جو سردار اور غیر سردار زخمی تھے وہ اچھے بھی ہوے عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ سے
کہا ہماری رائے یہ ہے کہ اب آپ شہر تمثالیہ کی طرف روانہ ہوجیے اسی طرف جمہور شاہ بھی بھاگ گیا
ہوگا اگر خداوند مذکور کو آپ نے مسلمان کیا تو کارنمایان کیا شاہزادہ نے اُنکی رائے کو پسند کرکے اسی
روز مع اپنی تمام سپاہ کے وہان سے سوے تمثالیہ کوچ کیا عجائب جادو کو ہمراہ نہ لیا تنہا روانہ ہوا

داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان زینت بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزہ ثانی

راوی خوش بیان یون بیان کرتا ہے کہ بارگاہ فلک جاہ ایستادہ ہے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد
پیش دنگلون کرسیون پر متمکن ہین کہران شاہ حاضر ہے امیر کہران شاہ سے مخاطب ہین اور حال دربند
آخر کا پوچھ رہے ہین کہران شاہ بیان کررہا ہے کہ اب حضور کو ملک اردبانیہ ملیگا اردبان شاہ وہان کا
بادشاہ ہے فوج کثیر رکھتا ہے مگر نہایت مرد معقول عجب نہین ہے کہ وہ آپ سے نہ لڑے امیر یہ سنکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم طرف شہر اردبانیہ کے کوچ کرینگے یہ فرماکر دربار برخاست کیا
حکمنامہ تمام لشکر مین بھیج گیا کوچ کی تیاری ہونے لگی خیمے خرگاہین بارگاہین اکھڑ اکھڑ کر بار ہوئین کچھ سامان
شب بسر کرلینے بھر کا رہنے دیا گیا جس وقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا قریب تھا کہ لشکر کوچ کرے کہ
یکایک سامنے سے جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی
بجا لانے کے عرض کی کہ اردبان شاہ مالک شہر اردبانیہ نہایت بے سروسامانی سے چلا آتا ہے کہران
شاہ بھی بے سروسامانی کی لفظ پر متعجب ہوا لیکن سابق کی دوستی کا خیال کرکے اور اس اشتیاق مین کہ کیا
وقت اسپر پڑا ہے جو اس طرح آتا ہے امیر با توقیر سے اجازت لیکر براے استقبال اردبان شاہ روانہ ہوا
اور بعد کچھ دیر کے اپنے ہمراہ لیکر پھرا جس وقت سامنے سے نمودار ہوا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ کہران شاہ اس سے باتین
کرتا چلا آتا ہے جس سے باہمی ارتباط ظاہر ہوتا ہے امیر نے چند سرداروں کو براے استقبال روانہ فرمایا تو گئے اور کہران شاہ و

اردبان شاہ کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لے آئے امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اردبان شاہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور باخلاق صاحبقرانی حال وسبب آنے کا پوچھا اردبان شاہ نے عرض کیا کہ حضور جس وقت میں نے سنا کہ شہر کہرانیہ پر آپ کا قبضہ ہوگیا اور اب اردبانیہ کی طرف بڑھنے کا قصد ہے کیونکہ یہی راستہ ملک تمثالیہ کا ہے اور مجھے علم پر حکم تمثال آئینہ رو کا پہونچا کہ خبردار اس طرف بڑھنے کو جگہ نہ دینا میں نے اپنے قلعہ کو نہایت مستحکم کیا اور بڑے انتظام سے منتظر وقت ہو کر بیٹھا میرے دل مین جسقدر عداوتین آپکی گھر کیے ہوے ہین اسیقدر ہین کہ جس سے زیادہ ہو ہی نہین سکتین مگر یہ سب حالت دن بھر رہی جب مین شب کو سویا تو مین نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ ارے اردبان شاہ تیرے نصیب جاگے کہ اس طرف قدم اس شخص کا آنیوالا ہے جو پروردگار کے بندگان خاص مین شامل ہے لہذا تو اس سے مجادلہ نہ کرنا بلکہ اطاعت اختیار کرکے ساتھ دینا ورنہ ابدالآباد تک دوزخ مین جلا کریگا یہ فرما کر مجھے سیر دوزخ وبہشت کی کرائی مین جسوقت خواب سے بیدار ہوا وہین دل سے اطاعت آپ کی اختیار کرلی اور مطیع دین اسلام ہوکر حاضر خدمت ہوا ہون کہ مجھے آئین مذہب اسلام تعلیم فرمایئے اور راہ ہدایت بتایئے امیر ثانی یہ سنکر بہت خوش ہوے اور زبان مبارک سے کلمہ تلقین فرمایا اردبان شاہ از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے غسل دلواکر خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا صاحبقران ثانی نے اس مسرت مین سفر کو سردست معطل کردیا اور جشن فرمایا بعد فراغت جشن اردبان شاہ نے عرض کی کہ اب دعوت غلام کی قبول فرمایئے چونکہ ارادہ حضور کا شہر تمثالیہ پر لشکرکشی کرنے کا ہے لہذا راستہ میرے ہی شہر سے آسانی کے ساتھ طے ہو جاتا ہے اور ہر طرح کی آسایش کے سامان مہیا ہوتے ہین پس اگر اس خادم خانہ کو سرفراز فرمایئن تو بعید از ذرہ پروری نہوگا۔ امیر ثانی نے درخواست اردبان شاہ کی منظور کرلی اور دوسرے روز چند سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مع اردبان شاہ طرف شہر اردبانیہ کے روانہ ہوے بعد اسکے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے آنے لگے لیکن چونکہ امیر کا کل لشکر شہر اردبانیہ مین نہ آسکتا تھا لہذا لشکر کا پڑاو گرد شہر رہا اور خود صاحبقران ثانی مع سرداران نامی وگرامی داخل قلعہ رہے اردبان شاہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی شہر آئینہ بند ہوا مقامات عمدہ کی سیر کرائی تحفہ جات اپنے ملک کے دکھائے بتکدے منہدم کرواکر مسجدین کی بنا ڈالی جب ان کامون سے فراغت حاصل ہوئی امیر نے رخصت طلب کی اردبان شاہ نے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے ایک شب کا جشن حضور اور یہان کرین بعد اسکے پیشی خیمہ طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہو امیر نے قبول کیا واقعی آج کا جشن جشن جمشیدی سے بھی بہت بڑھا ہوا تھا تمام شہر مین چراغان کی بہار تھی ہر گلی کوچہ رشک کہکشان اور زمین غیرت آسمان ہو رہی تھی جس بارگاہ مین سامان رقص وسرود مہیا تھا اور خاص صحبت قرار پائی تھی عجب آراستگی تھی کہ شیشہ آلات کی سجاوٹ سے مثل عروس شب اول کے معلوم ہوتی تھی اور طعام لذیذ وخوشگوار حاضر کیا گیا جب کھانے پینے سے فراغت ہوئی رقاصان حورجمال ناہید خصال حاضر ہوئین اور ساز چھیڑنے لگے ایک پریجمال نے یہ غزل شروع کی غزل طالب ہو جبکہ ناز و ادا خواستگار ہو

اک دل ہو کس طرح فدا مرے پروردگار ہو	قاتل کا بعد دفن بھی ظلم آشکار ہو	ہر عضو کا جو میرے جدا اک ازار ہو
انکی تسلیون سے بھی جب بیقرار ہو	دل کا علاج کیا مرے پروردگار ہو	مجبور کوئی یون بھی اے کردگار ہو
مین دل کے بس مین دل پہ انھین اختیار ہو	رکھے ہین اضطراب یہ علشق مجھے دونون طرح	دلکو سنبھالنے تو جگر بیقرار ہو

عاشق کے سوز دل کو جہنم مین ڈال دے
جو دفعہ دفعہ ہوتا ہے کاش ایکبار ہو
مرنے کی اب خوشی ہے نجانے کا مجھکو غم
اب وعدہ یون کرو کہ مجھے اعتبار ہو
اب تک نہین اسیری وحشت سے ہم مرے
قائل فریب دینے کو جب سوگوار ہو
وقت سکون تسلی دل کا تھا کام کیا
آنکھین وہ بند کرے جیسے ناگوار ہو
دکھلا دے کوئی درد جگر ایسی شی نہین
یون درد کو چھپا کہ خود آشکار ہو
زانو پہ رکھکے سر وہ سنگھاتے ہین زلف
روز فراق ہو کہ شب انتظار ہو

انصاف حشر مین مرے پروردگار ہو
تسکین نے ہاتھ انھون نے اٹھالیا
کس کام کا وہ دل ہے جو بے اختیار ہو
رہتا ہے دل ہی دل مین الجھکر خیال زلف
کیون شکل گرد باد نہ اپنا غبار ہو
فرقت مین دے فریب نہ او مکر جاندلی
شاید یہ مدعا تھا کہ بھو بیقرار ہو
ہان فرق شان عاشق و معشوق ضرور
مین تو کہون جب آپ کو بھی اعتبار ہو
کہتی ہے حشر مین مری سوائیون کی شرم
شامت ہے اسکی اب جو کوئی ہوشیار ہو

ہو ختم سلسلہ تو کہین انکے ظلم کا
امید کیا رہی جو یہ اب بیقرار ہو
کب تم نے میرے سر کی قسم کا کیا لحاظ
سودا یہ وہ نہین ہے جو سر پر سوار ہو
کسپر ہمارے خون کا دعویٰ کرین عزیز
یہ رات وہ نہین کہ سحر آشکار ہو
وہ دیکھتے ہین غور سے عاشق کا اپنے حال
مجنون پیادہ پا ہے لیلی سوار ہو
رہجائے آن گو کہ نتیجہ ہے ایک ہی
ایسی جگہ سے اٹھ کہ نجس جا مزار ہو
یکسان ہے نا امید نگاہون کو آرزو

یہ غزل وہ نازنین نے کچھ ایسے گداز سے گائی کہ عاشق مزاجون کے دل بھر آئے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہر ایک اپنی اپنی گذشتہ صحبتون کو یاد کرنے لگا سیکڑون معشوقان خیالی سامنے آکر ہوفلیان دکھانے لگے اسی ہنگام مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ کہین سے اس جلسہ کی خبر سنکر ایک کلاونت بچہ آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اردبان شاہ نے کہا بلا لو چوبدار گیا اور کلاونت بچے کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو ایک شخص عجیب صورت ہے لباس کا انداز بھی دنیا بھر سے الگ سر پر ایک مورکے پرون کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے جوڑی ذی کی ہاتھ مین سامنے آتے ہی سلام کیا اشارہ پاکر بیٹھ گیا پہلا طائفہ برخاست ہوا اردبان شاہ نے کہا مکان کس ملک مین ہے شہناز نے یہ شعر پڑھ دیا شعر شہر کچھ ختم نہ صحرا ہی پہ موقوف * ہم خانہ بدوشونکا ہے گھر پاؤن کے نیچے * اردبان شاہ نے کہا مین سمجھا کہ تمھین مذاق شعر و سخن بھی ہے مگر آخر پیدا کہان ہوے پلے کہان باپ کا تمھارے کیا نام تھا عرض کی کہ حضور باپ نے صغر سنی مین انتقال کیا دو برس کا تھا کہ مان بھی مرگئی مین بیغیرت زندگی کا تھا بچ گیا لوگون سے سنا ہے کہ نام اس شخص کے باپ کا دمساز نی نواز تھا اب سوا کوہ و صحرا کے اور کوئی جائے سکونت نہین ہان لوگون سے سنا ہے کہ مین ملک باختر مین پیدا ہوا تھا اردبان شاہ نے کہا اچھا کچھ ہنر دکھاؤ خوش نصیب تمھارے کہ ایسے وقت مین تمھارا آنا یہان ہوا ثانی سحبان کی زیارت تمھین نصیب ہوئی شہناز نے سلام کرنیکے بعد جوڑی نی کی درست کرکے بجانا شروع کی امیر کے کان کھڑے ہوے بدیع الملک سے فرمایا کہ یہ آواز اور یہ ترکیبین تو سنی ہوئی معلوم ہوتی ہین بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتے مین ایسا ہی مجھے بھی خیال ہے لیکن ان سرگوشیون پر شہناز کی نظر جو پڑی جوڑی نی کی ہاتھ سے رکھکر عرض کی کہ حضور نے کیا فرمایا کیا میری نی نوازی پسند نہین آئی امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ نہین تم اپنے فن مین بیشک کامل ہو مگر مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ اس انداز کا گانا مین سن چکا ہون شہناز ہنسا اور عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ ترکیبین ایسی ہین کہ مشہور ہو چکی ہین لے اب سنیے یہ رنگ نہ سنا ہوگا یہ کہکر اب جو بجانا شروع کیا تو مست و بیخود کر دیا اور عرض کی کہ حضور نے ایسا بھی سنا تھا امیر نے فرمایا بیشک ایسا گانا آجتک نہ سنا تھا اسکے بعد شہناز نے ایک غزل

شروع کی غزل

ضبط کا حکم جو دیتے ہین نصیحت والے
زہر ہی کھاتے ہین تنگ آکے اذیت والے
مر کے بھی پائی نہ اس کوچہ مین مرقد کی جگہہ
بال کھولے ہوے پلٹے ہین عیادت والے
ایک چپ میری وہ دیتی ہے جواب معقول
بات کرتے ہین کہین ناز و نزاکت والے
آرزو جنکی محبت کا ہوا انجام بخیر
کیون جلین تن کے جلانی مین نہ صورت والے
تھام لیتے ہین جگر درد محبت والے
دلفریبی کی صدائین نہ سنا کچھ او بتا
کیون نہ پھر شرم سے گڑ جائین نجابت والے
خواب مین آکے انھین کون سنا دیتا ہے
آپ ہو جاتے ہین خاموش نصیحت والے
چشم پوشی کی گلو گیر یہ جواب رہی تھی
وہی تقدیر کے اچھے وہی قسمت والے
سر اٹھاتے ہین بہت کچھ نئی دولت والے
لیے نہ آزار کہ عاجز ہین محبت والے
ذکر اللہ کا جو لین نہ عبادت والے
تیرے بیمار پہ یہ رات نہین کٹنے کی
چونک پڑتے ہین جو بیساختہ غفلت والے
بت بنائے ہوے ہین انکو یہہ کیسے غرور
چار آنکھین نہین کرتے ہین ندامت والے

جس وقت یہ غزل تمام ہوئی سفیدۂ سحری آشکار تھا شہناز کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا ہوا ہر سردار نے اپنی حسب حیثیت عنایت فرمایا شہناز کو مالا مال کر دیا صاحبقران اٹھ کھڑے ہوے صحبت جشن برخاست ہوئی وضو کرکے نماز سحری ادا کی امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ شہناز ذی نواز پھر سامنے سے نمودار ہوا امیر نے اُسے دیکھکر ایک آہ سرد کھینچی شہناز نے کہا کہ کیون حضور یہ آہ سرد کھینچنے کا کیا سبب امیر نے اشک آنکھون مین بھر کر فرمایا کہ اسوقت مجھے اپنا یار وفادار عمرو ثانی یاد آگیا وہ بھی علم موسیقی مین کمال رکھتا ہے نہین معلوم اسپر کیا گذری ہے اور وہ کہان ہے شہناز نے عرض کی کہ حضور کیا مجھسے اچھا وہ گانے مین امیر نے فرمایا کہ اگر وہ ہوتا تو معلوم ہوتا یون کہنا ایک فضول سی بات ہے اگر تم سنتے تو خود ہی کہدیتے شہناز نے پوچھا کتنا زمانہ اُنسے جدائی کو ہوا امیر نے فرمایا تھوڑا عرصہ گذرا ہے عرض کی کہ اب اگر حضور عمرو کو دیکھ لین تو پہچان لینگے امیر نے فرمایا یہ تم کیسی باتین کرتے ہو میرا بچپنے کا دوست ساتھ کا کھیلا ہوا ہے کیون نہ پہچان لونگا بس یہ سننا تھا کہ شہناز بے اختیار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شہریار تو نے اپنے غلام کو کہان پہچانا مین عمرو وہی تو ہون امیر نے متعجب ہو کر اُسے اٹھا لیا اور کہا کہ کیون او وزد ابن وزد تو اپنی طمع مین ہر جگہہ مجھے ذلیل کرتا ہے جسوقت اردبان شاہ سنے گا کہ یہ بھائی حمزہ کا ہے جورات بھر کلاونت بنکر گایا اور سب انعام لیا عمرو نے کہا کہ واہ اے عرب تیری محبت دیکھ لی ابھی عمرو کے لیے رو رہا تھا ابھی دفعتًا یون آنکھین پھیر لین سچ کہا ہے کہ قدر نعمت بعد زوال کاش مین اپنے کو چھپائے رہتا تو بہت کچھ کما لیتا اور تجھے بھی میری قدر ہوتی اے عرب تو اپنے لالچ کو نہین کہتا روپیہ مجھے ملا اور تو جل گیا کہ عمرو نے اسقدر روپیہ وصول کر لیا آخر ہمنے محنت نہین کی نہیں لالچ آتا ہے تم بھی سیکھ لو مجرے کیا کرو امیر نے فرمایا دور ہو مردود یہان سے عمرو و حسبت کر کے الگ ہوا پھر قدمون کی طرف بڑھا اور لجاجت کر کے امیر کو راضی کر لیا صاحبقران عمرو کو لیے ہوے بارگاہ مین تشریف لائے دربار جمع ہوا سرداران دست راست و جوانان دست چپ صف باندھے بیٹھے تھے اسطرف لندھور ثانی شاہزادہ بدیع الزمان نامور نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک بن نور الدہر شہنشاہ گوہر کلاہ داراب بن داراب یمین ذرہ فرام زعاد مغربی داراب کشور کشا تورج یزدان پرست اسد بن کرب دلاور اکبر برق رو وغیرہ یہ سب سردار صفین باندھے بیٹھے ہین بسطرف مالک ثانی شہریار نامدار بختیار و دلاور ایرج نوجوان ہاشم تیغزن جمہور جانسوز تیر زن قمہور دیو بیر و خورشید وغیرہ سب بیٹھے ہین لیکن دنگل شاہزادہ رستم ثانی کا خالی ہے امیر ثانی نے عمرو سے فرمایا کہ کیا خبر ہے میرے فرزند دلبند شاہزادہ رستم ثانی کی

عمرو نے کہا کہ طلسم صندل فتح ہوا اور صندل لان شاہ کو شکست ہوئی اب اسطرف آنے کا ارادہ ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے امیر نہایت خوش
ہوئے لفافہ چاک کر کے پڑھا تو بعد ہزاران اشتیاق قدمبوسی کے ایک خوشخبری اور بھی تحریر تھی وہ یہ کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ
بدیع الملک کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنتے ہی بدیع الملک کے چہرہ پر سرخی آگئی اور بیساختہ جوش
محبت مین زبان سے نکل گیا کہ اسمین شک نہین یہ لوگ اک ذرا سی جہالت سے بری ہوتے تو انکا مثل نتھا یہ ہما ہمی
نہین کا کام ہے کہ تنہا جاکر اتنے بڑے طلسم کو فتح کیا حق یون ہے کہ ہماری سپہگری کی رونق بھی رستم ثانی سے
ہے نہ وہ ہر مقامات پر طعنہ دیکر غیرت دلاتے نہ مجھسے ایسے کام ہوتے جنسے ہماری ناموری ہوئی سب سردار
تعریفین رستم ثانی کی کر رہے تھے اور ایرج نوجوان تو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اسی اثنا مین
امیر نے عدیل بن عادی سے فرمایا کہ کل پیش خیمہ ہمارا طرف شہر تمتالیہ کے روانہ ہو عدیل بن عادی
توحکم پاکر انتظام سفر پر آمادہ ہوئے لیکن یہ سنتے ہی عمرو کی روح نکل گئی اور عرض کی کہ حمزہ تو
کیا میرے آنے کا راستہ ہی دیکھ رہا تھا جتا ارے مین نے سنا ہے کہ تمتال آئینہ رو بلاے درمان ہے خدا کے
لیے اس ارادہ سے باز آ اور جو کچھ بھیر گذر چکی ہے کیا تجھے اسکی خبر نہین ایسا نہو وہان جاکر پھر مبتلاے
بلا ہون ارے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے مجھپر تو گذر چکی ہے اسقدر ملک تو نے بزور تسخیر کیے لیکن
تیرا پیٹ ابھی نہین بھرا دو تین تو تم باپ بیٹون نے لین اور بدنام ہملوگ رہے وہان آپکا اسم اعظم وغیرہ
کچھ نہ چلیگا ادنے ادنے ساحرون نے توجب چاہا اسم اعظم بند کر دیا نہ کہ وہ شخص جو اس وقت خداوندی
کر رہا ہے تم اسکے آگے کیا مشکل ہے امیر نے فرمایا اور دزد مکار اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بودا بناتا ہے اگر تجھے
میرا ساتھ دینا ہے تو رہ ورنہ چلا جا مین تیرے بھروسے پر صاحبقرانی کرنے نہین چلا ہون عمرو خاموش
ہو رہا دوسرے روز عدیل بن عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی و دیگر بارگاہون کا اپنے ہمراہ لیکر طرف شہر تمتالیہ کے
جانے لگے بعد عدیل کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے لیکن جس وقت نوبت امیر باتوقیر کی ہوئی
فرمایا عمرو کو تلاش کرو کہان ہے دیکھا تو سامنے سے لوٹا ڈوری کاندھے پر رکھے چادرے سے کمر باندھے
دو چار دہی کے ماتھے پر ٹیکے لگے ہوئے امام ضامن کا پیسا بازو پر بندھا ہوا اس شان سے عمرو چلا آتا ہے
امیر نے فرمایا کہ ارے کیا واقعی تو چلا جائیگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین تو تجھے منع کیا کیا مگر تو نے نہ مانا آنکھون
سے دیکھکر تو مکھی نہین نگلی جاتی تجھپر ایک مرتبہ تو مصیبت پڑ چکی ہے اب اپنے ہاتھون گرفتار بلا ہونا منظور
نہین تجھے اتنک طمع دامنگیر ہے تو جا مین ہرگز نجاؤنگا امیر نے دیکھا کہ در اصل تیور بد معلوم ہوتے ہین امیر نے
ایک عرضی تحریر کر کے دی کہ یہ والد ماجد کو دے دینا عمرو نے کہا ضرور دیدونگا، ور بلکہ زبانی بھی کہدونگا
کہ مین منع کیا کیا لیکن تیرا بیٹا اپنے پاؤن سے گور مین گیا مین مجبور ہون یہ کہکر عمرو نے رخصت کا سلام
کیا امیر نے فرمایا آؤ بھی گلے تو مل لو عمرو نے عرض کیا کہ گلے ملنے سے کیا فائدہ اور رنج زیادہ ہوگا
اور حمزہ اب مجھے تیرے قریب آتے خوف معلوم ہوتا ہے ستارے اسقدر بد آگئے ہین کہ تجھے سیدھی کی
الٹی سوجھ رہی ہے کہیں ایسا نہو تیرا اثر مجھپر بھی پڑ جائے یہ کہکر عمرو روانہ ہو گیا امیر منھ دیکھکر رہ گئے ہر سردار یہی
کہتا ہے کہ ہمین امید نہ تھی کہ عمرو ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دیگا صاحبقران ثانی کو کمال صدمہ ہوا مگر
چارہ کیا تھا خضران بن عمرو کو عہدہ عمرو کا عنایت ہوا اور امیر بھی کوچ کر کے طرف شہر تمتالیہ کے
روانہ ہوئے اب انھین بھی راہ مین چھوڑے لیکن یہان سے چند کلمے شہر تمتالیہ کے بیان ہوتے ہین کہ تمتال آئینہ رو

گنبد جہان نمان پر بیٹھا ہی دریچہ وا ہی تمام شہر تمثالیہ کی سیر کر رہا ہی زیر قیطول گرد رہا کا لشکر پڑا ہوا ہی نقابداران
سفید پوش مشرقی ونقابداران سیہ پوش مغربی سامنے حاضر ہین منھ پر اُنکے لسنتی نقاب پڑی ہوئی
ہی لاجورد شاہ اور خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن قشمامہ جادو اور خلخال بن صلصال
اور دیگر سرداران لاجورد شاہ اور دلاوران شہر تمثالیہ حاضر ہین جنکا ذکر وقت پر ہوگا کہ دفعۃً تجیل
گتابدار نے عرض کی کہ یا خداوند آپکا بندہ خاص الخاص جسپر بہت کچھ بھروسا تھا یعنے اردمان شاہ آپ سے برگشتہ
ہوگیا خداپرستون کی دعوت کی اور اُنکو راہ دیدی قریب ہی کہ لشکر حمزہ کا داخل شہر تمثالیہ ہو یہ سنتے ہی
تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اردمان شاہ مجھسے برگشتہ نہوا ہوگا اُسنے بمصلحت ایسا کیا ہوگا کیونکہ
اُسکے بیان اتنا لشکر نہ تھا کہ وہ اُسے ہم نبرد ہوتا لہذا راستہ دیدیا خیر سمجھا جائیگا اور لشکر حمزہ اگر آتا ہی تو آنے دو
حمزہ یہان آکر اطاعت میری قبول کریگا اور مجھے سجدہ کریگا اور سب تو یہ سنکر خاموش ہو رہے صلصال و خلخال
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا لاجورد شاہ کا چہرہ فق ہو گیا لیکن نقابداران سیہ پوش و سفید پوش
کہنے لگے کہ یا خداوند جبسے دونون بھائی ہمارے ہاتھ سے ان خداپرستون کے مارے گئے کمر ہماری ٹوٹ گئی تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ نگھبراؤ جس دن بیابان حشر مین سب کا فیصلہ کیا جائیگا اُسی دن تمھاری بھی داد ملی گی
خداوند اپنے بندگان خاص کو پھر زندہ کریگا اور تمسے ملائے گا یہان تو یہ انتظار ہی کہ دیکھین لشکر اسلام کس
شوکت و شان سے آتا ہی اُدھر جوانان خداشناس حق اساس طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے آتے ہین سرکارون
نے خبر دی کہ کل داخلہ لشکر اسلام کا سرحد شہر تمثالیہ پر ہو جائیگا تمثال آئینہ رو نے جاکر گنبد تمثالیہ پر قیام کیا کہ
اسی رُخ سے لشکر صاحبقران ثانی کا گذرنے والا تھا صلصال و خلخال و لاجورد شاہ و تجیل کتابدار وغیرہ
اُسکے ہمراہ ہین شب وہین بسر کی جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران اپنے
آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر چہکنے لگے ہر سمت سے آواز یا خداوند تمثال آئینہ رو کی بلند ہوئی اس
ملعون نے دریچہ گنبد وا کیا اور نقاب چہرہ سے اُلٹی جسقدر سردار اور فوج اُسکے ساتھ تھی آتے ہی سب نے
سجدہ کیا اُسنے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اب سبکی نگاہین بیابان کی جانب لگی ہوئی ہین کہ دیکھین لشکر اسلام
کس شان و شوکت کے ساتھ آتا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر
گرد بر آسمان رسیدہ رہا ہے گردو زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایان ہوا کہ پھریرے پر ہر علم کے تولیف آلہی اور
نعت رسالت پناہی تحریر تھی بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ چالیس ہزار عادی نیچ مین اثالہ بارگاہون کا
بار کیے ہوئے ہر چہار سمت سے گھیرے ہوئے اور ایک شخص قوی الجثہ طویل القامت کرگدن پر سوار
برچھا ہاتھ مین توند بڑی سی نکلی ہوئی نہایت شد و مد سے نمودار ہوا پوچھا تمثال آئینہ رو نے کہ یہ کون
شخص ہی لاجورد شاہ نے بیان کیا کہ یہ عدیل بن عادی داروغہ بارگاہ سلیمانی و حشامی ہی پیش خیمہ
امیر ثانی کا آگیا عدیل بن عادی نے جاے مناسب و صدر تجویز کرکے بارگاہ برپا کرانا شروع کی لیکن ساتھ ہی
دوسری گرد بلند ہوئی کہ سب نگران ہوے کہ اب کون آتا ہی دیکھا تو گرد یہ آئی اور یہ آئی قریب پہونچکر دامن گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی لاکھ سوار کا لشکر نمودار ہوا لیکن آگے آگے اُنکے ایک جوان مرکب پر
سوار بھورے بھورے بال سن قریب پچاس برس کے چالیس ہزار سوار عقب مین لوتین ہاتھ مین

لیے گھوڑے اُڑاتے چلے آتے ہین اور ایک نوجوان لشکر کثیر پشت پر لیے ہوے انتظام کرتا ہوا آہستہ
آہستہ چلا آتا ہے تمثال آئینہ رو نے حال دریافت کیا صلصال نے کہا کہ یہ بھائی ہے دار وغہ بارگاہ کا
اور بہنوئی ہے امیر ثانی کا اسکی زور و طاقت کی انتہا ہی نہین ہے ثانی صاحبقران ہے لیکن کرب دلاور نے
جانب دست راست خیمہ اپنا برپا کیا کہ پھر گرد اُڑی اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی سو
علم نشانہ کئی لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے علمون کے سبز تھے جس وقت یہ سب گذر گئے اور فوج ظفر موج
بھی گذر گئی تو جلوس سواری گذرنا شروع ہوا خاص بردار برچھے بردار وغیرہ جب سب گذر گئے اور سقے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھاتے ہوے نکل گئے اُس وقت ایک پہلوان تہمتن مرکب پری پیکر پر سوار لباس
سبز زیب جسم کیے ہوے نمودار ہوا صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھائی حمزہ ثانی کا رعنہ ملک باختر ہے
اسی تنہا نے ملک سنجان کو فتح کیا اور خداوند لقا کی بہو ملکہ گوہر ملک کو چھین کر قبضہ مین کیا اُسکے
بعد ملک سابل مین ہر روز شب خون مار مار کر کئی کرور فوج کو تباہ و برباد کر دیا تمثال آئینہ رو نے کہا کہ
کیسا لشکر زمرد شاہ باختری نے جمع کیا تھا جسے ایک متنفس نے تباہ کر دیا صلصال نے دل مین
تو کہا کہ ایسا لشکر تھا کہ تمھارے خواب مین بھی کبھی نظر نہ آیا ہوگا مگر لحاظ سے خوشامد تمثال آئینہ رو کی کی
غرضکہ بدیع الزمان بھی مع فوج ظفر موج برابر لشکر کرب دلاور کے خیمہ زن ہوے مگر آمد فوج
بدیع الزمان مین شام ہو گئی جب دوسری صبح ہوئی اور شفق نے چرخ نیلی کو لباس سُرخ پہنایا
مہر درخشان علم زرین ہاتھ مین لیے ہوے میدان سپہر مین آیا فوج انجم گریزان ہوئی دیکھا کہ پھر
ایک گرد اُٹھی یہ معلوم ہوا کہ سرخ آندھی آگئی تمام بیابان دشت چنار معلوم ہونے لگا جسوقت دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا انکے پھریرون پر بھی نعت الہی اور تعریف
رسالت پناہی مرقوم تھی پھریرے علمون کے سُرخ تھے در دیان سواروں کی گلنار باجے بجتے ہوے
فرنگستانی فوج قواعد سے قدم اُٹھائی ہوئی نمودار ہوئی جب یہ سب گذر گئے اور جلوس سواری بھی گذر گیا
تو دیکھا کہ جوان کوئی بیس برس کی عمر مرکب پری پیکر پر بیٹھا ہوا چہرہ سے بانکپنا ٹپکتا ہوا تیوریان
چڑھی ہوئی ہین خود ترچھا رکھا ہوا برچھا ہاتھ مین صلصال نے بیان کیا کہ یہ تو تارستم تہمتن علم شاہ
صف شکن کا ایسا زبردست و بہادر ہے کہ ڈنگل اپنے دادا کا اسنے لیا ہے بیٹا ہے ایرج نوجوان کا لیکن
لشکر شہریار کا جانب دست چپ خیمہ زن ہوا اُسکے بعد اور گرد عظیم بلند ہوئی جسوقت دامن گرد کا شگافتہ
ہوا تو گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا یہ علم بھی سُرخ تھے اور ویسی ہی شان فوج کی
بھی تھی جسوقت جلوس سواری گذر گیا تو ایک اور جوان رعنا نمودار ہوا اسکا حال پوچھا صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہے بادشاہ لشکر اسلام کا نام اسکا گنجسر و نامدار ہے اسنے جگہ اُس شخص کی پائی ہے جسکا
لقب لعل خفتان خونریز خاوری تھا جسنے سابل مین شبخون مار کر لشکر لقا کو پراگندہ کر دیا تھا
اور نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو باغ شبستان سے نکال لے گیا اور کوچک باختر مین اپنے
چچا بدیع الزمان کے ساتھ گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کا ناطقہ بند کر دیا غرضکہ لشکر
گنجسر و کا بھی متصل لشکر شہریار کے قائم ہوا بعد اسکے لبیس بن قاسم اور حبش بن قاسم وغیرہ دو لاکھ کی جمعیت
سے آکر پہونچے اسکے بعد پھر شام ہو گئی جب تیسری صبح ہوئی اور تمثال آئینہ رو مع لاجورد شاہ

وصلصال وغیرہ آکر گنبد پر بیٹھا نگاہین انتظار لشکر مین جانب شمال اٹھین دیکھا کہ تتق گرد عظیم بلند ہوا
آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پندرہ سو علم نشانہ
پندرہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھر ہرے علمون کے سبز تھے بعد جلوس سواری گذر جانے کے سواری
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی نمایان ہوئی کشیدہ ابروون کا
لشکر اپنی ہیبت وجلالت دکھاتا ہوا آکر لشکر بدیع الزمان سے ملحق ہوا صلصال نے کیفیت نورالدہر
کی بھی بیان کی کہ یہ نواسا ہے پیغمبر لقا یعنی گنجاب کا پوتا ہے امیر اول کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا دوپہر تک
لشکر نورالدہر کا آیا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور دل گرد سے گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا اور سواری شاہزادہ ایرج نوجوان کی عجب عظم وشان سے دکھائی دی صلصال نے کہا یہ پروتا ہے
امیر اول کا پوتا ہے علم شاہ رومی کا بیٹا ہے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا نواسا ہے خداوند لقا کا نطفہ ہے
ملکہ گیتی افروز کے غزلنکہ لشکر ایرج آکر لشکر کیخسرو ونامدار سے ملحق ہوا اس لشکر کی آمد مین پھر شام ہوگئی جب
چوتھی صبح ہوئی پھر گرد اڑی جس وقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل سمندر کے موجین
مارتا ہوا دکھائی دیا پندرہ لاکھ سوار کی جمعیت بیان بھی تھی لیکن جس وقت جلوس سواری گذر چکا تو ایک
جوان کم سن اور ایک جوان کوئی بیس برس کی عمر کا نظر آیا صلصال نے بیان کیا کہ یہ جوان رعنا
عالم شباب مین پوری عظمت رکھتا ہے فرزند ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کا زینت بارگاہ سلیمانی ہے
اب گویا صاحبقرانی اسی کی ہے امیر ثانی تو برائے نام صرف ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے ہین اور یہ دوسرا نوجوان
فرزند ہے اس کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک ہے لشکر بدیع الملک جانب دست راست
متصل لشکر نورالدہر خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اڑی اور شاہزادہ بہارستان مغرب یعنی
فرامرز عاد مغربی بڑی شان وشوکت کے ساتھ آکر پہونچا اور لشکر بدیع الملک کے متصل خیمہ زن ہوا
پھر گرد اڑی اور اسد غازی مع اکبر برق رو اور غضنفر بن اسد وغیرہ مع اپنے تمام فرزندون کے
پہونچکر جانب دست راست اترا پھر شام ہوگئی چوتھے روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ طرطوس بہادر یعنی
جمہور جانسوز تیر زن لشکر کثیر سے پہونچا اور لشکر دست چپ سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور توبیج یزدان
پرست تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور لشکر دست راست سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور یہ
خورشید جو حالت کفر مین ستارہ پرست کے لقب سے موسوم تھا فرزند امیر اول چار لاکھ سوار کی جمعیت سے
پہونچکر بمقابل لشکر تورج خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قمہور دیوپرور سات لاکھ سوار سے پہونچکر جانب
دست راست اترا اور خیمہ برپا کیا پھر گرد اڑی اور داراب کشور کشا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچکر بمقابل
قمہور خیمہ زن ہوا آج پھر شام ہوگئی الحاصل اسیطرح ۱۹ روز تک برابر لشکر امیر ثانی آتا رہا بیسوین روز صبح کو
تتق گرد عظیم بلند ہوا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو تمام صحرا تجلی بن نظر آنے لگا گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا جسوقت گیارہ سو فیل نکل گئے تو فوج فیلان نمودار ہوئی جھولین کارچوبی ہندوستان کی بنی ہوئی سونڈون
پر سیفین چڑھی ہوئی ہاتھی جھومتے ہوئے سامنے گذرے کہ جنکو دیکھکر زہرہ ان کافرون کا آب
ہوگیا تمثال آئینہ رو نے پوچھا کہ یہ کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ سالار دست راست الندھور
ثانی کا لشکر ہے اتنے مین الندھور ثانی بھی پشت فیل پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برچھے کو

خواصی مین رکھا ہوا نمودار ہوے لشکر لندھور ثانی کا جانب دست راست سب سے بالا دست ٹھہرا دوپہر تک
یہ لشکر بھی آیا کیا بعد اسکے پھر گرد اڑی لیکن جس وقت ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
فتنگا فتہ ہوا تو تمام صحرا نیستان معلوم ہونے لگا اور مالک ثانی اسی ہزار نیزہ بازون سے نمودار ہوے
اگرچہ مالک کی فوج بھی بہت بڑی ہے لیکن مشہور ہی ہے اسی ہزار نیزہ باز ہین غرضکہ مالک کی آمد مین شام ہوگئی
صلصال کی زبانی تمثال آئینہ رو کو حال مالک ثانی کا بھی معلوم ہوا کہ یہ سردار سپہ سالار دست چپ ہے
اب اکیسوین صبح ہے ہر ایک کی نگاہین لڑی ہوئی ہین آمد امیر ثانی کی دھوم مچی ہے تمثال آئینہ رو بھی
گنبد پر بیٹھا ہے اسکو بھی بنہایت اشتیاق ہے کہ دیکھا چاہیے جسکا لشکر اس عظم و شان کے ساتھ آیا ہے وہ کیسی
شوکت سے آئیگا اور جسنے ایسے ایسے بہادرون کو زیر کرکے محکوم کیا ہے وہ کیسا شخص ہوگا سب ہی اشتیاق
مین تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست عظیم مگر گرد تیرہ نیزہ وغیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے
گرد در زمین پیچیدہ لیکن گرد آندھی کی طرح چلی آتی ہے کہ یہ آئی اور یہ آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو دامن گرد فتنگا فتہ ہوا اور دل گرد سے اکیس سو علمہاے زرین نشانہ اکیس لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور
ایک نوجوان لشکر کا انتظام کرتا ہوا جس وقت بیس لاکھ زرین پوش گذرنے لگے تمام بیابان عجیب لطف
دے رہا تھا دریون کی چمک ستارہ ہاے آسمان پر چشمک کرتی تھی لیکن اس لشکر کی آمد مین دن تمام
ہوگیا اب تھوڑا سا وقت باقی ہے اور لشکر آکر صدر مین قائم ہوتا جاتا ہے اور جلوس سواری گذرنا شروع ہوا پس
یہ دیکھتے ہی تمام سرداران نامی وگرامی لیتے پانچہزار پانچسو پچپن تلوارین لیے برائے استقبال بڑھے اتنے مین
سواری صاحبقران ثانی کی نمودار ہوئی کہ سر پر علم اژدہا پیکر سایہ افگن پھریرا اسکا کھلا ہوا ادھر نقارۂ
سلیمانی مین سے علیحدہ آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی اور ادھر علم کے پھریرے سے آواز یا صاحبقران چلی
آتی ہے امیر ثانی مرکب سہ چشمی پر سوار ہین ایک نوجوان ساتھ ساتھ اور چند سردار ہمراہ مقبول بن مقبل زنانی
سواریون کے انتظام مین مصروف چالیس ہزار تیرانداز محافہ ناموس کا گھیرے ہوے ادھر بادشاہ اسلام
حارث بن سعد تخت شاہی پر جلوہ افروز غرضکہ کہانتک بیان کیا جاے کہ سواری امیر ثانی کی باجاہ وجلالت
صاحبقرانی صحراے شہر تمثالیہ مین آکر پہونچی امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام وجملہ سرداران عالی مقام داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے سلامی کی توپین چھوٹین چونکہ زحمت سفر اٹھائے ہوے تھے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے
اپنی اپنی آرام گاہون مین جاکر سو رہے لیکن تمثال آئینہ رو کو مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کروٹین لیتے
گذری ادھر صورت امیر ثانی کی دیکھکر زہرہ صلصال وخلخال کا آب ہوگیا ادھر لاجورد شاہ کا قابو نہ تھا
کہ کہان بھاگ جاوٗن بیان تو یہ کیفیت ہے لیکن جس وقت رات گذر کر صبح ہوئی کفار مین شور ناقوس بلند ہوا
لشکر اسلام سے اذان کی آواز آئی ہر شخص اپنے اپنے دین وآئین کے موافق عبادت الٰہی مین مصروف ہوا
امیر کشور گیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار یکے بعد دیگرے حاضر ہو ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے
اپنی اپنی جاے معین پر بیٹھنے لگے ساتھ بجتے بجتے تمام دربار جوانان اسلام سے مملو ہوگیا امیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ رسم نامہ داری ادا کرکے ان کفار سے حجت ختم کر لینا ضرور ہے بادشاہ
اسلام نے فرمایا جیسا راے عالی مین آئے حسب الارشاد فیض بنیاد دبیر نے نامہ لکھکر تیار کیا بعد نظر ثانی کے
صاحبقران نے کچھ ترمیم کرکے پھیر دیا مقبول بن مقبل نے چوکی مخملی لاکر رکھی اور جام کلاہ عفریت سپرد

شمشیر نامہ یہ سب چیزین رکھکر چوکی وسط بارگاہ مین رکھدی اُس وقت صاحبقران ثانی نے آواز دی کہ
ایہاالناس مین چاہتا ہون کہ تم مین کوئی بہادر یہ نامہ لیکر جائے اور جواب باصواب اُس گبر ناہنجار سے لائے امیر
یہ کہکر خاموش ہوے کچھ جواب کسی نے نہ دیا سبنے گردنین جھکالین ہر ایک کو یہ تردد تھا کہ عمرو ثانی سے ہوشیار آدمی
کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ سجدہ کرلیا ہماری کیا حقیقت ہی کیونکہ نہ ہم عیاری جانین نہ مکر و فریب ہمارا پیشہ
نہ سحر و ساحری جانتے ہین نہین معلوم وہان جاکر کیا گذرے سبسے زیادہ نامے کی حرمت برباد ہونیکا
خوف ہی جب امیر ثانی نے دیکھا کہ کسی نے کچھ جواب نہین دیا پھر پکار کر فرمایا کہ ایہاالناس کیا نہین سُناتے اور
نہین دیکھتے ہو کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا رکھا ہوا ہی اسکے لیے ایلچی کی ضرورت ہی کیونکہ خط بغیر قاصد کے کیسکو
پہونچ سکتا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی دلاور جاتے اور جواب نامہ کا لیکر جلد آئے اور
شرائط نامہ کے اُس مردود سے ادا کرائے یہ سنکر پھر سبنے گردن نیچی کی نیچی ہی رکھی جیسے سُنا ہی نہین کیونکہ
یہی خیال تھا کہ اگر گئے بھی اور حرمت نامہ صاحبقران کی کھو کر آئے تو کیا مُنہ دکھائینگے لہذا اس جانے سے
نہ جانا بہتر ہی بعد تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے امیر ثانی کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہوگیا اور دل مین تہیہ کرلیا
کہ اگر ابکی کوئی نہ گیا تو مین آپ نامہ لیکر جاؤنگا مگر پھر آواز دی کہ اے حامیان دین اسلام آگاہ ہو کہ یہ آواز آخر ہی
جسے نامہ داری کرکے سعادت کونین حصول کرنا ہو کرلے ورنہ بعد اسکے یہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ آجائیگا کہ جو
اس وقت تک مخاطب نہین ہی اس رمز کو جس نے سبسے پہلے سمجھا وہ شاہزادہ دارائے بن داراب سیمین برہ
تھے یہ نوجوان دنگل پر سے کود پڑا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجالائیگا
امیر کو اس جرأت پر دارا کی جسقدر خوشی ہوئی اُسیقدر دلپر صدمہ بھی گذرا کیونکہ مرے ہوے فرزند کی یہی
نشانی ہی آبدیدہ ہوکر خاموش ہو رہے کیونکہ صاحبقران کو دو خیال پیدا ہوے کہ ایکتو میرے روکنے سے
یہ فرزند اب نہ رُکیگا اسلیے کہ اپنی جگہ سے اُٹھ چکا ہی دوسرے یہ گمان ہوا کہ اگر مین اپنے پوتے کو روکونگا تو لوگ
طعنہ زن ہونگے کہ امیر کو اپنون کا زیادہ خیال ہی لیکن دارائے بن داراب سیمین زرہ نے آتے ہی جام کلہ
عفریت کو جھکا بیڑا اُٹھا کر کھا لیا سپر شمشیر زیب کمر کرکے نامہ سر سے باندھا اور امیر با توقیر سے رخصت ہوکر
بارگاہ سے نکلے یہ روز تیاری اور سامان مین گذرا دوسرے دن بڑے ہی عظم و شان سے طرف قیطول
تمثالیہ کے روانہ ہوے لیکن جسوقت یہ خبر تمثال آئینہ رو کو پہونچی کہ پوتا حمزہ ثانی کا رسم ایلچی گری ادا کرنے کو
آتا ہی اسنے صلصال سے پوچھا کہ انکے بیان کا کیا طریقہ ہی صلصال نے بیان کیا کہ بہتر ہو اگر ایلچی راہ سے واپس کردیا
جائے یا قتل ہوجائے کیونکہ اگر ایلچی یہانتک پہونچ گیا تو خداوند سے بغیر اُٹھا بیٹھی کرائے نہ مانے گا تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ یہ کیا صلصال نے جواب دیا ان لوگون کا قاعدہ ہی یہ ہی ایلچی گری برائے نام ہوتی
ہی دراصل آبروریزی کرنے آتے ہین لندھور نے ملک سبائل مین ایلچی گری کی تھی لقا سے وہ قصاص
لیا کہ ساری خداوندی ایلچی گری ہی مین بھلادی خداوند کو پچھاڑ دیا تو ند پر چڑھ بیٹھا کٹار پیٹ مین بھونکے ہی
دیتا تھا ویسا ہی کچھ یہان بھی ہونا ہی تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ کیا تم ایسی ہی کچی خداوندی ہماری بھی سمجھتے ہو
یہ خیال دل سے دور رکھو تم دیکھ لینا کہ ایلچی خود مجھے سجدہ کرکے مطیع ہوجائیگا اور نقابدار سیہ پوش و سفید
پوش کو حکم دیا کہ منع کردو ہمارے لشکر مین کہ کوئی ایلچی کو نہ روکے ورنہ خداوند بہت ناراض ہونگے یہ سنتے ہی
نقابداران سیہ پوش و سفید پوش تو اسطرف روانہ ہوے اور یہان تمثال آئینہ رو نے دربار کو ترتیب دیا آپ تخت

خداوندی پر بیٹھا صلصال کو وزیر قدرت اور لاجورد شاہ کو نائب قدرت بنکر بیٹھنے کا حکم دیا لیکن دونون نے انکار کیا کہ اگر یونہین جان بچ جائے تو بڑی بات قدرت کے شریک ہوکر اپنے کو غضب مین کون ڈالے لیکن تمثال آئینہ رو نے اپنے سرداران فوج کو طلب کیا سب حاضر ہوے کچھ سردار دست راست کی طرف کچھ دست چپ کی جانب بیٹھے آپ نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پر بیٹھا داہنی جانب گوشۂ تخت پر لاجورد شاہ بائین جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہی اور وزرا امرا اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے ہین تجنیل کتابدار نشت پر کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہی بیان تو اس طرح دربار آراستہ ہی سرداران دست راست مین سب سے بالادست ملک قہقر پیل زور اپنے ڈنگل شوکت پر بیٹھا ہوا مثل ہاتھی کے جھوم رہا ہی بعد اسکے تر فیل کوہ پیکر قہرم زرہ پوش اخلاق آہن کلاہ الکی روئین تن وغیرہ یہ سب سردار نہایت زبردست بیٹھے ہین بائین جانب سب سے بالا دست قاشان گراز دندان مانند ایک کوہ کے اپنے ڈنگل پر معلوم ہوتا ہی اسکے بعد زنجیل زحل پیشانی ازقم جوشن پوش اشقاق سنج کلاہ ملکی روئین تن وغیرہ یہ سب اپنی اپنی جگہ اکڑ رہے ہین اور بل کر رہے ہین آنکھین سب کی لگی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے ایلچی کیسی شوکت کے ساتھ آتا ہی کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا اور قریب پہونچتے ہی دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوا سب زرین پوش تھے آگے آگے اُنکے اک جوان زرین زرہ پہنے ہوے خود سر پر کج رکھا ہوا چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار دکھائی دیا صلصال نے کہا کہ یا خداوند یہ بیٹا ہی داراب سیمین زرہ کا پوتا ہی حمزۂ ثانی کا وہان نقابدارون نے لشکر کو دو راستہ کرکے پہلے سے راہ دے رکھی تھی دارآے بن داراب سیمین زرہ مرکب کو اڑاتے ہوے لشکر کی راہ طی کرنے لگے لیکن قہقر پیل زور نے جو چہرہ دارائے بن داراب کا دیکھا کہ یہ کمسنی اور یہ جرات دل سے غلام ہوگیا اور کہا کہ یا خداوند اگر یہ بندہ تیرا راہ پر آجائے تو مجھے دے ڈال تاکہ مین اسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار بادشاہ بناؤنگا تمثال آئینہ رو نے کہا جب وہ اطاعت اختیار کریگا اس وقت دیکھا جائیگا اگر اُسنے خداوند کو اپنے پہچانا اور یہ تمنا بیان کی کہ مین ہر وقت کے تقرب کا امیدوار ہون تو مین کبھی تجھے نہ دونگا قہقر تو خاموش ہوگیا اور سردار کہنے لگے کہ خداوند کو ایسا ہی عادل ہونا چاہیے لیکن صلصال و لاجورد شاہ نے دل مین کہا کہ تم خیالی پلاؤ پکایا کرو وہ یہان آتے ہی دیکھو کس کسکو خود لقمہ کرجاتا ہی لیکن قہقر پیل زور نے عرض کی کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو اسکا استقبال کرنا چاہیے کیونکہ خیال تو فرمایے کہ کتنے بڑے شخص کا پوتا ہی تمثال کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تیرا جی چاہے تو جا اور تو کسی کو مین نہ بھیجونگا خداوند کی شان کے خلاف ہی کہ اپنے ایک بندے کی ایلچی کا استقبال کرائے یون جسکا جی چاہے چلا جائے مین منع بھی نہین کرتا نہ خود سے بھیجتا ہون بعضون نے کہا کہ خداوند بجا فرماتے ہین پھر ہمین کیا ضرورت ہی جو استقبال کو جائین لیکن قہقر پیل زور اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کی کہ یا خداوند اگر کوئی گناہ نہ ہو تو مجھے اجازت ملے کہ مین جاکر ایلچی کی تکریم کرون مجھے یہی مناسب وقت معلوم ہوتا ہی تمثال نے کہا جا تجھکو اختیار ہی قہقر پیل زور سلام کرکے چلا چند روز سے اسکو سجدہ معاف ہوگیا ہی بظاہر تو یہ بڑا مطیع ہی تمثال آئینہ رو کا لیکن بہ باطن اسکے دل مین شک پڑ چکا تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ ہماری طرح کھاتا ہی پیتا ہی باتین کرتا ہی لڑکے جنواتا ہی پھر ہم مین اور اسمین سوا چند اختیارات کے اور کیا فرق ہی اسکے دل نے

نہ مانا اور قیطول کے نیچے اتر کر برائے استقبال ایلچی روانہ ہوا آسے زیادہ ترکد اسی بات کی تھی کہ اگر
خداوندی اسکی باطل ہے تو یہ ضرور خدا پرستون کے ہاتھ سے برباد ہوگا کیونکہ اُنھون نے ہزارون خداوندیان
برباد کر دی ہین اُس وقت مین اہل اسلام کی نگاہون مین سُبک ٹھہرونگا اور امیر ثانی فرماوینگے کہ تمثال
آئینہ رو کی خداوندی مین سب بے تہذیب و نالائق بھرے تھے کسیکو اتنا سلیقہ نہوا کہ ایلچی کی تعظیم تو
کرتا یہ سوچ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے سے دارائے بن داراب کو آتے دیکھا لیکن جسوقت دارائے
بن داراب لشکر کے پیچھے ہو کر گذرنے لگے تو عقب مین لشکر نے بھی چلنے کا قصد کیا ساتھ ہی سالار طلایہ فقفور کرگدن
سوار نے بڑھ کر اُن لوگون کو روکا کہ تم کہان جاتے ہو دارائے بن داراب نے پلٹ کر آواز دی کہ او گبر بیا
لوگ تیرے روکے نہین رکنے والے ہین جب ہم منع کرینگے تو رکینگے تو ہٹ جا فقفور یہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور پکارا کہ تو ایلچی ہو کر ہملوگون سے گستاخی کرتا ہے ایسا نہو کہ تجھے خداوند تک پہونچنا بھی نصیب نہو دارا
کو غصہ آیا اور پکار کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی دیکھون تو کہ تو کیسا ہے فقفور نے جھپٹ کر تیغہ مارا ادھر
قہقر پیل زور نے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑ پڑا اور آواز دی کہ او فقفور کیا کرتا ہے ایلچی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے کیا
خداوند کو بدنام کریگا لیکن وہان دارائے بن داراب نے وار فقفور کا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا
تلوار یا تو سر پر چمکی تھی یا زمین مین دکھائی دی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے نقابدار جو قریب کھڑے
تماشا دیکھ رہے تھے ہٹ گئے قہقر جب قریب پہونچا تو لاش فقفور کی مع مرکب زمین پر پھڑکتی تھی دانتون
مین انگلی دبائی اور زور و جرأت پر دارائے بن داراب کے آفرین کہی دارائے نے کہا کہ کیا تمھارا بھی کچھ قصد
ہے قہقر نے عرض کی کہ مین یون نہین لڑتا جب وقت آئیگا تو باہر بھی نہین ہون ضرور مقابلہ کرونگا مگر اسوقت
نہین دارا نے کہا پھر کس واسطے آئے ہو قہقر نے عرض کی کہ صرف برائے استقبال دارا کا غصہ کم ہوا قہقر بھی
جوان حسین و زبردست ہے اور اسکے خلق پر دارا کی طبیعت بھی مائل ہوئی فرمایا کہ میرے ذہن مین یہ بات
نہین آتی کہ میرے ساتھ کے سوار کس غرض سے روکے جاتے ہین کیا ان لوگون سے اہل لشکر کو خوف ہے قہقر ہنسا
اور کہا کہ چالیس ہزار کا خوف کرو رہا کی فوج پر کیونکر غالب ہو سکتا ہے یہ اُسکی حماقت تھی جو اُسنے روکا
آخر لسبزا پہونچا وہان بالائے قیطول آپکو تنہا جانا پڑے گا دارا ہنسے اور کہا کہ مین حمایت کے واسطے
ان لوگون کو ساتھ نہین لایا ہون بلکہ یہ لوگ محض آرائشی ہین لیکن یہ معلوم ہوگیا کہ خداوند تمھارا ڈرپوک ہے ورنہ
تنہا نہ بلاتا اگرچہ وہ روک ٹوک نہ بھی کرتا جب بھی ہم خود ہی اُن لوگون کو ساتھ نہ لیجاتے خیر بہتر ہوا کہ
اب مفصل معلوم ہوگیا الحاصل قہقر پیل زور دارائے بن داراب کو ہمراہ لیے ہوئے زیر قیطول پہونچا
اجازت تو پہلے ہی ہو چکی تھی شاہزادہ دارائے بن داراب زینے طے کرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ اک گبر
ناہنجار تخت پر بیٹھا ہے اور داہنے بائین برابر کرسیان ڈنگل بچھے ہوئے ہین سرداران زبردست جلوہ افگن
ہین دارائے بن داراب نے پہونچتے ہی سلام کیا اور آواز دی کہ سلام ہے میرا اُس شخص پر جو خداوند کریم
کو برحق جانے اور محمد مصطفی کی رسالت کو مانے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تمثال آئینہ رو ہنسا پکارا ای بندہ
گم کردہ راہ تو نے ابھی اپنے خداوند کو نہین پہچانا جو خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے بیان کر کہ کس واسطے
آیا ہے دارائے بن داراب نے جواب دیا کہ مین بیٹھ لونگا تو بیان کرونگا یہ کہکر ادھر اُدھر دیکھا تو ایک ڈنگل خالی تھا ساتھ
ہی یہ خیال ہوا کہ اسی جوان کا ڈنگل ہوگا جو میرے ہمراہ ہے لہذا اسکے مقام پر بیٹھنا مناسب نہین خلاف مروت

وجمیت ہی لیکن اسی دنگل کے مقابلہ جانب دست چپ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہوا تھا اُس سے ارشاد فرمایا
کہ ذرا تو اپنے دنگل سے علیحدہ ہو جا کہ مین رسوم نامہ داری ادا کر کے چلا جاؤن اُسنے آواز دی کہ ای شخص تیری نگاہ
مین مین سب سے زیادہ حقیر معلوم ہوا دارانے بڑھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ کر پھر کہا کہ یہ کوئی حقارت کی بات نہین ہی مین تیرا
مہمان ہون دو باتین کر کے ابھی چلا جاؤنگا اُسنے گھونسا مارا دارانے کلائی پکڑ کر جو تھپڑ مارا تڑاق سے آواز آئی منکا ڈھلک
گیا وہ سردار چرخ کھا کر زمین پر گرا اور منھ سے خون اُگلنے لگا یہانتک کہ دم بھر مین پھڑک کر تمام ہوگیا یہ زور
دیکھکر تمام اہل دربار تھرتھرا اُٹھے ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تمثال آئینہ رو نے دل مین کہا کہ اللہ رے زور ایک ایک سردار
ایسا ہی تو حقیقت مین حمزہ نہین معلوم کیسا زبردست ہوگا پھر کیونکر لوگ اُسکی اطاعت نہ قبول کریں لیکن اُسنے تحمل کیا
اور کہا کہ او ایلچی تو بڑی زیادتی کرتا ہی مین بسبب اسکے کہ تو مہمان ہی دخل نہین دیتا ہون لا نامہ مجھے دے دارانے
جواب دیا کہ پہلے تو اپنے گریبان مین منھ ڈال تو دعوے خداوندی کا کرتا ہی اور اتنا بڑا بے تہذیب ہی کہ یہ بھی خیال
نہ آیا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا نامہ دار آئے گا تو بیٹھے گا کہان جواب دیا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا بس زیادہ
گستاخی مت کر نامہ مجھے دے دارانے جواب دیا کہ پہلے شرطین نامہ کی ادا کر کہا وہ شرطین کیا ہین کہا دس کشتیان زر و جواہر
کی نامہ پر سے نثار کر اور سات کشتیان مجھپر سے اور دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنتے ہی تمثال کو
نہایت غصہ آیا اور برہم ہو کر جواب دیا کہ او بندہ بے ادب تو جاہ و جلال قدرت سے بھی آگاہ نہین ہی جو اپنے خداوند کی
اپنی تعظیم اور کاغذ کا استقبال چاہتا ہی ادھر دیکھ دعا اور آگاہ ہو کہ منم خداوند تمثال آئینہ رو یہان اپنے خداوند
خاص کو تھے مثل زمرد شاہ باختری وغیرہ کے خیال نکر نا یہ کہتے ہی اُس بیحیا نے چہرے سے نقاب دور کی
اور روے نحس دکھائی دیا دارا بن داراب یا تو غصہ کر کے اُٹھا تھا کہ اس ملعون کو سزا پہونچاؤن لیکن
نظر جو پڑتی ہی پس ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تمثال آئینہ رو نے نامہ لیکر پڑھا بعد تعریف آلہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھا کہ ای تمثال آئینہ رو بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین لہذا تو اپنی خود پرستی
سے باز آ اور ابدالآباد تک کے واسطے جہنم مین اپنا گھر نہ بنا اور دونون وزیر یعنے صلصال اور لاجورد شاہ تیرے
یہان بھاگ کر چھپے ہین انھین میرے سپرد کر نامہ پڑھ کر یہ ملعون بہت ہنسا اور جواب تحریر کر کے نقابدار سیہ پوش
کو دیا اور کہا کہ تو جا کر حمزہ کو دے آ اور کہدینا کہ تو نے تیرے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب اُسکی بزرگی تجھسے
زیادہ ہی کیونکہ پہلے وہ ایمان لایا ہی مگر خیر اب بھی تو اُسکی تاسی کریگا تو انجام بخیر ہوگا ورنہ یہ عظمت و شان
جو تجھکو عنایت کی ہی دو پہر مین فنا کر دونگا نقابدار سیہ پوش تو نامہ کا جواب لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان جیسے ہی
دارا بن داراب کو ہوش آیا اس ملعون کو دارانے سجدہ کیا اور کہا واقعی مین گمراہ تھا مگر اب راہ پر آگیا
تمثال آئینہ رو نے کہا کہ ای بندہ خاص الخاص اپنے ساتھ والون کو بھی سمجھا کر اپنا ہم مذہب بنا کہ وہ سب
ابھی تک گمراہ ہین دارانے یہ سنکر اُس وقت زیر قبطول آ کر اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین آجتک گمراہ تھا
خدا نادیدہ کو سجدہ کرتا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اصل خداوند تمثال آئینہ رو ہی اور سب باتین
ہین لہذا تم سب بھی اطاعت خداوند کی اختیار کرو اور دین خدا پرستی سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنکر سبکے سب دارا کا منھ
تکنے لگے کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین یکایک وہی آفت ان سب پر بھی نازل ہوئی اور تمثال آئینہ رو نے دریچہ سے
سر نکالکر آواز دی کہ ای بندگان گم کردہ تمھارا سردار سچ کہتا ہی پہچانو اپنے خداوند کو اور ترک کرو اپنے دین قدیم کو یہ
کہتے ہی اس ملعون نے چہرہ سے نقاب اُٹھا دی اور کہا کہ ادھر دیکھو بس دیکھنا تھا کہ سبکے سب نے سجدہ کیا اور

اطاعت اختیار کی تمثال آئینہ روئے دارے بن داراب کو طرف بیابان حشر کے روانہ کیا۔ ہائے ہائے

لیکن اب چند کلمہ داستان تحیر عنوان زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد روانہ ہونے دارے بن داراب کے امیر منتظر جواب بیٹھے ہین سرداروں کا مجمع ہے کہ یکا یک کار کرون
خبر پہونچائی کہ نقابدار سیاہ پوش جانب تمثال آئینہ روے آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نقابدار داخل
بارگاہ ہوا بطور کفار کے سلام کیا کسی نے جواب تو نہ دیا لیکن مہمان سمجھکر امیر ثانی نے ذنگل پر بیٹھنے کو اشارہ فرمایا
ساقی نے دو ایک جام دیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار امیر نے فرمایا لا نامہ
مجھے دے نقابدار نے نامہ پیش کیا جسوقت امیر نے نامہ پڑھا اور حال مرتد ہوجانے دارے بن داراب کا
معلوم ہوا غصہ سے آگ ہوگئے اور فرمایا خیر کچھ پروا نہین خداے ما بزرگ است جا او ای نقابدار کہدینا
اپنے خداوند مردود سے کہ اب تو ہم ہی نے تیری خداوندی کی قلعی کھولی اور یا تو نے ہمین مارا بجوا طبل جنگ کل
سمجھا جائیگا نقابدار اُس طرف روانہ ہوا یہان ہر سردار کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے جو جاتا ہے مرتد ہوجاتا ہے سب
حالت پر دارا کی افسوس کر رہے تھے ناگاہ لیلی شب نے اپنی زلف دراز کو کھرایا اور صورت سوگواروں کی
بنائی شفق شام نے میدان خونین کا رنگ دکھایا مہتاب جہانتاب سپر سیمین سنبھالے ہوے چرخ نیلی پر نمودار
ہوا لشکر کفار مین سنکھ پھنکنے لگے فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی ہر شخص اپنے اپنے طریقہ کے موافق
طاعت الٰہی مین مصروف ہوا کہ یکا یک آواز طبل جنگ کان مین آئی امیر کشورگیر نے بھی بحمایت رب قدیر
کوس حربی بجنے کو حکم فرمایا یہان نقارخانہ سلیمانی لوازش مین آیا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی جوانان آزمودہ
کار سلح سجگ درست کرنے لگے کوئی تلوار پر صیقل کرتا تھا کوئی خنجر کو زہر آلود کر رہا تھا کوئی تیر دن کو سیدھا
کر رہا تھا کہ نشانہ پر ٹھیک بیٹھین خطا نہ کرین کوئی سنان نیزہ کی آب بڑھا رہا تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ہر طرف
آواز بیدار باش وہوشیار باش کی بلند تھی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا ہر طرف ہوا اور خانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی اہل اسلام نمازون سے فراغ حاصل کرکے عازم میدان کارزار ہوے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے
تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا اُدھر بادشاہ لشکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ سالار لشکر صلصال بن دلِ
بن دیو بن شمامہ جادو میمنہ پر نقابدار سیہ پوش میسرہ پر نقابدار سفید پوش اُدھر داہنی جانب لندھور ثانی
بائین جانب مالک ثانی حارث بن سعد بادشاہ لشکر امیر بمرتبہ افری وصاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر
کھڑے ہوے ناگاہ بنر دار نکلے جھاڑی جھنڈی کا فکر ٹہادی لپتی وبلندی بصد تیز دستی برابر ہوئی سقون نے آب پاشی
کرکے گرد کو بٹھا یا نقباے بلند آواز ہر صف کے قریب آئے نقابت کرکے نکل گئے کہ ای بہادرو
یہی روز نام وننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے مرنا ہر طرح برحق ہے جیسے آج ویسے کل مگر خیال کرو شعر
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے
بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا تلوارین نیامون سے اُگلی پڑتی تھین بعضون کے قدم صفون سے
آگے بڑھ آتے تھے افسرنے پھر اُن سکو دبا دیا تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہاردت سترزن نے مرکب اپنا
نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی لاجورد شاہ نے بہتیری مرحمت پشتیا پر چھاٹی
اور کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ روکے ہاردت بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا

سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت یہ پسینے مین عرق ہوگیا زمین پر نیزے کو گاڑ دیا دم کو
آراستہ کرکے آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے
مقابلے کو یہ تیر میرا نخل حیات کو ہر شخص کے قطع کرتا ہے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ جمہور جہان سوز نے مرکب اپنا پرے سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ حوالے خدا کے کیا جمہور مرکب
چمکا کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی جمہور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے ہارودت
کے ہوائی کیا ہارودت نے غصہ مین آکر تیغ کا وار کیا جمہور نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ مارا بیچ کمر پر پڑا ہارودت
کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کفار تھرا گئی جمہور مظفر و منصور میدان سے پھر لیکن یہ حال دیکھکر بھائی ہارودت
کا ماروت میدان مین آیا اسکو گرز پر ناز تھا آتے ہی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنے فرامرز عادمعزبی نے نکلکر مقابلہ کیا ماروت نے گرز کو سر پر چرخ دیکر فرامرز پر وار کیا فرامرز نے
وار اسکا سر عمود پر روک کر جو گرز مارا تو ماروت کو مع مرکب پیوند خاک کر دیا غرضکہ آج کی میدان داری
مین بارہ سردار لشکر کفار کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اہل اسلام نہایت شاد و خرسند نقارہ شادمانی
بجاتے ہوے میدان سے پھرے کفار نہایت محزون و غمگین اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے مع سرداران اسلام
و بادشاہ عالی مقام لباس رزم اُتار پوشاک بزم پہنی اُٹھکر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے وہان
لاجورد شاہ روتا پیٹتا سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا تمام سرگذشت بیان کی تمثال آئینہ رو نے
حکم دیا کہ خیر لاشین ان سرکشون کی دریاے رحمت مین پھینک دو بروز حشر سمجھا جائیگا ہم پھر انھین زندہ کرینگے
کیون انھین نے غرور کیا جو انکی یہ حالت ہوئی مگر ہم حکم دیتے ہین کہ کل کے روز روئین تن مقابلہ کرین اور
بجے طبل تمہاری یہ سنتے ہی نقارے پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی پھر تیاری جنگ ہونے لگی سرکار
لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجا لاکر
عرض کی کہ گروہ کفار مین طبل بجا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ کل روئین تنون سے سامنا کرنا ہوگا امیر نے فرمایا کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی امیر کشور گیر مع فوج و لشکر نماز سحری سے
فراغ حاصل کرکے میدان کارزار مین تشریف لائے لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و نہیب دیکر
نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے ایک گبر بہت بڑے قد کا کرگدن سیاہ پر سوار مرکب کو چمکا کر سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد شاہ نے کہا ای غضب خداوند ملک محروس روئین تن جاؤ بھلین
خداوند کے ید قدرت کے سپرد کیا ان مسلمانون کو غارت و تاراج کرو محروس روئین تن سلام رخصت کرکے
میدان مین آیا نیزہ زمین پر گاڑکر نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خداپرستان آگاہ ہو و ہوشیار رہو جادوبر کردہ اند
داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم قہر خداوند تمثال آئینہ رو یعنی ملک محروس روئین تن جسکو تمنائے مرگ و آرزوے
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ عدیل بن عادی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ انکے تو ندی طرف دیکھکر کچھ مسکرائے اور فرمایا کہ لڑنے
والے بہت ہین آپکے جانے کی کیا ضرورت ہے آپ تو داروغہ بارگاہ ہین لڑنے بھڑنے کا آپکے وہی وقت ہے
جب کوئی حریف بارگاہ چھیننے کو آئے عدیل نے عرض کی کہ جانباز اسی روز کے واسطے ہوتے ہین بہ اگر

مین واپس جاؤنگا اور مقابلہ نہ کرونگا تو لوگ مجھپر ہنسین گے لہذا اب اجازت عنایت ہو بادشاہ اسلام نے بمجبوری
اجازت حرب و پیکار عنایت فرمائی عدیل بن عادی سلام کرکے اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آئے
اول تگادر چلی بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے محروس کے ہوائی کیا محروس غصہ سے لال
ہوگیا اور پکارا کہ واقع مین تم خداپرستون سے نیزہ بازی کرنا تو بالکل ہی بیکار ہے نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہتے ہی تلوار نیام سے کھینچ لی اور سر
عدیل پر وار کیا عدیل نے وار اسکا سپر پر روکا لیکن تلوار اسکی نہایت عمدہ تھی اور محروس جوان بھی
زبردست ہی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کیا اور خود کو بھی مثل کاسہ حباب کے کاٹا چار انگل زخم پیشانی پر آیا
عدیل نے سر نیچے کھینچا مگر توند کو نہ سمیٹ سکے تیغہ لنگروار تھا سر سے نکل کر جو توند پر گرا تو یہ معلوم ہوا کہ شہیدی
زیر زمین ٹانکنے لگ گئے بھنڈارا کھل گیا یہ دیکھتے ہی بھائی انکے دوڑ پڑے اور عدیل کو میدان سے پھیر لائے
محروس نے نعرہ کیا کہ ہے کوئی بہادر جو نکلے یہ سنتے ہی کرب غازی جھپٹ پڑے اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان کارزار کا رخ کیا محروس کرب کو آتے دیکھکر بعزم تگاور زنی جھپٹا مگر چونکہ گردن واسپ مین تگاور
نہین چل سکتی لہذا کرب نے خالی دیا اور پھر باگون کو موڑ موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار نوبت
شمشیر زنی کی آئی آخر کار کرب دلاور بھی ہاتھ سے محروس کے زخمی ہوے اسیطرح شام تک سترہ جوانان اسلام
محروس نے زخمی کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج کفار نہایت شاد اور
اہل اسلام غمگین واپس آگئے دوسرے دن جب صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے
نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ پھر محروس میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ یکایک لشکر اسلام مین علمہاے
سبز جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ انجم گروہ نے مرکب گلگون باختری کی باگ لی سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آئے مرکب سے اُتر کر مجرا کیا اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد بپروردگار کیا بدیع الزمان بار دگر
مرکب پر سوار ہوے اور قصد میدان کارزار کا کیا تیغ زنی ہونے لگی لڑتے لڑتے حسب اتفاق گھوڑے نے
بدیع الزمان کے ٹھوکر لی خود سر سے نیچے گرا تیغہ محروس کا سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر گیا بدیع الزمان نے
دستانہ مارا تیغہ جھپٹا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا محروس نے نعرہ کیا
کہ زدم وشکست کردم لوگ دوڑ پڑے اور بدیع الزمان کو پھیر لائے بعد بدیع الزمان کے شاہزادہ
نور الدہر نے مقابلہ کیا لیکن یہ بھی زخمی ہوے اب پرا بند ہوگیا دست راستیون کی صف سے جتنے
نامی تھے سب زخمی ہوے شام کو محروس طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا اہل اسلام نہایت محزون
و غمگین واپس ہوئے زخمیون کا علاج ہونے لگا لیکن محروس نے جاتے ہی پھر طبل بجوادیا تیاری جنگ ہونے
لگی جس وقت صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوے محروس میدان مین آیا اور پکارا کہ باش ای گروہ
خداپرستان دیکھا تمنے کہ دو روز مین کیا حال کیا ہے جتنے زوردار تھے سبکو زخمی کیا لشکر حمزہ کا ایک بازو
تھا جو زبردست تھا اُسکو توڑ دیا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اب بھی تم لوگ سرکشی سے باز آؤ اور اطاعت خداوند تمثال
آئینہ روی منظور کرو ورنہ یقین جانو کہ اس سے بدتر حال کردونگا یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب مانگی بادشاہ نے
فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان ہے جاؤ بدیع الملک سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا

محروس نے کہا او اجل رسیدہ تو کیا کریگا جو میرے مقابلے کو آیا ہی جا بھر جا کیونکہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی
بدیع الملک نے جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی لا ضرب بہادری کی یہ میدان جنگ ہی نہ کہ صحبت وعظ
و پند یہ سنتے ہی محروس کو غیظ آگیا اور وہی تیغہ جس سے دو روز تک برابر صبح سے تا شام اہل اسلام کا
خون بہا ہی نیام سے کھینچ لیا اور سر بدیع الملک پر وار کیا بدیع الملک نے مرکب کو اشارہ کیا اور
آتی تلوار کو خیال میں کرکے دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑور کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور
بندکمر پکڑ کر زور کیا محروس نے بھی ہاتھ گریبان میں ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے یہانتک کہ گھوڑے لنگر دون
کی تاب نہ لاسکے آخر بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیا اور مصروف تلاش ہوے جھڑا کا کشتی کا بندھا
افسران فوج آگے بڑھ آئے قریب سے تماشاے جنگ وجدال دیکھنے لگے یہانتک کہ تمام دن کشتی رہی محروس بھی
صرف روئین تن نہیں ہی بلکہ شہزور بھی ہی جب بدیع الملک اسے نیچے پکڑ لاتے ہین ہاتھ چیر کر صاف نکل جاتا ہی
اور جب محروس بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہی یہ بھی نکل جاتے ہین دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے
ہین کہانتک گذارش کیا جاے کہ قریب شام بدیع الملک نے لنگر محروس کا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پہ
مارا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ باش او گبر نابکار اب کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین محروس ہنسا
اور کہا کہ او بیوقوف اس سے کیا ہوتا ہی کہ تو نے زور مین مجھے پست کیا خداوند تمثال آئینہ رو نے موت تو میری
بنائی نہیں ہی تلوار مجھپر اثر نہیں کرتی خنجر میرے جسم کو کاٹ نہیں سکتا پھر تو مرا کیا کریگا یہ سننا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو غصہ آگیا اور سر گردن سے کھینچ کر پھینک دیا لاشہ محروس کا پھڑک کر رہگیا کفار مین ایک خروش بلند
ہوا کہ غضب کیا اس خدا پرست نے ارے یارو جانے نپاے اسنے تہ خداوند کو ڈھا دیا محروس ایسے شخص کو
مار ڈالا یہ سنتا تھا کہ کئی کرور کی فوج یورش کرکے چلی اور بدیع الملک کو گھیر لیا شاہزادہ نے جلدی سے
مرکب پر بیٹھکر لڑنا شروع کیا جسے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب اُسکے چار ٹکڑے کیے کسیکو جو رنگ ہوائی کا ٹا
کسی کا سر تن سے صاف قلم کردیا جب ہاتھ کی صفائی اور برش شمشیر صاعقہ بار کی دیکھی بادشاہ
اسلام نے بھی فوج کو حکم دیا سرداران دست راست و دست چپ دوڑ پڑے عقب سے اور فوج آپڑی
تلوار چلنے لگی اتنے اتنے بڑے دو لشکرون مین جنگ مغلوبہ کا ہونا ایک قیامت کبرا برپا تھی ہر طرف تلوار ذنکی
بجلیان چمک رہی تھین بارش خون ہورہی تھی ڈھالون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی تیرون کی بوچھار تھی
کمانین کڑک رہی تھین سر دریاے خون مین مانند حبابون کے تیر رہے تھے جہان بازو زرہ پوشون کے
کٹکر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام بلا مین پھنسکر پھڑک رہی ہی اس غضب کی تلوار چلی کہ آن واحد مین
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے صلصال نے دیکھا کہ اہل اسلام لشکر کو پامال کرکے آج ہی خاتمہ کردین گے
لاجورد شاہ سے کہا کہ جلد طبل امان بجوا دیجیے لاجورد شاہ نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر علیحدہ ہوے
امیر ثانی بدیع الملک پر سے زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے زخمیون کا علاج ہونے لگا
لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنی کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور
بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ خرنیس روئین تن بھائی محروس کا ابھی شہر خروسیہ سے آیا ہی اور حال
قتل اپنے بھائی کا سنکر نہایت برہم ہی اور طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہی ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و
بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف

اور خانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی دونون لشکر معرکہ آرائے میدان قتال ہوے جس وقت صفین آراستہ ہوئین نقیب
نہیب دیکر نکل گئے خرلیس مرکب کو جمکا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی کہا جاؤ تمھین سپرد کیا
خداوند تمثال کے خرلیس میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ کہان ہے وہ شخص جسنے کل میرے بھائی کو مارا یہ
سنتے ہی بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اول نیزہ بازی ہوئی
بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا بس زمانہ نگاہون مین تیرہ و تار ہو گیا اور کھینچکر تیغہ آبدار کا جو ہاتھ
مارنا چاہا بدیع الملک نے بھی چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدون ناگہان پائون گھوڑے کا موش خانہ مین جا رہا تیغہ سر پر
بیٹھا خرلیس نے جھٹکا مارا تا دوابرو اُتر گیا دا استانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غش
طاری ہوا اتنا خرلیس نے چاہا کہ سر بدیع الملک کا کاٹ لون کہ شاہزادہ کیخسرو دوڑ پڑے بدیع الملک کو
ہٹا کر مقابلہ کیا لیکن ہاتھ سے خرلیس کے زخمی ہوے بعد کیخسرو کے ایرج نوجوان میدان مین آئے یہ بھی زخمی
ہوے شام تک پندرہ سردار زخمی ہوے جب رات ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے کفار
نہایت شاد و بشاش اہل اسلام غمگین و پریشان کہانتک گذارش کیا جائے کہ تین دن کے میدان داری مین
خرلیس نے بھی بائین صف خالی کر دی دست چپیون مین جتنے نامے تھے سوا شہریار نامدار کے سب زخمی ہوے
لیکن چوتھے روز خرلیس لڑے کر رہا تھا اور پرا بند تھا کوئی مقابلے کو اسکے نہ نکلتا تھا کہ یکایک لشکر شہریار
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے جا کر اجازت مانگی
بادشاہ اسلام نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا جاؤ پروردگار عالم نگہبان
ہے شہریار سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے خرلیس کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی شہریار نے
چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا خرلیس نے تلوار ماری شہریار نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ
کیا لیکن تلوار جو پڑی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیے شہریار نے سر نیچے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر بیٹھی
گردن مرکب شہریار کی قلم ہوئی شہریار نے جو دیکھا کہ مرکب میرا مارا گیا گھوڑے سے کود پڑا مرکب تو مرکب آتشبازی
ہو کر تمام ہو گیا لیکن شہریار نے سر پیٹ مین کر گردن خرلیس کے اڑا کر چارون پاؤن مضبوط تھام کر جو ہکا مارا سر سے
بلند کر لیا اور دم اٹھا کر ایک نشیب کی طرف لیچلا اس زور پر شہریار کے کفار مین ایک خروش بلند ہوا اہل اسلام آواز
مرحبا دینے لگے خرلیس نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی کر گردن پر سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر شہریار پر
دوڑا شہریار نے کر گردن خرلیس پر کھینچ مارا خرلیس نے خالی دیا اور قریب شہریار کے پہونچکر وار کیا شہریار نے
تھپکی دی کہ تلوار ریٹ پڑی بند دست پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
خرلیس کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر بیٹھے اور تلقین بدین اسلام کی خرلیس نے مثل طوطے
کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا سب نہایت خوش ہوے کفار غمگین میدان سے پھرے بادشاہ اسلام شہریار پر سے
زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خرلیس کے مسلمان ہو جانے سے سبکو اطمینان ہو گیا تھا قید نہ کیا بلکہ
شہریار نے اپنے خیمے کے برابر اسکا خیمہ بھی برپا کیا لیکن طیفور شیر دل عیار شہریار کو اطمینان نہوا شہریار سے
کہا مجھے یقین نہین کہ خرلیس مسلمان ہوا ہے کیونکہ اسکے چہرہ پر سیاہی کفر ہنوز باقی ہے شہریار نے کہا یہ اثر تجھ مین
تیرے دادا کا ہے اُسے بھی یونہین وحشت ہوا کرتی تھی شہریار کے غصہ سے طیفور آگاہ تھا اُسوقت تو خاموش ہو رہا لیکن
جسوقت شب ہوگئی اور شہریار آرام گاہ مین گیا نفیر خواب بلند ہوئی طیفور نے آکر شہریار کو بیہوش کیا اور ایک دوسرے

خیمہ مین پہونچا دیا اور بجاے شہریار ایک کافر کو کہ یہ لشکر کفار سے گرفتار کرلایا تھا شہریار کی صورت بنا کر پلنگ پر
لٹا دیا اور آپ ایک گوشہ مین چھپ رہا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیاہ پوش
نگاہین بچاتا ہوا داخل خیمہ شہریار ہوا تلوار برہنہ ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی قریب پلنگ کے پہونچتے ہی ایک
ہاتھ مار کر شہریار نقلی کا سر علیحدہ ہو گیا اور یہ سیہ پوش نکلکر بھاگا طیفور نے اُس خیمہ مین جہان یہ شہریار کو لیگیا
تھا اگر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کرکے لاش دکھائی بس یہ دیکھتے ہی شہریار اُسی وقت مرکب پر بیٹھ کر طرف
بارگاہ لاجورد شاہ کے روانہ ہوا قریب زیر قیطول پہونچے یہ وقت وہ تھا کہ تمثال آئینہ رو دریچے سے سر
نکالتا تھا کہ تمام خلقت اُسکو سجدہ کرتی ہر کہ یکایک خریس خرم و شادمان پہونچا آواز دی کہ یا خداوند مین اپنے
دشمن کو ہلاک کرکے آیا ہون اس اثنا مین شہریار بلاے بیدرمان کی طرح سر پر پہونچا خریس نے پلٹ کر
تلوار ماری اور کہا تجھے تو مین قتل کر آیا تھا کیا خداوند نے پھر تجھ مین روح پھونک دی شہریار نے کہا بچایا مجھکو
تیرے شر سے پروردگار عالم نے اور بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو ہکا مارا سر زمین سے
بلند کرکے زمین پر مارا اور چیر کر پھینک دیا اُس وقت تمام لشکر کے سامنے شہریار نے اس جرات و بہادری سے
خریس کو مارا کہ سب تھرا گئے بعد ہلاک کرنے خریس روئین تن کے شہریار ذیوقار نے اپنے دل مین
کہا کہ یہانتک تو آیا ہون تمثال آئینہ رو نابکار کو بھی قتل کرون یہ وہ نابکار ہر کہ جس نے اپنی صورت
نحس و سحر آگین دکھا کے داراے بن داراب کو مسخر کر لیا دیکھتے ہی اِس نالائق کی صورت کو اُس
موحد بہادر نے اُسکو سجدہ کیا پس ایسے مردود کو ضرور قتل کرنا چاہیے اور انتقام داراے بن داراب کے
سجدہ کرانے کا لیجیے یہ باتین اپنے دل مین کرکے قدم اپنا دربند نسیم بہار کی طرف بڑھایا یہ دربند نسیم بہار
ایک باغ پُر بہار کا نام ہر جو مانند گلشن شداد کے ہر اور اسی باغ سے راستہ قیطول پر جانے کا ہی الحاصل جب شاہزادہ
شہریار راہ طی کرکے قریب در باغ پہونچا نہ طاق آدم خوار کہ ایک سردار زبردست بڑے محافظت حکم تمثال
آئینہ رو کے در باغ پر لاکھ سوارون کی جماعت سے فروکش تھا دیکھتے ہی شاہزادہ شہریار کو اپنے مردمان
سپاہ سے کہنے لگا ہوشیار ہو جاو کہ شہریار اس طرف آتا ہر سواران سپاہ جلد مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہوے
نہ طاق آدم خوار بھی فوراً مسلح ہو کے گینڈے پر سوار ہو کے جملہ سوارون کو ساتھ لیکے آگے بڑھا اور نعرہ کیا کہ ای
شہریار خبردار ادھر آنیکا ارادہ نکر اگر اپنی زندگی چاہتا ہر تو یہان سے چلا جا ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا اول تو مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی کوئی قوت مین نہو گا دوسرے میرے ہمراہ ایک لاکھ سواران زبردست
کار ہین تو اکیلا ہی کیا لڑیگا ضرور مارا جائیگا شاہزادہ موصوف نے جواب دیا او بیدین تو مجھے عبث ڈراتا ہے
مین ضرور دربند نسیم بہار سے قیطول پر جاؤنگا تیرے خداوند نابکار کو تہ تیغ کرونگا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائیگا
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری کیا حقیقت ہر مین نے جو تجھسے زیادہ شجاع تھے اُنھین قتل کیا ہی اور یہ تیرے
ہمراہ لاکھ سوار کیا ہین مین ان سے نہین ڈرتا جس وقت میری برق شمشیر چمک کر گریگی خرمن حیات ان
سبکا باقی نرہیگا نہ طاق آدم خوار نے یہ سنکے برہم ہو کے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر جملہ سوارون کو
ہمراہ لیکر شاہزادہ پر حملہ کیا ادھر شاہزادہ نے بھی تلوار علم کی جب کفار نے چہار طرف سے گھیر کر تیرون پر تیر اور نیزون پر
نیزے لگائے شہریار بھی اُنسے لڑنے لگا کفار کو شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرنے لگا یہان تو
شہریار مصروف کارزار ہی لیکن اب حال لندھور جانشین حمزہ صاحبقران مالک اژدر کا لکھا جاتا ہے

کہ یہ دونون بہادر واسطے شکار کے صحرا مین گئے تھے وحش وطیور کا شکار کر رہے تھے ناگاہ عین شکار گاہ مین ایک شخص سے یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ شہریار تنہا برائے قتل تمثال آئینہ روجانب قیطول گیا ہی وہان نہ طاق آدم خوار سے کہ ایک لاکھ سوار اُسکے ساتھ مین لڑرہا ہی سواران نابکار چہار جانب سے اُسے گھیرے مین ارادہ قتل کرنے کا رکھتے ہین بس یہ خبر وحشت اثر سُنکے شکارگاہ سے بصد عجلت اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جانب دربند نسیم بہار چلے بعد قطع راہ قریب دربند مذکور پہونچے دیکھا لڑائی ہورہی ہی تلوار چل رہی ہی شہریار متواتر نعرے کر رہا ہی کفار کو قتل کر رہا ہی ہر چند سواران نابکار کو قتل کرتا ہی مگر ہجوم کا فران چندان کم نہین ہوتا ہی یہ جنگ دیکھ کے دونون بہادرون نے یکے بعد دیگرے نعرے کیے بعدہ لندھور جانب دست راست اور مالک بطرف دست چپ لشکر کفار پر حملہ آور ہوے سواران نابکار کو بضرب شمشیر ونیزہ قتل وہلاک کرنے لگے شہریار نعرہ لندھور و مالک کا سنکے خوش ہوا نہ طاق اور اُسکے ماتحت جملہ سوار پریشان خاطر ہوکے دل مین کہنے لگے بُرا ہوا کہ شہریار کی مدد کو یہ دو بہادر آئے ہم شہریار ہی کو قتل نہ کرسکتے تھے اسکے ہاتھ سے عاجز تھے اب لندھور و مالک بھی آگئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین دل مین کرکے دلیرانہ مصروف جنگ ہوے لندھور و مالک سے بھی لڑنے لگے لندھور و مالک سواران بیدین کو پے درپے قتل کرنے لگے انبار لاشون کے لگانے لگے ادھر تو یہ دونون بہادر علیحدہ علیحدہ لڑ رہے تھے اور شہریار اُنسے لڑ رہا تھا کہ ناگاہ نہ طاق آدم خوار لڑتا ہوا سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ موصوف کے مارا شاہزادہ عالی وقار نے تیغہ اُسکا سپر پر روک کے نعرہ کرکے شمشیر آبدار اُسکے سر پر غرور پر اسطرح لگائی کہ خود کو کاٹکر تا کمر اُتر آئی بیدین مذکور دو ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا اُسکے قتل ہونے سے اُس سمت جو سوار تھے وہ پسپا ہوے شہریار آگے بڑھا سواران بیدین کو قتل کرکے بمشکل تمام درباغ پر پہونچ کے اندر باغ کے گیا سواران نابکار روک نہ سکے یہ دلیرانہ آگے بڑھا لندھور و مالک سواران مذکور سے لڑ رہے تھے کہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کہ ہمراہ لاجورد شاہ کے بھاگ کر یہان آیا ہی اور قبل اِسکے آنا اس نابکار کا لکھا گیا ہی ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجوردشاہ کو بھی مع فوج ساتھ لیکے خداوند تمثال آئینہ رو کی خیر خواہی و مددگاری لازم جان کے خبر شہریار کے آنے کی سُنکے جلد تر آکے دربند نسیم بہار پر پہونچ کے سواران کفار کا شریک ہوکے لندھور اور مالک سے لڑنے لگا اول تو پہلے ہی لڑائی ہورہی تھی اب لاجوردشاہ اور صلصال کے جمعیت آنے سے زیادہ لڑائی ہونے لگی یہان تو جملہ کفاران مذکور لندھور اور مالک کا سر کاٹنا چاہتے ہین تیر و نیزہ و شمشیر لگا رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال شاہزادہ شہریار کا درج کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر اندر باغ مذکور کے پہونچا تمثال آئینہ رو گھبرایا افسران سپاہ وپہلوانان زبردست جو اُسکی خدمت مین حاضر تھے اور مقرب بارگاہ اُسکے تھے اُنسے کہنے لگا کہ اے بندگان خاص من آگاہ ہو کہ ایک بندہ جاہل و سرکش میرا اسقدر مجھسے منحرف ہوگیا ہی کہ اندر نسیم بہار کے آگیا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ تیغ بکف بالائے قیطول آکے مجھے ایذا دے چونکہ مین خداوند رحیم المزاج ہون اپنے ہاتھ سے اپنے ایک بندہ جاہل کو غارت وہلاک وتباہ و برباد کرنے مین تامل کرتا ہون لہذا تم لوگ فرداً فرداً جاکے اُسے روکو اگر باغ سے چلا جاے تو خیر ورنہ سر اسکا تیغ سے کاٹ لو یہ سُنکے اول سب خضران دیو بند کہ ایک سردار نہایت زبردست ہے قیطول پر سے اُتر کر کینڈے پر سوار ہوکے سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کیا اے شہریار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا

غضب کیا تونے کہ اس جگہ آیا غضب خداوند سے نہ ڈرا یہ کہکے تیغہ گرانبار وآبدار نیام سے کھینچکر سر پر شاہزادہ
موصوف کے لگایا شہریار نے چاہا تھا کہ ضرب تیغہ مذکور سپر پر رد کیے ابھی سپر اوٹھائی تھی کہ یکایک گھوڑے نے
سکندری کھائی جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور بائین ہاتھ کو واسطے ضرب تیغ رد کرنے کے سیدھا
کرے کہ دفعتًا تیغہ سر پر پڑہی گیا اور خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اوتر آیا اوس وقت شاہزادہ شجاعت شعار نے
بکمال جرأت وہمت دشمن دانستہ نہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن خون زخم سر سے اسقدر بہا کہ سراپا تر ہوگیا ضعف سے
مرکب پر غش آنے لگا آنکھین بند ہونے لگین مانند بادہ خوارون کے زخم کاری کھا کے جھومنے لگا خضران نابکار
نے چاہا کہ سر شاہزادہ موصوف کا تیغ سے جدا کرلے اور خداوند کے پاس لے جاے یکایک شہریار نے آنکھین کھولین
حریف کو آمادہ قتل دیکھ کے غصہ آیا اوسی حالت زخمداری مین تلوار اوسکے سر پر لگائی اوس نے پشت درپشتے
ہٹ کے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی وہ دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرنے لگا ساتھی اوسکے
خضران نابکار بھی گھبرا کے زمین پر گرنے لگا اسی حالت مین شہریار نے مرکب اپنا بڑھا کے اس طرح اوسپر
تلوار لگائی کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اب راکب ومرکب چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرے شہریار اوسکو قتل
کرکے خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ اگر اس نابکار نے مجھے زخمی کیا تو مین نے بھی اوسکو قتل کیا اب خواہ مین زندہ
رہون یا نہ رہون دشمن سے عوض بخوبی لے لیا ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور زخم سر سے
لہو بہہ رہا تھا دمبدم ضعف بڑھتا جاتا تھا گھوڑے پر بیٹھنا دشوار تھا کہ یکایک خرلیس یک چشم وفیل
گردن نے خضران کو دو پر کالہ دیکھکر بعد غضب مرکب پر سوار ہوکے قریب شہریار کے آکے یہ نعرہ کھینچا
کہ او خداپرست کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ نعرہ کرکے تیغ علم کرکے چاہا کہ سر تن سے
جدا کرے ناگاہ شہریار نے پھر آنکھین کھولین حریف کو قریب اپنے دیکھا پھر غصہ آیا تلوار کے قبضہ کو محکم ہاتھ مین
لیا اور کہا او نابکار گو مین زخمی ہون مگر تجھسے لڑونگا کیا مجال تیری کہ تو سر میرا کاٹ سکے خرلیس یک چشم نے
غضبناک ہوکے تیغہ کا وار کیا شاہزادہ نے خالی دیا پھر اوسپر تلوار لگائی اوسنے بھی اپنے تئین بچایا یہان تو
شہریار حالت زخمداری مین خرلیس نابکار سے لڑ رہا ہے لیکن اب حال دیگر لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خضران
بن عمرو نے کسی سے حال شہریار کا سن کے لشکر اسلام مین جا کے بیچ خدمت بدیع الملک مین گیا اور عرض کیا
کہ اے شاہزادہ ذیوقار آپکو معلوم ہو کہ شب گذشتہ خرلیس روئین تن نے یہ طریقہ دشمنی کا کیا تھا کہ اپنے
دانست مین شہریار کو قتل کرکے جانب قیطول روانہ ہوا تھا شہریار اوسکی دشمنی سے آگاہ ہوکے اب
اوسکے تعاقب مین گیا ہے مین نے سنا ہے کہ در بند نسیم بہار مین پہونچا ہے وہان کفار سے لڑ رہا ہے کافرون کا ہجوم ہے
وہ تنہا ہے لہذا اوسکی مدد کے واسطے آپکا جانا ضرور ہے بدیع الملک یہ خبر سنکے مرکب پر سوار ہوکے تنہا جانب
در بند نسیم بہار روانہ ہوا بعد قطع راہ در باغ پر پہونچکے نعرہ کرکے کفار پر گرا صدہا کافرون کو قتل کرکے
اندر باغ کے گھس گیا حسب اتفاق اوس وقت پہونچا کہ خرلیس یک چشم وفیل گردن شہریار کو حالت زخمداری
مین قتل کیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو مین آپہونچا یہ کہکے آگے بڑھ کے
شہریار کو ہٹا کے خود کافر مذکور سے سامنا کیا اوس نے برہم ہوکے کہا ای خداپرست غضب کیا تونے کہ میرے
حریف مجروح کو میرے ہاتھ سے بچایا اندر اس باغ کے چلا آیا خیر کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت
روی یہ کہکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ بدیع الملک کے لگایا ادھر شاہزادہ موصوف نے وار اوسکا سپر پر رد کرکے

ایسی شمشیر اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بدیع الملک اُسے قتل کرکے خوش ہوا ہنوز
شاہزادہ بدیع الملک نے خرلیس ملعون کو قتل کیا تھا کہ شہریار بوجہ زخم کاری اور کثرت ضعف سے
گھوڑے سے زمین پر گرا بدیع الملک کو رنج ہوا نی الفور مالین پر اُسکے آیا مزاج پوچھا پھر ارادہ کیا کہ زمین
سے اُٹھائیے یکایک قیماس تیغزن کہ ایک سردار و پہلوان زبردست ہی بالاے قیطول سے اُترکر گینڈے
پر سوار ہوکے اندر باغ مذکور کے آیا اور نعرہ کیا ای خدا پرستان وای بے ادبان تم ایسے مقام متبرک بہشت
خداوند مین چلے آئے غضب کیا نکل جاؤ یہان سے ورنہ پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
تمکو کچھ خوف قہر خداوند سے نہین ہی بدیع الملک نے دلیرانہ جواب دیا او بے دین کیا بیہودہ بکتا ہی اتنو
ہم اس باغ مین آئے مین تجھکو قتل کرکے قیطول پر جا ئینگے تیرے خداوند نابکار کو قتل کرینگے تیرا خداوند نابکار
کیا ہی کہ جس سے ہم ڈرین ہم وہ بہادر ہین کہ سوا اپنے معبود کے کسی سے نہین ڈرتے ہین قیماس تیغزن نے
یہ کلمات زشت سُن کے برہم ہوکے تیغہ بدیع الملک کے سر پر لگایا اس بہادر نے سپر اُٹھائی چاہا کہ تیغہ
حریف کو سپر پہ رد کیجئے چونکہ تقدیر مین زخمی ہونا تھا دفعتًا پاؤن مرکب کا ایک موش خانہ مین جا تا رہا
گھوڑا گرنے لگا ہاتھ بدیع الملک کا کج ہوا جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور دست چپ کو جبین پر تھی
بمقابل اپنے سر کے سیدھا کرے تیغہ حریف مذکور کا سر پر پڑھی گیا خود کاٹ کے تا دو آبرو اُترایا بدیع الملک نے
سنبھل کے دانستہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سے خون مانند آب پرنالہ کے بہنے لگا سراپا خون مین
نہا گیا قیماس زخمی کرکے خوش ہوا ہنوز کافر مذکور زخمی کرکے خوش ہوا تھا کہ بدیع الملک نے بھی اُسی
زخمداری مین جسارت کرکے یون شمشیر اُسکے سر پر لگائی کہ خود کو اُسکے کاٹ کر تلوار سر مین در آئی پھر مانند
قطرہ آب کے صراحی گردن مین آئی وہان سے صندوق سینہ کو دیکھ بھال کے خم شکم پہ شراب سے گذر کر
کمر کو کاٹکر پشت سے گینڈے کے گذر کر زمین پر آئی اور ایک وجب زمین مین در آئی قیماس تیغزن مع گینڈے کے
چار ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا گاؤ زمین تھرا گئی کیونکہ یہ ملعون نہایت جسیم تھا مانند کوہ کے تھا شاہزادہ بدیع الملک
ہرچند حریف مذکور کو قتل کرکے شادمان ہوا لیکن زخم کاری سے اور بکثرت خون نکل جانے سے ضعیف و ناتوان
ہوگئے آنکھین بند کرنے لگا مرکب پر جھومنے لگا جب یہ بہادر آنکھین کھولتا شہریار سے مخاطب ہوکے کہتا
کہ ای برادر ہم تمہاری اسوقت کیا خبر لین دیکھو ہم بھی زخمی ہوے مین قریب ہی کہ مرکب سے تمہارے پاس
گرین اب ضعف سے مرکب پر بیٹھا نہین جاتا ہی شہریار بیہوش تھا اس بہادر کو کیا جواب دیتا بدیع الملک
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ناگاہ قیطول پر سے عنقاے فیل سر کہ یہ بھی نہایت ہی زبردست و قوی ہیکل سردار
ہی اُترا اور گینڈے پر سوار ہوکے گرز گران سر ہاتھ مین لیکے نعرہ کرکے قریب شاہزادہ موصوف کے آیا ہنوز
اس نابکار نے گرز بالاے سر بدیع الملک نہین مارا تھا کہ اس لڑائی کی خبر سرکارون سے امیر ثانی سُن کے
فی الفور جملہ سرداران موجودہ اور تمامی اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکے اپنے لشکر گاہ سے جانب دربند نسیم بہار
روانہ ہوے یہان عنقاے فیل سر نے چاہا تھا کہ گرز گران سر کو گردش دے کے سر بدیع الملک پر
لگاے پیوند خاک کیجیے پھر سر بدیع الملک اور فرق شہریار کو تیغ سے کاٹ لیجیے کہ ناگاہ لندھور بن
سعدان فرمان رواے ہندوستان گنوار کوتہ تیغ کرکے راہ پا کے اندر دربند نسیم بہار کے گیا وہان جاکے دیکھا کہ
عنقاے فیل سر بدیع الملک پر گرز لگایا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر نعرہ کیا او نابکار کیا کرتا ہی دست خود را

نگہدار کہ باہم رسیدیم عنقاے فیل سر نیزہ لندھور سے دل کر تھا پھر پکارا او لندھور مجھے ثابت ہوتا ہے
کہ یہان تجھکو تیری قضا لیکر آئی ہے اسوقت میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا لندھور نے جواب دیا او نابکار اگر میری زندگی
باقی ہے تو کچھ اندیشہ نہین تو مجھکو ہرگز ہلاک نہ کرسکیگا انشاء اللہ مین ہی تجھکو قتل کرونگا عنقاے فیل سر نے مانند
فیل مست کے جھوم کے اور چنگھاڑ کے چند کلمات سخت زبان پر جاری کرکے گرز گرانبار سر پر لندھور کے
مارا ادھر اس بہادر نے ضرب اُسکی بالاے گرز روک کے خود بھی اُسپر بقوت تمام گرز مارا وہ ملعون ضرب
گرز روک نہ سکا ہاتھ جو اسکا کج ہوا گرز لندھور کا اُسکے سر پر عزور پر اس طرح پڑا کہ وہ اور گھوڑا اُسکا دونون
باہم ملکر گوشت کا لوتھڑا ہو کے خاک پر گرے بدیع الملک نے تعریف ضرب مذکور کی لندھور نے کہا
یہ نابکار کیا تھا اگر ضرب گرز میری سر کوہ پر پڑتی تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا
کہ بدیع الملک اپنے مرکب سے بوجہ ضعف و زخم کاری کے خاک پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا لندھور کو
صدمہ ہوا دل مین کہنے لگا کیا کرون کیونکر بدیع الملک و شہریار کو خاک سے اُٹھاؤن ہوش مین لاؤن اُن کا
علاج کرون یہان اس وقت اعدا کا سامنا ہے مرہم موجود نہین ہے رشتہ و سوزن بھی پاس نہین ہے کہ زخم سر کے
ٹانکے لگاؤن ابھی لندھور اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نقیباے خرس پیشانی کہ پہلوان
زبردست ہے پیدا ہوا قریب آکے اُسنے کہا او لندھور غضب کیا تونے کہ دربند نسیم بہار مین اپنا قدم
نحس رکھا عنقاے فیل سر کو ہلاک کیا ہوشیار ہو جا کہ اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے تو جانبر نہوگا مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون ہنگام جنگ قہر خداوند ہون لندھور نے دلیرانہ جواب دیا
او کافر و بد زبان کیا بیہودہ بکتا ہے خاموش رہ تو مجھکو کیا قتل کریگا اگر چاہا میرے معبود نے تو ابھی مین تجھکو
مانند عنقاے نابکار کے ہلاک کرتا ہون اسقدر گھبراتا کیون ہے پاس عنقاے فیل سر کے تجھے بھی بھیجے دیتا
ہون وہ دوزخ مین تیرا منتظر ہوگا تو اُس سے جا کے ملنا نقیباے خرس پیشانی نے تقریر اس بہادر کی سُنکے
نہایت برہم ہو کے تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچ کے خبردار خبردار کہکر اُسکے سر پر مارا ادھر لندھور نے
سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب لندھور نے کہ اس وقت مرکب پر سوار تھا سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا تیغہ سر پر
پڑ گیا خود کو کاٹ کر چار انگل سے کچھ زیادہ سر مین در آیا لندھور نے سنبھل کے اُسی حالت مین دستانہ
مارا تیغہ تو اسکا سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن یہ بہادر نہا گیا نقیباے خرس پیشانی زخمی کر کے
خوش ہو کے ہنسا پھر بڑھ کے چاہا کہ سر کاٹ لیجیے تامل نہ کیجیے کافر مذکور واسطے سر کاٹنے کے بڑھا ہی تھا
کہ لندھور نے اُسی عالم زخمداری مین اُسپر تلوار لگائی اُسنے اپنے تئین تو پیچھے ہٹا کے بچایا لیکن مرکب
یا گھوڑا اُسکا مارا گیا اُس نے زمین پر کود کر ارادہ کیا کہ نیزہ سے اب اُس دلاور کو ہلاک کیجیے ہنوز نیزہ اُٹھایا
تھا کہ مالک اژدر در باغ پر کفار کو قتل کر کے راہ پا کے اندر باغ کے آیا اور لندھور کو زخمی دیکھکر اور نقیباے
خرس پیشانی کو آمادہ اُسکے قتل کرنے پر پا کے نعرہ کیا کہ او نابکار کیا کرتا ہے میرے سامنے لندھور کو
قتل کیا چاہتا ہے او نامرد کیا مجروح سے لڑتا ہے اگر کچھ دعواے بہادری ہے تو مجھسے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا او خدا
پرست آگاہ ہو کہ مین تو لندھور ہی کو قتل کرتا پھر تجھسے لڑتا مگر تونے ایک کلمہ ایسا کہا ہے کہ اب مجھکو لازم ہوا
پہلے تجھسے لڑون خیر اب تجھکو قتل کرون تو بعد تیرے لندھور کو ہلاک کرون یہ کہکے نیزہ سینہ مالک اژدر پر
لگایا چونکہ مالک اژدر وہ بہادر ہے کہ صاحب نیزہ دوسرا ہے نیزہ بازی مین مشہور آفاق ہے اُسکے نیزہ لگانے سے مسکرا

بعد مسکرانے کے اپنے نیزہ پر اُسکے نیزہ کو لسہولیت روکا پھر نیزہ سے اُسکو ہلاک کیا اور ارادہ قیطول پر جانے کا کیا بلکہ چند قدم جانب قیطول بڑھا ہنوز مالک اژدر سمت قیطول جاتا تھا لندھور بسبب زخم کاری کے مرکب پر جھوم رہا تھا کہ سامنے سے بہرام شیر سوار پیدا ہوا اُسنے مالک کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او خدا پرست بے ادب کہاں آیا ہے مقام ادب ہے خداوند بالائے قیطول مین تو سمت خداوند نیزہ بکف جاتا ہے خبردار آگے قدم نہ بڑھا مین آپہونچا تجھے سزائے سخت دونگا سر تیرا تیغ سے کاٹونگا یہ نعرہ کرکے قریب مالک کے تیغ کا وار کیا مالک نے سپر دنش سے لیکر چاہا کہ ضرب تیغ بھی سپر پر دکیے چونکہ ستارہ طالع ان بہادرون کا بدہے مقدر مین بالفعل زخمی ہونا اور قید ہونا ہے اسی سبب سے سرداران لشکر اہل اسلام پہلوانان زبردست کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوے جیسا کہ لکھا گیا ہے مانند انکے مالک بھی اس طرح زخمی ہوا کہ وقت سپر اُٹھانے کے گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ بیدہا کرے تیغ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا اور خود وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرد آتر آیا بہادر مذکور نے اُسی حالت مین بصد دلاوری داستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا مگر زخم سر سے بکثرت خون جاری ہوا ہو جو زخم مین لگی اور طبیعت بے لطف ہوئی ضعف سے طاقت گھوڑے پر بیٹھنے کی نہ رہی غش سا آنے لگا ابھی مالک کا یہ حال تھا کہ لندھور اپنے مرکب سے بالائے خاک گرا مالک اژدر پشت فرس پر ابھی بیٹھا تھا حال ابتر تھا کہ بہرام شیر شکار واسطے سر کاٹنے مالک اژدر کے بڑھا اس اثنا مین صاحبقران اعظم یعنی برادر امیر ثانی کہ صلب سے صاحبقران اول کے ہین اور لطن سے ملکہ آسمان پری کے ہین اور نہایت شجاع و بہادر ہین اور حال انکا مؤلف نے بمقام مناسب دفاتر مین لکھا ہے لشکر سے آگے بڑھ کے دربند نسیم بہار پر آئے اور جو کفار سد راہ تھے اُنکو قتل کرکے اور ہٹاتے اندر باغ کے در آئے باغ مین جاتے ہی دیکھا کہ شہریار اور بدیع الملک اور لندھور زخمی پڑے ہین مالک بھی زخمی ہے بہرام شیر سوار انہین قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر غیظ آیا نعرہ کیا او نابکار خبردار مالک اژدر پر تلوار نہ لگانا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا او خدا پرست اگر تو آیا ہے تو خیر آ مین تجھکو قتل کرکے اس اپنے حریف کو قتل کرونگا یہ کہکے وہی تیغ خونچکان سر صاحبقران اعظم پر لگایا اس شجاعت شعار نے بار تہ پر اُسکے تیغ کی نظر کرکے تامل کیا جب تیغ قریب سر کے آیا چالاکی سے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا پھر اُسکے ہاتھ کو مروڑ کے تیغ چھین کے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت فرس سے اُٹھا کے گردش دیکے سر سے بلند کرکے پوچھا او نابکار حالا در شناختن معبود حقیقی چہ میگوئی اُسنے جواب دیا ہزار جانین میری ہون تو خداوند تمثال آئینہ رو پر فدا کردن مین سوا خداوند کے تمھارے خدا کو سجدہ نکرونگا صاحبقران اعظم نے یہ سنکے غضبناک ہو کے اس طرح بزور اُسکو خاک پر ٹپکا کہ وہ پیوند خاک ہوگیا استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے روح جانب سقر پرواز کر گئی صاحبقران اعظم اُسکو قتل و ہلاک کرکے شکر خدا کا کرکے آگے بڑھے کہ سامنے سے ایک سردار نہایت زبردست مسمیٰ مبہوت دیو بند گینڈے پر سوار پیدا ہوا اُسنے آکے بعد گفتگوے بسیار صاحبقران اعظم سے مقابلہ کیا وقت جنگ صاحبقران اعظم اسی طور سے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے جسطور سے لندھور اور مالک وغیرہ زخمی ہوے ہین بعد انکے زخمی ہونے کے داخلہ بدیع الزمان کا دربند نسیم بہار مین بطریق مذکور ہوا بعد جنگ بدیع الزمان نے مبہوت دیو بند کو قتل کیا پھر قیطول پر سے بہرام شتر خوار نامی

ایک سردار زبردست آیا اُنے بدیع الزمان کو زخمی کیا کہانتک یہ جنگ عظیم مفصل تحریر کی جائے کہ طول کا خیال ہے خلاصہ اس جنگ کا یہ ہے کہ سواسو سرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے یکے بعد دیگرے اندر دربند نسیم بہار کے گئے اور بہت سے سرداران لشکر کفار کو قتل کرکے زخمی ہوکے گھوڑون سے گر کے بیہوش ہوے اندر باغ مذکور کے اگر سواسو سرداران لشکر اسلام زخمی ہوے تو کئی سو سرداران لشکر تمثال آئینہ قتل ہوے جب اس لڑائی کو اسقدر طول ہوا اور امیر ثانی بعد قطع راہ بجمعیت سپاہ دربند نسیم بہار پر پہونچے اور لاجوردشاہ اور صلصال و خلخال اور اُنکی سپاہ و دیگر سواران کفار سے لڑنے لگے بیدین دنا بکارون کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش میدان جنگ مین گرنے لگی ڈھیر سرون کے انبار لاشون کے ہونے لگے جوے خون کافران بہنے لگی لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و نخبنگان کی راے سے پیچھے ہٹنے لگے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے جوانان اہل اسلام دلیرانہ بڑھنے لگے حتی کہ دربند نسیم بہار تک اہل اسلام لڑتے ہوے پہونچے اُس وقت جوانان لشکر اسلام نے چاہا تھا کہ یکبارگی اندر باغ مذکور کے جائین پھر قبطول پر پہونچ کے تمثال آئینہ رو کو قتل کرین کہ ناگاہ ایک جانب سے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تاریکی محیط عالم ہوئی آفتاب عالمتاب نے اُس تاریکی مین ڈر کے منھ اپنا چادر ابر سے چھپایا ہواے تند ایسی چلی کہ انسان و حیوان حرکت مین آئے بلکہ بعض بعض جگہ باد تند کے جھوکون سے مردم و وحشی اُڑ اُڑ گئے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے بلکہ کوہ کثرت باد تند سے حرکت مین آئے غبار از حد بلند ہوا روز روشن رشک شب دیجور ہو گیا وہ اندھیرا اُس سیاہ آندھی کا ایسا تھا کہ شاید تاریکی قبر کافران سے زیادہ تھا اور پردہ ظلمات کے اندھیرے سے بڑھا ہوا تھا یا سیاہی دل کافران سے سوا تھا جوانان عشاق کو وہ تاریکی بدتر از سیاہی شب فرقت معلوم ہونے لگی گو اُس آندھی اور اندھیرے مین اکثر اہل اسلام نے واسطے دفع ہونے آندھی کے بہ آواز بلند اذان کہی اور کفار نے اپنے خداوند کو پکارا اُس سے اعانت چاہی مگر وہ آندھی دفع نہوئی بلکہ کچھ بھی کمی نہوئی اُسوقت خضران بن عمرو نے کہ رکاب مرکب امیر ثانی کی پکڑے ہوے تھا امیر ثانی سے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر مجھکو یہ آندھی اصلی معلوم نہین ہوتی کبھی مین نے اپنی زندگی مین ایسی آندھی آتے نہین دیکھی ہے نہ کسی بزرگ سے سُنی ہے یقیناً یہ کسی ساحر کی آمد ہے یا کسی ساحر زبردست کا سحر ہے لہذا آپ واسطے دفع ہونے اس تاریکی سحر کے اسم اعظم پڑھیے امیر ثانی نے عیار مذکو کے عرض کرنے سے کچھ سنگریزون اور خاک پر اسم اعظم الہی دم کرکے وہ خاک اور سنگریزے سوے فلک پھینکے فی الفور ببرکت و تاثیر اسم اعظم الہی وہ تاریکی دفع ہوئی ہواے تند موقوف ہوئی روشنی ہوئی امیر ثانی وغیرہ جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ لشکر ہمارا علحدہ ہے اور سپاہ لاجوردشاہ و صلصال و سواران سپاہ تمثال آئینہ رو جو دربند نسیم بہار پر مصروف لڑائی تھے علحدہ ہین درمیان میں ایک دیوار سر بفلک کشیدہ ہے دروازہ باغ یعنی دربند نسیم بہار کا ایسا بند ہو گیا ہے کہ کھولنا اُسکا ممکن نہین ہے بلکہ کوئی اُسکے پاس جا نہین سکتا ہے خضران بن عمرو نے یہ حالات دیکھ کے امیر ثانی سے عرض کیا اے امیر باتوقیر جو مین نے عرض کیا تھا وہ خلاف نہ تھا آپکے اسم پڑھنے سے تاریکی دفع ہو گئی یہ دیوار پہلے حائل نہ تھی اب نظر آتی ہے یقیناً یہ دیوار بھی سحر سے نمایان ہوئی ہے اس دیوار پر بھی چند سنگریزے اسم اعظم دم کرکے لگائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے پر عمل کیا دیوار

مذکور دفعتاً نظر سے معدوم ہو گئی اب جو مردمان لشکر اسلام نے دیکھا تو سپاہ کفار نظر آئی اُس وقت امیر ثانی
تمام اپنے لشکر کو یکسر سوے کفار مذکور بڑھے لاجورد شاہ وصلصل وملخال ونجگان و دیگر کفار نے
تاب جنگ نہ لاکر نہایت خائف وترسان ہو کے یہ تدبیر اپنی جان بچانے کی کی کہ یکبارگی بہ آواز بلند امان
طلب ہوے اُنکے امان طلب ہونے سے موافق قاعدہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام نے اپنے مرکب کو روکا اور
جملہ اہل اسلام نے اپنے اپنے ہمراہیون سے فرمایا کہ اب قدم آگے نہ بڑھانا یہ لوگ طالب امان ہوے ہین
ہمنے انکو اس وقت امان دی ہے یہ ارشاد امیر ثانی سُن کے سب جوانان لشکر اسلام رُکے کوئی آگے نہ بڑھا
بیان کا تو یہ حال تھا جو درج کیا گیا مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ سبب آنے آندھی سیاہ کا یہ ہوا تھا کہ
ہاروت جادو جو معتقد و خیرخواہ ومعاون تمثال آئینہ رو کا ہے اور داروغہ بیابان حشر کا تمثال آئینہ رو
کی طرف سے ہر وقت جنگ مذکور آیا تھا اُسنے اپنے سحر سے اہل اسلام کو کفار سے علیحدہ کردیا تھا
اور در باغ کو اپنے سحر سے محکم بند کردیا تھا اور درمیان مین اہل اسلام وکفار کے ایک دیوار سر
بفلک کشیدہ حائل کردی تھی جسکا حال لکھا گیا جب ساحر مذکور بزور سحر امور مذکور کرچکا در بند نسیم بہار مین
گیا سو اسوسرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے جو وہان زخمی بیہوش پڑے تھے اُنکو بزور سحر ابر سحر یا تخت سحر
پر ڈالکر سوے فلک بلند ہوا بعد اسکے ایک پرچہ قرطاس وقلم و دوات نکالی اور بعد القاب خداوند
تمثال آئینہ رو کے یہ عبارت درج کی کہ اے خداوند آپ کو معلوم ہو کہ حال اس جنگ عظیم کا جبکہ مجھے معلوم ہوا
مین اپنے مسکن سے بصد عجلت یہان آیا اور آپ کے معتقدون کو اور لاجورد شاہ وصلصال کو بزور سحر
اہل اسلام سے علیحدہ کردیا در باغ کو اپنے سحر سے بند کیا لاشے اہل اسلام کے بزور سحر اُٹھا کے سوے بیابان حشر
جاتا ہون وہان پہونچکر ان سب زخمیون کو قید کرونگا اطلاعاً عرض کیا گیا اب آپ کچھ تردد و فکر کسی طرح کی
نکیجیے گا باطمینان تمام قیطول پر تشریف رکھیے گا اہل اسلام کی طرف سے خاص اسوقت کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا مین نے
بخوبی بندوبست اپنے سحر سے کردیا ہے اور یہ جملہ اُمور مین نے عجلت مین کیے ہین اگر جلدی یہ اُمور نہ کرتا تو
اچھا نہوتا اہل اسلام قیطول تک آجاتے آپ کو ایذا پہونچاتے تلوار یا تیر لگاتے خیر اس وقت تو جلدی مین
یہ اُمور کیے گئے ہین آیندہ اہل اسلام کے قتل کے لیے کوئی تدبیر معقول کیجائیگی زیادہ کیا عرض
کیا جائے یہ عبارت پرچۂ قرطاس پر جب لکھ چکا سحر پڑھا فوراً ایک پنجہ سحر کا پیدا ہوا اُس پنجہ سحر کو ساحر
مذکور نے وہی پرچہ دیا اور کہا اے پنجہ دست سحر یہ کام کر کہ اس عرضی کو میری خداوند تمثال آئینہ رو تک
پہونچا دے پنجہ مذکور عرضی مسطور لیکر ادھر روانہ ہوا ادھر ہاروت جادو سوے بیابان حشر کہ جسے قید خانہ
کہتے ہین روانہ ہوا چونکہ قیطول کے دریچہ مین تمثال آئینہ رو از حد متردد و متفکر بیٹھا تھا اہل اسلام سے
خوف جان کا تھا چہرہ منحوس اُسکا متغیر تھا کہ پنجہ ہاروت جادو نے قیطول پر جا کے عرضی مذکور آغوش تمثال
آئینہ رو مین ڈال دی اور خود ایک سمت جا کے غائب ہوا تمثال آئینہ رو نا بکار نے اُس عرضی کو اُٹھا کر پڑھا ہاروت
جادو سے بہت خوش ہوا وہ تردد جو تھا دفع ہوا اور اپنے کشتگان کے باب مین اپنے معتقدون سے کہا کہ
ان سب کو ہمارے دریاے رحمت مین ڈالدو ابھی دیوالی اور جگمگ کے روز ہم ان سبکو زندہ
کرینگے معتقد اُسکے حسب الحکم اُسکے کاربند ہوے ادھر امیر ثانی بعد امان طلب کرنے لاجورد شاہ وغیرہ
کے در بند نسیم بہار سے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے لبعد داخل ہونے امیر کے بادشاہ لشکر اسلام

بھی بارگاہ مین داخل ہوے رونق افزاے تخت حکومت ہوے سرداران لشکر موجود تھے وہ یمین و یسار
بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت امیر ثانی نے بایماے بادشاہ لشکر اسلام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج در بند
نسیم بہار پر جسقدر مردمان سپاہ ہمارے لشکر کے قتل ہوے ہین اُنکو وہان سے اُٹھا کے بمقام مناسب
موافق شریعت ابراہیمی دفن کرو اور شمار اُنکا کرو ہم بھی اُنکے دفن کرنے مین شریک ہون گے
ملازم مذکور حسب الحکم امیر ثانی دفن و کفن نماز و غسل کشتگان مین سرگرم ہوے جب سبکو دفن
کر چکے امیر ثانی ہر ایک کی قبر پر روے سورہٗ فاتحہ قبرون پر پڑھا ثواب اُسکا اُنکی روحون کو بخشا اور کہا
ای بہادرو تم تو اس دار فنا سے سوے عدم روانہ ہوئے شدائد جان کندنی و قبر کی ایذاے فشار سے
نجات حاصل کر چکے ہم ابھی زندہ ہین ہمکو جو تکلیفین تمپر گذر گیئین ہین اپنے اوپر اُٹھاتے ہین تم جنان مین
داخل ہوکر ہماری فرقت مین نہ گھبرانا جلد تر ہم بھی تمسے آکے ملینگے کیونکہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے
کیا معلوم کب اجل آئے اِسکا یقین نہین ہے کہ سو پچاس برس تک ابھی زندہ رہین گے ہنوز امیر ثانی یہ فرما رہے
تھے اور ہر ایک قبر پر رو رہے تھے آنسو بہا رہے تھے اکثر قبور سے لپٹ لپٹ کے نالہ کر رہے تھے کہ
ملازمون نے بڑھ کے دست بستہ عرض کیا حضور اب گریہ و زاری موقوف کرین ان جانبازون
کے واسطے اسقدر نہ روئین صبر کرین کہ صابرون کا بڑا مرتبہ ہے امیر ثانی اُن لوگون کے سمجھانے سے
قبور سے اُٹھے اور قطع راہ کرکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے پھر حکم دیا کہ آج جو لوگ ہمارے لشکر مین زخمی
ہوے ہین اُنکا علاج کیا جائے حسب الحکم جراح علاج اُنکا کرنے لگے یہان تو امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین
بیٹھے ہین علاج زخمیون کا ہو رہا ہے مگر اب حال ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار بیابان حشر مین
پہونچا ابر سحر یا تخت سحر لینے سے زخمیون کو اُتار کر دیکھا سبکو مجروح بہت پا کے جراحون کو طلب کرکے کہا گو یہ
اہل اسلام اور ہمارے دشمن جان ہین لیکن یہ حال اُنکا ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے لہذا انکے زخمون مین
ٹانکے لگاؤ اور پٹیان مرہم کی اِنکے زخمون پر چڑھاؤ جس وقت یہ اچھے ہونگے انکے باب مین جو حکم خداوند
کرین گے وہ کیا جائیگا جراحون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا جب سب بہادرون کے زخم سیئے گئے اور
پھاہے پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دی گیئین ہاروت جادو نے سبکو میدان حشر مین کہ مراد بیابان
حشر سے قیدخانہ ہے ڈال دیا حال اِن بہادرون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر اب حال تمثال آئینہ رو کا
لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار اپنی فوج کے کشتون کو دریاے رحمت مین ڈال چکا اہل اسلام کی سرکشی پر برہم ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آج کی شب ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجواؤ رحم دلی
کا نتیجا اب ہمکو بھی ان بندگان جاہل پر غصہ آیا ہے انکو غارت و معدوم کر دینگے یہ سُنکے مقربان بارگاہ مذکور نے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے
وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین سُن کے جلد تر بارگاہ سلیمانی مین گئے اور موافق قاعدہ بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا و سلام کرکے ثنا و دعا زبان پر جاری کرکے یون عرض کرنے لگے کہ اے
بادشاہ دین پناہ و اے امیر ذیجاہ اس وقت تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا
ہے ارادہ اُسکا یہ بدی پیش آنے کا ہے عجب نہین کہ وقت صبح لشکر اُسکا میدان کارزار مین آئے امیر ثانی نے
بایماے بادشاہ لشکر اسلام فرمایا کہدو کہ نقارہ نواز ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی چوب نقارہ رزمی

پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ہر کاردنے فی الفور حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے نقارہ جنگی پر
چوب لگائی غرض ادھر اور اُدھر نقارہ وطبل جنگی بجایا گیا جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو میدان
جنگ مین لڑائی ہوگی پس حال جنگ سے باخبر ہوکے درستی آلات حرب وضرب مین معروف ہوے کفار کچھ سمجھ کے
نہایت شاد و خرم تھے کبھی آلات حرب وضرب کی درستی کرتے تھے گاہ آلات حرب وضرب کی درستی سے
دست بردار ہوکے باہم کہتے تھے ہمین درستی آلات حرب وضرب سے کیا غرض ہی صرف میدان جنگ مین
جانا ہی اور چلے آنا ہی ہمسے کوئی نہ لڑے گا نہ ہم کسی سے لڑینگے فقط میدان جنگ مین جاکے سیر
لڑائی کی بلکہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھین گے کبھی کفار دف وغیرہ حالت نشہ مین خوش ہوکے بجاتے تھے
اور جو ذہن مین آتا تھا گاتے تھے کسی کافر کو کچھ اندیشہ نہ تھا ذرا بھی طبل جنگ بجنے اور میدان جنگ مین
صبح کو جانے کا خیال وملال نہ تھا جو نامرد و بزدل تھے وہ بھی طبل جنگ بجنے سے بہت خوش تھے باہم کہتے
تھے کہ جلدی یہ رات کہین بسر ہو صبح کو ہم میدان جنگ مین جائین وہ سیر جنگ دیکھین کہ کبھی کسی نے
شاید نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسی کوئی سیر کبھی دیکھے گا ایسی لڑائی اور تباہی و بربادی اہل اسلام کی ہوگی کہ جو لوگ
دیکھین گے انھین حیرت ہوگی اہل اسلام کو تردد تھا درستی آلات حرب وضرب کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے
جاتے تھے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی سامنا کفار سے ہوگا نہین معلوم کیا باعث ہی کہ خود بخود دل پہ ہجوم ملال
ہی جب ذکر جنگ ان کفار کا کرتے ہین دل دھڑکتا ہی خدا خیر کرے آثار اس جنگ آئندہ کے بظاہر اچھے
معلوم نہین ہوتے ہین ہم کسی لڑائی مین ایسے ہراسان اور پریشان خاطر نہین ہوے ہین جیسے آج کی
شب ہوے ہین سواران لشکر اسلام وپیادے تو باہم ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے اُٹھ
اُٹھ کے آبدیدہ ہوکے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا یہ شب غنیمت ہی جو باتین کرنا ہو کرلو جو راز دل کہنا ہو کہہ لو
جو نصیحت و وصیت کرنا ہو کرلو خطا وقصور ہمارا عفو کرو زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا معلوم کل کیا ہو
میدان جنگ سے زندہ فرودگاہ سپاہ پر پھر کے آئین یا نہ آئین جنگاہ مین قتل ہوجائین لازم ہی کہ ہم تم اس وقت
غسل سنت کرکے دعاے توبہ پڑھ لین پھر بجاے لباس کفن پہین لین باین خیال کہ مبادا غسل وکفن
میسر ہو یا نہو لیکن امیر ثانی نے جوہر کارون کی زبانی یہ سنا تھا کہ صبح کو تمثال آئینہ رو لشکر اپنا ہمراہ دو
نقابدارون سیاہ وسفید کے میدان کارزار مین بھیجے گا اور وہ دونون بلاے بیدرمان ہین اس سبب سے
امیر ثانی کو بھی تردد تھا دل مین کہتے تھے خدا خیر کرے خبر تو سننے مین آئی ہی دیکھیے نقابدارون سے کیا فعل
ظہور مین آتا ہی غرض اسی تردد وتفکر مین اہل اسلام نے وہ شب بسر کی جب صبح ہوئی امیر ثانی وجملہ اہل اسلام
نے نماز سحر پڑھی بعد نماز دعا خدا سے کی پھر سب مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوے پیادون نے کمرین باندھین
بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے امیر ثانی وجملہ سرداران سپاہ موجودہ نے بصد ادب سلام کیا
شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا لیکر رُخ سوے میدان نبرد کیا سواری بادشاہ موصوف کی جانب
میدان مصاف چلی امیر ثانی وغیرہ سردار وغیر سردار ہمراہ رکاب ہوے لشکر مانند بحر زخار کے طرف عرصہ کارزار
روانہ ہوا اس وقت لشکر کا ہمراہ بادشاہ موصوف کے آہستہ آہستہ جانا صحرا مین سبزہ کا لہلہانا ستارون کا
نہان ہونا آفتاب کا برآمد ہونا قابل دید تھا گو اہل اسلام سوے میدان نبرد چلے جاتے تھے لیکن متردد تھے
جب شاہ موصوف میدان کارزار مین پہونچے سواری رکی جملہ خاص وعام بھی ٹھہرے امیر ثانی انتظار فوج کفار

کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اُس طرف سے سیاہی لشکر کفار کے عیان ہوے آمد آمد فوج کفار ظاہر ہوئی جب سپاہ کفار قریب آئی جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ آگے آگے لشکر کے دو نقابدار ہین ایک نقابدار سیاہ پوش ہی اور دوسرا نقابدار سفید پوش ہی پیچھے اُنکے ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی علم ہاے لشکر سپاہ مین علامت ونشان سپاہ کافران کی ہی ہنوز جملہ مسلمان دیکھ رہے تھے کہ نقابداران مذکور بمقابلہ لشکر اسلام آکے ٹھہرے بعد درستی میدان جنگ وصف آرائی ہر دو لشکر اُس وقت بایماے نقابداران نامور و بادشاہ لشکر اہل اسلام سے نقبا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے آئے پہلے نقبانے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کے کہا ایجوانان تہور شعار وای دلیران نامدار آگاہ ہو کہ آج کے دن تمھاری ہمت وبہادری کا اس میدان کارزار مین امتحان ہوگا تمکو ان کافرون سے لڑنا ہوگا دیکھو وقت جنگ قدم پیچھے ہٹنے نہ پائے آبرو بڑھ کے گھٹنے نہ پائے تم بہادر وشریف ہو آبا واجداد بھی تمھارے جری وبہادر تھے ذرا اپنی عزت وآبرو کا خیال کرنا بزدلی سے باز رہنا خوف جان سے کہین نہ بھاگنا سر میدان جنگ عزت اپنی اور اپنے بزرگون کی نہ گنوا دینا یہ دنیاے دو روزہ ہے حیات بھی اہل دنیا کی چند روزہ ہی کچھ ہماری اور تمھاری زندگی کا اعتبار نہین ہی یہ حیات وہ ایک حباب ہے کہ جسکو قیام وثبات ایک مدت تک یقینی نہین ہی بس ایسی زندگی بے ثبات مین وہ کارنمایان کرو کہ بعد مرگ جس سے نام تمھارا اور تمھارے بزرگون کا دنیا مین باقی رہے چرچا تمھاری شجاعت کا زبان زد خلق رہے یہ کہکے نقبا خاموش ہوے کڑکیتون نے اپنے لشکر کے جوانون کی طرف دیکھ کے اُنسے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا ای دلاوران بےنظیر وای بہادران قلعہ گیر دیکھو آج سامنا ان اہل اسلام سے ہی یہ لوگ وہ ہین کہ ہمارے اور تمھارے دشمن جان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین قتل کرنا انکا ہمارے نزدیک واجب ہی لہذا وقت جنگ جنگگاہ سے نہ بھاگنا منھ لڑائی سے نہ پھیرنا بڑھ بڑھ کے ان لوگون کو قتل کرنا سر میدان جنگ نام پیدا کرنا ہر چند کہ تمھارے لڑنے کی ضرورت نہوگی صرف یہ نقابدار ہی اہل اسلام سے لڑین گے تمسے احتیاطاً یہ کہا گیا ہی کہ شاید جنگ مغلوبہ ہو تو بہادری کرنا دلیرانہ لشکر اسلام سے لڑنا بزدلی ونامردی سے عزت وآبرو اپنی نہ کھونا یہ کہکے کڑکیت اپنی جگہ سے ہٹ گئے نقباے خوش تقریر بھی جنگگاہ سے سرک گئے جوانان ہر دو لشکر نقبا اور کڑکیتونکے آمادہ جنگ کرنے سے شوق جنگ مین بیتاب تھے صفوف لشکر سے براے جنگ نکلا ہی چاہتے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش سیاہ نقاب منھ پر ڈالے سب کے پہلے صف لشکر سے نکلا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار سیہ پوش اور نقاب دار سفید پوش وہ نقابدار ہین کہ جنکی آنکھونکو نقباے جادو مالک طلسم آبگینہ نے بہزار فکر وتردد خاص اپنے سحر ودیگر ساحران نامی کے سحر کی شرکت وتدبیر وراے حکماے حاذق سے براے ہلاکت دشمنان سحر بند وفسون ساز ایسا کیا ہی کہ بینا ہذات الٰہی اور جو نقابین اُنکے رخون پر پڑی ہین وہ بھی سحر بند ہین آنکھون مین اُنکے یہ اثر ہی کہ جسکو نقاب اُٹھا کے دیکھ لیتے ہین اور جو انھیں اُنکے کہنے سے چہرہ اُنکا دیکھ لیتا ہی اور آنکھ سے آنکھ چار کرتا ہی فی الفور اُسے ایسی گرمی معلوم ہوتی ہی کہ پسینہ اُسکے تن سے بحد جاری ہوتا ہی یہانتک کہ گوشت تمامی تن کا بہت جلد پسینہ سیاہ یا سفید ہو کے بہجاتا ہی استخوان باقی رہجاتے ہین نظر نقابداران مذکور مین عجب طرح کی سمیت ہی کہ سیاہ سانپ سے بھی بڑھی ہوئی ہی کیونکہ سانپ انسان کے یا حیوان کے جب کاٹتا ہی تو زہر تن مین چھنک جاتا ہے

ادر باعث ہلاکت انسان و حیوان ہوتا ہے یہ نقابدار فقط ایک نظر حریف کو دیکھکر اور اُسے اپنے رُخ کو دکھا کر
آنکھ سے حریف کے آنکھ ملاکر ہلاک کردیتے ہین کوئی تدبیر جانبری کی ہو نہین سکتی ہے انکی آنکھ کیا ہے گویا چہرہ
اجل ہے جو شخص اُنکی آنکھون سے اپنی آنکھین لڑاتا ہے یا نظر بھر کے اُنکی آنکھون اور رخون پر نظر کرتا ہے وہ گویا
رُخ قضا مشاہدہ کرتا ہے فی زمانہ تمثال آئینہ رو نے اہل اسلام سے عاجز ہوکے براے بربادی و ہلاکت
اہل اسلام نقباے جادو کو نامہ لکھ کے انکو طلب کیا ہے القصہ نقابدار مذکور صف لشکر سے نکل کے بیچ مین
دونون لشکرون کے آیا مرکب کو روک کر بہ آواز بلند پکارا ای امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے بھیجو امیر ثانی نے تقریر نقابدار کی سُنکے مڑکر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام گرد بن خاقان
چین نے صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے جاکے اجازت جنگ چاہی امیر باتوقیر نے فرمایا آپ اِس نقابدار
بلاے بیدرمان کے سامنے نجایئے اسکے مقابلہ و مجادلہ نکیجیے آپ ہمارے والد ماجد کے رفقا سے ہین
ہم آپ کو بجاے امیر تصور کرتے ہین پس لشکر مین جا بیٹھیے اور کوئی بہادر فوج سے نکل کے اسس
نقابدار سے مقابلہ کریگا خاقان موصوف نے کہا ابتو مین صف لشکر سے نکل آیا اگر اس نقابدار سے
لڑنے کو نجاؤنگا تو باعث میری بیعزتی و کم ہمتی کا ہوگا آپ کچھ تردد نکرین اگر میری زندگی باقی ہے تو ابھی
اس نقابدار کو قتل کرکے واپس آتا ہون امیر ثانی نے یہ سُن کے مجبور ہوکے اجازت دی خاقان موصوف
مرکب پر سوار ہوکے اپنے احباب و اعزہ سے مل کے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کرکے سامنے نقابدار مذکور
کے گئے مرکب کو روک کے طالب ضرب ہوے نقابدار مذکور نے بغیر رجز پڑھنے اور نام اپنا ظاہر کرنے اور نام حریف
دریافت کرنے کے نیزہ اُٹھاکے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے خبردار کہکے نیزہ
سینہ بہرام گرد بن خاقان چین پر لگایا اِس بہادر نے اگرچہ بوجہ پیری کے دست و پا مین قوت نہ تھی مگر
نیزہ حریف کو نہایت چالاکی سے اپنے نیزہ پر روکا پھر اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی پھرتی سے
وار روکا اِسیطرح تھوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار خاقان نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھ کے سنان
نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکال دی وہ چمکتی ہوئی دور جاکر گری اہل اسلام خوش ہوے کفار کو اس
سنان نیزہ کے نکل جانے کا ذرا بھی رنج نہوا خصوص نقابدار سیاہ پوش کو مطلق ملال نہوا ندامت و شرمندگی
ذرا بھی نہوئی بلکہ بعوض خجالت و غصہ کے مسکراکے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکے پکار کر کہا ای پیر زمین گیر
میرے چہرہ پر نظر کر میری آنکھ سے آنکھ ملا پہچان مجھکو کہ مین کون ہون خاقان موصوف نے کہ پیمانہ اجل
انکا لبریز ہوگیا تھا بے تامل اُسکے چہرہ پر نظر کی اُسکی آنکھون سے آنکھین بلائین دیکھتے ہی اُسکو حال
متغیر ہوا آگ دل و جگر بلکہ تمامی اعضاے تن مین گویا لگ گئی گرمی اسقدر معلوم ہونے لگی کہ مرغ روح
قفس تن مین بیتاب ہونے لگا بہادر موصوف بے اختیار نالہ و آہ کرنے لگا گوشت پسینہ سیاہ ہوکر بکیفیت تن سے
بہنے لگا ادہر نقابدار سیاہ پوش نے حریف کو صورت اپنی دکھاکے نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی ادہر امیر ثانی
نے حال زار خاقان پر نظر کرکے چند سردارون اور کچھ ملازمون سے کہا جلد جاکر خاقان کو میدان جنگ سے
لے آؤ حسب الحکم سردار وغیرہ گئے خاقان کو جنگگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل مرکب سے اُتارکر بارگاہ مین
لیجاکر مسہری پر لٹایا حکما نے بحکم امیر ثانی جاکر ہرچند براے صحت تدبیر کی چند در چند علاج کیے لیکن خاقان چین کو
کچھ نفع نہوا دمبدم حال متغیر ہوتا گیا یہانتک تغیر حال ہوا کہ قبل ایک ساعت کے انتقال کیا

اس ذیجاہ کے مرنے سے جملہ خاص و عام لشکر اسلام کو صدمہ و ملال ہوا ہر ایک آبدیدہ ہوا امیر ثانی نے بعد صدمہ
بسیار کے اکثر اشخاص کو حکم تجہیز و تکفین کا دیا ہی ابھی مردمان لشکر خاقان چین پر گریہ کناں تھے اور سامان اسکے
دفن و کفن کا کر رہے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش مذکور نے بہ آواز بلند امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی کبتک
بہرام بن گرد خاقان چین کو رو یئے گا اُسکے مرنے کا صدمہ کیجیے گا یہ جنگاہ ہے جائے گریہ و بکا نہیں ہے میں دیر سے
منتظر اپنے حریف کے آنے کا ہون لہذا اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی نے
ضبط گریہ کر کے مُڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام شتر خوار نے صف لشکر سے نکلکر امیر ثانی سے
کہا کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اجازت جنگ طلب کی امیر نے اجازت دی نامبردہ
گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب کو جولان کر کے سامنے نقابدار سیاہ پوش کے گیا اُس نے
دوسرا نیزہ اپنے خادم سے طلب کر کے بہرام شتر خوار کے سینہ پر مارا اس دلاور نے اُسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر روک کر خود اُسکے پہلو پر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزے کو نیزے پر روکا اسی طرح چند طعن
نیزہ کی رد و بدل ہوئی انجام کار بہرام شتر خوار نے سنان نیزہ اُسکی اُسکے نیزہ سے نکال دی نقابدار نے
ڈانڈ نیزہ اس بہادر کے سر پر لگائی اُسنے اسطرح ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نیزہ نقابدار کی ٹوٹ
گئی جس وقت ڈانڈ ٹوٹ گئی نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی کہ حریف سے اپنے مخاطب
ہو کر کہا اے جوان برمن بنگر برمن شاید کہ بشناسی مرا تو بہرام شتر خوار نے بے توقف اُسکے کہنے سے اُسکے
چہرہ و چشم پر نظر کی نقابدار نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی لیکن بہرام شتر خوار کا وہی حال ہوا جو حال
بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا تھا حکم امیر سے اس بہادر کو بھی میدان جنگ سے فرودگاہ پر لائے ہر چند
اسکا بھی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہوا تھوڑی دیر میں مر گیا بعد اسکے مرنے کے حسب الطلب حریف بہرام شیر خوار
واسطے مقابلہ کے گیا بعد مجادلہ صورت نقابدار کی دیکھکر اسکا بھی وہی حال ہوا جو حال بہرام شتر خوار
کا ہوا تھا بعد اس جری کے دیوانہ ہُردم بردعی واسطے مقابلہ و مجادلہ کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ اس
دیوانہ کو بھی صورت اپنی دکھا کے وہی حال کیا جو حال تین دلاورون لشکر اسلام کا کر چکا تھا
بعد اسکے تنقیح دیوانہ برائے مقابلہ و مجادلہ نقابدار مذکور گیا بعد لڑائی کے صورت اپنی نقابدار نے دکھا کے
آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا کیا جو ہُردم بردعی کا کیا تھا مردمان لشکر اسلام اس بہادر کو بھی
جنگاہ سے جا کر لے آئے اِسنے بھی مانند اُن سبکے رحلت کی بعد اس مرحوم کے دیوانہ سلطان سر برہنہ
صف لشکر سے نکلکر اجازت امیر سے لیکر واسطے مقابلہ نقابدار کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ کے
صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اُسکا بھی کیا جو چند بہادران لشکر اسلام کا کیا تھا
غرض یہ جنگ عظیم اسی طور سے تا شام ہوئی نقابدار سیاہ پوش ایک سو سرداران لشکر و رفقائے حمزہ
صاحبقران اول کو بطریق مذکورۂ بالا اپنی صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے ہلاک کر کے طبل بازگشت بجوا
کے جنگاہ سے فرودگاہ سیاہ پر گیا امیر ثانی بصد صدمہ و ملال و غم و الم میدان کارزار سے قیامگاہ سپاہ پر آئے
سرداران ہلاک شدہ جو دفن نہیں ہوئے تھے اُنکے دفن کرنے میں شریک ہوئے ہر ایک کی قبر پر سورۂ
فاتحہ پڑھا اور لپٹ کے ہر ایک کی قبر سے جا کے کہا اے رہروان منزل عدم ہم بھی تمہارے بعد آتے
ہیں جبتک حکم خدا ہے دنیا میں ہیں جب اس طرح بگریہ و زاری قبرون سے لپٹ لپٹ کر امیر ثانی

نے گفتگو کی سرداران سپاہ موجودہ نے عرض کی اے امیر ثانی صبر کیجیے جو منظور خدا تھا وہ ہوا ان بہادرون کی
اسی طرح اجل آئی تھی کہانتک انکے واسطے رویے گا اب بارگاہ مین چلیے آپکے رونے سے بادشاہ لشکر
اسلام وجملہ اہل اسلام کو صدمہ ہی امیر انکے سمجھانے سے قبرون سے اُٹھے اور داخل بارگاہ ہوے
دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے غمگین بیٹھے اُدہر نقابدار سیاہ پوش نے بخوشی وخورمی اپنی بارگاہ مین
داخل ہوکے ہمراہ نقابدار سفید پوش ولاجورد شاہ وصلصال و خلخال وبختگان کے شراب
پی کے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا دیکھا آپ نے کہ آج مین نے سو دلاورون لشکر اسلام کو کیونکر
ہلاک کیا اپنی تلوار کو اُنکے خون مین تر بھی نہ کیا خون اُنکا اپنی گردن پر بھی نہ لیا حالانکہ بہادرون کو خیال کسی
قتل کرنے کا خصوص حریف کے قتل کرنے کا اور اُسکی خونریزی کا نہین ہوتا ہی مگر مین نے اسکا خیال کیا
لاجورد شاہ نے اُسکی تعریف بہت کی بختگان نے کہا اگر چندے آپ اسی طرح اہل اسلام سے لڑیے تو مجھے
امید ہی کہ آپ خاتمہ لشکر امیر ثانی کا کر دینگے اور اگر اہل اسلام کے خدا نے اہل اسلام کی گریہ وزاری پر رحم
کیا اور دعا اُنکی مستجاب کی تو خلاف اسکے ہوگا نقابدار نے جواب دیا اے بختگان یہ کیا
کہتے ہو ہمین ضرور لشکر اسلام کا خاتمہ کر دینگے وہ بھلا ہمارا اور ہمارے لشکر کا کیا خاتمہ کرینگے ہمین
کوئی قتل جنگاہ مین کر نہین سکتا ہی نہ ہمارے برادر نقابدار سفید پوش کو کوئی ہلاک کر سکتا ہی ہان ایک
وجہ سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی وہ وجہ کسی کو نہین معلوم ہی بختگان نے جواب دیا مین نے
اکثر دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام مبتلا کسی رنج وبلا مین ہوے ہین غیب سے اُنکی مدد ہوئی ہی ابھی آپنے خود ہی
کہا ہی کہ ایک سبب سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی ایسا نہو کہ اُسی سبب سے اہل اسلام
آپکو آزار پہونچائین کسی طرح آپ کی ضرر پہونچانے والی بات سے آگاہ ہو جائین نقابدار مذکور نے ہنسکر جواب
دیا آگاہ ہونا اُس امر ضرر رسانندہ سے ممکن ہی نہین یہ باتین کرکے عالم نشہ شراب مین نقابدار سیاہ پوش
نے چاہا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواوے نقابدار سفید پوش نے اُسکے ارادہ سے باہر ہوکے کہا آج آپ اہل اسلام سے
لڑ چکے ہین کل مین اُنسے لڑونگا میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے نقابدار سیاہ پوش نے کہا بہتر ہی یہ کہکے
بنام نقابدار سفید پوش اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی لشکر کفار مین
بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی
مین گئے بعد بجا لانے تسلیم کے دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر ثانی اس وقت نقابدار سفید پوش نے اپنے
نام پر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبح کو مع فوج جنگاہ مین آئے اور خدام سے
مقاتلہ ومجادلہ کرے امیر ثانی نے یہ خبر سُنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے
جو منظور خدا تھا وہ تو آج ہوا اور جو مصلحت خدا کل ہوگی اُسکا ظہور کل ہوگا مین ہر حال مین راضی برضائے الٰہی
ہون وہ جو چاہے میرے حق مین کرے چاہے مجھے کفار پر فتحیاب کرے چاہے کفار کو مجھپر غالب کرے
ہرکارون نے یہ سُنکے بارگاہ سلیمانی کے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین جاکے نقارہ نوازون کو حکم امیر سے
آگاہ کیا اُنھون نے حسب الحکم چوب اُٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی جب صدائے طبل ونقارہ دونون لشکر مین
بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی کفار تو اس سبب سے شادمان
ہوے کہ جس طرح آج اہل اسلام دست نقابدار سیاہ پوش سے ہلاک ہوے ہین کل ہاتھ سے

نقابدار سفید پوش کے ہلاک ہونگے لیکن اہل اسلام کو رنج ہوا ایک نے دوسرے سے کہا ای برادر آج
پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہی کل صبح کو پھر نقابداروں سے سامنا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی خداوند عالم ان نقابداروں
کے شر و فساد سے ہم سبکو بچاے اور کہین جلدی ان فسون سازون کو کہ بلاے بے درمان ہین دنیا سے
اُٹھاے تمنے دیکھا کہ یہ نابکار عجب طور سے لڑتے ہین نقاب اُٹھا کے صورت منحوس اپنی دکھا کے اپنے
حریف کا کام تمام کر دیتے ہین نہین معلوم انکی صورت وچشم پر فن مین کس سببسے یہ اثر ہی کہ جو کوئی بہادر
و دلاور ہم اہل اسلام سے انکے مقابلہ کو گیا زندہ نہ رہا پانی زہر آلود ہوکے بہ گیا دیکھیے کل نقابدار سفید
پوش کیا رنگ دکھاتا ہی یقین تو یہی ہی کہ وہ بھی مانند نقابدار سیاہ پوش کے ہو گا شخص دیگر اس سے کہتا
تھا ای برادر واقع مین یہ نقابدار بلاے عظیم و بے درمان ہین اچھا اگر انھین کے ہاتھ سے ہم سبکی قضا ہی تو کیا
چارہ ہم خوف جان سے نہ بھاگین گے انکے ہاتھ سے مرجانا قبول کرینگے ایسے وقت بد مین ساتھ اپنے
مالک و آقا کا نچھوڑین گے نمک حرامی پر کمر نہ باندھین گے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی اطاعت
و رفاقت و ہمراہی سے منھ نہ موڑینگے غرض ایسی ہی باتین کرکے جملہ اہل اسلام مصروف درستی آلات حرب
و ضرب ہوے وہ شب بسر ہوئی حسب دستور دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان جنگ
و صف آرائی ہر دو سپاہ لشکر نقبیا اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین میدان جنگ کے آئے پہلے
نقبا نے اپنے لشکر کے جوانان اہل اسلام کو یون آمادہ جنگ کیا کہ ای بہادران نامدار و ای دلیران تہور شعار
آگاہ ہو کہ یہ دنیا جاے عبرت سرا ہی اور ایک مقام گذرگاہ ہی ہمیشہ یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا
خیال کرو کہ وہ شاہان صاحب ملک و مالک تخت و تاج کہان ہین کہ جنکے حکم سے کوئی سرکشی نکر سکتا تھا اور وہ
پہلوان قوی باد و تاب کہان ہین کہ جنکے خوف سے شاہان روے زمین ڈرتے تھے مانند رستم پیلتن و
سہراب بن رستم وغیرہ کے اور کہان ہین وہ شمشیر زن کہ جو فنون جنگ مین کامل تھے ہاے گوشت ان گذشتگان
کا کیڑے قبر کے کھا گئے اور مٹی مین لحد کی خاک انکی ملگئی کہین قبرون کے نشان بھی ان کے
باقی نہ رہے صرف نام انکا باقی رہگیا جس بادشاہ یا جس پہلوان نے دنیا مین نیکی و کار نمایان
کیا ہی اہل دنیا اسکو بہ نیکی یاد کرتے ہین اور جن بادشاہون یا پہلوانون نے ظلم و بدعت کی ہی لوگ انکو
بہ بدی یاد کرتے ہین انکو جانے دو ابھی کل کا ذکر ہی کہ جو سرداران لشکر نامی و گرامی رفقاے صاحبقران اور لگ
تھے وہ آج کہان ہین صورتین انکی پیش نظر ہین وہ قبر مین خاک پہ سوتے ہین تمھارے سامنے وہ اس
دنیاے دنی سے بجز کفن کے کیا لے گئے لیکن افسوس ہاے افسوس خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ
چلے گئے سوا نیکی و بدی کے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے نیکیان انکی ظاہر ہین بدیون سے ہم انکے
آگاہ نہین پس مانند گذشتگان مذکور کے ایک روز ہم بھی اس دار فنا سے سوے عدم ضرور جائینگے
پس لازم ہوا کہ اس دنیا مین تخم نیکی ایسا بو جاو کہ بعد مرنے کے اُس شجر نیکی سے ثمر نیک حاصل ہو تخم
یہ بو کہ آج ان کفار کو دلیرانہ قتل کرو بہادری اپنی سر میدان حملہ جوانان لشکر کو دکھاؤ نعرہ کرکے اعدا پر
حملہ شیرانہ کرو تیغ آبدار سے انکو قتل کرو دیکھو قدم معرکہ جنگ سے پیچھے ہٹنے نپاے آبرو تمھاری گھٹ جائیگی بھاگنے
بھاگنے سے نقصان عزت و آبرو ہوگا سوا اسکے بھاگنے مین ضرور خیال جان کے جانے کا متصور ہے
اگر عاقل ہو تو سمجھ جاو کہ جان بچانے کے واسطے بھاگنا باعث جان جانے کا بارہا ہو جاتا ہی اعدا دلیر ہوکے

تعاقب کرکے قتل کرڈالتے ہین عزت وآبرو بھی جاتی ہی اہل جہان بھی بھاگنے والون کو بزدل ونامرد کہتے ہین
نقبا یہ کہکے خاموش ہوے کرماکبین اپنے جوانان سپاہ کی طرف دیکھکر پکارے اے بہادرو آگاہ ہوکہ
یہ اہل اسلام لائق قتل ہین دشمن جان وایمان ہین انکے آبا واجداد نے تمھارے آبا واجداد کو قتل
کیا ہی آج تم عوض وانتقام اپنے جد وآبا کا انسے لو دیکھو ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فی زمانہ اہل اسلام
مجبور ہین ان نقابداران ذیقدر وذیوقار شجاع وبہادر سے لڑنے مین لاچار ہین تم بھی جوہر شمشیر دکھاؤ
اگر جنگ مغلوبہ ہو تو بہادرانہ بڑھ بڑھ کر انکو قتل کرو نام ونشان انکا صفحۂ روزگار سے مٹادو خداوند
تمسے بہت خوش ہونگے یہ کہکے خاموش ہوے پھر کڑکیت اور نقبا درمیان سے دونون لشکرون کے
ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اہل اسلام تقریر نقبا کی سنکے مرنے اور جان دینے پر
آمادہ ہوکے چاہتے تھے کہ صفوف لشکر سے نکلین کفار پر خلاف قاعدہ لشکر اسلام حملہ کرین ناگاہ جانب لشکر
کفار سے نقابدار سفیدپوش مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کر پکارا
ای امیر ثانی واسطے میرے مقابلہ ومجادلہ کے کسی شخص کو روانہ کرو امیر ثانی نے اپنے لشکر کی طرف مڑکے
دیکھا فی الفور نہنگ بچہ دریائی صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے آیا اذن جنگ کا طالب
ہوا امیر موصوف نے اُسکو اجازت دی بہادر مذکور دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے نقابدار مذکور کے
گیا اُسنے بعد گفتگوے بسیار نیزہ کو گردش دے کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے وار نیزہ کا سینہ پر کیا
ادہر نہنگ بچہ دریائی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر خود اُسکی سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اُس نے
بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا تھوڑی دیر باہم اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار نہنگ بچہ دریائی نے ایک بند نادر
باندھ کر سنان نیزہ نقابدار سفید کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام گونہ خوش ہوے کفار کو مطلق ملال
نہوا خصوص نقابدار کو ذرا بھی صدمہ نہوا سنان نیزہ کے نکلتے ہی ڈانڈ بھی ہاتھ سے خاک پر ڈال کے نقاب
سفید اپنے چہرہ سے اُٹھا کے نہنگ بچہ دریائی سے کہا ایجوان دیکھ میری صورت کو اور ملا میری آنکھ سے
آنکھ اپنی تاکہ تو مجھے پہچانے اور جانے کہ مین کون ہون چونکہ قضا اس بہادر کی بھی آئی تھی بے تامل
اُسکے کہنے پر عمل کیا نقابدار مذکور نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی مگر یہ بہادر آہ کرکے پکارا یارو
دل وجگر جلا جاتا ہی ایسی گرمی معلوم ہوتی ہی کہ روح جسم سے نکلی جاتی ہی میرے ہر بن مو سے گویا
ایک شعلہ نکلتا ہی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ پسینہ سفید تن سے نکلنے لگا گوشت تمام جسم کا پسینہ ہوکے بہنے لگا ادہر
امیر ثانی کے اشارہ سے کچھ سوار گئے اور اُس بہادر کو اُسی حالت مین جنگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل
گھوڑے سے اُتار امسہری پر لٹایا آب سرد سے نہلایا اور دیگر تدبیرین کین مگر کچھ کسی تدبیر سے تشفی نہوئی
انجام کار یہ ہوا کہ نہنگ بچہ دریائی مانند مچھلی کے تڑپ کر مر گیا کفار کو اُدھر خوشی ہوئی ادھر اہل اسلام کو
صدمہ بعید ہوا بعد رحلت کرنے اس نامور کے نقابدار سفیدپوش نے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے متواتر
سرداران لشکر زمانہ صاحبقران اوّل کے واسطے مقابلہ ومجادلہ کے جانے لگے اور مانند نہنگ بچہ دریائی
کے انجام کار انکا ہونے لگا تا شام سو سردارون کو اس نقابدار نے بھی ہلاک کیا وقت شام بصد
خوشی طبل بازگشت بجوا کے اپنی سپاہ کو ہمراہ نقابدار سیاہ پوش ولاجورد شاہ وصلصال کے
لیکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا ادھر امیر ثانی رنجیدہ وملول مع لشکر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام

اپنی قیام گاہ سیاہ پر آکے سرداران ہلاک شدہ کو دفن کرایا بلکہ خود اُنکو دفن کیا اور ہر ایک کی قبر پر فاتحہ پڑھ کے روئے اگر یہ مولف تورج نامہ جلد دوم اس داستان کو مفصل تحریر کرے اور نام بنام ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر کرے تو از حد طول ہوگا کئی جزون مین یہ جنگ عظیم لکھی جائیگی پس بخیال طول باختصار وخلاصہ یون درج کرتا ہے کہ سات روز برابر نقابداران مذکور نے طبل جنگ بجوایا کبھی نقابدار سیہ پوش نے مقابلہ کیا گاہ نقابدار سفید پوش نے مقابلہ کیا اور اس سات روز کی مدت مین سات سو رفقا و سرداران حمزۂ صاحبقران اول کو ہلاک کیا امیر ثانی ہر روز غم سرداران مین رو یا کیے اور جملہ لشکریان اہل اسلام بھی اشکبار ہوے ساتوین روز جب نقابداران مذکور میدان جنگ سے طبل بازگشت بجوا کے فرودگاہ سپاہ پر مع اپنی سپاہ کے داخل بارگاہ ہوے ادھر امیر ثانی میدان جنگ سے با اشک فشانی نہایت رنجیدہ و غمگین اپنے قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما تھے امیر ثانی بعد دفن کرنے سرداران ہلاک شدہ کے اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر موجودہ بھی علی قدر مراتب اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر نہایت سب محزون و مغموم تھا کہ خضران بن عمرو بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سلام کرکے اپنی کرسی پر جو پر بوجہ اسکے کہ بالفعل جانشین عمرو ثانی ہے بیٹھا اس وقت امیر ثانی نے اکثر سرداران لشکر سے جو قریب بیٹھے ہوے تھے فرمایا افسوس ایکے نہونے سے خواجہ عمرو ثانی کے ہم عجب رنج وغم مین مبتلا ہوگئے ہین سرداران لشکر ہر روز ایک سو ہلاک ہوتے ہین آج ساتوان روز ہی اس جنگ کو سات سو سرداران نامی وگرامی ہلاک ہو چکے ہین اگر عمرو ثانی لشکر مین موجود ہوتا تو ضرور کوئی عیاری ایسی کرتا کہ ان نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش کو قتل یا اسیر کرتا ہمکو قید صدمہ وغم سے رہا کرتا ہنوز سرداران مذکور نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ خضران نے عرض کیا اے امیر ثانی اگر خواجہ عمرو ثانی یہان تشریف نہین رکھتے ہین تو یہ فرزند اُنکا موجود ہی آپ زیادہ صدمہ وملال نکرین جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب اگر خدا نے چاہا تو آج دونون نقابدارون کا خاتمہ کردونگا دنیا سے انکو سوے عدم روانہ کردونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ جو تونے کہا ہی اگر ایسا ہی کیا تو انعام کثیر دونگا خضران یہ سُن کے بارگاہ سلیمانی سے برائے تدبیر وفکر عیاری کے باہر گیا یہان کا تو حال تحریر کیا گیا اب حال لشکر کفار و تمثال آئینہ رو کا لکھا جاتا ہے کہ جب دونون نقابدار مع چند اشخاص کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت دونون کفارون نے باہم یہ گفتگو کی جبسے ہم یہان آئے ہین اور جو کچھ ہمنے یہان آکے کیا ہی گو خداوند تمثال آئینہ رو کو ضرور ہمارے کار نمایان سے آگاہی ہوئی ہوگی مگر خود بھی اُنھین اپنے کار نمایان سے آگاہ کرنا چاہیے یہ مشورہ باہم کرکے ایک عریضہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے خداوند ہمنے سات روز کی مدت مین سات سو سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کیا ہی جملہ اہل اسلام کو صدمہ دیا ہی سب مردمان لشکر اہل اسلام نالہ وبکا کر رہے ہین لشکر اسلام مین شور نالہ وفغان بلند ہی آج کی شب پھر ہم طبل جنگ بجواتے ہین چند روز کے بعد ہم لشکر اسلام کا اسی طور سے خاتمہ کردینگے اور طلسم آبگینہ کی طرف اپنے مالک وحاکم لقباے جادو کی خدمت مین چلے جائینگے باوجودکہ آپ خداوند ہین لیکن اہل اسلام کو تباہ وبرباد نکرسکے ہمین نے یہان آکے اہل اسلام کو عاجز وہلاک کیا جب عریضہ اُس مضمون کا لکھ گیا ملفوف کرکے مہر لعین پر دونون نقابدارون نے اپنی کرکے ایک شخص کے ہاتھ وہی عریضہ خدمت تمثال آئینہ رو مین روانہ کیا اُس نے

جاکر عریضہ مذکور تمثال آئینہ رو تک بھجوایا خداوند نابکار عبارت عریضہ پڑھ کر بہت خوش ہوا پھر اس عریضہ
کے جواب مین یہ عبارت لکھوائی کہ ای نقابداران سیاہ و سفید پوش ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ تمھارے ہاتھ سے
خاتمہ اہل اسلام کا کرین قبل تمھارے عریضہ آنے کے ہمکو تمھارے اسکار نمایان کرنے سے آگاہی ہوئی ہر ہم تمسے
بہت خوش ہین جہان تک ممکن ہو جلد تمامی لشکر اسلام کا خاتمہ کر دو بعد لکھوانے کے اسی شخص کے ہاتھ جواب
عریضہ روانہ کیا شخص مذکور پاس نقابداروں کے آیا جواب عریضہ اُنھین دیا وہ پڑھ کر خوش ہوے
پھر اسی عالم خوشی مین حکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ
بجایا جب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے
مقرر تھے جلد تر خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے مجرا گاہ سے مجرا کرکے دست بستہ یون
عرض کرنے لگے کہ ای امیر باتوقیر کشور گیر اس وقت پھر نقابداران سیاہ و سفید پوش نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہی ارادہ ان نابکارون کا یہ ہی ہنگام صبح بجمعیت سپاہ میدان کارزار مین آئین آتش جنگ و جدال
کو روشن کرین امیرنے یہ خبر سنکے اک آہ سرد کی باین خیال کہ دیکھیے صبح کو سرداران لشکر سے کس کس کی
ہاتھ نقابدارون کے اجل آئیگی بعدہ آہ سرد کرنے کے بدل مغموم و محزون فرمایا کہدو کہ ہمارے
لشکر مین بھی نقارہ نواز نقارہ جنگی مانند کوس رحلت کے بجائین ہرکارے یہ سنکے آبدیدہ ہوکر بارگاہ
سلیمانی سے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین گئے اور حکم امیر سے اُنھین آگاہ کیا اُنھون نے بھی آبدیدہ ہوکے
بسم اللہ کہکر نقارہ جنگی پر چوب لگائی جس وقت دونون لشکرون مین طبل جنگی و نقارہ رزمی بجائے گئے
نقارہ نواز از حد شادمان ہوے لیکن اہل اسلام بے اختیار روئے اور باہم کہنے لگے ای بھائیو یہ نقارہ
جنگی نہین بجا ہی ہمارے نزدیک کوس رحلت بجا ہی خبر مرگ سنائی گئی ہی دیکھیے صبح کو کون کون بہادر دست
نقابداران سیاہ و سفید پوش سے ہلاک ہوتا ہی اب تو یہ دل چاہتا ہی کہ بعوض درستی آلات حرب و ضرب کے بے اختیار
روئین خدا سے واسطے ہلاکت ان نقابدارون کے دعا کرین غسل کرکے باہم گلے مل کے رخصت ہوکے دعائے
توبہ پڑھ کے کفن پہین لین کیونکہ اجل عنقریب ہی یقین ہی کہ دست نقابداران سے جانبر نہونگے ہان اگر
خدانے فضل و کرم اپنا کیا اور نقابدار کسی تدبیر سے قتل و ہلاک ہوے تو البتہ زندہ رہین گے یہ کہکے ہر ایک
غسل کرنے اور دعاے توبہ پڑھنے اور اعزہ و احباب سے رخصت و وداع ہونے اور بگریہ و زاری خدا سے دعا
کرنے مین معروف و مشغول ہوا لشکر اہل اسلام مین تو گریہ و زاری سے اک قیامت کا سامان ہے
کفار نالہ و فغان سواران لشکر اسلام کی سن کے خوش ہو رہے ہین خصوص نقابداران سیاہ و سفید پوش
خبر گریہ و زاری لشکریان اہل اسلام سن کے خندان ہین لاجورد شاہ و صلصال سے ہنس ہنس کہہ رہے
ہین ابھی یہ مسلمان کیا روئے ہین اس سے زیادہ روئینگے انکے رونے سے انکو کچھ فائدہ نہوگا اگر انکو اپنی جان
جانے کا خیال و ملال ہی تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرین ہمارے ہاتھ سے جانبر ہون نجگان نے
جواب دیا یہ اہل اسلام اب بہت آپ کے ہاتھ سے مغموم ہوکے فریاد و فغان کرتے ہین انکا اس طرح
رونا اچھا نہین مجھے انجام اسکا بد معلوم ہوتا ہی عجب نہین کہ یہ رونا انکو ہنسائے نقابدارون نے
پوچھا ای نجگان یہ تونے کیا کہا اُسنے جواب دیا جو مین نے کہا وہ کہا آپ صاف صاف مجھسے نہ پوچھیے مین نے
بہت سی ایسی لڑائیان دیکھی ہین بنتے بگڑتے اکثر اُمور کو بھی دیکھا ہے ان اہل اسلام کے عادات

وافعال سے بھی خوب آگاہ ہون انکے خدا کی مہربانی انپر اُسی وقت زیادہ تر ہوتی ہے جب یہ لوگ بہت صدمہ والم مین مبتلا ہوتے مین یہ کہکر خاموش ہوا جب نقابداران مذکور تقریر بختیارک کی اچھی طرح نہ سمجھے کہنے لگے ملک جی تمھاری باتین عجیب پیچیدہ ہین ذرا صاف صاف تقریر کرو اُسنے جواب دیا بس خلاصہ میری تقریر کا یہ ہر کہ آج کی شب بیدار رہیے ذرا بھی نہ سوئیے کہ جاگنا آپکا آپکے حق مین اچھا ہر اور سونا بہت بُرا ہر آگے آپ کو اختیار ہر نقابداروں نے پوچھا یہ تمنے کس وجہ سے کہا ہر کہ بیداری اچھی ہر اور خواب بُرا ہر ملک جی نے جواب دیا اسکو مجھسے دریافت نہ کیجیے مین ہرگز سبب اسکا بیان نہ کرونگا نقابدارون نے کہا بےشغل جاگنا مشکل ہر کیا تدبیر کی جاے کہ نیند نہ آئے بختیارک نے کہا تدبیر جاگنے کی یہ ہے کہ ارباب نشاط کو طلب کیجے رقص اُنکا دیکھیے گانا اُنکا سنیے نقابدارون نے موافق اُسکی رائے کے اُسی وقت ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر کفار مین تھی مع اپنے سازندون کے بارگاہ نقابداران سیاہ وسفیدپوش مین گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے روبرو نقابدارون کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اس کا دیکھنے لگے جب وہ تا دیر رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

لڑائی کے نظر آتے ہین سامان اُنکے تیور سے
جو چپ چپ آج کچھ گم صم بنے بیٹھے ہین تھر سے

جو دیکھین گے کبھی سبزہ ترے چاہ زنخدان کا
چھپائین گے خضر شرما کے منھ پانی کی چادر سے

اگر وہ گلبدن گلشن مین ہر سیر جا نکلے
عروسان چمن منھ ڈھانپ لین پھولون کی چادر سے

پتا ملنا دل لاغر کا یون تو غیر ممکن ہے
گھنگھو لا کیجیے سینہ کو میرے نوک خنجر سے

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھبرائے ہوئے ہر سو
نکل بھاگے ہین دیوانے ترے صحرائے محشر سے

خدا کو چھوڑ کر عشق بتان ہر عین نادانی
بگاڑون کس لیے بندون کی خاطر بندہ پرور سے

ابھی تو ہر فقط ہلچل وہ آئین دیکھیے کیا ہو
پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے

جناب خضر بھی اللہ اکبر کتنے مرشد تھے
کہان کا آب حیوان دل لگی کی تھی سکندر سے

مبارک مژدہ فصل بہاری ہو تمھین یوسف
صدا گانے کی پھر آنے لگی کانون مین گھر گھر سے

اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش خوش ہوکے اسکے رقص ونغمہ کی ثنا کرنے لگے بیان تو یہ رقاصہ گا رہی ہے دونون نقابدار وغیرہ گانا اُسکا سن رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہر اور اب حال خضران بن عمرو کا لکھا جاتا ہر کہ یہ جو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے تاریکی شب مین اک طرف روانہ ہوا تھا جاتے جاتے صحرا مین اک شجر سایہ دار کے نیچے پہونچا ہوا اُس درخت کی سرد وخوش معلوم ہوئی بے اختیار بیٹھ گیا اور یہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اے خضران تو نے بے سمجھے امیر ثانی سے یہ کہہ دیا کہ آج کی شب دونون نقابدارون کا خاتمہ کردونگا زندہ نہ رکھونگا لیکن یہ نہ سمجھا کہ اُنکے سامنے کیونکر جائیگا اور اُنکے پاس سے زندہ بچکر کیونکر آئیگا کیونکہ جب وہ تجھے دیکھ لین گے تو فوراً تو مر جائیگا ہاے اے خضران کیا تو نے نادانی کی عبث امیر ثانی سے وعدہ عیاری کرنے کا کیا اب کیا تدبیر کرون کیونکر دُر مطلب حاصل کرون یہ باتین اپنے دل مین کرکے دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا تا دیر ایسی عیاری کی فکر کرتا رہا کہ جس سے مطلب دلی حاصل ہو ہرچند بہت فکر کی مگر کوئی عیاری مرغوب طبع ذہن مین نہ آئی کہ جس سے جان بھی بچے اور مقصد دل بھی بر آئے راوی ناقل ہر

کہ عیار مذکور فکر عیاری کرتے کرتے زیر شجر لیٹ کر ہوائے سرد سے راحت پاکے سوگیا عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس نفیس وپاکیزہ پہنے ہوئے قریب آئے اور بہ مہربانی وعنایت پوچھا
ای خضران بن عمرو کیون فکرو تردد کرتا ہی اور کیون اشکبار رہوتا ہی خضران نے عالم خواب مین جواب دیا
ای بزرگ ذیوقار کیو نکر اس فکر مین غمگین نہون کہ کچھ مجھسے بن نہین پڑتا ہی اگر بارگاہ نقابداران سیاہ وسفید
مین براے عیاری جاتاہون توجب وہ مجھے دیکھین گے حال میرا ابتر ہوجائیگا ہمہ تن پسینہ ہوکے بہجاؤنگا
روح تن سے نکل جائیگی اگر نہین جاتاہون تو امیر ثانی سے شرمندہ ہونگا وہ کہینگے کہ جوتونے کہا
تھا وہ نہ کیا بزرگ موصوف نے جواب دیا ای خضران آگاہ ہوکہ نالہ وفغان مردمان لشکر اہل اسلام
اور مانگی دعاے اور تیرے زار زار رونے سے پروردگار عالم کو رحم آیا ہی مجھے حکم ہوا ہی کہ مین تجھے حالات
نقابداران سے آگاہ کردن اور دیگر باتین بھی بتاؤن پس بگوش ہوش سُن کہ یہ نقابدار سیاہ وسفید پوش
بلاے عظیم ہین ہر چند انکی آنکھین اور نظر انکی بری ہی لیکن ہر وقت نہین ہی جسوقت یہ کسی سے مقابلہ و
مقاتلہ کرتے مین اُس وقت چہرہ وچشم ونظر کی اور تاثیر ہوتی ہی اور جب یہ دونون کسی اپنے حریف سے
نہین لڑتے ہین اُس وقت اور طرح کا شکل وچشم ونظر مین اثر ہوتا ہی اور باعث اسکا انکی نقابین ہین اگر
نقابین انکی انکے منھ پر پڑی رہین تو جو اثر قبل بیان کیا ہی وہی ہوتا ہی اور اگر نقابین انکے رخون سے کسی تدبیر سے
لے لی جائین تو یہ اثر انکے چہرہ وچشم ونظر مین پیدا ہوجاے کہ ایک نقابدار جب دوسرے نقابدار کو دیکھے گا
اور دوسرا نقابدار نقابدار اول کو دیکھے گا دونون مانند سرداران ہلاک شدہ لشکر اسلام کے ہلاک ہوجائینگے
نظر سحر آگین ان دونون کی دونون پر اثر کریگی غرض جبتک نقابین انکے رخون پر رہینگی یہ ہلاک نہونگے پس تو جاکر
عیاری کر اور نقابین نقابدار سیاہ پوش کی لے آ پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی یہ فرماکر وہ بزرگ نظر سے غائب
ہوے خضران بن عمرو خواب سے بیدار ہوا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اُس بزرگ کو نہ پایا فی الفور زیر شجر سے
اُٹھا جو اُس بزرگ نے فرمایا تھا وہ بخوبی یاد تھا خضران بن عمرو شادمان ہوکے وہان سے جانب
بارگاہ نقابداران مذکور روانہ ہوا اثناے راہ مین دل مین کہتا تھا کہ خداوند عالم نے اپنا فضل وکرم کیا ایک
بندہ برگزیدہ اپنے کو بھیجکر عالم خواب مین حالات سے مجھے آگاہ کرایا یہ باتین کرتا ہوا بصورت مبدل لشکر
کفار مین گیا اُس وقت وہی نازنین رقاصہ رقص کررہی تھی اور غزل گارہی تھی کہ یکایک نقابداران سیاہ
وسفید پوش نے ساقی گلرخ کو طلب کیا حسب الطلب ساقی کشتی مے لیکر لشکر سے سوے بارگاہ مذکور چلا راہ مین
خضران بن عمرو نے کہ وہان گرد وپیش کوئی نہ تھا قریب اُسکے جاکے حباب بیہوشی اُسے مارکے بیہوش کیا
پھر لباس اُسکا اُتارکر لنگوٹی اُسکے باندھکر پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے رکھکے خس وخاشاک مین اُسے دبادیا
اور رنگ وروغن سے اُسکی صورت بنکر پوشاک اُسکی پہنکر کشتی مے اُٹھاکر اندر بارگاہ مذکور کے گیا پہلے نقابداروں
وغیرہ کو سلام کیا پھر بپاے نقابداران مذکور شیشہ مے اُٹھاکر سفوف بیہوشی سبکی نظر سے بچاکر شراب مین ملاکر
مئے گلرنگ جام بلورین مین اُنڈیل کر ساغر بطریق ساقیون کے ہاتھ پر رکھکر روبرو نقابدار سیاہ پوش
کے لیگیا اُسنے ساغر لیکر دہن سے لگاکر شراب پی پھر ساقی مذکور نے دوسرا ساغر شراب سے بھرکر نقابدار سفید پوش
کو دیا اُس نے بھی شراب پی بعد اسکے لاجوردشاہ وصلصال وخلخال وبختگان کو جام مے
دیا سب نے شراب پی مگر بختگان نے کچھ خضران کو پہچانا خضران نے اشارہ سے کہا ملک جی

بہتر تمھارے حق مین یہی ہی کہ جام لیکر شراب پی لو اور کچھ منھ سے نہ کہو اگر میرے حال سے بیان کسی کو آگاہ
کروگے تو قسم ہی اپنے والد ماجد کے سر کی مین تمھین مار ڈالونگا بختگان تقریر خضران بن عمرو کہ با یای
چشم و ابرو کے کی تھی سمجھ کے خوف جان سے کچھ نہ بولا اشارہ سے کہنے لگا مین آپ کو مانند اپنے مالک و جان
بخش خواجہ عمرو ثانی کے جانتا ہون آپکا حکم بجالاتا ہون یہ شراب بیہوشی آمیز ہی مین جانتا ہون مگر
آپ خفا نہون جس طرح آپ فرمائین گے یہ فرمانبردار عمل کریگا یہ کہکے شراب پی گیا جب سب اہل بزم شراب
پی چکے یہانتک کہ ساقی مذکور نے تھوڑی تھوڑی شراب اُس رقاصہ اور اُسکے سازندون کو بھی پلائی جب سبکو
نشہ شراب کا ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی گرمی معلوم ہوئی اُس وقت نقابدار سیاہ پوش نے نقابدار سفید
پوش سے کہا ای برادر اسقدر بدرجہ کمال گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی اسکا کیا سبب ہی اُس نے
کہا میرا بھی یہی حال ہی ساقی نے عرض کیا حضور کچھ تردد نہ کرین جو شراب آپنے اس وقت پی ہی از حد تیز و تند
ہی ضرور اُسنے گرمی پیدا کی ہوگی ذرا اُٹھ کے ٹہلیے ہوا کھائیے نقابدار سیاہ پوش اُٹھا اُٹھتے ہی قدم
لڑکھڑائے سر کو زیادہ گردش ہوئی بے اختیار لڑکھڑا کے فرش پر گرا اُسکے گرتے ہی نقابدار سفید پوش و
لاجوردشاہ و صلصال وغیرہ متردد ہو کے اُسکے اُٹھانے کو اُٹھے یہ سب بھی مع بختگان فرش پر گر کے بیہوش
ہوے پھر ارباب نشاط بھی بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہو گئے خضران بن عمرو نے جلد دونون نقابدارون
کی نقابین اُنکے رخون سے منھ اپنا پھیر کے لیکر سب کے جھٹ پٹ کپڑے اُتار کر یرانی لنگوٹیان اور
لنگیان اُنکے باندھ کر سراچہ بارگاہ کا خنجر سے چاک کر کے بارگاہ سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا یہان سب بیہوش پڑے تھے کہ ایک سردار لشکر کفار کا بارگاہ مین آیا اُنکے حال سب کا عجیب و غریب
دیکھ کے ہر ایک کو بیہوش پا کے متردد ہو کے باہر بارگاہ کے جا کے اکثر لوگون سے کہا آج نہین معلوم
کیا ہوا ہی نقابدار وغیرہ سب بارگاہ مین لنگیان لنگوٹیان باندھے ہوے بیہوش پڑے ہین اُنھون نے
کہا یقیناً کوئی عیار لشکر اسلام کا آیا ہوگا اُس نے عیاری کی ہوگی جلد اُنکو چل کے ہوشیار کرین یہ کہہ کے
وہ سب اندر بارگاہ کے آئے پھر چند تدبیرین ایسی کین کہ سب کو ہوش آیا نقابدار سیاہ پوش نے اپنی
برہنگی پر نظر کر کے اپنے برادر نقابدار سفید پوش کو دیکھا اُنے بنظر حیرت نقابدار سیاہ پوش کو دیکھا دونو
کا باہم دیکھنا تھا کہ غضب ہوا اسکی نظر نے اُسپر اُسکی نظر سحر آگین نے اسپر ایسا اثر کیا فی الفور دونون نے
آہ کی پھر نالہ بلند کیا اور کہا ہاے موت آئی کون ہمارے حال سے آگاہ ہو گیا کس نے نقابین ہمارے
رخون سے اُتار لین کسنے ہمکو ننگا کر دیا کس دشمن جانی نے ہماری ہلاکت چاہی ہی حیف کیا جلد ہماری قضا
آئی ہماری نقابون کی تاثیر سے کون آگاہ ہو گیا کس نے ہمارا یہ حال کیا ای لاجوردشاہ و ای صلصال کچھ
تمکو معلوم ہی کہ ہماری نقابین کون لے گیا اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم بھی مانند آپ کے بیہوش تھے
بختگان نے کہا مرشدزادے کا یہ کام ہی وہی تشریف لائے تھے ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا کہ دونون
نقابدارون کو بیحد گرمی معلوم ہوئی گوشت اُنکے تن کا پسینہ ہو ہو کے بہنے لگا لشکر مین خبر ہوئی تہلکہ
پڑ گیا جملہ کفار کو حیرت ہوئی خوشی اُن کفار کی مبدل بغم و الم ہوئی تھوڑی دیر مین دونون نقابدار نالہ و فریاد
کر کے ہلاک ہوے لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان نے پوشاک و لباس دیگر طلب کر کے پہنا
اور پھر اُس بارگاہ سے اُٹھ کے اپنی بارگاہ مین گئے وہ شب کفار نے بعوض خوشی و شادمانی و درگی

الآت حرب وضرب کے رونے اور نالۂ وفغان کرنے مین بسر کی صبح کو کیسکو جراُت نہوئی کہ میدان جنگ مین آئے
اور مقابلہ ومجادلہ امیر ثانی ولشکریان امیر سے کرے وقت سحر یہ خبر ہلاکت نقابداروں کی تمثال آئینہ رو کو
پہونچی اُسکو نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار وصدمہ بیحد حکم دیا کہ باالفعل طبل جنگ بجایا نجائے یہ حکم
دیکر محض اُستخوان دونون نقابداروں کے مع ایک رقعہ کہ جسمین حال ہلاکت نقابداران مذکور کا درج تھا بذریعہ
چند ساحرون اور کچھ سوارون کے سوے طلسم آبگینہ پاس نقیباے جادو حاکم طلسم مذکور کے روانہ کیے
ادھر خضران بن عمرو وقت سحر اپنے لشکر مین آیا تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اس اثنا مین چند ہرکارے
نہایت خرم وخندان خدمت امیر ثانی مین آئے اور دست بستہ عرض کیا مبارک ہو کہ نقابدار سیاہ پوش
وسفید پوش بوجہ عیاری کرنے خضران بن عمرو کے ابھی ہلاک ہوئے ہین اُستخوان اُنکے تمثال آئینہ رو نے
جانب طلسم ابگینہ روانہ کیے ہین مردمان لشکر کفار کو صدمہ بیحد ہے خصوص تمثال آئینہ رو کو بدرجۂ کمال
ملال ہے یہ فدوی خوب دریافت حال کر کے آئے ہین تمثال آئینہ رو نے یہ حکم دیا ہے کہ باالفعل لڑائی موقوف رہے
جملہ مردمان لشکر اہل اسلام اس خبر خوش کے سننے سے نہایت شادمان ہوئے اکثر نے خاک پر سجدہ شکر
کیا کسی نے کسی سے کہا دیکھو دعا ہماری کیا جلد خداوند عالم نے قبول کی خبر مرگ دشمنان سننے مین آئی خصوص
امیر ثانی ہرکارون سے حال ہلاکت نقابداران مذکور سُن کے بہت خوش ہوئے خدا کی حمد وثنا کی پھر سجدۂ شکر
کیا بعد اُسکے تعریف عیاری خضران بن عمرو کی بہت کی بعد تعریف زر وجواہر کثیر خضران بن عمرو کو انعام مین
دیا اور جنگگاہ مین جانے کا قصد ملتوی کیا اُس وقت چند سرداران لشکر امیر ثانی نے عرض کیا کہ نقابدارون
کی ہلاکت کی خوشی بہت ہے دل چاہتا ہے کہ اس خوشی کا جشن ہو امیر ثانی نے فرمایا ابھی چند روز مین سات سو سردار
لشکر ہلاک ہوئے غم اُنکا تازہ ہے خوشی انتقال دشمنان کی ایسی صورت مین مناسب نہین ہے سوا اسکے ہلاکت
دشمنان کی خوشی مین جشن کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہے وہ ہلاک ہوے ہمکو بھی ایک دن مرنا ہے دنیا سے سوے
عدم جانا ہے اگر اسکا یقین ہوتا کہ ہم سب تا قیامت زندہ رہینگے تو البتہ ان نقابدارون کے مرجانے سے
خوش ہو کے جشن کرتے سرداران مذکور نے بجواب امیر ثانی عرض کیا مرجانا تو ایک دن ہر ایک کا ضرور
ہے مگر قاعدہ اہل جہان کا یہی ہے کہ زمانۂ صدمہ والم مین غم کرتے ہین اور بوقت شادمانی خوشی کرتے ہین پس
فی الحال ایسے دشمنان جان عیاری خضران بن عمرو سے ہلاک ہوے ہین خدا نے ہم سب پر فضل وکرم
اپنا کیا ہے اس خوشی مین جشن کرنا ضرور ہے جب امیر ثانی نے اُنکی تقریر سنی اور دیکھا کہ یہ سب اصرار
کرتے مین مجبور ہو کے کہا اچھا خوشی تمھاری جشن کرو مگر آج ہی کی شب یہ فرما کے حکم ملازمون کو دیا کہ سامان
جشن مہیا کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی ایک بارگاہ نہایت بلند الستادہ کی گئی فرش وکرسی وتخت زرنگار سے
اور دیگر اشیاے زیب وزینت سے اُسے آراستہ کیا ارباب نشاط کو طلب کیا وقت شام بادشاہ لشکر
اسلام وامیر ثانی وجملہ سرداران موجود اُس بارگاہ مین جا کے علی قدر مراتب بیٹھے بعد میگشی حسب الحکم امیر ثانی
ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو امیر ثانی کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست
ہونے سازون کے وہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے رقاصہ
مذکور یہ غزل گانے لگی غزل

میرا زمام انکو یاد آیا وہ فورا رو دیے

سب تو خوش ہوتے ہین آئینہ مقابل دیکھکر
نقش پروانہ حضور شمع محفل دیکھکر

آپکو کیون غیظ آتا ہے مرا دل دیکھکر
تشنۂ جام شہادت ایک مدت سے ہون مین

کیون نہ دل لہرے آب تیغ قاتل دیکھکر
شوق ایسا قتل کا ہی سر جھکائے دیتا ہون
کیجیے مری مذمت رنگ محفل دیکھکر
حال غیر دنکی زبانی جنکے سنتے ہین ابھی
عید ہوتی ہی ہلال تیغ قاتل دیکھکر

اپنی زلف الجھی ہوئی سلجھاؤ کنگھی سے مگر
ان حسینونمین کوئی اچھا سا قاتل دیکھکر
حسن وہ دلکش ہی انکا رخ سے گر اٹھین نقاب
پھر وہ رومین گے مری بنتا ہے دل دیکھکر

اک ذرا عشاق کے دکھتے ہوے دل دیکھکر
سب مین رند لاؤ بالی انجمن مین شیخ جی
تھام لین دل اپنے اپنے اہل محفل دیکھکر
فرط شادی سے گلے ملتے ہین باہم جان نثار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بگوش دل سننے لگے تعریف مُسکے گلنے کی اور تمنا اشعار کی کرنے لگے بیان تو بزم عیش مین رقاصہ گا رہی ہر سب بیٹھے ہوے سن رہے ہین لاجورد شاہ و صلصال وجملہ کفار وتمثال آئینہ رو کو ملال ہی قتل ہوجانے کا کفار کو خیال ہی کیونکہ جب نقابداران سیاہ وسفید کو عیار نے عیاری کرکے ہلاک کیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی تمثال آئینہ رو مانند آئینہ کے ہلاکت نقابداران مذکور سے حیران ہے حال ان کفار و دیندار کا آیندہ بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو ثانی کا واسطے رہائی درویش ذیکمال وریاضت گزین مسمے رضوان بوریہ نشین کے اور عیاری کرنا۔ ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقیے باکرم
کرمی جبین ہووے بھری نور کی
عنایت سے تیری جو مسرور ہون
کہ خوش ہووے جسبے دل دوستان

ہی مشہور عالم مین تیرا کرم
نیا فیشہ لا قلب مسرور کا
ترے لطف سر نشہ مین چور ہون
نئے طرز سے آج تحریر ہو

صراحی بنا گردن حور کی ہو
پیالہ بنا چشم مخمور کا
تمنا وٗن پھر آگے کوئی داستان
فصاحت سے معمور تقریر ہو

بیت۔ گہر سنجان دریائے معانی ہو چنین آرد متاع نکتہ دانی ہو قبل اسکے اس ہیچمدان خاکپائے داستان گویان ومترجمان نے لکھا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر ثانی سے رخصت ہوکر سوے خانۂ کعبہ چلے تھے ارادہ دل مین یہ تھا کہ بیت اللہ مین جاکر حمزۂ صاحبقران اول اور اپنے والد ماجد خواجہ عمرو سے ملونگا بیان کے حالات اُنسے کہونگا شکایت نافہمی اور کہنا نماننے امیر ثانی کی حمزۂ صاحبقران اول سے کرونگا چنانچہ عمرو ثانی کہ بعد عمرو کے عیاری مین لاثانی ہی لشکر اہل اسلام سے نکل کے چلا جاتا تھا ہر روز راہ دشت وصحرا طی کرتا تھا ایک روز وقت شام صحرا مین پہنچے ایک درخت سایہ دار کے پہونچا دیکھا سامنے ایک کوہ ہی درخت انواع واقسام کے اُس کوہ پر نظر آتے ہین پانی اس کوہ سے جاری ہی صحرا کو دیکھا کہ نہایت لق ودق ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی بجز صحرا کے اور کچھ نظر نہین آتا ہی درندے اور گزندے اُس صحرائے مہیب ووحشت افزا مین بہت مین شیرون کے نرہ کی آواز آتی ہی ہر جانب سے سانپ اور دیگر گزندون اور درندون کی صدا آتی ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُس صحرا و کوہ کو دیکھکر ہنوز خیال کیا تھا کہ آج کی شب اسی درخت پر چڑھ کر بسر کرنا چاہیے آگے جانے اس تاریکی شب مین بچانا چاہیے کیونکہ درندون اور گزندون سے خوف جان ہی ناگاہ سامنے سے ایک فقیر پیدا ہوا خواجہ نے اُسے اپنے سمت آتے دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ تنہائی میری مبدل بہ ہم نشینی درویش ہوئی آج کی شب اسی درویش سے ہم سخن ہونگا اسکی جھولی مین ٹکڑے روٹیون کے ضرور ہونگے وہی لیکر کھاؤنگا نان خشک پر قناعت کرونگا زنبیل سے کوئی شی کھانے کی قسم طعام سے نہ نکالونگا اگر یہ فقیر مجھے اپنی جھولی سے قسم طعام سے کچھ نہ دیگا تو بیہوش اسکو کرکے جو کچھ اسکے

پاس ہی سب چھین لونگا ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ تجویز کر رہے تھے کہ وہ فقیر قریب تر آیا خواجہ کو دیکھکر
سلام کیا عمرو ثانی نے جواب سلام دیکر پوچھا تم کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے اُس نے کہا بابا یہ فقیر عدم آباد
اور عدم کے جانے کی فکر مین پھر رہا ہے ماہ دو ماہ بلکہ دو چار روز بھی قیام کہین نہین کرتا ہی چند
روزہ سیاحی مین بسر کر رہا ہی ہر روزہ راہ شہر و دشت طی کرتا ہی ایک روز منزل عدم تک ضرور پہنچ
جائیگا خواجہ نے جواب دیا ای درویش جو کچھ اظہار کیا سچ ہی لیکن صاف صاف کہو کس شہر سے ادہر آتے ہو کہان جاؤ گے
اُس نے کہا فی الحال شہر تمثالیہ سے آتا ہون خواجہ نے پوچھا اُس شہر کا کچھ حال بیان کرو اُس نے کہا بابا آج کل اُس شہر مین
ایک تہلکہ پڑا ہوا ہی لڑائی ہو رہی ہی کفار جانب تمثال آئینہ رو سے اہل اسلام سے لڑ رہے ہین جانب کفار
دو نقابدار سیاہ و سفید پوش ایسے بلا کے ہین کہ جب وہ ہمراہ لشکر کے میدان جنگ مین جاتے ہین اور مبارز
طلب کرتے ہین لشکر امیر ثانی سے جو پہلوان یا سردار سپاہ اُنکے سامنے آتا ہی پہلے تو باہم نیزہ سے لڑائی
ہوتی ہے پھر نقابدار نقاب اپنے رُخ سے اُٹھا کے اپنے حریف کو صورت اپنی دکھاتا ہی اُسکی آنکھ سے
آنکھ اپنی ملاتا ہی پھر نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لیتا ہی حریف مذکور کو گرمی معلوم ہوتی ہی یہانتک پسینا
آتا ہی کہ تمام گوشت تن کا پسینہ ہو کے بہ جاتا ہی ہڈیان تک بھی باقی نہین رہتی ہین اس صورت مین
حریف نقابدار جلد ہلاک ہو جاتا ہی دنیا سے سوے عدم جاتا ہی اہل اسلام غمگین ہوتے ہین کفار
خوش ہوتے ہین میرے سامنے چھ روز مین چھ سو سرداران لشکر اسلام دست نقابداران سے
ہلاک ہو چکے تھے اور سوا سو سرداران نامی وگرامی لشکر امیر ثانی کے دربند نسیم بہار مین جا کے زخمی ہو کے
اسیر ہو چکے تھے لاکھون سوار و پیادے لشکر جانبین کے کام آ چکے تھے کفار بہت خوش تھے خصوص
تمثال آئینہ رو جو اپنے تئین خداوند کہلواتا ہی شادمان تھا اور امیر ثانی وغیرہ جملہ مردمان لشکر
اسلام حزین و غمگین تھے صدائے نالہ و فریاد و فغان لشکر اسلام مین بلند تھی مین یہ خونریزی دیکھنے کی تاب
نہ لایا دونون لشکرون اور شہر کی سیر کر کے وہان سے ادہر آیا خواجہ یہ حال پُر ملال سُنکے نہایت ملول و حزین ہوگے
کچھ خیال اکل و شرب اُس رنج و ملال مین نہ کیا ٹکڑے روٹیون کے فقیر سے نہ لیے نہ اُسے لوٹا نہ بیہوش
کیا فقیر مذکور تو خواجہ سے رخصت ہو کر سوے کوہ گیا خواجہ اُسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے خیال امیر ثانی
و ہلاکت و اسیری سرداران لشکر مین رونے لگے منھ آب اشک سے بھگونے لگے دل مین کہنے لگے کہ ای
خواجہ شرط محبت و دوستی و ملازمت و نمک حلالی سے یہ بعید ہی کہ تم ایسے وقت بدمین رفاقت امیر
ثانی سے دست بردار ہو کے سوے خانہ کعبہ جاؤ تمھاری بے اعتنائی و بے مروتی و ترک رفاقت سے
اہل جہان آگاہ ہو کے کیا کہین گے خصوص حمزہ صاحبقران اول و حمزہ صاحبقران ثانی کیا فرمائینگے
تمھارے والد نے حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ طفلی سے تا پیری کیا کیا رفاقت کے امور کیے ہین کہ
تا قیامت اہل جہان کو یاد رہین گے تم انھین کے فرزند ہو تمکو بھی لازم ہی کہ ترک رفاقت امیر ثانی سے
باز آؤ سوے خانہ کعبہ نجاؤ یہان سے پھر اپنے لشکر مین چلو یا اسی جگہ سے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ در
مقصد ہاتھ آئے یعنے تمثال آئینہ رو مارا جائے خداوندی اسکی باقی نرہے شہر تمثالیہ اہل اسلام سے
آباد ہو کفار کا نام و نشان باقی نہ رہے یہ باتین کر کے خود ہی یہ خیال کیا کہ ای عمرو ثانی نزدیک خداوند عالم
و عالمیان کی قدرت کے تو یہ امر بہت سہل ہی کہ تمثال آئینہ رو تیری فکر و تدبیر سے ہلاک ہو مگر محض تو اپنی

عیاری و مکاری کے ذریعہ سے کیا اُسکو قتل کرسکے گا خداوندی اُسکی کیا بگاڑ سکیگا اس وقت وہ صاحب حکومت ہے
لاکھون بیدین اُسے سجدہ کرتے ہین یعنی اُسکے تابع حکم ہین چند شہر کا فرمانروا ہی بھلا اُسپر تو اکیلا ایک مشت
استخوان کیا غالب آئیگا اگر جرأت کرکے سامنے اُسکے جائیگا عیوض قتل کرنے کے اُسکے چہرہ کو دیکھ کے
فوراً اُسے سجدہ کریگا دین اسلام سے نکل جائیگا حالانکہ دین اسلام سے نکلنا ہمین تو سجدہ کرنے کے کلام
ہی کیونکہ مسحور بسحر ہوکے یا تاثیر نقوش و عمل سے اگر کوئی کسی کو سجدہ کرے تو وہ لائق اعتبار نہین ہے
ایسے سجدہ کرنے سے اُسکے اسلام مین خلل نہین آتا ہی ہان اپنے ہوش و حواس مین ہوکے دیدہ و دانستہ
اگر کوئی ایسا فعل کرے تو البتہ دین اسلام سے خارج ہو جائیگا خواجہ باتین کرکے اور خیالات مندرجہ کرکے
بے اختیار یاد امیر ثانی و صدمۂ ہلاکت و اسیری سرداران لشکر اسلام مین زار زار روئے اور ایسا گریہ کیا
کہ کبھی اس طرح بیقرار ہوکے نروئے تھے اُسی حالت گریہ وزاری و نالہ و بیقراری مین سوے
فلک سر اُٹھاکے دل کو رجوع بہ پروردگار عالم کرکے اس مناجات کو ورد زبان کیا مناجات المولفہ

الٰہی تو ہر اک کا ہی کارساز	تری ذات بیشک ہی بندہ نواز	تو ہی بیکسون کا ہی مشکل کشا
تو ہی بس ہر اک کا ہی حاجت روا	اگرچہ مین ہون عاصی و پُر خطا	مگر رحم کر مجھپہ اب ای خدا
مرے دل کی امید بر لا شتاب	کہ دل ہی مرا سوز غم سے کباب	خواجہ مناجات مذکور جز زبان پر جاری

کرتے ہوے جاتے تھے اور بصد بیقراری روتے جاتے تھے اُسی گریہ وزاری مین خواب راحت
تو کجا غش آگیا عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مقطع وضع کے ایک تخت نور پر سوار جانب فلک سے
بالین سر شریف فرما ہوئے چہرہ اُنکا نورانی لباس پاکیزہ و سفید در بر ہے عطر مجموعہ سے بسا ہوا
عمامہ بر سر ہی ریش سفید موافق شرع ہی اُنجناب نے متبسم ہوکے فرمایا ای قلعہ گیر بے جنگ صاحب
قنطورہ زنگ دونده بیمثال عیار ذی کمال سر بریدہ ساحران درکش ترا شندہ کافران غرق دریاے
فکر و حیرانی خواجہ عمرو ثانی کیون اسقدر غمگین ہی خوش ہو کہ خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب کی حال زار پر
تیرے رحم کیا گریہ وزاری سے تیری دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا تھوڑے زمانہ مین در بدعا
تیر تیرے ہاتھ آئیگا جو مراد ہی وہ پائے گا لیکن حصول در مقصد دلی مین کوشش و فکر کرنا بھی ضرور ہی
بغیر فکر و کوشش بلیغ مستجاب ہونا اور ہلاک کرنا تمثال آئینہ رو کا مشکل ہی کیونکہ چند چیزین اُسکے
پاس ایسی ہین کہ وہ باعث اُسکے فروغ اور اُسکی حفاظت کی ہین تا وقتیکہ جس شخص سے وہ اشیا اُسکو
دستیاب ہوئی ہین وہی اُنکو نہ مٹائیگا تمثال آئینہ رو مارا نجائیگا حالانکہ خداوند عالم قادر و توانا ہی ہر شے پر
اُسے قدرت ہی جو چاہے کرے جسکو چاہے بنائے جسکو چاہے بگاڑے گو خداوند عالم اسپر بھی قادر ہی
کہ ایک چشم زدن مین تمثال آئینہ رو کو تیرے ہاتھ سے یا اور کسی طور سے یون قتل و ہلاک کرائے
کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے مگر حکمت و مشیت الٰہی یہی ہی کہ تو کوشش و فکر کرکے مراد دلی
حاصل کر المدعا تجھکو معلوم ہو کہ ایک درویش صاحب کمال کہ نام اُسکا رضوان بوریہ نشین ہی تمثال
آئینہ رو نے ایک زمانہ مین وعدہ اُسے زر و جواہر کثیر دینے کا کرکے کہا تھا کہ کچھ نقش وغیرہ مجھے
ایسے دو کہ خلائق مجھے دیکھتے ہی سجدہ کرے اور جو میری صورت پر نظر کرے وہ از خود رفتہ ہو جائے
بلکہ اُسکو غش آجائے تاب نظارہ جمال نہ لاسکے فقیر مذکور نے بطمع زر و جواہر کثیر شیطان کے

پھکانے سے راضی ہوکے اقرار کیا تھا اور اپنے عمل وریاضت کشی سے بصد دشواری وشکل ایک تختی اور چند
نقوش تیار کرکے اُس نابکار کو دیئے تھے اُنکو تمثال آئینہ رو نے لیکر اپنے پاس رکھا چنانچہ وہی نقوش
اور تختی ابتک اُسکے سر دپیشانی پر آویزان ہین اُنھین کی تاثیر سے ہر ایک پیر و شیطان اُس نابکار کو
سجدہ کرتا ہی اور اُنھین نقشون کی وجہ سے اور آئینہ مقابل کے عکس وغیرہ کے باعث سے چہرہ اُس کا
ضوافگن ہی اور باعث تسخیر قلوب مردم ہی غرض جب تمثال آئینہ رو درویش مسطور سے نقوش وغیرہ پاچکا
اور حسب وعدہ زر وجواہر اُسے دے چکا دل مین سوچا کہ اس درویش کامل نے جب مجھکو ایسے نقوش اور تختی
دی ہی کہ جسکی وجہ سے مین نے اپنے تئین خداوند مشہور کیا ہی اور مردم نے مجھے سجدہ کیا ہی وہ قادر اس امر پر
بھی ضرور ہوگا کہ وقت دشمنی مجھسے یہ نقوش اور تختی لے لے یا اپنے عمل سے تاثیر اُن نقوش کی زائل کردے
یا کسی میرے دشمن جان کا شریک ہوکے باعث میری تخریب کا ہو پس حفظ ماتقدم ضرور ہے کسی
دوست پر اسکا یقین نچاہیے کرنا کہ یہ ہمیشہ دوست رہیگا کبھی دشمنی نکریگا یہ سوچ کے اُس کو بمکر وحیلہ
گرفتار کیا اور ایک صحرا مین اُسے قید کیا بعد قید کرنے کے تین دربند درمیان راہ کے قائم کیے
بہت سے ساحرون کو محافظ اُسکا کیا تاکہ کوئی شخص اُس تک پہونچنے نپائے اور اُسے قید سے
رہا نکرنے پائے پس وہ درویش اُس زمانہ سے اتبک اُسی صحرا ے پرخطر مین کہ ایک حجرہ وسیع ہی
درمیان اُسکے قید ہی گرد اُس حجرہ کے صدہا ساحران نابکار بیٹھے ہین نگہبانی کرتے ہین تمثال آئینہ رو
نے تو واسطے اپنی بہبودی کے یہ تدبیر کی کہ جو بیان کی گئی لیکن وہ اُس بات سے بےخبر رہا کہ جب خدا
چاہیگا درویش رہا ہو جائیگا دربند ٹوٹ جائینگے خداوندی جاتی رہیگی بلکہ جان بھی جائیگی خداوند عالم
کسی اپنے بندہ کے ذریعہ سے درویش مذکور کو قید سے رہا کراویگا وہ قید سے چھوٹ کے شریک
اپنے محسن کا ہوکے باعث تخریب ہوگا ای خواجہ وہ وقت اب آیا ہی منظور خدا یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے
اور تمھاری کوشش سے دربند مذکور ٹوٹین اور وہ درویش قید سے رہا ہو تمہارا بھی اُس سے
مطلب دلی برآئے یعنی وہ شریک تمھارا ہوکے تمثال آئینہ رو کی خداوندی کو اور خود اُسکو مٹائے پس
تم وقت سحر یہان سے داہنی جانب روانہ ہونا بعد قطع راہ تمھین ایک دریاے ذخار نہایت مہیب وپرخطر
ملیگا جب اُس دریا کے کنارے بیٹھوگے اور فی بجاؤگے ایک دوست تمھارا ظاہر ہوگا اُسکی وجہ سے
راہ بھی طی ہوگی اور دربند اول بھی فتح ہوگا بالفعل تمکو اسقدر حال دربند اول کا بتایا گیا ہی آیندہ وقت
ضرورت کچھ اور بھی بتا جائیگا یہ فرماکے وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے عمرو ثانی خواب سے بیدار ہوا آنکھین
کھولکر دیکھا وقت صبح کا ہر چہار بالین سر دیکھا اُس بزرگ کو تو نپایا لیکن جو کچھ اُنھون نے ارشاد کیا تھا
وہ یاد تھا الغرض عمرو ثانی وقت شب خواب دیکھکر صبح کو بیدار ہوکے بہت خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ
فضل خدا شامل حال ہی البشارت ہوئی اب موافق ارشاد اُس بزرگ کے عمل کرنا چاہیے یہ باتین دل مین
کرکے اُٹھا اور بسم اللہ کہکر جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار قریب شام کہ دو ساعت دن
باقی تھا کنارے ایک دریاے ذخار کے پہونچا حال مفصل تو اُس دریا کا کیا لکھا جائے الامختصر یہ ہی کہ بمضمون ابیات

پاٹ دریا کا حد سے افزون تھا
لب بلب تھا محیط گردون سے

بادبان جہاز گردون تھا
دیکھکر آب ہمعنان فلک

اوج مین کم نتھا وہ جیحون سے
ڈر کے کہتے تھے ساکنان فلک

گرہی آب کی ہر طغیانی
برج آبی بنا تھا برج حباب
کہکشان فلک لبان نہنگ
سرطائر کو صید کرتی تھی

زور تھی چرخ ہو نہ طوفانی
اٹھی تھی قدسیونکی صاف صدا
ہر بھنور غیرت وہان نہنگ

آسمان سے ہم اوج تھا زلب آب
باتین سنتے تھے ساکن دریا
سنجری موج جب اُبھرتی تھی

عمرو ثانی دریا کی روانی اور زور و شور اور پاٹ اُسکا دیکھکر خائف ہوا کیونکہ عمرو ثانی دریاے مذکور کو دیکھکر نہ ڈرتا کہ وہ دریا ہی خطرناک تھا سوا اسکے الولد سر لابیہ مشہور ہے عمرو بھی دریا سے ڈرا کیا یہ فرزند اُسکا ہے یہ بھی مانند اپنے پدر کے دریاے مذکور سے خائف ہوکر دل مین کہنے لگا عجب یہ دریا ہے کہ جسمین نہ کوئی کشتی ہے نہ جہاز ہے پاٹ اسکا ایسا ہے کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہے عبور اس دریا سے کیونکر کرونگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ ارشاد اُس بزرگ کا یاد آیا فی الفور صورت اپنی رنگ و روغن سے ایک نہایت خوبصورت کلانوت بچے کی بنکر عنقریب ساحل دریا ایک درخت سایہ دار کے نیچے فرش کمل کا بچھا کے اُسی فرش پر بیٹھ کے زنبیل سے نَے نکال کے دہن سے نَے کو ملا کے بجانے لگا اور لحن داؤدی مین یہ غزل گانے لگا غزل

سر جھکایا آرزوے دلکو حاصل دیکھکر
ہوگیا بیچین دل مقتل کو جاتے ہی مرا
جیسے مجنون خوش ہوا لیلی کا محمل دیکھکر
دیکھکر
دست حسرت ملنے سے ممتاز کیا حاصل ہے اب

مرغ دلکو ہر شکار ناوک مژگان کیا
بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
شمع جلتی ہے تو پروانہ بھی ہو جاتا ہے خاک
پیشتر سے دلکو سمجھا نا تھا مائل دیکھکر

بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
دام گیسو مین کسے پھانسا ہے غافل دیکھکر
دیکھکر اُسکی سواری یون ہوا مین شادمان
گل بھی مائل ہوتا ہے بلبل کو مائل دیکھکر

چرند و پرند و جانوران دریائی کا نا عمرو ثانی کا سنکے مست و مدہوش ہوکے قریب آکے جمع ہوے اُس وقت وہ ہواے سرد کا چلنا وہ کنارہ دریا سبزہ شاداب کا فرش وہ لب دریا کی کیفیت وہ صحرا کا سنسنانا وہ لحن داؤدی عمرو ثانی کا گانا وہ سماں کا بندھنا وہ وحش و طیور و جانوران دریائی کا مست و مدہوش ہوکے قریب عمرو ثانی کے جمع ہونا قابل دید تھا ابھی عمرو ثانی نَے بجا رہا تھا غزل مندرجہ بالا لحن داؤدی گا رہا تھا کہ ناگاہ اُسی دریا مین دور سے ایک کشتی مانند ہلال شب اول کے عمرو کو نظر آئی جب وہ نزدیک آئی عمرو ثانی نے دیکھا کہ ایک کشتی نہایت خوشنما ہے اُسپر لنگیرہ زربفتی مختصر ایستادہ ہے زیر لنگیرہ فرش معقول بچھا ہے کرسیان و تپائیان عمدہ عمدہ بچھی ہوئی ہین اُنپر لگے پڑے ہین اُن کرسیون پر نوجوان عورتین خوبرو بیٹھی ہین آگے اُنکے ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے اور اُنھین نازنینون کو بتا بتا کے رجھا رہی ہے غزل

سر سوداے گیسوے بتان جاتا نہین سر سے ارادہ ہے کہ رگڑون خوب پیشانی کو پتھر سے
تمھارے سوز فرقت سے نپا یا چین شب مین نے دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جس وقت آمادہ صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
ہمارے سوز دل کا ہے رقم مضمون سراسر بھلا غم نامہ لیجاوے کہان ممکن کبوتر سے
تمھارے رنج فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
تپ ہجران نے اس درجہ کیا ہے ناتوان مجھکو کہ اُٹھ سکتا نہین مین درد کے ہمراہ بستر سے
گدا ہون یا تونگر جتنے ہین سب تجھسے سائل مین ترا سائل بتا تو ہی کہان جاوے ترے در سے
برہمن نے دعا بتخانے مین مانگی تو مین بولا خداوند امرا دین کس طرح ملتی ہین پتھر سے

گوارہ دور بے دلدار اک ساعت نہ تھی ہمکو | مگر اے اشرفی مجبور ہین اپنے مقدر سے

نازنینان خوبرو سن رہی ہین اشعار غزل سن سنکے مطلب ہر شعر کا سمجھ سمجھ کے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس رہی ہین ایک دو عورتین تھا پیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لاتی ہین جو عورتین کرسیون پر بیٹھی ہین اُمین چار عورتین تو چوکی کرسیون پر تمین و لیسار بیٹھی ہین حسن و خوبی مین مانند کوکب ہین اور درمیان مین جو کرسی جواہر نگار ہی اُسپر ایک شاہزادی نہایت خوبصورت پری سیرت حور جمال رشک ماہ بکمال بصد ناز بیٹھی ہی

سراپا اُسکا یہ ہی سراپا

الفت کا الف وہ قد ہی گویا
قمری رہے اُسکا تا ابد سرو
جنجال ہی پیچ زلف یا جال
جالا نگس نظر کا ہی زلف
دل مانگنے مین وہ مانگ ہی فرد
خط نصف النہار کہیے
زلف ابر سیاہ ہی تو رخ بدر
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہی وہ ظلمات
یہ من ہی وہ افعی سیہ کار
یہ تاریکی ہی وہ اُجالا
یہ خانۂ حق وہ کافرستان
ماتھا سر لوحۂ صفا ہے
یہ شرق ہی اور وہ نیر شرق
ابرو کہیے کہ طاق کعبہ
ہی جفت تو ابروے دگر جفت
پلکین ہین وہ پوست آنکھین بادام
کہیے اُسے نشتر رگ جان
نیرنگ کہ حب کا اسم کہیے
شوخی غصہ حیا غضب قہر
نظرون مین مئے حیا بھری ہی
دست بیمار مین عصا ہے
ترکش سے نکل پڑا ہے یہ تیر
تشبیہ یہ عمدہ ہاتھ آئی
آنکھین دو نون کٹوریان ہین

قامت مداح عاشقان ہی
بارے برکت کی مد ہی گویا
شمشاد قدم پکڑ کے رہجائے
یا ماہی دل کو ہی مہاجال
زلف الجد لوح حسن کا لام
دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
کلک دو زبان صفت بہم کر
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یہ دل ہی تو وہ سیاہ ہی دل
یہ وصل کے دن وہ ہجر کی رات
یہ آگ وہ آگ کا دھوان ہی
یہ سنبل باغ ہی وہ لالا
یہ کعبہ وہ جامہ کعبہ کا ہے
پیشانی نسخہ وفا ہے
ثابت ہوا جب کیا نظارہ
محراب در رواق کعبہ
گردیدۂ مست بحر مل ہی
یا ماہی چشم کے لیے دام
آنکھین ہم چشم ہاے ہوز
جادو افسون طلسم کہیے
پیدا چتون سے سحر و اعجاز
پتلی ہی کہ شیشہ مین پری ہے
کہتے ہین یہ تاڑ کر نظر باز
یا میان سے نکلی نوک شمشیر
ٹیکا چشم و سیاہ ابرو کد
تار نظر اُسکی ڈوریان ہین

یا آمد حشر کا نشان ہے
تعظیم کو اُٹھے سرو قد سرو
خجلت سے زمین مین گڑ کے رہجائے
ڈورا ہر چشم تر کا ہی زلف
جوڑا نہین نوج کا بندھا لام
بحر ظلمت کی دھار کہیے
وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام
یہ گل ہی تو وہ چراغ محفل
یہ کافر زشت خو وہ دیندار
یہ دھوپ وہ سایہ بیگمان ہی
تفسیر جو یہ تو وہ ہی قرآن
یہ قہر وہ رحمت خدا ہے
کوندا رخسار مین جبین برق
یہ شب کا وہ صبح کا ہی تارا
اس طاق کا ہی نہین مگر جفت
ابرو محراب دار پل ہے
نوک خنجر ہی نوک مژگان
تل داد کا دائرہ ہی مرکز
آنکھون مین بھرا ہی شربت زہر
غمزہ عشوہ چمک ادا ناز
دنبالۂ چشم سرمہ سا ہے
پر کھولے پری نے ہی پرواز
کی خامہ نے طبع آزمائی ہے
کا تتا ہی کہ حسن کی ترازو
تل ہی پئے وزن ماشۂ نور

ماشا اللہ چشم بد دور
کیا ناک مین ہے وہ خوشنما کیل
مینائے گلو کی قیف ہے کان
بالا مہتاب کا ہے ہالا
صدقے کرین شاہد چمن پھول
کیونکر کہون مہ کہ لالہ باغ
یا جلوہ حق مین شرک باطل
برج مہر شرف دہن ہے
یاقوت ابھی ہیرے کی کنی کھائے
دندانے ہین سین کے وہ دندان
منھ کی کھائی جہان چلی عقل
فوارہ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین وگل سمن نہ پہونچی
کف مہر ہے انگلیان کرن ہین
گنجینۂ الفت و وفا ہے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
محرم انگور کی پٹاری
دو لعل ہین یا کہ واژگون درج
زنبور کنول کے پھول پر ہے
ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ
عنقاے کمر کے باندھیے پر
ہین ناف و کمر جو دونون باہم
یا تار خیال کا ہے پھندا
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا
گو یا پشت و پناہ خوبی
اب تاب رقم نہین ہے ہمکو
راز مخفی کا کھولنا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کافور

حسن و خوبی کی ناک ہے ناک
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
لو کان کی گوشۂ مہ نو
بجلی سے چمک دمک مین بالا
ہین گال کہ وہ گلاب کے پھول
اس مین دھبا ہے اس مین ہے داغ
باب صفت دہن جو کھولون
موتی دندان صدف دہن ہے
قند و شکر و نبات ہے بات
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
یوسف گرے جس مین ہے یہ وہ چاہ
برق سر طور ہے وہ گردن
بل زلف سے جبکہ کھائے شانہ
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
رنگین وہ ہتھیلیان وہ پنجہ
برگ نخل ریاض تن ہین
گر دیکھ لیا کسی نے سینا
ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
روشن ہین گلاس یا کنول ہین
یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
بیٹھا سر قلعہ پر عسس ہے
شفاف بلور کا ہے تختہ
ذی عقل مبصرون کے نزدیک
مضمون کے پیچ مین پھنسے ہم
بس غور طلب یہی جبکہ ہے
سکتا ہے یہ مصرعہ کمر کا
ہین کوہ سرین وہ پیکر حسن
آتی ہین پھر یہان قلم کو
کافی ہے وصف یہ سخن ہے
شکل صدف دو پارہ کہیے
زانو آئینہ حلب ہین

اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کان گہر لطیف ہے کان
لو جس سے لگائے شمع کی لو
محو سرگوشی ہین کرن پھول
نخل چمن شباب کے پھول
چشم مردم کا تل وہ ہے تل
پیلے کوثر مین منھ کو دھو لون
لعل لب سرخ اگر نظر آئے
مجموعۂ معجزات ہے بات
ہے چاہ ذقن یمین باولی عقل
ملتی نہین غوطہ خور کو تھاہ
شانون کو خدا کی شان کہیے
کب شانے کا بار اٹھائے شانہ
اس پہونچی کو نسترن نہ پہونچی
مٹھی تپے جس دل شکنجہ
سینہ آئینۂ صفا ہے
مشکل ہو از جسم دل کا سینا
پستان ہین جو میوۂ بہاری
پھولے دریا مین کیا کنول ہین
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہے
یا شہد کے شیشہ پر مگس ہے
صید مضمون ہو اس جگہ پر
ہے تار نظر سے بھی وہ باریک
یہ بال وہ بال کا ہے پھندا
سب کہتے ہین بال مین گرہ ہے
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا
نقش سم آہوے ختن ہے
رانین برق تجلی طور
تالش مین بلور ہین یشب ہین

اڑی نازک ہی اُس قمر کی
اڑی چوٹی پہ اپنے دارے
مہر و مہ آسمان مین تلوے
حورین آنکھون سے تلوین سہلائین
اعجاز ہی گردش قدم مین
بھولین اعجاز کلمہ قسم

کچھ اصل نہین گُل ثمر کی
برگ گل نسترن کف پا
آئینہ فرسیان مین تلوے
سایہ ہی کہ سایۂ پری ہی
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

رخسار تبان پہ لات مارے
شفاف و منور و مصفا
پاے نازک جو دیکھنے پائین
ہمراز وجود دلبری ہی
عیسی کے حواس و ہوش ہون گم

اُس نازنین موصوفہ کو عمرو ثانی نے دیکھکر بے اختیار آہ کی
نظر سے نظر ملتے ہی تیر مژگان نازنین سینے کے پار ہوا مبتلاے عشق ہوا نقد دل جنس جین
دیکھتے ہی رونمائی مین دیدیا شوق وصل مین دل بیتاب مانند سیماب کے تڑپا اُس مہ پارہ نے بھی
عمرو ثانی کو بنظر غور دیکھکر مائل و فریفتہ ہوکے آہستہ آہستہ آہ کی کیونکر وہ نازنین دیکھکر شیفتہ
نہوتی صورت دلربائی بھی خواجہ نے ایسی بنائی تھی کہ بقول ے

نظم

موے سر رشک دود شعلۂ طور
جوش پر تھا بہار حسن شباب
گل گلزار کامرانی تھا

صفت شعلہ تھا سراپا نور
گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
خوبرو نوجوان کمال حسین

تھی جبین آفتاب صبح بلور
شمع قامت مین تھی تجلی طور
شجر باغ نوجوانی تھا
چاند چہرہ تھا آفتاب جبین

الغرض نازنین مذکور نے عمرو ثانی پر نظر کرکے عاشق ہوکے اپنی ایک وزیر زادی سے کہا ذرا اس
کلانوت بچے سے پوچھو کہ تو کہان رہتا ہی نام تیرا کیا ہی دیکھو صورت اسکی کیا اچھی ہی گاتا بھی خوب
ہی ہم اسکا گانا سنکے اس رقاصہ کا رقص دیکھین گے ہمکو اسکا نے بجانا اور گانا پسند آیا ہی ہنوز ملکہ اپنی
وزیر زادی سے یہ باتین کر رہی تھی کہ کشتی کنارے پر آئی اُس وزیر زادی نے حسب الحکم اپنی شاہزادی
کے مسکراکر پوچھا اے شخص کہہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی نام تیرا کیا ہی تجھے کئی احتمال مین یا آسیب ہی کہ
اس صورت پر بنکر اس صحراے ہول خیز مین کنارے دریا کے زیر شجر بیٹھا ہی نے بجاتا ہی اور گاتا ہے
تاکہ کوئی نے سنکے قریب آئے اور تو اُسے ضرر پہونچائے یا تو جن ہی باین صورت و لباس یہان بیٹھا ہی
یا کوئی اس درخت پر بلا ہی عمرو ثانی نے ہنسکر جواب دیا مثل مشہور ہی جو کوئی جیسا ہوتا ہی وہ دوسرے
کو بھی ویسا ہی جانتا ہی مجھے معلوم ہوا کہ تم دریائی چڑیل ہو اس ٹھنڈے وقت مین دریا کی سیر کو باین
صورت آئی ہو اگر بشر ہوتین تو مجھکو بھی انسان جانتین یہ تو مین نے تمہارے اُس کلمہ کا جواب دیا کہ
تمنے مجھے آسیب جانا تھا اب سچ سچ کہتا ہون کہ آدم زاد ہون نام میرا کلانوت ویران ہی ہمیشہ صحرا مین
رہا کرتا ہون طبع ویران پسند ہی مردم سے اور اہل شہر سے نفرت ہی اسی سبب سے خاص و عام جو مجھے جانتے
ہین کلانوت ویران کہتے ہین صحرا نوردی سے تھک کے اس وقت یہان بیٹھ گیا ہون نے بجا رہا ہون دل
اپنا بہلا رہا ہون تم اپنا مطلب ظاہر کرو میرے نام دریافت کرنے سے کیا مقصد ہی اُسنے قہقہہ مار کر
کہا واہ کیا اچھا تمہارا نام ہی اور کیا سیرت ہی الو کی صورت و سیرت ہی ویران نام ہو ویرانے مین رہتے
ہو عمرو نے جواب دیا تمہاری بھونڈی شکل سے میری صورت اچھی ہی تم مجھے الو کہتی ہو بڑی بیوقوف
ہو ملکہ یہ تمام تقریر عمرو ثانی کی سُن کے منھ پھیر کر ہنسی دل مین خوش ہوئی کہ یہ جوان شوخ طبع ہی بعد
ہنسی کے خواجہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے شخص ہمارے پاس آ کشتی پر سوار ہوکر ہمارے ساتھ چل

ہمین گانا نیز اپسند آیا ہی تجھے اپنے باغ مین لیجا کے نیز اگانا سنکے تجھے انعام کثیر دین گے عمرو نے جواب دیا اے ملکہ معلوم ہوا کہ تم قدردان مردم اہل کمال ہو پہلے اپنے نام نامی سے آگاہ کرد پھر تمھارے ساتھ جلنے یا نجانے کے بارے مین کہونگا ملکہ مذکورہ نے کہا اے کلاونت دیران آگاہ ہو کہ نام ہمارا ناز پرور ہے خاص و عام ہمکو ملکہ ناز پرور کہتے ہین ہم دختر ہین ارغوان شاہ دریا باری کی پدر ہمارا جانب خداوند تمثال آیینۂ روے شہر ارغوانیہ کا بادشاہ ہے یہ دریا ہمارے والد ہی کی عملداری مین ہے سرحد حکومت والد کی ہے اگر تم میرے ساتھ چل کے گانا اپنا سناوگے تو بہت انعام پاؤگے عمرو ثانی نے تقریر اسکی سنکے عقل سے دریافت کیا کہ ملکہ ناز پرور بھی مجھپر شیفتہ ہوگئی ہے اسکی گفتگو و نظر سے ظاہر ہوتا ہے لہذا ایسی صورت مین بظاہر ساتھ اسکے جانے سے انکار کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے یہ ناز نین مصر ہوتی ہے یا برہم ہو کے چلی جاتی ہے یہ تجویز کرکے کہا اے ملکہ مین اس صحرا سے سوے شہر بخاو مگا بسبب مردم سے مجھے صدمہ پہونچا ہے اس وجہ سے مسکن اپنا صحرا اختیار کیا ہے احتمال ہے کہ اگر ہمراہ تمھارے جاونگا تو مردم سے کوئی نہ کوئی ضرر ضرور پہونچیگا تمسے میرے باب مین کچھ لوگ ایسا کہین گے کہ تم میری دشمن ہو جاؤگی مجھے قید یا قتل کروگی ملکہ نے جواب دیا اے کلاونت دیران یہ کیا خیالات کرتے ہو کیا مجال کسی کی کہ تمھین ضرر پہونچا سکے اگر کوئی تمھارے مقدمہ مین کچھ کہیگا تو مین باور نکرونگی خواجہ یہ تقریر ملکہ کی سُن کے کشتی پر سوار ہوے ملکہ اپنی کشتی پر ایک جگہ بٹھا کے بیٹھے ملکہ نے کہا اے کلاونت دیران عجب تم آدم ہو بزرگ ہو دور ہمسے کیون بیٹھے ہو بالاے فرش قریب ہمارے آکے بیٹھو عمرو ثانی نے جواب دیا اے ملکہ عالم مین ایک ادنے شخص ہون موافق اپنی لیاقت کے کملی پر بیٹھا ہون فقیرون اور محتاجون کو فرش نفیس و نرم سے کیا غرض چار دن کی زندگی ہے بہر طور بسر ہو جائیگی شاہون کی زندگی عیش و عشرت مین غربا کی حیات تکلیف و مصیبت مین کٹ جائیگی انجام کار شاہ و گدا دونون دنیا سے سوے عدم جائینگے قبر مین ایک روز سوئینگے وہان کہان فرش نفیس ہوگا بجز فرش زمین کے اور کچھ نہوگا زندگی مین فرق گدا و شاہ مین ہے بعد مرگ کچھ بھی فرق نرہیگا ملکہ یہ باتین سنکے کہنے لگی ہماری خوشی یہی ہے کہ ہمارے قریب آکے بیٹھو پیش از مرگ خیال موت نکرو یہ تو سچ ہے کہ ایک روز مرنا ضرور ہے خاک مین لمنا ضرور ہے مگر فی الحال راحت ممکن و میسر ہے کیون تکلیف اٹھاؤ یہ کہکے اپنے پاس فرش پر بٹھایا پھر حکم کیا کشتی یہان سے ہمارے باغ کی طرف لیچلو اب ہم سیر دریا کی نکرین گے وہ دونون عورتین جو تھا پیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لے چلین بعد قطع راہ جب کشتی کنارے پر پہونچی ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے کشتی سے اُتر کر کلاونت دیران کو ساتھ لیکر اپنے باغ مین گئی یہ باغ ملکہ کا بیرون شہر ارغوانیہ کنارے دریا پر واقع ہے نہایت سرسبز و شاداب ہے عمرو ثانی نے باغ مین جا کے چہار سمت باغ کو دیکھا دل مین کہا واقعی کیا اچھا باغ ہے اگر اسکو گلشن ارم کہیے تو بجا ہے خواجہ ایسی تعریف اس باغ کی کیونکر نکرے کہ در اصل وہ باغ پر بہار ایسا تھا کہ بمصداق نظم

مثل باغ ارم تھا لیس وہ باغ	دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ	اُسمین انواع قسم کے تھے درخت
ایستادہ تھے سرو ہوے کرخت	تاک انگور ون کی بیلی الیسی خوب	جسکے سایہ مین عشق ہو مرغوب
باغ و گلشن تجلی تھا	ہر چمن معدن تجلی تھا	یون شگفتہ تھا سونیے کا چمن
جسطرح سے گہر میان عدن	نہر تھی اسطرح کی بنائی تھیں	دل مین آنکھون مین جو سمائی تھیں

بیکلی دل کو ہر زمان ہووے
شوخی چشم گلرخان جواب ہو
تاب نظارہ کی کہان ہووے
دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب

ابھی عمرو ثانی سیر باغ کی دیکھتا جاتا تھا کہ ملکہ مذکور قطع راہ کرکے بارہ دری مین اُس باغ کے پہونچی بالائے مسند زرین بیٹھی انیسین جلیسین اور وزیرزادی اُسکی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھین کلاونت ویران بھی ملکہ کے کہنے سے ایک جگہ موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا بارہ دری کی زیب و زینت کو دیکھنے لگا عجب وہ بارہ دری تھی کہ جسکی مختصر ثنا یہ ہے نظم

ہمسر قصر در بیضا تھی یہ
در فردوس سے بھی خوشتر در
بیضہ بیضہ تھا بیضۂ خورشید
آئینہ ایک ایک برق نسب
موج آئینہ موج شعلۂ طور
آئینے سنگ کوہ طور کے تھے
فرش ماہ پارہ برق نظیر
تھا مرقع تمام حور نژاد
آئینہ سان ہون دیکھ کر سے دنگ
وہ منبت تمام مینا کار
دنگ ہون آنکھین چھت سے لگجائین
پڑے زربفت کے بہت بھاری

ساق سیمین حور سب تھے ستون
رشک آغوش حور عین ہر در
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان حلب
بیش قیمت تھے اسقدر وہ سب
جھاڑ سب ایکڈال نور کے تھے
رنگ تصویر رنگ روئے بہار
رشک اثر رنگ مانی و بہزاد
وہ منقش تمام سقف و جدار
لاجوردی وہ ہر در و دیوار
دیکھکر وہ بہار گلکاری
شیر ماہی کی وہ چقین ساری

کاخ گردون سے بھی وہ اعلی تھی
غیرت شمع طور سب تھے ستون
شمہ شمہ تھا شمۂ خورشید
صبح جنت بھی جس سے نور لے دام
خانۂ آئینہ تھا مظہر نور
جسکا بیعانہ تھا خراج حلب
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
رشک گلگونۂ گل رخسار
چہرہ پرداز روم و چین و فرنگ
وہ بہار طلسم نقش و نگار
سقف نقاش چین اگر دیکھین
عقل نقاش فکر ہو عاری

بھی کلاونت ویران زیب و زینت بارہ دری کو دیکھ رہا تھا کہ فرش پر چھپر فرش چہار جانب یاقوت کے رکھے تھے نظر آئے جو میر فرش قریب تھا رکھا تھا اُسے کلاونت ویران نے سبکی نظر بچا کے جلدی سے اُٹھا کے داخل زنبیل کیا اس اثنا مین چند کنیزون نے جو عہدے لیے ہوے ہاتھون مین روبرو ملکہ کے کھڑی تھین اُس میر فرش کو بالائے فرش نہ دیکھکر باہم کہا آج تین میر فرش تو دکھائی دیتے ہین چوتھا میر فرش نظر نہین آتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسی کلاونت بچے نے چرایا ہے کیونکہ بمقام میر فرش یہ کلاونت بچہ بیٹھا ہے جب کنیزون نے چپکے چپکے باہم یہ تقریر کی ملکہ نے پوچھا اے کمبختو آج چپکے چپکے کیا باتین کر رہی ہو مجھسے تو کہو کیا ہوا ہے انھون نے عرض کیا حضور یہ جو تھا میر فرش معلوم نہین ہوتا ہے جس جگہ یہ کلاونت بچہ بیٹھا ہے میر فرش اسی جگہ پر رکھا تھا ہنوز ملکہ نے کچھ نہ کہا تھا کہ عمرو ثانی جو بصورت مبدل کلاونت بچہ کی شکل بنا ہوا بیٹھا تھا ملکہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے ملکہ عالم دیکھیے مین اسی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ آتا تھا سنا آپنے کہ یہ کنیزین کیا کہتی ہین چور میر فرش کا مجھے کہتی ہین اگر مین آپکے ساتھ یہان نہ آتا تو چور میر فرش کا کیون بنتا یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہا ہے ملکہ پاس میرے میر فرش کہان ہے اتنا بڑا میر فرش اگر مین لیتا تو آخر کہان چھپاتا کمر مین باندھ نہ سکتا دس بارہ سیر سے وزن مین یہ میر فرش کم نہونگے اتنا وزنی میر فرش مین اُٹھا کر کہان رکھتا اگر چُراتا تو میرے پاس ہوتا یہ میر فرش کھانے کی کوئی چیز نہین ہے کہ مین کھا گیا یہ کہکے کمل اور لباس اپنا جھاڑنے لگا چونکہ ملکہ مذکور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور گانے پر عاشق ہوئی ہے کنیزون پر خفا ہوئی اور کلاونت بچہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی

تم وہان سے چلے آو ہمارے قریب بیٹھو ان نالائقون کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرو مجھے یقین انکے کہنے کا نہین ہے خود انھون نے میر فرش چرایا ہوگا یہ کہکے کلاونت ویران کو قریب اپنے بٹھاتے کنیزون سے پوچھا سچ کہو میر فرش کیا ہوا اگر سچ نہ کہوگی تو سزاے سخت پاؤگی سبھون نے کہا حضور ہم حال سے میر فرش کے آگاہ نہین ہین کلاونت نے کہا اے ملکہ انھون نے میر فرش ضرور چرایا ہے تباہی نہین ہین انکی پشت پر چند کوڑے اگر لگائے جائین تو ابھی یہ بتا دین ملکہ نے کوڑا طلب کرکے ایک اپنی ہم جلیس کو دیا اور کہا ان نالائقون کو ماروا نے چند کنیزون کو چند کوڑے مارے اور پوچھا کہو میر فرش کیا ہوا سبھون نے کوڑے کھاکے اشکبار ہوکے کہا ہمین میر فرش سے آگاہی نہین ہے تم حکم ملکہ عالم سے جسقدر دل چاہے کوڑے اور لگاؤ ہم حاضر ہین جو کہا ہے وہی کہے جائینگے جب ملکہ ناز پرور نے دیکھا کہ اتنے کوڑے کھاکے بھی کنیزون نے حال میر فرش کا نہ بتایا اس ہم جلیس سے کہا اب ان لائقون کو کوڑے نہ مارو اگر میر فرش گم ہوگیا تو اسے دور کرو کسی نے لیا ہوگا اب ملکہ نے کلاونت بچہ سے مخاطب ہوکے کہا کہ اب تم نے بجاکر کچھ گاؤ عمر وثانی نے ستار لیکر بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

مکان سے نہ کچھ ہمکو ہے لامکان سے غرض
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض
ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہے رنگ
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جہان حضور رہین ہمکو ہے وہان سے غرض
تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا کا
بہار سے ہے نہ مطلب کچھ خزان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
نہ کچھ بیان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض
کسے ہے فکر مضامین تازہ کی زستان

اہل بزم سننے لگے خصوص ملکہ ناز پرور بگوش دل سننے لگی نہایت خوش ہوکے تعریف کرنے لگی بلکہ اسی عالم خوشی مین چاہتی تھی کہ اسکو اپنے پہلو مین بٹھا لیجے یا دوڑ کر اس سے لپٹ جایئے ابھی ملکہ و دیگر عورتین بیٹھی ہوئی اشعار غزل مندرجہ بالا سن رہی تھین خوش ہوکے تعریف کر رہی تھین کہ عمر وثانی نے غزل مذکور تمام کرکے نے ہاتھ سے رکھکے انگڑائی لیکے جمائی لی ملکہ نے پوچھا اے کلاونت کیون مزاج کیسا ہے انگڑائی اور جمائی کیون لی کیا کچھ نشہ پیتے ہو یہ وقت خمار ہے کلاونت مذکور نے کہا اے ملکہ عالم مین بادہ کش ہون اسوقت شراب کا نشہ اتر گیا ہے کیا کہون جو اعضا شکنی اور بیچینی ہے نے بجائی نہین جاتی ہے مطلق گایا بھی نہین جاتا ہے حال اچھا نہین ہے ملکہ نے یہ سنکے اپنی کنیزون سے کہا جلد کشتی شراب کی لاؤ شراب ناب ہمکو بھی پلاؤ اور کلاونت ویران کو بھی پلاؤ حسب الحکم کنیزین گئین جلد کشتی مے لیکر آئین ایک کنیز نے ارادہ شراب پلانے کا کیا کلاونت ویران نے ملکہ سے کہا اے ملکہ عالم سوا علم موسیقی کے مجھکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہے کہیے سر پر جام پیمانہ شراب رکھکر گھنگھرو پاؤن مین باندھکر رقص کرون بھر بھر کے شراب آپ کو پلاؤن کیا مجال کہ ایک قطرہ مے بھی ہنگام رقص فرش پر گرے کہیے رقص کرنے مین پاؤن کے گھنگرو سب بولین کہیے فقط ایک پاؤن کے بولین کہیے کچھ ایک پاؤن سے بولین کچھ نہ بولین کہیے ایک گھنگرو دونون پاؤن کا بولے اور کوئی گھنگرو نہ بولے کہیے کف دست پر ساغر مے رکھکر رقص کرون اور شراب نہ چھلکے غرض جسطرح کہیے شراب پلاؤن کمال اپنا دکھاؤن گھنگھرو پاؤن مین اپنے باندھکر شیشہ و ساغر اٹھا کر شراب مین چالاکی سے بیہوشی آمیز کرکے ساغر مین وہی شراب بھرکے ساغر سر پر رکھکے رقص کرنے لگا گھنگھرو پاؤن کے حسب دلخواہ بجانے لگا ملکہ رقص اسکا دیکھنے لگی گھنگھرون پر نظر کرنے لگی دیکھنے سے ظاہر ہونے لگا کہ گاہ ایک پاؤن کے گھنگھرو بولتے ہین کبھی آدھے آدھے دونون پاؤن کے بولتے ہین کبھی کوئی گھنگھرو بحالت رقص مین نہین بولتا ہے غرض یہ کمال دیکھکر سب نے بہت تعریف کی خصوص ملکہ ناز پرور نے

ازحد توصیف کی جب عمرو ثانی کمال اپنا دکھا چکا قریب ملکہ کے گیا سر جھکایا ملکہ نے جام مے لیکر جو دیکھا تو شراب اسمین
لبالب بھری تھی یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار بہت صفت وثنا عمرو ثانی کی کرکے جام کو دہن سے
ملانے چاہتی تھی کہ شراب پیئے ناگاہ اُسی بارہ دری مین جو تصویرین دیوارون پر لگی تھین اُنمین سے دو
تصویرون مین ایک ترا قا ہوا ملکہ اور عمرو ثانی وغیرہ سب اُن تصویرون کی طرف دیکھنے لگے ابھی سب نے
اُنکی جانب دیکھا تھا عمرو نے کچھ سمجھ کے خوف سے ارادہ گلیم اوڑھنے کا کیا تھا کہ اُن تصویرون مین سے ایک
تصویر نے دوسری تصویر سے کہا بوا تم جانتی ہو کہ یہ کلاونت بچہ جو ابھی گاتا تھا اور جس نے ابھی رقص کرکے
جام ملکہ کو دیا ہے کون ہے اُسنے جواب دیا اے بہن مین خوب جانتی ہون یہ وہ موا موذی کا ٹا ہے کہ جو قاتل ساحران
وکافران ہے اسکا نام عمرو ثانی ہے یہ فرزند خواجہ عمرو کا ہے عیار بلاے روزگار ہے شراب بیہوشی آمیز اسنے ملکہ کو
دی ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ عیاری کرکے ملکہ کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لون اس بارہ دری مین جو اسباب
ہے وہ لوٹ لون پھر داخل شہر ہوکر ارغوان شاہ کو بعیاری گرفتار کرون یا قتل کرون یہ در شہر فتح کرون
اُسنے کہا ہان بوا تم سچ کہتی ہو مین بھی اسیقدر جانتی ہون یہ کہکے اُس تصویر نے بہ آواز بلند کہا اے ملکہ
نازپرور خبردار و ہوشیار یہ عیار عمرو ثانی ہے اسکو کلاونت وبیران نہ جانو جو شراب اسنے تمکو جام مین بھرکے
دی ہے اُسمین بیہوشی آمیز ہے اگر شراب پی لوگی بیہوش ہو جاوگی یہ عیار تمکو اپنی زنبیل مین ڈال لیگا بارہ دری
کو لوٹ لیگا تمھاری صورت بنکر تمھارے باپ کو پکڑ لیگا پھر اُنکو قتل کر ڈالے گا یہ کہکے خاموش ہوئی
دوسری تصویر نے فی الفور پکار کر کہا اے طاوس شعلہ زن کہان ہو جلد آو عمرو ثانی یہان آگیا ارغوان شاہ
نے محض جسکی گرفتاری کے واسطے ہمین اور تمھین یہان مقرر کیا ہے وہ شخص یہان موجود ہے عیاری کر رہا ہے جلد
آکے گرفتار کرو ملکہ وغیرہ یہ گفتگو دونون تصویرون کی سنکے حیران و پریشان خاطر ہوئی عمرو نے پہلے
بھی ارادہ کیا اب بھی قصد کیا کہ زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لون جان اپنی بچاؤن گرفتاری سے باز رہون
ہنوز خواجہ نے گلیم زنبیل سے نکالی نہ تھی کہ بارہ دری ایک جگہ دفعتاً شق ہوئی ایک ساحر سیہ فام
نہایت مہیب شکل اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھے ہوے بجمعیت تھوڑے ساحرون کے پیدا ہوا
اُسنے آتے ہی خواجہ پر چند دانے ماش کے سحر دم کرکے مارے دست و پا خواجہ کے بیکار ہوے طاوس
شعلہ زن خواجہ کو گرفتار کرکے جس وقت لیچلا خواجہ نے فریاد کی اے ملکہ مین انھین خیالات سے تمھارے
ہمراہ نہ آتا تھا یہان جو آیا پہلے تہمت چوری کی کنیزون نے لگائی پھر ان تصویرون نے مجھے عیار مکار بنایا
پھر اس ساحر نے آکے مجھے گرفتار کیا اب یہ گرفتار کیے لیے جاتا ہے کیون ملکہ اپنے مہمان سے ایسی ہی بدی
کرتے ہین اور جسکو اپنے گھر لاتے ہین اُس سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین یہ شرط مروت و دوستی نہین ہے کیا
بیٹھی ہو اُٹھکر مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑاؤ مین اب ایک لحظہ بھی یہان نہ ٹھہرونگا کشتی پر سوار
کرکے مجھے اُسی صحرا مین پہونچا دو وہ صحراے پرخار مجھے اس باغ پر بہار سے بہتر ہے ملکہ یہ سنکے محبت
خواجہ مین جلد تر مسند زرین سے اُٹھی اور طاوس شعلہ زن سے کہنے لگی اے طاوس اس کلاونت بچہ کو
یہان سے نہ لیجا اُسنے کہا اے ملکہ عالم آپ اس عیار مکار کے بارے مین کچھ نہ کہین مین ہرگز اسے آپ کے
حوالے نہ کرونگا ابھی اسکو ارغوان شاہ دربار باری آپ کے والد کے پاس لیجاؤنگا دیکھیے آپ
مجھپر سحر نکیجیے گا سحر آپکا مجھپر اثر نکریگا ابھی آپ طفل مکتب ہین اگر مین ایک دانہ سرسون کا سحر پڑھ کر

آپ پر مار دون تو آپ ابھی دیوانی ہوجائین بلکہ ہلاک ہوجایئے گا اطلا عًا مین نے عرض کیا آگے آپکو
اختیار ہی مجھے نہ روکیے اس عیار کو لے جانے دیجیے ملکہ نازپرور نے بدرجا سحر مین اُس سے اپنے تیئین کم
پاکے کچھ سونچ کے طاؤس شعلہ زن سے لڑنا منا سب نجانا غصہ کو ضبط کیا طاؤس جادو
عمر و ثانی کو مبتلاے سحر مکرر کرکے تخت سحر پر ڈالکر اُسی تخت پر سوار ہوکے سوے ارغوان شاہ دریا
باری روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس وقت پہونچا تھا کہ شاہ مذکور دربار مین بالاے تخت بیٹھا ہوا تھا اُمرا وزرا
سرداران سپاہ وساحران نابکار مین ولیسار علی قدر مراتب دربار مین بیٹھے ہوے تھے دربار خوب آراستہ تھا
شاہ مذکور معلم کتا بدار سے کہہ رہا تھا تو نے حکم لگایا تھا کہ آج کے روز فتاح ہرسہ دربند یہان قید ہوکے
آئیگا تیرا حکم سچا نہوا ابھی تک فتاح ہرسہ دربند نہین آیا وہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی تو کچھ دن باقی ہی جب
آفتاب نہان ہوجائیگا اُس وقت آپ میرے قول کو جھوٹا جانیے گا ابھی معلم کتا بدار یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے
ایک لکہ ابر کا عیان ہوا اُس ابر کے ٹکڑے مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی جملہ اہل دربار وارغوان شاہ
دریا باری جانب ابر سیاہ مذکور دیکھنے لگے معلم کتابدار نے عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ جو مین نے عرض کیا تھا
اُسکا ظہور ہوا فتاح ہرسہ دربند گرفتار ہوکے آتا ہی طاؤس جادو لاتا ہی ابھی معلم مذکور یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
لکہ ابر کا قریب تر آکے درمیان سے شق ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت سحر پر سوار ہی تخت
اُسکا بلندی سے اُترتا ہوا سوے پستی آتا ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ طاؤس شعلہ زن
جادو تخت سحر سے اُتر کر عمر و ثانی کو لیکر دربار مین آیا ارغوان شاہ کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ فدوی کو
حضور نے جس کام کے واسطے ملکہ نازپرور کے باغ مین زیر زمین مقرر کیا تھا آج کا وہ کام بخوبی تمام کرکے آیا
فتاح ہرسہ دربند کو گرفتار کرکے لے آیا ملاحظہ ہو یہ وہی شخص ہی اسی کا نام عمر و ثانی ہی یہ عیار نہایت مکار
ہی چونکہ خواجہ اُس وقت اپنے ہوش وحواس مین تھے صرف سحر سے دست و پا قابو مین نہ تھے اس وجہ سے
جملہ اہل دربار وارغوان شاہ کو دیکھکر شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ کہا ہے بادشاہ فلک جاہ سامری جمشید
وخداوند مقبال آیئنہ رو وغیرہ جملہ خداوند تجھپر مدام مہربان رہین یہ تخت وتاج وحکومت ہمیشہ تمکو حاصل رہے
یہ ساحر جو کہتا ہی سراسر جھوٹ ہی مین عمر و ثانی عیار نہین ہون مین تو ایک کلالوت بچہ ہون صحرا مین چلا جا
تھا یہ ساحر مجھے اپنے سحر مین گرفتار کرکے لے آیا ہی امیدوار ہون کہ تجھے قید سے رہائی ملے مجھکو میرے
بزرگون نے گانا سکھایا ہی کچھ بُرا اچھا گا تا ہون اگر حکم ہوگا تو بعد رہائی کے روبرو تیرے کچھ گاؤنگا
کمال اپنا دکھاؤنگا معلم کتابدار وطاؤس جادو نے عرض کیا ای بادشاہ یہ عیار نہایت مکار ہی اُس کی تقریر
باور نکی جاے ہرگز رہا نہ کیا جاے ارغوان شاہ نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ دشمن سخت ہی یہ کہکے
طاؤس جادو سے کہا آج کی شب تو اسکو زندان مین رکھ صبح کو مین اسے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا
یا جو حکم خداوند کا ہوگا اُسپر عمل کرونگا طاؤس شعلہ زن جادو خواجہ کو تخت سحر پر ڈالکر خود بھی تخت
سحر پر سوار ہوکے سمت زندان روانہ ہوا بعد قطع راہ در قید خانہ پر پہونچا خواجہ کو اندر زندان کے
بند کیا ساحران نگہبانان زندان سے کہا مین تو جاتا ہون شب بھر تم سب اس عیار کی نہایت حفاظت کرنا
غافل نہونا مبادا کوئی معین ومددگار اسکا یہانسے اسکو لیجائے ہنگام سحر مین آؤنگا اسکے بارے مین جو حکم
بادشاہ ہوگا وہ کرونگا عجب نہین کہ بادشاہ حکم خداوند سے سر اسکا کاٹکے تن بے سر اسکا دریا مین یا آگ مین

ڈال دے ساحران محافظ زندان مذکور نے کہا اے طاؤس جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے ہم خوب حفاظت کرینگے
کیا مجال کسی کی کہ جو یہان سے اسکو لیجائے اور یہ خود تو کسی طرح سے قید خانہ سے نکلکر جا نہین سکتا کہ
آپ کے سحر مین مبتلا ہی دست و پا قابو مین نہین ہین طاؤس جادو تقریر اُنکی سنکے ایک سمت چلا گیا بعد جانے
طاؤس جادو کے خواجہ نے بہت سی باتین ساحران محافظ زندان سے مکر و فریب آمیز کین مگر کوئی ساحر
خواجہ کے دام مکر مین نہ آیا یہان تو خواجہ عمرو ثانی مجبور و لاچار ہو کے زندان مین بیٹھے ہین رو کر درگاہ خدا
مین واسطے اپنی رہائی کے مناجات کر رہے ہین ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہین ان
سبکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال ملکہ ناز پرور کا لکھا جاتا ہی کہ بعد گرفتار ہونے عمرو ثانی کے
اور لیجانے طاؤس جادو کے ملکہ ناز پرور کو رنج ہوا اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی افسوس کلانوت ویران کو
طاؤس جادو یہان سے لیگیا مین مصلحت وقت اُسے روک نہ سکی بیچارہ کلانوت ویران مفت مین
گرفتار ہوا مین عبث زبردستی اُسے یہان لائی وہ میرے ساتھ آنے سے انکار کرتا تھا جوان خوبصورت
تھا گاتا اچھا تھا ساقی گری خوب کرتا تھا مجھے اُسکا گانا بہت پسند تھا اب وہ زندہ کاہیکو بچیگا باپ میرا طاؤس
جادو کے کہنے سے اُسے قتل کریگا مجھے اُس کلانوت بچہ سے اور تو کوئی غرض نہین ہی الا اسقدر ضرور خیال
ہی کہ اُسکو مین اپنے ساتھ یہان لائی تھی وہ مہمان تھا گاتا بھی خوب تھا اسکے گانے سے دل میرا خوش ہوتا تھا
اگر وہ مار ڈالا گیا تو یاد رکھو مین بھی اپنی جان دیدونگی ہم جلیسون نے دست بستہ عرض کی حضور آپ یہ کیا کہتی
ہین ایک ادنے شخص کے واسطے جان دینا اچھا نہین ہی اسمین ضرور بدنامی ہوگی دشمن حضور کے ہرگز جان
دینے پر آمادہ نہون اسکے گرفتار ہوجانے کا رنج مطلق نہ کرین بلکہ خوش ہون کہ دشمن آپ کے والد اور
خداوند تمثال آئینہ رو کا گرفتار ہوا اُسکے ہاتھ سے جان حضور کی بھی بچی ضرور وہ عیار مکار عمرو ثانی تھا دلیل
ہمارے صداقت قول کی یہ ہی کہ اول تو اُسنے یہان آتے ہی میز فرش یاقوت کا چرایا دوسرے ان دونون
تصویرون نے سحر کی رو سے پہچانا طاؤس جادو کو بلایا تیسرے اگر وہ عیار نہوتا تو کبھی طاؤس جادو
اُسے گرفتار کرکے نہ لیجاتا آپ ابھی نادان ہین گو زمانہ شباب کا ہی وہ کلانوت نہ تھا صورت اپنی تبدیل
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا دھوکے سے حضور اُسے یہان لے آئین تھین ہم سبنے بھی اُسے نہ پہچانا تھا کیونکہ کبھی
اُسکی صورت و سیرت و حالات سے آگاہی نہ تھی چونکہ ملکہ ناز پرور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور فن بجانے
اور گانے پر عاشق ہوئی تھی تقریر اپنی ہم جلیسون کی سن کے برہم ہوکے کہنے لگی تم کیا جانو کہ وہ عیار ہی تھا
کلانوت ویران نہ تھا ایک بیچارہ کو تہمت دُزدی کی لگاتی ہو وہ چور عیار مکار نہ تھا ان نالائق تصویرون
کے کہنے کا کیا اعتبار ہی مجھے یہی حیرت ہی کہ یہ تصویرین گویا کیونکر ہوئین اُنکو خاموش ہونا چاہیے تھا
کہ تصویرون مین تصویر کبھی گویا نہین ہوتی ہی خصوص عکس طلسم خیالی ہان جو تصویرین جاندار ہوتی ہین مانند تصویر مردم زندہ
و تصویر وحش و طیور زندہ وہ البتہ اپنی اپنی زبان مین بولتی ہین جیسے اس وقت ہم تمسے باتین کر رہے ہین ہمجلیسون
نے عرض کیا حضور جو تصویرین سحر کی ہوتی ہین وہ بھی کلام کرتی ہین اسمین شک نہین ہی ہمین بظاہر
معلوم ہوتا ہی کہ اس عیار کے یہان داخل ہونے کا آپ کے والد کو شاید اندیشہ تھا بلکہ یقین اسکے آنے کا
تھا اسی سبب سے یہ دو تصویرین سحر کی حضور کی بارہ دری مین درمیان صدہا تصویرون کے لگا دی تھین
اور زیر زمین طاؤس جادو کو مقرر کیا تھا کہ جب عمرو ثانی عیار اس باغ پر بہار مین آئے یہ تصویرین اُسے

پہچان لین پھر طاؤس جادو کو طلب کرین وہ زیر زمین سے باہر آکے عیار مذکور کو گرفتار کرلے ملکہ نے جواب دیا تم سب دیوانی ہو نہین معلوم کیا بکتی ہو میری سمجھ مین گفتگوے مہمل تمھاری نہین آتی ہی اب تمسے بات کون کرے یہ کہکے خاموش ہو کے فرط عشق و الفت کلانوت ویران مین رونے لگی اُسکی جدائی سے اشکبار ہونے لگی ہنوز ملکہ ناز پرور رو رہی تھی کنیزین اور ہم جلیسین خاموش بیٹھی ہین باہم اشارہ سے کہتی تھین ملکہ کے رونے سے اور باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ اُسیر عاشق ہین جدائی اُسکی انکو ناگوار ہوئی ہی ابھی داستان مذکور پایا و اشارہ سخنان مسطور کر رہی تھین ملکہ ناز پرور فراق و اسیری کلانوت ویران مین بیقرار و اشکبار تھی کہ ناگاہ قمقام جادو کو کا ملکہ ناز پرور کا آیا تمام ملکہ کو غمگین و اشکریزان دیکھکر بیتاب ہو کے پوچھنے لگا کیون ای ملکہ خیر تو ہی باعث رنج و ملال کیا ہی ملکہ ناز پرور نے تمام حال کلانوت ویران کے لانے کا اور اسکے گانے کا اور پھر طاؤس شعلہ زن کے لیجانے کا بیان کر کے کہا مجھکو اُسکے گرفتار ہو جانے کا نہایت صدمہ ہی سبب میرے رونے کا یہی ہی کون ایسا ہی جو اُسکو رہا کر کے میرے پاس لے آئے میرے دل کو خوش کرے اُس نے کہا ای ملکہ صرف اسیواسطے اسقدر روتی ہو مین تو سمجھا تھا کوئی واقعہ سخت گذرا ہی لو اب خوش و خرم ہو گریہ و زاری موقوف کرو مین ابھی جاتا ہون اگر ممکن ہوا تو کلانوت ویران کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکے اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت دریافت حال کلانوت ویران کے اُنھین دیکھا اوراق مذکور سے ظاہر ہوا کہ وہ اسوقت درمیان صحراے غبار انگیز کے جو زندان ہی اُسمین قید ہی قمقام جادو حال سے کلانوت ویران کے بذریعۂ اوراق جمشیدی آگاہ ہو کے اسباب سحر سے جھولی بھر کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر سوار ہو کے سوے میدان صحراے غبار انگیز مانند شمشیر آبدار کے تیز تر روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب زندان کے پہونچا بلندی سے دیکھا صدہا ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہوے محافظت و نگہبانی اسیران مین مصروف ہین جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہین ہاتھون مین ناریل چوٹی دار گولے فولادی نارنج و ترنج وغیرہ لیے ہین باہم بہ آواز بلند کہہ رہے ہین ای برادران بہت ہوشیار خبردار رہو کیسی ہی نیند آئے نہ سو و ایسا نہو کہ تمھاری غفلت سے عمرو ثانی کو کوئی زندان سے لیجاے قمقام جادو گفتگو اُنکی سُن کے دل مین اپنے کہنے لگا کہ اگر ان ساحرون کے سامنے جاتا ہون اور اُنسے لڑتا ہون تو کچھ فائدہ نہوگا مراد دلی بر نہ آئیگی لہذا ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ مدعا بے جنگ و جدال دستیاب ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر پیدا کر کے اُسی ابر سے اونپر پانی برسایا جس ساحر پر ایک قطرہ بھی پڑا وہ مبتلا سے سحر ہو کے بیہوش ہوا جب سب ساحر بیہوش ہو گئے قمقام بلندی سے در زندان پر آیا اور بزور سحر قفل در زندان توڑ کے اندر زندان کے گیا کلانوت ویران کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا رو رہا ہی قمقام جادو نے کہا ای کلانوت ویران کیون صدمہ اسیری کرتا ہی مین واسطے تیری رہائی کے آیا ہون تجھے پاس ملکہ ناز پرور کے لیے چلتا ہون یہ کہکے کلانوت مذکور کو زندان سے باہر لا کے جلد تخت سحر پر بٹھا کر خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کے سوے باغ ملکہ موصوف روانہ ہوا ادھر ملکہ ناز پرور بہت متردد بیٹھی تھی کبھی دل مین کہتی تھی دیکھیے انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہی جان میری بچتی ہی یا نہین کلانوت ویران مجھے آکے ملتا ہی یا نہین گاہ کہتی ہی کہ میرا کوکا قمقام جادو واسطے رہائی کلانوت ویران کے گیا ہی دیکھیے اسکو رہا کر کے آتا ہی یا وہان مارا جاتا ہی ابھی ملکہ مذکورہ یہ خیالات کر رہی تھی گاہ روتی تھی گاہ امید رہائی محبوب سے

مسکرا دیتی تھی کہ یکایک قمقام جادو آیا کلالونت ویران کو تخت سحر سے اُتار کر روبرو ملکہ ناز پرور کے لاکر کہا ای ملکہ لو مین اسکو لے آیا اتنو خوش ہو اُسنے خوش ہوکر کہا ای بھائی تمنے مجھپر بڑا احسان کیا جبتک زندہ رہونگی یہ احسان تمھارا نہ بھولونگی تم یہ خیال نہ کرنا کہ اس کلالونت بچہ سے مجھے الفت ہی مین فقط اس وجہ سے روتی تھی کہ اسکو مین لائی تھی یہ مہمان میرا تھا گانا اسکا مجھے پسند آیا تھا میرے ہی روبرو سے میری ہی بارہ دری سطاؤس جادو اسکو لے گیا تھا چاہتی تھی کہ یہ بیچارہ کسی طرح رہا ہو جائے قمقام جادو نے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اگر طاؤس جادو لیگیا تھا تو مین اسے لے آیا کیا ایسا کار نمایان مین نے کیا ہی کہ جسکے کرنے سے تم ایسے کلمات احسا نمند ہونے کے جاری کرتی ہو اور یہ عبث مجھسے کہتی ہو کہ مجھے اس سے اور کسی طرح کی الفت نہین ہی مین خوب جانتا ہون کہ تمھاری طبیعت مانند آوارہ عورتون کے نہین ہی یہ کہکے سحر طاؤس جادو کا کلالونت ویران پر سے دفع کیا دست و پا عمر و ثانی کے قابو مین آئے خواجہ نے قمقام جادو کی تعریف کی اور ملکہ ناز پرور کی یہ ثنا کی کہ آپکی محبت و عنایت سے مین رہا ہوا قمقام جادو نے آپ کے کہنے سے مجھے رہا کیا انکا اور آپکا مجھپر احسان ہوا اب مجھے رخصت کیجیے ایسا نہو کہ پھر کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن ابھی توان تصویرون اور طاؤس جادو اور ان کنیزون نے مجھے عمر و ثانی عیار اور دزد کہا ہی بے خطا قید ہو چکا ہون دیکھیے انجام یہان آنے کا آئندہ کیا ہوتا ہی اب مین یہان ایک دم نرہونگا تقدیر میری بدہی بیشتر مردم سے مجھکو رنج پہونچتا ہی قبل اسکے بھی مین کہہ چکا ہون کہ مردم سے مجھے نفرت ہی اسی وجہ سے صحرا نشینی اختیار کی ہی ملکہ ناز پرور چونکہ عاشق ہو چکی ہی خواجہ کی اس تقریر کرنے سے بیتاب ہو کے کہنے لگی ای کلالونت ویران کوئی تمکو کچھ کہے مین تو تمھین کچھ نہین کہتی ہون جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب کیون ڈرتے ہو ابھی یہان سے کیون جاتے ہو خیر یے یہان رہو قمقام جادو نے بھی کہا ای کلالونت ویران ملکہ جو کہتی ہی اُسپر عمل کرو خلاف انکی خوشی کے کوئی امر نہ کرو چونکہ عمر و ثانی بظاہر ایسی باتین کرتا تھا باطن کب چاہتا تھا کہ اس باغ سے اُس صحرا مین کنارہ دریا جاؤن لہذا ملکہ اور قمقام جادو کے کہنے سے کہا اچھا جو آپ صاحبون کی خوشی بالفعل یہان سے نجاؤنگا قمقام جادو تو تھوڑی دیر بیٹھکر اپنے گھر گیا اور ملکہ نے کہا ای کلالونت ویران تھوڑی رات باقی ہی ابر فلک پر عیان ہی برق چمک رہی ہی جھونکے سرد چل رہی ہی دل چاہتا ہی کہ اس وقت کچھ گاؤ کلالونت ویران نے بعد انکار کرنے کے اصرار کرنے سے ملکہ کے تو نبیل سے نکالکر دھن سے ملاکر بجانے لگے اور ایک غزل عاشقانہ بھیروین مین گانے لگے ملکہ سننے لگی خوش ہونے لگی یہان خواجہ عمر و ثانی بشکل مذکورہ بالا بیٹھے ہوے گا رہے ہین وقت صبح کاذب کا ہی دمبدم روشنی سحر زیادہ ہوتی جاتی ہی صبح صادق نمود ہوتی جاتی ہی لیکن اب حال طاؤس شعلہ زن کا لکھا جاتا ہی کہ ساحر مذکور اول وقت سحر اپنے مسکن سے جانب زندان روانہ ہوا جب در زندان پر پہونچا دیکھا تمام ساحر بیہوش پڑے ہین ندا تیان وا ہی طاؤس متردد و پریشان خاطر ہو کے اندر زندان کے گیا وہان کلالونت ویران کو جو نپایا اور متردد ہوا دل مین کہنے لگا ای طاؤس کوئی موذی عمر و ثانی کو یہان سے لیگیا اُسکو تلاش کرنا چاہیے اور عمر و ثانی کو پھر گرفتار کرنا چاہیے اگر تونے خواجہ کو اسیر بار دیگر نہ کیا تو ارغوان شاہ تجھسے بہت ناراض ہوگا عجب نہین کہ تجھے قتل کرے یہ باتین دل مین کر کے زندان سے باہر آیا اور تھوڑا آٹا جھولی سے نکالکر آب چاہ سامری سے اُسے گوندھ کر ایک پتلا بنایا اُسپر تادیر سحر پڑھ پڑھ کر دم کیا لاکُسنے جماہی لیکر بزبان فصیح کہا ای طاؤس جادو جلد میری بھینٹ مجھے دے نی الفور طاؤس جادو نے کارد نکالکر ران اپنی شگاف کر کے تھوڑا خون

لیکے اُسکے منھ مین ڈالا اُسنے خون پیکر پوچھا ای طاؤس جادو اب جو پوچھنا ہو پوچھ طاؤس جادو نے کہا ای پتلی سحر سامری کی یہ بتا کہ عمرو کو اس زندان سے کون لیگیا ہی اُسنے کہا قمقام جادو کو کا ملکہ ناز پرور جادو کا یہانسے عمرو ثانی کو لے گیا ہی اور اسوقت عمرو ثانی کلاونت کی صورت بنا ہوا روبرو ملکہ ناز پرور جادو کے بیٹھا ہوا نی بجار ہا ہی یہ کہکر پتلی خاموش ہوا اور فی الفور جلکر خاک ہو گیا طاؤس جادو نے تمام حال سے آگاہ ہو کے جملہ ساحران نگہبانان اہل زندان پر سے سحر کو دفع کیا سکو ہوش آیا طاؤس جادو نے پوچھا عمرو ثانی کہان ہی قفل در زندان کیون کھلا ہوا ہی تم بیہوش کیون پڑے تھے سبھون نے کہا ہمین نہین معلوم کیا ہوا ہمتو سو رہے تھے طاؤس نے کہا تم بتلاے سحر قمقام جادو کے اس وجہ سے بیہوش تھے مین نے ابھی تیرے سحر دفع کیا ہی دیکھو زندان مین عمرو ثانی نہین ہی قمقام جادو یہان آکے اُسے لے گیا ہی در زندان ابتک کھلا ہی سب نے یہ سنکے شرم سے سر جھکایا طاؤس نے بے تامل وہان سے بصد غضب تخت سحر پر سوار ہو کے راہ طی کر کے اندر باغ کے آیا دور سے پکارا ای ملکہ ناز پرور تمنے اچھا نہ کیا کہ قمقام جادو کو روانہ کر کے اس عیار بلاے روزگار کو رہا کرا کے اپنے پاس بلایا کیسی تم بے شرم و بیحیا ہو کہ اپنے اور اپنے پدر کے دشمن کو اپنے پاس بٹھاتی ہو اسکا انجام برا معلوم ہوتا ہی تمہین باعث بربادی ملک و مال ہوگی در صورت اول تمھاری ذات سے فتح ہو جائیگا خیر جو ہوگا وہ ہوگا اب مین آپہونچا یا تم اُٹھکر مجھے روکو یا اپنے کو کا نالائق کو بلاؤ کہ وہ مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کرے عمرو ثانی کو نہ لیجانے دے یہ کہکر آگے بڑھا ادھر خواجہ نے زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لی ملکہ ناز پرور نے اس گھبراہٹ مین کلاونت دیران سے بیخبر ہو کے پوچھا او طاؤس شعلہ زن تو اونے نملازم ہو کر مجکو ایسے کلمات واہیات خلاف میری شان کے کہتا ہی دیکھ تو سہی کہ مین اپنے والد سے تیرے بارے مین کیا کہتی ہون اگر تجکو قتل نہ کراؤن تو اپنا نام ناز پرور نہ رکھون او نابکار تجکو عورت جان کے دھمکاتا ہی ذرا سامنے تو آ یہ کہکر چند بال اپنے گیسوے مشکین کے توڑ کر سحر پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگی اتنی دیر مین طاؤس جادو بھی آگیا کنیزین اور ہم جلیسین ملکہ کی بھی لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئین اور کوسنے گالیان طاؤس جادو کو دینے لگیں نارنج و ترنج پر سحر دم کر کے طاؤس شعلہ زن پر مارنے لگین طاؤس جادو کہ ساحر زبردست ہی ہر ایک کے سحر کو یون دفع کرنے لگا کہ جب کسی ساحرہ کا ترنج یا نارنج قریب آیا بنظر تند اسے دیکھا اور کچھ پڑھکر اُسکی طرف پھونکا وہ جلکر گر پڑا یا انگشت سے اشارہ کیا دو ٹکڑے ہو گیا ہنوز طاؤس جادو سحر ہر ایک ساحرہ کا اسیطور سے دفع و باطل کر رہا تھا کہ ملکہ ناز پرور نے وہ موے مشکین اپنے گیسو کے بخوبی سحر کر کے سوے طاؤس جادو پھینکے وہ بصورت ماریاہ ہو کے اُسکی طرف چلے طاؤس جادو نے بزور سحر طاؤس بنکر اُن سانپون کو نگل کر پھر بصورت اصلی ہو کر کہا ای ملکہ مین تمپر کیا سحر کرون تمھارے باپ کا مجھے خیال ہی ورنہ ایک ادنے سحر کر کے ابھی تجکو ہلاک کرتا یا اسیر کرتا یہ کہکر عمرو ثانی کو ڈھونڈھنے لگا اور اُن تصویرون سے یہ پوچھنے لگا کہ ای تصویر سحر سامری وای تصویر سحر جمشیدی بتاؤ تجکو کہ یہانسے عمرو ثانی کہان گیا اُنھون نے جواب دیا ابھی تو یہان بیٹھا تھا دفعتہً غائب ہو گیا ہی طاؤس نے کہا وہ یہان بیٹھا رہا اور تم اُسے دیکھا کین تصویرون نے جواب دیا ہم جس کام کیواسطے مقرر ہین وہ کرتے ہین بغیر تمھارے ہم کس سے کہتے کہ عمرو ثانی کو گرفتار کرو اب تم یہان آئے ہو اگر عمرو ثانی ہمین دکھائی دیگا تو ہم کہدینگے کہ یہی عمرو ہی اسکو گرفتار کرو ابھی طاؤس جادو تصویرون سے ہم کلام تھا ملکہ ناز پرور جادو متواتر جدا اگانہ سحر طاؤس جادو پر کر رہی تھی وہ صرف اُسکے سحرون کو دفع کر رہا تھا خود سحر نہ کرتا تھا اسیطرح کنیزون اور ہم جلیسون ملکہ کے

سحرون کو بھی دفع کرتا تھا گھبرایا ہوا تھا کنیزمین وغیرہ عورتین بڑھ بڑھ کر سحر کرتی تھین گاہ اُسکے خوف سے
بارہ دری کے گوشون مین نہان ہوتی تھین ناگاہ قمقام جادو آ گیا وہ یہ جنگ دیکھکر برہم ہوکے پکارا کہ او
طاؤس جادو کیا غضب کرتا ہی ملکہ نازپرور جادو سے لڑتا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی قہر ارغوان شاہ سے نہین
ڈرتا ہی کیسا مرد ہی کہ عورتون سے لڑتا ہی ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر سحر اُس پر
دم کرکے طاؤس پر مارا طاؤس نے کارد سحر نکالکر طرف گولے کے پھینکی کارد مذکور گولے پر پڑی گولا دو
ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بعد دو کرنے فولادی گولے کے طاؤس جادو نے بھی اُسپر ناریل چوبی دار سحر
کرکے مارا وہ جاکر اُسکے سر پر پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے تھوڑی دیر مین وہ دھوان اور شعلے برطرف
ہوئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ درمیان ایک برج آہنی کے قمقام قید ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے
اور لڑ رہے تھے کہ قمقام جادو بزور اپنے سحر کے اُس برج کو توڑ کر نکلا اور سوے فلک وہانسے برق
بنکر چلا طاؤس جادو تلاش خواجہ مین بارہ دری سے نکلکر باغ مین آیا تھا کہ قمقام بصورت برق اُسپر
گرا شانہ طاؤس کا زخمی ہوا اگر طاؤس جادو ساحر زبردست نہوتا اور اپنے تئین نہ بچاتا تو برق مذکور سے
جانبر نہوتا دو ٹکڑے ہوتا جب طاؤس زخمی ہوا نہایت برہم ہوکے کہنے لگا اگر اے قمقام تو مرد ہی تو سامنے
آ مجھ سے مقابلہ کر قمقام بصورت اصلی سامنے آیا طاؤس جادو نے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر
دم کرکے خون اپنے انگشت کا اُسپر گرا کر سامری کو پکار کر سینہ پر حریف مذکور کے مارا ہر چند قمقام جادو
نے دفع کرنا اُسکا چاہا مگر ممکن نہوا سینہ پر جو پڑا اپشت سے گذر گیا ساحر مذکور خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا اُسکے
مرنے سے کچھ تاریکی ہوئی کچھ ہولے تند چلی غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے آواز اُسکے سحر کے بیرون نے یہ دی کہ افسوس قتل
کیا مجکو کہ نام میرا قمقام جادو تھا یہ کہکر بیر سحر کے چلے گئے طاؤس جادو قمقام کو قتل کرکے پھر بارہ دری مین آیا ملکہ
وغیرہ عورتون نے پھر اُس سے اُسیطرح لڑنا شروع کیا ابھی سب عورتین لڑ رہی تھین کہ ایک طرف سے ایک کنیز وضع
عورت ایک نارنج ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی انھین دو تصویرون نے باواز بلند کہا اے طاؤس جادو آگاہ ہو کہ یہ عورت جو
آتی ہی یہی عمرو ثنانی ہی رنگ و روغن و لباس سے کنیز کی صورت بناکے آیا ہی طاؤس جادو اُس طرف متوجہ ہوا
عمرو ثنانی گلیم اوڑھکر ایک گوشہ مین گیا پھر جلد بزاور قطع کی عورت بنکر گلیم اُتار کر یہ کہتا ہوا اُس گوشہ سے
باہر نکلا کہ اے طاؤس جادو دیکھو وہ سانولی عورت جو بھاگی جاتی ہی یہی عمرو ثنانی ہی اب طاؤس اُس
عورت کیطرف چلا تصویرون نے پکار کے کہا اے طاؤس جادو کہان جاتے ہو دیکھو یہ سامنے تمھارے
عمرو ثنانی کھڑا ہی یہ تمکو بہکاتا ہی طاؤس نارنج سحر ہاتھ مین لیے ہوے اُسکی سمت چلا عمرو ثنانی پھر
گلیم اوڑھکر گوشہ مین چلا گیا اور ابکی مرتبہ ایک نوجوان گورے رنگ کی عورت بنکر یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہ اے
طاؤس جادو دیکھو وہ عورت نوجوان بنا ہوا عمرو ثنانی کھڑا ہی مین نے تمکو بتادیا ہی جاؤ اُسکو گرفتار
کرکے خوب مارو اب اس احسان کے عوض مین مجھپر سحر نہ کرنا طاؤس نے جانا یہ عورت سچ کہتی ہی جاتے ہی اُسپر
سحر کیا اور پکڑ کر دو چار طمانچے مار کر کہا او عمرو ثنانی تو نے اسوقت مجھے اِدھر اُدھر دوڑا دوڑا کے دیوانہ
کردیا تھا اتو مین نے تجھے گرفتار کیا کہہ کیا سزا دون ابھی سحر سے تجھے ہلاک کردون یا ارغوان شاہ کی خدمت
مین سر تیرا کاٹکر لیجاؤن یا زندہ گرفتار کرکے تجھے ارغوان شاہ کے پاس کشان کشان لیجاؤن اُس عورت نے
کثرت خوف سے اشکبار ہوکے بصد عاجزی کہا اے طاؤس جادو مین عمرو ثنانی نہین ہون نام میرا شوخ چشم ہی

مین کنیز ملکہ ناز پرور کی ہون مجھے قتل نکرنا ابھی وہ عورت یہ کہتی ہی کہ طاؤس جادو گھبرایا ہوا متردد تھا
کہ عمرو ثانی کا پتہ نہین ملتا ہی اُس عورت نے کہا تھا یہ عمرو ثانی ہے یہ کہتی ہی کہ مین عمرو ثانی نہین ہون مین
کسکی بات کا اعتبار کرون ناگاہ اُن دونون تصویرون نے پکار کے کہا اے طاؤس جادو یہ عورت سچ کہتی
ہی اِسے چھوڑ دو عمرو ثانی وہی تھا جسنے تمسے کہا تھا کہ یہ عورت عمرو ثانی ہے طاؤس جادو نے
اُس عورت کو چھوڑ دیا بلکہ اُسپر سے اپنا سحر بھی اُتار لیا غرض اسیطرح عمرو ثانی نے تا دیر طاؤس جادو کو دھوکے
دیے اور ہر طرف بارہ دری مین دوڑایا بعد ازان عمرو ثانی نے خیال کیا کہ دل لگی ہو چکی اب عیاری
ایسی کرو کہ جس سے مطلب نکلے اور طاؤس جادو کو ہلاک و قتل نہ کرو آیندہ جب چاہنا اِسے قتل
کر ڈالنا اِسکا قتل کرنا کچھ دشوار نہین ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے پھر ایک عورت کی صورت بنکے سامنے طاؤس
جادو کے آکے کہا اے طاؤس جادو دیکھو وہ عورت جو بارہ دری سے اُتر کر بھاگتی ہوئی باغ مین جاتی
ہی یہی عمرو ثانی ہی جلد جا کے اُسے گرفتار کرو مجھے چھوٹا نہ جانو طاؤس اُسکے کہنے سے بارہ دری سے
اُتر کر باغ مین گیا دیکھا تمام انیسین اور کنیزین ملکہ ناز پرور کی ہمراہ ملکہ کے نہین ہین ملکہ کو کہین چھوڑ کے
باغ مین درختون کی آڑ مین چھپی ہین اُن مین وہ عورت بھی ہی طاؤس للکار کر اُسی عورت مشتبہ کیطرف
بڑھا اِدھر خواجہ نے بارہ دری مین کیکو نہ دیکھا اُنہین دونون تصویرون پر جال الیاسی مار مار کر تمام مال و اسباب
اور شیشہ آلات لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا نذر زنبیل کیا فرش تک نہ چھوڑا ہان نشان فرش زمین پر چھوڑ
دیا بعدہ خواجہ بارہ دری مین ہر طرف دیکھنے لگے باین خیال کہ کوئی شَے باقی تو نہین ہی ابھی دیکھ ہی رہے
تھے کہ سامنے سے ملکہ ناز پرور گھبرائی ہوئی بدحواس پیدا ہوئی دیکھتے ہی خواجہ کو کہ عورت بنے ہوے تھے پوچھنے
لگی کہ اے گل چہرہ تجھے معلوم ہی کہ طاؤس شعلہ زن ہمارا نسے کہان گیا ہی کیا کلاونت ویران کو عمرو ثانی جانکر
پھر گرفتار کرکے لیگیا ہی اُنسے عرض کیا اے ملکہ آپ کہان تشریف رکھتی تھین طاؤس جادو نے کلاونت ویران
کو گرفتار کر لیا اپنے سحر سے تمام مال و اسباب اس بارہ دری کا جلا کر خاک کر دیا بلکہ خاک بھی اب مال و اسباب
کی معلوم نہین ہوتی ہی دیکھیے طاؤس اِدھر گیا ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا ہلایا جو حباب بیہوشی گھائیون مین
دبے تھے وہ ملکہ کے سوراخ بینی پر پڑے اور ٹوٹے اُسکے دو چار قطرے ملکہ کے سانس لینے مین دماغ
تک پہونچے اور بوے بیہوشی بھی دماغ تک پہونچی فی الفور ملکہ کو چھینک آئی بیہوش ہوکے زمین پر گر کا
عمرو ثانی نے جلد تر اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور معجزہ زنبیل سے طلب کرکے بصورت ملکہ ناز پرور ہوکے
ویسا ہی لباس ملکہ کا زنبیل سے نکال کے اور بارہ دری کے زینے سے اُتر کر باغ مین گیا دیکھا کہ طاؤس جادو
ایک کنیز کی طرف چلا جاتا ہی وہ بھاگی جاتی ہی یہ دیکھکر پکار کر کہا اے طاؤس جادو اِدھر آؤ ہمین کچھ تمسے کہنا
ہی طاؤس پلٹ کر آیا ملکہ نے کہا اے طاؤس واقعی تم سچ کہتے تھے کہ وہ کلاونت ویران عمرو ثانی ہی دیکھ تمام
مال اسباب بارہ دری کا کس حکمت و تدبیر سے لیگیا کچھ بھی نہ چھوڑ گیا اب تم ہمارے والد کے پاس جاؤ
اُنسے جو بیان گذرا ہی بیان کرو بلکہ مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو مین آپ اپنے والد سے جو مناسب جانونگی
کہونگی تم کچھ بھی نہ کہنا اُسنے عرض کیا اے ملکہ مین تابع فرمان ہون اگر آپ مجھ سے آمادہ شر و فساد نہو تین تو مین
بھی آپکو کلمات نامناسب نہ کہتا اب عذر کرتا ہون میری خطا عفو کیجیے شکایت میری اپنے والد سے جاکر
نہ کیجیے گا مین بھی اُنسے کچھ عرض نہ کرونگا جو مناسب آپکو ہوگا وہی اُنسے کہیے گا ملکہ نے کہا ہمنے تیری خطا

عفو کی طاؤس جادو نے خوش ہو کے اپنے تخت سحر پر ملکہ کو بٹھا کے خود مودب روبرو ملکہ کے بیٹھکر تخت
سحر کو بلند کیا کنیزون اور ہم جلیسون کو باغ ہی مین چھوڑا جب تخت سحر بلند ہوا اشارہ تخت مذکور کو جانب
دربار ارغوان شاہ کیا تخت اُسیطرف روانہ ہوا بالفعل خواجہ ہمراہ طاؤس جادو کے جانب ارغوان
شاہ جاتے ہین حال انکا آئندہ اگر خدا نے چاہا تو لکھا جائیگا

داستان حسب الحکم تمثال آئینہ رو عیاری کرنا اسود تیز پا عیار کا اور جنگ ہونا کفار واہل اسلام کا قتل ہونا اور آ تماشا شہزادہ رستم ثانی کا

راوی خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتا ہے کہ جب نقابداران سفید و سیاہ پوش بعیاری
عمرو ثانی ہلاک ہو چکے اور لاکھون کفار دست اہل اسلام سے قتل ہو چکے لشکر کفار کو شکست ہو چکی ہر ایک
کافر نقابداران سفید و سیاہ پوش کے ہلاک ہونے سے صدمہ و رنج کر چکا خصوصًا لاجورد شاہ و صلصال و
خلخال و بختگان غم نقابداران مذکور مین محزون ہو چکے اور دست عمرو ثانی سے شراب بیہوشی آمیز پی چکے
بیہوش ہو کے کپڑے اپنے تنکے اُتروا کے ذلیل ہو چکے اور تمثال آئینہ رو حال عیاری عمرو ثانی سے آگاہ
بھی ہو چکا اُسدم تمثال آئینہ رو نے اپنے عیار اسود تیز پا کو طلب کر کے اُس سے کہا ای اسود تو ہر چند ایک
زمانہ دراز سے ہماری پرستش کرتا ہے ہمارے الطاف و عنایات سے سرفراز ہے ہماری سرکار سے رزق پاتا
ہے لیکن آجتک تو نے کوئی عیاری ایسی نہین کی کہ جس سے ہم تجھ سے بہت خوش ہوتے دیکھ خواجہ عمرو ثانی
عیار حمزہ ثانی کو کہ وہ کیسی کیسی عیاری کرتا ہے ابھی اُسنے نقابداران سفید و سیاہ پوش کو کس طرح
ہلاک کیا ہے اپنے مالک و آقا کو خوش کیا ہے ہمین صدمہ دیا ہے اور بعضے داستان گویان خوش بیان نے
یون بھی ظاہر کیا ہے کہ تمثال آئینہ رو نے ایک عبارت مندرجۂ بالا لکھوا کے اسود تیز پا کو مع نامہ مذکور
روانہ کیا غرض بہر طور اسود تیز پا نے خواہ بذریعہ عرضی خواہ روبرو جا کے عرض کیا کہ ای خداوند جو حکم ہو بجا لاؤن
جسکو حکم ہو گرفتار کر کے لے آؤن عیاری ایسی کرون کہ جو سنے میری تعریف کرے بلکہ مجکو اُستاد عیاران
جہان جانے مین وہ عیار نادر و کامل ہون کہ ہمتا میرا کوئی نہین ہے آپ نے کسی عیار کو یہ عقل و فہم دی
نہین ہے جو مجھے دی ہے عمرو ثانی میرے آگے ایک طفل مکتب ہے وہ ابھی عیاری کرنا کیا جانے عبث
تعریف آپ نے اسقدر کی ہے اُس سے تو میرے ہزارہا شاگرد بہتر ہین آپ نے کب حکم کیا خیر اب جو حکم
ہو اُسے بجا لاؤن تمثال آئینہ رو نے کہا ای اسود گو ہم اتنی بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہین
کہ عمرو ثانی کو گرفتار کرین لیکن چاہتے ہین ہم کہ تو بعیاری و مکاری اُسے گرفتار کر کے اُسکے لشکر سے
لے آ اُسنے ہمکو صدمہ دیا ہے نقابدارون کو ہلاک کیا ہے ہم اُس سے ناخوش ہین چاہتے ہین کہ وہ قتل ہو جائے
پس تو اُسے بعیاری گرفتار کر کے لاجورد شاہ و صلصال کے پاس لیجا کر ہماری طرف سے کہنا
کہ خداوند کا حکم ہے اِسے قتل کراؤ اسود نے کہا ای خداوند ایسا ہی ہوگا یہ تو کوئی بڑی مشکل نہین ہے اگر
اپنے کسی شاگرد سے کہون تو وہ جا کر عمرو ثانی کو بیہوش کر کے پشتارہ اُسکا اُٹھا کے لے آئے سوا
اُسکے اور جس سردار یا عیار کے واسطے کہون اُسے بھی ابھی جا کے لے آئے دیر نہ لگائے تمثال آئینہ رو
نے خوش ہو کے کہا آجکی شب ضرور عمرو ثانی کو بیہوش کر کے لے آنا کیونکہ خواجہ عمرو ثانی نے
بڑا سر اُٹھایا ہے اور ما بدولت کو بڑے بڑے صدمۂ جانکاہ دیے ہین بس تو کسیطور سے گرفتار کر لا

اور جہانتک ممکن ہو عیارون کو قتل کرنا ہمکو اہل اسلام کے عیارون سے نفرت کلی ہی چاہتے ہین سب کو
غارت وہلاک کرڈالین اسود تیز پا یہ سنکے وعدہ خضران بن عمر کے آنیکا کرکے اپنے خیمہ مین آیا جب وہ
دن گذر کر وقت نصف شب کا ہوا اپنے لشکر سے یعنی لشکر لاجوردشاہ و سیاہ تمثال آئینہ رو سے
نکلکر جانب لشکر اہل اسلام تنہا روانہ ہوا یہ عیار نابکار تو بڑے عیاری جانتا ہی دیکھیے کیا عیاری کرتا ہی
لیکن اب حال لشکر اسلام وعیاران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے خضران بن عمر نے نقابداران مندرجہ
بالا کو ہلاک کیا ہی اہل اسلام تو شادمان ہین چاہتے ہین کہ لشکر تمثال آئینہ رو مین طبل جنگ بجلایا
جاے تاکہ یہان بھی نقارہ جنگی بجے لڑائی ہو لیکن تمثال آئینہ رو طبل جنگ نہین بجواتا ہی اسوجہ سے
لشکر یان اہل اسلام مصروف جشن ہین شب و روز عیش وعشرت کرتے ہین لڑائی موقوف ہی لشکر پڑا ہوا ہی جملہ
عیاران لشکر اسلام بھی خوش ہین اب ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قاعدہ عیاران لشکر اسلام کا یہ ہی
کہ بیشتر خیمہ اپنا اپنے لشکر سے آگے ایستادہ کرتے ہین تمام شب بیدار رہتے ہین نگہبانی اپنے مردمان
لشکر کی کرتے ہین لشکر حریف کی طرف سے ہنگام شب کسی کو آتے نہین دیتے ہین اگر کوئی آتا ہے تو اسے
روکتے ہین یا اسیر کرتے ہین غرض حسب قاعدہ مذکور خضران بن عمر نے اپنے لشکر سے کچھ آگے بڑھ کے
ایک خیمہ ایستادہ کرایا تھا اور اُسکو کوتوالی چبوترہ قرار دیا تھا بیشتر ہمراہ اکثر عیارون کے دن کو یا شب کو
اسی خیمہ مین بیٹھتا تھا ایک شب کا ذکر ہی کہ خضران بن عمر حسب قاعدہ اپنے خیمہ مین پچاس ساٹھ عیارون کے
ساتھ بیٹھا تھا بادہ خواری مین مصروف تھا عیار خوش وخرم بیٹھے ہوے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص ایک
ہانڈی مین شہد لیے ہوے بیچتا ہوا جاتا ہی بار بار کہتا ہی کیا شہد خالص سارنگ مکھی کا ہی سستا بیچتا ہون
جسکو لینا ہو لے لے ایسا شہد خالص ارزان پھر دستیاب نہوگا عیاران لشکر اسلام کہ نشۂ شراب مین مست
بیٹھے تھے خضران بن عمر نے اُنسے کہا اس شہد فروش کو بلاؤ شہد اس سے لیلو قیمت کچھ بھی ندو اس وقت عالم
نشۂ شراب مین بجاے گزک کے کھاؤ مین بھی کھاونگا کیونکہ دل میرا بھی شہد کے کھانے کو بہت چاہتا
ہی عیاران مذکور نے اُسے طلب کیا جب وہ آیا شہد کی ہانڈی اُس سے لے کے کہا دور ہو او نابکار
قیمت اسکی تجھے نہ ملیگی اُس نے بفریاد وبکا کہا حضور مین غریب آدمی ہون آپ مجھپر ایسی بدعت نکیجیے
زبردستی شہد مجھسے چھین نہ لیجیے غریب آزاری اچھی نہین ہی مفت شہد نہ لیجیے قیمت اسکی ضرور
دیجیے مین بمحنت ومشقت اس شہد کو دور سے لایا ہون باین غرض کہ اسکو بیچ کر دام اُسکے لے کے صرف اہل
وعیال کرونگا خود بھی اپنے صرف مین لاؤنگا خضران بن عمر نے جواب دیا او نالائق قیمت اسکی یہ کیا کم ہی کہ
ہمنے تجھکو زندہ چھوڑدیا گرفتار نہ کیا حال پر تیرے رحم گیا کیونکہ تو ہمارے لشکر کی طرف اس شب تیرہ وتار مین
کہ نصف شب کا زمانہ ہے آیا ہی ایسے وقت مین آنا تیرا محل تردد ہی خیر اب تو جو منھ سے کہا وہ کہا کہ
چلا جا ورنہ تجھے گرفتار کرتے اُس نے کہا اچھا قصور ہوا مجھپر ظلم کیجیے شہد چھین کر قیمت ندیجیے مین جاتا ہون
یہ کہکے وہ شہد فروش تھوڑی دور وہان سے جاکے جھاڑی جھنڈیون کی آڑ مین غائب ہوا یہان خضران بن عمر اور
جملہ عیاران لشکر اسلام نے کہ جو اُس وقت خضران بن عمر کے پاس بیٹھے تھے بے تردد وہ شہد کھایا عالم نشۂ
شراب مین کچھ اندیشہ نہ کیا بعد کھانے شہد مذکور کے بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک عیار کو گرمی معلوم ہونے لگی
جو واسطے ہوا کھانے کے اُٹھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا جو عیار اُسکے اُٹھانے کو اُٹھا وہ بھی زمین پر گر کے

بیہوش ہوا غرض اسی طرح سے تھوڑی دیر مین خضران بن عمرو اور جملہ عیاران مذکور بیہوش ہوے شہد فروش مذکور
کہ اسود تیز پا عیار تھا جھاڑی جھنڈیون سے نکلکر چند شاگردون کو کہ انھین جھاڑیون مین نہان تھے
ہمراہ لیکر خیمہ خضران بن عمرو مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین آتے ہی اور دیکھتے ہی عیار مذکور نے آہستہ نعرہ
کیا کہ منم اسود تیز پا عیار خداوند تمثال آئینہ رو اور خضران بن عمر اسی نادانی پر تجھکو دعوے عیاری کا ہے
ایک ادنی میری عیاری سے تو آگاہ نہوا شہد بیہوشی آمیز بے فکر و تردد کھا لیا کچھ خیال نہ کیا اور چکھ کر
شہد کے کھانے کا رنگ دیکھا کہ کیا ہوا اور مزہ شہد کا چکھا کہ کیسا شیرین تھا اب یہ شہد شیرین تو نے
کھایا ہے اسکے کھانے سے جان شیرین تیری جائیگی تلخی مرگ کا ذائقہ زبان پر آئیگا زیر تیغ قاتل بٹھایا جائیگا
قتل کیا جائیگا شہد کا کھا لینے مفت چھین لینے کا نتیجہ دیکھا ہے اور اب آئندہ دیکھیگا مین تو سنتا تھا کہ تو
عیار کامل ہے مگر دراصل محض نادان و ناواقف کوچہ عیاری سے ہے کہ ادنے میرے دام مکر مین گرفتار ہوگیا
یہ کہکے اور جسقدر عیار بیہوش پڑے تھے انکو بھی دیکھا اور کہا ای نالائقو تم بھی مانند خضران بن عمر کے احمق تھے کچھ
عیاری سے ناآشنا تھے یہ نہ سمجھے کہ آدھی رات کے وقت شہد فروش کا آنا کجا اور آیا ہے تو کچھ اسمین لم ہے
اس شہد کو دیکھ بھال کے کھائین شہد فروش کے حالات سے آگاہ ہون گرفتار کرکے کیفیت ادھر آنے کی
دریافت کرین چھوڑ ندین یہ کہکے پہلے خضران بن عمر کو چادر عیاری مین باندھا ڈھائی گرہ عیاری کی لگائی
پشتارہ اوٹھا کے دوش پہ رکھا پھر اپنے شاگردون سے کہا ان عیارون کو تم سب چادر عیاری مین باندھو
پشتارے انکے اوٹھا کے اپنے لشکر مین پاس لاجورد شاہ کے لاؤ مین جاتا ہون انھون نے کہا استاد
یہ پچاس ساٹھ عیار ہین انکا یہان سے لیجانا دشوار ہے ہم دس شاگرد اس وقت یہان موجود ہین دس
عیارون کو چادر عیاری مین باندھ کر ایک ساتھ لے چلین بعدہ پھر یہان ہمارا آنا اچھا نہین ہے لشکر اسلام
قریب تر پڑا ہے دیکھیے وہ ایک سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اگر اس
سردار یا اسکے ہمراہی سوارون مین سے کسی نے ہمکو دیکھ لیا تو اچھا نہوگا ہمکو یہ لوگ گرفتار کرلینگے
پس ہماری راے یہ ہے کہ ان عیارون کو یہان سے نہ لیجائین ابھی انکے سامنے خنجر اور تیغے سے
انھین یہان قتل کرین مطلب تو خاص یہی ہے کہ یہ عیار قتل ہون پس جیسے وہان قتل ہونگے ویسے
یہان قتل ہوے اسود تیز پا نے کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون تم ابھی ان کو قتل کرو
انھون نے تیغے اور خنجر کمر سے کھینچکر عیارون کو قتل کرنا شروع کیا اونسٹھ عیارون کو قتل کیا خون
انکا خاک پر گرا جب وہ نابکار عیاران لشکر اسلام کو قتل کر چکے اسود تیز پا پشتارہ خضران بن عمر کا لیکر
شاگردون کو ہمراہ لیکر خیمہ مذکور سے نکلکر سوے لشکر لاجورد شاہ اُس تیرگی شب مین روانہ ہوا کسی اہل اسلام
نے اُسے نہ دیکھا بعد قطع راہ عیار مذکور پشتارہ بدوش نہایت شادمان لشکر لاجورد شاہ مین پہونچا اُس وقت
لاجورد شاہ اپنی بارگاہ مین مع صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال و تخنگان کے
بیٹھا ہوا تھا عالم نشہ شراب مین یہ تقریر کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے تقابل اران سیاہ و سفید کو تو خضران بن عمر
نے عیاری کرکے ہلاک کیا اب کس دلاور کو تمثال آئینہ رو واسطے اپنی اعانت کے طلب کرتا ہے کون حسب الطلب
اسکے یہان آکے اہل اسلام سے لڑتا ہے کئی روز گذرے ہین کہ طبل جنگی نہین بجا ہے
دونون لشکر مقابلہ مین پڑے ہین لڑائی موقوف ہے ہمارا دل گھبراتا ہے صلصال درجواب اُسکے کہتا تھا

تمثال آئینہ رو غافل نہو گا کیونکہ وہ بڑا عاقل وہوشیار ہی کسی پہلوان یا سردار کو کسی ملک سے اسکے
واسطے اپنی مدد کے نامہ روانہ کر کے ضرور بالضرور طلب کیا ہوگا عجب نہین کہ بعد اُس کے آنے
کے اس مقام پر بھی بہت جلد طبل جنگ بجایا جاے لڑائی ہو نجتگان دونون کی گفتگو سُن کے اپنے
دل مین کہتا تھا بیشک کوئی نہ کوئی فکر تمثال آئینہ رو ضرور ضرور کرے گا بالفعل نقابداران سیاہ پوش
وسفید پوش کی ہلاک ہو جانے سے بالکل گھبرا گیا ہی اور تمام اہل اسلام سے بھی ڈر گیا ہی ابھی یہ سب کفار باہم
یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اسود تیز پا پشتارہ بدوش اندر بارگاہ کے آیا لاجورد شاہ وغیرہ کو
سلام کر کے پشتارہ روبرو رکھ کے عرض کیا کہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو خضران بن عمر کو
بیہوش کر کے پچاس ساٹھ عیارون کو قتل کر کے پشتارہ خضران بن عمر کا لیکر آیا ہون حکم خداوند کا ہے کہ یہ
عیار مکار بہت جلد قتل کیا جائے اگر اسکی قتل مین کچھ بھی تاخیر واقع ہوئی تو مجھسے بُرا کوئی نہو گا مجھسے خداوند
نے یہ فرمایا تھا کہ لاجورد شاہ سے ہماری طرف سے کہنا کہ بہت جلد اس عیار نالائق کو تہ تیغ کرنا گرفتار ہرگز ہرگز
نہ رکھنا لہذا آپ موافق حکم خداوند عالم کے اسکو قتل کرائیے واصل جہنم کیجیے یا جو آپ کو مناسب وانسب
معلوم ہو وہ کیجیے جو میرا کام کرنے کا تھا اُسے مین کر چکا اور جو خداوند نے فرمایا تھا اُس کو مین آپ کے
گوش گذار کر چکا لاجورد شاہ نے یہ تقریر عیار مذکور کی بگوش ہوش سُن کے نہایت خوش
ہو کے صلصال ونجتگان کی طرف دیکھکر پوچھا کیا راے ہے اُن دونون نے کہا کہ ابھی اسکو قتل کرائیے
تمثال آئینہ رو نے جو کہا ہی اُسی پر عمل کیجیے اس تاریکی شب مین کہ آدھی رات کا زمانہ ہے
عالم تیرہ وتاریک ہی اور لشکر بھی امیر ثانی کا غافل ہی جملہ اہل اسلام بے خبر سو رہے ہین خراٹے اُڑا رہے
ہین ایسے عمدہ موقع مین اس عیار کا قتل ہونا بہت سہل ہی صبح کو قتل کرنا اسکا ایک امر دشوار ہو گا جنگ
عظیم ہو گی اہل اسلام اس عیار نابکار کو ہرگز ہرگز قتل ہونے نہ دینگے لاجورد شاہ نے یہ سنتے ہی فوراً
جلاد کو طلب کیا جلاد نابکار تیغہ بکف آیا بعد سلام کرنے کے مودب ہاتھ باندھ کے بہ آواز ملایم عرض کیا کہ
حضور اقدس نے اس ذرہ بیمقدار کو اس وقت کیون یاد کیا ہی یہ فرمانبردار سرکار ونمکخوار قدیم حاضر حضور ہے
جو کچھ حکم جناب والا ہو بجا لاؤن لاجورد شاہ نے اُس جلاد تیغہ بکف سے کہا کہ ہمنے تجھکو اس وقت اس
واسطے طلب کیا ہی کہ خضران بن عمر عیار امیر ثانی کو اسی وقت نہایت پھرتی سے قتل کر اُس نے عرض کیا اس
تابعدار کو کیا عذر ہی میرا تو کام یہی ہی اسی واسطے تو مین ملازم ہون جسے حکم ہو اُسے ابھی قتل کرون ذرا بھی
تامل ورحم نہ کرون لاجورد شاہ نے یہ سن کے اسود تیز پا سے کہا یہ پشتارہ یہان سے اٹھا کر ساتھ
اسکے جا خضران بن عمر کو بعد ہوشیار کرنے کے اسکے حوالے کر ہمانے جملہ سرداران سپاہ وغیرہ کو خواب غفلت سے
بیدار کر کے اُنسے ہماری جانب سے کہدے کہ مع جملہ لشکریان ہوشیار ومسلح ہو ہو کے آئین اسود تیز پا یہ
سنکے پشتارہ اُٹھا کے ساتھ اُس قاتل کے بارگاہ سے نکل کے ایک طرف گیا جس جگہ قتل خضران بن عمر
منظور تھا وہان پہونچکر پشتارے سے خضران بن عمر کو نکالکر طوق وزنجیر وغیرہ مین بخوبی گرفتار کر کے
بقید دفع بیہوشی سنگھا کے خضران بن عمر کو ہوشیار کیا پھر قاتل کے حوالے کیا قاتل نے چبوترہ ریگ کا
بنایا اُس پر بوریہ ہلاکت کا بچھا کے خضران بن عمر کو اُسپر بٹھا کے گردن پر کوئلہ کا خط دیا پھر تیغہ علم کر کے
سر پہ کھڑا ہوا منتظر حکم قتل ہوا خضران بن عمر نے ہوشیار ہو کے اپنے تئین گرفتار پایا اسود تیز پا

عیار اور قاتل کو دیکھ دل مین کہا کہ ای خضران بن عمر یہ خواب ہی یا بیداری کہان تم اپنے خیمہ مین ہمراہ عیارون کے بیٹھے تھے کہان یہ سامان تمھارے قتل و گرفتاری کا ہی یہ کہکے آنکھین ملنے لگا اسود تیزپا نے کہا اے خضران بن عمر کیا آنکھین مل رہے ہو خواب کا خیال کر رہے ہو یہ عین بیداری ہی مین عیاری کرکے تمھین بیہوش کرکے لایا ہون ہوشیار ہو کہ اب تم قتل ہوا چاہتے ہو کیون تم نے ہانڈی بھرا ہوا شہد خوب کھایا کچھ اندیشہ نہ کیا اسی بیوقوفی و نادانی پر تم کو دعوے عیاری تھا کہ ادنے سی میری عیاری مین تم دھوکا کھا گئے خضران بن عمر یہ تقریر اسکی سنکے سمجھا کہ ای خضران بن عمر یہ خواب نہین ہی تو بیدار ہی افسوس عالم نشہ شراب مین تو نے اس نابکار سے شہد چھین کے کھا لیا کچھ خیال نہ کیا نادانی کی انجام نادانی و غفلت کا یہ ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہین یہ باتین اپنے دل مین کرکے رو بقبلہ ہوکے دونون ہاتھ کہ ہتھکڑی مین تھے کچھ سوے فلک اٹھا کے آبدیدہ ہوکے واسطے اپنی رہائی اور جان بچنے کے خداوند عالم سے اسطرح دعا کرنے لگا

مناجات

تجھی سے ہی قائم یہ ارض وسما
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
کہ پنجہ سے وہ شیر کے بچ گیا
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
لکھا جسکی ہی شان مین ہل اتی
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
زمانے کا ہی تو مجیب الدعا
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
روا کر مرے مدعا کو شتاب
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
اسی فکر مین ہو رہا ہون ملول
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا

رہے ہیں ترے محتاج سب انبیا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
ترے ابر رحمت کا تھا معجزا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مرے کبریا ای مرے کبریا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مگر ہی یہ مجھکو تعجب بڑا تو
درین عاجزی چون نخوانم ترا
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج وتاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا
بحق حسن اور بحق رسول
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ترا نام ہی خالق و کبریا
تو قبع ہی سبکو تری ذات کا
یہ سلیمان پہ تیرا ترحم ہوا
کہ یوسف کنوئین مین جو زندہ رہا
مین دنیا اسی کا ہون اب واسطا
سوا تیرے اب مین کہون کس سے جا
صحیفون سے مجکو یہ ثابت ہوا
نہ بر آیا ابتک مرا مدعا
خدایا بہت مین ہوا ہون خراب
دعائے کند من کنم مستجاب
جو مطلب ہی میرا وہ اب ہو حصول
دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

بعد ختم کرنے مناجات کے چند شعر اور شعبدہ بازی فلک کے پڑھنے لگا

عدم مین دہر مین کعبے مین دیر مین گھر مین
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا
ہوئے ہین خاک کے پیوند مہربان کیا کیا
پھرے تلاش مین تیسی کہان کہان کیا کیا
سوا فلک کے شکایت کرین تو کس سے کرین
ستم سے پیر فلک کے مٹے جوان کیا کیا
رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور کیا کیا
ہوئے رقیب ہمارے ہین مہربان کیا کیا

ادھر تو خضران بن عمر مناجات ختم کرکے اشعار شعبدہ بازی فلک کے پڑھ رہا تھا ادھر لاجورد شاہ دو حکم واسطے قتل خضران بن عمر کے قاتل کو دے چکا تھا اسود تیزپا نے جملہ کفار کو حکم لاجورد شاہ سے آگاہ کیا تھا سب کفار بیدار و مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوئے ادھر وہ سردار لشکر جو حفاظت لشکر اسلام کی رہا تھا گرد لشکر کے پھرتے پھرتے حسب اتفاق خیمہ خضران بن عمر تک آیا پکارکے پوچھا ای خواجہ سوتے ہو یا جاگتے ہو جب کچھ آواز نہ آئی سردار مذکور متردد ہوا دل مین کہنے لگا کیا سبب ہی کہ خواجہ نے جواب نہین دیا خیمہ مین سناٹا ہی اندر خیمہ کے گیا دیکھا انشٹھ عیار قتل کیے ہوے پڑے ہین خضران بن عمر زندہ خیمہ مین نہین ہی نہ لاشہ اسکا ہی یہ حال دیکھکر سردار از حد متعجب ہوا دل مین کہنے لگا یہ واقعہ عجیب ہوا

نہین معلوم ان عیارون کو کس نے قتل کیا ہی خضران بن عمرو پر کیا واقعہ گذرا ہی کہ وہ یہان نہین
ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے خیمہ سے نکل کے لشکر مین آکے اکثر سرداران سپاہ کو بیدار کرکے
حال مذکور بیان کیا پھر کچھ عیارون سے کہا جلد لشکر حریف مین جاکر دریافت کرو کہ یہان آکے
کس نے عیارون کو قتل کیا ہی اور خضران بن عمرو کہان ہی اسپر کیا واقعہ گذرا ہی عیاران مذکور
فی الفور بصورت مبدل جانب لشکر کفار روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر کفار مین پہنچے وہان
دیکھا کہ خضران بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی جلاد تیغ بکف آمادہ قتل کرنے پر کھڑا ہوا ہی لاکھون
کفار مسلح مرکبون پر سوار ہین باہم خوش ہوکے کہہ رہے ہین آج اسود تیز پا عیار خداوندنے
کیا کارنمایان کیا ہی خضران بن عمرو کو عیاری کرکے بیہوش کرکے لے آیا ہی اتنے عیارونکو قتل کرآیا ہی
عیاران لشکر اسلام نے اُن کافرون سے حال مذکور سنکے چاہا کہ خضران بن عمرو کو بچائین قاتل
و دیگر کفار کو قتل کرین مگر خیال کیا کہ ہم چند عیار ہین یہان لاکھون کفار ہین ایسے لڑنا خوب نہین
ہی پہلے یہانسے چل کے امیر ثانی کو اس حال سے اطلاع دینا چاہیے یہ تجویز کرکے جلد تر لشکر
کفار سے نکل کے اپنے لشکر مین آئے یہان شور وغل سے امیر ثانی بیدار ہوچکے تھے حال قتل
عیاران مسطور سن چکے تھے افسوس کررہے تھے گاہ برہم ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ معلوم
ہوجائے کہ عیارون کو فلان شخص نے قتل کیا ہی تو مین بھی ان عیارون کے خون کا اُس سے
انتقام حتی الامکان لون اور اُسکے معاونون کو بھی قتل کرون ابھی امیر ثانی یہ فرما رہے
تھے سرداران لشکر عرض کررہے تھے حضور یہ کام انھین کفار سے کسی کافر کا ہی عیاران
لشکر واسطے دریافت کرنے اس حال کے گئے ہین ناگاہ عیاران مذکور نے خدمت امیر ثانی مین
حاضر ہوکے تمام حال جو دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کیا امیر ثانی کو غصہ آیا حکم اہل لشکر کو
کمربندی کا دیا اور فرمایا کہ اگر ان کافرون نے خضران بن عمرو کو قتل کرڈالا تو عہد کرتا ہون
کہ ان کافرون مین سے کسی کافر کو تو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا یہ فرماکے خود بھی
سلاح جنگ تن پر آراستہ کرنے لگے ابھی امیر ثانی وغیرہ مسلح ہورہے تھے کہ یہ عیاران لشکر
اہل اسلام بصورت مبدل برائے رہائی خضران بن عمرو اپنے لشکر سے جانب لشکر کفار روانہ
ہوے بعد طی کرنے راہ کے سپاہ کفار مین ہوتےہوئے اُس جگہ گئے جس جگہ خضران بن عمرو زیر
تیغ بیٹھا ہوا تھا مناجات بدرگاہ کبریا کررہا تھا قاتل تیغہ علم کیے کھڑا تھا خضران بن عمرو سے
کہہ رہا تھا کہ ای عیار بلاے روزگار سوے فلک کیا دیکھ رہا ہی اپنے خدا سے عبث دعا کررہا ہے
جانبر ہونا تیرا ممکن نہین اب کوئی دم مین تیسرا حکم منجانب خداوند تمثال آئینہ رو اور لاجورد شاہ
کہ وہ بھی دعوائے خداوندی کرتا ہی تیرے قتل کرنے کے واسطے مجھے دیگا مین اسی تیغۂ آبدار
سے تجھے قتل کرونگا سر و تن مین جدائی کرونگا واسطے نذر خداوندکے سر تیرا روانہ
کرونگا بس ایسے وقت مین جو کھانا ہو کھاے پیاسا ہو تو پانی پی لے کہ دنیا سے تشنہ و
گرسنہ سوے عدم نہ جا ہو خضران اُسکے جواب مین کہہ رہا تھا ای جلاد کیا کھاؤن کہ غم سے سیر ہون
اور پانی کیا پیون کہ خون جگر اپنا پی چکا ہون خواہش آب و غذا نہین ہی ہان یہ آرزو ہی کہ ایک نظر

واضح ہو کہ خضران بن عمرو اور رزقنوان بن عمرو ایک ہی شخص ہی ناظرین دونون تصور کرین

امیر ثانی کو کہ وہ میرے آقا و مالک ہین دیکھ لون جو کچھ اُنسے عرض کرنا ہو کر لون اور اپنے احباب و اعزا سے وداع ہو لون قاتل کہہ رہا تھا اے خضران جو تمنائے دل تو نے ظاہر کی ہر ہرگز بہ بر آئیگی ابھی جلاد نابکار خضران بن عمرو سے یہ کہہ رہا تھا کہ لاجورد شاہ نے تیرا حکم واسطے قتل کرنے خضران کے دیا جلاد نے حکم پاکر ارادہ قتل کرنے کا کیا تھا تیغہ لگانے کا قصد کیا تھا کہ ایک طرف سے ایک سنگ خراشیدہ و تراشیدہ آکے اِس طرح جلاد کے سر پر پڑا کہ سر اسکا شق ہوا تیورا کے زمین پر گرا کفار نے شور و غل کیا کہ جلاد کو کسی نے سنگ گران مار کر ہلاک کیا شاید عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین یہ کام اُنھین کا ہے جب یہ شور و غل لاجورد شاہ نے سنا پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے اُسکے ملازمون نے اُس سے عرض کیا اسوقت جلاد کو کسی نے پتھر مار کر ہلاک کیا ہے سب اسی وجہ سے شور و غل کر رہے ہین لاجورد شاہ نے یہ سنکے برہم ہو کے کہا جلد دوسرے جلاد کو بلاؤ کہ وہ جاکے خضران کو قتل کرے ملازمان مذکور واسطے طلب جلاد کے گئے جنگجویان نے عرض کیا آپ بکار قتل خضران مین کد و کوشش کرتے ہین وہ اب قتل نہوگا عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین وہ ہرگز خضران کو قتل نہونے دینگے سوا اسکے اب امیر ثانی دیغرہ بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہونگے ہوشیار ہو جایے اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے خضران کے ہلاک کرانے سے باز آیئے مین نے بارہا ایسے واقعات دیکھے ہین جو مین کہتا ہون سچ ہی جانیے گا آئندہ آپ کو اختیار ہے لاجورد شاہ نے جواب دیا او بزدل بیہودہ گو کیا واہیات کلمات زبان پر جاری کرتا ہے اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بزدل بنانا چاہتا ہے اِس وقت ہم ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرینگے ابھی لاجورد شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ جلاد آیا بعد سلام کرنے کے پوچھنے لگا حضور مجھے کیون یاد کیا ہے لاجورد شاہ نے کہا او نابکار تو ہمکو فقط حضور کہتا ہے خداوند نہین کہتا ہے کیا تو ہمسے منحرف ہے ہماری پرستش نہین کرتا ہے جلاد نے یہ سنکے سر جھکایا کچھ جواب نہ دے سکا اُسوقت صلصال بن دال نے جلاد سے کہا کیا سر جھکائے کھڑا ہے جلد جاکر خضران بن عمرو کو قتل کر جلاد نے لاجورد شاہ کیطرف دیکھا اُسنے بھی اشارہ سے کہا جلد جا خضران کے قتل کرنے مین دیر نہ کر جلاد مذکور یہ حکم پاکر قریب خضران کے گیا ہنوز جلاد خضران کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ امیر ثانی نے اپنے سرداران سپاہ سے فرمایا تم سب مین کون ایسا بہادر ہے کہ پہلے یہان سے جاکر خضران بن عمرو کو قید سے رہا کرے بمجرد اِس کہنے کے سلطان گوہر کلاہ دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے جانب لشکر کفار بعد عجلت روانہ ہوا جب قریب سپاہ کفار پہونچا نعرہ کیا اے کافران نابکار غضب کیا تمنے کہ عیاران لشکر اہل اسلام کو قتل کیا بمکر و دغا خضران کو اسیر کیا خبردار خضران کو قتل نہ کرنا یہ نعرہ سُنکے کفار انبوہ انبوہ واسطے روکنے سلطان گوہر کلاہ کے بڑھے لاجورد شاہ و صلصال کو بھی اِس شاہزادہ ذیقدر کے آنے کی اطلاع ہوئی فی الفور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہو کے اپنی اپنی سپاہ اور سپاہ تمثال آئینہ رو کو کہ جملہ بارہ لاکھ سے کم نہ تھی ہمراہ لے کر آگے بڑھے ہنوز یہ دونون نابکار راہ ہی مین تھے کہ سلطان گوہر کلاہ نے اُن کافرون کو جو سد راہ ہوے تھے بعد جنگ

وخونریزی پسپا کرکے راہ پاکے آگے بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کرکے خضران بن عمرو تک جاکے ارادہ جلاد کے ہلاک کرنے کا کیا وہ خوف سے تیغہ زمین پر پھینک کر بھاگا سلطان گوہر کلاہ نے بڑھکر ایسی شمشیر آبدار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل کرنے جلاد ندکور کے شاہزادۂ موصوف نے خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا خضران رہا ہوکے اپنے لشکر کی طرف شکر خدا کا کرتا ہوا روانہ ہوا ابھی لڑائی ہو رہی تھی خضران بن عمرو رہا ہوا تھا کفار پسپا ہوکر قتل ہو رہے تھے اہل اسلام کو بھی قتل کر رہے تھے کہ لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال بارہ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے جنگاہ مین پہونچے شریک جنگ ہوے اب کفار کو قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کافر و دیندار قتل ہونے لگے ہر چند تاریکی شب مین یہ جنگ واقع ہوئی تھی لیکن دونون سپاہون مین اسقدر سامان روشنی کا کیا گیا تھا کہ وہ شب تاریک کثرت روشنی سے بہ از روز روشن ہو گئی تھی اُسی روشنی مین لڑائی ہونے لگی سلطان گوہر کلاہ دلیرانہ نعرے شیرانہ کرکے بڑھ بڑھ کے کافرون کو قتل کرنے لگا اسی اثنا مین نصیر ابن طوس کہ منجانب تمثال آئینہ رو حاکم ایک جزیرے کا تھا حسب الطلب تمثال آئینہ رو ایک لاکھ سواران آزمودہ کار سے آیا اور لاجورد شاہ سے ملکر پوچھنے لگا یہ کون سردار لشکر اہل اسلام کا لڑ رہا ہے اُس نے کہا حالانکہ کچھ مین بھی جانتا ہون مگر نجتگان سے پوچھو یہ خوب ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام سے آگاہ ہے اُس نے پوچھا نجتگان کہان ہے لاجورد شاہ نے جانب نجتگان اشارہ کیا نصیر ابن طوس نے پوچھا اے نجتگان بتا یہ کون سردار ہے اسکا کیا نام ہے مین دیکھتا ہون کہ تھوڑی فوج سے اس لشکر کثیر سے دلیرانہ لڑ رہا ہے اُس نے جواب دیا نام اِس شاہزادے کا سلطان گوہر کلاہ ہے یہ فرزند شاہزادۂ بدیع الملک کا ہے بڑا بہادر ہے اِسکی تلوار کی پناہ نہین ہے اِس بہادر سے وہ شخص مقابلہ و مجادلہ کرے جسکو سوے عدم جانا منظور ہو نصیر یہ سنکے برہم ہوکے کہنے لگا اے نجتگان یہ تو کیا کہتا ہے مین وہ بہادر ہون کہ اگر چاہون تو سر اِسکا ابھی تیغ سے کاٹ لاؤن مجھسے بڑھکے کوئی بہادر نہین ہے نجتگان نے جواب دیا کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہوتا ہے زیادہ کیا کہون نصیر یہ سنکے زیادہ برہم ہوا کہنے لگا ابھی جاتا ہون سلطان گوہر کلاہ سے لڑتا ہون تیغ سے سر اِسکا کاٹ کے لاتا ہون جراُت اپنی دکھاتا ہون یہ کہکے مرکب دور کا بہ اپنا آگے بڑھایا اور تلوار علم کرکے سپاہ کو ساتھ لیکے شریک جنگ ہوکے لڑتا ہوا سامنے شاہزادۂ سلطان گوہر کلاہ کے پہونچکر نعرہ کیا کہ اے سلطان گوہر کلاہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا مین کیا آیا گویا تمھاری موت کا پیام آیا تمنے چار روپیہ کے پیادون کو لڑائی مین قتل کیا ہوگا کبھی مجھ ایسے بہادر سے سامنا نہوا ہوگا مین شجاع ہون کہ ہنگام جنگ فیل کو پشہ جانتا ہون قوی بازو ایسا ہون کہ شیر کو روباہ سمجھتا ہون تم مجھ ایسے بہادر سے کیا لڑوگے ایک ضرب تیغ بھی نہ روک سکوگے بہتر یہ ہے کہ جنگ و جدال سے باز آؤ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو میری اطاعت اختیار کرو مین تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کر دونگا سلطان گوہر کلاہ نے جواب دیا او کافر اِسقدر

جھوٹ بولتا ہی کہ کسی کو تیرے اس قول کا یقین نہوگا تو مجھے کیا قتل کریگا اور مجھے دام تذویر مین کیا گرفتار کریگا مین وہ نہین ہون کہ تیرے کہنے پر عمل کرون تیرے خدا دشمن شیطان خصال کو سجدہ کرون مین اس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جو خالق کون و مکان ہی اگر تو اپنی بہبودی دو جہان چاہتا ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا ورنہ انجام تیرا بد ہوگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا نصیر ابن طوس یہ سنکے برہم ہوکے خبردار خبردار مکرر کہہ کے تیغہ آبدار وگرانبار مرکب کو بڑھا کے سر شاہزادۂ موصوف پر مارا ادھر شاہزادے نے ضرب تیغہ تیز اپنی سپر پر رد کی پھر خود اسکی کمر پر تلوار لگائی اسنے بھی چالاکی سے رد کی اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار سلطان گوہر کلاہ نے کافر مذکور کو بضرب شمشیر آبدار مع مرکب چار ٹکڑے کیا کفار نصیر کے قتل ہونے سے دنگ ہوگئے اہل اسلام خوش ہوے عیاران لشکر اسلام نے یہ جنگ دیکھکر خدمت امیر ثانی مین جاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر سلطان گوہر کلاہ نے جانب لشکر کفار جاکے عجب کارنمایان کیا ہی اول خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا قاتل کو ہلاک کیا سیکڑون بلکہ ہزارون کافرون کو تہ تیغ کیا نصیر ابن طوس کہ ایک بہادران عالم سے تھا اسے بھی اسطرح قتل کیا کہ جملہ کفار کو حیرت ہوئی مگر اے امیر ثانی کثرت کفار کی ہی سلطان گوہر کلاہ کل دو لاکھ سوارون سے لڑرہا ہی شجاعت اپنی شاہزادہ موصوف دکھارہا ہی ایسے وقت مین واسطے اسکی اعانت کے کسی سردار کو روانہ کرنا مناسب ہی امیر ثانی نے یہ خبر سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ منتظر تشریف آوری بادشاہ لشکر اسلام کررہے ہین ابھی شاہ موصوف بارگاہ سے برآمد نہین ہوے ہین سوا اسکے اکثر سردار اور لاکھون سوار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو رہے ہین باین وجہ ہم اعانت سلطان گوہر کلاہ سے قاصر ہین ہان کسی سردار زبردست کو ابھی روانہ کرتے ہین یہ فرماکے جانب لندھور ثانی دیکھکر ارشاد کیا کہ تمھارا جانا مناسب ہی جلد جاکے شریک جنگ ہو سلطان گوہر کلاہ کی مدد کرو لندھور ثانی اسوقت جلدی مین مرکب دورکایہ پر سوار ہوکے اپنے لشکر کے تین لاکھ سوارون کو کہ مسلح ہوچکے تھے ہمراہ لیکے سمت میدان کارزار روانہ ہوا اس بہادر کو توراہ مین چھوڑا جاتا ہی احوال اس بہادر کا بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

لیکن اب احوال جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب سلطان گوہر کلاہ نصیر بن طوس کو قتل کرچکا جانب سواران نابکار متوجہ ہوا تیغ خونچکان سے خونریزی انکی کرنے لگا ابھی شاہزادہ موصوف مصروف جنگ تھا کہ عنقاے بن طرطوس حاکم جزیرۂ تماکا حسب الطلب ممتثال آئینہ رو کے دو لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا اور شریک جنگ ہوا اسکے آنے سے اور حملہ آور ہونے سے سواران لشکر سلطان گوہر کلاہ بیدل ہوے کفار خوش ہوے پھر بڑھ بڑھ کے لڑنے لگے خصوصاً عنقاے بن طرطوس کہ نہایت زبردست وقوی بازو تھی اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا یہانتک آگے بڑھا کہ جس طرف سلطان گوہر کلاہ لڑرہا تھا گیا جاتے ہی للہ کرکے تیغۂ آبدار سر پر شاہزادے

کے لگایا سلطان گوہر کلاہ نے وار اُسکا سپر پر روک کے شمشیر تیز اُسکے پہلو پر لگائی اُسنے وار خالی دے کے پھر تیغہ سر پر لگایا شاہزادہ موصوف نے پھر اُسکی ضرب تیغہ آبدار کو سپر پر روکا غرض تا دیر یونہین باہم لڑائی ہوئی انجام کار سلطان گوہر کلاہ نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے شمشیر برق نظیر اسطرح اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار مرکب سے دو ٹکڑے ہو کے بالاے خاک گرا گاو زمین بار سے اُس کے لاشہ کے تھرا گئی اکثر اہل اسلام اِس بدانجام کے قتل ہونے سے شادمان ہوکر تعریف و ثنائے شاہزادہ موصوف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا خصوصًا لاجورد شاہ و صلصال کو رنج زیادہ ہوا کیونکہ ایسا زبردست سردار مارا گیا عین صدمہ و رنج و جنگ مغلوبہ مین ایک بلندی پر جا کے پکارا کہ ای بندگان من تم سب تو بہ نسبت اِن میرے بندگان جاہل و منحرف یعنے اہل اسلام سے زیادہ تر ہو مگر عجب ہی کہ اہل اسلام کو جنگاہ سے بھگا نہین دیتے ہو یا اِن سب کو گھیر کے قتل نہین کرتے ہو خصوصًا سلطان گوہر کلاہ کو تہ تیغ نہین کرتے ہو کیسے مرد ہو لازم ہی کہ دلیرانہ بڑھ کے سر سلطان گوہر کلاہ تیغ سے کاٹ لو متردد و خائف نہو مینے اِسوقت یہی تقدیر کی ہی کہ تم سب اِن اہل اسلام پر اِسوقت فتحیاب ہوگے یہ کلام لاجورد شاہ اُسکے پرستش کنندہ سنکے بے تامل یکبارگی آگے بڑھے اُنکے ساتھ سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو بھی آگے بڑھی حملہ کفار نے بڑھ کے سخت حملہ کیا اس حملہ مین اہل اسلام بہت زخمی ہوے اکثر قتل ہوے باقی ماندہ پسپا ہونے لگے سلطان گوہر کلاہ یہ رنگ جنگ دیکھ کے متردد ہوا اپنے لشکر کے جوانون سے بآواز بلند کہنے لگا ای بہادرو ثبات قدمی اختیار کرو جنگاہ سے پاؤن پیچھے نہ ہٹاؤ سر میدان مصاف ذلت گوارہ نکرو یہ تقریر شاہزادہ کی سنکے اکثر جوانان لشکر نے ثبات قدمی اختیار کی جم کر کفار سے لڑنے لگے خود بھی اُنکے ہاتھ سے قتل و زخمی ہونے لگے ایسے وقت سخت مین لندھور ثانی نے لاکھ سوارون کی جمعیت سے راہ طی کرکے جلد پہونچکر جنگ مین شراکت کی سلطان گوہر کلاہ و جملہ مردان سپاہ شاہزادہ موصوف جو کثرت کفار سے پسپا ہو رہے تھے خوش ہوے لندھور ثانی نے بڑھ کے تیغہ علم کرکے نعرہ کیا کہ اے کافران بیحیا آگاہ ہو کہ مین آپہونچا حتے الامکان آج کی شب تم سب کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ نعرہ کرکے قتل کرنے لگا کفار تاب مقابلہ و مجادلہ لندھور ثانی نلا کے یا تو بڑھتے تھے یا پسپا ہونے لگے سیکڑون تیغ تیز لندھور سے قتل ہوکے مانند مرغ بسمل زمین پر لوٹنے لگے لاجورد شاہ یہ طور جنگ دیکھکر نعرۂ لندھور ثانی سنکے گھبرایا بے اختیار کہنے لگا حالانکہ تقدیر کنم بختگان نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ تقدیر گریز کیجیے یا طبل بازگشت بجوائیے قبل اِسکے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب تو عمل کیجیے جان اپنی بچائیے ابھی تو دو ہی سردار لشکر اہل اسلام کے اِدھر آئے ہین تھوڑی دیر مین دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہی سلسلہ سردارون کے آنے کا بندھے گا ہر ایک سردار کے ساتھ سپاہ کثیر ہوگی خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے ساتھ تو سپاہ مانند مور و ملخ کے ہوگی یہ فوج آگئی اور سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو کی کھلا جملہ سردارون اور امیر ثانی کو کیا روک سکینگے یا اُنسے لڑ سکینگے میرے نزدیک تو سب قتل ہو جائینگے بلکہ پامال سم اسپان سواران لشکر اسلام ہو جاینگے جان آپ کی بھی مفت جائے گی

سنا رہی خداوندی تشریف لیجائیگی سر وتن مین آپ کے جدائی ہوجائیگی لاجورد شاہ نے گفتگوے
تجنگان سنکے ارادہ کیا تھا کہ طبل بازگشت بجوائیے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا
گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کان مین آئی گھبرا کے اُسی طرف دیکھنے لگا ہنوز لاجورد شاہ دیکھ رہا تھا
کہ یکایک تبخیل چرخ زن کہ فرمانروائے کوہستان وغیرہ کا تھا ڈیڑھ لاکھ سواران جنگی کی جمعیت سے
حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے آیا لاجورد شاہ وصلصال سے ملکر پوچھنے لگا اسوقت یہ
جنگ عظیم کس سے ہورہی تھی لاجورد شاہ نے جواب دیا اہل اسلام سے لڑائی ہورہی ہی
تھوڑی دیر ہوئی سلطان گوہر کلاہ فرزند بدیع الملک نے نصیر ابن طوس وعنقاے بن
طرطوس کو قتل کیا ہی سوا اُنکے ہزارہا مردم سیاہ کو قتل وزخمی کرچکا ہی کسی طرح قتل نہین ہوتا ہی نہ
پسپا ہوتا ہی اب اُسکی مدد کے واسطے لندھور ثانی ایک نامی وگرامی سردار تین لاکھ سوارون کی جمعیت
سے آگیا ہی ہماری فوج پسپا ہورہی ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی تجخ نے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے اب مین یہان آگیا ہون ابھی لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ کو قتل کرکے سر اُن کے
تیغ سے جدا کرکے لاتا ہون مگر خطا معاف ہو کیسے آپ خداوند ہین کہ عاجز ہین کچھ قدرت نہین دکھاتے
ہین اگر آپ مین قدرت نہین ہی تو پھر دعواے خداوندی کیون کیا ہی لاجورد شاہ نے چین
بر جبین ہوکے جواب دیا ہم خداوند رحیم المزاج ہین اپنے بندگان جاہل کی جفائین اُٹھاتے ہین اور
قہر وغضب سے انھین تباہ وبرباد نہین کرتے ہین تبخیل چرخ زن نے جواب دیا یہ جواب آپ کا
عجز ومجبوری ظاہر کرتا ہی یہ جو آپ نے کہا ہی خیر مجھے اس سے کیا غرض ہی کہ آپ خداوند ہین
یا نہین ہین مین تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتا ہون سوا اُنکے کسی کی پرستش نہین کرتا
یہ کہکے مرکب کو اپنے جولان کرکے فوج اپنی اپنے ہمراہ لے کے آگے بڑھا پھر تیغ آبدار نیام سے
کھینچکر شریک جنگ ہوکے اہل اسلام کو قتل کرنے لگا مردم سیاہ بھی اُسکے اہل اسلام سے
لڑنے لگے راوی ناقل ہی کہ تبخیل چرخ زن لڑتا ہوا سواران لشکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا نعرے
پی درپی کرتا ہوا سامنے لندھور ثانی کے پہونچا دیکھا کہ وہ بہادر شیرانہ دشمنون کو ہلاک کررہا ہی
یہ دیکھکر غضبناک ہوکے نعرہ کرکے کہا او منحرف خداوند تمثال آئینہ رو ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا
کیا ان ناتوان سوارون کے قتل کرنے سے فائدہ ہی اور کیا ان بہادرون کے ہلاک کرنے سے باعث
ناموری ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے مقابلہ ومجادلہ کر میری ضرب شمشیر کو روک تو جانون کہ بہادر
ہی مین وہ شجاع ہون کہ ثانی اپنا شجاعت مین نہین رکھتا ہنگام جنگ شیر کو روباہ فیل کو
پشہ جانتا ہون ہزارہا پہلوانون اور بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا ہی لندھور ثانی نے
تقریر اُس نابکار مردود کی سنکے برہم ہوکے جواب دیا او کافر اگر تجکو دعواے بہادری ہی تو آوار
کر شجاعت اپنی دکھا تیری تو کیا حقیقت ہی اگر دیو اور جن بھی مجھ سے مقابلہ کرے تو بھی اُس سے
انکار لڑنے سے نہ کرون مجکو تیری تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تو بہادر نہین ہی یا وہ گو ہی اجل
تیری تجکو کشان کشان یہانتک لائی ہی مگر مجکو یہ افسوس ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا
مجھے تیرا نام بھی نہین معلوم کہ تو کون ہی اُسنے جواب دیا نام میرا تبخیل چرخ زن ہی حاکم منجانب

خداوند کو ہنسان وغیرہ کا ہون بشیتر شیران صحرا کو ٹوک ٹوک کے ہلاک کرتا ہون تو مجھے کیا قتل کرے گا
یہ کہکے غضبناک ہوکے گرز گرانبار اُٹھا کے موافق قاعدۂ دلاوران سر لندھور ثانی پر مارا ادھر اس بہادر
نے اُس ضرب گرز کو سپر اکے اپنے گرز پر رد کیا پھر کہا او نابکار اب میری ضرب
گرز کو روک یہ کہکے لبصد غضب ضرب گرز اُسکے سر پر غرور پر لگائی ہرچند اُس نے چاہا کہ اپنے گرز پر
ضرب گرز حریف کو رد کون مگر ممکن نہوا کیونکہ وقت روکنے ضرب گرز کے ہاتھ اُسکا کج ہوگیا ضرب
بخوبی رک نہ سکی گرز لندھور ثانی سر پر جو اُسکے پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا گینڈا ایا مرگیا بلکہ اُسکا
مرگیا فی الفور زمین پر گرکے ہلاک ہوا اُسکے مرنے سے سرداران سپاہ اُسکے اور جملہ لشکر بیدل ہوکے
پسپا ہونے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ بڑھ کے لندھور ثانی سے مقاتلہ ومجادلہ کرے
لندھور ثانی یہ حال دشمنان مذکور کا دیکھکر نعرہ کوہ شگاف کرکے آگے بڑھا کفار کو گاہ ضرب گرز گاہ
تیغ آبدار سے قتل کرنے لگا کفار تاب تحمل جنگ وثبات قدمی نہ لاکے دمبدم لندھور ثانی
کے سامنے سے پسپا ہونے لگے ایسی حالت مین لاجورد شاہ کو بذریعہ ہرکارون کے خبر قتل تنجیل
چرخ زن پہونچی یہ خبر سنتے ہی نخجگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا دیکھا تمنے کہ ہمنے تقدیر
کرکے تنجیل چرخ زن نابکار کو دست لندھور ثانی سے قتل کرادیا یہ ملعون ہمسے بے ادبانہ
کلام کرتا تھا ہمکو اپنا خداوند نہ جانتا تھا نہایت مغرور ومتکبر تھا نخجگان نے عرض کیا اے
خداوند اسوقت تو یہ تقدیر آپ نے اچھی نہ کی میرے نزدیک فہری کی لازم تو یہ تھا کہ دست
تنجیل سے لندھور ثانی کو قتل کرایا ہوتا امیر ثانی کو مغموم کیا ہوتا سوا اُسکے جملہ لشکریان امیر
ثانی کو صدمۂ جانکاہ دیا ہوتا عجب نہ تھا کہ اگر لندھور ثانی ہلاک ہوجاتا تو یہ لڑائی فتح ہوجاتی اہل
اسلام شکست کھاتے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جو کچھ ہمنے
کیا وہ خوب کیا نخجگان یہ سنکے برہم ہوکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ لاجورد شاہ بیہودہ ہے
قدرت اسمین کچھ بھی نہین ہے دعواے خداوندی عبث کرتا ہے اب بھی دعوئے خداوندی سے باز
نہین آتا ہی گو ذلیل وخوار بارہا ہوچکا ہے اہل اسلام کے ہاتھ سے تباہ وبرباد ہوکے بھاگتے
بھاگتے یہان تک آیا ہے نخجگان تو اپنے دل مین ایسی ہی باتین کررہا تھا لڑائی ہورہی تھی جنگ مغلوبہ
ہورہی تھی اہل اسلام دلیرانہ بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہورہے تھے کہ یکایک خونخوار بیلگردان
ایک سردار نہایت بہادر حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے ایک لاکھ سوارون کی
جمعیت سے اپنے ملک سے آیا جب نبردگاہ مین پہونچا لاجورد شاہ اُسکے آنے سے
باخبر ہوا کچھ لوگ واسطے استقبال کے بھیجے وہ سب اُسکو روبرو لاجورد شاہ کے لائے اُسنے سلام کیا
پھر پوچھا یہ لڑائی کس سے ہورہی ہے بڑی خونریزی ہورہی ہے لاجورد شاہ نے تمام حال لڑائی کا بیان
کیا اُسنے کہا مین یہان نہ تھا ورنہ اسقدر طول اس لڑائی کو بھی نہوتا چیدہ چیدہ سرداران لشکر اہل اسلام کو
قتل کرکے مردمان لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا نخجگان نے کہا اب سہی جائیے بڑھکر دلیرانہ اہل اسلام
کو قتل کیجیے لشکر کو شکست دیجیے معنے بہادری کے یہی مین کہ جو منھ سے کہا ہے وہی اب کیجیے وہ یہ کلمات سنکے
تاب ضبط نہ لاکے اپنی فوج کو اپنے ساتھ لیکے تیغ علم کرکے آگے بڑھ کے لشکر اسلام پر گرا چونکہ تازہ دم تھا

اہل اسلام سے لڑکر انھین قتل کرنے لگا فوج بھی اسکی کہ آزمودہ کار تھی اہل اسلام سے خوب لڑنے
لگی اس نابکار کے آنے سے اور شریک جنگ ہونے سے یا تو اہل اسلام بڑھ بڑھ کے لڑرہے تھے
یا ارادہ پیچھے ہٹنے کا کرنے لگے خصوصاً سواران لشکر کا یہ حال دیکھکر لندھور ثانی و سلطان
گوہر کلاہ متردد ہوے ہنوز یہ دونون بہادر متفکر تھے جنگ مغلوبہ ہورہی تھی سواران بکثرت
قتل ہورہے تھے خونخوار بیلگردان بڑھتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر اسلام سے مالک ثانی
امیر ثانی سے اجازت لیکر مع اپنی تھوڑی فوج کے کہ جو اسوقت مسلح ہوچکی تھی سوے جنگاہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ جنگاہ مین پہونچکر شریک جنگ ہوے خود اور ہمراہی کفار سے لڑنے لگے
اس بہادر کے آنے سے سواران لشکر اسلام کو قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے عین جنگ مین
خونخوار بیلگردان دلیرانہ لڑتا ہوا نیزے سے اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا سامنے مالک ثانی کے
آیا اور نعرہ کرکے نیزے کا وار کیا مالک ثانی نے اسکی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان
پر روک کے خود بھی اسکے سینہ پرکینہ پر نیزہ مارا اسنے بھی چالاکی سے اپنے تئین بچایا بعد
چند طعنہاے نیزے کے مالک ثانی نے نیزے سے اسے پشت فرس سے اٹھا کے خاک پر اسطرح
ٹپکا کہ وہ گویا پیوند خاک ہوگیا جب خونخوار بیلگردان اسطرح دست مالک سے ہلاک ہوا سرداران
سپاہ خونخوار بیلگردان اپنے سردار کے قتل ہونے سے برہم ہوکے آگے بڑھکر مالک ثانی پر حملہ آور
ہوے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مردمان لشکر خونخوار تاب جنگ نہ لاکر پسپا ہونے لگے ایک طرف سے مالک
دوسری جانب سے لندھور ثانی تیسری جانب سے سلطان گوہر کلاہ مع سپاہ بڑھے حملہ کفار پیچھے
ہٹنے لگے لاجورد شاہ و صلصال متردد ہوے عین تردد و فکر مین لاجوت بیلگردان جمشید
ابن طوفان حریص برق انداز حریق بن ساریق یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج کثیر
آکے شریک جنگ ہوے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہوکہ یہ چارون کفار کہ جنکے اسما لکھے گئے
ہین جزائر و ممالک کے جانب تمثال آئینہ رو سے حاکم ہین حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے
آئے ہین الحاصل جب لاجوت بیلگردان و جمشید ابن طوفان و حریص برق انداز و حریق
بن ساریق دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکے شریک جنگ ہوے
کفار خوش ہوے خصوصاً لاجورد شاہ و صلصال نہایت شادمان ہوے اب جنگ مغلوبہ
بہ نسبت قبل زیادہ تر ہونے لگی لاش پر لاش مردمان ہر دو سپاہ کی گرنے لگی پہلے کفار ایسی
دلاوری سے بڑھ بڑھ کے لڑے کہ سواران لشکر اسلام بہت قتل و زخمی ہوے بعدہ لندھور
ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ کے آگے بڑھنے سے اور دلیرانہ لڑنے سے کفار بھی
بہت قتل ہوے ہزار ہا زخمی ہوے ہرچند اسوقت مین کفار آگے بڑھ نہ سکے لیکن بوجہ
کثرت کے پیچھے نہ ہٹے بہ نیزہ و تیر و شمشیر و گرز مصروف جنگ رہے راوی ناقل ہے کہ ابھی یہ جنگ
مغلوبہ ہورہی تھی تلوار خوب چل رہی تھی کمانین کڑک رہی تھین بارش باران تیر علی الاتصال
ہورہی تھی جوے خون کشتگان میدان مصاف مین ہرسو رواں تھی لاشے تڑپ رہے تھے
زخمی گھوڑون سے زمین پر گرکے کراہ رہے تھے دلاوران ہر دو لشکر رعد آسا نعرہ ہاے

کوہ شگاف کر رہے تھے کافر و دیندار لڑ رہے تھے سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے شور بگیر
و بزن بلند تھا کہ یکایک ایک جانب سے اسقدر غبار بلند ہوا اور سوے فلک زمین سے گیا
کہ اُس شب کو حملہ کافر و دیندار کو اُس غبار کے دیکھنے سے یقین کامل ہوا کہ آندھی نہایت سیاہ
زور و شور سے آتی ہے بس کافر و دیندار متردد ہوے کہ اگر یہ آندھی اسوقت عین جنگ مغلوبہ مین آگئی
تو اچھا نہو گا روشنی ہوا سے نہ رہیگی تاریکی ہو جائیگی اندھیرے مین شناخت دوست و دشمن کی نہو سکیگی
سوا اسکے کثرت ہواے تند سے اِس میدان جنگ مین ٹھہرنا دشوار ہو گا لڑنا محال ہو گا ابھی سب یہ
خیال کر رہے تھے کہ وہ غبار جو بلند ہوا تھا قریب آنے لگا تھوڑی دیر مین ہوا سے دامن گرد پارہ
پارہ ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ بہت سے نشان سرخ رنگ فیلان سربلند پر پیدا ہوے بعد ازان
آمد سپاہ کثیر معلوم ہوئی لاکھون سوار اور پیادے مسلح و مکمل نظر آنے لگے کفار سمجھے کہ ہماری جانب کوئی
شاہ یا سردار زبردست بجمعیت فوج کثیر آتا ہے یہ سمجھ کے کفار بہت خوش ہوے خصوصاً
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان از حد شادمان ہوے اور فوراً ہرکارون کو براے
دریافت خبر روانہ کیا ادہر جو اہل اسلام مصروف جنگ کفار سے تھے اُنھون نے خیال کیا کہ ایسے
وقت مین کوئی ہماری مدد کے واسطے آتا ہے یہ خیال کرکے اکثر خوش ہوے اکثر سوار اپنے
دل مین کہنے لگے کہ دیکھیے یہ کون آتا ہے بظاہر تو کوئی ہم اہل اسلام سے ایسا صاحب فوج و
سپاہ ہمارے لشکر سے جدا نہیں ہوا ہے کہ ہم اُسکے آنے کا خیال کرین غرضکہ تمامی کافر و دیندار
جداگانہ خیالات کر رہے تھے کہ اُدھر ہرکارے لشکر کفار کے قریب اُس فوج ظفر موج کے پہونچے جب
اُنھون نے سوارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر گران کسی کافر کا نہیں ہے وہ یہ خبر دریافت
کرکے پلٹے اور اپنے لشکر مین آکے جو کچھ دریافت ہوا تھا لاجورد شاہ و صلصال سے آکر بیان کیا
لاجورد شاہ و صلصال کو سخت تردد ہوا بختگان نے کہا اے خداوند عبث اسقدر آپکو تردد ہے جو آتا ہے
اُسے آنے دیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے واسطے اپنے اور تمامی اپنے جانب کے لشکریون کی حفاظت
جان کے طبل بازگشت بجوا دیجیے جب صداے طبل بازگشت بلند ہوگی اہل اسلام ہرگز اسوقت
نہ لڑینگے جو کوئی یہ فوج کثیر ہمراہ لیے آتا ہے وہ بھی اسوقت نہ لڑیگا لاجورد شاہ نے جواب دیا
طبل بازگشت کا ایسے وقت مین بجوانا گویا عاجزی لڑنے سے ظاہر کرنا ہے اور مجبوری مجادلہ و مقاتلہ سے
ثابت کرنا ہے بس مین تو یہ ننگ ہرگز گوارا نہ کرونگا چاہے کچھ بھی ہو خواہ جان رہے یا نہ رہے
بختگان نے کہا دیکھیے پچھتائیے گا اگر یہ صاحب فوج آکے ایکبارگی آپ کے لشکر پر گرے گا
تو خطا معاف ہو آپ کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا آپ کے ساتھ سب کی جانین جائینگی لاجورد شاہ نے
جواب دیا اچھا آج مجھے یہی منظور ہے بختگان تو خاموش ہوا مگر اُس صاحب لشکر کثیر نے
دور سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر ہرکارون کو واسطے خبر لانے کے روانہ کیا اُنھون نے جنگاہ مین
آکے سوارون سے تمام حال دریافت کرکے جلد جاکر اپنے لشکر مین پہونچ کے سردار لشکر سے
جو کچھ سنا تھا بیان کیا وہ یہ خبر سنکے نہایت برہم ہوا پھر جملہ اپنے ہمراہیون سے کہا مین لشکر کفار
پر اسوقت حملہ آور ہونگا حتے الامکان کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑونگا سب نے عرض کیا بہتر ہے ہم سب

بھی لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہین اُس سردار نے یہ سُنکے باشتیاق جنگ مرکب کو جولان کیا جملہ ہمراہی اُسکے ہمراہ اُسکے بقصد عجلت چلے جب وہ سردار قریب لشکر کفار آیا نعرہ کیا منم شاہزادہ رستم ثانی ای کفاران نابکار گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کرکے مع اپنی تمامی سپاہ کے کفار پر گرا تیغ آبدار سے بیدینون کو قتل کرنے لگا سرداران لشکر بھی اُسکے مانند حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کفار کو تہ تیغ کرنے لگے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی اور گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ بھی تیغ و نیزہ دیر سے بیدینون کو قتل کرنے لگے جملہ سوار اور لشکری بھی اُس شاہزادہ تہور شعار کے اعدا کو خاک و خون مین ملانے لگے جنگ عظیم ہونے لگی لاش پر لاش ہر طرف کا فرون کی گرنے لگی دریاے خون کا فران میدان جنگ مین ہر سو روان ہونے لگا برق شمشیر میدان مین چمکنے لگی دلاور مانند رعد کے نعرے کرنے لگے بوچھار تیرون کی بکثرت ہونے لگی ہا دریاے خون کشتگان مین سر مقتولان مثل حبابون کے نظر آنے لگے اور تن کافران مانند کشتی ہا کو چک کے بہتے ہوے دکھائی دینے لگے اُسی بارش باران تیر مین ہزارہا قصر تن بیدینان دو میدوم زمین پر گرنے لگے اہل اسلام آناً فاناً آگے بڑھنے لگے کفار پیچھے ہٹنے لگے اکثر کفار از خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے ایسی جنگ عظیم سے تدبیر جانبری کی کرنے لگے یہان کا تو یہ حال ہو جو لکھا گیا مگر اب حال عیاران لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہو کہ جسوقت یہ جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی شاہزادہ رستم ثانی مانند شیر غضبناک کے اعدا کو ہلاک کر رہا تھا چند عیار اپنے لشکر کر واسطے خبر دریافت کرنے کے جنگگاہ مین آئے میدان مصاف مین آکے عجب لڑائی دیکھی کہ کبھی ایسی جنگ نہ دیکھی تھی اور کبھی شاہزادہ رستم ثانی کو اسطور سے لڑتے نہ دیکھا تھا پس تمام رنگ جنگ دیکھکر اور خوب خبر دریافت کرکے لشکر سے نکل کے جلد تر خدمت امیر ثانی مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوے تھے امیر ثانی و دیگر سرداران لشکر نے باادب تمام سلام کیا تھا بادشاہ اپنے مرکب پر سوار ہو رہے تھے اور جو سردار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو چکے تھے وہ جوق جوق گروہ گروہ اپنے اپنے مالک و آقا کے پس پشت کھڑے تھے امید وار اسکے تھے کہ ہمارے آقا و مالک سوے جنگگاہ یہانسے چلین تو ہم بھی اُنکے ہمراہ رکاب چلکے اعدا کو تہ تیغ کرین ناگاہ اُنھین ہرکارون نے امیر ثانی سے دست بستہ عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اسوقت شاہزادہ رستم ثانی فوج بیحد سے اور بنہایت خدم و حشم سے تشریف لائے ہین کفار سے اسطرح لڑ رہے ہین کہ ہمسے ثنا اُنکے لڑنے کی مطلق ہو نہین سکتی ہو کفار کو اسقدر قتل کیا ہو کہ جنگگاہ مین ذرا بھی خالی جگہ نہین ہو لاشے کفار کے زمین پر پڑے ہین جو کفار زندہ ہین اُنکو اہل اسلام چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین راہ بھاگنے کی بیدینون کی نہین ملتی ہو لاجورد شاہ و صلصال نہایت پریشان خاطر ہین کیونکہ اُنکو صورت اپنی اجل کی نظر آرہی ہو ہر چند ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر بھاگ نہین سکتے ہین بار بار کہتے ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو یہ رات کیونکر گذرتی ہو صبح دیکھنی نصیب ہوتی ہو یا نہین ہاے ہم کیا جانتے تھے کہ اس جنگ کا یہ انجام ہوگا بختگان اُنکی تقریر سنکے کہتا تھا مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ طبل بازگشت

بجوا دیجیے آپ نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب بھی طبل بازگشت بجوا دیجیے جان اپنی ان
اہل اسلام سے بچایئے وہ دونون اُسے جواب دیتے تھے کہ ہمتو طبل بازگشت اسوقت تیرے
کہنے سے بجوا دین مگر خداوند تمثال آئینہ رو کے خلاف ہوگا سوا اسکے واسطے ہمارے بھی ایک
طرح کی ذلت و باعث بدنامی کا ہے علاوہ اسکے اگر تمثال آئینہ رو اور اپنی ذلت کا بھی کچھ خیال
نہ کر کے طبل بازگشت بجوایا جائے تو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ اس شور و غل مین کون صدائے طبل
بازگشت سنے گا امیر ثانی خبر رستم ثانی کے آنے کی باین جاہ و حشم سنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ
ہمین اسکے دیکھنے کا نہایت اشتیاق تھا جب سے وہ لشکر سے گیا تھا بیشتر ہمین اسکا خیال رہتا تھا
خواجہ عمرو ثانی سے کچھ حال اُسکا سنا تھا شکر ہے خدا کا کہ مع الخیر بخدم و حشم طلسم صندل کو توڑ کے
یہان آیا بدرجہ کمال دل شاد ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی یہ خبر سنکے خوش ہوکے امیر ثانی و شہزادہ
ایرج نوجوان سے فرمایا کہ للہ الحمد کہ شاہزادہ رستم ثانی بخیر و عافیت بجمعیت لشکر کثیر یہان
آیا ایرج نے عرض کیا اے ظل اللہ واقعی رستم ثانی کے آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے دل چاہتا ہے
کہ جلد یہانسے چل کے اُسے دیکھون اپنے پارۂ جگر کو دوڑ کے سینے سے لگاؤن بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے فرمایا بہتر ہے جلد چلو شریک جنگ بھی ہو اور رستم ثانی کو بھی
دیکھو یہ فرما کے بادشاہ لشکر اسلام درست ہوکے مرکب پر بیٹھے پھر گھوڑا اپنا سوے بزمگاہ
بڑھایا امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر جو اسوقت مسلح ہو چکے تھے وہ سب بھی مرکبون پر
سوار ہوکے ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف چلے اثناے راہ مین امیر ثانی اپنے دل مین کہتے
تھے کہ مین رستم ثانی کو دیکھتے ہی اپنے سینہ سے لگا لونگا الطاف و عنایت اُسپر بہت کرونگا
بادشاہ موصوف دل مین اپنے کہتے تھے کہ جسوقت مین شاہزادۂ رستم ثانی کو دیکھونگا اور وہ
بادب مجھے سلام کریگا اور سر اپنا میرے قدم پر رکھے گا مین بعد مہربانی سر اُسکا اپنے سینے سے
لگاؤنگا نہایت شفقت اُسپر کرونگا شاہزادہ ایرج نوجوان یہ خیال کرتا تھا کہ بعد ایک
زمانہ کے فرزند دلبند میرا آیا ہے مین اُسکی دید سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا سینہ سے اُسے لگاؤنگا
بار بار اُسے الفت پدری سے پیار کرونگا حالات دریافت کرونگا اسی طرح شاہزادۂ قاسم بھی
اپنے پوتے کی دید مین بیقرار تھا دل مین کہتا تھا کہ فضل خدا سے مراد دلی برآئی رستم ثانی بعد
ایک عرصے کے یہان آیا ہے اُسکے دیکھنے سے نور آنکھون مین زیادہ آئیگا غنچۂ دل پژمردہ میرا
ہواے مسرت سے شاداب و شگفتہ ہو جائیگا جسوقت اُسے اپنے سینہ سے لگاؤنگا روح کو
راحت قلب کو آرام حاصل ہوگا شہریار برادر رستم ثانی شوق دید برادر مین نہایت بیقرار تھا
دمبدم اُسکے دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے بڑھ کے جلد سوے جنگگاہ جاکے اپنے بھائی کو دیکھون
گلے سے ملون حالات پوچھون لیکن رعب و داب بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام سے
بمجبوری آگے نہ بڑھ سکتا تھا کیونکہ خلاف داب تھا علاوہ ان سب صاحبون کے جملہ سرداران
لشکر جو دست پیچی تھے اُنکا عجب حال تھا اشتیاق قدمبوسی مین بیقرار تھے کوئی دست پیچی کسی
دست پیچی سے کہتا تھا خدا نے یہ دن دکھایا کہ ہمارا مالک و آقا بخدم و حشم بجمعیت سپاہ کثیر یہان آیا

کیا دل خوش ہوا اگر ہمکو سلطنت ہفت اقلیم کی بھی ملجاتی تو اس طرح دل ہمارا شادمان نہوتا
جس طرح اسوقت شاہزادہ رستم ثانی کے آنے سے دل خوش ہوا ہی وہ اسکو جواب دیتا تھا
واقعی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی قول ہی ہمکو بھی از حد خوشی حاصل ہوئی ہی کہین جلد یہ راہ
طی ہو میدان نبرد مین پہونچین اپنے آقا و مالک کو دیکھین تسلیم کرین شان و شوکت پر اسکی نظر
کرین خدا کا شکر کرین کہ بعد ایک مدت کے زیارت چہرۂ پر نور آقا میسر ہوئی کوئی دست چپی
سردار کسی سردار دست چپی سے مسکرا مسکرا کے آہستہ آہستہ یون کہتا ہوا جاتا تھا کہ جب سے
ہمارے آقا و مالک لشکر سے سوے طلسم صندل گئے تھے لشکر مین ہمین رہنا ناگوار تھا ہر وقت
دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے جدا ہوکے اپنے آقا کی تلاش مین چلیے جہان انکا کسی سے
نشان ملے وہین چلیے وجہ اس ارادہ کرنے کی یہ تھی کہ جب ہم بارگاہ آقا کو اور دنگل کو اپنے
مالک کے خالی دیکھتے تھے صدمہ ہوتا تھا گو لشکر مین جملہ سردار نظر آتے تھے مگر صرف انھین کے
نہونے سے لشکر مین رونق نہ تھی زینت بارگاہ سلیمانی کی ذرا بھی نہ تھی ہان اب زیب و زینت
لشکر و بارگاہ سلیمانی کی ہوگی شاہزادہ رستم ثانی تشریف لائے ہین وہ دست چپی اس سے
کہتا تھا جو کچھ تمنے کہا بیشک سچ ہی سر مو فرق نہین ہی اسوقت جسقدر ہم تم اور تمام
سرداران دست چپی خوش ہین اسقدر سرداران دست راست کو ہمارے آقا کے باین خدم
و حشم آنے سے ملال ہوگا دل سب کا آتش رشک سے جل گیا ہوگا بظاہر چاہے وہ کچھ نہ کہین
بباطن ضرور انکو رنج و صدمہ ہوگا اور یہ صدمہ کرنا انکا محض بیفایدہ ہی اور آتش رشک سے
جلنا بے سود ہی کیونکہ خداوند عالم و عالمیان جسکو چاہے اپنے فضل و کرم سے سربلند و ممتاز کرے
جسکو چاہے عزت و لیاقت و شجاعت و ہمت دے جسکو چاہے کچھ بھی نہ دے ہمارے آقا کو
خداوند کریم نے کیا کچھ نہین دیا ہی شجاعت دی ہی تو ایسی ہی دی ہی کہ ہمسرون مین کوئی انکا
ہمنام نہین ہی بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ سوا امیر ثانی کے اب کوئی سردار لشکر قوت و شجاعت و ہمت
و داب و لیاقت مین انسے بڑھ کے نہین ہی اگر کوئی معترض یہ کہے کہ شاہزادہ رستم
ثانی کو جملہ سرداران لشکر اسلام سے رتبہ مین بڑھا دیا خصوصاً اسکو اسکے جد و آبا سے بھی
شجاعت مین دفعتہً بڑھا دیا تو اس معترض کو یہ جواب دینگے کہ فرزند اپنے جد و آبا سے
واقعی نہین بڑھ سکتا ہی مگر وہ فرزند کہ جسپر خداوند عالم مہربان ہو ضرور اپنے جد و آبا سے مراتب
عالیہ مین بڑھ جاتا ہی سوا اس جواب کے ایک جواب یہ بھی ہی کہ اب شاہزادہ قاسم اور
شاہزادہ ایرج ضعیف و ناتوان ہوے وہ قوت و شجاعت جو قبل اسکے انمین تھی اب
نہین ہی بس اب شجاعت قوت مین مقابلہ وہ شاہزادہ رستم ثانی سے کر نہین سکتے ہین لیکن
بزرگی و خوردی دوسری بات ہی وہ اسے جواب دیتا تھا تقریر تمہاری مدلل ہی جو کچھ تمنے کہا
سچ کہا بیشک شاہزادہ رستم ثانی مثل اپنا نہین رکھتا ہی جو کچھ ہم اسکی ثنا کرین وہ کم ہی اسی طور کی
اسوقت جتنے دست چپی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام چلے جاتے تھے باہم چپکے چپکے باتین کرتے
جاتے تھے اور بدرجۂ کمال شادمان تھے اسدم جانا بادشاہ موصوف کا ہمراہ اکثر سرداران

لشکر و سواران سپاہ کے قابل دید تھا کیونکہ اُسوقت جوانون کا خواب سے بیدار ہوکے اُٹھنا
اور مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے بکشادہ پیشانی ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف جانب مبردگاہ
جانا وہ اُنکے تنون پر زیور جنگی کی پھبن وہ شوق جنگ اُنکے چہرون سے ظاہر ہونا وہ گروہ گروہ
اُنکا بصد ادب بسمت میدان نبرد ہمراہ بادشاہ موصوف جانا سوا اسکے وہ اُسوقت ہوا سے
سرد کا چلنا ستارون کا دمبدم نہان ہونا سفیدۂ صبح کا آنًا فانًا آسمان پر زیادہ ہونا تاریکی
شب کا گھٹنا نور سحر کا دمبدم بڑھنا اہل نصرت کو وجد مین لاتا تھا شان و قدرت الٰہی ظاہر ہوتی تھی
القصہ بادشاہ لشکر اسلام بعد قطع راہ ہمراہ اپنے ہمراہیون کے قریب جنگگاہ اُسوقت پہونچے کہ زمانہ
صبح صادق کا تھا کفار اول تو پہلے ہی سے بیدل و آمادۂ گریز تھے اب جو بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی عالی مقام کو بجمعیت سرداران نامی و ناموران سپاہ کثیر اپنی طرف آتے دیکھا بہت
پریشان خاطر ہوے دل مین کہنے لگے کہ اب ہرگز ہم زندہ نہ رہین گے یہ سب اہل اسلام
ہمکو قتل کر ڈالین گے کسی کو بھاگنے بھی نہ دینگے یہ خیال کرکے اپنی موت کا یقین کرکے اپنے
اہل و عیال کو یاد کرکے آبدیدہ ہوے پھر بے اختیار ارادہ بھاگنے کا کیا اُسوقت لاجورد
شاہ و صلصال بن طوفان و حریق بن ساریق وغیرہ کے غیرت دلانے سے اور کڑکیتون کے
آمادۂ جنگ کرنے سے سواران لشکر بھاگنے سے باز رہے بمجبوری بیدلی سے اہل اسلام
لڑنے لگے ہنوز امیر ثانی راہ ہی مین تھے شریک جنگ نہ ہوے تھے دور سے
سلطان گوہر کلاہ و لندھور ثانی و مالک ثانی کو لڑتے ہوے دیکھ رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو اُس لاکھون سوارون کے انبوہ مین ہرچند دیکھ رہے ہین مگر وہ بہادر دلاور
دریاے لشکر حریف مین غوطہ زن تھا کہ نظر نہ آتا تھا ہان نعرہ اسکا سنائی دیتا تھا ناگاہ ایک
جانب سے ایک آندھی سیاہ ایسی پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے سواران لشکر کو خوف ہوا کوئی
کسی سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ آندھی کیسی سیاہ آتی ہی اور کتنی جلد آتی ہی وہ اُس سے کہنے لگا
یہ آندھی سیاہ ہی یا کوئی بلاے آسمانی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس آندھی سے جان بچتی ہی یا نہین
ابھی سواران ہردو لشکر جانب فلک اُس آندھی کو دیکھ رہے تھے اور مصروف جنگ تھے ناگاہ
وہ آندھی بصد عجلت آکے میدان نبرد مین محیط ہوئی مفصل حال اُس سیاہ آندھی کا قلم کیا لکھے
کہ خوف سے سینہ شق ہوا لاکچھ حال بنظر اختصار تحریر کرتا ہی کہ وہ آندھی سیاہ ایسی تھی کہ اُس کی
تاریکی سے ظلمت کی حقیقت نہ تھی اگر ظلمت پردۂ ظلمات اُس آندھی سیاہ کے رو برو آتی
تو سیاہی اُسکی سامنے اُس آندھی کی سیاہی کے سفیدی و روشنی معلوم ہوتی تھی اگر سیاہ دل کفار
کی مجتمع ہوکے اُس آندھی کی سیاہی کے مقابل ہوتی تو بھی مقابلہ کر نہ سکتی غرضکہ تاریکی قبر کافران
و سیاہی شب فرقت جانان سے بھی وہ تاریکی بہت زیادہ تھی ہوا تند ایسی چلتی تھی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے مانند خس و خاشاک کے کوسون بلکہ منزلون اُڑ اُڑ کے
جاتے تھے سواران ہردو لشکر نے اُس آندھی کے آنے سے اور کثرت تاریکی سے لڑنا موقوف
کرکے اپنے مرکبون سے لپٹنا شروع کیا تھا گھوڑے بھی کثرت باد تند سے زمین سے اونچے

ہو جاتے تھے سوار اُنکو بزور زمین پر قایم کرتے تھے اکثر سواروں کو یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو ہم
مع مرکب اِس ہوائے تند سے اُڑ جائین جان سے جائین اسوجہ سے کفار اپنے خداوندون کو
پکارتے تھے اُنسے طلب مدد کرتے تھے اور کہتے تھے اے خداوندون اِس باد کو جلد دفع کرو
خصوصاً وہ کفار جو لاجورد شاہ اور تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے تھے وہ بہت ہی پریشان
خاطر تھے بار بار اپنے خداوند سے برائے دفع تاریکی مذکور التجا کرتے تھے اہل اسلام اپنے
معبود حقیقی سے دفع تاریکی و آندھی کیواسطے دعا کرتے تھے اُس تاریکی مین کچھ کسی کو دکھائی
نہ دیتا تھا راوی ناقل ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ آندھی اُسی طور سے رہی اور وہ تاریکی بھی
اُسی طرح سے رہی مطلق کمی نہوئی ہر چند اہل اسلام نے باواز بلند برائے دفع تاریکی اور آندھی
کے اذان کہی لیکن وہ آندھی برطرف نہوئی اُسوقت خضران بن عمرو بہزار جستجو پاس امیر ثانی
کے آیا اور عرض کیا اے امیر ثانی مجکو عقل کے ذریعہ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تاریکی اور
آندھی اصلی منجانب الہی نہیں ہے کسی ساحر نابکار کا سحر ہے لہذا واسطے اسکے دفع کرنے کے
اسم اعظم الہی پڑھیے امیر ثانی نے تقریر خضران بن عمرو کی سنکے فی الفور مرکب سے اُتر کر
کچھ خاک اور سنگریزے اُٹھا کر اسم اعظم الہی اُسپر دم کرکے سوے فلک وہ سنگریزے پھینکے
بقدرت پروردگار اور ببرکت اسم اعظم وہ ہوائے تیز و تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ایکنے
دوسرے شخص کو دیکھا مگر اہل اسلام نے بعد روشنی ہونے کے یہ امر عجیب و واقعہ غریب
دیکھا کہ ہم سب علیحدہ ہین کفار ہمسے دور تر ہین اور شاہزادہ رستم ثانی اور اُسکے سرداران
سپاہ مانند سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی اور لندھور
یعنے سہراب اور گشتاسب شاہ نہین ہین اور بعضون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ لندھور اور
مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ بھی نہ تھے ہر چند امیر ثانی کے حکم سے ملازمون نے لاشون
مین نامبردگان کو ڈھونڈھا مگر رستم ثانی وغیرہ کو لاشون مین بھی نہ پایا اُسوقت امیر ثانی
اور جملہ خاص و عام اہل لشکر کو رنج و تردد ہوا ہر شخص موافق اپنی فہم کے تقریر کرنے لگا لیکن
خضران بن عمرو نے امیر ثانی سے عرض کیا حضور کچھ غم و الم نہ کرین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ
سرداران نامی وگرامی عنایت الہی سے زندہ مین عقلاً کہتا ہون کہ جانب تمثال آئینہ رو سے
کوئی ساحر زبردست بزور اپنے سحر کے اُٹھا کر لیگیا ہے امیر ثانی نے جواب دیا شاید ایسا ہی ہوا
ہو یا اور کوئی واقعہ ہوا ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اور کسی بات کا بابت گم ہونے ان سرداروں
کے یقین نہین آتا ہے یہ فرماکے اور آبدیدہ ہوکے ارشاد فرمایا کہ افسوس شاہزادہ رستم ثانی بعد
ایک زمانہ کے یہان بجلازم و حشم آیا ہم اُسے اچھی طرح دیکھنے اور اُس سے ہم سخن ہونے
بھی نہ پائے اسی طرح قاسم اور ایرج اور شہریار وغیرہ مغموم و حزین ہوکے کلمات زبان
پر لانے لگے اور آبدیدہ ہونے لگے بیان تو جملہ لشکریان اہل اسلام کو صدمہ ہے اور گم ہو جانے
بہادران مندرجہ بالا کا تردد ہے جداگانہ ہر ایک کو خیال ہے لیکن قول خضران کا سب سے بہتر
ہے کیونکہ جو اُسنے کہا تھا وہی ہوا تھا یعنے جسوقت رستم ثانی دلیرانہ و شیرانہ کفار سے لڑ رہا

تھا اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے اور کفار دمبدم
پسپا ہو رہے تھے لاکھوں قتل ہو چکے تھے اور قتل ہو رہے تھے لاجوردشاہ وصلصال ہراسان
و پریشان خاطر تھے اسوقت ہاروت جادو مالک بیابان حشر کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا
ہی اتفاق سے ادھر آتا تھا یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر بے اختیار برہم ہو کے اپنے سحر سے ابر سیاہ
وہوائے تند و تاریکی پیدا کر کے اُسی تاریکی میں بزور سحر ولادران مذکور الصدر کو لشکر اسلام سے
لیگیا تھا اور جاتے وقت ایک پرچۂ قرطاس پر یہ عبارت لکھکر کنار لاجوردشاہ میں ڈال
دیا تھا کہ ای لاجوردشاہ آپکو معلوم ہو کہ مین رستم ثانی اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور
سلطان گوہر کلاہ وغیرہ کو مبتلائے سحر کر کے لیے جاتا ہون پہلے خدمت خداوند مین جاؤن گا
بعد ازان بیابان حشر مین جاکر ان سب کو بھی جہان اور سرداران لشکر اسلام قید مین اسیر کرونگا
اب آپ نہ لڑیے گا طبل بازگشت بجوا دیجیے گا اول تو اب طبل بازگشت کے بجوانے کی ضرورت
چندان نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے سحر سے اہل اسلام کو بندگان خداوند سے علیحدہ کر دیا ہے
لاجوردشاہ نے جب پرچۂ قرطاس مذکور کو اٹھا کر پڑھا خوش ہو کر تختگان وغیرہ سے کہنے
لگا ہمنے آخر کو تقدیر معقول کی رستم ثانی وغیرہ کو اسیر کرا دیا اہل اسلام بیکار محزون وغمگین
مین اس ایکے رنج وغم سے کیا فائدہ ہو گا ہمکو جو تقدیر کرنا تھا کر چکے سر کشی کی تھوڑی سی سزا
دے چکے اب ہم حکم دیتے ہین کہ طبل بازگشت پر چوب لگائی جائے اسوقت لشکر امیر ثانی سے
مقابلہ نہ کرینگے آئندہ دیکھا جائیگا امیر ثانی نے ہمکو بہت پریشان کیا ہی اسوقت ہمنے بھی کچھ
انھیں صدمہ دیا ہی اگر وہ اب بھی ہمسے منحرف نہون ہمین اپنا خداوند جانین تو اُنکے حق مین اور
تمام اُنکے مردمان لشکر کے حق مین بہتر ہو گا ورنہ ہم چپکے چپکے ایسی ہی تقدیرین کر کے تمام
اُنکے لشکر کو قید اور قتل کرا دینگے سب نے اُسکی تقریر سنکے جواب دیا خوب کیا آپ نے کہ
رستم ثانی وغیرہ کو قید کرا دیا مگر ہمنے نہین دیکھا کہ آپ نے کسوقت تقدیر کی اور کیونکر کی لاجورد
شاہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی محنت ہمین تقدیر کرنے کی کرنی پڑتی ہی جو دل مین ہمارے آجاتا
ہی وہی گویا تقدیر ہو جاتی ہی اُسے کون دیکھ سکتا ہی یہ سنکے اُن نابکارون نے طبل بازگشت
بجوا دیا پھر جملہ کفار جنگاہ سے ہمراہ لاجوردشاہ وصلصال کے فرودگاہ سپاہ پہ گئے اور امیر ثانی
بعد بجنے طبل بازگشت کے مغموم وحزین اپنے قیامگاہ لشکر پر آئے ہاروت جادو جنگاہ
سے خدمت مین اپنے خداوند مثال آئینہ رو کے گیا اور تمام حال لڑائی کا بیان کر کے کہنے
لگا ای خداوند اگر مین سحر کر کے ان اہل اسلام کو اسیر نہ کر لیتا اور تمام لشکریان اہل اسلام کو جو
اسوقت لڑ رہے تھے آپ کے بندون سے علیحدہ نہ کر دیتا تو آج ہی خاتمہ ہو جاتا اہل اسلام
آپ کے بندون کو قتل کر کے قبیطول پر چلے آتے آپکے ہلاک کرنے کے درپے ہوتے یہ سنکر مثال
آئینہ رو نے اُس سے بہت خوش ہو کے جواب دیا ای بندۂ خاص من ہمنے یہی تقدیر کی تھی
جو امر تجھ سے ظہور مین آیا بھلا یہ اہل اسلام ہمین کیا ہلاک کرتے خود ہی یہان آکے ہمارے
قہر و غضب سے ہلاک ہوتے یا ہمین سجدہ کرتے خیر بالفعل ہمنے بھی یہی تقدیر کی ہی آئندہ ان

منحرف بندون کے حق مین اور کوئی تدبیر و تقدیر کیجائیگی تو انکو لیجاکر بیابان حشر مین کہ جو زندان ہے قید کر ہاروت جادو حسب الحکم اپنے خداوند کے اُسی وقت جانب بیابان حشر گیا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بھی اُسی قید خانہ مین قید کیا جسمین قبل ازین سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہی اب ہاروت بیابان حشر مین ہی بمثال آئینہ رو خوش ہی لاجورد شاہ و صلصال بھی شادمان ہین لشکر کفار فرودگاہ سپاہ پر فروکش ہی امیر ثانی اپنی قیام گاہ سپاہ پر ہین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سرداران اسیر شدہ کے خیال والم مین مغموم ہین لاجورد شاہ نے طبل جنگ بجوانا موقوف کیا ہی دیکھیے کب طبل جنگ بجواتا ہی آئیندہ جو واقعہ ہوگا درج کیا جائیگا

داستان لیجانا طاؤس شعلہ زن کا ملکہ نازپرور نقلی کو روبروے پدر ملکہ نازپرور و عیاری عمرو ثانی وغیرہ ۔ ساقی نامہ

بیا ساقی ای دلبر جان من
کہ ظاہر کنم پرتو انجام عشق
بدہ جام می جلد اے سیمبر

ہدایت زمن دین وایمان من
بگویم ز تو داستان عجیب
مباش از من بادہ کش بیخبر

انبوشان مرا جرعہ از جام عشق
کہ آن خوش بود قصہ ہائے غریب
ہر ہفت سازان شاہد سخن

وآراستہ کنندگان معشوقہ این داستان کہن اس طرح زینت اس عروس داستان کی ساتھ نثر و نظم کی کرتے ہین کہ جب طاؤس شعلہ زن جادو ملکہ نازپرور کو ہمراہ اپنے لے کے باغ سے روانہ ہوکے بعد قطع راہ ارغوان شاہ دریا باری کے دربار مین پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی اراکین سلطنت مدبران مملکت وغیرہ دربار مین علی قدر مراتب حاضر ہین اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے ہین دربار خوب آراستہ ہی ارغوان شاہ نشۂ بادۂ نخوت سے مست بالاے تخت بیٹھا ہی یہ دیکھکر پہلے ساحر مذکور نے تخت سے اُترکر باادب تمام شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ ملکہ نازپرور نے بعد شرم و حجاب تخت سے اُترکر ارغوان شاہ کو عجب شرم و انفعال سے سر جھکا کے سلام کیا ارغوان شاہ نے ساحر و ملکہ مذکور کا سلام لے کے متردد ہوکے پوچھا ای طاؤس شعلہ زن جادو خیر تو ہی اسوقت ہمراہ میری دختر کے کیون آیا ہی بیان کر اُس نے دست بستہ عرض کیا اگر خلاف طبع بادشاہ نہو تو سر دربار جو عرض کرنا ہی کرون ورنہ تخلیہ مین عرض کرون شاہ مذکور نے جواب دیا تخلیہ کی ضرورت نہین سر دربار جو کچھ کہنا ہی کہہ ہان میری دختر کو سر دربار تو لے آیا ہی یہ اچھا نہ کیا باعث میری توہین کا ہوا خراب آپ کا سر دربار ٹھہرنا اچھا نہین ہی اور نامحرمون مین بیٹھنا خوب نہین ہی اس سے کہو کہ محلسرا مین جائے یہ کہکے خاموش ہوا نازپرور نقلی سوے اہل دربار و ارغوان شاہ دیکھ رہی تھی نقاب منھ پر پڑی تھی چادر سے سراپا اپنا چھپائے تھی کہ طاؤس شعلہ زن نے کہا ای ملکہ آپکے والد نہین چاہتے ہین کہ تم یہان توقف کرو لہذا آپ محلسرا مین حسب الحکم اپنے پدر کے جاؤ مین تمام حال جو گذرا ہی کہدونگا ملکہ نے جواب دیا مین ابھی محلسرا مین نہ جاؤنگی کچھ مین ابھی کہونگی سوا اسکے اکیلی سوے محلسرا نہ جاؤنگی خلاف میری شان کے ہی طاؤس جادو تو یہ سنکے خاموش رہا لیکن شاہ مذکور نے جواب دیا ای نازپرور جلد محلسرا مین جا مین وہان آکر جو کچھ تو کہیگی سنونگا یہان تیرا ٹھہرنا خوب نہین ہی اگر تنہا جاتے ہین

کلام ہی تو مین ابھی ملازم عورتون کو اور کنیزون کو تا در محلسرا طلب کرتا ہون یہ کہکے بذریعہ اپنے ملازمونکے
کنیزون وغیرہ عورتون ملازم کو بڑے استقبال ملکہ تا در محلسرا طلب کیا عورتین خبر آمد ملکہ سنکے
قریب دربار تک شوق خدمت گذاری مین چلی آئین پھر ملکہ مذکورہ کو ہمراہ اپنے لیکر محلسرا مین
گیئین یہان دربار مین ارغوان شاہ نے طاؤس شعلہ زن کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ساحر مذکور
موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا شاہ نے بعد میکشی اُس سے پوچھا کیا تجھے عرض کرنا
ہی جلد عرض کر اُسنے دست بستہ یون عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک جاہ ایک زمانہ سے حضور نے مجکو باغ
و بارہ دری مین واسطے گرفتاری عمرو ثانی کے مقرر کیا تھا اور دو تصویرین سحر سامری و
جمشید کی بارہ دری مین درمیان صدہا تصویرون کے رکھی تھین ایک مدت تک مین اپنی
جگہ پر رہا کوئی کھٹکا نہین ہوا عمرو ثانی باغ مین نہین آیا تصویرہاے مذکور نے مجکو طلب
نہین کیا کل وقت شب گذر عمرو ثانی کا باغ مین ہوا سحر کی تصویرون نے مجھے طلب کیا مین
فی الفور زمین سے نکلا دیکھا کہ عمرو ثانی ساغر بدست ہی ملکہ نازپرور بالاے مسند بیٹھی ہے
ہم جلیسین اور انیسین بھی بیٹھی مین کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین ملکہ نازپرور
دست عمرو ثانی سے جام پرے شراب پیا چاہتی ہے یہ حال مین نے دیکھکر موافق کہنے
تصویرہاے سحر سامری و جمشید کے جلد سحر پڑھکے عمرو ثانی کو گرفتار کیا یعنے مبتلاے
سحر کیا اِس میرے فعل سے ملکہ کو گونہ صدمہ ہوا اور کہا تو نے اس غریب کو کیون مبتلاے
سحر کیا یعنے تیری کیا خطا کی تھی مین نے جواب دیا ای ملکہ اگر مین اسکو گرفتار نہ کرتا تو یہ آپ کو
گرفتار کرتا دہی یہ شراب بیہوشی آمیز آپ کو پلاتا آپ بیہوش ہو جاتین یہ شخص بڑا غدار اور مکار
ہی نام اسکا عمرو ثانی ہی کاہنون نے لکھدیا ہی کہ عمرو ثانی ضرور ایک روز اس باغ مین
آئیگا اور رضوان پور یہ نشین کو محلات توڑکے رہا کریگا اور وہ رہا ہوکے باعث ہلاکت
خداوند تمثال آئینہ رو ہوگا بس اسیوجہ سے بحکم تمثال آئینہ رو آپکے والد نے مجھے یہان
مقرر کیا ہی آج خوبی مقدر سے مین نے اسکو گرفتار کیا ہی ملکہ نے کہا یہ تو کلاونت ویران ہی
عمرو ثانی نہین ہی اسکو گرفتار نہ کر مین نے نہ مانا آخر مین نے عمرو ثانی کو گرفتار کرکے لیجا کے
قید کیا شب کو قمقام جادو کوکا ملکہ نازپرور کا عمرو ثانی کو زندان سے رہا کرکے ملکہ نازپرور
کے پاس لیگیا مین درزندان پر موجود نہ تھا جب صبح کو مین درزندان پر گیا خواجہ عمرو ثانی
کو زندان مین نہ دیکھا بہت تردد ہوا بعد تردد و فکر بسیار بزور سحر ایک پتلہ سے مین نے
حال عمرو ثانی دریافت کیا اُسنے کہا اسوقت عمرو ثانی ملکہ نازپرور کے باغ مین بیٹھا
ہوا گا رہا ہی یہ حال پتلہ سے سنکے مین بصد غضب باغ مین گیا بعد جنگ عظیم قمقام جادو کو قتل
کرکے انیسون اور جلیسون کے سحر کو دفع کرکے مین نے موافق کہنے اُن دونون تصویرون کے
عمرو ثانی کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ ایسا چالاک و مکار تھا کہ جداگانہ صورتین بدل کر میرے
سامنے آیا اور اُسنے مجھے بہکایا چند بار اور عورتون کو دکھا کر کہا وہ عمرو ثانی ہی مین اسطرف
اُسکے گرفتار کرنے کو گیا وہ غائب ہو گیا پھر اور طرح کی صورت بدل کے میرے سامنے آیا

اور بطور قبل مجھے بہکایا جب اُن تصویرون نے مجھ سے کہا کہ یہی عمرو ثانی ہی جو تجھ سے ہم سخن
ہی مین نے ارادہ سحر کرنے کا کیا وہ دفعتاً نظر سے غائب ہوگیا ای بادشاہ کہانتک اس قصہ کو
بیان کرون الحاصل ملکہ تو داخل محل کردی گئی اور طاؤس آتش زن بادشاہ سے رخصت ہوکر
چلا گیا لیکن جب وقت شب کا ہوا ارغوان شاہ دریا باری داخل محل ہوا پاس اپنی دختر
نیک اختر ملکہ ماہ ناز پرور کے آیا ملکہ تعظیم بجالائی اور عرض کی کہ ای پدر بزرگوار ارشاد تو فرمایئے
کہ کچھ پتہ اُس ساربان بچہ کا بھی لگا یا نہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ کہین اُس کا
پتہ نہین ہر چند کہ ساحر ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین بیرون سے خبر منگائی لیکن جسے شبہ مین
قتل کرڈالتے ہین وہ عمرو نہین ہوتا اور ای فرزند تمنے بہت بُرا کیا جو تم اُسکو اس سرحد مین لے
آئین ورنہ اگر وہ سر پھوڑ پھوڑ کر مرجاتا تو قیامت تک یہان نہ آسکتا اور اب اُسکے آنے سے
کھٹکا پیدا ہوگیا ہی کہ مبادا بس اتنا کہکر ارغوان شاہ خاموش ہوا تھا کہ ملکہ ماہ ناز پرور
نے کہا کہ ہان مبادا کہکر آپ خاموش کیون ہوئے ہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ اے
فرزند اسمین ایک راز خداوندی ہی اُسے مین بیان نہین کرسکتا ہون ملکہ نے اشک آنکھون مین
بھر کر کہا کہ واہ وہ ایسی کونسی بات ہی جسکا ہمسے بھی پردا ہی اگر اُسکے ظاہر ہونے مین کسی قسم کا
اندیشہ ہی تو کیا ہم دشمن ہین جو ہر ایک سے بیان کرتے پھرینگے ہر چند ملکہ نے اصرار کیا لیکن
ارغوان شاہ دریا باری نے کچھ نہ بیان کیا ملکہ کبیدہ خاطر ہوکے اُسی وقت اُٹھی اور
اپنی خوابگاہ مین آکر دوپٹہ تان کر لیٹ رہی وہان خاصہ کا وقت آیا اور ارغوان شاہ
دریا باری نے طلب کیا دایہ آئی دیکھا کہ ملکہ دوپٹہ تانے پڑی ہوئی ہی پاؤن آہستہ سے
دبا کر جگانا چاہا ملکہ تو دراصل جاگ ہی رہی تھی جھڑک دیا کہ دور ہو یہان سے مجھے مت ستا
دایہ نے عرض کی کہ واری جاؤن آپ کے ابا جان بلاتے ہین دسترخوان بچھا ہوا ہی عالیجاہ ہاتھ روکے
ہوئے بیٹھے ہین تم جانتی ہو کہ بھلا وہ کبھی بغیر تمھارے کھانا کھاتے ہین ملکہ نے کہا کبھی کی
بات کبھی کے ساتھ ابکی کمو اُسنے کہا آخر ہوا کیا مجھ سے تو بیان کرو کس بات پر خفا ہوگئی ہو
یون کوئی علم غیب تو پڑھا نہین ہی بیان کرو تو معلوم ہو جسکا ایسا چاہنے والا باپ ہو
وہ اُس سے دل ہی دل مین آزردہ ہوکر بیٹھ رہے یہ بھی کوئی عقل کی بات ہی اب ماشاء اللہ
تم جوان ہوئین شادی بیاہ کے قابل ہوئین ابھی بیاہ ہوگیا ہوتا تو ایک بچہ کی مان ہوگئی ہوتین
سلامتی سے چودھوان سال ہی اب کوئی ایسی ناسمجھ نہین ہو اور وہ تو بات دوسری ہی کہ ہمارے
سامنے بوڑھی بھی ہو جاؤگی تو دہی ہو ملکہ نے کہا دایہ مین تمسے کیا کہون اے دنیا کا لہو سفید ہوگیا
ہی شام کو آپ ہی باوا جان صاحب کچھ بیان کرنے کو تھے آپ ہی کہتے کہتے خاموش ہوگئے
پھر مین نے بیغیرتی لاد کر پوچھا بھی تو کچھ بیان نہ کیا اور راز خداوندی کہکر ٹالدیا بھلا
سنو تو سہی جب ہم دشمن ٹھہرے تو ہمارا کیا کام ہی ہمارے ساتھ کھانے پینے سے بھی
باتون مین خوف ہی مین نہ جاؤنگی یہ کہکر رونا شروع کیا دایہ سمجھا رہی ہی بلائین لے رہی ہی
لیکن ملکہ کی یہ حالت ہی تار رونے کا نہین ٹوٹتا بلکہ ترقی ہوتی چلی جاتی ہی ہچکیان بندھی

ہوئی یہن آخر کو دایہ عاجز ہو کر چلی آئی اور سب کیفیت ارغوان شاہ سے بیان کی ارغوان شاہ
نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ اس چھوکری نے بڑے فیل مچائے نہ کہتے بنتی ہی نہ کہتے بنتی ہے اس
راز کے افشا ہو جانے مین بھی جان و آبرو ملک و مال دین و ایمان سب کا کھٹکا لگا ہوا ہی اور
چھپانے مین عمر بھر کی کمائی ہاتھ سے جاتی ہی چھوکری نہ سمجھتی ہی نہ بوجھتی ہی مثل مشہور ہی
کہ تریا ہٹ یا بالک ہٹ چار و ناچار اپنے مقام سے اُٹھا اور خوابگاہ مین ملکہ ماہ ناز پرور
کے آیا ہر چند کہ ملکہ کو آمد اپنے باپ کی محسوس ہوئی لیکن برائے تعظیم تک نہ اُٹھی جسوقت
ارغوان شاہ دریا باری تریا مسہری کے پہونچا اور آواز دی ملکہ گھبرا کر اُٹھی سلام کیا
ارغوان شاہ نے کہا کہ بابا تم اتنی سی بات پر ہمسے روٹھ گیئن تم نادان ہو ایسی باتین
پوچھتی ہو جنکے منھ سے نکالنے مین ہر طرح کا خوف ہی اور تمکو اگر معلوم ہو بھی گیا تو کوئی نتیجہ نہین
مگر خیر تمھاری خاطر ہر طرح منظور ہی مگر خبردار خبردار یہ حال کسی کے سامنے بیان نہ کرنا ملکہ نے
کہا کہ اگر آپ مجھ کو بے اعتبار ی سمجھتے ہین تو نہ بیان کیجیے اتو مین پوچھتی بھی نہین اور ہان سچ
ہی اگر ایسا نہ سمجھتے تو مجھسے پوشیدہ کیون کرتے بابا جان یہ آپکی خطا نہین ہر دنیا کا لہو سفید ہو گیا
ہی یہ کہکر پھر رونے لگی ارغوان شاہ نے رومال سے آنسو پوچھے بہت کچھ سمجھایا اپنے
سر کی قسم دی جب رونا ملکہ کا موقوف ہوا لیکن جواب دیا کہ جبتک بیان نہ کریجیے گا
مین کھانا نہ کھاؤنگی ارغوان شاہ نے جو لوگ وہان موجود تھے اُن سب کو ہٹا دیا جب
تخلیہ کامل ہو گیا اُسوقت کہا کہ بابا راز اسمین یہ ہی کہ عمرو تلاش خضران صحرا نشین آیا
ہی خضران صحرانشین وہ درویش کامل ہی جسکی ادنی کرامت کا نمونہ خداوندی ہی خدا و ند
تمثال آئینہ روکی کہ ایک زمانے مین بہت سے مکر و فریب دیکر تمثال نے ایک تختی اور
روغن خضران سے تیار کروایا وہ تختی اُسکے زیر تاج رہتی ہی اور روغن منھ پر مل لینے سے یہ اثر
پیدا ہو گیا ہی کہ مجرد اُسکی صورت نحس دیکھنے کے ہر شخص اپنے پروردگار حقیقی کو بھول کر از خود
رفتہ و شیفتہ تمثال آئینہ روکا ہو جاتا ہی جسوقت یہ تختی اور روغن تیار ہو گیا تو تمثال آئینہ رو
کو خیال گذرا کہ مبادا یہ کوئی اور خداوند بنا دے جب اُسے ایسی ایسی کرامتین آتی ہین تو مجھ ایسے
جتنے خداوند چاہے بنا دے یہی خیال کر کے تمثال آئینہ رو نے عالم خواب کے وقت اُسے
گرفتار سحر کر کے گنبد ناپدید مین قید کر دیا ہی اور ایک شاگرد بھی اُسکا مطیع ہو گیا ہے
کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا کہ سحر تمثال آئینہ رو کو رد کر سکے یا اُستاد کو اپنے چھڑا سکے ابکے عمرو
اُسی کی تلاش مین یہان آیا ہی ملکہ نے کہا تو کیا وہ گنبد ناپدید ہمارے ہی ملک کی سرحد
مین ہی ارغوان شاہ نے کہا ہان اشارون مین بات کرو معمہ بو ولیسا ہو کوئی سنتا ہو
ملکہ نے کہا خلاف ادب ہی کیا عرض کرون آپ تو کسقدر گھبرائے ہوے ہین جیسے کسی چور کو کھٹکا پڑتا
ہی ارغوان شاہ نے کہا بات ہی کھٹکے کی ہی ملکہ نے کہا اگر کوئی پہونچنا چاہے خضران کے
پاس تو کیونکر پہونچ سکتا ہی ارغوان شاہ نے کہا کہ اتنا تو مین جانتا ہون کہ میرے
شہر سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک کوہ ہی کہ اُسے کوہ تاریک کہتے

ہین سبب اُسکا یہ ہی کہ وہان دن رات ایک حالت پر تاریکی رہتی ہی اور راستہ گنبد ناپدید کا درۂ کوہ مین سے ہی مالک اُس درے کا مردار خوار جادو ہی کہ وہ سیکڑون برس سے بھوکا بیٹھا ہی جو کوئی وہان تک پہونچے گا مردار خوار اُسکو کھا لیگا کیونکہ زندے مردے کا اُسے کچھ پرہیز نہین ہی اُسکے آگے کچھ غول ملین گے وہ اُسکو کھا لین گے اگر اُن سے بھی بچگیا تو کچھ ہرن کچھ شیر کچھ چیتے کچھ پاڑھے وغیرہ صحرا مین دوڑتے نظر آئین گے وہ سب در اصل انسان ہین جانور نہین ہین بادشاہ اُنکا مرواریدکوہی ہی اُسکو ذوالخمار میکش جادو نے مع تورج بزور سحر بہائم بنا دیا ہی کہ وہ سب صحرا مین دوڑتے پھرتے ہین اگر کوئی شخص ذوالخمار میکش جادو کو مارے اور مرواریدکوہی کو اُسکے پنجے سے چھڑائے تو بیشک پتا گنبد ناپدید کا مل سکتا ہی کیونکہ وہ بھی اس راز سے آگاہ ہی اور اس سے زیادہ قسم ہی روح خداوند سامری کی کہ مین بھی نہین جانتا یہ سنکر ملکہ بولی کہ اتنے بڑے انتظامات اور اُس پر ایک موے عمرو کا خوف ایسا غالب ہی کہ وہ بھی چھپایا جاتا ہی کیا کہون مجھے تو پہلے سے نہین معلوم تھا نہین تو مین سب پتا عمرو کو بتا دیتی اور اب ملجائے تو اب بتا دون وہان جانے گا سب ساحر اُسے نوچ کے کھالین گے ارغوان شاہ کانپ گیا اور کہا بس اسی مارے تو مین تمسے بیان نہین کرتا تھا آخر وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو تا خبر خبردار کسی کے سامنے منھ سے نہ نکالنا تم یہ نہ سمجھو کہ عمرو ساحر نہین ہی عمرو وہ چیز ہی کہ جسنے سیکڑون خداوندیان برباد کردین ساحرون کی بستیان ویران کردین بڑے بڑے جادوگر جنکو خداوندی کے دعوی تھے آن واحد مین پیوند خاک ہوگئے کوئی سحر عمرو پر نہ چل سکا اگر اُسنے سن لیا تو وہ ضرور کوہ کا راستہ لے گا اور وہانسے ساحرون کو مارتا پیٹتا گنبد ناپدید تک پہونچکر خضران کو چھڑا لے گا بس اگر خضران چھوٹ گیا تو اُسی روز خداوند تمثال آئینہ رو کی سلطنت برباد ہوجائیگی ملکہ یہ سنکر اور سب باتین پوچھکر خاموش ہورہی الحاصل ارغوان شاہ دریا باری ملکہ کو ہمراہ لیکر دسترخوان پر آیا کھانا کھایا کچھ دیر باتین رہین ارغوان شاہ پھر سمجھایا کیا کہ دیکھو بٹیا یہ وہ زمانہ ہی جسکی خبر نجومیون نے دی تھی کہ عمرو ثانی آئیگا اور خضران کو چھڑا لیجائے گا اب ایک ہی آدھ روز اور باقی ہی اگر یہ زمانہ خیر و عافیت سے ٹل گیا تو خضران خود اُس گنبد مین ہلاک ہوجائیگا پھر کوئی خوف نہین ہی اور اگر عمرو وہان تک پہونچ گیا اور خضران کو چھڑا لیا تو خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہوجائیگی دیکھو خبردار کسی کے سامنے اس بات کو منھ سے نہ نکالنا کیونکہ عمرو ہزارون صورتین ایسی بدل لیتا ہی کہ کوئی دیکھے تو نہ پہچان سکے دشمن اپنی تاک مین ہی مبادا تم کہہ رہی ہو اور وہ کہین کسی کی صورت بنا ہوا پوشیدہ طور سے سنتا ہو اور جبتک وہ سنے گا نہین اُسوقت تک وہان جا نہین سکتا دل مین تو عمرو نے کہا کہ او حرامزادے کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے لیکن بظاہر گردن نیچی کرکے سراپا اطاعت کے پہلو دکھا دیے اور وہانسے رخصت ہوکر اپنی آرامگاہ کا رخ کیا اور آتے ہی خلیہ کرلیا جو جو انیسین جلیسین مصاحبین پیش خدمتین وغیرہ بیٹھی تھین سب کو رخصت کردیا اور کہا کہ مجھے نیند آئی ہی

تم لوگ بھی جاؤ کاہے کو تکلیف اُٹھاؤ وہ سب بھی خوشی خوشی دعائین دیتی ہوئی چلین کہ ایسی بی بی کو خدا ہزارون برس زندہ رکھے جسکو اپنی کنیزون تک کی تکلیف کا خیال ہے ایک آدھ نے کہا بھی کہ بی بی آپ تنہا رہی جاتی ہین ملکہ نے کہا ہان آج میرا تنہائی کو جی چاہتا ہے زیادہ شور و غل سے میرا جی گھبراتا ہے غرضکہ سب بالکل تخلیہ ہوگیا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت ملکہ ماہ ناز پرور بنا ہوا تھا اور ماہ ناز پرور کو اسنے زنبیل مین ڈال لیا تھا تخلیہ مین ملکہ اصلی کو زنبیل سے نکالا ملکہ اُسوقت بیہوش تھی اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم اس مقام پر اپنے کو دیکھکر حیرت و تحیر مین نہ آنا یہ کام تمھارے عاشق صادق کا ہے اور اگر تمھارا باپ تمسے کچھ پوچھے کہ مین نے کوئی راز تمسے بیان کیا تھا تو کہنا جی ہان مجھے یاد ہے مگر آپ ہی کے ارشاد کے موافق زبان پر لانا مناسب نہین جانتی ہون اور اب ہم فکر مین رہائی لشکر اسلام اور بربادی تمثال آئینہ رو کی طرف گمنہار نا پدید جاتے ہین انشاء اللہ بہت جلد پھر تمسے آکر ملاقات کرینگے نامہ اس مضمون کا لکھکر اُس مقام سے نکلکر روانہ ہوے یہان جسوقت ملکہ کو ہوش آیا چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی تھی کہ یہ مین ہون کہان ہر بار یہ خیال کر کے کہ شاید خواب ہے آنکھین بند کر لیتی تھی کہان وہ باغ اور کہان یہ محل شاہی مین آرامگاہ اور پھر وہان کوئی نہین ایکبار نظر اُسکی اس رقعہ پر پڑی جو اسکی محرم مین عمرو ثانی نے رکھدیا تھا رقعہ محرم سے نکالکر دیکھا مضمون سے آگاہی ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی ساتھ ہی حیا نے دامن پکڑا یہ خیال گذرا کہ اے ماہ ناز پرور خدا جانے اس چوٹے نے کیا کیا دست اندازیان کی ہونگی پسینے مین غرق ہوگئی ادہر اُدھر دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی کہ اسوقت یہان کوئی چھپا ہوا میری یہ حالت تو نہین دیکھ رہا ہے اور عمرو ثانی کی بیجا دست اندازیون اور گستاخیون کی تصویر اسکی نگاہون کے نیچے پھرنے لگی اب ادھر تو یہ منتظر وقت بیٹھی ہے کہ احوال اسکا پھر تحریر کیا جائیگا

لیکن اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین خواجہ عمرو نامدار پیک طرار ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران کے بیان ہوتے ہین

کہ شب کے وقت جب یہ خوابگاہ سے ملکہ ماہ ناز پرور کے نکلے چورون کی طرح نگاہون سے بچتے ہوے صحن مین پہونچے کہ اُسطرف ایک کہاری لہنگا پھڑکاتی ہوئی چلی آتی تھی عمرو ثانی نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوگئی عمرو نے اُسکو اُٹھا کر کونے مین ڈالدیا اور تمام گہنا پاتا اُسکا اُتار کر داخل زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر چلے دربانون نے جو دیکھا کہ ابھی تو کہاری اندر گئی تھی ابھی پھر آئی بارہ بج چکے ہین پھاٹک بند کر لینے کا وقت ہے انھون نے کہا بی نصیبن تمھارے مارے تو ناک مین دم ہے جو وقت نوکری کے برخاست کا ہے اُس کے بعد سے تمھاری نوکری بجانا پڑتی ہے آخر ہم بھی آدمی ہین یا نہین جب دوپہر بھی نہ سوئینگے تو نوکری کسکے برتے پر کرینگے ابھی سویرے پھر اُٹھنا ہے نصیبن نے کہا حرامزادو ابھی جاکے ملکہ سے کہدونگی لو اور سنو سرکاری کام کو ہم نہ جائین یہ نوکر ہین اور ہم جیسے کوئی لونڈی غلام مین دربانون

نے کہا کہ ہمین حکم ہر کہ بارہ بجے کواڑے بند کر لیا کرو چاہے کوئی آئے یا جائے پھر نہ کھولنا آخر اسوقت سرکاری کیا کام ہر کسی اپنے کام کو رفع کرنے جاتی ہوگی بس یہ سننا تھا کہ نصیبن بہت بگڑی اور کہا اچھا صبح ہونے تو دو سمجھا جائیگا یہ کہکر ایک بھلانگ مین پھاٹک کے باہر تھی وہانسے گلیون کو چون کو طے کرتی ہوئی آگے روانہ ہوگئی یہان دربانون نے جھلاکر پھاٹک بند کر لیا کہ اب اگر آئیگی بھی تو ہم نہ کھولین گے ایسی تو مستی سوار ہر خدا جانے کہان کہان ہنڈاتی پھرتی ہر یہ تو یہان بک جھک کر بیٹھ رہے لیکن وہان عمرو ثانی صورتین تبدیل کرتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے چلے جاتے ہین جاتے جاتے سرحد شہر سے باہر نکلے صبح ہوگئی تھی عجب وقت تھا نسیم بہار کے جھونکے روح کو فرحت بخش رہے تھے مرغان سحر کی زمزمہ سنجی کانون کو عجب دل آویزی دکھا رہی تھی سامنے ایک صحراے سبز و خرم تھا کوڑیالا کوسون تک پھیلا ہوا تھا زمین سفید نظر آتی تھی کسی جگہ سبزۂ خوابیدہ نے فرش مخمل بچھا کر آرامگاہ تیار کی تھی درخت جھوم رہے تھے ایک جانب ایک چشمہ لہرین مار رہا تھا عمرو ثانی ترببب اُس چشمہ کے آئے وضو کیا فریضۂ سحری بجالاکر دعا کی کہ اے رب کارساز وای مالک بے نیاز تو اہل اسلام پر رحم کر اور اپنا فضل شامل حال کر کہ شرے اس کافر مرتد یعنے تمثال آیئنہ رو کے سب محفوظ رہین بعد دعا کے سجدۂ شکر بجالائے اور انگلیون کا استخارہ مثل اپنے باپ کے دیکھکر ایک جانب کو روانہ ہوے وہ بیابان اور تنہائی ہر مقام پر درندون اور گزندون کا خوف لیکن عمرو پروردگار پر تکیہ کرکے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب پہر بھر کی اُس بیابان مین آوارہ و سرگردان رہے یکایک ایک جانب کچھ سیاہی سی محسوس ہوئی عمرو اُسی جانب چل نکلا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ ایک کوہ بزرگ ہر سر بفلک کشیدہ جسوقت اور قریب پہونچا دیکھا کہ ایک مرغابی برابر فیل کے تخت کوہ پر بیٹھی ہر عمرو اُسی جگہ ٹھٹکا اور سوچنا شروع کیا کہ اتنی بڑی مرغابی یہ ایک خلاف قیاس چیز ہر اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہر ایسا نہو کہ ارغوان شاہ دریا باری نے یہ راز پوشیدہ رکھا ہو اور کوئی افتاد پڑے تو یہان سوا پروردگار کے اور کون ہر بھلا امیر تک کون اسکی خبر کریگا اول تو یہ کہ انھین گمان ہوگا کہ عمرو خانۂ کعبہ مین ہے ماسوا اسکے بالفرض امیر کو اطلاع بھی ہو تو وہ آپ مصیبت مین گرفتار ہین اور فرض کیا کہ وہ چھڑانے آئے بھی تو وہی مثل ہر کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود یہ اسی فکر مین کھڑے تھے کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ دیکھا سامنے سے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا سر پر رکھے نہین معلوم کہان کا مارا مارا چلا آتا ہر عمرو نے گھسیارے کو دیکھتے ہی آواز دی کہ ادھر آ تا جب وہ قریب آیا عمرو نے کہا تو کتنے روز کی مزدوری کرتا ہر اُسنے کہا میان جب دن بھر گھاس چھیلتا ہون تو دو تین آنے کی بیچ لیتا ہون اُسی سے پیٹ پالتا ہون عمرو نے کہا کہ اگر ہم اس سے زیادہ روز دین تو تو نوکری کریگا اُس نے کہا اس سے بہتر کیا بات ہر مگر کام کیا لیجیے گا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ سامنے جو کوہ پر مرغابی بیٹھی ہوئی ہر اسے کھانا پہونچانا ہوگا گھسیارے نے کہا بس اتنی سی بات ہر عمرو نے کہا کہ ہان اُسنے کہا مجھے منظور ہر عمرو نے ایک اشرفی نکالکر دی اور کچھ روٹیان اُسکے ہاتھ مین دیکر ایک شیشی روغن کی نکالی پہلے تو تمام جسم پر اُسکے ملا بعد اُسکے ایک پھول دیا

کر تو اسے سونگھتا ہوا چلا جانا اور جسوقت یہ لقمہ لینے کو مرغابی تیری جانب بڑھے تو اس پھول کو
پھینک دینا اور خوف نہ کرنا یہ روٹیان مرغابی کے منھ مین دیدینا مین اسے روز اسی طرح کھلایا
کرتا ہون وہ گھسیارا بیچارہ اجل رسیدہ جس نے کبھی اشرفی کی شکل بھی نہ دیکھی تھی گھاس دن بھر چھیلتا
تھا تو دو آنے کی شکل نظر آتی تھی روپیہ تک کبھی ہاتھ مین اُسکے نہ آیا تھا اشرفی دیکھتے ہی الّو ہو گیا
منھ مین پانی بھر آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ پتیل کی اشرفی نقد جان کا نقصان کرایگی وہانسے روٹیان لیے ہوے
سیدھا اجل کے منھ مین چلنے کو جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت قریب کوہ کے پہونچا مرغابی نے
منقار سیدھی کی گھسیارا جلدی جلدی کوہ پر چڑھنے لگا ادھر مرغابی چیختی اور غل مچاتی ہوئی گھسیارے
کیطرف دوڑی گھسیارا سمجھا کہ اپنی عادت کے موافق کھانا مانگتی ہے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ
تجھی کو لقمہ کرنے کی غرض سے آتی ہے غرضکہ جیسے ہی مرغابی قریب پہونچی اُسنے منقار کشادہ کی
گھسیارے نے جلدی سے ہاتھ آگے بڑھا کر روٹیان اُسکے منھ مین دینے کا قصد کیا مرغابی
نے جو منقار ماری تو گھسیارا ایک پیٹا مین اُتار گئی عمرو دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا تھرا گیا کہ
غضب ہی ہوا تھا اگر تو گیا ہوتا تو یہ مجھے بھی اسی طرح نوش جان کر جاتی لیکن وہان مرغابی گھسیارے
کو کھا پی کر اُڑی چشمہ پر آکر پانی پیا بس پانی کا پینا تھا کہ پھر پھرا کر اُڑی اُڑنے کے ساتھ ہی بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور ہوا سے چرخ کھاتی ہوئی زمین پر آئی عمرو نے گھسیارے کے جسم مین بیہوشی ملدی تھی
اور روٹیان بھی بیہوشی آمیز تھین اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تھا جو گھسیارے کو چلتے وقت
دیا تھا اور پھینکدینے کی نصیحت کر دی تھی جیسا کہ گھسیارے سے ظہور مین آیا اُسی کا اثر یہ تھا کہ
مرغابی بیہوش ہوئی بس عمرو ثانی دوڑ کر قریب آئے پہلے تو قصد کیا کہ اسے ذبح کیجے پھر خیال ہوا
کہ یہ ضرور کوئی ساحر یا ساحرہ ہے جسوقت روح اسکی جسم نجس سے نکلے گی تو بہت شور و غل
مچائینگے اور لوگ ہوشیار ہوجائینگے اس سے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ ذبح کیجے یہ خیال کر کے
عمرو نے ایک گڑھا نہایت عمیق کھودا اور مرغابی کو اُسی گڑھے مین زندہ توپ دیا بعد اُسکے اور
آگے روانہ ہوے جسوقت درۂ کوہ کے قریب پہونچے دیکھا درہ نہایت تنگ و تاریک ہے پہلے
تو عمرو کو خوف معلوم ہوا لیکن پروردگار عالم پر بھروسا کر کے بسم اللہ کہکر درے مین قدم رکھا
لیکن کچھ اور بڑھجانے کے بعد دیکھا کہ اب بالکل کچھ نظر نہین آتا ہے یہ درہ بھی دوسرا بحر ظلمات
معلوم ہوتا ہے بس فوراً زنبیل سے ایک لعل شب چراغ نکالا اور ہتھیلی پر رکھکر اُسی کی روشنی مین
آگے بڑھنے لگے جاتے جاتے دیکھا کہ اندر ایک صحراے وسیع معلوم ہوتا ہے اور قریب ایک درخت برگد کا
بہت بڑا سایہ کیے ہوے ہے غور سے جو دیکھا تو ایک انسان دیو صورت ابلیس سیرت
تمام جسم پر اُسکے بال جلد اور بالون مین بسبب سیاہی کے سر مو فرق نہ معلوم ہوتا تھا دو دانت بڑے
بڑے باہر نکلے ہوے نیچے اُس درخت کے بیٹھا دکھائی دیا عمرو اُسے دیکھکر جھجکا لیکن اُسکی
نظر جو عمرو پر پڑی پکارا اے شخص تو آج ہزارون برس کے بعد یہان کیونکر نکل آیا ارے مارے
بھوک کے میرے دم پر بنی ہے کیا کرون کہ اس جگہ سے اُٹھنے کا مجھے حکم نہین فقط اتنی ہی اجازت
ہے کہ جو تیری حد مین آجائے اُسے تو کھا لینا تو اس طرف کسکی شامت ہے جو آئیگا آج نہین معلوم تجکو

شیطان نے کیونکر اس غرض سے بہکا کر ادھر بھیجا ہے آمیرے منھ مین کود پڑ عمرو دل مین تو یہ
سنکر بہت ہی پریشان ہوا لیکن بظاہر جی کڑا کرکے کہا کہ مجکو خداوند سامری نے اِسی لیے بھیجا
ہے کہ مین تجھے سیر کرون خداوند کا حکم ہوا کہ ہمارا بندہ خاص الخاص یعنے مردارخوار جادو بہت زمانے
سے ہماری اطاعت کا پابند ہے تو جا اور اُسکو سیر کر کہ اسکے بعد کبھی کھانے کی حاجت نہوگی۔
لے یہ مین تیرے واسطے بہشت کے اونٹ ذبح کرکے اُنکا گوشت لایا ہون یہ فرماکر زنبیل سے
پارچہ بڑے بڑے نکالکر سامنے مردارخوار جادو کے پھینکنا شروع کیے وہ برسون کا
بھوکا تھا جلدی جلدی کھانے لگا تعریف کرتا جاتا تھا کہ کس مزے کا گوشت ہے واقعی مین نے
ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تھا عمرو نے کہا بھلا ایسا گوشت کہین نصیب ہوتا ہے یہ خاص اہل بہشت
کی خوراک ہے تم ایسے ہی بندۂ مقبول ہو جو مجھے حکم ہوا کہ جاکر ہمارے بندے کو بہشت کی نعمت سے
سیر کرو اور ایک صفت اِسکی ابھی تمھین نہین معلوم ہے تھوڑی ہی دیر مین تم پر ظاہر ہوجائیگی اتو
مردارخوار جادو نے کہا وہ کیا صفت ہے عمرو نے بیان کیا کہ جس نے یہ نعمت کھائی اُسکو نعمت
دنیا کی پھر خواہش نہین رہتی ہے گویا دنیا مین یہ آخری غذا اسکی ہوتی ہے اِسکے بعد نہ بھوک لگے نہ
پیاس مردارخوار نے کہا یہ تو اور عمدہ بات ہے یہ غذا خداوند نے ہمین ایسون کے واسطے پیدا
کی ہے جو عمدی ہون اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے ہون جسطرح دنیا مین آب حیات مشہور ہے اسی طرح
اِسکو تخم حیات کہنا چاہیے عمرو نے کہا ہان ایسا ہی ہے اب مردارخوار نے پیاس کی شکایت کی
عمرو نے اُسکو پانی بھی پلایا بس پانی کا پینا تھا کہ نہایت گرمی معلوم ہوئی عمرو نے ایک
پنکھا زنبیل سے نکالکر جھلنا شروع کیا کیونکہ مردارخوار اپنی جگہ سے اُٹھ نہین سکتا تھا
بس ہوا لگتے ہی غفلت طاری ہوئی اور مردارخوار بیہوش ہوگیا بس عمرو نے فوراً خنجر
مارا لیکن کچھ اثر نہوا معلوم ہوا کہ یہ آہنی بدن بھی ہے بس خواجہ ابن خواجہ نے ہتوڑا حضرت
داؤد علیہ السلام کا نکالا اور سر پر مردارخوار کے مارا کہ ایک سر کے ہزار سر ہوگئے دماغ نتھنون کے
رستے بہ گیا لاشہ مردارخوار کا زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی درخت برگد جڑ سے
اُکھڑکر گر پڑا اور ایک شور وغوغا ہوا کہ مارا جوان کشتی یعنے نام من مردارخوار جادو بود حیف
مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم ہنوز علامات برطرف نہونے پائے تھے کہ ہر چہار طرف
بے حد غول نظر آئے کہ سروپا برہنہ دوڑے چلے آتے ہین عمرو نے اُنکو دیکھکر کچھ پارچے
گوشت کے اور زنبیل سے نکالکر پھینک دیے اور آپ گلیم اوڑھ لی لیکن وہ غول جو روتے
پیٹتے آئے افسر کو اپنے دیکھا کہ مرا پڑا ہے ادھر اُدھر دیکھا کسی کو نہ پایا سب نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہے کہ کھانا زیادہ کھا گئے چکر آیا سر درخت پر پڑا اسی سے سر بھی پھٹا اور درخت بھی جڑ سے
اُکھڑ کر گر پڑا چلو جی خوب ہوا اب ہم آزاد ہوگئے جسے پائینگے کھا جائینگے یہ حرامزادہ
اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا اور ہم جو شکار کرتے تھے حصہ بٹا دینا پڑتا تھا ایسے کافر کا مرجانا بہتر ہوا
دیکھو یہ عمدہ گوشت جو اب بھی بچا پڑا ہے نہین معلوم کہان سے اِسکے ہاتھ لگ گیا تھا ہم لوگون کی
صلاح بھی نہ کی اور اکیلے اکیلے کھانے کو بیٹھ گیا اُسی کا یہ نتیجہ ہوا۔ خیر جی آپ زندہ جہان زندہ

آپ مردہ جہان مردہ یہ کہکر اُن سب نے بھی بچے ہوے پارچون کا حصہ بانٹ کر لیا تو یقین کرتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے جسوقت بیہوشی نے گرمی کی سب کے سب ناچنے کودنے اُچھلنے لگے آخر کار جسکو ہوا کا تھپیڑا لگا چھینک آئی سر نیچے ٹانگین اُوپر یہ اِدھر گرا وہ اُدھر گرا جو جس کو سنبھالنے دوڑا وہ وہین ڈھیر ہوا آن واحد مین سب کے سب بیہوش ہوے عمرو نے ظاہر ہوکر سب کے سر کاٹے لاشین اُن کافرون کی وہین چھوڑ بن اور آگے کو روانہ ہوے عمرو جانے کو تو چلے جاتے ہین لیکن اب ہر قدم پہ نہایت ہوشیار چارون طرف دیکھتے ہوے کہ کسی اور بلا کا سامنا نہو جاوے اِسی طرح افتان و خیزان کچھ دور پہونچے تھے کہ کسی عورت کے رونے کی آواز کان مین آئی عمرو نے گھبرا کر چارون طرف دیکھنا شروع کیا تو دیکھا ایک زن سفید پوش ایک چاہ پر بیٹھی ہوئی ہے عمرو اُس طرف بڑھنے لگا جاتے جاتے جب قریب پہونچا چہرے کیطرف غور کیا تو آثار حزن و ملال نمایان تھے اور بشرہ نہایت روشن تھا عمرو نے دل مین کہا کہ یہ ساحرہ تو نہین معلوم ہوتی مگر بھیر ہولناک مقام پر کہان سے آئی لیکن اُس عورت کی نظر جو خواجہ پر پڑی پکارنے لگی اے شخص اگر تو عمرو ثانی ہے تو ہرگز آپ کو مجھ سے پوشیدہ نہ کرنا کیونکہ مین نے رات کو خواب دیکھا کہ کل ایک شخص آئیگا کہ نام اُسکا یہ اور صورت اُسکی ایسی ہوگی وہ تیری بھی مصیبتون کو آسان کریگا اور مجھ سے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے مین قسم کھاتی ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مین کوئی ساحرہ یا دشمن آپ کی نہین ہون عمرو نے کہا اے بی بی جان بھی میری نام پر سی جناب سلیمان علے نبینا و آلہ و علیہ السلام کے نثار ہے جسکا تو نام لے رہی ہے ہان مین ہی عمرو ثانی ہون مطلب اپنا بیان کر عمرو نے دیکھا کہ صورت بہت اچھی ہے لیکن سن کوئی بیس برس کا معلوم ہوتا ہے پوری عورت ہے دل مین یہ خیال کرکے کہ یہ کسی کا ناموس نہو گردن نیچی کر لی اور کچھ دور بیٹھ گئے اِس حرکت پر یہ عورت خواجہ سے اور بھی خوش ہوئی کہ حقیقت مین یہ عجب باخدا مرد ہے کہ مثل عورتون کے عورتون سے حجاب کرتا ہے اور ماجرا اپنا دوہرانا شروع کیا کہ وہ عورت زوجہ ہے ملک مروارید گوہر بار کی کہ جو ایک زمانہ مین اسی کوہ کا بادشاہ کہلاتا تھا افسوس کہ گردش زمانہ سے وہ وقت آگیا کہ ملک خضران صحرانشین اپنی غفلت شعاری سبب اسیر پنجۂ تقدیر ہوگئے تمثال آئینہ رو کی خداوندی ظہور مین آئی خداپرست قتل کیے جانے لگے چونکہ میرا شوہر بہت بڑا راز دار تھا خضران صحرانشین کا اِس بنا پر تمثال آئینہ رو کی جانب سے ذوالخمار میکش آیا اور اُسنے بزور سحر میرے شوہر کو مع ارکین دولت و اعیان مملکت سب کو بہائم کی شکلون مین کر دیا ہے کہ وہ سب صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین لیکن مجکو اُس سیہ رونے اِسی حالت پر رہنے دیا ہے دوسرے تیسرے روز میرے پاس آتا ہے کچھ پھل صحرائی لیتا آتا ہے مین وہی کھا کر اپنی بسر کرتی ہون اور کوئی شئے اُسکے ہاتھ کی نہین لیتی ہون کیونکہ وہ کافر ہے مین مسلمان ہون غرضکہ جب وہ یہان آتا ہے مجھ سے سائل وصل ہوتا ہے مین اُس سے انکار کرتی ہون وہ اِسی وادی پر ہول و ہیبت مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے حافظ حقیقی میری نگہبانی کرتا ہے اُسی نے ابتک جان و آبرو دونون کو بچایا ہے عمرو نے کہا کہ

افسوس تم پر بہت ظلم ہوا خدا تمہارے حال پر رحم کرے اگر تم بھوکی ہو تو مین کھانے کو دون یہ کہکر
جیب سے دو روٹیان نکالین پانی دیا اُس زن پارسا نے کھا پی کر عمرو کو بہت سی دعائین
دین لیکن عمرو نے بمصلحت آخری جام اسے بھی بیہوشی آمیز دیدیا تھا کہ سوا اسکے تدبیر میکش جادو
کے مارنے کی نہ تھی یہ بیچاری تھوڑی دیر مین بیہوش ہوگئی عمرو نے اسکو توم اٹھا کر زنبیل مین
ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر بیٹھ رہا اتنے مین شام ہوگئی عمرو نے نماز پڑھی پروردگار کو یاد
کیا اور اُسی جگت پر کنوئین کی شب بسر کردی صبح کے وقت دیکھا کہ آندھی چلی ایک لکۂ ابر سیاہ
نمودار ہوا جسوقت وہ لکہ ابر کا قریب آکر اُترا اُسمین سے ایک ساحر کریہ منظر سیاہ فام جھوبی
کھار دے کی لگی ہوئی نمودار ہوا اور پکارا ای جان من دیکھو اب بھی وصل میرا قبول کرو ورنہ بہت
پچھتاؤ گی ہارے یہ بیابان لق ودق اور تم ایسی نازنین اسمین یون تنہا بیٹھی رہے جسدن
کوئی درندہ نکلے گا تمھین کھا لیگا یا گزندہ کاٹ لیگا تو یہان سوتی کی سوتی رہجاؤ گی اور
اگر وصل میرا قبول کرو تو یہ سب بلائین آن واحد مین دفع ہوتی ہین اور کبھی تم تنہا نہین رہ سکتین
ہر وقت مین تمھارے ساتھ رہونگا کیون جوانی کو اپنی مفت برباد کرتی ہو اپنے حال زار پر رحم کرو
اگر تمھین یہ انکار ہے کہ میرا شوہر ہے تو کہو ابھی جاکر اُسے مار ڈالون نازنین نے سر جھکا لیا
اور کہا اے ذوالخمار میکش جادو دراصل تو مین تمھین کسی طرح قبول نہ کرتی مگر اب چار و ناچار
منظور کرنا پڑا کیونکہ مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مگر مین چاہتی ہون کہ پہلے تم ایک نظر میرے
عزیز و اقارب اور میرے شوہر کو مجھے دکھا دو پھر تمھین اختیار ہے اُسوقت مین جیسا
مناسب جانو نگی ویسا تمسے کہونگی پھر تم اُسے زندہ رکھنا یا قتل کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا
سمجھا جائیگا ذوالخمار میکش ان باتون سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسی لکۂ ابر پر بیٹھ تو مین تمھین
اُس صحرا مین لیچلون جہان وہ سب قید ہین نازنین نے کہا اچھا بھیا چلتی ہون ابر کو زور سے نہ لیچلنا
کیونکہ مجھ مین فاقے کرتے کرتے طاقت نہین رہی ہے یہ سنکر ذوالخمار میکش پہلے تو برہم ہوا کہ یہ
کیسا لیکن نازنین نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کے سوا آجتک کسی غیر مرد سے سوا بھیا کے
میان کہکر بات نہین کی اُسی عادت کے موافق اِسوقت بھی میرے منھ سے یہ کلمہ نکل گیا
مجھے معاف کرنا ذوالخمار کا دل اسکی باتون پر ملگیا اور یہ ملعون سوچا کہ درحقیقت جس پر
ایسے ایسے ظلم ہون کہان ہوش اُسکے ٹھکانے رہ سکتے ہین غرضکہ نازنین کو لکۂ ابر پر بٹھایا
اور آپ بھی یہ ملعون سوار ہوا اور ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ لکۂ ابر سیاہ اڑ کر بلند ہونے لگا
نازنین نے جو دراصل عمرو تھا نہایت واویلا مچانا شروع کی کہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے ذوالخمار میکش
نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین غرضکہ وہ لکہ ابر بلند ہونے کے بعد ایک جانب نہایت تیزی کے
ساتھ روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا پر فضا مین پہونچا ذوالخمار میکش نے کچھ اسم
سحر دم کرکے نیچے کو اشارہ کیا لکۂ ابر نیچے اُترنے لگا یہانتک کہ آن واحد مین زمین پر
پہونچگیا ذوالخمار میکش جادو نے پہلے ایک گنڈا کھینچا اور کچھ اور اسم سحر پڑھکر دم کیا بعد
اُسکے نفیر سحر بجائی دیکھا کہ چہار جانب سے جانوران صحرائی آنا شروع ہوے اور آکر چہار جانب

سے بگھیر لیا اُسمین بہت سے ہرن تھے کچھ گائین کچھ بھینسین سب کے آخر مین ایک شیر ڈکارتا ہوا
نمودار ہوا اسکو دیکھکر نازنین بہت ڈری اور ذوالخمار میکش سے کہا کہ خدا کے واسطے اِس کو جلدی
بھگاؤ ایسا نہو یہ تجھے تیرے پہلو مین بیٹھے دیکھکر کھالے ذوالخمار نے کہا گھبراتی کیون ہو ہمنے
یہ حصار کس لیے کھینچ دیا ہو کیا مجال ہو جو کوئی یہان تک آسکے اور واقعی وہی کیفیت ہوئی
کہ شیر اس نازنین کو اپنی بی بی سمجھ کر غصہ کرکے چلا تھا کنڈلے کے قریب آنے سے یہ معلوم
ہوا کہ کسی نے اسے پیچھے ڈھکیل دیا اب نازنین کو اطمینان ہوا شیر کی جانب مخاطب ہو کر
کہا کہ بھیا اب تو مجھپر کیون حملہ کرتا ہو میرے تیرے کیا واسطہ رہا تو جانور صحرائی ہو گیا
مین انسان کے لباس مین ہون لہذا تو مجھ سے دست بردار ہو اب مین ذوالخمار میکش
جادو کا ساتھ دونگی بس میرے تیرے ساتھ کا وقت گذر گیا یہ کلمات سُنکر شیر کو نہایت غصہ
آیا اور پیچ وتاب کھاکر چلا اور جانور بھی چارون طرف سے جو عزیز اسکے تھے کہ کوئی بھائی
کوئی بیٹا کوئی بھتیجا تھا غیرت دامنگیر ہوئی قصد کیا کہ حملہ کرکے اِن دونون کا کام تمام کردین
لیکن حصار سحر سے مجبور ہو گئے آگے نہ بڑھ سکے راستہ نہ سوجھا باہر ہی سر ٹپکا کیے
ذوالخمار میکش نے کہا کہ اب تم اِن سب سے تو بیخوف رہو اب اطمینان کے ساتھ کچھ کھا پیو
کیونکہ برسون سے تمنے کچھ کھایا پیا نہوگا نازنین یہ سُنکر رونے لگی اور کہا کہ تمھین اِس ظلم کا اپنے
دیکھو ذوالخمار میکش نے کہا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ بغیر ایسی ایسی تکلیفین دینے کے تم مجھ سے
راضی ہو جاؤگی تو مین ضرور بالضرور تمھاری راحت رسانی کرتا اور اب مین تم سے بہت شرمندہ و
پشیمان ہون عرضکہ بعد گفتگوے بسیار ذوالخمار میکش نے کچھ بوتلین شراب کی جھولی سے
نکالکر باہر رکھین کچھ پھل صحرائی درختون کے اور کچھ کھانا حاضر کیا اور نازنین سے کہا کہ کھاؤ
نازنین نے وہی پھل دو تین کھالیے اور دل مین شکر خدا بجالائی لیکن ذوالخمار میکش نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہو ابتک تمھین اِس شراب و کباب سے اجتناب ہو اور تم مجھے کافر سمجھتی ہو نازنین
نے کہا یہ بات نہین ہو بلکہ برسون سے تو مین عادی ہو رہی ہون انھین پھلون پر اوقات بسر کرنے
کی اب جو مین شراب و کباب کا استعمال کرونگی تو یقین ہو کہ مرجاؤنگی اور نہین تو بیمار پڑجانے
مین تو کوئی شک نہین ہو نازنین نے یہ ایسی بات کہی کہ ذوالخمار میکش دل مین قائل ہو کر
خاموش ہو رہا اب نازنین نے ایک ہاتھ مین جام لیا دوسرے ہاتھ سے صراحی اُٹھائی اور
ساغر پیش کیا ذوالخمار میکش نے خوشی خوشی وہ جام بے اندیشۂ انجام مُنھ سے لگایا عمرو
نے چالاکی کے ساتھ ساڑھے تین ماشہ بیہوشی آمیز کردی تھی ساتھ ہی دوسرا جام بھی لبریز
کرکے دیا وہ بھی میکش جادو پی گیا یہانتک کہ تین چار جام پیتے ہی اسکی کیفیت بدلی آنکھون
کے ڈورے سرخ ہوگئے اور ہاتھ نازنین کیطرف پھیلائے عاشقانہ اشعار پڑھنے لگا وہان
وہ جانور صحرائی یہ رنگ دیکھکر جل رہے تھے بس نہین تھا کہ اِن دونون کو مار ڈالین یا اپنی جان
دیدین لپک لپک کر قریب حصار کے آتے تھے اور اندھے ہو کر پھر پیچھے سرک جاتے
تھے لیکن جیسے ہی زیادہ بیتابی کے ساتھ ذوالخمار میکش جادو نازنین کی طرف

بڑھا نازنین پیچھے سرکی ذو الخمار اور آگے بڑھا نازنین اُٹھکر بھاگی یہ ساحر پیچھے دوڑا کہ واہ ای
جان جہان تڑپاتی ہو وقت پر دغا دیتی ہو اُٹھنا تھا کہ تھپیڑا ہوا کا لگا بیہوشی نے طمانچہ مار اچھینک
مارکر بیہوش ہوا سر تلے ٹانگین اوپر نازنین نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق منم عمرو ثانی کہ
گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور جھپٹ کر خنجر مارا کہ جگر کو اُس کے چاک کر ڈالا اتنے
ذو الخمار میکش کا سارا نشہ ہرن ہو گیا پھڑکنے لگا بیرخاک اُڑانے لگے آواز مین آئے تگین کہ مارا
جوان کشتی یعنے نام من ذو الخمار میکش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
جب علامات سحر برطرف ہوے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام زشت رو کی زمین پر پڑی
ہوئی ہے وہ جانوران صحرائی مثل انسانون کے سکتے مین کھڑے ہین ایک دوسرے کو نہایت تعجب سے
دیکھ رہا ہے بلکہ باہم پوچھ رہے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی تمتو اپنی اصلی ہیئت پر
نظر آرہے ہو لیکن ہماری صورت کیا ہے ہم بھی آدمی ہوے یا نہین وہ شیر جو ہیک ہیک کرآتا
تھا دیکھا ایک جوان خوشرو کیطرح استادہ ہے چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار
ہے ادھر عمرو نے سلام کرکے اپنی صورت اصلی دکھائی وہ جوان یعنے ملک مروارید گوہر بارکوہی
عمرو سے ملاقی ہوا اور نہایت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے وہ احسان کیا ہے کہ تا زندگی سر
نہین اُٹھ سکتا نہ یہ ملعون مارا جاتا نہ ہم قید سے چھوٹتے غضب کیا تھا اس کافر نے کہ آدمی سے
حیوان بنا دیا تھا لیکن برائے خدا یہ تو فرمایئے کہ زوجہ اُس شخص کی کہان ہے عمرو نے کہا نہ
گھبراؤ اور بہت تعریف کی کہ عورت تمھاری نہایت پارسا ہے ایسی پاکدامن عورتین کہین
ہوتی ہین یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور زنبیل سے نکالکر اُسکی زوجہ کو اُسکے سپرد کیا وہ زن
پارسا بھی اپنے شوہر کو دیکھکر پہلے تو حیرت کے عالم مین کھڑی رہی بعد اُسکے عمرو کا شکریہ
ادا کیا خواجہ کو نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کہ عجب دستور یہان کا مین دیکھتا ہون کہ جو ہے
زبانی شکریہ بہت کچھ ادا کرتا ہے آپکی تعریفون کو لیکر اوڑھین بچھائین کیا کرین ہمنے اچھا نہین
کیا بلکہ بہت برا کیا جو ذو الخمار کو مارکر آپ لوگون کو چھڑایا مروارید کچھ مسکرایا کیونکہ افسانہ
گویون سے اکثر اُسنے تعریف عمرو کے طماع ہونے کی سنی تھی مطلب سمجھ کے عرض کیا کہ خواجہ
آپ نے جان و آبرو دونون چیزین بچائین اسکا عوض کوئی دنیا مین نہین کرسکتا سوا اسکے
کہ یہ جان آپ پر نثار کردین جسے آپ نے بچایا ہے عمرو نے کہا تمھاری جان تمھین مبارک
رہے نازنین نے کہا مین کنیز ہون اور یہ سب بندہ بے دام عمرو نے کہا کیا خوب بندۂ بے دام
کی ایک ہی کہی سب کو کھانا کھلانے کی فکر ہوئی مین باز آیا اگر ایسی باتین کروگے تو مین بھاگ جاؤنگا
مروارید نے کہا خواجہ سلامت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم کیسی سخت بلا مین مبتلا تھے آپ ہی نے
ہمین بچایا اب جسوقت اپنے تخت سلطنت پر قابض ہونگا مال و دولت زر و جواہر سب کچھ
حاضر کرونگا بلکہ ساری سلطنت حاضر ہے عمرو نے کہا تمھاری سلطنت تمھین مبارک رہے مجھے تمسے
ایک بات بھی دریافت کرنا ہے مروارید گوہر بار نے کہا ارشاد فرمایئے کہا انشاء اللہ
کہونگا ابھی تم ذرا راحت سے تو بیٹھو لو غرضکہ مروارید شاہ کوہی سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے

اپنے تختگاہ مین آیا رعایا خوش ہوئی تو بہین سلامی کی چھوٹین مروارید شاہ کو ہی نے غسل کیا لباس نو زیب جسم کرکے تاج مرصع سر پر رکھا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور سامان جشن مہیا کیا جبوقت نیر اعظم یعنے آفتاب تابان مسافت دن بھر کی اُٹھائے ہوے تمام دشت آسمان کی خاک اُڑائے ہوے افتان وخیزان خوابگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور نیر کوچک یعنے ماہ درخشان مع انجم تابان باعلم کہکشان و فوج فرادان تخت نیلی محلک پر جلوہ افروز ہوا تمام کوہ پر چراغان کیا گیا اور درختون مین قندیلین آویزان ہوئین قریب قریب کے نخل تمامی سے منڈھے گئے اندرون شہر ہر سڑک پر دو رستہ ٹٹر بندی تھی ایک بارگاہ آسمان جاہ استادہ تھی اسمین مروارید شاہ گوہر بار مسند عزت پر جلوہ افروز تھا پہلو مین شاہ عیاران عیار بیک طرار توت صاحبقرانی یعنے عمرو ثانی جلوہ افروز تھے ساقیان سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار ہاتھون مین لیے ہوے حاضر تھے آواز ہو شا ہو ش و نوشا نوش بلند تھی جام چل رہا تھا بموجب شعر بہار آئی ہی بھرے بادہ گلگون سے پیمانہ ہو رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ ہو ✤ کسی کی زبان پر یہ شعر تھا شعر ترک مے کرتے ہی گھنگور گھٹا مین آئین ✤ کیجیے پھر سر تو یہ بلا مین آئین ✤ کوئی زاہد خشک جو اتفاق سے صحبت کا یہ رنگ دیکھکر اُٹھ گیا تھا تو رندان بادہ نوش ہنس ہنس کر آپسمین کہہ رہے تھے شعر ساقیا حضرت واعظ کی تواضع تھی ضرور ✤ وہ نہ پیتے نہ سہی منھ سے لگا دینا تھا ✤ غرضکہ تا دیر محفل کا عجب رنگ رہا کسی کو غم دنیا و مافیہا نہ تھا بعد اُسکے طوائفین حاضر ہوئین صحبت رقص و سرود گرم ہوئی ایک نازنین پری جمال وحور اخصال نے یہ غزل پڑھکر داد دی گانا شروع کی غزل

اس اداسے میرے بانکے کی کیا بسمل مجھے
دوستی مین ہوگا آگے بڑھ کے کیا حاصل مجھے
لے چلے ہین کوے الفت مین جناب دل مجھے
ظلم سے بڑھکر ہی مجکو تیری غفلت کا گلہ
صورت تصویر بے حس کردیا ہی ضعف نے
اپنے سر کی جب قسم دین وہ توکیونکر کھاؤن زہر
شان اُسکی دوست بنکر وہ وفا دشمن کیے
کیا ہی اُس قتال عالم کو ضرورت تیغ کی
جوش طوفان خودسری ہر ناتوان کا مثل کاہ
یون ملا قاتل نے دل میرا کہ چلائی حنا
بے لبی مین آدمی مرغ قفس سے کم نہین
حال پروانے کا کیا ہوتا ہی قرب شمع سے
یہ طرفہ تو یردہ داری راز خود کرتا ہی فاش
اشک حسرت ہون سفر میرا عدم کا ہی سفر
شوق تنہائی مین اپنے سائے سے لڑتا ہون روز

کھینچکر تلوار کہتا ہے کہ دید و دل مجھے
مین تو اُسکو یا درکھون بھول جائے دل مجھے
راستہ بتلاتے ہین یہ مرشد کامل مجھے
ہائے اس نے تو نہین سمجھا کسی قابل مجھے
اب کوئی پہلو بتا اے اضطراب دل مجھے
بڑھکے مشکل سے ہوا اُسکی آسانی مشکل مجھے
جی پر اب کھیلے تو بس پھر جانتا قاتل مجھے
ہائے جسکی سادگی نے کردیا بسمل مجھے
موج مین پہونچائے کو آئین تا لب ساحل مجھے
او ستمگر خون ناحق مین نہ کر شامل مجھے
ضبط پر لبستہ کرے پھڑکائے شوق دل مجھے
جلنے والا ہون سمجھ لے گرمی محفل مجھے
روکتے ہو تم چھنالون سے سر محفل مجھے
قبر کی منزل بنے گی پہلی ہی منزل مجھے
ایک دن اُس نے کہا تھا تو اکیلا مل سبھے

مین جفا کو جان لون تمکو وفا کی قدر ہو — لیکے میرا دل ذرا تو دیدے اپنا دل مجھے
حال دل وہ پوچھتے ہین چپ ہون مین اس سوچ مین — راز کہنے کو تو کہدون پر ہنو مشکل مجھے
تا در جانان پہونچ لون پھر کہونگا ضعف سے — تیرا احسان اب نہ رکھ اُٹھنے کے بھی قابل مجھے
ضعف نے باندھی ہین مشکین خود گلا کیونکر کٹے — کیا بُرے وقت آزماتا ہی مرا قاتل مجھے
آرزو نادان تھا قاتل نے نہ مارا بڑھ کے ہاتھ — یہ نہ سمجھا دیکھتا ہی کیون مرا بسمل مجھے

جسوقت وہ نازنین ماہ جبین نے یہ غزل گائی سننے والے جھومنے لگے عمرو کو ملکہ ماہ ناز پرور
یاد آئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گوہر شاہ کوہی نے خواجہ کی طرف دیکھا چہرہ زرد دل کے
درد کا پتا دے رہا تھا اور اشک روان حال گریان کی خبر دے رہے تھے ہاتھ باندھکر عرض کی
کہ اگر نظر توجہ میرے شہر مین کسی طرف ہوئی ہو تو ابھی پکڑوا بلواؤن عمرو رونا بھول گیا بے اختیار
ہنسی آگئی اور کہا اے گوہر شاہ یہ امر نہین ہی مین جسکے واسطے روتا ہون اُس کا ملنا امکان سے
باہر نہین بلکہ اپنے قبضے ہی مین سمجھنا چاہیے لیکن یہ فلک کی تفرقہ پردازی ہے کہ وہ کہین
ہی اور مین کہین ہون اگر اسوقت مین عشق و عاشقی کو دیکھتا تو خدا کو کیا منہ دکھاتا کہ تمام لشکر
اسلام آفت مین پھنسا ہوا ہی بیٹے پوتے امیر کے اور سرداران نامی وگرامی جسنے صورت نجس
تمثال آئینہ رو کی دیکھ لی ہی وہ مرتد ہوگیا ہی سب گرفتار بلا ہین مجھے خواب ہوا تھا کہ اُس
طرف جاؤ اور خضران صحرا نشین کو چھڑاؤ تو تمثال آئینہ رو کا علاج معقول ہو لہذا اسی فکر
مین یہان تک پہونچا تمکو ہاتھ سے ذوالخمار میکش کے نجات دی اب تم کوئی تدبیر بتاؤ
کہ مین کیونکر گنبد ناپدید تک پہونچون پھر خضران کو چھڑا لینا تو میرا کام ہی گوہر بار نے کہا
خواجہ سلامت ایک شاگرد خضران کا ہی کہ نام اُسکا قمقام صحرا نشین ہی وہ بھی اپنے اُستاد سے
خلاف ہو کر تمثال آئینہ رو کا شریک ہوگیا ہی اُسکے پاس ایک غالیچہ ہی اگر کسی تدبیر سے آپ غالیچہ
اُس سے لین اور اُس غالیچہ پر بیٹھکر اُڑین تو وہ آپ کو گنبد تک پہونچا دیگا باقی نہ مین اُس سے
لڑ سکتا ہون نہ چھین سکتا ہون وہ بغیر عیاری کے غالیچہ ملنا دشوار ہی عمرو نے کہا کسی طرح
مجھے قمقام تک پہونچا دو پھر مین سمجھ لونگا گوہر بار نے کہا مین پہونچا تو دون لیکن کس بہانے سے
اور کیا کہکر عمرو نے کہا آپ ایک رقعہ اِس مضمون کا لکھ دیجیے کہ یہ گویا فلان ملک سے
اِدھر نکل آیا تھا اور علم موسیقی مین نہایت کمال رکھتا ہی لہذا مین آپکی خدمت مین بھی
روانہ کرتا ہون یہ سن رکھنے کے لوگ ہین مروارید شاہ نے کہا کہ کیا آپ علم موسیقی خوب
جانتے ہین عمرو نے کہا کہ ہان کچھ تھوڑا بہت گاتا تو کیا ہون رو لیتا ہون مروارید شاہ نے
کہا کہ اگرچہ گستاخی ہی مگر معاف فرمائیے گا اُس کافر کو تو اپنا گانا سنائیے اور ہمین محروم رکھیں
عمرو نے کہا کہ نہین مین تمھین بھی سنانے کو موجود ہون مگر یہ سمجھ لو کہ مین جسوقت جیسا کام کرتا
ہون ویسا ہی ہو بھی جاتا ہون اگر مثل گویون کے کچھ انعام ملتا جائیگا تو میرا دل لگے گا اور خوب
گاؤن گا اور نہین تو خیر تمھاری خوشی کر دونگا مروارید شاہ نے کہا کہ بھلا ہم مین سے کوئی آپکے
دینے کے قابل ہی ہان جو کچھ ہو سکے گا نذر کرینگے عمرو نے کہا کہ آپ لوگ تکلف آمیز باتین کرتے

ہین اور مین تو ایک صاف گو آدمی ہون مجھے چنین چنان نہین آتی الحاصل خواجہ عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی نئی نکالی یہ وہی جوڑی ہی جسے خواجہ عمرو اول لینے باپ اِنکے بجایا کرتے تھے
قفلیان درست کرکے عمرو نے بجانا شروع کیا در و دیوار سے آوازین آنے لگین تمام بارگاہ کو
سرون سے بھر دیا جیں راگنی کو بجایا تصویر سامنے کھڑی کردی کبھی رُلا دیا کبھی ہنسا دیا گویا
ساری محفل قابو مین تھی جسوقت عمرو خاموش ہوے بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر شخص بیٹھا جھوم
رہا تھا بعد کچھ دیر کے خواجہ عمرو ثانی یہ غزل بلحن داؤدی اِس طرح گانے لگے غزل

فریب او بت تری باتون سے کھا کے
اسی نے مارا اُتارا ہی رُلا کے
یہ شیوے بھی نرالے ہین جفا کے
وہ کمسن طوق منت کے بڑھا کے
پھنسا کر دل تری زلفون نے مارا
چلے جاتا وہ اُنکا منھ پھرا کے
چراغ صبحگاہی ہی میری زیست
کوئی کچھ کہہ رہا ہی ہاتھ اُٹھا کے
کسی بیمار غم کی لے گئے جان
ہنسانے کا نہین ہرگز رُلا کے
اُٹھا اے آرزو جب درد دل مین

خدا سے پھر گئے بندے خدا کے
جفا ہین تمنے کین بدلے وفا کے
بگڑ جاتے ہین وہ تہمت لگا کے
علاج سوز دل کو بھید دینا
نہ سمجھے تھے یہ ٹھکے ہین قضا کے
وہ بت زنار رہنا تا ہی ہمکو
نفس فرقت مین جھونکے ہین ہوا کے
وہ میری چھیڑ اشارونین سر بزم
کھلے بالون سر بالین وہ آگئے
تڑپتا ہی کوئی تھامے کلیجا
تو ہم رہ رہ گئے پہلو دبا کے

لیا تھا دل کو جسنے مسکرا کے
ہم اب پچتا رہے ہین دل لگا کے
کسی کو آج پہنائے گا بیڑی
حنا تم ہاتھ سے اپنے چھڑا کے
وہ میری منتین دم بھر ٹھہر جاؤ
ستم ہی واسطے دیکر خدا کے
مرے حق مین جو کچھ ہو سن لے یارب
وہ رہجانا ترا تیوری چڑھا کے
رُلاتا ہی ہنسا کر چرخ اکثر
الٰہی او جانیوالے منھ پھرا کے

غرضکہ عمرو ثانی نے ایسا گایا کہ گویے تک کان پکڑتے تھے کہ ہمنے ایسا کسی کلاونت بچہ کو بھی نہین سنا جیسا یہ عطائی ہی اسی
ہنگامے مین پو پھٹی آثار سحر نمایان ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوگئے شمعین جھلملا
جھلملا کر ٹھنڈی ہوگئین آسمان پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا تیرگی شب دفع ہونے لگی مرغان باغ کی
چہکنے کی صدائین آنے لگین وہ صحبت برخاست ہوئی ہر ایک خداپرست نے وضو کیا نماز سحری بجا
لایا جب نماز سے فرصت ہوئی رات بھر کے جاگے ہوے تھے آرام کیا قریب سہ پہر کے سو کر اُٹھے
ہاتھ منھ دھویا کھانا کھایا عمرو نے مروارید گوہر بار سے کہا کہ اب مجھے رخصت کرو مروارید
شاہ نے کہا کہ آپ نے بہت زحمت اُٹھائی ہی ابھی دو چار روز اور قیام کیجیے کہ تھکن دور ہو
عمرو ثانی نے کہا کہ اب اپنی راحت کو دیکھون یا امیر ثانی کے آرام کا خیال کرون اور اے
مروارید شاہ انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو جب اِن آفتون سے نجات ہوگی تو مین
تمھاری ملاقات امیر سے کراؤنگا خلق صاحبقرانی مشہور خلائق ہی تم نہایت خوش ہوگے اور
انشاء اللہ بعد فتح جنگ تمکو جشن صاحبقرانی مین شریک کرکے اپنا تماشا دکھاؤنگا دیکھنا زینت اُس
بارگاہ کی جہان اِسوقت پانچ ہزار پانچسو پچپن تلورلے بیٹھے ہین جنمین سے ہر ایک رستم وقت
و افراسیاب زمان ہی بس اب رقعہ لکھنے مین عرصہ نہ کرو اور بنام قمقام صحرانشین جلد رقعہ لکھدو
مروارید شاہ گوہی نے قلم دوات طلب کیا اور ایک رقعہ شوقیہ بنام قمقام صحرانشین

اِس مضمون کا تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر یہ کلاونت نہایت اعلیٰ درجہ کا علم موسیقی کا جاننے
والا ہے حسب اتفاق اِس طرف بھی نکل آیا مین نے سنا واقعی مین آجتک ایسا گانا نہ سنا تھا لہذا
اِسکو مین تمھارے پاس روانہ کرتا ہون اگر سنوگے تو بہت خوش ہوگے ایسا گویا تمنے بھی کبھی نہ
سنا ہوگا جسوقت نامہ تمام ہوا عمرو ثانی نے رقعہ اپنے پاس رکھا اور رخصت طلب کی مروارید شاہ
نے بہت کچھ دیکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو ثانی رقعہ لیتے ہوے کوہ تاریک سے اُترکر جانب
صحراے قمقامیہ روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت صحراے قمقامیہ
مین گذر ہوا دیکھا کہ صحراے پر بہار ہر انواع و اقسام کے درخت لگے ہوے ہین طائران
مختلف اللون زمزمہ کر رہے ہین وسط صحرا مین ایک بنگلہ نہایت عظم و شان کا معلوم ہوتا ہے
اُسکی چوٹی پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی عمرو قریب اُس بنگلہ کے پہونچا طائر
اُڑگیا لیکن عمرو نے اُس طائر کو اُڑتے ہوے نہ دیکھا تھا جسوقت دروازہ پہ پہونچا دربان سے
کہا کہ اطلاع کرو کہ فرستادہ ملک مروارید کوہی حاضر ہے دربان نے جا کر عرض کی قمقام
صحرا نشین نے کہا بلا لو جب عمرو سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد معقول مرگ چھالا بچھاے
بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے عمرو کو دیکھتے ہی اُسنے پڑھنا موقوف کیا عمرو نے سلام کیا دعا دی کہ اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین قمقام کچھ مسکرایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آنا ہوا اور یہانتک آنے کی
کیا وجہ ہوئی عمرو نے کہا یہ کچھ نہ پوچھیے کہ کہانسے اور کیونکر آنا ہوا تباہی کا مارا فلک کا ستایا ہون
قوم کا گویا ہون میرے بزرگ اس علم کو خوب جانتے تھے خیر تھوڑا بہت پیٹ پال لینے بھر کا
مین نے بھی حاصل کر لیا ہے اُسی سے لوگون کو رجھا کر آپ ایسے امیرون سے کچھ نہ کچھ لے مرتا ہون
اُسمین بسر اوقات ہوتی ہے ایک زمانے مین ملک سبائل نہایت آباد تھا لقا کی خداوندی تھی
میرے بزرگ وہین رہتے تھے خدا برا کرے اِن خدا پرستون کا کہ جب اِنکا قدم نامبارک وہان
پہونچا خاک اُڑنے لگی خداوند کو ایسا ستایا کہ وہ عاجز ہوکر آسمان پر چلے گئے وہ تو اچھے رہے
بندون پر تباہی آئی کچھ تو مارے گئے کتنون نے تبدیل مذہب کر لیا کتنے ہم ایسے تباہ ہوگئے
جب اس طرح بسر ہوتی تھی کہ ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ خشکے کا پیڑ کیسا ہوتا ہے اب اس گت کو پہونچے کہ
ملک ملک صحرا صحرا کی خاک چھانتے پھرے ہین اب اگر ہم سے پوچھیے تو دہقانی بھی وہ باتین نہ جانتے ہونگے
جو ہمین معلوم ہین اُنھون نے کبھی وہ درخت خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے جنکے پھل کھا کر ہمنے
برسون زندگی گذاری ہے اسی تباہی مین اس غلام کا اس طرف نکل آنا ہوا پہلے مروارید شاہ
نے میری قدر و منزلت میری لیاقت سے زیادہ کی اور بہت کچھ دیا کیا اچھا رئیس ہے ایسے ہی امیرون
کی بدولت ہم ایسے غریب پرورش پاتے ہین کہ پہلے خود بہت کچھ دیا اب ایک رقعہ حضور کے
نام لکھکر بیان مجکو روانہ کیا ہے کہ یہانسے بھی کچھ مجکو ملجائے قمقام نے کہا وہ رقعہ کہان ہے
عمرو نے رقعہ نکالکر پیش کیا قمقام نے رقعہ پڑھا ہنوز رقعہ ہاتھ ہی مین تھا کہ ایک طائر
ہفت رنگ جسے عمرو نے بنگلے پر بیٹھا دیکھا تھا زفیلتا ہوا آیا اور ایک دوسرا رقعہ ہاتھ مین
ملک قمقام صحرا نشین کے دیا عمرو اُس طائر کو دیکھکر جھجکا کہ خدا خیر کرے لیکن یہ کار خانہ سحر

کانو نہین ہی ایسا نہو اس طالع نے میری پوری پوری خبر دی ہو اور قمقام ہوشیار ہوجائے تو پھر کچھ نہ بنے گی انھون نے گلیم اوڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمقام نے ہنسکر کہا ای خواجہ عمرو ثانی آپ خوف نہ کریں مین دشمن نہین بلکہ دوست ہون مین تو اسی وقت کا منتظر تھا کہ کسی طرح آپ تشریف لائین استاد نے بہی زمانہ آپ کی تشریف آوری کا مجھسے بتایا تھا اور مجکو آپ تمثال آئینہ رو کا دوست نہ سمجھین مین نے استاد خضران صحرانشین ہی کی صلاح سے اپنا ظاہر بدلدیا تھا بھلا یہ کوئی عقل کی بات تھی کہ مین اپنے محسن کو چھوڑ کر اسکے دشمن کا شریک ہوتا مگر مجبوری یہ تھی کہ بغیر اسکے چارہ نہ تھا مین مسلمان ہون کافر نہین ہون کیا آپ کو وہ حدیث نہین یاد ہی کہ کل امر رہون باوقاتہا لہذا وہ وقت آگیا یہ باتین سنکر عمرو کو سکتا ہوگیا کہ یہ کیا معاملہ ہی ایسا نہو یہ دغا کرے پھر بشرہ پر جو قمقام کے خیال کیا تو روشن پایا دل سے کہا کہ نہین ایسا تو معلوم نہین ہوتا کہ یہ دغا کرے اور اگر بالفرض دغا کریگا بھی تو یہ اسکا ایمان آوازدی کہ ای قمقام اگر تم یہ باتین سچے دل سے کرتے ہو تو فہو المراد اور اگر تمھارے دل مین دغا ہی ہوگی تو دوسرا کلام الہی مین بھی تمھین سنائے دیتا ہون کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ جس پروردگار عالم نے ہزار بلاؤن سے بچاکر یہانتک پہونچایا اور ہر وقت سخت مین کام آیا وہی اب بھی بچانے والا ہی یہ کہکر پاس قمقام صحرانشین کے بیٹھ گیے قمقام نے جرأت عمرو ثانی پر آفرین کہی اور کہا کہ ابھی کچھ ساعتون مین وقفہ ہی اگر آپ اسوقت تشریف لیجائیگا تو مبادا کوئی افتاد پڑے لہذا شب کو آپ یہین استراحت فرمایئے مین آپکی نگہبانی کرون گا جسوقت صبح ہوگی تو غالیچہ حاضر کرونگا آپ اسپر سوار ہوکر جایئے گا اور استاد خضران صحرانشین کو چھڑا یئے گا عمرو نے دعوت اسکی قبول کی آج شب بھر عمرو ثانی قمقام کے مہمان رہے جب صبح ہوئی نماز سحری سے فراغت حاصل کی قمقام سے کہا کہ اب دیر مناسب نہین ہی قمقام نے اسی وقت غالیچہ صندوق سے نکالا اور سامنے عمرو ثانی کے لاکر رکھا عمرو نے غور سے دیکھا تو حاشیہ پر دو اسم لکھے ہوے ہین قمقام سے پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے قمقام نے عرض کی کہ خواجہ یہ اسم جو داہنی جانب لکھا ہوا ہی جسکے اوپر بسم اللہ تحریر ہی جسوقت آپ غالیچہ پر بیٹھکر اسے تین مرتبہ پڑھیے گا تو یہ اپنی جگہ سے بلند ہوگا اور جس طرف کا اشارہ کیجیے گا ادھر روانہ ہوگا اور یہ غالیچہ مانند بساط کے ہوجائیگا اور جس مقام پر گنبد ناپدید ہے وہان پہونچکر قائم ہوجائے گا پس جب آپ یہ دوسرا اسم پڑھیے گا اسوقت گنبد ظاہر ہوجائیگا اور دریچہ گنبد کا کھلا ہوا نظر آئیگا بلکہ وہ درویش کامل یعنے خضران صحرانشین آپکو ایک بستہ پر لیٹا ہوا دکھائی دیگا اسکے بعد جو آپ سے بن پڑے وہ کیجیے گا عمرو نے کہا بہتر اور جلدی سے غالیچہ بچھاکر اسپر بیٹھ گئے اور کہا کہ لے اب ہمتو رخصت ہوتے ہین اگر بن پڑا تو انشاء اللہ تمھارے استاد کو چھڑا کر لاتے ہین اور وہ اسم پڑھنا شروع کیا جیسے ہی تین مرتبہ پڑھکر اس اسم کو تمام کیا غالیچہ اپنے مقام سے اڑا اور مانند بساط سلیمان کے ایک جانب سن سن روانہ ہوا عمرو کو اسوقت عجب لطف حاصل ہورہا تھا کہ تمام دنیا زیر نگاہ تھی علاوہ اسکے منزل مقصود پر پہونچنے کی خوشی سب سے بڑھی ہوئی تھی کہ اب بہت جلد خضران صحرانشین کو چھڑا ئین گے لشکر اسلام کو

شر تمثال آئینہ رو سے بچاوینگے الحاصل ایک مقام پر پہونچکر وہ غالیچہ جسپر عمرو سوار تھے قائم ہوا جس سے یہ ظاہر تھا کہ مقام گنبد کا یہی ہے لیکن گنبد نظر نہ آتا تھا تساتھ ہی عمرو ثانی کو خیال ہوا کہ جلد وہ اسم پڑھنا کہ گنبد دکھائی دے فوراً اسم ثانی جو حاشیہ پر تحریر تھا پڑھنا شروع کیا جیسے ہی وہ اسم تمام ہوا تمام پردے جو آنکھوں پر نظر بندی کے پڑے ہوئے تھے دفعۃً اٹھ گئے اور ایک گنبد کلان نظر آیا کہ دریچہ اسکا بھی پہلے بند تھا مگر اب خود بخود کھل گیا دیکھا عمرو نے کہ ایک مرد پیر با چادر سفید نا توان ولاغر پلنگ پر پڑا ہوا ہے فقط نفس کا شمار یہ بتا رہا ہے کہ ابھی زندہ ہے ورنہ اُس مین اور مرے مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا ایکبار اُس پیر مرد نے آنکھ کھولی اور طرف عمرو ثانی کے دیکھا عمرو ثانی نے کہا السلام علیک اے درویش کامل یعنے خضران صحرانشین ہوشیار ہو جاؤ کہ تمھاری رہائی کا وقت قریب آگیا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسا مرد باخدا اور ایسے کافر مرتد کو اس طرح کی تشی بنادے کہ وہ تمام زمانے مین کفر کو پھیلائے ہوے ہے اور دعوی خداوندی کا کر رہا ہے اور علاوہ اسکے آپ نے بھی کوئی ہوشیاری نہ کی کہ اس طرح گرفتار پڑے ہوے ہو کہ کچھ کر نہین سکتے ہو یہ اُسی کیے کے اعمال تم بھگت رہے ہو جسکی بدولت لشکر امیر بلکہ سرداران فرزندان صاحبقران ہاتھ سے تمثال آئینہ رو کے دروازۂ دوزخ تک پہونچ گئے لاکھون نے سجدہ کیا اور کافر ہو گئے خضران صحرانشین یہ سنکر رونے لگا کہا اے خواجہ سلامت خدا تمکو یہانتک لایا بیشک جو کچھ تمنے کہا سب بجا ہے بلکہ مین اس سے زیادہ عذاب کا مستحق تھا یہ تو اُس رحیم وغفار نے کچھ بھی معاوضہ نہین کیا اب ان باتون کو تو خیر جانے دیجیے جسکی پشیمانی تا عمر رہیگی اسکی سزا آپ پھر مجھے دے لیجیے گا برائے خدا جلد مجھے اس قید سے رہا کیجیے کہ اُس ملعون کی کوئی فکر کیجائے عمرو نے کہا دریچہ کھلا ہوا ہے نکل آؤ مین تو سامنے کھڑا ہون جو کوئی تمھارے قریب آنے کا قصد کرے گا حقہ آتشبازی مار کر زندہ پھونک دونگا درویش ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین مین یہان سے قدم تو اُٹھا نہین سکتا جتبک اس گنبد کے اندر ہون بیکار ہون یہ خاص سحر ہے تمثال آئینہ رو کا جسنے عالم خواب وغفلت مین مجھپر اثر کیا اور مین گرفتار بلا ہو گیا یہ بھی عنایت پروردگار سے تھا کہ نہ وہ مجھے قتل کر سکا نہ میرے جسم کو کوئی صدمہ پہونچا سکا عمرو نے کہا یہ سب صحیح ہے لیکن تم ایسے کامل کے لیے اتنی ہی گرفتاری کیا کم ہے جسنے مرے سے بدتر کر دیا درویش نے عرض کی کہ اسکا سبب مین عرض نہین کر سکتا بس اسکی مثال یہی ہے کہ امر کا اسم اعظم کیونکر بند ہو جاتا ہے وہی حالت بلا تشبیہ میری بھی سمجھ لیجیے اور اب باتون مین دیر نہ کیجیے جلد غالیچہ سمیت کھڑکی کے اندر آجایئے اور مجکو اُٹھا کر اسی غالیچہ پر ڈال کر باہر نکل چلیے کہ سوا اسکے میری رہائی کی دوسری صورت نہین ہے اور یون اگر یہ دریچہ ہزار برس بھی کھلا رہے تو مین نہین نکل سکتا نہ کوئی دوسرا مجھے نکال سکتا ہے پھر گنبد سے باہر نکلکر ابھی اس گنبد کو آپ کے سامنے دیکھیے گا کہ کسطرح مٹا دیتا ہون یہ سنکر عمرو نے غالیچہ کو اشارہ کیا غالیچہ مثل مرکب حرکت کر کے برابر پلنگ کے پہونچگیا عمرو نے دونون ہاتھون سے بسم اللہ کہکر درویش کو اُٹھایا اور غالیچہ پر ڈال لیا اور جس طرح داخل ہوے تھے اسیطرح

واپس آئے درویش کو زمین پر لاکر بٹھایا اور پوچھا کہ کچھ بھوک پیاس تو نہین ہی خضر ان نے
کہا کہ بھوک بھی ہی مگر اس صحرا مین ممکن کیا ہوسکتا ہی اور اگر ممکن بھی ہو تو مین بغیر نہائے کچھ کھا نہین
سکتا اور پانی بھی یہان کہین نہین ملیگا عمرو ثانی نے کہا کہ یہین سب کچھ مہیا ہوجائیگا درویش نے
حیرت سے عمرو کی جانب دیکھا عمرو کو اسکے حیرت کرنے پر غصہ آیا اور زنبیل مین ہاتھ ڈال کر
چار راوٹیان اور خیمہ نکالکر رکھا اور کچھ لوگ نکالنا شروع کیے کہ سب کے سب کاغذی ٹوپیان
پہنے ہوے تھے اُنھون نے وہ راوٹیان استادہ کرنا شروع کین آن واحد مین خیمہ اور راوٹیان
کھڑی ہوگئین اب عمرو نے اُسکا سامان مثل شیشہ آلات وغیرہ اور ظروف ضروری نکالے اور
انھین آدمیون نے سب کو قرینے سے سجا اسکے بعد عمرو نے جال مار کر اُن سب آدمیون کو تو پکڑ کر داخل
زنبیل کرلیا اور اب کچھ حمامی نکالے کہ کھیسے اور کنگھی اور کسوت وغیرہ سب سامان حمام کا لیے
ہوے تھے اُن سب کو ایک راوٹی کے اندر بھیجدیا اور درویش سے کہا کہ نہایئے اب تو خضر ان
صحرا نشین کے ہوش اُڑے کہ اللہ اکبر عمرو بڑے پایہ کا شخص ہی ہم اسے ایسا نہ جانتے
تھے یہ اتنا بڑا سامان ایک چھوٹی سی تھیلی مین سے نکل آیا کیا خداوند کریم نے اسے
صاحب معجزات و کرامات کردیا ہی عمرو نے کہا آپ متحیر نہون اگر کہیے تو ایک بارگاہ اسی وقت
اتنی بڑی بپا کردون کہ تمام صحرا مملو ہوجائے اور جگہ باقی نہ رہے غرضکہ بعد تعجب بسیار کے
درویش داخل حمام ہوا اُن حمامیون نے خوب مل مل کر نہلایا عمرو زنبیل سے پانی کے گھڑے
نکالکر دیتا جاتا تھا اور وہ حمامی درویش کو نہلاتے جاتے تھے جب غسل سے فراغت ہوئی
تو خاص تراش حاضر ہوگیا اُسنے خط بنایا ناخون بھی تراشے کہ برسون مین مثل ریچھ کے بال
اور ناخون بڑھ گئے تھے جب ان سب کامون سے فراغت ہوئی عمرو نے حامیون کو بھی پکڑ پکڑ کر
داخل زنبیل کرلیا اور درویش کو ہمراہ لیے ہوے دوسری راوٹی مین چلے گئے وہان دیکھا تو
پیشتر سے کھانا ہر قسم کا چنا ہوا ہی درویش نے دل مین کہا کہ واقعی مین عمرو بہت بڑا شخص ہی
اسکا مثل و نظیر نہین ہی اسی مقام پر سب چیزین مہیا کردین جسکو یہ سامان بہم ہوجاتین اُسکے آگے
بادشاہی کی بھی حقیقت نہین ہی کیونکہ اس محل پر بادشاہ کی حکومت بھی کس کام آسکتی ہے جب
کھانے سے بھی فرصت ہوگئی تو عمرو درویش کو تیسری راوٹی کی طرف لیگیا دیکھا درویش نے
کہ سجادہ بچھا ہی آفتابہ وضو کے واسطے نیار ہی درویش نے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت نماز شکر
پڑھی توبہ و استغفار کیا بعد اسکے عمرو درویش کو لیے ہوے چوتھی راوٹی مین گیا اُسے خالی
جھنکا دیا اور دونون مسکراتے ہوے پلٹے درویش نے کہا واہ خواجہ تمھارا مثل و جواب نہین
ہی اس جنگل مین منگل یہ خداوند کریم و تقدیر نے تمھارے ہی واسطے یہ بات عطا فرمائی ہی جب
چارون راوٹیون سے ہولیے کہ یہ چوتھی راوٹی پاخانہ کی تھی مطلب عمرو کا یہ تھا کہ اگر
ضرورت ہو تو ہر قسم کا سامان راحت مہیا ہی غرضکہ اب عمرو درویش کو خیمہ مین لایا دیکھا درویش
نے کہ ایک مسند جواہر نگار صدر مین بچھی ہی اسپر ایک چھوٹا شامیانہ کھچا ہوا ہی آلات جواہر نگار نصب ہین
کل سامان شاہانہ موجود ہین درویش نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا کہ مین آپکی اس دعوت

کا ممنون ہوا انشاء اللہ جب خدا چاہے گا تو مین بھی نان و نمک حاضر کرونگا لیکن ابھی مجبوری ہے
یہ کہکر کہا کہ اب اس سب سامان کو آپ جس مقام سے آیا ہو مین پہونچا دیجے اور مین اس
گنبد کو مٹا دون تو یہانسے چلنے کی تیاری کرنا چاہیے کیونکہ وہان ایسا نہو کہ امیر با توقیر بھی گرفتار
بلا ہو جائین یہ کہکر درویش کچھ دور صحرا مین چلا گیا اور تھوڑی سی زمین کھودی اُسمین سے ایک
صندوقچہ اور ایک آیینہ نکالا اور پاس عمرو کے آکر صندوقچہ نذر دیا عمرو نے کہا کہ اسمین کیا ہی
درویش نے کہا یہی کچھ کنکر پتھر جو کچھ مجھے نصیب تھا آپ کے واسطے جمع کر رکھا تھا وہی حاضر
کیا ع گر قبول افتد زہے عز و شرف عمرو نے کہا بھئی تمھاری عنایت سر آنکھون پر بھلا مین انکار
کر سکتا ہون تم ابھی مجھے جانتے نہین ہو مین تو آزاد اور بے تکلف دوست ہون جو شی جسکی
پسند آگئی وہ مانگ لی لیلی بشرطیکہ اُسکو سمجھ لیا کہ دیدیگا ورنہ خدا کی عنایت سے مین خود بھی محتاج
نہین ہون ہان ایک لت پڑگئی ہی مجھے بھی شوق ہوگیا ہی کہ جو مال اچھا دیکھا اُسے اپنے قبضہ
مین کیا غرضکہ عمرو نے صندوقچہ درویش سے لیکر کھولا دیکھا کہ جواہر بیش بہا سے مملو ہی جگ جگ
کر رہا ہی آنکھون کو چکا چوند ہوتی ہی عمرو نے جلدی سے بند کرکے داخل زنبیل کر لیا اب درویش
نے غلاف آئینہ پر سے اُتارا اور عمرو سے کہا کہ آیئے تماشا دیکھیے کہ کیونکر گنبد نا پدید اسم
با مسمے ہوتا ہی عمرو ہمراہ درویش کے قریب گنبد آیا درویش نے کچھ پڑھکر عکس آئینہ کا
گنبد پر ڈالا کہ تڑاقے کی صدا آئی تمام صحرا تھرا گیا اور سارا گنبد دھوان ہوکر نیست و نابود
ہوگیا عمرو نے درویش کی نہایت تعریف کی اور پوچھا کہ اب کہان چلین درویش نے کہا اب
وہان چلیے جہانسے آپ اس غالیچہ پر بیٹھکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ بہتر غرضکہ پھر دونون
آدمی غالیچے پر بیٹھے اور اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا غالیچہ بدستور سابق اپنی جگہ سے
بلند ہوا اور طرف صحراے قمقامیہ کے روانہ ہوا وہان قمقام صحرانشین اپنے بنگلے سے نکلا
ہوا منتظر بیٹھا تھا آنکھین آسمان کی جانب لڑی ہوئی تھین کہ دیکھیے خواجہ سلامت اُستاد کو یے کر
کب آتے ہین کہ یکایک جانب شمال سے ایک لکۂ ابر پیدا ہوا اور اُسپر دو آدمی نظر آئے قمقام
برائے تعظیم کھڑا ہوگیا بلکہ خوشی کے مارے اُچھلنے اور کودنے لگا کہ اُستاد آگئے اور یہ لکۂ ابر
وہی غالیچہ تھا غرضکہ غالیچہ بروے زمین اُترا قمقام صحرانشین اُستاد کے گرد پھرا قدمبوسی
کی خضران نے کہا ای قمقام تونے حق دوستی و شاگردی ادا کیا جو اسوقت تک اس غالیچہ کو
اُس دشمن کی نظر سے بچاکے رکھا جسکی بدولت آج رہائی نصیب ہوئی ورنہ اگر خواجہ
عمرو یہانتک آتے بھی تو بظاہر چھوٹنے کی کوئی تدبیر نہ تھی اور یون تو پروردگار عالم کی قدرت
خلاف قیاس ہوا کرتی ہی غرضکہ ایک روز قمقام کی دعوت مین صرف ہوا اب بصلاح خواجہ
عمرو ثانی خضران صحرانشین و قمقام درویش یہ تینون آدمی طرف کوہ تاریک کے روانہ
ہوے وہان ہرکارون نے خبر ملک مروارید شاہ گوہر بار کو ہی کو پہونچائی کہ خواجہ عمرو ثانی
نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ خضران صحرانشین کو چھڑایا اور قمقام درویش کو بھی اپنا
مطیع بنایا اب تینون آدمی اسطرف آتے ہین یہ خبر سنکر مروارید شاہ بہت خوش ہوا اور مع امرا

وزرا برائے استقبال خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوا راہ مین ملاقات ہوئی مرواربد عمرو ثانی پر سے
زر نثار کرتا ہوا اپنے ملک مین لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا یہ تینون آدمی ہمراہ
مرواربد شاہ کے آکر بارگاہ مین بیٹھے باتین ادھر اُدھر کی ہونے لگین اتنے مین خضران صحرا نشین نے
کچھ دیر سکوت کیا ہر شخص خضران کے سکوت کی طرف متوجہ تھا کہ کیا امر ہے اتنے بڑے
دور اندیش شخص کا سکوت خالی از علت ہو نہین سکتا جسقدر ہر شخص کو خضران کی رہائی کی
خوشی ہوئی وہ سب عالم محویت سے مبدل ہوگئی بعد کچھ دیر کے خضران نے زانوے تفکر سے
سر اٹھایا اور کہا اے خواجہ عمرو ثانی افسوس ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی قدمبوسی امیر ثانی کی مگر میرے
مقدر مین نہ تھا کہ وہ شہریار عالی وقار میری نماز جنازہ پڑھاتے اب وقت میری زندگی کا
قریب ختم ہے یقین ہے کہ کل نماز ظہر کے وقت تک مین اور زندہ رہون لہذا مین چند وصیتین کرتا ہون
انھین سب صاحب ذرا غور سے سنکر یاد رکھین اور اُسپر عمل کرین اول تو یہ کہ مین توبہ کرتا ہون
اپنے اُن اعمال زشت سے جنکا ظہور مجھے لایعقل ہونے کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یعنے تمثال
آئینہ رو ایسے کافر مرتد کو مین نے ایسے اسماے بزرگ کیون دیدیے جنکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے
ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر کے اپنا مطیع قرار دیا آپ صاحب میری توبہ کے شاہد رہیے گا
دوسرے یہ کہ جب مین مر جاؤن تو مجکو اسی ملک مرواربد یہ مین دفن کرا دیجیے گا تیسرے یہ کہ
قمقام درویش یہ شاگرد میرا ہے اسے مین اپنا سجادہ نشین کرتا ہون چوتھی یہ وصیت آخر اے
خواجہ عمرو ثانی آپ سے ہے کہ امیر باتوقیر سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ میری مغفرت
کی دعا کرین اور اگر شاید کبھی اس کوہ کی جانب نکل آنا ہو تو قبر پر مجھ گنہگار کی فاتحہ پڑھ دین کہ
مجھ سے عذاب برزخ کم ہو اور اے خواجہ عمرو ثانی اگر انسان ہزار برس جیے تو انجام یہی ہے اگر
کرور برس جیے تو یہی نتیجہ ہوتا ہے افسوس کہ انسان اپنے انجام پر مطلق نظر نہین کرتا اور حیات
مستعار پر بھروسا کر کے اسی تھوڑی زندگی کو راحت سے بسر کرنے کے لیے تمام زمانے کی برائیان
لیتا ہے ہزارون کے گلے کٹ جاتے ہین سیکڑون کے خون ناحق ہو جاتے ہین کتنون پر ظلم
ہو جاتے ہین آہ یہ نہین سمجھتے کہ یہ تھوڑی زندگی اگر راحت ہو گی تو بسر ہو جائیگی اور تکلیف ہوگی
تو گذر جائیگی اور وقت گذر جانے کے بعد نہ راحت کی لذت باقی رہتی ہے نہ مصیبت کی تکلیف نظر
آتی ہے مگر انسان چند روزہ راحت کی فکر مین ابدالآباد کے عیش سے دست بردار ہو جاتا ہے شعر
پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے ٭ کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے ٭ بس
اے خواجہ فلان فلان مقام پر میرا مال اسقدر گڑا ہوا ہے اُسمین آپ ایک تو یہ کام کیجیے گا کہ جو کچھ
میری تجہیز و تکفین مین صرف ہو وہ صرف کیجیے گا اور ایک مقبرہ تیار کروا دیجیے گا باقی جو کچھ بچے
وہ آپ کا حق ہے خواہ غربا و مساکین کو تقسیم کر دیجیے گا یا جس کام مین چاہے صرف کیجیے گا آپ
اُسکے مالک ہین اور تمثال آئینہ رو کی بس یہی حقیقت ہے کہ جبتک وہ تختی اُسکے پاس ہے اُسوقت تک
جو شخص اُسکی صورت دیکھے گا اپنے پروردگار حقیقی کو ایسا بھولے گا کہ تا زندگی ہوش مین نہین آئیگا
یہ آپ سن رکھیے کہ جو لوگ برگشتہ ہو چکے ہین وہ اگر تمثال مار بھی ڈالا جائیگا تو ہوش مین نہ آئین گے

اُنکا علاج یہ ہے کہ فلان مقام پر جو ایک درخت ہے اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ آہنی گڑا ہوا ہے اُسمین
ایک کاسہ چہل کلید ہے جب اُسکا پانی اُن بیکے ہوے لوگون پر چھڑکا جائے اور پلایا جائے تو ہوش
مین آجاینگے ورنہ ممکن نہین اور یہ تعویز جسکے بازو پر بندھا ہوگا تمثال آئینہ رو ہزار تقابیل
اُلٹ اُلٹ کر اپنی شکل نحس دکھائے لیکن کوئی اثر نہوگا اور یہ غالیچہ سلیمانی جس مقام پر تم
کہوگے وہان تمکو پہونچا دیگا بس یہ سامان قتل تمثال کے واسطے کافی ہے جسوقت خضران کی وصیتین
تمام ہوئین خوشی ان سب کی مبدل بہ غم ہوگئی سب رونے لگے مروارید شاہ کی آخری دعوت
خضران نے قبول کی سب نے کھانا ساتھ کھایا شب عجب عبرت کے ساتھ بسر کی جب
صبح کے آثار نمایان ہوے عمرو نے مع خضران صحرانشین و قمقام درویش و مروارید شاہ
کے نماز صبح پڑھی خضران نے اپنے دفن کی جگہ تجویز کرکے قبر کھدنے کا حکم دیا قبر کھدنے
لگی ادھر خواجہ عمرو تبلاش مال و متاع خضران روانہ ہوے اول اُسی درخت پاس پہونچے
جہان صندوقچہ کاسہ چہل کلید کا دفن تھا اُسے نکالکر قبضے مین کیا وہانسے اُس دفینہ پر پہونچے
جہان خضران صحرانشین کی کمائی جمع تھی اُسے کھود کر اپنے قبضے مین کرکے قریب نماز ظہر کے
واپس آئے تو یہان قبر بھی خضران کی تیار پائی اب یہ نماز پھر سبنے ساتھ پڑھی اور سب
تو نماز سے فراغت کرکے اُٹھ کھڑے ہوے لیکن خضران وظیفہ مین مصروف رہے بعد کچھ دیر کے
اُسی سجادے پر لیٹ رہے اور روح جسم سے مفارقت کر گئی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کب
اور کیونکر مرگئے لیکن بسبب اِسکے کہ سب کو معلوم تھا کہ یہ آج مرجاینگے اس بنا پر جیسے ہی
حرکت لبون کی جو وظیفہ خوانی کے سبب تھی موقوف ہوئی ہر ایک کو یقین ہوگیا کہ درویش نے
انتقال کیا سب رونے لگے سامان تو بیشتر ہی سے ہوچکا تھا جلدی سے غسل دیا نماز جنازہ پڑھی
اور خضران کو دفن کردیا سیوم تک خواجہ عمرو وہین رہے روز سوم قمقام کو سجادہ نشین کیا اور
ملک مروارید سے کہا کہ اب مین تو واسطے علاج تمثال آئینہ رو کے جاتا ہون کیونکہ لشکر
امیر گرفتار بلا ہو رہا ہے لیکن تم میرا کام بجالانا وہ یہ کہ مقبرہ خضران کا بنوا دینا اور ایک نقشہ
کھینچکر دیا کہ اِس صورت کا بنے مروارید نے اِس خدمت کو بسر و چشم قبول کیا لیکن چلتے وقت
خواجہ کو بہت کچھ نذر دیا اور کہا کہ دربند ارغوانیہ سے بہت ہوشیاری کے ساتھ گذریے گا
کیونکہ ساحر اس راز سے بھی باخبر ہوگئے ہونگے کہ طلسم کوہ تاریک ٹوٹا اور خضران
صحرانشین چھوٹا عمرو آتا ہوگا ضرور آپکی گرفتاری کے سامان ہوگئے ہونگے عمرو نے
کہا خدائے ما بزرگ است کیا پروا ہے جس خدا نے اُنکے مکر و فریب سے بچا کر یہانتک پہونچا
دیا تھا وہی پھر پہونچا دیگا یہ کہکر عمرو شاقی سب سے رخصت ہوے اور جانب صحرا
بارادہ دربند ارغوانیہ روانہ ہوے راہ مین پہونچکر خیال ہوا کہ اے عمرو اگر تبرکات کے
ذریعہ سے کوئی کام کیا تو یہ کچھ لطف نہین اور یون صاف نکل جانا ممکن نہین کیونکہ بعد ویران
ہونے کوہ تاریک اور شکستہ ہونے مرحلون کے ضرور ساحر تیرے عقب مین چلے ہونگے
یہ خیال کرکے صورت اپنی ایک پری زاد کی بنائی اور ایک نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے ہاتھ

مین لیا اور جانب درۂ تاریک کہ جس طرف سے داخل کوہ ہوئے تھے روانہ ہوئے کہ اب
انکا حال بروقت تحریر ہوگا

لیکن اب یہانسے چند کلمے داستان شہر ارغوانیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے جب صبح ہوئی اور ملکہ ماہ ناز پرور بیدار ہوئی اور سینے پر اپنے
رقعہ دیکھا حال سے خواجہ عمرو کے ایک گونہ اطمینان ہوئے کے ساتھ ہی یہ خیال اُسکے دل کو بیچین
کرنے لگا کہ دیکھیے ساحرون کے ہاتھ سے عمرو کی جان کیونکر بچتی ہے یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی
کہ یکایک ایک کہاری دوڑی ہوئی آئی اور کہا مین واری مبارک ہو آپ جسکی منگیتر مین ملک
خونخوار اژدر گیر جادو بادشاہ طلسم فصل بہاری آنے والے مین یہ سنتے ہی ملکہ کے چہرے کا
رنگ متغیر ہوگیا لیکن ضبط کیا وہان ملک ارغوان شاہ دریا باری مع ارکین دولت
برائے استقبال روانہ ہوا اور خونخوار اژدر گیر جادو کو استقبال کرکے لایا تمام شہر آئینہ بند
ہوا نہایت خوشی ہوئی دونون بادشاہ ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہوئے خونخوار اژدر گیر
جادو نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ کے ملک مین کوئی عیار لشکر اسلام کا نکل آیا ہے اور وہ
ابھی تک گرفتار نہین ہوا ہے آپ نہایت تردد مین ہین نام اُسکا عمرو ثانی ہے ارغوان شاہ
نے کہا کہ ہان اے فرزند یہ بلا عجیب عنوان سے نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ عیاران اسلام
ساحر نہین ہین اور یہانتک بغیر میرے حکم کے ساحر بھی نہین آسکتا بھلا کیا حقیقت تھی عمرو کی
کہ جو وہ یہانتک پہونچ سکتا مگر یہ امر میری دختر بلند اختر کی نادانی سے ہوا یہ سیر دریا مین مصروف
تھی اور وہان وہ عیار مکار کنارے دریا کے کلاونت بنا ہوا گا رہا تھا یہ اُسے گویا سمجھکر لے آئی اپنے
باغ مین جگہ دی گانا اُسکا سنا مین نے قبل سے طاؤس آتش زن جادو کو تصویرین سحر کی
بنا کر دی تھین کہ جب عمرو یہان آئیگا تو وہ تجھے خبر دینگی تو اُسے گرفتار کر لینا اور طاؤس کو
پوشیدہ طور سے محافظ معین کردیا تھا کہ وہ زیر زمین رہتا تھا جسوقت یہ سانحہ گذرا طاؤس نے
عمرو کو گرفتار کیا ملکہ ماہ ناز پرور نے بہیر اُسے چھڑوالیا اُسکے بعد سے ہر چند تلاش کیا لیکن
اُسکا پتہ نہ لگا ملکہ کو مین نے مثل قیدیون کے گھر مین رکھا ہے کہین نکلنے نہین دیتا ہون اب
خطرہ یہ ہے کہ عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور اُسنے خضران صحرا نشین کو قید سے
چھڑا لیا تو ہم سب کی موت آجائیگی اور خداوندی تمثال آئینہ روکی برباد ہوجائیگی اب یہ سنکر
خونخوار اژدر گیر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ مین ملکہ کو اپنے طلسم مین
لیجاکر رکھون کیونکر حالت اس ملک کی مخدوش ہو رہی ہے اور اب آپ میری امانت میرے سپرد
کر دیجیے یہ سنکر ارغوان شاہ دریا باری نے سکوت اختیار کیا تھا کہ دفعتہً نظر اُسکی اُس
گلدستہ منقش پر پڑی جو ہر وقت سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا یکایک اُسمین آگ لگ
گئی اُدھر پھول اُسکا مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگیا بس ارغوان شاہ نے
سر پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا مردار خوار جادو مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دزد مکار کوہ
تاریک مین داخل ہوگیا یہ گلدستۂ حیات مردار خوار کا تھا دیکھیے انجام اُسکا کیا ہوتا ہے

یہ ہنوز سر زانو تفکر پر رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایکبارہ طاؤس آتش زن آیا ارغوان شاہ نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور مردار خوار جادو مارا گیا لہذا تو جا اور
کوہ تاریک کی خبر لا کہ آگے مرحلہ ذوالخمار جادو کا ہی وہان گیا انجام ہوا اور حتے الامکان
گرفتاری عمرو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا مجھے بڑا تردد ہی کہ یہ کیونکر وہان تک پہونچ گیا اور
کسطرح اسنے مردار خوار جادو کو مارا کیونکہ وہ روئین تن بھی تھا طاؤس آتش زن تو اُس
طرف روانہ ہوا یہان ارغوان شاہ داخل محل ہوا اور ملکہ کی مان سے کہا کہ صاحب حالت یہان کی
متوحش ہو رہی ہی لہذا جسکی امانت ہی اُسکے سپرد کرو یہ لڑکی کا مقدمہ ہی اُسنے بھی کہا کہ ہان مناسب
یہی معلوم ہوتا ہی غرضکہ اُسی وقت سامان عروسی ہونے لگا جس وقت عورتین ملکہ ماہ ناز پرور کے
پاس آئین اور اُسکو دولھن بنانے لگین ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہی آج تو میری سالگرہ کا دن
نہین ہی لوگون نے کہا کہ شوہر تمہارا آیا ہی آج تم بیاہ دیجاؤ گی مبارک ہو کہ اس دن کیلیے
تو منتین مانی تھین یہ سنتے ہی ملکہ کو نوبت غش کی طاری ہوئی روتے روتے آنکھین سوجائین
کانون مین تو عمرو کی بانسری کی صدانے گھر کر لیا تھا وہ دوسرے کا نام سنکر کیونکر خوش
ہوتی اُس نے بہت فیل مچائے کہ مین اپنے مان باپ کی جدائی کبھی پسند نہین کرتی پھر مجھے
کیون نکالے دیتے ہین کیا خدانخواستہ مین نے کوئی بدچلنی کی مین ہرگز نہ جاؤنگی اور اپنی جان
دیدونگی ہرچند ملکہ نے اپنی حالت بخیری لیکن ارغوان شاہ دریا باری نے اور ملکہ کی
مان نے بہت کچھ سمجھایا کہ ہم پھر تمھین بلالین گے آجکل یہان کا رنگ بگڑا ہوا ہی اور وہ طلسم
نہایت مستحکم ہی اسوجہ سے تمھین بھیجے دیتے ہین کہ تم حفاظت سے رہوگی غرضکہ ملکہ کو بہت سمجھا
بجھا کر ہمراہ خوجہ خواجہ سرا لشکر کے روانہ کیا ملکہ روتی پیٹتی اُسطرف روانہ ہوئی ایک آدھ سہیلی
ملکہ کے ساتھ ہی وہ دلجوئی کرتی جاتی ہی ملکہ کہتی ہی کہ مین اپنی جان دیدونگی اگر اس بدکردار موذی نے
نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو یہی ہیرے کی انگوٹھی جو میرے ہاتھ مین ہی اسے چبا لونگی ساتھ
والیان سمجھاتی ہین کہ کیا مجال ہی کہین کوئی بات دنیا مین بے رضامندی بھی ہوتی ہی غرضکہ
بعد طی مراحل و قطع منازل یہ تو داخل طلسم ہوتے ہین کہ احوال ان سبھون کا بمقام مناسب
تحریر کیا جائے گا

لیکن اب پھر حال خواجہ عمرو ثانی اور طاؤس آتش زن کا بیان ہوتا ہی

کہ طاؤس آتش زن جو ارغوان شاہ دریا باری سے رخصت ہوا قریب کوہ تاریک کے
پہونچکر قیام پذیر ہوا وہین ایک بنگلہ سحر کا تیار کر کے رہنا اختیار کیا اور ایک پتلہ سحر کا مقرر
کیا کہ اگر کوئی درے سے آئے جائے تو ہمین اطلاع کرنا یہ انتظام کر کے منتظر وقت بیٹھا
کہ عمرو اسی راستے سے آیگا ایک روز صبح کا وقت ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی کرن آفتاب
کی درختون پر پڑ پڑ کر عجب لطف دے رہی ہی کہ ہر نخل طلائی معلوم ہوتا ہی چوپائے مصروف
چرائین جانوران صحرائی اُدھر سے اِدھر اُڑتے پھرتے ہین کہ یکایک درے کی طرف سے
ایک برق سی چمکی کہ آنکھین طاؤس کی جھپک گئین اور دیکھا کہ ایک پری زاد

آفت ہوش بلاے جان چودہ پندرہ برس کا سن زیور مرصع کار سے آراستہ وپیراستہ چھم چھم کرتی چلی آتی ہی طاؤس اُس پری زاد کو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگیا اور آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کوہ بلاخیز کہان اور تم کہان کدھر سے آنا ہوا کہان جانے کا قصد ہی یہ کہتا ہوا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دوڑا پری زاد دیکھتے ہی اِس ساحر کے جھجکی ساتھ ہی اُسکے طاؤس کو یہ خیال ہوا کہ کہین اُڑ کر چلی نہ جائے کچھ اسم سحر پڑھکر جو دو تھپڑ مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے پریزاد چارون طرف مایوسی کی نگاہون سے دیکھنے لگی طاؤس نے کہا ای جان جان وآرام دل نہ گھبراؤ مین تمھارا دشمن نہین ہون پریزاد نے کہا کہ واہ ری تیری عاشقی کہ مجھے گرفتار بلا کیا زمین نے میرے پاؤن پکڑ لیے ہاے مین یہ کس بلا مین پھنس گئی کہان تو مین پرستان سے خداوند کے دیدار کی مشتاق ہوکر یہان آئی سنا کہ خداوند ملک تمثالیہ مین ہی مین نے مروارید شاہ سے نامہ سعی کا لکھوایا ہرچند کہ مین پری ہون مجکو اختیار تھا کہ جاہے اُڑ کر جاتی مگر بسبب ادب خداوند کے پیدل چلنا اختیار کیا یہ نہ معلوم تھا کہ مین ایسی آفت مین پھنس جاؤنگی ورنہ یون کاہے کو آتی بلا سے ثواب پیادہ پائی کا نہ ملتا طاؤس قریب پہونچتے ہی منتین کرنے لگا کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم دیدار جمال خداوندی کے اشتیاق مین جاتی ہو ورنہ ہرگز نہ روکتا مگر خیر اب میرے روکنے کی شرم کرو خطا میری معاف کرو دیکھو خداوند سے میری شکایت نہ کرنا ایسا نہو کہ مین عتاب خداوندی مین مبتلا ہوجاؤن آجکی شب استراحت کرو دعوت کو اس غریب کی قبول کرو تم خداوند کی خاص بندی ہو مین تمکو سہل راہ بتادونگا اور ملک ارغوان شاہ دریا باری سے بھی تمھاری سعی کرونگا کہ اُسی رستے سے تمکو جانا ہوگا پریزاد نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ تم میری سعی کیا کروگے میرے پاس نامہ ملک مروارید کا موجود ہی اُسمین سب کچھ لکھا ہوا ہی خداوند تک سے سعی کی ہی بس اب بہتر ومناسب یہی ہی کہ مجھے اس قید سے نجات دو زمین میرے پاؤن چھوڑ دے مین یونہین چلی جاؤنگی مجھے نہ تمھاری دعوت کھانے کی ضرورت ہی نہ راہ تبلانے کی فکر ہی مین جسکی راہ پر گھر سے چلی وہ منزل مقصود تک پہونچادیگا طاؤس نے جب منت وسماجت کی اور پاؤن پریزاد کے کھولے اور رد سحر پڑھا پاؤن پر گر پڑا کہ اتنی عرض اس غلام کی قبول ہو پریزاد نے سر جھکا لیا کہ خیر جو تمھاری خوشی مگر دیکھو مجھ سے الگ رہو کہین میرے جسم مین ہاتھ نہ لگا دینا اول تو مین اور جنس اور تم غیر جنس علاوہ اِسکے میرا کورا بنڈا ہی اگرچہ نکاح میرا ہوچکا ہی مگر ابھی مین شوہر کے گھر مین نہین گئی ہون جب جو پریزاد یہ باتین کرتی تھی طاؤس کا دل بیٹھا جاتا تھا کبھی تو دل مین خوف کرتا تھا کہ یہ خداوند کی خاص بندی ہی اِس سے بولنا اور اِسکو ستانا اچھا نہین ہی اگر یہ ناراض ہوگئی تو خداوند سے فریاد کریگی اور اگر اِسے یونہین نکلجانے دیتا ہون تو بغیر اسکا وصل ہوے زندگی ناممکن ہی یہ باتین دل سے کرتا ہوا اپنے خیمۂ سحر کیطرف لیے ہوے چلا آتا ہی جسوقت دونون خیمہ مین داخل ہوے پریزاد بہت گھبرائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی طاؤس نے پوچھا کہ تم کیا گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہو پریزاد نے کہا کہ خیمہ تنہا ہی نہ کوئی آدمی نہ آدمزاد مین تو غیر مرد کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھونگی اور بھاگنے کا قصد کیا طاؤس منتین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ای

پریزاد مین غلام ہون تو نے جب خداوند کا عشق ظاہر کیا تو مجال ہر کسی کی جو تیری طرف نگاہ بد سے
دیکھے آنکھین نہ کور ہو جائینگی غرضکہ طاؤس نے ایسی باتین کین کہ پریزاد آکر بیٹھی طاؤس نے
سامان ضیافت مہیا کیا پریزاد نے کھانا کھایا شراب سے انکار کیا کہ مین شراب نہین پیتی ہون
طاؤس نے تبرک سمجھکر پریزاد کے آگے کا کھانا کھایا شراب پی پریزاد نے کہا کہ کبھی تمنے پرستان کے
سیب تو کاہیکو کھائے ہونگے طاؤس نے کہا بھلا مجھے کہان نصیب پریزاد نے ایک سیب نکالکر
دیا طاؤس نے آنکھون سے لگایا اور قاشین تراش کر کھائین بس کھاتے ہی گرمی معلوم
ہوئی طاؤس نے کہا یہ عجب بات ہے کہ سیب سے تفریح ہوتی ہے یہان معاملہ بالعکس ہے کہ
سیب کھاتے ہی مجھے گرمی معلوم ہونے لگی پریزاد نے کہا پرستان کا میوہ قوی بہت ہوتا ہے
تم اسکے عادی نہین ہو اسی سیب سے گرمی معلوم ہوئی ذرا اُٹھو ادھر اُدھر ٹہلو ہوا کھاؤ
طاؤس آتش زن اپنی جگہ سے اُٹھا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر
دھم سے گرا بس گرنا تھا کہ پریزاد نے نوحہ کیا ہاتف او قمر مساق منم عمرو بن عمرو بن امیہ ضمری
اور تمام کپڑے طاؤس کے اُتار کر آپ پہنے اور طاؤس کو اپنی شکل بنایا اور آپ طاؤس کی
شکل بنکر خیمہ سے نکلا جسوقت طاؤس آتش زن پریزاد کو لیکر خیمہ مین آیا تھا تو دو ایک
ملازمون کو اپنے جو اسکے ہمراہ رہا کرتے تھے پوشیدہ طور سے درے کی حفاظت کے واسطے چھوڑ دیا
تھا حسب اتفاق ادھر تو عمرو خیمہ سے نکلے اُدھر سے وہ لوگ آتے دکھائی دیے پوچھا کہ تم
سب کیون چلے آئے اُنھون نے کہا کہ ایک شخص کو ہم وہین چھوڑ آئے ہین ہم کچھ کھانے
پینے کی غرض سے چلے آئے ہین عمرو نے کہ بصورت طاؤس بنا ہوا تھا اُن سب سے کہا کہ
بُرا غضب ہوا ہوتا وہ پریزاد نہ تھی عمرو تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا اب تم سب چلے آؤ جو
کھٹکا تھا وہ مٹ گیا وہ ایک جو تمھارے ساتھ والا وہان ہے اُسے بھی بلا لو سب نے بڑی
تعریف کی کہ آپکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہے بھلا کسکی تاب تھی جو ایسے مکار کو گرفتار
کرتا یہ پریزاد کیونکر بن گیا عمرو بھی سحر جانتا ہے طاؤس نقلی نے کہا کہ عمرو ساحر نہین ہے عیار ہے
کیا تم جانتے نہین کہ عیار جسکی شکل چاہتے ہین بنجاتے ہین غرضکہ طاؤس نقلی نے سب کو ساتھ
لیا اور قید عمرو ثانی کی ہمراہ لیکر طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوا وہان ارغوان شاہ دریا باری
متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ طاؤس آتش زن جادو مع قید عمرو ثانی کے پہونچا اور عمرو ثانی کو
سامنے ارغوان شاہ دریا باری کے ڈالدیا لیکن اب طاؤس آتش زن اصلی کو جو بصورت عمرو ثانی
بنا ہوا تھا ہوش آیا تو عجب رنگ دیکھا کہ ایک دوسرا طاؤس سامنے ارغوان شاہ کے بیٹھا ہوا ہے
اور تو گرفتار بلا ہے دل مین سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو تھا چاہا کہ پکارے ممکن نہوا کیونکہ
عمرو نے پہلے ہی سے گنبد عیاری کا اسکے منہ مین ٹھونس دیا تھا طاؤس حیرت سے ایک ایک کے منھ کو تکتا تھا اور رہجاتا تھا
بار بار ساحر اُٹھتے تھے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کو کوئی گھونسے مارتا تھا کوئی منہ پر تھوک دیتا تھا اور مجبور و
معذور ہر ایک کو دیکھکے رہجاتا تھا جب اشارہ کرتا تھا کہ مین عمرو نہین ہون کسیکی سمجھ مین نہ آتا تھا ارغوان
شاہ نہایت خوش تھا طاؤس آتش زن کیواسطے سات پارچہ کا خلعت منگایا گیا اور طاؤس کو عطا ہوا طاؤس

نے کہا کہ ای بادشاہ یہ مین نے کیسا کام کیا ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ تو نے وہ کام کیا کہ
خداوند پر احسان کیا بلکہ اُسکی تمام رعایا پر احسان کیا طاؤس نے کہا بس یہی میرا مطلب بھی
تھا خداوند تک تو جب پہونچین گے جب پہونچین گے اب آپ اپنی شہر کی رعایا سے جان کا خراج
حسب حیثیت لے کر مجھے عنایت کیجیے یا مجھے اجازت دیجیے کہ مین خود وصول کرون ملک
ارغوان شاہ دریا باری اِس خوشی مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ اسنے کہا تمھین اختیار ہی
تم آپ وصول کرو طاؤس نے کہا کہ پھر عام حکمنامہ تحریر فرمایئے اور کوئی تعداد نہ معین فرمایئے گا
مین حسب حیثیت وصول کرون گا ارغوان شاہ دریا باری نے اُسی وقت ایک حکمنامہ لکھکر حوالے
کیا اور عمر و کو زندانخانے بھیج دیا اور حکم دیا کہ چارجی چارج دے کہ آج کے تیسرے روز دشمن
خداوند قتل ہوگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے اِدھر تو چارجی چارج دینے لگا تمام شہر مین ہر جگہ
جابجا خوشیون کے جلسے ہونے لگے دن عیدرات شب برات نظر آتی تھی ہر ایک شخص کی زبان
پر یہی کلمہ جاری تھا کہ کیا قدرت کی خداوند نے کہ یہ دزد مکار گرفتار ہوگیا ورنہ وہ لوگ جو بڑے
بڑے خداوند کہلاتے تھے اُنکے بنائے کچھ نہ بنی لیثے ساحر مشمش سا شخص جو خداوند ساحران کہلاتا
تھا اسی شخص کے باپ نے اُسے دریا مین گھسکر گرفتار کیا اور کتنے کی موت مارا اور نہ کہ ایک
طاؤس آتش زن اُسے گرفتار کرے یہ محض شان خداوندی ہی اسکے سوا اور کیا کہنا چاہیے
اِدھر تو تمام شہر مین یہ چرچے ہین اُدھر طاؤس آتش زن نے ایک سرے سے روپیہ
تحصیلنا شروع کیا امیر غریب فقیر کسی کو نہ چھوڑا اور حیثیت سے زیادہ لیا دن بھر کی تحصیل
مین کئی لاکھ روپیہ داخل زنبیل ہوا دوسرے روز یہ غل ہوگیا کہ طاؤس تمام شہر کو لوٹے لیتا ہے
ارغوان شاہ ایک کی سماعت نہین کرتا جو فریادی آتا ہی اُسے یہی جواب دیتا ہی کہ اگر جیتے رہوگے
تو بہت کچھ پیدا کرلوگے اور اگر مرگئے ہوتے تو کون پیدا کرتا یہ مال و زر جو تمھارے پاس
باقی ہی یہ بھی لُٹ جاتا جب نقد جان کا نقصان ہو جاتا تو اِس مال و زر کی کیا حقیقت ہے تم سب
بلکہ خداوند تک پر طاؤس کا احسان ہی مین اس درمیان مین ہرگز دخل نہ دونگا دوسرے روز
بھی عمرو نے یہ کیفیت کردی کہ جسکے پاس کچھ نہ تھا مکان تک نیلام کروایے فقیرون تک سے لیا
کہ تمنے بہت کچھ مانگ کر جمع کیا ہی لاؤ کوڑیان پیسے سوکھے ٹکڑے تک لیے آج
شام کو پھر ارغوان شاہ کو یہ پرچہ لگا بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ طاؤس اسقدر طماع
کیون ہوگیا پہلے تو اسکی یہ حالت نہ تھی آج شب کو جو دربار ہوا اور فریادی زیادہ آئے بادشاہ نے
طاؤس کو بلوا بھیجا طاؤس آتش زن نے کہلا بھیجا کہ مجھے فرصت نہین ہی مین نے تو پہلے ہی
آپ سے کہدیا تھا کہ اپنی تحصیل کے زمانے تک دربار مین آنے سے معاف رکھا جاؤن یہ سنکر
ارغوان شاہ نے وزیر کیطرف دیکھا اور کہا کہ واقعی مین یہ شرط تو پہلے ہی ہوچکی ہی اُسنے کہدیا
تھا کہ مین تین روز نہ آؤنگا اُدھر تمام شہر فریاد کر رہا ہی کہ طاؤس لوٹے لیتا ہی یہ کمبخت اسقدر مال
کیا کریگا وزیر نے عرض کی کہ آپ ایک مقدار معین فرما کر لکھ بھیجیے کہ اسقدر امیرون سے
اور اسقدر متوسط لوگون سے اور اتنا غریبون سے لیا کرو اس سے زیادہ ہرگز نہ لینا کیا رعایا کو تباہ

کر دو گے ارغوان شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور ایک مقدار معین کر کے پاس طاؤس کے کہلا بھیجا کہ اگر تم نہین آتے ہو تو اسی فرد کے موافق تحصیلو خبردار اس سے زیادہ کسی سے نہ لینا اور جس سے جو کچھ لینا رقم لکھکر اُسکے نیچے دستخط کروا لینا کہ سند رہے طاؤس نے اُس پرچہ کو تو اپنے پاس رکھ لیا کہ جسپر مہر شاہی بنی ہوئی تھی اور ایک ویسا ہی پرچہ تیار کر کے پانچ کی جگہ پچاس ایک کی جگہ دس سو کی جگہ ہزار ہزار کی جگہ لاکھ اسیطور سے ہر رقم کو دس گنا بیس گنا کر کر کے تحصیلنا شروع کیا جو نہین دیتا تھا اُسے مُہر شاہی اور حکم نامہ دکھا دیتا تھا سبنے مارے خوف کے دیا کہ ایسا نہو بادشاہ کے خلاف گذرے اور اب کچھ کہہ بھی نہین سکتے کیونکہ پروانۂ شاہی مع تفصیل موجود ہی الحاصل تین روز مین طاؤس آتش زن نے تمام شہر ارغوانیہ کو لوٹ لیا امیر وزیر غریب فقیر ہر قسم کے لوگون سے حسب حیثیت لے لیا بلکہ جو اِدھر بار گذرتا تھا اُتنا اُٹھا لیا جب چوتھا روز ہوا میدان خونی تیار ہوا اور آج کے دن حکم ہوا ہی کہ سب اپنے اپنے مکانون مین چراغان کرین اور سامان عیش و طرب مہیا رکھین کیونکہ بڑی خوشی کا روز ہی گھر گھر جشن کی تیاری ہے یہان میدان خونی آراستہ کیا گیا ہی ریت کا چبوترہ بنا ہی دار رین استادہ ہوئی ہین جلاد پوشاک خونی پہنے ہوے بیٹھے ہین لوگ جوق جوق گروہ گروہ چلے آتے ہین شہر والون کا تو ذکر ہی کیا ہی بیرون جات سے دیہاتی اور قصباتی کاندھون پر لٹھ رکھے ہوے دھوتیان بندھی ہوئین مرزئیان پہنے ہوے چادرہ گاڑھے کا بغل مین دبا ہوا پاؤن مین چمروا جوتا جسمین ڈیڑھ سیر کڑوا تیل دیا ہوا چلنے مین چار چار اُنگل خاک اُسپر جمی ہی چیر مر کرتے چلے آتے ہین غرضکہ دن بھر لوگ آیا کیے قیدی کو بھی ایک جانب لاکر بٹھا دیا کہ تیرے قتل کے یہ سامان ہو رہے ہین وہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے حسرت سے چارون طرف دیکھتا ہی اور رہجاتا ہی چاہتا ہی کہ کچھ زبان سے کہے زبان یارہ نہین دیتی ہی گلے پر گنبد عیاری چڑھا ہی وہان یہ کیفیت ہی کہ میلا جما ہوا ہی ہر راستے پر دو رستہ دکاندار دوکانین لگائے ہوے بیٹھے ہین جا بجا چرخ پونجے گڑے ہوے ہین لوگ جھول رہے ہین تمام نشیب و فراز و گردش زمانہ نظر آ رہی ہی کہین ساقنون کی دوکان پر مجمع لگا ہوا ہی دھوئین اُڑ رہے ہین جن لوگون کو نشہ ہو گیا ہی اپنے رنگ مین ملارین گا رہے ہین ڈھولک پٹ رہی ہی پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکے ہوے ہین چہکنے کی صدائین بلند ہین کسی مقام پر نٹنیان ناچ رہی ہین تو ایک ہجوم لگا ہوا ہی شہر بھر کے گنڈے اور بدمعاش وہان جمع ہین آوازے کسے جا رہے ہین چشمکین ہو رہی ہین کہین تلوار چل رہی کہین چاقو کھینچ گئے ایک طرف شرابیون کی دوکانین تو علے العموم کھلی ہوئی ہین کتنے پی کے چلے گئے ہین کتنے پی پی کر ڈھیر ہو گئے ہین کوئی موری مین گر پڑا ہی کوئی کیچڑ مین لوٹ رہا ہی جو ساتھ والا کوئی ہوشیار ہی وہ سنبھال رہا ہی بعضے زچ ہو ہو کر کہتے ہین کہ عجب طرح کا کم ظرف ہی کہ ایک ہی کُجی مین یہ حال ہو گیا ہمکو دیکھو کہ دو دو بوتلین چڑھائے ہوے ہین مگر کوئی یہ تک نہین کہ سکتا کہ یہ شرابی ہی یہ کہتے جاتے ہین اور پاؤن لڑکھڑا رہے ہین ایک عجب رنگ ہی کسی جگہ فن سپہ گری کی آن بان دکھائی جا رہی ہے پٹا بانک بانا کشتی وغیرہ سب کسرتین ہو رہی ہین کہین تنبولیون کے تخت برابر سے

لگے ہوئے ہین شہر کے خوش رو نوجوانون سے نگاہین لڑ رہی ہین تماش بینون کی نگاہین پڑ رہی
ہین ہر طرف کٹورا کھنک رہا ہی بالائے ہوا برائے حفاظت ساحر شامیانہ ابر کھینچے ہوئے کھڑے
ہین برقین چمک رہی ہین یہ انتظام احتیاطاً کیا گیا ہی کہ اکثر موقعون پر بیچ لیجاتے ہین تو شاید
کوئی چھڑانے والا آجائے تو اُسے بھی گرفتار کر لین قیدی کو بھی لیجا نہ سکے غرضکہ اب ساعت
قتل آگئی قیدی کو چبوترے پر بٹھایا جلاد تیغ بکف سر پر آکر کھڑا ہوا حکم طلب کیا اُسوقت میلے
کی گھما گھمی موقوف ہی سوانگ تمک برابر سے تخت لگائے ہوئے تماشائے قتل دیکھنے کی غرض سے
کھڑے ہین یہان ارغوان شاہ دریا باری تخت پر بیٹھا ہی آج اس نے تاج مکلل زیب
سر کیا ہی یہ روز ان کافرون کو عید سے زیادہ ہو گیا ہی بلکہ اعلان ہوا تھا کہ جو شیر قتل دیکھنے آئے وہ ایک کلاہ
بیش قیمتی حسب حیثیت پہن کر آئے اور یہ صلاح طاؤس آتش زن کی ہوئی تھی بادشاہ
اس طرح خاطرین کر رہا ہی آنکھین بچھا رہا ہی طاؤس نے جو غرض اسمین رکھی تھی وہ تو یہی ہے
بظاہر یہ کہدیا تھا کہ آج روز سرفرازی ہی لہذا کلاہ عزت سر پر رکھنا چاہیے ہر ایک نے تعمیل
ارشاد کی تھی غرضکہ طاؤس آتش زن پاس بادشاہ کے بیٹھا ہی امرا وزرا سب جمع ہین جلاد نے
پہلا حکم پا کر خط گردن پر کھینچ دیا ہی دوسرا حکم مانگا یا تنک کہ تیسرا حکم پاتے ہی تول کر جو ہاتھ مارا
سر تن سے اڑ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوئی تمام زمین کو زلزلہ آیا آندھی چلی
خاک اڑی پیر شور مچانے لگے کہ ہار جوان کشتی یعنے نام من طاؤس آتش زن جادو بود حیف
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ حالت دیکھکر ارغوان شاہ نے کہا کہ ارے
یہ کیا غضب ہوا یہ عمرو قتل ہوا یا طاؤس مارا گیا طاؤس نقلی جو پہلو مین بیٹھا تھا لرزہ کر کے
اُٹھا باش ای گروہ کفار خبردار ہوشیار باشید کہ منم عمرو ثانی دیکھ عیاری اسکا نام ہی کہ تیرے
ملازم خاص کو تجھی سے قتل کروایا اُلٹا انعام لیا تمام شہر کو لوٹ کھایا اور دیکھ پھر لوٹتے
ہین ارغوان شاہ نے چاہا کہ کچھ سحر کرے کہ عمرو نے جست کی اور تاج اسکا چیت مار کر چھین لیا
اور نظرون سے غائب ہو گیا کوئی کہتا تھا عمرو ادھر گیا کوئی کہتا تھا ادھر آیا ہی اسی ہلڑ
مین آپ نے صورت اپنی بدل کے ایک جانب کھڑے ہو کے جال الیاسی جو مارا سب کے
سر سے ٹوپیان لے گئے یہان سے جست کی وہان سے جست کی یہان سر جست مین
گلیم اوڑھ لیتے ہین صورت اپنی تبدیل کر ڈالتے ہین کوئی پہچان نہین سکتا دھوکے مین
لوگ قتل ہو رہے ہین قیامت کبری برپا ہی ایکبار جو نظر کی تو تمام خلق برہنہ سر نظر آرہی ہی
سب کی ٹوپیان جال مار کر اتار لیگئے پھر ایک گوشے سے آواز دی کہ تم لوگ بڑے بے حمیت
تھے کہ اتنا بڑا رفیق تمھارا مارا گیا اور تمنے کچھ اسکا غم نہ کیا اسی سے مین نے تم سب کو سر برہنہ
کر کے ماتمدارون کی صورت بنادی تاکہ روح طاؤس جادو کی تمسے ناراض نہو یہ کہتے ہی
پھر غائب اب میلے کی دوکانین پھر لوٹنا شروع کر دین اس تنبولن کی تھالیان غائب ہو گئین
اُس خوانچہ والے کا خوانچہ مٹھائی سمیت آنکھون کے آگے سے پوشیدہ ہو گیا حقہ والا کھڑا سر پیٹ رہا ہی
کہ ارے ابھی کسی نے میرے ہاتھ سے حقہ لیا مین نے گاہک سمجھکر دے دیا تھا وہ تو یہین کا یہین غائب ہو گیا اور

رنڈیون کے زیور اُتر گئے بوچے بوچے کان لیے بیٹھی ہین میلے مین آنے کی اچھی گوشمالی ہوئی
آج سے کان ہو گئے کہ اب ایسی خطا نہوگی انتہا یہ ہی کہ وہ گھوڑے تک جو کوتل کھڑے تھے
پتا نہین لگتا کہ کیا ہوے آپ تو میلے کو لوٹ لاٹ کے چلدیے لیکن یہان ارغوان شاہ دریا
باری نہایت حیران و پریشان ننگے سر گردن جھکائے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا جو
لوگ شہدے تھے سر بازار ہنستے تھے کہ واہ ری سلطنت اندھی نگری چوپٹ راج اسی کا نام
ہی کہ اتنی تمیز نہوئی کہ یہ ہمارا ملازم قتل ہوتا ہی دشمن بغل مین اور دوست زیر تیغ واہ کیا اُلٹی
گنگا بہی ہی یہی علامتین ادبار کی ہین کہ بادشاہ کی عقل پر زوال آ گیا جہان جہان سامان رقص
و غنا ہوا تھا طائفے پہلے سے مقرر کر لیے گئے تھے وہ عوض مجرا کرنے کے طاؤس کا پرسا دینے
چلے گئے جہان جہان فرش شادی و سرور بچھا تھا صف ماتم ہو گیا لوگ پھر عمرو کی تلاش مین
روانہ ہوے ہین یہان ارغوان شاہ پریشان بیٹھا ہی ایک ساحر کو تمام کیفیت تحریر کر کے پاس
خونخوار اژدر گیر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ کر دیا کہ عمرو نے یہان آ کر آفت برپا کی
طاؤس مارا گیا تمام شہر کو لوٹ لے گیا کوہ تاریک مین اندھیر برپا ہو گیا مردار خوار جادو ماری
گئی آگے حال نہین معلوم کہ کیا ہوا نامہ بر نامہ لیکر طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا یہان
ارغوان شاہ خیمہ سے باہر ٹہل رہا ہی کہ یکایک آسمان پر ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئی نمودار
ہوئین رعد کی گڑگڑاہٹ ابر کی سیاہی یہ سب سامان ایسے تھے جیسے آمد فوج ساحران ظاہر
ہوتی تھی ارغوان شاہ دریا باری دیکھنے لگا کہ یکایک وہ ابر نیچے اُترنا شروع ہوا
قریب پہونچتے ہی ابر شق ہوا اور ایک ساحر تخت جواہر نگار پر تاج بر سر چار قب شاہنشاہی
در بر جھولی سحر کی لگی ہوئی ہاتھ پر ایک مینا بیٹھی ہوئی نمودار ہوا اور تخت بالائے ہوا سے نیچے اُترا
اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم خداوند سرخیل بن جمشید یہ دیکھتے ہی ارغوان شاہ سجدے کو
جانب زمین جھکا عقب مین سرخیل جادو کے چالیس ہزار ساحران بدکردار بلائے بد آفت
کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون پر تشتقے کھینچے ہوے گلون مین زنار
پڑے ہوے ڈیرو بجتے ہوے ترسول پنج سول بلند سنگھ پھنکتا ہوا لشکر کے پھریرون پر
تصویر سامری و جمشید بنی ہوئی سب کے سب زمین پر اُترے ارغوان شاہ دریا باری
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کس ارادے سے اِس طرف تشریف لانا ہوا کیا میرے
دن پھرے کہ خداوند نے اپنے ایک بندۂ ذلیل کو سرفراز فرمایا سرخیل نے کہا کہ اے
ارغوان شاہ تو نے ایسی اطاعت تمثال آئینہ رو کی اختیار کی کہ خداوندان قدیم کو اپنے کر
جنھون نے تمثال آئینہ رو ایسے سیکڑون بنا بنا کر بگاڑ ڈالے ایسا چھوڑ دیا کہ کبھی یاد بھی نہین
کرتے ہو یہی سبب ہی کہ انواع اقسام کی بلاؤن مین مبتلا رہا کرتے ہو ارغوان شاہ نے عرض کی کہ
یا خداوند جس خداوند کو نہین مانتے ہین یا اُسکی اطاعت مین کمی کرتے ہین وہی جان مارنے
کو موجود ہو جاتا ہی اگر ہم تمثال آئینہ رو کی اطاعت مین کمی کرتے ہین تو ہمین یہ سزا پہونچاتا
ہی ہم کیا اُس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے اور ایسا کرتے بھی تو مارے جاتے

اُسکا کیا بنا سکتے تھے اب آپ تشریف لائے ہین آپکی اطاعت کرین گے لیکن آپ ہی باہم فیصلہ کر لیجیے تاکہ ہمین معلوم ہو جائے کہ کون خداوند زبردست ہی کہ ہم اُسی کی اطاعت کرین سرخیل نے کہا مین اسی غرض سے نکلا ہون کہ دین سامری و جمشید کو کہ جو جہان مین رائج ہی رائج کرون مگر دوسرے خداوندون کی شرکت ہو گئی ہی اُس سے خالص کرون اور جن بندون نے کمالات سیکھ کر دعوئی خداوندی کے کر لیے ہین اُنکو سزاے معقول دون جو قائل ہو جائین اُنکو نائب قدرت مقرر کرون ورنہ قتل کرون یہ سُنکر ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ نہایت مناسب یہ کہکر سرخیل کو ایوان شاہی مین لایا تخت پر جگہ دی سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا جب ایک روز گذر گیا تو دوسرے دن سرخیل جادو تخت پر بیٹھا ہی اور ارغوان شاہ مثل غلامون کے ہاتھ باندھے سامنے اِستادہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک کاغذ صحرا مین اُڑتا ہوا ہمارے ہاتھ لگا ہی وہ دست عمرو ثانی کا لکھا ہوا ہی دستخط بھی بنا ہوا ہے وہ حاضر ہی باقی عمرو کا کہین پتا نہین لگتا ارغوان شاہ نے وہ کاغذ لیا اور پڑھنے لگا سرخیل نے کہا باواز بلند پڑھو تاکہ مین بھی سنون ارغوان شاہ نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا اُسمین لکھا تھا کہ اے ارغوان شاہ دریا باری خبردار ہو ہوشیار باش کہ منم عمرو ثانی مین تجھے آگاہ کرتا ہون کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو لعنت کر بتون پر قبول کر دین اسلام کو ورنہ یہ یاد رہے کہ تجکو اور تیرے خداوند بھڑوے کو بھی اتنی پاپوشین لگاؤنگا کہ منھ سجا دونگا دیکھ ایک روز مین مین نے تیرے تمام شہر کو لوٹا تیرے رفیق کو تیرے ہاتھ سے قتل کروایا اور تیرے بنائے کچھ نہ بنی اور اگر تجکو کچھ سہارا تمثال آئینہ رو کا ہو تو وہ بھی اب چراغ سحری ہو رہا ہی اور اُسکی خداوندی بھی تمام ہونے کو ہی مین نے خضران درویش کو چھڑا لیا اور قتل تمثال کا اسباب مجھے مہیا ہو چکا اب جانا اور مار ڈالنا ہی اور کچھ زیادہ وقت نہین ہی مگر واہ کیا اچھی خداوندی ہی یہ کرائے کی خداوندی بھی نئی خداوندی ہے جس نے اُسے بجا دیا تھا اُسی نے بگاڑ کا سامان بھی دیدیا ہی یہ مضمون پڑھتے ہی تو ارغوان شاہ مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگا لیکن سرخیل بہت ہنسا اور کہا کہ قلعی کھل گئی ساری خداوندی معلوم ہو گئی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ آپ تو خداوندزادے ہین اور اس عیار مکار کی آجتک کوئی فکر نہ کی جب تک اِسکا باپ امیر اول کے ساتھ رہا اُس نے ہزارون خداوندیان بگاڑ دین صدہا ساحر مار ڈالے جب اُس نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اِس نے خروج کیا اِسنے بھی وہی حالت کر رکھی ہی بلکہ یہ اُس سے زیادہ مکار ہی کیونکہ سنا ہی مین نے کہ پہلی ملاقات مین جبکہ چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی اور عمرو کو حال سے اُسکے آگاہی نہ تھی اِس نے مصافحہ کرکے انگوٹھیان اُتار لی تھین یہ چور کا چور ہی سرخیل نے کہا کہ اگر ہم ایسے بندون کو نہ پیدا کرتے تو سر اِن سرکشون کا کون کچلتا کہ جنکو خداوندی کے دعوی ہو رہے ہین مگر خیر جو تم اُس سے ڈرتے ہو تو مین اُسے سردست گرفتار کیے لیتا ہون یا اپنے پاس قید رکھونگا یا تمھاری سرحد کے باہر بھگوا دونگا تاکہ تمھین اذیت نہ دے

اور ابھی اُسکا مار ڈالنا مناسب نہین ہو کیونکہ خداوند طول حیات کا اُس سے وعدہ کر چکے
ہین اور خداوند سے وعدہ خلافی کبھی نہوگی دیکھو وہ ابھی گرفتار ہوکر آتا ہو ارغوان شاہ نے
کہا اُسکا تو کہین پتا ہی نہین لگتا وہ گرفتار کیونکر ہوگا سرخیل کو غصہ آگیا اور پکارا کہ خداوند سے
چھپ کر وہ کہان جا سکتا ہو اسی کج اعتقادیون نے تم لوگون کو برباد کر رکھا ہو دیکھو یہین بیٹھے
بیٹھے عمرو آیا جاتا ہو یہ کہتے ہی اُس مینا کیطرف جو ہاتھ پر اسکے بیٹھی ہوئی تھی دیکھا اور چمکاری
دیکر پوچھا کہ بتا عمرو کہان ہو یہ سنتے ہی مینا نے چارطرف گردن پھرا پھرا کر دیکھا اور چہکار کر مثل
انسانون کے گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو اسوقت صحرائے شمالیہ مین ہو اور گھسیارا بنا کھڑا ہو
کسی کی گھری چرالی ہو کسی کی گھانس کم کرکے دوسرے مین ملادی ہو کسی کا بندھا بندھایا گٹھا
غائب کردیا ہو وہ ایک دوسرے کو گالیان دے رہے ہین آپسمین لڑ رہے ہین کہ تونے
ہماری گھرچی کی ہو وہ کہتا ہو تونے میری گھاس چرا کر اپنے یہان ملالی ہو گھسیارون
مین جوتا چل رہا ہو یہ سنکر سرخیل بہت ہنسا تمام اہل دربار اور ارغوان شاہ وغیرہ
کچھ تو کرامت خداوند سرخیل پر وجد کر رہے تھے کچھ عمرو کا حال سُنکر اور بھی مسکرانے لگے
سرخیل نے کہا دیکھو کیا شوخ بندہ یہ ہمنے پیدا کیا ہو سب کہہ رہے ہین کہ معاذ اللہ نقل
کفر کفر نباشد ٭ خدا کی باتین خدا ہی جانے الحاصل سرخیل نے قصد کسی ساحر کے بھیجنے کا کیا
ساتھ ہی اُسکے یہ خیال ہوا کہ مبادا کوئی افتاد پڑے تو یہ دھوکا کھا جائیگا لہذا سحر کو بھیجنا
چاہیے بس ایک صندوقچہ نکالا کہ یہی اسکے عمر بھر کا ریاض تھا اسکے سحر کا جواب دینے والا
عالم مین دوسرا نظر نہ آتا تھا بس کلید سحر لگا کر اُسے کھولا تو چار خانے نظر آئے سرخیل نے
ایک خانے کا ڈھکنا اُٹھایا اور ایک تیلی کوئی ڈھائی تولے کی طلائی خانہ مین سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس نے پر پرواز پیدا کیے اور سر پر سرخیل کے ساتھ چکر
لگا کر بالائے ہوا قائم ہوئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہو سرخیل نے کہا کہ عمرو
اسوقت کہان ہو اور کیا کر رہا ہو تیلی مثل برق کے چمکی اور آواز دی کہ یا خداوند وہ موٹڑی کاٹا
ایک جھوپڑیا مین بیٹھا سالن گرم کر رہا ہو آگ پھونک رہا ہو سرخیل نے کہا کہ اللہ رے
اس کے اطمینان اور تیلی سے کہا کہ جا اُٹھالا عمرو کو تیلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی
وہانسے اُڑی اور جانب صحرائے شمالیہ روانہ ہوئی بیان خواجہ عمرو و ثانی جب
گھسیارون کو لڑوا چکے کھر پیان وجالیان انکی چرا چکے تو خیال ہوا کہ ای عمرو و ملک بیگانہ
عالم تیرا دشمن اگر تو یونہین پھرا کریگا تو یقینی پھر گرفتار ہوجائیگا اور تبرکات کس وقت کیلیے
ہوتے ہین یہ خیال کرتے اسی وقت زنبیل سے منڈھی حضرت داؤد علیہ السلام کی نکالی
اور وہین بریا کی اُسمین بیٹھکر یہ خیال کیا کہ تو بہت دنون سے بھوکھا ہو کہین کچھ بیٹھکر کھالے
یہ سوچ ساچ کر کچھ سوکھے ٹکڑے نکالے پانی مین توڑ توڑ کر ڈال رہے ہین کچھ باسی سالن
جو نان بائی کی دوکان پر سے چرایا تھا زنبیل مین امانت رکھا ہوا تھا اُسے مجبور ہوکر نکال
لیا ہو کہ سڑ جائیگا اس سے سوارت کر لینا بہتر ہو یہ سوچکر کچھ کوئلے نکالکر وہ بھی رکھ دیا ہو وہ الگ

گرم ہو رہا ہی یہ بالکل سرخیل جادو سے بیخبر بیٹھے ہوے ہین کہ یکا یک کڑے سے بجلی کڑکی اور ایک بالشت بھر کی پتلی طلائی جس کے پر زمرد کے آنکھین یاقوت کی چمک رہی ہین سامنے سے چلائی کہ کیون منڈی کاٹ تو اس جھپڑیا مین چھپ کر بیٹھا ہے چل تجھے خداوند نے یاد کیا ہی عمرو نے اُسکی طرف غور سے دیکھا اور کہا کہ اتنے سے قد پر یہ زبان درازی دور ہو قطامہ نہین تو ٹانگین چیر کر پھینک دونگا وہ خداوند تیرا کون ہی جس نے مجھے بلایا ہی مین اُسکے باپ کا نوکر نہین ہون جو چلون یا تیری دھمکیون مین آجاؤن جا کہدینا اسی طرح پتلی گالون پر طمانچے مارنے لگی کیہی ہی خداوند کی شان مین بے ادبی کرتا ہی موا بڑا ڈھیٹ ہی اور چلائی کہ اگر یون نہ چلیگا تو تجھے باندھکر لیجاؤنگی تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون میرا نام تصویر قدرت ہی اور خداوند ہمارا ایسا ویسا خداوند نہین ہی تو نے سنا ہوگا نام سامری و جمشید کا ہمارا مالک و خداوند بیٹا ہے خداوند جمشید کا سرخیل جادو نام ہی عمرو کو اسکی باتون پہ کچھ تو ہنسی آتی ہی اور باتین اس کی اچھی بھی معلوم ہوتی ہین کہ بالشت بھر کی طلائی پتلی کیا باتین بنا رہی ہی کیا چمک رہی ہی لیکن سمجھ لیا ہی دل مین کہ یہ اصلی نہین ہی بلکہ سحر کا کارخانہ ہی ورنہ مین اسے ایک پنجرے مین بند کرکے پالتا اور ایسی گالیان دینا سکھاتا اور اسکو حمزہ پاس لیچل کر باتین سنواتا الحاصل عمرو نے ایسا سخت سست کہا کہ پتلی کو غصہ آیا اور تاؤ کرکے اپنے مقام سے مثل بجلی کے تڑپی اور چلی کہ گھس کر منڈھی مین پکڑ لون اسنے بس جیسے ہی چاہا کہ داخل ہو منڈھی مین عمرو نے ہاتھ سے اشارہ کیا کیسے گا اسکو جانے نہ پائے بڑی گستاخیان کر رہی تھی پتلی سر تلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی عمرو نے اُسے پکڑا تو مردہ صد سالہ تھی نہ بات کرتی تھی نہ سانس لیتی تھی دیکھا کہ سونے کی پتلی کوئی ڈھائی تولے کی ہوگی یاقوت کی آنکھین چمک رہی ہین اب بھی تو یہ قصد کرتے ہین کہ اسے کچل ڈالنا چاہیے اور کبھی کہتے ہین کہ بھئی یون ہی اچھی ہی اسے یون ہی رہنے دو لیکن حال وہان کا سنیے کہ بعد روانہ ہونے پتلی کے جب معمول سے زیادہ عرصہ ہوا تب ارغوان شاہ نے کہا یا خداوند عمرو لالچی بڑا ہی اور پتلی سونے کی ہی ایسا نہو کہ اُس نے پکڑ لیا ہو اُسکو یہ سُنکر سرخیل جادو بہت ہنسا اور کہا بیوقوف سونے کی پتلی تو ہی مگر عمرو اُسے پکڑیگا کیونکر اگر قلعۂ آہن بھی ہو تو اُسکو روک نہین سکتا پتلی دیوار کو توڑ کر نکل آئیگی اور عمرو ایسے دس ہونگے تو اُنکو باندھ لائیگی دیکھو مین اُسکی بہن کو روانہ کرتا ہون یہ کہتے ہی صندوقچہ کا دوسرا خانہ کھولا اور ایک اور پتلی ویسی ہی نکالی اور ایک ڈوری ریشم کی اُسکے ہاتھ مین دی اور کہا کہ جا عمرو کو باندھ لا اور اپنی بہن کو بھی پکڑ لانا اور کہنا کہ حرامزادی یہان آکر مر رہی اور خداوند کے کام مین عرصہ لگا دیا پتلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی روانہ ہوئی اُسوقت سامنے منڈھی کے پہونچی کہ عمرو نے دونون آنکھین اُسکی پھوڑ کر یاقوت نکال لیے تھے اور پر زمرد کے اُکھاڑ چکے تھے سونا بھی کس کر دیکھ لیا تھا اب بیٹھے ہوے جواہر کو پرکھ رہے تھے اور خدا کا شکر کر رہے تھے کہ خیر صبح صبح دو چار لاکھ کی ٹہنی تو ہوئی آج کسی اچھے کا منھ دیکھا تھا یہ حال دیکھتے ہی پتلی نے چیخ ماری اور پکاری کہ او موے ہاے یہ تو نے میری بہن

کاکیا حال کیا ارے کیا تو غضب خداوند سے آگاہ نہین ہر اور ریشم کی ڈوری دکھا کر کہا کہ دیکھ
اسی رسی سے تجکو باندھ کر لیجاؤنگی ہاے تو نے میری بہن کو مار ڈالا خیر خداوند تجھسے سمجھ لین گے
اور اب مین کسی انعام کے بدلے خداوند سے اپنی بہن کو زندہ کروالونگی ایک مرتبہ اسکی آمد دیکھکر
عمرو ثانی چونک پڑے اور آواز دی کہ ہائین پتلیون کا ڈربہ کھل گیا اری مردار تو کہان سے
آئی تم سب کتنی ہو پتلی نے آواز دی کہ ہم سب چار بہنین تھے مگر اب تین ہی رہگئین ایک کو
تو نے مار ڈالا ہم سب اُسے یاد کرکے تجھے کوسا کرینگے موے تو نے بڑا غضب کیا عمرو نے
اسکو دکھا کر پتلی کو تھوڑی سی کچل ڈالا بس یہ دیکھا تھا کہ بلبلا کر اور بیتاب ہو کر پتلی چلی
جیسے ہی منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا سر تلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی عمرو نے جلدی سے اسکو
بھی پکڑ کے پر نوچ ڈالے آنکھین نکال لین سونا کچل ڈالا کانٹا بانٹ نکالکر تولنے لگے وہان جب
دوسری پتلی کو بھی آنے مین دیر ہوئی تو سرخیل کو نہایت غصہ آیا اور تیسرا خانہ کھولکر تیسری
پتلی کو بھی تاکید کرکے روانہ کیا یہ اُسوقت پہونچی کہ عمرو کانٹے مین تول کر سونے کو پرکھ رہے
تھے کسوٹی پر کس رہے تھے کہ کیسا ہے کھرا ہے یا کھوٹا دیکھا بہت ہی عمدہ کندن ہے
پتلی یہ حال دیکھکر چلائی کہ او موے تیرا ستیاناس جائے ارے تو نے میری دونون بہنون
کو مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون عمرو نے کہا تو بھی آ تیرا ابھی یہی حال ہوگا یہ سننا تھا
کہ پتلی تڑپ کر جو چلتی ہے جیسے ہی منڈھی مین چلی اُلٹی ہو کر لٹک گئی عمرو نے اُسکو بھی قبضہ مین
کیا شکر خدا بجالائے کہ صبح صبح ابھی کھانا بھی نہین کھا چکے تھے کہ تولے اتنے کی مزدوری کرادی
لیکن وہان سرخیل نے غصہ مین آکر چوتھی پتلی کو بھی روانہ کیا اور کہہ دیا کہ رسن مین ایک طرف
تو اپنی تینون بہنون کو اور دوسری جانب اُس دزد مکار یعنے عمرو عیار کو باندھکرلے آ پتلی
اُسی وقت چمک کر اڑی اور مانند تیر شہاب کے روانہ ہوئی اور سامنے منڈھی کے پہونچتے ہی
ایک چیخ ماری کہ دل عمرو کا ہل گیا زمین جا بجا سے شق ہو گئی عمرو یا تو سونے کو دیکھ دیکھ کر
خوش ہو رہے تھے یا اُچھل پڑے اور آواز دی کہ او مردار اتنے سے قد پر یہ آواز خدا تیرا
حلق بٹھائے پتلی نے کہا کہ بتا موے کہ میری تینون بہنین کہان ہین عمرو نے وہ کچلی ہوئی
پتلی اُٹھا کر دکھادی پتلی نے کہا ہاے تو نے انکا یہ حال کیا جب ہی یہ بیچاریان اور مجھ تک
نہ آسکین دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہتے ہی اب جو تڑپتی ہر زن سے منڈھی کے اندر
لیکن دیکھا تو اُلٹی لٹکی ہوئی ہر عمرو نے ہتوڑی سے اسکا بھی سر کچلا پر نوچے آنکھین
نکالین اب ان چارون کو تو داخل زنبیل کیا اور آپ کھانا کھانے مین معروف ہوے
وہان سرخیل کو پھر خلجان ہوا اور اسنے کہا کہ مین خود جاتا ہون بغیر میرے جائے کام
نہ چلے گا یہ کہتے ہی زمین پر غلطک ماری اور پرپرواز پیدا کرکے چلا مینا ہاتھ پر بیٹھی ہوئی اُسوقت
پہونچا کہ عمرو کھانا کھا چکے تھے ہاتھ منھ دھو کر رومال سے منھ پونچھ رہے تھے کہ سرخیل نے
نعرہ کیا باش اے دزد مکار منم خداوند سرخیل جادوگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی
ارے غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو گرفتار کیا اب مین تجھے گرفتار کرونگا کہان جائے گا

بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہتے ہی غصہ کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر مینا پر دم کیا اور کہا اُٹھا لا پنجہ مین
اسکو یہ سنتے ہی مینا ہاتھ پر سے اُڑی اور عمرو کی طرف چلی ہنوز منڈھی کے اندر بھی نہ آنے
پائی تھی کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور مینا کو پکڑ لیا ہر چند وہ چیخا کی آپ نے کچھ سماعت نہ کی
اور جال مینا سمیت داخل زنبیل کر لیا سرخیل جادو کو نہایت غصہ آیا پانچ سحر اس کے خالی
جا چکے ہین اب جھنجھلا کر یہ آپ چلا ادھر عمرو نے ڈانٹا کہ آ تو سہی دیکھ تیری بھی یہی حالت کرونگا
عمرو نے اور تاؤ دلا کر اسکی عقل کو کھو دیا ورنہ شاید یہ خیال کرکے رک جاتا کہ جب تیرے
سحر خالی گئے تو تو کیا کر سکتا ہے بس جیسے ہی جھپٹ کر چلا عمرو نے آواز دی کہ لیجیے گا اسکو
ساتھ ہی آواز کے دیکھا تو سر نیچے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگیا عمرو نے اسکو بھی گرفتار کیا اور
کہا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین سرخیل جادو نے انکار کیا اسلام سے عمرو نے
ہر چند سمجھایا مگر قلب اسکا سیاہ تھا یہ ملعون کب مانتا تھا عمرو نے گنبد عیاری کا نکالا اور
منہ مین کمانی چڑھا کر گنبد حلق مین ٹھونس دیا کہ کوئی بات نہ کر سکے اور رنگ و روغن عیاری
لگا کر صورت اسکی اپنی بنائی اور آپ سرخیل کی شکل بنکر بیٹھے ایک پہاڑی مینا ہاتھ پر بٹھا
لی اور منڈھی کو حکم کیا کہ بالائے ہوا طرف شہر ارغوانیہ کے اُڑ کر چلیے فوراً منڈھی اُڑ کر روانہ
ہوئی وہان کا حال سنیے کہ ساحر منتظر بیٹھے ہین کہ خداوندزادہ ہمارا عمرو کو گرفتار کرکے لاتا
ہوگا کہ یکایک بالائے ہوا سے ایک لکہ ابر کا معلوم ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ
ایک منڈھی اُڑتی چلی آتی ہے اور سرخیل جادو منڈھی مین بیٹھا ہے عمرو مقید آگے رکھا ہوا
ہے لوگ خوشی مین سنکھ پھونکنے لگے ناقوس بجانے لگے آوازین یا سامری یا جمشید کی
بلند ہوئین ارغوان شاہ کے چہرے پر سرخی آئی آثار مسرت نمودار ہوئے اُچھل پڑا
کہ یہ کام آپ ہی کا تھا ورنہ یہ مکار کسی کے دام مین نہ آتا بعضون نے شک دلا دیا تھا کہ کہین
طاؤس کا ایسا معاملہ نہو کہ عمرو سرخیل بنکر سرخیل ہی کو قتل کروا ڈالے تو بڑا غضب ہو
لیکن ارغوان شاہ نے اُن لوگون پر تنبیہ کی اور کہا کہ توبہ کرو بھلا اسکی مجال ہے کہ خداوندزادے
کو گرفتار کرے اور بہ فرض محال اگر ایسا ہو بھی تو کہین خداوند کو بندے قتل کر سکتے ہین اور
اگر ایسی ہی خداوندی ہے کہ خداوند بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو ہم ایسے خداوندی سے
باز آئے اور بدیہی بات تو یہ ہے کہ عمرو ساحر نہین پھر بالائے ہوا اُڑ کر کس طرح آ سکتا تھا
غرضکہ سب کو اطمینان ہوا کہ واقعی مین خیال ہمارا غلطی پر تھا یہ سرخیل اصلی ہے نقلی نہین ہے
الحاصل سرخیل نے منڈھی کو زمین پر اُتارا اور میدان خونی کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ اس
مینا نے جو کچھ کام کیا ہے وہ کیا ہے ورنہ یہ دزد کسی طرح گرفتار نہوتا چارون پتلیان تو خدا جانے
بہک کر کہان سے کہان چلی گئین ہر مرتبہ یہ صورتین بدل لیتا ہے وہ دھوکے مین اسے چھوڑ کر اور کہین
چلی گئی تھین آخر کار مین نے غصہ مین چارون کو جلا دیا مین پھر تیار کرونگا غرضکہ ارغوان شاہ
نہایت شاد و بشاش ہے پھر ڈھنڈھورا پیٹ دیا گیا ہے قتل عمرو کا سامان ہے لوگ جمع ہو رہے
ہین آپس مین چرچے ہوتے ہین کہ بھئی ایک دفعہ تو اتنا بڑا دھوکا ہو چکا ہے آگے دیکھیے کیا

ہوتا ہی بعض کہتے ہین کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہی بھلا کہین ہر مرتبہ ایسا ہو سکتا ہی دوسرے یہ بھی کوئی طاؤس جادو ہی یہ خداوندزادہ ہے بھلا کب دھوکے مین آنیوالا ہی بعض بگڑے دلون نے کہدیا کہ اگر ابکی بھی ویسا ہی دھوکا ہوا تو ہم مذہب اسلام کو برحق سمجھین گے وہ بھی کوئی خداوند ہی جو بندے کے ہاتھ سے قتل ہوجائے یہان تو یہ چرچے ہین اور قریب قریب تمام شہر یکدل ہوگیا ہی کہ اگر خداوندزادہ قتل ہوا تو ہم مسلمان ہوجائینگے وہان سرخیل نقلی نے مینا بادشاہ کے ہاتھ ایک لاکھ روپیہ کو بیچی اور کہا کہ یہ تمھارے کام آئیگی مین تو اور بھی بنا سکتا ہون اور قیمت تمسے صرف اسوجہ سے لی کہ مصلحت خداوندی مین نہ گذرا کہ یہ شئے تمکو مفت دیجائے کیونکہ تم محتاج نہین ہو ایسی مصلحت خداوند کی غریبون پر ہوا کرتی ہی ایسی کچھ باتین بنانا شروع کین ہین کہ سب کو یقین ہی کہ یہ سرخیل جادو ہی الغرض جب دوسرا دن ہوا اور میدان خونی کی تیاری ہوئی لوگ جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اگر اُسکا سامان پورے طور سے بیان کیا جائے تو داستان کو طول ہوتا ہی بس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ جیسا سامان ایک میدان خونی کا ہم لکھ چکے ہین جب عمرو طاؤس آتش زن کی صورت بنکر آئے تھے اور طاؤس اصلی کو اپنی شکل بناکر قتل کروایا تھا اُس سے کچھ زیادہ تیاری اس میدان کی ہوئی ہی جب تمام عالم جمع ہوچکا تخت ارغوان شاہ کا صدر مین قائم ہوا ارغوان شاہ دریا باری توموُدب سامنے بیٹھا ہی اور سرخیل جادو کا حکم جاری ہی کیونکہ اول تو یہ لوگ اپنا خداوندزادہ خداوند سمجھتے ہین دوم یہ کہ سرخیل نے اتنا بڑا کام کیا ہی وہان عمرو نقلی زیر تیغ بٹھایا گیا ہے جلاد حکم پوچھ رہا ہی جیسے ہی تیرا حکم پہونچا جلاد نے ہاتھ مارا کہ سرخیل کا سرتن پر سے اُڑ کر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ تڑپنے لگا اسکا قتل ہونا تھا کہ خون نجس سے اسکے شعلے نکل نکل کر ہر چہار جانب فوج پر اسکی گرنے لگے ساحر جلنے لگے ہرچند سحر پڑھکر ردسحر کرتے تھے مگر کچھ نہوتا تھا سب حیرت مین تھے کہ یہ معرکہ کیا ہی سرخیل نقلی کہہ رہے تھے کہ آج ہمین معلوم ہوا عمرو بڑا ساحر زبردست تھا جسنے مرنے کے بعد بھی اتنون کو مارا اور کسی سے ردسحر نہین ہوسکتا اسوقت تک بیرون نے شور نہین کیا تھا جبتک یہ ملعون تڑپتا رہا ایک قیامت کبریٰ برپا رہی آخر ہاتھ پاؤن مار کر سرد ہوگیا بس اسکا مرنا تھا کہ زمین کو زلزلہ ہوا آسمان سے آتشبازی ہوئی سیکڑون جل گئے کتنے ہی سرد ہوگئے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخیل جادو بن جمشید جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس آواز کے آتے ہی سرخیل نقلی نے نعرہ کیا منم جانشین مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار یکہ طراز خنجر گذار یعنے عمرو بن عمرو بن امیہ نامدار اے کافران بدکردار دیکھا تمنے کہ جسے تم خداوند سمجھتے تھے کیا حال کیا مین نے اُسکا یہ کہتے ہی تاج ارغوان شاہ کا لیا اور لوٹ مین لگادیا تمام میلے کو آج پھر لوٹ لیا سرخیل کے لشکر کے ساحر جو بعد مرنے اپنے سردار کے اُسی کے خون سے جل جلکر خاک ہوچکے تھے اُنکا تو سوائے عمرو کے وارث ہی کون تھا اور جو لوگ زندہ تھے انھین بھی بھگدڑ مچی تھی جانون کو غنیمت جان کر بچا سے تھے مال و زر چھوڑ چھوڑ کر

بھاگے جاتے تھے عمرو نے آج بھی خوب لوٹ مچائی اور چلتے ہوئے بیان لبد عذر موقوف ہونے کے
ارغوان شاہ دریا باری کا اعتقاد برگشتہ ہوا اور طبیعت دین اسلام کی طرف مائل
ہوئی خیال گذرا کہ ایک عیار لشکر اسلام کا اور خداوند زادے کو مار ڈالے یہ کیسا خداوند زادہ
تھا کہ بندے کے ہاتھ سے قتل ہو گیا لعنت ہے ایسے خداوند مسخرے پر شب کو اسنے بستر خواب پر
آرام کیا جسوقت صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے دربار مین آیا اسی وقت
حکم کیا کہ اشتہار جاری کرو ہماری طرف سے کہ مین نے دین خدا پرستی کو اختیار کیا اور پونے دو سو
خداوندون پر لعنت کی جسے اس دین برحق کو اختیار کرنا ہو وہ رہے ورنہ ہمارا ملک خالی کر دے
اور دوسرا اشتہار اس مضمون کا جابجا چسپان کیا جائے کہ ای رائج دین برحق ای شناسندۂ رب
مطلق ای مہر سپہر عیاری مین نے توبہ کی اپنے افعال سے اور لعنت کی تمثال آئینہ رو پر لہذا اگر آپکو
یہ ثواب بیحساب لینا ہو تو ظاہر ہو کر بیخوف تشریف لائیے یہ سنتے ہی اشتہار تحریر ہونے لگے اور تمام
شہر مین جابجا گذرگاہ عام پر چسپان کر دیے گئے دوسرے ہی روز ارغوان شاہ دربار مین
بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص تو سامنے سے نمودار ہوا اور سلام وعلیک کی ارغوان شاہ نے
صورت پہچانی تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا جواب سلام دیا اور عرض کیا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہے لیکن جو آپ کے دین مین آئے وہ کیا کرے عمرو نے کلمہ طیبہ تلقین کیا ارغوان شاہ اسی وقت
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اراکین دولت و مشیران مملکت بھی مسلمان ہوئے تمام شہر
مین مسجدون کی بنا پڑی مندر کھدوا ڈالے گئے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا دل ہر ایک کافر کا
دردمند ہوا جنکے تغلب سیاہ تھے وہ ملک کو چھوڑ کر نکل گئے باقی سب نے دین اسلام قبول
کیا تمام شہر ارغوانیہ اسلام آباد ہوا لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ارغوان شاہ کو بوقت
شب خواب ہوا اور سیر بہشت و دوزخ کی دکھائی گئی اور کسی بزرگ نے ترغیب دین اسلام کی
دلوائی یہ سبب اسکے اسلام لانے کا ہوا ہر کیف جب تمام شہر اسلام آباد ہو چکا عمرو کو بہت کچھ
نذرین گذرین دعوت و ضیافت ہوئی جشن ہوا اسی جشن مین انکو خیال ملکہ ماہ ناز پرور کا ہوا
روح بیچین ہو گئی ابھی تک عمرو کو یہ معلوم نہ تھا کہ ماہ ناز پرور کو اُسکے شوہر کے گھر بھیجا یا اُس وقت
کے جلسہ مین ملکہ کا خیال عمرو کو بیچین کر رہا تھا اور دل پر آثار غم والم طاری تھے چہرے کا رنگ
متغیر ہوتا جاتا تھا اور ارغوان شاہ کے چہرے پر بھی ایک کلفت تھی بحالی نہ تھی عمرو نے سبب
دریافت کیا ارغوان شاہ نے گردن جھکالی جب عمرو نے اصرار کیا تو ارغوان شاہ نے عرض کی
کہ مجھسے وہ حماقت ہوئی ہے کہ جسکی پشیمانی تمام عمر رہیگی عمرو نے کہا کہ آخر کچھ بیان تو کرو
اُسنے کہا کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے خونخوار اژدر گیر جادو مالک طلسم فصل بہار اِس
طرف نکل آیا اور اُسنے درخواست کی ملکہ ماہ ناز پرور کی چونکہ وہ وقت کہ اُسوقت تک مین
عالم کفر مین تھا میرے لیے نازک ضرور تھا بنا بر اسکے مناسب وقت سمجھکر ملکہ کو اُسکے ہمراہ
کر دیا کیونکہ پیشتر سے وہ اُسکی منگیتر بھی تھی اب پشیمانی ہے کہ یہ مین نے کیا کیا کہ اپنی دختر کو ایک
کافر مرتد کے حوالے کر دیا بس یہ سننا تھا کہ عمرو کے دل پر ایک تیر لگا اور کہا اے ارغوان شاہ

بڑا غضب کیا تونے بس اب ایک پل یہان ٹھہرنا میرے لیے حرام ہے مین ضرور جاؤنگا طرف
طلسم بہار کے اور مار کر خونخوار کو لاؤنگا ملکہ کو یا اپنی جان ہی دونگا اور اے ارغوان شاہ بس
اتنا کام اور تجھ سے لینا چاہتا ہون کہ کسی رہ تبلانے والے کو میرے ہمراہ کر تاکہ مین سرحد طلسم تک
جلد اور باسانی پہونچ جاؤن پھر مین سمجھ لونگا یہ سنکر ارغوان شاہ نے اُسی وقت ایک ساحر
کو ہمراہ کیا چونکہ بعض ساحرون نے مطیع اسلام ہونا قبول کیا اور ابھی سحر سے توبہ نہین کی تھی اسی
سبب سے اس ساحر نے لوٹ پوٹ کر صورت اپنی ایک مرکب بُران کی بنائی اور عمرو کو پشت
پر سوار کر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا اب دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے۔ لیکن

اب چند کلمے داستان عفت نشان ملکہ ماہ ناز پرور کے بیان ہوتے ہین

کہ کس مشکل سے بمجبوری یہ شہر ارغوانیہ سے آئی یہان تک پہونچتے پہونچتے اپنی وہ حالت کر دی
کہ جیسے کوئی چھ مہینے کا بیمار ہوتا ہے چہرہ زرد دل مین درد ہاتھ پاؤن لاغر بال پریشان آنکھین
مثل نرگس حیران اگرچہ اسکے رہنے کو بہت بڑا محل ملا تھا لیکن بے محل تھا وہ مکان قبر کو اس محل سے
زیادہ پسند کرتی تھی باغ کا ہر گل خار حسرت دیتا تھا آنکھون مین کھٹکتا تھا سبزے کو دیکھکر عوض
تفریح کے اختلاج ہوتا تھا نرگس کو دیکھکر آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے تھے سنبل کے
پیچ کھائے ہوے گیسوؤن پر جو نظر پڑتی تھی اور دل اُلجھتا تھا طبیعت پریشان ہوتی تھی سرو شمشاد
سولی کی شکل نظر آتے تھے نغمۂ طائران چمن شور زاغ و زغن سے زیادہ کانون کو ناگوار گذرتا تھا
ہر وقت بستر بیماری پر پڑی رہتی تھی دن بدن طاقت طاق ہوتی چلی جاتی تھی خونخوار اژدر گیر ایسی حالت
مین رسوم عروسی کیونکر ادا کرتا جب حالت دیکھتا تھا روتا ہوا اُٹھ جاتا تھا چند ہی دن مین وہ صورت
ہو گئی کہ پہچانی نہ جاتی تھی کبھی یہ غزل ورد زبان ہوتی تھی

غزل

سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا
پستۂ قسمت ہے کام غیر مین وہ لعل لب
ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا
کب لباس دیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسارے کی تاب
آخرش دل یہ گیا خون ہو کے پیکان ہی رہا
آگے زلفین دلمین بستی تھین اور اب آنکھین تری
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پیر ہو کر حق مین تو سگ زیر دندان ہی رہا
پاؤن کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
شب مہ ہالا نشین سر در گریبان ہی رہا
سکو دیکھا اُسے اور اُسکو نہ دیکھا یون نگاہ
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اُس وقت مین

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا
بندھ سکا ہمسے نہ مضمون اُسکی طرح تنگ کا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
آدمیت اور شئی ہے علم ہے کچھ اور شئی
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا
مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھوسے پنہان ہی رہا
مجھمین اُس مین ربط ہے گویا یہ رنگ بو کی
اب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

ایسی ایسی عاشقانہ غزلین چپکے چپکے گاتی تھی اور اشک بہاتی تھی انیسین جلیسین سمجھاتی تھین کہ ملکہ یہ آپنے
اپنی کیا حالت کی ہے خدا کے لیے ذرا اپنے کو سنبھالیے اگر آپکو خونخوار سے بچنا منظور ہے تو اُس سے کہان تک
بچ سکیئے گا سوا اسکے کہ دشمنون کی جان جائیگی پھر اس جان دینے سے فائدہ جان ہے تو جہان ہے
آپ نہین سمجھتی ہین کہ ذات ان مردون کی بیوفا ہوتی ہے یہ بھلا کسکے ہوے ہین آپ جسکے غم مین

اپنی یہ حالت بنا رہی ہین وہ نہین معلوم کس رنگ مین ہوگا کونسی صحبت ہوگی ایسا ہر دل عزیز شخص
سبھی اُسکے خواہشمند رہتے ہین پھر اُسے بھی آپکی پروا کیون رہنے لگی ملکہ کہتی تھی ہمین اس سے
کیا کام وہ کہین ہون بموجب شعر تو جہان چاہے رہے خوش رہے آباد رہے + ہمکو بھی بھول نہ
جانا یہ ذرا یاد رہے + محبت تو ہمکو ہی اُسے ہو تو ہماری خوش نصیبی نہو تو ہمین شکایت نہین کیا
اُس نے یہ کہدیا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرو اول تو وہ ایسے مقام نحت پر گیا ہی کہ سکا زندہ آنا ممکن
نہین ہی اگر پروردگار عالم نے اُسے بچایا تو وہ ضرور مجھ تک پہونچے گا مگر ہاے بڑی خرابی کی
بات تو یہ ہی کہ جب وہ سنے گا کہ ملکہ بیاہ گئی تو یہ کیا اُسے خبر کہ بخوشی یا بجبر اور دوسرے اِن
مسلمانون مین یہ بات بھی ہی کہ زن شوہر دار کیطرف آنکھ اُٹھا کر نگاہ بد سے نہین دیکھتے مجھے زیادہ
کھٹکا اسی بات کا ہی کہ ایسا نہو وہ شہر ارغوانیہ مین پلٹ کر آیا ہو اور میرا حال سُنکر واپس
گیا ہو ہاے یہ اُلجھن مجھے دیوانہ کیے دیتی ہی خداوندا کیا ہونا ہی ایسی ایسی باتین روز رہتی تھین اور
روز ایک وقت خونخوار اژدر گیر جادو مزاج پرسی کیواسطے آیا کرتا تھا اتنا وقت ملکہ پر نہایت
تعب مین گذرتا تھا اسی طرح چندروز گذرنے کے بعد ایک روز ملکہ نے انیسون جلیسون سے کہا
کہ تم سب کو اِس وقت مصیبت کا گواہ کرتی ہون کہ یہان کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہی افسوس
مسلمان کی میت بھی کفار کے ہاتھ پڑیگی مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ وہ اپنے طور پر گاڑ توپ
دینگے مگر مجکو اب سوا خودکشی کے دوسرا پہلو اپنی عصمت کے بچاؤ کا نظر نہین آتا تم سب گواہ
رہنا کہ مین مسلمان ہو چکی تھی تا کہ عاقبت میری مثل دنیا کے برباد نہو یہ کہتے ہی زار زار مثل ابر نو بہار
کے رونے لگی گالون کی رنگت جوش گریہ کے سبب سے سرخ ہو گئی تھی اُسپر آنسوون کے
قطرے شفق مین ستارون کا جوبن دکھا رہے تھے سہیلیون نے کہا ملکہ آپ اپنے کو سنبھالین یہ کیسی
باتین فرما رہی ہین کیا خودکشی گناہ نہین ہی ملکہ نے کہا کہ اُس گناہ مین آبرو تو بچتی ہی اُنھون نے
جواب دیا کہ آبرو خدا بچاتا ہی تو بچتی ہی ورنہ ممکن نہین آپ نے جس مذہب کو اختیار کیا ہی اُسکے موافق
خدا سے دعا کیجیے اگر خدا اُن لوگون کا برحق ہی اور طاقت و قدرت رکھتا ہی تو آپ کو اِس بلا سے
نجات دیگا ورنہ ایسے مذہب کی پابندی بیکار ہی جب خدا ہماری وقت مصیبت مین نہ کام آیا اور
ایمان و آبرو مین فرق آیا تو بیکار ہی ملکہ کو یہ راے پسند آئی کچھ سوچی اور کہا کہ اچھا بالاخانے پر جو وہ
حجرہ بنا ہوا ہی اُسے خوب صاف کر رکھو آج شب کو ہم اپنے خدا سے دعا کرینگے حسب الحکم حجرہ
صاف کر دیا گیا ملکہ شام کو حجرے مین داخل ہوئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز جیسی کچھ آتی تھی پڑھی
کیونکہ یہ صحبت مین عمرو کے مسلمان ہو چکی تھی اور تھوڑے بہت طریقے بھی آگئے تھے الحاصل بعد
فراغت ہونے نماز کے اِسنے درگاہ احدیت مین دعا کرنا شروع کی کہ اے رب پاک ذات اپنی اِس
تازہ کنیز کو اِس دام بلا سے نجات دے کیونکہ اِسوقت مین اِس قید سے باآبرو نجات پانا
عقل بشری سے دور ہی ہر شخص مجبور ہی اگر کوئی صورت میری رہائی کی نکل آئے تو یہ تیری قدر
نمائی سمجھی جائیگی اور میرا عقیدہ اور پختہ ہوتا جائیگا یہ دعا کرتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی
خدا کو اُسکی بیکسی و عاجزی پر رحم آگیا ملکہ اُسی سجادے پر سو گئی عالم رویا مین دیکھا اِسنے کہ تمام حجرہ

نورانی ہوگیا ہو خوشبوے عود وعنبر چلی آتی ہو اور ایک بزرگ با چہرہ تابان وریش سفید عصا ہاتھ
مین تاج مرصع برسر چارقب شاہنشاہی در بر تشریف لائے مین اور فرماتے ہین ای کنیز خدا تو پریشان
نہو کہ آج کے چالیسوین روز تو چھوٹ جائیگی اور تجھے عمرو ثانی خود آکر رہا کر لیجائیگا اور شکر خدا کر کہ
تو مذہب باطل کو چھوڑ کر دین حق سے مشرف ہوئی اور تیرا تمام شہر اور تیرا باپ بھی مسلمان ہوجائیگا
نہ گھبرا اور نہ پریشان ہو کہ اتنا ہی زمانہ تجکو اور باستقلال بسر کرنا چاہیے یہ کہتے ہی حضرت نظرون سے
غائب ہوگئے ملکہ عالم سکوت مین رہگئی جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو تمام حجرہ خوشبو سے بسا ہوا تھا اُس
اُسنے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد خواب اپنا اُنھین رازدارون سے
بیان کیا جنکا مشورہ پہلے سے شریک ہوچکا تھا سب نے کہا کہ بس اب آپ پریشان نہون بیشک
یہ مذہب برحق ہے اور پہلے تو ہم آپکی خاطر اور محبت سے مسلمان بن گئے تھے مگر اب ہمین بھی
تصدیق ہوگئی اور اُسوقت اور زیادہ ہوجائیگی جبکہ ظہور خواب کا ہوگا اب آپ نہائین دھوئین
اپنے کو پریشان نہ کرین ملکہ ماہ ناز پرور نے کہا کہ جب صورت میری بحال ہوگی اور
لباس وحیثیت درست ہوگی تو خونخوار سے جان بچنا دشوار ہوگی مین عجب مصیبت مین ہون
کہ خوشی کے وقت بھی ہنس نہین سکتی اُن سب نے جواب دیا کہ بی بی آپ کیا فرماتی ہین اگر عورت
راضی نہو تو مرد کیا کر سکتا ہو چاہے بادشاہ کیون نہو اور عورت چماری کیون نہو نہ کہ آپ تو خود
بھی بادشاہزادی ہین دورے ٹالنے کے ہزار بہانے ہین اگر ہم لوگ چاہین تو زندگی بھر امیدوار
بنائے رکھین اور کچھ نہو ملکہ کچھ مسکرائی اور خاموش ہورہی القصہ اب ملکہ نہائی دھوئی کپڑے
بدلے زیور پہنا بن سنور کر بیٹھی یہ خبر خونخوار اژدرگیر کو ہوئی کہ آج ملکہ نے غسل صحت کیا ہی بس یہ سننا
تھا کہ خوشی خوشی اُسیوقت چلا یہان محلدار نے پیشتر سے آکر اطلاع کی کہ قربان جاؤن جہان پناہ
تشریف لاتے ہین ملکہ نے کہا آنے دو اور سہیلیون کی طرف دیکھا ایک نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ
اسی حجرے مین چلی جائیے ملکہ اس فقرے کو سمجھکر مسکراتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی یہان خونخوار
اژدرگیر جادو داخل محل ہوا گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ ملکہ کہان
ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ملکہ بالاخانے کے شمالی حجرے مین تنہا ہین خونخوار نے کہا تنہا ہونیکا
کیا سبب مردار و تم کسواسطے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم کیا کرین ہمین ممانعت ہی کہ خبردار اس حجرے
مین کوئی نہ آئے خواہ مین ہون یا نہون خونخوار نے کہا آخر وہان ہی کون سب نے کہا کہ یہ کوئی
کیا جانے جائیے آپ خود دیکھ آئیے یہ سنتے ہی خونخوار بالاخانے پر گیا ملکہ نے جیسے ہی پانون
کی چاپ پائی اُلٹی ہوئی زمین پر بیٹھکر کچھ بدبدر کرنے لگی خونخوار جیسے ہی سامنے ہوچکا اور ملکہ
نے جھک دیکھی ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کو منع کیا خونخوار واپس آیا اور اب منتظر
ہوکر بیٹھا بہت دیر کے بعد ملکہ نیچے اُتری اور خونخوار پر بہت خفا ہوئی کہ تم کیا سمجھکر وہان گئے
تھے معلوم ہوتا ہو کہ شاید تم میری طرف سے بدگمان ہوے بس اگر مین ایسی ہون تو ابھی میرے
میکے بھیجدو مین ہرگز یہان نہ رہونگی مین اب تمھارے کام کی نہین ہون لو اور سنو ایسے ہی مرد ہوتے
حق ناحق عورتون کو بدنام کرتے ہین تمسے خدا بچائے خونخوار نے کہا کہ نہین یہ بات نہین تھی بلکہ مین نے

سُنا کہ طبیعت تمھاری اچھی ہی اسوجہ سے مین بھی دیکھنے چلا آیا تھا کہ بسبب شوق کے تاب نہوئی اور
انتظار نہوسکا ملکہ نے کہا اَے تو کیون نہو تم ایسے ہی تو میرے چاہنے والے ہو خیر اب ان باتون کو تو رہنے
دیجیے کیا کہون بس اب یہی خوب بات ہی کہ آپ اسوقت تشریف لیجایئے کیا فائدہ جو ملال بڑھے
ادھر ایک آدھ کنیز نے خونخوار سے اشارہ کیا کہ ہان مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے اسوقت
ملکہ کو غصہ ہی خیر پھر ہم سمجھا لین گے آج کا دن تو یون ٹلا خونخوار مُنھ کی کھا کر چلا گیا یہان پھر
ہنسی ٹھٹھے ہونے لگے ملکہ کی یہ کیفیت کہ کبھی خوش کبھی غمگین جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار
جادو پھر آیا ملکہ کی وہی تیوریان بدلی ہوئی تھین آتے ہی کہا کہ آپ کیون یہان تشریف لاتے ہین
سرفراز فرماتے ہین آپ اپنی مہربانی کو رہنے دیجیے کبھی کبھی آنے مین تو آپکی یہ کیفیت ہی آگے بڑھکر
کیا ہونا ہی زندگی بھر کس طرح نباہ ہوگا خونخوار ہاتھ جوڑنے لگا کہ ملکہ مجھ سے قصور ہوا معاف کرو
آئیندہ ایسی خطا نہوگی مین ہرگز کسی اور خیال سے نہین گیا تھا الحاصل بمصلحت ظاہری صفائی بھی
ہوگئی اب خونخوار نے سوال وصل کیا ملکہ نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر
کہا کہ کیون مردار تو نے اتنک بیان نہ کر دیا کہ ہم کس سبب سے بیمار پڑے کیونکر اچھے ہوے اس نے
کہا کہ بیوی ہان قصور تو ہوا ملکہ نے کہا ہی کیا تھا جو وہ کہتی سب جنگ ندگری تھی الحاصل خونخوار
نے کہا کہ اچھا آپ خود بیان نہ کر دیجیے ملکہ نے کہا کہ جسوقت تم میرے ملک مین گئے ہو تو مین چلی
آئی مین نے باپ سے چھپ کر ایک عمل شروع کیا تھا ہنوز وہ ناتمام تھا کہ وہانسے یہان آنا ہوا
جگہ بدلی ناغہ ہوئی یہ اُسی کا سبب تھا کہ مین بیمار تھی اور دن پر دن حالت میری سقیم ہوتی جاتی تھی
جب مجھے خیال آیا کہ کہین اس سبب سے نہو تو مین نے چلہ شروع کیا اب بفضل خدا اچھی ہون مگر یہ چلے
تک بیکار ہون بعد چلے کے دیکھا جائیگا خونخوار یہ سنکر چپ ہوا کچھ تو یہ خیال ہوا کہ یہ انتظار کا زمانہ
کیونکر گذریگا کچھ یہ دھیان ہوا کہ خیر امید تو ہوئی الحاصل ملکہ نے ممانعت کر دی کہ اب اس چلہ کے
زمانہ تک میرے یہان کم آیا کرو اب ادھر تو یہ دن گذر رہی ہی اور دل مین دعا کر رہی ہی کہ پروردگارا اب
جلد وہ وقت آئے کہ وہ بلبل باغ محبوبی پھر اپنا نغمہ سنائے

لیکن اب چند کلمے داستان محبت نشان خواجہ عمر و ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ ہمراہ توسن جادو کے چلے ہین واضح رائے ناظرین رہے کہ اثنائے جلسہ مین حال ملکہ کا عمر و
کو معلوم ہوا تھا کہ کوئی پہر رات رہے سے یہ چلے تھے صبح کو توسن نے ایک صحرائے پر بہار مین لاکر
اُتارا کہ اُس صحرا مین جنوب کی طرف ایک سیاہی سی معلوم ہوتی تھی اُسی طرف اشارہ کیا کہ وہ
سرحد ہی طلسم فصل بہار کی یہ کہکر وہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمر و ثانی تلاش آب مین روانہ
ہوے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے وضو کیا نماز پڑھ چکے ہین اور اس فکر مین بیٹھے
ہین کہ اَے پروردگار کیونکر مین اس طلسم کے اندر پہونچون اور خونخوار کو مار کر ملکہ کو چھڑا دون کبھی یہ
خیال ہوتا ہی کہ اَے عمر و عورت کی ذات بیوفا اور ناقص العقل ہوتی ہی کیا اعتبار اُسکا مثلاً ہمنے اتنی
بڑی جانفشانی کی اور اگر مارے گئے تو کچھ بھی نہین اور بالفرض پہونچے اور دشمن پر فتحیاب بھی
ہوے اور ملکہ کو اپنے سے برخلاف پایا دشمن کا مطیع دیکھا اول تو وہ دشمن ہوئی دوسرے پھر کھا ے

کس کام کی ہمنے مانا کہ وہ بڑی پاک طینت سہی مگر لوگون کا سمجھانا بجھانا طبیعت پھیر دینے کو ایسے شخص کی
بہت ہوتا ہی جو مجبور بھی ہوا ور پھر ہماری امید بھی اُسکو نہین ہی وہ کس آسرے پر بیٹھی ہوگی کہ بموجب
مصرعہ این خیال است و محال ست و جنون ❊ اور اے عمرو اگر اسکے خلاف نکلا اور اُس نے اپنی عصمت
کو بچایا ہو اور آخرمین عاجز آکر جان دیدی ہو تو کیا ہوگا بہر کیف چلنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی
اب جو ہوا گر وہ پاک نکلی تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر اسکے خلاف بھی ہوا تو کافر کشی کے ثواب کو
کیون ہاتھ سے کھوؤ یہ خیال کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور ارادہ طلسم فصل بہار کا دل مین مصمم
کرکے چلنے ہی کو تھے کہ پر طائر کی آواز گوش زد ہوئی اور ایک پرند عجیب الخلقت زمین پر اُترا اور
غلطک مار کر بصورت انسان ہو گیا عمرو نے کہا یار تم بڑی صفت کے آدمی ہو کہ ابھی تو جانور تھے
اور ابھی آدمی بنگئے وہ ہنسنے لگا اور اُس نے کہا شاید تم سے کسی ساحر سے ملاقات نہین ہی عمرو نے کہا
ہان بھائی نام تو سنتا ہون کہ دنیا مین ساحر بھی ہوتے ہین مگر آجتک دیکھا نہ تھا تو کیا تم ساحر ہو
اُس نے کہا کہ ہان مین ساحر ہون نام میرا عنقائے جادو ہی پیامبر ہون خداوند تمثال آئینہ رو
کا عمرو نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُس نے کہا کہ خونخوار اژدر گیر مالک طلسم فصل بہار کے پاس عمرو نے
پوچھا کیا کام ہی اُس نے کہا خداوند پر خدا پرستون نے چڑھائی کی تھی خداوند نے ایسی قدرت نمائی
کی کہ وہ سب اسیر پنجۂ تقدیر ہوے اب خالی حمزہ باقی ہی اُسے خداوند نے اِس سے گرفتار نہین
کیا ہی کہ سُنا ہی وہ بڑا مشہور شخص ہی اُس نے ہزارون خداوندیان برباد کردی ہین تو خداوند کی یہ
مرضی ہوئی کہ جب مین اپنے تمام بندون کو جمع کرون تو اُنکے سامنے حمزہ کو گرفتار کرون کہ دیکھنے
والون کو قدرت میری معلوم ہو کہ مین ساحر نہین ہون دیکھون حمزہ کا اسم اعظم زبردست ہی یا میری
قدرت زبردست ہی عمرو نے کہا ہان ان مسلمانون پر تباہی آئی شکر ہزار شکر انھون نے بڑا
سر اُٹھایا تھا اور ہان ایک بات اور میری سمجھ مین نہین آئی کبھی آنکھ سے تو دیکھا نہین کانون سے
البتہ سُنا کیے ہین اِسی سے طبیعت مین شک پڑتا ہی وہ یہ کہ طلسم مین کوئی جا بھی نہین سکتا ہی
اور پہونچ بھی جاتا ہی تو پھر آ نہین سکتا وہ ہنسا اور کہا اے شخص تو نے دنیا ابھی نہین دیکھی یہ بیشک سچ ہی
کہ طلسم مین کوئی نہین جا سکتا مگر مین تو فرستادہ خداوند ہون بھلا مجھے کون روک سکتا ہی یہ بات
عام بندون کے واسطے ہی ہمارے لیے نہین ہی عمرو نے کہا آخر کوئی کرامات کوئی تبرک تمھارے
پاس ہی جسکی وجہ سے تمھین راہ ملجاتی ہی اُس نے کہا کہ یہ انگوٹھی جو مین پہنے ہوے ہون یہ عطاے
خداوندی ہی اِسی کی برکت سے مجھپر سحر کسی دوسرے کا اثر نہین کرسکتا بلکہ اگر کوئی سحر کرے
اور مین اُسکے سحر کو رد کرکے باطل کرنا چاہون تو ممکن ہی جب عکس اِسکے نگینے کا پڑیگا تو سحر باطل
ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی صفت ہی اچھا خیر جہان جاتے ہو خدا مبارک کرے لیکن چونکہ تم فرستادہ
خداوند ہو بڑے متبرک شخص ہو لہذا تمھاری دعوت کرنا بڑا ثواب ہی لیکن مین مرد فقیر بیابان گرد
ہون مجھے معاف کرنا جو کچھ مجھے میسر ہی اُسے قبول کرنا یہ کہکر بہت ہی عمدہ مزے کے ستو نکالے
اور کٹھری مین اُسی چشمے سے پانی لیکر گھولے اور عنقائے جادو کے آگے رکھدیے اب تو
عنقائے جادو نے ستو بہت تعریف کرکے کھائے پانی پیا اب غلطک مار کر پھر وہی طائر

عجیب بنکر اُڑنے ہی کو تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا تلے ٹانگین اوپر دھم سے گرا عمرو نے نکال خنجر
ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ آتشباری برفباری ہوئی بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر کچھ نہین جزی
بیر خاک اُڑا کر چلے گئے آخر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقائے جادو بود اب جو دیکھا تو مرتے
ہی پھر اپنی اصلی ہیئت پر آگیا ہی عمرو نے انگشتری اُتار لی اور صورت اپنی عنقا کی بنائی لفافہ
خط کا کمر مین رکھا اسے وہین کسی گڈھے مین ٹانگ کھینچ کر ڈالدیا اور آپ طرف اُسی سیاہی کے
روانہ ہوے جو شمال کیطرف نظر آرہی ہی جس وقت قریب پہونچے دیکھا کہ ایک ابر چھایا ہوا ہے
ہوائے سرد چل رہی ہی بوندیان ہلکی ہلکی پڑ رہی ہین عمرو بے پس و پیش زیر ابر ہو کر چلے اب عمرو
جون جون آگے بڑھتا جاتا ہی راستہ ملتا جاتا ہی تھوڑی ہی دیر مین ایک دروازے پر پہونچا
دیکھا کہ پھاٹک بہت بڑا ہی عمرو نے غل مچایا کہ دروازہ کھولدو اندر سے آواز آئی کہ دروازہ
کھل نہین سکتا ہمارے مالک کا حکم نہین ہی عمرو نے کہا کہ تمھارے مالک کی شامتین آگئی ہین
فرستادہ خداوند سے اس طرح کی گفتگو ایک آدھ نے جا کر اطلاع کی کہ کوئی شخص فرستادہ خداوند
آیا ہی نامہ لایا ہی وہ کہتا ہی کہ پھاٹک کھولدو خونخوار جادو نے کہا کہ اُس سے نامہ لے آؤ ہمین
جواب لیجاوے پھاٹک کھولنا مناسب نہین مجھے شک ہوتا ہی کیونکہ قاعدۂ نجوم سے اب بہار
اس طلسم کی خزان معلوم ہوتی ہی وہ لوگ واپس آئے ایک شخص نے آواز دی کہ آپ نامہ ہمین
عنایت کیجیے ہم پہونچا کر جواب لادین کہا کہ پھر نامہ لیگئے کیونکر اُس نے دروازے کی کنجی
کھولکر ہاتھ باہر نکالا سونے کا کڑا بہت وزنی اُسکے ہاتھ مین پڑا ہوا تھا آپ نے خنجر مار کر
ہاتھ کاٹ لیا اور دھکا دے کر اندر پھاٹک کے گھس گئے دربانون نے چار طرف سے ہجوم
کیا آپ نے حقہاے آتشبازی مارنا شروع کیے دھوان ہوا کتنون کو مارا کتنون کو بیہوش
چھوڑا آگے بڑھے اب جو دیکھا تو چار چمن لگے ہوے ہین کہ چمن بہشت معلوم ہوتے ہین قدرت
خدا نظر آرہی ہے ایک چمن لالہ زار کا ہے اور اُسمین کچھ طائران سُرخ رنگ چہچہہ زن
ہین دوسرا چمن سبزہ زار کا ہی اُس مین طوطیان شیرین بیان محو نغمہ سرائی ہین تیسرا چمن
سنبلستان ہے وہان طائران سیاہ مثل بلبلون کے چہک رہے ہین چوتھا چمن نرگستان کا ہی
اس چمن مین جانوران ابلق رنگ عجیب الخلقت نظر آتے ہین کہ آوازین اُنکی نہایت دلفریب
ہین بس عمرو کا قریب چمنستان کے پہونچنا تھا کہ وسط چمن مین ایک بنگلہ تھا اُسمین خونخوار
جادو بیٹھا تھا اور بنگلہ پر بھی ایک طائر چہار رنگ بیٹھا تھا کہ وہ افسر تھا ان طائرون کا اور سامنے
خونخوار کے ایک گلدستہ رکھا تھا کہ سبز شاخین سرخ برگ زرد پھول سیاہ پھل اُسمین لگے ہوے
تھے خونخوار جادو نے وہ گلدستہ عمرو پر کھینچ مارا اور اُسمین سے شعلے بھڑک بھڑک کر چلے عمرو
نے انگشتری کا عکس ڈالا اور وہ شعلے پلٹے اور ایک ایک شعلہ چارون چمنون پر گرا کہ سب جلکر
خاکستر ہوگئے خونخوار جادو بھاگا اور وہ جانور اُڑ کر چلا تھا عمرو نے انگشتری کا عکس ڈالا اور
سب طائر شور مچانے لگے کہ عمرو آیا عمرو آیا بس عکس انگشتری کے پڑتے ہی آتش طائر کے پرون سے شرارے
نکلے اور سب طائرون کو جلا کر خاک کیا وہ طائر چہار رنگ بھی جلکر خاک ہوگیا لیکن اب

خونخوار جادو فوج لیکر طرف عمرو کے چلا عمرو نے یہ بلا جو آتے دیکھی گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے وہ لوگ ہر چند ڈھونڈھا کیے مگر کہین عمرو کا پتا نہ پایا لیکن کھٹکا لگا ہوا ہی یہان وہ داخل شہر ہو
واضح رائے ناظرین ہو کہ بعد مرحلۂ طلسمی کے شکستہ ہوجانے کے معلوم ہوا کہ یہ ایک مختصر سا شہر ہی اور بستی ہی عمرو مختلف شکلون مین کوچہ و بازار مین پھرا کرتا تھا کہ کسی طرح پتہ لگے حسب اتفاق فقیر کی صورت بنے ہوے ایک کنوئین کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بہشتی زربفت کی لنگی باندھے ہوے پانی بھر رہا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ہو نہو یہ بادشاہی بہشتی ہو اُس سے کہا کہ بابا بھلا ہو تھوڑا سا پانی پلاتے بہشتی نے پانی پلایا اور کہا کیا کہین شاہ صاحب آپ کمال کسدن کی کام آئیگا شاہ صاحب نے کہا کیون بابا کیا ہی بہشتی نے بیان کیا کہ ہمارے مالک جب سے دولھن بیاہ کر لائے ہین پہلے تو وہ بیمار رہی اب اچھی ہی تو بہانے بازیان کرتی ہی اور ٹالتی ہی کوئی ایسا تویذ دیجیے کہ وہ رضامند ہوجائے فقیر نے کہا ہمتو بابا ایسے ویسے تویذ لکھتے نہین مگر خیر تونے ہمارا دل ٹھنڈھا کیا ہی پانی پلایا ہی اسکا عوض کچھ کرنا ضرور چاہیے یہ کہکر قلم دوات نکالی لوبان نکالا آگ سلگائی بہشتی کو برابر بٹھا لیا اور آپ تویذ لکھنے لگے اور کہا کہ تو لوبان سلگاتا جا اُس نے کہا کہ بہت خوب غرض لوبان سلگاتے سلگاتے دھوان جو لگتا ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور بہشتی چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے نعرہ کیا اور ادھر اُدھر دیکھکر بہشتی کو تو ٹانگ پکڑ کر کنوئین مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر وہی زربفتی لنگی لپیٹ کر طرف قصر ملکہ کے روانہ ہوے کیونکہ عمرو نے ایک آدھ روز پھر کر خوب ہر گلی کوچہ کو دیکھ بھال لیا تھا اور مکان کا پتہ لگا لیا تھا الغرض مشک اُٹھائے ہوے دروازے پر پہونچے اور دروازے سے داخل محل ہوے پانی بھرنے لگے منھ پر اندھیری پڑی ہوئی تھی آوازین کان مین آکر دیکھے ہوے آدمیون کی شناخت کروا رہی تھین کوئی نازنین کہہ رہی تھی کہ افسوس یہی چالیسوان دن ہی اور اتبک وہ ظالم نہ آیا ہاے کیا خواب میرا غلط ہوگا افسوس اتبک تو مین نے جان و آبرو دونو کو بچایا اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی آبرو تو اپنے ہاتھ ہی جب جان پر کھیل جائینگے پردہ رہجائیگا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائین خدا چاہے گا تو خواب آپکا سچا ہوگا ابھی تو تمام دن پڑا ہوا ہی ملکہ نے کہا کہ ہان کچھ ہو تو مین سنتی ہون کہ طلسم فصل بہار پر خزان آگئی خار و خس جل گئے خونخوار جادو بھاگ کر بچا عمرو کا داخلہ طلسم مین ہوگیا ہی مگر مجھے ڈر یہ ہی کہ ایسا نہو کہین وہ گرفتار ہوجائے ایک آدھ نے کہا ملکہ وہ ایسا شخص نہین ہی کہ کوئی اُسے گرفتار کرسکے ہان خدا ساعت بد نہ لائے ملکہ نے کہا کہ اِس بہشتی سے پوچھو کہ تو نے تو نہین سنا کہ عمرو گرفتار ہوگیا بہشتی نے جواب دیا کہ عمرو گرفتار ہوکر قتل بھی ہوگیا اور مین جا کر تم لوگون کی سب باتین بادشاہ سے بیان کرونگا ابھی تم راضی نہوتی تھین معلوم ہوا کہ عمرو پر عاشق ہو خیر سمجھا جائیگا اُسکا تو خاتمہ ہو ہی چکا مگر اب تمھاری سزا باقی ہی سچ کہا ہی کہ عورت کی ذات بڑی بیوفا ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ اِسے مار لو اِسکو جانے نہ پائے ورنہ راز فاش ہوگا رسوائی و بدنامی کے علاوہ اب عصمت بچانا بھی دشوار ہوجائیگی جلد پھاٹک بند کرکے مار و موے کو یہ سننا تھا کہ جشنین دوڑین پھاٹک بند کرلیا عورتون نے جلتی ہوئی لکڑیون

کے سوختے اُٹھالیے اور بہشتی کیطرف چلین اب عمرو نے دیکھا کہ مفت مین ٹپا چاہتے ہو وہین سے
اندھیری اُلٹ کر جو قلا کرتے مین تو ہیئت اصلی نظر آئی اور آواز دی کہ منم عمرو کیا کرتے ہو تم
لوگ اب ملکہ نے دیکھتے ہی تمام عورتون کو منع کیا کہ خبردار اسے نہ مارو یہ تو وہی شخص ہے جسکی ہم
باتین کر رہے تھے اور ہمکو انتظار تھا عورتین ٹھٹکین ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر بٹھایا کہا غضب کیا تمنے یہ کیا حرکت تھی کہ ایک تو بہشتی بنکر آئے دوسرے زبان سے
بدشگنی کے کلمات نکالے عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے امید نہ تھی کہ اتنک تم میری اُس پر اپنی عصمت بچائے
بیٹھی ہوگی مگر شکر ہے خدا کا کہ جیسا تمھین سمجھا تھا تم ویسی ہی نکلین ملکہ نے اسیوقت سامان ضیافت
مہیا کیا عاشق و معشوق نے ساتھ ملکر کھانا کھایا پہلے شکوے شکایات کے دفتر کھلتے رہے
بعد اُسکے عمرو نے اپنی سرگذشت جانا طرف کوہ تاریک کے اور مارنا مردار خوار جادو
وغیرہ کو پہونچنا خضر ان صحرانشین تک ملنا تبرکات کا پھر واپس آنا اور پری بنکر مارنا طاؤس
کو پھر قتل کرنا سرخیل بن جمشید کا مسلمان ہونا ارغوان شاہ کا بیان کیا ملکہ بہت خوش
ہوئی الحمد للہ کہ باپ بھی اُس شخص کا مسلمان ہوگیا پھر ملکہ نے حال اپنا دوہرایا الحاصل ان سب
باتون کے بعد ملکہ نے کہا کہ اب یہانسے نکل چلنے کی کیا صورت ہے عمرو نے کہا یہ تو بہت سہل
ہے کہ مین تمھین زنبیل مین ڈال لون مگر یہ واہیات بات ہے چھوڑنا اِس کافر کا اچھا نہین
دوسرے بدنامی ہے کہ عمرو فلان کی عورت کو بھگا لے گیا لہذا تم اُسکو بلا بھیجو کہ آج چلہ میرا ختم
ہوگیا لہذا تم مع اپنے عزیزون کے دولہا بنکر آؤ اور آج یہین شب باش ہو ملکہ نے کہا کہ بہتر بس
اُسی وقت ایک رقعہ شوقیہ بنام خونخوار اژدر گیر لکھکر روانہ کیا کہ چونکہ آج چلہ میرا ختم ہوگیا اور
زمانہ نازک ہے لہذا تمکو اختیار ہے کہ آج دولہا بنکر مع اپنے عزیزون کے آؤ مجھے منظور ہے جسوقت
یہ رقعہ خونخوار جادو کو پہونچا بہت خوش ہوا اور کنیز کو خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے کہدینا
کہ ہم آج شام کو آٹھ بجے آئینگے الحاصل تیاری ہونے لگی شام کو چراغان کی روشنی سے زمین
رشک آسمان ہو رہی تھی ہر گلی کوچہ مین ٹٹر بندی تھی اور مکان عروس تو مثل عروس شب اول
کے سجا ہوا تھا جب شام ہوئی تو عمرو مخلدار کی صورت بنکر اندر باہر دوڑنے لگے اِتنے مین
برات آکر اُتری براتی باہر ٹھہرے تو بین سلامی کی چھوٹین دولہا اندر داخل محل ہوا مخلدار دولہا کو
سنبھالے ہوے لیے چلی آتی ہے دولہا کو لاکر قریب دولھن کے مسند پر بٹھالا اور دولھن بھی اصل
ملکہ کو نہین بنایا ہے بلکہ ایک کنیز کو ملکہ کی صورت بناکر بٹھا دیا ہے ملکہ خود ایک گوشے سے کھڑی یہ
سب تماشہ دیکھ رہی ہے اور ہنس رہی ہے الحاصل اب کھانا نکل نکل کر براتیون کے واسطے جانے لگا کیونکہ
ملکہ نے قبل سے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج کھانا سب یہین کھائین غرضکہ جب سب کھانا کھا چکے تو یہان
رتیں رسم شروع ہوئی اور وہان براتی فرش پر لیٹ لیٹ کر سو رہے یہان مخلدار نے ترنج خوشبودار
سینے پر دولہا کے مارا یہ علامت عقد ہو جانے کی تھی لیکن ترنج بیٹھتے ہی جو لقلقہ بیہوشی اُڑتا ہے
خونخوار کو چکر آیا مخلدار نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ باش اے قرمساق ہوشیار ہو کہ منم عمرو دیکھ کسیکی
معشوقہ کو لے بھاگنے کا نتیجہ ہوتا ہے خونخوار چاہتا ہے کہ سنبھلے بھلا بیہوشی اُسے کب سنبھلنے دیتی ہے جیسے ہی اٹھا

لڑکھڑا کر پھر سے گرا گرتے ہی عمرو نے خنجر مار کر سر کاٹ ڈالا لاشہ اسکا پھڑکنے لگا زمین کو زلزلہ ہوا
برفباری آتشباری ہونے لگی اور عمرو جھپٹ کر باہر آیا دیکھا کہ براتی سب خواب مرگ مین ہین
باطمینان تمام سب کو خنجر سے ذبح کر ڈالا کیونکہ بیہوشی آمیز کھانا انکو بھی بھیجا تھا کیا تک گزارش
کیاجائے کہ تادیر قیامت کبریٰ برپا رہی آتشباری و برفباری ہوا کی لاشیں ساحرون کے زمین پر
تڑپ رہے تھے اور بیرخاک اُڑاتے پھرتے تھے آوازین آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام ہمن
فلان جادو بود سب کے آخر مین آواز آئی کہ مارا جوان کشتی یعنے نام من خونخوار اژدر گیر جادو
بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو عمرو نے سر کٹے ہوے ان
سب کے مع سر خونخوار اژدر گیر لیجا کر اہل فوج کے آگے ڈالدیئے اور کہا کہ اگر تمہین سیدھی
طرح اطاعت میری کرنا منظور ہو تو ویسی کہو اور اگر نہ منظور ہو تو ویسی کہو مین ہر طرح موجود ہون
بھلا اسکی مجال تھی جو مقابلے پر آمادہ ہوتا سب نے اطاعت قبول کی عمرو آکر تخت حکومت پر بیٹھا
تاج سر پر رکھا اُسی وقت جو پہلا حکم جاری ہوا وہ مندرون کے انہدام اور مسجدون کی بنا کا
تھا آن واحد مین تمام شہر سے مندر نیست و نابود ہوگئے مسجدین بنگئین تعلیم دین اسلام
ہونے لگی سکہ بنام شاہ اسلام جاری ہوا دو چار ہی روز مین ہر طرف سے آواز اذان آنے لگی
اب عمرو نے خونخوار کے چھوٹے بھائی کو کہ سن اُسکا کوئی سات برس کا تھا اور اصل سلطنت
یہ اسی کے باپ کی ہے خونخوار جادو کوکا اسکا تھا مگر بزور سحر حاکم بن بیٹھا تھا اُسے قید کر لیا
تھا جسوقت خونخوار مارا گیا اور یہ راز فاش ہوا عمرو نے اُسے بھی قید سے رہا کر کے ترغیب
دین اسلام کی دی اُس نے قبول کیا عمرو نے نام پوچھا اُس نے نام اپنا برجیس جادو بتلایا
عمرو نے اُسے اس تخت کا مالک کیا اور تاج شاہی اپنے ہاتھ سے سر پر رکھ کے برجیس شاہ
نام مشہور کراکے خراج معین کیا اور آپ مع ملکہ ماہ ناز پرور طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوے
قبل اسکے عمرو ہمراہ توسن جادو کے آئے تھے اور اب محافہ ملکہ کا ساتھ ہے اور عمرو پیدل
جاتے ہین تیسرے روز قریب شہر ارغوانیہ کے پہونچے لیکن عمرو نے احتیاطاً صورت اپنی
تبدیل کر ڈالی تھی عمرو صحرا مین اُترے ہوے ہین شام ہو چکی ہے قصد ہے کہ صبح کو داخل شہر ہونگے
اور اس بات کی حیرت ہے کہ ابتک کوئی پیشوائی کو بھی نہ آیا بڑے تعجب کی بات
ہے کہ ارغوان شاہ اسقدر غفلت شعاری کرے بلکہ عمرو نے ملکہ سے بھی اس بات کو بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ آجکل زمانہ نازک ہو رہا ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ بابا جان اسقدر غفلت میرے
ساتھ کرتے کیونکہ وہ مجھ سے بے انتہا اُنس رکھتے ہین عمرو نے کہا کہ شاید یہ سمجھے ہون کہ عمرو
وہان جاکر مار ڈالا گیا ہوگا اسی سے باطمینان بیٹھے ہین ہنوز یہی باتین تھین کہ دیکھا سامنے سے
کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین عمرو نے آگے بڑھکر اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے قریب جانے سے
معلوم ہوا کہ کوئی اسباب خانہ داری لیے ہوے ہے کوئی گٹھڑی بغل مین دبائے کوئی بقچی سر پر
رکھے ہے کسی کے بغل مین بچہ ہے اسباب سر پر ہے اس شان سے چلے آتے ہین عمرو نے پوچھا تو انھون نے
بیان کیا کہ آج تین روز سے تمام شہر ارغوانیہ کو آکر ایک ابر سیاہ نے گھیر لیا ہے اور اُس ابر

سے پانی کے بدلے خنجر نیزے تیر و تفنگ چھریاں کٹاریاں برستی ہین اور لوگ ہلاک ہوتے
ہین خدا بھلا کرے عمرو عیار کا کہ اُسکی بدولت ہم اس بلا مین پھنسے ہین سب نے دین اسلام
اختیار کر کے سحر سے توبہ کر لی وہ دو چار آدمی جنھون نے سحر سے توبہ نہین کی تھی وہ سحر بھولے
ہوے ہین اور ہر چہار طرف سے وہ ابر گھیرے ہوے ہی کیا کرین کیا نہ کرین مجبور ہو کر شہر سے
کنارہ کشی اختیار کر کے بچون کو لیکر نکل بھاگے کہ جان ہی تو جہان ہی کسی جھونپڑے مین بسر
کر لین گے صحرا اس شہر سے بہتر ہے عمرو نے اُن سب سے کہا کہ آؤ تم ہمارے ساتھ چلو اور سب کو
لیے ہوے قریب خیمہ ملکہ کے آئے اور سب کو وہین ٹھہرا کر آپ داخل خیمہ ہوے اور تمام
ماجرا ملکہ سے بیان کیا اور کہا کہ اب تم یہین صبر کرو یہ لوگ تمھاری حفاظت کرینگے مین جاکر
شہر کی خبر لیتا ہون کہ یہ کیا معاملہ ہے ملکہ ہر چند روکا کی مگر عمرو نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارے باپ
پر یہ وقت سخت پڑا ہے اور اب وہ میرے بھی بزرگ ہو چکے مجھپر مدد اُنکی واجب ہی علاوہ اسکے
ہزارہا مسلمانون کا خون ہو رہا ہی یہ کہکر عمرو رخصت ہوے ملکہ کو روتے ہوے چھوڑا اور ایک
جانب روانہ ہوے اور چلتے وقت کہتے گئے تھے کہ اور جو لوگ شہر سے بھاگے ہوے
آئین اُنھین یہین ٹھہرالینا الغرض عمرو جاتے جاتے قریب شہر پہونچے اور گلیم اوڑھکر داخل
شہر ہوے کہ مبادا کچھ معاملہ سحر کا ہو تو اُس سے محفوظ رہون اور تمام شہر مین پھرنا شروع کیا
جسوقت گوشہ مغرب کی طرف پہونچے تو دیکھا کہ بستی سے الگ ایک مکان بہت بلند بنا ہوا ہے اس مین سے
دھوان نکل رہا ہی اور وہی دھوان بلند ہو ہو کر ابر بنتا ہی اور پھیل پھیل کر تمام شہر کو گھیر لیتا ہی
عمرو نے ہر چہار طرف پھرنا شروع کیا مگر کسی طرف سے راستہ نہ پایا اُسوقت خواجہ کو نہایت تشویش
ہوئی اور زیر درخت بیٹھ رہے کہ جسوقت کوئی اُس مکان سے نکلیگا تو دیکھا جائے گا کوئی
دوپہر دن گذرا ہوگا کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص سیاہ فام و دراز قد جوگیون کی سی وضع دست بیلہ
ہاتھ مین گھر سے نکلا ادھر اُدھر دیکھتا ہوا صحرا مین چلا اور لکڑیان توڑنے لگا عمرو سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہی لکڑی ہو چکی ہی بس اُسی وقت راہ مین کمند بچھائی اور خاک سے پوشیدہ کر دیا اور اوپر سے
کچھ بیہوشی چھڑک کر دو چار لکڑیان درخت سے توڑ کر وہین ڈالدین اور سرا کمند کا پکڑ کر تنہ
درخت کے پیچھے کھڑے ہو رہے جسوقت وہ جوگی لکڑیان توڑ کر پلٹا اور یہانتک پہونچا
دیکھا اُسنے کہ کچھ لکڑیان اور پڑی ہین دل مین کہا کہ یہ بھی اُٹھا لو بس جیسے ہی جھکتا ہی عمرو نے
کمند کو جھٹکا دیا اُدھر تو حلقے کمند کے دست و پا مین اُلجھے اِدھر بیہوشی اُڑی وہ جوگی جھوم کر
وہین رہگیا عمرو نے پہلے ہی قتل کرنے کا قصد کیا پھر خیال ہوا کہ مبادا کوئی آفت اور اِس
مکان کے اندر ہو یہ سوچکر اُسے تو گڈھا کھود کر وہین زندہ توپ دیا کہ مریگا تو بیرلسکے شور
کرینگے اور آپ اُسکی صورت بنکر مکان مین داخل ہوے دیکھا کہ ایک جوگی بڈھا بیٹھا ہوا اگیاری
روشن کیے ہوے کچھ اسم سحر پڑھ پڑھکر لکڑیان سلگا رہا ہی عمرو نے قریب پہونچکر لکڑیان رکھدین
اُسنے اشارے سے کہا کہ لکڑیان توڑ توڑ کر آگ مین ڈالے جاؤ عمرو نے لکڑیان آگ مین
ڈالنا شروع کین اور ساتھ ہی لکڑیون کے ایک آدھ سرکاری سوختہ بھی ڈال دیا

اور اپنی ناک پر فتیلہ دفع بیہوشی چڑھا لیا اب جو دھوان پیچیدہ ہوکر چلتا ہی جوگی کو چکر آیا اور چرخ
مارکر دھم سے گرا عمرو نے خنجر سے ذبح کرڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام مکان دھوان ہوکر اُڑ گیا
ایک قیامت برپا ہوئی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مرجان جادو بود اب جو دیکھا
عمرو نے تو آسمان پر نہ کہین ابر معلوم ہوتا ہی نہ دھوئین کا پتہ ہی مطلع صاف ہی اور مکان کے
عوض دو چار سرکنڈے گڑے ہوے ہین اُنپر نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے اور لاش
ایک چمرگدھ کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر کاٹ کر ہاتھ مین لیا اور طرف قصر شاہی کے روانہ ہو
وہان ارغوان شاہ تین روز سے مصیبت مین مبتلا تھا توسن جادو سے کہہ رہا تھا کہ اس وقت
مین اگر خواجہ عمرو ہوتے تو مجھپر سے یہ بلا فوراً دفع کر دیتے وہ خود نہین معلوم کس آفت مین
پھنسے ہوے ہین یقینی یہ سحر ہی مرجان جادو کا کہ وہ ایک مدت سے میرا دشمن تھا اور قابو
نہین پاتا تھا اب اُسے موقع ملا اور اُسنے دھوکے مین اسیر بلا کر لیا یہ سحر اُسکا سات روز کا ہی
ساتوین روز یہ ابر شعلے بنکر گریگا اور تمام شہر جلکر خاک ہو جائیگا ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک ہوا
تند چلی اور وہ ابر دھوان بنکر منتشر ہوگیا مطلع صاف نکل آیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیے
ہر ایک کہتا تھا کہ خدا نے اس بلا سے نجات دی تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک غل ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی
آتے ہین بادشاہ بیساختہ کہہ اُٹھا کہ یہ اُنھین کا کام ہی کہ جو یہ بلا ہمپر سے دفع ہوئی اتنے مین
عمرو داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ سر مرجان جادو کا ہاتھ مین ہی ارغوان شاہ نے کہا کسوقت
پر آپ پہونچے ہین نہین تو یہان لشکر کا خاتمہ ہی ہوچکا تھا ہم مین سے کوئی نہ بچتا عمرو نے کہا
کہ اس سے اور آپ سے کیا عداوت تھی ارغوان شاہ نے کہا کہ یہ مختلف البطن بھائی میرا تھا
جسوقت مین مہر ناز پرور مادر ماہ ناز پرور کو بیاہ کر لایا تو یہ اُسکو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا
پہلے یون طالب وصل ہوا جب اُسنے مجھسے کہدیا تو مین نے اپنے شہر سے نکلوا دیا یہ صحرا
در صحرا پھرا کرتا تھا علم ساحری کے حاصل کرنے مین اس نے بڑی کوشش کی کئی حملے مجھپر کیے مگر خدا میرا
مجھے بچاتا رہا اسوقت مین سب قوتین میری لوٹ چکی ہین آپ بھی یہان نہ تھے یہ موقع پاکر آپڑا اور
غفلت مین اپنے حصار کھینچ دیا کہ ہم سب سحر بھول گئے مگر خیر پروردگار نے آپکو بروقت
پہونچا یا نہین تو یہان خاتمہ ہی ہوچکا تھا ہان طلسم فصل بہار کی کیا خبر ہی عمرو نے کہا کہ بقوت
پروردگار عالم مارا مین نے خونخوار جادو کو اور طلسم فصل بہار پر خزان آگئی بلکہ مین ملکہ کو اپنے
ہمراہ لیے ہوے آتا تھا قریب ناکے کے پہونچا تھا کہ لوگ شہر کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگے ہوے
چلے جاتے تھے مین پہلے تو یہ متحیر تھا کہ اتبک کوئی لینے نہ آیا پھر مجھے خیال گذرا کہ یہ کیا معاملہ
ہی جسوقت اُن لوگون سے دریافت کیا تو اسی مصیبت گذشتہ کی خبر ملی مین نے اُن سب کو
تو ملکہ کے خیمے کے گرد برائے حفاظت چھوڑا اور آپ داخل شہر ہوا جسوقت اس مکان کے
قریب پہونچا جو شہر سے کسیقدر فاصلے پر تھا تو دھوان اُس سے بلند دیکھا الحاصل مرجان
کو مارا اب چلیے کہ ملکہ وہان منتظر ہوگی ارغوان شاہ بیٹی کے آنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا
اور امرا و وزرا کو برائے استقبال لیا وہان ملکہ منتظر بیٹھی تھی دعائین مانگ رہی تھی بال سر

کے کھولدیئے تھے اور سب عورتین آئین آمین کر رہی تھین کہ سامنے سے گرد اُڑی اور امرا و وزرا تخت ارغوانیہ برائے استقبال پہونچے باادب تسلیمین کین اور ملکہ کو لیکر داخل شہر ارغوانیہ ہوے ملکہ بھی محل مین داخل ہوئی وہ لڑکیان جو ملکہ کے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھین دوڑین قدمون سے لپٹین مہرناز پرور نے ملکہ کی بلائین لین تمام عورتین محل کی صدقے قربان گئین ارغوان شاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور مہرناز پرور سے کہا کہ میرے نزدیک ملکہ کا عقد خواجہ عمرو کے ساتھ کر دینا چاہیے کہ ہمارے واسطے باعث افتخار ہی علاوہ اسکے اُنکے احسانات کا کوئی تو عوض ایسا ہو کہ جس سے وہ بھی خوش ہون مہرناز پرور نے پسند کیا اور کہا بہت مناسب ہی غرضکہ ارغوان شاہ باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ مین ایک شی آپکی نذر کرتا ہون ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف + عمرو نے کہا واہ کیا نیکی اور پوچھ پوچھ ارغوان شاہ نے گردن نیچی کر کے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ ماہ نازپرور کو اپنی کنیزی مین قبول فرمائین عمرو نے کہا مجھے بخوشی منظور ہی مگر مین یہ چاہتا ہون کہ ابھی اِس عقد کو ملتوی رکھو کیونکہ مین سخت انتشار مین ہون کہ لشکر اسلام بلا مین پھنسا ہوا ہی جسوقت امیر ثانی ملک تمثالیہ کو فتح کر لین گے اُسوقت اُنکے سامنے یہ عقد ہو تو بہتر ہی ارغوان شاہ نے کہا نہین جہان آپ نے ایک عرض قبول کی وہان دوسری التجا بھی منظور کیجیے کہ زمانہ برا ہی جب یہ آپ کی نامزد ہو جائیگی پھر کوئی خوف نہین ہی عمرو نے بھی کچھ سوچکر منظور کیا اُسیوقت سامان ہونے لگا آدھے لوگ اِدھر آدھے لوگ اُدھر ہو گئے سامان شادی ہونے لگا آج مانجھا کل سانچق پرسون مہندی ترسون برات جلدی جلدی سب رسمین پوری کر دی گئین واجب ادا کر دیا آج عمرو کو اور ملکہ کو خلوت خاص میسر ہوئی ہی اور مہینون کی تمنائین مدتون کی آرزوئین جو زندانخانۂ دل مین قید تھین رہا ہوئی ہین اسی شب ملکہ حاملہ ہوئی ہی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ ذکر اسکا لعل نامہ مین آئیگا الغرض بعد تین چار روز کے عمرو نے سامان سفر درست کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب تم اپنے مان باپ پاس رہو ہم انشاء اللہ بعد فتح ملک تمثالیہ یا تمکو تمھارے باپ سمیت وہین بلالین گے اور داخل ناموس کرینگے یا خود یہان آئین گے ملکہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہی کہ سچ کسی نے کہا ہی شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت + مثل ہی یہ جوگی ہوے کسکے میت + افسوس کیا فلک کی تفرقہ پردازی ہی الحاصل عمرو رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا انکو تو اُس طرف جانے دیجیے کہ احوال اُنکا پھر تحریر کیا جائیگا اور چند کلمے داستان خواجہ نسیم ظلماتی اور شہر فریبیہ کے سماعت فرمایئے

داستان آنا خواجہ نسیم ظلماتی تاجر کا شہر فریبیہ سے اور بیان کرنا اُسکا وہانکی حالت اور روانہ کرنا امیر ثانی کا اکبر برق رو کو اور قتل ہونا اُسکا پھر جانا امیر ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ	کہ اب میکشون سے ہی موقوف جنگ	پلادے اگر بادۂ لاجواب
کرون درج اک قصۂ انتخاب	محرران اخبار حیرت آثار و کاتبان واقعہ عجائب روزگار اس	

داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب امیر ثانی جنگاہ سے برنج و حیرانی فرودگاہ سپاہ پر آکے داخل

بارگاہ سلیمانی ہوے دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران سپاہ موجود
سے فرمانے لگے کہ آج بھی صدمۂ سخت دلپر اُٹھایا رستم ثانی وغیرہ کو میدان جنگ مین نہ پایا نہین
معلوم کون اُنکو لیگیا سرداروں نے عرض کیا واقعی جائے حیرت ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تاریکی
مین آندھی سیاہ کی غائب ہوگئے کچھ حال ابتک اُنکا معلوم ہوا گو ایسے بہادرون کے گم ہوجانے کا
اور اُنکی مفارقت کا صدمۂ جانکاہ ہے مگر چندان رنج وغم نہ کیجیے حق تعالی چاہے گا تو پھر وہ سب بہادر
آپ سے ملین گے ابھی سرداران لشکر امیر ثانی سے یہ عرض کر رہے تھے امیر ثانی اشکبار تھے
بادشاہ لشکر اسلام بھی محزون تھے ناگاہ عدیل بن عادی نے روبرو آکے عرض کیا کہ ای
امیر باتوقیر اسوقت خواجہ نسیم ظلماتی کہ تاجر ہی اور اکثر حضور کی خدمت مین حاضر ہوا ہی در بارگاہ
پر آیا ہی امیدوار باریابی ہی امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام ارشاد کیا کہ اگر خواجہ نسیم
ظلماتی آیا ہی تو اُسے ہمارے روبرو لاؤ وہ مرد معقول ہی عدیل نے یہ سُنکے در بارگاہ پر جاکے خواجہ
مذکور سے کہا چلو امیر ثانی تمکو بلاتے ہین وہ ہمراہ عدیل بن عادی کے روبرو بادشاہ موصوف
و امیر ثانی کے گیا موافق قاعدہ آداب و تسلیم بجالایا امیر ثانی و بادشاہ ذیجاہ نے سلام
اُسکا لیکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا بعد ایک لمحہ کے غور کرکے
جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین بہت سے دنگل خالی ہین غاشیے اُنپر پڑے ہین صاحبان
قوت و زور اُنپر بیٹھے ہوے نہین ہین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران باقی ماندہ جو دربار
مین بیٹھے ہین سب محزون و غمگین ہین ہر ایک سردار صدمے و آداب بادشاہ سے سر جھکائے بیٹھا
ہی یہ حال دیکھکر متردد ہوکر پوچھا ای امیر عالی جاہ فلک بارگاہ باعث آپ کے محزون ہونیکا کیا
ہی اور اسقدر دنگل خالی کیون ہین صاحب ان دنگلون کے کہان ہین اگر مناسب ہو تو بیان
کیجیے امیر ثانی نے آہ سرد کرکے کہا ای خواجہ نسیم ظلماتی آگاہ ہو کہ فی زمانہ ہم یہان برای مقابلہ
و مجادلہ تمثال آئینہ رو کے آئے ہین لڑائیان ہوچکی ہین ہزارہا بندگان خدا قتل ہوچکے ہین
مالک و صاحب ان دنگلون کے یہین لڑائیون مین ہنگام جنگ غائب ہوگئے ہین فی الحال
شاہزادۂ رستم ثانی اور مالک ثانی اور لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑائی مین
غائب ہوگئے ہین نہین معلوم کون عدو اُنکو لیگیا ہی یہ بھی نہین معلوم کہان لیگیا ہی قید اُنکو کیا ہی یا قتل کیا
ہی یہی سبب ہم سب کے محزون و غمگین ہونے کا ہی آجکل کفار جو ہمسے لڑتے مین شادمان ہین ہمکو صدمہ ہی
تمثال آئینہ رو نہین معلوم کس فکر مین ہی طبل جنگ نہین بجواتا ہی لاجورد شاہ و صلصال بھی
خوش ہین یہ بھی آمادۂ جنگ نہین ہوتے ہین طبل جنگ نہین بجواتے ہین ہم نہایت متردد و پریشان
خاطر و غمگین ہین ایسے حال مین تم یہان آئے ہو مال و اسباب تمسے کیا خریدین یہ کہکے کہا ای خواجہ
نسیم اسوقت طبیعت ہماری بہلاؤ جو کچھ تمنے اپنے سفر مین عجائب و غرائب دیکھے ہون اُنھین بیان
کرو اُس نے عرض کیا ای امیر ثانی مین ایکی مرتبہ راہ دریا سے شہر فریبیہ مین مال و اسباب بہت
لیکر برائے تجارت گیا تھا جب اُس شہر مین پہونچا اہل شہر سے معلوم ہوا کہ نام یہان کے
بادشاہ کا فریب دانا ہی اور وزیر اعظم بادشاہ مذکور کا مسمی بہ تمشش ہی ابھی یہ خاکسار اہل شہر سے

تمام شاہ و وزیر کے دریافت کر رہا تھا کہ فریب دانا نے میرے آنے سے باخبر ہو کے اپنے
وزیر اعظم شمس کو بھیجا وہ بخدم وحشم آکے مجکو ہمراہ لیکے ایک مکان وسیع مین لیگیا اور بخاطر و مدارات
پیش آیا شب کو یہ کمترین اُس مکان وسیع مین بصد راحت رہا صبح کو فریب دانا نے مجکو اپنے
دربار مین طلب کیا وزیر شمس مجکو روبرو بادشاہ مذکور کے لیگیا مین نے دربار مین جاکے پہلے اہل
دربار کو دکھا آراستگی دربار پر نظر کی واقعی دربار کو خوب آراستہ پایا بادشاہ کو بالاے تخت دیکھکر
مین نے سلام کیا اُس نے سلام لیکر ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا مین حسب الحکم شاہ مذکور بیٹھ گیا
بعد تھوڑی دیر کے کئی سو کشتیان جو ہمراہ اپنے لیگیا تھا روبرو بادشاہ کے پیش کین اُس نے
تمام جواہرات ومال و اسباب جو اُن کشتیون مین تھا دیکھکر پسند کر کے کہا یہ سب مال و اسباب
ہمنے پسند کیا ہے فرد موافق قیمت مال و اسباب کے دیجائیگی یہ سنکے مین خوش ہوا شاہ نے
وہ کشتیان کوٹھے مین داخل کرائین مین تھوڑی دیر تک دربار مین بیٹھکر شاہ سے رخصت ہوکر
اُسی مکان مین آیا جسمین فرودکش تھا بعد کئی روز کے یوم پنجشنبہ دیکھا مین نے کہ خاص و عام گروہ
گروہ لباس نفیس و صاف پہنے ہوے ایک جانب چلے جاتے ہین سواری بادشاہ کی بھی بخدم
وحشم اُسی سمت جاتی ہے غرضکہ جملہ اعلے ادنے اُس شہر کے گروہ گروہ اُسی طرف بعد شوق
شادان و خندان چلے جاتے ہین مین نے متحیر و متعجب ہوکے ایک شخص سے پوچھا کہ آج کیا
کوئی عید ہے یا کوئی میلہ ہے یا کوئی جلسہ ہے کہ جملہ خاص و عام اُس جانب چلے جاتے ہین اُس نے
مجھسے کہا شاید تم اس شہر مین تازہ وارد ہو یہان کی حالت سے آگاہ نہین ہو یہان کے لوگ
مذاہب مختلف رکھتے ہین لوگ ہمیشہ ہر ایک مذہب کے آدمی گروہ گروہ واسطے پرستش اور زیارت
اور طلب حاجت کے واسطے سوے قبرستان مجمع الزوار جاتے ہین اور جو گروہ جس قبر کی
پرستش کرتا ہے وہ اُسی کی قبر پر جاتا ہے بعد پرستش حاجت اپنی طلب کرتا ہے صبح سے
تا شام قبرستان مذکور مین مجمع خاص و عام رہتا ہے وقت شب تمام مردم قبرستان سے اپنے
مکانون مین آتے ہین بہت سے آدمیون کی مرادین آتی ہین اکثر کی حاجتین بر نہین آتی ہین
اس شہر مین ساٹھ مذہب کے لوگ رہتے ہین اُس قبرستان مین بھی علیحدہ علیحدہ ساٹھ ہی قبرین
ہین اگر تمھارا دل چاہے تو اُسی قبرستان مین جاکے اپنی آنکھون سے جو ہمنے کہا ہے دیکھ لو مگر کوئی
کلمہ خلاف طبع کسی گروہ کے اپنی زبان پر جاری نہ کرنا کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مذہب اسلام
رکھتے ہو یہ کہکے وہ شخص خاموش ہوا مین نے اُس سے تمام حال سنکے کہا نہایت اشتیاق ہے کیا اُس
قبرستان کی سیر کرون تمھارے ساتھ چلون اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے ای امیر باتوقیر یہ فدوی بھی اسی وقت
اُس شخص کے ساتھ جانب قبرستان مجمع الزوار روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب تر اُس گورستان
کے پہونچا دیکھا قبرستان مین بڑی تیاری ہے نہایت تکلف سے قبرستان کو آراستہ کیا ہے وہ قبرستان
کیا ہے گویا ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا طرح کے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین مولسری کے درخت
بہ نسبت اشجار میوہ دار کے زیادہ ہین چونکہ وہ قبرستان نہایت وسیع ہے بہت سے جابجا انواع
واقسام کے پھولون کے چمن گرداگرد قبور کے ہین ہر ایک قبر پر علاوہ چادر گل کے انواع واقسام کے

پارچہ نفیس وگران قیمت کی چادرین پڑی مین اور بالاے قبور نمگیرہ رنگا رنگ بصد تکلف
استادہ مین کسی قبر پر اگر سوز رکھے ہین اُسمین اگر سوزان ہی دھوان اُٹھ رہا ہی خوشبو اُسکی تمام
قبرستان مین پھیلی ہی کہین لوبان سلگتا ہی اسی طرح ہر ایک قبر کی جداگانہ تیاری ہی اور جداگانہ مجمرین
کسی خوشبودار شی کا بخور ہو رہا ہی شامیانے اُن قبور کے جداگانہ ہین کوئی طلائی کوئی نقرئی کوئی مسی کوئی
آہنی کوئی چوبی وغیرہ ہی اور اب ہر ایک قبر پر سامان روشنی کا بھی ہی جھاڑ کنول وغیرہ زنگارنگ
ہین بتیان مومی وکافوری اُنمین ہین زیر نمگیرہ ہر ایک قبر پر مردم کا جماو ہی کوئی شخص کسی قبر کو سجدہ
کرکے کہتا ہی کہ میری حاجت یہ ہی کہ اسی سال مین فرزند نرینہ پیدا ہو نسل میری اُس سے بڑھے
کوئی طلب رزق کے واسطے قریب کسی قبر کے تھم بیٹھا ہی کوئی نوجوان واسطے وصل اپنی محبوبہ کے
کسی قبر سے لپٹ کے دعا کرتا ہی کوئی عورت کسی قبر سے شکم اپنا مس کرکے کہتی ہی میری آرزو یہ
ہی کہ اسی سال مین میرے یہان لڑکا خوبصورت پیدا ہو کر زندہ رہے عمر اُسکی دراز ہو کوئی
عورت کسی قبر کو باادب چوم کے رو کر کہتی ہی ای پیرو بزرگ ہمارے آپ خوب آگاہ ہین کہ شوہر
میرا مجھے منھ نہین لگاتا ہے اپنے وصل سے ترساتا ہی زندگی بے لطف رنج مین بسر
ہوتی ہی آپ اُسکے دل کو میری طرف متوجہ کر دیجیے مجھے وہ پیار کرنے لگے عاشق میرا
ہو جائے سوا میرے کسی عورت سے بات نہ کرے غرضکہ اسی طرح ہر ایک مرد اور عورت
اپنی اپنی حاجت اور مراد ہر ایک قبر یعنے جس صاحب قبر کو مانتے ہین طلب کر رہے ہین ہزارہا
آدمی قبرستان مین بعد گرد پھرنے اور نذر دینے اور سجدہ کرنے اور مراد مانگنے کے قبرستان سے
نکل کے آتے ہین اور صدہا جاتے ہین باہر اُس قبرستان کے میدان لق ودق مین کثرت مردم
بیحد ہی ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین دوکانین لگائے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہی لاکھون
روپیہ کا مال واسباب واشیاے خوردنی ونوشیدنی بک رہے ہین ایک میلہ بہت بڑا ہی کوسون
آدمی ہی آدمی نظر آتے ہین بعد دیکھنے اس سیر کے مین بھی داخل قبرستان ہوا تا دیر قبرستان مین
رہا ہر ایک قبر کے قریب گیا اُن قبرونکی ماننے والونکی حالت دیکھی اور گفتگو سنی از حد حیرت ہوتی
پھر مین اُس شخص کے ہمراہ وہانسے اپنی قیامگاہ پر آیا بعد کئی روز کے حسب الطلب دربار بادشاہ
مین گیا قیمت اسباب بحال وجواہرات کی شاہ مذکور نے عنایت کی بعدہ مجھ سے پوچھا کہ مثل ہمارے
ملک کے تونے اور بھی کوئی ملک آباد دیکھا ہی اور جو عجایب وغرایب تونے ہمارے ملک مین
دیکھے ہین ایسے اور بھی کہین دیکھے ہین مین نے عرض کیا فدوی نے تمام زندگی اپنی تجارت
وسیاحی مین بسر کی ہی ہزارہا ملک وجزائر مین اتفاق جانے کا ہوا ہی برخلاف آبادی
کے حضور کے ملک مین قبرستان مجمع الانوار مین قبور کی پرستش کرتے مردم کو جسطرح دیکھا ہی
اسطرح کہین نہین دیکھا اور جسقدر مذاہب کے آدمی حضور کے ملک مین نظر آئے کہین نہین دیکھے
یہ کیفیت فدوی نے کہین بھی دیکھی نہین ہی عجب مذہب بد کے مردم حضور کے ملک مین ہین کہ قبور کی
پرستش کرتے ہین حضور کے باب مین کچھ عرض نہین کرتا ہون شاہ نے جواب دیا ہم متلاشی ایسے
عالم کے ہین کہ جو بدلائل قوی ہمکو قائل کرکے ہدایت دین حق کرکے راہ راست ہمین دکھائے اسوقت

سع اپنے ساکنان شہر فریبیہ کے پرستش قبور کی ترک کرین مین یہ سنکے رخصت ہوکے روانہ ہوا بعد قطع راہ
دور و دراز یہان آیا اگر حضور وہان جائین اور وہانکے بادشاہ وغیرہ کو ہدایت کرین تو یقین ہی کہ سب راہ
راست پر آئین امیر ثانی نے جواب دیا ہم واسطے ہدایت کے وہان ضرور جائینگے مگر یہان تمثال آئینہ روسے
مقابلہ و مجادلہ ہی مجبوری سے جا نہین سکتے ہین ابھی امیر ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ یکایک اکبر برق رو پسر
اسد غازی نے اپنے دنگل سے اٹھکے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ فدوی شہر فریبیہ
مین جاکے فریب دانا وہان کے بادشاہ کو ہدایت کرکے سلمان کرے امیر ثانی نے اس کو اس کار خیر کے
کرنے پر آمادہ دیکھکر مانع ہونا مناسب نہ جانکر اجازت جانے کی دی وہ بہادر سب سے رخصت
ہوکر ہمراہ چند آدمیون کے جانب شہر فریبیہ روانہ ہوا بعد جانے پسر اسد غازی کے خواجہ نسیم ظلماتی بھی
امیر ثانی سے رخصت ہوکے ایک جانب گیا اکبر برق رو بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب
شہر فریبیہ پہونچا ہرکارون نے خدمت مین فریب دانا کے جاکے عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ ایک
نوجوان خوبصورت سلمان ہمراہ چند اشخاص کے راہ دور و دراز سے ادھر آتا ہی نگہوارون کو معلوم
ہوا ہی کہ وہ واسطے ہدایت کرنے کے یہان آتا ہی شاہ مذکور نے یہ خبر سنکے اپنے وزیر اعظم مسمی شمس کو اسیوقت
واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیا وزیر ہمراہ بہت سے امرا کے گیا اور دروازہ شہر سے اکبر برق رو
کو بعد تعظیم و شوق دربار بادشاہ مین لایا بہادر موصوف نے آگے دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہی صدہا
امرا کھلانڈہ پہلوان و سرداران لشکر علی قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی
یہ دیکھکر باواز بلند جملہ اہل دربار پر سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر بادشاہ نے نیم قد تخت سے اٹھکر تعظیم
کی قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اکبر برق رو کو بٹھایا اور اسکے ہمراہیون کو بھی دربار مین بیٹھنے
کی اجازت دی وہ بھی علی قدر مراتب بیٹھے اسوقت شاہ مذکور نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب کی مع
شیشہ و ساغر لایا شیشہ سے شراب جام بلورین مین بھر کے موافق اشارہ بادشاہ روبرو اکبر برق رو کے لیجاکر
جام مے دینے لگا اکبر برق رو نے کہا مین ابھی شراب نہ پیونگا تاوقتیکہ یہان کے تمام آدمیون کو سلمان نہ کرونگا ساقی
یہ سنکے بادشاہ کیطرف دیکھنے لگا شاہ نے کہا اگر یہ جوان شراب سے انکار کرتا ہی تو نہ پلاؤ ہمکو اسکی خوشی خاطر
منظور ہی اب ہمکو اور ہمارے اہل دربار کو شراب پلا ساقی کاربند ہوا جب سبکو شراب پلا چکا کشتی اٹھا کے
دربار سے چلا گیا بعد جانے ساقی مذکور کے وقت برخاست دربار اپنے وزیر اعظم شمس سے کہا اس جوان
کو ہمراہ اپنے لیجا ہمارے مکانات سے ایک مکان مین اسکو لیجاکے دعوت و ضیافت اس کی
کر خاطر داری و مہمان نوازی سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کر وزیر نے حسب ارشاد بادشاہ عمل کیا
بعد کئی روز کے ایک روز اپنے دربار مین اپنے تمامی شہر کے علما و اکابرین کو طلب کیا بعد انکے آنیکے
اکبر برق رو کو بلاکر قریب اپنے تخت کے بٹھاکر کہا ہمنے سنا ہی کہ تم واسطے ہماری ہدایت کے یہان آئے
ہو ہم بھی چاہتے ہین کہ آج اس منبر پر جاکر وعظ و پند سے راہ دین حق دکھاؤ اور ہمارے علما اور ہمسے
بحث کرکے اپنی تقریر دلپذیر سے ہمین قائل کرو اگر ہم اور علمائے دین ہمارے قائل ہو جائینگے دین تمہارا
اختیار کرینگے ورنہ اپنے ہی دین پر ثابت قدم رہینگے اکبر برق رو نے جواب دیا ہمین وعظ و پند و رہنمائی
مین کوئی عذر نہین ہی ہم محض اسیواسطے یہان آئے ہین شاہ نے یہ سنکے کہا اچھا اس منبر پر جاؤ اور ہم سب کو

بدلائل وبراہین راہ دین حق دکھاؤ اکبر برق رو فی الفور بالاے منبر گیا وعظ وپند ورہنمائی وبحث سے شاہ
مذکور وغیرہ کو قائل کرکے کلمہ پڑھاکے مسلمان کیا پھر منبر پر سے اترکے دنگل پر بیٹھا بادشاہ بہت خوش ہوکر
اکبر برق رو سے کہنے لگا قبل اسکے مین گمراہ تھا آج تمھاری رہنمائی سے راہ راست پر آیا تم نے بڑا
احسان کیا اب عقائد دین اور مسائل شرعیہ بھی تعلیم کرو اکبر برق رو نے موافق ضرورت مسائل دین تعلیم
کیے اور کہا گو ابتک شریعت ابراہیمی پر ہم ثابت قدم ہین اور آپ کو بھی ہدایت کرتے ہین کہ بعد قائل ہونے
وحدانیت خدا کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا نبی جانیے لیکن اب شریعت ابراہیمی موقوف وختم ہونے
والی ہے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونیوالے ہین کتب سماوی واکثر صحف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان افسر
انبیا ہونگے اور جامع معجزات ہونگے معجزہ شق القمر بھی وہی جناب دکھائینگے نام انکا محمدؐ ہوگا رسالت و
نبوت اون پر انکے ختم ہوگی لہذا جب وہ جناب پیدا ہوکے ہدایت دین حق کرین تو ان کی نبوت و رسالت
پر شک ہرگز نہ کرنا اپنا نبی اور رسول خدا انکو جاننا اسی طرح اور بھی کچھ باتین ہدایت آمیز کین بادشاہ نے بعد
شوق مصافحہ کیا ہاتھ اکبر برق رو کے چومکر اپنی آنکھون سے لگائے پھر سب نے بعد مصافحہ و دست بوسی اکبر
برق رو کے رتبہ اپنا بڑھایا اسی روز فریب دانا نے منادی کو حکم دیا کہ ہمارے شہر کے ہر کوچہ و بازار
مین جاکے خاص وعام کو اس ہمارے حکم سے اطلاع دے کہ اب سب قبور پرستی چھوڑکر کلمہ پڑھکر مسلمان ہون
جو کوئی مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائےگا منادی نے تعمیل حکم بادشاہ کی ہر ایک مرد وزن نے
کلمہ پڑھا سب خاص وعام مسلمان ہوے حکم بادشاہ سے مساجد بنوانے لگے جب تمام مرد و زن
مسلمان ہو چکے اور چند روز گذر چکے اکبر برق رو نے فریب دانا سے کہا اب مین اپنے لشکر مین جاؤن گا
لہذا مجھکو رخصت کیجیے شاہ نے جواب دیا ابھی مین آپ کو رخصت نہ کرونگا ہان بعد دو چار روز کے جو منظور
ہے کیا جائیگا یا تو آپکو رخصت کرونگا یا رخصت نہ کرونگا اکبر برق رو یہ سنکر خاموش رہا شاہ
مذکور نے روز دیگر تخلیہ مین جملہ اکابرین شہر کو بلاکے انسے کہا کہ اکبر برق رو جسنے ہمکو مسلمان کیا اور ہمکو راہ
دین حق دکھائی ہے جانیوالا ہے مجھسے رخصت طلب ہے مین نے تمکو محض اسواسطے طلب کیا ہے کہ درباب
اکبر برق رو مشورہ کرون اور تمسے پوچھون کہ آیا ایسے شخص کو جسنے ہم سب کو مسلمان کیا ہے اپنے پاس
سے جدا کرین یا نہ جدا کرین سبنے بعد فکر و غور کے عرض کیا اے بادشاہ ایسے شخص جنتی کو رخصت کرنا
اچھا نہین ہے ہمارے نزدیک وہ برکت کا باعث ہے اور اہل بہشت سے ہے اور متبرک ہے
گوشت و پوست ایسے برگزیدۂ باری کا لائق اسکے ہے کہ تبرک جانکے ہم سب کھاجائین تاکہ وہ جزو تن
ہو جائے اور اسکے جزو تن ہونے سے ہم سب پر آتش دوزخ حرام ہو جائے یقینی جنتی ہو جائین اگر
اے بادشاہ ہماری راے پر عمل کرنا منظور ہو تو اکبر برق رو کو بیہوش کرکے گرفتار کرکے قتل کرا
بعد ازان گوشت اسکا ذرا ذرا سا تمامی شہر کے مرد و زن پر تقسیم کر تاکہ سب گوشت اسکا کھاکے یقینی
جنتی ہو جائین بعد مرگ سیدھے بہشت مین جائین بادشاہ مذکور نے انکی تقریر سنکے نادانی وجہالت
سے ان کی راے کو بہت پسند کیا اور کہا تم لوگ سچ کہتے ہو یہ شخص اہل بہشت سے ہے جو گوشت
اسکا کھائیگا وہ بھی اہل جنت سے ضرور ہو جائیگا یہ کہکے سب کو رخصت کیا اور اکبر برق رو کو طلب کرکے
کہا آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ طعام ہمارے ساتھ تناول کرو دعوت قبول کرو اکبر برق رو نے قبول کیا

دعوت سے انکار نہ کیا نہ کچھ اندیشہ کیا چونکہ زمانۂ اجل قریب آگیا تھا کچھ بھی اس بارے مین فکر نہ کی
کہ بعد اتنے دنون کے آج بادشاہ اپنے ساتھ مجھے کھانا کھانیکو کیون کہتا ہے اسکا کیا سبب ہے
غرضکہ بہادر مذکور نے نزدیکی اجل کے سبب سے نادان ہوکے اقرار کیا کہ مین آپ ہی کے ساتھ آج
کھانا کھاؤنگا دعوت قبول کی بادشاہ نے بعد تھوڑی دیر کے وقت شام خاصہ طلب کیا جب طعام لذیذ
وخوش ذائقہ ظروف مین دسترخوان پر رکھا گیا اور اکبر برق رو بھی دسترخوان پر بیٹھا بادشاہ نے وہ طعام
جو بیہوشی آمیز تھا روبرو اُسکے رکھا وہ طعام بیہوشی آمیز کھاکے بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوا اسوقت
حکم بادشاہ سے ملازمون نے طوق و زنجیر مین اُسے گرفتار کیا تاکہ یہ جوان قوی بازو حالت گرفتاری
مین مجبور ہوکے قتل ہوجائے بعد گرفتار ہونے اکبر برق رو کے وقت سحر شاہ نے جلاد کو طلب کرکے
کہا کہ اکبر برق رو کو لیجا کر قتل کرو وہ نابکار بہادر مذکور کو کشان کشان لیچلا اسوقت خبر قتل اکبر برق رو
سے تمامی مرد و زن شہر کے جمع ہوے بادشاہ بھی بمقام قتل گیا وہ لوگ جو ساتھ اکبر برق رو کے آئے تھے
وہ بھی نالان و گریان ساتھ ساتھ اکبر برق رو کے چلے اور رو رو کر اکبر برق رو سے کہنے لگے کہ ہم چند
آدمی بادشاہ اور اُسکے لشکر گران سے کیا لڑ سکتے ہین آپکو رہا کیونکر کرسکتے ہین مجبور ہین کچھ ہمارا بس
نہین چلتا ہے اکبر برق رو نے انھین رو کر جواب دیا یارو تم میری اعانت و حمایت نکرو واقعی تمھاری
اعانت سے کیا ہوگا تم مجبور ہو نہ کرسکوگے ضرور قتل ہوجاؤگے مین چاہتا ہون کہ تم سب بعد میرے قتل
ہونے کے خدمت امیر ثانی مین جاکے میرے حال سے انھین آگاہ کرنا اور میرے بزرگون اور
دوستون کو میری جانب سے تسلیم وسلام کہدینا اور یہ بھی ضرور کہنا کہ اکبر برق رو عجب بیکسی سے
قتل ہوا آپ سب صاحبون کی حسرت دیدار دل مین لیکر دنیا سے گیا آپ حضرات کچھ رنج و ملال نکیجیے
بعوض نوحہ و الم گاہ گاہ ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شادمان کیا کیجیے گا اور اگر کبھی اسطرف
آنیکا اتفاق ہو تو میری قبر پر ضرور آئیے گا بالین قبر بیٹھکر سورۂ فاتحہ پڑھکر ثواب اسکا مجھے بخشیے گا کیونکہ مین
عاصی ہون طالب ثواب و حسنات ہون افسوس کیا مقدر نے بدی کی کہ فریب دانا کے ساتھ مین نے
نیکی کی ہدایت کرکے اُسے مسلمان کیا اُسنے بعوض نیکی بدی کی یہ امید دشمنی اُس سے نہ تھی اور میرے والد
ماجد کو جاکے امر بصبر کرنا اُنسے میری جانب سے کہنا کہ اس خادم و فدوی کے الم مین زیادہ نالہ و بکا نکیجیے گا
الحاصل اکبر برق رو ایسی ہی تقریر اپنے ہمراہیان مذکور سے کرتا ہوا جانب قتلگاہ جاتا تھا ہمراہیان مذکور
اُسکی تقریر کو سنکے بے اختیار روتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ جو کچھ آپنے کہا ہے ہم حرف بحرف امیر
ثانی اور آپکے والد وغیرہ سے جاکے کہدینگے اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہے کہ
فریب دانا نے طعام بیہوشی اکبر برق رو اور اُسکے ہمراہیون کو کھلا کے سبکو بیہوش کیا تھا اور اسواسطے
قتل کے بھیجا تھا لیکن کچھ خیال کرکے فقط اکبر برق رو کو قتل کیواسطے حکم دیا تھا اور اسکے ہمراہیونکو
طوق و زنجیر مین گرفتار کیا تھا اور وقت قتل اکبر برق رو ہمراہی اسکے سامنے تھے غرض جلاد اکبر برق رو
کو بمقام قتل لیگیا اور حسب تعین حکم بادشاہ کے واسطے قتل کرنیکے آپہنچے اسوقت اُسنے موافق قاعدہ جلادون کے
قتل کیا بادشاہ شہر اور تمامی رعایا قتل بہادر مذکور سے خوش ہوے کسیکو ملال نہوا جب اکبر برق رو قتل ہوچکا
بادشاہ نے گوشت اپنے محسن کا خود بھی کھایا اور تمامی مرد و زن کو قدرے قدرے دیا ہڈیان ایک جگہ

دفن کرادین قبر پختہ بنوادی گنبد بھی بالاے قبر بنوادیا اور معمول اپنا بروز پنجشنبہ فاتحہ خوانی کا کیا بعدہ
ہمراہیان اکبر برق رو کو قید سے رہا کیا وہ نالان و گریان جانب لشکر امیر ثانی روانہ ہوے بعد
قطع راہ لشکر امیر ثانی مین آئے امیر ثانی اور اسد غازی اور تمامی سرداران لشکر سے جو کچھ اکبر برق رو نے
وقت قتل کہا تھا بیان کیا سب کو ازحد صدمہ ہوا ہر ایک شخص گریان ہوا خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر ثانی و اسد غازی کو صدمہ بہت ہوا راوی ناقل ہی کہ جسوقت ہمراہیان اکبر برق رو نے بارگاہ
سلیمانی مین آکے رو رو کے تمام حال قتل ہونے اکبر برق رو کا بیان کیا جملہ اہل بارگاہ کو غم والم ہوا اور
اسی عالم الم مین ہر ایک سردار قبضہ تلوار کا پکڑ کے کثرت غیظ سے اپنے دنگل سے باین خیال اُٹھنے لگا
کہ اگر امیر ثانی ہمکو اجازت جانے کی دین تو ہم جا کے شاہ شہر فریبیہ کو اور اُسکے تمامی رعایا کو تہ تیغ کرین
خصوصًا اسد غازی کا عجب حال تھا کبھی تو غم فرزند نوجوان مین ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کرتا تھا
سرداران لشکر سمجھا کے منع کرتے تھے گاہ تلوار پکڑ کے اپنے دنگل سے ارادہ اُٹھنے کا کرتا تھا اور
امیر ثانی سے رو کر کہتا تھا اے امیر با توقیر فرزند میرا فریب دانا بادشاہ شہر فریبیہ کے حکم
سے قتل ہوا اب مجھے زندہ رہنا بعد اُسکے ناگوار ہی امیدوار ہون کہ اجازت جانے کی دیجیے تاکہ وہان جا کے
شاہ مذکور وغیرہ کو قتل کرون انتقام خون ناحق اپنے فرزند کا لون بادشاہ مذکور سے لڑکر مرجاؤن قبر
میری بھی میرے پسر کے برابر بنے امیر ثانی نے فرمایا اے اسد غازی صبر کرو جو ہونیوالا تھا وہ
ہوا جانا تمھارا وہان اچھا نہین ہی مین تمھین اجازت جانے کی نہ دونگا بلکہ کسی سردار لشکر کو اس طرف
جانے نہ دونگا خود ہی جاؤنگا یہ سُنکے اسد غازی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ جو اسوقت بارگاہ سلیمانی
مین بیٹھے تھے تقریر امیر ثانی کو سُنکے مجبور ہوکے اپنے عزم سے باز رہے امیر ثانی اسی وقت اجازت
بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر مرکب پر سوار ہوگئے صرف خضران بن عمر کو ہمراہ لے کے
جانب شہر فریبیہ راہی ہوئے بعد قطع راہ جب در شہر فریبیہ پر پہونچے کثرت غیظ سے نعرہ کر کے
تلوار علم کی بادشاہ شہر کو خبر امیر ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت کے
واسطے استقبال کے آیا اور بادب تمام امیر ثانی کو سلام کر کے دست بستہ کہنے لگا اے امیر ثانی
آپ نے تلوار کیون علم کی ہی مجھ سے کیا خطا ہوئی اگر بے قصور قتل کرنے کا قصد ہی تو یہ سر حاضر ہے
بسم اللہ تلوار لگائیے مجھے قتل کیجیے امیر ثانی نے اس کی اس تقریر سے ہاتھ کو روک کر کہا کہ اے
فریب دانا تم نے یہ کیا مکر و فریب کیا کہ اکبر برق رو ایسے اپنے محسن کو بمکر طعام بیہوشی آمیز کھلا کے
بیہوش کر کے بیخطا قتل کیا ہم عیوض اسکے خون ناحق کا لینے کو آئے ہین ہمین جواب صاف ہمارے سوال
کا دو اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی مین نے اکبر برق رو کو از راہ دشمنی قتل نہین کیا ہی بلکہ واسطے اپنی
بخشش کے قتل کیا ہے اور گوشت اسکا کھایا ہی تاکہ گوشت ایسے شخص متبرک و اہل جنت کا میرے جزو
تن ہو جائے اور مین بھی اہل جنت سے ہو جاؤن مجھے منظور تھا اور اہل شہر کو بھی یہ ناگوار ہوا کہ جو شخص
ہدایت کر کے مسلمان کرے وہ ہمارے شہر سے چلا جائے ایک برکت شہر فریبیہ سے چلی جائے اس ہی
وجہ سے قتل کر کے گوشت اس متبرک کا کھایا اور استخوان اسکے دفن کر کے قبر بنوادی ہے فاتحہ خوانی
کیا کرتا ہون ہمیشہ واسطے زیارت تربت اکبر برق رو کے ضرور جاتا ہون اب مین کافر نہین ہون

اہل اسلام سے ہون اور تمامی رعایا میری سب مسلمان ہیں جو امر واقعی و صحیح تھا مین نے عرض کیا ہے اب
آپ کو اختیار ہے میرے حق مین جو چاہے کیجیے امیر ثانی نے جواب دیا تم نے نہایت نادانی و بے وقوفی کی
اہل جنت ہونے کے خیال سے اکبر برق رو کو قتل کر کے گوشت اسکا کھایا سخت نادانی اور جہالت
کی کوئی بیوقوف بھی ایسی حرکت نامعقول اور ایسا گناہ کبیرہ نہین کرتا ہے افسوس مجبور ہون کہ تم اب
اہل اسلام ہو اور جہالت سے تمسے یہ فعل سرزد ہوا ہے اگر تم کافر ہوتے اور از راہ دشمنی اکبر برق رو
کو قتل کرتے تو ابھی ہم تم کو تہ تیغ کرتے شہر کو تمھارے تباہ و برباد کرتے کسی کو اہل شہر سے زندہ نہ رکھتے
یہ کہکے یاد اکبر برق رو مین آبدیدہ ہوئے پھر پوچھا قبر اسکی کہان ہے اس نے عرض کیا مین نے
قریب اپنے قصر کے قبر اس محسن کی بنوائی ہے اب ایک باغ گرد قبر ہے چلیے دیکھیے سورۂ فاتحہ
قبر پر پڑھیے یہ کہکے امیر ثانی کو اپنے ہمراہ لیکے چلا بعد قطع راہ اس باغ تو تعمیر مین پہونچا امیر ثانی
نے دیکھا کہ باغ پر بہار ہے ہر طرف چمن گلہاے رنگا رنگ کے ہین درختان میوہ دار بھی اکثر ہین کہ درمیان
چمنہاے رنگا رنگ کے مقبرہ ہے اندر مقبرہ کے قبر اکبر برق رو کی ہے امیر ثانی قبر کو
دیکھتے ہی بے اختیار روئے پھر بیٹھکر سورۂ فاتحہ قبر پر پڑھا فریب دانا نے بھی اور اس کے
ارکان دولت نے بھی سورۂ فاتحہ بالاے قبر پڑھا بعد فاتحہ خوانی اور گریہ و بکا کے شاہ مذکور امیر ثانی
کو بعد تعظیم و تکریم اپنے دربار مین لایا اور عرض کیا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے قبول نہ کر کے جواب
دیا یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو ہم متمنی و حریص تخت و تاج و حکومت نہین ہین فقط ترقی و فروغ
دین اسلام کے واسطے کد و کوشش کرتے ہین یہ کہکے اُسے تخت پر بٹھا کے ایک دنگل پر کہ
متصل تخت تھا بیٹھے بعد بیٹھنے کے اہل دربار کو بغور دیکھا سب کو بظاہر اچھا پایا ابھی امیر ثانی
اہل دربار کو دیکھ رہے تھے اور خضران بن عمرو ثانی بھی کہ دربار مین موجود تھے
اہل دربار کو دیکھ رہا تھا کہ یک فریب دانا نے ساقیان گل رخسار کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و جامہاے بلورین لے کر حاضر دربار ہوئے اور بعد سلام استادہ
شاہ مذکور سے قصد شراب پلانے کا کرنے لگے اس وقت ایک ساقی خوبرو جام شراب سے
بھر کے روبرو امیر ثانی کے لے گیا امیر ثانی نے فریب دانا سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمکو
صدمہ اکبر برق رو کے قتل ہونے کا ہے شراب نہ پیین گے کیونکہ بادہ کشی وقت خوشی ہوتی ہے
نہ ہنگام ملال ہم اسوقت خون جگر اپنا پی رہے ہین اور پی چکے ہین حاجت بادہ خواری نہین ہے
فریب دانا نے عرض کیا واقعی آپ کو صدمہ بعید ہوا ہے مجھسے نادانی و جہالت مین بڑی
خطا سرزد ہوئی ہے نہایت نادم و منفعل ہون خود مقر ہون کہ مین نے اکبر برق رو کو ناحق
قتل کیا مجھے اکابر شہر کے کہنے پر عمل ذکر نا تھا ان کی رائے سے اپنے ایسے محسن کو جس نے راہ
دین حق دکھائی جہالت و نادانی سے قتل نہ کرنا تھا امیدوار ہون کہ میری خطا معاف فرمایئے
امیر ثانی نے جواب دیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کبھی ایسی خطا نہ کرنا کسی اپنے محسن کو قتل
نہ کرنا مبتلاے خون ناحق نہونا اُسنے عرض کیا کیا مجال جو اب ایسی تقصیر کرون یہ کہہ کے ساقیون
سے کہا کشتیان شراب کی اٹھا کے لیجاؤ ہم بھی شراب نہ پیین گے ساقیان غنچہ دہن کشتیان

شراب پی دربار سے گئے فریب دانا امیر ثانی کی ثنا کرتا رہا اہل دربار خصوصًا وزیر اعظم مسمی بہ شمس شاہ مذکور سے یہ عرض کرتا رہا کہ واقعی ای بادشاہ امیر ثانی لائق مدح و ثنا ہین جو کچھ آپ کی تعریف کیجائے وہ کم ہے امیر ثانی نے یہ تقریر سنکے ارشاد کیا کہ مین ایک بندہ گنہگار و حقیر رب جلیل کا ہون لائق مدح و ثنا نہین بعد کئی ساعت کے فریب دانا نے باشارہ اپنے وزیر اعظم سے کچھ کہا اُسنے بایما عرض کیا فدوی حکم تعمیل کرے گا اس ارشاد و ایمای شاہ و وزیر کو امیر ثانی اور خضران بن عمر ثانی نے نہ دیکھا وزیر مذکور بعد ایک گھڑی کے دربار سے چلا گیا اور بعد ساعت کے دربار مین آیا فریب دانا سے باشارہ عرض کیا فدوی تعمیل حکم حضور کر آیا شاہ مذکور نے اسکے ارشارہ کی تقریر سے آگاہ ہوکے باواز بلند شمس سے کہا ای وزیر خوش تدبیر سامان دعوت وضیافت امیر ثانی کا کر اُسنے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے دربار برخاست کیا شمس امیر ثانی کو ہمراہ اپنے ایک قصر عالی شان شاہی مین کہ نہایت فرش وشیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ تھا لے گیا ہمراہ امیر ثانی کے خضران بن عمرو بھی تھا جب امیر ثانی اور خضران بن عمرو اس قصر عالی شان مین پہونچے شمس مذکور نے کہ سامان دعوت امیر ثانی کیا تھا غذا ہای لطیف وخوش ذائقہ بکاول سے طلب کرکے دسترخوان بچھوا کے ظروف پر از طعام رنگارنگ دسترخوان پر رکھوا کے دست بستہ عرض کیا امیدوار ہون کہ کچھ تناول کیجیے امیر ثانی نے فرمایا ہم صدمۂ اکبر برق رو مین ہین عیش و راحت سے اور طعام لذیذ کھانے سے فی الحال کارہ ہین اُس نے عرض کیا کچھ تو تناول کیجیے اُسکے کہنے سے امیر ثانی نے چند لقمہ اس غذا کے کھائے جو اسوقت دسترخوان پر سب غذا اُن مین لذیذ و خوش ذائقہ نہ تھے بعد تناول غذای مذکور کے امیر ثانی نے شراب بھی نہ پی شمس نے اس قصر مین چہار طرف ہار گلہای خوشبو کے اپنے ملازمان و نمک خواران شاہ سے ساتھ طریقے کے آویزان کرائے سقف و در و دیوار کو ہارون سے گل پوش کرادیا قصر کو خوشبو نہایت کرادیا خوب لبا دیا پھر امیر ثانی سے عرض کیا آپ آرام فرمائین مسہری پر تشریف لیجائین یہ شب براحت و آرام بسر کرین مین جاتا ہون یہ کہکے امیر ثانی سے رخصت ہوکے چلا گیا امیر ثانی اور خضران بن عمرو اسی قصر مین رہے چونکہ شمس مذکور نے روئی اپنی سوراخہای بینی مین رکھ کے اور تمام اُسکے ملازمون اور نگہبانون فریب دانا نے بھی پنبہ بینی مین رکھ کے عطر بیہوشی آمیز اُن ہار پھولون پر بکثرت لگادیا تھا بعد جانے اون سب کے امیر ثانی اور خضران بن عمرو بوی عطر بیہوشی آمیز سے تھوڑی ہی دیر مین بیہوش ہوے صبح کو وزیر شمس نے سوراخہای بینی مین روئی رکھکے اپنے ملازمون سے امیر ثانی و خضران بن عمرو ثانی کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرایا پھر بعد خوشی ہوشیار کراکے روبروی فریب دانا دربار مین لایا اور شاہ مذکور امیر ثانی کو اسیر دیکھکر خوش ہوا اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی کو لیجاکر قتل کر سر انکے کاٹ کر میرے روبرو لائے جلاد کے آگے بڑھکر چاہا کہ باندھ امیر ثانی کا پکڑے اور کشان کشان لیجاکے

اسوقت امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی نے فریب دانا سے کہا او رمحسن کش کیا
عوض نیکی تیرے نزدیک بدی ہے جو تونے حکم ہمارے قتل کا دیا ہے ہم نے تیرے ساتھ
کیا دشمنی کی ہے کہ تو ہمسے عوض اس عداوت کا لیتا ہی او ظالم قہر و غضب خدا سے ڈر اس
اس ظلم و بدعت سے باز آ ہمین قتل نہ کر اس نے جواب دیا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرانا ہی
میرے نزدیک مناسب ہے ہرچند تم نے کوئی خطا اور کسی طرح کی کوئی دشمنی نہین کی ہی لیکن مین
تمسے خائف ہون اکبر برق رو کو قتل کر کے تمکو صدمہ دے چکا ہون یہ صدمہ تمھارے دل سے
تا زندگی دور نہوگا جب تم مجھے دیکھوگے یا میرا خیال کروگے کہ اس نے ہمارے لشکر
کے ایک سردار اکبر برق رو کو ناحق قتل کرایا ہے گوشت اسکا کھایا ہے اس سے بھی بدتیمنی
پیش آنا چاہیے اور جب مین تمھین دیکھونگا یا تمھارا خیال کرونگا یہ اندیشہ ضرور ہوگا کہ ایک
روز امیر ثانی مجھسے عوض خون اکبر برق رو کا یقینی لینگے اور مجھے بھی ضرور قتل
کرینگے لہذا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرنا ہی میرے نزدیک بہتر و لازم ہے اور دشمنی
تم سے کرکے امید نیکی کی تمسے رکھنا خلاف عقل ہی تم نے وہ حکایت شاید نہین سنی جو عوض
دوستی دشمنی پر دال ہے امیر ثانی نے پوچھا وہ حکایت کیا ہے بیان کر اسنے کہا اے امیر
ثانی کسی زمانے مین ایک سازندہ مجیرہ بجانے والا استاد اور کامل اپنے فن مین مشہور تھا
اور ایک فرزند اسکا نوجوان تھا وہ بھی مجیرہ خوب بجاتا تھا ایک روز حسب اتفاق وہ
سازندہ جو استاد اپنے فن مین مشہور تھا قریب اپنے مکان کے ایک باغ پر بہار مین بیٹھا
ہوا تنہا مجیرہ بجا رہا تھا ناگاہ گوشہ باغ سے ایک مار سیاہ کفچہ دار صدا مجیرے
کی سنکے نہایت بیتاب ہوکے اپنے مسکن سے نکل کے قریب اس سازندہ کے آیا اور
آواز مجیرے کی سنکے کہ بہتر از بین تھی بگوش سننے لگا سازندہ اس مار سیاہ کو دیکھ کر مشتاق
صدائے ساز جان کے بے خوف ہوکے ساز نوازی مین زیادہ کوشش کرنے لگا
مار سیاہ صدائے ساز سن کے اور نہایت خوش ہو ہو کے عالم وجد مین جھومنے لگا
اور گویا مانند صوفی کے حال لانے لگا سازندۂ مذکور نے تا دیر ساز بجاکے ساز نوازی
موقوف کی اسوقت وہ مار سیاہ جلد اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے منھ مین دبا کے
مسکن سے اپنے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے اشرفی روبرو اس سازندہ
کے رکھ کے اپنے مسکن کی طرف چلا گیا سازندے نے خوش ہوکے وہ اشرفی اٹھا کر
اپنی جیب مین رکھ لی اور کہا علم موسیقی مین بھی عجب اثر ہے کہ انسان تو اشرف المخلوقات
اور صاحب فہم و ادراک ہے حیوان یعنے سانپ تک اس علم موسیقی کو دوست رکھتے
ہین دل سے گانا سننا پسند کرتے ہین اور بے اختیار ہوکے عالم وجد مین جھومتے ہین اور
انسان تو اس علم کی قدر کرتے ہی ہین لیکن حیوان بھی قدر کرتے ہین جس طرح کہ قدر دانی
اس مار سیاہ نے اس علم کی کی ہے اور ایک اشرفی تھوڑی دیر گانا سنکے دی ہے یہ باتین
کرکے باغ سے نکل کر اپنے گھر مین آیا اور اس اشرفی کو اپنے صرف مین لایا دوسر

روز اسی وقت اسی باغ مین گیا اور مجیرہ اسی طور سے بجانے لگا وہ سانپ آواز ساز ندکور کی سنکے
بصد شوق اپنے مسکن سے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے بیٹھا گانا سننے لگا
اور خوش ہوکے وجد مین آکے زمین پر لوٹنے لگا جب وہ سازندہ ساز بجا چکا اور
ساز مین کئی غزلین گا چکا پھر ساز کو ہاتھ سے رکھکر قصد جانے کا کرنے لگا وہ سانپ
حسب قاعدہ روز اول اپنے مسکن سے ایک اشرفی لایا اور اس اشرفی کو سازندے
کے آگے رکھکر چلا گیا سازندے نے خوش ہوکے اشرفی اٹھالی اور اپنے گھر آیا چونکہ
لالچ بہت ہی بڑی بلا ہوتا ہے سازندہ حسب دستور روز اس باغ مین جانے لگا کئی سال
تک اسی طرح سازندہ مذکور باغ مسطور مین جایا کیا اور مار سیاہ مذکور بعد گانا سننے کے
ایک اشرفی اسنے دیا کیا قضاے کار ایک روز اس سازندے کو اپنی برادری مین جانا
ضرور تھا کیونکہ اسکی برادری مین کسی شخص کی شادی تھی اسوجہ سے اس نے اپنے فرزند
سے کہا کہ اے نور نظر مین تو حسب الطلب شادی مین جاتا ہون تو ضرور اس باغ مین جانا اور
مجیرہ زیر درخت تمر ہندی بیٹھکر بجانا ایک مار سیاہ آئیگا وہ سامنے تیرے بیٹھے گا اور گانا
سننے لگے گا تو اس سے خوف نہ کرنا جب تو ساز بجا چکے گا وہ سانپ اپنے مسکن سے ایک
اشرفی لاکر تجھے دیگا تو اس اشرفی کو نے لیجیو اور اپنے صرف مین لائیو مجکو وہ سانپ
کئی سال سے ہر روز ایک اشرفی دیتا ہے فرزند مذکور نے کہا اچھا مین جاؤنگا تم شادی
مین جاؤ سازندہ مسطور یہ تقریر اپنے فرزند کی سنکے اپنی برادری مین یا کسی اہل زر کی شادی
مین گیا یہان اس لڑکے نے اس باغ مین جاکے املی کے درخت کے نیچے بیٹھ کر مجیرہ
بجایا وہ سانپ حسب دستور اپنے مسکن سے نکل کر زیر درخت تمر ہندی آیا دیکھا
کہ ایک نوجوان ساز بجا رہا ہے وہ بڈھا جو روز ساز بجاتا تھا نہین ہے یہ دیکھکر مار سیاہ اپنے
دل مین کہنے لگا مجھے جوان ضعیف سے کیا غرض مطلب گانا سننے سے ہے اور ایک اشرفی دینے
سے ہے یہ دل مین کہہ کے گانا سننے لگا اور عالم وجد مین زمین پر لوٹنے لگا جب وہ نوجوان ساز
بجا چکا سانپ اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے منھ مین دبا کے لایا اور سامنے اس
نوجوان سازندے کے رکھکر ارادہ اپنے مسکن مین جانے کا کیا اسوقت سازندہ مذکور
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ باپ میرا چونکہ بڈھا ہو گیا ہے عقل بھی اس کی ضعیف ہو گئی ہے کئی سال
سے یہ سانپ ایک اشرفی روز دیا کرتا ہے دل مین خیال نہ کیا کہ یہ اشرفی کہان سے لاتا ہے یقینی یہ زمین
کوئی خزانہ ہوگا اسی خزانہ سے یہ اشرفی لاتا ہے شاید اسکا مالک محافظ ہے پس ہر روز ایک اشرفی
لینے سے کیا فائدہ کوئی کام مانند شادی یا تعمیر مکان کے ایک اشرفی سے نہین نکلتا ہے یکبارگی
کل خزانہ لینا چاہیے اور اس سانپ کو مارنا چاہیے مین مثل اسکے خارج از عقل و فہم نہین
ہون نوجوان ہون عقل بھی میری نوجوان ہے مین آج ہی اس سانپ کو مارکر اسکے مسکن سے خزانہ
نکالکر مکان مین اپنے لیجاؤنگا حسب دلخواہ عیش و راحت کرونگا پس یہ خیال بیہودہ کرکے
ایک لکڑی موٹی سی لیکر اس سانپ پر ماری وہ اسکی دم پر پڑی مار سیاہ نے برہم ہوکے جھپٹ کے

اُس نوجوان سازندے کی پنڈلی مین کاٹا بعد کاٹنے اپنے دشمن کے اپنے مسکن مین چلا گیا دُم کے ٹوٹ جانے کا اور ضرب چوب کا صدمہ اُٹھایا ادھر یہ نوجوان سازندہ مار سیاہ مذکور کے کاٹنے اور اثر زہر سے زمین پر گرا چونکہ وہ باغ ویران تھا مالک باغ فکر شادابی و درستی باغ نکرتا تھا ہوجہ سے کوئی آدمی بھی اُس باغ مین برائے نگہبانی نہ تھا خبر جوان مذکور کی کون لیتا تھوڑی دیر مین کثرت سم مار سیاہ سے وہ جوان حریف زر تڑپ کے مر گیا گوشت اسکا پانی ہو کے بہنے لگا کسی کو اس کے حال سے خبر بھی نہ ہوئی جب وہ جوان گئی پہر گھر مین اپنے نہ آیا اسکے عزیزون کو تردد ہوا واسطے تلاش کے گھر سے نکلے جا بجا اُسے ڈھونڈنے لگے تلاش کنان اس باغ مین بھی گئے دیکھا کہ وہ جوان زیر شجر پڑا ہے گوشت اسکا فرط زہر مار سیاہ سے پانی ہو کر بہ رہا ہے کھوپری شق ہو گئی ہے ہمہ تن نیلگون ہو گیا ہے یہ حال اس کا دیکھکر سب رونے لگے اور کہنے لگے مقرر اسکو کسی مار سیاہ نے کاٹا ہے اب اس کا زندہ ہونا محال ہے بلکہ ناممکن ہے کیونکہ استخوان باقی رہ گئے ہین گوشت بہت سا پانی ہو کے بہ گیا ہے یہ باتین کرتے کچھ لوگ تو وہین کھڑے رو یا کئے کچھ عزیز اس نوجوان کے جلد اُسکے باپ کے پاس گئے اور تمام حال اُس کے فرزند کا اُس سے کہا وہ روتا پیٹتا وہان سے باغ مین آیا دیکھا عجب حال فرزند کا ہے سر شق ہے تمام تن نیلگون ہے گوشت تن کثرت زہر مار سیاہ سے مانند آب کے بہ رہا ہے مرا ہوا پڑا ہے یہ حال دیکھکر بے اختیار بہت رویا پھر دل مین خیال کیا یقیناً میرے فرزند کو اُسی مار سیاہ نے کاٹا ہے جو مجھے ہر روز ایک اشرفی دیا کرتا ہے سنا ہے کہ جو سانپ جس کسی کو کاٹے اگر کوئی شخص منتر کے زور سے اُسی سانپ کو بلائے اور وہ سانپ زہر چوس لے تو وہ شخص زندہ ہو جاتا ہے پس اُس وقت کسی منتر جاننے والے کی کچھ ضرورت نہین ہے خود ہی ساز بجانا چاہیے وہ مار سیاہ میری آواز ساز کا عاشق ہے صدائے ساز سنتے ہی ضرور آئیگا نیلے مین اُس سے شکایت کرونگا پھر کہونگا میرے فرزند کو اگر کاٹا ہے تو اب زہر چوس لے تا کہ یہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے یقین ہے کہ میرے اس کہنے سے وہ مار سیاہ میرے کہنے پر عمل کریگا لڑکا میرا زندہ ہو جائیگا یہ خیال کر کے اُسی صدمہ و غم مین ساز اپنے فرزند کا اٹھا کے بجانے لگا وہ مار سیاہ صدائے ساز سنتے ہی اپنے مسکن سے نکل کر بمشکل سامنے اُس سازندے کے آیا اُس نے اُسے دیکھتے ہی رو کر کہا ہے مار سیاہ یہ تو معلوم ہو کہ میرے فرزند نے کیا خطا کی تھی کہ تو نے کاٹ کر ہلاک کیا اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ میرے فرزند کی صحت و سلامتی کی فکر کر یعنی جس جگہ تو نے کاٹا ہے اُسی جگہ مُنھ رکھ کے تمام زہر چوس لے وہ سانپ تمام تقریر سازندہ مذکور کی سنکے اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی حسب معمول لاکے اُس سازندے کے روبرو رکھ کے خدا سے یون دعا کرنے لگا کہ الٰہی خالق انسان و حیوان تو ہر اک شَے پر قادر ہے چاہتا ہون کہ اپنی قدرت کاملہ سے مجھے گویائی ایسی عطا کر کہ اس سازندے سے اسی کی زبان مین کلام کرون اس کے سوالات کا جواب دون چونکہ وہ زمانہ اور وقت سچا تھا حق تعالیٰ کو قدرت نمائی اپنی منظور ہوئی دعا اُس مار سیاہ کی فی الفور قبول ہوئی گویائی اُسے عطا ہوئی سانپ نے بزبان فصیح اُس سازندے

سے کہا اے شیخ آگاہ ہو کہ آج یہ فرزند تیرا یہان آکے ساز بجانے لگا مین صداے ساز سنکے اپنے مسکن سے اسی شجر کے نیچے آیا دیکھا کہ یہ نوجوان ساز بجا رہا ہی پہلے مین نے تمھین دیکھ کر مسکن مین اپنے جانے کا ارادہ کیا بعدہ آواز ساز کی جو مرغوب زیادہ ہوئی سننے لگا جب پسر تیرا ساز بجا چکا حسب معمول مین نے ایک اشرفی اُسے لا کے دی پھر اپنے مسکن مین جانے کا ارادہ کیا تمھارے فرزند نے مجھے ایک لکڑی زور سے ایسی ماری کہ جسکے ضرب سے دیکھو دم میری ٹوٹ گئی مین نے برہم ہو کے اُس کے پاؤن مین کاٹا یہ میرے زہر سے مرگیا اب یہ میرے زہر چوسنے سے ہرگز جانبر نہوگا کیونکہ گوشت اسکا بوجہ میرے زہر کے بہ گیا ہی فقط ہڈیان رہ گئی ہین ہان اگر فی الفور تم یہان آتے اور مجھ سے کہتے توالبتہ مین زہر چوس لیتا یہ اچھا ہو جاتا رونا تمھارا اور شکایت تمھاری بیکار و عبث ہی اسنے مجھ سے دشمنی کی مین نے اسکے ساتھ عداوت کی جاؤ اسکو یہان سے اُٹھا کے دفن کرو اور اب تم یہان کبھی ساز بجانے نہ آنا مین ہرگز تمھارے ساز کی صدا نہ سنونگا نہ اشرفی دونگا اگر تم اب یہان آؤگے تو اچھا نہوگا میرے اور تمھارے محبت نہوگی بلکہ ایک نہ ایک روز دشمنی ہوگی کیونکہ جب تم مجکو دیکھوگے یہ فرزند تم کو یاد آئیگا خیال کروگے کہ اسی مار سیاہ نے میرے فرزند کو کاٹا تھا اس کو بھی کسی طور سے مارنا چاہیے عوض اپنے فرزند کے ہلاک کرینگا اس سے لینا چاہیے یہ خیال کر کے ضرور تم مجکو کسی طور سے مار ڈالوگے اور مین تمکو جب دیکھونگا تم سے خائف ہونگا یہ خیال ضرور کرونگا کہ اس کے فرزند کو مین نے کاٹا ہی یہ بھی دشمن جان میرے ہین ان سے بھاگنا چاہیے غرض باہم میرے اور تمھارے عداوت قلبی رہے گی کبھی صفائی نہوگی تمھارے دل سے عداوت نہ جائیگی مجھے تم سے اطمینان نہوگا خوف دشمنی کا ہوگا یہ کہکے مار سیاہ اپنے مسکن مین چلا گیا سازندے نے قائل ہو کے فرزند کو اپنے کلمات سخت کہکے استخوان اُسکے اُٹھائے قبرستان مین لیجا کے دفن کیے پس اے امیر ثانی اگر مین تم کو اسوقت قابو پا کے قتل نہ کرون اور چھوڑ دون اول تو تم اسی وقت مجھ کو قتل کر دوگے اگر بخیال تنہائی اسوقت قتل نہ کروگے تو جب قابو پاؤگے اور جب اکبر برق رو کو یاد کروگے مجھے بقول اسی مار سیاہ کے مار ڈالوگے عوض خون اکبر برق رو کا مجھ سے لوگے اور مین مثل اسی مار سیاہ کے تم سے مدام ڈرونگا لہذا تمھارا قتل کرانا ہی میرے حق مین بہتر ہی اور مصلحت وقت یہی ہی کہ تمھین قتل کراؤن کیونکہ تم اسوقت میرے قابو مین ہو تمھارے قتل کرانے سے خوف و اندیشہ میرے دل سے دفع ہو جائے گا امیر ثانی تقریر اُسکی سنکے مجبور ہو کے خاموش رہے سمجھے کہ یہ ظالم رحم نہ کریگا ضرور قتل کریگا ہرچند مین قبل ازین انتقام خون اکبر برق رو اس سے نہ لیتا مگر اس نابکار نے خوف جان سے مجھے بمکر و فریب گرفتار کر کے ارادہ قتل کرانے کا کیا ہی خیر جو خواہش تقدیر افسوس کہان سے کہان قضا نے گرائی حسرتین دل ہی مین رہین تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ وغیرہ کفار کو مسلمان یا تہ تیغ نہ کیا وقت قتل اپنے عزیزون اور دوستون کو نہ دیکھا لشکر مین اپنے اجل نہ آئی ابھی امیر ثانی اپنے

دل مین یہ کہ رہے تھے کہ قریب دانا نے جلاد سے کہا جلد لیجا کر امیر ثانی اور خضران کو
تہ تیغ کر وہ نابکار بحکم بادشاہ ستمگار امیر ثانی وخضران بن عمرو ثانی کو کشان کشان
اُس جگہ لے گیا کہ جہان اُس کو قتل کرنا منظور تھا اِدھر قریب دانا نے منادی کو حکم دیا
کہ تو جلد جا کر تمامی شہر و قریہ کے خاص و عام کو قتل ہونے امیر ثانی وخضران
سے آگاہ کر وہ حسب الحکم گیا تعمیل حکم کی خاص و عام کو قتل امیر ثانی وخضران
سے جو اطلاع ہوئی جوق جوق گروہ گروہ ہر ایک کوچہ و بازار سے بصد اشتیاق سیر
و دید قتل امیر ثانی آنے لگے اور جہان امیر ثانی کو جلاد واسطے قتل لے گیا تھا وہان
جمع ہونے لگے باہم خوش ہونے لگے اور کہنے لگے آج گوشت ان دونون مسلمانون کا
بھی کھائینگے ہم لوگون کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہے اگر بظاہر مسلمان ہوئے ہین
بباطن اپنے مذہب و طریقہ قدیم پر ہین بادشاہ ہمارا اور وزیر شمس وغیرہ جملہ کبار
و صغار شہر بدستور اپنے مذہب پر ہین اگرچہ بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اگر بھی قباد کو قتل کرکے
گوشت اُسکا کیونکر کھاتے اور اب امیر ثانی وخضران کیونکر قباد ہوئے قتل کیے جاتے
وہ لوگ باہم یہ باتین کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے امیر ثانی وخضران سنتے تھے
ابھی مردمان شہر جمع ہو رہے تھے اور گفتگو بے ہنگام باہم کر رہے تھے کہ جلاد نے ریت
کا چبوترہ بنایا اُس پر بوریہ ہلاکت کا بچھایا امیر ثانی وخضران کو اُس بوریہ پر بٹھا کے گردن
پر کوئلہ کا خط دیا اور کہا اے امیر ثانی و اے خضران تھوڑی دیر مین تم دونون کے سر و
گردن مین جدائی ہو جائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہ جائینگی لہذا جو گرسنہ ہو تو جس طعام
پر رغبت ہو کھا لو اگر پیاسے ہو تو پانی پی لو جو کچھ کہنا ہو کہو یا کسیکو دیکھنا ہو یہان دیکھ لو
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا رشتہ حیات قطع ہو جائیگا امیر ثانی وخضران بن عمرو ثانی
نے اُسکو جواب دیا او جلاد اسوقت آب و طعام کی خواہش نہین ہے غم سے سیر ہین خون جگر پی
رہے ہین تجھ سے وصیت کرتے ہین کہ خبر ہمارے قتل ہونے کی ہمارے لشکر مین جا کے بادشاہ
لشکر اسلام وغیرہ سے کر دینا مرکب ہمارا اور سلاح جنگ اور یہ باسنے عیاری کے ہمراہ اپنے لیجانا
بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیدینا اور تمام حال ہمارے قتل ہونے کا مفصل کہنا اسوقت
دل چاہتا ہے کہ اپنے اعزہ و احبا کو دیکھین اُن سے کچھ باتین کرین جلاد نے ہنس کر
جواب دیا سوا آب و طعام اور کوئی حسرت تمھاری نہ نکلیگی جو تم نے مجھ سے کہا ہرگز مین
تمھاری وصیت پر عمل نہ کرونگا ہنوز جلاد نابکار یہ کہ رہا تھا کہ حکم قتل قریب دانا نے دیا جلاد
نے قتل کرنے مین تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا حکم شاہ مذکور نے واسطے قتل
کرنے کے دیا پھر جلاد نے تامل کیا قتل نہ کیا تیغہ علم کیے سر پر کھڑا رہا ایسے وقت مشکل
مین امیر ثانی وخضران نے خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا دفعتًا جانب صحرا
سے غبار بلند ہوا سب جانب غبار دیکھنے لگے جلاد بھی دیکھنے لگا اُسی وقت قریب دانا نے
تیسرا حکم واسطے قتل کرنے امیر ثانی وخضران کے دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنیکا کیا ناگاہ

پنجۂ ہوا سے دامن غبار پارہ پارہ ہوا ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار دن کی جمعیت
سے پیدا ہوا اور یہی سے اس نقابدار نے نعرہ کیا اور کہا ای جلاد خبردار خبردار امیر
ثانی اور خضران کو قتل نہ کرنا جلاد نعرۂ نقابدار سے گھبرایا فریب دانا نے بجمعیت سپاہ
کثیر آکے جلاد سے کہا جلد ان دونوں کا کام تمام کر مددگار امیر ثانی کا آپہونچا جلاد نے
قصد قتل کیا ناگاہ نقابدار گوہر پوش نے ایک تیر ایسا مارا کہ جلاد کے سینہ پر نگینہ پر پڑا
اور پشت سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا امادہ قتل امیر
ثانی وخضران پر تھا خود ہی ہلاک ہوا فریب دانا نے یہ حال دیکھ کر متردد ہو کے جلد
دوسرے جلاد کو طلب کیا جب تک جلاد دیگر آئے امیر ثانی نے جوش شجاعت مین آکے
نعرۂ نقابدار گوہر پوش کا سنکے زور کر کے ہتکڑیان اور بیڑیان اور طوق آہنی کو اپنے تن سے
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر جدا کیا اور تیغہ جلاد مقتول کا اُٹھا کے خضران کی ہتکڑیون
کو کاٹا سلاسل کو اُس کے تن سے جدا کیا اس اثنا مین نقابدار گوہر پوش بھی قریب
آگیا امیر ثانی نے تیغہ پکڑ کر نعرہ کر کے فریب دانا پر حملہ کیا خضران بن عمرو ثانی بھی
قید سے رہا ہو کے تیغہ ایک سوار سے چھین کے اُسے تیر مار کے ہلاک کر کے ہمراہ امیر ثانی
کے کفار پر حملہ آور ہوا اس اثنا مین نقابدار گوہر پوش بھی آپہونچا فریب دانا
یہ رنگ دیکھکر مع اپنی سپاہ کے آگے بڑھا اور اپنے مردمان سپاہ سے کہا امیر ثانی اور
خضران کو جلد قتل کرو اور اس نقابدار گوہر پوش کو بھی تہ تیغ کرو کفار بہ تیغ وسپر ونیزہ
وگرز لڑنے لگے نقابدار بھی شریک جنگ ہوا لڑائی ہونے لگی امیر ثانی اور نقابدار کفار کو تہ
تیغ کرنے لگے کفار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی تین ساعت خوب لڑائی ہوئی
بعد ازان کفار بیدل ہو کے بھاگنے لگے نقابدار گوہر پوش نے بڑھکر فریب دانا
کو تہ تیغ کیا سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کیا امیر ثانی نے وزیر اعظم مسمے بہ شمس کو بعد جنگ
قتل کیا کفار شاہ و وزیر کے قتل ہو جانے سے بے اختیار بھاگے امیر ثانی اور نقابدار
گوہر پوش نے برہم ہو کے اُن کا تعاقب کیا کسیکو بھاگنے نہ دیا سب کو گھیر کر قتل کیا
پھر اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا کہ وہ سب کافر تھے بظاہر مسلمان بنتے جب وہ امان طلب
ہوئے اور بصدق دل مسلمان ہوئے امیر ثانی نے انکو امان دی اور فرزند فریب دانا کو
کہ نام اُسکا فہیم تھا مسلمان کر کے تخت نشین کیا پھر نقابدار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے
پوچھا ای نقابدار تمھارا کیا نام ہے تم نے ہماری اعانت کی ہے وقت بد مین مدد کی ہے چاہتے
ہین ہم کہ تمھارے نام سے آگاہ ہوں تم سے بھی نیکی کرین اُسنے جواب دیا ای امیر ثانی بہادرون
کا نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ مین نام اپنا نہ بتاؤنگا اگر مجھ سے نیکی کرنا منظور ہے تو بانے
صاحبقرانی کے ابھی میرے حوالے کر دیجیے اب مین صاحبقرانی کرون گا زمانہ بہت ہوا کہ آپ
آپ صاحبقرانی کر رہے ہین اگر آپ بخوشی بانے صاحبقرانی کے نہ دیجیے گا تو بزور شمشیر
ایک روز آپ سے لے لونگا اسی روز نام بھی اپنا بتا دونگا امیر ثانی نے فرمایا اگر تم کو اپنی

قوت بازو پر ناز ہے تو بزور شمشیر مجھ سے بانے صاحبقرانی کے یے لینا نقابدار یہ سنکے ہمراہ اپنی سپاہ
کے یہ کہہ کے جانب صحرا چلا گیا کہ ای امیر ثانی اسوقت تو مین جاتا ہون ایک نہ ایک روز
آکے آپ سے بانے صاحبقرانی کے بزور شمشیر ضرور لے لونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون
مجھے بانے صاحبقرانی کے چاہیے ہین امیر ثانی اُس کی تقریر سنکے مسکرا ئے وہ تو سوے صحرا گیا
امیر ثانی فہیم پسر فریب دانا سے رخصت ہو کے خضران بن عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر مرکب اپنا اور
سلاح جنگ طلب کر کے سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے کر نیکے ایک صحرا مین پہونچے ہنوز اُس صحرا سے آگے بڑھے تھے کہ دفعتاً
مانند برق کے ایک پنجہ جانب فلک سے گرا امیر ثانی کو پشت فرس سے اُٹھا کر لیگیا سوے فلک جاکر
غائب ہوا خضران بن عمرو ثانی متحیر ہو کے محزون و مغموم ہوا بعدہ مجبور و ناچار ہو کے کچھ نشان
امیر ثانی کا نہ پا کے اشک ریزان مرکب امیر ثانی کا لیکر وہان سے چلا بعد قطع راہ اپنے لشکر
مین آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو باقاعدہ سلام کیا پھر تمام حال فریب دانا کے مکر و فریب
کا اور حال لڑائی کا اور احوال نقابدار گوہر پوش کا اور تباہی شہر فریبیہ کا اور حال
پنجے کے گرنیکا اور امیر ثانی کو لیجانے کا مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حال
امیر ثانی سن کے صدمہ ہوا فرمایا افسوس ایسے وقت مین امیر ثانی کو پنجہ اُٹھا کے لے گیا کہ
جس زمانے مین تمثال آئینہ رو سے مقابلہ و مجادلہ ہے سردار نامی لشکر مین نہین ہین یہ
فرما کے افسردہ خاطر ہوے سرداران لشکر موجودہ بھی حالات امیر ثانی سن کے غمگین و محزون
ہوے جملہ صغار و کبار کو صدمہ و الم ہوا وہ خوشی و شادمانی جو دلون مین تھی سب کے
دلون سے امیر ثانی کے حالات سنکے دور ہوئی لشکر مین فقط امیر ثانی کے ہونے سے سناٹا سا
ہو گیا اکثر سواران لشکر باہم کہنے لگے امیر ثانی کے دم سے بڑی قوت تھی گو سرداران نامی
لشکر مین نہ تھے امیر ثانی تو تھے فقط اُنھین کی وجہ سے دل کو ہر طرح تقویت تھی اب دیکھیے کیا
ہوتا ہے تمثال آئینہ رو وغیرہ دشمن قوی ہین فی زمانہ لڑتے ہین یا نہین غالباً نہ اسیسے
زمانے مین طبل جنگ بجوائین گے قتل و بربادی و تباہی لشکر اہل اسلام چاہین گے بعض
بعض سوارون نے انکو جواب دیا ای برادران یہ کیا کلمات بیدلی و یاس و خوف دشمن اپنی
زبان پر جاری کرتے ہو نظر اعانت خدا پر رکھو اگر امیر ثانی کو پنجہ اُٹھا کے لے گیا ہے اور نہ
واسطے ہم سب کی اعانت کے نہین ہین تو خدا تو ہے غرض اسی طرح لشکر اہل اسلام مین صغار
و کبار کو تردد و فکر ہے ہر ایک خیالات جداگانہ کرتا ہے سب کو صدمہ ہے سپاہ اہل اسلام کا تو
یہ حال ہے جو لکھا گیا مگر اب احوال تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
سے شاہزادہ رستم ثانی و لندھور ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ و سہراب بن
لندھور و شاہزادہ فیروزہ تیغ زن و جدید شاہ و سرشار شاہ کو جنگ مغلوبہ
مین ہاہوت جادو نے بزور سحر اسیر کر کے قید کیا ہے اور لاجورد شاہ نے طبل
آسائش بجوایا ہے تاہنوز طبل جنگ نہین بجوایا ہے تمثال آئینہ رو نے ایک نامہ

قرنامے قوق بن کرنامے کوک اژدرچشم کو کہ نہایت زبردست و نامی سردار ہے لکھا ہے
اُسکے آنے کا منتظر ہے ابھی وہ سردار نا بکار نہ آیا تھا کہ ہرکارون نے لشکر کفار کے حال امیر
ثانی سے آگاہ ہو کے تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ کے پاس جا کے عرض کیا کہ ای خداوند
فی زمانہ امیر ثانی جانب شہر فریبیہ گئے تھے وہان جا کے فریب دانا وہان کے بادشاہ کو
بعد گرفتاری و رہائی قتل کر کے اس طرف کے عازم ہوے تھے کہ اثنائے راہ مین ایک
بچہ اُنھین اُٹھا کے لے گیا خضران بن عمرو ثانی مرکب امیر ثانی کا لایا ہے لشکر اسلام مین
ہر اک محزون و غمگین ہے ادھر تمثال آئینہ رو نے یہ خبر ہرکارون سے سُنکے مسکرا کے کہا
تم ہم سے یہ خبر کیا بیان کرتے ہو ہمارے فعل کی ہمین کو خبر دیتے ہو ہمین نے امیر ثانی پر
اپنا قہر و غضب نازل کیا ہے ایک فرشتۂ عذاب کو حکم دیا ہے کہ اُسے اُٹھا کے ہمارے بنائے ہوے
جہنم مین ڈالدے اور ہمیشہ اُسی جہنم مین رکھے کبھی نار شعلہ ور سے باہر نہ نکالے پس وہ
بچہ وہی ملک عذاب تھا جو امیر ثانی کو اُٹھا لے گیا ہے یہ تقریر معقول ہمین نے کی ہے ہرکارے
تو یہ سُنکے چلے آئے مگر وہ لوگ مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو تھے اور سامنے اُسکے موجود تھے
اُنھون نے عرض کیا بیشک آپ خداوند ہین آپ ہی نے امیر ثانی کو بذریعہ فرشتہ عذاب داخل
نار دوزخ کیا ہے تمثال آئینہ رو تقریر اپنے مقربان درگاہ کی سُن رہا ہے نقاب منھ پر ڈالے
تخت پر بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہے ریش دراز پر خوش ہو کے ہاتھ پھیر رہا ہے گاہ اپنی مونچھون
کو درست کرتا ہے اور کلمات کبر و نخوت زبان پر جاری کرتا ہے ادھر لاجورد شاہ حال
امیر ثانی سے باخبر ہو کے اپنے دربار مین اپنے ہوا خواہون سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
منم خداوند لاجورد شاہ سُنا تمنے کہ مین نے جیسے کیا تقریر برجستہ کی کہ امیر ثانی کو کیونکر
لشکر سے جدا کر کے مبتلائے بلا کیا بختگان وغیرہ کہنے لگے اگر ایسی ہی تقدیرین متواتر کر دیجے تو
خوب ہو کوئی لشکر امیر ثانی سے زندہ باقی نہ رہے لاجورد شاہ نے جواب دیا اب ایسا ہی کیا جائیگا

داستان آنا قرنامے قوق بن کرنامے کوک اژدرچشم کا اور لڑنا اُسکا لشکر امیر ثانی سے و حال جنگ امیر ثانی و ذکر نقابدار گوہر پوش ساقی نامہ

آ ساقی مہربان کدھر ہے
مشتاق ہون دختر عنب کا
دے جام شراب ناب دو چار
خاطر کا کھلے کنول وہ دے پھول
نظرون مین ہون نور کے صفا مین
طوطی کبک دری نظر آنے
چہرہ بہ آنکھون کے شیشے پر آئے
باشد ہر فصل گل کی آمد
گلدستہ گل مہک رہے ہین

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہے
مستی ہے خمار کا اثر ہے
دور ساغر کا باندھ دے تار
گرمی ہو جام سنگ دے دے
سوجھین مجھے دور کے صفا مین
صورت دکھلائے خوش بیانی
مثل تصویر عکس اُتر آئے
آراستگی ہے کیون چمن مین
مرغان چمن چہک رہے ہین

آ جلد کہ منتظر ہون کب کا
اعضا شکنی ہے درد سر ہے
حاصل ہو خوشی کا پھل وہ دے پھول
معشوقہ سبزہ رنگ دیدے
جو سبز ہو ہری ہری نظر آئے
دل پر کھنچے نقشہ معانی
ہے کس کا ظہور دل کی آمد
پیراستگی ہے انجمن مین
کیونکر نہ رخ زمین کو ہو ناز

سبزے کی روشن ہی سبزہ آغاز
شبنم کرتی ہی آب پاشی
شکیزۂ ابر دوش پر ہی
بلبل کی زبان پہ ہی ترانہ
دہن غنچہ ہی مسکرا رہا ہی
سنبل بھی خوشی کے ذکر مین ہی
ہر آئینہ دکھا رہی ہی
شمشاد عصا لیے کھڑا ہی
ذیجاموں کے داخلے کی ہی دھوم

مطلق نہین صحن مین خس و پر
گل ہی محو گلاب پاشی
ہر پھول سنگار کر رہا ہی
بدلی کا کھنچا ہی شامیانہ
بھیگی ہین مسین کہ تر زمین ہی
کنگھی چوٹی کی فکر مین ہی
مہندی ہی کھڑی قطار باندھے
خم پشت ادب کیے کھڑا ہی

جاروب کش چمن ہی صرصر
سقاے سپہر جوش پر ہی
ہر نخل نکھار کر رہا ہی
جو پھول ہی کھلکھلا رہا ہی
سبزہ خط عارض حسین ہے
مسی سوسن لگا رہی ہی
صدف ہی لب جوئبار باندھے
دل کو ہوا اتفاق سے یہ معلوم

کاتبان واقعات بے نظیر و محرران حالات دلپذیر اس داستان بے عدیل و نظیر کو یون لکھتے ہین کہ تمثال آئینہ رو کہ بعد لکھنے نامے کے اور ارسال کرنے نامے کے منتظر اپنے پرستش کنندہ و تابع فرمان قرنائے قوق سردار زبردست کا تھا ایک روز بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون سے خبر آمد قرنائے قوق سنکے بندۂ خاص و معزز اپنا جانکے اپنے مقربان درگاہ کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا وہ کافران نابکار حسب الحکم تمثال آئینہ رو برائے استقبال قرنائے قوق روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز استقبال اسکا کرکے بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے جانب تمثال آئینہ رو لیچلے اثنائے راہ مین ان مقربان بارگاہ تمثال آئینہ رو سے قرنائے قوق نے پوچھا کہ خداوند میری نسبت کچھ فرماتے تھے اُنھون نے جواب دیا بیشتر خداوند آپکو یاد کرکے فرماتے تھے کہ ہمارا بندہ خاص و معزز قرنائے قوق ہی ہم نے اُس کے ہر رگ و پے مین قوت و طاقت بیحد گویا کوٹ کوٹ کر بھر دی ہی شجاعت و بہادری و دلاوری مین اسکو سرفراز کیا ہی شجاعان جہان سے اُسے ممتاز کیا ہی کیا مجال کسی کی جو اُسے قتل یا زیر کر سکے یا اُس پر فتحیاب ہو ہم نے اپنی قدرت سے اُسے روئین تن کیا ہی تا کہ کوئی حربہ کسی حریف کا اُس کے تن پر کارگر نہو وہ جس کسی سے لڑے اُسے قتل و زخمی کرے خود قتل و زخمی کسی کے ہاتھ سے نہو سوا اسکے اور بھی آپ کی خوش اعتقادی کی ثنا خداوند کرتے تھے آج ہمکو واسطے آپکے استقبال کے روانہ کیا ہی خوشا قسمت آپکی کہ یہ مرتبہ و عزت و قوت خداوند نے آپکو عطا کی ہی اور ہمین آپ کے استقبال کے لیے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص قرنائے قوق کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لاؤ ہم اُسکے منتظر آنے کے ہین قرنائے قوق یہ تقریر اُنکی سنکے بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا خداوند تعریف میری بہت کرتے ہین اپنا بندۂ خاص جانتے ہین یہ سمجھ کے خوشی سے ایسا پھول گیا کہ اپنے جامے مین نہ سما سکا بعد خوشی بسیار کے باتین کرتا ہوا آہستہ آہستہ قریب لشکرگاہ لاجورد شاہ آیا لاجورد شاہ نے بھی چند سردارون کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا قرنائے قوق پہلے ہمراہ سرداران لشکر لاجورد شاہ کے بارگاہ لاجورد شاہ مین آیا بصد نخوت و غرور و کراہت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو اور

لاجوردشاہ کو سلام کیا پھر برابر صلصال کے ایک دنگل پر بیٹھا لاجوردشاہ نے ساقیان
گلرخ کو طلب کیا بختگان نے جو دیکھا کہ یہ سردار عجیب زبردست آیا ہی غور سے سراپا پر نظر کرنے
لگا دل مین کہنے لگا سر اِس سردار کا ہی کہ سر کوہ یا خم شراب یا سر فیل مست یا سر دیو ہی مگر کبر و
غرور سے بھرا ہوا ہی لوح پیشانی ہی کہ سنگ سیاہ کی بہت بڑی اک چٹان ہی سیاہی بخت و تاریکی کفر
اُس سے عیان ہی بال ایسے سر پہ ہین کہ جنکو دیکھکر دل کو پریشانی ہو دیو کو دیکھنے سے اُنکے زندگی اپنی
وبال ہو آنکھین ایسی کہ مانند دو شعلون روشن کے ہین قہر و غضب سے مثل خون کبوتر کے سرخ ہین
پُر قہر و ہیبت و بدنما ایسی ہین کہ اگر دن کو جنیات تمامی عالم ایک نظر انکو دیکھین خوف سے دفعتاً
ہلاک ہو جائین یا کثرت خطر سے بھاگ جائین یا گر پڑین غش آ جائے بینی وہ دراز کہ اگر ابنوس
کا لٹھا اُسے کہیئے تو ہو سکتا ہی اور اگر خرطوم فیل سے مثال دیجے تو بجا ہی ابروے کشیدہ و دراز
اُسکے مانند ارہ پشت نہنگ کے ہین عارض سیاہ و بدنما و خوفناک اُس کے ایسے ہین کہ اگر آفتاب
ایک نظر اُن کو دیکھ لے اُنکی سیاہی سے روشنی اُسکی کم ہو جائے ابرمن پناہ مانگ کے نہان ہو
دہن وہ دراز کہ الحفیظ لب سیاہ و دبیز مانند گروہ فیل دندان دراز بشکل دندان پیل مست
دہن سے اکثر باہر نکلے ہوے ریش دراز و بدنما تا بسینہ گوش باطل نیوش مانند گوش فیل
دراز گردن وہ گردن کہ قرابہ شراب یا خم شراب ہی سینہ ایسا چوڑا ہی کہ اگر اُسکو باب قلعہ خیبر یا در
حصن کہیئے یا صندوق بعض اہل اسلام کہین بجا ہی شانے دو قبہ کوہ یا دو بروج بلند ساعد
وہ قوی کہ جنکے سبب سے پشت کفر قوی اور دین اسلام کو خوف ضعف مرفق ایسی پُر قوت کہ پنجہ
شیر کبھی اُسکے زور کے برابر نہو پنجا پنجہ دراز ایسا کہ مثل ید طولے پنجہ شیر سے قوت مین زیادہ
اگر شیر و عفریت اُس سے ہم پنجہ ہون تو کم قوتی سے پنجہ اُنکا اُتر جائے قوت اُنکی اُنکے دیکھنے سے
آشکار سر دست بربادی و زوال دین اسلام پر تیار ناخن وہ دراز و تیز کہ ناخن شیر نر اُن سے
شرمائے غیرت سے کٹ جائے شکم کلان ایسا کہ خم پر شراب بھی آگے اُسکے خورد تر کہی من غلہ اور
گوشت وغیرہ اگر اُس مین بھرا جائے تو بھی نہ معلوم ہو گرسنگی صاحب شکم بجائے اگر کتنی ہی غذا
کھا جائے کمر وہ کمر کہ جس کے پشت و پناہ ہونے سے پشت کافران و پشت کفر قوی ہی پا وُن
وہ ستون محکم کہ مانند کوہ کے اپنی جگہ سے نہ سرکین اور جن سے پامالی سبزہ باغ دین اسلام
کا خوف و خطر ایسی راہ کفر چلنے پر مشاق کہ الحذر قد ایسا بلند کہ کوہ بلند سامنے اُسکی درازی
کے بہ نسبت عوج بن عنق کے قد سے بھی کچھ بڑھا ہوا آواز اُس کی وہ مہیب و بلند کہ آہستہ آواز سے
جگر کوہ تھرا جائے پردہ گوشہائے فیل و شیر پھٹ جائیں رعد دہل جائے رنگ رخ وہ سیاہ
کہ تاریکی پردہ ظلمات مین بھی آگے اُسکے روشنی پائی جائے اور اگر کفر کی سیاہی مجسم ہو کے روبرو
اُسکے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ تاریک تر سے سیاہی مین گھٹ کے منفعل ہو اور اگر اندھیر شب
وقت کا اکٹھا ہو کے واسطے مقابلے کے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ سیاہ سے خجل ہو اور اگر تاریکی قبور
یکا قرین مرو اصیاین تمامی دنیا مجتمع ہو کے سامنے اُس سیاہ و رو کے لیو اسطے مقابلے کے آوے
تو ہنگام مقابلہ شرمندہ ہو جائے بعد نظر کرنے سراپا عدو سوار کو بختگان اپنے دل مین

کہنے لگا ہاں یہ سردار نہایت زبردست آیا ہی عجب نہین کہ فی الحال عدم موجودگی امیر ثانی
مین خاتمہ لشکر اہل اسلام کا اسی کے ہاتھ سے ہوجائے مردمان لشکر اہل اسلام کو قتل کرے
کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس کے قد و قامت چہرۂ غضبناک و قوت اعضا سے بظاہر ثابت ہوتا ہی
کہ یہ ازحد شجاع و قوی ہی مین نے بہت سے سرداران نامی دیکھے ہین اور لڑائیان اُنکی مشاہدہ
کی ہین مانند اسکے کسی سردار کو قوی الجثہ نہین دیکھا ہی ازحد جسیم ہی اسکے بوجھ سے عجب نہین
کہ گاؤ زمین نالان ہو یہ باتین اپنے دل مین کر کے خوش ہوا تھا کہ ساقیان خوبرو حسب الطلب
لاجورد شاہ کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے بلورین لیکر روبرو آئے بعد بجا لانے
تسلیم کے اشارۂ لاجورد شاہ سے شراب ناب جام بلورین مین بھر کے ایک ساقی روبرو
قرنائے قوق کے لے گیا اُسنے جام ساقی کے ہاتھ سے لیکے دہن سے ملا کے شراب پی پھر اُسی
ساقی نے دوسرا جام شراب سے مملو کر کے اُسے دیا اُس نے وہ جام بھی لیکر شراب پی لی اسیطرح
بہت جام اُس بدانجام نے لیکر شراب پی کئی خم شراب کے بادہ کشی مین خالی کر دیئے اہل بزم
دیکھکر حیران ہوے صلصال بھی اپنے دل مین کہنے لگا یہ انسان ہی یا کوئی بلاے عظیم ہی
لاجورد شاہ بھی بنظر حیرت اُسے دیکھنے لگا جب وہ شراب پی چکا اور جملہ اہل بزم ایک
ایک دو دو جام ساقی گلفام سے لیکر شراب پی چکے اور ساقیان خوبرو کشتیان شراب بل
کی اُٹھا کے لے گئے اور تمام اہل بزم کو نشہ شراب کا ہو اخصوص قرنائے قوق کو نشہ شراب
بہت ہوا اُسی نشے مین لاجورد شاہ نے اس سے پوچھا گو ہم خداوند ہونے کے سبب سے
سب کچھ جانتے ہین کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہی مگر واسطے آگاہ ہوجانے اہل
بزم کے تم سے پوچھتے ہین بتاؤ تمہارا نام کیا ہی کس ارادے سے آئے ہو اُسنے جواب دیا مین حسب الطلب
خداوند تمثال آئینہ رو آیا ہون نام میرا مشہور جہان ہی جملہ کبار و صغار جانتے ہین قرنائے
قوق مجکو کہتے ہین بسا عجب ہی کہ سامنے ہمارے خداوند کے آپ بھی دعوائے خداوندی
کرتے ہین آپکو مناسب نہین ہی خیر مجھے زیادہ اس باب مین بحث کرنا مقصود نہین ہی اگر آپ
خداوند ہین یا نہین ہین مجھے کیا مین تو اپنے خداوند کی پرستش کرتا ہون نہین معلوم خداوند
نے مجھے کیون طلب کیا ہی کیا کار ضروری ہی آپ اپنے نام نامی سے بھی آگاہ کیجیے اور یہ
بتائیے کہ یہ لشکر سامنے کس کا پڑا ہی کیا آج کل کسی دشمن سے مقابلہ و مجادلہ ہی لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہم خداوند اصلی ہین لاکھون بندے ہمارے پرستش کرتے ہین سب ہمکو لاجورد
شاہ کہتے ہین تم بھی ہمارے ایک بندۂ قوی بازو ہو خواہ ہمکو سجدہ کرو یا نہ کرو اور یہ جو
تمنے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ لشکر کثیر امیر ثانی کا ہی جو ہماری خداوندی اور تمھارے
خداوند کی خداوندی کے قائل نہین ہین جہالت و شجاعت کے سبب سے منحرف ہین خداے
نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اپنے تئین اہل اسلام کہتے ہین بڑے سرکش و جاہل یہ لوگ ہین
کسی طرح راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے خداوند سے لڑنے مین ذرا بھی نہین ڈرتے ہین
اُنکے حالات سے نجگان خوب آگاہ ہی یہ کہکے نجگان کی طرف اشارہ کرکے قرنائے قوق

سے کہا کہ اسی شخص کا نام بختگان ہر کسی وقت اس سے پوچھنا یہ تمام حال ان اہل اسلام کا ابتدا سے اب تک مفصل بیان کرے گا اور تمام لڑائیان اور انداز انکے اور سرکشی انکی اور رحم دلی ہماری تم سے بیان کرے گا فی زمانہ یہ لوگ ہمارے تعاقب مین یہان تک آئے ہین تمھارے خداوند سے بخوف وخطر لڑتے ہین ہزارہا بندون کو قتل کرتے ہین شجاعت مین بے مثال ہین فنون جنگ سے خوب آگاہ ہین ہنگام جنگ میدان مصاف سے بھاگنا ننگ جانتے ہین حتی الامکان پسپا ہوتے ہی نہین ہان دھوکے سے یا امیر ثانی جو صاحب اسم اعظم ہین انکے اسم اعظم نہ پڑھنے اور نہونے سے سحر مین ساحرون کے گرفتار ہوکے مجبور ولاچار ہو جاتے ہین ایسی صورت مین اسیر وقتل کرنا انکا ممکن ہوتا ہی چندروز کا زمانہ گذرا ہی کہ ہاروت جادو مالک بیابان حشر نے بہت سے سرداران نامی وگرامی لشکر امیر ثانی کے ہنگام جنگ بزور سحر اسیر کیے ہین بہت سے تو دربند لسیم بہار مین جو زخمی ہوئے ہین انکو مبتلاے سحر کرکے بیابان حشر مین لیجاکے قید کیا ہی اور تھوڑے سردارون کو یہین آکے وقت جنگ مغلوبہ سحر کے زور سے اسیر اس نے کیا ہی تمھارے خداوند نے اس کارگذاری اور تدبیر سے خوش ہوکے اسکی تعریف کی ہی کئی روز سے طبل جنگ نہین بجا ہی دونون لشکر پڑے ہین آج کل امیر ثانی اپنے لشکر مین نہین ہین اک بچہ انکو اٹھا لے گیا ہی ہمنے واسطے انکے یہی تقدیر کی تھی کہ بچہ انھین اٹھا لیجائے وہ لشکر مین اپنے نہ آنے پائین اگر اس زمانے مین طبل جنگ بجوایا جائے اور کوئی بہادران اہل اسلام سے لڑے تو عجب نہین کہ فتحیاب ہو کیونکہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین اور جو سرداران نامی تھے وہ بھی نہین ہین صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور چھوٹے چھوٹے اور اوسط درجہ کے سردار ہین ہرچند کہ یہ سردار بھی شجاعت وجوانمردی مین مشہور آفاق ہین مگر مانند اُن اسیر شدہ کے نہین ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سرداران اسیر شدہ اور امیر ثانی کا صدمہ ہی علاوہ اُن کے تمامی مردمان سپاہ کو رنج ہی یقین کامل ہی کہ تم کو تمھارے خداوند نے واسطے انھین اہل اسلام کے قتل واسیری کے لیئے طلب کیا ہی تم انسے مقابلہ کروگے انھون نے اپنے فہم وفراست وشجاعت سے نقابدار روئین تن وسحر بند کو ہلاک کیا ہی یہ ایسے بندہ شجاع نہین کہ مثل ونظیر انکا شجاعت مین نہین ہی اسی وجہ سے ہم انکو غارت وتباہ نہین کرتے ہین ایسے بہادر بندے پھر پیدا کرنا اوران کو نابود کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی انکے حال پر رحم آجاتا ہی دن کو یہ لوگ سرکشی کرتے ہین رات کو ہماری پرستش کرتے ہین دل کو ہماری طرف رجوع کرتے ہین توبہ کرتے ہین ہمین رحم آتا ہی قرنا یے قوق تمام تقریر سنکے کہنے لگا اب تو مین آیا ہون دیکھا جائے گا اگر خداوند ہمارے حکم دینگے تو ان سب کو قتل کیا جائے گا یا اس جگہ سے بھگا دیا جائے گا کوئی انمین سے باقی نہ رہے گا مجھ سے یہ لوگ کیا لڑسکینگے کیا انکی حقیقت ہی کہ یہ مجھ سے لڑسکین مین وہ بہادر ہون کہ تنہا لشکر کو بھگا دیتا ہون بڑے بڑے نامی پہلوانان جہان کی یہ مجال نہین کہ مجھ سے لڑسکین ہنگام جنگ ایک

ضرب کو میری روک سکین گرز میرا ستره ئے من کا ہی اگر سر کوه پر مارون تو وه بھی ریزه ریزه
ہو جائے نیزه میرا وه نیزه ہی کہ سینۂ کوه مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو
کاٹتی ہی مجھ پر کسی انسان وجن وعفریت کا حربہ کارگر ہوتا ہی نہین کیونکہ خداوند نے
میرے مجکو روئین تن پیدا کیا ہی یہ لشکر میرے آگے کیا ہی اگر چاہون تو ایک روز مین اس
لشکر کا خاتمہ کردون خیام و بارگاه کو چھین لون اگر اراده کرون سب کو گھیر کر قتل کرون
یا اسیر کرون میری سپاه بھی بہت ہی تعداد جمعیت فوج کی دس لاکھ ہی ہر ایک سردار میری
سپاه کا مانند رستم سلیتن و زال و سام و سہراب و گیو ہی ہر اک سوار میرے لشکر کا فنون
جنگ سے آگاه ہی کوئی میرے لشکر مین بزدل نہین ہی سب بہادر ہین لڑے بھڑے ہوئے آزموده
کار ہین باوجود ایسے مردان سپاه کے مجھے ہنگام جنگ اپنے لشکر کے اعانت کی ضرورت نہین
ہی مین تنہا ہی لشکر حریف پر حملہ کرتا ہون اکیلا ہی حریف سے لڑتا ہون اسوقت خدمت خداوند
مین جاتا ہون اگر حکم خداوند ہوگا تو ان اہل اسلام کو نیست و نابود کردون گا بختگان
تقریر قرناے فوق سنکے کہنے لگا آپ بجا فرماتے ہین مجھے یقین ہی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہی ایسا
ہی کیجیے گا اک زمانۂ دراز سے کسی سردار زبردست نے ان سب کو نیست و نابود
اب تک نہین کیا تھا آپ البتہ ان کو راه عدم دکھا دیجیے گا قرناے قوق نے چین بجبین
ہو کے پوچھا کیا مین جھوٹ کہتا ہون بختگان نے جواب دیا یہ تو مین نہین کہتا کہ آپ جھوٹ
کہتے ہین مین یہ کہتا ہون کہ یہ سب مسلمان بڑے بہادر ہین آج تک کسی کے ہاتھ سے تمام
وکمال قتل نہین ہوے ہین آپ انکو ضرور قتل کر ڈالیے گا جو آپ نے کہا ہی وہی کیجیے گا
قرناے قوق نے لاجورد شاه سے کہا یہ پستہ قد تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی ایسی
تقریر کرتا ہی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ از راه طعن و تشنیع مجھ سے ایسے کلمات کہتا ہی کاذب
مجکو جانتا ہی دل چاہتا ہی کہ اسکو کچھ سزا دون دو انگلیون سے لیے اوٹھاکر دور تر پھینک دون کچھ
قوت اپنی اسے دکھا دون لاجورد شاه نے کہا اسکی بات کا کچھ خیال نکرو یہ مسخره ہی جو دل چاہتا ہی
وه کہتا ہی تم تو ایک سردار ہو یہ ہم ایسے خداوند کو کلمات سخت بار ہا کہتا ہی ایسے دیوانے
مسخرے کو سزا دینا اور اس کی بات کا برا ماننا خلاف عقل ہی قرناے قوق یہ سن کے
غصے کو ضبط کرکے فی الفور اٹھا پھر ہمراه اپنے سرداران سپاه کے بارگاه لاجورد شاه
سے نکل کے گینڈے پر سوار ہوکے ساتھ مقربان بارگاه خداوند تمثال آئینہ رو کے
جانب قیطول روانہ ہوا بعد قطع راه قریب قیطول پہونچا مقربان درگاه تمثال آئینہ رو نے جلد
جاکر بقاعده خداوند مذکور اطلاع حاضر ہونے قرناے قوق مذکور الصدر کی کرائی
اور باستدعاے سردار مذکور یہ بھی عرض کرایا کہ قرناے فوق امیدوار باریابی و دید
جمال خداوندی ہی تمثال آئینہ رو نے خبر آمد سردار مذکور سنکے بہت خوش ہوکے بالاے قیطول
طلب کیا جب وه بصد شوق و بہزار ادب بالاے قیطول جاکے روبروے تمثال آئینہ رو
ہو چکے بعد تسلیم بجالانے کے سجده کنان ہوا خداوند نابکار نے شادمان ہوکے کہا اے بنده

خاص من سر خود را از سجدہ بردار کہ من از تو خوشنود شدم و عمر تو دراز کردم قرناب قوق
نے یہ سنتے ہی خوش ہو کے سر سجدے سے اُٹھایا تمثال آئینہ رو نے نقاب اپنے چہرۂ مخمس سے
اُٹھا کے رخ پرضیو و سحر آگین اپنا اُسے دکھایا دیکھتے ہی بوجہ چمک اور کثرت ضیائے سحر مند چہرۂ
بدنما کے غش آیا تمثال آئینہ رو نے نقاب چہرے پر ڈال کے کہا یہ بندۂ خاص میرا اشتاق
میرے جمال دیکھنے کا تھا دیکھتے ہی میرا چہرۂ پر نور تاب ضبط و تحمل نہ لا سکا غش کر گیا اچھی طرح
نظارہ میرے چہرے کا نہ کر سکا گر کے بیہوش ہو گیا اسکو ہوشیار کرنا لازم ہی مقربان بارگاہ
نے حسب الحکم خداوند مذکور قریب آ کے اُسے ہوشیار کیا وہ ہوش مین آ کے بحکم اپنے
خداوند کے روبرو ے خداوند مذکور بصد ادب بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے دست بستہ عرض کیا
ای خداوند آپ نے اس بندۂ کمترین کو کیون طلب کیا ہی جو حکم ہو یہ بندۂ خوش اعتقاد بجا لائے
تمثال آئینہ رو نے جواب دیا ای بندۂ خاص من مین نے محض اس مصلحت سے تجھکو طلب
کیا ہی کہ تیرے ہاتھ سے ہم اپنے بندگان جاہل و منحرف کو کہ یہ اہل اسلام ہین قتل کرائین
سب کو نیست و نابود کرائین قدرت اپنی دکھائین تیری عزت و حرمت بڑھائین نامور دنیا
مین کرین سب بندون کو تیری ناموری و عزت افزائی پر رشک ہو یہی تقدیر مین نے کی ہی
کہ ان سب اہل اسلام کو تیرے ہی ہاتھ سے قتل و زخمی کراؤن خود اپنے دست زبردست
سے انھین ہلاک نہ کرون کیونکہ انکو خود ہلاک کرتے شرم آتی ہی رحم ذی نہین چاہتی ہی کہ
جنکو خود پیدا کرون انھین خود ہی غضبناک ہو کے نابود کرون یہ بندگان جاہل و سرکش
مجھ سے ایسے منحرف ہین کہ مجھے اپنا خداوند ہی نہین جانتے ہین مجھے کلمات بیہودہ کہتے ہین
خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین میری ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین میرے قہر و غضب
سے نہین ڈرتے ہین مجھسے لڑتے ہین انھون نے مجھے بھی کیا لاجورد شاہ کہ خداوند نقلی
و صنعی ہی سمجھا ہی مین خداوند اصلی ہون قدرت رکھتا ہون مانند لاجورد شاہ کے
بے قدرت نہین ہون کہ ڈر کے شہر بشہر بھاگون سلاطین جہان سے طالب امان کا
ہون مین ایسا صاحب اختیار ہون کہ اگر شرم و رحم نہ کرون تو ایک دم مین ان سب کو
راہ عدم دکھا دون سرکشی و منحرف ہونے کی خود ہی انکو سزائے سخت دون چونکہ شان
خداوندی و رحم سے اپنے یہ امر بعید ہی اسوجہ سے مین نے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے
ان سب کا خاتمہ کراؤن قرناب قوق نے عرض کیا ای خداوند آپ سے خداوند ہونے
مین اور قدرت رکھنے مین کچھ شک نہین ہی آپ جو چاہین کرین اگر آپ نے یہ تقدیر کی ہی
کہ میرے ہاتھ سے یہ سب اہل اسلام نیست و نابود ہو جائین تو مجھے کیا عذر ہی بندۂ فرمان بردار
ہون جو حکم ہو ابھی بسر و چشم بجا لاؤن ان مسلمانون کو سزائے سرکشی خوب دونگا امیدوار
اسکا ہون کہ بالائے فیلقول سے آپ اپنے اس بندۂ ناچیز کی لڑائی دیکھین میری جنگ
ملاحظہ فرمائین مین روز جنگ ان سرکشون کو خاک و خون مین ملا دونگا کسی کو میدان مین
ثابت قدم نرکھونگا یہ بندے آپ کے سخت جاہل و سرکش ہین کہ آپ سے لڑتے مین آپ کی

ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین دیدہ و دانستہ آپ ایسے خداوند کو سجدہ نہین کرتے ہین حسب الحکم انکو قتل دتباہ کرونگا تعمیل حکم خداوند سے عزت و حرمت زیادہ حاصل ہوگی باعث ناموری بھی ہوگا یہ کہکے قرناے قوق نے عرض کیا اے خداوند مین نے سنا ہے کہ ہاروت جادو آپکے بندۂ مطیع نے سرداران نامی لشکر امیر ثانی کو بزور سحر گرفتار کرکے قید کیا ہے کیا یہ فعل اُس نے اجازت حاصل کرکے کیا ہے یا آپ کی بے اجازت کیا ہے اگر حکم سے آپکے اُسنے ایسا کیا ہے تو خیر ورنہ اُسنے بہت بُرا کیا سحر کے زور سے بہادرون کو اسیر کیا مرد وہ ہے کہ جو مردانہ بہ تیغ تیز و نیزہ و گرز لڑے شجاع و دلیر کبھی ایسا نہین کرتے ہین جیسا کہ ہاروت جادو نے کیا تمثال آئینہ رو نے جواب دیا اے بندۂ خاص من میری اجازت سے اسنے فعل مذکور نہین کیا ہے خود ہی از راہ خیرخواہی و بہبودی ہماری سپاہ کے کیا ہے کیونکہ سرداران اسیر شدہ میری فوج کو ہنگام جنگ مغلوبہ قتل کیے ڈالتے تھے قرناے قوق نے یہ سنکے عرض کیا ہاروت جادو نے بہادران لشکر اہل اسلام کو بزور سحر اسیر کرکے کچھ بھی عزت حاصل نہ کی بلکہ مجھ ایسے بہادرون کے نزدیک اُسنے نامردی و بزدلی کی یہ فعل خوب نہ کیا واسطے اپنے ذلت چاہی خیر جو کچھ اُسنے کیا وہ کیا آئندہ ہاروت جادو جوانان جنگ آزما کو جنگاہ مین بزور سحر اسیر نہ کرے ہین اگر بغیر سحر اہل اسلام کو قتل و زخمی و برباد و تباہ نہ کرون تو وہ بزور سحر اہل اسلام کو اسیر کرے تمثال آئینہ رو نے کہا اب ہاروت جادو سے کہدیا جائیگا کہ لڑائی مین دخل نہ دیجیو اہل اسلام پر سحر نہ کیجیو قرناے قوق نے یہ سنکے تمثال آئینہ رو سے پوچھا اے خداوند کیا لاجورد شاہ بھی خداوند ہے سنا ہے کہ وہ دعوای خداوندی کرتا ہے تمثال آئینہ رو نے مسکرا کے جواب دیا اے بندۂ خوش اعتقاد من وہ اک نالائق ہے خداوند نہین ہے اُس مین کسی طرح کی قدرت نہین ہے مجھ سے ہمسری کرتا ہے اپنے تئین خداوند کہلاتا ہے اصل مین یہ ایک بندہ میرا اجہل و نیز مغرور ہے بوجہ حکومت و ثروت کے مجھ سے منحرف ہو کے اس نے دعوای خداوندی کا کیا تھا ہم نے تقدیر کرکے ایسا اُسے دست اہل اسلام سے برباد و تباہ کرایا کہ وہ عاجز و مجبور ہو کے خوف اہل اسلام سے بھاگتا ہوا یہان تک آیا ہے مجھ سے طالب پناہ ہوا ہے میری پرستش کرنیکا اقرار کرتا ہے مین تجھ سے کہے دیتا ہون یاد رکھنا کہ اگر لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و بختگان نے تجھے بصدق دل سجدہ کیا تو خیر ورنہ بعد فراغ جنگ ان اہل اسلام کے ان سب کو سزاے سخت دون گا یا اپنے قلم و سے نکلوا دون گا بالفعل اشخاص مذکور سے کچھ تعرض نہین کرتا ہون خصوص لاجورد شاہ سے کہ وہ دعوی میری ہمسری کا کرتا ہے یہ کہہ کے کہا اے بندۂ خاص من اب ہمارے لشکر مین مع اپنی سپاہ کے شامل ہو کے قیام پذیر ہو اور وقت مناسب طبل جنگ بجوا اہل اسلام سے مجادلہ و مقابلہ کر ہم لڑائی تیری قیطول پر سے دیکھین گے لاجورد شاہ و صلصال سے کچھ غرض و مطلب نہ رکھنا اگر وہ ہنگام مقابلہ و مقاتلہ اہل اسلام ہمراہ سپاہ شگفتہ مین آئین تو مزاحم ہو نا اُنکے کہنے پر عمل نہ کرنا جو تیرے دل مین آئے وہ کرنا یا ہم سے ہر ایک

کام کی اجازت حاصل کرکے کرنا لاجورد شاہ سے لبظاہر میل رکھنا بات اس سے نہ کرنا بدل
اُس سے نہ ملنا کہ وہ ہمسے منحرف ہی قرنامے قوق تقریباً اپنے خداوند کی سنکے قیطول سے اُتر
کر سوے جنگاہ روانہ ہوا اس جگہ بعض بعض داستان گویان شیرین بیان کا یہ بھی قول
ہی کہ قرنامے قوق جب دس لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیر قیطول آیا تمثال آئینہ رو
نے خوش ہوکے اُس کی استدعا سے نقاب چہرے سے اُٹھاکے دریچے مین بیٹھکے چہرہ زیبا اُسے
دکھایا وہ جمال تمثال آئینہ رو دیکھتے ہی تاب نہ لایا زمین پر گرکے بیہوش ہوا جب اُس کو
ہوش آیا تمثال آئینہ رو نے اس کے حال پر از حد عنایت و مہربانی کرکے کہا ای بندۂ
خاص مین تو میرا بندہ خوش اعتقاد ہی ہم نے تیری عمر بڑھادی اور تجھے جلاد و قاتل اہل اسلام
قرار دیا اپنی مصلحت سے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے خاتمہ ان سب اہل اسلام کا کرائین
تیری عزت بڑھائین جا شریک ہمارے لشکر کا ہوکے طبل جنگ بجوا ان سب اہل اسلام کو کہ
نہایت سرکش اور ہمسے منحرف ہین قتل کرکے خیام انکے اور بارگاہین انکی انکو بھگاکے چھین
لائیو قرنامے قوق نے عرض کیا ای خداوند یہ بندہ آپکا آپکے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کرکے
لشکرگاہ پر ہمراہ اپنی سپاہ کے آیا لاجورد شاہ کی بارگاہ سے کچھ دور اپنی بارگاہ برپا کراکے
خیام برائے لشکریان استادہ کراکے فروکش ہوا بعد ایک روز کے قریب شام اپنے لشکر مین
طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے
خبر رسانی متعین تھے ان مین سے چند ہرکارے تمام خبر دریافت کرکے جلد تر اُسوقت بارگاہ
سلیمانی مین متردد و متفکر و پریشان خاطر آئے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت پر جلوہ گر تھے
سرداران لشکر موجود تھے وہ بصد ادب اپنے دنگلون پر خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے
تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نعمان بن منذر شاہ دارا بن داراب سہمتین زیرہ فرخ
بخت سلطان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ کہہ رہے تھے کہ اب تک کچھ حال امیر ثانی کا معلوم
نہین ہوا نہ یہ کہ کہان اُٹھا کے اُنھین لے گیا نہین معلوم و دیکھیے کوئی ساحر تھا کہ یہ نیرو سحر
بن کے گرا تھا یا کوئی جن و عفریت سے تھا نہین معلوم وہ از راہ عداوت لے گیا ہی یا کوئی
دوست ہی کہ بہ ضرورت اُن کو لے گیا ہی بہر طور جائے فکر و اندیشہ ہی اُنکے ہونے سے بارگاہ
سلیمانی مین سناٹا سا ہی حق تعالے اپنے لطف و کرم سے انکو ہر بلا و آفت سے اور شر
دشمنان سے بچائے جلد اُن کو یہان لائے کیونکہ لشکر مقابل لشکر تمثال آئینہ رو و سپاہ لاجورد
شاہ و صلصال بن وال بن دیو بن ثمامہ جادو پڑا ہی شکر ہی خدا کا کہ عدم موجودگی
امیر ثانی مین لشکر کفار مین طبل جنگ نہین بجایا گیا ہی فی الحال ہرکارون سے سنا گیا ہی
کہ ایک سردار نہایت زبردست و قوی ہیکل حسب الطلب تمثال آئینہ رو آیا ہی خداوند
عالم اُسکے شر و فساد سے بچائے سرداران نامبردہ دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ واقعی امیر
ثانی کے یہان تشریف نہ رکھنے سے رونق لشکر نہین ہی ہر چند دل کو تردد ہی نتیجہ انکے اُٹھا لیگیا ہی
مگر امید خدا سے ہی کہ وہ مع الخیر جلد تشریف لائینگے سردار زبردست جو حسب الطلب تمثال آئینہ رو

آیا ہی واقعی بہت نامی و زبردست سردار ہی اپنے زمانے کا گویا عوج بن عنق ہی قد و قامت
و قوت مین ہمسر اسکا ہی ایسا عظیم الجثہ ہمنے کسی سردار کو نہ دیکھا ہی نہ سُنا ہی حق تعالی اسکے
شر سے بچائے گا آیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہنوز سرداران موصوف بادشاہ سے عرض کر رہے
تھے کہ ناگاہ ہرکارون نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بقاعدہ مجرا و سلام کیا اور ثنا و
دعا کے بعد یون عرض کیا کہ ای بادشاہ دین پناہ قرنائے قوق نابکار نے اس وقت
اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا ہی کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین بجمعیت سیاہ
آکے معرکہ آرا ہو خدام حضور پرنور سے مقابلہ و مجادلہ کرے یہ کافر بظاہر از حد قوی ہی اگر
کسی سے کچھ سخن کرتا ہی تو آواز سے اسکی سامعین کو صدمہ پہونچتا ہی پردہ ہائے گوش پھٹے جاتے
ہین قد و قامت مین بہت دراز ہی دست و بازو قوی ہین صورت نہایت مہیب ہی انسان کاہے
کو ہی گویا اک دیو سیاہ ہی بلکہ دیو سیاہ سے بھی قوت و بدروئی و قامت مین بڑھا ہوا ہی
دن کو صورت اسکی دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اک بلائے عظیم ہی خداوند عالم اسکے شر
سے جملہ اہل اسلام کو خصوصاً حضور لامع النور کو بچائے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
خبر نواخت طبل رزمی سنکے انھین ہرکارون سے فرمایا کہ اگر قرنائے قوق نابکار نے
طبل رزمی بجوایا ہی تو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجواؤ نقارچیون سے جاکے کہو
کہ چوب نقارۂ جنگی پر لگائین جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا اگر یہ سردار نہایت زبردست
ہی تو کیا اندیشہ ہی بقول مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست * ہرکارون نے بلا خضران
بن عمرو ثانی کے نقارخانہ سلیمانی مین جاکے نقارچیون کو حکم بادشاہ موصوف سے آگاہ
کیا انھون نے خضران کو چند اشرفیان نذر دیکے عرض کیا کہ ہم موافق قاعدۂ قائم یہ نذر
دیتے ہین آپ کو بجائے عمرو ثانی کے جانتے ہین کو وہ اس زمانے مین لشکر مین نہین ہین
مگر آپ تو انکے قائم مقام ہین پس یہ نذر قبول کیجیے خواہ خود یہ اشرفیان اپنے صرف مین لایئے
یا اپنے والد ماجد کو دیدیجیے گا آپ کو اختیار ہی خضران نے نذر مذکور قبول کرکے کہا عدم موجودگی
مین یہ اشرفیان نذر کی انھین نہ دیجائین گی نقارچیون نے یہ سنکے عرض کیا آپکو اختیار حاصل ہی
یہ کہکے چوب اٹھاکے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ رزمی کی ایسی بلند ہوئی کہ تا قصر فلک
پہونچی فرشتون نے سنی چرخ پیر صدائے نقارہ سے دہل گیا گاؤ زمین تھرائی وحوش و
طیور خوف سے اپنے مسکنون سے نکل کر بھاگے شیران صحرا پر خوف طاری ہوا کچھار سے
نکل کے سوئے صحرا بے اختیار رخ کیا مردمان لشکر اہل اسلام نے صدائے نقارۂ سلیمانی
و جنگی سنکے و آواز شہنا گوش زد کرکے باہم کہا آج نقارۂ جنگی یہان پھر بجا ہی صبحکو میدان جنگ
مین جانا ہوگا دیکھیے کیا ہوتا ہی قرنائے قوق سے مقابلہ ہی سنا ہی کہ وہ کافر از حد زبردست
ہی قوت و طاقت مین دیو سے سوا ہی دعوے اُسنے کیا ہی کہ مین جملہ مردمان لشکر اہل اسلام کو
قتل و زخمی کرونگا لشکر پر حملہ کرکے مردمان سیاہ کو تہ شمشیر کرونگا دیکھیے ہنگام صبح کیا ہوتا ہی
مہیائے مرگ و قضا ہوجانا چاہیے زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے عجب نہین کہ جو قرنائے قوق

نابکار کہتا ہے وہی کرے کیونکہ بظاہر سردار نہایت قوی بازو ہے ہم مرنے اور قتل ہونے سے
نہیں ڈرتے ہین اچھا اگر قضا ہماری اسی کے ہاتھ سے ہے تو کیا چارہ راضی برضائے الٰہی
ہین خوف جان سے ہرگز نہ بھاگین گے لڑ بھڑ کے جانین اپنی دیدینگے حق نمک اپنے آقا و مالک
کا ادا کر کے دنیا سے جائینگے نمکحرامی و بیوفائی اپنے آقا سے کبھی نہ کرینگے قتل ہو جانا گوارہ کرینگے
بھاگنا اختیار نہ کرینگے ذلت و رسوائی اپنی اور اپنے جد و آبا کی قبول نہ کرین گے آخر ایک روز
مرنا ضرور ہے کل ہی صبح کو جنگاہ مین قرناے قوق نابکار سے لڑکے مر جائینگے دنیا سے باعزت
و آبرو سوے عدم جائین گے یہ شب غنیمت ہے اس شب مین جو امور ضروری ہین وہ کر لینا چاہیے
مبادا کل زندہ رہین یا نہ رہین یہ باتین باہم کر کے کوئی نوجوان کسی عزیز و دوست سے رخصت
ہونے لگا کوئی کسی سے اپنے عفو خطا کا طالب ہوا کسی نے دعاے توبہ پڑھی پھر خدا سے عفو
عصیان کا امیدوار ہوا کسی نے اپنا قرضہ ادا کیا کسی نے احباب و اعزہ سے کہا کل روز
جنگ ہے نہین معلوم ہم لڑائی مین قتل ہون یا زندہ رہین لہٰذا ہم یہ چند وصیتین کرتے ہین
انپر عمل کرنا اول تو یہ وصیت ہے کہ جب ہم قتل ہو جائین اور لڑائی موقوف ہو تو میت
ہماری اٹھا کے تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دیکے دفن کرنا دوسرے جب تک زندہ رہنا
ہمارے واسطے کار خیر کرنا صحیفۂ ابراہیمی پڑھنا ثواب اسکا ہمین بخشنا ہمارے واسطے
آمرزش خدا سے طلب کرنا تیسرے دس ہزار روپیہ یہ موجود ہے اسے اپنے پاس رکھو بعد
ہمارے قتل کے اس روپیے کو ہمارے اہل و عیال کو جاکے دیدینا اور ہمارے قتل
کی خبر انھین دیکے امر تصبیر کرتا ہمارے فرزندون اور زوجہ سے کہنا کہ زیادہ گریہ و بکا
نہ کرین عوض آہ و زاری ہمارے واسطے یہ دعا کرین کہ خداوند کریم ہمارے جملہ گناہان
کبیرہ و صغیرہ کو عفو کر دے کیونکہ اس تھوڑی عمر مین ہمسے بہت سے گناہ ہوتے ہین چوتھے
کہدینا کہ کبھی کبھی ہماری قبر پہ آنا ثواب سورہ فاتحہ سے محروم نرکھنا اور یہ وصیت
ہمارے بڑے فرزند سے کرنا کہ وہ سب لڑکون مین ہمارے نیک و لیق ہے پانچوین سیلاح
جنگ اور یہ مرکب ہمارا اور یہ اسباب ہمارا خواہ تم لینا خواہ ہمارے اہل و عیال کے
سپرد کر دینا وہ انکی تقریر سنکے رو کے اس سے کہنے لگے یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتے
ہو حقتعالی تمکو زندہ و سلامت رکھے لقین اپنے قتل ہو جانے کا عبث کرتے ہو کیونکر معلوم
ہوا کہ ضروری قتل ہو جاؤگے اور یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم سب زندہ رہین گے کہ تمہاری
وصیتون پر عمل کرینگے کیا معلوم کل کیا ہوگا ہم مین سے کون زندہ رہے گا کون کون قتل
ہوگا پس یہ وصیتین جو تمنے کی ہین بشرط اپنی حیات کے ہم البتہ انپر عمل کرین گے ورنہ مجبور
ہین ہم بھی تو ہمراہ تمھارے میدان جنگ مین جائینگے کفار سے لڑینگے خصوص قرناے
قوق سے ارادہ لڑنے کا ہے اگر لڑائی مین قتل ہوتے تو فہو المراد ورنہ تم ہمارے
واسطے بشرط حیات کار خیر کرنا واسطے ہماری مغفرت کے دعا خدا سے کرنا کوئی جوان عاقل
وانجام بین صداے نقارہ جنگی سنکے اپنے قتل ہو جانیکے خیال سے بعد غسل کرنیکے اور دعاے

توبہ پڑھنے کے احباب سے ملکے اپنی خطائین عفو کرا کے کفن پہننے لگا کوئی سوار کسی سوار سے
کہنے لگا کل لڑائی سخت ہوگی قرنا سے قوق جوان زبردست ہی دعوی بربادی وتباہی قتل
ہم سب اہل اسلام کا کر چکا ہی مناسب ہی کہ آجکی شب خدا سے دعا سے فتح وظفر بھی کرین
اور آلات حرب وضرب کی بھی ایسی درستی کرین کہ کبھی نہ کی ہو کیونکہ ہنگام جنگ تلوار اور
نیزہ و تیر خطا نہ کرین سینہ وسر دشمن کی ضرور خرابی چاہئین تلوار سر اعدا پر جب مارین تو خود وغیرہ
سے نہ رکے سر وسینہ وشکم وکمر سے گذر کر پشت فرس پر ٹھہرے نیزہ جب سینۂ حریف پر لگا مین
پشت دشمن سے گذر جائے پھر جب تاک کر کسی دشمن پر لگا ئین تو وہ جانبر ہوا ایسا اسکے جگر پر پڑے کہ
زندگی سے ناامید ہو غرض اسی طرح لشکر مین ہر اک سوار و پیادہ اپنے دوستون اور عزیزون
سے تقریر کرنے لگا اور درستی سلاح جنگ مین مصروف ہوا کوئی تلوار اپنی نیام سے نکال کر
صیقل اسپر کرنے لگا کوئی تیرانداز کمان کو دیکھنے بھالنے لگا تیرون کو درست کر کے ترکش
مین بھرنے لگا ہر شخص لشکر مین درستی آلات جنگ مین مشغول ہوا لشکر مین تو مردان سپاہ تیاری
جنگ مین مصروف ہوے مگر بعد بجنے نقارہ جنگی کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار
برخاست کیا بارگاہ سلیمانی سے اٹھ کے اپنی بارگاہ مین تشریف لیگئے سرداران سپاہ بھی
بعد جانے بادشاہ موصوف کے اپنے خیام و بارگاہ مین جا کے مصروف درستی آلات
حرب وضرب ہوئے تمام شب دعائے فتح ونصرت و درستی آلات حرب وضرب مین ہر ایک
نے بسر کرنا چاہی بیان تو جملہ اہل اسلام درستی آلات حرب وضرب مین اور دعا و استغفار
مین مصروف ہین لیکن اب حال مردمان لشکر کفار کا لکھا جاتا ہی کہ جب طبل جنگ بجا جو جو سوار
اور پیادے بہادر وجری تھے وہ تو بصد شوق خیال جنگ مغلوبہ سے درستی اپنے آلات
حرب وضرب کی کرنے لگے اور جو نامرد تھے وہ ارادہ لشکر سے نکل کے بھاگنے کا کرنے لگے
بعد موقع پانے کے اکثر بزدل لشکر سے نکل کے اپنے مواکن کی طرف روانہ ہوئے جب
وہ شب بسر ہوئی اس طرف سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اہل اسلام جملہ سرداران موجودہ
و تمامی سوار و پیادے بعد ادائے نماز سحر سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے سوار مرکبون پر
سوار ہو کے بصد ادب سوے جنگاہ روانہ ہوئے اسوقت جملہ اہل لشکر کا ہمراہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے جانب نبردگاہ جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ کی جنگاہ پر پہونچی سب
ٹھہرے بادشاہ موصوف انتظار قرنا سے قوق کے آنے کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے قرنا سے قوق نابکار بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے گینڈے پر سوار ہو کے دس لاکھ
سواران آزمودہ کار کہ انمین سے تھوڑے نامرد رات ہی کو بھاگ گئے تھے اپنے ہمراہ
لیکے بصد نخوت وغرور میدان کارزار مین سامنے لشکر اہل اسلام کے آیا اور گینڈے کو
روک کے کھڑا ہوا لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و تختگان ابھی میدان نبرد مین
آئے لاجورد شاہ اور صلصال اپنی اپنی سپاہ مین ٹھہرے مگر عنقریب سپاہ قرنا سے
قوق باین خیال کہ سیر لڑائی کی دیکھین اور وقت جنگ مغلوبہ شریک جنگ ہون اہل اسلام

کو قتل کرین اور جب غلبہ اہل اسلام کا ہو تو پسپا ہو کے بھاگ جائین جانین اپنی دست اہل اسلام
سے بچائین ادھر تو سب کفار و اہل اسلام میدان جنگ مین آئے اُدھر تمثال آئینہ رو
بالائے فیتول دریچہ وا کرکے بیٹھا جانب جنگگاہ دیکھنے لگا باین خیال کہ دیکھون فرزند توق
اہل اسلام سے کیونکر لڑتا ہے لڑائی کیسی ہوتی ہے الحاصل جب تمثال آئینہ رو دریچہ
مذکور مین بیٹھ چکا اور دونون لشکر خیلگاہ پر آ چکے اُسوقت دونون لشکرون سے باشارہ مالکان
وحاکمان لشکر بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے نکل کے درمیان مین دونون فوجون کے
آکے درستی میدان کارزار کی خوب کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور کیا پست وبلند زمین
کو ہموار کیا سقون نے نکل کے لشکرون سے میدان کارزار مین خوب چھڑکاؤ کیا گرد وغبار کو
دفع کیا جب اسطرح درستی میدان مصاف کی ہو چکی بیلدار اور سقے وغیرہ جنگگاہ سے
ہٹ گئے ادھر اہل اسلام اُدھر کفار صف آرائی مین مصروف ہوئے میمنہ ومیسرہ وقلب
ہر اک لشکر کا جوانان صف شکن سے حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا کچھ کچھ سپاہ دونون جانب
کمین گاہ پر بھیجی گئی جب اس طرح درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر ہو چکی
لشکر کفار سے کرکیت اور سپاہ اہل اسلام سے نقیبان خوش آواز بایمائے مالکان ہر دو
لشکر نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے آگئے پہلے نقیبان خوش تقریر نے اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا کہ ای دلاوران بمثال ورای بہادران
خوشخصال آگاہ ہو کہ حیات کا کچھ اعتبار نہین ہے اجل کا آنا ضرور ہے ہر شے کے واسطے فنا ہے
فقط خدا کو بقا ہے نہ کوئی سدا رہا ہے نہ رہیگا خیال تو کرو کہ وہ شاہان اولوالعزم اب کہان ہین
جنکے روبرو کوئی رعب وخوف سے بیخوف ہو کے بجا سکتا تھا کلام بھی نہ کرسکتا تھا اور وہ بہادران
نامی ونامور اب کہان ہین کہ جن سے کوئی مقابلہ ومجادلہ کر نہ سکتا تھا اور اگر کوئی اجل رسیدہ
اُن سے لڑتا تھا تو جانبر نہ ہوتا تھا سوا اُنکے اپنے آباو اجداد کو یاد کرو کہ وہ اب کہان ہین ہائے
وہ سب اجل سے مجبور ہو کے اس گلشن دنیا سے ملک ومال واہل وعیال کو چھوڑ کے خالی
ہاتھ سوے عدم گئے بجز اعمال نیک وبد وکفن کچھ ساتھ اپنے نہ لے گئے فی الحال وہ سب زیر
زمین ہین قبور مین ایسے سو رہے ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے مین لاکھ کوئی بگریہ وزاری
اُنکو پکارے وہ جواب ہی نہین دیتے ہین ہزار ہا من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہین زندگی
مین جو کسی دشمن سے نہ دبتے تھے وہ خاک سے دب گئے ہین حیات مین گرد وغبار سے
بھاگتے تھے قریب آنے نہ دیتے تھے حشرات الارض کی گزند سے بچے رہتے تھے خوگر عیش و
راحت تھے اب وہی مقابر مین مٹی مین آلودہ عجب لاچاری ومجبوری سے پڑے ہین اتنی بھی
قدرت نہین رکھتے ہین کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کفن پر سے گرد وغبار کو دفع کرین ایک کروٹ
سے دوسری کروٹ لین جو کیڑے گوشت انکا کھا رہے ہین اُنھین دفع کرین خود ہی خاک
مین خاک کو اپنے اوپر سے کہان ہٹائین پس جو حال انکا ہے وہی حال ایک روز جو زندہ
ہین انکا بھی ہوگا یعنے جو زندہ ہین وہ بھی مرینگے زیر زمین جاینگے ساکن قبور تا قیامت

ہونگے قبور مین بوجہ اپنے اپنے اعمال راحت یا تکلیف اُٹھائینگے جو کوئی خوش اعمال ہوگا وہ اپنی قبر مین راحت سے سوئیگا اور جو بد اعمال ہوگا وہ اپنی تربت مین راحت سے ہرگز بسر نکریگا خدا کے حکم سے فرشتے اُس پر عذاب کرینگے لہذا اے جوانان تہور شعار ذرا خواب غفلت سے بیدار و ہوشیار ہو اعمال خیر کرو افعال بد سے اجتناب کرو تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت سے سوؤ اعمال خیر سے ایک یہ بھی عمل نیک ہے کہ اپنے مالک و آقا سے بہ نیکی پیش آنا دشمنون سے اُسکو بچانا خود اُس کی طرف سے اُس کے اعدا سے بہ تیغ و تیر وغیرہ لڑنا اعدائے آقا کو قتل کرنا یا اُنکے ہاتھ سے زخمی و قتل ہونا نمک حلالی کرنا وفاداری پر کمر باندھنا نمکحرامی و بیوفائی سے اجتناب کرنا چونکہ آج قرنا سے فوق عازم جنگ و جدال ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ مطلق خوف قتل و مرگ نہ کرنا کفار سے دلیرانہ لڑنا شیرانہ اعدا پر حملے کرنا تمھارے آبا و اجداد بہادر تھے تم بھی دلاوری کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا سینے پر ضرب شمشیر و نیزہ و تیر روکنا بہادرون کو اپنی شجاعت سر میدان جنگ دکھانا بڑھ بڑھ کے لڑنے سے بے اجل قتل نہو جاؤگے اور اگر قضا آئی ہے تو بھاگنے سے بچ نہ جاؤگے اجل زنجیر پا ہو جائیگی بھاگ نہ سکوگے کسی دشمن کے ہاتھ سے ہنگام فرار ضرور مارے جاؤگے بھاگنے سے کچھ فائدہ نہوگا بلکہ عزت و آبرو کا ضرر ہوگا جملہ بہادران عالم کی نظر سے گر جاؤگے سب بہادر بزدل و نامرد کہینگے قیامت تک تمھارے بھاگنے سے تم کو اہل جہان بودا اور ہیز کہا کرینگے تمھارا آقا و مالک جس کا تم نمک کھاتے ہو وہ بھی ایسی صورت مین تم سے ناخوش ہوگا بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ بیوفائی آقا سے خدا بھی ناخوش ہوگا ہمنے تم کو دوستانہ سمجھایا ہے راہ نیک و بد دکھائی ہے اب تمکو اختیار ہے جو راہ چاہو اختیار کرو چاہو خوشنودی آقا و رضامندی خدا اختیار کرو خواہ برعکس اسکے کرو یہ کہکے نقیب خاموش ہوئے کرکیتون نے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون سے مخاطب ہوکے یون باواز بلند کہا کہ اے جوانان نامی و نامدارو اے دلاوران تہور شعار آگاہ ہو کہ دنیا ایک سرا ہے اس سرا مین کسی کو ہمیشہ قیام نہین ہے اہل دنیا اور خود دنیا کو ایک روز فنا ہے جب شاہان صاحب تخت و تاج و سپاہ گران باوجود کثرت زر کے صاحب اختیار و حکومت تھے زندہ نرہ سکے اور دفع اجل کی تدبیر نہ کرسکے تو ہم اور تم کیا ہین ضرور ایک روز دنیا سے جائینگے اجل سے پناہ نپا سکینگے دفع اجل کی کوئی تدبیر نہ کر سکینگے پس جب مرنا ضرور ہے تو لازم ہوا کہ اپنے مذہب کے موافق اعمال نیک کرین اپنے ہم مذہبون سے بہ نیکی پیش آئین اعدائے دین یعنی اہل اسلام سے بہ دشمنی پیش آئین یہ لوگ وہ نہین مگر تمھارے عدو ہے جان و ایمان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین چاہتے ہین کہ خداوند کو ہلاک کرین خداوند کی خداوندی مٹا دین ایسے دشمنون سے دشمنی کرنا باعث خوشنودی خداوند ہے اور تمھاری خوش اعتقادی قوت مذہبی کا باعث ہے لہذا آج کے دن مطلق ان اہل اسلام پر رحم نکرنا دیکھو وہ سامنے خداوند بالائے قیطول دریچے مین بیٹھے ہین ادھر نظر غور تم سب کو دیکھ رہے ہین سامنے خداوند کے دلیرانہ ان اہل اسلام کو بہ تیغ و نیزہ و تیر و

تیر و گرز و خنجر قتل کرنا وقت جنگ مغلوبہ بڑھ بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کرکے ان منحرفان خداوند کو
قتل کرنا خوف جان سے پیچھے قدم نہ ہٹانا خلاف بہادری عمل نہ کرنا اپنے خداوند کو اپنے
سے ناراض نہ کرنا ساتھ اپنے آقائے قدرشناس کے یعنی قرنائے قوق بہادر بے مثل
کے بہ نیکی پیش آنا ہمراہ آقائے موصوف کے اہل اسلام سے لڑنا نمک حلالی کرنا نمکحرامی پر کمر
نہ باندھنا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤگے پسپا ہوکے اگر بھاگوگے اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے جاؤگے آقا تمہارا تم سے ناخوش ہوگا خداوند تمثال آئینہ رو بھی تم سے ناراض
ہونگے یہ کہکے کرڈکیت خاموش ہوئے پھر نقیب اور کرڈکیت درمیان سے دونوں لشکروں
کے چلے گئے ادھر اہل اسلام ادھر کفار نقیبوں اور کرڈکیتوں کی تقریر سنکے ایسے آمادۂ جنگ
ہوئے کہ تلواریں نیام سے کھینچ کر نیام توڑ ڈالے اور کہا کہ اگر بعد فتح کرنے اس جنگ کے زندہ
رہے تو یہ تلواریں نیام میں رکھیں گے ورنہ دشمنوں سے لڑ بھڑ کر مر جائینگے اسوقت جوانان ہر دو
سپاہ کو عجب جوش شجاعت تھا صفوف لشکر میں حال انکا قابل دید تھا ہر دم ہر اک سوار و سردار
لشکر یہ چاہتا تھا کہ صف لشکر سے مرکب کو نکال کر اعدا پر حملہ پہنچے دلیرانہ لڑیئے دلاوری اپنی دکھایئے
علاوہ سواروں اور سرداران سپاہ کے علمداران لشکر کو بھی کمال درجہ جوش شجاعت تھا
علموں کو جلوہ دیکے ارادہ کرتے تھے کہ آگے بڑھیں ہنوز دونوں لشکروں سے کوئی دلاور
برائے جنگ نکلا نہ تھا تمثال آئینہ رو قیطول سے اور لاجورد شاہ قریب سے دیکھ رہا تھا
کہ ناگاہ قرنائے قوق نے بصد کبر و نخوت گینڈے کو اپنے صف لشکر سے نکالا لاجورد شاہ
نے بختگان و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا قرنائے قوق واسطے جنگ کے لشکر سے نکلا ہے
اگر یہ غرور نہ کریگا تو ہم تقدیر کرکے اسکو اہل اسلام پر غالب کرینگے گو یہ ہم سے منحرف ہے ہمیں
سجدہ نہیں کرتا ہے بختگان نے عرض کیا اے خداوند آپ کچھ بھی تقدیر نہ کیجیے گا صرف سیر دیکھیے گا
مجھے آپکی تقدیر کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہے جب آپ سیدھی تقدیر کرتے ہیں وہ الٹی ہوجاتی
ہے بختگان تو لاجورد شاہ سے یہ عرض کر رہا تھا قرنائے قوق مانند دیو سیاہ یا بلائے
بے درمان یا فیل دمان بصد غرور بیچ میں دونوں لشکروں کے آیا گینڈے کو روک کر جانب
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا اہل اسلام نے بھی اس نابکار کو غور سے دیکھکر باہم کہا کہ
یہ نابکار انسان ہے یا اک دیو سیاہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے ہم سب کو بچائے بظاہر
ایسا زبردست سردار لشکر کفار میں کبھی نظر سے نہیں گذرا ہے ابھی اہل اسلام اپنے دل میں
یہی تقریر جو لکھی گئی کر رہے تھے کہ قرنائے قوق نے وہ ارابہ جسپر گرز اسکا سترہ من یا سترہ سو
من کا رکھا تھا طلب کیا جب ملازم اس کے ارابہ مذکور ہزار محنت و زور آوری پاس اسکے
لائے لشکر میں چلے گئے اسوقت قرنائے قوق نے اپنے گینڈے کو بطور مرکب کے کاوے
پر ڈالا اور فنون جنگ خصوص فن نیزہ بازی تا دیر سب کو دکھاکے خوب گرما
کے پسینے میں سراپا تر ہوکے گینڈے کو روک کے ذرا دم راست کرکے اہل اسلام
کی طرف بصد قہر و غضب دیکھکے باواز بلند یوں کہا کہ اے اہل اسلام تمنے بوجہ

جہالت کے خداوند سے منحرف ہوکے کمر سرکشی و آزار رسانی خداوند پر باندھی ہی نہایت نادانی
کی ہی دیکھو پچتاؤ گے قہر خداوند تم پر نازل ہوگا میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤ گے بہتر و مناسب
یہ ہی کہ جانین اپنی میرے ہاتھ سے بچاؤ خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرو سرکشی چھوڑو اگر
یہ منظور نہین ہی تو جو تم سب مین جان سے بیزار ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے
آئے مجھ سے مقابلہ و مقاتلہ کرے یہ کہ کے خاموش ہوا اُس کی آواز مہیب و بلند سے پردہ ہاے
گوش کو صدمہ پہونچا شاید بوجہ ایسی آواز کے نام اسکا قرناے قوق رکھا گیا ہی کیونکہ قرنا کی
صدا سے بھی گونہ پردۂ گوش کو صدمہ پہونچتا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے تقریر سردار نابکار
مذکور کی سن کے تمثال آئینہ رو پر اور اسپر بھی لعنت کرکے برہم ہوکے اپنے دست راست
کی طرف دیکھا فی الفور رستم خوبن کرب نے مرکب کو چھیڑ کر صف لشکر سے نکل کے سامنے بادشاہ
لشکر اسلام کے جاکے مرکب سے اُتر کے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ کمترین اس
کافر سے لڑنے کو جائے شاہ موصوف نے اجازت جانے کی دی رستم خوا اجازت جنگ لے کے
خوش ہوکے تسلیم بجالا کے مرکب پر سوار ہوکے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کرکے سامنے
قرناے قوق کے گیا قرناے قوق نے بنظر حقارت دیکھ کر کہا ای جوان نادان نام تیرا کیا
ہی تو سودائی و دیوانہ ہی کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا کچھ خوف
نہین ہی مین وہ ہون کہ دیوؤن کی حقیقت نہین جانتا ہنگام جنگ شیران نر کو روباہ
جانتا ہون فیلان مست کو پشہ خیال کرتا ہون میدان جنگ مین جس جگہ پاؤن رکھتا ہون
کیا مجال کسی حریف کی کہ قدم میرا وہان سے سرکا دے مین گویا ایک کوہ گران ہون
ہنگام جنگ حریف اپنی جگہ سے نہین سرکتا اور اگر بضرورت سرکتا ہون تو آگے
بڑھتا ہون پیچھے نہین ہٹتا ہون جب تلوار کھینچ کر نعرہ کرکے بڑھتا ہون ہزارہا دشمنون کو
قتل کرکے لشکر کو بھگا دیتا ہون مجھ پر حربہ کسی قسم کا کارگر نہین ہوتا ہی کیونکہ روئین تن ہون
مین اعدا کو قتل کرتا ہون دشمن مجھے قتل کر نہین سکتے ہین مین نے ہزارون بلکہ لاکھون
بہادرون کو تہ تیغ کیا ہی شجاعت و قوت و بہادری مین بیعدیل ہون بھلا تو مجھ سے کیا
لڑ سکے گا ایک وار بھی میرا روک نہ سکے گا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی بس
میرے سامنے سے چلا جا اپنے بادشاہ لشکر سے جاکے کہہ کہ قرناے قوق کے مقابلے کو
کسی زبردست سردار کو بھیجو رستم خو نے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار تو نے اپنی بڑی
تعریف کی اپنے ہی منھ سے اپنی کہی ثنا کی اور ثنا بھی ایسی کی کہ جو ذہن مین نہین آتی سراسر
خلاف معلوم ہوتی ہی بس تیری ہی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو جھوٹا ہی دعوے تیرے
سب لغو ہین مین تجھ سے نہین ڈرتا دیوانہ تو ہوگا مین دیوانہ نہین ہون ہان ہنگام
جنگ حریف سے ایسا لڑتا ہون کہ وہ خوف جان سے دیوانہ ہو جاتا ہی تو میرے حال پر
رحم نہ کر مجھ سے مقابلہ کر اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھ کو قتل کرون گا اگرچہ تو روئین تن ہی تلوار
بھی میری خارا شگاف ہی اور بیدین مجھے خود تیرے اوپر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے

ہاتھ سے مارا جائیگا اگر تو دین اسلام کو اختیار کرے تو مین تجھے قتل نکرون قرناے قوق تقریر اس بہادر کی سنکے نہایت برہم ہوا عالم غصہ مین نیزہ اُٹھا کر گینڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ سینۂ رستم خو پر لگایا ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون فولادی سنانون کے باہم لڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین جو لوگ کہ دیکھ رہے تھے اُنھون نے بے اختیار تعریف کی تمنا رستم خو کی ہمت کی کہ اس جوان نے کیا خوب نیزے کو روکا ہو فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی ابھی کفار تعریف کر رہے تھے اہل اسلام بھی ثنا کر رہے تھے کہ رستم خو نے خود بھی اس پر نیزہ لگایا اُس نے بھی نیزہ نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوا کی لیکن قرناے قوق نے ہنگام ضرب نیزہ حریف نیزے کو اپنے پہلو مین رکھ کر سینہ اپنا آگے بڑھا دیا نیزہ سینے پر پڑا اکارگر نہوا آخرکار بعد جنگ بسیار رستم خو نے نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالدیا سنان نیزہ چوب نیزہ سے نکل کے دور جائے گری کفار کو حیرت ہوئی بدرجۂ کمال ملال ہوا اہل اسلام نے خوش ہو کے شور بالفاظ احسنت و آفرین و مرحبا بلند کیا قرناے قوق کو سخت صدمہ ہوا شرمائے سر جھکا لیا غیرت سے پسینہ آگیا تمثال آئینہ رو نے یہ حال قیطول پر سے دیکھا اسے بھی حیرت ہوئی لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھ ہم نے تقدیر کر کے سنان نیزہ قرناے قوق کے ہاتھ سے نکلوا دی یہ نالائق ہم سے منحرف تھا ہمین خداوند اپنا نجانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا ہمنے سر میدان جنگ اسکو ذلیل کیا ابھی تو ذلیل ہی کیا ہی آئندہ دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اگر یہ ہماری طرف متوجہ ہوا تو خیر ہم بھی اس کے ساتھ نیکی کرین گے بختگان نے جواب دیا ای خداوند یہ آپ نے کیا تقدیر کی کوئی تقدیر معقول کی ہوتی ایسی تقدیر سے کیا ہوتا ہی لاجورد شاہ نے کہا خیر دیکھا جائے گا ابھی لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا کہ یکایک قرناے قوق نے بعد انفعال سر اُٹھا کے تیغہ نہایت گران و بران کمر سے کھینچ کر نہایت غضبناک ہو کے گینڈے کو بڑھا کے خبردار خبردار کہہ کے ضرب تیغہ تیز سر رستم خو پر لگائی ادھر اس بہادر نے واسطے روکنے ضرب مذکور کے سپر اُٹھائی تیغہ ز مذکور سپر کو کاٹتے خود سے گذر کے چار انگل سر رستم خو مین در آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ رستم خو نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن رستم خو خون زخم سر سے بہہ تن نہا گیا کفار خوش ہوئے اُدھر تمثال آئینہ رو بھی شادمان ہوا ادھر لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھ قرناے قوق کے ہاتھ سے ہمنے رستم خو کو زخمی کرا دیا اسنے بدل ہماری پرستش کا خیال کیا ہمنے بھی تقدیر معقول کردی بختگان نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کیا بیہودہ کا ذبہ ہی کبھی کچھ کہتا ہی کبھی کچھ کہتا ہی جیسا رنگ دیکھتا ہی ویسی بات کرتا ہی تقدیر نیک و بد کچھ بھی کر نہین سکتا ہی خود ہی گردش تقدیر سے پریشان و سرگردان ہو کے یہان تک آیا ہی ابھی بختگان دل مین اپنے یہ کہہ رہا تھا کفار خوش ہو رہے تھے کہ قرناے قوق نے چاہا بڑھ کے سر حریف

تیغۂ آبدار سے جدا کیجیے ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر جانب دست راست دیکھا
فی الفور ہاشم تیغزن صف لشکر سے نکل کے جلد تر اجازت لے کے مرکب کو جولان کرکے
قریب جا کر نعرہ کنان ہوا کہ او نابکار دست خود را نگہدار کیا زخمی کے سر کو کاٹنا چاہتا ہی کیا
نامرد و بزدل ہی اسی بزدلی پر اپنے تئین بہادر جانتا ہی اگر بہادر ہی تو مجھ سے مقابلہ کر
قرنا ے قوق نعرۂ ہاشم تیغزن سن کے ایسا خائف ہوا کہ رستم خو کے سر کو کاٹ نہ سکا ہاشم
نے رستم خو کو جانب لشکر روانہ کرکے قرناے قوق سے مقابلہ کیا کافر دو کور نے تیغۂ آبدار
سے ہاشم تیغزن کو بھی مانند رستم خو کے زخمی کیا بادشاہ لشکر اسلام نے پھر مڑکر دیکھا آصف
انجم طلعت نے لشکر سے نکل کے بعد حصول اجازت جلد جا کے ہاشم تیغزن کو قرناے
قوق کے شر سے بچا کے اپنے لشکر کی طرف روانہ کرکے خود اس بیدین سے مقابلہ کیا
اسنے برہم ہو کے کہا او جوان خوبرو تو نے بھی غضب کیا کہ میرے حریف کو میرے ہاتھ
سے بچایا خیر حریفان مجروح کے عوض تجھے قتل کرونگا یہ کہہ کے خبردار خبردار سکر رکھکے گینڈے
کو بڑھا کے وار تیغہ کا سر پر کیا ادھر آصف انجم طلعت نے سپر اٹھائی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی تیغہ سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر جا بجا نگل سر مین در آیا آصف انجم طلعت
نے اسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہوگیا
اسی عالم زخمداری مین تلوار قرناے قوق پر لگائی اسنے بجائے سپر سر اپنا آگے بڑھادیا
تلوار سر پر پڑی مگر بے سود کارگر نہوئی بلکہ خط بھی سر پہ نپڑا تلوار اچٹ گئی قرناے قوق
نے ہنسکر کہا اے جوان مجروح تلوار پھر لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آصف انجم طلعت
تلوار کیا لگاتا زخم سر سے حال اسکا عجب تھا کثرت سے خون جو بہا تھا ضعف بدرجہ کمال تھا
آنکھین بند تھین غش آتا تھا ایسی صورت مین پھر قرناے قوق نے چاہا کہ اپنے گینڈے
کو بڑھا کے تیغۂ آبدار سے سر آصف انجم طلعت کا کاٹ لیجیے ہنوز گینڈے کو آرادہ
مذکور بڑھایا ہی تھا اور کفار خوش ہو رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے پلٹ کر دیکھا
فوراً داراب بن داراب یمین زرہ نے صف لشکر سے نکل کے اجازت حاصل کرکے
گھوڑے کو دوڑا کے قریب قرناے قوق کے جا کے نعرہ کیا او بیدین کیا قصد ہی کیا
میرے سامنے سر آصف انجم طلعت کا جدا کریگا او نابکار کیا مجال تیری کہ میرے سامنے
تو اس بہادر کے سر کو کاٹ سکے قرناے قوق نعرۂ دلاور موصوف سے گھبرا کے اپنے
ارادے سے باز رہ کے برہم ہو کے کہنے لگا تم سب اہل اسلام کیسے نامنصف ہو اور کیسے
طریق جنگ سے ناواقف ہو کہ میرے حریف کا مجھے سر نہین کاٹنے دیتے ہو جب مین ارادہ سر
کاٹنے کا کرتا ہون ایک نہ ایک جوان آکے حریف مجروح کو بچا کے لیجاتا ہی اب کی مرتبہ تو آیا ہی داراب
بن داراب نے جواب دیا او بیوقوف ہم لوگ ایسے بہادر ہین کہ حریف کی آرزوے دل
پوری ہونے نہین دیتے ہین ایسے زبردست مین کہ سر اپنے اہل لشکر کا کاٹنے نہین دیتے
ہین تو ایسا نامرد و بزدل ہی کہ ہم دلاورون سے ڈر جاتا ہی سر اپنے حریف مجروح کا کاٹ

نہین سکتا ہی اگر بہادری کا دعویٰ ہی تو سر اب اس جری کا تیغ سے جدا کر دیکھون تو کیونکر سر
کاٹ لیتا ہی یہ کہکے آصف انجم طلعت کو اپنے لشکر کی طرف روانہ کرکے اُس سے نبرد آزما
ہوا بعد جنگ بسیار قرنامے قوق نے وہی تیغۂ خونچکان سر دارائے بن داراب
سیمین زرہ پر لگایا ادھر اس بہادر نے سر اُٹھایا ناگاہ پاؤن مرکب کا موش خانہ
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک دارائے بن داراب مرکب سنبھالے اور اپنے
ہاتھ کو سیدھا کرے تیغۂ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا خود کو کاٹ کے تا بہ جبین اُتر آیا ہنوز
پیشانی سے آگے نہ بڑھا تھا کہ دارائے بن داراب نے دستانہ بار القدرت خدا اور
بزور قوت بازوے دارائے بن داراب تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری اور
خون جاری ہونے کے دلاور کو غش آنے لگا کفار خوش ہونے لگے لاجورد شاہ بار بار
کہنے لگا مین تقدیر معقول کر چکا ہون اب قرنامے قوق جملہ اہل اسلام کو زخمی کرے گا
بختگان اس سے عرض کرنے لگا ای خداوند اب تقدیر پلٹ نہ دیجیے گا لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہمین اختیار ہی جب یہ ہم سے منحرف ہوگا تقدیر پلٹ دینگے ہنوز لاجورد
شاہ اور بختگان مین تقریر ہو رہی تھی کفار شادمان تھے اہل اسلام کو پی در پی صدمہ ہو
رہا تھا تمثال آئینہ رو فیطوس پر سے لڑائی قرنامے قوق کی دیکھ رہا تھا خوش ہو ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے کہہ رہا تھا کہ اسی طرح ہم تمام اہل اسلام کو زخمی و ہلاک دست
قرنامے قوق سے کرا دینگے مقربان بارگاہ اُس سے عرض کرتے تھے بہت مناسب ہی ناگاہ
قرنامے قوق واسطے قتل دارائے بن داراب کے بڑھا ادھر اشارۂ بادشاہ لشکر
اہل اسلام سے فرخ بخت سلطان مغربی مرکب کو جولان کرکے جلد گیا دارائے بن داراب
کو دست قرنامے قوق سے بچا کے جانب لشکر روانہ کرکے خود اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ
بسیار قرنامے قوق نے اس شاہ ذیوقار کو بھی بطریق دارائے بن داراب سیمین زرہ
زخمی کیا اسی طرح سلطان بخت مغربی و نعمان بن منظر شاہ یمنی و مقبول بن مقبل
و سلیمان ثانی و کیخسرو و ابراہیم بن مالک و معروف بن اسد و فرہاد خان یکہ زلی
و ارشیون بریزاد و سکندر فرخ لقا و شیر افگن و معظم خان بن بہرام وغیرہ تنو
سواران لشکر اہل اسلام کو صبح سے تا شام زخمی کیا اگرچہ مؤلف تورج نامہ جلد دوم
جنگ جملہ بہادران مذکور کی مفصل تحریر کرتا تو بہت طول ہوتا لیس بوجہ طول کے اختصار
اختیار کیا الحاصل جب قرنامے قوق سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کر چکا وقت شام
جنگ سے دست بردار ہو کے باواز بلند بادشاہ لشکر اسلام سے کہنے لگا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آج تو مین نے تمہارے لشکر کے سو سرداروں کو زخمی کیا ہی
اور اب شام بھی ہوگئی ہی اس وجہ سے جنگاہ سے جاتا ہون تمھین لازم ہی کہ خداوند
تمثال آئینہ رو کی طرف توجہ کرو سرکشی سے باز آؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو حق مین تمہارے بہتر ہوگا یہ کہہ کے ہمراہ اپنی سپاہ کے جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر

آیا گینڈے سے اُتر کر خوش و خرم داخل بارگاہ ہوا لاجورد شاہ اور صلصال بھی جس وقت میدان کارزار سے آکے اپنی اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سواران لشکر کفار بھی مرکبوں سے اُتر کر داخل خیام ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام سرداران سپاہ کے زخمی ہونے سے اندوہگین و افسردہ خاطر ہمراہ جملہ مردمان لشکر اسلام کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے سرداران سپاہ موجودہ بھی ہمراہ بادشاہ بارگاہ سلیمانی میں گئے بادشاہ موصوف بالائے تخت جلوہ گر ہوئے سرداران سپاہ ڈنگلوں پر بیٹھے شاہ موصوف نے حال سرداران مجروح کا دریافت کرکے حکم اُنکے علاج کا دیا جراح علاج اُنکا کرنے لگے اُدھر قرنائے قوق اپنی بارگاہ میں جاکے سلاح جنگ تن سے جدا کرکے بارگاہ میں بیٹھا پھر اپنے ملازموں سے کہنے لگا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان سے جاکر کہو کہ اگر خلاف طبع نہ ہو تو یہاں تشریف لائیے تھوڑی دیر بیٹھئے لطف بادہ کشی اُٹھائیے ملازموں نے جاکے لاجورد شاہ و صلصال سے جو کچھ قرنائے قوق نے کہا تھا عرض کیا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان و خلخال اُس کی بارگاہ میں گئے بمقام صدر لاجورد شاہ و صلصال بیٹھے خلخال و بختگان بھی ایک جگہ بیٹھے بعد ایک لمحہ کے صلصال نے تعریف شجاعت و بہادری قرنائے قوق کی کی اُس نے کہا یہ کیا بہادری میں نے کی ہے جس کی تعریف آپ نے کی ہاں اگر جنگ مغلوبہ ہوتی یا کوئی سردار زبردست سے مانند امیر ثانی کے میں لڑتا اور اُنھیں قتل و زخمی کرتا تو البتہ تعریف آپ میری کرتے آج تو میں نے کل سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا ہے ابکی مرتبہ طبل جنگ بجوا کے دیکھیے گا کہ کیا کرتا ہوں بختگان نے اُس کے سخن کو سن کے کہا آپ نے سرداران لشکر اسلام کو زخمی تو کیا ہے صدمہ اہل اسلام کو دیا ہے مگر ہوشیار رہیے گا عیاران لشکر اسلام ضرور آئیں گے عیاری کرکے آپ کو مار ڈالیں گے قرنائے قوق نے ہنس کر کہا عیاروں کی کیا مجال جو میری بارگاہ میں قدم رکھ سکیں بختگان نے کہا آپ یہ نہ فرمائیے عیار بلائے بے درمان ہیں اُن کو کوئی روک نہیں سکتا ہے وہ اس طور سے آئیں گے کہ آپ اُنکو پہچان نہ سکیں گے اگر زندگی اپنی منظور ہے تو شب کو جاگیے ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص و نغمہ اُنکا دیکھیے اور سنیے قرنائے قوق نے جواب دیا میں عیاروں سے نہیں ڈرتا ہوں اُن کے خوف سے شب بھر بیدار نہ رہونگا ہاں مجکو شوق رقص و نغمے کا ہے ارباب نشاط کو طلب کرکے ناچ گانا ان کا دیکھ کر اور سنکے خوش ہونگا یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر میں قرنائے قوق کے تھی ہمراہ اپنے سازندوں کے بارگاہ میں روبرو قرنائے قوق کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے سازوں کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ رقص بتا زوادا کرنے لگی قرنائے قوق و لاجورد شاہ وغیرہ ناچ دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

کونسی کی خطا بتا اے شوخ	کیوں ہوا مجھ سے تو خفا اے شوخ

آرزوے وصال پوری کر
ہنس کے بجلی بھی اب گرا اے شوخ
نہ سنا گر سوال وصلت کا
غیر کا تو ہے آشنا اے شوخ
نیم بسمل نہ چھوڑ عاشق کو
مین پریشان بہت پھرا اے شوخ
میرے دل کی لگی بجھا اے شوخ
یاد کر دل مین وعدۂ وصلت
ایک بوسہ ہی کر عطا اے شوخ
باغ کو تو نے کر دیا پامال
مجھ پہ تلوار پھر لگا اے شوخ
شب فرقت بہت تڑپتا ہے
مجکو رلوا کے کر دیا طوفان
کیون فراموش کر دیا اے شوخ
تجکو اپنا مین کس طرح جانون
بس گئی تجھپہ خود حنا اے شوخ
تیری زلفون کا ہو کے سودائی
پاس اپنے اُسے بلا اے شوخ

اہل بزم سننے لگے خوش ہو کے تعریف رقاصہ کے رقص و نغمہ کی کرنے لگے ہنوز رقاصہ رقص کر رہی تھی کہ ساقیان بیدین و نابکار شتیان شراب گلنار کی مع جامہاے بلورین لے کر حاضر بزم ہوے قرناے قوق کو سلام کر کے اس بیدین کے اشارے سے جامہاے بلورین مین اہل بزم کو شراب ناب پلانے لگے قرناے قوق دلاجور دشاہ دصلصال وخلخال و بختگان وغیرہ شراب تند پینے لگے جب سب حسب دلخواہ شراب پی چکے اور رقاصہ غزل مندرجہ بالا گا کر تمام کر چکی دونون بزم سے چلے گئے بعد جانے ساقیان بے دین و رقاصۂ مذکورہ کے اور ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حسب الطلب حاضر ہو کے ناچنے گانے لگی قرناے قوق وغیرہ عالم نشۂ شراب مین گانا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے لگے ہنوز قرناے قوق بیٹھا ہوا ناچ رقاصہ کا دیکھ رہا تھا کہ تمثال آئینہ رو نے اُسے طلب کیا قرناے قوق حسب الطلب بزم سے اُٹھ کر ہمراہ اُسی مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو کے جو اُسے بلانے کو آیا تھا جانب قبطول چلا بعد قطع راہ روبروے تمثال آئینہ رو گیا سجدہ کیا اُس نے خوش ہو کے کہا اے بندۂ مطیع و قوی میرے سر اپنا سجدے سے اٹھا قرناے قوق نے سر سجدے سے اٹھایا تمثال آئینہ رو نے کہا اے بندہ برگزیدہ میری راے یہ ہے کہ ایک نامہ اس مضمون کا بادشاہ لشکر اسلام کو ہم روانہ کرین کہ اگر اب بھی تم ہماری طرف توجہ کرو ہماری پرستش اختیار کرو تو ہم اپنے بندۂ خاص قرناے قوق سے تم سب کو قتل و زخمی نہ کرائین اس باب مین تیری کیا راے ہے اس نے عرض کیا جو مصلحت خداوند کی میری راے کیا بہتر تو ہے کہ یہ سب اہل اسلام سرکشی سے اجتناب کر کے آپ کی پرستش کرین یہ جنگ وجدال وخونریزی مردم موقوف ہو ضرور خداوند نامہ روانہ کرین تمثال آئینہ رو نے اس سے راے لیکر رخصت کر کے نامے مین یہ عبارت بعد القاب لکھوائی کہ اے بادشاہ لشکر اسلام واے بندہ سرکش سرکشی سے باز آ ہماری طرف متوجہ ہو ہمارے قہر وغضب سے ڈر مبتلاے بلا مانند امیر ثانی کے ہو دیکھتے ہی اس نامے کے مع اپنے تمامی مردمان سپاہ کے ہمارے روبرو آ کے عفو تقصیر چاہ کے ہمین سجدہ کر ہم تجھ سے خوش ہون گے خطائین تیری عفو کر دین گے عنایت و مہربانی بیحد تجھ پر کرینگے اپنے بندگان خاص مین تجھے بھی محسوب کرین گے اور اگر خلاف ہمارے حکم کے کرے گا تو جسطرح ہمنے امیر ثانی پر غضب

اپنا نازل کیا ہی نتیجہ اُسے اٹھالے گیا ہی اسیطور سے تجھ پر اور تیرے کل مردان سپاہ پر قہر و عذاب
نازل کرینگے تین روز کی مہلت تجھے دیجاتی ہی اس تین روز کی مدت مین جو مناسب ہو سمجھکر
عمل کر بہتر تو یہی ہوگا کہ ہماری طرف توجہ کر جنگ سے باز آ جب نامہ اس مضمون کا لکھا جا چکا
ایک اپنے مقرب بارگاہ کے ہاتھ روانہ کیا اور بعضے راوی نے یون لکھا ہی کہ بدست
قرنائے قوق ارسال کیا غرض بہر طور کوئی نامہ لیکر دربار گاہ سلیمانی تک جب
پہونچا بادشاہ لشکر اسلام کو اُس کے آنے کی خبر ہوئی بارگاہ حشامی مین تشریف مع
اپنے سرداروں کے لیجا کر اُسے طلب کیا ایک راوی نے یون بھی لکھا ہی کہ بارگاہ سلیمانی
مین طلب کیا غرض بہر طور نامہ بر نے روبروے شاہ موصوف جا کے سلام کیا بعد بیٹھنے
کے نامۂ مذکور دیا شاہ نے اس نامے کو پڑھوا کر سُنا بدرجۂ کمال غصہ آیا فرمایا کہ پشت نامہ
پر یہ جواب لکھ دیا جاے کہ اے تمثال آئینہ رو عبث ہمکو قتل و گرفتاری سے ڈراتا ہی ہم ہرگز
تجھ شیطان سیرت کی طرف توجہ نہ کرینگے کبھی تجکو سجدہ نہ کرینگے قتل ہو جانا گوارہ کرین گے ہم
اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتے ہین وہی لائق سجدہ ہی تو گمراہ ہی اور گمراہ کنندہ ہی ہم تجھ کو
ہدایت کرتے ہین کہ گمراہی سے باز آ اگر اپنی بہتری و زندگی چاہتا ہی تو مسلمان ہو ورنہ پچھتائیگا
ساری خداوندی تیری مٹ جاے گی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا شاہ موصوف یہ فرما کے خاموش
ہوے ملازمون نے حکم بادشاہ موصوف کی تعمیل کی یعنی جو عبارت بادشاہ موصوف نے ارشاد
کی وہ جواب نامہ مین پشت نامہ پر لکھ دی پھر نامہ حوالہ نامہ بر کیا قرنائے قوق یافتخص
دیگر وہی نامہ لے کر جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا اب اس نامہ بر کو اثنائے راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے احوال امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ نتیجہ جو امیر ثانی کو مرکب
پر سے اُٹھا کر سوے فلک بلند ہوا تھا بعد قطع راہ پرستان مین گیا اور روبروے آسمان
پری جا کے بصورت اصلی ہو کے یعنی دیو ہو کے عرض کیا اے ملکہ عالم اے حاکم پردہ قاف
آپکے حکم سے یہ فدوی امیر ثانی کو اُٹھا لایا ہی دیکھیے یہ موجود ہین موج ہوا سے انھین
غش آگیا ہی ملکہ آسمان پری نے اس سے خوش ہو کے کہا جلد امیر ثانی کو ہوشیار کر اُس نے
اور دیگر پریزادون نے کچھ تدبیرین ایسی کین کہ امیر ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولین
دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ہزار ہا پریزاد موجود ہین ملکہ آسمان پری بالاے تخت جلوہ گر
ہین یہ دیکھ کر فی الفور اُٹھ کے باادب ملکہ آسمان پری کو بزرگ اپنا جانکے سلام کیا اور کہا
آپ نے مجھے کیون یہان دیو کے ذریعہ سے طلب کیا یہ دیو مجھے کیون نتیجہ بنکر اُٹھا لایا مین سوے
لشکر جاتا تھا فی زمانہ لشکر میر ابمقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لڑائیان اُس سے ہو رہی
ہین ملکہ آسمان پری نے بعد سلام لینے اور قریب اپنے بٹھانے کے اور بہت عنایت و
مہربانی کرنے کے کہا اے برخوردار خوش کردار اول تو میرا دل چاہتا تھا کہ تم کو دیکھون دوسرے
فی زمانہ ایک دیو نہایت زبردست مسمی سر پر بن قہقہہ ہم سے آمادہ شر و فساد ہوا ہی کئی
لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہم سے لڑنے آیا ہی کئی لڑائیان لڑ چکا ہی بہت سے پریزادون

کو قتل کر چکا ہی قریشہ ثانی کو زخمی کر چکا ہی چونکہ پریزاد ملازم ہمارے اس دیو قوی سے قوت
مین کم ہین مقابلہ اس سے کر نہین سکتے ہین اس وجہ سے ہمنے تم کو طلب کیا اس دیو کو روانہ کر کے
تمھین یہان بلایا یہ میرے حکم سے تمکو اٹھا لایا ہی چاہتی ہون کہ تم سریر بن قہقہہ سے مقابلہ
کر کے اوسے قتل کرو تاکہ ہمارے دل کو خوشی و راحت ہو دیو مذکور کے شر و فساد کا تردد دل
سے دفع ہو ماشاءاللہ تم مانند اپنے والد کے شجاع و بہادر ہو اور اب مثل اپنے پدر کے
صاحقران ہو بجز تمھارے کوئی انسان و پریزاد اس دیو سے سر بر ہوگا امیر ثانی نے تمام
تقریر ملکہ آسمان پری کی سنکے کہا جو آپ نے فرمایا ہی انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا مین بقوت الٰہی اور
بمدد خدا سریر بن قہقہہ کو قتل و ہلاک کرونگا آپ کچھ تردد نہ کرین طبل و نقارہ جنگی بجوائین ملکہ
آسمان پری نے خوش ہو کے کہا ابھی تو تم یہان آئے ہو چندے یہان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ سیر سے لطف اٹھاؤ بزم عشرت مین رقص و نغمہ پریزادان دیکھو اور
سنو بعد ازان سریر بن قہقہہ سے لڑنا ابھی کیا ضرور ہی کہ اس سے لڑو یہ کہکے حکم آراستگی
بزم عشرت کا دیا پریزادون نے حکم کی تعمیل کی پھر پریزادان خوبرو و خوش گلو روبرو
امیر ثانی کے رقص و نغمہ کرنے لگین اونکے ناچنے اور گانے کی کیا ثنا کی جاے زبان اس مولف
کی عاجز ہی تعریف انکے ناچنے گانے کی ہو نہین سکتی ہی امیر ثانی ناچ ان کا دیکھنے لگے گانا
ان کا سننے لگے ہر روز بعیش و عشرت بسر کرنے لگے ملکہ آسمان پری دعوت ضیافت
کرنے لگی امیر ثانی اغذیہ لذیذ و خوشگوار اور میوہ خوش ذائقہ پرستان کھانے لگے لطف زندگی
اوٹھانے لگے بادہ گلگون پرستان کی پینے لگے آرام و راحت سے شب و روز بسر کرنے
لگے باغستان پرستان کی سیر کرنے لگے غنچہ دل کو شگفتہ کرنے لگے پرستان کے باغون
کی بھلا کیا تعریف لکھی جاے یہان کے باغون کی ان باغون سے کیا مثال دیجاے وہان
کے پھول یہان کے کانٹے سے کہین بدتر یہان کا کانٹا وہان کے پھول سے از حد بہتر یہان کے
گلہاے رنگارنگ کے سامنے وہان کے پھولون کی کیا حقیقت اگر وہان کے پھول یہان کے
گلون کو دیکھ لین غیرت سے مرجھا جائین اپنی شادابی و شگفتگی و رنگ و بوے خوش پر نازان
نہون بلکہ فرط خواری و انفعال سے سر نہ اٹھائین اپنے تئین یہان کے سخت کانٹے سے بھی بدتر
جانین اور وہان کے درختان میوہ دار یہان کے اشجار پر اثمار کو ایک نظر دیکھ لین غیرت
سے خشک ہو جائین اپنے غرور و سرکشی کا پھل پائین اگر وہان کے طائران خوش الحان خصوص
بلبل ہزار داستان یہان کے کسی ادنے طائر پر نغمہ کی صدا سنے تو اپنی خوش الحانی پر غرور
نہ کرے بلکہ غیرت سے چہکنا چھوڑ دے اپنی خوش الحانی کے آگے اسکی صدا کی کچھ بھی حقیقت
نجانے آواز اوس کی سنکے غیرت سے دم بخود ہو جاے پھر خاموشی دہن پر ثبت ہو جاے تمام
نغمہ سرائی بھول جاے ہزار جان سے اوسپر قربان ہو امیر ثانی ایسے باغہاے پرستان کی سیر کرتے
تھے نہرون کی روانی دیکھتے تھے ایک روز وقت سحر بزم عشرت مین بیٹھے پریزادان نوجوان
عدیم المثال کا نغمہ سنتے تھے ناچ اونکا دیکھ رہے تھے لطف زندگی اوٹھا رہے تھے ناگاہ قریشہ

ثانی آئی امیر ثانی اُسے دیکھ کر خوش ہوے مگر زخمی اُسے دیکھ کر ملال بھی ہوا ہنوز وہ بیٹھی بھتی
امیر ثانی اس سے ہمسخن تھے پریزاد گا رہے تھے رقص کر رہے تھے یکایک سمریرین قہقہہ کو خبر امیر
ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی وہ نابکار کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے آیا اور قریب امیر ثانی کے
آکے پکارا او آدم زاد مین نے اپنے لشکر کے ایک دیو سے سنا ہو کہ تجکو آسمان پری نے واسطے
اپنی اعانت و مدد کے پردۂ دنیا سے بلایا ہو اور تو نے دعویٰ کیا ہو کہ مین سمریرین قہقہہ سے
لڑونگا پس اگر دعوائی شجاعت وجوانمردی ہو تو مجھسے لڑ مجھے حیرت ہو کہ تو انسان ضعیف البنیان
ہو مجھ ایسے دیو قوی سے کیا لڑے گا ایک ضرب دار شمشاد بھی نہ روک سکیگا بہتر یہ ہو کہ اپنے
ارادے سے باز آ جان اپنی مجھ سے لڑکے نہ دے آمیرے منھ مین چلا آ مین آہستہ سے تجھے کھا تون
تیرا گوشت لذیذ ہوگا سنا ہو کہ گوشت آدم زاد کا لذیذ و نمکین ہوتا ہو بعد تیرے کھا لینے کے
آسمان پری کو ہلاک کرونگا آج کسی پریزاد کو زندہ نہ چھوڑونگا قلعۂ بلور لے لونگا امیر ثانی
نے تقریر اُس دیو بدخصال کی سُنکے غضبناک ہوکے بزم عشرت سے اُٹھ کر ایسا نعرہ کیا کہ وہ دیو
کانپ گیا بلکہ تمام دیو اُس کے لشکر کے خوف سے تھرا گئے ملکہ آسمان پری نے گھبرا کے دیو کے
آنے سے پریشان خاطر ہوکے فی الفور اپنے لشکر کو طلب کیا لشکر پریزاد مسلح ہوکے آیا
امیر ثانی نے بعد نعرۂ کوہ شگاف کرنے کے اُس دیو سے کہا او نابکار کیا بیہودہ کلمات تو نے
زبان پر جاری کیے او مغرور دیکھ تو کس طرح تجھے ہلاک کرتا ہون اور تیرے لشکر کو
کیونکر تباہ و قتل کرتا ہون یہ کہکے اُس کی طرف بڑھے دیو خوف سے پیچھے ہٹکے میدان وسیع مین
آیا جب امیر ثانی اسکے قریب پہونچے وہ غضبناک ہوکے دار شمشاد کو کہ وہ نہایت گران
اور دراز تھی اور حربہ سخت تھا متحمل اُس کے روکنے کا کوئی نہ تھا نہ اسکی ضرب سے کوئی
جانبر ہوتا تھا گردش دے کے اور نعرہ کرکے سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے ضرب اُس کی
خالی دی اور کہا او نابکار مین عمداً بالفعل تیرے ہلاک کرنے سے دست بردار ہوکے
تجھے اجازت دیتا ہون کہ پھر مجھ پر ضرب دار شمشاد لگا اُس نے بصد قوت پھر ضرب
دار شمشاد سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے پھر ضرب اُسکی خالی دی دار شمشاد بطریق ضرب
اول زمین پر پڑی اس کی گرانی سے زمین شق ہوگئی گاؤ زمین تھرا گئی دیو خود منھ کے بھل
زمین پر گرنے لگا امیر ثانی نے کہا او نابکار کیسا قوی ہو کہ وقت وار کرنے کے گرا پڑتا ہو
وار تیرا خالی جاتا ہو کیون اس قدر گھبراتا ہو سنبھل کر وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
دیو نے موافق کہنے امیر ثانی کے کئی وار کیے امیر ثانی نے خالی دیے آخر سمریرین
قہقہہ برہم ہوکے پسینے مین تر ہوکے تھک کے کہنے لگا او آدم زاد یہ کس طرح مجھ سے
لڑتا ہو جب کمین دار شمشاد تجھ پر لگاتا ہون تو خالی دیتا ہو ایک جگہ کھڑا نہین رہتا ہو کہ
دار شمشاد میری تیرے سر پر پڑے ادھر اُدھر کیون بھاگتا ہو چوٹ کیون بچاتا ہو اگر مرد
ہو تو میری ضرب کو دلیرانہ روک دار کو خالی نہ دے امیر ثانی نے اُس سے کہا او
نابکار اگر تجھ کو یہ منظور ہو کہ مین وار کو خالی نہ دون ضرب تیری رد نہ کرون تو تجکو تیری

خوشی خاطر سے کیا غرض مجھے تو یہ منظور ہی کہ تجھے تھکا کے ہلاک کرون مین تو نہین بھاگتا دیکھ
تیرے سامنے موجود ہون ہان وقت ضرب جانب دست راست یا چپ ہٹ جاتا ہون
وار تیرا خالی جاتا ہی تجھ کو غصہ آتا ہی او نابکار تو نادان ہی اس طور سے کیون وار کرتا ہی کہ وار
تیرا خالی جاتا ہی سریہ بن قہقہہ تقریر امیر ثانی کی سُن کے دل مین اپنے قائل ہو کے پکارا
او آدم زاد اب کی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا کیونکہ اس مرتبہ ایسی ضرب لگاؤنگا کہ تو
جانبر نہ ہوگا پیوند خاک ہو جاے گا آسمان پری کے دل کو صدمہ ہوگا استخوان تیرے تو کجا
خاک تک تیری اُسے نہ ملے گی ہواے تند سے اُڑ جاے گی یہ کہکے برہم ہو کے نہایت زور سے
دار شمشاد کو گردش دے کے ضرب اُسکی امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے عمداً پھیر وار کو خالی دیا باوجود
اختیار روک لینے کے ضرب مذکور کو نہ روکا دار شمشاد بطریق مذکور پھر زمین پر پڑی سبب
سے جانا کہ ایک کوہ گران بالاے زمین گرا غبار از حد بلند ہوا زمین کانپ گئی بلکہ
شق ہو گئی بہت بڑا غار ہو گیا دیو مذکور دار کے خالی جانے سے منھ کے بل زمین پر
گرنے لگا ہر چند دیوؤن نے عرض کیا دیکھیے سنبھل جائیے زمین پر نہ گر پڑیے یہ کہ کے
خاموش ہو رہے سریہ بن قہقہہ اُن کے کہنے سے سنبھل کر قہقہہ مار کر از حد خوش ہو کے
دار شمشاد کو خاک سے نہ اُٹھا کے باواز بلند وحہیب پکارا کہ اے ملکہ آسمان پری آؤ
اس آدم زاد کی خبر لو دیکھو کہ استخوان بھی اس کے تمھین ملتے ہین یا نہین مین نے ایکی ایسی ضرب
لگائی کہ پیوند خاک کر دیا اب اور کسی آدم زاد کو پردۂ دنیا سے واسطے اپنی مدد کے بُلاؤ کام
اس کا تو تمام ہو گیا خاک مین خاک اسکی ملگئی کچھ خاک ہوا مین اُڑ گئی اُس کے مرنے کے
سبب سے زیادہ ملال نہ کر کے مجھ سے خود لڑو یا کسی پریزاد کو واسطے میرے مقابلے کے
روانہ کرو یا اپنے لشکر کے کسی دیو کو واسطے جنگ کے سامنے میرے بھیجو اگر کسی جن یا دیو
کے بھیجنے مین تامل کرو گی تو مین جمعیت اپنی سپاہ کے یکبارگی حملہ کرونگا قلعۂ بلور لے لونگا
تمھین گھیر کے گرفتار کرونگا تمھارے لشکر کو قتل کرون گا تم نے میرے کہنے پر عمل نہین
کیا میرے دل کو جلایا کلمات بیہودہ کہے ہین مین بھی تمھین زندہ نہ چھوڑون گا ہنوز دیو
مذکور لاف و گزاف سے باز نہ آیا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا تھا ملکہ آسمان
پری اسکی تقریر سُنکے متردد تھی دل کو صدمہ تھا چاہتی تھی کہ گریان و نالان آگے بڑھ کے
امیر ثانی کو دیکھے استخوان اُنکے تلاش کرے ناگاہ وہ غبار دفع ہوا امیر ثانی نے غبار
کے دفع ہونے سے خوش ہو کے سریہ بن قہقہہ کی تقریر کا یہ جواب دیا او نابکار کس کو
تو نے ہلاک کیا کہ اس قدر خوش ہو رہا ہی کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا ہی مین فضل
خدا سے صحیح و سالم ہون یہ کہہ کے دار شمشاد پر اُسی دیو کے ہاتھ ڈالا دیو نے چاہا کہ مین
اپنا حربہ اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑون دشمن کو نہ دون یہ سمجھ کے زور کرنے لگا ادھر
امیر ثانی زور کرنے لگے دیو اور عین زور آزمائی امیر ثانی و سریہ بن قہقہہ کی
دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ آدم زاد عجب قوت رکھتا ہی

کہ ایسے دیو زبردست وقوی سے زور کر رہا ہی ایسا زور کہان سے لایا ہی کس نے اسکو دیا ہی
ابھی دیو اور جن یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے نظر حیرت سے دیکھ رہے تھے سر یرین
قہقہہ بھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ آدم زاد عجب پر قوت ہی میری دار شمشاد کو مجھ سے
چھینے لیتا ہی کسی طرح اپنے ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہی ناگاہ امیر ثانی نے بزور بازو اس
دیو سے دار شمشاد کو چھین کے دور تر اُسے اُٹھا کے پھینکدیا سر یرین قہقہہ کو بدرجہ کمال
غصہ آیا ملکہ آسمان پری خوش ہوئی جملہ ملازم دیو اور جن اُسکے بھی شادمان ہوئے سب
نے خوش ہو کے باواز بلند تعریف امیر ثانی کے زور و قوت کی کی سر یرین قہقہہ کو اور
بھی غصہ آیا اُسی عالم غصہ مین تاب ضبط نہ لا کے جھپٹ کے کمر سے امیر ثانی کی لپٹ گیا اور
چاہا کہ زمین سے اُٹھا کے زمین پر پٹکدیجئے یا لیجا جائیے ادھر امیر ثانی نے لنگر اپنا زمین
پر قایم کیا قدم اپنے مانند کوہ گران کے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اپنا بھی دیو کی کمر مین ڈالا
دیو نے ہر چند بقوت تمامتر زور کیا مگر زمین سے امیر ثانی کو اٹھا نہ سکا نہ زمین پر گرا سکا
مجبور ہو کے کشتی لڑنے لگا امیر ثانی بھی دامن اپنی قبا کے گردان کے کشتی اُس سے
لڑنے لگے دیکھنے والے دیکھنے لگے یہ کشتی اگر بتفصیل لکھی جائے تو عبث طول ہوگا ناظرین
اختصار پسند کو ایسا طول ناگوار ہوگا اس غرض سے مناسب ہوا کہ خلاصہ حال کشتی
درج کیا جائے الغرض دوسری صبح سے قریب شام امیر ثانی سے لڑا آخر کار تھک گیا
امیر ثانی نے اُسے زیر کر کے زمین سے اُسے اُٹھا کے چرخ دیکے پوچھا حالا در ستنا خت
پروردگار چہ می گوئی دیو بے دین نے مذہب اسلام قبول نہ کیا امیر ثانی نے اُسے خاک
پر پٹک کے سینے پر اُس کے سوار ہو کے ایک ہاتھ سے ایک شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے اور
اور دوسرے ہاتھ سے دوسری شاخ پر اس کی ہاتھ ڈال کے ایسا زور کیا کہ دیو
سر یرین قہقہہ کثرت صدمہ سے چیخنے لگا امیر ثانی نے مطلق اُسپر رحم نہ کیا شاخین اُس کے
سر کی توڑ کر جان سے اُسے ہلاک کیا یہ حال دیکھ کر تمام دیو اُسکے لشکر کے غضبناک ہوئے امیر
ثانی پر حملہ آور ہوئے ادھر امیر ثانی بھی اپنے مرکب پر سوار ہوئے کیونکہ امیر ثانی کے
کہنے سے آسمان پری نے دیو کو روانہ کر کے گھوڑا امیر ثانی کا منگوا دیا تھا بعد سوار
ہونے کے تلوار نیام سے کھینچ کر دیوون پر حملہ کیا پھر نعرہ کر کے انھین قتل کرنا شروع
کیا ادھر ملکہ آسمان پری نے اپنے تمام لشکر کو اشارہ کیا کہ ان دیوون پر حملہ کرو امیر
ثانی کو انکے شر سے بچاؤ دشمنون کو قتل کرو دیو اور جن حسب الحکم بڑھے دار شمشاد و میل
فولادی وغیرہ جو حربے دیو اور جن کے ہین اُٹھا اُٹھا کے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
لاش پر لاش گرنے لگی خونریزی دیو و جن ہونے لگی وہ دیو اور جنون کا لڑنا وہ غریو
الامان کا بنام بذات خداوہ دار شمشاد و میل فولادی وغیرہ حربہ ہاے گران سے باہم دگر
لڑنا الحفیظ و الامان یہ مولف ہیچمدان اس جنگ عظیم کو بھی بخیال طول مختصر لکھتا ہی
خلاصہ اس جنگ کا یہ ہی کہ امیر ثانی نے بضرب شمشیر آبدار ہزارون دیوؤن کو قتل

درخمی کیا دیو لشکر سریرین قہقہہ کے تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لا کے پسپا ہو کے لاشہ سریر
بن قہقہہ کا اٹھا کے بے اختیار ایک جانب بھاگے امیر ثانی و ملکہ آسمان پری نے مع اپنی
فوج کے انکا تعاقب کیا بہت سے دیو قتل کیے جب باقی ماندہ دور بھاگ گئے امیر ثانی
اور ملکہ آسمان پری مع فوج ظفر موج کے خوش و خرم فتحیاب ہو کے دونوں پھرے
ملکہ موصوفہ امیر ثانی پر زر و جواہر نثار کرتی ہوئی اپنے قصر مین آئی چونکہ سریرین قہقہہ کے
ہلاک ہونے اور فتحیاب ہونے کی خوشی ازحد تھی اس وجہ سے اپنے غلام و ملازمون کو حکم دیا
کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کیجائے حسب الحکم خدام نے بزم عشرت ایک باغ مین
نہایت خوبی سے آراستہ کی اس بزم عیش کی ثنا کیا لکھی جائے جو ملکہ آسمان پری کے حکم سے نہایت
تکلف سے آراستہ کی گئی مثال اس بزم عشرت سے محفل جشن شاہان دنیا سے دینا
خوب نہین ہے شاہان دنیا کو مال و اسباب و اشیائے نادر پرستان و پردہ قاف کہان ممکن
وہ بارگاہ وسیع و بلند عدیم المثال کا برپا ہونا وہ فرش نفیس و نادر روزگار کا بچھنا
وہ کرسی و تخت اور دنگل اور میز وغیرہ نقرئی و طلائی و جواہر نگار کا ساتھ طریقہ احسن
کے بچھانا گلدستہ ہائے رنگارنگ پرستان کا جابجا ساتھ خوبی کے رکھنا جھاڑ کنول مردنگ
و فانوس مین بہا مین شمعہائے مومی و کافوری کا روشن کرنا پریزادون کا انبوہ لباس فاخرہ
پہنکے آنا بزم مذکور مین علے قدر مراتب بصد خوشی بیٹھنا خصوص ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی
کا بتجدم و حشم آنا اور بمقام صدر تخت و کرسی جواہر نگار پر بیٹھنا امیر ثانی کا بھی بصد خوشی دنگل
بیعدیل و بنظیر پر بیٹھنا نازنینان پریزاد کا گروہ گروہ آنا بزم مسطور مین خوش ہو کے بیٹھنا
نازنینان پریزاد کا یکے بعد دیگرے روبرو امیر ثانی و ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی وغیرہ
کے رقص و تغمہ دلفریب کرنا اہل بزم کا خوش ہو کے سننا کثرت خوشی سے مسکرانا وہ باغ
پرستان کے گلون کی بہار وہ شب ماہ وہ روشنی جھاڑ اور کنول وغیرہ کی وہ پریزادون کا
ٹھاٹھ وہ بناؤ سنگار انکا وہ مسکرانا انکا قیامت وہ ہنس دینا انکا غضب وہ برق دندان
نمان ستم اگر عشاق لنکے انکو بزم مین دیکھتے یا نہی آدم عاشق طبع اس بزم مین ہوتے تو تبسم
و خندۂ دندان نما کی برق سے خرمن حیات کو اپنی گنواتے چونکہ وہ بزم عشرت سب خورد و
کلان پاک دامن کی تھی کوئی کسی کو نظر بد سے نہ دیکھتا تھا وہ بزم عیش ایسی حسن
دلربائے حسینان و نازنینان پریزاد سے مملو تھی کہ نور آگین تھی ماہ شب چہاردہ
اپنے حسن رخ کی آگے اُن پریزادان خوبرو کے چہرہ ہائے نورانی کے کچھ بھی حقیقت و اصل
نہ جانتا تھا انکے حسن دلفریب کو دیکھ کر شرمندہ و خجل ہو کے بار بار پردۂ ابر مین چھپ
جاتا تھا پیر فلک گاہ چشمۂ قمر سے کبھی چشمان کواکب کی روشنی کے ذریعہ سے بنظر حیرت
بزم مذکور کو دیکھتا تھا نوجوان نوجوان حسینون کو دیکھکر رشک کرتا تھا سامان عیش و راحت
و خوشی مشاہدہ کر کے آتش بغض سے جلتا تھا سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی پر
حسد کرتا تھا جب ایک پریزاد نے اپنی زبان سے یہ غزل بصد خوش الحانی گائی ۔ غزل

خاک جلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
تر بتر آنسوؤن سے دامن کہسار ہوا
اک درم بھی نہ دیا راہ خدا مین قارون
رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
ای تہ خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہنچا

کچھ نہ ظاہر اثر آہ شرربار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
گو کہ اکسیر سے تو خلق مین زردار ہوا
دشت مین کون اٹھا فیض سے میرے محروم
مثل غنچہ جو کرکی خلق مین زردار ہوا

دشت گردی ہی جو کی رو یا کبھی مین مثل سحاب
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
عشق مین کبھی نہ ہوئی یاد الٰہی موقوف
سرخ خون کف پا سے سر ہر خار ہوا
سب سننے لگے خصوص امیر ثانی

ہر ایک اشعار غزل سنکے خوش ہونے لگے ملکہ آسمان پری و قرنفیشہ ثانی بھی شادمان ہوئے نگین
پریزاد مذکور کو انعام مین زر و جواہر دینے لگین راوی بیان کرتاہی کہ سات روز برابر صبح
و شام بزم عشرت مذکور آراستہ رہی نازنینان پریزاد بصد ادا و ناز و کرشمہ رقص و نغمہ
کیا کین اہل بزم اُنکے ناچ گانے سے خوش ہوا کیے لطف زندگی اُنکے رقص و نغمہ خوش سے
شادمان ہوکے اٹھایا کیئے بعد سات روز کے وہ جشن ملکہ آسمان پری کے حکم سے موقوف
ہوا امیر ثانی نے ملکہ موصوف سے باادب کہا اب مجھکو رخصت کیجیے دو وجہ سے زیادہ یہان
مقام میرا خوب نہین ہی اول تو حال میرا میرے اہل لشکر زبانی غضران بن عمر و ثانی
کے سنکے متردد و محزون ہونگے ہر اک کو یہ رنج ہوگا کہ افسوس پنجہ امیر ثانی کو اٹھاکے گیا
نہین معلوم کہان لیکر گیا امیر ثانی کو اُس پنجے نے مار ڈالا یا قید کیا کیا عجب ہی وہ سب یہی
کہتے ہون کہ نہین معلوم وہ پنجہ جو امیر ثانی کو اُٹھا کے لے گیا ہی کوئی ساحر تھا یا کوئی دیو تھا
یا جن تھا دوست تھا یا کہ دشمن تھا یہ باہم کہتے ہونگے اور غمگین ہونگے عجب نہین کہ حکم بادشاہ لشکر
اسلام سے اکثر ہر کارے چہار طرف واسطے میری تلاش کے روانہ ہوے ہون کوہ کوہ صحرا
صحرا میری جستجو کرتے ہون کسی کو کیا معلوم کہ آپ نے مجکو ایک دیو کے ذریعہ سے کہ پنجہ بنکر گرا تھا
مجھے یہان بلوایا دوسرے یہ کہ لشکر میرا مقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لاجورد شاہ و صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و نخنگان و غلغال نابکار بھی کہ یہ سب میرے اور میرے جملہ
مردمان سپاہ کے دشمن جان ہین وہین موجود ہین آمادۂ شر و فساد کفار ہین بلکہ میری
وہان موجودگی مین لڑائیان ہوئین بھی ہین بہت کشت و خون گبر و مسلمان کا ہوا تھا بہت سے
سرداران نامی میرے لشکر کے عین جنگ مین پے در پے غائب بھی ہوے ہین نہین معلوم انہین
کون لے گیا تھا اب تک وہ سرداران نامی و نامور نہین معلوم داخل لشکر ہوے یا نہین جو
معلوم اُنپر کیا گذری مجھکو ان سب کے گم ہوجانے کا سخت رنج و ملال ہی ہر چند یہان آکے
بزم عشرت مین رقص و نغمہ نازنینان پریزاد کا سنا اور دیکھا اور انواع و اقسام کے عیش
و راحت موجود و مہیا ہوے لیکن میرا غنچۂ دل افسردہ بخوبی شگفتہ نہ ہوا جب سے مین یہان
آیا ہون ہر وقت مجھے اُن سرداروں کا تصور رہتا ہی اور دشمنان مذکور کا خیال رہتا ہی
اُن کے شر و فساد کے خیالات سے دل کو تردد رہتا ہی کفاران مذکورہ میرے اور میرے
اُن سرداران لشکر کے وہان موجودگی مین چندان خائف و ترسان نہ تھے شر و فساد کرنے سے
باز نہ آتے تھے جنگ و جدال کرتے تھے کمر محکم اپنی لڑائی پر باندھے تھے اب تو اور بھی دلیر ہو

ہون گے بخوف وخطر لڑے ہونگے کیونکہ جب اُنکو معلوم ہوا ہوگا کہ فی زمانہ امیر ثانی اپنے لشکر
مین نہین ہین پنجہ اُن کو اٹھالے گیا ہی اور سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین تو ضروری
اُنھون نے بربادی وتباہی لشکر اسلام کا ارادہ کیا ہوگا لڑے ہونگے میرے لشکریون کو
قتل وزخمی کیا ہوگا پس مجھ کو انھین وجوہ سے سخت تردد ہی چاہتا ہون کہ اب یہان سے
اپنے لشکر مین جاؤن حالات سے وہان کے آگاہ ہون لہذا مجھے اجازت جانے کی دیجیے بذریعہ
چند دیو مجھ کو میرے لشکر مین بمقام شہر تمتالیہ پہونچا دیجیے گو مین یہان بیٹھا ہون مگر دل
میرا وہین ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا ابھی تو تمھین یہان آئے چند روز ہوئے ہین
اس قدر پریشان خاطر کیون ہو چلے جانا مین جلد تر دیوؤن کے ساتھ تم کو تمھارے لشکر
کی جانب روانہ کرون گی دیو بآرام وراحت جلد تم کو تمھارے لشکر مین پہونچا دینگے کچھ اندیشہ
کفار کے شر وفساد سے نہ کرو ہان الطاف وعنایت خدا سے خیریت ہوگی اگر تم وہان نہین
ہو اور کچھ سرداران نامی لشکر مین نہین ہین تو اور تو سب موجود ہین دشمنون سے
اپنے لڑین گے انھین قتل کرین گے مین ابھی تمکو جانے نہ دونگی بعد ایک مدت کے مین نے تمھین
دیکھا ہی اور بضرورت تمھین بلایا ہی چندے یہان رہو پرستان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ کل اپنا بہلاؤ مین چند دیوؤن کو تمھارے لشکر مین روانہ کرکے وہانکی
خبر منگواتی ہون جو کچھ حال وہان کا ہوگا معلوم ہو جائے گا امیر ثانی نے بصد ادب
کہا گو آپ بجا فرماتی ہین از راہ شفقت والفت مجھے جانے نہین دیتی ہین مین آپکی
ان عنایتون کا کیا شکریہ ادا کرون زبان میری ادائے شکر مین قاصر ہی لیکن میرا یہان
توقف کرنا اچھا نہین ہی باعث بربادی وتباہی میرے لشکر کا ہی اگر مجھ کو وجوہ مذکور
کا خیال نہوتا تو ہرگز بعجلت آپکی خدمت عالی سے نہ جاتا دو چار مہینے آپکی خدمت مین رہتا
مگر طالب رخصت نہوتا یہان چندے بعیش وعشرت بسر کرتا کیا عرض کرون وجوہ
مذکور سے مجبور ہو کے رخصت طلب ہون بخوشی میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا ہون
لاچاری سے جاتا ہون فی الحال کوئی کام میرا یہان رہنے سے نہین نکلتا ہی اور نہ نکلے گا کیونکہ
سمریر بن قہقہہ کو ہلاک کر چکا ہون لشکر اُسکا قتل وتباہ ہو چکا ہی آپ کو اب کسی دشمن سے
بھی اندیشہ نہین ہی بخوف وخطر براحت وآرام شب وروز بسر کیجیے مین انشاء اللہ بعد قتل
یا مسلمان کرنے تمتال آئینہ رو ولاجور وشاہ وصلصال وتختگان وغیرہ کے
سے یہان آؤنگا دیوؤن کو روانہ کیجیے گا وہ مجھے لے آئین گے مین یہان آکے پھر باطمینان
خاطر جب تک آپ کہیے گا رہون گا شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون گا بالفعل وجوہ
مذکور سے زیادہ یہان رہ نہین سکتا ہون امیدوار ہون کہ آپ مجھے اجازت بخوشی
جانے کی دیدین ملکہ آسمان پری نے کہا ہرچند ہمارا دل نہین چاہتا ہی کہ تم کو اپنے پاس سے جدا
کرین لیکن تمنے وجوہ ایسے بیان کیے ہین اور اصرار اس قدر جانے پر کرتے ہو کہ مین تمھین
روک نہین سکتی لاچاری ہے تمھین اجازت جانے کی دیتی ہون ہم سے اقرار کرد کہ

اب کب آؤ گے ہم کب دیوؤن کو واسطے تمھارے لے آنے کے روانہ کرین امیر ثانی نے بصد
ادب کہا مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ بعد فراغ جنگ انشاء اللہ حسب الطلب آؤن گا حاضر
ہونے مین کوئی عذر نہ کرون گا ملکہ آسمان پری نے یہ سنکے اجازت جانے کی دیکے چار دیوؤن کو
طلب کرکے تخت منگوایا جب وہ تخت لائے ملکہ آسمان پری نے اُن دیوؤن سے کہا تم
امیر ثانی کو شہر تمثالیہ مین جہان ان کا لشکر پڑا ہی بآرام و راحت انکو پہونچا دو رسیدان کے
پہونچنے کی ضرور لیتے آنا اثناے راہ مین ذرا بھی انھین تکلیف نہ دینا مثل میرے انکی خدمت
کرنا انکے حکم کو ہمارا حکم جاننا اگر خلاف اس کے کروگے تو ایسی سزاے سخت تم کو دونگی کہ تم بھی
یاد کروگے دیوؤن نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری کہ ہم خلاف حکم حضور کرین بآرام
و راحت انھین ان کے لشکر مین پہونچا دینگے رسید انکے پہونچنے کی لاکے حضور کو دینگے
ملکہ آسمان پری نے کہا ہان ایسا ہی کرنا خبردار خلاف اس کے نہ کرنا دیو یہ سُن کے
تخت مذکور روبرو امیر ثانی کے لائے امیر ثانی ملکہ آسمان پری کو سلام کرکے قریشہ ثانی
وغیرہ سے ملکے وداع ہوکے تخت پر بیٹھے ملکہ آسمان پری نے کچھ تحف پرستان اور میوہ
تر و خشک دیا اور آبدیدہ ہوکے کہا جاؤ خدا حافظ و ناصر امیر ثانی بھی شفقت و الفت صدمہ
جدائی ملکہ آسمان پری پر نظر کرکے آبدیدہ ہوئے دیو تخت اُٹھا کے اپنے کاندھون پر رکھ
کر سوے فلک اُڑ کر بلند ہوکر شہر تمثالیہ کی طرف چلے اب امیر ثانی تو اپنے لشکر کی
طرف جاتے ہین دیکھیے کب پہونچتے ہین بالفعل انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
اس نامہ بر کا لکھا جاتا ہی جو نامہ تمثال آئینہ رو لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبروے
بادشاہ لشکر اسلام آیا تھا اور جواب نامہ مذکور لے کر روانہ ہوا تھا وہ بعد قطع راہ روبروے
تمثال آئینہ رو گیا جو کچھ بارگاہ سلیمانی مین جاکے دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کرکے
جواب نامہ پیش کیا تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے از حد برہم ہوکے
کہنے لگا یہ بندے از حد سرکش ہین مین ہر چند چاہتا ہون کہ راہ رست پر آئین مگر کسی طرح
نہین آتے ہین خیر اب انکو سزاے سخت دینا ضرور ہوا یہ کہکے حکم دیا اسی وقت ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بنام قرناے قوق میرے بندۂ خاص کے ملازمون اور
معتقدون نے تعمیل اسکے حکم کی کی جب صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر
اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل و نقارۂ جنگی لے کر بصد عجلت
بارگاہ سلیمانی مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران موجودہ دربارہ
بادشاہ موصوف مین بیٹھے تھے وقت شب کا تھا ایک پاس شب بھی نہ گذری تھی بادشاہ
موصوف سرداران سپاہ موجودہ سے مخاطب ہوکے فرما رہے تھے کہ نامہ تمثال آئینہ رو
کا آیا تھا جواب سخت لکھا گیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تمثال آئینہ رو
نے طبل جنگ نہین بجایا ہی سرداران سپاہ عرض کر رہے تھے کہ اے بادشاہ
دین پناہ تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے رعب و خوف حضور سے ڈر گیا

ہوگا یا کوئی اور سبب ہوگا کہ اُسنے طبل جنگ نہین بجوایا ہر ابھی سرداران لشکر بادشاہ موصوف
سے بصد ادب دست بستہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارون نے حسب دستور مجراگاہ پر سے
بصد ادب فدویانہ مجرا کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام بخوبی تمام کرکے دست بستہ
یون عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیوقار و نامدار اسوقت تمثال آئینہ رو نے بنام قرناے قوق
طبل جنگ نہایت بیرہم ہوکے بجوایا ہر ارادہ قرناے قوق نابکار کا یہ ہر کہ وقت سحر
میدان کارزار مین آئے خدام حضور سے بر سر جنگ ہوئے اس خبر وحشت اثر کو سنکے عرض
حضور کیا باقی خیریت ہر بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ
جنگی بجواؤ جو کچھ ہونے والا ہر ہوگا حال تقدیر سے انسان بیخبر ہر ہرکارے حسب الحکم
بادشاہ موصوف ہمراہ خضران بن عمر وثانی کے گئے نقارخانہ سلیمانی مین ہوپنچے نقارچیون
سے حکم بادشاہ بیان کیا انھون نے چند اشرفیان خضران کو بطور نذر دے کر چوب اٹھا کر
نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ جنگی وسلیمانی کی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ
رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ یقینی صبحکو پھر میدان جنگ مین جانا ہوگا قرناے قوق سے لڑائی ہوگی
یہ سمجھ کے نہایت متردد ہوگئے ہر اک سوار و پیادہ جدا جدا تقریر کرنے لگا کوئی سوار کسی سے
کہنے لگا اسوقت یہ نقارہ جنگی کیا بجا ہر گویا صداے کوس رحلت ہمنے سنی ہر ہم تو آمادہ مرگ
ہوگئے ہین راضی برضاے الٰہی ہین اس شب کو شب آخر حیات جانتے ہین کل صبح کو اپنا دنیا سے
سوے عدم کوچ ہوگا خداوند عالم ہم کو جنگاہ سے جانب عدم سرخرو طلب کرے یعنی ہم لڑ بھڑ
کر دنیا سے سوے عدم جائین جنگاہ سے پیچھے پاؤن نہ ہٹائین میدان جنگ سے نہ بھاگین
ہاتھ سے کفار کے وقت بھاگنے کے نہ قتل ہون ہم سپاہی ہین ایک مدت سے سوارون
مین ملازمت کی ہر تلوار باندھی ہر نمک اپنے آقا و مالک کا کھایا ہر بہت سی لڑائیان لڑے
ہین ابتک میدان جنگ سے نہین بھاگے ہین کل بھی خدا ثابت قدم رکھے میدان جنگ سے
پاؤن ہمارا پیچھے نہ ہٹے یہ سر ہمارا تن سے جدا ہو جائے کچھ غم نہین مگر پاؤن عرصۂ معان سے
پیچھے نہ ہٹے عزت و جوانمردی مین فرق نہ آئے بلا سے جان جائے وہ اُس سوار سے
کہنے لگا اے برادر یہ سچ ہین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ شب آخر حیات ہر وقت سحر ضرور ہی قتل ہونگے
سوار مذکور نے جواب دیا اے برادر کچھ خود بخود دل کو ہمارے قتل ہو جانیکی خبر ہر قرناے قوق
وہ سردار زبردست ہر کہ جسکے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہر کوئی پیادہ کسی سوار سے کہنے
لگا آج آواز نقارۂ جنگی کیا مہیب ہر کہ پناہ بخدا اللہ خیر کرے نوبت قتل اہل اسلام نہ آئے پروردگار
عالم ہاتھ سے کفار کے بچائے سوار مذکور اُس سے کہنے لگا مرنے اور قتل ہونے سے کیا اندیشہ
جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا پیدا ہر اک واسطے مرنے کے ہوا ہے کوئی ہمیشہ بجز خدا کے نہ رہے گا
سب کو ایک روز فنا ہے پس قرناے قوق کے ہاتھ اجل آئے یا اور کسی حیلے سے موت آئے
تو آئے کیا چارہ قضا سے گریز ممکن نہین جنگ حریف سے ڈرنا اور ایسے کلمات زبان پر
جاری کرنا کہ جنھین سنکے اشخاص دیگر بھی بیدل ہون تم کو تو نہ چاہیے کیونکہ تمکو ہم خوب جانتے ہین

اکثر لڑائیان لڑے ہو کوئی سوار کسی سوار سے گلے ملکے کہنے لگا کہ اے برادر ہم تم سے یہ وصیت
کرتے ہین ذرا غور سے بگوش دل سنو یاد رکھو صبح کو جب ہم دست کفار سے قتل ہو جائین تو ہمین
اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دے کے دفن کر دینا گھوڑا ہمارا اور سلاح جنگ لے لینا لاشہ ہمارا
تا دیر میدان جنگ مین پڑا نہ رہنے دینا پامال سم اسپان ہونے دینا وہ اُس سے کہنے لگا اے برادر یہ
کیا کہتے ہو خدا وہ ساعت بد نہ دکھائے کہ ہم تمکو اپنے ہاتھ سے دفن کرین اللہ ہمکو قبل تمھارے
دنیا سے اُٹھائے لاشہ تمھارا ہمین نہ دکھائے تمنے یہ وصیت کرکے ہمین رولا دیا ہم اقرار ہمین
کرتے ہین کہ اس تمھاری وصیت پر عمل کرینگے کیونکہ ہمکو اپنے زندہ رہنے کا کب یقین ہے غرض کہ
اسی طرح جملہ لشکریان اہل اسلام یاس و حسرت کے کلام کرنے لگے قرناے قوق کے لڑنے سے
اور اُس کے شر و فساد سے تردد کرنے لگے بہت دلاورون نے غسل کرکے دعاے توبہ پڑھ
کے کفن پہن لیے اکثر دلاور اپنے احباب و اعزہ سے گلے ملکر وصیتین کرنے لگے لشکر مین
تہلکہ پڑ گیا ہر اک کی زبان پر یہی جاری ہوا کہ خدا خیر کرے کل قرناے قوق کے سامنے
جانا ہے مقابلہ کرنا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جان بچتی ہے یا نہین یہ کافر نہایت زبردست ہے کوئی حربہ
اسپر کارگر نہین ہوتا ہے روئین تن ہے سوا اسکے نہایت قوی ہے سو سرداران لشکر کو زخمی کر چکا ہے
راوی بیان کرتا ہے کہ جب نقارہ جنگی بجایا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا
سرداران لشکر بارگاہ سلیمانی سے اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جا کے درستی آلات حرب و ضرب مین
مصروف ہوے سوار و پیادہ بھی باوجود بیدل ہونے کے یقین اپنے قتل ہو جانے کا
کرکے سامان جنگ کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے اُدھر قرناے قوق اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا اپنے سرداران سپاہ سے یون ہم سخن ہوا کہ صبح کو مین ہون اور یہ اہل اسلام
ہین دیکھنا کیسا لڑتا ہون کیونکر مسلمانون کو قتل کرتا ہون تو سہی کہ انکو شکست نہ دون میدان
جنگ سے بھگا نہ دون میدان جنگ کو لاشون سے بھر نہ دون بیقرار ہون کہ مین صبح تو ہو میدان
جنگ مین جاؤن تو جس عنوان سے اُس روز مین لڑا تھا اس طریقے سے کل لڑونگا اور یہی
طرز سے لڑونگا جو سوچا ہون وہی کرونگا یہ کہکے ساقیان شوخ چشم کو طلب کرکے اُنکے ہاتھ سے
جام پر از مے لے کر پی در پی شراب پینے لگا اہل بزم بھی اُسکے شراب پینے لگے بعد میکشی عالم
نشہ شراب مین زیادہ تر کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرنے لگا لاجورد شاہ و صلصال و
بختگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا آپ صاحبون نے اکثر لڑائیان دیکھی ہون گی بہت
سے سردارون کو لڑتے دیکھا ہوگا کل وقت سحر میری لڑائی بھی دیکھیے گا ایسا اہل اسلام سے
لڑونگا کہ کوئی بھی اُن سے یون نہ لڑا ہوگا لاجورد شاہ و صلصال و بختگان تقریر اسکی سنکے
اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ عالم نشہ شراب مین بکتا ہے جو کہتا ہے کیا کریگا گو کہ سردار زبردست
ہے مگر جو دعوے کرتا ہے کر نہ سکیگا کیونکہ اہل اسلام وہ بہادر و دلاور ہین کہ مشہور جہان
ہین بھلا ایسے دلاورون کو یہ کیا تہ تیغ کریگا ممکن نہین کہ جملہ لشکر اسلام کو قتل کرے ہان
ہنگام جنگ کچھ اہل اسلام کو قتل و زخمی کریگا بہادر ہے دلاوری اپنی دکھائے گا آخر کار

ایک نہ ایک روز دست اہل اسلام سے مارا جائیگا اور بظاہر اُس سے یون کہنے لگے تم بیشک
جو کہتے ہو وہی کروگے کیونکہ شجاع و بہادر ہو خاتمہ لشکر اسلام کا کردوگے کسی کو ان اہل اسلام
سے زندہ نہ چھوڑوگے کل ہی سب کا خاتمہ کردوگے قرناے قوق یہ سنکے خوش ہونے لگا
اور کہنے لگا آپ حضرات نے میری تعریف واقعی کی ہے خداوند تمتال آئینہ رو نے مجھے ایسی
ہی شجاعت و قوت دی ہے مثل و نظیر میرا دنیا مین کوئی نہین ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے مین
دیو اور جن سے لڑ سکتا ہون انھین قتل کرسکتا ہون بذریعہ اخبار آپ صاحبون نے کیفیت
میری جنگ و جدال کی معلوم کی ہوگی مین وہ بہادر ہون کہ ہنگام جنگ شیر کو روباہ
جانتا ہون اور فیل مست کو پشہ تصور کرتا ہون کوہ کو کاہ خیال کرتا ہون صفوف لشکر دشمن
کو قطار چیونٹیون کی جانتا ہون تنہا لشکر گران سے بارہا لڑ چکا ہون لاکھون دشمنون کو
قتل و زخمی کرچکا ہون لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا چکا ہون بڑے بڑے نامی و نامور
بہادرون کو قتل و زخمی کرچکا ہون سرکشان دہر و پہلوانان نامی میرے خوف سے تھراتے
ہین میرا نام سنتے ہی ڈر جاتے ہین اکثر بہادر میرے خوف سے دشت و کوہ مین ساکن
گزین ہین شاہان اولوالعزم مجھ سے ڈرتے ہین بلکہ میرے مطیع ہین اگرچہ خراج نہین دیتے
ہین کیا کہون اس زمانے مین رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن نہین ہین اگر وہ
ہوتے تو اُن سے ضرور لڑتا ہنگام جنگ دونون نامبردہ کو ہلاک کرتا جسطرح وہ مجھ سے
لڑتے مین اُن سے لڑتا رستم پیلتن اگر کشتی لڑتا تو مین بھی اُس سے کشتی لڑتا تھوڑی
دیر مین اُسے زیر کرکے سینے پر اُس کے سوار ہوتا خنجر اُس کے گلو پر رکھتا ارادہ اُس کے
ہلاک کرنیکا کرتا اگر وہ میری اطاعت اختیار کرتا تو اُسے قتل نہ کرتا چھوڑ دیتا اور اگر میری اطاعت
سے انکار کرتا تو سر اُسکا دھڑ سے علیحدہ کرتا اسی طرح اسفندیار روئین تن و سہراب و گیو و
برزو و فرامرز وغیرہ جوانان جنگی کو قتل کرتا افسوس اس زمانے مین کوئی ایسا بہادر نہین
ہے کہ جس سے مین لڑون اور مجھے لطف جنگ اُس سے حاصل ہو نہ میرے بہادر و شجاع
ہو مثل میری قوت کے وہ بھی طاقت وار ہو مانند میرے وہ بھی فنون جنگ سے ماہر ہو
دنیا ایسے شخص سے خالی ہے بجز میرے کوئی قاف سے قاف تک ہمثل و شجاع و بہادر
نہین ہے مین نے سنا تھا کہ امیر ثانی کو اپنی شجاعت و بہادری پر ناز ہے فی زمانہ وہ بھی
اپنے لشکر مین نہین ہین مبتلائے غضب خداوند ہوگئے ہین کوئی پنجہ انھین اٹھالے گیا ہے اگر
وہ اپنے لشکر مین ہوتے تو اُن سے ضرور لڑتا اور ایک لمحہ مین انھین زیر کرکے اسیر کرکے واسطے
پرستش خداوند آور اپنی اطاعت کے اُن سے کہتا اگر وہ منظور کرتے تو فہو المراد ورنہ
اُس طور سے انھین قتل کرتا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا انکے حال خراب پر نظر کرکے
افسوس کرتے مجھکو ذرا بھی رحم نہ آتا لاجوروشاہ و صلصال و بختگان و خلخال تقریر اس
نابکار کی سُن کے دل مین کہنے لگے نہایت یاوہ گو ہے بڑا دروغ گو ہے خلاف عقل گفتگو
کرتا ہے از حد کلمات کبر و نخوت و تعلی زبان پر جاری کرتا ہے ہنوز لاجوروشاہ و بختگان

وغیرہ حسب الطلب بارگاہ قرتماے قوق مین بیٹھے ہوے تھے شراب پی رہے تھے خیالات مذکور کر رہے تھے جملہ کافران نابکار درستی آلات حرب وضرب مین مشغول تھے ادھر کفار ادھر اہل اسلام درستی سامان جنگ کر رہے تھے کفار خوش تھے اہل اسلام کو بہت تردد تھا اکثر اہل اسلام دعائین کر رہے تھے یہ گیراور اہل اسلام انتظار صبح مین تھے ناگاہ سفیدہ سحر فلک پر عیان ہوا ردے ماہ پر زردی ظاہر ہوئی روشنی کم ہوئی ستارے بھی دریاے فلک مین ڈوب کے نہان ہونے لگے جو عیان تھے وہ مانند چراغ سحری کے جھلملانے لگے خوف آمد شاہ خاور سے چھپنے لگے شاہ انجم بھی گریزان ہو کے چھپنے کی فکر کرنے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوش الحان بولنے لگے موذن اذان سے بہرہ ور ہونے لگے کفار موافق اپنے مذہب کے گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے تاثیر نسیم سحر سے غنچے باغون مین گل ہونے لگے گل خود رو بھی دشت و صحرا مین شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام نے آثار سحر فلک پر پا کے وضو کر کے برجوع قلب نماز سحر پڑھی سجدہ اپنے معبود حقیقی کو کیا حمد خدا مین زبان کو متحرک کیا فریضہ سحری ادا کیا دعاے ترقی دین وایمان کی گناہون پر نظر کر کے ہاتھ سوے فلک اٹھا کے درگاہ خدا مین آبدیدہ ہو کے عرض کیا کہ ای غفار الذنوب ہم گنہگار ہین توبہ اپنے گناہون سے کرتے ہین تو اپنے کرم رحمت سے ہمارے گناہون سے درگذر توبہ ہماری قبول کر مقاصد دینی و دنیوی بھی ہمارے بر لا بعد اداے نماز جملہ اہل اسلام نے اپنے تن پر سلاح جنگ آراستہ کیے اس اثنا مین بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے مانند آفتاب عالمتاب برآمد ہوے سب نے خصوص سرداران لشکر نے بصد ادب مجرا و تسلیم بجالا کے شرف دید جمال بادشاہ دین پناہ بخوبی حاصل کیا بادشاہ موصوف نے سلام سب کا لیکر اشارہ جانب جنگاہ چلنے کا کیا سب فی الفور مرکبون پر سوار ہو کے یمین و یسار بادشاہ کے ہوے سواری بادشاہ جانب نبرد گاہ چلی جملہ خاص و عام اہل لشکر ہمراہ رکاب ہوے اس وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ صحرا کی فضا وہ سبزہ نمادا ب کی لہک وہ سواری بادشاہ کا جانا وہ لاکھون سوارون اور پیادون کا مانند مور و ملخ کی جمعیت کے بادب تمام ہمراہ سواری بادشاہ موصوف جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ موصوف کی میدان کارزار مین پہونچی سواری کے رکتے ہی سب ٹھہر گئے بادشاہ جہان پناہ انتظار آمد لشکر کفار کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اسطرف سے آثار آمد لشکر کفار ظاہر ہوے گرد وغبار عظیم نمایان ہوا بعد تھوڑی دیر کے قرتماے قوق ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و خلخال جنگان و اپنے سرداران نامی کے جمعیت سپاہ کثیر میدان دار و گیر مین گھنٹے پر سوار ہو کے بصد کبر و غرور آیا سامنے لشکر اسلام کو دیکھ کر لاجورد شاہ وغیرہ سے ہنسکر کہتے تھے شاید یہ اہل اسلام متمنی اپنے قتل و ہلاکت کے بہت ہین کہ قبل میرے آنے کے میدان کارزار مین آگئے ہین کوئی ان سے کہدے کہ گھبراؤ نہین امید تمھاری بر آئیگی تم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکے خاموش ہوا لاجورد شاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے حسب قاعدہ دستور پہلے درستی میدان کارزار کی ہوئی پھر دونون لشکر عظیم کی حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی جب میمنہ و میسرہ

قلب وجناح وکمین گاہ ہر اک سپاہ کا آراستہ ہوا بعد ازان دونون لشکرون سے نقیب اور
اور کرکیت نکل کر میدان کارزار مین درمیان دونون لشکر کے آئے پہلے نقیب نے جوانان لشکر اہل
اسلام سے مخاطب ہو کے یون بآواز بلند کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ یہ سرای فانی لائق الفت
ومحبت نہین ہے خاصان خدا نے بیشتر دنیا سے کراہت کی ہے عبادت الٰہی اختیار کی ہے دنیا چند
روزہ ہے اس کو بقا نہین ہے اہل دنیا بھی فانی ہین کسی کو ثبات نہین ہے اپنی حیات کا کسی
کو اعتبار نہین ہے خاصان خدا تے موافق اپنے قدر ومراتب کے اطاعت خدا کی ہے اور
عبادت پروردگار شب وروز کی ہے تم موافق اپنی لیاقت کے اس دنیا مین کار خیر کرو
عاقبت کو اپنی درست کرو دنیا مین ایسے کام کر جاؤ کہ بعد تمھارے تم کو اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین جو جو دلاور وبہادر ہون وہ تمھاری دلاوری وجوانمردی کی ثنا کرین شجاعت کا تمھاری
ہر اک جلسہ ومحفل مین ذکر کرین اہل اخبار اپنے اخبار مین حال تمھاری بہادری کا لکھین ہم
جانتے ہین کہ تم سب بہادر ودلاور ہو تمھارے جد وابا بھی نہایت شجاع تھے آج کے روز
کہ سامنا کفار نابکار سے ہے ضرور دلیرانہ اعدا سے لڑوگے میدان جنگ سے نہ ہٹوگے شجاعت
اپنی بہادران ہر دو سپاہ کو دکھاؤگے بڑھ بڑھ کر لڑوگے شیرانہ نعرے کروگے پیچھے
قدم نہ ہٹاؤگے بڑھ کے تلوارین سر وسینہ پر کھاؤگے جرأت دکھاؤگے حق
نمک آقا کا خیال رکھوگے بھاگنے سے مر جانے کو بہتر جانوگے یارو ثبات قدمی خوب ہے بھاگنا
سامنے سے حریفون کے بہت برا ہے باعث ذلت وبدنامی ہے دیکھو قدم پیچھے نہ ہٹانا اپنی عزت
وآبرو کو بڑھانا گھٹانا نہ قتل ہو جانا گوارہ کرنا یہ کہکے نقیب خاموش ہوئے کرکیتون
نے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا ای دلاوران ذی وقار وای
بہادران نامدار آگاہ ہو کہ یہ سب اہل اسلام قابل قتل ہین کیونکہ ہمارے اور تمھارے
خداوندون سے منحرف ہین خداوند کو برا کہتے ہین شان مین خداوند کی کلمات بیہودہ
نامناسب اپنی زبان پر جاری کرتے ہین نہایت یہ لوگ سرکش ہین خداوند کو ستاتے ہین ایذارسانی
پر کمر باندھے ہوئے ہین خداوندان سے نہایت آزردہ ہین کہتے ہین کہ ہم انکو غارت وبرباد کر دینگے
کسی کو ہاتھ سے دست قرناے قوق اپنے بندۂ خاص کے زندہ نہ رکھینگے سب کو قتل کرائینگے لہذا
تم بھی ان لوگون سے بیزاری اختیار کر کے ہنگام جنگ مغلوب مطلق رحم انپر نہ کرنا بڑھ بڑھکر تیغ
کرنا خون ریزی انکی باعث ثواب عظیم جاننا جہانتک ممکن ہو کسی مسلمان کو ان مین سے زندہ
نہ چھوڑنا اگر کوئی مسلمان زخمی ہو کے زمین پر گرے اسے بھی نیم جان نہ چھوڑنا گھوڑے اس پر
دوڑا دینا تاکہ مر جائے گوشت اسکا ریزہ ریزہ ہو جائے اس فعل سے تمھین ثواب بہت
ملے گا خداوند تم سے خوش ہونگے عمر ودولت تمھاری جسقدر ہے اس سے کئی حصے بڑھا دینگے
دیکھو جوانمردی کرنا جان کے خوف سے نہ بھاگنا خداوند کو ناخوش نہ کرنا ورنہ خداوند تم کو
اپنے قہر وغضب مین مبتلا کرینگے آگے تم کو اختیار ہے سامنے خداوند بالائے فیل دریچے مین
آج پھر تشریف رکھتے ہین دیکھو وہ سامنے بیٹھے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہین نقاب

منھ پر پڑی ہر اسی سبب سے ہم انکو دیکھ رہے ہین اگر نقاب منھ پر ہوتی تو کبھی نہ دیکھ سکتے فی الفور
غش آجاتا پس خداوند کے سامنے ایسے افعال نیک کرنا کہ خداوند دیکھکر خوش ہوون افعال نیک
سے مراد بیان یہ ہر کہ دلیرانہ اہل اسلام سے لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا اہل اسلام پر رحم نکرنا اسی طرح
بہت سے ہین تم خود عاقل ہو جانتے ہو تمھین سمجھانا ایسا ہی جیسے لقمان کو حکمت کا سکھانا اسوقت
جو تم سے یہ کہا گیا اور ہدایت لڑنے کی کی گئی یہ احتیاطاً کی گئی ہر کہ ہم اسی کام پر معین ہین یہ کہہ کے
کرکیت درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے نقیب بھی درمیان سے دونون سپاہ
کے ہٹ گئے دلاوران ہر دو سپاہ اول تو پہلے ہی سے آمادۂ جنگ و جدال تھے نقیب اور
کرڑکیتون کے آمادۂ جنگ کرنے سے اور انکی تقریر سننے سے اور بھی زندگی سے بیزار ہوئے لڑنے
اور مرنے پر تیار ہوئے تیغ زنون نے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے کماندارون نے
دوش سے کمان لی ترکش سے تیر نکالے تیر اندازی پر لیس ہوئے علمدارون نے علمون کو جلوہ
دیا باجے جنگی لشکرون مین بجے ان باجون کی آواز سنکے دلاور مست ہوگئے کچھ ہوش سوا لڑنے کے
نرہا ہنوز یہ حال جوانان ہر دو لشکر کا تھا کوئی صف لشکر سے باہر نہ نکلا تھا ناگاہ قرنا سے قوق
گینڈے کو بڑھا کے اپنے لشکر سے نکلا بقصد کبر و غرور مانند فیل مست کے جھومتا ہوا
درمیان دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روک کے فنون جنگ سب کو دکھا کے نیزہ اٹھا
کے گینڈے کو روک کے باواز بلند کہنے لگا کہ اے گروہ اہل اسلام تمکو بہت ہدایت کی گئی تھی ہدایت
قبول نہ کی سرکشی سے باز نہ آئے خیر تمنے اپنے حق مین اچھا نہ کیا اپنی قضا کے خود طالب ہوئے
تم مین کون ایسا جان سے عاجز ہر کہ ایکدم زندہ رہنا اختیار نہ کرے اور مجھ سے آکے لڑے مین
اسے راہ عدم بتا دون وہ جلد سوئے عدم چلا جائے ذرا بھی دیر نہ لگائے یہ کہکے خاموش
ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر دیکھا فی الفور غضنفر نامی ایک سردار نامی صف لشکر
سے نکل کر مرکب سے اتر کر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور دست بستہ طالب اجازت
جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے اجازت حرب دے کر فرمایا اے غضنفر گو کہ تم شیر بیشۂ جرأت
و شجاعت ہو لیکن حریف تمھارا قرنا سے قوق از حد زبردست ہر بہت ہوشیاری سے
مقابلہ و مجادلہ کرنا اس نے عرض کیا خداوند عالم حافظ حقیقی ہر حریف سے مجھے بچائے گا
بعد خداوند عالم کے حضور کا اقبال میرا معین و مددگار رہیگا حتی الامکان حریف سے لڑونگا
اور اسے قتل کرونگا سر تن سے جدا کر کے برائے نذر حضور لاونگا بادشاہ موصوف گفتگوئے
غضنفر سے کہ نہایت شیرین زبان تھا بہت خوش ہوئے پھر اشارے سے کہا بسم اللہ
جاو حریف منتظر ہر غضنفر سلام کرکے جلد مرکب پر سوار ہوئے شیرانہ روبرو اسکے گیا اور طالب
ضرب ہوا اسنے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے تجھے کچھ اندیشہ اپنی جان کا نہوا مجھ سے لڑنے کے
واسطے چلا آیا غضنفر نے جوابدیا او قرنا سے قوق آگاہ ہو کہ میرا نام غضنفر ہر شیر بیشۂ
جرأت ہون شجاعت سے میری خاص و عام واقف ہین مین ہنگام جنگ شیرون کو روباہ
جانتا ہون بہت سے بہادر مین نے تہ تیغ کیے ہین تیری کیا حقیقت ہر مین تجھ ایسے بزدل سے

کیا ڈرتا اپنی جان کا کیا اندیشہ کرتا مین اسواسطے آیا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرکے سر تیرا شمشیر آبدار
سے کاٹ کے نیزے پر بلند کرکے واسطے نذر اپنے بادشاہ لشکر کے لیجاؤن دلاوری میری ہے
وقت جنگ تجھ پر ظاہر ہوجاے گی اوکافر بس فیرز کر نیزہ تیرے ہاتھ مین ہے مجھیر لگا فن
نیزہ بازی دکھا جنگ آغاز کر یہ میدان نبرد ہے یہان لڑنا چاہیے بزم نہین ہے کہ تا ہم تا دیر
گفتگو کرنا چاہیے قرناے قوق نے یہ سنکے نہایت برہم ہوکے خبردار خبردار کہہ کے گینڈے
کو بڑھا کے فن نیزہ بازی دکھا کے وار نیزے کا سینے پر کیا ادھر اس بہادر نے اس کی
سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون سنانون کے لڑنے اور رگڑنے سے
شعلے پیدا ہوے دیکھنے والون نے تعریف کی بعد روکنے ضرب نیزہ کے غضنفر نے خود بھی نیزے
کا وار کیا اُسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی انجام کار اس
بہادر نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ حریف کی نکالدی وہ مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی
دور جا کے گری اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا خصوص قرناے قوق
کو بہت صدمہ ہوا خجالت سے سر جھکا لیا دل مین کہا یہ اہل اسلام فن نیزہ بازی سے
خوب ماہر ہین اب کبھی انسے نیزے سے نہ لڑونگا سر میدان ذلت گوارہ نہ کرونگا یہ کہہ
کے سر اٹھا کے نہایت برہم ہوکے قبضہ تیغہ گران پر ہاتھ ڈال کے تیغہ تیز وگران کو نیام سے کھینچا
اور غضنفر سے مخاطب ہوکے کہا ای جوان نیزہ میرا بوسیدہ تھا اس وجہ سے سنان نکل گئی
میری قوت مین کمی نہین ہے اگر تو نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی ہے تو مین بھی تیرے
تن سے تیری روح نکالے دیتا ہون ہوشیار ہوجا وار اس تیغہ آبدار وگرانبار کا کرتا ہون
یہ کہکے ضرب تیغہ گران سر پر لگائی ادھر اس بہادر نے سپر اٹھائی اتفاق سے اُسی وقت
پاؤن گھوڑے کا ایک موش خانے مین جا تا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک غضنفر مرکب
کو سنبھالے ہاتھ کو اپنے جس مین سپر تھی سیدھا کرے سپر بالاے سر لائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا
اور تاجبین خود وغیرہ کو کاٹ کر اتر آیا غضنفر نے اسی حالت مین دستانہ تار آتیغہ تو سر
سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون اس قدر نکلا کہ سراپا نہا گیا ضعف سے غش آنے لگا باگ
مرکب کی ہاتھ سے چھوٹنے لگی اُسوقت قرناے قوق نے گینڈے کو بڑھا کے چاہا کہ سر
حریف تن سے جدا کیجیے ناگاہ اشارۂ بادشاہ لشکر اسلام سے کیخسرو واسطے مدد غضنفر
کے گیا اور قرناے قوق کے شر سے اُسے بچانے لگا قرناے قوق نے اپنے سرداران
لشکر کی طرف دیکھ کر اشارے سے کہا تم مع سپاہ بڑھ کر یہ جوان جواب آیا
ہے اسے گھیر کے قتل یا اسیر کرو مین غضنفر کو تہ تیغ کرون سرداران نابکار اسکے اشارے
سے بجمعیت سپاہ کثیر بڑھے کیخسرو کو چار طرف سے گھیر کر نیزہ وتیر وشمشیر لگانے لگے
وہ بھی شیرانہ و دلیرانہ اُن سے لڑنے لگا بادشاہ لشکر اسلام نے جب دیکھا کہ ان کافرون
نے بجمعیت سپاہ کثیر کیخسرو کو گھیرا ہے ارادہ قتل کیخسرو و غضنفر کا کیا ہے تاب تحمل
نہ لاکر اپنے لشکر کے سرداروں سے اشارہ بڑھنے کا کیا بمجرد اشارہ جملہ سرداران

سیاہ مع لشکر آگے بڑھے جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا سیاہ سپرون کی اُٹھی بہادران ہر دو لشکر مانند رعد کے باآواز بلند نعرے کرنے لگے بارش تیر ہونے لگی قصرہاے تن اُس بارش باران تیر مین برابر گرنے لگے دریاے خون کا فوج اہل اسلام میدان کارزار مین جاری ہوا لاشے پر لاشہ گرنے لگا جا بجا ڈھیر سرون کے انبار لاشون پے ہونے لگے دلاور بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی دلاوران ہر دو سپاہ قتل و زخمی ہونے لگے گھوڑے سواران مقتول کے لیتے سوارون سے جدا ہو کے عرصۂ جنگ مین دوڑنے لگے سوا اُن مرکبون کے اہل لشکر کے مرکبون کی دوڑ دھوپ سے ایسا غبار بلند ہوا کہ میدان کارزار نظر سے گویا نہان ہو گیا اُس تاریکی غبار مین دوست اپنے دوست کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگے عزیز اپنے عزیز کو اپنا دشمن خیال کر کے ہلاک کرنے لگے فرزند کو پدر پدر کو فرزند قتل و زخمی کرنے لگا ایسے وقت مین لاجورد شاہ اور صلصال کو بھی شوق جنگ ہوا باہم کہا اگر اسوقت اہل اسلام پر اس پہلو کی طرف سے حملہ کیا جائے تو خوب ہو ضرور یا ٔون اہل اسلام کے اُٹھ جائینگے ہزارہا مسلمان قتل بھی ہونگے یہ مشورہ کر کے بختگان سے پوچھا کہ ہماری یہ راے ہے تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا راے آپ کی اچھی ہے مین پسند کرتا ہون تامل نہ کیجے بجمعیت سپاہ اس جانب سے حملہ کیجے اہل اسلام غافل مین اس پہلو کی جانب سے شاید بخوف مین مجھے یقین ہے کہ اگر اسی جانب سے اہل اسلام پر حملہ کیا جائے گا تو ضرور فتح حاصل ہوگی لشکر اسلام کو شکست ہوگی ہزارہا اہل اسلام کام آئینگے درمیان سے دونون لشکرون کے نکل کر کہان جائینگے لاجورد شاہ و صلصال بختگان سے راے لے کر بجمعیت فوج کثیر اسی پہلو کی طرف سے اہل اسلام پر عالم غفلت مین حملہ آور ہوے اہل اسلام فوج قرناے قوق سے لڑ رہے تھے اُسکو قتل کر رہے تھے خود بھی زخمی ہو رہے تھے کثرت غبار سے گھبرائے ہوے تھے اپنی پشت و پہلو کی جانب سے غافل تھے یہ خیال نہ تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال پشت و پہلو کی جانب سے حملہ آور ہونگے بکرو فریب لڑینگے عوض کسی زمانے کی ایذا رسانی کا لینگے دیرینہ عداوت کو ظاہر کرینگے یہی غفلت حق مین انکے مضر ہوئی یعنی باعث قتل و شکست ہونے کا ہوئی کہ جب لاجورد شاہ و صلصال نے پہلو و پشت کی جانب سے حملہ کیا اہل اسلام کو تردد ہوا الیقین اپنے قتل کا ہوا درمیان مین دونون لشکرون کے آگئے لاجورد شاہ و صلصال ہمراہ اپنی سپاہ کے اُنکو قتل کرنے لگے کچھ اہل اسلام نے رخ انکی طرف کیا کچھ اہل اسلام قرناے قوق سے لڑا کیے قرناے قوق نے اس لڑائی مین ہزارہا اہل اسلام کو قتل و زخمی کیا راوی ناقل ہے کہ جب اہل اسلام بہت مضطر ہوے بکیارگی لاجورد شاہ و صلصال پر حملہ آور ہوے بعد جنگ عظیم لاجورد شاہ و صلصال کو ہٹا کے شکست دے کے ہزارہا کافرون کو قتل کر کے متوجہ جانب قرناے قوق ہوے تا دیر اُس نابکار سے اور اُسکی سپاہ سے لڑا کیے شجاعت و جوانمردی دکھایا کیے ثبات قدمی اختیار کیا کیے پیانوے تمثال آئینہ رو

نے قیطول پر سے جنگ دیکھکر نہایت برہم ہو کے چند سرداروں کو جمعیت دس لاکھ سواروں کے
روانہ کیا وہ جلد آکے شریک قرنائے قوق ہوئے اور اہل اسلام کو تازہ دم آکے قتل کرنے لگے اب
اہل اسلام پسپا ہونے لگے یہاں تک پسپا ہوئے کہ میدان جنگ کے قریب جو ایک پہاڑی
تھی اُس پر برائے حفاظت جان چڑھ گئے قرنائے قوق نے پہلے تو اُس پہاڑی پر جانے
کا ارادہ کیا جب اہل اسلام نے بارش تیر سے ہزاروں کافروں کو ہلاک کیا اور مردمان سپاہ
کفار کو پہاڑی پر نہ آنے دیا قرنائے قوق نے قریب شام اپنے دل میں کہا کہ آج بارگاہ
و خیام اہل اسلام کے لوٹ لینا چاہیے اور انکو اسی پہاڑی پر رہنے دینا چاہیے یہ اس پہاڑی
سے کہاں جائینگے آج صبح سے اسوقت تک لڑتے لڑتے تھک گیا ہوں کل اس پہاڑی پر حملہ کر کے
جملہ اہل اسلام باقی ماندہ کو قتل کرونگا یہ خیال کر کے اپنے افسران فوج سے کہا بارگاہ سلیمانی
و تمامی خیام و بارگاہ و جملہ مال و اسباب اہل اسلام پر قبضہ کر لو جب تک تم مال و اسباب
کو غارت کرو میں اہل اسلام سے لڑتا ہوں افسران سپاہ نے تو اُس کے حکم کی تعمیل کی لیکن
یہ نابکار مصروف جنگ رہا ارادہ پہاڑی پر جانے کا کرتا رہا اُس وقت اہل اسلام
نے دعا کی تیر دعائے اہل اسلام اسطرح ہدف مراد پر پہونچا کہ قرنائے قوق مع اپنی
تمامی سپاہ کے اُس پہاڑی کے گرد سے ہٹگئے قسیم بن قہقہہ یک حسینی اپنے ایک سردار سپاہ
کو چالیس ہزار سوار دیکر بارگاہ سلیمانی وغیرہ اسباب و مال اہل اسلام کے لانے پر مقرر کر کے
جانب قیطول روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوئے سجدہ شکر خدا کیا ادھر قسیم بن قہقہہ
یک حسینی بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام و بارگاہ و مال و اسباب اٹالوں پر بار کرا کے نہایت
شاد و خرم آہستہ آہستہ سوئے قیطول چلا اُس وقت اہل اسلام نے پہاڑی سے اُترنے
کا ارادہ کیا تھا بادشاہ لشکر اسلام کے حکم سے قصد کیا تھا کہ قسیم بن قہقہہ یک حسینی
سے لڑ بھڑ کر بارگاہ سلیمانی وغیرہ مال و اسباب کو چھین لیں ہنوز پہاڑی سے
نہ اُترے تھے فقط ارادہ اُترنے کا کیا تھا ناگاہ جانب صحرا سے غبار بلند ہوا اہل اسلام اور
قسیم بن قہقہہ یک حسینی وغیرہ تمامی کفار جانب غبار دیکھنے لگے اہل اسلام سمجھے کہ لشکر کفار
آتا ہے کفار نے خیال کیا کہ یا تو آندھی اس طرف سے آتی ہے یا کوئی معین و مددگاران
مسلمانوں کا آتا ہے لہذا جلد راہ طے کر کے زیر قیطول پہونچ جانا چاہیے یہ تجویز کر کے سب
کفار ساتھ قسیم بن قہقہہ یک حسینی سردار اپنے کے جلد تر جانب قیطول چلے ہنوز تھوڑی
دور گئے تھے کہ غبار ہوا سے رفع ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک نقابدار گوہر پوش
چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آتا ہے اس کے جلد آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت
برہم ہے بادشاہ لشکر اسلام بھی اُس نقابدار کو دیکھنے لگے کفار بھی نقابدار کو دیکھکر
حیران ہوئے فکر و تردد کرنے لگے باہم کہنے لگے یہ نقابدار گوہر پوش نہیں معلوم کون
ہے نہایت جلد آتا ہے کفار یہ کہ رہے تھے کہ نقابدار مذکور نے دور سے یہ نعرہ کیا کہ اے
کافران بیحیا کہاں جاتے ہو کہ میں آپہونچا میں نے تمہارے شر و فساد کی خبر سنی

تھی الحمد للہ کہ وقت پر آیا تم کو بیان پایا بارگاہ سلیمانی و داسامہ [illegible] انی کو تم لیجانے نہ پاؤ بہتر یہ ہو کہ تمام مال و اسباب میرے حوالے کرو ورنہ پچتاؤ گے قسیم بن تہتھ [illegible] حشمی کہ سردار زبردست ہو نعرہ نقابدار کا سنکے برہم ہوکے پکارا او نقابدار تو کیا بیہودہ بکتا ہی اگر [illegible] گی چاہتا ہی تو اس خیال محال سے باز آ جس طرف سے آیا ہی پلٹ جا ارادہ مجھسے لڑنے کا د[illegible] گز یہ اسباب و مال تجھے نہ دونگا خدمت خداوند میں لیجاؤنگا نقابدار موصوف یہ سنکے بر[illegible] ار قریب اُسکے آکے سد راہ ہوا قسیم بن تہتھ یک حشمی نے بڑھکے نیزہ مارا نقابدار نے جالاکی [illegible] نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین کے اُسکی کمر کی زنجیر میں ہاتھ ڈال کے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت فرس [illegible] اُٹھا لیا فوج اُسکی واسطے بچانے کے بڑھی ادھر سے سواران لشکر نقابدار بڑھے لڑائی ہونے لگی چلنے لگی سواران لشکر نقابدار کفار کو قتل کرنے لگے نقابدار نے قسیم بن تہتھ یک حشمی کو اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکے پوچھا او گبر کیا کہتا ہی اطاعت میری اختیار کریگا اسنے انکار کیا نقابدار نے اُسے اس طرح خاک پر پٹکا کہ وہ پیوند خاک ہوگیا بعدہ لشکر کفار پر حملہ کیا بہتون کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اُس پہاڑی پر سے دیکھا کہ یہ نقابدار اس طرح لشکر کفار پر حملہ کرتا ہی کہ جیسے شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر حملہ کرتا ہو ابھی اہل اسلام دیکھ رہے تھے اور تعریف شجاعت نقابدار کی کررہے تھے کہ نقابدار نے بہت سے کفار تہ تیغ کئے تھوڑے کفار تاب جنگ نہ لاکے بے اختیار بھاگے نقابدار نے اُنکا تعاقب نہ کرکے بارگاہ سلیمانی و دیگر اسامۂ صاحبقرانی کو لیکر قریب پہاڑی کے آکے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام اس مال و اسباب کو لیجیے یہ میری امانت ہی اپنے پاس رکھیے وقت پر مجھے دیدیجیے گا میں اسکا مالک و مختار ہوں اب یہ تمام مال و اسباب میرا ہی چونکہ فی زمانہ امیر ثانی لشکر میں نہیں ہیں میں اس اسباب کو اپنے ہمراہ نہیں لیے جاتا ہوں اُنکی موجودگی میں کسی روز آکے لیجاؤنگا مکرر کہتا ہوں کہ یہ اسباب میرا ہی میں نے کفار سے بزور شمشیر و بقوت بازو چھینا ہی اس کو اپنے قبضے میں رکھیے گا کسی کو نہ دیجیے گا بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا ای نقابدار گوہر پوش تم نے اس طرف آکے کار نمایان کیا ہی اپنے نام سے آگاہ کرو نقابدار نے جواب دیا میں ابھی اپنے نام سے آگاہ نہ کرونگا آپ اس اسباب کو منگوا لیجیے یا پہاڑی سے اُترکر اس اسباب پر قبضہ کیجیے بادشاہ موصوف نے پہاڑی سے مع سپاہ اُترکر اُس اسباب پر قبضہ کیا نقابدار گوہر پوش اسباب مذکور سپرد کرکے سوئے صحرا روانہ ہوا تھوڑی دیر میں نظر سے غائب ہوا اہل اسلام نے تمام اسباب پاکے شکر خدا کا کیا اُدھر وہ کفار جو بھاگے تھے قریب قرنائے قوق کے پہونچے قرنابن کوکب عقرب حشم با فتح و فیروزی خوش و خورم چلا آتا ہی کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے بھاگے ہوئے آئے اس طرح کہ سانسیں پھولی ہوئیں ہانپتے ہوئے پسینے میں عرق خاک میں آلودہ سپریں پشت پر لیے ہوے سب علامات لشکر ہزیمت یافتہ کے پائے جاتے ہیں قرنابن کوکب عقرب حشم نے غور سے جو دیکھا تو اسی کے لشکر کے لوگ تھے قرنائے قوق نے گھبرا کر پوچھا کہ خیر تو ہے اسطرح بدحواس تم لوگ کیوں بھاگے چلے آتے ہو اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ بارگاہ میں لیے

ہوئے چلے آتے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار گوہر پوش پیدا ہوا ہمارے
سردار کوتو تم کا مقابلہ ہوا افسر ہمارا مارا گیا نقابدار نے بارگاہین چھین لین اور کوہ پر چلا گیا لشکر
اسلام کے سپرد کر دیا یہ سننا تھا کہ قرناے فوق کو نہایت طیش آیا اور اسی وقت باگ گھوڑے
کی پھیری لیکن یہ حال جس وقت بختکان نے سنا صلواۃ پڑھی اور کہا کہ اُن کے مددگار
ایسے ایسے بہادر بہت سے پڑے ہین اُنکا کوئی کیا کر سکتا ہے اور انکی شکست تو فتح کی نشانی ہے
ادھر کوئی آفت اُنپر پڑی اور بظاہر یہ بے دست نظر آئے کوئی نہ کوئی آسمان سے پیدا ہو جاتا ہے
زمین سے نکل آتا ہے یہ بات تمثال آئینہ رو کے خلاف گذری اور اسی وقت حکم دیا صلصال
کو کل لشکر جائے اور کوہ کا محاصرہ کرکے کل سب کو قتل کر ڈالو اُس کے بعد پرسون بیابان
حشر مین قیدیون کا انصاف بھی ہو جاے گا لاجورد شاہ کو سالار لشکر کرکے طرف کوہ کے
روانہ کیا اب قیطول پر سوا تمثال آئینہ رو کے اور زیر قیطول بجز رعایا کے کوئی نظر نہین آتا
کئی کرور کی جمعیت جانب کوہ چلی ہے لیکن سب کے آگے آگے قرنا بن کوک عقرب چشم جاتا ہے
جس وقت قریب کوہ پہونچا حکم دیا کہ محاصرہ کرلو ایک لاکھ سوار کی جمعیت اس کے ساتھ
تھی ہر سب نے کوہ کا محاصرہ کر لیا ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ
خدا پرستان خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ مین وہی شخص ہون جو ابھی سب کو زخمی
کرکے بارگاہین چھین لے گیا تھا مگر نہین معلوم کہ یہ نقابدار گوہر پوش اجل رسیدہ کہان سے
آیا تھا جو میرے سردار کو قتل کرکے بارگاہین چھین لے گیا بھیجو مجھکو کہ میرا مقابلہ کرے ورنہ مین خود
آتا ہون لوگون نے جواب دیا کہ نقابدار بہادر تو چلا گیا جس وقت وہ ہوگا اُس وقت تو یہ
کلام کرنا دیکھ لینا کہ تیرے کلے پھاڑ کے رکھ دیگا تو اُس شیر بیشہ شجاعت کا نام اس بے ادبی سے
لیتا ہے قرناے فوق نے یہ سنکر جواب دیا کہ خیر آج کی شب مین تمھین اور مہلت دیتا ہون
کہ اپنے نشیب و فراز کو خوب سمجھ لو یا تو کل صبح تک سجدہ کرو خداوند تمثال آئینہ رو کو ورنہ
خداوند تمھارے حق مین تقدیر موت کر چکا ہے کل سب کو قتل کر ڈالونگا کیونکہ ملک الموت
قدرت مین ہون اور اتنی مہلت اس وجہ سے اور بھی دیجاتی ہے کہ شاید وہ نقابدار کل پھر
تمھاری مدد کے واسطے آئے تو اُسے قتل کرون اپنے سردار لشکر کا بدلا لون لوگون نے کوہ پر
سے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے تیرا جی چاہے ابھی آجا ہے کل آنا جس وقت تو آئے گا ہم
تیرا سامنا کرنے کو موجود ہین اور نشیب و فراز کو تو دیکھ کہ ہم اب بھی تجھ سے بلند رتبہ ہین کہ کوہ
پر ہین اور تو ہم سے پست ہے اسی طرح انشاء اللہ تیرے حوصلون کو بھی پست کر دین گے قرناے
فوق تو میدان جنگ سے واپس ہو کر داخل بارگاہ ہوا اس کے بعد لشکر تمثال آئینہ رو آکر
اُترنے لگا ہنوز رسد لگی ہوئی ہے تانتا بندھا ہوا ہے غول کے غول عنقا کے غٹ پرے کے
پرے قشون کے قشون دستے کے دستے شام تک آیا کیے شب کو یہ حالت تھی کہ صحراے ہول خیز
غولون کا جنگل معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب بنجشلخے اور مشعلون کی روشنی سے آگ لگی ہوئی
تھی لشکر برابر چلا آتا تھا اور خیمہ زن ہو رہا تھا یہان تک کہ لاجورد شاہ بڑے سامان سے

ساتھ اس کے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی آکر اُترا خیمہ برپا ہوا لاجورد شاہ
تخت پر آکر بیٹھا گرد سرداروں کا ہجوم ہوا قرنا بن کوک عقب چشم سب سے بالا دست بیٹھا
ہوا تکبر ونخوت سے مست وبیخود ہو رہا تھا یکایک جام بادۂ ناب گردش میں آیا قرنائے
فوق نے دو چار جام پیئے جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل اس کو صاف کرکے قصہ ان مسلمانوں کا پاک کردوں اُسی وقت حکم کے موافق نقارہ رزمی
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی وہاں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں زخم سر پر پٹی چڑھی
ہوئی ہے تاج کا بار شاق گذر رہا ہے چہرہ اداس طبیعت متفکر کبھی اُن سرداروں کا خیال آتا ہے
جو قید ہیں کبھی امیر کشورگیر کے واسطے دل گھبراتا ہے کہ نہیں معلوم کس حالت میں ہیں
اور کہاں ہیں چند سردار جو باقی رہ گئے تھے اُس میں سے اکثر زخمی ہیں جو دو ایک باقی
بھی ہیں وہ قرنائے فوق کے ہم نبرد نہیں ہیں اُدھر لشکر کفار کا ہجوم ہے اگرچہ رات ہو گئی ہے
مگر لوگ چلے ہی آتے ہیں آج کل فوج کو تمثال آئینہ رو نے حکم دیا ہے کہ اسی اثنا میں آواز
طبل بلند ہو کر قلۂ کوہ تک پہونچی اور بادشاہ اسلام کے گوش زد ہوئی فرمایا خیر
ہرچہ بادا باد شعر سر نہ مے پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؛ جو مرضی
پروردگار تقدیر میں یہی تھا کہ اس طرح کی موت ہو کہ غسل وکفن دینے والا بھی کوئی
نظر نہیں آتا کفار کے ہاتھ سے دیکھیے مرنے کے بعد بھی کیا کیا ایذائیں ہوتی ہیں انھیں کیا
پڑی ہے کہ وہ کسی مسلمان بیچے غسل وکفن دلوا کر دفن کریں گے مثل مشہور ہے کہ مردہ بدست
زندہ وہ مسلمان کے نام کے دشمن ہیں کسی کو باقی ہی کیوں رکھنے لگے خیر کچھ پروا نہیں
ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارخانہ سلیمانی
نوازش میں آیا بادشاہ اہل اسلام امیر باتوقیر کو یاد کرکے بہت روئے لیکن سرداروں
نے عرض کی کہ ظل اللہ پریشان نہ ہوں ہم جاں نثار تو موجود ہیں جب تک دم میں دم باقی ہے
کیا تاب وطاقت ہے اُس مردود قرنائے فوق کی کہ یہاں تک پہونچ بھی سکے ہم گھاٹیوں کا انتظام
کرتے ہیں جب کفار یورش کرینگے پتھروں پر رکھ لینگے اُنھیں راستہ ہی ملنا مشکل ہے بھلا یہاں تک
آنے کا کیا ذکر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں مجھے خیال ناموس
کا ہے کہ ان پر بعد ہمارے کیا گذرے گی خیر تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کرو تم میرے بدلے
ناموس کی حفاظت کرنا سب نے عرض کی کہ ہم جانیں لڑا دینگے غرض اب دربار تو برخاست
ہوا بادشاہ اسلام یعنی حارث بن سعد داخل خوابگاہ ہوئے یہاں غازیان اسلام نے
گھاٹیوں کا بندوبست کیا ہر ہر گھاٹی پر ایک ایک سردار معین ہوا سامان جنگ ہونے لگا اس
طرف اور اُس طرف برابر دونوں جانب طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باش و
ہوشیار باش بلند تھی لوگ اسلحہ جنگ درست کر رہے تھے کوئی بیٹھا ہوا تیروں کو آگ دکھا
دکھا کر سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ خطا نہ کرے کوئی نیزے کی سنان کو آبدار کرکے زہر میں بجھا رہا
تھا کسی نے تلوار پر صیقل کرنا شروع کی تھی کہ اسطرح چمکے کہ دشمن کی نگاہ نہ قائم رہ سکے پلک

جھک جائے تلوار اپنا کام کرے کوئی نشۂ شجاعت سے جھوم رہا تھا تلوار کے قبضے کو چوم رہا تھا
اشتیاق جنگ مین دل بیتاب تھا کہ کیونکر صبح ہو اور جنگ آغاز ہو کہ جرأت وبہادری کے جوہر
کھلین کہ کسکی آنکھ جھپک گئی کس کے تیور بگڑ گئے کون زخم کھا کر جھجکا کسکے قدم پیچھے ہٹ گئے کس نے
زخمی ہونے کے بعد بڑے بڑے پہلوانون کو مار کر بھگا دیا یہ سب کچھ تھا مگر ایک دوسرے سے گلے مل
رہے تھے کہ بھائی یہ جنگ دو سر دار دکیا معلوم کسکی فتح ہو کس کو شکست ہو کون زندہ بچے کون مارا
جائے لہذا اگر تم بچ جاؤ تو وطن جا کر ہمارے دوستون کو سلام کہو دنیا اہل وعیال سب خدا کے سپرد
ہین جسنے پیدا کیا ہی وہی رزق کا دینے والا بھی ہی ہر طرح انسان کو ایک دن مرنا ہی جیسے آج
ویسے کل پھر اپنے مالک کے نمک سے ادا ہونے کی فکر نہ کرین زندگی بھر عیش کیا ہی راحت اُٹھائی
ہی اب اک وقت آپڑا ہی تو کیا سر فروشی نہ کرین جینے نوکری کی ہی اس امر کی ہی سر تو پہلے ہی بک
چکا ہی باقی رہے تو مالک کا ہی قلم ہو جانے تو حق سے ادا ہو گئے لیکن جو بزدلے تھے انکی یہ کیفیت
تھی کہ رات بھر مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ لوٹا لیے ہوے بیت الخلا جاتے تھے مگر پیٹ خالی ہوتا
تھا ہول وہیبت کے سبب سیکڑون دست آگئے ہاتھ پاؤن مین سنسنی دل بیٹھا ہوا ہمت لیخت
یہ سوچ کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی جا بے موت کسیکی ہو لڑنے کا ارادہ ہی نہین مگر اپنے ہی قضا
کے سامان نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ فقط انھین پھانسی دیجائے گی اگر موقع پاتے تو
یقین تھا بھاگ جاتے جو باہم ایک طبیعت کے دو بھی باہم ہو گئے ہین تو یہی چرچا ہی کہ میان آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہمین نہین تو کچھ بھی نہین کیا کہین موقع ہو تو اسی وقت
چلے چلین مگر طلایہ کے گشت والے روکینگے جانے کا ہیکو دینگے خیر صبح کو سمجھا جائیگا جسوقت جنگ مغلوبہ
شروع ہو گھوڑون کی باگین صحرا کیطرف اُٹھا دینا یہی چرچے یہی باتین شب بھر رہین کفار زیر کوہ
مسلمان کوہ پر گویا تمام زمانے کا نشیب و فراز ایک جگہ جمع ہو گیا تھا اسی ہنگام مین وہ وقت
آیا کہ شاہ خاور بصد کر و فر جانب مشرق آسمان سے فوج شعاع ہمراہ لیے ہوے علم نصرت
اُٹھائے ہوئے شمشیر خط شعاع برہنہ کیے ہوے نمودار ہوا اور مہتاب جہانتاب کے چہرے کی
رنگت فق ہوئی علم نور سرنگون ہوا افواج انجم شکست خوردہ گوشۂ مغرب مین جا کر پوشیدہ
ہو رہا مرغان باغ آشیانون سے نکل نکل کر شاخہائے درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے باد صبا نے
سبزۂ خوابیدہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی نخل جھوم رہے تھے ڈالیان وجد کے عالم مین جھککر زمین
سے لگجاتی تھین اور جب بلند ہوتی تھین تو آسمان سے باتین کرنے لگتی تھین وقت نماز سحر کا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عابد مصروف نماز ہی قیام و رکوع وسجود کی حالتین پیدا تھین کوہ پر ہر طرف
کوڑیالے کی بہار سے تمام پہاڑ سنگ مرمر کا معلوم ہوتا تھا دشت مین سبزۂ نوخیز نے فرش
زمردی بچھا دیا تھا کچھ عجب وقت اور طرفہ سمان تھا لشکر اسلام مین غازیان دیندار مصروف
عبادت پروردگار رہتے تھے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند تھا کسی نے نماز ابھی شروع کی تھی کوئی
ختم کر کے سجدۂ شکر مین جا چکا تھا کوئی وظیفہ پڑھ رہا تھا جو سو گئے تھے دیر کر آنکھ
کھلی تھی وہ جلد جلد وضو کر رہے تھے اور بار بار آسمان کی جانب دیکھتے جاتے تھے کہ کہین وقت

تو نہین نکل گیا ادھر لشکر کفار مین سنکھ پھنک رہا تھا یونے دو سو خداوندون کے نام پکارے جا رہے تھے کوئی سامری کوئی جمشید کوئی فرعون کوئی لقا کوئی زبرجد شاہ کوئی نمرود کوئی ہامان کوئی شداد کوئی شمشم کوئی تمثال آئینہ رو وغیرہ کو کہ آج روز امداد ہی اہل اسلام سے سامنا ہی اور مذہب کی لڑائی ہی تو ہماری مدد کرنا کچھ لوگ تیتیک میتیک لوٹمک لوٹما جھوٹمک جھوٹما دم خبینہ کے نام لے رہے تھے ہر ایک محو تھا یہان تک کہ آفتاب بلند ہوا آیا سب نے عبادت سے فرصت کر کے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کیے مردان جنگی سنور سنور کر عروس اجل کی مشتاقی مین گویا دولھا بن بنکر عازم میدان مصاف ہوے تھوڑی ہی دیر مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا صحرا ایے مردم معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب کو ڈھالون کی گھٹا چھائی ہوئی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی گھوڑون کے ٹاپون پر آواز رعد کا دھوکا ہوتا تھا بیچ مین تخت لاجورد شاہ وصلصال بمرتبۂ سپہ سالاری وخلخال علمدار لشکر اور تمام سردار اپنے اپنے لشکر کو قاعدے سے بڑھاتے ہوے جانب کوہ چلے اور قرنا بن کوک عقرب چشم کرگدن سیاہ پر سوار تیغہ ہاتھ مین سپر دوش پر اس شان وشوکت کے ساتھ چلا اس قدر کثرت فوج تھی کہ کوہ بیچ مین اُس کے اسطرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دریا مین ناؤ یہان چند جوانان دل شکستہ کسی کا بھائی قید کسی کا بیٹا کسی کا بھتیجا کوئی خود مجروح ہونے سے معذور کوئی بظاہر اچھا مگر دل مین زخم عجب طرح کی حالت تھی مگر دلون کو قوی کیے ہوے بادشاہ اسلام کے تخت کو بیچ مین مانند قلب کے لیے ہوے اور صدمات تیر ونیزہ وتفنگ سے بچائے ہوے اپنے اپنے سینون کو سپر کیے ہوے گھاٹیون سے ہوشیار پروردگار عالم پر تکیہ کہ اگر اتنون سے سامنا ہی تو کیا ہی لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ یہ کفار ہمارا کیا کر سکتے ہین اور اگر قضا ہی تو انکی بھی کچھ حاجت نہین ایک ٹھوکر جان لینے کو کافی ہو سکتی ہی یکایک قرنائے قوق نے زیر کوہ سے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان خبردار و ہوشیار باشید کہ منم قرنا بن کوک عقرب چشم جسے تمنائے مرگ وآرزوے قضا ہو وہ آئے اور جسے اپنی جان پیاری ہو وہ وہین رہے کہ کوئی مرکر پھر زندہ نہین ہوتا بموجب شعر

غنیمت شمر صحبت دوستان ٭ کہ گل پنج روز است در بوستان ٭

مین پھر آگاہ کرتا ہون کہ ایسا خداوند کہ خود تمھارے عزیز واقارب اُس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے سجدے کیے اپنا دین ناقص سمجھ کر ترک کیا اسی کی اطاعت تم بھی اختیار کرو ورنہ مجھے ملک الموت اپنا سمجھے رہو مین وہ شخص ہون کہ جسے خداوند تمثال آئینہ رو نے تمھاری قبض روح کے واسطے روانہ کیا ہی اور ہم لوگ ہمیشہ خداوندون کی بارگاہون مین باریاب رہے ہین باپ اُس شخص کا زمانۂ خداوند باختر یعنی زمرد شاہ باختری مین افسر فوج دست چپ تھا افسوس کہ جب قاسم اس کی دختر کو نکال لے گیا تو اُس نے غیرت مین گلا کاٹ کر خود جان دیدی ورنہ اگر مقابلہ پڑتا تو لشکر حمزہ اول اسی طرح تباہ وبرباد ہوتا جس طرح مین نے تمھاری حالت کی ہی اور کب کا تم سب کا خاتمہ ہو گیا ہوتا یہ نوبت بھی نہ ہوتی کہ تم لوگون سے مجھے سامنا کرنا پڑتا جب ہی پیوند زمین ہو گئے

ہوتے مگر بموجب مثل - اگر پدر نتواند پسر تمام کند لے خبردار و ہوشیار ہو جاؤ اور سمجھ بوجھ لو اپنے
انجام کو اسی واسطے مین نے تمھین ایک شب کی مہلت دی تھی اور اب بھی کچھ دیر سوچ سمجھ لو یہ
سنکر جوانان دینداروغاریان تہور شعار نے قبضون پر ہاتھ رکھ رکھ کر جواب دیا کہ تو کیا
جھک مارتا ہی اور کیا تو گو کھاتا ہی ارے اپنے باپ کی غیرت اپنے منھ سے بیان کرتا ہی کہ
یون جان دیدی جب اس نے دیکھا کہ میرا قابو ہی کیا چل سکتا ہی مین ان لوگون کے
پیش نہ پاؤنگا تو خودکشی اختیار کی ورنہ لڑتا ضرور خود جان دینا عاجزی کی دلیل ہی خیر وہ
تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تو ایسا بے غیرت ہی کہ باپ کے واقعہ سے خود آگاہ کرنے آیا ہی اور اپنی
بیحیائی پر پشیمانی مطلق نہین کیا اُس کی بیٹی تیری بہن نہ تھی بس یہ طعنہ سنتے ہی قرنامے قوق
غرق عرق ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا تلوار نیام سے کھینچ لی گرد وہ سپر کا لشت سے لیا اور ایک
راہ تجویز کر کے چلا ساتھ اس کے ایک لاکھ جوان اسکی فوج کے چلے یہان بھی سردارون نے میدان
جنگ پر غور کر کے یہ بات تجویز کی کہ تیرون پر رکھ لو ہر چہار جانب کمانین کھینچ گئین تیرون کا
منھ برسنے لگا سٹراکے چلنے لگے لوگ نشانہ ہونے لگے اسکا بازو چھد گیا اُس کا شانہ نشانہ ہوا
اس کی گردن چھدی اسکے سینے کو توڑا خوب بارش تیر ہو رہی ہی مگر کفار بھی چلے ہی آتے ہین اور قرنامے
قوق کی تو یہ کیفیت ہی کہ گرد وہ سپر کا ہاتھ مین لیے ہوے گردن کو بچا رہا ہی اور تلوار سے تیرون کو
قلم کرتا چلا آتا ہی یہان سے تیر پر تیر چل رہا ہی کئی آدمی ایک اس مردود کو نشانہ کیے ہوے
ہین مگر یہ تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا ہی آتا ہی اب کچھ لوگ اس کی فوج کے زیادہ جو مارے
گئے ہین تو ہر ایک آگے بڑھنے مین پس و پیش کرنے لگا ہی بعضے سہم سہم کر وہین رہ گئے ہین کتنے
گوشہ امان ڈھونڈھتے پھرتے ہین لیکن جو بعضے پیچھے ہین وہ اب بھی چلے ہی آتے ہین کوئی
یہان گر گیا کوئی وہان کچھ پروا نہین اگر باپ مارا گیا تو بیٹے نے پھر کر بھی نہ دیکھا بیٹا مارا گیا تو
باپ نے یہ بھی نہ جانا کہ یہ کوئی اپنا تھا یا بیگانہ بھائی کو بھائی کا خیال نہین اسی ہنگام مین قرنا
بن توک عقرب چشم قریب پہلی گھاٹی کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ آپہونچا مین چھوڑ دو
راہ اس گھاٹی پر طورسرکن رفیق و ندیم حمزہ صاحبقران اول مامور تھا جواب دیا کہ یہی
تو ہی یہی میدان جو تجھ کو بتانا ہو بتلا کیون یاوہ گوئی کرتا ہی مین بھی بارگاہ لقا مین تھا
اور تیرے باپ سے مجھ سے بہت دوستی تھی مگر جب مین نے اس دین کو برحق پایا تو دین زمرد
پرستی کو ترک کیا قرنامے قوق نے کہا تو تیرا قتل سب کے پہلے مجھ پر واجب ہی اور جھپٹ کر
تیغہ مارا طورسرکن نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ تھا لنگر دار اب جو پڑتا ہی سپر کے
مانند قرص پنیر دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا جھکا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا طورسرکن نے دستانہ
مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی غش طاری ہونے لگا
لیکن اچھی حالت مین اس ملعون نے ایک ہاتھ اور کمر کا مارا کہ طورسرکن کے دو ٹکڑے ہوے
لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا اور لوگ ٹوٹ پڑے لاشہ اٹھا یا ہر چند چاہا کہ قرنامے قوق کو روکین
ممکن نہ ہوا یہ ملعون اور آگے بڑھا دوسری گھاٹی کی طرف بعجلت چلا جاتا ہی کوگ سدراہ ہین مگر

یہ کس کو مانتا ہی وہان بادشاہ اسلام نے طور سرکشی کا بڑا صدمہ کیا کہ یہ نشانی تھے رفقاے
امیر کی دوسرے یہ خبر تھے امیر اول کے نانا تھے تمہور دیو ربیرور کے وہان قرنا بن
کوک عقرب چشم قریب دوسری گھاٹی کے پہونچ گیا ہی اس گھاٹی پر عین الزمان و
نور الزمان دونوں فرزند بدیع الزمان کے ہین جیسے ہی قرناے قوق نے بڑھتے
کا قصد کیا عین الزمان نے آواز دی کہ کہان جاتا ہی ادھر آکہ حریف تیرا مین موجود ہون
قرناے قوق نے جھپٹ کر وہی تیغہ خون آلود مارا عین الزمان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا بھلا یہ تیغہ سپر سے کب رک سکتا ہی سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر پر بیٹھا جب تک
دستانہ ماریں ماریں اس ملعون نے جھٹکا جو مارا تیغہ تا جگر گاہ اتر گیا نور الزمان جھپٹ کر
سامنے آیا اسنے پلٹ کر وہی تیغہ مارا یہ بھی زخمی ہوے دوسری گھاٹی بھی فتح ہوگئی راہ ملی
قرناے قوق اور آگے بڑھا لوگ لاشہ عین الزمان کا اور نور الزمان کو زخمی لے کر
روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھ کر مرکب طلب کیا لباس شاہی بدلکر پوشاک
رزم زیب جسم کرنے لگے کہ بعد تیسری گھاٹی کے تمام کفار کوہ پر آجائین کے اس ملعون یعنے
قرناے قوق کو اتنا بڑا طعنہ اس کی بہن کا دیا گیا ناموس کی ہمراہی ہی نہین معلوم کیا قیامت
برپا ہو اس سے مرجانا بہتر ہی پھر ہمارے بعد ہماری عزت کا خدا نگہبان ہی لوگ کس مایوسی کے
ساتھ بادشاہ اسلام کا مرکب لیکر آئے ہین مگر حکم سے مجبور ہین چارہ کیا ہی عبرت کا مقام ہی کہ جسکی
بارگاہ مین پانچ ہزار پانچسو چھپن تلوار پابیٹھتا ہو وہ اسوقت مجبور ہو کر خود آمادہ مرگ و مہیاے
قضا ہو تاج سر سے اُتار کر خود زیب سر کیا ہی چار قب شاہنشاہی دور کرکے چار آئینے اور جوشن
پہنے ہین دستانے ہاتھوں پر چڑھائے ہین صرف تیغ و سپر ہاتھ مین لی ہی مرکب پر سوار ہوتے ہین
بادشاہ اسلام اسوقت اک سپاہی کی حیثیت مین نظر آرہا ہی ناموس مین اک کہرام ہی بیبیان
بال سر کے کھولے ہوے خالق سے اپنی حفظ آبرو کی دعا کر رہی ہین وہان قرنا بن کوک
عقرب چشم صفون کو توڑتا ہوا لوگون کو قتل کرتا ہوا برابر چلا جاتا ہی کہین مڑ کتا نہین
اب اسکے عقب مین راہ پاکر فوج بھی آتی جاتی ہی وہان فوجون مین بھی تلوار شروع ہوگئی ہی
لاشے جا بجا پڑے ہوے ہین کوئی پھڑک رہا ہی کوئی سرد ہوگیا ہی سر لوٹتے پھرتے ہین وہ
سپاہی جن کی گردن کبھی خم ہوئی تھی ان کی یہ حالت ہی کہ زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے لاشین
کچلتے ہوے چلے جاتے ہین بمصداق اس شعر کے شعر پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے
کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے۔ یہان قرنا بن کوک عقرب چشم تیسری گھاٹی پر پہونچ گیا
اس مقام پر بھی دو شاہزادے یادگار شاہنشاہ خاور سیاہ یعنی ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری تلوارین برہنہ کیے ہوے موجود تھے کہ لیس بن قاسم نے آواز دی ادہر دو
کدھر آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی سر آگے بڑھنے کا قصد نہ کر بھلا یہ کسکی سنتا ہی بڑھتا چلا ہی آتا ہی
اثناے راہ مین سامنا ہوا لیس بن قاسم نے تلوار قرناے قوق کی رد کرکے جو ہاتھ مارا تلوار
چار انگل سپر مین درآئی قرناے قوق نے بلکے دی تلوار لوٹ گئی قرناے قوق

نے تیغہ مارا لیس بن قاسم نے سپر اُٹھائی لیکن اس ملعون نے عجب طرح کی حرکت کی کہ سر تا کمر جو
کمر کا وار کیا دو ٹکڑے ہوے الیس بن قاسم نے شہادت پائی قیس بن قاسم جھپٹ پڑے
اسنے وہی تیغہ خون آلودہ جو مارا انکا بھی شانہ نشانہ ہوا لوگ انکو لیکر علیحدہ ہوے اور قرنا ے قوق
نے پوچھا کہ خیمۂ ناموس کدھر ہی اسیوقت چلکر بہن کو اپنی قتل کرونگا اور اُسکے ساتھ اور بھی عورتون
کو قتل کرونگا جب یہ داغ مٹیگا یہ رنگ ملعون کا دیکھتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب اپنا بڑھایا
اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او بیحیا کدھر جاتا ہی قرنا ے قوق نے کہا اور بہتر ہوا کہ تو خود
اپنے پانون سے وہان گور مین چلا آیا کہ بعد تیرے خاتمہ ہی فوج کے پانون خود ہی اُٹھ جائینگے یہ سنتے
ہی بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ وار کر اپنا قرنا ے قوق نے کہا کہ پہلے تو حوصلہ اپنا نکالے یہ نہو
کہ دل کی دل ہی مین رہ جائے بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ تو نہین جانتا کہ آئین ہمارے
بیان کا پیش دستی نہین ہی قرنا ے قوق نے جھنجھلا کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بادشاہ اسلام نے
وار قرنا ے قوق کا پشت شمشیر سے رد کر کے اپنا وار کیا اسنے بھی رد کیا تین چار ضربون کی
نوبت آئی تھی کہ قضاے کار اتفاقات روزگار تلوار بادشاہ اسلام کی ٹوٹ گئی اور قرنا ے
قوق نے وار کیا پھر اس کا تیغہ سپر سے تھوڑی رکتا ہی ہر چند بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا
مگر ممکن نہ ہوا سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے اور چار انگل کا زخم سر مین بھی
آیا دستانہ مارا تیغہ تو جھنا کر سر سے نکلا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہی غش طاری ہوا
لوگ بادشاہ کو غول مین لیکر علیحدہ ہوے اسوقت ضرور لشکر کے پانون اٹھ جاتے مگر ہر چہار
جانب سے تو گھیرے ہوے ہین جائین کدھر سے اور اب قرنا ے قوق نے خیمۂ ناموس کا رخ
کیا لوگ جانین لڑائے ہوے ہین مگر یہ نہین رکتا برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہی قریب خیمہ
ناموس صاحبقرانی کے پہونچ چکا ہی عورتون مین تلاطم مچ گیا ملکہ زبیدہ شیر گیر و گردیہ
بانو وغیرہ نے جو عورتین زبردست ہین اور فن سپہ گری سے خوب ماہر ہین آلات حرب و
ضرب تن پر آراستہ کیے ہین دروازہ بارگاہ پر نقابین چہرون پر ڈالے خاموش کھڑی
ہین کہ ادھر اسنے قدم آگے بڑھانے کا قصد کیا اور پانون قلم کر دیئے اور وہ عورتین جو نازک
اندام ہین بال سرون کے کھولے ہوے اپنے دارثون کو یاد کر کر کے رو رہی ہین لب پر یہی
دعا ہی کہ بارالہا تو عزت کا ہماری نگہبان ہی ہین گناہ خودکشی سے بچا نا جام زہر سب کے
آگے بھرے رکھے ہین انتظار اس امر کا ہی کہ مبادا یہ ملعون سب کو زخمی و قتل کر کے یہان تک آگیا
تو اپنی اپنی عزتین جانون کو کھو کر بچائینگے بادشاہ کے زخمی ہونے سے اور بھی ہراس طاری ہی کہ
یکا یک از پردۂ بیابان گردے بر خاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و ہمہ
گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی نجگان تو پہلے ہی سے صلواۃ پڑھنے
لگا کہ یہ زور و شور کے ساتھ آمد الفین مغلون کی ہی گرد کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آندھی چلی
آتی ہی لاجوردشاہ نے اس کے کان لیے اور کہا کہ ملعون مثل اپنے باپ کے تجھ کو بھی چار سے
مین گو ہر لیے بہا نظر آتے ہین اگر الفین کی کمک آئی ہوگی تو کیا ہوگا وہان بادشاہ

لشکر تنک کا خاتمہ ہو چکا ہی جو آئیگا دل شکستہ آئے گا نجنگان نے کہا اگر خیریت چاہتے ہو تو
بھاگنے کا سامان درست کر رکھو جس قدر لشکر اسلام تباہ ہوتا جاتا ہی اُسی قدر جلد ساعت
گریز آتی جاتی ہی لاجورد شاہ نے کہا کیون فال بد زبان سے نکالتا ہی چپکا بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا
کہ یکا یک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار
سوار نقابدار پیدا ہوے کہ سب کے سب گھوڑون پر کوڑے توڑتے چلے آتے ہین اور آگے آگے ایک
نقابدار گوہر پوش اس تیزی سے گھوڑا اچھیلتا ہوا چلا آتا ہی کہ ستر اسی قدم سب سے آگے ہی
لیکن میدان مین پہونچتے ہی نقابدار نے عجب رنگ دیکھا کہ کوہ بیچ مین مثل حباب کے معلوم ہوتا ہی
ہر چہار جانب سے کفار کا ہجوم ہی بلکہ کافر کوہ پر چڑھ گئے ہین تلوار چل رہی ہی آواز بگیر و بزن بلند
ہی اور قرنا بن کوک عقرب چشم کرگدن سیاہ مست پر سوار نعرے کرتا ہوا طرف خیمۂ ناموس کے
بے ادبانہ چلا جاتا ہی نقابدار نے اوّل تو وہین سے نعرہ کیا کہ باش قرمساق کہان جاتا ہی خبردار
ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اُدھر
کو قرنا بے قوق نے پھر کر دیکھا کہ یہ کون سی بلا آگئی ادھر نقابدار نے اُس بحر آہن مین گھوڑا
ڈالدیا اور دو دھارا آب تیغ کا کاٹنا شروع کیا ساتھ ہی نقابدار کے چالیس ہزار سوارون نے ملکر
ایک ہی جانب سے جو یورش کیا فوج کفار مثل کائی کے پھٹنے لگی یہ نقابدار آفت روزگار تلوارون
سے خون برساتے ہوے چلے جاتے ہین جو سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے جو بھاگ کر
چلا اُسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے بیان تو مطلب یہ ہی کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جائین پھر دیکھا
جائیگا دو رستہ برابر لاشون کے انبار کشتون کے پشتے بندھ گئے ہین اور نقابدار کی تو یہ حالت
ہی کہ مثل تیر شہاب کے جاتا ہی یہ ڈوبا اور وہ نکلا وہان قرنا بے قوق نے بھی گینڈا روک لیا
ہی تلوار تولے ہوے منتظر کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ نقابدار فوج کا ستھراؤ کرتا چلا آتا ہی یہانتک کہ
تھوڑے ہی عرصے مین اتنے بڑے لشکر کو طی کرکے زیر کوہ پہونچ گیا کہنی سے خون ٹپکتا ہی لوگ اب خود
راستہ دیئے دیتے ہین کہ کون اس سے سامنا کرے جان بچی لاکھون پائے جو بڑے بڑے عہدون پر ہین
وہ جانین اُنکا کام جانے ہمین کیا ضرورت ہی کہ ایسے سے لڑکر جان دین جس سے امید سر بر ہونے کی
نہین ادھر نقابدار نے کوہ پر پہونچکر قرنا بے قوق کا سامنا کیا اور ہمراہیان نقابدار نے خیمۂ ناموس
کو گھیر لیا لڑنا شروع کیا ادھر ان نقابدارون کے آجانے سے اہل اسلام بھی تازہ دم ہو گئے ہین
سنبھل سنبھل کر لڑ رہے ہین وہان ناموس امیر سجدۂ شکر ادا کرنے لگے اور نقابدار کے حق مین
دعاے خیر کرنے لگے بیان نقابدار اور قرنا بے قوق سے سامنا ہوا قرنا بے قوق نے آواز دی
کہ او اجل رسیدہ تیرے ہاتھ سے مین بہت تنگ آیا ہون ایک مرتبہ تو میری محنت خاک مین ملا
چکا اب پھر آیا ہی کس مشقت سے مین نے بارگاہین چھینی تھین تو نے میرے سردار کو بھی مارا
اور پھر بارگاہین چھین کرلے گیا مجھے بھی تیری تلاش تھی خیر اب کہان جاے گا جگر میرے ہاتھ
سے اور تجھے قتل کرنے کے بعد پھر دیکھون کہ مجھے کون روکتا ہی لاضرب بہادری کی نقابدار
نے نعرہ کیا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہی کہین اہل اسلام پیش دستی کرتے ہین قرنا بے قوق نے جھنجھلا کر

ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا نقابدار نے گروہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے کو داہنی جانب دبا کر جا ہتے تھے کہ قبضے پر ہاتھ ڈالدین کہ قضائے کار اتفاقات روزگار یا وہی گھوڑے کا ایک سوار کے کٹتے ہوے سر پر پڑا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ خود پر بیٹھا بس یہ ملعون جھٹکا جو مارتا ہی تا دو ابرو اتر گیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی مگر داد رہی جرأت نقابدار کی کہ اسی عالم زخمداری میں پلٹ کر جو ہاتھ تیغہ کا مارا اگر قرنائے قوق خالی نہ دے اور پیچھے سرک کر پٹھے پر گر گردن کسے نہ جا رہے تو تیغۂ نقابدار کا کمر پر بیٹھے مگر طوبیکے کی بلا بدر کے سر آپڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی قرنائے قوق نہایت چالاکی کے ساتھ گر گردن سے کود ا یہان نقابدار پر غش طاری ہونے لگا لوگون نے نقابدار سے کہا کہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہی لہذا نکل چلیے نقابدار نے کہا کہ اس حالت میں ناموس کو چھوڑ کر کیونکر جاؤن لوگ مجھ کو کیا کہین گے اچھے بھلے تو سب ہی لڑتے ہین یہی تو سخت وقت ہی کہنے کو تو نقابدار نے یہ کہہ دیا مگر غش طاری ہوا سنبھلنے کی طاقت نہ رہی باہین گھوڑے کی گردن مین ڈالدین لوگ نقابدار کے حلقے مین اپنے سردار کو لیے ہوے ایک جانب سے لشکر کفار کو دباتے ہوے صاف نکلے چلے گئے یہان پھر وہی قیامت برپا ہوئی کہ قرنائے قوق دوسرے گینڈے پر سوار ہو کر خیمۂ ناموس کی طرف چلا وہان بادشاہ اسلام نے زخم سر باندھا بار دیگر مرکب پر سوار ہوے اور بمقابلہ قرنائے قوق چلے ادھر یہ سنکر کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پھر مقابلے کو چلے ہین مخدرات عصمت اپنے سر پیٹنے لگین پروردگار عالم کی جناب مین عرض کرنے لگین کہ اے کس بیکسان داد والی غریبان اے دادرس اے فریادرس اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی جان و آبرو کا بچانے والا نظر نہین آتا وہان بادشاہ اسلام قریب قرنائے قوق کے پہونچ چلے ہین ادھر بختگان نے پھر لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کا سامان مہیا رکھو مسلمانون کے مصیبت کی انتہا ہو چکی بس اب انکی فتح اور ہماری شکست کا وقت قریب ہی نہایت ہوشیار رہو لاجورد شاہ نے کہا تو کیا جھک مارا کرتا ہی اب کیا مردے اٹھکر مدد کو آئینگے بختگان خاموش ہو رہا کہ یہین کیا ہی کہ یکایک جانب بیابان سے تق گرد خفیف بلند ہوا اسطرح کہ جیسے یکہ سوار آتا ہی بس ایک بگولا گرد کا تھا کہ زمین سے پیچیدہ چلا آتا تھا کہ یکایک قریب پہونچتے ہی وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ۔ نعرۂ امیر ثانی ۵ منم امیر عرب زینت جہان بانی :: فروغ نیر اقبال حمزۂ ثانی باش اے گروہ کفار بدکردار خبردار و ہوشیار باشید کہ مین آپہونچا بڑا ظلم کیا ہی تم لوگون نے لیکن اب جو نظر پڑتی ہی تو بادشاہ اسلام زخمی سر سے پٹی باندھے ہوئے قرنائے قوق کے مقابلہ کو چلے جاتے ہین وہین سے امیر ثانی نے دوسرا نعرہ کیا کہ باش او قو مساق کہان بے ادبی کرنے جاتا ہی بادشاہ سے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا نعرۂ امیر ثانی کی آواز جس وقت کان مین ان پردہ نشینون کے پہونچی جن کو ابھی دعا مانگنے سے فرصت نہین ملی تھی جان سے زیادہ آبرو کا خیال تھا جلدی سے سجدۂ شکر مین گئین اور دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے امیر ثانی کو برائے مدد بھیجا ہی تو بچا نا بھی ایسا ہو کہ مثل نقابدار کو ہیر لوٹ اور بادشاہ اسلام کے یہ بھی زخمی ہو جائین

تو پھر کوئی چارہ نہ ہوسکیگا وہان امیر کشور گیر نے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوے کوہ کی طرف
متوجہ ہوے اس وقت مرکب امیر ثانی کا سب مرکبون سے بلند اور عجیب طرح کا مرکب معلوم ہوتا
ہی کہ تمام جسم پر مختلف رنگ کے گل بنے ہوے ہین اور آنکھین چار ہین جس وقت ہنہنا تا ہی
گھوڑے خوف کر کے بھاگنے لگتے ہین اور سب گھوڑا نیا دیکھکر خاموش ہو رہے کہ مرکب نئے
قسم کا ہی لیکن نجگان کی نگاہ اُسی جانب لڑی ہوئی ہی غور سے دیکھ رہا ہی جس وقت
نزہ کہ امیر ثانی کا ہوا تھا تو لاجورد شاہ کو ایک ٹھوکا دیا تھا کہ اب تو بھاگو گے یا نہین دیکھو
وہ آپہونچے لیکن آپ ایسے کچھ محو ہو رہے ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا اور امیر ثانی اس طرح فوج کو
دباتے ہوے چلے جاتے ہین جیسے دریا مین شیر جاتا ہی جلدی ہی کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جاؤن
لشکر ہواے شمشیر آبدار سے ابر کی طرح پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہوتا جاتا ہی شمشیر خونچگان مانند برق
کے ہر جانب کوندرہی ہی نجگان ایک بار گھبرا کر کہنے لگا کہ للہ بھاگو نہین تو مجھے اجازت دو یہ
مرکب امیر ثانی کا خدا جانے کون بلا ہی لاجورد شاہ نے کہا کچھ کہ تو سہی کہا کہ امیر ثانی ہزارون
کو قتل کرتے چلے جاتے ہین مگر لاشہ ایک بھی زمین پر نظر نہین آتا اسے جانے دیجیے بلکہ وہ لاشے جو
جو پیشتر کے پڑے ہوے تھے وہ بھی غائب ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا معاملہ ہی کیا زمین نگلے
جاتی ہی لاجورد شاہ وغیرہ نے اب جو خیال کیا تو واقع مین جہان لاشہ گر گرتے تو معلوم ہوا زمین
تک پہونچتے ہی پھر پتا نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اصلیت اسکی یہ ہی کہ جس وقت امیر
ثانی کوہ قاف سے چلے تو ایک دیو کی گردن پر سوار تھے قریب ملک تمثالیہ کے پہونچتے ہی اب
جو دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی قیامت کبرے برپا ہی اتنی فرصت نہ پائی کہ گھوڑا منگاتے دیو سے
کہا کہ جلد بصورت مرکب بنجا دیو حسب الایماے صاحبقران ثانی مرکب بنا امیر ثانی اس پر سوار
ہوے اور اجازت دیدی کہ لاشون سے پیٹ اپنا بھرلے خبردار کسی زندہ کو نہ کھانا یہی وجہ ہی
کہ جو قتل ہوتا ہی لاش اسکی دیو کے پیٹ مین چلی جاتی ہی اور اسی سبب سے یہ مرکب بھی عجیب الخلقت
معلوم ہوتا ہی الحاصل امیر ثانی لڑتے بھڑتے قریب پہونچے بادشاہ کو علیحدہ کیا اور کہا کہ آپ تخت پر
جلوہ افروز ہون ورنہ لشکر بیدل ہو کر تباہ ہو جائیگا قدم اُٹھ جائینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی اور فرمایا
قرنا بن کوک عقرب چشم سے کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ تو فوج بے سردار سے لڑ رہا ہی قرناے
قوق نے کہا کہ مین آئین سپہگری کو اپنی جنگ مین نہین مانتا ہون اور جب خداوند نے
مجکو ملک الموت سب کا قرار دیا تو پھر ان باتون پر نظر کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہی یہ کہتے ہی تیغ
مارا صاحبقران ثانی نے دہار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ قرناے قوق گردن کر گدن
پر آرہا تیغ چلنے لگے امیر ثانی نے بایان ہاتھ دراز کر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ہوکا مارا کہ قرناے
قوق ہاتھ پر بلند ہوا پس اسے لیے ہوے زمین پر کودے زور ہونے لگے اسوقت صاحبقران
ثانی کو غصہ ہی بال ریش کے کھڑے ہو گئے ہین زور ہو رہے ہین تھوڑی ہی دیر مین سر سے بلند
کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا آواز دی کہ کیا کہتا ہی مذہب کے بارے مین
قرناے قوق پکارا کہ ہزار جا نہین ہون تو خداوند تمثال آئینہ رو پر سے نثار ہین تو آج

مار ڈالیگا کل خداوند اس سے زیادہ قوت عطا کرکے مجھے پیدا کریگا اُسوقت مین تیرا کلہ پھرا توڑ دونگا
دیکھا امیر ثانی نے کہ قلب اسکا سیاہ ہو یہ راہ پر آتے نہین معلوم ہوتا بس ایک پاون اسکا زیر قدم
دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کے جو زور کیا چیر کر پھینک دیا گروہ اہل اسلام مین تکبیر کے
نعرے بلند ہوے بختگان تو چیخنے لگا کہ سبحان اللہ کیا پوچھتا ہو اس زور کا ماشاء اللہ چشم بد دور
اور لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کی فکر رکھو اُسنے کہا کیا جھک مارتا ہو ایک قرنائے فوق کے
مرنے سے کیا ہوتا ہو فوجین ہین کہ سمندر کی موجین لاکھون قتل ہوتے ہین مگر کمی نظر نہین آتی چلے
ہی آتے ہین امیر ثانی لڑ رہے ہین قیامت کی تلوار چل رہی ہو سردار کے آجانے سے فوج کو بھی قوت حاصل
ہو گئی ہو تیغ صاعقہ بار چل رہی ہو کہ بجلیان چمک چمک گر رہی ہین سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین نہرین خون کی
جاری ہو گئی ہین لاشین تیرتی نظر آتی ہین اب کوئی پہر بھر دن باقی رہ گیا ہو صلصال اور لاجورد شاہ
لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا مار لو مسلمانون کو ایک امیر ثانی کیا کرینگے
بانچہزار یا پچیس تلوریئے جو زور صاحبقرانی تھے وہ تو قید ہین جو دو ایک باقی ہین وہ زخمی ہین
کیا کر سکتے ہین امیر ثانی کہان تک لڑینگے آخر تھک کر بیٹھ رہینگے یا مارے جاینگے ادھر مسلمانون
مین شور ہو کہ ہان وقت جانبازی یہی ہو آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ آج کام نا آبرو کی موت
ہو زندگی بھر نمک کھایا ہو اُس کے ادا کرنے کی فکر کرو جام شہادت پیو اگر مر گئے تو شہید زندہ بچے تو
غازی کہلاؤ گے ہان روز نام و ننگ یہی ہو امیر ثانی کی لڑتے لڑتے یہ کیفیت ہوتی ہو کہ تلوار کا قبضہ
گرد بیٹھا ہو کہنی سے خون ٹپک رہا ہو تمام لباس گلفشان ہو رہا ہو ہاتھ گرمی جنگ مین چلا جاتا ہو
کہ یکایک اک ابر سیاہ نمودار ہوا کہ برقون کی چمک آنکھین جھپکانے لگی اور سیاہی نے اسکی دن کو رات
کر دیا اور آن واحد مین وہ ابر پھیل کر تمام کوہ پر چھا گیا ہوائے تند چلی خیمون کی طنابین ٹوٹنے
لگین درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے اب جو خیال کیا تو ہر چہار جانب برقین گر رہی ہین امیر ثانی
مطمئن تھے کہ جو بلا ہو دونون کے واسطے تو ہو کوئی ہماری تخصیص تھوڑی ہو مگر یہ نہ معلوم تھا
کہ یہ بلا خاص ہو عام نہین ہو وہ بجلیان درحقیقت بجلیان نہ تھین بلکہ پنجے تھے کہ جو گرے وہ ایک ایک
سردار کو اُٹھا لے گئے اُسی گرمی جنگ مین صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو سے سامنا
ہوا صلصال نے تلوار ماری امیر نے بند دست پکڑ کر مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
سن سے اُٹھا لیا یہ حال دیکھ کر طلخان بن صلصال قریب آیا اور اس نے تیغہ مارا امیر ثانی نے
صلصال کو سامنے کر دیا اُسنے ہاتھ روکا بس دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر دوسرے
ہاتھ پر اسے بلند کر لیا یہ رنگ دیکھ کر کفار نے طبل امان بجوا دیا ادھر خضران بن عمرو ثانی
نے آواز دی کہ یا صاحبقران ثانی یہ ابر آثار سحر معلوم ہوتا ہو جلد اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی اُدھر متوجہ ہوے ادھر ان دونون کی کمر زنجیر کے بند ٹوٹے اور وہ کو د کر بھاگ گئے وہان
صاحبقران ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اب جو دیکھا ابر پھٹنے لگا دم بھر مین مطلع صاف
ہو گیا نہ گرج تھی نہ کڑک تھی نہ ابر تھا مگر غور سے جو دیکھتے ہین تو جو چند سردار زخمی باقی تھے
اُن کا بھی پتا نہین بادشاہ اسلام کا تخت خالی نظر آتا ہو بالائے آسمان سے آواز آئی کہ منم

ہاویل جادو فرستادہ خداوند تمثال آئینہ روای حمزہ ثانی اب تو اسم اعظم پڑھ پڑھ کے اپنے
اوپر دم کے سجا مین اپنا کام کر چلا کہ بادشاہ کو بھی مین نے اسیر کیا کل سب قتل ہو جاینگے سپاہ تیرہ
بیابان حشر مین ہو جاینگا اسے تیرا مارنا ہی کیا تو بے موت مرجائیگا جب تیرے بھائی بھتیجے بیٹے پوتے
سب قتل ہو جائین گے تو مارے صدمے کے مرجائیگا نہین تو توبہ کرکے خداوند کو سجدہ کر بخشیگا یہ سنکر
امیر کشور گیر نے جواب دیا کہ او ہاویل جادو کیا جھک مارتا ہی حمزہ کی زندگی مین کون ان سب کو
قتل کرسکتا ہی انشا اللہ کل بیابان حشر مین گھس کر قیامت برپا کرونگا دیکھنا کیا حال کرتا ہون
ہاویل جادو تو اس طرف روانہ ہوا فوج کفار بحکم تمثال آئینہ رو میدان سے واپس ہوکر
زیر قیطول پہونچ گئی صلصال و خلخال گرد جھاڑتے ہوئے لاجورد شاہ کے ساتھ ہوئے بیان
امیر ثانی نہایت محزون و غمگین پلٹ کر بارگاہ مین آئے شام تک لاشین بھی نہ اٹھ سکین تمام
کوہ خون سے لالہ گون ہوکر کوہ یاقوت معلوم ہوتا تھا عجب اوداسی لشکر اسلام پر برس
رہی تھی وہ لٹا ہوا لشکر امیر ثانی کے سہارے پڑا ہوا تھا ورنہ سب تباہ ہوجاتے یہ خبر
ناموس صاحبقران مین پہونچی کہ کل سردار مع بادشاہ قید ہوگئے اب فقط امیر ثانی باقی
ہین خدا انکو بچائے اور کل شب کے قتل کا سامان ہی عورتون نے رونا پیٹنا شروع کیا
صاحبقران ثانی کسے سمجھائین کیا کرین عورتون کی دلجوئی کرین یا سرداران کے چھڑانے
کی فکر کرین یا اتنے بڑے لشکر کا بندوبست کرین عہدہ دار سب قید ہوگئے اب خود ہی بادشاہ
لشکر ہین خود ہی داروغہ بارگاہ ہین ہر کام اپنے ہی ہاتھ ہی یا رسد تقسیم کرائین عجیب سخت
وقت صاحبقران ثانی پر آپڑا ہی کہ کچھ بنائے نہین بنتی ہی یہان تو یہ حالت ہی اور وہان
تمثال آئینہ رو بالائے قیطول بیٹھا ہی خبرین دمبدم کی پہونچ رہی ہین جب کل لشکر زیر
قیطول آگیا اور ہاویل جادو نے آکر عرض کی کہ اب سوا حمزہ ثانی کے اور کوئی باقی نہین
ہی کیونکہ حمزہ ثانی باقفل اسم ہی مین آج شب کو انکی بھی فکر کرونگا لیکن ابھی کچھ کہہ نہین
سکتا ہون کیونکہ حفاظت قیدیون کی بھی واجب ہی ورنہ ان لوگون کے مددگار زمین و آسمان
سے پیدا ہوجاتے ہین تمثال آئینہ رو نے حکم دیا کہ جارجی جارج دے کہ کل اہل اسلام قتل
ہونگے جسے تماشا دیکھنا ہو یا حمایت کرکے چھڑانا ہو وہ بیابان محشر مین آئے اور تماشا ہماری
قدرت کا دیکھے یہ وہ لوگ ہین کہ جہان گئے خداوندیان بگاڑ دین جارجی نے حسب الحکم جارج
دیا اور اسی وقت دم بھی نہ لینے دیا کل لشکر کو طرف بیابان محشر کے روانہ کیا اور تیاری قتل
ہونے لگی کچ ہی سے میدان خونی کا بندوبست شروع ہوگیا اور ہاویل جادو نے
قندیل جادو سے حکم دیا کہ تو جا اور اسم اعظم امیر ثانی کو بند کرلا قندیل جادو دختر ہاویل
جادو طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب وہ وقت ہی کہ شام ہوچکی ہی بلکہ کچھ تھوڑی سی رات بھی
آگئی ہی اور رات بھی اندھیری ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین تشریف
فرما ہین کل دنگل اور تخت خالی نظر آرہے ہین عیارون مین عمرو ثانی کی جگہ فقط خضران ہین
عمرو ثانی بیٹھا ہوا ہی امیر ثانی عمرو ثانی کو یاد کرکے رو رہے ہین اور خضران سے فرما رہے ہین

کہ اگر وہ دوست قدیم اسوقت ہوتا تو یہ نوبت نہ ہوتی باقی ساحرون کا علاج اُسی کے پاس ہی
خضران عرض کر رہا ہی کہ آج شب بھر حضور بارگاہ سے باہر نکلنے کا قصد نہ فرمائین جادوگر آپکی
فکر مین ضرور آگے ہونگے امیر ثانی مسکرانے لگے اور فرمایا ای خضران حافظ حقیقی نگہبان ہی
بارگاہ سے کب تک نہ نکلون یہ کہان ممکن ہی کہ مین چھپا بیٹھا رہون حوائج ضروری کو کیا کیا جائے
خضران نے عرض کی تو اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلئے گا امیر ثانی نے اس رائے کو پسند کیا
وہان قندیل جادو نے آکر ایک گوشہ تجویز اور چوکو دیا ایک بچہ خوک کو ذبح کر کے رکھا خون خوک
سے نہائی اور ایک طائر ماش کے آٹے کا بنا رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی و سرسون کے
مارنا شروع کیے کہ یکایک اُس مرغ نے غلطک ماری اور پر و بال پیدا کیے اور چہکارا قندیل
جادو نے ایک شیشہ اپنے ہاتھ مین لیا اور طائر کو کاندھے پر بٹھا لیا اور پرپرواز پیدا کر کے
اوڑی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آکر قندیل جادو بالائے ہوا قائم ہوئی کہ جس وقت امیر
ثانی بارگاہ کے باہر آئینگے تو مین اپنا کام کرونگی وہان حسب اتفاق صاحبقران ثانی کو
پیشاب معلوم ہوا اور چلے خضران نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھتے ہوے جائیے امیر ثانی
اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلے قندیل جادو نے دیکھا کہ امیر ثانی بہت ہوشیار ہین یون کام
نہ چلیگا زمین پر اتری اور غلطک مار کر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور سامنے ہنستی ہوئی آئی
امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی دوڑکر لپٹ گئے کہ بھائی کہان تھے ہمپر یہ مصیبت گذر گئی اِن ان بلاؤن
مین پھنسے ہوے ہین اور تم اتنک نہ آئے اِس وقت مین آئے ہو عمرو ثانی نے کہا کہ بھلا مین تجھے
کب چھوڑ کر جا سکتا تھا ایسے وقت مصیبت مین مصلحت ٹل جانے کی تھی کہ مین ایک مرتبہ کسی
بلائے عظیم مین پھنسکر تیرا دشمن ہوگیا تھا مبادا پھر کوئی افتاد پڑتی تو تیری مصیبت میری
ذات سے اور بڑھ جاتی مین کفار کو تدبیرین بتاتا امیر ثانی نے فرمایا آخر اب بھی کوئی تدبیر سوچے
ہو کہ ان سردارون کی نجات کیونکر ہو کل تو سب قتل ہو جانے والے ہین عمرو نقلی نے
کچھ دیر سکوت کیا اور کہا ہان ایک تدبیر ہی میرے ساتھ علیحدہ صحرا مین نکل چلو تو مین بتادون
امیر ثانی عمرو ثانی کے ہمراہ ہوے خضران بھی ساتھ ہی مگر حیرت سے عمرو نقلی کی جانب دیکھ رہا ہی مگر ہی
یون کہ زیادہ پریشانی مین عقل ٹھکانے نہین رہتی ہی کچھ شبہہ سا ہوتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی یہانتک
کہ عمرو نقلی امیر ثانی کو لیکر کوہ کے نیچے اُتر کر ایک درخت کے نیچے لیگیا اور کہا کہ اسی درخت کے نیچے سے سرنگ
لگی ہوئی ہی زندانخانے تک اُسمین سے اکھیڑ کر داخل ہو تو زندانخانے ہی مین نکلوگے اسیوقت چلکر سب کو
رہا کرلاؤ امیر ثانی نے کہا کہ تدبیر تو اچھی ہی اور درخت کی طرف بڑھے ہی تھے کہ عمرو نقلی نے کہا کہ
وہ سب تو اسیر سحر ہین چھڑا لاؤگے کیونکر اسم اعظم بھی یاد ہی امیر ثانی نے فرمایا ہان اور پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی امیر ثانی نے اسم اعظم ختم کیا درخت سے اک طائر اوڑکر آیا اور سات چکر سر صاحبقران ثانی کے
لگا کر پھر درخت پر جا بیٹھا عمرو نقلی نے چمکارا وہ طائر ہاتھ پر آبیٹھا امیر ثانی نے فرمایا یہ جانور تو تمنے خوب
سدھایا ہی عمرو نقلی نے کہا یہ تو جانور ہی مین دم بھر مین آدمی کو سدھا لیتا ہون یہ کہکر جانور کو شیشہ مین بند کیا
امیر ثانی نے فرمایا یہ تونے کیا کیا عمرو نقلی نے کہا سیدھے سونے تو دوست دشمن کو نہ پہچانتے اور یہانتک

میرے ساتھ چلے آتے امیر ثانی نے فرمایا مجھے نہین معلوم تھا کہ اب تو دشمن ہو کر آیا ہی اور اگر تو دشمن
بھی ہوگا تو میرا کیا کرے گا عمرو نقلی نے آواز دی کہ کر لینا یہ ہی کہ تمھین کسی کام کا نہ رکھا جس وقت
جس کا جی چاہے پکڑ لیجائے امیر ثانی نے فرمایا کیا جھک مارتا ہی زیادہ گستاخی اچھی نہین ہوتی ہو وقت
دیکھا تو عمرو نقلی کے دفعتا پر نکل آئے اور نعرہ کیا کہ او نادان اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی دیکھ
یون بدی بدا اسم اعظم بند کر لیجاتے ہین سوچ تو سہی کچھ یاد بھی ہی منم ملکہ قندیل جادو دختر ہاویل
جادو اب جو خیال کرتے ہین صاحبقران ثانی تو کچھ یاد نہین امیر ثانی نہایت پریشان ہوے تیر
چلہ کمان مین پیوستہ کرکے چاہا کہ مارین قندیل جادو سحر کرکے وہین نظرون سے غائب ہو گئی
اور کہتی گئی کہ حکم خداوند نہین ہی کہ حمزہ ثانی کو گرفتار کرو فقط اسم اعظم بند کرنے کو فرمایا
تھا کہ تو بیکار ہو جائے ورنہ ابھی چاہتی قتل کر ڈالتی چاہتی قید کر لے جاتی منظور ہی کہ
تو مارے رنج کے اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے یہ سنکر امیر ثانی کو انتہا کا ملال ہوا خضران
بن عمرو ثانی نے بھی گردن نیچی کرلی امیر ثانی حیران و پریشان واپس ہوے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوے اس وقت کے اس تازہ صدمے نے اور دل امیر ثانی کا توڑ دیا ہی خنجر کھینچ کر کئی
بار چاہا کہ جان دیدین خضران نے ہاتھ پکڑ لیا لیکن مہتر شاپور شیر دل بھی لعبد گرفتاری
بدیع الملک صحرا نورد ہو گیا تھا ہر وقت اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح ہاویل جادو کو مارون
اور سب کو چھڑاؤن کوئی قابو نہ چلتا تھا آج شب کو شب آخر سنکر نہایت کوشش کر رہا ہی لیکن ہاویل
جادو نے وہ بند و بست کیا ہی کہ ایک گنبد بالائے ہوا قائم کرکے اُس مین تو آپ بیٹھا ہی
اور زندانخانہ سحر مین سب سردار قید ہین زمین اور دیوارین اس نے بزور سحر آہنی کر دی
ہین کسی طرح کا قابو نہین ہی لیکن سامنے گنبد کے اک نخل ہی کہ اُس پر بہت سے جگنو
آشیانہ کیئے ہوے ہین تمام پتے نخل کے چراغان کا سمان دکھا رہے ہین وہ درخت سرو
چراغان معلوم ہوتا ہی قریب اُسی کے اک جھاڑی ہی شاپور شیر بنا ہوا اُس جھاڑی مین
بیٹھا ہی کہ کوئی قابو پاؤن اور اپنا کام کرون حسب اتفاق قندیل جادو اڑتی ہوئی آئی
داخل گنبد ہوئی شیشہ سامنے ہاویل جادو کے رکھ دیا ہاویل جادو نے دختر کو گلے سے لگا لیا
پیار کیا اور کہا کہ سامنے جو نخل معلوم ہوتا ہی اسے اُس کے نیچے دفن کر کے آ کہ مین بھی
تیری طبیعت کو خوش کر دون جیسے تو نے میرے دل کو شاد کیا ہی قندیل جادو گنبد سے
نکل کر زیر نخل آئی اور تھوڑی سی زمین کھود کر شیشے کو دفن کیا اور دفن کرکے پتھر رکھ دیا
اور پھر واپس گئی شاپور جو شیر بنا ہوا جھاڑی مین بیٹھا تھا اُس کا دل کھٹکا کہ اسمین
کچھ بھید ضرور ہی مگر قریب درخت کے جا بھی نہین سکتا کہ سامنے گنبد کا دروازہ کھلا ہوا ہی
اور ہاویل جادو بیٹھا ہوا ہی شاپور شیر دل کو یہ انتظار ہی کہ ہاویل جادو کی نگاہ چوکے
تو مین دیکھون کہ یہ کیا شے ہی کچھ مال ہی اسباب ہی کیا ہی لیکن وہان قندیل جادو شیشہ
دفن کرکے جو ہاویل جادو کے پاس پہونچی ہاویل جادو نے پہلو مین بٹھا لیا جام شراب
لبریز کرکے دیا اور کہا کہ آج سے زیادہ خوشی کی کوئی شب ہاد نہ تھی کہ کل دشمن اپنے

قبضے مین ایسے بے بس ہین کہ قتل ہوجائینگے لہذا ہمکو کوئی نہ کوئی خوشی منانا چاہیے قندیل
جادو نے کہا کہ آپ کو برسون کے بعد کبھی کبھی خیال اس بات کا ہوتا ہی ہاویل جادو نے
کہا زیادتی کسی شی کی اچھی نہین ہوتی ہی یہ کہکر دوسرا جام بھر کردیا کئی جام قندیل جادو کو
پلائے پھر قندیل جادو نے کئی ساغر بھر کر ہاویل جادو کو پلائے باتین مزے مزے کی ہوتی
جاتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ عاشق ومعشوق مین تخلیہ ہوا چاہتا ہی ان کفار مین عجب عجب
طرح کی بدکرداریان رائج تھین کہ سب عورتین حلال کرلی تھین پہلے ہاویل جادو نے
اسکی شادی کردی تھی جب یہ جوان ہوئی اور زوجہ ہاویل جادو کی مرگئی تو اس نے
اپنے داماد کو قتل کرکے بیٹی پر تصرف شروع کردیا دیکھا شاپور شیردل نے کہ باہم اختلاط
شروع ہوگیا ہی شاپور لاحول پڑھنے لگا یہان تک کہ دیکھا دونون کو خوب نشہ ہوا
اور وہ دونون جامے سے باہر ہوگئے اس طرف کی سدھ نہ رہی شاپور شیردل اپنے
مقام سے اٹھا اور یہ خیال کرکے کہ ہیئت بدلنے مین عرصہ ہوگا وہی شیر کی صورت بنے پنجون
سے زمین کھودی اور شیشہ نکالا ابھی تک اس کی سمجھ مین نہین آیا کہ اس شیشے مین کیا ہی وہان
ہاویل جادو و قندیل جادو مصروف عیش ہین دونون پر شیطان سوار ہی شاپور
شیردل کو خیال پیدا ہوا کہ اسمین کچھ مال ضرور ہوگا عبث تو اس حفاظت سے رکھا ہی شیشہ
منھ مین دبایا اور جانب صحرا روانہ ہوا وہان خضران بن عمرو ثانی بھی فکر مین چل چکا تھا
کہ بن پڑے تو ماردون قندیل جادو کو اور لاؤن شیشہ اسم اعظم کو ادھر سے یہ آتا ہی
اور اس طرف سے شاپور شیر بنا ہوا بھاگا چلا جاتا ہی دیکھا خضران بن عمرو ثانی نے کہ شیر
کے منھ مین کوئی شی دبی ہوئی ہی اور اسی طرف چلا آتا ہی خیال پیدا ہوا کہ مبادا حملہ کربیٹھے
منجنیق مین پتھر رکھ کے گھمایا چاہتا تھا کہ سر پر شیر کے مارے شاپور شیردل نے خضران
بن عمرو کو پہچان لیا کیونکہ یہ ہیئت اصلی پر ہی گھبرا کر پکارا کہ ارے خضران کیا کرتا ہی ارے
مین ہون یہ شیر صحرائی نہین ہی خضران بن عمرو ثانی نے ہاتھ روکا مگر اتنی بات کہنے مین
شیشہ منھ سے نکل پڑا وہین اک پتھر پڑا تھا گرتا جو ہی چھن سے گر کے ٹوٹ گیا شاپور تو آہ
کرکے رہ گیا لیکن خضران بن عمرو آواز شاپور شیردل کی سنکر قریب آیا کہ یہ معاملہ کیا ہی دیکھا
کہ اک شیشہ ٹوٹا پڑا ہی شاپور شیردل نے بھی کھال اتاری اور ہیئت اصلی پر آئے
خضران بن عمرو نے کہا کیون چچا یہ شیشہ کیسا تھا شاپور شیردل نے کہا ای فرزند کچھ عجب
معاملہ گذرا اور ساری کیفیت قندیل جادو کی ساتھ ہاویل جادو کے بیان
کی خضران بن عمرو ثانی لاحول پڑھنے لگا اور کہا کہ ایک مبارکباد مین آپ کو دیتا ہون
کہ اس شیشے مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند تھا یہ نیکنامی آپ کے مقدر کی تھی جو بغیر
کے حاصل ہوگئی اب آپ زیادہ پریشان بھی نہ ہون کیونکہ جب اسم اعظم امیر ثانی کا
کھل گیا تو امیر ثانی خود آکر سب سردارون کو رہا کرلیجائینگے اب چلیے اور امیر ثانی
کو خوشخبری دیجیے شاپور شیردل کو بھی انتہا کی خوشی ہوئی اور ہمراہ خضران بن عمرو ثانی

کے خدمت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوئے بیان امیر باتوقیر صاحب چہار شمشیر زینت بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزۂ ثانی تخت خسروانی پر بیٹھے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہو کہ یکایک سامنے سے خضران بن عمرو ثانی وشاپور شیر دل نمودار ہوئے امیر ثانی کو شاپور شیر دل نے سلام کیا صاحبقران ثانی نے فرمایا اے شاپور شیر دل اس وقت مین اور یہ غفلت تم کہان تھے شاپور شیر دل نے عرض کی کہ حضور غلام اس فکر مین تھا کہ کسی طرح قیدیون کو رہا کرون مگر اس وقت تک کوئی قابو نہ پایا کیونکہ در و دیوار و سقف و زمین زندانخانے کی سب آہنی ہین اور آہن بھی آہن سحر ہو بعد اسکے تمام ماجرا گذشتہ بیان کیا خضران بن عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور یہ بھی اتفاقی وقت تھا کہ چچا صاحب وہان دوسری فکر مین بیٹھے ہوئے تھے شیشہ اسم اعظم رکھتے ہوے دیکھکر کسی دوسرے شبہ سے شیشہ لیکر بھاگے وہ صحرا مین پتھر پر گر کر ٹوٹ گیا آپ خیال تو فرمائیں اسم اعظم یاد ہو امیر ثانی نے جو غور فرمایا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا کہا اے شاپور شیر دل بڑا کام کیا جیتے اگر انشاء اللہ کل کے معرکہ مین خدا نے فتح دی اور قیدی چھوٹ گئے تو تجھے مالا مال کر دونگا اور اگر قضا آگئی ہو اور مدت عمر کی تمام ہو چکی ہو تو مجبوری ہو آپ امیر ثانی توخوش و خرم بیٹھے ہوے ہین شاپور شیر دل اور خضران بن عمرو ثانی سامنے حاضر ہین اسوقت یہی مصاحب ہین یہی عیار یہی سردار جو کچھ سمجھیے صاحبقران ثانی پر ایسی سخت رات بھی کوئی نہ گذری ہوگی خضران بن عمرو بار بار یاد دلاتا جاتا ہو کہ چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے جایئے ایسا نہ ہو پھر کوئی افتاد پڑے اگرچہ وہ ملعونہ قندیل جادو خود بے خبر ہو کہ کیا ہوگیا تاہم احتیاط مقدم ہو شاید گرفتاری کی غرض سے پھر آجائے سبب اس کا یہ ہو کہ بسبب شدت گرمی کے امیر ثانی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ہین اور کوہ پر بیٹھے ہوے ہین کوئی تین بج چکے ہین اب ماہتاب طلوع ہو چلا ہو بلند درختون کی چوٹیون پر سے چاندنی اتر رہی ہو جانوران صحرائی صبح کے دھوکے مین چہکارنے لگے ہین ہوا سرد چل رہی ہو کوہ پر تو بسبب بلند ہونے کے چاندنی ہی چاندنی نظر آتی ہو اور کوٹھ یالاجو پھولا ہوا ہو تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ اک فرش سفید بچھا ہوا ہو لالہ کو بھی اس چاندنی مین داغ بدل گھڑا ہوا ہو وہ ساری بہار چشم صاحبقران ثانی مین خزان سے بدتر معلوم ہوتی ہو جسکا خیال آجاتا ہو دل خون ہو جاتا ہو کبھی فرماتے ہین کہ افسوس دارا بے مین دارا ب ایک نشانی مرے ہوے فرزند کی تھی وہ بھی قید مین گرفتار ہو اور کل قتل ہو جائیگا رستم ثانی یا تو طلسم مین تھا یا موت اسے بھی بروقت یہان کھینچ لائی کاش چندے اور نہ آتا کبھی بدیع الملک کا ذکر کرتے تھے کہ کاش مین قتل ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا کہ رونق صاحبقرانی و زور صاحبقرانی تھا آنکھون سے برابر آنسو جاری ہین عجب حال ہو کبھی ناموس کا خیال ہوتا ہو کہ انکے بعد ہمارے کیا گذریگی خود آمادہ کہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہوے ہین اب صبح قریب ہوتی جاتی ہو شاپور شیر دل سے فرماتے ہین کہ اے شاپور شیر دل شاید مین مارا جاؤن اور کوئی خبر لینے والا نہ ہو تو تم ان دست و پا شکستہ عورتون کو جسطرح بنے خانہ کعبہ تک پہونچا دینا اور جناب والد

ماجد مدظلہ کے سپرد کر کے عرض کر دینا کہ سب فرزند آپ کے راہ خدا مین کام آئے بعد آپکے تشریف لیجانے کے بڑی بڑی مصیبتون کا سامنا ہوا سب خدا نے آسان کین مگر سرزمین تمتا لیہ ریوت نے مہلت نہ دی شاپور شیر دل عرض کر رہا ہے کہ حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہین خدا وہ وقت نہ لائے کہ آپ تو دنیا مین نہ ہون اور ہم زندہ رہین خاک ہے ایسے جینے پر اول تو خدا پر بھروسا رکھنا چاہیئے وہ مسبب الاسباب ہے ہم اس سے زیادہ تھوڑی جانتے ہین آپ کے والد ماجد پر کیسی کیسی مصیبتین پڑین مگر سب خدا نے آسان کردین بعد تکلیف کے راحت ضرور ہوتی ہے خدا کو یاد کیجیے وہ سب اسیر سحر ہین آپ صاحب اسم اعظم ہین کیا تاب و طاقت ہے کسی کی جو قتل کر سکے امیر ثانی فرماتے ہین کہ ہان اُسی پر توکل کیئے بیٹھے ہین اگر حیات باقی ہے پروردگار کو عزت رکھنا منظور ہے تو وہ کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دیگا ورنہ مثل اس مصرع کے مصرع ہ چہ یارا باد ماکشتی در آب انداختیم - امیر ثانی تو صبح کے منتظر بیٹھے ہین لیکن اب حال سنیئے قندیل جادو کا کہ جب یہ ہاویل جادو سے منھ کالا کروا چکی تو ہاویل جادو نے کہا کہ اب تو جا کر خداوند سے عرض کر کہ مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند کر آئی اب کیا حکم ہوتا ہے حمزۂ ثانی کو بھی قید کر لاؤن یا قتل کراؤن یا رہنے دون جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن اور اب اُن کا مار لینا کوئی بڑی بات نہین ہے جیسے مجھیر کو مار ڈالا جب اسم اعظم بند ہو گیا تو امیر ثانی بھی مثل دیگران ہین کیا کر سکتے ہین قندیل جادو یہ سنتے ہی فوراً پرپرواز پیدا کر کے اوڑی اور قریب گنبد جہان نما کے پہونچی اور آواز دی کہ یا خداوند لونڈی حاضر ہے تمتال آئینہ رو نے آج وہی کی شب سے جشن شروع کر دیا ہے لیکن ابھی جشن خاص ہے عام نہین ہے اُسے یقین ہے کہ کل کل حمزہ پرست قتل ہو جائینگے یہ عجب طرح کا جشن ہے کہ بالائے قیطول حنید نازنین آفت ہوش گیارہ گیارہ بارہ بارہ برس کے سن کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوئی ہین برابر سے پرا جمائے بیٹھی ہین ساز چھڑ رہا ہے شغل رقص و غنا ہے جب طبیعت اسکی زیادہ بیچین ہوتی ہے خلوت برابر بنی ہوئی ہے اسمین چلا جاتا ہے وہان اک زن خوش جمال لیکن کرائے کا حسن ہے کہ بزور سحر تمتال آئینہ رو نے اسکو حسین بنا لیا ہے پلنگ پر لیٹی ہے یہ رازدار ہے تمتال آئینہ رو کی خداوندی کی اور دبا و بھی ہے کہ یہ دوسری عورت کی طرف ملتفت نہین ہو سکتا کہ اُنے کہہ دیا ہے کہ مین راز تیرا افشا کر دونگی پہلے تو تمتال آئینہ رو نے بمصلحت دباؤ کھایا تھا کہ موقع پا کر اسے قتل کر ڈالونگا مگر اب مجھ سے اُسنے اس کو ایسا اپنے قبضے مین کر لیا ہے کہ وہ خود مانوس ہو گیا ہے اس وقت تمتال آئینہ رو مصروف بزم رقص و سرود تھا قندیل جادو کی آواز جو سنی اندر بلا لیا کہا اسوقت تو کہان آئی ہے قندیل جادو نے عرض کیا کہ مین نے اسم اعظم حمزۂ ثانی بند کر لیا اب کیا حکم ہوتا ہے مجھے آیا گرفتار کر لاؤن یا وہین قتل کر ڈالون تمتال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اب وہ خود اپنا گلا کاٹ کر جان دیدیگا بے موت مر جائیگا تم نہین بیٹھو بڑا کام کیا تمنے حسب اتفاق معشوقہ تمتال آئینہ رو کی درد سر سے پریشان ہو کر اپنے رہنے کے خاص مکان مین چلی گئی خلوت بھی خالی تھی اور اس وقت قندیل جادو

پراک عالم نظر آرہا ہی اسنے بھی کسی ضرورت سے اپنے کو بزور سحر آراستہ کیا اور خدا جانے اسے
کیا کیا خیال آرہے ہین جسکا حال انشاء اللہ بر وقت معلوم ہوگا تمثال آئینہ رو کی طبیعت اس کی
جانب مائل ہوئی اور کہا تجھسے اک ضروری بات کہنا ہی اس بہانے سے تخلیہ مین لے گیا اور اپنا
کام کرکے کہا کہ اب تو جا اور میدان خونی کا بندوبست کر کیونکہ صبح قریب ہی قندیل جادو
رخصت ہو کر چلی راہ مین اسے پس و پیش ہی کہ وقت کم ہی کام زیادہ کیا کرون کیا نہ کرون آخر
دل نے نہ مانا اور اول طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب یہ صورت ایک پری کی بنی ہوئی ہی پرواز
کرتی چلی جاتی ہی جب اوڑتی ہوئی بالائے کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر ثانی قلہ کوہ پر تشریف فرما ہین
اور دو عیار سامنے حاضر ہین چند خدمتگار کھڑے ہین اور کوئی نہین ہی یہ نیچے اُتری اور سامنے
پہونچ کر اک ادا کے ساتھ کھڑی ہوئی امیر ثانی اسے دیکھ کر حیران ہوے کہ اسوقت یہ پری
کہان سے آگئی خیال آیا کہ شاید ملکہ آسمان پری نے کسی کو بھیجا ہو ساتھ ہی اسکے امیر ثانی نے
اُس خیال کو غلط ٹھہرایا کہ وہان سے ہمیشہ دیو آیا کئے ہین پری کبھی نہین آئی پھر یہ کہان سے
آئی ہی اور کیا معاملہ ہی یہ سوچ کر اُس کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ تو کون ہی اور کہان سے
آئی ہی اسنے جواب دیا کہ تمھاری عاشق ہون اور پرستان سے چلی آتی ہون جب سے تمھین
قاف مین دیکھا تھا روح بچین تھی تم ایسے جلد وہان سے چلے آئے کہ مجھے خبر بھی نہوئی آخر کار
خاک پھانکتی ہوئی بیابان تک اکیلی سرگردان و پریشان تمھارے عشق مین پہونچی مان باپ
بھائی بہن سب کو چھوڑا دوسرے وہان ان لوگون کے خوف سے تم سے نہ مل سکی بموجب شعر

یاری تجھسے کیا کی پیدا ہر اک سے بار نہ چھوٹا ۞ احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا ہمکنار نہ چھوٹا ۞

اسطرح کے عاشقانہ شعر پڑھنے لگی امیر ثانی حیرت سے صورت اسکی دیکھ رہے ہین کہ سن تو تیرہ
برس سے زیادہ نہین معلوم ہوتا اور یہ بیباکی اور بیحیائی کہ دو عیار بیٹھے ہین خدمتگار
کھڑے ہین اور یہ عورت ہو کر عشق اپنا جتاتی ہی فرمایا کہ اسوقت مین اپنی مصیبت مین مبتلا
ہون مجھے عشق و عاشقی کی فرصت کہان اچھا آئی ہو تو قیام کرو اگر خداوند کریم کل کی آفت
سے نجات دیگا تو دیکھا جائیگا اسنے کہا کہ اچھا میرے ساتھ ذرا علیحدہ چلیے یا ان لوگونکو یہان
سے ہٹا دیجیے تو ایک بات ضروری کہنا ہی وہ عرض کرون امیر ثانی نے سب سے کہا کہ ذرا ہٹ جاؤ
سُنون کہ یہ کیا کہتی ہی خدمتگار فوراً ہٹ گئے لیکن شاپور شیر دل و خضران بن عمرو ثانی
کو کچھ شبہ پیدا ہوا پاس آکر چپکے سے کان مین امیر ثانی کے کہا کہ کوئی ساحرہ نہ ہو ہوشیار
رہیے گا امیر ثانی نے چپکے چپکے باطل السحر پڑھنا شروع کیا لیکن جسوقت تنہائی ہوئی تو یہ پری
اور قریب آئی حسن اسکا برابر فریب دے رہا تھا مگر امیر ثانی اسوقت اُس تردد مین ہین کہ کچھ
ہوش نہین ہی فرمایا کہ کیا کہتی ہی اسنے بڑھتے ہی باہین گلے مین ڈال دین اور کہا کہ مین
اتنی دور سے آئی ہون تھوڑی دیر کا تخلیہ چاہتی ہون تم پر جو مصیبت ہی اُسکا حال مجھے معلوم
ہی اصل یہ ہی کہ مین قندیل جادو ہون جسنے اسم اعظم بند کرکے تمھین بیکار کر دیا ہی بہتر یہ ہی
کہ وصل میرا قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور اگر کہنا میرا کروگے تو مین خداوند

تمثال آئینہ روسے سعی کرکے تمھارے دوچار بھائی بندون کو بچادونگی بس یہ سنا تھا کہ امیر
ثانی نے ہاتھ اسکا پکڑلیا اور فرمایا کہ کب چھوڑتا ہون تجکو تو پری بنکر فریب دینے آئی ہے اسوقت
اگر در اصل صورت جنت بھی آئے تو چڑیل سے بدتر ہی مجھے دنیا اندھیر ہو رہی ہے نہ کہ تجھ ایسی قحبہ
کو کب چھوڑتا ہون قندیل جادو سہمی اور کہا کہ بے قابو ہو چکے ہو مگر اپنی تن سے باز
نہین آتے وہی مثل ہے کہ رسی جل گئی اور بل نہ جلا یہ کہکر امیر ثانی کے بند کمر پر ہاتھ ڈالا
اور قصد کیا کہ لے اوڑون مگر ہر چند سحر پڑھتی ہے کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا سبب یہ تھا کہ
امیر ثانی چپکے چپکے اسم باطل السحر پڑھے جاتے تھے آخر عاجز آکر قندیل جادو نے قصد کیا کہ
جان بچاکر بھاگ جاؤن امیر ثانی کب ہاتھ چھوڑتے ہین بس یون ہی داہنے ہاتھ سے
تو ہاتھ قندیل جادو کا پکڑے ہوے تھے بائین ہاتھ سے اب جو تھپڑ مارا سر دھڑ سے اوڑگیا
قندیل جادو کی شمع حیات لہرا کر گل ہوگئی بس مرنا تھا اس کا کہ آندھی چلی خاک اوڑی
بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بو دحیف قریم وجان
دادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو لاش اک ساحرہ سیاہ فام کریہ منظر کی
پڑی ہوئی ہے دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے ہین سن کوئی ہوتے تین سو برس
کا معلوم ہوتا ہے اتنے مین شاپور شیر دل وخضران بن عمرو بھی آگئے یہ حال دیکھ کر بہت
خوش ہوے خضران نے عرض کی کہ اے شہریار خدا سے بڑی خیر گی نہین تو اس مکارہ نے
غضب کا فریب کیا تھا غرضکہ اب وقت نماز صبح کا آچکا تھا امیر ثانی نے وضو کے لیے پانی
طلب کیا اور فریضہ سحری ادا کرنے لگے جبوقت نماز و وظائف سے فراغ حاصل ہوا مرکب
طلب کیا اور خود داخل ناموس ہوے سب سے اس طرح رخصت ہوے جیسے کوئی مرنے کو جاتا
ہے اب امیر ثانی باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوے خضران بن عمرو ثانی ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہے جب اور لوگون نے ہمراہ چلنے کا قصد کیا صاحبقران ثانی نے قسم کھائی کہ واللہ
مین اُسے قتل کرونگا جو میرے ساتھ چلنے کا ارادہ کریگا مجھے تنہا جانے دو بس تمھاری
خیر خواہی اسی قدر بہت ہے کہ تا واپس آنے میرے یا میری لاش کے ناموس کی حفاظت کرو
اگر مین زندہ پھرا تو کچھ پروا نہین اور اگر مارا گیا تو ان سب کو خانہ کعبہ پاس والد ماجد کے
پہونچا دینا یہ فرماکر تنہا جانب بیابان محشر روانہ ہوے دل مین یہ تہیہ کیا کہ اے امیر
ثانی ان لوگون کے قتل کروانے سے کیا فائدہ اپنی بلا اپنے ہی سر لینا چاہیے وہان کا
کارخانہ سحر و ساحری کا ہے یہ بیچارے جاکر کیا کرلین گے اور اگر تجھ سے یہ کام بن آیا
تو ہفت کشور مین دھوم ہو جائیگی کہ حمزۂ ثانی نے تنہا اتنی بڑی جنگ کو فتح کیا جس مین
پانچ ار یا پچیس تچین تلور یئے زیردار بیٹھے ہوے تھے وہ عجب وقت اور عجب سمان تھا کہ
صاحبقران ثانی نگاہ یاس سے ہر چہار جانب دیکھتے جاتے تھے اس صبح کی بہار کو دنیا کی
بہار آخر تصور کر رہے تھے جان اپنے دوستون عزیزون مین لگی ہوئی تھی ہر غنچہ وگل
کی طرف دیکھکر فرماتے تھے کہ مجھے تیری شگفتگی سے کچھ بھی فرحت نہین ہے کچھ اپنے پژمردہ دل

کو اپنا باغ تمنا خزان ہوتا نظر آرہا ہی کبھی لالہ کی جانب دیکھکر ارشاد کرتے تھے کہ کیا تو میرے
پیارون کے غم مین ابھی سے داغ بردل ہی نرگس کے پھول مانند چشم گریان بے قطرات
شبنم سے پر آب معلوم ہوتے تھے سنبل پر کسی سوگوار کا دھوکا ہوتا تھا ہر نخل نخل ماتم
اور ہر گل داغ جگر معلوم ہوتا تھا نسیم سحری کے جھونکے نفس واپسین کی طرح آتے جاتے
تھے اب انھین تو راہ مین چھوڑیے دیکھیے کہ کسوقت پہونچتے ہین لیکن اب حال بیان کیا
جاتا ہی تمثال آئینہ رو کا کہ جسوقت صبح ہوئی ستارے ڈوبنے لگے سفیدہ پھیل گیا شفق کی
سرخی نے خونی اطلس فرش زنگاری سپہر پر بچھائی جس سے غم و شادی دونون سامان نظر
آرہے تھے بموجب شعر شادی و غم کی دو رنگی ہی نمایان باغ مین ٭ گل کو ہنستے ہین مگر بلبل ہی نالان
باغ مین ٭ شاہ خاور تاج بر سر نیزہ ہاے خطوط شعاع لیے سوے میدان آسمان پر بصد کر و فر نمایان
ہوا تیرگی شب کو مانند سپر کے پنجۂ نورانی کی قوت سے چیر کر پھینک دیا فوج انجم شکست کھا کر نگاہون
سے روپوش ہو گئی یہان اُس مردود درگاہ ازلی راندۂ بارگاہ ایزدی بوم خرابۂ سحر و جادو
یعنی تمثال آئینہ رو نے فوج تو ایک روز پیشتر ہی روانہ کر دی تھی اب خود بھی اک
بساط پر بیٹھا اور وہ بساط بزور سحر اوڑکر چلا آج اسنے وہ سامان کیا ہی کہ کبھی نہ کیا
تھا لباس سرخ پہنے ہوے نقاب زرین چہرے پر ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر چار گلدستے
چہار جانب جواہر کے رکھے ہوے شمشیر برہنہ ہاتھ مین ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ فگن
آہنین سے برقین چمکتی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک ٹکڑا شفق کا آسمان سے علحدہ ہو کر
ہوا پر جا رہا ہی یہ سب رنگ خونی سامان قتل مسلمانان کا تھا اب حال بیابان محشر کا سنیے
کہ ہاویل جادو نے بموجب حکم تمثال آئینہ رو پانچ ہزار پانچسو چھپن دارین استادہ
کی ہین اور ہر دار کے نیچے ایک ایک سردار کو بٹھایا ہی اور ایک ایک جلاد شمشیر برہنہ ہاتھ
مین لیے سر پر کھڑا ہی فقط انتظار ہی تمثال آئینہ رو کا اور گرداگرد تمام دارون کے اول
فوج ساحرون کی اُسکے بعد کل لشکر ہی یہ سب انتظام اس لیے ہی کہ مبادا کوئی رہا کر لیجانے
والا نہ آجائے اُسوقت سرداران لشکر اسلام ایک دوسرے کو بنظر حسرت و عبرت دیکھ رہے
تھے درحقیقت اگر غور سے دیکھیے تو نہین کون کون ہی کہ جنھین سے ہر ایک صاحبقران ثانی ہی
ایک ایک نے تنہا صدہا ملک فتح کیے جنکی تلوار کی دھاک سے روح بہرام گو مین لرزتی ہی کوئی
بدیع الملک کوئی رستم ثانی کوئی نورالدہر کوئی ایرج کہین قہور دیو پرور کہین داراب
کشور کشا کہین تورج یزدان پرست کہین خورشید تاجدار کسی طرف لندھور ثانی کہین
مالک ثانی کہین شہریار عالی وقار کہین کرب نامدار کسی طرف فرامرز عاد مغربی کسی طرف
جمہور جہانسوز تبرزن کسی سمت شہنشاہ گوہر کلاہ کسی جانب داراے بن داراب
سیمین زرہ کہین خنجر و نامداران سب کے علاوہ اسوقت بادشاہ اسلام بھی اُسی
حالت مین ہین جوان سردارون کی کیفیت ہی مثل دیگران زیر دار تہ تیغ بیٹھے ہین بادشاہ
ورعایا مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا عبرت کا مقام ہی کہ ابھی دو چار روز اُدھر تک

انکی تلوار سے خون ٹپکتا تھا آتے ہی لشکر تمثال آئینہ رو کو درہم و برہم کر دیا تھا کیسے کیسے
پہلوانان نامی و گردن کشان گرامی کو سر میدان چیر کر پھینکدیا آج کیسے مجبور زیر دار
بیٹھے ہین ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر سر جھکا لیتا ہو مگر چہرون پر کوئی علامت خوف
و ہراس نہین بلکہ جناب باری مین عرض کر رہے ہین کہ پروردگار اشکر ہو تیرا کہ زندگی مین
ساتھ رہا مرنے پر بھی ساتھ رہے گا واقع مین کہ مرگ انبوہ جشنے دارد مگر خیال انجام ہو تو ہوتا
ہو کہ بعد مرگ کوئی غسل و کفن کا دینے والا بھی نظر نہین آتا ایک صاحبقران ثانی باقی
ہین خدا انھین کو ساتھ عافیت کے زندہ و سالم رکھے اگر آسرا ہو تو انھین کا ہو کہ شاید قابو
پا کر لاشے دفن کرا دین فاتحہ پڑھ دیا کرین ورنہ اور تو کوئی امید نہین معلوم ہوتی مگر جائے
حیرت ہو کہ صاحبقران ثانی اسوقت تک تشریف نہین لائے کیا وقت آخر یہ تمنا بھی
دل کی دل ہی مین رہے گی اور دیدار سے بھی محروم رہین گے خیر ہمین یہ بھی قبول
مگر حافظ حقیقی اس شہر یار عالی وقار کو سلامت با کرامت رکھے ورنہ ناموس کی
کون سرپرستی کریگا یہی ذکر تھا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا
اور مانند شعلہ جوالہ زمین کی طرف متوجہ ہوا کفار مین اک خروش بلند ہوا سب کے سب
برائے سجدہ جھکے کہ خداوند آپہونچا لیکن وہ شعلہ زمین سے چالیس گز بلند بالائے ہوا قائم ہوا
تو دیکھا کہ اک گبر ناہنجار چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تاج مرصع بر سر تخت پر بیٹھا ہو چار گلدستے
چارون طرف رکھے ہوئے ہین سر پر اک چھوٹا سا شامیانہ کھنچا ہوا ہو ہنوز یہ اچھی طرح قائم
نہین ہونے پایا تھا کہ ساتھ ہی دوسرا سناٹا ہوا اور سامنے سے اک غالیچہ اوڑتا ہوا مثل
تخت کے دکھائی دیا اور دیکھا کہ طرف تخت تمثال آئینہ رو کے آتا ہو ساتھ ہی بیابان سے
گرد اوڑی سب اُدھر متوجہ ہوئے دیکھا کہ بگولے مین سے امیر ثانی تنہا مرکب پر سوار دوشیر
سپر ہاتھ مین تیغہ آبدار دہین سے برہنہ کیے ہوئے نمودار ہوئے اور ایک جانب آکر
قائم ہوئے یہان کفار مصروف سجدہ تھے صاحبقران ثانی کو گوارہ نہ ہوا کہ غفلت مین
اُنپر تلوار کھینچین لیکن وہان وہ غالیچہ اوڑتا ہوا متصل تخت تمثال آئینہ رو کے پہونچا دیکھا
کہ اک شخص مہیب سیاہ رنگ کچھ عجب طرح کا چہرہ بال سر کے بڑے بڑے شانون پر دوسر اور نمودار ہین
کہ اُنکے دہن کھلے ہوئے ہین اور مانند اژدر دہن سے شعلے باہر نکل رہے ہین تمثال آئینہ رو
نے نعرہ کیا کہ او بے ادب تو کون ہو کہ نہین پہچانتا اور خداوند کے منھ پر چڑھا آتا ہو اُسنے جوابدیا
کہ منم فرستادہ خداوندان قدیم یعنی جہیل رعد آواز تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ پھر کس لیے
آیا ہو جہیل رعد آواز نے جوابدیا کہ تیری تنبیہ کو آیا ہون کہ تو مسلمانون کو نہ قتل کر کیونکہ
یہ ہمارے پیارے بندے ہین تو نہین دیکھتا کہ ہمنے انکو کیسے کیسے عروج دیئے کیسی صورتین کیسی
طاقتین عنایت کی ہین اگرچہ یہ گمراہ ہین تو ہون ہمین انکی حرکتین اچھی معلوم ہوتی ہین تو کون ہو انکا
قتل کرنے والا تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ اب اُن خداوندون کا زمانہ باقی نہین ہو کہ انکا حکم
چل سکے یہ زمانہ ہمارا ہو ہمارا جو جی چاہیگا وہ کرینگے میری خداوندی یا جھے کی نہین ہو کہ مین نے

فعل مین دوسرے کی رائے شریک کرون جاؤ کہ دو اُن پوتے دو سو خداوندون سے کہ اب
ایسی گستاخی کبھی نہ کرین ورنہ جتنے مٹھہ ہین سب کھدوانے پھینک دونگا تم نہین جانتے ہو
کہ اب وقت میرا ہی تم بھی مثل اور مخلوق کے ہوگے رہ گئے ہو یہ سنکر مہیل رعد آواز بھی للکارا
کہ قرساق تو پوتے دو سو خداوندون کو گمزور بتا کر آپ شہزور بنا ہی اور کہتا ہی کہ امکا زمانہ
گذر گیا مین ایک ادنےٰ بندہ ہون مگر جاہون تو ساری خداوندی تیری خاک مین ملاوون
بس یہ سننا تھا کہ تمثال آئینہ رو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین دیکھا تو نے میری قدرت
کو دیکھ یہ کہہ کے چہرۂ بخش کی نقاب دور کی بس نقاب اُٹھنا تھی کہ امیر ثانی نے تو پہلے ہی سے
مُنھ ادھر سے پھیر لیا تھا کیونکہ سب کیفیت سن چکے تھے لیکن اور جتنے تھے مع صلصال و
خلخال و بختگان ولاجورد شاہ اور کل سرداران لشکر سجدے مین گئے اور کہا کہ بیشک تو خداوند
برحق ہی اور اب سب امیر ثانی سے پھر گئے صاحبقران ثانی کو دفعتاً بُرا بھلا کہنے لگے امیر ثانی
حیرت سے اُن لوگون کو دیکھتے ہین اور رہ جاتے ہین لیکن مہیل رعد آواز پر کوئی اثر
نہ ہوا اور پکار کر کہا کہ ایسی ایسی قدرتین مین گھڑی بھر مین خو وسیکڑون بنا دیتا ہون یہ کہتے
ہی جیب سے اک شیشہ نکالکر دکھایا تمثال آئینہ رو اُس کو دیکھتے ہی آئینہ دار حیرت مین آکر سر
سجدۂ جھکا مہیل رعد آواز نے ہاتھ پکڑ کے تخت پر سے کھینچ لیا اور اپنے غالیچے پر بٹھالیا
اس کے سجدہ کرنے سے لوگون کو حیرت ہوگئی کہ یہ کیا آفت ہوئی کہ خداوند خود سجدہ
کرنے لگے وہان عمرو ثانی نے منع کیا کہ کیا کرتا ہی سجدہ جسکے واسطے ہی اسی کے واسطے ہی مین تو خود
اک بندۂ ذلیل ہون مگر مین نے تجھ کو دکھا دیا کہ ایک ادنےٰ تحفہ ہمارے خداوند کے بندون کے
پاس بھی ایسا ہی کہ خداوندون کی خداوندی مٹا دیتا ہی بس بنے ہوے خداوند اور
اصلی خداوند مین اتنا ہی فرق ہی اُدھر ہاویل جادو سے پکار کر کہا کہ یہان آؤ ہاویل جادو
بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی صورت دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا ہی اور ابھی یہ بھی دیکھ چکا ہی کہ
تمثال آئینہ رو نے سجدہ کیا ہاویل جادو قریب آیا مہیل رعد آواز نے اُسے بھی اپنے
پاس بٹھا لیا اب یہ رنگ جو بختگان نے دیکھا لاجورد شاہ و صلصال سے کہا جو کچھ
مال لوٹنا ہو لوٹ لو ورنہ سب نذر خداپرستان تو ہو ہی چکا ہی اس مین شک نہین کہ یہ بھی
مرشد مین تھوڑی ہی دیر کے یہ خداوند صاحب مہمان نظر آتے ہین ورنہ ان مین کچھ
بھی نہین لاجورد شاہ پہلے تو اسپر بہت خفا ہوا بعد اُسکے کہا کہ اچھا سواریان تیار رہین
جو کچھ مال واسباب تمثال آئینہ رو کا تھا اسمین سے بہت کچھ بختگان نے اونٹون پر بار کرالیا
لیکن یہان دیکھنے والے سب حیرت مین ہین امیر ثانی بھی متعجب ہین کہ یہ کون بلاے آسمانی آئی یہ
تین سر کا آدمی یہ ہیبت یون ہوا پر اوڑتے ہوے نظر آنا سب کو تعجب تھا اور تمثال آئینہ رو
کا تو دم نکلا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی سر میدان حشر اتنی بڑی ذلت ہوئی کہ خداوند
نے خود سجدہ کیا اور ایسے شخص کو جو اپنے کو بندۂ ناچیز بتلا رہا ہی مہیل رعد آواز نے کہا کہ مجھے
ہر سردار کے قریب لیچلو اور سب کا پتا و نشان بتاؤ تاکہ مین خطائین ان سب کی پوتے دو سو

خداوندون کے سامنے عرض کرون اور سب خداوندون مین بحث ہوکر جو رائے قرار پائے
اُس سے مین تمھین اطلاع دون تم اُسپر کاربند ہونا اگر قتل کا حکم ملے قتل کرڈالنا اگر قید کا حکم
ہو قید رکھنا اگر رہائی کا حکم ہو رہا کر دینا خبردار تامل نہو تمثال آئینہ رو کہتا ہے کہ مین نے
آپکو پہچان لیا لیکن اب آپ مجھے ذلیل نکرین کہا نہین نہین تم گھبراؤ نہین مین تمھارے واسطے
عہدۂ نیابت انہی خداوندون سے لیتا آونگا اس اس طرح کی باتین ہونے کے بعد اب غالیچہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا اور تہیل رعد آواز نے جسطرف کا اشارہ کیا اُسی جانب روانہ ہوا آوقی
سب سے غالیچہ قریب اس دار کے آیا جہان بادشاہ اسلام ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین
بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر اس حالت سے مسلسل بیٹھے ہوے تھے تہیل رعد آواز نے
یہ حال دیکھکر تمثال آئینہ رو پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ یہ تمنے انکو قید کیون کیا اور قید کیا
تو اسطرح کہ کوئی امتیاز نہ رکھا چھوڑ دو انکو یہ بیچارے اک مٹی کے بھوے کی طرح تخت پر
بیٹھے رہتے ہین ان سے کیا خطا سرزد ہوئی تمثال آئینہ رو نے کہا کہ میرے ملک پر لشکر لیکر
چڑھ آئے تھے تہیل رعد آواز نے کہا اسمین انکی کوئی خطا نہین یہ سب باتین حمزۂ ثانی
کی ہین اسکو چھوڑ کر اسکے عوض اُسے قید کرو اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر تم
کوئی شئے ہماری نذر کرو تو خیر ہم تمھین چھوڑ دین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے
اگر پروردگار عالم کو ہماری حیات منظور ہے تو وہ ہمین بچائیگا ورنہ مرجانا قبول ہے اور یہ
رہائی ہمین منظور ہے اسکے بعد قریب ہر ایک سردار کے اسی طرح گئے اور اُس کی حالت دریافت
کرنے کے بعد کسی سے کچھ کہا کسی سے کچھ کہا بعد سب کے امیر ثانی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ کیون
اے حمزہ ثانی تو نے ہمیشہ سب خداوندون کو بُرا کہا اور آزار پہونچائے آخر اُن سب نے
پردۂ دنیا پر رہنا گوارہ نہ کیا اور نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے مگر انھین اب بھی تیرا اسقدر
خیال ہے کہ مجھے برائے سعی بھیجا اور کہا کہ منع کرو تمثال آئینہ رو کو یہ ہمارے پیارے
بندے ہین خبردار انکو قتل نہ کرنا اور یہ نوبت تیری نہوتی اگر تو غرور نہ کرتا بس بہتر و لازم
یہ ہے کہ خیر آج تک جو کچھ تو نے کیا وہ بہتر کیا اب اپنے گناہون سے توبہ کر تو خداوندون کا
ارادہ ہے کہ تجھے نائب اپنا قرار دین اور تیرے سپرد تمام دنیا کا انتظام کردین ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا جنھون نے تجھے عزت عطا کی وہ آبرو لے بھی سکتے ہین امیر ثانی نے فرمایا
کہ کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا ہے اور تیرے خداوند مسخرے کیا ہین افسوس کہ اسوقت میرا دوست
صادق یار موافق نہوا ورنہ یہ ساری قلعی تیری کھل جاتی اور حقیقت تیری دریافت ہوجاتی
کہ تو کون ہے وہ ایسا شخص تھا جسنے سیکڑون خداوندون کی قلعی کھولدی ہزارہا ساحرون
کو جنھین دعوئ خداوندی تھا مار کر خاک مین ملا دیا مگر نہین معلوم اُسے کیا جنون ہوا کہ
وہ مجھے ایسی حالت مین چھوڑ کر چلا گیا شاید اُسے ان حالتون کی خبر نہ تھی ورنہ وہ ایسا بھی
نہ کرتا اور تو کیون تامل کرتا ہے حکم قتل کیون نہین دیتا دیکھو تو ابھی کیا ہوتا ہے شاید دو اک
قتل ہوجائین تو ہوجائین ورنہ یہ تمام میدان لاشون سے پاٹ کردادی برملوت بنادونگا

اور ابھی سب کو چھڑا لیجاؤنگا یا قضا آگئی ہی تو خود بھی مارا جاؤنگا نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر دوست
تمہارا عمرو ثانی اس مصیبت سے تمہین رہا کرتا تو اُسے کیا دیتے مین نے سنا ہی کہ وہ طماع ہی بہت امیر
ثانی نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کا مالک تھا جو کچھ وہ چاہتا لے لیتا مین تو سب ملک اُسی کو
دیدیتا مگر وہ کمبخت تو ایسا ہی کہ جو کچھ ملا اسکو سوا زنبیل مین رکھ چھوڑنے کے صرف کرنا جانتا ہی
نہین اس سبب سے مین بھی اسکو کبھی اسقدر نہین دیتا کہ خلق خدا پریشان ہو اور زنبیل بھری
رہے نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر وہ کہتا نصف ملک مین لونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ بیشک
مین دیدیتا پس یہ سنتے ہی نہیل رعد آواز نے آواز دی کہ باش اے گروہ کفار و اے مسلمانان تہور
شعار آگاہ اور ہوشیار رہو ہر کہ دانید و اند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم گوہر تاج عیاری و نگہت بستان
خنجر گذاری طرۂ دستار طراری مالک اقلیم ہشیاری خنجر گذار دریا در فتار یعنی عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار پس یہ سُننا تھا کہ کافرون کے ہوش اوڑ ے اہل اسلام متعجب ہوئے صاحبقران ثانی غور
سے دیکھنے لگے تمثال آئینہ رو نے اٹھ کر بھاگنے کا قصد کیا دیکھا تو چوتڑ غالیچے مین لپٹے ہوئے ہین
ادھر ہاویل جادو نے سحر کرنے کا قصد کیا دیکھا تو سحر فراموش ہی کچھ یاد ہی نہین پس عمرو ثانی
نے جلدی سے دونون کی مشکین کمند اصفائے باصفا سے کسین اور امیر ثانی کو آواز دی کہ حمزۂ
ثانی کیا دیکھتا ہی ارے مارے ان کافرون کو اور رہا کر سردارون کو صاحبقران ثانی نعرہ
کرکے چلے تلوار کھینچی اُدھر سردارون نے قیدین توڑنا شروع کین جلادون کو ابھی حکم ملنے
نہین پایا تھا کہ وہ کسی کو قتل کر سکتے یہان آن واحد مین عجب انقلاب پیش آگیا اب کسے قتل کرین
اپنی ہی جان بچتی نظر نہین آتی اس حیرت وعبرت مین تلوارین چھوٹ پڑین وہان جس سردار
نے قید توڑی دار بکڑ لی اور فوج پر حملہ کیا ادھر صاحبقران ثانی نے قتل کرنا شروع کیا
ساحرون نے سحر شروع کیا خضران بن عمرو ثانی نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا سحر رد ہوا ساحر تہ تیغ ہوئے ترنج و نارنج لچھا بیکا نون کا
لچھا سوئیان کا گولا فولادی سب حربے بیکار ہوگئے اہل اسلام نے قتل کرنا شروع کیا کل
چالیس ہزار ساحر تھے آن واحد مین شکار ہوگئے اب لشکر سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرون کے
مرنے سے جو آندھی چلی خاک اوڑی تاریکی پھیلی ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جوانان اسلام اپنی
آزمودہ کاری سے جگہ پکڑ کر کھڑے ہورہے لیکن کفار آپسمین لڑنے لگے باپ بیٹے کو قتل کئے
ڈالتا تھا بھائی بھائی کو نہ پہچانتا تھا اپنا بیگانہ کچھ نہ سوجھتا تھا اندھیر برپا تھا ہر طرف آہ زنگیر فرزن
بلند تھی کوندا برق شمشیر کا چمک رہا تھا بارش سرون کی ہورہی تھی سیلاب خون جاری ہوا تھا
کشتی عمر طوفانی نظر آتی تھی وہان ہرکارون نے یہ خبر لشکر مین کردی کہ سردار قید سے چھوٹے
صاحبقران ثانی سے تلوار چل رہی ہی اور جوانان اسلام بے سروسامانی سے لڑ رہے ہین کہ نہ
مرکب مین نہ خود نہ زرہ نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ تلوار نہ سپر عمرو ثانی نے عیاری کرکے تمثال
آئینہ رو کو گرفتار کرلیا خیمہ مین تاموس کے اک خوشی ہوئی سجدے شکر کے ادا ہونے لگے
فوج اسلام کوہ سے اُتر کر چلی عیارون نے اپنے اپنے سردارون کے اسلحہ لئے گھوڑے لیے

اور مانند پیک صبا کے ایسی گرمی جنگ مین پہونچا دیئے اتنے مین لشکر اسلام بھی آپڑا قیامت کا رن پڑا
غضب کی تلوار چل رہی تھی کاسۂ سر اُس میدان مین مثل ڈھیلون کے لڑھکتے پھرتے تھے دوسری
روایت یہ ہے کہ سردارون نے کفار کے مرکب چھینے سوار کو قتل کیا گھوڑا اپنے قبضے مین ہوا شمشیر
و سپر بھی اسی طرح لی لیکن یہ رنگ بختگان نے جو دیکھا آواز بلند اذان کہنے لگا اور کہا واہ خدیو
کیا کہنا ہے اگر آپ دعوی خداوندی کا کرین تو بہت بجا و درست ہے اور صلصال ولاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا کہ بھاگو اسی وقت کو ہمنے کہا تھا اور اسی لیے پیشتر سے بند و بست کر لیا تھا ورنہ
اسوقت بڑی بنتی یہان کا تو خاتمہ ہوا اب کوئی اور بگڑ دیکھنا چاہیے یہ سب تو ایک طرف سے راہی
ہوے یہان غازیان دیندار نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے مگر کفار کی یہ کیفیت ہے
کہ کسی طرح کم نہین ہوتے ہر چند کہ فوج بے سردار کیا لڑ سکتی ہے مگر ایک تو یہ کہ وہ اس جنگ کو
مذہبی جنگ تصور کیے ہوے جانین لڑا رہے ہین کہ رہے ہین کہ خداوند کو گرفتار کر لیا ہے پھر اگر
جانین لڑاؤ اگر اسوقت کمی کرو گے تو بخشش نہ ہو گی خداوند ناراض ہو جائین گے دوسرے
لوگ کچھ اس طرح گھر گئے ہین کہ نکلنے کی راہ نہین ملتی کوئی چارہ نہین ہے تلوار چل رہی ہے خون برس
رہا ہے زمین خون سے لالہ گون ہو گئی ہے کسی طرف تیر چل رہے ہین کہین نیزون کی جنگ ہے
برچھیان بلند ہین اتنا صحرا نیستان معلوم ہوتا ہے پھریرے علمون کے خون سے رنگین ہو گئے ہین
قبضے تلوارون کے ہاتھون مین گر گئے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے غازیان اسلام کفار
کو گھیرے ہوے قتل کر رہے ہین ہا ہر طرف شور ہے کہ ہان مار لو جانے نہ پائین ان ملعونون نے بڑے
بڑے ظلم کیئے ہین اب یہ کیفیت ہے کہ شام قریب ہے سیاہی مثل کاجل کے دیدۂ عالم مین پھیلتی جاتی
ہے ماہتاب بدر مہتاب روشن کر رہا ہے چراغان کواکب سطح ارض کو پرتوفگن ہو ہو کر نورانی کر رہے
ہین لیکن یہان وہی کیفیت ہے کہ تلوار چل رہی ہے خون برس رہا ہے دونون طرف رن مہتابین روشن
ہو گئی ہین اہل اسلام نے یہ انتظام کیا ہے کہ بادشاہ اسلام کو حلقے مین لیکر ایک طرف سے مارتے ہوے
نکل گئے اور تخت و تاج منگوا کر بادشاہ کو تخت پر سوار کیا اور جم کر لڑنے لگے عین گرمی جنگ مین جالوت
کج گردن سے اور لندھور ثانی سے سامنا ہوا جالوت کج گردن نے چوبدست ماری لندھور
نے چوب سر گرز پر روک کر عمود گران سنگ کا وار کیا اسنے بھی چوبدست کو چہرے کی پناہ کیا لیکن
یہ سترہ سو من کی ضرب کب رکتی ہے دونون ہاتھ تھرائے چوب مع گرز سر پر گری سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر گدن مین گر زمین مین اک جان کا تھلتھلا بنکر رہ گیا
ادھر مالک ثانی سے اور نقیر نیزہ باز کے سامنا ہوا دو چار طعنین چلی ہونگی کہ مالک ثانی
نے ایسا نیزہ مارا کہ توڑ کر سینۂ نقیر نیزہ باز کو نکل گیا مالک ثانی نے نیزے پر بلند کرکے زمین پر
مارا کہ استخوان پارہ پارہ ہو گئے ادھر بدیع الملک سے اور قطوبل بلند بالا سے
مقابلہ ہوا قطوبل بلند بالا نے تیغہ مارا بدیع الملک نے وار رد کرکے جو ہاتھ مارا مع مرکب
دو مرکب چار ٹکڑے ہوے رستم ثانی سے اور مبہوت تیغزن سے سامنا ہوا مبہوت تیغزن
نے وار کیا رستم ثانی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُچھال دیا گرتے ہوے جو زنگ

ہوائی کاٹا گرب دلاور سے اور محراب زنگی سے مقابلہ ہوا محراب زنگی نے ارہ پشت
نہنگ مارا گرب نے ارہ قلم کر کے جو ہاتھ دوال کمر پر مارا دو ٹکڑے ہوئے فولاد شکن
زن سے اور شہریار سے سامنا ہوا اس کا ہی حربہ ہر کر ہاتھوں پر اس کے فولادی پنجے
چڑھے ہوئے ہین جیسے اپنے گھونسا مار دیا پھر تک کر رہ گیا اسنے شہریار پر بھی ہاتھ اُٹھایا شہریار
نامدار نے کلائی پکڑی اور اک گھونسا مارا کہ پھڑک کر مر گیا بدیع الزمان سے اور غراب کوہ پیکر
سے مقابلہ ہوا غراب کوہ پیکر نے تلوار ماری بدیع الزمان نے وار اسکا رد کر کے جو
ہاتھ جنیو کا مارا اسکا بھی کام تمام ہوا ببر بربری سے اور کیخسرو نامدار سے مقابلہ ہوا
ببر بربری نے تلوار ماری کیخسرو نے وار اسکا سپر سے رد کر کے جو تلوار ماری مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوئے طیران آدم خوار سے اور نور الدہر سے مقابلہ ہوا طیران آدم
خوار نے ارہ پشت نہنگ مارا نور الدہر نے ارے کو قلم کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا طیران
آدم خوار کے دو ٹکڑے ہوئے مربوط زنگی سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا
مربوط زنگی نے ساطور مارا ایرج نے ساطور چھین کر پھینکدیا اور مربوط زنگی کو چورنگ ہوائی کیا
الحاق سیر گردان سے اور قرامز رعاد مغربی سے مقابلہ ہوا قرامز رعاد مغربی نے
تلوار الحاق سیر گردان کی چھین کر پھینک دی اور زین سے اُٹھا کر زمین پر مارا
اور پامال کر دیا ملحوق سیر گردان سے اور جمہور سے مقابلہ ہوا ملحوق سیر گردان
نے تلوار ماری جمہور نے وار اسکا پشت تبر پر روک کر جو ہاتھ مارا نخل خیات ملحوق
سیر گردان کو قلم کیا قمہور دیو پیور سے اور نہال روئین تن سے مقابلہ ہوا
کئی وار چلے قمہور دیو پیور زخمی ہوئے مگر نہال روئین تن کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا
اُسوقت قمہور دیو پیور نے عقب مین آکر بند دست پکڑ لیا اور زین سے اسکے اُٹھا کر
زمین پر مارا ادھر طے سے سپر کھینچ کر پھینک دیا داراب کشور کشا سے اور سیلاب اژدر گیر
سے مقابلہ ہوا سیلاب اژدر گیر نے تلوار حوالے کی داراب نے وار اسکا تیغ شمشیر سے
رد کر کے جو تلوار ماری سیلاب اژدر گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مردود کوہی سے اور شہنشاہ
گوہر کلاہ سے تلوار چلی شہنشاہ گوہر کلاہ نے مردود کوہی کے وار کو رد کر کے ایک
ضرب شمشیر مین واردار البوار کر دیا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقب چشم سے
اور امیر ثانی سے مقابلہ ہوا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقب چشم نے
سار یق ماری امیر ثانی نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں گوبے سار یق کے علیحدہ جا پڑے محیط
فیل گردن تنگ پیشانی عقب چشم نے خالی زنجیر کھینچ ماری امیر ثانی نے زنجیر بھی رد
کر کے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُدھر
ہاشم تیغ زن نے علم لشکر سرنگون کر دیا اب وقت صبح کا قریب آگیا ہر لیکن کفار کی یہ حالت
ہر کہ قتل ہوئے ہین مگر امان نہین مانگتے بسبب کثرت کے اگر لوگ قتل بھی ہوتے ہین تو پروا
نہین کرتے انھین بھی خیال ہر کہ مسلمان ہمکو قتل کرتے کرتے بھاگ جاینگے مگر یہ غازیان

دیندار اگر سر بھی قلم ہو تو قدم پیچھے ہٹانے والے نہین ہین اتنے مین خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت
مہیل رعد آواز نکل آئے ہین اور تمثال آئینہ رو اور ہاویل جادو کو گرفتار کرکے
زنبیل مین ڈال لیا ہے آکر امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر منظور ہے کہ یہ جنگ جلد سر ہو جائے تو اس
سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ تمثال آئینہ رو کو دار پر کھینچکر تیرباران کرو امیر ثانی نے حکم دیا کہ بہتر
عمرو ثانی نے ایک بلند دار استادہ کی اور تمثال آئینہ رو کو بالاے دار کھینچ دیا اور ہاویل جادو
کو زیر دار بٹھا کر قتل کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئین آندھی چلی خاک اڑی
آتشبازی و برف باری کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہاویل جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم بعد اسکے تمثال آئینہ رو پر تیر چلنے لگے کفار یہ حال دیکھ کر نہایت مضطر و
بیتاب ہو کر چلے تھے کہ کسی طرح اپنے خداوند کو چھڑا لین مگر اہل اسلام نے سب کو تیرون پر
رکھ لیا قدم آگے نہ بڑھنے دیئے جو آگے بڑھا اجل کا شکار ہوا یہان بالاے دار تمثال آئینہ رو
مردود جہنم واصل ہوا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ عمرو ثانی نے جب اُن دونون کو غائب پر بلایا تھا
اسیوقت قتل کر ڈالا تھا اور ربانی کاتب چہل کلید کا سبب سردارون پر چھڑک دیا تھا ورنہ یہ سب ہوش
مین نہ آتے بہرکیف اب دل کفار کے شکستہ ہوئے اور چہار جانب جس سے جدھر بن پڑی وہ بھاگ
نکلا جو گھرے ہوئے تھے انھون نے چادر ہلانا شروع کی امیر ثانی نے حکم دیا کہ اب خبردار کسی کو قتل
نہ کرو دوسرا جھنڈا علامت صلح کا بلند ہوا جو جہان تھا وہین تھم گیا تلوار رک گئی ہر طرف
امن ہوا امیر با توقیر مظفر و منصور مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی واپس ہوئے
طبل شادمانی بجتا ہوا داخل شہر تمثالیہ ہوئے اور کرب دل اور کو بارگاہ مین لینے کے واسطے
اور دارا بن داراب و بدیع الملک و رستم ثانی کو ناموس کے لینے کے لیئے روانہ کیا
اور آپ داخل شہر تمثالیہ ہوئے عمرو ثانی سب سے پہلے طرف قیطول کے چلا دیکھا تو وہان نہ
قیطول ہے نہ کچھ ہے دو چار سر کنگرے گرے ہوئے ہین اکثر نیلا زرد و زنگاری سوت
لپٹا ہوا ہے اب جس طرف گلستان ارم تھا وہان پہونچے یہان البتہ وہ نازنینین جو حوران
جنت سے تعبیر کی جاتی تھین درحقیقت نہایت حسین و کمسن لڑکیان تھین عمرو ثانی نے ان کا
زر و زیور خوب لوٹا اور جال مار مار کر پکڑنے لگا کہ انکو بیچ لینے مین بھی بہت کچھ ملجائیگا لیکن کسی نے
یہ خبر امیر ثانی سے کر دی وجہ اسکی یہ تھی کہ اک نازنین پر برق ثانی عاشق ہوا تھا اُسے بھی آپنے
داخل زنبیل کر لیا ہر چند اُسنے منت سماجت کی آپ نے نہ مانا اور اُس سے روپیہ طلب کیا
برق ثانی نے امیر ثانی سے اس امر کی اطلاع کی صاحبقران ثانی نے قران ثانی اور شاپور
شیر دل کو روانہ کیا اور کہا کہ دیناؑ اُس دزد و مکار سے کہ مال جس قدر چاہے لوٹ لینا مگر خبردار
کسی آدمی پر قبضہ کرنے کا قصد نہ کرنا سب کو بحفاظت رکھو اور کچھ سردارون کو برائے حفاظت
روانہ کیا یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین نذرین گذر رہی ہین امرا شہر حاضر ہو رہے
ہین مال غنیمت غازیون کا حق کر دیا گیا ہے اسیوقت سے سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہو گیا
بتکدے منہدم کر دیئے گئے مسجدون کی بنا ڈالدی گئی شام تک یہ سب بند و بست ہوا قریب شام

قریب دلاور بارگاہ سلیمانی و حشامی وغیرہ لیے ہوے آئے سب بارگاہین قرینے سے استادہ
ہوئین لیکن وہان رستم ثانی و بدیع الملک و دارا بے بن داراب سیمین زرہ جو کوہ پر
پہونچے تو جو عورتین بزرگ تھین وہ بلا گردان ہوئین صدقے چلے اترنے لگے خیر و عافیت سب
کی معلوم ہو گئی مگر ہر عورت اپنے اپنے وارث کے واسطے بیتاب تھی جابجا نذرین نیازین ہو
رہی ہین ہر چند کہ ان شاہزادون نے بہت تاکید کی کہ صاحبقران ثانی نے طلب فرمایا ہے
مگر عورتون سے کس کا بس چلتا ہے کسی نے کھڑے پیر کا دونا مانا تھا کسی نے بی ترت
پھرت کی پڑیا مانی تھی بھلا وہ منتین مرادین ادا کیے بغیر اپنی جگہ سے کب ہلتی ہین الحاصل صبح
کو ناموس صاحبقرانی کو یہ تینون شاہزادے اپنے ہمراہ لیکر شہر تمثالیہ مین پہونچے ہر ایک بی اپنے
اپنے وارث سے ملی کسی نے اپنے فرزند کو گلے سے لگایا بلا گردان ہوئی کوئی اپنے بھائی سے
لپٹی ہوئی تھی شادی مرگ کا عالم تھا اس دن کی امید کسے تھی کہ پھر زندگی مین دیدار نصیب
ہوگا مارے خوشی کے کسی کو ہوش نہین ہے عوض شادیانون کے ہر طرف رونے کی دھوم ہے
بمصداق اس شعر دلچسپ کے شعر خوشی کے جوش مین بھی رنج کے پہلو نکلتے ہین - زیادہ جب ہنسی آجاتی ہے
آنسو نکلتے ہین ۔ تین روز تک عجب ہنگامہ برپا رہا وہ زنان باعصمت و حیا جنکو اپنے اپنے شوہرون کے
آنیکی خوشی ہوئی ہے اپنے دلی ولولونکو دبائے ہوے دور سے کنکھیون سے دیکھ رہی ہین حیا بات کرنے کو
مانع ہے بموجب اس شعر کے - شعر ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا - کنکھیون سے اسکو مگر دیکھ لینا
کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے ۔ ادھر جانے والے ادھر دیکھ لینا ۔ مگر ہر ایک نے اپنے کو سنوارا
ہے آراستہ کیا ہے تیسرے روز امیر ثانی نے ان لڑکیون کو طلب کیا جنکو عمرو ثانی نے پکڑ پکڑ کے
زنبیل مین ڈال لیا تھا عمرو ثانی نے سب کو زنبیل سے نکالا مگر اس شرط پر کہ انکا عقد جس کے
ساتھ کیا جائے وہ بعوض محافظت جتنے پر مہر باندھے اسی قدر روپیہ مجھکو بھی دے سب نے
مجبوری منظور کیا کیونکہ اگر منظور نہ کرتے تو کسی کو تعداد نہ معلوم تھی دو چار کو نکال کر
کہ دیتا کہ بس اتنی ہی تھین اور سب موقع اور محل سے پاک بکا جاتین ہان وہ عورتین جو
باقی رہ گئی تھین اور سردارون نے جا کر انھین اپنی حفاظت مین لے لیا تھا وہ موجود
تھین الحاصل امیر ثانی نے چالیس روز کا جشن قرار دیا اور پہلے جشن مین ان
لڑکیون کے عقد کے واسطے نوجوان سردار لشکر سے ڈھائی ہزار چھانٹے اور سب کو سب
کا عقد کر دیا گیا یہ سب حاملہ ہوئین انسے لڑکے پیدا ہوتے ہین کہ جن کا ذکر لعل نامہ وغیرہ
مین آتا ہے لیکن کچھ حال جشن کا لکھا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا جشن کیا ہے امیر ثانی نے تمام ظلوالقان شہر
کو طلب کیا ہے آج کا جلسہ عام ہے اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے آکر تماشا دیکھے شام کے ہوتے ہی ادھر
تو آسمان پر چراغان کواکب کی روشنی پھیلی مشعل ماہ روشنی بخش عالم ہوئی ناہید فلک چنگ
ہاتھ مین لیے ہوے داخل بزم انجم ہوئی اور قاضی شروع کی کہ قاضی فلک عقد پڑھنے
کے لیے آموجود ہوا کشتی ثریا نقلون سے پر کر کے رکھ دی گئی کہکشان کی باگ ستارون
سے بھری گئی اور مانند عروس آراستہ کی گئی یہان بارگاہ حشامی و بارگاہ سلیمانی مین جھاڑ

کنول مردنگ فانوس جھاڑ بے بانڈیان کل شیشہ آلات روشن ہوا تمام شہر کے ہر رستے مین جھاڑ بندی ہوئی بلکہ حکم عام دیدیا گیا کہ ہر شخص حسب لیاقت وحیثیت اپنے اپنے گھر کو سجے اور دروازون کو آراستہ کرے دوکانداروں نے بھی بڑی تیاری کی تھی کوئی مقام ایسا نہ تھا جو خانہ شادی نہ معلوم ہوتا ہو بلکہ یون کہیے کہ جو حالت ہندوستان مین دیوالی کے روز ہوتی ہے امرا کے مکانون کی تیاری کا تو کیا مذکور ہے کہ سب ہی سامان بہم تھے فرش نہایت تکلف کے بچھے ہوے مسندین زرنگار رنگی ہوئین طایفے حاضر غربا تک نے اپنی اپنی ہمتون کو حد اعتدال سے بڑھا دیا تھا جسے کچھ نہین نصیب تھا اُس کے دروازے پر بھی ایک مٹی کا چراغ ہی سہی مین دیولی ہی روشن تھی اگر بڑے طائفون کے بلانے کی حیثیت نہ تھی تو نٹنیان ہی ناچ رہی تھین کہین یہ بھی ممکن نہ تھا تو اپنے دس پانچ بے فکرے ڈھولک لیکر بیٹھ گئے تھے اور گا رہے تھے کچھ عجیب سمان تھا اور بارگاہ شاہی کی تیاری تو بیان سے باہر تھی اک دوسرا آسمان زمین پر نصب معلوم ہوتا تھا بارگاہ سلیمانی مین کل عروسین جمع تھین اور بارگاہ شاہی مین سب دولھا بھلا کیا پوچھنا اُس جشن کا اور اس جلسے کا جسمین ڈھائی ہزار دولھا ہون رستم ثانی کی معشوقہ ملکہ صنم بادلہ پوش جس کو طلسم صندل سے لائے تھے ابھی تک عقد نہین ہوا تھا یہ عقد بھی آج ہی ہوا الحاصل آٹھ بجے رات کو اول تو سب نے کھانا کھایا لیکن یہ دعوت ایرج نوجوان نے کل لشکر کی ہر ایک تو اپنے فرزند کے ملنے کی خوشی دوسرے اُس کی شادی کی مسرت اب سب کے سب داخل بارگاہ شاہی ہوے اور صحبت رقص شروع ہوئی نازنینان حور جمال پری تمثال مصروف رقص وغنا ہوئین اک ماہ پارہ نے یہ غزل بصد ادا شروع کی غزل

بچا رہے بلائے اضطراب دل کہ جی آیا
نہ گھبرانا ہم آئے وہ پیام بیکسی آیا
گئے تھے وہ اسے دے کر تسلی مین ابھی آیا
کوئی اتنا نہ ہم سے پوچھنے کو جیتے جی آیا
کہ کیون کچھ آپ مین کوئی ترے جانے سے بھی آیا
خبر کو میری کب اُس بیخبر کا آدمی آیا
پشیمان ہو گئے پھر تم ذکر پھر وکھیو وہی آیا
مرا سرمایۂ عیش ونشاط زندگی آیا
اُدھر گھبرا کے جا نکلا اُدھر مضطر کبھی آیا
نہ تھا جب تک نہ تھا جب کچھ خیال آیا اجی آیا
خبر دیتی ہے بیتابی مرے دل مین کوئی آیا
کوئی دم بیٹھتا بھی ہے کبھی جب آدمی آیا
تڑپتے چھوڑ جانا بس جلال انکو یہی آیا

یہ کیون ہے جان نکلین آج کس پر اپنا جی آیا
زہے بیکس نوازی تیری اے تنہائے فرقت
دل بیتاب کو کیا کہکے سمجھائے کوئی کب تک
کہو کیا حال ہے کیسے ہو جیتے ہو کہ مرتے ہو
کسی کا ہاے وہ پیغام ہے سے پوچھنا اپنے
نہین کچھ ہوش یون گذرا ہوا ہون اندیسے سے
جفا بھی ساتھ عاشق کی وفا کے یاد آئے گی
غم دلدار جب آتا ہے دل خوش ہو کے کہتا ہے
سنبھالا درد نے فرقت مین دل کو بھی جگر کو بھی
جہان عاشق ز خود رفتہ ہوا پھر کب سنبھلتا ہے
اُٹھا درد جگر کس کے بٹھانے کو خدا جانے
جو آ نکلے ہو ٹھہرو دیکھ لو میری تڑپ کو تو
تسلی کچھ نہ تسکین آ کے دنیا بیقرارون کو

بعد اسکے اور طائفہ بدلا گیا کچھ اسنے گایا بجایا پھر اور طائفہ بدلا گیا کسی نے ایک غزل سے زیادہ نہین گانے کا موقع پایا اسپر

بھی صبح قریب آگئی اور بہت سے طائفے باقی رہ گئے قریب صبح کے سب نے لباس نوشاہی زیب
جسم کیا اور پہلے محفل مین آکے بعد اُس کے جلوس کے ساتھ تمام دولھا آگے پیچھے ہاتھیون
پر بیٹھے ہوے اور سب کے آگے ہاتھی شاہزادہ رستم ثانی کا اس سامان سے شہر کی گشت لگاکر
پھر واپس آئے کیونکہ دولھا دلہین دُلھن وہین اب پھر سے محفل جمع ہوئی اور مجرے ہونے
لگے ایرج نوجوان کی یہ کیفیت ہی کہ خزانون کے مُنھ کھولدیے ہین جو گاگر اُٹھاتا ہے مالا مال
کردیا واقع مین عجب لطف تھا کہ جہان ایک صحبت مین ڈھائی ہزار دولھا بیٹھے ہون اور صدر مین
شاہزادہ رستم ثانی سبب اس کا یہ تھا کہ اور سردار انکے ہمپایہ نہ تھے انکے مد مقابل شاہزادہ
بدیع الملک ٹھہرے اُنھون نے کسی کے ساتھ عقد منظور نہین کیا کیونکہ اُنکا دل ملکہ نوبہار گوہر
پوش مین لگا ہوا ہی جس کا ذکر طلسم صندل کے بیان مین آچکا ہی الغرض سب کا عقد
اُن کے بزرگون نے پڑھا ورنہ اتنے قاضی کہان سے آتے اور دو چار قاضی کہان تک
عقد پڑھتے اور ہونا عقد کا ایک ہی روز پر موقوف تھا سب سے پہلے عقد شاہزادہ
رستم ثانی کا امیر ثانی نے ملکہ صنم بادلہ پوش کے ساتھ پڑھا بعد اس کے اور سردارون
کے عقد پڑھے گئے جب اس فرصت ہو چکی تو ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لیکر اپنے اپنے
خیمہ مین داخل ہوا یہ شب باسائش گذاری اب دوسرے روز پھر سامان جشن درست
ہورہا ہی کہ دفعتًا وقت صبح کچھ لوگ روتے پیٹتے ہوے آئے اور اُنھون نے بیان کیا کہ شب
کو بستر خواب سے شاہزادہ رستم ثانی غائب ہو گئے یہ سنتے ہی ایرج نوجوان نے
گریبان چاک کیا امیر ثانی کو نہایت تردد ہوا کہ یہ کونسی آفت آئی عیارون پر تاکید
فرمائی کہ اگر کل صبح تک اس کا پتا نہ لگا تو بہت بری طرح پیش آونگا عیار ہر چہار جانب روانہ
ہوے تلاش ہونے لگی دوسرے روز صبح کو ملازمان بدیع الملک روتے پیٹتے آئے
اور بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک بستر پر سے غائب ہو گئے شاپور شیر دل نے
غرض کی کہ یا امیر ثانی یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہی عیار کا نہین ہی ورنہ پیشتر ضرور پتا ہوتا
اب صاحبقران ثانی کو اور زیادہ تردد ہوا اور نور الدہر نے اپنا گریبان چاک کیا
تیسری صبح کو خبر پہونچی کہ ایرج نوجوان کا بھی پتا نہین چوتھی صبح کو نور الدہر کے غائب
ہو جانے کا حال معلوم ہوا یہان تک کہ ہر روز ایک سردار غائب ہوتا تھا بعد آٹھ روز
گذر جانے کے دو دو سردار غائب ہونے لگے یہان تک کہ بیس یا تیس روز مین چالیس
پچاس سرداران نامی غائب ہو گئے امیر ثانی عیارون پر تاکید کر رہے ہین عیار روز جاتے
ہین اور چہار جانب صحرا اور کوہ مین ہر جگہ تلاش کرتے ہین مگر پتا نہین چلتا آخر کار
چار عیارون نے یہ مشورہ کیا کہ رہنا لشکر مین مناسب نہین معلوم ہوتا ورنہ پتا لگنا
مشکل ہو جائے گا یہ سوچ کر قران ثانی رشیر جنگ بن عمرو و شاپور شیر دل اور برق
ثانی یہ چار عیار جانب صحرا روانہ ہوے اور صحرا مین رہنا اختیار کیا ہر چہار جانب
تلاش کرتے ہین شب کو اک درخت پر مچان باندھ لیا ہی اسی پر بسر کرتے ہین انکو بھی کئی روز

گذر گئے آخر یہ راے قرار پائی کہ دن کو چوپایے بنکر گشت لگایا کرین اب یہ کیفیت ہوئی کہ
قران ثانی نے اپنے جسم پر کھال کرگدن سیاہ کی چڑھائی اور برق ثانی آہو بنا اور
شبرنگ بن عمرو نے ہیئت اپنی اک نیندوے کی بنائی شاپور شیر دل نے بیر کی کھال
پہنی اور ہر ایک جھاڑی جھنڈنی کو دیکھنا شروع کیا حسب اتفاق یہ سب علیحدہ علیحدہ
پھر رہے ہین کہ اک جھاڑی مین سے اک آدمی نے سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھا اور آواز دی
کہ کوئی نہین ہے یہ کہکر وہ تو غائب ہو گیا لیکن ایک اور ساحر سیاہ فام جوگیون کی سی ہیئت
بنائے ہوے دونون شانون پر دو پر نکلکر چشمے پر آیا نہایا جب شام کا وقت ہوا غلطک مارکر
ہیئت اپنی اک عقاب کی بنائی اور اوڑکر چلا گیا یہ رنگ چارون عیار مختلف مقامات سے
دیکھ رہے تھے اب یہ منتظر بیٹھے تھے کہ دیکھیے آج کس کو گرفتار کرکے لاتا ہے اور قیدیون کو رکھتا
کہان ہے کہ اب رات ہو گئی شب ماہ ہے تارے چھٹکے ہوے ہین جس وقت آدھی رات گذری
بالاے آسمان اک لکہ ابر حقیقت نمودار ہوا جس وقت زمین پر آیا دیکھا کہ وہی عقاب اک شخص
کو نیچے مین دبائے ہوے آیا اور زمین پر اُتر کر ہیئت اصلی پیدا کی اور جس کو گرفتار کرکے
لایا تھا اُس سے کہا کہ کیون تیرا ہی نام قمہور دیو پرور ہے اُس نے کہا ہان مین ہی ہون
کہا چل تجھے تیرے عزیزون پاس پہونچا دون اب جس روز حمزہ ثانی کو گرفتار کرکے لاؤنگا
اُس روز تم سب کو قتل کرونگا یہ کہتے ہی قمہور دیو پرور کو اپنے ساتھ لیے ہوے جو اک تختہ سنبل
سامنے لگا ہوا تھا اُسمین داخل ہو کر غائب ہو گیا صبح کو عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ کیا
کرنا چاہیے برق ثانی کی یہ صلاح ٹھہری کہ مین ہرن بنکر بھاگونگا اور شاپور شیر دل
سے کہا کہ آپ شیر بنکر میرا تعاقب کیجیے گا مین اسی تختہ سنبل مین پوشیدہ ہو جاؤنگا آپ پلٹ جائیے گا
پھر وہان پہونچکر دیکھا جائیگا سب نے اس راے کو پسند کیا اور صبح کے وقت برق ثانی آہو بنکر
بھاگا اور شاپور شیر دل نے شیر بنکر اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے جس وقت برق ثانی قریب تختہ
سنبل کے پہونچا کچھ کوے اوڑے اور ان کوون نے آواز دی کہ عیاران اسلام جانور بنے
ہوے آتے ہین اُس آواز کے ساتھ ہی دو پنجے گرے اور دونون کو لے گئے یہ حال دیکھکر قران
ثانی اور شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ جس وقت یہ ساحر نہانے کو چشمے پر
جائے اُس وقت کوئی عیاری کرنا چاہیے شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ وہ جو نکلکر آواز دیتا ہے پہلے
اُسکی خبر لینا مناسب ہے قران ثانی نے کہا کہ مین چشمے پر جاتا ہون تم جھاڑی پاس رہو
اب ساتھ ساتھ رہنا ٹھیک نہین ہے ورنہ ہم تم دونون گرفتار ہو جائینگے شبرنگ بن عمرو نے
یہ راے پسند کی اور بصورت گرگ بنکر جھاڑی کے پاس بیٹھ رہا اور قران ثانی نے صورت
اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کچھ دیر پہلے سے جاکر کنارے چشمے کے بیٹھ رہے لیکن حال بہتر شاپور
شیر دل و برق ثانی کا سنیے کہ جس وقت انکی آنکھ کھلی تو اپنے کو اک صحرا مین دیکھا کہ ہزارہا
نخل ارنڈ کے لگے ہوے ہین اور ہر ایک سردار ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے نہ ہاتھون
مین ہتھکڑیان ہین نہ پاؤن مین بیڑیان ہین ایک جانب اک بنگلہ بنا ہوا ہے اُس مین چار ساحر

بیٹھے ہوے ہین اورباہم باتین کر رہے ہین اپنے کو بھی ایک ایک درخت کے نیچے دیکھا اٹھکر چلنے
کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہی مجبور ہوکر بیٹھ رہے جب دوسرا دن ہوا اور شام
کا وقت قریب پہونچا تو اُن ساحرون مین باتین ہونے لگین کہ اب کس کو لانا چاہیے ایک نے کہا کہ
بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لے آؤ کہ فرصت ہو جاتے یہ سب بے موت مرجائینگے نہین تو
آتشباری برف باری کرکے کام انکا تمام کردینگے ورنہ یہ سمجھ لو کہ سب گرفتار ہوگئے اور حمزہ ثانی
نہ گرفتار ہوا جب بھی کھٹکا لگا ہوا ہی کیونکہ حمزہ ثانی ہلاک باطل السحر ہی اگر یہانتک کسی صورت
سے آگیا تو یہ طلسمی کارخانہ بگڑ جاے گا اور اسی وقت سب چھوٹ جائینگے ہر چند کہ ہم نے اس کے
اخفا کی کوشش بہت کچھ کی ہی مگر شاید نکلتے وقت کوئی عیار پوشیدہ ہو جیسے یہ دونون شیر و آہو
بنکر آئے تھے غرض کہ یہی راے ٹھہری کہ آج بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لانا چاہیئے یہ
صلاح کرکے دو ساحر اُٹھے اور ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا روانہ ہوے یہان یہ
دونون عیار مضطرب ہین دل مین کہتے ہین کہ بُرے پھنسے عیاری نہ بن پڑی بھید کھل گیا لیکن
وہان شبرنگ بن عمرو گرگ بنا ہوا بیٹھا ہی تھا جیسے ہی حسب عادت اس ساحر نے جھاڑی مین
سے سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا گرگ کھڑے ہوکر خاک اوڑانے لگا اسنے آواز دی کہ کوئی
نہین ہی جانے مگر اک جانور ہی اسے مین دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کچھ رائی سرسون کے دانے ہاتھ مین
لیکر پڑھنے لگا گرگ نے اک بقہ گرد کا منھ پر کھینچ مارا بس گرد دماغ تک سرایت کرگئی اور یہ چھینک
مار کر گرا شبرنگ بن عمرو نے جلدی سے خنجر مار دیا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام جھاڑی مین آگ
لگ گئی اور آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من صرصر جادو
بود بس اسکے مرتے ہی صفیر جادو کو خبر ہو گئی لیکن گرگ بھاگا جوگی نے نکلکر گرگ کو بھاگتے دیکھکر
گیر کی آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے بس آواز دی کہ اب تو بھی صحرا مین اسی طرح بیٹھا رہ
یا تو کوئی درندہ آکر تجھ سے سمجھ لے گا یا تو بھوکون کے مارے مرجائیگا بعد اسکے نہانے کی غرض سے
طرف چشمے کے روانہ ہوا حسب اتفاق ادھر عمرو ثانی کا گذر ہوا گرگ کو دیکھکر کچھ آپ جھجکے تھے
کہ گرگ نے آواز دی کہ یہان آیئے مین آدمی ہون عمرو ثانی آواز شبرنگ کی پہچان کر قریب
آئے اور کہا کہ یہی سکن اُن ساحرون کا ہی جو گرفتار کر لاتے ہین سردارون کو شبرنگ
نے کہا کہ ہان ایک کو مین نے مارا ہی اور ایک چشمے کی جانب گیا ہی وہان بھائی قران ثانی ہین
دیکھیے اگر عیاری بن پڑی تو اسے بھی مارا ورنہ جو کچھ ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اچھا تو مین جاتا ہون
میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا یہ کہکر ایک جانب روانہ ہوے اور اک گوشے مین
گھات سے کھڑے ہو رہے یہان جیسے ہی یہ جوگی چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اک اور بھی شخص نہا رہا ہی
اسنے بطور کفار سلام کرکے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے جواب دیا کہ میرا نام عفریت جادو ہی تمھارا نام
کیا ہی اسنے کہا کہ مجکو صفیر جادو کہتے ہین عفریت جادو نے کہا کہ تمھارے ہاتھ پاؤن
تو بہت تیار ہین کچھ کشتی وغیرہ کا بھی شوق ہی صفیر جادو ہنسا اور کہا کہ ہان ہم چار
بھائی تھے جس مین ایک آج مارا گیا خدا برا کرے عیاران اسلام کا کہ انھون نے اُسکو مارا

اب دو اور ہین اور مین ہون سب کو کشتی کا شوق ہو لیکن مین سب سے زبردست ہون اور اکیلا اُن
سب کو زور دلاتا ہون اور تمام حالات اُسنے گرفتاری سرداران اسلام کے بیان کئے عفریت
جادو اُٹھ کر گلے ملا اور کہا کہ کیا دل ٹھنڈا کیا ہو تمنے مین بھی انھین سب کا ستایا ہوا ہون
تمھارے تو باپ ہاویل جادو کو فقط مارا میرا تو تمام گھر انھون نے تاراج کردیا شمش
جادو کو جو خداوند ساحران اور میرے ماموں ہوتے تھے اُنکو مارا اب مین نے ایک جگہ کا
قیام ترک کردیا اور صحرا بصحرا پھرا کرتا ہون لیکن اب جی یہ چاہتا ہو کہ ہم تم ایک جگہ رہ کر
ان خدا پرستون کا کام تمام کرین جوگی نے کہا کہ بہتر ہو اور نہانے مین مشغول ہوا بس جیسے
ہی صفیر جادو نے غوطہ لگا کر اُبھرنے کا ارادہ کیا عفریت جادو نے نعرہ کیا کہ منم قران
ثانی اور اُبھرتے وقت لغدہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ پانی مین تلاطم ہوا
بیرون نے خاک اُڑا کر شور کیا کہ کشتی مرا نام من صفیر جادو بود قران ثانی کو معلوم تھا کہ
اس کے مرتے ہی دونون بھائی اسکے ضرور آوینگے بھاگا لیکن وہان اسکے مرتے ہی سنبلستان
مین آگ لگ گئی اور صحرا کو جسقدر بند کردیا تھا سب معلوم ہونے لگا شبرنگ بن عمرو کے
پاؤن زمین نے چھوڑے یہ دونون بھاگے لیکن حریر جادو و محریر جادو نے دیکھا کہ
دونون بھائی مارے گئے اور دونون عیار بھاگے ہوے چلے جاتے ہین یہ دونون اُٹھکر
دوڑے اور قریب پہونچتے ہی گیر کی آواز دیکر دونون کو پکڑ لیا او سلاکر اسی طرح قید کیا اب
باہم یہ مشورہ ہوا کہ انتظار کرنا اچھا نہین جسکو پاؤ قتل کر ڈالو بہتر یہ ہو کہ ان سب کو مار کر طرف
لشکر اسلام کے چلو اور خلاصہ مقابلہ کرو یہ ارادہ کر کے ایک تلوار کھینچ کر شاپور شیردل کے
سر پر آیا چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے شاپور شیردل نے بلک کر دعا کی بس غیب سے ایک پتھر آکر کلائی پر پڑا
کہ ہاتھ سے خنجر گر پڑا اگٹہ ٹوٹ گیا اور یہ جھونک کھا کر آگے شاپور شیردل کے گرا بس اسکا
گرنا تھا کہ شاپور شیردل نے جلدی سے وہی خنجر اسکی گردن مین مار دیا حریر جادو پھڑکنے لگا
محریر جادو جسکی قید مین سب تھے اسنے دیکھا کہ یہ تو آفت آسمانی معلوم ہوتی ہو اسنے پر پرواز
پیدا کر کے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایک پتھر اسکے سر پر پڑا یہ تیورا کر زمین پر گرا گرتا تھا کہ پہلو سے
نکل کے عمرو ثانی نے نعرہ کیا اور آکر اسے بھی ذبح کر ڈالا یہ دونون پھڑکنے لگے اژدہون
مین آگ لگ گئی سب سردار قید سے چھوٹے چارون ساحر مارے گئے جب یہ دونون بھی
پھڑکتے پھڑکتے سرد ہوگئے آوازین پیدا ہوئین کہ حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ
رسیدیم کشتی مرا نام من حریر جادو و محریر جادو بود عمرو ثانی سب عیارون اور سردارون
کو ہمراہ لیکر جانب لشکر روانہ ہوے یہان امیر ثانی منتظر تھے اور رو رہے تھے کہ جب سے
عیار گئے ہین آج کئی روز ہوے کہ کسی کا پتا نہین خدا جانے اُنپر کیا گذری شب ہوئی کوئی
دس بجے ہونگے کہ عمرو ثانی مع سب سردارون اور عیارون کے سر جادوگرون کے لیے
ہوے پہونچے صاحبقران ثانی نے سب کو گلے سے لگایا عمرو ثانی کو اور ان چارون عیارون
کو بہت کچھ انعام واکرام مرحمت فرما کر پھر جشن کا حکم دیا اور تیاری ہونے لگی تیسرے روز سے

پھر جشن شروع ہوا ایسا تنک کہ چالیس روز تک برابر جشن رہا آخر روز بہت بڑا جشن ہوا اور اُس جشن مین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے فرمایا کہ آج تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہے عمرو ثانی حسب ارشاد گانے کو بیٹھے جوڑی ہفت پیوندی نے کی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کی ایسی ایسی چیزین بجائین کہ سب جھومنے لگے گویون نے کان پکڑے کہ ہمنے ایسے عطائی نہین دیکھے کہ ہم لوگون پر بھی فوق رکھتے ہین ہر در و دیوار سے سُر کی آواز آتی تھی بعد اسکے امیر ثانی کی فرمایش سے عمرو ثانی نے گانا شروع کیا اور نی ہاتھ سے رکھکر لحن داؤدی یہ غزل بذوق و شوق شروع کی غزل

کلیجہ دل مین ہنچھا کیا کوئی بے درد ملتا ہے
اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہے
خفا ہو کر ترے پھر بیٹھنے پر دم نکلتا ہے
طریق دلبری پردہ نشینون کا الگ پایا
عدو آسائش عشاق کا ہر رشک ہے اسکا
کسی حسرت بھرے دل کو مقرر آج مل جُولا
ادا سے سامنے اُنکو دم آخر ہی آنا تھا
کہے وہ دلربا کمبخت ہم کہلائین خوش قسمت
مین سہلاتا ہون تلوے دل کو وہ پامال کرتے ہین
وہ ہمکو تھپکر پہلو مین بھی کب چین دیتے مین
مبادا اف ہی کر بیٹھے تو او ظالم غضب ہوگا
وہ دل بیتاب کر دے جسکو شوخی اُنکی نگاہ ہو نکمی
جلال آل جھاوہ دل مین چٹکیان لیتا ہے لیے تو

نکل کر دیکھ لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہے
دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے
ہمارا گردش تقدیر ہی سے کام چلتا ہے
فقط اک ہاتھ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہے
کلیجہ ہو اگر ٹھنڈا تو دل کمبخت جلتا ہے
کہ منھ سے کچھ نہین کہتا وہ جیکا ہاتھ ملتا ہے
قضا کا وقت جب آتا ہے کب ٹالے سے ٹلتا ہے
بدلجاتے ہین یون پہلو مقدر جب بدلتا ہے
کسی کا ہاتھ چلتا ہے کسی کا پاؤن چلتا ہے
پھڑکتا ہے کلیجہ ہر ادا پر دم نکلتا ہے
بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھ منھ سے نکلتا ہے
کہین رونے سے رکتا ہے سنبھالے سے سنبھلتا ہے
ہمارا غم غلط ہوتا ہے اُس کا جی بہلتا ہے

اسکے بعد یہ حالت تھی کہ ہر شخص کی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور کوئی اپنے ہوش مین نہ تھا الغرض صبح کو جشن تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا نماز صبح کی پڑھ پڑھ کر سو رہے دوسرے روز صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ سامان سفر درست کرو اور بیابان کا بادشاہ ارغوان شاہ دریا باری کو کیا اور عیارون کو براے دریافت حال روانہ کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال بھاگ کر کسطرف گئے ہین اسی جگہ دفتر تورج نامہ تمام ہوتا ہے واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ قبل لکھے جانے اس جلد کے چونکہ ارادہ نہ تھا کہ دوسری جلد بھی تحریر کیجائیگی بنابر اسکے جلد اول کا جوڑ لعل نامہ سے ملا دیا گیا تھا مگر ازبسکہ آپنے قدردانی فرمائی اور دوسری جلد بھی طلب کی لہذا حسب الحکم ہم نے اس جلد کو بھی ختم کیا اب ناظرین اُس جوڑ کو جو تورج نامہ جلد اول مین تحریر ہے اسی کا جوڑ سمجھین کہ بعد جشن امیر ثانی کو خبر معلوم ہوئی کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ بھاگ کر طرف سبائل کے گئے ہین اور زمرد ثانی نے خروج کیا ہے سبائل پر لشکر کشی کی ہے اور جدائل خان ہندی نواسا لندھور کا ساتھ ہے لہذا اسلیے یہان سے لندھور روانہ ہوے ہین اور بعد تشریف لیجاتے لندھور بن سعدان گرد کے پیش خیمہ

امیر ثانی کاروانہ ہوتا ہے اور خود بھی مع سرداران لشکر اسلام طرف سبائل کے روانہ ہوتے
ہین اور حال نقابدار گوہر پوش کا طلسم آبگینۂ سلیمانی مین معلوم ہوگا جو لعبد لعل نامے
کے ہے اگر ناظرین با تمکین قدر دانی فرمائین گے تو ہم اُس طلسم کو بھی جو مشکل دفتر کے ہے اسی
وجہ سے دوسرا نام اُس کا آفتاب شجاعت رکھ دیا ہے تحریر کرین گے لڑائیان اُسکی اور طلسم
قابل دید ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
ابن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان بن امیر
حمزۂ عالیشان طلسم آبگینہ پر پہونچے ہین اور ایک دربند اُسکا فتح کرکے ملکہ ناوک فگن مالک
دربند سے کو نام اُس دربند کا صنم کدۂ آذری تھا عقد کیا ملکہ برائے فاتحہ اپنے باپ کی قبر پر لائی وہان
سے بدیع الملک کو ایک لوح اور اسم اعظم حاصل ہوا اور ایک وصیت نامہ ملا جس مین لکھا
ہوا تھا کہ ای بدیع الملک آگاہ ہو کر بعد فتح کرتے صنم کدۂ آذری کے آگے بڑھنے کا
قصد نہ کرنا کیونکہ فتاح اسکا وہ لڑکا ہوگا جو ملکہ کے بطن سے پیدا ہوگا وہی میرے خون کا بدلا
لے گا نام اسکا رفیع البخت رکھنا چاہیے بدیع الملک ان اشیاء کے ملنے سے بہت خوش
ہوے اور ہمراہ ملکہ ناوک فگن کے واپس آئے اور آگے بڑھنے کا قصد نہ کیا
انشاء اللہ یہ دفتر جس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائین گے لطف اُٹھائینگے اور اس دفتر مین
شاہزادہ بدیع الملک کی صاحبقرانی ہے والسلام - دفتر تورج نامہ جلد دوم بھی بفضل خدا سے
حسب قدردانی ناظرین با تمکین تمام ہوا

تمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین کتاب تورج نامہ جلد دوم کہ داستانہائے رنگین
او رمضامین دلچسپ و خاطر نشین سے آراستہ و پیراستہ ہے جسمین فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہے
اور تناسب الفاظ و عیاریہاے دلپسند و فرحت بخش نے دلون پر اپنے حسن قبول کا رنگ جما دیا ہے
از تالیفات قصہ خوان بذلہ سنج فصیح البیان و داستان گوئی شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب
و تصحیح و ترتیب مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم بماہ جون ۱۹۲۷ء بار دوم بسرپرستی و
حسب ایماے عالیجناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ
مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوکر روشنی بخش چشم نظارگیان و
نقل محفل نازک خیالان و نور افزاے دیدۂ منتظران ہوئی فقط

نام کتاب	قیمت
جلد چہارم طلسم ہوشربا	للعہ
جلد پنجم " اسکے دو حصہ کیے گئے ہین	
جلد پنجم حصہ اول	سے ر
جلد پنجم حصہ دوم	سے ر
جلد ششم طلسم ہوشربا	للعہ
جلد ہفتم طلسم ہوشربا	للعہ
صندلی نامہ ۔ اسمین شہر فرعونیہ کی تباہی کے نہایت دل گداز اور بجید درد ناک حالات کا بیان ہے ۔ خداوند لقا کی گرفتاری کا حال کفر کے حرکات پر مسلمانون کے غیظ وغضب اور ناراضگی کا اظہار چار سو بیٹون اور دو سو بیٹیون کے باپ کی کیفیت باغ ارم کی سیر شادیون کے جلوس حج کعبہ کی نیت وغیرہ غرضکہ اس کتاب مین جو داستان ہے وہ لاجواب ہے	سے ر
لعل نامہ ۔ اسکی دو جلدین ہین جنمین نہایت ہی عجیب وغریب داستانین ہین جو جو معرکے ہو چکے ہین اور جنمین کافر مقتول اور مجروح ہو چکے ہین اُن کی ولادین نکلتی ہین اور اپنے باپ بھائیون وغیرہ اعزا کے بدلہ لینے کو تیار ہوکر برسر پیکار آتے ہین ۔ درمیان مین جو عشقیہ داستانین آتی ہین اور ہجر و وصل کے خوشنما سین جادوگرون کے بہت سے خداؤن کا جمع ہونا اور امیر العین کا دربار رسول خدا مین حاضر ہونا اور جنگ اُحد مین شہید ہو جانا یہ سب حالات پہلی جلد مین ہین ۔	عہ ر
لعل نامہ ۔ دوسری جلد مین صاحبقران ثانی کی روانگی ہوتی ہے اور لشکر کی شوکت طلسم خونخوار کے پیچدار راستے اور فتوحات طلسم فیروز زمین مدد طلب کرنا امیر العین اور صحرا ۔ ۔ کاج باج اور آتشزدگی کا نہایت ۔ [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ محدہ مین فراسیاب	

نام کتاب	قیمت
جب قتل ہو چکا ہے تو اسکے بعد جو جو واقعے اور جو جو داستانین پیش آئی ہین اور جو جو کفار نئے نکلے ہین اور انھون نے غدر مچایا ہے ملکہ مہ رخ سحر چشم نے اپنی عجیب وغریب اور پر زور جادو کے ذریعہ سے جو جو ظلم ڈھائے ہین عیارون نے جو اُن کے جوابات دیے ہین اُن سب کا نہایت رنگین عبارت مین بیان ہے ۔ درمیان درمیان مین جو نظمین لکھی ہین وہ سب بھی نہایت دلکش اور دلچسپ ہین	عمر
بقیہ طلسم ہوش ربا جلد دوم ۔ جادوگر عیارون وغیرہ سے مغلوب ہو جاتے ہین مگر عین وقت پر اُن کو دوسرے بڑے بڑے جادوگرون کی مدد پہونچ جاتی ہے ۔ لشکر ہور رخ سے زیادہ ہوتا ہے اور جادوگر اپنے جادو کے ذریعہ سے آگ برساتے ہین ۔ کتنے ہی جادوگر جو لشکر اسلام مین گرفتار ہین وہ رہا ہو جاتے ہین ملکہ نادرہ گل پیرہن ۔ وشور انگیز وسہیل کاکل دراز کی نہایت ہی عجیب داستانین ہین ۔	سے ر
دفتر آفتاب شجاعت جلد اول ۔ یہ سب داستانین بالکل ہی نئی ہین لعل نامہ کی دوسری جلد سے اسکا سلسلہ ملتا ہے ۔ خانہ کعبہ کی طرف صاحبقران کی روانگی اور پہلوانون کے دنگل کی کیفیت خزانہ طلسمی کے ملنے کا حال اور شاہانہ جشن کی رنگینیں دکھائی گئی ہین	صہ ر
دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم ۔ اس مین ایک زبردست جادوگر پیدا ہوتا ہے اور اپنے سحر کے ذریعہ جادوگری کو ترقی دیتا ہے ۔ مصورون کی سحر کاریان اور متفرق داستانونکا بیان	ے ر
دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم ۔ وحدانیت [illegible] صفانہ اور فلسفیانہ گفتگو عیارون کا جھگڑا ۔ کفار کا ایمان لانا ۔ دریا ۔ خاور کا ایک پوشیدہ بانکا ۔ د ۔ اسکے مدو جزر کی کیفیات ڈوبنے والون کی مصیبتین	

نام کتاب	قیمت
اسم اعظم کے کرشمے نہایت عمدہ اور نہایت مرغوب اور رنگین داستان	۷/
دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم۔ ایک بردست جادوگر کا شکست فاش کھاکر ایک طلسم کی طرف بھاگ جانا۔ صاحبقران بدیع الملک کے لشکر کا جاہ وجلال نہایت ہی پرفضا جنگل کا خوشنما سین۔ شاہون پریزادون کی جنگ ازدرت جادوگر کے سحر کے کرشمے مسلمانون کے لشکر کے مصائب بے پایان کوہ قاف کے پریزادون کی لڑائیان اور طرح طرح کی عشقیہ داستانین	للعہ/
دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم۔ اس کے دو حصہ کئے گئے ہین پہلے حصہ مین نقابداران قات اور رایرج نوجوان کی کیفیت ایک مضبوط اور زبردست دروازے کا حال۔ ابلق سوار اور طلسم باطن اور ظاہر وغیرہ کی کیفیت اس کی ہر ایک داستان لاجواب اور ہر بیان نہایت ہی دلچسپ ہے۔	صہ
دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصہ دوم۔ شاہزادہ بدیع الملک کے لڑکے کی بہادری کے حیرت انگیز نمونے اور کارنامے طلسمون کا ٹوٹ جانا۔ جادوگرون سے زبردست مقابلہ دریا۔ اور دریا بار جادوگر کا حال۔ محبوب کاکل کشا کی داستان اور شاہزادے کے عشق و محبت کے بیحد دلچسپ اور قابل قدر افسانے کئی زبردست زبردست پہلوانون اور حسین پریزادون کی شجاعت اور حسن کے نمونے۔	صہ
گلستان باختر۔ آفتاب شجاعت کے پانچوین دفتر سے انکا سلسلہ ملتا ہے اس کے تین حصہ ہین مگر تینون لاجواب اور بے مثل ہین بہت سی ماسبق داستانون کا یہ نچوڑ ہے اور اسی سے نتیجہ نکلتا ہے۔	
حصہ اول	
حصہ دوم	۱۴/
حصہ سوم	للعہ/

نام کتاب	قیمت
طلسم ہفت پیکر۔ منقسم برسہ جلد جلد اول	۱۲/عہ
" جلد دوم	سے/
" جلد سوم	للعہ
طلسم نوخیز جمشیدی منقسم برسہ جلد جلد اول	۱۲/عہ
ایضاً جلد دوم	۱۲/عہ
" جلد سوم	بعہ
طلسم خیال سکندری۔ منقسم برسہ جلد	بیعہ
طلسم زعفران زار سلیمانی جلد اول	سے/
ایضاً جلد دوم	۱۲/عہ
طلسم فصاحت	۱۲/
طلسم نارنج	۱۲/
ترجمہ اردو ابن سن کروسو	۱۱/
بوستان خیال جلد دوم دوحۃ الابصار ترجمہ معز الدین ملہم	صہ
" سوم ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	للعہ/
" چہارم شمس النہار ترجمہ بخورشید نامہ	لعہ/
" پنجم مطلع الانوار	سے/
" ششم۔ موسوم بہ خزینۃ الاسرار	بعہ
" ہفتم مسمی بہ نور الانوار	بعہ
" ہشتم۔ موسوم بہ مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ	۷/
" نہم مسمی بہ تفریح الاحرار	للعہ/
الف لیلہ۔ باتصویر کامل ہر چہار جلد کاغذ سفید	عہ
کاغذ خاکی	عہ
الف لیلہ نظم۔ کامل	عہ
فسانہ عجائب متوسط قلم	۸/
بلا تصویر خفی قلم	۱۴/
" انگر [illegible]	عہ
[illegible]	
منیجر [illegible]	